

سورة التوبة

اطلاعی۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ دار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطبوعہ ہر ایک خانہ کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے خائفانِ اصلی حالات کتب معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے پیش ہیج کے دو صفحوں میں بعض کتب فقہ و غیرہ درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہو اس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب فقہ اردو

غایۃ الما و طار۔ ترجمہ اردو در فقہ عربی
ترجمہ مولوی خرم علی و مولوی محمد احسن کامل
چار جلد میں۔

راہِ نیات۔ از مولوی محمد علی۔ مسائل نماز و
روزہ و طریقہ نکاح و طلاق و خطبہ و صلح۔
مفتاح الحجۃ۔ از مولوی کریم علی خرم علی
حقیقۃ الصلوٰۃ۔ مع مسائل بے شمار از
مولوی عبداللہ۔

کشف الکاحیات۔ ترجمہ اردو مالا بدست
از مولوی محمد نور الدین۔

چراغِ مسئلہ شامل ہفت رسائل۔ (۱) ہر روز
(۲) مسائل گایہ۔ (۳) مسند دینی مسئلہ۔
(۴) مساجد بڑا گاہ باری تبارک۔ (۵) طلیہ
شریعت۔ (۶) نورنامہ۔ (۷) چیل مسائل۔

مولفہ مولوی محمد امجد الدین عبدالسلام۔

شیخ محمدی تنظیم مسائل فقہیہ از مولوی محمد

محمد عارفی۔

تفسیر النکاحین۔ مسائل و فقہیہ از مولوی محمد

محمد عارفی۔

نور الہدایہ۔ ترجمہ اردو در شرح وقایہ ہر چار جلد
کامل از مولوی وحید الزمان۔

ایضاً۔ جلدین اولین عبادات میں۔

ایضاً۔ جلدین اخیرین معاملات میں۔

کتر الدقائق۔ اردو سے بہتختہ الجمع از مولوی
محمد سبحان۔

چیل مسائل فقہ۔ از مولوی محمد اسلم حسین
بکھری۔

شرکت المسائل۔ معروف بہ جواہر الشریعہ
از مولوی اشرف علی خان۔

رسالہ تجنیذ و تکفین منبت۔ از محمد عمر۔

حسن الرأی۔ مولفہ حافظ غلام محمد خوش

رئیس مقام تربتالی۔ جامع و آداب و عفت گوئی
معاوی در کام آداب و عفت پیردہی خصوصیت
فقہ میں مفید اور کثیر المصالح ہے۔

کتب سیر اردو

تفسیر قادری۔ ترجمہ اردو تفسیر سیوطی ترجمہ

مولوی نور الدین صاحب کامل و مطبوعہ میں۔

تفسیر زاد المآثر۔ ترجمہ اردو مولوی محمد

محمد عارفی۔

کتاب الکی۔ کمالیہ از مولوی محمد

محمد عارفی۔

کتاب الکی۔ کمالیہ از مولوی محمد

فہرست ابواب وفصول قتاوی ہندیہ ترجمہ قتاوی عالمگیری جلد سوم حصہ اول

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	کتاب اول بیع کے احکام میں	۵۷	فصل اول - صورت خیاری شرط -
۳	باب اول - بیع کی تعریف اور اسکے رکن و شرائط کے بیان میں -	۵۹	فصل دوسری - عمل خیاری اور اسکے حکم کے بیان میں -
۵	باب دوسرا - کلمات انعقاد بیع کے بیان میں -	۶۳	فصل تیسری - نفاذ بیع میں -
۷	فصل اول - کلمات بیع کے بیان میں -	۶۶	فصل چوتھی - شرط خیاری میں اختلاف -
۱۶	فصل دوسری - جا کر طے کے بیان میں -	۷۸	فصل پانچویں - بعض مبیع میں خیاری شرط کرنا -
۱۸	فصل تیسری - تصرف کے بیان میں -	۸۲	فصل چھٹی - خیاری تعین کے بیان میں -
۲۰	باب تیسرا - ایجاب و قبول میں اختلاف ہونے کے بیان میں -	۸۶	فصل ساتویں - شرط خیاری و اسکی تعین میں اختلاف -
۲۲	باب چوتھا - مبیع کو شن کے واسطے روکنے کے بیان میں -	۸۷	باب ساتواں - خیاری رویت کے بیان میں -
۲۳	فصل اول - مبیع کا روکنا -	۹۵	فصل اول - خیاری رویت کے ثبوت کے بیان میں -
۲۴	فصل دوسری - مبیع کو سپرد کرنے کے بیان میں -	۹۹	فصل دوسری - خیاری کے باطل ہونے میں -
۳۱	فصل تیسری - بلا اجازت بائع کے مبیع پر قبضہ کرنے کے بیان میں -	۱۰۱	فصل تیسری - اندھے اور وکیل کی خرید کے حکام میں -
۳۳	فصل چوتھی - ایسے قبضہ کے بیان میں جو خرید کے قبضہ کے قائم مقام ہوتا ہو -	۱۰۱	باب آٹھواں - خیاری عیب کے بیان میں -
۳۴	فصل پانچویں - مبیع کو دوسری چیز سے ملا دینے وغیرہ کے بیان میں -	۱۰۲	فصل اول - خیاری عیب کے ثبوت میں -
۳۵	فصل چھٹی - مکتبہ تسلیم کے بیان میں -	۱۰۹	فصل دوسری - چوپایوں وغیرہ کے عیب کے بیان میں -
۳۶	باب پانچواں - داخل پذیر و بدو نہ -	۱۱۴	فصل تیسری - چوبیزین عیب کی وجہ سے واپس نہیں ہوتی -
۳۷	فصل اول - دار وغیرہ کی بیع میں -	۱۳۱	فصل چوتھی - عیب کا دعویٰ اور اس میں خصوصیت میں -
۳۸	فصل دوسری - ان چیزوں کے بیان میں جو زمین وغیرہ کی بیع میں داخل ہو جاتی ہیں -	۱۴۶	فصل پانچویں - عیبوں سے برائت کرنے میں -
۵۵	فصل تیسری - جو اشیاء منقولہ زمین کی بیع میں ملاؤں داخل ہو جاتی ہیں -	۱۵۰	فصل چھٹی - عیبوں سے صلح کرنے میں -
۵۷	باب چھٹا - خیاری شرط کے بیان میں -	۱۵۲	فصل ساتویں - وصی و وکیل و مرئیض کی بیع و خرید میں -
		۱۵۸	باب آٹھواں - ان چیزوں میں جنکی بیع جائز و ناجائز ہو -
		۱۶۰	فصل اول - زمین کی بیع بوجہ زمین کے -
		۱۶۵	فصل دوسری - پھلون و انگور کی بیع میں -
		۱۷۱	فصل تیسری - مرہون وغیرہ کی بیع میں -

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۵۶	فصل چوتھی - حیوان ہین کی بیج ہین -	۲۹۹	باب سیم - بیوان - بیوان کے گروہ ہین -
۱۵۹	فصل پانچویں - احرام باندھنے واسلے کے شکار کی بیج ہین -	۳۰۵	فصل - اشارے کے بیان ہین -
۱۸۳	فصل چھٹی - بواور اسکے احکام ہین -	۳۰۹	کتاب العصر
۱۹۰	فصل ساتویں - پانی اور برکت کی بیج ہین -	۳۱۰	باب اول - بیج صرف کی تعریف وغیرہ -
۱۹۲	فصل آٹھویں - بیج یا شن کے نامعلوم ہرے فرسکے بیان ہین -	۳۱۱	باب دوم - ان احکام کے بیان ہین بوجہ تلوذلیہ سے متعلق ہین -
۲۰۲	فصل نویں - بیج باشتناو کے بیان ہین -	۳۱۲	فصل اول - سونے اور چاندی کی بیج ہین -
۲۰۴	فصل دسویں - دو چیزوں کی بیج جنہیں ایک کی بیج جائز نہ ہو -	۳۱۶	فصل دوسری - چاندی جڑی ہوئی کے بیج ہین -
۲۱۰	باب دسواں - ان شرطوں میں جہیں بیج فاسد ہوتی ہو -	۳۱۷	فصل تیسری - پیسوں کی بیج کے بیان ہین -
۲۲۸	باب گیارھواں - بیج غیر جائز کے احکام ہین -	۳۱۹	فصل چوتھی - کانوں وغیرہ کی بیج صرف ہین -
۲۳۲	باب بارھواں - بیج موقوف کے احکام -	۳۲۱	فصل پانچویں - عقد صرف میں قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی چیز کا تلف کرنا -
۲۴۰	باب تیرھواں - اقالہ کے بیان ہین -	۳۲۲	باب تیسرا - تصرفات بعد صرف -
۲۴۲	باب چودھواں - بیج مراجمہ اور تولیہ وضیہ کے بیان ہین -	۳۲۳	فصل اول - قبضہ سے پہلے تصرف -
۲۵۱	باب پندرھواں - استحقاق کے بیان ہین -	۳۲۳	فصل دوسری - بیج صرف میں مراجمہ -
۲۵۴	باب سولھواں - شمن میں زیادتی دہی کے بیان ہین -	۳۲۴	فصل تیسری - بیج صرف میں زیادتی -
۲۶۱	باب سترھواں - بیج پر روضی وغیرہ -	۳۲۶	فصل چوتھی - بیج صرف میں صلح -
۲۶۶	باب اٹھارھواں - بیج سلم -	۳۲۸	باب چوتھا - بیج صرف کے اقسام خیار -
۲۶۹	فصل اول - سلم کی تفسیر و شرائط وغیرہ ہین -		باب پانچواں - عقد صرف کے احکام جو عاقدین سے متعلق ہین -
۲۶۹	فصل دوسری - جنہیں سلم جائز و ناجائز ہو -	۳۳۰	فصل اول - مرض میں بیج صرف -
۲۷۴	فصل تیسری - راس المال و مسلم فیہ پر قبضہ کرنا -	۳۳۱	فصل دوسری - مملوک و قراہی کے ساتھ بیج صرف کرنا -
۲۸۰	فصل چوتھی - رب اسلم و سلم الیہ کے درمیان اختلاف کرنا -	۳۳۵	فصل تیسری - بیج صرف میں وکالت -
۲۸۵	فصل پانچویں - بیج سلم میں اقالہ و صلح و خیار عیب -	۳۳۹	فصل چوتھی - بیج صرف میں رہن و حوالہ وغیرہ -
۲۸۸	فصل چھٹی - بیج سلم میں وکیل کرنا -	۳۴۰	فصل پانچویں - عصب و ولایت میں بیج -
۲۹۱	باب تیسواں - قرض لینے اور کوئی چیز نہ لینے کے بیان ہین -	۳۴۱	فصل چھٹی - دارالحرب میں بیج صرف کرنا -
		۳۴۲	باب چھٹا - متفرقات میں -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۴۴	کتاب الکفالت	۴۲۵	باب دسواں - الفاظ حکم -
۳۴۵	باب اول - کفالت کی تعریف وغیرہ -	۴۲۸	باب گیارھواں - عدوی و شعیہ -
۳۴۸	باب دوم - کفالت کے الفاظ -	۴۳۲	باب بارھواں - فیصلہ بعلم قاضی -
۳۵۱	فصل اول - الفاظ کفالت -	۴۳۳	باب تیرھواں - نسیان قاضی و گواہ -
۳۵۲	فصل دوسری - نفس اور مال کی کفالت -	۴۳۴	باب چودھواں - قضاء ناحق -
۳۵۳	فصل تیسری - کفالت سے بری ہونا -	۴۳۵	باب پندرھواں - قاضی کے افعال و اقوال -
۳۵۴	فصل چوتھی - واپس لینا -	۴۳۹	باب سولھواں - قبضہ کا غذات قاضی معزول -
۳۵۵	فصل پانچویں - تعلیق و تعلیل میں -	۴۴۳	باب سترھواں - فیصلہ گواہی دروغ -
۳۵۶	باب تیسرا - دعوی و خصوصیت -	۴۴۴	باب اٹھارھواں - حکم قاضی خلاف اعتقاد -
۳۵۷	باب چوتھا - دو شخصوں کی کفالت -	۴۴۸	باب انیسواں - مسائل اجتہادی میں -
۳۵۸	باب پانچواں - کفالت غلام و ذمی -	۴۵۱	باب بیسواں - قضا جائز و ناجائز -
۳۸۹	کتاب الحوالہ	۴۶۳	باب اکیسواں - جرح و تعدیل -
۳۹۰	باب اول - حوالہ کی تعریف وغیرہ -	۴۶۵	باب بائیسواں - عادل کو سپرد کرنا -
۳۹۱	باب دوسرا - حوالہ کی تقسیم -	۴۶۶	باب تیسواں - خط قاضی بجا نبی قاضی -
۳۹۲	باب تیسرا - حوالہ میں دعوی و شہادت کے بیان میں -	۴۸۷	باب چوبیسواں - حکم مقرر کرنا -
۴۰۰	کتاب ادب القاضی	۴۹۲	باب پچیسواں - اثبات و کالت وغیرہ -
۴۰۱	باب اول - معنی ادب و قضاء -	۵۰۱	باب چھبیسواں - قید و دامنگیری -
۴۰۲	باب دوسرا - قاضی ہونا اختیار کرنا -	۵۰۸	باب ستائیسواں - روح حکم قضاء -
۴۰۵	باب تیسرا - دلائل پر عمل کرنا -	۵۱۱	باب اٹھائیسواں - حدود بعد الشہادۃ قبل حکم -
۴۰۸	باب چوتھا - اختلاف علماء -	۵۱۳	باب انیسواں - جنگی حاضری شرط ہو -
۴۰۹	باب پانچواں - قاضی کی تقرری و معزولی -	۵۱۶	باب تیسواں - وصی و قسیم مقرر کرنا -
۴۱۲	باب چھٹا - سلطان و امرا کے احکام -	۵۱۹	باب اکیسواں - قضا رطلے الغائب -
۴۱۳	باب ساتواں - قاضی کی شہادت میں -	۵۲۷	فصل متفرقات میں -
۴۲۱	باب آٹھواں - قاضی کے افعال و صفات -	۵۳۳	کتاب الشہادت
۴۲۳	باب نواں - قاضی کا روزیہ وغیرہ -	۵۳۴	باب اول - شہادت کی تعریف وغیرہ -
		۵۳۵	باب دوسرا - گواہی برداشت کرنا -
		۵۴۲	باب تیسرا - گواہی ادا کرنا اور اسکی ساعت -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۴۳	باب ودان رجوع از گواہی برگواہی۔	۵۴۷	باب چوتھا۔ جنگی گواہی مقبول و نامقبول ہے۔
۶۴۴	باب گدھوان۔ متفرقات۔	۵۴۸	فصل اول۔ جو لوگ گواہی کے لائق نہیں ہیں۔
۶۴۷	کتاب الوکالت	۵۴۸	فصل دوسری۔ جنگی گواہی بسبب فسق کے مقبول نہیں۔
۶۴۷	باب اول۔ وکالت کے شرعی معنی۔	۵۵۲	فصل تیسری۔ جنگی گواہی بسبب نہمت کے مقبول نہیں۔
۶۵۶	فصل وکالت کا اثبات۔	۵۶۸	باب پانچواں۔ گواہی اشیاء محدودہ۔
۶۶۰	باب دسرا۔ وکیل خرید۔	۵۷۱	باب چھٹا۔ گواہی ارث۔
۶۶۸	فصل غیر معین چیز خریدنے کے واسطے وکیل بر کر کرنا۔	۵۷۷	باب ساتواں۔ اختلافات دعویٰ و گواہی۔
۶۷۵	باب تیسرا۔ وکیل بیع۔	۵۷۷	فصل اول۔ دین و قرض کے دعوے میں۔
۶۸۹	باب چھٹا۔ وکیل اجارہ۔	۵۷۹	فصل دوسری۔ املاک کے دعوے میں۔
۶۸۹	فصل ال۔ اجارہ دینا و لینا۔	۵۸۴	فصل تیسری۔ سبب ملک کا دعوے۔
۶۹۲	فصل دوسری۔ مضارب و شریک کو وکیل بر کر کرنا۔	۵۸۶	باب آٹھواں۔ اختلافات گواہی۔
۶۹۳	فصل تیسری۔ بقاعت کے بیان میں۔	۵۹۶	باب نوواں۔ نفی پر گواہی۔
۶۹۵	باب پانچواں۔ رہن میں وکیل کرنا۔	۶۰۰	باب دسواں۔ گواہی کفار۔
۶۹۸	باب چھٹا۔ سفیر محض۔	۶۰۷	باب گیارھواں۔ گواہی پر گواہی۔
۶۹۸	فصل اول۔ وکالت بالذکاح۔	۶۱۱	باب بارھواں۔ جرح و تعدیل میں۔
۶۹۸	فصل دوم۔ وکیل طلاق و خلع۔	۶۱۸	کتاب الرجوع عن الشہادۃ
۷۰۳	باب ساڑاں۔ وکیل خصوصت و صلح۔	۶۱۸	باب اول۔ شہادت کی تفسیر درکن وغیرہ۔
۷۰۸	فصل۔ قضاے قرض میں۔	۶۱۹	باب دوسرا۔ رجوع لبض گواہ۔
۷۱۴	فصل۔ الچی قرضخواہ کا قرضہ وصول کرنا۔	۶۲۰	باب تیسرا۔ رجوع از شہادت مال۔
۷۱۵	فصل۔ قرضہ ادا کرنے کے واسطے وکیل کرنا۔	۶۲۲	باب چوتھا۔ رجوع از بیع وغیرہ۔
۷۱۷	فصل۔ مال میں پر قبضہ کرنے کے وکیل کے احکام میں۔	۶۲۶	باب پانچواں۔ رجوع از نکاح وغیرہ۔
۷۱۹	فصل۔ وکیل صلح کو خصوصت کا اختیار نہیں ہے۔	۶۳۰	باب چھٹا۔ رجوع از آزادی وغیرہ۔
۷۲۳	باب آٹھواں۔ دو شخصوں کو وکیل کرنے کے بیان میں۔	۶۳۱	باب ساتواں۔ رجوع از میراث وغیرہ۔
		۶۳۸	باب آٹھواں۔ رجوع از وصیت۔
		۶۴۱	باب نوواں۔ رجوع از حدود و جرائم۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۳۶	باب اول - وکیل کو کالت سے بری ہو جانے کی صورت میں -	۸۳۶	باب چودھواں - دعویٰ نسب کے بیان میں -
۸۳۷	باب دسواں - متفرقات میں -	۸۳۷	فصل اول - مراتب نسب و اسکے احکام میں -
۸۴۰	کتاب الدعوئے	۸۳۸	فصل دوسری - مشتری و بائع کی دعوت کے بیان میں -
۸۴۱	باب اول - دعویٰ کی تفسیر شرعی درکن و شروط وغیرہ میں -	۸۳۹	فصل تیسری - اہل باندی کے دعویٰ کے بیان میں -
۸۴۱	باب دوسرا - دعویٰ اشیاء بیدہ وغیرہ -	۸۴۰	فصل چوتھی - مشترک باندی کے بچہ کے نسب کے دعویٰ کے بیان میں -
۸۴۲	فصل اول - دین و قرض کا دعویٰ -	۸۴۱	فصل پانچویں - غیر قابض و قابض وغیرہ کی دعوت نسب کے بیان میں -
۸۴۲	فصل دوسری - دعویٰ عین منقول کے بیان میں -	۸۴۲	فصل چھٹی - جوہر و دودھ کے دعویٰ کرنے کے بیان میں -
۸۴۳	فصل تیسری - عفار کے دعویٰ کے بیان میں -	۸۴۳	فصل ساتویں - خیر کی باندی کے بچہ کا بیکار و بیکار کرنا -
۸۴۴	باب تیسرا - قسم کے بیان میں -	۸۴۴	فصل آٹھویں - ولد الزانی دعوت نسب کے بیان میں -
۸۴۵	فصل اول - استحلاف و نکل کے بیان میں -	۸۴۵	فصل نویں - مالک کے اپنی باندی کے بچہ کے دعویٰ نسب کے بیان میں -
۸۴۶	فصل دوسری - کیفیت یمین اور استحلاف کے بیان میں -	۸۴۶	فصل دسویں - بچہ کے نسب کا دوسرا سطلہ اور کرنا -
۸۴۷	باب چوتھا - باہم مخالف میں -	۸۴۷	فصل گیارھویں - تجلیل نسب علی الفیر کے بیان میں -
۸۴۸	باب پانچواں - حاضری مدعی و مدعا علیہ کے بیان میں -	۸۴۸	فصل بارہویں - عورت مطلقہ کے بچہ کے نسب کے بیان میں -
۸۴۹	باب چھٹا - دفع دعویٰ میں -	۸۴۹	فصل تیرھویں - مان و باپ میں سے ایک کے بچہ کی نفی اور دوسرے کے دعویٰ کرنے کے بیان میں -
۸۵۰	باب ساتواں - جواب مدعا علیہ کے بیان میں -	۸۵۰	فصل چودھویں - غلام تاجر و مکاتب کے دعویٰ نسب کے بیان میں -
۸۵۱	باب آٹھواں - تناقض در دعوئے -	۸۵۱	فصل پندرھویں - متفرقات کے بیان میں -
۸۵۲	باب نواں - دو شخصوں کا دعویٰ -	۸۵۲	باب سترھواں - دعویٰ غور کے بیان میں -
۸۵۳	فصل اول - مال میں ہین ملک کا دعویٰ کرنا -	۸۵۳	باب سترھواں - متفرقات کے بیان میں -
۸۵۴	فصل دوسری - مال عین میں بہ سبب ارث یا خرید یا ہبہ کے دعویٰ کرنا -	۸۵۴	کتاب الاقرار
۸۵۵	فصل تیسری - ایک قوم کا مختلف دعویٰ کرنا -	۸۵۵	باب اول - اقرار شرعی کے معنی و درکن و شرط جو اس کے بیان میں -
۸۵۶	فصل چوتھی - قبضہ میں نزاع واقع ہونے کے بیان میں -	۸۵۶	باب دوسرا - صورت اقرار غیر اقرار کے بیان میں -
۸۵۷	باب دسواں - دیوار کے دعویٰ کے بیان میں -	۸۵۷	باب بارہواں - دعویٰ دین کے بیان میں -
۸۵۸	باب گیارھواں - طریق دسیل کے دعویٰ کے بیان میں -	۸۵۸	باب تیرھواں - وکالت و کفالت و حوالہ کے دعویٰ کے بیان میں -
۸۵۹	بیان میں -	۸۵۹	باب بارہواں - دعویٰ دین کے بیان میں -
۸۶۰	باب تیرھواں - وکالت و کفالت و حوالہ کے دعویٰ کے بیان میں -	۸۶۰	باب تیرھواں - وکالت و کفالت و حوالہ کے دعویٰ کے بیان میں -

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۵۱	باب تیسرا۔ تکرار اقرار کے بیان میں۔	۱۰۳۸	باب دوسرا۔ دین سے صلح کرنے کے بیان میں۔
۹۵۳	باب چوتھا۔ جنگ کے واسطے اقرار صحیح ہونے کے بیان میں۔	۱۰۴۳	باب تیسرا۔ مہر و نکاح و طلع سے صلح کے بیان میں۔
۹۵۶	باب پانچواں۔ مجہول شخص کے واسطے اقرار کرنا۔	۱۰۴۷	باب چوتھا۔ ودیعت میں صلح کے بیان میں۔
۹۶۲	باب چھٹا۔ اقرار مریض کے بیان میں۔	۱۰۵۲	باب پانچواں۔ غصب و مرقہ میں صلح کے بیان میں۔
۹۷۴	باب ساتواں۔ اقرار وارث کے بیان میں۔	۱۰۵۶	باب چھٹا۔ عاقل سے صلح کرنے کے بیان میں۔
۹۷۶	باب آٹھواں۔ اختلاف مقرر و مقررہ کے بیان میں۔	۱۰۵۷	باب ساتواں۔ بیع اور سلم میں صلح کے بیان میں۔
۹۸۱	باب نواں۔ کسی شے کے کسی جگہ سے لے لینے کے اقرار کے بیان میں۔	۱۰۶۲	باب آٹھواں۔ عیب و غیار سے صلح کر نیکی کے بیان میں۔
۹۸۲	باب دسواں۔ اقرار میں شرط و اختیار و استثنائے بیان میں۔	۱۰۶۸	باب نواں۔ رقیقت و حریت کے دعوے سے صلح کرنے کے بیان میں۔
۹۹۰	باب گیارھواں۔ اقرار مال موصول کے بیان میں۔	۱۰۶۹	باب دسواں۔ عفار سے صلح کرنے کے بیان میں۔
۹۹۲	باب بارہواں۔ اقرار کو منسوب کرنے کے بیان میں۔	۱۰۷۶	باب گیارھواں۔ قسم میں صلح کے بیان میں۔
۹۹۵	باب تیرھواں۔ اقرار شرکت کے بیان میں۔	۱۰۷۷	باب بارہواں۔ خون اور زخموں سے صلح کے بیان میں۔
۱۰۰۰	باب چودھواں۔ اقرار ابراہ کے بیان میں۔	۱۰۸۴	باب تیرھواں۔ عطیہ میں صلح کرنے کے بیان میں۔
۱۰۰۳	باب پندرھواں۔ نتیجہ کے ساتھ اقرار کرنے کے بیان میں۔	۱۰۸۵	باب چودھواں۔ غیر کی طرف سے صلح کرنے کے بیان میں۔
۱۰۰۹	باب سولھواں۔ اقرار نکاح و طلاق کے بیان میں۔	۱۰۸۷	باب پندرھواں۔ میراث و وصیت میں صلح کرنے کے بیان میں۔
۱۰۱۴	باب اٹھارھواں۔ خرید و فروخت میں اقرار کے بیان میں۔	۱۰۹۸	باب سولھواں۔ مکاتب و غلام و ناجر کی صلح کے بیان میں۔
۱۰۲۱	باب انیسواں۔ اقرار مضارب و شریک کے بیان میں۔	۱۰۹۹	باب سترھواں۔ ذمیوں اور حرمیوں کی صلح کے بیان میں۔
۱۰۲۲	باب بیسواں۔ اقرار وھی بقصد کے بیان میں۔	۱۱۰۰	باب اٹھارھواں۔ صلح باطل ہونے کے بیان میں۔
۱۰۲۷	باب اکیسواں۔ اقرار وراثت یا موصیٰ کے بیان میں۔	۱۱۰۲	باب انیسواں۔ مسائل صلح متعلق باقرار کے بیان میں۔
۱۰۳۰	باب بائیسواں۔ قبل اور جنایت کے اقرار کے بیان میں۔	۱۱۰۴	باب بیسواں۔ بدلہ صلح میں تصرف کے بیان میں۔
۱۰۳۵	باب تیسواں۔ متفرقات میں۔	۱۱۰۸	باب اکیسواں۔ متفرقات میں۔
	کتاب الصلح	۱۱۱	خاتمہ المطبع
	باب اول۔ صلح کی تفسیر و شرائط کے بیان میں۔		

اِذَا اسْرَدَ اللهُ بِعَبْدٍ خَيْرَ اَيُّقُنْهُ فِي الدِّينِ

الحمد لله سبحانه وتعالى الذي قد افاض على عبده جليل عظيم الفيل من ميع مساعل واجكام شرع افتار وقائع انام مارد
مختار دين اسلام حادس احكام دينيه شرعيه باخوذ از نصوص محكمه سنن بنديه احسن للتفتاوى رفقه حقيقيه

(اعنه)

مناوی مشدقہ

ترجمہ

مناوی عالمکامہ

الحمد لله

مترجمہ جامع صناعات رياضيہ عقليہ مناوی مشدقہ من اخذ في وقت اشارات صوفيه ولف تفسير جافل تاويل القرآن اسرار
الغفران اليجر العلماء مولانا السيد آية علي سلمه الله العلي بصرفه خير مطبع اوده اختيار وراحت مولانا جالي قار ترجمہ کر

مطبع نائشکے کو لکھو افع لکھو مین خوب طبع ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمین والصلوة والسلام علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد یہ ترجمہ جلد ثالث فتاویٰ عالمگیری
کاسلیس اردو زبان میں لکھا گیا والدہ تعالیٰ ولی الاتمام وعلیہ التوکل وبہ الاعتصام

کتاب اول بیع کے احکام میں

اور امین میں باب بہن

باب اول بیع کی تعریف اور اسکے رکن اور شرط و حکم و اقسام کے بیان میں۔ واضح ہو کہ رضامندی سے ایک مال کو دوسرے مال کے ساتھ باہم بدلنے لینے کو بیع کہتے ہیں کذا فی الکافی اور رکن بیع کی دو قسم ہیں ایک ایجاب و قبول اور دوسرا غلطی یعنی لینا اور دینا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے اور شرط بیع کی چار قسمیں ہیں ایک شیخ کے منعقد ہونے کی شرط دوسری نافذ ہونے کی تیسری صحیح ہونے کی اور چوتھی لازم ہونے کی پھر منعقد ہونے کی شرط چند طرح پر ہو مگر اسکے منعقد کرنے والے میں ایک یہ چاہیے کہ عاقل اور تیز وار ہو یہ لکھا ہے اور نہایت میں مذکور ہو۔ پس جو رد کا یا کم فعل کہ بیع اور اسکے اثر کو سمجھتا ہو اس کی بیع درست ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے اور دوسرے یہ چاہیے کہ منعقد کرے والا ایک شخص نہ ہو ایک سے زیادہ ہوں اگر دونوں طرف سے ایک ہی شخص ہو گا تو بیع صحیح ہوگی یہ بدلے میں لکھا ہے ورنہ بعضی صورتوں میں اگر دونوں طرف سے ایک ہی شخص نہ کرے تو بھی بیع درست ہوتی ہے اسی واسطے بھرا لائق میں اس حکم سے استثناء کر کے کہا کہ سولے پاپا دوسرے دھبی کے اور قاضی کے کہ یہ لوگ اگر اپنا مال چھوٹے ٹکڑے کے ساتھ فروخت کریں یا اس سے خریدیں تو ہر ایک امین سے دونوں طرف سے عقد کر سکتا ہو مگر دھبی کی بیع میں فی شرط ہو کہ اس میں قبیح کا نفع ظاہر ہو اور سولے پاپا کے کہ ایک ہی الچی دونوں طرف سے بیع کر سکتا ہو اتنی۔ اور عینی شرح بہ امین میں لکھا ہے کہ سولے غلام بھی اپنے مالک کی اجازت سے اپنے آپ کو اس سے خرید سکتا ہو اتنی از مجاہد قدین یہ شرط کہ قبول ایجاب کے موافق ہو جائے پس جیر کو مال نے جتنے کو بیچے کہ کہا اسی چیز کو خریدی اتنے ہی کو

قبول کرے۔ پس اگر مشتری نے بائع کی مخالفت کی خواہ اس طرح کہ جو چیز بائع نے بیچی تھی اسکے سوا دوسری قبول کی یا اسی چیز میں سے تھوڑی سی قبول کی یا بائع نے جس چیز کے عوض بیچی تھی اسکے سوا اور کسی چیز کے عوض قبول کی یا بائع نے جو قبول کیا تھا اُس سے کم پر قبول کی تو بیع منقذ نہ ہوگی لیکن اگر ایجاب مشتری کی طرف سے ہوا اور بائع نے اُس سے کم پر قبول کی یا ایجاب بائع کی طرف سے ہوا اور مشتری نے زیادہ من سے کم قبول کر لی تو بیع منقذ ہو۔ مگر اگر بائع نے وہ زیادتی اسی مجلس میں قبول کر لی تو بیع جائز ہوگی یہ بجز الرائق میں لکھا ہے اور از غلہ ان دونوں چیزوں میں کہ جو ایک دوسری سے بدلی جاوین یہ شرط ہے کہ انکی مالیت قائم ہو پس اگر مالیت معدوم ہو تو بیع منقذ نہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور از غلہ بیع میں یہ شرط ہے کہ موجود ہو پس جو چیز معدوم ہو یا آئین معدوم ہونے کا خوف ہو جیسے کسی جانور کے بچہ کا بچہ یا حیل فروخت کر کے تو بیع منقذ نہ ہوگی یہ بدائع میں لکھا ہے اور بیع میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اپنی ذات میں بھی ملوک ہو اور یہ کہ جو چیز بائع اپنے واسطے فروخت کرتا ہے وہ فروخت کے وقت بائع کی ذاتی ملکیت ہو۔ پس گھانسی کی بیج منقذ نہیں ہوتی اگرچہ ایسی زمین میں ہو جو بائع کی ملکیت ہو ف مترجم کہتا ہے کہ گھانسی سے مراد خود رو گھانسی ہے جو بلا نظام پیدا ہو گئی ہو۔ اور اُس چیز کی بیع بھی منقذ نہیں ہوتی جو فی الحال بائع کی ملکیت نہیں ہے اگرچہ وہ پھر اسکا مالک ہو جائے سول صورت بیع سلم کے اور خصوص کے کہ فاصبتے جو چیز خصب کی تھی اسکو بیع کے پھر اسکا مالک کو ضمان دی تو اسکی بیع نافذ ہو جائیگی یہ بجز الرائق میں لکھا ہے اور بیع میں یہ بھی شرط ہے کہ شرط قیمت و ار چیز ہو اور اسی وقت یا دوسرے وقت مشتری کے سپرد ہو سکتی ہو لکن انی ختم القدر اور بخلہ اسکے جو دونوں بیع منقذ کرنے والے ہیں انکو ایک دوسرے کا کلام سنا شرط ہے اور یہ بالا جملہ سب کے نزدیک بیع کے منقذ ہونے میں شرط ہے پس اگر مشتری نے کہا کہ میں نے خریدار اور بائع نے نہ سنا تو بیع منقذ نہ ہوگی یہ بیضاوی صفحہ ۱۱۱ میں لکھا ہے۔ پس اگر مجلس کے لوگوں نے مشتری کا کلام سنا اور بائع کہتا ہے کہ میں نے نہیں سنا حالانکہ بائع کی سماعت میں نقصان نہیں ہے تو قاضی اپنے حکم میں اسکے قول کی تصدیق نہ کرے گا یہ بجز الرائق میں لکھا ہے۔ اور بخلہ اسکے مکان بیع میں یہ شرط ہے کہ مجلس ایک ہو یعنی ایجاب قبول ایک مجلس میں ہوں اگر دو مجلسوں میں ہوے تو بیع منقذ نہ ہوگی اور بیع کے نافذ ہونے کی شرط دو قسم پر ہے ایک تو بائع کا مالک ہونا یا ولی ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ بینے والی چیز میں بائع کے سوا کسی اور شخص کا حق نہ ہوگا جو کا تو بیع نافذ نہ ہوگی جیسے مریوں کی بیج یا اُس چیز کی جو کہ آگ میں لی گئی ہو یہ بدائع میں لکھا ہے بیع کے صحیح ہونے کی شرطیں دو طرح کی ہیں ایک عام دوسری خاص پس عام شرط ہر بیع کے واسطے وہی ہے جو منقذ ہونے کی شرط ہے اس لیے کہ جو بیع منقذ نہ ہوگی وہ صحیح نہ ہوگی اور اسکا عکس نہیں ہوتا یعنی جو بیع صحیح نہ ہو وہ منقذ نہ ہو اس لیے کہ بیع فاسد رہے نزدیک منقذ ہوتی ہے اور نافذ بھی ہوتی ہے بشرطیکہ قبضہ اسکے ساتھ متصل ہو جائے۔ اور بخلہ اسکے یہ شرط ہے کہ بیع کی کوئی بیجا و مقرر نہ ہو اگر کسی بیجا و تک بیع ہوئی تو صحیح نہ ہوگی مثلاً ایک سال کے واسطے بیع ٹھہرائی یا جب بائع بعد یہ دیدے تو مشتری میں طلب کرے چنانچہ بیع الوفا اسی قبل سے ہو اور اسکا ذکر آدیکا انشاء اللہ تھا اور بخلہ اسکے کہنے والی چیز اور اسکا مولک اس طرح معلوم ہونا چاہیے کہ جس سے جھگڑا نہ پیدا ہو پس ایسی قبول چیز کی بیع کہ جسکی جہالت سے جھگڑا پیدا نہ ہو صحیح نہیں ہے جیسے کہا کہ میں نے کوئی ایک بکری اس کلمہ میں سے فروخت کی یا مشتری نے کہا کہ جو اس چیز کی قیمت ہوگی وہ میری یا جو فلان شخص کہہ گیا وہ دیا جاوے

بیع منقذ ہونے کی شرطیں دو ہیں ایک عام دوسری خاص

اور بخلہ اسکے یہ شرط ہو کہ اس بیع کا پھر فائدہ بھی ہو پس جس چیز کی بیع دشر او میں کچھ فائدہ نہ ہو وہ بیع فاسد ہو مثلاً ایسے دو درم کا آئین خرید فروخت کرنا کہ دو نون وزن اور صفت میں برابر ہوں یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور بخلہ اسکے بیع کے صحیح ہونے کے لیے یہ چاہیے کہ آئین کوئی بشرط فاسد نہ لگائی جاوے اور بشرط فاسد چند طرح پر ہوتی ہو از بخلہ وہ بشرط ہو کہ اسکے ہونے میں دھوکا ہو مثلاً کسی اوٹنی کو اس بشرط پر خریداکہ وہ حاملہ ہو اور از بخلہ یہ کہ جس چیز کی بشرط کی گئی ہو وہ بشرط میں جائز نہ ہو یا ایسی چیز کی بشرط کی کہ یہ عقد بیع اسکو نہیں چاہتا ہو اور آئین بائع یا مشتری یا بکتے والی چیز کا اگر نبی آدم میں سے ہو فائدہ مقصور ہو اور وہ بشرط عقد کے مناسب بھی نہ ہو اور نہ آدمیوں میں اس قسم کی بشرط کرنے کی عادت جاری ہو اور بخلہ فاسد بشرطوں کے یہ ہو کہ اگر بیع عین اور ثمن عین ہو تو آئین مدت مقرر کرنا فاسد ہو اور اگر بیع کوئی مال دین اور مول دین ہو تو جائز ہو۔ اور یہ شرط کرنا کہ ہمیں ہمیشہ اختیار ہو کہ جب چاہیں واپس کرن یا لے لین فاسد ہو اور ایسے وقت مہول کے خیار کی بشرط مقرر کرنا جسکی حالت کلی ہوئی ہو فاسد ہو جیسے ہونا کا چلنا یا بیض کا برسنا یا کسی شخص کا آنا وغیرہ یا ایسے وقت کے اختیار کی بشرط مقرر کرنا جو سمجھ سے کچھ زیادہ جیسے کہیت کا ٹانا اور اسکا روزنہ اور حاجیوں کا آنا وغیرہ یا ایسے خیار کی بشرط کرنا جس میں بالکل وقت ہی نہیں ہو یا ثمن دن سے زیادہ کے واسطے خیار بشرط کرنا یہ سب شرطیں فاسد ہیں یہ بائع میں لکھا ہے۔ اور بیع صحیح ہونے کی شرطیں جو خاص ہیں از بخلہ یہ کہ جس بیع میں مول ادا کرنے کی مدت قرار پائی ہو وہ مدت معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہوگی تو بیع فاسد ہو۔ اور بخلہ اسکے اگر مال منقولہ خرید یا تو اسکی بیع کے واسطے پہلے قبضہ ہونا بشرط ہو اور قرض کے فروخت کرنے میں بھی قبضہ بشرط ہو پس قرض کی بیع قبضہ کرنے سے پہلے فاسد ہے جیسے بیع سلم کی صورت میں جس چیز میں سلم قرار پائی ہو اسکی اور اس اہمال کی بیع اگرچہ بعتہ پھر لینے کے ہو بدون قبضہ کے جائز نہیں ہو اور ایسے ہی کسی چیز کو بھوض ایسے قرضہ کے کہ جو کسی شخص پر آتا ہو بیع کرنا جائز نہیں لیکن اگر وہ قرضہ بائع پر ہو تو مکمل اسکے برخلاف ہوتی یعنی اگر وہ قرضہ بائع پر ہو تو تفصیلاً جائز ہو از بخلہ یہ ہو کہ اگر خرید و فروخت ایسی چیزوں میں واقع ہو کہ جن میں سود جائز ہوتا ہو تو دونوں بدل میں ممانعت بشرط ہو۔ از بخلہ یہ ہو کہ وہ سود کے شعبہ سے خالی ہو۔ از بخلہ یہ ہو کہ اگر وہ بیع اکثر ہو تو جدا ہونے سے پہلے قبضہ ہونا چاہیے۔ از بخلہ یہ ہو کہ بیع مرابحہ اور بیع تولیہ اور بیع اشتراک اور بیع وضع میں ہلا ثمن معلوم ہونا بشرط ہو۔ بیع کے لازم ہونے کی یہ بشرط ہو کہ جس طرح کی خیاروں سے جو مشوہ ہیں اور انکے سوا اور سب طرح کی خیاروں سے خالی ہو یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ حکم بیع کا یہ ہو کہ مشتری کی ملکیت خریدی ہوئی چیز میں اور بائع کی ملکیت اسکے مول میں ثابت ہوتی ہو بشرطیکہ وہ بیع اقطعی ہو اور اگر موقوف ہوگی تو اجازت کے وقت ملکیت ثابت ہوگی جیسے سطر حسی میں لکھا ہے۔ اقسام بیع کے باعتبار مطلق بیع کے چار ہیں نافذ و موقوف و فاسد اور اجس۔ نافذ وہ ہو جسکا حکم فی الحال ثابت ہو اور موقوف وہ ہو جسکا حکم اجازت کے وقت ثابت ہو فاسد وہ ہو کہ اسکا حکم قبضہ کرنے سے ثابت ہو اور باطل وہ ہو کہ جسکا حکم بالکل ثابت نہیں ہوتا اور کہنے والی چیز کے اعتبار سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں اول بیع سین مال کی عین مال سے اسکو بیع مقابلہ کہنے میں دوسری بیع دین کی دین سے اور اسکو بیع الصون کہتے ہیں تیسری بیع دین کی عین مال سے جیسے بیع سلم اور چوتھی اسکے برعکس یعنی بیع عین کی بیوض دین کے جیسے اکثر بیع کی صورتیں جو اکثر بیع میں یہ بحر الرائق میں

لکھا ہو۔ اور ایسی ہی تسمیہ بدل کی راہ سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں اول بیع مساومہ اور وہ اُس من پر بیع ہو جس پر دونوں متفق ہو جاویں اور دوسری بیع مراہمہ اور وہ پہلے مول پر کچھ زیادہ لیکر بیچنے کو کہتے ہیں اور تیسری بیع تولیمہ اور وہ قسط پہلے مول بہرہ دون زیادتی دلی دلی کے بیع ہو اور چوتھی بیع وضیعہ کہ وہ پہلے مول سے کم پر بیچنے کو کہتے ہیں یہ محیطہ شرعی میں لکھا ہو

دوسرا باب - ایسے کلمات کے بیان میں جو بیع منعقد ہونے کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اُس چیز کے حکم کے بیان میں جو چکانے وغیرہ کے غرض سے قبضہ میں کرنی ہو اور اس میں تین تفصیل ہیں **فصل اول** اُن کلمات کے بیان میں جن سے بیع منعقد ہوتی ہو۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ جو دو لفظ ایسے ہوں کہ جتنے معنی مالک کر دینے اور مالک ہو جانے کے ہوں اور تافضی یا حال کے صیغہ ہوں اُن سے بیع منعقد ہو جاتی ہو کہ دانی المحیط خواہ وہ صیغہ فارسی ہوں یا عربی یا اور کسی زبان کے یہ ماننا غائیہ میں لکھا ہو۔ اور تافضی کے صیغہ سے بدون نیت کے بیع منعقد ہوتی ہو اور مضارع کے صیغہ میں اصح یہ ہے کہ نیت چاہیے یہ بحر الرائق میں لکھا ہو۔ پس اگر بائع نے یوں کہا کہ میں یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درہم کے عوض بیچتا ہوں یا کچھ بیٹا ہوں یا عطا کرتا ہوں اور مشتری نے کہا کہ میں اُسکو مجھے مول لیتا ہوں یا ایسے لیتا ہوں اور دونوں کی نیت فی الحال بیع ہو کر اُن کے ہونے کی ہو یا ایک نے تافضی اور دوسرے نے مستقبل کا صیغہ کہا اور اس میں بھی نیت فی الحال بیع واجب کرنے کی ہو تو بیع منعقد ہو جاوے گی اور اگر یہ نیت نہیں تو بیع منعقد نہوے گی یہ تفسیر میں لکھا ہو اور جاننا چاہیے کہ جو صیغہ محض حال کے ہیں جیسے کہا کہ میں جیسے کہا کہ اسی وقت بیچتا ہوں تو اس میں نیت کی حاجت نہیں اور جو بیچنے محض استقبال کے ہیں جیسے کہا کہ میں اسکو آئندہ زمانہ میں بیچتا ہوں یا امر کے صیغہ ہوں تو اُن سے بیع منعقد نہیں ہوتی مگر اُس صورت میں کہ امر کی دلالت اُسی معنی پر ہو جو ذکر کیا گیا ہے جیسے کہا کہ اس غلام کو اس قدر تم کو لے لے اور مشتری نے کہا کہ میں نے لے لیا تو یہ بھی بمنزلہ تافضی کے ہو یہ نہر الغایت میں لکھا ہو۔ امام ابو الیث کبیر سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک بائع نے کہا کہ یہ کپڑا اُس درہم کو لے لے مشتری نے کہا کہ میں نے لے لیا پھر بائع نے کہا میں نہیں دیتا تو اس انکار کا اُسکو اختیار ہو یا نہیں اُنھوں نے فرمایا کہ اُسکو اختیار نہیں ہو اور ایسے ہی جب مشتری نے کہا کہ میں نے لے لیا تو پھر اُسکو بھی انکار کا اختیار نہیں ہو یہ محیطہ میں لکھا ہو۔ پھر جاننا چاہیے کہ جب بیع امر کے صیغہ سے واقع ہو تو ایسی بیع میں تین لفظ ہونے چاہیے چنانچہ اگر بائع نے کہا کہ مجھے خرید لے اور مشتری نے کہا کہ میں نے خرید تو بیع منعقد نہوے گا ورنہ بیع بائع پھر نہ کہے کہ میں نے چاہا یا اگر مشتری نے کہا کہ میں سے اتنا بیع ڈال اور بائع نے کہا کہ میں نے بیع ڈالا تو ضرور ہو کہ مشتری دوبارہ کہے کہ میں نے خریدا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہو۔ اور استفہام کے صیغہ سے سب کے نزدیک بیع منعقد نہیں ہوتی جیسے کہ مشتری نے بائع سے کہا کہ کیا تو یہ چیز میرے ہاتھ اتنے کو بیچنا ہو یا یہ کہا کہ کیا تو نے میرے ہاتھ یہ چیز اتنے کو بیچ کر بائع نے کہا کہ میں نے یہی تو بیع منعقد نہوے گا ورنہ مشتری پھر نہ کہے کہ میں نے خریدی یہ بد بائع میں لکھا ہو۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ خریدی امین چیز را از من بکذا یعنی کیا یہ چیز تو نے مجھے اتنے کو خریدی دوسرے نے کہا کہ میں نے خریدی اور پھر اُس شخص نے یہ نہ کہا کہ میں نے یہی تو بیع تمام نہوے گا یہ خلاصہ میں لکھا ہو **ف** داخی ہو کہ خریدی امین چیز را از من اگرچہ حرف استفہام کو شامل نہیں مگر فارسی میں یہ استفہام کے محل میں مستعمل ہے

عقودہ کا مفہوم
بایں بیع و سواہ مالک
خدا کا عطا کرنا
نفسا العریضہ میں
المانی میں

جبکہ ترجمہ بلفظ استفہام مذکور ہوا اور اسی واسطے بدون تیسرے لفظ کے بیع تمام ہونے کا حکم خلاصہ میں ہے۔ اور امام خاں الدین نے اپنے جی شمس اللہ اور چندی اور اپنے استاذ شمس اللہ سرخسی کے نقل کیا کہ اس صورت میں بیع منعقد ہو جائیگی اسلئے کہ بائع کے قول میں لفظ فروختم یعنی میں نے بھی مضمر ہو اور بائع کے قول کے یہ منیٰ میں کہ خریدی کہ فروختم یہ محیط میں لکھا ہو اور مختار الفتاویٰ میں لکھا ہو کہ یہی حکم مختار ہو۔ اور اگر بائع نے یون کہا کہ میں نے یہ غلام بوجہ ہزار درم کے تیرے ہاتھ اقالہ کیا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو اسکے بیع ہونے میں اختلاف ہے امام ابو بکر اسکاف نے کہا ہے کہ دونوں کے درمیان اقالہ کی لفظ کے ساتھ بیع منعقد ہو جائیگی اور فقیر ابو جعفر نے کہا ہے کہ بیع منعقد ہوگی اور فقیر ابو الپٹ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور نیز یہی قول امام ابو حنیفہ رحم کا ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اور سلم کے لفظ سے سب روایتوں کے موافق بیع منعقد ہو جاتی ہے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ غلام ہزار روپیہ کو بہہ کیا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو یہ بیع صحیح ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور بیع کا ایجاب لفظ جعل کے ساتھ عربی میں یا گردیندن فارسی یا گردانے اور کر دینے کے ساتھ اردو میں صحیح ہے مثلاً کوئی شخص کسی سے یہ گئے کہ میں نے یہ چیز اس قدر کے عوض میں تیری کر دی تو بیع ہو اسلئے کہ امام محمد رحم نے ذکر کیا ہے کہ اگر قاضی قرض خواہ سے یون کہے کہ میں نے تیرے قرضدار کی یہ چیز تیرے قرض کے عوض میں تیری کر دی تو بیع ہو جائیگی اور یہی صحیح ہے اور اگر یہ کہا کہ میں راضی ہو گیا تو بھی ایجاب صحیح ہو جاتا ہے اور اگر پہلے ایک نے کہا کہ میں نے بچا اور پھر دوسرے نے کہا کہ میں نے اجازت دی تو بیع منعقد ہو جائیگی کذا فی البحر الرائق اور اسی طرح اگر مشتری نے کہا کہ میں نے اس قدر ثمن کو یہ چیز مول لی اور بائع نے کہا کہ میں راضی ہوا یا میں نے پوری کر دی یا میں نے اجازت دی تو بیع منعقد ہو جائیگی کذا فی الاختیار شرح المختار اور اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ یہ غلام تیرے ہاتھ تیرے قرض کے عوض بیع ہو اور دوسرے نے قبول کر لیا تو بیع منعقد ہو جائیگی یہ غیاثیہ میں لکھا ہے اور اگر دوسرے شخص سے کہا کہ میں نے تیرا غلام ہزار درم کو مول لیا اور اسے کہا کہ میں نے بھی کیا یا کہا کہ ہاں یا کہا کہ قیمت دے تو ان دونوں میں بیع صحیح ہو گئی اور یہی اصح ہے یہ جو اہر غلطی میں لکھا ہے اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے اسکو اس قدر دامون کو مول لیا اور بائع نے کہا کہ وہ تیرے لیے ہے یا تیرا غلام ہے یا تجھے فدا ہے تو بیع تمام ہو گئی یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ میں نے یہ چیز اتنے کو تیرے ہاتھ بھی اور دوسرے نے کہا کہ میں نے لے لی تو بیع تمام ہو گئی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے اپنا گھوڑا تیرے گھوڑے کے عوض میں دیا اور دوسرے نے کہا کہ اور میں نے بھی ایسا ہی کیا تو یہ بیع ہو گئی اور شمس اللہ اور چندی نے اسی پر فتویٰ دیا ہے یہ جو اہر غلطی میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ یہ غلام بوجہ ہزار درم کے تیرے ذمہ ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے مانا تو یہ بیع ہو گئی کذا فی المحيط۔ کسی نے کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو بچا اور اسکا مول تجھے ہو گیا اور دوسرے نے کہا کہ میں نے خریدنا تو یہ بیع صحیح نہیں ہے یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہے لیکن اگر کسی قدر دامون کو بچا اور مشتری نے اسکو قبول کر لیا پھر مشتری کو دام معاف کر دیے یا اسکو بہہ کر دیے یا اسکو صدقہ میں دیدیے

کتاب البیوع
باب دوم
کلمات العقاب
ترجمہ

تو بیع صحیح ہو۔ اور اگر غلام کو بیچا اور مول سے سکوت کیا تو امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک قبضہ سے ملکیت ثابت ہو جائیگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور مشتری پر غلام کی قیمت واجب ہوگی یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ بٹاٹھن بچا تو قبضہ کرنے سے بھی بیع کا مالک ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ دو ہزار درم کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ میں نے بلا کسی چیز کے عوض کے خریدنا تو بیع صحیح نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر مملوک کے کسی عضو کی طرف بیع کے نسبت کی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ایسے عضو کی طرف کی کہ جسکے طرف عتق کی نسبت کرنے سے وہ آزاد ہو جاتا ہے تو اسکی طرف بیع کی نسبت کرنے سے بیع ہو جائیگی اور اگر ایسا نہیں ہے تو بیع بھی صحیح ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور عینیں ناصری میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میں فروختم این بندہ را ہزار درم تو خریدی یعنی میں نے یہ غلام ہزار درم کو بیچا تو نے خریدا اور دوسرے نے اسکے جواب میں یوں کہا کہ خریدم یعنی میں نے خریدا تو بیع تمام ہو گئی۔ اور اگر بائع نے اسطرح کہا کہ میں فروختم این بندہ را ہزار درم اور مشتری نے کہا خریدم اور کچھ زیادہ نہ کہا تو بیع ہوگی کیونکہ ہمیں مشتری کی طرف نسبت نہ تھی یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے اور اگر پہلے سے کچھ بیع کی گفتگو و پیش تمی بھر بائع نے کہا کہ میں نے اس قدر ٹھن کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ میں نے مول لیا اور یہ نہ کہا کہ تجھے سے مول لیا تو بیع صحیح ہوگی اور اسی طرح اسکا عکس (یعنی اگر مشتری نے یوں کہا کہ میں نے اس قدر ٹھن کو مول لیا اور بائع نے کہا کہ میں نے بیچا اور یہ نہ کہا کہ تیرے ہاتھ بیچا تو بیع صحیح ہوگی) یہ فتح القاضی میں لکھا ہے امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر کسی نے ایک شخص سے کہا کہ اگر مجھے پسند آوے تو یہ میرا غلام تیرے لیے ہزار درم کو ہو اس دوسرے نے کہا کہ مجھے پسند آیا تو یہ بیع ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور ایسے ہی اگر اسطرح کہا کہ تجھے موافق ہو تو یہ میرا غلام تیرے لیے ہزار درم کو ہو اور اس نے کہا کہ میرے موافق ہو تو یہی حکم ہو اور اور اسی طرح اگر کہا کہ اگر تو ارادہ کرے یا خواہش کرے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے ارادہ کیا اور خواہش کی تو ان گل صورتوں میں جواب میں بیع ہو جاتی ہے ابتداء میں لازم نہیں ہوتی ہے اور اگر کسی نے کہا کہ یہ ٹھوس چیز اگر بائیسون وزن میں ہو تو وزن کر کہ میں نے تیرے ہاتھ ملنے کو بیچی اور مشتری نے کہا کہ میں نے خرید لی پھر اسکو وزن کیا تو جیسا بائع نے کہا تھا دیا ہے پایا تو یہ بیع ہوگی لیکن اگر بائع اس قول سے پہلے اسکا وزن جانتا تھا تو بیع جائز ہے اسلئے کہ یہ قول تحقیق ہوگا تعلیق نہ ہوگا یہ قبضہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ یہ اسباب بیجا اور آج کے دن اسکو دیکھ اگر تو اس سے راضی ہوگا تو وہ ہزار درم کو تیرے لیے ہے اور وہ اسکو لے گیا تو جائز ہے اور اسی طرح اگر یوں کہا کہ اگر آج تو اس سے راضی ہوگا تو وہ ہزار درم میں تیرے لیے ہے اور یہ قول بمنزلہ ایسے کھنڈے کے ہے کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر بیجا کہ آج کے دن کا تجھ کو اختیار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور ذخیرہ میں کہا کہ یہ جواز بیع بدلیل اتحسان ہے اور ہمارے تینوں عالموں نے اسی کو لیا ہے اتنی کلام اور اگر یوں کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اگر تجھ کو ایک دن رات تک منظور ہو تو یہ لینا بیع کو تمام کرنا ہے تعلیق نہیں ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اگر یوں کہا کہ یہ چیز میں نے ہزار درم کو بیچی بشرطیکہ فلاں شخص راضی ہو جائے تو اگر اسے راضی ہونے کا کوئی وقت مقرر کر دیا کہ وہ راضی ہو گیا تو بیع جائز ہے یہ وجہ کردی میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی کہڑے کو بطور بیع

مقتضی صحیح ہے
میں لکھا ہے اور خلاصہ میں
نصیب ہے

فاسد سے مول لیا پھر دوسرے دن بائع سے ملا اور اُس سے کہا کہ کیا تو نے اپنا کپڑا ہزار درم کو میرے ہاتھ نہیں بیچا اُس نے کہا کہ ہاں بیچا ہے پھر اُس مشتری نے کہا کہ میں نے اُس کو لیا تو یہ گفتگو کیا رہو اور اسکی بنا اسی بیع فاسد پر رہی جو پہلے واقع ہوئی تھی اور اگر اُن دونوں نے اُس بیع فاسد کو بالاتفاق ترک کر دیا ہو تو آج بیع جائز ہو جائیگی۔ کسی شخص نے اپنا غلام ہزار درم کو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچا اور کہا کہ اگر آج میرے پاس تو دام نہ لایا تو میرے تیرے درمیان بیع نہیں ہو اور مشتری نے قبول کر لیا اور پھر دن اُسکے دام نہ لایا اور دوسرے دن بائع سے ملا تو مشتری نے کہا کہ تو نے اپنا یہ غلام میرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اُس نے کہا کہ ہاں بیچا پھر مشتری نے کہا کہ میں نے لیا تو اسی وقت از سر نو بیع ہو جائیگی اس واسطے کہ پہلی خرید ٹوٹ چکی تھی اور یہ مسئلہ بیع فاسد کی صورت کے مثل نہیں ہو یہ فناوی قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر کسی نے یوں کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا پھر اگر تو نے ایک سال تک دام نہ دے تو میرے تیرے درمیان بیع نہیں ہو تو یہ بیع فاسد ہو اور یہ قول مثل خیال رکھ کے نہیں ہو اور اگر تین دن کی شرط کی اور کہا کہ اگر تین دن تک دام نہ دیا تو میرے تیرے درمیان بیع نہیں ہو تو اتنا بیع جائز ہو اور اگر چار دن تک کا ذکر کیا تو بیع جائز نہیں لیکن اگر چار روز کی شرط میں مشتری تین ہی دن میں دام لایا اور کہا کہ میں نے دیکر نا منظور نہیں ہو تو شیخ رحمان نے کہا کہ میں اس بیع کو جائز رکھتا ہوں بشرطیکہ تین دن میں دام لاوے یہ غلام میں لکھا ہے اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو اس قدر درم اس کپڑے کے عوض مجھ کو ادا کر دے تو میں نے تیرے ہاتھ اُس کو بیع ڈالا اور اُس شخص نے وہ مول اسی مجلس میں ادا کر دیا تو یہ بیع ہو جائیگی اور کتاب الشیخین ذکر کیا ہے کہ یہ بیع اتنا صحیح ہو اور اسی طرح اگر بائع نے کہا فروخت مچوں ہا میں رسد لینے میں نے بیچا اگر مجھے ہر قیمت پہنچ جائے پھر اسے قیمت اسی مجلس میں اُس کو دیدی تو یہ بیع اتنا صحیح ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میں نے یہ تیری باندی دس دینار کو مول لی تو نے بھی اُسے کہا کہ فروختہ گیر لینے کی ہوئی سمجھ لے تو اگر اسکی مراد بیع کا پورا کرنا ہو تو بیع صحیح ہوگی یہ قنیه میں لکھا ہے۔ چشمہ میں ہے کہ منہا بن علی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ کسی شخص نے بائع کے دلیل سے کسی مال کا بابتل دینار کو مول کیا اور دلیل نے کہا کہ ہمیں دینار سے کم نہ دو بھگا اور مشتری نے کہا کہ مجھے یہ تین دینار چھوڑ دے اور وہ راضی ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہیں کہا اور وہاں گواہ اُسکے رضامندی کے موجود تھے کہ وہ خوشی سے راضی ہو گیا تھا تو کیا یہ بیع ہو انھوں نے فرمایا کہ اس قدر سے بیع نہیں ہوتی لیکن اگر ایجاب و قبول یا کوئی ایسا فعل جو ان دونوں کے قائم مقام ہو پایا جاوے تو بیع صحیح ہوگی یہ تائید خانہ میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے دوسرے یا دیوار کے اس طرف سے آواز دی تو جائز نہیں ہو۔ کوئی شخص بیت میں تھا اسے دوسرے شخص سے جو قیمت پر ہو پتہ کہا کہ میں نے یہ چیز تیرے ہاتھ اس مول کو بھی دوسرے نے کہا کہ میں نے مول لی تو اگر وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور دوسرے کو بات سننے میں شبہ نہیں ہوتا تو بیع صحیح ہو یہ قنیه میں لکھا ہے۔ جو دوری ایسی ہو کہ جس سے ایک کو دوسرے کی بات سننے میں غمبہ نہ پڑتا ہو وہ بیع کی مانع ہو اور اگر ایسی نہیں جو بیع کی مانع نہیں ہو یہ وجہ کر دی میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ لوگ تیرا گلو کا باغ دو ہزار درم کو خریدنے ہیں اُس نے کہا کہ تین دن تک ہزار درم کو بیچا اور مشتری نے کہا میں نے اتنے کو مول لیا تو اگر یہ کلام بطور نہرل کے نہ تھا تو بیع صحیح ہو جائیگی اور اگر نہرل ہونے اور تحقیقی ہونے میں دونوں نے جھگڑا کیا تو اُس شخص کا قول مقبول ہوگا جو نہرل کا دعویٰ کرتا ہو

اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اگر تو اس قدر درم اس کپڑے کے عوض مجھ کو ادا کر دے تو میں نے تیرے ہاتھ اُس کو بیع ڈالا اور اُس شخص نے وہ مول اسی مجلس میں ادا کر دیا تو یہ بیع ہو جائیگی اور کتاب الشیخین ذکر کیا ہے کہ یہ بیع اتنا صحیح ہو اور اسی طرح اگر بائع نے کہا فروخت مچوں ہا میں رسد لینے میں نے بیچا اگر مجھے ہر قیمت پہنچ جائے پھر اسے قیمت اسی مجلس میں اُس کو دیدی تو یہ بیع اتنا صحیح ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میں نے یہ تیری باندی دس دینار کو مول لی تو نے بھی اُسے کہا کہ فروختہ گیر لینے کی ہوئی سمجھ لے تو اگر اسکی مراد بیع کا پورا کرنا ہو تو بیع صحیح ہوگی یہ قنیه میں لکھا ہے۔ چشمہ میں ہے کہ منہا بن علی سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ کسی شخص نے بائع کے دلیل سے کسی مال کا بابتل دینار کو مول کیا اور دلیل نے کہا کہ ہمیں دینار سے کم نہ دو بھگا اور مشتری نے کہا کہ مجھے یہ تین دینار چھوڑ دے اور وہ راضی ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہیں کہا اور وہاں گواہ اُسکے رضامندی کے موجود تھے کہ وہ خوشی سے راضی ہو گیا تھا تو کیا یہ بیع ہو انھوں نے فرمایا کہ اس قدر سے بیع نہیں ہوتی لیکن اگر ایجاب و قبول یا کوئی ایسا فعل جو ان دونوں کے قائم مقام ہو پایا جاوے تو بیع صحیح ہوگی یہ تائید خانہ میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے دوسرے یا دیوار کے اس طرف سے آواز دی تو جائز نہیں ہو۔ کوئی شخص بیت میں تھا اسے دوسرے شخص سے جو قیمت پر ہو پتہ کہا کہ میں نے یہ چیز تیرے ہاتھ اس مول کو بھی دوسرے نے کہا کہ میں نے مول لی تو اگر وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں اور دوسرے کو بات سننے میں شبہ نہیں ہوتا تو بیع صحیح ہو یہ قنیه میں لکھا ہے۔ جو دوری ایسی ہو کہ جس سے ایک کو دوسرے کی بات سننے میں غمبہ نہ پڑتا ہو وہ بیع کی مانع ہو اور اگر ایسی نہیں جو بیع کی مانع نہیں ہو یہ وجہ کر دی میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ لوگ تیرا گلو کا باغ دو ہزار درم کو خریدنے ہیں اُس نے کہا کہ تین دن تک ہزار درم کو بیچا اور مشتری نے کہا میں نے اتنے کو مول لیا تو اگر یہ کلام بطور نہرل کے نہ تھا تو بیع صحیح ہو جائیگی اور اگر نہرل ہونے اور تحقیقی ہونے میں دونوں نے جھگڑا کیا تو اُس شخص کا قول مقبول ہوگا جو نہرل کا دعویٰ کرتا ہو

اور اگر کچھ دام اسکو دے دیے ہیں تو بجز ہرل کا دعویٰ قابل سماعت نہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ دلال نے بائع سے کہا فروختی بدین ہما یعنی تو نے اس قیمت کو بیجا اور اُسے کہا کہ فروختہ شد یعنی بک گئی پھر مشتری سے کہا کہ خریدی اُسے جواب دیا کہ خریدہ شد تو اگر دونوں کی مراد تحقیق بیع ہو تو بیع منعقد ہو جائیگی یہ قنینہ میں لکھا ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ غلام اس قیمت کو بیجا اور اُس دوسرے نے اس پر قبضہ کر لیا اور کچھ نہ کہا تو بیع منعقد ہو گئی یہ قول شیخ الاسلام معروف بنو ابہر زادہ کا ہے یہ مسلحہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ اناج تجھے ہزار درم کو مول لیا تو اسکو فقیر و ن پر صدقہ کر دے اُسے اسی مجلس میں ایسا ہی کیا تو بیع تمام ہو گئی اگرچہ زبان اُسے کچھ نہیں کہا کیونکہ یہ فعل اسکا قبول پر دلالت کرتا ہے اور اگر مجلس سے جدا ہونے کے بعد صدقہ کر دیا تو اسکا حکم اسکے خلاف ہے (یعنی مجلس سے جدا ہونے کے بعد صدقہ کر دیا تو بیع نہیں ہے) اس لیے کہ قبول سے پہلے عرض ہو چکا ہو اور اسی طرح اگر بائع نے یوں کہا کہ میں نے یہ کپڑا تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیجا تو اسکی قیمتیں قطع کر لے اُسے جدا ہونے سے پہلے ہی کیا تو بیع تمام ہو گئی یہ وجہ ہر درمی میں لکھا ہے۔ فتاویٰ میں ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیجا اور دوسرے نے کہا کہ وہ آزاد ہے تو وہ آزاد نہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور شیخ الاسلام اور صدر الشہید نے جامع کی کتاب البیوع میں ذکر کیا ہے کہ مشتری کا یہ قول بائع کے ايجاب کا جواب ہے اور غلام آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر یوں کہا مشتری نے کہ نہو خر یعنی تو وہ آزاد ہے پس غلام آزاد ہو جائیگا اور مشتری پر ہزار درم واجب ہونگے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ ابراہیم نے امام محمد سے یہ روایت کی ہے کہ اگر اس مسئلہ میں کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ اپنا غلام میرے ہاتھ ہزار درم کو بیع اور بائع نے کہا کہ میں نے بیجا پھر مشتری نے کہا کہ وہ آزاد ہے تو امام ابو حنیفہ نے کہا ہے کہ اسکا یہ کہنا کہ وہ آزاد ہے غلام پر قبضہ کرتا ہے اور غلام آزاد ہو جائیگا اور امام محمد کا یہ قول ہے کہ وہ آزاد نہوگا پس آزاد کرنے کی وجہ سے وہ قابض بھی نہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے کسی چیز کو کہا کہ میں نے بیجا پھر مشتری نے اسکو کھالیا یا اسپر ہوا یا اسکو پس لیا تو بیع پر راضی ہو گیا یہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ یہ کھانا تو کھا لے اور میرا ایک درم تیرے اوپر ہوگا اُسے کھانا کھالیا تو بیع ہو گئی اور وہ کھانا اُسکے لیے حلال ہے پھر شمس الاثر شرحی نے کتاب الاحسان کی شرح میں ذکر کیا ہے کہ ان فی محیط۔ ایک شخص کا کسی سے لین دین کا معاملہ تھا وہ اُس سے کپڑے لیا کرتا تھا پس مشتری نے کہا کہ جو کپڑا تجھے میں لون تو ہر ایک پتیرے لیے ایک درم کا نفع ہے حالانکہ وہ کپڑے لیے جاتا اور بائع اسکو خرید کی اجازت دیتا بیان تک کہ مشتری کے پاس دس یا زیادہ کپڑے کا مول بیع ہو گیا پھر مشتری نے مول اور ایک درم نفع کے حساب سے سب دیدیا تو امام ابو یوسف نے کہا کہ اگر کپڑے اُسکے پاس ویسے ہی باقی ہیں اور اُسے اس پر نفع دیا تو خرید بھی جائز ہے اور نفع بھی جائز ہے اور اگر اسی طرح نہیں موجود ہیں تو بیع باطل اور نفع نہیں جائز ہے۔ کسی شخص نے دوسرے شخص سے ایک کپڑا چوکایا اور بائع نے کہا کہ میں اسکو پندرہ درم کو بیچتا ہوں اور مشتری نے کہا کہ میں اسکو دس درم سے دیا وہ نہیں لیتا پھر مشتری اسکو لے گیا اور بائع نے کچھ نہ کہا تو اگرچہ کپڑا وقت وہ کپڑا مشتری کے ہاتھ میں تھا تو پندرہ درم واجب ہونگے اور اگر بائع کے ہاتھ میں تھا پھر اُس سے مشتری نے لے لیا اور بائع نے منع نہ کیا تو دس درم واجب ہونگے اور اگر مشتری کے پاس تھا اور اُس نے کہا کہ میں دس درم سے زیادہ کو نہیں لیتا اور بائع نے کہا کہ میں پندرہ درم سے کم کو نہیں بیچتا پھر وہ کپڑا مشتری نے پھر دیا

۱۰۰۰

بھرا بائع کے ہاتھ سے لے لیا اور بائع نے اسکو دیدیا اور کچھ نہ کہا تو کبھی دس درم واجب ہو گئے یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں لکھا ہے۔ مجتبے میں مذکور ہے کہ اگر دونوں کے کلاموں میں اختلاف ہوا اور اسی طرح یہ عقد بیع ہو گیا تو یہ دیکھا
 جائیگا کہ انکا آخر کلام کیا تھا اسی بنا پر حکم کیا جائیگا یہ سبجہ الرائی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ
 نہرا درم کو بیچا پھر کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ سودینار کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو بیع دوسرے
 مول پر ہو گیا اور اگر کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ نہرا درم کو بیچا اور مشتری نے قبول کیا پھر اسی مجلس میں یا دوسری
 مجلس میں یہ کہا کہ یہ غلام تیرے ہاتھ میں نے سودینار کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ میں نے مول لیا تو دوسری بیع منقضی ہو گئی
 اور پہلی فسخ ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور یہی حکم ہے اگر اسکو پہلی قیمت کے جنس سے اس سے کم یا
 زیادہ کو بیچے مثلاً اول دس درم کو بیچا پھر نو درم یا گیارہ درم کو بیچا۔ اگر دوسری بار بھی دس ہی درم کو بیچا تو دوسری
 بیع منقضی ہو گئی اور پہلی اپنی حالت پر قائم رہیگی اسلئے کہ دوسری بیع بیفائدہ ہو یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے
 شخص سے کہا کہ میں نے اپنا غلام تیرے ہاتھ نہرا درم کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ میں نے دو نہرا درم کو مول لیا
 تو بیع جائز ہو پس اگر وہ زیادتی بائع نے اسی مجلس میں قبول کر لی تو بیع دو نہرا درم پر قرار پائیگی اور اگر
 نہ قبول کی تو ایک نہرا درم صحیح ہو۔ اگر مشتری نے کہا کہ میں نے یہ غلام دو نہرا درم کو مول لیا اور بائع نے کہا کہ میں نے
 ایک نہرا درم کو تیرے ہاتھ بیچا تو بیع ایک نہرا درم پر جائز ہو گئی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے اسکو
 تیرے ہاتھ ایک نہرا درم کو بیچ کیا میں نے اسکو تیرے ہاتھ دو نہرا درم کو بیچ کیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے پہلی بیع ایک نہرا درم
 پر قبول کی تو بیع جائز نہیں ہے اور اگر مشتری نے کہا کہ میں نے دونوں بیعیں ملا کر تین نہرا درم کو قبول لیکن تو یہ کہنا اسکا مندرجہ
 اس کہنے کے ہے کہ میں نے دوسری بیع تین نہرا درم کو قبول کی یعنی بیع دو نہرا درم کو ہو گئی اور ایک نہرا درم اس پر زیادتی ہے
 پس بائع کو اختیار ہے چاہے اسی مجلس میں قبول کر لے اور چاہے رد کر دے اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے
 نہرا درم کو بیچا میں نے سودینار کو بیچا تو مشتری پر بعد قبول کے دوسری بیع لازم ہو گئی اور بعضوں نے کہا کہ اس پر
 دونوں مول لازم ہونگے اور پہلا قول کتاب الزیادات میں ہے اور وہ قوی ہے اور جب بائع نے زیادتی اسی مجلس
 میں قبول کر لی تو وہ مشتری پر لازم ہو گئی یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ غلام
 تیرے ہاتھ نہرا درم کو بیچا اور دوسرے نے کہا کہ میں اسکو قبول نہیں کرتا بلکہ مجھے پانچ سو درم کو دے پھر کہا کہ
 میں نے نہرا درم کو لے لیا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہے کہ اگر وہ غلام اسے اس کے حوالے کر دیا تو وہ رضامند ہو گیا
 ورنہ رضامندی نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ جاننا چاہیے کہ جب دونوں عقد کرنے والوں میں سے ایک نے
 بیع کا ایجاب کیا تو دوسرے کو اختیار ہے اگر چاہے تو اسی مجلس میں قبول کرے اور چاہے رد کر دے اور اسکو
 اختیار قبول کہتے ہیں اور اس خیار میں درانت جاری نہیں ہوتی یہ جوہر نہیرہ میں لکھا ہے۔ اور اختیار قبول کی انتہا
 آخر مجلس تک ہوتی ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور قبول صحیح ہونے کے واسطے ایجاب کرنے والے کا زندہ رہنا شرط ہے
 اگر قبول سے پہلے وہ مر جائے تو ایجاب باطل ہو جائیگا یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر ان دونوں میں کا کوئی
 شخص قبول واقع ہونے سے پہلے اٹھ گیا تو ایجاب باطل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر اٹھا نہیں ولیکن مجلس میں
 کسی اور کلام میں مشغول ہوا سو اسے بیع کے تو بھی ایجاب باطل ہو جائیگا اور اگر کھڑا تھا پھر بیٹھ کر قبول کیا تو صحیح ہے

یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ نصیر مر سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا کہ میں نے یہ غلام شیخ کو بیچا اور اس شخص کے ہاتھ میں ایک پیالہ پانی تھا اُس نے پی لیا پھر کہا کہ میں نے مول لیا تو کیا حکم ہو فرمایا کہ بیچ پوری ہو گئی۔ اور اسی طرح اگر ایک فقہ لکھا یا پھر کہا کہ میں نے مول لیا تو بھی یہی حکم ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے لیکن اگر کھانے میں غول ہو گیا تو مجلس بدل جائیگی اور اگر دونوں سو گئے یا انہیں سے ایک سو گیا پس اگر لیٹ کر سوئے تو مجلس جدا ہو گئی اور اگر بیٹھے بیٹھے سوئے تو مجلس جدا ہو گئی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں بیہوش ہو گئے پھر دونوں کو افاقہ ہوا اور اُس کے بعد قبول کیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد کہتے ہیں کہ اگر ذخیرہ ہو گئی تو ایجاب باطل ہو جائیگا یہ تانا جانیہ میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ حیرت جو اس قیمت کو دی اور شتری نے کچھ نہ کہا پھر بائع نے کسی اور شخص سے اپنی ضرورت کی بات کی تو بیع باطل ہو گئی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر شتری فرض نماز پڑھتا تھا اُس سے فارغ ہونے کے بعد اُس نے قبول کیا تو جائز ہے یہ فقیر میں لکھا ہے۔ اور اگر اُس فرض میں ایک رکعت نفل ملائی پھر قبول کیا تو بھی جائز ہے یہ دبیر کروری میں لکھا ہے۔ اور اگر شتری گھر میں تھا پھر محل کر کہا کہ میں نے مول لیا تو ان دونوں میں بیع منعقد ہو گئی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں نے بیع کی گفتگو کی اور وہ اُس وقت پیادہ چلے جاتے تھے یا ایک ہی جانور پر دونوں سوار ہو کر چلے جاتے تھے یا دو جانوروں پر سوار تھے تو اگر مخاطب نے بائع کا جواب اُس کے خطاب کے ساتھ ملا ہوا دیا تو ان دونوں میں عقد پورا ہو جائیگا اور اگر تھوڑا سا بھی فصل ہو گیا تو بیع صحیح نہیں اور اگر دونوں ایک محل میں تھے تو بھی یہی حکم ہو یہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ اور خلاصہ میں نوازل سے نقل کیا ہے کہ اگر ایک یا دو قدم چلنے کے بعد جواب دیا تو جائز ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور نہ الفائق میں جمع التفاریق سے نقل کیا ہے کہ ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں انتہی فتاویٰ میں صدر الشہید نے کہا ہے کہ ظاہر روایت کے بموجب نہیں صحیح ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر بائع اور شتری دونوں کھڑے تھے اور ایک نے ان دونوں میں سے بیع کا ایجاب کیا پھر وہ دونوں چلے یا بعد خطاب کے دوسرا قبول کرنے سے پہلے چلا تو ایجاب باطل ہو جائیگا۔ اور اگر ان دونوں نے کشتی چلنے کی حالت میں بیع کی گفتگو کی پھر خطاب اور جواب کے درمیان تھوڑا سا کنا یا لگایا تو اتنا توقف بیع منعقد ہونے کا مانع نہیں ہے اور کشتی کا حال بمنزلہ گھر کے ہے پیر سراج الوہاج میں لکھا ہے اور اگر کسی شخص نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ بیع ڈالا جو وہاں حاضر نہ تھا پھر وہ اُس مجلس میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے خریدا تو بیع صحیح ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر بائع نے کہا کہ میں نے بیچا اور شتری نے کہا کہ میں نے خریدا اور دونوں کلام ایک ہی ساتھ زبان سے نکلے تو بیع منعقد ہو جائیگی میرے والد مرحوم اسی طرح فرماتے تھے کہ کافی الظہیر اور جانا چاہیے کہ بیع کے متغیر ہونے سے پہلے قبول کا پایا جانا ضروری ہے بجز الائی میں لکھا ہے۔ پس اگر کسی شخص نے انگو کا شیر فریجا اور شتری نے اُسکو قبول نہ کیا یا تانک کہ وہ شراب ہو گیا پھر شراب سے سرکہ ہو گیا پھر شتری نے قبول کیا تو جائز نہیں ہے اور ایسے ہی اگر باندی بچہ جنی پھر شتری نے قبول کیا تو جائز نہیں اور اسی طرح اگر دو غلام بیچے اور شتری نے قبول نہ کیے یا تانک کہ انہیں سے ایک کو کسی نے قتل کر ڈالا اور بائع نے اُسکی ویت بھی لے لی پھر شتری نے قبول کیا تو جائز نہیں ہے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ باندی تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچی اور وہ شتری نے قبول نہ کی یا تانک کہ کسی شخص نے اُس باندی کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اُس ہاتھ کے عوض کا مال خود بائع کو دیا یا نہ دیا پھر شتری نے کہا کہ میں نے اسے قبول کیا تو جائز نہیں ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے کتاب الوکالت میں

ایک مسئلہ ذکر کیا ہو جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ اس مول کو بیچا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو ان دونوں میں بیع منعقد ہوگی تا دقیکہ بائع پھر یہ نہ کہے کہ میں نے اجازت دی اور یہی قول بعض مشائخ کا ہو اور وجہ اسکی یہ ہو کہ جب بائع نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ بیچا تو اسے مشتری کو غلام کا مالک کر دیا پھر جب مشتری نے کہا کہ میں نے خریدا تو اسے غلام کو اپنی ملک میں لے لیا اور بائع کو ثمن کا مالک کر دیا تو بعد اسکے بائع کی اجازت ضرور ہوتی تاکہ وہ ثمن کا مالک ہو جاوے اور عامہ مشائخ کا قول ہو کہ بعد اسکے بائع کی اجازت کی کچھ حاجت نہیں اور یہی صحیح ہو اور ایسا ہی امام محمد رحمہ سے بھی روایت کیا گیا ہو کذا فی الذخیرہ اور واضح ہو کہ ایجاب کرنے والا خواہ بائع ہو یا مشتری دوسرے کے قبول کرنے سے پہلے اپنے ایجاب سے رجوع کر سکتا ہو یہ نہر الفائق میں لکھا ہو۔ لیکن ایجاب کرنے والے کو دوسرے کے رجوع کرنے کا کلام سننا ضرور ہو یہ تاتار خانہ میں مذکور ہے مگر تیسرے میں لکھا ہو کہ رجوع صحیح ہوتا ہو اگرچہ دوسرے کو اس سے آگاہی نہ ہو بجز الرائق میں لکھا ہو۔ اگر بائع نے کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ اس قیمت کو بیچا پھر کہا کہ میں نے اپنے کلام سے رجوع کر لیا اور مشتری نے اس رجوع کرنے کو نہیں سنا اور کہا کہ میں نے خریدا تو بیع منعقد ہو جائیگی یہ ظہیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر بائع نے کہا کہ میں بیچا اور مشتری نے کہا کہ میں نے خریدا اور اسی کلام کے متصل بائع نے کہا کہ میں نے رجوع کر لیا تو اگر مشتری کا قبول اور بائع کا رجوع دونوں ساتھ ہی ہوئے تو بیع تمام ہوگی اور اگر بائع نے مشتری کے قبول کے پیچھے رجوع کیا تو بیع تمام ہو جائیگی یہ وجہ کروری میں لکھا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ جب ایجاب و قبول پائے جاوین تو بیع لازم ہو جائیگی اور ان دونوں میں سے کسی کو اختیار نہ ہو مگر بسبب کسی عیب یا نہ دیکھنے کے اختیار باقی رہیگا یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ اور اسکے بعد عقد تمام ہونے کے واسطے بائع کی اجازت کی کچھ حاجت نہیں اور یہی مذہب عامہ مشائخ کا ہو اور یہی صحیح ہو یہ نہر الفائق میں لکھا ہو اور اگر مشتری نے کہا کہ میں نے تجھ سے یہ غلام ہزار درم کو خریدا اور بائع نے کہا کہ میں نے بیچا پھر مشتری نے کہا کہ میں تو لینا نہیں چاہتا ہوں تو مشتری کو یہ اختیار نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی سے بطور مفہام کے کہا کہ کیا تو نے میرے ہاتھ یہ کپڑا دس درم کو بیچا اسے کہا کہ میں نے بیچا پھر مشتری نے کہا کہ میں اسکو خریدنا نہیں چاہتا ہوں تو اس مشتری کو یہ اختیار رہی یہ سراج الطیخ میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک شخص سے بعض نو درم کے ایک کپڑے کی خرید تمھاری اور کپڑے والے نے کہا کہ (یہ وہ درم کم مذہب ہندی) لیکن دس درم سے کم نہ دینا کیا تو نے خریدا پس اس شخص نے کہا کہ میں راضی ہوا پھر کپڑے والے نے کہا کہ میں نہیں چاہتا ہوں تو اسکو یہ اختیار حاصل ہو یہ سراجیہ میں لکھا ہو۔ جاننا چاہیے کہ خطا و خطا بکے ہو اور ایسے ہی لمبی بھیجنا یہاں تک کہ خطا ہو چنے اور پیغام ہو چنے کی مجلس کا اعتبار کیا جائیگا یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ تلج الشریعہ نے فرمایا کہ صورت خطا لکھنے کی یہ ہو کہ یہ خطا میں نے فلاں شخص کو لکھا اما بعد میں نے اپنا فلاں غلام تیرے ہاتھ اس مول کو بیچا پس جب اسکو خطا ہو چلا اور اسے پڑھا اور کچھ اُمین لکھا تھا اسکو سمجھا اور اسی مجلس میں قبول کر لیا تو بیع صحیح ہوگی یہ عینی شرح ہدایہ میں مذکور ہو اور پیغام بھیجنے کی یہ صورت ہو کہ کہے فلاں شخص کے پاس جا اور کہہ کہ فلاں شخص نے اپنا فلاں غلام تیرے ہاتھ اس مول کو بیچا پس وہ آیا اور اسے خبر دی اور اسی مجلس میں اس شخص نے قبول کر لیا اور ایسے ہی اگر کہا کہ میں نے اپنا فلاں غلام فلاں شخص کے ہاتھ اس مول کو بیچا اسی شخص تو جا کر اسکو خبر کر دے پس یہ شخص گیا اور خبر کر دی اور اسے قبول کر لیا تو بیع ہوگی یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے یہ غلام فلاں شخص کے ہاتھ بیچا

وہاں مشتری نے
تو بیع تمام ہوگا

اُس وقت غائب تھا اتنے کو بچا پھر اُس غائب کو خبر ہو چکی اور اُس نے قبول کر لیا تو بیع صحیح بنیں ہو اور اگر اُس کی طرف سے
 اُس مجلس میں کسی اور شخص نے قبول کر لیا تو بیع کا صحیح ہونا اُس کی اجازت پر موقوف ہے یہ سراج میں لکھا ہو۔ اور اگر کہا کہ میں نے
 اس غلام کو فلان شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا پس اسی فلاں نے تو اس کو خبر کر دے پھر اُس کے سوا کسی دوسرے نے اس کو خبر کر دی تو جائز ہے
 یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص کو لکھا کہ میں نے یہ غلام تیرا خریدا اور غلام کے مالک نے اس کو لکھا کہ میں نے اس کو
 تیرے ہاتھ بیچا تو یہ بیع ہو جائیگی یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اور اگر اس کو لکھا تھا کہ میرے ہاتھ اتنے کو بیچ ڈال پھر اس کو خط ہو چکا
 اور اُس نے لکھا کہ میں نے اس کو تیرے ہاتھ بیچ ڈالا تو بیع تمام ہوگی تا وقتیکہ مشتری یہ نہ کہے کہ میں نے خریدا یہ عینی شرح ہدایہ
 میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے کسی کو لکھا کہ کیا تو نے یہ اپنا غلام اتنے کو میرے ہاتھ بیچا اتنے لکھ بھیجا کہ میں نے یہ اپنا
 غلام تیرے ہاتھ بیچا تو یہ بیع نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور جاننا چاہیے کہ اگر بعد جزو عقد لکھنے یا پیغام بھیجنے کے اُس سے
 رجوع کرے تو رجوع صحیح ہو خواہ الیچی کو یہ بات معلوم ہو یا نہ ہو یہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہو۔ اور خط لکھنے والے اور پیغام
 بھیجنے والے کو اُس اسباب سے جو اُس نے لکھ بھیجا یا جس کا پیغام بھیجا ہو رجوع کرنا اُس وقت تک کہ دوسرے کے پاس نہیں پہنچا
 یا اُس نے قبول نہیں کیا ہو درست ہو خواہ دوسرے شخص کو معلوم ہو یا نہ ہو یا تاک کہ اگر دوسرے شخص نے اُس کے بعد
 قبول کیا تو بیع تمام ہوگی یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ غلام اتنے کو بیچا
 اُس دوسرے نے کسی اور شخص سے کہا کہ تو کہہ دے کہ میں نے خریدا پس اُس نے کہہ دیا کہ میں نے خریدا تو دیکھا جائیگا کہ یہ کلام اُس
 شخص نے اگر بطور پیغام ہو چکا ہے تو بیع تمام ہو جائے گا کہ اگر تو خریدنا صحیح ہو اور اگر بطور وکیل کے کہا ہو تو صحیح نہیں ہو یہ محیط میں
 لکھا ہو۔ واضح ہو کہ کبھی بیع صرف لین دین پر بدو کسی لفظ ہونے کے ہو جاتی ہو اور اس کو بیع تعاطی کہتے ہیں یہ خواص
 قاضی خان میں لکھا ہو اور یہ ہر چیز میں خواہ نہیں ہو یا نفیس یا فرق جلدی ہو اور یہی صحیح ہو یہ نہیں میں لکھا ہو
 اور جس لائمہ حلائی کے نزدیک بیع تعاطی میں دونوں طرف سے دیدنا شرط ہے یہ کفایہ میں لکھا ہو اور یہی قول
 اکثر شراح کا ہو اور نہ براہ یہ میں مذکور ہو کہ یہی قول مختار ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہو اور صحیح یہ ہو کہ دونوں بدل میں
 سے کسی ایک پر بھی قبضہ کر لینا کافی ہو اس واسطے کہ امام محمد رحمہ نے صاف فرمایا ہو کہ بیع تعاطی دونوں بدل میں سے کسی
 ایک پر قبضہ کر لینے سے ثابت ہو جاتی ہو اور یہ قول ثمن اور بیع دونوں کو شامل ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہو۔ اور
 جس شخص کا یہ قول ہو اُس کے نزدیک اس بیع میں بیع سپر کو دینے کے ساتھ انعقاد بیع کی واسطے مول کا بیان کرنا شرط ہے
 اور امام ابو الفضل کرمانی کا فتویٰ بھی اسی طرح منقول ہے یہ محیط میں لکھا ہو یہ شرط اُس چیز میں ہو جس کا مول معلوم نہیں ہو
 مگر روٹی اور گوشت کا مول معروف تھا پس جہاں کہیں اس کا مول معروف ہو وہاں یہ حکم جاری ہوگا واللہ اعلم۔
 اور منتقی میں مذکور ہو کہ ایک شخص نے کسی شخص سے ایک چیز کا سنا و شہر لیا جس کو وہ خریدا نا چاہتا تھا مگر اُس کے پاس تبرک تھا
 کہ اس میں لیوے پھر اُس سے جدا ہو کر برتن لایا اور اس کو شمن کے درم دیدیے تو یہ جائز ہو کہ زانی المضمرات منتقی میں ہے
 کہ ایک شخص پر دوسرے کے برابر درم چاہیے تھے پس اُس شخص نے جس پر درم چاہیے تھے اُس شخص سے کہ جس کے چاہیے تھے
 کہا کہ میں تیرے مال کے عوض دینا دیتا ہوں پس اُس نے دینا روں کا بھاؤ ٹھہرایا مگر ان دونوں میں بیع واقع نہ ہوئی
 اور وہ شخص جدا ہو گیا پھر وہ شخص کہ جس پر درم چاہیے تھا انہیں دینا روں کو جس کا بھاؤ ٹھہرا جدا ہو گئے مجھے لا کر

اُس شخص کو کہ جسکے چاہیے تھے دیدیئے اور بیع کو نہ دوہرایا تو وہ بیع اسوقت جائز ہوگئی یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک ٹکڑے و قرآنچہ درم کو خریدی پھر بائع سے کہا کہ ایک دوسری قرآن ہی میں کے حساب سے لا کر چان ڈال دے پس بائع نے دوسری قرآن لا کر وہاں ڈال دی پس یہ بیع ہوگئی اور بائع کو پوچھا کہ وہ اس حکم کیسے والے سے آٹھ درم کا مطالبہ کرے یہ ضمیرات میں لکھا ہے اور مجاہدین امام ابوحنیفہ رحمہ سے روایت ہے اس مسئلہ میں کہ اگر کسی نے گوشت بیچنے والے سے کہا کہ تو گوشت بیو کر بیچتا ہے اُس نے کہا کہ تین رطل ایک درم کو اُس نے کہا کہ میں نے خریدا تو میرے واسطے تول دے پھر گوشت بیچنے والے کی یہ رائے ہوئی کہ میں نہ تولوں تو اُس کو اس بات کا اختیار ہے پوچھا ہے اور اگر اُس نے تول دیا تو مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ہر ایک کو اُن دونوں میں سے رجوع کا اختیار ہے اور اگر مشتری نے قبضہ کر لیا یا بائع نے مشتری کے حکم سے اُسے برتن میں رکھ دیا تو بیع تمام ہوگئی اور مشتری پر ایک درم واجب ہے اور نوادر ابن سماعین امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر کسی قصاب سے کہا کہ جو گوشت تیرے پاس رکھا ہے اُس کو میرے واسطے تول دے یا یوں کہا کہ اس شائد میں سے میرے واسطے تول دے یا کہا کہ اس پر میں سے میرے واسطے حساب فی درم تین رطل کے تول دے اور اُس نے تول دیا تو مشتری کو نہ لینے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص ایک کھانچی خریدنے کی لایا کہ جبین چوٹے ٹھوسے خریدہ تھے اُس سے ایک شخص نے کہا کہ اہمیں سے دس خریدہ کتنے کو دیگا اُس نے کہا ایک درم کو پس اُس شخص نے دس خریدہ چھانٹے اور اُن کو لے چلا یا بائع نے دس نکال دیئے اور اُن کو مشتری نے قبول کر لیا تو بیع تمام ہوگئی یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے گھوٹ بیچنے والے کو پانچ دینار دیئے تاکہ اُس سے گھوٹ لیوے اور اس سے پوچھا کہ تو گھوٹ کیونکر بیچتا ہے اُس نے کہا تلوار رطل ایک دینار کو دیتا ہوں پس مشتری ساکت ہوا پھر مشتری نے گھوٹ مانگے تاکہ اُن کو لیوے پس بائع نے کہا کہ میں کل تجھے دو ٹنگا اور اُن دونوں میں بیع واقع ہوئی اور مشتری چلا گیا پھر دوسرے روز گھوٹ لینے آیا اور حال یہ ہوا کہ بجا و بازار کا بدل گیا تو بائع کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مشتری کو اُن گھوٹوں کے لینے سے منع کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ پہلے نرخ کے حساب سے مشتری کے حوالے کرے یہ فتویٰ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے تکیہ اور بچھونے جو ہنوز جنے نہیں گئے تھے خریدے اور مدت کا ذکر نہیں کیا تو صحیح نہیں ہے اور اگر تکیہ بیکر حوالہ کر دیئے تو صحیح صحیح نہیں ہے اور تعاطی جب بیع ہوتی ہے کہ فاسد یا باطل کی بنا پر نہ ہو اور اگر بیع فاسد یا باطل کے بنا پر ہوگی تو بیع تعاطی ہوگی یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ کٹھا لکڑی کا کتنے کو ہے اُس نے کچھ فہم بیان کیا پس اُس نے کہا کہ اپنا گد با تو بائک اور گسنے ہانکا تو یہ بیع نہ ہوگی مگر اسوقت کہ لکڑیاں سپرد کر کے فہم لے لے یہ سراجیہ میں لکھا ہے کسی نے قصاب سے کہا کہ ایک درم کا کتنا گوشت دیتا ہے اُس نے کہا کہ دوسیر اس شخص نے کہا کہ تول دے اور ایک درم دیا اور گوشت لے لیا تو یہ بیع جائز ہے اور دو بارہ وزن کرنا لازم نہیں ہے اور اگر وزن کیا اور کم پایا تو کمی کے موافق درم میں سے پھیر لیوے اور گوشت میں سے نہیں لے سکتا اس واسطے کہ بیع کا انعقاد کسی قدر پر ہوا ہے جو اُس نے دیا یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ ایک قصاب کے پاس ایک شخص ہر روز ایک درم لاتا تھا اور قصاب اُس کو گوشت کاٹ کر تول دیا کرتا تھا اور صاحب درم یہ گمان کرتا تھا کہ یہ گوشت ایک سیر ہے اور شہر میں گوشت کا بھاؤ بھی ہی تھا پھر ایک روز مشتری نے اپنے گھر اس گوشت کو تول لا تو وہ ٹہن پا دھکا تو وہ قصاب سے بھاؤ گمان کے درمیان میں سے پھیر لیوے اور بقدر نقصان کے گوشت نہیں لے سکتا جو اور یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ یہ شخص

کے حساب سے بیع ہوگا اور اگر مشتری نے قبضہ کر لیا یا بائع نے مشتری کے حکم سے اُسے برتن میں رکھ دیا تو بیع تمام ہوگئی اور مشتری پر ایک درم واجب ہے اور نوادر ابن سماعین امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر کسی قصاب سے کہا کہ جو گوشت تیرے پاس رکھا ہے اُس کو میرے واسطے تول دے یا یوں کہا کہ اس شائد میں سے میرے واسطے تول دے یا کہا کہ اس پر میں سے میرے واسطے حساب فی درم تین رطل کے تول دے اور اُس نے تول دیا تو مشتری کو نہ لینے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص ایک کھانچی خریدنے کی لایا کہ جبین چوٹے ٹھوسے خریدہ تھے اُس سے ایک شخص نے کہا کہ اہمیں سے دس خریدہ کتنے کو دیگا اُس نے کہا ایک درم کو پس اُس شخص نے دس خریدہ چھانٹے اور اُن کو لے چلا یا بائع نے دس نکال دیئے اور اُن کو مشتری نے قبول کر لیا تو بیع تمام ہوگئی یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے گھوٹ بیچنے والے کو پانچ دینار دیئے تاکہ اُس سے گھوٹ لیوے اور اس سے پوچھا کہ تو گھوٹ کیونکر بیچتا ہے اُس نے کہا تلوار رطل ایک دینار کو دیتا ہوں پس مشتری ساکت ہوا پھر مشتری نے گھوٹ مانگے تاکہ اُن کو لیوے پس بائع نے کہا کہ میں کل تجھے دو ٹنگا اور اُن دونوں میں بیع واقع ہوئی اور مشتری چلا گیا پھر دوسرے روز گھوٹ لینے آیا اور حال یہ ہوا کہ بجا و بازار کا بدل گیا تو بائع کو یہ اختیار نہیں ہے کہ مشتری کو اُن گھوٹوں کے لینے سے منع کرے بلکہ اس پر واجب ہے کہ پہلے نرخ کے حساب سے مشتری کے حوالے کرے یہ فتویٰ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے تکیہ اور بچھونے جو ہنوز جنے نہیں گئے تھے خریدے اور مدت کا ذکر نہیں کیا تو صحیح نہیں ہے اور اگر تکیہ بیکر حوالہ کر دیئے تو صحیح صحیح نہیں ہے اور تعاطی جب بیع ہوتی ہے کہ فاسد یا باطل کی بنا پر نہ ہو اور اگر بیع فاسد یا باطل کے بنا پر ہوگی تو بیع تعاطی ہوگی یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ کٹھا لکڑی کا کتنے کو ہے اُس نے کچھ فہم بیان کیا پس اُس نے کہا کہ اپنا گد با تو بائک اور گسنے ہانکا تو یہ بیع نہ ہوگی مگر اسوقت کہ لکڑیاں سپرد کر کے فہم لے لے یہ سراجیہ میں لکھا ہے کسی نے قصاب سے کہا کہ ایک درم کا کتنا گوشت دیتا ہے اُس نے کہا کہ دوسیر اس شخص نے کہا کہ تول دے اور ایک درم دیا اور گوشت لے لیا تو یہ بیع جائز ہے اور دو بارہ وزن کرنا لازم نہیں ہے اور اگر وزن کیا اور کم پایا تو کمی کے موافق درم میں سے پھیر لیوے اور گوشت میں سے نہیں لے سکتا اس واسطے کہ بیع کا انعقاد کسی قدر پر ہوا ہے جو اُس نے دیا یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ ایک قصاب کے پاس ایک شخص ہر روز ایک درم لاتا تھا اور قصاب اُس کو گوشت کاٹ کر تول دیا کرتا تھا اور صاحب درم یہ گمان کرتا تھا کہ یہ گوشت ایک سیر ہے اور شہر میں گوشت کا بھاؤ بھی ہی تھا پھر ایک روز مشتری نے اپنے گھر اس گوشت کو تول لا تو وہ ٹہن پا دھکا تو وہ قصاب سے بھاؤ گمان کے درمیان میں سے پھیر لیوے اور بقدر نقصان کے گوشت نہیں لے سکتا جو اور یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ یہ شخص

اسی شہر کا رہنے والا ہو کہ تبین بیع واقع ہوئی اور اگر اس شہر کا رہنے والا نہیں ہو مثلاً مسافر ہو اور حال یہ ہو کہ شہر کے رہنے والوں نے روٹی اور گوشت کا نرخ مقرر کر رکھا ہو اور یہ نرخ ایسا رواج پا گیا ہو کہ کبھی فرق نہیں ہو واپس اس سافر نے جان بائی یا قصاب سے کہا کہ مجھے ایک درم کی روٹی یا ایک درم کا گوشت دے اور اس نے معمول سے کم دیا اور مشتری کو اس وقت خبر نہ ہوئی پھر اس کو معلوم ہوا تو روٹی میں اس کو نان بائی سے پھیر لینے کا اختیار ہو جیسے کہ اس شہر کے لوگ ناقصان لے سکتے ہیں اور گوشت میں رجوع کا اختیار نہیں ہو اس واسطے کہ روٹی میں بجا و مقرر کر لینا معروف ہو پس سب کے حق میں ہی حکم ہوگا اور گوشت میں ایک نئی بات ہو پس اس شہر کے سوا اور لوگوں کے حق میں ظاہر ہوگا یہ نہیں یہ میں لکھا ہو۔ مجمع النوازل میں مذکور ہو کہ ایک شخص کا کسی دوسرے شخص پر قرضہ تھا اس نے اس کا مطالبہ کیا پس قرضہ ادا بقدر معلوم ہو لایا اور قرض خواہ سے کہا کہ شہر کے نرخ پر ٹیکے تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر شہر کا بجا و معلوم ہو اور وہ دونوں بھی جانتے ہیں تو بیع پوری ہو جائیگی اور اگر شہر کا بجا و معلوم نہیں یا وہ دونوں نہیں جانتے ہیں تو بیع نہ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور منجملہ بیع تعاطی کے ایک یہ صورت ہو کہ مشتری نے جو چیز خریدی تھی اس کو ایسے شخص کے سپرد کر دی جو اس کا بطور شفیعہ کے ہو مثلاً حالانکہ اس مقام پر شفیعہ جاری نہیں ہوتا۔ اور ایسے ہی وکیل نے ایک چیز خریدی اور وہ چیز وکیل کی ذات کے واسطے ہو گئی پھر اس نے موکل کے سپرد کر دی تو یہ بھی بیع تعاطی ہو بشرطیکہ حکم کرنے والے نے اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے حکم سے انکار کیا ہو حالانکہ اسی کے واسطے وکیل نے خریدی تھی یہ سبہ الرائق میں مکتبے سے منقول ہو۔ اور منجملہ بیع تعاطی کی صورتوں کے یہ ہو کہ کسی شخص کے پاس ایک باندی ودیعت رکھی تھی اور وہ شخص کسی اور باندی کو سوا اس کے جو ودیعت رکھی گئی تھی لایا اور کہا کہ یہ میری باندی ہے اور ودیعت رکھنے والا جانتا ہو کہ یہ وہ باندی نہیں ہے اور جس کے پاس ودیعت رکھی تھی اس نے قسم کھالی پس اس ودیعت رکھنے والے نے اس کو لے لیا تو اس سے اس کو واپس کرنا حلال ہے اور باندی کو بھی واپس پر راضی ہونا جائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ سے منقول ہو کہ اگر کسی نے درزی سے کہا کہ یہ میرا ستر نہیں ہے اور درزی نے قسم کھالی کہ یہ وہی ہے تو اس شخص کو اس کے لینے کی گنجائش ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اگر کسی مشتری نے کوئی باندی خیار عیب کی وجہ سے بائع کو واپس کر دی اور بائع جانتا ہو کہ یہ میری باندی نہیں ہے پھر اس نے اس کو لے لیا اور راضی ہو گیا تو یہ بیع تعاطی ہے یہ سبہ الرائق میں لکھا ہو اور ایسے ہی اگر کسی دھوبی نے کسی شخص کو اور کپڑا بدل کر دیدیا یا اسی طرح موی نے جو تہ بدل دیا اور وہ راضی ہو گیا تو بھی بیع تعاطی ہے یہ واقعات حساب میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک خنزیرہ بیچنے والے کو کچھ درم دیے تاکہ اس سے کچھ خنزیرہ بیچنے خریدے پھر ان خنزیروں کو لے لیا اور بائع کو کھانا جاتا ہو کہ میں اتنے کو یہ خنزیرہ نہ دوں گا مگر مشتری نے لے لیے اور بائع نے واپس نہ کیے اور مشتری کو بازار یون کی عادت معلوم ہو کہ بائع اگر راضی نہیں ہوتا تو دام پھیر دیتا ہے اور اپنی چیز واپس لیتا ہے اور اگر ایسا نہیں کرتا تو راضی ہوتا ہو حالانکہ مشتری کے پیچھے اس کا دل خوش کرنے کو چلا یا کرتا ہو کہ میں اتنے کو نہیں دیتا تو شیخ رح نے فرمایا کہ بایں ہمہ یہ بیع صحیح نہیں ہے یہ فقہ میں لکھا ہو غلطی کہتے ہیں کہ میں اس درم سے پوچھا کہ ایک شخص نے بازار میں کہا کہ کون شخص ہو جس کے پاس بہرات کا کپڑا اس درم کا ہو ایک شخص نے کہا کہ میں ہوں پھر اس نے اس کو دیدیا تو کیا یہ بیع ہو تو فرمایا کہ یہ بیع نہیں ہے مگر اس صورت میں کہ بیعت رقت یہ کہ میں نے اس درم کو لیا اور جا کر اس کو دیکھو گا اور میں نے حسن رحمہ سے یہی مسئلہ پوچھا انھوں نے فرمایا کہ بیع جائز ہے اور دونوں کو اس بیع کے توڑ دینے کا اختیار ہے یہ محیط میں لکھا ہو

مسئلہ قال ابو
الانذلیک انہ
فتاویٰ علی سید
یعنی ان الشیخ علی
قد وقف علی مسئلہ
دلم بردانہ اراد
یعلیٰ علی سید
واللہ اعلم

فصل

اُن چیزوں کے حکم کے بیان میں جو خریدنے کی غرض سے قبضہ میں لی گئیں ہوں - کسی شخص نے کسی سے ایک کپڑا چوکایا اور بائع نے کہا کہ وہ تیرے لیے میں درم کو ہوا مشتری نے کہا نہیں بلکہ میں درم کو لوٹکا پھر اتنے ہی گفتگو پر مشتری اُسکو لے گیا اور بائع اس درم پر راضی نہیں ہوا پس یہ بیع نہیں ہو اور اگر مشتری نے کپڑے کو تلف کر دیا تو اسپر بیٹل درم لازم ہو گئے اور جب تک تلف نہیں کیا تب تک اُسکو پھر دینے کا اختیار ہے - امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ قیاس یہ چاہتا تھا کہ اسپر بیٹل لازم ہوتی لیکن ہننے عرف کی وجہ سے قیاس کو چھوڑ دیا کہ عرف میں اس درم لازم ہو گئے - اگر کسی سے خریدنے کے واسطے ایک کپڑا لیا اور اسے مول کر دیا پھر وہ مشتری کے پاس تلف ہو گیا اور مشتری پر اس کی قیمت واجب ہو گئی اور اسی طرح اگر مشتری کے ہونے کے بعد اس کے وارث نے اس کپڑے کو تلف کر دیا تو بھی قیمت واجب ہو گئی یہ فتاویٰ قاضی خاں مین لکھا ہے اور اگر کسی سے ایک کپڑا لیا اور کہا کہ میں اسے لیے جاتا ہوں اگر پسند آوے گا تو خرید لوٹکا پھر اُسکو لے گیا اور وہ تلف ہو گیا تو اس شخص پر کچھ واجب نہیں ہو اور اگر اس نے یہ کہا تھا کہ اگر رضی ہو گا تو اُسکو دس درم کو لوٹکا پھر رضی ہو گیا تو وہ شخص قیمت کا ضامن ہو یہ عیض مین لکھا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ تانا خانہ مین لکھا ہے امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک کپڑے کا مول کسی سے چوکایا پھر اس کپڑے کو بغرض خریدنے کے لیے لیا یا اس چوکاے کی گفتگو مین بائع نے اس کے حوالے کر دیا اور کہا کہ وہ دس درم کا ہے پھر اُسکو مشتری نے لے گیا تو امام رحمہ نے فرمایا کہ جو مول بائع نے بیان کیا اسی مول پر وہ کپڑا ہمیشہ رہیگا تا وقتیکہ مشتری اُسکو رد نہ کرے اور رد کرنے سے یہ مراد ہے کہ مشتری شلایون کے کہ مین نو درم سے زیادہ کو نہ لوٹکا یا مین سوائے نو درم کے راضی نہیں ہوں یہ ذخیرہ مین لکھا ہے - ایک شخص نے کہا کہ یہ کپڑا میں درم کا ہے اور مشتری نے کہا کہ میں نے اسے دس درم مین لیا اور لیکر چلا گیا اور وہ مشتری کے پاس تلف ہو گیا تو اسپر اس کی قیمت واجب ہو اور اگر مشتری کے قول کے بعد پھر بائع نے کہا تھا کہ میں بیس درم سے کم نہ دوں گا اور مشتری لیکر چلا گیا اور وہ تلف ہو گیا تو اسپر بیس درم واجب ہو گئے یہ خلاصہ مین لکھا ہے اور فرق کرانی مین ہے کہ بائع نے کہا کہ یہ کپڑا تیرے واسطے دس درم کو ہے اور مشتری نے کہا کہ لا اُسکو تا کہ مین اسکو دیکھوں یا کسی دوسرے کو دکھاؤں پھر وہ تلف ہو گیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ اسپر کچھ واجب نہ ہو گا لیکن وہ امانت مین تلف ہو گیا اور اگر مشتری نے کہا تھا کہ اُسکو لا اگر مجھے پسند آئیگا تو میں اسے لوٹکا پھر وہ تلف ہو گیا تو مشتری پر جو اس کا مول ٹھہرا تھا واجب ہو اور فرق دونوں صورتوں مین یہ ہے کہ پہلی صورت مین اسے یہ حکم کیا تھا کہ جگو دیکھنے یا دکھانے کو دے اور یہ بیع نہیں ہو اور دوسری صورت مین پسند کرنے اور لینے کی غرض سے اُسکو دینے کا حکم دیا تھا اور یہ بدون حکم کے ہے تو حکم کی صورت مین پھر وہ اگلے بیع ہو گئی یہ نہ الفائق مین لکھا ہے اور اگر اُسکو دیکھنے کی غرض سے نہیں لیا پھر کہا کہ میں دیکھوٹکا اور وہ ضائع ہو گیا تو مشتری کا دوسرا کلام اس ضمانت سے جو اسپر پہلے کلام سے واجب ہو گئی ہو بری نہ کرے یہ وجہ کر درمی مین لکھا ہے - ایک شخص نے ایک بزار سے ایک کپڑا طلب کیا اُس نے اُسکو مین کپڑے دیے اور کہا کہ یہ دس کا ہے اور یہ دوسرا بیٹل کا اور یہ تیسرا بیٹل کا اور انکو اپنے گھر لے جا جو کپڑا مجھے پسند آوے اُسکو میں نے تیرے ہاتھ بچا پھر مشتری اُن کپڑوں کو لے آیا اور وہ مشتری کے گھر مین جل گئے تو اگر یہ صورت ہوئی کہ سب کے سب جل گئے اور یہ معلوم نہیں کہ آگے کچھ جلتے یا معلوم ہوا کہ آگے کچھ جلتے ہیں لیکن یہ نہ معلوم کہ اول سب سے کون جلا اور دوسری اور تیسری بار کون کون جلا تو مشتری پر ہر ایک کپڑے کی

میں لکھا ہے کہ اگر مشتری نے کہا کہ یہ کپڑا تیرے واسطے دس درم کو ہے اور مشتری نے کہا کہ لا اُسکو تا کہ مین اسکو دیکھوں یا کسی دوسرے کو دکھاؤں پھر وہ تلف ہو گیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ اسپر کچھ واجب نہ ہو گا لیکن وہ امانت مین تلف ہو گیا اور اگر مشتری نے کہا تھا کہ اُسکو لا اگر مجھے پسند آئیگا تو میں اسے لوٹکا پھر وہ تلف ہو گیا تو مشتری پر جو اس کا مول ٹھہرا تھا واجب ہو اور فرق دونوں صورتوں مین یہ ہے کہ پہلی صورت مین اسے یہ حکم کیا تھا کہ جگو دیکھنے یا دکھانے کو دے اور یہ بیع نہیں ہو اور دوسری صورت مین پسند کرنے اور لینے کی غرض سے اُسکو دینے کا حکم دیا تھا اور یہ بدون حکم کے ہے تو حکم کی صورت مین پھر وہ اگلے بیع ہو گئی یہ نہ الفائق مین لکھا ہے اور اگر اُسکو دیکھنے کی غرض سے نہیں لیا پھر کہا کہ میں دیکھوٹکا اور وہ ضائع ہو گیا تو مشتری کا دوسرا کلام اس ضمانت سے جو اسپر پہلے کلام سے واجب ہو گئی ہو بری نہ کرے یہ وجہ کر درمی مین لکھا ہے - ایک شخص نے ایک بزار سے ایک کپڑا طلب کیا اُس نے اُسکو مین کپڑے دیے اور کہا کہ یہ دس کا ہے اور یہ دوسرا بیٹل کا اور یہ تیسرا بیٹل کا اور انکو اپنے گھر لے جا جو کپڑا مجھے پسند آوے اُسکو میں نے تیرے ہاتھ بچا پھر مشتری اُن کپڑوں کو لے آیا اور وہ مشتری کے گھر مین جل گئے تو اگر یہ صورت ہوئی کہ سب کے سب جل گئے اور یہ معلوم نہیں کہ آگے کچھ جلتے یا معلوم ہوا کہ آگے کچھ جلتے ہیں لیکن یہ نہ معلوم کہ اول سب سے کون جلا اور دوسری اور تیسری بار کون کون جلا تو مشتری پر ہر ایک کپڑے کی

تھا کہ قیمت کی ضمانت واجب ہوگی اور اگر پہلا معلوم ہوا تو اسکی قیمت لازم آویگی اور باقی دو کپڑے اسکے پاس امانت میں رہے اور اگر پہلے کپڑے جلنے اور تیسرا باقی رہا تو اگر یہ معلوم نہ ہوا کہ ان دونوں میں سے پہلے کون جلا تو ہر ایک کی آدمی قیمت دینے اور جب ہوگی اور تیسرے کو واپس کرنا چاہیے اس واسطے کہ وہ امانت میں ہو اور اگر ایک جلا اور دو باقی رہے تو پہلے ہوسے کی قیمت دے اور دونوں کو واپس کرے اور اگر دو کپڑے اور کچھ تیسرے میں سے جل گیا اور ان دونوں میں سے پہلے معلوم نہ ہو کہ پہلے کون جلا تو ان دونوں میں سے ہر ایک کی نصف قیمت دے اور تیسرے کا باقی واپس کرے اور اسکے جلنے کی نقصان کی ضمانت اس پر واجب نہ ہوگی یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہے اور اگر وہ کپڑوں میں سے ایک پورا اور دوسرے میں کا آدھا سہمی چل گئے تو باقی آدھا واپس کرے اور دوسرا اسکے ذمہ لازم ہوگا اور یہ اختیار مسکون نہیں ہو کہ جملے ہوسے کو امانت میں رکھے اور آدھے باقی کو پورے مول میں لے لیوے اور علیٰ ہذا القیاس اگر کپڑے میں سے اتنا باقی رہا ہو جس کا کچھ مول نہیں ہو یہ وجہ کر دہی میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے کسی کو ایک بزاز کے پاس بھیجا اور بزاز کو کہلا بھیجا کہ ایسا ایسا کپڑا میرے پاس بھیج دے پھر بزاز نے اسکے ایلچی یا دوسرے کے ہاتھ بھیج دیا پس اس شخص کے پاس پہنچنے سے پہلے وہ کپڑا ضائع ہو گیا اور اس بات کے سچ ہونے پر سب متفق ہوئے تو اس ایلچی پر کچھ ضمانت نہیں ہو پھر جسکے پاس سے ضائع ہوا اگر وہ ایلچی اسکا ہو جس نے بھیج کر لانے کا حکم دیا تھا تو ضمانت اس حکم کرنے والے پر ہو اور اگر کپڑے والے کا آدمی ہو تو اس شخص حکم کرنے والے پر کچھ ضمانت نہیں یہاں تک کہ اسکے پاس وہ کپڑا پہنچے اور جب کپڑا اسکے پاس پہنچ گیا تب وہ البتہ ضمانت ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک اسباب کسی منادی کو دیا کہ بازار میں اسکے بیچنے کی واسطے آواز دے پس ایک شخص نے چند معلوم درجوں کے عوض وہ اسباب طلب کیا اور اس منادی نے اسکے پاس رکھ دیا جس نے طلب کیا تھا پھر اس طالب نے کہا کہ میرے پاس سے ضائع ہو گیا یا مجھے لگیا تو اس شخص پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور منادی پر کچھ واجب نہ ہوگا اور منادی پر واجب نہ ہونا اس صورت میں ہو کہ اس چیز کے مالک نے اسکو یہ اجازت دی ہو کہ بیچ تمام جگہوں سے سے پہلے جو شخص خریدنے کی غرض سے مجھے طلب کرے اسکو دینا اور اگر یہ اجازت نہیں دی ہو تو یہ منادی اسکی قیمت کا ضمانت ہو یہ ظہیرہ میں لکھا ہے۔ جو شخص کہ خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا تھا اگر اس نے ایک کپڑا خریدنے کی غرض سے لیا اور اسکو اپنے موکل کو دکھلایا اور موکل کو وہ پسند نہ آیا اس نے وکیل کو واپس کر دیا پھر وکیل کے پاس وہ کپڑا تلف ہو گیا تو مالک کو محمد بن الفضل رحمہ نے فرمایا ہو کہ وکیل اسکی قیمت کا ضمانت ہوگا اور موکل سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو مگر اس صورت میں کہ موکل نے اسکو خریدنے کی غرض سے لے لینے کا حکم کیا ہو تو اس صورت میں وکیل ضمانت دیکھا اور موکل سے واپس لے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے چنانچہ ناصری میں ہو کہ اگر ایک کپڑا دلال کے پاس سے جاتا رہا تو اس پر کچھ ضمانت نہیں ہو اور اگر کسی دوکاندار کے پاس سے جاتا رہا حالانکہ اسکا کسی مشتری نے بھاؤ چوکا یا تھا اور دونوں سے باہم مول ٹھہر گیا تھا تو اس دوکاندار پر کپڑے کی قیمت واجب ہوگی یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے فیصلے دوکاندار وہ مول جو ٹھہر گیا ہو لے لیوے اور دوسرے کو اسکی قیمت ادا کرے مثلاً چار درم کپڑے کا مول ٹھہر گیا وہ دوسرے کو دینا چاہیے اور دوکاندار اسے چونکہ وہ کپڑا لکھو یا ہو اس واسطے جو قیمت اسکی بازار میں ہو وہ دوسرے کو ادا کرے۔ ایک شخص نے ایک مکان خریدنا چاہی اور مول ٹھہر گیا پھر مالک کی اجازت سے مشتری نے اسکو کھینچا یا مالک نے اس سے کہا کہ تو کھینچ اگر تو شہر تو مجھ ضمانت نہیں ہو اس نے کھینچی اور مکان ٹوٹ گئی تو اسکی قیمت کا ضمانت اسکا اور اگر مول نہیں ٹھہرا ہو اور اس نے

بائع کی اجازت سے لکھتا تو اس پر ضمان واجب نہ ہوگی اور امام رحمہ سے روایت ہو کہ اگر بائع نے مشتری کو درم دکھلا کے اسے
 اٹکو دیا اور وہ ٹوٹ گئے یا مکان دکھلائی اسے اسکو کھینچا اور ٹوٹ لئی یا پٹا دکھلایا اور اسے اسکو پہنا اور پھٹ گیا تو مشتری اسکا
 ضمان پر بشرطیکہ بائع نے اسکو دبانے یا کھینچنے یا پھینکنے کا حکم نہ کیا ہو۔ اور بعض فقہائے کہا ہو کہ اگر وہ درم بدوین دبانے نہیں کہہ سکتا تھا
 تو اگر دبانے میں اسے حد سے تجاوز نہیں کیا تو ضمان نہ ہوگا اور حد سے نہ تجاوز کرنے میں اس کے قول کی تصدیق کیجا سکتی یہ وجہ
 کردہی میں لکھا ہے۔ ایک شخص ایک شیشہ فروش کے پاس آیا اور کہا کہ یہ شیشہ تجکو دکھلا اسے دکھلا کر کہا کہ اسکو اٹھا اسے اسے
 اٹھا یا پس وہ لاکر ٹوٹ گیا تو اٹھانے والا اسکا ضمان نہیں ہو کیونکہ اسے اس کے حکم سے اٹھایا تھا اور اگر بطریق خریدنے کے
 تھا تو بھی مول مذکور نہیں ہو اور ظاہر روایت کے موافق جو چیزیں خریدنے کی غرض سے قبضہ میں لجاتی ہیں انکی ضمان اجمد
 مول بیان کرنے کے واجب ہوتی ہو پس اگر قبضہ کرنے والے نے شیشہ فروش سے کہا کہ یہ شیشہ کتنے کا ہو اسے کہا کہ
 اسے کا ہو پھر اسے کہا کہ میں اسکو لے لوں شیشہ فروش نے کہا کہ ہاں پھر اسے اسکو لیا اور اسے ہاتھ سے لاکر ٹوٹ گیا تو
 اس شخص پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور یہ حکم اسی صورت میں ہو کہ وہ شیشہ شیشہ فروش کی اجازت سے اٹھایا تھا اور اگر
 بلا اجازت اس کے اٹھایا تھا تو اسکا ضمان ہو خواہ مول بیان کیا گیا ہو یا نہ بیان کیا گیا ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے
 ایک شخص نے ایک پیالہ چوکا یا اور پیالہ والے سے کہا کہ یہ پیالہ مجھے دکھلا اسے اسکو دیا اور اس شخص نے اسکو کھینچا
 پھر وہ پیالہ اس کے ہاتھ سے چند پیالوں پر گرا اور یہ پیالہ اور وہ پیالے سب ٹوٹ گئے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا ہو کہ وہ شخص
 اس پیالہ کی قیمت کا ضمان ہوگا کیونکہ یہ امانت تھا اور باقی پیالوں کا ضمان ہو کیونکہ اسے بائع کی بلا اجازت تلف کر دیے
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اگر ایک شخص نے ایک چیز خریدی اور بائع نے غلطی سے دوسری چیز اسکو دیدی اور
 وہ تلف ہو گئی تو مشتری اسکی قیمت کا ضمان ہو کیونکہ اسے خریدنے کے طور پر اس پر قبضہ کیا تھا اور اگر اپنے غلام سے
 کہا کہ اس چیز پر قبضہ کر لے اس نے غلطی سے دوسری چیز پر قبضہ کر لیا اور وہ تلف ہو گئی تو ضمان نہ ہوگا
 یہ تانا رخانیہ میں لکھا ہے۔

۱۔ عداوت
 ۲۔ عین کی کشتی
 ۳۔ عین کی کشتی
 ۴۔ عین کی کشتی
 ۵۔ عین کی کشتی
 ۶۔ عین کی کشتی
 ۷۔ عین کی کشتی
 ۸۔ عین کی کشتی
 ۹۔ عین کی کشتی
 ۱۰۔ عین کی کشتی

تیسری فصل

بکے والی چیز اور اس کے مول کو پہچاننے اور ان دونوں میں قبضہ سے پہلے تصرف کرنے
 کے بیان میں۔ امام قدوری رحمہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہو کہ جو چیز عقد میں تعین ہوتی ہو وہ بیع ہو اور جو متعین نہیں
 ہوتی وہ ثمن ہو مگر یہ کہ اس پر بیع کا لفظ بولا جاوے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ مال میں قسم کا ہوتا ہو ایک وہ جو ہمیشہ ثمن ہوتا ہو
 اور دوسرا وہ جو ہمیشہ بیع رہتا ہو اور تیسرے وہ کہ بیع بھی ہوتا ہو اور ثمن بھی ہوتا ہو سو جو چیز ہمیشہ ثمن ہوتی ہو وہ درم
 اور دینار میں خواہ اس کے مقابل انھیں کے شکل واقع ہوں یا کوئی اور چیز میں اور خواہ انہر کوئی ایسا لفظ جو ثمن پر بولا
 جاتا ہو داخل ہو یا نہ ہو اور بیسے بھی ہمیشہ ثمن ہوتے ہیں کہ مثل درم کے معین کرنے سے متعین نہیں ہوتے ہیں
 اور جو ہمیشہ بیع رہتی ہیں وہ حسنین ہیں کہ جیسا مثل موجود ہیں اور وہ ایسی کشتی کی چیزیں ہیں جو باہم
 ایک سی ہوں لیکن کپڑے کا جب وصف بیان کر دیا جاوے اور کوئی معاد اس کے دینے کی مقرر کیا وے تو
 وہ ثمن ہو جاتا ہو یہاں تک کہ اگر کسی نے کوئی غلام خریدا اور اس کے عوض میں کسی کپڑے کی عفت بیان کر کے
 اپنے ذمہ کر لیا کہ اسکی معاد مقرر نہ کی تو جائز نہیں ہو اور اگر معاد مقرر کر دی تو جائز ہو اور اگر غلام پر قبضہ کرنے سے
 پہلے متفرق ہو گئے تو بیع باطل نہ ہوگی یہ محیط سخری میں لکھا ہے۔ اور جو چیزیں مثالی ہیں ان میں باہم ایک دوسرے کے

اور اگر یوں کہا کہ اسکو بیع اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے یا اپنے واسطے اور بائع نے قبول کر لیا تو پہلی بیع ٹوٹ گئی یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام محمد رحمہ لکھا ہو سکا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک پہلی بیع نہ ٹوٹے گی یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر یوں کہا کہ جسکے ہاتھ تو چاہے بیع تو صحیح نہیں ہو یہ تاتار خانیہ میں خلاصہ سے منقول ہو اگر مشتری نے مملوک پر قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہا کہ اسکو آزاد کر دے اور بائع نے آزاد کر دیا تو یہ بیع بائع کی طرف سے ہوگا اور پہلی بیع فسخ ہو جائیگی اور مشتری کی طرف سے ہوگا یہ نہ ہوا امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک عتق باطل ہے یہ محیط میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور اس پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع سے کہا کہ اسکو فروخت کر یا اسکے ساتھ بیوی کرادہ طعام تھا کہ بائع سے کہا کہ اسکو کھائے اور اس نے ایسا ہی کیا تو یہ بیع کا فسخ کرنا ہوگا اور جب تک بائع نے ایسا نہیں کیا تب تک بیع فسخ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر مال منقولہ کا بطور وصیت یا میراث کے مالک ہو تو اسکی بیع قبضہ سے پہلے جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک گھڑ یا زمین خریدی اور اسکو قبضہ سے پہلے بائع کے سوا کسی اور کو ہب کیا تو سب کے نزدیک جائز ہو اور اگر فروخت کیا تو امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک جائز نہیں ہو اور اگر قبضہ سے پہلے بائع کو یا اسکے سوا اور کسی کو اجارہ پردی تو سب کے نزدیک جائز نہیں اسی طرح اگر ایسی زمین خریدی جس میں عین کسی بولی ہوئی تھی اور وہ کچھ بی بی بیوی کا تھی وہ بائع کو تو ادھون آدھ کے معاملہ پر قبضہ سے پہلے دیدی تو جائز نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ تو ازل میں ہو کہ اگر کسی نے ایک گھر خرید لیا اور اس پر قبضہ کرنے اور دام مینے سے پہلے اسکو وقف کر دیا تو اس وقف کا حکم موقوف ہو اگر اسکے بعد اسنے دام ادا کر دیلے اور اس پر قبضہ کر لیا تو وقف جائز ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ثمنون میں اور دین میں بدلنے کا تصرف کرنا سوائے بیع صرف اور سلم کے ہمارے نزدیک قبضہ سے پہلے جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو و طحاوی نے ذکر کیا ہو کہ قرض میں قبضہ سے پہلے تصرف جائز نہیں ہو اور قدوری نے اپنی کتاب میں لکھا کہ یہ کہنا سہو ہو اور صحیح یہ ہو کہ جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور سیرکبہ صفحہ امام محمد رحمہ لکھا کہ اگر دشمن کسی مسلمان کے غلام کو قید کر کے اپنی حرمین اپنے ملک میں لیکھے اور کوئی مسلمان انکے ملک میں داخل ہوا اور اس غلام کو اسنے خرید لیا اور دارالاسلام میں لایا اور اس غلام کا پہلا مالک حاضر ہوا اور قاضی نے یہ حکم کیا کہ وہ غلام اس مالک کو بعض اسکے مول کے دیا جاوے اور پہلے مالک نے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسکو فروخت کیا پس اگر کسی شخص کے ہاتھ بیچا جسکے پاس وہ غلام موجود ہو تو جائز ہو اور اگر غیر کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں ہو اور یہ مسئلہ نظر اس مسئلہ کی ہو کہ اگر قاضی نے کسی غلام کو عیب کی وجہ سے بائع کو دینے کا حکم کیا اور بائع نے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچ ڈالا تو اگر کسی مشتری کے ہاتھ بیچا تو جائز ہو اور اگر کسی اور کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔

اور اگر یوں کہا کہ اسکو بیع اور یہ نہ کہا کہ میرے واسطے یا اپنے واسطے اور بائع نے قبول کر لیا تو پہلی بیع ٹوٹ گئی یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام محمد رحمہ لکھا ہو سکا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک پہلی بیع نہ ٹوٹے گی یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر یوں کہا کہ جسکے ہاتھ تو چاہے بیع تو صحیح نہیں ہو یہ تاتار خانیہ میں خلاصہ سے منقول ہو اگر مشتری نے مملوک پر قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہا کہ اسکو آزاد کر دے اور بائع نے آزاد کر دیا تو یہ بیع بائع کی طرف سے ہوگا اور پہلی بیع فسخ ہو جائیگی اور مشتری کی طرف سے ہوگا یہ نہ ہوا امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک عتق باطل ہے یہ محیط میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور اس پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع سے کہا کہ اسکو فروخت کر یا اسکے ساتھ بیوی کرادہ طعام تھا کہ بائع سے کہا کہ اسکو کھائے اور اس نے ایسا ہی کیا تو یہ بیع کا فسخ کرنا ہوگا اور جب تک بائع نے ایسا نہیں کیا تب تک بیع فسخ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر مال منقولہ کا بطور وصیت یا میراث کے مالک ہو تو اسکی بیع قبضہ سے پہلے جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک گھڑ یا زمین خریدی اور اسکو قبضہ سے پہلے بائع کے سوا کسی اور کو ہب کیا تو سب کے نزدیک جائز ہو اور اگر فروخت کیا تو امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک جائز نہیں ہو اور اگر قبضہ سے پہلے بائع کو یا اسکے سوا اور کسی کو اجارہ پردی تو سب کے نزدیک جائز نہیں اسی طرح اگر ایسی زمین خریدی جس میں عین کسی بولی ہوئی تھی اور وہ کچھ بی بی بیوی کا تھی وہ بائع کو تو ادھون آدھ کے معاملہ پر قبضہ سے پہلے دیدی تو جائز نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ تو ازل میں ہو کہ اگر کسی نے ایک گھر خرید لیا اور اس پر قبضہ کرنے اور دام مینے سے پہلے اسکو وقف کر دیا تو اس وقف کا حکم موقوف ہو اگر اسکے بعد اسنے دام ادا کر دیلے اور اس پر قبضہ کر لیا تو وقف جائز ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ثمنون میں اور دین میں بدلنے کا تصرف کرنا سوائے بیع صرف اور سلم کے ہمارے نزدیک قبضہ سے پہلے جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو و طحاوی نے ذکر کیا ہو کہ قرض میں قبضہ سے پہلے تصرف جائز نہیں ہو اور قدوری نے اپنی کتاب میں لکھا کہ یہ کہنا سہو ہو اور صحیح یہ ہو کہ جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور سیرکبہ صفحہ امام محمد رحمہ لکھا کہ اگر دشمن کسی مسلمان کے غلام کو قید کر کے اپنی حرمین اپنے ملک میں لیکھے اور کوئی مسلمان انکے ملک میں داخل ہوا اور اس غلام کو اسنے خرید لیا اور دارالاسلام میں لایا اور اس غلام کا پہلا مالک حاضر ہوا اور قاضی نے یہ حکم کیا کہ وہ غلام اس مالک کو بعض اسکے مول کے دیا جاوے اور پہلے مالک نے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے اسکو فروخت کیا پس اگر کسی شخص کے ہاتھ بیچا جسکے پاس وہ غلام موجود ہو تو جائز ہو اور اگر غیر کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں ہو اور یہ مسئلہ نظر اس مسئلہ کی ہو کہ اگر قاضی نے کسی غلام کو عیب کی وجہ سے بائع کو دینے کا حکم کیا اور بائع نے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے بیچ ڈالا تو اگر کسی مشتری کے ہاتھ بیچا تو جائز ہو اور اگر کسی اور کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔

مسئلہ باب ایجاب و قبول میں اختلاف واقع ہونے کے بیان میں اگر بائع دو چیزوں یا تین چیزوں میں ایجاب کرے اور مشتری یہ ارادہ کرے کہ میں بعض میں یہ ایجاب قبول کروں اور بعض میں قبول نہ کروں پس اگر ان سب کی بولی ایک تھی تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اگر جدا جدا تھے تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اسی طرح اگر مشتری ایجاب کرے اور بائع کا یہ ارادہ ہو کہ بعض میں قبول کرے اور بعض میں نہیں پس اگر صفقہ ایک ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اگر صفقہ متفرق ہو تو جائز ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اسی طرح اگر بائع نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ غلام

بیجا اویشتری نے ادا قبول کیا تو صحیح نہیں بلکہ اگر بائع اسی مجلس میں اسپر راضی ہو جاوے تو صحیح ہے یہ محیط سترسی میں
 لکھا ہے اور امام قدوری نے کہا کہ اس طرح کا عقد اس وقت صحیح ہوگا کہ بیع کا جو حصہ مشتری نے قبول کیا اُسکے مقابل میں بیع
 کوئی حصہ معلوم ہو اور اگر باعتبار قیمت کے تقسیم ہوتا ہو جیسے کہ بیع کی نسبت دو غلاموں یا دو کپڑوں کی طرف ایک تبدیلی گئی اور
 مشتری نے اُن دونوں میں سے ایک قبول کیا تو عقد صحیح نہ ہوگا اگرچہ بائع راضی ہو جاوے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے و صحیح
 ہو کہ صفقہ کا ایک ہونا اور جدا ہونا بھی معلوم کرنا چاہیے پس ہم کہتے ہیں کہ اگر خرید و فروخت و قیمت ایک ہو یعنی
 قیمت اکٹھی بیان کیجاوے اور بائع بھی ایسا ہو اور مشتری بھی ایک ہو تو صفقہ ایک کہلائیگا اور قیاس اور استحسان
 دونوں دلیلوں سے ثابت ہو اور اسی طرح اگر قیمت جدا جدا ہو یعنی بیع کی ہر حصہ کی قیمت جدا جدا بیان کی گئی اور
 اور باقی سب چیزیں ایک ہوں مثلاً بائع نے مشتری سے کہا کہ میں نے یہ دس کپڑے تیرے ہاتھ بیچے ہر کپڑا دس درم کو
 تو اس صورت میں بھی صفقہ ایک ہو اور اسی طرح اگر بائع دو ہوں یا مشتری دو ہوں اور قیمت اکٹھی ذکر کیجاوے مثلاً بائع
 دو شخصوں سے کہے کہ میں نے یہ چیز تم دونوں کے ہاتھ اس قیمت کو بیچی اور دونوں مشتری کہیں کہ ہم نے یہ چیز تجھے قیمت کو
 مول لی تو یہ بھی ایک ہی صفقہ ہو یہ محیط میں لکھا ہے یہ بیان صفقہ کے ایک ہونیکا تھا اب صفقہ کے جدا ہونیکا یہ بیان ہے
 کہ ہم کہتے ہیں کہ اگر سرجہ کی قیمت جدا جدا بیان کی اور خرید یا فروخت جدا جدا ہوئی اور بائع اور مشتری دو ہوں یا
 بائع دو ہوں اور مشتری ایک ہو یا مشتری دو ہوں یا بائع ایک ہو صفقہ متفرق ہوگا اور اسی طرح اگر قیمت جدا جدا بیان کیجاوے
 اور خرید یا فروخت جدا جدا ہو اور بائع اور مشتری ایک ہوں جیسے بائع کسی شخص سے کہے کہ میں نے یہ کپڑے تیرے ہاتھ
 اس طرح بیچے کہ یہ کپڑا دس درم کو بیچا اور یہ کپڑا پانچ درم کو بیچا یا مشتری کہے کہ میں نے یہ کپڑے تجھے اس طرح مول لیے
 کہ یہ کپڑا دس درم کو مول لیا اور یہ کپڑا پانچ درم کو مول لیا تو بالاتفاق صفقہ متفرق ہوگا یہ نہایت میں لکھا ہے اور اگر عقد ایک ہو
 اور عقد کرنے والے اور ضمن دونوں متعدد ہوں تو قیاس یہ ہے کہ صفقہ متعدد ہوگا اور استحسان یہ ہے کہ متعدد نہ ہوگا اور یہی
 قول امام رحمہ کا ہے اور اسی پر فقوے نے یہ وجہ کر دی میں لکھا ہے اگر دو یا کئی چیزیں مختلف مول لین یا ایک چیز مول لی
 اور دام محوڑے سے دیے اور یہ ارادہ کیا کہ تھوڑی سی بیع پر قبضہ کر لے پس اگر صفقہ ایک تھا تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر
 صفقہ متفرق تھا تو جائز ہے اور اگر کسی شخص نے کسی سے دس بیوی کپڑے خریدے اور ہر کپڑا دس درم کو ٹھہرا اور مشتری
 دس درم نقد دیدے اور کہا کہ یہ دس درم خاص اس کپڑے کی قیمت ہیں اور اُس کپڑے پر قبضہ کرنا چاہا تو اُسکو اختیار
 نہیں ہے اس واسطے کہ صفقہ ایک ہو اور اسی طرح اگر بائع یا مشتری کو خاص ایک کپڑے کی قیمت معاف کر دی اور
 مشتری نے کہا کہ میں یہ کپڑا لیتا ہوں تو مشتری کو یہ اختیار نہیں ہے اور اسی طرح اگر بائع خاص ایک کپڑے
 کی قیمت مہینہ بھر بعد لینے پر راضی ہو جاوے تو مشتری کو اسپر قبضہ کر لینا اختیار نہیں ہے اور اسی طرح اگر بائع ایک درم
 کے سوا تمام مول معاف کر دے یا ایک درم کے سوا تمام مول کو چند روز بعد لینے پر راضی ہو جاوے تو بھی یہی حکم ہے اور
 اسی طرح اگر خرید میں کسی خاص کپڑے کے دام نقد دینے ٹھہرے اور باقی کی کچھ بعد مقرر ہوئی تو مشتری کو اس قدر نقد ضمن
 ادا کرنے سے پہلے کسی چیز پر قبضہ کر لینا اختیار نہیں ہے اور اسی طرح اگر مول سود درم ٹھہرا اور مشتری کے بائع پر نوٹے
 درم چاہیے ہیں اور یہ اس مول کا قصاص ہو گئے جو مشتری کے ذمہ واجب ہیں تو مشتری کو باقی دس درم ادا کرنے
 سے پہلے کسی چیز پر قبضہ کر لینا اختیار نہیں ہے اور اسی طرح اُن کپڑوں میں سے خاص ایک کپڑے کی قیمت اگر دس یا تھی

اور باقی کچھ روٹ کی قیمت منہور م اور مشتری نے صرف دینار دے دیے نو اسکو کسی کچھ سے پر قبضہ کرنا جائز نہیں ہوتا
یہ محیط میں لکھا ہے۔ دو شخصوں نے ایک شخص سے ایک غلام نہر اور درم کو خریدا اور ایک انہیں سے غائب ہو گیا اور دوسرے
موجود تھا تو اسکو یہ اختیار نہیں کہ کسی قدر غلام پر قبضہ کرے جب تک کہ اس کے پورے دام نہ دے دے اور جب پورے دام
دے دے تو کل غلام پر قبضہ کرے اور اس صورت میں دوسرے شریک کی طرف سے بطور احسان کے دینے والا ہونا اور
جب وہ غائب حاضر ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ اپنے حصہ پر قبضہ کرے جب تک کہ شریک موجود کو اس قدر حصہ نہیں دے دے
جو اس کے حصہ کا اٹھنے دیا ہو اور جب ایسا کیا تو اپنے حصہ پر قبضہ کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور جس شخص شریک نے اس
غلام پر قبضہ کیا تھا اس کے پاس اگر دوسرے شریک غائب کے حاضر ہونے سے پہلے یا حاضر ہونے کے بعد طلب کرنے
سے پہلے وہ غلام مر گیا تو بطور امانت کے ہلاک ہوا اور جو شریک اس پر قابض تھا وہ دوسرے شریک سے بقدر اس کے حصہ کے
لے لے اور اگر غائب حاضر ہوا اور اس نے غلام میں سے اپنا حصہ مانگا اور شریک حاضر نے کہا کہ جب تک میں اس قدر دام
جو تیری طرف سے ادا کر چکا ہوں نہ لے لوں گا تب تک نہ دوں گا پھر وہ غلام مر گیا تو اس صورت میں وہ غلام اس مال کے
حوض ہلاک ہو جاوے اس نے دیا ہو اور ایسی صورت ہو گئی جیسے بیع بائع کے پاس ہلاک ہو جاوے اور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ
اور امام محمد رحمہما کا ہے اور اگر بائع نے دو مشتریوں میں سے ایک کو اس کے حصہ کے دام معاف کر دیے یا ایک مہینہ کے بعد
لینے پر راضی ہو گیا تو وہ شریک دوسرے شریک کے حصہ میں ادا کرنے سے پہلے اس غلام میں سے اپنے حصہ پر قبضہ
نہیں کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور بحر الرائق میں ہے کہ اگر ان صورتوں میں صفتہ جدا جدا ہو تو یہ سب حکم
پر عکس ہو جائینگے انتہی۔

اسکے بیع نامہ
نہر اور درم کو
خریدنے کے واسطے
بیع کر دیا کہ اس
مشتری کو اس
کے حصہ سے بیع
کرنا ہے بیع
اس کے پاس
بقدر اس کے
حصہ کے

چوتھا باب بیع کو ثمن کے واسطے روک رکھنے اور بائع کی اجازت یا بلا اجازت اس پر قبضہ کرنے اور
بیع کو سپرد کرنے کے بیان میں اور ان صورتوں کے بیان میں جو قبضہ ہو سکتی ہیں اور جو نہیں ہو سکتی ہیں اور ایک
قبضہ کا دوسرے قبضہ سے نائب ہونے کے بیان میں اور بیع میں قبضہ سے پہلے صرف کرنے کے بیان میں
اور دونوں عقد کرنے والوں پر بیع اور ثمن کے سپرد کرنے میں جو خیرم واجب ہوتا ہے اس کے بیان میں
اور اس باب میں چھ فصلیں ہیں۔

پہلی فصل بیع کو ثمن کے واسطے روکنے کے بیان میں۔ ہمارے اصحاب رحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر دام نقد ٹھہرے
ہوں تو دام پورے حاصل کرنے کے واسطے بائع کو بیع کے روکنے کا اختیار ہو لکنانی محیط اور اگر دام کی کچھ میعاد
ٹھہری ہو تو بائع کو بیع کے روکنے کا اختیار نہ میعاد سے پہلے ہو اور نہ اس کے بعد ہو یہ مبسوط میں لکھا ہے اور
اگر تھوڑے دام نقد ٹھہرے ہوں اور تھوڑے کی میعاد ہو تو نقد دام کے پورا حاصل کرنے تک بائع کو بیع کے روکنے
کا اختیار ہو اگر اس دام میں سے تھوڑے سے باقی رہ جاوے تو بائع تمام بیع کو روک سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے
تقریب میں ہے کہ اگر بیع غائب ہو تو جب تک بائع اسکو حاضر نہ کرے مشتری کو اختیار ہے کہ دام نہ دے یہ تائید غایبہ
میں لکھا ہے خود اسی شہر میں ہو جان بیع واقع ہوئی ہے یا دوسرے شہر میں ہو اور اس کے حاضر کرنے میں اس کے
خود خرچہ پڑتا ہو یہ سراج الوہانی میں لکھا ہے اور جب مشتری نے پورے دام دیدے اور بائع نے بیع اس کے
سپرد کر دی یا بائع نے۔ بدون ثمن پر قبضہ کیے بیع اس کے سپرد کر دی یا بائع کی زبانی اجازت سے مشتری نے

بیع پر قبضہ کر لیا یا مشتری نے بیع پر ایسے حال میں قبضہ کیا کہ بائع دیکھ رہا تھا اور اسکو منع نہیں کرتا تھا تو ان سب صورتوں میں بائع کو یہ اختیار نہیں ہو کہ بیع کو پھیر کر من جائے کر منے کے واسطے روکے اور اگر مشتری نے بدولت اجازت بائع کے قبضہ کیا تھا تو بائع کو اختیار ہو کہ مشتری کا قبضہ باطل کر دے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور اگر من کے بدلے مشتری نے کوئی چیز رہن کر دی یا کوئی شخص من کا قبضہ ہو گیا تو اس سے بائع کو بیع کے روکنے کا جو حق حاصل ہو وہ ساقط ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے اور زیادات میں ہو کہ بائع نے اگر من کسی اپنے قرضخواہ کو مشتری پر بنا دیا تو بائع کا بیع کو روکنے کا حق ساقط ہو گیا اور اگر مشتری نے کسی اور شخص پر من بائع کو بنا دیا تو بائع کا حق ساقط ہوگا اور اگر خلی نے ذکر کیا کہ یہ قول امام محمد کا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک بیع کو روکنے کا حق ساقط ہو جائیگا یہ محیط نسخی میں لکھا ہے اور نواسے میں ہے کہ اگر بائع نے بیع مشتری کو مستعار دی یا اس کے پاس امانت رکھی تو روکنے کا حق ساقط ہو گیا اور موجب ظاہر روایت کے اب اس کے پھیرنے کا اختیار نہیں ہے یہ بدائع میں لکھا ہے اور اگر من ادا کرینگے کی کچھ میعاد ہو اور مشتری نے بیع پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ میعاد آگئی تو مشتری کو اختیار ہو کہ من ادا کرنے سے پہلے بیع پر قبضہ کرے اور بائع اسکو روک نہیں سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اگر بائع نے من کے لینے کی مدت ایک سال ٹھہرائی اور سال کو معین نہ کیا اور مشتری حاضر ہوا یہاں تک کہ ایک سال گزر گیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول کے بموجب جو وقت سے مشتری بیع پر قبضہ کرے گا اُس وقت سے ایک سال کی میعاد ہوگی اور اگر سال معین کر دیا تھا تو فی الفور من دینا واجب ہو گیا اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ کے نزدیک خواہ سال معین کیا ہو یا نہ کیا ہو ایسی صورت میں من فی الحال دینا واجب ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے اور یہ اختلاف اس صورت میں ہو کہ جب بائع نے بیع کو سپرد کرنے سے انکار کیا ہو اور اگر انکار نہ کیا تو بالاجماع شروع سال عقد کے وقت شمار ہوگا یہ عجم الرائی میں لکھا ہے اور اگر بیع میں دونوں کے لیے یا ایک کے لیے خیال ہو اور میعاد میں یہ قید نہیں ہو کہ کس وقت سے شروع ہوگی تو میعاد کی ابتدا عقد لازم ہونے کے وقت سے ہوگی اور خیال رویت میں میعاد کا اعتساب ہر عقد کے وقت سے کیا جاوے گا یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر بائع بیع کے پچھنے من کچھ مدت بعد لینے پر راضی ہو گیا تو روکنے کا حق باطل ہو گیا یہ بدائع میں لکھا ہے اگر کسی نے غلام مول لیا اور قبضہ کرنے سے پہلے اسکو آزاد یا مدیر کر دیا اور مشتری قاضی کے حکم سے غلام کو رہا کر چکا ہو تو بائع کو یہ اختیار نہیں ہو کہ غلام کو روکے اور حق ناقذ ہو جائیگا اور غلام اپنی قیمت کے بدلے بائع کے لیے سعی نہ کرے گا یہ امام غزالی کا قول ہے کہ فی الخلاصہ اور ظاہر روایت یہی ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر مشتری نے قبضہ کرنے سے پہلے غلام کو مکاتب کر دیا یا اجارہ میں دیدیا یا رہن کر دیا تو بائع کو یہ اختیار ہو کہ قاضی کے سامنے جھگڑا پیش کرے تاکہ قاضی ان تصرفات کو باطل کر دے اور اگر ہنوز قاضی نے باطل نہیں کیا تھا کہ مشتری نے دام دیدیے تو کتابت جائز ہوگی اور رہن و اجارہ باطل ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور مشتری نے جب کل دام نقد دیدیے یا بائع نے اسکو کل دام معاف کر دیے تو بیع کے روکنے کا حق باطل ہو گیا یہ بدائع میں لکھا ہے اور مشتری میں ہے کہ اگر کسی نے ایک دروازہ مول لیا اور بائع کی بلا اجازت اُس پر قبضہ کر کے اُس میں لوہے کی کل میخیں لگا دیں یا کپڑے لٹا دیں یا کچھ اور کیا بلا اجازت اسکو رنگ لیا یا زمین تھی کہ بلا اجازت اُس میں کوئی عمارت بنائی یا دخت لگائے تو بائع کو اختیار ہو کہ اسکو لیکر روک لے جس اگر بائع یہ کہے کہ میں کیلین اٹھاؤں یا زمین کے دخت اٹھاؤں یا زمین کے دخت اٹھاؤں تاکہ زمین جیسی تھی ویسے ہی ہو جاوے پس اگر اس کے عذر کرنے میں کوئی نقصان نہیں تو بائع کو اختیار ہو اور اگر نقصان ہو تو اختیار نہیں ہو اور اگر بیع

محیط
نسخی
حوالہ
کر دیا ۱۲

بائع کے پاس سے ضائع ہو گئی تو کیلین اور رنگ کی قیمت کا بائع ضامن ہو گا یہ محیط مشتری میں لکھا ہے اور اگر بیع باندی تھی اور بائع کی بلا اجازت مشتری نے قبضہ کر کے اُس سے دہلی کو بیس لپس اگر وہ حاملہ ہوئی اور جنبی تو بائع کو اُس کے روکنے کا اختیار نہ رہا اور اگر حاملہ نہ ہوئی اور جنبی تو بائع کو اُس کے روکنے کا اختیار ہو پس اگر بائع کے پاس مرگئی تو اگر بائع نے دہلی واقع ہونے کے بعد دینے سے انکار کیا تھا تو بائع کا مال ہلاک ہو اور نہ مشتری کا مال ہلاک ہوا یہ واقعات حسیہ میں لکھا ہے اور جنہ میں ہو کہ کسی غلام نے اپنے مالک سے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو تجھے اس ثمن کو خریدا اور مالک نے کہا کہ میں نے بیجا تو مالک کو یہ اختیار نہیں ہو کہ ثمن پورا حاصل کرنے کے واسطے اُس کو روکے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اسی طرح اگر کسی اجنبی نے غلام کو اس امر کا وکیل کیا کہ اپنی ذات کو اپنے مالک سے اُسی اجنبی کے واسطے خرید کرے اور غلام نے مالک کو یہ خبر کر دی اور اپنی ذات کو اُسی اجنبی کے واسطے خریدا تو اُس کا مالک اُس کو ثمن کے واسطے روک نہیں سکتا یہ یہ

نفسہ المرائع میں لکھا ہے۔

دوسری فصل بیع کو سپرد کرنے کے بیان میں اور ان صورتوں کے بیان میں جو قبضہ ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کوئی اسباب ثمن کے عوض بیجا تو مشتری سے یہ کہا جاوے گا کہ پہلے ثمن دے اور اگر اسباب کو اسباب کے عوض بیجا یا ثمن کو ثمن کے عوض بیجا تو دونوں سے یہ کہا جاوے گا کہ ایک ساتھ سپرد کر دین یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ بیع کا سپرد کرنا یہ ہو کہ بیع اور مشتری کے درمیان میں اس طرح روک اٹھا دے کہ مشتری اُس کے قبضہ کرنے پر تیار ہو جاوے اور کوئی بائع نہ رہے اور ثمن کے تسلیم کرنے کی بھی یہی صورت ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اجناس میں اُس کے ساتھ یہ بھی شرط لگائی کہ بائع کدے کہ میں نے تجھ کو بیع پر اختیار دیا تو قبضہ کر لے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور بیع کے سپرد کرنے میں یہ بھی اعتبار کیا جاتا ہو کہ وہ جدا ہو اور دوسرے کا حق اُس سے لگا نہ ہو یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہے۔ اور فقہا کا اس بات پر اجماع ہو کہ موانع کا درمیان سے اٹھا دینا بیع جائز میں قبضہ ہو جاتا ہو مگر بیع فاسد میں دور و آئین ہیں اور صحیح یہ ہو کہ ہمیں بھی قبضہ ہوتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور قبضہ کے واسطے تخلیہ بائع کے مکان میں یعنی بیع کو بائع کے مکان میں موانع سے خالی کر دینا امام محمد رحمہ کے نزدیک صحیح ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کا آئین خلاف ہے۔ کسی شخص نے سرکہ بیجا جو ایک ٹکی کے اندر اُس کے گھر میں رکھا تھا اور اُس نے مشتری کو اُس پر تخلیہ سے قابض کر دیا پس مشتری نے ٹکی پر گھر لگا دی اور اُس کو بائع کے گھر میں چھوڑ دیا بعد ازاں وہ تلف ہو گئی تو امام محمد رحمہ کے نزدیک مشتری کا مال تلف ہوا اور اسی پر فتویٰ ہو یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے کوئی کپلی یا وزنی پیر جو اُس کے گھر میں تھی کیل یا وزن کے حساب سے بیچی اور یوں کہا کہ میں نے تجھے اُس پر تخلیہ سے قابض کر دیا اور تجھی اُسے حوالے کر دی اور نہ اُس کو ناپا اور نہ تو لا تو مشتری اُس پر قابض ہو گیا اور اگر مشتری کو کبھی دی اور یہ نہ کہا کہ میں نے بطور تخلیہ تجھ کو اُس پر قبضہ دیا تو مشتری قابض نہ ہو گا یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے اور کبھی پر قبضہ کرنا یہی گھر پر قبضہ کر لینا ہو بشرطیکہ بلا تکلف اُس کو کھولنے کا اختیار حاصل ہو جاوے ورنہ قبضہ نہیں ہو یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اور اگر مکان بیجا اور مشتری کو کبھی حوالے کر دی اُس نے کبھی پر قبضہ کر لیا اور مکان کی طرف نہ گیا تو مکان پر قابض ہو گا فقہانے کہا ہے کہ یہ اُس صورت میں ہو کہ جب وہ کبھی اُسی کے قتل کی ہو ورنہ اُس نے مکان سپرد نہیں کیا۔ اور اگر کبھی اُس کو سپرد کر دی اور یہ نہ کہا کہ میں نے کبھی تجھ کو حوالہ کر کے تیرے اور مکان کے درمیان تخلیہ کر دیا تو مکان پر قبضہ کر لے

تو وہ قبضہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر اس طرح کہا کہ لیتے تو قبضہ نہیں ہو اور اگر یوں کہا کہ اسکو لیتے تو قبضہ ہو اور شکر اس کے لینے تک پہنچ ہو اور اسکو دیکھتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ اسباب بیجا اور تیرے سپرد کیا اور اس نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو یہ سپرد کرنا نہ ہو جتنا کہ بیج کے بعد اسکو سپرد نہ کرے یہ محیط میں لکھا ہو اگر کسی نے غلام یا باندی مولیٰ اور مشتری نے غلام سے کہا کہ میرے ساتھ آئیامیرے ساتھ چل آئے اس کے ساتھ قدم اٹھا یا تو یہ قبضہ ہی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور اسی طرح اگر اسکو اپنے کسی کام کے واسطے بھیجا تو بھی قبضہ ہو فتح القدر میں لکھا ہو اور اگر کوئی ایسا مکان بیجا جو وہاں موجود تھا اور بائع نے کہا میں نے وہ جگہ کو سپرد کر دیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ ہو گا لیکن اگر مکان قریب ہی تو قبضہ شمار ہو گا یہ بحر الرائق میں لکھا ہو اور یہی ظاہر روایت ہو اور یہی صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور قریب سے یہ مراد کہ ایسے حال میں ہو کہ اس کے نہ کرنے پر قادر ہو ورنہ وہ دور ہی یہ بحر الرائق میں لکھا ہو۔ اگر ایک گھر کسی آدمی کے ہاتھ بیجا اور وہ گھر دوسرے شہر میں ہو اور بائع نے صرف زبانی گفتگو سے سپرد کیا ہو مشتری نے قیمت دینے سے انکار کیا تو مشتری کو اس انکار کا اختیار ہو یہ محیط میں لکھا ہو کسی نے ایک غلام بائع کے گھر میں مولیٰ یا بائع نے کہا کہ میں نے تجھ کو اس غلام پر بطور تحلیہ قبضہ کا اختیار دیا اور مشتری نے قبضہ کرنے سے اسے انکار کیا پھر وہ غلام مر گیا تو مشتری کا مال ہلاک ہوا یہ غنا را الفتاویٰ میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک کپڑا خریدا اور بائع نے حکم کیا کہ اسے قبضہ کر لے اور مشتری نے اسے قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ کسی شخص نے اسکو غصب کر لیا تو جو بوقت مشتری کو بائع نے قبضہ کر لیا حکم دیا تھا اگر اس وقت مشتری بغیر کھڑے ہونے کے ہاتھ پھیلا کر اس کے قبضہ کر لینے پر قادر تھا تو تسلیم صحیح ہو لی اور اگر بغیر کھڑے ہوئے اسے سپرد نہیں تھا تو تسلیم صحیح نہیں ہوئی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک لکڑی جو راستہ میں پڑی ہوئی تھی بیچی اور مشتری اسے کھڑا کر دیا اور بائع نے مشتری کو بطور تحلیہ اسے قبضہ کا اختیار دیدیا مشتری نے اسکی جگہ سے اسکو نہیں ہلایا یہاں تک کہ کسی شخص نے اگر اسکو جلا دیا تو مشتری کو یہ اختیار ہو کہ اس جلانے والے سے ضمان لے اور اگر کوئی شخص اسکا حقدار ثابت ہو تو اس حقدار کو اختیار ہو کہ اس جلانے والے سے ضمان لے مشتری سے ضمان لینے کا اختیار نہیں ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو اور فتاویٰ ابو الیث میں ہو کہ اگر کسی نے مکان بیجا اور اسکو مشتری کے سپرد کر دیا حالانکہ اس میں تھوڑا اسباب بائع کا رکھا ہوا ہو تو یہ سپرد کرنا صحیح نہیں ہو جتنا کہ اسکو بالکل خالی کر کے سپرد نہ کرے اور اگر بائع نے مشتری کو گھر اور اسباب دونوں کے قبضہ کرنے پر اجازت دی تو سپرد کرنا صحیح ہو گیا اس واسطے کہ وہ اسباب مشتری کے پاس ودیعت ہو گیا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور اسی طرح اگر ایسی زمین بیچی کہ زمین بائع کی مکتبی ہو اور وہ زمین مشتری کو سپرد کر دی تو ایسا سپرد کرنا صحیح نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر کسی نے کچھ روٹی بیچی جو فروش کے اندر ہی یا گہوؤں نیچے جو بالیوں میں تھے اور اسی طرح بیچ کر دیے تو اگر مشتری بغیر بھونا اور دھیرنے یا بالین کو ٹھٹھنے کے روٹی اور گہوؤں پر قادر ہو سکتا ہو تو وہ قایل ہو گیا اور اگر بغیر اودھیرنے اور کوٹنے کے قادر نہیں ہو تو قایل نہیں ہو گا اس لیے کہ بچھونا اودھیرنا اور بالین کو ٹھٹھنا بائع کے ملک میں تصرف کرنا ہے اور مشتری اسکا اختیار نہیں رکھتا ہو۔ اگر کسی نے پھل پیچے جو درخت میں گئے ہوئے تھے اور اسی طرح سپرد کر دیے تو مشتری انہر قایل ہو گیا اس لیے کہ بغیر بائع کے ملک میں تصرف کرنے کے انکو توڑ سکتا ہی یہ بائع میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک جانور خریدا اور بائع اسے سپرد کر دیا اور مشتری نے کہا کہ مجھ کو بھی اپنے ساتھ سوار کر لے اور اس نے سوار کر لیا پھر وہ جانور

تھاک کہ ہلاک ہو گیا تو مشتری کا مال ہلاک ہو ا قاضی امام نے فرمایا ہو کہ یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ جب جانور پر زین نہ ہو اور اگر اُس پر زین ہو اور مشتری بھی زین پر سوار ہو تو اُس پر قابض ہو گا ورنہ قابض ہو گا اور اگر دونوں کی سواری کی حالت میں جانور کے مالک نے دوسرے کے ہاتھ بیچا تو وہ قابض نہ ہو گا جیسے مکان بیچتے وقت بائع اور مشتری دونوں مکان کے اندر موجود ہوں یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ بارونی میں ہے کہ اگر باپ نے اپنا گھرانہ اولاد میں سے کسی نابالغ کے ہاتھ جو اس کے پرورش میں ہو فروخت کیا اور باپ اُسی گھر میں رہتا ہو تو بیع جائز ہو لیکن بیٹا اُس پر قابض نہ ہو گا جب تک کہ باپ اُس گھر کو خالی نہ کر دے اور اگر مکان گر گیا اور باپ اُس وقت تک اُس میں رہتا تھا تو وہ باپ کا مال ضائع ہوا اور اسی طرح اگر اُس مکان میں باپ خود نہ تھا لیکن اُس کا اسباب یا عیال تسخیر بھی یہی حکم ہو اور اسی طرح اگر باپ نے اپنے نابالغ بیٹے کے ہاتھ جیتے بیچا جو پہنے ہوئے ہو یا طیلسان بیچا جو کا ندھون پر ڈالے ہوئے ہو یا انگوٹھی بھی جو پہنے ہوئے ہو تو بیٹا اُس پر قابض نہ ہو گا جب تک کہ باپ اُس کو اتار دے اور اسی طرح اگر باپ نے نابالغ بیٹے کے ہاتھ کوئی جانور بیچا جس پر وہ سواری ہو یا اُس کا اسباب اُس پر لدا ہو یا جو جب تک باپ اُس پر سے نہ اترے یا اسباب نہ اتارے بیٹا قابض نہ ہو گا یہ محیط حشری میں لکھا ہے۔ اگر ویسی گھوڑیاں کسی خطیرہ میں ہوں جس کا دروازہ بند ہو کہ اس سے مادیان نکل نہیں سکتی ہیں اُس میں سے ایک مادہ کسی کے ہاتھ فروخت کی اور اُس پر قبضہ کر لیا اختیار دیدیا اور مشتری نے دروازہ کھولا اور وہ مادہ مشتری سے زبردستی چھوٹ کر نکل گئی تو اُس کی جو قیمت فراہم ہو مشتری پر لازم ہوگی خواہ مشتری اُس کے پکڑنے پر قادر تھا یا نہ تھا اور اگر مشتری نے خود دروازہ نہیں کھولا بلکہ کسی اور شخص نے یا ہوانے دروازہ کھول دیا جس سے وہ مادہ نکل گئی تو دیکھا جائیگا کہ اگر مشتری خطیرہ میں جا کر اُس کو پکڑ سکتا تھا تو قابض شمار ہو گا ورنہ قابض نہ ہو گا کذا فی الظہیر کسی شخص کی چند گھوڑیاں جو خطیرہ کے اندر بند ہیں ان میں سے ایک خاص مادہ کسی شخص کے ہاتھ بیچا اور دام لے لیے اور مشتری سے کہا کہ تو اس خطیرہ میں جا کر اُس پر قبضہ کر لے میں نے تجھے اختیار دیدیا اور وہ اُس میں قبضہ کرنے کے واسطے گیا اور اُسے مادہ کو پکڑا اور وہ گود کر خطیرہ کے دروازہ سے باہر نکل کر بھاگ گئی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر مادہ کو ایسے مقام میں سپرد کیا ہو کہ مشتری کند کے ذریعہ سے اُس کو پکڑ سکتا ہو اور اُس کے پاس کند موجود ہو اور مادہ اُس مکان سے باہر نہیں نکل سکتی ہو تو قبضہ ہو اور اگر مادہ بھاگ جانے پر قادر ہو اور بائع اُس کو نہیں روک سکتا تو وہ قبضہ نہیں ہو اور اسی طرح اگر مشتری اُس کو کند سے پکڑ سکتا ہو اور بغیر کند نہیں پکڑ سکتا مگر اُس کے پاس کند نہیں ہو تو بھی قبضہ نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر مشتری اکیلا اُس کے پکڑنے پر قادر نہیں لیکن اگر اُس کے ساتھ اور لوگ مددگار ہوں یا گھوڑا ہو تو پکڑ سکتا ہو اس بات پر غور کیا جائیگا کہ اگر اور لوگ مددگار یا گھوڑا موجود ہو تو قابض شمار ہو گا ورنہ قابض نہ ہو گا یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر مادہ بائع کے ہاتھ میں ہو اور وہ اُسے تھامے ہوئے ہو اور مشتری سے کہا کہ گھوڑی لے مشتری نے بھی اپنا ہاتھ گھوڑی پر جا دیا تا آنکہ گھوڑی دونوں کے ہاتھ میں ہو گئی اور بائع مشتری سے کہہ رہا ہو کہ میں نے گھوڑی تیرے اختیار میں دیدی اور میں اُس کو واسطے نہیں پکڑے ہوئے ہوں کہ جبکو دینے سے منع کروں بلکہ واسطے کہ تو اُس کو اپنے قابو میں کر لے پس ناگاہ گھوڑی دونوں کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ گئی تو مشتری کا مال ضائع ہو گا۔ اور اگر گھوڑی بائع کے ہاتھ میں تھی اور مشتری کا ہاتھ اُس پر نہیں ہونچا اور بائع نے مشتری سے کہا کہ میں نے جبکو اختیار دیدیا تو اپنے قبضہ میں لے لے اب میں تیری طرف سے پکڑے ہوئے ہوں پس وہ گھوڑی مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے

بایں کے ہاتھ سے چھوٹ کر بھاگ گئی حالانکہ مشتری بایں سے اُسکو لے لینے اور اپنے قابو میں لانے پر قادر تھا تاہم
 بایں کا مال ضائع ہو گا یہ ذمہ دین لگے ہو۔ اگر کسی نے ایک ہندو کو نو روپے لیا جو ایک جسے مکان کے اندر رُڑ رہا ہو
 اور اخیر دروازہ کھلے اُس مکان کے باہر نہیں نکل سکتا اور مشتری اُسکے اُڑنے سے اُسکے پکڑنے پر قادر نہیں ہو اور بایں
 نے مشتری کو اُس مکان سے پکڑ لیا اختیار دید اور اُسے دروازہ کھولا اور ہندو نکل گیا تو باطلی سے ذکر کیا کہ مشتری اُس پر قابض ہو گیا
 اور اگر مشتری کے سو کسی اور شخص نے دروازہ کھولا یا ہوسے نکل گیا تو مشتری اُس پر قابض ہو گا یہ قاضی خان
 میں لکھا ہے تیسرے المائے اور جنہی سے کسی نے سوال کیا کہ ایک گھوڑا دو شخصوں کے درمیان میں مشترک ہو اور وہ کسی
 چراگاہ میں ہو اور انہیں سے ایک شریک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ بچا اور مشتری سے کہا کہ جا کر اُس پر قبضہ
 کر لے اور مشتری کے گھوڑے تک پہنچنے سے پہلے گھوڑا ہلاک ہو گیا تو انھوں نے فرمایا ہو کہ دونوں کا مال ہلاک ہوا اور
 ہمارے زمانہ میں یہ صورت واقع ہوئی کہ ایک شخص نے کسی سے ایک گلی خریدی اور وہ چراگاہ میں تھی اور بایں نے
 اُس سے کہا کہ جا کر اُس پر قبضہ کر لے تو بعض مشائخ نے یہ فتوے دیا کہ اگر گلی سامنے اس طرح نظر آتی تھی کہ اُسکی طرف اشارہ
 ہو سکتا تھا تو یہ قبضہ ہو ورنہ قبضہ نہیں ہو۔ اور یہ جواب صحیح نہیں ہو صحیح یہ ہو کہ اگر گلی اُن دونوں سے اس قدر قریب تھی
 کہ اگر مشتری ارادہ کرتا تو قبضہ کر سکتا تھا تو مشتری اُس پر قابض ہو گیا یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے دوسرے سے تیل
 سول لیا جو معین تھا اور شیشہ اُسکو دیدیا کہ اہمیں تم کو دے اور اُس نے مشتری کے سامنے تو لا تو مشتری اُس پر قابض ہو گیا
 اگرچہ وہ تیل بایں کی دکان یا مکان میں موجود تھا اگر مشتری کے بیچے تو لا تو انھوں نے کہا کہ قابض ہو جائیگا اور یہی
 صحیح ہے یہ جو اہر غلطی میں لکھا ہے اور زمانہ بین جو کہ اسی طرح ہر کیلی اور ذری چیزوں میں جب مشتری اپنا برتن
 بایں کو دیدے اور بایں اُسکو ناپ یا تول کر ڈال دے تو یہی حکم ہے یہ سحر الالقی میں لکھا ہے اور اگر تیل معین نہ تھا تو اُس پر قابض
 نہ ہو گا اور نہ اُسکا خریدار اُسکو دے گا وہ اُسکے سامنے لا دیا اُسکے بیچے اور اُسکو باکون کی طرح اہمیں تصرف کرنا حلال نہیں ہو اور
 فتوے دینے کے واسطے ہی اختیار کیا ہے جو اہر غلطی میں لکھا ہے اور اگر ایسی صورت واقع ہونے کے بعد مشتری نے حقیقتاً
 اُس پر قبضہ کر لیا تو بائیں کا خریدار اور قابض دونوں ہلاک ہو گا اور اب اگر تلف ہو گا تو بائیں کا مشتری کا مال تلف ہو گا یہ غیاثیہ میں لکھا ہے
 اور جب تک دوبارہ اُسکو وزن نہ کر لے تب تک مشتری کو اہمیں تصرف کرنا حلال نہیں ہے اور انھوں نے نزدیک دوبارہ
 وزن کرنے سے پہلے تصرف جائز ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ وجہ کہ درمی میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے دوسرے شخص سے
 دس رطل تیل ایک درم کو خرید لیا اور ایک شیشہ لگا کر اُسکے حوالے کیا کہ اہمیں میرے واسطے تول دے اور تیل معین تھا
 پھر جب ایک رطل اہمیں تول کر ڈالا تو شیشہ ٹوٹا اور وہیں سے تیل بہا اور اُس نے باقی بھی تول لیا اور حلیہ شیشہ ٹوٹنے
 کی دونوں کو خبر نہ تھی تو جب تیل اُسے شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو لا تھا وہ مشتری کا مال تلف ہوا اور اُسکے ٹوٹنے کے بعد
 جو کچھ تول لیا وہ بایں کا مال تلف ہوا اور جو تیل شیشہ ٹوٹنے سے پہلے تو لا تھا اگر شیشہ ٹوٹنے کے بعد اہمیں کچھ تیل باقی رہ گیا اور
 بایں نے اسی میں اور تیل ڈال دیا تھا تو یہ سچا ہوا بایں کا ہو گا اور اُسکے شیشہ مشتری کے ہاتھ خاص ہو گا یہ ظہیر میں لکھا ہے اور اگر
 مشتری نے ٹوٹا ہوا شیشہ بایں کو دیا اور دونوں کو اسکی خبر نہ تھی اور بایں نے مشتری کے حکم سے اہمیں تیل ڈال دیا تو بائیں
 مشتری کے ذمہ ہو گا اور اگر مشتری نے شیشہ اپنے ہاتھ میں رکھا اور بایں کو نہ دیا اور باقی مسکدہ بھی رہا جو نہ کو رہا
 تو ان سب صورتوں میں جو اول ذکر ہو چکے ہیں مشتری کا مال تلف ہوا یہ محیط میں لکھا ہے متقی میں مذکور ہے کہ کسی شخص نے

لکھی خرید اور بائع کو ایک برتن دیکر یہ حکم کیا کہ اس میں تول دے اور برتن میں ایک سو راخ تھا کہ اسکی خریداری کو نہی
 مگر بائع اُس سے خبردار تھا پس کئی تلف ہو گیا تو بائع کا مال تلف ہوا اور مشتری کے ذمہ کچھ لازم ہوگا اور اگر مشتری جانتا تھا
 اور بائع نہیں جانتا تھا یا دونوں جانتے تھے تو مشتری تمام بیع پر قائل ہوگا اور اس پر پورا امن واجب ہوگا اور اسی کتاب
 میں مذکور ہے کہ کسی شخص نے ایک گڑ گھون کئی میری میں سے خریدی اور بائع سے کہا کہ میرے تھیلے میں ناپ کر ڈال دے
 اور تھیلہ اُسکے حوالے کر دیا اور بائع نے ایسا ہی کیا تو مشتری اُس پر قائل ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور قدوری میں ہے
 کہ اگر میون مول لیے جو معین تھے اور تھیلے بائع استعمال مانگے اور اُس کو حکم دیا کہ گھون اس میں ناپ کر ڈال دے اور بائع نے
 ایسا ہی کیا پس اگر وہ تھیلہ معین تھا تو ایسے معین تھیلے میں بائع کے ناپ دینے سے مشتری اُس پر قائل ہو جائیگا اور اگر معین
 نہ تھا مثلاً یوں کہا کہ مجھے کوئی تھیلہ مانگے دے اور اس میں ناپ کر ڈال دے تو مشتری کے حاضر ہونے کی صورت میں قبضہ ہوگا
 اور غائب ہونے کی صورت میں قبضہ ہوگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مشتری کے غائب ہونے کی صورت میں خواہ تھیلہ معین
 ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں میں قبضہ ہوگا تا وقتیکہ مشتری تھیلے پر قبضہ کر کے پھر بائع کے سپرد نہ کرے یہ فتاویٰ ہندی
 میں لکھا ہے۔ مشام نے اپنے نوادر میں ذکر کیا ہے کہ میں نے امام محمد رحمہ سے پوچھا کہ کسی نے دوسرے شخص سے کوئی چیز
 خریدی اور اُس سے کہا کہ میرے برتن میں رکھ دے اور بائع نے تولنے کے واسطے برتن میں ڈالی اور برتن ٹوٹ گیا اور
 مال تلف ہو گیا تو فرمایا کہ بائع کا مال تلف ہوا اس لیے کہ اُس نے تولنے کے لیے اُس میں ڈالا تھا تاکہ اُسکی مقدار معلوم ہو مشتری کو
 سپرد کرنے کے واسطے نہیں ڈالا تھا اور اگر اُس نے تول دیا پھر برتن ٹوٹ گیا تو بھی بائع کا مال گیا اور اگر بائع نے اپنے برتن
 میں تول کر مشتری کے برتن میں ڈالا پھر وہ برتن ٹوٹا تو مشتری کا مال گیا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اگر تیل خریدنا اور شیشہ
 تیل والے کو دیا اور اُس سے کہا کہ یہ شیشہ میرے گھر بھیج دینا اور رستہ میں شیشہ ٹوٹ گیا تو امام ابو بکر محمد ابن الفضل نے فرمایا ہے
 کہ اگر مشتری نے تیل والے سے یہ کہا تھا کہ شیشہ میرے غلام کے ہاتھ بھیج دینا اور اُس نے ایسا ہی کیا اور شیشہ راہ میں ٹوٹ گیا
 تو مشتری کا مال تلف ہوا اور اگر یہ کہا تھا کہ اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دینا اور اُس نے اسی طرح بھیجا اور رستہ میں تلف ہوا
 تو بائع کا مال گیا اس لیے کہ مشتری کے غلام کا حاضر ہونا مثل مشتری کے حاضر ہونے کے ہو اور بائع کا غلام بمنزلہ بائع کے ہو
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ اس برتن میں میرے لیے اس قدر تول کر لے کہ اپنے غلام کے ہاتھ
 میرے گھر بھیج دے یا کہا کہ میرے غلام کے ہاتھ بھیج دے اور اُس نے ایسا ہی کیا اور وہ شیشہ راہ میں ٹوٹ گیا تو بائع کا مال تلف ہوگا
 اور مشتری کا مال تلف ہوگا تا وقتیکہ مشتری یہ نہ کہے کہ اپنے غلام کو دیتے ہیں یا میرے غلام کو دیتے ہیں کیونکہ جب اُس نے یہ حکم
 دیا تو بائع مشتری کی طرف سے بھیجنے کا دلیل ہو گیا پس جب اُسکے غلام کو دیا تو گو یا مشتری کو دیا پس مشتری کا مال تلف ہوگا
 یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ میرے بیٹے کے پاس بھیج دے اور بائع نے کسی کو مزدور مقرر کر کے
 اُسکے بیٹے کے پاس بھیج دیا تو یہ قبضہ نہیں ہوا اور اجرت بائع کے ذمہ ہوگی لیکن اگر مشتری نے کہا تھا کہ کوئی مزدور کر کے
 بھیج دے تو اُس مزدور کا قبضہ ہی مشتری کا قبضہ ہے بشرطیکہ مشتری اس بات کی تصدیق کرے کہ بائع نے مزدور کر کے
 حوالے کیا تھا اور اگر اُسے مزدور کو مقرر کرنے اور اُسکے حوالہ کرنے سے انکار کیا تو اُسی کا قول معتبر ہوگا یہ تاتار خانیہ
 میں لکھا ہے۔ مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ اگر ایک وہینڈی کسی دہی جانے والے سے بازار میں خریدی اور اُس کو
 اپنی دوکان تک پہنچا کر حکم کیا اور وہ رستہ میں گر کر تلف ہو گئی تو بائع کا مال تلف ہوا اور اگر چھوٹا لکڑی کا کھنڈ

بائع کو تلف ہونے سے خبردار تھا
 اور بائع نہیں جانتا تھا
 یا دونوں جانتے تھے
 تو مشتری تمام بیع پر قائل ہوگا
 اور اس پر پورا امن واجب ہوگا
 اور اسی کتاب میں مذکور ہے
 کہ کسی شخص نے ایک گڑ گھون
 کئی میری میں سے خریدی
 اور بائع سے کہا کہ میرے تھیلے
 میں ناپ کر ڈال دے
 اور تھیلہ اُسکے حوالے کر دیا
 اور بائع نے ایسا ہی کیا
 تو مشتری اُس پر قائل ہو گیا
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے
 اور قدوری میں ہے کہ اگر میون
 مول لیے جو معین تھے اور تھیلے
 بائع استعمال مانگے اور اُس کو
 حکم دیا کہ گھون اس میں ناپ کر
 ڈال دے اور بائع نے ایسا ہی کیا
 پس اگر وہ تھیلہ معین تھا تو
 ایسے معین تھیلے میں بائع کے
 ناپ دینے سے مشتری اُس پر قائل
 ہو جائیگا اور اگر معین نہ تھا
 مثلاً یوں کہا کہ مجھے کوئی
 تھیلہ مانگے دے اور اس میں
 ناپ کر ڈال دے تو مشتری کے
 حاضر ہونے کی صورت میں قبضہ
 ہوگا اور غائب ہونے کی صورت
 میں قبضہ ہوگا اور امام محمد
 رحمہ کے نزدیک مشتری کے غائب
 ہونے کی صورت میں خواہ تھیلہ
 معین ہو یا نہ ہو دونوں صورتوں
 میں قبضہ ہوگا تا وقتیکہ مشتری
 تھیلے پر قبضہ کر کے پھر بائع
 کے سپرد نہ کرے یہ فتاویٰ ہندی
 میں لکھا ہے۔ مشام نے اپنے نوادر
 میں ذکر کیا ہے کہ میں نے امام
 محمد رحمہ سے پوچھا کہ کسی نے
 دوسرے شخص سے کوئی چیز خریدی
 اور اُس سے کہا کہ میرے برتن میں
 رکھ دے اور بائع نے تولنے کے
 واسطے برتن میں ڈالی اور برتن
 ٹوٹ گیا اور مال تلف ہو گیا
 تو فرمایا کہ بائع کا مال تلف
 ہوا اس لیے کہ اُس نے تولنے کے
 لیے اُس میں ڈالا تھا تاکہ اُسکی
 مقدار معلوم ہو مشتری کو
 سپرد کرنے کے واسطے نہیں
 ڈالا تھا اور اگر اُس نے تول
 دیا پھر برتن ٹوٹ گیا تو بھی
 بائع کا مال گیا اور اگر بائع
 نے اپنے برتن میں تول کر مشتری
 کے برتن میں ڈالا پھر وہ برتن
 ٹوٹا تو مشتری کا مال گیا یہ
 ذخیرہ میں لکھا ہے اگر تیل
 خریدنا اور شیشہ تیل والے کو
 دیا اور اُس سے کہا کہ یہ شیشہ
 میرے گھر بھیج دینا اور رستہ
 میں شیشہ ٹوٹ گیا تو امام
 ابو بکر محمد ابن الفضل نے
 فرمایا ہے کہ اگر مشتری نے تیل
 والے سے یہ کہا تھا کہ شیشہ
 میرے غلام کے ہاتھ بھیج دینا
 اور اُس نے ایسا ہی کیا اور
 شیشہ راہ میں ٹوٹ گیا تو
 مشتری کا مال تلف ہوا اور اگر
 یہ کہا تھا کہ اپنے غلام کے
 ہاتھ بھیج دینا اور اُس نے
 اسی طرح بھیجا اور رستہ میں
 تلف ہوا تو بائع کا مال گیا
 اس لیے کہ مشتری کے غلام کا
 حاضر ہونا مثل مشتری کے
 حاضر ہونے کے ہو اور بائع کا
 غلام بمنزلہ بائع کے ہو
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا
 ہے اور اگر مشتری نے بائع سے
 کہا کہ میرے بیٹے کے پاس
 بھیج دے اور بائع نے کسی کو
 مزدور مقرر کر کے اُسکے
 بیٹے کے پاس بھیج دیا تو یہ
 قبضہ نہیں ہوا اور اجرت بائع
 کے ذمہ ہوگی لیکن اگر مشتری
 نے کہا تھا کہ کوئی مزدور کر
 کے بھیج دے تو اُس مزدور کا
 قبضہ ہی مشتری کا قبضہ ہے
 بشرطیکہ مشتری اس بات کی
 تصدیق کرے کہ بائع نے
 مزدور کر کے حوالے کیا تھا
 اور اگر اُسے مزدور کو مقرر
 کرنے اور اُسکے حوالہ کرنے
 سے انکار کیا تو اُسی کا قول
 معتبر ہوگا یہ تاتار خانیہ
 میں لکھا ہے۔ مجموع النوازل
 میں مذکور ہے کہ اگر ایک
 وہینڈی کسی دہی جانے والے
 سے بازار میں خریدی اور اُس
 کو اپنی دوکان تک پہنچا کر
 حکم کیا اور وہ رستہ میں گر
 کر تلف ہو گئی تو بائع کا مال
 تلف ہوا اور اگر چھوٹا لکڑی
 کا کھنڈ

شہر میں خریدا تو بائع کے ذمہ ہے کہ مشتری کے گھر پہنچا دے اور اگر راستہ میں تلف ہو تو بائع کا مال تلف ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک گاسے خریدی اور بائع سے کہا کہ تو اسے اپنے گھر یا مکان میں تیرے پیچھے پیچھے تیرے گھر آتا ہوں وہاں سے اپنے گھر لیاؤ گا بھروسہ گاسے بائع کے پاس مرگئی تو بائع کا مال ہلاک ہوا اور اگر بائع نے یہ دعویٰ کیا کہ میں نے گاسے سپرد کر دی تھی تو اس باب میں قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا کسی نے ایک بیمار حمار کو بول لیا جو بائع کے مطبل میں تھا اور مشتری نے کہا کہ یہ رات کو یہاں رہیگا اور اگر مر جائیگا تو میرا مال تلف ہوگا اور وہ جانور مر گیا تو بائع کا مال تلف ہوگا مشتری کا یہ فتوہ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ ایک باندی عجمی اور وہ ایک درمیانی آدمی کے پاس رکھی تاکہ مشتری سے پورے دام لیکر اس کے حوالے کرے اور باندی اس کے پاس ضائع ہو گئی تو بائع کا مال گیا اور اگر درمیانی آدمی نے تھوڑے نمونے پر قبضہ کر کے بائع کی نافرمانی میں باندی مشتری کے حوالے کر دی تو بائع کو اختیار ہے کہ اس باندی کو پھیرے اور جب اسکو پھیر لیا تو اختیار ہے کہ اس درمیانی آدمی کو نہ دے مگر اس صورت میں کہ درمیانی عادل ہو اور اگر باندی کسی وجہ سے نہ پھیر سکے تو درمیانی عادل آدمی اسکی قیمت کا بائع کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے کپڑا مول لیا اور اس پر قبضہ نہ کیا اور دام بھی نہ دیے اور بائع سے کہا کہ میں تجھے اعتبار نہیں کرتا ہوں تو کپڑا غلام نے شخص کے حوالہ کر دے اور جب مکان میں مجھے دام نہ دوں کپڑا اسی کے پاس رہے بائع نے اس کے حوالے کر دیا اور اس کے پاس کپڑا تلف ہو گیا تو بائع کا مال تلف ہوا ایسے کہ جسکو کپڑا دیا گیا تھا اسے بائع کے واسطے دام لینے کی غرض سے روکا تھا پس اسکا قبضہ بائع کا قبضہ شمار ہوگا یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ بائع نے اگر بیع ایسے شخص کے حوالہ کی جو مشتری کے خیال میں سے تھا تو مشتری اس پر قابض نہ شمار ہوگا جسے کہ اگر وہ چیز تلف ہو گئی تو بیع فسخ ہو جائیگی یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے کوئی چیز مول لی اور کچھ دام ادا کر کے بائع سے کہا کہ میں نے اسکو باقی دام نہ تیرے پاس نہیں کیا یا کہا کہ تیرے پاس ودیعت رہی تو یہ قبضہ نہیں ہوگا نہ انی فتاویٰ قاضی خان اگر بیع بائع کے پاس تھی اور مشتری نے اسکو ضائع کر دیا یا اس میں کوئی عیب پیدا کر دیا تو یہ مشتری کے قبضہ کرنے میں شمار ہوگا اسی طرح اگر بائع نے کوئی ایسا فعل مشتری کے حکم سے کیا تو بھی یہی حکم ہو اسی طرح اگر مشتری نے اسکو آزاد یا مدبر کر دیا یا یہ قرار کیا کہ باندی میری ام ولد ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یہ کام بائع نے مشتری کے حکم سے کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اگر ایک باندی بول لی جو حاملہ تھی اور مشتری نے قبضہ سے پہلے اس کے پیٹ میں جو کچھ تھا آزاد کر دیا تو یہ قبضہ ہوگا ایسے کہ احتمال ہے کہ اسکا آزاد کرنا صحیح نہ ہو پس وہ تلف کرے والا نہ پھر گا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور اگر مشتری نے بائع کو اس پر قبضہ کرنے کا حکم کیا اور اس نے قبضہ کر لیا تو مشتری کے قبضہ کے مانند نہیں ہے یہ وجہ جز کر دی میں لکھا ہے تفرید میں مذکور ہے کہ اگر مشتری کے قبضہ سے پہلے بیع میں کسی نے کچھ خیانت کر دی اور مشتری نے اس شخص حرم کا دام لیکر ہونا اختیار کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک صرف اس امر کو اختیار کرتے ہیں کہ مشتری قابض ہو جائیگا اور امام مجتہد اس میں خلاف کرتے ہیں یہ تا تا رخانہ میں لکھا ہے اگر مشتری کو مشتری کے قبضہ سے پہلے کسی نے قتل کر ڈالا اور مشتری نے خون معاف کر دیا تو یہ بیع کا اختیار کرنا ہے اور بائع کو اعتبار حاصل ہے کہ قاتل سے قیمت لے لے اور وہ بائع کے پاس ہیں پس پھر جب مشتری غنیمت ادا کر دے تو بائع قیمت قاتل کو پھر دیا جائے محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے بائع کو گیسوں کے مینے کا حکم دیا اور اس نے پیسے تو مشتری قابض ہو گیا اور اگر مشتری کا ہوگا یہ بھرا لائق میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے بیع بائع کے پاس ودیعت رکھی یا اسکو مانے دی

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یا اجرت پر دی تو مشتری قابض شمار ہوگا اور اجرت واجب نہ ہوگی اور اگر مشتری نے کسی غیر کے پاس اسکو دیا اجرت رکھا یا سنبھال دیا اور بائع کو حکم کیا کہ اُسکے سپرد کرے تو مشتری قابض ہو گیا یہ محیط مرضی میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ تو غلام سے کہہ دے کہ میرا یہ کام کرے اور بائع نے اسکو حکم کیا اور غلام نے وہ کام کیا تو مشتری قابض ہو گیا یہ محیط میں لکھا ہے کسی شخص نے ایک غلام خریدا اور اسے قبضہ نہ کیا اور بائع کو حکم دیا کہ اسے فلاں شخص کو سپرد کر دے اور بائع نے اُسکی فرمانبرداری کر کے جس شخص کے واسطے اُسے حکم کیا تھا سپرد کر دیا تو وہی جائز ہو گیا اور مشتری قابض ہو جائیگا اور اسی طرح اگر بائع کو اُس خریدے ہوئے غلام کے کسی کو اجارہ پر دینے کا حکم کیا خواہ کسی شخص کو معین کر دیا تھا یا نہیں اور بائع نے ایسا ہی کیا تو جائز ہے اور اجارہ پر لینے والا پہلے مشتری کی طرف سے قابض ہوگا پر اپنی طرف سے قابض ہوگا اور جو اجرت بائع کو اجارہ پر لینے والے سے ملے گی اگر وہ جنس ثمن سے ہو تو ثمن میں محسوب ہو جائیگی اور اسی طرح اگر خود بائع نے غلام کو مشتری کے سپرد کرنے سے پہلے کسی کو مستعار دیا یا ہبہ یا رہن کیا پھر مشتری نے اُسکی اجازت دیدی تو جائز ہے اور مشتری قابض ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر مشتری نے قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہا کہ غلام کو آزاد کر دے اور بائع نے اُسکی طرف سے آزاد کر دیا تو امام ابو حنیفہ زہد اور امام محمد رحمہ کے نزدیک جائز ہے یہ وجہ کہ وہی میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے بائع کو بیع میں ایسا نفل کرنے کا حکم دیا جس سے اُسہیں کچھ نقصان نہیں آتا ہے جیسے اسیری کرنا یا دھونا خواہ اجرت پر یہ کام لیا یا بلا اجرت تو مشتری قابض نہ ہوگا اور دھورنگہ اجرت کام لیا ہو اس پر اجرت دینی واجب نہ ہوگی اور اگر کوئی ایسا کام تھا کہ جس سے اُسہیں کچھ نقصان آتا ہو تو مشتری قابض ہو جائیگا یہ بدائع میں لکھا ہے اگر مشتری نے بائع کو غلام کے تسلیم کرنے یا سر مو نہ دینے یا موچہ میں کترنے یا ناخن تراشنے کے لیے اجرت پر مقرر کیا تو قابض نہ ہوگا اور اجرت بائع کو چاہیے لیکن اگر ان کاموں میں سے کسی سے اُسہیں کچھ نقصان آتا ہو تو قابض ہو جائیگا اور اگر بائع کو اُسکی حفاظت کے لیے مقرر کیا تو صحیح نہیں ہے اس لیے کہ حفاظت بائع پر فرض واجب ہے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے اگر مشتری نے خریدی ہوئی باندی کا کھلج کر دیا یا اس پر قرض کا اقرار کیا تو اتنا ہی حکم ہوگا کہ پہلی طرف سے قبضہ نہ ہوگا اور اگر بائع کے پاس ہونے کے زمانہ میں اُسکے شوہر نے اُس سے وطی کی تو سب کے قول کے بموجب مشتری کا قبضہ ہو جائیگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک باندی مول لی اور قبضہ سے پہلے اُسکا کھلج کر دیا اور اُسکے شوہر نے اُسکا بوسہ لیا یا مساس کیا تو شیخ نے فرمایا کہ سزاوار اس صورت میں یہ ہے کہ مشتری قابض شمار ہو جیسے وطی کرنے سے مشتری قابض شمار ہوتا ہے یہ قنیمہ میں لکھا ہے منتقی میں مذکور ہے کہ کسی نے باندی مول لی اور قبضہ سے پہلے اُسکا کھلج کر دیا اور شوہر کے وطی کرنے سے پہلے وہ مرگئی تو بیع ٹوٹ جائیگی اور بائع کا مال تلف ہوگا اور غیر شوہر کے ذمہ ہو اور وہ مشتری کو ملیگا اور اُسہیں سے بقدر حصہ ثمن کے دینا واجب ہوگا یعنی اُسکا ثمن ہر اور باندی کی قیمت پر تقسیم ہوگا پس جو حصہ مرنے والے میں پڑیگا وہ اُس پر لازم ہوگا اور بقدر بیع رہے اسکو صدقہ کر دیا اگر غیر من زید دینی ہو دوسرے یہ ظہر اس حکم میں بمنزلہ ولہ کے ہے۔ اور بھی منتقی میں اسی مقام میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک غلام باندی کے بدلے مول لیا اور بیوہ و نوں نے قبضہ نہیں کیا تھا کہ اسی اثنا میں باندی کے مول لینے والے نے تودرم کے قطر پر کسی سے اُسکا نکاح کر دیا پھر وہ غلام اپنے بائع کے پاس مشتری کو جو اسے کرنے سے پہلے مر گیا تو بیع کا عقد ٹوٹ جائیگا اور باندی اُسی کے پاس پھر جائیگی جسکی تھی اور اگر پھر بھی اُسی کو ملیگا اور اگر باندی میں کوئی نقصان آگیا ہے تو اُس باندی کا مالک مشتری سے لے گا

اور یہ مسئلہ فقہی میں دوسری جگہ بھی مذکور ہے۔ دہان اسپر کچھ زیادتی کر کے یوں لکھا ہے کہ کسی شخص نے کسی سے ایک باندی غلام کے عوض خریدی اور باندی خریدنے والے نے قبضہ سے پہلے کسی شخص سے تہہ درم پر اسکا نکاح کر دیا اور باندی کی قیمت نکاح سے پہلے دو ہزار درم تھی اور نکاح کی وجہ سے پانچ سو درم کم ہو گئے اور اس کے شوہر نے بائع کے پاس ہونے کے زمانہ میں اس سے وطن کی پھر غلام اس کے مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے مر گیا تو باندی کا مہر اُس کے بائع کو ملیگا اور اسکو اختیار ہو کہ چاہے باندی کو اسی نقصان کے ساتھ لے لے اور اس صورت میں اسکو اور کچھ اُسکو نہ ملیگا اور اگر چاہے مشتری سے اسکی قیمت سے جو اُس روز تھی کہ جس روز اس کے شوہر نے اس کے ساتھ وطن کی - اور اگر مشتری نے قبضہ سے پہلے بائع کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا اور اُس نے اس کے ساتھ وطن کی پھر غلام کے مشتری کے قبضہ میں دینے سے پہلے مر گیا تو باندی کا بیٹے والا کہ جس سے نکاح بھی ہوا ہے اگر چاہے تو باندی اس کے مشتری کو سپرد کر دے اور اُس سے وہ قیمت لے لے جو اُس روز اسکی قیمت تھی جس روز اس نے نکاح اس سے وطن کی تھی اور اگر چاہے تو بیع توڑ دے اور مشتری سے باندی پھر لے اور نکاح ٹوٹ جائیگا اور مہر باطل ہو جائیگا اور بیع کے توڑنے یا اسی طرح چھوڑنے کا اختیار باندی کے بیٹے والے کو ہے اور اس کے مول لینے والے کو نہیں ہے اور اُس کے توڑنے سے قبضہ ٹوٹ جائیگا اگرچہ خاصی لے اُسکو نہ توڑا ہو اور اگر صورت مسئلہ کی اس طرح واقع ہوئی کہ مشتری نے بائع کی اجازت سے باندی پر قبضہ کر کے پھر بائع کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بائع کو باندی واپس کر سکتی کوئی راہ نہیں ہے اور مشتری اسکی اس قیمت کا ضامن ہو گا جو قبضہ کے دن تھی اور باندی مشتری کو حوالہ عیب یا کسی اور عہد بائع پر واجب ہے اور نکاح صحیح ہے اور اگر مشتری نے بلا اجازت بائع کے اسپر قبضہ کیا اور پھر بائع سے ملا اور اُس کے ساتھ باندی کا نکاح کر دیا خواہ بائع کو اُس کے قبضہ کر لینے کی خبر ہو یا نہ ہو یہ بات بائع کی طرف سے مشتری کو سپرد کر دینے میں شمار نہیں ہے اس لیے کہ قبضہ سے پہلے ہی مشتری کو باندی کا نکاح کر دینا صحیح ہی مانا اگر بائع نے اس کے بعد بھی حکم نکاح مشتری کے قبضہ میں اُس سے وطن کی تو یہ امر بائع کی طرف سے باندی کے سپرد کرنے میں شمار ہو گا اور اس صورت میں اگر غلام سپرد کرنے سے پہلے مر گیا تو بائع کو باندی واپس کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے

فصل تیسری

بلا اجازت بائع کی بیع پر قبضہ کرنے کے بیان میں - اگر مشتری نے ثمن ادا کرنے سے پہلے بلا اجازت بائع کے بیع پر قبضہ کر لیا تو بائع کو اختیار ہو کہ اُس سے پھر لے اور مشتری کا بائع اور بیع کے درمیان سے روک ٹوک دور کر دینا بائع کے فائز ہونے میں شمار ہو گا تا وقتیکہ حقیقتہً اسپر قبضہ نہ کرے یہ فتاویٰ کاظمی خان میں لکھا ہے۔ یعنی قبضہ سے یہاں مراد حقیقتہً قبضہ ہے اور قبضہ کرنے کی قدرت اور تخلیہ یا ارتقاع منافع سے قبضہ کا حکم ناست ہو گا۔ اور اگر مشتری نے بیع میں اس طرح کا تصرف کیا جو ٹوٹ سکتا ہے جیسے بیع یا ہبہ یا من کیا یا اجرت یا صدقہ میں دید یا تصرف توڑ دیا جائیگا اور اگر ایسا تصرف ہے جو منہ نہیں ہو سکتا جیسے آزاد کرنا یا ام ولد بنانا یا مد پر دینا تو بائع کو اپنے قبضہ میں واپس لینے کا اختیار ہو گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اگر مشتری نے بائع کو ثمن دید یا اور بائع کو یہ معلوم ہوا کہ وہ سب درجہ فوٹ یا ستون تھے یا سب کا کوئی حقدار نکلا یا ان میں سے چھوڑے ایسے تھے تو بائع کو اختیار ہو گا کہ بیع روک لے اور اگر مشتری نے اس طرح کے درم ادا کرنے کے بعد بلا اجازت بائع کے اسپر قبضہ کر لیا تو بائع کو اختیار ہے

ملک ارجوفاقی
اور یہ لکھا ہے
خاصی لکھا ہے
کہ اگر قبضہ نہ کرے
تو بائع کو اختیار ہے

کہ اس کے قبضہ کو باطل کر دے اور اگر مشتری نے اس میں ایسا تصرف کر لیا ہو کہ جو ٹوٹ سکتا ہو تو اسکو توڑ دے یہ محیط میں لکھا ہے
 اور اگر مشتری نے بائع کی اجازت سے قبضہ کیا تو اس بات کو دیکھنے کے لئے اگر درم زبوت ہیں تو تینوں اماموں کے نزدیک اسکو
 پھیرنے کا اختیار ہوگا اور اگر مستوف یا رانگ کے ہیں یا کسی اور کا حق السبب ثابت ہو کر اس سے لے لیے گئے تو اسکو
 پھیرنے کا اختیار ہو لیکن اگر مشتری نے اس میں کچھ تصرف کر لیا تو بائع کو اختیار نہ ہوگا خواہ وہ تصرف ٹوٹ سکتا ہو یا نہ ٹوٹ سکتا ہو کذا فی البدلہ
 اور اگر بائع نے کوئی اس قسم کا نقصان شمن میں نہیں دیکھا اور مشتری نے غلام کو اجارہ پر دیکر یا بیع یا رہن کر کے دوسرے
 کے سپرد بھی کر دیا یا پھر بائع کو شمن میں کوئی نقصان جو پہلے ذکر کیا گیا معلوم ہوا تو سب تصرف مشتری کے غلام میں جائز ہے
 اور بائع اس کے واپس لینے کے قدرت نہیں رکھتا اور نہ اسکو غلام پھیر لینے کی کوئی راہ ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ
 جامع میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے ایک جوڑ کیو اڑیا موزے یا جوتے کا خریدا اور جوڑے میں سے ایک پر بلا اجازت
 بائع کی قبضہ کر لیا اور دوسرے پر قبضہ نہ کیا ہاں تک کہ دوسرا بائع کے پاس تلف ہو گیا تو بائع کا مال تلف ہوگا انہی
 پس انھوں نے ایک کے قبضہ کرنے کو دوسرے کا قبضہ نہ گردانا پھر امام محمد رحمہ نے اس کے بعد فرمایا کہ اس ایک کا جہیز
 مشتری نے قبضہ کیا ہو اسکو اختیار ہو کہ چاہے لے اور چاہے واپس کرے انہی پس امام نے حق خیار میں اُن
 دونوں کو مثل ایک چیز کے شمار کیا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر قاضی ہونے سے پہلے مشتری نے جوڑے میں سے کسی ایک
 میں کوئی عیب پیدا کر دیا تو دونوں پر قاضی ہو گیا یہ ظہیرہ میں لکھا ہے اور اگر اُن دونوں میں سے ایک پر قبضہ
 کر کے ضائع یا عیب وار کر دیا تو دوسرے پر بھی قاضی ہو گیا ہاں تک کہ اگر بائع کے روکنے اور منع کرنے سے پہلے انہیں
 کا دوسرا بائع کے پاس تلف ہو جائے تو مشتری کا مال تلف ہوگا اور اگر بائع کے روکنے کے بعد تلف ہو تو بائع کا مال
 تلف ہوگا حتیٰ کہ شمن میں سے اُسی قدر حصہ سا فظ ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر اُن دونوں میں سے کسی ایک میں
 مشتری کے حکم سے بائع نے کچھ نقصان کر دیا تو مشتری دونوں پر قاضی ہو گیا ہاں تک کہ اس کے بعد اگر وہ دونوں
 تلف ہو جائیں تو مشتری کا مال تلف ہوگا اور اس صورت میں اگر بائع دونوں کو یا ایک کو روکے تو جو تلف ہو
 اسکی قیمت بائع پر واجب ہوگی اور اگر بائع نے اُن دونوں میں سے ایک پر قبضہ کرنے کی مشتری کو اجازت دی تو
 وہ دونوں پر قبضہ کی اجازت ہو یا نہ ہو کہ اگر دونوں پر قبضہ کیا پھر بائع نے ایک کو پھیر کر شمن کے واسطے
 روکا تو غاصب شمار ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے امام محمد رحمہ نے جامع میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک باندی کسی سے
 ہزار درہم کو خریدی اور اس کے دام نہیں دیے اور بلا اجازت بائع کے اُس پر قبضہ کر لیا پھر اس نے کسی اور شخص کے ہاتھ سو دینا
 کو بھی اور دونوں نے ہم بیع اور شمن پر قبضہ کر لیا اور پہلا مشتری غائب ہو گیا اور پہلا بائع موجود ہوئے دوسرے مشتری
 باندی کے پھیرنے کا ارادہ کیا پس اگر دوسرے مشتری نے یہ اقرار کیا کہ بات یہی ہو جو یہ بائع کہتا ہو تو بائع اتوں کو اس کے
 پھیر لینے کا اختیار ہوگا اور جب اسکو پھیر دیا تو دوسری بیع باطل ہو جائیگی اور اگر دوسرے مشتری نے پہلے بائع کے قول کی
 تکذیب کی یا کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کچھ کہتا ہو یا جوٹ کہتا ہو تو جب تک وہ غائب شخص حاضر نہ ہو تب تک مقدمہ قائم
 ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور جب مشتری غائب حاضر ہوا اور اس نے پہلے بائع کے قول کی تصدیق کی تو یہ تصدیق دوسرے
 مشتری کے حق میں ضرور ہوگی اور اگر تکذیب کی تو بائع اول سے کہا جائیگا کہ اپنے دعوے پر گواہ قائم کرے
 پس اگر اُسے مشتری اول اور ثانی کے سامنے گواہ قائم کیے تو قاضی اس باندی کو بائع اول کو دلا دیا اور دوسرے

بائع قبضہ
 مشتری سوا مال
 لکھا اور اگر
 کوئی قبضہ نہ
 بائع نے نہ
 کوئی صورت
 میں لکھا ہے
 ہاں تک کہ
 مشتری نے
 بائع نے نہ
 ہوگی

بیع ٹوٹ جائیگی لیکن اگر اسکے دو دینے سے پہلے مشتری اول نے بائع اول کو اسکی قیمت دیدی تو اس صورت میں قاضی بائع اول کو واپس نہ دلائیگا اور اگر مشتری اول نے قیمت انوقت ادا کی جب بائع اول باندی پر قبضہ کرچکا ہو تو اسوقت باندی مشتری اول کے حوالے کیجا دیگی اور دوسرے مشتری کو باندی لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے اگر وہ باندی دوسرے مشتری کے پاس مرنے تو بائع اول کو اختیار ہوگا کہ دوسرے مشتری سے اسکی قیمت کی ضمانت لے اور یہ قیمت جو بائع اول کو ملے گی قائم مقام باندی کے شمار ہوگی یہاں تک کہ اگر یہ قیمت بائع اول کے پاس تلف ہو جائے تو دونوں بیع ٹوٹ جائیگی اور دوسرا مشتری پہلے مشتری سے حقیقہ رٹن یا ہو پھر بیگ جیسے کہ اس صورت میں پھر لیتا کہ جب باندی بائع اول کے پاس پھر جانے کے بعد ہلاک ہو جاتی اور اگر بائع اول کے پاس قیمت تلف نہیں ہوئی یہاں تک کہ مشتری اول نے اسکو ٹمن ادا کر دیا تو وہ بائع سے باندی کی قیمت لےگا اور دوسرے مشتری کو اس قیمت کے لینے کی کوئی راہ نہیں ہوگی اسکا کہ ایسی صورت میں باندی کی زندگی میں باندی لینے کی کوئی راہ نہ تھی مگر یہ دوسرا مشتری پہلے مشتری سے وہ ٹمن پھر لےگا جو اُس نے ادا کیا ہو اور جب قیمت پہلے مشتری کو ملی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر قیمت جسٹس سے نہیں ہو تو آئین سے کچھ مدد نہ کیے اور اگر جسٹس ٹمن سے ہو اور اسٹمن ٹمن پر کچھ زیادتی ہو تو زیادتی کو صمد نہ کر دے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے

فصل چہم ایسے قبضہ کے بیان میں جو خرید کے قبضہ کے قائم مقام ہوتا ہو اور جو اسکے قائم مقام نہیں ہوتا ہو قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی شخص کے قبضہ میں اپنی قیمتی ضمانت کے طور پر ہو پھر اسی سے اسکی بیع ٹھہر جائے تو یہ قبضہ بجائے قبضہ خرید کے قرار دیا جاوے گا کیونکہ یہ اسی جنس کا قبضہ ہے جو خرید میں ہوتا ہے اسلیے کہ قبضہ خرید میں بھی وہ اپنی ذات سے ضمانت میں ہوتی ہو محیطہ خسر میں لکھا ہے۔ اگر دونوں قبضہ ایک جنس کے ہوں جیسے دونوں قبضہ امانت کے یا دونوں ضمانت کے ہوں تو ایک دوسرے کے نائب ہو جائینگے اور اگر مختلف ہوں تو جو قبضہ ضمانت کا ہو وہ دوسرے کا نائب ہو جائیگا اور دوسرا اسکا نائب نہ ہوگا یہ وجہ کر دہی میں لکھا ہے پس اگر کوئی چیز بطور غصب یا عقد فاسد کے کسی کے قبضہ میں ہو پھر اسکے مالک سے اسکا عقد صحیح کرے تو پہلا قبضہ دوسرے کا نائب ہو جائیگا یہاں تک کہ اگر مشتری کے اپنے گھر جانے اور اس چیز تک پہنچنے یا اسکے لینے پر قادر ہونے سے پہلے وہ تلف ہو جائے تو مشتری کا مال تلف ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور اگر غصب کی ہوئی چیز کو بیع الصرف کا بدلہ گردانا اور دونوں جدا ہو گئے تو بیع باطل نہوگی اور اسی طرح اگر بیع الصرف کی مجلس میں ایک شخص کے لینے بدل پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے پھر شخص قابض نے اپنے قبضہ کی چیز بول لی تو مول لیتے ہی اسپر قابض ہو گیا اسلیے کہ اسکے قبضہ کی چیز اگر عقد فاسد کے طور پر اسکے قبضہ میں رہتی تو اسکی قیمت کی ضمانت واجب ہوتی پس یہ قبضہ خرید کے قبضہ کے قائم مقام ہو جائیگا یہ محیطہ خسر میں لکھا ہے اور اگر وہ چیز اسکے قبضہ میں بطور عاریت یا ودیعت پارہن کے ہو تو قطع عقد سے اسپر قابض نہوگا لیکن اگر وہ چیز سانسے موجود ہو یا اس چیز کے پاس جا کر اسکے قبضہ پر قادر ہو جائے تو اسپر قابض شمار ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہے اگر امانت یا عاریت کے صورت میں مشتری نے کوئی ایسا فعل کیا جس سے وہ قابض ہو جاتا ہو پھر بائع نے یہ قصد کیا کہ من حاصل کرنے کی غرض سے بیع کو روکے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر بائع نے اسپر مشتری کا قبضہ پہنچنے سے پہلے اسکے گھر میں سے جہان ودیعت رکھی ہوئی ہو لے لے تو محکوم کے

اختیار ہو اور اگر بیع دونوں کے سامنے موجود تھی اور بائع نے اسکو بچا تو بائع کو اُسکے روکنے کا اختیار نہیں ہے
یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر غلام کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجا پھر اسی غلام کو اپنے نابائع بیٹے کے ہاتھ بیچ ڈالا تو جائز ہے
اور اگر غلام واپس ہونے سے پہلے ہلاک ہو گیا تو بائع کا مال ضائع ہوا اسلئے کہ قبضہ بائع کا اگرچہ اُسپر قائم ہو مگر قبضہ
امانت کا ہو اسلئے وہ خرید کے قبضہ کا نائب ہو گا یعنی بائع کا قبضہ بیٹے کی طرف سے وہی بیٹے کا قبضہ ہو کہونکہ
بائع اُسکا ولی ہے اور بائع کا قبضہ اُسپر قائم ہو تو شبہ پیدا ہوتا تھا کہ بیٹے کا اُسپر قبضہ ہو جائیگا لیکن چونکہ بائع کا قبضہ اُسپر
قبضہ امانت ہے اور وہ خرید کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہوتا اسلئے تا وقتیکہ وہ واپس نہ قبضہ ہوگا۔ اور اگر غلام لوٹ آیا
اور بائع اُسکے قبضہ پر فائدہ ہو گیا تو بیٹا قاضی شمار ہوگا اسلئے کہ بائع اُسکا ولی ہے اور اگر بیٹے کے نابائع ہونے کے بعد غلام
واپس ہوا تو بائع قاضی نہ ہوگا اور بیٹا بذات خود قبضہ کرے گا اور اگر کسی غیر سے کوئی غلام بیٹے کے واسطے مول لیا پھر بیٹا
نابائع ہوا تو قبضہ کا حق بائع کو اسی طرح حاصل ہوگا جیسے تھا محیط خسری نہیں لکھا ہے۔ اور اگر جائیداد کی ابریتی کسی سے
سو دینار کو مول لی اور مشتری نے ابریتی پر قبضہ کر لیا اور دینار ادا نہیں کیے یہاں تک کہ دونوں جدا ہو گئے اور چونکہ
اسی مجلس میں ایک بدل پر قبضہ نہیں ہوا تھا بیع الصرت باطل ہو گئی تو مشتری پر واجب ہوگا کہ ابریتی بائع کو پھر دے
اگر دے ابریتی مشتری نے اپنے گھر میں رکھ لی اور بائع کو واپس نہ کی اور پھر بائع سے ملاقات کی اور دوبارہ دیناروں سے
بیع کر کے اُس ابریتی کے عوض دیناروں کو ادا کر دیا پھر دونوں جدا ہو گئے تو بیع جائز ہوگی اور صرف ابریتی کے
خریدنے ہی سے اُس پر قاضی ہو جائیگا یہ وضہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام مول لیا اور اُسپر قبضہ کر کے من ادا کر دیا
پھر دونوں نے اقالہ کر لیا پھر دوبارہ اسی حال میں خرید کہ غلام مشتری کے پاس موجود تھا تو خرید صحیح ہوگی اور
اگر بائع نے مشتری کے سوا کسی اور کے ہاتھ بیچا تو صحیح نہیں ہے اور دوسری بار خرید میں صرف خریدنے سے اُسپر
قاضی نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر اُس پر قبضہ کرنے سے پہلے وہ ہلاک ہو گیا تو اُسکا من ادا اول میں شمار ہوگا اور اقالہ اور
دوسری خرید دونوں باطل ہو جائیں گی اور فقط خرید سے قاضی نہ ہوتا اس واسطے کہ اقالہ کے بعد بیع اُسکے پاس مضمون
بالغیر یعنی ثمن اول کے عوض ضمانت میں ہے اور اپنی ذات کے لحاظ سے امانت میں ہے پس اُسکا قبضہ ضروری نہیں
کے قبضہ کے مشابہ ہوا جو خرید کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہوتا ہوا اسی طرح اگر دوسرا ثمن پہلے ثمن کے جنس سے نہ ہو
تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط خسری میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے ایک غلام باندی کے عوض مول لیا اور ہر ایک نے
اپنی خریدی ہوئی چیز پر قبضہ کر کے اپنے گھر میں رکھا پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کیا پھر واپس کرنے سے پہلے ایک نے
دوسرے سے جسکا اقالہ کیا تھا اُسکو دوبارہ خرید لیا یہاں تک کہ خرید جائز ہو گئی تو مشتری صرف خریدنے سے اُس پر قاضی
ہو جائیگا یہاں تک کہ اگر اُسکی دست دسی سے پہلے وہ ہلاک ہو جائے تو مشتری کا دوسری خرید کا مال ہلاک ہوگا اور
اقالہ باطل نہ ہوگا اس واسطے کہ ہر ایک غلام اور باندی میں سے اپنے قاضی کے پاس قیمتی ضمانت میں تھے اور یہ حکم
اس صورت میں ہے کہ جب انھوں نے اقالہ ایسے حال میں کیا ہو کہ غلام اور باندی دونوں زندہ موجود ہیں اور اگر یہ صورت
ہو کہ دونوں کے باہمی قبضہ کر لینے کے بعد غلام ہلاک ہو گیا اور پھر اقالہ کیا تو اقالہ صحیح ہوگا اور غلام کے خریدار
اسکی قیمت واجب ہوگی اور اگر اسی صورت میں اُس شخص نے جسکے قبضہ میں باندی ہے باندی کے پھرنے سے پہلے اُسکے نابائع
دو مارہ مول لی اور باندی ان دونوں کے سامنے موجود نہ تھی پھر دوسری خرید کے بعد مشتری کے از سر نو قبضہ ہونے سے پہلے

اور اگر مشتری نے ابریتی پر قبضہ کر لیا اور دینار ادا نہیں کیے یہاں تک کہ دونوں جدا ہو گئے اور چونکہ اسی مجلس میں ایک بدل پر قبضہ نہیں ہوا تھا بیع الصرت باطل ہو گئی تو مشتری پر واجب ہوگا کہ ابریتی بائع کو پھر دے

وہ باندی مرگئی تو اسکا مرنا پہلی خرید میں شمار ہوگا اور اقالہ اور دوسری خرید دونوں باطل ہو جائیں گے اسلیے کہ باندی غلام کے ہلاک ہونے کے بعد مشتری کے پاس اس طرح قبضہ میں تھی کہ ضمان میں اُسکے سوا دوسری چیز یعنی غلام کی قیمت واجب تھی اور اس قسم کا قبضہ خرید کے قبضہ کے قائم مقام نہیں ہوتا ہو اور اگر اقالہ کے بعد وہ دونوں قائم تھے پھر ہر ایک بائع اور مشتری نے جو چیز اُسکے پاس تھی دوسرے سے بعوض درہوں کے مول لی پھر دونوں ساتھ یا آگے پیچھے ہلاک ہو گئے تو انہیں سے ہر ایک اپنے اپنے خریدار کا مال گیا اسلیے کہ اُن دونوں میں سے ہر ایک اس طرح قبضہ میں رہا کہ اُسکی ضمان میں وہی چیز واجب ہوتی ہے اسی واسطے اگر اقالہ کے بعد دوبارہ خریدنے سے پہلے انہیں سے کوئی ہلاک ہو جائے تو اُسکے قیمت واجب ہوگی وفاق خلاصہ وجہ یہ ہو کہ اس صحت میں نفس خرید سے قبضہ ثابت ہوتا ہو کیونکہ پہلا قبضہ جس خرید کے قبضہ سے ہو۔ اگر کوئی باندی بعوض درہوں کے اس شرط سے مول لی کہ مشتری کو تین دن تک اُسکا اختیار ہو اور بیع اور ضمان پر باہم دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے خیار شرط کے حکم سے بیع فسخ کر دی اور باندی بائع کو نہ پھیرا نہ اسکا مال کہ دوبارہ اُس سے مول لی تو صحیح ہو اور اس صورت میں چاہیے کہ بائع کے قبضہ میں آنے سے پہلے اگر کوئی غیر شخص اُس باندی کو مول لے تو بیع صحیح ہو جائے پس اگر باندی دوسرے مشتری کے قبضہ میں آنے سے پہلے ہلاک ہو تو دوسری خرید باطل ہو جائیگی اور وہ پہلی خرید میں ہلاک ہوگی اسلیے کہ خیار شرط کی صحت میں بیع کے فسخ ہونے کے بعد بیع پر قبضہ اس طرح ہوتا ہو کہ مشتری پر اُسکے ضمان میں دوسری چیز واجب ہوتی ہے اور وہ ضمان ہو اور اگر اسی صورت میں خیار بائع کے واسطے ہو تو دوسری خرید صحیح ہوگی اور اگر ہلاک ہو تو باندی کی ہلاکت دوسری خرید میں شمار ہوگی اور اگر خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے باندی کی بیع روک جائے تو جو حکم مشتری کے خیار شرط کی وجہ سے بیع رد ہونے کی صورت میں تھا وہی حکم ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اس قسم کے مسائل میں قاعدہ یہ ہے کہ ہر ایسے مقام پر جہاں مال منقولہ کی بیع بائع اور مشتری کے درمیان میں کسی ایسے سبب سے فسخ ہو جائے کہ وہ ہر طرح سے سب آدمیوں کے حق میں فسخ ہو یعنی اقالہ کی صورت میں پھر بائع اُسکو اپنے قبضہ میں لینے سے پہلے خواہ اُسی مشتری کے ہاتھ یا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرے تو بیع صحیح ہوگی اور جس مقام میں کسی ایسے سبب سے بیع فسخ ہو کہ بائع اور مشتری کے حق میں فسخ شمار ہو اور غیر دن کے حق میں عقد جدید ہو جائے لیکن اقالہ واقع ہو تو اگر قبضہ کرنے سے پہلے بائع اُسکو اُسی پہلے مشتری کے ہاتھ بیچے تو بیع صحیح ہوگی اور اگر کسی دوسرے کے ہاتھ بیچے تو بیع صحیح نہ ہوگی اور یہ ہر اعمدہ قاعدہ ہو کہ امام محمد رحمہ نے جامع کے بیوع میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ کسی نے چاندی کی ابرق دوسرے سے چاندی کی ابرق کے عوض مول لی اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر دونوں نے بیع فسخ کر دی پھر جدا ہونے سے پہلے دونوں نے دوبارہ بیع کی اور دوبارہ قبضہ نہیں کیا اور جدا ہونے تو دوسری بیع اور اقالہ دونوں باطل ہو گئے اور پہلی بیع عود کر لی اسواسطے کہ بیع الفسخ میں اقالہ کے بعد دونوں بدل ایک دوسرے کے عوض قبضہ میں رہتے ہیں انہی ذاتی ضمانت پر مقبوض نہیں ہے پس کسی نے چاندی کے ابرق ایک دینار کے عوض خریدی اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر اُس نے دینار میں کچھ زیادتی کر دی تو اگر بائع نے اُس زیادتی کرنے کی مجلس میں اُس زیادتی کو قبول کر لیا تو صحیح ہو اور حصہ زیادتی کے مقابل

یعنی ابرق پر نیا قبضہ کرنے کی حاجت نہیں ہو اور اگر زیادتی نہیں کی لیکن ابرق کی بیج اور سر نو کی جو بیج اول کے مقابلہ میں کمی یا زیادتی سے تھی تو دوبارہ ابرق اور ثمن ثانی پر قبضہ واجب ہو گا اور اگر دوبارہ قبضہ نہ کیا تو دوسری بیج ٹوٹ جائیگی اور پہلی عود کر کے یہ محیط سرخی میں لکھا ہو

فصل پنجم

تو اور ابن سماعہ میں امام محمد رحمتہ اس طرح مردی ہو کہ ایک شخص نے ایک گڑ گھون معین اور ایک گڑ جو کہ جو معین سے تھوڑے اور شتر میں نے ہنوز قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع نے ان دونوں کو ملا دیا تو امام محمد رحمتہ نے فرمایا کہ اس نے جو بیج گھون کے ایک گڑ کی قیمت اندازہ کیا ہے اور قبل ملائے کے اسی گھون کے ایک گڑ کی قیمت اندازہ کیا ہے پھر گھون کا جو ثمن ٹھہرا ہو وہ اس پر تقسیم کیا جاوے اور مشتری سے بقدر نقصان ساقط کر دیا جاوے اور مشتری ایک گڑ اس مخلوط کا لے لے اور جو کو اپنے ثمن سے لے لے۔ ایسے ہی اگر ایک ظل زنبق اور ایک رطل بنفشہ خریدا اور قبل قبضہ کرنے کے بائع نے دونوں کو ملا دیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ایک رطل زنبق اور سو رطل زیتون کا تیل بیجا اور زنبق کو روغن زیتون کے ساتھ ملا دیا تو زنبق کی بیج باطل ہو گئی اور زیتون کے تیل میں سے مشتری اگر چاہے تو سو رطل لے لے مگر اس کو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہے اگرچہ اس ملائے سے کچھ نقصان نہ ہوا ہو۔ اگر کسی شخص نے زیتون کے تیل کی ٹھکے میں سے دس رطل تیل تو لایا پھر اس کو کسی شخص نے اس سے خرید اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع نے اس کو ٹھکے کے تیل میں ڈال دیا تو مشتری کو اس کے لینے یا نہ لینے کا اختیار ہے یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک غلام نہرادرم کو خرید اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع نے اس کو سو درم کو رہن کر دیا یا اجرت پر دیا یا کسی کے پاس ودیعت رکھا پھر وہ غلام مر گیا تو بیج ہو جائیگی اور مشتری انہیں سے کہ جس کے پاس رہن رکھا یا اجرت پر دیا یا ودیعت رکھا ہو کسی سے ضمان نہیں لے سکتا ہو لیکن اگر مشتری نے ان لوگوں میں سے کسی سے ضمان لے لی تو یہ لوگ بائع سے واپس لینگے۔ اور اگر بائع نے غلام کو مستعار دیا یا کسی کو بیہ کر دیا پھر جس شخص کو مستعار دیا یا بیہ کیا تھا اس کے پاس غلام مر گیا یا کسی کے پاس ودیعت رکھا تھا اور اس نے غلام سے کوئی ایسا کام لیا کہ جس کے شقت سے وہ غلام مر گیا تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے تو بیج کو باقی رکھے اور جس کو مستعار دیا تھا یا جس کے پاس ودیعت رکھا تھا یا بیہ کیا تھا اس سے ضمان لے لے اور ضمان دینے والا بائع سے رجوع نہیں کر سکتا ہو اور اگر چاہے تو بیج نسخ کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور بائع کو اختیار ہوگا کہ جس کے پاس ودیعت رکھا ہو اس سے قیمت کی ضمان لے کیونکہ اس نے بلا حکم بائع کے غلام سے ایسا کام لیا کہ وہ مر گیا مگر جس کو مستعار دیا ہو اس سے قیمت کی ضمان نہیں لے سکتا ہو کیونکہ اس نے بائع کی اجازت سے کام لیا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے کسی سے ایک غلام نہرادرم کو مول لیا اور ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع نے اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے تو آدھے داموں کو غلام لے لے اور اگر چاہے تو ترک کر دے پس اگر اس نے بیج کا ترک کر دینا اختیار کیا تو تمام ثمن اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور اگر ہاتھ کاٹا ہوا غلام لینا اختیار کیا تو ہمارے نزدیک پھر آدھے دام واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر بائع نے اس کو قبضہ سے پہلے قتل کر ڈالا تو ہمارے نزدیک پورا ثمن مشتری کے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور اگر غلام کا ہاتھ بون کسی کے شل کرنے کے شل ہو گیا تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے تو پورے داموں کو لے لے اور نہ چاہے تو ترک کر دے اور اگر کسی غیر شخص نے غلام کا ہاتھ

صل
بیج صورت
فصل پنجم

کاٹ ڈالا تو بھی مشتری کو اختیار ہے اگر بیع کو تمام کرنا چاہے تو اس پر پورا امن واجب ہوگا اور مشتری ہاتھ کاٹنے والے کا دامنگیر ہو کر آدمی قیمت اُس سے لے لیگا اور جب اُس نے آدمی قیمت حاصل کی تو آدمی من سے جس قدر زیادہ ہو اُسکو صدقہ کر دے اور اگر مشتری نے بیع فسخ کر دینا اختیار کیا تو بائع اسی ہاتھ کاٹنے والے کا دامنگیر ہو کر آدمی قیمت لیگا اور آدمی من سے جس قدر زیادہ ہوگا وہ بھی صدقہ کر دے گا کیونکہ اصل خطا اگرچہ بائع کی ملکیت میں نہیں پائی گئی مگر انجام کار کے لحاظ سے یہی ہو کر گویا اُس کی ملکیت میں یہ خطا واقع ہوئی یہ مبسوط میں لکھا ہے اور اگر بائع نے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو مشتری نے بائع کی اجازت سے یا بلا اجازت اس پر قبضہ کر لیا پھر بائع کے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے وہ غلام ہو گیا تو آدمی دامن مشتری سے ساقط ہو جائیگا اور آدمی دامن اس پر واجب ہونگے اور بائع پر اس خطا کے عوض کچھ لازم نہ آئیگا اس واسطے کہ مشتری کا قبضہ عقد کے مشابہ ہے کیونکہ وہ مالک تصرف کو ثابت کرتا ہے اور اصل شے کی ملکیت کی تائید کرتا ہے پس بائع کی خطا اور اُس کے اثر میں مشتری کی ملکیت تصرف حاکم ہو گئی تو اس اثر کرنے کی نسبت بائع کی خطا کی طرف نہ کی جائیگی اس واسطے کہ ملکیت کا بدل جانا اس نسبت کرنے سے مانع ہوتا ہے چنانچہ اگر کسی شخص نے کسی کے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر اُس کے مالک نے اُسکو بیچا اور غلام مشتری کے پاس اسی صدر سے مر گیا تو ہاتھ کاٹنے والا غلام ہاتھ کاٹنے کی نمان دے گا خلاف اُس صورت کے کہ بائع نے مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد پھر اپنے قبضہ میں لاکر اُسکو من کے واسطے روکا ہو کیونکہ بائع کا قبضہ اس صورت میں پوری ملکیت ثابت نہیں کرتا ہے تو خطا اور اُس کے اثر میں کوئی ملکیت حاکم نہ ٹھہری پس اُس خطا کا اثر یعنی سوٹ اُس کی خطا کی طرف منسوب رہے گا اور اگر مشتری نے من ادا کرنے سے پہلے بلا اجازت بائع کے غلام پر قبضہ کر لیا اور بائع نے مشتری کے قبضہ میں اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اسی سب سے غلام مر گیا تو مشتری سے پورے دامن ساقط ہو جائیگا اور اگر کسی اور سبب سے مرنا تو مشتری پر آدمی دامن واجب ہونگے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور نہ تو قبضہ نہیں کیا تھا کہ لکھو نے غلام کو ڈالا تو امام ابو بکر محمد ابن الفضل نے فرمایا کہ امام عظیم کے قول کے موافق مشتری مختار ہے اگر بیع پوری کر لیا تو مشتری کے تو قصاص کا حق اُس کے واسطے ہو اور اگر بیع توڑ دیا تو مشتری کے تو قصاص کا حق بائع کے واسطے ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اگر بیع اختیار کر لیا تو حق قصاص مشتری کے واسطے ہو اور اگر بیع توڑ دی تو قصاص نہ ہوگا بلکہ بائع کو قیمت ملے گی اور امام محمد رحمہ نے حکم سختان فرمایا کہ دونوں صورتوں میں قیمت ملے گی اور قصاص واجب نہ ہوگا اور یہ فیل اُن کے نزدیک منہزلہ قتل خلاص کے ہوا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور نہ تو قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع نے کسی کو اُس کے قتل کر ڈالنے کا حکم کیا اور اُس نے اُسکو قتل کر ڈالا تو مشتری کو اختیار ہے اگر چاہے قاتل سے قیمت لے اور بائع کو اُس کے دامن دیدے اور اگر چاہے بیع توڑ دے پس اگر قاتل سے قیمت کی ضمان لی تو بائع قتل کرنے والا کچھ رجوع نہیں کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر اس صورت مذکورہ میں بجائے غلام کے کپڑا ہو اور بائع نے کسی درزی سے کہا کہ میرے واسطے اُس کی قمیص قلع کر دے خواہ اجرت سے یا بلا اجرت تو مشتری درزی سے ضمان نہیں لے سکتا بلکہ بائع سے قیمت لے لیگا یہ محیط میں لکھا ہے کسی نے ایک بکری خریدی پھر بائع نے کسی شخص کو اُس کے ذبح کرنے کا حکم دیا پس ذبح کرنے والا اگر اُس کے ذبح نہ ہو جانے سے واقف تھا تو مشتری اُس سے ضمان لے سکتا ہے لیکن اس صورت میں اگر مشتری نے

اُس سے ضمان لے لی تو وہ بائع سے کچھ نہیں لے سکتا اور اگر ذبح کرنے والا اُسکے فروخت ہونے کو نہیں جانتا تھا تو
 مشتری اُس سے ضمان نہیں لے سکتا جو یہ ظہیرہ میں لکھا ہو اور اگر کسی شخص نے کسی کو اپنی ایک بکری ذبح کرنے کا حکم
 پھر ذبح ہونے سے پہلے اُسکے کو بیچ ڈالا پھر بعد فروخت ہونے کے جبکہ ذبح کرنے پر مامور کیا تھا آئے ذبح کر ڈالی
 تو مشتری ذبح کرنے والے سے ضمان لے سکتا ہو اور یہ ذبح کرنے والا اپنے حکم کرنے والے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو
 اگرچہ اُسکو بیچ کی خبر ہوئی ہو یہ قیاسی خان میں لکھا ہے۔ اور غلام کے ہاتھ کاٹنے کا جو مسئلہ مذکور ہوا
 اس صورت میں اگر وہ مشتری نے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا ہو تو وہ غلام پر قاضی ہو جائیگا پس اگر بائع کے مشتری کو
 دینے سے منع کرنے کے پہلے وہ غلام بائع کے پاس اس ہاتھ کاٹنے یا اور کسی سبب سے ہلاک ہوا تو مشتری پر پورا
 ثمن واجب ہو گا اور اگر بائع نے اُسکو روکا تھا پھر ہاتھ کٹنے کے وجہ سے وہ مر گیا تو بھی مشتری پر پورا ثمن واجب ہو گا
 اور اگر ہاتھ کٹنے کے سوا اور وجہ سے مر تو مشتری پر آدھے دام واجب ہونگے۔ اور اگر بائع نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا
 پھر مشتری نے دوسری طرف سے اُسکا ایک پانوں کاٹ ڈالا پھر وہ غلام ان دونوں زخموں سے اچھا ہو گیا تو وہ غلام
 مشتری پر آدھے داموں پر لازم ہو گا اور مشتری کو لینے نہ لینے کا اختیار نہیں ہو اور اگر مشتری نے خود پہلے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا
 پھر بائع نے دوسری طرف سے اُسکا ایک پانوں کاٹ ڈالا پھر وہ ان دونوں زخموں سے اچھا ہو گیا تو مشتری کو
 اختیار ہو اگر چاہے تو ثمن جو تھالی دام دیکر اُسکو لے لے اور اگر نہ لینا چاہے تو اُسپر آدھے دام واجب ہونگے
 اور اگر مشتری نے ثمن ادا کر دیا اور نہ قبضہ نہیں کیا تھا کہ خود اُسکا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا پھر بائع نے اُسکا پانوں
 دوسری طرف سے کاٹ ڈالا پھر وہ ان دونوں زخموں سے اچھا ہو گیا تو بلا اختیار غلام مشتری کو لازم ہو گا یہ مہسوط
 میں لکھا ہے اور بائع پر اس ہاتھ کٹے ہوئے غلام کی آدمی قیمت واجب ہوگی یہ محیط مشتری میں لکھا ہے اور ثمن ادا کرنے کی
 صورت میں اگر بائع نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹا پھر مشتری نے اُسکا پانوں کاٹا تو غلام مشتری کو آدھے داموں پر لازم ہو
 اور آدھے دام جو آئے دیے ہیں بائع سے واپس لیگا یہ مہسوط میں لکھا ہے۔ اور یہ سب اُس صورت میں ہو کہ جب
 غلام ان دونوں کے زخموں سے اچھا ہو گیا ہو اور اگر نہ اچھا ہوا اور دونوں کے اثر سے مر گیا پس اگر بائع نے
 پہلے اُسکا ہاتھ کاٹا تھا پھر مشتری نے اُسکا پانوں کاٹا اور ان دونوں کی وجہ سے غلام بائع کے پاس مر گیا تو اگر
 مشتری نے ثمن ادا نہیں کیا تو کل ثمن کے تین آٹھویں حصہ پر مشتری کو غلام لازم ہو گا اس واسطے کہ بائع کے ہاتھ کاٹنے
 کی وجہ سے آدھا ثمن ساقط ہو گیا اور مشتری نے پانوں کاٹ کر باقی کا آدھا تلف کر دیا اور جو تھالی غلام بچا ہوا
 دونوں کے زخموں کے اثر سے تلف ہو گیا پس یہ جو تھالی دونوں پر آدھا آدھا بانٹ دیا جائیگا اور اگر مشتری نے
 ثمن ادا کر دیا تھا تو مشتری بائع سے آدھا ثمن واپس کر لیگا کیونکہ اُسے پہلے آدھا غلام تلف کر دیا ہو اور
 آٹھواں حصہ غلام کی قیمت بھی لیگا کیونکہ مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد آٹھواں حصہ بائع کے زخم کے اثر سے تلف ہوا
 اور اگر ایسے مسئلہ میں یہ صورت واقع ہوئی کہ مشتری نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹا پھر بائع نے تو اگر مشتری نے ثمن ادا
 نہیں کیا ہو تو اُسپر ثمن کے آٹھویں حصوں میں سے پانچ حصہ واجب ہونگے اور اگر ثمن ادا کر دیا تھا تو مشتری پر
 پورا ثمن واجب ہو گا اور بائع پر ثمن آٹھواں حصہ قیمت کا لازم آئیگا یہ محیط مشتری میں لکھا ہے۔ اور اگر
 کسی نے ایک غلام ہزار درہم کو خرید ا اور نہ تو ثمن ادا نہیں کیا تھا کہ بائع نے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا پھر مشتری نے

اگر بائع نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا
 تو مشتری نے دوسری طرف سے اُسکا ایک پانوں کاٹ ڈالا
 پھر وہ غلام ان دونوں زخموں سے اچھا ہو گیا تو مشتری کو لازم ہو گا
 اور اگر مشتری نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹ ڈالا
 پھر بائع نے دوسری طرف سے اُسکا ایک پانوں کاٹ ڈالا
 پھر وہ غلام ان دونوں زخموں سے اچھا ہو گیا تو بلا اختیار غلام مشتری کو لازم ہو گا
 یہ مہسوط میں لکھا ہے اور بائع پر اس ہاتھ کٹے ہوئے غلام کی آدمی قیمت واجب ہوگی
 یہ محیط مشتری میں لکھا ہے اور ثمن ادا کرنے کی صورت میں اگر بائع نے پہلے اُسکا ہاتھ کاٹا
 پھر مشتری نے اُسکا پانوں کاٹا تو غلام مشتری کو آدھے داموں پر لازم ہو

اسکا دوسرا ہاتھ یا کٹے ہوئے ہاتھ کی طرف کا پانوں کا ٹکڑا اور وہ غلام اس صدمہ سے مرگیا تو بائع کے ہاتھ
کاٹنے کی وجہ سے مشتری کے ذمہ سے آدھا ٹمن ساقط ہو گیا پھر غور کیا جائیگا کہ مشتری کے ہاتھ یا پانوں کا ٹکڑا
کی وجہ سے غلام میں کس قدر نقصان آیا ہو پس اگر باقی کے چار پانچویں حصہ کے قدر نقصان آیا ہو تو آدھے ٹمن کا
چار پانچواں حصہ مشتری پر واجب ہو گا اور باقی لینے پانچواں حصہ دونوں کے زخون سے تلف ہوا تو اسکا آدھ
بھی مشتری پر واجب ہو گا پس مشتری کے ذمہ کل ٹمن کے دس حصوں میں کے سارے چار حصہ واجب ہونگے اور
بائع کے زخم اور اس کے اثر کی وجہ سے دس حصوں میں کے سارے پانچ حصہ مشتری کے ذمہ سے ساقط ہو جائیں گے
یہ مبسوط میں لکھا ہے اور اگر بائع نے اول اسکا ہاتھ کاٹا پھر مشتری اور ایک اجنبی شخص نے ملکر دوسری طرف سے
اسکا پانوں کاٹا اور مشتری نے منہ زخم ادا نہیں کیا تھا پھر غلام اس صدمہ سے مرگیا تو مشتری کے ذمہ ٹمن کے آٹھ
حصوں میں سے تین حصہ اور ایک تہائی حصہ اس کے اور اجنبی کے زخم کی وجہ سے واجب ہونگے اور مشتری
اجنبی سے آٹھواں حصہ پورا اور ایک آٹھویں کا دو تہائی حصہ قیمت داپس لیگا اس واسطے کہ نصف غلام بائع کے
زخم سے تلف ہوا پس نصف ٹمن ساقط ہو گیا اور باقی کا نصف ان دونوں کے زخم سے تلف ہوا پس مشتری کے ذمہ چوتھائی
ٹمن عائد ہو گا اور ایک چوتھائی جو باقی ہو وہ سب کے زخم کے اثر سے تلف ہو اپس ہر ایک کے ذمہ اسکی ایک تہائی
ہوئی تو اس مسئلہ میں ایسے عدد کی ضرورت ہو جسکی چوتھائی اور اس چوتھائی کا آدھا اور تہائی پوری نکلتی ہو اور
ایسا عدد جو بیس ہوتے ستر جمع کرتا ہو کہ خلاصہ یہ ہو کہ کل ٹمن کے چوبیس حصہ کو کہ مشتری دس حصہ ادا کرے
اور چوبہ حصہ ساقط ہو جائیگے اور مشتری اجنبی سے قیمت کے چوبیس حصوں میں سے پانچ حصہ لیوے۔ اور مشتری
اس قیمت میں سے اگر اس قدر کے ٹمن سے زائد ہو تو کچھ صدقہ نہ کرے اسلیے کہ یہ فائدہ اسکی ملکیت اور ضمان میں
حاصل ہوا ہے۔ اور اگر بائع اور کسی اجنبی نے ملکر پہلے ہاتھ کاٹا پھر مشتری نے دوسری طرف سے اسکا پانوں کاٹا
اور غلام مرگیا تو مشتری کے ذمہ اس کے زخم کرنے کی وجہ سے ٹمن کی چوتھائی واجب ہو گی اور اس کے
زخم سے جان جلنے کی وجہ سے آٹھویں کی دو تہائی واجب ہو گی اور مشتری اجنبی سے ہاتھ کاٹنے کی وجہ سے
چوتھائی قیمت لیگا اور جان جاتے رہنے کی وجہ سے آٹھویں حصہ کی دو تہائی قیمت اسکی مددگار برادری پر تین
سال میں ادا کرنی واجب ہو گی پھر اجنبی پر جو واجب ہوا ہو وہ مشتری کو ملیگا اسلیے کہ مشتری نے اجنبی کے زخم کے
بعد جب خود پانوں کاٹا تو اس نے اجنبی کا دامن گیر ہونا اختیار کیا پھر ہاتھ کاٹنے کے عوض جو اجنبی سے ملیگا اگر وہ چار
ٹمن سے زیادہ ہو تو زیادتی کو صدقہ کر دے اس واسطے کہ یہ فائدہ قبضہ سے پہلے بلا ضمان جبریں حاصل ہوا ہو
اور اس کے جان کے عوض جو کچھ لیگا اس میں سے صدقہ نہ کرے کیونکہ یہ فائدہ اسکی ضمانت میں حاصل ہوا ہے اسلیے
کہ وہ اس وقت حادث ہوا جب بیع غلام مشتری کے ضمان میں داخل ہو گیا تھا یہ محیط رخی میں لکھا ہے۔ اور اگر
مشتری اور اجنبی نے ملکر معاً اسکا ہاتھ کاٹا پھر بائع نے دوسری طرف سے اسکا پانوں کاٹا اور ان
سب کی وجہ سے غلام مرگیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اسے بیع کو اختیار کیا تو اس کے ذمہ ٹمن کے آٹھ حصوں میں سے
پانچ حصہ پورے اور ایک حصہ کی تہائی واجب ہو گی اور ٹمن کے آٹھ حصوں میں کے دو حصہ پورے اور ایک
حصہ کی دو تہائی ساقط ہو جائیگی جو بقابلہ بائع کے زخم اور اس کے اثر کے ہو پھر مشتری اجنبی سے قیمت کے دو آٹھویں حصہ

اور ایک آٹھویں حصہ کی دو تہائی لے لیگا اور زیادتی کو صدقہ نہ کرے گا اگرچہ اور اگر مشتری نے بیع کو توڑنا اختیار کیا تو جب قدر اسکے زخم اور اسکے اثر کے تلف ہونے کے مقابلہ میں ثمن کا حصہ بولینے دو آٹھویں حصہ اور ایک آٹھویں کی دو تہائی وہ اسکو دینا لازم ہوگی اور باقی سب مشتری کے ذمہ سے ساتھ جو باقیگا اور باقی اجنبی سے قیمت کے دو آٹھویں حصہ اور ایک آٹھویں کی دو تہائی لیگا اور اگر آٹھویں ثمن پر کچھ زیادتی ہوئی تو اس زیادتی کو صدقہ نہ کرے گا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دو شخصوں سے ایک غلام مول لیا اور ہنوز ثمن نہ دیا تھا کہ دونوں بیچنے والوں میں سے ایک نے غلام کا ماتمہ کاٹ ڈالا پھر دوسرے نے دوسری طرف سے اسکا پانوں کاٹ ڈالا پھر مشتری نے اسکی ایک آنکھ پھوڑ دی اور ان سب صدموں سے غلام بائع کے قبضہ میں مر گیا پس مشتری کے ذمہ پہلے ماتمہ کاٹنے والے کا ثمن کا آٹھواں حصہ اور ایک آٹھویں کا پانچ چھٹا حصہ واجب ہوگا اور مشتری کے ذمہ دوسرے ماتمہ کاٹنے والے کے لیے ثمن کے دو آٹھویں حصہ اور ایک آٹھویں کا پانچ چھٹا حصہ واجب ہوگا اور وہ اسکی مددگار برادری سے غلام کی قیمت کا آٹھواں حصہ اور ایک آٹھویں کا پانچ چھٹا حصہ پھر لیگا اور جو کچھ اسکو دینا پڑا ہو اگر اس سے کچھ زیادہ ملے تو اسکو صدقہ کر دے لیکن جان کے عوض جو زیادتی اسکو ملے وہ اس کے لیے لال ہوگی۔ اگر دو شخصوں نے کسی ایک شخص سے غلام مول لیا پھر ایک مشتری نے اسکا ماتمہ کاٹا پھر دوسرے نے اسکا پانوں کاٹا پھر بائع نے اسکی ایک آنکھ پھوڑ دی پھر غلام ان صدموں سے مر گیا پس اگر دونوں مشتریوں نے بیع توڑ دی تو پہلے مشتری کے ذمہ ثمن کے دو آٹھویں حصہ اور ایک آٹھویں کا پانچ چھٹا حصہ واجب ہوگا اور دوسرے مشتری کے ذمہ ایک آٹھواں حصہ اور ایک آٹھویں کا پانچ چھٹا حصہ واجب ہوگا اور بائع پہلے مشتری سے غلام کی قیمت کے دو آٹھویں حصہ اور ایک آٹھویں کا پانچ چھٹا حصہ لیگا اور دوسرے مشتری سے قیمت کا ایک آٹھواں حصہ اور ایک آٹھویں کا پانچ چھٹا حصہ لیگا اور اگر دونوں مشتریوں نے بیع کو پورا کیا تو ہر ایک کے ذمہ ثمن کے تین آٹھویں حصہ اور ایک آٹھویں کی تہائی واجب ہوگی اور وہ سب کاٹنے والا پہلے کاٹنے والے سے غلام کی قیمت کے دو آٹھویں حصہ اور ایک آٹھویں کا پانچ چھٹا حصہ پھر لیگا یہ محیط مرضی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دو بکریاں خریدیں اور مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ایک بکری نے دوسری کے سینک مارا اور وہ مر گئی پس مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو باقی بکری کو اسکے حصہ ثمن کے عوض لے لے اور اگر چاہے چھوڑ دے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک گدھا اور کچھ جو مول لیے اور قبضہ کرنے سے پہلے گدھا جو کھا گیا تو بھی گدھے کو اگر چاہے اسکے حصہ ثمن کے عوض لے لے کیونکہ سینک مارے جانور دن کا فضل باطل ہوتا ہے تو گویا دوسری بکری آسمانی آفت سے ہلاک ہوئی۔ اگر کسی شخص نے دو غلام خریدے اور مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا تو مشتری کو یہ اختیار ہے کہ اگر چاہے تو باقی کو پورے ثمن میں لے لے اور اگر چاہے تو ترک کر دے۔ اور اسی طرح اگر ایک غلام اور کھانا خریدنا پھر قبضہ کرنے سے پہلے غلام مر گیا تو بھی ثمن سے کچھ ساقط ہوگا اس واسطے کہ آدمی کا فعل معتبر ہوتا ہے پس مشتری پہلے کے فعل سے تلف ہونے والی چیز کا ناقض شمار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور ایسی صورت میں اگر ایک غلام اپنی موت سے مر گیا تو باقی کو اگر چاہے تو اسکے ثمن کے حصہ کے عوض لے لے

اور اگر دو چپائے مول لیے اور قبضہ کرنے سے پہلے اُن دونوں میں سے ایک مر گیا تو باقی کو اگر مشتری چاہے تو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لے اور اگر چاہے تو ترک کر دے۔ اور جامع میں مذکور ہو کہ کسی شخص نے ایک باندی خریدی اور قبضہ کرنے سے پہلے اُسکے بچہ پیدا ہوا پھر اُس باندی اور لڑکے میں سے کسی ایک نے دوسرے کو قتل کر ڈالا تو باقی کو پورے ثمن کے عوض اگر مشتری چاہے تو لے لے اور اگر چاہے ترک کر دے اور اگر اُس نے لیا پھر اُس میں کوئی عیب پایا تو پورے ثمن پر اُسکو واپس کر سکتا ہو یہ محیط خستی میں مذکور ہو۔ اور اگر کسی نے ایک غلام ایک معین روٹی کے عوض بیچا اور باہم بائع اور مشتری نے ہنوز قبضہ نہیں کیا تھا کہ غلام روٹی کھا گیا تو بائع نے اپنا پورا ثمن پایا اس واسطے کہ جو خطا غلام سے بائع کے قبضہ میں ہو اُسکا بائع ضامن ہو۔ اور اگر کسی قدر معین جو کے عوض ایک گدہ بیچا اور بائع اور مشتری نے ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ گدہ جو کھا گیا تو بیع فسخ ہو جائیگا اور بائع اپنا پورا ثمن پائے۔ الا شمار بنو گامیہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور دالو لمحیہ میں مذکور ہو کہ ایک شخص نے کسی سے ایک باندی خریدی اور ثمن ادا کرنے سے پہلے مشتری نے اُس سے وطی کی پھر بائع نے ثمن کے واسطے باندی کو روک لیا اور باندی اُسکے پاس مر گئی تو بالاتفاق مشتری پر عقد واجب ہو گا یہی مختار ہو

یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہو

فصل چھٹی اس بیان میں کہ دونوں عقد کرنے والوں کو بیع اور ثمن کے سپرد کرنے میں کیا نونہت برداشت کرنا لازم ہو۔ اصل یہ ہو کہ مطلق عقد اس بات کو چاہتا ہے کہ وقت عقد کے جبہ عقد ہوا ہو وہ بھی جان موجود تھی وہیں سپرد کیجائے اور یہ نہیں چاہتا کہ جس جگہ عقد ہوا ہو وہاں سپرد کیجائے اور ہم لوگوں کا یہ مذہب یہی ہو یا نہ ہو کہ اگر مشتری نے گھوڑے اور مشتری شہر میں موجود تھا اور گھوڑے سودا شہر میں تو بائع پر اُنکا سودا شہر میں سپرد کرنا واجب ہو گا یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر گھوڑے بالیون کے اندر خریدے تو بائع پر اُسکا کٹوا کر رندہ واکر دانہ صاف کر کے مشتری کو دینا واجب ہو یہی مختار ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور جو سودہ بائع کا ہو گا یہ نہر الفائق میں لکھا ہو اور اگر گھوڑے ناپ کے حساب سے خریدے تو اُنکا ناپنا بائع کے ذمہ ہو اور مشتری کے برتن میں بھر دینا بھی بائع کے ذمہ ہے یہی مختار ہو یہ خلاصہ میں ہو اور اگر کسی سقہ سے مشکاب میں پانی خریدنا تو پانی کا بھر دینا سقہ کے ذمہ ہو اور ایسے باب میں رول معتبر ہو یہ فتاویٰ قاضی خانیہ میں لکھا ہو۔ اور جو عقد اری چیزیں کہ اُنکو بالقطع فروخت کیا جیسے چھوہارے یا انگور یا لہسن یا گاجر تو اُنکا کھاڑنا اور کاٹنا مشتری کے ذمہ ہو اور مشتری صرف روک اٹھا دینے سے قاضی ہو جائیگا اور اگر ناپ یا تول دینے کی ترکی تو اُنکا کاٹنا یا کھاڑنا بائع کے ذمہ ہو مگر اس صورت میں کہ بائع خریدے کہ یہ چیز وزن میں مقدار ہو پس اس صورت میں یا مشتری اُسکی تصدیق کرے یا تو وزن کرنے کی حاجت نہ ہوگی یا تکذیب کرے گا تو خود تول لے گا اور بیع اور مختار ہو کہ وزن بالکل بائع پر ہو یہ چیز کو درمی میں لکھا ہو اور مشتری میں مذکور ہو کہ اگر ایک کشتی میں سے گھوڑے خریدے تو کشتی سے باہر لانا مشتری کے ذمہ ہو اور اگر کسی گھر میں سے خریدے تو دروازہ کھولنا بائع کے ذمہ ہو اور گھر سے باہر لانا مشتری کے ذمہ ہو۔ اسی طرح اگر کچھ گھوڑے یا کتے جو تھیلے میں بھرے ہوئے تھے بیچے اور تھیلے کو نہ بیچا تو تھیلے کھولنا بائع کے ذمہ ہو اور تھیلے سے باہر نکالنا مشتری کے ذمہ ہو یہ محیط

میں لکھا ہو۔ اور اگر بائع نے ناپ یا تول یا کزن کی ناپ یا کنتی کی چیز فروخت کی تو مانپنے والے اور تولنے والے اور کزن سے مانپنے والے اور شمار کرنے والے کی اجرت بائع کے ذمہ ہوگی یہ کافی میں لکھا ہو اور ضمن تولنے والے کی اجرت مشتری پر ہو اور یہی قول مختار ہو یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہو۔ اور ضمن پر لٹنے والے کی اجرت بائع کے ذمہ ہو اگر مشتری ضمن کھرے ہو نیگا دعوے کرے اور صحیح یہ ہو کہ ہر صورت میں یہ اجرت مشتری کے ذمہ ہوگی اور اسی پر فتوے ہو یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہو۔ اور یہی ظاہر روایت ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور بعضے والے کے اجرت مشتری کے ذمہ ہونا اس وقت تک ہو کہ بائع نے قبضہ نہ کیا ہو یہی صحیح ہو اور بعد قبضہ کرنے کے بائع کے ذمہ ہوگی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہو اور اگر کسی نے اس شرط پر کوئی چیز مول لی کہ اسکو میرے گھر میں ادا کرے تو جائز ہو مگر امام محمد امین خلاف کرتے ہیں اور اگر کچھ لکڑیاں کسی گاون میں خریدیں اور خرابے کے ساتھ ہی ملا کر کہا کہ اسکو میرے گھر پہنچا دے تو بیع فاسد نہ ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور اگر ایک گٹھ لکڑی کا خرید تو بائع پر رواج کے موافق لازم ہو کہ اسکو مشتری کے گھر پہنچا دے اور صلح النوازل میں محمد ابن سلمہ سے روایت ہو کہ جو چیزیں چو یا لون کی بیتمہ پر لادی ہوئی فروخت ہوتی ہیں جیسے لکڑی یا کوئلہ وغیرہ ایسی چیزوں کو اگر بائع مشتری کے گھر پہنچا دینے سے انکار کرے تو وہ پہنچا دینے پر مجبور کیا جائیگا اسی طرح اگر چو پائے کے پشت پر لدے ہوئے گھوٹا خریدے ہوں تو بھی یہی حکم ہو اور اگر گھوٹوں کے ڈھیری اس شرط پر خریدی کہ اسکو مشتری کے مکان میں پہنچا دے تو بیع فاسد ہو جائیگی یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہو۔ اگر بکریوں کی بٹم ایک بیچنے کے اندر بھری ہوئی خریدی اور بائع نے بچھونا دھڑلے سے انکار کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اسکے ڈھیرنے میں کچھ ضرر ہو اور دوسرے یہ کہ کچھ ضرر نہ ہو پس پہلی صورت میں اسپر جبر نہ کیا جاوے گا اسواسطے کہ عقد بیع کی وجہ سے ضرر برداشت کرنا لازم نہیں ہو اور دوسری صورت میں اسپر جبر کیا جائیگا لیکن اسی قدر کہ جس سے مشتری دیکھ سکتا ہو پس اگر مشتری اسکے لینے پر رضی ہو جائے تو بائع تمام اُدھیرنے پر مجبور کیا جائیگا یہ واقعات حسامیہ میں مذکور ہو اور نصاب میں لکھا کہ کسی شخص نے ایک دار خرید اور بائع سے اس خریدنے پر نوشتہ طلب کیا اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع اس بات پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مشتری نے اپنے مال سے نوشتہ لکھو ادا اور بائع سے گواہی کرا دینے کو کہا اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع کو حکم کیا جائیگا کہ دو گواہوں کی گواہیاں کرا دیوے یہی مختار ہو کیونکہ مشتری گواہی کا محتاج ہو لیکن یہ حکم بائع کو اسوقت کیا جائیگا کہ جب مشتری دو گواہ بائع کے پاس لاوے جنکو بیع پر گواہ کر دے اور بائع کو گواہوں کی طرف متعلق کی تکلیف نہ بجا نیکی یہ سنمات میں لکھا ہو۔ پس اگر بائع نے انکار کیا تو مشتری اس امر کو قاضی کے سامنے پیش کریگا پس اگر قاضی کے سامنے بائع نے اس بیع کا اقرار کیا تو قاضی مشتری کے لیے ایک نوشتہ لکھ کر اسپر گواہی کرا دیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اسی طرح بائع قدیمی نوشتہ کو مشتری کے ہوائے کر دینے پر بھی مجبور نہ کیا جائیگا یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہو۔ ولکن بائع کو حکم کیا جائیگا کہ قدیمی نوشتہ حاضر کرے تاکہ مشتری اس سے ایک نقل لے لے کہ وہ مشتری کے پاس سند رہے اور پہلا نوشتہ بائع کے پاس بھی سند رہیگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہو۔ پس اگر بائع نے پہلا نوشتہ کہ جس سے مشتری نقل کرنا چاہتا تھا پیش کرے اسے انکار کیا تو قہیداً و جبراً رہنے ایسی باتوں میں فرمایا کہ وہ مجبور کیا جائیگا

یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو

پانچواں باب ان چیزوں کے بیان میں کہ جو بدون صریح ذکر کرنے کے بیع میں داخل ہو جاتی ہیں اور جو نہیں داخل ہوتی ہیں اور اس باب میں فیضی ہیں۔

فصل اول در اور غیرہ کی بیع میں جو چیزیں داخل ہوتی ہیں ان کے بیان میں ف واضح ہو کہ دیکھی گئی ہے جو کہ جسکو فارسی میں سرے کہتے ہیں اور وہ عربی محاورہ میں منزل اور بیت کو شامل ہو سکتا ہو اور منزل اترنے کی جگہ کہتے ہیں جس میں چندیت ہوں اور بیت ایسی عمارت کو کہتے ہیں جسکی چار دیواری اور چھت اور دروازہ ہو اور یہ محاورہ عرب کا ہو امام محمد رحم نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایسی منزل خریدی کہ جسکے اوپر بھی ایک منزل ہو تو اوپر والی اسکی ملک نہوئی مگر اس صورت میں کہ خریدتے وقت یہ کہا کہ میں نے ہر حق کے ساتھ جو اسکو ثابت ہو خریدی یا کہا کہ اپنے مرافق یعنی نفع دینی والی چیزوں کے ساتھ خریدی یا کہا کہ ہر قلیل و کثیر کے ساتھ کہ جو اس میں ہو یا اس سے ہو خریدی تو داخل ہو جائیگی اور دار کی بیع میں بالا خانہ داخل ہو جاتا ہو اگرچہ ہر حق کا یا جو الفاظ مثل اسکے ہیں ذکر نہ کیا ہو جیسا کہ بدون ذکر ہر حق واسکی مثل کے نیچے کا مکان داخل ہو جاتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک بیت خریدتا ہو اسکا بالا خانہ داخل نہوگا اگرچہ تمام حقوق کے ساتھ خرید اہوتا وقتیکہ صریح طور پر بالا خانہ کا ذکر نہ آوے یہ محیط خسری میں لکھا ہو۔ اگر اُس پر بالا خانہ ہو تو اسکو بنا لینے کا اختیار ہو یہ سراج الوند میں لکھا ہو شاخ نے فرمایا ہو کہ یہ حکم جدا جدا اس تفصیل کے ساتھ اہل کوفہ کے رواج کے موافق ہو اور ہمارے رواج کے موافق سب صورتوں میں بالا خانہ داخل ہو جائیگا خواہ بیت کے نام سے فروخت کرے یا منزل یا دار کا نام لے اسیلے کہ ہمارے محاورہ میں ہر مکان کو خانہ کہتے ہیں خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو سو اسے بادشاہی گھر کے کہ وہ البتہ محل سرے کہلاتا ہو یہ کافی میں لکھا ہو فت امید ہو کہ اردو محاورہ کے موافق مکان اور کوٹھا اور دالان وغیرہ محاورہ عرب کے موافق علیحدہ علیحدہ حکم پر شامل نہو واللہ علیم۔ اور خراج دار بیع میں داخل ہو جاتا ہو یہ بیابان میں لکھا ہو اور ظلمہ جو راستہ پر ہوتا ہو پس وہ یا بطور چھتہ کے کہ جسکا ایک کنارہ اس مکان کے دیوار پر ہو اور دوسرا کنارہ دوسرے مکان کے دیوار پر یا وہ مکان سے باہر ستونوں پر بنایا جاتا ہو گھر کے بیع میں داخل نہیں ہوتا ہو مگر جب ہر حق کے ساتھ خریداجاوے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحم کا ہو اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اگر اس سائبان کی راہ اس دار کی طرف ہو تو بیع میں داخل ہو جائیگا اگرچہ تمام حقوق کا ذکر نہ کیا ہو اور امام ابو حنیفہ رحم کے نزدیک اگر اسکی راہ مکان کی جانب ہو تو بیع میں داخل ہو جائیگا بشرطیکہ حقوق یا مرافق کا ذکر نہ کیا ہو اور اگر اسکی راہ مکان کی جانب نہیں ہو تو داخل نہوگا اگرچہ حقوق مرافق کا ذکر کرے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے کوئی دار فروخت کیا تو اسکی عمارت بیع میں داخل ہو جائیگی اگرچہ نام بنام نہ بیان کیا ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہو اگر کوئی میت کسی دار کے اندر خریدتا ہو اسکا خاص راستہ اور پانی بننے کی موری بدون ذکر کے داخل نہوگی اور اگر اسکو مع حقوق و مرافق خریدتا ہو داخل ہو جائیگی یہی اصح ہو فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہو اور اگر کسی نے ایک منزل یا مسکن کسی دار میں سے خریدتا ہو اسکا کوئی خاص راستہ اس دار میں سے منزل یا مسکن تک مشتری کے واسطے نہوگا مگر اس صورت میں کہ اسکو ہر حق و مرافق کے ساتھ خریدے یا ہر قلیل و کثیر کا

لفظ کہے تو البتہ اسکو رہتہ ملیگا اور یہی حال پانی بہنی کی موری کا ہو یہ بیع الفدر میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک دار خرد یا تو اسکا خاص رہتہ بدون ذکر کے بیع میں داخل نہوگا اور اگر دار بیچا اور اس کے حقوق و مرافق کا ذکر کیا یا مع ہر قلیل و کثیر کے جو زمین داخل ہو اور اس سے خارج ہو فروخت کیا تو خاص رہتہ داخل ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور واضح ہو کہ رہتہ تین طرح کے ہوتے ہیں ایک سب سے بڑے رہتہ کی طرف کا رہتہ اور دوسرا وہ کہ ایک کوچہ غیر نافذہ تکا ہو اور تیسرا وہ خاص رہتہ جو کسی انسان کی ملک ہو پس خاص رہتہ کو اگر سر بیع طور پر یا حقوق و مرافق کے طور پر ذکر نہ کیا ہو تو بیع میں داخل نہوگا اور باقی دونوں رہتہ بدون ذکر کے بیع میں داخل ہو جاتے ہیں اسی طرح پانی بہنی کی موری کا حق جو خاص ملک میں ہو یہی حکم ہو اور کسی ملکیت خاص میں برف ڈالنے کا حق بھی بیع میں بدون ذکر کے داخل نہیں ہوتا مگر جبکہ صراحتہ ذکر کرے یا حقوق و مرافق میں شامل کرے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور شرب یعنی سینچنے کا حق اور گذر گاہ کے واسطے زمین سے ایک حصہ ہوگا یا بانک کہ اگر کسی نے ایک دار مع گذر گاہ کے بیچا پھر گذر گاہ کے سوا اس دار کا کوئی شخص مستحق ہو تو دشمن دار اور گذر گاہ پورسیم ہوگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور جب خاص رہتہ بیع میں داخل نہوا اور اسکی کوئی راہ بڑے رہتہ تک نہیں ہو تو مشتری کو بیع دوسرے زمین کا اختیار ہو بشرطیکہ مشتری بیع کے وقت اس حال سے واقف نہ ہو یہ وجیز کروری میں لکھا ہے۔ اور اگر بیت میں کوئی دروازہ رکھا ہوا ہو تو وہ بیت کی بیع میں بدون ذکر کے داخل نہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور لکڑی اور پتھر کہ جو بیت میں رکھا ہوا ہو بدو شرط کے بیع میں داخل نہیں ہوتا یہی صحیح ہے جو ابہر اخطا میں لکھا ہے اگر بالا خانہ بنا ہوا ہو تو اسکی بیع بدون نیچے کے مکان کے جائز ہو اگر بنا نہیں ہو تو جائز نہیں ہو پھر پہلی صورت میں اسکا خاص رہتہ جو دار میں ہو بدون حقوق و مرافق ذکر کرنے کے بیع میں داخل نہوگا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اور نیچے کے مکان کی قیمت اسکے مالک کی ہوگی مگر مشتری کو اس کے اوپر رہنے کا حق حاصل ہوگا اور اسی طرح اگر بالا خانہ گر بڑے تو مشتری کو پوچھنا ہو کہ اسپر دوسرا بالا خانہ مثل پہلے بالا خانہ کے بنائے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر نیچے کا مکان بیچا گیا خواہ اسکی عمارت بنی ہوئی ہو یا گر لٹی ہو اسکی بیع دونوں صورتوں میں جائز ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی منزل کا بالا خانہ خریدا اور اس سے رہتہ کا استثناء کیا تو صحیح ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک دار بیچا اور حقوق و مرافق کا باہر قلیل و کثیر کا ذکر نہ کیا تو جو کچھ زمین بیت اور شرب اور بالا خانہ اور نیچے کے مکان اور کل وہ چیزیں جو اسکے حدود اربعہ کے اندر موجود ہیں از قسم باورچی خانہ اور تنور اور پانچانہ وغیرہ سب بیع میں داخل ہو جائینگے یہ مضمرات میں لکھا ہے اور دار کی بیع میں طنج اور صطل اور کنواں داخل ہو جاتا ہے خواہ حقوق و مرافق کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر دار میں سے کوئی منزل یا بیت فروخت کیا تو یہ چیزیں بدون ذکر کے داخل نہ ہونگی اور یہ حکم اہوقوت ہے کہ جب صطل وغیرہ دار مبیعہ کے اندر داخل ہوں اور اگر کسی دوسرے گھر کے اندر جو اس سے متصل ہی ہو دین تو بدون ذکر کے داخل نہ ہونگی یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر کوئی بیت بیچا تو بیت ایسی عمارت کو کہتے ہیں کہ جسکی قیمت ہو اور زمین دروازہ لگا ہو پس اسکی دیواریں اور قیمت اور دروازہ داخل ہو جائیگا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور قریہ کا حکم دار کے مانند ہو پس اگر قریہ یا دار میں کوئی دروازہ یا کچھ یا لکڑیاں یا کچی ٹشیں رکھی ہوئی ہوں تو زمین سے کوئی چیز بیع میں

داخل ہوگی اگرچہ حقوق و مرفاق کا فکری کیا جاوے اور اسی طرح اگر دار کی بیچ میں ہرکیل و کثیر کہ جو اس میں ہو یا اس سے ہر ذکر کیا تو بھی ان چیزوں میں سے جو نہ ہو تو ہرگز کوئی چیز بیچ میں داخل ہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر ایک داریچہ جگہ پہلے کوئی رہتہ تھا کہ اسکو اسکے مالک نے بند کر کے اسکا دوسرا رہتہ نکالا تھا پھر اس داریچہ حقوق کے بیچ نہ آتا تو مشتری کے واسطے دوسرا رہتہ ہوگا اور پہلا رہتہ نہ ہوگا یہ محیط سبھی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے منجملہ منزل کے ایک بیت معین کو اسکے حدود و حقوق کے ساتھ بچا اور مشتری نے چاہا کہ منزل میں جاوے اور منزل کا مالک اسکو داخل ہونے سے منع کرتا ہو اور کہتا ہو کہ اپنا رہتہ کوچہ کی طرف کھول لے پس اگر بائع نے اس بیت کا کوئی رہتہ منزل میں ہو کر بیان کر دیا تھا تو اب اسکو منع کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر پہلے نہیں بیان کیا تھا تو بھی بعض فقہاء کے نزدیک اسکو منع کر لیا اختیار نہیں ہو اور یہی صحیح ہو یہ ظہر میں لکھا ہے۔ ایک عورت کے دو حجرے تھے اور ایک حجرہ کا پانچانہ دوسرے حجرہ میں تھا اور اسکا رہتہ اور سر پہلے حجرہ میں ہو پھر اس عورت نے اس حجرے کو کہ جبکہ اندر پانچانہ ہو اور دروازہ نہیں ہو فروخت کیا پھر اسکے بعد دوسرا حجرہ کہ جس میں پانچانہ کی راہ فروخت کیا اور اس عورت نے ہر ایک کے واسطے ایک نوشتہ لکھ دیا تو ابو بکر مغلنی رحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر پہلے نوشتہ میں آئے کہ اس کے مشتری نے اسکو مع نیچے اور اوپر کے مکان کے خرید اور اس میں سے پانچانہ کا کہ جس کا دروازہ دوسرے حجرہ میں ہو نشانہ نہ کیا تو پانچانہ اسی مشتری کا ہوگا اور اگر پہلے نوشتہ میں آئے پانچانہ کا کہ جس کا دروازہ دوسرے حجرہ میں ہو استثناء کر لیا ہو تو پہلے حجرہ کے خریدار کو اختیار ہو کہ پانچانہ اپنے حجرہ سے دور کرے یا اسکی راہ بند کر دے اور دوسرے حجرہ کے خریدار کو اختیار ہو اگر چاہے تو اپنے حجرہ کو اسکے حصہ میں سے لے لے ورنہ ترک کر دے بشرطیکہ اس عورت نے بیچ میں پانچانہ کی شرط کی ہو یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ ابو بکر سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک عورت کے پاس دو حجرے ہیں اور ایک کا پانچانہ دوسرے میں ہو اور اسکا دروازہ دوسرے میں سے ہو پھر اس نے وہ حجرہ کہ جس میں پانچانہ کا دروازہ ہو فروخت کیا پھر اسکے بعد وہ دوسرا حجرہ فروخت کیا اور ہر ایک کے واسطے بچنامہ لکھ دیا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر پہلے نوشتہ میں یہ لکھا ہو کہ مشتری نے اسکو مع نیچے اور اوپر کے مکان کے خرید اور اس سے اس پانچانہ کا جو دوسرے حجرہ میں ہو استثناء نہ کیا تو پانچانہ جو دوسرے حجرہ میں ہو حجرہ میں ہی رہے گا نہ کہ واسطے اپنے حالت پر باقی رہیگا اور اگر پہلے نوشتہ میں اس پانچانہ سے کہ جو پہلے حجرہ میں ہو استثناء نہ کر لیا ہو تو دوسرے حجرہ کے خریدار کو اختیار ہو کہ پانچانہ اپنے حجرہ سے دور کر دے اور اگر دروازہ نہ کیا تو اسکو راہ بند کرنے کا اختیار ہو اور دوسرا مشتری اختیار ہو کہ اگر چاہے تو اپنے حجرہ کو اسکے حصہ میں سے عوض لے لے ورنہ ترک کر دے اگر اس عورت نے اسکے واسطے بیچ میں پانچانہ کی شرط کی ہو یہ باتا را خانیہ میں حاوی منقول ہو ف یہ قول امام ابو بکر رحمہ کا حاوی میں ہو اور فتاوے قاضی خان سے بھی نقل کیا گیا مگر وضع میں اختلاف ظاہر ہو اور نقل حاوی میں ایک نوع کا تامل ہو واللہ اعلم۔ ایک دار میں چند بیت ہیں کہ جس میں سے بعض معین کے مع اپنے مرفاق کے فروخت کر دیے پھر بائع نے دار کا بڑا دروازہ اٹھانا چاہا اور مشتری مانع ہوا تو بائع کو اسکے اٹھانے کا اختیار نہیں ہو اور اسی طرح اگر بعض بیت اسکے حقوق سے مع اپنے مرفاق کے فروخت کر دیے تھے تو بھی یہی حکم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے اگر کچھ ہوے دار میں

باع کے دوسرے دار کا جو اسکے پہلو میں ہو کوئی رستہ یا پانی کی موری ہو اور سب ہر حق کے ساتھ ہو لی تو یہ سب اسے اور موری مشتری کی ہوگی اور اسکو روکنے کا اختیار ہوگا اور جبکہ ہوے دار کی دیواروں سے دہلیز ان اٹھالینے کا بھی اختیار ہوگا یا بیگا اسی طرح تہ خانہ جو اس دار کے نیچے ہو مشتری کا ہوگا مگر اس صورت میں کہ بائع ہشتا کرے اور نہ ہشتا کرنے میں مشتری کا قول مقبر ہوگا اور اگر سہ یا چنان یا سڑاپ کسی جہتی کا بطور وہی حق کے ہو جائے لکھا جاتا ہے تو عیب یا رشتہ ہوگا کیونکہ مشتری اسکو منع نہیں کر سکتا ہو پس مشتری کو وہاں کر نیگا اختیار ہوگا اور اگر عاریت کے طور پر ہو تو مشتری کہ اختیار نہیں ہوگا کہ یہ لازمی حق نہیں ہو اب اس صورت میں اگر بائع ہشتا کرے تو اس کا قول مقبر رکھا جائیگا یہ تاہا غایتین لکھا جائے اگر ایک ار کہ جس میں بائع تھا خد بردار تو باغ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بیع میں داخل ہو جائیگا اور جو اس دار سے باہر ہو تو داخل نہ ہوگا اگر اسکا دروازہ دار میں ہو ایسا ہی فرمایا ہو ابوسلیمان نے۔ ایک شخص نے ایسا دار بیجا کہ جس میں دو سرے کے پانی کی موری تھی اور وہ شخص گھر بیچنے پر راضی ہو گیا تو فقہانے کہا ہو کہ رقبہ موری کا اگر اسکا تھا تو اسکو اس میں حصہ ملیگا اور اگر صرف پانی بہنے کا حق تھا تو اسکو اس میں سے کچھ نہ ملیگا اور جب وہ گھر کے کچھ پر راضی ہو تو اسکا حق باطل ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور عیون میں مذکور ہو کہ اگر ایسا دار بیجا کہ جس میں کوئی عمارت نہ تھی اور اس میں ایک پانی کا کنواں اور کنوین میں کچھ پختہ تئیں جلت میں اور کچھ اور چیزیں نوین سے متصل ہیں تو سب بیع میں داخل ہو جائیگی اور نوازل میں مذکور ہو کہ اگر ایسا گھر بیجا کہ جس میں کنواں تھا اور اس کنوین سے جرخ نکا ہوا تھا اور نوازل اور رسی تھی پس اگر مع مرافق بیجا ہو تو رسی اور نوازل بیع میں داخل ہو جائیگا کیونکہ یہ مرافق میں شمار ہیں اور اگر مرافق کا ذکر نہ کیا تو دونوں چیزیں داخل نہ ہوں گی و لیکن جرخ ہر صورت میں داخل ہوگا کیونکہ وہ اس سے متصل ہو اور قاعدہ یہ ہو کہ دار کے اندر جو چیز از قسم عمارت ہو یا عمارت سے متصل ہو تو وہ طریق تبیت دار کے بیع میں بلا ذکر داخل ہو جاتی ہو اور جو چیز عمارت سے متصل نہ ہو وہ ان ذکر کے داخل نہیں ہوتی لیکن اگر ایسی چیز ہیں کہ لوگوں میں یہ بات معروف ہو کہ اس کے دینے میں بائع مشتری سے سبب نہیں کیا کرتا ہو تو بلا ذکر بھی بیع میں داخل ہو جاتی ہیں اور اسی سے ہم نے کہا کہ غلق بلا ذکر بیع میں داخل ہو جاتا ہو کیونکہ وہ عمارت سے متصل ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور فضل دوکان و دار و بیت کا بیع میں داخل نہیں ہوتا ہو اگرچہ بیع کے وقت دروازہ میں فضل لگا ہو خواہ حقوق و مرافق کا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو اور غلق کی انہی بطور استحسان بیع میں داخل ہو جاتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ انہی کی کتب بیع میں داخل نہیں ہوتی ہو۔ یہ محیط میں لکھا ہو۔ سیڑھیان اگر چڑھتی ہوئی ہوں تو دار اور بیت کی بیع میں داخل ہو جاتی ہیں اور اگر چڑھی ہوئی ہوں تو اس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ وہ داخل نہیں ہوتی ہیں یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اور حقت وہی حکم رکھتے ہیں جو سیڑھیوں کا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اجار بیع دار میں داخل ہوتا ہو خواہ وہ کھلوکا ہو یا کچی انیٹوں کا اور اجار اصل لغت میں حجت کو کہتے ہیں مگر یہاں اس سے مراد وہ سترہ ہو جو حجت کے اوپر بنا ہو اور بیت کی بیع میں مانند بالافانہ کے یہ بھی داخل نہیں ہوتا ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ نور اگر گڑا ہو ہو تو مکان کی بیع میں داخل ہو جاتا ہو اور اگر گڑا نہیں ہو تو داخل نہیں ہوتا ہو یہ تاہا غایت میں لکھا ہو عیون میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے ایک وارضہ یا اور زمین اذت چکی ہو اور تمام حقوق و مرافق کے ساتھ حزیہ کیا تو یہ چکی بیع میں

داخل نہوگی اور نہ اسکی متاع مشتری کو ملے گی برخلاف اس صورت کے کہ کسی نے ایک زمین مع تمام حقوق کے فروخت کی اور اس میں پہلی تو وہ پہلی مشتری کو ملے گی اور اسی طرح جو چرخ اس زمین میں لگا ہو وہ بھی اس مشتری کا ہو اور جس بائع کا ہو تا ہو اور اسکی لکڑیوں کا بھی یہی حکم ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر کسی نے چکی کا گھر مع بیع حقوق کے بوائے کو ثابت میں یا بہر قبیل و کثیر کے جو اس میں ہوں مول لیا تو امام محمد رحمہ نے شرط میں لکھا ہو کہ اسکا پور اور نیچے کے دونوں پائے مشتری کے ہوں نہ یہ ظہیرہ میں لکھا ہو اور اگر کسی نے آدمی دہلیز اپنے شریک یا غیر کے ماتحت بیچے تو باہر کا نصف دروازہ بھی بیع میں شامل ہو جائیگا یہ قنیین لکھا ہو۔ اور اگر کوئی پابہ لکڑی یا ساکھو کا دار میں سطح ہو کہ دراصل وہ عمارت میں ہو تو دار کی بیع میں باذکر شامل ہو جائیگا اور اگر دراصل عمارت میں نہیں ہو بلکہ اسکو اٹھا کر باجا کر رکھ سکتے ہوں تو وہ بائع کا ہوگا اور یہ سترہ صیوں کے اندر ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اسی طرح رنجبین اور قنیلین ہونے میں جڑی ہوں اسکا بھی یہی حکم ہو یہ تاتار خانہ میں نفاذ سے قتابیہ سے منقول ہو۔ اگر کسی نے ایک دار مول لیا اور دروازہ میں چھبڑا بائع لئے کما میرا ہو مشتری نے کہا کہ سیر ہو تو اگر وہ دروازہ چڑا ہو اور عمارت میں لگا ہو تو مشتری کا قول سترہ ہوگا خواہ مکان بائع کے پاس ہو یا مشتری کے پاس ہو اور اگر دروازہ چڑا ہو نہیں بلکہ اوکھا ہو تو مکان اگر بائع کے قبضہ میں ہو تو اسکا قول معتبر ہوگا اور اگر مشتری کے قبضہ میں ہو تو اسکا قول نااہل ہو جائیگا یہ قنیین قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور قنیین میں ہو کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میں نے یہ بیت اور جو اس کے دروازہ کے اندر بند ہو نہیر سے ماتحت بیچا تو جو سامان وغیرہ اس دروازہ میں بند ہو وہ مشتری کی ملکیت نہ ہو جائیگا البتہ جو چیزیں اس مکان کے حقوق میں سے ہوں وہ ملینگی پس بائع کا قول صرف حقوق کے معنی میں لیا جائیگا اور ہشام نے کہا کہ میں نے امام ابو یوسف سے پوچھا کہ اگر کسی نے کہا کہ میں نے تیرے ماتحت یہ مکان اور جو کچھ اس میں ہو بیچا تو اسکا حکم ہو انھوں نے فرمایا کہ اس صورت میں بھی جو چیزیں اس مکان کے حقوق میں ہیں وہی شامل ہوں گی۔ اور اگر کہا کہ اس مکان اور اسکی متاع پر بیع قرار دیتوں تو یہ جائز ہو اور اس صورت میں وہ متاع بھی شامل ہو جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور نوازہ میں ہو کہ امام ابو یوسف رحمہ سے کسی نے سوال کیا کہ کسی شخص کے پاس دو مکان ہیں اور ایک مکان کے نیچے تہ خانہ ہو کہ ہنگا دروازہ دوسرے مکان میں ہو پس اس شخص نے پہلے وہ مکان کہ حبیب تہ خانہ کا دروازہ ہو فروخت اس کے بعد دوسرا مکان بیچا انھوں نے فرمایا کہ تہ خانہ اس مشتری کی ملکیت ہوگا کہ جسے مکان میں اسکا دروازہ اور اگر وہ مکان کہ جس کے نیچے تہ خانہ ہو پہلے بیچا ہو دوسرا مکان بیچا تو تہ خانہ اسکا ہوگا کہ جس کے مکان میں اسکا دروازہ ہو شیخ ابوالنضر سے کسی شخص نے سوال کیا کہ کسی نے ایک مکان خریدا کہ حبیب تہ خانہ ہو اور اس دروازہ اس خریدار کے گھر کی طرف ہو اور اسفل اسکا پڑوسی کے گھر کی طرف ہو یا ایک پاسخانہ اسی طرح کا ہے اس مشتری اور پڑوسی میں باہم جھگڑا ہو تو بیع کسکو ملنی چاہیے انھوں نے فرمایا کہ تہ خانہ اسکا ہو کہ جس کو اسکا دروازہ ہو لیکن اگر پڑوسی نے گواہ قائم کیے تو قاضی اسکو دلا دیگا اور اس صورت میں اگر مشتری نے اس مکان کو مع حقوق کے خریدا تھا تو اسکو اقتدار ہو کہ بائع سے اس قدر زمین کہ جو اس تہ خانہ کے حصہ میں ہے پھر لے لے تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص کے دو مکان ایک کو غیر خیر نافذہ میں رکھے کہ ہر ایک میں اس ایک ایک شخص کو ساکن کیا

پس ان دونوں رہنے والوں میں سے ایک نے ایک سائبان بنا یا پتلی ایک لکڑی اس مکان کی دیوار پر رکھی کہ جس میں خود رہتا ہو اور دوسری طرف دوسرے مکان کی دیوار پر رکھی کہ جس میں دوسرا شخص رہتا ہو اور سائبان کا دروازہ صرف اپنی ہی طرف رکھا اور مالک مکان کو یہ مال معلوم ہو چہ اس سائبان بنانے والے نے اس مکان سے اس مکان کے خریدنے کی درخواست کی اور مالک مکان نے وہ مکان نہ مانا تو وہ منافق کے بیچ کرنے کی درخواست کی دوسرے مکان میں رہنے والے نے اس مکان کی کہ جس میں رہتا ہو اسے حقوق و مرافق کے بیچ کرنے کی درخواست کی اور مالک نے اس کے ساتھ بھی فروخت کر دیا پھر دونوں مشرکین میں جاکڑا ہوا اور دوسرے مشتری نے چاہا کہ اس سائبان کی لکڑی اپنی دیوار سے دور کر دے تو اس کو یہ اختیار حاصل ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے مفتی میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے ایک دیوار مولیٰ تو اس کے نیچے کی زمین بیع میں شامل ہو جائیگی اور یہ مسئلہ فقہاء ہوں اختلاف ذکر کرنے کے اسی طرح مذکور ہو مگر محیط میں اس کو امام حمید اور سن ابن زیاد کا قول بیان کیا ہو اور لکھا ہو کہ امام ابو یوسف کے نزدیک وہ زمین بیع میں داخل نہیں ہوتی ہو لیکن اس کی نیو کو بعض نے کہا کہ بموجب ظاہر بیع امام ابو یوسف کے داخل ہو جاتی ہو یہ نفع القدر میں لکھا ہو۔ کبھی شخص نے ایک مکان یا ایک دوکان مولیٰ اور اس کی دیوار گر گئی اور آسین سے کچھ سیسہ یا سالی یا اور قسم کی لکڑی نکلی تو یہ لکڑی اگر عمارت کی لکڑی ہو جیسے کہ اکثر در کے نیچے رکھی جاتی ہو تاکہ اس پر بنیاد قائم کی جائے یا کو قاری بنائے ہو تے ہیں تو وہ مشتری کی ملکیت اور اگر بطور رویت رہے تھے تو بائع کی ملکیت ہو یہ محیط میں لکھا ہے اور فتاویٰ میں مذکور کہ اگر کسی نے ایک دوکان بیچی تو وہ دوکان کے تختہ چمین داخل ہو جائیگا خواہ دوکان سے مرافق نہ چلی ہو یا نہ چلی ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اگر دوکان کے سامنے کوئی سائبان ہو جیسا کہ بازاروں میں ہوتا ہو پس اگر مرافق کا ذکر کیا ہو تو بیع میں داخل ہو گا ورنہ نہ ہو گا یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ اگر لوہار نے اپنی دوکان بیچی تو اس کی بھٹی بیع میں داخل ہو جائیگی اگرچہ مرافق کا ذکر نہ کیا ہو اور سنار کی بھٹی بیع میں داخل نہیں ہوتی ہو اگرچہ مرافق کا ذکر کیا ہو اس واسطے کہ لوہار کی بھٹی سلی دوکان میں مرکب و متصل ہوتی ہو اور سنار کی بھٹی جدا ہوتی ہو۔ اور لوہار کی دھوکنی جس سے وہ چھوکتا بیع میں داخل نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور وہ کانٹے کی داگ جس میں سستہ والوں کے گہون پکائے جاتے ہوں یا نہ گہون کا رنگ آیا لا جاتا ہو یا کندری گہون کے کٹے آسین رکھے جاتے ہوں بائع کی ملکیت ہوتی ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور کندری گر کی لکڑی جس سے وہ گہون کو ٹٹا ہو بیع میں داخل نہیں ہوتی ہو اگرچہ مرافق کا ذکر کیا ہو اور سنو بنانے والے کا وہ برتن جس میں وہ جھونتا ہو اگر لوہے کا نہ ہو تو بائع کا ہو گا اگرچہ دوکان کی عمارت میں لگا ہوا ہو ورنہ یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر گہ کا ہو تو بیع میں داخل ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور جو صندوق بنیاد میں رکھا گیا ہو اور دھوبی اور تیل کے ظروف اور خم اور شکر اور خم جو زمین میں گرہے اور عمارت میں لگے ہوں بیع میں داخل نہیں ہوتے ہیں اور یہ چیزیں گہ کی شائع اور حقوق میں سے ہیں ہیں اور دوکان کی بیع میں ایسے مسئلوں میں حقوق و مرافق کا ذکر کرنا یا نہ کرنا یکساں ہو۔ یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور حمام کے فروخت کرنے میں چالے اور منجائت داخل نہیں ہوتے اگرچہ مرافق کا ذکر بھی کیوں نہ کیا ہو یہ ظہیر میں لکھا ہے۔

مل
بلفظ سرحدی
مفتی ثلث

اور چرخ اور جودل جو تمام میں بیع میں داخل نہیں ہوتا ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور امام سید ابو القاسم نے فرمایا ہے کہ ہمارے عرف کے موافق مشتری کو ملگا یہ مختار الفتاویٰ میں ہے۔ اور دیکھیں حمام کی بیع میں بدون ذکر کرنے کے داخل ہو جاتی ہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور حادی میں مذکور ہے کہ امام ابو بکر سے سوال کیا گیا کہ حمام کی بیع میں کیا اسکے چرخ داخل ہو جاتے ہیں فرمایا کہ نہیں کذا فی التاثر غانیہ۔

دوسری فصل ان چیزوں کے بیان میں جو زمین اور ناک کی بیع میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی زمین یا ناک انکسور زرخشت کیا اور حقوق و مرافق اور قلیل و کثیر کا ذکر نہ کیا تو بیع کے تحت میں وہ کل چیزیں جو ہمیشہ کے واسطے آئیں لکھی گئی ہیں جیسے پودے یا درخت و عمارات وغیرہ داخل ہو جائیں گی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ درخت زمین کی بیع میں بلا ذکر داخل ہو جاتا ہو لیکن امام نے پھلدار اور بے پھل اور چھوٹے بڑے کی تفصیل نہیں فرمائی اور بیع یہ ہے کہ سب بدون ذکر کے داخل ہو جاتے ہیں یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہو۔ خواہ وہ ایندھن کے واسطے ہو یا اور کسی غرض سے اور یہی صحیح ہے یہ خلاصہ میں مذکور ہے اور خشک درخت شامل نہیں ہوتے ہیں کیونکہ دو قطع کی حالت میں ہیں پس وہ بمنزلہ ایسے ایندھن کے ہیں کہ چیزیں میں رکھا ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اور فتاویٰ صغریٰ میں مذکور ہے کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ جو درخت ایندھن وغیرہ کے واسطے کاٹ لینے کی غرض سے لگایا جائے وہ بیع میں داخل نہیں ہوتا ہو کیونکہ وہ بمنزلہ کھیتی کے ہوتے۔ اور کھیتی اور پھل استحساناً بیع میں داخل نہیں ہوتے ہیں مگر اس صورت میں کہ مشتری شرط کرے یہ ذخیرہ میں مذکور ہے اگر کوئی زمین مع مرافق فروخت کی تو کھیتی اور پھل ظاہر روایت کے موافق بیع میں داخل ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اگر یہ کہا کہ میں نے ہر غلیل و کثیر کے ساتھ جو اسمین یا اس سے اسکے حقوق و مرافق میں سے ہو فروخت کیا تو بھی یہ دونوں چیزیں داخل ہوں گی اور اگر حقوق و مرافق کا بیان نہ کیا تو داخل ہو جائیں گی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہو اور مفتی میں مذکور ہے کہ اگر کہا کہ میں نے ہر غلیل و کثیر کے ساتھ جو اسمین موجود ہو فروخت کیا تو جو کچھ اسمین کھیتی اور ترکاری اور بھول وغیرہ ہیں سب داخل ہو جائیں گے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور زمین کی بیع میں وہ چیزیں جو اسمین رکھی ہوئی ہیں جیسے ٹوٹے ہوئے پھل اور کٹی ہوئی کھیتی اور ایندھن یا کچی ایشیں داخل نہیں ہوں گی لیکن اگر انکی صریح شرط کر لی جائے تو داخل ہو جائیں گی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہو۔ اگر کوئی زمین فروخت کی کہ صہین قبریں ہیں تو قبروں کے سوا باقی زمین کی بیع جائز ہو اور خیں جبکہ کھیتی کاٹ کر ڈالی جاتی ہو وہ زمین کے مرافق میں شمار نہیں ہوا اسلئے مرافق کے ذکر کرنے سے بیع میں شامل ہونگی یہ بحر الرائق میں لکھا ہو۔ اور جب کوئی زمین یا ناک انکسور زرخشت کیا اور کہا کہ میں نے سب حقوق کے ساتھ جہاں مرافق کے ساتھ بیچا تو حقوق و مرافق کے ذکر سے وہ چیزیں جو بدون انکے ذکر کے داخل نہ ہیں داخل ہو جائیں گی اور وہ سیراب کرنے کا پانی اور پانی کی نالی اور باغ کا خاص راستہ ہو یہ بیع میں لکھا ہو۔ اگر خرما کا درخت اسکے راستہ زمین کے ساتھ خرید کیا اور سہتہ کا موقع بیان نہ ہوا اور اس درخت کا کوئی خاص راستہ کسی طرف کو معروف نہیں ہو تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ بیع جائز ہوگی اور اس درخت کا راستہ جہاں سے چاہے مقرر کرے کیونکہ اسمین فتاویٰ نہیں ہوتا ہو اور اگر فتاویٰ ہو تو بیع جائز ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور شہوت اور اس کی تہی اور زعفران اور گلاب کی تہیان بمنزلہ پھلوں کے ہوتی ہیں اور درخت انکے بمنزلہ خرما کے ہونگے

علا غلام
اور یہ بیع میں
کی غرض سے لگایا
ہو تو بیع میں
دیکھا جائے گا
نہ نہ فتاویٰ میں
سوا ب باغ
دوسرے اسمین
میں داخل نہیں
ہوتے ہیں اور
کھیتی اور پھل
ظاہر روایت کے
موافق بیع میں
داخل ہوں گے
اور اگر حقوق
کا بیان نہ کیا
تو داخل ہوں گے

میں زمینیں میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک زمین بیچی کہ زمین کہاں ہے تو وہ بلا ذکر بیع میں داخل نہوگی کیونکہ وہ بمنزلہ
 چل کے ہوا۔ بعض کی نسبت فقہانے فرمایا ہے کہ وہ بھی داخل نہیں ہوتی اور یہی صحیح ہے۔ اور ان کے درخت بدون
 ذکر کے زمین کی بیع میں داخل نہیں ہوتے یہ حاکم احمد و ترمذی نے ذکر کیا ہے کذا فی الظہیر۔ اور حجاز اور یثرب کے درخت
 بیع میں داخل ہوتے ہیں اور ایسے ہی جنگی درخت اور ان درختوں کا جو ساق دار میں یہی حکم ہے اور امام فضلی نے
 بیسے درخت کی بات کو بطلان کے مانند گردانا ہے خواہ وہ کاشے کے لائق ہوئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں اور اسی فتویٰ ہے
 یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر شہادت کے درخت خریدے تو اُسے پتے بلا شرط بیع میں داخل نہیں ہوتے یہ خاوی صغریٰ میں
 لکھا ہے۔ اگر کسی زمین میں گندنا تھا اور وہ زمین فروخت کر دی مگر گندنے کا کچھ ذکر نہ آیا تو گندنا زمین کے اوپر ہر
 وہ اسطر کی زمین داخل نہوگا اور جو زمین کے اندر پوشیدہ ہو وہ صحیح قول کے موافق داخل ہو جائیگا
 کیونکہ وہ برسوں باقی رہتا ہے تو بمنزلہ درختوں کے ہوگا۔ خاوی سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور ایک اپنی اسبست
 اور طبع جو زمین کے اوپر وہ بلا ذکر بیع میں داخل نہیں ہوتا ہے جیسے چستی اور چل شامل نہیں ہوتے ہیں اور ان
 چیزوں کے اصول یعنی جو زمین کے اندر پوشیدہ ہیں اُسکے لئے بعض فقہانے فرمایا کہ داخل نہوگے کیونکہ اُنکے
 تمام ہو جانے کی مدت کو کون کو معلوم ہو تو انکا حکم مثل چستی کے ہوگا اور بعض فقہانے فرمایا ہے کہ داخل ہو جائینگے
 کیونکہ اُنکے تمام ہونے کی مدت سرچہ کیساں نہیں ہوتی ہے بلکہ زمین کے اعلا سے بڑا فرق پڑتا ہے تو بمنزلہ درختوں کے
 شمار ہونگے۔ اور قاعدہ یہ قرار پایا کہ جس چیز کے گھٹنے کی مدت اور نہایت معلوم ہو وہ چیز بھلون کے حکم میں ہے
 پس بیع میں بلا ذکر داخل نہوگی اور جسکے گھٹنے کے مدت معلوم ہو وہ درختوں کے مانند ہو پس زمین کی بیع میں
 بلا ذکر داخل ہو جائیگی اور زعفران کا یہ حکم ہے کہ وہ اور اسکی اصل بلا ذکر داخل نہیں ہوتی ہے یہ محیط میں لکھا ہے
 اور جو چیز باقی زمین کے واسطے نہیں ہیں وہ اگرچہ زمین سے متصل ہوں بیع میں داخل نہیں ہوتی ہیں جیسے
 نو اور جلانے کی لکڑی اور گھاس یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور جو درخت ساق دار کہ اسکی جڑ نہیں جاتی پانچاں تک
 بچہ درخت ہو جاتا ہے وہ زمین کی بیع میں بلا ذکر داخل ہو جاتا ہے اور جو ایسا ہو وہ بلا ذکر داخل نہیں ہوتا کیونکہ
 وہ بمنزلہ چل کے ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے انہی زمین میں تخم ریزی کی اور اگنے سے پہلے زمین کو
 فروخت کر دیا تو بیع بیع میں داخل نہوگا کیونکہ وہ اگنے سے پہلے زمین کا تابع نہیں ہو سکتا ہے اور اگر اسقدر
 اگا ہو کہ ہنوز اسکی کچھ قیمت نہیں ہے تو بھی فیہ البالیث نے ذکر کیا ہے کہ داخل نہوگا اور صحیح ہے کہ داخل ہو جائیگا
 یہ ظہیر میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور خاوی سے فضلی کے حاشیہ میں ہے کہ اگر کسی شخص نے زمین میں
 کہ زمین گھیتی ہوئی تھی مگر ابھی جی نہیں تھی پس اسکا بیج اگر زمین میں گل گیا تو گھیتی مشتری کی ہوگی ورنہ بائع کی ہوگی
 اور اگر مشتری نے اسکو پانی دیا کہ اُس سے گھیتی آئی اور بیج کے وقت بیج کھلا نہ تھا تو وہ گھیتی بائع کی ہوگی
 اور مشتری اسکا مہین بائع پر احسان کر نہ الا شمار ہوگا یہ ناہ میں ہے۔ اگر کسی نے زمین بیچی تو جو اس میں خمر
 وغیرہ کے درخت ہیں بدون ذکر کے بیع میں داخل ہو جائینگے اور اگر درختوں پر بیج کے وقت چل موجود ہوں
 اور ان بھلون کا مشتری کے واسطے شرط کیا جاوے تو وہ اپنا حصہ بھلون میں سے لے لیا پس اگر
 زمین کی قیمت پانچ سو درہم ہو اور درخت کی قیمت بھی اسی قدر ہو اور بھلون کی قیمت بھی یہی ہو تو بالاجماع

تین حصہ کیے جا دیں گے پس اگر قبضہ سے پہلے بھل کسی آسانی آفت سے تلف ہوں یا بائع اُنکو کھا جائے تو مشتری سے ایک تہائی ثمن ساقط کیا جائیگا اور اُسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو زمین اور درخت کو دو تہائی ثمن میں لے لے اور اگر چاہے تو ترک کر دے یہی قول سب اماموں کا ہے یہ سراج ابو جہین لکھا ہے اور اگر خرید کے وقت بھل موجود نہ ہو پھر وہ قیمت معتبر ہوگی جو بائع کے کھا جانے کے وقت تھی یہ مبسوطین لکھا ہے اور اگر خرید کے وقت بھل موجود نہ ہو پھر بعد اسکے قبضہ سے پہلے درخت بھل دار ہو گئے تو بھل مشتری کے ہونگے اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک بھلون کی زیادتی زمین اور درخت دونوں پر شمار ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک فقط درخت پر تفصیل اسکی اس طرح ہے کہ اگر زمین اور درخت اور بھل میں سے ہر ایک کی قیمت پانچ سو درم فرض کیجائے اور بائع قبضہ سے پہلے بھلون کو کھا گیا تو امام ابو حنیفہ اور محمد رحمہ کے نزدیک ایک تہائی ثمن مشتری پر واجب ہے اور امام محمد رحمہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک باقی دو تہائی ثمن میں درخت اور زمین بلا اختیار لینا مشتری پر واجب ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اُسکو اختیار ہے خواہ لے یا ترک کر دے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک مشتری سے جو تھائی ثمن ساقط ہوگا اور خاص ہموکا اور باقی تین جو تھائی ثمن میں اگر چاہے تو زمین اور درخت خریدے ورنہ ترک کر دے یہ سراج ابو جہین لکھا ہے۔ اور اسی صورت میں اگر درخت میں دو بار بھل آئے تو مشتری زمین اور درخت کو نصف ثمن میں لیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک دو ثلث ثمن میں لیگا اور اگر تین بار بھل آئے تو زمین اور درخت دو پانچویں حصہ ثمن میں لیگا اور تین پانچویں حصہ بھلون کے مقابلہ میں ساقط ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حصہ ثمن میں لیگا اور تین پانچویں حصہ میں لیگا اور اگر چار بار بھل آئے تو دونوں کو ایک تہائی ثمن میں لیگا اور زمین اور درخت پانچ آٹھویں حصہ میں لیگا اور اگر پانچ بار بھل آئے تو دونوں کو دو سو تویں حصہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک تین پانچویں ثمن میں لیگا اور اگر پانچ بار بھل آئے تو دونوں کو دو سو تویں حصہ ثمن میں لیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک سات بارھویں حصہ میں لیگا اسی طرح مبسوطین لکھا ہے۔ اور اگر ثمن میں لیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک سات کچھ ساقط نہ ہوگا اور سب کے نزدیک بالاتفاق مشتری کو نہ لینے بھل کسی آفت آسانی سے تلف ہو گئے تو ثمن سے کچھ ساقط نہ ہوگا اور سب کے نزدیک بالاتفاق مشتری کو نہ لینے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر درخت اور زمین میں سے ہر ایک کا ثمن پانچ سو درم بیان کر دے ہوں تو سب اماموں کے نزدیک اس صورت میں بھلون کی زیادتی خاص کر درخت پر شمار ہوگی لیکن اگر بائع اُنکو کھا جائے تو مشتری سے جو تھائی ثمن ساقط ہوگا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک مشتری کو نہ لینے کا اختیار نہ ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اُسکو نہ لینے کا اختیار ہے یہ جو ہر نہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک پودا خرید اور بائع کی اجازت سے بھل اُسکو چھوڑ رکھا کہ وہ بڑھ کر بڑا درخت ہو گیا تو بائع کو اختیار ہے کہ اُسکو جڑ سے نکال لینے کا حکم کرے اور درخت مع جڑ کل مشتری کا ہوگا اور اگر بلا اجازت بائع کے اُسکو چھوڑ دیا یا تنک کہ آئین بھل آئے تو مشتری بھلون کو صدقہ کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی زمین اور درخت خریدے کہ جنکے واسطے سیرابی کا پانی نہیں ہے اور مشتری اس بات کو نہ جانتا تھا تو اُسکو نہ لینے کا اختیار ہوگا اسی طرح متقی میں مذکور ہے کہ فی الحیطہ ایک شخص نے کوئی زمین مع اسکے سینچنے کے پانی کے خریدی اور بائع جس گول تلے سے اس زمین کو پانی دیتا تھا آئین اسکے سینچنے سے زائد پانی ہے تو نواد میں اُسکا حکم اس طرح مذکور ہے کہ پانی میں سے حصہ پانی زمین کو کفایت کرتا ہو اقتدار مشتری کے واسطے قاضی حکم کیگا اور پانی مع زمین کے خریدنا یہی ہے

۱۔ ثمن تہائی نہ لے
۲۔ اور غلط ہے
۳۔ میں نے غلط ہے
۴۔ ایک تہائی نہ لے
۵۔ یہ قاضی میں
۶۔ لکھا ہے
۷۔ کا ترجمہ ہے
۸۔ فتاویٰ

فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ایک زمین خریدی کہ جسکے ایک طرف اندق ہو اور زمین و اندق کے درمیان
مید آب ہو اور اس بند آب پر درخت لگے ہو سے زمین اور زمین کے حدود اربعہ میں سے ایک حد اندق قرار
دی گئی ہو تو بند آب مع اشجار کے بیچ میں داخل ہو جائیگی اور یہ بات ظاہر ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ اگر
کسی نے خرما یا کسی اور قسم کا ایک درخت بیچا کہ جس میں پھل تھے تو پھل اسکے بائع کے ہونے کے لئے ضروری ہے کہ
مشتري شرط کرے کہ میں نے یہ درخت مع پھل خریدنا البتہ پھل مشتری کے ہونے کے خواہ وہ پھل قائم رہے
و اے ہوں یا نہ ہوں یہ سراج الوداج میں لکھا ہے۔ اور مشتری کی شرط نہ کرنے کی صورت میں تبیین میں لکھا ہے
کہ صحیح قول کے موافق پھلوں کی قیمت ہونے یا نہ ہونے میں کچھ فرق نہیں ہو اور دونوں صورت میں بائع
کے ہونے انتہی۔ اگر کسی نے ایک درخت اس شرط پر خرید کہ درخت کو جڑ سے کھود لو گا تو اس بیع کے جائز ہونے میں
فقہاء کا کلام ہے اور صحیح یہ ہو کہ جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے کہ اسکو جڑ سے کھود لے اور اگر کوئی درخت کاٹ
لینے کی شرط سے خریدا تو بعض فقہانے کہا ہے کہ اگر یہ بیان ہو کہ کس جگہ پر سے درخت کو کاٹے گا یا کٹنے کی
جگہ لوگوں میں معروف ہو تو بیع جائز ہو ورنہ ناجائز ہے اور بعض فقہانے کہا کہ بیع ہر صورت میں جائز ہے اور یہی
صحیح ہے اور مشتری کو زمین کے اوپر سے اس درخت کے کاٹنے کا اختیار ہے اور اسکی جڑ جو زمین میں پھیلی ہوئی ہو مشتری
کو بلا شرط نہ ملے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور واضح ہو کہ درخت کا خریدنا تین طرح سے خالی نہیں ہو ایسا
ہے کہ صرف درخت بدون زمین کے جڑ سے کھود لینے کے واسطے خریدے اور اس صورت میں مشتری کو حکم دیا جائیگا
کہ اسکو جڑ سے کھود لے اور مشتری کو اختیار ہے کہ جڑ سے کھود لے یا اسکو جڑ سے لے لے اور اسکی جڑ بیچ میں
داخل ہو جائیگی اور مشتری کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جڑ کے ریشوں کے پھیلنے کی انتہا تک زمین کو کھود ڈالے، لیکن
عرف اور عادت کے موافق البتہ کھود سکتا ہے مگر جڑ سے کھودنے کا اختیار مشتری کو اس صورت میں ہو گا کہ
بائع زمین کے اوپر سے کاٹ لینے کی شرط کرے یا کھودنے میں بائع کو کچھ ضرر پہنچتا ہو مثلاً درخت
دیوار سے قریب ہے تو مشتری کو حکم کیا جائیگا کہ وہ زمین کے اوپر سے درخت کو کاٹ لے پس اگر مشتری نے
وہ درخت کاٹ لیا یا کھود سکتا تھا تو جڑ سے کھود لیا پھر اسکے جڑ یا ریشوں سے اور درخت اگا تو وہ بائع کا ہو گا
اور اگر اونچائی سے درخت کاٹ لیا ہو تو جو کچھ اوگے وہ مشتری کا ہو گا۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ درخت مع مقدار
زمین کے کہ جس میں وہ جہر رہا ہو خرید اتو مشتری کو اسکی جڑ سے کھود لینے کا حکم نہ کیا جائیگا اور اگر آسنے جڑ سے اسکو
کھود لیا تو اسکو اختیار ہے کہ بجائے اس درخت کے دوسرا درخت لگا دے اور تیسرے یہ کہ اگر مشتری نے
بلا کسی شرط کے خرید اتو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسکی زمین بیچ میں داخل نہو لی اور امام محمد کے نزدیک
داخل ہو جائیگی اور درخت مع جائے قرار مشتری کا ہو گا۔ ضد الشہید نے کہا کہ فتوے اسی پر ہے کہ زمین داخل
ہو جائیگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور یہی مختار ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور اس صورت میں فقہاء کا اجماع ہے کہ اگر
قطع کر لینے کے واسطے خریدا تو اسکے نیچے کی زمین بیچ میں داخل نہو گی یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر
برقرار رکھنے کے واسطے خریدا تو بالاتفاق اسکے نیچے کی زمین داخل ہو جائیگی یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور
جن صورتوں میں کہ درخت کے نیچے کی زمین داخل ہوتی ہے تو مشتری کے تصرف کے وقت جبکہ درخت کی

ملکہ نور
افق حاشیہ
کتاب میں لکھا ہے
کہ بیع نامشروط
کتاب میں لکھا ہے
مستحق ہو کہ
باید کیا جیسے
کتاب میں لکھا ہے
یہ واسطہ معلوم ہے

موٹائی ہو صرف اسی قدر زمین داخل ہوگی یہاں تک کہ اگر بیع کے بعد درخت زیادہ موٹا ہو جائے تو زمین کے مالک کو اختیار ہو کہ اسکو چھانٹ دے اور جہاں تک درخت کی شاخیں اور جڑ کے ریشے پھیلے ہوئے ہیں وہاں تک کی زمین بیع میں داخل نہ ہوگی اور اسی پر فتوے ہوئے ہیں اور یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک درخت مع اسکی جڑ کے ریشوں کے خریدا اور اس درخت کے ریشوں سے اور درخت اوسکے قو اُگے ہوئے درخت اگر اس طرح ہوں کہ اصل درخت کاٹ ڈالنے سے خشک ہو جائیئے تو بیع میں شامل ہیں ورنہ شامل نہیں کیونکہ جب اصل درخت کاٹ ڈالنے سے یہ خشک ہو جاتے ہیں تو اصل درخت میں سے اُگے ہیں پس بیع میں شمار ہونگے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک انکوہ کا مالک خریدے تو جو سیان بیخون سے بندھی ہوئی ہیں اور بیخون زمین میں گڑی ہوئی ہیں وہ بیع میں داخل ہو جائیں اور ایسے ہی وہ ستون لکڑی کے جو زمین میں تھوپے گئے ہوئے ہیں اور انہیں انکوہ کے درخت لگتے ہیں بلا ذکر بیع میں داخل ہو جائیئے یہ قیہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص کی خالص زمین ہو اور دوسرے کے اُسمین درخت ہیں پھر زمین کے مالک نے دوسرے کی اجازت سے زمین ہزار درم کو فروخت کی یعنی ہزار درم میں قرار پایا اور ہر ایک کی قیمت پانچ سو درم ہو تو ثمن دونوں کے دریاں آدھا آدھا تقسیم ہو جائیگا اور اگر قبضہ سے پہلے درخت کسی آسمانی آفت سے تلف ہو گئے تو مشتری کو اختیار ہو کہ خواہ بیع ترک کر دے یا زمین پورے ثمن میں خریدے اس واسطے کہ مشتری درختوں کا وصفا و مبالغہ مالک ہو اتحاف یعنی جب وصف جاتا رہا تو مشتری کو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہو گا مگر قوت وصف مرغوب کے مقابلہ میں اسکو اختیار حاصل ہو گا نہ یہ کہ ثمن سے کچھ کم ہو جاوے اور تمام ثمن زمین کے مالک کو ملیگا کیونکہ درخت کی بیع ٹوٹ گئی اور مشتری کو سوا سے زمین کے کوئی چیز سپرد نہیں کی گئی اور ثمن اسی کے مقابلہ میں ٹھہرا تھا جو مشتری کو سپرد کی گئی نہ اسکے مقابلہ میں جو فوت ہو گئی اور اگر آدھے درخت فوت ہوئے تو درختوں کے مالک کو چوتھائی ثمن ملیگا اور ثمن چوتھائی زمین کے مالک کو اور اگر درخت میں اس قدر بھل آئے کہ جبکی قیمت پانچ سو درم ہو تو وہ تہائی ثمن درخت کے مالک کو ملیگا اور ایک تہائی زمین کے مالک کو اور امام ابو یوسف کے نزدیک آدھا زمین کے مالک کو ملیگا اور اگر زمین اور درخت فروخت کیے اور ہر ایک کے واسطے ثمن علیحدہ بیان کیا اور زمین درخت ایک ہی شخص کے ہیں یا دو شخصوں کے پھر درخت ضائع ہو گئے تو آدھا ثمن سا قط ہو جائیگا اس واسطے کہ ایک طرح سے درخت بھل ہوتے ہیں اور ایک طرح سے وصف ہیں جب اُنکے مقابلہ میں مذکور ہو گا تو وصف سہیجے اور جب ثمن مذکور ہو گا تو اصل ہو جائیئے تو اُنکا ضائع ہونا اپنے حصہ ثمن کے مقابل ہو گا اور اگر درخت تلف نہ ہوئے بلکہ قبضہ سے پہلے اُن میں اس قدر بھل آئے کہ جو پانچ سو درم کی قیمت رکھتے ہیں تو سب اماموں کے نزدیک زمین کا ثمن پانچ سو درم اور درخت اور بھلون کا ثمن پانچ سو درم ہو گا یہ کافی ہیں لکھا ہے۔ اگر زمین کے اوپر سے کاٹنے کے واسطے چن۔ درخت خریدے اور قطع کرنے میں زمین اور درختوں کی جڑوں کو ضرر پہنچتا ہو تو مشتری کو کاٹنے کا اختیار نہیں ہو کیونکہ اُسمین زمین کے مالک کا ضرر ہو پس مالک کو اختیار ہو کہ اپنے سے ضرر کو دفع کرے اور بیع ٹوٹ جائیگی یہی مختار ہے اس واسطے کہ حقیقت میں گویا بالغ سپرد کرنے سے عاجز رہا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ فتاویٰ ابوالیث میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے چند درخت زمین کے اوپر سے کاٹ لینے کے واسطے خریدا پھر اُس نے نہ کاٹے یہاں تک کہ ایک مدت گذر گئی اور گرمیوں کے دن آگئے اور مشتری نے کاٹنے کا ارادہ کیا

اگر کاشتے میں زمین یا درخت کی جڑوں کو ظاہر میں کوئی ضرر نہ تو مشتری کو کاشتے کا اختیار ہو کیونکہ وہ اپنی ملکیت میں تصرف کرتا ہو اور اگر کوئی ضرر ظاہر ہو تو زمین اور درخت کی جڑوں کے مالک سے ضرر دور کرنے کے واسطے اسکو کاشتے کا اختیار نہ ہوگا اور جبکہ مشتری کو کاشتے کا اختیار اس صورت میں ہوا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے اس امر میں کہ وہ کیا کرے گا بعضوں نے کہا کہ زمین کا مالک درختوں کی قیمت مشتری کو دے اور درخت اس کے ہو جائینگے اور پھر زمین بھی بائع کے ہونے پر کہ آپاٹے ہوئے درختوں کے حساب سے قیمت دے یا کھڑے ہوئے درختوں کے حساب سے پس اُن مشائخ میں سے اکثر نے کہا کہ کھڑے ہوئے درختوں کے حساب سے ادا کرے اور یہی صحیح ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ درختوں کی بیع ٹوٹ جائیگی اور زمین کا مالک مشتری کو اسکا ثمن جو اس نے ادا کیا ہو واپس کرے گا اور فقید ابو جعفر اسی پر فتوے دیتے تھے اور صدر الشہید نے لپٹے واقعات میں اسی کو اختیار کیا ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے چاہا کہ اُسکی زمین میں جو درخت ہیں وہ ایندھن کے واسطے میرے ہاتھ فروخت کر دے پھر دونوں اس بات پر رضامند ہو کہ چند آدمی جنکی نظر اچھی ہو اندازہ کر کے بتائیں کہ ان درختوں میں کتنے کٹھے لکڑی ہو اُن سبھوں نے اتفاق کر کے بتلایا کہ سبھیں کٹھے لکڑی ہو پھر مشتری نے کسی قدر مول کو وہ درخت خرید لیے پس جب انکو کٹا تو لکڑی بچیں گئے سے زیادہ بکلی اور بائع نے ارادہ کیا کہ مشتری کو زیادہ لکڑی لینے سے منع کرے تو بائع کو اسکا اختیار نہیں ہے یہ طبعیہ میں لکھا ہے اور فتاویٰ ابوالیث میں ہے کہ کسی شخص نے ایک باغ انگوڑا بیجا اور اُسکے ساتھ ہی آئین پانی جاری ہونے کا زہری فروخت کیا اور بیع میں کہا کہ باغ مع پانی کے راستے اور بہر حق کے ساتھ جو اُسکو نابت ہے فروخت کیا اور پانی جاری ہونے کا راستہ ایک کوچہ غیر نافذہ میں جو بائع اور دو شخصوں کے درمیان میں مشترک ہے واقع ہے اور اس نہر کے کنارے چند درخت ہیں پس اگر رقبہ نہر کا بائع کی ملکیت ہے تو درخت مشتری کے ہو جائینگے اور اگر بائع کا ہے پانی جاری ہونے کا حق تھا تو یہ درخت بائع کے ہونگے بشرطیکہ ان درختوں کا لگانے والا بائع ہو یا معلوم ہو کہ کون شخص ہے اور اگر سو اے بائع کے کوئی اور شخص لگانے والا معلوم ہوا تو درخت اُسکے ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اگر کوئی گاون فروخت کیا کہ جسکے حدود بیان نہ کیے تو یہ بیع صرف گاون کے گھردن اور عمارتوں پر واقع ہوگی اور بھیتوں پر واقع ہوگی یہ محیط شخصی میں ہے اگر کسی نے ایک گاون مع زمین فروخت کیا اور اس گاون کے پہلو میں بائع کا ایک دوسرا گاون ہو پس بائع نے کہا کہ میں نے یہ گاون تیرے ہاتھ فروخت کیا اور چاروں حدود میں سے کوئی حد بائع نے اپنے گاون کو گردانا تو اس گاون کی زمین جس کو نہیں فروخت کیا ہے بقدر دوسرے گاون کے جسکو فروخت کیا ہے حاصل ہو وہ اس گاون کی بیع میں داخل ہو جائیگی اور اگر چاروں حدود میں سے کوئی حد اپنے گاون کی زمین گردانی تو اس گاون کی زمین دوسرے گاون میں جسکو فروخت کیا ہے داخل نہ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔

فصل تیسری ان چیزوں کے بیان میں جو اشیا متولہ کی بیع میں بلا ذکر داخل ہو جاتی ہیں۔ کسی نے کوئی غلام یا باندی فروخت کی تو اتنا کہہ کر کہ اُسکے ستر کو چھپا دے بائع پر واجب ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے غلام اور باندی کے کپڑے بیع میں بلا شرط داخل ہو جاتے ہیں اسلئے کہ رواج اسی طرح ہے لیکن اگر عمدہ کپڑے پہنا کر خاں میں پیش کرنے کے واسطے لایا تھا تو بلا شرط داخل ہونگے کیونکہ ایسے کپڑے دیدنیے کا رواج نہیں ہے اسلئے کہ رواج ہے

باتصل اور کم قیمت کپڑے دینے کا ہو پھر بائع مختار ہو اگر چاہے تو وہی کپڑے دیدیوے کہ جو غلام کے بدن پر ہیں اور اگر چاہے تو سوا اسکے دوسرے کپڑے دیدیوے کیونکہ رواج کی وجہ سے بیع میں اس قدر لباس داخل ہوتا ہے کہ جو اسکا ستر چھپا دے اور کسی خالص لباس کی خصوصیت نہیں ہے اور اسی وجہ سے ثمن کا کوئی حصہ اس لباس کے مقابل نہیں ہوتا یہاں تک کہ اگر کسی کپڑے پر کوئی شخص اپنا حق ثابت کر کے لے لے تو مشتری بائع سے کچھ واپس نہیں کر سکتا ہی اسی طرح اگر اس لباس میں کوئی عیب ظاہر ہو تو مشتری اسکو واپس نہیں کر سکتا یہ تبسین میں لکھا ہے اور اگر یہ کپڑے مشتری کے پاس تلف ہو گئے یا انہیں کوئی نقصان آیا پھر مشتری نے باندی کسی عیب کی وجہ سے بائع کو واپس کر دی تو اپنا پورا ثمن اُس سے لے لیا یہ بھرا لائق میں لکھا ہے۔ اور اگر باندی میں کوئی عیب پایا تو مشتری کو بدولت ان کپڑوں کے باندی واپس کرنے کا اختیار ہے یہ تبسین میں مذکور ہے۔ اور بھرا لائق میں لکھا ہے کہ یہ حکم یعنی باندی کا بدولت کپڑوں کے واپس کرنا اُس صورت میں ہو کہ کپڑے تلف ہو گئے ہوں اور اگر باقی ہوں تو بیع لباس واپس کرنا ضرور ہے اگرچہ یہ لباس تبعا حاصل ہوا تھا اتنے۔ ہشام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک باندی بیچی اور وہ باندی چاندی کا ایک کنگن اور دو بالیاں پہنے ہوئے ہو اور زیور کی نسبت دونوں میں کچھ شہرہ واقع نہیں ہوئی ہو اور بائع اسکے دینے سے انکار کرتا ہو تو امام نے فرمایا کہ زیور میں سے کچھ بیع میں داخل نہوگا اور اگر بائع نے زیور باندی کو دیدیا تو وہ باندی کا ہوگا اور اگر اسکے مانگنے سے سکوت کیا حالانکہ اسکو دیکھ رہا ہو تو یہ منہزلہ دیدینے کے ہی یہ ظہیر یہ نہیں لکھا ہے۔ اگر کوئی ایسا غلام کہ جسکے پاس مال ہو فروخت کیا اور فروخت کرنے میں مال کا کچھ ذکر نہ آیا تو اسکا مال اسکے مالک کا ہو جس نے اسکو بیچا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہے۔ اور اگر غلام کو مع اسکے مال کے فروخت کیا اور کہا کہ میں اسکو مع اسکے مال کے اتنے کو بیچتا ہوں اور مال کو بیان نہ کیا تو بیع فاسد ہو اور اسی طرح اگر مال کو بیان کیا کہ وہ لوگوں پر قرض ہو یا کچھ مہینے سے قرض ہو تو بھی بیع فاسد ہو اور اگر مال نقد ہو تو بیع جائز ہے بشرطیکہ مال از قسم ثمن ہو اور اگر از قسم ثمن ہو تو اگر غلام کا مال درم ہوں اور ثمن بھی درم ہیں پس اگر ثمن اُس سے زائد ہو تو بیع جائز ہے اور اگر اسکے برابر یا اُس سے کم ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر غلام کا مال از قسم ثمن ہو جیسے کہ غلام کا ثمن درم ہوں اور اسکا مال دینار ہوں یا اسکا مال ہو تو جائز ہے بشرطیکہ اُس مجلس میں دونوں پر قبضہ ہو جاوے اور اسی طرح اگر غلام کا مال قبضہ میں لے لیا اور اسکا حصہ ثمن ادا کر دیا تو بھی جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو غلام کے مال کی بیع باطل ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور گوڑے کی بیع میں غدار بلا ذکر داخل ہو جاتی ہے اور ایسے ہی اونٹ کی بیع میں اسکی ہمار بلا ذکر داخل ہو جاتی ہے اور گدھے کی بیع میں جو اسکے بکڑنے کی رسی ہو داخل نہیں ہوتی جب تک ذکر نہ کیا جائے اسلیئے کہ گوڑا اور اونٹ بدولت اپنی گرفت کی رسی کے قابو میں نہیں آتے ہیں اور گدھا ایسا نہیں ہوتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور جو رسی کہ کہ گدھے کی گردن میں بندھی ہوئی ہوتی ہو بوجہ رواج کے بلا ذکر داخل ہو جاتی ہے اور اگر عرف اسکے برخلاف ہو تو داخل نہوگی یہ محیط حسنی میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک گدھا کہ جسپر پالان پڑا ہو تھا بیچا تو پالان اور اسکے نیچے کی کلی بیع میں داخل ہو جائیگی اور اگر اسپر پالان پڑا ہوا نہ تھا تو بھی یہی حکم ہے کہ پالان داخل ہو جائیگا

سلاہ مال
فی اصل کوٹو
شیانہ مال
طریقہ مالکان
ذات ہوا
ذات الما
ذات الما

اور یہی مختار ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور ایسے ہی ظہیر میں لکھا ہے۔ اور اسی کو صد الشہید نے اختیار کیا ہے۔ یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور بائع کے ذمہ کوئی پالان چاہیے کسی ناص پالان کی خصوصیت نہیں ہے جیسے غلام کے لباس میں کوئی لباس ہو کچھ معین نہیں ہے یہ نہ الفاظ میں لکھا ہے۔ اور امام ابو بکر محمد بن افضل رحمہ نے فرمایا کہ پالان بدون شرط کیے ہوئے بیع میں داخل نہیں ہوتا ہے اور بائع پر ہر استحقاق نہیں ہے اور امام ابو بکر نے گدھے پالان پڑے ہوئے کی اور نہ پڑے ہوئے کی کچھ تفصیل نہیں فرمائی اور یہی قول ظاہر ہے اس واسطے کہ گدھا جب مع پالان بیجا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ باجاسہ می فروشم یعنی مع پالان بیچتا ہوں یہ فناوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور سبب الرایق میں لکھا ہے۔ کہ گدھے کا پالان گدھے کی بیع میں داخل ہوجاتا ہے سنتے۔ اور اگر کوئی گھوڑا بیجا کہ سپرین ٹیری ہوئی تھی تو اس مسئلہ کی کوئی روایت کسی کتاب میں نہیں آئی ہے اور مشائخ نے کہا کہ ستر اور یہ کہ کہ بدون تصریح کیا ہوئے زمین بیع میں داخل نہویا دام بہت ہوں کہ ایسا گھوڑا انکی پیٹھ اتنے داسون کو نہ خریدا جاتا ہو یہ عنایہ میں لکھا ہے اور گھوڑے وغیرہ کی لگام اور کیل کی سیٹک میں جو رسی بندھی ہوتی ہے اور جھول ملا نظر بیع میں داخل نہیں ہوتی ہے کیونکہ اس کے دینے کا رواج نہیں ہے مگر جان کہیں اس کے دینے کا رواج ہوگا تو داخل ہو جائیگی تیسرے میں لکھا ہے اور اگر اونٹنی اور دھیری گھوڑی اور مادہ خڑ اور گا سی اور بکری ان جانوروں کا بچا اس کے ساتھ بیچ کی جگہ لایا جاوے تو ان بچوں کی اپنی مان کے ساتھ ہونے کی حالت اگلے ساتھ کہنے پر ولایت کرتی ہے پس بیع میں داخل ہو جائیگے لیکن اگر رواج اس کے برخلاف ہو تو داخل نہویا لگے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے ہمارے اصحاب حنفیہ نے فرمایا ہے کہ اگر کسی نے ایک پہلی خریدی اور اس کے پیٹ میں موتی پائیں اگر وہ موتی سیپ میں تھا تو مشتری کا ہوگا اور اگر سیپ میں نہ تھا تو اگر بائع نے مچھلی شکار کر کے پکڑی تھی تو مشتری بائع کو دے دے دیگا اور وہ موتی بائع کے پاس بھی رہنے نہ لفظ کے ہوگا کہ ایک سال تک اس کی اعلان و تعریف کے بعد پھر صدقہ کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور ہر شو کہ جو مچھلی کی غذا نہیں ہوتی ہے بائع کی ہوگی اور جو چیز کہ مچھلی کی غذا ہے وہ مشتری کی ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک مچھلی خریدی اور اس کے پیٹ میں دوسری مچھلی پائی تو یہ مچھلی مشتری کی ہوگی یہ فناوے قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر مچھلی کے پیٹ میں عنصر ہو تو مشتری کا ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک مرغی خریدی اور اس کے پیٹ میں موتی نکلا تو بائع کا ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے اور خرید میں مذکور ہے کہ جو فسر چڑیوں کے پوتوں میں پائی جاوے اگر اس قسم کی چیز ہو کہ اسکو چڑیاں کھاتی ہیں تو وہ مشتری کی ہوگی اور جو اس قسم سے نہ ہو کہ چڑیاں کھاتی ہیں تو بائع کی ہوگی یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک مچھلی کے پیٹ میں دوسری مچھلی انکلی اور اس دوسری مچھلی کے پیٹ میں موتی پائے تو موتی بائع کا ہوگا اور اگر اس کے پیٹ میں سیپ پائی کہ جبیں گوشت تھا اور اس گوشت میں موتی تھا جس طرح کہ موتی سیپ میں ہوا کرتا ہے تو مشتری کا ہوگا اور اگر چیزیں اس واسطے خریدیں کہ جو کچھ اس میں گوشت ہو اسکو کھائے پھر بعض سیپوں کے گوشت میں موتی پائے تو وہ مشتری کا ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور جانا چاہیے کہ جو چیز بیجا بیع میں داخل ہوتی ہے اس کے مقابل میں ثمن کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اور اسی واسطے قبیہ میں لکھا ہے کہ اگر ایک دار خرید یا پھر اس کی عمارت عاتی رہی تو ثمن میں سے کچھ کم ہوگا اور اگر عمارت میں کسی کا حق ثابت ہوا تو مشتری دار کو اپنے حصہ ثمن سے لے گا اور

بعض فقہانے دونوں کا حکم برابر کیا ہے بخلاف بکریوں کی پشم کے کہ اُسکے مقابلہ میں بلا ذکر کرنے کے ضمن کا کچھ حصہ نہیں ہوتا ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے

چھٹا باب خیاری شرط کے بیان میں اور اسی میں سات فصلیں ہیں۔

فصل اول جن صورتوں میں خیاری شرط صحیح ہے اور جن صورتوں میں صحیح نہیں ہے اُنکے بیان میں

وضوح ہو کہ جس عقد بیع میں خیاری ہو وہ لازم نہیں ہوتا ہے اگر خیاری مشتری کو ہو تو اُسکو لینے یا نہ لینے کا

اختیار ہے اور اگر بائع کا ہو تو اُسکو دینے یا نہ دینے کا اختیار ہے۔ بیع بشرط خیاری ہمارے نزدیک صحیح ہے

دونوں عقد کرنے والوں میں سے ایک ہی کے واسطے خیاری شرط کی گئی ہو یا دونوں کے واسطے اور

ایسے ہی کسی اور جہتی کے واسطے خیاری شرط کرنا ہمارے نزدیک جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے

اور ہمارے نزدیک خیاری شرط بیع فسخ کرنے کے واسطے رکھا گیا ہے اور بیع کی اجازت کے واسطے نہیں رکھا گیا ہے

پس جب لمبا دگر جانے کی وجہ سے بیع فسخ کرنا وقت نہ رہے تو بیع تمام ہو جائیگی یہ سراج الوداج میں لکھا ہے

اور خیاری شرط چند طرح پر ہے ایک وہ کہ بالاتفاق فاسد ہو جیسے کہا کہ میں خریدتا ہوں اس شرط پر کہ مجھے خیاری

لینے لینے یا نہ لینے کا اختیار ہے یا اس شرط پر کہ مجھے چند روز خیاری ہے یا اس شرط پر کہ مجھے ہمیشہ خیاری ہے یہ سب فاسد ہیں

اور ایک وہ جو بالاتفاق جائز ہے اور یہ صورت ہے کہ مشتری کہے کہ مجھے تین دن یا اس سے کم خیاری ہے اور ایک

وہ کہ حسین اختلاف ہے جیسے یوں کہا کہ مجھے ایک مہینہ یا دو مہینہ خیاری ہے تو یہ صورت امام اعظم کے نزدیک فاسد ہے

اور صاحبین کے نزدیک جائز ہے یہ عنایہ میں لکھا ہے پس امام اعظم کے نزدیک تین دن سے زائد کے واسطے خیاری

شرط جائز نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر کوئی مدت معلوم ہو تو جائز ہے پختار الفتاویٰ میں لکھا ہے اور صحیح

قول امام کا ہے یہ جو عسر اخلاطی میں لکھا ہے۔ اور اگر تین دن سے زیادہ کے واسطے خیاری کی شرط کی یا ہمیشہ کو واسطے

خیاری کی شرط کی یا تناک کہ اس سبب سے عقد فاسد ہو گیا پس اگر تین دن میں اجازت دیدی تو ہمارے نزدیک

عقد صحیح ہو جائیگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر تین دن سے زائد کے واسطے خیاری کی شرط کی یا بالکل وقت ذکر نہ کیا

یا وقت نامعلوم ذکر کیا پھر تین دن کے اندر اجازت دیدی یا مشتری یا غلام کے مرنے سے خیاری ساقط ہو گیا یا

مشتری نے غلام کو آزاد کر دیا یا اس میں کوئی ایسی چیز پیدا کر دی کہ جس سے عقد لازم ہو جاتا ہو تو ان صورتوں میں

عقد فاسد جائز ہو جائیگا پچھلے مشرخی میں لکھا ہے۔ اور بنا پر قول امام ابوحنیفہ کے شاخ نے اختلاف کیا ہے کہ ابتداءً

اس عقد کا حکم کیا ہو پس بعضوں نے کہا کہ یہ عقد فاسد ہے پھر چوتھے دن سے پہلے مفید چیز دور کرنے سے پہلے

صحیح ہو جاتا ہے اور یہ مذہب اہل عراق کا ہے یہ نہا یہ میں لکھا ہے۔ اور نہر الفائق میں کہا کہ بعض نے فرمایا ہے کہ یہی ظاہر

روایت ہے انتہے۔ اور قوی یہ ہے کہ یہ عقد موقوف ہو پس اگر چھ دن میں سے کچھ بھی گزر گیا تو اسی وقت عقد

فاسد ہو جائیگا اور یہ مذہب اہل خراسان کا ہے یہ نہا یہ میں لکھا ہے۔ اور سحر الرائق میں ظہر ہے اور ذخیرہ کے فوائد سے

فصل کیا ہے کہ اسی مذہب کو امام شری اور فخر الاسلام وغیرہ مشائخ ماوراء النہر نے اختیار کیا ہے انتہے۔ اور اگر

خیاری میں کوئی وقت معین نہ کیا اور جس شخص کو خیاری تھا اُس نے بعد تین دن کے اپنا خیاری باطل کر دیا تو امام حنفی

کے نزدیک عقد جائز نہ ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک عقد فاسد ہو جائیگا پھر سراج الوداج میں لکھا ہے

اور فتاویٰ میں یہ کہ اگر مشتری کے واسطے بار رمضان کے بعد دو دن کا خیار شرط کیا گیا اور خرید آخر روز ماہ رمضان میں واقع ہوئی تو مشتری جائز ہو اور مشتری کے واسطے تین دن کا خیار ہو گا ایک دن رمضان کے مہینہ کا اور دو دن اُسکے بعد کا اور اگر یہ کہد یا کہ اسکو رمضان میں خیار نہیں ہو تو بیع فاسد ہو جائیگی محیط میں لکھا ہے اور خانیہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے رمضان میں کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ اُسکو بعد رمضان کے تین دن کا خیار ہو تو امام اعظم رحمہ کے قول سے عقد فاسد ہو اور ایسی ہی اگر اس صورت میں اسی طرح پر خیال بائع کا ہو تو وہ بھی فاسد ہو اور اگر مشتری نے بائع سے یہ شرط کی کہ تبھکو رمضان میں خیار نہیں ہو اور بعد رمضان کے تین دن کا خیار ہو یا بائع نے مشتری سے ایسا ہی کہا تو سب اماموں کے نزدیک بیع فاسد ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک کپڑا دس درم کو بیچا پھر بائع نے مشتری سے کہا کہ میرا تجھ پر ابھی دس درم ہیں تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ یہ کلام ہمارے نزدیک سیار میں شمار ہو یہ محیط میں لکھا ہے اور خیار شرط جیسا بیع جائزین ثابت ہوتا ہے اسی طرح بیع فاسد میں ثابت ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر ایک غلام بعوض نہرا درم اور ایک رطل شراب کے اس شرط پر فروخت کیا کہ اُسکو خیار ہو پھر مشتری نے بائع کی اجازت سے غلام پر قبضہ کر لیا اور اُسکو آزاد کر دیا تو جائز نہیں ہو نہ ناقد ہونے کی راہ سے جائز ہو نہ موقوف ہونے کی راہ سے یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہے۔

اگر اس شرط پر فروخت کیا کہ اگر تین دن تک تم نہ ادا کر گیا تو میرے تیرے درمیان بیع نہیں ہو تو بیع جائز ہو اور ایسے ہی شرط بھی جائز ہو ایسا ہی امام محمد رحمہ نے اصل میں ذکر کیا ہے اور اس مسئلہ کی چند صورتیں ہیں ایک یہ کہ بالکل وقت نہ بیان کیا جیسے اس طرح کہا کہ میں اس شرط پر بیچتا ہوں کہ اگر تو مہینہ نہ ادا کر گیا تو میرے تیرے درمیان بیع نہیں ہو یا وقت نامعلوم بیان کیا جیسے اس طرح شرط کی کہ اگر تو چند روز میں نہ ادا کر گیا تو میرے تیرے درمیان بیع نہیں ہو اور ان دونوں صورتوں میں عقد فاسد ہو اور اگر کوئی وقت معلوم بیان کیا تو اگر وقت تین دن یا تین دن سے کم ہو تو تینوں اماموں کے نزدیک عقد جائز ہو اور اگر تین دن سے زیادہ بیان کیا تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ بیع فاسد ہو اور امام محمد رحمہ نے کہا کہ بیع جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔

پس اگر مشتری نے تین دن کے درمیان ہی تم ادا کر دیا تو سب امام کہتے ہیں کہ بیع جائز ہوگی یہ ۶ ایہ میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے تین دن میں تم دینے سے پہلے اُسکو آزاد کر دیا تو عقد نافذ ہو جائیگا اس واسطے کہ یہ بیع بمنزلہ مشتری کے شرط خیار کر لینے کے ہو اور اگر تین دن گزر گئے اور اُس نے تم نہ ادا کیا تو صحیح یہ ہو کہ بیع فاسد ہوگی فسخ نہ ہوگی یہاں تک کہ اگر اُس نے تین دن کے بعد آزاد کیا تو اُسکا آزاد کرنا نافذ ہو جائیگا بشرطیکہ غلام مشتری کے قبضہ میں ہو اور مشتری کو اُسکی قیمت ادا کرنی لازم ہوگی اور اگر بائع کے قبضہ میں ہو تو مشتری کا آزاد کرنا نافذ نہ ہوگا یہ مسئلہ فتاویٰ قاضی خان کی فصل شروط مفسدہ میں مذکور ہے۔ اور اگر کوئی غلام بیچا اور تم نقد لے لیا اس شرط پر کہ اگر بائع تم واپس کرے تو دونوں کے درمیان بیع نہ ہوگی تو یہ شرط جائز ہو اور یہ بائع کے واسطے شرط خیار کے معنی میں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ یہاں تک کہ اگر مشتری نے بیع پر قبضہ کیا تو وہ اُسکے پاس قیمتی ضمان میں ہوگی اگر مشتری اُسکو آزاد کرے تو اُسکا عقد نافذ نہ ہوگا اور اگر بائع آزاد کرے تو اُسکا عقد نافذ ہو جائیگا یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور خیار کی شرط کرنا بطرح بیع کے وقت جائز ہے اسی طرح بعد بیع کے بھی جائز ہے یہاں تک کہ

اگر بیع تمام ہونے کے بعد مشتری نے بائع سے کہا یا بائع نے مشتری سے کہا کہ میں نے جیسے تین دن تک کا خیار دیا یا اسی معنی میں اور لفظ کے تو موافق شرط کے خیار حاصل ہو جائیگا اور اگر کوئی خیار فاسد ہو تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ اُسکے ساتھ عقد بھی فاسد ہو جائیگا اور صاحبین نے کہا کہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کسی شخص نے دوسرے کے ہاتھ کوئی چیز چھپی اور مشتری نے بیع پر قبضہ کر لیا اور اُسکو چند روز گزر گئے پھر بائع نے مشتری سے کہا کہ مجھکو میری طرف سے خیار ہو تو اُسکو جب تک مجلس میں حاضر ہو خیار حاصل ہوگا اس واسطے کہ یہ قول منہزلہ اس کہنے کے ہو کہ جگہ افتادہ کر لینے کا اختیار ہو اور اگر کہا کہ تجھ کو تین دن تک کا اختیار ہو تو اُسکے کہنے کے موافق مشتری کو تین دن تک خیار حاصل ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضیخان میں لکھا ہے اور فتاویٰ عثمانیہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ جس بیع کا تو عقد کر گیا اس میں نے مجھے خیار دیا پھر خرید کے وقت بلا شرط خیار خرید اتوا امام اعظم رحمہ کے نزدیک پہلے قول سے اُسکو اس بیع میں خیار حاصل نہ ہوگا اور اگر مشتری نے شرط خیار اس طور سے کی کہ مجھکو بیع یا ثمن میں خیار حاصل ہو تو یہ کہنا منہزلہ اس کہنے کے ہے کہ مجھکو خیار حاصل ہو یہ تاثر غائبہ میں لکھا ہے۔ اور اگر رات تک یا ظہر کے وقت تک یا تین دن تک کے خیار کی شرط کی تو اُسکو پوری رات اور تمام وقت ظہر اور پورے تین دن تک خیار حاصل ہوگا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک جو انتہا مقرر کی ہو جب تک وہ نہ گذرے خیار کی بھی انتہا نہ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک جس چیز تک انتہا مقرر کی وہ چیز خیار میں داخل نہ ہوگی یہ فضول عمادیہ میں لکھا ہے۔ اور یہ مسئلہ کتاب اصل میں ہی طرح مذکور ہے اور حسن ابن زیاد نے امام اعظم رحمہ سے اس کے برخلاف نقل کیا ہے لینے کہا کہ اگر کسی نے اس شرط پر بیچا کہ مجھکو رات تک خیار حاصل ہو تو امام اعظم کے نزدیک اُسکو اس وقت سے غروب آفتاب تک خیار ہوگا اور جب آفتاب غروب ہو گیا تو خیار باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے وقت مثلاً پہر دن رہے ایک چیز فروخت کی اور کہا کہ مجھے رات تک خیار حاصل ہو خواہ دو دن یا نہ دو دن تو امام اعظم کے نزدیک پہلی روایت کے موافق رات بھی خیار میں داخل ہے یعنی اس وقت سے تمام رات اُسکو خیار حاصل ہو اور صاحبین کے نزدیک رات داخل نہیں صرف اُسکو آفتاب غروب ہونے تک خیار ہے اور حسن بن زیاد کی روایت کے موافق جو ذخیرہ میں ہے امام اعظم رحمہ کا بھی یہی مذہب معلوم ہوتا ہے والا قوی روایہ مافی الاصل والہد اعلم۔ اگر تین دن کے واسطے خیار بشرط ملی پھر اس میں سے ایک یا دو دن گھٹا دیے تو حقیقتہً ساقط کیا ساقط ہو جائیگا اور ایسا ہو جائیگا کہ گویا اُس نے ایک ہی دن کی شرط کی تھی یہ سراج الوملج میں لکھا ہے۔ کوئی غلام تین دن کی خیار شرط پر بیچا اور شرط کی کہ اس عرصہ میں اُسکو اختیار ہوگا کہ غلام کو مزدوری پر رکھے اور اُس سے خدمت لے تو جائز ہے اور ایسا کرنے سے اُسکا خیار باطل نہ ہوگا اور اگر انکو رکھا باغ تین دن کے خیار شرط پر بیچا اس شرط پر کہ اس عرصہ میں اُسکے چل کھا دے تو بیع جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر باپ یا اُسکے وصی نے نابالغ بڑے کے مال میں سے کوئی چیز فروخت کی اور اپنے واسطے خیار کی شرط کر لی تو بیع جائز ہے پھر اگر مدت خیار میں لڑکا یا بالغ ہو گیا تو امام ابو یوسف کے قول میں بیع تمام ہوگی اور خیار باطل ہو گیا اور امام محمد رحمہ نے غایہ الروایت میں فرمایا ہے کہ خیار لڑکے کو حاصل ہو جائے اگر مدت خیار میں اُس نے بیع کو جائز رکھا تو جائز ہو جائیگی اور اگر رد کیا تو باطل ہو جائیگی یہ فتاویٰ مغربی میں لکھا ہے دوسری مسئلہ عمل خیار اور اُسکے حکم کے بیان میں اگر خیار بائع کے واسطے شرط کیا گیا ہو

تو بیع بالاتفاق اُسکے ملک سے نہیں نکلتی ہو اور ثمن بالاتفاق مشتری کے ملک سے نکل جاتا ہو لیکن اُسکے ملک سے نکل کر امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر بائع کے ملک میں داخل نہیں ہوتا ہو اور صاحبین کے قول کے موافق داخل ہو جاتا ہو محیط میں لکھا ہو اگر بائع اور مشتری دونوں کے واسطے خیار کی شرط ہو تو حکم عقد کا یعنی بیع اور ثمن میں مشتری اور بائع کی ملکیت ہونا بالکل ثابت نہیں ہوتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر خیار مشتری کے واسطے شرط کیا گیا ہو تو ثمن بالاتفاق اُسکے ملک سے نہیں نکلتا ہو اور بیع بائع کے ملک سے بالاتفاق نکل جاتی ہو لیکن اُسکے ملک سے نکل کر امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک مشتری کے ملک میں داخل نہیں ہوتی ہو اور صاحبین کے قول کے موافق داخل ہو جاتی ہو یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہو اور اس قاعدہ پر جو مذکور ہوا کہ حسین امام اعظم رحمہ اللہ اور صاحبین کا اختلاف ہو چند مکالموں کی بناء پر ازاجملہ یہ ہو کہ جس شخص نے اپنی زوجہ کو اس شرط پر خریدی کہ اُسکو تین دن تک خیار حاصل ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نکاح فاسد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک فاسد ہو جائیگا اور اگر مدت خیار میں بیع کو اختیار کو قبول کرنے سے پہلے اُس سے وطی کر لی تو اگر وہ عورت باکرہ تھی تو سب کے نزدیک خیار ساقط ہو جائیگا اور اگر ثیبہ تھی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک خیار باطل نہوگا اور اسکو روکا اختیار باقی رہیگا اور صاحبین کے نزدیک وہ شخص بیع کو قبول کرنے والا شمار ہوگا یہ سراج الوالوح میں لکھا ہو۔ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک روک نیک اختیار ثیبہ میں اُسوقت ہو کہ اس میں وطی سے کچھ نقصان نہ آیا ہو اور اگر نقصان آیا ہو اگرچہ ثیبہ ہو واپس کرنا جائز نہیں ہو یہ نہر الفائق میں لکھا ہو۔ اور سب اماموں کا اس بات پر اتفاق ہو کہ اگر وہ باندی اُسکی زوجہ نہو اور وہ شخص اُس سے وطی کرے تو بیع کا اختیار کرنے والا شمار ہوگا خواہ وہ عورت ثیبہ ہو یا باکرہ ہو یہ سراج الوالوح میں لکھا ہو اور خواہ اُسکو وطی سے کچھ نقصان پہنچا ہو یا نہ پہنچا ہو یہ نہیں لکھا ہو۔ اور ازاجملہ یہ ہو کہ جب خریدی ہوئی باندی مدت خیار کے اندر نکاح کے ساتھ مشتری سے بچہ جننے (یعنی کسی کی باندی سے نکاح کیا تھا اور اُسکے پیٹ پر بچہ وضع عمل سے پہلے اُسکو شلائین روز کے خیار پر خرید اور وہ اس مدت میں مشتری سے بچہ جنی) تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک ہو جائیگی یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ اور امام رحمہ اللہ کے نزدیک مدت خیار کے اندر جننے سے ام ولد نہو نا اُس صورت میں ہو کہ وہ باندی بائع کے قبضہ میں ہو اور اگر مشتری کے قبضہ میں آکر مدت خیار میں جنی تو خیار ساقط ہو جائیگا اور مشتری کی ملکیت ثابت ہو جائیگی اور باندی بالاتفاق اُسکے ام الولد ہو جائیگی کیونکہ وہ بچہ جننے کے سبب سے عیب دار ہو گئی یہ کفایہ میں لکھا ہو۔ اگر خیار کی شرط سے کوئی ایسی باندی خریدی کہ جو مشتری سے بچہ جنی تھی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک فقط خریدنے سے اُسکی ام ولد نہو جائیگی اور اسکا خیار اپنے حال پر باقی رہیگا مگر جب اُس نے قبول کر لیا تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک فقط خریدنے سے اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اسپر ثمن ادا کرنا لازم آئیگا یہ سراج الوالوح میں لکھا ہو۔ اور ازاجملہ جسکو خریدی ہو اگر وہ مشتری کا قرابت دار ہو تو آزاد نہوگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ ازاجملہ یہ ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں کسی غلام کا مالک ہو جاؤں تو وہ آزاد ہو پھر اُسے ایک غلام شرط خیار کے ساتھ

خرید تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک آزاد ہوگا اور صاحبین کے نزدیک آزاد ہو جائیگا لیکن اگر کسی نے کہا کہ اگر میں کسی غلام کو خریدوں تو وہ آزاد ہو سچا ہے ایک غلام بشرط اختیار خریدتا تو وہ بالاتفاق آزاد ہو جائیگا اور از انجملہ یہ ہو کہ اگر کوئی باندی شرط خیار کے ساتھ خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا اور بدلت خیار کے اندر باندی کو حیض آیا پھر مشتری نے بیع قبول کر لی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہ حیض استبراء کے واسطے کفایت نہ کرے گا اور صاحبین کے نزدیک یہی کافی ہوگا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور ایسا ہی اختلاف اس صورت میں ہو کہ بعض حیض مدت خیار میں پایا جاوے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے اور اگر مشتری نے بیع کو فسخ کر کے بائع کو باندی واپس کر دی تو امام اعظم کے نزدیک بائع پر استبراء واجب نہیں ہے خواہ فسخ کرنا اور رد کرنا قبضہ سے پہلے ہو یا قبضہ کے بعد ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر فسخ اور رد قبضہ سے پہلے ہو تو استبراء بائع پر استبراء واجب نہیں ہے اور اور قیاس چاہتا ہو کہ واجب ہو اور اگر فسخ و رد قبضہ کے بعد ہو تو استبراء قیاساً بائع پر استبراء واجب ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اس صورت میں اجماع ہو کہ اگر باندی کی بیع قطعی ہو پھر قائلہ وغیرہ کے ساتھ فسخ ہو جائے پس اگر فسخ قبضہ سے پہلے واقع ہو تو بیع پر استبراء واجب نہ ہوگا اور اگر بعد قبضہ کے ہو تو واجب ہوگا اور اگر کوئی بائع کو حاصل ہو پھر وہ بیع کو فسخ کر دے تو استبراء واجب نہ ہوگا اور اگر آئندہ بیع کی اجازت دیدی تو مشتری پر بعد جو از بیع اور قبضہ کے از سر نو ایک حیض کے ساتھ باندی کا استبراء بالاجماع واجب ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور از انجملہ یہ ہو کہ جب مشتری نے بیع پر قبضہ کر لیا اور پھر اسکو بائع کے پاس ودیعت رکھا اور وہ بیع بائع کے پاس مدت خیار کے اندر یا اس کے بعد تلف ہو گئی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیع فسخ ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک فسخ نہوگی اور مشتری کو غنم دینا لازم ہوگا یہ مضمرات میں لکھا ہے اور اگر خیار بائع کے واسطے ہو پس آئندہ بیع مشتری کو سب و ردی مشتری نے مدت خیار کے اندر اسکو بائع کے پاس ودیعت رکھا پھر بیع کے نافذ ہونے سے پہلے یا بعد بائع کے پاس تلف ہو گئی تو سب آئندہ کے نزدیک بیع باطل ہو جائیگی یہ فتح القدیر میں لکھا ہے اور اگر بیع قطعی ہو اور مشتری نے بائع کی اجازت سے باللا اجازت بیع پر قبضہ کر لیا اور غنم کا حال یہ تھا کہ وہ نقد ادا کر دیا گیا تھا یا بعد مقرر رسمی اور مشتری کو بیع میں خیار رویت یا خارج بیع بھی حاصل تھا پھر مشتری نے اسکو بائع کے پاس ودیعت رکھا اور وہ بائع کے پاس تلف ہو گئی تو سب اماموں کے نزدیک مشتری کا مال تلف ہوا اور اسکو غنم ادا کرنا واجب ہے یہ نہایت میں لکھا ہے۔ اور از انجملہ یہ ہو کہ اگر کسی غلام نے جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہو کوئی اسباب خرید اور اپنی ذات کے واسطے خیار کی شرط کر لی پھر بائع نے اسکو غنم سے بری الذمہ کر دیا تو اسکا خیار اپنے حال پر باقی رہیگا اگر چاہے تو بلا عوض بیع کو قبول کر لے اور اگر چاہے تو بیع فسخ کر دے اور بیع بائع کو بلا غنم واپس ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک عقد بیع نافذ ہو جائیگا اور خیار باطل ہو جائیگا یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اور اگر بیع قطعی ہو اور بائع کے بری کر دینے سے وہ غلام جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہو غنم ادا کرنے سے بری ہو جائے تو سب اماموں کے نزدیک اسکو اسباب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے بخیار رویت کی وجہ سے نہ خیار عیب کی وجہ سے اور اگر مشتری بجائے غلام کے آزاد فرض کیا جائے اور باقی مسئلہ کی صورت وہی ہو جو مذکور ہوئی تو سب اماموں کے نزدیک اسکو خیار شرط کی وجہ سے واپس کرنا اختیار ہے اگرچہ وہ غنم سے بری ہو

سراج الوہاج
محیط میں لکھا ہے
فتح القدیر میں لکھا ہے
تہذیب فاعلہ علیہ السلام
باب ششم خیار

اور یہ ظاہر ہو اور اسی طرح خیار رویت کی وجہ سے بھی قبضہ سے پہلے اور بعد دو نون میں واپس کر سکتا ہو اور چونکہ یہ بری ہو اور اگر آئین کچھ عیب پایا اور من سے بری ہونے کے بعد واپس کر نیک ارادہ کیا پس اگر ارادہ قبضہ سے پہلے ہو تو واپس کر سکتا ہو اور اگر قبضہ کرنے کے بعد ہو تو واپس نہیں کر سکتا یہ نہایت بین لکھا ہے۔ اور از انجملہ یہ ہو کہ اگر کسی ذمہ سے کسی ذمی نے شراب یا سو خرید یا بچہ قبضہ سے پہلے دو نون یا آیات اسلام لایا تو بیع باطل ہو جائیگی خواہ وہ بیع قطعی ہو یا آئین دو نون کے واسطے یا ایک کے واسطے خیار کی شرط ہو اور اگر بعد قبضہ کے دو نون یا ایک اسلام لایا تو اگر بیع قطعی تھا تو جائز ہو جائیگی اور باطل نہ ہوگی اور اگر بیع میں باطل کے واسطے خیار کی شرط تھی پھر باطل مسلمان ہو تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر مشتری مسلمان ہو تو بیع باطل نہ ہوگی اور اگر مشتری غیر مسلمان ہو تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر مشتری مسلمان ہو تو شراب اسکو واپس ہو جائیگی اور اگر بیع کی اجازت دینی چاہی تو حکماً شراب مشتری کی ہو جائیگی اور مسلمان حکماً شراب کے مالک ہونے کا اہل ہو اور اگر مشتری کے واسطے خیار کی شرط تھی پھر وہ اسلام لایا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیع باطل ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو جائیگی اور باطل نہ ہوگی اور اگر باطل اسلام لایا تو بالاتفاق بیع باطل نہ ہوگی اور مشتری کا خیار اپنے حال پر رہے گا پس اگر مشتری نے بیع اختیار کی تو شراب اسکی ہو جائیگی اور اگر فسخ کر دی تو باطل کی ہو جائیگی اور مسلمان حکماً شراب کے مالک ہو جائیگا اہل ہو یہ نہایت بین مذکور ہو اور از انجملہ یہ ہو کہ ایک حلال شخص نے ایک ہرن بشرط خیار خرید اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس نے احرام باندھا اس حال میں کہ ہرن اس کے ہاتھ میں تھا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیع ٹوٹ جائیگی اور ہرن باطل ہو جائیگا اور مشتری پر لینا لازم نہ ہوگا اور اگر خیار باطل کے واسطے تھا تو بالاتفاق بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر خیار مشتری کے واسطے ہو اور باطل احرام باندھے تو مشتری کو اس کے واپس کر نیک اختیار ہے کہ یہ فسخ القدر میں لکھا ہے اور از انجملہ یہ ہو کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان سے خیار شرط کے ساتھ انکسور کا شیر خرید پھر اس مدت خیار میں وہ شراب ہو گیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیع فاسد ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک تمام ہو جائیگی یہ نہایت بین لکھا ہے اور از انجملہ یہ ہو کہ اگر خیار مشتری کے واسطے ہو اور وہ بیع فسخ کر دے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیع ٹوٹ جائیگا واپس ہو جائیگی اور صاحبین کے نزدیک مشتری کی ہوگی یہ فسخ القدر میں لکھا ہے کسی نے ایک غلام بوجہ ایک باندی کے اس شرط پر فروخت کیا کہ غلام بیچنے والے کو تین دن تک خیار حاصل ہو پھر باطل نے تین دن کے اندر غلام آزاد کر دیا تو سب اماموں کے قول کے موافق اسکا عتق نافذ ہو جائیگا اور بیع باطل ہو جائیگی اور اگر اس نے باندی کو آزاد کر دیا تو جائز ہو اور یہ آزاد کرنا اپنے خیار کو ساقط کرنا ہوگا اور بیع تمام ہو جائیگی اور اگر اس نے ایک ہی کلام میں دو نون کو آزاد کر دیا تو دو نون آزاد ہو جائیگے اور اسکو باندی کی قیمت دینی پڑے گی اور مشتری کا آزاد کرنا باندی اور غلام دو نون میں سے کسی کو صحیح نہیں ہو اور ایسے مسئلہ میں اگر خیار مشتری کے واسطے فرض کیا جائے تو سب احکام برعکس ہو جائیں گے اور اگر وہ باندی غلام بیچنے والے کی بیٹی تھی اور خیار غلام بیچنے والے کے واسطے ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک وہ باندی آزاد ہو جائیگی اور اگر وہ اسکی زوجہ ہو تو محلل فاسد نہ ہوگا لیکن اگر غلام کے باطل نے اسکو آزاد کر دیا تو اسکا آزاد کرنا نافذ ہو جائیگا اور یہ اس کے خیار کے ساقط کرنے میں شمار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے ایک شخص نے ایک غلام اس شرط پر خریدا

یہ بیع صحیح ہے
اور اگر مشتری
مسلمان ہو تو شراب
اسکی ہو جائیگی
اور اگر مشتری
غیر مسلمان ہو تو
شراب اس کے مالک
ہو جائیگا

کہ خریدار کو تین دن تک کا خیار ہو تو جب تک تین روز نہ گذر جاوین بائع کو ثمن طلب کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ تالما خانہ
میں حاوی سے منقول ہے بشرط کہ کہتے ہیں میں نے امام ابو یوسف رحمہ کی زبانی سنا کہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص
ایک غلام بشرط خیار خریدے تو تین بائع پر غلام مشتری کو دیدینے کے واسطے جبر نہ کرونگا اور نہ مشتری پر ثمن
بائع کو دیدینے کے واسطے جبر کرے گا اور اگر مشتری نے ثمن دیدیا تو بائع پر غلام مشتری کو دیدینے کے واسطے جبر کرے گا
اور اگر بائع نے غلام مشتری کو دیدیا تو مشتری کو ثمن بائع کو دیدینے کے واسطے حکم دوں گا اور مشتری کو اس کا خیار
باقی رہیگا اور اگر خیار بائع کے واسطے ہو اور مشتری نے ثمن ادا کر کے غلام پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا اور بائع
نے اسکو روکا تو بائع کو یہ اختیار حاصل ہے لیکن بائع پر ثمن واپس کر دینے کے واسطے جبر کیا جائیگا ہمارے
اصحاب نے فرمایا کہ خیار شرط کی وجہ سے صفقہ تمام نہیں ہوتا ہے پس اگر خیار بائع کا ہو یا مشتری کا اور بیع
ایک چیز ہو یا چند چیزیں ہوں تو یہ نہیں ہو سکتا کہ بعض میں بیع قبول کرے اور بعض میں نہ قبول کرے خواہ بیع قبضہ میں
یا نہ ہو کیونکہ اس سے بیعت تمام ہونے سے پہلے صفقہ متفرق ہوتا ہے اور یہ جائز نہیں ہے بان تمام ہونے کے بعد اسکے
بر خلاف ہے کیونکہ اس وقت صفقہ کی تفریق جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر خیار بائع کے واسطے ہو اور بیع پر قبضہ کر لیا گیا
پھر بعض اسکا تلف ہو جائے یا کوئی شخص اسکو تلف کر دے تو امام ابو حنیفہ رحمہ والیوسف رحمہ کے قول کے موافق بائع کو اختیار ہے
کہ باقی میں بیع کی اجازت دیدے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا ہے کہ اگر بیع ایسی چیز ہے کہ جس میں ابعاض میں باہم تفاوت ہے
پس یعنی تلف ہوئے تو بیع ٹوٹ جائیگی اور بائع کو باقی میں اجازت دینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر ٹاپ یا تول کی
چیزیں یا گنتی کی ایسی چیزیں ہوں کہ جن میں تفاوت نہیں ہوتا ہے پھر بعض تلف ہو جائیں تو بائع کو اختیار ہے کہ باقی میں بیع
کو لازم کر دے اور اگر کسی تلف کرنے والے نے بیع کو مشتری کے قبضہ میں تلف کر دیا تو قول امام ابو حنیفہ رحمہ اور
پہلا قول امام ابو یوسف رحمہ کا یہ ہے کہ بائع کو اختیار ہے کہ بیع کو لازم کرے اور ثمن لے لے اور امام ابو یوسف رحمہ
کا اسکے بعد دوسرا قول یہ ہے کہ بائع کو اسکا مشتری کو لازم کرنے کا بدون مشتری کی رضا کے اختیار نہیں ہے اور اگر دو
غلام میں سے ایک اپنے بائع کے قبضہ میں ہلاک ہو جائے تو باریضا مذی مشتری کے بائع کو یہ اختیار نہیں ہے کہ باقی غلام

مشتری کے ذمہ دے یہ حاوی میں مذکور ہے

تیسری فصل

اس بیان میں کہ کن دھون کے ساتھ اس بیع کا نفاذ ہوتا ہے اور کن کے ساتھ نہیں ہوتا
اور کن دھون سے منع ہو جاتی ہے اور کن دھون سے منع نہیں ہوتی ہے جس شخص کے واسطے خیار کی شرط کی گئی ہے
خود وہ بائع ہو یا مشتری یا کوئی اجنبی تو فقہا کا اتفاق ہے کہ اسکو مدت خیار کے اندر اختیار ہے چاہے بیع کی اجازت
دے اور چاہے منع کر دے پس اگر دوسرے کے بے حضور بیع نادانستگی میں اُسے بیع کی اجازت دی
تو جائز ہے بیع القدر میں لکھا ہے۔ شرط خیار اگر بائع کے واسطے ہو تو بیع کے جائز اور نافذ ہونے کی تین صورتیں
ہیں ایک یہ کہ مدت خیار میں اُسے کلام سے بیع کی اجازت دی کذا فی السراج الوہاج مثلاً یہ کہے کہ میں نے
بیع کی اجازت دی یا میں بیع سے راضی ہوا یا میں نے اپنا خیال سا ظاہر دیا یا اور الفاظ مانند اُسکے کہ یہ بیع القدر
میں لکھا ہے۔ اور اگر اُسے کہا کہ میں نے اسے لینے کی خواہش کی یا محبوب رکھا یا مجھے خوش آیا یا مجھے موافق ہوا تو
ایسے کہنے سے اسکا خیار سا قاطع ہوگا بلکہ باقی رہیگا یہ سب الراء میں لکھا ہے۔ اور دوسری صورت یہ ہے

کہ مدت خیار کہ اندر بائع مرچا کے تو اسکی موت کی وجہ سے خیار باطل ہو جائیگا اور بیع نافذ ہو جائیگی یہ شرط علماء دی
میں لکھا ہو۔ اور دوسری صورت یہ ہو کہ مدت خیار گزر جائے اور جبکو خیار ماسل ہر اسکی طرف سے
فسخ اور اجازت کچھ نہ پائی جاوے تو بیع نافذ ہو جائیگی یہ سراج ابو بلاج میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح جو ازلفنا ذ
ہو جاتا ہو جبکہ آپر یہی شرطی ہو یا ممنون ہو جائے اور ممنون دن گزر جائیں اور اگر اسکو مدت خیار کے اندر
افاق ماسل ہو تو امام احمد رحمہ اللہ ایسی سے مقول ہو کہ وہ صاحب خیار نہ رہیگا اور ماسل الاثنہ ملو الی نے ذکر کیا ہے
اور اچانہ خیار پر باقی بیگانی شیخ رحمہ نے فرمایا کہ کتاب الاذون میں یہ حکم صریح آیا ہے اور میں یہ ذخیرہ
میں لکھا ہے تحقیق یہ ہو کہ بیہوش اور جنون خیار کو ساقط نہیں کرتے مین طرف مدرسہ کا گزرنا بدرن بیہوش یا فسخ
اختیار کر کے خیار کو ساقط کرتا ہے یہ جرائق میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر سوتا رہے یہ کتاب کہ مدت
کہ رہا ہے تو بھی خیار ساقط ہو جائیگا یہ محیط مرضی میں لکھا ہے۔ اور اگر شراب کے نشے سے بیہوش ہو تو اسکا
خیار باطل ہوگا اور بھی صبح ہو یہ جو اہر اخلاط میں لکھا ہے۔ اور امام احمد رحمہ اللہ ایسی سے منقول ہے کہ اگر بھنگ
کے نشے سے بیہوش ہو تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا یہاں تک کہ اگر مدت خیار میں اسکا نشہ زائل ہو تو خیاری کی وجہ سے
اسکی تصرف کرنا جائز نہیں ہو اور صحیح قول یہ ہو کہ خیار اسکا باطل ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر مرچا ہو گیا اور پھر
دستہ انہار سے اندر اسلام لایا تو بالاجماع اپنے خیار پر رہیگا اور اگر اس مدت میں مرچا یا فندہ ہونے پر قتل کیا گیا تو
بالاتفاق اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور اگر بعد مرچہ ہونے کے خیاری راہ سے اسے کوئی تصرف کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک
اسکا تصرف موقوف رہیگا اور صاحب مین کے نزدیک نافذ ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ بیع کے فسخ کی دو صورتیں مین
یا تو غول کے ساتھ یا فعل کے ساتھ ہیں قول کے ساتھ فسخ کرنے کی یہ صورت ہو کہ یون کہے کہ میں نے فسخ کر دیا
پھر بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر مشتری اس سے آگاہ ہو تو فسخ صحیح ہوگا اور قاضی کے حکم کرنے کی یا مشتری کے راضی ہونے
کی کہہ احتیاج ہوگی اگر مشتری آگاہ نہ ہو تو فسخ صحیح ہوگا اور امام اعظم اور امام محمد رحمہ کے نزدیک موقوف رہیگا
اور امین امام ابو یوسف رحمہ کا خلاف ہو کذا فی المحيط اور امام ابو یوسف کا خلاف کرنا صرف قول سے فسخ
کرنے کی صورت میں ہو اور اگر فعل سے فسخ کرے تو بالاتفاق حکم بیع فسخ ہو جائیگی خواہ مشتری غائب ہو یا حاضر
اور حاضر ہونے سے مراد اسکا آگاہ ہونا ہو اور غائب ہونے سے مراد اسکا آگاہ نہ ہونا ہو پس اگر اسے مشتری کے
غائب ہونے کی حالت میں بیع فسخ کر دی پھر اسکو مدت خیار کے اندر خبر ہوئی تو فسخ تمام ہو گیا کیونکہ مشتری آگاہ ہو گیا
اور اگر بعد مدت گزرنے کے خبر ہوئی تو بیع تمام ہو جائیگی کیونکہ فسخ سے بعد مدت گزرنے کے آگاہ ہوا اور اسی طرح
اگر بائع نے بعد فسخ کرنے کے مشتری کے آگاہ ہونے سے پہلے پھر بیع کی اجازت دیدی تو جائز ہو اور اسکا
فسخ کرنا باطل ہو جائیگا یہ جرائق میں لکھا ہے اور فعل کے ساتھ فسخ کرنے کی یہ صورت ہو کہ بائع مدت خیار
کے اندر بیع مین مالکانہ تصرف کرے مثلاً آزاد یا مدبر یا مکاتب کر دے یا کسی دوسرے کے ہاتھ اسکو فروخت
کر دے اور اسی طرح اگر ہبہ کر کے ہبہ کر دے تو بیع فسخ ہو جائیگی اور اگر ہبہ کر کے ہبہ نہ کیا تو فسخ ہوگی اگر ہبہ
کر کے ہبہ نہ کیا تو بیع فسخ ہو جائیگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر اجرت ہو دید یا تو بعض جگہ مذکور ہے کہ یہ بھی فسخ
ہوگا اگرچہ اسکو مستاجر کے ہبہ نہ کیا ہو اور اسی کو عامہ مشائخ نے لیا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر مدت خیار

کے اندر بیع مشتری کو سپرد کر دی تو امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا ہر کہ اگر اختیار کی راہ سے سپرد کی ہو تو اسکا اختیار باطل ہوگا اور مشتری مالک ہوگا اور اگر مالک کرینے کی راہ سے سپرد کی ہو تو اسکا اختیار باطل ہو جائیگا یہ فصل عمادیہ میں لکھا ہے اور اصل یہ ہے کہ اگر بائع کوئی ایسا فعل کرے کہ اگر وہ فعل ثمن میں کرتا تو بیع کی اجازت ہو جاتی تو بیع میں ایسا فعل کرنے سے اذرو سے دلالت کے بیع فسخ ہو جائیگی یہ بدلے میں لکھا ہے ایک شخص نے کوئی غلام بعض ثمن کے جو مشتری نے اپنے ذمہ رکھا اس شرط پر فروخت کیا کہ بائع کو ثمن دن تک اختیار ہے پھر مدت خیار کے اندر بائع نے مشتری کو ثمن ہبہ کیا یا اسکو ثمن سے بری کر دیا یا اس ثمن کے عوض مشتری سے کوئی چیز خریدی تو اسکا خریدنا اور بری کرنا اور ہبہ کرنا سب صحیح ہے اور اسکا اختیار باطل ہو جائیگا اس واسطے کہ جو ثمن ذمہ رکھا جاوے وہ بمنزلہ اسباب کے ہوتا ہے یہ خفا و قاضی خان میں لکھا ہے اور اسی طرح اگر بائع نے مشتری سے بعض اس ثمن کے جو اسکے ذمہ ہے کوئی چیز چوکائی تو بھی اختیار باطل ہو جائیگا یہ بدلے میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری کے سوائے کسی دوسرے شخص سے کوئی چیز اس ثمن کے عوض خریدی تو بائع کا اختیار باطل ہوگا اور خرید صحیح ہوگی اور اگر ثمن فرض تھا پھر مشتری نے اسکو ادا کر دیا اور بائع نے اس پر قبضہ کر کے کچھ تصرف کیا تو اسکا اختیار باطل ہوگا اور اسی طرح اگر بیع مشتری کو سپرد کر دی تو بھی اختیار باطل ہوگا اور اگر خیار مشتری کے واسطے تھا اور بائع نے اسکو ثمن سے بری کیا تو امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ اگر کارہی کرنا صحیح نہیں ہے اور امام محمد رحمہ نے کہا ہے کہ اگر مدت خیار کے گزرنے یا مدت کے اندر خیار ساقط کرنے سے دونوں کے درمیان بیع تمام ہو جائے تو بائع کا بری کرنا نافذ ہو جائیگا یہ خفا و قاضی خان میں لکھا ہے اور ایسے مسئلوں میں حاصل کلام یہ ہے کہ اگر ثمن ایسی چیز ہو جو معین کرنے سے متعین ہوتی ہے تو جب بائع ثمن پر قبضہ کر کے بیع یا ہبہ کے طور پر تصرف کر لیا تو یہ فعل بیع کا تمام کرنا شمار ہوگا اور اگر ثمن ایسی چیز ہو کہ جو معین کرنے سے متعین نہیں ہوتی، جیسے دراہم وغیرہ تو اس میں اگر بعد قبضہ کے مشتری یا کسی دوسرے کے ساتھ تصرف کر لے تو بیع کے تمام کرنے میں شمار ہوگا اور اگر قبضہ سے پہلے مشتری کے ساتھ کوئی تصرف کیا جیسے کہ ثمن کے عوض مشتری سے کوئی کپڑا خرید یا مثلاً ثمن ہزار دم تھے اسکے بدلے سود دیا یا بطور بیع صرف کے خریدے تو یہ فعل بیع کے قبول کرنے میں شمار ہوگا یہ محیاً میں لکھا ہے۔ اور اگر دو غلام اس شرط پر فروخت کیے کہ اسکو دونوں میں خیار حاصل ہو اور مشتری نے دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک دونوں میں سے مر گیا یا اسکا کوئی سستی پیدا ہو تو باقی کی بیع جائز نہیں ہے اگر ہبہ بائع اور مشتری بیع کی اجازت پر رہی ہو جائیں اس واسطے کہ جو بیع شرط خیار کے ساتھ ہو وہ حکم یعنی ملکیت کے حق میں معتقد نہیں ہوتی، پس جب دونوں میں سے ایک ہلاک ہو گیا تو باقی میں بیع کی اجازت گویا از سر نو ایک حصہ کے ساتھ عقد کرنا ہوگی اور یہ جائز نہیں ہے اور اگر بائع نے دونوں غلاموں کی زندگی میں یہ کہا کہ میں نے اس خاص غلام کی بیع توڑ دی یا کہا کہ میں نے ان میں سے ایک کی بیع توڑ دی تو اسکا اس طرح بیع کا توڑنا باطل ہوگا اور اسکو دونوں میں خیار باقی رہیگا اور اسی طرح اگر ایک غلام اس شرط پر ہوتا کہ اسکو ثمن دن تک اختیار ہے پھر کہا کہ میں نے اسکو نصف میں بیع توڑ دی تو یہ بھی باطل ہوگا اگر کسی نے اتنے یا کچھ گھوڑے تین دن کے خیار شرط پر معین پھر مدت خیار کے اندر ان دونوں میں سے بچے نکلے یا کچھ گھوڑے بچے نچتے ہو گئے تو بیع باطل ہو جائیگی اور اس مسئلہ میں اگر مشتری کا خیار فرض کیا جاوے تو اسکا اختیار باقی رہیگا یہ خفا و قاضی خان میں لکھا ہے اور اسی صورت میں

اصل آئینہ
میں لکھا ہے

اگر خیا کسی کا نہ تو بیع باقی رہی اور مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو بیع قبول کرے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔
 یہ واقعات حاسیہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے کوئی زمین تین دن کے خیار شرط پر فروخت کی اور بائع نے حق پر اور
 مشتری نے زمین پر قبضہ کر لیا پھر بائع نے تین دن کے اندر بیع توڑ دی تو زمین مشتری کے پاس قیمتی ضمانت
 میں رہی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ اپنے پورے ثمن حاصل کرنے کے واسطے جو اسے بائع کو دیا ہو زمین کو روک رکھے
 پس اگر بائع نے اسکے بعد مشتری کو اس زمین میں ایک سال تک زراعت کرنے کی اجازت دی اور مشتری نے
 اس میں کھیتی کی تو زمین مشتری کے پاس امانت ہو جائیگی اور بائع کو ثمن ادا کرنے سے پہلے اختیار ہوگا کہ حسب
 چاہے مشتری سے نکال لے اور مشتری کو اپنے ثمن پورا لینے کے واسطے کہ جو اسکا بائع کے ذمہ چاہیے ہو زمین کے
 ٹروٹے کا اختیار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان ہج لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے زمین میں زراعت کی تو مشتری کو
 اختیار ہوگا کہ ایسی زمین کی اجرت کے سب سے اُسکو اپنے پاس رکھے اور کھیتی کٹنے کے وقت تک بائع کو اس میں
 کے قبضہ میں لانے سے منع کرے اور اگر مشتری نے بعد کھیتی کرنے کے یہ ارادہ کیا کہ بائع کو زمین پر قبضہ کرنے سے منع کرے
 یہاں تک کہ اپنا ثمن اُس سے واپس لے تو مشتری کو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر مشتری نے کھیتی کے تیار ہونے تک ایسی
 زمین کی اجرت ہو کر رہی ہو اُسکے مینے سے انکار کیا اور کھیتی کے درخت اکھاڑ ڈالنے کو ہی مجبرا جانا اور اس میں
 کے مالک سے کھیتی کی ضمانت لینے کا ارادہ کیا تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہو بشرطیکہ زمین کے
 مالک نے اُسکو کھیتی کی اجازت کھیتی تیار ہونے تک دی ہو لیکن اگر زمین کا مالک کھیتی کے تیار ہو کر کٹنے تک اپنی
 زمین میں کھیتی کو بلا اجرت چھوڑ دے تو اُس پر ضمانت لازم نہ آئیگی یہ محیط میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے ایک غلام
 بشرط خیار بیچا پھر بائع نے اُس غلام سے کہا کہ تو آزاد ہو اگر گھر میں داخل ہو یا یہ کہا کہ اگر تو گھر میں داخل ہو پس تو
 آزاد ہو تو یہ کوئی بیع کے توڑنے میں شمار نہ ہوگا اور اسی طرح اگر غلام سے کہا کہ تو یا یہ دوسرا غلام آزاد ہو یا یہی
 بیع کا توڑنا ہوگا اور مسئلہ متقی میں مذکور ہے اور اس میں صورت کی نسبت ہشام اور مشر نے امام ابو یوسف
 سے یہ روایت کی ہے کہ جب مدت خیار کی بیع ٹوٹنے سے پہلے گذر جائیگی تو بیع باطل ہوگا اور وہ دوسرا غلام
 آزاد ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر چل کی بیع میں خیار کی شرط تھی پھر بائع اُسکو بیع کے کام میں لایا تو بیع باطل
 ہوئی اور اگر مشتری نے اپنے خیار میں چل سے واسطے پیا کہ یہ معلوم ہو کہ اس چل سے کتنی پیا جاسکتا ہو تو اُسکا خیار
 ساقل ہوگا اور اگر اس سے زیادہ پیا تو اُسکا خیار باطل ہو جائیگا فقہ ابو جعفر نے فرمایا کہ ایک رات دن سے زیادہ
 پینا زیادتی میں شمار ہے اور اس سے کم کی میں شمار ہے کہ اُس سے خیار باطل نہیں ہوتا ہے یہ مختار الفتاویٰ سے
 میں لکھا ہے۔ اگر بیع قبضہ سے پہلے ہلاک ہو جائے تو بیع باطل ہو جائیگی خواہ خیار صرف بائع کو ہو یا صرف مشتری
 یا دونوں کو حاصل ہو اور اگر بعد قبضہ کے ہلاک ہو پس اگر خیار بائع کو تھا تو بیع باطل ہو جائیگی اسلئے کہ بیع کی
 ایسی حالت ہو گئی کہ اس پر انشاء عقد کرنے کی گنجائش نہیں ہو تو عقد کی اجازت دینے کی گنجائش بھی نہ ہوگی پس بیع
 بالشرع و فسخ ہو جائیگی پھر اگر وہ بشرطی نہیں ہو تو مشتری کو قیمت دینی لازم آئیگی اور اگر ثلثی ہو تو اُسکا مثل واجب
 ہوگا اور اگر اس مسئلہ میں خیار مشتری کا ہو تو بیع باطل نہ ہوگی لیکن خیار باطل ہو جائیگا اور بیع لازم ہوگی اور
 مشتری پر ثمن واجب ہوگا یہ بدل میں لکھا ہے اور متقی میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک باندی

نزدیقت کی اس شرط پر کہ اسکو خیار حاصل ہو اور وہ باندی مشتری کو دیدی بچہ مدت خیار کے اندر مشتری نے اسکو آزاد کر دیا یا کسی سے اسکا نکاح کر دیا پھر بائع نے بیع کی اجازت دی تو مشتری کا آزاد کرنا جائز نہ ہوگا اور اسکا نکاح کر دینا بھی جائز نہیں ہوگا کیونکہ جب بائع نے بیع کی اجازت دی تو اس نے باندی کی فروج مشتری کے واسطے حلال کر دی پس دوسرے شخص سے اسکا نکاح ٹوٹ گیا اور اگر یہ صورت واقع ہو کہ وہ باندی باکرہ تھی اور اسکے شوہر نے اس سے وطی کر لی پھر بائع نے باندی کی بیع توڑ دی اور وطی کرنے کے سبب اس باندی میں سودرم کا نقصان آگیا ہو اور اس وطی کا مرد سودرم میں تو بائع کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکے شوہر کا دانگیر ہو کر پورا مہر لے لیوے اور شوہر اسکو کسی سے واپس نہ لے سکیگا اور اگر چاہے تو مشتری کا دانگیر ہو کر وطی کا نقصان لے لینے سودرم لے اور پھر مشتری اس سودرم کو جو اسنے ضمان میں دیے ہیں اس میں سے اسکے شوہر وطی کرنے والے سے واپس لیگا اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ بائع نے باندی مشتری کو نہیں دی اور باندی بائع کے قبضہ میں تھی کہ مشتری نے کسی کے ساتھ اسکا نکاح کر دیا اور اسکے شوہر نے اس سے وطی کر لی پھر بائع نے بیع کی اجازت دی اور باندی کے ثبوت ہونے کی وجہ سے وطی سے اس میں کچھ نقصان نہیں آیا تو اگر مشتری اس نکاح کو فسخ کرے تو فسخ ہو جائیگا اور اگر فسخ نہ کرے تو فسخ نہ ہوگا اس واسطے کہ بائع نے جب بیع کی اجازت دی تو فروج اسکی مشتری کے واسطے حلال نہیں ہوئی اور اگر مشتری اسکا نکاح کو فسخ کرے تو اس وطی کرنے والے کو مہر مثل دینا پڑیگا اور بسبب اس وطی کے جو بائع کے پاس واقع ہوئی مشتری کو باندی پھیرنے کا اختیار نہیں ہوگا اس جہت سے کہ وطی نے اس میں نقصان نہیں آیا اور اگر وطی زنا سے واقع ہو تو عیب میں شمار ہوگی کہ جسکے سبب سے اسکو واپس کر سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک بکر فروخت کیا اس شرط پر کہ اسکو تین دن تک خیار حاصل ہو پھر مشتری نے چند درم معین یا کوئی اسباب معین مسینے پر بائع سے اس شرط پر صلح کی کہ اپنا خیار توڑ کر بیع پوری کر دے تو یہ صلح جائز ہو اور یہ زیادتی عن میں زیادتی لگائی جاوے اور اگر خیار مشتری کا تھا اور بائع نے خیار توڑ دینے پر اس طرح صلح کی کہ میں تم سے استدراک کر دوں گا یا یہ اسباب خاص میں بڑھا دوں گا یہ بھی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کوئی غلام ہزار درم کو اس شرط پر بچا کہ بائع کو تین دن تک خیار حاصل ہو پھر مشتری نے بھوس درہم کے سودینار دیے پھر بائع نے بیع توڑ دی تو بیع صرف بھی باطل ہوگئی اور بائع پر لازم ہو کہ اسکے دینار واپس کرے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور حشام کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد سے سوال کیا کہ کسی شخص نے ایک مکان تین دن کے خیار پر شرط پر بیچا اور مشتری اپنے گھر میں چھپ رہا اس غرض سے کہ تین دن گزر جائیں اور بیع واجب ہو جائے تو ایسی صورت میں کیا سناوی بھیجا جائیگا امام نے فرمایا کہ ہاں میں اس کے طرف ایک سناوی بھیجوں گا پس اگر وہ غلام ہو گیا تو بہتر نہ اسکا خیار باطل کر دوں گا مگر یہ کہ وہ تین دن کے اندر حاضر ہو جائے پھر میں نے کہا کہ اگر ختم تین دن نہ آیا اور تیسرے دن ایسے وقت آیا کہ تم سناوی نہیں بیچ سکتے ہو اور تم سے یہ درخواست کی کہ خیار باطل کر دو تو امام نے فرمایا کہ میں ایسا نہ کروں گا پھر میں نے کہا کہ اگر ختم بیان کرنے کے میں نے سناوی کی اور فہماد کیا پھر وہ مجھے چھپ گیا تو تم میری اس بات پر لو اہی کرو تو امام نے فرمایا کہ میں کہوں گا

کہ لوگو کو اہر ہو کہ یہ شخص بیان کرتا ہو کہ مجھے جس سے جھگڑا ہو میں نے اُس کی تین دن تک سناوی کی کہ میں ہر روز اُسکے پاس جاتا تھا اور سناوی کرتا تھا پس وہ مجھے چھپاتا تھا پس جیسا یہ کہتا ہو اگر ایسا ہی ہو تو میں نے خیار باطل کر دیا پھر اگر اُسکے بعد مشتری ظاہر ہوا اور اُس نے انکار کیا تو میں مدعی سے خیار اور سناوی کرنے پر گواہ طلب کر دینگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک چیز تین دن کے خیار شرط پر خریدی اور تین دن کے اندر بائع کے دروازہ پر گیا تاکہ بیع پھیرے پس بائع اُس سے چھپ گیا اور مشتری نے قاضی سے درخواست کی کہ بائع کی طرف سے ختم قائم کر کے اُسکو بیع پھیر دیا وے تو فقہانے اس باب میں اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ قاضی ختم قائم کرے گا مشتری کی رعایت سے اور محمد ابن سلمہ نے فرمایا کہ قاضی اُسکی درخواست قبول نہ کرے کیونکہ مشتری نے جب خرید اور پسندیدہ ہو جانے کے احتمال کے باوجود کوئی لفیل بائع سے نہ لیا تو اُس نے اپنی رعایت خود ترک کر دی پس اُسکی رعایت نہ کیجا ویگی پس اگر قاضی نے کوئی ختم قرار نہ دیا اور مشتری نے قاضی سے سناوی کرنے والے کی درخواست کی تو امام محمد رحم سے اس باب میں دو روایتیں آئیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ قاضی اس درخواست کو قبول کرے کہ بائع کے دروازہ پر ایک سناوی بھیجے کہ وہ جا کر پکارے کہ قاضی کہتا ہو کہ فلاں ختم تیرا تجھ پر بیع واپس کرنا چاہتا ہو پس اگر تو حاضر ہو تو بہتر ورنہ میں بیع توڑ دوں گا پس قاضی بدون سناوی کے بیع نہ توڑے گا اور دوسری روایت میں یہ آیا ہو کہ قاضی سناوی کی درخواست بھی قبول نہ کرے گا پس امام محمد رحم سے پوچھا گیا کہ مشتری کو کیا کرنا چاہیے تو انھوں نے کہا کہ مشتری کو یہ چاہیے کہ جب اُسکو بائع کے غائب ہو جانے کا وقت ہو تو بائع سے کوئی نفع وکیل لیکر اپنی مضبوطی کرے تاکہ اگر بائع چھپ جائے تو وکیل کو واپس کر دے یہ ننادے قاضی خان میں لکھا ہو اگر ایسی کوئی چیز خریدی کہ جو جلد بکرجاتی ہو اس شرط پر کہ تین دن تک کا خیار ہو تو قیاس یہ چاہتا ہو کہ مشتری پر کچھ حیر نہ کیا جاوے اور استحسان کی رو سے مشتری سے کہا جائے گا کہ بیع فسخ کرے یا بیع کو لے لے اور تجھ کو کوئی من و واجب نہ ہو گا تا وقتیکہ تو بیع کی اجازت دے یا بیع تیرے پاس بکرجاے اور یہ واسطے کہ دونوں طرف کا ضرر دفع ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اگر کسی ایسی چیز کو کہ جو جلد بکرجاتی ہو بیع قطعی کے ساتھ فروخت کیا اور مشتری من ادا کرنے اور قبضہ کرنے سے پہلے غائب ہو گیا تو بائع کو اختیار ہو گا کہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دے اور دوسرے مشتری کو اُسکا خریدنا حلال ہو اگرچہ وہ اس کے پہلے فروخت ہونے سے آگاہ ہو یہ ننادے قاضی خان میں لکھا ہو اگر بائع یا مشتری کسی کو خیار حاصل تھا اُس نے اپنے اوپر یہ شرط لگائی کہ اگر میں آج ایسا نہ کروں تو میرا خیار باطل ہو تو اُسکا خیار باطل ہو گا اور اگر ایسی شرط خیار عیب میں لگائی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یہ کہا کہ میں نے اپنا خیار کل آئندہ میں باطل کر دیا یا کہا کہ میں نے اپنا خیار باطل کر دیا جو وقت کل کا روز آوے گا پس کل کا دن آیا تو متقی میں مذکور ہو کہ ہکا خیار باطل ہو جائیگا اور یہ قول پہلے قول کے مثل نہیں ہو کیونکہ یہ وقت لامحالہ آوے گا بخلاف پہلی صورت کے یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو اگر ایک باندی بوض ایک غلام کے فروخت کی اس شرط پر کہ بائع کو باندی میں خیار حاصل ہو تو غلام کا بہرہ کرنا یا غلام میں پیش کرنا بیع کی اجازت میں شمار ہو گا اور باندی کا بیع کے واسطے پیش کرنا اصح قول کے موافق بیع کی فسخ ہو یہ بحر الرائق میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک باندی بشرط خیار بول لی پھر اُسکے سوا دوسری

ننادے قاضی خان میں لکھا ہو

باندی بائع کو واپس نہ کرے کہ یہ وہی ہو جو میں نے نبھیسے خریدی تھی تو قول مشتری کا معتبر ہوگا اور بائع کو حسب ازہر کہ اسکو اپنی ملکیت میں لیوے اور اُس سے واپس کرے یہ واقعات حسامیہ میں لکھا ہے۔ بشرط رحمہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے ہاتھ شیرہ انگور اس شرط پر فروخت کیا کہ بائع کو خیار حاصل ہو اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہ مشتری کے پاس شراب ہو گیا تو بیع ٹوٹ گئی اس مسئلہ کو تفتی میں ذکر کر کے کہا کہ مشتری شیرہ انگور کا بائع کے واسطے ضامن ہوگا اور اسی طرح امام محمد رحمہ سے مروی ہے حاکم ابو الفضل کہتے ہیں کہ دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ بائع اپنے خیار پر باقی رہیگا اور اگر وہ تین روز گزرنے کے بعد غلام بیس رہے تو مشتری کو بیع لازم ہوگی پھر اُس بنا پر کہ جو بشرط نے روایت کی ہے کہ بیع ٹوٹ جائیگی فرمایا کہ اگر اُن دونوں نے باہم جھگڑا نہ کیا یا تاک کہ وہ شراب سرکہ ہو گئی پھر بائع نے اپنے خیار کے موافق بیع کو لازم کرنا اختیار کیا تو بائع کو یہ اختیار حاصل ہو اور مشہور روایت کے موافق مشتری کا راضی ہونا اعتبار نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے منتقی میں مذکور ہے کہ ایک غلام اس شرط پر بیچا کہ بائع کو خیار حاصل ہو پھر اُس غلام کو تجارت کرنے کی اجازت دی تو یہ فعل بیع توڑنے میں شمار نہ ہوگا مگر اُس صورت میں بیع ٹوٹ جائیگی کہ اگر غلام پر کچھ قرض ہو جائے اور بعد قرض ہو جانے کے اگر بیع تمام کرنی چاہے تو جائز نہ ہوگا یہ محیط حسنی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے اپنا غلام تین دن کے خیار شرط پر فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا پھر اُسکو مشتری کے پاس سے غضب کر لیا تو یہ کام بیع کے فسخ اور خیالہ کے باطل کرنے میں شمار نہ ہوگا یہ فضول غامدیہ کی پچیسویں فصل میں لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام اس شرط پر کہ بائع کو خیار حاصل ہو فروخت کیا اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا اور غلام نے مشتری کے پاس کسی کو قتل کر ڈالا اور غلام بھی مر گیا اور مشتری نے اُسکی قیمت بائع کو دیدی تو جو دن کے وارث بائع سے قیمت لے لیتے اور بائع کو اختیار ہے کہ مشتری سے اُسکے مثل لے لیوے اور یہ صورت بمنزلہ غضب کے ہے۔ کسی نے ایک غلام خیار کے شرط پر بیچا اور غلام اُسکے قبضہ میں ہو پھر تین دن کے اندر کہا کہ میں نے بیع کو فسخ کر دیا پھر اُسکے بعد کہا کہ میں نے بیع کو تمام کیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو بیع استحساناً جائز ہو اور اگر ایسی صورت میں بائع نے بیع میں کچھ نقصان پیدا کر دیا اور مشتری نے کہا کہ میں اُسکو اسی طرح لے لوں گا تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہو لیکن اگر بائع اُسکو سپرد کر دے تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر بیع کو کسی اجنبی نے ہلاک کر دیا اور خیار بائع کا تھا تو بیع فسخ نہ ہوگی اور بائع کا خیار باقی رہیگا خواہ بیع مشتری کے قبضہ میں ہو یا بائع کے قبضہ میں ہو پس اگر بائع چاہے بیع کو فسخ کرے اور ہلاک کرنے والے کا دانگیر ہو کر ضمان لے لے اور اسی طرح اگر بیع کو مشتری نے ہلاک کیا تو بائع کو اختیار ہے کہ بیع کو فسخ کر دے اور مشتری سے ضمان لے اور اگر چاہے تو بیع کی اجازت دیکر ثمن لے لے اور اگر بیع میں بائع کے پاس کچھ عیب آگیا تو یہ عیب اگر آسمانی آفت سے یا خود بیع کے فعل سے ہو تو بیع باطل نہ ہوگی اور بائع کو خیار باقی رہیگا اگر چاہے تو بیع کو فسخ کرے اور اگر چاہے تو اجازت دے پس اگر اُس نے بیع کی اجازت دی تو مشتری کو اختیار حاصل ہو کہ اگر چاہے تو بیع پر سے ثمن میں لے لے ورنہ ترک کر دے کیونکہ بیع قبضہ سے پہلے متغیر ہو گئی اور اگر اس صورت میں بائع کے فعل سے عیب آگیا ہو تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر کسی اجنبی کے فعل سے عیب آگیا

توضیح: باطل نہ ہونے کی وجہ سے باطل نہیں ہے۔ نیا رہا باقی رہ گیا اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر کے عیب پیدا کر کے والے کا بار ادا نہ ہوگا۔
 جرم مانہ سے اور اگر چاہے تو بیع کی اجازت دیکر مشتری سے ٹمن حاصل کرے اور مشتری عیب پیدا کرے تو مشتری
 سے جرم مانہ ملے اور اسی طرح عیب اگر مشتری کے فعل سے پیدا ہوا تو بھی بیع باطل نہ ہوگی اور باطل کو تیار رہ گیا
 کہ اگر چاہے تو فسخ کر کے مشتری سے قرض لے لے اور اگر چاہے تو اجازت دیکر اُسے۔ بے ٹمن حاصل کرے۔
 اور اسی طرح اگر بیع مشتری کے قبضہ میں نہ ہو یعنی یا مشتری کے فعل یا آسمانی آفت سے عیب دار ہو گئی
 تو بھی باطل ہے۔ چنانچہ اگر چاہے تو بیع کی اجازت دیکر دوسرے ورنہ چاہے تو فسخ کر دے پس اگر اُسے
 اجازت دی تو مشتری سے پورا ٹمن لے لیا اور مشتری اجنبی سے، برائے لگا کر عیب اس کے فعل سے پیدا ہوا اور
 اگر باطل نے بیع فسخ کر دی تو عیب اگر مشتری یا آسمانی آفت سے ہوا تو باطل اُس سے بیع اور جرم مانہ کی
 مشتری سے لگا اور اگر کسی اجنبی کے فعل سے ہوا تو باطل کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو جرم مانہ مشتری سے
 لے ورنہ اجنبی سے لے ولیکن مشتری جو جرم مانہ دیکھا وہ اجنبی سے واپس لے گا یہ بدائع میں لکھا ہے اور ابو یوسف
 تے امام ابو یوسف رحمہ سے امالی میں روایت کی ہے کہ اگر بیع باطل کے قبضہ میں کوئی جرم کرے اور عیب
 باطل کا ہو تو اگر باطل بیع کو توڑے پس باطل یا بیع کو دیکھا یا اس کا فدیہ دیکھا اگر اُسے بیع باقی رہی یا خاموش رہا
 یہاں تک کہ مدت گزر گئی اور مشتری نے اُس کو قبول کیا اور اُسے عیب جرم پر رخصتی ہو گیا تو مشتری جرم میں یا بیع کو
 دیکھا یا اس کا فدیہ دیکھا یہ محیط میں لکھا ہے کہ اگر شخص نے اپنا بیٹا اس شرط پر خریدا کہ باطل کو تیار چلے ہو پھر مشتری مر گیا
 اور باطل نے بیع کی اجازت دی تو بیٹا آزاد ہو جائیگا اور اپنے باپ کا وارث ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے
 اگر کتاب یا مازون نے کوئی بیہ فرخت کی اور اپنی ذات کے واسطے اختیار کی شرط کی اور مدت اختیار میں کتاب
 اپنی کتابت سے عاجز ہوا یا مازون اپنی اجازت سے مجبور کیا تو بیع لازم ہو جائیگا اور بالاتفاق اختیار باطل
 ہو جائیگا یہ بیع میں لکھا ہے۔ کوئی بکری تین دن کے اختیار شرط پر فرخت کی پھر باطل نے مدت اختیار میں اُس کے
 بشم کاٹ لیے تو یہ بیع توڑنے میں شمار ہوگا یہ فصول عہاد میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے اپنے واسطے اختیار کی شرط
 کر کے ایک باندی فرخت کی اور باندی اسی کے پاس شبہ میں وطن کی گئی تو بیع ٹوٹ جائیگی یہ محیط میں لکھا ہے
 اگر کسی نے تین دن کے اختیار شرط پر ایک باندی فرخت کی پھر اُس باندی نے باطل یا مشتری کے پاس کچھ مال
 حاصل کیا یا اُس کے کچھ اولاد ہوئی تو یہ زوائد اصل کے ساتھ ملا دیے جائینگے یعنی اگر بیع تمام ہو تو یہ کل مشتری لے
 ہوئے اور اگر فسخ ہو جائے تو باطل کے ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور واضح ہو کہ اگر اختیار مشتری
 کا ہو تو اس بیع کا نافذ ہونا ان تین صورتوں کے ساتھ جو مذکور ہوئیں اور ان کے سوا ایک اور صورت کے ساتھ
 ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مشتری بیع میں مال کا نہ تصرف کرے اور قاعدہ اس باب میں یہ ہے کہ ہر فعل کہ مشتری نے
 اپنے شرط اختیار کے ساتھ بیع میں کیا اگر وہ فعل ایسا ہو کہ مشتری امتحان کے واسطے اُسے کرنے کا محتاج تھا اور
 اسی حال میں اُس فعل کا کرنا ایسی چیز میں جو ملک نہیں ہو حلال بھی تھا تو ایسے فعل کا ایک بار کرنا بیع کے
 اختیار کرنے کی دلیل نہیں ہے اور اس کا اختیار باطل ہوگا اور اگر امتحان کے واسطے اُس فعل کا محتاج نہ تھا یا
 محتاج تھا مگر غیر ملک میں وہ فعل کسی حال میں جائز نہیں ہے تو ایسا فعل کرنا بیع کے اختیار کرنے کی دلیل ہے

بیع عیب دار
 بیع شرط
 بیع مہلت

یہ فخر میں لکھا ہو کسی غلام کی خرید میں اگر خیار مشتری کا تھا اور اس نے اسکو فروخت کیا یا آزاد کیا مگر یہ ایسا تب
یا نہیں کیا یا اسکو مہیا کیا خواہ پہنچا ہو یا نہ کیا ہو یا اسکو اجرت پر دیا تو یہ سب بایں مشتری کی طرف سے اجازت سے ہی ہو
شمار ہوگا کیونکہ ایسے تصرفات خاص کر ملک میں ہوتے ہیں یہ نہایت میں لکھا ہو۔ اور یہی حکم ہو اگر غلام میں سے
کچھ آزاد کر دیا ہو یہ نہ الفائق میں لکھا ہو۔ وطی کرنا یا شہوت سے بوسہ لینا یا شہوت سے لپٹا شہوت کرنا یا شہوت سے
ساتھ اسکی فرج کی طرف دیکھنا سب مشتری کی طرف سے اجازت میں شمار ہو لیکن بدون شہوت کے چھوٹا
اور اسکی فرج کی طرف دیکھنا اجازت میں شمار نہ ہوگا یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور اگر باقی اعضاء کی طرف
شہوت سے دیکھا تو خیار ساقط نہ ہوگا کیونکہ امتحان میں اسکی ضرورت ہو بخلاف بائع کے کہ اگر اس نے بلا شہوت کے
باقی اعضاء کو چھوایا اسکی فرج کی طرف دیکھا یا شہوت کے ساتھ اس کے باقی اعضاء کی طرف دیکھا تو اسکا خیار ساقط
ہو جاتا واجب ہو کیونکہ اسکی کچھ ضرورت نہیں ہو اور یہ بدون ملک کے حلال نہیں ہو یہ محیط مشتری میں
لکھا ہو۔ اور شہوت کی تعلیف معتبر یہ ہو کہ اس کے آلہ تناسل کو انتشار ہو یا اسکا انتشار بڑھ جائے اور بعضوں نے
کہا ہو کہ قلب سے خواہش ہو اور انتشار شرط نہیں ہو یہ سراج الودیع میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک باندی اس
شرط پر خریدی کہ مشتری کو تین دن تک خیار حاصل ہو پھر مشتری نے اسکا بوسہ لیا یا اسکو چھوایا اسکی فرج دیکھی پھر اسے
واپس کرنے کا ارادہ کیا اور کہا کہ یہ کام شہوت کے ساتھ نہ تھا تو قسم کے ساتھ اسکا قول معتبر رکھا جائیگا اسی طرح
امام محمد رحمہ سے منتہی میں روایت ہو۔ پھر کہا کہ یہ بات ظاہر ہو کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کا بوسہ لے یا اسکو
چھوئے یا اسکی فرج دیکھے اور کہے کہ یہ شہوت سے نہ تھا تو اسکا قول معتبر ہوتا ہو نہیں ایسا ہی اس صورت میں
بھی معتبر ہوگا اور اگر مباشرت بلا وطی واقع ہوئی پھر کہا کہ یہ بلا شہوت نہیں تو اسکا قول قبول ہوگا اور بدائع الشہد
بوسہ کے باب میں کہتے تھے کہ حرمت مصاہرہ کا فتوے دیا جائیگا تا وقتیکہ اسکا بلا شہوت ہونا ثابت ہو جائے
اور فرج کے دیکھنے کے باب میں کہتے تھے کہ ایسا فتوے نہ دیا جائیگا تا وقتیکہ اسکا شہوت سے ہونا ظاہر نہ ہو
صدر الشہید کے قول کے قیاس پر واجب ہو کہ اس مسئلہ میں مشتری نے اگر اس باندی کا بوسہ لیا اور کہا کہ
شہوت سے نہ تھا تو اسکا قول قبول نہ کیا جائے اور اسکا خیار ساقط ہو جائے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مشتری
نے اسکا بوسہ لیا اور کہا کہ بدون شہوت کے تھا پس اگر منہ میں لیا ہو تو اسکا قول قبول ہوگا اور اگر باقی
بدن میں لیا ہو تو اسکا قول قبول ہوگا اور خیار باقی رہیگا یہ سراج الودیع میں لکھا ہو صدر الشہید نے کتاب البیوع
میں لکھا ہو کہ اگر باندی نے مشتری کے عضو تناسل کو دیکھا یا مشتری کا بوسہ لیا یا اسکو شہوت سے چھوا اور مشتری
اقرار کیا کہ یہ کام اسے شہوت سے کیے ہیں پس اگر مشتری نے اپنے اوپر ان کاموں کے کرنے کا قابو دیدیا تھا تو
بالا اتفاق اسکا خیار ساقط ہو جائیگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہو۔ اور اگر مشتری نے قابو نہ دیا اور وہ اسکو
مکروہ جانتا تھا اور باندی ایسا کر گذری تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہو اور امام ابو یوسف رحمہ سے
روایت ہو کہ ایسا واقعہ بیع کی اجازت نہ ہوگا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا ہو کہ باندی کی طرف سے کسی طرح سے
فضل ہو بیع کی اجازت نہیں ہوتا ہو اور اس بات پر اجماع ہو کہ اگر مشتری کے سونے کی حالت میں باندی نے
اس سے جماع کر لیا کہ اپنی فرج میں اسکا عضو تناسل داخل کر لیا تو مشتری کا خیار ساقط ہو جائیگا یہ بدائع میں لکھا ہو

اگر خریدی ہوئی باندی کو اپنے بستر پر بلایا تو اسکا سنیا باطل ہوگا اور اس طرح اگر اسکا نکاح کر دیا ہو لیکن اگر
 اسکا شوہر اس سے دلی کرے تو سنیا باطل ہو جائیگا یہ سراجیہ میں لکھا ہے۔ اگر خیار مشتری کا ہو اور اسکا سبب اس کے
 قبضہ میں ہوا اور اس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو جائے جو دور نہیں ہو سکتا تو بیع لازم ہو جائیگی اور خیار باطل ہو جائیگا اور عیب
 یا عیب کے نفع سے ہو یا نہ ہو قلی امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ کا یہ یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور اگر وہ عیب دور ہو سکتا ہے
 جیسے مرض تو مشتری کو بیع فسخ کرنے اور تمام کرنے کا اختیار ہوگا اور بیع اسی صورت میں کر سکتا ہے کہ مدت خیار کے
 اندر عیب جاتا رہے اور اگر باقی رہے اور مدت گزر جائے تو بیع کا اختیار نہ ہوگا اور بیع لازم ہو جائیگی یہ بدائع میں لکھا ہے
 اگر غلام بیار ہوا اور خیار مشتری کا تھا پھر اسے بائع سے ملاقات کر کے کہا کہ میں نے بیع تو زیادتی اور غلام مجھ کو
 واپس دیا اور بائع نے قبول نہ کیا اور نہ غلام پر قبضہ کیا پس اگر مدت گزر گئی اور غلام واپس ہی رہا تو مشتری کو
 لینا لازم ہے اور اگر مدت خیار میں اچھا ہو گیا اور مشتری واپس نہ کرنے یا پاشا کہ مدت گزر گئی تو مشتری کو اس
 گفتگو کی وجہ سے جو بائع سے روک گیا باب میں کہ چکا ہے واپس کر کے کا اختیار ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اگر
 مشتری اس کے قبضہ میں مدت خیار کے اندر بیع میں کچھ زیادتی ہوئی اور وہ زیادتی اصل شے سے پیدا ہوئی ہو اور
 اسی کے ساتھ متصل ہو جیسے کہ موٹا ہونا یا مرض سے اچھا ہو جانا یا آنکھ سے جالا جاتا رہنا تو ایسی زیادتی کی وجہ سے بیع واپس
 نہیں ہو سکتا اور بیع نہیں ہو سکتا یہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہے یہ سراج الوالاج میں لکھا ہے۔
 اور اگر ایسی زیادتی ہو جو اصل سے متصل ہو مگر اس سے پیدا نہیں ہو جیسے کہ بڑے کارنگ اور ملائی اور
 ستون کے ساتھ مسند اور زمین کے ساتھ عمارت یا درخت لگانا تو ایسی زیادتی بالاتفاق واپس کرنے کی مانع ہے
 اور اسی طرح اگر زیادتی اصل سے پیدا ہو مگر اس سے جدا ہو جیسے بچہ اور دودھ اور آؤن یا شبہ سے دلی
 کا ضرر و زرش وغیرہ تو یہ بھی واپس کرنے کی مانع ہیں یا بیع میں لکھا ہے۔ اور جو زیادتی کہ اصل سے پیدا ہو اور
 اس سے جدا ہو جیسے کب وکرایہ وغیرہ تو یہ بالاتفاق روکی مانع نہیں ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے پس اگر
 مشتری نے بیع کو اختیار کیا تو بالاتفاق زیادتی مع اصل اسی کی ہو اور اگر بیع کو اختیار کیا تو امام اعظم رحمہ
 کے نزدیک زیادتی مع اصل واپس کرے اور صاحبین نے کہا کہ فقط اصل کو واپس کرے اور زیادتی
 مشتری کی ہوگی یہ سراج الوالاج میں لکھا ہے۔ اگر بیع جو پایہ ہو اور خیار مشتری کا ہو اور وہ اس پر اس غرض سے
 سوار ہو کہ اسکی چال اور قوت دریافت کرے یا بیع کچرا ہو اور اسکو اس غرض سے پناہ کہ اسکی مقدار معلوم کرے
 یا وہاں ہی نہی کہ اسکا حال معلوم کرنے کے واسطے اس سے خدمت لی تو مشتری اپنے خیار پر باقی رہیگا اور اگر چال
 اور قوت دریافت کرنے سے زیادہ سوار ہوا تو یہ بیع پر راضی ہونے میں شمار ہوگا اور اسکا خیار جاتا رہیگا اور
 اگر اپنی حاجت کے واسطے سوار ہو تو یہ بھی رضامندی ہے یہ سراج الوالاج میں لکھا ہے۔ اور خدمت لینے سے
 خیار باقی رہنا اسوقت ہے کہ تھوڑی خدمت لی ہو اور اگر امتحان سے زائد خدمت لی تو بیع کے اختیار
 کرنے میں شمار ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کپڑا سودی کی تکلیف دور کرنے کے واسطے لپٹا تو اسکا خیار
 باطل ہو گیا یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور اگر جانور پر اس غرض سے سوار ہو کہ اسکو بانی بلا دے یا اسکی لیے چارہ
 لادے یا یہ کہ اسکو بائع کو واپس کر دے تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ یہ اجازت بیع میں شمار ہو لیکن استحسانا اجازت

باید
 بیع
 بیع
 بیع

نئے کتاب میں ذکر نہیں کیا ہو اور شاخ نے اس باب میں اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ وہ رد کر سکتا ہو اسلئے کہ عیب مدت خیار کے اندر اس طرح جاتا رہا کہ اسکا کچھ اثر باقی نہیں ہو تو مشتری کو نیا رہو گا یہ مسئلہ اسپر قیاس ہو کہ اگر مدت خیار کے اندر غلام کو مشتری کے پاس بجا رہنے لگے پھر اسی مدت میں جانا بہتہ تو مشتری کو خیار باقی رہتا ہو اور فقیر ابو جعفر رحمہ نے اپنے استاد ابو بکر بلخی سے نقل کیا ہو کہ تمام پانی نکالنے کے بعد بھی اسکو رد کا اختیار ہو گا اسلئے کہ ایمین ایک طرح کا عیب باقی رہا کیونکہ عرق اگرچہ وہ پاک ہو مگر بعضے علما کے نزدیک پاک نہیں ہوتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر اپنے پینے یا وضو کرنے یا چوبایون کو پلانے کے واسطے کنوین سے اس غرض سے پانی بھر کہ پانی کی مقدار معلوم ہو تو خیار ساقط ہو گا کیونکہ وہ اسکا محتاج ہو اور اگر چھستی سہینے کے واسطے پانی نکال کر چھیتی کو پانی دیا تو خیار باطل ہو گیا کیونکہ پانی کی مقدار معلوم کرنے کے واسطے اسکی احتیاج نہیں ہو یہ محیط میں من ہو۔ اگرچہ پایہ کے گھر کاٹنے یا بعض رنگ اسکی تو خیار باطل ہو گا یہ فتح القدیر میں لکھا ہو اور اگر اسکی رنگ در دن میں نشتر لگایا یا ٹھوڑی کے نیچے شتر مارا یا بیطارون کا شتر مارا تو یہ رضامندی میں شمار ہو یہ سراج الوباح میں لکھا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ اگر اسپر چارہ لاد تو خیار جاتا رہیگا اور امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ اگر اسپر اسی کا چارہ لاد تو خیار نہ جائیگا اور اگر اسکی اور بھی چوبایہ ہے کہ ان سب کا چارہ اس چوبایہ پر لادتا تھا تو یہ رضامین شمار ہو یہ محیط میں لکھا ہو ایک گاسے یا بکری اس شرط پر خریدی کہ اسکو خیار ہو پھر اسکا دودھ دونا تو خیار جاتا رہیگا یہ فتاویٰ سے سراجیہ میں لکھا ہو اور یہی مختار ہو یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہو۔ اور قدوری میں لکھا ہو کہ اگر مشتری خود مکان میں رہا یا دوسرے کو کہ یہ پر یا بلا کر یہ ایمین بسایا یا اسکی کچھ مرمت کی یا ایمین کوئی نئی عمارت بنائی یا اسپر کچھ کی یا مکمل لگا دی یا ایمین سے کچھ گرا دیا تو یہ سب بیع کے تمام کرنے میں شمار ہو گا یہ ظہر یہ میں لکھا ہو اور اگر کسی کے بدون گرائے اسکی کوئی دیوار گئی تو خیار جاتا رہیگا یہ محیط شرحی میں لکھا ہو۔ اگر کوئی گھر کہ جس میں وہ خود رہتا ہو شہر طخار خریدی اور برابر ایمین رہتا رہا تو خیار باطل ہو گا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر اس گھر میں کوئی شخص اجرت پر رہتا تھا اور بائع نے اسکی رضامندی سے دو گھر فروخت کیا اور مشتری نے اپنے واسطے خیار کی شرط کی پھر مشتری نے کہ یہ لینا چھوڑ دیا تو یہ رضامین شمار ہو گا یہ حادی میں لکھا ہو اگر کسی نے خیار شرط سے کوئی چیز خریدی اور اسکو خیار شرط سے بیع ڈالا تو بعض فقہانے کہا ہو کہ اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور یہی صرح ہو یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہو اور اگر کتاب میں خریدین اور خیار کی شرط کی اور ان کتابوں سے اپنے واسطے یا کسی دوسرے کے واسطے نقل کی تو خیار باطل ہو گا اگرچہ اوراق الٹ دیے ہوں اور کتابوں سے پڑھنے میں خیار باطل ہوتا ہو یہ سراج الوباح میں لکھا ہو۔ فقہانے فرمایا ہو کہ اگر یوں کہا جائے کہ نقل لینے سے خیار جاتا رہتا ہو اور کتاب میں پڑھنے سے نہیں جاتا ہو تو اسکی بھی وجہ ہو اور اس حکم کو اختیار کرنا وہاں یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہو اور یہی حکم لیا گیا ہو یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہو۔ اگر کثیر طخار خریدے ہوئے غلام کے چھپنے لگائے یا اسکو دو اہلائی یا اسکا سر منڈوا یا تو یہ رضامین شمار ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور امام محمد رحمہ سے یہ روایت ہو کہ اگر غلام کو حکم دیا کہ تو اپنے سر کے بال تراش دے یا

تو یہ رضامین شمار نہ ہوگا لیکن اگر اس سے دو مقصود ہو تو رضامین شمار ہو اسی طرح جو نے کے لپ کر سنے بیانیہ حکم
 کہ خیاری ساقط نہ ہوگا مگر اس صورت میں کہ اسکے ساتھ دو اگر نام مقصود ہو ایسے ہی سر یا ڈاڑھی دھوئے کا حکم زناہر
 اور مفتی میں مذکور ہو کہ اگر غلام نے مشتری کے حکم سے بچنے لگائے تو یہ رضامین شمار ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ اگر
 ایک غلام خیاری شرط کے ساتھ خریدا اور اسکو دیکھا کہ سر میں بہ اجرت بچنے لگتا ہو اور دیکھ کر چپ رہا تو یہ رضامین
 شمار ہوگا اور اگر بلا اجرت بچنے لگائے دیکھا تو رضامین شمار نہ ہوگا کیونکہ یہ نفل استحدام کے ہی کیونکہ یہ بات
 ظاہر ہو کہ اگر وہ کتا کہ میرے بچنے لگا دے پھر وہ بچنے لگا دیتا تو رضامین شمار نہ ہوتا یہ سب ارا فی میں لکھا ہے۔ اصل
 میں مذکور ہو کہ ایک باندی خریدی اور اسکو حکم دیا کہ میرے لڑکے کو دودھ پلا دے تو یہ رضامین شمار نہیں ہو
 یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی خیاری کے شرط پر خریدی اور بعد خرید کے اسکو نکلی کرنے اور تیل لگانے
 یا کپڑے بدلنے کا حکم دیا تو یہ رضامین شمار نہ ہوگا یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اگر کوئی چیز بشرط خیاری خریدی اور
 اسکو قبضہ میں لے لیا یا اسکا کٹمن ادا کر دیا تو اس فعل سے اسکا خیاری باطل نہ ہوگا یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہے
 ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام تین دن کے خیاری شرط پر بیوی لیا
 اور اس پر قبضہ کر لیا پھر غلام کو کچھ مال بہہ کیا گیا یا اسی نے خود کما یا پھر غلام نے مشتری کی دانستگی میں اسکی
 بلا اجازت یا اسکی نادانستگی میں اس مال کو ضائع کر دیا تو مشتری کا خیاری باطل نہ ہوگا اور اگر مشتری کا بیٹا جو
 کسی دوسرے شخص کا چھو کر اتھا اس غلام کو بہہ کیا گیا اور غلام نے اس پر قبضہ کر لیا تو مشتری کا بیٹا آزاد ہو جائیگا
 اور مشتری کا خیاری سب اس غلام کے حق میں باطل نہ ہوگا اور اگر غلام کو مشتری کی ام ولد بیہ بین ملی اور اس پر غلام نے قبضہ
 کر لیا تو مشتری کا خیاری غلام میں باطل ہو گیا اور امام نے فرمایا کہ بیٹا ام ولد کے مشابہ نہیں ہے اس وجہ سے کہ ام ولد
 بعد بہہ کے بھی حکم خیاری اسکی ملک میں باقی رہتی ہے اور بیٹا باقی نہیں رہتا ہے اور اگر مشتری نے وہ چیز جو غلام کو بہہ کر لیا
 تھی تلف کر دی تو اسکا خیاری غلام میں باطل ہو جائیگا اور ابن سماعہ نے یہ مسئلہ امام محمد رحمہ سے بھی اسی طرح روایت
 کیا ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام تین دن کے خیاری شرط پر خریدا اور بائع نے مشتری کے قبضہ میں اسکا ہاتھ
 کاٹ ڈالا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مشتری کا خیاری باطل ہو جائیگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک باطل نہ ہوگا اور امام
 ابو یوسف رحمہ سے اس مسئلہ میں دور روایتیں آئی ہیں اور اگر بائع نے مشتری کو پیر کرنے سے پہلے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو
 تو سب کے نزدیک مشتری کا خیاری باطل نہ ہوگا اور اگر مشتری کے قبضہ میں کسی اجنبی نے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو سب کے نزدیک
 خیاری باطل ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اگر ایک گھر مشتری نے اپنے واسطے خیاری کی شرط کر کے خریدا پھر اسکے
 پہلو میں دوسرا گھر کھتا تھا اسکو مشتری نے شفعہ کے حق سے لیا تو اسکا خیاری جاتا رہیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور خیاری باطل
 ہونے کے واسطے شفعہ کی راہ سے لے لینا کچھ ضروری امر نہیں ہے صرف طلب کرنے سے باطل ہو جائیگا خواہ اس کے
 ساتھ لے بھی لیا ہو یا نہ لے لیا ہو یہ نہر الفائق میں مذکور ہے اگر کسی نے خیاری کی شرط پر کوئی چیز خریدی اور مدت خیاری
 میں کے عوض اسکو بائع کے پاس نہیں کر دیا تو جائز ہے فی فصول عمادیہ میں لکھا ہے اگر کوئی مرغی خریدی کہ جس نے
 مدت خیاری کے اندر اڑے دیے تو خیاری ساقط ہو جائیگا مگر اس صورت میں ساقط نہ ہوگا کہ اڑے گندے ہوں
 اور اگر کوئی جانور خریداجس نے بچہ دیا تو خیاری ساقط ہو جائیگا مگر اس صورت میں ساقط نہ ہوگا کہ بچہ مردہ ہو

یہ سحر الراقی میں لکھا ہو اور بیچ میں بیان لکھا ہو کہ اگر باندی مشتری کے قبضہ میں کوئی مردہ بچہ جنی پس اگر بچے سے
 آئین کچھ نقصان نہ آیا تو مشتری کو خیار بانی رہیگا یہ عیض میں لکھا ہو۔ اور واضح ہو کہ اگر بائع اور مشتری دونوں
 کو خیار حاصل ہو تو ایک کی اجازت سے بیع تمام نہیں ہوتی ہوتا وقتیکہ دونوں کی اجازت نہ ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو
 ہوتی میں مذکور ہو کہ ایک شخص نے ایک غلام بعوض باندی کے اس شرط پر فروخت کیا کہ ہر ایک کو اپنی فروخت
 کی ہوئی چیز میں خیار حاصل ہو اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر غلام بچنے والے نے بیع کی اجازت دیدی
 پس غلام مشتری کے پاس رہ گیا تو بیع تمام ہو گیا اور نیز فقہ تین مذکور ہو کہ ایک شخص نے ایک غلام بعوض باندی
 کے خرید اور ہر ایک نے اپنے اپنے خیار کر لیا پھر دونوں نے ایک ساتھ آزاد کر دیا تو ہر ایک کا
 خیار نہ رہا اس چیز میں جبکہ وہ مانت تھا جائز ہو جائیگا غلام واضح ہو کہ جب دونوں کا خیار ہو تو امام اعظم
 و امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم سب کے نزدیک غلام فروخت کرنے والے کا آزاد کرنا غلام کے حق میں اور باندی
 بچنے والے کا حق باندی کے حق میں نافذ ہو گا۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درہم کو خرید لیا
 اور دونوں کو خیار حاصل ہو پھر باندی نے مشتری کے قبضہ میں لے کر بیع کر دیا تو بیع صحیح ہو جائیگا پس اگر غلام مشتری کے پاس
 مشتری نے بائع کے حضور میں کہا کہ میں نے بیع فرمایا ہے تو بیع صحیح ہو جائیگا اس جہت سے کہ بائع نے
 واپس کرنے سے پہلے تین دن کے اندر یا بعد ملا کہ بعد کیا تو مشتری پر ضمن لازم آئیگا اس جہت سے کہ بائع نے
 بیع تمام کر دی تھی اور صرف مشتری کا خیار رہ گیا تھا اگر اس غلام میں کوئی عیب اس گفتگو سے پہلے یا اس کے
 بعد پیدا ہو گیا تو اسکا بھی یہی حکم ہو اور مشتری پر ضمن لازم آئیگا اور جب اس عیب پیدا ہونے کے مشتری کو واپس
 کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ پہلے مشتری نے بیع کر دیا پھر بائع نے بیع کی اجازت دی
 پھر غلام مر گیا تو مشتری پر قیمت واجب ہوئی اور اسی طرح اگر بعد اس گفتگو کے اس غلام میں کوئی ایسا عیب پیدا
 ہو گیا کہ جس سے نقصان آیا تو بیع صحیح ہو اور بیع کو واپس کرے اور اس کے ساتھ عیب کی وجہ سے جو نقصان
 آیا ہو وہ بھی دے اور اگر یہ صورت واقع ہو کہ مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے غلام میں کوئی عیب آگیا پھر بائع نے
 بیع کی اجازت دیدی تو بیع مشتری پر لازم ہو اور اسکو ضمن دینا پڑیگا یہ عیض میں لکھا ہو۔ اور اگر خیار بائع کا
 تھا یا مشتری کا تھا اور دونوں نے بیع کر لیا پھر بائع کے قبضہ کرنے سے پہلے غلام مشتری کے پاس ہلاک
 ہو گیا تو مشتری پر ضمن واجب ہو گا اگر خیار مشتری کا ہو یا قیمت لازم آئیگی اگر خیار بائع کا ہو یہ مبسوط میں لکھا
 ہو اگر وہ شخصوں نے کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ دونوں کو خیار ہو اور ایک شخص دونوں میں سے صریح یا دلالت
 بیع پر رضی ہو گیا تو دوسرا اسکو رضی کر سکتا ہو بلکہ امام اعظم رحمہم کے نزدیک اسکا خیار باطل ہو جائیگا اور
 صاحبین نے کہا کہ اپنے حصہ کی بیع رد کر سکتا ہو اور اسی طرح کا اختلاف خیار رویت اور خیار عیب میں بھی ہو
 یہ نہر الفائق میں لکھا ہو کسی شخص نے ایک غلام و شخصوں سے ایک ہی صفحہ میں اس شرط پر خرید کہ دونوں
 ہاتھوں کو خیار حاصل ہو پھر آئین کا ایک بیع پر رضی ہو گیا اور دوسرا رضی نہوا تو امام اعظم رحمہم کے نزدیک دونوں پر
 بیع لازم ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہو

چونکہ فصل دونوں باہم بیع کرنے والوں کے شرط خیار کر لینے میں اختلاف کرنے کے بیان میں اگر دونوں

بیع کرنے والے شرط خیار میں اختلاف کریں تو اسکا قول لیا جائیگا جو خیار کی نفی کرتا ہو اور اگر دونوں مدت خیار کی مقدار میں اختلاف کریں تو اس شخص کا قول معتبر ہوگا جو کمتر وقت لکھتا ہو اور اگر مدت کے گزرنے میں اختلاف کریں تو اس شخص کا قول معتبر ہوگا جو اسکے گزرنے کا منکر ہو یہ مہبوط میں لکھا ہے۔ اگر دونوں نے شرط خیار میں اختلاف کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو خیار کے مدعی کے گواہ قبول ہونگے یہ فقہ میں لکھا ہے۔ اگر خیار یا گناہ تھا اور دونوں نے اجازت یا فسخ میں مدت کے اندر اختلاف کیا تو قول اسکا لیا جائیگا جسکو خیار یا فسخ کا دعوے کرے یا اجازت کا اور گواہ دوسرے کے لیے جائینگے اور اگر بعد مدت گزر جانے کے دونوں نے اختلاف کیا تو جو شخص مدعی اجازت ہو اسی کا قول لیا جائیگا اور فسخ کے دعوے کرنے والے کے گواہ لیے جائینگے لیکن اگر خیار دونوں کا ہو اور مدت کے اندر بیع کے ٹوٹنے یا اجازت ہونے میں اختلاف کریں تو قول فسخ کے دعوے کرنے والے کا ہوگا اور گواہ دوسرے کے اور اگر بعد مدت گزرنے کے اختلاف کریں تو اجازت کے دعوے کرنے والے کا قول لیا جائیگا اور بیع ٹوٹنے کے دعوے کرنے والے کے گواہ لیے جائینگے یہ عیاض سرخسی میں لکھا ہے اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ دونوں کے گواہ کے بیان میں تاریخ نہ ہو اور اگر دونوں کے گواہ تاریخ کے ساتھ گواہی ادا کریں تو فسخ و اجازت دونوں کے باب میں اس شخص کے گواہ معتبر ہونگے جسکے گواہوں کی تاریخ پہلے ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے جامع کبیر میں فرمایا ہو کہ کسی شخص نے ایک غلام دوسرے کے ہزارہ رم کو اس شرط پر بیجا کہ بائع کو تین دن تک خیار حاصل ہو اور مشتری نے اسہر قبضہ کر لیا اور مدت گزر گئی پھر کسی ایک نے دونوں میں سے یہ کہا کہ غلام تین دن کے اندر مر گیا تھا اور بیع ٹوٹ گئی اور قیمت واجب ہوئی اور دوسرے نے کہا کہ نہیں وہ زندہ ہو اور سجاگ گیا ہو تو قول اس شخص کا معتبر ہوگا کہ جو اسکے زندہ سجاگ جانے کا دعوے کرتا ہو اور اگر دونوں گواہ قائم کریں تو گواہ بھی اسی شخص کے معتبر ہونگے جو اسکے زندہ سجاگ جانے کا مدعی ہو یہ عیاض میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں اسکے مرنے پر متفق ہوں لیکن ایک کہے کہ وہ تین دن کے اندر مرا اور دوسرا کہے کہ تین دن کے بعد مرا تو قول اسکا معتبر ہو جو تین دن کے اندر موت کا دعوے کرتا ہو اور گواہ دوسرے کے لیے جائینگے اور اگر دونوں اس بات پر متفق ہوں کہ غلام تین دن کے بعد مشتری کے قبضہ میں مرا لیکن فسخ اور اجازت میں اختلاف کریں اور ایک اس بات پر گواہ قائم کرے کہ بائع نے تین دن کے اندر بیع توڑ دی تھی اور دوسرا گواہ قائم کرے کہ تین دن کے اندر اجازت دیدی تھی تو بیع ٹوٹنے کے دعوے کرنے والے کے گواہ لیے جائینگے بعض فقہانے کہا کہ یہ قیاس ہو اور بدلیل استحسان اجازت کے دعوے کرنے والے کے گواہ لیے جائینگے اور اگر دونوں تین دن کے اندر مرنے پر اتفاق کریں اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو بیع کی اجازت کے دعوے کرنے والے کے گواہ قبول ہونگے اور اگر ایک تین دن کے بعد موت کا اور تین دن کے اندر بائع کی اجازت کا دعوے کرے اور دوسرا تین دن کے اندر موت کا اور موت سے پہلے بائع کے بیج ٹوٹنے کا دعوے کرے تو بیع ٹوٹنے کے دعوے کرنے والے کا قول لیا جائیگا اور گواہ دوسرے کے لیے جائینگے اور اگر ایک تین دن کے بعد موت کا اور تین دن کے اندر بائع کے بیج توڑنے کا دعوے کرے اور دوسرا تین دن کے اندر

موت کا اور موت سے پہلے بائع کی اجازت کا دعوے کرے تو بیع ٹوٹنے کے دعوے کرنے والے کا قول اور دوسرے کے گواہ لیے جائینگے اور یہی حکم رہیگا اگر دونوں کا خیار ہوا اور اسی طرح دونوں اختلاف کریں یہ محسوط شخصی میں لکھا ہے۔ اور نیز دام محمد رح نے جابح میں فرمایا ہے کہ اگر کسی نے ایک غلام اس شرط پر خریدا کہ بائع کو تین دن تک خیار حاصل ہو اور مشتری نے اُس پر قبضہ کر لیا اور اُسکی قیمت ایک ہزار درم نہی پھر تین دن کے اندر اُسکی قیمت بڑھ کر دو ہزار درم ہو گئی پھر تین دن گزر گئے اور بائع نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ تین دن کے اندر اُسکی قیمت دو ہزار درم ہو جانے کے بعد مشتری نے اُسکو خطا سے قتل کر ڈالا ہو اور مشتری نے انکار کر کے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ بائع نے اُسکو تین دن گزرنے کے بعد خطا سے قتل کر دیا ہو تو بائع کے گواہ قبول ہونگے اور اگر یہ صورت ہو کہ ایک نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ غلام مشتری کے پاس تین دن کے اندر مر گیا ہے اور دوسرا گواہ لایا کہ بعد تین دن کے مرای تو جو شخص تین دن کے بعد موت کا دعوے کرتا ہو اسی کے گواہ قبول ہونگے اور اگر ہم یہ حکم دین کہ قتل کی ضمان بائع کے واسطے واجب ہو تو بائع کو اختیار ہوگا کہ مشتری کے مددگار برادری سے ضمان لے لیوے لیکن اگر بائع یہ قصد کرے کہ جو قیمت غلام کی قبضہ کے دن بھی اُسکی ضمان مشتری سے لے تو اُسکو یہ نہیں پہونچتا ہے اور اسی طرح اگر بائع گواہ لایا کہ غلام شخص نے اُس غلام کو تین دن کے اندر خطا سے قتل کیا ہے اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے یا دوسرے نے تین دن کے بعد اُسکو خطا سے قتل کیا ہے تو بھی بائع کے گواہ قبول ہونگے اور بائع کے واسطے یہ فیصلہ کیا جائیگا کہ قتل کے دن جو اُسکی قیمت تھی وہ قتل کرنے والے کی مددگار برادری سے لے لے اور اگر بائع مشتری سے قیمت کی ضمان لینا چاہے تو یہ اختیار اُسکو نہ ہوگا اور اگر مشتری گواہ قائم کرے کہ خود بائع نے اُسکو تین دن کے اندر قتل کیا ہے اور بائع گواہ لایا کہ مشتری نے اُسکو تین دن کے بعد قتل کیا ہے تو بائع کے گواہ قبول ہونگے اور اگر بائع گواہ لایا کہ اس شخص اجنبی نے تین دن کے بعد اُسکو قتل کیا ہے اور مشتری نے گواہ قائم کیے کہ اس اجنبی یا دوسرے نے اُسکو تین دن کے اندر قتل کیا ہے تو بائع کے گواہ لیے جائینگے اور اگر اس صورت میں مشتری اس شخص پر قتل ثابت کرنا چاہیے کہ جبر بائع نے یوں گواہ قائم کیے ہیں کہ اُسے تین روز کے بعد قتل کیا ہے اور اس سے ضمان لینے کا ارادہ کرے تو یہ اختیار مشتری کو نہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں اس بات پر متفق ہوں کہ اس شخص نے اُسکو تین دن کے اندر غصب کر لیا ہے اور بائع تین دن کے اندر مرنے کا دعوے کرے اور مشتری تین دن کے بعد موت کا دعوے کرے تو مشتری کے گواہ لیے جائینگے اور اگر اسکا اُلٹا دعوے ہو تو بائع کے گواہ لیے جائینگے اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ غصب کرنے والے سے قیمت کی ضمان لے یہ محیط شخصی میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر غصب دو شخصوں کی طرف سے واقع ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ جس شخص پر اُسے غصب ثابت کیا ہو اُس سے ضمان لے اور اگر قتل یا موت پر جس صفت کے ساتھ ہونے بیان کیا ہو گواہ قائم نہ ہوں تو اُس شخص کا قول لیا جائیگا کہ جو تین دن کے اندر قتل یا موت کا دعویٰ کرتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے

پانچویں فصل بعض بیع کے اندر خیار کی شرط کرنے کے اور عقد کرنے والے کے سوا دوسرے

کے واسطے خیار کی شرط کرنے کے بیان میں۔ اگر دو کپڑے یا دو غلام یا دو چوپائے اس شرط پر خریدے کہ مشتری کو دونوں میں سے ایک میں تین دن تک خیار حاصل ہو یا اس شرط پر کہ بائع کو تین دن تک ایک میں خیار حاصل ہو تو اس مسئلہ کی چار صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہو کہ جس چیز میں خیار ہو اُسکو معین نہ کرے اور ثمن بھی ہر ایک کا علیحدہ بیان نہ ہو اور دوسری صورت یہ ہو کہ جس چیز میں خیار ہو اُسکو معین کرے ولیکن ثمن ہر ایک کا بیان نہ ہو اور تیسری صورت یہ ہو کہ ثمن کے حصہ کا بیان ہو ولیکن جس چیز میں خیار ہو وہ معین نہ ہو اور ان تین صورتوں میں دونوں بیع کی بیع فاسد ہو اور چوتھی صورت کہ جس میں دونوں میں بیع جائز ہوتی ہو یہ ہو کہ جس چیز میں خیار ہو اُسکو معین کرے اور ثمن میں سے ہر ایک کا حصہ علیحدہ بیان ہو پس اس صورت میں ایک کی بیع قطعی طور سے جائز ہو اور دوسرے کی بیع خیار کے ساتھ پس جس شخص کے واسطے کہ خیار حاصل ہو اگر وہ اجازت دے یا مچائے یا خیار کی مدت بدون بیع ٹوٹنے کے گزر جائے تو دونوں کی بیع تمام ہو جائیگی اور مشتری کو دونوں کا ثمن دینا لازم ہوگا اور دوسرے شخص کو ایک یا دونوں کی بیع ٹوٹنے کا اختیار نہیں ہو یہاں تک کہ ثمن ادا کرے یہ بیع میں لکھا ہو۔ اور اگر کوئی کیلی یا دزنی چیز یا ایک غلام اس شرط پر خریدے کہ مشتری کو اُسکے آدمے میں خیار حاصل ہو تو خریدہ بیع ہو خواہ ثمن کی تفصیل بیان کی ہو یا نہ کی ہو اور بائع کے خیار ہونے یا مشتری کے خیار ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے پس اگر خیار مشتری کا ہو تو اُسکو اختیار ہو کہ جس آدمے میں اُسکو خیار حاصل ہو اُسکو واپس کرے اگرچہ اس میں بائع کے حق میں صفت کی تفریق لازم آتی ہو کیونکہ وہ اس تفریق پر راضی ہو گیا ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے دو غلام ہر غلام ہزار درم کے حساب سے خریدے اور بائع کے واسطے ایک میں معین کر کے خیار کی شرط کی تھے کہ عقد جائز ہو گیا پھر مشتری نے کہا کہ میں اُس غلام کو جس میں خیار نہیں ہو لیتا ہوں اور اُسکا ثمن ادا کرتا ہوں تو اُسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر بائع نے چاہا کہ مشتری پورا ثمن ادا کرے اور مشتری نے انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے یہ ارادہ کیا کہ جس غلام میں خیار نہیں ہو وہ مشتری کے سپرد کرے اور اُسکا ثمن مشتری سے لے اور دوسرے غلام کے حق میں توقف کیا اور مشتری نے کہا کہ میں کچھ نہیں لیتا ہوں اور نہ جھکو کچھ ثمن دیتا ہوں تا وقتیکہ تو دوسرے غلام کی بیع کی اجازت دے کہ میں دونوں لے لوں یا فسخ کر دے کہ میں اُس غلام کو جسکی بیع تمام ہو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لے لوں تو اس بات کا مشتری کو اختیار ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر بائع نے چاہا کہ دونوں غلام مشتری کو دیکر دونوں کا ثمن لے لے تو مشتری پر اسکا جبر نہ کیا جائیگا اور اگر مشتری نے ارادہ کیا کہ دونوں غلام لیکر دونوں کا ثمن لے کر دوں تو بدولت رضامندی بائع کے اُسکو یہ اختیار نہیں ہو اور اگر اس صورت میں خیار مشتری کا ہو اور وہ قصد کرے کہ جس غلام کی بیع تمام ہو اُسکو لیکر اُسکا ثمن ادا کر دوں اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع پر اس میں جبر نہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر بائع نے یہ چاہا کہ جس غلام کی بیع تمام ہو اُسکو دیکر اُسکا ثمن حاصل کر دوں اور مشتری نے اس سے انکار کیا تو مشتری کو ہر طرح اختیار حاصل ہو اگر مشتری نے ارادہ کیا کہ میں دونوں غلام لیکر اُسکا ثمن ادا کر دوں اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے مشتری سے کہا کہ میں جھکو دونوں غلام دیکر دونوں کا ثمن لیتا ہوں اور تو اپنے خیار پر باقی رہیگا تو مشتری پر اسکا جبر نہ کیا جائیگا

یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک غلام خرید اور کسی غیر کے واسطے تین دن کے خیار کی شرط کر لی تو مشتری اور غیر میں سے جو شخص بیع کی اجازت دیکھا بیع جائز ہو جائیگی اور جو شخص فسخ کرے بیع فسخ ہو جائیگی پس بیع ایسی شرط کے ساتھ جائز ہے۔ تینوں امور ان کے نزدیک استحساناً صحیح ہو یہ جامع صغیر میں لکھا ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے بیع فسخ کی پس اگر پہلا شخص معلوم ہو تو مقدم رکھا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر دونوں نے ایک ساتھ فسخ اور اجازت دی یعنی ایک نے فسخ کیا اور دوسرے نے سنا اجازت دی تو بیع کا فسخ اولے پر یہ حاوی بن لکھا ہو۔ اور نہ الفائق میں لکھا ہو کہ یہی اصح ہے۔ مشتری نے دوسرے کو حکم دیا کہ تو میری شرط خیار کے ساتھ کسی کے ہاتھ فروخت کرے پس اسے بدون خیار کے بیع قطعی کے ساتھ یا اپنے واسطے خیار کی شرط کر کے فروخت کیا تو بیع موقوف رہیگا اور اگر اُسے حکم کی فرمانبرداری کر کے حکم دینے والے کے واسطے خیار کی شرط کی تو حکم کرنے والے کو اور جو حکم دیا ہو دونوں کے واسطے خیار ثابت ہو جائیگا اور جو شخص دونوں میں سے بیع کی اجازت دے یا توڑ دے تو صحیح ہے لیکن اگر مامور نے حکم کیا گیا شخص بیع کی اجازت دیکھا تو اُس کا خیار باطل ہو جائیگا اور حکم کرنے والا اپنے خیار پر رہیگا اور باقی خیار اجازت رہیگا یہاں تک کہ اس خیار کا کوئی وقت مقرر نہ ہوگا اور اسی طرح اگر اُس کو مطلق بیع کے واسطے حکم دیا یا حکم دیا کہ اپنی ذات کے واسطے خیار کی شرط کرے پھر اُسے فروخت کیا اور حکم دینے والے یا کسی اجنبی کے واسطے خیار کی شرط کی تو خیار دونوں کو ثابت ہو جائیگا کیونکہ پہلے یہ بات ثابت ہو چکی ہو کہ عقد کرنے والا اگر دوسرے کے واسطے خیار کی شرط کرے تو خود اُس کے واسطے بھی خیار ثابت ہو جاتا ہے یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کو حکم دیا کہ میرے واسطے خاص وہ غلام یا کوئی غلام خریدے اور اُس کو غنم اور جس سے آگاہ کر دیا جسے کہ وکالت صحیح ہو گئی اور اس سے کہا کہ تو اپنے واسطے خیار کی شرط کرنا پس اسے خرید اور اپنے واسطے یا حکم دینے والے یا اجنبی کے واسطے خیار کی شرط کی تو بیع حکم دینے والے پر نافذ ہوگی۔ اور اگر اُسے حکم دیا تھا کہ میرے واسطے خیار کی شرط کرے اور اُسے ملا خیار خرید یا خیار کی شرط اپنے واسطے کی تو بیع حکم دینے والے پر نافذ نہ ہوگی لیکن مامور پر لازم ہو جائیگی اور اسی طرح اگر اُس کو حکم دیا تھا کہ اپنے واسطے خیار کی شرط کرنا اور اُسے خریدنے میں اپنے خیار کی شرط نہ کی تو بیع حکم دینے والے پر نافذ نہ ہوگی اور اگر اُس کو حکم دیا تھا کہ تو میرے واسطے خیار کی شرط کرنا اور اُسے خرید میں حکم کے موافق اسی کے واسطے خیار کی شرط کی جسے کہ بیع حکم دینے والے پر نافذ ہو گئی پھر اس مامور نے خود بیع کی اجازت دیدی تو مامور کا خیار جاتا رہیگا اور حکم دینے والے کا خیار باقی رہیگا پس اگر اُس نے بیع کی اجازت دی تو غلام اس کا ہوگا اور اگر اُس نے بیع دہس کی تو غلام وکیل یعنی مامور کے ذمہ پڑیگا یہاں تک کہ اگر بعد اُس کے غلام وکیل کے پاس مارجائے تو اُس کا مال تلف ہوگا اور اگر وکیل نے پہلے سے بیع کی اجازت نہ دی تھی یہاں تک کہ حکم دینے والے نے اُس سے کہا کہ مجھ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے تو غلام دہس کر دے پھر اس کہنے کے بعد غلام وکیل کے پاس مر گیا تو حکم دینے والے کا مال تلف ہوا اور اگر حکم دینے والے کے اس کہنے کے بعد کہ تو غلام دہس کر دے وکیل نے کہا کہ میں اس عقد سے رہی ہوں پھر غلام وکیل کے پاس مر گیا تو حکم دینے والے کا مال گیا اور اگر حکم دینے والے کے بد کرنے کے بعد وکیل نے

کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تو یہ بیع حکم دینے والے کی اجازت پر موقوف رہے گی پس اگر اس نے دوسری بیع کی اجازت
 دہری تو پہلی اور دوسری دونوں بیع نافذ ہو جائیگی اور ملک ہوگی کے واسطے ثابت ہو جائیگی اور اگر دوسرے
 ثمن میں چھوٹے ہو تو یہ نفع اسکو حلال ہوگا اور اگر اس نے دوسری بیع توڑ دی تو وہی حال ہو جائیگا جو بیع نانی سے
 پہلے تھا اور اگر دوسری بیع واقع ہونے کے بعد حکم دینے والے نے پہلی بیع توڑ دی تو غلام مامور کے
 ذمہ پڑ جائیگا لیکن جو بیع اس سے پہلے واقع ہوئی تھی وہ اس پر نافذ نہ ہوگی پس اگر وکیل نے اس کے بعد از سر نو بیع
 کر لی تو نافذ ہو جائیگی اور اگر دوسرے ثمن میں کچھ نفع ہوگا تو وہ بھی اس کے واسطے حلال ہو جائیگا یہ محیط میں
 لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے شخص کے واسطے کوئی چیز اس کے حکم سے خریدی اور حکم دینے والے کے
 حکم کے موافق اس کے واسطے خیال کی شرط کی یہاں تک کہ موافق قاعدہ کے حکم دینے والے اور وکیل دونوں کو خیال
 ثابت ہو گیا بعد ازاں بائع اور وکیل میں جھگڑا ہوا بائع نے کہا کہ حکم دینے والا بیع پر راضی ہو چکا ہے اور
 وہ اس وقت موجود نہ تھا اور وکیل نے اس بات سے انکار کیا تو بدون قسم کے قول وکیل کا متبر ہوگا اور
 شمس الائمہ حلوئی نے ذکر کیا ہے کہ اس مسئلہ میں وکیل سے قسم لینے کے باب میں دو روایتیں آئی ہیں
 اور اس روایت یہ ہے کہ وکیل سے قسم لی جائیگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور وکیل کے قول کا اعتبار کرنا اس وقت
 ہے کہ بائع نے اپنے دعوے پر گواہ قائم نہ کیے ہوں اور اگر اس نے اس بات پر گواہ قائم کر دیے کہ حکم
 دینے والا بیع پر راضی ہو چکا ہے تو بیع حکم دینے والے کو لازم ہوگی اگرچہ وہ موجود نہ ہو اور اگر بائع سے
 اس بات پر گواہ قائم نہ ہوے لیکن وکیل نے اس کے دعوے کی تصدیق کی کہ حکم دینے والا راضی ہو چکا ہے
 پھر حکم دینے والے نے مدت خیال کے اندر حاضر ہو کر راضی ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے بائع کے
 حضور میں بیع توڑ دی ہے تو اس مسئلہ کا یوں حکم نہ کر رہو کہ خرید وکیل کے ذمہ پڑے گی اور حکم دینے والے پر
 لازم نہ آوے گی جسے کہ اگر حکم دینے والے نے ثمن کو وکیل کو نہیں دیا ہے تو وکیل اس سے ذمہ لے سکیگا
 اور خرید وکیل کے ذمہ پڑنا اس وقت ہے کہ حکم دینے والے نے یہ بات مدت خیال کے اندر کہی ہو اور اگر مدت
 خیال کے بعد کے تو بیع اسی کے ذمہ ہوگی اور وہ اپنے قول میں سچا نہ سمجھا جائیگا کیونکہ اس نے ایسی بات کہی ہے
 کہ جس کا استنباط نہیں کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر باپ نے یا وصی یا مضارب یا شریک یا وکیل نے کسی
 نابالغ کی طرف سے بیع کی اور اپنے واسطے یا مشتری کے واسطے خیال کی شرط کی تو جائز ہے اور اگر نابالغ
 مدت خیال کے اندر بالغ ہو گیا تو خیال باطل ہو جائیگا اور بیع تمام ہو جائیگی یہ قول امام ابو یوسف کا ہے یہ
 محیط سرخسی میں لکھا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ظاہر روایت میں کہ خیال اس کے کام ہو جائیگا پس اگر
 اس نے مدت خیال کے اندر بیع کی اجازت دی تو جائز ہوگی اور اگر رد کر دیا تو باطل ہو جائیگی یہ فتاویٰ صغریٰ میں
 لکھا ہے اور اگر مدت خیال کی گزر چکی تو بیع نافذ ہو جائیگی یہ کافی میں لکھا ہے اگر مکاتب نے کوئی چیز فروخت کر کے
 اپنے واسطے خیال کی شرط کی پھر وہ تین دن کے اندر اپنی کتابت سے عاجز ہوا تو سب کے نزدیک بیع تمام ہو جائیگی
 اور یہی حال اس غلام کا ہے کہ جسکو تجارت کے واسطے اجازت دی گئی ہے اس کے مالک نے تین دن کے اندر اسے محجور
 کر دیا تو خیال باطل ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نابالغ کے واسطے باپ یا وصی نے کوئی چیز بیع فرمادے

۱۔ اصل میں تو
 ۲۔ فیضان اللہ علیہ السلام
 ۳۔ فیضان اللہ علیہ السلام
 ۴۔ فیضان اللہ علیہ السلام
 ۵۔ فیضان اللہ علیہ السلام
 ۶۔ فیضان اللہ علیہ السلام
 ۷۔ فیضان اللہ علیہ السلام
 ۸۔ فیضان اللہ علیہ السلام
 ۹۔ فیضان اللہ علیہ السلام
 ۱۰۔ فیضان اللہ علیہ السلام

جو اپنے ذمہ لیا ہو خرید کی اور خیار کی شرط کر لی پھر لڑکا بالغ ہوا اور باپ یا وصی نے بیع کی اجازت دیدی تو بیع ان دونوں کے لیے جائز ہوگی اور لڑکے کو خیار حاصل رہیگا کہ اگر چاہے تو اجازت دے ورنہ بیع کو پس اگر اس نے اجازت دی تو اس کے حق میں بیع تمام ہو جائیگی اور اگر بیع کی تو اس کا حق جاتا رہیگا اور باپ یا وصی کے حق میں اجازت دینے کے سبب سے خرید صحیح ہو جائیگی اور اگر لڑکے نے کچھ اجازت نہ دی یہاں تک کہ وصی راضی ہونے سے پہلے یا بعد راضی ہونے کے مرگیا تو اس یتیم کو اپنا خیار باقی رہیگا اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ وصی نہیں مگر مالک مدت خیار کے اندر یا اس کے گزرنے کے بعد غلام وصی کے قبضہ میں مر گیا یا وصی کے رہنے ہونے سے پہلے یا بعد رہنے ہونے کے مدت خیار کے اندر اس یتیم نے انتقال کیا تو بیع فسخ کے ذمہ پڑیگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔

چھٹی فصل خیار تبیین کے بیان میں واضح ہو کہ خیار تبیین میں چار چیزوں میں اضافہ ہے۔ چار چیزوں سے کم میں صحیح ہے نہ ہر الفائق میں لکھا ہو۔ اور چار چیزوں میں صحیح نہیں ہے یہ کافی میں لکھا ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ دو یا تین غلاموں میں سے ایک کو یا دو یا تین کپڑوں میں سے ایک کو اس شرط پر فروخت کرے کہ مشتری ایک پسند کر کے لے لیوے یہ سبج الرائق میں لکھا ہو۔ اور خیار تبیین جیسا مشتری کی طرف جائز ہے دیا ہی جائز ہو کبھی جائز ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو اور یہی صحیح ہے سبج الرائق میں لکھا ہو اور جب اس طرح کی بیع واقع ہو اور ان دونوں پر مشتری قبضہ کرے تو دونوں میں سے ایک مشتری کی ملک ہو کر ثمن کے عوض اس کے پاس ضمانت میں ہوگی اور دوسری بائع کی ملک رہیگی کہ مشتری کے پاس اتنا میں ہوگی یہ حادی میں لکھا ہو۔ پھر بعضوں نے اس خیار تبیین کے عقد کے ساتھ یہ شرط لگائی ہو کہ اس میں خیار شرط بھی ہو اور یہ جامع صغیر میں مذکور ہے اور شمس الائمہ رحمہ نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ یہ شرط نہیں ہے اور یہ جامع کبیر میں مذکور ہے اور فقہ الاسلام کہتے ہیں کہ یہ صحیح ہے کذا فی التبین۔ اگر دونوں خیار شرط خیار تبیین پر راضی ہو جائیں تو خیار شرط کا بھی حکم ثابت ہو جائیگا اور وہ یہ ہو کہ ایک کو دونوں کپڑوں میں سے تین دن کے اندر رد کرنا جائز ہو اگرچہ یہ امر اس کپڑے کے معین کرنے کے بعد ہو کہ جس میں بیع واقع ہوئی ہو۔ اور اگر دونوں میں سے ایک کو رد کیا تو یہ رواج خیار تبیین کے ہوگا اور دوسرے کی بیع خیار شرط کے ساتھ ثابت رہیگی اور اگر کسی کے واپس کرنے اور معین کرنے سے پہلے تین دن گزر گئے تو خیار شرط باطل ہو جائیگا اور ایک کی بیع قطعی ہو جائیگی اور مشتری پر واجب ہوگا کہ ایک کو معین کرے یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اور اگر خیار شرط کا ذکر نہ کیا تو خیار تبیین کے واسطے امام اعظم رحمہ کے نزدیک تین دن کی مدت مقرر کرنا ضروری ہے اور صاحبین کے نزدیک کوئی مدت معلوم ہونا چاہیے یہ ہدایہ میں لکھا ہو اور اگر کوئی وقت مقرر نہ کیا اور خیار کو مطلق چھوڑ دیا تو کوئی رقم فرماتے تھے کہ ایسی بیع جائز نہیں ہے۔ اور جامع صغیر میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور ماذون میں ہے کہ شمس الائمہ حلوائی اور شمس الائمہ مصری اور فقہ الاسلام علی ہر دو نے اسی قول کی طرف میل کیا ہے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر خیار تبیین کے ساتھ خیار شرط کی بھی شرط لگائی اور جب کو خیار حاصل تھا وہ مرگیا تو خیار شرط باطل ہو جائیگا یہاں تک کہ وارث کو دونوں چیزوں کے رد کو نہ لکھا ہو۔

لا یموت فی شرط
وہو کہ اگر مشتری
میتا تو بیع صحیح
ہوگا اور اگر بیع
میں شرط ہو تو
بیع صحیح ہے

اختیار نہوگا اور خیار قبضہ و وارث کو ثابت ہو جائیگا اور حیب اسے دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لیا تو دوسری امانت ہوگی اور اگر خیار مشتری کا تھا اور قبضہ سے پہلے دونوں میں سے ایک تلف ہو گئی تو تلف ہونے والی امانت کے واسطے اور باقی رہنے والی بیع کے واسطے متعین ہو جائیگی اور مشتری کو باقی میں اختیار ہو اگر یا ہے لے یا داپس کرے اور اگر سب تلف ہو گئیں تو بیع باطل ہو جائیگی یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر دو باقی میں تو اسکو اختیار ہو کہ دونوں میں سے جسکو چاہے لے اور اگر نہ چاہے تو دونوں کو ترک کر دے اور اگر سب تلف ہو جائیں تو بیع باطل ہو جائیگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر دو میں سے ایک چیز قبضہ کے بعد سب تلف ہو جائیں تو بیع باطل ہو جائیگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر دو میں سے ایک چیز قبضہ کے بعد تلف ہو جائے تو تلف ہونے والی بیع کے واسطے متعین ہوگی اور باقی امانت ہو کہ اسکو رد کر دے اور اگر تلف ہو جائے تو تلف ہونے والی بیع کے واسطے متعین ہوگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر دو میں سے ایک چیز قبضہ کے بعد دونوں آگے پیچھے تلف ہوئیں تو پہلے تلف ہونے والی اسنے تلف ہونے سے پہلے بیع کے واسطے متعین ہو گئی اور اسکا ثمن دینا مشتری کو لازم ہو اور اگر دونوں ساتھ تلف ہو گئیں تو مشتری کو ہر ایک کا آدھا ثمن دینا لازم ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر دونوں آگے پیچھے بھی ہلاک ہوں و لیکن پہلے تلف ہونے والی یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر آدھا ثمن دینا واجب ہو یہ نایہ میں لکھا ہے۔ اگر بائع نے کہا کہ دونوں میں سے بھاری معلوم ہو تو بھی ہر ایک کا آدھا ثمن دینا واجب ہو یہ نایہ میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے کہا کہ دونوں میں سے بھاری ثمن والی ہلاک ہوئی ہو اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ دامون والی تلف ہوئی ہو تو قول مشتری کا لیا جائیگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر فقط ایک نے دونوں میں سے گواہ قائم کیے تو بائع کے گواہ قبول کیے جائیں گے اور اگر دونوں چیزوں میں ساقط ہو جائیگی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو بائع کے گواہ قبول کیے جائیں گے اور اگر دونوں چیزوں میں ایک چیز قبضہ سے پہلے بائع کے پاس عیب دار ہو گئے تو عیب دار بیع کے واسطے متعین نہوگی اور مشتری کو خیار رسیگا اگر چاہے تو عیب دار کو اس کے پورے ثمن میں لے لیوے اور اگر چاہے تو دوسری کو لے کر اور اگر چاہے تو دونوں کو چھوڑ دے اور اگر دونوں چیزیں عیب دار ہو جائیں تو بھی یہی حکم ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے دونوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے قبضہ میں ایک عیب دار ہو گئی تو یہ بیع کے واسطے متعین ہوگی اور دوسری امانت رہیگی اور اگر دونوں عیب دار ہو جائیں پس اگر آگے پیچھے عیب دار ہوں تو پہلی مشتری پر لازم ہوگی اور دوسری بائع کو واپس کر لیا اور نقصان عیب دار کی ضمانت نہ دیکھا یہ نایہ میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع اور مشتری پہلی عیب دار ہونے والی میں جھگڑا کریں تو اسکی صورت وہی ہو جب پہلے ذکر ہوئی یہ بجز اراق میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں ایک ساتھ عیب دار ہو جائیں تو کوئی بیع کے واسطے متعین نہوگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ جسکو چاہے اس کے ثمن کے عوض لے لے اور اسکو دونوں کے رد کرنے کا اختیار نہوگا اور خیار شرط باطل ہو جائیگا اور اگر اس کے بعد دونوں میں سے ایک کا عیب بڑھ جاوے یا ایک میں دوسرا عیب پیدا ہو جائے تو یہی چیز بیع کے واسطے متعین ہو جائیگی یہ نایہ میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے کسی ایک میں مانگا نہ تصرف کیا تو اسکا تصرف جائز ہو اور وہ اسی کا اختیار کرنے والا ہو جائیگا اور اسکا ثمن اس پر واجب ہوگا اور دوسری امانت کے واسطے متعین ہو جائیگی اور اگر بائع نے کسی ایک میں تصرف کیا تو اسکا تصرف موقوف رہیگا اگر یہی چیز بیع کے واسطے متعین ہوئی تو اسکا تصرف باطل ہو جائیگا اگر یہ امانت رہے تو اسکا تصرف اس میں نافذ ہو جائیگا یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور

اگر مشتری نے دونوں میں تصرف کیا اور وہ دونوں زندہ باقی ہیں تو مشتری کو اپنا اختیار باقی رہیگا پس حکم نہ بنیگا
 کرے اسکو واپس کرے گا لیکن اسکو دونوں واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے
 دونوں کو فروخت کر دیا پھر دونوں میں سے ایک کو اختیار کیا تو حکم کو اختیار کیا ہو اسکی بیع صحیح ہو اور اگر مشتری
 نے دونوں کھڑوں میں سے ایک کو رہیگا تو وہی بیع کے واسطے متعین ہو گیا اور دوسرے کو واپس کر دے
 اور اگر بائع نے وہ دونوں غلاموں کو آزاد کر دیا تو جو اسکو واپس ملیگا اسکا آزاد کرنا صحیح ہو اور اگر اس غلام کو
 حکم مشتری نے اختیار کیا ہو آزاد کر دیا تو صحیح نہیں ہو اور اگر دو باندیوں میں سے دونوں کو مشتری نے
 اپنے تحت میں لایا کر ام ولد بنایا تو پہلی بیع کے واسطے متعین ہو جائیگی اور دوسری کا عقر بائع کو دیگا اور دوسری
 کے بچہ کا نسب بایک نہ ہونے کے مشتری سے ثابت ہوگا اور مشتری کو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے کہ دونوں
 میں سے کسکو اسنے پہلے ام ولد بنایا ہو پس اگر مشتری بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو اختیار تعیین وارثوں کو
 ملیگا اور اگر وارثوں کو پہلی دونوں میں سے نہ معلوم ہوئی تو مشتری ہر ایک کے آدھے ثمن اور آدھ
 عقر کا بائع کے واسطے ضامن ہوگا اور دونوں باندیاں اپنی آدھی قیمت بائع کو ملے گی اور یہ بھی روایت کی گئی
 ہو کہ دونوں کے بچہ بھی اپنی آدھی قیمت بائع کو ادا کرنے کے واسطے سہمی کریں یہ ظہیر میں لکھا ہے اور اگر بائع اور مشتری
 دونوں نے دونوں کے ساتھ وطی کی اور دونوں کے بچہ پیدا ہوا اور ہر ایک بائع مشتری نے دونوں بچوں کا دعویٰ
 کیا تو مشتری جس سے پہلے وطی کرنا بیان کرے اسکی تصدیق کی جائیگی اور وہ دوسری باندی کا عقر بائع
 کو دیگا اور دوسری باندی کے بچہ کا نسب بائع سے ثابت ہوگا اور بائع مشتری والی باندی کا عقر مشتری کو دیگا
 اور اگر بائع اور مشتری دونوں بیان ہونے سے پہلے مر گئے اور مشتری کے وارثوں کو دونوں باندیوں میں سے
 پہلی معلوم ہوئی تو وہ دونوں کی اولاد کا نسب کسی سے ثابت ہوگا اور باندیاں مع اولاد سب آزاد ہو جائیگی
 اور مشتری دونوں میں سے ہر ایک کا آدھا ثمن آدھا عقر بائع کو ضامن دیگا اور بائع آدھا عقر ہر ایک کا مشتری کو دیگا اور
 دونوں میں باہم مقام ہو جائیگا اور ان سب کے آزاد کرنے کے حق میں دونوں شریک رہیں گے یہ بحر الرائق میں
 لکھا ہے۔ اور دو کھڑوں کی صورت میں اگر خیار بائع کا ہو اور باقی مسئلہ کی صورت وہی ہو جو مذکور ہوئی
 تو اسکو اختیار ہوگا کہ جس کھڑے کو چاہے مشتری کے ذمہ ڈالے اور مشتری کو ترک کرنے کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ
 اسکی طرف سے بیع قطعی ہو اور بائع کو فسخ بیع کا اختیار ہو کیونکہ اسکو دونوں میں سے بیع کے اندر اختیار
 اور بائع کو دونوں کے لازم کر دینے کا اختیار نہیں ہو کیونکہ بیع دونوں میں سے ایک ہی ہو اور اگر قبضہ
 پہلے یا بعد دونوں میں سے ایک تلف ہو گیا تو وہ بامنت میں تلف ہوا اور باقی میں بائع کو خیار ہو اگر چاہے
 تو اسکی بیع لازم کرے ورنہ فسخ کر دے اور تلف ہونے والے کا لازم کر دینا اس کے اختیار میں نہیں ہو اور اگر
 قبضہ سے پہلے دونوں تلف ہو جائیں تو وہ دونوں کی بیع باطل ہو جائیگی اور اگر قبضہ کے بعد دونوں تلف ہو
 پس اگر آگے بیچے تلف ہوئے تو بیچے تلف ہونے والے کی قیمت کی ضمان مشتری پر واجب ہو کیونکہ پہلا انات
 میں تلف ہوا ہو اور اگر دونوں ساتھ تلف ہوئے تو مشتری کو ہر ایک کی آدھی قیمت دینا لازم ہے شرح طحاوی
 میں لکھا ہے۔ اور اگر قبضہ سے پہلے یا بعد دونوں یا ایک عیب دار ہو گیا تو بائع کا اختیار اپنے حال پر باقی رہیگا اور اسکو

اختیار ہو کہ جسکو چاہے مشتری کے ذمہ ڈالے پس اگر اُسے بے عیب مشتری کو دیا تو مشتری کو اُسکے ترک کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اسی طرح اگر بعد قبضہ ہونے کے عیب دار دیا تو بھی ترک نہیں کر سکتا ہو اور اگر قبضہ سے پہلے عیب دار دیا تو مشتری کو بھی اختیار ہو اگر چاہے تو لے لے در نہ اُسکو ترک کر دے یہ نیا بیع میں لکھا ہو۔ اور اگر بائع نے عیب دار اُسکو دیا اور وہ راضی نہ ہوا تو پھر اُسکے بعد بائع کو اختیار نہیں ہو کہ بے عیب اُسکے ذمہ واجب کیسے یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اور اگر بائع چاہے تو بیع فسخ کر کے دونوں کو واپس لے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اور اس صورت میں اگر مشتری کے پاس دونوں عیب دار ہو گئے ہوں تو مشتری پر ہر ایک کے آدمی قیمت واجب ہوگی یہ نیا بیع میں لکھا ہو۔ اور اگر مشتری نے دونوں یا ایک میں تصرف کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر بائع نے ایک میں تصرف کیا تو جائز ہو اور دوسرا بیع کے واسطے خاص ہو جائیگا اور اُسکے نہیں دوسرے کی بیع لازم کرنے اور فسخ کرنے کا اختیار ہو اور اگر بائع نے دونوں میں تصرف کیا تو اُسکا تصرف دونوں میں جائز ہو و لیکن بیع فسخ ہو جائیگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اور واضح ہو کہ جس صورت سے اختیار شرط ساقط ہو جائے وہی سبب سے خاتمیں بھی ساقط ہوتا ہے یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ نے اپنے نوادر میں امام ابو یوسف رحمہ روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے دو کپڑے اس شرط پر خریدے کہ جو کپڑا پسند آئیگا وہ لے لیگا یعنی اگر پسند آیا تو یہ کپڑا اس درم کو اور اگر پسند آیا تو وہ کپڑا اس درم کو لے لیا اور اگر پسند آئے تو دونوں کو لے لیگا پھر اُسے ایک کو رنگا اور اسی کو اختیار کر لیا اور دوسرا واپس کر لیا پس بائع نے کہا کہ تو نے وہ لیا ہو جبکہ میں بیس درم ہو اور مشتری نے کہا کہ میں نے اُسکو اختیار کیا ہو کہ جبکہ میں بیس درم ہو تو میں مشتری کا قول مقبول ہوگا اور اگر مشتری نے کپڑے کی نہیں قطع کرالی اور اُسکو نہ سلا یا پھر انھوں نے میں کے باب میں باہم جھگڑا کیا تو بائع کو اختیار ہو کہ اگر چاہے تو جو میں مشتری کہتا ہو وہ لے لے اور اگر چاہے تو قطع کیا ہو کپڑا لے لے اور اگر کپڑا قطع کرنے کے ساتھ کچھ اور بھی زیادہ کیا جیسے رنگ تو بائع کو کپڑا لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اور اُسکو اسی قدر میں لیگا بعد مشتری اقرار کرتا ہے سئلے نے امام ابو یوسف رحمہ روایت کی ہے کہ ایک شخص نے کسی سے دو کپڑے اس شرط پر لیے کہ ان میں سے ایک اس قدر معلوم میں کے عوض لے لوں گا پھر ان میں سے ایک ضائع ہو گیا اور دوسرے کو مشتری نے قطع کر لیا پھر مشتری نے کہا کہ میں نے جسکو قطع کرایا ہو اُسکو اختیار کر لیا تھا بعد اُسکے دوسرا ضائع ہو گیا اور وہ میرے پاس امانت میں ضائع ہوا اور بائع نے کہا کہ ایسا نہیں ہو بلکہ جو ضائع ہوا اُسکو تو نے اختیار کیا پھر تو نے دوسرا قطع کرایا ہو پس مجھ پر اُس کپڑے کی جو قطع کرایا ہو قیمت چاہیے اور جو ضائع ہوا ہو اُسکا میں چاہیے تو مشتری قطع کر لے ہوے کی آدمی قیمت اور آدمی میں کا اور جو ضائع ہوا ہو اُسکے آدمی میں کا ضامن ہوگا پچھ میں لکھا ہو۔ اور واضح ہو کہ خیانت عین بیع فساد میں بھی جائز ہو صرف اتنا فرق ہوگا کہ بیع فساد میں جو بیع کے واسطے متعین ہو اسکی قیمت دینی چاہیے اور بیعی حال دیا ہی ہو جیسا کہ بیع جائز میں بیان کیا ہو پس اگر دو غلام بیع فساد کے طور پر خریدے اور وہ دونوں ایک ساتھ مر گئے تو مشتری ہر ایک کی آدمی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مشتری نے دونوں کو آزاد کر دیا تو ایک آزاد ہوگا اور اُسکا متعین کرنا مشتری کے اختیار میں ہو اور اگر کسی ایک کو متعین کر کے آزاد کر دیا یا

بیع کر دیا تو جائز ہے اور اگر اس پر اسکی قیمت دینی واجب ہوگی اور یہ ہم کا آزاد کرنا بائع اور مشتری کسی کی طرف سے جائز نہیں ہے اور اگر بائع نے ان دونوں میں سے کسی کو معین کر کے آزاد کر دیا پھر اسی معین کو مشتری نے آزاد کیا یا بیع کے واسطے معین کیا یا وہ کہیا تو بائع کا آزاد کرنا باطل ہوگا اور اگر وہی بائع کو واپس دیا گیا تو اسکا آزاد کرنا صحیح ہے اور اگر بائع نے دونوں کو آزاد کر دیا تھا اور دونوں بائع کو واپس دیئے گئے تو ایک آزاد ہوگا اور دوسرا معین کرنا بائع کے اختیار میں ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے

مسئلہ : چیز بشرط خیاری خریدی گئی تھی اسکی نصیب میں واپس کرنے کے وقت اخلاف کرنے کے بیان میں اور بیع بشرط خیاری کے جرم اور اسے متعلق کے بیان میں۔ ایک شخص نے دوسرے سے کوئی چیز تین دن کے خیاری شرط پر خرید کر کے قبضہ کر لیا پھر حکم خیاری بائع کو پھیر دینے کے واسطے لایا پس بائع نے کہا کہ یہ وہ نہیں ہے جو میں نے تیرے ہاتھ فروخت کی تھی اور مشتری نے کہا کہ یہ وہی ہے تو مشتری کا قول ہم لیکر معتبر ہوگا یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اگر اس صورت میں بیع پر قبضہ نہ ہوا تھا اور مشتری نے ایک معین چیز میں جو بائع کے پاس موجود ہو بیع کی اجازت دینے کا قصد کیا اور بائع نے کہا کہ میں نے یہ تیرے ہاتھ نہیں بیچی ہے اور مشتری نے کہا کہ میں نے تو نے یہی فروخت کی ہے تو امام محمد رحمہ اللہ اس صورت کو کسی کتاب میں ذکر نہیں کیا اور فقہان نے کہا ہے کہ اس صورت میں قول بائع کا معتبر ہونا چاہیے یہ جو مذکور ہوا اس صورت میں ہے کہ مشتری کا خیاری ہو لیکن اگر خیاری بائع کا ہو اور بیع پر قبضہ ہو چکا ہو اور مشتری مدت خیاری کے اندر بیع کو بائع کے واپس کرنے کے واسطے لاوے اور بائع یہ کہہ دے وہ نہیں ہے جو میں نے تیرے ہاتھ فروخت کی اور تو نے مجھے اپنے قبضہ میں لی اور مشتری کہے کہ یہ وہی ہے جو تو نے میرے ہاتھ فروخت کی اور میرے قبضہ میں دی ہے تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر بیع پر قبضہ نہ ہوا ہو اور بائع کسی معین چیز میں بیع کے لازم کرنے کا قصد کرے اور مشتری کہے کہ میں نے اسکو نہیں خریدا ہے تو ذکر کیا گیا ہے کہ اس صورت میں قسم کے ساتھ قول مشتری کا معتبر ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کسی شخص نے ایک غلام تین دن کے خیاری کی شرط پر فروخت کیا اور مدت خیاری کے اندر اس غلام نے کسی کو خطا سے قتل کر ڈالا پھر اسکے مالک نے آگاہ ہو کر باوجود آگاہی کے بیع کی اجازت دیدی تو اس اجازت سے وہ فدیہ دینے کو اختیار کرنے والا ہو جائیگا اور اجازت دینا صحیح ہے اور مشتری کو خیاری حاصل ہوگا اسواسطے کہ غلام بائع کی ضمان میں عیب دار ہو گیا پس اگر مشتری نے اسکا لینا اختیار کیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اس غلام کو دے یا اسکا فدیہ دے اور اگر مشتری نے بیع توڑنا اختیار کیا تو بائع کو بھی غلام کے دینے یا فدیہ دینے میں اختیار رہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ یہ خطا غلام سے بائع کے قبضہ میں ہوئی ہے اور اگر مشتری کے قبضہ میں صادر ہوئی ہو اور بائع اسکا لینا اپنے حال پر رہے تو بائع کو اسکا خیاری باقی رہیگا پس اگر اسنے اجازت دی تو بیع جائز ہوگی اور عقد کے وقت سے مشتری کی ملک ثابت ہو جائیگی پھر مشتری کو غلام یا فدیہ دینے کا اختیار ہوگا اور اگر خیاری مشتری کا ہو اور غلام سے بائع کے قبضہ میں یہ خطا صادر ہوئی تو مشتری کو خیاری عیب حاصل ہو جائیگا اور خیاری شرط بھی باقی رہے گی پس اگر مشتری نے لینا اختیار کیا تو وہ غلام کے دینے یا فدیہ دینے میں مختار ہوگا اور اگر اسنے بیع توڑ دی تو بائع کو غلام کے دینے یا فدیہ دینے کا اختیار ہوگا

اور اگر مشتری کے قبضہ میں مدت خیار کے اندر اُس غلام نے خطا کی تو اُسکو بائع کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا لیکن اگر مدت خیار کے اندر اسکا فدیہ دیدے تو خیار کی شرط کی وجہ سے اُسکو واپس کر سکتا ہو کیونکہ جو عیب آگیا تھا وہ جاتا رہا اور اگر اُس نے فدیہ نہ دیا اور غلام کا دینا اختیار کیا تو خیار شرط ساقط ہو جائیگا اور جو عیب اُس نے خطا کے بدلے غلام کے دینے کا اقدام کیا اسی وقت ملکیت مشتری کی غلام میں مقرر ہو گئی پس اُس میں وجہ ہو گا کسی نے ایک نگر بائع یا مشتری کے واسطے خیار کی شرط کر کے باقسطی بیع کے ساتھ خرید اس پھر اس گھر میں کوئی شخص مقتول پایا گیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہر حال میں اُس مکان کے فی الحال قابض کی مددگار برادری پر دیت واجب ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اگر بیع تمام ہو تو مشتری کی مددگار برادری پر واجب ہوگی اور اگر بیع میں خیار ہو تو فسخ یا اجازت کے سبب سے جس شخص کا وہ گھر ہو جائیگا اُسکی مددگار برادری پر واجب ہوگی پھر صاحبین کے قول کے موافق اگر بیع قطعی ہو اور اگر مشتری کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو کہ ویت مشتری کے مددگار برادری پر واجب ہو جائے تو کتاب میں پھر اسکا ذکر نہیں ہو کہ مشتری کو خیار عیب حاصل ہوگا یا نہ ہوگا اور واجب یہ ہو کہ خیار نہ حاصل ہو اس واسطے کہ گھر میں کوئی شخص مقتول پایا جانا قبیح یا اعتباراً کوئی ایسا عیب نہیں ہو کہ جو گھر میں سرایت کر گیا ہو اس واسطے کہ جرم قتل کی ضمان میں اس گھر پر کوئی اتعاق نہیں ہوگا یہ عیبتا میں لکھا ہو

ساتواں باب - خیار رویت کے بیان میں اور اس میں تین تفصیل ہیں

فصل اول - خیار رویت کے ثبوت اور اس کے احکام کے بیان میں - جس چیز کو نہ دیکھا ہو اُسکی خرید جائز ہو یہ حاوی میں لکھا ہے - اور مسئلہ کی صورت یہ ہو کہ ایک شخص دوسرے سے کہے کہ میری دامن میں جو کچرا ہے اور اُس میں ایسی ایسی صفت ہو وہ میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا یا کہا کہ جو سونے میری شہمی میں ہے اُسکو فروخت کیا خواہ اُسکی صفت بیان کی یا نہ کی اور جیسے کہا کہ میں نے یہ ہانڈی کہ جسکے چہرہ پر نقاب پڑی ہوئی تھی تیرے ہاتھ فروخت کی - اور اگر یوں کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ جو کچھ میری دامن یا شہمی میں جو فروخت کیا تو اس طرح کی بیع آجائز ہو یا نہیں اسکا ذکر مبوطین میں ہے اور عامہ مشائخ نے کہا کہ اطلاق جو اپنے مطلقاً بدون دیکھیں چیز کی خرید جائز ہوتا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ بیع بھی ہمارے نزدیک جائز ہے یہ عیبتا میں لکھا ہے جس شخص نے کوئی نہ دیکھی ہوئی چیز خریدی تو اُسکو دیکھنے کے وقت اختیار خواہ اُسکو پورے ٹمن میں سے لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے خواہ اُس نے اُسی صفت پر پایا ہو کہ جو اُس سے بیان کی گئی تھی یا اُس صفت کے برخلاف پایا ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہے - خیار رویت حکماً ثابت ہو جاتا ہے کہ شرط کی ضرورت نہیں ہے یہ جو ہرہ نیزہ میں لکھا ہے - اور خیار رویت دونوں بدل میں ملکیت ثابت ہونے سے منع نہیں کرتا ہے و لیکن بیع لازم ہو جانے سے منع کرتا ہے یہ عیبتا میں لکھا ہے اور دیکھنے سے پہلے مراعات ساقط کر کے سے ساقط نہیں ہوتا ہے اور دیکھنے کے بعد اس طرح ساقط کرنے سے باقسط ہوتا ہے یہ بیع نہیں لکھا ہے اور اُس مشائخ کے نزدیک فسخ کر دینے کا اختیار ہے اگرچہ نہ دیکھ لیا ہو اور یہی مسیح ہے یہ فتاویٰ سے صغریٰ میں لکھا ہے - اور اگر دیکھنے سے پہلے بیع کی اجازت دیدی تو جائز نہ ہو جائیگی اور اُسکا خیار رویت

اپنے مال پر باقی رہیگا پس جب اُسکو دیکھے تو اُسکو اختیار ہو اگر چاہے تو لے لے ورنہ واپس کر دے یہ ضمانت
میں لکھا ہو۔ اور جس طرح مشتری کے واسطے اختیار رویت بیع میں ثابت ہوتا ہو اسی طرح اگر ضمن عین ہو تو
بائع کے واسطے بھی ثابت ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور بخار رویت کے ثابت ہونے کی
شرط یہ ہے کہ بیع اس قسم کی ہو جو معین کرنے سے متعین ہوتی ہو اور اگر اس قسم کی چیز ہو کہ جو متعین نہیں ہوتی
تو ضمن یہ اختیار ثابت نہ ہوگا یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور ناپ اور تول کی چیزیں اگر عین ہوں تو وہ بمنزلہ عیان
کے ہیں اور اسی طرح چاندی اور سونے کے پتر اور برتن اور بخار رویت ان چیزوں میں کہ جنکا بطور فرض کے
مالک ہو جیسے بیع سلم میں سلم فیہ کا مالک ہوتا ہو تو یہ اختیار ثابت نہیں ہوتا ہو اور درم اور دینار میں بھی ثابت
نہیں ہوتا ہو خواہ وہ نقد عین ہوں یا فرض ہوں اور ناپ اور تول کی چیزیں اگر معین ہوں تو وہ مثل درم اور دینار
کے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور یہ اختیار تمام ان عقدوں میں ثابت ہوتا ہو جو واپس کرنے
سے فسخ ہو سکتے ہیں جیسے اجارہ یا مال کے دعوے سے صلح یا ثبوتہ یا خرید و غیرہ یہ شرح طحاوی میں
لکھا ہو۔ اور ہر عقد میں کہ جو واپس کرنے سے فسخ نہیں ہوتا ہو جیسے کہ مہر یا خلع کا عوض یا عہد خون کرنے سے
صلح کرنے کا عوض اور مانند اس کے جن میں کہ واپس کی ہوئی چیز اپنی ذات سے ضمانت میں رہتی ہو اور اپنے بدلے
کے عوض ضمانت میں نہیں ہوتی ہو یہ اختیار ثابت نہیں ہوتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ استروشنی نے فوائد
بعض الایمہ میں ذکر کیا ہو کہ میں نے ائمہ بخار سے اس بات کا فتوے لیا کہ بخار رویت اور بخار عیب
بیع فاسد میں ثابت ہوتے ہیں یا نہیں انھوں نے جواب دیا کہ ثابت ہوتے ہیں یہ فصول عمادیہ میں
لکھا ہو۔ اور مشائخ نے باہم اختلاف کیا کہ بخار رویت مطلق ہو یا اُسکا وقت معین ہوتا ہو تو بعضوں نے
کہا کہ دیکھنے کے بعد جتنے وقت میں فسخ بیع کرنا ممکن ہو اسی وقت تک وقت معین ہو اور اگر دیکھنے کے بعد
فسخ کرنے کا وقت ملے اور وہ فسخ نہ کرے تو بخار رویت ساقط ہو جائیگا اگرچہ اس وقت تک اُس سے
اجازت بیع کی صراحۃً یا دلالتہً پائی گئی ہو یہ سبجرا لائق میں لکھا ہو اور مختار یہ ہو کہ اُسکا کوئی وقت مقرر نہیں ہو
بلکہ جب تک کوئی ایسا امر نہ پائا جائے جو بخار رویت کو باطل کرتا ہو اس وقت تک باقی رہتا ہو یہ فتح القدیر
میں لکھا ہو۔ اور سبجرا لائق میں ہو کہ یہی صحیح ہے اس لیے۔ اور تا وقتیکہ کہ مشتری کے جانب سے بخار رویت
ساقط نہ ہو جائے بائع کو مشتری سے نمٹنے کے مطالبہ کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ نسخہ القدیر میں لکھا ہو اور
بخار رویت میں میراث جاری نہیں ہوتی ہو یہاں تک کہ اگر مشتری دیکھنے سے پہلے مر جائے تو اُسکے وارثوں کو
واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اگر کوئی ایسی چیز فروخت کی کہ جسکو اُس نے نہیں دیکھا
تھا جیسے کسی چیز کا دارث ہو اور اُسکو نہ دیکھا یا نہ تک کہ اُسکو فروخت کر دیا تو امام اعظم رحمہ کے دوسرے
قول کے موافق بیع جائز ہو اور اُسکو بخار نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی معین چیز کو بعض نقد معین کے کہ جسکو
اُس نے نہیں دیکھا اور بعض قرض کے فروخت کیا اور سبجرا اُس معین کو دیکھ کر واپس کیا تو اُس معین کے حصہ کی
بیع ٹوٹ جائیگی اور قرض کے حصہ کی بیع نہ ٹوٹے گی کیونکہ اُسکو قرض کے حصہ میں بخار رویت نہ تھا یہ محیط خسی میں
لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایسی چیز خریدی کہ جسکو دیکھ چکا ہو پس اگر وہ منہ پر ہو گئی ہو تو اُسکو بخار ہوگا اور اگر نہ متغیر ہوئی

تو خیار ہو گا لیکن خریدتے وقت اگر اُسکو یہ بات نہ معلوم ہوئی کہ میں نے اسکو پہلے دیکھا ہو تو اُسکا خیار ثابت ہو گا یہ تبیین میں لکھا ہے۔ اور اگر متغیر ہونے میں دونوں نے اختلاف کیا اسطرح کہ مشتری نے کہا کہ متغیر ہو گئی ہو اور بائع نے کہا کہ متغیر نہیں ہوئی ہو تو قسم کے ساتھ بائع کا قول لیا جائیگا اور مشتری کو گواہ قائم کرنے چاہیے اور بائع کے قول کا اعتبار کرنا اسی صورت میں ہو کہ مدت اسقدر قریب ہو کہ جس سے معلوم ہو کہ کہ اتنی مدت میں ایسی چیز متغیر نہیں ہوتی ہو اور اگر زیادہ مدت گزر گئی جیسے کہ ایک ہاڑی کو اُسکے شباب کے حالت میں دیکھا تھا پھر اُسکا بیٹا برس کے بعد خریدا اور بائع نے دعوے کیا کہ وہ متغیر نہیں ہوئی تو قول مشتری کا لیا جائیگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اسی پر فتوے ہو یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر اسطرح اختلاف کیا کہ بائع نے مشتری سے کہا کہ تو نے خریدتے وقت اسکو دیکھا ہو اور مشتری نے کہا کہ میں نے نہیں دیکھا ہو تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول لیا جائیگا یہ بدائع میں لکھا ہے اگر خریدی ہوئی چیز محدود تھی اور مشتری نے اس محدود قبضہ کر لینے کا اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے اُسکی تمام مدین نہیں دیکھی تھیں تو اُسکا قول قبول ہو گا یحیط میں لکھا ہے ہمارے اصحاب حنفیہ نے فرمایا ہے کہ اگر دونوں میں اختلاف ہو اور بائع دعوے کرے کہ یہ وہ نہیں ہو جو میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری کہتا ہے کہ یہ وہی ہو جو تو نے میرے ہاتھ فروخت کیا تو مشتری کا قول لیا جائیگا اور اسی طرح ہر جگہ کہ جس میں صرف مشتری کے کہنے سے عقد ٹوٹ جاتا ہو مشتری کا قول معتبر ہو گا اور جہاں کہیں صرف مشتری کے کہنے سے بدون بائع کی رضا مندی یا حکم حاکم کے عقد نہیں ٹوٹتا ہو تو وہ بائع کا قول بائع کا معتبر ہو گا یہ قطع کی شرح قدہ ری میں لکھا ہے کسی شخص نے ایک فنج کی ہونی بکری کی کھال کھینچنے کے پہلے اسکا اوجھ خریدا تو جائز ہے خلاف اس صورت کے کہ خریدوڑہ تراشنے سے پہلے اُسکے بیج خریدے تو جائز نہیں ہو اگرچہ بائع اُسکے کاٹنے پر رضی ہو جائے اور جبکہ اوجھ کی خرید کھال کھینچنے سے پہلے جائز ہوئی تو بائع پر اُسکا ٹھکانا واجب ہو گا اور مشتری کو خیار رویت حاصل ہو گا یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر فنج کرنے سے پہلے اوجھ خریدا تو جائز نہیں ہو یہ فتاوے صغریٰ میں لکھا ہے۔ اگر ایک ہرومی کپڑے کی کٹھری دیکھی اور اُسکو قبول کر لیا پھر کٹھری کے مالک نے اس میں سے ایک کپڑا کاٹ لیا پھر اُسکو آگاہ کر دیا کہ میں نے اس میں سے ایک کپڑا کاٹ لیا ہو مگر اُس کپڑے کو اُس کو نہ دھلا یا یہاں تک کہ جو کچھ کٹھری میں ہو وہ اس شخص نے خریدا لیا تو اُسکو خیار رویت حاصل ہو گا اسی طرح اگر کسی شخص نے دو کپڑے بیچ کے واسطے پیش کیے پھر ایک کو ایک رومال میں لپیٹ دیا پھر مشتری کے پاس آیا اور بدوین دیکھنے کے مشتری نے اس کو خریدا اور یہ خیال نہ کیا کہ یہ اُن دونوں میں سے کون کپڑا ہو تو اُسکو بروقت دیکھنے کے خیار حاصل ہو گا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع دونوں کپڑوں کو ایک ایک رومال میں لپیٹ کر مشتری کے پاس لایا اور کہا کہ یہ وہی دونوں کپڑے ہیں کہ جو میں نے تیرے سامنے کل کے دن پیش کیے تھے پس مشتری نے کہا کہ میں نے یہ کپڑا دس درم کو لیا اور یہ دوسرا بھی دس درم کو لیا اور خرید کے وقت اُنکو نہ دیکھا تو اُسکو خیار رویت حاصل ہو گا اور اگر دونوں کو مختلف ٹمن کے ساتھ خریدا اسطرح کہ کہا یہ میں نے بیس درم کو خریدا اور یہ دوسرا کپڑا دس درم کو خریدا تو اُسکو خیار رویت حاصل ہو گا اور اگر مشتری نے کہا کہ میں نے ان دونوں میں سے

ایک کو پیش درم کو یا اور یہ نہ معلوم ہو کہ وہ کونسا کپڑا ہو تو یہ بیع فاسد ہے یہ عیالین لکھا ہے۔ اور متقی میں مذکور ہے کہ اگر کسی شخص کے سامنے ایک گٹھری ہر اتنی کپڑوں کی پیش کی اور اُس نے سب کپڑے کو دیکھ کر پھر گٹھری کے اندر سے ایک کپڑا اس میں سے نکال کے ایک رد مال میں لپیٹا اور اُس کپڑے کو اُس شخص نے جسے سامنے گٹھری پیش کی تھی خرید لیا تو اُس کے دیکھنے کے وقت مشتری کو خیار حاصل ہو گا اگرچہ گٹھری کے مالک نے بیان کیا ہو کہ یہ کپڑا اسی گٹھری کا ہے یہاں تک کہ اس طرح بیان کرے کہ جس سے وہ اُس کپڑے کو حسین طور پر بچاں لے یہ وہ چیز ہے میں لکھا ہے کہ اگر ایسی کوئی چیز خریدی کہ جسکو دیکھ چکا ہو اور خریدنے کے وقت اُسکو نہ بچا نا جیسے کہ کوئی کپڑا کسی شخص کے ماتحت میں دیکھا تھا پھر اُس کپڑے والے نے اُسکو ایک رد مال میں لپیٹ کر اس شخص کے ماتحت فروخت کیا اور اُس نے نہ مانا کہ یہ وہی کپڑا ہو یا کوئی باندی کسی شخص کے پاس دیکھی تھی پھر اُسکو نقاب ڈالے ہوئے اسی کے پاس دیکھ کر اُس نے خریدی اور یہ خیال نہ کیا کہ یہ وہی باندی ہو تو اُسکو پھر دیکھنے کے وقت خیار حاصل ہو گا یہ عیالین لکھا ہے کہ اگر ایک کپھال کا بالی خریدتا تو اُسکو دیکھنے کے وقت خیار حاصل ہو گا اس واسطے کہ بعض پانی بعض پانی سے اچھا ہوتا ہو اسی طرح اگر بالی کے خریدنے میں شرک کسی کہ دجلہ کا ہو اور وہ دجلہ کا نکلا تو بھی خیار حاصل ہو گا اس واسطے کہ بعض جگہ بعض سے اچھی ہوتی ہو یہ جھوٹے سرخی میں لکھا ہے۔ اور خیار رویت تمامیت صفت کا مانع ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے دوسرے سے ایک گٹھری بولی کپڑے کی خریدی اور اُسکو نہ دیکھا اور اُس پر قبضہ کر لیا اور اُس کے کسی کپڑے میں کچھ عیب پیدا ہو گیا تو اُسکو خیار رویت کی وجہ سے انہیں سے کچھ واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر بعضی بیع کے سوا بھی بیع کی اجازت دیدی جیسے کہ دو کپڑے یا دو غلام یا اس کے مانند خریدے اور قبضہ کرنے کے بعد اُنکو دیکھ کر ایک کو پسند کر کے کہا کہ میں نے اُسکو پسند کر لیا تو بیع تمام لازم ہو جائیگی اور خیار اپنے حال پر باقی رہے گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر دو چیزیں خریدیں اور اُنکو دیکھ کر سب ایک پر قبضہ کر لیا تو یہ رضی ہونے میں شمار ہے یہ ابن رستم نے امام اعظم رحمہ سے روایت کی ہے اور ایک کا دو دیکھنا دونوں کے دیکھنے کے مثل نہیں ہے مگر اسی صورت میں کہ جسکو دیکھا تھا اُس پر قبضہ کر کے اُسکو تلف کر دیا تو اس وقت میں اسکو بیع لازم ہوگی اور اس میں امام ابو یوسف رحمہ کا خلاف ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ دو شخصوں نے ایک ایسی چیز خریدی کہ جسکو دونوں نے نہیں دیکھا ہے اور دونوں نے اُس پر قبضہ کر لیا پھر دونوں نے اُسکو دیکھ کر سب ایک نے اُسکو پسند کیا اور دوسرے نے اُس کے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے مگر اسی صورت میں کہ دونوں کی رائے واپس کرنے پر متفق ہو جائے اور یہ قول امام اعظم رحمہ کا ہے اسی طرح اگر بائع دو ہوں اور مشتری ایک ہو اور خیار دونوں بائعون کو حاصل ہو اور ایک انہیں سے بیع توڑ دے اور دوسرا اجازت دے تو بیع جائز ہوگی تا وقتیکہ دونوں کی رائے اجازت پر متفق نہ ہو اور اگر دو شخصوں نے ایک باندی خریدی کہ انہیں سے ایک اُسکو پہلے دیکھ چکا تھا پھر دونوں نے اُس پر قبضہ کر لیا اور جس نے نہیں دیکھا تھا اُس نے اُسکو دیکھا اور دونوں کی رائے اُس کے واپس کرنے پر متفق ہوئی تو دونوں اُسکو واپس کر سکتے ہیں اور اگر یہ صورت ہوئی کہ جس نے اُسکو دیکھا تھا اُس نے دوسرے کے واپس کرنے سے پہلے کہا کہ میں رضی ہوں اور میں نے بیع نافذ کر دی تو جس شخص نے کہ نہیں دیکھا تھا اُسکو تمام بیع کے واپس کر دینے کا اختیار ہو گا اور شریک کا رضی ہونا بمنزلہ اسکی رویت کے ہو گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دو کپڑوں

بیع خیار رویت میں اگر کسی نے دیکھا تو خیار حاصل ہے

میں سے ایک کو دیکھا اور دونوں کو خرید لیا پھر دوسرے کو دیکھا تو اسکو دونوں کے واپس کرنے یا لے لینے کا اختیار
 یہ کافی میں لکھا ہے اگر کسی نے ایک ایسی گھڑی زطلی کپڑوں کی خریدی کہ جسکو اُس نے نہیں دیکھا پھر اس میں سے
 ایک کپڑا ہٹا تو کل گھڑی میں اسکا خیال باطل ہو گیا یہ محیط مشہور میں لکھا ہے۔ اور روارویت کی وجہ سے رکنا
 قبضہ نہ رہے اور قبضہ کے بعد بیع کا نسخ کرنا ہو اس میں قاضی کے قضا اور بائع کی رضا کی حاجت نہیں ہے اور صرف
 اتنے کہنے سے کہ میں نے واپس کیا بیع فسخ ہو جائیگی کہ بائع کی بدولت آگاہی کے امام غنیمت رحمہ اللہ امام محمد
 کے نزدیک واپس کرنا صحیح نہیں ہے پھر الرائی میں لکھا ہے اور اگر قبضہ کر لیا اور پھر اسکو دیکھا تو اسکو خیال حاصل
 رہیگا تاہم فقہ وہ اجازت نہ دے بائع کی طرف سے کوئی ایسی بات نہائی جاوے جو رضامندی پر دلالت کرتی ہو
 یہ ظہیر میں لکھا ہے اور روارویت میں بعد دیکھنے کے بائع کے جائز ہونے یا نہ ہونے دونوں صورتوں میں سبک
 نزدیک رضامندی صحیح نہ جاتی ہے اور رضامندی کی دو صورتیں ہیں ایک رضامندی صریح طور سے جیسے بچہ اپنے
 کے کہدیا کہ میں اس سے راضی ہوا یا میں نے بیع کی اجازت دی اور دوسری صورت یہ کہ کوئی ایسی بات کرے
 جس سے رضامندی پائی جاوے جیسے خریدنے کے بعد اسکو دیکھا اس پر قبضہ کر لے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور
 عیت دار ہونے یا تصرف کرنے سے کہ جسے خیال شرط باطل ہو جاتا ہو ان میں سے خیال روارویت بھی جاتا رہتا ہے پھر
 اگر ایسا تصرف ہو کہ جسے سب سے کسی غیر کا حق واجب ہو جاتا ہو جیسے کہ سلفاً بیع کی مثل اگر قبضہ اس میں اپنی ذات کے
 واسطے خیال کی شرط لگائی یا دہن کیا یا اجارہ دیا تو خیال روارویت دیکھنے سے پہلے اور بعد دیکھنے کے دونوں
 صورتوں میں باطل ہو جاتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے دیکھنے سے پہلے اور قبضہ کرنے کے بعد فروخت کر دیا
 پھر بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے یا ایسے سبب سے کہ جو ہر طرح سے فسخ میں شمار ہو اسکو واپس دیا گیا اور
 رہن ٹوٹ گیا اور اجارہ ٹوٹ گیا تو خیال روارویت خود نہ کرے گا اور یہی صحیح ہے کہ قاضی خان میں لکھا ہے
 اور اگر کوئی ایسا تصرف کیا کہ جس سے غیر کا حق متعلق نہ ہو ایسے بیع اپنی ذات کے واسطے خیال کی شرط کر کے
 فروخت کی یا سبب کر کے سپرد نہ کی یا بیع کے واسطے پیش کی تو خیال روارویت باطل نہوگا اور اگر بیع میں اس کے
 تصرفات دیکھنے کے بعد کرے گا تو اسکا خیال باطل ہو جائیگا کیفایت میں ہو اور اگر بعض بیع کو دیکھنے کے بعد بیع کے واسطے پیش کیا تو عام بیع
 کے نزدیک اسکا خیال باطل ہو جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہ بائع نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور فتح مرقا میں امام
 ابو یوسف رحمہ اللہ یہ بدلے میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی خریدے ہوئے غلام کو مکانب کر دیا پھر وہ کتابت سے خارج ہوا اور پھر اسکو
 مشتری نے دیکھا تو اسکو خیال روارویت کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہوگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر
 بعضی بیع اس کے ماتھے سے نکل گئی یا اس کے پاس اس میں کچھ نقصان آگیا یا اس میں کچھ زیادتی ہو کسی خواہ وہ زیادتی
 ملی ہوئی تھی یا جدا تھی تو اسکا خیال باطل ہو جائیگا یہ سراج الملح میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر بیع باندی
 تھی اور اُس سے وطی کر لی یا اسکو ضہوت سے چھوایا ضہوت سے اسکی فرج کی طرف دیکھا یا بیع کوئی گھڑی تھا
 کہ اپنی ذاتی ضرورت کے واسطے اس پر سواریا مثل اس کے واقع ہو تو بھی اسکا خیال جاتا رہیگا یہ بدلے میں لکھا ہے
 اور اگر خریدی ہوئی چیز دیکھنے سے پہلے کسی کے ہاتھ اسی کے واسطے خیال کی شرط کر کے فروخت کر دی
 تو یہ بیع مثل بیع مطلق بدون شرط کے ہے اس سے خیال روارویت دیکھنے سے پہلے ساقط ہو جاتا ہے یہ عینی کے

شرح کنز میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر اُسکو بیع فاسد کے طور پر فروخت کیا اور مشتری کو سپرد کر دیا تو بھی خیار باطل ہوگا یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر دیکھنے سے پہلے اُسکو بہرہ کے سپرد کر دیا تو خیار ساقط ہو جائیگا یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر دیکھنے کے ساتھ ثمن ادا کر دیا تو بھی خیار جاتا رہتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری کے پاس بیع میں سے کچھ تلف ہو جائے تو اسکا خیار باطل ہو جائیگا یہ حادوی میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے اُٹھیں کوئی ایسا تصرف کیا کہ جس سے اُس میں کچھ نقصان آتا ہو حالانکہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ وہی بیع ہے تو بھی اُسکا خیار باطل ہو جائیگا مثلاً ایک خریدی ہوئی بکری کے پشم کاٹ لیے اور یہ نہ جانا کہ یہی بکری خریدی گئی ہو یا کوئی کپڑا پہنکر اُس میں نقصان پیدا کر دیا حالانکہ یہ نہ جانا کہ یہی کپڑا یاٹھ نے فروخت کیا ہے یہ سراج الوماجد میں لکھا ہے۔ اگر کوئی ایسی باندی خریدی جسکو نہیں دیکھا تھا پھر اُس باندی کو باٹھ نے مشتری کے پاس دلیت رکھا حالانکہ مشتری اُس باندی کو نہیں پہچانتا تھا کہ یہی خریدی ہوئی باندی ہے پھر وہ مشتری کے پاس مرگئی تو مشتری اُس پر قابض شمار ہوگا اور اُس پر ثمن واجب ہوگا کیونکہ باندی اُسکی ضمانت میں ہلاک ہوئی ہے یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے قبضہ کرنے کے بعد وہ باندی باٹھ کے پاس دلیت رکھی اور وہ باٹھ کے پاس مشتری کے بیع پر راضی ہونے سے پہلے مرگئی تو یہ مشتری کا مال گیا اور اُس پر ثمن واجب ہوگا یہ مسوطا میں لکھا ہے۔ اگر کوئی موزا خرید ادا کر باٹھ نے مشتری کو سونے کی حالت میں پہنا دیا پھر وہ خواب سے اُٹھا اور اُسکو پہنے چند قدم چلا اور اس جہت سے اُٹھیں کچھ نقصان آیا تو مشتری کا خیار رویت باطل ہو گیا اور اگر کچھ نقصان نہ آیا تو خیار رویت باطل ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی ایسا گھر خرید کہ جسکو نہیں دیکھا تھا پھر اُسکے پہلو میں دو سال گھر فروخت ہوا اور مشتری نے اُسکو شفعہ کی راہ سے لیا تو ظاہر الروایت کے موافق اُسکا خیار رویت باطل ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے یہ مختار ہے یہ ہر الفائق میں لکھا ہے اور کبریٰ میں مذکور ہے کہ اگر سیپ کے اند کوئی موتی خرید تو امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ بیع جائز ہے اور جب اُسکو دیکھے تو مشتری کو خیار رویت حاصل ہوگا اور امام محمد رحمہ نے کہا کہ بیع باطل ہے اور اسی پر فتوے ہوئے مضمرات میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ جو کچھ اس تخیل کے اندر یا جو کچھ اس کوٹھری میں ہے میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہے اور اُسکو دیکھنے کے وقت خیار ہوگا اور اگر کہا کہ جو کچھ اس دار کے اندر یا اس کائنات میں ہے میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہیں ہے کیونکہ اس کے اندر حالت بہت بڑھی ہوئی ہے یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ کوئی مرغی ایک موتی شگل گئی پھر اُسکو مع موتی کے فروخت کیا تو بیع جائز نہیں ہے اگرچہ مشتری نے بیگانے سے پہلے موتی دیکھا ہو اور اگر مرغی مرجانے کے بعد موتی فروخت کیا تو بیع جائز ہے اگرچہ مشتری نے بیگانے سے پہلے موتی نہ دیکھا ہو لیکن مشتری کو موتی میں خیار رویت حاصل ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی اسباب خرید کر اُسکو کسی جگہ اُٹھا لے گیا تو اُسکو خیار عیب با خیار رویت کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ اُسکو اسی جگہ واپس لاوے جہاں کہہ رہا تھا ورنہ روکنا صحیح ہوگا یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ خواہ اُٹھا لیجانے سے اُسکی قیمت بڑھ گئی ہو یا گھٹ گئی ہو یہ قبضہ میں زیادہ کیا ہے۔ اگر کچھ وجہ اس شرط پر خرید کہ باٹھ مشتری کے مکان پر پہنچا دے پس

اگر بیع فاسی زبان میں واقع ہوئی تو جائز ہو پس اگر مشتری نے وہ دو دھنیں دیکھا تھا اور جب بالبع نے مشتری سے مکان پر پہنچا دیا تب اُسے دو دھ کو دیکھا تو فقیہ ابوالالیث نے فرمایا ہو کہ اُس کو خیار رویت کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہو کیونکہ اگر اُسے واپس کر دیا تو بالبع کو اُس کے اٹھانے کی ضرورت ہوگی اور یہ بہتر نہ ایسے عیب کے ہو کہ جو مشتری کے پاس پیدا ہو گیا ہو یہ خدا دے قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور خیار عیب یا خیار شرط یا خیار رویت کی وجہ سے بیع کے واپس کرنے میں جو خرچ پڑے وہ مشتری کے ذمہ ہوگا اور جامع الفصولین میں لکھا ہو کہ اگر مشتری نے بیع کے اندر کسی شخص کو بسایا تو اُس کا خیار رویت ساقط ہوگا لیکن اگر کرایہ برہمایا ہو تو خیار باطل ہو جائیگا یہ بھرا لائق میں لکھا ہو اگر کوئی زمین خریدی اور کسی کاشتکار کو اجارت دی کہ اُس میں کھیتی کرے تو اُس کا خیار باطل ہوگا کیونکہ کاشتکار کا فعل مشتری کے حکم سے مثل فعل مشتری کے ہو یہ عینی کی شرح کنز میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کوئی زمین خریدی اور اُس زمین کا کوئی کاشتکار تھا اور اُس کاشتکار نے اس مشتری کی رضا مندی سے اُس میں کھیتی کی اس طرح کہ مشتری نے اُس کو اپنی پہلی حالت پر چھوڑ دیا پھر اُس زمین کو دیکھا تو اُس کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ کہنا یہ میں لکھا ہو۔ اگر خریدی ہوئی زمین دیکھنے سے پہلے کسی شخص کو مستعار دی تاکہ وہ اُس میں زراعت کرے تو کھیتی کرنے سے پہلے خیار ساقط ہوگا یہ فضول عبادیہ میں لکھا ہو۔ والوالحیہ میں مذکور ہو اگر کسی شخص نے اپنی زمین کو اپنی شرح سے بیچنے کا ارادہ کیا کہ مشتری کو خیار رویت باقی نہ رہے تو پہلے اس باب میں یہ ہو کہ ایک کپڑے کا کسی شخص غیر کے واسطے اقرار کر دے کہ یہ اُس کا ہے پھر پھر اسے زمین فروخت کر دے پھر وہ شخص کہ جس کے واسطے کپڑے کا اقرار کیا ہو اُس کپڑے کا استحقاق ثابت کر کے لے لے پس مشتری کا خیار باطل ہو جائیگا یہ بھرا لائق میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک ایسا گھر خریدا کہ جس کو دیکھا نہیں تھا پھر اُس کو دیکھا اور یہ نہ کہا کہ اس گھر میں آدھا نہ آدھا یعنی پسند آیا یا نہ آیا اور کچھ لوگوں سے یہ کہا گواہ باغید بر خریدن من این خانه را بیتی میرے اس گھر کے خریدنے پر گواہ رہو پھر یہ قصد کیا کہ میں خیار رویت کے وجہ سے اس گھر کو واپس کر دوں تو اُس کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک ایسا گھر خریدا کہ جو دوسرے شہر میں واقع ہو اور بالبع نے مشتری سے کہا کہ میں نے اُس کو تیرے سپرد کر دیا پھر مشتری نے نہ دیکھنے اور نہ حقیقتہ قبضہ کرنے کی وجہ سے شش اد کرنے سے انکار کیا تو اُس کو اختیار ہو کہ خیار رویت کی وجہ سے واپس کر دے اور اگر اُس نے واپس نہ کیا تو بالبع کو حکم کیا جائیگا کہ مشتری کے ساتھ اُس شہر کو جائے یا اپنا کوئی دلیل اُس کے ساتھ کرے تاکہ دلیل شش پر قبضہ کرے اور اگر اُس کے سپرد کر دے یہ خدا دے قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کوئی غلام خریدا اور اُس کو اندھا پایا اور کہا کہ میں قصد کرتا ہوں کہ اس کو اپنے قسم کے کفارہ میں آزاد کر دوں پس اگر کافی طور پر ادا ہو جائیگا تو بے وقت ورنہ واپس کر دوں گا تو اُس کو واپس کرنے کا اختیار ہو۔ بشرطی امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہو کہ کسی شخص نے دو گڑ گہوں خریدا اور اُن کو نہیں دیکھا پھر قبضہ سے پہلے یا بعد قبضہ کے اُن دونوں میں سے ایک کی بیع کا اقالہ کر دیا تو اُس کو باقی میں خیار رویت حاصل ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور مفتی میں مذکور ہو کہ کسی نے ایک بے دیکھی ہوئی جین خریدی پھر بالبع سے کہا کہ اس کو فروخت کر دے یا کہا کہ اپنے واسطے اس کو فروخت کر دے تو اسی وقت دو واپس ہو جائیگی خواہ بالبع نے اس کو فروخت کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر یہ لفظ بعد دیکھنے کے کہا تو یہ ضرور

اس مسئلہ میں مذکور نہیں ہوا ان اس مسئلہ کے بعد بکری کے مسئلہ میں اس طرح مذکور ہو کہ کسی نے ایک بکری خریدی اور اُس پر قبضہ نہیں کیا یہاں تک کہ بائع سے کہا اسکو فروخت کر دے یا اسکو اپنے واسطے فروخت کر دے تو یہ دونوں لفظ یکساں ہیں پس اگر اُس نے بکری کو نہ دیکھا ہو کہ تو اس کہنے کے ساتھ ہی بیع ٹوٹ جائیگی اور خیاریت کی وجہ سے بکری واپس ہو جائیگی اور اگر مشتری نے اُسکو دیکھ لیا تھا تو بیع نہ ٹوٹے گی تا وقتیکہ بائع یہ نہ دے کہ میں نے اسکو قبول کیا اور میں اس بکری کو بیع لوں گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک بکری بدون دیکھے ہوئے خریدی اور بائع کو حکم دیا کہ اسکا دودھ ہر صدقہ کر دے یا زمین پر چھینک دے اور اُس نے ایسا ہی کیا تو دودھ پر قبضہ کرنے کی وجہ سے اُسکا خیاریت بکری میں باطل ہو جائیگا یہ جواز التلقین جامع الفصولین سے نقل کیا ہو۔ اگر کسی نے دو غلام خریدے اور قبضہ سے پہلے ان دونوں میں سے ایک کو کسی شخص نے خطا سے قتل کر دیا اور مشتری نے اس مقتول کی قیمت اور اُسکا نفقہ اُسکے قاتل سے لے لیا تو اُسکا خیاریت دوسرے میں باطل ہو جائیگا یہ ظہر میں لکھا ہو۔ اور اصل میں مذکور ہو کہ اگر مشتری کے پاس غلام ایسے زخم کے ساتھ مخرج کیا گیا کہ جبکہ عوض کچھ بال لازم آتا ہو یا کوئی باندی خریدی تھی کہ اُسکے ساتھ مشتری کے سوا دوسرے شخص نے شبہ میں دلی کر لی تو اُسکو خیاریت کی راہ سے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر مشتری کے سوا کسی شخص نے اس باندی سے زنا کے طور پر دلی کی یا خود مشتری نے اس سے دلی کر لی یا غلام کو خود مشتری نے مخرج کیا تو ان تینوں صورتوں میں اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہو مگر اُس صورت میں واپس کر سکتا ہو کہ بائع راضی ہو جائے اور اگر باندی کے کوئی بچہ پیدا ہو اپن اگر وہ بچہ زندہ رہا تو ہر حال میں اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہ ہو گا اور اگر بچہ مر گیا تو بچہ پیدا ہونے سے اگر باندی تین کوئی ظاہر نقصان پیدا ہو گیا تو مشتری کو بدون ریمانندی بائع کے واپس کرنے کا اختیار نہ ہو گا اور اگر بچہ پیدا ہونے سے کوئی ظاہر نقصان نہیں آیا تو بھی کتاب المعناریت کی روایت کے موافق یہ حکم ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر خریدی ہوئی چیز کوئی گھوڑی یا بکری تھی اور وہ بچہ جنی تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اسی طرح اگر اُسکے بچہ کو مشتری یا کسی دوسرے نے قتل کر دیا تو بھی یہی حکم ہو گا اور اگر بچہ مر جائے تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہو گا یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور اگر مشتری کے پاس غلام کو بائع نے زخمی کیا یا قتل کر دیا تو اصل میں مذکور ہو کہ بیع مشتری کے ذمہ واجب ہو جائیگی اور بائع پر قتل کر لینے کی صورت میں قیمت واجب ہوگی اور زخمی کر دینے کی صورت میں زخم کا جرمانہ دینا پڑے گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ جیسے ابن ابان سے روایت ہو کہ اگر مشتری نے قبضہ سے پہلے خریدی ہوئی باندی کا نکاح کر دیا پھر اُسکو اُسکے شوہر کے دلی کرنے سے پہلے دیکھا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار باقی ہو اور نکاح کر دینے سے جو انہیں عیب آگیا اُسکا بدلہ دینے کے واسطے مہر کافی ہو اگرچہ عیب کا جرمانہ مہر سے زائد ہو اور بعض فقہانے کہا کہ زیادتی جو باقی رہ گئی ہو اُسکا تاوان دے اور یہی صحیح ہو یہ ظہر میں لکھا ہو۔ اور اگر غلام کو بخارانے لگا ہو اُسکا بخار جانا رہا تو دیکھنے کے وقت اُسکو واپس کر سکتا ہو اور اگر بخار آنے کی حالت میں مشتری نے قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا اور بائع نے اُس غلام کو قبول کرنے سے انکار کیا تو قاضی واپس کرنے کا اختیار باطل کر کے بیع کو جائز کر دے گا پس اگر قاضی کے حکم دینے کے بعد غلام اچھا ہو گیا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار

نہیں ہر اور اگر غلام کے اچھے ہونے کی حالت میں بائع کے حضور میں اس کے واپس کر دینے پر گواہ کر لے
 بھر بائع کے متضر کرنے سے پہلے اس کو بخار آئے لگا پھر اس کا بخار جاتا رہا تو غلام بائع کے ذمہ پڑیگا یہ
 حاجی میں لکھا ہو اگر دیکھی ہوئی گہوڑوں کی ڈھیری ٹھینہ سے خریدی اور اس پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ وہ خشک ہو کر
 کم ہو گئی تو اس کو خیاری رویت نہوگا اور یہ مختار النساء سے کہ میں لکھا ہر۔ واسطے ہو کہ جس شخص کے واسطے خیاری ہو
 وہ اس شخص کو دینے کا اختیار رکھتا ہر لیکن تین شخص یعنی بیل اور دھمی اور وہ غلام کہ جس کو تجارت کے واسطے
 اجازت دی گئی ہو اگر ان میں سے کوئی شخص کسی چیز کو اصلی قیمت سے کم پر خریدے تو خیاری عیب کی
 وجہ سے منسوخ کر دینے کا مختار نہیں ہر مان خیاری رویت یا خیاری شرط کی وجہ سے منسوخ کر سکتا ہر بجز اگر اقل میں لکھا ہو
 و دوسری فصل ان چیزوں کے بیان میں جس کا سوا خرید اس کا دیکھنا خیاری کے باطل ہونے کے حق میں کل کے دیکھنے کے
 مانند ہر قاعدہ یہ ہر کہ اگر نہ دیکھی ہوئی چیز دیکھی ہوئی چیز کے تابع ہونے سے تو نہ دیکھی ہوئی چیز میں اس کو خیاری نہوگا اور
 اگر دیکھی ہوئی چیز اصلی سے قیاس بات پر سمجھا نہ گیا ہو دیکھی ہوئی چیز کے دیکھنے سے اگر نہ دیکھی ہوئی چیز کے
 حال سے آگاہ نہ کیا تو اس کا خیاری رویت باقی رہیگا اور اگر اس کے حال سے آگاہ کر دیا ہو تو اس کا خیاری رویت باطل ہو جائیگا
 یہ محیط سبھی میں لکھا ہو۔ اگر کوئی باندی یا غلام خرید اور اس کا چہرہ دیکھا نہ گیا تو اس کے بعد اس کو خیاری نہوگا
 یہ محیط میں لکھا ہر اور اسی طرح چہرہ کا زیادہ حصہ دیکھ لیا تو تمام چہرہ کے دیکھنے کے مانند ہر اور اگر نبی آدم میں
 سوائے چہرہ کے تمام اعضا دیکھ لیے تو اس کا خیاری باقی رہیگا یہ سراج الوماج میں لکھا ہر۔ اور اگر گھوڑا یا خیر یا گدا
 وغیرہ خرید اور اس کے چہرہ کے سوا کچھ نہیں دیکھا تو امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہر کہ انھوں نے فرمایا کہ شریک
 کو خیاری باقی رہیگا تا وقتیکہ اس کا آگاہ و پیچا نہ دیکھے یہی صحیح ہر یہ بدائع میں لکھا ہر۔ اور فقہانے
 فرمایا ہر کہ اگر چہ یون کے بیچانے والوں کا یہ قول ہو کہ چہ یون کے چاروں پانوں کے دیکھنے کی
 ضرورت ہوتی ہر تو ان کا دیکھنا بھی خیاری سا قط ہونے کے واسطے شرط ہوگا یہ قطع کی شرح قدوری میں لکھا ہر
 اور کھڑا شتم اور مٹائی اور دم کا دیکھ لینا کافی نہیں ہر اور یہی صحیح ہر۔ یہ فائدے غیاثیہ میں لکھا ہر۔ (اور جو بکری
 اپنے پاس رکھنے کے واسطے خریدی ہو اس کے تھن اور تمام بدن کا دیکھنا ضرور ہر کذا فی الطیبرہ۔ اور اگر گوشت
 کے واسطے بکری خریدی ہو تو اس کا ٹھول کر دیکھنا ضرور ہر یہاں تک کہ اگر اس کو دوسرے دیکھا ہو تو اس کا خیاری باقی رہیگا
 یہ بدائع میں لکھا ہر۔ اور اگر دو دھ دیتی ہوئی گائے یا اونٹنی خریدی ہو اس کا تمام بدن دیکھا لیکن اس کے تھن نہیں
 دیکھے تو اس کا خیاری باقی رہیگا یہ سراج الوماج میں لکھا ہر۔ اور کھانے کی چیزوں میں چکھنا اور سونگھنے کی چیزوں
 میں سونگھنا ضرور ہر اور جامین جو دف بچائے جاتے ہیں ان کی آواز ستا ضرور ہر یہ تیسرے میں لکھا ہر اگر کوئی
 پکھنے کی چیز خریدی اور رات کو اس کو بلا دیکھے چکھا تو اس کا خیاری سا قط ہو جائیگا یہ عقیدہ میں لکھا ہر۔ اور اگر کوئی شے
 مال منقولہ میں سے حیوانات کے سوا خریدی پس اگر اس کی کوئی خاص چیز مقصود ہوتی ہو جیسے بیاض میں وجہ مقصود
 ہوتا ہر اور اس کے مانند تو جب تک اس چیز کو نہ دیکھے تب تک اس کا خیاری باطل نہوگا اور اگر کوئی چیز خاص مقصود
 نہیں ہوتی ہر اور ان میں سے تھوڑا سا دیکھ کر رضی ہو گیا تو اس کا خیاری باطل ہو جائیگا بشرطیکہ جس قدر بدین دیکھی ہر
 وہ ہفت میں دیکھی ہوئی کے برابر ہو کذا فی فائدے قاضی خان۔ اور اگر صفت میں برابر نہ پاوے بلکہ

لکھا ہوا ہے تو اسکو خیار حاصل ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک کپڑا خریدا اور اسکو لپٹا ہوا اوپر سے دیکھ لیا اور اسکو کھول کر نہ دیکھا پس اگر وہ کپڑا سادہ ہو کہ اسپر نقش یا کار جو بی ذخیرہ نہیں ہو تو اسکا خیار باقی نہیں رہیگا اور اگر اسپر نقش ہیں تو جب تک اسکو کھول کر اس کے نقش نہ دیکھے تب تک وہ اپنے خیار پر رہیگا اور اگر اسپر نقش نہ ہوں بلکہ کار جو بی ذخیرہ ہو دے اور اسے کام دیکھ لیا ہو تو پھر اسکو خیار نہ ہوگا اور اگر اسکی کار جو بی نہیں دیکھی ہو تو اسکو خیار حاصل ہو یہ بدلے میں لکھا ہو۔ پھر بعض فقہانے کہا ہے کہ یہ حکم انکے عرف کے موافق ہو اور ہم لوگوں کے عرف کے موافق جب تک کپڑا اندر سے نہ دیکھ لیا اسکا خیار ساقط نہ ہوگا کیونکہ کپڑوں میں اندر اور باہر سے اختلاف کر دینا قرار پایا گیا ہو اور یہ قول امام زفر کا ہے اور مابوہدین دی حکم لکھا ہے کہ جو امام زفر نے کہا ہے یہ نسخ القدر میں لکھا ہو۔ اور مجموعہ لوگوں میں جب تک انکار رخ اور رنگ کی جگہ نہ دیکھے تب تک اسکا ظاہر دیکھنے سے خیار ساقط نہ ہوگا اور جس کپڑے کے دو رخ مختلف ہوں ان دونوں کا دیکھنا معتبر ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ اور فرش کے باب میں فقہانے کہا ہے کہ اسکو تمام دیکھنا چاہیے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر تکیہ کے اندر کچھ بھرا ہو اور اسکو اوپر سے دیکھ لیا پس اگر وہ ایسی چیز ہے بھرا ہو کہ جس سے تکیہ بھری جایا کر بی بی تو اسکا خیار باطل ہے اور اگر ایسی چیز ہے بھرا ہو کہ جس سے تکیہ نہیں بھری جاتی ہیں تو اسکو خیار باقی رہیگا یہ سحر الرائق میں معراج الدرۃ سے منقول ہے۔ اور اگر ایک استر لگا ہوا جبہ خریدا اور اسکا استر دیکھ لیا تو اس کے ابرا دیکھنے کے وقت مشتری کو خیار ہوگا خواہ وہ استر مقصود ہو مثلاً پوستین پر مویانہ مقصود ہو اس واسطے کہ ابرا ہر حال میں مقصود ہوتا ہو لیکن اگر یہ صورت ہو کہ ابرا مقصود ہو مثلاً حقیر ہو تو حکم اس کے برخلاف ہو اور اگر مشتری نے اسکا ابرا دیکھ لیا تو اسکو استر دیکھنے کے وقت خیار نہ ہوگا لیکن اس صورت میں کہ استر مقصود ہو مثلاً پوستین ہو یہ تاہم رخانہ میں برمانیہ سے منقول ہے اور فتاویٰ نفسی میں ہے کہ اگر چند مکعب خریدے اور ان کے منحنے بعض کے بعض کی طرف کر دیے اور مشتری نے انکو پشت کی طرف سے دیکھا تو اسکا خیار رویت باطل نہ ہوگا اور اگر انکو رخ کی طرف سے دیکھ لیا اور چھڑا نہ دیکھا تو خیار رویت باطل ہو جائیگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہے۔ اور بعض فقہانے کہا کہ ہمارے زمانے میں چھڑے کے اندر فرق کر دینے اور اس کے مقصود ہونے کی وجہ سے چھڑے کا دیکھنا بھی ضرور ہے یہ فتح القدر میں لکھا ہے۔ اور کان کی مٹی اور سوناروں کی مٹی میں جو کچھ نکلتا ہے اسکا دیکھنا معتبر ہو۔ اگر کوئی زین مع اس کے سامان کے خریدی اور اسپر قبضہ کر لیا اور اسکا نمنا نہ دیکھا پھر اسکا نمنا دیکھا تو اسکو کل واپس کر دینے کا اختیار ہے اور اسی طرح اگر چکی مع آٹا خریدی اور اس میں کی چیز جو اس سے الگ ہو نہیں دیکھی اور پھر اسکو دیکھا تو اسکو خیار حاصل ہوگا یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے اور اگر دو درے یا دو کیواریا دو جوتیاں لینے جوڑا جوڑا خریدے اور ایک کو جوڑے میں سے دیکھ لیا تو دوسرے کے دیکھنے کے وقت اسکو خیار رہیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر شک کا ناہ خریدا اور اس میں سے شک نکالا تو خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے اسکو واپس کر کے کا اختیار نہ رہا کیونکہ شکا لنے سے اس میں عیب پیدا ہو گیا اور اگر شک نکالنے سے عیب نہ پیدا ہو تو واپس کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر بے دیکھی ہوئی شکر کی زمیل خریدی پھر اس میں سے شکر نکال کر چھان ڈال دیا تو اسکا خیار ساقط ہو جائیگا یہ سحر الرائق میں لکھا ہے۔ اگر کچھ تیل جو ایک پیٹے میں بھرا ہوا ہے خریدا اور پیٹے کو دیکھ لیا اور تیل

اپنی پھیلی یا انگلی پر نہیں نکالا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ تیل دیکھنے میں شمار ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر خریدی ہوگی
چیز کو غیشے کے پیچھے سے یا آئینہ کے اندر دیکھا یا وہ کسی حوض کے کنارے تھی کہ اسکو پانی کے اندر دکھا تو یہ
دیکھنے میں شمار نہیں ہو اور اسکو خیار باقی رہیگا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اور اگر پانی کے اندر کوئی ایسی مچھلی
کہ جبکا بدون شکار کے پکڑنا ممکن ہو خریدی اور اسکو پانی کے اندر دیکھ لیا تو بعض فقہانے فرمایا ہو کہ اسکا خیار
ساقط ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور اگر بیع کو باریک پردہ کے پیچھے سے دیکھا تو یہ دیکھنے میں
شمار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور مفتی مین امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر تاک کا ایک انکوبہ
دیکھا تو اسکو خیار باقی رہیگا یہاں تک کہ ہر قسم کے انکوبہ مین سے کچھ کچھ دیکھے اور خرما کے درختوں مین اگر
بعض کو دیکھ کر راضی ہو گیا تو خیار رویت باطل ہو جائیگا اور خرما کی قسموں مین سے ایک قسم کا دیکھنا سب کے
دیکھنے کے مانند گردانا گیا ہو اور اگر گھٹے اور میٹھے انا خریدے اور ایک کو دیکھ لیا تو دوسری قسم کے دیکھنے
کے وقت اسکو خیار حاصل ہوگا اور بھی مفتی مین مذکور ہو کہ اگر خرما کے گودے خریدے اور بعض کو دیکھ کر
راضی ہو گیا تو بیع لازم ہو جائیگی یہاں تک کہ سب کو دیکھ لے اور اس سے راضی ہو جائے اور یہی حال تمام
ان پھلوں کا ہو کہ جو ظاہر ہوں اور ناپ تول یا شمار مین آتے ہوں مگر درخت پر ہوں یہ ذخیرہ مین لکھا ہے اور
یہی مختار ہے یہ مضمرات مین لکھا ہے۔ اور اگر بیع عقار ہو تو عام روایات مین یہ مذکور ہو کہ اگر دار کو باہر سے دیکھا
اور راضی ہو گیا تو اسکا خیار جاتا رہیگا۔ فقہانے فرمایا ہو کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ دار کے اندر کوئی عمارت نہ ہو اور
اگر اس کے اندر کوئی عمارت ہو تو اندر سے دیکھنا یا جو کچھ مقصود ہو اسکا دیکھنا ضرور ہو اور اسی پر فقہانے یہ فیقا
قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور محیط مین فرمایا۔ حجتے کہ اگر دار کے اندر دو بیت باڑوں کے اور دو بیت گرمیوں کے
اور دو بیت کاٹھ کے ہوں تو سب کا دیکھنا شرط ہے جیسا کہ دار کے محسن کا دیکھنا شرط ہے اور باوجود چنانچہ
اور خرما کا دیکھنا اور بالا خانہ کا دیکھنا شرط نہیں ہو لیکن ایسے شہر مین شرط ہوگا کہ جہاں بالا خانہ مقصود ہوتا ہو
جیسے شہر سمرقند مین اور بعضوں نے ان سب کے دیکھنے کی بھی شرط لگائی ہے اور یہی اظہر و آشہ ہے اسنے اگر
غلام کے واسطے کوئی بیت ہو تو اس روایت کے موافق جواب دیا جائیگا کہ بیت سے باہر دیوار کا دیکھنا کفایت
کرتا ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور اگر کوئی تاک انکوبہ کا خریدا تو کتاب مین مذکور ہو کہ اگر درختوں کی چوٹیاں باہر سے
دیکھ لیں اور ہر درخت کی چوٹی دیکھ کر راضی ہو گیا تو خیار رویت باقی نہ رہیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے
اور بستان کے باب مین فقہانے کہا ہو کہ اسکا اندر اور باہر سے دیکھنا چاہیے یہ سحر الرائق مین لکھا ہے۔ اگر
خریدی ہوئی چند چیز مین ہوں اور خریدتے وقت بعض کو دیکھا اور بعض کو نہیں دیکھا پس اگر وہ چیز ناپ یا تول
کی چیزوں مین سے ہو پس اگر ایک ہی برتن مین ہو تو اسکو خیار نہ ہوگا لیکن اگر بانی کو دیکھے ہوئے کے موافق
نپائے تو اسکو خیار ثابت ہوگا لیکن خیار عیب ثابت ہوگا خیار رویت ثابت ہوگا اور اگر ناپ یا تول کی چیز
دو برتنوں مین ہو پس وہ سب اگر ایک ہی جنس اور ایک ہی صفت کی ہو تو انہیں مشاخص نے اختلاف کیا ہے
اور مشاخص عراق نے فرمایا ہو کہ اسکو خیار نہ ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اگر دو جنسوں کی ہو یا ایک ہی جنس مین صفت
کی ہو تو اسکو خیار حاصل ہوگا اور اس مین کچھ اختلاف نہیں ہے یہ بدائع مین لکھا ہے۔ اور اگر بیع ایسی گنتی کی چیز مین

ہوں کہ جنہیں آپس میں فرق ہوتا ہو جیسے کسی تھیلے کے کپڑے خریدے یا ٹوکے میں خر بوزہ خرمن سے تو ہر ایک کا دیکھا ضرور ہو اور اگر بعض کو دیکھا تو باقی میں اس کو نیارینیکا ولیکن اگر وہ اس کرنے کا قصد کرے تو کل وہ اس کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر کتنی کی چیزیں آپس میں قرب برابری کے ہوں جیسے اخروٹ یا اٹھے وغیرہ تو انہیں بعض کا دیکھنا کفایت کرتا ہو بشرطیکہ باقی کو دیکھے ہونے کے برابر یا اس سے بڑھ کر پاوے یہ محیط میں لکھا ہو۔ ولیکن اگر وہ اس کرنا چاہے تو سب کو وہ اس کرے اور یہی صحیح ہے یہ ہوا ہر خلاطی میں لکھا ہو۔ پس اگر ان صورتوں میں جو مذکور ہوئیں مشتری یہ دعوے کرے کہ میں نے باقی کو دیکھے ہوئے کی صفت پر نہیں پایا بلکہ اس سے کترا یا اور بائ نے کہا کہ ایسا نہیں ہو بلکہ تو نے اسی کی صفت پر پایا ہو تو قسم لیکر بائ کا قول لیا جائیگا اور مشتری کو گواہ لانا چاہیے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر کوئی چیز جو زمین کے اندر پوشیدہ ہوتی ہو جیسے پیاز اور لہسن اور گاجر وغیرہ خریدی تو بعض کا دیکھنا کافی نہیں ہو اور تا وقتیکہ سب کو نہ دیکھے اس کو نیارینیکا کافی رہیگا اور یہ امام عظیم کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر انہیں سے اس قدر اکھاڑی کہ جس سے باقی کا حال معلوم کر سکتا ہو اور اس پر رضی ہو گیا تو اس کا خیار ساقط ہو جائیگا یہ سراج الوہاب میں لکھا ہو۔ اور عامہ شائع نے فرمایا کہ یہ مسئلہ ظاہر الروایت میں مذکور نہیں ہو اور فقط اس کا ذکر اٹالی میں امام ابو یوسف رحمہ سے ہو کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر زمین کے اندر پوشیدہ چیز اس قسم کی ہو کہ بعد اکھاڑنے سے بائ یا تول میں آتی ہو جیسے پیاز اور لہسن اور گاجر اور مشتری نے بائ کی اجازت سے انہیں سے کچھ اکھاڑی یا خود بائ نے اکھاڑی پس اگر اکھاڑی ہوئی چیز بائ یا تول کے لائق ہو اور مشتری اس کو دیکھ کر رضی ہو گیا تو سب کی بیع لازم ہو جائیگی اور بعض کا دیکھنا کل کے دیکھنے کے مانند شمار ہوگا بشرطیکہ باقی اسی کے مانند ہو اور اگر اکھاڑی ہوئی چیز تھوڑی سی تھی کہ جو وزن میں نہیں آسکتی تھی تو خیار باطل ہوگا اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ بائ نے خود اکھاڑی ہو یا مشتری نے بائ کی اجازت سے اکھاڑی ہو اور اگر مشتری نے بائ کی اجازت سے کچھ اکھاڑا پس اگر اکھاڑی ہوئی چیز اس قدر ہو کہ اس کی کچھ قیمت ہو تو سب کی بیع لازم ہو جائیگی خواہ مشتری اس سے رضی ہو یا نہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور خواہ دوسری جانب زمین میں وہ چیز کم بھائی انہیں سے کچھ بھی نہ شک یہ محیط میں مذکور ہے۔ اور اگر اکھاڑی ہوئی چیز اس قدر تھوڑی ہو کہ اس کی کچھ قیمت نہیں ہو تو مشتری کا خیار باطل ہوگا اور ان سکاٹوں میں امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر قویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اگر یہ زمین کی پوشیدہ چیز مل کتنی سے فروخت ہوتی ہوں جیسے مولیٰ وغیرہ تو بعض کے دیکھ لینے سے باقی کا خیار باطل نہیں ہوتا ہو بشرطیکہ بائ نے خود اکھاڑی ہو یا مشتری نے بائ کی اجازت سے اکھاڑی ہو اور اگر مشتری نے بائ کی اجازت سے اکھاڑی اور کھاڑی ہوئی کی کچھ قیمت بھی ہو تو اس کا خیار ساقط ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو اور یہی مختار ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اور یہ سب حکم جو مذکور ہوا اس صورت میں ہو کہ جو چیز زمین میں پوشیدہ ہو اس کا زمین سے اندر ہونا یقینی ہو اور اگر اوگنے کے پہلے پا اوگنے کے بعد فروخت کی مگر یہ نہیں معلوم ہوتا ہو کہ زمین کے اندر اوگی ہو یا نہیں اوگی ہو تو بیع جائز نہ ہوگی اور اگر ایسی چیز جو زمین کے اندر موجود ہو جیسے پیاز وغیرہ فروخت کر دیا اور بائ نے کسی مقام سے

کچھ اکھاڑ کر کہا کہ میں تیرے ہاتھ اس شرط پر بیچتا ہوں کہ ہر جگہ اسی طرح کثرت کے ساتھ ٹھکانے کے باوجود وہ تو بیع جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ فرمایا کہ اگر گاجرین فروخت کین اور بالے نے کہا کہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ اگر میں اسکو اکھاڑوں اور تو راضی نہ ہو تو میرا نقصان ہو اور مشتری نے کہا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اگر میں اکھاڑوں اور اچھی نہ بچکے تو میں اسکو واپس نہ کر سکو لہذا تو جو شخص اسکو اکھاڑنے میں تطوع کرے جائز ہے اور اگر دونوں میں سے کسی نے اسکا قصد نہ کیا تو قاضی اُنکے عقد بیع کو فسخ کر دیکر یہ اقطع کی شرح قدوری میں لکھا ہے۔ اور اگر دو کیار یاں گاجر کی خریدین اور ایک کو اکھاڑا اور اسکی گاجرین اچھی پائین اور دوسری کو اکھاڑا اور اسکی گاجرین عیب دار پائین تو انہیں سے کچھ بھی واپس نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اکھاڑنے سے انہیں عیب آگیا لیکن بقدر نقصان عیب کے بالے سے واپس لیگا اور اگر ایک ٹھیلے کے اندر بھری ہوئی گاجرین خریدین اور اس ٹھیلے کے مونس پر بڑی بڑی گاجرین چائی ٹھین اور اسٹے اندر چھوٹی چھوٹی پائین پس اگر چھوٹی گاجرین بڑی گاجروں کے دامن میں نہیں پکیتی ہیں تو یہ عیب میں شمار ہوگا اور مشتری بالے سے بقدر نقصان کے واپس لیگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ حشام نے لپٹے نوادر میں ذکر کیا ہے کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے دس جریب زمین کی گاجرین خریدین اور زمین پر قبضہ کر لیا اور اپنے غلام کو بھیج کر حکم دیا کہ گاجرین اکھاڑے پس اسنے تمام گاجرین اکھاڑ ڈالیں پھر مشتری آیا تو کیا اسوقت اسکو خیار و روث حاصل ہوگا امام نے فرمایا کہ ہاں پس میں نے کہا کہ اکھاڑنے سے اسکی تھالی قیمت گھٹ گئی ہے انھوں نے فرمایا کہ خیار و روث

اگر نقصان پایا ہو محیط میں لکھا ہے

تیسری فصل اندسے اور وکیل اور قاصد کے خرید کے احکام کے بیان میں اندسے کی خرید و روث جائز ہے اور اسپرینوں دامن کا اتفاق ہے فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور اسکو اپنی خریدی ہوئی چیز میں خیار و روث اور فروخت کی ہوئی چیز میں خیار نہیں ہے یہ سراج الملج میں لکھا ہے۔ اور جو چیزیں چھپنے کی ہیں انہیں اس اندسے کا الٹ پلٹ کرنا اور اسکا چھوٹا آنکھوں والے آدمی کے دیکھنے کے مانند ہے اور سونھنے کی چیزوں میں اسکا سونگھنا اعتبار کیا جائیگا اور چھپنے کی چیزوں میں چھپنا معتبر ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور سب روایتوں میں زیادہ مشہور روایت یہ ہے کہ وصف کا بیان کرنا شرط نہیں ہے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر کپڑا ہو تو اس میں چھپنے کے ساتھ اسکے طول اور عرض کی صفت اور اسکی عمدگی مرتبہ کی بھی بیان کرنی ضرور ہے اور بھلون میں چھوٹا اور صفت بیان کرنا ضرور ہے یہ جو ہرہ نیرہ میں لکھا ہے۔ اور بھلون کو درختوں پر لگا ہوا خریدنا تو مشہور روایات کے موافق اس میں وصف کا بیان کرنا ضرور ہے اور کچھ ضرور نہیں ہے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے اور عقار میں جب تک اسکا وصف بیان نہ کیا جائے تب تک اندسے کا خیار سا قط نہیں ہوتا ہے اور یہی مذہب صحیح ہے یہ اقطع کی شرح قدوری میں لکھا ہے۔ اور یہی یعنی وصف کا بیان کرنا ان سب چیزوں میں معتبر ہے کہ جو چھپنے یا سونگھنے سے نہیں پہچانی جاتی ہیں جیسے چوپائے اور غلام اور درخت وغیرہ یہ سراج الملج میں لکھا ہے۔ اور اگر یہ باتیں عقد بیع ہونے سے پہلے واقع ہو گئی ہوں تو اب اسکو نیا نہ ہوگا یہ فتاویٰ شرعناشی میں مذکور ہے۔ اور اگر اندسے کے سامنے وصف بیان کیا گیا اور وہ بیع پر راضی ہو گیا پھر وہ

بنایا ہو گیا تو اس کا خیاریت نہ کر گیا یہ بدلہ میں ہو اور اگر کسی آنکھوں والے نے کوئی چیز خریدی پھر وہ دیکھنے سے پہلے اندھا ہو گیا تو اس کی آنکھوں سے دیکھنے کا خیاریت اندھوں کے مانند وصف بیان کرنے کے ساتھ ہو جائیگا یہ فتح القدر میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی اندھے نے وصف بیان کرنے سے پہلے کہہ دیا کہ میں راضی ہو گیا تو اس کا خیاریت سا قاطع ہوگا یہ جوہرہ فیروہ میں لکھا ہے امام محمد رحمہ نے جامع صغیر میں امام اعظم رحمہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر کچھ طعام خرید ا اور اس کو ہنہن دیکھا اور اس پر قبضہ کر لینے کے واسطے کوئی وکیل کیا اور وکیل نے دیکھنے کے بعد اس پر قبضہ کر لیا تو مشتری کو اس کے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اگر اس پر قبضہ کرنے کے واسطے کوئی قاصد بھیجا اور قاصد نے دیکھنے کے بعد اس پر قبضہ کر لیا تو مشتری اس کو واپس کر سکتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ وکیل اور قاصد دونوں برابر ہیں اور مشتری کو اختیار ہے کہ واپس کرے اور چاہے بے یہ فیروہ میں لکھا ہے اور قاعدہ اس مسئلہ میں یہ ہے کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک جو شخص قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا جاتا ہے وہ خیاریت باطل کرنے کا مالک ہے اور صاحبین کے نزدیک مالک نہیں ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک بھی باطل کرنے کا مالک اس وقت ہے کہ جب قبضہ کرنے کے وقت اس کو دیکھتا ہو اور اگر پوشیدگی کی حالت میں اس پر قبضہ کر لیا پھر دیکھنے کے بعد قصد اختیار باطل کرنے کا ارادہ کیا تو اس کو یہ اختیار نہ ہوگا یہ کافی میں لکھا ہے اور وکیل کرنے کی صورت یہ ہے کہ مشتری کسی غیر سے کہے کہ بیع پر قبضہ کرنے کے واسطے تو میرا وکیل ہو یا پول کہ میں نے اس پر قبضہ کرنے کے واسطے تجھ کو وکیل کیا اور قاصد بھیجنے کی صورت یہ ہے کہ غیر شخص سے یوں کہے کہ بیع پر قبضہ کرنے کے واسطے تو میری طرف سے قاصد بن جایا اس پر قبضہ کرنے کے واسطے میں نے تجھ کو حکم دیا یا اس پر قبضہ کرنے کے واسطے میں نے تجھ کو بھیجا یا کہا کہ تو فلاں شخص سے کہہ کہ وہ تجھ کو بیع دیدے یہ سب ارااق میں فوائد سے منقول ہے اور اس بات پر سب اماموں کا اتفاق ہے کہ خرید کے واسطے جو وکیل کیا جاتا ہے اس کا دیکھنا موکل کے دیکھنے کے مانند ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور موکل کو یہ اختیار نہیں رہتا ہے کہ اپنے دیکھنے کے وقت اس کو واپس کرے یہ عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے۔ اور اس بات پر بھی اماموں کا اجماع ہے کہ جو شخص خریدنے کے واسطے قاصد ہو تا ہے وہ خیاریت باطل کرنے کا مالک نہیں ہے اور اس کا دیکھنا بھیجنے والے کے دیکھنے کے مانند نہیں ہے اور اگر بھیجنے والے نے بیع کو نہ دیکھا ہو تو اس کو خیاریت ثابت ہوگا یہ بدلہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کو خریدنے سے پہلے وکیل یا قاصد کیا اور اس نے بیع کو دیکھ لیا پھر موکل یا بھیجنے والے نے اس کو اپنے آپ خرید ا تو اس کو خیاریت ثابت ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اسی پر فتوے ہیں یہ مضمرات میں لکھا ہے اگر خرید کے وکیل نے کسی ایسی شے کو خرید ا کہ جسے موکل نے دیکھا ہے اور وکیل اس بات کو نہیں جانتا ہے تو وکیل کے واسطے خیاریت ثابت ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اس صورت میں خیاریت وکیل کے واسطے ثابت ہونا اسی وقت ہے کہ جب وہ شخص کسی غیر معین چیز کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہو اور اگر کسی معین چیز کے خریدنے کے واسطے کہ جس کو موکل دیکھ چکا ہے وکیل کیا گیا اور وکیل نے اس کو ہنہن دیکھا تھا تو وکیل کو اس کے خریدنے میں خیاریت حاصل نہ ہوگا یہ فضول عمادیہ میں لکھا ہے بیع دیکھنے کے قصد سے کسی کو وکیل کرنا صحیح نہیں ہے اور اس کا دیکھنا موکل کے دیکھنے کے مانند نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر کسی نے نہ دیکھی ہو لی چیز

خریدی پھر ایک شخص کو اسکے دیکھنے کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ اگر تجھ کو پسند آوے تو لے لینا تو یہ جائز نہیں ہے کہ یہ سحر الراقی میں جامع الفصولین سے منقول ہو۔ اگر کسی شخص کو ایسی چیز میں جو خود بے دیکھے خریدی ہو دیکھ کر غور کر کے واسطے اس طرح پر وکیل کیا کہ اگر رضی ہو تو بیع تمام کر دے اور اگر رضی نہ ہو تو بیع فسخ کر دے تو اس طرح وکیل کرنا صحیح ہے اور اگر دیکھنا موکل کے دیکھنے کے مانند ہو گا کیونکہ موکل نے یہ بیع اُسکی رائے اور نظر پر چھوڑ دی ہے تو یہ وکالت صحیح ہوگی جیسے کہ خیانت کی شرط کے ساتھ خرید کرنے میں فسخ یا اجازت کسی کے سپرد کرنا صحیح ہے یہ محسوس

سرخس میں لکھا ہے

اٹھواں باب خیاریع کے بیان میں اور اس میں سات فصلیں ہیں

فصل اول خیاریع کے ثبوت اور اُسکے حکم و شرائط اور عیب کے پہچاننے اور اُسکی تفصیل کے بیان میں خیاریع بدون شرط کرنے کے ثابت ہوتا ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ کسی نے اگر کوئی چیز خریدی کہ جہاں کوئی عیب خریدنے کے وقت یا اُس سے پہلے اُسکو معلوم نہ تھا اور پھر عیب تھوڑا یا بہت ظاہر ہوا تو اُسکو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اُسکو پورے ثمن میں لے لے ورنہ واپس کر دے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور واپس کرنے کا اختیار اس وقت ہے کہ بلا منقبت اُس عیب کو زائل نہ کر سکتا ہو اور اگر زائل کرنے پر قادر ہو تو اختیار ہوگا جیسے خریدی ہو با ندی کا احرام باندھا ظاہر ہوا تو مشتری اُسکو حلال کر سکتا ہے یہ فقہ القدر میں لکھا ہے۔ اور مشتری کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اُس عیب کو رگڑ کر بائع سے نقصان لیوے یہ اقطع کی شرح قدوری میں لکھا ہے پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر قبضہ سے پہلے عیب پر مطلع ہو جائے تو اس آگاہی پر مشتری اُسکو رد کر سکتا ہے اور صرف اُسکے اس کہنے سے کہ میں نے واپس کیا بیع فسخ ہو جائیگی اور بائع کی رضامندی یا قاضی کے حکم کی کچھ حاجت نہ ہوگی اور اگر قبضہ کے بعد اطلاع ہوئی تو بدون بائع کی رضامندی یا قاضی کے حکم کے بیع فسخ نہ ہوگی پھر اگر اُس نے بائع کی رضامندی سے بیع فسخ کی تو یہ اُن دونوں کے حق میں فسخ ہوگی اور دوسروں کے حق میں نہیں بیع شمار ہوگی اور اگر قاضی کے حکم سے فسخ ہوئی تو ان دونوں کے حق میں اور ان کے سوا غیروں کے حق میں بھی فسخ شمار ہوگی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اور جو عقد واپس کرنے سے فسخ ہو جاتا ہے اُس میں بیع اپنے مقابل کے عوض ضمان میں ہوتی ہے تو ایسے عقد میں تھوڑے اور بہت دونوں طرح کے عیب سے وہ ٹکرا واپس ہو جاتی ہے اور جو عقد کہ واپس کرنے سے فسخ نہیں ہوتا ہے اُس میں وہ ٹکرا اپنی ذات سے ضمان میں ہوتی ہے نہ لہجہ جیسے ہر اور بدل خلع و فضا ص تو ایسے عقد میں تھوڑے عیب سے واپس نہ کیا جائیگی فقط بہت عیب کی وجہ سے واپس ہو سکتی ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور تھوڑے عیب کی وجہ سے ہر کا واپس ہونا صرف اسی صورت میں ہے کہ ہر بائع یا تول کی چیز ہو اور اگر بائع یا تول کی چیز ہو تو تھوڑے عیب سے بھی واپس ہو سکتی ہے یہ فیصول حمادیہ میں لکھا ہے۔ اور بہت عیب مہر میں یہ ہوگا کہ اُسکو اعلیٰ درجہ سے اوسط درجہ پر لاوے یا اوسط درجہ سے ادنیٰ درجہ پر گر آوے یہ سحر الراقی میں لکھا ہے اور دونوں قسموں میں حد فاضل یہ ہے کہ جو عیب چند اندازہ کرنے والوں کے اندازہ میں مجدداً داخل ہو جائے خلا ایک نے اُسکو بے عیب قرار دیا کہ نہ خرید کیا اور عیب کے ساتھ اس سے کم نہ خرید کیا اور دوسرے نے اُسکو اس عیب کے ساتھ پورے ہر بار کہ

تجویر کیا تو یہ عیب حضور اشمار ہوگا اور اگر چہ انہ ازہ کرنے والوں کی اندازہ جہاں ہو بلکہ کیساں ہے جیسے کہ ہند اندازہ کرنے والوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ یہ بے عیب نہر اور دم کا ہے اور اس عیب کے ساتھ سمجھوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ نہر اسے کم کا ہے تو یہ ٹھیکہ ہوا بہت عیب کہلائے گا یہی فقوے کے واسطے اختیار کیا ہے یہ مختار الفتاویٰ سے میں لکھا ہے۔ اور خیار عیب کا یہ حکم ہے کہ مشتری کی ملک بیچ میں اتنی الحال ثابت ہو جاتی ہے مگر ملک لازم نہیں ہوتی یہ یہ بدائع میں لکھا ہے اور شرح طحاوی میں لکھا ہے کہ خیار عیب میں ورثت جاری ہوتی ہے اس سے۔ اور اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور خیار عیب ثابت ہونے کی چند شرطیں ہیں آزانجملہ بیع کے وقت یا اس کے بعد سپرد کرنے سے پہلے عیب ثابت ہونا چاہیے اور اگر بعد اس کے پیدا ہوگا تو خیار ثابت ہوگا اور آزانجملہ مشتری کے پاس بھی قبضہ کر لینے کے بعد اس عیب کا ثبوت چاہیے اور تمام عیبوں میں واپس کرنے کا حق ثابت ہونے کے واسطے عامہ مشایخ کے نزدیک صرف بالبع کے پاس عیب کا ثابت ہونا کافی نہیں اور آزانجملہ بھاگنے یا چوری کرنے یا بچھونے پر پیشاب ردینے کے عیب میں عقل ہونا چاہیے اور آزانجملہ ان عیبوں میں کیساں حالت ہونی چاہیے اور اگر حالت بالبع کے پاس اور مشتری کے پاس مختلف ہوگی تو واپس کرنے کا حق ثابت ہوگا اور آزانجملہ قبضہ اور عقد کے وقت مشتری کا اس عیب سے ناواقف ہونا چاہیے اور اگر قبضہ یا عقد کے وقت مشتری اس کو جانتا تھا تو اس کو خیار نہ رہیگا اور آزانجملہ یہ شرط ہے کہ بالبع نے بیع کے سب عیبوں سے اپنا ذمہ پاک کر لینا شرط نہ کیا ہو اور اگر شرط کر لیا ہو تو مشتری کو خیار نہ ہوگا یہ بدائع میں لکھا ہے۔ قدوری نے اپنی کتاب میں فرمایا کہ تاجروں کی عادت میں جس چیز سے من میں نقصان آتا ہو وہ عیب ہے اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا ہے کہ جو چیز مال کے دیکھنے اور مشاہدہ کرنے میں نقصان پیدا کرتی ہو جیسے جو ان کے ہاتھ پاؤں مثل ہونا اور ہر تنوں کا شکستہ ہونا یا اس سے اس مال کے نفع میں کچھ نقصان آتا ہو تو یہ عیب ہے اور جس سے ان دونوں باتوں میں کچھ نقصان نہیں آتا ہے اس میں لوگوں کے رواج کا اعتبار کیا جائیگا اگر وہ اس کو عیب کہتے ہیں تو عیب ہوگا ورنہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور عیب ہونے یا نہ ہونے میں عیب جانتے والوں کی طرف رجوع کیا جائیگا اور وہ تاجر لوگ ہوتے ہیں اور اگر بیع ساختہ چیزوں میں سے ہو تو مرجع اس پیشہ کے لوگ ہیں یہ نسخہ القدر میں لکھا ہے اندھا ہونا اور کانا ہونا اور احوال ہونا اور انگلی کا زاید یا ناقص ہونا عیب ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور قبل ہونا اور قبل وہ شخص ہوتا ہے جو ایسا معلوم ہو کہ گویا اپنی ناک کے کنارے کو دیکھتا ہے اور جبری لینے سینے کا ٹھکرا ہوا ہونا عیب میں شمار ہے یہ بدائع میں لکھا ہے اور اسی طرح بہرا ہونا اور گوٹھا ہونا اور باقی عیب جو ہیدائش میں ہوتے ہیں سب عیوب میں شمار ہیں اور گتہ دہن اور نعل کا بدبو کرنا باندی میں عیب ہے اور غلام میں عیب نہیں ہے لیکن اگر بہت ہو تو عیب ہے اس واسطے کہ یہ بیٹ کی بیماری پر دلالت کرتا ہے اور بیماری فی نفسہ عیب میں شمار ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور ایسے ہی بدائع و مبوط تبیین میں ہے اور بحر غلام اور باندی دونوں میں عیب ہے اور بھر پور کے بچوں کو کہتے ہیں اور قرآن بھی عیب ہے اور وہ ایک ہی ہے کہ فرج میں پیدا ہو جاتی ہے اور وطن سے مانع ہوتی ہے اور عقل بھی عیب ہے

عقب
اور جن میں
بعض خلیفہ
اور بعض
نہیں

اور دو ایک قسم کا گوشت ہے کہ فرج میں پیدا ہوا ہے اور وحی سے مانع ہوتا ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور بعضوں نے حقل کے یہ معنی بیان کیے ہیں کہ اس عورت کی فرج تھیلی کے مانند ہو کہ جس سے وحی کرنے والے کو کچھ لذت حاصل ہو یہ ظہیر ہے میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایسی باندی خریدی کہ جسکے بائع یا اور کسی کے پاس بچہ پیدا ہوا تھا اور مشتری اس سے آگاہ ہوا ہے اور اسکو معلوم ہوا تو دو روایتوں میں ایک روایت کے موافق اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو اور اسی پر فتوے کے چار پانچوں میں فقط بچہ پیدا ہوا عیب ہے نہیں لیکن اگر موجب نقصان ہو تو عیب ہو اور اسی پر فتوے کے یہ منکرات میں لکھا ہے باندی کا بیٹ سے ہونا عیب ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اگر مشتری نے کوئی ایسی باندی خریدی کہ جسکو حل تھا اور مشتری کے پاس وہ بچہ نہیں ہوا اسکو بائع سے جھگڑا کرنے کا اختیار نہیں ہے پس اگر وہ باندی نفاس کے اندر مگر کی تو بیٹ ہونے کے عیب کا قیام نہ بائع سے واپس لینا بشرطیکہ مشتری کو خبر نہ تھے وقت اسکا بیٹ سے ہونا معلوم ہوا ہو یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور اصحاب میں مذکور ہے کہ چار پانچوں اور سواری کے جانوروں کا حل سے ہونا عیب نہیں ہے لیکن اگر کسی نے کھلے ہوئے نقصان کا موجب ہو تو عیب ہو اور اسی پر فتوے کے یہ منکرات میں لکھا ہے اور فق عیب ہو اور نفق سے مراد وہ ہے جو شہانہ کے اندر ہو اور کوئی سوراخ سوائے سوراخ پیشاب کے ہو اور نفق عیب ہو اور نفق سے مراد وہ ہے جو شہانہ کے اندر ہو اور اکثر اوقات اپنا نہ دے کر کے مرد کو ہلکا کر دیتی ہے اور یہ بدون بدن کے اندر بیماری پیدا ہونے کے نہیں پیدا ہوتی ہے یہ ظہیر ہے میں لکھا ہے اور فقار اس باندی کے اندر جوام ولد بنائی جاوے عیب ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور بقالی میں مذکور ہے کہ اگر اس باندی کا باپ یا دادا حلال طور سے ہوا ہو تو عیب ہو اور نو اور ابن رشید میں امام محمد سے روایت ہے کہ جب باندی کا باپ یا دادا حرام طور سے ہو تو یہ عیب میرے نزدیک ان باندیوں میں ہو گا کہ جوام ولد بنانے کے واسطے خریدی جائیں اور انکے سوا دوسری باندیوں میں عیب ہو گا لیکن اگر نخاس دانے اسکو عیب جانتے ہوں تو عیب ہو گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور زنا کرنا باندی کے اندر عیب ہے جو داد قلیل ہو یا کثیر ہو اور غلام کے اندر اگر قلیل ہو تو عیب نہیں ہے صرف سواہ ایک کبیرہ گناہ ہے کہ جسکا اسنے ارتکاب کیا اور آپس پر تو یہ اور متفقہ کرنا واجب ہو گا اور اگر وہ ہمیشہ زنا کرتا ہے کہ جس سے اسکے مالک کی خدمت کرنے میں نقصان آتا ہو تو وہ عیب ہے یہ نیلایع میں لکھا ہے۔ اور ایسے ہی اگر آپس پر حد واجب ہونا ظاہر ہو تو بھی عیب ہے یہ بدائع میں لکھا ہے اور اگر باندی زنا کی اور لاو ہو تو عیب ہو اور غلام میں عیب نہیں ہے یہ محمد میں لکھا ہے اور تمام عیبوں میں واپس کرنے کا حق ثابت ہونے کے واسطے دوبارہ مشتری کے پاس واقع ہونا ضروری ہے سوائے عیب کے جو باندی میں پایا جاوے کیونکہ امام محمد رحمہ سے امالی میں روایت ہے کہ اگر کسی نے ایک باندی بائع خریدی کہ اسنے بائع کے پاس زنا کیا تھا تو مشتری اسکو واپس کو سکتا ہے اگرچہ اسنے مشتری کے پاس زنا نہ کیا ہو اور نو اور رشید میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک باندی خریدی ہے اور وہ اسکے پاس سے بھاگ گئی ہے اسنے اسکو پایا اور گواہوں کے ساتھ اسکا کوئی حقدار پیدا ہوا تو بھانگنے کا عیب اس باندی کو ہمیشہ کے واسطے لازم ہو جائیگا اور اس روایت سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ بھانگنے کے عیب کا بھی مشتری کے پاس دوبارہ واقع ہونا شرط نہیں ہے اور اس بنا پر حق نقصان عیب اس سے نہیں لے سکتا ہے اگرچہ دوبارہ اسکے

پاس خود نہوا جو اسی طرح جس شخص نے اُس سے خریدا وہ بھی بدون معاوضہ کے اُسکو واپس کر سکتا ہے مگر اول
ظاہر ہو یہ عین میں لکھا ہو اور اگر کوئی ایسا غلام خریدا کہ جسکے ساتھ غلام کیا جاتا تھا پس اگر وہ مفت غلام
رہتا تھا تو یہ عیب ہی کیونکر اُسکے آئندہ ہونے پر دلالت کرتا ہو اور اگر اجرت پر غلام کرتا تھا تو غلام میں عیب نہیں ہے
مخلات باندی کے کہ انہیں یہ کام ہر طور سے عیب ہو گا یہ قیسم میں لکھا ہو اور نیز ازیہ میں مذکور ہے کہ خنث ہونا دو طرح کا
ہوتا ہے ایک تو بڑے اور ردی کام کرنا اور وہ عیب ہو دوسرے سنگار کرنا اور آواز کی نرمی اور چلنے میں لچکنا پس
اگر یہ باتیں کم ہوں تو واپس نہ کیا جائیگا اور اگر بہت ہوں تو واپس کر دیا جائیگا یہ سب شرائط میں لکھا ہو اور عین ہونا
عیب ہو اور ایسے ہی خصی ہونا بھی عیب ہے اور اگر کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ خصی ہو اور وہ مرد نکلا تو وہ
واپس نہوگا اور اگر اس شرط پر خریدا کہ وہ مرد ہو پھر دیکھا تو وہ خصی نکلا تو اُسکو واپس کر سکتا ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خاں میں
لکھا ہے اور خصیوں کا بڑھ جانا عیب ہے یہ ظہیرہ میں لکھا ہے اور ستون کا ہونا عیب ہے بشرطیکہ اُس سے عین میں نقصان
ہو ہو اور اگر عین میں نقصان نہ آتا ہو تو عیب نہیں ہے اور تل کا بھی یہی حکم ہے کیونکہ تل سے کبھی زینت ہوتی ہے
کہ اس سے مالیت میں نقصان نہیں آتا ہے جبکہ خسارہ پر ہو اور کبھی بدنام کر دیتا ہے جبکہ ناک کی نوک پر ہو اور
اس سے مالیت میں نقصان آتا ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور باندی یا غلام کا ختنہ نہ ہونا عیب نہیں ہے بشرطیکہ
وہ دونوں دار الحرب وغیرہ سے اٹھلائے گئے ہوں یا دارالاسلام میں پیدا ہوئے ہوں مگر نابالغ ہوں اور
اگر نابالغ ہو گئے ہوں گے تو عیب ہو گا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور ختنہ نہ ہونے سے باندی کا عیب دار ہونا عرب
کے عرف کے موافق ہے اور ہمارے ملک میں باندی کا ختنہ نہیں کیا جاتا ہے تو ختنہ نہ ہونا اس میں بالکل عیب نہوگا
یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح فتاویٰ سے قاضی خاں میں لکھا ہے اگر واپس کرنے سے پہلے غلام نے
اپنی عورت کو طلاق دیدی تو واپس کرنے کا حق ساقط ہو جائیگا اور اگر باندی کو اُسکے شوہر نے طلاق دیدی
پس اگر طلاق حبی ہو تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہے کیونکہ وہ بھی طلاق دی ہوئی عورت اُسکی جو رو
کے حکم میں ہے اس دلیل سے کہ اُس غلام کو بدون اجازت اپنے مالک کے اُس سے رجعت کرنے کا اختیار ہے اور
اگر طلاق بائن ہو تو واپس کرنے کا حق ساقط ہو جائیگا اگر خنی جئے فرمایا ہے کہ اگر خریدی ہوئی باندی دودھ پلانی
یا دامادی کے رشتہ سے مشتری پر حرام ہو تو عیب نہیں ہے مثلاً اُسکی رضاعی بہن ہو یا اُسکی رضاعی ماں ہو یا اُسکی
بی بی کی ماں ہو یا اُسکی بی بی کی بی بی ہو یہ سراج الوالوج میں لکھا ہے۔ اور غلام یا باندی پر قرض ہونا عیب ہے
لیکن اگر بائع اُسکو واد کر دے یا قرض خواہ اُسکو معاف کر دین تو عیب نہ رہیگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور قیسم
میں مذکور ہے کہ قرض عیب ہوتا ہے لیکن اگر ایسا تھوڑا ہو کہ جو نقصان میں شمار نہیں کیا جاتا ہے تو عیب نہوگا یہ
سراج الرائق میں لکھا ہے اور اسی طرح اگر غلام کو کسی کے پاس رہن یا اجرت پر دیا ہو یا یا تو بھی یہی حکم ہے یہ نیایع
میں لکھا ہے۔ اور کرخی کی کتاب میں مذکور ہے کہ اگر غلام کے ذمہ کوئی جرم ہو تو عیب ہے اور اس عیب ہونے کی
صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ جرم عقد کے بعد قبضہ سے پہلے پیدا ہو اور اگر عقد سے پہلے پیدا ہوا ہو تو بائع بیع کر دینے
کی وجہ سے جرم نہ دینے کا اختیار کرنے والا شمار ہوگا۔ پس اگر بائع نے اُسکے واپس کیے جانے سے پہلے
اداکر دیا تو مشتری کو واپس کرنے کا حق اتنی نہ رہیگا یہ سراج الوالوج میں لکھا ہے۔ شراب پینے کے سبب سے

اگر بابت میں نقصان آتا ہو تو باندی میں عیب ہو اور غلام میں عیب نہیں ہو کہ اس صورت میں کہ غلام احمد ہو اور عیب ہو
اسی صورت میں ہو کہ شراب پینا حد سے بڑھ گیا ہو لوگوں میں ایسا نہ پایا جاوے اور اگر ایسا ہو تو باندی میں عیب
نہو گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے پرانی طمانی اگر از قسم بیماری ہو تو عیب ہو اور عادت کے موافق کھانسی ہو تو عیب نہیں ہو
اور برص عیب ہو اور جذام بھی عیب ہو اور وہ جلد کے نیچے پیب پڑ جاتی ہو کہ دور سے اُسکی بدبو آتی ہو اور اکثر اُس سے
اعضا بدن کے کٹ کر گر جاتے ہیں اور وہ سب عیبوں سے بدتر عیب ہو یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ کانے اور ہرے
دانت ہونا عیب ہو اور زرد دانتوں کے باب میں مختلف روایتیں آئیں ہیں یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور دانت کا قسط
ہونا عیب ہو خواہ دائرہ ہو یا دانت ہو یہی صحیح ہے جو اہر اخلاطی میں لکھا ہے بالغ باندی کا حیض بند ہو جانا عیب
اور بالغ باندی وہ ہو جسکی عمر سترہ برس کی ہو اور اسی طرح اگر باندی کے ہمیشہ بطور استحاضہ کے خون جاری
رہتا ہو تو عیب ہو یہ سراج الوناج میں لکھا ہے۔ اور یہ بات باندی کے کتنے سے معلوم ہو گی پس جب اسکے اقرار کے
ساتھ بالغ کا قسم کھانے سے باز رہنا بھی ملجاوے تو وہاں کر دی جائیگی خواہ قبضہ سے پہلے ہو یا بعد ہو اور
یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اور فقہانے فرمایا ہے کہ ظاہر الروایت کے موافق باندی کا قول اس باب میں مقبول
نہو گا یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک غلام خریدا اور اُسکو جواری پایا پس اگر اُسکا جو عیب میں شمار ہو جیسے نزدیک
دخیر کے ساتھ جو اٹھنا تو عیب ہو گا اور اگر عرف میں اس قسم کا جو عیب نہیں گنا جاتا ہے جیسے اخروٹ یا خرز دن
ساتھ جو اٹھنا جسکو فارسی میں کوثر باخشن و ستہ زدن و خرنہ زدن کہتے ہیں تو عیب میں شمار نہو گا یہ فضول علامہ
میں لکھا ہے۔ اگر ملک کو سوائے اسلام کے غیر راہ پر پایا تو عیب ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام اس شرط پر
خریدا کہ وہ کافر ہو اور اُسکو مسلمان پایا تو وہاں نہیں کر سکتا ہو اور اگر اُسکا لٹا ہو تو وہاں کر سکتا ہے یہ تہذیب میں
لکھا ہے اسی طرح اگر نصرانی کے کوئی غلام اس شرط پر خریدا کہ وہ نصرانی ہو پھر اُسکو مسلمان پایا تو اُسکو وہاں کرنے کا خیار
ثابت نہو گا یہ سراج الوناج میں لکھا ہے۔ اور جو غلام بائین ہاتھ سے کام کرتا ہو اور وہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی
قدرت نہ رکھتا ہو تو عیب ہو لیکن اگر تھوڑا بائین ہتہ ہو تو عیب نہیں ہو جسکو اضط کہتے ہیں یعنی دونوں ہاتھ سے کام
کر سکتا ہے یہ مبوط میں لکھا ہے۔ اور بصارت میں ایسا ضعیف ہونا کہ زیادہ تاریکی یا زیادہ روشنی میں نہ دیکھ سکے عیب ہو اور
عسم پٹنے بھون میں خشکی و شبنج ہونا عیب ہو اور بدن میں ایسا زائد گوشت مثل غدو کے پیدا ہو جانا کہ جو ہانسنے
پڑتا ہو اور چنے سے کبھی خربوزہ کے برابر تک ہوتا ہو عیب ہو اور سراج عیب ہو اور وہ زخم کو بہتے ہیں اور سس اللہ
سرخس نے اُسکی تفسیر ان زخموں کے ساتھ کی ہے جو گردن پر ہوتے ہیں یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور حنف عیب ہو اور
حنف دونوں انگوشتوں میں ہر ایک کے دوسرے کی طرف متوجہ ہونے کو کہتے ہیں اور ابن الاعرابی نے یہ معنی
بیان کیے کہ جو قدموں کی پیٹھ کے بل چلے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور صدف یعنی گردن کا جڑ سے چمیدہ ہونا عیب
اور مومخ کا زیا دہ پھیلا ہونا عیب ہو یہ مبوط میں لکھا ہے۔ اور داغ ہونا عیب ہو لیکن اگر نشانی کے واسطے ہو
بجیسے بعض چوپایوں میں ہوتا ہو تو عیب نہو گا اور قدموں کے سروں کا نزدیک ہونا اور ایٹریوں کا دور ہونا
عیب ہو اور پوسچے کا ٹیڑھا ہونا عیب ہو یہ محیط میں لکھا ہے اور آٹھ سے زیادہ آنسو جاری ہونا اگر بیماری
ہو تو عیب ہو یہ سراج الوناج میں لکھا ہے اور سترہ پنے پلکوں کا لٹا ہونا عیب ہو کذا فی الظہیر یہ اور سراج عیب ہو

۱۰
 ایچ جو کہ نسبتاً
 ہائون کے
 ہونے کو کہتے ہیں
 ایچ کو ہائون کے
 ایچ کے سر پر
 ایچ کے سر پر
 ایچ کے سر پر
 ایچ کے سر پر

یہ خلاصہ بین لکھا ہو۔ اور خارش آنکھ کی اور غیر آنکھ کی سب عیب ہر محیط میں لکھا ہو اور آنکھ کی پتلی پر ایک قسم کی
 پیچیدی جسکو ناخن کہتے ہیں پیدا ہونا عیب ہو اور آنکھ کے اندر بال کھپا ہونا عیب ہو کدانی الظہیر پر زروی اور سرخی کا درمیان رنگ
 بال کا اگر ترکی یا ہندی یا ندون میں پایا جاوے تو عیب ہو اور اگر رومی اور صفالیہ باندیوں میں پایا جاوے تو عیب نہیں ہو
 کیونکہ اہل روم سب کے بال ایسے ہی ہوتے ہیں یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر سر یا بدن کے بعضے بال
 سپید اور بعض سیاہ ہوں تو عیب ہو یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہو بالوں کا متحد رنگ سیاہ ہو۔ اور اسکے سوا باقی
 رنگوں سے اگر کثرت میں نقصان آتا ہو اور سودا اگر اسکو عیب سمجھتے ہوں تو عیب ہو گا یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ حاوی میں لکھا ہو
 کہ اگر باندی کے سر کے بال سرخ ظاہر ہوئے تو اگر اسکے بعض بال سر کے سرخ ہیں اور بعض سیاہ تو اسکو پس
 کر سکتا ہو کیونکہ عیب ہو اور اگر صرف اسکے بالوں میں سرخی ہو تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہو لیکن اگر بالوں کا کالا
 ہونا بیچ میں شرط تھا تو واپس کر سکتا ہو یہ تاتار غانیہ میں لکھا ہو۔ سجاک جانا اور چھوٹے پریشاب کر دیا اور چوری ایسے چھوٹے
 غلام میں کہ جسکو سمجھ نہیں ہو کہ اکیلا کھانا پینا نہیں جانتا ہو عیب نہیں ہو اور اگر چھوٹا سمجھ دار ہو جیسے کہ اکیلا کھا پینا سکتا ہو
 تو عیب میں شمار ہو گا لیکن واپس کرنے کا حق حالت یکسان ہونے کے وقت ثابت ہو گا کذا نقل فی المضمرات عن ائو
 پس اگر یہ بانیں چھوٹے غلام میں پائے اور شتری دونوں کے پاس اسکے چھوٹے پن میں پائی گئی ہیں یا دونوں کے
 پاس اسکے بڑے پن میں پائی گئیں تو یہ عیب ہو کہ جسکے سبب سے واپس کر سکتا ہو اور اگر حالت یکسان نہ ہو جیسے کہ
 پائے کے پاس چھوٹے پن میں اور شتری کے پاس بڑے پن میں پائی جاوے تو واپس نہیں کر سکتا ہو یہ غانیہ میں
 لکھا ہو اور جنوں کے ماسو اسے میں چوری کرنے اور سجاک جانے اور سمجھنے پر پیشاب کرنے کی نسبت شمس الائمہ
 حلوانی نے اپنی شرح میں لکھا کہ نظر جو اب یہ ہو کہ ان باتوں کا شتری کے پاس دوبارہ واقع ہونا شرط نہیں ہو اور بعض
 مشائخ مے فرمایا ہو کہ شرط ہو اور یہی صحیح ہو اور بعضوں نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہو کہ مشائخ میں ان چیزوں کے
 دوبارہ واقع ہونے کی شرط ہونے میں کچھ اختلاف نہیں ہو اور اسی طرح عام روایتوں میں مذکور ہو یہ محیط میں
 لکھا ہو۔ اگر شتری نے کوئی پہلا عیب پایا پھر واپس کرنے سے پہلے وہ زائل ہو گیا تو اسکا خیار باطل ہو گا یہ
 سراج التلویج میں لکھا ہو اور سجاک کی تعریف یہ ہو کہ اپنے مالک سے سرکشی کر کے غائب ہو جائے اور اسی
 امام ظہیر الدین مرغینانی نے اختیار کیا ہو اور یہی مختار ہو اور اسی پر فتویٰ دیا جاوے یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہو
 اور سفر کی مقدار سے کم تک سجاکنا عیب ہو اور اس میں مشائخ کے درمیان کچھ اختلاف نہیں ہو یہ نہایت میں لکھا ہو
 اور جب شہر سے نکلیا تو بالافان عیب ہو خواہ اپنے مالک کے پاس سے سجاک ہو یا جسکو اجارہ پر دیا ہو یا عاریتہ
 دیا تھا یا جسکے پاس ودیعت رکھا تھا اسکے پاس سے سجاک ہو اور اگر شہر سے باہر نہیں گیا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہو
 اور اس میں یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ کہا جائے کہ اگر شہر بڑا ہو جیسے شہر قاهرہ تو عیب میں شمار ہو گا اور اگر چھوٹا ہو کہ شہر
 اس شہر کے گھر اور لوگ غنی نہیں تو عیب ہو گا یہ میں لکھا ہو۔ اور گانوں سے شہر کو سجاک آنا سجاکے میں شمار ہو
 اور ایسے ہی اسکا الٹا سبھی سجاکے میں شمار ہو اور اگر غضب کرنے والے شخص کے پاس سے سجاک کر اپنے
 مالک کے پاس چلا آتا تو عیب نہیں ہو اور اگر غضب کرنے والے کے پاس سے سجاک اور لوٹ کر نہ اپنے مالک
 کے پاس آیا اور نہ غضب کرنے والے کی طرف گیا پس اگر وہ اپنی مالک کا مکان جانتا تھا اور اسکے پاس

لوٹ آنے پر قادر تھا اور سچ نہ آیا تو عیب میں شمار ہوگا اور اگر مکان بنین جانتا تھا یا لوٹا آنے پر قادر نہ تھا تو عیب ہوگا یہ نفع القدر میں لکھا ہے۔ اور اگر دار الحرب میں غنیمت میں سے تقسیم ہونے سے پہلے بھاگتا تھا کہ غنیمت میں لایا گیا تو بھاگنے والے میں شمار نہیں ہے اور اگر غنیمت کے اندر فروخت کیا گیا اور غنیمت تقسیم ہوئی اور وہ ایک شخص کے حصہ میں آیا ہے اور اگر دار الحرب میں بھاگا تو وہ بھاگنے والے میں شمار ہو گا وہ اپنے لوگوں کے پاس لوٹ جانا چاہتا ہو یا نہ چاہتا ہو یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور چوری اگرچہ دس درم سے کم ہو عیب ہے اور بعضوں نے کہا کہ ایک درم سے کم جیسے ایک پیسا یا دو پیسے کی چوری عیب نہیں ہے اور چوری خواہ اپنے مالک کی کی ہو یا کسی غیر کی ہو کیسا ہے اسکے عیب ہونے میں کچھ فرق نہیں ہو لیکن کھانے کی چیزوں میں فرق ہے اس طرح کہ اگر کھانے کے واسطے اپنے مالک کی چیز چرائی تو عیب نہیں ہے اور اگر غیر کی چرائی تو عیب ہے اور اگر کھانے کی چیز فروخت کرنے کے واسطے چرائی تو خواہ مالک کی چرائی ہو یا غیر کی چرائی ہو عیب ہے یہ نفع القدر میں لکھا ہے۔ اور جامع الفضول میں ہے کہ اگر غلہ میں سے ایک یا پانچ یا زبردہ یا پیسہ چور لیا جیسے خدمتگار چور لیا کرتے ہیں تو عیب نہ ہوگا اور اگر اجنبی کے غلہ سے کوئی خر بوزہ چور لیا تو عیب ہے اور یہی مختار ہے یہ بھرا لائق میں لکھا ہے۔ اور اگر کھانے کی کوئی چیز ذخیرہ کرنے کے واسطے چورائی تو عیب ہوگا اور موٹے اور اجنبی اس باب میں برابر ہیں یہ فضول عامیہ میں لکھا ہے۔ اور اگر گھر میں نقب لگایا اور کچھ لے نہیں بھاگا تو عیب ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے فائدہ ظہیر میں ہے کہ اس جگہ ایک عیب مسئلہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ایک نابالغ غلام خرید اسکو دیکھا کہ وہ سمجھوتے پر پیشاب کر دیتا ہے تو اسکو واپس کر دینے کا اختیار ہو پس اگر اسے واپس نہ کیا تھا تھے کہ اسکے پاس اس غلام میں دوسرا عیب پیدا ہو گیا تو اسکو اختیار ہے کہ نقصان عیب کی قدر بالغ سے واپس لے پس جب اسے نقصان عیب واپس لے لیا ہے غلام بڑا ہو گیا اور بالغ ہونے کے ساتھ عیب بڑا ہو گیا تو بالغ کو جو کچھ نقصان کے عوض اُسے دیا ہے اس کے واپس لینے کا اختیار ہے یا نہیں ہے پس اس مسئلہ کی کوئی روایت کتابوں میں موجود نہیں ہے پھر شیخ رحمہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مرحوم فرماتے تھے کہ سنو اور یہ ہے کہ واپس کر لے اور اس پر انھوں نے دو مسئلوں سے دلیل پکڑی تھی ایک یہ کہ اگر کسی نے کوئی باندی خریدی ہے پھر بعد خرید کے دریافت ہوا کہ اسکا شوہر موجود ہے تو مشتری کو اسکے واپس کرنے کا اختیار ہے اور اگر مشتری کے پاس اس میں کوئی دوسرا عیب آگیا تو مشتری بالغ سے نقصان عیب کی قدر واپس لیا اور جب اسے نقصان کا عوض لے لیا ہے پھر اس باندی کے شوہر نے اسکو طلاق بائن ویدی تو بالغ کو یہ اختیار ہے کہ جو کچھ اسے نقصان کے عوض دیا ہے واپس لے لیں کہ عیب جاتا رہا ہے اور لیسے ہی صورت ہمارے اس مسئلہ میں واقع ہے پس اسکا بھی یہی حکم ہونا چاہیے اور دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک غلام خریدا اور اسکو مرض پایا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہے اور اگر اسکے پاس دوسرا عیب آگیا تو اپنے نقصان کے قدر بالغ سے واپس لے اور جب اسے واپس لے لیا ہے پھر غلام اپنے مرض سے اچھا ہو گیا تو بالغ کو جو اسے نقصان کے عوض دیا ہے واپس کر لینے کا اختیار ہے یا نہیں ہے پس فقہانے فرمایا ہے کہ اگر اچھا ہونا دوا سے ہو تو بالغ واپس نہیں لے سکتا ہو ورنہ واپس لے سکتا ہے اور ہمارے اس مسئلہ میں بالغ ہونا بھی دوا کی راہ سے نہیں ہے تو بالغ کو جو اسے دیا ہے اسکے لینے کا اختیار ہو گا یہ نہایت بین لکھا ہے اور پیشاب کو نہ روک سکتا عیب ہے یہ بھرا لائق میں لکھا ہے اور چھوٹے پن کا جنون ہمیشہ کے واسطے عیب ہے اور

معنی یہ ہیں کہ اگر چھوٹے پن میں بائع کے پاس جنون ہوا پھر مشتری کے پاس چھوٹے پن میں یا بڑے پن میں جنون ہو
 تو واپس کر سکتا ہو اور بعض فقہانے کہا کہ اگر کوئی ایسا غلام خریدے کہ جو بائع کے پاس جنون ہوا تھا تو اسکے واپس
 کر دینے کا مشتری کو اختیار ہو اگر مشتری کے پاس اسکو جنون نہ ہوا اور اکثر فقہا کا مذہب یہ ہے کہ تاوقتیکہ
 مشتری کے پاس جنون عود نہ کرے تو مشتری اسکو واپس نہیں کر سکتا ہر اور یہی صحیح ہے کہ کافی میں لکھا ہے اور
 جو جنون کہ عیب ہو کہ جسکے سبب سے واپس ہو سکتا ہو وہ یہ ہے کہ ایک رات دن سے زیادہ ہو اور اس سے
 کم عیب نہیں ہے یہ تبیین اور علینی شرح کنز میں ہے طہر یہ میں محاضر سے نقل کیا ہے کہ گرہ کاٹنا اور مردہ کا کفن کھینچنا
 اور رانہ رانی کرنا مثل چوری کرنے کے غلام میں عیب ہے یہ سحر الراق میں لکھا ہے۔ اگر ایک غلام امر و خرید اسکو
 دائر میں ہو ٹا ہوا یا ڈاڑھی نوچا ہوا یا ایسے الہیہ بات خریدنے سے اتنی مدت کے اندر معلوم ہوئی
 کہ جس سے یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ یہ عیب بائع کے پاس تھا تو مشتری اسکو واپس کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں لکھا ہے۔ اگر کوئی ترکی باندی خریدی کہ جو ترکی جانتی تھی یا اچھی طرح نہیں بول سکتی تھی اور مشتری
 اس بات سے واقف تھا مگر وہ نہیں جانتا تھا کہ تاجر دن کے نزدیک یہ عیب ہوتا ہو پس اسے باندی پر قبضہ کر لیا
 پھر اسکو معلوم ہوا کہ یہ عیب ہے پس یہ عیب اگر ایسا عیب ہو کہ جو لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہے جیسے کانا ہونا اور
 مثل اسکے تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو گا اور اگر ایسا کہ لکھا عیب نہیں ہے تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو گا
 اور اگر کوئی ہندی باندی خریدی کہ جو ہندی نہیں جانتی تھی پس اگر تاجر لوگ اسکو عیب کہتے ہوں تو اسکو
 روکا اختیار ہو گا اور اگر عیب نہ کہتے ہوں تو وہ واپس نہیں کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک باندی خریدی پھر
 اسکو دیکھا کہ اچھی طرح روئی دکھانا پکا ناہین جانتی ہے تو یہ عیب نہیں ہے بشرطیکہ اسے شرط نہ کر لی ہو اور یہی
 حکم غلام کا ہے اور اگر وہ دونوں اچھی طرح دکھانا پکا نا جانتے تھے پھر اسکو بائع کے پاس بھول گئے ہوں تو مشتری
 کو واپس کر لینا اختیار ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور کبریٰ میں لکھا ہے کہ اگر ایک باندی خریدی پھر اسکو دیکھا
 کہ بد روئی اسکی آنکھ میں درد پیدا ہوتا ہو پس اگر یہ بیماری اسکو نئی پیدا ہوئی تو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر قدیم
 سے بائع کے پاس سے ہو تو واپس کر سکتا ہے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ اب باندی خریدی پھر اسکو دیکھا کہ بد روئی
 اسکی ڈاڑھ میں درد پیدا ہوتا ہو پس یہ درد اگر اسکو حال میں پیدا ہوا ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر قدیم سے
 تو واپس کر سکتا ہے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ محیط میں ہے کہ اگر خریدی ہوئی باندی نے کہا کہ مجھ کو ڈاڑھ کے درد کی
 بیماری ہو تو اسکے کہنے پر واپس نہ کیا جائیگی یہ سراجہ میں لکھا ہے۔ اگر اسکی ایک آنکھ کو بھی ہو اور دوسری کو بھی نہ ہو
 یا ایک سیاہ ہو اور دوسری سپید ہو تو یہ عیب ہے یہ سحر الراق میں لکھا ہے۔ ایک غلام خرید اسکو ظاہر ہوا کہ اسکو بخار ہے
 تو یہ عیب ہو اور مشتری اسکو واپس کر سکتا ہے یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اگر ایک غلام باندی اس شرط پر خریدی
 کہ بائع اسے اس سے واپس نہیں کی ہو پھر ظاہر ہوا کہ بائع نے بیع کرنے سے پہلے اس سے واپس کی ہے
 تو مشتری اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ منتقی میں مذکور ہے کہ ایک باندی اس شرط پر خریدی
 کہ وہ غلامی ہو اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہ مشتری کے پاس مر گئی پھر معلوم ہوا کہ وہ غلامی تھی تو بائع سے کچھ
 واپس نہیں کر سکتا ہے خواہ اس سے باندی میں کچھ نقصان آیا ہو یا نہ آیا ہو یہ حسن نے امام اعظم رحمہ

غدا وقت الغدا
 ایسا بات واپس کر سکتا
 کوئی باندی نہ کر سکتا
 اگر تاجر لوگ اسکو عیب کہتے ہوں تو اسکو
 روکا اختیار ہو گا اور اگر عیب نہ کہتے ہوں تو وہ واپس نہیں کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔

سہ روایت کیا ہو اور این مالک نے امام ابو یوسف رحمہ سے یہ روایت کی ہو کہ مشتری بقدر نقصان بالغ سے لیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ نابالغ ہو پھر کھلا کہ وہ بالغ ہو تو اسکو واپس نہ کر گیا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک باندی خریدی پھر اسکو دیکھا کہ وہ بیکل یا سیاہ ہو تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہو بشرطیکہ اسکی خلقت احضار پورے ہوں یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ ایک باندی خریدی پھر اسکو دیکھا کہ اسکا چہرہ جلا ہوا ہو جس سے اسکا حسن و قبح کچھ نہیں معلوم ہوتا ہو تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو گا اور اگر کوئی ایسا سبب ہو جائے کہ جس سے واپس نہ ہو سکے تو پھر جلی ہوئی باندی کی جیسی سہ روایت قیمت اندازہ کی جائیگی اور ایک بدون چہرہ جلی ہوئی باندی صحیح مسلم کی بد شکل کے حساب سے قیمت اندازہ کی جائیگی پس جب قدر دونوں میں فرق ہو گا اسی قدر مشتری بالغ سے واپس لیگا یہ محیط میں زیادات سے منقول ہے۔ اگر ایک باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ خوبصورت ہو پھر اسکو بد شکل یا پا تو واپس کر سکتا ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو ایک غلام خرید کہ جسکے دونوں ٹھنوں پر درم ہو اور بالغ نہ کیا کہ یہ درم حال میں چوٹ لگ جانے کی وجہ سے پیدا ہو گیا ہو پھر اس بنا پر مشتری نے اسکو خرید لیا پھر معلوم ہوا کہ یہ قدیمی درم ہو تو واپس نہ کر سکتا ہو اگر فرمایا ہو کہ واپس نہ کرنا اس صورت میں ہو کہ بالغ نے سبب نہ بیان کیا ہو اور اگر سبب بیان کر دیا پھر معلوم ہوا کہ درم اس سبب سے نہیں بلکہ دوسرے سبب سے ہو تو مشتری واپس کر سکتا ہو چنانچہ اگر ایک غلام خرید اور اسکو بخار ہو پھر بالغ نے کہا کہ اسکو تمہارے دن کا بخار ہو پھر وہ اسکے سوا دوسری طرح کا بخار معلوم ہوا تو مشتری اسکو واپس کر سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اصل مسئلہ میں اگر بالغ نے یون کہا ہو کہ تو خرید اگر درم قدیمی ہو گا تو اسکا جواب دہ میں ہوں پھر ظاہر ہوا کہ وہ قدیمی ہو تو مشتری واپس نہیں کر سکتا ہو اور اسی طرح اگر اس شرط پر خرید کہ یہ درم نیا ہو پھر معلوم ہوا کہ وہ پورا نا ہو تو مشتری واپس نہیں کر سکتا ہو یہ مسئلہ فتاویٰ فضل میں لکھا ہو لہذا فی الذخیرہ ایک ایسا غلام خرید کہ جسکے دونوں کانوں میں سے ایک کا سورخ و مانع تک نہیں ہو تو یہ عیب ہو اور کان کا سورخ ہندی باندی میں اگر چہ بڑا ہو عیب نہیں ہو اور ترکی باندی میں عیب ہو بشرطیکہ اسکو لچکے عیب گنتے ہوں یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ بہت کھانا باندی میں عیب ہو غلام میں عیب نہیں ہو یہ غٹا الفتاویٰ میں لکھا ہو۔ اور صلح الفتاویٰ میں لکھا ہو کہ ایک باندی خریدی کہ جسکے ایک زخم ہو اور مشتری کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ عیب ہو تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو اور اس زخم کے مسئلہ کا صحیح جواب یہ ہو کہ اگر یہ عیب ایسا کھلا ہوا تھا کہ لوگوں پر پوشیدہ نہیں ہو تو مشتری واپس نہیں کر سکتا اور اگر یہ ایسا کھلا ہو عیب نہ تھا تو واپس کر سکتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو

سہ روایت
باندی کے
نام سے فرق
اور ایسا ہی
العبد میں ہو

دوسری فصل جو پاؤں وغیرہ کے عیب پہچاننے کے بیان میں۔ ایک گامی خریدی اور اسکو دیکھا کہ روئے نہیں دیتی ہو پس اگر ایسی گامی دودھ کے واسطے خریدی جانی ہو تو وہ واپس کر سکتا ہو اور اگر گوشت کی غرض سے خریدی جاتی ہو تو اسکو واپس نہیں کر سکتا اور اگر گامی اپنی تخون کو موٹھ میں لیکر تمام دودھ چوس لیتی ہو تو یہ عیب ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ جو پاؤں میں کم کھانا عیب ہو اور بنی آدم میں عیب نہیں ہو یہ صلح الفتاویٰ میں لکھا ہو۔ اور فوائد خمس الاسلام میں ہو کہ اگر چہ پایہ حادث سے بڑھ کر کھانا والا ہو تو بھی عیب نہیں ہو یہ خلاصہ

مین لکھا ہو۔ اگر ایک گدا خریدہ ہو رکھتا نہیں ہے تو یہ عیب ہی یہ فقیہ مین لکھا ہو۔ اگر ایک بیل خریدہ جو کام کرتے وقت سوتا ہے تو یہ عیب ہی یہ فضول عمادیہ مین لکھا ہو۔ اگر کوئی خچر خریدہ اسکو چال مین سست پایا تو اسکو داپس نہیں کر سکتا ہے لیکن اگر اس شرط پر خریدہ ہو کہ وہ تیز رفتار ہو تو داپس کر سکتا ہے اور اگر وہ ہمیشہ کثرت سے لغزش کھاتا ہو تو عیب ہو اور اگر کبھی کبھی لغزش کھاتا ہو تو عیب نہیں ہے یہ ظہیر مین لکھا ہو۔ اگر ایک مرغ خریدہ کہ جو بے وقت باہک دیتا تھا تو اسکو داپس کر سکتا ہے یہ مختار الفتاویٰ مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک بکری خریدی اور اسکو کان کٹا ہوا پایا پس اگر اسنے قربانی کے واسطے خریدی تھی تو اسکو داپس کر سکتا ہے اور یہی حکم کل جانوروں کا ہے کہ جو قربانی ہو سکتے ہوں اور اگر اسکو قربانی کے سوا کسی غرض سے خرید اتھا تو داپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا لیکن اگر کان کٹے ہوئے کو لوگ عیب سمجھتے ہوں تو داپس کر سکتا ہے اور اگر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا اسطرح کہ مشتری نے کہا کہ مین نے قربانی کے واسطے خریدی تھی اور بائع نے اس سے انکار کیا پس اگر یہ خریدنا قربانی کے زمانہ مین واقع ہوا ہو تو مشتری کا قول معتبر ہوگا بشرطیکہ مشتری قربانی کے لوگوں مین سے ہو کہ جب قربانی واجب ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہو۔ ایک گامی یا بکری پلیدی کھاتی تھی پس اگر ہمیشہ کھاتی تھی تو عیب ہو اور اگر خستہ مین ایک یا دو بار کھاتی تھی تو عیب نہیں ہے یہ فضول عمادیہ مین لکھا ہو۔ مفتی مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے ایک چوپایہ خریدہ اور اسکو دیکھا کہ کھانا کھاتا ہے پس اگر اکثر اوقات کھاتا ہو تو عیب ہو اور اگر کبھی کبھی کھاتا ہو تو عیب نہیں ہے یہ ظہیر مین لکھا ہو۔ اگر ایک گدا خریدہ اور چند گدھے اسپر چڑھے اور جنتی کھائی تو کیا یہ ایسا عیب ہے کہ جس سے داپس ہو سکتا ہے حکایت کیا گیا ہے کہ یہ صورت سبب نارین واقع ہوئی تھی اور جب فتوے طلب کیا گیا تو اس زمانہ کے مفتیوں کا جواب متعین ہوا اور قاضی امام عبدالملک حسین نسفی نے یہ جواب دیا تھا کہ اگر اس گدھے کے مجبور ہونے کی حالت مین اُن گدھوں نے اُسکے ساتھ یہ فعل کیا تو عیب نہیں ہے اور اگر وہ مجبور نہ تھا بلکہ اسے اپنے آپ کو اس کام کے واسطے اُن گدھوں کو دیدیا تو یہ عیب ہے پھر اس جواب پر مفتی متفق ہو گئے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اور خوش عیب ہے اور وہ گھوڑے کے چنبرسم کے درم کو بولتے مین یہ ظہیر مین لکھا ہو۔ اور دم کا میٹرھا ہونا عیب ہے اور چوپایہ کی ٹانگ مین ایک ایسی چیز کا کھل آنا جسکا حجم ہوتا ہے اور اس مین سختی نہیں ہوتی یہ عیب ہے یہ محیط مین لکھا ہو اگر گھوڑے کے منہ سے اسقدر پانی بہے کہ جس سے تو بڑا تر ہو جائے تو یہ عیب ہے بشرطیکہ اُس سے شمن مین نقصان آتا ہو یہ محیط سرخی مین لکھا ہو۔ اور اگر جانور اپنے سر کو بندان سے اگرچہ مضبوط کر کے باندھ دیا جاتا ہو کسی جیلہ سے نکال لیتا ہو تو یہ عیب ہے یہ ظہیر مین لکھا ہو اور قدیموں کا نزدیک ہونا اور رانوں مین دوری ہونا عیب ہے یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور گھوڑی مین حرونی اور تابع ہونا عیب ہے اور لگام دینے کے وقت نہ کھڑا ہونا عیب ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اور ہر چیز جو گھوڑے وغیرہ کے عروق مین پیدا ہو مثل زیادتی یا پٹھا پھول جانے کے تو وہ عیب مین شمار ہے اور زوائد عیب ہے اور وہ پھول کے کنارے عجاہ کے پاس متفرق اور منقطع ہوتے ہیں اور اس سے لپٹ جاتے ہیں اور عجاہ یا اونٹ کے کھری مین ایک پٹھو ہوتا ہے یہ ظہیر مین لکھا ہو۔ اور چلنے مین دونوں پاؤں یا پنڈلیوں کا باہم رگڑ کھانا عیب ہے یہ محیط سرخی مین لکھا ہو۔ اور مرقوع عیب دار ہوتا ہے اور کتاب الاصل مین اسکے معنی یوں بیان کئے ہیں کہ یہ لفظ متعہ سے

مشتق ہو اور وہ ایک چکر ہوتا ہو جو اُسکے بائیں جانب سینے میں ہوتا ہو اور یہ سپید ہوتا ہو کہ اُسکو شوم جانتے ہیں اور فقیہین اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ مقحوع وہ ہو کہ اُسکے چلتے وقت اُسکی پیشاب گاہ اور کوٹھ کے بیچ میں سے کوئی آواز سنی جاوے۔ افتخار بھی عیب ہو اور وہ تعب کے وقت نہ چھچھول جانے کو کہتے ہیں اور بعضوں نے یہ معنی بیان کیے کہ وہ آنکھ کی سیاہی کا اس قدر بڑھ جانا ہو کہ قریب اُسکے ہو جائے کہ آنکھ کی تمام سپیدی کو گھیر لے یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک گھوڑا خرید اور اُسکو بوڑھا پایا تو بعضوں نے فرمایا کہ سزاوار یہ ہو کہ واپس نہ کیا جاوے لیکن اُس صورت میں کہ کم سن ہونے کی شرط کر لی ہو جیسے کہ باندی کے مسئلہ کا حکم ہو جبکہ بعد خریدنے کے بعد زیادہ سن کا پایا یہ بھرا لائق میں لکھا ہو۔ اور خواص آہو میں لکھا ہو کہ ایک شخص نے ایک گامی خریدی کہ جو مشتری کے مکان سے بائع کے مکان کو چلی جاتی ہو تو یہ عیب نہیں ہو اور غلام کا دو تین مرتبہ ایسا کرنا بھی عیب نہیں ہو یہ تانا رخا زہ میں لکھا ہو کسی نے ایک اونٹنی مصر کو خریدی لیکن اُسکے تھن بائع نے باندھ دیے تھے یہاں تک کہ اُس میں دو دو جمع ہو کر ایسے ہو گئے کہ جیسے حوض کے اندر پانی بھر جاتا ہو اور صراطہ حوض کو کہتے ہیں تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہو اور تصریح ہمارے نزدیک عیب نہیں ہو اسی طرح اگر اپنے غلام کی اُچھلی کے اوپر کے پور کا سر اکالا کر کے غلام میں اس غرض سے بٹھا یا کہ مشتری اُسکو کا تب سمجھے یا اُسکو روٹی پکانے والوں کے کپڑے پہنائے تاکہ مشتری اُسکو باورچی گمان کرے تو بھی مشتری اُسکو واپس نہیں کر سکتا ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دو موزے خریدے اور اُنکو اس قدر تنگ پایا کہ اُن میں اُسکا پاؤں نہیں سماتا ہو تو شیخ الاسلام معروف بنو ہر زاد نے ذکر کیا ہو کہ پاؤں کا داخل ہونا اگر اس سبب سے ہو کہ اُسکے پاؤں میں کوئی علت ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر پاؤں میں کوئی علت نہیں ہو تو واپس کر سکتا ہو اور شیخ الاسلام ابو بکر محمد ابن الفضل نے یہ ذکر کیا ہو کہ اگر مشتری کی خرید اپنے پہنے کی غرض سے ہو تو واپس کر سکتا ہو اور اگر مطلقاً خریدے تھے تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور قاضی امام علی السعدی نے اُسکے واپس کر مینے کا فتوے دیا ہو خواہ اُس نے پہنے کی غرض سے خرید لیا ہو یا اور کسی غرض سے خرید لیا ہو اور اگر یہ صورت ہوے کہ دو دن میں سے ایک کو دوسرے سے تنگ پایا تو اگر وہ شل اور لوگوں کے موزوں کے حادث سے زیادہ تنگ تھا تو واپس کر دے ورنہ واپس نہیں کر سکتا ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ اور اگر موزوں میں اُسکا پاؤں خوب نہیں جاتا تھا موزوں اُسکے کہ اُسکے پاؤں میں کوئی علت ہو پھر بائع نے کہا کہ تیرے پاؤں میں بڑھ جائیگا اور مشتری نے اُسکو لیکر ایک دن پہنا اور وہ نہ بڑھا اور ایسا واقعہ پیش آکر فتوے طلب کیا گیا تھا تو بعض ائمہ نے جواب دیا ہو کہ واپس نہیں کر سکتا ہو یہ فضول عموماً یہ میں لکھا ہو اگر کسی نے ایک قسم کا ایسا تڑا خرید لیا کہ جو لفافہ کے ساتھ پاؤں میں نہیں آتا ہو اور بدون لفافہ کے آجاتا ہو تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہو ورنہ اپنے پہنے کے واسطے خرید لیا ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ اور خواص نے فضلے میں ہو کہ ایک جیبہ خریدا اور اُس میں ایک ہرا ہوا چو پایا تو یہ عیب ہو اور اس مسئلہ کی مراد یہ ہو کہ عیب اُس وقت ہوگا کہ جب اُس چوہے کا نکالنا جیبہ میں نقصان پیدا کرے اور اگر جیبہ کو بچا کر نکالنے کی ضرورت نہ ہو اور جیبہ میں نقصان نہ آوے تو عیب نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور ذخیرہ میں لکھا ہو کہ ایک مجلس کپڑا خریدا اور اُسکے مجلس ہونے سے آگاہ نہوا بھلا اس

واقف ہوا اور اس کپڑے میں دھو ڈالنے سے کوئی نقصان نہیں آتا، تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہو گا
یہی فتوے کے واسطے مختار ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اور اگر اس کپڑے میں تیل ہو تو یہ عیب ہے کیونکہ تیل بالکل کثرت
چھوٹا ہے تو عیب میں شمار ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک دوکان خریدی اور قبضہ کرنے کے
بعد اسکے دروازہ پر یہ لکھا دیکھا کہ یہ دوکان فلان مسجد کے صرف میں وقف کی گئی ہے تو مشتری اسکو واپس نہیں کر سکتا
کیونکہ ایسی علامتوں پر احکام کا مدار نہیں ہوتا ہے یہ فقہ میں لکھا ہے کسی نے غیر کی دوکان میں اپنے رہنے کی جگہ
فروخت کی اور مشتری کو آگاہ کر دیا کہ دوکان کا کرایہ اس قدر ہے پھر معلوم ہوا کہ دوکان کا کرایہ اس سے زیادہ ہے
تو فقہانے فرمایا ہے کہ اس سبب سے مشتری سکنتہ کو واپس نہیں کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔
جس مکان کو فروخت کرتا ہے اسکے مغلاق کا سوراخ دوسرے کے دیوار میں ہونا عیب ہے اور اسی طرح اگر کسی کی
دیوار میں برقع ہو تو عیب میں شمار ہو گا یہ وجہ میں لکھا ہے۔ کسی نے کچھ زمین خریدی پھر معلوم ہوا کہ لوگ اسکو
شوم جانتے ہیں تو چاہتے کہ اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو یہ فقہ میں لکھا ہے کسی نے ایسے کیہوں خریدے
کہ جو اشارہ کر کے بتا دیے گئے تھے پھر انکو رومی پایا تو عیب کی وجہ سے انکو واپس نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح
اگر ایک چاندی کا پیالہ جو عین ہے خرید پھر اسکو رومی پایا مگر اس میں سیل تھا اور نہ ٹوٹا ہوا تھا تو بھی یہی حکم ہے پس
معلوم ہوا کہ ناپ تول کی چیزوں میں رومی ہونا عیب میں شمار نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کیہوں کو نقصان
ہوے یا بدبودار پائے تو انکو واپس کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی نے چاندی اس شرط پر خریدا
کہ وہ زخم و زبہ ہو اور اس پر قبضہ کر کے اسکو کھلایا تو وہ زخم دار نہ نکلی پس مشتری اسکو واپس کر سکتا ہے اس واسطے کہ شرط
کا جاننا شرط ہے نہ عیب ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی قلمی خریدی اور اس میں مٹی کا سیل پایا تو خواہ
تھوڑی ہو یا بہت واپس کر سکتا ہے یہ وجہ میں لکھا ہے اگر ایک ساک کی گدیا خریدی اور اس کے اندر کھاس
پائی پس اگر عیب میں شمار ہو تو واپس کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر چھلون کی ٹوکری یا ٹوکرا خریدا اور اس کے
بچے کھاس پائی تو واپس کر سکتا ہے اسی طرح اگر ایک ڈھیری کیہوں کی خریدی اور اس کے نیچے گھسنے کے سیاہ
کیہوں پائے تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے ایک زمین خریدی اور زمین لوگوں کی گذرگاہ
پائی تو حجت کے ساتھ اسکو واپس کر سکتا ہے اور اگر انکو رکناک خریدا اور زمین کثرت سے چونیوں کے گھر پائے
تو اسکو واپس کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر تاک میں خیر کی گذرگاہ یا اسکے پانی بننے کی
راہ پائی تو بھی یہی حکم ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی تاک انکو رکناک خریدا پھر معلوم ہوا کہ اسکا پانی دنیا ایک
ناون پر جو کہ جو نہر ہے یا کسی اور جگہ پہنچا یا جاوے تو اسکو واپس کرنے کا حق حاصل ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اسی طرح
اگر اس تاک کو پانی دنیا بدون نہر کے بند کرنے کے ممکن نہ ہو تو بھی واپس کر سکتا ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اسی طرح
اگر ایک دیوار کو مشترک بنایا تو عیب ہے اور اگر دیوار کو رہیں۔ یا واپس کر اسکو عیب میں گنتے ہوں تو عیب ہے یہ خلاصہ
میں لکھا ہے کسی نے ایک گھر خریدا اور اس کے پانی بننے کا راستہ دوسرے کی زمین میں ہے پھر معلوم ہوا کہ یہ
پانی کا بننا بدون کسی حق کے ہے اور مشتری خریدتے وقت اس وجہ سے واقف نہ ہوا تھا کہ اس پانی بننے کا حق نہیں ہے
تو اسکو واپس کر سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو رکھ لے اور اپنا نقصان واپس کر لے یہ فقہ میں لکھا ہے اور اگر زمین اور

خرما کے وقت خریدے کہ جنگلے لیے سینچنے کا پانی نہیں ہو اور مشتری کو یہ بات معلوم نہ تھی تو اسکو خیار حاصل ہو
یہ وجہ کر دی میں لکھا ہوا و فتق میں لکھا ہو کہ مصحف شریف خرید اور اس کے حروف کٹے پائے یا اس شرط پر
خرید کہ اس میں نقطے لگے ہو سے ہین پھر کچھ نقطے سا قضا پس نہ ہو کہ اس عیب ہو کہ جس سے واپس ہو سکتا ہو اور بھی
فتق میں مذکور ہو کہ اگر قرآن شریف اس شرط پر خریدا کہ وہ پورا ہو پھر دیکھا تو اس میں سے دو آیتیں یا ایک آیت سا قضا ہو
تو اس عیب کی وجہ سے رد کر سکتا ہو اور میں نے دوسرے مقام پر لکھا پانی ہو کہ کسی شخص نے اپنے بیٹے کے
واسطے قرآن شریف خرید اور معلوم نے کہا کہ اس میں بہت خطا ہو پس اگر اس میں نقص کی غلطی ثابت ہو تو اسکو
واپس دیکر اپنا من واپس لیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک زمین خریدی کہ جو مشتری کے پاس سیل گئی اور
بائع کے پاس بھی غناک ہو جاتی تھی تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو لیکن اگر مشتری نے زمین کے اوپر سے کچھ
مٹی اٹھا ڈالی کہ جس سے ظاہر ہو کہ مٹی اٹھا دینے سے زمین سیل گئی ہو یا کسی دوسری جگہ سے اس میں زیادہ پانی
آگیا ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہو یہ محیط شری میں لکھا ہو۔ اور اس بات کی طرف لحاظ نہ کیا جائیگا کہ مشتری کے پاس
بائع کے پاس سے زیادہ سیل گئی یا اسی قدر سیل ہو بلکہ اس بات کو دیکھا جائیگا کہ اگر اسی سبب سے کہ جس سے بائع
کے پاس سلتی تھی مشتری کے پاس بھی سیل ہو تو واپس کر سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کوئی ناک انگوڑا خریدا اور مشتری
کے پاس اس میں تری ظاہر ہوئی پس اگر اسی سبب سے ہو کہ جس سے بائع کے پاس تھی تو واپس کر سکتا ہو یہ خاویز
مصری میں ہو کسی نے اگر روٹی اس شرط پر خریدی کہ وہ میٹھے پانی کی پٹی ہوئی ہو پھر اس کے برخلاف معلوم ہوئی
تو واپس کر سکتا ہو اور اگر لفظ شرط ذکر نہ کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ قنبرہ میں لکھا ہو۔ اسی طرح اگر خنا یا شل اسکے اس
شرط پر خریدی کہ سب بائع کی جنس سے ہو پھر معلوم ہوا کہ جسے پہلی بار دیکھا تھا اس جنس سے نہیں ہو تو واپس کر سکتا
ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر پانچو قنبرہ کیون خریدے اور ان میں مٹی ملی ہوئی پانی پس اگر یہ مٹی اسی قدر ہو کہ پیسے
ایسے کیوں دین میں ہوا کرتی ہو اور اسکو کوک عیب نہیں جانتے ہیں تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نقصان عیب بھی نہیں
ہے سکتا ہو اور اگر اتنی مٹی اس قدر کیوں دین میں نہیں ہوتی ہو اور اسکو کوک عیب جانتے ہیں پس اگر اتنے تمام
کیوں داپس کرنے کا ارادہ کیا تو اسکو یہ اختیار حاصل ہوگا اور یہ نہیں کر سکتا کہ مٹی کو علاحدہ کر کے اسکے حصہ ٹمن
کو لیکر واپس کرے اور کیوں داپس کرے اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ اتنے مٹی کو کیوں داپس سے جدا نہ کیا
ہو اور اگر جدا کر لیا اور مقدار زیادہ مٹی نکلی کہ جسکو کوک عیب جانتے ہیں پس اگر مٹی اور کیوں داپس کو ملا کر پچانہ پورا
کر کے واپس کرتا ہو تو سب کو واپس کر دے اور اگر صاف کرنے کی وجہ سے اس میں کمی آگئی اور ملانے سے پیمانہ
پورا نہیں ہوتا ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہو لیکن نقصان عیب واپس لے اور وہ عیب اب کیوں داپس کے نقصان کے ہوگا
لیکن اگر بائع ان کیوں داپس کو اس کمی کے ساتھ لینے پر رضی ہو جائے تو اسکو یہ اختیار حاصل ہو۔ علی ہذا القیاس
ہر چیز کیوں کے مانند ہو جیسے تل وغیرہ اگر انکو خریدے اور اس میں مٹی ملی ہوئی یا وے تو سب کا حکم اسی تفصیل کے
ساتھ ہو جو پہلے ذکر کی یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر تل خرید اور اسکے اندر کچھ پائے تو اسکا حکم بھی اسی طرح ہو
یہ ایک کہ فقط کچھ کو واپس نہیں کر سکتا ہو۔ یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور اگر مشک خرید اور اس میں رصاص ملا ہوا
یا یا تو رصاص کو جدا کر کے اسکے حصہ ٹمن کے عوض بائع کو واپس کر دے یا تو رصاص چھوڑا سکے یا بہت ہو یہ

التلمیذ پرین لکھا ہے۔ اہام ابو یوسف نے اس قسم کے مسائل کے واسطے ایک قاعدہ کلیہ اس طرح بیان کیا ہے کہ جن چیز
کی تھوڑے سے چشم پوشی کیجاتی ہو اسکی زیادہ بھی جدا نہ کیجائیگی اور جس چیز کے تھوڑے سے میں چشم پوشی نہیں کیجاتی
اسمیں کی زیادہ بھی جدا کر دینا چاہیے اور شک کے اندر درساں اگر تھوڑا بھی ہو تو چشم پوشی نہیں کیجاتی پس اگر زیادہ
ہو گا تو بھی جدا کر دیا جائیگا اور کیوں سمجھئے اندر تھوڑی سی چشم پوشی کیجاتی ہو اگر بہت سی ہوگی تو جدا نہ کیجائیگی
اور علامہ شافعی نے اس روایت کو لیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر خشاک کی ہوئی چربی خریدی اور
اسکے اندر رستہ سناغاب پانچ توں کا سکھو ہی ہو جو گیکو دوں۔ کہ اندر می ملی ہوئی پائے کا حکم ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔
اور فتاویٰ ابوالبتین میں ہے کہ اگر تانبہ کا تہہ خرید اور اسکو گھلایا اور اسمیں سے پتھر نکلا جسے تانبے سے نکلتا ہے
تو پتھر کی کو اسکے شن کے حصہ کے حساب سے لے لینے کا اختیار ہے اور بالغ اگرچہ کہ ویسا ہی اسکو لیکر من پس
کرے تو رکھتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے

تیسری فصل ایسی چیزوں کے بیان میں کہ عیب کی وجہ سے اٹکا واپس کرنا ممکن نہیں اور خشاک واپس کرنا
ممکن ہے اور جن چیزوں میں نقصان ہے سکتا ہے اور جن چیزوں میں نہیں لے سکتا ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ جب مشتری
خریدی ہوئی چیز کے عیب پر واقف ہونے کے بعد اسمیں بالکل نہ تصرف کیا تو اسکا واپس کرنے کا حق باطل ہو گیا
اگر ایک چوبہ یا خریدا اور اسکے کوئی زخم پایا اور اسکی دو کی یا اسپر پوتی حاجت کے واسطے سوار ہوا تو واپس نہیں کر سکتا
اور اگر اسکے کسی عیب کی دو کی کہ جو اسکی دو اسے اچھا ہو گیا تو دوسرے عیب کے وجہ سے جو اچھا نہیں ہوا ہر دو پس
کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک مرتبہ خدمت لینا عیب پر راضی ہونے میں شمار نہیں ہے لیکن اگر غلام سے زبردستی
خدمت لی تو رضا ہو اور اگر دو بار خدمت لی تو عیب پر راضی ہونے میں شمار ہے اور اسی پر فتوے ہو گا یہ مضمرات میں
لکھا ہے اور کتاب الاجارات میں خدمت لینے کی یہ صورت بیان کی ہے کہ غلام کو کسی اسباب کے چھت پر لیجانے
یا وہاں سے اتارنے کا حکم دے یا باندی کو بدون شہوت کے اپنے پانون دبانے کا حکم دے یا کھانا یا روٹی پکانے
کو کہے لیکن تھوڑی ہو اور اگر عادت سے زیادہ پکانے کے واسطے حکم دیا تو یہ راضی ہونے میں شمار ہے یہ ذخیرہ میں
لکھا ہے۔ اور اگر گھوڑے پر اسکی رفتار دیکھنے کے واسطے سوار ہوا یا کپڑے کو اسکی مقدار دیکھنے کے واسطے پہنا
تو یہ رضامین شمار ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر اسکو واپس کرنے یا پانی پلانے یا اسکے لیے کھاس خریدنے کے
واسطے سوار ہوا تو راضی ہونے میں شمار نہیں ہے بشرطیکہ اسکو بدون سواری کے چارہ نہ جیسے کہ مثلاً دور کا فاصلہ ہو
یا وہ شخص چلنے سے عاجز ہو گیا ہو یا کھاس ایک ہی طرف ہو اور اگر دونوں جانب ہو تو سوار ہونے کی ضرورت
نہیں ہے اور اگر سوار ہو گیا تو رضامین شمار ہو گا یہ سر اجیہ میں لکھا ہے۔ اگر اس چوپایہ پر دوسرے چوپایہ کی کھاس
ملادی خواہ اسپر سوار ہو یا نہ ہو اور رضامین شمار ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر خریدی ہوئی چیز کوئی کھچو پھیر
واقف ہونے کے بعد اسمیں جار یا اسکی کچھ خدمت کی یا اسمیں سے کچھ کرایا تو خیار عیب سا قح ہو جائیگا یہ بدائع
میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک دودھ والی باندی خریدی اور اسمیں کچھ عیب پایا اور اسکو حکم دیا کہ ایک بچہ کو دودھ
دلا دے تو یہ راضی ہونے میں شمار نہیں ہے اور اگر اسکا دودھ دونا اور کسی بچہ کو پلا دیا یا فروخت کر دیا تو رضا
یہ محیط سہنی میں لکھا ہے۔ اور اگر اسکا دودھ دونا اور نہ فروخت کیا اور نہ کھلایا تو بھی یہی جواب ہو صلح الفتاویٰ

مین لکھا ہو کہ دودھ دوہنا بدون کھلانے اور بیچ کرنے کے رضا میں شمار ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور امام ابو یوسف رحم سے روایت ہو کہ کسی شخص نے دودھ والی باندی خریدی اور باندی نے اپنے یا مشتری کے بچہ کو دودھ پلایا پھر مشتری نے اس میں عیب پایا تو واپس کر سکتا ہو اور اگر اسکا دودھ دوہا اور تلف کر دیا یا بیٹے کے کام میں لایا پھر اس میں عیب پایا تو واپس نہیں کر سکتا ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ ایک گائے خریدی اور اسکا دودھ پلایا پھر اس کے عیب پر واقف ہوا تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نقصان عیب کے کیوں سے یہ فضول عمادیہ میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک بکری یا گائے سے اس کے بچہ کے خریدے اور اس کے عیب سے آگاہ ہوا پھر اس کے کسی لڑکے نے اسکا حق سے دودھ پایا تو اسکو واپس کر سکتا ہو اور یہ رضا میں شمار نہ ہوگا اگرچہ اس نے لڑکے کو خود اسکا دودھ حق سے پلایا ہو اور اگر مشتری نے اسکا کچھ دودھ دوہا اور خود پی لیا یا اپنے لڑکے کو پلایا بعد اسکے کہ عیب پر واقف ہو چکا تھا تو یہ عیب پر راضی ہونے میں شمار ہو یہ فتاویٰ قاضی کا میں لکھا ہو اور اگر اس بکری کے بال کاٹ لیے اور پھر اس میں عیب پایا پس اگر بال کاٹنے میں کچھ نقصان نہیں آیا تو واپس کر سکتا ہو امام محمد رحم نے فرمایا کہ بال کاٹنا میرے نزدیک کچھ نقصان نہیں ہے اور دوسرے مقام پر مفتی میں مذکور ہو کہ اگر عیب جاننے کے بعد بکری کے بال کاٹ لیے تو یہ رضامندی ہو اور اگر اسکی کچھ رنگ لگی تو رضائیں ہیں یہ محیط میں لکھا ہو شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ کسی نے ایک انگور کا تاک خرید لیا اور اس کے پاس اس میں چل آئے اور اسے پھلون کو اتار کر زمین پر رکھا پھر تاک میں ایک عیب پایا کہ جسکو وہ نہیں جانتا تھا پس اگر ان پھلون کے توڑنے سے اس میں کچھ نقصان نہیں آیا تو واپس کر سکتا ہو یہ فضول عمادیہ میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ چنگ بجانے والی ہو تو بیچ جائز ہو پس اگر وہ چنگ بجانے والی نہ بنی تو مشتری کو اسکو واپس نہیں کر سکتا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام خرید لیا اور اس کے بعد اسکو مارا پس اگر مارنے کا اثر اس میں موجود ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نہ نقصان عیب سے لے سکتا ہو اور اگر طمانچہ یا دھمکے مارے اور اسکا کچھ اثر ظاہر ہوا تو واپس کر سکتا ہو یہ فضول عمادیہ میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام ایسا خریدا کہ جسکی آنکھ میں پتیلی ہو اور بائع سے اس پتیلی کا حال پوچھا اس نے کہا کہ مارنے کے سبب سے ہو کہ دس روز میں جاتی رہیگی اور دس دن گزر گئے اور وہ زائل نہ ہوئی تو واپس نہیں کر سکتا ہو یہ قتیبہ میں لکھا ہو۔ علی ابن حماد سے کسی شخص نے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک غلام خریدا پھر تین دن کے بعد یہ دعوے کیا کہ اسکو کھانسی ہو اور بعد اس دعوے کے غلام اس کے پاس ایک مہینہ یا زیادہ دن تک رہا اور اس نے اس سے کام لیا پھر اس کے بعد کھانسی کا دعوے کیا پس وہ اس عیب کی وجہ سے غلام کو واپس کر سکتا ہو یا نہیں انھوں نے فرمایا کہ اگر عیب جاننے کے بعد اس سے کام لیا تو رضا میں شمار ہو یہ تاتار خانہ میں تیمیہ سے منقول ہو اگر خریدی ہوئی باندی کے ساتھ دھمکی کی پھر اس کے عیب پر آگاہ ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نقصان عیب سے کیوں سے خواہ وہ باندی باکرہ ہو یا ثقیبہ ہو لیکن اگر بائع اسکو اسی طرح قبول کرنے پر رضی ہو تو واپس کر سکتا ہو اور اسی طرح اگر اسکا شہوت سے بوسہ لیا یا اسکو شہوت سے جھوٹا یہ عیب پر راضی ہونے میں شمار ہو اور اسکو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نہ نقصان عیب سے لے سکتا ہو اور اگر مشتری کے ہوا مشتری کے پاس کسی غیر شخص نے اس سے زنا کیا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہو خواہ وہ باکرہ ہو یا ثقیبہ ہو اور نقصان عیب سے لے لیا لیکن اگر بائع اسی طرح اسکو واپس کرنے پر راضی ہو جائے تو ہو سکتا ہو

اور اگر کسی نے شبہ سے وطمی کر لی یا تنک کہ وطمی کرنے والے بچھروا جب ہو گیا تو مشتری واپس نہیں کر سکتا
 ہر اگرچہ بائع واپس لینے پر رضی بھی ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر باندی کو خرید کر اسکا نکاح کر دیا تو اسکو واپس نہیں
 کر سکتا خواہ اسکے شوہر نے اُس سے وطمی کر لی ہو یا نہ کی ہو اور خواہ بائع اسکے واپس لینے پر رضی ہو یا رضی
 نہ ہو یہ مضمرات میں لکھا ہو۔ اور محیط سرخی میں لکھا ہو کہ نقصان عیب لے سکتا ہو اسنے۔ اگر بائع کے پاس ہونے کے زمانہ
 میں اُس باندی کا شوہر تھا اور اُس نے مشتری کے پاس باندی سے وحی کی پس اگر وہ باندی شبہ تھی اور وطمی سے اُس میں
 کچھ نقصان آیا تو بدون رضامندی بائع کے واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر اُس میں نقصان نہ آیا تو واپس کر سکتا ہو
 اور یہ حکم جو ہم نے شبہ کا ذکر کیا اسوقت ہو کہ اُس باندی کے شوہر نے بائع کے پاس ایک بار وطمی کی ہو جو مشتری
 کے پاس وطمی کی ہو و لیکن اگر اُس نے بائع کے پاس وطمی نہ کی اور صرف مشتری کے پاس وطمی کی تو کتاب بالاصل
 میں اسکا حکم مذکور نہیں ہو اور مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ واپس کر سکتا ہو کذا نقل فی مظہر
 عن النصاب اور اگر باندی مارا ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نقصان لے لیگا اور اگر بائع نے کہا کہ میں اسکو
 ایسا ہی واپس کر لیتا ہوں تو اسکو یہ اختیار ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک لکڑی کنڈی بنانے کو خریدی
 اور بیع میں اسکی شرط کر لی پس اسکو برات میں کاٹا اور یہ اقرار کر لیا کہ اس میں عیب نہیں ہو پھر بدون شرط بیکنے کے
 از سر نو اسکا عقد کیا پھر اسکو دین میں دیکھا اور عیب دار پایا تو اسکو واپس کر سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو
 اگر ایک بزور خرید اور اسکو خسی کوڑا لاپھر اسکے عیب سے دفع ہوا تو واپس کر سکتا ہو بشرطیکہ خسی کرنے سے اس میں
 نقصان نہ آیا ہو اسی طرح فتاویٰ اہل سمرقند میں لکھا ہو اور امام ظہیر الدین مرغینانی نے اسکے برخلاف فتوے دیا
 کرتے تھے کذا فی الظہیر۔ اگر ایک کپڑا خریدا اور اسکو اسقدر چھوٹا پایا کہ اسکے قطع کرنے کا حساب پورا نہ تھا اور
 اسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ اسکو درزی کو دکھلائے اگر وہ قطع کر دے تو خیر ورنہ مجھے واپس کر دینا
 پھر نے درزی کو دکھلایا تو وہ چھوٹا نکلا کہ قطع نہیں ہو سکتا تھا تو مشتری کو اسکے واپس کرنے کا اختیار ہو یہ
 سراج الوباع میں لکھا ہو۔ اور نو زے اور ٹوپی کا بھی یہی حکم ہو یہ بیابج میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر زبرد
 او اسکیے اور اُس سے کہا کہ انکو خراج کر اگر مل جاوین تو خیر ورنہ مجھے واپس کر دینا اور اُس نے اس شرط پر لے لیا
 اور وہ اسکے پاس نہ چلے تو اُسے واپس کر سکتا ہو یہ ظہیر یہ میں نوازل کی کتاب الصلۃ سے منقول ہو
 مشتری نے اگر بیع کو عیب دار پایا اور بائع نے اُس سے کہا کہ تو اسکو فروخت کر اگر کوئی خریدے تو خیر
 ورنہ مجھے واپس کر دینا اور مشتری نے اسکو بیع کئے واسطے پیش کیا اور وہ خریدی نہ گئی تو واپس نہیں کر سکتا ہو
 یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہو اگر ایک غلام خریدا اور بائع سے اقالہ کرنا چاہا اور بائع نے اقالہ کرنے سے انکار
 کیا تو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ یہ بیع کے واسطے پیش کرنا نہیں ہو اور مشتری اسکو واپس کر سکتا ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو
 اسی نے ایک کپڑا خریدا کہ قطع کر لیا اور نو زینین سلا یا تھا کہ اس میں کوئی عیب پایا تو واپس نہیں کر سکتا ہو پس اگر
 بائع نے کہا کہ میں اسکو ایسا ہی واپس کیے لیتا ہوں تو اسکو اختیار ہو اور اگر اسکو مشتری نے فروخت کر دیا تو
 اسکا حق واپس کرنے کا باطل ہو گیا اور نقصان عیب کے عوض کچھ واپس نہیں کر سکتا خواہ اُس عیب سے قوت
 ہو یا نہ ہو اور اگر مشتری نے اسکو سلا لیا پھر اس میں پہلا عیب پایا تو نقصان عیب لے سکتا ہو پس اگر بائع نے

کہا کہ میں اسکو ایسا ہی لیتا ہوں تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے یہ جامع الضمیر میں لکھا ہے۔ اور ستوں کا بھی یہی حکم ہے جبکہ انکو کمی یا شہد کے ساتھ لکھا ہو کہ انہی المضمرات۔ اور اگر عیب پر آگاہ ہونے کے بعد اسکو بیع کے واسطے پیش کیا یا اجرت پر دیا یا رہن کر دیا تو یہ عیب پر راضی ہونا ہے اور عیب کی وجہ سے واپس نہیں کر سکتا اور نہ نقصان عیب سے لے سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور قدوری میں لکھا ہے کہ کسی چیز کو خرید کر اسکو اجرت پر دیدیا پھر اسکے عیب پر مطلع ہوا تو اسکو یہ اختیار ہے کہ اجارہ کو توڑ کر اس چیز کو عیب کی وجہ سے واپس کر دے۔ بخلاف اس صورت کے کہ اگر اسکو دوسرے کے پاس رہن کر دیا ہو تو ایسا نوکایہ ظہیرہ میں لکھا ہے اور عیب پر واقف ہونے کے بعد اگر بیع کسی کو ہو کہ وہ کر دی اور اسکے سپرد نہیں کی تو اسکو بائع کو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر عیب پر آگاہ ہونے سے پہلے بیع کے واسطے پیش کیا یا بدون سپرد کرنے کے ہیہ کر دیا تو یہ عیب پر راضی ہونے میں شمار نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے ایک غلام خرید کر اس پر قبضہ کر کے کسی شخص کو ہیہ کر کے اسکے سپرد کر دیا پھر بدون حکم قاضی کے اپنے ہیہ سے رجوع کر لیا پھر کسی عیب پر جو غلام میں خریدنے کے وقت موجود تھا مطلع ہوا تو امام اعظم رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکو واپس کرنے کا اختیار ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ واضح ہو کہ بیع کے اندر زیادتی دو قسم کی ہوتی ہے ایک متصلہ یعنی اس سے ملی ہوئی اور دوسری منفصلہ یعنی اس سے علوہ پھر متصلہ کی دو قسمیں ہیں ایک دو جو بیع سے نہ پیدا ہوئی ہو جیسے رنگ وغیرہ جو رنگ کے مانند ہوں اور ایسی زیادتی سے بالاتفاق عیب کی وجہ سے واپس نہیں ہو سکتی یہ خواہ بائع اسی طرح واپس کر لینے کو کہے یا نہ کہے اور دوسری دو جو بیع سے پیدا ہوئی ہو جیسے مونا ہو جانا یا جمال بڑھ جانا یا آنکھ کا صاف ہو جانا اور ایسی زیادتی سے ظاہر روایت کے موافق عیب کی وجہ سے واپس کرنا ممکن ہے یہ ظہیرہ میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ پس اگر مشتری نے واپس کرنے سے انکار کیا اور نقصان عیب لینے کا قصد کیا اور بائع نے کہا کہ میں تجھ کو نقصان عیب نہ دوں گا لیکن تو مجھے بیع واپس کر دے اور میں تجھ کو پورا رشتن واپس کر دوں گا تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسکو اختیار نہیں ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکو اختیار ہے یہ ظہیرہ میں لکھا ہے۔ اور زیادتی منفصلہ بھی دو طرح کی ہوتی ہے ایک وہ جو بیع سے پیدا ہو جیسے باندی کا بچہ اور درخت کے پھل اور جو اسکے منی میں ہے جیسے جہانہ اور عقر وغیرہ تو ایسی زیادتی عیب کی وجہ سے واپس کرنے اور فسخ کرنے کو بوجہ تمام اسباب فسخ کے ہمارے نزدیک منع کرتی ہے اور دوسری دو جو بیع سے نہ پیدا ہوئی ہو جیسے کسائی اور کراپہ وغیرہ اور یہ عیب کی وجہ سے واپس کرنے اور فسخ کرنے کی اسباب فسخ مانع نہیں ہے اور طریقہ فسخ کا یہ ہے کہ حقد بیع کو اصل بیع میں بدون زیادتی کے فسخ کر دے اور زیادتی مفت بلا حوض مشتری کو دینا بیجا کیلئے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ زیادتی مشتری کے پاس موجود ہو اور اگر تلف ہو گئی ہو پس اسکا تلف ہونا اگر آسمانی آفت سے ہو تو مشتری اصل بیع کو عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے اور زیادتی کا ہونا بمنزہ نہ ہونے کے شمار ہو گا اور جو مشتری کے فعل سے تلف ہوئی تو بائع کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو قبول کرے اور پورا رشتن واپس کر دے اور اگر چاہے تو نہ قبول کرے اور عیب دار ہو جانے کی وجہ سے واپس کر دے اور اگر کسی اجنبی کے فعل سے تلف ہوئی تو مشتری اسکو واپس

انہیں کر سکتا اور نقصان عیب بہ سلسلہ سکتا ہے یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور یہ تمام حکم جو مذکور ہوا اس وقت ہو کہ بیع پر قبضہ کر لینے کے بعد زیادتی پیدا ہوئی ہو اور اگر قبضہ کر لینے سے پہلے پیدا ہوئی ہو اور وہ زیادتی ایسی متصلہ ہو کہ جو بیع سے پیدا ہوئی ہو تو ایسی زیادتی واپس کرنے سے مانع ہوتی ہو اور اگر ایسی زیادتی متصلہ ہو کہ جو بیع سے پیدا نہیں ہوتی تو مشتری اسکی وجہ سے خالص ہو جائیگا اور ایسا ہوگا کہ گویا زیادتی بعد قبضہ کے پیدا ہوئی ہو تو واپس کرنا ممکن نہ ہوگا اور نقصان کے لیکر اور اگر زیادتی ایسی متصلہ ہو کہ جو بیع سے پیدا ہوئی ہو جیسے کہ بچہ اور بیٹی یا بکری کے بال یا دو چوپا چیل یا جرابانہ یا عقر وغیرہ تو ایسی زیادتی واپس کر لینے کو منع نہیں کرتی ہو پس اگر چاہے تو دونوں کو واپس کر دے اور اگر چاہے تو دونوں کو پورے ٹمن میں سے لے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے بیع میں کوئی عیب نہ پایا ہو لیکن زیادتی میں عیب پایا تو اسکو واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا لیکن جبکہ قبضہ سے پہلے اس زیادتی کے پیدا ہونے سے بیع میں کچھ نقصان آیا ہو تو بیع میں نقصان آنے کے سبب سے اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو یہ شرح الطحاوی میں لکھا ہے۔ اگر زیادتی اور اصل دونوں پر قبضہ کر لیا پھر بیع میں عیب پایا تو اسکو اس کے حصہ ٹمن کے حساب سے واپس کر دے کیونکہ زیادتی کے واسطے بعد قبضہ کے ٹمن میں حصہ ہو گیا اور اگر زیادتی میں عیب پایا تو اسکو بھی اس کے حصہ ٹمن کے حساب سے واپس کر سکتا ہے یہ قنیین میں لکھا ہے۔ اگر زیادتی متصلہ ہو اور بیع سے پیدا ہوئی ہو جیسے بیع کی کمائی یا اسکو کچھ سہ کیا گیا تو ایسی زیادتی واپس کرنے کی مانع نہیں ہو اور جب واپس کر لیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک زیادتی مشتری کی ہوگی لیکن اسکو حلال نہوگی اور صاحبین کے نزدیک زیادتی بائ کی ہوگی اور اسکو بھی حلال نہوگی اور اگر مشتری نے عیب پر رضی ہو کر بیع کو اختیار کر لیا تو بالاتفاق بیع زیادتی اسی کی ہوگی لیکن اس کے حق میں حلال نہیں ہو یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اگر بیع پر زیادتی کے قبضہ کر لیا اور بیع میں عیب پایا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک فقط بیع کو بوجہ پورے ٹمن کے واپس کر دے اور صاحبین کے نزدیک بیع زیادتی کے اسکو واپس کرے اور اگر زیادتی میں عیب پایا تو زیادتی کو واپس نہیں کر سکتا اور اگر زیادتی تلف ہو گئی اور بیع عیب دار باقی رہی تو بالاتفاق اسکو پورے ٹمن کے عوض واپس کر سکتا ہے یہ قنیین میں لکھا ہے۔ اگر کچھ گھوٹن خریدے اور انہیں سے مشتری کے پاس اسکا غبار آگیا اور اس کے پیمانہ میں کمی آگئی تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر انہیں رطلوبت تھی اور وہ مشتری کے پاس خشک ہو گئی یا کوئی تر لکڑی خریدی اور وہ مشتری کے پاس خشک ہو گئی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی عیاض میں لکھا ہے۔ اور مفتی میں مذکور ہے کہ اگر کوئی غلام لکھنے والا یا روٹی پکانے والا خریدے اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہ مشتری کے پاس یہ کام بھول گیا پھر مشتری اس کے کسی عیب پر مطلع ہوا تو واپس کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور مفتی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے خشک چھوڑے شہر سے میں خریدے اور انکو کوثر کوٹھا لیکر بیچ دیا یا جانے کے لئے کسی عیب پر مطلع ہوا اور ان کے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا ہو کہ واپس کر لیا تو واپس نہیں کر سکتا ہے جب تک کہ ریلے میں نہ پھیر لائے اور اگر اس سلسلہ میں بجائے چھوڑے کے یا باندی فرض کی جائے تو امام محمد رحمہ نے اشارہ کیا ہے کہ باندی چھوڑے کے مانند نہیں ہے کیونکہ انھوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک باندی کا نفع خر سے اور کوثر میں قریب ہے اور اس کے بجائے میں ایسا خرچ بھی نہیں پڑتا جو چھوڑے کا ہے

لیجائے میں خرچ ہوتا ہے یہ ظہیر میں لکھا ہوا نام محمد رح نے زیادات میں ذکر کیا ہو کسی نے دوسرے سے ایک
باندی خریدی کہ جسکے ایک آنکھ میں سپیدی تھی اور وہ اسکو جانتا تھا تو اسکو اسکے دایں کرنے کا اختیار نہیں
اور اگر مشتری نے اسپر قبضہ نہیں کیا تھا یہاں تک کہ وہ سپیدی صاف ہو گئی اور پھر سپیدی آگئی تو باندی مشتری کے
ذمہ لازم ہوگی اور اسکو دایں کرنے کا اختیار ہوگا اور نام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اسکو اختیار ہوگا
اور صحیح وہی ہے جو ظاہر الروایت میں ہے۔ کیونکہ تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر اس نے ایک باندی خریدتی کہ جسکے
دونوں دانت ٹوٹے تھے یا سیاہ یا دھبے اور مشتری اس بات کو جانتا تھا اور اسنے اسپر قبضہ نہیں کیا یہاں تک کہ
ٹوٹے ہوئے دانت جبراً نہ یا سیاہی آئی جاتی رہی پھر وہ دونوں دانت گر گئے یا سیاہی پھر آگئی تو باندی مشتری
کے ذمہ لازم ہوگی کیونکہ بائع نے جس چیز کا دینا اسنہ اپنی عیب یا لازم کیا تھا اسکے سپرد کرنے سے وہ عاخرہ پورا
اور اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کر لیا کہ جسکے ایک آنکھ میں سپیدی تھی یا اسکے دونوں دانت ٹوٹے ہوتے تھے
اور مشتری اس سے واقف تھا پھر سپیدی جاتی رہی یا دانت جبراً نہ یا سیاہی پھر آگئی اور دانت ٹوٹے پھر آئے
اسکے سوا کوئی اور عیب جو بائع کے پاس تھا یا پاتا تو اس عیب کی وجہ سے وہ دایں کر سکتا ہے اور اگر سپیدی یا اس
آنکھ کی کہ جسکی سپیدی جاتی رہی تھی دوبارہ سپیدی آئی تو یہ دوسری آنکھ میں سپیدی آگئی تو پھر کسی عیب کی
وجہ سے باندی کو کبھی دایں نہ کر سکیگا اور اگر دوسری آنکھ میں سپیدی نہ آئی بلکہ جس آنکھ کی سپیدی جاتی
رہی تھی اسی میں مشتری کے فضل سے دوبارہ سپیدی آئی بطرح پر کہ مشتری نے اسکی آنکھ میں مارا کہ یا میں
سپیدی آگئی پھر باندی میں کوئی دوسرا عیب جو بائع کے پاس تھا یا پاتا تو اسکو دایں نہیں کر سکتا ہو اور اگر
بائع نے کہا کہ میں اسکو ایسا ہی ایسے لیتا ہوں اور پورٹن ٹھکرو دایں دیتا ہوں تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اسکو دایں کرے
بطلان اس صورت کے کہ مشتری کے پاس کسی اجنبی کے مارنے کی وجہ سے باندی کی آنکھ میں سپیدی آگئی تو اس صورت
میں مشتری اسکو عیب کی وجہ سے دایں نہیں کر سکتا ہو اگرچہ بائع اسکے دایں کر لینے پر رضی ہو جائے یہ کل حکم
جو پہلے ذکر کیا اسوقت ہو کہ مشتری نے جان بوجہ کہ اسکو خرید لیا اور اگر اسکو خریدا اور یہ نہ جانتا کہ اسکے ایک آنکھ میں
سپیدی ہو اور اسپر قبضہ کر لیا پھر اسکو معلوم ہوا تو دایں کر سکتا ہو پس اگر اسنے دایں نہ کی یہاں تک کہ سپیدی جاتی رہی
تو پھر اسکو دایں نہیں کر سکتا ہو اگرچہ اسکا استحقاق سلیم کا تھا جبکہ غیب سے واقف نہ تھا اور اگر دوبارہ سپیدی آجائے
تو بھی دایں نہیں کر سکتا ہو اور اگر آئیں کوئی دوسرا عیب پاوے تو دایں کر سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی
خریدی کہ جسکی ایک آنکھ میں سپیدی ہو اور اس سے واقف نہ ہوا اور نہ اسپر قبضہ کیا یہاں تک کہ اسکی آنکھ سے سپیدی جاتی
رہی پھر اسکی آنکھ میں سپیدی آگئی پھر مشتری اس عیب سے آگاہ ہوا تو اسکو دایں کر سکتا ہو اور اگر اسپر قبضہ کر لیا اور اسکی
ایک آنکھ میں سپیدی تھی اور مشتری اس سے واقف نہ تھا یہاں تک کہ سپیدی جاتی رہی پھر سپیدی آگئی تو دایں
نہیں کر سکتا ہو یہ فداوے قاضی خان میں ہو اور حق سے فضلے میں ہو کہ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور
اسکی ایک آنکھ میں سپیدی تھی اور سپیدی جاتی رہی پھر دوبارہ آگئی اور مشتری نے اسپر قبضہ کر لیا اور وہ اس سے
واقف نہ تھا پھر آگاہ ہوا تو اسکو دایں کر سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک باندی خریدی اور اسکے
انگے دونوں دانت ٹوٹے ہوئے یا سیاہ تھے اور مشتری اسکو نہیں جانتا تھا اور اسنے اسپر قبضہ کر لیا پھر ان سے

اگر بیچ پوری ہو تو اس مشتری کو وہ غلام اپنے بائع کو اس عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر طرح
 اگر وکیل نے اسکو آگاہ کیا کہ میں ابھی اس کے فروخت کرنے کو جانتا ہوں اور مشتری نے اسکو منع نہیں کیا تو یہ بھی رضامین
 شمار ہو اور اسی طرح اگر اس مشتری کو کسی نے خبر دی کہ تیرے وکیل نے اسکا بھادھہ لیا ہو اور وہ اسکو چاہا
 چاہتا ہو پس موکل نے اسکو منع نہ کیا تو یہ بھی رضامندی میں شمار ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر سبب یا دوسرا عیب ہو
 کہا لیں خریدین اور انکو دباخت کے واسطے ترک کیا پھر زمین کوئی عیب ظاہر ہوا تو بعد نقصان واپس لے لے۔ یہ
 کہ ایک شہم خرید کر اسکو ترک کر نی اور نقصان ظاہر ہونے کی صورت میں نقصان عیب لینے کا حکم ہے یہ قنیین میں لکھا ہے
 کسی شخص نے کوئی زمین خریدی کہ اس پر خرچ نہ تھا اور زمین کوئی عیب پایا پھر اس پر خرچ باندھا گیا تو اسکو واپس کرنے
 اختیار نہیں ہو اور اگر کسی غلام کو خریدا اور اس پر قنہ کر لیا پھر نیا شرط یا خیار رویت یا خیار عیب کی وجہ سے
 بائع کو واپس کر دیا پھر اسکی ایک آگہ مشتری کے پاس جاتی رہی تو مشتری اس کے آدھے ثمن کا ضامن ہو اور
 اگر اسکی دونوں آنکھیں جاتی رہیں تو نقصان کا ضامن ہوگا اور بائع کو حیار ہوگا اور اگر کوئی دار خریدا اور
 کچھ زمین سے فروخت کر دیا پھر زمین عیب پایا تو امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ نہ واپس کر سکتا ہو اور
 نہ کچھ لے سکتا ہے یہ قنیین میں لکھا ہے اور اگر بائع انکو خریدا کہ اس کے چل کھانے پھر اس کے عیب سے
 مطاع ہو تو بائع کو واپس نہیں کر سکتا ہے اگرچہ بائع اس کے لینے پر راضی ہو جائے لکن انی الحیوان قلت و یاخذ نقصان عیب
 اور اگر کوئی خریدے اور انکو آفتاب میں رکھ دیا پھر زمین عیب پایا تو واپس کر سکتا ہے یہ قنیین میں لکھا ہے۔ اگر ایک
 ببولہ خریدا اور اسکو آگ میں ڈال دیا پھر اس کے عیب پر واقف ہوا تو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر بولہ خریدا اور اسکو آگ
 میں ڈال دیا پھر اس کے عیب سے آگاہ ہوا تو واپس کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ لکن فی الخلاصہ اگر کسی نے کچھ لوہا
 پڑھیسوں کے چھیار بنانے کے واسطے خریدا اور اسکو لوہا کے جیسے میں تجربہ کے واسطے ڈالا اور زمین کچھ عیب
 پایا اور وہ ان چھیار بنانے کے لائق نہ نکلا تو واپس نہیں کر سکتا ہے اور نقصان عیب سے لیکھا یہ قنیین میں لکھا ہے۔
 اور اگر آہ خریدا اور اسکو تیز کر لیا پھر اس کے عیب پر واقف ہوا تو بدون رضامندی بائع کے واپس نہیں کر سکتا ہے
 یہ صغریٰ میں لکھا ہے۔ اگر ایک چھری خریدی اور اسکو تیز کیا پھر زمین عیب پایا پس اگر اسکو سو مان سے تیز کیا ہو
 تو واپس نہیں کر سکتا ہے کیونکہ زمین کی آگئی اور اگر پھر سے تیز کیا ہو تو واپس کر سکتا ہے یہ فیصول عمادیہ میں ہے۔ اگر
 پتھر کی نئی باندی خریدی اور بائع نے کہا کہ اس میں پکا پس اگر اس میں عیب معلوم ہوگا تو میں پکانے کے بعد پھر لوں گا
 اور تیرا من پھر دو گنا پھر مشتری نے اس میں پکایا اور اس میں عیب ظاہر ہوا تو بدون رضامندی بائع کے واپس
 نہیں کر سکتا ہے اور نقصان عیب سے لیکھا اور اگر عیب پر واقف ہوا لیکن یہ نہ جانا کہ یہ عیب پیرانا ہو اور اس میں لکھا
 نصرت کیا پھر عیب کا قدیم ہونا معلوم ہوا تو واپس نہیں کر سکتا ہے یہ قنیین میں لکھا ہے اگر کوئی غلام خریدا اور اسکو پھر طرح
 پایا کہ اسکا خون بعض قصاص کے یا اسلام سے پھر جانے کے یا سطح کی رہبری کے کہ اس نے کسی کو قتل کیا تھا
 سبب پایا اور اسی وجہ سے وہ مشتری کے پاس قتل کر دیا گیا تو امام اعظم کے نزدیک مشتری بائع سے اپنا تمام
 ثمن واپس لے اور صاحبین نے کہا کہ واپس نہیں لے سکتا ہے لیکن اسکا نقصان عیب سے لے سکتا ہے پس اسکی
 قیمت اس خطا داری کے ساتھ اور بدون خطا داری کے اندازہ کیا جائے اور جو کچھ فرق ان دونوں قیمتوں میں ہے

یہ قنیین میں لکھا ہے
 کہ اگر بائع اس کے لینے پر راضی ہو جائے لکن انی الحیوان قلت و یاخذ نقصان عیب

وہ بائع سے واپس لے اور اگر کوئی غلام خرید ا کہ جس نے چوری کی تھی اور مشتری کو اس کی خبر نہ ہوئی اور مشتری کے پاس اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اس کو واپس کر کے اپنا تمام من پھیر لے اور صاحبین نے کہا کہ واپس نہیں کر سکتا ہے لیکن نقصان عیب لے سکتا ہو پس اس غلام کے خطا دار اور بیخدا دونوں طرح سے قیمت اندازہ لجا دیگی اور دونوں قیمتوں میں جو فرق ہو وہ بائع سے واپس لے گا اور اگر غلام نے بائع کے پاس چوری کی تھی پھر مشتری کے پاس چوری کی اور دونوں دھون سے اس کو شرعی سزا ملی تو صاحبین کے نزدیک نقصان عیب لے سکتا ہے جیسا بیان ہوا اور امام کے نزدیک بلا رضامندی بائع کے واپس نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اس میں نیا عیب پیدا ہو گیا اور چوتھائی من واپس لیگا کیونکہ آدمی کا ہاتھ اسکے آگے کے برابر ہو اور وہ ہاتھ دو جرموں سے تلف ہوا تو چوتھائی ایک کو لازم ہوگی اور اگر بائع نے اس کو قتل کر دیا تو مشتری بائع سے تین چوتھائی من واپس لیگا اور اگر غلام چند بار فروخت کیا گیا اور ایک سے دوسرے کے ہاتھ پڑا پھر اس صورت میں یہ اخیر مشتری کے پاس اس کا ہاتھ کاٹا گیا یا قتل کیا گیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مسئلہ استحقاق کے مانند سب بائع باہم ایک دوسرے سے واپس لینے اور صاحبین کے نزدیک یہ امر بمنزلہ عیب کے ہو پس اخیر کا مشتری اپنے بائع سے رجوع کر سکتا ہے اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ مشتری اس سے خبردار نہ ہو اور اگر جانتا تھا تو صاحبین کے نزدیک کچھ نہیں لے سکتا ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک اصح روایت کے موافق رجوع کر سکتا ہے کیونکہ امام کے نزدیک یہ امر بمنزلہ استحقاق کے ہے اور استحقاق سے آگاہ ہونا امام کے نزدیک رجوع سے مانع نہیں ہے یہ کافی میں لکھا ہے اور یہی جامع الصغیر میں لکھا ہے پس اگر مشتری نے غلام کو مال کے عوض آزاد کر دیا پھر وہ قتل کیا گیا یا اس کا ہاتھ کاٹا گیا تو صاحبین کے نزدیک نقصان عیب لے سکتا ہے اور امام اعظم کے نزدیک نہیں لے سکتا ہے اور اگر بدون مال کے آزاد کر دیا تو ہمارے نزدیک رجوع کر سکتا ہے یہ جامع الصغیر میں لکھا ہے کسی نے ایک غلام خریدا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کو بائع کے ہاتھ فروخت کر دیا اور بائع نے اس میں کوئی پورا نا عیب پایا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اس کو پہلے مشتری کو واپس کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے غنی میں مذکور ہے کسی نے دوسرے سے ایک دینار بعض دھون کے خریدا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر دینار خریدنے والے نے اس دینار کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر دوسرے مشتری نے اس میں کوئی عیب پایا اور بلا حکم قاضی کے پہلے مشتری کو واپس کر دیا تو پہلے مشتری کو یہ اختیار ہے کہ اسی عیب کی وجہ سے اپنے بائع کو واپس کر دے اور اسی طرح ہر اگر کسی قرض خواہ نے دھون کو اپنے قرض دار سے لیکر اپنے قبضہ میں کر لیا اور ان کو اپنے قرض خواہ کو دیدیا پھر اس قرض خواہ نے ان کو زیورٹ پایا اور بدون حکم قاضی کے اس کو واپس کر دے تو اس کو اختیار ہوگا کہ پہلے کو لینے اپنے قرض دار کو واپس کر دے یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے غنی میں ہے کہ کسی نے ایک غلام خریدا اور اس کو اندھا پایا اور مشتری نے بائع سے کہا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ میں اس کو اپنے قسم کے کفارہ میں آزاد کروں پس اگر کفارہ میں اس کو آزاد کرنا جائز ہوگا تو بے لوثکا ورنہ واپس کر دوں گا تو اس کو اختیار ہے کہ اس کو واپس کر دے یہ محیط میں لکھا ہے کسی نے ایک ہر دی کپڑوں کی گٹھری خریدی اور مشتری نے کپڑوں میں عیب پایا اور اس نے غلط گٹھری کو تلف کر دیا ہے تو غنی میں لکھا ہے کہ تمام من کے عوض کپڑوں کو واپس کر سکتا ہے شیخ رحمہ نے فرمایا کہ باندی اور بچہ

غلام میں اگر اُنکے کپڑے تلف کرنے کے بعد عیب پاوے تو اُنکا بھی حکم ایسا ہی ہونا چاہیے کہ بھوض پورے عمن کے اُسکو واپس کرنے کا اختیار ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور مفتی مین امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ مشتری نے اگر خیار عیب میں بائع سے کہا کہ اگر میں تجھے آج واپس نہ کر دوں تو میں عیب پر راضی ہو گیا پس یہ کوٹنا باطل ہے اور اُسکو عیب کی وجہ سے واپس کر نیکا اختیار باقی رہیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے کسی شخص نے دوسرے سے ایک دار خریدیا اور اُس دار میں کسی اجنبی نے اپنے پانی بہنے کا دعویٰ کیا اور اس دعویٰ پر گو او قائم کیے تو یہ بمنزلہ عیب کے ہے پس اگر مشتری کو منظور ہو تو پورے عمن کے عوض اُسکو لے لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے پس اگر مشتری نے اُمین کوئی عمارت بنالی ہو تو اُسکو اس عمارت کے ٹوڑ دینے کا اختیار ہے اور اُس عمارت کی قیمت لینے کا اختیار نہیں ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اگر اُس غلام نے کہ جسکو تجارت کے واسطے اجازت دی گئی ہو کوئی چیز خریدی اور اُسکو عیب دار پایا اور حالانکہ بائع نے اُسکو من معاف کر دیا یا اُسکو بھگ دیا اور غلام نے اُسکو قبول کر لیا تھا تو عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اسی مسئلہ میں اگر بائع غلام کے آزاد فرض کیا جاوے اور قبضہ کر لینے کے بعد وہ بیع میں عیب پاوے تو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر قبضہ سے پہلے عیب پاوے تو واپس کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ کسی مشتری نے عیب پر آگاہ ہونے کے بعد یا اُس سے پہلے یوں اقرار کیا کہ یہ بیع سوائے بائع کے فلاں شخص کی ہے اور اُس شخص نے اُسکو جو مانتا لیا تو اس مشتری کو اختیار ہے کہ بائع کو واپس کرے ہے اور اگر اس مشتری نے عیب سے خبردار ہونے کے بعد جو کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس دوسرے مشتری نے پھر اُسکو یہ بیع واپس کر دی تو یہ واپس کرنا اگرچہ بطور فسخ کے ہوتا ہے مشتری کو اپنے بائع کو واپس کرنے کا اختیار نہ ہو گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے بیع کو فروخت کر دیا پھر اُسکے پاس وہ واپس کر دی گئی اور ایسے سبب سے واپس کی گئی کہ جو ہر طرح فسخ ہے پھر مشتری اُنکے بیسے عیب پر مطلع ہوا کہ جو بائع کے پاس تھا تو اُسکو واپس کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک غلام بھوض ایک کرشمہ عین کے خرید اکہ جبکا وصف بیان کر دیا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر غلام بیچنے والے نے کہ میں نے یہ عیب پایا اور اُسکے پاس اُمین دوسرا عیب پیدا ہو گیا تو اُسکو کچھ واپس کر لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر خریدہ کے وقت کرشمہ عین ہو تو جو بقدر نقصان کر میں کہ اسی قدر غلام میں سے لینے کا اختیار ہے لیکن اگر بائع کر کا بیسے غلام کا خریدہ نے والا اس بات پر راضی ہو کہ میں اس کو واپس لیتا ہوں اور غلام کو واپس دیتا ہوں تو اُسکو یہ استحقاق ہے کہ کسی نے دوسرے شخص سے ایک کرشمہ قرض لیے اور اُس پر قبضہ کر لیا پھر اُس سے سود درم کو خرید کیے لینے قرض لینے والے نے قرض لینے والے سے وہ قرض کے گھوٹ خرید لیے پھر اُس نے کہ میں نے کچھ عیب پایا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اُسکو عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے اور امام ابو حنیفہ کے قول کے قیاس پر واپس نہیں کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر قرض درم ہوں اور قرض مینے والے نے اُسکے عوض دینار خریدے اور دیناروں پر قبضہ کر لیا پھر قرض لینے والے نے درہم ہوں کو زیوت پایا تو اُسکو بدل لینے کا اختیار ہے یہ قول امام ابو یوسف کے موافق ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ واضح ہو کہ جس جگہ مشتری کو واپس کر کے کا حق ثابت ہو وہاں اگر بائع کے روبرو قبضہ سے پہلے یوں کہے کہ میں نے بیع باطل کر دی تو بیع ٹوٹ جائیگی خواہ بائع قبول کرے یا نہ کرے اور اگر قبضہ کے بعد

کہیگا اور بالک نے قبول کر لیا تو بھی بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر قبول نہ ٹوٹے گی اور اگر بدون چاضی بالک کے کہا تو بیع نہ ٹوٹے گی اگرچہ قبضہ سے پہلے کہا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر انکو رکنا تک مع غلہ کے خریدنا چاہیں تب باپا پس اگر واپس کرنے کا ارادہ کرے تو جب وقت آئے عیب دار یا باپا ہی اسی وقت واپس کر دے کیونکہ اگر اسنے غلہ کو جمع کیا یا چھوڑ دیا تو وہاں کرنا منع ہو جائیگا۔ اگرچہ عیب دار یا باپا ہی لکھا ہو۔ اگر کسی نے دو غلام یا دو بیڑے یا مثل اسکے ایک صفقہ میں خریدے اور ایک پر قبضہ کر لیا اور دوسرے میں جس پر قبضہ نہیں کیا ہو عیب یا یا تو اسکو یہ اختیار نہیں کہ اگر چاہے تو دونوں کو پورے میں لینے دے ورنہ دونوں کو واپس کرے اور ایسی صورت میں یہ اختیار نہیں کہ قطع و سالم کو لے اور عیب دار کو اس سے لینے کے عوض واپس کر دے اور اگر قبضہ کیے ہوئے میں عیب یا یا تو اس میں اختلاف ہو یا نام الودیع۔ روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ فقط اسکو واپس کر دے اور صحیح یہ ہے کہ دونوں کو لے یا دونوں کو واپس کر دے اور اگر مشتری نے کہا کہ میں عیب دار کو لیے لیتا ہوں اور اسکا نقصان لے لوں گا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر اسنے دونوں پر قبضہ کر لیا ہو پھر ایک میں عیب یا یا تو اسکو فقط عیب دار واپس کر دینے کا اختیار ہے یہ نفع القدر میں لکھا ہو۔ اور بدون رضامندی بالک کے دونوں کو واپس کر دینے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہو۔ پھر یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب دونوں میں سے ایک کو باقی کر دینے کا نفع حاصل کیا جاسکتا ہو اور اگر ایسی دو چیزیں ہوں کہ جن میں ایک سے نفع اٹھانے کی عادت نہیں ہے جیسے کہ ایک جوڑی موزے یا جوتیاں یا کیوڑ خربزے اور ان دونوں میں ایک کو عیب دار یا پورے تو پھر اجماع کہ دونوں کو لے لیا گیا دونوں کو واپس کر دینا نفع القدر میں لکھا ہو۔ اگر ایک جوڑی بیل خریدے پھر قبضہ کرنے کے بعد ایک کو عیب دار یا پورے اور فقط عیب دار واپس کر دینے کا قصد کیا تو ظاہر حکم یہ ہے کہ اسکو ایسا اختیار ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگر دونوں میں ساتھ کام کرنے کی عادت ہو گئی اور ہر ایک ایسا ہو گیا ہو کہ دونوں اس دوسرے کے کام میں کرتا ہو مشتری کو صرف عیب دار واپس کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور وہ دونوں ہنر نہ ایک چیز کے شمار ہونے سے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر دو باندیاں خریدی اور دونوں پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک میں عیب یا یا اور اس پر قبضہ کر لیا تو دونوں اس کے ذمہ لازم ہو جائیں گی اور اگر بے عیب پر قبضہ کیا تو دونوں کو واپس کر سکتا ہے اور اگر بے عیب کو دونوں پر قبضہ کرنے کے بعد فروخت کر دیا یا قبضہ سے پہلے یا بعد دونوں کو آزاد کر دیا تو اسکو عیب دار لازم ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر ایک ہرومی کپڑوں کی گٹھری خریدی اور اس میں سے ایک کپڑا نکال کر اسکو قطع کر کے سلایا یا اسکو فروخت کر دیا پھر گٹھری کے کسی کپڑے میں عیب یا یا تو مشتری کو یہ اختیار ہے کہ گٹھری کے باقی کپڑے رکھ لے اور فقط عیب دار کو واپس کر دے اور بالک کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اسکو واپس نہیں کرتا ہوں مجھے تمام کپڑے پھر لینا پسند ہیں لیکن اگر مشتری چاہے تو ہو سکتا ہے اور اگر مشتری نے کپڑے کو قطع کر کے سلایا یا تو اسکا اور بالک اس بات پر راضی ہوا کہ گٹھری سے قطع کیے ہوئے کپڑے کے واپس کرے تو اسکو یہ اختیار ہے یہ محیط میں لکھا ہے کسی نے ایک خرما کا باغ خریدا اور اس کے پاس اس میں پھل آئے پھر پھل آسانی آفت سے تلف ہو گئے تو کسی عیب کی وجہ سے اسکو واپس کر سکتا ہے اور اگر بالک نے اسکو کہا لیا تو واپس نہیں کر سکتا ہے کیونکہ

لکھا ہو۔ کسی نے ایک خرما کا درخت مع اسکے موضع زمین اور پھلوں کے خرید لیا اور مشتری نے اُس پر قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع نے اسکے پھل جھاڑیے پس اگر اسکے پھل توڑنے کے درخت یا پھل کو کچھ نقصان پہونچا مثلاً توڑنے کے قابل نہیں ہوئے تھے تو مشتری کو خیار رصال ہوگا اور اگر کچھ نقصان نہیں ہوا تو مشتری کو خیار بنہین ہو پس اگر مشتری نے دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک میں عیب پایا تو فقط اُسکو واپس کر سکتا ہو اور اگر پھل توڑنے سے پہلے مشتری نے دونوں پر قبضہ کر لیا پھر مشتری نے پھل توڑے اور اُسکے توڑنے سے پھلوں میں کچھ نقصان نہ آیا اور درخت کا بھی کچھ نقصان نہ ہوا پھر ایک میں عیب پایا تو اُسکو فقط ایک کے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہو اور ایک کے عیب کی وجہ سے دونوں کو واپس کر سکتا ہو اور اگر مشتری کے پھل توڑنے سے کسی ایک میں نقصان آیا پھر اُسے عیب پایا تو دونوں میں سے کسی کو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نقصان عیب لے سکتا ہے لیکن اگر بائع اس عیب کے ساتھ جو مشتری سے پیدا ہوا ہو واپس کر لینا قبول کرے تو واپس ہونے کی طرح اگر ایک بکری خریدی کہ جبکی بیٹھ پر بال بچے اور بال نے اسکے بال کاٹ لیے اور مشتری نے ہنوز اُس پر قبضہ نہیں کیا تھا یا خود مشتری نے قبضہ کر نیکی بعد اسکے بال کاٹ لیے تو اُسکا حکم مثل پھلوں کے حکم کے ہو یہ محیط میں لکھا ہو کسی نے ایک گا بھن بکری خریدی اور وہ بائع کے پاس بچہ جنی اور بچے سے اُس میں کچھ نقصان نہ آیا تو مشتری کو خیار بنہین ہو اور اگر مشتری نے دونوں پر قبضہ کر لیا اور ایک میں عیب پایا تو اُسکو اُسکے حصہ نمین کے عوض واپس کر دے اور اگر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد بکری بچہ جنی تو واپس نہیں کر سکتا ہو یہ محیط مشتری میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک بکری خریدی اور اُسکے ٹھنوں میں دودھ تھا پھر بائع یا مشتری نے اُسکا دودھ دو ہلکا تو یہ دودھ ہنر نہ بچے کے شمار ہوگا کیونکہ متصل ہونے کے وقت مثل بچہ کے اُسکی کچھ قیمت نہ تھی یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے مولی یا شلیم زمین کے اندر پوشیدہ خریدے اور مشتری نے سب کو اٹھا لیا پھر ب اٹھانے کے بعد اُس میں عیب پایا تو واپس نہیں کر سکتا ہو لیکن نقصان عیب لے لیگا پتا تا تاریخ میں لکھا ہو کسی نے درخت کا باغ خریدا اور اُسکے بعض درخت عیب دار پائے تو امام ابو بکر رحمہ نے فرمایا ہو کہ سب کو لے یا سب کو واپس کر دے اور صرف عیب دار کو واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر درخت متباہ نہ ہوں تو امام ابو بکر رحمہ نے فرمایا کہ اگر قبضہ سے پہلے ہو تو یہی حکم ہو اور اگر قبضہ کے بعد ہوا اور باغ مع زمین خریدا ہو تو یہی حکم ہو اور اگر فقط درخت خریدے ہوں تو فقط عیب دار کو واپس کر سکتا ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام بعض نمین معلوم کے خرید پھر ایک اجنبی آیا اور اُسے بیچ کے ساتھ ایک کپڑا مشتری کے واسطے زیادہ کر دیا اور مشتری نے اُس پر قبضہ کر لیا تو یہ اجنبی متطوع قرار دیا جائیگا اور اُس کپڑے کے واسطے نمین میں سے حصہ مقرر ہوگا اور کپڑے کا مالک غلام اس بات پر رضی ہو گیا کہ اُسکے کپڑے کا حصہ بائع کو ملے پس اگر مشتری نے غلام میں کوئی عیب پایا تو اُسکے حصہ نمین کے عوض واپس کر دیا اور کپڑے کا حصہ بائع کو ملے گا پھر اگر مشتری نے کپڑے میں عیب پایا تو اُسکے مالک کو واپس کر دیا اور بائع سے اُسکا حصہ لے لیگا اور اگر غلام میں کوئی عیب نہ پایا صرف کپڑے میں عیب پایا تو اُسکے مالک کو واپس کر دے اور اُسکا حصہ نہ لے گا پھر اگر بعد اسکے غلام میں کوئی عیب پایا تو پورے نمین میں بائع کو واپس کر دے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک دروازہ کے دونوں کیواڑ خریدے اور بائع کی اجازت سے ایک پر قبضہ کر لیا اور دوسرا بائع کے پاس تلف ہو گیا تو بائع کا مال تلف ہوا اور مشتری کو اختیار ہو کہ چاہے تو

دوسرا واپس کر دے اور ایک پر قبضہ کرنا دونوں کے قبضہ کرنے کے مانند نہیں ہے اور اگر مشتری نے ایک پر قبضہ کر کے اُسکو عیب دار کر دیا اور دوسرا بائع کے پاس تلف ہوا تو مشتری کا مال تلف ہوا۔ ایک انکو بھی خریدی کہ جس میں لکینہ تھا اور لکینہ کا اٹھا کر نا دونوں میں سے کسی کو مضرت نہ تھا پھر لکینہ یا انکو بھی دونوں میں سے کسی ایک میں قبضہ کے بعد عیب پایا تو اُس عیب دار کو واپس کر سکتا ہے اور یہی حکم اُس تلواری کا ہے جسکے قبضہ پر چاندی چڑھی ہو اور ایسے بیٹی کا بھی یہی حکم ہے نہ الفاق میں لکھا ہے۔ اور اگر خرید کی ہوئی ایک چیز ہو اور قبضہ کرنے سے پہلے یا قبضہ کر کے بعد اُسکے کسی ٹکڑے میں عیب پایا یا تو اُسکو فقط عیب دار کے واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور اگر وہ چیز ناپ یا تول کی چیزوں میں سے ایک ہی قسم کی ہو اور اُسکے بعض میں عیب پاوے تو فقط عیب دار کو واپس نہیں کر سکتا ہے خواہ قبضہ سے پہلے ہو یا قبضہ کے بعد ہو اور امام زادہ احمد طحاوی نے نقل کیا ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے قیاس پر واجب ہے کہ عیب کی وجہ سے ناپ یا تول کے چیز کا بعض ٹکڑا واپس کر دیا جائے اگرچہ مجتمع ہو بشرطیکہ جدا کرنے سے عیب دار کا عیب بڑھ نہ جاوے اور اسی طرح اگر بعض چھوٹی پاوے اور قصد کرے کہ چھلنی سے چھان کر چھوٹے دانے جو نیچے گر پڑے ہیں انکو واپس کر دے اور باقی کو لے لے تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہے اور اسی طرح اگر اخروٹ یا انڈے خریدے اور ان میں سے بعض چھوٹے پائے اور قصد کیا کہ فقط ان میں چھوٹوں کو واپس کرے تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہے اور فقہ ابو جعفر نہدوانی سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ ناپ یا تول کی چیزوں میں جو حکم مذکور ہو وہ حکم ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب سب ایک ہی برتن میں ہو اور اگر جدا جدا برتنوں میں ہو اور ان میں سے ایک برتن میں عیب دار پائی تو فقط اس برتن کی چیز واپس کر سکتا ہے اور اُنھوں نے اسکو دو کپڑوں یا دو قسموں مثل جوگیہوں کے مانند شمار کیا ہے اور اسی پر فتوے دیتے تھے اور انکو یقین تھا کہ اصحاب حنفیہ سے یہ روایت آئی ہے اور اسی کو شیخ الاسلام خواجہ زادہ نے لیا ہے اور مشائخ میں سے بعض نے کہا ہے کہ سب کے ایک برتن میں ہونے یا جدا برتنوں میں ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے اور اُسکو بعض کے واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور اطلاق امام محمد رحمہ اللہ کا کتاب الاصل میں سننے اسکی تفصیل نہ کرنا بھی اسی بردالت کرتا ہے اور جس الائمہ سرخسی اسی پر فتوے دیتے تھے یہ محیط میں لکھا ہے کسی نے چند لفافہ ابریشم کے خریدے اور ہر لفافہ میں سے تھوڑا تھوڑا عیب دار پا یا پھر یہ تصد کیا کہ سب عیب دار جدا کر کے واپس کر دے تو ضعیف ابو جعفر نے فرمایا ہے کہ اُسکو یہ اختیار نہیں ہے لیکن ایک لفافہ پورے کو عیب دار پا کر واپس کر سکتا ہے اور بے عیب کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر سوت کی چند پندیاں خریدیں پھر ہر پندیہ میں سے کچھ کچھ عیب دار پایا تو اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ فقط عیب دار کو جدا کر کے واپس کر دے اور اگر بعضی پندیہ عیب دار پاوے تو اُسکو واپس کر سکتا ہے اور بے عیب کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے یہ فیخرہ میں لکھا ہے۔ اگر ناپ یا تول کی چیز میں سے تھوڑی سی کا کوئی مستحق پیدا ہو تو باقی کے واپس کرنے کا اختیار نہ رہیگا اور یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ استحقاق قبضہ کے بعد پیدا ہو اور اگر قبضہ سے پہلے ہو تو باقی کو واپس کر سکتا ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اگر خریدی ہوئی چیز کوئی کپڑا ہو اور اُس پر مشتری نے قبضہ کر لیا ہو پھر تھوڑے کپڑے کا کوئی مستحق پیدا ہو

تو مشتری کو باقی کے واپس کر دینے کا اختیار ہو یہ نہایت میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری کے نزدیک آسانی یا کسی اور آفت سے ہن کوئی عیب پیدا ہو گیا پھر مشتری کو ایک دوسرے عیب پر جو مالع کے پاس تھا اطلاع ہوئی تو اسکو نقصان عیب لینے کا حق ہو جتنا ہوا، بیع کو دوسرے عیب میں کر سکتا ہے لیکن اگر بیع کو منع اس عیب کے جو مشتری کے پاس پیدا ہوا ہو یا مالع لینا پسند کرے تو اسکو اختیار ہو لیکن اگر اسکا لینا کسی شرعی حق سے منفع ہو تو اختیار نہ ہو گا یہ فقہ القدیر میں لکھا ہے واضح ہو کہ نقصان عیب لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر ایک بار بیع کو بلا عیب اندازہ کیا جاوے پھر دوسرا جس عیب کا نقصان چاہتا ہو اس کے ساتھ اندازہ کیجاوے پس اگر دونوں قیمتوں میں آدھے کا فرق ہو تو مشتری مالع سے آدھا من واپس لیگا اور اگر مشتری نے بیع کو عیب پر توقف ہونے کے بعد فروخت کر دیا تو ہمیں حکم قاعدہ یہ ہے کہ جن صورتوں میں بیع مشتری کی ملک میں قائم ہو اور مالع کو اسکا واپس کرنا برضا مندی یا بلا رضامندی ممکن ہو تو ایسی صورت میں جب اسکو اپنے ملک سے بطور بیع یا اسکے غل کے محال دیا گیا تو نقصان عیب نہیں لے سکتا ہے اور جن صورتوں میں باوجود بیع کے ملک میں قائم ہونے کے واپس کرنا ممکن نہ ہو پس جب اسکو اپنی ملک سے بطور فروخت کر دینے یا اسکے غل کے محال دیا گیا تو نقصان عیب لے سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خرید کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے کسی عیب پر واقف نہوا یہاں تک کہ اسکو مشتری وغیرہ نے قتل کر ڈالا پھر کسی عیب پر واقف ہوا تو مالع سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ قناری و قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر اسکو کسی اجنبی نے قتل کر ڈالا تو خواہ عمدہ قتل کیا ہو یا خطا سے قتل کیا ہو تو نقصان نہیں لے سکتا یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر اسکو خود قتل کر دیا تو بھی ظاہر الروایت میں یہی حکم ہے اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ وہ نقصان عیب لے سکتا ہے یہ شرح تلمیذ میں لکھا ہے۔ اور جس شخص نے کوئی غلام خریدا اور اسکو بلا مال آزاد کر دیا یا اسکے پاس مر گیا پھر اسکے عیب پر مطلع ہوا تو نقصان عیب لے سکتا ہے اور مرد بکر کا یا احم ولد بکر کا قتل آزاد کرنے کے ہو اور اگر اسکو کچھ مال لیکر آزاد کیا یا اس سے کچھ مال لیکر اسکا بکر دیا پھر اسکے کسی عیب پر مطلع ہوا تو کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے اور یہی محیط شرحی میں ہے۔ اگر ایک چہ خرید اور اسکو پنا اور وہ پہنے کے سبب ناقص ہو گیا پھر اسکے اندر ایک مرا ہوا چوہا یا تو بائع سے نقصان عیب لے سکتا ہے لیکن اگر بائع اسکو ویسا ہی ناقص پھر لینا پسند کرے تو اسکو یہ اختیار ہے یہ قناری و قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک مچھلی خریدی اور اسکو عیب پر پایا یا اور بائع کہیں غائب ہو گیا اور مشتری اگر اسکے حاضر ہونے تک انتظار کرتا ہو تو مچھلی مری جاتی ہے پس اس نے مچھلی کو بھون کر فروخت کر دیا تو اسکو نقصان عیب لینے کا اختیار نہیں ہے اور اس ضرر کے دفع کرنے کی بھی کوئی راہ نہیں ہے یہ قناری و قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک مچھلی کو دیوار خریدی اور اس سے واقف نہوا یہاں تک کہ وہ گر پڑی تو پنا نقصان لے سکتا ہے یہ نہایت لائق میں لکھا ہے۔ قدوری میں ہے کہ اگر انج یا کپڑا خریدا اور کپڑے کو سچاڑ ڈالا یا انج کو تلف کر دیا پھر کسی عیب پر واقف ہوا تو ہمیں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ وہ نقصان عیب نہیں لے سکتا ہے اور اگر کپڑے کو پنا یا تنک کر پہنے سے وہ بچے گیا یا انج کھا لیا پھر اسکے عیب پر واقف ہوا تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ نقصان عیب نہیں لے سکتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اگر ایک غلام خریدا اور اس میں سے کچھ فروخت کیا اور کچھ باقی رہ تو باقی کو واپس نہیں کر سکتا ہے اور بکے ہوئے حصہ کا نقصان عیب بھی نہیں لے سکتا ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے اور باقی کے حصہ کا نقصان عیب لینے کے باب میں ظاہر الروایت میں ہمارے اصحاب رحمہ سے یوں

روایت ہے کہ نہیں لے سکتا ہو اور یہی صحیح ہے کہ یہ فوجیہ اور محیط میں لکھا ہو۔ اگر کچھ آٹا خرید اور اس میں سے تھوڑا بکایا تو اسکو
 کڑوا پائیا پس امام ابو جعفر نے فرمایا ہے کہ مشتری کو باقی کو اس کے حصہ میں سے عوض واپس کر دینے کا اختیار ہے اور حسب قدر
 بچایا ہو اسکا نقصان لے سکتا ہے اور یہ خاص امام محمد کا قول ہے اور فقہ ابو الیث نے فرمایا ہے کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ نیانج
 میں لکھا ہو اگر کچھ طعام خرید اور اس میں عیب پایا حالانکہ ان میں سے کچھ کھا بھی لیا تو حسب قدر کھا لیا ہو اسکا نقصان عیب لے
 سکتا ہے اور باقی کو اس کے حصہ میں سے عوض واپس کر سکتا ہے یہ قول امام محمد رح کا ہے اور اسی پر فقہ ابو جعفر نے فتوے
 دیا ہے اور اسی کو فقہ ابو الیث نے اختیار کیا ہے اور اگر ان میں سے آدھا فروخت کر دیا تو امام محمد رح کے نزدیک باقی واپس
 کر سکتا ہے اور اسی پر فتوے ہے اور حسب قدر بچا ہے اسکا نقصان نہیں لے سکتا، یہ مضمرات میں لکھا ہو۔ اور یہ حکم سو قوت ہے
 کہ طعام ایک ہی برتن میں ہو اور اگر دو برتنوں میں ہو مثلاً دو تھیلوں یا دو زنیلوں وغیرہ میں ہو پھر ایک میں حسب قدر
 تھا وہ کھائے یا فروخت کر دے پھر کسی عیب پر جو بائع کے پاس سے موجود ہو واقف ہو تو اس باقی کو اس کے حصہ میں
 کے عوض سب کے نزدیک واپس کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کچھ لایا ہو اگلی خریدا اور اسکو کھا لیا
 پھر بائع نے اقرار کیا کہ ان میں جو بائع کر گیا تھا تو اسکو امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک نقصان عیب
 لینے کا اختیار ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ کسی نے روٹیاں خریدی اور بندھتے ہوئے
 سجاوے کم پائین تو باقی کو لے سکتا ہے اور یہی حکم ہر چیز کا ہے جس کا نرخ بندھا ہوا ہو یہ سراجہ میں لکھا ہے۔ اگر
 انڈے یا فروٹے یا لکڑی یا کھیرے یا کدو یا فاکہ خریدے اور بلا عیب جانے انکو توڑ ڈالا اور انکو نا کارہ پایا
 پس اگر ایسا ہو کہ اس سے نفع نہیں اٹھا سکتا ہے جیسے تلخ کدو یا گند انڈا تو پورا ٹمن واپس لیگا کیونکہ وہ مال نہیں ہے
 پس اسکی بیع باطل ہوگی بخلاف اس صورت کے کہ اگر عیب جانکر توڑ دیا ہو تو انکو واپس نہیں کر سکتا ہے اور
 اخروٹوں میں اس کے چھلکوں کا اچھا ہونا معتبر نہیں ہے اور اگر یہ چیزیں ایسی ہوں کہ اس سے باوجود فاسد ہونے
 کے کچھ نفع اٹھا یا جاسکتا ہے جیسے کہ اسکو محتاج لوگ کھا سکتے ہوں یا چارہ کے کام آوے تو نقصان عیب کو وہاں
 ایسا یہ نفع القدر میں لکھا ہے لیکن اگر بائع اسکو اسی طرح پھیر لینے پر راضی ہو جائے تو اسکو اختیار ہے اور یہ حکم
 اس صورت میں ہے کہ ان میں سے کچھ کھانا لیا ہو اور اگر جلنے کے بعد ان میں سے کچھ کھا لیا تو کچھ واپس نہیں کر سکتا ہے
 اور اگر بقیے فاسد پائے اور وہ تھوڑے بقیے تو بیع اسخانا جائز ہے اور تھوڑے سے مراد اس قدر ہیں کہ حسب قدر اخروٹوں
 میں عادتاً فاسد ہوا کر نہیں جیسے ایک سو میں ایسا یا دو اور اگر خراب بہت ہوں تو بیع جائز نہیں ہے اور پورا ٹمن
 واپس لیگا یہ ہدایہ میں لکھا ہے اگر نعام کے انڈے خریدے اور انکو توڑا اور دیکھا تو گندے بھلے تو بعض مشائخ نے
 ذکر کیا ہے کہ نقصان عیب لیکھا اور پورا ٹمن واپس نہیں لے سکتا ہے کیونکہ اس کے چھلکے سے نفع لیا جاتا ہے تو ان میں گندا
 ہونا عیب ہو گا اور ایسی صورت میں واجب ہے کہ کسی کا اختلاف ہو اور اگر نعام کے انڈے توڑے اور ان میں
 ٹرور پھر پایا تو مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا ہے کہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ ان سے دو چیزیں جن میں
 اور ایک ان میں سے مراد ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ بیع جائز ہے کیونکہ میت اپنے معدن میں ہے یہ محیط میں لکھا ہے
 اور امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک حسب راسخین سے درست ہے اسکی بیع جائز ہے اور نایہ میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے
 یہ نہ الفاظ میں لکھا ہے۔ ایسا اونٹ خرید اور جب اسکو اپنے احاطہ کے اندر لایا تو وہ گر گیا پس کسی شخص نے

شتری کی اجازت سے اسکو فسخ کر دیا پھر اسمین کوئی قدیمی عیب ظاہر ہوا تو مشتری کو بائع سے نقصان عیب
لینے کا اختیار ہو اور یہ قول امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما کا ہے اور اسی کو مشائخ نے اختیار کیا ہے اور یہ حکم اس
سورت میں ہے کہ فسخ کرنے کے بعد عیب پر واقع ہوا ہو اور اگر عیب پر واقع ہو کر خود اسنے یا کسی دوسرے نے اسکی
اجازت سے یا بلا اجازت اسکو فسخ کر ڈالا تو کچھ نقصان نہیں لے سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے
اسنے ایک جوان خریدا اور اسکو خود فسخ کر ڈالا اور اسکی انتہیوں مین قدیمی فساد نکلا تو صاحبین کے نزدیک نقصان عیب
لے سکتا ہے اور اسی طرح ہفتویٰ کوڑا کوئی آنت کھالی پھر عیب پر واقع ہو تو جو کھالی اسکا نقصان لیگا اور باقی واپس کر دیا
یہ سراجیہ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی اونٹ خریدا اور اسمین کوئی عیب ظاہر ہوا پھر وہ گرہا اور اسکی گردن ٹوٹ گئی اور مشتری نے
اسکو فسخ کر دیا تو بائع سے کچھ نہیں لے سکتا ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک اونٹ خریدا کہ اسپر قبضہ کر لیا پھر اسمین عیب
پا یا اور اسکو بائع کی طرف لے چلا تا کہ اسکو واپس کر دے پھر وہ راہ مین ہلاک ہو گیا تو وہ مشتری کا مال ہلاک ہوا
پھر اگر مشتری عیب ثابت کرے تو نقصان عیب بائع سے واپس لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ کسی نے
ایک باندی خرید کر اسپر قبضہ کر لیا پھر وہ بھاگ گئی پھر مشتری اسکے کسی عیب پر ورتف ہوا پس جب تک وہ زندہ ہو بائع سے
کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر باندی مر گئی تو نقصان واپس لیگا یہ محیط مشرعی مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام باندی
کے عوض خریدا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے باندی سے وطی کی پھر غلام کے مالک نے غلام دیکھا
اور اس سے راضی نہ ہوا یا اسمین کوئی عیب پایا اور اسکو واپس کر دیا تو اسکو لینے اس غلام خریدنے والے کو اختیار
اگر چاہے تو باندی خریدنے والے سے باندی کی وہ قیمت وصول کرے جو اسکے مشتری کے قبضہ کرنے کے
دن تھی اور اگر چاہے تو باندی کو واپس لے اور نقصان کی ضمانت نہیں لے سکتا ہے اگر باندی باکرہ تھی اور
مذہق لے سکتا ہے اگر غیبہ تھی یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے کسی کے ہاتھ ایک غلام باندی کے عوض فروخت کر دیا
اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر باندی خریدنے والے نے باندی مین ایک اٹھل زائد پائی اور قاضی کے حکم سے
اسکو واپس کر دیا اور غلام کو لے لیا پھر باندی کا مالک اس بات سے آگاہ ہوا کہ باندی خریدنے والے نے
واپس کرنے سے پہلے اس سے وطی کی ہے اور وطی سے باندی مین کچھ نقصان نہیں آتا تھا اور یہ اطلاع اسوقت
ہوئی کہ جب باندی اسکے مالک کے پاس مر گئی یا اسنے اسکو فروخت کر دیا تو اسکو کچھ نقصان نہیں لیگا یہ محیط مین لکھا ہے
پھر ابو یوسف اور ابن محمد رحمہما ابن الحافظ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ کسی نے ایک بیل ایک گای کے عوض
فروخت کیا اور گای کا بھن تھی اور وہ مشتری کے پاس بچھ جی اور بیل خریدنے والے نے بیل مین کچھ عیب پایا اور
اسکے مالک کو واپس کر دیا تو کیا اس سے بیل کی قیمت لیگا یا گای کی قیمت لیگا پس ان سب علمائے فرما یا کہ گای
کی قیمت لیگا پتا مار خانہ مین قبیہ سے منقول ہے کہ اگر کسی نے ایک زمین خریدی اور اسکو مسجد بنا دیا پھر اسمین
کوئی عیب پایا تو بک کے نزدیک واپس نہ کر لیا اور نقصان عیب لینے مین اختلاف ہے اور فتوے کے واسطے مختلف
کہ نقصان عیب لیگا چنانچہ اگر کوئی زمین خریدی اور اسکو وقف کر دیا پھر اسکے عیب پر آگاہ ہوا تو ہلال حرم نے ذکر
کیا ہے کہ نقصان عیب واپس لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک کپڑا خریدا اور اس سے کسی
سبت کو گنن واپس اگر مشتری سبت کا وارث ہو اور اسنے ترکہ مین سے کپڑا خریدا ہے تو نقصان عیب لے سکتا ہے اور

اگر کوئی اجنبی ہو کہ کسے نیک کام سمجھ کر کفن دیا ہو تو نقصان عیب نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی نے ایک درخت خریدا اور اسکو کاٹا اور اسکو سواے اندھن جلانے کے اور کسی کام کا نہ پایا تو نقصان عیب لے سکتا ہو لیکن اگر بائع کئے ہوئے درخت کو واپس کر لینے پر راضی ہو جائے تو واپس کرے اور نقصان نہیں لے سکتا ہو فقہانے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب اس درخت کو اندھن کے واسطے نہ خریدا ہو اور اگر اندھن کے واسطے خریدا ہو تو نقصان عیب نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ نے جامع میں ذکر کیا ہو کہ کسی مسلمان نے شیرہ و انگور خریدا اور اسے قبضہ کر لیا اور وہ اسکے پاس شراب ہو گیا پھر اسکے کسی عیب پر مطلع ہوا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نقصان عیب لے سکتا ہو پس اگر بائع کئے کہ میں اسی شراب کو واپس کیے لیتا ہوں تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ چونکہ اسکا واپس دینا شرع سے منع ہو پس اگر مشتری نے بائع سے عیب میں جھگڑا نہ کیا ہوتا کہ یہ شراب سرکہ ہو گئی تو نقصان عیب لے سکتا ہو اور عیب کی وجہ سے واپس نہیں کر سکتا ہو لیکن اگر بائع قبول کرے تو واپس ہو سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر کسی نصرانی نے دوسرے نصرانی سے شراب خریدا اور وہ دونوں نے قبضہ کر لیا پھر دونوں اسلام لائے پھر مشتری نے شراب میں کوئی عیب پایا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہو اگرچہ بائع اسکو قبول کرے ولیکن نقصان عیب لے سکتا ہو پس اگر تھے نقصان عیب نہ لیا ہوتا کہ وہ شراب سرکہ ہو گئی تو عیب کی وجہ سے بائع کو واپس نہیں کر سکتا ہو لیکن اگر بائع راضی ہو جائے تو بائع کو اختیار ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ شیخ ابو القاسم سے پوچھا گیا کہ کسی نے سرکہ خریدا اور جب مشتری کے خم میں اسکو ڈالا تو معلوم ہوا کہ سرکہ بدبودار بنا کارہ ہو تو شیخ نے فرمایا کہ وہ مشتری کے پاس امانت رہیگا پس اگر تلف ہو جائے یا فاسد ہو جائے تو اسے ضمان ہوگی پھر پوچھا گیا کہ اگر مشتری نے اسکو بکرا جانے کی وجہ سے بہا دیا تو اسخون نے فرمایا کہ اگر یہ حالت اسکی پہنچ گئی تھی کہ اسکی کچھ قیمت نہ تھی تو جب دو گواہ اس بات پر گواہی دینگے تو مشتری کے ذمہ کچھ لازم نہ آوے گا یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی مشتری سے دوسرے شخص نے بیع کو خریدا اور دوسرے مشتری نے اسے واپس کیا اور اسکے پاس ایک دوسرے عیب پیدا ہو جانے کی وجہ سے واپس کر لیا امکان نہ رہا اور کسے اپنے بائع سے نقصان عیب لے لیا تو امام عظیم کے نزدیک اسکے بائع کو لینے پہلے مشتری کو یہ اختیار ہو کہ اپنے بائع سے نقصان عیب لے اور صاحبین کا اہمین خلاف ہو یہ مصرعی میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے ایک غلام خریدا اور اسے قبضہ کر لیا اور اسکو دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور وہ اس دوسرے مشتری کے پاس مگر گیا پھر اسکے کسی ایسے عیب پر مطلع ہوا کہ جو پہلے بائع کے پاس تھا تو دوسرا مشتری نقصان عیب دوسرے بائع سے لے سکتا ہو اور دوسرا بائع لینے پہلا مشتری پہلے بائع سے نقصان عیب نہیں لے سکتا کہ یہ نقصان عیب لینے سے دوسری بیع فسخ ہوگی اور دوسری بیع باقی رہنے کے باوجود دوسرا بائع پہلے بائع سے کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ امام محمد نے بائع میغ میں لکھا ہو کہ اگر شخص نے دوسرے سے ایک غلام نہرا و درم کو خریدا اور وہ دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ بائع نے بیع کرنے سے پہلے اسکو آزاد یا مذہب کر دیا تھا یا وہ کوئی باندی تھی کہ مشتری نے کہا کہ اے ام ولد بنایا تھا اور بائع نے اس سے انکار کیا اور قسم کھالی تو مشتری کا اقرار بائع پر معتبر ہوگا ولیکن اسکے اہمیت ہوگا تو آزاد کرنے کے اقرار سے غلام آزاد ہو جائیگا اور اسکی ولایت و قوت رہیگی اور مذہب کے

اقرار میں مذکور موقوف ہوگا اور ام ولد کے اقرار میں بھی یہی حکم ہو اور اگر مشتری بیع کے اندر کوئی ایسا عیب پاوے کہ جبکہ بائع کے پاس ہونا معلوم ہو تو اسکو نقصان عیب واپس لینے کا اختیار ہو اور اسی طرح اگر مشتری یہ اقرار کرے کہ یہ غلام اصلی آزاد ہو اور باقی مسئلہ کی بھی صورت ہو تو بھی نقصان عیب لے سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے یہ دعوے کیا کہ بائع نے اس غلام کو فروخت کر دیا حالانکہ یہ غلام شخص کا مملوک ہو اور غلام شخص نے اس کے اقرار کی تصدیق کی اور غلام کو لے لیا پھر مشتری نے اس میں کوئی عیب پایا تو اسکا نقصان نہیں لے سکتا ہے اور اگر غلام شخص نے مشتری کو جھوٹا بتلایا تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہے یہ محیط مشتری میں لکھا ہے۔ اور اگر پہلے عیب پر واقف ہو لیا پھر غلام شخص کے مملوک ہونے کا اقرار کیا اور اسے اسکو جھوٹا بتلایا تو واپس کر سکتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے غلام میں کوئی قدیمی عیب پایا اور اس کے پاس ایک دوسرا عیب پیدا ہو گیا یا تیک کہ واپس کرنا ممکن نہ رہا اور یہ امر اس اقرار کرنے سے پہلے تھا کہ یہ غلام غلام شخص کا ہو اور مشتری نے نقصان عیب لے لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ غلام غلام شخص کا ہو اور غلام شخص نے اسکی تصدیق کی تو بائع اس نقصان عیب کو جو مشتری نے اُس سے لے لیا ہے واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک شخص سے ایک غلام خریدا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر کہا کہ میں نے اس غلام کے خریدنے کے بعد غلام شخص کے ہاتھ بیع ڈالا اور اسے آزاد کر دیا ہے مگر اُس شخص نے اسکو جھوٹا بتلایا تو غلام مشتری کی طرف سے اُس کے اقرار پر آزاد ہو جائیگا اور اگر مشتری نے پھر اس میں کوئی عیب پایا تو بائع سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر مشتری نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اسکو غلام شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور یہ نہ کہا کہ اسے آزاد کر دیا ہے اور اُس شخص نے اس سے انکار کیا اور قسم کھالی پھر مشتری نے اس میں کوئی عیب پایا تو بائع کو واپس کر سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ غلام غلام شخص کا ہے کہ جس نے میرے خریدنے سے پہلے اسکو آزاد کر دیا تھا اور بائع نے اس سے انکار کیا پس تین صورتوں سے خالی نہیں ہو یا وہ شخص مشتری کے اقرار کی مالک ہونے اور آزاد کرنے دونوں میں تصدیق کر لیا یا مالک ہونے میں بدون آزاد کرنے کی تصدیق کر لیا یا دونوں میں اسکو جھوٹا بتلایا گیا پس پہلی صورت میں یہ غلام اُس غلام شخص کا آزاد کیا ہوا غلام ہوگا اور اگر مشتری اس غلام میں کوئی قدیمی عیب پاوے تو بائع سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور دوسری صورت میں غلام اُس غلام شخص کو دید یا جائیگا اور اسکا غلام رہیگا آزاد نہ ہوگا اور اگر مشتری کوئی عیب پاوے تو بائع سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور تیسری صورت میں غلام مشتری کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور ولاء موقوف رہیگی اور اگر مشتری غلام میں کوئی قدیمی عیب پاوے تو بائع سے نقصان عیب لے سکتا ہے کہ ذاتی محیط اور اس صورت میں اگر غلام شخص دوسری بار اس کے سچے ہونے کا اقرار کرے تو بائع مشتری سے اُس نقصان کو جو مشتری عیب کی وجہ سے لیا ہے واپس کر لیا اور اگر مشتری یہ اقرار کرے کہ یہ غلام غلام شخص کا تھا اور میرے خریدنے کے بعد اسے اسکو آزاد کر دیا تو نقصان عیب نہیں لے سکتا ہے خواہ غلام شخص اسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے یہ محیط مشتری میں لکھا ہے۔

چشم فصل عیب کا دعوے اور اس میں خضومت اور گواہ قائم کرنے کے بیان میں۔ جانتا چاہیے

کہ عیب کی دو قسمیں ہیں ایک ظاہر کہ جسکو قاضی آنکھوں سے دیکھ کر اور بالمشاہدہ پہچان سکتا ہے جیسے زخم اور اندھا ہونا اور زائد انگلی اور نعل اس کے اور دوسری قسم باطن یعنی پوشیدہ کہ جسکو قاضی بالمشاہدہ دیکھ کر نہیں پہچان سکتا ہے اور ظاہر کی چند قسمیں ہیں ایک قدیمی عیب ظاہر جیسے کہ زائد انگلی اور دوسری جو نیا پیدا ہوا ہو لیکن بیع کے وقت سے جھگڑا کرنے کے وقت تک اس کے پیدا ہونے کا احتمال نہو جیسے چپک کے داغ اور تیسرے ایسا نیا پیدا کہ جو بیع کے وقت سے جھگڑا کرنے کے وقت تک پیدا ہو جانے کا احتمال رکھتا ہے جیسے زخم اور چوتھے وہ نیا پیدا کہ جو مدت بیع سے مقدم ہونے کا احتمال نہیں رکھتا ہے اور باطنی عیب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ اپنے نشانوں سے جو موجود ہیں پہچانا جاتا ہو جیسے خبیثہ ہونا اور جل ہونا یا ایسی جگہ یا رمی ہونا کہ جس پر مرد و واقف نہیں ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ کہ جو اپنے آثار موجودہ سے نہ پہچانا جاوے جیسے چوری کرنا اور سبھاگ جانا اور حنون وغیرہ۔ پس اگر دعوے کسی عیب ظاہر میں ہو کہ جسکو قاضی بالمشاہدہ پہچان سکتا ہے تو اسکو دیکھ لیں اگر اس عیب کو پاوے تو خصوصت کی سماعت کرے ورنہ سماعت نہ کرے پس اگر قاضی نے عیب پایا اور وہ عیب قدیمی ہو یا ایسا نو پیدا ہو کہ جو بیع کے وقت سے جھگڑا کرنے کے وقت تک پیدا ہو نیکا احتمال نہیں رکھتا ہے تو مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ اسکو واپس کر دے کیونکہ ہنسنے بالمشاہدہ اس عیب کو فی الحال موجود دیکھا اور اس بات کا یقین ہو گیا کہ بائع کے پاس تھا کیونکہ اگر عیب حادث نہیں ہوتا یا اتنی مدت میں پیدا نہیں ہو سکتا ہے لیکن مشتری اس وقت واپس نہیں کر سکتا ہے کہ بائع یہ دعوے کرے کہ مشتری کے رمی ہونے وغیرہ کی وجہ سے اس کے واپس کر نیکا حق ساقط ہو گیا ہے اور اس باب میں قسم لیکر مشتری کا قول لیا جائیگا یہ محیط میں ہے پھر جب بائع نے مشتری کو قسم دلائی چاہی تو سب روایتوں کے موافق مشتری کے قسم لیجائیگی اور اگر بائع نے اسکی قسم طلب نہ کی تو مشتری کو قسم دلانے میں اختلاف ہے اور عامہ مشائخ کا یہ قول ہے کہ ظاہر روایت میں اسکو قسم نہ دلائی جاوے لیکن پھر مشتری کے قسم دلانے کی صورت اکثر قاضیوں کے نزدیک یہ ہے کہ اس سے کہا جائیگا کہ تو قسم کھا کہ واللہ میرا عیب کی وجہ سے واپس کر نیکا حق جس جہت سے میں مدعی ہوں میرا کما یا دلائل اس قطعاً نہیں ہوا ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط و ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر ایسا عیب ہو کہ جو اس مدت میں پیدا ہو جائے احتمال رکھتا ہے اور اس سے مقدم ہو نیکا بھی احتمال رکھتا ہے یا اس کے معلوم کرنے میں مشکل پیش آئے تو قاضی بائع سے یہ ہتفاسا کرے گی کہ کیا یہ عیب بیع کے اندر تیرے پاس موجود تھا پس اگر اسے کہا کہ ہاں تو مشتری کو واپس کر نیکا حق حاصل ہو گا لیکن بائع کو مشتری کے واپس کر نیکا حق ساقط ہو جانے کے دعوے کرنے کا اختیار ہو پس اگر اسے یہ دعوے کیا تو یہ دعوے بائع کا یوں ثابت ہو جائیگا کہ مشتری قسم کھانے سے باز رہا یا بائع نے گواہ قائم کیے۔ اور اگر بائع نے اس عیب کے اپنے پاس موجود ہونے سے انکار کیا تو اسکا قول قسم لیکر اعتبار کیا جائیگا بشرطیکہ مشتری کے پاس اس عیب کے بائع کے پاس ہونے کے گواہ نہ ہوں یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور بائع کو قسم دلانے کی صورت میں اختلاف ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ صحیح یوں ہے کہ اس طرح قسم دلائی جاوے کہ تو قسم کھا کہ واللہ مشتری کا مجھے واپس کر نیکا حق سبب اس عیب کے جسکا وہ دعوے کرتا ہے نہیں ہے یہ محیط مشتری میں لکھا ہے اور اس پر فتوے ہے کہ یہ تاہم رخصت میں لکھا ہے۔ اور اگر ایسا عیب ہو کہ جو مدت بیع سے مقدم ہو نیکا احتمال نہیں رکھتا ہے تو قاضی اسکو بائع کو واپس نہیں کر دے گا اور جب عیب باطنی ہو پس اگر وہ بدن کے اندر

آنار موجود ہونے سے پہچانا جاتا ہو اور ایسی جگہ ہو کہ جس پر مرد و انف ہو سکتے ہیں پس اگر قاضی کو مرض پہچاننے کی شناخت ہو تو خود ملاحظہ کرے اور اگر اسکو شناخت نہیں ہو تو جو شخص پہچانتا ہو اس سے دریافت کرے اور دو عادلوں کے قول پر اعتماد کرے اور ہمیں زیادہ احتیاط ہو اور ایک ہونا کافی ہو پس اگر ایک عادل نے اس بات سے انکار کیا تو اس کے قول سے جھگڑا قائم ہونے کے واسطے عیب ثابت ہو جائیگا پس قاضی بائع سے قسم لیگا اور معرفت اس ایک کے کہنے سے واپس نہ کر دیگا ایسا ہی بعض مشائخ نے شرح جامع میں ذکر کیا ہے۔ اور شرح آداب القاضی میں جو امام خفاف کے تصنیف سے ہو لکھا ہے کہ اس باب پر لحاظ کرنا چاہیے کہ اگر یہ عیب اس قسم سے ہو کہ جو اتنی مدت میں پیدا ہو نیکا احتمال رکھتا ہو اور یہ ایک یا دو کے کہنے سے پہچانا گیا یا دونوں کو اس کے پہچاننے میں مشکل پیش آئی اور باہم انہیں اختلاف ہوا تو بائع کو واپس نہ دلائیگا بلکہ قسم لیگا اور اگر یہ عیب اس قسم کا نہیں ہو کہ جو اتنی مدت میں پیدا ہو نیکا احتمال رکھتا ہو پس اگر یہ ایک کے کہنے سے معلوم ہوا تو واپس نہ کرائیگا اور بائع سے قسم لیگا اور اگر دو کے کہنے سے معلوم ہوا تو کتاب الاقصیہ اور قدوری میں لکھا ہے کہ قاضی ان دونوں کے کہنے پر واپس کر دیگا اور ایسا ہی بعض مشائخ نے شرح الجامع میں لکھا ہے کہ فی الذخیرہ۔ اور اگر یہ عیب ایسا ہو کہ وہ عورتوں کے اُسب کوئی مطلع نہیں ہوتا ہو جیسے کہ محل یا جو اس کے مشابہ ہوں پس قاضی اسکو عورتوں کو دکھلائیگا اور ایک عورت عادلہ کافی ہو اور دو میں زیادہ احتیاط ہو پس جبکہ ایک عورت عادلہ نے یہ کہا کہ اس باندی کو محل ہو یا دو عورتوں نے ایسا ہی بیان کیا تو جھگڑا قائم ہونے کے حق میں عیب ثابت ہو گا پھر بعد اسکے اگر ایک نے یا دونوں نے یہ کہا کہ یہ محل بیچ کی مدت میں پیدا ہوا ہو تو قاضی بائع کو واپس نہ کر دیگا لیکن بائع سے قسم لیگا پس اگر اس نے قسم کھاتے سے انکار کیا تب اسکو واپس کر دیگا اور اگر ایک یا دو عورتوں نے کہا کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہو پس اگر یہ قبضہ کے بعد واقع ہو تو واپس نہ کر دیگا لیکن بائع کو قسم دلائیگا اور اگر قبضہ سے پہلے واقع ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ ایک کے قول سے واپس نہ کرے اور اگر دو عورتوں نے کہا تو بعض مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ امام اعظم رحمہ کے قول کے قیاس پر واپس نہ کرے اور صاحبین کے قول کے قیاس پر واپس کر دیگا اور خفاف نے آداب القاضی میں ذکر کیا ہے کہ ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت میں آیا ہے کہ واپس نہ کر دیگا اور قدوری میں لکھا ہے کہ مشہور قول امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہ کا یہ ہے کہ اسکو واپس نہ کر دیگا اور بائع کو قسم دلائیگا اور جو قسم کھانے سے باز رہا تو ان دونوں عورتوں کی گواہی اسکے انکار سے مضبوط ہو جائیگی تو واپس کر نیکا حق ثابت ہو جائیگا اور صدر الشہید نے جامع الصغیر کے بیوع میں ذکر کیا ہے کہ اگر ایک عورت کہے کہ یہ باندی حاملہ ہو اور دو یا تین عورتیں کہیں کہ اسکو محل نہیں ہو تو بائع کے ذمہ جھگڑا اس عورت کے کہنے سے قائم ہو جائیگا اور دو یا تین کا قول کہ اسکو محل نہیں ہو اس ایک کے قول کا معاوضہ نہیں ہو سکتا ہو اور اگر بائع قاضی سے یہ کہے کہ جو عورت باندی کے حاملہ ہونے کو بیان کرتی ہو وہ جاہل ہو تو قاضی کو چاہیے کہ اس دریافت کے واسطے ایک دانستہ عورت کو مقرر کرے یہ محیط میں لکھا ہے کہ کسی نے ایک باندی باندہ خریدی تھی پھر دھوے کیا کہ یہ غلتی ہو یعنی اسکے مرد و عورت دونوں کا نشان ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ بائع سے اس بات پر تعلیمی قسم لیا جائیگی کہ یہ عورت ایسی نہیں ہو کہ وہ اسکو مرد و عورت دونوں نہیں دیکھ سکتے ہیں یہ فتاویٰ قاضی عیاض میں

لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے باندی پر استخاضہ کا عیب لگایا تو آئین دعوے کے قابل سماعت ہونے کے واسطے عورتوں کی طرف رجوع کرنے میں اور انکی گواہی پر قبضہ سے پہلے یا بعد واپس کر دینے میں وہی حکم ہو جو محل کے دعوے میں تفصیل گذر چکا ہو لیکن اتنا فرق ہو کہ اگر استخاضہ پر مرد گواہی دین تو انکی گواہی بھی قبول کیجاوے گی کیونکہ خون کے ادار کو مرد بھی دیکھ سکتا ہو تو مرد کی گواہی سے بھی ثابت ہو سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی خریدی اور اُس پر قبضہ کر لیا پھر مشتری نے کہا کہ اسکو حیض نہیں آتا ہو تو امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ مشتری کا دعوے قابل سماعت نہوگا لیکن اُس صورت میں کہ بسبب حمل یا بیماری کے حیض کے مرفوع ہو نیکا دعوے کرے پس اگر اُس نے بسبب حمل کے دعوے کیا تو اسکا دعوے سنا جائیگا اور اس باندی کو قاضی عورتوں کو دکھلائیگا اور اگر اُن عورتوں نے یہ کہا کہ یہ حاملہ نہیں ہو تو بائع پر قسم لیا جائیگی کہ اسکو حمل اسکے پاس نہ تھا اور اگر انھوں نے کہا کہ یہ حاملہ نہیں ہو تو بائع پر قسم نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر بسبب بیماری کے حیض مرفوع ہو نیکا دعوے کرتا ہو تو طبیبوں کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے دعوے کیا کہ اُس باندی کو حیض بسبب حمل کے نہیں آتا تو آئین امام محمد رحمہ سے دو روایتیں آئیں ہیں ایک یہ ہے کہ اگر باندی خریدنے کے وقت سے چار مہینہ دس دن ہوئے ہوں تو اسکا دعوے سنا جائیگا اور اگر اس سے کم ہوں تو سماعت نہوگی اور دوسری روایت میں صرف دو مہینہ پانچ دن ہیں اور اسی پر لوگوں کا عمل ہے اور یہی فتوے کے واسطے مختار ہو کر ذانی مختار الفناوے۔ اور جب قاضی نے اُسکے دعوے کی سماعت کی تو بائع سے سوال کرے گا کہ کیا یہ باندی ایسی ہی ہے جیسی مشتری کہتا ہو پس اگر اُس نے کہا کہ ہاں تو بائع کو واپس کر دیا اور اگر اُس نے کہا کہ یہ فی الحال ایسی ہو گئی ہو اور میرے پاس ایسی نہ تھی تو بائع کے ذمہ جگہ قائم ہو جائیگا کیونکہ بائع مشتری فی الحال اس عیب ہونے میں ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں پس اگر مشتری نے بائع سے قسم لینا طلب کیا تو اسکو قاضی قسم دلائیگا پس اگر اُس نے قسم کھائی تو بری ہو گیا اور اگر انکار کیا تو اسکو واپس دیا جائیگا اور اگر مشتری نے گواہ قائم کیے تو انقطاع حیض کے دعوے میں قبول نہوگے اور استخاضہ کے دعوے میں مقبول ہونگے اور اگر بائع نے یہ کہا کہ فی الحال اسکو حیض منقطع ہو جانا جوٹ ہو تو آئین اختلاف ہے کہ اُس سے قسم لیاوے گی یا نہیں پس امام کے نزدیک اسکو قسم نہ دلائی جائیگی اور صاحبین کے نزدیک دلائی جائیگی یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ کتاب الاقصیٰ میں لکھا ہے کہ کسی نے ایک باندی خریدی اور مشتری نے یہ عیب لکھا کہ اسکے ایک زخم بائع کے پاس سے ہو اور قاضی نے بائع کو قسم دلائی اور اُس نے قسم کھانے سے انکار کیا اور مشتری نے اسکو واپس کر دی پھر اسکے بعد بائع نے یہ دعوے کیا کہ باندی مشتری کے پاس حاملہ ہو گئی ہو اور اسدم بھی حل سے ہو تو قاضی اس باب میں مشتری سے سوال کرے گا کہ پس اگر مشتری نے کہا کہ تجھکو اسکا کچھ علم نہیں ہو تو قاضی اسکو عورتوں کو دکھلاوے گا پس اگر عورتوں نے کہا کہ یہ حاملہ ہو تو صرف ان عورتوں کے کہنے سے مشتری کو واپس کر دینا ثابت نہوگا لیکن مشتری کے ذمہ جگہ قائم ہو جائیگا پس اسکو اللہ تعالیٰ کی قسم دلائی جاوے گی یعنی یہ قسم کھاوے کہ اسکے پاس حمل پیدا نہیں ہوا ہو پس اگر اُس نے قسم کھائی تو اُسکے ذمہ کوئی جگہ نہوگا اور واپس اپنے حال پر رہے گی اور اگر اُس نے قسم کھانے سے انکار کیا تو بائع کا دعوے ثابت

ہو جائیگا پس بائع باندی کو مع عیب زخم کے نقصان کے مشتری کو واپس کر دیگا پس اگر بائع نے کہا کہ میرا باندی کو مع عیب حمل اپنے پاس رہنے دیتا ہوں اور عیب زخم کا نقصان نہ دوں گا تو اسکو یہ اختیار ہو اور اگر اس مسئلہ میں یہ صورت واقع ہو کہ قاضی نے جبوقت مشتری سے پوچھا کہ اسکو حمل ہو اُسے کہا کہ یہ حمل بائع کے پاس کا ہے اور میں اُس سے آگاہ نہ تھا تو قاضی اُسکے دعوے کی سماعت کرے گا اور بائع کو قسم دلا دیگا پس اگر اُس نے قسم کھائی تو بائع کے پاس حل کا ہونا ثابت ہوگا اور مشتری نے اپنے پاس ہونیکا اقرار کر لیا ہے تو بائع کو یہ اختیار ہوگا کہ باندی اسکو واپس کر دے اور اُسکے ساتھ زخم کا نقصان بھی دے اور جو بائع نے قسم کھانے سے انکار کیا تو ثابت ہو گیا کہ عیب بائع کے پاس کا ہے اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ مشتری کا بائع کو واپس کر دینا صحیح تھا اور اسی کتاب الاقصیہ میں مذکور ہے کہ اگر ایسا ہوا کہ جبوقت قاضی نے باندی کو سبب عیب زخم کے بائع کو واپس کر دینے کا حکم دیا اور مشتری کے بائع کو باندی واپس کرنے سے پہلے بائع نے یہ دعوے مشتری پر کیا کہ یہ باندی حاملہ ہے اور حمل مشتری کے پاس پیدا ہوا ہے اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ بائع کے پاس کا ہے تو قاضی واپس کر دینے میں جلدی نہ کرے گا اور مشتری کے اس دعوے پر کہ یہ حل بائع کے پاس کا ہے بائع سے قسم لیگا اور اس صورت میں مشتری کے اوپر قسم عاید نہیں ہوتی ہو کذا فی المحيط اور جب عیب باطنی ہو کہ بدن کے کبھ ہتھار کے قیام سے معلوم ہو جیسے سجاگنا یا جنون یا چوری یا سبتر پر پیشاب کر دینا تو ایسی عیب میں اُسکے فی الحال ثابت ہونے کی ضرورت ہے اور اُسکے فی الحال موجود ہونے کو پہچاننے کے واسطے امام محمد رحمہ نے جامع میں یہ طریقہ ذکر کیا ہے کہ قاضی بائع سے یہ سوال کرے کہ کیا عیب اس میں فی الحال موجود ہے فقہانے کہا ہے کہ بائع سے یہ وقت ایسا سوال کرے گا کہ جب مشتری کا دعوے صحیح ہو اور مشتری کا دعوے اُسوقت صحیح ہوگا کہ جب بائع کے پاس ان عیبوں کے ہونے کا دعوے کرے اور مشتری کے پاس بھی پائے جائیں لیکن جنون میں صرحت بائع کے پاس ہونیکا اور مشتری کے پاس پائے جائیکا دعوے کا فی ہر مکر سجاگنے اور چوری اور سبتر کے اوپر پیشاب کرنے کے عیبوں میں کچھ اور زیادہ چاہیے اور وہ یہ ہے کہ مشتری یوں دعوے کرے کہ یہ عیب بائع کے پاس تھے اور مشتری کے پاس بھی پائے گئے اور حالت یکساں ہو اور حالت یکساں ہونے سے یہ مراد ہے کہ بائع اور مشتری دونوں کے پاس بائع ہونے سے پہلے پائے جاوین یا دونوں کے پاس بائع ہو جانے کے بعد پائے جاوین پس اگر بائع کے پاس بائع ہونے سے پہلے پائے گئے اور مشتری کے پاس بائع ہونے کے بعد پائے گئے تو طرح پایا جانا دعوے کے صحیح ہونے اور بائع سے سوال کیے جانے کے واسطے کافی ہوگا اور عیب جنون میں خواہ بائع یا مشتری کے پاس بائع ہونے سے پہلے ہو یا دونوں کے پاس بائع ہونے کے بعد ہو بائع کے پاس بائع ہونے سے پہلے اور مشتری کے پاس بائع ہو جانے کے بعد ہو تو بھی دعوے کے صحیح ہونے اور بائع سے سوال کیے جانے کے واسطے کافی ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر سجاگنے کا یا اُسکے مانند ایسے عیبوں کا جنہیں واپس کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ وہ عیب دونوں کے پاس پایا جاوے جس طرح سبتر پر پیشاب کرنا اور جنون اور چوری کا دعوے کیا تو ایسے عیب میں جب بائع فی الحال موجود ہو نیکا انکار کرے تو قاضی بائع کو قسم نہ دلائیگا یا نیک کہ مشتری اس بات پر گواہ قائم کرے کہ یہ غلام مشتری کے پاس سے سجاگا ہے لیکن اگر

بائع نے اُسکے فی الحال موجود ہونیکا اقرار کر لیا تو اُسکے پاس موجود ہونیکا سوال کیا جائیگا پس اگر اُس نے اپنے
 پاس موجود ہونیکا اقرار کر لیا تو قاضی مشتری کے التماس سے اُسکو واپس کر دیگا اور اگر اُس نے اپنے پاس موجود ہونے
 سے انکار کیا تو مشتری سے اس بات پر گواہ طلب کرے گا کہ یہ غلام بائع کے پاس سے بھاگا تھا پس اگر اُسے گواہ
 قائم کیے تو قاضی غلام بائع کو واپس کر دیگا ورنہ بائع سے قسم لے گا کہ تو قسم کھا کہ والدہ میں نے اسکو فروخت
 کیا اور سہر دیا حالانکہ یہ میرے پاس تا وقت تسلیم نہیں بھاگا تھا اور اگر مشتری اس عیب کے فی الحال موجود
 ہونے پر گواہ لایا تو بائع سے قسم لیجا دیگی کہ یوں قسم کھائے کہ والدہ میرے پاس ہرگز نہیں بھاگا ہے اور اگر
 مشتری گواہ نہ لایا اور نہ بائع نے اقرار کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بائع سے قسم نہ لیجا دیگی اور صاحبین
 امین خلاف کرتے ہیں یہ ہنر الفائق میں لکھا ہے۔ اور بدولت بائع کے دعوے کرنے کے مشتری سے اس بات
 پر قسم نہ لیجا دیگی کہ میں عیب پر رضی ہو چکا ہوں اور یہ امام اعظم رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ہے سچ اگر بائع نے
 دعوے کیا تو اکثر قاضیوں کے نزدیک مشتری سے قسم لینے کی یہ صورت ہے کہ قاضی اُس سے کہے کہ تو
 قسم کھا کہ والدہ میرا پس کرنے کا حق ساقط نہیں ہوا ہے جیسا کہ بائع دعوے کرتا ہے نہ صریحاً نہ اور ذللانہ لفظی
 اور یہی صحیح ہے یہ سحر الراقی میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور امین عیب پایا اور بائع نے اپنے پاس
 اس عیب کے ہونے سے انکار کیا اور مشتری نے دو گواہ قائم کیے کہ جنہیں سے ایک نے یہ گواہی دی
 کہ بائع نے اس عیب کے موجود ہونے کے ساتھ اسکو فروخت کیا ہے اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ
 بائع نے اس عیب کا اقرار کیا تھا تو ایسی گواہی قبول نہ کیجا دیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور
 اگر ایک غلام کو دو صفحہ میں مول لیا اسطرح کہ آدھا اُسکا سچا پاس دینار کو خریدا سچر بائع سے دوسرا آدھا سچر
 کو خریدا سچر امین کوئی عیب معلوم کیا اور یہ دعوے کیا کہ دونوں خریدوں سے پہلے کا ہے اور بائع نے کہا کہ
 دونوں کے بعد تیرے پاس پیدا ہوا ہے تو قول بائع کا لیا جائیگا اور اگر مشتری نے یہ کہا کہ میں بائع کو دوسرے
 آدمے میں قسم دلاتا ہوں اور پہلے آدمے میں مجکو تامل ہے کیونکہ دوسری بیع کے وقت عیب موجود ہونیکا
 مجکو یقین اور پہلی بیع کے وقت عیب ہونیکا شک ہے تو مشتری کو یہ اختیار ہو چتا ہے کہ اگر بائع نے قسم کھالی تو بیع مشتری کو لازم
 ہوگی ورنہ واپس ہو جاوے گی اور دوسرے آدمے میں قسم دلانے کے بعد مشتری کو اختیار ہے کہ پہلے آدمے میں بھی قسم لے
 یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر دوسرے آدمے میں جھگڑا کرنے سے پہلے مشتری نے پہلے آدمے میں جھگڑا کیا
 اور بائع نے قسم کھانے سے انکار کیا اور اُسکو چلا آدھا واپس کر دیا گیا سچر اسی انکار قسم پر مشتری نے دوسرے
 آدمے کو واپس کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہے تا وقتیکہ دوسرے آدمے میں از سر نو جھگڑا نہ کرے یہ محیط میں
 لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے دونوں ٹکڑوں میں جھگڑا کیا تو اُسکو یہ اختیار ہے اور پہلے آدمے میں بائع کی
 طرف سے عیب کا اقرار کرنا دوسرے آدمے میں بھی عیب کے اقرار کرنے میں شمار ہوگا اور اُسکا التماس لینے
 دوسرے میں اقرار کرنا پہلے میں اقرار کرنے میں شمار نہ ہوگا اور ایک میں بائع کا قسم سے انکار کرنا
 دوسرے آدمے میں انکار نہ قرار دیا جائیگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے بائع سے دونوں ٹکڑوں میں
 اٹھا جھگڑا کیا تو ایک بائع پر صرف ایک ہی قسم ہوگی کیونکہ مشتری نے دونوں دعوے جمع کر دیئے ہیں۔

پس ایک ہی قسم پر اتفاق کیا جاوے گا جیسا کہ چند ترضین کو ایک دعوے میں جمع کر دینے کی صورت میں ہوتا ہے
پس اگر بائع نے قلم سے انکار کیا تو پورا غلام اسکے ذمہ پڑے گا اور جو ایک ٹکڑے میں قسم کھالی اور دوسرے
ٹکڑے میں قسم کھانے سے انکار کیا تو جہین انکار کیا ہو وہی ٹکڑا اسکے ذمہ پڑے گا دوسرا اسکے ذمہ نہ پڑے گا اور
اگر بائع دو ہون اور ان دونوں نے ایک غلام کسی شخص کے ہاتھ ایک صفقہ یا دو صفقہ کر کے فروخت کیا
اور ان دونوں میں سے ایک دیکھا اور دوسرا اسکا وارث ہوا پھر مشتری نے اس غلام میں کوئی عیب
لگایا پس مشتری کو اختیار ہو گا کہ اگر اپنے سے تو بائع سے ایک ٹکڑے میں جھگڑا کرے اور اگر چاہے تو اسی
بائع سے جو زندہ ہو دونوں ٹکڑے میں جھگڑا کرے پس اگر اس نے ایک ٹکڑے میں جھگڑا کیا تو جو ٹکڑا اس نے خود
فروخت کیا ہو اس ٹکڑے میں البتہ او یقین کے ساتھ قسم دلاوے گا اور جو ٹکڑا اسکے مورث نے فروخت کیا ہو
اسپر اسکے جاننے کی قسم لگا لینے بائع یوں قسم کھائے کہ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے مورث نے یہ ٹکڑا
فروخت کیا اور سپرد کیا در حالیکہ ہمیں عیب تھا مگر انہی محیط النسخی مع زیادۃ التفسیر میں المترجم - پس اگر
بائع نے دونوں ٹکڑوں میں سے ایک میں قسم کھالی تو دوسرے ٹکڑہ میں قسم کھانے سے بے پرواہ
نہ کیا جاوے گا اور اگر ایک ٹکڑے کے دعوے میں اس نے قسم سے انکار کیا تو یہ انکار دوسرے ٹکڑے کے
حق میں لازم ہو گا یعنی دونوں ٹکڑے اسکے ذمہ نہ پڑیں گے اور اگر مشتری نے دونوں ٹکڑوں کو جمع کر کے
جھگڑا پیش کیا تو دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو بیع ایک صفقہ میں ہوئی یا دو صفقوں میں واقع ہوئی
پس اگر دو صفقوں میں واقع ہوئی ہو تو دونوں ٹکڑوں پر قسم دلاوے گا اور دونوں ٹکڑوں کی قسم جمع کرے گا
اس طرح کہ واللہ میں نے مشتری کے ہاتھ آدھا غلام فروخت کیا اور اسکو سپرد کر دیا اور امین یہ عیب نہ تھا
اور میرے ساتھی نے اسکے ہاتھ دوسرا آدھا فروخت کیا اور اسکو سپرد کیا اور میں امین یہ عیب نہ جانتا تھا
اور یہ حکم سب اماموں کے نزدیک بالاتفاق ہے اور اگر صفقہ ایک ہی ہو تو بھی امام محمد رحمہ کے نزدیک
یہی حکم ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ایک قسم پر اتفاق کیا جائیگا کہ وہ اپنے حصہ بہ البتہ او یقین کے
ساتھ قسم کھائے اور یہی قسم اسکے مورث کے حصہ کی قسم کی نائب ہو جائیگی یہ محیط میں لکھا ہے کسی نے
ایک باندی خریدی اور اسپر قبضہ کر لیا اور دوسرے کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا پھر دوسرے نے
میسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر باندی نے یہ دعوے کیا کہ وہ حرہ ہے پس تیسرے مشتری نے اسکو اسکے
کھنے پر اپنے بائع کو دیا پس کر دیا اور اسکے بائع نے اسکو قبول کر لیا پھر دوسرے بائع نے اسکو پہلے بائع
کو واپس کرنا حاکم اور اس نے قبول نہ کیا تو فقہانے فرمایا ہے کہ اگر باندی نے آزاد کیے جائیگا دعوے کیا
تو پہلے بائع کو نہ قبول کرنے کا اختیار ہے اور اگر باندی نے یہ دعوے کیا کہ وہ اصل حرہ ہے پس فروخت کرے
اور سپرد کرنے کے وقت اگر اس نے فرمانبرداری کی تھی تو اب یہ دعوے بمنزلہ دعوے آزادی کے ہوگا
اور اگر اس نے فرمانبرداری نہ کی تھی اور پھر دعوے کیا کہ وہ اصل آزاد ہے تو پہلے بائع کو نہ قبول کرنا اختیار ہوگا
یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے - اور صحیح یہ ہے کہ اگر اس باندی کی طرف سے کوئی ایسی بات نہیں
ہو گذری کہ جس سے رقیبت کا اقرار ثابت ہوتا ہے تو آزادی کے دعوے میں اسی کا قول معتبر ہوگا اور مشتری

کو اختیار ہوگا کہ بائع سے اپنا ثمن واپس کرے یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہے یعنی میں مذکور ہو کہ کسی نے ایک باندی خریدی اور باندی وہاں بیع کے وقت موجود نہ تھی پھر اُسے مشتری نے قبضہ کر لیا اور اُس نے رقیبت کا اقرار نہ کیا پھر مشتری نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور وہ باندی دوسری بیع کے وقت بھی حاضر نہ تھی اور دوسرے مشتری نے اُسے قبضہ کر لیا پھر باندی نے دعوے کیا کہ میں خرہ ہوں تو قاضی اُسکا قول قبول کر گیا اور ہر مشتری اپنے بائع سے اپنا ثمن واپس لے پھر اگر پہلے مشتری نے کہا کہ باندی نے اپنے رقیب ہونے کا اقرار کر لیا تھا اور دوسرے مشتری نے اس سے انکار کیا اور پہلے مشتری کے پاس اُسکے رقیب کے اقرار کرنے کے گواہ نہیں ہیں تو دوسرا مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس لے گا اور پہلا مشتری اپنے بائع سے ثمن واپس نہیں کر سکتا ہو کیونکہ اُس نے یہ دعوے کیا تھا کہ باندی نے اپنے رقیب ہو نیکا اقرار کیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ظہیر مین لکھا ہے کہ کسی نے دو غلام ایک صفقہ میں یا دو صفقہ میں خریدے اس طرح کہ ایک کے دام اہلزار درم فی الحال ادا کرے اور دوسرے کے دام ایک ہزار درم ایک سال کی میعاد پر ادا کرے پھر دونوں میں سے ایک کو سبب عیب کے واپس کر دیا پھر بائع اور مشتری نے جھگڑا کیا پس بائع نے کہا کہ تو نے وہ واپس کیا ہے جبکہ دام دینے کی میعاد قسرا پائی تھی اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ واپس کیا کہ جسکے ثمن کی میعاد بھی تو قول بائع کا معتبر ہوگا خود وہ غلام جو مشتری کے پاس ہو ہلاک ہو گیا ہو یا نہ ہو کیا ہو اور باہم قسم نہ دلائی جاوے اور اگر دونوں نے دونوں کے دہون میں جھگڑا کیا پس بائع نے کہا کہ واپس کیے ہوئے کے اس قدر دام تھے اور مشتری نے اُسکا انکار کیا تو قول مشتری کا معتبر ہوگا یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔

زید نے عمرو کے ہاتھ ایک غلام بیچا اور دوسرا اُسکو یہ کیا اور عمرو نے دونوں پر قبضہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک مر گیا پھر عمرو نے ارادہ کیا کہ زندہ غلام کو سبب عیب کے واپس کرے اور کہا کہ بیع ہی تھا اور زید نے کہا کہ یہ یہ کیا ہوا ہے تو قول زید کا معتبر ہوگا کہ وہ یہ کیا ہوا ہے اور اُسکو اختیار ہوگا کہ اپنے بہرے سے رجوع کرے اور اگر مشتری نے دعوے کیا کہ یہ یہ کیا ہوا ہے تو مشتری بائع سے اپنا ثمن واپس کر سکتا ہے۔

ولیکن بائع کو زندہ غلام میں بہرے سے رجوع کر نیکا اختیار بعد اس قسم کھانے کے ہوگا کہ میں نے مشتری کے ہاتھ اس زندہ کو فروخت نہیں کیا ہے اور اسی طرح مشتری کو بائع سے ثمن واپس کر نیکا اختیار بعد اس قسم کھانے کے ہوگا کہ میں نے بائع سے مرے ہوئے کو نہیں خریدا تھا اور بائع مشتری سے مرے ہوئے غلام کی قیمت لے گا (یعنی یہہ سے رجوع کرنے کی صورت میں)۔ اور اگر دو غلام خریدے اور ایک ان دونوں میں کا مر گیا اور زندہ کو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا قصد کیا اور کہا کہ اُسکا ثمن درم ہیں اور بائع نے کہا کہ دینا رہیں تو قول مشتری کا معتبر ہوگا اور اگر غلام ایک ہو اور عیب کی وجہ سے اُسکے واپس کرنے کا قصد کیا ہو اور بائع نے کہا کہ بیع یہ نہیں دوسرا ہے تو قول بائع کا معتبر ہوگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ امام محمد سے اطلاع میں روایت ہے کہ کسی نے دوسرے شخص سے دو غلام ایک ہزار درم کو ایک صفقہ میں خریدے اور دونوں پر قبضہ کرنے کے بعد ایک میں عیب پایا پھر دونوں کی قیمت میں جو بیع واقع ہونے کے دن بھی جملہ لیا گیا پس مشتری نے کہا کہ عیب دار کی قیمت دو ہزار درم اور دوسرے کی قیمت ایک ہزار درم تھی اور بائع نے

اسکا اٹا دھوے کیا تو دونوں میں سے کسی کے قول کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور جہد دن دونوں نے
 جھگڑا کر کیا ہے اس دن دونوں غلاموں کی قیمت دیکھی جاوے گی پس اگر جھگڑے کے دن دونوں میں سے
 ہر ایک کی قیمت ایک ہزار درم ہو تو عیب دار آدھے نمون پر واپس کرادیا جاوے گا مگر بعد اسکے کہ ہر ایک دونوں
 میں سے دوسرے کے دھوے پر قسم کھا دے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور ایسی صورت میں اگر دونوں نے
 اپنے اپنے دھوے پر گواہ قائم کیے تو زیادتی کے باب میں دونوں کے گواہ لیے جاوے گئے پس مشتری
 کے گواہوں کی گواہی کے موافق واپس کیے ہوئے غلام کی قیمت دو ہزار درم قرار دیا ویکل اور بائع کے
 گواہوں کی گواہی کے موافق دوسرے کی قیمت دو ہزار درم قرار دیا ویکل پس مشتری عیب دار کو
 آدھے نمون میں واپس کر دیا اور اگر دونوں میں سے ایک مر گیا اور دوسرا غلام باقی رہا اور باقی میں کوئی عیب
 پایا اور اسکی قیمت اور مرے ہوئے کی قیمت میں دونوں نے اختلاف کیا اور دونوں کے پاس گواہ تین میں
 تو مرے ہوئے کی قیمت میں بائع کا قول معتبر ہوگا اور زندہ کی قیمت یوں انداز دیکھا ویکل کہ جھگڑنے کے دن
 اپنے غلام کی کیا قیمت ہے اور اگر مرے ہوئے کی قیمت ہر دونوں نے گواہ قائم کیے تو بھی بائع کے گواہ لیے جائیگے
 اور اگر مرے ہوئے کی قیمت پر گواہ نہ قائم کیے بلکہ زندہ کی قیمت پر گواہ قائم کیے تو مشتری کے گواہ معتبر ہونگے
 یہ محیط میں لکھا ہے۔ نوازلی میں ہے کہ کسی شخص نے سرکہ جو ایک شے کے اندر بھرا ہوا ہے خریدا اور اسکو اپنی
 شاک کے اندر بھر کر لیکر پھر اس میں ایک مردار چڑھا یا پس بائع نے کہا کہ یہ جو باتیری مشک کے اندر تھا اور
 اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ تیرے شے میں تھا تو قول بائع کا معتبر ہوگا یہ ظہرہ میں لکھا ہے۔ نفاذی
 اہل سمرقند میں لکھا ہے۔ کہ کسی نے کچھ تیل معین جو کسی معین برتن کے اندر ہے خریدا اور اسے برتن روز گذر گئے
 اور جب سے اس برتن پر قبضہ کیا تھا اسوقت سے اس برتن کا منہ بند کیا ہوا رہا پھر جب اسکا منہ کھولا تو اس میں
 ایک مردار چڑھا یا اور بائع نے اپنے پاس ایسا واقع ہوئے سے انکار کیا تو قول بائع کا معتبر ہوگا کیونکہ
 وہ عیب سے انکار کرتا ہے۔ اور اس مسئلہ کی تاویل یوں بیان کی گئی ہے کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ برتن کا منہ
 قبضہ کے وقت بند تھا اور جو ہے پائے جانے کے وقت تک بیچ میں اسکا کھلنا پانہ کھلنا معلوم ہوا
 اور اگر یہ معلوم ہو کہ برابر برتن کا منہ بند رہا ہے اور جو پائے جانے کے وقت تک کبھی نہیں کھلا ہے تو مشتری کا
 قول معتبر ہوگا اور اسکو واپس کر نیکا اختیار ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک غلام خرید کر اسے قبضہ کر لیا پھر اسکو
 لے آیا اور کہا کہ میں نے اسکو داڑھی مونڈا ہوا یا یا ہے اور بائع نے انکار کیا تو قول بائع کا لیا جائیگا پھر
 اگر مشتری نے یہ ثابت کر دیا کہ غلام آج کے روز داڑھی مونڈا موجود ہے پس اگر بیچ پر اتنا زمانہ نہیں گذرا
 کہ جس میں مشتری کے پاس داڑھی نکلنے کا وہم کیا جائے تو مشتری کو اس کے واپس کر نیکا اختیار ہوگا اور اگر خرید
 اتنا زمانہ گذر چکا تو تا وقتیکہ اس بات پر گواہ نہ قائم کرے کہ وہ بائع کے پاس داڑھی مونڈا ہوا تھا یا بائع
 سے قسم لے اور وہ قسم سے انکار کر جائے واپس نہیں کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ نفاذی میں ہے کہ کسی شخص نے
 دوسرے کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور اسے اس پر قبضہ کر لیا پھر اس میں کوئی عیب لگا یا اور یہ بھی کہا کہ میں نے
 اسکو آج خریدا ہے حالانکہ ایسا عیب ایک روز میں نہیں پیدا ہو سکتا ہے اور بائع نے کہا کہ میں نے ایک

ہوا کہ فروخت کیا ہو اور حال یہ ہو کہ ایسا عیب ایک مہینہ میں پیدا ہو سکتا ہو تو قول بائع کا معتبر ہوگا۔ کسی نے ایک باندی خریدی اور اس میں کچھ عیب پایا پس اس نے بائع سے جھگڑا کیا اور صاحب شرط کے پاس لایا حالانکہ سلطان نے اسکو حکم کا متولی نہ کیا تھا پس اس نے نوکری بائع پر کر کے باندی اسکو واپس کر دی اور مشتری کے واسطے پورے مہینے کا حکم دیدیا تو مشتری آواپنا مہینہ لینے کی گنجائش ہو۔ کسی نے ایک چوپایہ خریدا اور اسکو بسبب عیب کے واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ تو عیب پر واقف ہونے کے بعد اپنی ضرورت کے واسطے اس پر سوار ہوا ہو اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ میں اس واسطے سوار ہوا ہوں کہ تجھ کو واپس کر دوں تو قول مشتری کا معتبر ہو اور اس مسئلہ کی تاویل بعض مشائخ کے قول پر یہ ہو کہ یہ حکم اس صورت میں ہو کہ مشتری کو بدون سوار ہوسے واپس کرنا ممکن نہ تھا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے کہا کہ تو پانی پلانے کے واسطے بلا ضرورت اس پر سوار ہوا ہو تو بھی مشتری کا قول لینا چاہیے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے بیع کے اندر کسی عیب کا دعوے کیا حالانکہ بائع جانتا ہو کہ یہ عیب انہیں فروخت کرنے کے دن موجود تھا تو اسکو جائز ہے کہ بیع کو نہ واپس لے تا وقتیکہ قاضی اس کے واپس کر نیکا حکم نہ دے اور میرے والد رحمہ فرماتے تھے کہ یہ حکم اس صورت میں ہو کہ جب بائع نے دوسرے سے خریدی ہو کیونکہ اگر بدون حکم قاضی کے واپس کر لیا تو اسکو اپنے بائع کو واپس کر نیکا اختیار نہ ہوگا اور اگر اس نے دوسرے سے نہیں خریدی ہو تو اس پر لینا واجب ہو اور اسکو امتناع کی مجال نہیں ہو یہ ظہر یہ میں لکھا ہے۔ کسی نے کوئی چیز خریدی اور اس میں قبضہ سے پہلے کچھ عیب معلوم کیا اور کہا کہ میں نے بیع باطل کر دی پس اگر بائع کے حضور میں کہا تو بیع باطل ہو جائیگی اگرچہ بائع قبول نہ کرے اور اگر بائع کی غیبت میں ایسا کہا تو بیع باطل نہ ہوگی اور اگر قبضہ کے بعد عیب معلوم کیا اور کہا کہ میں نے بیع باطل کر دی تو صحیح یہ ہو کہ بدون قاضی کے حکم پابائع کی رضامندی کے بیع باطل نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک باندی فروخت کی اور یہ اقرار کیا کہ میں نے اسکو اس حال میں فروخت کیا کہ اسکے نالان جگہ ایک زخم تھا اور مشتری باندی کو لایا اور اس کے اُس جگہ زخم موجود تھا اور اس کے واپس کر نیکا ارادہ کیا اور بائع نے کہا کہ یہ زخم وہ زخم نہیں ہو اور جس زخم کا میں نے اقرار کیا تھا اس سے یہ اچھی ہو چکی ہو اور یہ نیاز زخم تیرے پاس پیدا ہوا ہو تو مشتری کا قول معتبر ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ میں نے باندی کو ایسے حال میں فروخت کیا کہ اسکے دونوں میں سے ایک آنکھ میں سپیدی تھی سپیدی باندی کو لایا اور اسکی پائین آنکھ میں سپیدی تھی اور اسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ سپیدی اس کے دائیں آنکھ میں تھی اور وہ جاتی رہی اور یہ بائین آنکھ کی سپیدی تیرے پاس پیدا ہوئی تو مشتری کا قول قبول ہوگا اور اسی طرح اگر باندی کے سر میں زخم ہو اور بائع یہ اقرار کرے کہ میں نے اس باندی کو ایسے حال میں فروخت کیا کہ اسکے سر میں زخم تھا اور باقی مسئلہ وہی رہے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر سر کے زخم کی صورت میں بائع یہ کہے کہ اسکا زخم موضعہ تھا اور وہ تیرے پاس منتقل ہو گیا تو اس باب میں قول بائع کا معتبر ہوگا اور اسی طرح آنکھ کی سپیدی کی صورت میں اگر بائع کہے کہ اسکی آنکھ میں ایک نقطہ تھا اور اب تیرے پاس بڑھ گیا حالانکہ باندی کی تمام آنکھ یا اکثر سفید ہو رہی ہو تو قول بائع کا معتبر ہوگا۔

اور اگر اسکی آنکھ میں ایک نقطہ پیدا ہو اور بائع کہے کہ اسکی پسیدی مثل رائی کے یا اس سے کم تھی تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر بائع کا قول قریب قریب اسکے ہو تو مشتری کا قول لیا جائیگا اور اگر فرق ہو تو بائع کا قول معتبر ہوگا اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ میں نے باندی کو ایسے حال میں بیجا کہ اسکو بجا آتا تھا پھر مشتری اسکو بجا رکھے حالت میں لے آیا اور واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ بجا بڑھ گیا ہے تو بائع کی تصدیق نہ کیا دی گئی اور مشتری واپس کر سکتا ہے اور اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ میں نے باندی کو فروخت کیا اور امین عیب تھا پھر مشتری اسکو لایا اور امین کچھ عیب موجود ہے اور واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ امین یہ عیب نہ تھا اور فقط امین ایسا ایسا عیب تھا تو قول بائع کا معتبر ہوگا اور اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ میں نے اسکو ایسے حال میں بیجا تھا کہ اس کے سر میں عیب تھا پھر مشتری اسکو واپس کرنے کی غرض سے لایا اور سر کے عیب کی وجہ سے واپس کرنا چاہا تو مشتری کا یہ کہنا معتبر ہوگا کہ امین ہی عیب تھا اگرچہ بائع اسکو جھوٹا بتلاوے اور حاصل یہ ہے کہ اگر بائع عیب کی نسبت کسی شخص کی طرف کرے اسکو بیان کہ دلو سے تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر کسی جگہ کی طرف نسبت نہ کرے بلکہ مطلق چھوڑ دے تو بائع کا قول معتبر ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا پھر مشتری اسکو واپس کرنے لایا اور کہا کہ میں نے اسکو شوہر یا بیویا ہے اور بائع نے اس سے انکار کیا یا یہ اقرار کیا کہ اسکا شوہر تھا ولیکن مرگیا اور مشتری اس کے شوہر دار ہونیکا دعوے کیے جاتا ہے تو مشتری کو واپس کرینیکا حق ثابت نہ ہوگا اور یہ اختیار ہوگا کہ بائع کو قسم دلاوے اور اگر مشتری نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص اسکا شوہر ہے اور وہ شخص اسوقت غائب تھا موجود نہ تھا تو اس کے گواہوں کی طرف التفات نہ کیا جائیگا لیکن اگر آئے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ بائع نے اسکے نکاح کا اقرار کیا ہے تو قبول کیے جاویں گے اور اگر بائع نے یہ اقرار کیا کہ فلاں شخص اسکا شوہر تھا ولیکن بیچ سے پہلے اُسے طلاق بائن دیدی تھی اور مشتری اس کے شوہر موجود ہونیکا دعوے کیے جاتا ہے تو قول بائع کا معتبر ہوگا پس اگر شوہر اسکا حاضر ہوا اور اُسے نکاح کا دعوے کیا اور طلاق سے انکار کیا تو اسکا قول معتبر ہوگا اور مشتری کو واپس کرینیکا اختیار ہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ میں نے اسکو تیرے ماتحت فروخت کیا اور اسکا شوہر موجود تھا ولیکن تجھکو سپرد کرنے سے پہلے اسکو اسنے طلاق دیدی تھی یا اسکا شوہر مرگیا اور میں نے تجھکو بے شوہر سپرد کی ہے تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اسکو واپس کرینیکا اختیار ہے یہ سراج الوماج میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری کے پاس کوئی اسکا شوہر یا بیویا گیا اور بائع نے کہا کہ اسکا شوہر میرے پاس اس کے سوا دوسرے شخص تھا کہ اُسے بیچ سے پہلے اسکو طلاق بائن دیدی تھی یا مرگیا تھا تو بائع کا قول معتبر ہوگا یہ قنادی سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی خادم خرید ا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اسے امین کوئی عیب لگا یا پھر خادم کو واپس کرنے لایا اور بائع نے کہا کہ یہ میرا خادم نہیں ہے اور مشتری نے کہا کہ یہ وہی خادم ہے جو میں نے تجھے خریدا ہے تو قسم کے ساتھ بائع کا قول معتبر ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک غلام ایک شخص کے پاس تھا اور دو شخصوں میں سے ہر ایک نے اس پر دعوے کیا کہ میں نے اسکو قابض کے ماتحت آتے کو فروخت کیا ہے اور اُسے ثمن ادا نہیں کیا ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو غلام قابض کو بعض دونوں ثمنوں کے سپرد کر دیا جائیگا پھر ہر ایک مستحق ثمن کا دعوے کرتا ہے

اس قدر اُسکو دلا دیا جاوے گا اسی طرح اگر دونوں میں سے ہر ایک نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے میرے ملک میں پیدا ہوا ہے اور میں نے اُسکے ہاتھ فروخت کیا ہے تو کوئی بھی حکم ہو اس واسطے کہ دعویٰ میں ہر اور ب اس میں برابر ہیں پس اگر کئے آئیں کوئی عیب پایا تو دونوں میں سے ایک کو واپس کرے گا اور دونوں کو واپس نہ کرے گا اگر نقصان عیب کسی ایک سے لیا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ دوسرے سے نقصان عیب لیوے لیکن نہ اس صورت میں کہ دوسرا شخص عیب دار لینے پر راضی ہو جاوے اور اگر غلام مشتری کے پاس مر گیا پھر وہ اُسکے قیدی عیب سے واقف ہو تو دونوں سے نقصان عیب لے گا اور اسی طرح اگر اُسکا ہاتھ کاٹا گیا اور اُسکے عوض کا مال اُس نے لیا اور پھر آئیں کوئی عیب پایا تو دونوں سے نقصان عیب لے گا اور دونوں کو واپس نہیں دے سکتا ہے اور کوئی دونوں میں کا اُسکوے نہیں سکتا ہے اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ پہلی ہے تو عیب کی وجہ سے دوسرے کو واپس دیا جائیگا گویا قابض نے اُسکو پہلے سے خریدا اور دوسرے کے ہاتھ اُسکو فروخت کیا پھر دوسرے سے خریدا ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ یہ میرا غلام بھگوڑا ہے تو مجھے اسکو خریدے اُس نے کہا کہ کتنے کو بیچتا ہے اُس نے کچھ دام اُسکو تھلائے پھر مشتری نے اسکو خریدا لیا اور پھر اُسکو بھگوڑا پایا تو اُسکو واپس کرے گا اختیار نہیں ہے اور یہ غلام ہر ایک اگر مشتری نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور دوسرے مشتری نے اُسکو بھگوڑا پایا کر واپس کرنا چاہا اور مشتری اول نے اُسکے بھگوڑا ہونے سے انکار کیا اور مشتری ثانی بالبح اول کے اقرار کے گواہ لایا تو اس سے اُسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا اور اگر بالبح اول نے مشتری اول سے یہ کہا تھا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ یہ بھگوڑا ہے یا اس شرط پر کہ میں اسکو بھگوڑے ہونے سے بری ہوں اور باقی صورت مسئلہ کی یہی رہی جو مذکور ہوئی تو دوسرا مشتری اُسکو پہلے مشتری کو واپس کر سکتا ہے اور اگر بالبح اول نے یہ کہا ہو کہ میں نے اسکو فروخت کیا اس شرط پر کہ میں بھگوڑے ہونے سے بری ہوں اور یہ نہ کہا تھا کہ میں اسکو بھگوڑے ہونے سے بری ہوں تو دوسرا مشتری پہلے مشتری کو واپس نہیں کر سکتا ہے تا وقتیکہ اس بات پر گواہ نہ قائم کرے کہ اس نے اُسکو فروخت کیا ہے حالیکہ وہ بھگوڑا تھا یہ طہیرہ میں لکھا ہے۔ منتی میں مذکور ہے کہ کسی نے اپنے غلام پر قبضہ کا اقرار کیا پھر اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور قرض کا کچھ ذکر نہ کیا پھر مشتری نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور قرض کا کچھ ذکر نہ کیا تو دوسرے مشتری کو اختیار ہے کہ غلام اپنے بالبح کو بسبب اسی اقرار کے جو بالبح اول نے کیا تھا واپس کر دے کیونکہ قرض لازمی چیز ہے اور قرض خواہ کو اختیار ہے کہ قرض میں بیع کو واپس کرادے اور قرض کا اقرار مثل بھگوڑے ہونے کے اقرار کے بیع سے پہلے یا اُسکے بعد دوسرے مشتری اور اُسکے بالبح کے درمیان کہ جس نے بھگوڑے ہو نیکا اقرار نہ کیا تھا بیع کے فسخ کرنے کے حق میں نہیں ہے اور جو ہر دالہ ہو نیکا اقرار قرض دار ہونے کے اقرار کے مانند ہے اس باب میں کہ دوسرا مشتری اپنے بالبح کو اس اقرار کی وجہ سے جو بالبح اول نے کیا ہے واپس کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اُس سے اُس غلام کو دوسرے شخص نے جو کا یا اور مشتری نے کہا کہ آئیں کوئی عیب نہیں ہے پھر ان دونوں کے درمیان بیع نہ ٹھہری پھر مشتری نے غلام میں کوئی ایسا عیب پایا کہ جو پیدا ہو سکتا ہے

اور اس بات پر گواہ لایا کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہو تو اُسکو واپس کرنے کا اختیار اور جس شخص کے مشتری سے چوکا یا تھا اُس سے مشتری کا یہ کہنا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے اُسکے واپس کرنے کے حق کو باطل نہ کرے۔ یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری سے چوکا نہ ہو تو اسے واپس کرنے سے یہ کہنا تھا کہ تو اُسکو خرید کر لے اور اس میں غلام یا عیب نہیں ہے پھر اُن دونوں میں بیع نہ سمجھی پھر مشتری نے وہی عیب لگایا اور قصد کیا کہ اسی عیب کے سبب سے بائع کو واپس کرے تو اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر بچاے غلام کے کپڑا فرض کیا جاوے اور باقی مسئلہ کی یہی صورت رہی تو دونوں صورتوں میں مشتری کا دعویٰ نہ سنا جائیگا اور کپڑا بائع کو واپس نہ کر سکیگا اور اگر عیب اس قسم کا ہو کہ جو پیدا نہیں ہو سکتا ہے یا انسی مدت میں نہیں پیدا ہو سکتا ہے تو قاضی اُسکے بیچنے والے کو غلام واپس کر دینا یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے یہ اقرار کیا کہ اسکی باندی جھگڑی ہے پھر ایک شخص نے اُسکے بیچنے کے واسطے وکیل مقرر کیا اور یہ نہ بیان کیا کہ وہ جھگڑی ہے اور وکیل نے اُسکو فروخت کر دیا اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری موکل کے اُس اقرار سے واقف ہوا اور اپنے بائع کو واپس کرنے کی چاہی اور بائع نے اُسکو جھٹلایا اور کہا کہ وہ تا وقت تسلیم کبھی نہیں بھاگی ہے تو مشتری کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وکیل کو واپس کر دے اور اگر موکل نے وکیل سے کہا کہ میرا غلام جھگڑا ہے تو اُسکو فروخت کر اور اُسکے جھگڑے ہوئے سے بریت کر لینا اُسکو وکیل نے فروخت کیا اور اُسکے جھگڑے ہونے سے بریت نہیں کی پھر قبضہ سے پہلے مشتری کو موکل کا مقولہ معلوم ہوا تو اُسکو اس مقولہ پر واپس کر لینا اختیار نہ ہوگا یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ فصول سے منقول ہو کہ کوئی شخص ایک ایسی باندی لایا کہ جسکی ایک انگلی زاید تھی تاکہ ایک شخص کو واپس کرے اور اُس شخص نے باندی اُسکے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مشتری نے اُسکے خریدنے پر گواہ قائم کیے پھر بائع نے کہا کہ تو نے خریدی تھی مگر میں نے ہر عیب سے برایت کر لی تھی اور اُسپر اُس نے گواہ قائم کیے تو اُسکے گواہ مقبول نہ ہوئے یہ حاد یہ میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خرید لیا اور عیب کی وجہ سے اُسکو واپس کرنا چاہا اور بائع اس بات پر گواہ لایا کہ مشتری نے اقرار کیا ہے کہ میں نے یہ غلام فروخت کر دیا ہے تو اُسکے گواہ مقبول ہوئے اور مشتری اُسکو عیب کی وجہ سے واپس نہ کر سکیگا اور اگر بائع اس بات پر گواہ لایا کہ مشتری نے اُسکو غلام شخص کے ہاتھ فروخت کیا ہے اور غلام شخص حاضر تھا اور اس سے انکار کرتا تھا اور مشتری بھی اس سے انکار کرتا ہے تو ان دونوں کا انکار بمنزلہ اقالہ کے ہوگا اور غلام واپس نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے اپنی باندی سے کہا کہ اے چوٹی یا اے جھگڑی یا اے زنا کرنے والی یا اے مجنونہ فلا یوں کہا کہ اس چوٹی نے ایسا کیا تو یہ کہنا اس بات پر اقرار نہ شمار ہوگا کہ ایسے عیب اس میں موجود ہیں یا نہ کہ اگر اُسکو فروخت کر دیا اور مشتری نے ایسا ہی پایا تو بائع کے اس کہنے کی وجہ سے اُسکو واپس نہیں کر سکتا ہے یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک غلام فروخت کیا اور بائع اور مشتری دونوں نے اُسکے جھگڑے ہوئے کا اقرار کیا اور یہ اقرار دونوں سے بیع کے اندر واقع ہوا پھر مشتری نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور اُسکا جھگڑا ہونا چھپا یا پھر دوسرے مشتری نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ جھگڑا نہیں ہے پھر تیسرا مشتری اُسکے جھگڑے ہونے سے اور اُسکے جھگڑے ہونے کے اقرار سے جو پہلے

پائے اور پہلے مشتری کے درمیان بیع کے وقت واقع ہوا تھا و انفس ہوا تو اسکو واپس کر نیکا اختیار ہونگا اور پہلے
 مشتری کا اس کے جھگڑے ہو نیکا اقرار ان بالوں کے حق میں جنہوں نے اس سے نہیں خریدا ہر نافرمان ہوگا اور اگر
 پہلے مشتری نے اسکو بدو ن اپنے اور پائے اول کے غلام کے جھگڑے ہوئے کے اقرار کے خرید یا پھر مشتری
 اول نے اس کے جھگڑے ہوئے پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے بائع اول کو واپس کر دیا پھر بائع اول نے
 اسی مشتری یا دوسرے شخص کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور مشتری نے اسکو اور کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور
 دوسرے مشتری نے اسکو تیسرے مشتری کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر تیسرے مشتری کو اسکا جھگڑا ہونا اور وہ ماجر اجو
 پہلے مشتری اور اس کے بائع کے درمیان واقع ہوا تھا کہ قاضی نے غلام کو جھگڑے ہونے کے گواہ قائم
 ہونے کی وجہ سے بائع کو واپس کر دیا یا نہ معلوم ہوا تو اسکو اختیار کر کے اپنے بائع کو واپس کر دے یہ محیط
 میں لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے سے ایک باندی خریدی پھر عوے کیا کہ وہ جھگڑی ہو اور اس پر گواہ لایا
 اور اس وجہ سے قاضی نے اسکو واپس کر دیا پھر کسی شخص نے اس بات پر دلیل قائم کی کہ یہ میری باندی ہو میری
 ملک میں پیدا ہوئی ہے اور قاضی نے اسکو باندی دلا دی پھر اس نے اسی شخص علیہ کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور
 مشتری نے اس کے جھگڑے ہونے میں جھگڑا کیا اور حاکم کا اس کے جھگڑے ہو نیکا فیصلہ دلیل میں پیش کیا تو
 اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ امام بائع کے امین نے غنیمت محرزہ فروخت کی اور مشتری
 نے اس میں عیب پایا تو ان دونوں پر واپس نہیں کر سکتا ہو کذا فی الکافی۔ و لیکن امام کسی شخص کو اس کے ساتھ
 جھگڑا کرنے کے واسطے مقرر کرے گا اور اس شخص کا عیب کا اقرار قبول ہونگا اور جو بھار کرے تو اس پر قسم عائد ہوگی
 اور صرف وہ اس واسطے مقرر ہو کہ اس کے مقابلہ میں مشتری کو اہ قائم کرے اور جب وقت اس شخص نے عیب کا اقرار کر لیا
 اسی وقت مغزول تصور کیا جائیگا پھر جب عیب کی وجہ سے وہ مال غنیمت واپس کر دیا جاوے پس اگر تقسیم ہونے
 سے پہلے ہو تو غنیمت میں ملا دیا جائیگا اور اگر بعد تقسیم ہونے کے ہو تو وہ غنم کے عوض فروخت ہوگا اگر چہ غنم
 کم ہو یا زیادہ ہو گیا اگر بیت المال میں سے ہو یہ بھارا لائی میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اپنی صحت
 میں اسکو اپنے بیٹے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مر گیا اور بیٹا اسکا وارث ہوا اور سوائے اس کے کوئی اسکا وارث
 نہ تھا پھر اس وارث نے اس غلام میں کوئی قدیمی عیب پایا تو اسکو واپس کر نیکا اختیار ہو مگر وہ قاضی سے ہتھ دے
 کر چکا تاکہ قاضی میت کی طرف سے کوئی خصم مقرر کرے پس بیٹا اس خصم کو واپس کر دیا پھر وہ اس کے باپ کے بائع
 کو واپس کر دیا اور اگر میت کا کوئی دوسرا وارث بھی ہو تو بیٹا اس وارث کو واپس کر چکا پھر یہ وارث میت کے
 بائع کو واپس کر چکا اور امام محمد رحمہ نے اسکی کچھ تفصیل نہیں فرمائی کہ اس وقت کیا حکم ہو کہ جب میت نے بیٹے سے
 پورا غنم لے لیا ہو اور اس وقت کیا حکم ہو کہ جب پورا غنم نہ حاصل کیا ہو اور امام محمد رحمہ کا مطلق چھوڑ دینا اس بات
 کی دلیل ہو کہ دونوں صورتوں میں حکم یکساں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اگر وارث نے اپنے
 مورث کے ہاتھ فروخت کیا پھر مشتری مر گیا اور بائع اسکا وارث ہوا اور امین کوئی عیب پایا پس اگر کوئی دوسرا
 وارث موجود ہو تو اسکو واپس کر دیا اور اگر سوائے دوسرا وارث نہ ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نقصان
 نہیں لے سکتا ہو اور اسی طرح اگر کسی نے اپنے واسطے اپنے پسہ نابائع سے کوئی چیز خریدی اور اس پر

عیب کا اقرار کرنا
 عیب کا اقرار کرنا
 عیب کا اقرار کرنا

قبضہ کر لیا اور گو اہ کو بیٹے پھر اس میں کوئی عیب پایا تو قاضی کے سامنے پیش کر گناہ کا قاضی اسکے بیٹے کی طرف سے کوئی قصہ مقرر کرے تو باپ اسکو واپس کر دے پھر باپ اپنے بیٹے کے واسطے اسکے بائع کو واپس کر دیوے اور یہی حکم ہو اگر باپ نے اپنے بیٹے کے ہاتھ کچھ فروخت کیا ہو یہ وجہ کروری میں لکھا ہے۔ اگر کسی مکانب نے اپنے باپ یا بیٹے کو خرید تو عیب کی وجہ سے واپس نہیں کر سکتا ہو اور نہ اسکا نقصان عیب لے سکتا ہو پس اگر مکانب بعد عیب جاننے کے اپنی کسالت اور کرنے سے عاجز ہو جائے تو اسکا مالک اسکی بیع کو واپس کر دیکا اور مکانب اسکا تولى ہوگا اور اگر موسے نے مکانب کو فروخت کر دیا یا دیکھا تو موسے خود اسکو واپس کر چکا پس اگر مکانب نے اپنے عاجز ہونے سے پہلے بائع کا ذمہ غلام کے ہر عیب سے بری کر دیا تو مالک اسکو واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر مالک نے بائع کو مکانب کے عاجز ہونے سے پہلے بری کیا تو جائز ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر اس نے اپنی مان کو خرید تو اسکا بھی یہی حکم ہو لیکن اگر کسی مکانب نے اپنے بھائی یا چچا یا بہن کو خرید تو امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ کے قول کے موافق یہ لوگ بھی اسی کے ساتھ مکانب ہو جائینگے پس اسکا حکم اور باپ یا بیٹے کے خرید کا حکم برابر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول کے موافق یہ لوگ اسکے ساتھ مکانب ہونگے پس بسبب عیب کے انکے واپس کر دینے کا اختیار رکھتا ہو جیسا کہ انکے فروخت کرنیکا اختیار ہو پس اگر مالک نے بائع کو مکانب کے عاجز ہونے سے پہلے ہر عیب سے بری الذمہ کر دیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک صحیح ہوگا اور اگر مکانب نے اپنی ام ولد خریدی اور اس میں عیب پایا پس اگر اسکے ساتھ اسکا والد ہو تو جیسا ام ولد کی بیع کرنیکا اختیار نہیں رکھتا ہو اسی طرح اسکے واپس کرنیکا بھی مختار ہوگا لیکن نقصان عیب سے لے لگا اور نقصان عیب لینے کا خود ہی مکانب متولی ہوگا پس اگر مکانب نے اپنے عاجز ہونے سے پہلے بائع کو ہر عیب سے بری الذمہ کر دیا تو صحیح ہو اور اگر مکانب کے مولے نے ایسا کیا تو صحیح نہیں ہو اور اگر اس ام ولد کے ساتھ ولد نہ ہو تو بھی صاحبین کے نزدیک یہی حکم ہو اور امام اعظم کے نزدیک اسکو واپس کرنیکا اختیار ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنے مکانب سے کوئی غلام خرید لیا وہ شخص عیب کی وجہ سے غلام کو واپس نہیں کر سکتا ہو اور نہ اسکے بائع سے جھگڑا کر سکتا ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ کسی مکانب نے یا کسی شخص نے کوئی غلام خرید لیا اور اسکو مکانب کر دیا پھر اس میں عیب پایا تو بسبب عیب کے واپس نہیں کر سکتا ہو اور نقصان عیب بھی نہیں لے سکتا ہو اور اگر مکانب نے بائع کو عیب سے بری الذمہ کر دیا تو صحیح ہو یہاں تک کہ مکانب کے عاجز ہونے کے بعد اسکے مالک کو اور خوکے وارث کو عیب کی وجہ سے واپس کرنیکا اختیار ہوگا اور اگر مکانب کے عاجز ہونے سے پہلے اسکے مالک نے بائع کو بری الذمہ کیا تو صحیح نہیں ہو اور یہی حال خوکے وارث کا بھی ہو کہ اسکا بری الذمہ کرنا بھی صحیح نہیں ہو اگرچہ خوکے مرض الموت میں ہو اور اگر پہلے مکانب کے عاجز ہونے کے بعد مالک اسکا بائع کو بری الذمہ کرے خواہ اسوقت تک دوسرا مکانب عاجز ہو ہو یا نہ ہو اور تو بری کرنا صحیح ہو اور اسی طرح اگر خوکے وارث نے مورث کے مرنے کے بعد بائع کو بری کیا تو بھی صحیح ہو۔ اگر کسی نے ایک غلام خرید لیا اور اسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پہلا مشتری مر گیا پھر غلام نکل کوئی ایسا عیب ظاہر ہوا جو پہلے بائع کے پاس تھا پھر مشتری اول کے وارث نے بائع کو عیب سے

برہمن کو دیا تو صحیح ہے نہایت کہ اگر غلام اسکو واپس دیا جائے تو وہ پہلے بانی کو واپس نہیں کر سکتا ہے اگرچہ
 فی الحال واپس کرنا منع ہو گیا تھا اور اگر مالک مکاتب نے کسی غلام کو کسی شخص سے خود پہلے خریدا ہے۔ اپنے
 مکاتب کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو مکاتب عاجز ہوا ہے مالک نے غلام میں کوئی عیب پایا اور اپنے بانی کو واپس
 کر دینا چاہا تو یہ صورت کتاب میں مذکور نہیں ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اسکو واپس کرنا اختیار نہ کرنا چاہیے
 یہ عیب میں لکھا ہے۔ اگر کسی قرض دار غلام نے کہ جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہے اپنے غلام کو اپنے مالک کے
 ہاتھ بعض اسکے مثل قیمت کے فروخت کیا ہے یا مالک نے اس پر قبضہ کر لیا ہے غلام میں کوئی عیب پایا ہے اگر نہیں
 رہا یا دین تھا اس طرح کہ یہ بانی سے یا بانی یا ورنہ غیر میں چیر نہیں یا کوئی اسباب تھا لیکن وہ غلام کے
 اس ملک ہو کر اسکے ذمہ دین ہو گیا تو ان صورتوں میں مالک اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر نہیں نقد نہ ہو
 لیکن ایسا اسباب ہو کہ جو غلام کے پاس موجود ہے تو واپس کر سکتا ہے اور قبضہ سے پہلے سب صورتوں میں واپس
 کر سکتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ کسی قرض دار غلام نے جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہے ایک غلام خریدا اور اسکو
 اپنے مالک کے ہاتھ فروخت کیا اور اس نے قبضہ کر لیا ہے اس غلام قرض دار کو قرض خواہوں نے قرض معاف
 کر دیا ہے مالک نے غلام سے یہ کہ اگر عیب پایا تو اسکو واپس نہ کرے گا اور نہ نقصان لے گا اور اگر قبضہ نہ کیا ہو تو واپس کر سکتا
 ہے بانی کے ذمہ ہے کہ اگر قبضہ نہ کیا ہے تو قرض کی اور اسے نہیں پر قبضہ نہ کیا ہے اسکو نہیں ہر دیا تو مشتری عیب
 کی وجہ سے واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر قبضہ کر لیا ہے تو عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے یہ
 محیط مشتری میں لکھا ہے۔ اگر ایک غلام فروخت کیا اور اس کا مشتری کو عیب پایا اسکو نہیں سے
 بری الذمہ کر دیا ہے چنانچہ کوئی عیب پایا تو قبضہ سے پہلے واپس کر سکتا ہے اور بعد قبضہ کے واپس نہیں

پانچویں فصل میں بیان ہے برائت کرنے اور اسے ضمانت کرنے کے بیان میں عیبوں سے
 برہمن کو پیش کے ساتھ فروخت کر دینا حیوان وغیرہ میں جائز ہے اور اس برائت میں وہ سب عیب داخل
 ہو جاتے ہیں جنکا بانی کو علم نہیں ہے اور جنکا علم تھا وہ جسے مشتری واقف نہیں ہے اور ہمارے اماموں کا یہی
 قول ہے خواہ عیبوں کی جس بیان کی ہو یا نہ بیان کی ہو خواہ اسکی طرف اشارہ کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس
 برائت کرنے سے ہر عیب سے جو بیع کرنے کے وقت بیع میں موجود ہے یا جو اسکے بعد پیدا کرنے کے
 وقت تک پیدا ہو جائے برہمن کو جاتا ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ کا ہے اور امام محمد
 نے کہا کہ جو بعد بیع کے پیدا ہو اس سے برہمن نہیں ہوتا ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر بانی نے
 یہ شرط کی کہ ہر عیب سے جو اسکے ساتھ موجود ہے برہمن ہر عیب سے جو اسکے بعد بیع کے پیدا ہونے
 والے عیب سے برہمن ہوگا اور اسی طرح اگر کسی خاص قسم کے عیب کی تخصیص کرے تو صحیح ہے یہ محیط
 میں لکھا ہے۔ اور اگر اس شرط کے ساتھ بیع کی کہ بانی ہر عیب سے جو اسکے ساتھ موجود ہے اور بعد
 پیدا ہو تو اس شرط کے ساتھ فاسد ہوگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں نے
 اس بات میں اختلاف کیا کہ یہ عیب عقد کے بعد پیدا ہوا ہے یا بیع کے وقت کا ہے تو اسکا حکم امام اعظم

اور امام ابو یوسف سے مروی نہیں ہے اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ بائع کا قول معتبر ہو گا مگر اس طرح قسم
لیکر کہ وہ اپنے علم پر قسم کھائے کہ یہ نیا پیدا ہوا ہے اور یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ جب برائے مطلق بیان کی غمی
اور اگر برائے صرف بیع کے وقت کے عیبوں سے تھی اور پھر اٹھانے سے اس طرح اختلاف کیا تو مشتری کا قول لیا جائے گا
یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اگر دو کو اہون نے کسی باندی کے مقدمہ میں ہر عیب سے بریت کرنے پر گواہی دی پھر ایک
گواہ نے اُسکو بدون برائے کے خرید کیا اور اس میں کوئی عیب پایا تو وہ پس کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر دونوں
نے جھگڑی ہونے سے بریت کرنے پر گواہی دی پھر ایک نے اُسکو خرید لیا اور اُسکو جھگڑی پایا تو وہ پس
کر سکتا ہے اور اگر دونوں نے اس بات پر گواہی دی کہ بائع نے کہا کہ میں اُسکے جھگڑی ہونے سے
بری ہوتا ہوں پھر ایک گواہ نے اُسکو خرید لیا اور جھگڑی پایا تو اُسکو وہ پس کر سکتا ہے اختیارات میں ہے یہ موطا
میں لکھا ہے۔ اگر بائع نے ہر عیب سے برائے کر لی تو اس میں عیب ایسا یا ریاں سب داخل ہو جائیں گی اور اگر
کل بیماریوں سے برائے چاہی تو سب مرضوں سے برائے ہو گی اور اس میں داغ اور زائے انگی اور
اُس زخم کا اثر جو اچھا ہو گیا ہے داخل نہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر عیب غافلہ سے برائے
کر لی تو غافلہ کا لفظ چوری اور سجا گئے اور فتنہ و فوج کو شامل ہو گا یہ سراج الملوح میں لکھا ہے۔ اور اگر
ہر سیاہ دانت سے برائے کر لی تو اس میں سرخ اور سفید دانت بھی داخل ہو جائیں گے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔
اور اگر کسی نے ایک غلام فروخت کیا اور اُسکے ہر طرح سے جو عیب موجود ہیں بریت کر لی تو اس میں وہ قرحہ جسے
خون جاری رہتا ہے داخل ہو جائیں گے اور ایسے زخموں کے نشان جو اچھے ہو گئے ہیں داخل ہونگے
اور داغ کے نشان داخل ہونگے کیونکہ داغ اور چیرہ اور قرحہ اور چیرہ اور اگر کہا کہ میں اس کے
ہر آئینہ زخم سے بری ہوں پھر ناگاہ اس کے سر میں موضع زخم نہ گئے تو موضع سے بری نہ ہو گا یہ محیط سرخی میں
لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو میرے ہر حق سے جو تیری جانب ہے بری ہے تو اس میں عیب
داخل ہو جائیں گے اور یہی مختار ہے اور درک داخل نہ ہو گا یعنی ضمان درک دینا چاہیے یہ واقعات حسامیہ میں
لکھا ہے۔ کسی نے ایک کپڑا خریدا اور بائع نے اس میں ایک شکاف مشتری کو دکھلایا اور مشتری نے کہا کہ
میں نے تجھ کو اس سے بری کیا پھر اس کے بعد مشتری بائع سے وہ کپڑا لینے آیا اور اُسکے شکاف کو دیکھ کر کہا
کہ یہ اتنا نہیں ہے کہ جتنے سے میں نے تجھ کو بری کیا تھا وہ ایک شکاف تھا اور یہ ایک ہاتھ ہے تو اس باب
میں قول مشتری کا معتبر ہو گا اور اسی طرح اگر باندی یا غلام کے آنکھ کی سپیدی میں اس طرح اختلاف ہوا
تو مشتری کا قول لیا جائیگا اور اسی طرح اگر مشتری نے بائع کو ہر عیب سے جو اس میں موجود تھے بری کیا یا اس کے
عیبوں سے بری کیا پھر مشتری نے کہا کہ عیب بری کرنے کے بعد پیدا ہوا ہے تو بھی اُسکا قول لیا جائیگا
اور اسی طرح اگر مشتری نے کہا کہ میں نے تجھ کو اس میں عیب سے بری کیا پھر کہا کہ یہ وہ نہیں ہے تو بعد
بری کرنے کے پیدا ہوا ہے تو بھی اسی کا قول لیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے
کہا کہ میں نے ہر عیب سے جو اس کی آنکھ میں موجود ہیں بریت کر لی پھر ناگاہ وہ کانٹا نکلا تو بائع بری نہ ہو گا اور
اسی طرح اگر کہا کہ میں اس کے ہر عیب سے جو اس کی ہاتھ میں موجود ہیں بری ہوں پھر ناگاہ وہ ہاتھ نکلا تو بائع بری نہ ہو گا

چنانہ ہو گا ہم
 غنہ سے سرفراز
 میں مال و ثروت کا
 ان فوٹک کر جو
 ارستہ جانہ ہوا
 ارجن منی نہ ہو
 اسکی جیہ نہ ہو
 کی سپیدی علی ہو
 اور جو جس کی ہو
 ہر نامک ہو
 تونہ نہ ہو

تو بری ہوگا اور اگر ایک انگلی یا دو انگلیاں کٹی ہوئی ہوں تو بری ہوگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر دو انگلیاں
لٹا ہوا ہو تو وہ دو عیب ہیں اور اس سے بری ہوگا جبکہ راسات نامہ کے ایک عیب کے ساتھ ہوا اور اگر تمام انگلیاں
مع آدمی تھیلی کے کٹی ہوئی ہوں تو یہ ایک عیب ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ میں بری ہوں
ہر عیب سے جو اس غلام کے ساتھ موجود ہے مگر بھانگا اسکا ہر شتری نے اسکو سبکوڑا پایا تو بائع اس سے بری
ہوگا اور اگر بائع نے کہا کہ میں ہر عیب سے جو اس غلام کے ساتھ موجود ہے بری ہوں مگر بھانگنے سے تو شتری کو
واپس کر نیک اختیار ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے کسی شخص نے ایک کپڑا اس شرط پر فروخت کیا کہ میں اس کے ہر شر سے جو میں
موجود ہر شکاف کی قسم سے بری ہوں اور اس کپڑے میں بہت شکاف تھے کہ انکو سی دیا تھا یا پیوند کر دیا تھا
یا رنوکرو دیا تھا تو وہ ان سب سے بری ہوگا اور اسی طرح اگر آئین شکاف آگ کے جلنے کے ہوں یا عفونت
تو بھی وہ ان سب سے بری ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کسی نے ایک غلام اس شرط پر خریدا
کہ آئین ایک عیب ہے پھر آئین دو عیب پائے اور بسبب موت یا اس کے مانند کے اس غلام کا واپس کرنا ممکن
نہ رہا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ اختیار بائع کو ہے اور امام محمد کہتے ہیں کہ شتری کو یہ اختیار ہوگا کہ دونوں
عیبوں میں سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کرے پس اس غلام کو دونوں عیبوں کے ساتھ اندازہ کیا جاوے گا
اور پھر اسی غلام کو اس عیب کے ساتھ کہ جس کا نقصان لینا نہیں چاہتا ہے اندازہ کیا جاوے گا پھر جو فرق ان دونوں
قیمتوں میں ہے وہ لے لیا اور اسی طرح اگر آئین عیب پائے اور اس کے پاس ایک اور عیب پیدا ہوجانے
کے سبب سے واپس کرنا ممکن نہ رہا تو تین عیبوں میں سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کرے اور
یہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے پس ایک بار اس غلام کو اس عیب کے ساتھ کہ جس کا نقصان لینا نہیں چاہتا ہے
اندازہ کیا جاوے اور ایک بار اس غلام کو مع تینوں عیبوں کے اندازہ کیا جاوے اور جو کچھ فرق ان
دونوں قیمتوں میں ہو وہ واپس لیا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دو غلام اس شرط پر خریدے کہ ایک
انہیں کا عیب دار ہے پھر ایک کو عیب دار پایا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر ایک میں دو عیب پائے تو
اسکو واپس کر سکتا ہے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک عیب پایا تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہے اور اس صورت
میں ایک بات پر غور کیا جائیگا کہ اگر قبضہ پہلے ایسا پایا تو دونوں کو ایک ساتھ واپس کر دے اور
اگر قبضہ کرچکا ہے تو شتری جس ایک کو چاہے واپس کر دے اور یہ قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہے پس ان کے نزدیک
غیر شتری کو حاصل ہو پس اگر اس نے ایک غلام پر قبضہ کیا اور آئین کوئی عیب معلوم نہوا پھر دوسرے غلام پر
عیب جان کر قبضہ کیا پھر جس غلام پر پہلے قبضہ کیا تھا عیب دار پایا تو اسکو اختیار ہے کہ جس ایک کو چاہے واپس کر دے
پس اگر اس نے اس غلام کے واپس کر نیک قصد کیا کہ جس پر عیب جاننے قبضہ کیا تھا اور بائع نے کہا کہ تو اسکو واپس
نہیں کر سکتا ہے کیونکہ تو نے اسکا عیب جان کر اس پر قبضہ کیا پس تو اس کے عیب پر راضی ہو چکا ہو تو بائع کے کلام پر التفات
نہ کیا جائیگا اور اگر اس نے دونوں کو عیب جان کر سچے دونوں پر قبضہ کیا یا ایک پر قبضہ کیا تو ایسا قبضہ دونوں کے اختیار
کرنے میں شمار ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے کسی نے ایک چیز اس شرط پر فروخت کی کہ میں ہر عیب سے بری
ہوں تو ایسا کہنا اس غلام کے اندر عیب ہونیکا اقرار کرنا نہیں ہے بخلاف اس صورت کے کہ اگر اس نے ایک عیب

یا دو عیون سے بریت کی شرط لگائی تو یہ بریت اُس عیب کے موجود ہونے کے اقرار میں شمار ہو اور بیان اسکا یہ ہے کہ اگر کسی نے دو غلام اس شرط پر فروخت کیے کہ بائع اس خاص غلام کے ہر عیب سے بری ہو اور دونوں مشتری کو سپرد کر دیے پھر ایک کا کوئی شخص حق دار پیدا ہوا اور مشتری نے دوسرے میں عیب پایا تو مشتری کو دوسرا عیب دار اپنے حصہ ثمن کے حوض لازم ہو گا پس دونوں غلاموں کو صحیح سالم مان کر ثمن اُن دونوں پر تقسیم کیا جائیگا پس جو غلام کہ حقدار نہ لے لیا ہو جب اُسکا حصہ معلوم ہو جائے تو اُسی قدر مشتری بائع سے واپس کر لیگا اور اگر دو غلام ایک ہی ثمن میں اس شرط پر فروخت کیے کہ بائع اس خاص غلام کے ایک عیب سے بری ہو پھر دونوں میں سے ایک غلام کا کوئی شخص حق دار نکلا پھر مشتری نے اُس غلام میں کہ جسکے ایک عیب سے برائت ہو چکی ہو ایک عیب پایا تو ثمن دونوں پر تقسیم کیا جائیگا اس طرح کہ جو غلام حق دار کو گیا اُسکی قیمت صحیح سالم کی اور دوسرے کی قیمت مع ایک عیب کے دونوں قیمتوں پر ثمن تقسیم کیا جاوے پس جب اُس غلام کا حصہ معلوم ہو جائے جو حق دار نہ لے لیا ہو تو اُسی قدر مشتری بائع سے واپس کر لے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک غلام دوسرے کے ساتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ آئین کوئی عیب نہیں ہو لیکن ایک عیب ہے اُسے بریت کر لی اور مشتری نے اسی شرط پر خرید کر قبضہ کر لیا پھر آئین دو عیب پائے اور کسی سبب سے اُسکا واپس کرنا ممکن نہ رہا تو اُس غلام کے صحیح سالم قیمت کے حساب سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کرے بخلات اُس صورت کے کہ اگر بائع نے ابتداً اُس غلام میں یہ نہ کہا تھا کہ آئین کوئی عیب نہیں ہو کیونکہ ایسی صورت میں اُس غلام کو دوسرے عیب کے ساتھ قیمت لگا کر اُسکے حساب سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کرے اور اگر دو غلام اس شرط پر خریدے کہ بائع ایک غلام کے ہر عیب سے بری ہو اور دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک میں چند عیب پائے تو اُسکو واپس کر نیکا اختیار نہ ہو گا پس اگر اُسکے بعد دوسرے کا کوئی شخص حق دار نکلے تو اُسکا حصہ ثمن مشتری واپس کر لیگا پس دونوں کو بے عیب مان کر ثمن اُن پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر دونوں کو اس شرط پر خرید اکہ بائع ایک کے سر کے تین زخموں سے بری ہو پھر مشتری نے ایک کے سر میں تین زخم پائے اور دوسرے کا کوئی شخص ہو اُس حق غلام بے عیب اور دوسرے پر تین زخموں کے ساتھ ثمن دونوں پر تقسیم کیا جاوے (اور مستحق کا حصہ ثمن مشتری بائع سے واپس کر لیوے) یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور نوادر ابن سماعین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ کسی نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور تیسرا شخص اُسکے عیون کا مشتری کے لیے ضمانت ہو گیا پھر مشتری نے آئین کچھ عیب پا کر واپس کر دیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے قیاس میں ضمانت نہ ہوگی اور یہ جملہ ہم ہو اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وہ عیون کا ضمانت ہے اور یہ مثل ضمانت دہک کے ہے احتیاق میں۔ اور اسی طرح اگر مشتری کے واسطے کسی شخص نے چو مایا ہوا ہونے اور آزاد ہونے کی ضمانت کی پھر مشتری نے اُسکو آزاد دیا چو مایا ہوا یا یا تو ضمانت سے ضمانت لیگا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اندھے یا مجنون ہونے کی ضمانت کی پھر مشتری نے اُسکو ایسا ہی پایا تو ضمانت سے ضمانت لے لیگا اور اگر غلام مشتری کے پاس واپس کرنے سے پہلے مر گیا اور بائع پر نقصان عیب او اگر نیکا قاضی نے حکم دیا تو مشتری کو اختیار ہو گا کہ ضمانت سے لے لے یہ فقہ و میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خرید اور مشتری کو بقدر حصہ عیب کے ثمن واپس دینے کا کوئی شخص ضمانت

بائع کا حصہ معلوم ہو جائے تو اُسی قدر مشتری بائع سے واپس کر لے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک غلام دوسرے کے ساتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ آئین کوئی عیب نہیں ہو لیکن ایک عیب ہے اُسے بریت کر لی اور مشتری نے اسی شرط پر خرید کر قبضہ کر لیا پھر آئین دو عیب پائے اور کسی سبب سے اُسکا واپس کرنا ممکن نہ رہا تو اُس غلام کے صحیح سالم قیمت کے حساب سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کرے بخلات اُس صورت کے کہ اگر بائع نے ابتداً اُس غلام میں یہ نہ کہا تھا کہ آئین کوئی عیب نہیں ہو کیونکہ ایسی صورت میں اُس غلام کو دوسرے عیب کے ساتھ قیمت لگا کر اُسکے حساب سے جس عیب کا نقصان چاہے واپس کرے اور اگر دو غلام اس شرط پر خریدے کہ بائع ایک غلام کے ہر عیب سے بری ہو اور دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک میں چند عیب پائے تو اُسکو واپس کر نیکا اختیار نہ ہو گا پس اگر اُسکے بعد دوسرے کا کوئی شخص حق دار نکلے تو اُسکا حصہ ثمن مشتری واپس کر لیگا پس دونوں کو بے عیب مان کر ثمن اُن پر تقسیم کیا جائیگا اور اگر دونوں کو اس شرط پر خرید اکہ بائع ایک کے سر کے تین زخموں سے بری ہو پھر مشتری نے ایک کے سر میں تین زخم پائے اور دوسرے کا کوئی شخص ہو اُس حق غلام بے عیب اور دوسرے پر تین زخموں کے ساتھ ثمن دونوں پر تقسیم کیا جاوے (اور مستحق کا حصہ ثمن مشتری بائع سے واپس کر لیوے) یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور نوادر ابن سماعین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ کسی نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور تیسرا شخص اُسکے عیون کا مشتری کے لیے ضمانت ہو گیا پھر مشتری نے آئین کچھ عیب پا کر واپس کر دیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے قیاس میں ضمانت نہ ہوگی اور یہ جملہ ہم ہو اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وہ عیون کا ضمانت ہے اور یہ مثل ضمانت دہک کے ہے احتیاق میں۔ اور اسی طرح اگر مشتری کے واسطے کسی شخص نے چو مایا ہوا ہونے اور آزاد ہونے کی ضمانت کی پھر مشتری نے اُسکو آزاد دیا چو مایا ہوا یا یا تو ضمانت سے ضمانت لیگا اور اسی طرح اگر کسی شخص نے اندھے یا مجنون ہونے کی ضمانت کی پھر مشتری نے اُسکو ایسا ہی پایا تو ضمانت سے ضمانت لے لیگا اور اگر غلام مشتری کے پاس واپس کرنے سے پہلے مر گیا اور بائع پر نقصان عیب او اگر نیکا قاضی نے حکم دیا تو مشتری کو اختیار ہو گا کہ ضمانت سے لے لے یہ فقہ و میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خرید اور مشتری کو بقدر حصہ عیب کے ثمن واپس دینے کا کوئی شخص ضمانت

ہو اتو امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا ہو کہ یہ جائز ہو پس اگر آئین کوئی عیب پاوے اور بائع کو واپس کرے تو اسکو اختیار ہوگا کہ بقدر حصہ عیب کے ثمن ضامن سے واپس کرے جیسا کہ بائع سے واپس کر سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان بین لکھا ہو۔

چھٹی فصل عیون سے صلح کرنے کے بیان میں امام محمد رحمہ نے کتاب الاصل میں لکھا ہو کہ اگر کوئی غلام ایک ہزار درم کو خرید ا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اسکا ثمن ادا کر دیا پھر آئین کوئی عیب پایا اور بائع نے اس عیب داری کے ساتھ فروخت کرنے سے انکار کیا پھر بائع نے اس بات پر صلح کرنی چاہی کہ بائع مشتری کو چند درم شہرہ فی الحال یا کسی میعاد تک واپس دیدے تو یہ صلح جائز ہو اور اگر عیب سے ایک دینار پر صلح کی پس اگر اس دینار کو جدا ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو صلح جائز ہو اور اگر ادا کرنے سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر مشتری نے اس غلام کو فروخت کر دیا اور ثمن نقد لے لیا پھر اس کے کسی عیب پر مطلع ہوا اور اس کے بائع نے اس عیب سے چند درہم ہون پر صلح کی تو جائز نہیں ہو پس اگر غلام دوسرے مشتری کے پاس رہ گیا اور اس نے اپنے بائع سے نقصان عیب لے لیا پھر دوسرے بائع نے اپنے بائع سے کسی طرح صلح کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک صلح باطل ہو اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو اور اگر ثمن ناپ یا تول کی چیزوں میں سے خیر معین ہو اور ناپ یا تول بیان کر دیا وے اور دونوں قبضہ کر لیں پھر مشتری غلام میں کوئی عیب پاوے اور بائع سے صلح کر لے پس اگر صلح ثمن کی جنس سے کسی قدر ثمن پر واقع ہوے تو یہ استیفاء ہو اسبدال بین ہو پس صلح جائز ہوگی خواہ فی الحال ادا کرنا ٹھہرے یا میعاد پر ادا کرنا ٹھہرے جائز ہو خواہ ثمن اپنے مشتری کے پاس موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو اور اگر ثمن کی جنس سے خلاف کسی چیز پر صلح ہو تو یہ معاوضہ ہو پس جان افراق اذعین بدین پایا جاوے جائز ہو اور جبر موقع برافراق اذعین بدین ہو ورنہ جائز نہیں ہو اور اگر ثمن ناپ یا تول کی چیزوں میں سے معین ہو اور دونوں قبضہ کر لیں اور پھر کسی قدر ثمن پر اسکی جنس سے صلح واقع ہو تو خواہ میعاد دی ہو یا نقد ہو جائز ہو بشرطیکہ جو کچھ غلام کے عوض لیا ہو وہ تلف ہو چکا ہو اور اگر وہ تلف نہوا ہو بلکہ بعینہ باقی ہو تو اس جنس کے بعض ثمن میعاد پر صلح جائز نہیں ہو اور فی الحال ادا کرنے کی صورت میں جائز ہو بشرطیکہ جدا کرنے سے پہلے ادا کر دے یا وہ معین ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور عیب کا جاتا رہنا صلح کو باطل کر دیتا ہو پس جو کچھ بائع سے اُس کے بدلے لیا ہو یا بائع نے ثمن سے کم کر دیا ہو وہ اسکو واپس کر دیا جبکہ اسکی ملک میں زائل ہو جاوے اور اگر اسکی ملک سے نکل جانے کے بعد زائل ہو تو واپس نہ کرے گا اور اگر خریدنے کے بعد صلح عیب سے ایک درم پر صلح کی تو جائز ہو اگرچہ آئین کوئی عیب نہ پایا ہو اور اگر کہا کہ میں نے جسے تمام عیب خرید لیا تو جائز نہیں ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو اگر مشتری نے بائع کی آنکھ میں عیب دکھایا اور بائع نے اسکی آنکھ پر کچھ دیکر صلح کر لی تو جائز ہو اگرچہ عیب کا ذکر نہ کیا ہو اور محل عیب کا ذکر نہ کیا ہو عیب کے ذکر کے شمار کیا گیا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مشتری نے غلام میں کوئی عیب پایا اور دونوں کے اس شرط پر صلح کی کہ ہر ایک اپنا ہوان حصہ کھادے اور کوئی اجنبی الگ کھائے ہوے کے

بایں ہندیہ کتاب البیوع باب شتم خرید و بیع
فصل ششم فی صلح عیون
چھٹی فصل عیون سے صلح کرنے کے بیان میں امام محمد رحمہ نے کتاب الاصل میں لکھا ہو کہ اگر کوئی غلام ایک ہزار درم کو خرید ا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اسکا ثمن ادا کر دیا پھر آئین کوئی عیب پایا اور بائع نے اس عیب داری کے ساتھ فروخت کرنے سے انکار کیا پھر بائع نے اس بات پر صلح کرنی چاہی کہ بائع مشتری کو چند درم شہرہ فی الحال یا کسی میعاد تک واپس دیدے تو یہ صلح جائز ہو اور اگر عیب سے ایک دینار پر صلح کی پس اگر اس دینار کو جدا ہونے سے پہلے ادا کر دیا تو صلح جائز ہو اور اگر ادا کرنے سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر مشتری نے اس غلام کو فروخت کر دیا اور ثمن نقد لے لیا پھر اس کے کسی عیب پر مطلع ہوا اور اس کے بائع نے اس عیب سے چند درہم ہون پر صلح کی تو جائز نہیں ہو پس اگر غلام دوسرے مشتری کے پاس رہ گیا اور اس نے اپنے بائع سے نقصان عیب لے لیا پھر دوسرے بائع نے اپنے بائع سے کسی طرح صلح کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک صلح باطل ہو اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہو اور اگر ثمن ناپ یا تول کی چیزوں میں سے خیر معین ہو اور ناپ یا تول بیان کر دیا وے اور دونوں قبضہ کر لیں پھر مشتری غلام میں کوئی عیب پاوے اور بائع سے صلح کر لے پس اگر صلح ثمن کی جنس سے کسی قدر ثمن پر واقع ہوے تو یہ استیفاء ہو اسبدال بین ہو پس صلح جائز ہوگی خواہ فی الحال ادا کرنا ٹھہرے یا میعاد پر ادا کرنا ٹھہرے جائز ہو خواہ ثمن اپنے مشتری کے پاس موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو اور اگر ثمن کی جنس سے خلاف کسی چیز پر صلح ہو تو یہ معاوضہ ہو پس جان افراق اذعین بدین پایا جاوے جائز ہو اور جبر موقع برافراق اذعین بدین ہو ورنہ جائز نہیں ہو اور اگر ثمن ناپ یا تول کی چیزوں میں سے معین ہو اور دونوں قبضہ کر لیں اور پھر کسی قدر ثمن پر اسکی جنس سے صلح واقع ہو تو خواہ میعاد دی ہو یا نقد ہو جائز ہو بشرطیکہ جو کچھ غلام کے عوض لیا ہو وہ تلف ہو چکا ہو اور اگر وہ تلف نہوا ہو بلکہ بعینہ باقی ہو تو اس جنس کے بعض ثمن میعاد پر صلح جائز نہیں ہو اور فی الحال ادا کرنے کی صورت میں جائز ہو بشرطیکہ جدا کرنے سے پہلے ادا کر دے یا وہ معین ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور عیب کا جاتا رہنا صلح کو باطل کر دیتا ہو پس جو کچھ بائع سے اُس کے بدلے لیا ہو یا بائع نے ثمن سے کم کر دیا ہو وہ اسکو واپس کر دیا جبکہ اسکی ملک میں زائل ہو جاوے اور اگر اسکی ملک سے نکل جانے کے بعد زائل ہو تو واپس نہ کرے گا اور اگر خریدنے کے بعد صلح عیب سے ایک درم پر صلح کی تو جائز ہو اگرچہ آئین کوئی عیب نہ پایا ہو اور اگر کہا کہ میں نے جسے تمام عیب خرید لیا تو جائز نہیں ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو اگر مشتری نے بائع کی آنکھ میں عیب دکھایا اور بائع نے اسکی آنکھ پر کچھ دیکر صلح کر لی تو جائز ہو اگرچہ عیب کا ذکر نہ کیا ہو اور محل عیب کا ذکر نہ کیا ہو عیب کے ذکر کے شمار کیا گیا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مشتری نے غلام میں کوئی عیب پایا اور دونوں کے اس شرط پر صلح کی کہ ہر ایک اپنا ہوان حصہ کھادے اور کوئی اجنبی الگ کھائے ہوے کے

ماسوائے لیوے اور اجنبی اس پر راضی ہو گیا تو جائز ہو اور مشتری کا الاب کرنا جائز ہر بائع کا جائز نہیں ہو
 اور اگر مشتری نے کپڑا وصول کیا پھر وہ چٹا ہوا پایا اور مشتری نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ وہ دھوبی کے
 پاس کا ہو یا بائع کے پاس پھر باہم اسطرح صلح کر لی کہ ایک درم دھوبی دے اور ایک درم بائع اور
 مشتری اس کپڑے کو قبول کرے تو جائز ہو اور اسی طرح اگر باہم اس بات پر صلح قرار پائی کہ ایک درم
 دھوبی دے اور ایک درم مشتری اور بائع اسکو قبول کرے تو بھی جائز ہو بعض فقہانے فرمایا ہو کہ یہ غلط ہے
 اور مردیہ ہے کہ دھوبی پہلے ایک درم مشتری کو دے پھر مشتری اسکو بائع کو دے یہ نفع الفدیہ میں لکھا ہے
 اور فتاویٰ سے فضلی نہیں مذکور ہے کہ اگر کسی نے ایک باندی خریدی اور اس میں کوئی عیب پایا اور دونوں نے
 اس صلح کی کہ بائع اس قدر درم ادا کرے اور باندی کو مشتری سے تو صلح جائز ہو اور اگر دونوں نے اسطرح پر صلح کی
 کہ مشتری اس قدر درم ادا کرے اور باندی کو بائع سے لیوے تو جائز نہیں ہے لیکن اگر مشتری اس باندی کو اسکا پورے میں ادا کرنے
 کے بعد اس سے کم نہیں پر بائع کے ہاتھ فروخت کر دے تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور ایسا ہی فتاویٰ قاضیان میں
 ہے کسی نے ایک کپڑا خرید کر اسکی قمیص قطع کرائی اور نہ تو نہیں سلا یا تھا کہ اس میں کوئی عیب پایا اور بائع نے اقرار کیا کہ
 یہ عیب میرے پاس کا ہے پھر بائع نے اسطرح پر صلح کی کہ میں اس کپڑے کو بیسے لیتا ہوں اور میں سے مشتری مجھے کسے
 تو یہ جائز ہے اور میں سے جب قدر بائع کے پاس رہ گیا وہ بمقابلہ اس نقصان کے شمار کیا جاوے گا جو مشتری نے کپڑے کے
 قطع کرانے میں کر دیا ہے یہ محیط میں لکھا ہے کتاب اصل میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک باندی بچاس دینار کو خریدی
 اس پر قبضہ کر لیا اور پھر اس میں کچھ عیب لگایا اور پھر دونوں نے اس شرط پر صلح کی کہ باندی کو بائع لے لے
 اور مشتری کو انچاس دینار واپس کرے تو صلح کرنا جائز ہو اور ایک دینار جو بائع نے لے لیا اس میں لحاظ
 کیا جائیگا کہ اگر بائع یہ اقرار کرتا تھا کہ یہ عیب اسکے پاس کا ہے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام محمد کے نزدیک
 وہ دینار اسکو حاصل ہوگا اور مشتری کو واپس کر دینا واجب ہو اور امام ابو یوسف کے قیاس پر واپس کرنا واجب
 نہیں ہے اور اگر بائع اس بات سے منکر تھا کہ یہ عیب اسکے پاس کا ہے پس اگر وہ عیب ایسا ہو کہ اسکا مثل نہیں
 پیدا ہو سکتا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ایسا عیب ہو کہ اسکا مثل پیدا ہو سکتا ہو تو بالاتفاق یہ دینار بائع کو حلال ہو
 اور اگر بائع نے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا بلکہ چپ رہا تو چپ رہنا اور انکار کرنا دونوں کا حکم ایک ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے
 اور اگر بائع نے مشتری سے ایک کپڑا لیا اس شرط سے کہ وہ باندی پھر لینا قبول کرے اور مشتری کو پورا
 میں واپس کر دے تو یہ صورت اور ایک دینار باقی رکھنا دونوں پر ابرہین اور اگر بجائے کپڑے کے کچھ درہم
 ہوں پس اگر اسی مجلس میں ان درہم ہوں پر قبضہ ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر وہ درم میعاد میں ادا کرنے
 کے مجھے تو کسی وجہ سے جائز ہوگا کیونکہ یہ بیع صرف ہے اور اگر بجائے درم کے کچھ طعام تھا کہ جبکا وصف بیان
 کر کے اسکے ادا کرنے کی مدت قرار پائی تھی اور حال یہ کہ بائع اس بات سے انکار کرتا تھا کہ یہ عیب اسکے
 پاس کا ہے اور دونوں نے جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لیا اور عیب ایسا ہے کہ جبکا مثل پیدا ہو سکتا ہو تو یہ
 صلح جائز ہو اور اگر میں ادا کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو طعام باطل ہو گیا کیونکہ یہ معاوضہ دین کا
 دین سے ہے اور میں کے دینار اس باندی صحیح کی قیمت پر اور اسکے عیب دار قیمت پر تقسیم کیے جاوے چکے

اور جب قدر میں باندی کے مقابل تو بیگا اس قدر مشتری کو دیا اور جو کچھ نقصان کے مقابل آوے وہ رکھ لیا یہ سب
میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خرید اور آئین قبضہ سے پہلے کوئی عیب پایا اور بائع نے اس عیب سے ایک باندی
پر صلح کی تو باندی بیع کے ساتھ زیادتی میں شمار ہوگی تو وہ دشمن کہ جس سے غلام خریدایا وہ غلام اور باندی دونوں
کی قیمت پر تقسیم ہوگا یہاں تک کہ اگر ایک میں کوئی عیب پایا وے تو اس کے حصہ دشمن کے عوض واپس کر دیا اور اگر یہ صلح
مشتری کے غلام پر قبضہ کرنے کے بعد واقع ہوئی تو باندی عیب کے بدلے شمار ہوگی یہاں تک کہ اگر باندی میں
کوئی عیب پایا تو دشمن میں سے جو حصہ غلام کے عیب کے عوض ہر اس قدر باندی واپس کر دیا یہ فتاویٰ قاضی
خان میں لکھا ہے۔ نو اور ابن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ کسی نے دوسرے سے ایک غلام خرید اور
قبضہ کرنے سے پہلے آئین کوئی عیب پایا اور بائع سے دوسرا غلام لیکر عیب سے صلح کر لی اور دونوں پر مشتری
نے قبضہ کر لیا پھر دونوں غلاموں میں سے ایک کا کوئی حقدار نکلا تو جو غلام کہ حقدار نے لیا اس کا حصہ دشمن
مشتری واپس کر لیا گویا اس نے دونوں غلاموں کو ایک بار خریدایا اور اگر مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا پھر آئین
کوئی عیب پایا اور بائع سے دوسرا غلام لیکر صلح کی اور دشمن ادا کر دیا پھر خریدے ہوئے غلام کا کوئی حقدار
پیدا ہوا تو دوسرے غلام کی صلح باطل ہو جائیگی یہ محیط میں اور ایسا ہی فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر
ایک مہینہ تک اپنی حاجت کے واسطے بائع کے گھوڑے پر سوار ہونے کی شرط پر عیب سے صلح کی تو جائز ہے
اور فقہانے فرمایا ہے کہ مراد یہ ہے کہ شہر کے اندر اس کے گھوڑے پر سوار ہونے کی شرط کی ہو اور اگر شہر سے باہر
سوار ہونے کی شرط کی یا شہر کے اندر یا باہر کا ذکر نہ کیا مطلق صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے مشتری
کے پاس سے بیع کسی اسکے حق دار نے لے لی اور اس نے اپنے بائع سے دشمن واپس کرنا چاہا اور اس کے بائع
نے کچھ قلیل مال پر صلح کی تو اس بائع کو اختیار ہوگا کہ اپنے بائع سے پورا دشمن واپس کر لے یہ فتاویٰ
مصری کے سائل استحقاق میں لکھا ہے۔ کسی مشتری نے باندی کے اندر عیب ہو نیکادھوے کیا اور بائع نے اس سے
انکار کیا پھر کسی قدر مال لیکر دونوں نے اس شرط پر صلح کی کہ مشتری بائع کو اس عیب سے بری کرے پھر یہ
معلوم ہوا کہ اس باندی میں یہ عیب نہ تھا یا تھا لیکن وہ اس عیب سے اچھی ہو گئی تو بائع کو اختیار ہے کہ مشتری
سے وہ مال جو اس نے صلح کے بدلے دیا ہے واپس کر لے یہ فتاویٰ مصری میں لکھا ہے۔ اگر کسی مشتری نے
باندی کی آنکھ میں سپید ہی ہو نیک عیب لگایا اور بائع کے ساتھ اس عیب سے اس شرط پر صلح کی کہ مشتری اسکو
ایک درم کم دیوے تو جائز ہے پھر اس کے بعد اگر سپیدی جاتی رہی تو درم بائع کو واپس کر دیا اور اسی طرح
اگر باندی کے اعلیٰ ہو نیک عیب لگایا اور بائع سے اس شرط پر صلح کی کہ ایک درم کم دیوے پھر ظاہر ہو کہ
اسکو حل نہ تھا تو مشتری پر درم واپس کرنا واجب ہے اور اسی طرح اگر ایک باندی خریدی اور اسکو کسی کے نکاح
میں پایا اور بائع کو واپس دینا چاہا اور بائع نے کچھ درم دیکر اس سے صلح کر لی پھر باندی کے شوہر نے
اسکو طلاق بائن دیدی تو مشتری کو وہ درم واپس کر دینا واجب ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک کپڑا خریدا
اور اسکی قبضہ کر لیا اور اسکو سلا یا پھر اس کے بعد خواہ فروخت کیا یا نہ فروخت کیا یہاں تک کہ اس کے کسی عیب پر
مطلع ہوا یا عیب ظاہر ہونے کے بعد اسکو فروخت کر دیا پھر اس عیب کے عوض چند درم لیکر صلح کی تو صلح جائز ہے

اور اسی طرح اگر اُسکو سرخ رنگا سچ فروخت کیا یا نہ فروخت کیا بیانات کہ عیب سے صلہ کر لی تو بھی جائز ہو
اور اگر اُسکا قطعہ کر با اور دسلا یا بیانیہ کہ اُسکو فروخت کر دیا سچ عیب سے صلح کر لی تو صلح صحیح نہیں ہو اور
سیاہ رنگنا امام اعظم کے نزدیک فقط قطع کرنے کے مانند ہو اور سامعین کے نزدیک قطع کرنے اور سلاسنے
کے مانند ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے کسی نے ایک گد بخیرہ اور آئین کوئی قدیمی عیب پایا اور اُسکو واپس کرنا چاہا
پھر دونوں میں ایک دینار پر صلح کرادی گئی پھر اس میں دوسرا عیب پایا تو اُسکو اختصار ہو کر یہ گد با مع و قنار کے
واپس کر دے یہ قبیحہ میں لکھا ہے غشی میں نہ گور ہو کہ کسی نے دوسرے شخص سے ایا سکا کہ کیوں دوس درم
کو خریدے اور کہ قبضہ کر لیا اور میں ادا نہ کیا بیانیہ کہ زمین اتنا عیب پایا کہ دسویں حصہ کا نقصان پڑتا تھا
اور اُسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے اس عیب کے عوض ایا کہ جو معین دینے پر اس سے صلح کی تو
یہ جائز ہو اور یہ جو نقصان عیب کے عوض ہوئے اور اگر کر جو نقصان عیب سے ہو اور اُسکا وصت بیان کر کے اُسکی سیعام
مقرر کیا وے تو صلح باطل ہو کیونکہ یہ صورت بمنزلہ ایسی بیع سلم کی صورت کے ہو کہ جس میں اس المال ادا نہ
کیا گیا ہو پس اگر اسے دسواں حصہ تمن کا دیدیا اور کہا کہ یہ ایک کر جو کا حصہ ہو تو جائز ہو اور جو سلم میں
ہو جائے اور اسی طرح اگر اُسکو پور تمن دیدیا تو بھی جائز ہو اور اگر اُسکو دسواں حصہ تمن کا دیدیا اور یہ نہ کہا کہ یہ
حصہ جو کا ہو تو کچھ ادا کیا ہو ورنہ تمن کے ہوگا تو دسواں حصہ کہ شعیر کا ثابت ہوگا اور نو دسویں حصہ باطل ہو جائے

ساتون فصل رومی اور وکیل اور تریض کی بیع و فسخی کے بیان میں اگر رومی نے بیعت کا مال فروخت کیا تو اس کا عہدہ اُس کے ذمہ ہو اور عیب کی وجہ سے اُس کو واپس کیا جاوے گا۔ اگر کسی نے ایک غلام نہ اردرم کو خریدا اور ضمن ادا کر کے سب بیٹھے اُس پر قبضہ کر لیا پھر مشتری سوائے من کے ایک ہزار درہم کا شخص دار ہو کر مر گیا اور سوائے اُس غلام کے اُس کا کچھ مال نہ تھا پھر رومی نے اُس غلام میں کچھ عیب پایا اور بدون قاضی کے حکم کے بائع کو واپس کر دیا تو قرض خواہ اس تصرف کو نہیں توڑ سکتا ہو اور رومی بائع نے آدھا من لیکر قرض خواہ کو دیگا اور اسی طرح اگر بغیر عیب کے اُس نے اقالہ کر لیا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط حسن میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے رومی سے اس غلام کو واپس نہ لیا یہاں تک کہ قاضی کے سامنے چھڑا پیش کیا پس اگر قاضی دوسرے قرض خواہ کے قرض سے واقف ہوا تو اُس کو واپس نہ کر دیگا بلکہ فروخت کر کے من دونوں کو تقسیم کر دیگا اور بائع نقصان عیب کا ضامن نہ ہوگا نہ قاضی کی بیع کر دینے سے پہلے اور نہ اُس کے بعد اور اگر قاضی واقف ہوا اور رومی نے بائع سے عیب کے باب میں جھگڑا کیا تو قاضی عیب کی وجہ سے غلام بائع کو واپس کر دیگا اور ضمن بائع کا بیعت کے اوپر تھا وہ باطل ہو جائیگا پس اگر دوسرے قرض خواہ نے اپنے قرض ہونے پر گواہ پیش کیے تو بائع کہ جس کو غلام واپس دیا گیا ہو مختار کیا جائیگا کہ اگر چاہے تو واپسی کو باقی رکھے اور دوسرے قرض خواہ کو غلام کا آدھا من دیدے پس من دونوں کے درمیان آدھا آدھا ہو گیا اور چاہے تو واپسی کو توڑ دے اور وہ غلام رومی کو واپس کر دے تاکہ دونوں کے قرضہ میں فروخت کیا جاوے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ پس اگر قاضی کے واپس کر دینے کے بعد غلام مر گیا ہو یا

قال المرحوم د. لاند ما جعل الله من عبادك شيئا عاقل الا جعله فاسقا
عنه

ایمن کوئی عیب دوسرا بائع کے پاس پیدا ہو گیا ہو یا اُسے اُسکو آزاد یا مدبر کر دیا ہو یا باندی کی صورت میں اُسکو ام ولد بنا لیا ہو تو بائع کو آدھا ثمن ادا کرنا متعین ہو کہ ضرور ہو گا پس اگر غلام کی قیمت واپسی کے دن اُسکے ثمن سے اس قدر زیادہ تھی کہ لوگ ایسا تو مانگتے ہیں تو وہ عفو کر دی جائیگی اور اگر اس قدر زیادہ تھی کہ لوگ اُسکو نہیں مانگتے ہیں تو عفو نہ کیا دیکھی یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک غلام اپنے صحت میں نہرا درم کو خریدا اور غلام پر قبضہ کر لیا اور ثمن ادا نہ کیا یا تناک کہ یہاں جو اور آپس ایک نہرا درم قرض سے بھر گئے غلام میں کوئی عیب پایا اور بدون قاضی کے حکم کے واپس کیا یا بائع سے اقالہ کرنا چاہا اور اُسے اقالہ کر لیا پس اگر مشتری اپنے مرض سے اچھا ہو گیا تو جو کچھ اُسے کیا ہو سب صحیح ہو گا اور اگر مرض سے اچھا نہ ہوا اور مر گیا اور غلام کی قیمت اُسکے ثمن کے برابر یا اُس سے کم ہو اور وہ اسے اس غلام کے اُسکا کچھ مال نہیں ہو تو اُسکا حکم بھی مثل وصی کی صورت کے ہو گا کہ جب اُس نے غلام قاضی کے بدون حکم کے واپس کر دیا تھا یا اُس نے بیع کا اقالہ کر دیا تھا اور غلام کی قیمت اُسکے ثمن کے برابر یا اُس سے کم تھی اور اگر بائع نے غلام کو قبول نہ کیا یا تناک کہ مشتری نے اپنے مرض کی حالت میں قاضی کے پاس جھگڑا پیش کیا تو قاضی غلام کو واپس کر دیکھا خواہ دوسرے قرض خواہ کے قرض سے واقف ہو یا نہ ہو پس اگر مشتری اپنی بیماری میں وہ غلام بائع کو واپس کرنے کے بعد مر گیا تو اُسکا حکم مثل وصی کے اُس صورت کے حکم کے ہو کہ جب اُس نے عیب کی وجہ سے قاضی کے حکم سے غلام واپس کیا تھا اور قاضی دوسرے قرض خواہ کے قرض سے واقف نہ ہوا تھا لیکن اتنا فرق ہو کہ اس صورت میں اگر غلام کی قیمت اُسکے ثمن سے زیادہ ہو کی تو بائع مختار نہ رہیگا بلکہ واپسی توڑ دیا جائیگی اور غلام فروخت کر دیا جائیگا اور اُسکا ثمن دونوں کو آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائیگا اور اگر بائع نے کہا کہ میں غلام بیسے لیتا ہوں اور آدمی قیمت دیتا ہوں تاکہ مجاہدہ مرغ ہو تو یہ اختیار اُسکو تو گناہ یہ محیط میں لکھا ہے۔ بیع کرنے کے وکیل نے اگر کوئی چیز فروخت کی پھر اس سے عیب کے باب میں جھگڑا کیا کیا اور اُسے بیع کو بدون حکم قاضی کے قبول کر لیا تو بیع وکیل کے ذمہ پڑی اور موکل کے ذمہ نہ ہوگی اور بیع وکیل کی ہو جائیگی اور اُسکو یہ اختیار نہ ہو گا کہ موکل سے جھگڑا کرے اور اگر اُس میں جھگڑا کیا اور اس بات پر گواہ لایا کہ یہ عیب موکل کے پاس کا ہے تو اُسکے گواہ قبول نہ کیے جاویں گے اور یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ وہ عیب ایسا ہو کہ جسکے مثل پیدا ہو سکتا ہو اور اگر وہ عیب قدیمی ہو کہ جسکے مثل پیدا نہیں ہو سکتا ہو تو عمارت و آیات و معراج و رہن و دوکالت و مازون میں یہ نہ کرے کہ وہ وکیل کے ذمہ پڑی اور یہی صحیح ہے اور اسی کو فقیر ابو بکر لکھنے نے لیا ہے۔ اور اگر واپس کرنا قاضی کے حکم سے تھا پس اگر گواہ کے ساتھ تھا تو موکل کو لازم ہو گی خواہ عیب قدیمی ہو یا حادث ہو اور اگر واپسی کا حکم وکیل کے قسم سے یا زہرہ کی وجہ سے ہو تو بھی چارے علماء کے نزدیک ہی حکم ہے اور اگر وکیل کے اقرار کی وجہ سے قاضی کے حکم سے واپس کی گئی پس اگر وہ عیب ایسا تھا کہ اُسکے مثل پیدا نہیں ہو سکتا ہو تو یہ واپسی موکل کے ذمہ ہو گی اور اگر ایسا عیب تھا کہ جسکے مثل پیدا ہو سکتا ہو تو وکیل کے ذمہ پڑی اور وکیل کو یہ اختیار ہو گا کہ موکل سے جھگڑا کرے پس اگر وکیل نے اس بات پر گواہ قائم کر دیے کہ یہ عیب موکل کے پاس کا ہے تو وہ مشتری قاضی موکل کو واپس کر دیکھا یہ خاص قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر وکیل کے بیع

یہ بیع عیب قدیمی ہے یا حادثی؟
جواب: عیب قدیمی ہے۔
یہ بیع عیب قدیمی ہے یا حادثی؟
جواب: عیب قدیمی ہے۔

پاس گو اہ نہوں تو اسکو اختیار ہو کہ موکل سے قسم یو سے پس اگر وہ قسم سے باز رہا تو قاضی اسکو واپس کر دینا
اور اگر اسنے قسم کھائی تو وہ ضرور وکیل کے ذمہ پڑے گی اور یہ سب چونکہ ہوا اس صورت میں ہو کہ وکیل آزاد اور عاقل
ہو اور اگر مکاتب یا ایسا غلام ہو کہ جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہو تو عیب کی وجہ سے واپس کرینکا جھگڑا انہیں
دونوں کے ساتھ رہیگا اور وہ دونوں اپنے موئے پر رجوع نہیں کر سکتے ہیں لیکن وہ غلام کہ جسکو تجارت
کی اجازت دی گئی ہو اس شخص کے عوض فروخت ہوگا اور مکاتب کے ذمہ فرض لازم ہو جائیگا یہ محیط
میں لکھا ہے۔ عیب کی وجہ سے واپس کرینکا اختیار وکیل کو ہو اور اسی کو واپس بھی دیا جائیگا تا دقتیکہ وہ زندہ
اور اجتناب عاقل ہو کہ عہدہ وکالت لازم ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو اور اگر اس عہدہ کی صلاحیت نہ رکھتا ہو
اس طرح کہ مجبور غلام ہو یا لڑکا مجبور ہو تو موکل کو واپس کیا جائیگا پس اگر وکیل اس عہدہ کی صلاحیت رکھتا ہو
اور وہ مرگیا اور کوئی وارث یا وصی نہ چھوڑا تو موکل کو واپس کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔
اگر کسی نے دوسرے شخص کے غلام کو یہ حکم دیا کہ تو اپنے آپ کو اپنے مالک سے میرے واسطے ہزار درم
کو خرید اسنے کہا کہ اچھا پس وہ اپنے مالک کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ کو میرے ہاتھ فلان شخص کے واسطے
ہزار درم کو فروخت کر دے اور اسنے ایسا ہی کیا تو وہ غلام حکم کرنے والے کا ہوگا پس اگر اسنے غلام میں
کوئی عیب پایا اور بائع سے جھگڑا کرنا چاہا پس اگر غلام کو اپنے آپ کو خریدنے کے دن یہ عیب معلوم تھا
تو اسکی وجہ سے واپس نہیں کر سکتا ہر اور اگر غلام کو معلوم نہ تھا تو حکم کرنے والے کو واپس کرینکا اختیار ہو اور
وہی غلام امین والی خدمت ہوگا اور خود غلام کو بدولت حکم کرنے والے کی رائے دریافت کرنے کے
واپس کرینکا اختیار ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ خرید کے وکیل نے اگر کوئی باندی موکل کے واسطے خریدی اور اسکو
موکل کے سپرد نہ کیا یہاں تک کہ امین کوئی عیب پایا تو اسکو واپس کرینکا اختیار ہو خواہ موکل حاضر ہو یا غائب ہو
اور موکل کو سپرد کر دینے کے بعد اسکو واپس کرینکا اختیار نہیں ہو لیکن اگر موکل حکم کر دے تو جو سکتا ہو پس
اگر پہلی صورت میں بائع نے یہ دعوے کیا کہ موکل اس عیب پر راضی ہو گیا ہو اور موکل وہاں موجود نہ تھا
اور بائع نے وکیل یا موکل کی قسم طلب کی تو ہمارے نزدیک اسکو یہ اختیار نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں
لکھا ہے۔ اور جبکہ وکیل سے قسم نہ لی گئی اور وکیل نے باندی بائع کو واپس کر دی سبھ موکل حاضر ہوا اور اپنے
رضامند ہوینکا دعوے کیا اور باندی کو بائع کے پاس سے واپس کرنا چاہا تو اسکو یہ اختیار ہوگا یہ ذخیرہ میں
لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو اسکے کو اد قبول کیے جائینگے اور اگر وکیل نے اقرار
کیا کہ موکل عیب پر راضی ہو گیا ہو تو اسکا اقرار صحیح ہو یہاں تک کہ اسکو جھگڑا کرینکا حق باقی نہ رہیگا لہذا اسنے
فتاویٰ قاضی خان۔ اور اگر وکیل نے یہ اقرار کیا کہ موکل نے بائع کو عیب سے بری کر دیا تو اسکے اقرار کی
اسکی ذات پر تصدیق کیجاوگی اور بیع اسکے ذمہ پڑے گی لیکن اگر موکل اپنے پر راضی ہو جاوے یا اس بات پر
گواہ قائم ہوں کہ موکل نے بائع کو عیب سے بری کیا تو موکل کو لازم ہوگی یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ اور
اگر اس مسئلہ میں خرید کے وکیل کی جگہ عیب میں خدمت کرینکا وکیل ہو اور بائع دعوے کرے کہ مشتری
عیب پر راضی ہو گیا ہو تو وکیل کو اسکے واپس کرینکا اختیار نہ ہوگا یہاں تک کہ موکل خود حاضر ہو کہ قسم لکھا ہے

پہنچتے ہیں لکھا ہے خرید کے وکیل نے اگر کوئی چیز خریدی اور اسکو موکل کے سپرد کر دیا اور موکل نے کچھ عیب پایا تو وکیل کو واپس کر دے پھر وکیل بائع کو واپس کر چکا یہ بتا دے قاضی خان میں لکھا ہے کہ اگر کوئی چیز خریدی اور اسکو قبضہ سے پہلے کچھ عیب پایا اور بائع کو عیب سے رہی کر دیا تو جائز ہو اور بائع موکل کو لازم ہوگی اور اگر قبضہ کے بعد ایسا کیا تو بائع وکیل کو لازم ہوگی نہ موکل کو لازم ہے۔ جس شخص نے وکیل سے خرید لیا وہ عیب کی وجہ سے وکیل ہی کو واپس کر چکا اگرچہ موکل کے پاس سے پہنچ گیا ہو یہ وجہ کہ درمی میں لکھا ہے کہ وکیل نے اگر کوئی ایسا غلام خرید جس نے کے وکیل کیل کیا تھا پھر قبضہ سے پہلے اس کے عیب پر واقف ہوا تو وکیل کو لینے دینے کا اختیار ہو خواہ عیب آشکارا ہو یا نہ ہو اگر اس نے واپس کر دیا تو واپس ہو جائیگا اور اگر عیب پر راضی ہو گیا پس عیب اگر آشکارا ہو تو بائع وکیل پر ناظر ہوگی اور اگر بہت ہو تو وکیل کے ذمہ ہوگی اور یہ امتحان ہو ولیکن اگر موکل راضی ہو جائے تو بائع کا نفاذ اسی پر ہوگا یہ فتاویٰ صغریٰ بین لکھا ہے۔ منتفی میں مذکور ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ کے قول کے مطابق اگر بائع مع عیب کے اس قدر نقصان کے جس کے عوض زیدی کسی سے برابر ہو اور وکیل اس پر راضی ہو جاوے تو بائع موکل کے ذمہ نہیں کی اور زیادات میں ہے کہ اگر قبضہ سے پہلے وکیل عیب پر راضی ہو گیا تو بائع موکل کو لازم ہوگی اور اگر قبضہ کے بعد راضی ہو تو وکیل کے ذمہ نہیں کی موکل کو لازم نہ ہوگی اور اس میں تفصیل آشکار ہے عیب اور بہت کی مذکور نہیں ہے اور اس پر بھی منتفی میں مذکور ہے خواہ قبضہ سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر موکل نے عیب دیکھنے کے لیے وکیل سے کہا کہ میں اس عیب پر راضی نہیں ہوتا ہوں پھر وکیل اس پر راضی ہو گیا تو موکل کو اختیار ہے کہ بائع اس کے ذمہ ڈالے یہ فتاویٰ صغریٰ بین لکھا ہے۔ منتفی میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے دوسرے شخص کو اپنا غلام بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے یہ اقرار کیا کہ یہ غلام جھگڑا ہے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ وکیل کا یہ اقرار وکیل ہونے سے پہلے ہو یا اس کے بعد ہے پھر اسے غلام کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور دونوں نے اتفاق کر لیا پھر وہ شخص وکیل کی گفتگو پر مطلع ہوا تو اسکو اختیار ہے کہ وکیل کو واپس کر دے اور وکیل اپنے موکل کو واپس کر سکتا ہے اور اگر مشتری نے وکیل کا یہ اقرار کیا کہ یہ غلام جھگڑا ہے تو بائع کرنے سے پہلے اسکا پھر وہ غلام اس سے خرید کیا تو اسکو یہ اختیار نہ ہوگا کہ وکیل کو واپس کرے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر وکیل سے خرید کرنے والے شخص نے غلام میں کوئی عیب پایا تو اپنا نقصان وکیل سے لگا اگر اسکو ادا کر چکا ہو اور اگر موکل کو ادا کیا ہو تو موکل سے لگا یہ وجہ کہ درمی میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خرید لیا اور اس کے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پھر دوسرے مشتری نے اس میں عیب پایا اور اسکو پہلے مشتری کو واپس کر دیا پس اگر اسے قبضہ سے پہلے قاضی کے حکم یا بائع کی رضامندی سے واپس کیا ہو تو پہلے مشتری کو اختیار ہے کہ اپنے بائع کو واپس کر دے اور اگر دوسرے مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا تھا پھر پہلے مشتری کو واپس کیا پس اگر یہ ایسی بے نیازی قاضی کا ہو یا پہلے مشتری کے قسم سے انکار کرنے پر بائع کے اقرار کرنے پر واقع ہوئی تو پہلے مشتری کو واپس کر لینے کا اختیار ہوگا بشرطیکہ یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ عیب پہلے بائع کے پاس کا ہو اور بے نیازی قاضی یا اقرار عیب کے معنی یہ ہیں کہ مشتری اول نے اقرار سے انکار کیا پھر وہ اقرار بدیل ثابت کیا گیا۔ اور اگر اسکو پہلے مشتری کی رضامندی سے واپس کر لیا

تو پہلا مشتری اپنے بائع کو واپس نہیں کر سکتا ہے اور صحیح قول یہ ہے کہ جو عیب ایسے ہیں کہ پیدا ہو سکتے ہیں جیسے مرض وغیرہ اور جو عیب کہ نہیں پیدا ہو سکتے ہیں جیسے زائد انگلی دونوں کا حکم کیا ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ منتفی میں مذکور ہے کہ کسی نے دوسرے سے ایک دار خریدی اور اسکی کسی شخص سے بیع سلم ٹھہرائی پھر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے پھر اُس دار میں کوئی عیب پایا تو اُسکو اختیار ہے کہ دار اپنے بائع کو واپس کر دے اور اگر دونوں جدا نہ ہوئے اور اُن دونوں نے بیع سلم تو رومی تو بھی اُسکو یہ اختیار ہے کہ بائع کو واپس کر دے اور یہ حکم مزور ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے موافق ہو کیونکہ قبضہ سے پہلے عطار کی بیع اُنکے نزدیک ناجائز ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کسی شخص نے دوسرے سے ایک غلام نہرا درم کو خریدا اور اُس پر قبضہ کیا پھر اُسے تودینار کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر دوسرے مشتری نے اپنے بائع سے ملاقات کر کے پچاس دینار میں بیع زیادہ کر دیے اور زیادتی صحیح ہوئی اور مشتری نے وہ زیادتی بائع کو دیدی پھر دوسرے مشتری نے غلام میں کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے اسے بائع کو واپس کر دیا تو پناشن اور زیادتی واپس کر لے اور پہلے مشتری کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنے بائع کو واپس کر دے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور ایسی صورت میں اگر بائع اور مشتری دونوں نے دوبارہ از سر نو پہلے ٹمن سے کم یا زیادہ ہرج کی پھر اُسکو عیب کی وجہ سے واپس کیا تو دوسرے بائع کو یہ اختیار ہوگا کہ عیب کی وجہ سے اپنے بائع کو واپس کرے خواہ یہ عیب ایسا ہو کہ اسکے مثل پیدا ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور ایسی صورت میں اگر دوسرے مشتری نے ٹمن میں ایک معین اسباب بڑھا دیا پھر اُسے غلام میں کوئی عیب پایا اور قاضی کے حکم سے پہلے مشتری کو واپس کر دیا تو پہلا مشتری پہلے بائع کو واپس کر سکتا ہے اور اگر دوسرے مشتری نے غلام میں کوئی عیب نہ پایا لیکن وہ اسباب دوسرے بائع کے قبضہ کرنے سے پہلے تلف ہو گیا اور قیمت اسباب کی پچاس دینا رخصی تو ایک تھائی غلام کا عقد بیع ٹوٹ جائیگا اور یہ تھائی دوسرے بائع کی ملک میں آجائیکل پس اگر دوسرے مشتری نے اسکے بعد غلام میں کوئی عیب پایا اور باقی دو تھائی قاضی کے حکم سے دوسرے بائع کو واپس کر دیا تو دوسرے بائع کو یہ اختیار ہے کہ وہ غلام اسی عیب کی وجہ سے پہلے بائع کو واپس کر دے اور اگر وہ اسباب تلف نہ ہوا لیکن مشتری نے تھائی غلام میں بیع کا اقالہ کر لیا پھر باقی میں عیب پایا تو دوسرا مشتری اپنے بائع کو واپس نہیں کر سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خرید کر اُس پر قبضہ کر لیا اور دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور دوسرے مشتری نے بیع سے انکار کیا اور قسم کھائی اور پہلے مشتری نے ترک خصوصت پر عزم کر لیا اور غلام کو اپنے پاس رکھا پھر غلام میں کوئی ایسا عیب پایا جو پہلے بائع کے پاس کا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ اپنے بائع کو واپس کر دے اور اگر دوسرے مشتری نے بیع سے انکار کیا اور پہلے مشتری نے ترک خصوصت پر عزم کیا اور قسم کھائی اور دوسرے مشتری سے قسم نہ کھائی پھر غلام میں کوئی ایسا عیب پایا جو پہلے بائع کے پاس کا ہے تو اُسکو اختیار نہیں ہے کہ بائع اول کو واپس کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور مشتری کو جب یہ بات معلوم ہو کہ وہ بیع کے

دوے کر سنے میں صادق ہو تو اسکو اپنا یہ معاملہ اللہ کے نزدیک سمجھ کر واپس کرنے کی گنجائش نہیں ہو لیکن اگر اسے اس بات کا عزم کیا کہ میں اگر کبھی گو اہ بھی لاؤں گا تو بھی دوسرے مشتری سے جھگڑا نہ کر دنگا تو اللہ کے نزدیک بھی اسکو واپس کرنے کی گنجائش ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اسی صورت میں اگر دوسرے مشتری نے بیع واقع ہونے کی تصدیق کی پھر کہا کہ وہ بطور تاجیہ کے تھی بائین خیار شرط یا خیار رویت تھا یا وہ بیع فاسد تھی کہ ٹوٹ گئی تو بھی پہلا مشتری عیب کی وجہ سے اپنے بائع کو واپس کر سکتا ہو اور اگر بیع کے اقرار کے بعد دونوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ اس بیع کے ساتھ خیار کی شرط تھی پھر اسکو خیار واپس کرنے توڑ دیا تو پہلا مشتری اپنے بائع کو واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر دونوں نے قاضی کے سامنے بیع کا اقرار کیا پھر دونوں اپنے اس اقرار سے یوں پھر گئے کہ ہم نے کچھ اقرار نہیں کیا ہو تو قاضی ان دونوں کا انکار بیع کے نسخہ میں شمار کرے گا یہاں تک کہ اگر دوسرا مشتری غلام کو اپنے پاس رکھنے یا آزاد کرینکا ارادہ کرے تو صحیح ہو گا اور دوسرا بائع پہلے بائع کو عیب کی وجہ سے واپس نہ کر سکیگا یہ عیب اس شخص میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام خرید کر اس پر قبضہ کر لیا اور اس میں کوئی عیب پایا اور اسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے اس بات پر گو اہ پیش کیے کہ مشتری نے یہ اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام قلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو تو اس کے گو اہ مقبول ہونگے اور مشتری کو واپس کرینکا اختیار ہو گا خواہ وہ قلان شخص حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر بائع نے اس بات پر گو اہ قائم کیے کہ مشتری نے یہ غلام اس شخص کے ہاتھ بیچ ڈالا ہو اور وہ شخص موجود تھا لیکن دونوں خرید و فروخت سے انکار کرتے تھے تو پہلا مشتری اگر نہیں کر سکتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام بارہ دینار کو چوکایا اور بائع نے دینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے وہ جھکو بہہ کر دیا اور مشتری نے اس پر قبضہ کر کے بارہ دینار بائع کو بہہ کر دیے اور اس نے اپنے قبضہ میں لے لیے پھر مشتری نے جھکو بہہ کیا گیا ہو اسے غلام کوئی عیب پایا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہو کذا فی القیہ۔

نوان باب ۱۱۰ آن چیزوں کے بیان میں جنکی بیع جائز ہو اور جنکی بیع جائز نہیں ہو اور اس میں

دس تفصیل میں

فصل اول دین کی بیع بوض دین کے اور فتون کی بیع اور قبضہ سے پہلے سبب جدا ہو جانے کے عقد کے باطل ہو جانے کے بیان میں۔ دین کی بیع بوض دین کے جائز ہو چکہ دونوں بدل پر حقیقتہً یا حکماً قبضہ ہونے کے بعد یا ایک پر حقیقتہً اور دوسرے پر حکماً قبضہ ہونے کے بعد دونوں شخص مجلس سے جدا ہوں خواہ وہ بیع صرف ہو یا نہ ہو اور دونوں بدل پر حقیقتہً قبضہ ہونے کی یہ صورت ہو کہ کسی نے دوسرے سے ایک دینار دس دم کو خرید لیا یا ایک کہ بیع صرف واقع ہوئی اور دونوں کے حضور میں درم و دینار موجود نہ تھے پھر دونوں اسی مجلس میں ایک دوسرے کو ادا کر کے جدا ہوئے تو یہ بیع جائز ہو اور اسی طرح اگر بیسے یا طعام بوض درہم کو خرید لیا اور بیع صرف نہ ہوئی اور یہ چیزیں اُن دونوں کے حضور میں موجود نہ تھیں پھر اسی مجلس میں دونوں ایک دوسرے کو ادا کر کے جدا ہوئے تو جائز ہو اور دونوں بدل پر حکماً قبضہ کرنے کے بعد جدا ہونے کی یہ صورت ہو کہ کسی شخص پر دوسرے کے دس درم قرض تھے اور اس کا گھبراہٹ دینار قرض تھا پھر ہر ایک نے

اپنا قرض بعوض دوسرے کے قرضہ کے خرید یا یہاں تک کہ یہ صورت بیع وعت کی ہو لی یا بیع صرف کی صورت نہ واقع ہو اس طرح ہر کہ کسی کے دوسرے پر پیسے یا طعام قرض تھا اور دوسرے کے اس شخص پر چند درم قرض تھے پھر ہر ایک نے اپنے قرضہ کو بعوض دوسرے کے قرضہ کے خرید لیا اور جدا ہو گئے تو بیع جائز ہے اور ایک بدل پر حقیقتہً اور دوسرے پر حکماً قبضہ کرنے کے بعد جدا ہونے کی یہ صورت ہے کہ کسی شخص پر دوسرے کے دس درم قرض تھے پس اس قرض دار نے ان قرض کے درہم کو ایک دینار کے عوض مول لیا اور دینار ادا کر دیا اور مجلس جدا ہو گئے تو بیع جائز ہے اور اسی طرح اگر کسی شخص کے دوسرے پر کچھ گہوون قرض تھے پھر ان گہوون کے قرض دار نے ان گہوون کو چند درم کے عوض قرض خواہ سے مول لیا اور وہ درم اسی مجلس میں ادا کر دیے تو جائز ہے اور باطل الفتناء میں مذکور ہے کہ اس گہوون کے مسئلہ میں بیع جائز ہوگی اگرچہ درم اسی مجلس میں ادا کر دیے اور شاخ نے فرمایا کہ جو صلح الفتناء میں مذکور ہے وہ اس صوت پر محمول ہے کہ دو گہوون اس شخص پر بطریق بیع سلم کے تھے اور اگر یہ گہوون بطریق قرضہ کے ہوں یا کسی بیع کا ثمن ہوں تو بطریق بیع سلم کے تھے جائز ہوگی یا محیط میں لکھا ہے اور اگر فقط ایک بدل پر حقیقتہً یا حکماً قبضہ ہونے کے بعد دونوں جدا ہو جائیں پس اگر اس ایک بدل پر حقیقتہً قبضہ ہونے کے بعد دونوں جدا ہوئے تو سوائے بیع صرف کے اور بیع میں جائز ہے اور بیع صرف میں جائز نہیں ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے ایک دینار دس درم کو خرید یا یہاں تک کہ بیع صرف واقع ہوئی پھر دینار پر قبضہ کر لیا اور دس درم سپرد کیے یا دس درم پر قبضہ کر لیا اور دینار سپرد نہ کیا یہاں تک کہ دونوں جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر پیسے یا طعام بعوض درہم کے خرید یا یہاں تک کہ بیع صرف واقع ہوئی اور ایک بدل پر حقیقتہً قبضہ کرنے کے بعد دونوں جدا ہو گئے تو بیع جائز ہے اور اگر فقط ایک بدل پر حکماً قبضہ کرنے کے بعد دونوں جدا ہوئے تو بیع جائز نہیں ہے خواہ بیع صرف ہو یا نہ ہو اور اس کا بیان یہ ہے کہ کسی شخص کا دوسرے پر ایک دینار قرض تھا اور اس دینار کے قرض دار نے اس کو دس درم کو مول لیا یہاں تک کہ بیع صرف واقع ہوئی اور دس درم ادا کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو یہ بیع صرف باطل ہے اور اسی طرح اگر اس کے پیسے یا طعام قرض تھا اور اس پیسے یا طعام کے قرض دار نے چند درہم کو خرید لیا اور وہ درم ادا کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو جائیگی اور ایسی فصل کا یا درخت کا جب ہر حالانکہ لوگ اس سے غافل ہیں گذرانی الذخیرہ کسی نے دوسرے سے ہزار درم بعوض دینار کے مول لیے اور وہ ہون کے خریدار نے دینار ادا کر دیے اور درم بیچنے والے نے درہم کو نہ آدھا اور اس درم بیچنے والے کے درم خریدنے والے پر اس بیع صرف واقع ہونے کے پہلے سے ہزار درم قرض تھے پھر اس درم بیچنے والے نے اس کے خریدار سے کہا کہ میرے قرضہ کے ہزار درم جو مجھ پر واجب ہیں اس عقد صرف میں جو درم مجھ پر واجب ہوئے ہیں انہیں بطور قصاصہ لگائے اور مشتری اس پر رضی ہو گیا تو یہ بیع صرف استحساناً جائز ہے اور بیع صرف واقع ہونے کے بعد سبب خرید کے جو قرضہ واجب ہوا اس کے مقاصد کر لینے میں اختلاف ہے مثلاً کسی نے دوسرے سے چند درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور دینار اس کو ادا کر دیا اور وہ ہون پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ اس درم خریدنے والے نے درم فروخت کرنے والے سے بعوض اتنے درہم کے ایک کپڑا خرید لیا

بچہ درہون کے بائع نے درہون کے مشتری سے یہ کہا کہ جو میرے درم شہر اس کپڑے کے عوض جب ہوئے اُنکو تو ان درہون میں لگا لے جو تیرے درم مجھ پر بیع صرف کی وجہ سے واجب ہوئے ہیں اور دونوں اپر رہتی ہو گئے تو ابوسلیمان کی روایت میں مذکور ہو کہ یہ بیع جائز ہو اور زیادت میں بھی اسی طرف اشارہ ہو اور ابو حنیفہ کی روایت میں مذکور ہو کہ یہ جائز نہیں ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک معین پیسہ دو معین پیسوں کے عوض بیجا تو معین ہونے کے سبب سے بیع جائز ہو یہاں تک کہ اگر قبضہ سے پہلے ایک تلف ہو جاوے تو بیع باطل ہو جاوے گی اور اگر دونوں میں سے کوئی شخص اسکے ثل ادا کرنا چاہے تو اُسکو یہ اختیار ہوگا یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک غیر معین پیسہ عوض دو غیر معین پیسوں کے فروخت کیا تو جائز نہیں ہو اگرچہ دونوں اسی مجلس میں قبضہ کر لیون اور اگر ایک معین پیسہ یا دو غیر معین پیسوں کے عوض بیجا یا اُسکا ثل لکھا تو جائز نہیں تا وقتیکہ جو قرض ہو اُسپر اسی مجلس میں قبضہ نہو جائے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور امام اجل شمس المائتہ علوای فرماتے تھے کہ جو حکم ان پیسوں کا مذکور ہو ادبی حکم بخارا کے درہون کا ہو لینے خطرہ نہ کا اور ایسا ہی حکم رصاص اور سنوق کا ہو اور مشائخ نے کہا کہ عدالی کا بھی ایسا ہی حکم ہونا چاہیے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ یہاں تک کہ اگر ایک عدالی وغیرہ عوض دو عدالی وغیرہ کے فروخت کیا پس اگر ماتخون ہا تھہ لین دین ہو تو جائز نہ ہی فتوے کے واسطے مختار ہو یہ غیاثیہ میں لکھا ہو۔ اور اگر چند پیسوں کو عوض ہون کے اس شرط پر فروخت کیا کہ ہر ایک کو دونوں میں سے خیار حاصل ہو اور دونوں قبضہ کر کے جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو گئی اور اگر خیار دونوں میں سے ایک کا ہو تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہو اور صاحبین کے نزدیک بیع جائز ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور قدوری نے بھی اپنی شرح میں ذکر کیا ہو کہ امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر کچھ پیسے عوض پیسوں کے اس شرط پر خریدے کہ دونوں کو خیار حاصل ہو اور دونوں قبضہ کر کے جدا ہو گئے تو بیع فاسد ہو اور اگر ایک کے واسطے خیار کی شرط ہو تو بیع جائز ہو قدوری نے کہا کہ جب کہ یہ قول امام محمد رحم اور امام ابو یوسف رحم دونوں کا ہو اور قدوری کی یہ ہو کہ جب خیار ایک کا ہو تو دونوں کے نزدیک بیع جائز ہونی چاہیے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک پیسہ معین دو معین پیسوں کے عوض خیار کی شرط پر فروخت کیا تو جائز ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور اگر عوض چند غیر رائج پیسوں کے ایسے مقام پر خرید کہ جہاں اُن پیسوں کا رائج نہیں ہو پس اگر یہ پیسے معین تھے تو جائز ہو اور اگر معین نہ تھے تو جائز نہیں ہو امام محمد نے جامع میں فرمایا ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے ایک کڑی طعام قرض لیا اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر قرض لینے والے نے قرض دینے والے سے وہ کڑی جو اس پر قرض ہو سودم کو خرید لیا تو جائز ہو اور اس قرض دینے والے پر قرض لینے والے کا اسی کڑے کا مانند دوسرا کڑی واجب ہو گا پس اُسکی خرید بیع ہو بخلاف اس صورت کے کہ اگر کسے قرض دار کے سوا دوسرے شخص نے وہ کڑی خریدی تو جائز نہیں ہو اور جب اس صورت میں خرید جائز ہو گئی پس اگر اُن سود ہون کو اسی مجلس میں نقد ادا کر دیا تو خرید پوری ہو گئی اور اگر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو خرید باطل ہو گئی اور یہ صورت بخلاف اس صورت کے ہو کہ اگر قرض لینے والے کا قرض دینے والے پر بھی کوئی گریہ و ن کا آتا ہو پھر ہر ایک نے دونوں میں سے اپنے

قرض کو بعبوض دوسرے قرض کے خریدا اور دربارین چہرہ ہوا تو نہ کہیوں کہ ایسی صورت میں بیع جائز ہو اور منسلک
 نے فرمایا ہے کہ یہ حکم جو کتاب میں مذکور ہوا امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام محمد رحمہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک
 قرضہ کا اگر گم ہون کا قرض لینے والے کی ملک نہ ہوگا چنانچہ اگر بعد میں نہ کہے وہ اسکو نابالوغ نہ کرے پس فی الحال
 قرض لینے والے کے ذمہ کوئی چیز واجب نہیں ہے پس خرید نہ ہوگی اور حسب اسنے اسکو نابو ذکر دیا پھر
 اب اس سے خریدا تو بلا اختلاف خریدنا صحیح ہے پھر اگر مشتری لینے قرض لینے والے نے سود درم اسی مجلس
 میں ادا کر دیئے پھر اس قرض کے کر میں کچھ عیب پایا تو اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے بلکہ من میں سے
 نقصان عیب واپس لے گا اور اگر وہ کر قرض کہ جس پر قبضہ ہو چکا ہے تلف ہو گیا ہو تو اسکا حکم وہی ہوگا جو
 ذکر کیا ہے لیکن پہلی صورت میں اختلاف ہوگا اور دوسری صورت میں اجماع ہوگا اور اسی طرح ہر ناپ
 یا قول کی چیزوں میں سوائے درم و درینار اور فلوس کے اگر قرض ہون تو یہی حکم ہے اور اگر قرض لینے والے
 نے اس کو جو اس پر قرض ہو اسی کے مانند دوسرے کے عوض خرید تو خرید جائز ہے بشرطیکہ یہ کر عین نقد ہو
 اور اگر دین ہوگا تو جائز نہیں ہے لیکن اگر اسی مجلس میں قبضہ ہو جاوے تو جائز ہوگا پس اگر قرض لینے والے
 نے قرض میں کچھ عیب پایا تو پہلی صورت کے برخلاف اسکو واپس نہیں کر سکتا اور نہ اسکا نقصان عیب
 لے سکتا ہے اور اگر قرض لینے والے نے قرض لیے ہوئے کو بعبوض خریدا حالانکہ اس پر قبضہ ہو چکا ہے
 تو امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک خریدنا صحیح نہیں ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہے اور اگر
 قرض دینے والے نے قرض لینے والے سے اسی کو خریدا تو امام ابو حنیفہ کے نزدیک صحیح ہے اور امام ابو یوسف
 کے قول پر صحیح نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم اس شرط پر قرض دئے کہ یہ سب
 کھرے ہن اور اسنے اپنے قبضہ کر لیا پھر اس قرض لینے والے نے قرض دینے والے سے وہ درم بعبوض
 دس دینار کے خریدے تو صحیح ہے پھر جبکہ بیان بالاتفاق خرید صحیح ہو گئی پس اگر اسنے دینار اسی مجلس میں ادا
 نہ کیے اور دونوں جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو گئی اور اگر دینار و ن پر اسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو بیع پوری
 ہو گئی پس اگر قرض لینے والے نے وہ قرض کے درم زیوت یا نہرہ پائے تو انکو واپس نہیں کر سکتا اور
 نقصان عیب بھی نہیں لے سکتا ہے یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہے کسی شخص کے پاس دس درم ثابت تھے اور
 اسنے کسی شخص کے ہاتھ بارہ ٹوٹے ہوئے درہم کے عوض فروخت کرنا چاہے تو بیع جائز نہ ہوگی اور اگر
 اسکے جائز ہونے کا جملہ تلاش کرے تو حیا یہ ہو کہ اس سے بارہ درم ٹوٹے ہوئے قرض لے اور دس درم پر
 قبضہ کر کے پھر دو درم اس سے معات کر لے یہ واقعات حسامیہ میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے دوسرے پر
 کسی ایسی چیز کا دعویٰ کیا کہ جو ناپ یا قول یا شمار کیجاتی ہو اور مدعا علیہ نے مدعی سے وہ چیز سود دینار کو خریدی
 پھر باہم دونوں نے سجا اقرار کیا کہ مدعی کا مدعا علیہ پر کچھ نہیں آتا تھا تو بیع باطل ہو خواہ وہ دونوں جدا
 ہوئے ہوں یا نہ ہوں ہوں اور اگر درم یا دینار یا پیسے اپنے دعویٰ میں بیان کیے اور انکو مدعا علیہ نے بعبوض
 درہم کے خریدی اور درم ادا کر دئے پھر دونوں نے سجا اقرار کیا کہ مدعی کا مدعا علیہ پر کچھ نہیں چاہیے تھا
 پس درم اور دینار کی صورت میں اگر دونوں جدا ہوئے اور اسی مجلس میں جو خریدا ہو اسکے مانند لے لیا

اور تیسری صورت کے درمہوں میں کہ جہین آدمی چاندی اور آدھا پیتل ہی اور وہ خالص چاندی کے عوض
 فروخت ہوئے پس اگر وہ چاندی جو درمہوں میں ہی پیتل سے زائد ہو تو اسکی بیع خالص چاندی کے ساتھ
 فقط برابر برابر جائز ہو اور اگر چاندی غالب ہو بلکہ پیتل اور چاندی ٹھیک برابر ہوں تو اسکا حکم پہلی قسم
 کے حکم کے موافق ہی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور ان درمہوں کے عوض بیع کرنا یا انکا قرض دینا جائز نہیں ہو
 مگر وزن ہی کے حساب سے لیکن اگر خرید و فروخت میں انکی طرف اشارہ کر دیا گیا تو یہ انکی مقدار اور وصف کا
 بیان ہو جائیگا جیسا جیکہ کی طرف اشارہ کرنے سے ایسا ہی ہوتا ہو اور اگر سپرد کرنے سے پہلے ایسے درم
 تلف ہو جائیں تو بیع نہ ٹوٹے گی اور بیع صرف میں ان درمہوں کا حکم ان درمہوں کے مانند ہو کہ جن میں پیتل
 اکثر ہو بیان تک کہ اگر ان درمہوں کو انکی خالص سے فروخت کیا جاوے تو اچھا رہے کے ساتھ
 جائز ہو اور اگر انکو خالص چاندی کے عوض فروخت کیا جاوے تو جائز نہ ہو گا تا وقتیکہ خالص چاندی
 درمہوں کی چاندی سے زائد نہ ہو یہ نہ الفائق میں لکھا ہے۔ جامع میں ہے کہ اگر درمہوں میں دو تہائی پیتل
 اور ایک تہائی چاندی ہو اور اسکے عوض کسی شخص نے کچھ سبب وزن سے خرید تو ہر حال میں جائز ہو اور یہ
 درم متعین نہونگے اور اگر ان درمہوں میں سے چند درمہوں کے عوض بدون معین کیے ہوئے گنتی سے
 خرید حالانکہ یہ درم انکے درمیان میں وزن کے حساب سے ہیں تو ایسی بیع میں کچھ خیر نہیں ہے اور اگر انکو
 معین کر کے گنتی سے خرید تو اس میں کچھ خوف نہیں ہے اگرچہ لوگوں میں انکے ساتھ باجم بیع کرنا وزن سے
 جاری ہو پھر اسکے بعد اگر انکے سوا دوسرے درم ادا کیے تو ان درمہوں کے وزن کی حاجت ہوگی
 اور اگر انہیں درمہوں کو ادا کیا تو بدون وزن کے ادا کرنا صحیح ہے جیسا کہ خالص درمہوں میں ہوتا ہے
 اور اگر ان درمہوں کو معین کیا اور انکا شمار رکھ دیا اور کہا کہ میں نے جتنے یہ سبب بعوض اسٹنے
 درمہوں کے خریدا کہ انکا اتنا وزن ہو اور لوگوں میں انکے ہم وزن سے فروخت کرنے کی عادت جاری
 تھی تو یہ وزن پر رہے گا اور اگر لوگوں میں انکی گنتی سے فروخت کی عادت جاری تھی پس اگر انکو بدون معین
 کیے گنتی کی راہ سے انکے عوض کوئی چیز خریدی تو جائز ہے اگرچہ انہیں ہلکا اور بھاری ہوں یہ ذخیرہ میں لکھا ہے
 اور اگر درم اس قسم کے ہوں کہ ان میں دو تہائی چاندی اور ایک تہائی پیتل ہو تو یہ درم بمنزلہ زیوف اور
 بھرہ کے ہیں اور اگر انکے عوض کوئی چیز خریدی پس اگر یہ درم اشارہ سے معین نہ تھے تو خرید
 جائز نہیں ہو مگر وزن کی راہ سے جائز ہے جیسا کہ کل کھوٹی چاندی ہونے کی صورت میں جائز ہوئی ہے
 اور اگر ان درمہوں کو اشارہ سے معین کر دیا تو بدون وزن کرنے کے انکے عوض خرید کرنا جائز ہے اور اگر
 درم ایسے ہوں کہ ان میں آدمی چاندی اور آدھا پیتل ہو تو انکا حکم بالکل ان درمہوں کے مانند ہے کہ جن میں
 دو تہائی چاندی اور ایک تہائی پیتل ہو جیسا کہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایسے درمہوں کے ساتھ
 کوئی اسباب خریدا پھر ان درمہوں کا رواج جاتا رہا اور لوگوں نے ان درمہوں کے ساتھ معاملہ کرنا
 چھوڑ دیا تو اہم اعظم کے بیع باطل ہو جاوے گی پھر غور کیا جاوے گا کہ اگر بیع بعینہ موجود ہو تو باطل ہو
 لے لیکا اور اگر تلف ہو گئی ہو تو مشتری اسکی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو قبضہ کے دن تھی اور

۹۷
 شامیہ اور درمہ
 بیع غالب ہمارے
 دائرہ علم و قیود
 نہ چھوٹے نہیں
 خریدین ہو کر
 نہ خریدین ہو کر

صاحبین نے کہا کہ بیچ جائز رہی لیکن امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشتری پر وہ قیمت واجب ہوگی جو قبضہ کے دن تھی اور امام محمدؒ کے نزدیک اسے اخردن میں جو قیمت تھی کہ جب تک لوگوں نے ان درہموں کے ساتھ معاملہ رکھا تھا واجب ہوگی اور اگر پیسوں کے عوض کوئی چیز خریدی پھر ان پیسوں کا رواج جائز ہوتا تو اس میں بھی اسی قسم کا اختلاف ہو یہ بیعت میں لکھا ہے۔ اور عیون میں یہ شرط مذکور ہو کہ ناروا جی تمام ملک میں ہو اور اگر بعض شہر میں ہو اور بعض میں نہ ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک بیع باطل نہ ہوگی اور مشائخ نے کہا کہ یہ جو عیون میں مذکور ہے امام محمدؒ کا قول ہے اور امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ایسا نہیں ہے اور واجب ہے کہ بسبب ناروا جی اسی شہر کے کہ جہاں بیع واقع ہوئی ہے بیع منقطع ہو جاوے۔ یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے ایک کپڑا عوض چند معین درہموں کے جو اس قسم کے تھے کہ انہیں ایک تنائی چاندی اور دو تنائی پتیل تھا خرید کیا اور یہ درم ان لوگوں میں وزن یا گنتی کے حساب سے چلتے تھے اور اُسے یہ درم ادا نہ کئے بیان تک کہ وہ ضائع ہو گئے تو بیع ٹوٹ گیا اور مشتری بائع کو اُس کے مثل ادا کرے اور یہ حکم اس وقت ہو گا کہ انکی گنتی یا وزن معلوم ہو تاکہ مشتری اُس کے مثل گنتی یا وزن کے حساب سے ادا کر سکے جیسا امام محمدؒ نے کتاب میں لکھا ہے اور اگر گنتی یا وزن معلوم نہ ہو تو بیع ٹوٹ جاوے گی اور اگر درم اس قسم کے تھے کہ جہاں دو تنائی چاندی اور ایک تنائی پتیل تھا تو وہ بمنزلہ منہرہ اور زیوت درہموں کے ہونگے کہ اُن کے تلف ہونے سے بیع نہ ٹوٹے گی اور مشتری اُن کے وزن کے حساب سے ادا کرے بشرطیکہ اُن کا وزن معلوم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو بیع ٹوٹ جاوے گی اور اگر اُدھی چاندی اور آدھا پتیل ہو تو انہیں بھی حکم ہو اور اگر درہموں میں دو تنائی پتیل ہو اور وہ اسباب کے طور پر وزن کے حساب سے فروخت ہوئے ہوں تو واجب ہے کہ معین کرنے سے متعین ہو جاوے پس سپرد کرنے سے پہلے بسبب تلف ہو جانے کے بیع باطل ہو جائیگی ایسا ہی ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کذا فی المحیط۔ اور اگر اس قسم کے درم کا سد ہو کر ایسے ہو گئے کہ لوگوں میں اُن کا رواج نہ رہا تو اُن کا حکم بمنزلہ نفوس کا سدہ اور زیوت اور رصاص کے ہو بیان تک کہ اُن کے طرف اشارہ کرنے سے متعین ہو جائینگے اور اسی معین کی ذات کے ساتھ عقد متعلق ہو گا بیان تک کہ اگر ادا کرنے سے پہلے تلف ہو جاوے تو عقد باطل ہو جائیگا ولیکن مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ بائع اور مشتری دونوں اُس حال سے واقف ہوں اور دونوں میں سے ہر ایک یہ بھی جانتا ہو کہ دوسرا اس بات کو جانتا ہو پس اگر دونوں نہ جانتے ہوں یا ایک جانتا ہو اور دوسرا نہ جانتا ہو یا دونوں جانتے ہوں لیکن ہر ایک یہ نہ جانتا ہو کہ دوسرا اس سے واقف ہے تو عقد ان معین کے ساتھ اور اسکی جنس کے ساتھ متعلق نہ ہو گا بلکہ جو درم رائج ہیں کہ جن سے لوگ اس شہر میں معاملہ کرتے ہیں اُن سے متعلق ہو گا اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب یہ درم بالکل رائج نہ ہوں اور اگر کچھ رائج ہوں کہ کوئی انکو لیتا ہو اور کوئی نہ لیتا ہو تو اُن کا حکم زیوت درہموں کا چلے گا اور اُن کے ساتھ خرید کرنا جائز ہو اور عقد بیع خاص انکی ذات سے متعلق نہ ہو گا بلکہ ایسے زیوت درہموں کی جنس کے ساتھ متعلق ہو گا بشرطیکہ خاص کر

قال ابن قیم
ولا یستوفی بکلی
لأن الرضا فانی
بیت المال علی
غیر اقل من کل
درہم

باتع اس کے حال سے واقف ہوا اور اگر باتع اس کے حال کو نہیں جانتا ہو تو عقد ان مشارالہ کی جنس سے متعلق نہ ہوگا بلکہ اس شہر کے جید و سہول کے ساتھ متعلق ہوگا یہ باتع میں لکھا ہے اور خلاصہ اور برابر میں نیت سے منقول ہو کہ اگر پیسے گراں یا ازیران ہو گئے تو قول امام اعظم اور اول قول امام ابو یوسف میں مشتری پر اُنکے سوا دوسرے واجب نہ ہونگے اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول میں بیع کے دن جو قیمت بیع کی تھی وہ دینی پڑیگی اور قرض میں قبضہ کے دن کی قیمت دینی پڑیگی اور اسی پر فتویٰ ہے یہ نہ الفائق میں لکھا ہے اگر دم کے اقسام مختلف ہوں بعض اُنہیں کے ایسے ہوں کہ اُنہیں ایک تہائی چاندی اور دو تہائی پتیل ہو اور بعضوں میں دو تہائی چاندی اور ایک تہائی پتیل ہو اور بعضوں میں آدمی چاندی اور آدھا پتیل ہو تو ایک قسم کے دم کے بعض دوسری قسم دم کے زیادتی کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ فروخت کرنے میں کچھ خوف نہیں ہے اور آدھا میں خیر نہیں ہے اور اگر انکی ایک جنس کو اسی دم کی جنس کے عوض زیادتی کے ساتھ فروخت کیا تو جس قسم میں کہ چاندی غالب ہو تو اُنہیں صرف برابر ہی برابر کے ساتھ جائز ہے اور جس قسم میں کہ پتیل غالب ہو یا چاندی اور پتیل دونوں برابر ہیں تو اس میں برابر ہی کے ساتھ اور زیادتی کے ساتھ دونوں طرح جائز ہو ولیکن صورت چاندی کا لحاظ کر کے یہ شرط ہو کہ ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو اور ایسے مسئلہ پر قیاس کر کے مشائخ نے کہا کہ اگر عدلے جو ہمارے زمانہ میں رائج ہیں اُنہیں سے اگر ایک بعض دو کے فروخت کیا تو ہاتھوں ہاتھ لین دین کرنے سے جائز ہوگا اور یہ جامع کیر سے مذکور ہو کذا فی المحیط۔ اور فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے عدالی اور غطارفہ میں اس طرح کی بیع کے جواز پر فتویٰ نہیں دیا ہے کیونکہ یہی مال ہمارے ملک میں بہت بڑھ کر ہو پس اگر اسی میں زیادتی کے ساتھ فروخت کرنا جائز رکھا جاوے تو سود کا دروازہ کھل جائیگا یہ ہدایہ اور تمہید میں لکھا ہے +

دوسری فصل بھلون اور انکور کے خوشون اور تپون اور فالسرون کی بیع اور کھیتی اور ربہ اور گھاس کی بیع کے بیان میں۔ بھلون کی بیع ظاہر ہونے سے پہلے بالاتفاق صحیح نہیں ہے اور اگر انکو نفع اٹھانے کے لائق ہو جانے کے بعد فروخت کیا تو صحیح ہے اور اگر نفع اٹھانے کے لائق ہو جانے سے پہلے انکو فروخت کیا مثلاً ایسے تھے کہ نبی آدم یا چوپائون کے لگانے کے لائق نہ تھے تو صحیح ہے کہ بیع صحیح ہے اور مشتری پر اسکا فی الحال توڑ لینا واجب ہے اور یہ حکم اسوقت ہو کہ انکو بلا شرط یا توڑ لینے کی شرط پر فروخت کیا ہو پس اگر اس شرط پر فروخت کیا کہ پھل درخت پر چھوڑ رکھے جاوے تو بیع فاسد ہے اور یہ اسوقت ہو کہ انکا بڑھنا پورا نہ ہو لیا ہوا اور اگر بڑھنا پورا ہو گیا ہو اور انکو بلا شرط یا توڑ لینے کی شرط پر فروخت کیا تو صحیح ہے اور اگر انکو درخت پر چھوڑ دینے کی شرط پر فروخت کیا تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک قیاساً صحیح نہیں ہے اور امام محمد کے نزدیک استحساناً صحیح ہے اور اسرار میں لکھا ہے کہ فتوے امام محمد کے قول پر ہو کذا فی الکافی۔ اور تحفہ میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا قول صحیح ہے کذا فی المنہ الفائق۔ اگر کسی نے تمام پھل فروخت کیے اور بعض ظاہر ہو گئے تھے اور بعض ظاہر نہ تھے تھے تو ظاہر مذہب کے موافق یہ بیع صحیح نہیں ہے۔ اور شمس الائمہ حلوانی اور امام فضلی دونوں بیج بھلون اور سبیلوں

۴
بیع صحیح ہے
بیع صحیح ہے
بیع صحیح ہے

خریدوں وغیرہ میں استعمالاً لٹھال الناس جواز کا فتوے دیئے تھے اور جو بھل ہو جو رہو تو انکو عقیقہ میں اصل گردانتے اور جو معدوم ہوئے انکو تابع گردانتے اور اس میں یہ ہے کہ یہ بیع جائز نہیں ہو یہ باسوا میں لکھا ہے اگر پھلون کو مطلقاً خریدا اور بائع کی اجازت سے انکو فروخت پر چھوڑ دیا تو انکی زیادتی مشتری کو حلال ہو اور اگر بائع کی بلا اجازت انکو چھوڑ رکھا اور وہ انہی راستہ میں بیٹھ گئے تو جہتہ زیادتی انکی ذات میں ہوئی وہ صدقہ کر دے اور اگر انکی بڑھائی پوری ہونے کے بعد بلا اجازت انکو چھوڑ رکھا تو کچھ صدقہ نہ کرے اور اگر بائع نے انکو مطلقاً فروخت کیا اور مشتری نے انکو فروخت پر چھوڑ رکھا اور درخت کو کسی مدت معلومہ تک اجارہ پر دیا تو اجارہ باطل ہو اور اسکو زیادتی حلال ہوئی یہ کافی میں لکھا ہے اور اگر پھلون کو مطلقاً بدون ٹور لینے کی شرط کے خریدا اور اس درخت میں پھر پھل آئے پس اگر بائع نے ہنوز مشتری اور پھلون کے درمیان تخلیہ نہ کیا اور قبضہ نہ دیا تھا تو بیع فاسد ہو جاوے گی اور اگر قبضہ دینے کے بعد ایسا ہوا تو بیع فاسد نہ ہوگی اور دونوں کی شرکت ہو جاوے گی اور زائد پھلون کی مقدار بیان کرنے میں مشتری سے قسم لیکر اسکا قول معتبر رکھا جائیگا اور یہی حال بیگن اور خریدوں کا ہو اور اگر مشتری یہ چاہے کہ جو پھل نئے آئے ہین وہ میرے ہوں تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ بیگن اور خریدہ اور زطیم کے پھول خریدے تاکہ جو کچھ پیدا ہو وہ اس کے ملک میں پیدا ہو یہ نہ رائدہ میں لکھا ہے اور اگر انگور کے خوشے خریدے اور انہیں کچے اور بعض یک کچے ہین پس اگر ہر قسم کے بعض کچے اور بعض یک کچے ہین تو بیع جائز ہو اور اگر بعض قسم کے کچے اور بعض قسم کے پکے ہین تو جائز نہیں ہو اور صحیح یہ ہو کہ بیع دونوں صورتوں میں جائز ہو اور یہ جو از اس وقت ہو کہ کل فروخت کر دیا ہو اور اگر تھوڑا سا فروخت کیا اور آسمین کے بعض کچے اور بعض پکے ہین یا سب کچے ہین تو جب جائز نہیں ہو اور اس طرح اگر وہ تاک و خوشہ میں ششہ اور ایک نے اپنا حصہ فروخت کیا اور آسمین کے نہیں کچے یا سب کچے ہین تو بیع جائز نہیں ہو اور یہ حکم اندہ وقت ہو کہ کسی اجنبی کے ہاتھ سوائے اپنے ششہ یا سب کے فروخت کیا ہو اور اگر اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کیا تو کن الاسلام علی سواہی نے فتوے دیا ہے کہ بیع جائز نہیں ہو یہ محیط و ذخیرہ میں لکھا ہے اور اس کے جواز کے واسطے حیلہ یہ ہے کہ کل فروخت کر دے پھر آدھی یا تہائی وغیرہ حصہ کی بیع فسخ کر دے اور اگر انگور کے خوشے پکے اور کدہ رہو جانے کے بعد خواہ مشاخ ہو یا غیر مشاخ ہو فروخت لیے تو جائز ہو یہ سراجیہ میں لکھا ہے۔ اگر انگور مع فلفل کے خریدا اور اس پر قبضہ کر لیا پس اگر کاشکار راضی ہوا تو بیع جائز ہو اور اسکو شمن میں سے حصہ لے گا اور اگر وہ راضی نہ ہو تو بیع جائز نہ ہوگی یحتمل الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اگر کچھ پھل خریدے کہ جنہیں بعض کی صلاحیت ظاہر ہو گئی ہو اور باقی قریب صلاحیت کے ہین اور انکا درخت پر چھوڑ رکھا شرط کیا تو امام محمد کے نزدیک جائز ہو اور اگر باقی کا پکنا بہت دیر کے بعد ہو تو کچے ہون کی بیع جائز ہو اور باقی کی بیع ناجائز ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے تاک انگور کی عین اس شرط پر خریدے کہ وہ سو من ہین پھر آسمین سے صرف نوے من نکلے تو مشتری کو اختیار ہے کہ بائع سے دس من کے حصہ شمن کا مطالبہ کرے یہ ظہیرہ میں لکھا ہے۔ کسی نے شہوت کے پچھے خریدے اور کاشنے کی

بیع جائز نہیں
ہو اگر قبضہ نہ دیا جائے

جگہ بیان نہ کی لیکن وہ عرفاً معلوم ہو تو صحیح ہے اور اگر شاخیں چھوڑ دیں تو اسکو دوسرے سال کاٹنے کا حکم ہے
 ہے اور اگر انکو ایک مدت تک چھوڑ دیا پھر انکے کاٹنے کا ارادہ کیا تو اسکو یہ اختیار ہے ویشرطیکہ اس سے
 درخت کو نقصان نہ پہونچتا ہو یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور اگر سرخ شہوت کے تپے درخت پر ظاہر
 ہو جانے کے بعد خریدے اور انکو قطع نہ کیا یہاں تک کہ وقت اسکا جاتا رہا تو نفعیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ
 اگر تپے مع شاخوں کے خریدے اور کاٹنے کی جگہ بیان کر دی تو مشتری کو یہ اختیار نہیں ہو کہ وقت غلجہ لے
 کی وجہ سے بیج کو واپس کرے اور اس پر تپے توڑنے کے واسطے جبر کیا جاوے گا لیکن اگر شاخوں کا کاٹنا
 درخت کو مضر ہوتا ہو تو بالغ کو اختیار دیا جاوے گا کہ اگر چاہے تو بیج کو فسخ کر دے اور اگر چاہے تو کاٹنے پر
 راضی ہو جاوے اور اگر صرف تپے بدون شاخوں کے خریدے پس اگر اس شرط پر خریدے کہ انکو اسی وقت
 توڑ لیا جائے تو جائز ہے اور اگر اس شرط پر خریدے کہ انکو تھوڑا تھوڑا کر کے توڑ لیا جائے اس شرط پر کہ انکو درخت پر
 چھوڑ رکھنا تو بیج جائز نہیں ہے اور اگر کسی طرح کی شرط نہ کی اور انکو خرید اپس اگر اسی روز درخت
 پر سے توڑ لیا تو بیج جائز ہے اور اگر اسی روز نہ توڑے تو بیج فاسد ہو گئی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے
 اور اس باب میں حیلہ یہ ہے کہ درخت کو جڑ سے خریدے پھر تپوں کو توڑے پھر درخت بائع کے ہاتھ فروخت
 کرے یا ہبہ کر دے یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اور بید کے درخت کی پالہ یعنی جائزہ ہو اگرچہ وہ
 دہبہ بڑھتے ہیں اور کراث کی بیج جائزہ ہو اگرچہ وہ نیچے سے بڑھتا ہو کیونکہ کوکون کا تعامل پایا جاتا ہے
 اور جو چیزیں ایسی ہیں کہ انکے کو کوٹھا تعامل نہیں ہے اور وہ دہبہ بڑھتی ہیں تو انہیں جائزہ نہیں ہے یہ
 طہیر یہ میں لکھا ہے۔ امام فضلی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ بید کے درخت کے پالوں کو بیج نہیں ہے البتہ یہ بیج التدریج میں لکھا ہے
 اور اگر خربزون کی فالیز ایک شخص کی بنتی اور انہیں بتیان نکالنے سے پہلے اس خطا کے ساتھ فروخت کیا کہ
 این خیابان را فروخت نم تو یہ بیج خربزون کے درختوں پر جائز ہے اور جو بتیان نکلتی ہیں ان پر جائزہ نہیں ہوگی
 ہاں پھر جو کچھ بتیان نکلیں گی اسکی ملک میں ہو گئی اور اگر یہ ارادہ کیا کہ اسکو زین میں چھوڑ دے اور
 بشرعی طور پر اسکو ولایت حاصل رہے تو اسکا حیلہ یہ ہے کہ گھاس اور خربزہ کے درخت بعض ثمن کے
 عوض خریدے اور بعض ثمن کے عوض زمین کو کرایہ پر واسطے چند روز معلومہ کے لیوے اور جامع صغیر
 میں لکھا ہے کہ جائزہ نہیں ہے کہ ذاتی انحصار۔ اور صاحب حیلہ کو چاہیے کہ درخت یا پھلون یا گھاس
 کی بیج مقدم کرے اور سچے زمین اجارہ پر لیوے کیونکہ اگر اس نے اجارہ کو مقدم کیا تو جائزہ نہ ہوگا یہ مختار الفتاویٰ
 میں لکھا ہے۔ اور اگر خربزہ کے درخت فروخت کیے اور زمین کو مستعار دیا تو بھی جائزہ ہو لیکن عاریت دینا
 لازمی نہ ہوگا اور اس شخص کو اپنی عاریت دینے سے رجوع کر لینے کا اختیار ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں
 لکھا ہے۔ ایک فالیز دوسرے کی ہے اور ایک نے اپنا حصہ کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا تو جائزہ نہیں ہے
 کیونکہ اسکے توڑنے میں بائع کے سوا دوسرے شریک کو ضرر پہونچتا ہے اور کسی شخص پر ضرر اٹھالینے کے
 واسطے جبر نہیں کیا جاتا ہے اگرچہ وہ راضی ہو گیا ہو پس لازم یہ ہے کہ تمام فالیز دونوں شریکوں سے
 خریدے پھر بیج کو دوسرے شریک کا حصہ فسخ کر دے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ

میرے فالیز تیرے ہاتھ دس درم کو فروخت کیا اور یہ کننا بتیاں نکلنے سے پہلے تھا تو امام ابو بکر محمد ابن الفضل نے فرمایا کہ بیع جائزہ ہوا اور خریدنے کے درختوں پر واقع ہوئی اور اسکے بعد جو بتیاں نکلنے لگیں مشتری کی ہوئی اور اگر چھوڑ رکھنے کی شرط پر بیع واقع ہوئی تو جائز نہیں ہو پس اگر وہ فالیز مشترک ہو اور ایک نے اپنا حصہ اسیمن سے فروخت کر دیا تو جائز نہیں ہو پس اگر اسنے اپنا حصہ فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا تو بالغ کا حصہ مشتری کو ملیگا تا وقتیکہ بیع نہ ٹوٹے اور اگر اس شریک نے کہ جسے فروخت نہیں کیا ہو دوسرے شریک کی بیع کی اجازت دیدی اور راضی ہو گیا تو پھر اسکو اختیار ہو کہ راضی نہ ہو یا فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک کھیتی جو بقیل ہو فروخت کی پس اگر اسکو اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکو کاٹنے یا اسیمن اپنے چوپایہ چھوڑ دے کہ وہ اسکو چیر لیں تو بیع جائزہ ہو اور اگر اس شرط پر فروخت کیا کہ پکنے کے وقت تک اسکو کھیتی میں چھوڑ دے تو جائز نہیں ہو اور ایسے ہی بطلہ کی بیع بھی اسی تفصیل پر ہو اور یہی مختار ہو اور اسی کو فقہ ابو اللیث نے لیا ہے یہ جوا ہر اخلاطی میں لکھا ہے۔ فتاویٰ ابو اللیث میں مذکور ہو کہ ایک زمین دو شخصوں میں مشترک تھی کہ اسیمن دونوں کی کھیتی تھی اور ایک شریک نے آدمی کھیتی لیئے اپنا حصہ اپنے شریک کے سوا دوسرے کے ہاتھ بدون زمین کے فروخت کر دیا پس اگر کھیتی یک گئی ہو تو بیع جائزہ ہو اور اگر بی نہ ہو تو جائز نہیں ہو لیکن اگر اسکا ساتھی راضی ہو تو جائزہ خواہ اسنے مطلقاً فروخت کی ہو یا کاٹنے لینے کی شرط کر لی ہو اور اگر چھوڑ رکھنے کی شرط کی ہو تو جائز نہیں ہو اگرچہ اسکا شریک راضی ہو جاوے اور اگر دونوں میں سے ایک نے آدمی کھیتی مع آدمی زمین کے فروخت کر دی تو بیع جائزہ ہو اور مشتری بالغ کے قائم مقام ہو جاوے گا پھر پہلی صورت میں جبکہ آدمی کھیتی کی بیع ناجائز ٹھہری پس اگر اسنے عقد بیع کو فسخ نہ کیا یہاں تک کہ کھیتی یک گئی تو وہی عقد بیع جائز ہو جائیگا اور اگر پہلی صورت میں کھیتی مع زمین کے دو شخصوں میں مشترک ہو اور ایک شخص اپنا کھیتی کا حصہ بدون زمین کے دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کر دے پس اگر کھیتی نہ یک گئی ہو تو بیع جائزہ نہ ہو کی کذا فی الحیطہ اور یہی مختار ہو فقہ ابو اللیث کا لفظ نے محیط السرخسی اور اسی تفصیل پر حکم ہو کپاس اور تمام قسم کی کھیتوں کا جبکہ وہ دو شخصوں میں مشترک ہوں اور ایک اپنا حصہ بدون زمین کے دوسرے ساتھی کے ہاتھ فروخت کر دے اور اگر آدمی کھیتی مع آدمی زمین کے اپنے ساتھی کے ہاتھ فروخت کر دی یا کسی چنی کے ہاتھ بدون اپنے ساتھی کی رضامندی کے چنی تو بیع جائزہ ہو اور اجناس میں ہو کہ اگر آدمی شریک کھیتی اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کر دی تو غلبہ روایہ میں جائزہ ہو محیط میں لکھا ہے۔ فتاویٰ دوسرے صفحے میں مذکور ہو کہ اگر ایک درخت دو شخصوں میں مشترک ہو اور ایک اپنا حصہ کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کرے تو جائز نہیں ہو اور اگر تین شخصوں میں مشترک ہو اور ایک نے اپنا حصہ دونوں ساتھیوں میں سے ایک کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر دونوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تو جائزہ ہو یہ ظہر میں لکھا ہے۔ اگر کھیتی زمیندار اور کاشتکار کے درمیان مشترک تھی اور زمیندار نے اپنا حصہ کاشتکار کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر کاشتکار نے اپنا حصہ زمیندار کے ہاتھ

بچا تو جائز ہو کیونکہ وہ سپرد کرنے میں تقسیم کا محتاج نہیں ہے اور اگر ایسی کھیتی کی ہو تو ہر ایک کو اپنا حصہ دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہو جامع الاصلہ کی کتاب الفرائض میں لکھا ہے کہ شیخ نصیر رحمہ نے فرمایا کہ تھالی پر کاشت کرنے والے نے اپنا کھیتی کا حصہ زمیندار یا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہیں ہے اور اصل میں لکھا ہے کہ اگر زمیندار نے ایسی زمین بچی کہ جس میں اسکی اور کاشتکار کی مشترک کھیتی تھی تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ کھیتی ہنوز سنبھری ہو اس صورت میں کاشتکار کی اجازت پر بیع موقوف ہو کہ خواہ اسنے زمین سے کھیتی فروخت کی ہو یا بدولن کھیتی کے فروخت کی ہو پس اگر اسنے زمین مع تمام کھیتی کے فروخت کر دی اور کاشتکار نے زمین اور کھیتی کی قیمت اور کھیتی پر تقسیم ہوگا پس جس قدر زمین کے حصہ میں آوے وہ زمیندار کا ہو اور جو کھیتی کے حصہ میں پڑے وہ زمیندار اور کاشتکار میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور اس صورت میں اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت نہ دی تو مشتری کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو کھیتی کینے تک توقف کرے ورنہ چاہے تو ابھی بیع توڑ دے اگر زمیندار نے فقط زمین فروخت کی پس اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت نہ دی تو زمین مشتری کی ہوگی اور کھیتی زمیندار اور کاشتکار کے درمیان مشترک رہے گی اور اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت نہ دی تو مشتری کو اختیار ہوگا اور اگر زمیندار نے زمین اور اپنا حصہ کھیتی کا فروخت کیا اور کاشتکار نے بیع کی اجازت نہ دی تو مشتری زمین کو اور زمیندار کے کھیتی کے حصہ کو پورے میں لے لے گا اور اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت نہ دی تو مشتری کو اختیار حاصل ہوگا اور پختہ ہونے کی صورت میں اگر کاشتکار نے بیع فسخ کرنی چاہی پس اگر بیع کے وقت کھیتی کی ہوئی تھی تو بیع یہ ہو کہ اسکو یہ اختیار ہوگا ورنہ بیع ہی صورت میں اگر فقط زمین یا مع اپنے کھیتی کے حصہ کے فروخت کیا ہو تو بیع بلا توقف جائز ہو اور اگر زمین مع تمام کھیتی کے فروخت کر دی تو زمین کی اور زمیندار کی کھیتی کے حصہ کی بیع نافذ ہو جائیگی اور کاشتکار کے حصہ کی بیع متوقف رہے گی پس اگر اسنے اجازت دے دی تو اس کے حصہ کی بیع صحیحی نافذ ہو جائیگی اور اسکی کھیتی کے حصہ کا بیع نہیں میں سے لے لے گا اور باقی زمین زمیندار کا ہوگا اور اگر اسنے اجازت نہ دی تو مشتری کو اختیار حاصل ہوگا مشتری خریدنے کے وقت ہاتھ کا اس طرح کی کاشتکاری کا علم نہوا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک زمین میں کھیتی ہو اور زمیندار اسنے زمین بدولن کھیتی کے حصہ کھیتی بدولن زمین کے فروخت کر دی تو بیع جائز ہو اور اس طرح اگر زمین بدولن کھیتی کے فروخت کی تو جب اسے بیع کی اجازت نہ دی ہو اور اگر آدمی کھیتی بدولن زمین کے فروخت کی تو جائز نہیں ہوگی اگر ایسی بیع زمیندار اور کاشتکار کے درمیان واقع ہو تو کاشتکار کو اپنا حصہ زمیندار کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہو اور اگر زمیندار نے اپنا حصہ کاشتکار کے ہاتھ بچا تو جائز نہیں ہو اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ بیع زمیندار کا ہو اور کاشتکار کا ہو تو جائز ہونا چاہیے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اس صورت میں اگر کھیتی کی ہوئی ہو تو ہر ایک کاشتکار اور زمیندار کو اپنا حصہ بدولن فروخت کرنا جائز ہو جامع الاصلہ کے باب فرائض میں لکھا ہے کہ اگر تھالی کے کاشتکار

ع
پراسسور مین
کرکیتی آرڈر کی
شیٹی پر ہمارے

اپنا کھیتی کا حصہ زمیندار یا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور شیخ الاسلام نے
 ذکر کیا ہے کہ زمیندار نے اگر اپنا کھیتی کا حصہ بدون زمین کے کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا یا کاشتکار نے
 اپنا حصہ کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا اور کھیتی اس وقت تک چلی نہ تھی یہاں تک کہ اسکی بیج لہیب اسکی
 کہ شریک کو ضرر نہ پہونچے تا جائز قرار پائی تھی پھر اس شریک نے اسکے بعد اپنا حصہ بھی اسی مشتری
 کے ہاتھ فروخت کر دیا تو وہ پہلی بیج جائز ہو جائیگی یہ فیضیہ میں لکھا ہے۔ پھر جانتا چاہیے کہ آدمی کھیتی
 بدون زمین کے بچپنا صرف اسی موقع پر ناجائز ہو کہ جہاں کھیتی واسلے کو کھیتی برقرار رکھنے کا استحقاق
 حاصل ہو جیسے کہ اپنی ملکیت میں کھیتی ہوئی ہو لیکن اگر اسکو برقرار رکھنے کا حق حاصل نہ ہو جیسے کہ کسی نے
 دوسرے کی زمین بطور غصب چھین کر زبردستی اس میں کھیتی کر لی تو آدمی کھیتی کی بیج جائز ہوگی اور اسی
 قیاس پر یہ مسئلہ بھی ہو کہ اگر آدمی عمارت بدون زمین کے فروخت کی پس اگر وہ عمارت بنانے میں
 حق دار تھا تو جائز نہیں ہو اور اگر اسنے بطور غصب زبردستی بنائی تھی تو جائز ہو محیط میں لکھا ہے
 یتیمہ میں ہو کہ بقالی نے ذکر کیا ہے کہ اگر کسی نے زمین خریدی اور اس میں کھیتی ہوئی اور کھیتی اور زمین میں
 شریک کر لیا تو جائز ہو اور اگر فقط کھیتی میں شریک کیا تو جائز نہیں یہ تمار خانہ میں لکھا ہے۔ اگر
 درخت پر لگی شاخ خریدی تو جائز ہو اور اگر ساک کے گیت میں لگا ساک خریدتا تو جائز نہیں ہو یقیناً
 لکھا ہے۔ اگر خرما کے درخت پر لگے ہوئے تازہ جھوڑے ٹوٹے ہوئے خشک جھوڑوں کے عوض بدون
 پیمانہ کے خریدے تو جائز نہیں ہو یہ تہذیب میں لکھا ہے۔ کسی نے اپنی زمین دوسرے کو آدمی کی بنائی پر اس
 شرط سے دی کہ وہ اس میں درخت لگاوے اور اسنے شہوت سے کہ درخت اس میں لگائے پھر مدت
 گزرنے کے بعد زمیندار نے اپنی زمین اور اپنا بدون کا حصہ فروخت کر دیا تو صحیح ہو پس اگر قبضہ سے
 پہلے مشتری نے دوسرے کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا تو بیع قاسد ہوگی اور یہ حکم ضروری کہ امام
 کے قول پر ہو اور امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح ہوگی کیونکہ عقار کی بیع ان دونوں
 کے نزدیک قبضہ سے پہلے جائز ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اگر گندے کو جم کر اونچا
 ہو جانے کے بعد ایک بیٹھا کاٹ کر فروخت کیا تو جائز ہو اور اگر اتنے اور اتنے فروخت کئے تو جائز
 نہیں ہو سہیچ گیسوون کے درخت کا بھی حال ہو اگر کوئی اسی سال بڑھ جائے کہ بعد کاٹ کر فروخت کرے
 تو جائز ہو اور سہیچ درختوں میں اگر کوئی فروخت کیا اور وہ فی الحال کالے یا اکھاڑے کے واسطے
 قلم تھے تو بیع جائز ہو یہ فیضیہ میں لکھا ہے۔ گھاس کا بیج کرنا اور اسکا اجارہ پر دینا جائز نہیں ہو اگرچہ
 وہ گھاس اسکی زمین میں ہو سو اسے اس کے مالک زمین کو یہ اختیار ہو کہ اپنی زمین میں اسنے غدیوے
 اور جب اسنے روکا تو غیر کو یہ حق ہو تیار ہو کہ دیون کہے کہ تیری زمین میں میں بیج کر لیں تو کو
 اس تک ہو بچے دے یا اس گھاس کو کاٹ کر میری طرف پہنک دے اور جو گھاس میں
 غیر کا حق متعلق ہونا اسوقت ہو کہ وہ گھاس خود اکی ہو اور اگر اس زمین کے مالک نے اس زمین کو
 گھاس آگاسنے کے واسطے بیچا اور بیعت کیا ہو اور اس میں گھاس اکی ہو تو نہ ہر دہا محیط اور

تو ازل میں مذکور ہے کہ ایسی گھاس کی بیع جائز ہے کیونکہ یہ اسکی ملک ہے اور اسی کو صدر الشیعہ نے اختیار کیا ہے اور اسی میں مذکور ہے کہ اگر اپنی زمین کے پس پاس بخندق بنائے اور اسکو نکل اگانے کے واسطے مویا کیا اور اسپین نکل آگے تو وہ اسکی ملکیت ہو جاوے گی اور اسی پر اکثر مشائخ ہیں کہ ذانی البحر الرائق اور اگر اسکو کسی شخص نے اسکی بلا اجازت کاٹ لیا تو اسکو واپس کر لینے کا اختیار ہے اور یہی مختار ہے جو بخل میں لکھا ہے۔ اور گھاس کے اجارہ لینے کے واسطے حیلہ یہ ہے کہ زمین کو چوپاہ کھڑا کرنے یا کسی دوسرے نفع کے واسطے بمقدار اجرت یا مٹن پر اسکا مالک راضی ہو جاوے لیوے پس اس سے دونوں کی غرض حاصل ہو جاوے گی یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور گھاس کے حکم میں سب قسم کے چارے کہ خبکو چوپاہ چرتے ہیں خواہ وہ خشک ہوں یا تر داخل ہیں بخلاف درختوں کے کہ وہ داخل نہیں ہیں کیونکہ گھاس سب سے ہے جسکی ساق ہواور درخت وہ ہے جس میں ساق ہو نہیں درخت گھاس میں داخل نہ ہو گا بیان تاک کہ اگر درخت اسکی زمین میں آگے تو اسکو فروخت کر سکتا ہے اور کٹاؤ کا حکم گھاس کے مانند ہے یہ تیس میں لکھا ہے اگر اپنی زمین کے شکار کے پرندے اندر آئے کہ ہنوز وہ ہاتھ میں نہیں آئے فروخت کیے تو انکا بیع جائز نہیں ہے کذا فی المحامی۔

تیسری فصل سرہون اور اجارہ دی ہوئی اور غضب کئے ہوئے اور بھاگے ہوئے غلام یا باندی اور ارض قطیعہ اور خانہ اور انکارہ کی بیع کے بیان میں۔ سرہون لینے بہن کی ہوئی چیز کی بیع میں اختلاف ہے عامہ مشائخ کے نزدیک اسکی بیع موقوف ہے اور یہی صحیح ہے جو اندر خطاطی میں لکھا ہے۔ حقے کہ اگر بہن نے دانے سے قرض ادا کر دیا یا بہن رکھنے والے نے اسکو قرضہ معاف کر دیا یا بہن اسکو بھر دیا یا بیع کی اجازت دی اور اس پر راضی ہو گیا تو پہلی بیع تمام ہو جاوے گی اور از سر نو عقد بیع کرنے کی ضرورت نہوگی کذا فی الغنیۃ۔ اور اگر مرتن نے بیع کی اجازت نہ دی اور مرتن نے قاضی سے یہ درخواست کی کہ بیع میرے سرہون پر کیا جائے تو قاضی دونوں میں عقد بیع فسخ کر دیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور جو سرہون اجارہ پر لیکھی تھی اسکی بیع سرہون کی بیع کے مانند عامہ مشائخ کے نزدیک موقوف رہتی ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر خرید کے وقت مشتری کو یہ نہ معلوم ہوا کہ خریدی ہوئی چیز کسی کے پس بہن یا اجارہ ہے تو اسکو اختیار حاصل ہوگا کذا فی الذخیرہ۔ اور صدر الشیعہ نے فرمایا کہ ظاہر الروایہ کے موافق صحیح یہ ہے کہ اسکو باوجود علم ہونے کے بھی اختیار حاصل ہوگا یہ حنا بیہ میں لکھا ہے۔ اگر اجرت پر لینے والے نے بالغ اور مشرعی کے درمیان بیع فسخ کرنے کا ارادہ کیا تو صدر الشیعہ نے ذکر کیا ہے کہ ظاہر الروایہ کے موافق اسکو یہ اختیار ہے اور محامی کی روایہ میں یہ ہے کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ ایمن دونوں روایتیں آئی ہیں اور غلو سے اسی پر ہے کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہے فصول عمادیہ میں لکھا ہے اور اگر اجارہ دراز ہو اور اسے فروخت کر دیا پھر فسخ کے ایام آگے تو اکثر مشائخ کے نزدیک اسکی بیع نافذ ہو جاوے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اس بات میں اختلاف ہے کہ مرتن فسخ بیع کر سکتا ہے یا نہیں پس بعضوں نے کہا کہ فسخ کر سکتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ نہیں اور یہی صحیح ہے جو حنا بیہ میں لکھا ہے

لیکر اپنے قبضہ میں لانے سے پہلے آزاد کر دیا تو وہ آزاد ہو جاوے گا اور مشتری اسکی قیمت مرتن کو ضمان
دیگا اور بائع کا اسپر کچھ ثمن منوگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ رہن کرنے والے نے مرہون کو فروخت کیا اور
ثمن پر قبضہ کر لیا پھر نکاح رہن سے پہلے اسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر نکاح رہن کیا تو پہلی
بیع کا نافذ ہونا اولے ہی قبضہ میں لکھا ہے۔ اگر غصب کی ہوئی چیز غاصب کے سوا دوسرے کے ہاتھ فروخت
کی تو بیع موقوف رہے گی اور یہی صحیح ہے پس اگر غاصب نے اقرار کر لیا تو بیع تمام ہو جاوے گی اور لازم ہو جاوے گی
اور اگر نکاح کیا اور بائع کے پاس گواہ ہن تو بھی یہی حکم ہے کہ انی انیثا شہ۔ اور اگر بائع کے پاس گواہ ہن ہن
اور اسے مشتری کو سپرد نہ کی بیان تک کہ وہ ہلاک ہو گئی تو بیع ٹوٹ جاوے گی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے جس مختصر
نے دوسرے کی ملک کی کوئی چیز فروخت کی پھر اسکو دوسرے سے خرید کر مشتری کے سپرد کر دیا تو جائز
ہنیں اور بیع فاسد نہیں بلکہ باطل ہوگی اور صرف اسی صورت میں جائز ہوگی کہ جب بیع کرنے سے پہلے اسکی
ملکیت کا سبب قائم ہوتے کہ اگر غاصب نے غصب کی ہوئی چیز فروخت کی پھر اس شے کے مالک کو ضمان
دیدہ تو بیع جائز ہو جاوے گی اور اگر غاصب نے مالک سے اسکو خریدایا مالک نے اسکو ہیہ کی یا اسکو پس
میراث میں پہنچی تو اس سے پہلے اسکی بیع نافذ ہونگی یہ فصول عادیہ میں لکھا ہے۔ بشرطہ کہ امام ابو یوسف
سے روایت کی ہو کہ اگر ایک شخص نے دوسرے شخص کا طعام غصب کیا اور اسکو صدقہ کر دیا اور وہ ہنوز
سکینوں کے ہاتھوں میں موجود تھا کہ غاصب نے اسے مالک سے اسکو خرید لیا تو اسکی خرید جائز ہو
اور اپنے صدقہ سے رجوع کر لے اور اسکی قسم کے کفارہ کے عوض جائز ہوگا اور اگر سکینوں نے طعام کو
بعد خریدنے کے تلف کر دیا تو وہ اس کے ضامن ہونگے اور اگر غاصب نے خرید نہ کیا اور اسکی قیمت کی ضمان
دیدہ تو اسکا صدقہ جائز ہوگا اور قسم کا کفارہ ادا ہو جاوے گا اور صدقہ سے رجوع نہ کرے گا اور اگر غاصب کے
مالک سے خریدنے کے وقت وہ طعام سکینوں کے ہاتھ میں تلف ہو گیا ہو تو خرید باطل ہو لیکن اگر غاصب
یون کہے کہ میں اس طعام کو خریدتا ہوں جو تیرا مجھ پر تو خرید جائز ہے اور صدقہ بھی جائز ہے۔ امام محمد نے
جامع میں ذکر فرمایا ہے کہ کسی نے دوسرے کا ایک غلام غصب کیا پھر غاصب نے کسی کو حکم دیا کہ تو اس
غلام کو اسکے مالک سے میرے واسطے خرید لے اور اسے خرید لیا تو خرید صحیح ہے اور حکم دینے والا فقط خرید
واقع ہونے سے قائل ہو جاوے گا اور اسطرح اگر کسی اجنبی نے غاصب کو حکم دیا کہ تو میرے واسطے
اسکو خرید اور غاصب نے ایسا ہی کیا تو صحیح ہے اور حکم دینے والا فقط خرید واقع ہونے سے قائل ہو جائیگا
یہ محیط میں لکھا ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ کسی نے دوسرے کا ایک غلام غصب کیا اور
اسکو غاصب نے کسی شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اسکے سپرد کر دیا پھر غاصب نے اسکے مالک سے کسی چیز
صلح کی پس اگر صلح قیمت سے درجہ و دنیا پر واقع ہوئی تو غاصب کی بیع جائز ہوگی اور اگر کوئی بیاب
دیکر صلح کی تو یہ از سر نو بیع ہے پس پہلی بیع باطل ہو جاوے گی یہ ظہرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر غاصب نے
اسکو آزاد کیا پھر اسکی قیمت کی ضمان دی تو اسکا آزاد کرنا جائز ہوگا یہ مختار الفقہاء میں لکھا ہے
اگر غاصب کرنے والے سے خرید کر کسی نے آزاد کر دیا پھر اسکے مالک نے بیع کی اجازت نہ دی تو بیعت

اسکا عین نافذ ہوگا اور یہی امام محمد کا قول ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک استحباب اسکا عین نافذ ہو جائیگا اور اگر کسی نے غاصب سے خرید کر اسکو فروخت کر دیا پھر اس کے مالک نے پہلی بیع کی اجازت دی تو مشتری کی دوسری بیع نافذ ہوگی اور اگر پہلی بیع اختلاف نہیں ہو غصب کرنے والے نے اگر غصب کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر اسکو مشتری نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا یہاں تک کہ چند بار وہ ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا پھر مالک نے کسی ایک بیع کی اجازت دی تو یہی عقد بیع نافذ ہو جائیگا کسی نے ایک غلام غصب کیا اور اسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مشتری نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مالک نے غاصب سے ضمان لیلیٰ تو پہلی بیع نافذ ہو جائیگی اور مشتری کی بیع باطل ہو جائیگی کذا فی فصول العادیہ۔ اور اگر مشتری کے پاس اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا گیا اور مشتری نے اس کے عوض کا مال لے لیا پھر غلام کے مالک نے غاصب کی بیع کی اجازت دیدی تو ہاتھ کاٹنے کے عوض کا مال مشتری کا ہوگا اور بقدر آدھے ٹکس سے زائد ہوگا وہ صدقہ کر دیگا اور اگر غلام مر گیا یا قتل کیا گیا پھر مالک نے اجازت دی تو اسکی اجازت صحیح نہیں ہے اور اگر مشتری نے غلام کو آزاد کر دیا پھر اسکا ہاتھ کاٹا گیا پھر اس کے مالک نے غاصب کی بیع کی اجازت دی تو ہاتھ کاٹنے کے عوض کا مال غلام کو لیکھ جائے۔

ساتار خانہ میں لکھا ہے ہشام نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے ایک شخص کا غلام غصب کر کے اسکو فروخت کر دیا پھر اسکا مالک آیا اور اسے بیع کی اجازت دی پس فرمایا کہ اگر اسکا مالک غلام کے لئے لینے پر قادر تھا تو اسکی اجازت جائز ہوگی ورنہ نہیں اور اگر اس غلام کو شہر سے من غصب کیا تھا اور غلام کو فہمین موجود ہو اور غاصب اور غلام کا مالک دونوں سے میں موجود ہوں اور اس کے مالک نے بیع کی اجازت دی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اسکی اجازت جائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ اگر اسکا مالک اسکو زندہ جانتا ہے تو اسکا اجازت دینا جائز ہے اور اگر اسکا زندہ یا مردہ ہونا نہیں جانتا ہے تو اسکا اجازت دینا باطل ہے اور یہ دوسرا قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہے کذا فی الظہیر یہ۔ اور اگر مالک نے غاصب سے چھوڑا لیا اور قاضی نے غلام اسکو دینے کا حکم دیا پھر اسے بیع کی اجازت دی تو ظاہر الروایہ میں صحیح ہے اور اگر اس غلام کا قیام نہ جانتا ہو اس طرح پر کہ وہ بھاگ گیا پھر اسے بیع کی اجازت دی تو ظاہر الروایہ میں اسکی اجازت صحیح ہے اور اجازت سے پہلے جو چیز پیدا ہو مثلاً غلام نے کچھ مال حاصل کیا یا باندی کے کوئی بچہ پیدا ہوا یا اس سے شہد سے وطنی کرنے کے عوض حق ملا یا غلام کے ہاتھ کاٹنے کے عوض مال ملا تو یہ سب مشتری کی بیع کا ہوگا یہ محض سرخی میں لکھا ہے۔ جامع میں مذکور ہے کہ کسی نے دوسرے کی باندی غصب کر لی اور پھر ایک شخص نے اسی کا ایک غلام غصب کر لیا اور دونوں نے غلام اور باندی کو باہم بیع کر لیا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مالک کو یہ خبر ہوئی اور اسے بیع کی اجازت دیدی تو بیع باطل ہوگی اور اگر غلام اور باندی کے مالک دو شخص ہوں اور ان دونوں کو اسکی خبر ہوئی اور دونوں نے اجازت دیدی تو بیع جائز ہو جائیگا اور باندی غلام غصب کرنے والے کی ہو جائیگی اور غلام باندی غصب کرنے والی کا ہو جائیگا اور غلام غصب کرنے والے پر قیمت غلام کی واجب ہوگی کہ اس کے مالک کو ادا کرے اور باندی غصب کرنے والے پر

ع
بیع کی اجازت دینا
مستحب ہے

باندی کی قیمت اُسکے مالک کو ادا کرنی واجب ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک ہی شخص کے ایک سے کچھ درم غصب کیے اور دوسرے نے اُسکے کچھ دینار غصب کیے اور دونوں نے باہم بیع کر کے قبضہ کر لیا اور جدا ہو گئے پھر مالک نے اجازت دی تو بیع جائز ہوگی اور ہر ایک نے جو غصب کیا ہو اُسکے شل کا ضامن ہوگا اور اگر مالک نے اجازت نہ دی تو بیع باطل ہو جائیگی اور دوس درم و دینار کے حکم میں ہیں اور اگر ایک غاصب نے اُسکے درم غصب کیے اور دوسرے نے اُسی کی باندی غصب کر لی اور دونوں نے باہم بیع کر لی پھر مالک نے اجازت دی تو بیع جائز ہوگا پس اگر باندی غصب کرنے والے نے درم لے لیے پھر مالک نے اجازت دی اور وہ اُسکے پاس تلف ہو گئے تو امانت میں تلف ہو گئے و لیکن باندی خریدنے والا اُنکے شل درہم کا خود ضامن ہوگا پس اگر باندی غصب کرنے والے کے درہم پر قبضہ کرنے سے پہلے مالک نے اجازت دی پھر اُسکے درہم پر قبضہ کیا اور اُسکے پاس تلف ہو گئے تو مالک کو اختیار ہے کہ غاصب یا مشتری جس سے چاہے ضمان لے پس اگر آئسے مشتری سے ضمان لی تو وہ بلع پر رجوع نہ کرے گا اور اگر بلع سے ضمان لی تو وہ اُسکے شل مشتری سے واپس لے گا اور وہ اُسی کے ہونگے اور جب آئسے مشتری سے رجوع کر لیا تو جو کچھ اُس سے لیا ہو وہ اُسکو سپرد کیا جائیگا یہ محیط سخی میں لکھا ہو۔ بھاگے ہوئے کی بیع ناجائز ہوگی اگر وہ بھاگنے سے لوٹ آیا اور اُسکو مشتری کے سپرد دیا تو امام محمد سے روایت ہے کہ وہ بیع جائز ہوگی اور اسی کو کرنی اور ایک جماعت مشائخ نے اختیار کیا اور ایسا ہی قاضی سیلابی نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے اور انکی شرح میں یوں مذکور ہے کہ اگر بھاگا ہوا غلام حاضر ہو جاوے اور بلع مشتری کے سپرد کر دے تو بیع جائز ہو جائیگی اور دونوں میں سے جو شخص انکار کرے خواہ بلع سپرد کرنے سے یا مشتری قبضہ کرنے سے تو اُسپر جبر کیا جائیگا اور نہ تو بیع کر کے کی ضرورت نہ ہوگی لیکن اگر مشتری اس جھگڑے کو قاضی کے رد میں کرے اور بلع سے قبضہ دلانے کی درخواست کرے اور سپرد کرنے سے انکا عجز ثابت ہو اور قاضی دونوں کے درمیان عقد بیع کو فسخ کر دے پھر غلام حاضر ہو تو اُس وقت میں نئی بیع کرنے کی ضرورت ہوگی اور دوسری روایت امام محمد سے یہ آئی ہے کہ ایسی بیع جائز نہیں ہے اور نئی بیع کرنے کی ضرورت ہوگی اور ایک جماعت مشائخ نے اُسی کو اختیار کیا ہے اور ابو جعفر اللہ البلیانی اسی پر فتوے دیتے تھے اور شیخ الاسلام نے شرح کتاب البیوع کے باب بیع فاسد میں ایسا ہی ذکر کیا ہے کذا فی المحیط۔ اور فقہانے فرمایا کہ محنت ایسی ہو اور پہلی روایت کی تاویل یہ ہے کہ غلام کے لوٹ آنے کے وقت وہ دونوں پھر باہم رضی ہو جائیں یہ قیاس میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص بھاگے ہوئے غلام کے مالک کے پاس آیا اور کہا کہ تیرا بھاگا ہوا غلام میرے پاس موجود ہے اور میں نے اُسکو پکڑ لیا ہے تو اُسکو میرے ہاتھ بیچ ڈال اور آئسے بیچ ڈالنا جائز ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور جبکہ اسکی بیع جائز ہوئی پس اگر مشتری نے اُسپر قبضہ کرنے کے وقت اس بات پر گواہ کر لیے تھے کہ میں اُسپر اس واسطے قبضہ کرتا ہوں تاکہ اُسکے مالک کو واپس کر دوں تو اس پر قبضہ شمار نہ ہوگا پس اگر مشتری کے واپس ہو کر وہ قبضہ کرنے سے پہلے وہ غلام مر گیا تو بیع ٹوٹ جائیگی اور مشتری اپنا ضمان واپس کر لے گا اور اگر اسے گواہ نہیں کیے تھے

تو قافلہ شہر ہو گا بیع القدر میں لکھا ہے۔ اور اگر اس نے آن کر یہ کہا کہ وہ غلام فلاں شخص کے پاس موجود ہے اور اس نے اسکو بیچ لیا ہے تو میرے ہاتھ اسکو بیچ ڈال اور اس نے اسکی تصدیق کر کے اسکے ہاتھ فروخت کر دیا تو بیع جائز نہیں ہو لیکن یہ بیع فاسد ہوگی کہ اگر مشتری اسپر قبضہ پا لیا تو مالک ہو جاوے گا یہ سب اہل حق میں لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام خریدے اور وہ قبضہ سے پہلے بھاگ گیا تو اس عقد کے فسخ کرنے کا مشتری کو اختیار ہے اور تا وقتیکہ غلام بھاگا ہوا حاضر ہو جائے تو یہ اختیار نہ ہوگا کہ مشتری سے ثمن کا مطالبہ کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر بھاگا ہوا غلام اپنے نابالغ بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز نہیں ہے اور اگر اس بیٹے کو یا کسی یتیم کو جو اسکے پاس پرورش پاتا ہو وہ غلام ہیہ کر دیا تو جائز ہے اور بھاگے ہوئے غلام کا کفارہ میں آزاد کرنا جائز ہے بشرطیکہ اسکا زندہ ہونا اور اسکی جگہ معلوم ہو یہ نہایت میں لکھا ہے۔ اگر غصب کیا ہو غلام غاصب کے پاس سے بھاگ گیا پھر مالک نے وہ غلام اسی حالت میں کہ وہ بھاگا ہوا تھا غاصب کے ہاتھ فروخت کر دیا تو بیع جائز ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ زمین خراجی کی بیع جائز ہے اور مراد اس سے ارض سواد ہے اور زمین قطیعہ کی بیع بھی جائز ہے اور قطیعہ وہ زمین ہو کہ اسکو امام نے کسی قوم کے واسطے جدا کر کے تحصیل کی ہے خاص کر دہاتی ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور واضح ہو کہ ارض امارہ اس زمین کو کہتے ہیں کہ جو خراب پڑی ہو اور اسکو کسی شخص نے اسکے مالک کے حکم سے لیکر آباد کیا اور اسی زمین زراعت کی اور ارض امارہ وہ زمین ہے کہ جو کاشتکاروں کے پاس ہو اب ہم کہتے ہیں کہ اگر ایسی زمین کو اسکے مالک نے فروخت کیا تو جائز ہے اور اگر اس شخص نے فروخت کیا جسکے پاس اسکا آباد کرنا یا کاشت ہے تو جائز نہیں ہے اگر زمین کو اس نے فروخت کیا اور وہ کسی دوسرے کی کاشت میں تھی تو شمس الاممہ حوالی نے فرمایا کہ کاشتکار اتنی مدت میں استحقاق رکھتا ہے خواہ بیچ دونوں میں سے کسی کا ہو پس اگر کاشتکار نے اجازت دیدی تو اسکے عمل کی کچھ اجرت نہ ملے گی اور مجموع التوازل میں لکھا ہے کہ اگر کاشتکار نے بیع کی اجازت دی تو کل دونوں حصے مشتری کو ملینگے یعنی جبکہ زمین میں غلہ ہو تو مشتری کا ہوگا اور اگر اس نے بیع کی اجازت نہ دی تو جائز نہ ہوگی اور یہی حال تاک انگوڑ کا ہو خواہ پھل ظاہر ہو گئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں بعض فقہانے کہا کہ زمین کے مسئلہ کا حکم اس تفصیل سے ہے کہ اگر بیج کاشتکار کے ہوں تو اسکے حق کی بیع جائز نہ ہوگی اور اگر زمیندار کے ہوں تو اگر زمین بڑی ہو تو بیع ناجائز ہے اور اگر زمین میں بیج نہ پڑا ہو تو بیع جائز ہے اور ایسے ہی تاک انگوڑ میں بھی اگر پھل ظاہر ہوئے ہوں تو بیع جائز ہے اور امام ظہیر الدین اسی پر فتوے دیتے تھے کذا فی المحيط۔ اور اگر کاشتکار نے ہنوز زراعت نہ کی ولیکن بل چلا لیا اور نہرین کھودی ہیں تو ظاہر الروایۃ میں اسکی بیع نافذ ہو جاوے گی اور یہی اصح ہے اور اگر تاک انگوڑ کو بیچا تو اسکی بیع حامل کے حق میں نافذ نہ ہوگی خواہ اس نے تاک میں کچھ درستی کی ہو یا نہ کی ہو یہ فصول عادیہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک گاون خریدے اور اس سے مسجد اور مقبرہ کا استثناء نہ کیا تو بیع فاسد ہوگی اور یہ فساد بیع استصورت میں ہے کہ مسجد آباد ہو اور اگر اسکا گروہ پیش خراب ہو گیا اور لوگ اس سے بے پروا ہو گئے ہیں تو بیع فاسد نہ ہوگی اور اگر کوئی زمین زراعت خریدی ہو اور اس میں ایک قطعہ وقف کا ہو تو مثل مسجد کے اسکی بیع بھی ناجائز ہے اسکو شمس الاممہ حوالی اور اہل حق

ذکر کیا ہے اور رکن الاسلام علی السنہی رح نے فرمایا ہے کہ اسکی بیع جائز ہو اور تغریب میں مذکور ہے کہ ان دونوں نے کلمہ السلام کے قول کی طرف رجوع کر لیا ہے اور یہی مختار ہے اور اگر ملکی زمین وقفی زمین کے ساتھ فروخت کی اور زمین سے وقفی زمین میں سے ملکی زمین کا حصہ استثنائاً کیا تو دو قولوں میں سے اس قول کے موافق ملکی زمین کی بیع جائز ہے۔ اور اگر ملکی زمین خریدی اور اس میں لوگوں کا عام راستہ ہو تو بیع فاسد نہ ہوگی اور راستہ ہونا حیب ہوا اور مشتے میں لکھا ہے کہ راستہ اگر محدود نہ ہو اور اسکی مقدار معلوم نہ ہو تو بیع فاسد ہوگی اور اگر کوئی قریہ فروخت کیا اور اس کے اندر مسجد ہو اور قریہ کی بیع میں مسجد کا استثناء کیا تو سپہ کے حدود ذکر کرنے میں یا نہ کرنے میں مشال کا اختلاف ہے اور مختار یہ ہے کہ حدود کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور ایسا ہی اختلاف خصوصوں اور عام لوگوں کے راستہ میں ہے اور مقبرہ کے حدود کا ذکر کرنا ضرور ہے لیکن اگر مقبرہ بلند ٹیلہ ہو تو ضرور نہیں ہے یہ مختار الفاویہ میں لکھا ہے۔ ایک پہاڑ میں گوگرد تھا تو اسکے وہاں سے لاکر فروخت کرنے میں کچھ خوف نہیں ہے اس طرح اگر پہاڑ کے فارم میں لاکر فروخت کیا جائے تو کچھ خوف نہیں ہے اور اس طرح اگر اس پہاڑ میں پتہ کے درخت تھے اور اس میں سے پتہ لاکر فروخت کیا گیا تو بھی یہی حکم ہے اور یہی حکم ملک کا ہے اور یہ سب ائسورت میں ہے کہ جس جگہ سے لایا جاوے وہ کسی کی ملک نہ ہو اور اگر کسی کی ملک ہوگی تو کسی چیز کی بیع جو ہمنے ذکر کی ہیں جائز نہ ہوگی کذا فی التاثر غانیہ۔

جو بھتی مصطل حیوانات کی بیع کے بیان میں جو مچھلی دریا یا کنوئین میں ہو اسکی بیع ناجائز ہو پس اگر اس شخص نے کوئی حظیرہ بنایا ہو اور اس میں مچھلی آجائے تو دو حال سے خالی نہیں کہ یا اس نے حظیرہ ہی واسطے بنایا تھا یا اس واسطے نہیں بنایا تھا پس پہلی صورت میں جو چیز حظیرہ کے اندر آجائے وہ اسکی ملک ہو اور کوئی اسکو نہیں لے سکتا ہو پھر اگر اسکے اندر کی مچھلی بدون شکار کرنے کے پکڑی جاسکے تو اسکی بیع جائز ہو اور اگر بدون شکار کے نہ پکڑی جاسکتی ہو تو اسکی بیع جائز نہیں ہے اور دوسری صورت میں جو چیز حظیرہ کے اندر آجائی وہ اسکی ملک نہ ہوگی تو اسکی بیع بھی جائز نہ ہوگی لیکن جب مچھلی اسکے اندر آجائے اور وہ حظیرہ کو بند کرے تو اسکا مالک ہو جاوے گا پس اگر وہ بلا حیلہ پکڑی جاسکے تو اسکی بیع جائز ہو اور اگر بدون شکار کے پکڑی نہ جاسکے تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس نے حظیرہ کو اس واسطے نہیں بنایا تھا لیکن اس نے مچھلی پکڑ کر حظیرہ میں ڈال دی تو اسکا مالک ہو جاوے گا پس اگر وہ بلا شکار ہاتھ آوے تو اسکی بیع جائز ہو ورنہ جائز نہیں ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ پھر جن صورتوں میں پانی کے اندر مچھلی کا بیع کرنا جائز ہے ان صورتوں میں جب مشتری اس پر قبضہ کر گیا اور اسکو دیکھ گیا تو اسکو خیار حاصل ہوگا اگر کسی نے ایک مچھلی پکڑ کر پانی کے گڑھے میں ڈال دی پس براہ حکم جو صورتیں تفصیل کے ساتھ ہم نے حظیرہ میں بیان کی ہیں وہی بیان نکلتی ہیں یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر مچھلی کسی بڑی نہر میں پڑی ہو تو اسکی بیع کسی حال میں جائز نہیں ہے اگرچہ بیع کے بعد بارغ آئے سپرد کر دینے پر قادر ہو جائے اور یہی حکم ائسورت میں ہے کہ اگر اس نے مچھلی پکڑی پھر وہ اسکے ہاتھ سے چھوٹ کر نہر میں جا پڑی مگر متاثر فرق ہے کہ اس صورت میں بیع سے پہلے اگر سپرد کر دینے پر قادر ہو جائے تو بیع جائز رہیگی اور مشتری کو

یہاں تک کہ تفصیل خطہ میں بیان کیا جائے تفصیل سے بیان کی وہی حکم ہے

خیاں و بدعت رہیگا خواہ اس سے پہلے اُس نے مچھلی کو دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو اور یہ حکم امام ابو الحسن کرخی کے نزدیک ہے اور
مشائخ پنج نے فرمایا کہ اُسکی بیج جائز نہیں ہے اگرچہ وہ سپرد کر دینے پر کما در ہو جاوے یہ بیابج میں لکھا ہے
اور اگر خفیہ کے اندر مچھلی اور قصب ہو اور اُس نے دونوں کو ایک بار فروخت کر دیا پس اگر مچھلی بدون
شکار کرنے کے نہ پکڑی جاسکتی ہو تو کل کی بیج فاسد ہو خواہ اس سے پہلے اُس نے مچھلی شکار کی ہو یا
نہ کی ہو اور اگر بدون شکار کے مچھلی کا پکڑنا ممکن ہو پس اگر اُس نے اس سے پہلے مچھلی شکار نہ کی ہو تو
مچھلی کی بیج فاسد ہو اور قصب کی بیج میں فقہانے فرمایا کہ امام اعظم رحمہ کے قول کے موافق فاسد
ہوگی اور صاحبین کے قول کے موافق فاسد نہوگی اور صحیح یہ ہے کہ صاحبین کے قول کے موافق بھی قصب کی بیج
فاسد ہوگی اور اگر اس سے پہلے اُس نے مچھلی کا شکار کیا تھا تو بالاتفاق کل کی بیج جائز ہے و ذیہ میں لکھا ہے۔
اور کبوتروں کی اگر گنتی معلوم ہو اور انکا سپرد کرنا ممکن ہو تو انکی بیج جائز ہو پس اگر وہ اپنے برہن
میں موجود ہوں کہ چھانکنے کا راستہ بند ہو تو اسکی بیج جائز ہونے میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اگر
وہ اُس نے کی حالت میں ہوں اور عادت سے یہ بات یقینی ہو کہ وہ اُنکے تو بھی یہی حکم ہو یہ فتح القدیر
میں لکھا ہے۔ اگر ایک برج کبوتر رہتا تھا اسکو مع کبوتر کے کسی نے بیچنا چاہا پس اگر رات میں فروخت
کر دیا تو جائز ہے شیعہ میں مذکور ہے کہ اگر پانی کے اندر کوئی چڑیا یا کوئی مچھلی فروخت کی اور وہ لوٹ کر اُسکے پاس
آجائی ہو یا کوئی ایسا پرندہ جو آسمان میں اُڑتا ہو اور اُسکے پاس چلا آتا ہو فروخت کیا تو بیج جائز ہے اور
جب وہ لوٹ کر اُسکے پاس آوے تو اسوقت سپرد کر دیکھا اور سپر طرح اگر کوئی ہرن یا لکڑہ وہ تھان سے
مانوس ہو اور لوٹ کر اُسکے پاس چلا آتا ہو تو اسکی بیج بھی جائز ہے اور اگر مانوس ہونے کے بعد وہ وحشت
کرنے لگے اور بلا شکار کے ہاتھ نہ آوے اور اسکو فروخت کرے تو بیج ناجائز ہوگی یہ ذیہ میں لکھا ہے۔
اگر کوئی موہار گھوڑا ایسا بدکتا ہو کہ بدون حیلہ کے اسکا پکڑنا ممکن نہ ہو تو اسکی بیج ناجائز ہے یہ صاحبین میں ہے۔
شہد کی مکھیوں کو جبکہ انکا موجود ہوں بیج کرنا جائز نہیں ہے اور یہ امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک
ہو لیکن اگر اُسکے مچھتوں میں شہد ہو اور جتھے کو مع اُن مکھیوں کے جو اُسکے اندر ہیں خرید کرے
تو جائز ہے اور امام محمد نے فرمایا ہے کہ اگر شہد کی مکھی اُنکھٹی حج ہوں تو انکا بیع کرنا جائز ہے لہذا
فی المحاورے۔ اور شہد کی مکھیوں کی بیج امام محمد کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتوے ہو یہ غیاث
میں لکھا ہے۔ اور فتاویٰ ابو الیث میں ہے کہ جو نمک کا خرید کرنا جائز ہے اور اسی کو صدر الثیبت نے
لیا ہے لہذا فی المحیط اور یہی مختار ہے۔ اور اگر کسی شخص کو سودا سٹے اجرت پر لیا کہ وہ اُسکے جو نمک لگاوے
تو بالاتفاق جائز ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور کرم پایہ کے انڈے بیچنا امام ابو یوسف
کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر فتوے ہو یہ واقعات میں لکھا ہے۔ اور سانپ اور بھو اور گرگٹ
اور جو انکے مانند زمین کے جانور ہیں انکا بیچنا جائز نہیں ہے اور جو چیزیں دریا میں ہوتی ہیں انہیں
سوا سے مچھلی کے پینڈرک اور کیڑا وغیرہ کا بیچنا جائز نہیں ہے لیکن انکی بیچنی اور بحالی سے
لے اٹھنا جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور نوازل میں لکھا ہے کہ سانپ اگر دوا کے کام میں آوے تو انکی بیچ

جائزہ ہو اور اگر کسی کام نہ آوین تو بیع جائز نہیں ہو اور صحیح یہ ہو کہ کل چیزوں کی بیع جن سے کچھ نفع حاصل ہو جائز ہو یہ تا تاریخ غائبہ میں لکھا ہو۔ سیکھے ہوئے کتے کی بیع ہمارے نزدیک جائز ہو اور ایسی ہی بلی اور وحشی درندہ جانوروں اور پرندوں شکاری کی بیع ہمارے نزدیک جائز ہو خواہ وہ سیکھے ہوئے ہوں یا نہ ہوں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور جو کتا کہ سیکھا ہوا نہ ہو اسکی بیع جائز ہو بشرطیکہ وہ سکھانے کے قابل ہو ورنہ جائز نہیں ہو یہی صحیح ہو جو اسرا خلاطی میں لکھا ہو۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ شیعہ کی بیع میں بھی ہمارا یہ قول ہو کہ اگر وہ تعلیم قبول کرے اور اس سے شکار کیا جاسکے تو اسکی بیع جائز ہو کیونکہ جتنے اور باندہ ہر حال میں سیکھے جاتے ہیں تو انکی بیع بھی ہر حال میں جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور فتاویٰ عثمانیہ میں ہو کہ چھوٹے بھیرے کی بیع کہ جو تعلیم قبول کرے جائز ہو اور امام ابو یوسف سے فرمایا کہ چھوٹا بھیرا اور بڑا دونوں برابر ہیں یہ تا تاریخ غائبہ میں لکھا ہو۔ ہاتھی کا بیچنا جائز ہو اور بندہ رکے بیچنے میں امام اعظم سے دو روایتیں آئی ہیں ایک روایت میں ہو کہ جائز ہو اور یہی مختار ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو اور سوائے سور کے تمام حیوانات کی بیع جائز ہو اور یہی مختار ہو یہ جو اسرا خلاطی میں لکھا ہو۔ اور کہ منظر کے گھروں کی عمارت جتنی جائز ہو اور ان گھروں کی زمین جتنی جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہو اور بغداد کے گھر اور بازار کی دوکانیں جو سلطان بنی آلکافینا جائز نہیں ہو اور اسمین کسی کاشفہ بھی نہیں ہو کذا فی التندیب۔

پانچویں فصل احرام باندھنے والے کے شکار کو بیع کرنے اور محرمات کی بیع کے بیان میں۔ محرم یعنی احرام باندھنے والا اگر شکار کو فروخت کرے تو جائز نہیں ہو اسطرح حرم کا شکار بیچنا جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور حرم کے اندر شکار کا بیچنا جائز نہیں ہو خواہ محرم فروخت کرے یا حلال رکے جسے احرام نہیں باندھا ہو یہ سراجیہ میں لکھا ہو۔ حرم کے اندر دو حلالوں نے کسی شکار کی جو حل میں ہو خرید و فروخت کی تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہو ولیکن حرم سے حل کی طرف ٹھکرا اسکو سپرد کر گیا اور امام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے احرام باندھا اور اس کے قبضہ میں دوسرے کا شکار ہو اور اس شکار کو اس کے مالک نے فروخت کیا اور وہ حلال تھا تو بیع جائز ہو اور سپرد کردینے کے واسطے مجبور کیا جاویگا اور اگر اس نے تلف کر دیا تو اس پر خیر لازم آوے گی اور اگر کسی محرم نے ایک شکار کے بیچنے کے واسطے کسی حلال کو وکیل بنایا اور اسے فروخت کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک بیع جائز ہو اور صاحبین نے کہا کہ بیع باطل ہو کذا فی الحاوی۔ اور اگر حلال نے کسی محرم کو ایک شکار کے بیچنے یا خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز نہیں ہو اگر کسی شخص نے ایک شخص کو کسی شکار بیچنے کے واسطے وکیل کیا پھر وکیل نے احرام باندھا اور وکیل نے شکار فروخت کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک بیع جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک باطل ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی حلال نے دوسرے حلال سے ایک شکار خرید لیا اور اس پر قبضہ نہ کیا بیان تک کہ دونوں میں سے ایک نے احرام باندھا تو بیع ٹوٹ جاوے گی یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور جو ذبیحہ کہ مجوسی یا مرتد یا سوائے اہل کتاب کے

جائز نہیں ہے
محرم کا وکیل ہونا
دوسرے کو بیچنا
تحت جائز ہوگا
نیک کرکے
فروخت کرنا جائز ہے
حرام ہونے سے
میں میں باندھنا
اور شکار کو وکیل بنانا
بیچنے کے واسطے
تو بیع جائز ہے

دوسرے کا ہوا اسکی بیع جائز نہیں ہو اور اسطرح وہ ذبیحہ کہ جس پر ہم اللہ کے نام سے کھانا کھا چھوڑ دیا گیا ہو اسکی بیع بھی ناجائز ہو کذا فی الذہیرہ۔ اور تجربہ میں لکھا ہے کہ اسطرح ایسے بچہ کا کہ جو نہیں سمجھتا ہو اور جنہوں کا ذبح کیا ہوا چپا بھی جائز نہیں ہو یہ تمار خانہ میں لکھا ہے۔ اور جس شکار کو محمد نے ذبح کیا ہو یا حلال نے حرم میں ذبح کیا ہو اسکا بیچنا بھی جائز نہیں ہو اور اہل کتاب کا ذبیحہ بیچنا جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور کافر اگر کسی مرد کو یا عیسٰی فروخت کرے تو جائز نہیں ہو اور اگر اپنے ذبیحہ کو باہم فروخت کرے یا حلال کھانا ذبیحہ ہو کہ بکری کا گلا کھوٹ دین یا اسکو اسقدر مارے کہ مر جاوے تو اسکا آپس میں بیع کرنا جائز ہے یہ واقعات میں لکھا ہے۔ اگر دو دوسروں نے شراب یا سدر کی باہم خرید و فروخت کر لی پھر قبضہ سے پہلے دونوں مسلمان ہو گئے یا ایک اسلام لایا تو بیع ٹوٹ جاوے گی لیکن فسخ کر کے کا حق ثابت ہو جاوے گا اور اگر دونوں نے شراب پر قبضہ کر لیا پھر دونوں یا ایک مسلمان ہوا تو بیع جائز ہوگی خواہ شمن پر قبضہ ہو گیا ہو یا نہ ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی ذمی نے ایک مسلمان غلام خریدا تو بیع جائز ہو اور اس پر جبر کیا جاوے گا کہ اسکو فروخت کر دے خواہ یہ ذمی نابالغ ہو یا بالغ ہو یہ تمار خانہ میں بخنفس سے منقول ہے۔ اور اگر کسی کافر نے دوسرے کافر سے ایک مسلمان غلام بطور بیع فاسد کے خریدا تو مشتری پر جبر کیا جاوے گا کہ واپس کر دے اور بالغ پر جبر کیا جاوے گا کہ اسکو فروخت کر دے اور اگر ذمی نے اس غلام کو آزاد دیا مدبر کر دیا تو جائز ہے اور وہ مدبر سنی کرے گا اور یہی حکم ہے اگر وہ باندی تھی کہ اسکو ذمی نے ام ولد بنایا ہو اور ذمی کو زور و کوب کی تکلیف پہنچائی جاوے گی اور اگر باندی تھی جو اسے نکاح کر دیا تو کتا بت جائز رہے گی اور نہ ٹوٹے گی اور یہی حکم ہے اگر ذمی نے قرآن شریف خریدا ہو اور اسطرح اگر ذمی کسی مسلمان غلام کے ایک حصہ کا مالک ہوا تو کرے کا حکم پورے کے حکم کے مانند ہے اور اگر دونوں عقد کر لے والوں میں سے ایک مسلمان اور دوسرا ذمی ہو تو ان دونوں کے درمیان صرف وہی امر جائز ہوگا جو دو مسلمانوں میں جائز ہوتا ہے اور اگر مسلمان نے کسی ذمی کو شراب کے بیچنے یا خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ جائز نہیں ہے اور اگر خریدیم نصرانی تھے کہ اسکا ایک غلام اسلام لایا تو سب پر جبر کیا جاوے گا کہ اسکو فروخت کر دیں پس اگر اسکا کوئی وصی ہوگا تو وہ فروخت کرے گا اور اگر نہ ہوگا تو قاضی اسکا کوئی وصی مقرر کرے گا کہ وہ انکی طرف سے فروخت کرے گا اور اگر کسی مسلمان نے کوئی غلام کسی کافر کو بیہ کیا یا صدقہ دیا اور اسے سپرد کر دیا تو جائز ہے اور کافر پر جبر کیا جاوے گا کہ اسکو فروخت کر دے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور عیون میں مذکور ہے کہ باعقی وغیرہ داروں کی ہڈیاں بیچنے میں کچھ خوف نہیں ہے لیکن آدمی اور سور کی ہڈی بیچنا جائز نہیں ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ باعقی وغیرہ کی ہڈی پر چکنائی نہ باقی ہو اور اگر باقی ہوگی تو وہ نجس ہے اور اسکی بیع ناجائز ہے اور قوادے اہل سمرقند میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے اپنا کشت ذبح کر کے اسکا گوشت فروخت کیا تو جائز ہے اور اسطرح اگر اپنا کہ باذبح کر کے اسکا گوشت فروخت کیا تو جائز ہے اور اس صورت میں مشائخ کا اختلاف ہے اور یہ اختلاف اس بنا پر ہے کہ انھوں نے بیع ہونے کے بعد اس گوشت کے پاک ہونے میں اختلاف کیا ہے اور صدر الشیخ نے یہ اختیار کیا ہے کہ وہ پاک ہے۔

اور اگر کسی نے سور کو فسخ کر کے اس کا گوشت فروخت کیا تو جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے نہ بیچ کیے ہوئے
 درندوں کا گوشت اور ذبح کیے ہوئے گدھوں کا گوشت کرنا صحیح روایت کے موافق جائز ہو اور
 مردار درندوں کا گوشت بچپا جائز نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور درندوں اور گدھوں اور
 خچروں کے چمڑے اگر ذبح کیے ہوئے یا دباغت کیے ہوئے ہوں تو انکی بیع جائز ہو اور جو ایسے
 نہ ہوں تو انکی بیع جائز نہیں ہو اور یہ حکم اس بنا پر ہے کہ حلال کرنے یا دباغت کرنے سے سب چمڑے
 پاک ہو جاتے ہیں سوائے آدمی اور سور کی کھال کے اور جیکہ حلال کرنے سے وہ پاک ہو گئے
 تو اسنے نفع اٹھانا جائز ٹھہرا پس انکی بیع ہو سکتی ہو اور مردار کے بال اور اسکی ہڈی اور لہجہ سے
 نفع اٹھانے میں کچھ خوف نہیں ہو اور ان سب کی بیع جائز ہو اور پچھلے باب میں دو روایتیں ہیں
 ایک روایت میں اس سے نفع اٹھانا اور اسکا بیچنا جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور سور کے بال بچپا جائز
 نہیں ہو اور کونچیاں بنا کر اس سے نفع اٹھانا موزہ دوز کو جائز ہو اور انسان کے بالوں کا بچپا اور
 اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہو اور یہی صحیح ہے یہ جامع الصغیر میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کسی شخص کے پاس سے لیے اور اسکو بہت بڑا بیہ پیش کیا نہ بطور خرید
 فروخت کے دیا تو اس میں کچھ خوف نہیں ہو یہ سر اجیہ میں لکھا ہے۔ اور عورت کا دودھ اگر چہ کسی پیالہ میں ہو
 بچپا جائز نہیں ہو خواہ وہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو اور اس کے تلف کر دینے والے پر ضمان نہ ہوگی
 یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ باندی کا دودھ بچپا جائز ہو اور یہی مختار
 یہ مختار ائمہ و سے میں لکھا ہے۔ اور بلایق اور مضامین کے بیع منع نہیں ہوتی ہو۔ اور مطلق اسکو کہتے
 ہیں جو مادہ کے رحم میں ہو قال المترجم مضامین وہ لطفہ ہیں جو باپ کی بیٹی میں ہوں۔ اور اس رحم
 سے یہ حکم بھی نکلتا ہو کہ گاجن کرائی میں نہ کی مٹی بچپا اور حل کا بچپا جائز نہیں ہو یہ بدیع میں لکھا ہے۔ اور آزاد
 آدمی اور شہر اب اور سور اور مردار کا فروخت کرنا جائز نہیں ہو یہ تہذیب میں لکھا ہے۔ گو براوشیکتی کا
 بچپا اور ان دونوں سے نفع اٹھانا جائز ہو اور گاوے سے کچھ نفع اٹھانا جائز نہیں ہو تا وقتیکہ وہ
 مٹی سے نہ ملجاوے اور مٹی اسپر غالب نہو جاوے اور اسید طرح گوہ کا بچپا بھی جائز نہیں ہو تا وقتیکہ
 وہ غالب مٹی سے نہ ملا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور رباطات کا گوہر بچپا جائز نہیں ہو مگر جب اسکو کوئی شخص
 جمع کر کے فروخت کرے تو جائز ہو یہ سر اجیہ میں لکھا ہے۔ اور کیوتر کی مہیٹ اگر بہت ہو تو اسکا بچپا اور
 ہبہ کرنا جائز ہو یہ فقیہ میں لکھا ہے۔ حلال اگر حرام کے ساتھ ملجاوے جیسے شراب اور چوباکھی یا گوند سے
 ہوئے آٹے میں جا پڑے تو اس کے فروخت کرنے میں کچھ خوف نہیں ہو بشرطیکہ بیان کر دیا جاوے کہ یہ
 اس طرح مختلط ہو اور یہ جو از اس وقت تک ہو کہ حرام چیز حلال پر غالب یا اس کے برابر نہو جاوے یہ
 محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور سوائے کھانے کے اس سے اور طرح نفع اٹھانے میں کچھ خوف نہیں ہو
 اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر ایک قطرہ پشیا یا خون کا سرکہ یا رتوں کے تیل میں جا پڑے تو اسکا فروخت
 جائز نہیں ہو یہ تا رخیہ میں لکھا ہے۔ اور جو چیز ایسی ہو کہ اسپر حرام چیز غالب ہو تو اسکا بچپا

حال اگر کسی نے سور کو فسخ کر کے اس کا گوشت فروخت کیا تو جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے نہ بیچ کیے ہوئے
 درندوں کا گوشت اور ذبح کیے ہوئے گدھوں کا گوشت کرنا صحیح روایت کے موافق جائز ہو اور
 مردار درندوں کا گوشت بچپا جائز نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور درندوں اور گدھوں اور
 خچروں کے چمڑے اگر ذبح کیے ہوئے یا دباغت کیے ہوئے ہوں تو انکی بیع جائز ہو اور جو ایسے
 نہ ہوں تو انکی بیع جائز نہیں ہو اور یہ حکم اس بنا پر ہے کہ حلال کرنے یا دباغت کرنے سے سب چمڑے
 پاک ہو جاتے ہیں سوائے آدمی اور سور کی کھال کے اور جیکہ حلال کرنے سے وہ پاک ہو گئے
 تو اسنے نفع اٹھانا جائز ٹھہرا پس انکی بیع ہو سکتی ہو اور مردار کے بال اور اسکی ہڈی اور لہجہ سے
 نفع اٹھانے میں کچھ خوف نہیں ہو اور ان سب کی بیع جائز ہو اور پچھلے باب میں دو روایتیں ہیں
 ایک روایت میں اس سے نفع اٹھانا اور اسکا بیچنا جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور سور کے بال بچپا جائز
 نہیں ہو اور کونچیاں بنا کر اس سے نفع اٹھانا موزہ دوز کو جائز ہو اور انسان کے بالوں کا بچپا اور
 اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہو اور یہی صحیح ہے یہ جامع الصغیر میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے نبی صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کسی شخص کے پاس سے لیے اور اسکو بہت بڑا بیہ پیش کیا نہ بطور خرید
 فروخت کے دیا تو اس میں کچھ خوف نہیں ہو یہ سر اجیہ میں لکھا ہے۔ اور عورت کا دودھ اگر چہ کسی پیالہ میں ہو
 بچپا جائز نہیں ہو خواہ وہ عورت آزاد ہو یا باندی ہو اور اس کے تلف کر دینے والے پر ضمان نہ ہوگی
 یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ باندی کا دودھ بچپا جائز ہو اور یہی مختار
 یہ مختار ائمہ و سے میں لکھا ہے۔ اور بلایق اور مضامین کے بیع منع نہیں ہوتی ہو۔ اور مطلق اسکو کہتے
 ہیں جو مادہ کے رحم میں ہو قال المترجم مضامین وہ لطفہ ہیں جو باپ کی بیٹی میں ہوں۔ اور اس رحم
 سے یہ حکم بھی نکلتا ہو کہ گاجن کرائی میں نہ کی مٹی بچپا اور حل کا بچپا جائز نہیں ہو یہ بدیع میں لکھا ہے۔ اور آزاد
 آدمی اور شہر اب اور سور اور مردار کا فروخت کرنا جائز نہیں ہو یہ تہذیب میں لکھا ہے۔ گو براوشیکتی کا
 بچپا اور ان دونوں سے نفع اٹھانا جائز ہو اور گاوے سے کچھ نفع اٹھانا جائز نہیں ہو تا وقتیکہ وہ
 مٹی سے نہ ملجاوے اور مٹی اسپر غالب نہو جاوے اور اسید طرح گوہ کا بچپا بھی جائز نہیں ہو تا وقتیکہ
 وہ غالب مٹی سے نہ ملا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور رباطات کا گوہر بچپا جائز نہیں ہو مگر جب اسکو کوئی شخص
 جمع کر کے فروخت کرے تو جائز ہو یہ سر اجیہ میں لکھا ہے۔ اور کیوتر کی مہیٹ اگر بہت ہو تو اسکا بچپا اور
 ہبہ کرنا جائز ہو یہ فقیہ میں لکھا ہے۔ حلال اگر حرام کے ساتھ ملجاوے جیسے شراب اور چوباکھی یا گوند سے
 ہوئے آٹے میں جا پڑے تو اس کے فروخت کرنے میں کچھ خوف نہیں ہو بشرطیکہ بیان کر دیا جاوے کہ یہ
 اس طرح مختلط ہو اور یہ جو از اس وقت تک ہو کہ حرام چیز حلال پر غالب یا اس کے برابر نہو جاوے یہ
 محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور سوائے کھانے کے اس سے اور طرح نفع اٹھانے میں کچھ خوف نہیں ہو
 اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر ایک قطرہ پشیا یا خون کا سرکہ یا رتوں کے تیل میں جا پڑے تو اسکا فروخت
 جائز نہیں ہو یہ تا رخیہ میں لکھا ہے۔ اور جو چیز ایسی ہو کہ اسپر حرام چیز غالب ہو تو اسکا بچپا

یا جبہ کرنا جائز نہیں ہو اور اس طرح اگر رتیوں کے تیل میں مردار کی لکھی ہوئی چربی بڑھاوے پس اگر تیل غالب ہو تو اسکی بیع جائز ہو اور اگر چربی غالب ہو تو جائز نہیں ہو اور واضح ہو کہ حلال کے حرام پر غالب ہونے کی صورت میں نفع اٹھانے کا حکم جو مذکور ہوا اس سے یہ مراد ہو کہ سوائے بدن کے باور کاموں میں نفع اٹھایا جاوے اور بدن میں نفع اٹھانا جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور بربط اور طبل اور مردار اور دھواں اور نر اور ان کے مانند چیزوں بیچنا امام ابو حنیفہ کے قول میں جائز ہو اور صاحبین نے کہا کہ توڑ دینے سے پہلے ان چیزوں کا بیچنا جائز نہیں ہو اور یہ مسئلہ اجازت اصل میں بلا تفصیل مذکور ہو اور سیر کبیر میں صاحبین کے قول کی اس طرح تفصیل بیان کی ہو کہ ان چیزوں کو اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا کہ جو انکو خود استعمال میں نہیں لاتا ہو اور نہ ایسے شخص کے ہاتھ بیچتا ہو کہ جو انکو استعمال میں لاوے تو توڑ دینے سے پہلے انکی بیع جائز ہو اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ بیچا کہ جو انکو استعمال میں لاتا ہو یا ایسے شخص کے ہاتھ بیچتا ہو جو انکو استعمال میں لاوے تو توڑ دینے سے پہلے انکی بیع جائز نہیں ہو اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جو حکم اصل کتاب میں مطلقاً مذکور ہو وہ اس تفصیل پر جو سیر کبیر میں مذکور ہو محمول ہو سکتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر ان چیزوں کو کسی شخص نے تلف کر دیا پس اگر تلف کر دینا قاضی کے حکم سے تھا تو کوئی شخص ضامن ہوگا اور اگر قاضی کے حکم سے نہ تھا تو بھی امام ابو یوسف ۱۹ اور امام محمد کے نزدیک یہی حکم ہو گا قاضی کا قاضی خان۔ اور فتوے صاحبین کے قول پر ہو یہ تہذیب میں لکھا ہو۔ اور اگر کسی نے اپنا غلام عوض اسکے فروخت کیا کہ میں اپنے اوٹھ مشتری کی زمین میں چراؤ لگا یا اسکے عوض کہ میں اس کے کنوئیں سے پانی پو لگا تو جائز ہو اور اسی طرح اگر غلام بالغ یا مشتری کی باندیوں میں سے کسی باندی کے عوض فروخت کیا اور اس باندی کو معین نہ کیا تو بیع منتقد ہوگی محیط سرخی میں لکھا ہو۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ سوائے خمر یعنی شراب کے قہنی پینے کی چیزیں حرام ہیں سب کی بیع جائز ہو اور ان کے تلف کرنے والوں کو ضمان دینی پڑیگی اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ ان چیزوں کی بیع جائز نہیں ہو اور ان کے تلف کرنے والے پر ضمان واجب نہ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور فتاویٰ عتائیمہ میں ہو کہ شہید انکو کو ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے میں کہ جو اس شراب بناوے یا کچھ خوف نہیں ہو اور زمین ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے میں کہ جو اسکا کلیسا بناوے یا کچھ ڈر نہیں ہو یہ تاثر غائبہ میں لکھا ہو۔ اور مکاتب اور مدبر اور ام ولد اور جس غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دیا گیا ہو ان سب کی بیع جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہو اور اگر کسی نے ام ولد کو فروخت کر کے سپرد کر دیا تو مشتری اسکا مالک نہ ہوگا اور یہی حکم اس غلام کا ہو جسکا کچھ حصہ آزاد ہو گیا ہو اور ایسے ہی مدبر کا بھی ہاں سے نزدیک یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اگر مکاتب فروخت ہونے پر راضی ہو گیا تو اس باب میں دو روایتیں ہیں اور اظہر یہ ہو کہ جائز ہو یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ اور بیع میں لکھا ہو کہ مکاتب نے اگر اپنی بیع کی اجازت مدبر کی تو فاسد نہ ہوگی اور یہی روایت مختار ہو اور عامرہ مشائخ ہی پر ہیں یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہو اور اگر آزاد یا ام ولد یا مدبر یا مکاتب مشتری کے پاس ہلاک ہو گئے

تو وہ ضامن ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ مدبر اور ام ولد کی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ امام ابو حنیفہ سے بھی مروی ہے بخلاف مکاتب کے کہ اگر مشتری نے اس پر قبضہ کیا اور وہ اس کے پاس مر گیا تو بالاتفاق اس کا ضامن ہوگا یہ کافی بین لکھا ہے اگر کسی نے ایک قیمتی مال بوجہ مکاتب یا ام ولد کے خریدا اور مال پر قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ بطور ملک فاسد کے ہوگا اور ام ولد کو اسی کے ہاتھ فروخت کر دینا جائز ہے اور ایسے ہی مدبر کو اسی کے ہاتھ بیچنا جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے مردار یا خون کے عوض کوئی چیز خریدی تو اس کا مالک ہوگا کیونکہ یہ مال نہیں ہوا ایسے کہ اس سے قبول نہیں ہوتا ہے اور اس قیاس پر اگر کسی نے مردار کی کھال کے عوض کوئی چیز خریدی اور یہ ایسی کھال تھی کہ اس کو لوگ دباخت کے واسطے رکھ چھوڑتے ہیں تو بیع منعقد ہو جائیگی اگر کسی نے مردار یا خون کے عوض کوئی غلام خریدا اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہ مر گیا تو سیر کبیر میں لکھا ہے کہ امام اعظم کے نزدیک مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور صاحبین کے نزدیک ضامن ہوگا کذا فی محیط الکفری۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ مشتری اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور باندیوں کی اولاد جو ایسے لوگوں سے ہو جنہوں نے اصول کے شمار کی جاتی ہے اور یہ طہر حالت کتابت میں خریدا ہوا بیٹیا اور ماں باپ کا بھی یہی حکم ہے مگر سوائے ان کے اور ان کے والے کتابت میں داخل نہیں ہوتے ہیں اور ان کو اس کا بیع کر دینا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔

فصل بیع اور اس کے احکام کے بیان میں۔ واضح ہو کہ ربوہ شرع میں اس مال کو کتنے ہیں کہ حلال کے عوض مال لینے میں زیادتی ہو کر اس کے مقابل میں مال نہواور یہ ربوہ زناپ یا تول کی چیزوں میں جو اپنے جنس کے ساتھ بیچ جائز حرام ہو اور اس کی علت مقدار اور جنسیت ہے اور مقدار سے ہماری مراد ناپ کی چیزوں میں پیمانہ ہے اور وزنی چیزوں میں وزن ہو بہن جب ناپ کی چیزیں جیسے گیون اور جو اور مچھوڑے اور نمک اور تول کی چیزیں جیسے سونا اور چاندی وغیرہ جو اوقیہ کے حساب سے بیچ جاتی ہیں انہی جنس کے ساتھ برابر برابر فروخت کیا جائے تو بیع صحیح ہے اور اگر کوئی بڑھتی ہوئی تو بیع صحیح نہیں ہے اور اس جنس کی ردی اور حید دونوں برابر ہوتی ہیں یہاں تک کہ جن چیزوں میں ربوہ جاری ہوتا ہے اگر ان میں کی حید بوجہ ردی کے ہر دو برابر کی بیچ جائے تو بیع صحیح نہیں ہے اور ایک لب بھر کے چیز پر لے دو لب بھر کے فروخت کرنا جائز ہے اور ایک سیب دو سیبوں کے عوض بیچنا جائز ہے اور جو آدھے صاع سے کم ہو وہ ایک لب بھر کے شمار میں ہے اور اگر ناپ یا تول کی چیز جو سو اوبے کھانے کے ہر انہی جنس کے ساتھ زیادتی سے فروخت کی جیسے گچ اور لوہا تو ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے اور جس چیز میں مقدار اور جنسیت دونوں پائی جائیں ان میں زیادتی سے بیچنا اور آدھا بیچنا دونوں جائز نہیں ہیں اور اگر دونوں میں سے ایک پائی جاوے اور دوسری نہ پائی جاوے تو زیادتی حلال ہے اور آدھا بیچنا حرام ہے اور اگر دونوں نہ پائی جائیں تو زیادتی اور آدھا بیچنا حلال ہیں یہ کافی بین لکھا ہے اور جن چیزوں میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیل کے حساب سے بڑھتی بیچنے کی حرمت پر مخرج حکم فرمادیا تو وہ ہمیشہ کبلی رہی لینے ناپ کی چیزوں میں رہی اگرچہ لوگ اس کا ناپ چھوڑ دیں جیسے گیون اور جو و مچھوڑے اور نمک اور جن چیزوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادتی وزن کی رو سے

[illegible]

آٹے کو بچنے کے عوض بیچنا جائز ہے یہ قنینہ میں لکھا ہے۔ گھیون کو روٹی کے عوض اور روٹی کو گھیون کے عوض بیچنا اور روٹی کو آٹے کے عوض اور آٹے کو روٹی کے عوض بیچنا بعضوں کے نزدیک برابری کے ساتھ اور زیادتی کے ساتھ دونوں طرح جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اس واسطے کہ گھیون اور آٹا کتنی ہی اور روٹی وزنی ہو پس ایک کی بیع دوسرے کے ساتھ زیادتی اور برابری سے جائز ہوگی بشرطیکہ دونوں نقد ادا کیے جاویں اور اگر دونوں میں سے کوئی اُدھار ہو پس اگر روٹی نقد ہو تو ہمارے سب اماموں کے نزدیک بیع جائز ہے اور اگر گھیون یا آٹا نقد ادا کیا جاوے اور روٹی اُدھار ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور یہی امام اعظم سے بھی روایت آئی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ روٹی کا ایک قرض بعض دوقرصوں کے ہاتھوں ہاتھ بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہے اگرچہ دونوں میں برے چھوٹے ہونے کا فرق ہو اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ اماموں کے نزدیک روٹی کا ہر طرح بیچنا جائز ہے یہ قنینہ میں لکھا ہے۔ اور مجتہدین میں لکھا ہے کہ اگر ایک گدہ روٹی نقد بعض دو گدوں روٹی اُدھار کے بیچا تو جائز ہے اور اگر دونوں روٹیاں نقد ادا کیجاویں اور ایک روٹی اُدھار ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر روٹیاں کے ٹکڑے فروخت کیے تو نقد اور اُدھار ہر طرح جائز ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک روٹی کا قرض لینا جائز نہیں ہے نہ وزن سے اور نہ عدد سے اور امام محمد نے فرمایا کہ وزن اور عدد دونوں طرح سے اسکا قرض لینا جائز ہے کیونکہ تعامل الناس اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وزن سے جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ تمہید میں لکھا ہے۔ اور شرح مجمع میں لکھا ہے کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ آٹے کو ستوں کے عوض بیچنا خواہ برابری کے ساتھ ہو یا زیادتی کے ساتھ امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک اگر ہاتھوں ہاتھ ادا کیے جاویں تو برابری اور زیادتی دونوں طرح سے بیچنا جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ گھیون کو گھیون کے عوض اُنکل پر بیچنا ناجائز ہے اور فقہانے لکھا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ جب گھیون اتنے ہوں کہ پانہ میں ناپے جاسکیں اور اگر مختور ہے ہوں تو بعض کو بعض کے ساتھ بیچنا جائز ہے۔ اور ایسا ہی حکم ہر کھلی اور وزنی چیز کا ہے اور اگر گھیون بعض گھیون کے اُنکل پر بیچنے کے پھر دونوں پانہ کیے گئے اور دونوں برابر تھے تو بیع جائز نہیں ہوگی اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس جگہ دونوں بدلون کا معیار مشرقی میں برابر ہونا عقد بیع کے جائز ہونے کے واسطے شرطاً اعتبار کیا گیا ہو وہاں وقت عقد بیع واقع ہونے کے اس اعتبار کی راہ سے برابر ہونے کا علم شرط ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کچھ طعام بعض طعام مثل کے خریدا اور مشتری نے یہ طعام اپنے گھر کے حوالہ کر دیا اور مشتری نے جو خود خریدا تھا اسکو چھوڑ دیا اور پھر قبضہ نہ کیا اور دونوں جدا ہو گئے تو ہمارے نزدیک اس میں کچھ ڈر نہیں ہے اور کھانے کو کھانے کے عوض ایسی کی جنس یا اسکے خلاف جنس کے ساتھ بیچنے میں دونوں کا ایسی مجلس میں باہم قبضہ کر لینا ہمارے نزدیک شرط نہیں ہے یہ مسوطہ میں لکھا ہے کہ گھیون کو جوئے کے عوض زیادتی کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لیکر فروخت کیا تو جائز ہے اگرچہ چمکے اندر گھیون کے دانہ مقدار ہوں کہ چمکنے جو میں ہوا کرتے ہیں اور

ایسے ہی اگر گھیون کو گھیون کے عوض فروخت کیا تو جائز نہیں ہو مگر جب دولوں برابر ہوں تو جائز ہو اگرچہ سرائیک
میں جو کے دانہ موجود ہوں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کچھ گھیون جو بالیون کے
اندر ہیں بعوض صاف کیے ہوئے گھیوؤں کے خریدے تو ہمارے نزدیک جائز نہیں ہو لیکن اگر یہ معلوم
کہ صاف کیے ہوئے گھیون اُس سے زائد ہیں تو جائز ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ اگر گھیوؤں کے دوخت
گھیوؤں کے عوض پیمانہ یا اٹکل سے فروخت کیے تو جائز ہو بشرطیکہ اسے چھوڑ رکھنے کی شرط نہ کی ہو بلکہ اگر
میں لکھا ہے۔ اصل میں مذکور ہو کہ اگر زیتون کا تیل بعوض زیتون کے یا تلون کا تیل بعوض تلون کے
یا ایسی بکری جسکی پیٹھ پر پشم تھے بعوض پشم کے یا ایسی بکری کو کہ جسکے تھنوں میں دودھ تھا بعوض
دودھ کے یا شیرہ انگور کو بعوض انگور کے یا ترخما کو بعوض دوشاب کے یا دودھ کو بعوض روغن کے
یا روئی کو بعوض روئی کے بیج کے یا خراکی گھلیوں کو بعوض چھوڑے کے یا ایسا گھر کہ جہاں سوئے
کے پیرستے بعوض سوئے کے یا ایسی تلوار کہ جہاں چاندی لگی تھی بعوض چاندی کے یا صاف کیے ہوئے
گھیون بعوض ایسے گھیوؤں کے جو بالیون میں ہیں فروخت کیا پس اگر خالص یا جدا کیا ہو یا پوشیدہ
یا بے ہوسے سے زائد ہو تو بیع جائز ہے اور جو چیز علیحدہ و بجائی ہو اگر وہ ملی ہوئی سے کم یا اسکے برابر
ہو یا کمی اور برابر ہی معلوم ہو تو بالاجماع بیع جائز نہیں ہے اور یہ حکم لینے خالص کا زائد ہونا اسوقت
ہے کہ جب دوسرے بدل کا مفصلہ کچھ قیمت رکھتا ہو اور اگر اسکی کچھ قیمت نہ ہو تو بیع جائز نہ ہوگی جیسا کہ
اگر گھی کو مسکے کے عوض فروخت کیا تو جائز نہیں ہو لیکن جب کہ بات معلوم ہو جاوے کہ خالص گھی اس
گھی کے برابر ہے جو مسکے میں سے نکلیگا تو بیع جائز ہوگی اور یہ قید لینے فصلہ کا قیمت دار ہونا امام
ابو حنیفہ سے صراحت روایت کیا گیا ہے یہ محیط مرخسی میں لکھا ہے۔ اگر کپاس کو بعوض اُسکے سوت کے فروخت
کیا تو امام محمد کے نزدیک جائز ہے اور یہ ظہر ہے اور اگر اوٹی ہوئی روئی کو بے اوٹی ہوئی روئی کے عوض
بیچا تو جائز ہے بشرطیکہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ خالص روئی اُس سے زائد ہو جو بے اوٹی ہوئی میں
نکلیگی اور اگر بے اوٹی ہوئی روئی بعوض کپاس کے فروخت کی تو ضرور ہو کہ خالص اُس سے زیادہ
ہو جو کپاس میں نکلیگی یہ نہر الغافی میں لکھا ہے اور کہ کپاس کو روئی کے عوض بالاجماع ہر طرح بیچنا
جائز ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اور روئی کے سوت کو روئی کے کپڑے کے عوض بیچنا جائز ہے بشرطیکہ
کپڑے میں کچھ ڈر نہیں ہو اسبطرح ہر جنس کا سوت اسی جنس کے کپڑے کے عوض بیچنا جائز ہے بشرطیکہ
ایسے کپڑے وزن سے نہ بکتے ہوں یہ قیہ میں لکھا ہے۔ اور ایک قفیز تل خوشبو میں بسائے ہوئے
کو دو قفیز تل بے بسائے ہوئے کے عوض بیچنا جائز ہے اور زیادتی خوشبو کے مقابلہ میں رکھی جاوے گی
اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ خوشبو کا اعتبار صرف اسی وقت ہوگا کہ جب اُس سے وزن میں
کچھ زیادتی ہو کہ اگر وہ تل خالص رہ جائے تو اسکا وزن کھٹ جاوے یہ حادی میں لکھا ہے اور غیشہ
اور خیر جی کا تیل و جنس ہیں اور مختلف تیلوں کے اصول اجناس ہیں یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔
اور تل اور زیتون کا تیل و جنس ہیں اور اسبطرح اگر خوشبو کی چیز ملائے سے تیلوں میں فرق ہو گیا

۴۱
فیہ
من
اور
جس
جس

تو انکو دو جنس شمار کرینگے اگر چہ انکی اصل ایک ہی ہو پس فقہائے فرما کہ بسانے ہوئے تلون کے تیل کی ایک
نفیز کو بے بسانے ہوئے تلون کے تیل کی دو فقیزوں کے عوض بیچنا جائز ہو اور خوشبو کو بمقابلہ زیادتی کے
کر دانا ہو اور زیتون کا ایک رطل تیل کہ جس میں خوشبو ملائی ہو بعوض بے خوشبو ملائے ہوئے ایک رطل کے بیچنا
جائز نہیں ہے کیونکہ خوشبو نادمہ نہیں گویا اسے زیتون کا تیل بعوض زیتون کے تیل اور زیادتی
کے فروخت کیا یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور مفتی میں مذکور ہے کہ اگر ایک مکوک تل بفسفہ میں پروردہ
بعوض پانچ مکوک تل بے پروردہ کے ہاتھوں ہاتھ فروخت کیے تو جائز ہو اور اگر پروردہ پیمانہ سے
بے پروردہ کے برابر ہو تو جائز نہیں ہے اور سیطرہ جن ستون میں روغن اور شکر ملائی ہوئی ہو
انکو بعوض بے ملائے ہوئے کے برابر بیچنا جائز نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر ایک بکری بعوض بکری کے
گوشت کے خریدی پس دیکھنا چاہیے کہ اگر گوشت کے عوض فوج کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی بکری کہ جسکی
چسبہ اور اتریاں نکال ڈالی گئی ہیں خریدی پس اگر دونوں برابر ہوں تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے
اور اگر بعوض گوشت کے ایسی بکری فوج کی ہوئی کہ جسکی کھال نہیں کھینچی گئی ہو خریدی پس اگر یہ گوشت
اس سے کم ہو کہ جتنا فوج کی ہوئی میں ہو یا اس کے برابر ہو یا کمی اور برابری معلوم نہ ہو تو بیع جائز نہ ہو اور
اگر فوج کی ہوئی کے گوشت سے زائد ہو تو جائز ہے اور اگر گوشت کے عوض زندہ بکری خریدی
تو قیاس چاہتا ہے کہ جائز نہ ہو لیکن جب یہ بات معلوم ہو جاوے کہ یہ گوشت اس بکری کے گوشت
سے زائد ہے تو جائز ہے اور یہی قول امام محمد کا ہے اور تھما ناہر حال میں جائز ہے اور یہ قول امام عظیم
اور ابو یوسف کا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور شرط یہ ہے کہ نقد معین او لیا جاوے اور
اگر جار جائز نہیں ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے اگر ایک فوج کی ہوئی بکری بعوض ایک زندہ بکری کے
خریدی تو بالاجماع جائز ہے اور اگر دو زندہ بکریاں بعوض ایک فوج کی ہوئی بے کھال کھینچی ہوئی بکری کے
خریدیں تو جائز ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور اگر دو فوج کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی بکریاں بعوض ایک
فوج کی ہوئی بے کھال کھینچی ہوئی بکری کے خریدیں تو جائز ہے کیونکہ ایسی صورت میں گوشت بمقابلہ
گوشت کے رہا اور جب قدر مسلوختین میں زیادتی ہو وہ غیر مسلوختہ کے سقط کے مقابلہ میں رہا اور اگر دو
فوج کی ہوئی بے کھال کھینچی ہوئی بکریاں بعوض ایک فوج کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی بکری کے خریدیں تو جائز نہیں ہے
اس لیے کہ گوشت مع سقط کی زیادتی سود ہوگی اور اگر دو کھال کھینچی ہوئی بکریاں ایک کھال کھینچی ہوئی
بکری کے عوض خریدیں تو جائز نہیں ہے اس واسطے کہ یہاں گوشت ہی گوشت کا تقابلہ پس زیادتی
سود ہو لیکن اگر دونوں وزن میں برابر ہوں تو جائز ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے گوشت کا
اعتبار اپنی اصل پر ہوتا ہے پس گائے اور بھینس ایک جنس ہیں کہ انہیں سے ایک کا گوشت دوسرے
کے گوشت کے عوض زیادتی سے بیچنا جائز نہیں ہے اور اونٹ جن جنسی اور آغرابی ایک جنس ہیں
اور ایسے ہی بھیڑ اور بکری ایک جنس ہیں یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور فتاویٰ سے عتابہ میں ہے کہ کب
گوشت بچے کے عوض برابر بیچنا جائز ہے اسباب کے نزدیک جائز ہے اور زیادتی حرام ہے لیکن اگر بچے ہوئے

گوشت میں کچھ مصباح چلا ہو تو زیادتی حرام نہ ہوگی یہ آثار خانیہ میں لکھا ہے۔ اور اونٹ اور گائے اور بکری کے گوشت اور ان کے دودھ مختلف جنسین ہیں کہ اس میں بعض کو بعض بعض کے زیادتی کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ بیچنا جائز ہے اور ادھار میں خیر نہیں ہے اور ایسے ہی چلتی اور گوشت اور پیٹ کی چربی مختلف جنسین ہیں کہ بعض کو بعض کے ساتھ زیادتی سے ہاتھوں ہاتھ بیچنا جائز ہے اور اسکے ادھار میں بہتری نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور پہلو وغیرہ کے مانند کی چربی گوشت کے تابع ہے اور وہ پیٹ کی چربی اور چلتی کے ساتھ دو جنسین ہیں اور ان سب میں ادھار جائز نہیں ہے اور سری اور پائے اور چمڑے کو ہاتھوں ہاتھ ہر طرح بیچنا جائز ہے لیکن ادھار جائز نہیں ہے بیع القیہ میں لکھا ہے۔ اور شراب کا سرکہ بعض شکر کے سرکہ کے زیادتی سے بیچنا جائز ہے کنانی الحاموی اور بھی خرمائے دہل کا سرکہ انگور کے سرکہ عوض زیادتی سے بیچنا جائز ہے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر سرکہ شیرہ انگور کے عوض زیادتی سے فروخت کیا تو جائز نہیں ہے کیونکہ شیرہ انگور ثانی الحال میں سرکہ ہو جاتا ہے یہ نظیر یہ میں لکھا ہے۔ نوادر ابن سماعہ میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ حجاج کو تازہ دودھ کے عوض بیچنا بشرطیکہ حجاج دودھ ہوا اور تازہ دودھ ایک حصہ ہو تو جائز ہے اور اگر حجاج ایک حصہ ہوا تازہ دودھ دو حصہ ہو تو اس میں بہتری نہیں ہے اس جہت سے کہ تازہ دودھ میں سکے زیادہ ہوتا ہے اور بھی کہا گیا ہے کہ اگر تازہ دودھ دو حصہ ہو پس اگر ایسا ہو کہ اسکا سکے کھانے سے وہ ایک رطل سے گھٹ جائیگا تو جائز ہے اور اگر کم ہو گا تو اس میں بہتری نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور پرندوں کا گوشت ایک کو دو کے عوض ہاتھوں ہاتھ بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہے اور اسکے ادھار میں بہتری نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور امام ابو حنیفہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انھوں نے پرند کو بعض پرند کے گوشت کے اگرچہ دونوں ایک قسم کے ہوں زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز رکھا ہے یہ حاوی میں لکھا ہے اور ایک مرغی کو دو مرغیوں کے عوض بیچنے میں کہ جو درج کی گئی ہوں خواہ وہ بھونی ہوئی ہوں یا ہوں کچھ ڈر نہیں ہے یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اور محیط میں ایک کو دو کے عوض بیچنا جائز ہے کیونکہ محیط وزن نہیں کیجاتی ہے اور اگر کسی جنس کی محیطی وزن کیجائی ہو تو اس میں سوائے برابر برابر لینے کے بہتری نہیں ہے یہ نظیر یہ میں لکھا ہے۔ اور جس شہر میں گوشت وزن سے نہ بکے ہو وہاں ایک تارہ دو تاروں کے عوض بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہے اور اس باب میں اہل شہر کا حال دیکھا جاوے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر ایک کوزہ پانی کو دو کوزہ پانی کے عوض بیچا تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کیونکہ پانی ان دونوں کے نزدیک کیلی یا وزنی نہیں ہے تو زیادتی کے ساتھ بیچنا جائز ہو گا اور جوف اگر وزن سے بکے ہو تو اسکو جوف کے عوض بیچنا جائز ہے مگر برابر ہی بشرط یہ کہ یہ نظیر یہ میں لکھا ہے۔ اور نوادر اور الکافہ سب مختلف جنسین ہیں یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اگر کوئی کپڑا سونے کے تاروں سے بنایا ہو خالص سونے کے عوض فروخت کیا تو اس میں جواز کے واسطے یہ اعتبار کرنا ضروری ہے کہ خالص سونا زائد ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور کپڑے کی جنسین اپنے اصول اور صفات کی وجہ سے مختلف ہو جاتی ہیں اگرچہ

انکا نام ایک ہی رہے جیسے ہر وہی اور جرمی بغداد میں بننا جاتا ہو وہ اور ہے اور جو خراسان میں بننا جاتا ہو وہ دوسرا ہو یہ حاوی میں لکھا ہے اور ایسے ہی کتان سے بننا ہوا اور روئی سے بننا ہوا وہین اور ایسے ہی زندگی اور ذرا می دو جنس مختلف ہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور ارمنی لیدری اور طالقانی دو جنس ہیں یہ نہر الفائق لکھا ہے۔ اور روئی کا سوت کتان کے عوض یا صوف کو بالوں کے عوض ایک حصہ کو دو حصوں کے ساتھ بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور اگر کوئی انہیں کا ادھار ہوگا تو جائز نہ ہوگا کیونکہ یہ وزن سے جلتے ہیں یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ اور سیطرح ریشم کا ناگا روئی کے تانگے کے عوض فقط نصف بیچنا جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور شتے میں مذکور ہے کہ روئی کا سوت نرم باریک اسکے کچھ سے سوت کے ساتھ فقط برابر برابر بیچنا جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور جس جھوارے میں سے گھٹی کمال والی لگی ہو اسکو بے گھٹی بخائے ہونے کے ساتھ فقط برابر برابر بیچنا جائز ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ اگر نمین کو صوف کے عوض فروخت کیا پس اگر تمنا ایسا ہو کہ ریختہ ہو جائے کے بعد صوف ہو جائیگا تو اس میں وزن کی برابر ہی کا اعتبار ہوگا اور اگر ایسا نہیں ہو تو اعتبار نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ صابون کو صابون کے عوض برابر برابر بیچنا جائز ہو یہ قنہ میں لکھا ہے۔ غلام اور آقا کے درمیان سود نہیں ہوتا ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ غلام پر اتنا قرض نہ ہو کہ بٹنے کا وہ خود ہو اور اگر ایسا قرض ہوگا تو جائز نہ ہوگا اور محیط کی کتاب الصفت میں لکھا ہے کہ غلام اور اسکے آقا میں سود نہیں ہوتا ہو اگرچہ اس غلام پر قرض ہو کذا فی البتین۔ اور برابر اور ام ولد بھی غلام کے مانند ہیں بخلاف مکاتب کے کہ اسکا یہ حکم نہیں ہو یہ بحر الرائق میں لکھا ہے اور متقا ضنین میں سود نہیں ہوتا ہو اور ایسے ہی دو شرکاء عنوان اگر مال شرکت میں باہم خرید و فروخت کریں تو بھی سود نہیں ہو اور اگر سوائے مال شرکت کے ایسا کریں تو جائز نہیں ہو کذا فی البتین۔ اور مسلمان اور حربی کے درمیان دار الحرب میں ربا نہیں ہو اور یہ امام اعظم اور امام محمد کا قول ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ان دونوں میں دار الحرب میں بھی ربا ثابت ہوتا ہو اور سیطرح اگر کوئی مسلمان دار الحرب میں امان لیکر گیا اور وہاں اسے کسی ایسے مسلمان کے ساتھ کہ جو دار الحرب میں ایمان لایا ہو اور دارالاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی ہو خرید و فروخت کی تو اسکے ساتھ سود لینا امام اعظم کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد اور امام ابو یوسف نے کہا کہ جائز نہیں ہو لیکن اگر وہ مسلمان دارالاسلام میں ہجرت کر آیا اور پھر دار الحرب کو لوٹ گیا تو اس سے سود لینا جائز نہ ہوگا کذا فی الجوبہ النیرہ۔ اور ایسی اگر دار الحرب میں دو شخص ایمان لائے اور دارالاسلام کی طرف ہجرت نہ کی تو انکو باہم سود لینا جائز ہے نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر ایسے دو مسلمانوں نے دار الحرب میں باہم بطور فاسد بیچ کی تو امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جائز نہیں ہو یہ تبیین میں لکھا ہے۔

سائیں فصل۔ پانی اور برف کی بیچ کے بیان میں۔ جو پانی کنیزین اور نہر میں ہو اسکا فروخت کرنا جائز نہیں ہو کذا فی الحاوی۔ اور اسکا چلہ یہ ہو کہ ڈول اور رسی کو اجرت پر دیدے محیط مری میں لکھا ہے۔ اور جب اس پانی کو نکال کر اپنی مشکت یا اور کسی برتن میں بھر لیا تو یہ حرام نہیں ہے

۱۰۰ قاتل علی اهل
 کاسری منع الوری
 نقول اننا کما سرت
 الذی یسیر بالوری
 و انما سیر ما منه
 من و من یسیر
 بلونی الحث کبیر
 بنیاد عشق و دار عشق
 ما ذکر ما منه
 بلخ عشق کما کما
 باذی عشق کما کما
 مولی عشق کما کما
 یوسف عشق کما کما
 مستقر عشق کما کما
 کما عشق کما کما
 انما عشق کما کما

اسکا حقدار ہو گیا تو مثل کیلئے ہوئے شکار کے اٹھین بقرت اور اسکو فروخت کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اسی طرح منہ کے پانی کو اپنے برین میں محرز کرنے سے مالک ہو جاتا ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور ایسے پانی کا فروخت کرنا جسکو کسی شخص نے اپنے حوض میں جمع کر لیا ہے تو شیخ الاسلام معروف بنو ہر زادہ نے شرح کتاب الشرب میں ذکر کیا کہ اگر حوض کچھ کیا ہوا یا تانبے یا پیتل کا ہو تو بیع ہر حال میں جائز ہے پس شیخ الاسلام نے تو یہ صاحب حوض کو پانی اپنے حوض میں کر لینے کی وجہ سے پانی کا گناہ دار گردانا ہے و لیکن شرط یہ ہے کہ پانی کا جاری رہنا بند ہو جاوے تاکہ بیع غیر بیع کے ساتھ مختلط نہو جاوے اور اگر حوض تانبے یا پیتل کا یا کچھ کیا ہوا ہو تو اس میں مشائخ نے ایسا ہی اختلاف کیا ہے جیسا کہ گریبون میں برف کے مجملہ کے اندر برت کے نیچے میں اختلاف ہے اور امام محمد نے فرمایا کہ محض اس مسئلہ میں یہ ہے کہ اگر بالئے نے اسکو چکانے کے طور پر پہلے سپرد کر دیا پھر اسکے بعد بیع قرار پائی تو حبابز ہے اور اگر پہلے فروخت کر کے پھر سپرد کیا تو جائز نہیں ہے کذا فی المحيط۔ اور صحیح یہ ہے کہ سپرد کرنے سے پہلے اسکا بیچنا جائز ہے بشرطیکہ تین دن تک سپرد کر دیوے اور اگر بعد تین دن کے سپرد کیا تو بیع جائز نہوگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک برت کا چھوٹا چپا تو اخ یہ ہے کہ بیع جائز ہے خواہ پہلے سپرد کر کے پھر فروخت کیا یا بیع کر کے پھر سپرد کیا ہو اور اسی کو فقہ ابو جعفر نے اختیار کیا ہے اور پہلے سپرد کر کے پھر فروخت کرنے میں زیادہ احتیاط ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور فقہ ابو نصر محمد بن سلام البطنی سپرد کرنے سے پہلے اور بیچنے سے پہلے کو جائز رکھتے تھے جبکہ بیع کرنے اور سپرد کرنے میں زیادہ مدت نہو جائے اس طرح کہ بیع کے ایک یا دو دن بعد سپرد کر دیوے اور اگر تین دن بعد سپرد کیا تو جائز نہیں کہتے تھے اور یہی مذہب اکثر مشائخ اور اہل النکاح ہے پھر جب بیع جائز ہوئی تو مشتری کو سپرد کرنے میں دیکھنے کے وقت اختیار رویت ثابت ہوگا پس اگر اس نے سپرد کی واقع ہونے کے بعد دیکھا پس اگر سپرد کی پورے تین دن گزرنے پر واقع ہوئی تو اسکو اختیار رویت حاصل ہوگا اور اگر تین دن سے پہلے واقع ہوئی تو عقد بیع سے تین دن تک اسکو اختیار رویت حاصل ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر صرف بیچنے کا پانی فروخت کیا تو حبابز نہیں ہے اور اگر پانی زمین فروخت کیا تو حبابز ہے اور اگر ایک زمین کو بیع دوسری زمین کے پانی نے فروخت کیا تو امام محمد نے اس صورت کو ذکر نہیں فرمایا ہے اور فقہ ابو نصر ابن سلام نے کہا کہ یہ جائز ہے اور فقہ ابو جعفر کہتے ہیں کہ سی کی طرف امام محمد نے اشارہ کیا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک سٹے سے کسی قدر مشک میں آب فرات کی خریدیں پس اگر مشک معین تھی تو امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے کیونکہ لوگوں کا استعمال ہوا ہے کچھال و گھٹے وغیرہ کا بھی یہی حال ہے اور یہ جواز استہاناً ہے اور قیاس کی دلیل سے اگر اس مشک کی مقدار معلوم نہو تو بیع جائز نہیں ہے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے مگر کسی سٹے دوسرے سے کہا کہ مجھ سے ایک درم لیکو تو میرے چو پاؤں کو اتنے مہینہ پانی پلا دے تو جائز نہیں ہے اور اگر کہا کہ ہر مہینہ اتنی مشکیں پلا دے تو حبابز ہے بشرطیکہ

مجموعہ کتب
کتب اسلامیہ
کتب فقہیہ
کتب لغویہ
کتب تاریخیہ
کتب علمیہ
کتب ادبیہ
کتب فنیہ
کتب طبیہ
کتب نجومیہ
کتب جبریہ
کتب کیمیائے
کتب طبیعیہ
کتب فلسفیہ
کتب اخلاقیہ
کتب تربیتیہ
کتب تہذیبیہ
کتب اجتماعیہ
کتب اقتصادیہ
کتب سیاسیہ
کتب قانونیہ
کتب فنیہ
کتب طبیہ
کتب نجومیہ
کتب جبریہ
کتب کیمیائے
کتب طبیعیہ
کتب فلسفیہ
کتب اخلاقیہ
کتب تربیتیہ
کتب تہذیبیہ
کتب اجتماعیہ
کتب اقتصادیہ
کتب سیاسیہ
کتب قانونیہ

اسکو مشک دکھلا دیوے اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں تجھے تیری زمین قرض بھر پانی سے سیراب کر دے گا پھر اسکے لیے نہ کہول کر اسکو سیراب کیا تو اس شخص کو کچھ نہ لیکا اور اگر کہا کہ اپنے جو پائون کو میری نذر یا میرے غلام حوض سے پانی پلائے تو یہ جائز ہے کذا فی الذخیرہ۔

۱۴۳ فصل بیع یا ثمن کے نامعلوم ہونے کے بیان میں۔ جس شخص نے بیع میں ثمن کو مطلق چھوڑ دیا اس طرح کہ مقدار ذکر کی اور صفت ذکر نہ کی تو اس شہر میں جو نقدی زیادہ چلتی ہوگی اسی پر بیع واقع ہوگی اور اگر شہر میں نقد و مختلف رائج ہوں تو بیع فاسد ہو جاوے گی لیکن اگر انہیں سے ایک بیان کر دے تو یا کوئی زیادہ رائج ہو تو وہی لیا جاوے گا اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب ان نقد و ن کی مالیت مختلف ہو اور اگر مالیت میں برابر ہوں تو بیع جائز ہو جاوے گی اور جو مقدار بیان کی ہو وہ ہر قسم کے نقد میں سے لیا جاسکتی ہو اور اسکی صورت یہ ہے کہ ایک قسم کے درم یا اداوی ہوں اور دوسری قسم کے ثنائی ہوں یا ثنائی ہوں تو ثنائی کے دو یا ثنائی کے تین کی مالیت مثل اداوی کی ایک کی مالیت کے برابر اور ثنائی یا ثنائی میں سے ایک کو آٹکے عرف میں درم نہیں کہتے ہیں بلکہ درم یا اداوی میں سے ایک کو یا ثنائی میں سے دو کو یا ثنائی میں سے تین کو کہتے ہیں یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کوئی خیر خریدی اور ثمن کا نوکر نہ کیا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر بائع نے کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ بلا ثمن بیع کر دیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے اسے قبول کیا تو بیع باطل ہوگی یہ ظہر میں لکھا ہے۔ کسی نے اپنے قرضدار سے کہ جب آسکے دس درم قرض سنبھالے گا کہ کیا تو نے یہ کپڑا میرے ہاتھ دس درم میں سے کچھ دامون کو بچا اور یہ دوسرا کپڑا دس درم میں سے کبھی دامون کو بچا اور اسنے کہا کہ ان میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو بیع جائز ہے اور اگر آسکے یوں کہا کہ کیا یہ کپڑا تو نے میرے ہاتھ دس درم میں سے کچھ دامون کو بچا اور یہ دوسرا کپڑا دس درم میں سے کچھ دامون کو بچا اور اسنے کہا کہ ان میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ اس صورت میں دس درم میں سے کچھ حصہ مجھ کو باقی رہا یعنی دس پورے ہونا ضرور نہیں بخلاف اسکے پہلی صورت میں دس پورے ہو جاسکتے ہیں یہ فتاویٰ تاحصی خان میں لکھا ہے۔ بیع یا ثمن کا نامعلوم ہونا بیع کے جائز ہونے کا مانع ہے جبکہ اس نامعلوم ہونے کے ساتھ سپرد کرنا مستند ہو اور اگر سپرد کرنا معتذر نہ ہو تو عقد بیع فاسد نہ ہوگا جیسے کہ کسی ذخیرہ کی پیا نون کی مقدار معلوم ہو مثلاً ایک معین ڈھیری فروخت کی اور یہ معلوم نہ ہو کہ یہ کتنے پیمانہ تھی اور جیسے کچھ معین کپڑوں کی گنتی نہ معلوم ہو اس طرح کہ کچھ معین کپڑے فروخت کئے اور انکی گنتی نہ معلوم ہوئی تو بیع فاسد نہ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ تمام ڈھیر بچا اس حساب سے کہ ایک تفریق اسکے ایک درم کو تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ انہیں سے ایک تفریق کی بیع ایک درم کے عوض جائز ہے اور باقی کی بیع جائز نہیں ہے لیکن اسوقت جائز ہو سکتی ہے کہ مشتری کو جدا ہونے سے پہلے سب تفریق میں معلوم ہو جاوے پس اسکو خیار مصل ہوگا کہ اگر چاہے تو یہ تفریق کو ایک درم کے عوض سب خرید لے ورنہ سب کو ترک کر دے اور اسکو بیع ایک درم کے عوض لازم ہوگی اور امام ابو یوسف اور

قرآن بیع
درم میں سے ایک
بہت حد تک
بیع جائز ہے
کہ بیع بیع
سب خرید لے

اور امام محمد نے فرمایا کہ پوری ڈھیری کی بیع ہر فیروز ایک درم کے حساب سے جائز ہو خواہ مشتری کو تمام مفیسین معلوم ہوں یا نہ معلوم ہوں اور اگر اس نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ پر سب ڈھیری ہر دو فقیر اسکے دو درم کے حساب سے یا ہر تین فقیر اسکے تین درم کے حساب سے فروخت کر دی تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ پس اگر مشتری اور بائع میں جھگڑا نہ دیا یہاں تک کہ بائع نے سب کو یا بعض کو ناپ کر مشتری کے سپرد کر دیا تو جعفر سپرد کیا ہو وہ سب امام اعظم کے نزدیک مشتری کو لازم ہوگا اور باقی کی بیع باطل ہوگی اور ایسا ہی اختلاف سرورینی چیز میں ہو کہ جھگڑے کر لے میں کچھ ضرر نہ ہو جیسے شہد یا زیتون کا تیل وغیرہ یہ مضرت میں لکھا ہے۔ اور گز سے ناپنے کی چیزوں میں اگر بائع نے کہا کہ میں نے یہ سب زمین اس میں سے ہر گز ایک درم کے حساب سے تیرے ہاتھ فروخت کر دی تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ کل بیع جائز نہیں ہے یعنی نہ ایک گز کی بیع جائز ہو اور نہ باقی کی جب نہ ہو لیکن اگر مشتری کو تمام گز اسی مجلس میں معلوم ہو جاوین تو اسکو اختیار حاصل ہوگا اور اگر جانتے سے بیٹے دو نون جدا ہو گئے تو بیع کا فاسد ہونا بڑھ جائیگا اور امام ابو یوسف اور امام محمد نے فرمایا کہ اسکے ایک گز ایک درم کے حساب سے سب کی بیع جائز ہو اور مشتری کو کچھ اختیار نہیں ہے اور اس طرح اگر اس نے کہا کہ میں نے یہ سب کپڑا اسکے ہر دو گز دو درہون کے حساب سے یا تین گز اسکے تین درہون کے حساب سے تیرے ہاتھ فروخت کر دیا تو اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے اور یہی حکم ان وزنی چیزوں کا بھی ہے کہ جھگڑے کر لے کر نے میں بائع کو مضرت پہنچتی ہو و لیکن جو چیزیں گنتی کی ہیں ان میں لحاظ کیا جاوے گا اگر وہ چیزیں باہم قریب قریب برابر کے ہوں تو انکا حکم وہی ہے جو کیل اور وزنی میں مذکور ہوا اور اگر گنتی کی چیزوں میں باہم تفاوت ہو مثلاً بائع نے کہا کہ میں نے یہ گلہ بکریوں کا ہر بکری اسکی دس درم کے حساب سے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو اس میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسا کہ گزوں کے ناپنے کی چیزوں میں مذکور ہوا اور اگر بائع نے یہ کہا کہ اس گلہ کو ہر دو بکرہ بان اسکی بیس درم کے حساب سے میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو سب کے قول میں بالاتفاق پورے گلہ میں بیع جائز نہیں ہے اور اگر مشتری کو اسی مجلس میں سب کی گنتی معلوم ہو گئی اور اس نے بیع کو اختیار کر لیا تو بھی جائز نہیں ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر معین ڈھیری میں سے سوائے ایک فقیر کے سب ڈھیری کو بیچ تو سب کی بیع سوائے ایک فقیر کے جائز ہوگی بخلاف اس صورت کے کہ کہا کہ میں نے اس بکری کے گلہ کو اس میں سے ایک بکری غیر معین کے سوا فروخت کیا تو بیع فاسد ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک موتی اس شرط پر بیچا کہ یہ ایک مشغال وزن میں ہے پھر مشتری نے اسکو اس سے زیادہ پایا تو وہ مشتری کے سپرد کر دیا جاوے گا یہ فتاویٰ کا ضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے یہ گہیوں اور یہ جو ہر فقیر ایک درم کے حساب سے فروخت کیے اور سب فقیروں کی گنتی نہ بتلائی تو امام اعظم کے نزدیک سب کی بیع فاسد ہے یہاں تک کہ کل فقیرین معلوم ہوں اور جب معلوم ہو گئیں تو اسکو بیع کر ہوگا کہ اگر چاہے تو ہر فقیر گہیوں کی ایک درم کے حساب سے خرید لے اور صاحبین کے نزدیک کل کی بیع جائز ہے اور اگر بائع نے کہا کہ دو نون میں سے

۹
پھر مشتری کو
سب چیزیں
میں بیع جائز ہے

ایک قفیز ایک درم کو ہر تریاک قفیز کی بیج جائز ہوگی کہ جس میں آدھے گہون اور آدھے جو ہونے اور باقی کی بیج جائز ہوگی اور جب مشتری کو سب بیج جائز ہو لیکن تو امام اعظم کے نزدیک اسکو خیار حاصل ہوگا اور اگر بائع نے اسکو اس شرط پر فروخت کیا کہ ہر ایک دس قفیز ہو اور ہر قفیز ایک درم کو ہر تریاک ایک آدھون میں مشتری کو لازم ہوگی یہاں تک کہ اگر بیکہ قبضہ کر لے سکے ایک میں عیب پاوے تو فقط اسکو آدھے میں واپس کر سکتا ہو اور اگر اس سب سے بچا کہ دونوں میں سے ایک قفیز ایک درم کو ہر تریاک میں عیب پایا تو خاص اس عیب دار کو اس کے حصہ میں کے عوض واپس کر سکتا ہو پس اگر گہون کی قیمت جو کی قیمت سے دو چند ہو تو جو کہ ایک تہائی میں اور گہون کو دو تہائی میں واپس کرے گا اور اگر بائع نے کہا کہ قفیز دونوں میں سے ایک درم کو ہر تریاک کو یا کہ آدھون میں یہ کہا کہ ہر قفیز ان دونوں میں ایک درم کو ہر تریاک کو کسی نے ایک تہائی گہون کی اور ایک گہون کا اس شرط پر بچا کہ ڈھیری دس قفیز ہو اور گہون میں دس بکریاں ہیں اس حساب سے کہ ایک بکری اور ایک قفیز دس درم کو ہر تریاک مشتری نے ہر ایک کو دس پایا تو بیج جائز ہو اور جو گہون میں گیارہ بکریاں پائیں تو سب کی بیج فاسد ہو اور اگر گہون میں دس بکریاں پائیں اور ڈھیری میں گیارہ قفیز پائیں تو بیج صحیح ہو اور اگر اسے ہر ایک کو تین پایا تو بیج جائز ہوگی اور ہر دس کو ایک بکری اور ایک قفیز پر تقسیم کیا جاوے اور جو بکری کہ زائد ہو اسکے ساتھ ان گہونوں میں سے ایک قفیز ملائی جاوے پس جب سب گہون کا حصہ معلوم ہو جاوے تو ان میں سے دسواں نکال ڈالا جاوے اور بقیہ میں کے عوض سب کو لینے یا ترک کرنے کا وہ مختار ہوگا اور اگر آدھون گہون کو تین اور ڈھیری کو دس پایا تو ڈھیری کی ایک قفیز کی بیج فاسد ہوگی کیونکہ مستحاشن معلوم نہیں ہو سکا سب سے کہ اسکا مشن نہیں بچا جاسکتا بکریاں کے بعد کہ مشن اسیر اور اس بکری پر کہ جو کم ہو تقسیم کیا جاوے اور امام اعظم کے نزدیک جب بعض بیج میں صفت فاسد ہو جاوے تو کل میں فاسد ہو جاتا ہو اور صاحبین کے نزدیک کل میں فاسد نہیں ہوتا ہو اسلئے تو بکریوں اور نو قفیزوں میں ان کے نزدیک بیج جائز ہوگی اور مشتری کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط مشی میں لکھا ہو۔ قدوری میں لکھا ہو کہ اگر بائع نے کہا کہ یہ گوشت ہر رطل اسنے کے حساب سے میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو امام اعظم کے نزدیک سب کی بیج فاسد ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ سب کی بیج جائز ہو اور مشتری کو خیار ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے انکو خریدے اس حساب سے کہ ہر گڑا اسنے کو اور وہ گڑا ان لوگوں میں مودت تھا پس اگر انکو ایک ہی جنس کے ہون تو واجب ہو کہ ایک گڑے کی بیج امام اعظم کے نزدیک جائز ہو جیسا کہ ڈھیری میں ہر قفیز ایک درم کے حساب سے بچنے میں ایک قفیز کی بیج جائز ہوتی ہو اور اگر انکو کی جنس مختلف ہوں تو امام اعظم کے نزدیک بالکل بیج جائز ہوگی جیسا کہ بکری کے گلہ میں کسی بکری کی بیج جائز نہیں ہوتی اور صاحبین کے نزدیک اگر انکو کی ایک ہی جنس ہو تو شب انکو دن کی بیج جس حساب سے آدھون ذکر کیا ہو جائز ہوگی اور ایسے ہی اگر جنس مختلف ہوں تو بھی یہی حکم ہو اسطرح صدر الشریعہ نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہو اور فقہ ابو الیث نے اسطرح ذکر کیا ہو کہ اگر انکو ایک جنس کے ہوں تو

بالاتفاق جائز ہو اور اگر کسی جنس کے ہوں تو اس میں اختلاف نہیں ہو اور فقہیہ نے فرمایا کہ مسلمانوں پر آسانی کرنے کے واسطے فتویٰ صاحبین کے قول پر ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور فقہیہ میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ پر انیتوں کا انبار ہزار انیتوں کو دس درم کے حساب سے فروخت کیا تو بیع ہند ہو اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے اس میں سے ایک ہزار انیتوں کو دس درم کو تیرے ہاتھ فروخت کیا پس اگر آئینے ہزار انیتوں کو دین تو اسکی بیع ٹھہر ہو جاوے گی اور فقہیہ شمار نہیں کی ہیں تب تک ہر ایک کو دس درم میں سے بیع سے انکار کرنے کا اختیار ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور ہزار میں لکھا ہے کہ اگر کسی نے تاک کے انگور اس شرط پر خریدے کہ وہ ایک ہزار سن ہیں پھر معلوم ہوا کہ دس درم میں تو بائع کو بیسوں کا حصہ مل جاتا ہے اور امام اعظم کے قیاس کے موافق باقی کا عقد فاسد ہو جائیگا یہ بجز المذاق میں لکھا ہے۔ اور اگر بیع کیلی ہو اور سب بیانیوں کا شمار بتلا دیا تو حبتدر بیانوں کا ذکر کیا ہے آئینے کے ساتھ عقد متعلق ہو گا مثلاً کسی نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ پر ڈھیری اس شرط پر فروخت کی کہ یہ سو قفیز ہے کہ ہر قفیز اس میں کی ایک درم کو ہو یا یوں کہا کہ سو قفیز سو درم کو ہو اور ہر قفیز کا ثمن بھی علیحدہ بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو پس اگر مشتری نے بائع کے کہنے کے موافق پایا تو بہتر ہو اور وہ مشتری کا ہو جاوے گا اور اسکو اختیار ہو گا اور اگر مشتری نے ڈھیری کو سو قفیز سے زیادہ پایا تو زیادتی بیع بین داخل نہوگی بلکہ بائع کی ہوگی اور مشتری کو سو درم کے عوض اسی قدر ملے گا کہ جب قدر بائع نے بیان کیا ہو اور صورت میں بھی اسکو اختیار حاصل ہو گا اور اگر اسکو مشتری نے سو قفیز سے کم پایا تو مشتری کو خیار ہو گا کہ اگر چاہے تو اسکو عوض حصہ ثمن کے لے لے ورنہ ترک کر دے اور حصہ نقصان کو خواہ ہر قفیز کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو یا کل کا ایک ہی ثمن بیان کیا ہو ہر طرح دیدیگا اور مقصود پہلے کیل سے متعین ہو جاوے گا اور جو اسکے بعد ہیں انکا اعتبار نہیں اور یہی حکم سب کیلی چیزوں میں اور سب فی ذی چیزوں میں ہو کہ جتنے ٹکڑے کرنے میں مضرت نہ ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے اور اگر کسی نے ایک کپڑا دس درم کے عوض اس شرط پر خریدا کہ وہ دس گز ہو یا کوئی زمین سو درم کے عوض اس شرط پر خریدی کہ وہ سو گز ہو پھر مشتری نے اسکو کم پایا تو اسکو اختیار ہو گا کہ اگر چاہے تو اسکو پورے ثمن میں لے لے ورنہ ترک کر دے اور اگر مشتری نے اسکو زیادہ پایا تو وہ مشتری کا ہو گا اور بائع کو خیار نہ ہو گا اور کم پانے کی صورت میں وصف مرغوب فوت ہو جانے سے بسبب اخلال رضاندی کے مشتری کو خیار حاصل ہوتا ہے مگر ثمن میں حصے کو کم نہ کیا جائیگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے ایک کپڑا بیس درم کے ہاتھ اس شرط پر کہ یہ دس گز ہو ہر گز کو ایک درم کے حساب سے فروخت کیا پھر مشتری نے اسکو دس گز پایا تو وہ دس درم کے عوض اسکے ذمہ پڑے گی اور اسکو خیار نہ ہو گا اور اگر مشتری نے اسکو پندرہ گز پایا تو اسکو یہ اختیار ہے کہ اگر چاہے تو سب کو ہر گز ایک درم کے حساب سے خرید لے ورنہ ترک کر دے اور اگر آئینے نو گز یا اس سے کم پایا تو اسکو اسکے حصہ ثمن کے عوض اگر چاہے تو خریدے یہ بیع لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک کپڑا اس شرط پر کہ وہ دس گز ہو ہر گز ایک درم کے حساب سے خرید لے اور اگر ساڑھے دس گز پایا تو اسکو یہ اختیار ہے کہ اگر چاہے تو دس درم کو خرید لے اور اگر ساڑھے نو گز پایا تو اسکو تو دس درم کے عوض

ع
چند ملازم
والد اعظم والدار
بالا اتفاق
ع
کوشش مقابلہ
نہیں کیا
کوشش کیا

لے لینے کا اختیار ہو اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہو اور امام ابو یوسف نے کہا کہ اگر اس نے ساڑھے دس گز پایا تو گیارہ درم کو لے سکتا ہو اور اگر ساڑھے نو گز پایا تو اسکو دس درم کے عوض لینے کا اختیار ہو اور امام محمد نے کہا کہ اگر اس نے ساڑھے دس گز پایا تو ساڑھے دس درم کو لے سکتا ہو اور اگر ساڑھے نو گز پایا تو ساڑھے نو درم کو لے سکتا ہو اور ان قولوں میں سے امام اعظم کا قول صحیح ہو اور مشائخ نے کہا کہ یہ حکم گزوں سے چنانچہ کی ان چیزوں میں ہر کہ جنکے کناروں میں تفاوت ہوتا ہو اور اگر ایسی چیز ہو کہ اس کے کناروں میں تفاوت نہ ہو جیسے کہ کر باس وغیرہ پس جب ایسی چیز کو اس شرط پر کہ وہ دس گز ہو بعض کسی قدر داموں کے خریدے اور اسکو زائد پاوے تو زیادتی مشتری کو نہ دیا جائیگی یہ محیط سخرسی میں لکھا ہو۔ اور یہی حکم گزوں سے نانچے کی سب چیزوں میں ہو جیسے لکڑی وغیرہ اور یہی حکم ہر زنی چیز کا ہو کہ جسکے ٹکڑے کرنے میں ضرر ہوتا ہو جیسے پتیل یا تانبے وغیرہ کا ڈھلا ہوا برتن مثلاً یون کہے کہ میں نے یہ برتن تیرے ہاتھ سے دو درم کے عوض اس شرط پر فروخت کیا کہ یہ دس من ہو پھر مشتری نے اسکو ناقص یا زائد پایا تو اسکا وہی حکم ہو خواہ بائع نے ہر من کا ثمن بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ مضمرات میں لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرے ہاتھ سے یہ کر دا اس کنارے سے اس کنارہ تک بیچتا ہوں اور وہ تیرے گز ہو اور ناگاہ وہ پندرہ گز نکلا اور بائع نے کہا کہ میں نے غلطی کی تو اس کے کہنے پر التفات نہ کیا جاوے گا اور یہ لفظ اسی ثمن کے عوض جو اس نے بیان کیا ہو قاضی کے حکم میں مشتری کو ملیگا اور دیانت کی راہ سے زیادتی مشتری کے سپرد نہ ہونی چاہیے یہ ظہر میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے چاندی کی ڈھلی ہوئی کوئی چیز اس شرط پر کہ اسکا وزن سو مثقال ہو دس دینار کو خریدی اور دونوں قبضہ کر کے جدا ہو گئے پھر مشتری نے اسکا وزن دو سو مثقال پایا تو یہ سب دس دینار کے عوض مشتری کو ملیگا اور ثمن میں کچھ زیادتی نہ کیجاوے گی اور اگر اسکو مشتری نے اسی یا نوٹے مثقال پایا تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور اگر ہر دس مثقال کے واسطے کوئی ثمن علیحدہ بیان کر دیا اور کہا کہ میں نے اسکو تیرے ہاتھ سے اس شرط پر بیچا کہ یہ سو مثقال دس دینار کہ ہو کہ ہر دس مثقال ایک دینار کے حساب سے ہو اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اسکا وزن ایک سو سچاس مثقال پایا پس اگر جدا ہونے سے پہلے یہ بات مشتری کو معلوم ہوئی تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو ثمن میں پانچ دینار زیادہ کر کے سب کو پندرہ دینار کے عوض لے لے ورنہ ترک کر دے اور اگر جدا ہونے کے بعد اسکو یہ بات معلوم ہوئی تو اسے ڈھلی ہوئی چیز کی ایک تہائی کی بیج باطل ہو جاوے گی اور باقی میں مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو دس دینار کے عوض اس کے دو تہائی حصہ لینے پر راضی ہو جاوے ورنہ سب کو واپس کر کے اپنے دینار بھیج لے اور اگر مشتری نے اسکو سچاس مثقال پایا اور جدا ہونے سے پہلے یا بعد یہ معلوم ہو گیا تو اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو وہ چیز واپس کر لے اپنے سب دینار بھیج لے یا راضی ہو جاوے اور ثمن میں سے پانچ دینار واپس کر لے اور سب طرح اگر سونے کی ڈھلی ہوئی کوئی چیز بعض دیناروں کے خریدی تو اسکا حکم بھی اسی تفصیل کے ساتھ ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو اور اگر ڈھلی ہوئی چیز کو اسی کی جنس کے عوض برابر وزن پر فروخت کیا اور مشتری نے اسکو

نہ نہ پایا پس اگر جدا ہونے سے پہلے اس سے آگاہ ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو من کو بڑھادے
 ورنہ ترک کر دے اور اگر جدا ہونے کے بعد اس سے آگاہ ہوا تو بیع باطل ہو جائیگی کیونکہ مقدار زائد کے
 مقابل حصہ من پر قبضہ نہ پایا گیا اور اگر مشتری نے اسکو کم پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس پر راضی
 ہو کر اپنے من کی زیادتی واپس کر لے ورنہ سبکو واپس کر دے خواہ بیع کے وقت ایک درم کے من
 کو ایک درم کے حساب سے بیچا بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور گنتی کی چیزوں میں حکم
 یہ ہے کہ اگر گنتی کی چیز میں باہم قریب برابر برابرے ہوں جیسے اخروٹ اور انڈے تو اسکا حکم کیوں اور ذنی
 چیزوں کا حکم ہو پس اگر سب کا ایک من یا ہر ایک کا علیحدہ من بیان کیا ہو تو عقد بیع اسکی مقدار سے متعلق
 ہوگا اور اگر عددی چیز میں باہم متفاوت ہوں جیسے بکری اور گائے وغیرہ پس اگر اسنے ہر ایک کا
 علیحدہ من بیان نہ کیا مثلاً یون کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ گلہ بکری کا ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ یون
 یا اسنے ہر ایک کا من علیحدہ بیان کر دیا مثلاً اسی صورت میں یون کہا کہ ہر بکری دس درم کو ہو پس اگر مشتری
 نے موافق کہنے کے سو بکریاں پائیں تو خیر اور اگر زیادہ پائیں تو سب کی بیع فاسد ہو جائیگی خواہ ہر ایک کا
 من علیحدہ بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر اسنے کم پائیں پس اگر ہر ایک کا من علیحدہ بیان نہیں کیا ہو تو بھی
 بیع فاسد ہو اور اگر ہر ایک کا من علیحدہ بیان کر دیا ہو تو بیع جائز ہو و لیکن مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر
 چاہے تو باقی کو بعض اس من کے جو بیان کیا ہو خرید لے ورنہ ترک کر دے اور یہی حکم سب عددی چیزوں
 میں جو باہم متفاوت ہوں جاری ہو اور اگر اسنے کہا کہ میں نے یہ گلہ بکریوں کا اسکی ہر دو بکریاں بیس درم
 کے حساب سے فروخت کیں اور سب بکریوں کی تعداد ایک سو بتلائی تو بیع فاسد ہو اگرچہ اسکو مشتری
 نے موافق بیان کے پایا ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر کیلی چیز کو اس شرط پر خریدا کہ وہ دس فیسہ
 سے زیادہ ہو پھر اسکو دس فیسہ سے زیادہ پایا تو جائز ہو اور اگر دس یا دس سے کم پایا تو جائز نہیں ہو اور اگر
 اس شرط پر خریدا کہ وہ دس فیسہ سے کم ہو پھر اسکو دس سے کم پایا تو جائز ہو اور اگر دس یا زیادہ پایا تو جائز
 نہیں ہو اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ جائز ہو اور اگر کسی دار کو اس شرط پر خریدا کہ وہ دس گنہو
 تو سب مورٹوں میں بیع جائز ہو یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہے۔ اور اگر گھوڑوں کو اس شرط پر بچا کہ وہ
 ایک گز سے کم ہوں یا اسنے زیادہ ہوں پھر اسکو کم یا زیادہ پایا تو جائز ہو اور اگر پورا کر پایا تو بیع فاسد ہو جائیگی
 اور اگر گھوڑوں کو اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ ایک گز یا اس سے کم ہوں تو ہر طرح جائز ہو اور مشتری کے
 کے ذمہ لازم ہونے کیونکہ اگر اسنے پورا کر یا اس سے کم پایا تو بھی مقدار بیان کی ہوئی تھی اور اگر زیادہ پایا
 تو زیادتی بیع میں داخل ہونگی اور اسکو ایک گز بعض سود درم کے بیگا اور ہر طرح اگر ان گھوڑوں کو اس
 شرط پر فروخت کیا کہ وہ گز یا اس سے زائد ہوں تو بھی یہی حکم ہو لیکن فرق یہ ہے کہ جب اسنے کم پائے تو حصہ
 نقصان کو خال ڈال لیا اور اسکو لینے یا نہ لینے کا اختیار ہوگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر گھوڑوں کو اس شرط پر خریدا
 کہ وہ ایک گز میں پھر اسکو ناپا تو ایک قفیر کم پایا تو باقی کا عقد امام اعظم کے نزدیک نسخ ہو جائیگا اور یہی صحیح ہے اور
 اسی بنا پر اگر سو اخروٹ ہر اخروٹ ایک پیسہ کے حساب سے خریدے پھر بعض اخروٹ خالی پائے تو بیع

کے بدلے پچاس رطل کم لگانا جائیگا تو بیع فاسد ہو اور اگر اس شرط پر خرید لیا کہ جو کچھ اس برتن کا وزن ہو اس قدر کم لگا دیکھا
تو جائز ہے یہ جامع صغیر میں لکھا ہے۔ اگر کسی برتن میں سے زیتون کا تیل اور دوسرے برتن میں سے مٹی
خرید اور دونوں کو بدون برتن کے اس شرط پر خرید لیا کہ یہ سب تیل ہو پھر بھی کو چالیش رطل او تیل کو ساٹھ
رطل پایا تو تیل میں سے دس رطل بائع کو واپس کر دیا گا اور مٹی کے ٹرن میں سے دس رطل کا ٹرن کم کر لیا گا اور
اسی طرح اگر ایک گون کے گیمون اور دوسری گون کے جو بفر گون کے اس شرط پر خرید لیا کہ یہ سب
ستون میں تو ایسا بھی حکم ہے اور اسی طرح اگر تین کینیا چیزوں کی طرف نسبت کیا تو عقد بیع میں ہر
کی چیز سو کی ایک تہائی واجب ہوگی محیط میں لکھا ہے۔ ایک معین برتن کہ جبکی مقدار نہ معلوم ہو یا ایک معین
تھمر کہ جبکی مقدار معلوم نہ ہو دونوں کے اندازہ پر بیع کرنا جائز ہے اور حسن نے امام اعظم سے روایت کی کہ جائز
نہیں ہے اور اول اصح ہے کہ انی الکافی۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وہ برتن منکبش یا منقبض نہ ہو
نہوتا ہو اور اگر منکبش ہوتا ہو جیسے زبیل اور ٹوکری وغیرہ تو جائز نہیں ہو لیکن صرف پانی کی مشابہت
استحاثا بسبب لوگوں کے تعامل کجائز ہے اور اسی طرح اگر تھمر کے ریزہ ریزہ ٹوٹ کر جھڑنے ہوں تو
بھی جائز نہیں ہے اور اسی طرح اگر ایسی چیز کے وزن کے اندازہ سے بچا کہ جو خشک ہو کر کم ہو جاتی ہے جیسے
خر بوزہ لکڑی وغیرہ تو بھی جائز نہیں ہے یہ تبیین میں لکھا ہے۔ اور ایسی عقد بیع کے صحت پر باقی رہنے
کے واسطے یہ شرط ہے کہ وہ برتن یا تھمر اپنے حال پر باقی رہے پس اگر بیع کے سپرد کرنے سے پہلے وہ
تلف ہو گیا تو بیع فاسد ہو جاوے گی یہ بجز المانع میں لکھا ہے۔ اور منتقے میں مذکور ہے کہ کسی شخص کے پاس ایک
درم موجود تھا اور اسے دوسرے سے کہا کہ میں مثلاً یہ کپڑا تجھ سے اس کے عوض خریدتا ہوں اور یہ اشارہ
اس درم کی طرف کیا پھر بائع نے اس درم کو ستوق پایا تو بیع فاسد ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے
ایک باندی خریدنا چاہی اور ایک ہیمانی لایا اور کہا کہ میں نے یہ باندی بعوض اس ہیمانی کے یا بعوض
اس چیز کے جو اس ہیمانی میں ہے خریدی پھر بائع نے جو ہیمانی میں تھا اسکو اس شہر کے نقد کے برخلاف
پایا تو بائع کو اختیار ہے کہ اسکو واپس کر کے جو نقد اس شہر میں جاری ہے لے لے اور اگر اسے اٹھیں اسی
شہر کا نقد پایا تو اسکو اختیار ہوگا اور یہ صورت برخلاف اس صورت کے ہے کہ اگر مشتری نے کہا کہ میں نے
یہ باندی بعوض اس چیز کے جو اس خم میں ہے خریدی پھر بائع نے وہ درم جو اس خم میں تھے دیکھے تو اسکو
اختیار حاصل ہوگا اور یہ اختیار کیست کہلاتا ہے نہ خیار رویت کیونکہ خیار رویت لقود میں ثابت نہیں ہوتا ہے
یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کوئی چیز اسکی رقم کے ساتھ خریدی لینے ایسی علامت بنائی
کہ جس سے ٹرن کی مقدار معلوم ہو اور اس رقم سے مشتری کو آگاہی نہ تھی تو عقد فاسد ہوگا پھر اگر
اسکے بعد اسی مجلس میں معلوم ہو جاوے تو عقد جائز ہو جائیگا اور اگر ٹرن لاکھ ملوائی فرماتے تھے کہ اگر
اسی مجلس میں اس رقم سے آگاہ ہو تو بھی عقد جائز ہو جائیگا لیکن اگر بائع برابر اپنی رضامندی پر قائم
رہا اور مشتری بھی اسکے ساتھ راضی ہوا تو رضامندی طرفین کے سبب سے دونوں میں عقد رہا تھا
منعقد ہو جائیگا کذا نے الذخیرہ۔ اور اگر آگاہی سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو عقد باطل ہوگا اور یہی طرح

نکلیا جائیگا اور اگر اس گز کا موضع کسی طرف سے معین نہ کیا تو امام اعظم کے قول پر بالکل جائز نہیں ہو اور صاحبین کے قول پر جائز ہو اور وہ دار ناپا جاویگا اگر دس گز سے کم تو مشتری دار کے دسویں حصہ کا شریک ہو جائیگا اور شمس الاممہ حوائی نے ذکر کیا کہ صاحبین کے قول پر مشائخ کا اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ یہ بیع اسکے نزدیک جائز ہو اور اگر ایک دار میں کا ایک حصہ فروخت کیا اور اسکا موضع معین نہ کیا تو شمس الاممہ حوائی نے ذکر کیا ہو کہ یہ جائز نہیں ہو اور اگر کہا کہ میں نے اس کو تیرے مین سے ایک گز تیرے ہاتھ فروخت کیا اور اسکا موضع معین نہ کیا یہ کہا کہ میں نے اس کو تیرے مین سے ایک گز تیرے ہاتھ بیچا اور اسکا موضع معین نہ کیا تو بعض مشائخ نے ذکر کیا ہو کہ اس میں ویسا ہی اختلاف ہو جیسا کہ دار کے مسئلہ میں مذکور ہوا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ بالاجماع جائز نہیں ہو محیط میں لکھا ہو کسی گز میں ایک گز سے مین سے ایک گز کسی جانب معلوم سے خریدا تو جائز نہیں ہو اور اگر بائع نے اسکو کاٹ کر مشتری کے سپرد کر دیا تو بھی جائز نہیں ہو لیکن اگر مشتری اسکو قبول کر لے تو جائز ہو اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ یہ جائز ہو اور امام محمد سے مروی ہو کہ یہ فاسد ہو لیکن اگر کاٹ کر اُس نے مشتری کے سپرد کر دیا تو اسکو یا اختیار ہو گا کہ اُسکے لینے سے انکار کرے یہ قینہ میں لکھا ہو اگر کسی نے کہا کہ میں نے اس گز میں سے اپنا حصہ تیرے ہاتھ اتنے کو فروخت کر دیا تو جائز ہو بشرطیکہ مشتری اُسکے حصہ کی مقدار کو اُس گز میں سے جانتا ہو اگر چہ بائع اسکو نہ جانتا ہو لیکن بائع کا مشتری کے قول کی تصدیق کرنا شرط ہو اور اگر مشتری اُسکے حصہ کو نہ جانتا ہو تو امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہو خواہ بائع کو اسکا علم ہو یا نہ ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان مین لکھا ہو اگر کسی نے ایک جزدیہ پنج سہون مین سے یا دوسمہ آئین سے یا اپنا نصیب آئین سے یا اپنا نصیب پنج نصیبوں مین سے یا ایک جزدیہ یا ایک نصیب آئین سے فروخت کیا تو امام اعظم کے نزدیک اسکا جائز ہو قیاساً جائز نہیں ہو یہ بحر الرائق مین لکھا ہو کسی نے دوسرے شخص سے ایک میدان یا زمین خریدی اور بائع نے اُسکے حدود ذکر کر دیے اور طول اور عرض کو گزوں کی پیمائش سے ذکر نہ کیا تو جائز ہو مشتری نے جب حدود کو جان لیا اور ہمہایہ کو نہ جانتا تو جائز ہو اور اگر حدود کو ذکر نہ کیا اور مشتری نے حدود کو نہ پہچانا تو در حالیکہ دونوں پوری بیع کو بچا گئے ہوں بیع جائز ہو بشرطیکہ دونوں باہم اختلاف نہ کریں یہ خلاصہ میں لکھا ہو کسی زمین کے گڑھے کے اندر کچھ گیون بھرے ہوئے تھے انکو کسی شخص نے فروخت کیا حالانکہ مشتری ان گیون کی مقدار نہیں جانتا ہو اور نہ اس گڑھے کی انتہا جانتا ہو تو مشائخ نے کہا کہ مشتری کو خیال حاصل ہوگا اور اگر مشتری کو گڑھے کی انتہا معلوم ہو لیکن گیون کی مقدار میں معلوم ہوئی تو بیع جائز ہوگی اور مشتری کو خیال ہوگا کہ اس صورت میں کہ اُس گڑھے کے نیچے دکان یا اُسکے مانند کوئی چیز رکھے تو ایسا نہیں ہو یہ ظہیر مین لکھا ہو کسی نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ سو بکر یا ان بغوض ان سو بکریوں کے ہر ایک بکری ایک بکری کے عوض فروخت کی تو بیع فاسد ہو کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ گاسے کہ جو زندہ تھی سر پر تل ایک درم کے حساب سے فروخت کی اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہ ضائع ہو گئی تو مشتری اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور امام محمد سے روایت ہو کہ کسی نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ بکری ہر تین رطل

ایک درم کے حساب سے ہاتھ پر اُسکے چند کے فروخت کی تو بیع باطل ہو اور اسی طرح اگر اسکا تمام وزن پچاس رطل بیان کر دیا اور مشتری نے اُس سے ہر تین رطل ایک درم کے حساب سے خریدا تو بھی باطل ہو اور اسی طرح اگر کسی نے کہا کہ میں بیس تیرے ہاتھ پر انا اُسکے وزن بھر درہم کے عوض بیچا تو باطل ہو یہ محیطین لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ پر غلام اتنے کو بیچا اور اسکا نام نہ لیا اور اسکو مشتری نے نہیں دیکھا تو بیع باطل ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ پر اپنا غلام بیچا تو بیع فاسد ہو بشرطیکہ بائع کا دوسرا غلام بھی ہو پس اگر بائع اور مشتری دونوں اس بات پر متفق ہو گئے کہ بیع یہ غلام ہو تو بیع جائز ہوگی اور قولہ بیع جائز ہوگا اس کے معنی میں مشایخ کا اس طرح اختلاف ہو کہ بعضوں نے کہا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ پہلی بیع اتفاق کے وقت جائز ہو جاوے گی اور بعضوں نے کہا کہ نہیں بلکہ دوسری بیع دست بدست منعقد ہو جاوے گی نہ یہ کہ پہلی منعقد ہو کر جب ایذا ہو جاوے گی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور شرح کتاب العتاق میں ہو کہ اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ پر اپنا غلام اتنے کو فروخت کیا اور اسکا ایک ہی غلام ہو پس اگر اس نے کہا کہ اپنا غلام جو فلان مکان میں موجود ہے فروخت کیا تو بیع جائز ہوگی اور اگر مکان کا تہ نہ دیا تو شمس اللہ ملہ حوالی سے ذکر کیا ہو کہ عامہ مشایخ کے نزدیک بیع جائز نہیں ہو شیخ رحمہ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو لہذا فی المحیط کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ پر جو کچھ اس دارم میں ہے غلام اور چوپائے اور کپڑے سب فروخت کر دئے اور مشتری نے نہیں جانتا کہ دار کے اندر کیا چیز ہو تو بیع فاسد ہوگی۔ یہ سچا ہے دار کے کہ جب کا ترجمہ جا بجا لکھ کر کیا گیا ہو بہت کا لفظ ذکر کیا اور باقی اپنے حال پر رہے تو بیع جائز ہوگی اور اسی طرح اگر یہ صندوق یا یہ قبلا ذکر کیا تو بھی جائز ہوگا کذا فی التفسیر یہ

بیع کا جن شرائط
بیع کے عبادت
بیع و فسخ کا بیان

فصل ان چیزوں کی بیع کے بیان میں جو دوسری چیز سے متصل ہوں اور ایسی بیع کے بیان میں جبہیں استثناء ہو جو دودھ تھنوں کے اندر ہو یا جو بچہ پیٹ میں ہو اسکا بیچا جائز نہیں ہو اور اس پشم کا جو کمری کی پیٹ پر ہو روایت مشہورہ میں جائز نہیں ہو لہذا فی محیط المسخسی۔ اور اگر عقد واقع ہونے کے بعد بائع نے پشم یا دودھ کو سپرد کر دیا تو بھی جائز نہیں اور وہ عقد صحیح ہو جاوے گا یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور جانوروں کے جتنی میں بیع بالکل نہیں ہوتی ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ گیہوں جو بالیوں کے اندر موجود ہیں اسکا بیچا پیانا اور طول دونوں طرح سے جائز ہو اگرچہ سنوزانہ سخت نہ ہوئے ہوں یہ قنینہ میں لکھا ہے۔ اور بیع مزابنہ جائز نہیں ہو اور وہ یہ ہو کہ جو چھوڑے درخت پر لگے ہوئے ہیں انکو ٹوٹے ہوئے چھوڑوں کے عوض بخین کیل کے شل پر انداز و کوت سے فروخت کیے اور بیع محافلہ بھی جائز نہیں ہو اور وہ یہ ہو کہ بالیوں کے گیہوں کو بخین کے مثل پیانا پر انداز و کوت کیے گیہوں کے عوض فروخت کیے یہ نہر الفائق میں لکھا ہے اگر ایسے گیہوں کا بھوسہ خریدا تو جائز نہیں ہو اور اگر وندنے کے بعد دانہ نکالنے سے پہلے خریدا تو جائز نہ ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور بیع لامسہ بھی جائز نہیں ہو اور وہ یہ ہو کہ بائع اور مشتری کسی چیز کو چکاوین اور دونوں کا اس بات پر اتفاق ہو جاوے کہ جب مشتری اس چیز کو چھوئے تو بائع کی طرف سے بیع ہو گئی اور کنکری پھینکنے کی بیع بھی جائز نہیں ہو اور وہ یہ ہو کہ کنکری پھینکے اور وہاں چند کپڑے رکھے ہوں پس جس کپڑے پر کنکری جا پڑے وہی بیع ہو اور اس میں کچھ فرق نہیں ہو کہ وہ زمین ہو یا غیر زمین ہو

یعنی یہ فرق مبہر نہیں ہو لیکن ضرور چاہیے کہ وہ دونوں پہلے سے شمن پر راضی ہو لیں اور اسی طرح بیع منانہ
 بھی جائز نہیں ہو وہ یہ ہو کہ ہر ایک اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پھینکے اور دونوں میں سے کسی نے
 دوسرے کے کپڑا پھینکنے کو یہ نہ دیکھا کہ یہ پھینکنا بیع ہو یہ نہ انفاق میں لکھا ہو۔ گیون کا درخت
 بدون گیون کے فروخت کرنا جائز ہو یہ لیسر یہ میں لکھا ہو۔ اور اگر بیع فروخت کی اور موتی کا نام لیا
 تو جائز ہو اور موتی مشتری کا ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر خر بوزے کے اندر کے بیج کسی نے خریدنا چاہا
 اور بائع نے فروخت کر دئے اور خر بوزہ والا اس بات پر راضی ہو گیا کہ خر بوزہ تراش دے تو بیع
 باطل ہو بالکل جائز نہیں ہو اور یہی صحیح ہو کہ فی ہذا مہر الا خلاطی۔ اور اسی طرح اگر چھوڑے کے اندر کی گٹلی
 اور تلی کے اندر کا تیل اور زیتون کے اندر کے تیل کا بھی یہی حکم ہو اور اگر بائع نے اسکو مشتری کے
 سپرد کر دیا تو بھی جائز نہیں ہو چاہے میں لکھا ہو۔ اگر کسی جو اپنے کو اپنا سوت دیا کہ تو میرے واسطے عامہ
 اپنے ریشمی تار ڈال کر بن دے اور اُسے بن دیا پھر اس سے وہ بڑی شرم جو اسے عامہ میں بنا ہو خرید لیا
 تو جائز ہو یہ قینہ میں لکھا ہو۔ اور عیون میں لکھا ہو کہ اگر مٹکا جو بیت کے اندر رکھا ہوا ہو کہ جبکا نکالنا
 بدون دروازہ توڑنے کے ممکن نہیں ہو فروخت کیا تو جائز ہو اور بائع پر جبر کیا جائیگا کہ بیت سے باہر
 لا کر سپرد کرے اور اگر مشتری نے جانے کہ بیت کے اندر بائع اسکو مشتری کے سپرد کرنے کی قدرت نہیں
 ہو پس اگر بدون توڑنے کے قدرت نہیں رکھتا ہو تو اسکو توڑ لیا اور نکال لیا اور بعضوں نے کہا کہ
 بیع باطل ہو یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہو۔ اور اگر اس خاص کپاس کے جو بیٹ فروخت کیے تو جائز نہیں ہو
 اور متفقہ میں لکھا ہو کہ فقیہ ابو الیث نے یہ اختیار کیا ہو کہ جائز ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر کو کھال اور اوجھ
 فروغ کرنے سے پہلے فروخت کیا تو جائز نہیں ہو پس اگر اس کے بعد بائع نے فرج کیا اور کھال اور اوجھ
 جدا کر کے دیدیا تو عقد جائز ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے شہیر جو چھت میں پڑا ہوا ہو یا
 ایک گز ایک کپڑے کی کسی جانب معلوم میں سے یا ایک گز کسی کڑی کی خاص جگہ میں سے یا تلوار کی چاندی کہ
 جو بلا ضرر نہیں چھوٹ سکتی ہو یا آدمی کھیتی کہ جو ابھی کی نہ تھی یا دو شخصوں میں مشترک تھی کہ ایک نے انچا حصہ
 اپنے شریک کے سوا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو یہ سب بیع فاسد ہیں پس اگر بائع اس بات پر راضی
 ہو گیا کہ شہیر کھار دے یا کپڑے اور کڑی میں سے ایک گز قطع کر دے یا تلوار میں سے چاندی جدا
 کر دے یا کھیتی کو جبکہ سب اُسی کی تھی کاٹ دے تو مشتری کو اس سے پہلے کہ بائع کوئی ایسا فعل کرے
 بیع فسخ کر دینے کا اختیار ہو پس اگر مشتری کے فسخ کرنے سے پہلے بائع نے کوئی فعل انہیں سے کیا تو عقد
 مشتری کے ذمہ لازم ہو جائیگا اور اسکو اختیار ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہو۔ دیوار میں سے شہیر رکھنے کی جگہ کو
 بیچا اور یہ کہ بالاتفاق ناجائز ہو یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہو۔ اور انگوٹھی کے اندر گینہ فروخت کرنے
 کی دو صورتیں ہیں کہ اگر اُس کے نچا لے میں ضرر ہو تو بیع جائز ہوگی اور انگوٹھی اگر مشتری کے قبضہ میں ہو تو
 امانت رہیگی اور اگر اُس کے قبضہ میں تلف ہو جاوے تو کچھ نہ دینا پڑیگا اور اگر اُس کے نچا لے میں کچھ ضرر
 نہ ہو تو جائز ہو اور اس صورت میں اگر انگوٹھی اُس کے پاس تلف ہو جاوے تو اس پر گینہ کا شمن واجب ہوگا

۴۰
 مختار الفتاویٰ
 ترجمہ فتاویٰ عالمگیری
 جلد سیم
 صفحہ ۳۴
 کتاب المیراج
 باب نمبر چہم
 بیع جائز اور حرام

یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ نوادر ابن سماعہ میں ہو کہ میں نے امام محمد رحمہ سے پوچھا کہ کسی نے انگوٹھی کے اندر ایک گینہ یا چھت کے اندر ایک شہتیر کہ ہر ایک انہیں سے بدون ضرر کے نہیں نکل سکتا تھا فروخت کیا تو یا مشتری اسکا مالک ہو گا یا یہ بیع موقوف ہو تو امام محمد نے کہا کہ اگر دینے سے پہلے یہ حکم فرمایا کہ یہ بیع موقوف رہے مشتری مالک ہو گا تا وقتیکہ بائع کو اس میں خیار حاصل رہے کہ اگر چاہے تو سپرد کرے اور چاہے نہ سپرد کرے بیع کے اکھاڑنے سے پہلے کی حالت کی جانب اشارہ فرمایا اور جب اسکا ایسا حال ہو جاوے کہ بائع اس کے سپرد کرنے سے انکار نہ کر سکتا ہو تو مشتری مالک ہو جاوے گا اور اگر مشتری نے اس میں کچھ خجاندانہ کیا یہاں تک کہ بائع نے پوری انگوٹھی یا بیت دوسرے شخص کے ہاتھ فروخت کر کے اس کے سپرد کر دیا تو امام محمد نے فرمایا کہ یہ دوسری بیع پہلی بیع کو توڑ دیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور فقہ میں اس جنس کے مسئلوں کے واسطے ایک قاعدہ کلیہ ذکر کیا ہو کہ جن چیزوں میں ہم بائع پر یہ جبر کر سکتے ہیں کہ مشتری کے سپرد کرے اور مشتری نے منہا اس بیع کے اس پر قبضہ کر لیا اور وہ ضائع ہو گئی تو مشتری کے ذمہ لازم ہوگی اور جن چیزوں میں ہم مشتری کے سپرد کرنے کے واسطے بائع پر جبر نہیں کر سکتے اور بائع نے اس کے سپرد کر دی تو مشتری قائلض ہو گا اور ضائع ہو جانے کی صورت میں اس پر ضمان واجب ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ کسی نے کچھ صوف جو بھجھوٹے میں بھرا ہوا ہو فروخت کیا اور بائع نے اس کے ادھیرنے سے انکار کیا پس اگر اس کے ادھیرنے میں ضرر ہو جائز نہیں ہو اور اگر ضرر نہ ہو تو جبر نہیں پس اگر ادھیرنے کے باب میں دونوں اختلاف کریں تو بائع پر واجب ہو گا کہ تھوڑا سا ادھیر کر مشتری کو دکھاوے پس اگر وہ دیکھ کر رضی ہو گیا تو باقی ادھیرے کے واسطے بائع پر جبر کیا جاوے گا اور اسی طرح زمین کے اندر گاجسہ کی بیج کا بھی یہی حکم ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور دوکان کے اندر کی عمارت اور زمین کے درختوں کی بیج کے جائز ہونے کے واسطے یہ شرط ہو کہ اس کے جدا کرنے میں بائع کی ملک کو ضرر نہ ہو بخلاف یہ قیاس میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ کہتے ہیں کہ بیٹے امام محمد رحمہ سے کہا کہ اگر بالفرض میں نے ایک شہتیر غصب کر لیا اور اسکو ایک بیت کی چھت میں ڈالا یا میں نے کچھ پختہ اثاثین غصب کر لیں اور اس سے ایک دار بنایا یا میں نے ایک چوکھٹ غصب کر لی اور اسکو ایک دروازہ میں لگایا پھر میں نے وہ بیت یا دروازہ یا دار فروخت کر دیا تو کیا ایسی بیع کو آپ جائز سمجھتے ہیں اور جب مشتری اس غصب سے آگاہ ہو تو کیا اسکو واپس کرنے کا اختیار ہو گا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ بیع جائز ہو اور مشتری کو اختیار ہو گا کہ یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی کا شکار کی کسی شخص کی زمین میں عمارت بنی پس اگر وہ عمارت کو کوئی بنایا درخت تھا تو جائز ہو بشرطیکہ زمین میں چھوڑ رکھنے کی شرط نہ کی ہو اور اگر کھیت کی گودائی یا نہر کا آگارتا یا اسکے مثل ہووے تو جائز نہیں ہو بشرطیکہ زمین لکھا ہو۔ اور اگر بیع کوئی دار یا زمین ہو کہ جو دو شخصوں میں بلا تقسیم مشترک ہو پھر ایک نے ان میں سے ایک بیت معین یا ایک قطعہ زمین معین تقیم ہونے سے پہلے فروخت کر دیا تو بیع جائز نہیں ہوتا اسکے حصہ کی اور نہ اس کے شریک کے حصہ کی بخلاف اسطورت کے کہ اگر اس نے دار یا زمین میں سے اپنا پورا حصہ فروخت کر دیا تو بیع جائز ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اور پانی بہنے کے راستہ کو بچھاؤ ہو بہہ گنا جائز نہیں ہو

کسی شے کی بیع
میں بیع ہو گا
مستند ہوگی
اور یہ موقوف ہو
کر جائز ہوگا

اور گزر گا کہ جو بیٹا اور بہہ کرنا جائز ہو یہ تمہیں میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک ایسی باندی کو جسکے پیٹ میں بچہ تھا کہ جسکے
 پیٹ میں بچہ تھا اور وہ بچہ کو دیکھ کر کہ یہ بچہ فلاں شخص کو دیا جاوے فروخت کر دی پھر جس شخص کو دیدینے کے واسطے
 وصیت کی گئی تھی اسنے بیچ کی اجازت دیدی پھر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد باندی چھپ جاتی تو اس شخص کو
 ثمن میں سے کچھ نہ لیکھا اور اگر قبضہ سے پہلے جاتی تو ثمن میں سے اسکا حصہ ہوگا لیکن اگر قبضہ سے پہلے
 وہ بچہ مر گیا تو کچھ حصہ نہ ہوگا اور اگر قبضہ سے پہلے جاتی اور اس شخص سے کہ جسکے واسطے بچہ کی وصیت کی گئی
 تھی بیچ کی اجازت نہ دی یا بچہ کو آزاد کر دیا تو اب مشتری باندی کو اسکے حصہ ثمن کے عوض لے لیکھا اور
 بچہ جتنے کے بعد اس شخص کا اجازت دینا کسی حال میں صحیح نہیں ہو یہ تاہم غائبہ میں لکھا ہو۔ اگر بیچ میں سے
 ایسی چیز کو استثناء کیا کہ جسکا جدا بیچا جائز ہو تو استثناء جائز ہوگا چنانچہ اگر ایک ڈھیری فروخت کی مگر
 ایک صاع آئین سے یعنی ایک صاع کا استثناء کیا یا یوں کہ کہ میں نے یہ مٹکا سرکہ یا تیل کا فروخت کیا
 مگر دس شیر۔ اسی طرح اگر کوئی عددی چیز میں ہوں کہ جو باقی قریب قریب ہیں اور آئین سے استثناء
 کیا تو بیچ جائز ہوگی اور اگر بیچ میں سے ایسی چیز کا استثناء کیا کہ جسکا الگ بیچا جائز نہیں ہو تو استثناء
 صحیح نہ ہوگا جیسے کوئی باندی بدو ن اسکے محل کے یا کوئی بکری بدو ن اسکے کسی حصہ کے یا ایک گالہ بکریوں کا
 بدو ن ایک بکری کے یا چاندی چڑھی ہوئی تو اس بدو ن اسکی چاندی کے فروخت کی تو بیچ جائز نہ ہوگی یہ
 محیط مشتری میں لکھا ہو۔ اگر کوئی عمارت یا دار فروخت کرنے میں آئین کی لکڑی کو استثناء کیا یا لکڑی اور پی
 آئین اور مٹی کو استثناء کیا تو جائز ہو بشرطیکہ مشتری نے اسکو توڑ ڈالنے کے واسطے خریدا ہو یہ فیہ میں
 لکھا ہو۔ اگر درخت پر گئے ہوئے پھل فروخت کرنے میں آئین سے چند رطل معلومہ کا استثناء کیا تو جائز
 نہیں ہو اور اگر پھل ٹوٹے ہوئے ہوں اور سب کو فروخت کرنے میں آئین سے ایک صاع کا استثناء کیا تو
 جائز ہو اور مثل غنہ لکھا کہ یہ روایت امام حسن بن زیاد کی ہو اور یہی قول طاہری کا ہو اور ظاہر الروایۃ کے موافق
 جائز ہونا چاہیے اور اگر ایک خرما کا باغ فروخت کیا اور آئین سے ایک درخت معلوم استثناء کیا تو جائز ہو
 یہ سراج الوہاج میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک ڈھیری سودرم کے عوض سو اسے اسکے دسویں حصہ کے فروخت
 کی تو مشتری کو پورے ثمن میں اسکا نو سو ان حصہ لیکھا اور اگر باغ لے لکھا کہ اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ اسکا
 نو سو ان حصہ میرا ہوگا تو مشتری کو اسکا نو سو ان حصہ بعض ثمن کے نو دسویں حصہ کے لیکھا اور امام محمد رحمہ
 اسکے برخلاف روایت کیا گیا ہو کہ دونوں صورتوں میں بعض پورے ثمن کے لیکھا اور امام ابو یوسف سے
 روایت ہو کہ اگر کسی نے لکھا کہ میں تیرے ہاتھ یہ سو بکر یاں بعض سودرم ہوں کے اس شرط پر بیچتا ہوں کہ یہ
 بکری میری رہے یا میرے واسطے یہ بکری رہے تو بیچ فاسد ہو اور اگر لکھا کہ بدو ن اس بکری کے بیچا ہوں تو
 ننانوے بکر یاں بعض سودرم کے مشتری کو بیٹنگی لذانی فسخ القدر اور اگر لکھا کہ یہ سو بکر یاں تیرے لیے
 بعض سودرم کے بدو ن اسکے آدھے کے ہیں تو آدمی بکر یاں بعض سودرم کے ہوگی اور اگر لکھا کہ
 میرے واسطے اسکی آدمی رہی تو مشتری کو اسکی آدمی بچا پس درم کو بیٹنگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کچھ بکریاں
 یا کچھ بکریاں بعض سودرم کے فروخت کی اور آئین سے ایک غیر میں کو استثناء کیا تو بیچ فاسد ہو

اور اگر عین کا استثناء کیا تو جائز ہو گا نہانی الخلاصہ۔ اور یہی حکم ہر ایسی عددی چیزوں کا ہو جو باہم متفاوت ہوں یا متفقہ ہوں
میں لکھا ہے۔ اور ایسی باندی کی بیع کہ جسکے پیٹ کا بچہ آزاد کر دیا گیا ہو جائز نہیں ہو اور اس مسئلہ کی نظیر
گیارہ مسئلہ اور ہیں ایک وہ ہو کہ عقد اور استثناء دونوں جائز ہوں اور وہ یہ ہو کہ باندی کے دیدینے کی
کسی کو وصیت کی اور اس کے پیٹ کا بچہ استثناء کیا یا پیٹ کے بچہ کو دیدینے کی وصیت کی اور باندی کا استثناء
کیا تو استثناء صحیح ہو اور چار مسئلہ اس میں سے وہ ہیں کہ جن میں عقد اور استثناء دونوں فاسد ہوتے ہیں اور وہ
یہ ہو کہ اگر باندی کو فروخت کیا یا اسکو مکاتب کیا یا اجرت پر دیا یا قرضہ سے اُسکے دینے پر صلح کی اور اس کے پیٹ
کے بچہ کا استثناء کیا تو یہ سب عقود فاسد ہیں اور چھ صورتیں اس میں سے وہ ہیں کہ جن میں عقد جائز ہو اور استثناء
باطل ہو اور وہ یہ کہ اگر باندی کو ہبہ یا صدقہ کر کے سپرد کر دیا یا اسکو مہر میں دیدیا یا عہد اخون کرنے کی صلح میں
اسکو دیا یا عورت نے اپنے خاوند سے خلع کرانے میں دیدیا یا اس باندی کو آزاد کر دیا اور ان سب صورتوں میں
اُسکے پیٹ کے بچہ کا استثناء کیا تو ان سب عقود میں استثناء باطل ہو اور عقود نافذ ہو جائیں گے یہ محیط سبھی میں
لکھا ہے۔ اور امانے میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ فروخت
کیا یہ غلام ہزار درم کو مگر نصف اسکا پانسو درم کو تو پورے غلام کی بیع ایک ہزار پانچ سو درم کو جائز ہو اور
اسی طرح اگر کہا کہ اگر نصف اسکا سو درم کو چچا تو پورا غلام مشتری کو ایک ہزار ایک سو درم کو بیگا اور بھی امانے
میں امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ اگر کہا کہ میں نے یہ غلام تیرے ہاتھ ایک ہزار درم کو اس شرط پر بیجا کیرے واسطے
اسکا آدھا عوض تین سو درم یا تہائی ثمن یا سو دینار کے رہیگا تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہو یہ محیط
میں لکھا ہے۔ کسی نے خاص راستہ کا رقبہ اس شرط پر فروخت کیا کہ بائع کو انھیں آمد و رفت کا حق رہیگا تو بیع
جائز ہو اور یہ سب طرح اگر دار کے مالک نے بیچے کا مکان اس شرط پر فروخت کیا کہ اسکو بلا خانہ اسپر برتسار
رکھے کا حق رہے تو جائز ہو یہ نظیر یہ لکھا ہے۔ اور ابن سماعہ نے اپنے نوادر میں امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ اگر کسی
نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ دار تیرے ہاتھ فروخت کیا مگر اس میں ایک راستہ اس جگہ سے اور دار کے
دروازہ مالک استثناء کیا اور اسکا طول و عرض بیان کر دیا اور اسکو اپنے یا غیر کے واسطے شرط کر لیا تو بیع جائز
ہو اور جو ثمن کہ ذکر کیا ہو وہ سب سوائے راستہ کے باقی دار کا ہو گا اور اگر دار کی فروخت میں یہ شرط کی کہ ان میں
ایک راستہ بائع کا ہو گا اور اسکا طول و عرض بیان کر دیا تو یہ جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ میں
اپنا یہ دار تیرے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر بیجا ہوں کہ یہ عین بیت سیر رہیگا تو صحیح نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ سوائے
اس بیت کے بیجا ہوں تو بیع جائز ہو اور اگر کہا کہ میں نے یہ دار تیرے ہاتھ سوائے اسکی عمارت کے فروخت
کیا تو بیع جائز ہو اور بنا بر بیع میں داخل نہوگی اور اگر کوئی زمین فروخت کی اور اس میں سے ایک درخت یا عین
کو جس اسکے جلے قرار کا استثناء کیا تو بیع جائز ہو اور مشتری کو یہ اختیار ہو گا کہ اس درخت کی شاخون کو اپنی
ملک میں لٹکنے نہ دے یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ حسن ابن زیاد نے کتاب الاختلاف میں ابی یوسف و زفر میں لکھا
ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ دار تیرے ہاتھ ایک ہزار درم کو سوائے تنوگ کے فروخت
کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیع فاسد ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز ہو اور مشتری کو اختیار ہو گا

جبکہ وہ دار کے تمام گودن کی پیمائش سے واقف ہو پس اسکو اختیار ہو کہ اگر راضی ہو تو بائع اس کے ساتھ دار میں سو گز کا شریک ہو گا اور اگر نہ راضی ہو تو بیع کو ترک کر دے یہ محیطین لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو یہ طعام سواے دس قفیز کے اسپین سے فروخت کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیع فاسد ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بیع جائز ہو اور جب اسپین سے دس قفیز نکالی جاوین تو مشتری کو خیار ہوگا اور اگر کسی چیز کو بعض سودینار کے باشتنا را ایک دینار کے ان سودیناروں میں سے فروخت کیا تو بیع ننانوے دینار پر قرار پائی کذا فی الجرائد

دوسرے فصل۔ ایسی دو چیزوں کے فروخت کرنے کے بیان میں کہ جنہیں ایک کی بیع جائز ہی نہ ہو اور فروخت کی ہوئی چیز کو جسے کو بیچا ہو اس سے کم پر خریدنے کے بیان میں۔ جو شخص آزاد غلام دونوں کو جمع کر کے فروخت کرے یا بیع کی ہوئی اور مردار بکری دونوں کو جمع کر کے فروخت کرے تو امام اعظم کے دونوں کی بیع باطل ہی خواہ ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو تو غلام اور زوج کی ہوئی بکری کی بیع جائز ہو یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر کھال بھیجی ہوئی مذکورہ دو بکران خریدیں پھر ایک بکری کسی محوسی کے ہاتھ کی بیع کی ہوئی نخل یا ایسے مسلمان کے ہاتھ کی بیع کی ہوئی کہ جسے اسپر عدا اللہ کا نام نہیں لیا ہو تو ایسا ذبیحہ اور مردار دونوں ہمارے نزدیک برابر ہیں کذا فی الملبسوط۔ اگر کسی نے شخص غلام کو اور بدبر یا مکاتب یا ام ولد کو جمع کیا یا اپنے اور دوسرے کے غلام کو جمع کر کے فروخت کیا تو محض غلام کی بیع اس کے حصہ ثمن کے عوض جائز ہوگی اور جسے وقف اور ملک کو جمع کیا اور ثمن کی تفصیل نہ کی تو اصح قول کے بموجب ملک کی بیع صحیح ہو یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دو شے سرکہ کے خریدے پھر معلوم ہوا کہ ایک شراب کا پرہیز اور ایک کا ثمن علیحدہ نہیں بیان کیا گیا تو دونوں کا عقد فاسد ہوگا اور اگر بیان کر دیا گیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک فاسد ہو اور صاحبین کے نزدیک سرکہ کی بیع جائز ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر دو غلام خریدے اور ایک پر قبضہ کر لیا اور دوسرے پر قبضہ نہ کیا بیان تک کہ دونوں کو کسی کے ہاتھ ایک ہزار درم کو اس طرح پر بیچ ڈالا کہ ہر ایک کی قیمت پانسو درم ہو تو مقبوض کی بیع جائز ہوگی اور غیر مقبوض کی جائز نہ ہوگی محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خریدا اور اسپر قبضہ کرنے سے پہلے اپنے غلام کے ساتھ ملا کر فروخت کر دیا تو ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک فقط اس کے غلام کی بیع جائز ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے کسی بالغ سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور اسپر قبضہ کر لیا اور قیمت نہ ادا کی یہاں تک کہ اس غلام کو اپنے ایک غلام کے ساتھ ملا کر اسی بالغ کے ہاتھ ہزار درم کو اس تفصیل سے کہ ہر ایک پانسو درم کا ہو فروخت کر دیا تو اس کے غلام کی بیع جائز ہوگی اور جو خریدا ہو اسی بیع جائز نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور متفقہ میں ہو کہ کسی شخص نے ایک دار اور ایک مسلمانوں کا راستہ جو محدود معلوم تھا جمع کر کے خریدا پھر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد راستہ کا استحقاق ثابت کیا گیا پس اگر وہ راستہ دار کے ساتھ محتاط تھا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو دار کو واپس کر دے ورنہ اس کے حصہ کے عوض لے لے اور اگر راستہ اس سے جدا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا اور دار اپنے حصہ ثمن کے عوض مشتری

۵
 قابل استعجاب فی الاصل اند
 باع بما یؤدی او ذلک استماع
 علیہ سہ ہوسا کے کہنے پر
 کے فہمہ اچھل ان قبضہ
 ہمارا وہ ان ذکر راغبینہ
 فی المستثنیٰ بنو الجوزی
 الی المستثنیٰ بنو نہیں ہو کر
 سزا لیتے وہ فضل
 اعتقاد غیر وقت ہو کر
 غائب الاستعداد
 مواضع من کتابہ
 علیہ فہمہ الحکم
 پر موع اسلوب العربیہ

ولا يحتمل لفرقة أخرى
ذلك ويحق ان يراى به
كما ذكره المصنف فالحمد
له المنة ولما كان
يؤدى الى صورة واحدة
وضع واحدا لم يذكر
في العنوان فثبت من
الاستدلال وقال المصنف
قد تامل ان الملك يكون
كل الذين في غير العالم
وقت العقد المفسر

کے نام پر لکھا اور اگر راستہ اس طرح محدود نہ ہو کہ اس کی مقدار دریا قنٹ ہو جاوے تو بیع فاسد ہو جاوے گی اور اگر سچا راستہ کے مسجد خاص کو ملا کر خریدے تو اس کا حکم راستہ معلوم کا حکم ہو اور اگر مسجد جامع ہو تو سب کی بیع فاسد ہو جاوے گی اس لئے کہ جامع مسجد کی بیع جائز و حلال نہیں ہے اسی طرح اگر وہ گرمی ہوئی پرٹی ہو یا میدان ہو کہ جس میں کچھ عمارت تو زمین موجود ہو مگر دراصل وہ جامع مسجد ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر زمین دو شخصوں میں مشترک ہو کہ دونوں میں سے ایک نے پوری زمین اپنے غریب کے ہاتھ فروخت کر دی تو امام ظہر الدین مرغینانی فرماتے ہیں کہ بیع فاسد ہے اور اسی طرح اگر مدعا علیہ نے مدعی کے دعویٰ سے ایک ایسی دیر پر صلح کی جو دونوں میں مشترک تھا تو اس صورت میں بھی فرماتے ہیں کہ صلح فاسد ہے اور اگر کسی نے ایک غلام خرید کر پانسو روپے نقد دیئے اور پانسو روپے جو اسکے فلاں شخص پر قرض تھے غنم میں بٹھرائے یا پانسو کی یون بیوا دھڑائی کہ جب عطا ہوں تو دو لگا تو قدوری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ سب کی بیع فاسد ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے ایک بھڑو زمین دس درم اور نہرا میں گبیوں کے عوض کہ جس کا وصف بیان کر دیا تھا خریدے لیکن گبیوں ادا کرنے کی جگہ بیان نہ کرنے کی وجہ سے گبیوں کے حصہ کی بیع امام اعظم کے نزدیک فاسد ہو گئی پس آیا یہ فساد باقی کی طرف امام اعظم کے قول کے موافق متعدی ہو گیا نہیں تو امام اعظم کے قول کے موافق شیخ نے فرمایا کہ باقی کی طرف فساد متعدی نہ ہوتا چاہیے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کے ہاتھ خود کوئی چیز فروخت کی یا اس کی طرف سے اسکے وکیل نے اور مشتری نے ہنوز غنم نہیں ادا کیا ہے اور بیع کی ذمہ داری میں کچھ نقصان بھی نہیں آیا ہے تو ایسی حالت میں اس مشتری یا اسکے وارث سے نہ اس شخص سے جسکو اس کی گنتی یا اسکے لئے فرصت کر دی گئی ہو بائع کو یہ جائز نہیں ہے اور نہ اس کی طرف سے اسکے لئے ایسے شخص کو جائز ہے کہ جس کی گواہی اسکے حق میں مقبول نہ ہو کہ جتنے کو بھی ہو اس کی جنس سے اس سے کم غنم پر اپنے واسطے یا غیر کے واسطے مشتری کے غنم ادا کرنے سے پہلے خرید کرے اور اس مقام پر اور شفعہ میں درم و دینار ایک جنس شمار کئے جاتے ہیں لکن فی الکافی۔ اور اگر مشتری پر غنم ادا کرنے میں کچھ باقی رہ جاوے تو یہی حکم ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور فتاویٰ سے عتابیہ میں لکھا ہے کہ اگر پہلے اسکو دیناروں کے عوض بیچا تھا پھر درہم ہون کے عوض کم پر خرید لیا تو جائز نہیں ہے اور اگر پہلے اسکو دیناروں کے عوض بیچا پھر چاندی کے پیروں کے عوض کم سے خرید لیا تو جائز ہے اور اگر پیسوں کے عوض کم پر خرید لیا تو امام محمد رحمہ کے قول پر ناجائز ہے اور امام اعظم اور ابو یوسف کے قول پر جائز ہے یہ تمار خانہ میں لکھا ہے۔ اور اگر دوسری جنس غنم کے عوض خریدی یا عیب دار ہو جانے کے بعد خریدی تو جائز ہے یہ تہذیب میں لکھا ہے۔ اور ایسی صورت میں اگر غنم ادا کرنے سے پہلے یا بعد زیادتی کے ساتھ خریدی تو جائز ہے اور اگر نرخ گھٹ گیا اور بیع میں اس نرخ کی وجہ سے گنتی آئی پھر بائع نے اسکو جتنے کو بیچا تھا اس سے کم پر خرید لیا تو جائز نہیں ہے اور نرخ کا اعتبار نہ ہوگا یہ فتاویٰ میں لکھا ہے۔ اور اگر بائع نے آدھے غنم پر قبضہ کر لیا پھر آدھے کو آدھے غنم سے کم پر خرید لیا تو

در بعض علی
نمودہ کرین
عبارت و شری
تحت بیع و شری
فائدہ غالب
سے بیع
شرعی ہو چکا
اور بیع و شری
نہیں کی جاوے

بیع صحیح ہوتی ہے مثلاً ایک باندی یا سونو درم کو خریدی اور اسکو اور اس کے ساتھ ملا کر دوسری کو بائع کے ہاتھ میں ادا کرنے سے پہلے یا سونو درم کو بیچا تو جس باندی کو نہیں خریدا تھا اسکی بیع جائز ہوگی اور خریدی ہوئی کی بیع فاسد ہوگی یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور قسوری میں لکھا ہے کہ کسی چیز کو بعض ایسے میں کے عوض الحال ادا کیا جاوے فروخت کر کے پھر اسکو اسی میں کے عوض میعاد مقرر کر کے خرید کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ایک ہزار درم کو ایک سال کے وعدہ پر فروخت کیا اور پھر اسکو ایک ہزار کو دو برس کے وعدہ پر خریدا تو جائز نہیں ہے اور اگر میں ایک درم یا زیادہ بڑھادے تو جائز ہے اور میں ثانی کی زیادتی بمقابلہ اس نقصان کے قرار دیجائیگی جو میعاد بڑھانے کی وجہ سے ثابت ہو گئی ہو کذا فی المحیط۔

وسوان باب ان شرطون کے بیان میں جن سے بیع فاسد ہوتی ہے اور جن سے فاسد نہیں ہوتی
 ہے چاہتا چاہیے کہ بیع میں جو شرط کی گئی یا وہ ایسی شرط ہوگی کہ جبکو عقد بیع چاہتا ہے یعنی وہ عقد کے ساتھ بلا شرط واجب ہو جاتی ہے پس ایسی چیز کی شرط کرنے سے عقد میں فساد نہیں آتا جیسے کہ بائع کے ذمہ یہ شرط لگانا کہ بیع مشتری کے سپرد کرے یا مشتری کے سپرد کرے یا مشتری کے سپرد کرے اور یا وہ ایسی شرط ہوگی کہ جبکو عقد چاہتا ہے یعنی بلا شرط عقد کے ساتھ واجب نہ ہو لیکن یہ شرط اس عقد سے مناسب ہے یعنی اس عقد کا استحکام کرتی ہے مثلاً اس شرط کے ساتھ بیع کرنا کہ مشتری میں کا کوئی کفیل دیوے اور کفیل اشارہ کرنے یا نام لینے سے معلوم ہوا اور وہ اس مجلس میں موجود ہو اور کفالت قبول کرے یا موجود نہ ہو اور دونوں کے جدا ہونے سے پہلے حاضر ہو کر کفالت قبول کر لے تو استحکام بیع جائز ہوگی اور اس طرح اس شرط کے ساتھ بیع کرنا کہ مشتری میں کے عوض کچھ رہن دیوے اور وہ رہن اشارہ کرنے یا نام لینے سے معلوم ہو تو بیع استحکام جائز ہو کیونکہ رہن اگرچہ مقدمات عقد میں سے نہیں ہے مگر موجب عقد کا موکد ہوا اور قادی میں لکھا ہے کہ اگر وہ رہن معین نہ ہو لیکن اسکا نام لے دیا گیا ہو پس اگر وہ اسباب ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر ناپ یا تول کی چیز ہو کہ جسکا وصف بیان کر دیا گیا ہو تو جائز ہے اور اگر رہن معین نہ ہو اور اسکا نام بھی نہ لیا گیا ہو اور صرف دونوں میں یہ شرط قرار پائی ہو کہ مشتری میں کے عوض کچھ رہن کرے تو بیع فاسد ہوگی لیکن اگر دونوں رضامندی کے ساتھ اسی مجلس میں وہ رہن معین کر دیں اور مشتری جدا ہونے سے پہلے اسکو بائع کے سپرد کرے یا ایک مشتری میں کوئی الحال ادا کر دے اور میعاد کو باطل کر دے تو بیع استحکام جائز ہو جاوے گی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کفیل معین نہ ہو اور نہ اسکا نام لیا گیا ہو تو عقد فاسد ہوگا اور اگر کفیل اس مجلس عقد میں موجود ہو خواہ اسے کفالت سے انکار کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن کفالت قبول نہ کی یہاں تک کہ دونوں جدا ہو گئے یا اسے کوئی اور کام شروع کر دے تو بیع استحکام فاسد ہو جائیگی خواہ اسکے بعد وہ قبول کرے یا نہ قبول کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر یہ شرط کی کہ جید گھوڑوں کا ایک کر رہن کرے تو جائز ہو کیونکہ یہ جمالت مفید بیع نہیں ہے اور اگر بیع میں کسی رہن معین کی شرط کی پھر مشتری نے رہن کے سپرد کرنے سے انکار کیا تو اس پر جہنم کیا جائیگی لیکن اس سے کما جاوے گا کہ یا تو رہن یا اسکی قیمت یا میں ادا کرے یا عقد منسوخ کر دیا جائیگا یہ محیط مشتری میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے اسی سبب دونوں سے انکار کیا تو بائع کو ہرچاہے کہ بیع کو فسخ کرے یا اسے یہ

فروخت کرے تو بیع فاسد ہو اور اگر کچھ بھل اس واسطے خریدے تاکہ بائع اسکو ٹوٹ دے یا بائع ایک ہزار روپے مشتری کو قرض دے تو بیع فاسد ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی چیز اس شرط پر فروخت کی کہ مشتری اسکو کچھ ہبہ کرے یا صدقہ دے یا کوئی چیز اس کے ہاتھ بیچ ڈالے یا اسکو کچھ قرض دے تو بیع فاسد ہو اور اگر غلام شخص اجنبی کے قرض دینے کی شرط کی تو بیع جائز ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ پھر یہ اس خریدی ہوئی چیز کے نفع کی شرط کی تو عقد کا فاسد ہو جانا صرف اسی صورت میں ہو کہ وہ چیز یہ لیاقت رکھتی ہو کہ دوسرے پر اسکا استحقاق حاصل ہو اور ایسی چیز رقیق ہو اور سوائے رقیق کے اور حیوانات کہ جنکا غیر پر حق ثابت نہیں ہوتا ہو اور اسکے نفع کی شرط پر خریدی یعنی ایسی شرط کے ساتھ کہ جس میں اسکا نفع ہو تو عقد فاسد نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی چیز سوائے رقیق کے حیوان میں سے اس شرط پر خریدی کہ اسکو فروخت نہ کر لگا یا ہبہ نہ کر لگا تو بیع جائز ہوگی اگرچہ اس میں معقود علیہ کا نفع مشروط ہو یا یحیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی غلام یا باندی اس شرط پر فروخت کی کہ تو اسکو نہ بیچا اور نہ اسکو ہبہ کرنا اور نہ اسکو اپنی ملکیت سے نکالنا تو بیع فاسد ہو یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی غلام اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکو کھانا کھلاوے تو بیع جائز ہو اور اگر یہ شرط کی کہ مشتری اسکو خدیں یا گوشت کھلاوے تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور اگر کوئی غلام اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکو آزاد کر دے تو ظاہر الروایۃ میں بیع فاسد ہوگی یہاں تک کہ اگر مشتری نے اسکو قبضہ کرنے سے پہلے آزاد کر دیا تو اسکا عتق نافذ نہ ہوگا اور اگر اسے قبضہ کیا پھر اسکو آزاد کر دیا تو پہلا عقد جائز ہو جائیگا اور یہ امام ابو حنیفہؒ کا استحسان ہے حتیٰ کہ مشتری پر منہن واجب ہوگا اور صاحبین کے نزدیک عقد جائز نہ ہو جائیگا اور اسکو قیمت دینی بڑی یا یحیط میں لکھا ہے۔ اور اس بات پر اجماع ہے کہ اگر وہ غلام مشتری کے پاس آزاد کرنے سے پہلے مر جاوے تو اسکو قیمت دینی بڑی اور اسی طرح اگر مشتری نے کسی کے ہاتھ فروخت کیا یا اسکو ہبہ کر دیا تو بھی اسے قیمت واجب ہوگی یہ تمار غانیہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ مشتری اسکو دیبا کے کپڑے بچھاویگا یا یہ کہ اسکو بنین مار لگا یا یہ کہ اسکو اینا دیو بچھاویگا تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر فروخت کی کہ مشتری اسکو مدبر بنائے یا ام ولد بنائے تو بیع فاسد ہو یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر منفعت کی شرط دونوں عقد کر لے والوں میں سے ایک اور دوسرے اجنبی کے درمیان جاری ہوئی بائن طور کہ مشتری نے اس شرط پر خریدی کہ بائع کو اتنے درم غلام اجنبی قرض دے اور مشتری نے اسکو قبول کر لیا تو صدر الشہید رحمہ نے شرح البیاض میں ذکر کیا ہے کہ عقد فاسد نہ ہوگا اور قدوری نے ذکر کیا ہے کہ عقد فاسد ہو جائیگا اور جو قدوری نے ذکر کیا ہے اسکی صورت یہ ہے کہ اگر مشتری نے بائع سے کہا کہ میں نے تجھ سے یہ چیز اس شرط پر خریدی کہ تو مجھ کو یا غلام شخص کو قرض دے اور اس صحت میں قدوری نے ذکر کیا ہے کہ اگر مشتری نے یہ فیصلہ دیا کہ میں لکھا ہے۔ نتیجہ میں ہے کہ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ہر ایسی شرط جسکو بائع پر شرط کرنے سے عقد فاسد ہو جانا صاحب

خمس ایک سو
حدوتہ اور آزاد
صلحت فاسدہ
غلام یا باندی
وہ آزاد ہو جائے
یونکہ اسکو قیمت
دینا واجب ہے اور
بناوے اور اگر
فاسد ہو جائے

اجنبی پر شرط کیا وہی تو عقد باطل ہوگا لیکن تا حد یہ کہ جو شرط یا بے ہنگامی نہیں جائز ہو اگر غیر باطل پر عقد
 میں مشروط ہو تو عقد باطل ہوگا اگرچہ مثلاً اگر کسی شخص نے ایک گھوڑا اس شرط پر خریدا کہ باطل
 مشتری کو بیٹھ دے تو یہ باطل ہو اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ فلاں شخص مجھ کو بیٹھ دے تو یہ
 کرے تو بھی باطل ہو اور ہر ایسی شرط کہ جس کے باطل پر شرط کرنے سے عقد فاسد نہ ہوتا تھا جب اجنبی پر
 شرط کیا وہی تو عقد فاسد نہ ہوگا اور اسکو خیار حاصل ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی چیز اس شرط
 پر خریدی کہ فلاں شخص اجنبی مجھ سے اس قدر گھٹا دے تو بیع جائز ہو اور اسکو خیار ہوگا کہ اگر چاہے
 تو پورے غن میں لے لے ورنہ ترک کر دے اور ابن سماعہ نے امام ابو حنیفہ رحم سے روایت کی ہے
 کہ اگر دوسرے شخص سے کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ باطل مشتری کے بیٹھے یا اجنبی کو غن میں سے
 اس قدر دیوے تو بیع فاسد ہوگی یہ بکر الرائق میں لکھا ہے۔ اگر کوئی کپڑا اس شرط پر بیچا کہ اسکو مشتری
 فروخت کرے اور نہ اسکو ہبہ کرے یا کوئی گھوڑا اس شرط پر بیچا کہ مشتری اسکو ہبہ یا فروخت نہ کرے
 یا کچھ طعام اس شرط پر بیچا کہ اسکو نہ کھاوے نہ فروخت کرے تو کتاب المزاعمت میں جو مذکور ہے
 وہ اس بیع کے جائز ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی مجر دین حسن نے امام ابو حنیفہ رحم سے روایت
 کی ہے اور یہی صحیح ہے یہ بدلے میں لکھا ہے اور یہی ظاہر مذہب ہے کہ انی الحدایہ حسن نے امام ابو حنیفہ رحم
 سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے ایک چوہا یا اس شرط پر خریدا کہ مشتری اسکو
 چارہ نہ جائے تو بیع جائز ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ شرط ہو کہ مشتری اسکو ذبح کر دے تو جائز ہے
 اور اگر یہ شرط کی کہ مشتری اسکو فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کرے یا یہ کہ اس کے ہاتھ فروخت نہ کیے تو بیع
 فاسد ہے اور اگر صرف یہ شرط لگائی کہ مشتری اسکو فروخت یا ہبہ کر دے اور فلاں شخص کا ذکر نہ کیا
 تو بیع جائز ہوگی اور سنتے میں لکھا ہے کہ اسبطر ابن سماعہ نے امام محمد رحم سے روایت کی ہے۔ اور
 اگر کسی نے غلام اس شرط پر خریدا کہ مشتری اسکو بدو ان اجازت فلاں شخص کے فروخت نہ کرے یا کوئی چیز
 اس شرط پر خریدی کہ مشتری اسکو نہ کھاوے اور نہ اسکو بناوے بدو ان اجازت فلاں شخص کے تو بیع
 فاسد ہوگی یہ بکر الرائق میں لکھا ہے۔ کسی نے کوئی چیز اس شرط پر فروخت کی کہ مشتری اسکو اپنی ذات
 کے واسطے خریدے تو بیع جائز ہوگی اور اگر کہا کہ یہ چیز میں نے تیرے ہاتھ بوض سودرم کے
 حرام کمائی اور رشوت کی راہ سے فروخت کی تو بیع جائز ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور
 اگر کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ میں اسکا ثمن اسکو فروخت سے ادا کر دوں گا تو بیع فاسد ہوگی یہ بکر الرائق میں
 لکھا ہے۔ اگر کوئی دار اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکو مسلمانوں کے لیے مسجد بناوے تو بیع فاسد
 ہے اور اسبطر اگر کچھ طعام اس شرط پر بیچا کہ اسکو فقیروں پر صدقہ کر دے تو بھی فاسد ہے اور اسبطر
 اگر یہ شرط کی کہ اس دار کو مسلمان یا مسلمانوں کا مقبرہ بناوے تو بھی بیع فاسد ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں
 لکھا ہے۔ فتاویٰ عتاجیہ میں ہے کہ اگر شیرہ انور میں یہ شرط کی کہ اسکو شراب بناوے تو بیع جائز ہے
 یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہے۔ اگر کہا کہ میں یہ غلام تیرے ہاتھ تین سودرم کو اس شرط پر بیچتا ہوں کہ ایک سال

مشتری شرط

بیع جائز ہے

میری خدمت کرے بائین سودرم کو چچا ہوں اور شرط یہ ہو کہ یہ ایک سال میری خدمت کرے بائین سودرم کو لیتا ہوں اور ایک سال تیری خدمت کرے چچا تو یہ بیع فاسد ہو کیونکہ اس بیع میں اجارہ کی شرط ہو اور اسی طرح اگر کہا کہ میں اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ ایک برس تیری خدمت کے واسطے چچا ہوں تو بھی بیع قادی ہندو قادی قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اگر کوئی کپڑا اس شرط پر بچا کہ مشتری اسکو چلاوے یا کوئی دار اس شرط پر بچا کہ اسکو ڈھاوے تو بیع جائز ہو اور شرط باطل ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور اگر ایسی شرط ہو کہ جہین نہ نفع ہو اور نہ ضرر ہو مثلاً کچھ کھانا اس شرط پر بچا کہ مشتری اسکو کھائے یا کوئی کپڑا اس شرط پر کہ اسکو پہنے تو بیع جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ اس سے دہلی کرے یا یہ کہ دہلی نہ کرے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں جائز ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو منتقے میں ہو کہ اگر بائع نے کہا کہ میں اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ ایسے ہزار درم کو جو تیرے غلام شخص پر قرض ہیں کہ تنجو اسکی طرف سے ادا کرنے کی غرض سے چچا ہوں تو بیع جائز ہوگی اور بائع اس غلام شخص کی طرف سے ادا کرنے میں متطوع قرار دیا جائیگا اور نوادر ابن سماعین امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کسی نے اپنا غلام کسی کے ہاتھ بھوض اس قرضہ کے جو اس مشتری کا غلام پر ہو اور وہ ایک ہزار درم ہیں فروخت کیا اور غلام شخص بھی راضی ہو تو بیع جائز ہوگی اور وہ مال اس قرضدار پر جبر قرضہ تھا بائع کا ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کوئی غلام کسی شخص کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکا من بائع کے قرضخواہ کو ادا کرے تو بیع فاسد ہوگی اور اسی طرح اگر غلام کسی شخص کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری اسکی طرف سے اسکے قرضخواہ کے واسطے ایک ہزار کا ضامن ہو تو بیع فاسد ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنا یہ غلام فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کر دے اس شرط پر کہ میں تنجو سودرم اس کام کے دو لگا پس اس شخص نے اس غلام شخص کے ہاتھ ہزار درم کو بیع کیا اور بیع میں وہ شرط ذکر نہ کی تو بیع جائز ہوگی اور اس شخص کو سودرم دینا لازم نہ ہوئے اور اگر اس نے دیر سے ہوں تو اسکو اختیار ہوگا کہ اس سے رجوع کرے اور اسی طرح اگر کہا کہ تو اپنا غلام فلاں شخص کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کر دے کہ میں تنجو سودرم نہ کر دو لگا تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور منتقے میں ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرا یہ غلام ان سودرم کے عوض خریدتا ہوں جو فلاں شخص پر ہیں تو یہ بیع فاسد ہو اور اگر کہا کہ میں اپنا کپڑا تیرے ہاتھ بھوض ان سودرموں کے جو تیرے غلام شخص پر آئے ہیں اس شرط پر چچا ہوں کہ وہ شخص اس سے جو تیرا شیر آتا ہو بری ہو جاوے تو یہ جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے کوئی چیز فروخت کی اور کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسنے کو اس شرط پر فروخت کی کہ میں اس کے من سے استقدر کم کر دو لگا تو یہ بیع جائز ہو اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ میں اس کے من سے استقدر تنجو ہبہ کر دو لگا تو جائز نہیں ہو اور اگر کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسنے کو اس شرط پر فروخت کی کہ میں نے تیرے قرض سے اتنا کم کر دیا یا کہا کہ اس شرط پر کہ استقدر

میں نے جھگڑا بہہ کیا تو بیع جائز ہو گی کیونکہ بہت قبل واجب ہونے کے کم کرنے کا حکم لکھا ہے اور پہلی صورت میں بہہ کی شرط بعد واجب ہونے کے تھی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام انہی ذات کیو سبط ایک مہینہ کی شرط خیار کر کے اس شرط پر خرید لے کہ مشتری اسکو بیع کے واسطے پیش کرے یا اسے خدمت سے تو بھی وہ اپنے خیار پر باقی رہے گا تو یہ بیع فاسد ہوگی اور اگر کسی کا دوسرے شخص پر ایک دینار تھا اور اسے اس سے ایک کپڑا اس شرط پر خرید لے کہ اس دینار کا مقاصد نہ کرے تو ظاہر الروایۃ کے موافق بیع فاسد ہوگی یہاں تک کہ اگر بجائے کپڑے کے کوئی غلام ہو اور اسکو مشتری نے قبضہ سے پہلے آزاد کر دیا تو اسکا عقد نافذ نہ ہوگا اور اگر قبضہ کے بعد آزاد کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک استحساناً وہ عقد جائز ہو جائیگا یہاں تک کہ مشتری کو اسکا مشن دینا پڑے گیگا اور صاحبین کے نزدیک جائز نہ ہوگا یہاں تک کہ اسکو قیمت دینی پڑے گی یا محسوط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے انگور کے خوشے اس شرط پر خریدے کہ باغ بلع کی دیواریں بنوادے تو بیع فاسد ہوگی اور اگر باغ نے کہا کہ تو خرید اور میں اسکی دیواریں بنوادوں لگا تو بیع جائز ہوگی اور دیواریں بنوانے کے واسطے باغ پر جبر نہ کیا جائیگا لیکن اگر مشتری نے بنوائیں تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو لے ورنہ واپس کر دے یہ ظہر یہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی چیز کی فروخت میں یہ قرار پایا کہ مشن کو مشتری متفرق ادا کرے لیکر اس شرط پر بیع جائز ہوگا تو بیع جائز نہ ہوگی اور اگر بیع میں یہ شرط نہ تھی و لیکن بعد بیع کے ایسا ذکر کیا تو باغ کو یہ ہونچا ہے کہ وہ ایک ساری لے لیوے یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ اسکو مشتری کے مکان میں ادا کرے پس لحاظ کیا جائیگا کہ اگر وہ چیز شہر میں ہو اور اسکا مکان بھی شہر میں ہو تو استحساناً اس شرط کے ساتھ امام اعظم رحمہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز ہوگی اور اگر اسکا مکان شہر سے باہر ہو یا وہ چیز شہر سے باہر ہو اور اسکا مکان شہر میں ہو تو بالا جماع جائز نہ ہوگی اور اسی طرح اگر دونوں شہر سے باہر ہوں تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اسکے مکان تک اٹھو ادینے کی شرط کی تو بالا جماع جائز نہیں ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایندھن کسی گافون میں صحیح طور پر خرید لیا اور الفاظ بیع کے ساتھ ملا کر کہا کہ میرے گھر تک تو اسکو اٹھو ادے تو بیع جائز ہوگی کیونکہ یہ مشورہ کے طور پر ہے اور شرط نہیں ہے پس باغ کا جی چاہے تو اٹھاوے ورنہ نہ اٹھاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک دار اس شرط پر خریدا کہ فلاں شخص اس بیع کو اسکے سپرد کرے خواہ اسکو یہ معلوم ہو کہ اس فلاں شخص کی اس میں کچھ چیز ہو یا نہ معلوم ہو تو بیع فاسد ہوگی اور حسن رخ نے کہا کہ اگر اسکو یہ معلوم ہو کہ فلاں شخص کی اس میں کچھ چیز ہو پس اگر اسے بیع کو سپرد کر دیا تو بیع جائز ہوگی ورنہ مشتری کو باغ کے حصہ میں اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اجازت دیدے ورنہ بیع باطل کر دے یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر مشتری نے کہا کہ میں تیرے واسطے مشن میں سودرم زیادہ کر دے بشرطیکہ تو اسکو میرے ہاتھ ایک ہزار دم کو بیع ادا کرے ایسا ہی کیا تو بیع جائز ہوگی اور ایک ہزار ایک سودرم پر قرار پائیگی اور اسی طرح اگر یہ کہا کہ میں جھگڑا مشن میں سودرم زیادہ بہہ کر دے لگا تو بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام

یہ بیع جائز ہے
اگر مشتری نے
مشن دینا پڑے
ہوگا

اس شرط پر بچا کہ مشتری اسکو شمن دوسرے شہر میں ادا کر گیا تو بیع فاسد ہوگی بشرطیکہ وہ شمن نے الحال دنیا قرار پایا ہو اور اگر ایک مہینہ کی یہ عدا پر ایک ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کیا کہ مشتری شمن دوسرے شہر میں ادا کر گیا تو ایک مہینہ کے وعدہ پر ایک ہزار درم کے عوض بیع جائز ہوگی اور دوسرے شہر میں ادا کرنے کی شرط باطل ہوگی کیونکہ اسنے ایک ہزار کو ایک مہینہ معلوم کے وعدہ پر فروخت کیا ہے اور دوسرے شہر کا ذکر فقط ادا کرنے کی جگہ معین کرنے کے واسطے تھا اور جگہ معین کرنا ایسی چیزوں میں نہیں بار برداری اور خرچہ نہیں ہو صحیح نہیں ہوتی ہے اور اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ جہین بار برداری اور مشقت ہوتی ہے تو اسکے ادا کرنے کی جگہ معین کرنا صحیح ہے اور بیع بھی جائز ہوگی یہ فتاویٰ کے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے اس شرط پر فروخت کیا کہ نقد اتنے کو اور ادھار اتنے کو یا ایک مہینہ کے ادھار پر اتنے کو اور دو مہینے کے ادھار پر اتنے کو تو جائز نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کے کہا کہ میں یہ مشک اور اسکے اندر جو یہ زیتون کا تیل ہے تیرے ہاتھ اس شرط پر فروخت کرتا ہوں کہ مشک پچاس رطل ہو اور زیتون کا تیل پچاس رطل ہو کہ ایک رطل اُن دونوں میں کا بعض ایک درم کے ہو پھر مشتری نے مشک ساٹھ رطل پائی اور تیل چالیس رطل پایا تو شمن تیل اور مشک کی قیمت پر تقسیم کیا جاوے گا پھر شمن پر اُن دس رطلوں کا حصہ جو اُسے مشک میں زائد پایا ہن بڑھایا جاوے گا اور اُن دس رطلوں کا حصہ کہ جو اتنے تیل میں سے کہ پائے ہن گھٹایا جاوے گا پھر اسکو اختیار دیا جاوے گا کہ اگر تیرا جی چاہے تو لے ورنہ چھوڑ دے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کوئی دیسی گھوڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ خوش رفتار ہو تو بیع جائز ہو اور اگر کوئی بکری اس شرط پر خریدی کہ اسکے پیٹ میں بچہ ہو یا کوئی اونٹنی اس شرط پر خریدی کہ اسکے پیٹ میں بچہ ہو تو طالع گھوڑا میں جائز نہیں ہو جیسا کہ اسکو اس شرط پر فروخت کیا کہ اسکے ساتھ بچہ ہو تو جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر دوسرے سے ایک ہزار درم بخارا میں اس شرط پر قرض لیے کہ اسکے مثل سمرقند میں ادا کر گیا یا ایک ہزار درم ایک مہینہ کے وعدہ پر بخارا میں اس شرط پر قرض لیے کہ آٹکے مثل سمرقند میں ادا کر گیا تو جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کوئی بکری اس شرط پر فروخت کی کہ وہ گاہن ہو تو بیع فاسد ہوگی یہ ظہیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ پیٹ سے ہو تو فقیہ ابو بکر بخنی نے ذکر کیا کہ متنازعہ ہے اس بیع کے جائز ہونے میں اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ یہ بھی مانند جو پالون میں حل کی شرط کرنے کے جائز نہیں ہو اور بعضوں نے کہا کہ بیع جائز ہے اور فقیہ ابو بکر نے فرمایا کہ یہی قول میرے نزدیک صحیح ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ یہ شرط اگر بلع کی طرف سے ہو تو بیع جائز ہوگی اور اگر مشتری کی طرف سے ہو تو جائز نہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی دودھ پلانے کے واسطے اس شرط پر خریدی کہ وہ پیٹ سے ہو تو بیع جائز نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی فروخت کی اور اسکے حاملہ ہونے سے ہرانت کر لی خواہ اسکو حل تھا یا نہ تھا تو بیع جائز ہو یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر کوئی گائے اس شرط پر خریدی کہ وہ جلوب یا لبون ہو تو طحاوی نے کہا کہ جائز نہیں ہو اور شیخ امام استاد اسی پر فتویٰ دیتے تھے اور کرمی نے کہا کہ

جائز ہو اور اسی کو فقیہ نے لیا ہے اور اسی پر صدر الشہید نے فتوے دیا ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی دودھ پلانے کے واسطے اس شرط پر خریدی کہ وہ دودھ والی ہو تو ابو بکر محمد بن الفضل نے ذکر کیا کہ بیع فاسد ہے اور فقیہ ابن حنفیہ سے ذکر کیا گیا کہ جائز ہے کیونکہ یہ بمنزلہ دہنہ کے ہے پس یہ ایسا ہے کہ گویا ایک غلام اس شرط پر خرید کہ وہ لکھنے والا یا روٹی پکانے والا ہو اور اس صورت میں بیع جائز ہے پس یہی ہے اس صورت میں بھی جائز ہوگی اور یہی صحیح ہے اور اسی پر فتوے ہے یہ غیاثیہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی خربوزہ اس شرط پر خرید کہ وہ شیرین ہو یا زیتون یا تل اس شرط پر خرید کہ اس میں آسنے سے تل ٹھیک یا دھان خام خریدے بدین شرط کہ ان دھانوں میں فیصد سی استین من سپید چانول لکھنے کے یا کوئی بکری یا بیل درندہ اس شرط پر خرید کہ اس میں آسنے سے گوشت ٹھیک یا قرآن سب کی بیع فاسد ہے کیونکہ مشروط کا بچا ناقابل عمل کے ممکن نہیں ہے یہ قنینہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی بکری اس شرط پر فروخت کی کہ وہ اس قدر دودھ دے گی تو سب روٹوں کے موافق بیع فاسد ہوگی اور اسی طرح اگر اس کو اس شرط پر خرید کہ وہ ایک مہینہ بعد بچہ دے گی تو عقد فاسد ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ کسی نے کہا کہ میں یہ گائے تجھ سے اس شرط پر خریدتا ہوں کہ وہ دودھ دیتی ہو اور بالغ نے کہا کہ میں بھی اسی طرح بیچتا ہوں پھر دونوں نے عقد کر کے وقت بلا ذکر اس شرط کے عقد کر لیا پھر اس گائے کو ایسا نہ پایا تو اس کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا یہ قنینہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ ایسا ایسا راگ گاتی ہو پھر ناگاہ وہ ایسی بکری کہ گانا بھی نہیں جانتی تو بیع جائز ہے اور مشتری کو خیار ہنوگا اور مشایخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اس صفت کو عیب سے برائت چاہنے کے طور پر ذکر کیا ہو یعنی گانا عیب ہو اور بالغ نے جب یہ ذکر کیا تو یہ ذکر کرنا اس کا بطور اظہار عیب کے تھا اور فتاویٰ میں مذکور ہے کہ امام اعظم رحمہ کے قول پر اور دونوں میں سے امام محمد کے ایک قول پر اس شرط کے ساتھ بیع فاسد ہے اور پہلا حکم اختیار کیا گیا ہے یعنی جواز اور اسی بنا پر لڑنے والے منہڑے اور لڑنے والے مرغ کی بیع بھی جائز ہوگی جبکہ یہ صفت اس میں بطور عیب کے برائت چاہنے کے ذکر کی ہو یہ غیاثیہ میں لکھا ہے۔ اگر اخروٹ اس شرط پر خرید کہ وہ ناکارہ ہو تو بیع جائز ہوگی مگر اس صورت میں کہ اخروٹ بہت ہوں کہ جتنے انیدھن کے واسطے خریدے جاسکتے ہوں تو جائز ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی کبوتر اس شرط پر خرید کہ وہ ایسی ایسی آوازیں بولتا ہو تو بیع فاسد ہوگی کیونکہ ایسی آوازیں بولنے کے واسطے کبوتر پر جبر نہیں کیا جاسکتا ہے اور مشروط کا فی الحال پہچاننا ممکن نہیں یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور اصل میں مذکور ہے کہ اگر کوئی کتا اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ کٹا ہو یا کوئی کبوتر اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ گردان ہو تو بیع جائز ہوگی لیکن اگر یہ شرط بطور عیب بیان کرنے کے ذکر کی تو بیع جائز ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی داغیہ اور اس دار کے ساتھ فتاویٰ مشروط کر لی تو بیع جائز ہوگی اگر کوئی زمین فروخت کی اور اس کے ساتھ یہ شرط کی کہ اگر مشتری اس میں کئی نئی بات پیدا کرے گا اور پھر اس زمین کا کوئی حق دار نکلیگا تو بالغ مشتری کی پیدا کی ہوئی چیزوں کا ضامن ہوگا تو یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ بالغ مثل لڑے وغیرہ چیزوں کا ضامن ہنوگا صرف وہ عمارت اور پودوں اور کھیتی کا

قال بیعناہ امر
ان کون من مائتا
تیل کو بیع کرنا
کھانے کے بیع کرنا
معلوم ہو سکتا ہے
میں باندی میں بھی
بیع جائز ہے ۱۲

مناسن ہو گا یہ محیط سخری میں لکھا ہو۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ ہر روز اتنی روٹی پکائی ہو یا اس قدر لکھتی ہو تو جائز نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے شاگ کھیتی اس شرط فروخت کیا کہ مشتری اس میں اپنے چو یا یہ تھوڑے تو استھانا جائز ہو اور اسی پر فتوے ہو اور قیاس کی دلیل سے فاسد ہو اور اسی کو بعض مشائخ نے لیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کوئی زمین اس شرط پر خریدی کہ اسکا خراج بائع کے ذمہ ہو تو بیع فاسد ہوگی پھر اگر کچھ محصول بائع کے ذمہ رکھنا شرط کیا پس اگر اصل خراج میں سے کوئی چیز بائع کے ذمہ رکھنا چاہی تو بھی بیع فاسد ہوگی اور اگر اصل خراج سے زیادتی بائع کے ذمہ رکھنا شرط کی تو بیع جائز ہوگی اگر کوئی زمین اس شرط پر خریدی کہ اسکا خراج تین درم ہو پھر معلوم ہوا کہ چار درم ہو یا کما کہ چار درم ہو پھر معلوم ہوا کہ تین درم ہو تو بیع فاسد ہوگی اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ جب معلوم ہوا اور اگر نہ جانتا تھا تو بیع جائز ہوگی اور مشتری کو خیار ہوگا اگر چاہے تو اس زمین کو اس کے پورے خراج کے ساتھ قبول کرے ورنہ ترک کر دے اور اگر خراجی زمین بغیر خراج کے خریدی یا بغیر خراجی زمین مع خراج کے خریدی اس طرح کہ بائع کی کوئی خراجی زمین تھی کہ اسکا خراج اس زمین پر لگا کر اسکو فروخت کر دیا اور مشتری نے اسکو معلوم کیا ہو تو بیع فاسد ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی غلام اس شرط پر خرید کہ بائع اسکی سچرن کا ہمیشہ ذمہ دار رہے اور اسکا مجنون ہونا چاند دیکھے تک بائع کے ذمہ ہو پھر چاند دیکھے سے پہلے وہ مجنون ہو گیا اور اس نے بائع کو واپس کر دیا اور اس نے اس پر قبضہ نہ کیا پھر مشتری کے پاس ہلاک ہو گیا تو فقہائے ہند فرمایا کہ بیع اس شرط کے ساتھ فاسد ہوگی پس جب اس نے بائع کو واپس کیا اس طرح کہ بائع اسکو اپنے ہاتھ سے گرفت کر سکتا تھا تو مشتری اسکی ضمانت سے بری ہو گیا اور بائع کا اس پر کچھ نہیں چاہیے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ امام رکن الاسلام علی السعدی سے پوچھا گیا کہ ایک زمین کا خراج دس درم ہیں اور اس کے مالک نے اسکو پندرہ درم خراج پر فروخت کیا کہ اس پر پانچ درم اپنی دوسری زمین کا خراج بڑھا دیا تو اسخون نے فرمایا کہ بیع فاسد ہو اور ایسے ہی اگر کم کر دیا ہو تو بھی یہی حکم ہے پھر رکن الاسلام سے پوچھا گیا کہ اگر اصل خراج اس زمین کا معلوم ہوا اور بائع اور مشتری اسکی مقدار میں اختلاف کریں مشتری کم کا دعوے کرے اور بائع زیادہ کا تو کیا اس کا قانون کی ایسی زمین کے خراج کو دیکھا جاوے گا اور اگر مشتری بائع کو یہ قسم دلاوے کہ وہ نہیں جانتا کہ اصل خراج اس زمین کا اتنا ہو تو کیا وہ قسم دلا سکتا ہو پس امام ۷ نے جواب میں فرمایا کہ خراج کے باب میں محاصم بادشاہ کا نائب ہوگا پھر رکن الاسلام سے پوچھا گیا کہ آپ اس باب میں کیا فرماتے ہیں کہ اگر قانون خسراجی ہو مگر یہ نہ معلوم ہو کہ اس پر خراج کیونکر باندھا گیا صرف یہ ہو کہ وہ لوگ خراج کو پانی کے حساب سے تقسیم کرتے ہیں اور ایسی ہی قدیم سے زمینیں چلا آتا ہو پھر ایک شخص نے کچھ زمین بغیر خراج کے یا تھوڑے خراج کے ساتھ فروخت کی تو آیا یہ جائز ہو پس اسخون نے فرمایا کہ یہ عرف حکم شرعی کے مخالف ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی زمین اس شرط پر خریدی کہ بائع اسکا خراج اپنے ذمہ اٹھاوے گا اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا پھر شفع نے یہ کہاں کر کے کہ اس شرط کے ساتھ

۱۰
تہذیب و تمدن اسلامی
جلد سوم

بیع جائز ہو اُس زمین کو شفعہ میں لے لیا پھر اسکو معلوم ہوا کہ یہ بیع فاسد ہو تو امام ابو علی نسفی نے فرمایا کہ یہ بیع فاسد ہو اور بیع فاسد میں شفعہ کا حق شفعہ ثابت نہیں ہوتا جب تک بائع کا واپس کرنے کا حق باطل نہ ہو جائے پس اگر شفعہ نے اُس زمین کو دونوں کی رضامندی سے لیا تو یہ ایسا ہی بیع ہو جائیگی پس اگر شفعہ کے ساتھ لینے میں دونوں نے یہ شرط کی تھی کہ بائع اسکا خراج اپنے ذمہ رکھے تو شفعہ واپس کر سکتا ہو ورنہ نہیں یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور اگر اس شرط پر خریدی کہ بڑوسی لوگ اسکا بار اٹھادیں تو بیع فاسد ہو اور اسی طرح اگر اس شرط پر فروخت کی کہ مشتری سے اُسکی حیثیت نہ لیجاوے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اس شرط پر خریدی کہ حیثیت اول مشتری کے ذمہ نہ لگی اور اگر دونوں اس بات پر شفق ہو گئے تو بیع جائز ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی زمین فروخت کی اور اسکا خراج نہ کر نہ کیا اور اسکو بیع میں شرط نہ کر دنا تو بیع جائز ہو پھر لحاظ کیا جائیگا کہ اسکا خراج اگر اسقدر زیادہ ہو کہ جو لوگوں میں عیب گنا جاتا ہو تو مشتری کو بسبب عیب کے اختیار حاصل ہوگا اور اگر ایسا نہ ہو تو اسکو اختیار نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی زمین بیچی اور کہا کہ اسکا خراج اسقدر ہو پھر اس سے زیادہ معلوم ہوا پس اگر وہ زیادتی اسقدر ہو کہ جسکو لوگ عیب گنتے ہیں تو مشتری واپس کر سکتا ہو اور اگر کوئی دار اس شرط پر خرید کہ اسپر نوآب بنیں بندھے ہیں پھر مشتری سے نوآب طلب کیے گئے تو اسکو واپس کرنے کا اختیار ہوگا اگر بائع زندہ ہو تو اسکو اور اگر مر گیا ہو تو اس کے وارثوں کو واپس کر دے اور ہر طرح اگر دار کو اس شرط پر خرید کہ اسکا قانون آدھا دانگ ہو پھر وہ زیادہ نکلا تو مشتری کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا اور اگر کوئی دوکان اس شرط پر خریدی کہ اس میں بیس دم کرایہ آتا ہو پھر معلوم ہوا کہ چندہ دم آتا ہو پس اگر اس سے اسکی مراد یہ تھی کہ پہلے زمانہ میں اس میں بیس دم کرایہ آتا تھا تو عقد بیع فاسد نہ ہوگا اور اگر یہ مراد تھی کہ آئندہ بھی اس میں اسی قدر آتا رہیگا تو عقد فاسد نہ ہوگا اور اگر مطلق چھوڑ دیا اور اس لفظ کی تفسیر اور اس سے کچھ ارادہ نہ کیا تو عقد فاسد ہوگا بحسب طین لکھا ہے کوئی زمین اس شرط پر بیچی کہ اس میں اسقدر درخت ہیں اور مشتری نے اُنکو کم پایا تو بیع جائز ہو اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے شمن میں خریدے ورنہ ترک کر دے اور اگر کوئی دار اس شرط پر بیچا کہ اس میں اسقدر بیت ہیں اور مشتری نے اُنکو کم پایا تو بیع جائز اور مشتری کو اسطرح اختیار حاصل ہوگا اور اگر کوئی زمین اس شرط پر فروخت کی کہ اس میں اسقدر درخت ہیں کہ انپر پھل گئے ہیں اور سب کو جمع پھلوں کے فروخت کیا اور اس میں ایک درخت ایسا تھا کہ جسپر پھل نہیں آئے تھے تو بیع فاسد ہوگی جیسا کہ اگر ایک بکری فصیح کی ہوئی فروخت کی پھر ناگاہ اسکا ایک پانوں ران سے کٹا ہوا نکلا تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی زمین اس شرط پر فروخت کی کہ اس میں خرما کا درخت اور اور درخت ہیں پھر اس میں کوئی درخت نہ نکلا تو بیع جائز ہو اور مشتری کو اختیار ہوگا اور اگر اس زمین کو مع درختوں اور خرما کے درخت کے بجائے اس شرط پر بیچا کہ اس میں خرما کے درخت یا اور درخت ہیں دونوں برابر ہیں اور ہر طرح اگر ایک دار مع نیچے کے مکان اور بالا خانہ کے بیچا پھر دیکھا گیا کہ اس میں بالا خانہ نہیں ہے تو مشتری کو اختیار حاصل ہوگا اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے یہ دار

بیع جائز ہو
مکان انہی میں ہے
انہیں کا بیع
وفاقہ یا طین
عقد فاسد
انہی میں ہے
کے بیچ

مع اس کے شہتیر لون اور دروازوں اور لکڑیوں کے تیسرے ہاتھ فروخت کیا پھر معلوم ہوا کہ اس میں نہ شہتیر ہو اور نہ دروازے اور نہ لکڑی تو مشتری کو خیار حاصل ہوگا اور اگر اس کے اندر دو دروازہ اور دو شہتیر لون تو اس کو خیار ہوگا اور اگر ایک دروازہ یا ایک شہتیر ہو تو خیار ہوگا اور اگر یوں کہا کہ میں نے اس دار کو تیسرے ہاتھ جو کچھ اس میں شہتیر لون اور دروازوں اور لکڑیوں سے ہو فروخت کیا پھر مشتری نے ان چیزوں میں سے کچھ نہ پایا تو اس کو خیار ہوگا اور اگر کوئی ٹکڑا اس شرط پر خریدی کہ وہ بقدر سود و رم جانبداری کے محلے ہو یا کوئی جو اس شرط پر کہ اس میں انگوٹھی اس شرط پر کہ اس کا گینہ یا قوت ہو یا کوئی گینہ اس شرط پر کہ اس میں سونے کا حلقہ پڑا ہو پھر دیکھا تو تھوہ وغیرہ نہ سکے یا یہ چیزیں شرط کے موافق تھیں لیکن قبضہ سے پہلے تلف ہو گئیں تو مشتری کو ان صورتوں میں اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو باقی کو پورے میں لپیٹے ورنہ ترک کر دے لیکن گینہ کی صورت میں جب یہ شرط کی کہ اس میں سونے کا حلقہ ہو اور طبقہ نہ پایا گیا تو بیع فاسد ہوگی اور قاعدہ اس باب میں یہ ہے کہ ہر شے جس کی بیع میں اس کا غیر متبادل ذکر داخل ہو جاتا ہو جب ایسی شے فروخت کیا جائے اور اس کے ساتھ اس غیر کی شرط کیا جائے پھر یہ شرط بدون اس غیر کے پائی جائے تو مشتری کو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس شے کو پورے میں لپیٹے ورنہ ترک کر دے اور جس شے کی بیع میں اس کا غیر متبادل ذکر داخل نہیں ہوتا ہو تو ایسی شے جب فروخت کیا جائے اور اس کے ساتھ اس کا غیر بیع میں شرط کیا جائے پھر یہ غیر نہ پایا جائے تو مشتری اس شے کو اس کے حصہ میں کے عوض لیکھا محیط میں لکھا ہو۔ وفت اور جب اس شے کا حصہ میں معلوم نہ ہو تو بیع فاسد ہو جائیگی جیسا کہ اوپر کے مسئلہ میں مذکور ہوا قافم۔ اگر کوئی کپڑا اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ کسم سے رنگا ہوا ہو پھر وہ سپید نکلا تو بیع جائز اور مشتری مختار ہوگا جیسا کہ اگر کوئی دار اس شرط پر بیچا کہ اس میں عمارت ہو اور اس میں کچھ عمارت نہ نکلی تو بیع جائز اور مشتری محتار ہے بخلاف اس صورت کے کہ اگر کپڑا اس شرط پر خریدا کہ وہ سپید ہو پھر وہ کسم کے رنگ کا نکلا تو بیع فاسد ہو جائیگی چنانچہ اگر ایک دار اس شرط پر بیچا کہ اس میں عمارت نہیں ہو پھر اس میں عمارت پائی گئی تو بیع فاسد ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی دار اس شرط پر بیچا کہ اس کی عمارت پتہ اینٹوں کی ہو اور وہ کچی اینٹوں کی نکلی تو بیع میں مذکور ہو کہ بیع فاسد ہو جائیگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک کپڑا اس شرط پر بیچا کہ وہ عصفرا رنگا ہوا ہو اور وہ زعفران کا رنگ نکلا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر ایک کپڑا اس شرط پر خریدا کہ اس کا تانا ایک ہزار ہو پھر وہ گیارہ سو نکلا تو کپڑا مشتری کے سپرد کیا جائیگا اور اگر اس شرط پر خریدا کہ وہ چھگڑا ہو اور وہ بچا نکلا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس کو پورے میں لپیٹے ورنہ ترک کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیسرے ہاتھ یہ کپڑا تو بیع فسخہ کا فروخت کیا اور اس کپڑے میں ملاؤ تھا پس اگر تانا شرط کے موافق تھا اور بنا غیر تھا تو بیع باطل ہوگی اور اگر تانا شرط کے موافق تھا تو بیع جائز اور قرض کی صورت میں مشتری کو خیار ہوگا اور غرض کی صورت میں اختیار ہوگا بشرط حقرائے حق کہ میں نے امام ابو یوسف سے پوچھا کہ ایک نے دوسرے سے ایک کپڑا اس شرط پر لیا کہ وہ لستان کا ہو پھر اس میں ایک تہائی سوت نکلا تو فرمایا کہ اس کو واپس کر سکتا ہو اور اگر قطع کر لیا تو کچھ واپس نہیں لے سکتا اور

اگر ہمیں اکثر سوت ہو تو بیع فاسد ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر سٹواس شرط پر خریدے کہ آئین ایک سیر سے لکھا گیا ہو اور دونوں نے قبضہ کر لیا اور مشتری اسکو دیکھتا تھا پھر ظاہر ہوا کہ اسنے آدھ سیر سے لکھا گیا ہو تو بیع جائز ہوگی اور مشتری کو اختیار ہوگا جیسا کہ اگر صابون اس شرط پر خریدے کہ آئین اتنے پکے تیل دیا ہو پھر ظاہر ہوا کہ اس سے کم دیا ہو اور مشتری صابون خریدنے کے وقت دیکھتا تھا تو بلا اختیار بیع جائز ہوگی اور اسی طرح اگر ایک قمیص اس شرط پر خریدی کہ وہ دس گز کی بنی ہو اور مشتری اسکو دیکھتا تھا پھر وہ نو گز کی بنی ہوئی نکلی تو بیع بلا اختیار جائز ہوگی اور اگر دوسرے شخص کے ہاتھ کچھ ابریشم فروخت کیا اور بائع نے مشتری کو تول دیا اور مشتری اسکو لے گیا پھر ایک مدت کے بعد آیا اور کہہ مین نے اسکو کم پایا پس اگر یہ بات معلوم ہو جاوے کہ یہ کمی ہوا کے سبب سے آگئی ہو یا ایسا نقصان ہو کہ وہ دفعہ تولنے سے آجائے ہو تو بائع پر کچھ لازم ہوگا اور اگر نقصان ہوا سے نہوا اور اسقدر ہو کہ خود دوبارہ تولنے سے واقع ہوتا ہو پس اگر مشتری نے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ یہ اتنے میں ہو چکے ہیں جب قدر تول دیا اسکا اقرار نہیں کر چکا تھا تو اسکو اختیار ہوگا کہ حصہ نقصان کا من نہ دے اور اگر من دے اور اگر چکا ہو تو واپس لے اور اگر مشتری نے یہ اقرار کیا تھا کہ اتنے میں میرے قبضہ میں آگیا ہو پھر کم کا کہ میں نے کم پایا تو اسکو کمی کا من نہ دینے یا واپس لینے کا اختیار ہوگا اگر دانساے گندم کو خرید پھر آسمین آدھا جھوسا پایا تو اسکو آدھے من میں لیکنا جملات اس صورت کے کہ اگر اسنے ایک کھتا گھیسوں کا اس شرط پر خرید کہ وہ دس ہجیر اسنے کم پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے من میں لے ورنہ ترک کر دے اسطرح اگر کوئی کتاب اس شرط پر خریدی کہ وہ کتاب النکاح امام محمد رح کی تصنیف ہو پھر معلوم ہوا کہ وہ کتاب الطلاق یا کتاب الطب ہو یا وہ کتاب النکاح تھی مگر امام محمد رح کی تصنیف نہ تھی تو مشائخ نے فرمایا کہ بیع جائز ہوگی اسواسطے کہ سپید پر سیاہ تحریر ہی کتاب ہو اور یہ امر جنس واحد ہو بان اختلاف آسمین نعتا انواع کا ہوتا ہو اور وہ بالغ و نابالغ سمین ہی اور اگر کوئی شاة اس شرط پر خریدی کہ وہ بھیڑی ہو پھر وہ بکری نکلی تو بیع جائز اور مشتری مختار ہوگا اور اگر کوئی اونٹ اس شرط پر خریدے کہ وہ چلی چلانے کا ہو پھر اسکو ایسا نہ پایا تو واپس کر سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضیخان میں لکھا ہے اور اگر کوئی شخص انسان کو اس شرط پر فروخت کیا کہ یہ باندی ہو پھر معلوم ہوا کہ وہ غلام ہو تو ان دونوں میں بیع واقع ہوگی اور یہ آسمان ہو کہ اسکو ہمارے علم نے اختیار کیا ہو اور اسطرح کے مسئلوں میں قاعدہ یہ ہو کہ جب عقد بیع میں اشارہ کے ساتھ نام رکھ دیا جاوے اور پھر مشارا لیلہ سکے سو دوسرا پایا جاوے پس اگر وہ باعتبار جنس کے دوسرا ہو تو بیع باطل ہوگی چنانچہ اگر کسی شخص نے ایک گھینہ اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ یا قوت ہو پھر وہ شیشے کا نکلا تو بیع باطل ہوگی اور اگر مشارا لیلہ کسی جنس کا ہو لیکن صفت میں فرق ہو تو بیع جائز اور مشتری دیکھنے کے وقت مختار ہوگا چنانچہ اگر ایک گھینہ اس شرط پر خریدیا کہ وہ یا قوت سرخ ہو اور دیکھا تو وہ یا قوت زرد نکلا تو بیع جائز اور مشتری مختار ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کوئی ٹوب اس شرط پر خریدے کہ آئین روئی بھری ہو پھر مشتری نے اسکو آدھیرا تو صحت پایا پس بیعے مشائخ نے کہا کہ بیع فاسد ہو اور مشتری اسکو واپس کرے ساتھ آدھیرا کرنے کے نقصان کو واپس کرے اور بعضوں نے کہا کہ بیع جائز ہو اور بقدر نقصان واپس کرے اور یہ صحیح ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے و غلط

۱۰
 لکھنے والی کی صورت
 آئی تھی اور بیع مختار
 اور صحت نظر سے
 چاہا اور مختار تھا
 دیکھا

شمار کرتے ہوں یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی اس شرط پر خریدی کہ وہ جینی نہیں ہو
 پھر معلوم ہوا کہ وہ بچہ جینی ہو تو اسکو واپس کر سکتا ہے یہ طیرہ مین لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ اپنا غلام
 فلان شخص کے ہاتھ ہزار درم کو اس شرط پر فروخت کر دے کہ اسکا ثمن میرے ذمہ اور غلام فلان مشتری
 کا ہو گا تو ظاہر الروایت کے موافق ایسی بیع جائز نہیں ہو اور اگر کہا کہ اپنا غلام فلان شخص کے ہاتھ ایک ہزار
 درم کو بیچ ڈال اس شرط پر کہ مین تیرے لیے ثمن مین سے پانچ سو درم کا ضامن ہوں تو بیع جائز ہے
 یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر کوئی لکڑی اس شرط پر خریدے کہ یہ پیشاپوری ہو پھر وہ سجا کا نکھلیا
 عامہ اس شرط پر لیا کہ وہ شہرستانی ہو پھر وہ سر قندی نکھلا تو بیع فاسد ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر کوئی باندی
 اس شرط پر خریدی کہ کوئی کی پیدائش ہو پھر معلوم ہوا کہ بصرہ کی پیدائش ہو تو واپس کر دلیگا اگر ایک لکڑی
 اس شرط پر خریدے کہ وہ ہراتی ہو پھر وہ بلخی نکھلا تو ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک بیع فاسد ہوگی تو اور
 بشر مین امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر کوئی کشتی اس شرط پر خریدی کہ وہ ساکو کی ہو پھر اس مین سوا سے
 ساکو کے اور لکڑی پائی گئی پس اگر اور لکڑی کا ہونا اسکی درستی کے واسطے ضروری تھا تو مشتری
 کو پورے ثمن مین لے لینا پڑے گی اور غیار ہنوگا اور اگر پوری کشتی ساکو کے سوا دوسری لکڑی کے معنی تو
 ان دونوں کے درمیان بیع واقع نہ ہوگی اور بغیر رحم نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ کسی نے
 دوسرے سے کہا کہ یہ ہراتی لکڑی کتنے کا ہے اور وہ لکڑی اہراتی ساخت کا بننا تھا اسے کہا کہ اتنے کا ہے
 پھر دونوں مین بیع ہوئی تو امام اعظم رحم نے فرمایا ہے کہ یہ کننا ہراتی ہونے کی شرط کرنے کے مانند ہے اور یہی میرا
 قول ہے اور مراد امام اعظم کی اس سے یہ ہے کہ اگر ظاہر ہوگا کہ یہ مروی ہے تو بیع باطل ہو جاوے گی یہ محیط مین لکھا ہے
 اگر بیع معین مین مدت کی شرط لگائی تو عقد فاسد ہو جاوے گا اور اگر ثمن مین مدت کی شرط کی اور ثمن دین تھا
 پس اگر وہ مدت معلوم ہو تو بیع جائز ہوگی اور اگر محمول ہو تو فاسد ہوگی اور بخیل محمول مدتوں کے روز
 اور مہرگان کے وعدہ پر بیع کرنا بھی ہے اور امام محمد رحم نے روزہ اور مہرگان کا مسئلہ جامع صغیر مین ذکر کیا ہے
 اور حکم دیا ہے کہ بیع مطلقاً فاسد ہوتی ہے اور صحیح حکم یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری نے روزہ مہرگان کا یا نوروز
 سلطان کا بیان نہ کیا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر کوئی ایک بیان کر دیا اور دونوں اسکا وقت پچانتے ہیں
 تو بیع فاسد نہ ہوگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور بیع مین حاجیوں کے آنے تک یا کھیتی کا ٹہنے یا اسکے رونے اور
 مروئی چنے اور پھل چھاڑنے تک کی مدت مقرر کرنا جائز نہیں ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر لفار سے کے روزہ
 تمام ہونے تک کی شرط لگائی اور حال یہ ہے کہ لفاری نے روزہ رکھنا شروع کر دیا ہو تو جب روزہ اور
 انکار روزہ رکھنا شروع کرنے سے پہلے جائز نہیں ہے پس اگر مدت فاسدہ کو اسکے گزرنے سے پہلے قطع
 کر دیا تو استحساناً عقد جائز ہو جائیگا اور امام زفر رحم کے نزدیک جائز نہ ہوگا اور ہمارا قول صحیح ہے اس واسطے کہ
 ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ عقد موقوف رہتا ہے پس اس سے معلوم ہوا کہ اگر فاسد کرنے والی چیز نکال
 ڈالی جاوے تو جائز ہو جاوے گا اور اسکو کرچی نے امام اعظم رحم سے صریح روایت کیا ہے اور یہی صحیح
 ہے اور باقی بیوع فاسدہ کو کرچی نے ہمارے اصحاب سے روایت کیا ہے کہ فاسدہ کے وعدہ کرنے سے پہلے

جائز ہو جاتی ہیں اور صحیح یہ ہو کہ جائز نہیں ہوتی ہیں یہ محیط سفر کسی میں لکھا ہو۔ اور اگر بیع کرتے وقت ثمن ادا کر کے کوئی مدت نہیں مقرر کی پھر بعد اسکے ثمن ادا کرنے کا کوئی وقت ان وقوت میں سے مقرر کیا تو بیع جائز ہو یہ نہ اتفاق میں لکھا ہو۔ اور اگر ہوا چلنے کے جینے کی مدت مقرر کی تو بیع باطل ہو اور اگر رجب کے مہینہ میں کیا کہ میں نے رجب تک کی مدت مقرر کی تو یہ آئندہ رجب تک ہوگی اور اگر کہا کہ رجب گزرنے تک کی مدت مقرر کی تو وہ اسی رجب تک ہوگی اور میلاد کے وعدہ تک کی بیع فاسد ہو امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب میں ایسا ہی ذکر کیا ہے پس اگر مراد میلاد بہائم ہو تو اسکا جواب ایسا ہی ہو جیسا کتاب میں مذکور ہوا اگر مراد میلاد عیسیٰ علیہ السلام ہو تو یہ حکم جو مذکور ہوا اس صورت پر معمول کیا جاویگا کہ جب دونوں اسکا وقت نہ پہچانتے ہوں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک اسباب ہزار درم کو دس مہینہ کے وعدہ سے اس شرط پر خریدا کہ جس قسم کا نقد اس وقت رائج ہوگا وہی ثمن میں دو لگا تو بیع فاسد ہوگی اور اگر کسی نے ایک غلام ایک ہزار درم کو اس شرط پر بچا کہ تھوڑا ثمن ہر مہینہ میں ادا کرے یہاں تک کہ مہینہ کے گزرنے پر پانچ سو درم ادا کرے تو بیع فاسد ہوگا کہ اگر چاہے تو رنگ واپس کر کے بقدر اسکے وزن کے ثمن میں سے کم کرے اور اگر چاہے تو بیع کو ترک کر دے اور اگر گھی وزن سے خریدا اور اسی میں رب ملا پایا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اسقدر تھا جو گھی میں ہوا کرتا ہے اور عیب نہیں لگتا ہوتا ہو تو اسکو پورے ثمن میں لے لینا پڑیگا اور اگر اتنا ہو کہ عیب لگتا جاتا ہو پس اگر چاہے تو پورے ثمن میں لے ورنہ چھوڑ دے اور اگر ایسی چیز ہو کہ گھی میں نہیں ہوتی پس اگر چاہے تو اسے حصہ ثمن کے عوض میں لے ورنہ ترک کر دے اور اگر کسی نے ایک پتیلی ہراتی یا غیر ہراتی کپڑوں کی یا ایک زنبیل خرا کی خریدی اور اس پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ بائع نے قصد کر کے کپڑے پتیلی میں سے یا جھوارے زنبیل میں سے کھالے پھر پتیلی اور زنبیل فروخت کر دی اور کپڑے چھوڑ دے یا فروخت نہ کیے لیکن اس سے نفع اٹھایا تو کپڑے اور جھوارے مشتری کے ذمہ لازم ہونگے اور وہ بیس پتیلی یا زنبیل کے انکے لینے سے انکار نہیں کر سکتا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک دانہ موتی خریدا اور اسی میں وزن کی شرط کر کے دونوں نے قبضہ کر لیا پھر اسکو کم پایا اور وہ اسکو تلف کر چکا ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قیاس میں کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے لیکن امام نے اسکو قبیح جان کر قیاس اپنا اسی میں ترک کر دیا کیونکہ موتی کی کمی سے ثمن میں سے بہت کچھ گھٹ جاتا ہے اور یہ حکم دیا کہ اسکو اختیار ہے کہ نقصان واپس کرے اور باب الا جارہ اور آخر کتاب الصرف میں لکھا ہے کہ اگر موتی اس شرط پر بچا کہ اسکا وزن ایک مثقال ہو پھر وہ دو مثقال نکلا تو زیادتی بلا ثمن مشتری کے سپرد کیجاویگی اسلئے کہ جن چیزوں میں ٹکرے کو نقصان کرنا ہوتا ہے ان میں وزن بمنزلہ وصف کے ہوتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ایک باغ خریدا کہ جہین خزا وغیرہ کے درخت ہیں اور یہ شرط کی کہ وہ دس جریب ہو اور بدو ناسپنے کے اس پر قبضہ کر لیا اور چند مثالی تک اسکے پھل کھائے پھر اسکو نو جریب پایا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قیاس میں اسکو واپس نہیں کر سکتا ہے اور نہ کچھ واپس لے سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے کسی نے ایک زمین خریدی

اس کے واسطے صحیح فتاویٰ
اصول محمد بن ابی یوسف
مجاہد بن ابی یوسف
فی حاشیہ من التلخیص
فتاویٰ من سلفہم

اس شرط پر کہ وہ دس جریب ہو اور اس میں انگور کے درخت ہیں اور چند سال تک اُسکے پھل کھانے پھر معلوم ہوا کہ وہ پانچ جریب ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ اندازہ کیا جاوے کہ یہ زمین پانچ جریب ہونے میں کتنے کی ہوگی اور اگر دس جریب ہوتی تو کتنے کی ہوتی پھر ان دونوں کے درمیان میں جو فرق ہو اُسی قدر بائع سے واپس لیوے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص کے پاس دو قفیز گیون ایک زنبیل میں ہیں پھر ایک قفیز ایک درم کو کسی کے ہاتھ بیچ ڈالی اور اُسے قبضہ نہ کیا تھا کہ بائع نے دوسرے کے ہاتھ اس میں سے ایک قفیز ایک درم کو بیچ ڈالی پھر ایک قفیز تلف ہوئی تو ہر مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو ہر ایک ان دونوں میں سے باقی قفیز کا آدھا آدھے ضمن میں لے لیوے ورنہ ترک کر دے اور اگر ایک نے اپنا حصہ چھوڑ دیا اور دوسرے نے چاہا کہ پورا قفیز ایک درم کو لے لے تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہے لیکن اگر بائع چاہے تو ہو سکتا ہے اور اگر یہ صورت ہوئی کہ دوسرے مشتری نے ایک قفیز پر قبضہ کر لیا اور پہلے مشتری نے کسی چیز پر قبضہ نہیں کیا پھر دوسرے مشتری نے یہ قفیز بسبب عیب کے بدون حکم قاضی کے بائع کو واپس دیا تو پہلے مشتری کا اس قفیز میں کچھ حق ہوگا صرف اُسکو باقی میں لینے یا چھوڑ دینے کا اختیار ہو پھر اگر بائع نے دونوں قفیزوں کو ملا دیا تو پہلے مشتری کی بیچ ٹوٹ جاوے گی اور اگر بائع نے واپس کی ہوئی قفیز کو نہ ملا یا اور وہ قفیز بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے واپس کیا گیا تھا اور جو قفیز باقی تھا اس میں کچھ عیب نہ تھا پھر مشتری اول نے یہ ارادہ کیا کہ باقی قفیز کو سوائے واپس کئے ہوئے کے لیوے اور بائع نے اس سے انکار کیا اور یہ کہا کہ دونوں میں سے آدھا آدھا لیوے تو بائع کو یہ پہنچتا ہو اور اگر باقی قفیز تلف ہو گیا اور واپس کیا ہوا کہ جس میں عیب ہی باقی رہا اور مشتری نے اسکا ترک کرنا چاہا تو یہ مشتری کو پہنچتا ہو اور اگر کل کا لینا چاہا تو اُسکو یہ اختیار ہو اور اگر چاہا کہ اسکا آدھا لے اور آدھا چھوڑ دے تو اُسکو بھی کر سکتا ہو اور اگر تلف ہونے والا قفیز وہی ہو کہ جو عیب کی وجہ سے واپس کیا گیا ہو اور باقی قفیز پہلا ہو کہ جس میں عیب نہیں ہو تو مشتری کو اختیار ہو کہ اسکا آدھا لے اور سب نہیں لے سکتا ہو اور اگر بائع نے سب سپرد کرنا چاہا تو مشتری کو اختیار ہو کہ انکار کرے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک زمین مع اُسکے پانی کے خریدی پھر معلوم ہوا کہ اُسکے سینچنے کا پانی نہیں ہو اور مشتری نے چاہا کہ زمین کو اُسکے حصہ کے عوض لے اور پانی کا حصہ ضمن بائع سے واپس کرے تو اُسکو یہ اختیار ہوگا کہ یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کچھ طعمہ پیانہ سے خرید گیا اور اُس پر قبضہ کیا تو اسکا کھانا اور بیچنا اور اُس سے نفع اُٹھانا جائز نہیں ہو یہاں تک کہ اُسکو دوبارہ پیانہ نہ کرے اور اسی طرح اگر بائع نے اپنے بائع سے اپنے مشتری کے سامنے پیانہ نہ کر کے خریدا تو بھی مشتری کو جائز نہیں ہو کہ اُس پیانہ پر اقتضار کرے اور اسکا بیچنا اور کھانا بدون دوبارہ پیانہ کرنے کے جائز نہ ہوگا کذا فی المحيط۔ پھر عامہ مشایخ نے اس حکم کو ایسی صورت پر معمول کیا کہ جب بائع نے بیچ سے پہلے اسکا پیانہ کیا اور مشتری اسکو دیکھ رہا تھا اور اگر بعد بیچ کے اسکا پیانہ کیا تو اس میں لغت کرنا جائز ہو اگر نہ پیانہ اور وزن کا اعادہ نہ کرے اور اسی پر فتوے ہو کذا فی التذیب۔ اور اگر بائع نے بیچ کے بعد مشتری کے غائب ہونے کی حالت میں اسکا پیانہ کیا تو اس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ دوبارہ پیانہ کرنا شرط ہو یہ ہمارا غایتہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کچھ گیون

اور اگر بائع نے کسی چیز پر قبضہ نہیں کیا پھر دوسرے مشتری نے یہ قفیز بسبب عیب کے بدون حکم قاضی کے بائع کو واپس دیا تو پہلے مشتری کا اس قفیز میں کچھ حق ہوگا صرف اُسکو باقی میں لینے یا چھوڑ دینے کا اختیار ہو پھر اگر بائع نے دونوں قفیزوں کو ملا دیا تو پہلے مشتری کی بیچ ٹوٹ جاوے گی اور اگر بائع نے واپس کی ہوئی قفیز کو نہ ملا یا اور وہ قفیز بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے واپس کیا گیا تھا اور جو قفیز باقی تھا اس میں کچھ عیب نہ تھا پھر مشتری اول نے یہ ارادہ کیا کہ باقی قفیز کو سوائے واپس کئے ہوئے کے لیوے اور بائع نے اس سے انکار کیا اور یہ کہا کہ دونوں میں سے آدھا آدھا لیوے تو بائع کو یہ پہنچتا ہو اور اگر باقی قفیز تلف ہو گیا اور واپس کیا ہوا کہ جس میں عیب ہی باقی رہا اور مشتری نے اسکا ترک کرنا چاہا تو یہ مشتری کو پہنچتا ہو اور اگر کل کا لینا چاہا تو اُسکو یہ اختیار ہو اور اگر چاہا کہ اسکا آدھا لے اور آدھا چھوڑ دے تو اُسکو بھی کر سکتا ہو اور اگر تلف ہونے والا قفیز وہی ہو کہ جو عیب کی وجہ سے واپس کیا گیا ہو اور باقی قفیز پہلا ہو کہ جس میں عیب نہیں ہو تو مشتری کو اختیار ہو کہ اسکا آدھا لے اور سب نہیں لے سکتا ہو اور اگر بائع نے سب سپرد کرنا چاہا تو مشتری کو اختیار ہو کہ انکار کرے یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک زمین مع اُسکے پانی کے خریدی پھر معلوم ہوا کہ اُسکے سینچنے کا پانی نہیں ہو اور مشتری نے چاہا کہ زمین کو اُسکے حصہ کے عوض لے اور پانی کا حصہ ضمن بائع سے واپس کرے تو اُسکو یہ اختیار ہوگا کہ یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کچھ طعمہ پیانہ سے خرید گیا اور اُس پر قبضہ کیا تو اسکا کھانا اور بیچنا اور اُس سے نفع اُٹھانا جائز نہیں ہو یہاں تک کہ اُسکو دوبارہ پیانہ نہ کرے اور اسی طرح اگر بائع نے اپنے بائع سے اپنے مشتری کے سامنے پیانہ نہ کر کے خریدا تو بھی مشتری کو جائز نہیں ہو کہ اُس پیانہ پر اقتضار کرے اور اسکا بیچنا اور کھانا بدون دوبارہ پیانہ کرنے کے جائز نہ ہوگا کذا فی المحيط۔ پھر عامہ مشایخ نے اس حکم کو ایسی صورت پر معمول کیا کہ جب بائع نے بیچ سے پہلے اسکا پیانہ کیا اور مشتری اسکو دیکھ رہا تھا اور اگر بعد بیچ کے اسکا پیانہ کیا تو اس میں لغت کرنا جائز ہو اگر نہ پیانہ اور وزن کا اعادہ نہ کرے اور اسی پر فتوے ہو کذا فی التذیب۔ اور اگر بائع نے بیچ کے بعد مشتری کے غائب ہونے کی حالت میں اسکا پیانہ کیا تو اس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ دوبارہ پیانہ کرنا شرط ہو یہ ہمارا غایتہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے کچھ گیون

اندازہ پر خریدے اور بعد قبضہ کرنے کے انکو دوسرے کے ہاتھ پیمانہ سے فروخت کیا تو انہیں ایک ہی پیمانہ کرنا کافی ہو اور اسی طرح اگر کسی سے ایک کچھ کیوں اس شرط پر کہ وہ ایک کچھ میں قرض لیے پھر انکو پیمانہ کے حساب سے فروخت کیا تو اس میں بھی ایک ہی بار پیمانہ کرنا کافی ہو خواہ یہ مشتری پیمانہ کرے خواہ وہ قرض لینے والا بائع اپنے مشتری کے سامنے پیمانہ کرے اور اگر کچھ کیوں اندازہ سے خریدے اور انکو بعد قبضہ کرنے کے دوسرے کے ہاتھ اندازہ سے فروخت کیا یا اپنی زمین میں سے کچھ کیوں یا بیکے طور پر کچھ کیوں پسے اور انکو دوسرے کے ہاتھ اندازہ سے فروخت کیا یا زمین میں کچھ کیوں اس شرط پر کہ وہ ایک کچھ میں اپنے قبضہ میں آئے اور پیمانہ کرنے سے پہلے انکو اندازہ سے بیچ ڈالا تو یہ جائز ہو ایسا ہی ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کیا ہے اور اگر کچھ کیوں پیمانہ سے خریدے اور پھر پیمانہ کرنے سے پہلے انکو دوسرے کے ہاتھ اندازہ پر بیچ ڈالا تو امام محمد رحمہ کا کتاب الاصل میں اطلاق دلالت کرتا ہے کہ یہ ناجائز ہو اور ابن رستم نے اپنی نوادر میں ذکر کیا ہے کہ جائز ہو اور انکو پیمانہ کرنے سے پہلے پیمانہ کے حساب سے فروخت کیا تو جائز انہیں ہوس اس مسئلہ میں دو روایتیں ہو گئیں اور واضح ہو کہ جو حکم کیل چیزوں میں معلوم ہوا وہی وزنی چیزوں میں ہو یعنی اندازہ پر فروخت کرنا جائز ہے اگرچہ اس میں بیچ و خرید کا فرق ہے ^{۱۲} اگر دوسرے شخص سے ایک کچھ اس شرط پر کہ وہ اس کو بیچے تو اسکو نا پسے سے پہلے اسکی بیچ کرنے اور انہیں تصرف کرنے کا اختیار ہو اور اگر عددی چیز عدد کی شرط سے دوسرے سے خریدی تو بیچ کا دوبارہ شمار کرتے کا حکم امام محمد رحمہ نے ظاہر کتابوں میں ذکر نہیں کیا اور شافعی کہتے ہیں کہ اگر کسی نے ذکر کیا ہے کہ امام اعظم کے قول پر تصرف جائز ہونے کے واسطے اسکا دوبارہ گنا شرط ہو اور صاحبین کے قول پر شرط نہیں ہو اور شرح قدوری میں لکھا ہے کہ گنتی کی چیزوں میں دوبارہ شمار کرنا ایک روایت میں واجب ہو اور دوسری روایت میں واجب نہیں ہو اور قدوری نے اسی روایت کو صحیح کہا ہے اگر کسی نے کچھ پیمانہ یا وزن کے حساب سے بطور بیچ فاسد کے خریدا اور بیرون پیمانہ کے اپنے قبضہ کر لیا پھر اسکو فروخت کر دیا اور دوسرے مشتری نے اپنے قبضہ کیا تو بیچ ناجائز ہوگی اور دوبارہ پیمانہ کا حکم صرف دونوں بیچ صحیح میں ہوتا ہے یا ذخیرہ میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر ایک کچھ عام پیمانہ کے حساب سے سودہم کو خریدا پھر اسکو بائع کی طرف سے اپنے واسطے ناپ کر لیا پھر اسے دوسرے کے ہاتھ پہلے من کے عوض کو بیچ ڈالا تو دوسرے مشتری کو بدولت دوبارہ پیمانہ کرنے کے اپنے قبضہ کرنا جائز نہیں ہو اور اگر پہلے مشتری نے دوسرے مشتری کے سامنے اسکو اپنے واسطے پیمانہ کر لیا تھا پس اگر دوسرا مشتری پیمانہ کرنے سے اسکو ایک فقیر زائد پاوے تو زیادتی پہلے مشتری کو واپس کر دے خواہ یہ زیادتی ایسی ہو کہ دوبارہ پیمانہ کرنے میں جاری ہوتی ہو یا ایسی نہ ہو پس اگر دوسرے مشتری نے وہ زیادتی پہلے مشتری کو واپس کر دی تو لحاظ کیا جاوے گا کہ اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ دوبارہ پیمانہ کرنے میں آگئی تو پہلے مشتری کی ہوگی کہ اسکو اپنے بائع کو واپس نہ کرے گا اور اگر ایسی نہیں ہو تو پہلا مشتری بھی اپنے بائع کو واپس کرے اور اگر دوسرے مشتری نے اسکو کم پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ پہلے مشتری سے حصہ نقصان لے خواہ یہ نقصان دوبارہ پیمانہ کرنے سے آتا ہو یا نہ آتا ہو پس اگر نقصان ایسا ہو کہ دوبارہ پیمانہ کرنے سے

اندازہ پر فروخت کرنا جائز ہے اگرچہ اس میں بیچ و خرید کا فرق ہے ^{۱۲} اگر دوسرے شخص سے ایک کچھ اس شرط پر کہ وہ اس کو بیچے تو اسکو نا پسے سے پہلے اسکی بیچ کرنے اور انہیں تصرف کرنے کا اختیار ہو اور اگر عددی چیز عدد کی شرط سے دوسرے سے خریدی تو بیچ کا دوبارہ شمار کرتے کا حکم امام محمد رحمہ نے ظاہر کتابوں میں ذکر نہیں کیا اور شافعی کہتے ہیں کہ اگر کسی نے ذکر کیا ہے کہ امام اعظم کے قول پر تصرف جائز ہونے کے واسطے اسکا دوبارہ گنا شرط ہو اور صاحبین کے قول پر شرط نہیں ہو اور شرح قدوری میں لکھا ہے کہ گنتی کی چیزوں میں دوبارہ شمار کرنا ایک روایت میں واجب ہو اور دوسری روایت میں واجب نہیں ہو اور قدوری نے اسی روایت کو صحیح کہا ہے اگر کسی نے کچھ پیمانہ یا وزن کے حساب سے بطور بیچ فاسد کے خریدا اور بیرون پیمانہ کے اپنے قبضہ کر لیا پھر اسکو فروخت کر دیا اور دوسرے مشتری نے اپنے قبضہ کیا تو بیچ ناجائز ہوگی اور دوبارہ پیمانہ کا حکم صرف دونوں بیچ صحیح میں ہوتا ہے یا ذخیرہ میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر ایک کچھ عام پیمانہ کے حساب سے سودہم کو خریدا پھر اسکو بائع کی طرف سے اپنے واسطے ناپ کر لیا پھر اسے دوسرے کے ہاتھ پہلے من کے عوض کو بیچ ڈالا تو دوسرے مشتری کو بدولت دوبارہ پیمانہ کرنے کے اپنے قبضہ کرنا جائز نہیں ہو اور اگر پہلے مشتری نے دوسرے مشتری کے سامنے اسکو اپنے واسطے پیمانہ کر لیا تھا پس اگر دوسرا مشتری پیمانہ کرنے سے اسکو ایک فقیر زائد پاوے تو زیادتی پہلے مشتری کو واپس کر دے خواہ یہ زیادتی ایسی ہو کہ دوبارہ پیمانہ کرنے میں جاری ہوتی ہو یا ایسی نہ ہو پس اگر دوسرے مشتری نے وہ زیادتی پہلے مشتری کو واپس کر دی تو لحاظ کیا جاوے گا کہ اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ دوبارہ پیمانہ کرنے میں آگئی تو پہلے مشتری کی ہوگی کہ اسکو اپنے بائع کو واپس نہ کرے گا اور اگر ایسی نہیں ہو تو پہلا مشتری بھی اپنے بائع کو واپس کرے اور اگر دوسرے مشتری نے اسکو کم پایا تو اسکو اختیار ہوگا کہ پہلے مشتری سے حصہ نقصان لے خواہ یہ نقصان دوبارہ پیمانہ کرنے سے آتا ہو یا نہ آتا ہو پس اگر نقصان ایسا ہو کہ دوبارہ پیمانہ کرنے سے

آتا ہو تو پہلا مشتری اپنے بائع سے کچھ واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر ایسا نہ ہو اور ایسا نہ ہو تو اس سے بائع کی تصدیق سے ثابت ہوگا تو اس نقصان کو واپس لے سکتا ہو اور یہ حکم بیع تولیہ کا تھا اور اگر بیع ثانی بیع منہم ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اسی مسئلہ میں اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ اگر پہلے مشتری نے اس طعام میں سے ایک قفیز فروخت کر کے مشتری کو دیدی پھر باقی کو بطور بیع تولیہ کے اس شرط پر فروخت کیا کہ وہ ایک کڑی پھر مشتری ثانی نے اسکا پیمانہ کیا اور اسکو پورا کر دیا تو بیع جائز ہو اور اسکو خیار نہ ہوگا لیکن اگر کاشن کتا لیٹر حصوں پر تقسیم کیا جاویگا پھر جو کچھ ایک قفیز کے حصہ میں پڑیگا وہ دوسرے مشتری سے ساقط کیا جاویگا اور باقی اسکو دینا پڑیگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو سب کو پورے ثمن کے عوض لے ورنہ ترک کر دے اور اس مسئلہ میں اگر دوسری بیع مراجعت واقع ہو دے اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو امام غظم اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مشتری کو اختیار ہو کہ اگر چاہے تو پورے ثمن میں لے ورنہ واپس کر دے یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک کڑ سودم کو اس شرط پر خرید لیا کہ وہ چالیس قفیز ہو اور اسکو پیمانہ کر لیا اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر تری پا کر وہ پچاس قفیز ہو گیا اور اسکو پانی نے فاسد کر دیا پھر اس مشتری نے اسکو براجعت یا جو لیتہ فروخت کیا اور کچھ بیان نہ کیا تو جائز ہو اور مشتری ثانی کو ان سے چالیس قفیز ملیگا اور دس قفیز اس کے پاس باقی رہ جائیں گے اور اگر اسنے ان دس زائد قفیزوں کو مراجعت یا تولیہ فروخت کیا تو با پانچون حصہ ثمن پر فروخت کر لیا اور یہ صاحبین کا قیاس ہو اور امام غظم کے نزدیک مراجعت نہیں فروخت کر سکتا ہو اور اگر دوسرے مشتری کے پیمانہ کرنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے اسکو پانی پہونچا تو دوسرا مشتری اگر چاہے تو سب کو پورے ثمن میں لے لے یہ محیط سخری میں لکھا ہو کسی نے ایک کڑ گہیون سودم کو اس شرط پر کہ وہ چالیس قفیز ہیں خریدے اور انکو پیمانہ کیا تو چالیس قفیز سکے پھر مشتری نے اسپر قبضہ کر لیا پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کیا پھر بائع نے اسکو پیمانہ کیا پس وہ ایک قفیز بڑھ گیا یا گھٹ گیا اور دونوں اس بات پر متفق ہوئے کہ یہ نقصان یا زیادتی پیمانہ کرنے کی وجہ سے ہو تو زیادتی مع اصل بائع کو ملیگی اور نقصان بھی اسی کے ذمہ رہیگا حتیٰ کہ ثمن میں سے کچھ کم نہ کیا جاویگا اور اسی طرح اگر اس کڑ کو بانی پہونچا اور ایک قفیز بڑھ گیا اور بائع اسپر راضی ہو گیا تو یہ سب اسی کا ہوگا لیکن اگر اسکو نہیں جانتا تھا تو اسکو اختیار ہوگا کہ عیب کی وجہ سے واپس کر کے اقالہ باطل کر دے اور پہلی بیع عود کریگی اور اسی طرح اگر وہ گہیون بیع کے وقت تازہ ترستے اور پورا کرتے پھر خشک ہو کر مشتری کے پاس کم ہو گئے پھر دونوں نے اقالہ کیا اور بائع نے اسکا پیمانہ کیا اور کم پایا اور جانکہ یہ خشک ہونے کی وجہ سے ہوا دونوں سچائی سے اسپر متفق ہوئے تو یہ سب بائع کو ملیگا اور ثمن میں سے کچھ کم نہ کیا جاویگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور قاعدہ یہ ہو کہ اگر بیع معین مشارالیه ہو کہ جو بشرط کیل فروخت ہوئی ہو تو پیمانہ کرنے سے پہلے جو زیادتی اس میں جید ابو وہ بائع کی ہوگی اور پیمانہ کرنے کے بعد مشتری کی ہوگی اور اگر بیع معین مشارالیه نہ ہو تو پیمانہ کرنے کے بعد مشتری کے قبضہ کرنے سے پہلے جو زیادتی ہو وہ بائع کی ہو اور قبضہ کے بعد مشتری کی ہوگی اگر کچھ طعام ایک دم کو اس شرط پر خریدا کہ وہ ایک قفیز ہو پھر پیمانہ کرنے سے پہلے وہ تر ہو گیا پھر اسکو پیمانہ کیا

پس وہ سو فیقیر نکلا تو مشتری کو اختیار ہو کہ اگر چاہے تو اس میں سے ایک فیقیر لے ورنہ ترک کر دے اور اگر مشتری کے سامنے پہلا فیقیر نکلا تو مشتری کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے زائد ہو گیا تو زیادتی مشتری کی اور بسبب تری کے اسکو اختیار ہوگا اور اگر بعد پیمانہ کرنے کے کم ہو گیا تو پورے میں لیگا اور اگر اس سے پہلے کم ہوا تو حصہ میں لیگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری کے واسطے اسکے سامنے پیمانہ کر دیا اور وہ ایک فیقیر نکلا اور ہنوز مشتری نے قبضہ نہ کیا تھا کہ دوبارہ پیمانہ کیے جانے سے امتنا زیادہ یا کم نکلا کہ جو دوبارہ پیمانہ کرنے میں واقع ہوتا ہو مشتری کو پورے میں لازم ہوگا کیونکہ جس چیز پر عقد واقع ہوا وہ پیمانہ کرنے سے معین ہو گئی اور پہلے پیمانہ میں خطا ظاہر نہیں ہوئی تھی کہ اگر زیادتی یا نقصان استعد رہا کہ جو دوبارہ پیمانہ کرنے میں آجاتا تو اگر زیادتی ہوگی تو بائع کو واپس کیجاوگی اور اگر کمی ہوگی تو حصہ میں دونوں حالتوں میں لیگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر ایک ڈھیری میں سے ایک فیقیر ایک درم میں خریدا اور بائع نے اس سے ایک فیقیر نکال کر مشتری کو ناپ دیا اور ہنوز اسکے سپرد نہ کیا تھا کہ ڈھیری اور اس فیقیر کو پانی پہونچا اور ہر فیقیر ایک چوتھائی بڑھ گیا تو بائع کو اختیار ہوگا کہ مشتری کو صرف ایک فیقیر مجھ میں سے چاہے دیوے اور مشتری کو اسکے لینے کا اختیار حاصل ہوگا اور اگر ڈھیری اور وہ فیقیر کم ہو جاوے اس طرح کہ پہلے نمناک یعنی بھر خشک ہو گئی تو مشتری کو پورا فیقیر چاہیے اور دونوں میں سے کسی کو اختیار ہوگا اور جو ایک ڈھیری میں سے ایک فیقیر خریدا اور تمام ڈھیری میں سے ایک فیقیر نہ قبضہ کر لیا پھر اسکو عیب کی وجہ سے واپس کیا تو بیع ٹوٹ جاوے گی اور اگر ایک فیقیر مجھ میں دوسری فیقیر مجھ میں کے عوض باہم بیع کی پھر پیمانہ کرنے کے بعد قبضہ سے پہلے ایک تر ہو کر چوتھائی بڑھ گئی تو یہ مشتری کی ہوگی اور اسکو چار ہوگا اور بیع فاسد نہ ہوگی اور اگر یہ زیادتی پیمانہ کرنے سے پہلے واقع ہو تو جسکا فیقیر خشک ہو اسکو ایک فیقیر کے لینے اور ترک کرنے میں امام اعظم اور ابویوسف کے نزدیک اختیار حاصل ہوگا اور اگر ایک فیقیر مجھ میں کو بعض ایک ڈھیری کے ایک فیقیر کے بیج کی اور ڈھیر والے نے ایک فیقیر اس میں سے پیمانہ کر لیا اور ہنوز سپرد نہ کیا تھا کہ ڈھیری اور اس فیقیر کو پانی پہونچا تو خشک فیقیر والے کو اختیار ہو کہ اگر چاہے تو ایک فیقیر نمناک کیو ورنہ ترک کر دے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک بیع فاسد ہو جاوے گی اور اگر صرف عیہہ کیا ہوا فیقیر تر ہوا تو اس پر ایک خشک فیقیر کا سونپنا واجب ہو اور دونوں میں سے کسی کو اختیار ہوگا کذا فی محیط السرخسی

گیا رہو ان باب بیع غیر جائز کے احکام میں۔ وضع ہو کہ بیع دو قسم کی ہو ایک باطل اور دوسری فاسد پس باطل وہ ہو کہ جسکا محل بیع قیمت دار مال ہو جیسے کہ شراب یا سوار یا حرم کا شکار یا مردار یا دم مسفوخ خرید کیا اور ایسی بیع ملک کا فائدہ نہیں دیتی اور فاسد وہ ہو کہ جسکے دونوں بدل مال ہوں مثلاً کوئی چیز بعض شراب یا سوار یا صید حرم یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد کے خریدی یا اس میں کوئی شرط فاسد لگائی یا مثل اسکے تو ایسی بیع بعض قیمت بیع کے منقذ ہوتی ہو اور قبضہ کے بعد ملکیت ثابت ہو جاتی ہو کذا فی محیط السرخسی اور مشائخ نے اختلاف کیا کہ بیع ضمانت میں رہتی ہو یا امانت میں پس بعضوں نے کہا کہ امانت میں اور بعضوں نے کہا کہ ضمانت میں رہتی ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور شرط یہ ہو کہ قبضہ بائع کی اجازت سے ہوا اور بلا اجازت بائع کے بیع فاسد میں قبضہ پانا قبضہ نہ پانے کے حکم میں ہو اور زیادتی میں لکھا ہے

اگر بیع فاسد میں مشتری نے بلا اجازت اور بلا امانت بائع کے بیع پر قبضہ کر لیا پس اگر یہ قبضہ اسی مجلس میں ہوتا
استحساناً صحیح ہوگا اور ملک ثابت ہو جائیگی اور اگر مجلس سے جدا ہونے کے بعد قبضہ کیا تو قیاساً اور استحساناً اور اولیٰ
طرح صحیح نہیں اور ملک ثابت نہ ہوگی اور اگر بائع نے قبضہ کی اجازت دی اور مشتری نے اسی مجلس میں
یا بعد جدا ہونے کے قبضہ کر لیا تو قبضہ صحیح اور ملک قیاساً اور استحساناً ثابت ہو جائیگی و لیکن یہ ملک توڑے جانے
کا استحقاق رکھتی ہو اور جو چیز مشتری نے بطور بیع فاسد کے خریدی اس میں تکیس یا نفع اٹھانے کی راہ سے اسکو
تصرف کرنا مکروہ ہو و لیکن بایں اہم اگر اسے اس میں تصرف کر لیا تو اسکا تصرف نافذ ہوگا اور اس کے سبب سے
بائع کا حق واپسی باطل ہو جائیگا خواہ یہ تصرف ایسا ہو کہ بعد واقع ہونے کے تو رد کیا جاسکتا ہو جیسے بیع غیرہ
یا ایسا ہو جسے آزاد کرنا وغیرہ و لیکن اجارہ اور نکاح کا تصرف بائع کے حق واپسی کو باطل نہیں کرتا ہی کذا
فی المحیط اور اگر مشتری نے غلام کو آزاد یا مدبر یا بیع کیا تو فسخ کرنے کا حق باطل ہو گیا اور اسی طرح اگر باندی
کو ام ولد بنایا تو بھی یہی حکم ہو اور وہ مشتری کی ام ولد ہو جائیگی اور اسپر باندی کی قیمت دینی واجب ہوگی اور حق
کی نسبت بیوع میں لکھا ہے کہ اسکا ڈانڈ نہ دے اور کتاب الشرب میں زور و اتین ہین اور صحیح یہ ہے کہ وہ عقر کا
ضامن نہیں ہو اور اس طرح اگر اسکو مکاتب کر دیا تو بھی یہی حکم ہو اور مشتری پر نیت واجب ہوگی پس اگر غلام کتابت
کا مال ادا کر کے آزاد ہو گیا تو مشتری پر قیمت کی ضمان متقرر ہوگی اور اگر مال ادا کرنے سے عاجز ہوا اور بچہ شخص
مملوک ہو گیا پس اگر یہ امر مشتری پر قیمت ادا کرنے کا حکم قاضی کی طرف سے صادر ہونے سے پہلے تھا تو بائع
اس غلام کو واپس لے سکتا ہو اور اگر قاضی کے حکم کے بعد واقع ہوا تو بائع کو غلام لینے کی کوئی راہ نہیں ہو
اور اگر کسی شخص کو غلام دیدینے کی وصیت کی تو وصیت صحیح ہوگی پھر اگر وصیت کرنے والا زندہ ہو تو بائع واپس
کر سکتا ہو اور اگر مر گیا تو واپس نہیں کر سکتا ہو کیونکہ جس شخص کو وصیت کی اسکو اس غلام پر از سر نو
ملکیت حاصل ہوگی بخلاف وارث کی ملکیت کے کہ انہیں اگر مشتری بطور بیع فاسد کے خرید کر مر جاوے تو
بائع اس کے وارثوں سے واپس لے سکتا ہو اور اس طرح اگر بائع مر جاوے تو اس کے وارثوں کو بھی واپس
کرنے کا حق حاصل ہوگا یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری نے کپڑا قطع کر کے سلایا یا انہیں آستر دے کر کچھ
بھر دیا تو بائع کا حق فسخ منقطع ہو گیا یہ محیط مسخری میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک کپڑا بطور بیع فاسد کے خریدا اور قبضہ کر کے
اسکو قطع کر دیا اور پھر نہیں سلایا تھا کہ بائع کے پاس ردیعت رکھا اور وہ تلف ہو گیا تو مشتری قطع کرانے
کے نقصان کا ضامن ہوگا اور اسکی قیمت کا ضامن نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر بیع ایک
زمین خالی حتیٰ کہ اس میں مشتری نے کوئی گھر بنایا یا دھت لگائے تو امام اعظمؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
بائع کا حق فسخ باطل ہوگا اور امام محمدؒ کے نزدیک باطل ہوگا یہ محیط مسخری میں لکھا ہے۔ اور بیع فاسد میں مشتری
کے ذمہ بیع کی قیمت واجب ہوتی ہو اگر وہ قیمتی چیزوں میں سے ہو یا اسکا مشل اگر وہ شے چسپردان
میں سے ہو اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جب بیع مشتری کے پاس تلف ہو یا وہ اسکو تلف کرے یا یہ کہ اس کے
سپردار دے اور بائع کا واپس کرنے کا حق بھی جانتا ہے اور اسی طرح اگر اس نے زمین کی یا دوسرے کے
ساتھ فروخت کر دی تو بھی یہی حکم ہو پس اگر اس نے ملک زمین کیا یا ہب سے رجوع کر لیا۔ یا بیع اس کے پاس

۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

ایسے سبب سے آگے کہ جو ہر طرح سے فسخ ہو تو بائع کو واپس کر لینے کا اختیار ہوگا اور یہ واپس کرنا اس وقت تک ہو کہ
 قاضی نے مشتری پر قیمت ادا کرنے کا حکم نہ کیا ہو اور اگر ایسا حکم دیا تو بائع کا حق واپسی جب آ رہا ہے خاصہ میں
 لکھا ہے۔ اگر بیع مشتری کے پاس قائم ہو کہ نہ بڑھی ہو اور نہ مٹی ہو تو بیع فسخ کر کے بائع کو واپس دینا چاہیے اور یہی
 لیکن اگر فساد بہت قوی ہو کہ بدل یا تبدیل شدہ میں سہا ہو تو ہر ایک کو دوسرے کے سامنے فسخ کرنے کا اختیار
 ہو اور یہ امام اعظم اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر ایک دوسرے کی موجودگی اور
 ناموجودگی میں فسخ کر سکتا ہے اور اگر فساد ایسا قوی نہ ہو بلکہ صرف کسی ایسی غلطی لگانے سے کہ جہاں دونوں عقد
 کرنے والوں میں سے کسی کا قطع ہو آگیا ہو تو ہر ایک کو قبضہ سے پہلے فسخ کا اختیار ہے اور قبضہ کے بعد بھی
 دوسرے کے سامنے فسخ کا مالک ہر جیسے شرط کی ہے اور دوسرا نہیں ہے اور اگر مشتری کے پاس بیع میں کچھ
 زیادتی ہو گئی ہے تو مال سے خالی نہیں ہے کہ یا وہ زیادتی منسلک ہوگی یا منفصلہ ہوگی اور ہر ایک کی دو قسمیں
 ہیں منسلک یا اصل سے پیدا ہوئی جیسے حسن و جمال یا اصل سے پیدا ہوئی جیسے کپڑے میں رنگ یا ستون میں سکہ
 اور منفصلہ بھی یا اصل سے پیدا ہوئی جیسے بچہ اور بھروسہ پھل یا اصل سے پیدا ہوئی جیسے کمانی اور یہ اور مدقم
 پس اگر وہ زیادتی منسلک اصل سے پیدا ہو تو اس سے بائع کا حق واپسی نہیں جاتا اور اگر منفصلہ اصل سے
 پیدا ہو جیسے رنگ وغیرہ تو بائع کا حق واپسی جاتا رہیگا اور مشتری پر یا قیمت واجب ہوگی یا اسکا مثل اگر منسلک
 ہو اور اگر سیطرہ اگر بیع روٹی مٹی کا مسکو مشتری نے کھانا یا سرت تھا کہ اسکو نہ بایا گیا ہو تو بیع کا
 حق جاتا رہا اور مشتری کو قیمت یا مثل دینا پڑیگا اور اگر زیادتی منفصلہ ہو پس اگر وہ اصل سے پیدا ہو تو بیع کی
 مانع نہیں اور مشتری دونوں کو واپس کر سکتا ہے اور اگر باندی میں بچہ جنم سے کچھ نقصان آیا تو مشتری کو
 کچھ دینا نہ پڑیگا کیونکہ اسکا بچہ اس نقصان کو پورا کرتا ہے اور اگر یہ زیادتی مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو مشتری
 اسکا ضامن نہیں لیکن نقصان ولادت کا ضامن ہوگا اور اگر مشتری نے خود تلف کر دی تو ضمان دینا اور
 اگر بیع تلف ہو گئی اور زیادتی قائم ہو تو بائع کو اختیار ہوگا کہ زیادتی واپس لے اور بیع کی جو قیمت قبضہ
 کرنے کے وقت تھی وہ مشتری سے لے اور اگر وہ زیادتی منفصلہ اصل سے پیدا ہو تو بائع کو اختیار ہے کہ بیع کو مع
 زیادتی کے واپس کر لے اور یہ زیادتی اسکو حلال نہ رہے اور اگر مشتری کے پاس تلف ہو گئی تو اس پر ضمان
 ہوگی اور اگر اسے خود تلف کر دیا تو بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ضمان نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک اس پر ضمان
 ہوگی اور اگر مشتری نے بیع کو تلف کر دیا اور زیادتی اس کے پاس رہی تو اس پر بیع کی ضمان واجب اور زیادتی
 اسی کی ہوگی اور اگر مشتری کے پاس بیع میں کچھ نقصان آیا پس اگر یہ نقصان آسانی آفت سے ہو تو بائع کو
 اختیار ہے کہ مشتری سے بیع کو اس نقصان کا جرمانہ لے اور اگر مشتری کے فعل یا خود بیع کے فعل سے
 نقصان آئے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر اجنبی کے فعل سے نقصان آیا تو بائع اس سے جرمانہ لے سکتا ہے اور مشتری
 سے نہ لے سکتا اور اگر چاہے تو مشتری کے سے لے سکتا ہے اور اگر اس اجنبی نے بیع کو قتل کر ڈالا
 تو بائع مشتری سے قیمت لے سکتا ہے اور قاتل سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے اور مشتری اس قاتل
 کی مددگار یا مدد سے تین سال میں قیمت وصول کرے اور اگر بائع کے فعل سے اس میں کچھ نقصان آیا تو

واپس کی ہوئی شمار ہوگی یہاں تک کہ اگر وہ مشتری کے پاس تلف ہو جاوے اور اسکی طرف سے کوئی ایسا فعل نہ پایا جاوے جو وہ وکنتے میں شمار ہو تو اسکا تلف ہونا بائع کے ذمہ رہیگا اور اگر اسکی طرف سے روکن پایا جاوے پھر وہ تلف ہو جاوے تو دیکھا جائیگا کہ اگر یہ تلف ہونا بائع کے جرم کے سبب سے ہو تو بیع واپس کر دیگی شمار ہوگی اور مشتری ضمان نہوگا اور اگر بائع کے جرم سے تلف ہو گیا تو مشتری اسکا ضمان ہو اور بائع کے جرم کا نقصان اسکے ذمہ سے کم کر دیا جاوے گا اور اگر بائع نے اسکو قتل کر دیا تو بیع ایسے کو بیعت نہیں کہ جسکو بائع نے کھودا تھا اگر کسی کو واپس کی ہوئی شمار ہوگی اور مشتری سے ضمان جانی رہیگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور قبضہ کر کے اسکو قلع سے بچ ڈالا تو اسکا قلع صدقہ دے اور اگر اسکے قتل سے کوئی چیز خرید کر اس میں نفع اٹھایا تو یہ نفع اسکو حلال ہو یہ سراج الزماں میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک دار بطور بیع فاسد کے خرید اور اس پر قبضہ کیا پھر وہ کھنڈل ہو گیا پھر بائع نے فاضی کے سامنے جھگڑا پیش کیا اور قاضی نے حکم دیا کہ مشتری دار کی قیمت جو قبضہ کے دن تھی بائع کو ادا کرے تو شفیع کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ دار مشتری سے اسی قیمت کو لے لے کسی نے ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید کر قبضہ میں کر لیا پھر اسکو آزاد یا قتل کیا اور قاضی کے دن اسکی قیمت قبضہ کے دن کی قیمت سے زیادہ تھی تو اس پر قبضہ کے دن کی قیمت واجب ہوگی یہ فتاویٰ خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک غلام بعض اپنے مکان یا بار یا ام ولد کے خرید اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا تو غلام کا خریدار اسکا مالک ہو جائیگا اور مکان یا ام ولد یا ام ولد کا خریدار اسکا مالک ہوگا اگرچہ باجارت بائع کے قبضہ کیا ہو اور اس طرح اگر کوئی غلام غیر کے مال سے اسکی باجارت خرید تو غلام کا خریدار اسکا مالک ہوگا اور دوسرا اس مال پر قبضہ کرنے سے مالک ہوگا تا وقتیکہ اس مال کا مالک بیع کی اجازت نہ دے اور اس طرح اگر کسی نے کوئی غلام بعض شرب کے یا ایسے پانی کے جو حوض یا نہر یا کنوئین میں جو غیر محرز ہو خرید یا بعض دالوں کے جو نہر بنین کاٹے گئے ہیں خریدا تو اسکا بھی یہی حکم ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کوئی باندی بطور بیع فاسد کے خریدی تو اس سے وطن کرنا نہ چاہیے پس اگر اسے وطن کر لی اور اس میں لفظ نہ ڈالا تو بائع اسکو واپس لے سکتا ہے اور جب اسکو واپس کر لیا تو مشتری اسکا عقر بائع کو دیگا اور اگر اس میں لفظ ڈالا دیا تو اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور جب قیمت واجب ہوئی تو خمس الائمہ سترہوی کے قول پر عقر مشتری پر ہوگا اور بنا بر آئیکہ شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اس مسئلہ میں دورہ استین میں کتاب الیومع کی روایت سے اس پر عقر بنین ہو اور کتاب الشرب کی روایت سے اس پر عقر واجب ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور قبضہ میں لانے سے پہلے اسکو آزاد کر دیا اور بائع نے اسکو آزاد ہونے کی اجازت دی تو وہ باندی بائع کی طرف سے آزاد ہوگئی اور مشتری پر کچھ واجب ہوگا اور اگر کوئی غلام بطور بیع فاسد کے خریدا اور قبضہ کرنے سے پہلے بائع سے کہا کہ اسکو میری طرف سے آزاد کر دے اور بائع نے ایسا ہی کیا تو یہ آزاد کرنا بائع کی طرف سے ہوگا نہ مشتری کی طرف سے یہ فتاویٰ قاضیان میں لکھا ہو۔ اگر ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید اور اس پر قبضہ کیا پھر بائع نے کہا کہ وہ آزاد ہو تو آزاد ہوگا پھر اگر اس کے بعد کہا کہ وہ آزاد ہو پس اگر پہلا کلام مشتری کے سامنے تھا تو آزاد ہو جائیگا پھر دوسرا

ملفوظات عالمگیری جلد اول
بیعتین باب بیعت نکاح
میں آزاد کرنا اس سے
واجب ہو کہ باندی بنی
ہو پھر قلع یا اجازت نہ دے
تو بیعت میں اسکی اجازت
نہ دے تو اس سے قبضہ کرنا
مستحب ہے اور اگر قبضہ نہ کرے
تو اس سے اجازت نہ دے

میں لکھا ہو۔ اور اگر کچھ کیوں بطور بیع فاسد کے خریدے اور بائع کو حکم دیا کہ اسکو پیسے اور اسنے پیسہ آٹا بائع کا ہوگا اور اسی طرح اگر کبری ہو اور بائع کو اسکے ذبح کرنے کا حکم دے اور وہ ذبح کرے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ایک فقیہ کیوں بطور بیع فاسد کے خریدے اور قبضہ سے پہلے بائع سے کہا کہ اسکو میرے امان میں ملا دے اور اسنے ایسا ہی کیا تو یہ فعل مشتری کے قبضہ کرنے میں شمار ہوگا اور اسپر واجب ہوگا کہ اسکو پیشل بائع کو واکرے یہ فاسدے قاضی خان میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور کسی قدر مہر مقرر کر کے اسکا نکاح کر دیا اور اسکے شوہر نے اس سے وطی کی اور وہ باندی باکرہ بنتی پھر بائع نے ناش کرنے وہ باندی لے لی تو نکاح جائز اور مہر بائع کو لیکھا پھر اگر یہ مہر اثا ہو جو اس باندی کی بکارت زائل ہونے کے نقصان کو پر کرتا ہو تو مشتری پر کچھ لازم نہ آدینگا اور اگر یہ نقصان مہر سے زیادہ ہو تو بائع بقدر کمی کے مشتری سے لیکھا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور ایک باندی کو بعض دو باندی کے کچھ مدت کے وعدہ پر ادھار عینا جائز مہر میں ہو اور اگر مشتری نے اسپر قبضہ کیا اور اسکے پاس الکی ایک آنکھ باقی رہی تو مشتری اسکو مع نصف قیمت کے بائع کو واپس کرے اور اگر مشتری کے سوا کسی دوسرے نے اسکی آنکھ چوڑی تو بائع کو اختیار ہے کہ اس آنکھ چوڑی کرے یا نہ کرے ضمان لے یا مشتری سے اسکی قیمت لے پھر مشتری آنکھ چوڑی کرے واپس لے اور اگر وہ باندی دو بیچے جانی اور ایک مر گیا تو بائع باندی اور باقی بچہ کو لیکھا اور مردہ بچہ کی قیمت کی ضمان نہ لیکھا اور نقصان ولادت کی ضمان اگر اس پر سے پوری ہو تو مشتری سے لیکھا اور اگر ایک بچہ مشتری کے جرم سے مر تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہو اور اگر فقط باندی مر گئی تو بائع دونوں بچوں کے ساتھ باندی کی قیمت لیکھا یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اگر ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید کر کے بائع کی اجازت سے اسپر قبضہ کیا اور اسکا مشن ادا کر دیا پھر بائع نے چاہا کہ غلام واپس لے تو مشتری کو اختیار ہے کہ اجازت پورائے لینے تک غلام کو روک رکھے پس اگر بائع مر گیا اور سوا اس غلام کے اسکا کچھ مال نہ تھا تو مشتری اس غلام کا اسکے قرضخواہوں میں سے زیادہ مقدار ہی پس اسی کا حق ادا کرنے کے واسطے فروخت کیا جاوے گا پھر اگر دوسرا مشن پہلے مشن کے برابر ہو تو سب مشتری لے لیکھا اور اگر زیادہ ہو تو زیادتی بائع کے قرضخواہوں کے واسطے ہوگی اور اگر دوسرا مشن کم ہو تو باقی کے واسطے مشتری بھی تمام قرضخواہوں کے ساتھ جو کچھ ترکہ میں نظر آوے حصہ رسد شریک کیا جاوے گا اور اگر وہ غلام مشتری کے پاس مر گیا تو اسکو قیمت دیی پڑے گی اور اگر مشتری نے اس غلام کو بیوض ایک ہزار درم قرضہ کے جو خریدنے سے پہلے بائع نے ذمہ چاہیے تھا بطور بیع فاسد کے خریدا اور بائع کی اجازت سے اسپر قبضہ کیا پھر بائع نے بیع فاسد ہونے کی وجہ سے اس غلام کو واپس لینا چاہا اور مشتری نے اپنے قرضہ وصول کر لینے کی وجہ سے اسکو روکنا چاہا تو اسکو یہ اختیار نہوگا پس اگر بائع مر گیا اور اسپر بہت سے قرضہ تھے اور غلام مشتری کے پاس تھا پس ایسی صورت میں کہ جب بیع فاسد واقع ہوئی تو مشتری اس غلام کا زیادہ مقدار نہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام بطور بیع فاسد کے فروخت کیا پھر قبضہ کے بعد وہ دن نے بیع توڑ دی پھر بائع نے مشتری کو قیمت سے بری کیا پھر غلام مشتری کے پاس مر گیا تو اسپر غلام کی قیمت واجب ہوگی اور اگر بائع نے یہ کہا کہ میں نے تجکو غلام سے بری کیا پھر مشتری کے پاس مر گیا تو مشتری بری ہوگا کیونکہ جب اسے غلام سے بری کیا تو اسکی ضمانت سے بری کیا نہیں وہ امانت میں تھا

فناوری نہد یہ کتاب الیوسٹ ایبنا زہم بیع غیر جار کے احکام میں

پس امانت کے ہلاک ہونے سے ضمانت لازم نہ آوے گی یہ فتاویٰ قاضی خان بین لکھا ہو۔ کسی نے مالک غلام پانسو کو بطور بیع فاسد کے خریدا اور اسکی قیمت بھی پانسو تھی اور اسپر قبضہ کر لیا پھر نرخ کی راہ سے اسکی قیمت بڑھ کر ایک ہزار ہو گئی پھر مشتری نے اسکو بیچ ڈالا تو قبضہ کے دن کی قیمت اعتبار کر کے مشتری کو صرف پانسو دینا پڑیگی اور اگر کسی ایسے غلام کو جسکی قیمت ایک ہزار تھی غصب کیا پھر بڑھ کر اسکی قیمت دو ہزار ہو گئی پھر اسکو غاصب نے اس کے مالک سے بطور بیع فاسد کے خریدا پھر غلام مر گیا پس اگر خریدنے کے بعد وہ غلام غاصب کو ملا تھا تو اسپر دو ہزار واجب ہونگے اور اگر نہیں ملا بلکہ مر گیا تو اسپر ایک ہزار واجب ہونگے کیونکہ غصب میں زیادتی امانت ہوتی ہو اور خریدنے میں بسبب قبضہ کے ضمانت ہوتی ہو اور قبضہ بیان نہیں پایا گیا یہ ظہیر یہ بین لکھا ہو۔ غلام کے غصب کرنے والے نے جب اسکو اس کے مالک سے بطور بیع فاسد کے خرید کر کے آزاد کر دیا تو اسکا آزاد کرنا نافذ ہو جاوے گا کیونکہ اس نے قبضہ کے بعد آزاد کیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان بین لکھا ہو۔ اگر مشتری نے بیع کو بیع فاسد میں بائع کو واپس کر دیا تو حی طرح واپس کیا ہو خواہ بطور بیع یا ہبہ یا صدقہ یا عاریت یا ولایت کے سب طرح بیع نسخ ہو جاوے گی اور اسطرح اگر اسکو بائع کے وکیل خرید کے ہاتھ بیچا اور اسکو سپرد کیا تو اسکی ضمانت سے بری ہو گیا اور اگر اسکو بائع کے ایسے غلام کے ہاتھ جسکو اس نے تجارت کی اجازت دی ہو اور اسپر قرضہ نہیں ہو فروخت کیا تو جائز نہیں ہو لیکن بیع فاسد تھی پس پہلی بیع نسخ ہو جاوے گی اور ضمان سے بری ہو گا تا وقتیکہ بیع بائع تک نہ پہنچے اور اگر اس غلام کو تجارت کی اجازت دی گئی تھی اور اسپر قرض تھا تو بیع جائز ہوگی اور مشتری پر ضمان مقرر ہو جائیگا اور اگر ایسے غلام سے جسکو تجارت کی اجازت دی گئی اور اسپر قرض ہو خرید کیا تھا اور اجازت سے قبضہ کر لیا تھا پھر غلام کے مالک کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع جائز ہوگی اور اس غلام کے واسطے قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر اس غلام پر قرض نہ تھا تو دوسری بیع ناجائز ولیکن پہلی بیع ٹوٹ جاوے گی اور اس کے مالک کو واپس کرنے کی وجہ سے ضمانت سے بری ہو جاوے گا کیونکہ غلام کے مالک کو واپس دینا مثل غلام کو واپس دینے کے ہو اور اگر اس خریدے غلام کو بائع کے مضارب کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع صحیح اور ضمانت لازم ہو جاوے گی اور پہلی بیع نسخ نہوگی اور اگر پہلا بائع کی طرف سے خرید کا وکیل تھا اور اس نے اپنے اس مشتری سے اپنے موکل کے واسطے خرید کیا تو دوسری بیع صحیح ہوگی اور مشتری کا ضمان سپر واجب ہوگا اور اسکی ضمان پہلے مشتری پر واجب ہوگی پس اگر دونوں شئون میں برابری ہو تو دونوں برابر بدلہ سمجھ لیں اور اگر کسی میں زیادتی ہو تو وہ دوسرے کو دیدے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اور اگر بیع کوئی کپڑا تھا کلاسکو مشتری نے بٹلا کر رخ یازر در لٹکا کہ جس سے بیع میں زیادت ہوئی تو امام محمد رحم سے مروی ہو کہ بائع کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس کپڑے کو لے اور رنگ کی وجہ سے جو زیادتی ہوئی ہو مشتری کو دے اور اگر چاہے تو اس سے اسکی قیمت کی ضمان لے اور یہی صحیح ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اگر کوئی زمین بطور بیع فاسد کے بیچی اور مشتری نے اسکو مسجد گردانا تو ظاہر الدوامت کے موافق تا وقتیکہ اس میں عمارت نہ بناوے حق فسخ باطل نہوگا اور جب عمارت بنائی تو امام اعظم رحم کے نزدیک فسخ کرنے کا حق باطل ہو گیا اور درختوں کا لودنیا عمارت بنانے کے مانند ہو

فوجیہ دینی کونسل

یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور نوادر ابن سماعین امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ کسی نے ایک غلام بطور بیع فاسد کے خرید لیا پھر مشتری نے اسکو تجارت کی اجازت دی اور اس پر قرض ہو گیا پھر بائع نے غلام واپس کر لینے میں مشتری سے جھگڑا کیا تو غلام اسکو واپس دیا جاویگا اور قرضخواہوں کو اس غلام سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اور مشتری غلام کی قیمت اور قرض میں سے جو کم ہو وہ قرضخواہوں کو دیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور بائع کی اجازت سے اس پر قرضہ کیا پھر بیع فاسد ہونے کی وجہ سے بائع نے چاہا کہ اسکو مشتری سے واپس لے اور مشتری اس بات پر گواہ لایا کہ میں نے اسکو فلاں شخص کے ہاتھ بستے کو فروخت کیا ہے پس اگر بائع نے اسکی تصدیق کی تو مشتری سے اسکی قیمت کی ضمان لے اور اگر تکذیب کی تو اسکو پھر لے سکتا ہے پس اگر بائع نے باندی واپس لی پھر وہ شخص جو غائب تھا حاضر ہوا اور مشتری کے قول کی تصدیق کی تو اسکو اختیار ہے کہ باندی کو بائع سے پھر لے اور اگر بائع اول نے مشتری کی تصدیق کر کے اس سے قیمت لیلی پھر وہ شخص حاضر ہوا تو بائع کو یہ اختیار ہوگا کہ مشتری سے باندی واپس کرے خواہ اس شخص نے مشتری اول کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر مشتری نے یہ کہا کہ میں نے اسکو ایک شخص کے ہاتھ فروخت کیا ہے اور اسکا نام نہ لیا اور بائع نے اسکی تکذیب کی تو بائع اس باندی کو واپس لے سکتا ہے پس اگر اسے واپس لی پھر ایک شخص آیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے اس شخص کو کہا تھا پس اگر اس شخص نے مشتری کی تکذیب کی تو واپس ہو جانا صحیح رہا اور اگر تصدیق کی تو بھی ایسا ہی ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر دونوں عقد بیع کر لیں اسے اختلاف نہ کریں اس طرح کہ ایک بیع صحیح ہوئے کا دعویٰ کرے اور دوسرا بیع فاسد ہوئے کا دعویٰ کرے پس اگر فاسد ہونے کا دعویٰ کسی شرط فاسد یا مدت فاسد کی وجہ سے فساد کا دعویٰ کرتا ہو تو سب روایتوں کے موافق صحت کے دعویٰ کا قول اور فساد کے دعویٰ کے گواہ معتبر ہونگے اور اگر فساد کا دعویٰ کسی ایسے سبب سے کرتا ہو جو نفس عقد میں ہو مثلاً کہتا ہو کہ اس نے اس چیز کو عوض ایک ہزار درم اور ایک ٹل شراب کے خرید لیا اور دوسرا کہتا ہو کہ صرف ایک ہزار درم کو خرید لیا تو بھی ظاہر الروایت کے موافق بیع صحیح ہو چکا دعویٰ کا قول اور مدعی فساد کے گواہ جیسا کہ پہلی صورت میں ہو مستبر ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ بارہوا ان باب بیع موقوف کے احکام اور دوسرے مکون میں ایک کے بیع کرنے کے میان میں۔ اگر کسی شخص نے غیر کمال فروخت کیا تو ہمارے نزدیک یہ بیع مالک کی اجازت پر موقوف رہیگی اور اجازت کے صحیح ہونے کے واسطے شرط یہ ہے کہ دونوں عقد کرنے والے اور جس چیز پر عقد ہوا ہو قائم ہوں اور ثمن اگر نقد میں سے ہو تو اسکا قائم ہونا شرط نہیں ہے اور اگر اسباب میں سے ہو تو اسکا بھی قائم ہونا شرط ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ پھر جب اجازت ایسی صورت میں صحیح ہو کہ سبب میں ثمن معین کرنے سے معین ہو سکتا ہو اور وہ ثمن قائم ہو تو ثمن بائع کو لایگا اجازت دینے والے کو نہیں لایگا اور اجازت دینے والا بائع سے اپنے مال کی قیمت لایگا اگر مال قیمتی چیزوں میں سے ہو یا اسکا مثل لایگا اگر مثلی چیزوں میں سے ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر ثمن بائع کے پاس اجازت سے پہلے یا بعد تلف ہو گیا تو امانت میں تلف ہوا اور اگر بیع مشتری کے پاس تلف ہوئی تو مالک کو اختیار ہوگا کہ دونوں میں سے جس شخص سے چاہے ضمان لے پس اگر اسے مشتری سے ضمان

لے لینے سے منع ہے
اگر غلام کو فروخت کرے
میں کہنے میں ہے
اگر فروخت نہیں
کر سکتے ہیں اور
سبب بیع
موقوف و بیع مطلق
و بیع شریک
اور بیع

لی تو مشتری بالغ سے اپنا ثمن واپس لے گا اگر اسکو ادا کر دیا ہو اور اگر اسنے بالغ سے ضمان لی پس اگر بیع اسکے
 پاس ضمانت میں تھی تو بیع نافذ ہو جاوے گی اور اگر ضمانت میں تھی پس اگر اسنے پہلے سپرد کر کے پھر بیع کی تو بیع
 نافذ ہو جاوے گی اور اگر پہلے بیع کی پھر سپرد کی تو بیع نافذ نہ ہوگی اور جو کچھ اسنے ضمان میں دیا ہو وہ مشتری
 سے لے گا کذا فی محیط السرخسی۔ اور اگر مالک مر گیا تو وارث کی اجازت سے بیع نافذ نہ ہوگی اور مالک کی
 اجازت کے بعد مشتری اس زیادتی کا بھی جو بیع کے بعد اجازت سے پہلے پیدا ہوئی ہو مالک ہوگا یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے غیر شخص کے واسطے خریدی تو یہ بیع اُسپر نافذ نہ ہوگی لیکن اگر یہ مشتری لڑکا
 یا مجبور ہو تو بیع موقوف رہے گی اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جب درمیانی نے غیر کی طرف نسبت نہ کی ہو پس اگر نسبت
 کر دی اور یوں کہا کہ یہ غلام فلان شخص کے واسطے فروخت کر دے اور بالغ نے کہا کہ میں نے اسکو فلان
 شخص کے واسطے فروخت کیا تو بیع موقوف رہے گی اور صحیح یہ ہو کہ بیع موقوف ہونے کے واسطے اسی قدر کافی ہو
 کہ ایجاب یا قبول کسی بن فلان شخص کی طرف نسبت ہو اور یہ وقت کراہی میں لکھا ہے کہ اگر مشتری نے کہا کہ میں نے
 اسکو فلان شخص کے واسطے اتنے کو خریدا اور بالغ کہتا ہو کہ میں نے تیرے ہاتھ فروخت کیا تو صحیح روایت
 کے موافق عقد بیع باطل ہو جاوے گا یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر بالغ نے درمیانی آدمی سے کہا کہ میں نے
 یہ غلام تیرے ہاتھ فلان شخص کے واسطے بچا اور درمیانی کہتا ہو کہ میں نے قبول کیا یا میں نے خریدا یا کہتا ہو کہ میں نے
 تجھ سے اس غلام کو فلان شخص کے واسطے خریدا اور بالغ کہتا ہو کہ میں نے بچا تو ایسا عقد مشتری کے ذمہ نافذ
 ہوگا اور موقوف نہ رہے گا اور دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ اگر غلام کے مالک نے درمیانی سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ
 یہ غلام اتنے کو بچا اور درمیانی نے کہا کہ میں نے فلان شخص کے واسطے قبول کیا یا فلان شخص کے واسطے خریدا یا
 درمیانی نے پہلے ابتدا کی اور کہا کہ میں نے تجھ سے یہ غلام فلان شخص کے واسطے خریدا اور بالغ نے کہا کہ میں نے
 تیرے ہاتھ فروخت کیا تو صحیح یہ ہو کہ یہ عقد موقوف رہے گا اور درمیانی پر نافذ نہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے
 دوسرے شخص سے کہ جسکا غلام نہ تھا کہا کہ میں نے تیرا یہ غلام اپنے واسطے ایک ہزار درم کو خریدا اور اس
 غلام کا مالک حاضر تھا اسنے کہا کہ میں نے اجازت دی اور سپرد کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مالک کے کلام سے
 اسوقت بیع ہو جاوے گی کسی نے دوسرے کا غلام بدون اسکی اجازت کے فروخت کیا اور اسکے مالک نے
 کہا کہ تو نے اچھا کیا اور کار صواب کیا اور جسکو اچھی توفیق ملی تو یہ اسکا کلام بیع کی اجازت میں شمار ہوگا اور مشتری سے
 اسکو واپس لے سکتا ہو اور اگر اسکے مالک نے ثمن لے لیا تو یہ اجازت ہوگی اور اسی طرح اگر اسنے کہا کہ تو نے
 مجھ کو بیع کی شقت سے بچایا اچھا کیا اللہ تجھے جزا دے فیروزے تو یہ بھی بیع کی اجازت نہیں ہو لیکن امام محمد رحمہ نے
 فرمایا کہ اسکا یہ کہنا کہ تو نے اچھا کیا اور کار صواب کیا احتیاج اجازت ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہی صحیح
 ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ کسی نے اپنے بیٹے کی زمین فروخت کی اور بیٹے نے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں
 اس بیع پر راضی ہوں یا جب تک زندہ ہوں میں نے اسکی اجازت دی تو یہ اجازت میں شمار ہو اور اگر کہا کہ
 میں اسکو نکاحہ رکھوں گا جب تک زندہ ہوں تو یہ اجازت نہیں ہو یہ وجہ ذکر درسی میں لکھا ہے اور منتقے میں لکھا
 ہے کہ یہ کہنا کہ تو نے چرا کام کیا اجازت میں شمار ہو بشرطہ امام ابو یوسف اسے روایت کی ہو کہ کسی نے دوسرے

مجبور و غفلت سے
 منع ہو چکے غلام
 جو مالک اتفاق و رضا
 آزاد نہ ہو سکتا
 قاضی صاحبین کے
 نزدیک فقط ۱۱۲

غلام بلا اسکی اجازت کے فروخت کیا پھر اسکو خبر پہنچی اور اسنے بائع سے کہا کہ میں نے شن منجکو یہ کیا یا تجکو وحدہ بین دیا تو یہ اجازت میں شمار ہو بشرطیکہ بیع موجود ہو یہ ظہیر یہ بین لکھا ہو۔ مالک کو خبر پہنچی کہ کسی درمیانی نے اسکی ملک فروخت کر دی اور وہ خاموش رہا تو یہ اجازت نہیں ہو اور اگر یہ صورت ہوئی کہ مالک کو بیع کی خبر پہنچی اور اسنے شن کی مقدار جاننے سے پہلے اسنے اجازت دیدی پھر مقدار شن کی معلوم کی اور بیع کا دلہن بنا چاہا تو اسکا اجازت دینا مستحبر ہو گا نہ واپس کرنا اگر کسی درمیانی نے یا اس شخص نے جسکے پاس ودیعت تھی ودیعت رکھنے والے کی بلا اجازت فروخت کی پھر مالک کو اہ لایا کہ بیع کے قائم ہونے کی حالت میں اسنے بیع کی اجازت دی تھی تو مشتری سے شن وصول کرنے پر قادر ہو گا لیکن اگر درمیانی کی طرف سے شن وصول کرنے کا وکیل ہو کر آوے تو اسے سکتا ہو۔ کسی نے دوسرے کا غلام فروخت کیا اور وہ مر گیا پھر مالک نے دعوے کیا کہ میں نے اسکو بیع کرنے کا حکم کیا تھا تو اسکی تصدیق کیجا ویگی اور اگر مالک نے کہا کہ مجکو بیع کی خبر پہنچی اور میں نے اسکی اجازت دیدی تو اسکی تصدیق کیجا ویگی یہ وجہ کہ درمیانی نے لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے کا غلام سودرم کو اسکی بلا اجازت فروخت کیا پھر مشتری اس غلام کے مالک کے پاس آیا اور خبر دی کہ غلام شخص نے تیرا غلام اسنے کو بیع ڈالا پھر اسنے مالک نے کہا کہ اگر تیرے ہاتھ سودرم کو بیچا ہو تو میں نے اجازت دیدی تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر غلام شخص نے سو یا زیادہ درم کو بیچا تو بیع جائز ہوگی اور اگر سو سے کم بیچا تو جائز نہ ہوگی اور ایسے ہی اگر سودنیار کو بیچا تو بھی جائز نہ ہوگی اور اجازت اسکی اسی قسم کے تقدیر رہیگی جو اسنے اجازت میں بیان کیا ہو اور اسی طرح اگر اسنے مالک نے کہا کہ اگر تیرے ہاتھ سودنیار کو بیچا تو بیع جائز ہو تو اسکی بھی یہی صورتیں ہیں جو بیان ہوئیں اور اگر اسنے مالک نے کہا کہ اگر تیرے ہاتھ سودرم کو بیچا تو میں اسکی اجازت دوں گا تو بیع جائز نہ ہوگی اور یہ اجازت نہیں ہو بلکہ وعدہ ہو پس اگر اسنے اسکے بعد بیع کیا تو اسکو اختیار ہو کہ اگر چاہے تو اجازت دے ورنہ اجازت نہ دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے کا کپڑا اسکی بلا اجازت فروخت کیا اور مشتری نے اسکو رنگا پھر کپڑے کے مالک اسنے بیع کی اجازت دی تو جائز ہو اور اگر اسکو قطع کر لیا اور سلا لیا تو اجازت سے بھی بیع جائز نہ ہوگی کیونکہ بیع نافذ ہو گئی یہ محیطہ مخری میں لکھا ہو۔ اگر درمیانی نے کوئی چیز دوسرے شخص کے واسطے خریدی اور دوسرے کی طرف اسکی نسبت نہ کی یہاں تک کہ خرید اسی درمیانی کے واسطے ہو گئی پھر مشتری اور جس شخص کے واسطے خریدی ہو دونوں نے گمان کیا کہ خریدی ہوئی چیز اسی کے واسطے ہے جسے لیے خریدی ہو پھر مشتری نے قبضہ کے بعد اسی شن کے عوض کہ جتنے کو خریدی ہو اس شخص کے سپرد کر دی اور جس شخص کے واسطے خریدی تھی اسنے قبول کر لی پھر مشتری نے چاہا کہ بدون اسکی رضامندی کے اس سے واپس کرے تو اسکو ایسا اختیار نہیں ہو چکا ہو اور اگر دونوں نے اختلاف کیا اس طرح کہ اس شخص نے کہا کہ میں نے تجکو خریدنے کا حکم دیا تھا اور مشتری نے کہا کہ میں نے بدون تیرے حکم کے اسکو تیرے واسطے خرید کیا ہو تو اس شخص کا قول مستحبر ہو گا کیونکہ مشتری نے جب یہ کہا کہ میں نے اسکو تیرے واسطے خریدیا ہو تو اسکی جانب سے اس شخص کی حکم ہی کا اقرار کرنا ہو یہ باطل بین لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام بطور بیع فاسد کے ایک ہزار درم کو خریدا اور اسے قبضہ کیا پھر اسکو بائع کے ہاتھ سودنیار کو بیچ ڈالا پس اگر بائع نے اسے قبضہ کیا تو یہ قبضہ بیع فاسد کے فسخ کرنے میں

شمار ہوگا اور جب تک قبضہ نہیں کیا تب تک بیع فاسد نسخ ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے کسی نے دوسرے کا غلام بدوٹن اسکے مالک کی اجازت کے ایک نہر اور دم کو بیچا اور مشتری نے اسکو قبول کر لیا پھر اسکو دوسرے شخص نے تیسرے شخص کے ہاتھ بدوٹن اسکے مالک کی اجازت کے ایک نہر اور دم کو فروخت کیا اور مشتری ثالث نے اسکو قبول کر لیا تو دونوں عقد موقوف رہینگے اور جب اسکے مالک کو خبر پہونچی اور اسنے دونوں عقد کی اجازت دی تو دونوں عقد آدمے آدمے ہو جاوینگے اور ہر ایک کو دونوں مشتریوں میں سے خیار حاصل ہوگا کذا فی المحیط جلد ۱ ایسے ہی اگر درمیانی ایک ہو کہ اسنے دونوں کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہو اور کرنی نے فرمایا کہ یہ مسئلہ درمیانی کا اسصورت میں ہو کہ جب اسنے دونوں کے ہاتھ ایک ساتھ فروخت کیا کیونکہ اگر دونوں عقد آگے پیچھے واقع ہو تو دوسرا عقد پہلے کا نسخ کرنے والا ہوگا اور بعض نے مشائخ حنفیہ میں سے دوسرے عقد کو پہلے عقد کے واسطے نسخ کرنے والا نہیں جانا ہوا اور یہی صحیح ہو یہ محیط مشرعی مین لکھا ہے۔ اور نوادر ابن ساعہ مین امام محمد سے روایت ہو کہ ایک شخص نے کسی غیر کا بظاہر اسکی اجازت کے اپنے لڑکے کے ہاتھ بیچ ڈالا حالانکہ یہ لڑکا چھوٹا ہو جسکو اجازت ہو یا اپنے ایسے غلام کے ہاتھ فروخت کیا جسکو اسنے اجازت خرید و فروخت کی دیدی ہو خواہ اس غلام پر قرض ہو یا نہیں ہو پھر اس بلایع کے کپڑے کے مالک کو آگاہ کیا کہ مین نے تیرا کپڑا بیچ ڈالا اور یہ نہ بتلایا کہ کسکے ہاتھ بیچا ہو تو یہ بیع ناجائز ہوگی مگر ایک صورت کہ جہین اپنے غلام قرضدار کے ہاتھ بیچا ہو جائز ہو یہ محیط مین لکھا ہے اور بیع کا استحقاق کساح اور جارہ اور رہن سے نہایت ہو فیض بیع اپنی مقدم رکھی جاوے گی یہاں تک کہ اگر کسی درمیانی نے کسی شخص کی باندی فروخت کی اور دوسرے درمیانی نے اسکا کسی دوسرے سے کساح کر دیا یا اجرت پر دیا یا رہن کیا پھر مالک نے دونوں کی ایک ساتھ اجازت دیدی تو بیع جائز ہوگی اور اسکے سوا جو عقد ہو وہ باطل ہوگا اور آزاد کرنا اور مکاتبہ کرنا اور مدبر کرنا اپنے سوا کے دوسرے عقود پر مقدم ہو اور یہاں جارہ رہن پر مقدم ہو اور عقد ہبہ جارہ پر مقدم ہو اور دار کے حق مین بیع ہبہ پر مقدم ہو اور غلام کے حق مین دونوں برابر مین یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ مین نے تیرا یہ غلام اپنے سے اور فلاں شخص سے اکل کے دن الیکڑا دم کو خریدیا تھا پس اسکے مالک نے کہا کہ مین راضی ہوں تو کچھ بیع جائز ہونگی اور اگر کہا کہ مین نے تیرا یہ غلام اکل کے دن خریدیا تھا اپنے سے یا سود دم کو اور آدھا فلاں شخص سے یا سود دم کو پس اگر مالک کہے کہ مین نے اجازت دی تو اس آدمے کی بیع جسکو فلاں شخص سے خریدی ہو جائز ہوگی کذا فی المحیط۔ اور اجازت مالک سے پہلے مشتری کو بیع کا اختیار ہو اور ایسا ہی درمیانی کو قبل اجازت مالک کے اختیار ہو یہ وجہ کردری مین لکھا ہے اور بیع موقوف مین سے ایک اس مجبور لڑکے کی بیع ہو کہ جو خرید و فروخت کو سمجھتا ہو کہ اسکا خرید و فروخت کرنا اسکے باپ یا وصی یا دادا یا قاضی کی اجازت پر موقوف رہیگا اور ایسے ہی بیوقوف اور اس مجبور لڑکے کی بیع دوسرے کہ جوائع ہو کہ بیوقوف رہا وصی اور قاضی کی اجازت پر موقوف ہو اور مجبور غلام نے اگر مالک کے ہاں مین سے یا جو اسکو ہبہ کیا گیا ہو کوئی چیز فروخت کی یا کچھ خریدی تو مالک کی اجازت پر موقوف رہیگی اور اگر کسی شخص نے اپنے غلام قرضدار کو جسکو اسنے تجارت کی اجازت دی تھی بدوٹن قرضخواہوں کی اجازت کے فروخت کیا تو قرضخواہوں کی اجازت پر موقوف رہیگا اور اگر مالک نے ایسے غلام کو جسکے لیے تجارت کی اجازت دیگی ہو بدوٹن قرضخواہوں کی

۱۰
بیع موقوف کا کسکے مالک کی اجازت پر موقوف ہونا چاہیے
بیع موقوف کا کسکے مالک کی اجازت پر موقوف ہونا چاہیے
بیع موقوف کا کسکے مالک کی اجازت پر موقوف ہونا چاہیے

اجازت کے فروخت کیا اور ثمن پر قبضہ کر لیا اور وہ قلعہ ہو گیا پھر قرضہ ہونے سے بیع کی اجازت دی تو اجازت صحیح ہوگی اور یہ ثمن قرضہ ہونے کا مال تلف ہوگا اور اگر نقصوں نے بیع کی اجازت دی اور نقصوں نے غلام اور مشتری کی موجودگی میں بیع توڑ دی تو اجازت صحیح نہیں ہو اور بیع باطل ہو جائیگی اور بیع موقوفہ سے یہ کہ اگر مشتری نے اپنے مرض الموت میں کسی اپنے وارث کے ساتھ اپنے مالوں میں سے کوئی چیز بیع کی یا فروخت کیا تو بیع موقوفہ ہو پھر اگر وہ مرض سے اچھا ہو گیا تو بیع جائز ہوگی اور اگر اس مرض میں مر گیا اور وارثوں نے اجازت دی تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر بیع موقوفہ کی بیع ہو اگر اسے کوئی چیز خریدی یا فروخت کی تو موقوفہ رہیگی پس اگر وہ اپنے مرض سے ہونے پر قتل کیا گیا یا سر کیا یا دارالغریب میں جلا یا تو اس کا ثمن باطل ہو گیا اور اگر مسلمان ہو گیا تو اس کی بیع نافذ ہو جائیگی اگر کسی نے اپنی زمین کسی کا شتکار کر لیا یا کسی ملک میں سے کسی کو بیع کر دیا تو اس شرط پر دی کہ بیع کا شتکار کی طرف سے ہون اور کاشتکار نے اس کو بویا یا نہیں بویا پھر زمین کے مالک نے اس کو فروخت کیا تو یہ بیع کاشتکار کی اجازت پر موقوف ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے ایک کپڑا خریدا اور بائع نے اس کو کسی دوسرے کے ہاتھ دے دیا تو اس کی بیع موقوفہ ہے پھر مشتری نے بیع کی اجازت دیدی تو اجازت سے یہ بیع جائز ہوگی یہ عادی میں لکھا ہے۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک تھی کہ ایک شخص نے دوسرے شریک کی بلا اجازت اس کو فروخت کیا اور مشتری نے اس پر قبضہ کر لیا پھر اس کو آزاد کر دیا پھر دوسرے شریک نے بیع کی اجازت دی تو اس کے حصہ کی بیع جائز نہیں ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ نوادرا بن ساعہ میں ہو کہ اگر دو شریکوں میں سے ایک نے آدھا دار مشترک غیر منقسم فروخت کیا تو یہ اس کے حصہ کی بیع ہوگی اور اگر ایک دوسری شخص نے دو شخصوں کی شرکت کا آدھا دار فروخت کیا تو یہ بیع دونوں کے حصوں سے متعلق ہوگی پس اگر ایک نے دونوں میں سے اجازت دیدی تو اس کے نصف حصہ سے متعلق ہوگی اور یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور ابامحمد اور زفر نے فرمایا ہے کہ جو بھائی دار کی بیع جائز ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک ڈھیری اناج کی دو شخصوں میں مشترک تھی ایک نے اسیں سے ایک قفیر فروخت کر کے مشتری کو ناپ دیا پھر شریک نے اس کی بیع کی اجازت دی یا نہ دی ہر طرح بیع جائز ہوگی اور تمام ثمن بائع کا ہوگا اور اگر ایک نے ایک قفیر فروخت کیا پھر شریک نے اجازت دی پھر آسے مشتری کو ناپ دیا پھر باقی ضائع ہو گیا تو مشتری کا بائع پر آدھا قفیر چاہیے ہو اور مشتری سے لینے کی اس کو کوئی راہ نہیں ہو اور اگر شریک نے بیع کی اجازت نہ دی تھی اور باقی اناج ضائع ہوا تو وہ شریک مشتری سے آدھا قفیر لے لے لے گا اور اگر ایک شریک نے ایک قفیر مشترک ڈھیری میں سے جدا کر کے اس کو فروخت کیا اور دوسرے شریک نے اس کی بیع کی اجازت دی تو ثمن دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور اگر شریک نے اجازت نہ دی اور مشتری سے آدھا قفیر لے لیا اور مشتری نے چاہا کہ بائع سے پورا قفیر لے تو اس کو یہ اختیار نہیں ہو وائیکن اس کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو بائع سے آدھا ثمن واپس کر لے ورنہ بیع ترک کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ایک گاونڈ دو شخصوں میں مشترک تھا کہ ایک نے اسیں سے چند گھرا اور دو بائین قراضہ فروخت کیے تو نصف میں جائز ہو اور اگر آدھا قرضہ فروخت کیا تو جائز نہیں ہو اور اس طرح اگر ایک حجرہ اسیں سے فروخت کیا تو بھی جائز نہیں ہو اور ایسے ہی دونوں کی مشترک زمین کا راستہ بیچا جائز نہیں ہو مگر اس صورت میں کہ دوسرا رضی ہو

قراضہ مالگہ علی محمد سوم
جو بیعتی دار لکھا ہے
کے قابل ہو گیا ہے
پھر اس سے
بیعتی تو بیعتی ہی
کو پورا کر کے آدھا

اور اگر دارمین سے ایک ہی بیع بھرتی دار فروخت کیا تو اسے زمین جائز ہو اور اگر آدمی عمارت بدون اسکی زمین کے فروخت کی تو جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر گنیموں یا کوئی دینی چیز دو شخصوں میں مشترک ہو اور ایک نے اپنا حصہ اپنے شریک یا اجنبی کے ہاتھ فروخت کیا تو ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ شرکت اس سبب سے ہوئی کہ دونوں نے اپنا اختیار سے ملا دیا تھا یا بلا اختیار مل جانے کے سبب سے ہوئی تو اپنا حصہ اپنے شریک کے ہاتھ بیچنا جائز ہو اور اجنبی کے ہاتھ جائز نہیں مگر جبکہ اسکا شریک اجازت دے اور اگر یہ شرکت بسبب میراث یا خرید یا ہبہ کے ہوئی تو اپنا حصہ اپنے شریک کے ہاتھ بیچنا جائز ہو اور اجنبی کے ہاتھ بھی اپنے شریک کی اجازت کے بعد بیچنا جائز ہو اور اپنے شریک کے حصہ میں تصرف کرنے کا مالک نہ ہوگا یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہے۔ نازل میں مذکور ہے کہ ایک شریک نے بدون اپنے شریک کی اجازت کے باغ میں سے اپنا حصہ سوائے زمین کے فروخت کیا پس اگر وہ درخت کاٹنے کی معاد پر پہنچے گئے تھے تو بیع جائز ہوگی ورنہ فاسد ہوئی اور واقعات میں لکھا ہے کہ ایک خرم کا درخت کہ جسپر خرے پھلے ہوئے تھے دو شخصوں میں مشترک تھا یا ایک زمین کہ جس میں پھیتی تھی دو شخصوں میں مشترک تھی پس اسکی بیع کا مسئلہ کتاب میں مذکور نہیں ہے اور چاہے یہ کہ جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے اپنا حصہ اس گھر میں سے اتنے کو تیرے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری اسکا حصہ جانتا ہو اور بائع نہیں جانتا تو یہ بیع جائز ہو بشرطیکہ بائع نے یہ اقرار کر لیا ہو کہ اسکا حصہ ایسا ہی ہو جیسا کہ مشتری لکھتا ہو اور اگر مشتری نہیں جانتا ہو تو امام محمد رحمہ اور امام اعظمؒ نے فرمایا کہ بیع جائز نہیں ہو خواہ بائع جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور امام ابو یوسفؒ نے کہا کہ جائز ہو خواہ بائع جانتا ہو یا نہ جانتا ہو یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہے۔ اگر کہ لڑے یا بکریاں یا اس کے مانند جو چیزیں کہ منقسم ہوتی ہیں دو شخصوں میں مشترک تھیں کہ ایک نے اپنا حصہ مثلاً ایک بکری یا کپڑے میں سے فروخت کیا تو یہ جائز ہو اور شریک اسکو امام محمد رحمہ کی روایت پر باطل نہیں کر سکتا ہو اور حسن ابن زیادؒ نے روایت کی کہ بیع جائز نہیں مگر جبکہ اسکا شریک اجازت دے اور اسی کو طحاوی نے لیا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک زمین اور کنواں دو شخصوں میں مشترک تھا کہ ایک نے اپنا حصہ کنوین میں سے مع اس کے راستے کے کو زمین میں ہو کر مشتری فروخت کر دیا تو کنوین کی بیع جائز اور راستہ کی جائز نہیں ہو اور یہی صحیح ہے اور راستہ کی بیع اس کے شریک کی اجازت پر موقوف ہوگی پس اگر اس نے اجازت دی تو سب کی بیع جائز ہو جاوے گی اور اگر آدھا کنواں بدون راستہ کے فروخت کیا تو جائز ہو یہ محیط صغریٰ میں لکھا ہے۔ اور اگر آدمی عمارت مع آدمی زمین کے فروخت کی تو جائز ہو خواہ اجنبی کے ہاتھ بیچی یا شریک کے ہاتھ اور اگر آدمی عمارت بدون آدمی زمین کے اجنبی یا شریک کے ہاتھ فروخت کی تو جائز نہیں ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم استصورت میں ہو کہ وہ عمارت واجبی حق سے بنائی ہو اور اگر ناحق ہو تو آدمی عمارت کی بیع اجنبی یا شریک کے ہاتھ جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک شخص کا غلام بیچا اور مشتری نے غلام پھر دینا چاہا اور کہا کہ تو نے اس کے مالک کی بلا اجازت فروخت کیا ہو اور بائع نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے اس کے مالک کے حکم سے فروخت کیا ہے مشتری غلام کے مالک کے اس اقرار پر کہ اس نے بائع کو غلام کے بیچنے کی اجازت نہیں دی تھی گواہ پیش کیے یا اس بات پر گواہ پیش کیے کہ بائع نے ایسا اقرار کیا ہے تو اس کے گواہ مقبول نہ ہوں گے اور اگر بائع نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ غلام کے مالک نے اسکو بیع کی

۹
کے بیچنے والے کو زمین

نے فرمایا کہ یہ بھی صحیح ہو اور اصل یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اقالہ ایسے دو نفعظون کے ساتھ کہ ایک ماضی ہو اور دوسرے مستقبل ہو صحیح ہو جاتا ہو مثلاً ایک نے کہا کہ مجھ سے اقالہ کر لے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اقالہ کیا تو اس کے نزدیک صحیح ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ صحیح نہیں ہوتا مگر صرف دو ماضی کی نفعظون کے ساتھ نہ صحیح کے اور فنادی میں امام محمد رحمہ کا قول مختار رکھا گیا ہے یہ وجہ ذکر درمی میں لکھا ہے۔ کسی نے کوئی چیز بھی بھر مشتری سے کہا کہ تو مجھ سے بیع کا اقالہ کر لے اور اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے اقالہ کیا تو ظاہر الروایت میں امام اعظم اور امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ اقالہ ہو گا تا وقتیکہ بائع اس کے بعد یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کیا یہ فنادی قاضی خاں میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے کہا کہ میں نے بیع چھوڑ دی اور بائع نے کہا کہ میں نے قبول کیا یا میں نے اجازت دی تو یہ اقالہ ہو گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ بائع نے کہا کہ بیع مجھ کو پھر دے اس نے کہا کہ پھر دی تو یہ اقالہ صحیح ہو گا تا وقتیکہ بائع یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی اور اسی پر فتویٰ ہے یہ وجہ ذکر درمی میں لکھا ہے۔ اگر بائع نے مشتری سے اقالہ طلب کیا اور مشتری نے کہا کہ میں لا اور بائع نے قبول کیا تو یہ بیع بائع کے اس کہنے کے ہو کہ تو مجھ سے اقالہ کر لے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ دلائل بائع کے مطلق حکم سے بیع ڈالنے کے بعد میں لیکر بائع کے پاس آیا اور بائع نے کہا کہ میں اتنے کو نہیں دو لگا پھر دلائل نے مشتری کو خبر دی اور اس نے کہا کہ میں بھی نہیں چاہتا ہوں تو بیع فسخ ہو گیا یہ قیہ میں لکھا ہے۔ اور تعاطی سے اقالہ منعقد ہوتا ہے اگرچہ ایک کی طرف سے ہو اور یہی صحیح ہے یہ نہ لکھا میں لکھا ہے۔ مشتری نے طعام پر قبضہ کر لیا اور بعض شے سپرد کیا پھر چند روز بعد کہا کہ میں نے ان کو پس بائع نے وہ بعض شے کہ جس پر قبضہ کیا تھا واپس دیا پس اس شخص کے مذہب پر کہ جو کہتا ہے کہ ایک جانب کی تعاطی سے بیع منعقد ہو جاتی ہے یہ اقالہ ہو اور یہی صحیح ہے یہ وجہ ذکر درمی میں لکھا ہے۔ کوئی شخص اگر بیع خرید کر لے لیا پھر بائع سے کہا کہ یہ میرے کام کا نہیں ہو تو اس کو لے اور میرا شے واپس کر دے بائع نے انکار کیا مشتری نے کہا کہ میں نے شے سے اس قدر تنخواہ چھوڑا باقی مجھے پھر دے اور اس نے ایسا ہی کیا تو یہ اقالہ ہو گا نہ ابتدائی بیع۔ بائع نے مشتری سے بیع کا فسخ کرنا طلب کیا اور اس نے کہا کہ میرا شے دیدے پس بائع نے اس کو اکیلا لے لکھا۔ دیدے یا اس نے لیکر بیع واپس کر دی تو یہ فسخ ہو یہ قیہ میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک کپڑا بچا اور مشتری نے اس سے کہا کہ میں نے اس کپڑے کی بیع میں تیرے ہاتھ اقالہ کیا ہے تو اس کی قمیص قطع کر لے اس نے دونوں کے جدا ہونے سے پہلے ایسا ہی کیا اور زبان سے کہہ نہ کہا تو یہ اقالہ ہو جاوے گا یہ فنادی قاضی خاں میں لکھا ہے۔ اقالہ صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ دونوں اقالہ کرنے والے راضی ہوں اور مجلس بھی متحد ہو اور بیع صرف کے اقالہ میں دونوں بدل پر باہم قبضہ ہوا اور بیع تمام اسباب فسخ کے ساتھ محل فسخ ہو جیسے کہ خیانت یا روت یا عیب کی وجہ سے واپس کرنا ممکن ہو اور اگر اس میں ایسی زیادتی ہو جاوے کہ ان سببوں کے ساتھ فسخ کرنا ممنوع ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک اقالہ صحیح ہو گا اور یہ شرط ہے کہ اقالہ کے وقت بیع قائم ہو پس اگر اس وقت تلف ہو چکی ہو تو اقالہ صحیح ہو گا لیکن شے کا اس وقت قائم ہونا شرط نہیں ہے اگر کسی معین کو بعض دین کے مثل درم و دینار کے خواہ یہ دونوں معین کئے جاویں یا نہ کیے جاویں اور فلوس اور کیلی اور وزنی اور عددی کہ جو وصف کر کے اپنے دوسرے کچھ کچھ میں فروخت کیا پھر دونوں نے اقالہ کیا اور وہ معین مال مشتری کے پاس

۱۷
فنادی قاضی خاں میں لکھا ہے
کہ اگر مشتری نے بیع کا فسخ کر لیا
اور بائع نے اس سے اقالہ طلب کیا
تو بیع صحیح ہے

پہنچی پھر بیع سے انکار کیا اور مشتری بیع کا دعویٰ کرنا تو بائع کو اس سے وطی کرنا حلال نہیں ہے پھر اگر مشتری نے دعویٰ کرنا چھوڑا اور بائع نے سن لیا کہ اسے جھگڑا چھوڑ دیا ہو تو اسکو وطی کرنا حلال ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ کسی شخص سے ایک غلام بعوض باندی کے خرید کیا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے آدھا غلام کسی کے ہاتھ بچا بعد ازاں باندی کی بیع کا اقالہ کیا تو اقالہ جائز ہو گا اور اس پر واجب ہو گا کہ غلام بیچنے والے کو غلام کی قیمت ادا کرے اور اسی طرح اگر اسے غلام فروخت نہ کیا و لیکن اسکا ہاتھ کاٹا گیا اور اس کے عوض کا مال اس نے لے لیا پھر باندی کی بیع کا اقالہ کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیر مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام ایک نہر اردم کو خریدا اور من ویدیا اور غلام پر قبضہ نہ کیا پھر بائع نے اس سے ملاقات کے بعد کہا کہ میں نے تجکو غلام اور من یہ کیا تو یہ کہنا بیع کا توڑ نہ ہو اور من کا ہبہ کرنا صحیح نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ ایک قوم کشتی مین سوار تھی اور مسکین کے کسی شخص سے ان لوگوں نے کشتی مین کچھ اسباب خریدا پھر کشتی کے ڈوب جانے کا خوف پیدا ہوا اور سب نے اس بات پر اتفاق کیا کہ کشتی مین سے کچھ اسباب پھینک دینا چاہیے تاکہ کشتی ہلکی ہو جاوے پس اسباب بیچنے والے نے کہا کہ جو شخص تم مین سے اس اسباب کو جو مجھ سے خریدا گیا ہو پھینک لیا تو میں نے بیع کا اقالہ کیا پس انھوں نے پھینک دیا تو استحساناً اقالہ صحیح ہو جاوے گا یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام خریدا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو من ادا کرنے سے پہلے جتنے کو خریدا تھا اس سے کم پر بائع کے ہاتھ بیچ ڈالا ہو اور بائع نے دعویٰ کیا کہ اس نے بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو انکار اقالہ کے باب مین مشتری کا قول قسم لیکر مستبر رکھا جاوے گا اور اگر یہ صورت ہو کہ بائع دعویٰ کرنا ہو کہ میں نے اسکو مشتری سے من ادا ہونے سے پہلے جتنے کو بیچا تھا اس سے کم پر خریدا ہو اور مشتری اقالہ کا دعویٰ کرنا ہو تو دونوں مین سے ہر ایک کو قسم دلانی جاوے گی یہ ظہیر مین لکھا ہے۔ جو شخص بیع کرنے کے واسطے وکیل کیا گیا ہو وہ من پر قبضہ کرنے سے پہلے امام اعظم اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اقالہ کرنے کا الگ ہو اور وکیل خرید کی نسبت شمس الائمہ مخفی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ وہ اقالہ کرنے کا مالک نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو تو مکمل کا اقالہ کرنا بائع اور مشتری کے ساتھ صحیح ہوگا وارث اور وصی کا اقالہ جائز ہے اور وصی کا اقالہ جائز نہیں ہے یہ تفسیر مین لکھا ہے۔ اور کیل چیزوں مین بدول کیل کے اقالہ جائز ہے اور اقالہ کا شرط کے ساتھ معلق کرنا صحیح نہیں ہے مثلاً ایک کپڑا رید کے ہاتھ فروخت کیا اور کہا کہ تو نے اسکو سستا خریدا ہے اور اسے کہا کہ اگر کوئی زیادہ کا خریدار پاوے تو اس کے ہاتھ بیچ ڈالنا پھر اس نے پایا اور زیادہ کو بیع ڈالا تو دوسری بیع منعقد ہوگی یہ وجہ کر در مین لکھا ہے۔ امام اعظم کے نزدیک فاسد شرطوں سے اقالہ باطل نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ نسخ ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ جب کا کسی شخص پر میعاد دی قرض ہو اگر قرضدار سے اس قرض کے عوض کوئی چیز خریدی اور قبضہ کر لیا پھر دونوں نے اقالہ کیا تو قرض کی میعاد خود نہ کر لی اور اگر اسکو بسبب ہبہ کے قاضی کے حکم سے اس طرح واپس کیا جو ہر وجہ سے نسخ ہوا تو میعاد خود نہ کر لی اور اگر قرض کا کوئی کیل ہو تو کفالت دونوں صورتوں مین خود نہ کر لی یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ ایک گائے بھی اور اپنے مشتری سے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ سٹی کے ساتھ فروخت کی ہے پس مشتری نے کہا کہ اگر سستی ہو تو اسکو بیچ اور اپنے واسطے نفع اٹھا اور مجھ کو میری اس گائے کا من جو تو نے میرے ہاتھ پہنچا دے پس

ع
چینگیں ہوتا
اقلہ کے واسطے
فوری نہیں ہو
رہے

باع نے اسکو بچا اور نفع اٹھایا پس اگر قبضہ سے پہلے ہو یا بعد ولیکن مشتری نے اس سے کہا ہو کہ اپنے واسطے
 بیج لے تو یہ بیج کا بیج کرنا ہوگا اور نفع باع کا ہوگا ورنہ بیج کے واسطے وکیل کرنا ہوگا اور نفع موکل یعنی مشتری
 کا ہوگا۔ ایک عورت نے ایک زمین جو اس کے اور اس کے بائیں بیٹے کے درمیان مشترک یعنی فروخت کی اور بیٹے نے
 بیج کی اجازت دی پھر اس عورت نے بیج کا اقالہ کیا اور بیٹے نے اقالہ کی اجازت دی پھر دوبارہ اس عورت نے بیٹے
 کی بلا اجازت فروخت کی تو بیج جائز ہو اور اسکی اجازت پر بیوقوف نہ ہوگی کیونکہ اقالہ کی وجہ سے بیج عقد کرنے والے کی
 ملک میں آجاتی ہو موکل اور اجازت دینے والے کی ملک میں نہیں جاتی ہو تاکہ انکو بیوقوف نہ سمجھیں کہ خرید اور بیچا سے
 اس کے کیوں دیدئے پھر دونوں نے بیج بیج کر لی تو اسکو حکم دیا جاوے گا کہ کیوں طلب کرے اور اگر جدید بیج عین
 کوئی چیز خریدی اور بیچا سے اس کے زیور دیدئے اور باع نے اس نے چم پوشی کی پھر دونوں نے اقالہ کر لیا تو ہو سکتا کہ
 کہ مشتری باع سے جدید ورم واپس کرے یا کسی کوئی چیز خریدی کہ زمین یا ہر داری اور شقت ہو اور مشتری اسکو
 دوسری جگہ لے گیا پھر دونوں نے اقالہ کیا تو واپسی کا وقت باع کے ذمہ ہوگا کسی نے ایک گاسے خریدی اور سپر
 قبضہ کیا اور باع نے منہ پر قبضہ کیا پھر دونوں نے اقالہ کیا اور گاسے ہنوز مشتری کے پاس تھی کہ وہ اسکا دودھ
 دھتا تھا اور کھاتا تھا تو باع کو اختیار ہو کہ اس سے دودھ کی مثل طلب کرے اور اگر مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو
 اقالہ باطل ہو جاوے گا اور مشتری سے دودھ کی ضائع ساقط نہ ہوگی بسبب اس کے کہ اقالہ موجود کے حق میں ظاہر ہوتا ہے
 کے حق میں یہ قینہ میں لکھا ہو کہ اگر کوئی زمین اسکی کہتی کے خریدی اور مشتری نے اس کی بیعتی کو کاٹ لیا پھر دونوں
 نے اقالہ کیا تو زمین کا اقالہ اس کے حصہ میں کے عوض صحیح ہو بخلاف اس صورت کے کہ اگر بیعتی پک جانے کے بعد اقالہ
 کیا تو جائز نہیں ہو یہ نہر الفائق میں لکھا ہو کہ کسی نے کوئی چیز خریدی اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر منہ کے دم
 کاٹ ہو گئے پھر دونوں نے اقالہ کیا تو باع انہیں کا سرد رہوں کو واپس کرے یا یہ خلاصہ میں لکھا ہو کہ اگر کوئی ایسی
 زمین خریدی جس میں درخت تھے کہ انکو مشتری نے کاٹ لیا پھر دونوں نے بیج کا اقالہ کیا تو اقالہ پورے منہ پر صحیح
 ہو اور باع کو درختوں کی قیمت سے کچھ نہ ملیگا اور درخت مشتری کو دیدئے جاوے گا ورنہ حکم اس وقت میں ہو کہ باع
 درختوں کے کاٹ جانے سے آگاہ ہو اور اگر اقالہ کے وقت آگاہ نہ ہو تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے
 منہ میں لے ورنہ ترک کرے یہ قینہ میں لکھا ہو کہ اقالہ کا اقالہ کرنا جائز ہے ولیکن بیج مسلم کے اقالہ کا اقالہ ایسا نہیں ہو
 یہ نہر الفائق میں لکھا ہو کہ اور اگر اقالہ کے بعد مشتری کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز اور اگر غیر کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں ہو
 اور اگر باع نے بیج کا اقالہ کیا پھر اس باع نے اپنے پہلے باع سے اقالہ کیا تو جائز ہو اور اسے بطرح اگر اپنے پہلے
 کے ہاتھ بیج کیا تو بھی جائز ہو کہ انکی محیط مشتری *

کاسوئے اور جن
 جابا اور جن
 قرض چلن اور جن
 بیچ چلن
 منہ چلن اور جن
 منہ چلن اور جن
 منہ چلن اور جن

چودھواں باب بیع مرابحہ اور تولیہ اور وضعہ کے بیان میں۔ بیع مرابحہ وہ ہو کہ مثل پہلے منہ پر کچھ نفع
 زیادہ لے کر فروخت کرے اور تولیہ وہ بیج ہو کہ مثل پہلے منہ پر بدون زیادتی کے فروخت کرے اور وضعہ وہ
 بیج ہو کہ مثل پہلے منہ سے کسی قدر نقصان معلوم کرے اور یہ سب جائز ہیں یہ محیط میں لکھا
 ہو کہ اگر کوئی چیز مرابحہ پہنچے پس اگر منہ مثل ہو جیسے کیلی اور وزنی چیز تو بیج جائز ہوگی بشرطیکہ نفع معلوم ہو
 خواہ وہ نفع من اول کی طیس سے ہو یا ہو اور اگر من مثل ہو جیسے اسباب پس اگر وہ مرابحہ ایسے شخص کے ہاتھ

فروخت کی جو اس اسباب کا مالک نہیں ہو تو بیع جائز نہ ہوگی اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کی جو اس اسباب کا مالک ہو پس اگر بعض اس اسباب کے جو اس کے ہاتھ میں ہو اور دس کے نفع پر بیچے تو جائز ہو اور اگر (وہ باندہ) کے نفع پر بیچے تو جائز نہیں ہو مگر استصورت میں کہ شہن اسی مجلس میں معلوم ہو جاوے تو جائز ہو اور اسکو خیار حاصل ہوگا پس اگر اسے بیع اختیار رکھ لی تو استخانا اس کے ذمہ کیا رہ لازم ہونگے اور اسطرح اگر وہ شہر بتولیمہ بھی اور مشتری نہیں جانتا کہ کتنے میں اسکو بیگی تو جائز نہیں ہو مگر استصورت میں کہ شہن اسی مجلس میں معلوم ہو جاوے تو جائز ہو اور اسکو خیار حاصل ہوگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہو گا کہ کوئی کپڑا دس درم کو خریدا پھر اس کے عوض ایک دینار اور کپڑا دیا تو اس المال دس ہوگا یہاں تک کہ اگر اسکو مرا بحتہ فروخت کیا تو دوسرے مشتری کو دس دینے پڑینگے اور اگر ایک کپڑا بعض دس درم کے جو اس شہر کے نقد کے برخلاف ہیں خریدا اور اسکو ایک درم نفع سے بچا تو دس درم ویسے ہی پڑینگے جسے اس نے ادا کئے ہیں اور ایک درم اس شہر کے نقد میں سے لیکھا اور اگر نفع کو اس المال کی طرف نسبت کیا اور کہا کہ میں تیرے ہاتھ وہ باندہ کے نفع سے بچا ہوں تو نفع شہن کی مجلس سے ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو گا اور اگر مشتری نے بھاسے حید درموں کے زیوف ادا کیے اور بائع نے اس سے چشم پوشی کی تو اسکو یہ جائز ہو کہ حید کے حساب سے نفع لیکر مرا بحتہ فروخت کرے یہ حاوی میں لکھا ہو گا اور اگر اس نے شہن کے عوض کوئی اسباب دیا یا رہن دیا اور وہ تلف ہو گیا تو درمیں پر نفع لیکر مرا بحتہ فروخت کرے بجا یہ محیط سرخی میں لکھا ہو گا کوئی اسباب مرا بحتہ فروخت کیا اور اسکو خریدی کہ میرا اس المال سو دینار ہیں پھر جب مشتری نے اسکو شہن ادا کرنا چاہا تو اس نے کہا کہ میں نے اسکو شامی دیناروں کے عوض خریدا ہو حالانکہ بیع بغداد میں واقع ہوئی ہو تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ اسکو سو اسے نقد بغداد کے دو سو اٹھ لکھا اور اگر وہ اس بات پر گواہ لایا کہ میں نے اسکو شامی دیناروں سے خریدا ہو تو اس کے گواہ مقبول ہونگے اور مشتری کو خیار حاصل ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو گا اور اگر مشتری نے بیع کسی شخص کو بہہ کر دی پھر بہہ سے رجوع کر لیا تو اسکو مرا بحتہ بچنا جائز ہو اور اسی طرح اگر اس نے فروخت کیا ہو پھر بسبب عجب یا خیار یا قالم کے اسکو واپس ملگئی ہو تو بھی یہی حکم ہو لیکن اگر وہ بیع تمام ہو جاوے پھر بسبب میراث یا بہہ کے اس کے پاس واپس آوے تو اسکو مرا بحتہ بچنا جائز نہیں ہو اور اگر بیع سب ایسی ہو جو ناپی یا تولی یا گنی جاتی ہو بشرطیکہ اعدا دین تفاوت نہ ہو تو مشتری کو اس میں سے بھٹوڑی بچنا جائز ہو اور اگر وہ بیع پوری مختلف ہو یا اعدا دین تفاوت ہو کہ بعض بڑی اور بعض چھوٹی ہو پس اگر مرا بحتہ بعض کو غیر منقسم فروخت کیا تو جائز ہو اور اگر زمین کر کے فروخت کیا پس اگر شہن اکتفا ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر ہر ایک کا شہن علیحدہ بیان کیا گیا تو امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس شہن پر جو بیان ہو ہو نفع لیکر مرا بحتہ بیچ سکتا ہو یہ حاوی میں لکھا ہو گا اگر ایک مجلس کے دو کپڑوں کی بیع سلم میں دس درم سے اور ان دونوں کی جنس اور نوع اور مصفت اور گز کی تعداد برابر بیان کر دی اور وقت کے آنے پر ان دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ان دونوں کو پانچ پانچ سے بچنا چاہا تو وقتیکہ بیان نہ کر دئے مگر وہ ہو اور صاحب بیع نے فرمایا کہ مگر وہ نہیں ہو یہ کافی میں لکھا ہو گا اگر ایک کپڑا خریدا اور اسکا آدھا چلیا تو یہ جائز نہیں کہ باقی آدھے کو آدھے شہن پر مرا بحتہ فروخت کرے اگرچہ باقی کپڑا باعتبار گز و ن کے

اسے بیچنے سے
کے گیارہ دینار
کافی کہ بیع کا
شہن کے ذمہ سے
بیع کا نفع ساقط
ہو گیا امام محمد
کو ایک دینار بیع کا
کافی کہ اگر بیع کا
شہن کو آدھا

آدھا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ غلام کے غصب کرنے والے پر اگر وہ قیمت ادا کرنے کا حکم قاضی کی طرف سے دیا جاوے کہ جو بھاگنے کے وقت غلام کی قیمت تھی پھر وہ بھاگنے سے لوٹ آوے تو قاصب کو جائز ہو کہ مرا بحتہ اس قیمت پر فروخت کرے جو اسنے ڈانڈ دی ہو مگر وہ کہیگا کہ یہ غلام مجھ کو اتنے میں بڑا ہوا جیسے ہی اگر ایک غلام شراب کے عوض خرید اور اس پر قبضہ کیا پھر وہ بھاگ گیا اور قاضی نے اس پر حکم کیا کہ بالغ کو قیمت ادا کرے تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ایک کپڑا کچھ عوض لینے کی شرط پر بیہ کیا اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا تو امام اعظم کے نزدیک مال صلح کے مانند اسکو مرا بحتہ بیچنا جائز نہیں ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اگر عوض مثل بیہ کی قیمت کے ہو تو کچھ مضائقہ نہیں کہ وہ یوں کہے کہ مجھے یہ مال اتنے میں بڑا ہوا اور یہ نہ کہنا چاہیے کہ میں نے اسکو خریدا ہو کسی کو ایک غلام میراث میں ملا اور اسنے اسکو ایک درم کو بیچا پھر دونوں کے باہم قبضہ کر لینے کے بعد باہم بیچ کا اقالہ کر لیا اور اسکو مرا بحتہ بیچنا چاہا تو امام اعظم کے نزدیک جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر ایک مخموم کیوں دو مخموم جو کے عوض جو غیر زمین کے فروخت کیے اور دونوں نے قبضہ کر لیا تو کیوں کو مرا بحتہ بیچنے میں کچھ خوات نہیں ہوا اور ایسے ہی ہر کیلی اور زنی چیزوں کی ایک قسم کو دوسری قسم کے ساتھ بیچنے کا یہی حکم ہوا اور اگر کیوں کی ایک فقیر کو دو فقیر جو کے عوض جو غیر زمین میں خرید یا پھر کیوں کو جو کیوں کے نفع سے فروخت کیا تو جائز نہیں ہو بخلاف اس صورت کے کہ اگر ایک چاندی کا کنگن خریدا پھر اسکو ایک درم کے نفع سے بیچا تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر دو کیوں کو خریدا اور ہر ایک کا ثمن بیان نہ کیا تو ایک کو مرا بحتہ بیچنا جائز نہیں ہو اور اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ بیان کیا تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک جائز اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ناجائز ہوا اور اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور اسکا ثمن بہت گراں دیا پھر اسی ثمن پر اسکو مرا بحتہ فروخت کیا تو جائز ہوا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر ایسی زیادتی اسنے کر دی ہو کہ جتنا تو لوگ نہیں اٹھاتے ہیں تو میں اچھا نہیں سمجھتا ہوں کہ اسکو مرا بحتہ فروخت کرے تا وقتیکہ بیان نہ کرے کہ میں نے ثمن گراں دیا ہے۔ اگر دو شخصوں نے کئی یا زنی چیز یا ایسی گنتی کی چیز جو باہم قریب قریب میں خریدی اور اسکو تقسیم کر لیا تو ہر ایک کو اپنا حصہ مرا بحتہ بیچنا جائز ہوا اور اگر کپڑا اسکے مانند کوئی چیز ہو اور اسکو دونوں نے تقسیم کر لیا تو ہر ایک کو اپنا حصہ مرا بحتہ بیچنا جائز نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر درموں کے عوض دینار خریدے اور دیناروں کو مرا بحتہ بیچنا چاہا تو جائز نہیں ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ کسی نے کوئی اسباب خریدا اور اسکے ثمن سے زیادہ اس پر رقم ڈال دیا اور اسکو اس رقم پر مرا بحتہ بیچا تو جائز ہو مگر یہ نہ کہے کہ مجھ کو اتنے میں بڑا ہوا اور ایسے ہی اگر کسی چیز کو میراث میں پایا یا اسکو بیہ میں ملی اور اس پر رقم ڈال کر مرا بحتہ بیچا تو بھی جائز ہو اور یہ سب اس وقت میں جائز ہوگا کہ بالغ اپنے نزدیک یہ جانتا ہو کہ مشتری جانتا ہو کہ رقم سوائے ثمن کے ہوتا ہو اور اگر یہ جانتا ہو کہ مشتری کے علم میں ثمن اور رقم برابر ہیں تو ایسا کرنا خیانت ہوگا پس مشتری کو خیانت حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور اگر آدھا غلام سودم کو خریدا پھر باقی آدھا دوسودم کو خریدا تو اسکو اختیار ہو کہ جن آدمے کو چاہے اسکے ثمن پر مرا بحتہ فروخت کرے اور اگر چاہے تو سب کو ثمن سودم چھ مرا بحتہ فروخت کرے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اس المال میں وحوالی اور نکالی اور نقش کرانی کی ضرورت

الحق قال الترمذی
اس حکم سے ہر مال کو
تنتہ نام کوئی ضرر نہ
کرنا والا خدا نہیں کرنا
اور بی بی صاحبہ کی بیوی
تشریح نہ کرنا چاہیے
کر دی اور اسنے
کیونکہ پیشہ طبع میں
چاق کے برتن کو منصف
ثبت ہو اور اسنے

اور بیٹنے کی ضرورت اور بیکریاں یا نکلنے کی ضرورت اور مالی ملانا جائیداد اور اصل یہ ہو کہ تاجرون کا عرف بیع مراحتہ میں معتبر ہو پس جن چیزوں کا راس المال میں ملانا نکلے عرف میں ہو گا وہ ملائی جاوے گی ورنہ نہیں ملائی جائیگی یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور جو کچھ اس شخص نے سفر میں اپنی ذات پر خرچ کیا ہو کھانے اور کرایہ وغیرہ سے وہ اس میں نہ ملاوے کیونکہ اس عرف کا ہونا ظاہر ہو یہ بسوٹ میں لکھا ہے۔ اور جو اسے کی اجرت اور غلام کو کوئی ہنر سکھانے یا قرائن پڑھانے یا علم پڑھانے یا شاعری سکھانے کی اجرت یا مال کے حفاظت سے رکھنے کے مکان کا کرایہ راس المال میں نہ ملاوے اور اس طرح غلاموں کے محافظ یا اناج کے محافظ کی اجرت بھی نہ ملاوے گا اور ایسے ہی طبیب کی اجرت اور بالین اور سیٹار کی اجرت اور بلیق کی ضرورت اور خادموں کی اجرت اور جرم کا جرمانہ اور جو اس سے راہ میں نظم سے لیا گیا راس المال میں نہ ملاوے مگر اس صورت میں کہ اس کے ملانے کی عادت جاری ہو یہ نہ اطلاق میں ہو اور کچھ لگانے والے کی اجرت نہ ملاوے اور اناج کے مٹن میں پیمانہ کرنے والوں کی اجرت نہ بڑھاوے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور ظاہر الروایت میں دلال کی اجرت بڑھاوے گا اور جو یایوں کی بیع میں جھوٹوں یا اسکے مانند چیزوں کا مٹن نہ ملاوے اور غلام کی بیع میں کھانے اور کپڑے کا خرچ ملاوے مگر وہ نہ ملاوے جو اس سے اور زیادتی ہو اور جو یایوں کے چارہ کے دام ملاوے لیکن اگر کوئی چیز اسے مثل دودھ یا صوف یا روغن کے پیدا ہو کر اسکو ملگئی ہو تو نقد راس کی قیمت کے ساقط کرے اور جو زیادہ ہو اسکو ملاوے بخلان اس صورت کے کہ اگر اسے جو یا یہ یا غلام یا گھر کو اجرت پر دیا اور اسکی اجرت لیلی تو باوجود اسکے جو کچھ اس نے ان چیزوں پر خرچ کیا ہو اور راس المال میں ملا کر مراحتہ فروخت کر لیا کیونکہ اجرت انکی ذات سے نہیں پیدا ہوئی ہو ایسے ہی مرغی کے انڈوں کو حساب کر لیا اور جو اس سے زیادہ خرچ کیا ہو گا اسکو ملاوے گا اور کچھ کرانے اور کھانے لگانے اور کنواں کھودانے کی اجرت جب تک یہ چیزیں گھر کے اندر باقی ہوں راس المال میں ملاوے گا پس اگر یہ چیزیں نائل ہو جائیں تو نہیں ملاوے گا اور ایسے ہی کھیتی اور انگور کو سینچنے کی اجرت اور اسکے پیراستہ کرانے کی اجرت بھی ملاوے گا اور اگر کپڑا اپنے آپ دھویا یا خود کنگل لگائی یا ایسے ہی اعمال خود کیئے تو کچھ نہ ملاوے گا یا اگر ایسے کام کسی نے احسان کے طور پر یا عاریتاً کر دئے تو بھی یہی حکم ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہے نہ کہ کھودنے اور کاربیر بنانے اور پانی کا باندھ بنانے اور جو تنے اور درخت لکھانے میں جو خرچ ہو وہ ان چیزوں کے باقی رہنے تک ملاوے گا اور ایسے ہی چل چھاڑنے والے اور بیوہ چنے والے کی اجرت بھی ملاوے اور انکی حفاظت کرنے والے کی اجرت نہ ملاوے گا یہ محیط مسخری میں لکھا ہے۔ اگر کوئی بکری خریدی اور اسکے نوچ کرنے اور کھال کھینچنے اور نمک دینے کے واسطے کوئی مزدور لیا تو ان سب کی اجرت راس المال میں ملاوے گا اور ایسے ہی اگر بنا خرید اور اسکے برتن بنانے والے کو اجرت پر مقرر کیا تو اسکو بھی حساب کرے اور ایسے ہی کڑی کی صورت میں دروازہ بنانے کے واسطے بڑھی کی اجرت بھی ملاوے اور ایسے ہی اگر کڑی خریدی اور اسکا کوئلہ کیا تو آگ روشن کرنے والے اور بھٹی بنانے والے اور کوئلہ بنانے والے کی اجرت راس المال میں ملاوے ایسا ہی محیط میں لکھا ہے۔ اگر غلام کا نچ کر دیا تو اسکا مہر راس المال میں نہ ملاوے اور اگر باندی کا نچ کر دیا تو اسکا راس المال میں سے مہر کم نہ کرے اگر موتی خریدے اور اس میں سورخ کرے تو اسکی اجرت ملاوے

۱۴
بیع مایہ و غیرہ
کتاب بیع و ہب
باب چہارم
بیع مایہ و غیرہ

اور یا قوت کی صورت میں اگر چھید کرانا اسکو ناقص کرتا ہو تو چھید کرانی کی مزدوری نہ ملاوے اور اگر چھید کرانے سے اسکی قیمت بڑھتی ہو یا چھید کرنا ضروری ہو تو ملاوے اگر بلا اور راستہ خریدا اور دونوں کا جہ بنایا اور اس میں ایسی روٹی بھری جو اسکو وراثت یا ہبہ میں ملی ہو تو دھولائی اور سلائی کو ثمن میں ملاوے اور اگر کپڑا اسکو وراثت میں ملاوے اور اس کے نیچے اسنے ایسا پوسٹین لگایا کہ جبکو اسنے خریدا ہو یا پوسٹین میراث میں ملاوے اور برا اسنے خریدا تو پوسٹین کا ثمن اور سلائی راس المال میں ملاوے اور اگر دو کپڑے کہ ایک خریدا ہو اور دوسرا میراث میں ملاوے پھر دونوں کو مرابحہ بیچا اور کہا کہ دونوں مجھ کو دس درم میں بیچے ہیں تو جائز نہیں ہو کہ وہ میراث کا کپڑا اسنے کسی چیز کے عوض نہیں خریدا ہو اور اگر اسنے اس میراث کے کپڑے کو ایک دم خرچ کر کے عصفیر سے رنگا یا پھر دونوں کو مرابحہ فروخت کیا اور کہا کہ مجھ کو دس درم میں بیچے ہیں تو جائز نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اگر بائع نے بیع مرابحہ میں خیانت کی تو مشتری کو خیانت حاصل ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن میں لے ورنہ ترک کر دے اور اگر بیع تولیہ میں اسنے خیانت کی تو ثمن میں سے کم کر دیکھا اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور خیانت کی صورت میں اگر بیع واپس کرنے سے پہلے تلف ہوگئی یا اس میں کوئی ایسی چیز پیدا ہوگئی کہ جس سے فسخ منع ہوتا ہو یا یہ خیانت ظاہر ہونے کے وقت ہو تو مشتری کو پورے ثمن پر لازم ہوگی اور اسکا خیانت امام اعظم رحمہ کے نزدیک باطل ہو جاوے گا اور یہی امام محمد رحمہ کا مشہور قول ہے کہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر بیع میں بچہ عیب تھا اور اسکو مشتری سے پوشیدہ کیا پھر جب مشتری نے اسکو دیکھا تو اس پر راضی ہو گیا تو اسکو مرابحہ بیچنا جائز ہے اور ایسے ہی اگر اسکو اسنے مرابحہ خرید کیا پھر اسکا مالک لے آیا تو اسکو اختیار ہے کہ بٹنے کو لیا ہو اس پر نفع لیکر مرابحہ فروخت کرے یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور اگر بیع میں بائع کے پاس یا مشتری کے پاس آسانی آفت سے یا مشتری کے فعل سے یا خود بیع کے فعل سے کوئی عیب پیدا ہو گیا تو اسکو مرابحہ پورے ثمن پر بدون بیان کرنے کے ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک بیچنا جائز ہے اور اگر بائع کے فعل یا اجنبی کے فعل سے اس میں کوئی عیب پیدا ہوا تو جب تک بیان نہ کرے اسکو مرابحہ بیچنا جائز نہیں ہے اور ایسے ہی اگر بیع میں بچہ زیادتی پیدا ہوئی جیسے پھل یا بچہ یا صوف اور وہ اس کے پاس موجود ہو پھر اس کے فعل سے یا اجنبی کے فعل سے تلف ہوگئی تو بدون بیان کرنے کے اسکو مرابحہ بیچنا جائز نہیں ہے اور اگر آسانی آفت سے تلف ہوئی تو بدون بیان کے مرابحہ بیچنا جائز ہے اور اگر کوئی نمیبہ باندی خریدی اور اس سے وطن کی توبہ دن بیان کر لے کے اسکو مرابحہ بیچنا جائز ہے اور اگر باکرہ ہو تو بدون بیان کے مرابحہ بیچنا جائز نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر کوئی کپڑا خریدا کہ اسکو چوبیسے نے کاٹ ڈالا یا آگ نے جلا دیا تو بلا بیان اسکو مرابحہ بیچ سکتا ہے اور اگر اس کے ٹھونے یا پٹنے میں مشک کر نقصان آوے تو اسکو بیان کرنا لازم ہے یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی دار یا زمین کو اگر یہ چلا یا بدون اس کے کہ اس میں کچھ نقصان آوے تو اسکو جائز ہے کہ بدون بیان کے مرابحہ فروخت کرے اور اگر کوئی شے آدھا خریدی تو بدون بیان کرنے کے اسکو مرابحہ فروخت کرے اور یہ حکم ایسی میعاد میں ہے کہ جسکی شرط لگائی ہو اور اگر شرط نہ لگائی گئی ہو ولیکن اسکی رسم تاہر دن کے درمیان جاری ہو جیسے کہ اکثر بیع میں شو کو فروخت کر کے اس کے ثمن کا ایکبار کی مطالبہ نہیں کرتا ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کیسے ہر مہینہ ہر

الحق بانی التفت
الموجودہ اور
میں بیع اکثر
نہایت میں اور بیع
بدر ایک بار میں
بیع میں

سروس دن میں بائع لیتا ہو تو ایسی صورت میں اکثر مشایخ کے نزدیک بیان کرنا ضرور نہیں ہوتا پھر جو مدت کہ شرط کی گئی ہو اگر ایسی صورت میں بدولت بیان کے فروخت کیا اور مشتری اس سے آگاہ ہوا تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو رضامند ہو کر اسکو لے لے ورنہ واپس کر دے یہ محیط میں لکھا ہے۔ پس اگر مشتری نے بیع کو تلف کر دیا یا خود تلف ہو گئی پھر مدت کی شرط سے آگاہ ہوا تو بیع لازم ہو جائیگی یہ ہر افاضی میں لکھا ہے اگر کسی قرضہ کے عوض قرضدار سے کوئی چیز خریدی حالانکہ دوسرے سے ان داموں کو نہ لیتا تو اسکو مراجعتہ بیع بدولت بیان کے جائز نہیں ہے اور اگر دوسرے سے بھی ان داموں کو نہ لیتا تو مراجعتہ بیع سکتا ہے خواہ لفظ خرید کے ساتھ لی ہو یا لفظ صلح کے ساتھ اور ظاہر ارطابت کے موافق صلح اور خرید میں فرق ہی یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ ہر جگہ کہ جہاں بیان کرنا واجب تھا اور بائع نے بیان نہ کیا جب مشتری اس سے آگاہ ہوا تو اسکو خیال ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ثمن میں بیع تمام کرے ورنہ بیع واپس کر دے پس اگر بیع اس کے پاس موجود نہ ہو تو اسکو پورا ثمن دینا پڑیگا اور خیال ہوگا کہ یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر بائع نے تھوڑا ثمن مشتری کو چھوڑ دیا تو مشتری باقی ثمن پر مراجعتہ فروخت کر لیگا اور اسطرح اگر بیچنے کے بعد اس نے کم کر دیا تو مشتری دوسرے مشتری سے بھی اسکو حصہ نفع گے کم کر دیا اور اگر بائع نے بیع مراجعتہ سے اسکو بیع کر دیا تو دوسرے مشتری سے بھی ایسا ہی کیا جاوے گا اور اگر مشتری نے ثمن میں زیادہ کر دیا تو اسکو اصل اور زیادتی دونوں پر مراجعتہ بیچنا اور یہ مذہب ائمہ ثلاثہ کا ہے اگر کوئی کپڑا خریدا کہ اسکا ثمن بنین ادا کیا ہو پھر اسکو نفع سے فروخت کیا تو جائز ہے پس اگر اسکے بعد اسکو ایک مہینہ کی مہلت دی گئی تو اس پر یہ واجب نہیں ہے کہ اپنے مشتری کو بھی ثمن ادا کرنے میں مہلت دے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر مشتری کو پورا ثمن ہمہ کر دیا گیا تو بیچنے کو خریدنا اس پر مراجعتہ بیچنا جائز ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک کپڑا خریدا اور اسکو نفع سے بچا پھر اسکو خرید اپس اگر مراجعتہ بیچنا چاہے تو جو نفع اٹھایا ہو اسکو ساقط کرے اور اگر پورے ثمن کا احاطہ کر لیا تو مراجعتہ فروخت نہ کرے اور یا غلام کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک اخیر ثمن پر مراجعتہ بیع سکتا ہے۔ اگر کوئی کپڑا دس درم کو خریدا پھر اسکو پندرہ درم کو بچا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر اسکو دس درم میں خریدا تو اسکو پانچ درم پر مراجعتہ فروخت کرے اور اس کے کہ چھو پانچ درم میں بٹا ہو اور یہ نہ کہے کہ میں نے پانچ درم میں خریدا ہو اور اگر اسکو دس درم میں خریدنا اور پندرہ درم میں بچا پھر اسکو دس درم میں خریدنا تو اسکو مراجعتہ سے بیچنا جائز نہیں ہے ایک غلام نے کہ جسکو تجارت کی اجازت دی گئی تھی اور اس پر اجازت قرض تھا کہ جو اس غلام کی قیمت کو محیط ہو اسے ایک کپڑا دس درم کو خریدا اور اپنے مالک کے ہاتھ پندرہ درم کو بچا تو اسکا مالک دس درم پر مراجعتہ فروخت کر گیا اگر اسکے مالک نے دس درم کو خریدا اور غلام کے ہاتھ پندرہ درم کو بچا تو وہ غلام دس درم پر نفع سے فروخت کر دیا اور مکاتب کا حکم بھی اسی غلام کے مانند ہے اور اگر اسکے مالک نے یہ بیان کر دیا کہ میں نے اسکو اپنے مکاتب یا قرضدار غلام سے کہ جسکو میں نے تجارت کی اجازت دی تھی خریدا ہو تو اسکو پندرہ درم پر مراجعتہ بیچنا جائز ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر رب المال نے اپنے مضارب سے مال مضارب خریدا تو اس کے حصہ نفع کے اوپر اسکو مراجعتہ بیچنا جائز ہے ایسا ہی اگر ایسے شخص سے خریدا جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہو تو بھی امام اعظم کے نزدیک یہی حکم ہے یہ محیط مغربی میں لکھا ہے۔

بیع مراجعتہ بیع بیع

اور اگر ایسے شریک سے جسکو شرکت عنوان ہو کوئی چیز خریدی تو اسکو مرا بہتہ بیچنے میں کچھ خوف نہیں ہو اور یہ حکم اسوقت ہو کہ وہ شریک خاص شریک کی ہو اور اسکو اپنے واسطے خریدا ہو اور اگر وہ شریک عام کی ہو اور اسکو خاص اپنے واسطے خریدا ہو تو اسکو جائز ہو کہ شریک کے حصہ کو خرید پر پوری سے فروخت کرے اور اپنا ذالی حصہ بیچ دینا اور جو حصہ سے فروخت کرے یہ عادی میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور دونوں نے قبضہ کیا پھر اسکو ایک ہزار ایک سو درم پر واپس سے فروخت کیا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر دوسرے شریک کے ساتھ ہوا کہ پہلی خرید ایک ہزار درم پر مہنی اور اسے جھگڑا کیا اور اس بات پر گواہ پیش کیے پس بائع نے کہا کہ پہلے میں نے اسکو ایک ہزار درم میں خریدا تھا پھر اسکو بائع کو بیہ کر دیا پھر ایک ہزار ایک سو درم میں خریدا ہو تو اسکی تصدیق نہ کیا دیگی پس اگر اسنے مشتری کے علم پر قسم طلب کی اور کہا کہ بیہ کے وقت اور ایک ہزار ایک سو کی خرید کے وقت یہ حاضر تھا تو اس سے اسکی آگاہی پر قسم لیا دیگی اور اگر مشتری اولیٰ ہونے پر دعوے نہ کیا بلکہ کہا کہ یہ سو درم زائد میں نے اسکے کھانے اور بار برداری آئین جہان سے خریدا تھا بیان تک لاسنے میں خرچ کئے ہیں پس اگر اسنے مرا بہتہ فروخت کرتے وقت یہ کہا تھا کہ جھگڑا اتنے میں پڑا ہو تو اسکا قول قسم سے معبر ہو گا اور اگر یہ کہا تھا کہ میں نے اسکو ایک ہزار ایک سو کو خریدا ہو تو اسکا قول اس باب میں کہ یہ ایک سو درم خراج پڑے ہیں مقبول ہو گا کسی نے ایک کپڑا پندرہ درم کو خریدا اور دس درم اور اسکا نصف پڑا ہو اسکو وہ پانچواں حصہ کے نفع پر فروخت کیا اور خریدی کہ جھگڑا دس درم میں پڑا ہو پھر دس درم اور اسکا نصف پڑا ہو پھر اسکی بعد کہا کہ میں نے غلطی کی جھگڑا پندرہ درم میں پڑا ہو اور مشتری نے اسکو جھگڑا یا تو اس پاس المال کے دعویٰ میں بائع کی دلیل مقبول ہوگی اور اگر مشتری نے اسکی تصدیق کی تو اس سے کہا جائیگا کہ ساٹھ حصے بائع جرم اولیٰ سے یا بیع کو واپس کرے اور یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور امام اعظم کے نزدیک مشتری سے زیادتی نہ لیا دیگی صرف بائع سے کہا جائیگا کہ اگر تو چاہے تو بیع کو فسخ کر کے کپڑا لے لے اور جو تو نے لیا ہے واپس کر دے اور اگر چاہے تو اتنے داموں میں جو جھگڑا بیع کو سپرد کر دے کہ اس سے زیادہ نہ دے جائیگے اور اگر مشتری نے کہا کہ تو نے بائع درم میں خریدا اور جہانت کر کے اپنا پاس المال دس درم بتلایا اور اسے اس سے قسم لینے کا ارادہ کیا تو امام اعظم کے نزدیک بائع پر قسم نہ آویگی اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ میرا پاس المال بائع درم میں یا اسپر گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واپس کیا جائیگا اور امام اعظم کے نزدیک نہیں بلکہ اگر مشتری چاہے تو بیع واپس کرے ورنہ جو خریدا کیا ہو اسکی عوض لے لے اور اگر ان دونوں حکمون میں بیع واقع ہوئی ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک زیادتی اور نقصان میں دونوں ایک دوسرے سے واپس لینے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا نقصان کی صورت میں ہو اور ایسے ہی آنکے قول کا قیاس زیادتی میں ہو اور اسی طرح اگر اس کیلئے کو دس درم پہلے درم کے نفع سے خریدا تو سب صورتوں میں اسکا حکم وہ پانچواں حصہ کا حکم ہو جیسا کہ میں نے لکھا ہے۔ اگر کسی شخص سے وہ پانچواں حصہ کے نفع سے یا جو اسکے مانند ہو فروخت کیا پس مشتری اس سے آگاہ ہونے کے وقت اگر چاہیگا تو اسکو بیگ ورنہ ترک کر دیگا اور اگر عقد بیع واقع ہو جائے گا پہلے میں سے آگاہ ہوا تو واپس لینے نہ سکتا ہو اگر کسی نے ایک کپڑا پانچ درم کو خریدا اور دس درم سے

فروخت ہوا تو اسکا قول قسم سے معبر ہو گا اور اگر یہ کہا تھا کہ میں نے اسکو ایک ہزار ایک سو کو خریدا ہو تو اسکا قول اس باب میں کہ یہ ایک سو درم خراج پڑے ہیں مقبول ہو گا کسی نے ایک کپڑا پندرہ درم کو خریدا اور دس درم اور اسکا نصف پڑا ہو اسکو وہ پانچواں حصہ کے نفع پر فروخت کیا اور خریدی کہ جھگڑا دس درم میں پڑا ہو پھر دس درم اور اسکا نصف پڑا ہو پھر اسکی بعد کہا کہ میں نے غلطی کی جھگڑا پندرہ درم میں پڑا ہو اور مشتری نے اسکو جھگڑا یا تو اس پاس المال کے دعویٰ میں بائع کی دلیل مقبول ہوگی اور اگر مشتری نے اسکی تصدیق کی تو اس سے کہا جائیگا کہ ساٹھ حصے بائع جرم اولیٰ سے یا بیع کو واپس کرے اور یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور امام اعظم کے نزدیک مشتری سے زیادتی نہ لیا دیگی صرف بائع سے کہا جائیگا کہ اگر تو چاہے تو بیع کو فسخ کر کے کپڑا لے لے اور جو تو نے لیا ہے واپس کر دے اور اگر چاہے تو اتنے داموں میں جو جھگڑا بیع کو سپرد کر دے کہ اس سے زیادہ نہ دے جائیگے اور اگر مشتری نے کہا کہ تو نے بائع درم میں خریدا اور جہانت کر کے اپنا پاس المال دس درم بتلایا اور اسے اس سے قسم لینے کا ارادہ کیا تو امام اعظم کے نزدیک بائع پر قسم نہ آویگی اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ میرا پاس المال بائع درم میں یا اسپر گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف کے نزدیک واپس کیا جائیگا اور امام اعظم کے نزدیک نہیں بلکہ اگر مشتری چاہے تو بیع واپس کرے ورنہ جو خریدا کیا ہو اسکی عوض لے لے اور اگر ان دونوں حکمون میں بیع واقع ہوئی ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک زیادتی اور نقصان میں دونوں ایک دوسرے سے واپس لینے اور یہی قول امام ابو حنیفہ کا نقصان کی صورت میں ہو اور ایسے ہی آنکے قول کا قیاس زیادتی میں ہو اور اسی طرح اگر اس کیلئے کو دس درم پہلے درم کے نفع سے خریدا تو سب صورتوں میں اسکا حکم وہ پانچواں حصہ کا حکم ہو جیسا کہ میں نے لکھا ہے۔ اگر کسی شخص سے وہ پانچواں حصہ کے نفع سے یا جو اسکے مانند ہو فروخت کیا پس مشتری اس سے آگاہ ہونے کے وقت اگر چاہیگا تو اسکو بیگ ورنہ ترک کر دیگا اور اگر عقد بیع واقع ہو جائے گا پہلے میں سے آگاہ ہوا تو واپس لینے نہ سکتا ہو اگر کسی نے ایک کپڑا پانچ درم کو خریدا اور دس درم سے

چودہم کو دوسرا خرید پھر دونوں نے دونوں کا پڑے ایک ہی صنف میں نفع یا نقصان سے فروخت کے تو ان دونوں کے
 اس المال کے حساب سے ثمن دونوں میں تقسیم ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر ایک کپڑا جو دس کی مالیت تھا دس میں
 میں خرید اور دوسرے نے ایک کپڑا جو بیس کی مالیت تھا دس میں خرید اور اسکو حکم کیا کہ اپنے کپڑے کے ساتھ
 فروخت کر دے پس اسے بیچتے وقت مشتری سے کہا کہ دونوں مجھے بیس میں بیٹے ہیں اور میں تیرے
 ہاتھ کو دس درم کے نفع سے بچتا ہوں پس اس نے دونوں کو خرید کر قبضہ میں لیا اور حکم دینے والے کے کپڑے
 میں عیب پا کر واپس کرنا چاہا اور کہا کہ میں نے دونوں کو ایک صنف میں بیٹے درم کو خرید لیا ہو اور ثمن اور
 نفع کے تین ٹکڑے ہو کر پکڑا دو ٹکڑے ثمن پر واپس کرتا ہوں اور بائع نے کہا کہ دو صنف میں بیع ہوئی
 ہے پس آدھے میں واپس کر تو مشتری کا قول اسکی قسم سے معتبر ہوگا کہ تم کھائیگا کہ والدین نہیں جانتا
 کہ ایسا ہے جیسا بائع کہتا ہے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مشتری کے گواہ قبول ہونگے اور بائع سے دو ٹکڑے
 ثمن واپس کر لیگا اور امور اپنے حکم دینے والے سے پندرہ درم لیگا اور پانچ درم دیگا اور اگر مشتری نے
 دو صنفوں کا دعوے کیا اور بائع نے ایک صنف کا تو بائع کا قول لیا جائیگا اور مشتری کے گواہ یا کافی میں
 لکھا ہے۔ پس اگر مشتری نے بائع کا دعوے کے کپڑے میں عیب پا کر واپس کیا تو دس درم میں واپس کر لیگا اور
 اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مشتری کے گواہ قبول ہونگے اور اگر حکم دینے والے کے کپڑے میں عیب پایا تو
 اسکو پندرہ درم میں واپس کرے کیونکہ مشتری نے انہیں پندرہ درم کا دعوے کیا ہے اور بائع نے
 پانچ درم نامہ کا اقرار کیا ہے پس اگر چاہے تو نقدی کر کے اس سے پورے درنہ چھوڑ دے اور شائع ہونے
 فرمایا کہ یہ حکم اشد وقت ہو کہ بائع کو اپنے اقرار پر اصرار ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو یہ پانچ درم نہیں لے سکتا ہے محیط میں
 لکھا ہے۔ اگر کسی نے کوئی چیز بیٹھنے میں اسکو پڑی ہو دوسرے کو بطریق توثیق دیدی اور مشتری کو نہ معلوم
 ہوا کہ کتنے کو اسکو پڑی ہو تو بیع قائم ہو پس اگر بائع نے اسی مجلس میں اسکو آگاہ کیا تو بیع صحیح ہوگی اور
 مشتری کو خیال ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکو لے درنہ چھوڑ دے یا کافی میں لکھا ہے۔ اگر کوئی کپڑا دس درم کو
 خرید کر اسکو دہ پانچہ کی کمی سے بیچ ڈالا تو اس المال کے ہر درم کے گیارہ جزو کیے جاوینگے پس سب ایک سو
 چودہ جزو ہونگے پھر انہیں سے گیارہ ایک جزو کم کیا جائیگا اور وہ دس درم ہوئے اور اسی طور پر یہ حکم سب صورتوں
 میں جاری کیا جاتا ہے مثلاً اگر وہ دوا نہ کی کمی سے بیچا تو ہر درم کے بارہ حصے کیے جاوینگے پس کل ایک سو تین
 حصے ہوئے اور انہیں سے بیس سا قطر ہو جائیگا کہ انی محیط

پندرہم باب استحقاق کے بیان میں۔ بیع کا حقدار پیدا ہونے سے پہلے عقد حق دار کی اجازت پر
 موقوف رہتا ہے اور علم ہر امر مالیت کے موافق اسکا ٹوٹ جانا اور نسخ ہو جانا واجب نہیں ہوتا یہ محیط میں لکھا ہے
 اور اس باب میں اختلاف ہے کہ بیع کب نسخ ہو جاتی ہے اور بیع یہ ہو کہ جب تک بائع سے ثمن دواپس کرے
 نسخ نہیں ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر مستحق نے قاضی سے حکم پاسنے کے بعد یا قبضہ کے بعد پہلے اس سے کہ مشتری
 بائع سے انہما میں واپس کرے بیع کی اجازت دی تو صحیح ہوگی نہ الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر بیع ایک ہو
 ہو جیسے ایک کپڑا ایک غلام اور قبضہ سے پہلے یا بعد کو اس کے ٹکڑے کا کوئی حقدار پیدا ہو تو مشتری کو باقی ثمن

خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس کے حصہ میں کے عوض لے ورنہ چھوڑ دے اور اگر بیع دو چیزیں ہیں جیسے دو غلام یا دو کپڑے اور دونوں کے قبضہ سے پہلے ایک کا کوئی حقدار نکلا یا ایک کے قبضہ کے بعد حقدار پیدا ہوا تو مشتری کو دوسرے میں خیار حاصل ہوگا اور اگر دونوں کے قبضہ کے بعد کوئی حقدار نکلا تو اسکو دوسرے میں خیار ہوگا اگرچہ صفقہ جدا ہوگئی اور اگر بیع کیلی یا وزنی چیز ہوا اور قبضہ سے پہلے اس میں بعض کا کوئی مستحق ہوا تو مشتری کو باقی میں خیار ہوگا اور قبضہ سے بعد اس کے بعض کے حقدار ہونے میں اہم اعظم سے دور وہ ہیں آئی ہیں یہ محیط میں لکھا ہوا۔ کسی کے پاس تین قیدی گھوڑے ہیں کہ اس میں سے ایک قیدی ایک کے ہاتھ پھر دوسرے دوسرے کے ہاتھ پھر تیسرے کے ہاتھ فروت کر کے سب کو تینوں قیدی میں ناپ دین پھر سب میں سے ایک قیدی کا کوئی حقدار پیدا ہوا تو وہ تیسرا قیدی لیکر یہ تیسرے میں لکھا ہو۔ اگر بیع یا منصوب کا کہنے یا غصب ہونے کے وقت سے کوئی حقدار نکلا تو مشتری اپنا مشن واپس کر لے اور غاصب بری ہو گیا اگر کسی نے ایک کپڑا خریدا یا غصب کر کے اسکا قبضہ سلایا یا گھوڑا خریدا یا غصب کر کے یا بکری خریدا اسکو جو یا پھر اسکا کوئی حقدار نکلا تو مشتری مشن واپس نہیں کر سکتا ہوا اور غاصب بری ہوگا بلکہ مالک اس سے ضمان لے سکتا ہو اور اگر نہ سلایا نہ جو یا تو مشتری واپس کر سکتا ہوا اور غاصب بری ہوگا اور اگر مستحق دلیل لایا کہ اسکا سہ میرا ہوا اور دوسرا دلیل لایا کہ اسکا گوشت میرا ہوا تو تیسرا کہ اسکی کھال میری ہو تو بھی بائع سے مشن نہیں لے سکتا ہوا سہی طرح اگر ایک کپڑا خریدا اور اسکو نہ سلایا اور ایک شخص اس بات پر دلیل لایا کہ آستین میری ہیں اور دوسرا اس بات کہ کلیان میری ہیں اور تیسرا اس بات پر کہ باقی میرا ہو تو بھی مشتری بائع سے مشن واپس نہیں کر سکتا ہوا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر قبضہ سے پہلے بیع کا کوئی حقدار نکلا اور بائع اور مشتری دونوں نے دعویٰ کیا کہ بائع نے اسکو مستحق سے خریدا اور قبضہ کر لیا پھر مشتری کے ہاتھ بیچا ہو تو ان دونوں کے گواہ مقبول ہوں گے اور اگر بائع نے گواہ نہ پاسے تو قاضی دونوں کے درمیان بیع ٹوڑ دیگا اور بائع مشتری کو مشن واپس کر دیگا پھر اگر بائع نے گواہ پاسے تو قاضی کا ٹوڑا ہوا پھر نہ ٹوٹے گا ہاں اگر مستحق بیع پر قبضہ کرنے کے بعد ہو تو اسکو ٹوڑ دیگا اور بیع مشتری اخیر کے ذمہ پڑے گی اور اگر بد دن حکم قاضی کے دونوں نے بیع ٹوڑ دی حتیٰ باین طور کہ مشتری نے اس سے مشن مانگا اور پاسے دیدیا تو انکا ٹوڑنا کسی حال میں مرتفع ہوگا اور اگر مشتری نے بد دن بائع کی رضا مندی کے بیع ٹوڑی تو نہ ٹوٹے گی تا وقتیکہ قاضی نہ ٹوڑے یہ حاوی میں لکھا ہو۔ فتیٰ میں مذکور ہو کہ کسی نے ایک غلام ایک ہزار دھم کو خریدا اور قبضہ سے پہلے یا بعد بائع نے مشن مشتری کو یہ کہہ کر غلام کا کوئی حقدار نکلا تو مشتری کو بائع سے مشن لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اور اگر غلام کے مشن نے قبل اس کے کہ غلام دلانے کا اس کے واسطے حکم دیا جاوے بیع کی اجازت دی تو اہم اعظم کے نزدیک بیع اور یہ دونوں جائز ہیں اگر یہ مشن پر قبضہ کرنے سے پہلے ہو تو بائع اس کے مثل غلام کے مالک کو ضمان دے اور قبضہ کرنے کے بعد یہ جائز نہیں ہے پس مشتری کو واپس کر لیا اور وہ غلام کے مالک کا ہوگا یہ بھی میں لکھا ہو۔ زیہ نے عمر سے ایک غلام خریدا پھر اسکو بکر کو بہہ کر دیا پھر بکر نے خالہ کے ہاتھ بیچا پھر خالہ کے پاس اسکا حقدار پیدا ہوا تو زیہ اپنا مشن عمر سے لینے لے سکتا ہو جب تک کہ خالہ اپنا مشن بکر سے نہ لینے اور جب آسنے لے لیا تو وہ بھی لے لے گا یہ طہر یہ میں لکھا ہو۔ زیہ نے ایک غلام خرید کر قبضہ کیا پھر بکر کو بہہ یا صدقین دیا پھر خالہ نے اگر بکر کے ہاتھ سے انکا استحقاق ثابت کہہ کے لے لیا تو زیہ اپنے بائع سے مشن واپس کر سکتا ہو۔

اور اگر خریدنے عمر سے خریدا اور بکر کے ہاتھ بچ کر سپرد کر دیا پھر بکر کے پاس سے حقدار نے لے لیا تو امام عظیم کے نزدیک دوسرے مشتری کے شن واپس کرنے سے پہلے پہلا مشتری اپنے بائع سے شن نہیں لے سکتا یہ قادی باندی کا قیاس تھا۔

میں لکھا ہو۔ خریدی ہوئی باندی مشتری کے پاس بچہ جنی جو مشتری کا نہ تھا پھر اس باندی کا گواہوں سے کوئی حقدار نکلا تو استحقاق میں اسکا بچہ اس کے تابع ہوگا اور اگر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ باندی فلاں شخص کی ہو تو بچہ اس کے تابع ہوگا اور اگر حقدار کے واسطے اصل شو کا حکم دیا گیا اور زوائد کا حال نہ معلوم ہوا تو زوائد قاضی کے حکم میں داخل نہوگی اور ایسے ہی اگر یہ زیادتی دوسرے کے ہاتھ میں ہو اور وہ غائب ہو تو بھی یہ زوائد قاضی کے زیر حکم نہ داخل ہوں گی یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کسی مشتری سے کہا کہ تو مجھ کو خریدے کہ میں غلام ہوں اور اسے خریدا پس وہ آزاد نکلا تو اگر بائع حاضر ہو یا اس طرح غائب ہو کہ بچا جاسکتا ہو تو اس غلام کے ذمہ کچھ ہوگا اور اگر بائع اس طرح غائب ہو کہ نہیں بچا جاسکتا ہو مثلاً اسکا ٹھکانا نہ معلوم ہو تو مشتری اپنا مال اٹھن اس شخص سے لیکھا کہ اس سے کہا کہ تو مجھ کو خریدے کہ میں غلام ہوں پھر یہ شخص اگر قادر ہو تو جو اسے مشتری کو واپس دیا ہو اس شخص سے لے کہ جسے اسکو بچا تھا یہ بھر الرائق میں لکھا ہو کہ کسی شخص نے ایک دارین اپنے حق قبول کا دعویٰ کیا یعنی کسی قدر کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پھر سو درم پر صلح کی اور انکو مدعی نے لے لیا پھر دہاکے ٹکڑے کا کوئی حقدار نکلا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر اسے پورے دار کا دعویٰ کیا تھا اور سو درم پر صلح ہوئی تو اب صلح کا ثبوت جانا ضروری ہو اور اگر مدعی نے اس پر گواہ قائم کیے تو اسے گواہ مقبول نہوئے مگر اس صورت میں کہ یہ دعویٰ کرے کہ مدعا علیہ نے میرے حق کا اقرار کیا ہو تو دعویٰ صحیح اور گواہ قبول کیے جاوئے گئے یہ کافی میں لکھا ہو۔ اور اگر اس شخص نے کسی مقدار معلوم کا دعویٰ کیا مثلاً چوتھائی وغیرہ تو جب تک مدعا علیہ کے پاس اس قدر ہوتی تب تک مدعی سے کچھ نہیں واپس کر سکتا ہو اور اگر اس سے کم بجاوے تو بحساب استحقاق کے واپس کر لیا جائے بھر الرائق میں لکھا ہو۔ اگر کوئی باندی خریدی اور قبضہ کیا پھر اسے دعویٰ کیا کہ وہ اصلی حرہ یا فلاں شخص کی ملک یا آزاد کی ہوئی یا مذہب یا اسکی ام ولد ہو اور فلاں شخص نے اسکی تصدیق کی یا مشتری سے قسم لی اور اسے انکار کیا تو بائع سے اپنا شن نہیں لے سکتا ہو اور اگر فلاں شخص اس بات پر گواہ لایا کہ یہ مستحق کی ملک ہو تو مقبول نہوئے گا اور اگر بائع کے اس اقرار پر کہ یہ مستحق کی ملک ہو گواہ لایا تو مقبول ہوئے گا اور اگر مشتری اس بات پر گواہ لایا کہ یہ اصلی حرہ یا اور وہ دعویٰ بھی کرتی تھی یا اس بات پر گواہ لایا کہ یہ فلاں شخص کی ملک ہو اور بیع واقع ہونے سے پہلے اسے اسکو آزاد کیا یا مذہب یا ام ولد بنایا ہو تو اسے گواہ مقبول ہونگے اور شن بائع سے واپس لیا کہ یہ کافی میں لکھا ہو۔

کوئی باندی خریدی اور اس پر قبضہ کیا پھر دوسرے کے ہاتھ فروخت کی پھر دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ فروخت کی پھر باندی نے دعویٰ کیا کہ میں حرہ ہوں پس تیسرے نے بائع کو اسے کہنے پر واپس کر دیا اور اسے قبول کر لیا پھر دوسرے نے پہلے کو واپس کرنا چاہا تو اسے قبول نہ کیا تو شائع نے فرمایا کہ اگر وہ باندی آزاد ہونے کا دعویٰ کرتی تھی تو پہلے کو نہ قبول کرنا جائز ہو اور اگر دعویٰ کرتی تھی کہ وہ اصلی حرہ ہو پس اگر بیچنے اور سپرد کرنے کے وقت فرمانبرداری سے رہی تو یہ بمنزلہ آزاد کی کے دعویٰ کے ہو اور اگر اسوقت فرمانبرداری نہ تھی پھر دعویٰ کیا کہ وہ حرہ ہو تو پہلے بائع کو قبول نہ کرنا جائز نہیں ہو کسی نے ایک باندی خریدی اور وہ بیع کے وقت

حاضر نہ تھی اور مشتری نے اس پر قبضہ کیا اور اس نے بندہ ہونے کا اقرار نہ کیا پھر مشتری نے دوسرے کے ہاتھ اسکو بچا اور وہ اسوقت بھی حاضر نہ تھی اور دوسرے مشتری نے اس پر قبضہ کیا پھر اس نے کہا کہ میں آزاد ہوں تو قاضی اسکا قول قبول کرے گا اور یہ لوگ ایک دوسرے سے اپنا من واپس کر لیں پس اگر پہلے مشتری نے کہا کہ باندی نے بندہ ہونیکا اقرار کیا ہو اور دوسرے مشتری نے اس سے انکار کیا اور پہلے مشتری کے پاس اس کے اقرار کی کوئی دلیل نہیں ہو تو دوسرا مشتری پہلے مشتری سے اپنا من واپس لے لیا اور پہلا مشتری اپنے بائع سے نہیں لے سکتا ہو نہادی قاضی خان میں لکھا ہو کسی کے پاس ایک غلام تھا کہ اس نے ایک شخص کے ہاتھ اسکا آدھا فروخت کیا اور سپرد نہ کیا تھے کہ دوسرے کے ہاتھ اسکا آدھا فروخت کر کے آدھا اس کے سپرد کر دیا پھر ایک گواہوں سے آدھے غلام کا حق دار پیدا ہوا تو اسکا استحقاق دونوں بیچ میں سے ہوگا اور اگر پہلے مشتری نے قبضہ کیا اور دوسرے نے نہیں کیا تو استحقاق صرف دوسرے کی طرف رجوع ہوگا اور اگر دونوں نے قبضہ کر لیا ہو تو استحقاق دونوں میں سے ہوگا کسی نے دو غلام ایک شخص سے ایک ہزار درم کو خریدے اور دونوں پر قبضہ کیا پھر ایک غلام کے آدھے کا کوئی حقدار نکلا تو دوسرا غلام مشتری کے ذمہ اس کے حصہ من کے عوض لازم ہوگا اور اس غلام کے آدھے میں امام اعظم کے نزدیک اسکو خیار حاصل ہوگا یہ ظہیر بین لکھا ہو۔ اور اگر بائع نے آدھا اس کے ہاتھ بچا اور آدھا اس کے پاس ودیعت رکھا یا آدھا بچا پھر آدھا بعض مردار یا خون کے فروخت کیا تو مشتری اس حق دار کا خاصہ ہوگا اور اگر آدھا ایک کے ہاتھ بچا اور آدھا دوسرے کے پاس ودیعت رکھا تو بکے ہوئے کا آدھا بھی قصداً دیا جائیگا یہ کافی بین لکھا ہو۔ کوئی زمین خریدی اور اس میں عمارت بنائی اور اسکا کوئی حقدار پیدا ہوا تو جو کچھ اس نے اسکی عمارت میں صرف کیا ہو اسکو بائع سے واپس لینے کی کوئی روایت نہیں آئی ہر آدمی بعضوں نے کہا کہ واپس نہ لیا گا اور شمس الاسلام اور جندی سے پوچھا کہ کسی نے ایک باندی خریدی پھر کھلا کہ وہ مردہ ہو اور بائع مرچکا اور نہ کچھ چھوڑا اور نہ کوئی اسکا وارث دوسری ہو مگر اس مردہ بائع کا بائع موجود تھا تو انہوں نے فرمایا کہ قاضی اس میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کرے کہ مشتری اس سے من واپس کر لے پھر وہ میت کی طرف سے اس کے بائع سے من واپس کر لیا یہ محیط بین لکھا ہو کسی نے کوئی چیز خریدی اور اس کے پاس سے استحقاق میں لے لیگی اور مشتری نے بائع سے اپنا من واپس لیا پھر کسی وجہ سے وہ بیع مشتری کے پاس پہونچی تو اسکو یہ حکم نہ دیا جائیگا کہ بائع کے سپرد کرے اور اگر اس نے خریدنے کے بعد اقرار کیا ہو کہ یہ بائع کی ملک ہو اور باقی مسئلہ یہی ہو تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ بائع کے سپرد کرے نہادی قاضی خان میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک باندی خریدی کہ قبضہ میں لی اور من واپس لیا کہ وہ باندی پھر گواہ کے ساتھ اسکا کوئی حقدار نکلا اور مشتری نے چاہا کہ اپنا من بائع سے لے اور بائع نے کہا کہ تجھکو معلوم ہو کہ یہ گواہ جو ہے میں اور باندی میری ہی تھی مشتری نے کہا کہ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ باندی تیری تھی اور گواہ جو ہے میں تو اس سے مشتری کا من واپس لینے کا حق باطل ہوگا ہاں اگر یہ باندی کبھی مشتری کے ہاتھ آدھے تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ بائع کے سپرد کرے یہ ظہیر بین لکھا ہو۔ کوئی باندی خریدی اور اس پر قبضہ کیا پھر اس سے دارالحرب کے لوگوں نے خرید لی پھر اس شخص نے خرید لی پھر گواہوں سے اسکا کوئی حقدار نکلا اور قاضی نے اس کے دیدنیے کا حکم کیا تو مشتری اپنے پہلے بائع سے

ثمن واپس کر سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کوئی باندی خریدی اور کسی شخص نے اس سے درک کی ضمانت کرنی اور اس سے
 دوسرے کے ہاتھ فروخت کی اور دوسرے نے تیسرے کے ہاتھ اور سب نے قبضہ کر لیا پھر وہ استحقاق میں لے لیگی تو
 کسی کو اختیار نہ ہوگا کہ اپنے لئے اس سے واپس کرے جب تک قاضی اس پر حکم نہ کرے اور یہی حال کفیل کا ہو تا وقتیکہ قاضی اس پر
 حکم نہ کرے پہلا مشتری اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا اگر کسی نے انہیں سے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ غلام بائع
 کا ہوا بعد از انکہ قاضی نے مستحق کے واسطے حکم دیدیا تھا تو اسکے گواہ قبول نہ ہونگے اور اگر غلام کا کوئی بچاے باندی کے
 حقدار نکلا ولیکن خود اس نے اس پر گواہ پیش کیے کہ میں اصلی آنا وہوں یا یہ کہ میں فلاں شخص کا غلام تھا پھر اسے مجھے
 آزاد کر دیا یا کسی شخص نے گواہ پیش کیے کہ یہ میرا غلام مدبر کو اور انہیں سے کسی چیز کا قاضی نے حکم دیدیا تو ہر ایک
 اپنے بائع سے قاضی کے حکم سے پہلے واپس لے سکتا ہو اور اس طرح پہلے مشتری کو اختیار ہو کہ کفیل سے قبل بائع کے
 رجوع کے واپس کرے یہ حاوی میں لکھا ہو۔ زید نے عروبے ایک باندی خریدی پھر کرائے اسکا دعویٰ کیا اس سے بھی زید نے
 خریدی پھر اسکا کوئی حقدار نکلا اور وہ مشتری کے پاس اسکا بچہ جی تھی تو امام محمد نے فرمایا کہ دونوں ثمن ہر دو بائع سے واپس
 لے اور دوسرے شخص سے خریدنے کے چھ مہینے سے زیادہ کے بعد اگر وہ بچہ جی تو دوسرے بائع سے اس بچہ کی قیمت جو اسے
 مستحق کو ادا کی ہو واپس لے اگر اس وقت سے چھ مہینے سے کم مدت میں جی تو دونوں بائع میں سے کسی سے نہیں لے سکتا ہو
 اور بھی امام محمد نے فرمایا کہ اگر خریدی ہوئی زمین میں استحقاق ثابت ہو تو بائع مشتری کو عمارت بنائے اور درخت لگانے
 اور کھیتی ان سب کی ضمان دیکھا اور کھیتی کی ضمانت کی صورت یہ ہو کہ دیکھا جائے کہ اسکی کیا قیمت ہو وہ بائع
 ادا کرے یا محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک دار خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اسکے آدمے کا ایک حقدار
 نکلا پھر مشتری نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اسکو مستحق سے لیا ہو اور اسکا کوئی وقت نہ بتلایا تو امام محمد نے فرمایا کہ مشتری بائع
 سے کچھ ثمن نہیں واپس کر سکتا ہو اور یہ صورت ایسی ہو کہ کسی شخص نے ایک دار خریدی پھر اسکا دوسرے نے دعویٰ
 کیا پھر اس سے بھی مشتری نے خرید لیا پس بائع سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر مشتری نے اس بات پر گواہ
 قائم کیے کہ میں نے اسکو مدعی سے نصف کے استحقاق کے بعد خریدیا ہو تو گواہ قبول ہونگے اور وہ بائع
 سے آدھا ثمن واپس کر سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت
 کی کہ کسی نے دوسرے سے ایک صاف زمین خریدی اور انہیں عمارت بنائی پھر وہ زمین استحقاق میں نکل گئی
 اور قاضی نے مشتری کو عمارت گرانے کا حکم کیا اس نے اگر تلف کر دی تو عمارت کی قیمت بائع پر نہ چاہیے
 یا تلف کرنا اس نے خود اختیار کیا اور اگر اس نے تلف نہ کی ولیکن بارش سے اس میں فساد آیا یا کسی نے اسکو
 توڑ دیا تو عمارت بنی ہوئی اور ٹوٹی ہوئی کے درمیان جو فرق ہو وہ بائع کو دنیا پڑ گیا اور بائع اگر چاہے تو
 اس ٹوٹی ہوئی کو اس حال میں لے لوے اور اسکی بنی ہوئی کی قیمت ادا کرے اور ٹوٹنے سے انہیں جو
 نقصان آیا ہو اسکے ہر طرح کا نقصان اس قیمت سے کم کرنے پس اگر اس نے یہ اختیار کیا تو مشتری کو پختہ
 ہو کہ اگر چاہے اب اس کے وزن نہ کرے اور اس طرح جو فساد کسی کے جرم سے آجائے انہیں مشتری اور بائع
 دونوں کو خیار ہوگا پس ان صورتوں میں اگر کسی پر متفق ہونے تو وہ اُس کے درمیان قاضی کیجاوے گی اور اگر
 اختلاف کیا تو وہ مشتری کے قبضہ میں چھوڑ دیاوے گی اور بائع ٹوٹی ہوئی اور بنی ہوئی کے درمیان کی پابندی ادا کرے گا اور

اگر نقصان بدو ن کسی کے جرم کے آیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک وہ بھی ایسا ہی ہو کہ مشتری کو اُس کے روکنے اور زیادتی لینے کا اختیار ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک دار خریدیا اور اُس میں عمارت بنا کر غائب ہو گیا پھر بائع نے دوسرے شخص کے ہاتھ اُس کو فروخت کیا اور دوسرے نے پہلے کی عمارت توڑ کر اُس میں عمارت بنائی پھر ہلا آیا اور اپنا استحقاق ثابت کیا پس اگر مشتری ثانی نے اپنی عمارت اپنی ملک کی چیزوں سے بنائی ہو تو پہلے مشتری کو اُس کی بنائی ہوئی عمارت کے حصہ کی ضمان دے اور لوٹن پہلے مشتری کا ہوگا اگر قائم ہوا اور اگر مشتری ثانی نے اُس کو تلف کر دیا تو اُس کی قیمت پہلے مشتری کو ادا کرے اور اگر دوسرے مشتری نے اپنی عمارت پہلے مشتری کی عمارت توڑ کر اُسی کی چیزوں سے بنائی ہو تو پہلے مشتری کو اُس کی عمارت کا حصہ ادا کرے اور پہلے مشتری کو اختیار ہو کہ اس عمارت کو روک لے اور دوسرا مشتری اُس کو دفع نہیں کر سکتا ہو پس اگر دوسرے مشتری نے عمارت میں کچھ زیادتی کی تو پہلا مشتری دوسرے کو زیادتی کی قیمت بدو ن کا رگون کی اجرت کے دیدیوے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا اور وہ اس سے بچہ جنی پھر اُس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کیا پھر وہ اس سے دوسرا بچہ جنی پھر اُس کا کوئی مستحق پیدا ہوا تو مشتری پر مرن ایک عقر چاہیے ہو اور ایسے ہی اگر بعد از آزاد کرنے کے اس سے نکاح نہ کیا بلکہ زنا کیا عیاذ باللہ پھر وہ اس سے اولاد جنی پھر اُس کا کوئی مستحق پیدا ہوا تو مشتری مستحق کو صرف ایک عقر ادا کر لیا یہ آزاد کرنا نہ کرنے میں شمار ہوگا اور اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور مشتری ان کی قیمت ادا کر لیا اور بائع سے ان اولاد کی قیمت جو آزاد کرنے سے پہلے پیدا ہوئی لیا اور جو بعد از آزادی کے پیدا ہوئی ان کی قیمت نہ لیا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک باندی کسی سے خریدی پھر ملک مطلق کے ساتھ اُس کے پاس سے استحقاق میں لے لیگی اور قاضی نے وہ باندی مستحق کو دینے کا حکم دیا اور مشتری نے بائع سے شہن داس کا چاہا اور بائع نے اس بات پر گواہ قائم کیے کہ یہ باندی میری ملک میں سیری باندی سے پیدا ہوئی ہو اور قاضی کا فیصلہ مستحق کے واسطے نا حق ہوا ہو اور تہج کو مجھ سے شہن داس لینے کا حق نہیں ہو تو اُس کے گواہ قبول ہوئے بشرطیکہ اُسے مستحق کے سامنے قائم کیے ہوں اور ہمارے بعض مشائخ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ مستحق کے سامنے ہونے کی شرط نہ لگانی چاہیے اور ایسا ہی شہن الائمہ شرعی کا فتویٰ نقل کیا گیا یہ ظہیرہ میں لکھا ہو۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک تھی کہ دونوں نے اُس کو کسی سے خریدا تھا اور ایک نے اُس کو ام ولد بنایا اور دوسرے کو اُس کی آدمی قیمت اور آدھا عقر ادا کر دیا پھر اس سے دوسرا بچہ پیدا ہوا پھر اُس کا کوئی شخص مستحق پیدا ہوا اور قاضی نے ام ولد بنانے والے پر حکم کیا کہ باندی اور دونوں بچوں کی قیمت اور عقر اُس کو ادا کرے تو ام ولد بنانے والا اپنے شریک سے جو اس نے دیا ہو لیا پھر دونوں اپنا شہن بائع سے لینے پھر ام ولد بنانے والا بائع سے دونوں بچوں کی آدمی قیمت بقدر حصہ خرید کے لیا اور باقی آدمی قیمت نہ لیا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ تو اور ابن سماعہ میں امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ کسی نے ایک ساکھو کا لٹھا جو بہتہ میں پڑا تھا دوسرے کے ہاتھ خور گیا اور شہن برقبضہ کر لیا اور مشتری اور ساکھو کے لٹھے کے درمیان موانع سے تھلیہ کر دیا اور مشتری نے اُس کو اپنی جگہ سے نہیں ہلایا تو اس پر قاضی کا بعض شمار ہوگا پس اگر اُس کو کسی نے جلادیا تو مشتری کا مال گیا پس اگر گواہ اُس کا کوئی مستحق پیدا ہوا تو اُس کو اختیار ہوگا کہ چاہے جلادینے والے سے ضمان لے یا بائع سے بشرطیکہ

اسی نے اسکو اس جگہ ڈالا ہوا اور مشتری سے ضمان لینے کی اسکو کوئی راہ نہیں ہو بشرطیکہ مشتری نے اسکو اس جگہ سے نہ بلایا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک گدھے کو اپنا استحقاق ثابت کر کے کسی کے پاس سے بخلا میں لے لیا اور اس شخص نے سچل قاضی بخارا کا لے لیا اور اسکا بائع سمرقند میں تھا پس قاضی سمرقند کے پاس آکر قاضی بخارا کا سچل دکھلا کر بائع سے اپنا شمن واپس کرنا چاہا پس بائع نے بیع کا اقرار کیا لیکن استحقاق اور قاضی کے سچل ہونے سے انکار کیا پھر اس شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ سچل قاضی بخارا کا سچل ہو تو قاضی سمرقند کو اس پر عمل کرنا جائز نہیں ہو اور نہ اس شخص کے لیے شمن واپس کر لینے کا حکم دینا جائز ہو تا وقتکہ گواہ یہ گواہی نہ دیں کہ قاضی بخارا نے اس شخص کو حکم دیا کہ جو گدھا اسنے اس بائع سے خریدنا تھا اسکو مستحق کو دیدے اور اس کے پاس سے وادیا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ پس اگر بائع نے اس طرح دفع کرنا چاہا کہ یہ گدھا میرے بائع کی ملک پیدا ہوا ہو اور اس پر گواہ لایا پس اگر حقدار کے سامنے ہو تو گواہ مقبول ہونگے اور گدھے کا حاضر ہونا شرط ہو اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ گدھے کا ہونا شرط نہیں ہو اور ایسی ہی غلام کی آزادی کے دعویٰ کرنے میں اگر مشتری بائع سے شمن واپس کرنا چاہے تو غلام کی حاضری شرط نہیں ہو اور مستحق علیہ کا حاضر ہونا گدھے کے باب میں شرط نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔

سو طہوان باب۔ شمن میں زیادتی اور کمی اور شمن سے بری کرنے کے بیان میں۔ جو زیادتی کہ بیع سے پیدا ہوتی ہو جیسے بچہ اور عقر اور ارش اور بچل اور دودھ اور صوت وغیرہ وہ بھی بیع میں یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ پس اگر یہ زیادتی ان قصہ سے پہلے پیدا ہوں تو ان کے لیے شمن میں سے حصہ ہو گا اور اگر قبضہ کے بعد پیدا ہوں تو بیع ہوگی اور شمن میں سے انکا کچھ حصہ ہو گا اور اگر قبضہ سے پہلے وہ زیادتی کہ جو بیع سے پیدا ہوئی ہو بائع نے تلف کر دی تو شمن میں سے اسکا حصہ ساقط ہو جاوے گا اور شمن کو بیع کے عقد کے روز کی قیمت اور اس کے بچہ کے تلف کر دینے کے دن کی قیمت پر تقسیم کیا جاوے گا اور امام اعظم کے نزدیک مشتری کو خیار ہو گا اور صاحبین نے کہا کہ اسکو خیار ہو گا اور اگر اس زیادتی کو کسی ایسی نے تلف کیا تو اسکی قیمت کا ضامن ہو گا اور وہ بیع کے ساتھ ملا کر بیع قرار دیا ویکلی یہ محیط میں لکھا ہو۔

شمن اور بیع میں دونوں کی موجودگی میں زیادتی کرنا جائز خواہ یہ زیادتی جنس سے ہو یا غیر جنس سے ہو اور اصل عقد کے ساتھ ملا دیا ویکلی اور اگر مشتری زیادتی کرنے کے بعد نادام ہوا تو انکار کے وقت اس پر حرج کیا جاوے گا اور عیب وغیرہ سے واپسی میں یہ زیادتی معتبر ہوگی گویا اسنے مع اس زیادتی کے فروخت کیا ہو اور اگر شمن میں زیادہ کیا تو دوسرے کا اسی مجلس میں قبول کرنا ضروری ہے کہ اگر قبول نہ کیا اور جدا ہو گئے تو باطل ہو گا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور زیادتی اسی صورت میں صحیح ہو کہ جب بیع محل عقد ہو پس اگر مشتری نے اسکو اجرت پر دیا یا بہن کیا یا زوج کیا یا سلا یا اسکی تلوار بنائی یا غلام کا ہاتھ کاٹا کیا اور مشتری نے اسکا ارش لیا تو زیادتی صحیح ہوگی لیکن اگر اسنے مرثیہ یا مستاجر کے ہاتھ فروخت کیا یا فوج کرنے یا سلائے کے بعد فروخت کر دیا تو صحیح نہیں ہو اور اگر آزاد کر دیا یا مکاتب یا مدب کیا یا ام ولد بنایا یا وہ مرگیا یا قتل کیا یا بہن کیا یا بیع کیا یا پسایا یا بھنایا یا شراب بنائی یا شراب خریدنے والا مسلمان ہوا

اور اگر مشتری نے بیع
ذاتی دلی سے پہلے
بیع ذاتی دلی سے پہلے

بیع ذاتی دلی سے پہلے
بیع ذاتی دلی سے پہلے
بیع ذاتی دلی سے پہلے

بیع ذاتی دلی سے پہلے

تو زیادتی صحیح نہ ہوگی یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر آنا تھا کہ اسکی روٹی دیکائی یا گوشت کا قلیلہ یا کباب بنائے پھر
مثن میں زیادتی کی تو صحیح نہیں کہ یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر شراب کے سمر کہ ہو جانے کے بعد زیادہ
کیا تو بلا خلاف زیادتی صحیح ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک غلام ایک ہزار کو خریدا پھر دوسرے کے ہاتھ سودینا
کو بیچا پھر دوسرے نے پچاس دینار اور زیادہ کیے اور سبب عیب کے قاضی کے حکم سے واپس کیا تو
مثن اور زیادتی واپس کرے اور اگر مشتری ثانی نے کوئی اسباب جو پچاس دینار کا ہوتا تھا بڑھایا
پھر وہ مشتری اول کے قبضہ سے پہلے تلف ہو گیا تو ثانی غلام کی بیع ٹوٹ چکی ہوگی اور اگر اسنے دوتائی
غلام بسبب عیب کے قاضی کے حکم سے واپس کیا تو پہلا مشتری اسچھ بائع کو پورا غلام واپس کر سکتا ہے اور
اگر ان دونوں نے ایک تائی میں اتنا کر لیا پھر دوتائی قاضی کے حکم سے واپس کیا تو پہلا مشتری اپنے
بائع کو کچھ نہیں واپس کر سکتا یہ کافی میں لکھا ہے۔ پھر جس جو مشتری کی طرف سے زیادتی صحیح ہو وہ ان جینی
کی طرف سے بھی صحیح ہو بیچطین لکھا ہے۔ اور اگر جینی نے زیادتی کی پس اگر مشتری کے حکم سے زیادتی کی تو
مشتری پر دینا واجب ہو اور جینی پر واجب نہ ہوگی اور اگر اسنے بلا حکم زیادتی کی تو موقوف رہیگی پس اگر
مشتری نے اجازت دی تو اسے ذمہ لازم ہوگی اور اگر اسنے اجازت نہ دی تو باطل ہو جائیگی اور اگر
زیادہ کرنے کے وقت مشتری کی طرف سے ضامن ہوایا اپنے ذاتی مال کی طرف نسبت کی تو زیادتی
اسکو لازم آئیگی پس اگر مشتری کے حکم سے تھی تو اس سے واپس لیگا ورنہ نہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ زیادتی
متولدہ زیادتی مشروطہ میں بیع کی مزاحم نہیں ہوتی جو جب تک بیع قائم رہے بیان تک کہ زیادتی مشروطہ
بیع پر زیادتی ہوتی ہو نہ ولد پر اور مثن پہلے بیع اور زیادتی مشروطہ پر تقسیم ہوگا پھر جو بیع کے
پر تہ میں بیٹھے وہ اسپر اور بیچہ پر تقسیم ہوگا اور اصل بیع کی قیمت عقد کے روز کی معتبر ہوگی اور زیادتی
مشروطہ کی قیمت زیادتی کے دن کی اور بیچہ کی قیمت قبضہ کے دن کی معتبر ہوگی کسی نے ایک بانڈی
خریدی ایک ہزار درم کو کہ جسکی قیمت ایک ہزار درم تھی پھر قبضہ سے پہلے وہ ایک بیچہ جینی کہ جسکی قیمت ایک ہزار درم ہو چکی
نے مشتری کے لیے ایک غلام بڑھا دیا کہ جسکی قیمت ایک ہزار درم ہو پھر بیچہ کی قیمت بڑھ کر دو ہزار درم ہوئی پھر مشتری نے
ان سب پر قبضہ کیا اور ایک ہزار درم ادا کر دیے پھر بیچہ میں کوئی عیب پایا تو اسکو تائی ہزار میں واپس کرے اور
اگر اس بانڈی میں کوئی عیب پایا تو اسکو ایک چھٹے حصہ ہزار میں پھر دیکھا اور اگر زیادتی میں کچھ عیب پایا تو آدھے
ہزار میں واپس دلیگا اور اسطرح اگر بانڈی نہیں جینی لیکن غنہ کے وقت اسکی آنکھ میں سفیدی تھی پھر وہ
جاتی رہی پھر بائع کے پاس اسی غلام لے آئی آنکھ پھر ڈھکی پس اس غلام کو اس کے مالک نے بسبب جرم کے بائع کو
ویدیا پھر بائع نے مشتری کو ایک غلام دیا جو ایک ہزار کا ہوتا تھا تو یہ صورت اور پہلی صورت برابر ہیں جب مشتری
انپر قبضہ کر گیا تو مثن بانڈی کی قیمت پر جو عقد کے وقت تھی اور زیادتی کی قیمت پر جو زیادہ کرنے کے دن تھی تقسیم ہوگا
پھر جو بانڈی کے حصہ میں بیٹھا وہ اسکی قیمت پر جو عقد کے دن تھی اور دیے ہوئے غلام کی قیمت پر جو مشتری کے
قبضہ کے دن تھی تقسیم ہوگا پس اگر انہیں سے کسی میں عیب پا دلیگا تو اس کے حصہ کے عوض واپس کر دیا
اور اگر بانڈی کی دونوں آنکھیں بیع کے وقت صحیح ہوں اور اسکی قیمت ایک ہزار درم ہو پھر بائع کے پاس

غلام نے اسکی آنکھ میں صدمہ ہو نچا یا پھر آئین سپیدی آگئی پس اس غلام کو اُسکے مالک نے بائع کو وے دیا پھر بائع نے مشتری کو ایک غلام زیادہ کیا جو ایک ہزار درم کا ہوتا تھا پھر ان سب پر مشتری نے قبضہ کر لیا تو پہلے وہ بین باندی کی قیمت پر جو عقد کے دن تھے اور زیادتی کی قیمت پر برابر تقسیم ہوگا پھر جو باندی کے حصہ میں بدل گیا آسپر اور اس غلام پر جو واپس کیا گیا ہو برابر تقسیم ہوگا خواہ غلام کی قیمت کم ہو یا زیادہ اور اگر باندی کسی اور سبب سے سوائے آنکھ پھوڑنے کے مر جاوے پھر بائع نے مشتری کو بیع میں ایک ٹھوڑا بڑھا دیا کہ جو ایک ہزار درم کا تھا اور مشتری راضی ہوا تو یہ زیادتی صحیح ہوگی پس جب مشتری قبضہ کرے تو بین باندی کی قیمت پر جو عقد کے دن تھی اور قیمت ولد اور غلام پر جو قبضہ کے دن تھی تقسیم ہوگا پھر باندی کا حصہ بسبب اُسکے قبضہ سے پہلے مر جانے کے ساقط کیا جاوے گا اور حصہ ولد غلام واپس کیے ہوئے کا آسپر اور زیادتی پر تقسیم ہوگا اور زیادتی کی قیمت وہ مستر ہوگی جو زیادتی کے دن تھی اور ولد اور واپس کیے ہوئے غلام کی وہ قیمت بچا دیگی جو مشتری کے قبضہ کر نیکیے دن بھی پس اگر مشتری نے کسی چیز کو انہن سے اپنے قبضہ میں نہ لیا یا نہان تک کہ زیادتی قیمت ہوگئی تو بموجب اپنے حصہ کے تلف ہوئی اور مشتری مختار ہوگا کہ اگر چاہے تو ولد یا واپس کیے ہوئے غلام کو اُسکے حصہ میں کے عوض لے ورنہ چھوڑ دے اور یہ خیار سوائے اس خیار کے ہو جو اسکو بسبب باندی کے قبضہ سے پہلے مر جانے کے حاصل ہوا تھا اور اگر ولد یا واپس کیا ہو غلام قبضہ سے پہلے مر گیا اور زیادتی باقی رہی تو بائع کو اختیار ہوگا کہ زیادتی مشتری کو نہ دے یہ محیط میں لکھا ہے اگر وہ باندیاں ایک ہزار کو خریدیں اور ایک باندی ایک بچہ جنی اور مرغی پھر بائع نے ایک غلام بڑھا یا اور قیمت ہر ایک کی ایک ہزار ہو اور بچہ کی قیمت ایک ہزار بڑھ گئی پھر آسپر مشتری نے قبضہ کیا تو پہلے وہ بین دونوں باندیوں پر آدھا آدھا تقسیم کیا جاوے گا پھر جو باندی کے حصہ میں پڑا وہ آسپر اور اُسکے بیٹے پر تین ٹکڑے کر کے تقسیم ہوگا بسبب اُسکے کہ بچہ کی قیمت قبضہ کے دن اعتبار کیا دیگی اور اُسکی ماں کی قیمت بیع کے دن کی اور اُسکا حصہ بسبب مر جانے کے ساقط ہوگا اور تہائی بین ولد کا ہوگا پھر غلام زائد کی قسمت بچہ اور زندہ باندی کے میں پر ہوگی پھر بچہ کے ساتھ غلام کا دوپانچون حصہ اور زندہ باندی کے ساتھ تین پانچون حصہ ملایا جاوے گا پھر بچہ کا میں کہ وہ تہائی ہزار ہو آسپر اور دوپانچون زیادتی پر چھ حصہ کر کے باعتبار دونوں کی قیمت کے تقسیم ہوگا اور دوپانچون زیادتی کی قیمت چار سو ہیں اور بچہ کی قیمت دو ہزار تو ہر چار سو کو ایک سہم گردانا جائیگا پس دوپانچون زیادتی کا ایک سہم ہوا اور بچہ کے پانچ سہم ہوئے پھر زندہ باندی کا میں آسپر اور غلام کے تین پانچون پر آٹھ حصہ کر کے بقدر دونوں کی قیمت کے تقسیم ہوگا اور زندہ باندی کی قیمت ایک ہزار ہو اور تین پانچون زیادتی کی قیمت چھ سو ہیں پس ہر دو کا ایک سہم گردانا گیا پس باندی کے پانچ سہم ہوئے اور تین پانچون زیادتی کے تین سہم ہوئے اور یہ سب آٹھ سہم ہوئے پس ظاہر ہوا کہ اگر غلام قبضہ سے پہلے مر گیا تو اسکے مقابل بچہ نہ ہوگا اور وہ باندی آدھے میں ہلاک ہوئی اور آدھا میں زندہ کے مقابل رہا اور زیادتی اُسکی تابع ہو اور بسبب اُسکے کہ قبضہ سے پہلے بیع متغیر ہوگئی مشتری مختار ہوگا اور اگر باقی رہتی اور وہی قیمت ایک ہزار ہوتی تو بسبب اس باندی کے مرنے کے ایک جو تھائی ساقط ہوتا پس اسکا میں آسپر اور

۴۷
 دو سہمی تولد
 علی الترتیب
 مکتوباتی منہج
 راجہ جودہ علی
 منہج
 فیضان فیض

تہائی غلام پر تقسیم ہوتا کیونکہ وہ غلام بچہ اور زندہ باندی کے درمیان تین حصہ کیا گیا کہ دوثلث اُس کے تابع اور ایک ثلث بچہ کے بقدر اُن کی قیمت کے چار ٹکڑے کر کے ایک چوتھائی ثلث زیادتی میں اور تین چوتھائی بچہ کے ثمن میں ملایا جاتا اگر زندہ کا ثمن آسپر اور غلام کی دو تہائی پر پانچ ٹکڑے کیا جاتا تو تین پانچواں زندہ کے ثمن میں اور دو پانچواں دو تہائی زیادتی میں ملایا جاتا یہ کافی میں لکھا ہے۔ کسی نے دو غلام ایک ہزار میں خریدے کہ ایک کی قیمت ایک ہزار ہو اور دوسرے کی پانچ سو پھر بیٹے کی قیمت ایک ہزار ہوگی پھر مشتری نے کچھ زیادتی کی تو زیادتی اُن دونوں پر عقد کے روز کی قیمت کے حساب سے تین حصہ بچہ دیگی اور اگر دونوں میں سے ایک غلام زیادتی کے دن ہلاک ہو جاوے تو بقدر موجود کے زیادتی صحیح ہوگی اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ منتقے میں ہر کسی نے دو غلام ایک صفقہ میں ایک ہزار درم کو خریدے اور دونوں نے باہم قبضہ کیا یا نہ کیا پھر مشتری نے ایک سو درم ایک معین غلام کے ثمن میں بڑھا دیئے یا لکھا کہ دونوں میں سے ایک کے ثمن میں زیادہ کرتا ہوں دو معین نہ کیا تو زیادتی جائز نہیں ہو اور اگر ہر ایک کا ثمن علیحدہ معلوم ہو اور کسی معین میں بڑھاوے تو جائز ہو اور بصورت میں غیر معین کے ثمن میں بڑھانا بھی جائز ہو اور کسی ثمن کی طرقت اس زیادتی کی نسبت کرنے میں مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اسی کتاب میں دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ اگر دو غلام ایک صفقہ میں ایک ہزار درم کو خریدے پھر مشتری نے ایک معین غلام کے ثمن میں زیادہ کیا تو قیاس چاہتا ہو کہ جائز ہو اور ثمن دونوں غلاموں پر تقسیم کیا جاوے پھر زیادتی اُس غلام معین کے حصہ میں ملائی جاوے اور اس طرح اگر ایک غیر معین کے ثمن میں ایک باندی بڑھا دی تو جائز ہو اور مشتری کو خیار ہوگا کہ جسکے ثمن کی طرف چاہے ملاوے اور ایسے ہی اگر کوئی اسباب بڑھایا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں لکھا ہے کسی نے ایک باندی پیچی اور ہنوز مشتری نے قبضہ نہ کیا کہ بائع نے دوسری باندی بڑھا دی پھر پہلی باندی استحقاق میں لے لیگی تو مشتری باقی باندی کو اُس کے حصہ ثمن کے عوض لیکھا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ بعض ثمن کا کم کر دینا صحیح ہو اور یہ اصل عقد کے ساتھ ہمارے نزدیک ملایا جاتا ہو خواہ کم کرنے کے وقت بیع مقابلہ کا محصل باقی رہی ہو یا نہ رہی ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر قبضہ سے پہلے بعض ثمن مشتری کو رہ گیا یا اسکو بری کیا تو یہ کم کرنے میں شمار ہو پس اگر بائع نے ثمن پر قبضہ کر لیا ہو پھر کہے کہ میں نے تجکو بعض ثمن ہیہ کیا یا بعض ثمن تیرے دوسرے کم کر دیا تو صحیح ہو اور بائع پر واجب ہو کہ اُس کے مثل مشتری کو واپس کرے اور اگر قبضہ کے بعد کہا کہ میں نے تجکو بعض ثمن سے بری کیا تو یہ صحیح نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ پورا ثمن گھٹا دیا یا یہ کیا یا اُس سے بری کیا پس اگر یہ قبضہ سے پہلے ہو تو سب صحیح ہو و لیکن اصل عقد کے ساتھ لاحق ہوگا اور اگر ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد ہو تو کم کر دینا اور ہیہ کر دینا صحیح ہو اور بری کر دینا صحیح نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اقل کے بعد ثمن سے بری کرنا جائز ہو اور بعد اقل کے بیع مشتری کے پاس امانت ہوگی یہ تانا رخانیہ میں لکھا ہے۔ اگر کوئی غلام بیع فاسد کے طور پر بچا پھر بائع نے اسکو قیمت سے بری کیا بعد اسکے کہ دونوں قبضہ کر چکے تھے پھر غلام مر گیا تو وہ اُس کی قیمت کا ضامن ہو اور اگر کہا کہ میں نے تجکو غلام سے بری کیا تو وہ بری ہو جاوے لیکہ یہ سراجیہ میں لکھا ہے۔

سترھواں باب باپ اور وصی اور قاضی کے نابالغ لڑکے کا مال بیچنے اور اس کے لیے خریدنے کے بیان میں۔ باپ کو اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ بیچا اور اپنے واسطے اس سے خریدنا اسخا جائز ہو اور تمام حقوق لڑکے کو حاصل ہونگے اور باپ اس کے قائم مقام ہوگا اور اسی واسطے اگر لڑکا بالغ ہو گیا تو اپنے باپ سے مٹن کے مطالبہ کا مالک ہوتا ہے اور اگر باپ نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا بھر لڑکا بالغ ہوا تو خود مطالبہ نہیں کر سکتا ہے یہی لکھا ہے۔ اور مثال بیع کا اختلاف ہے کہ اس عقد کے تمام ہونے کی واسطے ایجاب و قبول شرط ہو یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ شرط نہیں ہے یہاں تک کہ اگر باپ نے کہا کہ میں نے یہ چیز اپنے لڑکے کے ہاتھ فروخت کی یا خریدی تو بیع تمام ہو جائیگی اور یہ شرط ہو کہ کہے کہ میں نے یہ چیز اپنے لڑکے کے ہاتھ بیچی اور خریدی اور باپ کی طرف سے یہ بیع بغیر مثل قیمت کے اور بغیر اس قدر قیمت کے کہ لڑکا اپنے انداز میں اس میں ٹوٹا اٹھاتے ہیں جائز ہے اور جب باپ نہ موجود ہو تو باپ کا باپ یعنی دادا یا بھائی اس کے ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے اگر باپ نے اپنے لڑکے کی زمین یا عمارت یا مثل قیمت پر فروخت کیا پس اگر اس شخص کا حال لوگوں میں اچھا مشہور ہو یا مستور ہو تو جائز ہے اور اگر مفید مشہور ہو تو جائز نہیں ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر اسکا حال منقولہ بیچا اور وہ مفید ہو تو ایک روایت میں ناجائز ہے مگر بصورت میں جائز ہوگا کہ اس میں نابالغ کی بہتری ہو اور یہی صحیح ہے اور بالغ لڑکے کی طرف سے جبکہ وہ مجنون ہو اور اسکا جنون طویل ہو تو باپ کا بیچنا جائز ہے اور اگر طویل نہ ہو تو جائز نہیں ہے اور جنون طویل اسکو کہتے ہیں کہ جو ایک مہینہ یا زیادہ رہے اور اگر اس سے کم ہو تو طویل نہیں ہے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر باپ یا وصی نے نابالغ کا کوئی مال غیر منقول فروخت کیا تو امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر قاضی کے نزدیک اس بیع کا نوٹ دینا نابالغ کے حق میں بہتر ہو تو اسکو توڑ سکتا ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر باپ نے نابالغ کے ہاتھ کوئی چیز اس کے مثل مٹن پر بیچی اور قاضی نے اجازت دیدی تو بیع نافذ ہو جائیگی اور اسے بطرح اگر باپ نے کوئی وصی گردانا ہے اس نے اجازت دیدی تو نافذ ہوگی یہ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی کے دو نابالغ لڑکے ہوں کہ اس نے ایک کے مال کو دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہے اور جب دونوں بالغ ہو جائیں تو صحیح مذہب کے موافق عمدہ آئینہ دونوں پر ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ باپ نے اگر اپنا مال اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ بیچا تو نقطہ بیع سے وہ قابض ہو جائیگا جتنے کہ اگر اس سے پہلے تلف ہو جائے کہ باپ اسے حقیقتہً قابض ہو سکتا ہے تو باپ کا مال تلف ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور جو مٹن کہ والد کے ذمہ اپنے واسطے اپنے لڑکے کا مال خریدنے سے لازم آیا ہے وہ اس سے بری ہوگا جب تک کہ قاضی نابالغ کی طرف سے ایک وکیل نہ قائم کرے کہ وہ باپ سے اپنے قبضہ میں لے کر پھر اسکو واپس کر دے تاکہ بیٹے کی طرف سے اس کے پاس ودیعت رہے اور اگر باپ نے کوئی گھر اپنے بیٹے کے ہاتھ بیچا اور باپ اس میں رہا کرتا ہے تو بیٹا قابض ہوگا جتنے کہ باپ اسکو خالی کرے اور یہ شرط ہے کہ قاضی کے امین کو سپرد کر دے کہ ان کی محیط سرخی میں۔ پھر اگر باپ وہاں سے چلے جانے کے بعد اگر اس مکان میں رہا یا اس میں اپنا اسباب رکھا یا اپنے بال بچوں کو اس میں بسایا حالانکہ وہ مال ذرا آدمی ہو تو بمنزلہ غاصب کے شمار ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے اپنے نابالغ لڑکے کے لیے

کوئی کپڑا یا خادم خرید اور اپنے مال سے اسکا ثمن ادا کیا تو اپنے لڑکے سے نہیں لے سکتا ہو مگر اس صورت میں کہ اس بات پر گواہ کرے کہ میں نے اسکو اپنے لڑکے کے واسطے خریدا ہو اور اگر اسے ثمن ادا نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا تو ثمن اس کے ترکہ سے دلا یا جاوے گا پھر باقی وارث اس ثمن کو اس لڑکے سے نہیں لے سکتے ہیں بشرطیکہ میت نے اس بات پر گواہ نہ کیے ہوں کہ میں نے اسکو اس لڑکے کے واسطے خریدا ہو اور اگر نابالغ کے واسطے کوئی چیز خریدی پھر ثمن کا صلہ من ہو گیا پھر ثمن ادا کر دیا تو قیاس چاہتا ہو کہ لڑکے سے لے لیوے اور مستحساناً نہیں لے سکتا ہو اور اگر ثمن ادا کرنے کے وقت یہ کہا کہ میں اسکو ادا کرتا ہوں تاکہ اپنے لڑکے سے لیلون تو اس سے لے سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اگر لڑکے کے واسطے کھانا یا کپڑا خریدا تو اسکا ثمن لے سکتا ہو اگرچہ گواہ نہ کیے ہوں کیونکہ یہ اس پر واجب تھا بخلاف گھر یا مختار خریدنے کے کہ وہ واجب نہیں ہو یہ محیط مشرعی میں لکھا ہو۔ باپ نے اگر لڑکے کا مال فروخت کیا اور پورا ثمن لینے سے پہلے سپرد کر دیا تو ثمن پورا لینے کے واسطے بیع کو واپس کر کے روک سکتا ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ کسی عورت نے اپنے بچے کے واسطے کوئی زمین اپنے مال سے اس شرط پر خریدا کہ اس سے ثمن واپس نہ لیگی تو استحساناً جائز ہو اور وہ عورت اپنی ذات کے واسطے مشتری ہوگی پھر وہ زمین اس کی طرف سے اس کے نابالغ لڑکے کو بطور صلہ رحم کے ہبہ ہو جائیگی اور اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ وہ زمین اس لڑکے کو نہ دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک گھر ایک مرد اور اس کی عورت میں مشترک تھا اور ان دونوں سے ایک لڑکا تھا پھر عورت کے کہا کہ میں نے یہ گھر بچے سے اپنے لڑکے کے واسطے اس کے مال سے خریدا اور باپ نے کہا کہ میں نے اسکو بیچا تو جائز ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور اگر وہ دابا اور ایک اجنبی کے درمیان مشترک ہو اور عورت نے دونوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں سے یہ گھر اپنے بیٹے کے واسطے اس کے مال سے خریدا اور دونوں نے کہا کہ ہم نے بیچا تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور مشام نے ذکر کیا ہو کہ اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کا غلام اپنے واسطے بطور بیع فاسد کے خریدا پھر وہ غلام اس سے پہلے کہ باپ اسکو کام میں لگا دے یا اس پر قبضہ کرے یا اسکو کسی کام کا حکم دے مر گیا تو نابالغ کا مال گیا اور اگر اچھا غلام اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ بطور بیع فاسد کے بیچا پھر باپ نے اسکو آزاد کر دیا تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر باپ نے لڑکے کا مال اپنے واسطے خریدا پھر لڑکا نابالغ ہو تو لڑکے کی طرف سے عیدہ باپ پر ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو مگر باپ نے کوئی شخص وکیل کیا کہ میرا غلام میرے لڑکے کے ہاتھ فروخت کرے تو جائز نہیں ہو بشرطیکہ وہ لڑکا اتنا چھوٹا ہو کہ اپنے نفس کو تعبیر نہ کر سکتا ہو مگر اس صورت میں جائز ہو گا کہ اس عقد کو وکیل سے اسکا باپ قبول کرے اور صحیح یہ ہو کہ حقوق عقد کے وکیل کو ثابت ہونگے اور اس بات میں مشام نے اختلاف کیا ہو کہ باپ کا تصرف اپنے واسطے ہو گا یا نابالغ کے واسطے اور صحیح یہ ہو کہ یہ تصرف نابالغ کی طرف سے نائب ہو کر ہو گا اور عقد بیع کے حقوق بیٹے کی جانب سے باپ پر ہونگے اور جو حقوق باپ کی جانب سے ہیں وہ وکیل پر ہونگے اور اس طرح سے اگر دو بیٹوں میں سے ایک کا مال دوسرے کے ہاتھ بیچنے کے واسطے ایک وکیل کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر دو شخصوں کو وکیل کیا اور انھوں نے باہم بیع کی تو جائز ہو۔ باپ نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرے بیٹے کا غلام فروخت کرے اور اس وکیل نے باپ کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہو یہ محیط مشرعی میں لکھا ہو۔

اولاد بن سماعہ میں کو کسی نے اپنے نابالغ بیٹے کا غلام دوسرے کے ہاتھ بیزار دم کو بیچا پھر اپنے مرض میں کہا کہ میں نے
 خلائ شخص سے ثمن وصول کیا پھر اسی مرض میں مر گیا تو اسکا اقرار جائز نہیں ہو اور اگر اسنے مرض میں کہا کہ خلائ
 شخص سے دم وصول پاسے اور وہ ضائع ہو گئے تو تصدیق کیا جا دیکھا اور اگر اسنے کہا کہ میں نے قبضہ کر کے
 انکو تلف کر دیا تو سچا نہ جانا جائیگا اور شتر میں ان درمون سے بری ہوگا اور شتر کو یہ بھی اختیار ہوگا کہ جب
 لڑکے کے واسطے اس سے ثمن لیا جاوے تو وہ باپ یا اس کے مال سے وصول کرے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر باپ
 نے صغیر کا کوئی ذورحم محرم لڑکے کے مال سے خرید کیا تو یہ بیع باپ پر نافذ ہوگی نہ لڑکے پر یہ محیط سرخی میں لکھا ہے
 اگر بیوقوف لڑکے کے واسطے کوئی باندی خریدی کہ وہ نکاح کے ساتھ اسکو اپنے تصرف میں لایا تو قیاساً وہ باندی
 باپ پر لازم ہوگی اور استحسان میں یہ بیع بیوقوف لڑکے پر جائز ہوگی اور اول اصح ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔
 اگر اپنے نابالغ بیوقوف لڑکے کے واسطے اسکا مال سے ایسا شخص خریدا جو اسکی طرف سے آزاد ہو جاوے تو یہ بیع ایسے
 نافذ نہ ہوگی بلکہ باپ پر نافذ ہوگی پھر اگر یہ خریدا ہو شخص باپ کا قریب ہو تو اسکی طرف سے آزاد ہو جاوے گا اور
 اگر اجنبی ہو جیسے نابالغ یا بیوقوف کی ماں یا بھائی یا بہن تو اسکی طرف سے آزاد نہ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر باپ
 نے بیٹے کی ملک فروخت کی اور بیٹے نے کہا کہ میں فروخت ہونے کے وقت نابالغ تھا میری بلا اجازت فروخت
 کی ہو اور باپ نے کہا کہ تو نابالغ تھا تو بیٹے کا قول معتبر ہوگا اگر ایک عورت مرگئی اور اسنے چھوٹی اور بڑی
 اولاد چھوٹی پھر نابالغ کے باپ نے ترکہ میں سے کوئی چیز تقسیم ہونے سے پہلے فروخت کی تو نابالغ کے حصہ
 میں صحیح ہوگی بشرطیکہ یہ بیع اسکی مثل قیمت پر ہو یہ فقہ میں لکھا ہے۔ اور اگر وصی نے یتیم کا مال اپنے واسطے خریدا
 تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ اس میں یتیم کی بہتری ہو اور عقار کے سوا چیزوں میں شمس الاکر نے
 بہتری کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ اپنا مال جو پندرہ دم کا ہوتا ہو دس دم میں دیوے اور یتیم کا مال جو دس
 دم کا ہوتا ہو اپنے واسطے پندرہ دم میں لے اور عقار میں بہتری معصون کے نزدیک یہ ہو کہ اپنے واسطے
 دو گنی قیمت میں خریدے اور یتیم کے ہاتھ آدمی قیمت میں بیچے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ پھر جب وصی
 کی بیع اپنے واسطے جائز ہوئی جیسا کہ امام اعظم کے نزدیک ہو تو کیا وصی صرف میں نے خریدا یا میں نے بیچا کہیگا
 جیسا کہ باپ کہتا ہو یا دونوں جزو کننا چاہیے اور اسکو امام محمد نے کسی کتاب میں ذکر نہیں کیا ہو اور ناطقی
 نے اپنے واقعات میں لکھا ہے کہ اسکو دونوں جزو کننا چاہیے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر وصی نے یتیم کا مال کسی اجنبی
 کے ہاتھ اسکی مثل قیمت پر فروخت کیا تو جائز ہو اور معصون نے کہا کہ اسکا تصرف صرف ان تین شرطوں میں سے
 ایک شرط ہائی جائے کے ساتھ جائز ہو یا تو دو گنی قیمت پر فروخت کرے یا نابالغ کو اسے ثمن کی حاجت ہو
 یا سیت پر ایسا قرضہ ہو جو بدو ان اس کے فروخت کرنے کے ادا ہو سکے اور اسی پر فتویٰ ہو یہ محیط سرخی میں لکھا
 ہے۔ اور اگر وصی نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ یتیم کے مال میں سے کوئی چیز خریدے اور اسنے اپنے موکل کے واسطے
 خریدی تو جائز نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر ایسے لڑکے نے کہ جسکو خرید فروخت کی اجازت دی
 ہو اپنا مال وصی کے ہاتھ فروخت کیا تو اسکا فروخت کرنا خود وصی کے فروخت کرنے کے مانند ہو اور اگر ایسے
 لڑکے نے جسکو خرید فروخت کی اجازت ہو اجنبی کے ہاتھ کھلے ہوئے خسارہ کے ساتھ فروخت کیا تو امام اعظم

کے نزدیک جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ وصی نے یتیم کا کوئی عفا کر کے جسکے بیچنے میں اسکی بہتری ہو فروخت کیا ولیکن وصی نے اس غرض سے فروخت کیا کہ اسکا شئ اپنی ذات پر خرچ کرے تو مشلح نے فرمایا کہ بیع جائز ہو اور اگر آئسے شئ اپنی ذات پر خرچ کر لیا ہو تو یتیم کو اسکی ضمان دیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر وصی نے یتیم کے واسطے دوسرے یتیم سے کوئی چیز خریدی تو جائز نہیں ہو اور اسطرح اگر آئسے دونوں کو تجارت کی اجازت دی تاکہ دونوں خرید فروخت کریں تو بھی جائز نہیں ہو اور اسطرح اگر دونوں کے غلاموں کو تجارت کی اجازت دی اور ایک نے دوسرے کے ہاتھ بیچ کی تو بھی جائز نہیں ہو اور اگر باپ ولی ہو تو دونوں بیٹوں یا آنکے دونوں غلاموں کے اجازت دینے سے ایسی بیع درست ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ قاضی نے اگر اپنے مال یتیم کے ہاتھ بیچا یا اسکا مال خود خریدا تو جائز نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر قاضی نے یتیم کے مال میں سے کوئی چیز وصی سے خریدی تو جائز ہو اگرچہ اسی قاضی نے اسکو وصی بنایا ہو یہ فتاویٰ کبرے میں لکھا ہے۔ ملک وصی نے یتیم کا مال اگر دوسرے وصی کے ہاتھ فروخت کیا تو امام غلام کے نزدیک نہیں جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ وصی نے یتیم کے قرضدار سے ایک مکان جسکی قیمت چاس و پچاس تھی میں خرید کر پھر جب قرض پورا لے لیا تو بیع کا اقالہ کر دیا پس یہ اقالہ جائز نہیں ہو یہ قنینہ میں لکھا ہے۔ وصی نے اگر یتیم کا مال کسی مدت کے ادھار پر بچا پس اگر یہ مدت ایسی بڑھ کر ہو کہ ایسا مال اس مدت کے ادھار پر نہیں فروخت ہوتا ہو تو بیع جائز نہ ہوگی اور اگر ایسا نہ ہو ولیکن مشتری سے یہ فوف ہو کہ وہ بیعاد پر لے کر جا دیکھا یا اس سے شئ بھول نہوگا تو بھی جائز نہیں ہو اور اگر ان دونوں باتوں کا فوف نہو تو بیع جائز نہ ہوگی ایک شخص نے یتیم کا مال وصی سے ایک ہزار درم کو خریدنا چاہا اور دوسرے نے ایک ہزار ایک سو کو خریدنا چاہا اور پہلا مشتری دوسرے سے مالدار ہو تو مشلح نے فرمایا کہ وصی کو چاہیے کہ پہلے کے ہاتھ فروخت کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر وصی نے ترکہ اپنے سوا دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا پس اگر دارث تابع ہوں تو اسکا ہر چیز کا فروخت کرنا خواہ تین ہو یا عتقاریا اسباب جائز ہو خواہ ورثہ حاضر ہوں یا غائب ہوں خواہ میت پر قرض ہو یا نہو ولیکن صرف مثل قیمت پر یا ایسے داموں پر کہ جتنا لوگ اندازہ میں اٹھانے ہیں فروخت کر سکتا ہو اور شمس الائمہ نے شرح ادب القاضی میں فرمایا کہ یہ فتویٰ سلف کا ہو اور متاخرین کے نزدیک عتقاری بیع ان تینوں شرطوں میں سے کسی ایک کئے ہونے کے ساتھ جائز ہوگی یا یہ کہ مشتری اسکی دو چند قیمت دینا چاہے یا تابع کو آسکے شئ کی حاجت ہو یا میت پر ایسا قرض ہو کہ بدون آسکے بیچنے کے ادا نہو سکے پس اگر سب وارث تابع ہوں اور حاضر ہوں اور میت پر قرض نہو تو وصی کو ترکہ میں بالکل تعفوت کرنے کا اختیار نہیں ہو ولیکن میت کے قرضے وصول کر کے وارثوں کو دیدے اور اگر میت پر قرض ہو پس اگر وہ تمام ترکہ کو گیرے تو اسپر اجماع ہو کہ وہی تمام ترکہ کو فروخت کر دیکھا اور اگر ایسا نہو تو بعد از قرضہ کے فروخت کرے اور قرضہ سے نام کو بھی امام غلام کے نزدیک فروخت کرے اور صاحبین کے نزدیک نہ فروخت کرے اور اگر ترکہ پر قرض نہو لیکن میت نے چند وصیتیں کی ہوں پس اگر وہ وصیت تھائی یا اس سے کم میں ہو تو وصی اسکو جاری کر دے اور اگر تھائی سے زیادہ ہو تو بقدر تھائی کے جاری کرنے اور باقی وارثوں کا ہوگا اور اگر وصی نے کسی چیز کو

ترکہ میں سے وصیت جاری کرنے کے واسطے چننا چاہا تو اس پر اجماع ہے کہ بقدر وصیت کے فروخت کرے اور وصیت کے
 زائد میں ویسائی اختلاف ہے جو مذکور ہو رہا ہے کہ اسوقت ہو کہ وارث اپنی خاص ملک سے قرضہ یا وصیت کو نہ ادا
 کریں اور اگر انھوں نے ایسا کیا تو وصی کو ترکہ بیچنے کا اختیار بالکل نہ رہے گا۔ اور اگر وارث غائب ہوں جسکی مباد
 امام محمد ج سے تین دن روایت کی گئی ہو پس اگر ترکہ پر قرضہ یا وصیت نہ ہو تو وصی مال منقول بیچ سکتا ہو اور عقار
 نہیں بیچ سکتا ہو اور اگر عقار کے خالص ہونے کا خوف ہو تو شائع کا آئین اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ وہ
 اسکی بیع کا مالک ہوگا اور اگر ترکہ پر قرضہ ہو تو اسباب میں حکم ہے کہ اسکو بقدر زمین کے اور اس سے زائد بالکل فروخت
 کر سکتا ہو اور عقار کے باب میں وہی اختلاف ہو جو پہلے ذکر کیا اور اگر وارثوں میں بعض نابالغ اور بعض
 بالغ ہوں پس اگر بالغ غائب ہوں اور ترکہ پر قرضہ اور وصیت نہ ہو تو وصی مال منقول کو بیچ سکتا ہو اور عقار میں سے
 نابالغوں کا حصہ فروخت کر سکتا ہو اور بالغوں کے حصہ میں وہی اختلاف ہو جو مذکور ہوا اور ایسی صورت میں اگر ترکہ
 کو قرضہ گھر سے ہونے ہو تو عقار اور منقول دونوں کو بیچ سکتا ہو اور اگر گھر سے ہونے ہو تو بالاجماع عقار اور مال
 منقول میں سے بقدر قرضہ کے بیچ سکتا ہو اور اس سے زیادہ کی بیع میں وہی اختلاف ہو جو مذکور ہوا اور اگر بالغ
 وارث حاضر ہوں پس اگر ترکہ پر قرضہ یا وصیت نہ ہو تو بالاجماع نابالغوں کا حصہ عقار و منقول سے فروخت کر سکتا ہو اور بالغوں کا
 حصہ کی بیع میں وہی اختلاف ہو جو مذکور ہوا۔ اور اگر ترکہ پر قرضہ ہو پس اگر وہ قرضہ گھر سے ہوئے ہو تو وہ کل کو
 بیچ سکتا ہو اور اگر گھر سے ہونے ہو تو بقدر قرضہ کے فروخت کرے اور زیادہ میں اختلاف ہو یہ خلاصہ میں لکھا
 ہو۔ اور جو حکم پہلے باب کے وصی کا ذکر کیا وہی باب کے وصی کے وصی کا اور دادا دینے باب کے باب کے وصی کا اور
 اسکے وصی کے وصی کا اور تافنی کے وصی کا اور اسکے وصی کے وصی کا بھی حکم ہے پس قاضی کا وصی بھی بمنزلہ باب
 کے وصی کے ہے مگر صرف ایک صورت میں فرق ہے اور وہ یہ ہے کہ قاضی نے اگر کسی کو کسی قسم کا وصی کیا تو یہ وصی
 اسی خاص قسم کا ہوگا اور باپ اسے اگر کسی کو ایک بیع کا وصی کیا تو وہ ہر طرح کا وصی ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں
 لکھا ہے۔ نوادر شام میں امام محمد ج سے مروی ہے کہ اگر وصی نے غلام ایک پر ارادہ کو فروخت کیا کہ قیمت
 اسکی بھی ہزار درم ہو اور اسے دس سہ خیار کی شرط کی پھر دس خیار اسے اندر غلام کی قیمت بڑھ کر دوا ہزار درم ہوگی
 تو وصی کو بیع کا نافذ نہ کرنا جائز نہیں ہو اور چونکہ امام اشعری اور امام ابو یوسف رحمہما کی بھی یہ محیط میں لکھا ہے کسی عورت
 نے اپنے شوہر کا اسباب جسکے مرنے کے بعد فروخت کیا اور یہ بیع کیا کہ وہ اسکی طرف سے وصی ہو اور اسکے شوہر کے
 چھوٹی جھوٹی نابالغ اولاد میں پھر ایک مدت کے بعد اس عورت نے کہا کہ میں وصیہ تھی تو امام ابو بکر محمد بن افضل نے فرمایا
 کہ مشتری کے حق میں اس عورت کی تصدیق نہ کیا جائے گی اور نابالغوں کے بالغ ہونے تک اس بیع میں توقف ہوگا
 پس اگر انھوں نے بالغ ہونے کے بعد اس عورت کی تصدیق کی کہ یہ وصیہ تھی تو اسکی بیع جائز ہوگی اور اگر تکذیب
 کی تو باطل ہو جائے گی پس اگر مشتری نے اس سے خریدی ہوئی زمین میں کھاد دیکر اسکو درست کیا ہو تو عورت سے
 کچھ واپس نہ کر سیکے گا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ عورت نے بیع کرنے کے بعد یہ دعویٰ کیا ہو کہ میں وصیہ تھی اور اگر کسی
 مرد کے نے یہ دعویٰ کیا کہ اس عورت نے فروخت کیا حالانکہ وصیہ نہ تھی تو اسے قابل سماعت ہوگا بشرطیکہ
 اس لڑکے کو تجارت یا صومت میں ایسے شخص کی طرف سے کہ جو والی خصوصیت ہر جیسے قاضی یا وصی وغیرہ

اجازت دی گئی ہو پس اگر وہ زمین کے واسطے لینے سے عاجز ہو لڑاں فوراً سے اس چیز کی جو اس نے فروخت کی تھی قیمت کی ضمان لیکر بنا کر اس روایت کے کہ بائع عتقار کو بیع کر دینے اور سپرد کر دینے سے اس کی قیمت کا ضمان ہوتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ لڑکے یا بیوقوف کا باپ یا باپ کا باپ یا دھبی موجود ہو اور قاضی نے اس لڑکے یا بیوقوف کو تجارت کی اجازت دی اور باپ نے انکار کیا تو اس کی اجازت جائز ہو اگرچہ قاضی کی ولایت باپ یا دھبی کی ولایت سے موخر ہو کذا نے لکھیں

اٹھارھواں باب بیع سلم کے بیان میں اور اس میں تفصیل میں **فصل اول**۔ اس کی تفسیر اور مکرر اور شرائط اور حکم کے بیان میں۔ بیع سلم ایک ایسا عقد ہے کہ اس سے شرمین بالفضل ملتا ہے ثابت ہوتی ہے اور شرمین میں کسی مدت پر ملک ثابت ہوتی ہے اور اگر بیع سلم کا یہ ہو کہ دوسرے سے کہے کہ میں نے تجھ کو دس درم ایک کر گیون کے عوض سلم میں دئے یا سلف میں دئے اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا اور حسن کی روایت کے موافق بیع سلم نقطہ بیع کے ساتھ بھی منعقد ہو جاتی ہے اور یہی صبح کا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے بیع سلم کی شرطین دو طرح کی ہیں ایک وہ کہ نفس عقد کی طرف رجوع کرتی ہے اور دوسری بدل کی طرف رجوع کرتی ہے ہن جو شرط کہ نفس عقد کی طرف رجوع کرتی ہے وہ ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں عقد کرے والوں کو یا ایک کو اس عقد میں شرط خیار نہ ہو بخلاف متفق کے خیار کے کہ اس سے بیع سلم باطل نہیں ہوتی ہے جسے کہ اس المال کا اگر کوئی شخص متفق پیدا ہو حالانکہ دونوں عقد کرنے والے قبضہ کر کے جدا ہو چکے ہوں پھر متفق اجازت دے کہ اس بیع سلم صحیح ہے اور اگر خیار شرط والے نے بدلی جدائی سے پہلے اپنا خیار باطل کر دیا اور اس المال سلم اللہ کے پاس قائم ہو تو وہ عقد ہمارے نزدیک جائز ہو جائے گا اور اگر اس المال تلف ہو گیا یا آگ سے تلف کر دیا ہو تو بالاجماع جائز ہو جائے گا یہ بدائع میں لکھا ہے اور جو شرطین کہ بدل کی طرف رجوع کرتی ہیں وہ سولہ ہیں ان میں سے چار اس المال میں اور دس سلم فیہ میں ہیں پس اس المال کی شرطوں میں ایک یہ ہے کہ اس المال کی جنس بیان کرے کہ وہ دہم ہن یا دنیا رہن یا ناپسے کی چیزوں میں سے مثل گیون یا جو کے ہے اور دوسری یہ کہ اس کی نوع بیان کرے کہ یہ دھم غلیفی ہن یا عدالی یا دنیا محمودی ہن یا ہروی ہن اور یہ حکم اس وقت ہے کہ اس شہر میں نقد و مختلفہ رائج ہوں اور اگر ایک ہی قسم کا نقد رائج ہو تو خمس کا ذکر کرنا کافی ہے اور اگر تیسری صفت کا بیان کرنا چاہیے کہ وہ جید ہے یا زدی ہے یا درمیانی ہے یا کذا فی النہایہ اور چوتھی اس المال کی مقدار بیان کرنا چاہیے ایسی چیزوں میں کہ جنکی مقدار کے ساتھ عقد متعلق ہوتا ہے جیسے کیل اور وزنی اور عددی چیزیں اگرچہ اس کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہو اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحم نے فرمایا کہ اشارہ سے معین کر دینے کے بعد اس کی مقدار کا پچھنا شرط نہیں ہے پس اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے یہ دس درہم ایک کر گیون کے عوض تجھ کو سلم میں دئے اور دسہون کا وزن نہ معلوم ہوا یا اسنے کہا کہ میں نے یہ گیون تجھ کو اتنے من زعفران کے عوض سلم میں دئے اور گیونوں کی مقدار نہ معلوم ہوئی تو امام اعظم کے نزدیک صحیح نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے کذا فی الکافی۔ اور اگر اس المال ایسی چیزوں میں سے ہو کہ جنکی مقدار کے ساتھ عقد متعلق نہیں ہوتا ہو انہیں مقدار سے آگاہ کرنا شرط نہیں ہے اور بالاجماع اشارہ پر لکھا گیا جائے گا یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر دو مختلف چیزوں میں بیع سلم ٹھہرائی اور اس المال کیل یا وزنی چیزوں میں سے ہو

سلم داخ ہو کر
گر دس درم نہ دے
ایک کر گیون کے عوض
جو کہ سلم فیہ میں
جو اور سلم فیہ میں
اگر بیع سلم فیہ میں
دس درم دے اس کی
اور اس کی مقدار کا پچھنا
مطلوبہ ہے اور اس کی
چونکہ اس کی مقدار
باید اشارہ کر دیا جائے

تو امام اعظم کے قول کے موافق جب تک دونوں میں سے ہر ایک کا حصہ اس المال میں سے نہ بیان کرے مسلم جائز ہوگی اور اگر اس المال کیلی اور وزنی چیز کے سوا ہو تو اس تفصیل کی حاجت نہ ہوگی اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما نے فرمایا کہ ان سب میں جائز ہو گا ذاتی الحاقی۔ اگر دو خبیثین مسلمین میں اور ایک کی مقدار نہ بیان کی تو دونوں کی مسلم صحیح ہوگی یہ بھلائی میں لکھا ہو۔ اور پانچویں شرط درم اور دیناروں کا منعقد ہونا چاہیے اور یہ بھی امام اعظم کے نزدیک مقدار سے آگاہ کرنے کے ساتھ جائز ہو گا۔ شرط یہ کہ یہ نہایت کم لکھا ہو اور چھٹی یہ کہ اس المال مجلس مسلمین قبضہ میں آنا چاہیے خواہ وہ اس المال میں ہو یا عین اور یہ عامہ غلام کے نزدیک استحکام شرط ہو خواہ اول مجلس میں قبضہ کیا یا آخر میں کیونکہ مجلس کی سب ساعتوں کا حکم ایک ہو اور ایسے ہی اگر اسپر قبضہ نہ کیا یا ان تک کہ کھڑے ہو کر چلنے لگے پھر بدلی جدائی۔ سے پہلے قبضہ کر لیا تو جائز ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور نوادریں لکھا ہو کہ اگر دونوں سے غنہ مسلم کیا اور ایک میل یا زیادہ چلا اور ایک دوسرے کی نظر سے غائب نہ ہوا پھر اس المال پر قبضہ کر کے دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور دونوں یا الیہ سونیا پس اگر وہ دونوں بیٹھے تھے تو یہ جدائی میں شمار نہیں ہو گیونکہ اس سے احتراز کرنا دشوار ہو گا اور اگر دونوں بیٹھے تھے تو یہ جدائی میں شمار ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو تو ان میں لکھا ہو کہ کسی نے دس درم دس قبضہ گیموں کے عوض مسلمین دے اور درم اسکے پاس نہ تھے پھر وہ اپنے گھر میں داخل ہوا تاکہ درم لاوے پس اگر ایسی جگہ گیا ہو کہ اسکو مسلم الیہ دیکھتا تھا تو مسلم باطل ہوگی اور اگر اسکی آنکھ سے پوشیدہ ہوا تو باطل ہو جائیگی یہ علامہ میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک شخص بانی میں لکھا اور اس میں غلط لکھا یا پس اگر بانی ایسا صاف تھا کہ بعد غلطی کے نظر آتا تھا تو جدائی ثابت ہوگی اور اگر گندلا تھا کہ بور غلطی کے نظر نہ آیا تو جدائی ثابت ہو جائیگی یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہو۔ اگر مسلم الیہ نے اس المال پر مجلس میں قبضہ کر کے اسے انکار کیا تو حاکم اسپر جبر کر گیا یہ جلیلین لکھا ہو۔ اور جو بشرطین کہ مسلم فیہ میں ہوتی ہیں امین سے ایک یہ ہو کہ مسلم فیہ کی غنیمت شلہ گیموں یا جو بیان کرنا چاہیے اور دوسری اسکی قسم کہ شلہ خشکی کے گیموں یا پھاڑی میں بیان کرنا چاہیے فیسری گیموں کی صفت کہ جید میں یا ردی یا درمیانی بیان کرنا چاہیے یہ نہایت کم لکھا ہو۔ اگر کسی نے گیموں کے مسلم میں بیان کیا کہ ان گیم نیکو۔ یا نیک یا سہ یعنی کھرے تو جائز ہو اور یہی صحیح ہو یہ غائب میں لکھا ہو۔ اور جو بھتی یہ کہ مسلم فیہ کی مقدار پیمانہ یا وزن یا عدد یا گز سے معلوم ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور یہ چاہیے کہ اسکی قدر ایسی مقدار سے معلوم ہو کہ جس مقدار کی لوگوں کے پاس سے کم ہونے کا خوف نہ ہو اور اگر اسکی مقدار کسی معین پیمانہ سے معلوم ہو جائے جیسے کہا کہ اس خاص برتن کے پیمانہ یا اس پتھر کے وزن سے لو لگا تو جائز نہیں ہو بشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس برتن میں کس قدر سنا ہو یا اس پتھر کا کیا وزن ہو جو اہر حلاطی میں لکھا ہو۔ اور ایسے ہی گزوں سے لینے کی چیزوں میں چاہیے کہ اسکی مقدار ایسے گزوں سے بیان کیا وے کہ جسکا لوگوں کے پاس سے کم ہونے کا خوف نہ ہو پس اگر کوئی معین لکڑی کو بتلایا کہ جسکی ناپ نہیں معلوم ہو یا اپنے ہاتھ کی ناپ یا نمان شخص کے ہاتھ کی ناپ بتلائی تو جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کا پیمانہ یا اسکا گز عام لوگوں کے گز اور پیمانہ سے متاثر ہو تو اسکے حساب سے بیع مسلم صحیح نہیں ہو اور اگر اسکا گز یا پیمانہ عام لوگوں کے

پس اگر کوئی مکان میں کیا اور بعضوں نے کہا کہ عین ہنگام کیونکہ ایسی چیز کے لپٹانے میں کچھ بار برداری نہیں ہو اور نہ
جلد کے بدلنے سے اسکی مالیت بدلتی ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایسے مٹھیں ہوگا اور یہی صبح جو یہ غناہ میں لکھا ہے۔ اور اگر
سمندر یا پہاڑ کی چوٹی پر ایسی چیزوں میں کہ جن میں بار برداری اور شقت ہو بیع سلم کی توجہ سے تخریب سکھان وہاں
سے ہوگا اس مکان میں ادا کر گیا یہ بیع میں لکھا ہے اور دسویں شرط یہ ہے کہ دونوں بدلون کو کوئی وصفت علت
بر لو کا شامل نہ ہو اور وہ قدر و خیر ہو اور یہ ہر جگہ جاری ہو مگر مشنوں میں نہیں جاری ہو کہ انکا سلم وزنی چیزوں میں
لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے جائز ہو یہ محیط سحر میں لکھا ہے۔ بیع سلم کا حکم یہ ہے کہ رب السلم کو مسلم فیہ میں ایک
مدت پر ملکیت ثابت ہوتی ہو اور سلم الیہ کو اس المال میں اور موصوفات میں فی الحال ملکیت ثابت ہوتی ہو یہ
نہا یہ میں لکھا ہے۔ اور جب بیع سلم صحیح ہوگی اور سلم الیہ نے مسلم فیہ کو حاضر کیا تو رب السلم کو اس میں خیار نہ ہوگا مگر اس صورت
میں کہ انہی شرط کے برخلاف پاسے تو اس صورت میں مسلم الیہ پر جبر کیا جاوے گا کہ جس چیز پر عقد ہوا ہو اسکو حاضر
کرے یہ بیع میں لکھا ہے۔

دوسری فصل ان چیزوں کے بیان میں جن میں سلم جائز اور جن میں جائز نہیں ہو اگر کوئی ہراتی کپڑا ہراتی کپڑے
کی سلم میں دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر ایک تفریق کیونکہ ایک تفریق جو سلم میں دیا تو بھی جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ
میں لکھا ہے۔ اور اگر کیلی چیز کو وزنی چیز کی سلم میں دیا تو جائز ہو بشرطیکہ وزنی چیز مسلم فیہ ہونے کی صلاحیت
رہتی ہو اس طرح کہ اسکا وصف بیان کر دینے سے بیع متعین ہو جاوے اور اگر ایسا نہ ہو تو جائز نہیں ہو
حتیٰ کہ اگر کیسوں کو سونے یا چاندی کی سلم میں دیا تو ہمارے نزدیک جائز نہیں ہو اور عقد باطل ہوگا اور یہی
اصح ہے اور وزنی چیز کو کیلی چیز کی سلم میں دینا جائز ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور وزنی کو وزنی کی سلم میں دینا جبکہ
دونوں عقد میں متعین ہو جائے ہوں جیسے لوہا اور زعفران تو جائز نہیں ہو اور اگر درم و دینار کو وزنی کی سلم میں دیا
تو جائز ہو اور اگر گھائی ہوئی چاندی یا سونے کا تیرا یا ڈھلا ہوا سونا چاندی زعفران کی سلم میں دیا تو امام ابو یوسف
کے نزدیک جائز ہو اور اگر پیسوں کو وزنی چیز کی سلم میں دیا تو جائز ہے مگر جب پیسوں کو کسی شخص میں دیا تو جائز
نہیں ہو اگر پتیل کے برتن وزنی چیز کی سلم میں دئے پس اگر یہ برتن وزن سے بکتے ہوں تو جائز
نہیں ہو اور اگر گنتی سے بکتے ہوں تو جائز ہو لیکن اگر برتنوں کو اپنی جنس کے ساتھ بیچا تو جائز نہیں
ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ کیلی چیز کو کیلی چیز کی سلم میں دینا جائز نہیں ہو اور اگر کیلی یا وزنی چیز
نہو اور دونوں کی قسم مختلف ہو تو ایسی ایک چیز کو دو کے عوض بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور اگر دھار بیچ دینے کا
بھی کچھ ڈر نہیں ہو بشرطیکہ وہ مسلم فیہ وصف بیان کر دینے سے ایسی ہو جاوے کہ مثلی چیزوں کے ساتھ طحاوی
اور اگر ایسی نہ ہو تو جائز نہیں ہو سکتے کہ اگر ایک ہراتی کپڑا ایک جوہر یا ہوتی کی سلم میں دیا تو جائز نہیں ہو اور
یہی حکم ہمارے نزدیک حیوانات میں ہو اور اگر غیر کیلی یا وزنی چیز کی سلم میں دیا تو ہمارے علم کے قول پر دو
چیزوں کو ایک کے عوض ہاتھوں ہاتھ دینا روا ہے اور اس میں اگر دھار بہتر نہیں ہے حتیٰ کہ اگر دھار ہراتی
کپڑے ایک ہراتی کی سلم میں دئے تو ہمارے نزدیک جائز نہیں ہو یہ مبسوط میں لکھا ہے اور کیلی چیز کو کیلی اور
وزنی چیز کی سلم میں دیا یا کسی چیز کو اسکی جنس اور غیر جنس کی سلم میں دیا تو امام اعظم کے نزدیک تمام کا عقد

باطل ہو اور صاحبین کے نزدیک وزنی کے حصہ اور غیر غلبہ کے حصہ میں صحیح ہو یہ حاوی ثمن لکھا ہو۔ اور اگر کسی چیز کو ایک نوع کی کیلی اور وزنی چیز کی سلم میں دیا اس شرط پر کہ بعض کی مدت کسی وقت ہو اور بعض کی مدت دوسرے وقت ہو تو رد ہو اور دونوں میں سے ہر ایک کا حصہ بیان کرے کسی کی احتیاج نہیں ہو اور اگر رب المسلم نے قبضہ نہ کیا بیان تک کہ سلم فیہ جاتی رہی اور اسکا مثل معدوم ہو گیا تو ہمارے یتوان اماموں کے نزدیک سلم باطل نہ ہوگی لیکن رب المسلم کو اختیار ہو گا کہ اگر چاہے تو اسے مثل موجود ہونے تک انتظار کر کے اسکو لے کر نہ اپنا اس المال لے کر دے یہ شرح الطحاوی میں لکھا ہو۔ اور اگر درمومن کو زعفران کی سلم میں دیا تو جائز ہو اور پیسوں کو لوہے اور رصاص کے مانند چیزوں کی سلم میں دینا روا ہو اور اگر پیسوں کو پتیل کی سلم میں دیا تو جائز نہیں ہو اور پیسوں سے مراد راجح پیسے ہیں اگر غیر راجح ہوں تو انکو لوہے اور راتنگہ کی سلم میں دینا جائز نہیں ہو اور اگر تیر وغیرہ کے لورے یا تلوار کو لوہے کی سلم میں دیوے تو جائز نہیں ہو اور اگر تلوار کو پتیل کی سلم میں دیا تو جائز ہو بشرطیکہ تلوار گنتی سے بقی ہو اور اگر وزن سے بقی ہو تو جائز نہیں ہو یہ فیحیط میں لکھا ہو۔ اور گھوڑوں کو میعاد دیں درہم کی سلم میں دینا ہمارے نزدیک جائز نہیں ہو اور جب اسکا سلم صحیح نہیں ہو تو عیسیٰ ابن ابان نے فرمایا کہ عقد بالکل باطل ہو گا اور شمس الائمہ غرضی نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ اگر کیلی چیز میں بحساب وزن کے سلم قرار دی تو آئین دور و آئین ہیں اور جائز ہونے پر اعتماد ہو اور اسی طرح اگر وزنی چیز میں بحساب پیمانہ کے سلم قرار دی تو بھی یہی اختلاف ہے یہ بحر الرائق میں ہو۔ اگر دودھ کے موجود ہونے کے وقت آئین بحساب پیمانہ یا وزن معلوم کسی کیسے معلوم کیا سلم ٹھکانی تو جائز ہو اور یہی حکم سرکہ اور شیرہ انگور کا ہو پھر شمس الائمہ نے فرمایا کہ دودھ میں وقت کی قید لگانا اس کے لغو ہونے کے موافق ہو اسلئے کہ اس کے بیان کبھی کبھی دودھ کا بازار میں آتا موقوف ہو جاتا ہو اور ہمارے ملکوں میں موقوف نہیں ہوتا تو ہر وقت جائز ہو اور یہی حال سرکہ کا ہو مگر شیرہ انگور ہر وقت نہیں پایا جاتا پس اسکی سلم میں وقت کی شرط کرنی چاہیے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور گھی کی سلم میں پیمانہ اور وزن سے پہنچا جائز ہو مگر امام محمد رحمہ سے ایک روایت میں آیا ہو کہ وزن سے نہیں جائز ہو اور ایسے ہی ہر چیز جو رطل سے تولی جاتی ہو اسکا پیمانہ اور وزن سے پہنچا جائز ہو یہ آثار غایہ میں لکھا ہو۔ اگر گھنٹوں کی سلم میں اس کے موجود ہونے سے پہلے بیع قرار دی تو ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہو اور اسی سے سخت ہو کہ اگر کسی خاص مقام کے گھوڑوں میں سلم قرار دی پس اگر اسے جاتے رہنے کا گمان ہو تو سلم جائز ہوگی اور اسی طرح اگر کسی بڑے شہر مثل سمرقند و بخارا کے آماج میں سلم قرار دی تو بھی یہی حکم ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ شہر کے آماج میں جائز نہیں ولایت کے آماج میں جائز ہو اور صحیح یہ ہو کہ جس جگہ کا آماج بیان کیا گیا اگر غالباً اسکا آماج معدوم ہووے تو سلم جائز ہوگی خواہ وہ کوئی ولایت ہو یا بڑا شہر ہو اور اگر اس کے آماج معدوم ہونے کا خوف ہو جیسے کوئی خاص زمین یا گاؤں تو اسکی سلم جائز نہ ہوگی یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور اگر قمریہ کی طرف نسبت کرنا صرف صفت بیان کرنے کے واسطے ہو جیسے بخارا کی قمریہ دانی تو صحیح ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر ہوائت کے گھوڑوں میں سلم قرار دی تو جائز نہیں ہو اور اگر ہرات کے کپڑوں میں سلم قرار دی پس اگر سلم کی پوری شرطیں بیان کیں تو جائز ہو یہ شرح طحاوی میں

۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

لکھا ہو۔ اور نوادرا بن سماعہ میں ہو کہ بغداد کا مروی مروی کی سلم میں دنیا جائز ہو اور ایسے ہی مروی بغداد کو مروی ہو اور مروی واسطہ کی سلم میں دنیا جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ہرات کی روئی ہراتی کپڑے کی سلم میں دی تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر جو کھانوں کے موزے یا صوف کے ندرے کی سلم میں دیا یا خزہ کو خود کے کپڑے کی سلم میں دیا پس اگر وہ ٹوٹ کر بال بنو جائے تو جائز ہو ورنہ جائز نہیں ہو اور اگر سوت کو سوت کے کپڑے کی سلم میں دیا تو جائز ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور جو گنتی کی چیز ہو کہ اس کے عدد میں فرق ہو جیسے انار اور خر بوزہ وغیرہ تو ان کی سلم گنتی سے جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور جو گنتی کی چیز یا باہم قریب ہوں ان میں جائز ہو حتیٰ کہ اخروٹ اور انڈے میں گنتی سے اور پیمانہ اور وزن سے بھی جائز ہو اور زیادات میں لکھا ہو کہ اخروٹ اور انڈے کی سلم میں جبکہ مرغی یا لپٹ کا انداز بیان کر دیا تو جائز ہو اگرچہ حیدر اور مدی نہ بیان کیا ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ جن عددی چیزوں کے اعداد جدا جدا قیمت سے ملتے ہوں یعنی ہر ایک کی قیمت علیحدہ ہو وہ عددی متفاوت کمالات میں اور جن کے ہر ایک عدد کی قیمت یکساں ہو وہ عددی متقارب ہیں یعنی باہم برابر ہیں اور بھی امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر لپٹ کے انڈوں کو مرغی کے انڈے کی سلم میں دیا یا نعام کے انڈوں کو مرغی کے انڈوں کی سلم میں دیا تو جائز ہو اور اگر مرغی کے انڈوں کو ان دو لون میں سے کسی کے انڈوں کی سلم میں دیا پس اگر ایسے وقت میں دیا کہ ان دو لون کے انڈے ملتے ہیں تو جائز ہو ورنہ جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کاغذ میں گنتی کی راہ سے سلم ٹھہرائی تو جائز ہو اور اگر وزن سے ٹھہرائی تو میں نے فتاویٰ میں دیکھا ہو کہ یہ بھی جائز ہو یہ مضمرات میں لکھا ہو اور سپیوں میں گنتی سے سلم ٹھہرانا ظاہر الروایت میں جائز ہو کذا فی النبیاح اور یہی صحیح ہو یہ نہایت میں لکھا ہو۔ بیکنوں کی سلم گنتی سے صحیح ہو اور یہی حال سیب وغیرہ کا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور جس نے روایت کی ہو کہ پیانہ اور لسن کی سلم پیمانہ اور گنتی سے جائز ہو کیونکہ وہ عددی متقارب ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور امام نے فرمایا کہ شیشہ کی سلم میں بہتری نہیں ہو مگر اس صورت میں کہ ٹوٹا ہوا ہو پس اسکا وزن معلوم شرط کیا جاوے اور یہی حال جو ہر زجاج کا ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ بیٹھ میں لکھا ہو کہ اگر سونے اور چاندی کے برتن میں سلم قرار دی اور اس المال میں سونا ٹھہرایا تو سلم جائز نہیں ہو یہ تارخانہ میں لکھا ہو اور جو برتن شیشہ سے بنائے جاتے ہیں ان کی سلم بھی جائز نہیں ہو کیونکہ وہ عددی متفاوت ہیں تاہم کی سلم جائز ہو جبکہ اسکی کوئی قسم معلوم بیان کر دیا جاوے اور مٹی کے پختہ برتنوں کی بیع اگر اسکی کوئی ایسی نوع بیان کجاوے جو لوگوں کو معلوم ہو تو جائز ہو اور کوزوں کا بھی یہی حکم ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو سبھی اور بکی اینٹوں کی بیع سلم روا ہو جبکہ اسکا پیمانہ معلوم بیان کر دیا جاوے اور پیمانہ معلوم ہونے کی یہ صورت ہو کہ اسکا طول اور عرض و عمق عام لوگوں کے استعمالی گز سے بیان کیا جاوے اور اگر اس شہر کے لوگوں نے اینٹوں کا ایک ہی پیمانہ کیا ہو تو بیان کرنے کی حاجت نہیں ہو یہ بیع میں لکھا ہو اور ایسے ہی کپڑوں کی بیع سلم اسکا طول و عرض معلوم گز سے بیان کرنے کے بعد جائز ہو خواہ کپڑا روئی کا ہو یا رشیم کا اور سوت کے کپڑے میں وزن ذکر کرنا ضرور نہیں ہو اور حیر میں اختلاف ہو اس صحیح یہ ہو کہ ذکر وزن شرط ہو یہ فتاویٰ

محکم دلائل سے مزین
مکتوبات و فتاویٰ
میں سے منتخب ہے
مکتوبات و فتاویٰ
میں سے منتخب ہے
مکتوبات و فتاویٰ
میں سے منتخب ہے

فانیان میں لکھا ہے۔ اور اگر وزن بیان کیا اور گز نہ بیان کیا تو بیچ سلم جائز نہ ہوگی اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ اگر حریصین وزن شرط کیا اور گزوں کی شرط نہ کی تو بیچ کا جائز نہ ہوتا اسوقت ہو کہ جب ہر گز کا شن نہ بیان کیا ہو اور اگر ہر گز کا شن بیان کر دیا تو جائز ہو اور اگر خزن کے کپڑے میں سلم ٹھہرائی پس اگر طول و عرض اور قیچہ بیان کی اور وزن نہ بیان کیا تو جائز ہو اور اگر وزن بیان کیا اور طول و عرض اور قیچہ بیان کی تو جائز نہیں ہو اور ایک روایت آئی ہے کہ اگر طول و عرض اور قیچہ بیان کی اور وزن نہ بیان کیا تو بھی جائز نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر چند گزوں کی مطلقاً شرط کی تو دونوں کا لحاظ کر کے درمیانی گز سے دیا جاوے گا اور واضح ہو کہ بعض مشائخ نے کہا کہ درمیانی گز سے دینے سے یہ مراد ہے کہ گز سے درمیانی طور پر ناپا جاوے کہ نہ بہت کھینچا جاوے اور نہ ڈھیلا کیا جاوے اور بعض مشائخ نے کہا کہ گز سے مراد یہی گز ہے اور وہ بازاروں میں چھوٹا بڑا اور درمیانی ہوتا ہے پس مراد درمیانی گز ہے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ جب بیچ سلم میں گز مطلقاً چھوڑ دیا تو ان دونوں معنی کا لحاظ کیا جاوے گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اصل میں لکھا ہے کہ انخیر کی سلم میں اگر چہ اسکا بیان نہ معلوم ہو اور بیان نہ اسکا وہ جہاں انخیر بھرے جاتے ہیں تو جائز ہے ورنہ بہترین ہے اور مشائخ نے اس کے باب میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ وہ ہر حال میں کیلی ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر لوگوں میں وزن سے بکنے کا عرف ہو تو وزنی ہو اور اگر بیان سے بکنے کا عرف ہو تو کیلی ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ سناروں اور کان کی مٹی میں بیچ سلم جائز نہیں ہو یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ بچھونے اور چٹائی اور بوریوں کی بیچ سلم میں اگر گز معلوم اور صفت معلوم اور صنعت معلوم کی شرط کی ہو تو جائز ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور جہاں اور نوزے اور چادر وں کی اگر صفت معلوم ہو اور طول و عرض اور رقم معلوم ہو تو جائز ہے اور پوستانوں میں جائز نہیں ہو کیونکہ انہیں باہم تفاوت ہوتا ہے یہ محیط مسخسی میں لکھا ہے۔ آونٹ اور گائے اور بکری کے چمڑے کی بیچ سلم میں بہتری نہیں لینے ناروا ہے اور اگر آسین سے کسی کی کوئی قسم معلوم بیان کر دی تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور مسوطین ہو کہ چمڑے کی سلم جائز نہیں ہو مگر اس صورت میں کہ جب اسکی کوئی ایسی قسم ہو کہ جسکا طول و عرض اور جید ہونا معلوم ہو تو کپڑے کے مانند جائز ہوگی اور ایسے ہی اگر چمڑا وزن سے بھتا ہو تو اسکی سلم میں وزن اس طرح ذکر کرنے سے کہ جس سے لین دین میں جھگڑا نہ ہو جائز ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور سری اور پالوں میں نہیں جائز ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور امام اعظم کے نزدیک گوشت میں سلم صحیح نہیں ہے اور صاحب بیچ نے کہا کہ جائز ہے بشرطیکہ اسکی جنس اور نوع اور سن اور جگہ اور صفت اور مقدار بیان کر دیا جاسے مثلاً بکری مٹھی دو دانٹ والی کے پہلو اور ران میں سے فرہر سورتل ہو اور بڑی کے گودہ میں دو دانٹیں آئی ہوں اور صبح یہ ہو کہ نا جائز ہے اور حقائق اور عیون میں لکھا ہے کہ فتوے صاحبین کے قول پر ہے اور جب حاکم نے اس کے جواب کا حکم دیا تو بالاتفاق صحیح ہو جاوے گا اور چٹائی اور چربی کی سلم سب کے نزدیک صحیح ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور مچھلی کی سلم میں پاتا نہ مچھلی ہوگی یا خشک نمک دار اور سلم یا کھٹی سے ہوگی یا وزن سے پس اگر اسے گنتی سے سلم ٹھہرائی تو جائز نہیں خواہ مچھلی تریو یا خشک اور اگر وزن سے ٹھہرائی پس اگر مچھلی خشک ہو تو جائز ہے اور اگر تر ہو پس اگر معتد سلم اس مچھلی کے

موجود ہونے کے زمانہ میں واقع ہوا اور سب کا تک موجود رہے کہ درمیان میں جاتی نہ رہے تو جائز ہو ورنہ جائز نہیں ہو
یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر جھوٹی مچھلیوں میں پیمانہ اور وزن سے سلم پکھرائی تو صحیح یہ ہو کہ جائز ہو لکن فی النبیام
اور جزی مچھلیوں میں امام اعظم رحمہ سے دور و اتین ہیں پس ظاہر الروایت میں جائز ہو اور یہی صاحبین کا قول ہو اور
اصل میں لکھا ہے کہ پرندوں میں سے کسی میں سلم پکھڑانا بہترین یہ محیط سرخی میں ہو اور جن پرندوں میں تفاوت نہیں
ہو جیسے کج شک تو بھی بعض نے کہا کہ جائز نہیں ہو اور یہی صحیح ہو اور پرندوں کے گوشت میں بھی جائز نہیں ہو
اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ ان پرندوں کے حق میں ہو جو جمع کر کے انڈے پھونکے واسطے نہیں رکھے جاتے ہیں
ورنہ جو ایسے ہوں انکی نسبت بعض مشائخ نے کہا کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز نہیں ہو اور صاحبین کے نزدیک
جائز ہو اور بعضوں نے کہا کہ بالاتفاق جائز ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور امام اعظم اور امام محمد رحمہ کے
نزدیک روٹی میں سلم نہ وزن سے جائز ہو اور نہ ہوتی سے اور امام ابو یوسف کے نزدیک وزن سے جائز ہو اور مشائخ نے
فتویٰ کے واسطے قول ابو یوسف کا اختیار کیا ہے لیکن قبضہ کے وقت احتیاط کرنا واجب ہو کہ کسی جنس سے لے جو آنے سے
کی ہو تاکہ قبضہ سے پہلے سلم فیہ کا بدلنا لازم نہ آوے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور روٹی کو گیموں یا آٹے کی سلم میں دینا جائز نہیں
ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو اور اسی پر فتویٰ ہے یہ تندی میں لکھا ہے۔ اور آٹے کی سلم پیمانہ اور وزن سے جائز
ہو یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اور جو اسرار و موتیوں کی سلم میں بہتری نہیں ہو اور چھوٹے چھوٹے موتی جو وزن سے نیچے جاتے
ہیں اور دواؤں میں ڈالے جاتے ہیں انکی سلم وزن سے جائز ہو اور کچھ اور چونے کی سلم میں پیمانہ معلوم کے حساب سے کچھ کم
نہیں ہو کیونکہ اسکا کیلی ہونا معلوم ہو اور وہ ہر وقت سچر و کلیجا سکتا ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے پتیل کی اگر کوئی قسم معلوم
شرط کر دی تو انکی سلم میں کچھ خوف نہیں ہو اور خوشبودار اور غیر خوشبودار کا حکم یکساں ہو جو اسرار و غلطی میں لکھا ہے۔
اور صوف کے وزن سے بیچ سلم کرے میں خوف نہیں ہو اور اگر لغیر وزن کے کچھ ڈھیر یوں کی شرط کی تو جائز نہیں ہو
اگر کسی نے خالص بکری کے صوف کی بیچ کی تو جائز نہیں ہو اور یہی حکم بکریوں کے دودھ اور گھی کا ہو اور جو گھی یا زیتون کا
پتیل یا گیموں کا اس سبب پیدا ہوں انکی سلم میں بہتری نہیں ہو تلوار کے پھل کی سلم میں کچھ خوف نہیں ہو بشرطیکہ اسکا طول
دو عرض و صفت معلوم ہو اور صوف کو بالوں کی سلم میں دینا جائز نہیں ہو کیونکہ ان دونوں میں علت ربو کی یعنی وزن مشترک ہو
اور شمس اللہ جلوانی نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ بال وزن سے بکتے ہوں اور اگر وزن سے نہ بکتے ہوں تو ادھار سلم
نہیں ہو مترجم کہتا ہے لیکن سلم جائز ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور دودھ یوں کا شراب میں بیچ سلم کرنا جائز ہو اور سور میں
جائز نہیں ہو پس اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو تو بیچ سلم باطل ہو جاوے گی اور مسلمان اور نصرانی تمام
احکام سلم میں سوائے شراب کے برابر ہیں یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ روٹی اور کتان اور ایشیم اور تانبا اور
پیر اور لویا اور رنگ اور پتیل اور کانسہ ان چیزوں کی بیچ سلم میں خوف نہیں ہو اور یہ چیزیں مثلی ہیں اور
خدا اور سہ اور خشک خوشبودار چیزیں جو کیلی ہوں انھیں چیزوں کے مانند ہیں اور تر خوشبودار چیزیں اور سہ
اور انیدھن مثلی نہیں ہیں تو انہیں سلم جائز نہ ہوگی اور عین کا بنانا اگر اس پیشہ والوں کو اسطرح معلوم ہو کہ انہیں
فرق نہ پڑے تو اسکی بیچ سلم میں کچھ ڈھیر نہیں ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں لکھا ہے اگر شہیروں کی کوئی قسم معلوم بیان
کر دی اور اسکا طول اور موٹائی اور سبب اور وہ مکان کہ جہن ادا کیے جاوے بیان کر کے بیچ سلم کی تو جائز ہو اور

یہی حکم ساکھو اور عیدان اور لکڑی اور نرکل کا ہو اور نرکل میں موٹائی بیان کرنے کی صورت یہ ہو کہ باشت یا گز وغیرہ کے انداز سے جس سے اسکا گٹھا باندھا جاتا ہو بیان کرے یہ بسوط میں لکھا ہو۔ اور رطبہ کی سلم میں بہتری نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور سوت مثلی چیزوں میں ہو اسکو شمس اللہم ہرشی نے بیان کیا ہو اور طحاوی نے ذکر کیا ہو کہ جو زنی چیز ہو وہ مثلی ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور طشت اور قتمہ اور موزون اور ایسی چیزوں کی بیج سلم میں کچھ خوف نہیں ہو بشرطیکہ انکی شناخت ہو سکے ورنہ بہتری نہیں ہو یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ اور کٹ کی بیج سلم میں وزن کے حساب سے کچھ خوف نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور اگر پانی میں وزن کے حساب سے بیج سلم طحاوی اور پانی کے خاص معلوم گنا سے متباد دے تو جائز ہو اور جب پانی میں جائز ہو تو برف میں بھی جائز ہو کی کذا نے فتاویٰ قاضی خان

تیسری فصل ان احکام کے بیان میں جو اس المال اور مسلم فیہ پر قبضہ کرنے سے متعلق ہیں مسلم الیہ کو جائز نہیں ہو کہ اس المال سے رب المسلم کو بری کر دے اور اگر اسنے بری کیا اور رب المسلم نے برائت قبول کر لی تو عقد مسلم باطل ہو جاوے گا اور اگر قبول نہ کی تو باطل نہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور یہ جائز نہیں ہو کہ اس المال کے عوض کو کوئی چیز اس کے غیر غنیمت کی لیے دے اور اگر اسی غنیمت سے اس سے جید یا اس سے ردی دیا اور مسلم الیہ نے ردی کو اختیار کر لیا تو جائز ہو اور اگر اس کے حق سے جید دیا تو اس کے لینے پر مجبور کیا جاوے گا اور امام زفر نے فرمایا کہ مجبور نہ کیا جاوے گا اور اپنی رضامندی سے لے گا اور یہی محتاج ہے یہ سراج الوہاج میں لکھا ہو۔ اور مسلم فیہ کے عوض کوئی چیز بدلنا جائز نہیں ہو اور اگر مسلم الیہ نے بجائے ردی کے جید دیا تو ہمارے نزدیک رب المسلم کو اس کے قبول کرنے کے واسطے جبر کیا جاوے گا اور اگر بجائے جید کے ردی دیا تو جبر نہ کیا جاوے گا اور اگر سلم میں جید کپڑا اٹھا تھا اور وہ ردی لایا اور کہا کہ تو اسکو لے لے اور میں ایک دم تنجو واپس دوں گا تو اس قسم کے آٹھ مسئلے سخت ہیں چار مسئلہ گزوں کی چیزوں میں اور چار کیلی اور زنی چیزوں میں پس گزوں کی چیزوں کے یہ ہیں کہ اگر سلم میں ایک کپڑا اٹھا تھا پھر سلم الیہ اس سے وصف میں بڑھ کر یا گز میں بڑھ کر لایا اور کہا کہ تو اسکو لے لے اور مجھ کو ایک دم بڑھا دے تو جائز ہو اور یہ دم کی زیادتی بمقابلہ زیادتی خوبی یا گز کے ہوگی اور اگر ردی کپڑا لایا وہ ایک گز کم تھا اور کہا کہ تو اسکو لے اور میں تنجو ایک دم واپس دوں گا اور اسنے ایسا ہی کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر اسنے ردی دیکر نہ کہا کہ میں تنجو ایک دم واپس دوں گا اور رب المسلم نے قبول کر لیا تو جائز ہو اور یہ وصف سے بری کرنے میں شمار ہوگا اور اگر سلم کیلی یا زنی چیزوں میں ہو مثلاً دس قفیز گیہوں کے عوض دس دم دئے تھے اور وہ جید گیہوں لایا اور کہا کہ اسکو لے اور ایک دم بڑھا دے تو جائز نہیں ہو اور اگر گیارہ قفیز لایا اور کہا کہ اسکو لے اور ایک دم بڑھا دے یا نو قفیز لاکر دین اور کہا کہ ایک دم واپس کر دوں گا اور اسنے قبول کر لیا تو جائز ہو اور اگر دس قفیز ردی گیہوں لایا اور کہا کہ تو اسکو قبول کر لے اور میں ایک دم واپس دوں گا تو جائز نہیں ہو اور امام ابو یوسف سے مروی ہو کہ سب صورتوں میں جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ پس اس المال کے عوض کوئی شے نہیں کرنا یا کسی پر حوالہ کرنا یا اسکا قبضہ کر دینا صحیح ہو پس اگر رب المسلم اور مسلم الیہ اس المال پر قبضہ ہونے سے پہلے جدا ہو گئے تو عقد باطل ہو جاوے گا اگر چہ جس شخص نے کفالت کی ہو یا جہر ادا ہو یا مجلس میں

موجود ہو اور اگر دونوں عقد کرنے والے مجلس میں موجود ہوں تو کفیل کا یا اس شخص کا جس پر حوالہ کیا ہو جدا ہو جانا
مفسر نہیں ہو اور اگر اس المال کے عوض کچھ رہن کر لیا اور دونوں جدا ہو گئے حالانکہ رہن قائم ہو تو عقد
ٹوٹ جاتا ہے اور اگر رہن اسی مجلس میں تلف ہو گیا تو عقد مسلم اپنی صحت پر رہیگا اور اگر مسلم فیہ کے عوض رہن لیا
اور وہ تلف ہو گیا تو رب المسلم کو اپنا پورا حق مل گیا اور اگر رہن تلف ہوا لیکن مسلم الیہ مر گیا اور اس پر بہت سے
قرض ہیں تو رب المسلم اس رہن کا زیادہ مقدار ہو لیکن یہ رہن اسکو نہ دیا جاوے گا بلکہ اس کے قرضہ کی جنس میں
بیچا جاوے گا تاکہ قبضہ سے پہلے مسلم فیہ کا بدلہ لازم نہ آوے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مسلم الیہ رب المسلم کے پاس آتا اور
اس کے اور مسلم فیہ کے درمیان سے روک اٹھا دی تو وہ مانند اوبرقوضوں کے اسیر بھی قابل شمار ہوگا یہ فتاویٰ
رقاضی خان میں لکھا ہے۔ اور مسلم فیہ کا کسی پر اترا نا جائز ہو اور ایسے ہی کفالت کرنا بھی جائز ہو لیکن اترانے
کی صورت میں مسلم الیہ بری ہو جائے اور کفیل کرنے کی صورت میں بری نہ ہوگا اور رب المسلم کو اختیار
ہوگا کہ اگر چاہے تو مسلم الیہ سے مطالبہ کرے یا کفیل سے مطالبہ کرے اور رب المسلم کو کفیل سے بدل
کرنا جائز نہیں ہو اور کفیل کو جائز ہو کہ جو اس نے رب المسلم کو ادا کیا ہو اس کے بدلے میں مسلم الیہ سے لے لے
یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر مسلم فیہ کا کوئی کفیل تھا پھر اس نے مسلم کو مسلم الیہ سے اقتضائے طور پر پورے لیا
پھر اسکو بیچ کر اس میں نفع اٹھایا تو یہ اس کے لیے حلال ہو بشرطیکہ رب المسلم کو اس کے مثل ادا کر دے اور ایسی صورت
میں کچھ اختلاف نہیں ہو کہ جب مسلم فیہ براس کی ملکیت بسبب اس کے کہ اس نے طعام مسلم کو ادا کر دیا ہو مقرر ہوگی
صرف خلاف اس صورت میں ہو کہ اگر رب المسلم کو طعام مسلم ادا کرنے والا خود مسلم الیہ ہو تو کفیل سے جو اس نے
کفیل کو طعام اس کے مثل واپس لیا پھر اسی کتاب میں لکھا ہے کہ کفیل نے جو نفع اٹھایا وہ اسکو حلال ہو اور یہ قول امام
ابو یوسف اور امام محمد رحمہما کا ہے اور امام محمد رحمہما نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ آنکھوں نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں
دوست رکھتا ہوں کہ یہ نفع مسلم الیہ کو واپس کر دے اور فقہائے میں اس پر جہر نہیں کرتا اور کتاب الکفالت میں
لکھا ہے کہ امام نے فرمایا کہ زیادتی صدقہ کر دے اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ مسلم کو کفیل نے اقتضائے طور پر
لیا ہو اور اگر رسول بنا لیا ہو اس طرح کہ مسلم الیہ نے طعام مسلم اس کے سپرد کیا ہو اسو اس کے کہ رب المسلم کے پاس
پہنچا دیوے اور اس نے اس میں تصرف کیا اور نفع اٹھایا تو امام اعظم اور امام محمد رحمہما کے نزدیک نفع اسکو حلال نہیں ہے
بمطابق میں لکھا ہے۔ اگر رب المسلم نے مسلم الیہ سے کہا کہ میرا جو حق تجھے چاہیے وہ اسکو اپنے تخیلون میں ناپ یا کہا کہ اسکو
ناپ کر اپنے گھر میں جدا رکھ دے اور اس نے ایسا ہی کیا تو رب المسلم قابض نہ شمار ہوگا یہ فتاویٰ رقاضی خان میں
لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک کرگیون میں بیج مسلم ٹھہرائی تھی اور لیتے وقت رب المسلم نے مسلم الیہ کو حکم دیا کہ میرے تخیلون
میں اسکو ناپ دے اور اس نے ایسا ہی کیا اور رب المسلم اسوقت غائب تھا تو یہ قبضہ نہیں ہو جتے کہ اگر وہ تلف
ہو جاوے تو مسلم الیہ کا مال تلف ہوگا یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اور اگر رب المسلم اسوقت حاضر ہو تو بالاتفاق قابض
ہوگا خواہ تخیلے اس کے ہوں یا مسلم الیہ کے ہوں یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور اگر رب المسلم نے اپنے سینے مسلم الیہ کو
دئے اور اس میں اتنا غنا اور کما کہ جو میرا تجھے چاہیے ہو وہ ان تخیلون میں ناپ کر بھر دے پھر اس نے ایسا
ہی کیا اور رب المسلم اسوقت غائب تھا تو مشائخ کا اس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ وہ قابض شمار ہوگا

یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اگر آئے رے رب المسلم کے حکم سے اسکو پسا یا تورب المسلم قاضی ہنوگا یہ حاوی
 میں لکھا ہو۔ اور اگر رب المسلم نے آٹے لیا تو اسکو حرام ہو یہ تا تا خانہ میں لکھا ہو۔ اور اگر رب المسلم نے حکم دیا کہ
 اسکو دریا میں پھینک دے اور آٹے ایسا ہی کیا تو مسلم الیہ کا مال کیا یہ عنایہ میں لکھا ہو۔ اور اگر رب المسلم نے
 مسلم الیہ کے غلام یا اسکے بیٹے کو مسلم پر قبضہ کرنے کا حکم دیا اور آٹے ایسا ہی کیا تو جب تک یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں لکھا ہو۔ اگر رب المسلم نے مسلم الیہ کو اس المال میں سے کیوں واسطے کوئل کیا تو وکالت صحیح ہو پس اگر وکیل نے
 اس حال میں دیدیا کہ وہ دونوں مجلس میں موجود تھے تو صحیح ہو اور اگر وکیل مجلس سے دیدینے سے پہلے چلا گیا
 اور وہ دونوں ابھی مجلس میں موجود ہیں تو مسلم باطل ہونگی اور اگر وکیل کے دیدینے سے پہلے رب المسلم یا
 مسلم الیہ مجلس سے چلا گیا تو مسلم باطل ہو جاوے گی اور ایسے ہی اگر مسلم الیہ نے کسی شخص کو اس المال پر قبضہ
 کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو تو بھی یہی صورتیں ہیں۔ زیر نے عمر کو کچھ درم ایک کر گیو دن کی سلم میں دے
 پھر عمر و نے کرے گیون اس شرط پر خریدے کہ وہ ایک کر ہیں اور رب المسلم کو ادا کر دیے تو رب المسلم اس میں کھائے
 یا بیچنے وغیرہ کا تصرف مباح ہونے کے واسطے دو دفعہ پیمانہ کرنے کا محتاج ہو ایک دفعہ مسلم الیہ کی طرف سے
 اور ایک دفعہ انہی طرف سے اور اگر مسلم الیہ نے ناپ لیا ہو تو رب المسلم کو اسکا ناپنا کافی نہیں ہو اگرچہ آٹے
 ناپ لینے کے وقت حاضر ہوا اور اسی طرح اگر مسلم الیہ نے رب المسلم کو اس پر قبضہ کر لینے کا حکم کیا اور آٹے
 قبضہ کیا تو بھی دو دفعہ ناپنے کا محتاج ہو پہلے مسلم الیہ کی طرف سے آسکا ناپ ہو کر پیمانہ کرے پھر اپنے واسطے
 پیمانہ کرے اور ایک ہی پیمانہ کافی نہیں ہو اور سہ طرح اگر مسلم الیہ نے کچھ درم رب المسلم کو اپنے واسطے بشرط پیمانہ
 گیون خریدنے کو دئے اور آٹے خرید کر قبضہ کر کے ناپ لیے پھر انکو اپنے حق کے عوض لے لیا تو اس پر
 دوبارہ پیمانہ کرنا واجب ہو محیط میں لکھا ہو۔ اگر مسلم الیہ نے اندازہ سے گیون خریدے یا انہی زمین سے
 پائے یا میراث یا ہبہ یا وصیت میں پائے اور اگر رب المسلم کو ادا کر دیا اور آٹے سائے ناپ دیا تو رب المسلم کو
 لکھا پیمانہ کرنا کافی ہو یہ نہا میں لکھا ہو اور اگر آٹے کچھ پیمانہ سے قرض لیا اور رب المسلم کے سپرد کر دیا تو دوبارہ پیمانہ
 کرنے کی حاجت نہوگی یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور جو حکم کلی چیزوں میں معلوم ہوا وہی وزنی چیزوں میں ہو محیط میں لکھا
 ہوا۔ اگر اس المال میں ہو اسکو مسلم الیہ نے ایسا پایا کہ اسکا کوئی مستحق ہو یا عیب دار یا پاپس اگر مستحق نے اجازت نہ دی
 یا مسلم الیہ عیب پر راضی ہوا تو مسلم باطل ہو جاوے گی خواہ جدا ہونے سے پہلے ہو یا بعد ہو اور اگر مستحق نے اجازت دیدی
 یا مسلم الیہ عیب پر راضی ہوا تو مسلم جائز ہوگی خواہ اس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے جدا ہو گئے ہوں یا نہ ہوئے ہوں اور اگر
 مستحق کو اس المال کے لینے کی کوئی راہ نہوگی اور اسکو اختیار ہوگا کہ رب المسلم سے اسکا مثل لے لیوے اگر وہ شئی ہو یا بلع
 میں لکھا ہو۔ اور اگر اس المال درم اور دینار میں سے ہو اور یہ قبضہ کر لیا پس اگر اس میں کچھ عیب پایا تو اسکو مستحق یا بیگنا
 مستحق یا بیگنا یا زیون یا بیگنا اور یا مجلس میں ایسا پایا بیگنا یا بعد جدا ہونے کے پس اگر آٹے مجلس کے اندر ایسا پایا کہ اسکا
 کوئی مستحق ہو پس اگر مستحق نے اجازت دیدی تو مسلم جائز ہوگی بشرطیکہ اس المال قائم ہو اور اگر اجازت
 نہ دی تو مستحق کا قبضہ ٹوٹ جاوے گا اور ایسا ہو جاوے گا گو یا آٹے قبضہ ہی نہیں کیا پس اگر آٹے اسی
 مجلس میں آٹے مثل پر قبضہ کر لیا تو جائز ہو ورنہ جائز نہیں کذا فی محیط الشری۔ اور اگر انکو مستحق پایا پس

اس کے لئے کہ

اگر مجلس عقد میں پایا اور مسلم الیہ نے اس سے چشم پوشی کی تو سلم جائز نہ ہوگی اور اگر نہ ہوگا تو واپس کر کے بجائے اُنکے اسی مجلس میں کھرے دم لے لیے تو جائز ہوگا کذا فی الحیط اور اگر نہ ہوگا تو زیوت یا بھرہ پایا اور مجلس عقد میں ہی ایسا ہوا واپس اگر مسلم الیہ نے اس سے چشم پوشی کی تو جائز ہوگا اور اگر واپس کر کے اُسی مجلس میں بدل لیے تو جائز ہوگا اور اگر بدلنے سے پہلے جدا ہو گئے تو سلم باطل ہو جاوے گی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر اُن درہون میں سے کچھ دم ایسے پاسے جگا کوئی مستحق ہو اور یہ مجلس سے جدا ہونے کے بعد ہوا واپس اگر مستحق نے اجازت دیدی اور وہ اس المال موجود ہو تو بیع جائز ہوگی اور اگر نہ اجازت دی تو بالاتفاق بقدر اس کے سلم باطل ہو جاوے گی اور اگر کچھ دم انہیں سے ستوق پاسے اور یہ مجلس سے جدا ہونے کے بعد ہو تو بقدر اس کے سلم باطل ہو جاوے گی خواہ یہ تھوڑے ہوں یا بہت ہوں خواہ مسلم الیہ نے چشم پوشی کی ہو یا واپس کر دیا ہو خواہ بجائے اُنکے بدل لیے ہوں یا نہ بدلے ہوں اور مجلس کے بعد پھر قبضہ کرنے سے پوری سلم جائز نہ ہوگا کذا فی الحیط۔ اور اگر انہیں سے کچھ دم زیوت پاسے اور یہ جدا ہونے کے بعد ہوا واپس اگر اُنکے چشم پوشی کی تو جائز ہوگا اور اگر واپس کیا تو بالاجماع اگر اسے واپسی کی مجلس میں نہ بدلے تو بقدر واپس کیے ہوئے کے سلم باطل ہو جاوے گی اور اگر واپسی کی مجلس میں بجائے اُنکے بدل لیے تو روایت امتحان کے موافق اگر واپس کیے ہوئے تھوڑے ہوں تو باطل نہ ہوگی اور اسی کو ہمارے علم نے لیا ہے اور اگر بہت ہوں تو امام اعظم کے نزدیک باطل ہو جاوے گی اور صاحبین کے نزدیک احتمالاً باطل نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ پھر روایت ظاہرہ مشورہ میں بالاتفاق امام اعظم سے مروی ہے کہ جو نصف سے زیادہ ہو وہ بہت ہے اور نصف کے باب میں دو روایتیں آئی ہیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ نہائی بہت ہے اور یہی روایت صحیح اور احوط ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور حادی میں لکھا ہے۔ کہ نصیرہ رحم روایت کرتے ہیں کہ شہداء کو فرماتے تھے اگر مسلم الیہ بعد جدا ہونے کے درہون کو زیوت پاسے تو چاہیے کہ بدل کو پہلے لے لے پھر زیوت کو واپس کرے اور قبضہ نہ کرے فرمایا کہ ایسا کرنا احتیاط ہے پس اگر اسے زیوت کو واپس کیا اور پھر جدا ہونے سے پہلے بدل کو لے لیا تو بھی ہمارے علم کے نزدیک جائز ہے بشرطیکہ زیوت نصف سے کم ہوں یہ آثار خانہ میں لکھا ہے۔ اور اگر مسلم الیہ کے ذمہ اس المال کے برابر رب السلم کا قرضہ ہو تو اسکی دو صورتیں ہیں یا یہ قرضہ بسبب عقد کے لازم آیا ہو یا قبضہ کرنے سے لازم آیا ہو پس اگر عقد کی وجہ سے لازم آیا تو اسکی بھی دو صورتیں ہیں یا یہ عقد اس مقدس سلم سے پہلے ہی ڈالے گئے بعد ازیں اگر عقد سلم سے پہلے کا عقد ہو مثلاً رب السلم نے سلم الیہ کے ہاتھ کوئی کپڑا دس درم امین بچا پٹھا اور درہون پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ اسکو دس درم سلم کے گیارہون میں دینے کے واسطے عقد کیا پس اگر دونوں اپنا اپنا قرضہ برابر سمجھیں یا بدل لاکر لینے پر راضی ہو جاوے تو بدلا ہو جاوے گا اور اگر ایک نے اٹھا لیا تو بدلا نہ ہوگا اور یہ امتحان ہے اور اگر بسبب ایسے عقد کے لازم آیا جو عقد سلم سے پیچھے ہو تو بدلا نہیں ہو سکتا ہے اگرچہ دونوں باہم بدلا کر ناچاہیں اور اگر وہ قرضہ بسبب قبضہ کے لازم آیا ہو مثلاً مسلم الیہ نے قبضہ کر لیا وہ قرضہ بدلا ہو جاوے گا خواہ وہ دونوں اسکو بدل لاکرین یا نہ کریں بشرطیکہ دوسرا قرضہ اس عقد سے پیچھے ہو اور یہ حکم اسوقت ہے کہ وہ دونوں قرضہ برابر ہوں اور اگر زیادتی ہو اور ایک نقصان پر راضی ہو وہ سراسر انکار کرے تو بدلیا جاوے گا کہ اگر زیادتی والا انکار نہ کرے تو بدلا نہ ہوگا اور اگر کسی والا انکار کرے تو بدلیا

کذا فی الأصل
 چنانچہ حادی و امام
 سلم اس طرح فرماتے ہیں
 اور باوجود اس

تو بدلا ہو جاوے گا یہ بدلہ میں لکھا ہے۔ امام رحمہ نے زیادات میں لکھا ہے کہ کسی نے دوسرے کو بیع سلم میں سود درم ایک گز درمیانی کیوں کے عوض ایک میعاد معلوم تک کے واسطے ویسے پھر رب المسلم نے مسلم الیہ کے ہاتھ تک غلام نبض ایک گز درمیانی کیوں کے جو قرض مسلم فیہ کے اپن فروخت کیا اور اس گز پر قبضہ کر لیا اور غلام اس کے سپرد نہ کیا بیان تک کہ سبب غلام کے مرنے کے یا خیار شرط کے یا خیار ردیت یا خیار عیب کی وجہ سے قاضی کے حکم سے یا بدو ن حکم کے قبضہ سے پہلے غلام کی واپسی کی وجہ سے یا قبضہ کے بعد قاضی کے حکم سے واپسی کی وجہ سے عقد بیع ہر طرح سے سب لوگوں کے حق میں کوٹ گیا تو رب المسلم پر واجب ہو گا کہ وہ گز جو اس نے غلام کا شئ لیا ہو وہ غلام کی بیع نسخ ہونے کی وجہ سے مسلم الیہ کو واپس کرے پس اگر غلام بیچنے والے نے بیع رب المسلم نے کہا کہ میں وہ گز رہنے دیتا ہوں اور اس کا شئ بیکر و لگا تو اس کو یہ اختیار ہو گا پس اگر رب المسلم نے وہ گز جو غلام کا شئ ہو واپس نہ کیا بیان تک کہ بیع سلم کی سیعاد آگئی تو وہ کر سلم فیہ کا قصاص ہو جاوے گا خواہ دونوں بدلا کریں یا نہ کریں اور ایسے ہی اگر دونوں میں غلام کی عقد بیع عقد سلم سے پہلے واقع ہوئی ولیکن وہ گز جو شئ ہو بعد عقد سلم کے قبضہ میں آیا پھر انھیں سببوں سے جو پہلے ذکر کیے عقد بیع دونوں میں نسخ ہو گیا تو بیع سلم کی مدت آجائے گے وقت وہ گز جو غلام کا شئ ہو سلم فیہ کا بدلا ہو جاوے گا اور اگر غلام کے خریدار نے کہ جو سلم الیہ ہو اس غلام کو قبضہ کے بعد باہمی رضامندی سے واپس کیا یا اٹا کہ کر لیا اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو وہ گز جو شئ ہو دونوں صورتوں میں سلم کا بدلا ہو گا خواہ وہ دونوں بدلا کریں یا نہ کریں اور اگر عقد سلم سے پہلے عقد بیع واقع ہوا اور اس نے کیوں پر قبضہ کر لیا اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو وہ گز جو غلام کا شئ ہو سلم کا بدلا ہو گا اگرچہ دونوں بدلا کریں محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر رب المسلم پر کوئی ایسا قرضہ ہو کہ جو سبب قبضہ مضمون کے ضمانت میں ہو گیا ہو جیسے کہ مسلم الیہ کی کوئی چیز بعد سلم کے غصب گئی تو ایسا قرضہ بدلا ہو جاوے گا اور اگر عقد سلم سے پہلے غصب کی اور وہ اس کے پاس موجود ہو بیان تک کہ سلم کی سیعاد آگئی پس بدلا کرنے سے بدلا ہو جاوے گا خواہ وہ دونوں حاضر ہوں یا نہ ہوں بشرطیکہ وہ سلم فیہ کے مانند ہو اور اگر عقد سلم سے پہلے یا بعد ایک گز رب المسلم کے پاس ودیعت ہو پھر مسلم الیہ نے اس کو بدلا کرنا چاہا تو بدلا ہو گا مگر اشعورت میں کہ گز دونوں کے سامنے موجود ہو یا رب المسلم اس پر دوبارہ قبضہ کرے اور اگر سلم کی سیعاد آنے سے پہلے بعد عقد کے ایک گز غصب کیا پھر سیعاد آگئی تو بدلا ہو جاوے گا اور اگر عقد سلم سے پہلے غصب واقع ہوا تو بدلا کرنے سے بدلا ہو گا اور یہ سبب اس وقت ہو کہ جب سلم فیہ کے مانند ہو اگر اس سے جید یا کمتر ہو گا تو جید کی صورت میں بدلا ہو گا لیکن اگر سلم الیہ راضی ہو جاوے تو بدلا ہو جاوے گا اور گھٹیا کی صورت میں بھی رب المسلم کی رضامندی سے بدلا ہو گا یہ حاوے میں لکھا ہے۔ زید نے عمر کو سودم لیک کر کی سلم میں ویسے پھر عمر نے زید سے ایک گز اس کے مانند نبض دو سودم کے سیعاد ہو اور حار پر خرید کر کے قبضہ کر لیا پس اگر گز اس کے پاس ہو اور رب المسلم نے چاہا کہ سلم فیہ کے عوض اس پر قبضہ کرے تو جائز نہیں ہو اور اگر اس نے قبضہ کر لیا اور اس کو پسایا تو اس کو اس کے مانند دینا واجب ہو گا اور یہ واجب سلم کا بدلا ہو جاوے گا اگرچہ دونوں اس پر راضی ہو جائیں میں اگر سلم الیہ نے ضمانت میں بیع سلم فیہ کے عوض لکھا اور اگر اس نے نہ پسایا ولیکن انھیں اس کے پاس ملک آگیا تو سلم الیہ کو اختیار ہو گا کہ جسے اس کو لے یا اس کی ضمانت لے پس اگر اس کا شئ ضمان میں لیا تو بدلا ہو گا اور اگر لیکر پھر اس کو دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر اس نے اس کا بدلا کرنا چاہا تو بدلا ہو گا

اُس کو کہ کہ لینا اختیار کیا اور واپس نہ لیا پھر اسکو بدلایا تو جائز ہو بشرطیکہ دونوں اُس پر راضی ہو جاوین اور اگر بدلایا نہ لینے پر دونوں نے صلح کی پہلے اس سے کہ مسلم الیہ کسی چیز کو اختیار کرے تو امام محمد رحمہ نے کتاب میں اسکو مذکور نہیں کیا ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ جائز ہو اور اگر اُس نے بدلایا نہ کیا اور مسلم الیہ نے وہ عیدار کر لے لیا پھر رب المسلم نے اسکو غصب کر لیا اور راضی ہو تو یہ بدلا ہو جاوے گا اور مسلم الیہ کی رضا گندی نہ دیکھی جاوے گی اور اگر مسلم الیہ سے وہ کسی اجنبی نے غصب کر لیا پھر مسلم الیہ نے رب المسلم کو غاصب پر اترا دیا کہ اُس سے لیکر مسلم بن قبیصہ کے تو یہ جائز نہیں اور حوالہ کرنا باطل ہو پس اگر وہ اجنبی کے پاس عیدار ہو اور رب المسلم اس سے راضی ہو تو جائز ہو گا اور ایسے ہی اگر وہ کسی اجنبی کے پاس ودیعت ہو اور رب المسلم اس سے راضی ہو جاوے تو بھی یہی حکم ہو ورنہ فرق یہ ہو کہ غصب کی صورت میں اگر وہ گرفتار سے پہلے تلف ہو جاوے تو حوالہ باطل ہو گا اور ودیعت کی صورت میں باطل ہو جاوے گا یہ محیط شری میں لکھا ہو کسی نے دوسرے سے ترجمہ وارہ کی ایک قفیز میں سلم ٹھہرائی اور اسکی بیعہ داس کے پائے جانے کے وقت میں مقرر کی تاکہ بیع سلم جائز ٹھہرے پھر مسلم الیہ نے بجائے اس کے ایک قفیز چھوارہ ادا کیے یا یہ صورت ہوئی کہ اُس نے ایک قفیز خشک چھوارہ میں بیع سلم ٹھہرائی اور اُس نے بجائے اس کے ایک قفیز ترجمہ وارہ ادا کیے اور رب المسلم نے اُس سے چشم پوشی کی تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر سلم قفیز ترجمہ وارہ ہوں اور بجائے اُن کے خشک ادا کرے تو ہر حال میں ناجائز ہو اور یہ ایسا ہی کہ گویا اُس نے تین چوتھائی خشک چھوارہ میں سلم ٹھہرائی پھر اسکا ایک قفیز لوہے لے لیا اور اگر ایک قفیز خشک چھوارہ میں سلم ٹھہرائی اور اُس نے ایک قفیز ترجمہ وارہ ادا کیے تو صاحبین کے نزدیک اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اُس نے اپنا پورا حق لے لینے کے طور پر قبضہ کیا یا بیطور کہ مسلم الیہ نے رب المسلم سے کہا کہ اسکو اپنے حق میں یا اپنے حق کے ادا ہونے کے واسطے یا اپنے حق سے ادا ہونے کے واسطے یا کوئی اور ایسا ہی لفظ ہے اور دوسرے یہ کہ بطور صلح یا بری الذمہ ہونے کے قبضہ کیا ہو یا بن طور کہ مسلم الیہ نے کہا کہ اسکو اپنے حق کی صلح میں یا اپنے حق سے ادا ہونے کی صلح میں لے اس شرط پر کہ جو تیرا میری طرف ہو میں اس سے بری ہوں تو پہلی صورت باطل ہو اور دوسری صورت صلح کی لحاظ کجاوے گی اور غور کیا جاوے گا کہ یہ ترجمہ وارہ خشک ہو کہ کس قدر کم ہونگے پس حکم یہ معلوم ہو گیا تو اُنہی بنا پر حکم دیا جاوے گا اور اگر نہ معلوم ہو تو اکثر اوقات جعفر سے کم نہیں ہوتا اسکی بنا پر حکم دیا جاوے گا پس اگر معلوم ہو کہ خشک ہو کہ چوتھائی کم ہو جاوے گی یا جانا گیا کہ چوتھائی سے زیادہ کم ہونگے اور تین چوتھائی باقی رہ جاوے گی تو پھر لحاظ کیا جاوے گا کہ اگر ترجمہ وارہ کی ایک قفیز کی قیمت تین چوتھائی خشک چھوارہ سے کی قیمت کے برابر یا کم ہو تو صلح جائز ہوگی اور اگر اسکی قیمت زیادہ ہوگی تو صلح باطل ہوگی کسی نے ایک قفیز کیوں میں سلم ٹھہرائی اور بجائے اس کے ایک قفیز بھونے ہوئے کیوں دے دیے تو بالاجماع جائز نہیں ہو اور ایسے ہی ایک قفیز ترجمہ وارہ سہرا زرد میں اُس کے موجود ہونے کے وقت میں سلم ٹھہرائی اور سلم الیہ نے بجائے اس کے مطلوب بستر کا قفیز دیا یا ایک قفیز کیوں میں سلم ٹھہرائی اور اُس نے مطلوب کیوں کا قفیز دیا یا ایک قفیز دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر ایک قفیز کیوں میں سلم ٹھہرائی اور اُس نے ایسے کیوں کا ایک قفیز دیا یا پانی میں بیکر بھول کے سوتے تو امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک

جائز نہیں ہو اور اگر کسی نے زیتون میں سلم ٹھکانی اور بجائے اسکے زیتون کا تیل لے لیا تو جائز نہیں ہو اگرچہ یہ معلوم ہو جاوے کہ تیل اُس سے کم ہو جتنا اسقدر زیتون میں نکلتا ہو کذا فی محیط

چوتھی فصل۔ رب السلم اور سلم الیہ کے درمیان اختلاف واقع ہونے کے بیان میں۔ اگر سلم فیہ کی مجلس میں دونوں اختلاف کریں مثلاً رب السلم کے کہ میں نے شجر کو دس درم ایک کر گیوں کی سلم میں دس درم دے دیا اور سلم الیہ کے کہ ایک شجر کی سلم میں دس درم دے دیا پس اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو استناداً دونوں سے قسم لیجا دیگی اور امام ابو یوسف کا پہلا قول یہ ہے کہ پہلے سلم الیہ سے قسم لیجا دے اور دوسرا قول یہ ہے کہ پہلے رب السلم سے لیجا دیگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو قاضی دریافت کرے گا کہ تم دونوں کیا چاہتے ہو پس اگر دونوں نے یا ایک نے کہا کہ ہم عقد کو فسخ کرنا چاہتے ہیں تو قاضی فسخ کہہ دیگا اور اگر انھوں نے فسخ کرنا نہ چاہا تو دونوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیگا اس امید پر کہ کوئی دوسرے کی تصدیق کرے کذا فی الذخیرہ۔

اور دونوں میں سے جو شخص گواہ قائم کرے اسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے اور ہر دونوں مجلس عقد سے جدا نہیں ہوئے ہیں تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دو عقدوں کا حکم دیا جاوے گا پس رب السلم میں دس درم کا حکم دیا جاوے گا اور سلم الیہ پر ایک کر گیوں اور ایک کر جو کا حکم دیا جاوے گا اور اگر دونوں مجلس سے جدا ہو چکے اور رب السلم نے صرف دس درم ادا کر دئے ہیں تو رب السلم کی دلیل کے موافق ایک ہی عقد کا حکم دیا جاوے گا اور امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک ہر صورت میں رب السلم کی دلیل کے موافق ایک ہی عقد کا حکم دیا جاوے گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر سلم فیہ کی مقدار میں دونوں اختلاف کریں تو اسکا اور سلم فیہ کی مجلس میں اختلاف کرنے کا ایک حکم ہو اور اگر سلم فیہ کی صفت میں اختلاف کریں اور دونوں میں کسی کے پاس گواہ ہوں تو قیاس میں دونوں سے قسم لیجا دیگی اور استناداً قسم نہ لیجا دیگی اور ہم قیاس ہی کو لیتے ہیں پس اگر کسی نے گواہ قائم کیے تو اسکے گواہوں پر فیصلہ کیا جاوے گا خواہ وہ طالب ہو یا مطلوب اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم اور ابو یوسف کے قول پر قاضی رب السلم کے گواہوں پر ایک ہی عقد کا حکم دیگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دو عقدوں کا حکم دیگا اور یہی قیاس ہے اور ہم اسی کو لیتے ہیں یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دس درم ایک کر گیوں کی سلم میں دیے پھر سلم الیہ نے کہا کہ میں نے ردی گیوں شرط کیے تھے اور رب السلم نے کہا کہ تو نے کوئی شرط نہیں کی تھی تو سلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اور اگر اسکا الٹا ہو تو مشائخ نے کہا کہ واجب ہے کہ امام اعظم کے نزدیک قول رب السلم کا لیا جاوے اور صاحبین کے نزدیک سلم الیہ کا یہ بیان میں لکھا ہے۔ اور اگر اس المال میں دونوں نے اختلاف کیا اور اس المال ایسی چیز تھی جو معین کر لے سکتے تھے نہیں ہوتی ہو پس اگر دونوں نے اُسکی مجلس میں اختلاف کیا مثلاً رب السلم نے کہا کہ میں نے شجر کو ایک کر گیوں کی سلم میں دس درم دے دیا پس اگر سلم الیہ نے کہا کہ میں نے دس درم دے دیا ہو اور دونوں کے پاس گواہ نہیں تو قیاساً دونوں ہم قسم نہ کھائیں گے اور رب السلم کا قول معتبر ہوگا اور استناداً دونوں قسم کھائیں گے پس اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دو عقدوں کا حکم دیا جاوے گا اور رب السلم پر ایک کر گیوں کا حکم دیا جاوے گا اور سلم الیہ پر

دو گروہوں کا بشتر طیکہ دونوں مجلس سے جدا نمونے ہوں اور اس مسئلہ میں امام اعظم رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف کا قول کتاب میں مذکور نہیں ہے۔ لیکن ابن سماعہ نے اپنے نوادر میں دونوں سے روایت کی ہے کہ تقاضی دو عقدوں کا حکم دیکھا اور گرجی نے روایت کی ہے کہ مسلم الیہ کی دلیل کے موافق صرف ایک عقد کا حکم دیکھا اور یہی صحیح ہے اور اگر اس مال کی مقدار یا اسکی صفت میں اختلاف واقع ہوا تو اسکا حکم ویسا ہی ہے جیسا مسلم فیہ کی صفت اور مقدار میں اختلاف ہونے کا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اصل یہ ہے کہ اگر مسلم فیہ کی جنس یا مقدار یا صفت میں یا راس المال کی جنس یا مقدار یا صفت میں اختلاف کریں اور دونوں کو گواہ پیش کریں تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک جتنک ممکن ہوگا ایک ہی عقد کا حکم دیا جائیگا اور جب ناممکن ہوگا تو دو عقدوں کا حکم دیا جائیگا اور امام محمد کے نزدیک دو عقدوں کا حکم دیا جائیگا اور جب مستحضر ہوگا تو ایک عقد کا حکم دیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اگر مسلم فیہ اور راس المال میں دونوں نے اختلاف کیا اور راس المال ایسی چیز ہو جو معین کرنے سے متعین نہیں ہوتی، پس اگر مسلم فیہ اور راس المال کی جنس میں اختلاف کیا اور دونوں کے پاس دلیل نہیں ہے تو قیاساً و استحساناً دونوں سے قسم لیجاوے گی اور اگر کسی نے گواہ دیے تو اس کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے پس اگر وہ دونوں مجلس عقد سے جدا نہیں ہوئے تو تینوں اماموں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ تقاضی دو عقدوں کا حکم دیکھا اور اگر مسلم فیہ اور راس المال کی مقدار میں اختلاف کیا اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہے تو دونوں سے قسم لیجاوے گی اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اس کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک تقاضی دو عقدوں کا حکم دیکھا بشتر طیکہ مجلس سے دونوں جدا نمونے ہوں اور امام اعظم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیکھا اور اگر راس المال اور مسلم فیہ کی صفت میں اختلاف کیا تو قسم کھانے کے حق میں قیاساً و استحساناً دونوں سے قسم لیجاوے گی اور دلیل پیش کرنے کی صورت میں بالاجماع سب کے نزدیک ویسا ہی حکم ہے جیسا کہ مسلم فیہ یا راس المال کی صفت میں اختلاف کرنے کا تھا پس جو حکم وہاں معلوم ہوا وہی بیان ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر راس المال معین ہو مثلاً کوئی اسباب ہو پس اگر دونوں نے مسلم فیہ کی جنس میں اختلاف کیا تو قیاساً و استحساناً دونوں سے قسم نہ لیجاوے گی اور مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا۔ لیکن استحساناً دونوں سے قسم لیجاوے گی پھر باقی صورتوں کا حکم مثل مسئلہ مذکور یعنی اختلاف جنس مسلم فیہ یا اسکی قدر یا صفت یا راس المال کی ایسی ہی اختلاف کی ہے اور دونوں میں سے کوئی گواہ پیش کرے تو اس کے گواہوں پر فیصلہ کیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو بالاجماع ایک عقد کا حکم دیا جائیگا اور اگر مسلم فیہ کی مقدار میں دونوں نے اختلاف کیا تو بالاجماع سب کے نزدیک قسم کھانے اور دلیل پیش کرنے کا ویسا ہی حکم ہے جیسا پہلی صورت میں گذرا اور اگر مسلم فیہ کی صفت میں اختلاف کیا اور کسی نے دلیل پیش نہ کی تو قیاساً و استحساناً دونوں سے قسم کھانے اور استحساناً کھانے کا حکم اور قسم قیاس کو لیتے ہیں اور اگر کسی نے دلیل پیش کی تو اسی پر فیصلہ کیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو بالاجماع سب کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر راس المال کی جنس میں اختلاف کیا اور کسی نے دلیل نہ پیش کی تو قیاساً و استحساناً دونوں سے قسم نہ لیجاوے گی اور رب المسلم کا قول معتبر ہوگا اور استحساناً و دونوں سے قسم لیجاوے گی اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اس کے گواہوں پر فیصلہ کیا جائیگا اور

اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دو عقدوں کا حکم دیا جائیگا اور امام عظیم اور امام ابو یوسف کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جائیگا اور یہ کرنی کی روایت ہے اور یہی صبح ہو اگر اس المال کی مقدار میں اختلاف کیا پس اگر کسی نے دلیل پیش کی تو قیاساً رب المسلم کا قول معتبر ہوگا اور قسم نہ کھائینگے لیکن استحساناً دونوں قسم کھا دینگے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اسکے گواہوں پر فیصلہ کیا جائیگا اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو سب کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جائیگا اور اگر اس المال کی صفت میں اختلاف کیا پس اگر کسی نے دلیل نہ پیش کی تو قیاساً و استحساناً قسم نہ کھا دینگے اور قول رب المسلم کا معتبر ہوگا اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اسکے گواہوں پر فیصلہ کیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو سب کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر مسلم فیہ اور اس المال معین دونوں میں اختلاف کیا پس اگر اس المال اور مسلم فیہ دونوں کی جنس میں اختلاف کیا اور کسی نے گواہ نہ دینے تو قیاساً و استحساناً دونوں قسم کھا دینگے اگر ایک نے گواہ پیش کیے تو اسکے گواہوں پر فیصلہ کیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو دو عقدوں کا حکم دیا جائیگا اور اگر دونوں کی مقدار میں اختلاف کیا اور کسی نے دلیل پیش نہ کی تو قیاساً و استحساناً دونوں قسم کھا دینگے اور اگر کسی نے دلیل پیش کی تو مقبول ہوگی اور اگر دونوں نے گواہ دیئے تو سب کے نزدیک ایک عقد کا حکم دیا جائیگا اور ہر ایک کی دلیل زیادتی کے ثابت کرنے میں مقبول ہوگی اور اگر اس المال اور مسلم فیہ کی صفت میں اختلاف کیا اور کسی نے دلیل نہ پیش کی تو قیاساً و استحساناً قسم کھا دینگے اور اگر کسی نے دلیل پیش کی تو اس پر فیصلہ ہوگا اور اگر دونوں نے دلیل پیش کی تو ایک عقد کا حکم دیا جائیگا اور زیادتی دعویٰ کے اثبات میں ہر ایک کی دلیل مقبول ہوگی یہ وغیرہ میں لکھا ہے اگر دونوں نے ادا کرنے کی جگہ میں اختلاف کیا تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ مسلم الیہ کا قول لیا جائیگا اور دونوں قسم نہ کھا دینگے اور صاحبین نے کہا کہ دونوں قسم کھا دینگے اور بعض مشائخ نے کہا کہ اختلاف اسکے برعکس ہے اور پہلی روایت صبح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ کوئی شخص دلیل نہ پیش کرے اور اگر کسی نے دلیل پیش کی تو خواہ وہ طالب ہو یا مطلوب اسکی دلیل پر فیصلہ کیا جائیگا اور اگر دونوں نے دلیل پیش کی تو طالب کی دلیل پر فیصلہ کیا جائیگا اور ایک عقد کا حکم دیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مسلم کی میعاد میں دونوں نے اختلاف کیا تو اس میں اختلاف کرنے سے باہم قسم کھانا اور باہم واپس کرنا لازم نہیں آتا ہے اور یہ ہمارے تینوں اماموں کے نزدیک ہے یہ شرح لمحاوی میں لکھا ہے۔ پس اگر اصل میعاد میں اختلاف کیا اور رب المسلم میعاد ہونے کا مدعی تھا تو اسکا قول معتبر ہوگا اور اگر مسلم الیہ اسکا مدعی تھا اور رب المسلم منکر تھا تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اور امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک استحساناً عقد صحیح رہیگا اور صاحبین کے نزدیک رب المسلم کا قول معتبر ہوگا اور عقد فاسد ہو جائیگا کذا فی الحاوی۔ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جب کسی نے دلیل نہ پیش کی ہو اور اگر کسی نے پیش کی تو اسکی دلیل مقبول ہوگی اور اگر دونوں نے دلیل پیش کی تو مدعی میعاد کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر میعاد مقرر ہوئے پر دونوں نے اتفاق کیا لیکن اسکی مقدار میں اختلاف کیا تو رب المسلم کا قول قسم یکے معتبر ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور قول کا متبرہ اس وقت ہو کہ جب کوئی شخص گواہ نہ پیش کرے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اسکے گواہوں پر فیصلہ کیا جائیگا اور

اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مطلوب کے گواہ لیے جاؤ گے اور بالاجماع دو عقدوں کا حکم نہ دیا جاوے گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں نے اتفاق کیا کہ مدت ایک مہینہ تھی و لیکن اس کے گزر جانے میں اختلاف کیا تو مطلوب کا قول معتبر ہوگا کذا فی التہذیب اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اس کے گواہ قبول ہوں گے اور اگر دونوں نے بیئہ پیش کی تو مطلوب کی بیئہ لیجاوے گی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر مدت کی مقدار اور اس کے گزرنے دونوں میں اختلاف کیا تو مقدار میں رب المسلم کا قول لیا جاوے گا اور گزرنے میں مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو اس زیادتی کے ثابت کرنے کے واسطے کہ مدت ابھی نہیں گزری ہو مسلم الیہ کے گواہ معتبر ہوں گے کذا فی شرح الطحاوی قال فی الحاشیۃ کذا فی جمیع النسخ الحاضرة والظاہر ان یقال اثبات زیادۃ الاجل وانہ لم یض انہی قال لم یتمح لا وچہ لظہورہ بل الظاہر ہو مافی النسخ الحاضرة فالمنع ان البیئہ فی المقدار بیئہ رب المسلم ایضا و لکن عدم بعضی زیادۃ علی مقدار الاجل فیقبل فیہا بیئہ المسلم الیہ و فہم المحشی فہم فانہم اور اگر اس المال پر قبضہ کرنے میں دونوں میں اختلاف ہوا اور رب المسلم گواہ لایا کہ اس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے اور مسلم الیہ گواہ لایا کہ جدا ہونے سے پہلے اس المال پر قبضہ ہو گیا ہو پس اگر اس المال مسلم الیہ کے ہاتھ میں ہو تو اسکی دلیل لیجاوے گی اور مسلم جائز ہوگی کذا فی الذخیرہ اور اگر وہ درم معینہ رب المسلم کے ہاتھ میں ہیں اور مسلم الیہ کہے کہ میں نے اسکو قبضہ کے بعد ودیعت میں دیا ہو یا اسے غصب کر لیا ہے اور قبضہ ہونے پر گواہ قائم ہو چکے ہوں تو اسی کا قول معتبر ہوگا اور درم ادا کرنے کا حکم دیا جاوے گا کذا فی الطحاوی۔ اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو رب المسلم کے گواہ قبول ہوں گے اور مسلم الیہ کے گواہ قبول ہوں گے اور اگر کسی نے بیئہ پیش نہ کی پس اگر وہ درم مطلوب کے ہاتھ میں ہیں اور طالب اس پر غصب یا ودیعت کا دعویٰ نہیں کرتا ہو صرف اس المال پر نہ قبضہ کرنے کا دعویٰ کرتا ہو تو دونوں میں سے کسی پر قسم نہ آوے گی اور اگر طالب نے قبضہ کرنے سے انکار کرنے کے بعد غصب یا ودیعت کا دعویٰ کیا تو مطلوب کا قول معتبر ہوگا اور اگر وہ درم رب المسلم کے پاس ہوں اور مطلوب نے قبضہ کا دعویٰ کیا اور طالب پر غصب کر لینے یا ودیعت رکھنے کا اس کے بعد دعویٰ کیا تو دونوں میں سے کسی پر قسم نہ آوے گی اور اگر مجلس میں اس المال پر قبضہ کرنے کے بعد دعویٰ کے بعد مطلوب نے غصب یا ودیعت کا دعویٰ کیا اور طالب نے انکار کیا تو مشائخ میں سے بعض نے کہا کہ قسم لیکر مطلوب کا قول معتبر ہوگا پس اس سے قسم لیجاوے گی اور مسلم جائز ہوگی اور اس المال کو رب المسلم سے لے لیا گیا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ جب طالب نے یہ قول کہ تو نے قبضہ نہیں کیا ہو جہاں کہ اس طرح کہا ہو کہ میں نے تجھکو مسلم میں دے پھر خاموش رہ کر کہا کہ تو نے قبضہ نہیں کیا یا یوں کہا کہ میں نے تجھکو مسلم میں دیے اور تو نے قبضہ نہ کیا تو یہی حکم ہوگا اور اگر اس نے ملکہ کہا کہ تو نے قبضہ نہیں کیا اور مطلوب کہتا ہو کہ میں نے قبضہ کیا تو اس مسئلہ میں طالب کا قول مقبول ہونا واجب ہوگا اور مطلوب کا قول مستحب ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مجلس سے جدا ہونے کے بعد مسلم الیہ آدھا اس المال لے کر آیا اور کہا کہ میں ہسٹے اسکو زیور یا یہ پس اگر رب المسلم نے اسکی تصدیق کی تو اسکو اختیار ہوگا کہ رب المسلم کو واپس کر دے اور اگر اسکی تکذیب کی اور مسلم الیہ نے دعویٰ کیا کہ یہ تیرے درم میں سے ہو پس اگر مسلم الیہ نے اس سے پہلے یہ انکار کیا تھا کہ میں نے جید درم میں سے قبضہ کیا ہو یا اپنے حق پر قبضہ کیا ہو یا اس المال پر قبضہ کیا ہو یا کہ میں نے

درم فورے پائے ہیں تو ان چار صورتوں میں اسکا دعویٰ نہ سنا جاوے گا اور رب المسلم سے قسم نہ لیجاوے گی اور اگر یہ قرار
 کیا تھا کہ میں نے درمہوں پر قبضہ کیا تو قیاس چاہتا ہو کہ رب المسلم کا قول معتبر ہو اور استحساناً مسلم الیہ کا قول معتبر ہو
 اور اگر اسنے کہا تھا کہ میں نے قبضہ کیا تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر مسلم الیہ نے قرار کیا کہ میں نے
 درمہوں پر قبضہ کر لیا ہو پھر دعویٰ کیا کہ وہ ستوق ہیں تو مقبول ہوگا اور اگر قبضہ کر کے کچھ اقرار نہ کیا پھر ستوق
 ہونے کا دعویٰ کیا تو اسکا قول مقبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر کچھ اس المال نہ رہے بخلا
 یا اسکو کسی حقدار نے لے لیا پھر دونوں نے اختلاف کیا اور رب المسلم نے کہا کہ وہ تہائی مال تھا اور مسلم الیہ نے
 کہا کہ آدھا تھا تو قسم لے کر رب المسلم کا قول معتبر ہوگا اور اگر ستوق یا رصاص تھا تو مسلم الیہ کا قول معتبر ہوگا یہ جاوی
 میں لکھا ہو۔ اگر کسی کی سلم میں اجید ہونے کی شرط کی پھر وہ ایک کپڑا لایا اور کہا کہ یہ جید ہے اور رب المسلم نے
 انکار کیا تو قاضی اس پیشہ کے دو آدمیوں کو دکھلائیگا اور آئین زیادہ احتیاط ہے اور ایک آدمی کو دکھلا بھی کافی
 ہو پس اگر اسنے کہا کہ جید ہو تو اسے قبول کرنے کے واسطے جبر کیا جاوے گا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے
 سے کہا کہ تو نے مجکو دس درم ایک گریو کی سلم میں دیے تھے مگر میں نے اسے قبضہ نہ کیا پس اگر اسنے اپنا یہ قول
 کہ میں نے اسے قبضہ نہ کیا اپنے کلام میں ملا کر کہا ہو تو قیاساً اور استحساناً وہ سچا سمجھا جاوے گا اور اگر جدا کر کے کہا ہو
 یا بنظر کہ ایک ساعت خاموش رہا پھر کہا کہ مگر میں نے اسے قبضہ نہ کیا تو قیاساً تصدیق کیا جاوے گا اور استحساناً سچا
 نہ سمجھا جاوے گا پھر جب استحسان کی رو سے سچا نہ سمجھا گیا تو قسم لے کر طالب کا قول معتبر ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جب
 اسنے کہا کہ تو نے مجکو سلم میں دیے اور اگر اسنے کہا کہ تو نے مجکو دیدیے یا کہا کہ تو نے مجکو نقد دیے ولیکن میں نے
 اسے قبضہ نہ کیا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا ہو کہ خواہ وہ ملا کر کے یا جدا کر کے سچا نہ سمجھا جاوے گا اور امام محمد رحمہ
 فرمایا کہ اگر ملا کر کہا تو تصدیق کیجاوے گی اور اگر جدا کر کے کہا تو نہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر رب المسلم نے کہا کہ تو نے
 مجھ سے شرط کی تھی کہ سلم فیہ فلاں محلہ میں ادا کروں گا اور مسلم الیہ نے کہا کہ میں تجھے اس محلہ کے سوا دوسرے محلہ
 میں ادا کروں گا تو رب المسلم پر قبول کرنے کے واسطے جبر کیا جاوے گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر عقد سلم میں یہ شرط ہو کہ
 فلاں جگہ اسکو ادا کروں گا اور سلم الیہ کہے کہ تو اسکو مجھ سے فلاں جگہ لے لے جو اس جگہ کے سوا ہو اور اس جگہ
 ملک کا مجھ سے کرایہ لے لے اور رب المسلم نے قبضہ کر لیا تو جائز ہو ولیکن کرایہ لینا نہیں جائز ہو اور جو کرایہ لیا ہو
 اسکا واپس کرنا واجب ہو اور اسکو خیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس قبضہ پر رضی ہو ورنہ واپس کر دے تاکہ
 اسی جگہ جو شرط کی گئی ہو ادا کرے اور اگر قبضہ کی ہوئی چیز اس کے پاس تلف ہو گئی تو اسکو کچھ نہ ملیگا یہ مبسوط
 میں لکھا ہو۔ اور اگر یہ شرط کی کہ سلم فیہ کو پہلے فلاں محلہ میں ادا کرنے کے بعد پھر میرے گھر میں ادا کرے
 تو عامر مشائخ نے فرمایا کہ یہ قیاساً و استحساناً جائز نہیں ہو اور فقیہ ابو بکر محمد ابن سلام فرماتے تھے کہ استحساناً
 سلم جائز ہو کذا فی المحيط اور اگر یہ شرط کی کہ اسکو پہلے میرے گھر میں ادا کرے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ قیاس
 چاہتا ہو کہ جائز ہو اور استحساناً جائز ہو اور عالم شہید رحمہ فرمایا کہ یہ قیاس اور استحسان اس صورت میں ہو کہ جب اسنے
 اپنا گھر نہ بتلایا ہو اور سلم الیہ نہ جانا ہو کہ کس محلہ میں ہو اور اگر اسنے بیان کر دیا یا مسلم الیہ اسکو جانتا ہو
 تو قیاساً اور استحساناً جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ رب المسلم نے سلم کی میعاد آجائے کے بعد سلم الیہ سے سوا سے

اس شہر کے جہین اور اگر نے کی شرط ٹھہری تھی دوسرے شہر میں ملاقات کی تو اسکو اختیار ہو کہ اس سے مسلم فیہ کا مطالبہ کرے بشرطیکہ مسلم فیہ کی قیمت اس شہر میں اتنی ہی ہو جتنی اس شہر میں ہو کہ جہان اور اگر نے کی شرط ٹھہری ہو یا اس سے کم ہو اور شیخ نے فرمایا کہ ہمارے زمانے کے بعض مفتیوں نے یہ فتویٰ دیا کہ اسکو دوسرے شہر میں مطالبہ کرنے کا اختیار نہیں ہے اور یہ حکم نیکو پسند ہو مگر ایسی جگہ جہان ضرورت واقع ہو تو مطالبہ کر سکتا ہو مثلاً مسلم فیہ کسی دوسرے شہر میں جا رہا ہو تو رب اسلم اپنا پورا حق لینے سے عاجز ہو جاوے گا یہ فقہ میں لکھا ہے۔

فصل بیع مسلم فیہ میں اقالہ اور صلح اور خیاری عیب کے بیان میں۔ جاننا چاہیے کہ مسلم فیہ میں اقالہ جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ پس اگر تمام مسلم فیہ میں اقالہ کر لیا تو جائز ہو خواہ بعد میعاد آجانے کے اقالہ کیا ہو یا اس سے پہلے اور خواہ اس المال مسلم فیہ کے پاس موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو پھر جب اقالہ جائز ٹھہرا پس اگر اس المال ایسا ہو کہ جو معین کرنے سے متعین ہوتا ہو اور وہ موجود بھی ہو تو مسلم فیہ پر واجب ہو کہ اسکو بعینہ رب اسلم کو واپس کرے اور اگر وہ تلف ہو گیا پس اگر وہ ایسا ہو کہ اسکا مثل موجود ہو تو اسکو مثل واپس کرنا چاہیے اور اگر مثلی ہو تو اسکی قیمت واپس کرنا چاہیے اور اگر اس المال ایسا ہو کہ جو معین کرنے سے متعین نہیں ہوتا ہو تو اسپر مثل واپس کرنا واجب ہو خواہ وہ تلف ہو گیا ہو یا موجود ہو اور اسی طرح اگر رب اسلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کر لیا پھر دونوں نے اقالہ کیا اور وہ اس کے پاس موجود ہو تو اقالہ جائز ہو اور رب اسلم پر واجب ہو کہ جب اس نے قبضہ کیا ہو اسکو بعینہ واپس کرے اور اگر دونوں نے بعض مسلم فیہ میں اقالہ کیا پس اگر بعد میعاد آجانے کے محتال بقدر بعض کے اقالہ جائز ہو گا بشرطیکہ بقدر باقی ہو وہ معلوم ہو جیسے کہ ادھیا بتائی یا چوتھائی وغیرہ اور باقی کی سلم کی میعاد عامہ عدا کے نزدیک اپنے وقت پر ہوگی اور اگر میعاد آسنے سے پہلے آسنے اقالہ کیا پس اگر اقالہ میں باقی کافی الحال لینا شرط نہ کیا تو اقالہ جائز ہو گا اور باقی کا ادا کرنا اپنی میعاد پر ہو گا اور اگر آسنے باقی کافی الحال لینا شرط کیا تو مشروط صحیح نہیں اور اقالہ صحیح ہو اور یہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے قیاس ہے کیونکہ اقالہ اس کے نزدیک فسخ ہے یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر اقالہ کرنے کے بعد رب اسلم نے اس المال سے کوئی چیز بدلت چاہی تو استھاناً جائز نہیں ہے اور اسی کو تنیون امامون نے اختیار کیا ہے اور فقہ کا اس پر اجماع ہے کہ بیع سلم کے اقالہ میں اس المال پر اتنی مجلس اقالہ میں قبضہ کر لینا اقالہ صحیح ہونے کے واسطے شرط نہیں ہے یہ تائید خانہ میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک باندی ایک کر گیون کی سلم میں دی اور مسلم فیہ نے اس پر قبضہ کیا پھر دونوں نے اقالہ کیا پھر وہ سلم فیہ کے پاس مگر تو اقالہ صحیح ہو اور اسکو باندی کی وہ قیمت جو اس پر قبضہ کرنے کے دن تھی ادا کرنی واجب ہے اور اگر باندی کے مرجانے کے بعد اقالہ کیا تو بھی جائز ہو اور اس پر باندی کی قیمت واجب ہوگی یہ جامع صغیر میں لکھا ہے۔ علی ابن احمد سے سوال کیا گیا کہ اگر رب اسلم نے مسلم فیہ کو قبضہ کرنے سے پہلے سلم فیہ سے اس المال سے زیادہ پر یا بعض اس المال کے خرید کر لیا تو کیا یہ بیع سلم کا اقالہ ہو گا تو انھوں نے فرمایا کہ خریدنا صحیح نہیں ہے اور نہ اقالہ ہو گا یہ تائید خانہ میں لکھا ہے۔ رب اسلم نے مسلم فیہ کو سلم فیہ کے ہاتھ بعض اس المال کے یا اس سے زیادہ پر فروخت کیا تو صحیح نہیں ہے۔ اور نہ اقالہ میں لکھا ہے۔ اگر سلم فیہ میں دو لون نے اقالہ کیا پھر اس المال میں اختلاف کیا تو مطلوب کا قول

معتبر ہوگا اور اگر رب المسلم نے مسلم فیہ پر قبضہ کیا اور وہ اس کے پاس موجود ہو پھر دونوں نے مسلم کا اقالہ کیا پھر اس المال کی مقدار میں اختلاف کیا تو دونوں قسم کھانٹینگے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ فتاویٰ سے البیوع میں ہے کہ کسی نے دوسرے سے ایک کرگیون میں مسلم بٹھرائی پھر رب المسلم نے مسلم الیہ سے کہا کہ میں نے تجھ کو آدمی سلم سے بری کیا اور مسلم الیہ نے قبول کر لیا تو اس پر واجب ہو کہ آدھا راس المال واپس کرے کیونکہ یہ کہنا آدمی سلم کا اقالہ ہے ایسی ہی فرمایا ہے ابو نصر محمد بن سلام اور فقیہ ابو بکر اسکان نے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ رب المسلم نے اگر مسلم فیہ سلم الیہ کو یہ کہہ دی تو یہ سلم کا اقالہ ہو اور اسکو راس المال واپس کرنا لازم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان امین لکھا ہے۔ فتاویٰ عتابیہ میں لکھا ہے کہ اگر دونوں نے سلم کو فسخ کیا اور راس المال کوئی اسباب تھا کہ اسکو رب المسلم نے مسلم الیہ کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہے اور دوسرے کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں ہے اور اسی کتاب میں لکھا ہے کہ اگر کسی نصرانی نے شراب میں بیع سلم بٹھرائی پھر ایک مسلمان ہو گیا تو یہ مثل اقالہ کے ہو بیان تاک کہ بعد فسخ کے اس المال کے عوض بدل لینا جائز نہیں ہے یہ تمار خانہ میں لکھا ہے۔ نوادر ابن رستم میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ کسی نے دوسرے کو مثلاً زید نے عمرو کو دس درم ایک کرگیون کی سلم میں دیئے اور عمرو کا ادبی زید پر ایک کر بوعده ایک سال کے آتا ہے پس زید نے عمرو سے بیع سلم کا اس شرط پر اقالہ کیا کہ قرض کا کمرے الحال ادا کر دے تو اقالہ جائز ہے اور قرض اس وقت پر لے لیا گیا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مسلم فیہ کیون سمجھتے اور راس المال سودم سمجھتے پھر دونوں نے اس شرط پر صلح کی کہ رب المسلم کو دو سودم یا ڈیڑھ سودم واپس کرے تو صلح باطل ہے اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھ سے بیع سلم میں سودم راس المال پر صلح کی تو جائز ہے اور اس طرح اگر کہا کہ اس المال میں سے بچاس درم پر صلح کی تو بھی جائز ہے اس لیے کہ باب سلم میں راس المال پر صلح کرنا اقالہ ہوتا ہے پھر اسکے بعد مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ جب آئسے کہا کہ میں نے تجھ سے راس المال سے بچاس درم پر بیع سلم سے صلح کی تو یہ پوری سلم کا اقالہ ہوگا یا آدمی سلم کا اور اگر آئسے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ راس المال کے دو سودم پر صلح کی تو جائز نہیں ہے اور مراد یہ ہے کہ زیادتی جائز نہ ہوگی لیکن بقدر راس المال کے اقالہ بیع ہوگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے اور شمس اللہ سہرخی نے اپنی شرح میں اشارہ کیا کہ اس صورت میں بالکل اقالہ باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اگر دو شخصوں نے کسی شخص سے کچھ اناج میں بیع سلم بٹھرائی پھر ایک نے اس سے اپنے راس المال پر صلح کر لی تو امام اعظم اور امام محمد رحمہ کے نزدیک صلح موقوف رہی پس اگر دوسرے نے اجازت دی تو جائز ہو جائیگی اور راس المال میں سے جو قبضہ میں آیا وہ دونوں میں مشترک ہوگا اور جب قدر اناج بیع سلم کا باقی رہا وہ بھی دونوں میں مشترک ہوگا اور اگر دوسرے نے اجازت نہ دی تو صلح باطل ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک جو صلح کر لیا ہے اس کے اور مسلم الیہ کے درمیان صلح جائز ہے اور اس طرح اگر مسلم فیہ کا کوئی کفیل ہو اور دونوں راس المال میں سے کسی ایک نے اپنے راس المال پر کفیل سے صلح کر لی تو کفیل سے صلح کرنا اصل سے صلح کرنے کے مانند ہے اور دوسری اختلاف ہے جو پہلے بیان کیا یہ بیسویں میں لکھا ہے۔ اور یہ اختلاف انصورت میں ہے کہ جب دونوں نے دس درم مشترک کسی شخص کو ایک کر اناج کی سلم میں دیئے ہوں اور اگر دس درم مشترک نہ ہوں بلکہ

دس درم پر سلم ٹھہرائی پھر ہر ایک نے پانچ درم ادا کر دیے تو یہ صورت امام محمد رحمہ اللہ نے نہیں ذکر فرمائی اور بعض مشائخ نے شرح بیوع میں ذکر کیا ہو کہ ایسی صلح بالاجماع صلح کرنے والے کے حصہ میں جائز ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ روایت صحیح نہیں ہو کہ امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر نہیں کیا بلکہ امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الاصل کی صلح میں صورت ذکر کی ہو اور اس میں امام اعظم رحمہ اللہ کا وہی قول ذکر کیا ہو جو پہلی صورت میں ہو اور اگر دونوں رب المسلمین میں سے ایک نے بقدر رانچے حصہ کے سلم کا اقالہ کیا تو یہ صورت بھی کسی کتاب میں مذکور نہیں ہو اور اس میں بھی مشائخ کا ویسا ہی اختلاف ہو جیسا پہلی صورت میں سمجھنے ذکر کیا ہو کذا فی المحیط اگر کسی نے سلم ٹھہرائی اور اس کا کوئی کفیل لے لیا پھر کفیل نے رب المسلم سے اس المال پر صلح کی تو سلم الیہ کی اجازت پر موقوف رہی خواہ کفالت اسکے حکم سے ہو یا بدو ن اسکے حکم کے ہو پس اگر اسے اجازت دی تو صلح جائز ہوگی ورنہ باطل ہوگی اور بیع سلم اپنے حال پر باقی رہیگی اور یہ امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور اگر اجنبی نے رب المسلم سے اس المال پر صلح کی تو بھی یہی حکم ہو اور یہ حکم اختلافی اس صورت میں کہ جب رب المال از حبس نقد دینے درم و دینار میں سے ہو کہ جو معین نہیں ہوتے ہیں اور اگر غلام یا کلبے وغیرہ کے مانند معین ہو تو صلح بالاتفاق سلم الیہ کی اجازت پر موقوف ہوگی اور اگر کفیل نے اقالہ کیا اور رب المسلم نے قبول کیا تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہو پس بعضوں نے کہا کہ اقالہ اور صلح یکساں ہیں اور بعضوں نے کہا کہ بالاجماع سلم الیہ کی اجازت پر موقوف ہوگا یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اگر رب المسلم نے سلم کے گیموں قبضہ میں لیے اور وہ اسکے پاس عیب دار ہو گئے پھر اس میں کوئی عیب پائا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اگر سلم الیہ گیموں کو نئے عیب کے ساتھ قبول کرے تو بیع سلم پھر عود کرے گی اور اگر اسے انکار کیا تو اس کو اختیار ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر عیب دار کو قبول کرنے سے انکار کرے تو رب المسلم مثل اُن گیموں کے جو اسے قبضہ میں لیے ہیں واپس کر دیکھا اور جیسے اسے سلم میں شرط کیے ہیں ویسے لے گا اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر وہ واپس لینے سے انکار کرے تو رب المسلم اس المال میں سے بقدر نقصان کے واپس لے گا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر رب المسلم نے سلم فیہ پر قبضہ کیا پھر اس میں کوئی عیب پائا تو اس کو واپس کر دے اور اگر اس میں دوسرا عیب پائا تو سلم الیہ کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو زیادتی عیب پر راضی ہو کر قبول کرے اور رب المسلم کو بے عیب سلم فیہ سپرد کرے اور اگر قبول سے انکار کیا تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ رب المسلم کا حق واپسی اور نقصان عیب لینے کا حق باطل ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ عیب کی زیادتی رب المسلم کے پاس آسانی آفت یا رب المسلم کے فعل سے ہو اور اگر اجنبی کے فعل سے ہو اور رب المسلم اس سے نقصان کی قیمت لے لے تو اس کو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہ ہوگا اور زیادتی عیب کے ساتھ سلم الیہ کو اس کا قبول کرنا نہیں لازم ہو اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہو یہ شرح لمحاوی میں لکھا ہو۔ ہشام نے اپنی نوادر میں لکھا ہو کہ میں نے امام ابو یوسف سے پوچھا کہ کسی نے ایک کپڑا بیع سلم کے طور پر دس درم دیکر لیا اور اس کو قطع کر لیا پھر اس میں کوئی عیب پائا تو اس نے فرمایا کہ نقصان عیب نہیں لے سکتا ہو اور بھی ہشام نے لکھا ہو کہ میں نے امام محمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ کسی نے دوسرے کو دو درم بیع سلم میں دیے ایک درم گیموں میں اور دوسرے کو دو درم بیع سلم الیہ نے ایک درم سنوئی پائا تو امام نے فرمایا کہ اگر دونوں ایک ساتھ دے ہوں

سلم کا ضامن ہو گا کذا فی الحاوی۔ اگر سلم کا اقالہ کر لیا تو جائز ہو اور امام اعظم اور امام محمد رحمہما کے نزدیک سلم کا مثل موکل کو ضمان میں دینا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر وکیل نے عقد سلم بٹھرایا پھر موکل نے اسکو راس المال ادا کر کے سلم کا حکم دیا اور وکیل چلا گیا تو سلم باطل ہو جاوے گی اور ایسے ہی اگر سلم الیہ نے کسی شخص کو راس المال پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قبضہ سے پہلے خود چلا گیا تو سلم باطل ہو جاوے گی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر سلم کے وکیل نے مخالفت کی اور اس چیز کے سوا کہ جہین موکل نے بیع سلم کرنے کو کہا تھا دوسری چیز میں سلم بٹھرائی تو موکل کو اختیار ہو کہ وکیل سے اپنے درمون کی ضمان لے اور اگر چاہے تو سلم الیہ سے ضمان لے پس اگر اس نے وکیل سے ضمان لی تو بیع سلم وکیل کے ساتھ صحیح رہے گی اور اگر سلم الیہ سے ضمان لی پس اگر ایسی حالت میں ضمان لی کہ وکیل اور سلم الیہ دونوں مجلس عقد میں موجود ہیں اور وکیل نے دوسرے درم ادا کر دیئے تو سلم جائز رہے گی اور اگر ایسے حال میں ضمان لی کہ دونوں مجلس سے جدا ہو گئے ہیں تو سلم باطل ہو جاوے گی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کو دس درم اس واسطے دیئے کہ انکو اناج کی سلم میں دیوے پھر وکیل نے ایک شخص کو دیکر بیع بٹھرائی پس اگر اس نے بیع کی نسبت موکل کے درمون کی طرف کی ہو تو بیع اس کے لیے ہوگی اور اگر اس نے اپنے درمون کی طرف نسبت کی ہو تو اپنے واسطے بیع کرنے والا ہوگا اور اگر مطلق دس درم پر بیع بٹھرائی پھر موکل کے واسطے انکی نیت کی تو بیع اس کے لیے ہوگی اور اگر اپنے واسطے نیت کی تو اپنے واسطے ہوگی اور اگر اسکی کچھ نیت بھی نہ ہوئی اور اس نے اپنے درم ادا کیئے تو بیع اس کے لیے ہوگی اور اگر موکل کے درم ادا کیئے تو موکل کے لیے ہوگی یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام محمد رحمہما نے فرمایا کہ جب تک وہ عقد کے وقت موکل کی نیت نہ کرے تب تک عقد ایسی کے واسطے ہوگا اور اگر دونوں نے نیت میں جھگڑا کیا اور موکل نے کہا کہ تو نے میری نیت کی ہو اور وکیل نے کہا کہ میں نے اپنی نیت کی ہو تو بالاتفاق سلم کا اناج اس شخص کو ملیگا جسکے درم اس نے ادا کیئے ہیں یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے کسی کو اس واسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے کچھ درم اناج کی بیع سلم میں لیوے پھر وکیل نے وہ درم لیکر موکل کو دیدیئے تو سلم کا اناج وکیل کے ذمہ رہے گا اور وکیل کے یہ درم موکل پر قرض ہونگے اور اگر اس کے وکیل نے اناج میں بیع سلم بٹھرایا پھر موکل نے اناج پر قبضہ کیا یا مسلم الیہ کے ساتھ عقد سلم کو فسخ کر دیا تو مستحاناً جائز ہو اور سلم الیہ کو اختیار ہو کہ سلم کا اناج موکل کو دیئے سے انکار کرے یہ عنوانہ الاکل میں لکھا ہے۔ اگر دو شخصوں کو اس واسطے وکیل کیا کہ اس کے لیے بیع سلم بٹھراوے پھر ایک نے بیع بٹھرائی تو جائز نہیں ہو اور اگر دونوں نے بٹھرائی پھر ایک نے ترک کر دی تو جائز نہیں ہو اور یہ بالا جماع ہے یہ حاوی میں لکھا ہے ایک شخص کو دو شخصوں نے وکیل کیا اور ہر ایک نے چاہا کہ میرے دس درم اناج کی سلم میں علیحدہ دیوے اور اس نے دونوں کی سلم ایک ہی عقد میں بٹھرائی تو جائز ہو اور اگر اس نے دونوں کے درم ملا دیئے پھر سلم بٹھرائی تو سلم اس کے واسطے ہوگی اور ملا دینے کے سبب سے دونوں کے مال کا ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر اس کو کئی کئی نے دونوں میں سے ہر ایک موکل کے درم ایک شخص کو علیحدہ دیئے پھر اس سے کچھ اناج وصول کیا اور دونوں موکلوں میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا حق ہے تو سلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اور اگر وہ غائب ہو تو وکیل کا قول لیا جائے گا اور اگر سلم الیہ نے اگر وکیل کی تکذیب کی تو سلم الیہ کا قول معتبر ہوگا اگر ایک وکیل کو کسی نے جو من درمون کے اپنا کپڑا بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اس نے اس کپڑے کو بموضع اناج کے کسی میعاد تک بیع سلم میں دیا تو یہ بیع

۱۔ قول قاضی خان
۲۔ قول قاضی خان
۳۔ قول قاضی خان
۴۔ قول قاضی خان
۵۔ قول قاضی خان
۶۔ قول قاضی خان
۷۔ قول قاضی خان
۸۔ قول قاضی خان
۹۔ قول قاضی خان
۱۰۔ قول قاضی خان
۱۱۔ قول قاضی خان
۱۲۔ قول قاضی خان
۱۳۔ قول قاضی خان
۱۴۔ قول قاضی خان
۱۵۔ قول قاضی خان
۱۶۔ قول قاضی خان
۱۷۔ قول قاضی خان
۱۸۔ قول قاضی خان
۱۹۔ قول قاضی خان
۲۰۔ قول قاضی خان
۲۱۔ قول قاضی خان
۲۲۔ قول قاضی خان
۲۳۔ قول قاضی خان
۲۴۔ قول قاضی خان
۲۵۔ قول قاضی خان
۲۶۔ قول قاضی خان
۲۷۔ قول قاضی خان
۲۸۔ قول قاضی خان
۲۹۔ قول قاضی خان
۳۰۔ قول قاضی خان
۳۱۔ قول قاضی خان
۳۲۔ قول قاضی خان
۳۳۔ قول قاضی خان
۳۴۔ قول قاضی خان
۳۵۔ قول قاضی خان
۳۶۔ قول قاضی خان
۳۷۔ قول قاضی خان
۳۸۔ قول قاضی خان
۳۹۔ قول قاضی خان
۴۰۔ قول قاضی خان
۴۱۔ قول قاضی خان
۴۲۔ قول قاضی خان
۴۳۔ قول قاضی خان
۴۴۔ قول قاضی خان
۴۵۔ قول قاضی خان
۴۶۔ قول قاضی خان
۴۷۔ قول قاضی خان
۴۸۔ قول قاضی خان
۴۹۔ قول قاضی خان
۵۰۔ قول قاضی خان
۵۱۔ قول قاضی خان
۵۲۔ قول قاضی خان
۵۳۔ قول قاضی خان
۵۴۔ قول قاضی خان
۵۵۔ قول قاضی خان
۵۶۔ قول قاضی خان
۵۷۔ قول قاضی خان
۵۸۔ قول قاضی خان
۵۹۔ قول قاضی خان
۶۰۔ قول قاضی خان
۶۱۔ قول قاضی خان
۶۲۔ قول قاضی خان
۶۳۔ قول قاضی خان
۶۴۔ قول قاضی خان
۶۵۔ قول قاضی خان
۶۶۔ قول قاضی خان
۶۷۔ قول قاضی خان
۶۸۔ قول قاضی خان
۶۹۔ قول قاضی خان
۷۰۔ قول قاضی خان
۷۱۔ قول قاضی خان
۷۲۔ قول قاضی خان
۷۳۔ قول قاضی خان
۷۴۔ قول قاضی خان
۷۵۔ قول قاضی خان
۷۶۔ قول قاضی خان
۷۷۔ قول قاضی خان
۷۸۔ قول قاضی خان
۷۹۔ قول قاضی خان
۸۰۔ قول قاضی خان
۸۱۔ قول قاضی خان
۸۲۔ قول قاضی خان
۸۳۔ قول قاضی خان
۸۴۔ قول قاضی خان
۸۵۔ قول قاضی خان
۸۶۔ قول قاضی خان
۸۷۔ قول قاضی خان
۸۸۔ قول قاضی خان
۸۹۔ قول قاضی خان
۹۰۔ قول قاضی خان
۹۱۔ قول قاضی خان
۹۲۔ قول قاضی خان
۹۳۔ قول قاضی خان
۹۴۔ قول قاضی خان
۹۵۔ قول قاضی خان
۹۶۔ قول قاضی خان
۹۷۔ قول قاضی خان
۹۸۔ قول قاضی خان
۹۹۔ قول قاضی خان
۱۰۰۔ قول قاضی خان

اسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر موکل نے اسکو فروخت کرنے کا حکم دیا اور شریعت میں نہ بیان کیا ہو اور اسے امانت کی سلم میں ہی
 بیعت کا بیع کیا ہو تو امام اعظم کے نزدیک یہ بیع موکل پر نافذ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک جائز نہ ہوگی یہ بسوط
 میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے وکیل کو یہ حکم دیا کہ میرے درم کسی خاص شخص کو سلم میں دیوے پھر اسے دوسرے کو
 سلم میں دیدے تو جائز نہیں ہے یہ خزانۃ الاکل میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے بیع سلم کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے
 عقد سلم میں کوئی ایسی شرط لگائی کہ جس سے عقد فاسد ہو گیا تو وکیل ضامن ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی کو
 اس واسطے وکیل کیا کہ دس درم طعام کی سلم میں دیوے تو ہمارے نزدیک احتمالاً طعام سے مراد گیون اور اسکا آٹا
 ہو اور شائع نے کہا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ جب درم بہت ہوں اور تھوڑے ہوں تو یہ قول مطلق روٹوں کی طرف
 رجوع کر لیا اور آٹے کے باب میں دو روایتیں آئی ہیں ایک روایت میں وہ بمنزلہ گیون کے ہے اور دوسری
 روایت میں بمنزلہ روٹی کے ہے اور ایسا ہی قیاس خرید کے وکیل میں ثابت ہے پس اگر اسکو اس واسطے وکیل کیا کہ
 میرے درم طعام کی سلم میں دیوے اور اسے جو وغیرہ کی سلم میں دیدے تو اسے مخالفت کی اور موکل کو اختیار
 کہ وکیل سے اپنے درمون کی ضمان لے اور اگر چاہے تو انکو سلم الیہ سے دیوے یہ بسوط میں لکھا ہے۔ اگر کسی فرمی کو
 عقد سلم کے واسطے وکیل کیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہے یہ خزانۃ الاکل میں لکھا ہے وکیل سلم نے اگر بیع میں کھلا ہوا
 ٹوٹا اٹھا لیا تو جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر وکیل نے کسی کو اس واسطے وکیل کیا کہ سلم پر سلم الیہ سے
 لیکر قبضہ کرے اور اسے قبضہ کیا تو سلم الیہ بری ہو جائیگا پس اگر وکیل کا وکیل اسکا غلام یا اسکا بیٹا ہو جو اسکی پرورش
 میں ہو یا اسکا چیر ہو تو یہ قبضہ موکل پر جائز ہوگا اور اگر کوئی اجنبی ہو تو پہلا وکیل طعام سلم کا ضامن ہوگا اگر اسے
 وکیل کے پاس تلف ہو جاوے اور اگر اس تک پہنچ جاوے تو وہ اور اسکا وکیل ضمان سے بری ہو جائیگا
 یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور وکیل سلم کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کو وکیل کرے مگر جب موکل یہ کہدے کہ جو تو چاہے
 وہ کہہ یہ خزانۃ الاکل میں لکھا ہے۔ وکیل سلم نے اگر اپنے کو یا اپنے معاوض کو یا اپنے غلام کو سلم الیہ بنایا تو جائز نہیں
 ہے اور اگر ایسے شریک کو جو اس کے ساتھ شریک عنان رکھتا ہے سلم الیہ بنایا تو جائز ہے بشرطیکہ سلم فیہ اُن دونوں
 کی تجارت میں نہ ہو اور اگر اپنے بیٹے یا اپنی زویہ یا ان باپ میں سے کسی کو بنایا تو امام اعظم کے نزدیک نہیں جائز
 ہے اور اسمین صاحبین نے خلاف کیا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ جو کچھ میرا ہے چاہے ہی وہ
 ایک کر گیون کی سلم میں دیدے پس اگر اسے کسی شخص کو معین کیا تو بالاجماع وکالت صحیح ہے اور اگر معین نہ کیا تو بھی
 صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ وکالت صحیح نہیں ہے یہ بیع میں لکھا ہے۔ اگر وکیل نے سلم
 عظمیٰ نے میں درم اس چیز کی سلم میں دیدے جسکا موکل نے حکم کیا تھا اور سلم الیہ کے اس اقرار پر کہ میں نے درم
 پورے پائے جن گواہ نہیں کیے پھر سلم الیہ زیون درم واپس کرنے کو لایا اور کہا کہ میں نے اُنھیں درمون میں
 پائے میں تو اسکی تصدیق کچا دیگی اور اگر وکیل نے سلم الیہ کے اس اقرار پر گواہ کر لیے ہوں تو پھر اسکی دعویٰ
 کی تصدیق نہ کیا دیگی اور اسے معنی یہ ہے کہ اگر سلم الیہ نے اقرار کیا کہ میں نے جید درم پورے حاصل کر لیے یا
 اپنا پورا حق لے لیا یا اس المال پورے لیا تو پھر اسکا یہ دعویٰ کہ نہ کہ وہ درم زیون میں اسے اقرار کو توڑتا ہے
 پس اسکی سماعت نہ ہوگی اور اس کے گواہ بھی مقبول نہ ہونگے اور نہ مدعا علیہ پر قسم آریگی اور اگر اسے پورے درم پائے کا

۱۷
 بیعت کا بیع
 کہنے والا جائز
 نہیں ہے

اگر کیا ہو تو درم کا نقد دیون اور جیرو دونوں کو شامل کر لیں اسکا دعویٰ اسکی طرف سے کرنا ہوگا۔ اگر
 قطن میں سلم ٹھہرائی تو زمین درام نہ دیا جاوے گا جیسا بیع میں ہو اور اس پر ہمارے زمانہ کے مشایخ متفق ہیں بشرط
 امام ابو یوسف کے روایت کی کہ کسی نے دوسرے کو ایک کرگیون کی سلم میں ایک غلام دیا پھر سلم الیہ نے وہ غلام
 کسی کے ہاتھ فروخت کر کے اسکے سپرد کر دیا پھر شتری نے اس غلام میں کوئی عیب پا کر سلم الیہ کو بحیر حکم قاضی کے
 واپس کیا پھر برب السلم اور سلم الیہ نے بیع سلم کا اقالہ چاہا پس اگر برب السلم نے کہا کہ میرا غلام مجھے واپس دے اور
 میں نے تجھ کو سلم سے بری کیا یا کہا کہ بعض اس غلام کے میں نے تجھ کو سلم سے بری کیا یا کہا کہ بعض اس غلام کے
 مجھ سے سلم کا اقالہ کرے تو یہ سب باطل ہو اور اگر اس نے کہا کہ مجھ سے سلم کا اقالہ کرے اور غلام ذکر نہ کیا یا کہا کہ مجھ کو
 سلم سے بری کر دے اور اپنا راس المال لیے اور غلام کا ذکر نہ کیا تو سلم ٹوٹ جاوے گی اور اسکو راس المال میں
 غلام کی قیمت ملے گی یہی حکم ہے لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک غلام جو سلم ایک کپڑے کے جکا و صف بیان
 کر کے اپنے ذمہ رکھا ہو فروخت کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ کپڑے کے ادا کرنے میں مباد ہو اور دوسری
 یہ کہ نہ تو دوسری صورت جائز نہیں ہو اور پہلی صورت جائز ہو پس اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو عقد باطل
 نہ ہوگا یہ واقعات حسامیہ میں لکھا ہے۔ اور اگر برب السلم نے راس المال میں کچھ بڑھایا تو فی الحال ادا کرنا جائز ہو اور
 بیع جاری جائز نہیں ہو پس اگر اسکو مجلس میں ادا کر دیا تو صحیح ہو اور اگر زیادتی پر قبضہ ہونے سے پہلے دونوں
 جدا ہو گئے تو بقدر زیادتی کے سلم باطل ہو جاوے گی اور اگر سلم الیہ نے کچھ زیادہ کیا تو دیکھا جاوے گا کہ اگر راس المال
 معین ہو اور وہ موجود ہو تو فی الحال اور بیع دہ پر دونوں طرح جائز ہو اور اگر راس المال غیر معین ہو پس اگر
 سلم الیہ نے معین چیز زیادہ لی تو فی الحال اور بیع دہ پر دونوں طرح جائز ہو اور اگر درم یا دینار زیادہ کیے تو مجلس میں
 زیادتی پر قبضہ ہو جانا شرط ہوگا یہ محیط شری میں لکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین و متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ابن سوان باب - قرض اور قرض لینے اور کوئی چیز بنوانے کے بیان میں۔ جو چیزیں مثلی ہیں انکا قرض جائز نہی
 جیسے کیلی اور وزنی اور عددی متقارب مانند انڈے وغیرہ کے اور جو چیزیں مثلی نہیں ہیں جیسے حیوان اور کپڑے
 اور عددی متفاوت انہیں قرض جائز نہیں ہو اور قرض فاسد میں اگر مقروض چیز پر قبضہ کیا تو اسکا مالک ہو گیا
 جیسا کہ بیع فاسد میں قبضہ کی ہوئی چیز کا مالک ہوتا ہو لیکن قرض فاسد میں جس چیز پر قبضہ کیا ہو خاص اسی کو
 واپس کرے اور قرض جائز میں اگر قرض مقبوض قرض لینے والے کے پاس موجود ہو تو وہی واپس کرنے کے واسطے
 معین ہوگا بلکہ اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے اسکو واپس کرے یا اسکا مثل واپس کرے یہ محیط شری میں لکھا ہے۔ پھر
 جس جگہ قرض جائز نہیں ہوا تو اس قرض سے نفع اسکا نا بھی جائز نہیں ہو لیکن اسکا فروخت کرنا جائز ہو کہ ذاتی اہمیا
 رولی کا وزن کے حساب سے نہ کہ قرض لینا امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور اسی پر
 فتوے ہی یہ کافی وغیرہ میں لکھا ہے۔ نو اور ہشام میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ کیون اور
 آٹے کا وزن سے قرض لینا اوزا ایسے ہی خطا ہے چھوڑ دے اس طرح قرض لینا ضروری نہیں اور نہ آئین ہندی
 ہو اگرچہ یہ ایسی جگہ واقع ہو جہاں یہ چیزیں وزن لگائی ہیں یہ محیط میں لکھا ہے۔ اصل میں مذکور ہے کہ اگر
 آٹا تولی کر قرض لیا تو اسکو وزن سے نہ واپس کرے بلکہ وزن سے قیمت چلے کر لین اور امام ابو یوسف سے

ایک روایت میں آیا ہے کہ اسکا وزن سے قرض لینا اٹھانا جائز ہے جبکہ لوگوں میں اسکا وزن لینا رائج ہو جاوے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ غیاثیہ میں لکھا ہے۔ اندھن اور لکڑی اور قصب اور ترخو شہو دار چیزیں اور ساگ کا قرض لینا جائز نہیں ہے لیکن حنا اور وسہ اور خشک خوشبو دار چیزیں کہ جو پیمانہ سے ملتی ہیں انکے قرض لینے میں کچھ خوف نہیں ہے یہ فصول عادیہ میں لکھا ہے۔ اور کاغذ کا گنتی سے قرض لینا جائز ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اخروٹ کا پیمانہ سے قرض لینا اور مکیوں کا گنتی سے قرض لینا جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور نمائوسے غائبین ابن سلام سے نقل کیا ہے کہ کچی اور پکی انیٹون کا گنتی سے قرض لینا جائز ہے بشرطیکہ انہیں تقادوت نہویہ تا نارغایہ میں لکھا ہے اور گوشت کا قرض لینا جائز ہے اور یہی اصح ہے یہ محیط شخصی میں لکھا ہے۔ اور گوشت کا وزن سے قرض لینا جائز ہے یہ فتاویٰ مغربی میں لکھا ہے۔ اور ہمارے شہر وں میں غیر کو وزن سے قرض لینا جائز اور یہی مختار ہے یہ مختار الفتاویٰ میں ہے۔ اور زعفران کو وزن سے قرض لینا جائز ہے اور پیمانہ سے جائز نہیں ہے یہ تا نارغایہ میں لکھا ہے۔ اور برف کو وزن سے قرض لینا جائز ہے اور اگر گرمیوں میں قرض لیا اور جاڑوں میں ادا کیا تو اسکے عمدہ سے مکمل کیا اور برف ان چیزوں میں ہے کہ جبکہ عوض قیمت بھاتی ہے اور اگر برف والے نے کہا کہ میں اس سال تجھ سے نہ لوں گا تو اب بکر اسکا ف نے فرمایا کہ میں اس مقام پر سو اے اسکے کوئی حیلہ نہیں جانتا ہوں کہ جس شخص پر برف آتا ہے وہ اسکے برابر برف تول کر برف والے کے کھتے میں پھینک دے تاکہ قرض سے بری ہو جاوے اور تقاضی فخر الدین نے فرمایا کہ میرے نزدیک جیسے گارہ امین ہو کہ یہ بات قاضی کے سامنے پیش کرے تاکہ جب قدر اس پر قرض ہو اتنے لینے پر قاضی اسکو مجبور کرے جیسا موت میں کہ کسی نے دوسرے سے گیموں قرض لیے پھر اسکا بھاد بدل جانے کے بعد انکے مثل گیموں اسکو دیے تو قرض خواہ کو اسکے قبول کرنے پر تقاضی مجبور کرے یہ مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اور سونے اور چاندی کو وزن سے قرض لینا جائز ہے اور عدد سے قرض لینا جائز نہیں ہے یہ تا نارغایہ میں لکھا ہے۔ امام محمد رحم نے جامع میں فرمایا کہ اگر ایسے درم ہوں کہ جن میں ایک تنائی چاندی اور دو تنائی پیتل ہو اور انکو کسی شخص نے گنتی سے قرض لیا اور وہ لوگوں میں بھی گنتی سے رائج ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے اور اگر لوگوں میں فقط وزن سے رائج ہیں تو صرف وزن سے انکا قرض لینا جائز ہوگا اور اگر ایسے درم ہوں جن میں دو تنائی چاندی اور ایک تنائی پیتل ہو تو انکا قرض لینا فقط وزن سے جائز ہوگا اگرچہ لوگوں کا معمول ہو گیا ہو کہ انکے ساتھ گنتی سے فروخت کرتے ہوں اور اگر درم ہوں میں آدمی چاندی اور آدھا پیتل ہو تو انکا قرض لینا بھی فقط وزن سے جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور جس سرگین کا فروخت کرنا جائز ہو اسکا قرض لینا بھی جائز ہے قال المترجم یعنی گو برون میں سے کھا دیا بیچا جائز ہو تو اسکا قرض لینا بھی جائز ہے اور واقعات حسامیہ میں لکھا ہے کہ سرگین کے تلف کرنے والے پر اسکی قیمت واجب ہوتی ہے اور وہ ایسی چیزوں میں ہے کہ جبکا مقابل قیمت ہوتی ہے تو اس روایت کے موافق اسکا قرض لینا جائز ہوگا اور بحسب یہ میں لکھا ہے کہ اگر میعاد قرض دیا یا بعد قرض کے مدت مقرر کی تو مدت باطل ہوگی اور مال فی الحال دنیا واجب ہے تجلات اسصورت کے کہ کسی نے اپنے مال میں سے فلاں شخص کو ایک مہینہ کے واسطے قرض دینے کی وجہ سے کی کذا فی التنازعایہ۔ اور قرض کے تلف کرنے کے بعد مدت مقرر کرتے ہائیں سے پہلے مدت مقرر کرنے میں کچھ فرق نہیں ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور قرض کی میعاد لازم ہو جانے میں یہ حیلہ ہے کہ قرض لینے والا قرضدار کا

قرض کسی ہر آدمی سے پھر قرض لینے والا اس شخص سے کہ جبہ اختیار کیا ہو مدت مقرر کر کے پس بیعہ لازم آویگی یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ امام محمد نے کتاب العرف میں فرمایا کہ امام ابو حنیفہ ہر ایسے قرض کو جو نفع پیدا کر کے مکروہ جانتے تھے اور کرنی نہ فرمایا کہ یہ حکم انصورت میں ہو کہ جب نفع قرض لینے میں شرط کیا گیا ہو مثلاً غلہ کے درم اس واسطے دیئے کہ اسکو صحیح درم ادا کرے تو مکروہ ہو اور اگر یہ شرط عقد نہ ہو اور قرض لینے والا قرض سے جید اور اگر سے تو اس میں کچھ خوف نہیں ہو اور ایسے ہی اگر کسی نے کسی کو کچھ درم یا دینار اس واسطے قرض دیئے کہ قرض لینے والا اسکا کوئی اسباب گران میں خریدے تو مکروہ ہو اور اگر یہ شرط نہ ہو اور قرض لینے کے بعد اسنے گران میں خرید لیا تو کرنی کے قول پر کچھ خوف نہ ہوگا اور خصمانہ لگنے انہی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ میں اسکو اچھا نہیں جانتا ہوں اور شمس الائمہ حلوئی نے ذکر کیا کہ یہ حرام ہو اور امام محمد نے کتاب العرف میں لکھا کہ سلف کے لوگ اسکو مکروہ جانتے تھے ولیکن خصمانہ لگنے کر بہت کو ذکر نہیں کیا صرف یہ کہ کہ میں یا اسکے لیے اچھا نہیں جانتا ہوں پس یہ کر بہت سے قریب ہو ولیکن کر بہت سے کم ہو اور امام محمد نے اس میں کچھ خوف نہیں جانا کیونکہ انہوں نے کتاب العرف میں فرمایا کہ اگر قرض لینے والے نے قرض خواہ کو کوئی چیز پیش کی تو اس میں کچھ ڈر نہیں ہو اور امام محمد نے اسکی تفصیل نہیں فرمائی پس یہ اس بات کی دلیل ہو کہ انہوں نے سلف کا قول چھوڑ دیا ہو اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے کہا کہ جو امام محمد نے سلف کا قول نقل کیا ہو وہ انصورت پر محمول ہو کہ جب قرض لینے میں کسی قسم کا نفع شرط کیا گیا ہو اور یہ بلا خلاف مکروہ ہو اور جو امام محمد نے فرمایا وہ انصورت پر محمول ہو کہ جب قرض دینے میں ہر یہ کی شرط نہ ہو اور یہ بلا خلاف مکروہ نہیں ہو اور قرض میں بیع کی صورت جو مکروہ لکھی گئی اسوقت ہو کہ جب قرض بیع سے پہلے ہو اور اگر بیع قرضہ سے پہلے ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ زید نے ثرو سے یہ چاہا کہ میرے ساتھ سود دینار کا معاملہ کرے اور عمرو نے زید کے ہاتھ ایک کپڑا کہ جسکی قیمت بیس دینار ہیں چالیس دینار پر فروخت کیا پھر اسکو ساتھ دینار قرض دیئے یہاں تک کہ قرض خواہ کے سود دینار زید پر قرض ہو گئے اور زید کو حقیقت میں اتنی دینار حاصل ہوئے ہیں تو انصورت کو خصمانہ نے ذکر کیا کہ جائز ہو اور محمد ابن سلیمان امام بلخ کا بیٹی مذکور ہو اور یہ روایت کی گئی ہو کہ محمد ابن سلیمان کے پاس بہت اسباب تھا اور جب کوئی شخص اسنے قرض مانگا تھا تو پہلے اسکے ہاتھ کوئی اسباب گران میں پر فروخت کرتے پھر اسکی پوری حاجت کے موافق بعض دینار اسکو قرض دیتے تھے اور بہت سے مشائخ اس بات کو مکروہ جانتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ایسا قرض ہو جو نفع حاصل کرنا ہو اور مشائخ میں سے بعض نے یہ کہا کہ اگر قرض اور بیع دونوں ایک مجلس میں طبع ہوں تو مکروہ ہو اور اگر دونوں کی مجلس مختلف ہو تو کچھ خوف نہیں ہو اور شمس الائمہ حلوئی خصمانہ سلیمان دونوں کے قول پر فتوے دیتے تھے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور قرضہ دار کا ہر یہ لینے میں کچھ خوف نہیں ہو اور اگر یہ بات معلوم ہو کہ وہ قرض کی وجہ سے ہر یہ دیتا ہو تو افضل یہ ہو کہ اسکا ہر یہ قبول نہ کرے اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ قرض کی وجہ سے نہیں دیتا بلکہ قرضت یاد دہی کی وجہ سے دیتا ہو تو اس سے پرہیز نہ کرے اور ایسے ہی اگر قرض دار سخاوت اور کم میں مشہور ہو تو بھی پرہیز نہ کرنا چاہیے لکن فی محیط المستحسی۔ اور اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہو تو یہ صورت مشکل ہو پس چاہیے کہ اس پرہیز کرے جب تک کہ یہ بات ثابت ہو جاوے کہ اسنے بہت قرضہ کے ہر یہ نہیں بھیجا ہو اور امام محمد نے فرمایا کہ پھر قرض ہر اسکی دعوت قبول کرنے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ حکم شرعی طور پر ہو اور افضل یہ ہو

کہ اسکی دعوت قبول کرنے سے پہلے کر کے بشرطیکہ یہ بات معلوم ہو کہ وہ قرضہ کی وجہ سے دعوت کرتا ہو یا اسکو اشتباہ پیدا ہو جاوے اور خمس الاثم نے فرمایا کہ جو امام محمد نے ذکر کیا وہ ایسی صورت پر محمول کیا جاوے گا کہ اگر قرضہ قبل قرض لینے کے اسکی دعوت کیا کرتا تھا تو بعد قرض کے بھی اسکی دعوت قبول کرے اور اگر یہ صورت ہو کہ وہ پہلے اسکی دعوت نہیں کرتا تھا یا پہلے ہر مین دن میں اسکی دعوت کرتا تھا اور بعد قرض لینے کے ہر دس دن میں اسکی دعوت کرنے لگا یا دعوت کے کھانے طرح طرح کے بڑھا دیے تو اس دعوت کا قبول کرنا حلال نہیں ہے اور وہ کھانا نہیں کھاتا ہوگا اگر قرض کا بدلہ لے کر ہونا قرض میں شرط نہ کیا ہو تو کچھ ڈر نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے کسی دوسرے پر کچھ درم قرض تھے اور اسنے قرضدار کے درم پر قابو پایا تو اسکو ان درم کے لئے لینے کا اختیار ہو بشرطیکہ اسنے درم جید نہوں اور قرض میعادى نہوا اور اگر اسنے دیناروں پر قابو پایا تو ظاہر الروایت میں نہیں لے سکتا ہے اور یہی صحیح ہے اگر قرض کو جیسا اسپر چاہئے تھا اس سے جیدا داکیا تو قرض خواہ کو قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جاوے گا جیسا کہ کھلیا ہونے کی صورت میں جبر نہ کیا جاوے اور اگر اسنے خود قبول کر لیا تو جائز ہے خواہ اگر قرضدار نے اسکی جس کے برخلاف دیا اور اسنے قبول کر لیا تو جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر قرض میعادى تھا اور قرضدار نے میعاد آنے سے پہلے داکیا تو قرض خواہ قبول کرنے پر مجبور کیا جاوے گا اور اگر قرضدار نے جتنا اسپر تھا اس سے زیادہ وزن میں ادا کیا پس اگر اسقدر زیادتی ہو جو دوبارہ وزن کرنے میں آجاتی ہے تو جائز ہے اور اس پر اجماع ہے کہ سود میں ایک دانگ ایسا ہو کہ جو دوبارہ وزن میں زیادہ ہو جاتا ہے اور اگر وہ ایسی زیادتی ہوئی کہ دو وزن میں نہیں آتی ہو مثلاً ایک درم یا دو درم ہو تو بہت ہی اور جائز نہیں ہے اور دوسرے درم میں اختلاف ہے ابو یوسف دوسری لے فرمایا کہ سود میں آدھا درم نہ لے لیں اس کے مالک کو واپس کیا جاوے اور اگر قرضدار کو زیادتی کی خبر ہو تو زیادتی کثیرہ اسکو واپس کیا واپس اور اگر اسکو خبر ہو اور اسنے اپنے اختیار سے دی ہو تو زیادتی کے قبضہ کرنے والے کو حلال نہیں ہے اگر یہ دیے ہوئے درم شکستہ ہوں یا ثابت ہوں کہ بگڑا ہوئے کرنا ضرر نہیں کرتا تو یہ زیادتی جائز نہ ہو بشرطیکہ دینے والے اور لے والے کو خبر ہو کہ زانی فتاویٰ قاضی خان - اور اگر یہ درم ثابت ہوں اور شکستہ کرنا انکو مضر ہو پس اگر یہ زیادتی استقدر ہو کہ بدون توڑنے کے اسکا جدا کرنا ممکن ہو مثلاً ان درم میں ایک درم کم مقدار کا ہو اور اسقدر زیادتی بھی ہو تو زیادتی جائز نہیں ہے اور اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ بدون توڑنے کے اسکا جدا کرنا ممکن نہ ہو تو بطریق ہبہ کے جائز ہے اور اگر کو فیمن اس شرط سے قرض دیا کہ اسکو بصرہ میں ادا کرے تو جائز نہیں ہے کہ زانی اور سلفیہ کہ وہ ہو لیکن اگر مطلقاً قرض دیا اور بدون شرط کے قرضدار نے دوسرے شہر میں ادا کیا تو جائز ہے قسطے میں لکھا ہے کہ ابراہیم نے امام محمد سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو مجھ کو ہزار درم اس شرط پر قرض دے کہ میں تجھ کو اپنی یہ زمین عاریت دوں گا کہ تو اس میں کھیتی کرنا جب تک کہ تیرے درم میرے پاس رہیں پس قرض خواہ نے کھیتی کی تو کوئی چیز صدقہ نہ کرے گا اور میں اس کے لیے یہ حاصل کروں گا جتنا ہوں یہ محیط میں لکھا ہے اگر کسی نے پیسے یا فدا کی قرض لیے بھر وہ کا سود ہو گئے تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اسپر اس کے مثل کا سدا کرنا واجب ہے اور انکی قیمت کی ضمانت نہ دیگا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اپنے قبضہ کرنے کے دن جو اسکی قیمت تھی ادا کرے اور امام محمد نے فرمایا کہ انکے رائج ہونے کے آخر دن جو انکی قیمت تھی وہ ادا کرے اور اسی پر فتویٰ ہو کہ زانی فتاویٰ

۱
فصل فی القرض
یہ قرض میں شرط
سے کہ اگر قرضدار
دوسرے شہر میں جاتا
اور اگر

ایک کر گھیر کر قرض خواہ پر آتا تھا پھر ہر ایک نے جو اسپر آتا تھا بعض اسکے جو اسکا دوسرے پر آتا ہو خریدتا تو جائز ہو اگرچہ دونوں جدا ہو جاوین پھر اگر مشتری نے وہ درم مجلس میں ادا کر دیے بعد اسکے اس کرین کوئی عیب پایا تو سبب عیب کے واپس بنین کر سکتا لیکن ثمن میں سے نقصان عیب واپس لیگا اور اگر قرض مقبوضہ کو اسنے تلف کر دیا ہو تو کل کے نزدیک ہی حکم ہوگا جو بیٹنے بیان کیا اور ایسے ہی ہر کیلی اور زنی چیز سو درم اور پیسوں کے اگر قرض ہو تو یہی حکم ہوگا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر اس کو جو اسپر قرض ہو اسی کے مثل کر کے عوض خریدتا تو جائز ہو بشرطیکہ نقد ہو اور اگر قرض ہو تو جائز نہیں ہوگا جبکہ اسی مجلس میں قبضہ کرے پس اگر اسنے قرضہ کے کرین کو عیب پایا تو نقصان عیب واپس بنین لے سکتا یہ محیطہ شرحی میں لکھا ہے۔ اگر ایک کر طعام قرض لیا اور اسپر قبضہ کیا پھر قرضدار نے یہ کر لینا اپنے قرض خواہ سے خریدتا تو بیع باطل ہو اور نقصان قراض کا ضامن ہوگا لیکن اگر قرضدار نے یہ کر قرض کا بعینہ قرض خواہ کے ہاتھ فروخت کر دیا تو صحیح ہو یہ خزانۃ الاكمل میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے کو سود درم اس شرط پر قرض دیے کہ یہ کھرے ہین اور اسنے قبضہ کر لیا پھر قرضدار نے قرض خواہ سے دس دینار کے عوض خرید لیے تو خرید صحیح ہو اور بعد صحت کے اگر دونوں بدولت بدل پر قبضہ ہونے کے مجلس سے جدا ہو جاوین تو بیع صرف باطل ہو جاوے گی اور اگر جدا ہونے سے پہلے دیناروں پر اسنے قبضہ کر لیا تو بیع صرف صحیح ہوگی پس اگر قرضدار نے قرض کے درم زیوت یا بنبرہ پائے تو واپس بنین کر سکتا اور نہ نقصان عیب لے سکتا ہو اور اگر ستوق یا رصاص پائے تو انکو قرض خواہ کو واپس کرے بعد اسکے اگر وہ دونوں مجلس سے جدا ہوئے اور کھرے سود درم اسنے مجلس میں لے لیے اور دینار ادا کر چکا ہو تو بیع صحیح رہے گی اور اگر جدا ہوئے تو بیع باطل ہو جاوے گی اور قرضدار کو اختیار ہوگا کہ اپنے دینار واپس کرے کذا فی محیطہ۔ اور اگر قرضدار پر بجاے درم کے دینار یا پیسے قرض تھے اور اسنے بعض درمون کے خریدے پھر انکو زیوت یا بنبرہ یا ستوق پایا تو دینار میں سب صورتوں میں وہی حکم ہو جو مذکور ہوا ہو اور ایسے ہی پیسوں کو اگر زیوت یا بنبرہ پایا تو یہی حکم ہو اور اگر پیسوں کو ستوق پایا اور درمون پر قبضہ کے بعد دونوں جدا ہو چکے ہین تو عقد جائز رہے گا یہ محیطہ میں لکھا ہے۔ خلاصہ میں لکھا ہے کہ قبضہ سے پہلے قرض میں قہر کرنا صحیح یہ ہو کہ جائز ہو یہ تا مار خانہ میں لکھا ہے۔ غلام تاجر اور مکاتب اور بوقوت کا قرض دینا جائز نہیں ہو اور اگر کسی نے بڑے یا بوقوت کو قرض دیا اور اسنے تلف کر دیا تو اسپر ضمان نہ ہو اور یہ قول امام ابو حنیفہ اور امام محمد کا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک جو اسنے تلف کیا ہو اسکا ضامن ہوگا اور یہی صحیح ہے اور اگر ایسے غلام کو قرض دیا کہ جسکو اسنے مالک نے نفرت کرنے سے باز رکھا ہو اور اسنے تلف کر دیا تو اس سے مواخذہ نہ کرے بیان تک کہ وہ آزاد ہو جاوے اور ایمین و سیاسی اختلاف ہو جو بیٹنے بیان کیا اگرچہ صاف مذکور نہیں ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک فی الحال مواخذہ کیا جاوے گا جیسا ودیعت میں ہوتا ہے اور اگر قرض دینے والے نے اپنا بعینہ مال ایمین سے کسی کے پاس پایا تو وہ اسکا زیادہ جتدار ہو یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو میرے واسطے غلام شخص سے دس درم قرض لے اور اسنے قرض لیکر قبضہ کر لیا اور کہا کہ میں نے وہ درم حکم دینے والے کو دیدے تو یہ مال مکمل ہوگا اور ہوکل پر اسکی تصدیق نہ کیا جائے

۹
فتاویٰ ہندیکہ

اور اگر کسی نے اپنے اہلی کو اپنا غلط دیکر کسی کے پاس بھیجا کہ تو مجھے اس قدر درم بھیجے کہ وہ تیرے بھرج قرض ہونگے اور اسنے اسی کے ہاتھ بھیج دیے جسے خط ہو سچا یا تھا تو ابو سلیمان نے ابو یوسف رحم سے روایت کی کہ یہ حکم دینے والا کمال ہو گا جب تک اس کے پاس نہ پہنچے اور اگر کسی نے اپنا اہلی دوسرے کے پاس بھیجا اور کہا کہ مجھ کو دس درم قرض بھیج دے اسنے کہا کہ اچھا اور اسنے اہلی کے ہاتھ بھیج دیے تو اگر اس شخص نے اقرار کیا کہ یہ اہلی نے اپنے قبضہ کیا ہو تو انکا ضامن ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ اور اگر کسی کو اس واسطے بھیجا کہ کسی شخص سے ہزار درم قرض لے اور اس شخص نے اسکو قرض دیے اور وہ اسکے پاس ضائع ہو گئے پس اگر اہلی نے یہ کہا تھا کہ فساد بھیجے دے کے واسطے قرض دے تو ہر درم بھیجنے والے کے ضائع ہوئے اور اسی کو ضمان دینی پڑے گی اور اگر اہلی نے یہ کہا کہ تو مجھ کو قرض دے فلاں بھیجنے والے کے واسطے اور اسنے دیے اور وہ اسکے پاس ضائع ہوئے تو اہلی کے ذمہ پڑے گا اور حاصل یہ ہو کہ قرض دینے مین وکیل کرنا جائز ہو اور قرض لینے مین جائز نہیں ہو اور قرض لینے مین اہلی بھیجنا حکم دینے والے کے واسطے جائز ہو اور اگر قرض لینے کے وکیل نے اٹیچون کے مانند کلام زبان سے کہا کہ تو یہ قرض حکم دینے والے کے ذمہ ہو جاوے گا اور اگر وکیل کی طرح کلام کیا باین طور کہ اپنی ذات کی طرف نسبت کی تو وہ اپنی ذات کے واسطے قرض لینے والا ہو گا اور جو کچھ اسنے قرض لیا وہ اسی کا ہو گا اور اسکو اختیار ہو کہ اپنے موکل کو نہ دے اور اگر موکل نے کوئی چیز اسکو اس واسطے دی تھی کہ اسکو رہن کر دے تو وکیل اپنے قرضہ کے عوض رہن کر نہ لے گا اور اس رہن کا ضامن ہو گا یہ فصول عادیہ مین لکھا ہو کسی نے دس درم قرض لیے اور اپنے غلام کو بھیجا کہ اسکو قرض خواہ سے لے آوے پھر قرض خواہ نے کہا کہ مین نے وہ درم اس غلام کو دیے اور غلام نے اسکا اقرار کیا اور کہا کہ مین نے اپنے مالک کو دیے اور مالک نے غلام کے دس درم پر قبضہ کرنے سے انکار کیا تو اسکے مالک کا قول معتبر ہو گا اور اسپر کچھ نہ آئیگا اور نہ قرض دینے والا غلام سے لے سکتا ہو یہ بجز المرافق مین لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے سے ایک کر گیمون قرض لیے اور اسکو حکم دیا کہ میری زمین مین بودے تو قرض صحیح ہو گیا اور قرض لینے والا اپنے ملک مین پہنچ جانے کے سبب سے ٹالیں ہو گیا یہ تمارخانیہ مین لکھا ہو۔ کسی نے کچھ درم قرض لیے اور قرض دینے والا انکو لایا پھر قرض لینے والے نے کہا کہ انکو دریا مین پھینک دے تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ قرض لینے والے پر کچھ نہ آئیگا ہر فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر اس شرط پر قرض دیا کہ فلاں شخص کفیل ہو تو جائز ہو خواہ فلاں حاضر ہو یا غائب ہو کفالت کرے یا نہ کرے یہ فصول عادیہ مین لکھا ہو۔ کسی نے اقرار کر کے کہا کہ مین نے فلاں شخص سے ہزار درم زیور یا ہبہ قرض لیکر خرچ کیے اور قرض دینے والے نے دعویٰ کیا کہ وہ کھرے تھے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ قرض لینے والے کا قول معتبر ہو گا اگر اسنے زیور یا ہبہ اپنے کلام مین ملا کر کہا اور اگر تو طرک کہا تو اسکا قول معتبر ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ کسی نے ایک کر مین کیوں خریدے پھر بائے سے کہا کہ مجھے ایک تفر کیوں نہ یہ تفر قرض دے اور اس گھر کے ساتھ جو مین نے تجھ سے خریدی ہو ملا دے اور اسنے ایسا ہی کیا اور خریدہ کو قرض پر یا قرض کو خریدہ پر ڈال دیا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ دونوں کا قافل ہو جاوے گا اور ایسا ہی امام محمد رحم سے مروی ہو یہ فصول عادیہ مین لکھا ہو جس شو کا قرض لینا جائز ہو اسکا عاریت لینا بھی قرض ہو اور جس شو کا قرض لینا جائز نہیں ہو اسکا عاریت لینا عاریت ہو

یہ محیط سطر میں لکھا ہو۔ کسی پر کسی شخص کے ایک ہزار درم قرض میں پھر اس نے طالب کو کچھ دینا روئے اور کہا کہ انکی بیع صرف کر کے اپنا حق اینین سے لے لے اور اس نے انکو لیا اور وہ اس کے پاس تلف ہو گئے اس سے پہلے کہ انکی بیع صرف کر کے تو قرضدار کا مال گیا اور اگر اس نے بیع صرف کر کے دم پر قبضہ کر لیا پھر اپنا حق لینے سے پہلے اس کے پاس تلف ہو گئے تو بھی مطلوب کا مال گیا اور اگر اس نے اپنا حق اینین سے لے لیا پھر ضائع ہو گئے تو اس طالب کا مال گیا اور اگر مطلوب نے طالب کو کچھ دینا روئے اور کہا کہ انکو اپنے حق کے ادائیگو واسطے لے اور اس نے لے لیا تو اسکی ضمانت میں ہو گئے اور اگر کہا کہ انکو اپنے حق کے واسطے بیچ لے اور اس نے اپنے حق کے برابر درم میں پر انکو بیچ کر درم میں کو لے لیا تو بیع کے بعد قبضہ کے ساتھ اپنے حق کا قابض ہو جاوے گا یہ فناوی قاضیان میں لکھا ہو۔ اگر قرضینے دے دے یہ چاہا کہ قرضدار سے اپنا بعینہ کر لے لیوے تو اسکو اختیار نہیں ہو اور قرضدار کو اختیار ہو کہ اس کے سواے دوسرا دیوے یہ خزانہ الاکل میں لکھا ہو۔ بیس آدمی کسی شخص کے پاس آئے اور اس سے قرض لیکر سب نے کہا کہ ہم میں سے اس ایک شخص کو ادھر دے اور اس نے دیدیا تو قرضخواہ اس شخص سے مطالبہ نہیں کر سکتا ہو مگر اسی قدر کہ جتنا اسکا حصہ ہو اور اس مسئلہ سے ایک دوسرے مسئلہ کی روایت نکل آئی کہ قرض لینے والے کو قرضہ پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کرنا جائز ہو اگرچہ قرض لینے کے واسطے وکیل کرنا جائز نہیں ہو یہ قنیین میں لکھا ہو۔ بنوا کر لینا ہر ایسی چیزوں میں جن میں لوگوں کا تعامل جاری ہو جیسے ٹوپی اور موزہ اور تاجے و پتل کے برتن وغیرہ استحساناً جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو پھر جن چیزوں میں لوگوں کا تعامل جاری ہو ان میں جو کہ لینا صرف اسوقت جائز ہو کہ جب اسکا وصف اسطرح بیان کر دیا جاوے کہ جس سے اچھی طرح پہچان ہو جائے اور جن چیزوں میں لوگوں کا تعامل نہیں ہو مثلاً کسی جولاہے سے ایک کپڑے کو کہا کہ اپنے سوت سے طیار کر لا تو جائز نہیں ہے یہ جامع صغیر میں لکھا ہو۔ اور بنوانے کی صورت یہ ہو کہ مثلاً موزے والے سے کہے کہ اتنے درم کے عوض میرے واسطے تو ایک موزہ اپنے چھوٹے سے بنا لا کہ جو میرے پانوں کے موافق ہو اور اسکو اپنا پانوں دکھلا دیا کسی سٹار سے کہا کہ اتنے درم کے عوض میرے واسطے ایک انگوٹھی انہی چاندی سے بنا لا اور اسکا وزن اور صف بیان کر دے اور اسطرح اگر کسی سٹہ سے کہا کہ مجھ کو ایک پیسہ میں الکیا پانی پلا دے یا پچھنے لگانے والے سے کہا کہ اجرت پر پچھنے لگا دے تو یہ بھی لوگوں کے تعامل کی وجہ سے جائز ہو اگرچہ پینے کی مقدار یا پچھنے لگانے کی تعداد معلوم نہیں ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ استمناع یعنی بنوا کر لینا پہلے اجارہ ہوتا ہو اور آخر میں سپرد کرنے سے ایک ساعت پہلے بیع ہو جاتا ہو اور یہی صحیح ہو یہ جواہر اخلاطی میں لکھا ہو بناور کارگیر کو اختیار ہوگا بلکہ وہ بنانے پر مجبور کیا جاوے گا اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہو کہ اسکو اختیار ہوگا کذا فی الکافی اور یہی مختار ہو یہ جواہر اخلاطی میں لکھا ہو۔ اور بنوانے والا مختار ہو اگرچہ اسکو لے ورنہ چھوڑ دے اور کارگیر کو اختیار نہیں ہو اور یہی صحیح ہو یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ اور اصح یہ ہو کہ جب عقد قرار پایا وہ وہی چیز ہو جسکا بنوانا پھر اس واسطے اگر کارگیر اسکو پوری تیار لے آیا کہ وہ اسکی کارگیری سے نہ بھتی یا اسی کی بنائی ہوئی عقد سے پہلے کی تھی تو جائز ہو کذا فی الکافی۔ اور بدون اختیار کر لینے کے متعین نہیں ہو جاتی ہو جسے کہ اگر کارگیر نے بنوانے والے کے دکھانے سے پہلے اسکو فروخت کر دیا تو جائز ہو اور یہی

مصحح یہ ہے ہر ایسے میں لکھا ہو۔ اور اگر بیع کا لگا دی اُن چیزوں میں جنہیں لوگوں کا تعامل ہو تو امام اعظم کے نزدیک
 سلم ہو جاوے گی حتیٰ کہ بدوین شرائط سلم کے جائز نہیں ہو اور ایسی چیزیں ثابت ہوں گے اور صاحبین کے نزدیک
 وہ استمناع رہے گا اور مدت کا ذکر جلدی بنانے کے واسطے ہو گا اور اگر ایسی چیزوں میں مدت لگا کی جنہیں
 لوگوں کا تعامل نہیں ہو تو بالا جماع سلم ہو جاوے گی یہ جامع صغیر میں لکھا ہے۔ اور یہ مدت کا اختلاف استصورت
 میں ہے کہ جب مدت کا ذکر مدت دینے کے طور پر ہو مثلاً ایک مہینہ یا اس کے مانند مدت دی اور اگر جلدی
 کے طور پر ذکر کیا مثلاً لکھا کہ اس شرط پر بنو تا ہوں کہ تو کل یا برسوں فارغ ہو جاوے تو بالا جماع سلم
 ہو جاوے گی یہ فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے کوئی چیز بوائی پھر اُس چیز میں دونوں نے
 اختلاف کیا اور بنوانے والے نے کہا کہ تو نے ویسی نہیں بنائی جیسی میں نے کی تھی اور کارگیر نے کہا نہیں
 بلکہ میں نے ویسی ہی بنائی ہے تو مشائخ نے کہا کہ کسی پر قسم نہیں آتی ہے اور اگر کارگیر نے کسی پر دعویٰ کیا کہ تو نے
 مجھ سے ایسی چیز بوائی تھی اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو قسم نہ دلائی جاوے گی یہ سب اراکین میں لکھا ہے۔
بیسواں باب۔ ایسی بیوع کے بیان میں جو مکروہ ہیں اور ایسے نفیوں کے بیان میں جو فاسد ہیں۔
 جاننا چاہیے کہ وہ عریہ جسکے باب میں اجازت آئی ہے وہ عطیہ ہوتا ہے نہ بیع اور اسکی تعریف یہ ہے کہ کوئی شخص
 اپنے باغ میں سے ایک درخت کے خرم کسی شخص کو بیہ کرے پھر ہر روز اُس شخص کا اسکے باغ میں آنا واجب
 اسکے کہ اسکے اہل و عیال باغ میں ہیں اس پر گران گذرے اور اسکو یہ بھی اچھا نہ معلوم ہو کہ اپنے دلدہ میں
 خلاف کرے اور بیہ سے رجوع کرے پس وہ شخص بجاے درخت کے پھل کے ٹوٹے ہوئے چھوڑے انداز سے
 اسکو دیتا ہے تاکہ اسکا ضرر اس پر سے رفع ہو جاوے اور خلاف دلدہ بھی ہوا اور یہ ہمارے نزدیک جائز ہے یہ سب
 میں لکھا ہے۔ اور وہ عینہ جسکے باب میں شرعی ممانعت آئی ہے اسکی تقسیم میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے
 کہا کہ اسکی صورت یہ ہے کہ ایک جاچند آدمی دوسرے کے پاس جائے اور اس سے مثلاً دس درم قرض لے لے
 اور قرض دینے والا قرض دینے میں رغبت نہ کرے اور جتنی میں طبع کی وجہ سے یہ کہے کہ قرض دینے میں تو مجھ کو آسانی
 نہیں ہے بلکہ میں یہ کہہ کر اگر تو چاہے تو تیرے ہاتھ بارہ درم کو بیچتا ہوں اور بازار میں اسکی قیمت دس درم
 ہو تو اسکو بازار میں دس درم میں بیچ لینا اور قرض لینے والا اس پر راضی ہو جاوے پس قرض دینے والا بارہ
 درم میں اسکے ہاتھ فروخت کرے پھر قرض لینے والا اسکو بازار میں دس درم پر فروخت کرے اور اس تجارت سے
 اس کو کچھ لے کے مالک کو دو درم کا نفع حاصل ہو اور اُس قرضدار کو دس درم حاصل ہوں اور بعض مشائخ نے اسکے
 یہ معنی بیان کیے کہ وہ دونوں تیسرا شخص درمیان میں ڈالیں پس قرض دینے والا اپنا کڑا قرض لینے والے کے
 ہاتھ بارہ درم میں بیچ کر اسکے سپرد کر دے پھر قرض لینے والا تیسرے کے ہاتھ دس درم میں بیچ کر اسکے سپرد
 کر دے پھر تیسرا اُس کپڑے کو کپڑے والے کے ہاتھ دس درم میں فروخت کرے اسکے سپرد کر کے دس درم
 اُس سے لے لے اور وہ درم قرض مانگنے والے کو دیدے پس قرض مانگنے والے کو دس درم لینے اور کپڑے
 کے مالک کے سپرد بارہ درم قرض ہونے پر محیط میں لکھا ہے۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ عینہ جائز ہے
 اور اس پر عمل کرنے والے کو اجر ملے گا یہ مختار الفناوی میں لکھا ہے۔ اور وہ بیع کہ جسکو ہمارے زمانہ کے لوگوں نے

تقریباً بیسواں باب
 عریہ کے بارے میں
 کسی پر لازم

سود لینے کا حیلہ نکال کر جاری کر کے اسکا نام بیع الوفا رکھا تو وہ فی الحقیقت بہن ہوتی ہو اور وہ بیع مشتری کے پاس ایسی ہوتی ہو جیسے مرثیہ کے پاس مرہون ہوتی ہو کہ نہ وہ اسکا مالک ہوتا ہو اور نہ اسکے مالک کی بلا اجازت اس سے نفع اٹھا سکتا ہو اور جو اسکا پھل اس نے کھایا یا اسکا درخت تلف کیا تو اسکا وہ ضامن ہوگا اور اگر اسکے پاس وہ سب تلف ہو جاوے تو قرضہ ساقط ہو جائیگا بشرطیکہ اس میں قرضہ کی وفا ہو اور اس میں اگر کچھ زیادتی ہو جاوے اور وہ اسکے بدون فعل کے تلف ہو تو زیادتی کی ضمان اس پر نہ آوے گی اور جب اسکا بائع قرض ادا کر دیوے تو اسکو واپس لے سکتا ہو اور ہمارے نزدیک اسپین اور بہن میں کسی حکم میں فرق نہیں ہے یہ فصول عامہ میں لکھا ہے۔ اور اسی پر سید ابو شجاع عمر قندی کا فتویٰ ہو اور قاضی علی شغریٰ اس نے سچا میں اسی پر فتویٰ دیا ہو اور بہت سے اسکے کا یہی فتویٰ ہر کذا فی المہیط اور اسکی صورت یہ ہو کہ بائع مشتری سے کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ شیئ معین بوض اس دین کے جو یہ انچھڑا ہوا فروخت کی اس شرط پر کہ جب میں قرض ادا کر دوں تو یہ شیئ میری ہو یا بائع یوں کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ چیز اتنے کو اس شرط پر فروخت کی کہ جب میں جھکوٹن دیدوں تب تو یہ شیئ جھکوٹن واپس کر دے کذا فی بحر الرائق۔ اور صحیح یہ ہو کہ جو عقد کن دونوں میں بندھا اگر وہ لفظ بیع کے ساتھ ہو تو بہن ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ اگر کن دونوں کے بیچ میں کوئی فسخ کی شرط نہ ہو تو بیع فاسد ہوگی اور اگر ایسی شرط نہیں ذکر کی بلکہ بیع بشرط الوفا یا لفظ بیع جائز زبان سے ہوے حالانکہ اس کے نزدیک ایسی بیع سے مراد وہی بیع غیر لازم ہو تو بھی بیع فاسد ہوگی اور اگر بیع میں کوئی شرط نہیں کی پھر شرط کو وعدہ کے طور پر ذکر کیا تو بیع جائز ہوگی اور وعدہ وفا کرنا لازم ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور نسخہ میں ہو کہ شیخ رحمہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنا گھر خن معلوم کے عوض دوسرے کے ہاتھ بیع الوفا پر فروخت کیا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر بائع نے مرثیہ سے اس گھر کو اجارہ پر بشرط الطمحت اجارہ لیکر قبضہ کیا اور مدت گزر گئی تو کیا اسپر اجرت دنیا لازم ہو تو شیخ نے فرمایا کہ لازم نہیں ہو یہ تانا خانہ میں لکھا ہے۔ کسی نے اپنا گھر کا باغ بیع الوفا پر دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے دوسرے شخص کے ہاتھ بیع قطعی پر اسکو بیچ کر سپرد کر دیا اور غائب ہو گیا تو پہلے بائع کو اختیار ہو کہ دوسرے مشتری سے جھکوٹ کر کے اپنا باغ واپس کر لے اور سپر طرح اگر پہلا بائع اور دونوں مشتری مر گئے اور سہ ایک کے وارث موجود ہیں تو پہلے بائع کے وارثوں کو اختیار ہو کہ دوسرے مشتری کے وارثوں کے ہاتھ سے اسکو جھکوٹ لیں اور دوسرے مشتری کے وارث وہ میں جو دوسرے مشتری نے ادا کیا ہو اس کے بائع کے ترکہ میں سے اس کے وارثوں کے قبضہ سے لے سکتے ہیں اور پہلے مشتری کے وارث اسکو بائع کے وارثوں سے لیکر اپنے مورث کے قرضہ کے عوض روک سکتے ہیں یہاں تک کہ بائع کے وارث اسکا قرضہ ادا کریں یہ جو اہر اخلاعی میں لکھا ہے۔ فتاویٰ ابو افضل میں ہے کہ ایک انکوار کا باغ ایک مرد اور ایک عورت کے قبضہ میں ہو اور عورت نے اپنا حصہ مرد کے ہاتھ اس شرط پر بیچا کہ جب وہ عورت میں لاوے تو مرد اسکا حصہ اسکو واپس کر دے پھر مرد نے اپنا حصہ عورت کا کیا پس عورت کو اس میں شفعہ ہو چتا ہو یا نہیں تو شیخ نے فرمایا کہ اگر بیع بیع معاملہ لینے بیع الوفا ہو تو اس میں عورت کا شفعہ ہوگا خواہ اس عورت کا حصہ اس کے قبضہ میں ہو یا مرد کے قبضہ میں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور فتاویٰ متناہیہ میں لکھا ہے کہ بیع الوفا اور بیع معاملہ کیسی ہو یہ تانا خانہ میں لکھا ہے۔ نتیجہ وہ عقد ہو کہ جو کسی امر کی ضرورت سے

یا ہر جا جوے پس اسکا مشتری بیع کا مالک نہیں ہوتا بلکہ ایسا ہو کہ گویا اسکو دینی ہو اور اسکی تین صورتیں ہیں ایک یہ ہو کہ
تجربہ نفس بیع میں ہو مثلاً بائع کسی شخص سے کہے کہ میں ظاہر کروں گا کہ میں نے اپنا گھر تیرے ہاتھ فروخت کر دیا اور بیعت
وہ بیع منوکی اور اس بات پر گواہ کو لے پھر ظاہر میں فروخت کیا تو بیع باطل ہو اور دوسری صورت یہ ہو کہ تجھ
بدل میں ہو مثلاً پوشیدہ دونوں اس بات پر متفق ہو جاویں کہ میں ایک ہزار روپے اور ظاہر میں دو ہزار روپے
بیچیں تو میں وہی ہو جو پوشیدہ مذکور ہوا اور زیادتی میں گویا انھوں نے ٹھٹھا کیا اور امام ابو یوسف سے
روایت ہو کہ میں وہی ہو جو ظاہر میں مذکور ہوا اور تیسری صورت یہ ہو کہ پوشیدہ اس بات پر متفق ہو گئے کہ
میں ایک ہزار روپے اور ظاہر میں سو دینار پر فروخت کیا تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ قیاس یہ چاہتا ہو کہ عقد
باطل ہو جاوے اور سخا سو دینار پر صحیح ہو یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہو کہ بیع التجیمہ
موقوف رہتی ہو اگر دونوں نے اسکی اجازت دی تو جائز ہوگی اور اگر دونوں نے اسکو رد کیا تو باطل ہو جب وہی
یہ تہذیب میں لکھا ہو۔ اور اگر دونوں اس بات پر متفق ہو۔ گئے کہ ایسی بیع کا اقرار کریں کہ جو نہیں واقع ہوئی اور
دونوں نے اسکا اقرار کیا تو باطل ہو اور دونوں کی اجازت سے جائز منوکی یہ حاوی میں لکھا ہو۔ ایک نے
تجیمہ کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مدعی جہ گواہ لانا لازم ہو اور نہ کہ پر قسم آوے گی یہ تہذیب میں لکھا
ہو۔ نہ ناراضاری کے ہاتھ چینا اور ٹوپی بخش کے ہاتھ چینا کہ وہ نہیں ہو اور ایسے موقع کا جہین چاندی لگی ہوئی
ہو ایسے شخص کے ہاتھ چینا کہ معلوم ہو کہ وہ اپنے پٹے کے واسطے خریدتا ہو کہ وہ ہو اور امر دھام کا ایسے شخص
کے ہاتھ چینا کہ یہ معلوم ہو کہ وہ بدکار اور اللہ تبارک کا نامی ہو کہ وہ ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی شخص راستہ
میں بیٹھ کر خرید و فروخت کرتا ہو اور راستہ کی چوڑائی کے سبب سے لوگوں کو اسکا بیٹھنا مضربین ہو تو کچھ دور
نہیں ہو اور اگر لوگوں کو مضرب ہو تو مختار یہ ہو کہ اس سے کچھ نہ خرید جاوے کیونکہ جب وہ کوئی خریدار نہ ہو گا
تو چلا جاوے گا پس اس سے خریدنا گویا گناہ پسند کرنا ہو گا یہ غیاث میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے تاجر سے کوئی چیز
خریدی تو کیا مشتری پر لازم ہو کہ اس سے پوچھے کہ یہ حلال ہو یا حرام ہو پس مشائخ نے فرمایا کہ اگر یہ واقعہ ایسے
شہر اور زمانہ میں ہو کہ جن بازاروں میں اکثر حلال بیٹا ہو تو مشتری پر پوچھنا لازم نہیں ہو اور ظاہری حال پر
کام کرے اور اگر ایسا شہر یا زمانہ ہو کہ بازاروں میں اکثر حرام چیز بکتی ہو یا وہ بائع ایسا ہو کہ حرام و حلال چھٹا ہو
تو مشتری احتیاط کرے اور اس سے دریافت کرے۔ ایک شخص مر گیا اور اسکی کمائی حرام ہو وارثوں کو چاہیے کہ نجات
کرادیں پس اگر اس مال کے مالکوں کو پہچانیں تو انکو واپس کر دیں اور اگر نہ پہچانیں تو اس مال کو صدقہ کر دیں
یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے عیب دار ہاب بیچا جا یا اور وہ اسکا عیب جانتا ہو تو اس پر بیان کرنا
واجب ہو پس اگر اسے بیان نہ کیا تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ وہ فاسق ہو جائیگا اور اسکی گواہی مردود ہوگی
اور صدر الشیخ نے فرمایا کہ ہم اس قول کو نہیں لیتے ہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہو کسی نے کوئی چیز بیع میں جوئے
دس درم کے خریدی اور دس درم اسکو دیدے اور انھیں بعض بڑے تھے اور مشتری کو یہ نہ معلوم ہوا تو
بائع کو حلال نہیں ہو کہ اسکو لیکر اپنی حاجت میں صرف کرے۔ مشائخ سے ایسی مٹی کی بیج کا حکم لیا گیا
کہ جو کھائی جاتی ہو تو فرمایا کہ ہو اسکا بیچنا اچھا نہیں معلوم ہوتا ہو جبکہ اس سے سوے کھانے کے کوئی نفع ہو

کیونکہ وہ منہ و ذلک ہو چھٹا میں لکھا ہو۔ شیعہ انگور کو ایسے شخص کے ہاتھ بیچنا جو اس سے شراب بنانا اور امام اعظم کے نزدیک مکروہ نہیں ہو اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہو اور بیع جائز ہو اور انگور کو بھی ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے میں ایسا ہی اختلاف ہے خلاصہ میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک بکری ایسے کافر کے ہاتھ فروخت کی کہ جو اس کو گلا گھونٹ کر مار ڈالتا ہو یا اسکے سر پر تانا ہو یا تنک کہ وہ مر جاتی ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ ایسی بیع میں کچھ ٹر نہیں ہو کسی نے دوسرے سے بومن من مثل کے کوئی چیز بھڑائی پھر دوسرے شخص نے جو اس کا خریدنا نہیں چاہتا ہو من میں کچھ بڑھا دیا اور یہ کام اس نے اس واسطے کیا کہ مشتری رغبت کر کے من بڑھا دے تو یہ مکروہ ہو اور یہی بحث ہو کہ جو شرع میں منع ہو۔ اور اگر ایسا ہو کہ جس شخص نے جو کایا وہ اس چیز کی قیمت سے کم پر خریدنا چاہتا ہو تو دوسرے کو اس شے کی پوری قیمت تک بڑھانے میں کچھ خوف نہیں ہو تا کہ مشتری رغبت کر کے اس کی پوری قیمت تک بڑھا دے اور اس شخص کو ہمیں اجر ملے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور ایسے ہی اگر کسی شخص نے چاہا کہ اپنا مال اپنی ضرورت کے واسطے فروخت کرے اور وہ مال اپنی قیمت سے کم پرائس سے طلب کیا گیا پھر کسی نے اس کی پوری قیمت تک بڑھا دیا تو ہمیں کچھ خوف نہیں ہو اور یہ اچھا ہو مجرا نہیں ہو یہ سراج الوباح میں لکھا ہو۔ اور اس طرح پر فروخت کرنا کہ کون شخص بڑھانا ہو اور کون شخص اس پر زیادہ کرنا ہو ایسی بیع میں کچھ خوف نہیں ہو اور یہ بیع فقیروں کی اور ایسے شخصوں کی ہو جن کا مال کا سد ہو جاوے اور کسی کے چھکانے پر چھکانا مکروہ ہو اور زیادہ کرنا اور دوسرے کے چھکانے میں فرق یہ ہو کہ مال کا مالک جب اپنا اسباب فروخت کرنے کے واسطے آواز دیتا تھا اور اس سے کسی شخص نے کسی مولیٰ طلب کیا اور وہ آواز دینے سے تنگ رہا اور اس شخص کے من کی طرف اس نے میل کیا تو غیر شخص کو یہ جائز نہیں ہو کہ اس پر بڑھا دے اور یہی دوسرے کے چھکانے پر چھکانا ہو اور اگر مال والا آواز دینے سے نہ ترکا تو دوسرے کو بڑھا دینے میں کچھ ٹر نہیں ہو اور اسی کو بیع میں زیادتی کرنا کہتے ہیں اور یہ دوسرے کے چھکانے پر چھکانا نہیں ہو اور اگر اسباب بیچنے پر آواز دینے والا دلال ہو اور اس سے کسی شخص نے کسی قدر دامون کو طلب کیا پھر دلال لے لے کہا کہ میں مالک سے دریافت کروں تو اس حالت میں دوسرے کو جائز ہو کہ وہ من پر بڑھا دے پس اگر دلال نے مالک کو خبر کی اور اس نے کہا کہ اتنے کو بیج کر من لے لے تو اسکے بعد پھر کسی کو بڑھانا جائز نہیں ہو اور اگر کسی نے بڑھایا تو یہی دوسرے کے چھکانے پر چھکانا ہو گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ گالون والے کے واسطے اسکا مال شہر والے کو فروخت کرنا مکروہ ہو اور یہ کراہت استوفقت ہو کہ جب شہر میں قحط ہو اور کالی میں اس کی صورت یہ بیان کی ہو کہ گالون والا اہل شہر کے ہاتھ بھاری دامون کے لالچ سے فروخت کرے اور یہ مکروہ ہو اور اگر ایسا ہو تو کچھ ٹر نہیں ہو انتہی۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ تفسیر جو کافی میں لکھی ہو قولہ کہ بیع الحاق للبادی کے مترجم کے ترجمے کے موافق نہیں ہو۔ اور بعض محققین نے اسکے معنی یہ بیان کیے ہیں کہ گالون والا انج لیکر شہر میں آوے اور شہر والا اس کی طرف سے وکیل ہو کر اسکا انج فروخت کرے اور بیع اگر ان کر دے اور محبتی میں لکھا ہو کہ یہی تفسیر صحیح ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اور جب کسی اذان کے وقت فروغ کرنا مکروہ ہو اور معتبرہ اذان ہو کہ جو زوال کے بعد ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور دونوں نے ہم قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اس کو فروخت کر کے نفع اٹھایا تو نفع صدقہ کر

۱۷
بکری بیع منہ و ذلک
بیع منہ و ذلک

اور اگر بائع نے من کے عوض کوئی چیز خریدی اور اس میں نفع اٹھایا تو اسکو نفع جائز ہو کیونکہ ہندی معین ہو اور عقد بیع اس سے متعلق ہوا تو خبث اس کے نفع میں بھی اثر کرے گا اور درم اور دنیا رمتین نہیں ہوتے ہیں پس دوسرا عقد انکی ذات سے متعلق نہ ہوگا تو خبث بھی نفع میں اثر نہ کرے گا اور یہ تقریر بنا براس روایت کے ہو جس میں آیا ہو کہ درم و دنیا رمتین نہیں ہوتے ہیں کذا فی الغنایہ۔ اور غیر معین میں خبث کا نہ اثر کرے اس خبث میں ہو کہ جو بسبب فساد ملک کے ہوا اور جو خبث بسبب عدم ملک کے اثر کرتا ہو جیسے غصب کی چیز یا امانت میں خیانت کرتا تو ایسا خبث امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک مستقیم اور غیر مستقیم دونوں میں اثر کرتا ہی نہیں میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے پر ایک ہزار درم کا دعویٰ کیا اور اسے ادا کر دیے اور قافلے نے اس میں نفرت کر کے نفع اٹھایا پھر دونوں نے سچا قرار کیا کہ مدعا علیہ پر قرض نہ تھا تو اسکو نفع حلال ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے سے ایک ہزار درم اس شرط پر قرض لئے کہ قرض خواہ کو ہر چیز جس درم ادا کرے گا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس میں نفع اٹھایا تو اسکو نفع حلال ہو اور نوا در ہشام میں ہو کہ میں نے امام محمد سے پوچھا کہ کسی نے دوسرے کے ہاتھ کو بیون فروخت کیا تو پھر بائع نے انکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور دوسرے مشتری نے اپنے قبضہ کر کے تلف کر دیا تو پہلے مشتری کو اختیار ہو کہ اگر چاہے تو بیع کو فسخ کر دے اور اگر چاہے تو دوسرے مشتری کو اختیار ہو پس اگر اس نے دامگیر ہو کر ان کے مثل گبیون لئے اور اس المال سے زیادہ پر بیچا تو امام محمد نے فرمایا کہ زیادتی اسکو حلال ہو پھر میں نے کہا کہ امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ زیادتی صدقہ کر دے پس امام محمد نے انکار کیا اور زیادتی زیادتی صرف اس صورت میں صدقہ کرے گا کہ جب انکی قیمت میں درم لئے ہوں اور امام ابو یوسف نے فرمایا کسی نے ایک غلام خرید کر اس پر قبضہ کیا اور وہ اس کے پاس مر گیا پھر کسی نے گواہ پیش کیے کہ میں نے اس غلام کو اس مشتری سے پہلے خرید لیا ہو تو اسکو اختیار ہو کہ اس غلام کی قیمت کی ضمانت لے اور میں سے زیادہ قیمت کو صدقہ کر دے اور نوا در ابن ساعین امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ کسی شخص دوسرے کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک مال ہزار درم کو خریدے اور اس نے اس شخص کے نقد پر خرید لیا پھر حکم دینے والے نے اسکو کسے درم دیے اور مشتری نے اس مال کے من میں غلہ کے درم دیے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر حکم دینے والے کو یہ معلوم ہوا اور اس شخص کو اس حق میں زیادتی حلال کی تو اسکو حلال ہوگی اور اگر حکم دینے والے کو نہ معلوم ہوا تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ میرے دل میں اس سے کچھ خدشہ ہو اور کچھ حکم نہ دیا یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک غلام غصب کیا اور اسکو بیون غلام کے بیچ ڈالا پھر دوسرے غلام کو بیون ہباب کے بیچ ڈالا پھر اسباب کو بیون درمون کے بیچ ڈالا پس امام کے قول پر جو اس نے غلام کی قیمت میں ضمانت دی ہو اس سے جب قدر زیادتی ہو اسکو صدقہ کر دے اور ایسے ہی اگر ہزار درم غصب کیے اور ان کے عوض ایک غلام خریدا اور اسکو دوا ہزار کو بیچا اور دوا ہزار کے عوض ایک اسباب خریدا اور اسکو اس سے بھی زیادہ پر بیچا تو یہی سب زیادتی کو صدقہ کر دے اور قاضی ابو یوسف نے دونوں مسکون میں فرمایا کہ زیادتی اسکو حلال ہو اگر کوئی باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور اسکو بیون ایک باندی کے فروخت کیا تو اسکو اس باندی سے وطی کرنا حلال ہو اگرچہ پہلی باندی سے وطی کرنی جائز نہ تھی اور قاضی ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر دوسری باندی کو اس نے فروخت کیا تو قیمت پہلی باندی کی اسکو دینی پڑے اس سے جس قدر زیادہ ہو اسکو صدقہ

کر دے اور بیع فاسد میں وہ امام اعظم کے موافق ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر بیع فاسد پر خریدی ہوئی چیز کو بھوسہ اسباب کے فروخت کیا پھر اس اسباب کو اس قیمت سے جو اس نے بیع فاسد کی بیع کی ضمان میں دی ہو زیادہ پر فروخت کیا تو زیادتی کو صدقہ کر دے اور بیع فاسد کو غصب سے بڑھ کر شمار کرتے ہیں یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کسی نے کوئی گھر خریدا کہ جس کو بائع نے کسی شخص کو کرایہ پر دیدیا تھا اور مشتری نے کہا کہ میں اجارہ تمام ہونے تک خاموش ہوں تو یہ جائز تھا اور اجرت بائع کو طے ہوئی اور وہ اس کو صدقہ کر دے یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک مرغی بھوسہ پانچ معین انڈوں کے خریدی اور اس پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ مرغی نے پانچ انڈے دیے تو مشتری اس مرغی اور انڈوں کو لیوے اور کچھ صدقہ نہ کرے اور اگر بائع نے انڈوں کو تلف کر دیا اور اس مرغی کی قیمت دس انڈے ہوتے ہیں تو مشتری اس مرغی کو بھوسہ تین انڈے اور ایک تھائی انڈے کے لئے لیوے اور اگر مرغی کو بھوسہ پانچ غیر معین انڈوں کے خریدا تھا پھر قبضہ سے پہلے مرغی نے پانچ انڈے دیے تو زیادتی کو صدقہ کر دے اور اگر ان انڈوں کو بائع نے تلف کر دیا تو مرغی کو بھوسہ تین انڈے اور ایک تھائی انڈے کے لئے لیوے یہ محیط مشتری میں لکھا ہو۔ اگر ایک خراب کا درخت ایک میوہ پر چھوارہ غیر معین کے عوض خریدا اور درخت پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ اس پر چھوارے پہلے تو مشن اس درخت کی قیمت اور ان تازہ چھواروں کی قیمت پر قیمت کیا جاوے گا اور تازہ چھواروں میں سے جب قدر مشن کے حصہ میں پہنچیں اس کو دیدیگا اور زیادتی کو صدقہ کر دیگا اور اگر درخت کو تازہ چھوارہ معین کے عوض خریدا تو یہ جائز ہو اور کچھ صدقہ نہ کرے یہ قضاوے قاضی خان میں لکھا ہو۔ بشریح نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر کسی نصرانی کے ہاتھ ایک درم بھوسہ دو درم کے فروخت کیا پھر اسلام لایا تو امام نے فرمایا کہ اگر اس کے مالک کو پچا نہ ہو تو زیادتی اس کو واپس کر دے اور اگر نہیں پچا نہ ہو تو صدقہ کر دے کسی نے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدا اس پر قبضہ کیا اور اس کو بیچ ڈالا پھر قاضی نے حکم دیا کہ بائع اول کو اس کی قیمت ادا کرے اور اس نے ادا کر دی اور بائع اول نے اس کو مشن سے بری کر دیا اور دوسرے مشن میں اس قیمت سے جو اس نے اولیٰ کو کچھ زیادتی ہو تو امام اعظم اور ابو یوسف کے نزدیک زیادتی کو صدقہ کر دے اور یہ زیادتی مسکینوں کو صرف نقطہ پر قیاس کر کے حلال ہو اور بھی فرمایا کہ یہ زیادتی اس مشتری کو حلال نہ ہو گی اگرچہ یہ فقیر ہو کیونکہ اس نے گناہ سے اس کو حاصل کیا ہو اور مساکین کے حق میں یہ نقطہ سے زیادہ حلال ہو اور اگر اس نے زیادتی صدقہ نہ کی یہاں تک کہ اس نے مشن کے ساتھ کئی بار بیع کی اور ہر ایک میں نفع اٹھایا تو امام نے فرمایا کہ ان سب کا نفع صدقہ کرے اور اگر ایسے شخص نے کوئی مال غصب کیا یا دھوکیت میں نفع کیا یا مضاربت میں مالک کی مخالفت کی اور نفع اٹھایا تو امام اعظم کے نزدیک زیادتی کو صدقہ کرے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ نفع اس کو حلال ہو اور اگر اس نے بھوسہ غیر غصب کے بیچ بٹھرائی اور پھر غصب کے درم ادا کیے یا بھوسہ غصب کے بیچ بٹھرائی اور غیر غصب ادا کیے تو بھی امام ابو یوسف کے نزدیک ایسا ہی حکم ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے کہا کہ ایسی صورت میں صدقہ نہ کر لیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ کسی نے ایک باندی ایک ہزار درم کو خریدی پھر وہ بائع کے پاس بچہ جنی پھر مشتری نے اس پر قبضہ کیا اور ان دونوں میں مشن پر بہت زیادتی ہو تو یہ زیادتی اس کو حلال ہو اور اگر باندی اور اس کا بچہ دونوں بائع کے پاس لوٹ کر مر گئے اور مشتری نے

بالغ سے قیمت لینا اختیار کیا اور مٹن دیر یا قیمت پر جس قدر زیادہ ہوا اسکو صدقہ کر دے اور اگر فقط لڑکا کا مار ڈالا گیا تو اسکی قیمت میں جس قدر اس کے حصہ مٹن پر زیادتی ہو اسکو صدقہ کر دیا اس جہت سے کہ زیادتی اسکی ضمان میں نہیں واقع ہوئی ہو یہ حادثی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور قبضہ سے پہلے کسی غلام نے اسکو مار ڈالا پھر بالغ نے اسکو اپنے غرض دیر یا اور مشتری نے لے لیا اور اسکی قیمت میں اس کے مٹن پر زیادتی ہو تو زیادتی کا صدقہ کرنا مشتری پر واجب نہیں ہو اور اگر مشتری نے اس غلام کو اس زیادتی سے جو اس میں موجود ہو زیادہ ہر فروخت کیا تو وہ زیادتی کو صدقہ کرے اور اس زیادتی سے بچا ورنہ نہ کرے جو اس میں موجود تھی اور اگر اس غلام کو بعض اسباب کے بچا تو کچھ صدقہ نہ کرے اگرچہ اس میں زیادتی ہو پھر اگر اس اسباب کو بعض درم یا دینار کے بچا اور اس میں زیادتی ہو تو اس جہاز کے غلام کی وہ قیمت جو قبضہ کے دن تھی دیکھی جاوے گی پس اگر اس سے اس میں کچھ زیادتی ہو تو کچھ صدقہ نہ کرے اور اگر اسکی قیمت میں زیادتی ہو تو اس زیادتی کو اور اس نفع کو جو اس کے قبضہ میں ہوا ہو دیکھا جاوے پھر جو زیادہ ہو دے اسکو صدقہ کر دے یہ محیط میں لکھا ہو۔ حسن نے امام اعظم رحمہ سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے ایک کرگیموں جو پچاس درم کا مال تھا غصب کر لیا پھر اسکو سو درم ہر فروخت کیا پھر گیموں کے مالک کو انکشاف ادا کیا تو زیادتی کو صدقہ نہ کرنا چاہیے اور اگر کوئی کہتا ہوتا تو اس میں نفع حلال تھا یہ آثار خانہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی غلام ایک ہزار درم کو خریدا اور اسکی قیمت دو ہزار درم ہو پھر وہ بالغ کے پاس مار ڈالا گیا اور مشتری نے اسکی قیمت لینا اختیار کیا اور اس میں سے ایک ہزار درم صدقہ نہ کیے بیان تک کہ ایک ہزار ضائع ہو گئے تو اس میں سے کچھ صدقہ نہ کر دیا اور اگر ضائع ہو گئے بیان تک کہ اس نے اس سے کچھ ایسی چیز خریدی جس میں نفع اٹھایا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ایک ہزار درم اور اسکا حصہ نفع صدقہ کر دے اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہزار کا نفع صدقہ نہ کرے پس اگر ایک ہزار درم میں نقصان کرنے کے بعد وہ تلف ہو گئے تو اس پر ایک ہزار درم کا صدقہ نہ کرنا واجب ہو اور اگر مشتری نے قائل سے ایک غلام لیکر قیمت لینے سے صلح کر لی اور غلام کو آزاد کر دیا تو اس پر کسی چیز کا صدقہ نہ کرنا لازم نہیں آتا ہو اور اگر اس نے اسکو مال لیکر یا کتابت پر آزاد کیا تو بھی یہی حکم ہو گا ایک صورت میں کہ جب غلام قبضہ کے دن اس مال سے زیادہ قیمت کا ہوا ہو یہ غلام جس کو اس نے آزاد کیا ہو اس کے مثل قیمت یا زیادہ کا ہو تو قیمت میں جو اس مال پر زیادتی ہو اسکو صدقہ کر دے یہ محیط میں لکھا ہو۔ فصل احتکار کے بیان میں۔ احتکار کہ وہ ہو اور اسکی یہ صورت ہو کہ شہر میں سے اناج خریدے اور اسکو فروخت کرنے سے روکے اور یہ کل لوگوں کے حق میں مضر ہو یہ حادثی میں لکھا ہو۔ اور اگر شہر میں خریدا اور اسکو روکا اور وہ شہر والوں کو مضر نہیں تو کچھ زمین گذانی آتا خانہ لور اگر شہر سے قریب جگہ سے خریدا اور اسکو شہر میں لا کر روک رکھا اور یہ اہل شہر کو مضر ہو تو یہ مکروہ ہو اور یہ قول امام محمد رحمہ کا ہے اور امام ابو یوسف سے بھی ایک روایت میں یہی آیا ہے اور یہی مختار ہو گذانی انبیاء اور یہی صحیح ہے جو ہر غلامی میں لکھا ہو۔ اور جامع الجوامع میں ہے کہ اگر جگہ دور سے خریدا اور اسکو روکا تو بیعت میں ہو یا نہ ہو یہ تا آثر خانہ میں لکھا ہو۔ اور اگر کسی شہر میں اناج خریدا اور اسکو دوسرے شہر میں لے گیا اور وہاں اسکو روکا تو مکروہ نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر اپنی زمین جو تھی اور اسکا اناج رکھ چھوڑا تو بھی مکروہ نہیں ہو کذا فی المحادی۔ لیکن افضل یہ ہے کہ جو اسکی حاجت سے ناسد ہو وہ لوگوں کی شدت حاجت کے وقت فروخت کرے

محکم دلائل سے مزین
معلومات پر مشتمل
مفت آن لائن مفت مفت مفت

فروخت کرے۔ بے توجہ صبح ہوگی اور کھانا حلال ہوگا اور اگر بادشاہی حکم کے موافق مشتری نے دس سیر خریدین پھر نان بانی نے کہا کہ میں نے اس بیج کی اجازت دی تو جائز ہو اور مشتری کو اسکا کھانا حلال ہو یہ فتاویٰ بھرے میں لکھا ہو۔ اور یہ کہ وہ کہ پتل میں کوئی دو ڈال کر اسکو سپر کرے اور اسکو چاندی کے حساب سے بیچے اور ایسے ہی درمون کو گسال کے سوا دوسری جگہ ڈھانا اگرچہ کھرتے ہیں مگر وہ ہوا اور اگر چاندی کو اپنے لوگوں کے واسطے ڈھالا اور انہیں تانبہ ڈال کر انکو کچھ خون نہیں ہو اور بنار کو جائز ہو کہ بڑے کو چھڑک کر نرم کرے جیسا کہ باندی کے بیچنے واسطے کو جائز ہو کہ اسکا منہ دھو کر سنگا رکھ دے اور جید کو ردی کے ساتھ مٹھس کر دینا مکروہ ہو اور ایسے ہی گوشت بن مٹھان دینا مکروہ ہو اور ایسے میل کی چیز جسکا میل ظاہر ہو جیسے مٹی سے ہوئے گھون بیچنے میں کچھ خوف نہیں ہو اور اگر انکو پسایا تو بدرون بیان کے بیچنا جائز نہیں ہو اور یہ کہ وہ تو کہ نان بالی یا قصاب وغیرہ کے پاس پودرم اسواسطے رکھے کہ اس سے جو چاہیگا سولیکا و لیکن اس کے پاس ودیعت رکھے اور اس سے جتنی چاہے بعض مہین دامن کے ان درمون میں سے پورے اور اگر انکو بطور بیج کے دیا تھا تو ضمان لے اور بالغ کو چاہیے کہ اپنا اسباب بیچنے کے واسطے قسم نہ کھایا کرے اور ابوبکر مٹھی سے روایت ہو کہ فقہائے فہما کھولتے وقت بنی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہو تو گنگا بہوتا ہو اور ایسے ہی چوکیدار جو کیداری کے وقت لا الہ الا اللہ کہنے میں گنگا بہوتا ہو یہ آثار خانیہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی لڑکا پیسیا یا ردی لیکر دوکاندار کے پاس آیا اور اس سے کوئی ایسی چیز مانگی جو گھر کے کام میں آئی ہو جیسے نمک یا ارشان وغیرہ تو اس کے ہاتھ فروخت کر دے اور اگر خود پاپستہ وغیرہ ایسی چیز مانگی جو عادیہ لڑکے اپنے واسطے خرید کرتے ہیں تو نہ فروخت کرے ایک لڑکا خرید و فروخت کیا کہ تاجا تھا اور کتا تھا کہ میں بالغ ہوں پھر اسکے بعد کہا کہ میں بالغ نہیں ہوں پس اگر بالغ ہو سکی خبر دینے کے وقت بالغ ہونے کا احتمال رکھتا تھا یا نہیں طور کہ اسکا سن بارہ برس یا اس سے زیادہ کا تھا تو اسکا انکار معتبر نہ ہوگا اور اگر اسکا سن اس سے کم تھا تو بالغ ہونے کی خبر دینا صحیح نہ تھا پس اسکا انکار صحیح ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ ایک شخص کے پانچ مین ایک کپڑا تھا اسنے کہا کہ حکو فلان شخص نے اس کے بیچنے کا دلیل کیا ہو اور مین دس سے کم نہ دو لگا پھر اس سے ایک شخص نے نو درم کو طلب کیا پس اگر مشتری کے دل میں یہ تھا کہ یہ بات اسنے اپنے مال کے رواج دینے کو کہی تھی تو اسکو خرید ناجائز ہو اور اگر یہ بات اس کے دل میں نہیں آئی تو اس سے خرید ناجائز نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر مٹی پختہ کا پیل یا گھوڑا بچوں کے ہلے کے کو خریدنا صحیح نہیں ہو اور نہ اسکی کچھ قیمت ہو اور نہ اسکا طلب کرنا یا ضمان ہو یہ قنبد میں لکھا ہو۔ کسی نے کچھ مال حرام حاصل کیا اور اس سے کوئی چیز خریدی پس اگر پہلے یہ درم بالغ کو دیے پھر اسکے عوض وہ چیز خریدی تو اسکو حلال نہیں ہو صدقہ کر دے اور اگر درم دینے سے پہلے خریدی پھر درم دیے تو بھی کفری اور ابوبکر کے بعد ایک ایسا ہی ہو اور اس میں ابوبکر کا خلاف ہو اور اگر یہ درم دینے سے پہلے خریدی اور دوسرے درم دیے یا مطلقا خریدی اور یہ درم پہلے یا دوسرے درم سے خریدی اور یہ درم دیے تو ابوبکر نے فرمایا کہ حلال ہو اور اسے صدقہ کر دنیا واجب نہیں ہو اور اس زمانہ میں فتویٰ کفری کے قول پر ہو یہ فتاویٰ کفری میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک گھر خریدا اور اس کے خیرین میں درم پائے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ بالغ کو واپس کرے اور جو بالغ نے دیے تو صدقہ کر دے اور یہ اصوب ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر خانہ کعبہ کا پرہہ بعض

مجاہد و وطن سے نریہ آتو چار نہین ہو اور اگر اسکو دوسرے شہر میں لے گیا تو اسپر واجب ہو کہ فقیر و ن پر صدر قرار دے
مسجد کا نور یا اگر پڑنا ہو چاہے تو جائز ہو کہ اسکو بیچ کر اسکے دامون میں کچھ بڑھا کر دوسرا خرید لیا جاوے۔ ایک
شخص اپنے دوست کے ہاتھ میں گیا اور اسچین سے کچھ انگور کھائے اور اس دوست نے انگور بیچ ڈالے تھے اور
اسکو نہین معلوم تھا تو شش بخ نے فرمایا کہ اسپر گناہ ہو گا اور چاہیے کہ مشتری سے معاف کرالے یا اسکو ضمان دیدے
یہ فتویٰ کاننواں میں لکھا ہی۔ اور پہلو چھانین معلوم ہوتا تو کوئی شخص بازار میں میوہ خریدنے کو جاے اور اس
سے کچھ ایسی چیز خرید کر لے جائے جسکی قیمت ہی جتنیک کہ اس سے اجازت نہ حاصل کرے یہ اتار خانہ میں لکھا
ہی۔ بیچ اور یہ فقیرہ میں چھوٹے کو بڑے سے یا دو چھوٹوں کو اسکے نائے کے محرم قرابت والے سے جدا کر دینا مکروہ ہو اور اگر
بیچ جائز ہوگی اور اگر ایک اسکا ہو اور دوسرا اسکے نابالغ لڑکے یا غلام یا مکاتب کا ہو تو مکروہ نہین ہو اور اگر
دونوں اسکے ہوں اور ایک اپنے چھوٹے بیٹے کے ہاتھ بیچ ڈالا تو مکروہ ہی یہ غلام میں لکھا ہی۔ اور اگر دونوں
اسکی اولاد کے ہوں تو جدا کر کے بیچ سکتا ہی اور اگر دونوں میں سے ایک کچھ حصہ ہو تو میں مکروہ نہین جانتا ہوں
کہ ایک یا میں کا حصہ بدون دوسرے کے فروخت کرے یہ بسوط میں لکھا ہی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک یا میں سے دو چاند
بھائی یا دامون یا دو بھائی تو انکا جدا کرنا مکروہ نہین ہو یا انہیں محرمیت بوجہ رضاعت یا مہریت کے ہو تو بھی تفریق مکروہ
نہین ہو تو جدا کر دینا ہر میں جدا کر دینا وغیرہ سے کر دینا مکروہ نہین ہو اور اسکو اختیار ہو کہ ایک کو عیب کی وجہ سے
واپس کر دے یا کسی جرم اور قرض کی وجہ سے واپس کر دے اور اگر ایک کو ام ولد یا مدبر بنایا تو دوسرے کو چھپا
مکروہ نہین ہو اور اگر ایک مکاتب یا کچھ ڈرنہین ہو اور کسی نے کہا کہ اگر میں تجکو خریدون تو تو آزاد ہو پھر
دونوں میں سے ایک کو اسی کے ہاتھ بیچا تو جائز ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہی۔ اور اگر دو ملک میں ایک اسکا ہو اور دوسرا
اسکی نہ وجہ یا مکاتب یا غلام یا جرم قرضدار کا ہو تو تفریق میں کچھ ڈرنہین ہو اور اگر اسکے مضارب کا ہو تو کچھ ڈرنہین ہو
کہ جو مضارب کے پاس ہو۔ سکروہ فروخت کرے یہ بسوط میں لکھا ہی۔ اگر ایک باندی کو اپنی شرط یا خرید یا بیچ اسکا
بچہ خرید تو دونوں کو جدا بیچنا مکروہ ہو اور اگر باندی کو بیچنے یا خریدنے اور اسکا بچہ خریدنے یا بیچنے کے پاس ہو تو بالاتفاق باندی
کو واپس کر سکتا ہی یہ ہر الفائق میں لکھا ہی۔ کوئی حربی و بھائیوں کو دار الحرب سے لایا تو اسکو اختیار ہو کہ دونوں کو
جدا بیچے اور اگر اسے نہ دونوں کو کسی ذمی سے خرید تو تفریق جائز نہین ہو اور اسپر جبر کیا جاوے گا کہ دونوں کو یک
بیچے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہی۔ اور اگر دونوں کا مالک کافر ہو تو تفریق مکروہ نہین ہی خواہ وہ مالک آزاد ہو یا مکاتب
یا ایسا غلام جسکو تجارت کی اجازت ہی خواہ اسپر قرض ہو یا جو چھوٹا ہو یا بڑا ہو اور خواہ ملک دونوں مسلمان ہوں
یا دونوں کافر ہوں یا ایک مسلمان ہو اور اگر کوئی حربی دارالاسلام میں امان لیکر آیا تو اسکے ساتھ دو غلام ہیں دونوں
چھوٹے یا ایک چھوٹا دوسرا بڑا ہی یا اسے دارالاسلام میں ایسے دو غلام اپنے ساتھی سے جو اسکے ساتھ امان لیکر آیا ہو
خریدے پھر ایک کے بیچنے کا ارادہ کیا تو مسلمان آدمی کو اسکے خریدنے میں کچھ ڈرنہین ہو اور اگر اسے دونوں کو
کسی مسلمان سے دارالاسلام میں یا کسی حربی سے جو امان لیکر اسکی ولایت کے سوا دوسری ولایت سے آیا ہو
خریدے تو مسلمان کو ایک کا خریدنا مکروہ ہی یہ بدائع میں لکھا ہی۔ اگر کسی کے ملک میں تین غلام ہوں کہ ایک چھوٹا ہو
تو دونوں بڑوں میں سے ایک کا بیچنا جائز ہو یہ ہر الفائق میں لکھا ہی۔ اور اگر منیر کے ساتھ اسکے دو مربوب جمع ہوں میں اگر

نورانی سند کتاب المیزان باب ششم دوش و منافع مکرمہ

اگر کھارے اور صرف باطل ہو گئی ایسا ہی امام محمدؒ سے مروی ہے کیونکہ باپ اپنی عقد کرنے والا ہے اور بدینی جدائی کا اعتبار یہاں ممکن نہیں ہے تو مجلس کا اعتبار کیا جاویگا یہ سحر الراقی میں لکھا ہے۔ پھر جاننا چاہیے کہ درم کو درم کے عوض بیچنے اور دینار کو دینار کے عوض بیچنے میں اور پیسوں کو درم یا دینار کے عوض بیچنے میں فرق ہے یا نہیں فرق ہے کیونکہ پیسوں کو درم یا دینار کے عوض بیچنے میں دونوں بدل پر قبضہ ہونا شرط نہیں ہے صرف ایک بدل پر جدائی سے پہلے قبضہ ہونا کافی ہے یہ محیطین لکھا ہے۔ از انجملہ یہ کہ اس عقد میں خیانت شرط کسی کو ہونا چاہیے از انجملہ یہ کہ اس عقد میں میعاد ہونا چاہیے یہ نہایت میں لکھا ہے اگر دونوں نے میعاد کی شرط کی پھر جدائی سے پہلے باہم قبضہ کر لیا تو یہ میعاد کا ساقط کرنا ہوگا اور بیع صحیح ہو جاوے گی اور اگر خیانت کی شرط لگائی پھر جدائی سے پہلے دونوں نے باطل کی یا خیانت والے نے باطل کی تو استحساناً بیع جائز ہو جاوے گی اور اگر عقد میں میعاد صحیح پھر میعاد والے نے جدائی سے پہلے اس کو باطل کیا تو استحساناً عقد جائز ہو جائیگا یہ حادی میں لکھا ہے۔ اگر درم کو دینار سے بیچنے میں کسی ایک بدل میں اُدھائی شرط لگائی پھر شرط والے نے کچھ نقد دیدیا اور کچھ نہ دیا تو امام عظیمؒ کے نزدیک کل بیع فاسد ہوگی اور اس کے صورت یہ ہے کہ کسی نے ایک دینار بعوض دس درم کے ایک مہینے کے بعد خرید لیا پھر پانچ نقد دیدیے اور دونوں جدا ہو گئے تو پانچ درم کے حصہ کی بیع جائز نہو جائیگی اور اگر بعوض پانچ نقد اور پانچ ادھار کے خرید لیا پھر نقد ادا کر لے اور جدا ہو گئے تو پوری بیع فاسد ہے اور اگر پورے دس ادا کر دیے تو بیع جائز ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے پھر خیانت کی شرط لگانے سے بیع صرف چڑے فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ یہ فساد نفس عقد سے ہوتا ہے اور قبضہ نہونے کے وجہ سے عقد صحیح ہونے کے بعد فاسد ہو جاتا ہے کیونکہ بعض شائع کے نزدیک قبضہ واسطے شرط ہے کہ عقد اپنی صحت پر باقی رہے اور بعضوں کے نزدیک ابتداء صحیح ہونے کے واسطے شرط ہے اور پہلا قول صحیح ہے اور ثمرہ خلاف کا اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ جب عقد صرف بسبب قبضہ نہونے کے فاسد ہوا تو امام عظیمؒ کے نزدیک بنا بر قول بعضے آخرین کے جو صرف نہیں ہے وہ بھی باطل ہو جاوے گا اور بنا بر قول بعضے اولین کے فاسد نہوگا اور یہی صحیح ہے حتیٰ کہ اگر کوئی باندی کہ جسے گردن میں چاندی کا طوق ہے بعوض چاندی کے خریدی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو قبضہ نہونے کی وجہ سے حلالہ صرف کی بیع باطل ہو گئی اور باندی کی بیع فاسد نہوگی اور اگر باندی کو بیع چاندی کے طوق کے بعوض چاندی کے خیانت کی شرط لگا کر خرید لیا تو امام عظیمؒ کے نزدیک صرف اور بیع دونوں فاسد ہیں اور صاحبین کے نزدیک بیع فاسد نہوگی یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ اگر قبضہ سے پہلے مجلس سے جدا ہونے کی وجہ سے بیع صرف فاسد ہو جائے تو بیع بائع کو واپس دینے سے پہلے مشتری کی ملک سے نہیں نکلتی ہے اور اس مسئلہ کی صورت امام محمدؒ نے جامع صغیر میں ذکر کی ہے کہ کسی نے چاندی کی جھاگل دو دینار میں خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا اور ایک دینار ادا کیا پھر دوسرا دینار دینے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو آدمی جھاگل کی بیع فاسد ہو گئی اور یہ فساد دوسرے آدمے کی طرف متعدی نہوگا پس اگر بائع غائب ہو گیا اور کسی شخص نے آدمی جھاگل کا اپنے ملک ہوینکا دعویٰ کیا تو مشتری اس کا مدعا علیہ ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور عقد میں اگر حقوق علیہ ایک ہی جنس ہو تو وزن میں برابر ہونا بھی شرط ہے کذا فی خزائنہ المتقین۔ اور اگر ایک جنس نون خلا سونے کو بعوض چاندی کے بیچا تو برابری شرط نہیں صرف دونوں پر قبضہ شرط ہے نہیں میں لکھا ہے۔

۱۰
 ذوالحجہ ۱۲۸۵
 پیر ۱۷ جن
 منشی محمد علی
 لاردرود کے
 قریب پیر محمد

دوسرا باب اُن احکام کے بیان میں جو مقنن علیہ سے متعلق ہیں اور ان میں پانچ فصلیں ہیں

فصل اول

سوئے اور چاندی کی بیع کے بیان میں رہا سے نزدیک معاوضہ کے عقد و ن میں درم اور دینار
 ستین نہیں ہونے ہیں اور سوئے کو سوئے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض جتنا نقد برابر ہوا جائز ہو خواہ وہ
 پیر ہوں یا گھٹے ہوئے یا سکہ ہوں اور اگر ان چیزوں میں سے کوئی چیز اپنی جنس کی عوض فروخت ہوئی اور دونوں
 عقد کرنے والوں نے دونوں چیز کا وزن نہ جانایا ایک کا جانا دوسری کا نہ جانایا ایک نے جانا دوسرے نے نہ جانایا
 پھر دونوں جدا ہوئے پھر دونوں نے وزن کیا اور دونوں کو برابر پایا تو بھی بیع فاسد ہو اور اگر حدائی سے
 پہلے مجلس میں وزن کیا اور برابر پایا تو استحساناً بیع جائز ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر چاندی کو چاندی کے عوض
 یا سوئے کو سوئے کے عوض اسطورہ پر یا کہ ترازو کے دونوں پہ برابر ہو گئے تو جائز ہے اگرچہ ہر ایک کی مقدار نہ معلوم ہو یہ فیخر میں لکھا ہے
 اور سوئے کو چاندی کے عوض اندازہ اور زیادتی پر بیع جائز ہے یہ محیط خسی میں لکھا ہے۔ امین سماعی نے امام ابو یوسف سے روایت
 کی ہے کہ کسی نے ہزار درم بعض سو دینار کے دوسرے سے خریدے اور ہر ایک نے دوسرے کی وزن بیان کرنے میں
 تصدیق کی اور توٹنے سے پہلے دونوں نے قبضہ کر لیا تو یہ جائز ہے اور ہر ایک اپنی خریدی ہوئی چیز سے نفع اٹھا سکتا ہے
 اور اگر کسی نے کہا کہ یہ درم جو تیرے ہاتھ میں ہیں میرے ہاتھ بعض ان دیناروں کے جو میرے ہاتھ میں ہیں
 فروخت کرے اور دونوں نے گنتی اور وزن کا نام نہ لیا اور قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور شمار اور وزن کرنے سے پہلے ہر ایک
 اپنی خریدی چیز سے نفع اٹھا سکتا ہے اور اسی کو اندازہ پر بیع کرنا کہتے ہیں اور اگر گنتی نہ کیا کہ میرے ہاتھ ہزار درم بعض
 ہزار درم کے فروخت کرے اور گنتی فروخت کیا اور بغیر وزن کے دونوں نے قبضہ کر لیا اور ہر ایک نے دوسرے کے
 اس گنتی کی کہ یہ قبضہ ہزار درم میں تصدیق کی چہر ہر ایک نے جدا ہونے کے بعد اس سے پہلے وزن کیا اور
 دونوں کو برابر پایا تو جائز ہے اور اگر ہر ایک نے دوسرے کی تصدیق نہ کی اور جدا ہو گئے پھر وزن کیا اور برابر پایا
 تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے ایک چاندی کا ٹکڑا کہ چھین ایسے درم بھرے ہوئے تھے کہ جبکہ وزن
 نہیں معلوم ہوا بیچا تو بیع باطل ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور نہرہ اور زیوف درموں کو کھڑے درموں کے عوض بیعنا
 فقط برابری سے جائز ہے اور اگر متوقہ کو بعض خالص درموں کے فروخت کیا تو جائز نہیں ہے مگر جب یہ معلوم ہو کہ خالص
 کی چاندی متوقہ کی چاندی سے زائد ہے یہ محیط خسی میں لکھا ہے۔ اگر سیاہ یا سرخ چاندی بعض سپید چاندی کے فروخت
 کی گئی تو بھی برابر ہونا شرط ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر درم میں چاندی زیادہ ہو تو وہ چاندی ہیں اور اگر دیناروں
 میں سونا زیادہ ہو تو وہ سونا ہیں پس جو اعتبار کرے میں ہوتا ہے وہی انہیں بھی ہوگا کہ زیادتی حرام ہوگی حتیٰ کہ
 اگر خالص درم یا دینار کے عوض فروخت ہوں یا انہیں کے بعض بعض بعض کے فروخت ہوں تو فقط وزن میں برابری کے ساتھ
 جائز ہے اور ایسے ہی انکا قرض لینا بھی فقط وزن سے جائز ہو گنتی سے جائز نہیں ہے اور اگر انہیں میں زیادہ ہو تو درم اور
 دینار کے حکم میں نہ ہو بلکہ اسباب کے حکم میں ہونگے اور مستغنیہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ جب آٹھ میل جدا نہ ہو سکے بلکہ
 ایک دوسرے میں کھپ گیا ہو اور اگر اس سے جدا ہو سکے تو نہیں کھپا ہو لیکن اگر ایسے میل کے درم بعض خالص
 چاندی کے فروخت کیے جائیں تو یہ مانند تانبے اور چاندی کی بیع کے جو پس بطریق اعتبار جائز ہوگی پس اگر اپنی جنس
 کے عوض زیادتی سے بیچے جائیں تو جائز ہے اور وہ چاندی اور تانبے کے حکم میں ہیں لیکن یہ بیع صرف ہو پس چاندی کی
 وجہ سے اسی مجلس میں قبضہ ہونا شرط ہوگا اور جب چاندی میں شرط ہوا تو میل اور تانبے میں بھی شرط ہوگا اور اگر چاندی

اور اگر کسی نے کہا کہ یہ درم جو تیرے ہاتھ میں ہیں میرے ہاتھ بعض ان دیناروں کے جو میرے ہاتھ میں ہیں فروخت کرے اور دونوں نے گنتی اور وزن کا نام نہ لیا اور قبضہ کر لیا تو یہ جائز ہے اور ہر ایک اپنی خریدی ہوئی چیز سے نفع اٹھا سکتا ہے اور اگر کسی نے کہا کہ یہ درم جو تیرے ہاتھ میں ہیں میرے ہاتھ بعض ان دیناروں کے جو میرے ہاتھ میں ہیں فروخت کرے اور دونوں نے گنتی اور وزن کا نام نہ لیا اور قبضہ کر لیا تو یہ جائز ہے اور ہر ایک اپنی خریدی چیز سے نفع اٹھا سکتا ہے اور اگر کسی نے کہا کہ یہ درم جو تیرے ہاتھ میں ہیں میرے ہاتھ بعض ان دیناروں کے جو میرے ہاتھ میں ہیں فروخت کرے اور دونوں نے گنتی اور وزن کا نام نہ لیا اور قبضہ کر لیا تو یہ جائز ہے اور ہر ایک اپنی خریدی چیز سے نفع اٹھا سکتا ہے

اور پٹل برابر ہو تو انکو بعوض چاندی کے بچا فقط وزن سے جائز ہوتا ہے نہ اسیج الو باج میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک دینار
اور دو درم بعوض دو درم ہو تو دینار کے خریدے تو جائز ہو اور اس طرح اعتنا کر لیا جائیگا کہ ایک طرف سے ایک دنیا بعوض دو
درم ہون کے ہوگا اور دوسری طرف سے دو دینار بعوض دو درم ہون کے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور ایک درم صحیح اور
دو درم غلط کو بعوض دو درم صحیح اور ایک درم غلط کے بچا جائز ہے یہ ہادیہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی نے گیارہ درم
بعوض دس درم اور ایک دینار کے بچے تو جائز ہو اور یہ اعتبار ہوگا کہ دس درم بعوض دس درم کے اور ایک دینار بعوض
ایک درم کے ہو یہ سراج الو باج میں لکھا ہے۔ اگر ایک کپڑا اور گلابی ہوئی چاندی بعوض ایک کپڑے اور گلابی ہوئی
چاندی کے بچا تو کپڑا کپڑے کے مقابل اور چاندی چاندی کے مقابل ہوگی اور اگر ایک چاندی دوسرے سے
زائد ہو تو وہ کپڑے کے ساتھ ملا کر دوسرے کپڑے کے مقابل ہوگی پس اگر باہمی قبضہ سے پہلے دونوں جدا
ہو گئے تو حصہ صرف ٹوٹ گیا اور کپڑے کی بیع اپنے مقابل کے عوض جائز رہی یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر ایک کپڑا
اور دینار بعوض ایک کپڑے اور درم کے خریدے بچا باہمی قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صرف باطل ہوگئی
اور باقی کی بیع جائز رہی کیونکہ یہ مختلف چیزیں ہیں پس برابر ہونا واجب نہیں ہو اور یہ کہا جاوے گا کہ دینار اور
کپڑے کو درم اور کپڑے پر باعتبار قیمت کے تقسیم کیا جائے پس درم میں سے حسب قدر دینار کے حصہ میں پڑے
وہی بیع صرف صحیح کہ جو باطل ہوگئی اور باقی کی بیع ہو جائیگی یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر ایک تلوار جو چاندی سے محلی ہو
بعوض ایک کپڑے اور دس درم کے فروخت کی اور عوض پر قبضہ کر لیا اور دوسرے نے تلوار پر قبضہ نہ کیا یا تاک کہ
دونوں جدا ہو گئے تو پوری بیع باطل ہو جائیگی یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے ایک ہزار درم
کے عوض سو دینار کی بیع قرار دی اور دونوں میں کسی کے پاس نہ درم ہیں اور نہ دینار ہیں پھر ہر ایک نے اپنے
موافق قرض لیا اور جدا ہونے سے پہلے دوسرے کو دیدیا تو جائز ہو اور ایسے ہی سونے کے پتر بعوض چاندی
کے پتر کے اور چاندی کے پتر بعوض سونے کے پتر کے بچنے کا بھی حکم ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ جب پتر ہی نقدی کی
طرح لوگوں میں رائج ہوں یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک دینار بعوض درم ہون کے خریدے اور کسی کے پاس درم
اور نہ دینار پھر ایک شخص نے اپنا بدل ادا کیا اور دونوں جدا ہو گئے تو جائز نہیں ہو اگر کسی نے کوئی چیز بعوض
قرضہ کے خریدی اور دونوں یقین جانتے ہیں کہ اس پر قرضہ نہیں ہو تو خرید جائز نہیں ہو اور یہ کو یا بدوین میں
خریدنا ہے اور اگر یہ گمان ہو کہ اس پر قرضہ ہو پھر دونوں نے سچ کہا کہ اس پر قرض نہیں ہو تو خریدنا اس قرضہ کے مثل صحیح ہو
یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ہزار درم بعوض سو دینار کے خریدے اور درم سپید شہرے ہیں پھر جو اسے آئے
سیاہ ادا کیے اور باقی رضامند ہو گیا تو جائز ہو اور ایسے ہی اگر درم ہون پر قبضہ کر لیا اور دینار ہون میں یہ چاہا کہ
جو شہرے ہیں اس کے سوا دوسرے قسم کے ادا کرے تو بدوین دوسرے کی رضامندی کے جائز نہیں ہو مبسوط
میں لکھا ہے۔ اگر دونوں نے بیع صرف شہرائی اور نقد کو صاف نہ بیان کیا پس اگر شہر میں ایک ہی نقد چلتا ہو تو وہی
رکھا جاوے گا اور اگر شہر میں نقد و مختلف ہوں پس اگر رواج میں سب برابر ہوں اور کوئی دوسرے سے بڑھ کر نہ ہو بیع
جائز ہو اور اگر کوئی دوسرے سے بڑھ کر ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر بعض بعض سے بڑھ کر ہو لیکن ایک زیادہ رائج ہو
تو بھی جائز ہے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر کوئی نقد ان میں سے زیادہ معروف ہو اور عقد میں اس کے سوا دوسرا عقد

شرط کیا تو عقد اسی نقد پر جو شرط کیا ہو قرار پاوے گا پھر اگر دونوں نے اختلاف کیا اور ایک نے کہا کہ تو نے مجھے فلان نقد
 جو اس نقد معروف سے بڑھ کر ہو شرط کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ تو نے دو دنوں پر قسم دی لی پس جو شخص قسم سے باز رہے گا
 اسی پر دوسرے کا دعویٰ لادم ہوگا اور اگر وہ دونوں نے قسم کھائی تو بیچ پھر لینے اور اگر وہ دونوں نے دلیل و گواہ
 پیش کیے تو جو شخص افضل نقد ہونے کا مدعی ہو اسی کی دلیل مقبول ہوگی یہ مبسوط میں لکھا ہے متصلا
 لوہے کو لوہے کے عوض اور پتل کو پتل کے عوض یا اور ایسی چیزیں جن میں برابر ہو نقد پر یا بیچ میں برابر ہوئے اور چاندی کے
 میں نہ قبضہ میں پس اسی وقت قبضہ ہونا واجب نہیں ہے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ لوہا ایک ہی نوع ہو اُس کا جب
 اور ردی برابر ہو فقط وزن کی برابری سے بیچ جائز ہوگی اور اگر باہمی قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو جائیں تو بیچ باطل
 ہوگی و لیکن شرط ہو کہ معین بعض معین کے ہو اور یہی حکم تمام وزنی چیزوں میں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور رصاص
 اور طلسمی اور اسرہ یہ سب رانگ ہی کی قسم میں اور سب وزنی ہیں لیکن بعض سے بعض بڑھ کر ہو پس ایک کو دوسرے
 کے عوض فقط برابری سے بیچا جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے و تا بنیہ کو بعض کاٹنے کے اس طرح بیچا کہ کاٹنے ایک حصہ ہو اور
 تا بنیہ دو حصہ ہو تو ہاتھوں ہاتھ جائز ہو اس جہت سے کہ کاٹنے میں صنعت زیادہ ہو پس تا بنیہ کی زیادتی اسکے مقابل
 کیجاو لی اور اُس کے اوصار میں بہتری نہیں ہو کیونکہ وہ ایک نوع ہے اور زیادتی صنعت سے جس میں بدلہ ہو اور کاٹنے کے
 بعض سپید پتل کے ہاتھوں ہاتھ اس طرح بیچنے میں کہ کاٹنے ایک حصہ اور پتل دو حصہ ہو کچھ در نہیں ہے اور اسکی اوصار میں
 بہتری نہیں ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح سفید پتل کو بعض طرح تا بنیہ کے اس طرح بیچنے میں کہ پتل ایک حصہ
 اور تا بنیہ دو حصہ ہو ہاتھوں ہاتھ کچھ در نہیں اور اوصار میں بہتری نہیں ہے کیونکہ جس اور وزن دونوں کو مثال ہے
 اور جب ایک کی وجہ سے اوصار حرام ہوتا ہو تو دونوں کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ حرام ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔
 اگر دو مثقال چاندی اور ایک مثقال تا بنیہ بعض ایک مثقال چاندی اور تین مثقال لوہے کے خریدنا تو جائز ہو اسطو پر کہ
 چاندی بعض چاندی کے برابر کیجاوے اور باقی چاندی اور تا بنیہ مقابل ہو جس کے رکھا جاوے پس رہو انہو کا
 اور ایسے ہی ایک مثقال پتل اور ایک مثقال لوہا بعض ایک مثقال پتل اور ایک مثقال رانگ کے خرید کرنا جائز ہے
 کیونکہ پتل پتل کے مقابل اور رانگ لوہے کے مقابل ہو گیا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور تجربہ میں لکھا ہے کہ پتل اور لوہے کے
 برتن کو گون کے تعامل سے عددی ہو جاتے ہیں پس ایک دوسرے کے عوض ہر طرح فروخت ہو سکتے ہیں
 یہ تا بنیہ میں لکھا ہے۔ اور اگر لوگوں میں ان برتنوں کا وزن سے بیچارا راج ہو نہ گنتی سے تو انکو اپنی جنس کے
 عوض بیچنا فقط برابری کے ساتھ جائز ہوگا یہ نہر اتفاق میں لکھا ہے۔ اگر تا بنیہ کا برتن بعض ایک رطل غیر معین لوہے
 کے خریدنا اور کچھ میعاد نہ لگائی اور برتن پر قبضہ کر لیا تو جائز ہے بشرطیکہ جدا ہونے سے پہلے لوہا اُسکو دیدیا ہو
 اور اگر لوہا دیدیتے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے پس اگر اس برتن کے وزن سے بیچنے کی عادت نہ ہو تو بھی کچھ نہیں ہے
 اور اگر وزن سے بکنا ہو تو اوصار میں بہتری نہیں ہے اور اگر مجلس میں لوہے پر قبضہ کر لیا اور دوسرے نے
 برتن پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ دونوں جدا ہو گئے تو عقد فاسد نہوا اور اسی طرح اگر ایک رطل لوہا معین بعض
 دو رطل رانگ کھرے غیر معین کے خریدنا اور لوہے پر قبضہ کر لیا اور رانگ پر قبضہ ہونے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے
 تو بیچ فاسد ہوگی اور اگر دونوں غیر معین ہوں تو بیچ فاسد ہوگی خواہ اُس مجلس میں یا ہم قبضہ ہو جائے
 یا نہویہ مبسوط میں لکھا ہے

دوسری فصل پانڈی وغیرہ چڑھی ہوئی تلوار یا اور ایسی چیزوں کی بیچ کے بیان میں کہ جن میں چاندی یا سونا اپنے
 غیر کے ساتھ فروخت کیا گیا اور اس چیز کی بیچ کے بیان میں کہ جو وزن سے فروخت ہوئی پھر کم یا زیادہ نکلی اگر کوئی
 تلوار کہ جس پر چاندی کا حلیہ ہو یا روپہلی انگام بعض اتنی خالص چاندی کے کہ جس کا وزن تلوار یا انگام کے حلیہ سے
 زائد ہو خریدی تو جائز ہو اور اگر حلیہ سے کم یا اس کے برابر ہو یا کچھ نہ معلوم ہو تو جائز نہیں ہے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے
 اور اگر دونوں کی مقدار بیچ کے وقت معلوم نہ ہوئی پھر معلوم ہوئی تو تلوار کی چاندی سے زائد نکلی پس اگر دونوں
 کے مجلس میں موجود ہونے کی حالت میں معلوم ہوئی تو بیچ جائز ہو اور اگر مجلس سے جدا ہونے کے بعد معلوم
 ہوئی تو جائز نہیں ہے اور قدری نے فرمایا کہ ایسے ہی اگر دانستہ لوگ اس میں اختلاف کریں بیٹے کہتے ہوں کہ میں تلوار کی چاندی
 سے زائد ہو اور بیٹے کہتے ہوں کہ برابر ہو تو بھی جائز نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر درم تلوار کے حلیہ سے زائد ہو تو
 پھر باہمی قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے پس اگر وہ حلیہ تلوار میں سے بدون ضرر کے جدا نہیں ہو سکتا ہو تو کل کی
 بیچ ٹوٹ جاوے گی اور اگر بدون ضرر کے جدا ہو سکتا ہو تو حلیہ کی بیچ باطل اور تلوار کی جائز ہوگی اور اگر حلیہ سونے کا ہو
 اور میں درم ہوں تو ہر طرح بیچ جائز ہو اور اگر میں ادا کرنے میں مینا کی شرط کی خواہ وہ میں حلیہ کی جنس سے ہو
 یا غیر جنس ہو تو پوری تلوار کی بیچ باطل ہو جاوے گی خواہ اس حلیہ کا جدا ہونا بدون ضرر کے ممکن ہو یا نہ ہو اور اسی طرح
 اگر دونوں جدا ہو گئے اور ایک نے خیار شرط کی بھی تو بھی بیچ باطل ہے اور اگر بیچ میں میں کی رت قرار دی تھی پھر شری نے
 بقدر حلیہ کے میں ادا کر دیا تو استحساناً بیچ جائز ہو اگرچہ صاف ظاہر نہ کیا ہو کہ میں بقدر حلیہ کا حصہ ہے یہ حامی میں لکھا ہے
 اور جس مکان میں سونے یا چاندی کے پیرچوں تو اسی میں جس کے عرض سچے کا حکم مثل چاندی چڑھی ہوئی تلوار کے ہے۔
 یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر ایک سونے کا زیور میں موتی اور جو اہر میں دو سرے کے ہاتھ بھوس دینا دونوں کے
 بیچا اور خریدار نے زیور پر قبضہ کر لیا پس اگر یہ دینار زیور کے سونے کے برابر ہوں یا کم ہوں یا کچھ معلوم نہ ہو پوری
 بیچ جائز ہوگی خواہ جو ہر کچھ اگر لینا بدون ضرر کے ممکن ہو یا نہ ہو اور اگر یہ دینار میں کے زیور کے سونے سے زیادہ ہوں تو
 زیور کے سونے اور جو اہر سب کی بیچ جائز ہو چھ لے کے بعد اگر جدا ہونے سے پہلے پورے میں ادا کر دیا تو بیچ پوری ہوگی
 اور بیٹے ہی اگر زیور کے سونے کے قدر ادا کیا تو بھی بیچ جائز رہی اور اگر جدا ہونے تک کچھ بھی ادا نہ کیا تو زیور کے
 سونے کی خاص بیچ فاسد ہوگی اور جو اہر کی بیچ اگر بدون ضرر کے نکالنا ممکن ہو تو فاسد ہو گئی اور اگر بدون ضرر کے
 جدا کر لینا ممکن ہو تو فاسد ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور ایسا زیور کہ جسے خواہر بدون ضرر کے جدا نہ ہو سکتے ہوں اگر اس کی
 قیمت میں ایک دینار ادا کر لیا تو جائز نہیں ہے کیونکہ سونے کے حصہ میں حقہ صرف واجب ہوا ہے پس بیعا کی شرط سے
 فاسد ہوگا اور موتی اور جو اہرات کا جدا کر کے سپرد کرنا بدون ضرر کے ممکن نہیں ہے پس جب تھوڑے کا عقد
 فاسد ہو تو کل کا فاسد ہو گیا یہ مبسوط میں لکھا ہے اور اگر ایسا زیور ہو جسے جو اہرات کا بدون ضرر کے نکالنا ممکن ہے
 تو اس مسئلہ میں اختلاف ہونا چاہیے امام اعظم کے نزدیک جو اہر کی بیچ جائز ہوگی اور صاحبین کے نزدیک جائز
 ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک ایسی تلوار جس پر حلیہ ہے بعض اس قدر چاندی کے خریدی کہ جس کا وزن حلیہ سے زائد ہو تو میں
 میں سے بقدر حصہ حلیہ کے ادا کر دیا اور کہا کہ دونوں کے میں یا کہا کہ تلوار کے میں یا ہوں یا کچھ نہ بیان کیا تو میں حلیہ کا ہوگا
 اور کل کی بیچ جائز رہی یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر اس نے کہا کہ یہ میں خاص تلوار کے چیل کا ہے تو بیچ

نہی ظ کیا جاوے گا کہ اگر حلیہ بدون ضرر کے جدا نہیں ہو سکتا ہے تو جو اسے ادا کیا ہو وہ حلیہ کا ثمن ہوگا اور پوری بیع صحیح ہوگی اور اگر بلا ضرر جدا ہو سکتا ہے تو حلیہ کی بیع باطل ہو جاوے گی یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر اسے کہا کہ اسکو سے اسکا آدھا حلیہ کا ثمن ہے اور آدھا تلوار کا تو بھی بیع صرف باطل نہ ہوگی اور سب حلیہ کا ثمن رکھا جائیگا تبیین میں لکھا ہے ہشام نے روایت کی کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر تلوار کا حلیہ بدون تلوار کے بیچا تو جائز نہیں ہے مگر جب اس شرط پر فروخت کرے کہ مشتری اسکو جدا کرے تو دونوں کے جدا ہونے سے پہلے اسکو جدا کر لیا اور اگر بیچنے میں یہ شرط نہ لگائی پھر جدائی سے پہلے بائع نے کہا کہ میں نے تجھ کو اسلے الگ کر لینے کی اجازت دی تو امام نے فرمایا کہ اگر جدائی سے پہلے اسے الگ کر لیا تو بیع جائز ہے اور اگر الگ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بیع باطل ہوگی ہشام نے میں نے پوچھا کہ اگرچہ مشتری نے تلوار پر قبضہ کر لیا ہو جب بھی نہیں جائز ہے تو فرمایا کہ جائز نہیں ہے کیونکہ جب تک حلیہ کو تلوار سے الگ نہ کر لیا اس پر قبضہ نہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک ایسی باندی فروخت کی کہ جبکی قیمت ہزار اشقال باندی ہے اور اسے گردن میں ایک چاندی کا طوق ہے کہ صہبن ہزار اشقال چاندی ہے اور اسکا ثمن دو ہزار اشقال چاندی ٹھہری ٹھہری نے ایک ہزار اشقال ادا کیے اور پھر دونوں جدا ہو گئے تو جو اسے ادا کیا ہو وہ طوق کی قیمت ہے اور اگر دو ہزار اشقال پر اسطرح خرید کیا کہ ایک ہزار نقد اور ایک ہزار اوجار ہو تو نقد ثمن طوق کے دام ہونے اور اسی طرح اگر اسے کہا کہ یہ ایک ہزار دونوں کے داموں میں لے تو صرف طوق کے دام کے جائز نہ ہوگا اور پوری بیع صحیح ہوگی اور اگر اسے تصریح کر دی کہ ہزار باندی کا ثمن ہے اور قبضہ کے بعد دونوں جدا ہو گئے تو طوق کی بیع باطل ہو جاوے گی یہ سحر الرائق میں لکھا ہے۔ اگر ایک نکلن سے کپڑے کے عوض میں رم کے خرید اور نکلن پر قبضہ کیا اور دس درم ادا کر لیے پھر دونوں جدا ہو گئے تو یہ دس درم اسکا نکلن کا حصہ رکھا جائیگا اور اگر دس درم ادا کر کے اسے کہا کہ دونوں کے ثمن میں لے تو بھی پہلی صورت کے موافق رکھا جائیگا اور اگر اسے کہا کہ یہ خاص کپڑے کا حصہ ثمن ہے اور دوسرے نے انکار کیا یا اقرار کیا اور اسی پر دونوں جدا ہو گئے تو نکلن کی بیع ٹوٹ جاوے گی اور اگر نکلن ایک شخص کا ہو اور اسکی قیمت دس درم ہو اور کپڑا دس درم قیمت کا دوسرے شخص کا ہو پھر دونوں کسی شخص کے ہاتھ میں رم کو فروخت کر دیں اور ہر ایک نے اپنا مال فروخت کیا مگر بیع ایک ہی صفحہ میں واقع ہوئی پھر مشتری نے نکلن والے کو دس درم دیدیے تو وہ خاص اسی کے ہونے دوسرا ثمن شریک نہ ہوگا اور اگر دونوں نے کپڑے کو بیچا اور دونوں نے نکلن کو بیچا پھر اسے نکلن والے کو دس درم دیے پھر دونوں جدا ہو گئے تو دسے نکلن کی بیع ٹوٹ جاوے گی یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ ایک حلیہ دار تلوار بعض دینار کے خریدی اور اس پر قبضہ کرنے دینار ادا کرنے سے پہلے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی اور دوسرے نے اس پر قبضہ کر لیا اور ثمن ادا نہ کیا ہاتھ کے سب جدا ہو گئے تو دونوں بیع باطل ہو جاوے گی اور تلوار پہلے بائع کو واپس ملیگی اور اگر دوسرے مشتری اور اسے بائع نے باہم قبضہ کر لیا ہونے اول بائع نے تو دوسری بیع صحیح ہوگی اور پہلا مشتری اپنے بائع کو تلوار کی قیمت ادا کرے اور ایسے ہی اگر مشتری نے اسکا آدھا فروخت کیا تو اسے کی بیع صحیح ہوگی اور آدھی تلوار پہلے بائع کو واپس ہوگی اور اسکو یہ اختیار ہوگا کہ ٹکڑے ہونے کے عیب کی وجہ سے قبول نہ کرے اور دوسرے آدھے کی قیمت کی ضمانت دیگا یہ محیط حشری میں لکھا ہے۔ اگر ایک حلیہ دار تلوار دو شخصوں میں مشترک تھی پھر ایک نے اپنا نصف حصہ ایک دینار کے عوض اپنے

شریک یا دوسرے کے ساتھ فروخت کر دیا اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر اپنے شریک کے ساتھ چپا
 اور اسے دینا ارادہ کر دیا اور تلوار گھر میں رکھی ہے چھ اس قبضہ ہونے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بیع ٹوٹ جا دیگی یہ
 مابین میں نکھا ہو۔ اگر ایک علیہ دار تلوار حسین سودرم علیہ ہے بعض سودرم کے خریدی چھ معلوم ہوا کہ اس میں دوسو درم
 علیہ ہے تو اسکی دو صورتیں ہیں کہ اگر دونوں کے قبضہ کرنے اور جدا ہونے کے بعد یہ معلوم ہوا تو پورا عقد باطل ہو جائیگا
 اور اگر جدا ہونے سے پہلے معلوم ہوا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو میں سودرم بڑھالے ورنہ کل کا عقد منسوخ
 کرے اور اگر دونوں کو پہلے سے یہ بات معلوم تھی کہ اسکا علیہ دوسو درم چھ ہے اور تلوار کو بعض دوسو درم چپا
 چھ جدا ہونے سے پہلے مشتری نے سودرم بڑھانا چاہے تو عقد جائز ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک چاندی کا
 ٹکڑا اس شرط پر کہ وہ سودرم ہے بعض سودرم کے بیچا چھ جدا ہونے سے پہلے اسکو تو لا تو زیادہ یا پائیس مشتری کو اختیار
 ہے کہ اگر چاہے تو درم میں بڑھا کر اس کے برابر وزن میں لے لے ورنہ چھوڑے اور اگر کم نکلا تو بھی ایسا ہی حکم ہے
 اور اگر دونوں جدا ہو گئے تھے چھ اسکو ڈیڑھ سودرم یا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو اسکا دو تہائی سودرم
 میں لے ورنہ چھوڑے اور اسی طرح اگر کم یا تو بھی اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اس کے مثل وزن پر لے ورنہ چھوڑے
 یہ مادی میں لکھا ہے۔ اگر گلابی ہوئی چاندی سودرم کے عوض اس شرط پر خریدی کہ یہ سودرم چھ ہے اور دونوں نے
 قبضہ کر لیا چھ وہ دوسو درم نکلی تو مشتری کو اسکی ادھی ملیسکی اور اسکو خیار ہوگا یہ مابین میں لکھا ہے۔ اور یہ سب حکم
 اس صورت میں ہے کہ جب خریدنا اسی جنس کے عوض واقع ہوا اور اگر بعض خلاف جنس کے ہو مثلاً ایک علیہ دار تلوار
 اس شرط پر کہ اسکا علیہ سودرم ہے بعض دس یا بارہ کے خریدی یا ایک چاندی کی چھال اس شرط پر کہ ہزار درم چھ
 بعض سودینا رہے خریدی چھ وہ دہزار درم چھ نکلی یا گلابی ہوئی چاندی اس شرط پر کہ وہ ہزار درم چھ ہے بعض
 سودینا کے خریدی چھ وہ دہزار درم چھ نکلی تو ان سب صورتوں میں بیع جائز ہے اور جب عقد جائز نہ تھا تو چاندی کی
 صورت میں جو وزن مشتری سے ٹھہرا ہو اس سے زیادہ مشتری کو بلا عوض نہ دیا جاوے گا اور چھال کی صورت میں یا دنی
 بلا عوض دیا دینی عین میں نکھا ہو۔ اور اگر گھر میں دینا ٹھہرے ہوں چھ برتن کو یا تو مشتری کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو پیسے میں لے ورنہ چھ
 یہ مادی میں لکھا ہے۔ اگر ایک سوئی اس شرط پر کہ اسکا وزن ایک مثقال ہے ایک درم کو خریدی چھ وہ ہر مصلحتی نکلا تو سب
 مشتری کو دیدیا جاوے گا اور اگر ہر مثقال اتنے درم کو ہی چھ بڑھو پورا پائیس کرے یا زیادتی کو اس کے
 حصہ کے عوض لے اور اگر چاندی کا ٹکڑا بعض درم میں لے بیچا اور کہا کہ ہر درم اتنے کو یہ یا نہ کہا چھ وہ زیادہ
 نکلا اور دونوں جدا نہیں ہوئے ہیں تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ زیادتی کے قدر حصہ بڑھا کر لے لے اور بلا عوض دیا دینی
 یہ محض شرعی میں لکھا ہے۔ اگر تلوار پر سوئے یا چاندی کا طے ہو چھ اس کے جنس کے عوض خریدی تو ہر حال
 میں بیع جائز ہے اور طے کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ کھپ گیا ہے یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اور اگر چاندی کا پانی چھری
 ہوئی گام بعض درم میں لے اس سے کم یا زیادہ پر خریدی تو جائز ہے اور ایسے ہی اگر کسی مکان میں سوئے کا پانی
 چھرا اور اسکو بعض مادی میں لے خریدی تو جائز ہے اگر چہ اسکی چھتوں میں من سے زیادہ سوئے کا پانی

لی جنس کا
 ایسا نہیں
 کہ درم یا زیادہ

تیسری فصل بیعوں کی بیع کے بیان میں یہ ہے بھی درم کے مانند اگر من گروانے جاوین تھیں

متعین نہیں ہوتے ہیں اگرچہ ہمیں کیے جاوین اور نہ انکے تلف ہونے سے عقد فسخ ہوتا ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔
 اگر کسی نے درمون کے عوض پیسے خریدے اور دشمن ادا کر دیا اور بائع کے پاس پیسے نہ تھے تو بیع جائز ہو پس اگر
 بائع نے پیسے کسی سے قرض لیکر جدا ہونے سے پہلے یا بعد ایک شتری کو دیدیے تو بیع پوری ہو گئی بشرطیکہ
 درمون پر مجلس میں قبضہ کر لیا ہو اور ایسا ہی اگر پیسوں پر قبضہ کر لیا اور درمون پر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے
 تو بھی جائز ہو یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ حسن نے امام اعظم سے روایت کی ہے کہ اگر بیسے بعض درمون کے خریدے
 اور نہ اسکے پاس پیسے تھے اور نہ اسکے پاس درم چھ کسی ایک کے ادا کرنے کے بعد دونوں جدا ہو گئے تو بیع جائز ہو
 اور اگر کسی نے نہ ادا کیا اور جدا ہو گئے تو جائز ہو گئی یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر پیسوں کو پیسوں کے عوض چھاپیوں کو
 قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بیع باطل ہو گئی اور اگر ایک نے قبضہ کیا اور دوسرے نے نہ کیا یا دونوں نے
 قبضہ کیا پھر جدا ہونے کے بعد جو ایک کے قبضہ میں ہو اسکا کوئی خدرا رہا ہو اور گھسے کیا تو بیع اپنے حال پر
 صحیح رہی یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے چاندی یا سونے کی انگوٹھی جبین نمکینہ تھا یا نہ تھا کسی قدر پیسوں کے عوض
 خریدی اور پیسے اسکے پاس نہیں ہیں تو یہ جائز ہو خواہ جدائی سے پہلے دونوں قبضہ کر لیا ہو یا نہ کیا ہو کیونکہ یہ
 بیع صرف نہیں ہو یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر چاندی کا پتر بعض فلوں غیر معینہ کے بچا اور باہمی قبضہ سے پہلے
 دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہو اور اگر پتر اسکے پاس موجود نہ ہو تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر آدھے درم کے
 پیسوں پر کوئی چیز خریدی تو صحیح ہے اور اگر پتر پیسے واجب ہو گئے جو آدھے درم کو کہتے ہیں اور ایسے ہی تھائی یا چھائی
 درم کنا بھی جائز ہو یہ جبین میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک دانگ پیسے یا ایک قیراط پیسے کے عوض خریدی تو اختیارناہی ہے
 اور سس الائمہ حلوئی نے کہا کہ یہ حکم اسوقت ہے کہ دانگ اور قیراط لوگوں میں مختلف نہ ہو اور اگر مختلف ہو کہ بعض سس کا
 اور بعض نو کا لیتے ہوں تو جھگڑے کی وجہ سے عقد جائز نہ ہو گا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ بعض ایک درم
 پیسوں کے یا دو درم پیسوں کے خریدی تو بھی امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے اور امام محمد کے نزدیک جائز نہیں ہے
 ایک درم سے کم میں جائز ہے اور شائع نے کہا کہ امام ابو یوسف کا قول اصح ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو
 ایک درم دیا اور کہا کہ اسکے آدھے کے پیسے دیدے اور آدھے کا ایک چھوٹا درم دیدے تو جائز ہے پس
 اگر چھوٹا درم اور پیسے لینے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو پیسوں کا عقد قائم ہو اور حصہ درم کا ٹوٹ گیا
 اور اگر گھسے ٹراہم نہیں دیا تھا اور جدا ہو گئے تھے تو کل کی بیع ٹوٹ جاوے گی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ آدھے
 درم کے پیسے دے اور باقی آدھے کے عوض ایک چھوٹا درم اسکا وزن آدھے درم کے برابر ہو گا ایک حصہ لینے
 ایک جب کہ ہو تو امام اعظم کے نزدیک سب کی بیع باطل ہو جاوے گی اور صاحبین کے نزدیک خاص چھوٹے درم کی بیع
 باطل ہو گی یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر بیسے کا لفظ مکرر کہا تو امام کے نزدیک بھی وہی حکم ہے جو صاحبین
 کے نزدیک ہے اور یہی صحیح ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک ایسا درم زلفیا جو نہیں چلتا ہے دوسرے کے ہاتھ بچا
 بعض پانچ دانگ پیسوں کے اور اسکا عجیب معلوم تھا تو یہ جائز ہے اور ایسے ہی اگر آدھے درم پیسے اور ایک چھوٹے
 درم کے عوض جسکا وزن دو دانگ ہو بچا تو جائز ہے بشرطیکہ جدا ہونے سے پہلے دونوں قبضہ کر لیں اور اگر
 پانچ دانگ چاندی کے عوض یا بعض ایک درم کے سواے ایک قیراط چاندی کے بچا تو جائز نہیں ہے اور اگر

اگر کہ بعض اس چاندی کے میرے ہاتھ تھے پیسے فروخت کر تو جائز ہو اور اگر اسکو بانجھ چھپے درم یا آفسے درم کے عوض بیچا تو جائز نہیں ہو یہ مبوط میں لکھا ہو۔ اگر سو پیسے بھون ایک درم کے خریدے پھر درم پر قبضہ کیا اور دوسرے نے پیسے پر قبضہ نہ کیا یہ بایں تک کہ وہ پیسے کا سد ہو گئے تو قیاساً بیع باطل نہوگی اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر پاسے تو ان کا سد پیسوں پر قبضہ کرے ورنہ بیع فسخ کرے اور یہی قول امام زفر کا ہے اور استحسنائے بیع باطل نہو جائیگی اور اگر پاس پیسوں پر قبضہ کیا پھر پیسے کا سد ہو گئے تو آفسے کی بیع باطل ہو جائیگی پس آدھا درم واپس کرے یہ معیط شرعی میں لکھا ہے۔ اور اگر وہ پیسے کا سد نہوے بلکہ ان یا کران ہو گئے تو بیع فاسد نہوگی اور باقی پیسے مشتری کو لینے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر درم کے عوض کچھ پیسے خریدے اور ان پر قبضہ کر لیا اور درم نہ دیا یہ بایں تک کہ پیسے کا سد ہو گئے تو بیع جائز ہو اور درم اس پر قرض ہوگا یہ مبوط میں لکھا ہے۔ اگر ایسے درم بھون کے عوض جن میں میل زیادہ ہو یا پیسوں کے عوض کوئی چیز خریدی اور حالانکہ یہ دونوں چلتے سے بایں تک کہ بیع جائز ہو گئی اور نہ مشتری نے بائع کو نہ پیسے تھے کہ انکا چلن جاتا رہا اور کا سد ہو گئے تو بیع باطل ہو جاوے گی اور لوگوں کو سستیاب نہونا مثل کا سد ہو جانے کے ہر اور مشتری پر واجب ہوگا کہ بیع اگر باقی ہو تو واپس کرے اور اگر نہ باقی ہو تو اسکا مثل واپس کرے اگر وہ مثلی چیز ہو ورنہ اسکی قیمت واپس کرے اور اگر بیع پر قبضہ نہوا ہو تو امام اعظم کے نزدیک اس بیع کا کچھ فائدہ نہیں ہو اور صاحبین نے کہا کہ بیع باطل نہوگی اور جب بیع باطل نہوئی اور سپرد کرنا متغیر ہو تو اسکی قیمت واجب ہوگی لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک بیع کے بدل کی قیمت اور امام محمد کے نزدیک کا سد ہونے کے روز کی قیمت واجب ہوگی اور زخیرہ میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہو اور معیط اور شمیمہ اور حقائق میں ہے کہ لوگوں پر آسانی کرنے کے واسطے امام محمد کے قول پر قیاس ہے یہ سب الراق میں لکھا ہے۔ اگر کوئی معین مال یا معین اسباب یا معین میوہ بعض پیسوں کے خریدے اور پیسے اسے پاس نہیں بنیں مگر تو جائز ہو اور اگر معین مال بعض معین پیسوں کے خریدے تو مشتری ان پیسوں کے سوا دوسرے خبکا لوگوں میں چلن ہی ہے جسے سکتا ہو اور اگر ان فلوس معینہ کو دیا اور دونوں جدا ہو گئے پھر نہیں ایک لیا یا پیا یا جو نہیں چلتا ہو پھر واپس کر کے اسکو بدل لیا پھر ایسی صورت میں کہ جس میں پیسے مال کا ثمن میں عند باطل نہیں ہوتا ہو خواہ یہ واپس کئے ہوئے پیسے تھے ہوں یا بہت ہوں اور خواہ بدل لیا ہو یا نہ بدل لیا ہو اور اگر پیسے درم کا ثمن ہوں تو اسکی دو صورتیں ہیں یا تو درم پر قبضہ ہو گیا ہوگا یا نہوا ہوگا پس اگر قبضہ ہو گیا ہو پھر ایسا پیا واپس کیا جو نہیں چلتا ہو اور بدل لیا یا نہ بدل لیا تو بیع اپنی صحت پر باقی رہے گی اور ایسے ہی اگر سب پیسے اس صورت میں ایسے پائے کہ نہیں چلتے ہیں اور انکو واپس کر کے بدل لیا یا نہ بدل لیا تو بھی عند اپنی صحت پر باقی رہے گا اور اگر درم بھون پر قبضہ نہیں ہوا ہو پس اگر سب پیسوں کو ایسا ہی پایا جو نہیں چلتے ہیں اور واپس کیا تو امام اعظم رحمہ اور زفر کے نزدیک عند باطل ہو جائیگا خواہ اسے واپسی کی مجلس میں بدل لیا ہو یا نہ بدلے ہوں اور صاحبین نے کہا کہ اگر واپسی کی مجلس میں بدل لیا تو عقد صحیح رہے گا اور اگر نہ بدلے تو ٹوٹ جائیگا اور اگر بعض ایسے ہوں کہ جو نہیں چلتے ہیں اور انکو واپس کیا تو قیاس چاہتا ہے کہ عند انکی مقدار تک خواہ تھوڑے ہوں یا بہت ٹوٹ جائے خواہ واپسی کی مجلس میں بدل لیا ہو یا نہ بدل لیا ہو اور یہ امام اعظم کے قول میں ہے اور یہی قول امام زفر کا ہے

لیکن امام اعظم نے قلیل کے باب میں اگر واپس کر کے اسی مجلس میں بدل لیا تو استحسانا کہا ہو کہ عقد نہ ہو ٹوٹا اور قلیل کی حد بیان کرنے میں امام اعظم سے مختلف روایتیں آئی ہیں ایک روایت میں ہو کہ اگر اس سے زیادہ ہو تو وہ کثیر ہو اور اس سے کم قلیل ہو اور ایک روایت میں ہو کہ اگر اس سے کم ہو تو کثیر ہو اور ایک روایت میں ہو کہ اگر تہائی سے زیادہ ہو تو کثیر ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ خواہ تھوڑے واپس کے یا بہت اگر مجلس دہری میں انکو بدل لیا تو عقد نہ ٹوٹے گا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جب یہ فلوں ایسے ہوں کہ کبھی چلتے ہیں اور کبھی نہیں چلتے لیکن اگر ایسے پیسے ہوں گے جو کبھی نہیں چلتے ہیں اور بالکل اور مشتری جدا ہو چکے ہیں پھر آئے واپس کے تو عقد ٹوٹ جائیگا خواہ اسی مجلس میں بدل لے ہوں یا بے نمون اور اگر بعض پیسے اس صفت کی پا کے اور اور انکو واپس کر دیا تو بقدر گئے عقد ٹوٹ جائیگا خواہ مجلس دہری میں بدلے ہوں یا نہ بدلے ہوں یہ فیض میں لکھا ہے کہ اگر کچھ پیسے بعض درمون کے خریدے اور دونوں جدا ہو گئے پھر کسی قدر پیسوں کا کوئی حقدار پایا اور حقدار نے اجازت نہ دی پس اگر بیسوں کے خریدار نے درم و دیہا ہو تو وہ کئے بدل لے اور عقد جائز ہوگا اور اگر آئسے درم نہیں دیا ہو تو بقدر اسحقان کے عقد ٹوٹے گا اگر بعض بیسوں کا کوئی حقدار ہوا تو اس کے قدر اور کل کا کوئی حقدار ہوا تو پورا عقد ٹوٹ جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے

چوتھی فصل کا نون میں اور سنارون کی مٹی میں بیع صرف واقع ہونے کے بیان میں - اور کان کی مٹی سے سونے اور چاندی کو پاک کرنے پر مزدور مقرر کرنا بھی اس بیان میں داخل ہو گا سونے کی مٹی بعض سونے کے یا چاندی کی مٹی بعض چاندی کے خریدی تو جائز نہیں ہو گا جب یہ معلوم ہو جائے کہ اس مٹی میں اس قدر ہو کہ جتنا یہ دیتا ہو اور ایسے ہی اگر بعض سونے اور چاندی کے بیجی تو بھی جائز نہیں ہو گا اگر سونے کی مٹی بعض چاندی کے یا چاندی کی مٹی بعض سونے کے خریدی تو ہاتھوں ہاتھ جائز ہو اور جو کچھ اسمین سے سکے اسکے دینے کے وقت مشتری کو خیار ہوگا اور اگر کچھ سونا نہ نکلا تو بیع جائز نہیں اور دشمن واپس کرے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے اور اگر ایک قفیز مٹی غیر معین کو بعض کسی مال اسباب کے یا سونے کے خریدا یا کوئی اسباب بعض ایک قفیز مٹی غیر معین کے خریدی تو بیع جائز نہیں کیونکہ معقود علیہ جہول ہو یہ خزانہ المفقین میں لکھا ہے - اور اگر ادھی مٹی یا چوتھائی مٹی خریدی تو جائز ہو اور جو اسمین سے نکلیگا وہ دونوں میں بقدر اپنی اپنی ملکیت کے مشترک ہوگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے - اور اگر ادھی مٹی سونے اور چاندی کی ہو پس اگر سونے یا چاندی کے عوض بھیجی جائے تو جائز نہیں ہو اور اگر سونے اور چاندی کے عوض بھیجی جائے تو جائز ہو اور ہر جنس اپنے خلاف کے مقابل ہوگی اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ اس مٹی میں سونا ہے یا نہ معلوم ہو کہ اسمین دونوں چیزیں ہیں یا ایک ہو پس اگر سونے یا چاندی کے عوض بھیجی جائے تو جائز نہیں ہو اور ایسے ہی اگر سونے اور چاندی کے عوض بھیجی جائے تو بھی جائز نہیں ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہے - اور اگر ادھی مٹی کے عوض خریدی جائے تو بھی جائز نہیں اور اگر اسکے خلاف جنس مٹی کے عوض خریدی جائے تو حلال ہے اور اگر دونوں میں سے کچھ نکلا تو بیع صرف ہوگی اور اگر دونوں میں سے یا ایک میں سے کچھ نہ نکلا تو بیع باطل ہے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے - اور اگر بعض کہیں سے یا کسی قسم کے اسباب کے خریدی تو خرید کرنا جائز ہو اور اسمین بیع صرف کے شرائط ملحوظ نہ ہونگے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے - اور یہی حکم سنارون کی مٹی کا ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہے - اور

شعبی سے روایت ہو کہ انھوں نے فرمایا کہ سارون کی مٹی فروخت کرنے میں بہتری نہیں ہے اور یہ بھی مثل بانی کے اندر مچھلی جینے کے ایک دھوکا ہے اور ہم اسی قول کو لیتے ہیں لیکن یہ حکم اس وقت ہو کہ جب یہ نہ معلوم ہو کہ اہمین کچھ سونا اور چاندی ہے یا نہیں ہے یہ مہسوط میں لکھا ہے سہ ماہی نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر کسی نے سارون کی مٹی بوجھ اسباب کے خریدی اور اس میں کچھ سونا یا چاندی نہ نکلا تو بیع فاسد ہو گی کیونکہ کسے صرف مٹی کو نہیں خریدتا اور کچھ اس میں ہے وہ خریدتا ہے پس اگر اس میں سونا یا چاندی ہو تو بیع جائز ہو گی اور سنا کر کو یہ حلال نہیں ہے کہ اس مٹی کا مین اپنے کھانے میں صرف کرے کیونکہ کچھ اس میں ہے وہ لوگوں کا مال ہے الا اُس صورت میں کہ اُس نے لوگوں کو ادا کرتے وقت جو کچھ انکا مال مٹی میں گر پڑا ہو اُسکے حوض کچھ زیادہ کر کے ادا کیا ہو پس اگر کسے ایسا کیا ہو تو اُسکو اس مٹی کا مین بکھانا حلال ہے اور بھی امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جب تک مشتری کو سنا رہے خبر نہ لے کہ مین نے لوگوں کو انکا مال پورا کر دیا ہے تب تک اُسکو خرید کر ناجائز نہیں ہے کیونکہ مشتری یقیناً جانتا ہے کہ سنا رسکا مالک نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کوئی ایسا دار کہ جہیں سونے کی کان تھی بوجھ سونے کے خریدتا تو جائز نہیں ہے اور بوجھ چاندی کے خریدتا تو جائز ہے یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ اور اگر سونے اور چاندی کی کان کی مٹی دو شخصوں میں مشترک تھی اور ان دونوں نے اہکل تقسیم کر لیا تو جائز نہیں ہے اور اگر مٹی میں سے جدا کر کے باعتبار وزن کے تقسیم کیا تو جائز ہے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کا دوسرے پر کچھ قرض تھا پھر کسے کوئی معین مٹی ہاتھوں ہاتھ دیدی پس اگر قرضہ چاندی تھا اور کسے چاندی کی مٹی دی تو جائز ہو گا اور اگر سونے کی مٹی دی تو جائز ہے اور جو کچھ اس میں سے برآمد ہوا اُسکے دینے کے وقت قرض خواہ کو اختیار ہو گا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے سونے یا چاندی کی مٹی دوسرے سے قرض لی تو اہل مثل اُسکو قرض ہو گا جو مٹی سے نکلے اور اسکی مقدار بیان کرنے میں قرض لینے والے کا قول معتبر ہو گا اور اگر اس شرط پر وہ مٹی قرض لی کہ اُسکے مثل مٹی اور اگر لگیا تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کان میں لگھا کیا پھر اس گڈھے کو بیچا تو جائز نہیں ہے اور اگر کسی مردہ زمین میں کوئی گڈھا لکھو داتو وہ اُسکا مالک ہو گا کسی خاص کان کی مٹی صاف کرنے کے واسطے اس کان کی معین مٹی کے عوض کوئی مردہ لیا تو جائز ہے اور جو کچھ اس میں ہے اُسکے دینے کے وقت اُسکو اختیار ہو گا پس اگر اُسے واپس کیا تو اُس شخص سے اپنی مزدوری کے مثل لے لے اور اگر اُسکو کسی غیر معین مٹی کے کسی قدر وزن پر مزدور کیا تو جائز نہیں ہے اگر کسی شخص کو مزدور کیا کہ کسی کان میں لگھا کرے اور جو کچھ اس میں سے نکلے اُسکا آدھا مزدوری ہے تو جائز نہیں ہے اور اُسکو موافق کام کے مزدوری بلکی یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک مزدور کو کہ جو سونے یا چاندی کو کان کی مٹی یا سارون کی مٹی سے صاف کر کے اُسکے لیے نکالتا تھا تو اُسکی تین صورتیں ہیں یا تو اس سے کہا کہ مین نے تجھکو واسطے مزدور کیا کہ تو ہزار درم چاندی میرے واسطے اس مٹی سے صاف کرے یا کہا کہ ہزار مثقال سونا اس مٹی سے نکال دے اور یہ نہیں معلوم کہ اس مٹی سے جسکے طرف اشارہ کرتا ہے اس قدر سونا یا چاندی کھلیگا یا نہیں تو ایسی مزدوری جائز نہیں ہے اور یا یہ کہا کہ مین نے تجھکو واسطے مزدور کیا کہ تو اس مزدوری پر میرے لیے سونا یا چاندی اس مٹی میں سے نکال دے اور یہ جائز ہے اور یا یہ کہے کہ مین نے تجھکو واسطے مزدور کیا کہ تو میرے واسطے ہزار درم چاندی اس مٹی میں سے نکال دے اور کسی مٹی کی طرف اشارہ نہ کیا تو یہ بھی ناجائز ہے جیسا کہ کسی شخص کو واسطے مزدور کیا کہ بوجھ ایک درم کے ایک قبض میرے واسطے سی دے

کے لیے مٹی کا قرض لینے کا قول معتبر ہو گا اور اگر اس شرط پر وہ مٹی قرض لی کہ اُسکے مثل مٹی اور اگر لگیا تو جائز نہیں ہے اور اگر کسی مردہ زمین میں کوئی گڈھا لکھو داتو وہ اُسکا مالک ہو گا کسی خاص کان کی مٹی صاف کرنے کے واسطے اس کان کی معین مٹی کے عوض کوئی مردہ لیا تو جائز ہے اور جو کچھ اس میں سے نکلے اُسکا آدھا مزدوری ہے تو جائز نہیں ہے اگر کسی شخص کو مزدور کیا کہ کسی کان میں لگھا کرے اور جو کچھ اس میں سے نکلے اُسکا آدھا مزدوری ہے تو جائز نہیں ہے اور اُسکو موافق کام کے مزدوری بلکی یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک مزدور کو کہ جو سونے یا چاندی کو کان کی مٹی یا سارون کی مٹی سے صاف کر کے اُسکے لیے نکالتا تھا تو اُسکی تین صورتیں ہیں یا تو اس سے کہا کہ مین نے تجھکو واسطے مزدور کیا کہ تو ہزار درم چاندی میرے واسطے اس مٹی سے صاف کرے یا کہا کہ ہزار مثقال سونا اس مٹی سے نکال دے اور یہ نہیں معلوم کہ اس مٹی سے جسکے طرف اشارہ کرتا ہے اس قدر سونا یا چاندی کھلیگا یا نہیں تو ایسی مزدوری جائز نہیں ہے اور یا یہ کہا کہ مین نے تجھکو واسطے مزدور کیا کہ تو اس مزدوری پر میرے لیے سونا یا چاندی اس مٹی میں سے نکال دے اور یہ جائز ہے اور یا یہ کہے کہ مین نے تجھکو واسطے مزدور کیا کہ تو میرے واسطے ہزار درم چاندی اس مٹی میں سے نکال دے اور کسی مٹی کی طرف اشارہ نہ کیا تو یہ بھی ناجائز ہے جیسا کہ کسی شخص کو واسطے مزدور کیا کہ بوجھ ایک درم کے ایک قبض میرے واسطے سی دے

نہ تو بیکی یہ موقوفین لکھا ہے۔

قیسرا باب بعد عقد کے دونوں عقد کرنے والوں کے تصرفات کے بیان میں اور ایمین جہت فضیلین ہیں۔

فصل اول قبضہ سے پہلے بدل الصرف میں تصرف کرنے کے بیان میں اور ان چیزوں اور صورتوں کے بیان میں کہ جو اسکے بدل کا قصاص ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں۔ اگر بدل الصرف کے عوض کوئی چیز اس سے اور دوسرے شخص سے خریدی یا اس سے بدلی اور نہ تو قبضہ نہیں ہوا تو جائز نہیں ہو اور بیع صرف اپنے حال پر بانی بیعی کی کہ اگر قبضہ کر کے عقد بیع تمام کرے یہ محیط مشرعی میں لکھا ہے۔ کسی نے دس درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور دونوں قبضہ کر لیا مگر صرف ایک درم دس میں سے رہ گیا کہ وہ اسکے بائع کے پاس تھا پس خریدار نے ارادہ کیا کہ دینار کا دسواں حصہ واپس کرے تو بیعی کو کھائی اور چھوٹا اطلاق کے ساتھ اس صورت میں صحیح ہو کہ جب دسواں درم واکر نے سے پہلے مجلس سے جدا ہو گئے ہوں اور اگر جدا ہونے سے پہلے مشتری نے دینار کا دسواں حصہ واپس کرنا چاہا تو وہ ہون دوسرے کی رضامندی کے ایسا نہیں کر سکتا ہو لیکن اگر اس سے کہا کہ دسویں حصہ دینار کے عوض کسی قدر عین پیسے یا کوئی خاص اسباب میرے ہاتھ فروخت کرے اور اسے ایسا ہی کیا تو جائز ہو خواہ ہوائی سے پہلے ہو یا بعد ہو اور یہ صورت ہر خلاف اس صورت کے ہو کہ اگر دینار بیچنے والے نے کہا کہ کوئی چیز درم کے عوض میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اسے نہ بھی تو جائز نہیں ہو خواہ حوائی سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ محیط میں لکھا ہے اگر کسی نے ایک ہزار درم عین بعوض سو دینار کے خریدے اور درم سپید ٹھہرے تھے پھر بچاے لنگے سیاہ دیئے اور بائع راضی ہو گیا تو جائز ہو اور مراد سیاہ ہے وہ درم میں جو سیاہ جاندی کا سمکہ ہوں اور درہم بخاریہ نہیں مراد میں کیونکہ اگر ایک دینار سپید جاندی کے دھون کے عوض بیچا اور بچاے ان درمون کے درم بخاریہ پر قبضہ کیا تو جائز نہیں ہو۔ اور ایسے ہی اگر درمون پر قبضہ کیا اور چاہا کہ سوائے عین دیناروں کے دوسرے قسم کے ادا کرے تو جائز نہیں ہو مگر جبکہ دوسرا راضی ہو جائے اور اگر وہ راضی ہو گیا تو بدلتے والا نہ ہوگا بلکہ پورا حق لینے والا ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ جب دوسری قسم کے دینار گھٹے ہوئے ہوں اور اگر عین دیناروں سے بڑھ کر ہوں تو دینے میں دوسرے کی رضامندی کی حاجت نہیں ہو کیونکہ وہ اسکا پورا حق اور زیادہ دیتا ہو یہ موقوفین لکھا ہے۔ اگر وہ جہی حق کے درمون کا جید یا رجوی درم سے لیے اور یہ درم لوگوں کے معاملات میں واجب درمون کے قائم مقام چلتے ہیں تو جائز ہو اور یہ بھی بدلتا نہیں ہو بلکہ اپنا حق لے لینا ہو یہ محیط میں لکھا ہے کتاب الصرف میں ہو کہ اگر ایک ہزار درم بعینہ بعوض سو دینار کے خریدے اور یہ درم سپید میں پھر درم کے خریدار نے چاہا کہ اپنے بائع کو جید دینار دیکر احسان کرے اور اسے انکار کیا تو اسکو اختیار ہو اور یہ صورت وہی ہے جو جہی جاع میں مذکور ہو کہ ایک شخص کے دوسرے ہزار درم قرض ہوں پھر وہ جید ایک ہزار درم لاوے اور قرض خواہ قبول نہ کرے تو اسپر جہر نہ کیا جاوے گا اگرچہ وہ اسکا حق اور زیادہ دیتا ہے کیونکہ یہ احسان ہو اور اسکو احسان نہ اٹھانیکا اختیار ہو۔ اور اسی طرح اگر اس سے ایک قسم کے دینار خریدے اور لگے سے کہا کہ مجھے ان کے سوا دوسرے دینار دے تو یہ نہیں کر سکتا ہو اگرچہ جس قسم کے طلب کرتا ہو وہ اسکے حق سے گھٹ کر ہوں لیکن اگر دوسرا راضی ہو جائے تو جائز ہو اور منتفی میں لکھا ہے کہ جہر سیاہ درم آتے ہیں انھیں

یہ دوسرا درم سپید ہے جو سیاہ جاندی کا سمکہ ہوں اور درہم بخاریہ نہیں مراد میں کیونکہ اگر ایک دینار سپید جاندی کے دھون کے عوض بیچا اور بچاے ان درمون کے درم بخاریہ پر قبضہ کیا تو جائز نہیں ہو۔ اور ایسے ہی اگر درمون پر قبضہ کیا اور چاہا کہ سوائے عین دیناروں کے دوسرے قسم کے ادا کرے تو جائز نہیں ہو مگر جبکہ دوسرا راضی ہو جائے اور اگر وہ راضی ہو گیا تو بدلتے والا نہ ہوگا بلکہ پورا حق لینے والا ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ جب دوسری قسم کے دینار گھٹے ہوئے ہوں اور اگر عین دیناروں سے بڑھ کر ہوں تو دینے میں دوسرے کی رضامندی کی حاجت نہیں ہو کیونکہ وہ اسکا پورا حق اور زیادہ دیتا ہو یہ موقوفین لکھا ہے۔ اگر وہ جہی حق کے درمون کا جید یا رجوی درم سے لیے اور یہ درم لوگوں کے معاملات میں واجب درمون کے قائم مقام چلتے ہیں تو جائز ہو اور یہ بھی بدلتا نہیں ہو بلکہ اپنا حق لے لینا ہو یہ محیط میں لکھا ہے کتاب الصرف میں ہو کہ اگر ایک ہزار درم بعینہ بعوض سو دینار کے خریدے اور یہ درم سپید میں پھر درم کے خریدار نے چاہا کہ اپنے بائع کو جید دینار دیکر احسان کرے اور اسے انکار کیا تو اسکو اختیار ہو اور یہ صورت وہی ہے جو جہی جاع میں مذکور ہو کہ ایک شخص کے دوسرے ہزار درم قرض ہوں پھر وہ جید ایک ہزار درم لاوے اور قرض خواہ قبول نہ کرے تو اسپر جہر نہ کیا جاوے گا اگرچہ وہ اسکا حق اور زیادہ دیتا ہے کیونکہ یہ احسان ہو اور اسکو احسان نہ اٹھانیکا اختیار ہو۔ اور اسی طرح اگر اس سے ایک قسم کے دینار خریدے اور لگے سے کہا کہ مجھے ان کے سوا دوسرے دینار دے تو یہ نہیں کر سکتا ہو اگرچہ جس قسم کے طلب کرتا ہو وہ اسکے حق سے گھٹ کر ہوں لیکن اگر دوسرا راضی ہو جائے تو جائز ہو اور منتفی میں لکھا ہے کہ جہر سیاہ درم آتے ہیں انھیں

نہ تو بیگی بیسوط میں لکھا ہے۔

میسر باب بعد عقد کے دونوں عقد کرنے والوں کے تصرفات کے بیان میں اور ہمیں چند فضیلتیں ہیں۔

فصل اول قبضہ سے پہلے بدل صرف میں تصرف کرنے کے بیان میں اور ان چیزوں اور صورتوں کے بیان میں کہ جو اسکے بدل کا قصاص ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں۔ اگر بدل صرف کے عوض کوئی چیز اس سے اور دوسرے شخص سے خریدی یا اس سے بدلی ہو رہی ہو قبضہ نہیں ہو جاتا تاہم نہیں ہو اور بیع صرف اپنے حال پر باقی رہے گی کہ اگر قبضہ کے عقد میں تمام کرے یہ محیط مخری میں لکھا ہے۔ کسی نے دس درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور دونوں قبضہ کر لیا مگر صرف ایک درم دس میں سے رکھا کہ وہ اسکے بالغ کے پاس تھا پس خریدار نے ارادہ کیا کہ دینار کا دسواں حصہ وہیں کرے اور اس کو لکھا اور چکھ لیس اطلاق کے ساتھ اس صورت میں صحیح ہو کہ جب دسواں درم ادا کرنے سے پہلے مجلس سے جدا ہو گئے ہوں اور اگر جدا ہونے سے پہلے مشتری نے دینار کا دسواں حصہ واپس کرنا چاہا تو وہ دونوں دوسرے کی رضامندی کے ایسا نہیں کر سکتا ہو لیکن اگر اس سے کہا کہ دسویں حصہ دینار کے عوض کسی قدر معین پیسے یا کوئی خاص اسباب میرے ہاتھ فروخت کرے اور اس نے ایسا ہی کیا تو جائز ہے خواہ جدائی سے پہلے ہو یا بعد ہو اور یہ صورت برخلاف اس صورت کے ہو کہ اگر دینار بیچنے والے نے کہا کہ کوئی چیز درم کے عوض میرے ہاتھ بیچ ڈال اور اس نے نہ بیچی تو جائز نہیں ہو خواہ جدائی سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ محیط میں لکھا ہے اگر کسی نے ایک ہزار درم معین بعوض سو دینار کے خریدے اور درم سپید ٹھہرے تھے پھر بچانے کے سیاہ دیئے اور بالغ رضی ہو گا تو جائز ہو اور مراد سیاہ ہے وہ درم ہیں جو سیاہ چاندی کا سکہ ہوں اور درہم بخاریہ نہیں مراد ہیں کیونکہ اگر ایک دینار سپید چاندی کے درم کے عوض بیچا اور بچائے ان درم کے درم بخاریہ پر قبضہ کیا تو جائز نہیں ہو۔ اور ایسے ہی اگر درم کے قبضہ کیا اور چاہا کہ سوائے معین دیناروں کے دوسرے قسم کے ادا کرے تو جائز نہیں ہو مگر جبکہ دوسرا رضی ہو جائے اور اگر وہ رضی ہو گیا تو یہ لئے والا ہو گا بلکہ پورا حق لینے والا ہو گا اور بعض شائع نے کہا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ جب دوسری قسم کے دینار گھٹے ہوئے ہوں اور اگر معین دیناروں سے بڑھ کر ہوں تو دینے میں دوسرے کی رضامندی کی حاجت نہیں ہو کیونکہ وہ اسکا پورا حق اور زیادہ دیتا ہو یہ بیسوط میں لکھا ہے۔ اگر وہ جی حق کے درم کے جید یا درمی درم سے لیے اور یہ درم لوگوں کے معاملات میں وہ جی درم کے قائم مقام چلتے ہیں تو جائز ہو اور یہ جی بدلتا نہیں ہو بلکہ اپنا حق سے لینا ہو یہ محیط میں لکھا ہے کتاب صرف میں ہو کہ اگر ایک ہزار درم بعینہ بعوض سو دینار کے خریدے اور یہ درم سپید ہیں پھر درم کے خریدار نے چاہا کہ اپنے بالغ کو جید دینار دیکر احسان کرے اور اس نے انکار کیا تو اسکو اختیار ہو اور یہ صورت ویسی ہی جیسی جامع میں مذکور ہو کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض ہوں پھر وہ جید ایک ہزار درم لاوے اور قرض خواہ قبول نہ کرے تو اس پر جبر نہ کیا جاوے گا اگرچہ وہ اسکا حق اور زیادہ دیتا ہے کیونکہ یہ احسان ہو اور اسکو احسان نہ اٹھانیکا اختیار ہو۔ اور اسی طرح اگر اس سے ایک قسم کے دینار خریدے اور بالغ سے کہا کہ مجھے ان کے سوا دوسرے دینار سے تو یہ نہیں کر سکتا ہو اگرچہ جس قسم کے طلب کرتا ہو وہ اسکے حق سے گھٹ کر ہوں لیکن اگر دوسرا رضی ہو جائے تو جائز ہو اور منتفی میں لکھا ہے کہ جب سیاہ درم آتے ہیں انہیں

اور اگر قبضہ کرے تو اس سے بدل کا قصاص ہوتا ہے اور اگر قبضہ نہ کرے تو اس سے بدل کا قصاص نہیں ہوتا ہے اور اگر قبضہ کرے تو اس سے بدل کا قصاص ہوتا ہے اور اگر قبضہ نہ کرے تو اس سے بدل کا قصاص نہیں ہوتا ہے

جائز ہو کہ سپید ادا کرے جو سیاہ کے ماتھے اس سے جید ہوں اور دوسرے پر قبول کرنے کے واسطے جبر کیا جاوے گا
اور اسی طرح جبر سپید ورم آتے ہیں اگر کسی اسکے مثل سیاہ ادا کیے تو بھی قبول کرنے پر جبر کیا جاوے گا اور یہ امر غلط
کے نزدیک ہے جو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر دونوں بیع صرف کرنے والوں میں سے ایک نے دوسرے کو بری کیا یا ہبہ کیا
اور دوسرے نے قبول کیا تو صرف ٹوٹ جاوے گی اور اگر نہ قبول کیا تو نہ ٹوٹے گی اور اگر ہبہ کی اور اسے قبول نہ کی اور ہبہ
کرنے والے نے اس چیز کے لینے سے انکار کیا تو اس پر جبر کیا جاوے گا کہ قبضہ کرے یہ محیط شخصی میں لکھا ہے۔ کسی نے
ایک چاندی کا ننگن جو دس درم بھر ہو بعض دس درم کے بچا اور ننگن دیدیا اور دس درم قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ ننگن کے
خریدار نے ننگن اسکو ہبہ کر دیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسے ننگن کا من جدا ہونے سے پہلے اسکو ادا کیا تو بیع صحیح اور
ہبہ جائز ہو اور اگر بیع سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بیع اور ہبہ دونوں باطل اور ننگن اسکے بائع کو بچہ جائیگا
اور نو اور ابن سماعہ میں ہے کہ کسی نے ایک دینار بعض دس درم کے دوسرے سے خریدا اور دینار پر قبضہ کیا
اور دس درم نہ دیے یہاں تک کہ مشتری نے دینار اسکے بائع کو ہبہ کیا پھر دس درم ادا کرنے سے پہلے جدا
ہو گیا تو دینار میں ہبہ جائز ہو اور دینار بیچنے والے کا اسکے خریدار پر ایک دینار اسکے مثل چاہیے ہی یہ محیط میں لکھا ہو
ایک دینار خریدار اور دینار بیچنے والے پر اسکے دس درم چاہیے ہیں پھر دونوں نے بدلا کر لیا تو استحسانا جائز ہو یہ محیط حنفی
میں لکھا ہے۔ اور اس مسئلہ کے معنی یہ ہیں کہ جب دینار بعض مطلق دس درم کے بچا ہو تو ایسا جائز ہو یہ ہا یہ میں لکھا ہو
اور اگر قرضہ بعد بیع صرف کے پیدا ہوا پس اگر دونوں نے بدلہ نہ لیا تو بدلاؤ کا اور اگر بدلا کر لیا تو ایک روایت میں
صحیح نہیں اور دوسری میں صحیح ہے اور یہی اصح ہے کہ کافی میں لکھا ہے۔ حسن ابن زیاد نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت
کی ہے کہ کسی کے دوسرے پر ہزار درم قرض تھے اس نے اس سے سو دینار بعض ہزار درم کے خریدے پھر درموں کا
بدلا کر لیا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر جدا ہونے سے پہلے بدلا کر لیا تو جائز ہے اور اگر بدلا کرنے سے پہلے جدا ہو گئے
تو باطل ہے اور یہی قول امام اعظم رحمہ کا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ فقہ ابو اللیث نے شرح جامع صغیر میں کہا کہ اگر دینار بیع
نے دس درم مشتری سے قرض لیے یا غصب کیے تو بدلہ لیا جائے اور باہمی رضامندی کی حاجت نہیں ہے یہ ہجرت اربع
میں لکھا ہے متصلاات المتقاضیہ۔ کسی شخص کے پاس دوسرے کی ودیعت رکھی تھی اور دوسرے کا اسپر ودیعت
کی جس کا قرضہ تھا تو ودیعت قرض کا بدلہ نہیں ہو سکتی ہے اور اگر دونوں اسپر متفق ہوں جب بھی بدلہ نہ لیا تو جب تک کہ
ودیعت اپنے مالک کے قبضہ میں نہ جائے اور اگر اسکے قبضہ میں ہو اور دونوں بدلہ لاکرے پھر متفق ہوں تو ہوا جائے گی
اور اگر غصب کی ہوئی چیز بیع قائم ہو تو اسکا اور ودیعت کا حکم یکساں ہے اور دوسرے اگر دونوں میعاد دی ہوں تو بدولت
بدلا کر لینے کے بدلہ نہ لے سکے اور اسی طرح اگر ایک میعاد دی ہو اور دوسرا نہ لیا ایک غلہ ہو اور دوسرا صحیح ہو تو بھی اسی حکم ہے

کذا فی الذخیرہ

دوسری فصل بیع صرف میں مراہجہ کے بیان میں۔ اگر کچھ سونا دس درم کو خریدا اور ایک درم نفع پر بچا تو جائز ہے
یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر دس درم وزن کا ایک چاندی کا ننگن بعض ایک دینار کے بچا اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر ایک
یا آدھے دینار نفع سے بچا تو جائز ہے کیونکہ آدھا دینار نفع کی صورت میں آٹھ چاندی کا ننگن ڈیڑھ دینار کو فروخت کیا
تو جس کے اختلاف سے نفع ظاہر ہو گا پس وہ بیع ہوگی اور جائز ہوگی اور اگر ایک درم نفع سے بچا تو اسے ننگن بعض

یہ حنفی ہے
دوسری روایت ہے
نفع پر بچا تو جائز ہے
یہ حنفی ہے

ایک دینار اور ایک درم کے بچا اور یہ جائز ہو کیونکہ درم کے مقابلہ میں کلنگن میں سے اسی کے برابر رکھا جائے اور باقی کلنگن بمقابلہ دینار کے اور امام ابو یوسف درم سے روایت ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کیونکہ درم کے مقابلہ میں سے اسی کے مثل ہوگا اور دینار بمقابلہ نو سوین کلنگن کے اور درم، بخاری و سوین حصہ کے ہوگا پس بعض خزانچہ کورس المال گردانا ہے وہ نو سوین حصہ کلنگن میں نفع ہوگا اور بعض بزرگ جو کج گزرا نا ہے سوین حصہ کلنگن میں اس المال ہوگا اور یہ انکی تصریح کے برخلاف ہے یہ حصہ میں لکھا ہے کہ مختصر خواہر زادہ میں ہے کہ اگر خانا بعض سونے کے یا چاندی بعض چاندی کے خریدی تو مرا بحتہ بیجا یا مکمل جائز نہیں ہے یہ تاثر غایب نہیں لکھا ہے۔ اور اگر دس درم چاندی کا کلنگن دس درم کے عوض خرید اور اسے ساتھ ایک کپڑا جو اسکو دس درم میں پڑا ہو ملا کر بچا اور کہا کہ مجھ کو دس درم میں پڑے ہیں اور ایک درم نفع لیا یا وہ یا زودہ کے نفع سے بچا تو صاحبین کے نزدیک کپڑے کے حصہ میں جائز ہو اور کلنگن میں جائز نہیں ہے اور امام اعظم کے قول پر ہی میں جائز نہیں ہے یہ شرح حادی میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر ایک باندی اور سو درم چاندی کا طوق بعض نیر درم کے خریدی اور دونوں نے قبضہ کیا پھر مشتری نے وہ یا زودہ کے نفع سے باندی اور طوق بچا تو امام اعظم کے نزدیک معتد فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک باندی میں جائز ہوگا طوق میں نہیں اور کفری رہنے کے ذکر کیا کہ ابو یوسف نے طوق کے مسئلہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول کی طرف رجوع کیا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک حلیہ دار تلوار کہ ہبکا حلیہ چپاس درم ہے بعض سو درم کے خریدی اور دونوں نے باہم قبضہ کیا پھر مشتری نے اسکو بیس درم یا وہ یا زودہ یا ایک صاحبین کپڑے کے نفع سے مرا بحتہ یا انھیں صورتوں کے ساتھ بیعت بچا تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر سوا کے حلیہ کے صرف تلوار ایک درم نفع سے بچی تو جائز ہے یہ محیط شرحی میں لکھا ہے۔ اور طبع دار لگام کو مرا بحتہ بیچنے میں کچھ خوف نہیں ہے یہ حادی میں لکھا ہے۔ اگر دس درم چاندی کا کلنگن دس درم میں خرید اس پر لے یا دوسرے نے ایک کپڑا دس درم میں خرید اس پر دونوں کو وہ یا زودہ کے نفع سے بچا تو صاحبین کے نزدیک کپڑے میں جائز ہو کلنگن میں جائز نہیں ہے اور امام اعظم کے نزدیک کل فاسد ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں کو بیعت اسی طرح فروخت کیا تو وہ بھی مرا بحتہ بیچنے کے مانند ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر چپاس درم چاندی چپاس درم کو خریدی اور ایک تلوار مع حامل اور نیام کے چپاس درم کو خریدی پھر اس پر پانچ درم خرچ کئے اور پانچ درم کا کپڑا بچا کہہ لیا کہ مجھ کو ایک دس درم میں پڑی ہے اور اسکو وہ یا زودہ کے نفع سے یا پس درم نفع سے بچا تو یہ سب فاسد ہے یہ حادی میں لکھا ہے۔ اور اگر چاندی پانچ دینار کو خریدی اور تلوار کو نیام اور حامل کے پانچ دینار میں خرید کر کار گیر سے اسکی ترکیب کرائی اور ایک دینار صرف کیا پھر اسکو وہ یا زودہ کے نفع سے بچا اور باہم قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اسی طرح اگر چاندی کا کلنگن اسکو ایک دینار میں پڑا اور دوسرے شخص کا ایک کپڑا جو اسکو دو دینار میں پڑا ہو دونوں ملا کر ایک دینار کے نفع سے فروخت کیے تو نفع ہر ایک کے اس المال کی مقدار پر دونوں میں تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔

میسری فصل بیع صرف میں زیادتی یا کمی کرنے کے بیان میں۔ اگر دس درم چاندی کا کلنگن دس درم کو خرید اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر اسے ایک درم کم کر دیا اور کلنگن کے مشتری نے قبول کر لیا پھر مجلس سے جدا ہونے کے بعد باہم نے اس درم پر قبضہ کر لیا تو امام اعظم کے نزدیک کل بیع فاسد ہوگئی اور امام ابو یوسف درم کے نزدیک کمی کرنا باطل ہے درم اسکو واپس کرے اور پہلا عقد صحیح رہے گا اور امام محمد کے نزدیک پہلا عقد صحیح ہے اور یہ کمی کرنا بمنزلہ از سر نو بیع کے ہے پس جب تک

اس کے بعد نہ کیا ہو اس کو اختیار ہو کہ نہ دیوے اور اگر ثمن میں ایک درم بڑھا دیا اور اس کے سپرد کر دیا تو امام اعظم کے نزدیک عقد فاسد ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک زیادتی باطل ہو اور عقد اول صحیح ہو یہ موقوفین لکھا ہے۔ اگر دس درم چاندی کا ننگن اور ایک کپڑا میں دس درم کو خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر بائع نے ایک درم مجموع دونوں کے ثمن میں سے گٹا دیا تو آدھا درم کپڑے میں رکھا جائیگا اور بیس درم میں سے جو اس کا حصہ ہو اُس سے آدھا درم کم ہو اس کی بیع صحیح ہوگی اور یہ بلا خلاف ہو اور اسی طرح امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک آدھا درم ننگن کے حصہ میں سے بھی کم ہو جائیگا اور لیکن کا عقد فاسد ہو جائیگا مگر چونکہ یہ فساد ظاہری ہے اور اے کپڑے کی بیع فاسد نہ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک ننگن کے حصہ میں کمی کو صحیح نہیں ہو کر امام محمد رحمہ اللہ اس کو از سر نو بہرہ گردانتے ہیں اور یہ صورت یعنی دونوں کے ثمن کے مجموعہ سے ایک درم کم کرنا بلا خلاف اس صورت کے ہو کہ اگر اُس نے کہا کہ میں نے دونوں کے ثمن میں سے ایک درم کم کر دیا اور دونوں کے مجموعہ میں سے نہ کہا تو ساری کمی کپڑے کے ثمن کی طرف پھیر دیا جائیگی اور کمی کرنا اور ننگن کی بیع جائز ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر پچاس درم حلیہ کی تلوار سودرم میں خریدی اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر تلوار بیچنے والے نے ثمن سے ایک درم کم کر دیا تو بائع نے یہ بھٹا سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر جنس مختلف ہو مثلاً دینار کو بعض درم کے بیچا پھر ایک نے دوسرے کو ایک درم کم کر دیا تو بائع نے یہ بھٹا سرخی میں لکھا ہے۔ اور اگر جنس مختلف ہو مثلاً دینار کو بعض درم کے بیچا پھر ایک نے دوسرے کو ایک درم بڑھا دیا اور دوسرے نے قبول کیا یا دینار کے ثمن میں سے ایک درم کم کیا تو زیادتی اور کمی بالاجماع جائز ہوگی مگر زیادتی کی صورت میں جدائی سے پہلے قبضہ شرط ہوئے کہ اگر زیادتی پر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو بقدر زیادتی کے بیع باطل ہوگی اور کمی میں جائز ہو کہ خواہ جدائی سے پہلے قبضہ ہو یا اس کے بعد ہو مگر اس پر کم کئے ہوئے کا پھیر دینا واجب ہے اور اگر دینار کے خریدار نے ایک قیراط اُس سے کم کر دیا تو دینار بیچنے والا بقدر قیراط کے اس کا شریک ہو گا یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اگر دس درم چاندی کا ننگن بعض دینار کے خریدار نے بھی ہو گیا تو زیادتی جائز ہو اور اسی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ننگن بیچنے والے نے بڑھایا اور وہ کپڑا ہو اور ننگن کا خریدار نے بھی ہو گیا تو زیادتی جائز ہو اور اسی مجلس میں قبضہ کر لینا کپڑے پر شرط نہیں ہو اور اگر بائع کی طرف سے سونا زیادہ کیا گیا پس اگر یہ زیادتی ایک دینار یا اس سے زیادہ ہو تو امام اعظم کے نزدیک یہ زیادتی صحیح ہو اور عقد باطل ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک زیادتی صحیح نہیں ہو اور جہد بائع نے بیگا اور اگر اُس نے آدھا دینار زیادہ کیا تو جائز ہو اور اسی مجلس میں قبضہ کر لینا شرط ہے اور اگر صحیح نہیں ہو اور جہد بائع نے بیگا اور اگر اُس نے زیادہ ہو اور اگر زیادتی سونا ہو پس اگر ایک دینار یا زیادہ ہو ہو پس اگر کپڑا ہو تو صحیح ہو اور اسی مجلس میں قبضہ شرط نہیں ہو اور اگر وہ زیادتی سونا ہو پس اگر ایک دینار یا زیادہ ہو تو صحیح زیادتی جائز ہو مگر اسی مجلس میں قبضہ شرط ہے اور اگر قبضہ نہ کیا تو بقدر زیادتی کے ننگن کا عقد باطل ہو جائیگا اور اگر زیادتی چاندی ہو پس اگر ننگن کے برابر یا زیادہ ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر اُس سے کم ہو تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر پچاس درم حلیہ کی تلوار سودرم میں خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر تلوار کے خریدار نے ایک درم یا دینار بڑھا دیا تو بائع نے اگرچہ قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے ہوں اور اگر تلوار بیچنے والے نے ایک دینار یا چاندی جدائی سے پہلے بڑھائی تو جائز ہو اور اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو ثمن میں سے بقدر حصہ دینار کے کم ہو جائیگا یہ موقوفین لکھا ہے۔ اور اگر اُس نے درم میں سے کچھ کم کر دیا تو جائز ہو اور وہ چاندی سے نہ ہوگی یہ حاوی میں لکھا ہے۔ جامع میں ہے کہ اگر چاندی کی چھال سودینار میں خریدی اور باہم قبضہ کر لیا اور جدا ہو گئے

چھ دونوں سے ملاقات ہوئی پھر مشتری نے دس دینار میں بڑھائیے تو زیادتی صحیح ہو اور اسی مجلس میں اسپر قبضہ کرنا شرط ہو اور جھاگل پر فی الحال قبضہ شرط نہیں ہو اگرچہ یہ زیادتی فی الحال جھاگل کے مقابل ہو مگر حقیقتہً مقابل نہیں ہو صرف زیادتی مقابلہ ہو کذا فی المبحث۔

فصل بیع صرف میں صلح کے بیان میں۔ نہار درم چاندی کی جھاگل بعوض سودنیار کے خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر جھاگل میں کوئی عیب پایا اور وہ بعینہ موجود ہی بیاتھا کہ اسکو واپس کر سکتا ہو پھر بائع نے کچھ دینار پر اُس صلح کی اور مشتری نے اسپر قبضہ کیا یا نہ کیا بیاتھا کہ دونوں جدا ہو گئے تو صلح پوری ہو گئی یہ مسئلہ کتاب الاصل میں باذکر خلاف مذکور اور یہ صاحبین کے قول پر درست ہو اور ایسے ہی امام اعظم کے قول پر جسے اُنکا قول یہ بیان کیا ہے کہ حصہ عیب کی صلح ضمن میں سے واقع ہوئی کیونکہ اُسکے حصہ میں دنیا رہیں اور بدل صلح بھی دنیا میں تو یہ صلح اُسکے حق کی جنس پر ہوئی نہیں صرف نہوگی اور اگر صلح دس درم پر واقع ہوئی اگر مشتری نے جدا ہونے سے پہلے اسپر قبضہ کر لیا تو صلح جائز ہو اور اگر قبضہ نہ کیا اور جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی کیونکہ یہ جنس حق کے خلاف ہے صلح ہو پس صرف کا اعتبار کیا جائیگا پس جن درمون پر صلح واقع ہوئی ہو اگر وہ حصہ عیب سے زیادہ ہوں تو صلح جائز ہو کیونکہ بعض مشائخ کے نزدیک صلح سلب ہون کے نزدیک حصہ عیب سے واقع ہوئی ہو اور حصہ عیب دنیا میں اور دنیا کا خریدنا بعوض لے دے درمون کے جو دنیا کی قیمت سے زائد ہیں جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر چاندی کی جھاگل بعوض سودنیار کے خریدی اور اسکو عیب دار پایا پھر عیب سے ایک دینار بدل صلح کی اور عیب کی قیمت اس سے کم اس قدر ہو جس میں لوگ ٹوٹا نہیں اٹھاتے ہیں تو امام اعظم کے نزدیک صلح جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہو مگر اسی قدر میں کہ جس میں لوگ ٹوٹا اٹھاتے ہوں یہ محیط خشی میں لکھا ہے۔ ایک غلام سودنیار کو خرید اور باہم قبضہ کر لیا پھر غلام میں کوئی عیب پا کر اُسکے بائع سے جھگڑا کیا اور بائع نے عیب کا اقرار کیا یا انکار کیا اگر مشتری کے ساتھ اس عیب سے کچھ دینار بدل صلح کر لی تو اُسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ بدل صلح ضمن کے حصہ عیب سے کم ہو اور باہمی قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح جائز ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ حکم صاحبین کے قول پر ہو اور امام اعظم کے نزدیک اسطور پر صلح جائز نہو ناچاہیے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ سب کا قول ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ضمن کے حصہ عیب سے زیادہ بدل صلح واقع ہو پس اگر یہ زیادتی ایسی ہو کہ جسکے مانند لوگ ٹوٹا اٹھاتے ہیں تو جائز ہو اور اگر ایسی ہو کہ جسکے مانند لوگ ٹوٹا نہیں اٹھاتے ہیں تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی قدر میں درمون بدل صلح کی اور جب آئی سے پہلے اسپر قبضہ کیا تو جائز ہو اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح ٹوٹ جاوے گی اور جب صلح ٹوٹ گئی تو وہی جھگڑا جو عیب میں تھا پیش آئیگا اور ایسے ہی اگر درمون کی کچھ مدت مقرر کی اور قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے یا صلح میں بنیاد کی شرط لگائی اور شرط وٹنے کے شرط باطل کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بھی صلح باطل ہے یہ مبوط میں لکھا ہے۔ اگر کسی پر سود درم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا یا انکار کیا پھر دعویٰ سے دس درم پر فی الحال یا مبادی صلح کی پھر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح جائز ہو اور ایسے ہی اگر زمین کی کے واسطے غار شرط ہو اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل نہوگی اور اگر بائع دنیا پر اُس سے صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر بعد قبضہ کے جدا ہو گئے تو صلح صحیح رہے گی یہ خبر میں لکھا ہے۔

اور اگر کسی تہذیب اور کسبے بعد جدا ہوا تو ادا کیے ہوئے حصہ سے بری ہوا اور باقی حصہ اسپر لازم ہوگا اور اگر سودر سے ایک سوئے کا پتر یا ڈال ہوا سوئے کہ جسکا وزن نہیں معلوم ہے دیکھ صلح کی تو جائز ہو شہ طیکہ جدا ہونے سے پہلے قبضہ ہو جائے یہ حاوی میں ہو اگر ایک عورت درمی اور اسے اپنے ترکہ میں غلام اور کپڑے اور سونا اور چاندی اور زیورہ جیوت موتی اور جواہر پڑے ہیں چھوٹے اور اپنے شوہر اور باپ کو وارث چھوڑا اور اسکی پوری میراث اسے باپ کے پاس ہو جائے سوئے یا نہ شوہر صلح ٹھہرائی تو اسکی دو صومین میں اول یہ کہ سوئے میں سے شوہر کا حصہ معلوم ہو اور اس میں صورت میں اگر بدل صلح اسے سوئے کے حصہ سے زائد ہو تو صلح جائز ہو اور اگر برابر یا کم ہو تو جائز نہیں ہے اور دوسری یہ ہو کہ اسکا حصہ نہ معلوم ہو تو صلح جائز ہوگی اور ایسے ہی اگر باپ چھو درم پر صلح ٹھہرائی تو اسکی بھی یہی صورتیں ہیں اور اگر سودر اور چچا میں درم پر صلح ٹھہرائی تو ہر طرح صلح جائز ہے پس اگر قبضہ پایا گیا تو صلح کی صلح صحیح رہی اور اگر قبضہ پایا گیا تو صلح باطل ہو گئی ایسا ہی کتاب میں مذکور ہے اور واجب یہ ہو کہ یوں کہا جائے کہ حصہ صرف کی صلح باطل ہو جاوے گی اور ایسا ہی موتی اور جواہر کی بھی اگر انکا بدو ن ضرر کے محالنا ممکن نہ ہو تو باطل ہوگی و لیکن اسکے سوا کپڑے اور مال و اسباب کی صلح صحیح رہے گی اور اگر شوہر نے درم اور دینار پر جو بدل صلح میں قبضہ کر لیا اور میراث باپ کے گھر میں ہو اور وہ مجلس صلح میں موجود نہیں ہو تو صلح بقدر حصہ سوئے اور چاندی کے باطل ہو جاوے گی ایسا ہی کتاب میں لکھا ہے اور یہ حکم اتوقت ہو کہ باپ کے پاس جو مال موجود ہو اس میں شوہر کے حصہ کا اقرار کرتا ہو تاکہ شوہر کا حصہ اسکے پاس امانت ہو اور امانت کا قبضہ قبضہ خرید کا نائب نہیں ہوتا پس جدائی بدو ن قبضہ کے ہوگی تو صرف کا حصہ اور حصہ جواہر مع جو بلا ضرر نکالے نہیں جاسکتے ہیں باطل ہوگا اور اگر باپ شوہر کے حصہ سے انکار کرتا ہو تو وہ شوہر کے حصہ کا غاصب ہوا اور غصب کا قبضہ خرید کے قبضہ کا نائب ہوتا ہو پس جب بدل الصلح پر قبضہ کیا تو جدائی دونوں کے قبضہ کے بعد حاصل ہوئی تو حصہ صرف کی بھی صلح باطل نہ ہوگی اور ایسے ہی اگر باپ شوہر کے حصہ کا مقر ہے جو میراث مجلس میں موجود ہو تو صلح کی صلح جائز ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک حلیہ دار تلوار پر جو کسی کے ہاتھ میں موجود ہو ایک شخص نے دعوے کیا اور اس سے دس دینار پر صلح کی اور اس میں سے پانچ دینار پر قبضہ کر کے دونوں جدا ہو گئے یا جدائی سے پہلے باقی کے حوض ایک کپڑا خریدا اور اسپر قبضہ کر لیا پس اگر دینار بقدر طیکہ کے ادا کیے تو صلح باقی رہی اور اگر اس کم میں تو صلح فاسد اور کپڑے کا خریدنا بھی فاسد ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر کسی بہ دس دینار اور دس درم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا یا اقرار کیا و لیکن مدعا علیہ نے پانچ درم پر اس سب سے صلح کر لی تو یہ جائز ہو خواہ فیقہی ہوں یا ادھار ہوں یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر دس مثقال سوئے کا کلن بوجھ سودر کے خرید اور باہم قبضہ کیا پھر کسی تلف کیا یا نہ کیا پھر زمین کوئی ایسا عیب پایا جو تدلیس سے بائنے اسپر عیاد یا تھا پھر دس درم ادھار پر صلح کی تو یہ جائز ہو اور اگر ایک دینار پر صلح کی تو جائز نہیں ہے کہ جبکہ جدا ہونے سے پہلے اسپر قبضہ کر لے یہ حاوی میں لکھا ہے اگر دس درم چاندی کا کلن ایک دینار کو خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر کلن میں کچھ ایسی شکستگی پائی جس سے نقصان آتا ہو پھر دینار میں سے دو قیراط سوئے پر صلح کی اس شرط پر کہ کلن کا خریدار چوتھائی کر کے کیوں بڑھا دیگا اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا تو جائز ہو اور اگر کیوں معین ہوں اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو جاوے تو بھی جائز ہو اور اگر باہم قبضہ کے بعد کیوں میں کچھ عیب پایا تو واپس کر کے اسکا ثمن لے سکتا ہو اور اسکا ثمن چاہئے

کی یہ صورت ہو کہ دو قیراط سونا گھون او عجیبہ کی قیمت پر تقسیم ہو پھر جو گھون کے حصہ میں پڑے وہی گھون کا منہ ہو
یہ مبوط میں لکھا ہے۔ فقہی میں ہے کہ اگر کسی کے بخاری درم دو سو پندرہ پڑے اور اس کے عوض ایسے درم ہوں
جس کا وزن معلوم نہیں ہو صلح کی تو بخاری درم کو دیکھنا چاہیے اگر اس میں تانبہ زیادہ ہو تو صلح قلیل و کثیر پر جائز ہو
اور اگر اس میں چاندی زیادہ ہو تو صلح صرف وزن برابر پر جائز ہوگی اور اگر کسی میعاد پر صلح کی تو جائز نہیں ہے اس حجت
سے کہ یہ طریق لمی کہتے ہیں کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ اگر اسپر نہ ارد درم غلبہ کے ہوتے اور اسے نو سو سپید درم
پر صلح کرتا تو جائز نہ تھا اور اگر ہزار درم سپید فرض سے اور نو سو درم سیاہ پر صلح کی تو بطریق کم کر دینے کے جائز ہو
اور اگر نو سو پر صلح کی اور سپید کی شرط نہ لگائی اور اسے سپید ہے تو جائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے
فرمایا کہ اگر سیاہ افضل ہوں تو سپید سے کم وزن سیاہ صلح جائز ہے اور اگر دو وزن برابر ہوں تو ایک کے وزن سے
دوسرا کم دینا صلح میں جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے

چوتھا باب بیع صرف کے اقسام خیار کے بیان میں۔

اگر کسی نے ایک ہزار درم دوسرے سے بعض معینار
کے خریدے اور ایک دن کے خیار کی شرط کی پس اگر اسے خیار کو جدا ہونے سے پہلے باطل کر دیا تو بیع جائز ہے
اور اگر باطل کرنے سے پہلے جدا ہو گئے اور دونوں نے قبضہ بھی کیا تو بھی بیع فاسد ہے اور ایسے ہی اگر خیار باطل کا ہو
یا دونوں کا بابت کم ہو یا زیادہ ہو یہی حکم ہے اور یہی حکم دھالے ہوئے برتن اور علیہ دار تلوار اور سونے کے طوق کا ہے
کہ جن میں موقی اور جہا ہرات ہوں کہ جو برون طوق توڑنے کے نہ نکل سکتے ہوں لیکن طلع دار لکام اور اس کے مانند
چیزوں کی بیع میں خیار کی شرط صحیح ہے یہ مبوط میں لکھا ہے۔ اگر ایک باندی اور چاس دینار سونے کا طوق ہزار درم
میں خریدی اور ایک دن کے خیار کی شرط کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کل کی بیع فاسد ہے اور صاحبین کے نزدیک باندی
کی بیع اس کے حصہ میں کے عوض جائز ہے اور ایسے ہی اگر دونوں کو سو دینار کے عوض خریدی تو بھی یہی حکم ہے یہ حاوی میں
لکھا ہے۔ اور اگر دونوں کو سو دینار کے عوض خریدی اور میعاد کی شرط لگائی تو بیع اور خیار کی شرط کا ایک ہی حکم ہے
یہ مبوط میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں کو بعض گھون یا کسی اسباب کے خریدی تو ایک دن یا زیادہ کے خیار کی شرط جائز ہے
یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک رطل تانبہ ایک درم کو خریدی تو اس میں خیار کی شرط جائز ہے کیونکہ یہ بیع صرف نہیں ہے
یہ مبوط میں لکھا ہے۔ قادر ابن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر کچھ فلوس بعض درم ہوں اس شرط پر
خریدے کہ درم کے بیچنے والے کو خیار ہو پھر درم دیدے اور سونے پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ دونوں جدا ہو گئے تو
بیع فاسد ہے اور اگر خیار سے پہلے ملے کا ہو اور درم ہوں پر اسے قبضہ کر لیا ہو تو بیع جائز ہے اور امام اعظم رحمہ کے
قول پر ایسا عقد جائز نہ ہونا چاہیے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور درم اور دینار اور تمام دین میں خیار رویت نہیں ہے
اور جو چیزیں زمین ہوسکتی ہیں جیسے پتراور زو ر زمین قرار رویت ہوگا یہ محیط شرحی میں لکھا ہے اور خیار استحقاق کی
صورت یہ ہے کہ اگر عقد درم اور دینار پر وارد ہو مثلاً ایک دینار بعض دس درم کے خریدی پھر اسے دینار کا کوئی مستحق
ہو تو اسے درم واپس لے اور اس کو آدھا درم ملے گا اور خیار نہ ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر درم کا کوئی مستحق ہو
اور اس نے پہلے قبضہ باطل ہو جائیگا اور اس کے بدلے واپس کر سکتا ہے اور عقد باطل نہ ہوگا اور اگر مستحق نے بیع کی جگہ
دی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر اس کی اجازت قبضہ کے بعد حاصل ہوئی تو قبضہ جائز ہے اور مستحق کو قبضہ لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی اور

اسکو اختیار ہو کہ ادا کرنے والے سے اور اگر قبضہ پر اسکی اجازت ہوئی تو اجازت کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہی اور مستحق کو اختیار ہو کہ اپنے درم سے لے اور عقد باطل نہ ہوگا اور اس کے مثل بھی لے سکتا ہے اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جب تک جدا فی نہ ہوئی ہو یہ شرح حقاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر ب درم یا تحوٹے کا کوئی حق دار پیدا ہوا اور وہ دونوں جدا ہو چکے ہیں پس اگر مستحق نے اجازت دی اور وہ درم بعینہ قائم رہا تو جائز ہوگی اور اگر نہ اجازت دی تو پوری صرف باطل ہو جائیگی اگر وہ کل کا مستحق ہو اور اگر بعض کا مستحق ہو تو بقدر اس کے باطل ہو جائیگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ دس درم بعوض ایک دینار کے خریدے اور باہم قبضہ کیا پھر انکو بعد جدا ہوئے کے زریفٹ پایا پھر انکو بدل لیا پھر ان زریفٹ درم ہون کا کوئی شخص مستحق نکلا تو صاحبین کے نزدیک صرف باطل نہ ہوگی اور ایسے ہی امام اعظم رحمہ کے نزدیک بھی اگر زریفٹ تحوٹے ہوں تو یہی حکم ہو اور اگر کل کو زریفٹ پایا تو صرف ٹوٹ جائیگی خواہ بدل لیا ہو یا نہ بدلا ہو یہ محیط شرحی میں لکھا ہے اور اگر عقد کسی چیز میں ہر دار ہوا مثلاً ایک نکلن خریدا اور اس میں سے بعض کا کوئی مستحق ہوا تو مشتری کو بخار ہو کہ باقی کو چاہے واپس کرے یا اس کے حصہ کے عوض لے لے پس اگر کوئی حقا۔ اور نکلا اور بنو زرقاضی نے اس کے واسطے حکم نہیں کیا کہ اسے بیع کی اجازت دیدی تو بیع جائز ہوگی اور یہ نہیں مستحق کا ہوگا کہ باطل اسکو بیکہ مستحق کے سپرد کر دے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کوئی قحلا ہوا برتن یا نکلن چاندی کا بعوض سونے یا چاندی کے تیرے خریدا پھر برتن یا نکلن کا کوئی حقا ہوا تو بیع باطل ہو جائیگی اگرچہ دونوں مجلس میں موجود ہوں اور یہ اس وقت ہو کہ مستحق نے بیع کی اجازت نہ دی ہو اور اگر اس نے اجازت دی تو جائز ہوگی یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ کسی کے دوسرے پر ایک نرار درم غلہ کے قرض سے پھر نکلے عوض نو سو کھڑے اور ایک دینار لے لیا اور دونوں جدا ہو گئے پھر دینار کا کوئی مستحق نکلا تو وہ قرض داسے سو درم غلہ کے لے لے اور اگر جدا ہونے سے پہلے اس دینار کا کوئی مستحق ہوا تو اس کے مثل دینار واپس لے اور اگر بجائے دینار کے پیسے ہوں تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ عیب کی وجہ سے واپس کرینا خیار اس شخص کو ثابت ہوتا ہے کہ جس کے عقد صرف کی چیز میں عیب معلوم ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر ایک دینار بعوض دس درم کے یا سونے کی کوئی ثمن چیز فروخت کی اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر درم کے قبضہ کرنے کے بعد انکو زریفٹ یا بنہرہ پایا تو انکو واپس کر سکتا ہے پس اگر بعد جدائی کے واپس کیا تو امام اعظم اور زرقرم کے نزدیک صرف باطل ہو جائیگی اور امام ابو یوسف رحمہ اور محمد رحمہ کے نزدیک اگر داپسی کی مجلس میں بدل لیا تو جائز ہے اور اگر جدائی سے پہلے بدل لیا تو اجا جا جائز ہے اور اگر بعض کو زریفٹ پایا پس اگر یہ بعض تحوٹے ہوں تو استحساناً حقا باطل نہ ہوگا یہ سراج الوالوج میں لکھا ہے۔ اور اگر انکو مستحق پایا اور یہ مجلس عقد میں واقع ہوا تو ان سے چشم پوشی جائز نہیں ہے پس اگر انکی بیسے اسی مجلس میں حید درم قبضہ میں سے ہے تو جائز ہے اور اگر بالائے آخر مجلس تک قبضہ کرنے میں تاخیر کی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور ایسے ہی اگر قبضہ کرنے کے وقت یہ معلوم ہوا اور اس نے قبضہ کیا تو جائز نہیں ہے اور اسکو اختیار ہے کہ واپس کر کے حید بدل لیوے اور اگر عقد کے وقت معلوم ہوا کہ وہ مستحق یا رصاص ہیں تو دیکھا جائیگا کہ اگر انکے کرنے یا نام لینے سے معلوم ہوا تو بیع جائز ہوگی اور عقد بعینہ انجمن سے متعلق ہوگا اور اگر مستحق یا رصاص ہونے کا نام نہ لیا و لیکن کہا کہ میں نے یہ وینا پھر سے بعوض ان درم ہون کے خریدے اور مستحق یا رصاص کی طرف اشارہ کیا پس اگر دونوں کو معلوم ہو کہ یہ مستحق یا رصاص ہیں اور ہر ایک کو یہ بھی معلوم ہو کہ دوسرا اسکو جانتا ہے

نکلا اگرچہ مستحق
نہ ہو
ان مستحق یا رصاص
دونوں کے ہونا

تو عقد یعنی انکی ذات سے متعلق ہوگا اور اگر دونوں نہ جانتے ہوں یا ایک جانتا ہو اور دوسرا نہ جانتا ہو یا دونوں جانتے ہوں لیکن ہر ایک کو یہ نہ معلوم ہو کہ دوسرا جانتا ہو تو عقد انکی ذات سے متعلق ہوگا بلکہ اسی قدر حیدر مومن سے متعلق ہوگا یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر پورے در مومن کو یا بعض کو جدا ہونے کے بعد استوق پایا پس اگر سب کو استوق پایا تو صرف باطل ہو جائیگی اور اگر بعض کو استوق پایا تو بقدر اسکے صرف باطل ہو جائیگی خواہ اُس سے چشم پوشی کی یا واپس کیا اور بجائے اسکے دوسرا بدلایا نہ بدلا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر جدا ہونے کے بعد در مومن کو استوق پایا اور وہ اسکے پاس تلف ہو گئے تو اُسے انکی قیمت واجب ہوگی اور صرف باطل ہو جائیگی اور اپنے دینار واپس کرے یہ تا مار خانہ میں لکھا ہے۔ اور یہ سب اُس صورت میں ہو کہ دینار کے بدلے در مومن جو عقد میں متعین نہیں ہوتے اور اگر ایسی چیز ہو جو متعین ہوتی ہو مثلاً چاندی کا کلنگن بعض دینار کے یا چاندی کا برتن یا پتر بعض دینار کے خرید کر دونوں نے قبضہ کیا پھر برتن یا پتر میں جیب پایا پس اگر اسکے جیب پر راضی ہوا تو جائز ہو اور اگر راضی نہ ہوا اور واپس کیا تو عقد باطل ہو جائیگا خواہ جدا کی ہوئے سے پہلے ہو یا بعد ہو اور دینار پر قبضہ کرنے والے کو اختیار ہو کہ چاہے عین مقصود واپس کرے یا اسکا مثل واپس کرے مگر اس صورت میں کہ اصل سے عقد فاسد نہ ہو مثلاً بیع کا کوئی نسخہ ہو پس ایسی صورت میں جب عقد فاسد ہوا تو وہ دینار یعنی وہ واپس کرے بشرطیکہ موجود ہو اور اگر تلف ہو گیا ہو تو کاش واپس کرے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر بعض در مومن کے کوئی حلیہ دار تلوار خریدی ہو اور اسکی کسی چیز میں جیب پایا تو کل کو واپس کرے نہ بعض کو اور اسکے بعض کا جیب کل میں اثر کرتا ہے کیونکہ وہ ایک ہی شے ہے پس اگر کل کو بقیہ حکم قاضی واپس کیا پھر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو واپس کرنا باطل ہو گیا کیونکہ باہمی رضامندی سے واپس کرنا تیسرے کے حق میں نہیں ہوتی ہو اور صرف میں قبضہ شرعی حق کے طور پر واجب ہو اور یہی ثالث ہو تو گویا بدین حق شرح کے قبضہ سے پہلے افراق ہوا اور اگر قاضی کے حکم سے واپس کیا تو واپسی باطل نہوگی کیونکہ وہ سب کے حق میں منع ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں نے اقالہ کیا اور بیع کوئی برتن ہو پھر قبضہ سے پہلے اُس شخص نے اوقالہ کے سبب سے اسکا مالک ہوا ہے پھر مشتری یا دوسرے کے ہاتھ بیچا تو امام غنیم کے نزدیک جائز نہیں ہو۔ اور امام محمد رحمہ نے جامع کبیر میں فرمایا کہ اگر مشتری کے ہاتھ بیچا تو جائز ہو اور اگر دوسرے کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں ہو۔ یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر ہزار درم چاندی کی چھال بعض ہزار درم یا سودیہ کے خریدی اور باہم قبضہ کر کے جدا کر کے پھر درم کو رصاص یا استوق پا کر واپس کرے تو من پر قبضہ کرنے سے پہلے اور چھال واپس کرنے سے پہلے اُس سے جدا ہو جانے کا اختیار ہو اور یہی حکم زیوین درون کا بھی امام غنیم کے نزدیک ہے اور حنین کے نزدیک یوف کو مجلس ایسی سے جدا ہونے سے پہلے بدلے میں بطوعین لکھا ہے۔ اگر کوئی سونے کا زیور کہ حسین جلاہر میں خرید پھر جو ہر میں جیب پا کر اڑا کہ فقط جو ہر کو واپس کرے تو ایسا نہیں کر سکتا ہو یا تو سب کو واپس کرے یا سب کو لے لیوے اور ایسے ہی اگر چاندی کی انگوٹھی کہ حسین یا قوت کا نگینہ ہو خریدی پھر نگینہ یا چاندی میں جیب پایا تو دونوں کو واپس کرے یا دونوں کو لے لے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کوئی طشت یا برتن خرید اکہ یہ نہیں معلوم ہوتا ہو کہ وہ کس چیز کا ہو اور اسکے مالک نے کسی چیز کے ہونے کے شرط بھی نہیں کی ہو تو یہ جائز ہو اور اگر چاندی کا برتن خرید پھر وہ چاندی کے سوا کچھ تو دونوں میں بیع نہوگی اور اگر وہ چاندی سیاہ یا سرخ تھی کہ حسین را کہ یا نا بنا لا اخصا

اور اسی اسکو فاسد کر دیا تھا تو شتری کو خیار ہی چاہے اسکو لے ورنہ چھوڑے یہ مسبوط میں لکھا ہے اور اگر چاندی کا
 نکلن بعض سونے کے خرید اسچرا میں عیب پایا تو واپس کر سکتا ہے پس اگر وہ اس کے پاس تلف ہو گیا یا کوئی دوسرا عیب
 آ گیا تو نقصان عیب لے سکتا ہے اور بائع یہ کہہ سکتا ہے کہ میں اسکو ایسا ہی واپس لیے لیتا ہوں اور اگر دشمن چاندی ہو تو
 نقصان عیب نہیں لے سکتا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر اس میں عیب نہ پایا لیکن اس کے آٹے کا کوئی سختی پیدا ہوا
 اور باقی آدھا آٹے واپس کیا یا نیک کہ ٹوٹ گیا تو باقی اس کے ذمہ پڑے گا اور آدھا دشمن واپس کرے یہ مسبوط میں لکھا ہے
 اگر ایک دینار بوجھ دس درم کے خرید اور بائع قبضہ کر لیا اور وہ درم زیور ہین چھرا نکوائے خریدار نے خرچ کیا اور اسے
 یہ نہ جانا تو امام اعظم کے نزدیک بائع پر اسکا کچھ حق نہیں ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ اگر اسے مثل واپس کر دیوے
 اور کھرے لے لیوے اور امام محمد کو قصوری نے امام ابو یوسف کے ساتھ کیا ہے اور کرخی نے امام اعظم کے ساتھ
 ذکر کیا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور فخر الاسلام وغیرہ نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف کا قول استحسان ہے اور ان دونوں کا
 قول قیاس ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور اگر یہ دس درم قرض ہوں یا بیع کا دشمن ہوں تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے
 یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر چاندی خریدی اور اسکو بدون عیب کے ردی پایا تو واپس نہیں کر سکتا ہے یہ محیط خرسی میں
 لکھا ہے۔ اگر درم بیچنے والے نے کہا کہ میں نے تجھے ہر عیب سے برائت کر لی ہے شتری نے انکو شک تو ق پایا تو
 بری ہوگا اور اگر زیور پایا تو بری ہو جائیگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میں
 یہ درم تیرے ہاتھ بیچتا ہوں اور درم دکھلا دے پھر اسے انکو زیور پایا تو فرمایا کہ انکو بدلے لیکن اگر اسے کہہ دیا ہو کہ
 یہ زیور ہین یا انکے عیب سے برائت کر لی تو بدل نہیں سکتا یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ زیور سے
 کچھ دینار بوجھ درم ہوں کے خریدے اور دیناروں پر قبضہ کر لیا اور انکو بدل کے ہاتھ بیچا پھر کہے ان میں عیب پا کر بدون حکم
 قاضی کے زیور کو واپس کر دیا تو زیور بد کو اختیار ہے کہ جو کھو واپس کرے اور یہ بیع سہاب کی بیع کے مشابہ نہیں ہے یہ محیط
 خرسی میں لکھا ہے۔ اگر کوئی چاندی کی انگوٹھی کہ جس میں نگینہ ہے بوجھ درم یا دینار کے خریدی اور بائع قبضہ کر لیا پھر
 شتری نے چاندی میں سے نگینہ الگ کر لیا اور الگ کر کے کچھ ضرر نہوا پھر ایک میں عیب پایا تو اس کے حصہ دشمن کے عوض
 واپس کر دے اور اسی طرح اگر نگینہ اکھاڑنے سے پہلے ایک میں عیب پایا اور دونوں کو واپس کرنا چاہا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے
 لیکن نگینہ کو چاندی سے جدا کرے اور جس میں عیب ہو اسکو واپس کرے اور اگر شتری نے دونوں پر قبضہ کیا اور دشمن نہ دیا
 یا نیک کہ ایک میں عیب پایا تو اسکو اختیار ہے کہ چاہے دونوں لے یا دونوں کو واپس کرے اور اگر اسے کسی میں عیب نہ پایا
 لیکن دشمن پر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو چاندی کی بیع باطل ہو جائیگی اور نگینہ اپنے دشمن میں شتری کو ملے گا
 پھر اگر چاندی اور نگینہ الگ ایسے ہوں کہ دونوں کو جدا کرنا ضرر نہیں ہو تو ایک ساتھ فروخت کیے جاویں گے اور یہی حال
 لو اگر طبع دار و علیہ داری میں وغیرہ کا ہے پس ہر ایسی چیز کہ جس سے جواہر کا نکالنا ضرر نہ ہو نہ بزرگ علما و دو چیزوں کے
 یہ محیط میں لکھا ہے متصلا است اگر ایک دینار بوجھ دس درم کے خرید اور بائع قبضہ کیا پھر دینار بیچنے والا کچھ زیور
 درم لایا اور کہا کہ میں نے ان میں درم ہوں میں پہلے میں اور شتری نے اپنے درم میں سے ہونے سے انکار کیا
 تو اس مسئلہ میں چند صورتیں ہیں کہ دینار بیچنے والے نے اس وقت سے پہلے یا یہ اقرار کیا ہوگا کہ میں نے
 جید پر قبضہ کیا یا اپنے حق پر قبضہ کیا یا اس مال پر قبضہ کیا یا درم بھرا ہے یا درم پر قبضہ کیا یا نقطہ قبضہ کیا تو پہلی

فائے خدیجہ کی بیاض فائے چارہ اقسام خیار
 درم ہی میں ہیں
 اور زیور کو نہ دے
 دین خانیہ
 غرضی دیکھ کر پنا
 حوضی ملے ۱۱

اور دوسری اور تیسری اور چوتھی صورت میں اسکا دعویٰ قابل سماعت ہوگا پس مشتری سے قسم نہ لیجائیگی اور پانچون صورت میں قول دینا یہ سمجھنے والے کا ہوگا اور خریدنے والے پر گواہ لانا چاہیے کہ اس نے جید درم دیے ہیں اور یہ سنا گیا ہو اور چوتھی صورت میں بھی یہی حکم ہو اور اگر گشت کا کہ میں نے ان درمون کو ستون بار صاص پایا ہو تو بھی پانچ صورتوں میں اسکا قول قابل سماعت ہوگا اور چوتھی صورت میں قبول ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو

پانچواں باب عقد صرف کے ان احکام کے بیان میں جو دونوں عقد کرنے والوں کے مال سے متعلق ہیں اور سبب فیصلہ میں

فصل اول مرض میں بیع صرف کے بیان میں امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر مریض نے اپنے وارث کے ساتھ دینا رجوع نہ ہر درم کے فروخت کیا اور دونوں نے قبضہ کر لیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز نہیں ہوگا جبکہ باقی وارث اجازت دے دیں اور میں کے ساتھ اسکی قیمت وارث کے واسطے معتبر ہو اور اسی طرح اگر اسکو مثل قیمت پایا کم پر بیجا ہو تب بھی یہی حکم ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر مثل قیمت یا زیادہ پر بیجا تو باقی وارثوں کی بلا اجازت بیع جائز ہو اگر مریض نے اپنے بیٹے سے ہزار درم بیع سود دینا یہ کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا اور اسکے بالغ وارث موجود ہیں تو امام اعظم کے نزدیک باقی وارثوں کی بلا اجازت جائز نہیں ہو خواہ دیناروں کی قیمت ہزار درم ہو یا زیادہ ہو یا کم ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر دیناروں کی قیمت ہزار درم یا کم ہو تو باقی وارثوں کی بلا اجازت جائز ہو اور اگر ہزار درم سے زیادہ ہو تو باقی وارثوں کی اجازت لینے سے بیع جائز ہوگی اور اگر انھوں نے اجازت نہ دی تو مشتری کا بیٹا مفت رہے ہوگا کہ اگر چاہے تو بیع تو کر دینا رو پس کرے اور اپنے درمے کیوں اور اگر چاہے تو دیناروں میں سے چند درمون کی قیمت کے برابر لے اور زیادتی کو واپس کرے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مریض نے کسی اجنبی کے ساتھ ہزار درم بیع سود دینا کے بیچے اور دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مریض مر گیا اور دینار اسکے پاس ہو اور سو اُسکے اسکا بیٹا مال نہیں ہو تو وارثوں کو اختیار ہو کہ جب قدر تھائی سے زائد ہو واپس کریں اور جب انھوں نے واپس کیا تو مشتری کو ہزار ہوگا کہ اگر چاہے تو دینار لے کیوں اور ہزار درم واپس کرے اور اگر چاہے تو ہزار میں سے دینار کی قیمت لے اور ہزار کی پوری تھائی بھی کیوں اور اگر مریض نے دینار کو تلف کر دیا تو مشتری دینار کی قیمت ہزار میں سے لے گا اور باقی کی ایک تھائی لے گا یہ حادی میں لکھا ہو۔ پھر امام محمد رحمہ نے مشتری درم کو مریض کے پاس دینار تلف ہو جانے کے بعد اختیار دیا ہو اور اس صورت میں اور دوسری صورت میں کہ جب درم کے خریدار کے پاس ہزار درم تلف ہو گئے اور مریض کے فعل کی وارثوں نے اجازت نہ دی امام نے فرق بیان کیا ہو کہ ان میں مشتری درم فسخ اور اجازت میں مختار نہیں ہو بلکہ دینار کی قیمت اور ہزار کی تھائی لے گا اور باقی وارثوں کو واپس کر دینا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر مریض نے سود درم چاندی کے طیارے کی تلوار کہ فقط تلوار کی قیمت سود درم تھی اور کل کی قیمت میں دینار ہو بیع سود ایک دینار کے فروخت کی اور دونوں نے قبضہ کر لیا اور وارثوں نے اجازت لینے سے انکار کیا تو مشتری کو اختیار ہو کہ اگر چاہے تو تلوار اور طیارے میں سے دینار کی قیمت اور گشتے بعد تھائی تلوار کامل لے کیوں اور اگر چاہے تو کل کو واپس کر دے اور اپنا دینار لے کیوں اور یہ اور پہلا مسئلہ تخریج میں برابر ہیں اور خصوصیت اس مسئلہ میں یہ ہو کہ دینار کی قیمت تلوار اور طیارے دونوں میں سے لے گا اور اگر مریض نے دینار تلف کر دیا تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو اسکے مثل بیچے

بشرطیکہ یہ زمین قائم ہوں یہ محیط میں لکھا ہو۔ پس اگر اس نے سودرم پر ایک کپڑا یا دینار زیادہ دیا تھا تو یہ صحیح ہو جاوے گی سہرا کر مرض مریگا اور وارثوں نے اجازت دینے سے انکار کیا تو اس شخص کو اختیار ہو گا کہ اگر چاہے تو بیع کر دے اور اگر چاہے تو اسکو ہزار میں سے سودرم اسکے سو کی جگہ اور دینار اور اسباب کی قیمت بطریق معاوضہ کے اور ہزار کی ایک تہائی بطریق وصیت کے ملے بشرطیکہ دینار اور ہزار وارثوں کے پاس موجود ہوں کہ ان کی البسوط اور اگر دونوں تلف ہو گئے ہوں تو باقی کی تہائی ملے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مرض کے پاس سودرم چاندی کی چھال کہ جسکی قیمت پیش دنیا رہیں موجود ہو اور اسے اسکو بعض سودرم کے کہ جسکی قیمت دس دینار ہو فروخت کیا پھر بیع کر گیا اور وارثوں نے اجازت دینے سے انکار کیا تو مشتری کو اختیار ہو کہ چاہے تو بیع واپس کر دے اور اگر چاہے تو دو تہائی چھال بعض سو کی دو تہائی کے لیے لیوے اور ایک تہائی وارثوں کی ہوگی یہ حاوی میں لکھا ہو۔

دوسری فصل اپنے ملوک اور قریبی اور شریک اور مضارب کے ساتھ بیع کرنے کے بیان میں اور قاضی اور اسکے امین اور وکیل اور وصی کی یتیم وغیرہ کے مال میں بیع صرف کرنے کے بیان میں۔ مالک اور اسکے غلام کے درمیان میں ربو انہیں ہوتا ہو پس اگر غلام پر قرض ہو تب بھی ربو انہیں ہو و لیکن مالک پر واجب ہو کہ جو گئے کیا ہو غلام کو واپس کرے خواہ ایک درم بعض دو درم کے یا دو درم بعض ایک درم کے خریدے ہوں یہ مہوط میں لکھا ہو اور یہی حکم ام ولد اور مدبر کا ہو یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور اگر اپنے مکاتب کے ہاتھ ایک درم بعض دو درم کے یا دو درم بعض ایک درم کے بیچا تو جائز نہیں ہو اور سود ہو گا اور جس غلام کا تھوڑا حصہ آزاد کیا گیا ہو وہ امام عظم سے نزدیک بمنزلہ مکاتب کے ہو اور صاحبین کے نزدیک بمنزلہ لیے آزاد کے ہو غیر قرض ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور والدین اور شوہر و زوجہ اور قریبی اور شریک الغنان ایسی چیزوں میں جو دونوں کی تجارت سے نہیں ربو انہیں بمنزلہ اجنبیوں کے ہیں اور ملوک بمنزلہ حرا کے ہیں و لیکن تنقا و ضیق میں اگر ایک نے ایک درم بعض دو درم کے دوسرے سے خرید لیا تو یہ بیع نہیں ہو بلکہ وہ انکا مال جیسا بیع سے پہلے تھا اب بھی ہو گا یہ مہوط میں لکھا ہو۔ اور قدوری نے کہا کہ قاضی اور اسکے امین کا غل یتیم کے مال میں اور باپ یا اسکے وصی کا فضل نا بالغ کے حق میں وہی جائز ہو گا جو دو اجنبیوں میں جائز ہوتا ہو اور اسی طرح اگر باپ نے اپنے لڑکے کے مال میں سے اپنے واسطے کچھ خرید یا مضارب نے رب المال کے ہاتھ کچھ بیچا تو غلط اسی طرح جائز ہو گا بطرح دو اجنبیوں میں جائز ہوتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر یتیم کے درم ہوں اور وصی انکو بعض دیناروں کے بازار کے بجا و پر اپنے واسطے بیع صرف کرے تو جائز نہیں ہو اور اسی طرح اگر جائزی کا بدن ہو اور اسکو اسکے وزن پر اپنے ہاتھ بیچے تو بھی جائز نہیں ہو اور اگر اسکے پرورش میں دیویم ہوں کہ ایک کے پاس درم ہوں اور دوسرے کے پاس دینار ہوں پھر وصی نے دونوں میں بیع صرف کر دی تو جائز نہیں ہو چلوای میں لکھا ہو۔ اگر یتیم کے مال سے کوئی چیز اسکے واسطے خریدی تو امام نے فرمایا کہ میں امین خود کر دے گا اگر یتیم کی بہتری ہوگی تو بیع پوری کر دے گا ورنہ یہ باطل ہو اور یہ قول امام اعظم ہو اور دوسرا قول امام ابو یوسف رح کا ہو اور پہلا قول انکا اور امام محمد رح کا ہو کہ بسبب اس اثر کے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ہو چکا ہو بالکل بیع جائز نہیں ہو یہ مہوط میں لکھا ہو۔ اور بیع صرف میں قاضی اور اسکے وکیل اور امین کا حکم اور دیگر لوگوں کا حکم یکساں ہو یعنی بیع

مجلس میں باہمی قبضہ شرط ہو اور اگر آٹے غائب یا یتیم کے مال میں کچھ تصرف کیا تو باہمی قبضہ اسکی طرف رجوع کر گیا اور اگر یتیم کا مال اپنے ہاتھ فروخت کیا یا اسکے درم اپنے درم یا دینار کے عوض بیع صرف کرے تو جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔

نہایتی قبضہ بیع صرف میں وکالت کے بیان میں۔ اگر دو کیلون نے بیع صرف کی تو قبضہ سے پہلے انکو جدا ہونا نہ چاہیے اور انکے موکولوں کا انکے پاس سے غائب ہونا ضرر نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ وخصوصاً بیع صرف کی اور قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیے پھر موکولوں کے جدا ہونے سے پہلے انھوں نے قبضہ کر لیا تو بیع جائز ہو اور موکولوں کے جدا ہونے کے بعد جائز نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے دو شخصوں کو کسی قدر درمون کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا کہ انکی بیع صرف کریں تو ایک کو بدون دوسرے کے صرف کا اختیار نہیں ہو اور اگر دونوں نے عقد بیع کیا پھر قبضہ سے پہلے ایک چلا گیا تو اسکا آدھا حصہ باطل ہو جائیگا اور دوسرے کے آٹے کی بیع باقی رہیگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر دونوں نے رب المال کو قبضہ کرنے یا ادا کرنے کے واسطے وکیل کیا اور دونوں چلے گئے تو بیع صرف باطل ہو جائیگی یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کچھ درمون کو دیناروں کے عوض بیع صرف کرنے کے واسطے وکیل کیا اور گئے بیع صرف کی اور باہم قبضہ کیا اور جس شخص نے درمون پر قبضہ کیا اسے پورا حق پالینے کا اقرار کیا پھر اس میں ایک درم زین پالیا اور وکیل نے اسکو قبول کر لیا اور اقرار کیا کہ یہ میرے درمون میں سے ہو اور موکل نے انکار کیا تو وہ وکیل کے ذمہ پڑیگا یہ موطا میں لکھا ہے۔ اور اگر وکیل نے انکار کیا کہ میرے درمون میں سے نہیں ہو پھر خریدار نے گواہ پیش کیے کہ انھیں میں سے ہو اور اسے پورے درم پالینے کا اقرار بھی نہیں کیا تھا تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور درم وکیل کو واپس کر گیا اور وہ موکل کے ذمہ پڑینگے اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے یہ خطا ہے کیونکہ یہ صورت گواہ قائم کرنے کی نہیں ہو بلکہ استحساناً درمون کے خریدار کا قول لیا جائیگا جیسا کہ مسلم ایذا اگر زیوف درم لائے اور دعوے کرے کہ یہ اس مال میں سے ہیں اور پورا حق پالینے کا اقرار نہ کیا ہو تو اسکا قول لیا جاتا ہو اور جیسا کہ کسی اسباب کے بیچنے میں اگر بائع زیوف درم لا کر کہے کہ یہ میں سے ہیں اور پورا حق پالینے کا اقرار نہ کیا ہو تو اسکا قول استحساناً لیا جاتا ہو پس اسی طرح یہاں بھی اسکا قول لیا جائیگا اور اسی طرف شمس اللہ سرخسی نے میلان کیا ہے لیکن شیخ الاسلام خواہر زادہ نے امام محمد رحمہ کے قول کی تصحیح کی ہے اور کہا کہ استحساناً شترعی کا قول اگر چلایا جائیگا لیکن قسم کے ساتھ لیا جائیگا پس اس نے یہ گواہ پیش کر کے قسم اپنے اوپر سے ساقط کی اور قسم ساقط کرنے کے واسطے گواہ مقبول ہوتے ہیں مثلاً دو بیت جسکے پاس ہو اگر وہ واپس کر دینے یا تلف ہو جانے پر پیش کرے تو مقبول ہیں اور امام ابو عبد اللہ ابن الحسن ابن احمد فرماتے تھے کہ کتاب میں یہ مذکور نہیں ہو کہ درم کے خریدار کو گواہ پیش کرنے کے واسطے تکلیف دی جائیگی صرف اس میں یہ ہو کہ اگر اس نے گواہ پیش کیے تو مقبول ہونگے پس شاید وہ اس واسطے پیش کرے کہ قسم اسکے اوپر سے جاتی رہی پس اس شخص کے ماتھ ہو جائیگا جسکے پاس دو بیت رکھی گئی ہو پھر امام محمد رحمہ نے فرمایا اور اسی طرح اگر اس نے وکیل سے قسم لی اور وہ قسم سے باز رہا اور درم اسکو پھر دیے گئے تو موکل کے ذمہ پڑینگے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ بھی خطا ہے کیونکہ اس صورت میں وکیل پر قسم نہیں آتی ہو اور قسم صرف

مشتری پر آتی ہو کیونکہ شرعاً اسی کا قول مقبر رکھا گیا ہو پس اس پر قسم آدمی کی پس اگر اسے قسم کھانی تو وہ اس کے رکھتا ہو وکیل وکیل سے
قیمت لینا نہیں ہو سکتا ہو پس صحیح حکم یوں بیان کرنا چاہیے کہ اگر درمومن کے خریدار نے قسم کھانی اور درم وکیل کو واپس
کر دیے تو یہ بعینہ موکل کو واپس کرنا ہو اور جو مشائخ اہل تحقیق ہیں انھوں نے امام محمد کے قول کی تصحیح کی ہو اور کہا ہو
کہ ہر جو مذکور ہوا بطریق انحصار ہو اور امام محمد کا قول بطریق قیاس ہو کیونکہ قیاس یہ چاہتا ہو کہ قسم ایک دلیل کا قول مقبر ہو
جیسا کہ بیع عین میں ہوتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے وکیل کیا کہ میرے واسطے یہ درم بعوض دینا روں کے بیع کرے
اور اسے بیع کی تو وکیل کو دینا روں میں تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک شخص کو
اسلئے وکیل کیا کہ اُسکے لئے چاندی کی جھاگی معین بعوض درمومن کے خریدے پھر اُسے بعوض درمومن کے اُسکے حکم کے
موافق خریدی اور یہ نیت کی کہ جھاگی میرے واسطے ہو تو موکل کے واسطے ہوگی اور اگر بعوض دینا روں یا اسباب
کے خریدی تو جھاگی وکیل کی ہوگی اور اگر چاندی کی معین جھاگی خریدنے کے واسطے ایک وکیل مقرر کیا اور شری کا
نام اُسکو نہ بتلایا پھر اُسے درم یا دینار کے عوض خریدی تو جھاگی موکل کی ہوگی اور اگر بعوض اسباب کے یا کیلی یا وزنی
چیز کے خریدی تو جھاگی وکیل کی ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر بعینہ چاندی فروخت کرنے کے واسطے کوئی وکیل مقرر کیا اور
فمن کا نام نہ بتلایا پھر اُسے اس سے زیادہ چاندی کے عوض بیچی تو جائز نہیں ہو اور وہ ضامن ہوگا اور اُس سے چاندی
کے لینے کا موکل زیادہ حقدار ہو کہ اپنی چاندی کے برابر لے اور وکیل کو چاہیے کہ باقی چاندی اُسکے مالک کو واپس
کرے یہ خزانۃ الاکل میں لکھا ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد رحمہ کا یہ قول کہ وکیل کے قبضہ میں جو چاندی ہو اُسکے
لینے کا موکل زیادہ حقدار ہو اسطورہ پر ماول کیا گیا ہو کہ جب موکل اپنی معینہ چاندی کے لینے پر قادر نہ ہو مثلاً اُسکا قابض
غائب ہو گیا یا موجود ہو مگر اُسے تلف کر دی تو ایسی حالت میں موکل کا زیادہ استحقاق ہو کہ اس چاندی میں سے اپنی
چاندی کے برابر لے لیوے اور اگر بعینہ اپنی چاندی کے لینے پر قادر ہو تو سوائے اُسکے اس میں سے نہیں لے سکتا ہو
یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک شخص کو چاندی کی مٹی بیچنے کا وکیل کیا اور اُس نے چاندی کے عوض بیچی تو جائز نہیں ہو
پس اگر مشتری کو معلوم ہو کہ مٹی میں چاندی فمن کے برابر ہو اور وہ راضی ہو گیا تو جائز ہو اور اُسکو خیار ہوگا پس اگر
اُس نے بلا حکم قاضی واپس کر دی تو موکل پر جائز ہوگی اور مشتری کے جاننے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بیع
فاسد ہو یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور اگر بعوض اسباب کے بیچی اور مشتری کے جاننا کہ اس میں سونا یا چاندی یا دونوں
میں تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیع جائز ہو اور صاحبین اس میں خلافت کرتے ہیں اور اگر یہ نہ جانا کہ اس میں ایک یا دونوں
میں اور بعوض اسباب کے بیچ کی تو ہبہ کے نزدیک جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر اپنی حلیہ دار تلوار بیچنے کے واسطے وکیل
کیا اور اُدھا بیچی تو بیع فاسد ہو اور وکیل ضامن ہوگا اور اسی طرح اگر اس میں خیار کی شرط کی یا حقدار اس میں چاندی ہو
اس سے کم پر نقد بیچی تو بھی فاسد ہو اور وکیل ضامن ہوگا اگر ایسے زیور کے بیچنے کے واسطے کہ جن میں موتی اور
یا قوت ہیں وکیل کیا اور اُسے درمومن کے عوض بیچا پھر ثمن پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے پس اگر موتی
اور یا قوت بلا ضرر جدا ہو سکتے ہیں تو ان کی بیع جائز ہوگی اور حصہ صرف کی بیع باطل ہوگی اور اگر بلا ضرر جدا نہیں ہو سکتے
میں تو کسی کی بیع جائز ہوگی یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اور اگر درمومن کے عوض کچھ پیسے خریدنے کے واسطے وکیل کیا
اور اُسے خرید کر قبضہ کیا پھر موکل کے پھر کرنے سے پہلے وہ فاسد ہو گئے تو یہ موکل کے ذمہ ہے وکیل کے

قبضہ سے پہلے وہ کاسد ہوئے تو وکیل کو اختیار ہوگا کہ چاہے انکو واپس کرے چاہے لے لے پس اگر کسے لے لے
 تو اسی کو لازم ہوئے نہ موکل کو مگر اس صورت میں کہ موکل انکو لے لینا پسند کرے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ کسی نے
 ایک شخص کو ایک بعینہ سونے کے طوق کو ہزار درم میں خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور ہزار درم اُسکو دے دیے
 پھر وکیل نے طوق ہزار درم میں خریدا اور من ادا کر دیا پھر طوق کو وکیل کے قبضہ کرنے سے پہلے بائع کے پاس کسی
 نوٹر دیا تو وکیل کو اختیار ہو کہ اگچاہے تو عقد پورا کر کے نوٹر نے ملے کا دانگیر ہو کر طوق کی قیمت میں دھلی
 ہوئی چیز اُسکی جن کے برخلاف یوں اور اگر چاہے تو عقد کو فسخ کرے اور بائع اُسکو خواہ بعینہ یہ درم مانگے مثل واپس کرے
 پس اگر وکیل نے عقد پورا کر لیا اور نوٹر نے واسطے سے طوق کی قیمت لی تو موکل کو یہ اختیار نہیں ہو کہ یہ قیمت وکیل سے
 لے لے صرف وہ درم لے گا جو اتنے فیے ہیں کذا فی الحیطہ۔ اور وکیل کو چاہیے کہ اس قیمت میں جو زیادتی ہو اُسکو صدقہ
 کر دے یہ موقوف میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک سونے کا طوق بیچنے کے واسطے وکیل مقرر کیا اور اُس نے فروخت کر کے
 من لے لیا اور طوق مشتری کو دیدیا پھر اُسکے بعد مشتری آیا اور کہا کہ میں نے وہ طوق میل کا سونے سے ملے کیا ہوا پایا ہے
 اور موکل نے انکار کیا تو اس سلسلہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وکیل نے اس سے انکار کیا اور مشتری نے اُسپر گواہ قائم کیے
 یا وکیل سے قسم لی اور وہ قسم سے باز رہا اور قاضی نے طوق اُسکو واپس کر دیا تو اس حالت میں طوق موکل
 کو لازم ہوگا اور دوسری صورت یہ ہو کہ وکیل نے اسکا اقرار کر لیا اور اسکی بھی دو صورتیں ہیں اگر بدو حکم قاضی
 کے اُسکو واپس دیا گیا تو یہ واپسی وکیل پر ہوگی اور اُسکو گنجائش نہیں ہو کہ موکل سے جھگڑا کرے اور اگر قاضی کے
 حکم سے واپس نہ گیا ہو تو بھی وکیل کو لازم ہوگا لیکن اُسکو موکل سے جھگڑا کرنے کا استحقاق ہو یہ محیطہ میں لکھا ہے۔
 اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ سلمان کے حق میں میں تکبر وہ جانتا ہوں کہ وہ ذبی یا جہر لی کو درم یا دینار کی بیع صرف کے واسطے
 وکیل کرے اور اگر اُس نے کیا تو جائز رکھو گا یہ موقوف میں لکھا ہے۔ اگر کچھ درم وکیل کی بیع صرف کرنے کے واسطے وکیل کیا
 اور اُس نے موکل کے غلام کے ساتھ بیع کی تو اُسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ غلام پر قرض نہ ہو تو اس صورت میں جائز نہیں ہو
 جیسا کہ اگر موکل خود اُس غلام کے ساتھ بیع صرف کرتا تو جائز نہ ہوتا لیکن وکیل پر ضمان ہوگی اور اگر اُس غلام پر قرض ہو
 تو جائز ہو جیسا کہ اس صورت میں اُسکے مالک کا بیع کرنا اُسکے ساتھ جائز ہوتا ہو لیکن وکیل کو چاہیے کہ جب تک انہما من
 پورا نہ حاصل کر لے بیع غلام کو نہ دیوے یہ محیطہ میں لکھا ہے۔ اگر ہزار درم کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا اور اُس نے
 دیناروں کے عوض بیچا اور اسقدر کم کر دیا کہ حسب قدر لوگ ٹوٹا نہیں اُٹھاتے ہیں تو یہ بیع موکل پر جائز نہیں ہو اور
 اگر وہ درم اُنکے نرخ کے موافق اپنے مفاد میں کے ہاتھ یا صرف کے شرک کے ہاتھ یا مضارب کے ہاتھ فروخت کیے
 تو جائز نہیں ہو اور اگر موکل کے مفاد میں کے ہاتھ فروخت کیے تو بھی جائز نہیں ہو اور اگر موکل کے شرک کے ہاتھ جو مفاد میں
 نہیں ہو فروخت کیے تو جائز ہو اور یہی حکم موکل کے مضارب کا ہو یہ موقوف میں لکھا ہے۔ اگر ہزار درم کی بیع صرف
 کے واسطے وکیل کیا اور وہ دونوں کو فہم میں موجود تھے اور کوئی جگہ نہ بتلائی تو کو فہم کے جس کا رہا انکی بیع کر دیگا
 جائز ہوگی اور اگر اُنکو حیرہ میں لے گیا اور وہاں بیع کیا تو جائز ہو اور وکیل ضامن ہوگا لیکن یہ حکم ایسی چیزوں
 میں جو من کی بار برداری اور خرچ نہ ہو اور اگر انکی بار برداری اور خرچ ہو جیسے غلام یا اناج وغیرہ اور اُنکو کو فہم کے
 کے ہوا دوسرے شہر میں بیچا اور اُس شہر میں نہیں لے گیا تو قیاساً و تخمیناً بیع جائز ہو اور اگر دوسرے شہر میں

یعنی زبان سے کہہ کر
 شہر میں اسکی فروخت
 کی لیکن وہ وہاں
 نہیں لے گیا ۱۱ منہ

لے گیا تو کتاب البصر میں ابو سلیمان کی روایت سے منقول ہے کہ اگر کوئی کہہ دے کہ میں نے کیا اور اجرت دی پس اگر ضائع ہو جائے یا چوری ہو جائے تو وہ ضامن ہوگا اور اگر وہ چیز بیع گئی اور اس نے فروخت کر دی تو میں بیع کی اجازت دیتا ہوں ولیکن موکل پر کچھ اجرت لازم نہ کر ڈنگا اور ابو حفص کی روایت سے منقول ہے کہ جس جگہ اسکی بیع کی اجازت دی ہو اگر وہیں اس کے مثل ثمن پر فروخت کرے تو میں بیع کی اجازت دیتا ہوں اور یہ مسئلہ کتاب الوکالت میں بھی مذکور ہے اور ابو سلیمان اور ابو حفص نے اتفاق روایت کی ہے کہ امام نے فرمایا کہ میں استخانا اس سے ضمان لوں گا اور بیع کی اجازت نہ دوں گا پس کتاب البصر میں ابو سلیمان کی روایت سے جو حکم ہے وہ قیاساً ہی استخانا پس حاصل اس مسئلہ کا یہ ہوا کہ جن چیزوں میں برابر داری اور خرچ ہے اگر انکو دلیل نے دوسرے شہر میں لیا کر بچا تو قیاساً جائز ہے اور موکل پر کچھ اجرت لازم نہ آوے گی اور استخانا بیع جائز نہیں ہے کذا فی الذخیرہ اور یہی اصح ہے کذا فی المبسوط۔ اگر کسی نے دوسرے کو ایک ہزار درم کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے ان ہزار کی بیع کر لی پھر وکیل موکل کے گھر آیا اور دوسرے ایک ہزار لیکر بیع کی تو جائز ہے اور اسی طرح اگر پہلے درم باقی ہوں اور وکیل نے ان کے سوا دوسرے لیکر صرف کیے تو جائز ہے اور یہی حکم دینار اور غلاموں کا ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اور اگر موکل نے یہ درم وکیل کو دیدیے اور اس کے پاس سے چوری گئے یا تلف ہو گئے تو وکالت باطل ہو جاوے گی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی عین چاندی یا عین سونے کے بیچنے کا حکم دیا اور اس نے اس کے سوا دوسری بیع ڈالی تو جائز نہیں ہے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی کو واسطے وکیل کیا کہ اس کے درم بعض دیناروں کے بیع صرف کرے اور وہ دونوں کو فہم میں موجود ہیں اور اس نے کو فہم قطعہ دیناروں کے عوض صرف کیا تو امام اعظم کے نزدیک جائز ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ نے کہا کہ جائز نہیں ہے مگر جبکہ شامی دیناروں کے عوض صرف کرے تو جائز ہے چنانچہ آپسے کہ وکالت اسی شہر کے نقد کی طرف پھیری جا یا کرتی ہے اور امام ابو حنیفہ کے زمانے میں نقد شہر کا کو فہم قطعہ اور شامیہ دینار تھے پس انھوں نے اپنے زمانے کے موافق فتوے دیا اور امام ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ کے زمانے میں شہر کا نقد فقط شامی دینار تھے تو انھوں نے اپنے زمانے کے موافق فتوے دیا ہے پس یہ فی الحقیقت عصر زمانہ کا اختلاف ہے اگر کو فہم میں کسی شخص کو دلیل کیا کہ ان دیناروں کے عوض غلہ کے درم خریدے تو اس سے کو فہم کا غلہ مراد ہوگا بغداد وغیرہ کا نہیں اور اگر اس نے بغداد یا بصرہ کا غلہ خریدا پس اگر کو فہم کے غلہ کے مانند یا اس سے بڑھ کر ہو تو جائز ہے اور اگر اس سے گھٹ کر ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر کسی کو دلیل کیا کہ یہ درم بعض اتنے شامی دیناروں کے فروخت کرے اور اس نے کو فی دیناروں کے عوض بیع ڈالے پس اگر کو فہم غیر قطعہ ہوں اور انکا وزن بھی شامیوں کے برابر ہو تو بیع موکل کے واسطے جائز ہوگی ورنہ نہیں اور اگر کسی نے وکیل کیا کہ یہ دینار بعض اتنے درم غلہ کو فہم کے فروخت کرے اور اس نے غلہ بغداد یا غلہ بصرہ کے عوض فروخت کئے پس اگر بصرہ کا غلہ مثلاً غلہ کو فہم کے مانند ہو تو جائز ہے اور یہ شرط نہیں کہ اسکا وزن بھی برابر ہو اور اگر یہ کہا کہ ان درموں کو بعض دیناروں حق کے فروخت کرے اور اس نے شامی کے عوض فروخت کیے تو بیع موکل کے واسطے جائز نہوگی اگر کسی نے دوسرے کو ایک ہزار درم قرض دیے اور قرض لینے والے نے اتنے قرضہ کیا پھر قرض خواہ نے اس سے کہا کہ میرے درم جو تجھ میں آئے

[illegible]

بیع صرف کرے اور یہ نہ بتلایا کہ کس کے ساتھ صرف کرے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک وکیل کرنا صحیح نہیں ہے اور یہ بیع قرضدار کے واسطے ہوگی اور صاحبین کے نزدیک وکیل کرنا صحیح ہے اور بیع قرض خواہ کے واسطے ہوگی اور اگر گئے صرف یہ کہا کہ انکو بیع صرف کرے اور اس پر کچھ زیادہ نہ کیا تو بالاجماع وکیل کرنا صحیح نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص پر دوسرے کے ہزار درم آتے ہیں اسنے طالب کو کچھ دینا دیے اور کہا کہ انکو بیع صرف کر کے اپنا حق امین سے لے لے پھر وہ دینا بیع صرف کر کے سے پہلے طالب کے پاس تلف ہو گئے تو اس شخص کا مال گیا جس نے دیے تھے اور اگر اسنے بیع صرف کر لی اور درمون پر قبضہ کر لیا اور اپنا حق لینے سے پہلے وہ درم اس کے پاس تلف ہو گئے تو بھی دینا دینے والے کا مال گیا اور اگر گئے اپنا حق امین سے لے لیا پھر تلف ہو گئے تو یہ طالب کے مال میں شمار ہوگا اور اگر مطلوب نے طالب کو کچھ دینا دیے اور کہا کہ انکو اپنے حق کے ادا کے واسطے لے اور اسنے لے لیے تو وہ اسکی ضمانت میں ہو گئے اور اگر مطلوب نے اسکو دینا دیے اور کہا کہ اپنے حق کے عوض بیع لے اور اسنے لے لیے تو وہ اسکی ضمانت میں ہو گئے اور برابر درمون کے عوض انکو فروخت کیا تو بعد بیع کے درمون پر قبضہ کرنے سے پہلے حق پر قبضہ کرنے والا شمار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اگر خرید کو عمر و نے اپنا ایک کنگن بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور کرنے اسکو ایک کپڑا بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے دونوں کو ایک ہی صنف میں بعض ایک دینار اور دس درم کے اس شرط پر کہ دینار کنگن کا حق ہے اور درم کپڑے کے دام میں فروخت کیا تو جائز ہو اور اگر اسے کنگن دیکر اس کے ثمن پر قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہے اور کپڑے والا اسکا شریک نہ ہوگا اور اگر دونوں کو بیس درم میں بیچا پھر دس درم نقد لیے تو یہ کنگن کے دام ہو گئے اور بیع جائز ہوگی اور سب عمر و کو ملے اور کپڑا شریک نہ ہوگا یہ حادی میں لکھا ہے

فصل بیع صرف میں رہن اور حوالہ اور کفالہ واقع ہونے کے بیان میں امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص نے دوسرے سے دس درم بعض ایک دینار کے خریدے اور دینار دیدیا اور درم کے عوض رہن لے لیا تو جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ پس اگر وہ تلف ہوا حالانکہ دونوں مجلس میں موجود ہیں تو اسنے معاً و صدہ میں تلف ہوا اور عقد جائز ہے اور اگر جدائی کے بعد تلف ہوا تو صرف باطل ہو جائیگی اور وہ شخص اپنا حق پورا لینے والا نہ شمار ہوگا یہ بحر الرائق میں لکھا ہے۔ اور اگر دونوں عقد کرنے والے جدا ہو جائیں اور رہن موجود ہے تو جدا ہونے کے سبب سے صرف باطل ہو جائیگی اور اس رہن کا مرتب خاص ہوگا بعض اپنے دام کے کہ جو اسکی قیمت و رہن ان دونوں میں سے کم ہو اور اگر مرتب نے رہن کو قرضہ سے بری کیا تو رہن کی ضمانت باطل ہو جائیگی اور اگر کسی نے دوسرے سے ایک حلیہ وار تلوار بعض ایک دینار کے خریدی اور تلوار پر قبضہ کر لیا اور دینار کے عوض کچھ رہن دیدیا تو وہی حکم ہے جو مسئلہ سابقہ میں ہے یعنی اگر دونوں کی جدائی سے پہلے رہن تلف ہو گیا تو بیع صرف باقی رہیگی اور اگر دونوں جدا ہو گئے اور رہن موجود ہو تو صرف باطل ہو جائیگی اور وہ رہن اپنی قیمت اور قرضہ دونوں میں سے حکم ہے اس کے عوض مضمون ہوگا اور اگر یہ صورت واقع ہو کہ مشتری نے دینار دیدیا اور تلوار کے عوض کچھ رہن لے لیا پھر جدا ہونے سے پہلے وہ اس کے پاس تلف ہو گیا تو تلوار بیچنے والے کو حکم باطل ہوگا کہ تلوار اس کے خریدار کو دیوے اور وہ رہن کے تلف ہونے سے تلوار کا پاسے والا نہ ہو جائیگا اور مرتب اپنے

فولین دون
یعنی انکو دینا
تو جائز ہے

راہن کو تلواری کی قیمت اور رہن میں سے جو کم ہو اس کی ضمانت دیکھا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر بجائے
تلواری کے چٹائی یا زین پوش کہ جس میں چاندی ہو یا چاندی کا برتن یا پتھر ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اور
مواد اور کفالتہ میں صرف کے ساتھ جائز ہو پس اگر دونوں عقد کرنے والوں کے جدا ہونے سے پہلے کفیل یا حوالہ
کرنے والا یا جس پر حوالہ کیا ہو اس نے اسی مجلس میں قبول کر لیا تو عقد صحیح ہوگا اور اگر دونوں عقد کرنے والے
یا ایک جدا ہو گیا اور کفیل یا جس شخص پر حوالہ کیا ہو باقی رہا تو صرف باطل ہو جائیگی یہ سراج الوداع میں لکھا ہو
یا پتھر یا فصل غصب اور ودیعت میں بیع صرف واقع ہونے کے بیان میں۔ کسی نے دوسرے کا ایک چاندی
یا سونے کا انگن غصب کیا تو ہمارے نزدیک اس پر واجب ہو کہ اس کے جس کے برخلاف اسے اس کی قیمت میں ڈھالی ہوئی چیز
ادا کرے اور وزن اور قیمت کے باب میں قسم لیکر غاصب کا قول معتبر ہوگا یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اور جب قاضی نے غاصب
سے خلاف جس سے اس کی قیمت کی ضمانت لی تو وہ انگن اس کی ملک ہو گیا اور بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر باہم جدا ہونے سے
پہلے انگن کے مالک نے غاصب سے اس کی قیمت سے لی تو ضمانت لینا بالاجماع صحیح ہو گیا اور اگر قیمت لینے سے پہلے دونوں
جدا ہو گئے تو بھی اس میں شک کے نزدیک ضمانت لینا باطل نہ ہوگا اور اسی طرح اگر قیمت پر صلح کی تو بھی جائز ہو اور اگر
ایک مینہ قیمت لینے میں اس کو ملے دی تو بھی اس میں شک کے نزدیک جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر
کسی نے دوسرے کا چاندی یا سونے کا پیالہ توڑ دیا تو اس پر بھی اس کی برخلاف جس سے اس کی قیمت دینی واجب ہوگی
خواہ اس میں تھوڑا نقصان آیا ہو یا بہت یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اور اگر کسی نے دوسرے سے ہزار درم غصب کیے
پھر انکو بیس سو دینار کے خریدا اور جدا ہونے سے پہلے ان سے بیس سو دینار پر قبضہ کر لیا تو خرید جائز ہو اگرچہ خریدنے کے
وقت درم سے ملے یا تحمین ہوں اور اسی طرح اگر اس سے سو دینار پر صلح کی اور جدا ہونے سے پہلے دیناروں پر
قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہو اگرچہ درم اس کے پاس موجود نہ ہوں کہ انی محیط۔ اور اسی طرح اگر چاندی کا برتن غصب کیا
پھر غاصب نے اس کو مالک سے خریدا یا اس جس یا برخلاف جس پر صلح کی اور جدا ہونے سے پہلے مالک نے
عوض پر قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہو اور اگر عوض پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو خریدنا قیاساً و استحساناً
جائز نہیں یہ خواہ غصب کی ہوئی چیز موجود ہو یا تلف ہو گئی ہو اور صلح کی صورت یہ ہو کہ اگر غصب کی ہوئی چیز حقیقتاً
تلف کر دی گئی ہو مثلاً غاصب نے اس کو جلا دیا یا حکماً آگ لگا دی غیب دار ہو گئی اور غاصب نے قسم کھالی اور عوض پر قبضہ
ہونے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو قیاس چاہتا ہو کہ صلح باطل ہو اور استحساناً باطل ہوگی اور اگر غصب کی ہوئی
چیز غاصب کے پاس موجود ہو اور وہ اس کا اقرار کرتا ہو اور مالک کو اس کے لینے سے منع نہ کرتا ہو تو صلح قیاساً و استحساناً
جائز نہیں یہ یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایسے شخص نے جس کے پاس ودیعت ہو اس ودیعت کو بعض اس کے خلاف جس
کے خریدا اور ہنوز خریدار نے اس پر از سر نو قبضہ نہ کیا تھا کہ دونوں جدا ہو گئے تو بیع صرف باطل ہو جائیگی یہ نہ الفائق
میں لکھا ہو۔ اگر کوئی علیہ دار تلواری ودیعت رکھی اور اس نے اپنے گھر میں رکھ لی پھر دونوں بازار میں ملے اور اس نے
بعض ایک کپڑے اور بیس درم کے دو تلواری خریدی اور کپڑا اور بیس درم اس کو دے دیے پھر دونوں جدا ہو گئے تو کل
بیع ٹوٹ جائیگی اور اسی طرح اگر اس تلواری کو بعض ایک علیہ دار تلواری کے خرید کر اس کو وید دی اور ودیعت پر قبضہ
نہ کیا اور دونوں جدا ہو گئے تو بھی بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لیا تو جائز ہو اور ہر ایک کی

چاندی دوسرے کی چاندی کے مقابل اور ہر ایک کی حامل اور سہل دوسرے کی حامل اور سہل کے مقابل ہوگی یہ حاوی
میں لکھا ہو۔ پس اگر علیہ میں کچھ زیادتی ہو تو یہ زیادتی دوسرے کی حامل اور سہل کے مقابل کر دی جائیگی یہ مہبوط میں لکھا ہو۔
اگر کسی شخص کے پاس ہزار درم دولت تھے پھر اُسے اُنکے عوض سودینار خربے اور دولت کے مالک
نے دونوں کے جدا ہونے سے پہلے خربہ کی اجازت دیدی تو جائز ہو اور مالک کے اُس شخص پر جسکے پاس دولت ہو
ہزار درم واجب ہونگے اور اگر دونوں کی جدائی کے بعد اُسے اجازت دی پس دولت کے مالک کو اختیار ہو کہ چاہے اپنے
مال کی اُس شخص سے ضمانت لے اور بیع جائز ہوگی یا دینار بیچنے والے سے ضمانت لے اور بیع ٹوٹ جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔
اگر درم یا دینار کسی شخص کے پاس دولت تھے پھر اُسے درم کو بعض دینار کے یا دیناروں کو بعض درم کے بیچا
اور باہم قبضہ کیا پھر دولت کا مالک آیا اور اُسے اُسکو مالع سے لے لیا پس اگر دونوں جدا نہیں ہوئے ہیں تو اُس پر واجب ہو
کہ اُسکے ظل ادا کرے اور اگر دونوں جدا ہو گئے ہیں تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر مالک نے اُس قبضہ نہ کیا اور بیع کی اجازت
دیدی تو ہمارے نزدیک جائز ہو اور اُس شخص پر جسکے پاس دولت تھی اُسکے ظل دینا مالک کو واجب ہو یہ مہبوط میں لکھا ہو۔

چھٹی فصل دار الحرب میں بیع صرف واقع ہونے کے بیان میں۔ کوئی مسلمان یا ذمی دار الحرب میں
امان لیکر یا بلا امان گیا اور کسی حربی کے ساتھ ایسا عقد کیا کہ جہیں سود ہو مثلاً ایک درم بعض دوسرے کے یا ایک درم
بعض ایک دینار کے کسی موت معلوم کے اُدھار پر خریدا یا اُنکے ہاتھ شراب یا سور یا در یا خون بعض مال کے فروخت کیا
تو یہ سب امام اعظم اور امام محمد رحمہ کے نزدیک جائز ہو اور قاضی ابو یوسف نے فرمایا کہ مسلمان اور حربی کے درمیان دار الحرب
میں وہی جائز ہو جو دو مسلمانوں میں جائز ہوتا ہو کذا فی جو اہر الا خلاطی۔ اور صحیح امام اعظم رحمہ اور امام محمد رحمہ
کا قول ہو اور میں نے بعض کتابوں میں دیکھا ہو کہ یہ اختلاف اُس صورت میں ہو کہ جب اُسے دو درم بعض ایک درم
کے خریدے اور اگر ایک درم بعض دوسرے کے خریدا تو بالاتفاق جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کوئی حربی امان لیکر
دار الاسلام میں آیا اور اُسکے ہاتھ مسلمان نے اس طرح بیچا تو جائز نہیں ہو یہ محیط سرخسین میں لکھا ہو۔ اگر ایک مسلمان نے
جو امان لیکر دار الحرب میں گیا ہو ایک شخص کے ساتھ کہ جو وہیں اسلام لایا ہو اور دار الاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی ہو عقد
بیع کیا اور ایک درم بعض دوسرے کے بیچا تو جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور دو مسلمان تاجرون میں دار الحرب
میں وہی جائز ہو جو دار الاسلام میں جائز ہو یہ مہبوط میں لکھا ہو۔ دو حربی دار الحرب میں اسلام لائے پھر باہم سود یا شراب
یا سور وغیرہ کی بیع کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز ہو مگر مکرمہ ہو اور صحابہ کے نزدیک جائز نہیں ہو اور سود واپس
کرے اور اگر باہم قبضہ سے پہلے دونوں دار الاسلام کی طرف نکل آئے تو عقد باطل ہو جائیگا اور جہیں قبضہ ہو گیا ہو
آئین صحیح ہو یہ محیط سرخسین میں لکھا ہو۔ اگر مسلمانوں میں سے ایک تاجر نے اہل حرب میں سے کسی شخص کو ہزار درم بعض
ہزار درم کے اُدھار دیے تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر اہل حرب کے تاجر دار الاسلام میں امان لیکر آئے اور
ایک نے دوسرے سے ایک درم بعض دوسرے کے خریدا تو امام نے فرمایا کہ میں اسکی اجازت نہ دوں گا صرف وہی جائز
رکھوں گا جو اہل اسلام میں جائز ہو اور اگر ذمی لوگ ایسا کریں تو بھی یہی حکم ہو یہ مہبوط میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر
ہمارے دو قیدی یعنی مسلمان دار الحرب میں ایسا کریں تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط سرخسین میں لکھا ہو۔ اور اگر حربی نے
دوسرے کے ہاتھ ایک درم بعض دوسرے کے بیچا پھر مسلمان با ذمی ہو کر دار الاسلام میں آئے اور دونوں نے

قاضی کے رویہ و حکم پر پیش کیا پس اگر باہمی قبضہ کے بعد ہی تو قاضی اسکو باطل نہ کرے گا اور اگر اس سے پہلے ہی تو قاضی اسکو باطل کر دیگا اور اسی طرح اگر دونوں نے دارالحرب میں سود کا عقد کیا پھر باہمی قبضہ سے پہلے دارالسلام میں چلے آئے پھر بیان باہمی قبضہ کیا پھر قاضی کے رویہ و پیش کیا تو قاضی سب کو توڑ دیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر مسلمان نے کسی حربی سے دارالحرب میں ایسی بیع کی پھر حربی مسلمان ہوا اور باہمی قبضہ سے پہلے دارالسلام میں چلا آیا پس اگر اس نے قاضی کے سامنے جھگڑا کیا تو قاضی اسکو باطل کر دیگا اور اگر دونوں نے دارالحرب میں باہم قبضہ کر لیا تھا پھر جھگڑا کیا تو میں اس میں لحاظ نہ کروں گا یہ مبدیہ میں لکھا ہے۔

چھٹا باب تفرقات ہیں۔ غنی میں ہو کہ کسی نے دوسرے کے ہاتھ ایک دینار بوض میں درم کے بیجا اور باہم قبضہ کیا پھر قبضہ دینار کو لئے ایک قیراط کم پایا تو امام نے فرمایا کہ اسکو اختیار ہو کہ ایک درم حصہ قیراط واپس لے کیونکہ وہ دینار میں قیراط ہوتا ہے اور فرمایا کہ اسکو اختیار ہو کہ دینار واپس کر کے اپنے درم سے یوں لے کیونکہ وہ حقیقتاً ہو گیا اور اگر چاہے تو رکھ لے اور اسکو بعینہ دینار کے سوا کچھ نہ ملیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک وہ دینار کا نقصان واپس لے پھر چاہے تو بعینہ دینار رکھ لے ورنہ اسکو واپس کرنے اور میں جزو میں سے نہیں خود ایک دینار میں سے لے پس یہ نیارہ چنے والے کو ایک جزو اور اسکو انیس جزو ٹینگے یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے سے دس درم چاندی بوض دس درم کے خریدی اور اس پر ایک ایک بھگا کہہ گیا اور اسکو بیع میں شرط مقرر کیا ہے تو یہ جائز ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ داگ کا بہرہ کرنا صرف اسی صورت میں صحیح ہے کہ جب درم کو توڑنا مضبوط اور اگر توڑنا درم کو مضبوط نہیں ہے تو یہ جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ابوسلمہ نے ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی نے درم کو بوض دینار کے دوسرے سے بیع کر کے باہم قبضہ کیا اور دونوں جدا ہو گئے پھر جس قسم کے درم ٹھہرے تھے اسکے سوا دوسری قسم کے پائے تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اگر شرط سے کتر ہوں تو انکو بدل لے اور اگر اس سے بہتر ہوں تو نہیں بدل سکتا ہے یہ حکم اس وقت ہے کہ یہ درم بھی موافق شرط کے درم کے ہر شہر اور ہر بیع میں چلتے ہوں اور اگر بعض بیع میں یا بعض شہر میں نہ چلتے ہوں تو انکو بدل سکتا ہے اور چاہے اسے چشم پوشی کرے اور امام ابو حنیفہ کے قول میں یہ صحیح کہ اگر ان میں یہ نقصان ہو تو ہنر نہ ہند کے بین اور اگر ایک تھائی سے زیادہ ایسے ہوں تو انکے حساب سے بیع ٹوٹ جاوے گی یہ محیط میں لکھا ہے۔ ہشام کثر بین کہ میں نے امام ابو یوسف رحمہ سے پوچھا کہ کسی نے ایک درم بوض ایک درم کے بیجا پھر ایک نے دوسرے کو راج دیا پھر راج والے نے اسکے واسطے حلال کر دیا تو فرمایا کہ یہ جائز ہے کیونکہ وہ تقسیم نہیں ہوتا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک چاندی کی انگوٹھی کہ خیم نکینہ ہے بوض درم یا دینار کے خریدی پھر اسے قبضہ کر کے جدا ہونے سے پہلے یا اس کے بعد تک اور انگوٹھی کو الگ کیا اور یہ جدا کرنا اسکو مضر ہے پھر من دینے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو کل بیع فاسد ہے اور مشتری بائع کو نکینہ اور اسکا نقصان واپس کرے اور اگر اس کے ساتھ چاندی میں بھی نقصان آیا ہے یا فقط چاندی میں نقصان آیا ہے تو مشتری اسکو واپس کر سکتا ہے و لیکن اسکی قیمت سونے کی جنس سے ڈھلی ہوئی دیوے مگر اس صورت میں واپس نہیں کر سکتا ہے کہ جب بائع فقط اسکو واپس لینا چاہے پس مشتری اسکے ساتھ نقصان نہ دیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک چاندی کی انگوٹھی کہ خیم نکینہ ہے بوض دینار کے خریدی پھر گنہہ بائع کے پاس جاتا رہا تو اسکو اختیار ہے کہ چاہے اسکو چھوڑے یا اسکا حلقہ سونیا زمین لے لے

یہ خزانہ اراکمل میں لکھا ہوا اگر اسے بعض درموں کے خرید می تھی تو اسکو اختیار ہوگا کہ حلقہ اسکے برابر چاندی میں لے لیوے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دو مہرے کو ہزار درم قرض لیے اور انہر ایک کفیل لے لیا سچ کفیل نے طالب دس دینار پر صلح کی اور طالب نے ہر قبضہ کیا تو یہ جائز ہو اور کفیل اپنے اصل سے درم لگا اور اگر کفیل نے سو درم پر صلح ٹھہرائی تو اصل سے بھی فقط سو درم لگا اور اگر کفیل نے اصل سے دس دینار پر صلح ٹھہرائی اور اس سے پہلے کہ کفیل طالب کو کچھ ادا کرے صلح واقع ہوئی تو صلح صحیح ہوگی بشرطیکہ کفیل اصل سے دس دینار لیکر اپنے قبضہ میں کر لے سچ کفیل کا اصل سے صلح کر لینا یہ طالب کے مطالبہ کو ساقط نہیں کرتا ہونہ اصل سے اور نہ کفیل سے پس طالب کو یہ اختیار ہو کہ چاہے اصل سے مطالبہ کرے یا کفیل سے پس اگر اسے کفیل سے مطالبہ کر کے اس سے ہزار درم لیے تو کفیل اپنے اصل سے کچھ نہیں لے سکتا ہوا اور اگر اسے اصل سے مطالبہ کر کے اس سے لے لیے تو اصل کو اختیار ہو کہ کفیل سے ہزار درم لے لیوے مگر اس صورت میں نہیں لے سکتا ہر کہ جب کفیل یہ چاہے کہ وہ دینار جو اسے اصل سے لیے ہیں اسکو واپس کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ نوادرمین ہی کہ اگر دس دینار ثابت بعض بارہ درم ٹوٹے ہوئے کے بیچے تو جائز نہیں ہو کیونکہ یہ سودی اور حیلہ یہ ہو کہ اس سے بارہ درم ٹوٹے ہوئے قرض لے لیا اسکو ثابت دس درم ادا کرے اور دو درم معاف کر لے اور اگر ایک کپڑا بعض ٹوٹے ہوئے دس درم کے کسی معاد پر فروخت کیا سچ جب معاد آئی تو مشتری ثابت نو درم لایا اور کہا کہ یہ نو بعض اُن دس کے ہیں تو جائز نہیں ہو اور اس میں حیلہ یہ ہو کہ یہ نو درم ادا کرے پھر باقی باقی ایک درم اسکو معاف کرے پس اگر مشتری کو یہ خوف ہو کہ باقی ایسا نہ کرے گا تو اسکا حیلہ یہ ہو کہ یہ نو درم اور ایک مہر یا ایسی کوئی چیز فقیر و بکر صلح کر لے اور امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر درم بعض درم کے نیچے اور ایک میں وزن کی راہ سے کچھ زیادتی ہو اور دوسرے کے ساتھ کچھ پیسے ہیں تو جائز ہو لیکن میں اسکو مکروہ جانتا ہوں کیونکہ لوگ اسکی عادت کر لیتے اور ناجائز صورتوں میں استعمال کرینگے اور امام الحنفیہ نے فرمایا کہ اس میں کچھ ڈر نہیں ہو اور اسکی صحت اسطورہ ہو سکتی ہو کہ زیادتی کو میوں کے مقابل کیا جاسے یہ محیط خشری میں لکھا ہو مشتری میں ہو کہ کسی نے ایک بیٹی سو درم کو اس شرط پر خریدی کہ اس بیٹی میں پچاس درم حلیہ ہو اور باہم قبضہ کر لیا اور یہ شرط لگائی تھی کہ اسکے حلیہ کی چاندی سپید ہو پھر بعد توڑنے کے معلوم ہو اگر وہ سیاہ ہو تو یہ جائز ہو اور کچھ واپس نہیں لے سکتا اور اگر کچھ حلیہ رنگ کا پایا تو بیع فاسد ہو اور اگر اسے حلیہ کو تلف کر دیا ہو تو سونے کی جنس سے اسکی قیمت ہے اور رنگ کی قیمت ہے اور رسم واپس کرے اور اگر رسم میں نقصان آیا ہو تو اسکا نقصان بھی ہے اور اگر حلیہ میں رنگ نہ پایا لیکن حلیہ چالیں ہی درم نکلا تو چاہے اسکو واپس کرے یا دس درم پھر لے اور اگر حلیہ ساٹھ درم پایا پس اگر دو نون جدا ہو گئے ہیں تو بیع فاسد ہو اور اگر جدا نہیں ہوئے ہیں تو چاہے مشتری دس درم بڑھا ہے اور بیع جائز ہے بیع توڑے اور اگر نون میں دینار ٹھہرے ہوں اور دو نون جدا ہو جائیں اور مسئلہ یہی ہے تو بیع جائز ہو چنانچہ اگر ایک چاندی کا ٹنگن اس شرط پر کہ وہ دس درم پھر ہو بعض ایک دینار کے جسا پھر وہ میں درم پھر نکلا تو بیع جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر ایک بیع صرف کرنے والے نے وہ ہزار درم بعض سو دینار کے بیچے اور اس کے پاس درم نہ تھے تو میں اسپر جبر کر دنگا کیا اسکے لیے خیر ہے یا جہان سے چاہے دو ہزار قرض لیکر اسکو ادا کرے اور اسی طرح اگر دوسرے کے پاس دینار نہ ہوں تو اسپر بھی جبر کر دنگا

کہ صرف کو سودینا را داکرے اور یہ حکم اس وقت تک ہو کہ دونوں متفرق ہونے ہوں اور اگر دونوں جدا ہو گئے تو صرف باطل ہو گئی یہ خزانہ الماکل میں لکھا ہے کسی نے ایک صراف کے ہاتھ ہزار درم غلہ کے بجوض نو سو درم کھرے اور سو بیون کے فروخت کیے اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونوں کے جدا ہونے کے بعد غلہ کے ہزار درم صراف کے پاس سے استحقاق میں لے لیے گئے تو صراف اس شتری سے نو سو درم کھرے جو آئے ہیں اور سو درم غلہ کے دام ان بیون کے جو آئے ہیں واپس لیگا اور اگر دونوں جدا ہوں یہاں تک کہ ان درم ہوں کا استحقاق ثابت ہو تو صراف اس کے مثل غلہ کے ہزار درم لے لیگا اور اگر دونوں کے جدا ہونے کے بعد سو پیسے استحقاق میں لے لیے گئے تو شتری صراف سے سو پیسے اس کے مثل لے لیگا اور اگر جدا ہونے کے بعد نو سو کھرے درم کا استحقاق ثابت کیا گیا تو صراف سے کھرے درم کا شمن نو سو درم غلہ کے لے لیگا اور اگر دونوں کے جدا ہونے کے بعد نو سو درم کھرے اور سو پیسے استحقاق میں لے لیے گئے تو صراف سے نو سو درم غلہ کے اور سو پیسے واپس لے اور اگر اس شخص کے ہاتھ سے کھرے اور سو پیسے سب لے لیے گئے اور صراف کے پاس کے غلہ کے سب درم لے لیے گئے پس اگر دونوں کے جدا ہونے کے بعد ہو تو سب کی بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر دونوں جدا نہیں ہوئے تو ہر ایک دوسرے سے اس کے مثل لے لیگا اور بیع تمام ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ حسن ابن زیاد نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت کی کہ ایسی ایک انگوٹھی کو جس میں نگینہ ہو بجوض دو انگوٹھیوں کے کہ جن میں دو نگینے ہیں بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور اسی طرح ایک حلیہ دار تلوار کو دو تلواروں کے عوض بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ابن ساعی نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر دس درم دو حلیہ بجوض دس درم محلہ کے بیچے تو صحیح نہیں ہو کیونکہ ان میں کمی ہو اور اس کے محل کا کچھ شمن نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ جس میں سب مل ہو اس کو اگر بیان کرے یا وہ ظاہر معلوم ہوتا ہو تو اس کے بیچنے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہے اور اگر کسی نے تانبے پر چاندی چڑھائی تو جب تک اس کو بیان نہ کرے نہ بیچے اور کہا کہ ستوق درم ہوں کو اگر بیان کرے تو اس کے ساتھ خریدنے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور بادشاہ کو چاہیے کہ انگوٹھ و روئے کیونکہ شاید وہ ایسے شخص کے ہاتھ میں ہو جو نہ بیان کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ بشر رحمہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص دیون یا نہرہ یا ستوقہ یا محلہ یا بخاریہ کو کسی کو دیوے اگرچہ یہ بیان بھی کرے اور لینے والا چشم پوشی بھی کرے اس جہت سے کہ ان کے رواج سے عوام کو ضرر ہو اور جس سے عوام کو ضرر ہو سچے وہ مکروہ ہو اور فرمایا کہ صرف ان دونوں لینے دینے والوں کا راضی ہونا مفید نہیں ہو اس جہت سے کہ شاید جاہل و حوکا کھائے یا فاجر و حوکا دیوے پس جو شے ایسی ہو کہ اس کا رواج لوگوں میں جائز نہ ہو اس کا رواج تو ردینا چاہیے اور جو شخص اس کو جان کر رواج دے اس کو مشر او بی جا بیسے یہ محیط میں لکھا ہے۔

کتاب الفاتحہ

اسمیں چند ابواب ہیں

باب اول کفالت کی تعریف اور اس کے رکن و شرائط کے بیان میں قال المترجم مسائل میں غور کرنے سے پہلے چند الفاظ کا سمجھنا چاہیے کفالت اس کی تعریف آتی ہو کفیل کفالت کرنے والا خواہ کفالت مال کی کرے اس کو کفیل بالمال کہتے ہیں یا فالت کی کفالت کرے وہ کفیل بالنفس ہو یا دونوں کا کفیل ہو مکفول عنہ جس کی طرف سے کفیل نے کفالت

کی ہو کفول نہ سبکے واسطے کفالت کی ہو ضامن ضمانت کرنے والا مضمون بہ جس چیز کی ضمانت کی ہو مضمون عنہ کی طرف سے ضمانت کی ہو مضمون نہ جس شخص کے واسطے ضمانت کی ہو متعال علیہ میر جو الہ کیا گیا یعنی کچھ حق اُترایا گیا ہو کفالت کی تعریف بعضوں نے یہ کہی ہو کہ مطالبہ میں اپنا ذمہ دوسرے کے ذمہ میں ملانا کفالت ہو اور بعضوں نے بجا سے مطالبہ کے دین کہا ہو یعنی قرض اور اول اصح ہو یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ اور کفالت کا رکن امام اعظم رحمہ اور محمد رحمہ کے نزدیک ایجاب و قبول ہو اور یہی امام ابو یوسف رحمہ کا پہلا قول ہو جسے کہ فقط کفیل سے کفالت تمام نہیں ہوتی ہو خواہ مال کی کفالت کرے یا نفس کی تا وقتیکہ اُسی مجلس میں مکفول نہ کی طرف سے قبول نہ پایا جائے یا اسکی طرف سے کوئی اجنبی قبول کرے یا مکفول نہ خطاب کرے یا اسکی طرف سے کوئی اجنبی خطاب کرے مثلاً طالب دوسرے سے کہے کہ میرے لیے تو فلاں شخص کے نفس کا کفیل ہو اور اُس نے کہا کہ میں نے کفالت کی یا کسی اجنبی نے اُسکی طرف سے اس شخص سے کہا کہ تو فلاں شخص کے نفس یا مال کا فلاں شخص کے واسطے کفیل ہو جا اور اس شخص نے کہا کہ میں نے کفالت کی تو کفالت صحیح ہوگی اور ماسوا مجلس کے کفالت مکفول نہ کی اجازت پر موقوف ہوتی ہو اور جب تک وہ کفالت کی اجازت نہ دے تب تک کفیل کو اختیار ہو کہ اپنے آپ کو کفالت سے نکال لے اور اگر نہیں دے کوئی چیز ناپائی جا لگی مثلاً کفیل نے کہا کہ میں نے ذمہ کے واسطے عمرو کے نفس کی کفالت کی یا جو زید کا قرضہ عمرو پر چاہیے ہو اُسکی میں نے کفالت کی تو یہ موقوف نہیں ہو جسے کہ اگر طالب کو اس کفالت کی خبر پہنچی اور اُس نے قبول کی تو صحیح نہوگی پھر امام ابو یوسف رحمہ نے اپنے پہلے قول سے رجوع کیا اور کہا کہ کفالت فقط کفیل سے تمام ہو جاتی ہو خواہ قبول یا خطاب دوسرے کی طرف سے پایا جائے یا نہ پایا جائے کذا فی المحیط۔ اور امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے معنی میں اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا ہو کہ اُسکے نزدیک توقف کے ساتھ جائز ہو یعنی طالب اگر اُس پر راضی ہو تو نافذ ہوگی ورنہ باطل ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ نافذ ہونے کے ساتھ جائز ہو اور طالب کا راضی ہونا شرط نہیں ہو اور یہی اصح ہو کذا فی الکافی اور یہی اظہر ہو کذا فی فتح القدر۔ اور نیز ہدایہ میں لکھا ہو کہ اسی پر فتوے ہو یہ نہر الغنائی میں لکھا ہو۔ اور اگر خطاب یا قبول مکفول عنہ کی طرف سے پایا گیا مثلاً مطلوب نے کسی سے کہا کہ تو فلاں شخص کے واسطے میرے نفس کی یا اُس مال کی جو اُسکا مجھ پر چاہیے ہو کفالت کر لے یا کسی شخص نے کسی مطلوب کی طرف سے اُسکے نفس یا مال کی کفالت کی اور مطلوب نے قبول کیا پس اگر خطاب یا قبول مطلوب کی طرف سے اُسکی صحت میں پایا گیا تو کفالت امام اعظم رحمہ اور محمد رحمہ کے نزدیک صحیح نہیں ہو اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہو اور مکفول عنہ کے خطاب یا قبول کا وجود نہ نہر عدم کے ہوگا اور اگر مطلوب کی طرف سے یہ خطاب اُسکے مرض میں پایا جائے پس اگر گئے اپنے وارث کو ایسا خطاب کیا مثلاً کہا کہ تو فلاں شخص کے واسطے میری طرف سے جو اُسکا مال مجھ پر چاہیے ہو کفیل ہو جس پھر اسی مرض میں مر گیا تو قیاس پر چاہتا ہو کہ امام اعظم رحمہ اور محمد رحمہ کے نزدیک کفالت صحیح نہو اور سخا نا صحیح ہو حتیٰ کہ اگر مر گیا تو جبکہ کفالت وارث پر پڑے جا دینگے اگرچہ مکفول نہ غائب ہو کذا فی المحیط اور اگر بلا تکرار چھوڑے مر گیا تو وارث اُسکے وارث کے واسطے نہ پڑے جا دینگے یہ محیط رخصی میں لکھا ہو۔ اور اگر گئے کسی اجنبی سے کہا اور اُس نے ضمانت کر لی تو شائع نے اس میں اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ یہ ضمان صحیح نہیں ہو سوا

اور محضوں نے کہا کہ یہ ضمانت صحیح ہو کیونکہ مریض نے اس سے پہلے اپنی ذات پر لحاظ رکھا ہو اور اس پر نرمی کی ہو اور اس نے جب تک حکم سے قرضہ ادا کر دیا تو اس کے ترکہ سے لے لیکھنؤ میں مریض سے صحیح ہو کیونکہ وہ مرنے کی حالت میں ہو اور تنگی کے سبب سے اس نے اس کو طالب کا قائم مقام کیا اور ایسا حال تندرست میں نہیں پایا جاتا ہو پس اس میں قیاس کا حکم لیا جائیگا کہ لکھنؤ میں لکھنؤ وغیرہ۔ اور یہی وجہ ہے کہ یہ فتح اللہ یمن لکھا ہو۔ اور اگر وارثوں نے مریض سے یہ کہا کہ جو لوگوں کا قرض تجھ پر ہے سب کے ہم ضمانت ہوں اور مریض نے اسے ایسی ضمانت میں طلب کی تھی اور قرض خواہ موجود نہ تھے تو یہ صحیح نہیں اور اگر انھوں نے ایسا کلام اس کے مرنے کے بعد کہا تو اس کا ضمانت صحیح ہو نہ کہ قاضی خان میں لکھا ہو اور کفالت کے شرط چار قسم ہیں قسم اول جو کفیل کی طرف رجوع کرتی ہیں از انجملہ عقل اور بلوغ ہو یعنی عاقل اور بالغ ہونا چاہیے اور یہ انعقاد کی شرطوں میں سے ہو پس اس کے اور محضوں کی کفالت منعقد ہوگی مگر جب کہ ولی نے کوئی دین تمیم کے نفقہ میں لیا ہو اور اس کو ضمان مال کا حکم یا تو صحیح ہو اور اگر اس کو اپنی ذات کی کفالت کی اجازت دی تو جائز نہیں ہو یہ سحر الراقی میں لکھا ہو۔ اور اگر اس کے نفس یا مال کی کفالت کی سچر بالغ ہو کر کفالت کا اقرار کیا تو وہ اس میں کچھ نہ جائیگا کیونکہ اس نے کفالت باطلہ کا اقرار کیا ہو پس اگر اس کے بالغ ہونے کے بعد اس میں اور طالب میں جھگڑا ہوا اور طالب نے کہا کہ تو نے ایسے حال میں کفالت کی ہو کہ تو بالغ تھا اور اس کے نے کہا کہ میں نے نابالغی کی حالت میں کفالت کی ہو تو اس کے کا قول معتبر ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ میں نے ایسی حالت میں کفالت کی ہو کہ میں محضوں تھا یا مجھ پر مہوشی تھی یا مجھے برسام تھا اور طالب نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ تو نے صحیح اور تندرست ہونے کی حالت میں کفالت کی ہو پس اگر ایسے امراض اس قدر کو پیدا ہونا معمول ہوں کہ اکثر ہوتے بہتے ہوں تو اس کا قول معتبر ہوگا اور اگر معمول نہ ہوں تو طالب کا قول لیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو اور از انجملہ حریت یعنی آزادی شرط ہو اور یہ اس تصرف کے نافذ ہونے کی شرط ہو پس ایسے غلام کی کفالت جب کو اس کے آقا نے تصرف سے منع کیا ہو یا ایسا غلام ہو جس کو اس کے مالک نے تجارت کی اجازت دی ہو جائز نہ ہوگی لیکن کفالت منعقد ہو جائیگی جسے کہ بعد آزادی کے کچھ نہ جائیگا اور کفیل کی صحت بدنی شرط نہیں ہو پس مریض کی کفالت کرنا تہائی مال سے صحیح ہو یہ بدلہ میں لکھا ہو۔ قسم ثانی میں وہ شرائط ہیں جو اکیل کی طرف رجوع کرتی ہیں از انجملہ یہ ہو کہ کفیل مکفول کے پرہیز پر خواہ خود یا اپنے نائب کے ذریعہ سے امام اعظم رحمہ کے نزدیک قادر ہو پس امام اعظم رحمہ کے نزدیک ایسی میت کی طرف سے جو قاضی کے بیان سے منسل قرار پایا ہو قرضہ کی کفالت کرنا صحیح نہ ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ اور محمد رحمہ کے نزدیک صحیح ہو کہ لکھنؤ میں البدائع اور امام اعظم کا قول صحیح ہو کہ لکھنؤ الزاد اور اگر اس میت نے کسی قدر مال چھوڑا ہو تو قدر اس کے جائز ہو یہ محیط مریض میں لکھا ہو اور از انجملہ اس کا معلوم ہونا چاہیے بشرطیکہ کفالت مضاف ہوئے یہاں تک کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ تو نے کسی سے بیچ کی ہو اس کا تیرے لیے کفیل ہوں تو یہ کفالت باطل ہوگی اور اگر یہ کہا کہ جو کچھ تیرا فلان شخص پر یا دوسرے فلان شخص پر آتا ہو اس کا میں تیرے لیے کفیل ہوں تو یہ جائز ہو اور کفیل کو اختیار ہوگا اور یہ کفالت جو کہ مضاف نہیں ہو اگرچہ مکفول عنہ قبول ہو جائز ہو یہ وغیرہ اور محیط میں ہو اور یہ شرط نہیں ہو کہ وہ آزاد عاقل اور بالغ ہو یہ سحر الراقی میں لکھا ہو پس اگر کسی شخص نے کسی اس کے یا محضوں پر کچھ دعوے کیا اور کسی کفیل نے اس کی ذات کی یا قرض کی اس کے ولی کی بلا وجہ تہ کفالت کر لی تو یہ صحیح ہو خواہ وہ لڑکا ایسا ہو کہ جس کو تجارت کی

اجازت دی گئی ہو یا ایسا نہ ہو اور خواہ وہ عاقل ہو یا غیر عاقل ہو پس اگر کفیل سے اس کے ماضی کا ایک مواخذہ کیا گیا
پس اگر یہ کفالت اس کے ولی کی اجازت سے ہوئی تھی اور کفیل نے لڑکے کو جائز کرنا چاہا تو زبردستی حاضر کیا جائیگا
اور اگر لڑکے اور ولی کی بلا اجازت یہ کفالت ہوئی ہو تو لڑکا حاضر ہونے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر خود لڑکے نے
اسکو کفیل سے چاہا تھا پس اگر اُس لڑکے کو تجارت کی اجازت دی گئی ہو تو اُسکو حاضر ہونیکا حکم دیا جائیگا اور
اگر کفیل نے اُسکی طرف سے مال ادا کر دیا تو اُس سے نہیں لے سکتا، یہ یہ محیط میں لکھا ہے، تیسری قسم کی نہیں
وہ ہیں کہ جو کفول سے متعلق ہیں ازاجملہ یہ کہ اُسکا معلوم ہوتا چاہیے یہ بدائع میں لکھا ہے۔ پس اگر کسی شخص سے
دو شخصوں سے کہا کہ اس شخص کا جو خرمن فلاں شخص پر ہو میں اُسکے لیے اسکا کفیل ہوتا ہوں یا جو اس دوسرے
شخص کا اُسپر ہو اسکا کفیل ہوتا ہوں تو یہ کفالت پر سبب اُسکے کہ کفول نہ معلوم نہیں ہو باطل ہو یہ ذخیرہ میں ہے
اگر کسی شخص نے ایک قوم سے یہ کہا کہ جو تھے اور تھیں اسے غیر سے بیچ کیا وہ مجھ پر ہو یعنی میں اُسکا کفیل ہوں تو
یہ ان لوگوں کے حق میں صحیح ہو جن سے خطاب کرتا ہو غیر ان کے حق میں صحیح نہیں ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہے اگر
ایک شخص نے ایک شخص سے چند لوگ ان کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا کہ جو شخص انہیں سے میرے ہاتھ بیچ کرے میں
میرے طرف سے دامنوں کا اُسکے لیے کفیل ہوں تو یہ جائز ہو کیونکہ کفول نہ معلوم ہو یہ خزانہ المفتیین میں لکھا ہے
ازاجملہ صاحبین کے قول پر مفسر ہو کہ کفول نہ عاقل ہونا چاہیے پس مجنون کا قبول کرنا یا ایسے لڑکے کا جو
بے عقل ہو صحیح نہیں ہو اور ولی کا ان دونوں کی طرف سے قبول کرنا جائز نہیں ہو اور کفول نہ کا آزاد ہونا
شرط نہیں ہو یہ بدائع میں لکھا ہے، چوتھی قسم کی وہ شرطیں ہیں جو کفول کے کی طرف راجع ہیں ازاجملہ یہ کہ وہ چیز
صیل کے ذمہ ضمانت ہو اس طرح پر کہ صیل اُسکے سپرد کرنے پر مجبور کیا جائے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ پس بیع کی سپرد
کرنے کی اور قرضوں کی اور ضمانتی چیزوں کی جیسے خصب یا مہر یا غلے کا عوض یا عدا خون کرینیکا عوض صلح یا
بیع فاسد کی بیع کی کفالت جائز ہو اور چکانے کے طور پر جو چیز قبضہ میں لی گئی ہو اگر اُسکا ثمن بیان کر دیا گیا ہو
تو اُسکی کفالت بھی جائز ہو ورنہ وہ امانت ہوگی یہ نہرائی میں لکھا ہے۔ اور جو چیزیں امانت میں ہوں انکی کفالت
جائز نہیں ہو جیسے ودیعت یا مال مضارب وغیرہ لیکن ان چیزوں کی اور نہ انکی سپرد کرنے کی کیونکہ ان چیزوں
کی ضمانت نہیں ہو لکن فی الذخیرہ اور ایسے ہی مرد ہوں اور مستعار اور مستاجر کی بیعت کفالت صحیح نہیں ہو یہ کافی میں
لکھا ہے۔ لیکن ودیعت رکھنے والے کو لے لینے پر قادر کرنے کی کفالت کرنا صحیح ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور
اسی طرح قبضہ کے بعد رہن کی سپردگی کی یا جو چیز اجرت پر لی ہو اُسکو مستاجر کے سپرد کرنے کی کفالت صحیح ہو
یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور عاریت کے سپرد کرنے کی کفالت کی نسبت امام محمد رحمہ نے جابح میں لکھا ہے۔ کہ اُمالی کفالت
صحیح ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور کسی کو اُسکے سپرد کرنے کی اس واسطے کہ وہ قاضی کے دربار میں حاضر ہو کر گواہی دے
کفالت جائز نہیں ہو یہ فضول عماد میں لکھا ہے۔ اور ازاجملہ یہ کہ کفیل کو اُسکے سپرد کرنے کی قدرت ہو اور اسکی
ہمت ہو کہ اگر کسی نے کسی سے ایک گھرنیا بنے یا کسی زمین جو تھے کو قبول کیا اور اُسپر ایک کفیل دیدیا پس اگر تھے
مطلقاً کام کی شرط لگائی ہو پس اگر لینے والی شخص پر لگائی ہو اور صرف اس نے کام کی کفالت کی تو جائز نہیں ہو اور اگر
اُسکے نفس کے سپرد کرنے کی کفالت کی تو جائز ہو اگر کچھ اونٹ ایک شہر سے دوسرے شہر کو بیجانے کے واسطے

کہ یہ لفظ نزدیک اور پاس محاورہ عرب میں ایسے مقام پر متعلیٰ جو کہ جس میں ملکیت غیر ثابت ہوئی ہو اسی واسطے کہنے والا کہل
 ہو گیا کہ ہاں محاورہ میں اس طرح نہیں پڑتے ہیں لیکن اگر اسکو اس طرح سمجھا جائے کہ یہ تیرا مال میرے پاس ہے اس کے
 یہ معنی کہ تو مجھ سے لینا اور یہ ہو سکتا ہو۔ اگر کسی نے کسی شخص کے نفس کی کفالت کی اور اسکو طالب کے سپرد کر کے برہنہ ہو گیا
 پھر طالب نے مطلوب کا دامن پکڑا پس کہل نے کہا کہ تو اسے چھوڑ دے میں اور میں اپنی کفالت پر ہوں یا یوں کہا کہ چھوڑ دے
 میں ویسے ہی اپنی کفالت پر ہوں اور اسے ایسا ہی کیا تو یہ کفالت اُس پر لازم ہوگی اور وہ اسی طرح جیسے پہلے تھا اُس کے
 نفس کا کہل ہو گا اور یہ کفالت از سر نو پیدا ہوئی کیونکہ جب طالب نے اُس کے کہنے سے اُس کا دامن چھوڑا تو دلالت سمجھا گیا
 کہ اُسے قبول کیا بلکہ انی الذخیرہ اور اگر طالب نے اُس کے کہنے سے مطلوب کو نہ چھوڑا تو یہ شخص کہل نہ ہو جائیگا کیونکہ کفالت بدقول
 طالب کے صحیح نہیں ہوتی ہو اور وہ نہ پایا گیا یہ فضول محاورہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک شخص سے کہا کہ جو تو نے
 فلاں شخص کے ہاتھ پر لیا وہ مجھ پر تو یہ جائز ہو کیونکہ کفالت کی اضافت سببِ وجوب کی جانب ہو اور کفالت کو آئندہ
 وقت کی طرف نسبت کرنا لوگوں کے تامل کی وجہ سے جائز ہو یہ محیط شری میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کسی پر کچھ دعویٰ کیا
 اور دعویٰ علیہ نے اُس سے انکار کیا پھر ایک شخص نے کہا کہ جو تو نے فلاں شخص پر دعویٰ کیا ہو وہ مجھ پر یعنی میں اُسکو دینگا
 تو یہ شخص ضامن ہو جائیگا اور اگر ایسا لفظ کہا کہ جبکہ معنی زمانہ آئندہ کے بھی ہو سکتے ہیں مثلاً عربی میں صیغہ مضارع کے ساتھ
 دعویٰ سے بیان کیا تو یہ شخص ضامن ہو گا یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی سے کہا کہ تو ہر روز فلاں شخص کو ایک رقم
 دیدیا کر میں تیرے واسطے ضامن ہوتا ہوں اور اُس نے دیدیا نہ کیا کہ اُس پر بہت مال ہو گیا پھر حکم دینے والے نے کہا کہ
 اس قدر مال دیدینا میرا مقصد نہ تھا تو یہ سب مال اُسکو واکرنا واجب ہو یہ خزائنہ المفتین میں لکھا ہے۔ اور اگر یہ کہا کہ یہ مال
 مجھ پر اُس وقت تک ہے کہ جب تک دونوں باہم ملاقات نہ کریں یا باہم کچھ نہ ہوں یا ایک دوسرے کے پاس نہ پہنچیں تو وہ شخص
 اسی وقت تک کہل ہو گا جو اُس نے بیان کیا ہو یہ ظہیر میں لکھا ہے اور اگر کہا کہ میں اُس وقت تک ضامن ہوں کہ جب تک
 دونوں کچھ نہ ہوں یا باہم ملاقات نہ کریں تو کہل ہو گا کیونکہ اُس نے یہ بیان کیا کہ اُس نے نفس کی کفالت کی ہو یا مال کی یہ
 فقہاء قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ آشناے فلاں برن تو فقہ ابو جعفر نے فرمایا کہ نفس کا کہل ہو جائیگا
 اور فقہ ابواللیث نے فرمایا کہ کہل ہو گا مگر لوگوں کا عرف ویسا ہو جیسا فقہ ابو جعفر نے فرمایا ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان
 اور واقعات میں ہے کہ فتوے اسی پر ہو کہ وہ کہل ہو جائیگا یہ ظہیر میں لکھا ہے اور اگر یہ کہا کہ فلاں شخص میرا آشنا ہے
 یا فلاں شخص آشنا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ نفس کا کہل ہو جائیگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور کہے میں ہے کہ اسی پر فتوے
 دیا گیا ہے یہ تاتارخانیہ میں لکھا ہے مترجم کہتا ہے کہ فلاں آشناے من است یا فلاں آشناست ایسے معنی میں متعلیٰ ہوتے ہیں
 کہ جس سے کفالت ثابت ہو اور دو محاورہ میں لکھا استعمال ایسے معنی پر ثابت نہیں ہوتا واللہ اعلم۔ اگر کسی نے کہا
 کہ میں تیرے واسطے اسکی شناخت کی ضمانت کرتا ہوں تو کہل ہو جائیگا اور یہ کہنا نذر لہ اس کے ہے کہ کہا کہ میں تیرے پاس
 اس بات کی ضمانت کرتا ہوں کہ میں تجھے اسکا پتہ دوں گا یا تجھے واقف کر دوں گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ فلاں شخص
 کی شناخت نشاندہی کرادینا مجھ پر تو مشائخ نے فرمایا کہ اُس پر واجب ہے کہ اُسکا پتہ دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے
 اگر کسی نے کہا کہ انچہ تیرا فلاں ست من بدہم یعنی جو کچھ تیرا فلاں شخص ہے ہو اُسکو میں دوں گا تو یہ وعدہ ہو کفالت
 نہیں ہے اور اگر یہ کہا کہ انچہ تیرا فلاں ست من جواب گویم تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ عرف کی راہ سے یہ کفالت ہے

کہ جو کچھ فلاں
 کا ضمانت اسکا
 جواب گویم

اور امام ظہیر الدین کفالت نہوئے پر قوسے دینے تھے اور اسی طرح اس قول میں کہ جواب مال تو بر من یا جواب مال تو من بلویم
یہ فرماتے تھے کہ کفالت نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر کسی نے کہا کہ پذیر فتم تو یہ ضمانت صحیح ہو اور اگر کہا کہ قبول کر دم تو اس میں
متاخرین کے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا ہو کہ کفالت ہوگی اور بعضوں نے کہا اگر کفالت کا ارادہ کیا تو ہو جائیگی اور اگر نہ
ارادہ کیا تو وعدہ ہوگا کفالت ہوگی اور اگر کسی نے کہا ہر چہ توبہ سے آید بر من تو یہ کفالت ہوگی اور اگر یہ کہا کہ ہر چہ توبہ بظان
مجبکہ بر من یہ صحیح نہیں ہو یہ فرزانہ المفتین میں لکھا ہو۔ اور اگر کوں کہا کہ پذیر فتم بظان را کہ فردا بتو تسلیم کنم تو یہ کفالت
مطلقا ہو کیونکہ اسکا یہ کنا پذیر فتم بظان را پوری کفالت ہو اور یہ کہنا کہ بتو تسلیم کنم یہ کفالت میں داخل نہیں ہو بظان اس صحت
کے کہ اگر کہنے کا کہ میں کل کے روز بظان شخص کی ذات کا کفیل ہوں تو اس مسئلہ پر قیاس کر کے اگر کہا کہ پذیر فتم تن بظان را
کہ ہر گاہ طلب کنی تو تسلیم کنم یہ کفالت مطلقا ہوگی جسے کہ اگر اس کے طلب کرنے سے پہلے اس کے سپرد کہ دیا تو بری ہو جائیگا
اور اگر کوں کہا کہ ہر گاہ طلب کنی بظان را تن اور پذیر فتم تو بعض مثال نے فرمایا کہ قبل اس کے طلب کرنے کے کفیل ہوگا اور
یہ مسئلہ واقع ہوا تھا کہ چہر قوسے ہو چکا ہو اور اگر کوں کہا کہ اگر مال تو بر بظان ضرور دمن جواب گویم تو یہ کفالت ہوگی اور اگر
کہا کہ اگر بظان آنا وقت مال تو بظان دمن جواب گویم یا کہا کہ توادک اندون من جواب گویم تو یہ کفالت صحیح ہوگی یہ فضول
علاوہ میں لکھا ہو۔ اور امام علی سعدی سے منقول ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ اگر من بظان را حاضر توا نم کردن جواب آن مال
بر من تو یہ کفالت ہوگی اور بظان نفی میں ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ جو تیرا قرض بظان شخص پر ہو اسکو میں مجھے
وید دنگا یا تیرے سپرد کرد دنگا یا تجھے ادا کرد دنگا تو کفیل ہوگا تا وقتیکہ کوئی ایسا لفظ نہ بے کہ جس سے معلوم ہو کہ اس نے اپنے اوپر
لازم کر لیا ہو اور امام ظہیر الدین فرماتے تھے کہ اگر ان لفظوں کو بلا شرط لایا تو کفالت ہوگی اور اگر شرط کے ساتھ لایا اور کہا کہ اگر بظان
شخص جو تیرا مال اسپر ہو نہ ادا کرے گا تو میں ادا کرد دنگا یا میں وید دنگا تو کفیل ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک قوم مسیحین کو
ضامن کیا کہ ہر چہ شما را از بظان آید بر من تو اس ضمانت سے اسپر کچھ واجب ہوگا کیونکہ از بظان آید محل لفظ ہو یہ
فرزانہ المفتین میں لکھا ہو۔ اور نوادر میں سماعہ میں امام محمد سے روایت ہو کہ کسی شخص کا دوسرے پر مال آتا ہو
سچہ طالب سے ایک شخص نے کہا کہ جو تیرا بظان شخص ہے آتا تو میں تیرے لیے اسکا ضامن ہوں کہ میں اس سے اپنے قبضہ
میں لیکر چھو دیکر وید دنگا تو امام محمد نے فرمایا کہ اسپر اس ضمان کی وجہ سے یہ واجب ہوگا کہ اپنے پاس سے ادا کرے
بلکہ یہ چاہیے کہ تقاضا کرے اسکو طالب کو ویدے اور بھی نوادر میں سماعہ میں ہو کہ اگر کسی نے کسی کے ہزار درم
غصب کیے پھر اسکے درم غصب کیے ہیں اسے اس سے جھگڑا کیا اور لے لیا یا پھر کسی شخص نے اس سے کہا کہ تو
اس سے جھگڑا نہ کر میں اس مال کا ضامن ہوں کہ لیکر تجھ کو وید دنگا تو یہ مال اس کے ذمہ لازم ہوگا اور یہ قرض کے مشابہ
نہیں ہو اور اگر غاصب نے وہ ہزار درم تلف کر دیے ہوں اور قرض ہو گئے ہوں تو یہ ضمانت باطل ہوگی صرف تقاضہ
کی ضمانت ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ امام محمد سے روایت ہو کہ کسی شخص نے کسی پر دعوے کیا کہ اسے غلام غصب
کر لیا ہو کسی شخص نے کہا کہ میں اس غلام کا جس کا کہ تو دعوے کرتا ہو ضامن ہوں تو امام محمد نے فرمایا کہ وہ ضامن
رہیگا بیانیکہ کہ غلام کو لائے اور گواہ پیش کرے پس اگر اسکو نہ لایا اور دعویٰ نہ گواہی سے اسکا استحقاق نہایت کیا
تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اگر کسی نے یہ دعوے کیا کہ اسے میرا غلام غصب کیا ہو اور وہ اسکے پاس رہ گیا ہو
پھر کسی نے کہا کہ تو اسکو چھوڑے میں غلام کی قیمت کا ضامن ہوں تو وہ ضامن ہو جائیگا اور اسی وقت اس سے

سواخذہ ہو سکتا ہو اور لوہی سے ثابت کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے یہ غلامہ میں لکھا ہو

دوسری فصل نفس اور مال کی کفالت کے بیان میں نفس کی کفالت کرنا جائز ہے کیونکہ کفیل اُسکو بیہوش کر سکتا ہو

بانیطو کہ طالب کو اُسکا مکان بنائے اور دونوں کے درمیان میں سوانح سے حلیہ کر دے یہ ہر ایمین سکھا ہو

یا اسکے دعویٰ کی موافقت کرے یا حاکم کے درمیان میں زبردستی اُسکو حاضر کرے اور اگر اُسپر قادر ہو تو قاضی کہہ دے کہ یہاں سے روئے یتیمین میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کسی شخص سے اُسکے نفس پر کوئی کفیل لیا پھر جا کر گس سے دوسرا کفیل لیا تو یہ دو کفیل ہوئے یہ ہر ایمین لکھا ہو۔ اور کفیل یہ کہ حاضر کرنے کا ضامن ہوتا ہو پس اگر کفیل یہ کہ کسی خاص وقت میں حاضر کرنا شرط کیا تو اُسکو اُسی وقت کے طلب کرنے پر حاضر کرنا لازم ہو پس اگر اُسے حاضر کیا تو خیر اور اگر انکار کیا تو حاکم اُسکو قید کرے گا کذا فی الکافی اور حکم اُس وقت ہو کہ اُسکا عجز ظاہر ہو اور اگر عجز ظاہر ہوا تو قید کرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں کہ یہ کہ طالب نے دریاں چائل ہوگا اور طالب اُس سے مطالبہ کرتا رہیگا مگر اُسکے اشغال میں حرج نہونے دیکھا کذا فی التبتین اور اگر اُسکے ساتھ بہنے سے کفیل کو ضرر ہو تو اُس سے کوئی کفیل مضبوطی کے واسطے لے لیوے یہ نہرالفاتی میں لکھا ہو

اور اول مرتبہ میں قید نہ کرے بلکہ دو تین مرتبہ کے بعد اور یہ حکم اُس صورت میں ہے کہ جب وہ کفالت کا اقرار کرتا ہو اور اگر انکار کرتا ہو پھر گواہ قائم ہوئے یا اُس سے قاضی نے قسم لی اور وہ قسم سے باز رہا تو اول ہی مرتبہ قید کرے گا کذا فی الظہیر یہ اور یہی ظاہر روایت ہے یہ نہرالفاتی میں لکھا ہو اور یہ حکم اُسی موقع پر خاص نہیں ہو بلکہ عام حقوق میں ایسا ہی ہے نہ کہ یہ میں لکھا ہو۔ اگر کفیل بال نفس رہوش ہو گیا تو حاکم کفیل کو ملے جانے کی مہلت دے گا پس اگر مدت گزری اور حاضر نہ کیا تو اُسکو قید کرے گا یہ ہر ایمین لکھا ہو۔ اور اگر وہ ایسا رہوش ہو کہ اُسکا پتہ نہیں معلوم ہو تو اُس سے مطالبہ نہوگا اور اگر دونوں نے اختلاف کیا۔ اور کفیل نے کہا کہ میں اُسکا مکان نہیں جانتا ہوں اور طالب نے کہا کہ تو جانتا ہو تو ملے جانے کا کیا جائیگا کہ اگر مطلوب کفیل حدیث کسی مقام پر تجارت کے واسطے جاتا رہتا ہو اور یہ معروف ہو تو طالب کا قول بہت ہوگا اور کفیل کو حکم دیا جائیگا کہ اُس مقام کو جائے اور اگر اُسکا اسطرح جانا معروف نہ ہو تو کفیل کا قول مستبرج ہوگا اور اگر طالب گواہ پیش کرے کہ کفیل مفذلان مقام پر ہر کفیل کو جانے اور اُسکے حاضر کرنے کے واسطے حکم دیا جائیگا یتیمین میں لکھا ہو اگر کفیل پر عہد ہو کہ دار الحوب میں جا ملے تو سچا کیا جائیگا کہ اگر کفیل اُسکے واپس لانے پر قادر ہو مثلاً جاسے اوکا ورنہ کے درمیان یہ عہد ہو کہ اگر کوئی ہمین سے مرتد ہو کر انہیں جائیگا تو جانتے حسب اطلب وہ اُسکو واپس کیے تو کفیل کو آنے جانے کی مہلت دی جائیگی اور اگر اُسکے واپس کر لانے پر قادر نہ ہو مثلاً ہمارے گئے درمیان ایسا وعدہ نہوا ہو تو کفیل سے اُسکا سواخذہ ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ واضح ہو کہ جس مقام پر یہ جائز رکھا گیا ہو کفیل کو مہلت دیکر کفیل غصہ کے لانے کے واسطے اجازت دیجائے وہاں طالب کو اختیار ہو کہ اپنی مضبوطی کے واسطے اُس سے اُسکا دوسرا کفیل لے لیوے تاکہ کفیل غائب نہوجائے کہ اُسکا حق ضائع ہوئے یتیمین میں لکھا ہو۔ اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک تصاصل ہر ہندو اور چوری میں کفالت بال نفس جائز ہے لیکن اُسپر جبر نہ کیا جائیگا بلکہ اگر اُسکا نفس کفیل دینے پر خوش ہو تو لیا جائیگا یہ محیط خرمی میں لکھا ہو۔ مگر جو حدود خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جیسے شراب خواری کی حد یا حد زنا یا بعضوں کے نزدیک چوری کی حد پس انہیں کفالت بال نفس جائز نہیں ہے اگرچہ اُسکا نفس اضی ہو یہ کفا یہ میں لکھا ہو۔ اور جب کہ اُس کفیل دینے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا تو عدی اُسکا دانگیر رہیگا یا نہ کہ اگر قاضی کی کچھری سے اُس نے تمک اُسے

گواہ پیش کیے تو خیر و نہ اسکی راہ چھوڑ دیکجا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور شمس اللائمہ سرخی نے ذکر کیا ہو کہ خطا سے مجروح یا مقتول کرنے یا اسی قسم کے اور زخمون میں متین قصاص متین آتا ہو اور کل وہ چیزیں جنہیں تفریر واجب ہوتی ہو مطلوب ہو جبر کیا جائیگا کہ قاتل دیوے کیونکہ یہ دعوے اور مال کا دعوے یکساں ہو یہ نہایت میں لکھا ہو۔ اور حدود و قصاص میں قید نہ ہوگا یا نہ ہو کہ دو گواہ کہ جبکہ حال پوشیدہ ہو یا ایک گواہ عادل کہ جسکے عادل ہونے کو قاضی جانتا ہو گواہی نہ دین کذا فی الکافی اور مال کی کفالت کرنا جائز ہو خواہ مال معلوم ہو یا مجهول ہو خواہ کفول عنہ کے حکم سے ہو یا نہ ہو اور طالب مختار ہوگا کہ چاہے اھیل سے مطالبہ کرے یا کفیل سے یہ سراجیہ میں لکھا ہو اور اگر اُسے ایک سے مطالبہ کیا تو دوسرے سے مطالبہ کر سکتا ہو اور اُسکو یہ اختیار ہو کہ دونوں سے مطالبہ کرے کذا فی الہدایہ

فصل فی کفالت سے بری ہونے کے بیان میں۔ ہجائے اصحاب نے فرمایا کہ کفالت بالنفس جب صحیح ہو گئی ہو تو اُس سے بری ہونا ان تین صورتوں میں سے ایک صورت سے ہو سکتا ہو یا تو مکفول عنہ کو طالب کے سپرد کرے یا مکفول لہ اس کفیل کو بری کرے یا مکفول عنہ مر جائے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور جب کفیل نے مکفول کو ترک کر دیا تو مکفول کہ کو ایسے مقام پر سپرد کر دیا کہ جان اُس سے خصوصت کر سکتا ہو مثلاً شہر ہو کہ جہین نالش کر سکتا ہو تو کفیل بری ہو جائیگا کذا فی الکافی خواہ طالب اُسکو مان لے یا نہ مانے یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اور اگر کفیل نے مکفول عنہ کو کسی جنگل یا میدان میں مکفول لہ کے سپرد کیا تو بری ہوگا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی شہر میں کفالت کی اور دوسرے شہر میں اُسکو سپرد دیا تو امام اعظم رہے نزدیک بری ہو گیا اور صاحبین کے نزدیک بری ہوگا کذا فی الہدایہ اور صاحبین کا قول اوجہ ہو کذا فی فتح القدیر اور یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ یہ شرط نہ ہوئی ہو کہ جس شہر میں کفالت واقع ہوئی ہو اس میں سپرد کیا جائے اور اگر یہ شرط ہوئی ہو تو صاحبین کے نزدیک بری ہوگا اور امام اعظم رہے قول میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو یہ کفالت یہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے اس شرط پر کفالت کی کہ قاضی کی کچھری میں سپرد کر گیا اور اُسے بازار میں سپرد کیا تو بری ہو جائیگا کذا فی الکافی اور امام حنفی نے فرمایا کہ تاخرین مشائخ کہتے ہیں کہ یہ حکم اُس زمانہ کی عادت کے موافق ہو اور ہائے زمانہ میں جس جگہ سپرد کرنا شرط کیا ہو وہاں کے سوا دوسری جگہ سپرد کرنے سے بری ہوگا کذا فی فایہ البیان اور کبرے میں لکھا ہو کہ اسی پر فتوے ہو یہ تاثر خانہ میں لکھا ہو۔ اگر کفیل کے ذمہ شرط لگائی کہ اُسکو امیر کے پاس بھیجے سپرد کرے اور اسے قاضی کے پاس پہنچایا قاضی کے پاس سپرد کرنے کی شرط لگائی اور اُسے امیر کے پاس سپرد کیا یا یہ شرط لگائی کہ اس قاضی کے ہاٹن سپرد کرے پھر اُس جگہ دوسرا قاضی مقرر ہوا اور اُسے اُسکے سامنے سپرد کیا تو بری ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ابو حامد رہے پوچھا کہ کسی نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی اور مکفول لہ اپنی برادری کے ساتھ خانقاہ میں بیٹھا تھا پھر کفیل مکفول عنہ کو لیکر آیا اور اس برادری کے سپرد کر دیا اور کفیل نے اُس سے کہا کہ یہی مکفول عنہ ہو اور مکفول عنہ وہاں نہ بیٹھا بلکہ چلا اور دوسرے دروازہ سے نکل گیا تو کیا اس قدر سے سپرد کرنا ہو جاتا ہو انہوں نے فرمایا کہ ہاں یہ تاثر خانہ میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک شخص کے نفس کی کفالت اس شرط کے ساتھ کی کہ اگر میں فلان وقت اسکو طالب کے پاس نہ پہنچا دوں تو جو مال اُسکا اس پر ہو وہ کفیل پر ہوگا اور کفیل نے کفالت میں یہ بھی شرط کی کہ اگر بڑی مسجد میں اسکو طالب سے ملائے تو وہ کفالت سے بری ہوگا پھر اسی وقت بڑی جگہ

کے سپرد کرے پھر اسکو قید خانہ بھیج دے یہ قادیان قاضی ان میں لکھا ہو۔ ایک مکفل بہ قرضہ کی وجہ سے قید تھا پھر اسکو قاضی نے طالب کی خصوصیت کی وجہ سے نکالا اور کفیل نے کہا کہ میں نے اسکو مجھے سپرد کیا پس اگر یہ کلام قاضی کے سامنے کہا تو کفالت سے بری ہو گیا اور اگر قاضی کی مجلس کے سوا دوسری جگہ کہا اور اس پر قاضی کے اچھی کا پرہ ہو تو بری نہ ہوگا امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے نفس کی کفالت کی اور قاضی کی مجلس میں وہ شخص جن لوگوں کے ساتھ قید سے لایا گیا ہو طالب کے سپرد کیا تو بری نہ ہوگا اور اگر کفیل کفالت میں قید کیا گیا پس اگر مکفل بہ خون کے باب میں قید ہو تو کفیل پر مواخذہ کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے اور اگر کفیل قید کیا گیا اور مکفل بہ کا بیض شہرہ میں مسافر ہونا معلوم ہوا تو قاضی اس طالب کو حکم دیگا کہ اس کفیل کے نفس کا کوئی کفیل لیکر اسکو قید خانہ سے نکالے تاکہ وہ مکفل بہ کو لائے اور اسی طرح اگر کفیل قرضداری کی وجہ سے قید کیا گیا اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اسکا کچھ مال اس شہر میں نہیں ہے اور اسکا مال خراسان میں ہے تو قاضی اسکو نکالے گا اور اسے طالب کو حکم دیگا کہ بقدر دوری کے اس کے نفس پر کوئی کفیل لے لے یوں اور اسکا مال فروخت کر کے اسکا قرضہ ادا کرے گا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کے نفس کی کفالت کی اور یہ نہ کہا کہ جب میں تیرے سپرد کروں تب بری ہوگا پھر اسے سپرد کر دیا تو بری ہو گیا یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ لیکن اسکی کئی صورتیں ہیں یا تو اسکو طالب کی خواہش کے بعد سپرد کیا یا اس سے پہلے سپرد کیا پس اگر اس کے طلب کرنے کے بعد سپرد کیا تو بری ہو جائیگا اگر چہ یہ نہ کہنا ہوئے کہ میں نے کفالت کی راہ سے تیرے سپرد کیا ہے اور اگر بدون طالب کی طلب کے سپرد کیا تو جب تک یہ نہ کہے کہ میں نے کفالت کی راہ سے مجھے سپرد کیا ہے بری نہ ہوگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے اور اگر کفیل نے مکفل عنہ کو طالب کے سپرد کیا اور اس نے قبول کرنے سے انکار کیا تو مقبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا یہ تمہید میں لکھا ہے۔ اگر ایک مہینہ تک کے واسطے کسی کے نفس کی کفالت کی پھر مہینہ سے پہلے اسکو سپرد کیا تو بری ہو جائیگا اگر چہ مکفل بہ قبول کرنے سے انکار کرے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اگر مطلوب اپنے نفس کو کفالت کی راہ سے خود سپرد کرے تو کفیل بری ہو جائے گا اور کفیل کے وکیل اور اس کے اچھی کے سپرد کرنے سے بھی بری ہو جائے گا یہ کہ زمین لکھا ہے۔ اور برائت کی شرط یہ ہے کہ یہ لوگ سب یہ کہیں کہ ہم نے کفالت کی راہ سے تیرے سپرد کیا یہ میں میں لکھا ہے۔ پھر امام محمد رحمہ نے اس مسئلہ میں یہ بھی شرط لگائی ہے کہ اس کفیل کا نام لیا جائے اور شیخ الاسلام خواہر زاوہ نے فرمایا کہ ہمارے مشائخ نے فرمایا ہے کہ کفالت کی جہت سے سپرد کرنا لازمی شرط ہے لیکن فلاں شخص کی کفالت سے سپرد کرنے کی ائوت احتیاج ہوگی کہ جب اس کے نفس کے دو کفیل ہوں کہ ہر ایک علیحدہ عقد پر کفیل ہو اور اگر اس کے نفس کا ایک ہی کفیل ہو تو فلاں شخص سے ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی اجنبی آدمی نے جسکو سپرد کرنا حکم نہیں دیا گیا ہو مکفل بہ کو طالب کے سپرد کیا اور کہا کہ میں نے کفیل کی طرف سے سپرد کیا ہے پس اگر طالب نے قبول کر لیا تو کفیل بری ہو گیا اور اگر خاموش رہا اور قبول کا لفظ نہ کہا تو بری نہ ہوگا اور اگر قاضی یا اس کے امین نے مدعا علیہ سے کوئی کفیل بالنفس مدعی کی خواستگاری سے یا بدون خواستگاری کے طلب کیا اور کفیل نے قاضی کے سپرد کر دیا تو بری ہو جائیگا اور اگر طالب کے سپرد کیا تو بری نہ ہوگا۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قاضی یا امین نے یہ کفالت طالب کی طرف منسوب نہ کی ہو اور اگر منسوب کی اور کہا مدعا علیہ سے کہ مدعی مجھے کفیل بالنفس چاہتا ہے اسکو جسے اور کفیل نے قاضی یا اس کے امین کے سپرد کر دیا تو بری نہ ہوگا اور اگر طالب کے سپرد کیا تو بری ہو جائیگا یہ قاضی جان میں لکھا ہے۔ اگر طالب نے کسی شخص کو واسطے وکیل کیا کہ اسے واسطے مطلوب سے

کفیل بالنفس لیوے تو اسکی دھوڑ میں یا تو وکیل کفالت کو اپنی طرف منسوب کرے یا پس اس صورت میں کفیل سے مطالبہ کرے یا حق وکیل کو ہوگا اور اگر اسے کفالت موکل کی طرف منسوب کی تو حق مطالبہ موکل کو ہوگا اور اگر وکیل نے مطالبہ موکل کے سپرد کر دیا تو اتنا نامہ دونوں صورتوں میں بری ہو جائیگا کذا فی الذخیرہ اور اگر اسے وکیل کے سپرد کیا پس اگر وکیل نے اضافت کفالت اپنی طرف کی تھی تو بری ہوگا ورنہ نہیں بری ہوگا یہ تا تا رخائینہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک جماعت نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی اور سب کی ایک ہی کفالت ہو چر نہیں سے ایک نے اسکو حاضر کیا تو سب بری ہو گئے اور اگر کفالت سب کی جدا جدا ہو تو باقی لوگ بری نہ ہو گئے یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اگر مکفول بالنفس مرگیا تو کفیل بالنفس کفالت سے بری ہو گیا کذا فی اللہ خواہ مکفول بہ غلام ہو یا آزاد ہو دونوں میں کچھ فرق نہیں ہو کذا فی فتح القدر اور ایسے ہی اگر کفیل مرگیا تو بھی بری ہو گیا یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ کفیل بالنفس نے اگر طالب کو اپنے نفس کا کوئی کفیل دیا پھر حیل مرگیا تو دونوں کفیل بری ہو جائیں گے اور اسی طرح اگر پہلا کفیل مرگیا تو دوسرا کفیل بری ہو جائیگا یہ خفایہ قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے دوسرے کی نفس کی کفالت کی پھر طالب مرگیا تو کفالت بالنفس اپنی حالت پر باقی ہو چر اگر کفیل نے مکفول بہ کو میت کے وحی کے سپرد کیا تو بری ہو گیا خواہ ترکہ میں قرض ہو یا نہواں اگر اسے مکفول بہ کو وارث میت کے سپرد کیا پس اگر ترکہ میں قرض ہو تو بری ہوگا خواہ وہ قرض تمام ترکہ کو گھیرے ہوئے ہو یا نہیں اور اگر ترکہ میں قرض نہ ہو تو جسکے سپرد کر دیا ہو خاصہ اسی کے حصہ سے بری ہوگا اور اگر ترکہ کا مال قرض سے زیادہ ہو اور میت نے تنائی مال کی وصیت بھی کی ہو پھر کفیل نے مکفول یہ کسی وارث یا وصی کے سپرد کیا یا قرض خواہ کے سپرد کیا تو بری ہوگا اور اگر ان تینوں لوگوں کے سپرد کیا تو شمس اللہ رحمہ فرمائی کہ اصح یہ ہے نزدیک ہے ہو کہ بری ہوگا یہ ظہر یہ میں لکھا ہے پس اگر وارث نے قرضہ اور وصیت داکر دی تو کفیل کو وارثوں کے سپرد کرنا بھی جائز ہو اور بری ہو جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ کسی شخص نے ایک شخص کے واسطے ایک ہزار درم کی کفالت کی پھر طالب مرگیا اور کفیل اسکا وارث ہوا تو کفیل کفالت سے بری ہوا اور وہ مال مکفول عنہ پر بحالہ باقی رہا اور اگر کفالت اس کے بلا حکم تھی تو مطلوب بھی بری ہو جائیگا کیونکہ جب طالب مرگیا تو یہ مال اس کے وارثوں کی میراث ہو گیا اور اگر طالب کے حیات میں کفیل بہ وغیرہ سے اس مال کا مالک ہوا تو مکفول عنہ سے لے سکتا ہے بشرطیکہ کفالت اس کے حکم سے ہو اور اگر اس کے بلا حکم ہو تو نہیں لے سکتا ہے اور ایسے ہی اگر میراث کی وجہ سے مالک ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ سب جو مذکور ہوا اس صورت میں تھا کہ جب طالب مرگیا اور کفیل اسکا وارث ہوا اور اگر یہ صورت ہو کہ طالب مرگیا اور مکفول عنہ اسکا وارث ہوا تو کفیل بری ہو گیا کیونکہ جب اصل وارث ہوا تو مالک ہوا اور بری ہو گیا اور اصل کی برات سے کفیل بری ہو جاتا ہے اور اگر مطلوب وارث کے ساتھ طالب کا کوئی دوسرا بیٹا ہو تو کفیل بقدر حصہ مطلوب کے بری ہوگا اور دوسرے بیٹے کے حصہ کے قدر اس پر باقی رہیگا یہ خفایہ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اصل کے ادا کرنے یا طالب کے اسکو بری کر دینے سے کفیل بری ہو جاتا ہے کذا فی الکافی اور شرط یہ ہے کہ اصل اس برات کو قبول کرے اور قبول کرنے یا انکار کرنے سے پہلے اسکا مرجع قائم مقام قبول کرنے کے ہو یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اگر اسے اس برات کو رد کر دیا تو رد ہو جائیگی اور طالب کا قرضہ بحالہ باقی رہیگا اور سب سے مشایخ نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا وہ قرضہ پھر کفیل کی طرف محدود کر گیا پس بعضوں نے کہا محدود کر گیا اور بعضوں نے کہا نہیں محدود کر گیا یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے اگر طالب مال بوجہ مطلوب ہو سکیا اور قبل انکار کرنے کے مرگیا تو کفیل بری ہو گیا اور اگر نہ مرا اور اسے بہت سے انکار کیا تو اسکا انکار صحیح ہے اور مال اس پر

اور کفیل پر سجالہ باقی رہیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر بری کرنا یا یہ کرنا مطلوب کی موت کے بعد واقع ہوا اور اس کے وارث قبول کرین تو صحیح ہو اور اگر انھوں نے انکار کیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک رد ہو جائیگا اور ابراہیم اہل ہوگا کیونکہ اس کے مرنے کے بعد بری کرنا وارثوں کے لیے ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ انکے رد کرنے سے رد نہ ہوگا جیسا کہ اگر اس کی زندگی میں برات واقع ہوئی چہرہ کفیل کرنے یا انکار کرنے سے پہلے مر گیا تو وارثوں کے انکار سے رد نہ ہوگا یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اور اگر اسے کفیل کو بری کیا تو صحیح ہو خواہ قبول کیا یا نہ کیا اور کفیل اپنے امیل سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر قرضہ اس کو یہ کیا یا اسے صدقہ میں دیدیا تو اس کے قبول کرنے کی احتیاج ہو اور جب اسے قبول کر لیا تو امیل سے لے سکتا ہو کذا فی خاتمہ البیان پس کفیل کے حق میں بری کرنا یا اس کو یہہ کرنا مختلف ہو کہ بری کرنے کی صورت میں اس کے قبول کی احتیاج نہیں ہو اور یہہ اور صدقہ میں اس کے قبول کرنے کی ضرورت ہو اور امیل کے حق میں بری کرنے اور یہہ کرنے اور صدقہ کرنے کی ایک ہی صورت ہو کہ ب میں قبول کرنے کی حاجت ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اگر مرض نے اپنے وارث کو کفیل بال نفس سے بری کیا تو جائز ہو کیونکہ مرض الموت کا مرض ایسے امور میں جن میں وارثوں یا قرضہ دہندوں کا حق متعلق نہ ہو ہنسہ شدہ ریت کے ہو اور کفالت بال نفس سے ان لوگوں کا حق متعلق نہیں ہو کیونکہ کفالت بال نفس نہیں ہو اور اسی واسطے اگر کفیل بال نفس کوئی اجنبی ہو اور اس کو مرض نے بری کیا تو برات خطہ تہائی ترکہ سے معتبر نہیں ہوتی اور اسی طرح اگر کفیل بال نفس سوا وارث کے ہو اور مرض پر اس قدر قرضہ ہو جو تمام ترکہ کو گھیر ہوئے ہو اور اسے کفیل کو بری کیا چہرہ اس مرض میں مر گیا تو جائز ہو یہ محیط خسی میں لکھا ہو اگر طالب نے کفیل کو بری کیا تو وہ بری ہو گیا امیل بری ہوگا اور اگر کفیل نے اس حق سے جو اسے اپنے ذمہ واجب کر لیا ہو صلح کر لی تو امیل بری ہوگا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کفیل یا امیل نے ہزار درم سے جو اس پر آتے ہیں پانچ سو صلح کر لی پس صلح میں یا دونوں کی برات ذکر کی تو دونوں بری ہو جائینگے یا امیل کی برات ذکر کی تو بھی می حکم ہو یا کچھ شرط نہ لگائی تو بھی یہی حکم ہو یا یہ شرط کی کہ کفیل بری ہو نہ ہو تو پانچ سو سے خطہ ہی بری ہوگا اور ہزار درم امیل پر رہے کذا فی التبین پس طالب اگر چاہے تو پورا قرضہ اپنا امیل سے لے لے یا پانچ سو درم امیل سے اور پانچ سو کفیل سے لے لے اور کفیل نے حقد را د کیا ہو امیل سے لے لے یا کچھ شرط لیکہ صلح اس کے حکم سے کی ہو اور اگر اس کے بلا حکم صلح کی تو نہیں لے سکتا ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اگر کفیل نے کفول لے کو کسی دوسرے شخص پر جو اللہ کو دیا کہ اس سے لے لے اور کفول لے اور محال علیہ نے قبول کر لیا تو کفیل اور کفول عہد بری ہو گئے یہ سراج الوماج میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے نفس کی کفالت کی پھر طالب نے اقرار کیا کہ کفول یہ کی طرف میرا کچھ حق نہیں ہو تو اس کو یہ اختیار باقی ہو کہ کفیل سے کفول بے کے سپرد کرنے کے لیے مو اخذ کرے اور اگر اقرار کیا کہ کفول بال نفس کی جانب کچھ حق میری طرف سے نہ غیر کی طرف سے نہ وصیت سے نہ ولایت سے نہ وکالت سے کسی وجہ سے نہیں ہو تو کفیل کفالت سے بری ہو گیا کذا فی الخلاصۃ اور اگر یہ اقرار کیا کہ میرا کچھ حق کفیل کی طرف نہیں ہو تو کفیل بری ہو گیا اور جب حقد حقوق کفیل کی جانب طالب کے لیے ثابت تھے سب اس اقرار سے جاتے تھے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے کسی شخص کے لیے غلام پد ہزار درم قرضہ کی ضمانت کی اور غلام اس پر برہان لایا کہ کفالت سے پہلے میں نے یہ قرضہ ادا کر دیا ہو تو وہ بری ہوگا نہ کفیل اور اگر اس پر برہان پیش کی کہ کفالت کے بعد ادا کر دیا ہو تو دونوں بری ہو جائینگے یہ سراج الوماج میں لکھا ہو۔ اگر کفیل نے امیل کو قرضہ طالب کو ادا کرنے سے پہلے بری کیا یا اس کو یہہ کر دیا تو جائز ہو یا نہ ہو کہ اگر بعد اس کے کفیل نے طالب کو ادا کیا تو امیل سے نہیں لے سکتا ہو یہ امام قاضی حاکم مجہری نے ذکر کیا ہو یہ نہا یہ میں

لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب المآثر میں فرمایا کہ کفیل بالنفس نے وہ قرضہ جو کفول پر ہوتا ہو اس شرط پر ادا کیا کہ اسکو کفالت بالنفس سے بری کر دے اور اُسے ایسے ہی کیا تو ادا کرنا اور بری کرنا دونوں جائز ہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مطلوب نے طالب کا قرضہ ادا کر دیا تو کفیل بالنفس بری ہو گا جب کہ طالب مطلوب پر دوسرے شخص کا دعوے کرنا ہو یہ تا نا ر خانیہ میں لکھا ہو۔ کفیل بالنفس نے اگر کسی قدر مال پر کفالت ماقط کرنے کے واسطے صلح کی تو اس مال کا لینا صحیح نہیں ہے اور کفالت ماقط ہو جانے کی دہرہ اتین میں ایک یہ ہے کہ ماقط ہو جائیگی کذا فی الفصول الاشر و شینہ و اسی پر فتوے یہ یہ ذیفرہ میں لکھا ہو۔ اگر نفس مال دونوں کا کفیل ہو اور اُسے کفالت بالنفس سے بری ہونے کی شرط پر صلح کر لی تو اس کفالت سے بری ہو جائیگا یہ فصول اشر و شینہ میں لکھا ہو۔ اگر کفول نے کفیل سے کہا کہ تو نے مال سے میری طرف سے برائت کرنی تو یہ اُسکا اقرار ہے کہ میں نے تمام مال یا پانچے کہ اگر کفیل نے اہل کے حکم سے کفالت کی ہو تو اس سے وہ مال لے سکتا ہو اور اگر کفیل سے کہا کہ میں نے تجھکو بری کیا تو یہ بری کرنا ہی نہیں ہے اقرار ہے کہ میں نے کفیل سے مال لیکر قبضہ میں کیا ہے کفیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اہل سے لے لے اور اگر طالب نے کفیل سے کہا کہ تو نے برائت کرنی اور یہ نہ کہا کہ میری طرف سے تو امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ صرف برائت ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ قبضہ کیلئے کا اقرار ہے کذا لکافی اور امام اعظم رحمہ کے نسبت بعضوں نے کہا کہ وہ اس مسئلہ میں امام ابو یوسف رحمہ کے ساتھ ہیں اور اسی کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے اور یہی احتمال اقرب ہے یہ غایہ میں لکھا ہو اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جب طالب غائب ہو اور اگر حاضر ہو تو اس سے دریافت کیا جائیگا کہ تیرے اس کہنے سے کیا مراد تھی یہ اختیار میں لکھا ہو۔ اور ہمیں اختلاف نہیں ہے کہ اگر اُسے نوشتہ میں لکھا ہو کہ کفیل نے جحد و رمون کی کفالت کی تھی اس بری ہو گیا تو یہ قبضہ کا اقرار ہے نہ نہ الفائق میں لکھا ہو۔ اگر طالب نے کفیل سے کہا کہ تو مال سے حلت میں ہو تو باجماع ائمہ اربعہ یہ قول نہ لے اسکے ہے کہ میں نے تجھکو بری کیا کیونکہ یہ لفظ محاورہ میں صرف برائت کو دینے کے معنی میں آیا ہو نہ یہ کہ قبضہ کر لینے کی وجہ سے برائت ہو یہ معراج الدرایہ میں لکھا ہو۔ اگر ثمن کی کفالت کی ہے بیع کا کوئی متقی پڑا تو کفیل بری ہو گیا اور اسی طرح اگر اسکو بیع کی جیسے قاضی کے حکم سے یا بدون حکم قاضی واپس کیا یا خیار روایت یا خیار شرط کیو جسے واپس کیا تو بھی ایسا ہی ہے۔ اگر مشتری نے ثمن بالغ کے کسی قرضہ کو دیدینے کی کفالت کر لی ہے بیع کا کوئی متقی لکھا تو کفیل بری ہو گیا اور اگر بیع کے قاضی کے حکم سے یا بلا حکم واپس کر دی تو بری ہو گا یہ سبہ الرائق میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اُسکے مہر کا شوہر کی طرف سے کوئی شخص کفیل ہو گیا ہے دخول واقع ہونے سے پہلے عورت کی طرف سے حیاتی واقع ہونے سے تمام مہر ماقط ہو گیا یا دخول سے پہلے طلاق دیدینے کی وجہ سے نصف مہر ماقط ہو گیا تو پہلی عورت میں کفیل تمام مہر سے بری ہو گا اور دوسری عورت میں آفس مہر سے بری ہو گا اور اگر کسی عورت نے اپنا نکاح کسی شخص سے کیا اور ہزار درہم مہر قرار پا یا اور اپنے شوہر کو حکم دیا کہ میرے قرضہ کے واسطے تو اسکا ضامن ہو یا قرضہ کو میرے حوالہ کر دیا وہ اسکا کفیل ہو گیا ہے دخول سے پہلے عورت کی طرف سے حیاتی واقع ہوئی کہ جس سے تمام مہر ماقط ہو گیا تو شوہر کفالت سے بری ہو گا اور جب کفالت باقی رہی اور شوہر نے وہ مال ادا کر دیا تو جحد و رمون ادا کیا ہو اسکو عورت سے دیکھا اور اسی طرح اگر دخول سے پہلے شوہر نے اسکو طلاق دیدی تو بھی وہ ضامن ہو گا مگر شہد و نصف کے افس سے واپس لے سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کفالت سے بری کرنے کو شرط کے ساتھ تعلق کرنا جائز نہیں ہے

کذا فی المہادیہ اور یہی ظاہر ہو کذا فی قایمۃ البیان اور بعض روایت میں آیا ہو کہ یہ صحیح ہو یہ براہ میں لکھا ہو اور فتح المکی
 میں ہو کہ یہی اوجہ ہو۔ اور عنا یہ میں لکھا ہو کہ اجنبیوں نے اختلاف روایت میں کیا یہ وجہ بیان کی ہو کہ جائز نہو نا
 اس صورت میں ہو کہ جب شرط محض شرط ہو کہ اس سے طالب کا کچھ نفع نہو مثالیوں کے کہ جب کل کا روز آویگا
 تو تو بری ہو کیونکہ یہ لوگوں میں متعارف نہیں ہو اور اگر ایسی شرط ہو کہ جمیع طالب کا نفع اور لوگوں کا معمول بھی ہو
 تو صحیح ہو نسبتے لموراصل کی برات کی تعلیق شرط کے ساتھ کرنا جائز نہیں ہو مثلاً اگر مطلوب سے کہا کہ جب کل کا روز
 آویگا تو قرضہ سے بری ہو پس یہ جائز نہیں ہو یہ محیط حسنی میں لکھا ہو۔ ایک شخص کا دوسرے پر قرض تھا اور اس نے
 قرضدار سے کہا کہ اگر میں تجھے اپنا مال لیکر قبضہ نہ کروں یہاں تک کہ تو مر جائے تو اسکی طرف سے حلت میں ہوگا پس
 یہ برات باطل ہو اور اگر طالب نے یہ کہا کہ اگر میں مر جاؤں تو تو مال سے حلت میں ہو تو یہ جائز ہو کیونکہ
 یہ وصیت ہو یہ قتائے قاضیخان میں لکھا ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ اگر طالب نے مطلوب سے کہا کہ
 جب فلان شخص قید خانہ سے نکلیگا یا اپنے سفر سے واپس آویگا تو تو قرضہ سے بری ہو پس یہ باطل ہو اور اگر مطلوب
 اس قیدی کی طرف سے ہزار درم کا فیصل ہو تو بری کرنا جائز ہو یہ محیط حسنی میں لکھا ہو۔ کسی شخص نے دوسرے
 کی طرف سے مال کی کفالت کی پھر فیصل نے مفلول لہ سے کہا کہ اگر میں اسکو کل کے روز تجھے ملا دوں تو میں مال سے
 بری ہوں پس یہ جائز ہو کیونکہ لوگوں کا اس طرح تعالٰیٰ ہو یہ قتائے قاضی خان میں لکھا ہو بہشام نے ابو یوسف رحمہ
 سے روایت کی ہو کہ اگر بیٹے کی زوجہ کے مہر کا اس شرط پر ضامن ہوا کہ اگر بیٹا یا اسکی زوجہ باہم غلوٹ اور دخول
 سے پہلے مر گیا تو ضامن بری ہو پس یہ ضمان لازم ہوگی اور شرط باطل ہو یہ فضول حمادیہ میں لکھا ہو۔ اور اگر
 فیصل یا بنفس نے کہا جب اسکو طالب دیکھے یا اس سے ملاقات کرے تو میں بری ہوں پس یہ جائز ہو اور وہ طالب کے
 دیکھنے کے وقت بری ہو جائیگا یا ایسے موضع میں اس سے ملا جان اپنا حق اس سے لے سکتا ہو تو بھی بری ہوگا یہ محیط
 حسنی میں لکھا ہو۔ مجرمین امام اعظم رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں جیرے واسطے آج
 دن پھر فیصل ہوں اور جب آج کا دن گذرنا تو میں بری ہوں پس امام نے فرمایا کہ جب دن گذر گیا تو وہ بری ہو یہ محیط میں
 لکھا ہو۔ کسی کی طرف سے کسی کے واسطے مال کی کفالت اس شرط پر کی کہ جب میں مطلوب کا نفس طالب کے بدکردن
 تو مال سے بری ہوگا اور اگر طالب نے ضامن سے نفس مطلوب کے دینے سے پہلے مال لیا ہو تو ضامن واپس لے لیگا
 پھر ضامن مطلوب کو لیکر آیا اور طالب کے حوالہ کیا تو جو مال لے دیا ہو واپس لیگا وہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر طالب نے فیصل یا بنفس
 کی برات کسی شرط پر متعلق کی تو ایسی تین صورتیں ہیں ایک وجہ میں تو برات جائز اور شرط باطل ہو مثلاً کسی نے دوسرے
 کے نفس کی کفالت کی اور طالب نے فیصل کو اس شرط پر بری کیا کہ فیصل دس درم مجھے دیوے تو برات جائز اور شرط
 باطل ہو اور فیصل نے اگر مفلول لہ سے برات کے واسطے کسی قدر مال پر صلح قرار دی تو صلح صحیح نہیں ہو اور نہ
 مال فیصل پر واجب ہوگا اور نہ فیصل کفالت سے بری ہوگا یہ روایت جامع اور ایک روایت حوالہ و کفالتہ میں ہو اور دوسری
 روایت میں ہو کہ کفالت سے بری ہو جائیگا اور دوسری وجہ میں برات اور شرط دونوں جائز ہیں اور اسکی صورت ہو
 کہ کسی نے ایک قرضدار کے قرضہ اور اس کے نفس کی کفالت کی پھر طالب نے فیصل سے یہ شرط کی کہ ملل طالب کے سہرہ
 کرے اور اس سے کفالت یا بنفس سے بری ہو جائے تو برات اور شرط دونوں جائز ہیں اور تیسری صورت میں دونوں

نہیں لے سکتا ہو خواہ اس کے حکم سے ہو یا بدون حکم کے ہو اور اس کی نظیر یہ ہو کہ اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کی طرف سے مہر ضامنہ
 اوکروا تو بھی رجوع نہیں کر سکتا ہو اور باپ کے لئے میں یہ روایت محفوظ ہے کہ اگر گتہ نہانت اور ادا کے وقت بیان کیا
 کہ میں اوکروا ہوں تاکہ اپنے بیٹے سے لے لوں گا تو وہ لے سکتا ہو پس عورت کے مسئلہ میں بھی یہی جواب ہونا چاہیے یعنی
 شوہر نے اوکرنے کے وقت اگر یہ شرط کی تو واپس لیگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر نابالغ کے واسطے کوئی شخص من کا انیل بھا بھرا جائے
 نے من کا انیل کو مہر کر دیا اور اس کو مشتری سے لیکر آئے اپنے قبضہ میں کیا سپر مشتری نے بیع میں کوئی عیب پایا تو امام نے
 فرمایا کہ نابالغ کو واپس کرے اور اپنا من اس سے واپس لیوے اور دونوں میں سے کسی کو انیل سے لینے کی راہ نہیں ہے
 یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر انیل نے بیع سلم کے کپڑے اوکریے تو ان کی قیمت لیگا۔ اگر بیع سلم میں یہ شرط قرار پائی تھی
 کہ شہر میں ادا کیا جائے اور اس بیع کا کوئی انیل نہ تھا اور اس نے مسلم فیہ شہر کے باہر ادا کر دی اور رب المسلم رہنی ہو گیا تھا
 تو انیل اس سے شہر میں لیگا یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ نوادرا بن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ کسی شخص نے
 دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مدعی علیہ کے حکم سے کوئی اس کا ضامن ہوا اور اس نے ادا کر کے پھر مدعی نے دعویٰ
 کے ساتھ سچا اقرار کیا کہ میرا مدعی علیہ پر کچھ نہیں تھا جو کچھ آئے لیا ہو واپس کر دے اور پھر ضامن دعا علیہ سے لے لیوے
 اور منتی میں ہے کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم تھے اور طالب نے مطلوب کو حکم دیا کہ تو میری طرف سے کسی شخص
 کے لیے ایک ہزار درم نقدی یا مبادی ادا دے یا مبادی ہو جا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر وہ ہزار درم جو طالب
 کے مطلوب پر تھے فی الحال ادا کے تیجہ اور مطلوب نے ان کی طرف سے ایک ہزار درم مبادی کی ضمانت کی ہو تو اس کو
 اختیار ہو کہ حکم دہندہ سے ہزار درم لے لیوے خواہ مبادی آگئی ہو یا نہ آئی ہو سے اور اگر طالب کے ہزار درم مبادی تھے
 اور مطلوب نے بھی اسی قدر مبادی اس کی طرف سے ضمانت کر لی تو مبادی کے آئے پر اس کو یہ اختیار نہ ہو گا کہ
 اس کا مواخذہ کرے اور ایسے ہی اگر اس کے پاس ہزار درم ودیعت رکھے ہوں اور طالب نے اس کو حکم دیا کہ میرے قرض خواہ
 کی ضمانت ایک ہزار کی کرے تو مواخذہ نہیں کر سکتا جو یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ عاریت دینے والے
 سے اگر مستعار چیز کے واپس دینے کے واسطے کوئی انیل کر لیا یا جس شخص کا مال غضب ہوا ہو اس نے اس کے رو کرنے کے
 واسطے انیل لیا پھر انیل نے کفول بہ کو اٹھوا کر مالک کو پہنچا دیا تو انیل کو اختیار ہے کہ عاریت لینے والے اور غضب
 کرنے والے سے بار برداری کی اجرت اس کے مثل کے اعتبار سے لے لیوے اور یہ امتحان ہے اور اگر عاریت لینے
 والے یا غضب کرنے والے نے کوئی دلیل کیا کہ اس کو عاریت لینے والے یا منصوبہ کے مکان میں پہنچا دے
 یا جس جگہ عاریت و غضب واقع ہوا ہو پہنچا دے تو یہ بھی جائز ہو دیکھیں دیکھیں پر چیز نہ کیا جائیگا کہ ایک جگہ سے دوسری
 جگہ بجا دے اور انیل پر چیز کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے ابو یوسف رحمہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ کسی
 شخص نے دوسرے کے حکم سے ان کی طرف سے ایک ہزار درم کی کفالت کی پھر اصل نے اس کو انیل کے سامنے ادا کیا پھر طالب اس
 انکار کر گیا اور قسم کھالی اور دوبارہ انیل سے لے لیے تو انیل اپنے کفول عہد سے لے سکتا ہو اور اگر یہ صورت ہوئی کہ
 انیل نے اس کے سامنے درم طالب کو ادا کر دیے پھر وہ منکر ہو گیا اور قسم کھالی اور دوبارہ انیل سے لے لیے تو انیل اپنے
 اصل سے نہیں لے سکتا جو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر وسی نے میت کا قرضہ ادا کیا تو اس کے ترکہ میں سے لے لیوے یہ
 تاتار خانہ میں لکھا ہے کسی نے ایک غلام ہزار درم کو خرید اور مشتری کی طرف سے ایک شخص من کا انیل ہو گیا پھر

باع کو من دیدیا اور مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا پھر کفیل مشتری سے لپٹ دام لینے سے پہلے غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے
آپا اور اسے استحقاق میں وہ غلام مشتری سے لے لیا اور مشتری نے نہ چاہا کہ اپنا ثمن بائع سے لیوے تو بد دن کفیل کے
حاضر ہونے سے کہ نہیں ہو سکتا ہو پھر کفیل حاضر ہوا تو وہ مختار ہو کہ چاہے اپنا ثمن بائع سے واپس کرے یا مشتری سے
لے لیوے اور جب اسے ایک سے ضمان لینا اختیار کیا تو اسکو یہ اختیار نہوگا کہ دوسرے سے ضمان لیوے پس اگر
اسنے بائع سے ضمان لی و بائع مشتری سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر اسنے پہلے ہی مشتری سے ضمان لی تو مشتری کو اختیار نہوگا
کہ جو لے دے یا ہولینے بائع سے واپس لیوے۔ اور اگر کفیل نے ثمن کو ادا کرنے وقت مشتری سے واپس لیا تھا پھر غائب
ہو گیا پھر غلام میں استحقاق ثابت ہوا تو مشتری کو اختیار ہو کہ اپنا ثمن بائع سے واپس کرے اور اگر اس غلام میں استحقاق
نہ ثابت ہو بلکہ یہ غلام ہو کہ یہ آزاد یا سکتا یا مدبر ہو یا باندی کی صورت میں غلام ہو کہ ام ولد ہو تو ان صورتوں کا حکم بھی
مثل استحقاق کے ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر مشتری نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور مشتری کے حکم سے
اسکی طرف سے کوئی شخص اس کے ثمن کا کفیل ہو گیا اور ثمن ادا کر دیا اور غائب ہو گیا پھر وہ غلام بائع کے پاس مشتری کے قبضہ
کرنے سے پہلے مر گیا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہو خواہ مشتری سے کفیل نے ثمن لے لیا ہو یا نہ لیا ہو پس اگر غلام
نہ مر و لیکن مشتری نے اس میں کچھ عیب پایا اور اسکو تانہی کے حکم سے یا بدو ن حکم سے واپس کیا یا خیار و یا خیار شرط کی وجہ سے
واپس کیا تو مشتری بائع سے ثمن واپس لے سکتا ہو اور کفیل اس سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو۔ اور امام محمد رحمہ نے فرمایا
کہ اگر کسی نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم میں خریدا اور کسی نے مشتری کے حکم سے اسکی طرف سے ثمن کی کفالت کر لی
پھر کفیل نے بائع سے ان ہزار درم سے پچاس دینار پر صلح کر لی تو کفیل اپنے اصل سے درم لیگا نہ وینا رہا پس اگر غلام کا
کوئی سختی بھلا اور کفیل غائب تھا تو مشتری بائع سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر کفیل حاضر ہوا تو بائع سے وینا رہا پس
لیگا اور اگر کفیل نے چاہا کہ مشتری سے لیوے تو اسکو یہ اختیار نہوگا بخلاف اس صورت کے کہ اگر کفیل نے درم ادا
کیے تو کفیل کو اختیار ہو کہ مشتری سے لے لیوے۔ اور اگر بچاے صلح کے بیع واقع ہوئی مثلاً کفیل نے پچاس دینار
بیو ض بائع کے ہزار درم کے بیع کو بیے پھر غلام کا استحقاق ثابت ہوا تو بیع اور صلح دونوں کا یکساں حکم ہو اور ہر ادا
امام محمد رحمہ کیساں ہونے سے یہ ہو کہ بیع وہ دون کی جدائی کے بعد غلام کا استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل ہو جائیگی
غائب کا صلح باطل ہو جائیگی ہر ادا و دون کا استحقاق اس مجلس میں ثابت ہوا اور وہ دونوں مجلس میں بیع تو بیع باطل نہیں ہوتی تو
اور صلح باطل ہو جاتی ہو اگر غلام میں استحقاق ثابت نہو بلکہ وہ مشتری کے قبضہ سے پہلے بائع کے پاس مر گیا اور کفیل نے
پچاس دینار بیو ض ہزار درم کے مالک کے ماتھ فروخت کر دیے تھے اور بائع نے وینا ر و ن پر قبضہ کیا تھا تو مشتری بائع
سے درم لے سکتا ہو اور کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اور اگر بچاے بیع کے صلح ہو مثلاً کفیل نے بائع سے
درم کے عوض پچاس دینار پر صلح کی پھر مشتری کے سپرد کرنے سے پہلے وہ غلام مر گیا تو بیع کے مانند اسکا بھی حکم ہو
مگر صلح اور بیع میں فرق ہے کہ صلح کی صورت میں غلام بیچنے والے کو اختیار ہو کہ اگر چاہے تو پچاس دینار واپس کرے
یا ہزار درم واپس کرے اور بیع کی صورت میں اس پر ہزار درم واپس کرنا واجب نہیں۔ پھر صلح کی صورت میں اگر بائع
نے دینا واپس دینے چاہے تو کو کفیل اپنے قبضہ میں لا لیا اور اگر درم واپس دینا چاہے تو اس سے مشتری لیگا۔ اگر
کفیل مشتری کی طرف سے ماتھ تھا کہ بائع کو ثمن ادا کرے اور اسے پچاس دینار بائع کے ماتھ ثمن کے عوض فروخت کیے

یعنی اس صورت میں
بیع بیع میں رہتا ہے

یا صلح میں دیے تو جائز ہو۔ اور اگر کفیل نے مشتری کی طرف سے بدون اس کے حکم کے کفالت کی بھر کفیل نے بعض شخص کے پیاس دینار فروخت کیے یا بائع کے ساتھ صلح کر لی تو بیع کی صورت میں جائز نہیں ہو اور صلح میں اگر یہ تقریر ہو کہ جو من بائع کا مشتری پر آتا ہو وہ اس منبرع یعنی کفیل کا ہو تو صلح بھی باطل ہو اور اگر اس شرط پر صلح کی کہ مشتری من سے بری ہو تو صلح جائز ہو اور اگر بیع کو مطلقاً چھوڑ دیا اور کچھ شرط نہ لگائی تو بھی صلح صحیح ہو پس اگر مشتری کے سپرد کرنے سے پہلے غلام مرگیا یا اس کا کوئی حقدار نکلا پس اس صورت میں کہ صلح میں کوئی شرط نہیں ملتا ہو مشتری کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے لیکن کفیل ہی بائع سے واپس لے گا اور بائع کو اختیار ہوگا کہ خواہ درم دے یا دینار دے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر دوسرے شخص کا مال لے سکے حکم سے ادا کر دیا تو اس سے لے گا اگرچہ واپس لینے کی شرط نہ کی ہو جیسا کہ قرض کی صورت میں ہوتا ہو یہ معراج ابراہیم میں لکھا ہو اور مشس لائے کے فرمایا کہ یہ حکم اس صورت میں ہو کہ جب اس کو ادا کرنے کے واسطے بدون زبردستی کے حکم دیا ہو اور اگر اسپر زبردستی کی گئی تو واپس لینے کے باب میں اس کا حکم دیا کچھ متبر ہوگا یہ غناہ میں لکھا ہے۔ سپر میں مذکور ہو کہ اگر کوئی مسلمان حیوان کے قنفین مبتد ہو پھر اس کو کسی شخص نے حیوان سے خرید لیا پس اگر بدون اس کے حکم کے خریدے تو اسپر احسان کیا اور کچھ نہیں لے سکتا ہو اور جب کو خرید لایا وہ رہا کر دیا جائے گا۔ اور اگر اسے حکم کیا تو قیاس چاہتا ہو کہ مامور اپنے حکم لینے والے سے کچھ نہ لے سکے اور اس کا پھر لگا خواجہ قیدی نے اس سے کہا ہو کہ اس شرط پر کہ تو مجھے لے لینا یا یہ حکم دیا ہو اور یہ مسئلہ ایسا ہو کہ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ اپنا مال برس خیال پر خرچ کرے یا برس مکان کی عمارت میں خرچ کرے اور اسے ایسا ہی کیا تو اس کو اختیار ہو کہ بقدر اسے خرچ کیا ہو اپنے حکم لینے والے سے لے لے اور اسی طرح اگر قیدی نے کسی شخص کو حکم دیا کہ قیدی دیکر اس قیدی کو اہل حرب سے چھوڑ لے تو یہ خریدنے کے واسطے حکم لینے کے مانند ہو یہ قاضی قاضی خان میں لکھا ہے۔ کسی نے کچھ اونٹ خیر میں کہ جولا د اور سواری کے بچے کرایہ پر لیے اور ان کا کوئی کفیل لے لیا پھر حال غائب ہو گیا اور کفیل نے لے لیا تو ضمانت کے دن کا اجر مثل اس کرایہ لینے والے سے لے لے لے ایسے ہی اگر مسلمان کی کفالت کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کفیل نے حقدار کو اس کے دین کے عوض کسی پر حوالہ کر دیا اور حقدار نے اس کو بری کر دیا تو کفیل کو اختیار ہو کہ اپنے اہل سے لے لے یہ قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ اور زفر رحمہ کے نزدیک نہیں لے سکتا ہو۔ کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم دے اور اسے کسی کو اپنی طرف سے طالب کے واسطے کفالت کرنے کا حکم دیا پھر اہل نے ایک شخص سے کہا کہ تو اس کفیل کی ذات کی کفالت کر اور اسے ایسا ہی کیا پھر طالب نے کفیل بنفس سے مواخذہ کیا تو کفیل کو اس شخص پر جسے حکم دیا ہو کوئی راہ نہیں ہو اور اگر اسے کسی شخص کو حکم دیا کہ اسے مال کی کفالت کی پھر طالب نے دوسرے کفیل کو پکڑا اور اس سے اپنا مال لے لیا تو اس کو اختیار ہو کہ اپنے حکم لینے والے سے وہ مال لے لے یہ غلط میں لکھا ہے۔ کسی نے دوسرے سے کہا کہ فلاں شخص کو میری طرف سے ہزار درم رہہ کرے اور اسے موافق حکم کے کیا تو یہ رہہ حکم لینے والے کے طرف ہوگا اور یہ مامور اپنے حکم لینے والے سے نہ لے گا اور نہ قبضہ کرنے والے سے لے گا اور حکم لینے والے کو اختیار ہو کہ بہرے سے رجوع کرے اور جس نے ادا کیے ہیں وہ متبرع ہوگا اور اگر کسی نے کہا کہ ہزار درم فلاں شخص کو میرے طرف سے اس شرط پر کہ میں خاص ہوں اور اسے ایسا ہی کیا تو یہ جائز ہو اور حکم لینے والا مامور کو ضمانت دیدے طور حکم لینے والے کو

لا جہت
جو کجی ہو
ان مسلمان کی طرف
کے بیعت ہو

اختیار ہو کہ بہرے رجوع کر کے ینفاکے قاضیان میں لکھا ہو۔ اور اگر کہا کہ اسکو میری طرف سے فرض ہے یا میری طرف سے اسکو عطا کر تو ان صورتوں میں واپس لیگا اگرچہ یہ شرط نہ لگائی جو کہ میں ضامن ہوں اور اگر اُس نے جس چیز کے دینے کا حکم دیا ہو اسکے سواے دوسری دی تو رجوع نہیں کر سکتا ہو یہ تانا را خانیہ میں لکھا ہو۔ اگر اس سے کہا کہ تو فلاں شخص کو ہزار درم قرض ہے اور اُس نے قرض لے تو حکم لینے والا کچھ بھی ضامن ہوگا خواہ اُسکا غلبہ ہو یا نہ ہو اور اگر کسی شخص نے کچھ مال کسی اجنبی کو بہرہ کیا پھر جبکہ بہرہ کیا ہو اُس نے کسی شخص کو حکم کیا کہ اپنے مال میں سے اس بہرہ کا عوض بہرہ کرنے والے کو دیوے اور اُس نے ایسا ہی کیا تو جائز ہو اور حکم لینے والے سے رجوع نہیں کر سکتا مگر اُس صورت میں کہ اُس نے یہ کہہ دیا ہو کہ اس شرط پر ہے کہ تو مجھے اسکو لے لینا تو البتہ رجوع کر سکتا ہو اور اسی طرح اگر کسی سے کہا کہ اپنے طعام سے میری قسم کا کفارہ ادا کر دیا اپنے مال سے میرے مال کی زکوٰۃ ادا کیا تب دیگر کسی کو میری طرف سے حج کرائے یا میرے کفارہ ٹھہارے یا اب غلام آزاد کرے تو انہیں بھی رجوع نہیں کر سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ مجھ کو ہزار درم بہرہ کہ اس شرط پر کہ فلاں شخص اُسکا ضامن ہو اور فلاں شخص حاضر نہ اُسے کہا کہ ہاں پھر مامور نے اُسکو ہزار درم بہرہ کہ فیے تو یہ بہرہ ضامن کی طرف سے ہوگا اور یہ مال دینے والے کا ضامن پر فرض ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض تھے پھر قرض دار نے کسی سے کہا کہ قرضخواہ کو اُسکا مال ادا کرے اور مامور نے کہا کہ میں نے اُسکا مال ادا کر دیا اور اب مجھے لے لوں گا اور قرض دار نے اس بات کی تصدیق کی اور قرضخواہ نے کہا کہ تو نے کچھ بھی ادا نہیں کیا ہو تو قسم لیکر قرضخواہ کا قول منہ پر ہوگا اور مامور اپنے حکم دینے والے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اگرچہ اُس نے اُسکی تصدیق کی ہو اور اسی طرح اگر کسی شخص نے کفول عنہ کے حکم سے مال کی کفالت کی پھر کفیل نے کہا کہ میں نے قرضخواہ کو اُسکا مال ادا کر دیا اور کفیل عنہ نے اُسکی تصدیق کی اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی اور قسم کھائی اور اپنا مال کفول عنہ سے لے لیا تو کفیل کفول عنہ سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر حکم دینے والے نے بھی ادا کر دیئے سے انکار کیا اور مامور نے گواہ پیش کیے کہ میں نے قرضخواہ کو ادا کر دیا ہو تو مامور اپنے حکم دینے والے سے لے لیگا اور یہ گواہی طالب پر بھی مقبول ہوگی اگرچہ طالب غائب ہو۔ اور اگر حکم دینے والے نے مامور سے کہا کہ فلاں شخص کے مجھے ہزار درم ہیں تو اپنا غلام اسکے عوض فروخت کرے تو یہ جائز ہو پس اگر اُس نے غلام قرضہ کے عوض بیجا پھر دونوں نے اختلاف کیا قرضخواہ نے کہا کہ اس نے بیجا تھا مگر ہنوز میں نے قبضہ نہ کیا تھا کہ غلام اسی کے پاس مر گیا اور بائع اور حکم دینے والے نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے قبضہ کر لیا تو قرضخواہ کا قول قسم لیکر معتبر ہوگا پس اگر اُس نے قسم کھالی تو ثابت ہوگا کہ بیع قبضہ سے پہلے تلف ہوئی ہو اور اس سے لازم آتا ہو کہ عقد بطلے منسوخ ہو جائے پس و لا کر نے کا حکم حاکم تارہیگا اور قرضخواہ کو اختیار ہوگا کہ قرضدار کی طرف رجوع کرے اور مامور اپنے حکم دینے والے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اگرچہ اُس نے اُسکی تصدیق کی ہو۔ اور اگر حکم دینے والے نے طالب کے قبضہ کرنے سے انکار کیا اور مامور نے گواہ پیش کیے کہ اُس نے وصول کر لیا تو اُسے گواہ مقبول ہونگے اور یہ بھی قضاء علی الغائب ہو اور اگر حکم دینے والے نے اُس سے کہا کہ تو فلاں شخص سے ہزار درم سے جو اسکے مجھے ہیں اپنے اس غلام پر صلح کرے اور اُسے صلح کر لی پھر طالب نے کہا کہ میں نے قبضہ نہیں کیا تو یہ صورت

قبول ہوئی ہو
صدور پین منج
برگواہی مل کر
ولید ہو کر قاب
ملے میسکہ
لیجنگا احتیاج
والسے دام
پنچ حکم دیے
فیہی مامور کو

اور پہلی صورت یکساں ہو مگر اس صورت میں غلام کا مالک حکم دینے والے سے غلام کی قیمت لیگا اور بیع کی صورت میں اس سے قرضہ لیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص پر دعوے کیا کہ اس نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی تھی اسباب ہزار درم کے جو مدعی کے اُسپر آتے تھے اگر کل کے روز اسکو نہ پہنچا دے اور اُسپر دو گواہوں نے گواہی دی اور یہ بھی گواہی دی کہ کفول ہر نے کفیل کو اسکا حکم دیا تھا اور کفیل کفول عنہ دونوں مال سے اور حکم دینے سے انکار کرتے ہیں اور قاضی نے اس گواہی کی وجہ سے کفیل پر حکم دیا اور نہ پہنچانے کی وجہ سے مال لے لیا اور ادا کر دیا تو کفیل کفول عنہ سے لے سکتا ہو اگرچہ اس کے زعم میں یہ تھا کہ میں اس سے نہیں لے سکتا ہوں اور اُن دونوں میں کفالت نہ تھی مگر قاضی نے اس کے زعم کی تکذیب کی یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کے پاس ہزار درم یا ایک غلام ودیعت رکھا اور ودیعت رکھنے والے نے اُسکے اجازت دی کہ ہزار درم ودیعت سے اپنا قرضہ ادا کرے یا اپنے قرضخواہ سے غلام پر صلح کرے پس اُسے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی اور قسم کھا کر اپنا حق مار لیا تو مدیون ودیعت کا ضامن ہو اور اگر غلام کے مالک نے قرضہ ادا کر دیا کہ اپنے قرض میں اسکو فروخت کرے اور اُسے کہا کہ میں نے فروخت کر کے سپرد کر دیا اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی اور قسم کھا لی تو ودیعت رکھنے والا مدیون سے نہ لیگا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم قرض تھے پھر عمرو نے بکرتے کہا کہ تو زید کو ہزار درم دیدے تاکہ اُن ہزار درم کے عوض جو مجھ پر آتے ہیں قبضہ کر لے اس شرط پر کہ میں تیرے لیے اسکا ضامن ہوں پھر بکرتے کہا کہ میں نے دیدیے اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور زید نے اُسکی تکذیب کی تو زید کا قول معتبر ہوگا اور بکر عمرو سے ہزار درم لے لیگا اور اگر عمرو نے بکرتے کہا کہ تو زید کو ہزار درم میرے قرضہ کے ادا میں دے اس شرط پر کہ جو تو دیگا میں اسکا ضامن ہوں پھر بکرتے کہا کہ میں نے دیدیا اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور زید نے اُسکی تکذیب کی اور قسم کھا لی اور اپنا قرضہ قرضدار سے لے لیا تو بکر عمرو سے لے سکتا ہو اور اگر عمرو زید نے مال ادا کر دینے سے انکار کیا اور بکرتے دیدینے پر گواہ پیش کیے تو عمرو لینے بکر عمرو سے جو اُسے دیا ہو لے لیگا اور پہلے مسئلہ میں زید عمرو سے اپنا قرضہ لیگا اور دوسرے مسئلہ میں بری ہو با بگا کذا فی المحيط

فصل تعلق و تعلیل کے بیان میں کفالت کی تعلیق شرطوں کے ساتھ صحیح ہو مثلاً کہا کہ جو تو نے غلام شخص کے ہاتھ بیچ کیا وہ مجھ پر یا جو تیرا حق اُسپر ثابت ہو وہ مجھ پر یا جو تیرا غلام شخص نے غضب کیا وہ مجھ پر پھر اگر یہ شرط مناسب ہو مثلاً حق کے واجب ہونے کی شرط ہو جیسے کہ بیٹے کے استحقاق پر تعلیق کرنا یا پورا حق لینے کے واسطے مثلاً کہا کہ جب زید آئے اور زید ہی کفول عنہ ہو یا حق لینا مستذکر ہونے کے وقت کی شرط کرنا مثلاً یہ کہنا کہ وہ جب شہر سے غائب ہو جاوے تو اسکا قرضہ مجھ پر ہو پس یہ صحیح ہو اور اگر یہ شرط مناسب نہ ہو مثلاً یہ شرط لگانا کہ اگر بواچلے یا اگر میٹھا آوے یا اگر زید گھر میں جانتا تو یہ صحیح نہیں ہو اور کفالت ایسی چیز ہو کہ جسکا شرط کے ساتھ میں تعلیق کرنا صحیح ہو پس فاسد شرطوں سے مثل طلاق اور عتاق کے باطل ہوگی یہ کافی میں لکھا ہو کسی نے دوسرے سے کہا کہ جب تو نے غلام شخص کے ہاتھ کچھ بیچا تو وہ مجھ پر پھر اُس نے اُسکے ہاتھ سے ایک چیز بیچی پھر دوسرے چیز بیچی تو کفیل کو پہلا مال لازم ہوگا دوسرا نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو کسی نے ایک شخص سے کہا کہ تو غلام شخص کے ہاتھ فروخت کر اور جو کچھ تو بیچے وہ مجھ پر ہو پس یہ استحضار جائز ہو۔

اور جب اُسے کوئی چیز کسی شخص کے حوصلہ اور کسی قدر کوئسکے ہاتھ فروخت کی تو کفیل کو لازم ہوگی پس اگر کفیل نے انکار کیا کہ
تو نے کچھ نہیں بیچا ہو اور طالب نے کہا کہ میں نے اُسکے ہاتھ ایک مال ہزار درم کو بیچا ہو اور اُس نے مجھے لیکر قبضہ کیا ہو
اور کفیل نے اُسکی تصدیق کی تو اس صورت میں کفیل پر مال لازم آئے گی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ وہ مال کہ جسکے
بیچے کا دعویٰ کرتا ہو اُسکے پاس یا مشتری کے پاس موجود ہو پس اس میں خیاس یہ پاتا ہو کہ کفیل پر کچھ نہ لازم آئے
اور ایسا ہی اسد ابن عمر نے امام ابو حنیفہ رحمہ سے روایت کیا ہو اور اسناد اُسکے ذمہ ثابت ہوگا اور دوسری صورت
یہ ہو کہ وہ مال تلف ہو گیا ہو اور اس صورت میں کفیل پر کچھ نہ لازم آوے گا تا وقتیکہ طالب بیع ہو جائے ہو گواہ پیش نہ کرے
اور یہ خیاس اور امتحان ہو اور اگر کفیل نے کہا کہ تو نے اُسکو پانچ درم کو بیچا ہو اور طالب نے کہا کہ میں نے اُسکو ہزار درم
کو بیچا ہو اور کفیل نے اُسکا اقرار کیا تو امتحان یہ حکم ہو کہ کفیل سے ہزار درم کا مواخذہ کیا جائیگا۔ اور اگر کہا کہ جو کچھ
تو اُسکے ہاتھ آج کے روز بیچے وہ مجھ پر ہے پھر اُسے اُسکے ہاتھ دو چیزیں اسیر و زنجیریں تو دونوں کفیل پر لازم ہوں گی اور
اسی طرح اگر کہا کہ جب کبھی تو نے اُسکے ہاتھ کچھ بیچا تو میں ضامن ہوں تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر یا جب کوئی بتا
تو نے اُسکے ہاتھ فروخت کیا تو میں اُسکے خمن کا ضامن ہوں پس اُسے کوئی اسباب و دکانے کر کے ایک دوسرے کے
پیچھے پانچ کے حساب سے فروخت کیے تو کفیل کے ذمہ ہلال مال لازم ہوگا اور دوسرا نہیں اور اگر کفیل نے یہ کہا کہ جو
تو نے زمی کپڑا بیچا تو وہ مجھ پر ہے پھر اُسے ہو دی کہزایا ایک کرگاہیوں فروخت کیے تو کفیل پر کچھ نہ لازم آئیگا یہ محیط میں
لکھا ہو کسی نے دوسرے سے کہا کہ فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کر اس شرط پر کہ جو جھکے خمار ہو گا وہ مجھ پر ہے کہا کہ اگر یہ تیرا غلام
تلف ہوا تو میں ضامن ہوں تو یہ کفالت صحیح نہیں ہو یہ قاضی قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ جو کوئی بیع آج کے
دن فلاں شخص سے کی میں کفیل ہوں پھر اس سے ایک سے زیادہ لوگوں نے بیع کی تو کفیل پر کچھ نہ لازم آوے گا اور بشرط
نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنا غلام فلاں شخص کے ہاتھ ہزار درم کو
اس شرط پر فروخت کر دے کہ میں ان ہزار کا ضامن ہوں پھر اُسے دو ہزار کو فروخت کیا تو کفیل صرف ایک ہزار کا ضامن ہوگا اور اگر اُسکو
پانچ درم کو بیچا تو پانچ درم کا ضامن ہوگا اور اگر اُسکا اُٹھا پانچ درم کو بیچا تو پانچ درم کا ضامن ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور قاضی قاضی خان میں
کہ اگر یوں کہا کہ جب قدر تو فلاں شخص کو دین میں دیکھا وہ مجھ پر فرض اور بابت ہو اور اگر اُسے پہلے ضمانت سے انکار کیا
یا اُسکے ساتھ بیع کرنے سے منع کیا تو ضامن نہ رہے گا یہ تمار خانہ میں لکھا ہو۔ اگر یہ کہا کہ جو تو نے اُسکو آج کے روز فرض یا
وہ میری ضمانت میں ہو پھر اُسے اُسکے ہاتھ کچھ مال فروخت کیا تو کفیل کے ذمہ اُسکا خمن واجب نہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر
کفیل نے کہا کہ جو کچھ تیرا ہے میں نے اُسکی کفالت کی پھر اگر گواہ قائم ہوئے کہ اس ہزار درم میں تو کفیل اُسکا ضامن
ہوگا اور اگر گواہ قائم ہوئے تو مقدار کی اقرار میں کفیل کا قول قسم لیکر متبر ہوگا پس اگر کفیل نے اس سے زیادہ
کا اقرار کیا تو یہ اُسکے حق میں حاجت ہوگا اُسکے کفیل کے حق میں تصدیق نہ کیا جائیگا یہ کافی میں لکھا ہو۔ بکرنے انہی محتسبن
کہا کہ جو کچھ ذمہ اپنے اوپر عہد کا فرضہ اقرار کرے وہ مجھ پر ہے پھر کفیل یا رہو گیا اور اگر اس قدر فرض تھا کہ تمام مال اُسکا
گھیرے ہوئے تھا پھر ذمہ اقرار کیا کہ عہد کا ہے ہزار درم فرضہ تو یہ سب مریض کے ذمہ اُسکے تمام مال میں لازم
ہوگا اور اسی طرح اگر کفیل نے کفیل کے رہنے کے بعد یہ اقرار کیا تو بھی اُسکے ذمہ لازم کیا جائیگا اور کفیل نے
کفیل کے فرض ہوں کا خامس ہوگا یہ قاضی قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ جو کچھ تیرا فلاں شخص پر ثابت ہو

وہ مجھ پر جو اس پر حکم کیا جائے وہ مجھ پر سچر مطلوب نے کسی قدر مال کا اقرار کیا تو کفیل کے ذمہ لازم ہوگا مگر اس صورت میں کہ جو کچھ اس پر حکم کیا جائے اسکا ضامن ہو بدون حکم قاضی کے صرف اقرار سے ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر کہا ہو کہ جو کچھ تیرا ہے یا جو کچھ تیرے لیے کل اقرار کیا ہو اور مطلوب نے کہا کہ میں نے اس کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا ہو تو کفیل پر لازم نہ ہوگا اور اگر اُس نے کہا کہ جو اقرار کیا پس اُس نے فی الحال اقرار کیا تو لازم ہو جائیگا اور اگر اس بات پر کہ وہ قائم ہو سکے اُس نے کفالت سے پہلے اس کے واسطے مال کا اقرار کیا ہو تو کفیل پر لازم نہ ہوگا کیونکہ اُس نے یہ نہیں کہا ہو کہ جو کچھ اقرار کیا ہو اسکا ضامن ہوں اور اگر مطلوب نے قسم کھانے سے انکار کیا اور قاضی نے اس کے ذمہ لازم کیا تو کفیل کے ذمہ لازم ہوگا یہ غایت البیان میں ہو کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ جو میرا حق فلان شخص پر ثابت ہو وہ مجھ پر ہو اور طالب اس پر راضی ہو اس پر مطلوب نے طالب سے کہا کہ مجھ پر ہزار درم میں اور طالب نے کہا کہ میرے مجھ پر ہزار درم ہیں اور کفیل نے کہا کہ طالب کا مطلوب پر کچھ بھی نہیں ہو تو کتاب الاصل میں مذکور ہو کہ مطلوب کا قول منہر ہوگا اور ہزار درم کفیل پر واجب ہوئے یہ ضار دے قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی کے حکم سے جو کچھ اس پر ثابت ہو اسکی کفالت کی سچر کفیل کی موت کے بعد کفول غیر حکم دیا گیا تو کفیل کے ترکہ سے لیا جائیگا اور طالب اس کے فرض خواہوں کے ساتھ شامل کیا جائیگا اگر اصل میں کیا ہو جو باقی رہا زمین اگر اصل میں گیا ہو اس کے ترکہ میں داروں کے ساتھ شامل کیا جائیگا اور اگر طالب چاہے تو اصل کے ترغواہوں میں اُس کے ترکہ میں شامل ہو جاوے سچر جو باقی رہا اُس کے لیے کفیل کے ترکہ میں شامل ہوگا یہ تانا ترغیانہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے کسی کی طرف سے اُس کے حکم سے ہزار درم کی کفالت اس شرط پر کہ کفول عنہ یہ غلام رہن میں دے اور طالب پر یہ شرط نہیں لگائی سچر کفول عنہ نے غلام کے دینے سے انکار کیا تو اسکو یہ اختیار ہو کہ کفیل کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ چاہے کفالت کو تمام کرے یا فسخ کرے اگرچہ اسکو مشروط نہ دیا گیا کیونکہ یہ شرط فقط اس کے اور کفول عنہ کے درمیان ہوئی ہو پس خیار اگر ثابت ہو تو کفول عنہ کی طرف سے ہوگا اور وہ مالک نہیں ہو غلام اس کے اگر طالب کے درمیان یہ شرط قرار پائی مثلاً یوں کہا کہ میں تیرے لیے اس مال کی کفالت کرتا ہوں بشرطیکہ کفول عنہ مجھے یہ غلام رہن میں دے پس اگر مطلوب دینے سے انکار کرتا تو کفیل کو یہ خیار طالب کی طرف سے جو مالک فسخ ہو حاصل ہوتا۔ اور اسی طرح اگر اُس نے طالب سے کہا کہ میں تیرے لیے اس مال کی کفالت اس شرط پر کرتا ہوں کہ مطلوب مجھے اپنا غلام فلان رہن میں دے اور اگر اُس نے نہ دیا تو میں اس مال کی کفالت سے بری ہوں سچر مطلوب نے غلام کو رہن میں دینے سے انکار کیا تو وہ کفالت سے بری ہوگا اور اگر مطلوب سے کہا کہ میں تیری طرف سے اس مال کی کفالت اس شرط پر کرتا ہوں کہ تو مجھے کفیل دے تو اس صورت میں اسکو کفالت کے باقی رکھنے اور فسخ کر نیکا اختیار نہ ہوگا اور اگر اُس نے طالب سے یہ شرط لگائی کہ میں کفالت اس شرط پر کرتا ہوں کہ اگر مطلوب نے مجھے کفیل دیا تو میں کفالت کو دنگا ورنہ میں بری ہوں سچر کفیل دوسرا نہ دیا تو وہ بری ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار درم کی اس شرط سے کفالت کی کہ یہ مال طالب کو اس ودیعت سے جو اُس کے پاس مطلوب کی ہوا دیا گیا تو ضمان جائز ہو اور اس پر سچر کیا جائیگا کہ ودیعت سے دین ادا کرے اور یہ حکم سحمان ہی پس اگر ودیعت تلف ہو گئی تو کفیل پر ضمان نہ پہنچتا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر صاحب ودیعت نے اس شخص سے جس کے پاس ودیعت ہے یہ

خواہش کی کہ دولیت کا ضامن ہوتا کہ فلاں شخص کو اسکے قرضہ کے ادوین دیوے اور اسنے ایسا ہی کیا تو جائز ہو اور
 یہ مسئلہ اور پہلا مسئلہ کیا ہے اور متقی میں لکھا ہے کہ اگر اس ضامن نے مال دولیت اسکے مالک کو دیدیا یا اسکے مالک سے
 اس سے لے لیا تو مال اسکے ضامن پر بیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کے واسطے ہزار درم کا ضامن اس شرط پر ہوا
 کہ اسکو اس مکان کے من سے ادا کرے پھر اس مکان کو فروخت نہ کیا تو کفیل پر ضمان ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر
 اس طرح ضمانت کر لی کہ اس مکان کے من میں سے ادا کرے پھر وہ مکان کسی غلام کے عوض فروخت کیا تو اس پر مال
 لازم نہ ہوگا اور اس پر جبر نہ کیا جائیگا کہ غلام کو ضمانت میں فروخت کرے پس اگر اسکے بعد اسنے غلام کو فروخت کیا اور درم
 اسکے من میں آئے تو استھانہ اس پر یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ درم ضمانت میں ادا کرے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی کی طرف سے
 کسی قدر مال کی ضمانت اس شرط پر کی کہ اس غلام کے من سے ادا کرے پھر وہ غلام کفیل کا ہو پھر فروخت کرنے سے پہلے
 وہ مر گیا تو ضمانت کفیل سے ساقط ہوگئی اور اگر اسنے غلام کو سود درم کو بیچا اور یہی اسکی قیمت تھی اور قرضہ ہزار درم تھے
 تو اسکے ذمہ صرف بقدر قیمت غلام کے لازم آئیگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر اس شرط پر ضمانت کی کہ اس غلام کے من
 سے ادا کرے پھر وہ غلام اسکا نہ ہو تو ضمانت باطل ہو اور اگر اس شرط پر ضمانت کی کہ اپنے غلام کے من سے ادا کرے پھر وہ غلام اسکا
 کوئی غلام نہیں ہو تو ضمانت لازم ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ کسی نے کسی کے واسطے سود درم کی ضمانت اس شرط پر کی کہ اسکے
 اوسے بیان ادا کرے پھر وہ اس سے من اور کوئی وقت نہ مقرر کیا تو جہاں چاہے اسکو لینے کا اختیار ہو اور اگر جس طرح ضمانت
 کی ہو اسکی بار برداری اور خرچ ہو تو شرط کی جگہ لگا۔ اور اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے ہزار درم کی ضمانت
 تیرے واسطے اس شرط پر کی کہ وہ مجھے نہ ادا کرے پھر وہ باطل ہو اور اگر کہا کہ اس شرط پر کہ میری زندگی میں مجھے
 نہ دیا جائے تو ہر مال بعد موت کے اسکے میراث سے لیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کی کفالت
 بالنفس میں کہا کہ میں اسکا ضامن ہوں کہ جو مال اس پر قاضی کو فد کے حکم سے لازم آئے پھر اس پر مال کا حکم دوسری جگہ
 کے قاضی نے کیا تو اسکے ذمہ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ جو تیرے لیے فلاں حکم کے حکم سے اس پر واجب ہوگا وہ مجھ پر ہو
 پھر اس پر دوسرے حکم کے حکم سے واجب ہو تو اسکے ذمہ لازم ہوگا۔ اور یہ سب حکم اس صورت میں ہو کہ دونوں قاضی
 خفی المذہب ہوں اور اگر خفی مذہب کی شرط تھی اور شافعی مذہب نے حکم دیا تو وہ پکڑا نہ جاسیگا اور ہمارے
 زمانہ میں تعین کا درست ہونا واجب ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک آدمی نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اسنے میرا
 ایک پکڑا خصب کر لیا ہے اور میری علیہ سے ایک کفیل بالنفس لے لیا اور کفیل سے کہا کہ اگر تو اسکو کل کے روز مجھے نہ دے
 دیا تو مجھ پر کس کے دس درم واجب ہونگے پس کفیل نے کہا نہیں بلکہ میں درم پھر کفیل نے خاموش رہا تو
 امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ہمارے اور امام اعظم رحمہ کے قیاس میں فقط اس پر دس درم واجب ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں لکھا ہے۔ کسی کے دوسرے پر سود درم تھے اور ایک شخص نے اگر قرضہ دار کے نفس کی کفالت اس شرط پر کر لی کہ اگر
 میں اسکو کل کے روز نہ طالب سے ملا دوں تو قرضہ سود مجھ پر پھر اگر اسنے کل کے روز اسے نہ ملا دیا تو سود درم کا کفیل
 ہو گیا اور کفالت بالنفس بھی سبالتہ باقی رہی پھر اگر اسکے بعد یہ سود درم طالب کو دیدیے تو کفالت بالنفس سے
 بری ہوگا یہ خزائنہ المتقین میں لکھا ہے۔ کسی نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی اور دوسرا آیا اسنے کفیل کے نفس کی
 کفالت اس شرط پر کی کہ اگر میں کفیل کو فلاں وقت مجھے نہ ملا دوں تو جو مال طالب کا کفیل باطل ہو پھر وہ مجھ پر سود درم

کفالتین بلا اختلاف صحیح ہیں۔ اگر کفالت بالنفس اس شرط پر کی کہ اگر مین اسکو کل کے روز نہ بچے نہ پہنچا دوں تو ہزار درم جو طالب کے مکفول عنہ پر ہیں مجھ پر ہونگے اور طالب کا مکفول عنہ ہر سو دینار کا دعوے ہی نہ درم کا پھیلنے کے دوسرے روز نہ پہنچا یا تو کفیل پر کچھ مال نہ لازم ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو یعنی مین ہی کہ اگر کسی نے دوسرے کے نفس کی کفالت اس شرط سے کی کہ اگر مکفول بالنفس طالب سے روپوش ہو جائے تو کفیل اسکے مال کا جو اسپر ہو خاص ہو سچر مکفول عنہ کو فہ کی طرف چلا گیا اور غائب ہو گیا پھر واپس آیا اور کفیل نے اسے طالب کو دید یا تو مال کفیل پر لازم آئے گا یہ محیط مین لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے کے نفس کی اس شرط پر کفالت کی کہ اگر مین اسکو کل کے روز نہ پہنچا دوں تو جو کچھ مطلوب ہو روپوش کفیل پر ہوگا اور دوسرے روز اسے نہ پہنچا یا اور طالب نے اسپر ہزار درم کا دعوے کیا اور مطلوب نے اسکی تصدیق کی اور کفیل نے انکار کیا تو کفیل سے اسکے علم پر قسم نیکرانی کا قول معتبر ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو اور اگر طالب نے دعوے پر گواہ پیش کیے اور کفیل نے قسم کسے انکار کیا تو اسپر ہزار درم لازم آدینگے یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی کہ اگر اسکو کل نہ پہنچا دوں تو مجھ پر اسقدر مال لازم ہوگا جسقدر مطلوب قرار کرے پھر دوسرے روز اسے نہ پہنچا یا اور مطلوب نے ہزار درم کا اقرار کیا تو کفیل اسی قدر کا خاص ہو جسقدر اسنے اقرار کیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ قال المنزہم اور خلاصہ فرق یہ ہے کہ مسئلہ اقرار مین کفالت کا مضامین الیہ ہر طرح سبب وجوب ہو اور تعامل سے جائز ہو اور مسئلہ دعوے مین مضامین الیہ یعنی دعوے اگرچہ مدعی کے حق مین سبب وجوب ہو مگر مدعا علیہ کے حق مین نہیں ہو اور نہ ایمین تعامل ہی اور مجرد دعوے مفید نہیں ہو پس دعوے مثبت بالحقہ مراد لیا گیا تاکہ سبب وجوب مین کوجب ہو کذا فی الذخیرۃ لمخصا۔ اگر کسی شخص کے نفس کی کفالت اس شرط سے کی کہ اگر مین اسکو کل کے روز مجھے نہ ملا دوں تو جو اسپر ہو وہ مجھ پر ہوگا سچر وہ شخص خود طالب سے ملا اور طالب نے اسکا دانگیہ ہو کر حاکم کو کیا تو مال کفیل پر لازم ہوگا کیونکہ اسنے اسکو نہیں ملا یا اگرچہ آخر روز تک وہ طالب کے پاس رہا اور اگر اس شخص نے طالب سے ملکر کہا کہ مین نے اپنے تئیں فلاں کفیل کی طرف سے تیرے روپوش کیا تو کفیل مال سے بری ہو گیا خواہ کفالت بالنفس اسکے حکم سے جواباً بلا حکم ہو یا لے مین لکھا ہو۔ اگر کفالت مین یہ شرط کی کہ اگر کل کے روز مین اسکو تیرے پاس نہ پہنچا دوں تو جسقدر مال تیرا اسپر ہو وہ مجھ پر ہوگا اور مال کی مقدار نہ بیان کی تو دوسری کفالت مال کی بھی صحیح ہے پس اگر اسنے دوسرے روز نہ پہنچا یا پس اگر کسی قدر مال پر دونوں نے اتفاق کیا یا اسپر گواہ قائم ہوئے تو ہر قدر کفیل پر لازم ہوگا اور مقدار مال مین کہ جو مکفول عنہ پر ہو دونوں نے اختلاف کیا تو کفیل کا قول معتبر ہو کہ وہ زیادتی سے انکار کرتا ہو اگر کفالت بالنفس مین یہ شرط لگا دی کہ اگر اسکو کل کے روز نہ پہنچا دوں تو مجھ پر سو درم ہیں اور یہ نہ کہا کہ مجھ پر سو درم ہونگے جو مکفول عنہ پر ہیں مجرد دعوے روز نہ پہنچا یا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کفیل نے اقرار کیا کہ اسکے اسپر سو درم ہیں اور اسکی طرف سے کفالت کی تو یہ شخص کفیل ہو گیا اور یہ ظاہر ہو اور اگر کفیل نے کہا کہ اسکا اسپر کچھ نہیں آتا ہو اور مین نے اپنی طرف سے طالب کو سو درم دینے کا اقرار کیا تھا اور طالب نے کہا میرے سو درم اسپر آتے ہیں اور تو نے شرط یہ کل کے روز نہ پہنچا نے پر دینے کا اقرار کیا تھا اور کفالت کی تھی تو خیال سے یہ جانتا ہو کہ کفیل پر کچھ نہ لازم ہو اور کفیل کا قول معتبر ہو اور اسی کو امام محمد رحمہ نے اختیار کیا ہو اور یہی امام ابو یوسف رحمہ کا پہلا قول ہو اور اسکا مال کفیل کے ذمہ مال لازم ہوگا اور یہی قول امام اعظم رحمہ کا اور دوسرا قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہے

یہ بیان لکھا ہو۔ اگر کفیل نے کہا کہ جب تو اسکو طلب کرے اور میں نہ ہوں چادون تو اس پر کے برابر درم مجھے ہونے کے
 پر طالب نے اسکو طلب کیا اور اس نے اسی مکان میں اسکو سپرد کیا تو مال سے بری ہو گیا اور امام محمد کے اس قول کے معنی
 کہ اسی مکان میں سپرد کیا جس الائمہ سرخسی نے یہ بیان کیے ہیں کہ اسی مجلس میں جہین طلب کیا تھا سپرد کیا اور شیخ الاسلام نے
 یہ معنی بیان کیے کہ جیسے ہی اس نے طلب کیا یہ فوراً اس کے حاضر کرنے اور حاضری کی تدبیر میں مشغول ہوا یہاں تک کہ اسکو
 حاضر کیا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ مترجم کتا ہو کہ عربی محاورہ کے موافق یہ معنی لپیڈ نہیں ہیں۔ ایک شخص نے دوسرے سے
 کہا کہ اگر فلان شخص مجھے تیرا مال نہ دیا تو وہ مال مجھے بد چھوڑ طالب نے اس سے اتفاق کیا اور اس نے اتفاق کے وقت
 نہ دیا تو اتفاق کفیل پر لازم ہوگا یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کفیل نے کہا کہ اگر میں اسکو کل کے روز تیرے
 پاس نہ ہوں چادون تو مجھے سود درم سوائے ان سودیوں کے جو تیرے اس شخص پر ہیں لازم ہونگے پھر اس نے فتاویٰ
 نویسنہ امام محمد کے قول کے موافق نہیں بتایا جو اور امام اعظم رحمہ اور ابویوسف رحمہ کے قول کے موافق نہیں
 نے بعد جواز کے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ دوسرے قرضدار کی طرف سے کفیل ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ کفیل ہو جائیگا جو عین کفیل
 لگائی نے کہا کہ اگر میں اسکو کل کے روز نہ ہوں چادون تو جو تیرے سود درم فلان شخص پر ہیں وہ مجھے ہونگے تو دوسرے
 کا کفیل ہونا بالاتفاق جائز ہو شہر طیکہ یہ دوسرا قرضدار کفیل عنہ کا قرضہ میں شریک ہو مثلاً وہ نون پر ایک ہی سبب کے
 قرضہ لازم آیا ہو اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہو۔ اور اگر یہ شخص دوسرا کفیل عنہ سے اجنبی ہو تو امام اعظم رحمہ اور
 امام ابویوسف رحمہ کے نزدیک دوسری کفالت جائز ہو جتنے کہ اگر اسے وفانہ کیا تو مال اس پر لازم ہوگا۔ اور امام محمد رحمہ
 کے نزدیک دوسری کفالت باطل ہو خلاف اس صورت کے کہ مثلاً یوں کہا کہ اگر میں اسکو کل مجھے نہ ہوں چادون تو جو
 مال تیرا اس پر ہو وہ فلان شخص پر ہوگا اور وہ فلان شخص موجود تھا اور اس نے قبول کر لیا تو یہ جائز ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ اگر
 اسکو میں مجھے کل کے روز نہ ہوں چادون تو مجھے وہ سود درم ہونگے جو تیرے اس پر تے ہیں اور طالب نے اس پر سود دینا سکا
 دوسرے کیا ہو نہ سود درم کا پس اگر اسے شرط پوری نہ کی تو بلا خلاف اس کے ذمہ مال لازم ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کہا
 کہ اگر میں مجھے اسکو کل کے روز نہ ہوں چادون تو جو مال فلان شخص کا فلان شخص پر ہو وہ مجھے ہوگا تو دوسری کفالت
 صحیح نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر میں اسکو کل تیرے ساتھ نہ ملاؤں تو جو بقدر مال فلان شخص کا اس کفیل عنہ پر ہو وہ مجھے ہوگا
 تو بلا خلاف دوسری کفالت صحیح نہیں ہو۔ اگر کہا کہ کل کے روز نہ کو اگر میں تیرے پاس نہ ہوں چادون تو میں عمر کا چہر
 طالب کا کچھ حق تھا کفیل بالنفس ہوں پس دوسری کفالت جائز ہو جتنے کہ اگر اسے دوسرے روز نہ کو نہ ہوں چادون
 تو عمر کا کفیل بالنفس ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک شخص کے نفس کی کفالت کی بدین شرط کہ اگر میں اسکو طلاق
 وقت تیرے پاس نہ ہوں چادون تو جو مال اس پر ہو وہ مجھے ہوگا پھر طالب اس وقت پر غائب ہو گیا اور کفیل نے اسکو تلاش
 کیا اور نہ پایا کہ کفیل عنہ اس کے سپرد کرے اور اس امر پر گواہ کرے تو مال کفیل کے ذمہ لازم ہوگا۔ اور اسی طرح
 اگر کوئی خاص مقام شرط کیا اور کفیل لیکر اس مقام پر آیا اور طالب غائب ہو گیا تو یہی مال کفیل پر واجب ہوگا سارے
 متاخرین کے نزدیک بنا بر قول ابویوسف رحمہ کے اگر طالب اس وقت یا مکان سے غائب ہو جائے تو چاہے کہ یہ امر
 قاضی کے سامنے پیش کرے کہ قاضی اسکی طرف سے ایک کوکل مقرر کرے کہ اسکو سپرد کرے یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں لکھا ہو۔ جامع صغیر میں ہو کہ کسی نے دوسرے کا دامن پکڑا اور اس پر سود دینا کا دھوکہ دیا یا مطلقاً حق یا مال یا

دینار کا دعویٰ کیا اور مقدار بیان نہ کی پھر کسی شخص نے کہا کہ تو اسکو چھوڑ دے اور میں اس کے نفس کا کفیل ہوں اور اگر میں اسکو کل تجھے نہ پہنچا دوں تو مجھکو سودینا تیرے واجب فیئے پڑینگے اور طالب اسہر راضی ہو گیا اور اُسے دوسرے روز نہ پہنچایا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسہر دونوں صورتوں میں سودینا روا جب ہونگے بشرطیکہ صاحب حق سودینار کا دعویٰ کرے اور یہی قول امام اعظم رحمہ کا ہے و ذخیرہ میں لکھا ہے اگر کسی شخص کی کفالت بالنفس اس شرط پر کہ اگر اسکو کل کے روز نہ پہنچاؤں تو جو مال طالب کا اسہر ہو مجھپر ہوگا پھر کل کا روز گزرنے سے پہلے کفول عنہ کر گیا پھر کل کا روز گزرا تو وہ شخص مال کا کفیل ہوگا۔ پس اگر مدت گزرنے سے پہلے کفیل مریا پس اگر کفیل کے دارنوں نے کفول عنہ کو طالب کے پاس پہنچا دیا تو کفیل پر مال لازم نہ ہوگا یا خود کفول عنہ نے اپنے آپ کو کفالت کی راہ سے مدت گزرنے سے پہلے طالب کو پہنچا دیا تو بھی کفیل پر مال لازم نہ ہوگا کذا فی الظہیرہ اور اگر دارنوں نے اسکو نہ پہنچا یا اور کل کا روز گزرا تو مال کفیل کے ذمہ واجب ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ایک شخص کی کفالت بالنفس اس شرط پر اختیار کی کہ جب تو اس کے سپرد کرنے کے نسبت مطالبہ کرے گی تب سپرد کروں گا ورنہ مجھپر اسقدر مال لازم ہوگا جو اسہر ہو پھر کفول بالنفس مریا اور کفول عنہ نے کفیل سے اسکی حاضری کا مطالبہ اور وہ عاجز رہا تو کیا اسہر مال لازم ہوگا اس مسئلہ کی کوئی روایت نہیں ہے اور شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے والد رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ چاہیے کہ مال لازم نہ آوے کیونکہ بعد موت کے مطالبہ کرنا صحیح نہیں ہے پس شرط نیا ہی مری کذا فی الظہیرہ۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص سے کہا کہ اگر تجھکو غلام شخص نے قتل کر دالا تو میں تیری میت کا خاسن ہوں اور اُسے رضامندی ظاہر کی تو یہ جائز ہے اور اگر اُس نے کہا کہ اگر اُسے تیرا سر زخمی کیا یا ہاتھ کاٹا یا تیرا غلام قتل کیا یا غضب کیا پس میں اسکی میت کا خاسن ہوں اور وہ شخص راضی ہو گیا تو جائز ہے۔ اور اگر کہا کہ لو کون میں سے جس نے تجھے قتل کیا یا تجھے غضب کیا تو میں تیری میت کا خاسن ہوں تو یہ باطل ہے یہ محیط خسی میں لکھا ہے۔ اگر کسی کے نفس کی کفالت اس شرط پر کہ اگر میں کل اسکو نہ لاؤں تو ذیل خصوصیت ہوں اور جو کچھ اسہر حق ثابت ہوگا اسکا خاسن ہوں اور اسہر مطلوب راضی ہو گیا پس یہ سب جائز ہے اور اگر اُس نے کل کے روز پہنچا دیا تو اس سب سے بری ہے اور اگر نہ پہنچا یا تو کفیل بالمال اور ذیل بالخصوص ہوگا پس اگر بعد اسکے کفول عنہ کو سپرد کر دیا تو کفالت بالنفس سے بری ہو جائیگا اور اگر سپرد کرتے وقت اُسے وکالت بالخصوص اور کفالت بالمال سے برارت نہیں کر لی تو بری ہوگا اور اگر شرط کر لی تو کفالت بالمال سے بری ہوگا اور وکالت بالخصوص سے بری ہوگا۔ اگر زید نے عمرو کے نفس کی کفالت اس شرط پر کہ اگر میں اسکو کل کے روز نہ حاضر لاؤں تو بکر اسکا ذیل بالخصوص ہے اور جو کچھ اسہر قاضی حکم دے اسکا بکر خاسن ہے اور سب لوگ اسہر راضی ہو گئے تو یہ جائز ہے کیونکہ طالب مطلوب دونوں کفالتوں میں متحد ہیں صرف کفیل میں اختلاف ہے اور یہ ملع جواز نہیں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے نفس کی کفالت اس شرط پر کہ اگر میں اسکو کل نہ پہنچا دوں تو اسکا ذیل بالخصوص ہوں اور طالب اس سے راضی ہو گیا اور اُسے دوسرے روز اُسے نہ پہنچا یا تو وہ شخص اس کے ساتھ حصہ کرنے میں ذیل ہو پس اگر قاضی نے اسہر کچھ حکم دیا تو کفیل کے ذمہ نہ ہوگا اور اگر کفیل نے طالب کو اسکا حق ادا کیا تو طالب کو اختیار ہو کہ اس سے نہ لےوے کیونکہ وہ احسان کرتا ہے اور اگر قبول کیوے تو مطلوب سے نہ لے سکیگا۔ اگر کسی نے نفس کی کفالت میعاد معلوم تک اس شرط کے ساتھ کی کہ اگر اسکو مدت پر نہ پہنچا دوں تو اس کے ساتھ

وکیل بالخصوص ہوں اور جو کچھ حق اسپر ثابت ہو اسکا ضامن ہوں اور طالب اسپر راضی ہوا پھر طالب نے چاہا کہ کفیل نفس سے میعاد سے پہلے مواخذہ کرے تو نہیں کر سکتا یہی ظاہر ہے اور میعاد گزرنے سے پہلے محتصر بھی نہیں کر سکتا اگر کسی نے کسی کے نفس کی کفالت کی اور کفول غنہ نے اسکو وکیل بالخصوص اور ضامن اس مال کا جو اسپر ثابت ہوئے بنایا اور کفیل راضی ہو گیا پھر کفیل مر گیا تو طالب اور کفیل کے وارثوں میں کچھ خصومت ہو گئی پس اگر طالب نے کفول غنہ کو پایا اور قاضی کے سامنے پیش کیا پس جو کچھ مال کا اسپر حکم دیا جائے وہ کفیل کے مال میں ہوگا ولیکن طالب کو مطلوب کے ساتھ خصومت کرنے میں ہر ضرورت کو کہ طالب اپنا حق حجت اور قضا سے قاضی سے ثابت کرے بعد اسکے ہیکہ اختیار ہوگا چاہے مطلوب کا دامن گیر ہو کر کفیل کے ترکہ میں سے لیوے پس اگر اُسے مطلوب سے لینا اختیار کیا تو ادا کرنے کے بعد مطلوب اسکو کسی سے نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر اُسے ترکہ کفیل سے لیا اور اُسکے وارثوں نے ادا کیا تو اسی قدر مطلوب سے واپس لیونگے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ اگر تیرا قرضہ ادا سے عاجز ہوگا تو مال مجھے ہو پس عاجز ہونا قید ہونے سے معلوم ہوگا پس اگر قید کیا گیا اور نہ ادا کیا تو کفیل کو دینا پڑیگا یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہو اگر مطلوب نے طالب سے کہا کہ اگر میں خود اپنے تین کل کے روز تیرے پاس نہ پہونچاؤں تو مجھے ہر ہی مال ہوگا جبکہ تو دعوے کرتا ہو پھر وہ نہ آیا تو اسپر کچھ لازم ہوگا۔ شیخ الاسلام نے شرح جامع صغیر میں لکھا ہو۔ کہ کسی نے دوسرے سے کہا کہ تو اس رستہ چلا جا اگر تیرا مال جھین لیا جائیگا تو میں ضامن ہوں پس وہ شخص اسی رستہ چلا اور اسکا مال جھین لیا گیا تو ضمان صحیح ہو اور باوجود اسکے کہ مضمون غنہ بھول ہو ضمان جائز رکھی ہو اور اگر کسی نے کہا کہ اگر تیرے بیٹے کو مجھ میرے نے لکھا لیا یا تیرا مال درندہ نے تلف کیا تو میں ضامن ہوں پس یہ ضمان باطل ہو یہ فصول استروشینہ میں لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے کی طرف سے قرضہ کی کفالت اس شرط پر کی کہ اس مال سے اسقدر کی فلاں و فلاں دو شخص کفالت کریں اور ان دونوں نے کفالت سے انکار کیا تو فقیہ ابو بکر بنی نے فرمایا کہ پہلی کفالت لازم ہوگی اور اُسکے ترک کا اختیار نہ ہوگا یہ خاصے قاضخان میں لکھا ہو۔ اگر طالب نے مطلوب سے کہا کہ تو میرا حق جو مجھے فلاں شخص پر حوالہ کرے بشرطیکہ تو بھی غل اسکے ضامن رہے اور اُسے ایسا ہی کیا تو جائز ہو اور اسکو اختیار ہو کہ دونوں میں سے جسکو چاہے ماخوذ کرے اور یہ نیز کہ کفالت کے ہو کیونکہ جس حوالہ میں اہل کی ضمانت بھی شرط ہو وہ کفالت ہو جاتی ہے یہ محیط مرضی میں لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے سے کہا میں نے تیرے مال کی جو فلاں شخص پر ہو اس شرط سے ضمانت کی کہ میں تجھے فلاں شخص دیگر پر حوالہ کر دوں گا اور طالب راضی ہو گیا پس اگر کفیل نے اسکو فلاں شخص پر حوالہ کیا تو جائز ہو اور اگر اُسے حوالہ قبول کرنے سے انکار کیا تو ضامن جیسا تھا ضامن رہیگا پس طالب کو اختیار ہوگا کہ چاہے اُس سے مطالبہ کرے یا اہل سے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تیرے مال کی جو فلاں شخص پر ہو اس شرط سے ضمانت کی کہ میں تجھے فلاں شخص پر ایک مہینہ تک حوالہ کر دوں گا تو وہ جب چاہے اسکو حوالہ کر دیں اور محال علیہ پر ایک مہینہ تک ہوگا کذا فی محیط اور کفالت کی میعاد مقرر کرنا جائز ہو اور میعاد معلوم ہو اور اگر خفیہ سی جہالت ہو تو وہ برداشت کجاستی ہو اور اسکو خیال نہیں کرتے بین کذا فی التبيين اور تمام مدتیں اس باب برابر ہیں اور اگر مدت متعارف ہو تو ثابت ہو جائیگی خواہ ایسی مدت ہو جسکے فی الحال واقع ہو جائیگا وہم ہو یا ایسا وہم نہ ہو چنانچہ اس وقت تک کفالت کی کہ کفول نہ اپنے سفر سے واپس آئے اور اگر وہ مدت متون متعارفہ میں سے نہیں

اگر کسی کے فی الحال آجائیکا بالکل وہم نہ ہو مثلاً کھیتی کھنے اور نو فروغ و نمک کی شرط ہو تو مدت ثابت ہو جائیگی اور اگر
 اسکا فی الحال واقع ہو چکا ہو تو ثابت ہوگا مثلاً کسی کی کفالت بالنفس اس شرط پر کی کہ تا وقت ہو چلنے یا پانی برسنے
 کے کفالت ہو تو یہ مدت ثابت ہوگی یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ امام محمد روئے فرمایا کہ اگر کسی نے کسی کے نفس کی کفالت ایک مہینہ
 یا تین دن تک وعدہ کی مدت پر قرار دی تو یہ جائز ہے اور جب کفالت صحیح ہوئی تو کفیل سے اسی وقت مطالبہ کیا جاسکتا ہے
 جب ایک مہینہ گزر جائے اور فی الحال ہمارے اصحاب سے ظاہر روایت میں ہے کہ مطالبہ نہیں کر سکتا ہے کفالت فی الحیط اور
 سراجہ میں ہو کہ یہی اصح ہے اور صغریٰ میں ہو کہ اسی پر قوسے ہو گا یہ تا مگر خانیہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میں نے فلان
 شخص کی کفالت بالنفس اس ساعت سے ایک مہینہ تک کی تو بلا خلاف یہ کفالت مہینہ کے گزرنے پر ختم ہوگی اور اگر کہا
 کہ میں نے فلان شخص کے نفس کی کفالت ایک مہینہ یا تین دن اختیار کی تو امام محمد روئے اس صورت کو کتاب میں
 ذکر نہیں فرمایا اور شاخ نے اس میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ یہ کہنا اور تین روز تک کو نایکسان ہے اور بعضوں
 نے کہا کہ کفیل اس صورت میں مدت کے اندر مطالبہ کیا جاسکتا ہے اور مدت گزرنے پر بری ہو جائیگا اور اسی قول
 کی طرف امام جلال الدین شیبانی کا میلان ہے یہ ظہیر اور محیط میں ہے امام محمد روئے روایت ہے کہ اگر کسی نے دوسرے
 سے کہا کہ میں نے تیرے مال کی جو فلان شخص پر آتا ہے اس شرط پر کفالت کی کہ جب تو طلب کرے گا تو مجھے ایک مہینہ کی میعاد
 حاصل ہوگی تو یہ جائز ہے پھر جب وہ طلب کرے گا تو اسکو ایک مہینہ کی مہلت دیگی اور جب مہینہ گزر گیا تو اسکو اختیار ہوگا کہ
 کہ پہلی طلب پر حبوت چاہے اسکو ماخوذ کرے اور اگر یہ شرط کفالت کے بعد لگائی ہو تو پہلی طلب پر جب چاہے نہیں
 لے سکتا ہے یہ محیط صغریٰ میں لکھا ہے۔ اور مفتی میں ہے کہ کسی نے دوسرے کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی کہ ہر گاہ
 تو مجھے اسکو طلب کرے تو مجھے ایک مہینہ کی مہلت ہوگی پس جب اُس نے طلب کیا تو اُسی دن سے اسکو ایک مہینہ کی
 فرصت دی جاوے گی اور جب اُس وقت سے ایک مہینہ گزر گیا تو اسکو اختیار ہے کہ پہلی طلب کے موافق جب چاہے اسکو ماخوذ
 کرے اور اسکو دوسری بار طلب کرے۔ ہر ایک مہینہ کی فرصت نہ ملے گی اور جب اُس نے مکفول عنہ طالب کے حوالہ کیا
 اور کہا کہ میں نے تجھ سے براہت کر لی تو وہ اُسکی کفالت سے آئندہ بری ہو اور اگر اُس نے مکفول عنہ طالب کے سپرد کرنے
 کے وقت اُس سے براہت نہ طلب کی تو طالب کو اختیار ہے کہ اُس سے دوبارہ طلب کرے اور یہ وہ دنیا آئندہ
 کے دیرینے سے بری نہ کریگا۔ اور جب اُس نے ایک بار اسے سپرد کیا اور براہت نہ طلب کی تو پھر دوبارہ طلب
 کرنے میں بھی کفیل کو ایک مہینہ کی میعاد اُسی روز سے دینا چاہیے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کا دوسرے پر عیادی
 فرض ہو اور اُس نے کفیل لے لیا تو کفیل پر بھی عیادی ثابت ہوگا اور اگر اُس پر فی الحال ہو اور اسکی کفالت کسی نے
 عیادی طور سے کی تو کفالت صحیح ہوگی اور دونوں کو تاخیر دی جائیگی مگر اس صورت میں کہ طالب نے کفالت کے وقت
 شرط کر لی کہ تاخیر خالصہ کفیل کے واسطے ہو تو البتہ امیل سے تاخیر ہوگی یہ خزائنہ المغنی میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص
 کی طرف سے عیادی فرض کی کفالت کی اور کفیل مر گیا تو اس کے ترکہ سے فی الحال لے لیا جائیگا اور اس کے وارث مکفول عنہ
 سے ابھی نہیں بلکہ عیاد آجانے پر بیٹے۔ اور اگر امیل مر گیا تو اس کے حق میں دین فی الحال ہو گیا اور کفیل کے حق میں
 عیادی باقی رہے کہ اگر مکفول نے کفیل سے لینا چاہا اور امیل کے وارثوں سے نہ لیا تو اسکو انظار کرنا چاہیے
 تاکہ عیاد آجائے یہ سراج الوباح میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم کسی بیع کے ثمن کے

فی الحال واجب الادا دے چھرائی کسی شخص نے ایک سال کی میعاد تک کفالت کی تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ میعاد کی نسبت اپنی طرف کی اور کہا کہ مجھے مہلت دے تو میعاد صحت اسی کے حق میں ثابت ہوگی اور اگر میعاد کو اُس نے اپنی طرف منسوب نہ کیا بلکہ مطلقاً ذکر کی اور طالب اس پر راضی ہو گیا تو میعاد کفیل اور اس میں دونوں کے واسطے ثابت ہو جائیگی اگر کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درہم میعاد قرض تھے پھر انکی کسی شخص نے میعاد کی کفالت کی خواہ یہی میعاد رکھی یا اُس سے کم یا زیادہ تو یہ جائز ہو اور کفیل کو مال اُسی میعاد پر دینا واجب ہوگا۔ اور اگر مال اصل پر فی الحال واجب ہو اور کفیل نے اُس سے موخر کر دیا تو یہ تاخیر اس کے اور کفیل کے حق میں صحیح ہو اور طالب کے حق میں صحیح نہ ہوگی اور اگر طالب نے مطلوب کو تاخیر دی تو اس کے اور کفیل دونوں کے حق میں ہوگی اور اگر کفیل کو کسی قدر تاخیر دی تو خاصۃً اُس کے حق میں درست ہوگی کذا فی الحیط اور اگر کفیل نے تاخیر کر دیا تو رد ہو جائیگی کذا فی خزائن الفقہین پس اگر ایسی صورت میں کہ طالب نے کفیل کو خاصۃً تاخیر دی ہو کفیل نے قرض مدت سے پہلے ادا کر دیا تو جب تک میعاد نہ گزرے اسے اصل سے نہ بیگا اسی طرح عامہ روایات میں آیا ہے کہ محیط میں لکھا ہے اور مسبوط میں ہے کہ اگر مال قرض میں ہے یا غصب ہو اور اسکا کوئی کفیل ہو پھر طالب نے اسے اصل کو ایک سال کی تاخیر دی اور اسے قبول نہ کی تو اس پر اور کفیل پر مال فی الحال ہوگا جیسا کہ تاخیر دینے سے پہلے تھا یہ غلط ہے۔ میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے مال کی کفالت کی اور اُس سے کسی دوسرے نے کفالت کی پھر طالب نے اسے اصل کو تاخیر دی تو دونوں کفیلوں سے بھی تاخیر ہوگی اور اگر اُس نے پہلے کفیل کو تاخیر دی تو دوسرے کفیل سے بھی جو بائیلی اور اصل پر مال فی الحال رہیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے کسی سے ہزار درہم کی کفالت ایک سال کی میعاد پر کی پھر کفیل نے میعاد سے پہلے قرضہ کے عوض طالب کے ہاتھ ایک غلام فروخت کر کے سپرد کر دیا پھر وہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا تو مال کفیل پر اسے میعاد پر واجب الادا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر طالب مشتری نے حکم قاضی عیوب کی وجہ سے اُسکو واپس کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر واپس کر دینا بدون حکم قاضی ہو یا دونوں بیع کا اقالہ کر لیں تو میعاد قرضہ کی حود نہ کریں۔ اور اگر اُس کے ہاتھ غلام نہ فروخت کیا بلکہ جلدی کر کے اُسکو کفیل سپرد قرضہ ادا کر دیا پھر اسے اُسکو مستحق پایا اور واپس کیا تو مال کفیل پر میعاد پر واجب الادا ہوگا اور اسی طرح اگر اُنکو زیوت ناہنہ رو پایا اور قاضی کے حکم سے یا بلا حکم قاضی واپس کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اُس نے مال ادا کرنے کے وقت اٹھا لیا تھا کہ یہ زیوت ہیں اور بائین چمے اُسے قبضہ کر لیا تو جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے مال کی کفالت کی اور اصل نے طالب کے ہاتھ ایک غلام بعوض اس مال کے فروخت کیا اور سپرد کر دیا یا تک کہ اصل کی ہر اوست کی وجہ سے کفیل بھی بری ہو گیا پھر طالب کے پاس سے غلام استحقاق میں لیا گیا یا عیوب کی وجہ سے اُسے قاضی کے حکم سے واپس کر دیا تو مال کفیل کے ذمہ عود کرے گا اور اگر بدون قاضی کے حکم کے واپس کر دیا تو کفیل کے ذمہ عود کرے گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک قرضہ کی کفالت دی اور اسے کسی کو کفالت جائز ہو اور کفیل پر اُسی میعاد پر ہوگا جو اپنے بیان کی ہو اور اصل پر فی الحال واجب ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کفیل اور اصل کو ایک سہینہ کی تاخیر دی پھر ایک سال کی تاخیر دی تو سہینہ اُسی سال میں داخل ہو گیا اور ایک زمانہ میں تمام ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور ہمام مجرہ نے کتاب الاصل میں لکھا ہے کہ شرط خیار کفالت میں صحیح ہو اور جو امام محمد نے ذکر کیا اُسکی صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے اقرض کیا کہ میں نے فلاں شخص کے واسطے ہزار درہم کی کفالت تین روز کے خیار پر کی ہو پس اگر

طالب نے اسکی تصدیق کی تو خیال ثابت ہوگا اور اگر تکذیب کی توحیب تک اسپر گواہ قائم نہون خیال ثابت ہوگا کذا فی الذخیرہ۔

باب

دعوے اور ضمانت کے بیان میں۔ کسی شخص نے دوسرے کی طرف سے نہر درم کی کفالت کی پھر کفیل نے دعوے کیا کہ جس مال کی میں نے کفالت کی ہو وہ قار ہو یا شراب کا من یا اسکے مانند کہ جو واجب نہیں ہوتا ہو تو اسکا قول مقبول نہ ہوگا اور اگر مقبول کہہ پر اسنے گواہ پیش کیے اور وہ انکار کرتا ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر اسنے چاہا کہ طالب کو قسم دلا دے تو اسکی طرف اللغات نہ کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اگر کفیل نے طالب کے اس اقرار پر کہ یہ قار یا شمن نہ دیکھا ہو گواہ پیش کیے کہ اسنے ایسا اقرار کیا ہو تو اسکی گواہی کی سماعت نہ کی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کفیل نے طالب کو مال ادا کر دیا اور چاہا کہ مقبول عنہ سے لیوے اور طالب غائب ہو گیا پھر مقبول عنہ نے کہا کہ یہ مال قار یا شمن تھا یا مردار کا شمن تھا اور مقبول عنہ پر گواہ قائم کرنا چاہے تو اسکی گواہی مقبول نہوگی اور حکم کیا جائیگا کہ کفیل کو مال ادا کرے اور اس سے کہا جائیگا کہ اپنے خصم کو تلاش کر کے اس سے معاہدہ کرے۔ پس اگر کفیل کے مال لینے سے پہلے طالب حاضر ہوا اور اسنے بھڑوا قاضی قرار کیا کہ مال قار یا شمن یا شل اسکے ہو تو وہیل اور کفیل دونوں بری ہو جائیگے۔ اور اگر قاضی نے کفیل کو بری کیا پھر مقبول عنہ حاضر ہوا اور اقرار کیا کہ یہ مال قرضہ یا بیع کا شمن تھا اور طالب نے اسکی تصدیق کی تو مال مقبول عنہ کے ذمہ لازم ہوگا اور کفیل پر دونوں کی تصدیق نہ کی جائیگی اور حوالہ اس صورت میں منبر کفالت کے ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ تین شخصوں میں سے ہر ایک کے ایک نہر درم کسی شخص پر بدون باہمی شرکت کے فرض میں پھر دو شخصوں نے تیسرے شخص کے واسطے زید پر یہ گواہی دی کہ اسنے مطلوب کے نفس کی کفالت کی ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر قرضہ انہیں مشترک ہو تو گواہی مقبول نہوگی یہ کافی میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے شخص پر مال یا نفس کے کفیل ہونیکا دعوے کیا اور دو گواہ لایا کہ انھوں نے گواہی دی مگر زمانہ یا مکان میں اختلاف کیا تو قاضی ایسی گواہی قبول کریگا۔ اور اگر زمانہ اور مکان میں دونوں متفق ہے اور یہاں میں اختلاف کیا اور دعوے مال کی کفالت میں تھا پس ایک نے کہا کہ ایک مہینہ کی سیاد تھی اور دوسرے نے کہا کہ دو مہینہ کی سیاد تھی پس اگر مدعی دونوں مدتوں میں سے کم مدت کا دعوے کرتا ہو تو قاضی دونوں کی گواہی قبول کریگا۔ اور اگر مدعی زیادہ مدت کا دعوے کرتا ہو تو دونوں کی گواہی قبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر گواہی دی کہ اسنے فلان شخص کی طرف سے نہر درم کی کفالت کی ہو مگر ایک نے قرضہ میں ایک سال کی سیاد تھی اور دوسرے نے فی الحال بیان کیا اور طالب بھی فی الحال ہونے کا دعوے کرتا ہو اور کفیل نے کفالت سے انکار کیا یا اقرار کیا اور سیاد کا دعوے کیا تو دونوں صورتوں میں مال اسپر فی الحال چاہا ہو یہ خزانہ المفتین میں لکھا ہو۔ اور اگر دعوے کفالت بالنفس کا ہو اور ایک گواہ نے ایک مہینہ کی مدت بیان کی اور دوسرے نے دو مہینہ کی توثیق الاسلام سے اس مسئلہ میں بھی تفصیل سے حکم دیا ہو یعنی اگر مدعی کم مدت کا مدعی ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر زیادہ مدت کا مدعی ہو تو مقبول نہوگی اور شمس الائمہ کسری نے بلا تفصیل بیان کیا کہ یہ گواہی مقبول ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک معانہ کا گواہ تھا اسنے کفالت کا دافع ہونا بالمعائنہ بیان کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ کفیل نے کفالت کا اقرار کیا ہو تو دونوں کی گواہی مقبول ہوگی۔ اگر دو گواہوں نے نہر درم کی کفالت دافع ہونے کی

گو ابی دی مکر لفظ میں دونوں نے اختلاف کیا ایک نے کہا کہ گننے کفالت کی اور دوسرے نے کہا کہ اُسے ضمانت کی یا ایک نے کہا کہ اُسے کہا کہ یہ میری طرف ہو اور دوسرے نے کہا کہ مجھے ہو تو گو ابی جائز ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے پر مال معین کا دعوے کیا اس سبب سے کہ اُسے مدعی کے واسطے کسی آدمی کی طرف سے کفالت کی تھی اور موقوف عندہ کا نسب نہ بیان کیا تو کیا یہ دعوے صحیح ہو میں شمس الائمہ اور جذبی نے جواب دیا کہ یہ دعوے صحیح نہیں ہو اور اسی طرح ظہیر الدین مرغینانی بھی فتوے دیتے تھے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا ہو کہ اگر دو شخصوں نے گو ابی دی کہ اس شخص نے اس شخص کے واسطے کسی آدمی کے نفس کی کفالت کی ہو اور اس آدمی کا ہم نام نہیں جانتے ہیں لیکن اُسکی صورت پہچانتے ہیں تو یہ جائز ہو اور کفیل سے اسکا مواخذہ کیا جائیگا اور اسی طرح اگر گواہ نے کہا کہ ہم کسی صورت بھی نہیں پہچانتے ہیں تو بھی کفیل سے مواخذہ کیا جائیگا اور اُس سے کہا جائیگا کہ اسکو بیان کرے پس اگر کفیل کسی شخص کو لے آیا اور کہا کہ موقوف عندہ یہ جو اور طالب نے اُسکی تصدیق کی تو خیر ہو اور اُس سے قسم نہ لی جائیگی اور اگر اُسکی تکذیب کی تو اس صورت میں دعوے اور انکار کا حکم معتبر رکھا جائیگا۔ پس یہ مسئلہ جو مذکور ہوا اس امر کی دلیل ہو کہ کفالت کے دعوے میں موقوف عندہ کا نام و نسب ذکر کرنا ضروری نہیں ہو۔ اور بعضوں نے کہا کہ اس مسئلہ کی وضع یہ ہو کہ کفالت ایک شخص سے واقع ہوئی لیکن گواہ اُسکو نہیں پہچانتے ہیں اور نہ اُسکا نسب جانتے ہیں پس یہ کفالت واقع میں اور فی غلہ شخص معلوم سے ہو اور جو صورت شمس الاسلام سے مذکور ہو یعنی مدعی نے کہا کہ اس شخص نے کسی آدمی کی طرف سے کفالت کی ہو اور مراد اس سے نکرہ ہو پس یہ کفالت فی نفسہ محمول ہو پس دعویٰ صحیح ہو گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر کفالت بالنفس کی گو ابی دی مکر ایک نے کہا کہ موقوف عندہ زید ہو۔ اور دوسرے نے کہا کہ عمرو ہو تو گو ابی موقوف نہ ہوگی خواہ طالب نے ایک ہی کی کفالت کا دعوے کیا ہو یا دونوں کی۔ اور اگر ایک شخص نے دوسرے پر دو شخصوں کی کفالت بالنفس کا دعوے کیا اور دو گواہ پیش کیے اُنھوں نے ایک کی کفالت پر گو ابی دی اور دوسرے کی کفالت میں اختلاف کیا اس طرح کہ ایک نے اُسکی طرف سے کفالت کر لینے کا بھی اقرار کیا اور دوسرے نے اُسکے حق میں سکوت کیا اور کہا کہ یہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ وہی ہو یا اور ہو پس کفیل اُسکی کفالت کے باب میں پکڑا جاوے گا جس میں دونوں متفق ہوئے اور دوسرے کی کفالت کا حکم نہ دیا جائیگا۔ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گو ابی دی کہ اُسے ہمارے باپ اور فلان شخص کے واسطے فلان شخص کے نفس کی کفالت کی ہو تو یہ گو ابی باطل ہو کیونکہ اُنھوں نے ایک ہی گو ابی دی اور اُنکی گو ابی اُنکے باپ کے حق میں نامقبول ہو پس دوسرے کے حق میں بھی جاتی رہی۔ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گو ابی دی کہ لو سنے فلان شخص کے واسطے فلان شخص کے نفس کی کفالت اس شرط پر کی ہو کہ اگر میں کل کے روز اسکو نہ پہنچا دوں تو جو اس پر ہو وہ مجھ پر ہو گا اور وہ ہزار درم ہیں تو ایسی گو ابی جائز ہو۔ پس اگر دو گواہوں نے یہ گو ابی دی کہ اُسے موقوف عندہ کو اسی روز پہنچا دیا ہو تو وہ کفالت سے بری ہو گا۔ اگر دونوں نے مال میں اختلاف کیا ایک نے کہا کہ ہزار درم تھا اور دوسرے نے پانچ درم بیان کیے اور دونوں کفالت بالنفس پر متفق ہوئے تو قاضی کفالت بالنفس پر حکم دیے کیونکہ اس میں اختلاف نہیں ہو اور کفالت بالمال میں دونوں نے اختلاف کیا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک گواہوں کا مال میں اس طرح گو ابی دینا مقبول نہیں ہو خواہ مدعی دونوں میں سے کم کا دعوے کرتا ہو یا زیادہ کا۔ اور اگر دونوں گواہوں نے اس طرح اختلاف کیا کہ ایک نے درم کی گو ابی دی اور دوسرے نے دیناروں کی تو کچھ بھی گو ابی جائز نہیں ہو خواہ مدعی دونوں

قسموں کا دعویٰ کرنا ہو یا ایک قسم کا۔ اور اگر دونوں نے شمن میں اتفاق کیا کہ ہزار درم ہو مگر اس طرح اختلاف کیا کہ ایک نے کہا کہ فرض ہو اور دوسرے نے کہا کہ شمن میں ہو اور مدعی نے دعویٰ کیا کہ شمن میں ہو تو ایسی صورت میں کچھ حکم نہ دیا جائیگا مگر جبکہ اس طرح توفیق دیا جائے کہ حقیقت میرا شمن بیع تھا مگر اُس نے دوسرے گواہ کے سامنے اقرار کیا کہ مجھے فرض ہو۔ اور یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ مدعی نے ایک ہی قسم کا دعویٰ کیا ہو اور اگر دونوں قسموں کا دعویٰ کیا ہو تو دونوں کی گواہی مقبول ہوگی اور ہزار درم کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر دونوں شاہد کم مال کے مدعی کے کفیل ہوں تو دونوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی یہ خط بین لکھا ہو۔ ہشام فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمہ سے سوال کیا کہ زمینے عمر و دعویٰ کیا کہ اسے خالد کی کفالت بالنفس کی ہو اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے کفیل پر گواہ پیش کیے کہ اُس نے خالد کے نفس کی کفالت کی ہو تو امام نے فرمایا کفالت اُسکے ذمہ لازم ہوگی پھر اگر کفیل نے گواہ پیش کیے کہ کفالت اُسکے حکم سے کی ہو تو فرمایا کہ گواہی مقبول نہ ہوگی یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ نے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے مال کی جو اسے قاضی حکم کرے ضمانت کی پھر کفول عنہ غائب ہو گیا پھر طالب نے کفیل پر گواہ پیش کیے کہ طالب نے غائب ہزار درم ہیں تو قاضی اس کا حکم نہ دیکھا نہ کفیل پر اور نہ اصل پر کیونکہ دعویٰ کفالت غیر لازم ہو گیا کیونکہ دوسرے کا مطلق ہو اسیل پر حکم دینے پر اور یہ نیز ثابت نہیں ہوا جسے کہ اگر طالب نے کہا کہ میں نے بدر کفالت کے مطلوب کو فلاں قافی کے سامنے پیش کیا اور ہزار درم کے اس پر گواہ پیش کیے اور اسے میرے لیے ہکا فیصلہ کیا پھر وہ کفیل نے انکار کیا پھر طالب نے اس پر گواہ پیش کیے تو قاضی اس پر ہزار درم کا حکم دیکھا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی شخص کسی شخص پر برہان لایا کہ میرے فلاں عا تب ہزار درم ہیں اور یہ شخص اُسکی طرف سے اُسکے حکم سے میرا کفیل ہو تو قاضی کفیل اور کفول عنہ پر حکم کرے گا اور چونکہ اُس کا حکم ثابت ہوا اس واسطے کفیل نے جوا د ا کیا ہو وہ کفول عنہ سے لے لے گا اور اگر اُسے کفالت کا دعویٰ بلا حکم کفول عنہ کے پیش کیا تو قاضی کفیل پر مال کا حکم دیکھا نہ اصل پر۔ اور اگر یہ دعویٰ کیا کہ تو نے میرے لیے فلاں شخص کی طرف سے جو کچھ میرا اسپر ہو کفالت کی ہو اور اس پر میرے ہزار درم ہیں پھر مال اور کفالت دونوں پر اُس نے برہان قایم کی تو کفیل اور غائب دونوں پر مال کا حکم دیا جائیگا خواہ اُس نے کفالت کا کسبے حکم سے دعویٰ کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن اگر کفالت کفول عنہ کے حکم سے واقع ہوئی ہوگی تو کفیل اُس سے یہ جو مال ادا کیا ہو واپس لے لے سکتا ہے یہ کافی میں لکھا ہے اگر کفالت کے دو گواہوں کی گواہی پر دو گواہوں نے کو ای دی اور کہا کہ ہم کفیل اور کفول عنہ کو نہیں پہچانتے ہیں لیکن فلاں و فلاں نے اپنی گواہی پر ہلو گواہ کیا کہ فلاں بن فلاں جو فلاں نسب کا ہو اُسے اس شخص کے واسطے فلاں بن فلاں کے جو فلاں نسب کا ہو نفس کی کفالت کی ہو تو دونوں کی گواہی مقبول ہوگی پھر بعد اسکے اگر مدعی علیہ نے کفالت کا اقرار کیا کہ وہ فلاں بن فلاں ہو تو اس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر انکار کیا تو مدعی کو دوسرے گواہوں کی ضرورت ہوگی کہ یہ گواہی دیوں کہ یہی مدعا علیہ فلاں بن فلاں فلاں نسب کا ہو کذا فی المحیط۔

چوتھا باب۔ دو شخصوں کی کفالت کے بیان میں۔ دو شخصوں پر کسی شخص کے ہزار درم قرض کے یا کسی مال کے شمن کے ہیں اور ہر ایک نے دونوں میں سے دوسرے کی کفالت کی پس جو ایک نے ادا کیا وہ اسی کی طرف سے ہوگا اور لہنے شریک سے نہیں لے سکتا یہ جب تک کہ نصف سے زائد اُس نے نہ ادا کیا ہو پس اگر جوا د ا کیا ہو نصف سے زائد ہو تو ہر ایک کے لیے لے سکتا ہو کذا فی الکافی اور اگر اُسے کہا کہ یہ اُمین ہو جو میں نے لہنے شریک کی کفالت کی ہو تو ہر ایک

قول مقبول ہوگا جب تک کہ یہ مال اسکے حصہ سے درآمد ہو بیچ میں لکھا ہو اگر ایک شخص ہزار درم سے ہر کسی شخص نے پورے ہزار درم کی کفالت اختیار کی پھر دوسرا آیا اور اسے بھی پورے ہزار درم کی کفالت کر لی پھر ہر ایک نے دونوں کفالتوں میں سے پورے ہزار درم کی دوسرے کی طرف سے کفالت کر لی پس جو ہر ایک ادا کرے وہ دونوں سے شائع ادا ہوگا پس اسکا آدھا اپنے شریک سے لے سکتا ہے کذا فی شرح النافع پھر دونوں اپنے اصل سے لے سکتے ہیں اور اگر چاہے تو سب کفالتوں سے لے لیں اور اگر کفالت نہ لے لیں تو دوسرا پورے مال کی کفالت میں مایخوذ ہوگا یہ ہر یمن لکھا ہے اگر دو شخصوں پر خرید کی قیمت میں ہزار درم واجب ہوے اور ایک نے دوسرے کی طرف سے کفالت کی اور دوسرے نے اسکی طرف سے کفالت نہ کی پھر کفیل نے کچھ ادا کیا اور کہا کہ یہ اس میں سے جو میں نے اپنے شریک کی کفالت کی ہے تو اسکا قول مقبول ہوگا کسی شخص سے ایک غلام ہزار درم کو اس شرط پر خرید کہ ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے پھر بائع نے ایک مشتری کو قاضی اس حق سے جو اس پر خریدی پھر اس شخص نے جسکو تاخیر دی گئی ہر نصف مال ادا کیا اور کہا کہ یہ مال اس میں سے ہے جو میں نے اپنے شریک کی کفالت کی ہے تو اسکا قول قبول ہوگا کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض تھے بائع نے قرض تھے اور ایک شخص نے آدھے مال کی کفالت کی اور دوسرے نے باقی آدھے مال کی کفالت کی خواہ یہ دونوں کفالتیں ایک ہی عقد میں یا جدا واقع ہوئیں پھر اصل میں نے پانچ سو درم ادا کیے اور کچھ نہ کہا تو یہ مال دونوں کی طرف سے ہوگا اور اگر اسے ادا کیا کہ یہ خاص غلام شخص کی کفالت میں سے ہو تو اسی کا ہوگا۔ اور اسی طرح اگر ہزار درم اصل پر متفرق طور پر مثلاً دو قرضوں میں ہو یا دو بیع میں یا دونوں مال ہوں کہ دو مختلف سببوں سے واجب ہوے ہوں پھر ایک کفیل نے ایک حصہ کی کفالت کی اور دوسرے نے دوسرے کی پھر اصل نے پانچ سو درم ادا کیے اور کہا کہ یہ غلام اور غلام کفیل کی طرف سے ہو تو اس کے کہنے کے موافق ہوگا۔ اور اگر صرف ایک حصہ کا کوئی کفیل ہو اور اصل نے کہا کہ یہ اسکی طرف سے ہو تو قول مقبول ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ہزار درم اس پر بیع کی وجہ سے واجب ہوے پھر رب المال نے نصف مال کی ایک سال ملت دی با نصف مال ابتدا سے ایک سال کی تاخیر پر واجب ہوا اور آدھا فی الحال واجب ہوا اور ہر نصف کا علیحدہ کفیل ہوا پھر اصل نے پانچ سو درم ادا کیے اور کچھ نہ کہا تو یہ اس کفیل کی طرف سے رکھے جائیگے جسکی کفالت فی الحال کی ہو کذا فی الذخیرہ اور اگر اسے کہد یا کہ یہ اسکی طرف سے ہو جس کے بیعادی قرضہ کی کفالت کی ہو تو قول اسکا مقبول ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر دو شخصوں نے ایک شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف سے کفیل ہو اس شرط پر کفالت کی کہ ایک کے ذمہ ایک برس کے بعد مال واجب الادا ہو اور دوسرے پر دو برس بعد تو یہ جائز ہے پس اگر برس روز ولے کی میعاد آگئی اور اسے ادا کر دیا تو اصل سے لیگا دوسرے کفیل سے نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ دو متفاضل جب شرکت سے جدا ہوے تو قرضخواہوں کو اختیار ہو کہ تمام قرضہ کے واسطے جسکو چاہیں گرفتار کریں اور ایک دوسرے سے نہیں لے سکتا اگر یہاں تک کہ نصف سے زیادہ ادا کرے پس وہ زیادتی کو لے سکتا ہے وجوب دو مکاتب۔ ایک ہی کتابت کے ہوں تو ایک کو دوسرے کی کفالت کو ناقیاساً صحیح نہیں ہے اور استخفاً صحیح ہے پھر اگر ایک نے کچھ ادا کیا تو دوسرے سے اسکا نصف لے سکتا ہے اور اگر اسے کچھ نہ ادا کیا ہوا تھا کہ مولے لے دونوں میں سے ایک کو آزا کر دیا تو حق جائز اور نصف سے بری ہو گیا اور باقی آدھے کے واسطے مالک کو اختیار ہے کہ جسکو چاہے مایخوذ کرے پس اگر اسے اسکو پکڑا جو آزاد ہوا ہو تو وہ دوسرے سے بھی لیگا اور اگر اسے دوسرے کو پکڑا تو وہ آزاد سے کچھ نہ لیگا یہ شرح جامع

میں ہو۔ تین شخصوں نے ایک شخص کی طرف سے ہزار درہم کی کفالت کی سچ ایک نے ادا کر دیے تو سب بری ہو گئے اور کوئی کفیل دوسرے سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر ہر کفیل بھی دوسرے کفیل کی طرف سے کفیل ہو اور ایک نے ادا کیا تو ادا کرنے والا دونوں سے دو غلت لے لیگا اور رب المال ہر ایک سے ہزار درہم لے سکتا ہو یعنی ایک ہی سے لیگا مگر ہر ایک سے مطالبہ کر سکتا ہو۔ اور یہ اُس صورت میں کہ دونوں کفیلوں پر قابو پایا اور ایک پر اگر قابو پایا تو اُس سے نصف لیگا پھر دونوں تیسرے سے ایک تہائی لینے اور اگر غائب پر قابو پایا تو ہر ایک سے چٹا حصہ لیگا پھر سب ملکر اصل سے ہزار درہم لینے اور اگر دوسرے کفیل سے پہلے اصل پر قابو پایا تو اُس سے کامل ہزار درہم لیگا۔ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا اگر دو شخصوں نے کسی شخص کے واسطے ہزار درہم کا قرض کیا اس شرط پر کہ اس مال کے عوض اسکو اختیار ہو کہ دونوں میں سے جس سے چاہے وصول کرے تو یہ نمبر لہ اسکے ہو کہ ہر ایک نے دوسرے کے حکم سے کفالت اختیار کی یہ محیط خیر میں لکھا ہے

باب پنجم - غلام اور ذی کی کفالت کے بیان میں۔ غلام کے نفس مال کی کفالت کرنا بدون مالک کی اجازت کے جائز نہیں ہو مگر آزاد ہو کر ماخوذ ہو سکتا ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور تجارت کے واسطے اجازت دینا کفالت کی اجازت نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر مالک نے کفالت کی اجازت دی اور کسے مالک یا اجنبی کی طرف سے مال کی کفالت کی تو صحیح ہو خواہ اسکو تجارت کی اجازت ہو یا منع کیا گیا ہو جبکہ اس پر قرض ہو اور یہی حکم باندی اور مدبرہ اور ام ولد کا ہو کذا فی المحيط اور کفالت کے قرضہ کے عوض خود فروخت کیا جائیگا مگر جب اسکا مولے مذکور ہوے تو نہیں یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر غلام پر قرض ہو اور کسے اپنے مالک یا اجنبی کی طرف سے مال کی کفالت کی اور مالک نے اجازت دی جب تک وہ مملوک ہو اس پر کچھ دینا لازم نہ ہوگا اور جب آزاد کیا گیا تو اُسکے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ مالک کا غلام کی طرف سے کفالت کرنا صحیح ہو خواہ کفالت بالنفس ہو یا بالمال خواہ غلام پر قرض ہو یا نہ ہو یہ نہایت میں لکھا ہے۔ اور اگر مالک کو کسی اجنبی کی کفالت کرنا جائز نہیں ہو خواہ مالک نے اسکو اجازت دی ہو یا نہ دی ہو لیکن عقد کفالت مستحب ہو گا جتنے کہ بعد ازادی کے پکڑا جائیگا اور اگر کتابت نے مالک کی طرف سے کفالت کی تو جائز ہو یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے غلام کی طرف سے مال کی ضمانت کی بعد ازادی کے پکڑا جائیگا پس اگر کسے مال تلف کر دینے کا قرض کیا اور اسکے مالک نے تکذیب کی یا اسکے مالک نے اسکو قرض دیا یا اسکے ہاتھ فروخت کیا اور وہ تصرف سے باز رکھا گیا ہو اور فی الحال یا بعد دی ہونا کچھ نہ بیان کیا تو اسکا کفیل فی الحال ماخوذ ہوگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر اسکو کچھ دولیت دی اور اُسے تلف کر دی یا بلا اجازت مالک کے اسے خبیثہ سے کسی عورت سے وطی کی تو فی الحال اُس سے مواخذہ نہ کیا جاویگا اور اگر اسکی کسی شخص نے ضمانت کی اور فی الحال یا بعد دی ہونا نہ بیان کیا تو کفیل بر فی الحال ادا واجب ہوگی یہ بحر الرائق میں لکھا ہے پھر جب اسکی طرف سے ادا کیا تو بعد ازادی کے اس سے لیگا بشرطیکہ اسکے حکم سے ہو یہ تین میں لکھا ہے امام محمد نے جامع صغیر میں فرمایا ہو کہ کسی شخص نے غلام پر قرض کا دعویٰ کیا اور ایک شخص نے غلام کے نفس کی کفالت کی پھر غلام مر گیا تو کفیل بری ہو گیا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر غلام کے قابض سے نفس غلام کا دعویٰ کیا اور کسی نے غلام کے نفس کی کفالت کر لی پھر غلام مر گیا پھر مدعی نے گواہ پیش کیے کہ وہ غلام میرا تھا تو کفیل اسکی قیمت کا ضامن ہو اور اگر مدعی کی ہمت اُس قابض کے اقرار سے یا قسم سے یا زہر سے کی وجہ سے ثابت ہوئی ہو اور وہ غلام قابض کے پاس مر گیا تو غلام کی قیمت کا حکم مدعی علیہ پر ہوگا اور کفیل کے ذمہ کچھ لازم نہ ہوگا مگر جبکہ وہ بھی مثل اپنے اصل کے اقرار

یہ محیط میں اس سے فی الحال ایچ میں لکھا ہے کہ اگر آزاد ہو کر ماخوذ ہوے

کرے۔ اور امام ترمذی نے ذکر کیا ہو کہ غلام کے مچانے میں قابض کے قول کی تصدیق نہ کیا ویلی اور وہ اور کفیل
 قیدی کے جادینے پھر جب دیر ہوگی قیمت کی ضمان لے لی جائیگی یہ نہایت مین کھا ہو چاہیے کہ کفالت کے احکام میں
 اہل ذمہ اور اہل اسلام برابر ہیں مگر سور اور شراب کے باب میں فرق ہو پس اگر کسی ذمی کی شراب دوسرے پر قرض
 تھی یا غصب کی تھی اور اسکی کسی ذمی نے کفالت کی تو جائز ہو۔ پھر اگر انہیں سے کوئی مسلمان ہو گیا تو اسکی چھند
 صورتیں یا تو طالب مسلمان ہو اور اس صورت میں آئمہ کے نزدیک بالاتفاق کفیل شراب اور اسکی قیمت سے بری ہو
 اور یا مطلوب مسلمان ہو تو وہ بھی شراب اور اسکی قیمت سے بری ہوگا اور اسکی برائت سے کفیل بھی بری ہوگا اور
 یہ قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہو اور مردی ہو امام ابو حنیفہ رحمہ سے اور زفر رحمہ سے روایت کی کہ مطلوب
 پر شراب کی قیمت ہوگی اور کفیل اپنی کفالت پر ہوگا اور یہی قول امام محمد رحمہ کا ہو اور اگر کفیل خاتمہ مسلمان ہو تو اس
 صورت میں شراب بالکل اس پر سے ساقط ہو جائیگی کہ اسکو بدل بھی نہ دینا چاہیے اور یہی قول اخیر امام اعظم رحمہ کا اور قول
 ابو یوسف رحمہ کا ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک طالب کو اختیار ہے چاہے تو اصل سے عین شراب لیوے یا کفیل سے
 شراب کی قیمت لیوے۔ اور اگر سب لوگ مسلمان ہو گئے تو بلا بدلے کے شراب ساقط ہو جائیگی اور اسی طرح اگر طالب
 اور کفیل یا طالب اور اصل مسلمان ہوئے تو بھی بلا بدل ساقط ہوگی اور اگر کفیل اور اصل مسلمان ہوئے تو بھی امام اعظم
 کے قول اخیر پر اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بلا بدل ساقط ہو جائیگی اور امام محمد رحمہ کے نزدیک طالب کو اختیار ہے جس سے
 چاہے مطالبہ کرے۔ اگر مگر کسی بیع کا ثمن ہوا اور طالب اور مطلوب دونوں مسلمان ہو گئے تو کفیل عین شراب اور
 اسکی قیمت سے بالاجماع بری ہو جائیگا اور اگر کفیل مسلمان ہو تو طالب اپنے مطلوب سے عین شراب کا مطالبہ کرے گا
 اور کفیل شراب اور اسکی قیمت سے بری ہوگا اور یہ آخر قول امام اعظم اور ابو یوسف رحمہ کا ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا
 کہ اسکے حق میں عین شراب سے بدل کر قیمت کی طرف تحویل ہوگی اور طالب اس سے قیمت کا مطالبہ کر سکتا ہو۔ اگر
 شراب سبب بیع سلم کے واجب ہوئی ہو اور طالب اور مطلوب دونوں مسلمان ہو گئے تو سلم باطل ہو گئی اور اسکے
 ابطال سے اصل بری ہو تو کفیل بھی بری ہو گیا۔ اور اگر کفیل مسلمان ہو تو بلا خلاف بری ہو گیا اور طالب کی شراب
 مطلوب کی طرف اپنے حال پر باقی ہو کہ نہ افی الحمید اور اصل اور قاعدہ یہ ہو کہ طالب کا مسلمان ہونا جس سے شراب کو
 کھو دینا ہو کیونکہ سپر کرنا اسی کی طرف سے ممنوع ہوا ہو۔ اور مطلوب کا مسلمان ہونا بھی امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک
 ایسا ہی ہو کیونکہ اب اسکو سپر کرنا ممنوع ہو۔ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک باطل نہیں کرتا ہو بلکہ عین سے تحویل کر کے
 قیمت کی طرف لانا ہو کیونکہ امتناع حقدار کی طرف سے نہیں ہو بلکہ اسکی طرف سے ہو جس پر حق ہو۔ اور کفیل طالب
 کے لحاظ سے مطلوب ہو اور مطلوب کی نسبت طالب ہو۔ ایک نصرانی نے دو عورتوں نصرانیہ سے شراب پر اس شرط
 سے خلع کیا کہ ہر ایک عورت دوسرے کی کفیلہ ہو پھر نصرانی مسلمان ہوا یا سب ساتھ مسلمان ہو گئے تو دونوں عورتیں
 کفالت سے بری ہو گئیں اور جو ان پر واجب ہو وہ بدل کر قیمت کی طرف آیا اور اگر ایک مسلمان ہو گئی تو اس پر قیمت ہو گئی
 اور دوسری عورت پر شراب رہی۔ پس اگر مسلمان ہونے والی عورت نے قیمت ادا کر دی تو دوسری سے نہیں
 لے سکتی ہو۔ اور اگر کافرہ نے تمام خراج ادا کر دی تو مسئلہ کے حصہ کی قیمت اس سے لے لیگی۔ اگر دونوں عورتیں
 ساتھ مسلمان ہو گئیں اور نصرانی مسلمان ہوا تو ہر ایک پر جو حق کفالت اور اصلت کی راہ سے ہو تحویل پاکر قیمت

کی طرف رجوع کر لگا۔ اور جس عورت نے گل قیمت ادا کر دی وہ دوسری سے کچھ نہیں لے سکتی ہو۔ اگر دونوں آگے پیچھے مسلمان بنیں تو ان پر تحویل سے قیمت واجب ہوگی اور اگر دوسری سلمہ نے سب قیمت ادا کر دی تو پہلی سے واپس لے لیگی اور اگر پہلی عورت سلمہ نے ادا کی تو اس سے نہیں لے سکتی ہو اور اگر ایک مسلمان ہوئی پھر اس کا شوہر مسلمان ہوا پھر دوسری اسلام لائی تو حقد رقت پہلی عورت پر ہر تحویل ہو کر قیمت کی طرف رجوع کر لگا پس جب سلمہ نے قیمت ادا کی تو دوسری سے کچھ نہیں لے سکتی ہو اور جو دوسری عورت پر ہوا صلہ تحویل پاکر قیمت ہوگی اور کفالت کی راہ سے زوج کا حق اس پر نہیں ہو۔ اگر ایک نصرانی نے دو نصرانی عورتوں سے ایک خون سے جو ان دونوں پر ہو شراب پر صلح فرمادی اور ہر ایک عورت نے دوسری عورت کی تو اس کی صورتیں بلا فرق وہی نکلتی ہیں جو خلع میں مذکور ہوئی ہیں۔ یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر ایک ذمی نے دوسرے ذمی پر شراب یا سور کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ کے نفس کی کسی مسلمان نے کفالت کرنی اور اس کی خصوصیت کا وکیل اور جو کچھ حکم دیا جائے اس کا مناسن نایا تو کفالت بالقبض جائز ہو لیکن کر وہ ہو۔ پھر اگر اسپر گواہ پیش ہو کر شراب یا سور کا فیصلہ ہوا تو کفیل پر لازم ہونے کے باب میں دو صورتیں ہیں کہ اگر اپنے شراب اور سور کے تلف ہونے سے پہلے کفالت کی تو کفیل پر کچھ لازم نہ ہوگا اور دونوں کے تلف ہونے کے بعد کفالت کی تو شراب میں اسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور خمر کی صورت میں اگر قاضی نے امیل پر اس کی قیمت میں درم یا دینار کا حکم دیا تو کفیل پر لازم ہونگے اور اگر قاضی نے اسپر قیمت کا حکم نہ دیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کفیل پر کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ قیمت کی طرف تحویل پانا قاضی کے حکم ہی سے ہوا درہم یا نہ پایا نہ گیا اور صاحبین کے نزدیک قاضی کے حکم کی ضرورت نہیں فقط تلف کرنے سے میں فرسقل ہو کر قیمت جو جاتی ہو تو وہ قیمت کا کفیل ہوا اور یہ جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ مرتد کی کفالت مانند اسکے اور تصرفات کے موقوف رہتی ہو اور عورت مرتدہ کی کفالت بالاتفاق جائز ہو جیسے اسکے اور تصرفات جائز ہیں پس اگر وہ دار الحرب میں جالی اور گرفتار ہوئی پس اگر کفالت بالنفس تھی تو باطل ہو جائیگی اور اگر کفالت باعمال تھی اور اس کا مال ہو تو کفالت مال کی طرف منتقل ہوگی۔ کسی حربی نے نفس یا مال کی کفالت کی اور دار الحرب میں جالا پھر امان لیکر آیا تو کفالت اس کو لازم ہوگی۔ کسی مسلمان نے کسی مرتد کے واسطے نفس یا مال کی کفالت کی پھر وہ دار الحرب میں جالا تو اس کی کفالت کے حق پر اُس کے ورنہ ہونگے۔ اور اگر وہ واپس آیا اور اسکے وارثوں نے تمام حق پالیا ہو تو کفیل بری ہو ورنہ اس کو اختیار ہوگا کہ کفیل کو باخیر ذکر ہے محیط سرخی میں لکھا ہو۔ مستقرقات کفالت بالدرکہ جائز ہو یعنی بیع کے سختی ہو جانے کے وقت ثمن مشتری کو واپس دینے کا التزام کر لیتا اگر کفالت بالدرکہ کی اور بیع امتحان میں لی گئی تو کفیل سے مواخذہ نہ ہوگا یہاں تک کہ بلع پر ثمن کا حکم دیا جائے یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اور کفالت بالدرکہ میں نفس بالبع کی کفالت کرنا بھی جائز ہو یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہو۔ اور ضمانت عہدہ ظاہر اور اوہ کے موافق باطل ہو کذا فی غایۃ البیان اور اس کی صورت یہ ہو کہ مثلاً ایک غلام کسی شخص سے خرید پھر اسکے امتحان میں لے جانے کے خوف سے مشتری کے لیے ضمان عہدہ کر لی پس نا جائز ہو اور وجہ یہ ہے کہ عہدہ کا لفظ مشترک ہو کبھی قدیمی نوشتہ پر بولا جاتا ہو اور حقد پر اور حقوق عقد پر اور درک ثمن پر اور خیار شرط پر بولا جاتا ہو پس معنی بیان کرنے سے پہلے اسپر عمل کرنا تنذیر ہو پس جہالت کی وجہ سے ضمانت باطل ہوگی یہ بیہوش میں لکھا ہو۔ اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ضمان خلاص بھی باطل ہو کیونکہ خلاص کے معنی اُس کے نزدیک یہ ہیں کہ خلاص مناسن یہ ضمانت کرنا ہو کہ میں بیع کو اُس کے حقدار سے خلاص کر کے لامحالہ مشتری کے سپرد

سپرد کر دینا اور یہ التزام امر غیر مقتدر پر ہو پس باطل ہو اور اگر اس طرح ضمانت کرنا کہ پامین بیع کو خلاص کر کے
 سپرد کر دینا یا ثمن واپس کر دینا تو صحیح ہوتی کیونکہ اسکو وفا کر سکتا ہو اس طرح کہ اگر شخص نے اجازت دی تو بیع سپرد کرے
 ورنہ ثمن یہ کافی نہیں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک مکان فروخت کیا اور کسی شخص نے بائع کی طرف سے مشتری کے
 واسطے ضمانت درک کر لی تو اسکی کفالت کے یہ معنی ہیں کہ بیع سپرد کرے اور یہ اقرار ہو کہ میرا کچھ حق اس مکان میں
 نہیں ہو یا تاک کہ بچہ اگر اسے دعویٰ کیا کہ مکان میں میری ملکیت ہو یا شفعہ ہو بچتا ہو یا اجارہ پر ہو تو اسکا دعویٰ قابل
 سماعت نہ ہوگا یہ تبیین میں لکھا ہو اور اگر اسے حاضر ہو کر مہر کر دی اور کفالت نہ کی تو وہ اپنے دعویٰ پر باقی ہو کذا فی الہدیہ
 اور شائع نے فرمایا کہ یہ حکم ایسی صورت پر محمول ہو کہ جب اسے یہ لکھا کہ فلان شخص یعنی خود خرید و فروخت میں حاضر
 ہوا یا یہ لکھا کہ بیع میرے سامنے واقع ہوئی یا یہ کہ خرید و فروخت کا اقرار میرے پاس ہو تو البتہ اسکو دعویٰ کا اختیار ہو
 اور اگر اسے گواہی میں ایسی بات پیش کی کہ جس سے اس بیع کا صحیح ہونا ناقد ہونا ثابت ہو مثلاً بینا مہ میں تھا کہ فلان
 شخص اس مکان کے مالک ہے اسکو فروخت کیا اور اسے لکھ دیا کہ میں اس پر گواہ ہوں تو پھر اسکا دعویٰ مسموع ہوگا
 یہ نہایت میں لکھا ہو۔ اگر کفیل بالدرک نے کچھ رہن لیا تو باطل ہو اور ضمانت ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص
 کے حکم سے اسکی طرف سے کسی نے ایک ہزار درم کی کفالت کی پھر اصل نے ایک حریر کی بیع بالعینہ کا حکم دیا تو خرید
 کی اور جو نفع بائع نے لیا ہو اسکا ہوگا بیع عینہ کی یہ صورت ہو کہ مثلاً کسی تاجر نے دس درم قرض مانگے اسے انکار کیا
 اور ایک کپڑا جو دس درم کا ہوتا ہو بندہ درم میں اس کے ہاتھ بچا تا کہ قرض لینے والا دس درم کو فروخت کر لے اور
 پانچ درم میرے برداشت کرے یہ ہدایہ میں لکھا ہو اور یہ مکروہ ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کی طرف
 سے اس کے حکم سے ایک ہزار درم قرضہ کی کفالت کی پھر اصل نے کفیل کو ادا کر دیے پس یا تو اسے ادا کرنے کے
 طور پر دیے ہیں مثلاً مال دیکر کہا کہ تو اسکو اپنے قبضہ میں لے کہ مجھے اسکا اطمینان نہیں ہو کہ طالب پانچ سو سے
 پس تو ادا کرنے سے پہلے لے لے یا اسے بطور اطمینان کے دیے ہیں مثلاً اصل نے کفیل سے کہا کہ یہ مال لیکر طالب کو
 پہنچا دے پس اصل کو دونوں صورتوں میں واپس کر لینے کا اختیار نہیں ہو پس اگر پہلی صورت واقع ہوئی اور
 کفیل نے اس میں کچھ تصرف کیا اور نفع اٹھایا تو نفع اسکا ہو اسکو صدقہ کرنا واجب نہیں ہو لیکن اگر اصل نے قرضہ دیا
 تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک اس میں ایک طرح کی خیانت ہو اور اگر کفیل ہی نے ادا کیا تو بالاجماع اس میں کچھ خیانت نہیں ہو
 اور دوسری صورت میں اگر نفع اٹھایا تو امام عظیم رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک نفع اسکو حلال نہیں ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ
 کے نزدیک حلال ہو اور اگر کفالف ایسی چیز میں ہو کہ جو متعین ہو سکتی ہو جیسے ایک کرگھون تھے کہ انکو کفیل
 نے اصل سے بطور اداسے قرض کے لیکر قبضہ میں لے لے اور اس میں تصرف کر کے نفع اٹھایا تو نفع اسکا ہوگا اور امام
 ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک بہت پسندیدہ ہو کہ موقوفہ عنہ کو واپس کرے اور یہی صحیح ہو اور جب اسکو
 واپس دیا اور وہ فقیر ہو تو اسکو حلال ہو اور اگر غنی ہو تو اس میں دور و دشین ہیں اور خیر الاسلام نے فرمایا کہ
 حق یہ معلوم ہوتا ہو کہ حلال ہو اور اگر متعین چیز کو اسے بطور اطمینان ہونے کے لیکر قبضہ کیا تھا تو خلل سابق کے جو
 خیر متعین میں گذرا امام عظیم رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکا نفع لے لینا حلال نہیں اور امام
 ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حلال ہو یہ غنا یہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے چاہا کہ میں کسی شخص کے کفیل

اور بالکل نفیل نہوں تو ظاہر الروایۃ کے موافق اُسین یہ حیلہ ہو کہ نفیل کفالت کے وقت کہے کہ میں نے فلان شخص کے نفس کی کفالت ایک مہینہ تک کی اس شرط پر کہ بعد مہینہ کے میں نفیل نہوں گا تو وہ شخص بالکل نفیل نہوں گا یہ فصول عادیہ میں لکھا ہو۔ مجموع النوازل میں ہو کہ کسی کے دوسرے پر ہزار درم ہیں اور اس کا کوئی نفیل ہو اچھر مطلوب نے طالب سے کہا کہ فلان شخص نے تیرے واسطے میری طرف سے اسکی کفالت کر لی ہو تو مجھے بری کر دے تاکہ تیرا مجھ کو کفیل سے باقی رہ جاوے اور میں درسیان میں سے نکل جاؤں اور اُسے اُسکو بری کر دیا تو نفیل بھی بری ہو گیا کیونکہ اکیل کی برادرت سے اُسکی برادرت ہوتی ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے اسکی اجازت سے مال کی کفالت کی اور کفول عنہ نے اُسکو کچھ بہن دیا تو جائز ہو پس اگر بہن تلف ہو گیا تو کفیل نے اپنا تمام حق چو کفول عنہ پر چاہیے تھا بہن کے تلف ہونے کی وجہ سے حامل کر لیا اور اس کا حکم اور حقیقۃً وصول کر لینے کا حکم ایک ہی ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کی کفالت بالتقصیر اس شرط پر کی کہ اگر اُسکو ایک سال تک میں نہ پہنچا دوں تو جو مال اس پر ہو وہ مجھ پر ہوگا اور وہ ہزار درم تھے پھر کفول عنہ نے نفیل کو مال کے عوض سال تک کچھ بہن دیا تو باطل ہو۔ اگر کفیل نے طالب سے کفالت کے باب میں کہا کہ اگر کفول عنہ مر گیا اور اُس نے مجھے مال ادا نہ کیا تو وہ مال مجھ پر ہوگا پھر کفول عنہ نے اُسکو کچھ بہن دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر طالب نے اُسکو اس کفالت سے بری کیا تو جائز نہیں اور اکیل کا بری کرنا جائز ہو اور اکیل یہ ہو کہ جس حق کے عوض بہن درست نہیں ہو اُس سے بری کرنا بھی درست نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے وکیل کیا کہ موکل کے نفس کے واسطے فلان کفیل کر دے اور جو کچھ موکل پر ثابت ہو اُس کا وہ ضامن ہو پس اُس نے ایک ایسا ہی کفیل دیا پھر موکل ہر کسی قدر مال کا حکم دیا گیا تو طالب کو اختیار ہو کہ کفیل کو گرفتار کرے اور کفیل وکیل کو گرفتار نہیں کر سکتا ہو کیونکہ وکیل یہاں بمنزلہ ایچی کے تھا کیونکہ اس سے ایجاب و قبول نہیں پایا گیا بلکہ صرف اُسے مطلوب کی طرف سے کفالت کا حکم دیا اور عقد کا حکم دینے والا حقوق عقد میں ماخوذ نہیں ہوتا ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ مفتی میں امام محمد سے روایت ہو کہ اگر کسی نے کہا کہ میں فلان شخص کے واسطے فلان شخص کی طرف سے جو اس تحریر میں ہو یا جو قاضی کی تحریر میں ہو ضامن ہو تو یہ باطل ہو اور اگر کہا کہ جو فلان پر آتا ہو اس تحریر میں اُس کا میں ضامن ہو تو یہ جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کسی کے لیے کپڑا فروخت کیا اور ثمن کا ضامن ہوا یا مضارب نے کسی مال کے ثمن کی ضمانت کی تو باطل ہو اور اسی طرح اگر دو شخصوں نے ایک غلام کو ایک ہی صفقہ میں فروخت کیا اور ہر ایک نے دوسرے کے حصہ ثمن کی ضمانت کی تو باطل ہو کذا فی الہدایہ اور اگر دو نوں نے دو صفقہ میں مثلاً ہر ایک نے ایک نصف علمہ عقد کے ساتھ فروخت کیا اور ایک نے دوسرے کے حصہ ثمن کی ضمانت کر لی تو جائز ہو وکیل بالانکاح نے اگر عورت کے ہر کی ضمانت کی یا بیع میں ایچی نے اگر ثمن کی مشتری کی طرف سے ضمانت کر لی تو ضمانت صحیح ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی عورت کے واسطے اُسکے شوہر کی طرف سے ہر مہینہ کے نفقہ کی ضمانت کی تو جائز ہو اور اُسکو شرع ماہ میں رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر اجارہ میں ہر مہینہ کے اجارہ کی ضمانت کی تو اُسکو اختیار ہوگا کہ شہر و مہینہ میں غفلت سے رجوع کرے اور فرق یہ ہو کہ نفقہ میں ہر مہینہ میں سبب از سر نو شروع نہیں ہوتا ہو اور اجارہ میں از سر نو شروع ہوتا ہو پس اُسکو اختیار ہو کہ کفالت آئندہ کو چھوڑ دے کذا فی الاختیار پس اگر کفیل مر گیا اور اس کے بعد مستاجر ایک مہینہ مکان میں رہا تو مستاجر اُس پر لازم آوے کفیل کے ترکہ پر لازم ہوگا اور موت

سے یہ کفالت مثل کفالت درک کے باطل نہیں ہوتی ہو بخلاف کفالت بالنفس کے کہ وہ باطل ہو جہاں یہ
خزانہ المفتین میں لکھا ہو اور اجرت کے کفیل کو ادا کرنے سے پہلے یہ اختیار نہیں ہو کہ متاجر سے مواخذہ کرے
اور اگر ادا کر دیا تو متاجر سے لے سکتا ہو بشرطیکہ کفالت اُسکے حکم سے ہو کسی شخص نے ایسے لڑکے کو جو تصرفات
سے باز رکھا گیا ہو دس درم دیے اور کہا کہ اسکو اپنے واسطے صرف کرے پھر ایک شخص نے دینے والے کی ضمانت
کی تو صحیح نہیں ہو کیونکہ اُسے لڑکے کی طرف سے ایسی چیز کی ضمانت کی جو مضنون علیہ نہیں ہو اور اگر دیدینے
سے پہلے کسی نے اس طرح ضمانت کی کہ تو اسکو دس درم دے اس شرط پر کہ میں پیرے لیے اُن دس درم کا ضمان
ہوں تو یہ صحیح ہو گا یا ضمان نے دس درم اُس سے قرض لیے اور حکم دیا کہ اس لڑکے کو دیدے اور لڑکا اسکی طرف
سے قبضہ کا نائب ہو جائیگا۔ اور اسی طرح اگر ایسے لڑکے نے جو تصرفات سے منع کیا گیا ہو کوئی چیز فروخت کی اور میں
پر قبضہ کر لیا پھر ایک شخص نے مشتری کے واسطے ضمان درک کی پس اگر لڑکے کے ثمن پر قبضہ کرنے کے بعد ضمانت کی
تو کفالت صحیح نہیں ہو اور اگر اس سے پہلے کفیل ہوا تو صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کوئی شخص
گوٹکا ہو اور وہ بھتا ہو اور اُسے نفس مال کی کفالت اپنے اوپر لکھی یا اسکے واسطے کسی نے کسی چیز کی کفالت
کی اور اُسے تحریر سے قبول کیا تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے رطب یعنی خرما سے ترک کی کفالت کی اور
ہیل پر بوجہ اسکے کہ اُسکا زمانہ منقطع ہو گیا تھا رطب کی قیمت کے واسطے قاضی نے حکم دیا تو کفیل پر رطب باقی رہینگے
اور تخریر ہوگا اور اگر اہل سے قیمت لے لی گئی تو کفیل بری ہو جائیگا اور اگر اُسے رطب ادا کر دے تو اپنے اہل سے
قیمت لے لیگا یہ کافی میں لکھا ہو مرض الموت کے مریض نے اگر کسی کی طرف سے مال کی کفالت کی پس اگر
اپر اسقدر قرض ہو جو اسکے کل مال کو محیط ہو تو کل کفالت باطل ہو اور اگر قرض نہ ہو تو نقد رہائی مال کے کفالت جائز
ہو اور اگر اُسے کسی وارث کی طرف سے یا کسی وارث کے واسطے کفالت کی تو تہائی سے بھی جائز نہوگی قال المترجم
بقولہ علیہ السلام لا وصیۃ لوارث پس جب وصیت وارث کے حق میں نہوئی تو کفالت باطل ہو گئی۔ اگر مریض نے کسی کی
طرف سے ہزار درم کی کفالت کی اور اُسپر قرض نہیں ہو پھر اُسے کسی اجنبی کے واسطے اسقدر قرضہ کا اقرار کیا جو
اسکے تمام مال کو محیط ہو پھر کفیل مر گیا تو جسکے لیے قرضہ کا اقرار کیا ہو وہ کفیل کے ترکہ کا اُس سے زیادہ جتنا ہو جسکے لیے
کفالت کی ہو۔ اور اگر اُسکا ترکہ اسقدر قرضہ سے جتنا اقرار کیا ہو زیادہ ہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر قرضہ ادا کرے کے بعد باقی
کی تہائی میں سے کفالت نکل سکتی ہو تو کل کفالت صحیح ہو اور اگر کل کفالت اُس سے نہ نکل سکتی ہو تو کفالت بقتل تہائی
باقی مال کے جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ امام رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے مال اجارہ کی ضمانت کی پھر اجارہ
فسخ ہو گیا اور انھوں نے اسی مال پر از سر نو عقد کیا تو فرمایا کہ وہ شخص کفیل نہ رہیگا یہ تاتا رخانیہ میں لکھا ہو۔ ایک
شخص کے دوسرے پر ہزار درم بیعادی قرض تھے اُسے قرضہ کے واسطے قرضدار سے کوئی کفیل طلب کیا تو
ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایہ کے موافق قاضی کفیل دینے کے واسطے اُسپر حبر نہ کریگا اور مفتی مین
مذکور ہو کہ اُس سے کفیل دینے کا مطالبہ کریگا اگرچہ قرض بیعادی ہو اور اسکے بعد ذکر کیا کہ بیعادی قرض میں قاضی نے
اگر اس خصم سے جو غائب ہو جانا چاہتا ہو کفیل لیا تو اسکو نافذ کریگا اس حیل سے کہ عورت نے اگر لڑکے فقہ
کے واسطے اپنے شوہر کے سفر کو جانے کے وقت کفیل طلب کیا تو تھانا اہم ابو یوسف کے نزدیک قاضی اُس سے ایک مہینہ کے

نفع کے واسطے کفیل لگا اور یہ لوگوں کے حق میں آسانی کے واسطے ہو اور یہ امام ابو یوسف کے نزدیک انحصار ہوا اور صدیق الشیخ نے اپنے وراثت میں لکھا کہ مسئلہ نفع میں لوگوں پر نرمی کے واسطے امام ابو یوسف کے قول پر فتویٰ ہو پس اگر اور قرضوں میں بھی کسی مفتی نے لوگوں پر آسانی کے واسطے ایسا ہی فتوے دیا تو بہتر ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے جو اسکے اوپر مال آتا ہو اسکی کفالت کی پھر مکحول لہ اور مکحول عنہ اور کفیل نے باہم اختلاف کیا اور کفیل نے سود میں کفار کیا اور مکحول لہ نے بیٹے دینار کا دعویٰ کیا اور مکحول عنہ نے ایک کرگہوں کا اقرار کیا تو کچھ بھی کفیل اور مکحول عنہ پر ہوگا اور جب ایسا واقع ہوا تو دونوں میں سے ہر ایک سے قسم بجا لگی پس اگر دونوں کفیل اور مکحول عنہ نے قسم کھالی تو دونوں بری ہو گئے اور اگر ایک نے قسم کھالی اور دوسرے نے انکار کیا تو منکر پر دعویٰ ثابت ہوگا اور قسم کھانے والا بری ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو اگر کسی کفیل نے کہا کہ میں نے تیرے واسطے اس مال کی جو تیرا فلان شخص پر آتا ہو ایک مہینہ تک کی کفالت کی تھی اور بعد مہینہ کے کفالت نہیں بلکہ میں نے مطالبہ کفالت سے براہت کر لی تھی۔ اور مال کے مالک نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے اس شرط پر کفالت کی تھی کہ میں تجھے ایک مہینہ مطالبہ نہ کروں گا اور بعد مہینہ کے مطالبہ کروں تو مال کے مالک کا قول مقبول ہو اور کفیل کا قول مقبول ہوگا یا تا نا غایہ میں لکھا ہو اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے فلان شخص کے نفس کی کفالت تیرے واسطے قبول کی اور مکحول لہ اس مکحول عنہ پر کچھ دعویٰ نہیں کرتا تھا تو کفالت جائز ہو اور کفیل کے حق میں مکحول عنہ کا مجلس حکم میں آنا طالب کے لیے سخی علیہ ہو جائیگا پس یہ کفالت کفیل اور مدعی کے زعم میں اصل پر حق استحقاقی کے ساتھ واقع ہوئی اور گویا بمنزلہ اس صورت کے ہوئی کہ کسی شخص نے کسی کی طرف سے مال کی کفالت کی اور مدعا علیہ مال سے انکار کرتا ہو پس اگر کفیل بالنفس پر طالب نے نالہ کی اور اُسے قاضی سے کہا کہ مکحول عنہ پہ اسکا کچھ حق نہیں ہو تو اس پر التفات نہ کیا جاوے گا یہ محیط میں لکھا ہو کسی نے ایک شخص کو حکم دیا کہ اپنے مال میں سے میرا قرضہ ادا کرے اور اُسے ادا کرنے سے انکار کیا تو اُس پر جبر نہ کیا جاوے گا مگر جبکہ اُسے کفالت اختیار کی ہو تو اُس پر ادا کرنے کے واسطے جبر کیا جاوے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو مفتی میں ہو کہ کسی شخص نے دوسرے کو ایک ہزار درم ایک تھیل کے اندر ادا کر دیے پھر اسکو خوف کی کا ہوا پس دوسرے شخص نے اُسکی کمی کی کفالت کر لی پھر جب اُسے دیکھا تو پورے پائے مگر وہ زیوف تھے تو امام اعظم کے نزدیک اُس پر کچھ ضمان نہیں ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک نہر درم جید کا ضامن ہو اور قرضدار کو زیوف واپس کر دے اگر قرضہ دو شخصوں میں مشترک ہو پھر ایک نے دوسرے شریک کے حصہ کی کفالت کی تو باطل ہو۔ اگر ایک عورت کے مہر کے ہزار درم اسکے شوہر تھے اور اسکے شوہر کی طرف سے ایک شخص نے اُسکی ضمانت کر لی پھر وہ عورت مر گئی اور اسکا وارث اسکا شوہر اور ایک بھائی ہو تو کفیل آدھے مال سے بری ہو جائیگا اور بھائی کے حصہ یعنی نصف کا کفیل رہیگا۔ اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان پر کسی قدر مال کا دعویٰ کیا اور اُسے انکار کیا اور طالب نے یہ دعویٰ کیا کہ اسکی طرف سے اسکے حکم سے فلان ذمی نے کفالت کی تھی اور کفیل منکر ہو اور اس پر دو ذمیوں نے گواہی دی تو دونوں کی گواہی ذمی پر جائز ہوگی اور مسلمان مدعا علیہ پر جائز ہوگی جسے کہ اگر کفیل نے مال ادا کر دیا تو بے نیو جہ اپنے اہل سے نہیں لے سکتا ہو ایسا ہی عامہ روایات کتاب الاصل میں مذکور ہو اور بعض روایتوں میں ہو کہ یہ گواہی بالکل مقبول نہ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو کفیل بالنفس یا مال نے اگر مکحول لہ و مکحول عنہ کے سامنے اپنے آپ کو عمدہ کفالت سے ملے

کرنا چاہا تو بری ہوگا اور کفیل باقی نہ رہے گا۔ اور دکیل نے اگر اپنے تینوں موکل کے سامنے الگ کرنا چاہا تو دکالت سے خارج ہو جائیگا۔ اور کتاب الحیل میں اشارہ ہے کہ کفیل بھی کفالت سے نکل سکتا ہے اور اسکی صورت وہاں یہ ذکر کی ہو کہ اگر ایک شخص کا دوسرے پر کچھ میعاد دی یا قسط وار قرض تھا پھر ایک شخص نے قرض خواہ سے کہا کہ جب تیرے مال کا جو قلمان شخص پر ہو وقت آوے تو میں تیرے لیے اس کے نفس کا کفیل ہوں یا قسط کی سیاد پر میں اس کے نفس کا کفیل ہوں پھر مال کی میعاد آنے سے پہلے کفیل نے چاہا کہ میں اپنے تینوں الگ کروں تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو پس مسئلہ میں یہ قید لگانا کہ میعاد آنے سے پہلے ایسا نہیں ہو سکتا ہے اشارہ ہے کہ اگر مال فی الحال ہوتا تو اسکو اختیار تھا کہ الگ ہو جاوے کذا فی الذخیرہ قال المحرر **ج** لم یل القید تعلق بالارادة فانهم کفالت اور بین خراج میں جائز ہے کذا فی الہدایہ بعض نے فرمایا کہ خراج سے مراد خراج موقوف ہے کذا فی الکفا یہ اور نواب کا حال یہ ہے کہ انہیں حقد رانصاف سے ہیں مثلاً سب کے واسطے مشترک نہ رکھو دینے کا صرف یا محلہ کی چوکیداری یا بیت المال کے حالی ہونے کی صورت میں قیدیوں کے فدیہ دینے کے واسطے تحصیل کرنا پس اسکی کفالت بالاجماع جائز ہے اور جو نواب ایسے ہیں کہ انصاف سے نہیں ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں بادشاہ کی طرف سے روزانہ یا ماہوار ہی ٹکٹ دینے والے یا دیگر زیور وغیرہ پر بندھا ہو تو یہ قلم ہے اور اسکی کفالت کے صحیح ہونے میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ اور صحیح ہونے پر فتوے ہو یہ شرح وقایہ میں لکھا ہے۔ اور جو مشائخ صحت کی طرف میلان کرتے ہیں انہیں سے شیخ علی زردوب بھی ہیں کذا فی الہدایہ اور نسفی اور شمس الائمہ قاضی خان نے بھی یہی کہا ہے کیونکہ امین مطالبہ سب سے بڑھتا ہے اور باب کفالت میں اسکا اعتبار ہے اسی وجہ سے ہم نے کہا کہ جو شخص ان نواب کی قسط بندی میں کوکشتش کرے اسکو نواب ہو اگرچہ اسکا لینے والا ظالم ہو یہ معراج الہدایہ میں ہے۔ جن حدود میں کفالت شرط کی گئی تین قسم ہیں ایک قسم یہ ہے کہ اگر کفیل غائب ہو خواہ اُس نے کفالت قبول کی یا نہ قبول کی یا حاضر ہو اور اُس نے قبول کی تو قیاساً اور سخااً عقد فاسد ہوگا اور اگر حاضر ہو اور اُس نے قبول کر لیا تو سخااً صحیح ہے اور یہ ہر عقد کا حال ہے جو شرط فاسدہ سے باطل ہو جاتا ہے جیسے بیع اور اجارہ اور سلم وغیرہ۔ اور دوسری قسم وہ کہ جنہیں شرط کفالت مفید نہیں ہو خواہ کفیل حاضر یا غائب ہو خواہ قبول کرے یا نہ کرے اور یہ ہر عقد کا حال ہے جس میں شرط فاسدہ مفید نہیں ہیں جیسے قرض اور عتق علی المال اور نکاح اور صلح عن دم العہد لیکن جب کفیل کی کفالت نہ قبول کرے تو ثابت نہ ہوگی اور اگر قبول کر لی تو ثابت ہوگی اور عقد تو ہر طرح ثابت ہے شرط کفالت سے کسی حال میں فاسد نہ ہوگا۔ تیسری قسم وہ ہے کہ جب کفالت کی شرط لگائی اور کفیل نے قبول کر لی تو صحیح ہو خواہ کفیل حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر اُس نے قبول کی تو صحیح نہیں ہے۔ کسی شخص کے دوسرے پر نذر درم کسی بیع کا ثمن یا سلم کے فی الحال واجب تھے اُس نے درخواست کی کہ اسکی قسط کرے اس شرط پر کہ فلان شخص کفیل ہو اُس نے منظور کیا پس اگر کفیل نے منظور کیا تو تاخیر درست ہو خواہ حاضر ہو یا غائب رہے نہیں یہ محیط میں لکھا ہے۔ دو شخص ایک کشتی پر سوار کسی جگہ کو جہان تھوڑا پانی ہو جاتے تھے پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنا مال اس شرط سے بانی میں بچھیک دے کہ میرا مال ہم دونوں میں مشترک ہے تو یہ فاسد ہے اور اُس کے مال کی نصف قیمت کا ضامن ہوگا کذا فی محیط السخری اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ یہ شخص اُس کے مال کا جو اُسے بچھیک دے یا جو نصف مال کے حزمینے والا ہو گیا یہ تا نثار خانہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے پر وجہ کیا

کہ وہ غلام تو کہ بن بضاعت دادی و کفنی کہ اگر کسی نے خیانت کی تو کہ بضاعت گیر نہ دین در ضامن و عہدہ آن بر من است
دوی چندین از مال من خیانت کرده است بر تو واجب است کہ بدی تو یہ دعویٰ صحیح ہو یہ فضل عہدہ میں ہو۔ اگر مدعی
نے مدعا علیہ سے مال دعویٰ پر قبضہ طلب کیا تو دعویٰ سے یا مال منقولہ ہو گا یا عقار یا دین۔ پس اگر منقولہ ہو ادنیٰ چیز ہو تو
اُس پر قبضہ دینے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا کیونکہ اُس پر مال دعویٰ کا حاضر کرنا ضروری نہیں ہو اور اگر ادنیٰ چیز ہو جیسے غلام یا
گھوڑا یا کپڑا وغیرہ تو قبضہ دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر دعویٰ میں عقار یا دین ہو تو قبضہ نہیں لے سکتا ہو۔ یہ محیط
شرعی میں لکھا ہو۔ نوادین کا عین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کی بکری ذبح کر کے
کھالی بھر کی نے اس بکری کی ضمانت کر لی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اُس پر انکی ضمانت نہو گی کیونکہ اُس پر بکری واجب
نہ تھی بلکہ انکی قیمت تھی۔ اسی طرح اگر کسی نے ایک بکری قرض دی اور اسے قبضہ کر کے اُسکو تلف کر دیا پھر ایک شخص نے
انکی طرف سے بکری کی ضمانت کی تو ضمانت لازم نہو گی کیونکہ اُس پر بکری لازم نہ تھی پس اس قسم کے یہ مسائل
امام اعظم رحمہ سے صریح اسکی دلیل ہیں کہ غصب کی چیز تلف ہونے کے بعد اُس کا حق انکی قیمت سے متعلق ہوتا ہو
نہ بعینہ اُس شے سے۔ اور کتاب الاصل کی صلح میں امام اعظم سے روایت ہو کہ مستملک علیہ کا حق عین شے سے متعلق ہوتا ہو
یہاں تک کہ فرمایا کہ غصب کی چیز سے بعد تلف ہو جانے کے انکی قیمت سے زیادہ پر صلح کرنا جائز ہو۔ اور امام ابو یوسف
نے فرمایا کہ ولیکن میرا یہ قول ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کی بکری غصب کر کے ذبح کر لی اور دوسرے نے اُسکی
ضمانت کی تو میں ضمانت اُس پر لازم نہ کروں گا اور قیاس میں چھوڑ دوں گا اور فرمایا کہ سب حیوان کا یہی حال ہو اور اسی طرح
اگر کسی نے ایک غلام غصب کیا اور وہ اُسکے چاہیں مر گیا اور کسی نے اُسکی ضمانت کر لی تو میں اُسکو ضامن قرار دوں گا
پس ایسے مسائل امام ابو یوسف سے اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ غصب کی چیز میں مالک کا حق بعد تلف ہونے کے
بعینہ اُس شے سے متعلق ہوتا ہو نہ اُسکی قیمت سے یہ وغیرہ میں لکھا ہو۔ اصل میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کا غلام
یا باندی یا جانور یا کچھ اسباب غصب کر لیا اور اُسکی کسی نے کفالت کی تو صحیح ہو اور قبضہ پر بعینہ اُسکا واپس کرنا
جب تک وہ قائم ہو واجب ہو اور اگر تلف ہو جائے تو اُسکی قیمت بھی واجب ہو جیسا کہ اصل کی بھی یہی صورت ہو اور
اُسکی قیمت کی مقدار میں اگر قبضہ اور مطالب میں اختلاف ہو تو قبضہ کا قول معتبر ہو اور اگر غاصب نے اُس شے کی قیمت
قبضہ کے بیان سے زیادہ قرار کی تو اُسکے ذمہ لازم ہوگی اور قبضہ پر لازم نہو گی۔ اور اگر زیادہ قیمت ہونے پر گواہ
قائم ہوے تو زیادہ قدرتی قبضہ پر بھی لازم ہوگی۔ اور کتاب میں یہ صورت نہیں مذکور ہو کہ اگر اصل سے قسم لی گئی اور
اسنے انکار کیا تو جو زیادہ قدرتی اُس پر واجب ہوگی وہ قبضہ پر بھی لازم ہوگی یا نہیں اور شاخ نے فرمایا کہ اسمیں تفصیل ہوئی
چاہیے اس طرح کہ اگر پہلے قبضہ اُس سے قیمت مثلا پانچ سو درم بیان کرنا تھا پھر جب اُس سے قسم لی گئی اور مالک
شہوتے ہزار درم بیان کیے اور اسنے قسم نہ کھائی اور اُس پر ہزار درم لازم آئے تو اس صورت میں قبضہ پر زیادہ قدرتی
لازم نہو گی اور اگر اصل پہلے خاموش رہا اور کوئی اقرار بد خلاف اسنے نہیں کیا اور اُس پر قسم دلائے سے اور انکار
سے ہزار درم واجب ہوے تو قبضہ پر بھی واجب ہونگے یہ محیط میں لکھا ہو۔ قاضی مدعا علیہ سے ایک ثقہ قبضہ
لیگا جبکہ مدعی اُسکی درخواست کرے اور کہے کہ میرے گواہ شہر میں ہیں اور انکی مقادیر میں ہوگی اسنے جس سے کہ تیسرے روز
احکام قضا کے واسطے بیٹھتے تھے۔ اگر مدعا علیہ نے قبضہ دینے سے انکار کیا تو مدعی کو حکم دیا کہ اُسکا ساتھ نہ چھوڑے

اور اگر کسی نے غصب کی چیز سے بعد تلف ہو جانے کے انکی قیمت سے زیادہ پر صلح کرنا جائز ہو۔ اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ولیکن میرا یہ قول ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کی بکری غصب کر کے ذبح کر لی اور دوسرے نے اُسکی ضمانت کی تو میں ضمانت اُس پر لازم نہ کروں گا اور قیاس میں چھوڑ دوں گا اور فرمایا کہ سب حیوان کا یہی حال ہو اور اسی طرح اگر کسی نے ایک غلام غصب کیا اور وہ اُسکے چاہیں مر گیا اور کسی نے اُسکی ضمانت کر لی تو میں اُسکو ضامن قرار دوں گا پس ایسے مسائل امام ابو یوسف سے اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ غصب کی چیز میں مالک کا حق بعد تلف ہونے کے بعینہ اُس شے سے متعلق ہوتا ہو نہ اُسکی قیمت سے یہ وغیرہ میں لکھا ہو۔ اصل میں لکھا ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کا غلام یا باندی یا جانور یا کچھ اسباب غصب کر لیا اور اُسکی کسی نے کفالت کی تو صحیح ہو اور قبضہ پر بعینہ اُسکا واپس کرنا جب تک وہ قائم ہو واجب ہو اور اگر تلف ہو جائے تو اُسکی قیمت بھی واجب ہو جیسا کہ اصل کی بھی یہی صورت ہو اور اُسکی قیمت کی مقدار میں اگر قبضہ اور مطالب میں اختلاف ہو تو قبضہ کا قول معتبر ہو اور اگر غاصب نے اُس شے کی قیمت قبضہ کے بیان سے زیادہ قرار کی تو اُسکے ذمہ لازم ہوگی اور قبضہ پر لازم نہو گی۔ اور اگر زیادہ قیمت ہونے پر گواہ قائم ہوے تو زیادہ قدرتی قبضہ پر بھی لازم ہوگی۔ اور کتاب میں یہ صورت نہیں مذکور ہو کہ اگر اصل سے قسم لی گئی اور اسنے انکار کیا تو جو زیادہ قدرتی اُس پر واجب ہوگی وہ قبضہ پر بھی لازم ہوگی یا نہیں اور شاخ نے فرمایا کہ اسمیں تفصیل ہوئی چاہیے اس طرح کہ اگر پہلے قبضہ اُس سے قیمت مثلا پانچ سو درم بیان کرنا تھا پھر جب اُس سے قسم لی گئی اور مالک شہوتے ہزار درم بیان کیے اور اسنے قسم نہ کھائی اور اُس پر ہزار درم لازم آئے تو اس صورت میں قبضہ پر زیادہ قدرتی لازم نہو گی اور اگر اصل پہلے خاموش رہا اور کوئی اقرار بد خلاف اسنے نہیں کیا اور اُس پر قسم دلائے سے اور انکار سے ہزار درم واجب ہوے تو قبضہ پر بھی واجب ہونگے یہ محیط میں لکھا ہو۔ قاضی مدعا علیہ سے ایک ثقہ قبضہ لیگا جبکہ مدعی اُسکی درخواست کرے اور کہے کہ میرے گواہ شہر میں ہیں اور انکی مقادیر میں ہوگی اسنے جس سے کہ تیسرے روز احکام قضا کے واسطے بیٹھتے تھے۔ اگر مدعا علیہ نے قبضہ دینے سے انکار کیا تو مدعی کو حکم دیا کہ اُسکا ساتھ نہ چھوڑے

اور مدعا علیہ کو قید نہیں کریگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور رقم وہ ہو کہ جس کا گھر یا دوکان معلوم ہو اور وہ اپنے آپ کو پوچھتا ہے کہ اس کے اور اسکے سوا کفیل کا تاجر ہو یا اور ایسی چیزوں کی طرف قاضی التفات نہ کریگا۔ اور جو شخص کسی گھر یا حجرہ میں کرایہ پر رہتا ہو وہ قاضی نہیں ہوگا اگر اُسے کہا کہ مجھے کفیل نہیں ملتا تو اُس کا قول مقبہ ہو اور مدعی کو حکم دیگا کہ اُس کے ساتھ رہے جیسا قرض خواہ قرضدار کا دانگہ رہتا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ دونوں گواہ میرے غائب ہیں یا ایک گواہ پیش کیا اور کہا کہ دوسرا غائب ہو تو کفیل نہ لے گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ یہ حکم اس وقت ہو کہ مدعا علیہ مقیم شہر ہو اور اگر مسافر ہو تو کفیل لینے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن مجلس قاضی کے سامنے میعاد دیجادگی کہ اپنے گواہ لاوے اگر مدعی گواہ لایا تو خیر ورنہ اُس کا رستہ چھوڑیگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر مدعا علیہ نے دعوے کیا کہ میں مسافر ہوں اور مدعی نے اس سے انکار کیا تو قول مدعی مقبہ ہو کیونکہ شہر میں کون کرنا اہل ہو۔ یہ قاضی قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر اُسے کہا کہ میں کل یا پرسون جاؤنگا تو اسی وقت تک کفالت کریگا اور اگر طالب نے اُس کے باہر جانے سے انکار کیا تو اُس کے باہر سفر کو دیکھ لیا یا اُس کے دوستوں کے پاس آدمی بھیج کر دریافت کریگا پس اگر انھوں نے بیان کیا کہ مان بے شک اُسے ہمارے ساتھ چلنے کا سامان کیا ہے تو اسی وقت تک کفالت لے گا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ کتاب امام میں کفیل لینے کے واسطے یہ شرط مذکور ہے کہ مدعی اس کو قاضی سے طلب کرے اور شائع نے فرمایا کہ یہ حکم اُس مدعی کے حق میں ہو جو جھگڑے کے معاملات جانتا ہو اور اگر جہاں ہو تو قاضی خود مدعا علیہ کو حکم دیگا کہ کفیل دیوے اگرچہ مدعی نے نہ طلب کیا ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر اُسے کفیل بنفسہ دیا اور وکیل خضومتہ دینے سے انکار کیا تو قاضی نہ اُس پر جبر کریگا اور نہ اُس کے ساتھ رہنے کا حکم دیگا اور اگر اُسے وکیل بالخضومتہ دیا اور کفیل لینے سے انکار کیا تو اُس پر کفیل لینے کا جبر کریگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص پر قرض ہو اور قرضہ کا کوئی کفیل اور اُس کے عوض رہن ہو اور کفیل قرضدار کے حکم سے ہو پھر کفیل نے اُس کا قرضہ ادا کر دیا پھر قرض خواہ کے پاس رہن تلف ہو گیا تو نوازل میں مذکور ہے کہ کفیل نے حسیقہ رد یا ہو اہل سے لے لیا اور یہ ایسی صورت ہو کہ بائع نے کچھ فروخت کیا اور مشتری سے اس کے حکم سے ایک کفیل لیا اور اُسے ثمن ادا کر دیا پھر بائع کے پاس بیع تلف ہو گئی تو کفیل بائع سے مخاصمہ نہ کریگا صرف مشتری سے اپنا مال لے گا اور مشتری پھر بائع سے وہ مال لے گا جو کفیل نے ادا کیا ہے۔ ایک شخص کے ذمہ دوسرا قرض ہو اور اس کا کوئی کفیل بھی ہو پھر طالب نے کفیل سے رہن لیا پھر بعد کو اہل سے بھی رہن لیا اور دونوں رہنوں سے ہر ایک سے قرضہ ادا ہو سکتا ہو پھر رہن کے پاس ایک رہن تلف ہو گیا پس امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر دوسرا رہن تلف ہوا اور دوسرا رہن کرنے والا رہن سے وقت پہلے رہن سے آگاہ تھا تو دوسرا رہن بعوض نصف قرضہ کے تلف ہو گا اور اگر پہلے رہن کا حال نہ معلوم ہوا تھا تو بعوض تمام قرضہ کے تلف ہوا اور کتاب الرہن میں لکھا ہے کہ دوسرا رہن بعوض نصف قرضہ کے تلف ہو گا اور گاہ ہونے اور نہ ہونے کا ذکر نہیں کہ پہلے رہن سے آگاہ تھا یا نہ تھا اور کتاب الرہن کی روایت صحیح ہے یہ قاضی خان میں لکھا ہے۔ کتاب الرہن میں لکھا ہے کہ دو ضمانیوں میں ایک غلام مشترک تھا دو نوازل ایک ساتھ اُس کو مکاتب کر دیا اور شراب مالی کتابت رکھی پھر ایک شخص مسلمان ہو گیا تو کل شراب تحویل ہو کر قیمت ہو جائیگی اور کتابت باقی رہیگی اور اسی طرح اگر غلام ایک بیضرائی کا ہو اور وہ مر گیا اور وارثوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اسی طرح اگر دو غلاموں کی ایک ہی کتابت کر دی اور ہر ایک نے

یہی شرطیں ہیں
قاضی میرزا کا بیان
باب پنجم

دوسرے کی کفالت کی چھ ایک یا دو نو ذین میں سے ایک سلطان ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو اور اسی کی نظیر یہ مسئلہ ہو کہ اگر ایک نے دو غلاموں کو یا دو شخصوں نے ایک غلام مشترک کو جو بعض رطب کے مکاتب کیا اور اُسکا زمانہ منقطع ہو گیا اور قاتی نے ایک پر قیمت کا حکم دیا تو جو کچھ دوسرے پر آتا ہو وہ بھی قیمت ہو بائیکا کیونکہ اگر رطب باقی رہے تو تفرق کتاب لازم آتی ہو کذا فی الکافی۔ اور سفیہ مکروہ ہو۔ اور وہ ایسے قرض کو کہتے ہیں جس سے قرض دینے والا راہ کے کھٹکے سے بے خوف ہو جائے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے قرض دینے سے جہین نفع حاصل ہو منع فرمایا ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ دس درم کسی تاجر کو دیئے کہ فلاں شہر میں میرے دوست کو دیدینا اور اُسکو دنیا بطور امانت کے بنین بلکہ بطور قرض کے ہو تاکہ راستے کے خوف سے بچوٹ ہو جاوے پس اگر یہ شرط مشروط نہ ہو یا ایسا عرف ظاہر ہو تو کچھ ذہنین ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک سفیہ فلاں مقام کے واسطے لکھو اس شرط پر کہ میں تیرے ہاں چند روز میں دیدونگا تو اس میں بہتری بنین ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر سفیہ کا خط کسی کے پاس اُسکے شریک یا خلیفہ کی طرف سے لایا اور اُسکو دیدیا پھر پھر ہکر کہا کہ تیرے لیے مجھ کو لکھا ہو یا خط دینے والے نے کہا کہ اُسکو مجھے دے یعنی جو کچھ اس میں لکھا ہو۔ وہ مجھے دے لے کہ کہنے والے نے تیرے لیے میرے پاس ٹھیک لگا دیا ہو یا میرے پاس لکھ دیا ہو پس یہ باطل ہو کذا فی الذخیرہ اگر چاہے تو مال اُسکو دے ورنہ نہ دے اور محتاوی نے ذکر کیا ہو کہ جب اُسے کہ جسکو خط دیا گیا ہے لیا اور جو کچھ لکھا ہو پڑھ لیا تو مال اُسپر لازم آویگا اور اعتماد پہلی روایت پر ہو کہ مال اُسپر لازم نہ آویگا جب تک کہ اُسکی ضمانت نہ کرے یا یہ کہے کہ تیرے واسطے میرے اوپر لکھ دیا ہو اور تیرے لیے مال مجھ پر ثابت کر دیا ہو یہ فائے قاضی خان میں لکھا ہو اور فتوے اُسی پہلی روایت پر ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ امام ابو بکر محمد بن افضل سے روایت ہو کہ ایک شخص نے ابن ابی حیرہ کی شہر کو بھیجا پھر اجیر کے شہر سے کھٹکے کے بعد اجیر کو کچھ دوزبان بھیجا پھر اس شخص نے اپنے اجیر کو ایک سفیہ کسی آدمی کے نام لکھا اور جب وہ سفیہ اجیر کے پاس پہونچا تو اُسے قبول کیا اور کچھ مال دیا اور باقی کے بے سفیہ والے کو ایک خط تحریر کر دیا پھر اجیر کے پاس آکا کی طرف سے ایک خط پہونچا کہ جو میں نے فلاں آدمی کے نام تجھ کو ایک سفیہ لکھا ہو۔ اُسکو قبول نہ کرنا اور اگر تو نے قبول کر لیا ہو تو مال نہ دینا اور سفیہ کا خط اُسکو واپس کر دے کہ مجھ کو اس باب میں اپنی رے میں تبدیلی معلوم ہوئی تو کیا اجیر کو اختیار ہو کہ باقی کے ادا کرنے سے انکار کرے پس امام ابو بکر نے فرمایا کہ اگر سفیہ والے نے سفیہ لکھنے والے کو اس قدر مال دیدیا ہو اور اجیر نے اُسکی ضمانت کر لی تو اجیر کو اختیار نہیں ہو کہ نہ دے اور ضمان صحیح ہو اور اگر سفیہ والے نے خط لکھنے والے کو مال نہیں دیا ہو تو اجیر کی ضمانت اُسکی طرف سے نہیں درست ہو اور اُسکو اختیار ہو کہ باقی نہ دیوے اور جو دیا ہو اُسکو واپس نہیں کر سکتا پھر یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ اجیر نے سفیہ والے کے واسطے مال کی ضمانت کر لی اور اگر اُسے ضمانت نہیں کی تو ذہن صورتوں میں اُسکو اختیار ہو کہ مال کے دینے سے انکار کرے اور بھی فرمایا کہ تحریر کر دینا باقی کے واسطے ضمانت نہیں ہو لیکن اگر اُسکے ساتھ زبان سے اقرار کرے یا یہ تحریر کرے کہ فلاں شخص کا مجھے اس قدر مال ہو اور اُسپر گواہی کرادے یہ قاضی خان میں لکھا ہو۔ فائے فضل میں ہو کہ ایک شخص نے کسی تاجر کے پاس ایک سفیہ پیش کیا اور اُسے کسی قدر مال تمام مال میں سے دیدیا اور کچھ باقی رہ گیا پس اگر خط لکھنے والے کا مال مکتوب ایسا ہے

کی طرف آتا ہوا اور اُسے لکھا ہو کہ اس سفیجہ والے کو دیرے اور مکتوب الیہ نے خط کا اقرار کیا اور یہ بھی اقرار کیا کہ مال
سپر قرض ہو تو باقی کے دیرینے کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور اگر اُسے یہ اقرار نہ کیا ہو تو مجبور نہ کیا جائیگا۔ اور
اگر کتاب کا مکتوب الیہ کی طرف کچھ مال ہو تو بھی مجبور نہ کیا جائیگا مگر جبکہ اُسے سفیجہ والے کے واسطے ضمانت کر لی ہو تو مجبور

کیا جائیگا کذا فی الذخیرہ
کتاب الحوالہ

اسمین چند ابواب ہیں

پہلا باب۔۔ حوالہ کی تعریف و رکن و شرائط اور احکام کے بیان میں **قال المصنف** چشم حوالہ کی تعریف
بیان ہوگی آجائے کسی کو دوسرے پر حوالہ کرنا۔ محیل حوالہ کرنے والا۔ محال علیہ شخص ہو جس پر حوالہ کیا گیا۔ محال کہ وہ شخص
جسکے واسطے حوالہ واقع ہو۔ محال بہ جن چیز کا حوالہ واقع ہوا مثلاً زید نے عمرو کو کہہ دیا سو درم اترا کے تو زید محیل مگر محال علیہ
عمرو و محال کہ سو درم محال بہ بن۔ قال فی الکتاب حوالہ کی تعریف یہ ہو کہ قرض کو ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ پر نقل کرنا
حوالہ ہو اور یہی صحیح ہو یہ نہ الفائق میں لکھا ہو۔ اور اس کا رکن ایجاب قبول ہو۔ ایجاب تو محیل کی طرف سے ہونا چاہیے
اور قبول محال علیہ اور محال کہ دونوں کی طرف سے چاہیے اور محیل کی طرف سے ایجاب کی یہ صورت ہو کہ وہ طالب
سے کہے کہ میں نے اس قدر درم لینے کو تجھے فلان شخص پر حوالہ کیا اور محال علیہ اور محال کہ کی طرف سے قبول کی یہ
صورت ہو کہ ہر ایک انہیں سے کہے کہ میں نے قبول کیا یا راضی ہوا یا اور ایسے ہی الفاظ کہ جسے رضامندی ظاہر ہو تو یہ
بیان کرے اور یہ چارے اصحاب کے نزدیک ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ حوالہ کے شرائط چند قسم ہیں بعضے محیل کی طرف
راجح ہوتے ہیں اور بعضے محال کہ کی طرف راجح ہوتے ہیں بعضے محال علیہ کی طرف اور بعضے محال بہ کی طرف
راجح ہوتے ہیں۔ پس جو محیل کی طرف راجح ہوتے ہیں انرا بخلہ یہ ہو کہ عاقل ہو پس مجنون اور لڑکے کا جو داخل نہیں ہو
حوالہ صحیح نہیں ہو انرا بخلہ یہ ہو کہ بالغ ہو اور یہ شرط انعقاد کی نہیں بلکہ شرط نفاذ ہو پس حوالہ عاقل لڑکے کا منعقد
ہو گا مگر نفاذ اس کا موقوف رہیگا اُسکے ولی کی اجازت پر۔ اور محیل کا حوالہ ہونا صحت حوالہ کے واسطے شرط نہیں ہو جتنے کہ
غلام کا حوالہ صحیح ہو اور اگر اُس کو تجارت کی اجازت ہو تو محال علیہ فی الحال اُس سے لے لیگا اگر انہی کی طرف سے
اذا کیا تو غلام پر اس کا اسکے مثل قرض ہو گا بلکہ اسکے رقبے سے متعلق ہو گا اور اگر غلام کو تصرفات سے منع کیا گیا ہو تو یہ اجازت
کے واپس لیگا اور اسی طرح تندرست ہونا صحت حوالہ کے واسطے شرط نہیں ہو جتنے کہ مریض سے حوالہ درست ہو
یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور قرضدار کی رضامندی اور اس کا حکم شرط نہیں ہو جتنے کہ اگر کسی نے غیر سے کہا کہ تیرے فلان شخص
پر اس قدر درم ہیں تو اس کو مجھ حوالہ کر دے اور قرضو راہی ہو گیا تو حوالہ صحیح ہو پس اگر اُسے مال ادا کیا تو قرضدار سے
نہیں لے سکتا ہو اور وہ برہی ہو کیا یہ نہایت میں لکھا ہو۔ جو شرائط محال کہ کی طرف راجح ہیں انرا بخلہ عقل ہو کیونکہ
اسکی طرف سے قبول یا ناجائز کرنا ہو اور غیر عاقل قبول کی اہلیت نہیں کھتا ہو انرا بخلہ بلوغ شرط نفاذ ہے نہ شرط انعقاد اور عاقل نابالغ
کا حوالہ قبول کر لینا اُسکے ولی کی اجازت پر موقوف رہیگا بشرطیکہ محال علیہ محیل سے زیادہ غنی ہو ورنہ یہ بدائع میں لکھا ہو
اور مال یتیم کا حوالہ قبول کر لینا باپ یا اُسکے وصی کو جائز ہو بشرطیکہ وہ سر پہلے سے زیادہ غنی ہو اور اگر
نہ انہیں برابر ہوں تو دو قول اختلافی ہیں یہ سب الراجح میں ہو۔ انرا بخلہ رضامندی سے قبول کیا ہو اور اگر

زبردستی قبول کیا تو صحیح نہیں ہو۔ اگرچہ مجلس حوالہ اور یہ شرط امام اعظم رحمہ اور محمد رحمہ کے نزدیک شرط انعقاد ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک شرط نفاذ ہو حتیٰ کہ اگر محال نہ ہو مجلس سے غائب ہو پھر اسکو خبر ہو سچی اور اسنے اجابت دی ہو تو دونوں اماموں کے نزدیک نافذ ہوگی اور یہی صحیح ہو گا لہذا فی البدائع مگر اس صورت میں کہ غائب کی طرف سے کوئی شخص حوالہ کو قبول کرے تو نافذ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ جو شرائط محال علیہ کی طرف راجع ہیں از انجملہ عقل ہو کہ مجنون اور لا لیقل لڑکے کا حوالہ قبول کرنا صحیح نہیں ہو۔ اور از انجملہ بلوغ ہو اور وہ بھی شرط انعقاد ہو پس لڑکے کا حوالہ قبول کرنا صحیح نہیں ہو اگرچہ سمجھدار ہو خواہ اسکو تجارت کی اجازت ہو یا منع کیا گیا ہو اور خواہ محیل کے حکم سے قبول کیا ہو یا بدون اسکے حکم کے۔ اور اگر اسکی طرف سے اسکے ولی نے قبول کیا تو بھی صحیح نہیں ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ از انجملہ قبول حوالہ میں اسکی رضامندی چاہیے خواہ اسپر حوالہ کرنے والے کا قرض ہو یا نہ ہو یہ ہمارے علم کے نزدیک ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ محال علیہ کا ماضی ہونا صحت حوالہ کے واسطے شرط نہیں ہے کہ اگر اسنے ایک شخص غائب کو محال علیہ بنایا اور اسنے سکر قبول کر لیا تو حوالہ صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ جو شرائط محال ہیں میں ہیں از انجملہ یہ کہ قرضہ لازم ہو پس حوالہ اعیان قائم یا دین غیر لازم کا صحیح نہیں ہو اور اصل قاعدہ یہ ہو کہ جبکی کفالت صحیح نہیں ہو اسے تیر کی حوالہ بھی صحیح نہیں ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ احکام حوالہ میں سے یہ کہ محیل قرضہ سے بری ہو جاتا ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ پس اگر محال علیہ نے محیل کو قرضہ سے بری کیا یا اسکو ہبہ کیا تو صحیح نہیں ہو اور اسی پر فقہے ہو یہ ظہر میں لکھا ہو۔ اگر رہن نے مرتہن کو قرضہ کا کسی دوسرے پر حوالہ کر دیا تو رہن واپس لیگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہو اور اسی طرح اگر حوالہ کیا پھر رہن کیا تو صحیح نہیں ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر شوہر نے عورت کو اسکا مہر حوالہ کر دیا تو عورت اسنے کف سے کو روک نہیں سکتی یہ بحوالہ کافی میں لکھا ہو محال نہ پھر محیل کی طرف رجوع نہیں کر سکتا مگر اس صورت میں کہ اسکا حق ڈوب جاوے پھر جب ایسا ہو تو قرضہ محیل کے ذمہ عود کر گیا اور محال نہ مطالبہ کر گیا۔ اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ڈوب جانا دو طرح سے ہوتا ہو یا تو محال علیہ حوالہ سے انکار کرے اور قسم کھائے اور محیل و محال نہ کے پاس گواہ نہ ہوں اور یا وہ مجلس مرا کہ اسنے کچھ بھی پھوڑا نہ مال ضین نہ دین نہ کوئی کفیل یہ تینوں میں سے کچھ ہو خواہ کفالت اسکے حکم سے ہو یا بغیر حکم کے یعنی کسی طرح کا کفیل ہو یہ خزائنہ المفتین میں لکھا ہو اور اگر اسنے طالب کو محیل پر حوالہ کیا تو ڈوب جانے سے اسپر عود نہ کر گیا یہ تاتار غامض میں لکھا ہو۔ اگر محال علیہ اس طرح مفلس مرگیا مگر محال علیہ نے کچھ رہن کسی سے لیکر محال نہ کو دیدیا تھا بغرض مال کے یا کسی شخص نے احسانا محال علیہ کے پاس کچھ رہن کر کے محال علیہ کو اسے فروخت کر لیا اختیار دیدیا تھا یا نہ دیا تھا تو مال محیل کے ذمہ عود کر گیا لہذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر رہن کے مالک نے محال علیہ کے مرنے کے بعد رہن کو واپس نہ لیا یہاں تک کہ وہ مرتہن کے پاس تلف ہو گیا تو بغرض اس مال کے گیا جسکے عوض ضمانت میں تھا اگرچہ محال علیہ کے مفلس مرنے سے اس سے رہن ساقط ہو گیا تھا پھر اسنے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر رہن نے احسانا رہن کیا تھا تو کسی سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر محال علیہ کے حکم سے رہن کیا یا محال علیہ نے اس سے لیکر رہن کیا تو رہن کا مالک محیل سے مال لیگا اور یہ محال علیہ کا ترکہ ہو گا کہ اس سے اسکے قرضخواہوں کا قرضہ ادا کیا جائیگا اور رہن بھی منجملہ قرضخواہوں کے ہو گا لہذا فی المحيط۔ اگر محال علیہ مر گیا اور محال نہ نے کہا کہ مفلس مر ہوا اور محیل نے اسے برخلاف بیان کیا تو ثانی میں لکھا ہو کہ محال نہ سے اس کے

یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر رہن نے مرتہن کو قرضہ کا کسی دوسرے پر حوالہ کر دیا تو رہن واپس لیگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہو اور اسی طرح اگر حوالہ کیا پھر رہن کیا تو صحیح نہیں ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر شوہر نے عورت کو اسکا مہر حوالہ کر دیا تو عورت اسنے کف سے کو روک نہیں سکتی یہ بحوالہ کافی میں لکھا ہو محال نہ پھر محیل کی طرف رجوع نہیں کر سکتا مگر اس صورت میں کہ اسکا حق ڈوب جاوے پھر جب ایسا ہو تو قرضہ محیل کے ذمہ عود کر گیا اور محال نہ مطالبہ کر گیا۔ اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک ڈوب جانا دو طرح سے ہوتا ہو یا تو محال علیہ حوالہ سے انکار کرے اور قسم کھائے اور محیل و محال نہ کے پاس گواہ نہ ہوں اور یا وہ مجلس مرا کہ اسنے کچھ بھی پھوڑا نہ مال ضین نہ دین نہ کوئی کفیل یہ تینوں میں سے کچھ ہو خواہ کفالت اسکے حکم سے ہو یا بغیر حکم کے یعنی کسی طرح کا کفیل ہو یہ خزائنہ المفتین میں لکھا ہو اور اگر اسنے طالب کو محیل پر حوالہ کیا تو ڈوب جانے سے اسپر عود نہ کر گیا یہ تاتار غامض میں لکھا ہو۔ اگر محال علیہ اس طرح مفلس مرگیا مگر محال علیہ نے کچھ رہن کسی سے لیکر محال نہ کو دیدیا تھا بغرض مال کے یا کسی شخص نے احسانا محال علیہ کے پاس کچھ رہن کر کے محال علیہ کو اسے فروخت کر لیا اختیار دیدیا تھا یا نہ دیا تھا تو مال محیل کے ذمہ عود کر گیا لہذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر رہن کے مالک نے محال علیہ کے مرنے کے بعد رہن کو واپس نہ لیا یہاں تک کہ وہ مرتہن کے پاس تلف ہو گیا تو بغرض اس مال کے گیا جسکے عوض ضمانت میں تھا اگرچہ محال علیہ کے مفلس مرنے سے اس سے رہن ساقط ہو گیا تھا پھر اسنے بعد دیکھا جائیگا کہ اگر رہن نے احسانا رہن کیا تھا تو کسی سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر محال علیہ کے حکم سے رہن کیا یا محال علیہ نے اس سے لیکر رہن کیا تو رہن کا مالک محیل سے مال لیگا اور یہ محال علیہ کا ترکہ ہو گا کہ اس سے اسکے قرضخواہوں کا قرضہ ادا کیا جائیگا اور رہن بھی منجملہ قرضخواہوں کے ہو گا لہذا فی المحيط۔ اگر محال علیہ مر گیا اور محال نہ نے کہا کہ مفلس مر ہوا اور محیل نے اسے برخلاف بیان کیا تو ثانی میں لکھا ہو کہ محال نہ سے اس کے

علم پر قسم لیکر اُسی کا قول لیا جائیگا اور ایسا ہی مبیوط میں ہو کذا فی النہایہ اگر میت کا کچھ مال نظر ہوگا کہ کسی غنی پر اُسکا قرضہ لکھا یا ولایت تھی یا مدفون تھا کہ قاضی کو اُسکے موت کے روز نہ معلوم ہوگا کہ اُسے بطلان حوالہ کا اور قرضہ محیل کی طرف خود کرینیکا حکم دیا تو بعد علم کے قاضی اپنے علم سے رجوع کرے پھر اگر محال عنہ نے محیل سے کچھ نہیں لیا ہو تو تو اپنا قرضہ اُس مال میں سے جو محال علیہ کا نکلا ہو لیوے اور اگر کچھ لیا ہو تو اُسکو واپس کرے۔ اور اگر قاضی جانتا ہو کہ اس میت کا کچھ قرضہ دوسرے مفلس پر ہو تو امام اعظم کے نزدیک بطلان حوالہ کا حکم نہ دیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے ایک شخص کو بسبب اُسکے قرضہ کے جو اس پر آتا ہو کسی شخص پر حوالہ کر دیا اور محال علیہ شہر سے غائب ہو گیا اس طرح کہ اُسکا پتہ نہیں معلوم ہوتا تھا اور یہ بسبب تنگدستی اور عاجزی کے اُسے کیا پھر محال نہ سنے چاہا کہ اپنا حق محیل سے لیوے تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہو جب تک کہ محال علیہ کامرنا ثابت نہ ہو جو ہر الفشلے میں لکھا ہو۔ اگر محیل نے ادا کیا اور محال نے قبول نہ کیا تو قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا کذا فی الخلاصہ اور وہ شخص احسان کرنے والا نہیں یعنی اسے ادا کرنے میں جان نہیں کیا کیونکہ احسان کرنے والا وہ شخص ہو کہ دوسرے سے نیکی کا قصد کرے بدون اُسکے کہ اپنے نفس سے ضرر و در کرے اور اپنے ہر چند کہ برمی الذمہ ہو گیا تھا یہ قصد کیا کہ وقت تنگی کے اگر خود کرے تو قید اور مطالبہ سے برمی ہو کذا فی الکافی اور از انجملہ یہ ہے کہ محال علیہ کو محیل پر دانگی کی کا حق اُسوقت حاصل ہو کہ جب محال نہ محال علیہ کو گرفتار کرے پس جب محال نہ اُسکا دانگی ہو تو وہ محیل کا دانگی ہوتا کہ اپنے آپ کو گرفتاری سے چھوڑے اور جب وہ اُسکو قید کرے تو یہ محیل کو قید کرے لیکن طلبہ کہ یہ حوالہ محیل کے حکم سے ہو اور محال علیہ پر اس قدر یعنی بقدر حوالہ کے محیل کا قرض نہ ہو اور اگر حوالہ اُسکے بلا حکم ہوا محال علیہ اُسکا اسی قدر قرضدار ہو اور حوالہ میں قرضہ کی قید ہو تو گرفتاری اور حبس میں اُسکو محیل پر یہ حق حاصل نہ ہو گا یہ بالغ میں لکھا ہو۔

دوسرا باب حوالہ کی تقسیم کے بیان میں حوالہ کی دو قسمیں ہیں ایک حوالہ مطلق دوسرا حوالہ مقید حوالہ مطلق کی یہ صورت ہو مطلقاً حوالہ کرے اور کسی چیز کے ساتھ جو محال علیہ کے پاس اس محیل کی موجود ہو مثلاً ولایت یا غضب یا قرض کے اپنے حوالہ میں مقید نہ کرے کہ میرے قرضہ سے دیرے یا غضب سے حوالہ کرے یا ولایت سے حوالہ کرے اور اگر ایسے شخص پر حوالہ کرے جسکے پاس انہیں سے کوئی چیز نہیں ہو تو یہ بھی حوالہ مطلق ہو یہ تمیز میں لکھا ہو۔ پس اگر گئے مطلقاً حوالہ کیا تو حق محال نہ کا محیل کے قرضہ یا ولایت یا غضب سے جو محال علیہ کے پاس ہو کسی سے متعلق نہ ہو گا بلکہ محال علیہ کے ذمہ سے متعلق ہو گا اور اس پر واجب ہو گا کہ محال نہ کا قرضہ اپنے مال سے ادا کرے اور محیل کو اختیار ہو گا کہ اپنا قرضہ اور ولایت اور غضب اُس سے لے لیوے اور ان چیزوں کے لینے سے حوالہ باطل نہ ہو گا۔ اور اگر محیل مر گیا تو جو کچھ اُسکا قرضہ اور ولایت اور غضب محال علیہ کے پاس ہو وہ سوائے محال نہ کے اُسکے تمام قرضہ اور ان میں تقسیم ہو گا یہ کافی میں لکھا ہو۔ پھر مطلق حوالہ کی دو قسمیں ہیں ایک فی الحال دوسرا میعاد فی الحال کا حوالہ ہو کہ قرضدار طالب کو کسی شخص پر مثلاً ہزار درم کا حوالہ کرے تو جائز ہو اور ہزار درم محال علیہ فی الحال واجب ہونگے اور میعاد کی صورت یہ کہ دوسرے ہزار درم بیع کا ثمن ایک سال کی میعاد سے تھا پس اس پر حوالہ کر دیا اور ایک سال کی میعاد لگائی تو حوالہ جائز ہو اور محال علیہ پر بھی ایک سال کے وعدہ سے ہو گا۔ اور امام محمد نے اس صورت میں نہ فرمایا کہ اگر حوالہ ہم واقع ہو تو محال علیہ کو میعاد حاصل ہوگی یا نہ ہوگی اور شیخ

فرمایا کہ جس ہونا چاہیے جیسا کفالت میں ہوتا ہو۔ پس اگر محیل مر گیا تو محتال علیہ پر سروسٹ مال واجب ہوگا اور اگر محتال علیہ میعاد سے پہلے اور محیل دونوں مر گئے تھے کہ مال فی الحال محتال علیہ پر دینا واجب ہو گیا یعنی ورثہ ادا کریں پس اگر وفا ہونا ممکن نہ تو محتال لہ کو اصل کے پاس واپس کیا جاوے کہ اپنے وقت پر قرض کا خواستگار یہ نہایت مین لکھا ہو۔ اگر قرض کا مال کسی پر فی الحال واجب الادا ہو پھر اسکو کسی شخص پر ایک سال کے وعدہ پر اتر دیا تو جائز ہو اگرچہ امین لازم آتا ہو کہ قرضہ مین مدت قرار دی گئی۔ پس اگر محتال علیہ مدت گزرنے سے پہلے مفلس مر گیا تو وہ مال محیل کی طرف پھر فی الحال ادا ہو کر گیا اور اگر بجائے قرضہ کے من پچ یا حسب فی الحال واجب الادا ہوا اور باقی تمام مسئلہ اسی طرح واقع ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ زید کے عمر و پر ہزار درم فی الحال ادا کے قرض مین اور زید کے بکر پر ہزار درم فی الحال ادا کے قرض مین پھر زید نے عمرو کو بکر پر حوالہ کر دیا اور قید لگا دی کہ بنو ناس مال کے جو میرا بچھڑ جائیے ہو تو حوالہ صحیح ہو۔ پس اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو ایک سال کی تاخیر دی تو محیل کو اختیار ہوگا کہ اپنے قرضدار سے قرض کا تقاضا کر کے لیوے پھر اگر محتال لہ بے تاخیر کے بعد محتال علیہ کو قرضہ حوالہ سے بری کر دیا تو محیل کو اختیار ہوگا کہ اپنے قرضہ فی الحال لے لیوے یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ ایک شخص کے ہزار درم دوسرے مین پھر قرضدار پر اپنی قرض خواہ کو ایک سال کے وعدہ پر حوالہ کیا پھر محیل نے سال گزرنے سے پہلے وہ مال محتال لہ کو خود ادا کر دیا تو اسکو اختیار ہو کہ محتال علیہ سے فی الحال لے لیوے یہ سراجیہ مین لکھا ہو۔ اگر کسی نے کسی قدر مال کا حوالہ اپنے اوپر قبول کر لیا اور امین کسی قدر میعاد ہی پھر اس شخص نے اسی قدر میعاد یا اس سے کم یا زیادہ پر دوسرے شخص پر حوالہ کیا تو محتال علیہ اول کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اپنے اصل سے لیوے تا وقتیکہ مال طالب کے قبضہ مین نہ آجاوے یہ تاتار خانہ مین لکھا ہو۔ اگر لڑکے کے قرضہ کا حوالہ باپ یا چچی نے کسی قدر میعاد پر قبول کر لیا تو جائز نہیں ہو اور یہ اس وقت ہو کہ اس قرضہ کا لڑکا وارث ہوا ہو اور اگر دونوں کے عقد کی وجہ سے واجب ہوا ہو تو امین میعاد جائز ہو اور یہ امام اعظم رحمہ والہ و ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہو پھر اگر قرضہ مین لکھا ہو۔ اور محتال علیہ کو یہ اختیار نہیں ہو کہ خود ادا کرنے سے پہلے محیل سے لے لیوے لیکن اگر اسکا ساتھ کر دیا ہو تو یہ بھی محیل کا دامنگیر ہو سکتا ہو اور اگر قید کیا جاوے تو اسکو اختیار ہو کہ اصل کو قید کر لے تاکہ وہ اسکو چھوڑا کہ یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر محتال علیہ نے محتال عنہ کو ادا کر دیا یا اسکو بیہ کیا یا صدقہ مین دیا محتال لہ مر گیا اور محتال علیہ وارث ہوا تو اب سب صورتوں مین محیل سے واپس لے سکتا ہو اور اگر محتال لہ نے محتال علیہ کو بری کیا تو بری ہو جائیگا اور وہ محیل سے مین لے سکتا ہو کذا فی الخلاصہ اور اگر اس نے محتال علیہ سے یہ کہا کہ مین نے تجھے واسطے چھوڑا تو محتال علیہ کو اختیار ہو کہ اپنے محیل سے لے لیوے یہ خزانہ الفقہاء مین لکھا ہو۔ ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہو پھر قرضدار نے قرض خواہ کو اپنے شخص پر حوالہ کیا کہ قرضدار کا اسپر کچھ قرض نہ تھا پھر ایک درمیانی آدمی آیا اور اس نے محتال علیہ کی طرف سے احسانا مال ادا کر دیا تو محتال علیہ کو اختیار ہو کہ محیل سے لے لیوے چنانچہ اول اپنے مال سے ادا کر دیا اور اسپر قرض نہ تھا تب بھی یہی صورت تھی۔ اور اگر محتال علیہ پر محیل کا قرض ہو اور اس نے اس مال کا حوالہ اپنے قرض خواہ کو کیا پھر ایک درمیانی آیا اور اس نے محتال لہ کو محیل کی طرف سے جبراً اصل قرضہ ہوا ادا کر دیا تو محیل کو اختیار ہو کہ محتال علیہ سے اپنا قرضہ لے لیوے۔ اور اگر

میل اور محال علیہ میں سے ہر ایک نے اختلاف کر کے دعویٰ کیا کہ فضولی یعنی درمیانی آدمی نے میری طرف سے ادا کیا ہو اور خود فضولی نے ادا کرتے وقت کسی کو معین نہ کیا تھا تو اس سے دریافت کیا جائیگا کہ کسکی طرف سے اُس نے ادا کیا۔ پس اگر فضولی بیان سے پہلے مرگیا یا غائب ہو گیا تو یہ ادا کرنا محال علیہ کی طرف سے شمار ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ اور محال علیہ اپنے محیل سے وہی محال ہے کہ وہ لے سکتا ہو نہ وہ لے سکتا ہو جو اُس نے ادا کیا ہو مثلاً محال بہ درم تھے اور اُس نے دینار ادا کیے یا بالعکس اور دونوں نے باہم بیع صرف کی اور اس کے شرائط معمولی رکھے اور بیع صرف صحیح ہوگئی تو محال علیہ محیل سے درم لے سکتا ہو نہ دینار۔ اور اسی طرح اگر اُس نے درم کے عوض کوئی مال ذوق کیا تو درم لے سکتا ہو نہ وہ مال جو اُس نے ادا کیا ہو اسی طرح اگر اُس نے بجائے جید درم کے زبوف عطا کیے اور محال لہ نے اُس سے چشم پوشی کی تو اپنے محیل سے جید درم لیگا اور اگر محال لہ نے محال علیہ سے صلح کر لی پس اگر صلح جنس حق پر واقع ہوئی اور باقی سے اُس نے بری کر دیا تو محیل سے بقدر ادا کیے ہوئے کے لے سکتا ہو کیونکہ اُس نے اسی قدر خسار دیا ہو اسی قدر واپس لیگا اور اگر صلح خلاف جنس ہو ٹھہرائی مثلاً درم کی صلح دینار پر یا برعکس قسری تو محیل سے پورا قرضہ لے لیگا یہ بدائع مین لکھا ہو۔ خواہ مقیدہ دو طرح کا ہوتا ہو ایک یہ کہ محیل حوالہ مین اسی قرضہ کی قید لگائے جو محیل کا اُس پر ہو اور دوسری یہ کہ حوالہ مین اُس عین کی قید لگائے جو محیل کی محال علیہ کے پاس پوجہ غضب یا ودیعت کے موجود ہو یہ نہا یہ مین لکھا ہو۔ جس حوالہ مین عین شے کے قید ہو اسکی یہ صورت ہو کہ ایک شخص کے ہزار درم دوسرے کے پاس غضب یا ودیعت مین۔ اور ودیعت یا غضب کے مالک پر کسی شخص کے ہزار درم قرض مین پھر صاحب ودیعت یا غضب نے قرض کو اُس پر حوالہ کیا کہ جسکے پاس ودیعت یا غضب ہو اور ہزار درم اس قید سے اُترائے کہ اُنھیں ہزار درم سے جو ودیعت یا غضب مین ادا کرے پس بعد حوالہ کرنے کے محیل کو یہ اختیار نہیں ہو کہ محال علیہ سے لیوے اور اگر ودیعت کو اپنے پاس رکھنے لے لے اُسکو دیدی تو وہ اُسکا خاں ہوگا پس اگر محیل نے اپنا مال محال علیہ سے لے لیا پھر محال لہ نے اپنا مال اس سے لیا تو محال علیہ کو اختیار ہو کہ محیل سے واپس لیوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ اگر حوالہ مین ودیعت کی قید ہو اور ودیعت کو اپنے پاس رکھنے والے نے کہا کہ مال ودیعت ضائع ہو گیا تو حوالہ باطل ہو گیا اور اگر غضب سے مقید تھا تو صورت حوالہ باطل ہوگی یہ خلاصہ مین لکھا ہو۔ اگر ودیعت یا غضب مین استحقاق ثابت ہوا تو حوالہ باطل ہوگا یہ ذخیرہ مین لکھا ہو۔ جو حوالہ کہ مقید ایسے دین کے ساتھ ہو جو محیل کا محال علیہ پر ہو اسکی یہ صورت ہو کہ ایک شخص کے ہزار درم قرض مین اُسکو اسکے قرضدار نے ایسے شخص پر حوالہ کیا کہ جس پر اسکے قرضدار کے ہزار درم مین اس شرط سے کہ وہی ہزار درم قرضہ کے اُسکو ادا کرے یہ نہا یہ مین لکھا ہو اگر حوالہ مین ایسے مین کی قید تھی جو محیل کی محال علیہ کے پاس ہو پھر محال لہ نے محال علیہ کو مہر کیا تو ملکیت ثابت ہوگئی یہ خزائنہ المفتین مین لکھا ہو۔ اگر محال لہ نے محال علیہ کو قرضہ سے بری کر دیا اور محیل نے اُسکو اپنے قرضہ کے ساتھ قید لگا کر حوالہ کیا تھا تو اُسکو اختیار ہوگا کہ محال علیہ سے اپنا قرضہ لے لیوے۔ اگر اُس نے محال علیہ کو مہر کیا تو محیل اُس سے نہیں لے سکتا ہو اور یہ بہ نہن لہ تمام حق لے لینے کے ہو۔ اگر محال علیہ نے محال لہ کی وراثت مین پایا تو بھی محیل اُس سے نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر محیل کا محال علیہ پر کچھ قرضہ نہ ہو تو مہر اور میراث کی صورت مین وہ محیل سے لے سکتا ہو یہ کافی مین لکھا ہو۔ اگر محال لہ نے اپنا مال غلب کے طور پر محیل سے لے لیا اور کہا کہ محال علیہ مفلس ہو اور حوالہ مین یہ قید لگی تھی کہ اُس سے ادا کیا جاوے جو محیل کا محال علیہ

پرسر میں ہو تو صحیح یہ ہو کہ محیل اپنا وہ قرضہ جو محال علیہ ہو لے لیا یہ خزانہ المغنیین میں لکھا ہو۔ اگر ایسی صورت میں کہ حوالہ میں اُس قرضہ کی قید تھی کہ جو محیل کا محال علیہ ہو چاہیے یا اُس عین کی جو اُسکی اُسکے پاس ہو محیل مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہیں اور اُسے سوائے اس دین یا عین کے جو محال علیہ ہو کچھ نہ چھوڑا تو محال لہ کو اس مال کے ساتھ استحساناً زیادہ خصوصیت ہوگی کذا فی الذخیرہ اور وہ بھی محیل کے دوسرے قرضوں کے ساتھ کیساں شریک ہوگا یہ ہدایہ میں لکھا ہو اگر حوالہ میں اُس ودیعت کی قید ہو جو محیل کی محال علیہ کے پاس ہو پھر محیل بیمار ہوا اور اُسے ودیعت محال لہ کے حوالہ کر دی پھر محیل مر گیا اور بہت قرضے اُسپر ہیں تو جسکے پاس ودیعت تھی وہ محیل کے قرضوں کے لیے کچھ ضامن ہوگا اور وہ ودیعت فقط محال لہ کو نہ دیا جائیگی بلکہ تمام قرضوں کے عین حصہ رسد تقسیم ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ودیعت کو جسکے پاس ودیعت ہو روک لیا اور اُسے اپنے مال سے ادا کیا تو استحساناً وہ تبصرع ہوگا کذا فی الکافی۔ کسی شخص پر ہزار درم قرض میں اُسے قرضہ کو اپنے ایک ہزار کے قرضدار پر اس شرط سے کہ قرضہ سے ادا کرے حوالہ کیا اور ہزار اُسے نہ ادا کیے تھے کہ محیل بیمار ہوا پھر اُسے ادا کر دیے اور مریض مرض سے مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہیں اور سوائے اس مال کے جو محال علیہ بر تھا کچھ مال نہ تھا تو یہ محال لہ کو دیا جائیگا اور قرضوں کے عین حصہ تقسیم ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر حوالہ میں ادا کرنے میں قید یہ تھی کہ اُس غلام کے من سے جو محیل کا محال علیہ ہو چاہیے ادا کرے پھر بسبب خیار رویت یا خیاب یا خیار شرط کے قبضہ سے پہلے یا اُسکے بعد قاضی کے حکم سے بیع منفع ہو گئی یا سپرد کرنے سے پہلے غلام مر گیا تو من محال علیہ کے ذمہ سے ساقط ہو جائیگا اور استحساناً حوالہ باطل ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر قرضہ کی طرف سے بیع میں کچھ استحقاق ثابت ہوا یا جس قرضہ کے ساتھ حوالہ مفید ہو اس میں استحقاق پیدا ہوا یا یہ بات ظاہر ہوئی کہ غلام بیع مرد آزاد تھا تو بالاجماع حوالہ باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر مکاتب کے مالک نے کسی اپنے قرضدار کو اُسپر حوالہ کیا پس اگر حوالہ مطلقاً چھوڑا تو جائز نہیں ہو اسلئے کہ غلام کی ضمانت باطل ہو اور اگر بدل کتابت کی قید لگائی تو اس صورت میں جائز ہو کہ یہ قرضہ اُسکی طرف سے بدل کتابت وصول کر لیا ہو جو حوالے اور بدل کتابت وصول کرنے کا دلیل کرنا جائز ہو اور ادا کر دینے سے پہلے مکاتب آزاد ہو جائیگا اور اگر ادا کرنے سے پہلے مالک مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہیں تو حسبِ مکاتب پر ہو اُسکی نسبت تمام قرضوں میں سے محال لہ مخصوص ہو کر باقیگا اور اگر مالک نے مکاتب کو آزاد کر دیا کہ بدل کتابت اُسکے ذمہ سے ساقط ہو گیا تو حوالہ استحساناً باطل ہوگا اور اسی کو ہمارے آئمہ ملتہ نے اختیار کیا ہو اور جب حوالہ باطل ہوا اور مکاتب نے بدل کتابت محال لہ کو ادا کر دیا تو انچے مولیٰ سے واپس لیا یہ محیط میں لکھا ہو اگر مالک نے اپنی ام ولد کو مکاتب کیا پھر بدل کتابت کے واسطے کسی قرضہ کو اُسپر حوالہ کیا پھر مالک مر گیا تو ام ولد آزاد ہو گئی اور استحساناً حوالہ باطل ہوگا یہ قاضی خان میں لکھا ہو مکاتب نے اپنے مالک کو بدل کتابت کے واسطے کسی شخص پر مطلقاً حوالہ کیا تو باطل ہو کذا فی الکافی اور وہ آزاد ہوگا کذا فی محیط الشریعی اور اگر حوالہ کسی قرض یا ودیعت یا عصب کے ساتھ مفید ہو تو صحیح ہو اور یہ محال لہ کو دلیل کرنا ہو تا کہ مکاتب کے مال سے جو اُسکے پاس ہو بدل کتابت ادا کرے اور جب حوالہ صحیح ہو تو مکاتب بری ہو اور آزاد ہو گیا۔ پھر اگر محال علیہ کے پاس جو کچھ ہو وہ ادا کرنے سے پہلے تلف ہو گیا تو حوالہ باطل ہو گیا اور بدل کتابت صحیح ہوگا۔

مکاتب کے ذمہ آیا اور عقیق باقی رہا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر زیہ قرض خواہ نے اپنے قرض خواہ عمر کو خال کفیل پر مال کا حوالہ کیا تو خالہ زید کے مطالبہ سے بری ہو گیا اور زید کو اختیار ہو کہ کفول عنہ کو پکڑے تاکہ اُسکو حوالہ سے چھوڑا وے محیطہ خسی میں لکھا ہو۔ اگر محال نہ ہو مال کفیل سے لے لیا تو کفول عنہ بری ہو گیا اور کفیل نے ادا کیا ہو وہ محصل سے نہیں لے سکتا ہو لیکن کفول عنہ سے لیگا یہ محیطہ میں لکھا ہو اور اگر کفول عنہ نے کفیل کے ادا کرنے سے پہلے محال کو مال ادا کر دیا تو کفیل کو کفول عنہ سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو لیکن وہ محصل کو پکڑے تاکہ اُسکو حوالہ سے چھوڑا وے اور محال نہ کے حق سے کفیل بری ہو گا۔ اور بعد اسکے اگر کفیل نے محال کو ادا کر دیا تو اُسکو اختیار ہو کہ محال سے لے لے یوں نہ محصل سے یہ محیطہ خسی میں لکھا ہو۔ اگر طالب نے اپنے قرض خواہ کو مقید حوالہ کے ساتھ محصل پر حوالہ کیا تو جائز ہو اور محال نہ کو کفیل سے لینے کی راہ نہیں ہو اور اصل اور کفیل محال کے مطالبہ سے بری ہو گئے پھر اگر طالب نے چاہا کہ کسی دوسرے قرض خواہ کو اسکے بعد اسی قرضہ کی قید کے ساتھ کفیل پر حوالہ کر دے تو جائز نہیں ہو یہ محیطہ میں لکھا ہو۔ زید کے عمر و برہرار دم بین اور خالہ اُسکا کفیل ہو اور زید پر دو شخصوں میں ہر ایک کے ایک ایک ہزار درہم بین پھر زید نے ایک قرض خواہ کو عمر و برہرار دین کی قید سے حوالہ کیا اور دوسری میں اگر دونوں حوالے آگے پیچھے واقع ہوئے دو وجہ سے یا ابتدا و کفیل پر حوالہ کیا یا ابتدا و اصل پر حوالہ کیا پس اگر ابتدا و کفیل پر حوالہ کیا تو دونوں حوالے صحیح ہیں پس اگر کفیل نے کچھ ادا کیا تو کفول عنہ سے اُسکا مطالبہ نہیں کر سکتا ہو لیکن محال سے لیگا اور اگر کچھ نہ ادا کیا لیکن کفول عنہ نے خود ادا کر دیا تو کفول عنہ بری ہو گیا اور کفیل بھی مال کفالت سے بری ہو گیا اور یہ حوالہ ہمارے علمائے ثلاثہ کے نزدیک مطلق تھا۔ اور اگر کفیل نے مال محال نہ کو ادا کیا تو کفول عنہ سے نہیں لے سکتا ہو بلکہ محال سے مطالبہ کرے اور اگر ابتدا و اصل پر حوالہ ہوا پھر کفیل پر تو اصل کا حوالہ صحیح ہو اور کفیل کا باطل ہو اور اگر دونوں حوالے ایک ساتھ واقع ہوئے تو دونوں جائز ہیں یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ زید بہ عمر و کے درم قرض بین اور خالہ اُسکا کفیل ہو پھر خالہ نے عمر و کو بکر پر حوالہ کیا اور کسے قبول کر لیا تو اصل و کفیل دونوں بری ہو گئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو پس اگر محال علیہ کے مفلس مرنے کی وجہ سے مال دُوب گیا تو پھر اصل و کفیل پر خود کر سکا اور طالب جس سے چاہے مواخذہ کرے۔ اگر کفیل نے طالب کو سو درہم کا حوالہ اس شرط پر کیا کہ اُسے بری کرے تو اُسکو اختیار ہو کہ اصل اور محال علیہ سے مطالبہ کرے اور اگر اس صورت میں محال علیہ مفلس ہو گیا تو طالب کو اختیار ہو کہ کفیل کو بھی مواخذہ کرے اور اگر کسی نے تہرگا کہا کہ تو اس مال کا حوالہ مجھ پر قبول کرے اور اُسے قبول کیا تو یہ اصل و کفیل دونوں کی حاجت سے ہو یعنی دونوں بری ہو گئے اور اگر اُسے حوالہ میں کفیل کی براءت کی شرط کر لی تو اصل بری ہو گا یہ محیطہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے قرض خواہ کو اُسکے قرضہ کا حوالہ کسی شخص پر کیا اور اس شخص نے قبول کر لیا پھر قرض خواہ نے اُسکو ایک شخص قرضدار پر حوالہ کیا اور اُسے قبول کیا تو پہلا حوالہ دوسرے سے ٹوٹ گیا اور طالب کا اُس پر کچھ باقی نہ رہا اور دوسرے شخص کو اختیار ہو کہ وہ حوالہ کے موافق اپنے قرض کا اس سے مطالبہ کرے یہ خزانۃ المفتین میں ہو کسی دوسرے پر اس شرط سے حوالہ کیا کہ مال حوالہ اس دار کے فن سے ادا کرے تو حوالہ جائز ہو اور محال علیہ اس گھر کے فروخت کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور نہ مال دینے پر مجبور کیا جاوے جسے کہ اس گھر کو فروخت کرے اور جب اُسے فروخت کیا تو مال حوالہ کو اس میں سے ادا کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر

اس طرح حوالہ کیا کہ یہ مال محیل کے گھر کے ٹمن سے بلا اُسکی اجازت کے ادا کرے تو باطل ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو اور اگر محیل نے اسکا حکم و اجازت دیدی تاکہ حوالہ جائز ہو گیا تو بھی محال علیہ پر گھر فروخت کرنے سے پہلے ادا کر نیکا جبر نہ کیا جاسیگا ولیکن مکان کے فروخت کرنے پر مجبور کیے جانے کے باب میں دیکھنا چاہیے کہ اگر حوالہ میں فروخت کر دینا مشروط ہو تو اُسپر جبر کیا جائیگا اور اگر پہلی صورت میں محال علیہ نے اپنا گھر اور دو دوسری صورت میں محیل کا گھر فروخت کر کے مال ادا کر دیا تو پھر ضمانت نہوگی کیونکہ ٹمن ادا کرنے کا اُس نے التزام کیا تھا اور وہ پورا ادا کر دیا یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک شخص کے ہزار درم دو محصول پر تھے اور ہر ایک دوسرے کا قلیل تھا پھر ایک نے اُسکو ہزار درم کسی شخص پر اترادیے تو محال نہ ہو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو پورے ہزار درم محال علیہ سے لے لیوے اور اگر چاہے تو اس سے پانچویوے اور جس نے حوالہ نہیں کیا اُس سے پانچویوے اور یہ اُسکو اختیار نہیں ہو کہ جس نے حوالہ نہیں کیا ہو اُس سے پانچویوے زیادہ طلب کرے اور محال علیہ اپنے محیل سے پانچویوے درم لیگا اور اگر اُس سے پورے ہزار درم لے تو ہزار درم لیگا پھر محیل دوسرے سے پانچویوے امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم بہرہ قرض تھے اور قرضدار کے دوسرے شخص پر سو درم حید قرض تھے پھر جبر بہرہ تھے اُسے اُسپر جبر حید تھے حوالہ کیا کہ بجائے بہرہ کے کھرے لے لیوے اور یہ شرط لگائی کہ بغوض اپنے درم بہرہ کے حید درم لے لیوے اور محال علیہ غائب تھا پھر اُسکو حوالہ کی خبر ہو چکی اور اُس نے اجازت دی تو حوالہ قیاساً و استمساناً باطل ہو اور اگر محال علیہ حاضر تھا اور اُس نے حوالہ قبول کیا تو استمساناً جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ محال عنہ کے محیل سے جدا ہونے سے پہلے اگر اُس نے دیدیے تو جائز ہو ورنہ باطل اور حوالہ ٹوٹ جائیگا اور وہی درم بہرہ خود کرینگے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو اور اگر دونوں جدا ہو گئے پھر محال علیہ نے کھرے ادا کیے تو صحیح ہو کیونکہ حوالہ اگرچہ باطل ہو گیا لیکن ادا کرنے کا حکم باقی ہو اور بدلہ لاؤ جانے کی وجہ سے محال علیہ بھی محیل کے قرضہ سے بری ہو گیا اور محیل اپنے محال نہ سے کھرے درم لے لیگا کیونکہ اُس نے محال باطل ہونے کے بعد قبضہ کیا ہو پھر محال نہ محیل سے اپنا قرضہ یعنی درم بہرہ لے لیگا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر محال نہ کو محال علیہ حوالہ ادا لے مین کھرے درم ادا کر دیے تو محال علیہ بری ہو گیا اور محیل کو اختیار ہو کہ محال نہ سے کھرے درم واپس لے اور بہرہ اُسکو ادا کر دے اور اگر اس مسئلہ میں محال علیہ پر سو درم نہوں اور باقی مسئلہ کی یہی صورت ہو تو محال علیہ کو اختیار ہوگا کہ محیل سے سو درم کھرے لے لیوے یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم کھرے ہین اور اُسپر زیوف ہین پھر زیوف والے نے کسی کو اُس شخص پر جبر کھرے درم ہین اس شرط سے حوالہ کیا کہ اُسکو کھرے دیوے یا یہ شرط کی کہ زیوف دیوے اور کھرے اُسکے ہوئے تو باطل ہو یہ کافی میں لکھا ہو خواہ محال علیہ حاضر یا غائب ہو اور اُس نے قبول کیا ہو اور یہی حکم قیاساً و استمساناً ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر اُس نے ادا کر دیا تو محیل سے لے لیگا کیونکہ اُسکے حکم سے ادا کیا ہو یا محال نہ سے پھر لیگا کیونکہ اُس نے بطریق حوالہ فارسی کے ادا کیے ہین یہ کافی میں لکھا ہو اور جب اُس نے محال نہ سے بہرہ لے لیے تو محیل اُس سے کھرے لے سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر محیل نے محال علیہ سے زیادہ سے زیوف پر اس شرط سے صلح فرمادی کہ زیوف والا اُسپر حوالہ کرے تو صحیح ہو یہ کافی میں لکھا ہو اور محال علیہ جیاد درم سے بری ہو گیا اور اُسپر ہزار درم بہرہ محال نہ کے رہ گئے پس اگر اس صورت میں محیل مر گیا اور اُسپر بہت قرضے ہین سو بے محال نہ کے قرضے کے

تو محال علیہ سے ہزار درم نہرہ لیکر محال نہ اور باقی قرض خواہوں میں تقسیم ہوگا۔ اور اگر محال علیہ کے پاس جید درم غصب یا ودیعت میں ہوں اور وہ موجود ہوں پھر محیل نے نہرہ والے کو غاصب کے اوپر یا اسپر جسکے پاس ودیعت ہو حوالہ کیا اور محیل نے محال علیہ سے کہا کہ میں نے اسکو تیرے اوپر جید درم کے واسطے حوالہ کیا کہ بعض نہرہ کے اسکو دیدے تو حوالہ جائز ہو بشرطیکہ محال نہ نے محیل کے جدا ہونے سے پہلے اسپر قبضہ کر لیا ہو اسی طرح اگر محیل نے محال نہ سے کہا کہ میں نے تجھکو تیرے درم نہرہ کے واسطے فلاں شخص پر حوالہ کیا کہ وہ تجھکو جید درم دیدیگا جو اسکے پاس ہیں تو حوالہ جائز ہو بشرطیکہ محیل کے جدا ہونے سے پہلے اسنے قبضہ کر لیا ہو اور اگر دونوں قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو بیع صرف باطل ہوگئی اور اگر دونوں جدا نہ ہوئے تو لیکن جسکے پاس ودیعت ہو یا غاصب و دہلا گیا تو حوالہ جائز رہا کیونکہ وہ عاقد نہیں ہو کذا فی المحیط۔ کسی کے زیوف چاہیے میں اور اسپر جید قرض میں پس اس شرط پر حوالہ کیا کہ زیوف لے لیوے تو صحیح ہو اور اسی طرح اگر محیل نے محال نہ سے جید کے عوض زیوف پر اس شرط سے صلح کی کہ محیل اسکو فلاں شخص پر حوالہ کرے تو جائز ہو اور اگر محال علیہ مر گیا اور مغلس تھا تو محیل سے زیوف لے سکتا ہو۔ محیل پر درم فرض ہیں اور محیل کا قرضہ دینا رہیں پس حوالہ کیا اس شرط پر کہ اسکو دینا دیوے یا اسکو درہم دیوے بعض اُن دیناروں کے جو اسپر ہیں تو باطل ہی مگر اس صورت میں کہ وہ اسکے پاس ودیعت یا غصبی یا عینہ قائم ہوں یہ کافی میں لکھا ہو

تیسرا باب حوالہ میں دعوے و شہادت کے بیان میں۔ مدیون نے زعم کیا کہ اُسے قرض خواہ کو فلاں شخص پر حوالہ کیا اور اُسے قبول کیا اور قرض خواہ نے انکار کیا پھر قرضدار سے اس حوالہ پر گواہ طلب ہوئے پس اگر اُسے پیش کیے اور محال علیہ حاضر ہو تو قبول ہوگئے اور مدیون بری ہوگا اور اگر غائب ہو تو حق توقیت میں محال علیہ کے حاضری تک مقبول ہونگے پس اگر مدیون کے قول کا اقرار کیا تو بری ہو ورنہ حکم دیا جائیگا کہ دوبارہ گواہ پیش کرے اور اگر گواہ غائب ہو گئے یا ہر گئے تو محال علیہ سے قسم لیا جائیگی اور اگر مدیون کے پاس گواہ نہ ہوں و اُسے قسم طلب کی تو محال علیہ قسم کھائیگا کہ اللہ غیبر فلاں شخص نے مال کا حوالہ نہیں کیا اور اگر قسم سے منکر ہوا تو مطلب بری ہی یہ سب امر الراقی میں لکھا کہ محیل غائب ہوا اور محال علیہ نے زعم کیا کہ جو قرضہ محیل پر بری وہ شراب کا شمن ہی تو اُسکا دعوے صحیح نہیں ہی اگرچہ وہ اس بات پر بریان پیش کرے جیسا کہ باب کفالت میں ہوتا ہی اور اگر محال علیہ نے مال محال نہ کو دیدیا اور پھر محیل سے لینا چاہا اور اُسے کہا کہ وہ مال شراب کا شمن تھا تو سموع ہوگا اگرچہ بریان پیش کرے اور محیل سے کہا جائیگا کہ یہ محال علیہ کو ادا کر دے پھر اپنے خاصم سے جھگڑا کر پھر اُسے محال نہ پر بریان پیش کی کہ یہ شمن شراب کا تھا تو مقبول ہوگی پھر محال علیہ کو خیار ہوگا کہ چاہیے محیل سے واپس لے یا محال نہ سے یہ و جہر کر دی میں ہی۔ اگر محال نہ نے قاضی کے سامنے اقرار کر دیا کہ یہ مال شراب کا شمن ہی تو اسکو محال علیہ کے ساتھ کچھ جھگڑا ہوگا پھر اگر محیل آیا اور کہا کہ نہیں بلکہ یہ مال قرض ہی تو مال اسپر لازم ہوگا بشرطیکہ محال نہ اسکی تصدیق کرے لیکن محال علیہ کے ذمہ کچھ لازم نہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہی۔ اگر اپنی عورت کو اُسکے ہر کے واسطے کسی سے لے لینے کا حوالہ کیا اور اُسے قبول کر لیا پھر شوہر غائب ہو گیا پھر محال علیہ نے اس امر پر گواہ پیش کیے کہ اسکا نکاح فاسد ہو اور اُسکی کوئی وجہ بیان کی تو محال علیہ کے گواہ مقبول نہ ہوئے اور اگر یہ دعوے کیا کہ اسنے اپنا ہر اپنے شوہر کو معاف کر دیا تھا یا زوج سے

۴۰

اسکو دیدیا ہو بالبدن ہر کے کوئی شریکے ہاتھ فروخت کی ہو اور اپنے قبضہ کر لیا ہو تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر بیع پر قبضہ نہوا ہو تو مقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان کے ہاتھ شراب ہزار درم کو بیچی پھر بائع نے ایک مسلمان کو مشتری پر حوالہ مفید کر کے کہا کہ اُن ہزار درم کے دینے کے واسطے جو تجھے آتے ہیں مین نے فلان شخص کو حوالہ کیا پھر باہم اختلاف کیا کہ مشتری نے کہا کہ یہ ہزار درم ہی مین جو شراب کا مین اور بائع نے کہا کہ مال کا مین تو بائع کا قول مستبر ہوگا پھر اگر محال علیہ نے جیل پر اپنے دعوے کے موافق گواہ قائم کیے تو اسکے گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر حوالہ مین مفید نہ ہو مثلاً یوں کہ کہا کہ ہزار درم کے دینے کے واسطے مین نے تجھے یہ حوالہ کیا تو حوالہ باطل ہوگا اگر مشتری ثابت کرے کہ یہ ہزار مین شراب مین یہ محیط مین لکھا ہے۔

ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم مین پھر قرض خواہ نے کسی شخص کو قرضدار پر بقید قرضہ کے حوالہ کیا پھر محال نہ مین محال علیہ سے مال لیکر قبضہ کیا پھر جیل نے مثال لہ سے کہا کہ تیرا مجھے کچھ نہیں چاہیے تھا مین نے تو مجھ کو قرضہ اس واسطے حوالہ کیا تھا کہ بطور وکیلون کے قبضہ کر کے میرے سپرد کرے اور اسے کہا کہ نہیں بلکہ تجھے میرے ہزار درم چاہئے تھے اُسکے عوض تو نے ہزار درم کا حوالہ کیا ہو تو جیل کا قول مستبر ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر محال علیہ نے قرضہ ادا کیا پھر دونوں نے اختلاف کیا اور جیل نے کہا کہ میں نے اپنے مال کا تجھے حوالہ کیا ہو اور محال علیہ نے کہا کہ تیرا کچھ قرضہ مجھے نہیں چاہیے تھا مین مجھے واپس لے لوں گا تو قول محال علیہ کا مستبر ہوگا یہ محیط رضی مین لکھا ہے۔ اگر محال لہ غائب ہوا اور جیل نے چاہا کہ محال علیہ سے اپنا مال لے لے اور کہا کہ مین نے اُسکو بطور وکالت کے حوالہ کیا ہو اور اُسکا مجھے کچھ قرض نہیں ہو تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ مین اُسکی تصدیق نہ کروں گا اور نہ اُسکی دلیل قبول کروں گا کیونکہ یہ فقہاء علی الغائب ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ یہ قول کہ مین نے اُسکو دیکھ لیا ہو مقبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ دو گواہوں مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے اپنے مال کا کسی شخص پر حوالہ کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس شخص نے یعنی محال علیہ نے بشرط براتہ الامتیل اُسکی ضمانت کی ہو یا برات کا ذکر نہ کیا اور طالب کا دعوے حوالہ کا تھا تو اس صورت مین اصل بری ہو جائیگا کیونکہ دونوں گواہ ضامن ہونے کے شفا ہدین اور آہمین اتفاق ہو اور اصل کی برات مدعی کے قول سے کہ حوالہ کا دعوے کرتا ہو ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر طالب نے کہا کہ بدون حوالہ کے ضامن ہو تو اصل بری ہوگا اور طالب جھکو چاہے گرفتار کرے یہ محیط رضی مین لکھا ہے اور اگر ایک شخص کے دو شخصوں پر ہزار درم ہوں اور اُن دونوں نے ایسے شخص پر جہاں کا کچھ مال آتا ہو حوالہ کیا پھر طالب نے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور اُسپر اسکے دو بیٹوں یا باپ کا دادا نے گواہی دی کہ فلان شخص نے اُسکو حوالہ کر دیا ہو تو ان دونوں کی گواہی جائز ہے اور اگر مطلوب کے دو بیٹوں نے گواہی دی پس اگر دونوں مدعی مین تو مقبول نہیں ہے اور اگر منکر مین تو مقبول ہے

کذا فی محیط

مسائل متفرقات جس کفالت مین اصل کی برات شرط ہو وہ حوالہ ہے اور جس حوالہ مین اصل سے مطالبہ شرط ہو وہ کفالت ہے یہ سراجیہ مین ہے۔ قرض خواہ نے اگر کسی شخص کو اپنی قرضدار پر حوالہ کیا اور اس محال لہ کا سپر کچھ قرض نہیں ہو تو یہ وکالت ہے حوالہ نہیں ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے۔ اگر سومن گیمون کا حوالہ کیا اور جیل کا محال علیہ

محیط رضی مین لکھا ہے۔
ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم مین پھر قرض خواہ نے کسی شخص کو قرضدار پر بقید قرضہ کے حوالہ کیا پھر محال نہ مین محال علیہ سے مال لیکر قبضہ کیا پھر جیل نے مثال لہ سے کہا کہ تیرا مجھے کچھ نہیں چاہیے تھا مین نے تو مجھ کو قرضہ اس واسطے حوالہ کیا تھا کہ بطور وکیلون کے قبضہ کر کے میرے سپرد کرے اور اسے کہا کہ نہیں بلکہ تجھے میرے ہزار درم چاہئے تھے اُسکے عوض تو نے ہزار درم کا حوالہ کیا ہو تو جیل کا قول مستبر ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر محال علیہ نے قرضہ ادا کیا پھر دونوں نے اختلاف کیا اور جیل نے کہا کہ میں نے اپنے مال کا تجھے حوالہ کیا ہو اور محال علیہ نے کہا کہ تیرا کچھ قرضہ مجھے نہیں چاہیے تھا مین مجھے واپس لے لوں گا تو قول محال علیہ کا مستبر ہوگا یہ محیط رضی مین لکھا ہے۔ اگر محال لہ غائب ہوا اور جیل نے چاہا کہ محال علیہ سے اپنا مال لے لے اور کہا کہ مین نے اُسکو بطور وکالت کے حوالہ کیا ہو اور اُسکا مجھے کچھ قرض نہیں ہو تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ مین اُسکی تصدیق نہ کروں گا اور نہ اُسکی دلیل قبول کروں گا کیونکہ یہ فقہاء علی الغائب ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ یہ قول کہ مین نے اُسکو دیکھ لیا ہو مقبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہے۔ دو گواہوں مین سے ایک نے گواہی دی کہ اسنے اپنے مال کا کسی شخص پر حوالہ کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس شخص نے یعنی محال علیہ نے بشرط براتہ الامتیل اُسکی ضمانت کی ہو یا برات کا ذکر نہ کیا اور طالب کا دعوے حوالہ کا تھا تو اس صورت مین اصل بری ہو جائیگا کیونکہ دونوں گواہ ضامن ہونے کے شفا ہدین اور آہمین اتفاق ہو اور اصل کی برات مدعی کے قول سے کہ حوالہ کا دعوے کرتا ہو ثابت ہوتی ہے۔ اور اگر طالب نے کہا کہ بدون حوالہ کے ضامن ہو تو اصل بری ہوگا اور طالب جھکو چاہے گرفتار کرے یہ محیط رضی مین لکھا ہے اور اگر ایک شخص کے دو شخصوں پر ہزار درم ہوں اور اُن دونوں نے ایسے شخص پر جہاں کا کچھ مال آتا ہو حوالہ کیا پھر طالب نے حوالہ کرنے سے انکار کیا اور اُسپر اسکے دو بیٹوں یا باپ کا دادا نے گواہی دی کہ فلان شخص نے اُسکو حوالہ کر دیا ہو تو ان دونوں کی گواہی جائز ہے اور اگر مطلوب کے دو بیٹوں نے گواہی دی پس اگر دونوں مدعی مین تو مقبول نہیں ہے اور اگر منکر مین تو مقبول ہے

کچھ نہیں آتا ہو اور نہ محال کہ کچھ چلی ہو اور نہ محال علیہ نے اسکو قبول کر لیا تو اسپر کچھ واجب نہیں ہو یہ قبیہ میں لکھا کہ
 دلال نے اپنے دم کیوں پاروں کے ثمن میں دیہاتی کو دیئے تاکہ یہ درم مشتری سے پھر واپس کرے پھر مشتری
 کے افلاس کی وجہ سے دلال اس کے واپس لینے سے عاجز ہوا تو استیفاء باقی سے واپس کرے اور یہ ہمارے شہرین
 کا دستور ہو کہ دلال اپنی طرف سے کسان کو دیکھتے ہیں پھر مشتری سے لے لیتے ہیں اور سچا را کے شہر میں دلال
 ایک قوم ہیں کہ انکی دکانیں اسی واسطے تیار ہیں کہ انہیں دیہاتی لوگ جو کچھ فروخت کرنا چاہتے ہیں لاکر رکھنے ہیں اور
 الگ ہو جاتے ہیں کہ دلال انکو فروخت کر دیتا ہو پھر کبھی دیہاتی جلدی کہ تاہی کہ لوٹ جاوے تو دلال اپنے پاس سے
 اسکو دام بتیا ہو کہ پھر مشتری سے لے لیں یہ قبیہ میں لکھا ہو۔ کسی نے دوسرے پر کسی قدر غلہ کا حوالہ کیا ہو پھر
 محال کہ محال علیہ کے ہاتھ فروخت کیا اگر اسے ثمن پر قبضہ کیا تو صحیح نہیں ہو کیونکہ یہ بیع ہی ہے جو ہر الفنا سے میں
 لکھا ہو اگر کسی کے ہاتھ ایک دینار جو دس درم کے فروخت کیا اور دینار بیچنے والے نے اسکو دینار دیدیا اور
 درمیں پر قبضہ نہ کیا تھا کہ اسے حکم سے یا بلا حکم کسی نے کفالت کر لی تو جائز ہو۔ پس اگر دونوں جدا ہو گئے تھے کہ درم
 والے نے ربے میں سے کفیل و اصل کو بری کیا تو کفیل بری ہو جائیگا خواہ قبول کرے یا نہ کرے اور کفیل عنہ نے
 اگر قبول کیا تو بری ہو ورنہ نہیں۔ اور اگر کسی نے کفالت نہ کی بلکہ درم بیچنے والے نے درمیں کا حوالہ ایک شخص حاضر
 پر کر دیا اور اسے قبول کیا تو جائز ہو مگر شرط یہ ہو کہ اسی مجلس میں قبضہ ہو جاوے اور اگر دونوں جدا ہو گئے تھے کہ محال
 نے محال علیہ کو درمیں سے بری کیا تو بری کرنا صحیح ہو اور بیع صرف ٹوٹ جائیگی خواہ اسنے برادرت قبول کی ہو یا نہ کی ہو
 اور اگر حوالہ درم کے قرضدار کی بلا اجازت ہو تو برابر سے محال علیہ بری ہو جائیگا اور درم بیچنے والے کے حق میں نہ ہو
 رضا مندی پر موقوف رہیگا یہ خزانہ المغنیین میں لکھا ہو جن صورتوں میں حوالہ فاسد ہو اور محال علیہ نے مال
 ادا کر دیا تو اسکو اختیار حاصل ہوگا اگر چاہے تو قابض سے لے لے درنہ محیل سے یہ خلاصہ میں لکھا ہو اگر قرضدار
 پر مال کا حوالہ کر دیا اس شرط سے کہ محال کہ کو اختیار ہو تو یہ جائز ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ چاہے حوالہ کو باقی رکھے
 یا محیل سے لے لے۔ اور اسی طرح اگر یہ شرط لگائی کہ محال کہ کو اختیار ہو کہ جب چاہے محیل سے لے لے
 تو بھی جائز ہو اور اسکو اختیار ہوگا کہ جس سے چاہے وصول کرے یہ محیط میں ہے اگر اس شرط پر فروخت کیا
 کہ بائع اپنے کسی قرضخواہ کو مشتری پر حوالہ کرے لکھا تو بیع باطل ہو اور اگر اس شرط پر بیچا کہ ثمن کا اُس سے حوالہ لے لیگا
 تو صحیح ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ بائع نے اگر اپنے قرضخواہ کو اس مال کے واسطے جو ثمن ہو مشتری پر حوالہ کیا تو اس قرض
 بالثمن حوالہ سے بائع کو یہ اختیار نہ رہا کہ تمام ثمن حاصل کرنے کے واسطے مع کوڑوک سکے اور اگر مشتری نے بائع
 کو اپنے قرضدار پر حوالہ کیا تو ظاہر الروایۃ کے موافق بائع کو حق جنس باقی ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک سو چارہ
 سو درم کو خرید اور اسپر قبضہ کیا پھر بائع کو ثمن کا کسی شخص پر حوالہ کیا پھر مشتری نے انہیں کچھ عیب پایا اور قاضی کے
 حکم سے اسکو واپس کیا تو مشتری کو اختیار نہ ہوگا کہ یہ درم بائع سے لے لے لیکن بائع اسکا حوالہ محال علیہ پر کر دیکھا خواہ
 وہ حاضر ہو یا غائب ہو اور اس باب میں قول بائع کا معتبر ہوگا کہ میں نے سو درم محال علیہ سے نہیں لیے ہیں اور
 اسی طرح اگر بدون حکم قاضی واپس کیا تو بھی مال بائع سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر بیع فاسد ہو کہ اسکو
 قاضی نے فیت کر کے جو پایہ واپس کر دیا تو مشتری اپنے قرض کو محال علیہ سے حاصل کرے یا نہ قاضی خان

عجب
 حوالہ میں
 لکھا ہے

میں لکھا ہو۔ اگر محال علیہ سے بعد قبول کرنے کے کچھ نوشتہ لے لیا پھر جس سے کہا کہ وہ مفلس ہو پھر محیل نے اس سے کہا کہ جو خط تحریر ہی تو نے اُس سے لیا ہو مجھے بھیج دے اور حوالہ چھوڑ دے پھر اُس نے وہ نوشتہ بھیج دیا اور زبان سے کچھ نہ کہا تو حوالہ ٹوٹ جائیگا اور اگر اُس نے نوشتہ واپس کرنے کا کچھ ذکر نہ کیا لیکن اُس نے محیل کا کچھ مال تغلب سے لے لیا پس اگر محیل نے اپنے اختیار سے ادا کیا ہے تو مال اپنا محال علیہ سے لے لیگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر مشتری نے بائع کو ثمن کا حوالہ کسی شخص پر کر دیا تو بائع کو جس میں کا اختیار نہ ہوگا اور اسی طرح اگر راہن نے مرہن کو حوالہ کیا تو رہن کو روک نہیں سکتا، یہ بجز الرافق میں لکھا ہے۔ مشتری نے اگر ثمن کا کوئی کیل دیا پھر کیل نے مال کے واسطے بائع کو کسی شخص پر حوالہ کیا پھر بائع نے چاہا کہ مال مشتری سے لیوے نہ محال علیہ سے تو اُس کو یہ اختیار نہیں ہو گا فی الذخیرہ

کتاب ادب القاضی

اور اس میں چند ابواب ہیں

باب اول معنی ادب و قضاء کے اور اُس کے اقسام و شرائط کا بیان اور کسی طرف سے تقلد جائز ہو اور اس کے متعلقات کا بیان + واضح ہو کہ لوگوں سے برتاؤ اور معاملہ کرنے میں اخلاق جملہ اور خصال حمیدہ سے آراستہ ہونے کو ادب کہتے ہیں۔ اور قاضی کا ادب یہ ہو کہ جسکو شرع نے اچھا کہا ہو کہ عدل کو پھیلاتا اور ظلم کو دور کرنا اور حق سے تجاوز نہ کرنا اور حدود شرع کی مخالفت کرنا اور سنت طریقہ پر چلنا اختیار کرے اور اُٹھانے کے معنی لغت میں الزام اور اخبار اور فرائع اور تقدیر کے ہیں اور شرع میں ایسے قول کو کہتے ہیں جو ولایت عامہ کے حق سے صادر ہو جسکا اختیار کرنا لازم ہو یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے اور اصل یہ ہو کہ قضاء و فریضہ محکمہ اور سنت مقضیہ ہو کہ جسکو صحابہ اور تابعین نے کیا ہے اور صالحین اسی راہ پر گزرے ہیں لیکن فرضیت اُسکی فرض کفایہ ہو یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور قضا بائع طرح کی ہو ایک وہ جسکا اختیار کرنا واجب ہو وہ یہ ہو کہ کوئی خاص شخص اُسکے واسطے متعین ہو جائے فی الواقع اور اس کام کا صلح اُسکے سوا دوسرا نہ ہو دوسری مستحب ہو وہ یہ ہو کہ اُسکا صلح دوسرا بھی ہو مگر یہ شخص اُس سے بہتر ہو قیسی میں معجزہ یہ ہو کہ یہ شخص اور شخص دونوں اسکے لائق اور اُسکی درستی میں برابر ہوں تو اُسکو اختیار ہو کہ چاہے قبول کرے یا نہ قبول کرے چوتھی مکر وہ ہو وہ یہ ہو کہ یہ شخص اُسکے لائق ہو مگر دوسرا اس سے لائق تر ہو یا بچہ میں حرام ہو وہ یہ ہو کہ اپنے آپ کو اس کام میں عاجز دیکھے اور نامضف جانے اس طرح ہو کہ وہ اپنے باطنی حالت کو جانتا ہو کہ نفس اُسکا ہوا و ہوس کی پیروی کرتا ہے اگرچہ اور لوگ نہ جانتے ہوں تو ایسے شخص پر حرام ہے یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ قاضی کی ولایت صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ اُسکو جامع اوصاف شہادت نہ پائے کہ ان فی الہدایہ یعنی مسلمان ہو مکلف ہو آزاد ہو اندھا نہ ہو محدود القدر نہ ہو گونگا نہ ہو بہرا نہ ہو اور اطرش ہونا یعنی جو بلند آواز سنتا ہے اور پست نہیں سنتا ہے تو قاضی یہ ہو کہ اُسکا تولد جائز ہو یہ نہر الفائق میں لکھا ہے۔ اور اہل اجتہاد میں سے ہونا چاہیے اور صحیح یہ ہو کہ اہل اجتہاد سے ہونا اولویت کی شرط ہو کہ ان فی الہدایہ میں ہے کہ اگر جاہل قاضی ہو یعنی جو مجتہد نہ تھا اور اُس نے غیر کے

فتوے پر فیصلہ کیا تو جائز ہو گا نہ انی الملتقط لیکن با این ہمہ بابل کو احکام میں قاضی کرنا نہ چاہیے اور اسی طرح ہمارے نزدیک عدالت بھی جو از تقلید قاضی کے واسطے شرط نہیں ہے لیکن یہ شرط کمال کے واسطے ہو پس فاسق کی تقلید جائز ہو اور اس کے قضا نافذ ہونگے تا وقتیکہ حد شرع سے انہیں تجاوز نہ ہو لیکن فاسق کو قاضی کرنا بھی ہے یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر ایک شخص قاضی کیا گیا اور وہ عادل تھا پھر فاسق ہو گیا تو معزول کیے جانے کا مستحق ہے لیکن اس سے معزول نہوگا اور اسی کو غائمہ مشائخ نے لیا ہے اور سلطان پر واجب ہے کہ اسکو معزول کرے یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہے۔ اور اگر سلطان نے یہ شرط کر دی تھی کہ جب قاضی فاسق کو اختیار کرے تو معزول ہو تو معزول ہو جائیگا یہ ہر از یہ میں لکھا ہے۔ اور قضا کا عہدہ سلطان عادل اور ظالم دونوں کی طرف سے اختیار کرنا جائز ہے مگر ظالم سے اسوقت جائز ہو کہ قاضی حق فیصلہ کر سکے اور ظالم آہیں مشرک کی نظر سے نہ دیکھے اور اسکو بعض احکام کے جیسا چاہیے نافذ کرنے میں ممانعت نہ کرے اور اگر حق فیصلہ کرنا ممکن نہ ہو یا ظالم اس میں شرکی نظر سے دیکھے یا بعض احکام کو جیسا چاہیے جاری نہ کرنے دے تو قضا اختیار کرنا نہ چاہیے اور سختی میں لکھا ہے۔ کہ ظلم میں اسکی اطاعت نہ کرے۔ اور ملتقط میں ہے کہ جس حاکم کی طرف سے عہدہ قضا اختیار کیا اسکا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے یہ تاتاریخانیہ میں لکھا ہے۔ اور اہل بغاوت سے یہ عہدہ لینا جائز ہے چنانچہ کتاب الاصل کے باب خوارج میں لکھا ہے۔ کہ اگر باغی کسی شہر پر قاضی ہوے اور انھوں نے قاضی بنایا اور اسے جہد قضا یا فیصل کیے سہراہل عدل اس شہر پر قاضی ہوے اور اس کے قاضی کے سامنے یہ مقدمات پھڑپھڑ ہوے تو حیدر انصاف سے ہوں انکو نافذ کر گیا اور اسی طرح اگر اسے ایسا حکم دیا کہ جو مختلف فیہ ہو مگر کوئی حقہ اس طرف گیا ہو تو اسکو جاری رکھے جیسا اور قاضیوں میں حکم ہو اور حصاف رہنے ذکر کیا کہ اگر اہل بغاوت کا قاضی ہو اور اسے فیصلہ کیا تو قاضی اہل عدل اسکو نافذ نہ کر گیا اور اقصیٰ میں اخارہ کیا کہ نافذ کر گیا چنانچہ یہ لفظ فرمایا ہے کہ وہ ہنزلہ اہل عدل کے فاسق قاضی کے پر اور فاسق کے حق میں اس قول یہ ہے کہ قاضی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور فقیہ ابو الیث نے ذکر کیا کہ باغی نے اگر کسی شخص کو شہر کی قضا سپرد کی اور اس قاضی نے کسی مختلف فیہ حکم میں فیصلہ کیا پھر دوسرے قاضی کے پاس یہ مقدمہ پیش ہوا اگر اسکی رائے کے موافق ہو تو نافذ کرے اور مخالفت ہو تو باطل کر دے اور فتاویٰ میں ہے کہ اہل بغاوت کی طرف سے قضا اختیار کرنا صحیح ہے اور فقط باغیوں کے تسلط سے اہل عدل کے قاضی غلط ہو جائینگے اور باغی کا معزول کرنا اہل عدل سے صحیح ہے کہ اگر باغی جھاگ گیا تو اسکے قاضیوں کے فیصلہ بعد اسکے نافذ ہونگے جب تک سلطان عادل انکو دوبارہ قاضی نہ کرے اور بھی خلاف سے میں لکھا ہے۔ کہ جبہ کی تازا ایسے باغی کے پیچھے جبکہ واسطے بادشاہی فرمان ہو جائز ہو بشرطیکہ اسکا برتاؤ امر اکا ہو کہ در بیان حکومت کی طرح اپنی رعیت میں احکام جاری کرتا ہو۔ پھر اہل بی کاپچا نا ضرور ہو پس واضح ہو کہ اہل بغاوت وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ناحق امام برحق سے نافرمانی کی ہو اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ مسلمانوں نے جب کسی شخص کی امامت پر اجماع کیا اور اس کے سبب سے بخوف ہو گئے اور اس پر کسی فرقہ مسلمانوں نے خروج کیا پس اگر یہ نافرمانی اور انی اس سبب سے تھی کہ امام عادل نے آپر ظلم کیا تو وہ لوگ باغی نہیں بلکہ اس پر واجب ہے کہ ظلم کو چھوڑے اور انصاف کرے اور لوگوں کو بتائیں چاہیے کہ ان کے مقابلہ میں امام کی اطاعت کرین کیونکہ

الملتقط

مستوفی سے منقول

مستوفی سے منقول

مستوفی سے منقول

مستوفی سے منقول

یہ ظلم کی اعانت ہو اور نہ اس فرقہ کی اعانت کریں کیونکہ اس سے وہ لوگ زیادہ خروج کر سکیں اور اگر ان لوگوں کی نافرمانی اس سبب سے ہو کہ امام نے ان پر کچھ ظلم کیا بلکہ وہ لوگ والی ہونے کا اور پسینے حق کا دعوے کریں تو یہ لوگ باغی ہیں پس ہر شخص پر جو لڑائی پر قادر ہو واجب ہو کہ امام المسلمین کی مدد کرے اور ان خارجیوں کو زیر کرے اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لعنت فرمائی ہو اور فرمایا ہو کہ فتنہ سوتا ہو اور جو اسکو جگا دے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ پس اگر ان لوگوں نے کلمات خروج زبان سے نکالے و لیکن خروج کا عزم نہ کیا تو امام کو ان سے تعرض کرنا نہ چاہیے۔ اور ہمارے زمانہ میں غلبہ پر حکم ہو اور عادل اور باغی معلوم نہیں ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ سب دنیا کے طالب ہیں یہ فضول عمادیہ میں لکھا ہو۔ قاضی مقرر کرنا فرض ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور یہ کام مسلمانوں کے اہم کاموں سے ہو اور ان پر زیادہ واجب ہو پس جو شخص کہ زیادہ عارف ہو اور زیادہ قادر و ہیبت والا زیادہ وجہ ہو اور جو اسکو لوگوں سے ہونچے اس پر خوب صبر کر سکتا ہو تو وہ اس کام کے واسطے اولے ہو اور قاضی بنانے والے کو چاہیے کہ اس کام کو محض اللہ تعالیٰ کے واسطے کرے اور جو شخص کہ سب سے اولے ہو اسی کو ولایت قضا سپرد کرے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کوئی کام کسی کے سپرد کیا اور اسکی رعیت میں اس سے بہتر موجود ہو تو اس نے اللہ و رسول اور جامعہ مسلمین کی خیانت کی کذا فی التبيين قال المتحشم لم اقف علی الحدیث ولم اور بہ فان ثبت فالمراد باطل علی من اعمال الشرع فافهم۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ نسخ ہو کہ امام ایسے شخص کو قاضی مقرر کرے کہ جو غنی اور ذمی شریعت ہو تاکہ وہ لوگوں کے مال میں طمع نہ کرے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ قاضی امام ابو جعفر نے فرمایا کہ کسی شخص کو فتوے دینا نہ چاہیے مگر جو شخص عادل ہو اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کا عالم ہو اور اجتہاد سے واقف ہو لیکن اگر سنا ہو حکم بیان کیا اور فتوے دیا تو جائز ہو اگرچہ اسکو دلیل سے نجاتنا ہو کیونکہ وہ مہرے کی حکایت کی پس مثل حدیث کے راوی کے ہو اور راوی میں عقل اور ضبط اور عدالت اور فہم شرط ہو یہ محیط میں لکھا ہو اصولیین کی رائے اس پر قرار پائی ہو کہ مفتی فقط مجتہد ہو تا ہو اور سوائے مجتہد کے غیر شخص جو مجتہدوں کے اقوال یا روایت لکھا ہو مفتی نہیں ہو اور اس پر واجب ہو کہ جب کوئی مسئلہ اس سے دریافت کیا جاوے تو بطور حکایت کے کسی مجتہد کا قول مثل امام اعظم رحمہ وغیرہ کے نقل کرے۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے زمانہ میں جو فتوے ہوتا ہو یہ فتوے نہیں ہو بلکہ کسی مفتی کا کلام نقل کیا جاتا ہو تاکہ مستفتی اسکو اختیار کرے۔ اور مجتہد کا قول نقل کرنے کی دو صورتیں ہیں یا تو اس شخص کو مجتہد تک کوئی سند حاصل ہو۔ یا کسی کتاب مشہور سے جو دست بدست چلی آتی ہو نقل کرے جیسے تھانیف امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ کی کیونکہ یہ بھی بمنزلہ خبر متواتر یا مشہور کے ہیں ایسا ہی رازی رحمہ نے ذکر کیا ہو اور اس بنا پر یہ کما چاہیے کہ جو بعض نسخہ نوادر کے ہمارے زمانہ میں دستیاب ہوتے ہیں اور وہ مشہور یا متواتر نہیں ہیں ایسے مسائل و احکام امام محمد رحمہ یا ابو یوسف رحمہ کے طرف نسبت نہ کرنا چاہیے ہاں اگر اس نوادر سے کسی معروف کتاب مثل ہدایہ و موطا وغیرہ میں کچھ نقل کیا گیا ہو تو مضائقہ نہیں مگر یہ اعتماد اس کتاب معروف پر ہو یہ بجا الہائی میں لکھا ہو اور فقہ کا اس پر اجماع ہو کہ مفتی کو اہل اجتہاد سے ہونا چاہیے یہ طہیریہ میں لکھا ہو اور متفقہ میں ہے کہ اگر صواب اس کے خطا سے زیادہ ہوں تو اسکو فتوے دینا حلال ہو اور اگر وہ اہل اجتہاد میں سے نہ ہو تو اسکو فتوے دینا حلال نہیں ہو۔

۱۰
فہمے کیا اور نہیں
اگر وہ اہل اجتہاد ہیں
چون اور بعض میں
چونکہ ہو

ہر شہر کے لوگوں کی اصطلاح جدا ہی پس ایسے اصطلاح نہ لکھنا چاہیے جو وہ لوگ نہ جانتے ہوں یہ سب اہل ان
 میں لکھا ہو۔ پھر فتوے مطلقاً امام کے قول پر ہو پھر امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر پھر امام محمد رحمہ کے قول پر پھر امام
 زفر رحمہ کے قول پر پھر حسن بن زیاد کے قول پر بعضوں نے کہا کہ اگر امام ایک طرف ہوں اور صاحبین ایک طرف ہوں
 تو مفتی کو اختیار ہو لیکن اول اصح ہو جبکہ مفتی مجتہد ہو اور حاوی قدسی میں ہو کہ اصح یہ ہو کہ اعتبار قوت مدرک پر ہو
 یہ نہ الفائق میں لکھا ہو۔ اور مفتی اور امام کو جائز ہو کہ ہدیہ قبول کرے اور دعوت خاصہ قبول کرے یہ خزائنہ المفتین
 میں لکھا ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ وہ ایک مسئلہ میں فتوے دینے کے واسطے راست
 درست ہوئے چادر اوڑھی اور عامہ بازو ہا پھر فتوے دیا اور یہ فتوے کی فطیم تھی یہ تبیین میں لکھا ہو
دوسرا باب قاضی ہونا اختیار کرنے کے بیان میں حضرات رحمہ نے آداب القاضی میں چند احادیث
 حضرات کے قبول کرنے کے مکروہ ہونے میں پیش کیا اور کچھ اسکی قبولیت میں رخصت ہونے کی پیش کیا اور لکھا ہو
 کہ اسکو صاحبین نے اختیار کیا ہو اور صاحبین ہی نے اس سے انکار کیا ہو اور نہ قبول کرنا ہی اشل واسلم واسلح
 فی الدین ہو۔ اور اس صورت میں کہ ایک شخص میں سب شرطیں قضا کی موجود ہوں تو اسکو قضا قبول کرنا جائز
 شائع نے اختلاف کیا ہو اور بعضوں نے کہا کہ مکروہ ہو کذا فی المحيط کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
 روایت ہو کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص فضل کے ملا میں پکڑا گیا ہو یا بغیر چہری ذبح کیا گیا قال المتحر جسم قد تكلوا فيه
 اور عبد اللہ بن وہب سے روایت ہو کہ انکو قاضی بنانا چاہا پس انھوں نے نہ قبول کیا اور اپنے گرجھون بن بیٹے
 پھر جو اسکے پاس جاتا تھا اسکا منہ نہ بچتا تھا اور اسکے کپڑے پھاڑتا تھا پھر ایک شخص صحابہ میں سے آگے اور کہا
 کہ ای ابو عبد اللہ اگر تم قضا کو قبول کرتے اور ارضاف کرتے تو بہتر تھا پس عبد اللہ بن وہب نے فرمایا ارے یہ تیری
 سمجھ ہو تو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا ہو کہ فرماتے تھے کہ قاضی لوگ سلطانوں کے ساتھ حشر میں
 ہونگے اور عالم لوگ انبیاء کے ساتھ ہونگے۔ اور مشہور یہ ہو کہ ابو حنیفہ رحمہ کو قضا اختیار کرنے کی تکلیف دی گئی تھی
 انھوں نے انکار کیا تو عالم نے نوئے کوڑے مارے پھر جب انکو اپنی جان کا خوف ہوا تو اپنے اصحاب سے پوچھا
 پس قاضی امام ابو یوسف رحمہ نے انکے لیے قضا قبول کرنا تجویز کیا اور کہا کہ اگر آپ قبول کر لیتے تو لوگوں کو بہت نفع
 پہونچاتے پھر امام اعظم رحمہ نے کہا کہ اگر تو مجھے سمندر پر جانے کو کہتا تو میں اپنے میں اس کام کرنے سے
 زیادہ قوت و قدرت پاتا اور میں تو مجھے دیکھتا ہوں کہ تو قاضی ہو گیا ہو پھر سر نہ بچا کر لیا اور
 اور انکی طرف کبھی نہ دیکھا یہ خزائنہ المفتین میں لکھا ہو۔ اور امام محمد قاضی بنانے کو بلا لے گئے اور انکار کیا
 جسے کہ قید ہوئے پھر مجبور ہوئے تو اختیار کر لی یہ عنایہ میں لکھا ہو۔ کرنی اور حضرات و علمائے عراق نے
 اسی پر کہا ہو کہ جب تک آپ میرا کیا جاوے قبول نہ کرے اور شائع ہمارے دیار کے کتنے ہیں کہ جو شخص
 صلح ہوا اور بیخوف ہو کہ مجھے ظلم نہ صادر ہوگا تو اسکو قبول کر لینے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور جو ایسا ہو اسکو
 دور رہنا بہتر ہو اور صحابہ اور تابعین نے اسکو بلا کر راہ منظور کر لیا ہو یہ وجہ ذکر درمی میں لکھا ہو۔ اور جس
 شخص کو خوف ہو کہ ظلم صادر ہوگا اسکو مکروہ ہو اور اگر یہ خوف ہو تو مکروہ نہیں ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اور نیاح
 میں ہو کہ عہد قضا کو طلب کرنا یا اسکا سوال کرنا نہیں چاہیے اور طلب کرنے کی یہ صورت ہو کہ امام سے کہے کہ مجھے

قاضی کرے اور سوال کی یہ صحت ہو کہ لوگوں سے کہے کہ اگر امام مجھے فلاں شہر کا قاضی کرنا چاہے تو میں قبول کروں اور یہ اس طرح سے کہ یہ خبر امام کو پہونچے اور وہ اسکو قاضی کرے اور یہ سب مکروہ ہو۔ اور بعضوں نے کہا کہ جو شخص بلا درخواست اسکو قبول کرے تو ذرین ہو اور جس نے درخواست کی اسکو مکروہ ہو اور عامہ مشائخ کا یہ مذہب ہے کہ قضا کو اختیار کرنا رخصت ہو اور بازرہا غریمت ہو اور سراجیہ میں ہو کہ یہی مختار ہو یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ اور اور عمدہ قضا کو نہ قلب سے طلب کرے اور نہ زبان سے بکریب کوئی دوسرا اس لائق نہ تو اسپر واجب ہو کہ لوگوں مسلمانوں کے حقوق کو نگاہ رکھے اور قضا کو قبول کرے یہ تمنی میں ہو۔ اگر شہر میں چند لوگ ایسے ہوں جو قاضی ہونے کے لائق ہوں اور ایک نے انکار کیا تو گنہگار نہ ہو گا کذا فی الحیط اور اگر سب نے انکار کیا یہاں تک کہ ایک جاہل قاضی کیا گیا تو گناہ میں سب شریک ہونگے یہ غایہ میں لکھا ہو۔ نیا بیچ میں ہو کہ اگر دو شخص قاضی ہونے کے لائق ہوں مگر ایک زیادہ فقیہ ہو اور دوسرا زیادہ پر بیہ گار ہو تو یہ فقیہ سے اولے ہو یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ اگر سلطان نے ایسے شخص کو قاضی کیا جو صلاحیت نہیں رکھتا ہو حالانکہ اس شہر میں ایسا شخص موجود تھا جو اسکے لائق ہو گناہ سلطان پر ہو گا یہ شرح اب القاضی للخصاف میں ہو۔ اگر کوئی شخص رشوت دیکر قاضی ہو گیا تو صحیح یہ ہو کہ وہ قاضی نہ اعتبار کیا جاوے گا اور اگر حکم دیکھا تو نافذ نہ ہو گا۔ اور جس نے رشوت یا سفارش سے قضا حاصل کی اور کسی نے کسی مختلف فیہ میں حکم دیا پھر دوسرے قاضی کے پاس پیش ہوا پس اگر اُسکی رائے کے موافق ہو تو نافذ کریگا اور اگر مخالف ہو تو باطل کر دیکھا اور واضح یہ ہو کہ جو غافل سے قاضی ہوا اور جسکو خود قاضی کیا گیا دونوں قضا مجتہدات کے نافذ ہونے میں برابر ہیں قاضی نے رشوت لیکر اگر حکم دیا تو اُسکی قضا نافذ نہ ہوگی اور جس مقدمہ میں رشوت نہیں لی اُس میں نافذ ہوگی ایسی کو حرجی اور خصاف نے اختیار کیا ہو اور اگر قاضی کے بیٹے یا اسکے محرم یا بعض پیاؤں نے رشوت لی پس اگر قاضی کے حکم اور رضامندی سے لی تو یہ اور قاضی کا خود رشوت لینا برابر ہو اور اُسکا فیصلہ دودہ ہو اور اگر اسکے بلا دستگی ایسا ہو تو قضا نافذ ہو جائیگی اور لینے والے پر واجب ہو کہ رشوت واپس کرے یہ خزانہ المفتین میں لکھا ہو۔

ع
اگر قاضی نے رشوت لیا تو قضا نافذ نہ ہوگی

تیسرا باب دلائل پر عمل کرنے کی ترغیب۔ قاضی کو چاہیے کہ کتاب اللہ تعالیٰ کے حکم کے موافق عمل کرے اور جو کتاب میں ناسخ و منسوخ ہو اسکو پہچانے اور ناسخ میں سے جو حکم یا متشابہ مختلف التاویل ہو جیسے اقراء معلوم کرے پس اگر اُس نے کتاب اللہ تعالیٰ میں نہ پایا تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موافق عمل کرے اور چاہیے کہ اُسکے بھی ناسخ و منسوخ معلوم کرے اور اگر احادیث مختلف آئی ہوں تو جو حکم حدیث کا اشیہ اور موافق اجتہاد ہو اسکو اختیار کرے اور اسپر واجب ہو کہ اقسام حدیث سے آحاد و مشہور و متواتر کو معلوم کرے اور مراتب رِوَاۃ کا معلوم کرنا واجب ہو پس بعضے رِوَاۃ فقہ و عدالت میں مشہور ہیں جیسے جابر بن عبد اللہ و رستم بن اور عبد اللہ بن سعید اور عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر وغیرہ اور بعضے اُس میں مشہور ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدت تک ہم نشین رہے اور جو ناسخ و منسوخ وہ خوب محفوظ رکھتے ہیں اور جو فقہ جاننے میں مشہور ہو اُسکی روایت کا لینا اولے ہو بہ نسبت اُسکے جو غیر فقیہ ہو اور اسی طرح جسکی ہم نشینی زیادہ رہی اُسکی روایت کا لینا اُس سے اولے ہو جو زیادہ ہم نشین نہیں رہا ہو اگر کوئی واقعہ ایسا پیش آوے کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں آئی ہو تو اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم پر عمل کرے کیونکہ اجماع صحابہ پر عمل کرنا واجب ہو اور اگر

صحابہ میں باہم اختلاف ہو تو خود کو شش کر کے بعض کے قول کو بعض پر ترجیح دیوے بشرطیکہ خود اہل اجتہاد سے ہو اور اُسکو یہ روا نہیں ہو کہ ایک تیسرا قول نکال کر سب کی مخالفت اختیار کرے کیونکہ انہوں نے باوجود اختلاف کے آپس پر اتفاق کیا ہو کہ ان دونوں قولوں کے سوا تیسرا قول نہیں ہو اور باطل ہو وخصاف رحمہ اللہ کہتے تھے کہ اُسکو تیسرا قول نکالنے کا اختیار ہو کیونکہ انکا اختلاف اسکی دلیل ہو کہ اس واقعہ میں اجتہاد کو گنجائش ہو اور صحیح وہی ہو جو ہم نے بیان کر دیا۔ اگر صحابہ نے کسی حکم پر اجماع کیا اور تابعین میں سے کسی نے اختلاف کیا پس اگر یہ ایسا تابعی ہو جسکو صحابہ کا زمانہ نہیں ملا ہو تو اسکے اختلاف کا اعتبار نہیں ہو جتنے کہ اگر کسی فاضل نے برخلاف اجماع صحابہ کے اُسکے قول کے موافق فیصلہ کیا تو باطل ہو گا اور اگر ایسا تابعی ہو جس نے صحابہ کا زمانہ پایا ہو اور انکی فتاویٰ سے مزاحم ہو اور صحابہ اُسکے واسطے اجتہاد تجویز کیا ہو جیسے شرح اور شعبی وغیرہ تو اُسکی مخالفت کی وجہ سے اجماع منقذ نہ ہو گا۔ اگر کوئی حکم بعض تابعین کی طرف سے پہنچا ہو اور اُسکے سوا دوسروں سے اُس باب میں کچھ منقول نہ ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ سے اس صورت میں دور روایتیں ہیں ایک روایت میں ہے کہ میں انکی تقلید نہ کروں گا اور یہی ظاہر المذہب ہو اور دوسری روایت نوادر میں ہے کہ امام نے فرمایا کہ اگر انہیں سے لیے ہو گئے جنہوں نے زمانہ صحابہ میں فتوے دیا ہو اور صحابہ نے اُسکے حق میں اجتہاد جائز رکھا ہو جیسے شرح و مسروق حسن بصری تو میں انکی تقلید کروں گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ پھر اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جس میں صحابہ سے کچھ روایت نہیں ہو اور تابعین کا اجماع ہو تو اس دلیل سے فیصلہ کرے اور اگر تابعین میں باہم اختلاف ہو تو بعضی کے قول کو ترجیح دیکر اُسکے موافق حکم کرے اور اگر انہیں سے کچھ بھی روایت نہ ہو پس اگر خود اہل اجتہاد سے ہو تو قیاس کرے اور اجتہاد کرے و صواب کی خواہش کرے راے کے موافق حکم کرے اور اگر خود اہل اجتہاد میں سے نہیں ہو تو فتوے طلب کرے اور اُسکے موافق حکم دے اور بلا علم حکم نہ دے اور نہ سوال سے فرسندہ ہو۔ پھر دو باتوں کا جاننا ضروری ہے کہ اگر ہمارے اصحاب ابو حنیفہ و ابو یوسف رحمہ اللہ و محمد رحمہ اللہ کسی بات پر متفق ہوں تو قاضی کو نہ چاہیے کہ اپنی راے سے انکی مخالفت کرے اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر انہیں اختلاف ہو تو عبد اللہ بن المبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کا قول لیا جاوے گا کیونکہ وہ تابعین میں سے تھے اور انکے فتوے کے مزاحم ہونے سے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور اگر ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور انکے اصحاب سے کوئی روایت نہ ملی اور متاخرین سے پائی گئی ہو تو اُنکے موافق حکم دے اور اگر متاخرین میں باہم اختلاف ہو تو کسی کو انہیں سے اختیار کر لیوے اور اگر متاخرین سے بھی نہ پائی گئی ہو تو اپنی راے سے اس میں اجتہاد کرے بشرطیکہ وجہ فقہ کو جانتا ہو اور اہل فقہ سے اس میں مشاورت لے اور شرح طحاوی میں ہے کہ اگر اُسے اپنی راے سے حکم دیا پھر وہ نص صریح کے مخالف ہو تو اُسکا فیصلہ جائز نہ ہو گا اور اگر نص کے مخالف نہ ہو بلکہ اُسکے بعد اُسکو دوسری راے ظاہر ہوئی تو جو کچھ گذرا اُسکو باطل نہ کرے اور آئندہ کے واسطے اس راے کے موافق عمل کرے اور یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ و ابو یوسف رحمہ اللہ کا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اہل مرتبہ اُسے اجتہاد سے فیصلہ کیا پھر دوسری راے اُس سے بہتر دیکھی تو امام اعظم رحمہ اللہ و ابو یوسف رحمہ اللہ کے کہنے کے موافق ہو گا پس اگر متقدمین کا اختلاف دو قولوں پر ہو پھر آئندہ کسی ایک قول پر اجماع ہو گیا ہو تو یہ اجماع امام اعظم رحمہ اللہ و ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر پہلے اختلاف کو رفع نہیں کرتا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر رفع کرتا ہے اور شیخ الاسلام دشمس الماحمہ سرخسی نے ذکر کیا کہ یہ

۴۰۶
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم

اجماع پہلے اختلاف کو رفع کرتا ہے اور اس میں کچھ اختلاف ہمارے اصحاب میں نہیں ہو صرف بعضے علماء الہیہ ہمارے مخالف ہیں۔ اگر کسی زمانہ کے لوگ کسی حکم پر متفق ہوئے اور وہ زمانہ گزر گیا اور قاضی نے انکا قول چھوڑ کر دوسری راے پر حکم دیا سبب اسکے کہ اسکو موصوبہ اسکے برخلاف معلوم ہوا تو ایسی صورت میں اگر اس اتفاق سے پہلے اختلاف واقع ہو گیا ہو تو شائع نے باہم اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ قاضی کو مخالفت کرنا روا نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ رداجہ اور اگر اس اتفاق سے پہلے اختلاف نہ تھا تو بالاتفاق قاضی مخالفت نہیں کر سکتا ہے۔ فتاویٰ متناہیہ میں ہے کہ ایک قاضی نے فتوے طلب کیا اور فتوے کے جواب سے اسکی راے مخالف ہو پس اگر وہ اہل راے میں سے ہو تو اپنی راے کے موافق عمل کرے اور اگر اُسے اپنی راے کو ترک کیا اور مفتی کی راے کے موافق عمل کیا تو صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک نافذ ہو جائیگی۔ اگر حکم دینے کے وقت قاضی کی کوئی رائے نہ تھی اور اُسے مفتی کی راے کے موافق فیصلہ کر دیا پھر اسکے برخلاف ایک راے ظاہر ہوئی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اپنی تضار توڑے اور امام ابو یوسف نے کہا کہ تضار نہ توڑے چنانچہ اس صورت میں کہ اُسے اپنی راے سے حکم دیا پھر اسکو دوسری راے ظاہر ہوئی تو پہلی راے نہ ٹوٹتی یہ تاثر غایہ میں لکھا ہے۔ اور جس صورت میں کوئی نص مخالفت یا اجماع نہیں ہو پس قاضی یا اہل اجتہاد سے ہوگا یا نہ ہوگا پس اگر وہ اہل اجتہاد میں سے ہو اور اسکی راے ایک طرف ہو پھر تو اسکو اپنی راے پر عمل کرنا واجب ہو اگرچہ دوسرے اہل اجتہاد راے کے مخالف ہو۔ اور اسکو دوسروں کی راے کی تائید اری جائز نہیں ہو کیونکہ حسبِ اُسکا اجتہاد ہو چکا ہے وہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک ظاہر میں حق ہو اگر اسکی راے ایک امر کی طرف ہو پھر اور وہاں کوئی دوسرا اجتہاد ہے کہ وہ اُس سے زیادہ فقیہ تھا اور اسکی راے اسکے برخلاف تھی اور اپنے چاہا کہ بلا نظر و غور کے اسکی راے پر عمل کرے کیونکہ یہ اسکو زیادہ فقیہ جانتا ہے تو کتاب السعد و مدین مذکور ہو کہ امام اعظم کے نزدیک اسکو گناہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ دھرم کے نزدیک نہیں بلکہ صرف اپنی راے پر عمل کرے اور بعض روایات میں یہ اختلاف اسکے برعکس مذکور ہے اور اگر واقعہ کا حکم اسکے عقل پر مشکل ہو چادے تو اپنی راے کو کام میں لا دے اور اُسپر عمل کرے اور افضل یہ ہے کہ اہل فقہ سے اس میں مشاورت کرے اور اگر بے اختلاف کریں تو غور کر کے حسبِ طرف اسکی راے ظاہر میں ہو پھر اُسپر عمل کرے اور اگر وہ لوگ ایک راے پر متفق ہوں اور اسکی راے اُنکے مخالف ہو تو بھی اپنی راے پر عمل کرے لیکن چاہیے کہ حکم دینے میں حلی نہ کرے جب تک حق تاویل و کوشش کو پورا کر کے وجوہ حق کو منکشف نہ کرے اور جب ممکن کوشش سے حق کھل گیا تو اپنی راے سے اس میں فیصلہ کرے اور جب اُسے اپنی کوشش اس میں اظہار حق کے واسطے صرف کر دی تو پھر اپنے فیصلہ سے خوفناک نہ ہونے کہ اگر اُسے خرافا حکم دیا ہو تو قیامینہ و بین اللہ تعالیٰ جائز نہیں ہو اگرچہ وہ اہل اجتہاد سے ہو مگر جب اسکا حال دریافت نہ ہو تو محمول کیا جائیگا کہ اُسے اپنی راے سے حکم دیا اور جب تک ممکن ہو گا مسلمان کا کام صحت بر محمول کیا جائیگا۔ یہ سبب اس صورت میں ہو کہ قاضی اہل اجتہاد میں سے ہو اور اگر اہل اجتہاد میں سے نہ ہو پس اگر اُسے ہمارے اصحاب کے اقوال کو یاد رکھا اور مضبوطی اور اتفاق کے ساتھ خط کیا تو جبکا قول حق سمجھتا ہو اُسپر سبیل تقلید ہے اور اگر اُنکے اقوال کا حافظہ نہیں ہو تو جو اس شہر میں ہمارے اصحاب میں سے اہل فقہ میں سے

یہ تاثر غایہ میں لکھا ہے۔ اور جس صورت میں کوئی نص مخالفت یا اجماع نہیں ہو پس قاضی یا اہل اجتہاد سے ہوگا یا نہ ہوگا پس اگر وہ اہل اجتہاد میں سے ہو اور اسکی راے ایک امر کی طرف ہو پھر اور وہاں کوئی دوسرا اجتہاد ہے کہ وہ اُس سے زیادہ فقیہ تھا اور اسکی راے اسکے برخلاف تھی اور اپنے چاہا کہ بلا نظر و غور کے اسکی راے پر عمل کرے کیونکہ یہ اسکو زیادہ فقیہ جانتا ہے تو کتاب السعد و مدین مذکور ہو کہ امام اعظم کے نزدیک اسکو گناہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ دھرم کے نزدیک نہیں بلکہ صرف اپنی راے پر عمل کرے اور بعض روایات میں یہ اختلاف اسکے برعکس مذکور ہے اور اگر واقعہ کا حکم اسکے عقل پر مشکل ہو چادے تو اپنی راے کو کام میں لا دے اور اُسپر عمل کرے اور افضل یہ ہے کہ اہل فقہ سے اس میں مشاورت کرے اور اگر بے اختلاف کریں تو غور کر کے حسبِ طرف اسکی راے ظاہر میں ہو پھر اُسپر عمل کرے اور اگر وہ لوگ ایک راے پر متفق ہوں اور اسکی راے اُنکے مخالف ہو تو بھی اپنی راے پر عمل کرے لیکن چاہیے کہ حکم دینے میں حلی نہ کرے جب تک حق تاویل و کوشش کو پورا کر کے وجوہ حق کو منکشف نہ کرے اور جب ممکن کوشش سے حق کھل گیا تو اپنی راے سے اس میں فیصلہ کرے اور جب اُسے اپنی کوشش اس میں اظہار حق کے واسطے صرف کر دی تو پھر اپنے فیصلہ سے خوفناک نہ ہونے کہ اگر اُسے خرافا حکم دیا ہو تو قیامینہ و بین اللہ تعالیٰ جائز نہیں ہو اگرچہ وہ اہل اجتہاد سے ہو مگر جب اسکا حال دریافت نہ ہو تو محمول کیا جائیگا کہ اُسے اپنی راے سے حکم دیا اور جب تک ممکن ہو گا مسلمان کا کام صحت بر محمول کیا جائیگا۔ یہ سبب اس صورت میں ہو کہ قاضی اہل اجتہاد میں سے ہو اور اگر اہل اجتہاد میں سے نہ ہو پس اگر اُسے ہمارے اصحاب کے اقوال کو یاد رکھا اور مضبوطی اور اتفاق کے ساتھ خط کیا تو جبکا قول حق سمجھتا ہو اُسپر سبیل تقلید ہے اور اگر اُنکے اقوال کا حافظہ نہیں ہو تو جو اس شہر میں ہمارے اصحاب میں سے اہل فقہ میں سے

ہوں ان کے فتوے پر عمل کرے اور اگر شہر میں صرف ایک ہی فقیہ خفی ہو تو اُسی کا قول اختیار کرے اور اگر کو
 امید ہو کہ اُس سے باز پرس ہوگی یہ بدائع میں لکھا ہو۔ واضح ہو کہ مقصود حائل کرنے کے لیے اپنی کوشش
 کو صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں اور آدمی کے مجتہد ہو جانے کی شرط یہ ہو کہ کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم سے اس قدر رکھ جن سے احکام متعلق ہیں جاننا ہو نصالح کا جاننا شرط نہیں ہو اور بعضوں نے کہا کہ جبکی راہیں
 صواب زائد ہوں خطا سے اُسکو اجتہاد حلال ہو اور اول اصح ہو یہ فضول عماد یہ میں لکھا ہو۔ اصح تعریف مجتہد کی
 یہ ہو جو بعضوں نے بیان کی ہو کہ اُس نے علم کتاب اللہ اور اُس کے وجہ معانی کو جاننا ہو اور علم حدیث کو بھی اُس کے طرق
 و تواتر و وجہ معانی سے پہچانا ہو اور قیاس میں مصیبت ہو اور عرف الناس کو جاننا ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر
 شہر میں کچھ لوگ اہل فقہ ہوں تو اُن سے اس بات میں مشورہ لے اور مشورہ میں اگر اسکی اور انکی رائے متفق
 ہوئے تو اُس پر حکم کرے اور اگر اختلاف ہو تو جو قول حق سے قریب معلوم ہو اُس پر نظر ڈال کر اپنے اجتہاد
 سے عمل کرے بشرطیکہ اس قدر اجتہاد کا صالح ہو۔ اور اس باب میں بڑی عمر کا آدمی معتبر نہیں ہو اور نہ کثرتِ عمر
 کا اعتبار رہی بلکہ ایک ہی شخص کو کبھی علاوہ جماعت کے توفیق صواب حاصل ہوتی ہو اور یہ قول امام اعظم رحمہ
 ہونا چاہیے اور امام محمد رحمہ کے قول پر کثرتِ عدو کا اعتبار ہو۔ اور اگر اُسکا اجتہاد کسی امر پر نہ قرار پایا اور وہ
 حادثہ ویسا ہی مختلف اور مشکل رہ گیا تو اس شہر کے سوا جہاں وہ ہو دوسرے شہر کے فقیہوں کو لکھے اور خط کے
 ساتھ مشورہ کرنا پڑا نا طریقہ چلا آیا ہو کہ حوادث شرعیہ میں ایسا ہوتا ہو پس اگر ان لوگوں نے جنکے طرف
 خط بھیجا ہو کسی بات پر اتفاق کیا اور قاضی کی رائے بھی انکی رائے کے موافق ہوئی اور وہ بھی اہل شرع
 و اجتہاد میں سے تھا تو اسی رائے کے موافق اُس پر عمل کرے اور اگر ان لوگوں نے بھی اختلاف کیا پس اگر
 یہ شخص اہل اجتہاد میں سے ہو تو جو قریب حق کے قول معلوم ہو اُسی پر عمل کرے اور اپنی رائے سے عمل کرے
 اور اگر اس صورت میں قاضی اہل اجتہاد سے نہ ہو تو جو شخص اُس کے نزدیک زیادہ فقیہ اور بہت پرہیزگار ہو
 اُس کے قول پر عمل کرے۔ اگر قاضی نے ایک قوم سے مشورہ کیا اور یہ لوگ اہل فقہ تھے اور انکی رائے سے
 قاضی کی رائے مخالف ہو تو قاضی کو اپنی رائے چھوڑ کر انکی رائے پر عمل کرنا نہیں جائز ہو اور اگر قاضی نے ایک
 شخص فقیہ سے مشورہ کیا تو کافی ہو مگر چند لوگوں سے فقہاء میں مشورہ لینا احوط ہے۔ اگر اس شخص نے ایک
 رائے کا مشورہ دیا اور قاضی کی رائے اُس کے برخلاف ہو تو قاضی اپنی رائے نہیں چھوڑ سکتا ہو۔ اور اگر قاضی نے
 اُسکی رائے کو سبب اس کے کہ وہ افضل اور افقہ ہو لائق استہام و بزرگی جاننا تو اس مسئلہ کو کتاب الحدود میں
 ذکر کیا اور کہا کہ اگر اس شخص کی رائے کے موافق اُس نے فیصلہ کیا تو مجھے امید ہو کہ اُسکو ایسی گنجائش ہوگی
 اور اگر اُس نے اُسکی رائے کو ایسا لائق استہام نہ جاننا تو اُسکو اپنی رائے چھوڑ کر دوسرے کی رائے پر عمل کرنا
 نہ چاہیے یہ محیط میں لکھا ہو۔

چوتھا باب اختلاف علماء کا اس بات میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مجاہد
 اجتہاد کرتے تھے یا نہیں۔ اس امر میں اختلاف ہو کہ صحابی مجتہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 کے زمانہ میں اجتہاد کرنا جائز تھا یا نہیں بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز تھا اکثر عالموں نے کہا کہ جو شخص آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے دور تھا اُسکے لیے جائز تھا اور جو نزدیک تھا اُسکے لیے جائز نہ تھا اور یہی الصبح ہو یہ محیط شہر کا
میں لکھا ہو۔ اس میں اختلاف ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان چیزوں میں جنہیں آپ کو وحی نہیں بھیجی گئی تھی
اجتہاد کرتے اور حکم دیتے تھے یا نہیں پس بعضوں نے کہا کہ اجتہاد نہیں کرتے تھے بلکہ وحی کا انتظار کرتے تھے۔
اور بعضوں نے کہا پہلے انبیاء کی شریعت کی طرف رجوع کرتے تھے کیونکہ انکی شریعت جب تک اُسکا نسخہ نہ ثابت ہو ہمارے
واسطے بھی ثابت ہو اور بعضوں نے کہا اُسوقت تک اجتہاد نہیں کرتے تھے جب تک کہ وحی کی طبع ہوتی اور جب امید
منقطع ہوتی تب اجتہاد کرتے پھر وہی ہمارے واسطے شریعت ہو جاتی تھی پس اگر اُسکے برخلاف وحی آتی تھی تو
وہ اُسکی ناسخ ہو جاتی تھی کیونکہ سنت کا کتاب سے منسوخ ہونا ہمارے نزدیک جائز ہو اور بھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم وہ فیصلہ جسکو جاری کر دیا جنہیں توڑتے تھے ان آئندہ کے واسطے فیصلہ میں دوسرا حکم دیتے تھے
یہ محیط میں لکھا ہو۔

باب انچوان قاضی کو مقرر کرنے اور معزول کرنے کے بیان میں۔ اگر سلطان نے کسی شخص کو کسی خاص
شہر کا قاضی کیا تو وہ اس شہر کے سوا دکان قاضی ہوگا جب تک کہ فرمان قضا میں شہر صریح سوا دونو۔ اور یہ جواب روایت
نادر کے موافق ہو کہ نفاذ قضا کے واسطے مقرر شرط نہیں ہو قال المسترحم یعنی نوا اور میں آیا ہو حکم قضا کے نافذ ہونے
کے واسطے شہر کا ہونا شرط نہیں ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہی مختار ہو۔ ولیکن ظاہر الروایۃ کے موافق نفاذ قضا کے
واسطے شہر کا ہونا شرط ہو تو قاضی گاؤں میں دالی ہوگا اگر چہ سلطان نے اپنے فرمان میں لکھ دیا ہو۔ اگر سلطان
نے امیر بنا یا قاضی بنا یا کسی شرط آئندہ وقت پر معلق کیا ہو مثلاً کہا کہ جب تو فلان شہر میں داخل ہو تو تو وہاں کا قاضی ہو
یا جب تو شہر کہ میں جاؤں تو تو وہاں کا امام ہو یا کہا کہ شروع مہینہ سے میں نے تجھے قاضی کیا یا شروع مہینے سے
میں نے تجھے امیر بنا یا تو یہ جائز ہو کذا فی الملتقط اور اس پر اجماع ہو کذا فی الخلاصہ۔ اور قاضی کے معزول ہونے کو
بھی تعلیق کرنا جائز ہو۔ اگر سلطان نے کسی شخص کو ایک دن کا قاضی کیا تو جائز ہو اور اُسکا وقت مقرر ہوگا اور اگر
مکان کی قید لگائی تو بھی جائز ہو اور اسی مکان کی خصوصیت ہوگی اور اسی بنا پر اگر قاضی نے اپنا نائب کسی خاص
مسجد پر معین کیا تو وہ نائب دوسری مسجد میں بیٹھ کر وہاں کے قضا یا فیصلہ نہیں کر سکتا ہو یہ ملتقط میں لکھا ہو
اور کسی شخص کے واسطے دو شخصوں کے درمیان فیصلہ کرنے کو معلق کرنا اور اضافہ کرنا آئندہ زمانہ پر صحیح نہیں ہو
اور اسی پر فتوے ہو۔ اور اسی طرح بعض حکم کو استثنا کرنا مثلاً ہمارے زمانہ میں دعوے نتیجہ کی سماعت نہ کرنا
یا خاص کسی کے مقدمہ میں حکم نہ کرنا ایسا استثنا صحیح ہو اور مستثنیٰ میں وہ شخص قاضی ہوگا اور اسی طرح اگر یہ کہا
کہ فلان شخص کے مقدمہ کی سماعت اُسوقت تک نہ کرے کہ میں اپنے سفر سے واپس ہوں تو اُسکو نہیں جائز ہو
کہ سماعت کرے یا اس میں حکم دے جب تک کہ وہ واپس نہ ہو اور اگر اُس نے فیصلہ کیا تو نافذ ہوگا یہ خزانہ المفتیین میں لکھا ہو
اگر قاضی نے کسی حادثہ کے حق میں حکم دیا پھر سلطان نے کہا کہ اس مقدمہ کی دوبارہ سماعت کرے
تو یہ قاضی پر فرض نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور شہر حکم قضا کے نافذ ہونے کے واسطے شرط ہو اور یہ ظاہر الروایۃ ہو
اور نواذ میں ہو کہ شرط نہیں ہو اور یہی مختار ہو یہ خزانہ المفتیین میں لکھا ہو۔ سلطان نے اگر کہا کہ میں نے بیٹھ کر
حق ہی بنایا پھر یہ بیان نہ کیا کہ کس شہر میں۔ تو میں شہر میں ہی کا قاضی ہوگا۔ اور مختار یہ ہو کہ تمام شہروں پر چہ سلطان

کے تحت میں بین قاضی ہو جائیگا یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور یہی ظاہر تر ہو اگر کسی شہر کے لوگوں نے جمع ہو کر ایک شخص کو مقرر کیا کہ انہیں فیصلہ کیا کرے تو قاضی ہو گا اور اگر جمع ہو کر ایک شخص کے ہاتھ پر عقد سلطنت و خلافت قرار دیا تو وہ خلیفہ و سلطان ہو گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر بادشاہ نے کسی سے کہا کہ میں نے تجھ کو قاضی بنایا تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ دوسروں کو اپنا خلیفہ مقرر کرے مگر اسوقت مقرر کر سکتا ہو کہ جب سلطان نے اسے صریحاً اجازت دیدی ہو یا دلالتاً مثلاً کہا کہ میں نے تجھ کو قاضی القضاۃ بنایا کیونکہ قاضی القضاۃ اسی کو کہتے ہیں جو قاضیوں کے مقرر و معزول کرنے میں تصرف رکھتا ہو یہ ذخیرہ میں مذکور ہے نجم الدین نسفی نے ایک محضر کے نسبت کہا کہ غیر صحیح ہے کیونکہ انہیں لکھا ہو کہ یہ قاضی القضاۃ کی طرف سے مقرر ہو اور انہیں یہ نہ تھا کہ قاضی القضاۃ کو سلطان کی طرف سے خلیفہ مقرر کرنے کی اجازت ہو یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہو اور شمس الائمہ اور خجندی فرماتے تھے کہ حاکم کی طرف سے فرمان میں چاہیے کہ خلیفہ حکم از جانب فلان و فلان جو خلیفہ گردانے کی اجازت فلان کی طرف سے بحکم فرمان صحیح حاصل رکھتا ہو تحریر کیا جائے۔ اگر سلطان نے کسی شخص سے کہا کہ میں تجھ کو اپنا نائب قضا رہیں اس شرط سے کرتا ہوں کہ تو رشوت نہ لے اور نہ شراب پیے اور نہ کوئی ام خلاف شرع کرے تو مقرر کرنا اور شرط کرنا دونوں صحیح ہیں اور اگر انہیں کوئی چیز سننے کی تو قاضی نہ رہیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر قاضی مقرر کر دیا پھر اسکے ساتھ ملاو یا کہ فلان شخص کے مقدمہ کی سماعت نہ کرے تو اس شخص کے حق میں معزول ہو گا کذا فی الخلاصہ اور خانہ میں لکھا ہو کہ اگر امام نے کسی شخص کو قاضی مقرر کیا اور اسکو خلیفہ بنانے کی اجازت دیدی پھر قاضی نے کسی کو حکم دیا کہ اس حادثہ میں فی حق ہے اور گواہی سن لے اور گواہوں سے سوال کر لے اور اقرار کی سماعت کر لے اور خود حکم نہ کرے بلکہ قاضی کو لکھے اور اسکو خبر دے تاکہ قاضی خود حکم کرے تو ایسے خلیفہ کو اختیار نہیں ہو کہ کچھ حکم کرے مگر اسی قدر جسکا قاضی نے حکم دیا ہو اور جب یہ مقدمہ قاضی کے پاس گیا تو قاضی صرف اس کو ابی پر فیصلہ نہ کر گا نہ اس اقرار پر حکم دیگا بلکہ مدعی اور مدعا علیہ کو جمع کر کے دوبارہ گواہی ادا کرنے کا حکم دیگا پس اگر گواہوں نے دونوں کے سامنے یہی گواہی دی تو اسوقت اس گواہی پر فیصلہ کر دیگا اور اس مسئلہ میں بہت کچھ قاضی غلطی کرتے ہیں کہ قاضی کسی شخص کو کسی مقدمہ کی گواہی سننے کے واسطے مقرر کرتا ہو پھر خط خلیفہ کے ساتھ اسکو لکھتا ہو پھر وہ شخص قاضی کو لکھتا ہو کہ گواہوں نے میرے پاس اس طرح گواہی دی اور انکے الفاظ شہادت نقل کر دیتا ہو یا یہ کہ مدعا علیہ میرے سامنے ایسا اقرار کیا پھر قاضی بدون اس کے دوبارہ اپنے پاس آئے بیٹھ کر دیتا ہو تو ایسی قضا صحیح نہیں کیونکہ قاضی نے خود یہ اقرار وغیرہ نہیں سنا پھر کیونکر اسے اس گواہی اور اقرار پر فیصلہ کر دیا فقط خلیفہ کے خبر دینے سے مگر اس صورت میں ہو سکتا ہو کہ جب خلیفہ اور ایک دوسرا آدمی اس قرار کو گواہی کی گواہی دیں اور اس خلیفہ بنانے کا فائدہ یہ ہو کہ خلیفہ دیکھ لے کہ مدعی کے پاس گواہ ہیں یا وہ جھوٹا ہو پس شائد اس کے گواہ ہوں مگر عادل ہوں اور کبھی گواہوں کے الفاظ متفق نہیں ہوتے ہیں پس قاضی خلیفہ کو یہ ذکر دیتا ہو کہ امین خور کرے۔ سلطان نے اگر کہا کہ میں نے فلان شہر کی قضا زید یا عمرو کو دیدی تو یہ سبب جمالت کے صحیح نہیں ہے بیتا تاریخانہ میں لکھا ہو۔ اگر قاضی کو خلیفہ کرنے کی اجازت نہ ہو اور اسے غیر کو خلیفہ کیا تو خلیفہ کا حکم نامہ ہو گا خواہ یہ اختلاف اسے اپنی صحت میں کیا ہو یا مرض یا سفر میں۔ اگر اسے امام وقت کی اجازت سے خلیفہ کیا تو یہ خلیفہ امام کی طرف سے قاضی ہو گا یا نہ ہو کہ قاضی کو اس کے معزول ہونے کا اختیار نہیں ہے مگر جب کہ امام

قاضی سے کہ یا ہو کہ جسکو تیرا جی چاہے مقرر کراد جسکو چاہے معزول کر دے اسکو معزول کر سکتا ہے۔ اور یہ صورت قاضی کی اس شخص کے برخلاف ہے جو جمعہ کے قائم کرنے کے واسطے مامور ہوا ہو کیونکہ وہ اپنا خلیفہ مقرر کر سکتا ہے اگرچہ امام نے اسکو اجازت نہ دی ہو۔ قاضی کو اگر خلیفہ بنانے کی اجازت نہ ہو اور اسنے خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے قاضی کی مجلس میں اسکے ساتھ حکم دیا تو جائز ہے اور اگر اسنے قاضی کے سامنے حکم نہ دیا بلکہ اسکے پیچھے حکم کیا اور وہ مقدمہ قاضی کے سامنے پیش ہوا اور اسنے اجازت دی تو نافذ ہوگا یہ ہمارے نزدیک ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح اگر مجتہدات میں قاضی نے حکم حکم کی اجازت دی تو بھی یہی حکم ہے یہ ظہیر میں لکھا ہے۔ اگر لڑکے کو قاضی بنا چاہا یا بچہ وہ بالغ ہوا تو اسکو اختیار نہیں ہو کہ اس حکم کے موافق قاضی ہو۔ اور غلام سے اگر حضار طلب ہوئی بچہ آزاد ہوا تو اس حکم کے موافق قضا کر سکتا ہے۔ فتاویٰ نسفی میں ہے کہ یہ مسئلہ دریافت کیا گیا کہ ایک سلطان نے وفات پائی اور ریت نے اتفاق کر کے اسکے چھوٹے لڑکے نابالغ کو سلطان بنا یا تو قاضیوں و خطیبوں وغیرہ کا کیا حال ہوگا اور چونکہ یہ ولایت نہیں رکھتا ہے قاضی وغیرہ کا تقرر کیونکر ہو تو فرمایا کہ رعیت کو چاہیے کہ بڑے آدمی پر اتفاق کریں کہ جو والی ہو اور اسی کی طرف سے تقرر ہوگا اور وہ اپنے آپ کو سلطان کے بیٹے کا نائب سمجھے اور درحقیقت وہ والی ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ سلطان نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ فلان شہر میں قاضی مقرر کرے اور اسنے مقرر کیا تو بطور اجازت سلطانی کے صحیح ہے اور اگر اسنے خود حکم کیا تو صحیح نہیں ہے یہ ہزارہ میں لکھا ہے۔ اگر خلیفہ نے کسی والی شہر سے کہا کہ ہر کرامی بایت قضا تقلید کن یا عربی میں قلند میں نشست یا اردو میں مترجم کہتا ہو کہ جسکو تیرا جی چاہے قاضی مقرر کر دے تو صحیح ہے اور اگر کہا کہ کسی راجا تقلید کن یا قلند احمد یا ایک کو قاضی کر دے تو صحیح نہیں ہے۔ اگر سلطان نے اپنے کسی امیر کو خطاب کیا کہ فلان ولایت تو داوم یا تزدادوم تو وہ شخص قاضی مقرر کرنے کا مالک نہیں ہے۔ اور اگر اسکو کسی شہر کا امیر کیا اور خرچ اسکو چھوڑ دیا اور رعیت میں تصرف کا اختیار علی العموم دیدیا جیسا کہ مقتضای مارت ہے تو اسکو قاضی مقرر کر کے اور معزول کرنے کا اختیار ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام اگر عادل ہو تو اسکے احکام و حکام جائز ہیں اور اگر نابالغ ہو تو اسکا ولیہ جائز نہیں ہے۔ اور امام کو قرضی ہونا چاہیے اور ناشی ہونا شرط نہیں ہے اور اگر قریش میں سے نہ پایا جاوے تو چاہیے کہ عادل دامت دار ہو کہ قاضی کے شرائط جانتا ہو۔ اگر مقرر کیا ہو سلطان نابالغ تھا اور وہ بچہ بالغ ہوا تو کیا سلطان باقی رہیگا یا از سر نو بیعت چاہیے اور اصح یہ ہے کہ از سر نو بیعت کی حاجت ہے سلطان نے اگر کسی شخص کو ایک شہر کی قضا سپرد کی اور اس میں ایک قاضی تھا کہ اسکو صحیح معذول نہ کیا تو شبہ ہے کہ پہلا قاضی معزول ہوگا یہ نقطہ میں لکھا ہے۔ اگر سلطان نے ایک طرف کی قضا دو شخصوں کے سپرد کی اور فقط ایک نے حکم دیا تو جائز نہیں ہے جیسے دو دیکھوں کا حکم دے اور اگر انکو اس طرح مقرر کیا کہ ہر ایک قاضی فیصلہ کر سکتا ہو تو جائز ہے یہ خزائنہ المغنی میں لکھا ہے۔ سلطان کو اختیار ہے کہ بجائے قاضی کے دوسرا بدل دے تو وہ کسی شک کی وجہ سے یا بلا شک کے اور امام اعظم سے یہ روایت ہے صحیح ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ ایک سال سے زیادہ قاضی کو قاضی نہ رکھنا چاہیے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ اور سلطان کو چاہیے کہ جب ایک سال گزر جائے تو اس قاضی کی طرف التفات کرے اور کہے کہ تمھیں کوئی قضا نہیں ہے لیکن مجھے خوف ہے کہ تو علم کو بھول جاوے اسلئے چند روز تو علم کا درس دے پھر ہمارے پاس آنا

تاکہ ہم دوبارہ قاضی مقرر کر سکیں یہ نہایت عین لکھا ہو۔ سلطان نے اگر کسی قاضی کو معزول کیا تو معزول نہو جائیگا جب تک کہ اسکو خبر نہ پہنچے تھے کہ اگر اسے معزولی کے بعد خبر پہنچنے سے پہلے کچھ قضیہ فیصلہ کیے تو جائز ہو اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ وہ باوجود اپنی معزولی سے آگاہ ہی کی بھی معزول نہوگا جب تک کہ دوسرا اسکی جگہ مقرر نہو تاکہ بندگان خدا کے حقوق محفوظ رہیں اور امام ابو یوسف رحمہ نے اسکو امام جمعہ کی معزولی پر قیاس کیا ہو اور یہ سب جو بیان ہوا اسوقت ہو کہ جب عزل مطلق ہو اور اگر یہ قید ہو کہ جب یہ حکم فرمان قاضی کو پہنچے تو وہ معزول ہو پس ایسی صورت میں جب تک خط و فرمان نہ پہنچے معزول نہوگا خواہ اسکو اپنی معزولی کا علم فرمان کے پہنچنے سے پہلے ہو اہو یا نہو اہو یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ اگر خلیفہ کا انتقال ہو گیا اور اس کے قاضی اور والی تھے تو وہ لمبے حال پر مقرر رہیں گے۔ اور بدایۃ الناطقی میں لکھا ہو کہ اگر قاضی نے انتقال کیا یا معزول ہوا تو اس کے خلیفہ جو قاضی ہیں معزول ہو جائیں گے۔ اور اگر صوبہ دار مر گیا تو اس کے قاضی معزول ہو جائیں گے بخلاف خلیفہ کے انتقال کے کہ اس سے معزول ہونے کے لذانی المنقط۔ اگر امام کی طرف سے عامل خراسان کو فرمان پہنچا کہ دہان کے قیہوں یا کسی خاص قوم کو لکھا کہ انکو جمع کر کے کہے کہ قاضی کے باب میں غور کریں اگر انکو پسند ہو تو پھر مقرر کر دے ورنہ اسکو معزول کر دے پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ناپسند کیا اور عامل نے رشوت لیکر لکھ دیا کہ وہ لوگ رضی میں اور قاضی کو چھوڑ دیا وہ حکم دیتا رہا تو صحیح ہو کیونکہ وہ معزول نہیں ہوا ہو اور اگر ابتدائی تقرری میں ایسا ہوا ہو تو اس کے قضایا نافذ نہو گے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ قاضی اگر اندھا ہو گیا پھر مینا ہو گیا تو وہ لمبے عہدہ پر باقی رہیگا جیسے بعد مرید ہونے کے اسلام لایا لیکن حالت مرید ہونے اور زندہ ہونے کے اس کے فیصلہ نافذ نہو گے۔ چار چیزیں ہیں کہ اگر وہ قاضی میں پیدا ہوں تو معزول ہو جائیگا آنکھ کی مینائی جاتی رہتی اور ایسے ہی سماعت اور عقل جاتی رہتی اور مرید ہو جانا یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ قاضی اگر معزول کیا جاوے تو بعض نے کہا کہ اسکا نائب بھی معزول ہوگا اور اگر مر جاوے تو نہیں معزول ہوگا اور فتویٰ اسپر ہو کہ قاضی کی معزولی سے نائب معزول نہوگا کیونکہ وہ سلطان کی یا عام لوگوں کی طرف سے نائب ہو اور نائب قاضی کی معزولی سے قاضی معزول نہوگا یہ ہزارہ میں لکھا ہو۔ سلطان نے اگر کسی کو مقرر کیا اور قاضی نے اسکو رد کر دیا پس اگر بالمشائتہ مقرر کیا تو اسکو نہیں پہنچتا کہ رد کرنے کے بعد قبول کرے اور اگر غیبت میں مقرر کیا مثلاً اپنا فرمان اسکو بھیجا اور اسے رد کیا پھر قبول کیا تو جائز ہو۔ اور اگر تقرری کسی طرحی کے ذریعہ سے تھی اور اسے رد کر دی تو اسکو اختیار ہو کہ سلطان کو رد کی خبر پہنچنے سے پہلے قبول کرے قاضی نے جب کہا کہ میں نے اپنے تئیں معزول کیا یا میں نے اپنے تئیں عہدہ قضائے الگ کر لیا اور سلطان نے اسکو سن لیا تو معزول ہو گیا اور بدو بادشاہ کے سننے کے معزول نہوگا۔ اور اسے اگر بادشاہ کو تھا لکھا کہ میں نے اپنے تئیں معزول کیا اور یہ خط بادشاہ کے پاس آیا تو قاضی معزول ہو جائیگا یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔

۱۰
نور کی اور قاضی کا
نائب کی طرف سے
نائب کی طرف سے
نائب کی طرف سے
نائب کی طرف سے

چھٹا باب سلطان اور امرا کے احکام کے بیان میں اور خود قاضی کے اپنے ذاتی معاملہ کے فیصلہ کے بیان میں
نوازل میں ہو کہ اگر سلطان نے دو شخصوں میں حکم دیا تو نافذ نہوگا اور ادب القاضی خصاب میں ہو کہ نافذ نہوگا
اور یہی اصح ہو اور اسی پر فتوے ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر قاضی خلیفہ کی طرف سے ہوا میر کی طرف سے نہو

اختیاج واقع ہو کہ قاضی علیہ دوسرے سے رجوع کرے تو جائز نہیں ہو اور مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر مثل قرض غصب کے
تو حکم مقرر کرنے کو واسطے جبر کیا جائیگا اور قاضی میں ہو کہ اگر قاضی کے بیٹے نے باپ کے بیان دوسرے پر نالش کی تو قاضی خود کو
کہ اگر فیصلہ اُسکے بیٹے کے اوپر ہوتا ہو تو فیصلہ کر دے اور اگر اُسکے بیٹے کے واسطے فیصلہ ہوتا ہو تو دونوں سے کہہ دے
کہ میرے سوا کسی دوسرے کے سامنے پیش نہ کرے وہ محیط میں لکھا ہو۔ قاضی کو اُس امیر کے واسطے جس نے اُسکو قاضی کیا ہو
فیصلہ کر دینا صحیح ہو اسی طرح برہمن کے قاضی کو اونچے اور نیچے دونوں قاضیوں کے واسطے فیصلہ کر دینا درست ہو
اور قاضی کو اپنی عورت کی مان کے واسطے فیصلہ کر دینا درست ہو لشکر علیہ اُسکی عورت مرگئی ہو۔ اور یہ جائز نہیں ہو جب تک
اُسکی مان زندہ ہو اور اسی طرح اگر والد کی جو رو کے واسطے فیصلہ کر دیا تو درست ہو بغیر شریک والد کا انتقال ہو گیا ہو اور اگر باپ نہ ہو تو
جائز نہیں ہو یہ قاضی میں لکھا ہو حدائق اور قصاص اور تفریر میں امام وقت اپنے علم پر فیصلہ کرے یہ سراجہ میں ہو
ساوان باب۔ قاضی کی نشست اور اُسکے مکان نشست اور تعلقات کے بیان میں۔ قاضی حکم قضا
کے واسطے جلوس ظاہری کے طور پر بیٹھے اور مسجد میں تاکہ اُسکا ٹھکانا اکثر مسافروں اور بعض بقیہ لوگوں پر پوشیدہ
نہ رہے یہ ضایہ میں لکھا ہو اور جامع مسجد اوسے ہو پھر جس مسجد میں جماعت قائم ہوتی ہو اگرچہ اُس میں جمعہ نہ پڑھا جاوے
یہ نہر الفائق میں لکھا ہو۔ اور فخر الاسلام علی بزدی نے فرمایا کہ یہ حکم اُس وقت ہو کہ جامع مسجد پنج شہر میں ہو
اور اگر شہر کے کنارے ہو تو چاہیے کہ دوسری مسجد جو پنج شہر میں ہو اختیار کرے تاکہ بعض مقدسے والوں
کو شہر کے کنارے جانے میں مشقت نہ ہو۔ اور اگر کہنے قوم کی مسجد میں بیٹھا تو کچھ ڈر نہیں ہو اور یہی بعض سلف سے
روایت ہو اور فخر الاسلام نے فرمایا کہ یہ حکم بھی جب ہو کہ اُسکی مسجد قوم پنج شہر میں ہو دے اور بازار کی مسجد میں
بیٹھنا اختیار کرے کیونکہ وہ بہت مشہور ہوتی ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ جب قاضی مسجد میں داخل ہوا تو میرے
نزدیک سنبھ ہو کہ پہلے دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے اور چار رکعت افضل ہو کہ وہ دن کی نماز ہو پھر اللہ تعالیٰ
سے دعا کرے کہ اُسکو توفیق و مدد عطا کرے اور عہدیان سے بچا دے پھر حکم دینے کے واسطے بیٹھے۔
اور اگر اپنے ساتھ اہل فقہ است و کرامت کو بٹھانا چاہے تو اپنے قریب بٹھا دے اور ایسے ہی اہل امانت بھی
اُس سے قریب ہونگے۔ اور کچھ ڈر نہیں ہو کہ تنہا بیٹھے اگر قضا یا کا عالم ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہو اور اگر قاضی
جلیل ہو تو سنبھ ہو کہ اُسکے ساتھ اہل علم بیٹھیں یہ تہیین میں لکھا ہو۔ اور ان لوگوں سے مشاورت کرے یہ نہر الفائق
میں لکھا ہو۔ اور خصوصیت کے وقت مشاورت نہ کرے یہ ہزارہ میں لکھا ہو۔ اور جزو دان اپنے دایہی طرف
رکھے کیونکہ اُس میں سبیل اور محضر اور نوشتہ ہوتے ہیں اور انکا سامنے ہونا چاہیے اور اُسکا کاتب کچھ ہنگام سے
بیٹھے اس طرح کہ قاضی اُسکو دیکھتا رہے تاکہ وہ رشوت لیکر الفاظ شہادت میں زبردستی دے نہ کر دے یہ محیط سرخی
میں لکھا ہو۔ اور اگر کہنے گھر میں بیٹھنا اختیار کیا تو کچھ ڈر نہیں ہو اور لوگوں کو اُس دار میں آنے کی اجازت دے
اور جو اُسکے ساتھ بیٹھتے ہوں بیٹھیں یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ اور اوسے یہ ہو کہ دار وسط شہر میں ہو جیسا کہ مسجد کا حکم ہو
یہ نہر الفائق میں لکھا ہو اور مبوط میں مذکور ہو کہ اپنے منزل میں بیٹھ کر حکم قضا دے میں یا جان اُسکا جی چاہے
کچھ ڈر نہیں ہو کیونکہ قضا کا کام کسی مکان کے ساتھ مخصوص نہیں ہو یہ تاتار خانہ میں مذکور ہو اور اگر اپنے
بیت میں بیٹھا تو ہمارے نزدیک کچھ ڈر نہیں ہو اگر وسط شہر میں ہو یہ ہزارہ میں لکھا ہو۔ اور خانہ میں ہو کہ

در جلوس ظاہری
نہر الفائق میں
سراجہ میں

اگر قاضی مسجد یا دار میں بیٹھا تو ایک دربان مقرر کرے کہ خدمت گزار خود جام سے منہ کرے۔ اور پوچھ کر طلال نہیں کرے کہ اُس سے کچھ لیکر آنے کی اجازت دیدیوے یہ تانا خانہ میں لکھا ہو پھر اگر مسجد میں بیٹھا تو قاضی اور جو یا پھر کے واسطے باہر نکلے اور مسجد میں حد نہ مارے اور نہ تعزیر دے یہ نہر الفائق میں لکھا ہو۔ اور راستہ میں بیٹھنے میں کچھ ڈر نہیں ہو شہرہ طیکہ راہ چلنے والوں پر تنگ نہ پڑے میں لکھا ہو۔ اگر قاضی مسجد میں آیا تو کچھ ڈر نہیں ہو کہ خصوم کو سلام کرے اور ارادہ اُس سے عام سلام ہو پھر مشائخ نے اس میں اختلاف کیا ہو جنہوں نے کہا کہ اُن کو سلام کرنے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور نہ کرتے ہیں بھی کچھ ڈر نہیں ہو تاکہ ہیبت باقی رہے اور خشت زیادہ ہو اور اسی واسطے والی اور امیر لوگوں میں رسم ہو کہ جب داخل ہوتے ہیں تو سلام نہیں کرتے ہیں اور بعض مشائخ نے کہا کہ اُس پر سلام کرنا واجب ہو اور ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہو اور اسی طرح والی اور امیر پر بھی آنے کے وقت سلام واجب ہو اور ترک کرنے کی گنجائش نہیں ہو۔ پھر جب قاضی کسی طرف مسجد میں حکم کے واسطے بیٹھ گیا تو خصوم پر سلام نہ کرے اور نہ وہ لوگ قاضی کو سلام کریں اور بعض مشائخ نے کہا کہ اسی سے یہ رسم جاری ہوئی کہ لوگ جب والی اور امیروں کے پاس جاتے ہیں تو سلام نہیں کرتے ہیں اور نہ وہ ان پر سلام کرتے ہیں کیونکہ جب قاضی میں یہ حکم ہو تو والی اور امیر میں بدرجہ اولے ہو گا اور یہ امر ایسا صحیح نہیں ہو جیسا کہ ان لوگوں نے گمان کیا ہو بلکہ صحیح یہ ہو کہ لوگ امر کو سلام کریں اور امر ان لوگوں کو بخلاف قاضی کے اور فرق یہ ہو کہ والی و امیر اس واسطے بیٹھا ہو کہ زیارت کرے اور سلام نہ اتریں کا نتیجہ ہو اور قاضی فیصلہ اور حکم دینے کے واسطے بیٹھا ہو نہ زیارت کے واسطے اور اگر یا غنیمہ لوگوں نے اُس کو سلام کیا تو اُس کو جواب دینے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور اس میں اشارہ ہو کہ اُس پر جواب سلام واجب نہیں ہو بلکہ مختار ہو چاہے جواب دے یا نہ دے کذا فی ادب القاضی اور اگر قاضی نے جواب دینا پانا تو علیکم سے زیادہ نہ کرے اور گواہ قاضی کو سلام کرے اور قاضی اُس کو جواب دے یہ تانا خانہ میں لکھا ہو اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل بخاری رحمہ اللہ سے منقول ہو کہ جو شخص اپنے تلامذہ کے تھک سکا لانے کو بیٹھا ہو کسی نے اُس کو سلام کیا تو اُس کو گنجائش ہو کہ اُس کو جواب سلام نہ دیوے اور ایسی اس شخص کے حق میں بھی نہ مانے جو ذکر کرنے کے واسطے بیٹھا خواہ کسی طرح کی یا ذاتی ہو پھر کسی آنے والے نے اُس کو سلام کیا تو گنجائش ہو کہ اس کو جواب نہ دے اور جب قاضی فیصلہ مقدمات کے واسطے بیٹھا تو چاہیے کہ ایک آدمی اُس کے سامنے کھڑا ہو کہ لوگوں کو بے وقت آگے بڑھنے سے اور بے ادبی سے منع کرے اور ایسے شخص کو صاحب المجلس کہتے ہیں اور اُس کو شرطی اور عرف اور جلو از بھی کہتے ہیں اور اُس کے ساتھ ادب کا کورا بھی چونا چاہیے اور چاہیے کہ یہ شخص امین ہو اور طاع نہ ہونا چاہیے کہ رشوت لیکر بھٹے خصوم کی طرف داری کرے اور بے ادبی کے وقت اُس کی تادیب نہ کرے۔ جب دونوں مقدمہ والے قاضی کے سامنے بیٹھیں اور قاضی نے مصلحت دیکھی کہ صاحب المجلس چلا جاوے تو اُس کو حکم دیوے کہ اٹھ کر دوڑ چلا جاوے تاکہ اُس کو نہ معلوم ہو کہ دونوں مقدمہ والے اور قاضی میں کیا ہوتا ہو کہ کسی مقدمہ والے کو اُس سے طلاع نہ رہے اور نہ کسی کو کچھ سکھلاوے بڑھاوے اور قاضی کو ایسا کرنا چاہیے اگر صاحب مجلس مامون ہو اور اگر اپنے قریب رہنے دیا تو کچھ ڈر نہیں ہو اور محال یہ ہو کہ کل کام حسین لوگوں کی بھلائی اور احتیاط و قضا فی لحوظ رکھے اور اگر اس صاحب مجلس کو یہ چاہیے کہ کسی مقدمہ والے سے خفیہ باتیں کرے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اولیٰ ہو

کہ امین کو اپنے بیٹے کی جگہ اپنے آنے سے پہلے بھیج دے تاکہ وہ یاد رکھے کہ پہلے کون آیا ہو اور پھر کون آیا ہو اسی ترتیب سے تاکہ اسی طرح مقدم کرے اور کسی کو اسکی منزلت اور سلطنت کی وجہ سے مقدم نہ کرے۔ اور اگر اسکی ہر اسے میں یہ آیا کہ مسافروں کو مقدم کرے تو کر سکتا ہو۔ اور اگر وہ لوگ کثرت سے ہوں کہ انکی طرف توجہ سے اہل شہر رہے جاتے ہوں تو انکو اپنے مرتبہ پر لوگوں کے ساتھ رکھے اور عورتوں کو الگ رکھے اور مردوں کو الگ اور اگر عورتوں کے واسطے ایک روز حلقہ مقرر کرے تو امین انکی زیادہ پردہ پوشی ہی یہ حاوی میں لکھا ہو۔ امام محمد نے فرمایا کہ جو شخص اسی رات اپنے اہل میں پہنچ جاوے وہ منبرہ مقیم کے ہو اور جسکی رات غیروں میں گذرے وہ مسافر کے حکم میں ہو لیکن جو مسافر ہو اسکا حال سخت ہوتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر قاضی کو بوجہ غربت اور مسافرت کے مقدم کرنے کی رائے معلوم ہوئے تو صحت اس قول میں کہ میں مسافر ہوں اور میرا ارادہ اپنے وطن لوٹ جانے کا ہو اسکی تصدیق نہ کر گیا بلکہ اس سے کہو اطلب کر گیا کہ یہ مسافر ہو ایسا ہی امام محمد سے مروی ہو اور عدالت اس شہادت کے واسطے شرط نہیں ہو اگر گواہوں کا حال مستور ہو تو بھی کذابت کرنا ہو اور بیٹھے اصحاب خفیہ نے کہا کہ ان غیوین سے دریافت کرے جسکے ساتھ اسکا ارادہ جانیگا ہو کہ یہ لوگ کب جاوینگے اور کیا فلان شخص بھی لکھے ساتھ جانیگا پس اگر انھوں نے کہا کہ ہاں تو عذر منفق ہو جانیگا۔ اگر قاضی کے دروازے پر ارباب شہود و ایمان جمع ہوئے اور مسافر اور عورتیں جمع ہو گئیں پس اگر قاضی نے ارباب شہود کو مقدم کیا تو ہو سکتا ہو اور اگر مسافروں کو مقدم کیا تو اسکو اختیار ہو اور اگر عورتوں کو مقدم کیا تو ہو سکتا ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور چاہیے کہ قاضی جب دونوں مقدم و اولوں کو بلاوے تو ہر ایک ٹھلاوے اور دونوں کو اپنے سامنے ٹھلاوے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور دونوں کی طرف لحاظ اور کلام میں مساوات ملحوظ رکھے اور کسی ایک سے خفیہ بات نہ کرے اور نہ اسکی طرف اشارہ کرے نہ ہاتھ سے اور نہ سر سے اور شاہد و سے یہ عنایہ میں لکھا ہو۔ اور کسی ایک کے بالمواجمہ نہ بیٹھے یہ خزانہ الغنیہ میں لکھا ہو۔ اور مجلس حکم میں مزاج سے مطلقاً برہین کرے خواہ دونوں کے ساتھ یا ایک کے ساتھ یا غیر کے ساتھ ہو اور غیر مجلس حکم میں بھی زیادہ مزاج نہ کرے کیونکہ اس سے مماثلت جاتی رہتی ہو یہ تیمین میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح قاضی کو نہ چاہیے کہ کشادگی کے ساتھ ایک سے کوئی ایسی بات بولے جو دوسرے سے نہیں بولا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر اسکے قلب کا سیلان دونوں مخاصون سے ایک کی طرف ہو اور چاہے کہ اسکی دلیل غالب ہو تو اس سے مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ بے اختیار امر ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور حال یہ ہو کہ قاضی برابر کرے پر مامور ہو مگر جہانگیر برابر ہی ممکن ہو پس جتنی چیزوں میں دونوں میں برابر ہو کر سکتا ہو انکے ترک کرنے سے مواخذہ ہوگا اور جن چیزوں میں برابر نہیں کر سکتا ہو انہیں معذور ہو اور مواخذہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ پس اگر دونوں مخاصم میں سے ایک سلطان ہو یا عالم ہو پھر سلطان اسکے برابر بیٹھا اور خصم زمین میں بیٹھا تو قاضی کو چاہیے کہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور زمین میں بیٹھے اور اس خصم کو اپنی جگہ ٹھلاوے تاکہ ایک کتا دوسرے پر تفصیل نہ لازم آوے یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور ایک مقدمہ والے نے ہمانداری نہ کرے مگر جبکہ دوسرا بھی اسکے ساتھ ہو تو جائز ہو یہ ثابہ میں لکھا ہو۔ اور ایک کے ساتھ ایسے زبان میں گفتگو نہ کرے کہ جسکو دوسرا نہ جانتا ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور مختصر خواہر زادہ میں ہو کہ اپنے منزل

میں دونوں میں سے ایک کے ساتھ تخلیق نہ کرے یہ تانا ر خانیہ میں لکھا ہے۔ اور قاضی کو ایسا فعل نہ کرنا چاہیے کہ جس سے تمت لگانی جاوے یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ اور ایک کی طرف سے اپنی گردن پھیر لینا مکروہ ہے اور شرعاً ممنوع ہے اور مکروہ ہے کہ دونوں سے ایک کو اپنے مکان میں آنے کی اجازت دیوے۔ اور جبکہ مقدمہ بنو اسکا اجازت دینے کا مضائقہ نہیں ہو کہ سلام کرنے یا کسی حاجت کے واسطے آوے یہ محیط خبری میں لکھا ہے۔ اور ایک شخص کو دہائی طرف اور دوسرے کو بائیں جانب جگہ نہ دے کیونکہ دائیں طرف افضل ہوتی ہے اور ایسی برابری چھوٹے بڑے میں کرے جسے کہ آپر واجب ہے کہ باپ اور بیٹے اور خلیفہ و رعیت اور ذمی و ثرلیف میں بھی مساواة ملحوظ رکھے یہ بیہین میں لکھا ہے۔ صاحب الاقصیٰ نے لکھا ہے کہ خصوم کی نشست قاضی سے دو ہاتھ کے فاصلے پر ہونی چاہیے اس طرح کہ دونوں کا کلام بدون آواز بلند کرنے کے سننے میں آوے۔ اور حوقت مجلس میں بیٹھے تو چوچا ہیے کہ محراب سے تکیہ ہے اور خصاف رحمہ وغیرہ کے زمانہ میں قبلہ رو ہو کر بیٹھتے تھے اور ہماری رسم بہتر ہے اور قاضی کے پیادے اُسکے ردہ و حاضرین تاکہ لوگوں میں ہیبت ہو کر انکو اتنے دور رکھے کہ جو کچھ مقدمہ والوں اور قاضی میں گفتگو ہوتی ہو اُسکو نہ سنیں اور بعض مسائل میں قاضی کی رائے نہ معلوم کریں اور اُسکے باطل کرنے کے واسطے حیلہ نہ تلاش کریں یہ محیط میں لکھا ہے۔ جب دونوں خصم آگے بڑھیں تو مدعی سے اُسکا دعوے دریافت کرے اور یہ خصاف رحمہ اور ابو جعفر رحمہ نے ذکر کیا ہے اور یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعضوں نے کہا کہ قاضی دعوے دریافت نہ کرے بلکہ خاموش رہے اور مدعی کا دعوے سماعت کرے اور بعضوں نے کہا کہ دریافت کرے اسی کو خصاف رحمہ اور ابو جعفر رحمہ نے لیا اور ایسا ہی محاضرین سماعہ لونیقی میں ہے اور شیخ الاسلام علی الترمذی نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے موافق قاضی دریافت کرے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک خاموش رہے اور خاتمیہ میں لکھا ہے کہ جب خصوم قاضی کے سامنے بیٹھیں تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اُنسے دریافت کرے کہ تم میں سے کون مدعی ہے اور جب مدعی معلوم ہوا تو اُس سے کہے کہ کیا دعوے ہے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرے اور قول امام ابو یوسف کا ارفی ہے یہ تانا خانیہ میں لکھا ہے۔ اور جب دونوں حاضر ہوں تو قاضی کو اختیار ہے کہ چاہے دونوں سے گفتگو شروع کرے اور کہے کہ تم دونوں کیا چاہتے ہو اور چاہے اُنہیں پر گفتگو چھوڑ دے۔ اور یہی بہتر ہے تاکہ وہ جھگڑے کو چھیڑنے والا نہ لگتا ہے۔ بیہین میں لکھا ہے۔ پھر اگر اُس سے سوال کیا یا نہ کیا بلکہ اُنسے خود ہی دعوے کیا تو قاضی مدعا علیہ سے جواب دعوے مدعی دریافت کرے یہ صاحب الاقصیٰ اور خصاف رحمہ نے ذکر کیا ہے قاضی دعوے مدعی کو ایک صحیفہ میں لکھے اور اس میں غور سے دیکھے کہ صحیح ہے یا فاسد ہے اگر فاسد ہو تو مدعی علیہ پر متوجہ نہ ہو لیکن مدعی سے کہے کہ اُٹھ اور اپنے دعوے کی تصحیح کر یہ خصاف نے ایک مقام پر ادب القاضی میں ذکر کیا ہے اور دوسرے مقام پر ذکر کیا کہ ایسا نہ کرے اور اُسی کو ہمارے بعض مشائخ نے اختیار کیا ہے اور یہ کہے کہ تیرے لیے یہ تقریر دعوے فاسد ہے پس پھر اسکی سماعت واجب نہیں ہے اور یہ تلقین نہیں ہے بلکہ دعوے کے فاسد ہونیکا حکم بیان کرنا ہے۔ اور اگر اُسکا دعوے صحیح ہو تو قاضی مدعا علیہ سے دریافت کرے کہ تیرے خصم نے پھر ایسا دعوے کیا ہے پس تو اُسکے جواب میں کیا کہتا ہے۔ ایسا ہی خصاف رحمہ نے ذکر کیا ہے۔ اور یہی کتاب الاقصیٰ میں ہے اور اس میں بھی مشائخ کا اختلاف ہے جیسا کہ مدعی سے استفسار میں اختلاف ہو یعنی بعضوں کے نزدیک مدعا علیہ سے

جواب طلب کرے بلکہ اسکی طرف دیکھے کہ وہ کیا جواب دیتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور جب صاحب عوے نے گفتگو شروع کی تو دوسرے کو خاموش کر دے اور صاحب عوے کی گفتگو سنے کیونکہ اگر دونوں نے یکبارگی کلام کیا تو کسی کا کلام سمجھ میں نہ آدیکھا پھر جب وہ کلام کر چکا تو اسکو حکم دے کہ خاموش رہے اور دوسرے سے دریافت کرے اور اس سے معلوم ہوتا ہو کہ دوسرے سے بلا درشتی مدعی بھی دریافت کرے اور یہی ہمارے نزدیک اصح ہو اور بعض قاضیوں نے اختیار کیا کہ بدون رضاعت مدعی کے جواب لیکار یہ سفاتی میں لکھا ہو۔ اور کو امون کو اس طرح نہ سکھاوے کہ کیا تو اس طرح کو اپنی دیتا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اسکو ان صورتوں میں مقنن رکھا ہو کہ جنہیں تحت نہو مثلاً وہ شخص امین ہو اور عالم ہو کہ اسے سکھلانے کی ضرورت نہو اور اکثر ایسا ہوتا ہو کہ قاضی کے دبہہ اور سب سے گواہ کی زبان بند ہو جاتی ہو پس اسکی اس طرح پوچھنے سے ایک مسلمان کا حق سرسبز ہوتا ہو اور فقیہ اور خزانہ میں لکھا ہو کہ جو مسائل قضا کے متعلق ہیں انہیں امام ابو یوسف کے قول پر فتوے ہوں اسلئے کہ انکو تجربہ سے زیادہ علم حاصل ہوا تھا کدانی شرح ابوالمکارم۔ قاضی کو نہ چاہیے کہ کسی کو دونوں خیم میں سے محبت سکھلاوے مگر جب ایک سے قسم طلب ہوئی اور قسم لینے کا وقت آیا پس اگر مدعی کے گواہ حاضر نہوں تو اسے دریافت کرے کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں۔ نوازل میں ہو کہ شیخ ابو نصر سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصوں نے قاضی کے سامنے بڑھ کر مقدمہ پیش کیا کہ ایک نے کہا کہ میرے اسپر ہزار درم ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو انھوں نے فرمایا کہ مدعا علیہ سے اسکا جواب طلب کرے۔ اور ابو بکر نے فرمایا کہ دو شخص بھیجی بن اکثر کے آگے آئے اور ایک نے کہا کہ میرے اس شخص پر ہزار درم ہیں پھر بھیجی نے اُس سے کہا کہ تو نے مجھے ایک خبر سنائی پھر تو کیا چاہتا ہو اور مدعا یہ تھی کہ یہ دعویٰ صحیح نہ تھا جب تک کہ ایک بار یہ نکلے کہ میرا حق دلایا جاوے یا نہ اسلئے کوئی لفظ کہے اور شیخ ابو نصر نے فرمایا کہ یہ ہمارے نزدیک کچھ نہیں ہو کیونکہ وہ دونوں تو اُسی عرض سے آئے تھے۔ پھر جب قاضی نے جواب مدعا علیہ کا سن لیا تو اسکو ایک کاغذ پر لکھے یا کاتب سے کہے کہ اُسکے سامنے تحریر کرے بسم اللہ الرحمن الرحیم فلان بن فلان قاضی کے پاس فلان روز فلان مہینہ کی فلان تاریخ فلان سنہ میں حاضر ہوا۔ پھر اگر قاضی مدعا علیہ اور مدعی کو پہچانتا ہو تو انکو ایک رقمہ میں سنانے کے طور پر لکھے کہ فلان حاضر ہوا اور اپنے ساتھ فلان شخص کو لایا اور اگر نہ پہچانتا ہو تو یوں لکھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر بیان کیا کہ وہ فلان بن فلان ہو یعنی باپ و دادا کی طرف اُس نے نسبت کی یا مولے تھا تو لکھے فلان شخص مولے فلان بن فلان کا ہو پھر اگر اسکی کوئی تجارت یا صنعت ہو کہ جس سے پہچانا جاتا ہو تو زیادہ مشناخت کے واسطے اُسی کی طرف نسبت کر دے اور اسی طرح زیادہ مشناخت کے واسطے اُسکا علیہ ذکر کر دے ولیکن علیہ ایذا ذکر کرے جس سے اُسکی زینت ہو نہ برائی پھر لکھے کہ یہ شخص ایک دوسرے شخص کو لایا کہ یہ فلان بن فلان ہو جیسی صورت میں ہم نے مدعی کی طرف ذکر کی ہیں سب لکھے۔ پھر لکھے کہ اس مدعی فلان بن فلان نے فلان بن فلان علیہ پر یہ دعویٰ کیا ہو اور بدون زیادتی و نقصان کے اُسکا دعویٰ تحریر کرے۔ پھر لکھے کہ قاضی نے مدعا علیہ فلان بن فلان سے جواب سن جوے مگر وہ بالاکا جو فلان بن فلان نے پیش کیا ہو دریافت کیا پس اگر مدعا علیہ نے اُسکا اقرار کر لیا ہو دے تو تحریر کر دے اور خانیہ میں لکھا ہو کہ مدعا علیہ کو حق و فاکر دینے کا حکم دے یہ تا مار مہینہ میں لکھا ہو۔ اور اگر اُس نے انکار کیا ہو تو اُسکا انکار تحریر کر دے تاکہ بعد اسکے دریافت ہو کہ اسپر گواہ طلب

کرنا چاہیے تھا یا نہیں اور اس انکار کو بلفظ لکھنا چاہیے نہ یہ کہ اسکو زبان عربی میں لجاوے مگر جبکہ بدون زیادتی دیکھی کے بجا مانگن ہو تو
بدون اس کے کہ اس میں کوئی کلمہ بہم مشترک داخل ہے کیونکہ انکار کا حکم اس کے اختلاف انواع کے موافق بدل جاتا ہے مثلاً جس کے پاس ولایت تھی اگر اس نے
سے سے ولایت کے رکھنے سے انکار کیا پھر واپس کرنے یا تلف کرنے کا دعویٰ کیا تو وسیع نہوگا اور اگر اس طرح منکر ہوا کہ مجھ پر سے مدعو بدل
کا پر کرنا د جس میں کوئی قیمت وجب ہو پھر اس کے واپس لینے یا تلف ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کا دعویٰ سموع ہوگا پس اسی واسطے چاہیے
کہ اس کی عبارت بلفظ بدون کمی و زیادتی کے تحریر کرے تاکہ اسی کی بنا پر حکم دیا جائے اور یہ جو ذکر ہوا خضاف رحمہ اور ابو جعفر رحمہ کے
قاضیوں کی رسم تھی اور ہمارے زمانہ کے قاضیوں کی رسم اس سے بہتر ہو یعنی مدعی قاضی کے دروازہ کے کاتب کے پاس آتا ہے
اور وہ اس کا دعویٰ ایک بیاض میں لکھتا ہے اور لکھتا ہے کہ قاضی کے پاس حاضر ہوا اور اس قاضی کا نام لکھتا ہے
اور تاریخ کی جگہ چھوڑ دیتا ہے پھر مدعی کا نام اور اس کا نسب تحریر کرتا ہے پھر مدعا علیہ اور اس کا نسب تحریر کرتا ہے پھر دعویٰ
سے شرط تحریر کرتا ہے پھر جواب کی جگہ چھوڑ دیتا ہے پھر جب مدعی یا اس کا دلیل بیٹھا تو اسی تحریر کے موافق سوال
پیش کرتا ہے اور قاضی مدعا علیہ سے اس کا جواب طلب کرتا ہے اور جب اس نے اقرار یا انکار کا جواب دیا تو بیاض اس نے
قاضی کو دی کہ اس نے تاریخ لکھی اور آخر میں جواب بعبارة المدعی علیہ تحریر کیا پھر اگر اس نے اقرار کر لیا تو قاضی حکم دیکھا
کہ تولیہ عہدہ سے نکل گیا اور اگر اس نے انکار کیا تو مدعی سے کہیگا کہ اس نے انکار کیا تو کیا چاہتا ہے اور یہ خضاف رحمہ
اور ابو جعفر رحمہ نے ذکر کیا اور اس میں اختلاف ہو پس اگر مدعی نے کہا کہ اس سے قسم لجاوے تو قاضی موافق
راے خضاف رحمہ اور ابو جعفر رحمہ کے اس سے کہے کہ کیا تیرے پاس گواہ ہیں اگر اس نے کہا کہ نہیں ہیں تو مدعا علیہ
سے قسم لگا اور اگر اس نے کہا کہ ہاں تو قاضی اس کے حاضر لانے کا حکم دیکھا اور گواہوں کے نام اور نسب اور علیہ
اور محلہ سب لکھ دیا یا کاتب سے لکھو ایسا پھر جب مدعی نے اپنے گواہ پیش کیے تو کاتب فقط انکی گواہی کے الفاظ
بدون کمی یا زیادتی کے تحریر کر دیا پھر جب گواہ قاضی کے سامنے بیٹھے اور گواہی کا وقت آیا تو قاضی بیاض کو دیکھا
اور انکی گواہی دریافت کر دیا اور اگر خود قاضی نے ان کے الفاظ شہادت لکھے تو بہت اذوق اور زیادہ احتیاط ہے پھر
قاضی ان کے الفاظ شہادت دعویٰ کے ساتھ مقابل کر گیا پس اگر دعوے کے موافق ہوں اور قاضی نے گواہوں کا
عادل ہونا بھی معلوم کیا تو مدعا علیہ سے کہیگا کہ تیرے پاس اس کا دفعہ ہے اگر اس نے کہا کہ ہاں مگر تو مجھے مہلت
دے کہ میں اسے پیش کر دوں تو اسکو مہلت دیکھا اور اگر اس نے کہا کہ نہیں تو حکم اس پر جاری ہوگا۔ اور اگر قاضی نے گواہوں
کو عادل نہ جانا تو وقف کر لیا۔ اور اگر مدعی نے کہا کہ میرے گواہ حاضر ہیں مگر میں مدعا علیہ سے قسم چاہتا ہوں
پس اگر یہ مراد ہو کہ گواہ اسی مجلس میں حاضر ہیں تو قاضی اسکی استدعا قبول نہ کرے اور نہ مدعا علیہ سے قسم لیکھا بلکہ اجازت
ایسا ہی قدوری نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے۔ اور اگر اس نے کہا کہ شہر میں موجود ہیں تو امام اعظم کے نزدیک مدعا علیہ
سے قاضی قسم نہ لیکھا اور امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ لیکھا اور امام محمد رحمہ کا قول مضطرب ہے اور جب یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے
پس اگر قاضی کے نزدیک حلف لینا رواج تھا اور اس نے حلف لیا اور مدعا علیہ نے قسم کھالی اور پھر قاضی سے طلب کیا
کہ مجھے ایک تحریر چاہیے کہ فلاں شخص نے فلاں شخص پر دعوے کیا اور اس نے قسم کھالی تاکہ یہ شخص دوبارہ اسی
قاضی کے بیان یا دوسرے قاضی کے پاس نالش نہ کرے اور مجھے قسم نہ لے تو قاضی اسکو تحریر کر دیکھا اور قاضی
کو اختیار ہو کہ چاہے علیہ دفعہ میں لکھ دے یا اسی بیاض میں جس میں دعوے والا لکھا رہی تاریخ لکھ کر دے یا اسے

سچر واضح ہو کہ دو حال سے خالی نہیں یا تو دعویٰ کسی عین میں واقع ہوگا یا دین میں۔ پس اگر دعویٰ دین کا کیا اور مدعی بہ کوئی کیلی چیز ہو تو دعویٰ جب صحیح ہوگا کہ مدعی اُسکی جنس کہ جو ہو یا کیہوں اور نوع کہ پہنچی ہوئی پیداوار ہو یا برہی اور خرگینہ ہو یا بےبی اور صفت کہ جید ہو یا درمیانی یا ردی اور کیہوں میں سرخ یا سید بھی ذکر کرے اور اُسکی مقدار کہ اسقدر فقیر ہو اور فقیر بھی چونکہ فی ذاتہ مختلف ہو فلان فقیر سے بھی ذکر کرے اور اُسکے وجہ کا سبب ذکر کرے کیونکہ قرضہ کے احکام اپنے اسباب کے ساتھ مختلف ہیں مثلاً اگر قرضہ سبب سلم کے ہو تو اُسکا بدلنا جائز نہیں ہو اور اُسکے ادا کرنے کی جگہ بیان کرنا بھی چاہیے تاکہ اختلاف سے نکل جاوے اور اگر کسی بیع کا من ہو تو اُس سے بدلنا جائز ہو اور اُس میں ادا کرنے کے جگہ شرط نہیں ہو اور قرض ہووے تو اس میں بیاد لازم نہیں ہو اور اگر سلم ہو تو نوع اُسکی شرائط صحت کے ذکر کرنا چاہیے یعنی جنس رس المال اور اُسکا وزن اگر وزنی ہو اور اُسی مجلس میں اُسکا لے لینا تاکہ امام اعظم کے نزدیک صحیح ہو جاوے اور مسلم فیہ کی مدت ایک مہینہ یا زیادہ تاکہ حد اختلاف سے نکل جاوے و ایسے ہی سوائے اور شرطین سلم کی بیان کرے اور قرض میں قبضہ ذکر کرے اور قرض لینے والے کا اپنی حاجت میں صرف کرنا اس واسطے کہ قرضہ امام اعظم کے نزدیک اُس پر قرض نہیں ہوتا جب تک اُسکو تلف نہ کرے اور چاہیے کہ دعویٰ قرض میں بھی یہ لکھے کہ میں نے اُسکو اسقدر اپنے مال سے قرض دیا کیونکہ جائز ہو کہ شاید وہ مال قرض دینے میں دوسرے کا وکیل ہو اور وکیل قرض محض سفیر ہوتا ہے کہ اُسکو لینے اور ادا کرنے کے سوا کہ حاجت نہیں ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر سبب میں لکے شرائط ذکر کرے کیونکہ ہر شخص لینے کے شرائط کو نہیں دریافت کر سکتا ہے تو قاضی کے سامنے اُسکو بیان کرنا چاہیے تاکہ قاضی اُس میں غور کرے اور اُسکو صحیح پاوے تو عمل کرے ورنہ واپس کرے۔ اگر مدعی یہ یعنی جس چیز کا دعویٰ ہے وزنی ہو تو اُسکی جنس ذکر کرے اگر سونا مضروب ہو تو ذکر کرے کہ اسقدر فیضار اور اُسکی نوع ذکر کرے کہ نیشاپورے کل کی یا بخاری کل کی اور اُسکی صفت ذکر کرے کہ جید یا ردی یا درمیانی اور یہی عامہ مشائخ کا مذہب ہو اور فتاویٰ سنی میں ہو کہ اگر اُس نے احمہ خالص ذکر کر دیا تو جید ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہو اور بعض مشائخ کے نزدیک یہ بھی ذکر ضروری ہو کہ کس سکہ کا ہو اور کون والی ملک تھا اور بعضوں نے یہ شرط نہیں لگائی اور اس میں گنجائش ہو اور مثال بھی ذکر کرے اور مثال کی نوع بھی ذکر کرے اور اگر مضروب ہو تو دینار و درہم ذکر کرے بلکہ مثال ذکر کرے پس اگر خالص ہو تو دینار ذکر کرے اور اگر اس میں کچھ میل ہو تو اسی قدر میل ذکر کر دے۔ اور اگر مدعی بہ ثقرہ ہو اور مضروب ہو تو اُسکی انواع ذکر کرے یعنی مصناف الیہ اور اُسکی صفت کہ جید یا ردی یا وسط ہو اور اُسکی مقدار ذکر کرے کہ وزن سبعم سے کس قدر مثال ہو اور اگر غیر مضروب ہو اور خالص ہو تو خالصہ ذکر کرے اور اُسکی نوع اور صفت اور مقدار ذکر کرے اور اگر مدعی بہ درہم مضروب ہو اور اُن میں میل زیادہ ہو پس اگر وزن سے اکٹھا معاملہ ہوتا ہو تو اُنکی نوع اور صفت اور مقدار ذکر کرے اور اگر عدد سے اُن میں معاملہ ہووے تو گنتی ذکر کر دے۔ اور اگر دعویٰ کسی عین میں ہو پس اگر مدعی بہ مال منقول ہو اور وہ تلف ہو گیا ہو تو فی الحقیقہ دعویٰ دین میں ہو یعنی اُسکی قیمت میں تو موافق بیان سابق کے اُسکی جنس اور صفت اور قدر و نوع بیان کرنا شرط ہو اور اگر تلف نہیں ہوا قائم ہو اور اُسکا حاضر لانا ممکن ہو تو حاضر کرنا ضرور ہو اور دعویٰ اور گواہی کے وقت اُسکی طرف اشارہ ہونا چاہیے۔ اور اگر

دعوے کسی عین غائب میں ہو مثلاً کسی نے دعوے کیا کہ ایک کپڑا میرا یا ایک میری باندی اس شخص نے غضب کر لی اور یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ مرلی یا موجود ہو اور کہاں ہو پس اگر ایسی چیز عین کی جنس وصفت اور قیمت بیان کر دی تو اسکا دعوے سموع اور گواہی مقبول ہوگی اور اگر قیمت نہ بیان کی تو عامۃً کتب میں اشارہ ہو کہ دعوے سموع ہو گا مثلاً کتاب الرہن میں ہو کہ اگر کسی نے دعوے کیا کہ میں نے اسکے پاس ایک کپڑا رہن کیا اور وہ انکار کرتا ہے تو امام محمد نے فرمایا کہ اسکا دعوے سموع ہو گا اور کتاب الغضب میں ہو کہ ایک شخص نے دعوے کیا کہ اسنے میری ایک باندی غضب کر لی اور اسپر گواہ پیش کیے تو دعوے سموع اور گواہی مقبول ہوگی اور بعض مشائخ نے کہا کہ اس صورت میں دعوے سموع ہو گا کہ جب اسکی قیمت بیان کر دی اور فقیہ ابو بکر اعش فرماتے تھے کہ تاویل اس مسئلہ کی یہ ہو کہ گواہوں نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے غضب کا اقرار کیا ہے تو جس اور قضا دو نون کے حق میں باندی کا غضب ثابت ہو گا اور عامہ مشائخ اسپر ہیں کہ یہی دعوے صحیح ہے اور گواہی مقبول ہو ولیکن جس کے واسطے فقط اور امام محمد کے اطلاق سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ فخر الاسلام علی بزودی نے فرمایا کہ جب مسئلہ میں اختلاف ہو تو قاضی کو چاہیے کہ مدعی کو بیان قیمت کی تکلیف دے اگر وہ بیان نہ کر سکا تو بھی اسکے دعوے کی سماعت کرے اور یہ اسواسطے کہ کبھی آدمی اپنے مال کی قیمت نہیں جانتا ہو پس اگر اسکو بیان قیمت کی تکلیف لازم کیجاوے تو ضرر دینا ہو گا اور اپنے حق کو نہیں پہنچ سکتا ہے۔ اور جب بیان قیمت مدعی کے ذمہ سے ساقط ہوا تو گواہوں سے بہ رجسہ اولے ساقط ہو گا۔ اگر دعوے عیار میں ہو مثلاً دار ہو تو جس شہر میں وہ دارد واقع ہو اسکا بیان کرنا ضرر و ہر پہر محلہ کو بیان کرے پھر کوچہ کو بیان کرے۔ پہلے عام سے شروع کرے یعنی شہر سے پھر خاص کی طرف یعنی محلہ وغیرہ کی طرف آوے اور بعضوں کے نزدیک خاص سے عام کی طرف جاوے اور عامہ اہل علم کے نزدیک اسکو اختیار ہے جس طرح چاہے ذکر کرے ولیکن اسکے بعد حدود کا ذکر کرنا ضرور ہے اور یہ ذکر کرے کہ فلان کے دار سے ملا ہوا ہے اور نہ ذکر کرے کہ فلان کا دار ہے کیونکہ اس سے فلان کا دار بھی دعوے میں شامل ہو جائے گا کیونکہ حد انہی محدود میں داخل ہوتی ہے اور ہمارے نزدیک دو نون یکسان ہیں۔ پس اگر اُن سے دو حدیں ذکر کر دیں تو ظاہر روایت کے موافق کافی نہیں ہے اور اگر تین ہی حدیں ذکر کر دیں تو کافی ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔

آٹھواں باب قاضی کے افعال و صفات کے بیان میں۔ قاضی کو چاہیے کہ اللہ سے ڈرے اور حق فیصلہ کرے اور سچا ہو جس کی پابندی سے فیصلہ نہ کرے کہ گمراہ ہو جاوے اور نہ دوسرے کے غضب پر اور نہ خوف پر فیصلہ کرے بلکہ اپنے پروردگار کی فرمان برداری اختیار کرے اور اسکے ثواب عظیم کا خوف نہ رہے اور اسکے عذاب الیم سے بچے اور خطاب فاصل اور حکمت حکیم کی پیروی کرے یہ محیط سرخس میں لکھا ہے قاضی کے فتوے دینے میں چند اقوال ہیں اور صحیح یہ ہے کہ کچھ خوف نہیں ہو خواہ مجلس قضا میں ہو یا اسکے علاوہ معاملات میں ہو یا دیانات میں یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور اسپر اتفاق ہے کہ خصوم کے پاس فتوے نہ دے تاکہ وہ اٹھ کر اپنے بے واقف ہو کر تلبیس کی ٹکر نہ کریں اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحم سے روایت کی کہ وہ شخص قاضی کے پاس کسی کام کو آئے اور قاضی کو گمان ہوا کہ اسواسطے آئے ہیں کہ معلوم کریں کہ کسے کیا حکم دیا ہے

تو لگو اپنے پاس سے اٹھائے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا ہے کہ اسکو اپنے واسطے مجلس تھنا میں خرید و فروخت نہ کرنا چاہیے اور شمس الاممہ حسنی نے کہا کہ اس لفظ میں کہ اپنے واسطے اشارہ ہو کہ اگر قیم یا قرضدار میت کے واسطے خرید و فروخت کرے تو کچھ ڈر نہیں ہو اور اگر غیر مجلس تھنا میں اپنے واسطے خرید و فروخت کرے تو ہمارے نزدیک جائز ہو اور خانیہ میں لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ ایسا نہ کرے نہ مجلس قضا میں اور نہ غیر مجلس قضا میں کیونکہ لوگ اسکو معاملہ تھنا میں سبک بھینکے اور چاہیے کہ اسکے واسطے کسی دوسرے فقہ کو مقرر کرے۔ اور اسکو قرض لینا نہ چاہیے مگر ایسے شخص سے جو اسکا دوست ہو یا قاضی ہونے سے پہلے اسکا خلیفہ ہو۔ اور اسی طرح عاریت لینے کا بھی یہی حکم ہے اور قاضی حجازہ کی متابعت کرے اور مریض کی عادت کرے مگر اس مجلس میں زیادہ نہ بھرے اور نہ کسی قسم کو یہ قدرت دے کہ اس سے کسی مقدمہ میں کچھ کلام کرے اور خاتمی میں لکھا ہے کہ اسی مریض کی عادت کرے جو غلام ہو یا اگر وہ مریض مدعی یا مدعا علیہ سے ہو تو اسکی عادت چاہیے یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہے۔ اور قاضی کو بد فروخت دل بھنا کار لڑا بھنا ہونا چاہیے اور اسکی عفت اور صلاحیت اور دانشمندی و عالم حدیث و فقہ ہونے پر لوگوں کو اعتماد ہونا چاہیے اور چاہیے کہ امورات شرعیہ میں سخت و شدید ہو مگر نہ بد زبان کی ساتھ اور لوگوں کے ساتھ نرمی کرے مگر نہ ضعف کے ساتھ کدانی البتین اور اپنے پیادوں کو مہربانی کی تاکید رکھے یہ ہزارہ میں لکھا ہے۔ نیابیع میں ہے کہ حالت غضب میں اسکو فیصلہ کرنا مکروہ ہے اور بھی ایسی حالت میں کہ اولمہ میں ہو مکروہ ہو اور بھوکہ پیاس کی حالت میں بھی مکروہ ہے اور یہ حکم کہ اہت اسوقت ہو کہ جہت قضا واضح ہو اور اگر صاف اور واضح ہو تو مکروہ نہیں ہے اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ جس روز فیصلہ کے واسطے کچھ کرنا چاہیے آسمان و فضل روزہ رکھنا اسکو نہ چاہیے یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ اسکا دل کسی زیادہ خوشی کی طرف ہو یا جماع کی حاجت ہو یا سخت گرمی و سردی سے پریشان ہو یا مدافعت کی طرف میلان ہو تو فیصلہ کرے یہ نہ لائق میں لکھا ہے۔ اور ایسی حالت میں کہ دل تنگ یا کھانے سے گراں بار ہو فیصلہ کے واسطے نہ بیٹھے اور اگر اسکو غم یا غصہ یا اولمہ لائق ہو تو ترک جاوے جسے کہ جب موقوف ہو جاوے تو حکم دے بہر حال فیصلہ کے واسطے اسوقت بیٹھے جب مزاج اعتدال پر ہو۔ اور اپنی چشم و گوش و فہم و قلب مستعدہ والوں کی جانب متوجہ رکھے اور جلدی آنکے حق میں نہ کرے اور نہ انکو ڈراوے کیونکہ خوف سے آدمی کی مت کٹ جاتی ہے کدانی الحادی اور عمدہ پوشاک پہن کر باہر آوے یہ ظہیر یہ میں لکھا ہے۔ اور تکیہ و یک یا چار زانو بیٹھ کر فیصلہ کرے یہ ہزارہ میں لکھا ہے لیکن برابر چار زانو بیٹھ کر فیصلہ کا حکم دنیا نشان قضا کی تطبیق کے مناسب ہے یہ نہیں میں لکھا ہے۔ اور یہ نچا ہے کہ در تک بیٹھ کر اپنے نفس کو تعب میں ڈالے بلکہ صبح و شام یا بیٹھے وقت تک خوشی سے بیٹھے کے بیٹھے اور یہی حکم فقہ اور ہنسی کو یہ یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر قاضی جو ان عمر کا ہو تو چاہیے کہ اپنی اولمہ سے اپنی حاجت سے فارغ ہو کر مجلس قضا میں بیٹھے یہ سراجیہ میں لکھا ہے۔ چلتے وقت یا سواری کی حالت میں فیصلہ نہ کرے اور یہی حکم نفی کے باب میں بھی مشائخ سے منقول ہے کہ بچتے وقت فتوے نہ دے بلکہ کسی جگہ بیٹھ کر جب قرار پاوے تو فتوے دے اور حضور نے کہا کہ اگر مسئلہ واضح ہو تو اسے شہ میں فتوے دینے میں ڈر نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور حضور نے کہا کہ اگر قاضی کے بھائی یا چچا زاد بھائی اس کے پاس مقدمہ پیش کریں

تو اُنکے درمیان جلد فیصلہ نہ کرے بلکہ ٹھوڑا آنکھوٹا لے شاید باہم صلح کر لیں اور کبریٰ میں لکھا ہو کہ یہ حکم رشتہ داروں میں خاص نہیں ہے بلکہ جہنوں میں بھی لیا جی چاہیے کہانی التا تاریخانیہ

نوان باب قاضی کے روزِ بیعت اور دعوت اور ہدیہ وغیرہ کے بیان میں۔ اگر قاضی محتاج فقیر ہو تو اولے ہی کہ اپنا رزق بیت المال میں سے لیوے بلکہ اسپر لینا فرض ہے و اگر غنی ہو تو اس میں اختلاف ہے اولے یہ ہے کہ بیت المال سے نہ لیوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اسی شہر کے بیت المال سے لیکھا جان فیصلہ کرتا ہے کیونکہ وہیں کے لوگوں کے واسطے فیصلہ کرتا ہے یہ عقاب یہ میں لکھا ہے بطرح قاضی کے واسطے بقدر کفایت بیت المال سے دیا جاتا ہے اُسی طرح اسکے عیال اور احوال دمیث کی بھی خبر گیری بیت المال سے ہوگی۔ اور تعطیل کے روز روزی کے باب میں امام محمد سے منقول نہیں ہے اور متاخرین نے اختلاف کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ اُس دن کی روزی بھی لیکھا یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ اگر قاضی نے بیت المال سے کچھ باتو اجرت پر کام کرنے والا ہوگا بلکہ اللہ کے واسطے کام کرتا ہے اور یہی حکم فقہاء اور علماء اور ان معلمون کا ہے جو قرآن پڑھاتے ہیں۔ اور روایت ہے کہ جو بکرہ جب خلیفہ ہوئے تو اپنی روزی بیت المال میں سے لیتے تھے اور ایسے ہی عمرہ و علی رضے مروی ہے اور عثمان رضے جو کہ غنی اور صاحب ثروت تھے اس واسطے کچھ نہیں لیتے تھے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور امام کو چاہیے کہ قاضی اور اُنکے عیال پر رزق کی وسعت رکھے تاکہ وہ لوگوں کے مال میں طمع نہ کرے اور روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقاب بن اسید کو کہہ کا والی کیا تو اُنکو چار سو درہم سالانہ دیا کرتے تھے اور یہی روایت ہے کہ صحابہ نے حضرت ابوبکر رضے کے واسطے بھی اسی قدر مقرر کیا تھا اور روایت ہے کہ حضرت علی رضے کو کرم اللہ وجہہ کے واسطے ایک کانسہ خرید ہر روز بیت المال میں سے تھا اور یہی روایت ہے کہ حضرت علی رضے کے واسطے پانچ سو درہم ماہواری تھا یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور قاضی کے محرر اور قسام کی اجرت کو اگر قاضی کی راتے میں مقدمہ والوں پر ڈالنا مصلحت معلوم ہو تو ایسا کرے اور اگر بیت المال سے دینا مناسب جانے اور اُس میں گنجائش ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے اور علی بن القیاس وہ کاغذ حسین مدعی کا دعوے اور گواہوں کی گواہی لکھتا ہے اگر مدعی سے لینا مناسب ہو تو لیوے ورنہ بیت المال سے بھی در صورت گنجائش ہو سکتا ہے۔ اور نواز میں ابراہیم سے روایت ہے کہ میں نے امام ابو یوسف رضے سے سنا کہ اُن سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر قاضی نے بیس درہم کاتب اور کاغذ کے صرت میں لیے پھر بیس درہم کاتب کو دیے اور دس درہم ایک شخص کو جو اُنکے ساتھ کھڑا ہوتا ہو دیے اور صحیفہ کاغذ کے دام مدعی پر ڈالے تو ایسا ہو سکتا ہے انھوں نے فرمایا کہ جس طور پر اُن سے نام سنا ہے لیے ہیں اُنکے سوا دوسرے طور پر صرف کرنا میرے نزدیک اچھا نہیں ہے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ واضح ہو کہ یہ وہ مال ہے جو دیا جادے اور اُس میں کچھ شرط نہ ہو اور رشوت وہ مال ہے جو بشرط اعانت دیا جاوے یہ خزانہ افضتین میں لکھا ہے پھر قاضی ہدیہ نہ قبول کرے مگر اپنے ذی رحم محرم سے یا ایسے شخص سے جن سے قاضی ہونے سے پہلے سے عادت جاری ہو اور یہ بھی اُس صورت میں ہے کہ جب رشتہ دار قریب یا ہدیہ والے دوست کا مقدمہ ہو اور حال یہ ہے کہ قاضی کا ہدیہ چند طرح کا ہوتا ہے ایک اُس شخص کی طرف سے جس کا مقدمہ ہے تو ایسے ہدیہ کو قبول نہیں کر سکتا ہے خواہ قاضی ہونے سے پہلے اُس سے رسم ہدیہ جاری تھی یا نہ تھی اور خواہ اُس سے

یعنی جو مال
اسکے پاس رکھتا ہے
جی کو رشوت کا

قربت ہو یا نہ ہو اور ایک ایسے شخص کی طرف سے جس کا مقدمہ نہیں ہو اور اس کی بھی دو صورتیں ہیں یا تو قاضی ہونے سے پہلے اُس سے ہر یہ کی رسم قربت یا دوستی کی وجہ سے جاری تھی یا نہ تھی اگر نہ تھی تو اس کو قبول نہیں کر سکتا ہو اور اگر پہلے سے رسم تھی اور اب بھی اُسے اسی قدر بھیجا جتنا پہلے بھیجتا تھا تو قبول کرے اور اگر اُسے اب زیادتی کی تو زیادتی کو قبول نہ کرے اور فخر الاسلام بزدلی نے کہا کہ اگر بیٹے والے کا مال بھی اُسی قدر بڑھ گیا ہو جس حساب سے اُسے زیادتی کی ہو تو اُس کے قبول کرنے میں کچھ ڈر نہیں ہو۔ پھر اگر قاضی نے ایسا ہدیہ لے لیا جس کا لینا نہ چاہیے تھا تو مشائخ نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ اس کو میت المال میں رکھے اور عامہ مشائخ کے نزدیک اگر صاحبان ہر یہ کو بچانے تو اس کو واپس کر دے اور سیر کبر میں بھی اسی طرف اشارہ ہو کذا فی النہایہ اور یہی ہر مال کا حکم ہو کہ جس کا لینا نہ چاہیے تھا کذا فی الخلاصہ اور اگر صاحب ہر یہ کو نہیں بھیجتا ہو یا بچتا ہو مگر سبب دوری کے واپس کرنا مستند ہے تو اس کو میت المال میں رکھے اور اس وقت اس کا حکم فقط کا حکم ہو کذا فی النہایہ اور اگر ہدیہ دینے والے کو پھر نے سے بچ ہو تو قبول کرے اور اس قدر قیمت اس کو دیدے یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور قاضی اپنے والی سے جسے اس کو مقرر کیا ہو یہ یہ قبول کرے اور اگر اس کا کوئی مقدمہ ہو تو بعد فیصلہ کے قبول کرے یہ عتاب میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے کسی مدعی کو کچھ بھیجا تو قبول کر سکتا ہو اور اُسی کا ہو حساب لگایا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور امام اور مفتی کو یہ یہ قبول کرنا جائز ہو اور خاص دعوت بھی قبول کرنا درست ہو اور امام محمد رحمہ اللہ نے اہل میں لکھا ہو کہ عام دعوت کے قبول کرنے میں قاضی کو بھی کچھ ڈر نہیں ہو اور خاص دعوت نہ قبول کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور صحیح بات یہ ہو کہ جو دعوت ایسی ہو کہ اگر دعوت کرنے والے کو معلوم ہو جاوے کہ قاضی اس میں نہ آدینگا تو وہ دعوت تیار نہ کرے تو یہ خاص دعوت کہلاتی ہو اور پھر بھی تیار کرے تو عام دعوت ہو کذا فی الکافی اور قریب سشتہ دار اور اجنبی کی دعوت خاصہ کی کچھ تفصیل نہیں مذکور ہوئی جیسا کہ اجنبی کی صورت میں اگر ہم دعوت سابق سے ہو یا نہ ہو اس کی بھی تفصیل نہ معلوم ہوئی۔ اور قدوری نے ذکر کیا ہو کہ قاضی محرم قربت والے کی دعوت خاصہ قبول کرے یہ خمس الائمہ طوایف نے ذکر کیا ہو اور طحاوی نے لکھا ہو کہ امام اعظم رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک محرم قربت کی دعوت خاصہ قبول نہ کرے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قبول کرے اور خمس الائمہ شریفی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اگر دعوت کرنے والا قاضی ہونے سے پہلے اُس کی دعوت نہیں کیا کرتا تھا تو قبول نہ کرے خواہ قریب ہو یا اجنبی ہو اور اگر اس سے پہلے کیا کرتا تھا مگر ہر مہینہ میں ایک بار اور اب ہر مہینہ میں ایک بار دعوت کرتا ہو تو قبول نہ کرے مگر وہی ہر مہینہ میں ایک بار اور اسی طرح اگر اُس نے اقسام طعام میں زیادتی کر دی تو قبول نہ کرے مگر جب اس کا مال بھی اسی قدر زیادہ ہو گیا ہو جتنی اُس نے کھانے میں زیادتی کی ہو تو قبول کرنے میں ڈر نہیں ہو اور یہ سب حکم اُس صورت میں ہو کہ جب دعوت کرنے والے کا کوئی مقدمہ نہ ہو اور اگر ہو تو قبول نہ کرے خواہ قریب سشتہ دار ہو یا دوست ہو کہ پہلے سے رسم دعوت جاری ہو یا نہ ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر دعوت دعوت ہو تو قاضی کو اس میں حاضر ہونا نہ چاہیے کیونکہ جب غیر کو اس میں حلال نہیں تو قاضی کو بدرجہ اولیٰ نہیں چاہیے اور اگر دعوت سنت ہو جیسے ولیمہ اور دعوت فتنہ تو اس میں جاوے اور اس میں کچھ تھمت نہیں ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ واضح ہو کہ احکام رشوت بھی اسی سے متصل ہیں اور جانا چاہیے کہ رشوت چند طرح کی ہوتی ہے

ایک یہ کہ کوئی شخص کسی کو کچھ مال دوستی و محبت کی خواہش سے بھیجے اور یہ مہدی اور مہدی الیہ دونوں کو ملال ہو
 اور ایک یہ ہو کہ کچھ مال اس غرض سے دیوے کہ اُسے اسکو جان یا مالی کا خوف لایا جاتی یا سلطان کو اس غرض سے
 دیوے کہ اُس سے اپنی جان یا مالی کا ظلم دفع ہو تو ایسی رشوت ٹیٹھے والے کو حلال نہیں ہے اور اگر بیگا تو جو
 حکم اس باب میں آیا ہو کہ آتش و زرخ میں جلیگا اُسپر جاری ہوگا اور آسمین اخلاف ہو کہ نصیب واسے کو دنیا جائز ہو
 یا نہیں پس عامہ مشائخ کے نزدیک جائز ہو کیونکہ وہ اپنی جان یا مال کو بچاتا ہے اور ایک یہ صورت ہو کہ کسی کو ہر
 غرض سے دیے کہ اُسکے اور سلطان کے درمیان معاملہ ٹھیک رکھے اور وقت حاجت کے مدد کرے اور اسکی دھورتین میں
 ایک ہو کہ اُسکی حاجت حرام ہو تو اس صورت میں دینے والے کو دنیا نہیں جائز ہے اور لینے والے کو دنیا بھی نہیں جائز ہے
 اور دوسری یہ کہ اُسکی حاجت مباح ہو اور آسمین بھی دھورتین میں ایک یہ کہ دینے میں یہ شرط کر دی کہ درگاہ
 کے واسطے دینا ہو تو لینا نہیں جائز ہے اور دینے میں اختلاف ہے بعضوں کے نزدیک حلال ہے اور بعضوں
 کے نزدیک نہیں حلال ہے اور سب کے نزدیک لینا دنیا حلال ہونے کے واسطے حلیہ ہے کہ اُسکو مثلاً ایک رات و دن
 کے واسطے بعض اُسقدر مال کے جو دنیا چاہیے مقرر کرے تاکہ اُسکا کام کرے اور اجرت کا مستحق ہو اور
 مزدور کرنے والا مختار ہو چاہے اُسکو اس کام پر رکھے یا کسی اور کام میں لگا دے اور مشائخ نے کہا کہ یہ حلیہ
 بھی اُسوقت درست ہوگا کہ جب وہ کام اس لائق ہو کہ جبر اجرت درست ہوتی ہو کذا فی المبیط اور اگر جابرہ میں دت
 نہ مقرر ہوئی تو جائز نہیں ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اور بدون اس حلیہ کے دنیا بعضوں کے نزدیک حلال نہیں ہے
 اور بعضوں کے نزدیک حلال ہے اور یہی اصح ہے اور یہ اختلاف اُسوقت ہو کہ جب اُسے کام کی درستی سے
 پہلے دیا ہو اور اگر کام درست کرنے اور ظلم سے نجات دینے کے بعد ایسا کیا تو دینے والے کو دنیا اور لینے والے
 کو لینا حلال ہے اور یہی اصح ہے یہ محیط سرخس میں لکھا ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتا دے قاضی خان میں لکھا ہے اور دوسری
 صورت یہ کہ چھین دینے میں یہ شرط صریح نہ لگائی ہو لیکن غرض یہ ہو کہ میری مدد کرے سلطان کے یہاں اور
 اُس صورت میں بھی اختلاف ہو عامہ مشائخ کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اور یہ اختلاف اُسوقت ہو کہ دونوں میں
 ہر ایک کی رسم پہلے سے کسی وجہ سے ہو اور اگر پہلے سے اُمنین یہ رسم جو اور لینے موافق رسم کے بھیجا اور اس شخص نے
 اُسکے کام کی درستی میں کوشش کی تو یہ عمدہ بات ہو کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہے اور ایک صورت یہ ہے
 کہ کسی نے سلطان کو اس واسطے بھیجا کہ اُسکو کوئی کام مثل تضا وغیرہ کے سپرد کرے تو ایسا دنیا دینے والے کو حلال ہے
 اور نہ لینے والے کو جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے

دسوان باب۔ اُن صورتوں کے بیان میں جو حکم ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں اور جن سے حکم
 تضا بعد صحت کے باطل ہو جاتا ہے اور جن سے باطل نہیں ہوتا ہے۔ مشائخ نے فرمایا کہ قاضی کو چاہیے کہ حقیقت حکم دینا چاہے
 تو خصوم سے بیان کرے کہ میں تمہارے درمیان میں حکم کر دوں اور یہ احتیاط ہو تاکہ اگر اُسکے قاضی ہونے
 میں کچھ فتور ثابت ہو تو دونوں کے حکم بنانے سے وہ حکم ہو سکتا ہے اور اگر قاضی نے کہا کہ میرے نزدیک
 ثابت ہوا کہ اس شخص کا اُسپر اسقدر حق ہے تو قاضی امام ابو حامد عامری کہتے تھے کہ یہ قاضی کی طرف سے حکم ہوگا
 اور اسی کو شمس الاممہ حلوانی اور صدر الشہر نے اختیار کیا ہے اور غانیہ میں ہے کہ اسی پر فتوے ہے اور قاضی شمس

محمود اور جندی فرماتے تھے کہ ضرور ہو کہ قاضی کہے کہ میں نے یہ حکم قضا کر دیا یا یہ حکم دیا یا بھیر قضا کرنا مذکور الیسا ہی
 ناظمی نے اپنے واقعات میں ذکر کیا ہو اور یہ لکھا ہو کہ اگر ایک شخص نے ایک دار کا جو دوسرے کے قبضہ میں ہو دعو
 کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے کہا کہ میں اس دار میں تہ احق نہیں دیکھتا ہوں تو یہ حکم نہیں ہو اور شیخ الاسلام علیہ السلام
 مرغینانی بھی ایسا ہی فتوے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اگر کسی دار کے حق میں گواہوں کی عدالت ظاہر ہو گئی
 اور قاضی نے مدعا علیہ سے کہا کہ میں محدود بائین مدعی وہ تو یہ حکم ہو گا اور یوں کہنا چاہیے کہ حکم کرم بائین محدود
 اس مدعی را اور صحیح ہے ہو کہ یہ کہنا کہ میں نے حکم کیا یا میں نے قضا کرنا مذکور الیسا ہی نہ ہو بلکہ یہ کہنا کہ میرے نزدیک
 ثابت ہوا ہو حکم ہونے کے واسطے کافی ہو اور اسی طرح یہ کہنا کہ میرے نزدیک ظاہر ہو چکا ہو یا میں نے معلوم کیا
 یہ سب حکم ہیں۔ اگر قاضی نے کسی حادثہ میں حکم دینے کے بعد کہا کہ میں نے اپنے فیصلہ سے رجوع کیا یا مجھے سہلے
 اسکے اور رملے معلوم ہوئی یا میں نے اپنا حکم باطل کر دیا یا مجھے گواہوں کے تلبیس معلوم ہو گئی اور اپنا حکم باطل
 کرنا جاہا تو یہ کلام مقبر ہو گا اور قضا اپنے موقع پر نافذ نہ ہو گی بشرطیکہ دعوے صحیح و گواہی مستقیم و گواہوں کی عدالت
 ظاہر ہو گئی ہو۔ اور فتاویٰ نسخی میں ہے کہ ایک غلام نے اپنی آزادی کا دعوے کیا اور غلام کے گواہی پیش کرنے
 سے قاضی نے اسکی آزادی کا حکم دیا پھر غلام نے کہا کہ میں نے توجھٹ کہا تھا اور میں اس شخص کا غلام ہوں تو اس
 صورت میں قضا باطل ہونے کی کوئی روایت نہیں آئی ہے اور شیخ نے فرمایا کہ باطل ہونا چاہیے بخلاف اسکے
 کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر کسی قدر مال کا دعوے کیا اور قاضی نے گواہوں کی گواہی پر مال کا حکم دیا پھر مدعی
 نے کہا کہ میں تو اپنے دعوے میں جھوٹا تھا تو قضا باطل ہو جائیگی۔ اور حکم قضا کے بعد اگر مدعی نے کہا کہ یہ منقضی ہے
 یعنی مال شلہ میری ملکیت نہیں ہے تو قضا باطل ہوگی کیونکہ اب ملک ہونے سے یہ نہیں لازم آتا ہے کہ پہلے حکم
 قضا کے وقت بھی ملکیت نہ ہو بخلاف اسکے کہ اگر کہا کہ کبھی میری ملک نہ تھا تو قضا باطل ہو جائیگی۔ منقضی ہے یعنی جسکے واسطے
 فیصلہ ہوا ہو اگر کہنے کہا کہ جس چیز کا میرے واسطے فیصلہ کیا گیا ہو وہ میرے لیے حرام ہے اور کسی شخص کو حکم دیا
 کہ منقضی علیہ یعنی مدعا علیہ اسکے میرے واسطے خرید کرے تو اس سے حکم قضا باطل ہو جائیگا یہ تاتار خانیہ
 میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ مال معین بسبب خرید کے یا ارش کے میری ملکیت ہے پھر کہتا
 کہ میری ملکیت ہرگز کبھی نہ تھا یا ہرگز کالفظ نہ کہا تو اسکے گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی اور حکم قضا باطل ہو جائیگا
 اور اگر کہن کہا کہ میری ملکیت نہیں ہے تو حکم باطل ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ قضا سے پہلے مشہور نہ ہے اگر
 اپنے گواہوں کی تکیب کی اور انکو فاسق گردانا تو یہ امر مانع قضا ہے اور اگر بعد حکم قضا کے ایسا کیا تو بانی اشارت
 کتاب الاصل و جامع کے حکم قضا باطل ہوگا۔ اور قاضی امام ابو علی نے فرماتے تھے کہ بعد حکم قضا کے اگر مشہور نہ ہے
 اپنے گواہوں کی تفسیق کی تو قضا باطل ہوگی اور اسکو بعض شایخ نے کہا کہ اصل اور جامع اسکے
 مخالف ہے اور یہ گمان غلط ہے کیونکہ جامع میں جو فاسق گردانا مذکور ہے اس سے یہ مراد ہے کہ وہ منسب بسبب
 گواہی جھوٹی دینے کے پیدا ہوا اور اس سے حکم قضا باطل ہو جائیگا اور مراد قاضی ابو علی رحمہ اللہ کی یہ ہے
 کہ انہی محض فاسق گردانا مثلاً یوں کہا کہ یہ گواہ زانی ہیں یا شراب خوار ہیں تو اس سے قضا باطل ہوگی قال ابن حجر
 کیونکہ جائز ہے کہ بعد حکم قضا کے وہ لوگ ایسے ہو گئے ہوں یا جسے لغو کہا یہ ملحق ہیں مذکور ہے۔ امام احمد نے

جامع میں فرمایا کہ اگر مدعی کے گواہ قائم کرنے سے قاضی نے کسی دار کا فیصلہ اُسکے نام کر دیا پھر اُس نے اقرار کیا کہ یہ فلاں شخص کا دار ہو میرا اس میں کچھ حق نہیں ہو اور فلاں شخص نے اُسکی تصدیق کی پھر مدعا علیہ نے اُس سے کہا کہ اس اقرار سے تو نے اپنے گواہوں کی تکذیب کی اور خطائے قاضی کا مقر ہوا تو اس صورت میں حکم قضا اپنے حال پر باقی رہیگا اور مدعا علیہ کو کوئی راہ نہ دار پر قبضہ کی ہو نہ مدعی پر۔ اور اگر کس نے اس طرح اقرار کیا کہ بعد حکم قضا کے کہا کہ یہ فلاں شخص کا ہو اور کبھی میرا نہ تھا یا اسکا اوٹا کہا مثلاً یہ دار کبھی میرا نہ تھا اور فلاں شخص کا ہو پس اگر اُس فلاں شخص نے اُسکی تصدیق کی تو بہر صورت یہ دار مدعا علیہ کو واپس کرے اور فلاں شخص کا اس مدعی پر کچھ نہ ہوگا۔ اور اگر اُس فلاں شخص نے اُسکی اس اقرار کی کہ فلاں شخص کا ہو تصدیق کی اور یہی کہ کبھی میرا نہ تھا گندیب کی مثلاً یوں کہا کہ فی الواقع یہ دار اُسی کا تھا مگر بعد فیصلہ کے لے سے مجھے ہبہ کیا اور میں نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس صورت میں یہ دار اس فلاں شخص کو دیدیا جائیگا۔ اور یہ حکم اُس صورت میں ظاہر ہو کہ جب اُس نے پہلے فلاں شخص کے واسطے ہوبیکا اقرار زبان سے نکالا پھر اپنی ملکیت نہونے کی نفی کی کیونکہ اقرار کی صحت ظاہری کے بعد وہ بطلان کا مدعی ہو اور فلاں شخص نے اُسکے بطلان اقرار کی تکذیب کی تو اُسکا اقرار باطل نہوگا اور اس صورت میں مدعا علیہ کو دار کی قیمت دیدیگا کیونکہ اُسکے زعم میں وہی دار کا مالک ٹھہرا مگر سبب پہلے اقرار فلاں شخص کے واسطے کر لینے کے اُسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو تو اُسکی قیمت ادا کرے جیسا کہ دار کے منہدم ہو جانے کی صورت میں قیمت دینی پڑتی۔ مگر دوسری صورت میں مشکل ہو کہ جب اُس نے پہلے اپنی ملکیت سے نفی کی اور اس صورت میں چاہیے کہ اُسکا اقرار درست ہو کیونکہ جب اُس نے پہلے نفی کی تو اپنے گواہوں کو جھٹلایا کہ انھوں نے اقرار کو گواہی دی تھی کہ یہ دار فی الاصل اسی کا ہو اور یہی اُس نے حکم قضا کے باطل ہونے کا اقرار کیا اور یہ کہ دار مدعا علیہ کی ملک ہو پھر جب اُس نے دوسرے کی ملکیت کا اقرار کیا تو اُس اقرار کے بعد ہوا پس چاہیے کہ صحیح ہو لیکن اس اعتراض کا جواب یہ ہو کہ یہ بوجہ تقدیم و تاخیر کے ہو اور تقدیم اقرار سے اُسکا کلام صحیح ہوتا ہو اور تقدیم و تاخیر شائع ہو لہذا ہم نے اُسکے کلام کی صحت کے واسطے اقرار کو مقدم رکھا کہ صحت کلام اصل ہو لیکن یہ کہنا اُسکا کہ لیکن یہ فلاں شخص کا ہو کلام سابق سے موصول ہونا چاہیے کیونکہ کلام کی تقدیم و تاخیر میں بعض کو بعض سے ملا ہونا چاہیے۔ اور شاخ نے فرمایا کہ فلاں شخص نے جو اقرار کیا کہ اس نے مجھ کو ہبہ کیا اور میں نے اس پر قبضہ کیا ہو یہ کلام ضروری ہو کہ بعد مجلس قضا کے واقع ہوا ہوتا کہ قاضی کو اُسکے ہبہ کی تصدیق کرنا ممکن ہو اور اگر اُسی مجلس حکم میں ہو تو ظاہر ہو کہ انہیں ہبہ اور قبضہ نہیں واقع ہوا تو اُسکا اقرار صحیح نہوگا اور بھی مشائخ نے فرمایا کہ مدعی دار کی قیمت مدعا علیہ کو دیدیگا یہ قول امام محمد کا ہو اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف رحمہما کا ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہی سب کا قول ہو۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ دار میرا نہیں ہو یہ فلاں شخص کا ہو پس یہ کہنا اور یوں کہنا کہ یہ دار فلاں شخص کا ہو میرا اس میں کچھ حق نہیں ہو دونوں یکساں ہیں کہ قاضی کا حکم باطل نہوگا۔ جامع میں ہو کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو اور دوسرا شخص آیا اور کہا کہ یہ دار میرے باپ کا ہو۔ اور اسے میرے واسطے میرا چھوڑا ہو اور اُس نے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُسکے لیے فیصلہ کر دیا اور پھر ایک شخص دوسرا آیا اور اُس نے دعوے کیا کہ یہ میرا دار ہی میں نے اُسکو اسکے باپ کی زندگی میں اس سے خریدا تھا اور اس شخص نے اُسکی تصدیق کی تو دار مدعا علیہ کو واپس دیا جائیگا اور قضا باطل نہوگا

اور خریداری کے دعوے کرنے والے سے کہا جائیگا کہ تو مدعا علیہ پر اپنی دلیل و گواہ قائم کر
کہ تو نے اس کے باپ سے حالت زندگی میں خریدا تھا پھر اگر اسے اس طرح گواہ پیش کیے تو اس کے حق میں فیصلہ کیا جائیگا
ورنہ نہیں یہ محسب میں لکھا ہے۔

گیارہواں باب عدوی اور تسمیہ اور حجوم علی الخیوم کے بیان میں۔ قسماں المسترحم ہر ایک نشانہ
کے معنی آگے اپنے موضع پر معلوم ہو جائینگے۔ اگر قاضی کے پاس ایک شخص آیا اور کسی شخص پر اپنے حق کا دعویٰ کیا
اور قاضی کو نہیں معلوم کہ یہ حق کتنا ہی یا باطل ہو پھر اسے عدو سے چاہی قاضی سے طلب کیا کہ اس کے خصم کو حاضر
کر لے پس اسکو۔ صورتیں ہیں ایک یہ کہ مدعی علیہ شہر میں ہو اور اس میں بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ مدعی علیہ مرد ہو
مندیہ یا عورت، و تندیہ ایسی کہ جو باہر نکلتی ہو اور لوگوں سے ملتی ہو تو اس صورت میں قیاس یہ چاہتا ہے کہ
عدوی نہ سے اور ستا نا عدوی دیگا۔ اور عدوی کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ قاضی خود جاوے۔ اور دوسری یہ
ایسے شخص کو بھیجے جو اسکو حاضر کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں صورتوں پر خود عمل فرمایا ہے
مگر ہمارے زمانہ میں قاضی خود جائیگا اور دوسری صورت یہ ہو کہ مدعا علیہ شہر میں بیمار ہو یا عورت پر دہ نشین ہو
کہ جسکا نکلتا معهود نہیں، سو تو قاضی انکے حاضر کرانے میں اسکی اتنا س کو قبول نہ کریگا اور مشائخ کا باہم اختلاف ہے
کہ کس قدر مرض میں قاضی اسکو عدو سے نہ دیگا بعضوں نے کہا کہ ایسا ہو کہ خود بنفسہ حاضر ہو سکتا ہو اگرچہ سواری
یا لوگوں کے اٹھا لانے سے بدون مرض کے زیادتی کے آسکتا ہو اور یہی قول ارفی اور اصح ہے پھر جب اللہ
حاضر نہ کرنا تو کیا کرنا چاہیے تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر قاضی کو ظیفہ کرنے کی اجازت ہو تو ظیفہ کرے دو لون
کی طرف بھیجے کہ وہاں مدعی و مدعا علیہ میں فیصلہ کرے اور اگر اسکو ظیفہ کرنے کی اجازت نہ ہو تو اپنا ایک امین
جو ظیفہ جمع دو گواہوں عادل کے بھجے تاکہ جو کچھ واقع ہو اسکی شہادت قاضی کے سامنے گذرے کذا فی الذخیرہ
اور ایسے دو گواہ بھیجے جو اس میں عورت کو بچاں تہم ہوں کذا فی المحیط اور قاضی کو چاہیے کہ جو قسم امین
کو بھیجے تو اسکو قسم لینے کی صورت اور کیفیت بتلاوے تاکہ جب مدعا علیہ انکار کرے تو موافق رہے قاضی کے اس سے
قسم لے اور قسم لینے کی کیفیت میں لوگ مختلف ہیں اسی واسطے بیان کر دینا اور بتلا دینا اسکو چاہیے۔ پھر جب
یہ لوگ مدعا علیہ کے پاس گئے اور امین نے اسکو دعوے کی خبر دی پس اگر اسنے اقرار کیا تو اسپر دو گواہ کر کے اس سے
کہے کہ اپنا وکیل ساتھ کرے کہ قاضی کی مجلس میں اسکے سامنے گواہ اس اقرار پر گواہی دیں اور قاضی اسکے وکیل کی
حاضری پر فیصلہ کرے اور اگر مدعا علیہ نے انکار کیا تو مدعی سے یوں کہے کہ تیرے پاس گواہ ہیں اگر اسنے کہا کہ ہاں تو مدعا علیہ سے
کہے کہ اپنا وکیل ساتھ کرے کہ اسکے سامنے گواہ گواہی دیں اور اگر اسنے کہا کہ نہیں تو امین مدعا علیہ سے حلف لیگا
اگر اسنے حلف کر لیا تو دونوں گواہ قاضی کو خبر دیں گے اور قاضی مدعی کو مخاطب کرے گا کہ جو دعویٰ ذکر ہے جب تک کہ اسکے
پاس گواہ نہ ہوں اور اگر اسنے قسم کھانے سے تین مرتبہ انکار کیا تو امین اس سے وکیل طلب کریگا کہ اسکے سامنے
گواہ قاضی کے سامنے گواہی دیں کہ اسنے قسم سے انکار کیا تو قاضی اسکے انکار پر بحکم مدعی فیصلہ کرے ایسا ہی
حضاف رحمۃ اللہ علیہ قاضی میں لکھا ہے۔ اور یہ اس صورت میں تھا کہ مدعی علیہ اسی شہر میں موجود ہو اور اگر
شہر سے باہر ہو تو اسکی بھی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ شہر سے قریب ہو اور یہ صورت اور شہر میں ہونے کی صورت

کیساں ہو کہ مجھ سے اسے استعانتا عدوی دیکھا۔ اور اگر بعد ہو تو وہ وہی نہ دیکھا۔ اور قریب اسکو کہتے ہیں کہ اگر اپنے اہل میں سچ کو موجود ہو پھر اسکو یہ ممکن ہو کہ مجلس حکم میں حاضر ہو کہ اپنے خصم کی جوابدہی کر کے اپنے اہل میں رات گزار سکے۔ اور اگر اسکو رات راہ میں گزرے تو بعد ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ پھر اگر سافت ابید ہو تو اسوقت قاضی کیا کرے گا۔ اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ مدعی کو اپنے دعوے کے موافق گواہ گزاریں گے گا حکم دیکھا اور یہ گواہی حکم فضا کے واسطے ہوگی بلکہ حاضر کرانے کے واسطے کہ مدعی کا دعوے سے گواہ ہو اور یہی گواہی میں ایسے گواہ کافی ہیں جنکا حال مستور ہو پھر جب اسے گواہ پیش کیے تو قاضی کسی آدمی کو حکم کرے گا کہ مدعی کو حاضر کرے اور جب حاضر ہو تو مدعی سے دوبارہ گواہی طلب کرے گا اور جب گواہوں کی عدالت ظاہر ہوئی تو اسے موافق فیصلہ کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ مدعی سے قسم لے گا اور اگر اسے انکار کیا تو اپنے اجلاس سے اٹھ دیکھا اور اگر قسم کھا گیا تو کسی کو اسے خصم کے حاضر کرے گا حکم دیکھا اور اول اصح ہو اور یہی اکثر قاضیوں کا مذہب ہے یہ شرح ادب القاضی میں لکھا ہے اگر قاضی کسی کو مدعی علیہ کے حاضر لانے کو کہتا ہے اور اسے نہ پایا اور مدعی نے کہا کہ وہ روپوش ہو گیا اور اسے درخواست کی کہ اسے دروازے پر تیسرا اور ختم لگا دیا جائے یعنی بیخون سے بند کر کے ٹھہر گیا ہے تو قاضی اس سے گواہ طلب کرے گا کہ دعا علیہ اپنے گھر میں ہو پس اگر اسے دو گواہ پیش کیے کہ انھوں نے گواہی دی کہ وہ اپنے گھر میں جو تو قاضی دریافت کرے گا کہ تنہا کہاں سے معلوم کیا ہیں اگر انھوں نے کہا کہ ہم نے آج یا کل یا تین روز ہوئے جب دیکھا تھا تو قاضی انکی گواہی قبول کرے گا اور اسکی دروازہ پر پتھر پڑے گا کہ ختم کر دیا گیا کہ انکی محیط اور اسکا گھر اس کے حق میں قید خانہ بنا دیا اور اسے داخل سے راہ روک دیا تاکہ تنگ ہو کر باہر نہ نکلیں یہ ظہر یہ میں لکھا ہے۔ اور اگر گواہوں نے گواہی زیادہ دنوں کے دیکھنے کی دی تو قبول نہ کرے گا اور تین روز سے بڑھ کر زیادہ دنوں میں شمار ہو اور شمس الائمہ حوائی نے کہا کہ صحیح یہ ہو کہ یہ قاضی کی رائے پر ہو۔ اور اگر گواہوں کسی گواہی زیادہ دنوں کی نکلی مگر تقادم اسوجہ سے ہوا کہ مدعی دعوے نہ کر سکا کیونکہ اسکا قریبی چچے نکلا تھا مثلاً قاضی نے خصوم میں قریبی والا تھا تاکہ ہر ایک کو پیشے کا زور معلوم ہو جاوے اور اسکا قریبی چچے نکلا تو قاضی گواہی کو قبول کرے گا۔ پھر اگر چند روز گزر گئے اور تیسرے پر بھی مدعا علیہ نہ برآمد ہوا اور مدعی نے کہا کہ وہ نہ نکلیگا تو اسکی طرف سے وکیل قائم کر دے کہ میں اسے سامنے گواہ پیش کروں تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ قاضی ایک ایسی دو کو اہوں کے ساتھ اس کے دروازہ پر بھیجے کہ تین روز منادی کرے اور ہر روز تین بار کہ ای فلاں بن فلاں بنجھو قاضی حکم دیتا ہو کہ اپنے خصم فلاں بن فلاں کے مقابل میں نکل اور پھر یہی میں حاضر ہو ورنہ میں تیری طرف سے ایک وکیل قائم کر کے اس کے مواجہہ میں گواہی قبول کر لوں گا۔ پھر اگر تیسرے پر بھی وہ نہ برآمد ہوا تو قاضی اسکی طرف سے وکیل مقرر کر کے اس کے مقابلہ میں گواہی سماعت کر کے اس پر حکم جاری کر دیا حضرات نے ذکر کیا کہ سولے ابی یوسف رحمہ کے اور امام نے فرمایا کہ اسکی طرف سے وکیل مقرر کرنا میری رائے نہیں ہے اور حضرات رحمہ نے فیر ابو یوسف رحمہ کا نام نہ ذکر کیا پس بعض مشائخ نے کہا کہ مراد امام ابو حنیفہ رحمہ ہیں کیونکہ امام محمد رحمہ سے امام ابو یوسف رحمہ کے موافق روایت ہو۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ فرماتے تھے کہ بعض روایات نوادر میں ہیں نے دیکھا کہ امام اعظم رحمہ سے بھی موافق قول امام ابو یوسف رحمہ کے روایت ہو اور کبریٰ میں ہو کہ اس میں سب کا اتفاق تھا کہ قاضی اسکی طرف سے وکیل

مقرر کر کے اسکے مقابلہ میں سماعت کر لیا اور خانیہ میں ہو کہ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اسی طرح اگر قاضی نے کسی دوسرے قاضی کو کسی کے معاملہ میں خط لکھا اور اس قاضی نے محاصم پر قابو نہ پایا تو اسکی طرف سے بھی وکیل مقرر کر لیا گیا کہ ہم نے بیان کیا یہ تانا اور خانیہ میں لکھا ہو۔ نوادر ہشام میں ہو کہ میں نے امام محمد رحمہ سے پوچھا کہ سلطان پر کسی شخص کا کچھ حق آتا ہو اور وہ اسکے ساتھ قاضی کے پاس نہیں آتا ہی انھوں نے مجھے خبر دی کہ امام ابو یوسف رحمہ عدویٰ جیسے تھے اور یہ قول اہل بصرہ کا ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ قاضی ایک ایچی اسکی طرف بھیجے کہ جو اسکے دروازہ پر بکار دے کہ قاضی کہتا ہو کہ حاضر ہونا قبول کرے اسی طرح چند روز بکار دے پھر اگر وہ حاضر ہو گیا تو خیر ورنہ قاضی اسکی طرف سے ایک وکیل مقرر کر کے اسکے دروازہ پر قبضہ کر دے۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم بھی ایسا ہی کرتے ہو انھوں نے فرمایا کہ ہاں پھر میں نے کہا کہ یہ نضار علی الثائب نہوگی فرمایا کہ نہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ عدویٰ پر عمل نہیں کرتے تھے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ واضح ہو کہ ہجوم علی الخصوم یعنی جو مدعا علیہ مثلاً رد پوشش ہو اور اس پر ہجوم کر کے اندر مکان سے گزرا کر لیا قال فی کتابہ اور اسکے صورت یہ ہو کہ مثلاً زندہ کے عمر و پیر کچھ روپیہ قرض میں اور قرضدار اپنے مکان میں چھپ گیا اور یہ قاضی کو معلوم ہوا تو اپنے دو اسٹیون کو مع اپنی ایک جماعت پیادوں کے اور کچھ عورتوں کے اسکے مکان کی طرف ناگاہ بھیج دیے کہ وہ اسکے مکان پر ہجوم کریں اور پیا دے دروازہ پر اوڑھ دیش اور جھٹ کے راہ سب روک لیں تاکہ وہ بھاگ نہ سکے پھر بلا اجازت عورتیں اسکے گھر میں داخل ہوں اور اسکے گھر کی عورتیں سے کہیں کہ تم ایک گوشہ میں ہو جاؤ پھر قاضی کے پیادے گھر میں داخل ہو کر سب تلاش کریں ختم کہ جب پاویں تو اسکو نکالیں اور اگر انکو نہ ملا تو عورتوں سے کہیں کہ تم تلاش کر دو کیونکہ اکثر اوقات عورتوں کے بھیس میں چھپ جاتا ہو پس یہ صورت ہجوم علی الخصوم کی ہو۔ اگر مدعی نے قاضی سے یہ طلب کیا تو خصام رحمہ نے فرمایا کہ اسکے حل میں لانے کی گنجائش ہمارے اصحاب کی طرف سے ہو اور بعضوں نے کہا کہ مراد اس سے ابو یوسف قاضی ہیں کہ وہ اپنے زمانہ میں ایسا ہی کیا کرتے تھے اور ہشام نے امام محمد سے بھی ایسا ہی روایت کیا ہو۔ اور اصل اس مسئلہ کی یہ ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعضوں کے گھروں پر ہجوم کیا تھا کہ ایک قریشی تھا اور دوسرا ثقیفی تھا اور وجہ یہ تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہو بختی تھی کہ ان دونوں کے گھروں میں شراب ہو پھر فقط ایک کے گھر میں سے نکلی یہ ہیں سے ہمارے اصحاب نے نکالا ہو کہ اگر کسی ہند سے یہ معلوم ہو کہ وہام معروف یا نبی منکر میں فساد کرتا ہو تو بلا اجازت اسکے گھر پر ہجوم کرنا اور بلا پکارے اسکے گھر میں چلے جانا جائز ہو کچھ ڈر نہیں ہو اور جس الامۃ علوائی نے ذکر کیا کہ ظاہر مذہب ہمارے نزدیک یہ ہو کہ ہجوم قاضی کو جائز نہیں ہو کذا فی المحیط۔ اگر قاضی نے مدعا علیہ کے حاضر کرنے کے واسطے مدعی کو طین یا خاتم یا قرطاس کا ٹکڑا عینیت کیا تو جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور یہ حکم ہاں ہر شہر کے واسطے ہو اور شہر میں لوگوں کو بھیجے اور خصام نے اسکے برعکس بیان کیا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور قاضی لوگ باہم مختلف ہیں کہ بعضوں نے طین کو دینا اختیار کیا ہو اور بعضوں نے خاتم کو اور بعضوں نے قرطاس کے ٹکڑے کو۔ اور اگر قاضی نے اسکو طین یا خاتم دیدی اور اسکو مدعا علیہ کے پاس لے گیا اور اسکو کھلائی تو چاہیے کہ اسوقت یہ کہے کہ یہ انکو سخی ظلم قاضی کی ہو کہ وہ تجھکو بلانا ہی آتا تو اسے پہچانتا ہی اگر اسنے کہا کہ ہاں پہچانتا ہوں و لیکن نہیں حاضر ہوتا تو مدعی اس پر دو گواہ کرے کہ وہ قاضی کے سامنے اسکی سرکشی کی گواہی دیوں اور جب انھوں نے گواہی دی

تو قاضی ایسے شخص کو بھیجے جو اسکو حاضر لاوے یا والی شہر سے اس باب میں امتناع طلب کرے اور اس شخص کی اجرت
میں مشائخ نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ بیت المال میں سے دیجاوے اور بعضوں نے کہا کہ مدعا علیہ مقرر کے ذمہ
ہوگی کذا فی الذخیرہ او یہی صحیح ہو یہ قاضی خان میں نکھا ہو۔ اور اس شخص کا خرچ جبکو قاضی نے
مدعا علیہ کے نکالنے کے واسطے اسکے پیچھے لگا دیا ہو تو قاضی صدر الاسلام نے ذکر کیا کہ مدعا علیہ پر ہو اور اسی کو بعض قاضیوں
نے اختیار کیا اور بعض مشائخ نے کہا کہ مدعی کے ذمہ ہو اور یہی صحیح ہو۔ پھر جب مدعا علیہ مجلس حکم میں حاضر ہوا تو اسکی
سرکشی کے گواہ پھر اسکے سامنے اسے اور اسکی سرکشی اور بے ادبی کی سزا دیگا۔ اور اسی طرح اگر مدعا علیہ نے استبداد
یہ کہا کہ میں حاضر ہو گیا اور پھر نہ آیا تو بھی سزا دیگا مگر پہلی صورت سے کم پھر اس گواہی میں عادل ہونا شرط نہیں ہو یعنی
سرکشی کی گواہی میں اظہار عدالت شرط نہیں ہو صرف مستور الحال ہونا کافی ہو اور یہ حضرات کا قول ہو اور امام اعظم رحمہ
سے روایت ہو کہ تعدیل شرط ہو اور ایسا ہی امام مجاہد سے مروی ہو کذا فی الذخیرہ۔ اور خانہ میں ہو کہ اسی طرح اگر مدعی
کے دیکھنے کے بعد مدعا علیہ خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا تو بھی اسکا تعنت ظاہر ہونے سے یہی حکم ہو اور قاضی
مناہد میں ہو کہ جب حاضر ہو تو اسکو مارنے یا قید کرنے کی سزا دیگا اور یہ قاضی کی رے پر اسکے حسب حال ہو۔
اور اگر قاضی نے استبداد مدعی سے کہا طین امیر سلیمان کے پاس سے لیکر مدعا علیہ کو حاضر کرنے کی تدبیر کرے تو جائز ہو۔ اور
قاضی میں نکھا ہو کہ اگر کسی نے امیر کے دروازے سے اپنا مال حق لینا چاہا اور قاضی کی کچھری میں نہ حاضر ہوا
تو امیر شرعاً کوئی قید نہیں ہو وہ مطلق چھوڑا گیا ہو لیکن اس پر فتوے نہیں ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اسکو مطلق
چھوڑ دیا جاتا اس صورت میں ہو کہ جب وہ پہلے قاضی کے پاس حاضر ہوا اور اپنا تمام حق قاضی کے ذریعہ سے حاصل نہ
کر سکا ہو اور اگر پہلے سے اسنے سلطان کے ذریعہ سے حاصل کرنا چاہا اور قاضی کے پاس نہ گیا تو اسکو اسی طرح مطلق
نہ چھوڑا جائیگا اور اسی پر فتوے ہو۔ اگر یہ شخص بادشاہی دربار میں حاضر ہوا اور چوب دار سے خواہش کی کہ اسکے
مدعا علیہ کو حاضر لاوے اور چوب دار نے مدعا علیہ سے رسم سے زیادہ لیا تو اس زیادتی کو مدعا علیہ مدعی سے لے سکتا ہو
یا نہیں اسکی دو صورتیں ہیں اگر مدعی پہلے قاضی کے پاس گیا اور اسکے ذریعہ سے اپنا حق دلے سکا تو مدعا علیہ مدعی سے
یہ زیادتی نہیں لے سکتا ہو اور اگر پہلے قاضی کے پاس نہیں گیا تو لے سکتا ہو۔ اگر قضا کسی مکان میں اجرت پر رہتا ہو
اور قرضخواہ نے اس سے مطالبہ کیا کہ قاضی کی کچھری میں چلے اور اسے انکار کیا تو ایسے مکان کے تسمیر میں مشائخ نے
اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ مسمر کر دیگا اور مجموع النوازل میں ہو کہ اگر کوئی شخص زوجہ کے مکان میں رہتا ہو اور
اسنے قاضی کی کچھری میں جانے سے انکار کیا تو دروازہ بند کر دیا جائیگا کیونکہ اس باب میں سکونت کا اعتبار ہو
ہے کہ اگر معلوم ہو جاوے کہ اسنے اپنا اسباب و امان سے منتقل کر لیا تو تسمیر نہ کریگا۔ اور جامع صغیر میں ہو کہ اگر ایک
مکان چند شرکوں میں مشترک تھا اور کسی شخص نے ایک شریک پر دعوے کیا پھر مدعی نے استغاثہ کیا یہاں تک کہ
سلطان نے اسکے دار کے دروازہ کی تسمیر کر دی تو ابوالقاسم مفار سے فرمایا کہ اگر باقی شریک استغاثہ کر میں
کہ دروازہ سے مسماں دروازہ دیبا وین تو دروازہ دیبا کیونکہ مشترک مکان میں ایک کی وجہ سے ایسا ہونا احسان
سے بعید ہو اور خانہ میں نکھا ہو کہ اگر ایسے لڑکے پر جو صرف سے باز رکھا گیا ہو کسی حق کا دعوے کیا پس اگر اسکے پاس جو سے
گواہ ہوں تو قاضی اسکو حاضر نہ کرے ایگا کذا فی التاتارخانیہ۔

بارھواں باب کن صورتوں میں قاضی اپنے علم پر فیصلہ کر دیگا اور کن صورتوں میں اپنی دانستگی پر فیصلہ نہ کرے گا اور دو گواہوں کی گواہی سے کم پر فیصلہ کر دینے کا بیان۔ اگر قاضی نے ایک حادثہ کو جو اسی شہر میں جسمین وہ قاضی ہو واقع ہو نامعلوم کیا اور وہ اسوقت قاضی تھا اور خود اس سے واقف ہوا پھر وہ قاضی بنو رہا تو اس کا تھا کہ وہ حادثہ اس کے سامنے پیش ہوا تو حقوق العباد میں قیاساً و استحساناً اپنے علم پر فیصلہ کر دیگا۔ واضح ہو کہ امام ابو جعفر نے اس مسئلہ میں ذکر کیا ہو کہ قاضی کو اسکا علم حالت قاضی ہونے میں اور مجلس قضائین ہووے اور خصایف رحم لے ذکر کیا ہو کہ خواہ مجلس قضائین ہو یا غیر مجلس قضائین ہو بیچ خط میں لکھا ہو۔ اور جو حدود خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے ہیں جیسے حد زنا و مرتد انہیں قیاس چاہتا ہو کہ اپنے علم پر حکم کرے مگر استحساناً حکم نہ کرے گا اور شرح طحاوی میں ہے کہ فقط چوری میں اسکو چاہیے کہ مال کا حکم دیوے اور ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیوے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ اور قصاص اور حد القذف میں اپنے علم پر فیصلہ کرے کذا فی الخلاصہ کہ کوئی ست اگر اس کے پاس لایا گیا تو اسکو تفریب کیونکہ اس میں آثار نشہ کے پائے جانے سے تصدق ہو اور اس سزا سے حد نہ ہوگی اور اگر اسکو کسی حادثہ کا علم ہوا اور وہ اسوقت تک قاضی نہ تھا پھر قاضی ہوا اور قاضی ہونے کی حالت میں وہی حادثہ اس کے پاس پیش ہوا تو امام اعظم کے قول پر اس علم پر فیصلہ نہ کرے گا اور امام محمد و ابو یوسف رحمہ کے قول پر اسی حکم پر فیصلہ کرے گا اور امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ انہوں نے امام ابو جعفر رحمہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔ اور اگر وہ کسی حادثہ سے واقف ہو اور قاضی بھی تھا مگر یہ حادثہ ایسے شہر میں تھا کہ جسمین یہ قاضی نہیں ہو پھر اسی شہر میں آیا جسمین یہ قاضی ہو اور اس کے سامنے پیش ہوا تو اپنے علم پر فیصلہ کرنے میں اس میں بھی وہی اختلاف گذشتہ ہو۔ اور اگر کسی حادثہ سے واقف ہوا اور قاضی بھی تھا ولیکن یہ حادثہ اُس شہر کے سوا دین واقع ہو جسمین یہ قاضی ہو اور اس کے پاس پھر وہ حادثہ اگر شہر میں پیش ہوا تو صاحبین کے قول کے موافق اپنے علم پر فیصلہ کر دیگا ولیکن امام اعظم رحمہ کے قول پر مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ اگر وہ قاضی فقط شہر کا ہو تو اس علم پر حکم اس حادثہ سوا دین شہر میں نہیں لے سکتا ہو اور اگر شہر اور سوا دونوں کا قاضی ہو تو فیصلہ کر سکتا ہو۔ اور یہ اُس مذہب پر ہو سکتا ہو کہ شرط نفاذ قضائین سے شہر نہیں ہو اور یہ امام ابو یوسف سے مروی ہو۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگرچہ وہ قاضی سوا دین ہو تاہم اس علم پر فیصلہ نہیں کر سکتا ہو اور مرجع اس قول کا اس پر ہو کہ نفاذ قصا کے واسطے شہر شرط ہو اور یہی ظاہر ہے ہو اور تفتی میں ہو کہ قاضی اگر کسی وجہ سے باہر شہر کے نکلا تھا اور اسی حال میں اس نے کسی حادثہ کو سنا اور جانا تو اس بنا پر حکم نہ دیگا مگر جبکہ وہ عیدین کے واسطے مکیا ہو تو حکم دے سکتا ہو گویا اس نے مجلس قضائین سنا ہو اور یہ امام اعظم رحمہ و زفر رحمہ کے قیاس پر ہو اگر اس نے قاضی ہونے کی حالت میں کسی حادثہ سے وقوف پایا پھر وہ قضا سے معزول ہو گیا پھر اس کے بعد قاضی ہو گیا تو اسی علم سابق پر فیصلہ کرے گا یا نہیں پس صاحبین کے نزدیک فیصلہ کرے گا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک نہیں۔ اور نوادر ابن ساعدہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ ایک حاکم کو خبر ملی کہ غلام شخص نے اپنا غلام آزاد کر دیا یا غلام شخص نے اپنی عورت کو تین مرتبہ طلاق دی پس اگر یہ خبر اسکو دو عادل خبر دیں لے دی ہو تو چاہیے کہ اس امر میں کمال کو کشش کرے اور مراد یہ ہو کہ اس خبر کی تفتیش کرے کہ غلام شخص نے آزاد کیا مگر غلام سے خدمت غلامی لیتا ہو یا اس نے عورت کو طلاق دی مگر تین طلاق کے بعد بھی جدا ہو

حقوق العباد
مال ہون اور
انتظام و طلاق
و غیرہ

نہیں ہوتا ہو اور اگر خبر فیضی والا ایک شخص عادل ہو اور اسکی رائے میں غالباً وہ سچا ہو تو بھی اسکو طلب کرنا افضل ہو اور اگر اسنے تفتیش و طلب نہ کی تو مجھے امید ہو کہ اسکے لیے کنجائش ہو کذا فی الحیط

باب - ان چیزوں کے احکام میں کہ قاضی نے اپنی کچھری کے دفتر میں کچھ ایسی تحریر پائی کہ اسے یا وہ نہیں ہو یا اپنے فیصلہ کو قبول کیا یا گواہ اپنے گواہی کو کھادیکھا ہی کر اسکو یاد نہیں ہو۔ اگر قاضی نے کوئی فیصلہ کیا اور آپس ایک زمانہ گزر گیا پھر مدعی یا جسکے حق کی ڈگری ہوئی ہو اسکو اس فیصلہ کی ضرورت ہوئی پھر وہ گواہوں نے قاضی کے سامنے اسکی گواہی دی کہ تو نے اس شخص کے واسطے فلاں شخص پر بستے مال کا حکم دیا ہو اور قاضی کو یہ فیصلہ یاد نہیں ہو تو امام اعظم رحم نے فرمایا کہ قاضی اس گواہی کو قبول نہ کریگا اور سوائے اپنے حفظ کے کسی پر فیصلہ نہ کریگا اور امام امام ابو یوسف رحم نے فرمایا کہ قبول کریگا پھر رجوع کر کے کہتے تھے کہ نہیں قبول کریگا اور اس پر سب کا اجماع ہو کہ اگر انہوں نے مقضی عنہ کو یعنی جہر فیصلہ کا حکم دیا گیا ہو نہ بیان کیا تو قاضی قبول نہ کریگا یہ ملتفظ میں لکھا ہو۔ اگر قاضی نے گواہوں کی گواہی کسی خریفہ میں جس پر قاضی کی مہر لگی ہوئی تھی اپنے خط سے یا اپنے کاتب کے خط سے لکھی ہوئی پائی مگر اسکو یہ گواہی یاد نہیں ہو تو امام اعظم رحم کے نزدیک اس پر فیصلہ نہ کریگا اور صاحبین کے نزدیک فیصلہ کو دیکھا اور اسی طرح اگر قاضی نے کوئی قبائلیہ کسی خریفہ میں پایا اور خریفہ پر قاضی کی مہر ہو اور قبائلیہ اسکے یا اسکے نائب کی تحریر سے ہو تو وہ قبائلیہ قابل عمل در آمد امام اعظم رحم کے نزدیک نہیں ہو اور صاحبین کے نزدیک عمل در آمد ہوگا کذا فی الحیط ایک شخص قاضی کے پاس بڑھ کر آیا اور دوسرے شخص کو ساتھ لایا اور کہا کہ تو نے میرے حق میں اس قدر مال یا زمین یا کسی حق کا اس شخص پر فیصلہ کیا تھا اور قاضی کو باوندہ آیا پھر اسنے چند گواہ عادل قائم کیے کہ قاضی نے بروقت فیصلہ اُن گواہوں کو گواہ کر لیا تھا کہ اس شخص کے لیے اس وعوے کا فیصلہ اس شخص پر جو اسکے ساتھ موجود ہو نافذ کیا جاتا ہو تو قاضی اس فیصلہ کو نافذ نہ کریگا اور نہ حکم دیگا اور یہ امام ابو یوسف رحم کے نزدیک ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اگر گواہ نے اپنی گواہی اپنے خط سے لکھی ہوئی پائی اور اسکو حادثہ یاد نہیں ہو تو عامہ مشائخ کے نزدیک اس صورت میں اختلاف مذکورہ جاری ہو اور یہی ظاہر ہو اور شمس الانامہ سرخسی نے ذکر کیا کہ امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک گواہی بنا عاثر نہیں ہو اور امام محمد رحم کے نزدیک گواہی دے سکتا ہو۔ اور جامع الفوائد میں ہو کہ بالا جماع گواہی دے سکتا ہو اور ولوالہ الجیہ میں ہو کہ صحیح یہ ہو کہ امام ابو یوسف اس مسئلہ میں امام اعظم کے ساتھ ہیں اور امام محمد مخالف ہیں۔ اور نوازل میں ہو کہ ایک شخص کسی شخص کے افراد پر گواہ تھا اور کہتا تھا کہ میں ابنا خط پہچانتا ہوں اور اس شخص کو پہچانتا ہوں فقط مجھے وقت اور مکان یاد نہیں ہو تو ابوالقاسم رحم نے فرمایا کہ جب اسکو معلوم ہو کہ میں اس پر گواہ ہوں اور مقرر کو پہچانتا ہو تو وہ گواہی دیوے۔ اور جامع الفوائد میں ہو کہ اگر وہ شخص بے پڑھا ہوا ہو اور اسکو لکھ کر دیدیا گیا تو جب تک یاد نہ کرے گواہی دینا جائز نہیں ہو اور اسی میں سے اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت بھی ہو کہ مثلاً ایک شخص نے اپنا سامع فسخ سے لکھا ہوا پایا مگر اسکو یاد نہیں ہو تو امام اعظم رحم کے نزدیک اسکو حلال نہیں ہو کہ روایت کو دے اور صاحبین کے نزدیک اسکو روایت کرنا جائز ہو پس امام اعظم رحم کے نزدیک روایت کی شرط یہ ہو کہ سننے کے وقت سے ادا کرنے کے وقت تک اسکو حدیث یاد ہو اور صاحبین کے نزدیک یاد ہونا شرط نہیں ہو یہ تا تاریخ تہ میں لکھا ہو۔ حضرات رحم نے ذکر کیا کہ امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کا

مفسر قاضی کی کچھری سے جاتا رہا اور اسمین اسکے کسی حق کے بارہ میں اسکے گواہوں کے گواہیان نہیں اور قاضی کو یاد نہیں ہو پھر اسکے دو کاہتوں نے گواہی دی کہ قاضی نے گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کیا ہو تو یہ مقبول نہیں ہو اور اس صورت میں اور دوسری صورت میں فرق ہو کہ اگر کسی شخص کا قبلا کچھری میں سے جاتا رہا اور اسکے دو کاہتوں نے گواہی دی کہ قاضی نے اسکو امضا کر کیا ہو تو یہ مقبول ہو۔ اور اسی طرح اگر کسی شخص نے دوسرے کے واسطے کچھ اقرار کیا پھر دو کاہتوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے تیرے پاس اس شخص کے واسطے اس قدر مال کا اقرار کیا ہو اور ہم نے سنا ہو تو گواہی کو قاضی مقبول کر کے فیصلہ کر دے گا۔ اگر اس قاضی کی جگہ پہلے دوسرا قاضی تھا اور اسکی کچھری میں کچھ اقرار یا گواہیان موجود تھے تو انہیں سے کسی پر عمل نہ کرے گا جسے کہ از سر نو مقدمہ اسکے سامنے پیش کریں یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور اجماع ہو کہ جو کچھ اسکے پہلے قاضی کی کچھری میں گواہیان وغیرہ ملین ان پر عمل نہ کرے گا اگرچہ ہری ہوں یہ ہر از یہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی قاضی مغزول کیا گیا پھر اسی عہدہ پر مقرر کیا گیا تو بالاجماع یہ بات ہو کہ اگر اسکوا اپنی پہلے دیوان کی گواہیان یا حقوق یا دنوں تو ان پر فیصلہ نہ کرے اور اگر یا دہی ہوں جب بھی امام عظمہ کے نزدیک بھی حکم ہو اور صاحبین کا اسمین اختلاف ہو لیکن اگر کسی شخص کے حق کے دوسرے پر گواہ اسکے سامنے قائم ہوئے اور حکم فیہ سے پہلے وہ مغزول ہو گیا پھر وہ قاضی ہو گیا اور اسکے سامنے وہی مقدمہ پیش ہوا تو مدعی کو دو بارہ گواہ پیش کرنے کی تاکید کیجا دیگی اگرچہ اسکو یاد ہو یا نہ یا دہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔

وہو ان باب اس بیان میں کہ قاضی نے کسی مقدمہ میں حکم دیا پھر اسکو اس حکم سے رجوع کر لینا ظاہر ہوا اور ناحق قضا واقع ہونے کے بیان میں۔ اگر قاضی نے کسی مقدمہ میں کچھ حکم دیا پھر اسکو معلوم ہوا کہ اس سے رجوع کرنا چاہیے پس اگر اس سے حکم میں ایسی خطا واقع ہوئی کہ جس حکم میں فقہاء کا اختلاف نہیں ہو بلکہ سب کے نزدیک خطا ہو تو اس حکم کو اجماع رد کر دے اور اگر اسمین فقہاء کا اختلاف ہو تو اسکو لاجماع جاری کرنے اور اس رے کو ایندہ مقدمات میں نافذ کرنے سے یہ ملتقط میں ہو۔ واضح ہو کہ ایک رے سے پھر کر دوسری اختیار کرنا ایسی صورتوں میں جنہیں اجتہاد کیا گیا ہو جائز ہو اگر قضاے قاضی خلاف واقع جاری ہوئی تو دو حال سے خالی نہیں ہو یا تو اس سے حکم تضامین خطا واقع ہوئی اور یا اسے عدا غلم کی راہ سے خطا کی اور اسکا اقرار کر دیا پس اگر اسے خطا کی اور اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خطا حقوق اللہ کے میں واقع ہوئی یا یہ کہ خطا حقوق العباد میں واقع ہوئی۔ پس اگر اسے حقوق العباد میں خطا کی اور اسکا تدارک اور رد ممکن ہو مثلاً کسی کے واسطے مال کا یا طلاق یا عتاق کا حکم دیدیا پھر خطا ظاہر ہوئی اس طرح کہ یہ معلوم ہو کہ گواہ غلام ہیں یا کفار ہیں یا مجرور العقول ہیں تو اس صورت میں قضا باطل ہو جائیگی اور لینے والے سے مال واپس دلایا جائیگا اور عورت اسکے شوہر کو واپس ملی اور غلام پھر ملوک ہو جائیگا۔ اور اگر اسکا تدارک ممکن ہو مثلاً کسی کے قصاص کا حکم دیدیا اور وہ پورا ہو گیا تو اسکے عوض مقضیٰ لہ یعنی جس کے واسطے فیصلہ دیا گیا ہو قتل نہ کیا جائیگا اگرچہ بالیقین معلوم ہو گیا کہ وہ ناحق قتل ہوا ہو اور یہی حکم قضا مانند مشتبہ کے وجوب قصاص سے مانع ہو لیکن ویت واجب ہوگی کہ مقضیٰ لہ سے دلائل جادگی اور یہ سب حکم اس وقت ہی کہ جب قاضی کی خطا بھی گواہی یا مقضیٰ لہ کے اقرار سے ثابت ہو اور

اگر خود قاضی کے اقرار سے ثابت ہو تو مقضی لے کے حق میں اسکا اثر ظاہر ہوگا اور نہ لے سکے حق میں قضا باطل ہوگی جیسے شاہد
میں ہوتا ہو کہ اگر اُس نے اپنی کو ابی سے رجوع کیا تو مقضی لے کے حق میں مضر نہیں ہوتے کہ قضا باطل نہ ہوگی ولکن خود
گواہ ضامن ہوگا اسی طرح بیان بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر قاضی کی خطا حقوق الدنیا میں واقع ہوئی مثلاً
حد زنا یا چوری یا غراب خواری کا حکم دیدیا اور رجوع نہ کیا یا گناہ کا ثبوت یا حد مارنے کا حکم پورا ہو گیا پھر معلوم ہوا کہ
گواہ غلام تھے یا کفار یا محدود القذف تھے تو اُسکی ضمانت بیت الکمال سے ہوگی اور اگر قاضی نے عہد ظلم کی راہ سے
خلاف کیا اور قرار کیا تو ان رجوع رتوں میں جو مذکور ہوئیں ہیں اُسکے مال سے ضمانت دلائی جائیگی اور چونکہ
اُس نے جرم عظیم کیا ہو اس واسطے اُسکو تعزیر دیجا دیگی اور عہدہ قضا سے معزول کیا جاوے گا کذا فی المحیط
پندرہ صوال باب قاضی کے اقوال میں اور ان افعال میں جو قاضی کو کرنا چاہیے ہیں اور جو نہ کرنا
چاہیے ہیں۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ قاضی کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص نے
میرے سامنے ایسا اقرار کیا ہے مثلاً قتل نفس یا مال یا طلاق کا تاکہ قاضی اس اقرار سے اُسپر حکم جاری کرے
جب تک کہ قاضی کے ساتھ کوئی گواہ عادل نہ ہو اور بھی امام نے فرمایا کہ میں قاضی کے اس کہنے سے کہ زید نے
میرے سامنے ایسا اقرار کیا ہے زید پر یا کوئی ہو حد جاری نہ کرو نہ جب تک کہ اُسکے ساتھ ایک گواہ عادل نہ ہو پھر جب
قاضی میرے نزدیک عادل ہو اور اُسکے ساتھ گواہ بھی عادل ہو تو مجھے حد قائم کرنی چاہیے اور اگر وہ دونوں غیر
عادل ہوں تو اُنکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر اسی حکم دینے والے نے خود ہی اُسکے ہاتھ کاٹنے کا بھی تولیہ اختیار
کیا سبب اسی اقرار کے جو اُسکے زعم میں حکم کا سزاوار ہو تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ میں بھی اُسکے ہاتھ کاٹنے کے قصاص
کا حکم دوں ولکن میں اس سے اس شہبہ پر دفع کرتا ہوں کہ فقہا کا اس باب میں اختلاف ہے کہ قاضی کا یہ قول
کہ فلاں شخص نے میرے سامنے اقرار کیا کیا اُسپر نافذ ہو یا نہیں اور بھی امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اُسکی دین میں
قاضی کے مال سے دلو اوٹھکا لکھا ذکر بن سماعہ عن محمد رحمہ جانا چاہیے کہ قاضی کا کسی شخص کے کچھ اقرار سے خبر دینا
اس سے خالی نہیں کہ یا ایسی چیز سے اقرار کی خبر ہو کہ جس سے رجوع درست ہو مثلاً حد زنا و سرکہ و شراب
خواری میں اور ایسی وجہوں میں بالاجماع قاضی کا قول مقبول نہ ہوگا اور یا ایسی چیز سے اقرار کی خبر ہو کہ جس سے
رجوع نہیں صحیح ہوتا ہو جیسے قصاص اور حد قذف اور باقی حقوق عباد اور ایسی صورتوں میں ظاہر دایا
میں اُسکا قول مقبول ہوگا اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کیا کہ نہیں مقبول ہوگا۔ اور خمس الاثم
حلوئی نے بیان کیا کہ ظاہر روایات میں امام اعظم رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ اور پہلا قول امام محمد کا مذکور ہے اور
ابن سماعہ کی روایت میں امام محمد کا پچھلا قول ہے اور ابن سماعہ کے بعض نسخوں میں ہے کہ اُسکا قول مقبول نہ ہوگا
اور یہ حکم مطلقاً ہے اور بعض نسخوں میں قید کے ساتھ ہے یعنی اُسکا قول مقبول نہ ہوگا تا وقتیکہ اُسکے ساتھ دو نہر گواہ
عادل نہ ہو اور یہی نسخہ صحیح ہے اور ہمارے زمانہ میں بہت سے مشائخ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے اور بعض
مشائخ نے امام محمد کا اس سے رجوع کرنا ذکر کیا ہے۔ اور امام ابو منصور ماتریدی نے اس مسئلہ کی چند
صورتیں کی ہیں کہ اگر قاضی عالم و عادل ہو تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر عادل غیر عالم ہو تو اُس سے ہتفسار
کیا جاوے گا اگر لے اچھی طرح اسکو بیان کیا ہو تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر فاسق جاہل ہو یا فاسق غیر جاہل ہو

ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ قاضی کو یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ فلاں شخص نے میرے سامنے ایسا اقرار کیا ہے مثلاً قتل نفس یا مال یا طلاق کا تاکہ قاضی اس اقرار سے اُسپر حکم جاری کرے جب تک کہ قاضی کے ساتھ کوئی گواہ عادل نہ ہو اور بھی امام نے فرمایا کہ میں قاضی کے اس کہنے سے کہ زید نے میرے سامنے ایسا اقرار کیا ہے زید پر یا کوئی ہو حد جاری نہ کرو نہ جب تک کہ اُسکے ساتھ ایک گواہ عادل نہ ہو پھر جب قاضی میرے نزدیک عادل ہو اور اُسکے ساتھ گواہ بھی عادل ہو تو مجھے حد قائم کرنی چاہیے اور اگر وہ دونوں غیر عادل ہوں تو اُنکے قول کی تصدیق نہ ہوگی اور اگر اسی حکم دینے والے نے خود ہی اُسکے ہاتھ کاٹنے کا بھی تولیہ اختیار کیا سبب اسی اقرار کے جو اُسکے زعم میں حکم کا سزاوار ہو تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ میں بھی اُسکے ہاتھ کاٹنے کے قصاص کا حکم دوں ولکن میں اس سے اس شہبہ پر دفع کرتا ہوں کہ فقہا کا اس باب میں اختلاف ہے کہ قاضی کا یہ قول کہ فلاں شخص نے میرے سامنے اقرار کیا کیا اُسپر نافذ ہو یا نہیں اور بھی امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اُسکی دین میں قاضی کے مال سے دلو اوٹھکا لکھا ذکر بن سماعہ عن محمد رحمہ جانا چاہیے کہ قاضی کا کسی شخص کے کچھ اقرار سے خبر دینا اس سے خالی نہیں کہ یا ایسی چیز سے اقرار کی خبر ہو کہ جس سے رجوع درست ہو مثلاً حد زنا و سرکہ و شراب خواری میں اور ایسی وجہوں میں بالاجماع قاضی کا قول مقبول نہ ہوگا اور یا ایسی چیز سے اقرار کی خبر ہو کہ جس سے رجوع نہیں صحیح ہوتا ہو جیسے قصاص اور حد قذف اور باقی حقوق عباد اور ایسی صورتوں میں ظاہر دایا میں اُسکا قول مقبول ہوگا اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کیا کہ نہیں مقبول ہوگا۔ اور خمس الاثم حلوائی نے بیان کیا کہ ظاہر روایات میں امام اعظم رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ اور پہلا قول امام محمد کا مذکور ہے اور ابن سماعہ کی روایت میں امام محمد کا پچھلا قول ہے اور ابن سماعہ کے بعض نسخوں میں ہے کہ اُسکا قول مقبول نہ ہوگا اور یہ حکم مطلقاً ہے اور بعض نسخوں میں قید کے ساتھ ہے یعنی اُسکا قول مقبول نہ ہوگا تا وقتیکہ اُسکے ساتھ دو نہر گواہ عادل نہ ہو اور یہی نسخہ صحیح ہے اور ہمارے زمانہ میں بہت سے مشائخ نے اسی روایت کو اختیار کیا ہے اور بعض مشائخ نے امام محمد کا اس سے رجوع کرنا ذکر کیا ہے۔ اور امام ابو منصور ماتریدی نے اس مسئلہ کی چند صورتیں کی ہیں کہ اگر قاضی عالم و عادل ہو تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر عادل غیر عالم ہو تو اُس سے ہتفسار کیا جاوے گا اگر لے اچھی طرح اسکو بیان کیا ہو تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر فاسق جاہل ہو یا فاسق غیر جاہل ہو

تو اسکا قول مقبول نہ ہوگا مگر اس صورت میں مقبول ہوگا کہ معائنہ سبب بھی ہو۔ اور بعضے مشائخ نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ باوجود جمل یا فسخ کے اسکا قول بالکل مقبول نہ ہوگا۔ یہ سب جو مذکور ہو اوہ صورت یہ ہے کہ قاضی اقرار سے ثبوت حق کے ساتھ خبر فرمے اور اگر کو ایسی اور دلیل سے ثبوت حق کی خبر دی مثلاً یوں کہا کہ میرے پاس اسکے گواہ قائم ہوئے اور انکی تعدادیں ہوئی اور میں نے انکی گواہی قبول کی تو یہ قول اسکا مقبول ہوگا اور وہ اسکے موافق حکم کر سکتا ہو اور یہ سب صورتیں اسوقت میں کہ جب قاضی نے اپنے اپنے قاضی ہونے کی حالت میں خبر دی ہو اور اگر اسنے اپنے معزول ہو جانے کے بعد خبر دی مثلاً یہ صورت واقع ہوئی کہ ایک شخص آیا اور اسنے فی الحال جو قاضی ہو اسکے پاس مالش کی کہ فلان قاضی معزول ہے۔ میرا اس قدر مال فلان شخص کو لیکر ناحق دلادیا ہو یا یہ دعوے کیا کہ اسنے قضا کے زمانہ میں فلان شخص کو قتل کیا اور ناحق قتل ہوا تھا اور قاضی معزول نے کہا کہ میں نے کیا ہو اور میں نے اسکے اقرار کیا گو ایسی پر ایسا حکم دیا ہو تو ر دایہ ابن سماع کے موافق جب اسکا قول قاضی ہونے کی حالت میں مقبول نہ تھا تو معزولی کی حالت میں بدرجہ اولے مقبول نہ ہوگا و لیکن روایات ظاہرہ کے موافق مسئلہ کی دو صورتیں ہیں کہ اگر وہ مال معبر جس میں دعوے ہو قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو اور ان دونوں صورتوں میں قاضی پر ضمان نہیں ہو۔ اور اسی طرح اگر قاضی معزول نے کہا کہ تجھ میں نے فلان شخص کے نہر اردرم کا حکم دیا اور تجھے لیکر اسکو دبدبے اور یہ جب میں قاضی تھا واقع ہوا اور اس شخص نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد معزولی کے تو نے ظلم کی راہ سے لیے تو ردایات ظاہرہ کے موافق قاضی کا قول معتبر ہوگا اور اس میں تفصیل ہے کہ آیا یہ چیز معین اس شخص سے جس کے قبضہ میں ہوئی جا دی یا نہیں پس اگر وہ چیز بعینہ قائم ہو اور صاحب قبضہ کہتا ہو کہ یہ چیز اصل میں میری ہو میں نے اس شخص سے نہیں لی ہو اور نہ قاضی معزول نے میرے لیے اسکا فیصلہ کیا ہو تو اسکے قبضہ سے نہ لیجاوے گی۔ اور اگر وہ کہتا ہو کہ یہ چیز میری ہو اسنے کہ قاضی معزول نے میرے حق میں اسکو لے لینے کا اس شخص سے حکم دیا ہو تو وہ فو اس سے لے لیجاوے گی اور مفسی علیہ کو دیر بجاوے گی۔ ادب القاضی میں لکھا ہو کہ قاضی کو جائز ہو کہ یتیموں کا مال قرض دیوے اور یہ ہمارا مذہب ہو کذا فی المحیط اور واجب ہو کہ فقہ لوگوں کو قرض دیوے اور ثقاہت کے واسطے دو چیزیں شرط ہیں ایک تو تو نگر اور لوگوں کے معاملہ سے اچھی طرح صاف ہو جانا اور یہ کہ جھگڑا لو نہو اور بعضے مشائخ نے ایک تیسری شرط لگائی کہ وہ شہر کا رہنے والا ہو اور اسکے رہنے کا مکان ہو اور مسافر نہ ہو کہ حجرہ میں رہتا ہو اگرچہ اسکے پاس مال بہت ہو۔ اور کتاب الاقصیہ میں مذکور ہو کہ قاضی اسوقت قرض دینے کا اختیار رکھتا ہو کہ جب ایسی چیزیں دستیاب نہوں جس سے تقیم کے حق میں کمائی حاصل ہووے اور اگر ایسی چیزیں دستیاب نہ ہوں اور انکی خریداری ممکن ہوئی تو قرض نہیں دے سکتا ہو بلکہ خریداری متعین ہوگی اور ایسا ہی امام محمد رحمہ سے مروی ہو اور اسی طرح اگر کوئی ایسا شخص ملا کہ جسکے پاس اسکا مال مضاربہ کے طور پر دیا جاوے تب بھی قرض نہ دیوے اور ہشام نے ذکر کیا ہو کہ ہم لوگوں نے امام محمد رحمہ کے پاس یہ ذکر کیا کہ اگر قاضی کے پاس بہت سا مال یتیموں کا جمع ہو گیا تو قاضی کو ضمانت میں دینا افضل ہو یا ودیعت رکھنا افضل ہو تو انھوں نے ہجو خبر دی کہ امام ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ اور ابو یوسف رحمہ کی یہ رائے تھی کہ ضمانت میں سپرد کرے اور ایسا ہی امام محمد کا قول ہو کہ جب اسنے ضمانت میں دیا تو زندگی اور موت دونوں میں ادا ہو سکتا ہو کذا فی الذخیرہ اور قاضی کو جائز نہیں ہو کہ اپنے واسطے قرض لیے

اور فتاویٰ عالمگیری میں ہے اور نہ اپنے واسطے خریدی اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ اگر امین بہتری ہو تو جائز ہے اور مفتی
 میں ہے کہ اگر کسی قاضی نے یتیم کا مال خود فروخت کیا یا ودیعت میں دیا یا اسکی دانستگی میں اسکے امین کے کسی کے ہاتھ
 فروخت کیا پھر یہ قاضی مر گیا اور بجائے اسکے دوسرا مقرر ہوا اور اسکے سامنے چند لوگوں نے گواہی دی کہ ہم نے پہلے قاضی کو
 کہتے سنا کہ میں نے فلاں یتیم کا مال فلاں شخص کے پاس ودیعت رکھا یا فلاں شخص کے ہاتھ لے کر فروخت کیا ہے اور وہ
 فلاں شخص اس سے انکار کرتا ہے تو دوسرا قاضی اس گواہی کو مقبول کرے گا اور مشتری یا مستودع کو مایوس کرے گا اگرچہ پہلے
 قاضی نے اس حکم پر انکو گواہ نہ کیا ہو۔ مختصر خواہر زادہ میں ہے کہ اگر قاضی نے یتیم کا مال کسی تاجر کو دیا اور اسے انکار
 کیا تو مال کا حکم اُس پر جاری کرنے اور قاضی کی اُس پر تصدیق کی جائیگی۔ اور اسی طرح اگر مال میت کسی کے ہاتھ فروخت کیا
 اور اسے انکار کیا تو قضا، اس پر بیع پوری کر دے۔ اور اگر قاضی نے یتیم یا غائب کا مال اپنے قبضہ میں لیکر اپنے
 گھر میں کہیں رکھ دیا اور اب اسکو نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کہاں رکھتا تو قاضی اسکا ضامن ہے۔ اور اگر اسکو معلوم ہو کہ
 میں نے چند لوگوں کو دیدیا ہے اور یہ نہیں جانتا ہے کہ کن کو دیا ہے تو ضامن نہیں ہے اور اسی طرح اگر اسے کہا کہ میں
 کسی ولی کو یتیم کے اولیاء میں سے دیدیا ہے اور نہیں جانتا کہ کس کو دیا ہے تو بھی ضامن نہیں ہے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے
 اگر گواہوں نے گواہی دی کہ ہم نے قاضی کو کہتے سنا کہ میں نے یتیم کا مال فلاں شخص کے پاس ودیعت رکھا یا اسکے ہاتھ
 اتنے کو فروخت کیا تو قاضی اس سے مواخذہ کرے اور اگر اسے جسکے پاس ودیعت تھی دعوے کیا کہ میں نے ودیعت واپس کر دی
 اور قاضی نے انکار کیا تو اُس پر قسم نہ آویں اور اسی طرح بیع کی صورت میں اگر مشتری نے عیب کی وجہ سے بیع کو واپس کرنا
 چاہا اور قاضی نے ہرجب سے برارت کر لینے کا دعوے کیا تو بلا قسم اسکی تصدیق کی جائیگی۔ اگر نابالغ بالغ ہو گیا اور قاضی نے
 جو کچھ فروخت کیا تھا اسکا ثمن اسکو دیدیا تو جائز ہے اور یہی حکم اسکے امین کا ہے بخلاف ذیل کے کہ حقوق اسکی طرف
 راجع ہوتے ہیں۔ اور اگر باپ یا وصی نے فروخت کیا اور یتیم کے بالغ ہونے کے بعد قاضی کو یا اسکو ثمن دیدیا تو جائز نہیں ہے
 یہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے۔ فقہین میں ہے کہ اگر قاضی نے صغیر کا مال اپنے مال میں ملا دیا تو ضامن نہیں ہے اور قاضی کو
 اختیار ہے کہ اگر صغیر کا باپ مسرف ہو تو اسکا مال اُس سے لیکر کسی عادل کے پاس رکھ دے جسے کہ وہ لڑکا بالغ ہو جاوے
 یہ شرح ابوالمکارم میں ہے۔ وغیرہ میں ہے کہ قاضی کو نقطہ فرض دینا اسی نقطہ پائے والے کو جائز اور قاضی کو اسکی ولایت
 حاصل ہے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ مال غائب کے قرض دینے کا قاضی ولی ہے اور اگر غائب کے مال تلف
 ہو جانے کا خوف ہو تو اسکے فروخت کرینیکا بھی ولی ہے لہذا بلکہ اسکی جگہ نہ معلوم ہو کہ غائب کہاں ہے اور اگر
 معلوم ہو تو جائز نہیں ہے اور جامع الفتاویٰ میں ہے کہ امام محمد رحمہ کے فرمایا کہ قاضی مفقود کا غلام اور مال منقول
 فروخت کرے اور اُسکا حق فروخت کرنا نہ چاہیے اور اگر فروخت کیا تو جائز ہے اور قاضی نے اگر یتیم کا مال جو بیع
 ہزار کے انداز کا تھا ایک ہزار میں فروخت کیا اور وارثوں نے ٹپے ہو کر دوسرے قاضی کے سامنے مقدمہ چلین کیا اور
 ذلیل دگو اوقاف کے لیے بیع منسوخ کر دیا اور اگر اسے منسوخ کر دی اور پہلے قاضی نے لکھا کہ فروخت کے دن اسکی قیمت ایک
 ہزار تھی تو بعد منسوخ کے متبر نہیں ہے اور اگر منسوخ سے پہلے ہو اور وہ بھی قاضی ہو تو یہ حجر بر مقبول اور حجر بتمون
 کے گواہوں کی گواہی مقبول نہیں ہے۔ اور نامری میں ہے کہ اگر ایک شخص مر گیا اور اسکا کوئی وارث نہیں معلوم ہوتا
 اور قاضی نے اسکا کھڑ فروخت کر دیا تو جائز ہے پھر اگر کوئی وارث پیدا ہوا تو بیع پوری بیگی یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے

اگر کسی دار کے فروخت کرنے کے واسطے قاضی نے کسی کو دیکل کیا تو اُسکے یا اُسکے باپ یا دادا کی توکیل کا حکم نہ ہوگا اور اسی طرح ہر شخص کی جسکی گواہی اُسکے حق میں مقبول نہیں ہو توکیل جائز نہیں ہو اور حکم قضا اپنے نیلے یا اپنے اُدبیر جائز نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ مثنیٰ میں ہو کہ قاضی کا طریقہ یہ ہو کہ جسکے کارخ صلح کی طرف پھیرے جب کہ اُسکو وجہ حکم قضا واضح ہو اور اگر واضح ہو تو نفس الائمہ سرخس نے ذکر کیا کہ حکم قضا جاری کرے اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ اگر صلح کی طع ہو اور جہتہ قضا بھی واضح ہوتا ہم اُنکو صلح کی طرف پھیر دے اور جب تک باہمی صلح سے مایوس نہ ہو کہ حکم قضا جاری نہ کرے اور آخر ادب القاضی میں ہو کہ اگر قاضی کو صلح کی طع ہو تو کچھ دُر نہیں کہ اُنکو صلح کی طرف پھیرے اور حکم نافذ نہ کرے اور یہ نچا جیسے کہ دوسرے سے زیادہ صلح کی طرف پھیرے اور اگر صلح کی طع ہو تو قضا انہی نافذ کرے اگر بدون صلح کی طرف واپس کیے گئے اُسے حکم قضا نافذ کر دیا حالانکہ صلح کی امید تھی تو بھی اُسکو گنجائش ہو قضا میں نفسی میں ہو کہ اگر قاضی خود ہی تقسیم کر نیکا متولی ہو تو اُسکو اجرت لینا حلال ہو۔ اور کل نکاح جبکہ پڑھنا اسپر وجب تھا جیسے نابالغ بچوں یا لڑکیوں لکھا تو اُسکی اجرت لینا اسپر حلال نہیں ہو اور جس نکاح کا پڑھنا اسپر واجب نہ تھا اُسکی اجرت لینا جائز ہو یہ عہد میں لکھا ہو اور اجرت میں اختلاف ہو اور قوس کے واسطے یہ مختار ہو کہ اگر بکر کا نکاح کرے تو ایک دینار اور اگر غنیمہ ہو تو آدھا دینار لیوے اور یہ اُسکو حلال ہو ایسا ہی مشائخ نے ذکر کیا ہے یہ برجہ خدیجی میں ہو۔ اگر اُسے جسم کی مصلحت کے واسطے اُسکے مال فروخت کر نیکا حکم دیا تو بسبب اس حکم دینے کے اُسکو ردائین کہ خیم کے مال سے اُسکی اجرت لیوے اور اگر اُسے اجرت لی اور بیع کی اجازت دی تو بیع نافذ ہوگی۔ ایک شاعر کسی شہر میں مر گیا اور اُسے بہت سا مال چھوڑا تو قاضی کو چاہیے کہ اتنے دنوں تک انتظار کرے کہ اُسکے دل میں یہ بات پیدا ہو جاوے کہ اگر اُسکا کوئی وارث ہوتا تو انہی مدت تک خبر لینا اور حاضر ہوتا پھر جب استدر انتظار کیا اور اُسکا کوئی وارث نہ آیا تو اُسکو بیت المال میں رکھ دے اور فقہ یمونیون وغیرہ میں صرف کرے اور اگر ایسے مصارف میں صرف کرنے کے بعد اُسکا کوئی وارث حاضر ہوا تو اُسکا حق بیت المال سے ادا کرے۔ اصل میں لکھا ہو کہ اگر قاضی کے دل میں گواہوں کی طرف سے شک پڑ جائے تو اُنکو الگ الگ کرے اور سوا اُسکے کچھ نہیں کر سکتا ہو اور اُسے یہ بھی دریافت کرے کہ یہ کہاں تھا یا وہ کب تھا اور یہ سوال بطور احتیاط کے ہو اگر جسم گواہوں پر واجب نہیں ہو پھر جب اُسکو جدا کیا اور اُس میں انہوں نے ایسا اختلاف کیا کہ جس سے شہادت فاسد ہوئی ہو تو گواہی رد کر دے اور اگر ایسا اختلاف نہیں کیا تو رد نہ کرے اور اگر اُنکو تنہا رکھتا ہو تو مجروحہت سے گواہی رد ہوگی نوادرا بن ساعدین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ تحت کی صورت میں الگ کر دے جائیگے اور ایسے اختلاف کی طرف التفات نہ کیا جائیگا کہ انکا لباس کیا تھا یا اُنکے ساتھ مردوں یا عورتوں میں سے کون کون تھا اور جگہ کے اختلاف میں بھی ایسا ہی ہو بشرطیکہ یہ شہادت قوی ہو اور اگر گواہی فعل ہو تو جگہ کا اختلاف گواہی میں معتبر ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر گواہوں کی طرف سے میرے دل میں شک ہو اور مجھے گمان ہو کہ یہ جیسے گواہین تو میں اُنکو الگ الگ کر کے اُسے حکم اور لباس اور رنگے ساتھ کون کون حساب دریافت کروں گا اگر انہوں نے اس میں اختلاف کیا تو میرے نزدیک گواہی میں اختلاف ہو میں اُسے پر شہادت رد کر دوں گا کذا فی الحقیط

سو لکھو ان باب قاضی معزول کی کچھری سے معزول پر قبضہ کرنے کے بیان میں۔ قدیمی سے جس سے یہ سوال کرے اپنی جو شخص قضا پر مقرر ہوا وہ اول اول یہ کام کرے کہ قاضی معزول سے دیوان طلب کرے اور قیدیوں کے حال کو دیکھے اور قید خانہ میں کسی کو بھیج کر قیدیوں کے نام و تعداد و اخبار و شکوے پر فتح القدر میں لکھا ہو یا قاضی دولقہ آدمیوں کو اور ایک کافی ہو بھیج کر قاضی معزول کے دیوان پر قبضہ کرے یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اور دیوان قاضی سے وہ طریقہ مراد ہو کہ جس میں دست آویز اور محضر اور وصیوں کی تقرری اور قواعد کے تقرری اور تفکات کی مقدار وغیرہ ہوتی ہیں یہ محیط میں لکھا ہو سبب دونوں فقہ نے قبضہ کیا تو قبلا کہ وچک و محضر و فرمان تقرری و صبار و قواعد وغیرہ ہر ایک قسم کے کاغذات چھانٹ کر علیحدہ علیحدہ خلیوں میں رکھیں اور تھوڑا تھوڑا کر کے قاضی معزول سے دریافت کر لیں تاکہ جو اشکال ہو وہ منکشف ہو جائے اور یہ بھی کہ کب اسکا قبضہ کیا تاکہ کسی دہشتی سے محفوظ رہے و اگر قاضی معزول حاضر نہ ہوا تو اسپر جبر ہوگا و لیکن اسپر دو امین اسوٹے بھیجے کہ قاضی معزول کے دو امینوں کو دیوان سپر دکر دین اور جہد قاضی کے امین معزول کے امینوں سے سب مشکلات حل کر لیں کہ یہ محیط سرخی میں لکھا ہو اور دیوان پر قبضہ کرنے کے نام و یقین اور یتیموں کا مالی سبھی قبضہ میں لا دین اور یہ جہد قاضی کے پاس رہے گا اور قیدیوں کے نام بھی یتیموں اور جب قاضی نے کسی کو کسی حق میں قید کیا تو چاہیے کہ اسکا نام اور اسکے باپ دادا کا نام فہرست میں لکھنے اور وجہ قید بھی لکھے اور تاریخ قید بھی لکھے اور قاضی کو چاہیے کہ اپنے تذکرہ میں وہ تاریخ لکھے کہ جو وقت سے قاضی معزول نے اسکو قید کیا ہو نہ اپنی تقرری کے وقت سے۔ اور یہی دونوں شخص قاضی معزول سے قیدیوں اور اسباب قید کو دریافت کرینگے اور قیدیوں سے بھی قید کا سبب دریافت کرینگے اور انکے خضوم کو انکے ساتھ جمع کرینگے اور اگر قیدیوں میں ایک جماعت ایسی ہو کہ جنکا کوئی خضم نہ آیا اور انھوں نے کہا کہ ہم ناحق قید ہوئے ہیں تو قاضی مقرر شدہ انکو رہانہ کرے گا بلکہ نادہی کرے گا کہ فلاں فلاں شخص مفید پائے گا پس جسکا کچھ حق آج ہو وہ حاضر ہو پس اگر کوئی حاضر ہوا تو بطور فیصلہ کے فیصلہ ہوگا ورنہ انکو کفیل لیکر رہا کرے گا اور اسکی مدت کہ نادہی کتنے دن میں اور رہائی کتنے دن میں قاضی کی رائے پر موقوف ہو اور بعضوں نے کہا کفیل لیکر رہائی صاحبین کی رائے پر ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک کفیل نہیں ہو اور جس الامہ سرخسی نے کہا کہ اسکا کفیل لینا سب کا قول ہو کذا فی المحيط اور صحیح یہ ہو کہ یہاں کفیل لیکر چھوڑنا بالاتفاق ہو یہ عنایہ میں لکھا ہو۔ جاننا چاہیے کہ قید کی چند قسمیں ہیں۔ ایک جس بالذین یعنی قرضہ کے عوض قید ہونا اور اسکی چند صورتیں ہیں اگر قیدی نے کہا کہ میں قرضہ کے عوض قید ہوں کہ میں نے قاضی معزول کے سامنے فلاں شخص کے قرضہ کا اقرار کیا تھا تو قاضی جہد اسکو اور اسکے خضم کو جمع کرے گا پس اگر اسنے تصدیق کی تو اسکے خضم کی درخواست سے پھر اسکو قید کرے گا اور اگر قیدی نے قرضہ سے انکار کیا کہ یہ شخص ناحق مجھ پر دوا کرتا ہو اور میں ظلم سے قید ہوا ہوں اور اسکا خضم کہتا ہو کہ اسپر میرا حق ہو اور انصاف سے قید ہوا ہو تو قاضی اسکے خضم سے دوبارہ گواہی طلب کرے گا پس اگر قاضی نے گواہوں کو عادل مانا تو اسکو قید رکھے گا اور اگر عادل نہ مانا تو اسکے نفس کا کفیل لیکر رہا کرے گا اور اگر کسی قیدی نے کہا کہ میں فلاں شخص کے قرضہ میں قید ہوں

اور اگر قاضی معزول نہ ہو تو اسپر جبر ہوگا و لیکن اسپر دو امین اسوٹے بھیجے کہ قاضی معزول کے دو امینوں کو دیوان سپر دکر دین اور جہد قاضی کے امین معزول کے امینوں سے سب مشکلات حل کر لیں کہ یہ محیط سرخی میں لکھا ہو اور دیوان پر قبضہ کرنے کے نام و یقین اور یتیموں کا مالی سبھی قبضہ میں لا دین اور یہ جہد قاضی کے پاس رہے گا اور قیدیوں کے نام بھی یتیموں اور جب قاضی نے کسی کو کسی حق میں قید کیا تو چاہیے کہ اسکا نام اور اسکے باپ دادا کا نام فہرست میں لکھنے اور وجہ قید بھی لکھے اور تاریخ قید بھی لکھے اور قاضی کو چاہیے کہ اپنے تذکرہ میں وہ تاریخ لکھے کہ جو وقت سے قاضی معزول نے اسکو قید کیا ہو نہ اپنی تقرری کے وقت سے۔ اور یہی دونوں شخص قاضی معزول سے قیدیوں اور اسباب قید کو دریافت کرینگے اور قیدیوں سے بھی قید کا سبب دریافت کرینگے اور انکے خضوم کو انکے ساتھ جمع کرینگے اور اگر قیدیوں میں ایک جماعت ایسی ہو کہ جنکا کوئی خضم نہ آیا اور انھوں نے کہا کہ ہم ناحق قید ہوئے ہیں تو قاضی مقرر شدہ انکو رہانہ کرے گا بلکہ نادہی کرے گا کہ فلاں فلاں شخص مفید پائے گا پس جسکا کچھ حق آج ہو وہ حاضر ہو پس اگر کوئی حاضر ہوا تو بطور فیصلہ کے فیصلہ ہوگا ورنہ انکو کفیل لیکر رہا کرے گا اور اسکی مدت کہ نادہی کتنے دن میں اور رہائی کتنے دن میں قاضی کی رائے پر موقوف ہو اور بعضوں نے کہا کفیل لیکر رہائی صاحبین کی رائے پر ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک کفیل نہیں ہو اور جس الامہ سرخسی نے کہا کہ اسکا کفیل لینا سب کا قول ہو کذا فی المحيط اور صحیح یہ ہو کہ یہاں کفیل لیکر چھوڑنا بالاتفاق ہو یہ عنایہ میں لکھا ہو۔ جاننا چاہیے کہ قید کی چند قسمیں ہیں۔ ایک جس بالذین یعنی قرضہ کے عوض قید ہونا اور اسکی چند صورتیں ہیں اگر قیدی نے کہا کہ میں قرضہ کے عوض قید ہوں کہ میں نے قاضی معزول کے سامنے فلاں شخص کے قرضہ کا اقرار کیا تھا تو قاضی جہد اسکو اور اسکے خضم کو جمع کرے گا پس اگر اسنے تصدیق کی تو اسکے خضم کی درخواست سے پھر اسکو قید کرے گا اور اگر قیدی نے قرضہ سے انکار کیا کہ یہ شخص ناحق مجھ پر دوا کرتا ہو اور میں ظلم سے قید ہوا ہوں اور اسکا خضم کہتا ہو کہ اسپر میرا حق ہو اور انصاف سے قید ہوا ہو تو قاضی اسکے خضم سے دوبارہ گواہی طلب کرے گا پس اگر قاضی نے گواہوں کو عادل مانا تو اسکو قید رکھے گا اور اگر عادل نہ مانا تو اسکے نفس کا کفیل لیکر رہا کرے گا اور اگر کسی قیدی نے کہا کہ میں فلاں شخص کے قرضہ میں قید ہوں

تو اسکو حکم دے کہ مجھے کفیل لیکر رہا کرے تو قاضی اسکے ختم کو حاضر کریگا اگر اُسے حاضر ہو کر مجبوس کے اقرار کی تصدیق کی اور قاضی اُس مقررہ کو نام و نسب سے پہچانتا ہو یا نہیں اور گواہوں نے اسکی گواہی دی یا نہیں سب صورتوں میں قاضی قیدی کو حکم دیگا کہ مال ادا کرے اور رہا نہ کرے گیگا اور ایک منادی کو حکم دیگا کہ وہ بطور مذکور ندا کرے پس اگر اُسکا دوسرا مدعی کوئی شخص حاضر نہ ہو تو سب صورتوں میں رہا کرے گیگا اور خطا فرمے کہ کفیل لینا پہلی اور دوسری صورت میں ذکر نہیں کیا اور تیسری صورت میں ذکر کیا ہو اور بعضے مشائخ نے کفیل سب صورتوں میں ذکر کیا ہو اور اگر مجبوس مال نہ لایا لیکن مقررہ نے کہا کہ میں مہلت دیتا ہوں تو اُسکو رہا کرے تو قاضی اُسکو بدو ن احتیاط کرنے منادی کے اور کفیل لینے کے رہا نہ کرے گیگا اور اگر اُسے کہا کہ میرا کفیل نہیں ہو یا مجھے کفیل دینا واجب نہیں ہو اسواسطے کہ میرا کوئی مدعی نہیں ہو کہ جو کفیل طلب کرتا ہو تو قاضی جھوٹے میں جلدی نہ کرے بلکہ آہستگی کے ساتھ اُسکی منادی کرے پھر اگر کوئی مدعی نہ پیدا ہو تو رہا کرے۔ دوسری قسم قید کی یہ ہے کہ خالص حق العباد کی عقوبت میں قید ہو مثلاً قصاص۔ اگر کسی قیدی نے کہا کہ میں اسوجہ سے قید ہوں کہ میں نے فلان شخص کے لیے قصاص کا مقدمہ اُٹھایا ہے اور قاضی نے اُسکو اور اسکے مدعی کو جمع کیا اور اسنے اس اقرار کی تصدیق کی۔ تو اسکی دو صورتیں ہیں یا قصاص نفس ہو گا یا قصاص عضو۔ پس اگر قصاص نفس ہو تو قاضی بلا تاخیر اُسکو قید خانہ سے باہر نکالے اور اسکے مدعی کو اپنا بدلہ لینے کا حکم دے اور اگر قصاص عضو ہو تو بھی نکال دے لادلوادے۔ لیکن اُسکی رہائی میں جلدی نہ کرے کیونکہ شاید کسی دوسرے کا اُسپر حق نفس ہو کہ اسنے اس مدعی کے واسطے قصاص عضو کا اقرار کر کے اپنی جان بچائی ہو تیسری قسم کی قید جو خالص عقوبت الہی میں قید ہو جیسے زنا یا چوری یا شراب خواری کی وجہ سے۔ اگر قیدی نے کہا کہ میں اسواسطے قید ہوں کہ میں نے قاضی معزول کے سامنے چار بار چار مجلسوں میں زنا کا اقرار کیا پس مجھکو حد مارنے کے واسطے قید کیا ہو پس حسد و قاضی اس اقرار پر اُسکو حد نہ ماریگا اور اگر چار مجلسوں میں چار مرتبہ اُسنے اپنے سامنے بھی قید کیا تو حد مارے گا خواہ دیر گزر گئی ہو یا نہ گزری ہو پس اگر حصن تھا تو اُسکو رجم کرے گیگا ورنہ درہ لگایگا اور اُسکی رہائی میں جلدی نہ کرے گیگا شاید کوئی اسکے نفس کا مدعی آوے اور اگر اُسے اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو رجوع صحیح ہو جیسے قاضی اول کے سامنے صحیح تھا لیکن قاضی اُسکے رہا کرنے میں جلدی نہ کرے اور اگر اُسے کہا میرے اوپر زنا کرنے کے گواہ قائم ہوئے تھے ایلے حد مارنے کے واسطے قاضی معزول نے مجھے قید کیا تھا تو وہ گواہ جو قاضی معزول کے سامنے قائم ہوئے تھے اس قاضی کے لیے معتبر نہونگے پس حد نہ ماریگا اور اگر اس قاضی کے سامنے بھی اسکے زنا کے گواہ قائم ہوئے تو بھی اگر دیر گزری تو حد نہ ماریگا اور اُسکی رہائی میں جلدی نہ کرے گیگا اور بعد اسکے کفیل لیکر رہا کرے گیگا۔ اور اگر بعض قید یوں نے کہا کہ میں نے شراب پینے کا اقرار کیا تھا یا مجھے شراب خواری کے گواہ قائم ہوئے تھے درجھے حد مارنے کے واسطے قاضی معزول نے قید کیا ہے تو امام اعظم رحمہ اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ قاضی اُسپر حد نہ ماریگا۔ اگر قیدی نے کہا کہ میں نے فلان شخص کے مال کی چوری کا اقرار کیا یا گواہ قائم ہوئے تھے اسواسطے قید ہوں تو یہ قاضی اس اقرار یا گواہی پر ماتم کاٹنے کا حکم نہ دیگا اور اُسکو اور اسکے ختم کو جمع کرے گیگا لیکن اگر اس قاضی کے سامنے بھی اُسنے اقرار کیا تو اُسکے ماتم کاٹنے کا حکم دیگا خواہ اس معاملہ کو دیر گزری ہو یا نہ گزری ہو اور اُسکی رہائی میں جلدی نہ کرے

اور اگر دوبارہ اسپر گواہ قائم ہوئے تو ہاتھ کاٹنے کا حکم نہ دیگا بشرطیکہ دیر گزر گئی ہو پس حد زنا اور حد سرقت اس حکم میں یکساں ہیں۔ اور چوتھی قسم کی قید بسبب ایسی عقوبت کے جس میں حق اللہ تعالیٰ و حق العباد ہو اور وہ حد قذف ہو۔ اگر قیدی نے کہا کہ میں اسو جسے قید ہوں کہ میں نے اس شخص کو زنا کی نعت لگائی تھی اور اس شخص نے اسکے اقرار کی تصدیق کی تو یہ قاضی اسکو حد قذف کی پوری سزا دیگا اور اسکی ربائی میں جلدی نہ کرے گا اور اگر اس نے اقرار سے رجوع کیا تو صحیح نہیں ہو خلاف اُن حدود کے جن میں خالص اللہ تعالیٰ کا حق متعلق ہو کہ انہیں اقرار سے رجوع صحیح ہو۔ اگر قاضی معزول نے کہا کہ فلاں شخص کے قبضہ میں میں نے اسقدر مال فلاں بن فلاں کا دیدیا ہو پس اگر قابض مال نے اس سب کی تصدیق کی تو حکم دیا جائیگا کہ مقررہ کو دیدے اور یہ ظاہر ہو۔ اور اگر اُس نے کہا مجھے فلاں قاضی معزول نے اسقدر مال دیا ہو مگر میں نہیں جانتا ہوں کہ کسا ہو تو اس صورت میں بھی مقررہ کو دلایا جائیگا اور اگر مال کے قابض نے قاضی معزول کی سب باتوں میں تکذیب کی تو اسی کا قول مقبر ہوگا اور یہ بھی ظاہر ہو۔ اور اگر مال کے قابض نے کہا کہ مجھے قاضی معزول نے اسقدر مال دیا ہو اور وہ فلاں شخص کا ہو سوائے اُس شخص کے جسکا قاضی نے نام لیا تھا اقرار کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک تو یہی جو مذکور ہوئی اور اس میں اسی شخص کو دلایا جائیگا جسکا قاضی نے اقرار کیا ہو اور دوسری صورت یہ ہو کہ یوں کہا کہ جو مال میرے قبضہ میں ہو وہ فلاں شخص کا ہو سوائے اسکے ایک شخص دوسرے کا نام لیا جسکا قاضی نے اقرار کیا تھا تو قاضی معزول کو دیدے اور وہ اُس شخص کو دیوے جسکے لیے قابض نے اقرار کیا ہو پس اگر پہلے شخص کو بدون حکم قضا دیدیا تو دوسرے کے لیے ضامن ہوگا اور اگر جسکے قضا دیدیا تو بھی امام محمد رحمہ کے نزدیک ایسا ہی ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ضامن نہ ہوگا۔ اگر قاضی معزول نے کہا کہ فلاں شخص کے پاس ہزار درم فلاں یتیم کے ہیں کہ اسکو اسکے باپ کے ترکہ میں سے پہنچے تھے اور اُس قابض نے اسکی تصدیق کی پس اگر کسی شخص نے دار ثنایت سے اس میں دعوے نہ کیا تو یہ درم یتیم کے ہونگے اور اگر باقی دار ثنات نے کہا کہ ہم میں سے کسی نے ترکہ میں سے اپنا حق نہیں پایا ہو تو یہ مال تمام دار ثنات میں مشترک ہوگا اور بخلہ اسکے یتیم بھی ہوگا۔ لیکن جدید شدہ قاضی کو چاہیے کہ نظر یتیم باقی دار ثنات سے قسم لیوے کہ والد تم نے اپنے والد فلاں شخص کے ترکہ سے اپنا حق نہیں پایا ہو۔ اور اگر قاضی معزول نے کہا کہ یہ ہزار درم فلاں یتیم کے ہیں اور یہ نہ بیان کیا کہ اسکے باپ کے ترکہ میں سے پہنچے ہیں اور باقی دار ثنات نے دعوے کیا کہ یہ لٹکے باپ کے ترکہ میں ہیں اور ہم لوگوں نے اپنا حق نہیں پایا ہو تو یہ مال یتیم کا ہوگا کیونکہ قاضی معزول نے ملک یتیم کا اقرار کیا ہو اور سیراٹ کا اقرار نہیں کیا ہو تاکہ دار ثنات کا حق ثابت ہو پس بلا حجت و دلیل ان دار ثنات کا حق ثابت نہ ہوگا۔ اگر موافق ایک تحریر کے یہ مال کسی شخص پر تھا اور قاضی نے نوشتہ میں سبب اسکا لکھ دیا تھا اور گواہی کہ ادی تھی کہ یہ فلاں یتیم کا ہو اور اسکو اسکے فلاں والد کے ترکہ میں پہنچا ہو اور باقی دار ثنات نے اپنا حق لے لیا ہو پس واضح ہو کہ بجز تحریر حجت نہیں ہو اور اسی طرح قاضی کا قول کہ باقی دار ثنات نے اپنا حق لے لیا ہو حجت نہیں ہو اور حجت یہاں صرف اس طرح ہو کہ کچھ گواہ گواہی دیوں کہ قاضی نے ان دار ثنات کے اپنا تمام حق لے لینے پر گواہ کیا تھا یا اس امر کے گواہ ہوں کہ ان لوگوں نے اپنا تمام حق پا لینے پر اقرار کیا ہو پس ایسے گواہ ہیں اور انھوں نے گواہی دی تو مال یتیم کا ہوگا ورنہ وہ بھی مثل باقی دار ثنات کے ہوگا۔ اگر قاضی معزول نے بیان کیا کہ میرے نزدیک یہ بات گواہوں

کی گواہی سے ثابت ہو گئی تھی کہ فلاں شخص نے اپنی اس قدر زمین اس طور پر وقف کی ہو اور میں نے اس کا حکم دیدیا اور
 فلاں شخص کے قبضہ میں رکھی اور اس کو حکم دیدیا کہ اس کا محصول و آمدنی وقف کی شرطوں کے موافق صرف کرے اور
 قابض نے اس کی تصدیق کی پس اگر وقف کرنے والے کے وارثوں نے اس کا اقرار کیا تو قاضی مقرر شدہ اس کو نافذ کرے گا اور
 اگر وارثوں نے وقف سے انکار کیا اور انہر گواہ قائم ہوئے تو وارثوں کے درمیان میراث ہوگی ولیکن وارثوں
 سے ان کے علم پر قسم لی جائیگی کہ ان کے مورث کا وقف کرنا ان کو نہیں معلوم ہو پس اگر انھوں نے قسم کھائی تو میراث ہو
 اور اگر انکار کیا تو قاضی اس کے وقف ہونے کا حکم دیدیگا اور اگر وقف ہونے پر گواہ قائم ہوں تو وقف ہونے کا حکم
 دیدیگا چنانچہ وقف کرنے والے کی زندگی میں بھی یہی حکم تھا۔ اور اگر قاضی معزول نے یہ نہ کہا کہ ان سے فلاں
 شخص پر وقف کیا ہو بلکہ کہا کہ ارباب پر یا مسجد پر یا کسی اور وجہ پر کا نام لیا کہ اس پر وقف کیا ہو تو مقرر شدہ قاضی اس کو
 نافذ کرے گا اور اس کی تفصیل دریافت نہ کرے گا۔ اور ہر جگہ جان ہتھسار کرنا مضر ہو قاضی مقرر شدہ اجمال پر کفایت کرے گا اور
 تفصیل دریافت نہ کرے گا۔ اور قاضی کو چاہیے کہ انہیوں سے ہر شش ماہی یا سال میں تینوں کی آمدنی اور مال کا حساب
 لیا کرے تاکہ معلوم ہو کہ امین نے امانت کو ادا کیا ہو یا خیانت کی ہو اگر لسنے امانت داری کی تو مقرر کرے اور اگر خیانت کی تو
 موقوف کرے اس جگہ دوسرا مقرر کرے اور اسی طرح وقف املاک کے قوام سے بھی حساب کرے اور ما حاصل اور مال وقف
 کی آمدنی میں انھیں کا قول قبول کرے اور وصی اور قیام اس باب میں یکساں ہیں۔ اور اصل یہ ہو کہ شرع میں ضم مقبوضہ
 کی مقدار بیان کرنے میں یا قیام کے نفع کی مقدار یا زمین وقف کے مصرف اور ثروت کی مقدار بیان کرنے میں قابض
 کا قول معتبر ہوتا ہو ولیکن اگر وصی ہو تو محض میں اس کا قول مقبول ہو اور غیر محض میں مقبول نہیں ہو بلکہ ذکر الحضاف
 اور وصی اور قیام میں فرق ہو وہی وہی جسکی طرف حفظ اور تصرف سپرد ہو اور قیام وہ ہو جسکو حفاظت سپرد ہو اور تصرف
 سپرد نہیں ہو۔ اور حسب یہ فرق معلوم ہو کیا تو جاننا چاہیے کہ اگر وصی نے اتفاق کا دعوے کیا تو اپنے ماتحت چیز کے تصرف کا
 دعوے کیا تو اس کا قول محض میں قبول ہو گا اور اگر قیام نے ایسا ہی دعوے کیا تو لسنے ایسی چیز کا دعوے کیا
 ہو اس کے تحت دلائل نہیں ہو پس اس کا قول مقبول نہ ہو گا۔ اور اکثر مشائخ نے ایسی چیزوں میں جسے زمین کے واسطے
 چارہ نہیں ہو اور ضروری میں وصی اور قیام کو یکساں شمار کیا ہو اور کہا ہو ایسی چیزوں میں قیام کا قول مثل وصی کے
 قبول ہو گا اور اس مسئلہ پر قیاس کیا کہ اگر قیام مسجد یا ایک شخص نے اہل مسجد سے مسجد کے واسطے ضروری چیز خریدی
 مثلاً بور یا تیل یا چٹائی وغیرہ یا کچھ مسجد کی آمدنی اس کے خادم کو دیدی تو ضامن ہو گا کیونکہ ان چیزوں کے نہ کرنے سے
 مسجد میں نقصان تھا پس گویا اس کو دلائل اجازت تھی پس اسی قیاس پر یہاں بھی انھوں نے یہی حکم دیا ہو۔
 اور ہمارے زمانہ کے مشائخ نے فرمایا کہ وصی اور قیام میں کچھ فرق نہیں ہو کیونکہ ہمارے زمانہ میں قیام بھی وہ ہو
 جسکو حفاظت اور تصرف دونوں کا اختیار ہو۔ اگر قاضی نے کسی وصی کو متہم جانا اور جو اس نے قیام کے نفع میں
 صرف کرنا دعوے کیا ہو یا وقف کے مصرف میں دعوے کیا ہو اس میں اس کو شک ہو تو قاضی اس سے قسم لیگا اگرچہ وہ
 امین ہو جیسا کہ اس شخص کا حکم ہو جسکے پاس دولت ہو اور لسنے و ولایت کے تلف ہو جانے یا واپس کر لینے کا
 دعوے کیا تو اس سے حلف لیگا اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ حلف کے واسطے کسی قدر مقدار معلوم کا
 دعوے ہونا چاہیے کیونکہ قسم دعوے صحیح پر ہوتی ہو اور مقدار مجہول کا دعوے صحیح نہیں ہو اور بعضوں نے

کہا کہ ہر حال میں قسم لیا و گئی کیونکہ قاضی یتیم کی نظر سے قسم لیتا ہو اور ایسے احتیاط میں ہر طرح قسم لیا جاسکی۔ اگر انھوں نے یہ خبر دی کہ ہم نے زمین کے صرف میں یا یتیم کے نفقہ میں زمین کی آمدنی اور مال میں سے اس قدر صرف کیا ہو اور اس قدر رہا ہے پاس باقی ہو پس انہیں سے جو شخص امانت داری میں مشہور ہو تو قاضی اُس سے اجمال کو قبول کرے گا اور تفصیل کے واسطے جبر نہ کرے گا اور جو شخص متهم ہو اُس سے اجمال قبول نہ کرے گا اور تفصیل کے واسطے جبر کرے گا۔ اور اس مقام پر جبر کے معنی قید کرنے کے نہیں ہیں صرف یہ ہیں کہ قاضی مقرر شدہ اُسکو دو تین دن ملا کر دھکا دے کہ اُسکی تفصیل بیان کرے اور یہ یتیم کے حق میں احتیاط ہو پس اگر با این ہمہ اُس نے تفصیل نہ بیان کی تو قاضی اُسکی قسم دینے یا قسم سے باز رہنے پر اکتفا کرے گا۔ اگر وحی نے قاضی مقرر شدہ سے کہا کہ قاضی معزول نے مجھے حساب لے لیا ہو تو بدو گواہی کے اُسکو نہ چھوڑے۔ اگر وحی یا یتیم نے کہا کہ میں نے اپنا اس قدر ذاتی مال یتیم یا وقف کے صرف میں کیا ہو اور قصد کیا کہ واپس لیوے تو بلا حجت اُسکا قول مقبول ہو گا بخلاف اسکے کہ اُس نے مال وقف یا مال یتیم میں سے صرف کر لیا دعویٰ کیا تو محمل میں اُسکا قول مقبول ہو گا۔ اگر وحی یا یتیم نے دعویٰ کیا کہ قاضی معزول نے میرے واسطے اس قدر ماہوار می یا اس قدر رسالہ مقرر کیا تھا اور قاضی معزول نے اسکی تصدیق کی یا نہ کی تو مقرر شدہ قاضی اُسکو نافذ نہ کرے گا اور اگر اسپر گواہی گداری تو قبول کرے گا نافذ کرے گا پھر اگر قاضی کی رائے میں یہ اجرت اُسکے کام کے برابر یا کم ہو تو سب کے نافذ ہو نہ کا حکم دیگا اور اگر اُسکے کام سے زیادہ ہو تو بقدر اُسکے کام کے دیگا اور باقی کو جو زیادہ ہو باطل کر دیگا اور اگر یتیم نے زیادتی کو لے لیا ہو تو حکم دیگا کہ یتیم کو واپس کرے۔ اور اصل میں لکھا ہو کہ مقرر شدہ نے قاضی معزول کے دیوان میں جس قدر گواہیاں یا قضا و اقرار پائے سب بیکار ہیں اُنہر علی کرے گا۔ لیکن اگر کسی حکم قضا کے گواہ گذرے کہ اُسے اسکا فیصلہ کر کے نافذ کیا تھا اور وہ اسوقت تک قاضی تھا تو اُسکو قبول کرے اور عمل کرے کذا فی المحیط۔

سترھواں باب ان صورتوں کے بیان میں جنہیں جھوٹی گواہی پر فیصلہ واقع ہو گیا اور قاضی کو اسکا علم نہوا۔ یہ صورت عقد اور فسخ میں واقع ہو سکتی ہو اور ائمین امام اعظم رحمہ اور ابو یوسف رحمہ کے اول قول کے موافق اختلاف ہو۔ قاضی کی قضا عقد و فسخ میں جھوٹی گواہوں کی وجہ سے ظاہر و باطن نافذ ہوتی ہو۔ اور امام محمد رحمہ اور ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول کے موافق ظاہر نافذ ہوتی ہو باطن میں نافذ نہیں ہوتی ہو۔ عقود میں اس مسئلہ کی بہت سی صورتیں ہیں از اجمال ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت انکار کرتی ہو اور اس شخص نے دھوکے گواہ پیش کیے اور قاضی نے فیصلہ کر دیا تو امام اعظم رحمہ اور ابو یوسف رحمہ کے پہلے قول کے موافق اس مرد کو اُسکے ساتھ دہلی کرنا حلال ہو اور عورت کو جائز ہو کہ اُسکو اپنے اوپر قابو دے۔ امام محمد رحمہ کے نزدیک اور امام ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول آخر کے موافق دونوں کو یہ بات حلال نہیں ہو۔ اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ ابتدائی نکاح اس صورت میں ثابت ہو جائیگا اگر حکم قضا گواہوں کے حضور میں ہو اور بعضے مشائخ نے کہا کہ اس صورت میں حکم قضا کے وقت گواہوں کی حاضری شرط نہیں ہو یہ فریضہ میں نکھا ہو۔ اور اسپر اجماع ہیں کہ اگر کٹلی کی مقصدہ بانکو ح کے حق میں حکم قاضی سبب جھوٹے گواہوں کے محلح کا جاری ہو تو نافذ ہو گا یہ نہایت میں لکھا ہو۔ اور فسخ میں بھی مسئلہ کی بہت صورتیں ہیں از اجمال ایک عورت نے

فکر کی کہ قسم دینا
مظاہرہ و باجائز کی حالت
میں اگر نکاح میں ہو
اور نہ نہ اور جھوٹ کرے
تو اسکا کام کے برابر
یا کم ہو تو سب کے نافذ
ہو نہ کا حکم دیگا اور اگر
یتیم نے زیادتی کو لے لیا
ہو تو حکم دیگا کہ یتیم کو
واپس کرے۔ اور اصل میں
لکھا ہو کہ مقرر شدہ نے
قاضی معزول کے دیوان میں
جس قدر گواہیاں یا قضا و
اقرار پائے سب بیکار ہیں
انہر علی کرے گا۔ لیکن
اگر کسی حکم قضا کے گواہ
گذرے کہ اُسے اسکا فیصلہ
کر کے نافذ کیا تھا اور وہ
اسوقت تک قاضی تھا تو
اُسکو قبول کرے اور عمل
کرے کذا فی المحیط۔

اپنے شوہر پر تین طلاق کا دعوے کیا اور اُسپر جھوٹے گواہ قائم کیے اور قاضی نے دونوں میں جدائی کا حکم دیدیا پھر عدت گزرنے کے بعد اُس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اور پہلے قول امام ابو یوسف رحمہ کے موافق پہلے شوہر کو اُسکے ساتھ وطی کرنا ظاہر و باطناً حلال نہیں ہے اور دوسرے شوہر کو ظاہر و باطن اُس سے وطی کرنا حلال ہے خواہ اُسکو یہ حال معلوم ہو کہ پہلے شوہر نے اُسکو طلاق نہیں دی مثلاً دوسرا شوہر ایک گواہین سے ہوا اُسکو یہ بات نہ معلوم ہو مثلاً یہ شوہر دوسرا اجنبی شخص ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول کے موافق اور یہی امام محمد رحمہ کا قول ہے کہ دوسرا شوہر اگر اس حال سے واقف ہو تو اُسکو وطی کرنا حلال نہیں ہے اور اگر نہیں جانتا ہو تو حلال ہے بلکہ اذکر شیخ الاسلام فی کتاب الرجوع اور امام ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول میں پہلے شوہر کو اس سے وطی حلال نہیں باوجودیکہ باطناً جدائی نہیں ہوئی اور شیخ الاسلام نے کہا کہ امام ثانی رحمہ کے دوسرے قول میں باطناً اُس سے وطی کرنا پہلے شوہر کو حلال ہے۔ اور امام محمد کے نزدیک جب تک دوسرے شوہر نے اُس سے جماع نہیں کیا تب تک حلال ہے اور جب اُس نے جماع کر لیا تو پھر حلال نہیں ہے خواہ دوسرے کو حقیقت حال معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اور حکم امام محمد کا اُس صورت میں کہ دوسرے شخص کو حقیقت حال معلوم نہیں ہے ظاہر ہے کہ چونکہ ثانی شخص نے اس سے ایسی حالت میں نکاح کیا ہے کہ وہ دوسرے کی عورت ہے لیکن دوسرے کو نہیں معلوم ہے تو اُسکا نکاح امام محمد رحمہ کے نزدیک فاسد ٹھہرا لیکن دوسرے نے اُس سے جماع کیا تو اسیر عدت واجب ہو گیا دل شوہر کو وطی نہیں حلال ہے اگرچہ وہ پہلے شوہر کی جو بیوی ہے تب تک عدت نہ گزرے مگر اُس صورت میں مشکل ہے کہ جب دوسرے شخص کو حقیقت حال معلوم ہو گئے کیونکہ اُسکو معلوم ہو گا کہ یہ دوسرے کی جو بیوی ہے تو اُسکا نکاح باطل ہو گا پس یہ وطی زنا سے واقع ہوگی اور کسی کی منکوحہ اگر زنا کرے تو اسیر عدت نہیں واجب ہوتی ہے اور نہ شوہر پر اُس سے وطی کرنا حرام ہوتی ہے اور منجملہ فسخ کی صورتوں کی ایک یہ ہے کہ ایک لڑکی اور ایک لڑکا مقید کر کے دار الحرب سے آئے پھر جب بالغ ہوئے تو آزاد کر دیئے گئے پھر دونوں نے باہم نکاح کیا پھر ایک حربی مسلمان ہو کر آیا اور اُس نے گواہ پیش کیے کہ یہ دونوں اُسکی اولاد ہیں اور قاضی نے حکم دیکر دونوں کو جدا کر دیا پھر اگر دونوں گواہ اپنی گواہی سے پھر جاوین اور معلوم ہو جاوے کہ یہ دونوں گواہ جھوٹے تھے تو شوہر کو اُس عورت سے وطی کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ قاضی نے اُسپر حرام ہونے کا حکم دیا اور قضا ظاہر و باطن نافذ ہو گئی اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک بھی وطی حلال نہیں ہے کیونکہ حقیقت میں گواہوں کے جھوٹے ہونے کا حال اُسکو معلوم نہیں ہو سکتا ہے۔ اور منجملہ صورت عقد کے یہ ہے کہ جب قاضی نے جھوٹے گواہوں پر بیع ہو جانے کا حکم دیدیا اور اُسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ دعویٰ مشتری کی طرف سے ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ تو نے میرے ہاتھ یہ باندی اتنے کو بیچی تھی اور اُسپر جھوٹے گواہ قائم کیے اور قاضی نے وہ باندی مشتری کو دینے کا حکم دیدیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک اُسکی قضا باطن میں نافذ ہو جائیگی کہ مشتری کو اُس سے وطی کرنا حلال ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک باطن میں نافذ ہوگی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مسئلہ بیع امام اعظم رحمہ کے نزدیک تفصیل سے ہونا چاہیے یعنی اگر ثمن مذکور قیمت باندی کے برابر یا اس قدر کم ہو کہ جتنا خسارہ لوگ انداز میں اٹھا جاتے ہیں تو اُسکا حکم باطن میں نافذ ہوگا اور ثقیلین اسی طرح

دونوں نے اپنی گواہی سے رجوع کیا تو غلام کو جس روز قاضی نے آزاد کیا اُس روز کی قیمت یعنی تین ہزار درہم کے وہ لوگ مناس نہ ہونے لگے کذا فی الذخیرہ اور فتاویٰ عتابیہ میں ہے اگر قاضی نے ایک باندی کو آزاد کیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو باندی آزاد ہو گئی اور گواہوں میں ہر ایک کو اختیار ہو کہ ایک اُس سے نکاح کر لے اور غنمی میں موافق قول صاحبین کے یہ شرط لگائی ہے کہ یہ امر اسکے بعد ہو گا کہ جب دونوں گواہوں سے قاضی قیمت باندی کی دلوادے یہ تار تار خانہ میں ہو۔ اگر عورت نے اپنے شوہر پر دھوے کیا کہنے اس عورت کو ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ بائن کیا ہو اور زوج نے انکار کیا اور قاضی نے اُسکو قیمت دلائی اور اُس نے قسم کھالی پس اگر عورت کو یہ بات معلوم ہو کہ میرا کٹنا درست ہے تو اُسکو اسکے ساتھ لے کر ناجائز نہیں ہو اور نہ وہ مرد اُسکی میراث لیوے یہ نہایت

میں لکھا ہے

اسٹھا یہ صوان باب حکم قاضی برخلاف اعتقاد محکوم لہ یا محکوم علیہ کے واقع ہونے کے بیان میں۔ کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ تو البتہ طالق ہو اور یہ قول اُسکے گمان میں ایک طلاق ہو کہ جمہور رجعت درست ہو اور کئے رجعت کر لی اور اُس عورت نے ایسے قاضی کے سامنے مراجعہ کیا جسکے نزدیک تین طلاق بائن لگنے سے دونوں میں جدائی کر دی یا زوج کے نزدیک یہ طلاق ایک طلاق بائن تھی کہ اُسے دوبارہ نکاح کر لیا اور عورت نے مراجعہ کیا اور قاضی نے عین طلاق اعفاء کر کے دونوں میں جدائی کر دی تو یہ قضا ظاہر و باطن نافذ ہوگی اور مرد کو اسکے پاس رہنا حلال نہیں ہو اور نہ عورت کو لپٹے اوپر قابو دینا حلال ہو۔ اور اگر زوج کی رائے میں یہ تین طلاق صحیح اور قاضی کے نزدیک وہ ایک باندی یا ایک رجیمہ تھی اور اُسی کے موافق اُس نے حکم دیا تو یہ حکم بھی امام اعظم رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک باطن میں نافذ ہوگا جسے کہ اُسکو جائز ہوگا کہ عورت سے رجعت یا نکاح کر لے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک باطن میں نافذ ہوگا۔ اور محال یہ ہو کہ اگر مبتلا باسحابتہ عامی شخص ہو کہ جسکی کچھ رائے نہیں ہو تو اسپر واجب ہو کہ اس حادثہ میں جو قاضی حکم کرے اُسکی اتباع کرے خواہ حکم اُسکے نفع کے لیے ہو مثلاً حلت کا حکم ہو یا حکم اُسکے پیر صر کا ہو مثلاً حرمت کا ہو اور اگر مبتلا باسحابتہ فقیہ صاحب رائے ہو اور قاضی نے اُسکے برخلاف رائے حکم دیا ہو مثلاً اُسکے اعتقاد میں حلت تھی اور قاضی نے حرمت کا حکم دیا تو بلا اختلاف اسپر واجب ہو کہ اُسکے حکم کی پیروی کرے اور اپنی رائے کو چھوڑے اور اگر حکم اُسکے نفع کا ہو مثلاً وہ حرمت کا معتقد تھا اور حکم حلت کا ہو تو بعض مواضع میں لکھا ہے کہ اپنی رائے کو چھوڑ کر اُسکے حکم کی اتباع کرے اور اس میں اختلاف مذکور نہیں ہو اور استحسان میں ہو کہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جس چیز کو خود حرام جانتا ہو اسپر قاضی کے سبب کرنے کی طرف التفات نہ کرے اور امام اعظم رحمہ کی دلیل یہ ہو کہ اسپر اجلاع ہو کہ اگر مبتلا باسحابتہ عامی ہو اور قاضی نے اُسکے واسطے حکم کیا تو باطن میں نافذ ہو جائیگا اور قضا ایک امر ملزم تمام لوگوں کے حق میں ہو پس عالم کے حق میں بھی ہوگی پس اگر عالم ہوگا تو اُسکے حق میں بھی باطن میں نافذ ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ فرماتے ہیں کہ یہ الزام مقضی علیہ کی طرف ہو اور مقضی لہ کی طرف نہیں ہو اسی واسطے بدون اُسکی طلب کے قاضی حکم نہیں دیتا ہو اور قاضی اُسکے نزدیک اُس حکم میں مخطی ہو تو اُسکی اتباع نہ کرے کذا فی المحیط۔ نو اور شہام میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُسکو جنون مطبق ہو گیا اور اُس شخص کا والد موجود ہو پھر عورت نے

دعویٰ کیا کہ اس شخص نے نکاح سے پہلے قسم کھائی تھی کہ اگر کوئی عورت نکاح میں لاوے تو اس پر مطلق تین طلاق ہیں تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ قاضی اسکے باپ کو مخاطب بناوے اور اگر اُسے بنایا اور دیکھا کہ یہ تمام قول کچھ نہیں ہو اور اُسکو طلاق کیا اور نکاح کو باقی رکھا پھر اُسکا شوہر اچھا ہو گیا اور اُسکے نزدیک اس قول سے طلاق واقع ہوتی ہے تو بھی اس عورت کے ساتھ رہنا اُسکو جائز ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر جائز نہیں ہے اور عادی میں لکھا ہے کہ اگر شوہر عالم تھا اور اُس نے اس قول سے طلاق واقع ہونے کی نیت کی تو اسکے ساتھ رہنا جائز نہیں ہے اور یہ امام ابو یوسف رحمہ کا قول ہے اور امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک عالم اور جاہل اس باب میں برابر ہیں ہر ایک کو قاضی کی رائے کی اتباع کرنا چاہیے اور خانیہ میں ہے کہ اُسکے والد کو مخاطب بنانے کے واسطے امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ اُسکا خون مطہق ہو اور جنون مطہق میں روایات مختلف ہیں اور اطلاق اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا کہ جنون مطہق امام اعظم رحمہ کے نزدیک ایک مہینہ کا ہے و اسی پر فتوے ہیں اور روایات ظاہر اس بات میں متفق ہیں کہ اگر جنون ایک روز یا دو روز کا ہو تو اُسکا اعتبار نہیں ہے اور غیر شخص اُسکی طرف سے ختم نہیں ہو سکتا ہے اور شل اغا کے اُسکے تصرفات حالت افاقہ میں نافذ ہوتے ہیں یہ تانا ریخانیہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک فقیہ نے اپنی عورت سے کہا کہ تو البتہ طالق ہو یعنی تجھکو البتہ طلاق ہو اور یہ اُسکے نزدیک تین طلاق میں اور اسی رسلے کو اُس نے جاری کیا اور عزم کیا کہ عورت اُسکے لیے حرام ہو پھر اُسکے بعد اُسکی رسلے اس پر قرار پائی کہ یہ لفظ ایک طلاق جہی ہو تو اُسی رسلے کو جو جاری کر چکا ہے باقی رکھے اور جو رسلے بعد کو پیدا ہوئی اُسکے موافق اپنی زوجہ نہ گردانے بخلاف حکم قاضی کے کہ اگر اُس نے برخلاف رائے حکم دیا تو اُسکی رائے پر عمل درآمد ہو گا۔ اور اسی طرح اگر ابتدا اُسکی رائے میں ایک طلاق رجعی تھی اور اُسکے موافق اُس نے عزم کیا کہ وہ اُسکی عورت ہو پھر اُسکے بعد اُسکی رائے قرار پائی کہ یہ لفظ تین طلاق ہو تو وہ عورت اس پر حرام نہ ہوگی اور اگر ابتدا میں ایک طلاق رجعی زعم کرے اُسکے موافق اُس نے عزم کیا یہاں تک کہ اُسکی رسلے میں یہ لفظ تین طلاق معلوم ہو میں تو اُسکو جائز نہیں ہے کہ اُسکے ساتھ رہے اور اگر ابتدا میں اُسکے نزدیک تین طلاقیں تھیں مگر اُس نے اس پر عزم نہ کیا اور نہ اپنی رائے پر عمل کیا یہاں تک کہ اُسکی رسلے میں آیا کہ ایک طلاق جہی ہے اور اُسکے موافق اُس نے عمل کیا تو اُسکو اُسکے ساتھ قیام کرنا حرام ہے اور آئندہ کسی رسلے سے حرام نہ ہوگی۔ اور اول مفتی میں مذکور ہے کہ اگر کسی فقیہ نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق ہو البتہ یعنی تجھکو البتہ طلاق ہو اور یہ اُسکی رائے میں ایک رجعی ہے اور یہ عزم کر کے کہ یہ اُسکی عورت باقی ہے اس سے مرجع کر لی پھر کسی دوسری عورت سے کہا کہ تو البتہ طالق ہو یعنی تجھکو طلاق ہو البتہ اور اس روز کہ جس دن کہ دوسری کو طلاق دی اُسکی رسلے میں یہ لفظ تین طلاق تھیں تو اس کے لئے دوسری عورت اس پر حرام ہوگئی پس ایک لفظ کے کہنے سے ایک ہی حادثہ میں ایک عورت اس پر حلال ہو اور دوسری حرام ہوگئی اگر وہ شخص جو حادثہ میں مبتلا ہوا ہو فقیہ صاحب رسلے ہو اور اُس نے دوسرے مفتی سے فتوے لیا اور اُس نے اُسکی رسلے کے برخلاف فتوے دیا تو اُسکو چاہیے کہ اپنی رائے پر عمل کرے اور اگر وہ شخص جاہل ہو تو اُسکو چاہیے کہ افضل عالم کی رسلے پر عمل کرے اور یہ عامہ فقہاء کے نزدیک ہے اور یہ اُسکے حق میں بمنزلہ اجتہاد کے شمار ہوگا پس اگر وہ شخص جاہل ہو اور اُسکو کسی مفتی نے اس حادثہ میں فتوے دیا اور قاضی نے اس حادثہ میں برخلاف رسلے مفتی کے حکم دیا اور وہ حادثہ ایسا ہو کہ جہین اجتہاد جاری ہوتا ہو پس اگر حکم تھا اُسکے

یعنی
بدون
نقص
ہے

ضرر پہ ہوا تو چاہیے کہ قاضی کی رائے پر عمل کرے اور مفتی کے فتوے کی طرف التفات نہ کرے اگرچہ اس حادثہ میں مفتی قاضی سے زیادہ جانتا ہو اور اگر قضا اسکے نفع کے طور پر ہو تو اُس میں وہی اختلاف مذکور جاری ہو۔ نو اور بن رشید میں امام محمد رحم سے روایت ہے کہ ایک شخص غیر فقیہ اپنی عورت کے حادثہ میں مبتلا ہوا پھر ایک فقیہ سے مسئلہ پوچھا اُس نے مثلاً حرام یا حلال ہونے کا حکم دیا ہو اور اُس نے اُس پر عمل کیا پھر اسی فقیہ نے یا دوسرے فقیہ نے اس کی دوسری عورت کے حادثہ میں بعینہ ایسے ہی حادثہ میں اُس کو دوسرا حکم پہلے کے برخلاف دیا اور اُس نے اُس پر عمل کیا تو دونوں حکم اُس کے لیے جائز ہیں۔ اگر ایک شخص نے اپنی عورت کے حادثہ میں کسی فقیہ سے کوئی حکم دریافت کیا اُس نے مثلاً حلت یا حرمت کا حکم دیا پھر اُس نے اس حکم پر عمل نہ کیا اور دوسرے فقیہ سے دریافت کیا اُس نے پہلے مفتی کے برخلاف دوسرا حکم دیا اور اُس پر عمل کیا اور پہلا حکم پہلے مفتی کا ترک کیا تو جائز ہے اور اگر اُس نے پہلے مفتی کے قول پر عزم کر کے عمل کیا ہو اور پھر دوسرے مفتی نے اُس کو برخلاف پہلے حکم کے حکم دیا ہو تو اُس کو جائز نہیں ہو کہ پہلا حکم کہ جس پر عمل کیا ہے چھوڑ کر دوسرے مفتی کے فتوے پر عمل کرے اور امام محمد رحم نے کہا کہ یہ بالاجماع امام ابو حنیفہ و ابو یوسف رحم کا اور ہمارا قول ہے اور قدوری میں لکھا ہے کہ اگر مرد مبتلا بالحادیۃ فقیہ ہو اور وہ کسی حادثہ میں کسی فقیہ سے مستفتی ہوا اور اُس نے حرام یا حلال کچھ فتوے دیا اور اُس پر اُس نے عزم نہ کیا ہاں تک کہ دوسرے نے اُس کے برخلاف فتوے دیا اور اُس نے دوسرے کے قول پر عمل کر لیا تو اُس کو چھوڑ کر پہلے کے قول پر عمل کرنا اُس کو جائز نہیں ہو کذا فی الذخیرۃ اگر کسی شخص نے ہر عورت کی طلاق پر قسم کھائی اور کسی مفتی سے فتوے طلب کیا اور اُس نے قسم باطل ہونے کا فتوے دیا تو اُس کو جائز ہے کہ عورت کو رہنے دے اور نوازل میں ہے کہ اگر اُس نے اس مفتی کے فتوے کے موافق قسم باطل کر کے اس عورت کو رہنے دیا پھر دوسری عورت سے بخل کیا اور دوسرے مفتی سے قسم کا مسئلہ پوچھا اُس نے قسم کو درست کہا تو دوسری عورت کو جدا کر دے کذا فی التاثر غانیہ

انیسوا ان باب مسائل اجتہادی میں حکم ضاائع ہونے کے بیان میں۔ قاضی اول کا حکم یا تو ایسی صورت میں واقع ہوا ہو کہ جمہور کوئی نص مفسر کتاب یا سنت متواتر سے یا اجماع سے موجود ہو یا اس صورت میں واقع ہوا کہ جمہور اجتہاد واقع ہو اہو نصوص ظاہرہ یا قیاس سے پس اگر پہلی صورت ہو اور وہ موافق کتاب و سنت متواتر اور اجماع کے ہو تو دوسرے قاضی کو چاہیے کہ اُس کو نافذ کرے اور اس کا توڑنا اُس کو حلال نہیں ہو اور اگر مخالف ہو تو رد کرے اور اگر دوسری صورت ہو یعنی مسئلہ مجتہد فیہ میں حکم قاضی واقع ہوا تو یا وہ صورت ایسی ہوگی جس کے مجتہد فیہ ہونے پر اجماع ہو یا اسکے مجتہد فیہ ہونے میں اختلاف ہو گا پس اگر اسکے مجتہد فیہ ہونے میں اختلاف ہو بلکہ اجماع ہو پس یہ مجتہد فیہ یا تو مقضی ہو یا نفس قضا ہو پس اگر مقضی بہ ہو تو دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہو تو دوسرا قاضی اُس کو رد نہ کرے بلکہ نافذ کرے اور اگر دوسرے قاضی نے اُس کو رد کیا اور وہ تیسرے کے سامنے پیش ہوئی تو تیسرا قاضی پہلے کے حکم کو نافذ کرے اور دوسرے کے حکم کو باطل کرے اور اگر نفس قضا میں اجتہاد جاری ہو یعنی اس طور پر مثلاً قضا جائز ہو یا نہیں جائز ہے مقلد حجر الحرمینی آزاد ہر طرف کا حکم یا غائب ہو حکم قضا جائز ہو یا نہیں ہو تو ایسی صورت میں اگر دوسرے قاضی کے اجتہاد میں پہلے قاضی سے مخالفت ہو تو اُس کو جائز ہے کہ پہلے کے حکم کو رد کرے۔ اور اگر قضا ایسی صورت میں واقع ہو کہ جس کے حل اجتہاد ہونے میں اختلاف ہو جیسے

۱۰
فتاویٰ ہندیہ
کہ عورت جس سے
نکاح کر دینا جائز ہے

ام ولد کی بیع ایسی صورت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسکی قضا نافذ ہوگی کیونکہ امام وکد
کی بیع میں صحابہ نہ مختلف تھے کہ جائز ہو یا نہیں اور امام محمد رحمہ کے نزدیک نافذ نہ ہوگی کیونکہ اختلاف اگرچہ پہلے تھا مگر بعد
از ان صحابہ اور تابعین متفق ہو گئے کہ اسکی بیع ناجائز ہو تو محل اجتہاد ہونے سے نکل گئی پس ایسی صورت میں
اگر دوسرے قاضی کی رائے میں وہ صورت مجتہد فیہ ہو تو پہلے کی قضا کو نافذ کر گیا اور رد نہ کر گیا اور اگر اسکی
راہ میں خلیفہ علیہ ہو گئی ہو تو اسکی قضا کو نافذ نہ کر گیا بلکہ رد کر دیا یہ بدائع میں لکھا ہے۔ اور اگر نفس قضا میں اختلاف
ہو چنانچہ قاضی نے مثلاً غائب پر یا غائب کے لیے کچھ حکم دیدیا تو اس میں اختلاف ہو اور نہ نافذ ہونے کی روایت صحیح ہو
یہ محیط شری میں لکھا ہے۔ ابن ساعہ رحمہ نے اپنی نوادر میں لکھا ہے کہ جس کام کا کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
مردی ہو اور نہ کرنا اس کام کا بلکہ دوسرے کام کا کرنا بھی مردی ہو یا کسی صحابی رحمہ سے کوئی فعل روایت ہو
اور اسی صحابی سے یا دوسرے صحابی رحمہ سے اس کے خلاف بھی مردی ہو اور لوگوں نے دونوں کاموں سے
ایک پر عمل کیا یا دونوں میں سے ایک کو لیا اور دوسرے فعل یا قول کو نہ لیا اور کسی نے اس کے موافق حکم
کر لیا تو وہ فعل مسنون و مشروع ہو اور اگر اس کے موافق کوئی شخص ہمارے زمانہ میں حکم کرے تو جائز نہیں ہو اور
اس سے ابن ساعہ نے اشارہ کیا کہ اگرچہ اس نے مفہوم کے موافق حکم دیا لیکن اجماع اس سے اسکا شیخ ثابت
ہو اور پھر غرض پر عمل کرنا باطل ہو۔ پھر ابن ساعہ نے فرمایا کہ صرف مختلف فیہ میں سے اسکو جائز رکھنا کہ جس میں لوگوں
کا اختلاف ہو اور کسی حاکم نے اس پر حکم لگا یا پھر بعضوں نے ایک کا حکم لیا اور بعضوں نے دوسرے کا اختیار کیا
اور اس کلام میں اشارہ ہے کہ مجرد اختلاف علماء سے کوئی شرعی عمل اجتہاد نہیں ہوتی ہو جب تک کہ علماء اسکو عمل
اعتبار نہ کریں چنانچہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فقہاء صحابہ میں سے تھے اور انھوں نے لفظ دے کر ابو امین گفتگو
کی تو اسکو محل اجتہاد نامعتبر رکھا گیا اور ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر صحت انکار کیا پس ایسا اختلاف معتبر نہیں
ہے کہ اگر کوئی قاضی حکم دیوے کہ ایک درم بعض دو درم کے بیچا جائز ہو تو اسکا حکم جائز نہ ہوگا۔ اور ابن ساعہ نے
جو فرمایا کہ صرف مختلف فیہ میں سے اسکو جائز رکھنا کہ جس میں لوگوں کا اختلاف ہو۔ اس میں اشارہ ہے کہ کسی محل کے مجتہد
فیہ ہونے میں حقیقت اختلاف کا اعتبار ہو اور اسی کو حضانے اختیار کیا ہو لیکن ہمارا اور شافعی کا اختلاف
معتبر نہیں کیا بلکہ مقتد میں کا اختلاف مشہور رکھا اور مقتد میں سے صحابہ اور جو لوگ آگے ہم عصر تھے اور بعد کے تابعین
سلف مراد ہیں۔ اور شیخ علی السخری نے ایک مسئلہ میں اختلاف شافعی کا اعتبار کیا ہو چنانچہ سیر کبیر میں ہے اور
صورت اسکی یہ ہے کہ اگر کسی امام نے مشرکین عرب کو پاک کر دیا اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تو جائز ہو اور اس کے
بعد دوسرے امام کو اس کے باطل کر دینا اختیار نہیں ہو کیونکہ یہ موضع اجتہاد ہو کیونکہ شافعی کے نزدیک مشرکین
عرب کا ہست و قاتی یعنی لونی غلام بنانا جائز ہو اور اسی طرح شمس المائر شری نے قضا و جاث میں ایک مسئلہ میں
شافعی کا اختلاف معتبر رکھا ہے واضح ہو کہ خلع کے بارہ میں قاضی کا حکم دینا کہ وہ صلیح نکاح ہو یا طلاق ہو یہ بھی
مثل اور مسائل اجتہاد کے ہیں کیونکہ اس میں بھی صحابہ میں اختلاف تھا اور متقی میں ہے کہ بیان اشارہ ہے کہ
اختلاف کے بارہ میں اشتہاد دلیل کا اعتبار ہو اور حقیقت میں اختلاف ہو نا ضرور نہیں ہو اور ایسا ہی امام
محمد رحمہ نے جامع میں اور سیر کبیر میں ذکر کیا ہے اور ایسا ہی صاحب الاضیاء نے ذکر کیا ہے اور سیر کبیر کے مسئلہ کی

۹۱
اس کا اختلاف ہو اور کسی حاکم نے اس پر حکم لگا یا پھر بعضوں نے ایک کا حکم لیا اور بعضوں نے دوسرے کا اختیار کیا

یہ صورت ہو کہ اگر کسی مسلمان امام نے یہ اعتقاد کیا کہ شریعت عرب سے جزیہ لیا جاسکتا ہو اور گئے اس اعتقاد پر جزیہ قبول کر لیا تو جائز ہو اگرچہ یہ سب کے نزدیک خطا ہو اور اس واسطے جائز ہو کہ یہ محل اجتہاد ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور مسئلہ جطر خود اس میں اختلاف ہونے سے مجتہد فیہ ہو جاتا ہو اسی طرح اسکے مثل میں اختلاف ہونے سے مجتہد فیہ ہو جاتا ہو برائے میں لکھا ہو۔ اور سائل اجتہاد یہ میں حکم قاضی نافذ ہو جاتا ہو مگر یہ چاہیے کہ قاضی موضع اختلاف کو جانتا ہو اور مخالفت کے قول کو چھوڑے اور اپنی رائے پر حکم دے تاکہ جمیع علماء کے نزدیک صحیح ہو۔ اور اگر مواضع اختلاف اجتہاد کو نہیں جانتا ہو تو اسکے حکم فضا کو کے نافذ ہونے میں دو روایتیں ہیں اور اصح یہ ہو کہ نافذ ہوگا یہ خزانہ مفتیین میں لکھا ہو اگر صلح عن الانکار میں کسی مدعی نے بدل صلح کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے دینا واجب نہیں آتا ہو کیونکہ صلح انکار سے تھی اور وہ فاسد ہو اور صحیح نہیں ہو اور یہی بن ابی لیلیٰ اور شافعی کا قول ہو پھر اگر قاضی نے قول مخالفت کو باطل کیا اور صحت صلح کو ثابت کیا تو بالاجماع باتفاق روایات اسکی فضا نافذ ہوگی یہ ظہیر الدین نے ذکر کیا ہو۔ اور شرح طحاوی اور جامع الفتاویٰ میں مذکور ہو کہ اگر قاضی مجتہد ہو اور گئے کسی مجتہد کی تقلید پر حکم دیا پھر معلوم ہو کہ یہ حکم اسکے مذہب کے خلاف تھا تو دوسرا اسکو نہیں توڑ سکتا ہو اور وہ خود توڑ سکتا ہو ایسا ہی امام محمد رحمہ اللہ ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جسکو غیر شخص نہیں توڑ سکتا ہو اسکو وہ خود بھی نہیں توڑ سکتا ہو۔ اور اگر قاضی مجتہد ہو اور اپنی رائے کو جانتا ہو اور گئے دوسرے کی رائے پر حکم دیدیا تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اسکی فضا نافذ ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ اسکی فضا نافذ ہوگی اور اگر وہ اپنی رائے کو بھول گیا اور دوسرے کی رائے پر حکم دینے کے بعد اپنی رائے یاد آئی تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکی فضا نافذ ہو جائیگی اور صاحبین نے کہا کہ حکم قضا کو رد کر دے یہ فضول عباد میں لکھا ہو اور فتوے صاحبین کے قول پر ہو کہ ان فی الہدایۃ اور فتاویٰ صغریٰ میں لکھا ہو۔ کہ امام ابو حنیفہ کے قول پر فتوے ہو پس فتوے میں اختلاف ہو ۱۱ اور اس زمانہ کے مناسب یہ ہو کہ صاحبین کے موافق فتوے دیا جاوے کیونکہ اپنے مذہب کا چھوڑنے والا صرف کسی خواہش نفسانی سے چھوڑے گا کوئی غرض عمدہ نہ ہوگی۔ اور یہ سب حکم قاضی مجتہد میں ہو اور اگر قاضی مقلد ہو تو وہ فقط اس واسطے قاضی کیا گیا ہو کہ موافق مذہب امام ابو حنیفہ کے مثلاً حکم دیا کرے پس گئے اگر مذہب کی مخالفت کی تو اس حکم میں معزول ہوگا یہ موقع القدر میں ہو۔ اگر کعلی و نہ میں محل اجتہاد ہو اپنی رائے سے حکم دیا پھر ایسا مقدمہ دوبارہ اسکے سامنے پیش ہوا اور اسکی رائے بدل گئی تو دوسری رائے پر عمل کرے اور اس سے رائے اول کا توڑنا لازم نہیں آتا ہو اور اگر تیسری بار اسکے سامنے پیش ہوا اور پھر اسکی رائے بدل کر پہلی رائے پر آئی تو اس پر عمل کرے اور دوسری رائے کی فضا اس قول سے باطل نہ ہوگی یہ بدائع میں لکھا ہو۔ صاحب الاضنیہ نے لکھا ہو کہ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کی مان سے زنا کیا اور منہوز آئے اس عورت سے دخول نہیں کیا ہو پھر قاضی نے اسکو وڑے مارے اور اسکی رائے میں وہ عورت اسپر حرام نہ ہوئی اور گئے دونوں کو ساجر رکھا تو اسکی فضا نافذ ہوگی۔ اور قدوری نے شرح میں ذکر کیا کہ اگر کسی نے اپنی عورت سے دخل کیا کہ جبکہ ساتھ اسکے باپ یا بیٹے نے زنا کیا تھا اور قاضی نے اس صلاح کے نافذ ہونے کا فتوے دیا تو اسکے فقاہین اختلاف ہو امام ابو یوسف کے نزدیک نافذ نہ ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک

نافذ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ قاضی نے اگر ایسی عورت کے ساتھ نکاح جائز ہو نہ حکم دیا کہ جسکی ماں یا جسکی بیٹی کے ساتھ اس شخص نے زنا کیا ہو تو امام محمد رحمہ کے نزدیک نافذ ہوگا یہ فضول عبادیہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی قاضی نے ام ولد کی بیع جائز ہونے کا حکم دیا تو نافذ نہ ہوگا۔ واضح ہو کہ ام ولد کی بیع جائز ہونے میں صحابہ میں اختلاف تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہما دونوں اسکی بیع جائز کہیں سمجھتے تھے اور ایسا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہو پھر آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسکی بیع جائز ہو پھر متاخرین نے اجماع کیا کہ بیع جائز نہیں ہو اور قول علی رضی اللہ عنہ کو ترک کیا شمس اللامہ حلوانی نے کہا کہ یہ حکم نہ نافذ ہونا امام محمد رحمہ کے نزدیک ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک نافذ ہو جانا چاہیے اور توجیہ اسکی یہ ہو کہ اختلاف تقدیم کے بعد متاخرین نے اگر دونوں قولوں سے ایک پر اجماع کیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اختلاف مقدم اٹھ جاتا ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک نہیں اٹھتا ہو ایسیلئے امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ محل مجتہد فیہ نہ تھا اور ان دونوں کے نزدیک باقی رہا تو قضا نافذ ہونی چاہیے اور شمس اللامہ سرخسی نے ذکر کیا ہو کہ اجماع متاخر سے اختلاف مقدم اٹھ جانے میں اتفاق ہو تو عدم نفاذ کا حکم سب کے نزدیک ہوگا اور حضرات رحمہ نے ذکر کیا کہ قضا نافذ نہ ہوگی اور کچھ اختلاف ذکر نہیں کیا ہو۔ اور بالبال اقصیٰ البجامع میں ہو کہ ام ولد کی بیع جائز ہونے میں قاضی کا حکم دوسرے قاضی کے جاری کرنے پر متوقف رہتا ہو اور یہی اصح ہو اور اگر دوسرے قاضی نے اسکو جاری کیا تو پھر کسی کو باطل کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ اور اگر دوسرے نے باطل کر دیا تو پھر کسی کو اس کے نافذ کرینکا اختیار نہ ہوگا۔ اور ایسا ہی حکم ہر اس حاشہ میں ہو جسکے باب میں لوگوں میں اختلاف ہو کہ یہ مختلف فیہ ہو یا نہیں ہو۔ زیادات میں ہو کہ اگر اہل حرب کو مسلمان نے قید کر کے دارالاسلام میں رکھا پھر انہیں مشرکوں نے غلبہ کر کے قید سی جھین لیے مگر دارالحرب میں محفوظ نہ کیے پھر اُنہیں دوسرے فرقہ مسلمانوں کا غالب ہوا اور ان کے ہاتھ سے دارالاسلام میں چھین لیے تو قیدی پہلے فرقہ مسلمانوں کو دیدیے جاویں گے غرض فریق ثانی نے انکو باہم تقسیم کر لیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر فریق ثانی کے امام کی رائے میں یہ فعل مشرکوں کا احرار اور قبضہ ملک نام ہوئے تو البتہ فریق ثانی اس کے حقدار ہونگے یہ محیط میں لکھا ہو سیر کبیر میں مذکور ہو کہ اگر مشرکین مسلمانوں کے اسباب پر غالب ہوئے اور چھین کر اپنے لشکر میں اسکا احرار کیا اور یہ دارالاسلام میں ہو پھر دارالحرب میں لیجانے سے پہلے ایک جماعت مسلمانوں کی ان پر غالب ہوئی اور وہ مال چھین لیا تو یہ مال اپنے مالکوں کا ہو۔ اور اگر امام کو اسکا علم نہوا یا نہ نک کہ اُس نے اہل غنیمت کو یہ مال تقسیم کر دیا تو قسمت باطل ہوگی اور مال اس کے مالک کو دیا جائیگا۔ پس اگر امام نے مشرکوں کا چھین کر اپنے لشکر میں رکھنا احرار نام اعتقاد کیا ہو اور اس بنا پر اُسے غنیمت کے ساتھ مال اہل غنیمت کو تقسیم کیا پھر مقدمہ کسی دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا اور وہ ایسے قبضہ کو مشرکوں کے واسطے احرار نہیں سمجھتا ہو تو جو کچھ امام نے حکم دیا جائز ہو اور دوسرا قاضی اسکو بدل نہیں سکتا ہو اور اسکی تفسیر یہ مسئلہ ہو کہ اگر کسی نے فاسقوں کی گواہی سے غائب پر فیصلہ کیا یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی پر کسی غائب پر نکاح کا حکم دیدیا تو قضا نافذ ہو جائیگی اگرچہ شخص قضا علی الغائب کا قائل ہو وہ یہ کہتا ہو کہ نکاح میں عورتوں کی گواہی نہیں ہونی ہو اور نہ فاسقوں کی بالکل گواہی جائز ہو لیکن چونکہ دونوں صورتیں مجتہد فیہ میں واسطے قاضی کا اجتہاد دونوں میں جاری ہوگا

اور جو سیر کبیر میں مذکور ہے اس باب میں صریح ہو کہ کافر کے مالک ہونے کا حکم صرف غلبہ سے بدون اسکے کہ وہ دار الحرب میں کسی مال مسلمان کو لجا دے اگر قاضی نے دیدیا تو قضا نافذ ہو اور بعضوں نے کہا کہ شرح جامع بغیر میں مذکور ہے کہ نافذ نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی قاضی نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا تو نافذ نہ ہوگا اور کتاب الاستحسان میں مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اور سفیان ثوری کے نزدیک نافذ ہوگا قال المزیہی ہو الاصح اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک نافذ نہ ہوگا اور اقصیۃ البحار میں ہے کہ ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ متوقف رہتا ہے۔ اگر دوسرے قاضی نے نافذ کیا تو نافذ ہے۔ اگر کسی فرج کیے ہوئے جانور کے جسر قصداً ذبح کرنے سے البسم اللہ اکبر یعنی اللہ کا نام لینا چھوڑ دیا ہو حلال ہونے کا حکم دیا تو نوادر میں مذکور ہے کہ امام اعظم رحمہ و محمد رحمہ کے نزدیک نافذ ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک نافذ نہ ہوگا۔ اگر دیا قصاص میں ایک مرد۔ اور دو عورتوں کی گواہی پر حکم دیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا کہ جو اسکی رائے کے خلاف تھا تو وہ اسکے حکم کو نافذ کرے اور باطل نہ کرے۔ سیر کبیر میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ایک گھوڑا خرید لیا اور اس پر سوار ہو کر جا دیا پھر دار الحرب میں اس میں کوئی عیب نہ پایا پس اگر باقی لشکر میں اسکے ساتھ ہو تو اس سے مقدمہ کر لے اور اگر موجود نہ ہو تو چاہیے کہ اس پر سوار نہ ہو لیکن اپنے ساتھ مالک لاوے یہاں تک کہ اسکو دارالاسلام میں لے آئے اور اگر وہ اپنی حاجت ذاتی کے واسطے سوار ہوا یا اپنا اسباب اس پر لادنا تو دایبہی کا حق ساقط ہو جائیگا خواہ اسکو دوسرا گھوڑا دستیاب ہو یا نہ ہو۔ اور اگر وہ شخص امام کے پاس آیا اور اسکو آگاہ کیا اور اس نے حکم دیا کہ سوار ہو تو دایبہی کا حق باطل ہو گیا۔ اور اگر امام نے اسکو زبردستی سوار کیا اس جہت سے کہ اس کے جان کا خوف تھا اور اس سوار می سے گھوڑے میں کچھ نقصان بھی نہیں آیا تو اسکو واپس کرنے کا حق چل ہے۔ اور اگر امام نے زبردستی نہ کی و لیکن یہ کہا کہ تو سوار ہو لے اور تیرا حق داپہی برقرار ہو اور وہ سوار ہو گیا تو حق دایبہی جاتا رہیگا پھر اگر اسکے بعد دونوں نے کسی قاضی کے پاس پیش کیا اور قاضی نے بطریق اجتہاد کے اس پر لشکر کے کہنے کی وجہ سے اسکو سبب جب کے واپس کیا پھر یہ دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا جسکی رائے میں بے قاضی کا فعل خطا ہو تو وہ پہلے کا حکم جاری کریگا۔ اگر کسی قاضی نے یہ حکم دیا کہ جس شخص پر طلاق دینے کے واسطے زبردستی کیجا دے اسکی طلاق باطل ہو تو قاضی کا حکم نافذ ہوگا۔ اگر قاضی نے کسی مختلف فیہ صورت میں حکم دیا اور اسکو یہ نہیں معلوم تھا کہ ایسی صورت ہو تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو جنہوں نے کہا کہ اسکی قضا نافذ ہو جائیگی تو اسی کی طرف امام محمد رحمہ نے کتاب الاکراہ میں اشارہ کیا ہے اور ایسا ہی حسن رحمہ نے امام اعظم رحمہ سے روایت کیا ہے اور عامہ مشائخ نے کہا کہ جائز نہیں بلکہ اسی کی طرف سیر کبیر میں اشارہ ہے چنانچہ ابوالفضلہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص ہر گیا اور اس نے ایک غلام چھوڑا اور اس پر بہت قرضہ ہو پھر قاضی نے اسکے غلام کو فردخت کیا اور اسکا قرضہ ادا کیا پھر گواہ قائم ہوئے کہ اسکے مالک نے اسکو مدبر کیا تھا تو قاضی کی بیع باطل ہوگی اور اگر قاضی اسکے مدبر کرنے سے واقف تھا پھر اس نے اسکا مدبر کرنا تو ردیا اور اجتہاد کیا اور پھر اسکا قرضہ ادا کیا پھر دوسرا قاضی ہو کہ اس نے اس فعل کو خطا تصور کیا تو پہلے قاضی کی قضا نافذ ہوگی۔ اور ایسا ہی کتاب الرجوع عن الشہادات میں مذکور ہے کہ اگر محمد و القذف گواہوں نے گواہی دی اور قاضی انکی کیفیت سے واقف ہوا اور اس نے انکی گواہی پر

فیصلہ کیا پھر واقف ہو اسی اگر اسکی یہ رائے تھی کہ محدہ القذف کی گواہی تو یہ کرنے کے بعد مقبول ہوتی ہو تو قضا نافذ ہوگی اور اگر اسیکے اعتقاد میں یہ بات نہ تھی تو اپنی قضا کو رد کرنے۔ اور اگر اسکو ابتداء میں شہادت میں شاکہ کا محدود القذف ہونا معلوم ہو اسی اگر اسے اجتہاد ہی یہ ہو کہ ایسے گواہ کی گواہی حجت ہو تو قضا نافذ کرے ورنہ نہیں۔ پس یہ کلام صریح ہو کہ اگر قاضی کو وہ صورت مجتہد فیہ معلوم ہو تو اسکی قضا نافذ ہوگی ورنہ نہیں اور اسی کی طرف جامع میں بھی اشارہ ہو اور ایسا ہی خصاف نے ذکر کیا ہو کذا فی المحیط۔ صورت مجتہد فیہ میں اگر قاضی نے حکم کیا اور اسکو اسکا علم نہیں ہو تو اس پر یہ کہ جائز نہیں ہو اور صرف اس صورت میں نافذ ہوگی کہ جب اسکو مجتہد فیہ ہونا معلوم ہو اور شمس الائمہ نے فرمایا کہ یہی ظاہر المذہب ہو یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو اور خلاصہ میں لکھا ہو کہ قاضی کو اس صورت کا مختلف فیہ ہونا معلوم ہونے کی جو شرط ہو اگرچہ ظاہر المذہب ہو لیکن فتوے اسکے برخلاف ہو یہ بحر الرائق میں لکھا ہو اور یہاں ایک شرط مجتہدات میں نفاذ قضا کے لیے اور یہ بھی ہو یہ کہ حکم حادثہ ایسا ہو جاوے کہ جہن قاضی کے سامنے ایک خصم کی دوسرے خصم کی طرف حضومت صحیحہ جاری ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر محدود القذف کی شہادت پر تو بہ کے بعد قاضی نے فیصلہ کیا اور اسکی رائے میں اسکی گواہی حجت ہو تو اسکی قضا اس واسطے نافذ ہوگی کہ یہ صورت مجتہد فیہ ہو۔ اور اقتضیہ الجماع میں میں نے امام عبدالرحیم کی ردایت سے تعلیق نقل کیا ہو کہ اگر محدود القذف کی شہادت پر بعد تو بہ کے قاضی نے فیصلہ کیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو دوسرا قاضی اس قضا کو اسوقت باطل نہ کرے گا کہ جب اول قاضی کے نزدیک یہ شہادت حقی ہو اور دوسرے قاضی کو بھی معلوم ہو کہ پہلا قاضی اسکو حق جانتا ہو یا اسکو پہلے قاضی کا حق جانتا یا نہ جانتا کچھ معلوم نہ ہو اور اگر دوسرے قاضی کو معلوم ہو کہ محدود القذف کی گواہی پہلے قاضی کے نزدیک درست نہیں ہو مثلاً پہلے قاضی نے اس کے سامنے کہا کہ یہ قول ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ محدہ القذف کی گواہی اگرچہ وہ تو بہ کرے مقبول نہیں ہے پھر تو دوسرے قاضی کو اختیار ہو کہ پہلے قاضی کے حکم کو باطل کرے کذا فی المحیط۔ اگر کوئی قاضی خود محدود القذف ہو اور اس نے تو بہ کرنے سے پہلے کوئی حکم جاری کیا تو دوسرا قاضی اسکا باطل کرے گا جتنے کہ اگر اس نے نافذ کیا اور تیسرے کے سامنے پیش ہوا تو تیسرے قاضی کو باطل کرنا چاہیے کیونکہ وہ قاضی بالاجماع صلاحیت نہیں رکھتا تو دوسرے کا حکم ہی مخالف جماع و باطل ہوگا۔ لیکن اگر محدود القذف قاضی نے تو بہ کے بعد فیصلہ کیا تو بھی ہمارے نزدیک نافذ ہوگا لیکن دوسرا قاضی اسکو نافذ کر سکتا ہو اور اگر اس نے نافذ کیا اور تیسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو وہ باطل نہیں کر سکتا ہو چھ صاف رد کے ادب القاضی میں مذکور ہو۔ اور قاضی فاسق نے اگر حکم دیا اور دوسرے قاضی نے اسکو باطل کیا تو تیسرا قاضی اسکو نافذ نہیں کر سکتا ہو یہ محیط شرحی میں لکھا ہو۔ اگر قاضی اندھا ہو اور اس نے فیصلہ کیا تو اسکا نافذ دوسرے قاضی کے نافذ کرنے پر موقوف ہو اور جب اس نے نافذ کیا تو تیسرا قاضی اسکو باطل نہیں کر سکتا ہو اور اگر تانی نے اسکو باطل کیا اور اسکی رائے میں بھی باطل ہو تو باطل ہو جائیگا اگر قاضی نے احد الزوجین اور دوسرے شخص کی گواہی پر دوسری زوج کے واسطے فیصلہ کیا یا والد کی گواہی پر اس کے بیٹے کا فیصلہ کیا یا بیٹے کی گواہی پر باپ کا فیصلہ کیا تو نافذ ہوگا بھانٹا کہ دوسرے قاضی کو اس کے باطل کرنے کا اختیار نہیں ہو اگرچہ اسکی رائے میں یہ باطل ہو یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک عورت نے

۴۵۳
بہیچہ محدود القذف
اگر اس نے تو بہ کرنے سے پہلے کوئی حکم جاری کیا تو دوسرا قاضی اسکو باطل کرے گا جتنے کہ اگر اس نے نافذ کیا اور تیسرے کے سامنے پیش ہوا تو تیسرے قاضی کو باطل کرنا چاہیے کیونکہ وہ قاضی بالاجماع صلاحیت نہیں رکھتا تو دوسرے کا حکم ہی مخالف جماع و باطل ہوگا۔ لیکن اگر محدود القذف قاضی نے تو بہ کے بعد فیصلہ کیا تو بھی ہمارے نزدیک نافذ ہوگا لیکن دوسرا قاضی اسکو نافذ کر سکتا ہو اور اگر اس نے نافذ کیا اور تیسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو وہ باطل نہیں کر سکتا ہو چھ صاف رد کے ادب القاضی میں مذکور ہو۔ اور قاضی فاسق نے اگر حکم دیا اور دوسرے قاضی نے اسکو باطل کیا تو تیسرا قاضی اسکو نافذ نہیں کر سکتا ہو یہ محیط شرحی میں لکھا ہو۔ اگر قاضی اندھا ہو اور اس نے فیصلہ کیا تو اسکا نافذ دوسرے قاضی کے نافذ کرنے پر موقوف ہو اور جب اس نے نافذ کیا تو تیسرا قاضی اسکو باطل نہیں کر سکتا ہو اور اگر تانی نے اسکو باطل کیا اور اسکی رائے میں بھی باطل ہو تو باطل ہو جائیگا اگر قاضی نے احد الزوجین اور دوسرے شخص کی گواہی پر دوسری زوج کے واسطے فیصلہ کیا یا والد کی گواہی پر اس کے بیٹے کا فیصلہ کیا یا بیٹے کی گواہی پر باپ کا فیصلہ کیا تو نافذ ہوگا بھانٹا کہ دوسرے قاضی کو اس کے باطل کرنے کا اختیار نہیں ہو اگرچہ اسکی رائے میں یہ باطل ہو یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک عورت نے

عورت کو الگ کر دیا تو کیا یہ جدائی واقع ہو جائیگی انھوں نے فرمایا کہ مان اگر نفقہ سے عجز متحقق ہو تو جدائی ہو جائیگی
 سچ دریافت کیا گیا کہ اگر شوہر کی زمین اور املاک یہاں موجود ہو تو نفقہ سے عجز متحقق ہوگا انھوں نے فرمایا کہ مان
 اگر خصل نفقہ سے نہیں ہو تو متحقق ہوگا کیونکہ ان چیزوں کا نفقہ میں فروخت کرنا جائز نہیں ہو کیونکہ یہ بمنزلہ قضا علی الغائب
 کے ہو۔ اور صاحب ذخیرہ نے فرمایا کہ اس جواب میں اعتراض ہو اور صحیح یہ ہو کہ یہ قضا صحیح نہیں ہو اور اگر دوسرے
 قاضی کے سامنے پیش ہوا اور کسے اجازت دیدی تو صحیح یہ ہو کہ یہ قضا نافذ ہوگی۔ مجموع النوازل میں مذکور ہے کہ
 کہ شیخ الاسلام عطا بن حمزہ سے دریافت کیا گیا کہ بالذکر لڑکی کے باپ نے نابالغ لڑکے سے اسکا نکاح کر دیا وہ
 باپ نے قبول کیا پھر وہ دونوں بڑے ہوئے اور دونوں میں فیصبت منقطع تھی اور نکاح میں گواہ فاسق تھے تو کیا
 قاضی کو جائز ہو کہ شافعی مذہب کے قاضی کے پاس بھیج دے کہ وہ اس نکاح کو باطل کر دے اس سبب سے کہ اس کے گواہ
 فاسق تھے تو انھوں نے فرمایا کہ مان جائز ہو اور قاضی خفی کو جائز ہو کہ خود ایسا کرے اور شافعی کا مذہب
 ہے لیونکہ اگر خود اسکا مذہب یہ ہو۔ اور اسی طرح نکاح بغیر ولی میں اگر اسکو تین طلاق دی پھر دوسری زوج محلل کے
 دخول سے پہلے اس سے نکاح کر لیا اگر اس صورت میں امام مجتہد کا مذہب لیکر اس نکاح کی صحت اور عدم وقوع طلاق کا
 حکم دیا ہو تو جائز ہو اور مجتہدین رحمہ فرماتے ہیں کہ میرے استاد اسکو روا نہیں رکھتے تھے بلکہ اگر شافعی لکھتے
 کے پاس بھیج دے تاکہ وہ دونوں میں عقد کر دے اور صحت کا حکم دیدے تو جائز ہو بشرطیکہ کاتب اور مکتوب الیہ
 اہلین رشوت نہ لیوں اور اس قضا سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ہلا نکاح حرام یا آمین مشبہ تھا ایسا ہی فتاویٰ سے
 نسفی میں مذکور ہو اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ اگر بلا گواہ کے نکاح جائز ہو تو حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہو جائیگی
 اور ایسا ہی جامع الفتاویٰ میں لکھا ہے۔ اور ملاحظہ میں ہو کہ اگر کسی عورت نے ایک محل میں کہا کہ یہ میرا شوہر ہے
 اور مرد نے کہا کہ یہ میری عورت ہے تو اس نکاح کے انعقاد میں اختلاف ہو اور اگر قاضی نے اسکا حکم دیدیا تو بالاتفاق
 نکاح ہو گیا۔ اگر کسی عورت نے دس دن کے واسطے نکاح کیا اور اسکو کسی قاضی نے جائز رکھا تو جائز ہو کیونکہ امام زفر رحمہ
 کے نزدیک اگر کسی عورت سے ایک مہینہ کے واسطے نکاح کیا تو صحیح ہو اور مدت کا ذکر کرنا لغو ہوگا پس اگر اس نکاح
 کے جواز کا حکم دیا تو نافذ ہوگا اور اگر عورتوں کے متنبہ جائز ہو تو حکم کیا تو جائز ہوگا اور اسکی صورت یہ ہو کہ کسی عورت
 سے کہا کہ میں تجھے تنے مدت بعض اس مال کے متنبہ کرتا ہوں بخلات اسکے کہ اگر لفظ تزویج و نکاح ذکر کیا
 مثلاً کہ کہ میں نے تیرے ساتھ ایک مہینہ تک یا دس دن تک نکاح کیا تو یہ نکاح جائز ہو اگر قاضی اسکے جواز کا
 حکم دیدیوے۔ اور اگر نکاح عورت کا حکم بسبب نابینائی یا جنون یا مثل اسکے دیدیا تو اسکے قضا نافذ ہوگی
 کیونکہ حضرت عمر رضی فرماتے تھے کہ پانچ عیوب سے رو کرنا عورت کا درست ہے اور اگر انہیں سے ایک عیب کی وجہ سے رو کرنا
 کا حکم کیا تو نافذ ہوگا کیونکہ ہمارے اصحاب میں امین اختلاف ہے امام محمد رحمہ رو کا حکم دیتے ہیں۔ اگر بلا گواہی کے
 مہر باطل ہو تو حکم دیا یا بدون اقوار کے بطلان مہر کا حکم کیا اور بعض لوگوں کا مذہب اختیار کیا کہ نکاح کے
 قدیم ہونے سے مہر ساقط ہوتا ہو تو باطل ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ مہر یا داکرنے سے ساقط ہو گیا بری کرنے سے اگر کسی نے
 کے بارہ میں یہ حکم دیا کہ اسکے لیے مدت نہ دی جائیگی تو قضا باطل ہو۔ اور صغریٰ میں ہے کہ خلع کے باب میں
 قاضی کا حکم کہ وہ فسخ ہو شلی اور مسائل مجتہدات کے ہو کیونکہ شیخ الاسلام خواہر زادہ نے اس میں اختلاف

یہاں تک کہ اگر
 جہن گواہ نہ ہو
 موت ایجاب قبول تھا
 اور قاضی اس نکاح
 کیوں کہ حکم نہیں دیا
 و جائز ہو جائیگا
 یہاں تک کہ نکاح
 نہ ہو جائیگا
 اور قاضی نے یہ حکم دیا
 کہ عورت کا نکاح
 ہو تو قضا نافذ ہوگی

صحابہ رضہ نقل کیا جو پس اگر فرخ ہو نیکا حکم دیا تو قضا نافذ ہوگی۔ نکاح کے پہلے اگر طلاق باطل ہو نیکا حکم کیا یا حیوان
 میں بیع مسلم کا حکم دیا تو جائز ہو یہ فصول عادیہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے بدون عورت کی رضا مندی کے رجعت
 کر لی اور ایسے قاضی کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہو کہ جسکے نزدیک عورت کی رضا مندی رجعت میں موافق مذہب
 شافعی کے شرط تھی پھر اسے رجعت کو باطل کر دیا تو یہ قضا بعض کے نزدیک نافذ نہ ہونا چاہیے کیونکہ رجعت میں
 عورت کی رضا مندی ظاہر مذہب شافعی کا نہیں ہے اور نہ انکی کتابوں میں مذکور ہو بلکہ اصحاب شافعی سوالات
 میں بطور منع کے پیش کرتے ہیں اور فقط اس قدر سے مجتہد فیہ نہیں ہو سکتا ہے اور ہمارے اصحاب اجماع کا دھوسے
 کرتے ہیں کہ بالا جماع صحت رجعت کے واسطے عورت کی رضا مندی شرط نہیں ہے پس اسکا حکم نافذ نہ ہوگا کذا فی الذخیر
 اگر اپنی عورت کو حالت حیض یا حل میں طلاق دی یا دخول سے پہلے تین طلاق دین پھر کسی قاضی نے حاملہ یا حاملہ کے
 طلاق باطل ہو نیکا حکم دیا یا ایک سے زائد طلاق باطل ہو نیکا موافق مذہب بعض کے حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہوگی اور
 اسی طرح تین طلاق ایک ہی کلمہ سے دینے کو یا اس طرح میں جس میں جماع کیا ہو طلاق دینے کو باطل کیا تو اسکی
 قضا باطل ہوگی۔ اور اگر یا کر اہ مجبور کیے گئے شخص کی طلاق دینے کو باطل کیا تو اسکی قضا نافذ ہوگی
 اور اگر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا تو پہلے قاضی کے حکم کو نافذ کر لیا۔ اور فتاویٰ رشید الدین میں ہے
 کہ اگر مستثنیٰ کی طلاق نہ واقع ہو نیکا حکم کیا تو نافذ ہوگا کیونکہ باہم صحابہ رضہ میں اس مسئلہ میں اختلاف تھا
 اور بھی فتاویٰ رشید الدین میں مذکور ہے کہ اگر دوسرے شوہر نے بعد دخول کے طلاق دی پھر دوبارہ اس
 عورت سے نکاح کیا اور وہ عدت میں تھی پھر قبل دخول کے اسکو طلاق دی پھر اس سے پہلے شوہر نے نکاح
 کیا اور بنو زعدت نہ گذری تھی اور کسی حاکم نے اس نکاح کی صحت کا حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہوگی کیونکہ اجتہاد کو
 اس صورت میں گنجائش ہے اور وہ زفر کا مذہب ہے۔ اگر صغیرہ لڑکی کی طرف سے باپ نے خلع لیا اور اسکے
 جائز ہو نیکا قاضی نے حکم کیا تو نافذ ہوگا۔ اگر متمدنہ الطہر کی عدت مہینوں سے گذرنے کا حکم کیا تو متہاجرات الشیعہ
 میں امام مالک سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جس عورت کو اسے شوہر نے طلاق دی اور چھ مہینے گذر گئے
 اولے خون نہ دیکھا تو اسکے پاس کا حکم دیا جائیگا جتنے کہ اسکے بعد اسکی عدت تین مہینے کے حساب سے ختم ہوگی
 اور ابن عمر سے بھی ایسا ہی مروی ہے پس اس بنا پر اگر متمدنہ الطہر کے حد یا اس پر پہنچنے سے کہ بچپن برس ہوتے
 ہیں پہلے پچاس برس یا دو ایک برس پہلے اگر اسکا خون منقطع ہو گیا تو موافق اقتدار شیخ الاسلام برہان الدین
 کے اگر اسے شوہر نے اسکو طلاق دی اور اس پر چھ مہینے گذر گئے پھر تین مہینے کی عدت کی شمار کی اور اس پر کسی
 قاضی نے حکم کیا تو نافذ نہ ہونا چاہیے کیونکہ یہ مجتہد فیہ ہے اور اسکا یا درکھنا چاہیے کیونکہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہے
 اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو قبل دخول کے طلاق دی اور قاضی نے آدھے سامان جیسے دینے کا اسکے
 پہلے حکم کیا حالانکہ عورت نے مہر پر قبضہ کر لیا اور سامان لے لیا تو اسکی قضا نافذ نہ ہوگی کیونکہ مجہود کے خلاف ہے
 اگر ایک شخص نے اپنے غلاموں میں سے ایک کو آزاد کیا اور بیان سے پہلے مر گیا اور قاضی نے قرعہ ڈالنے
 کا حکم کیا تو اسکی قضا نافذ ہوگی اسلئے کہ مجتہد فیہ ہو مالک اور شافعی رحمہ اللہ کے قائل ہیں یہ فصول عادیہ
 میں ہے۔ ایک شخص نے اپنا آدمی یا غلام آزاد کیا یا غلام دو شخصوں میں مشترک تھا کہ ایک نے آزاد کیا اور وہ

کسی شخص نے
 حکم کیا تو اسکی قضا نافذ نہ ہوگی
 سے نکاح کرانے
 کا دھوسے
 حکم کیا تو اسکی قضا نافذ نہ ہوگی
 وہ عورت جو عدت میں
 طلاق دی ہو اسکی قضا نافذ نہ ہوگی
 جہنم کے بارے میں

تخص ننگہ دست ہو اور قاضی نے دوسرے کو حکم کیا کہ اپنا حصہ فروخت کرے اور اسے فروخت کر لیا پھر دونوں نے کسی اور قاضی کے پاس خاصہ کیا کہ جسکی یہ ملے نہ تھی تو خضات رم نے ذکر کیا کہ دوسرا قاضی بیع اور قضا کو باطل کر دیکھا اور جس اللہ حلوانی نے ذکر کیا کہ یہ قول خضات رم کا ہو اور اس مسئلہ میں کوئی روایت ہمارے اصحاب سے نہیں ہے اور اگر خضات رم کا قول موجود نہ ہو تا تو ہم کہتے کہ اسکی قضا نافذ ہوگی کیونکہ اسے مجتہد فیہ میں حکم دیا ہو یہ ظہر یہ میں نکھا ہو۔ اگر مسئلہ خمس میں قاضی نے حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہوگی کیونکہ یہ مختلف فیہ ہو۔ شرط ابو نصر دہلوی میں ہو کہ اگر ہر بن غنیمت قسم واقع ہو تو چاہیے کہ کسی حاکم کا حکم لے تاکہ صحیح ہو۔ اگر یا نی کی بیع جائز ہو چکا حکم کیا تو دوسرے کو اختیار نہیں ہو کہ اسکو باطل کرے اور اگر اسے باطل کیا تو دوسرے کو جائز کرینکا اختیار نہیں ہو۔ جامع الفوائد اور سیر کبیر میں ہے کہ اگر کسی ایسی بیع کے جائز ہو چکا حکم کیا جو رہت مہول کی شرط کی وجہ سے فاسد تھی تو اسکی قضا نافذ ہوگی جبکہ اس باب میں اسکے پاس خاصہ ہوا ہو اور مشتری کو بیع اپنے پاس رکھنا جائز ہو۔ اگر کسی مدبر کی بیع جائز ہو چکا حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہوگی۔ اور مکاتب کی بیع اسکی رضامندی سے جائز ہو اور یہی روایت انہر ہے۔ اگر ایک نوع کی تجارت کے ماذون غلام میں حکم دیا کہ اسکو کل نوع کی اجازت نہیں کہ تو نافذ ہوگا یہ ضول عمادیہ میں ہے۔ اور قاضی لوگ جو یہ فعل کرتے ہیں کہ بیع رضات کو فسخ کرنے یا بیع مدبر وغیرہ میں شافعی مذہب کے سپرد کرتے ہیں تو یہ فعل صرف اسوقت جائز ہو کہ سپرد کرنے والے کی بھی یہ رائے ہو مثلاً اسکے نزدیک یہ رائے اجتہادی ظاہر ہو اور اگر اسکی یہ رائے نہ ہو تو سپرد کرنا صحیح نہیں ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ سپرد کرنا درست ہے اگرچہ اسکی خود یہ رائے نہ ہو اور یہی مختار ہے یہ خزانہ المفتین میں لکھا ہے اور اگر قاضی شافعی مذہب کو اس واسطے سپرد کیا کہ اپنی رتب سے فیصلہ کرے یا موافق حکم شرع کے فیصلہ کرے تو یہ بغویض سب کے نزدیک نافذ ہوگی یہ قاضی قاضیان میں لکھا ہے اگر ایک دار کے خلاص کرینکا جو مشتری سے استحقاق میں لے لیا جاوے اور اسی کے مثل دار کے خاص ہو چکا کسی قاضی نے حکم دیا کہ جائز ہو پھر وہ دوسرے کے سامنے پیش ہوا تو وہ سراسر اسکو باطل کر چکا صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک دار فروخت کیا اور بانی یا کوئی اجنبی مشتری کے واسطے خلاص کا ضامن ہوا۔ اور خلاص کے یہ معنی ہیں کہ ضامن نے مشتری سے کہا کہ اگر یہ دار تیرے ہاتھ سے استحقاق میں لے لیا گیا پس میں ضامن ہوں کہ اس دار کو بیع یا ہبہ سے خلاص کر کے تیرے سپرد کر دیکھا اور اگر اسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو گیا اور خلاص نہ کر سکا تو اسکے مثل دوسرا دار خرید کر کے تیرے سپرد کر دیکھا پس ایسی ضمانت ہمارے نزدیک باطل ہے۔ اور اجنون کے نزدیک یہ ضمانت صحیح ہے اور یہ تفسیر ضمان خلاص کی جو مذکور ہوئی۔ امام اعظم رم کے نزدیک ہے اور اسی کو صاحب الاقتضی نے اختیار کیا ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک ضمان خلاص اور عمدہ اور درک ایک ہی ہے یعنی وقت استحقاق کے ضمن دلہن دلانے کی ضمانت کرنا ہو اور امام اعظم رم کے نزدیک یہ تفسیر ضمان درک کے ہے اور ضمان خلاص کی وہ تفسیر جو سابق مذکور ہوئی۔ اور ضمان عمدہ کے یہ معنی ہیں کہ اس قدر بی نوبتہ کی طرف سے جو بانی کے پاس ہے ضامن ہونا پس صاحبین کے نزدیک جب ضمان خلاص کے معنی ضمان درک ہیں تو انکے نزدیک صحیح ہوگی۔ اگر بیع مشتری کے ہاتھ سے استحقاق میں لے لی گئی تو وہ ضامن سے قیمت لگا پس ہر گاہ کہ قاضی نے اس ضمان کے صحت کا حکم کیا اور مشتری کے لیے کیل کے ساتھ حق خودت ثابت کیا تو یہ قضا نافذ ہو جائیگی اور جب دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوئی تو اسکو باطل نہ کر چکا۔ اور اگر اسے دار سپرد کرنے کے لیے ضمانت کی ضمانت صحیح نہیں پس ضمانت صحیح ہوگی۔ اگر کسی شخص کی حوالہ دہی

۱۲
 قاضی قاضیان میں لکھا ہے
 اگر قاضی نے حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہوگی
 کیونکہ یہ مختلف فیہ ہو۔ شرط ابو نصر دہلوی میں ہو کہ اگر ہر بن غنیمت قسم واقع ہو تو چاہیے کہ کسی حاکم کا حکم لے تاکہ صحیح ہو۔ اگر یا نی کی بیع جائز ہو چکا حکم کیا تو دوسرے کو اختیار نہیں ہو کہ اسکو باطل کرے اور اگر اسے باطل کیا تو دوسرے کو جائز کرینکا اختیار نہیں ہو۔ جامع الفوائد اور سیر کبیر میں ہے کہ اگر کسی ایسی بیع کے جائز ہو چکا حکم کیا جو رہت مہول کی شرط کی وجہ سے فاسد تھی تو اسکی قضا نافذ ہوگی جبکہ اس باب میں اسکے پاس خاصہ ہوا ہو اور مشتری کو بیع اپنے پاس رکھنا جائز ہو۔ اگر کسی مدبر کی بیع جائز ہو چکا حکم دیا تو اسکی قضا نافذ ہوگی۔ اور مکاتب کی بیع اسکی رضامندی سے جائز ہو اور یہی روایت انہر ہے۔ اگر ایک نوع کی تجارت کے ماذون غلام میں حکم دیا کہ اسکو کل نوع کی اجازت نہیں کہ تو نافذ ہوگا یہ ضول عمادیہ میں ہے۔ اور قاضی لوگ جو یہ فعل کرتے ہیں کہ بیع رضات کو فسخ کرنے یا بیع مدبر وغیرہ میں شافعی مذہب کے سپرد کرتے ہیں تو یہ فعل صرف اسوقت جائز ہو کہ سپرد کرنے والے کی بھی یہ رائے ہو مثلاً اسکے نزدیک یہ رائے اجتہادی ظاہر ہو اور اگر اسکی یہ رائے نہ ہو تو سپرد کرنا صحیح نہیں ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ سپرد کرنا درست ہے اگرچہ اسکی خود یہ رائے نہ ہو اور یہی مختار ہے یہ خزانہ المفتین میں لکھا ہے اور اگر قاضی شافعی مذہب کو اس واسطے سپرد کیا کہ اپنی رتب سے فیصلہ کرے یا موافق حکم شرع کے فیصلہ کرے تو یہ بغویض سب کے نزدیک نافذ ہوگی یہ قاضی قاضیان میں لکھا ہے اگر ایک دار کے خلاص کرینکا جو مشتری سے استحقاق میں لے لیا جاوے اور اسی کے مثل دار کے خاص ہو چکا کسی قاضی نے حکم دیا کہ جائز ہو پھر وہ دوسرے کے سامنے پیش ہوا تو وہ سراسر اسکو باطل کر چکا صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک دار فروخت کیا اور بانی یا کوئی اجنبی مشتری کے واسطے خلاص کا ضامن ہوا۔ اور خلاص کے یہ معنی ہیں کہ ضامن نے مشتری سے کہا کہ اگر یہ دار تیرے ہاتھ سے استحقاق میں لے لیا گیا پس میں ضامن ہوں کہ اس دار کو بیع یا ہبہ سے خلاص کر کے تیرے سپرد کر دیکھا اور اگر اسکے سپرد کرنے سے عاجز ہو گیا اور خلاص نہ کر سکا تو اسکے مثل دوسرا دار خرید کر کے تیرے سپرد کر دیکھا پس ایسی ضمانت ہمارے نزدیک باطل ہے۔ اور اجنون کے نزدیک یہ ضمانت صحیح ہے اور یہ تفسیر ضمان خلاص کی جو مذکور ہوئی۔ امام اعظم رم کے نزدیک ہے اور اسی کو صاحب الاقتضی نے اختیار کیا ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک ضمان خلاص اور عمدہ اور درک ایک ہی ہے یعنی وقت استحقاق کے ضمن دلہن دلانے کی ضمانت کرنا ہو اور امام اعظم رم کے نزدیک یہ تفسیر ضمان درک کے ہے اور ضمان خلاص کی وہ تفسیر جو سابق مذکور ہوئی۔ اور ضمان عمدہ کے یہ معنی ہیں کہ اس قدر بی نوبتہ کی طرف سے جو بانی کے پاس ہے ضامن ہونا پس صاحبین کے نزدیک جب ضمان خلاص کے معنی ضمان درک ہیں تو انکے نزدیک صحیح ہوگی۔ اگر بیع مشتری کے ہاتھ سے استحقاق میں لے لی گئی تو وہ ضامن سے قیمت لگا پس ہر گاہ کہ قاضی نے اس ضمان کے صحت کا حکم کیا اور مشتری کے لیے کیل کے ساتھ حق خودت ثابت کیا تو یہ قضا نافذ ہو جائیگی اور جب دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوئی تو اسکو باطل نہ کر چکا۔ اور اگر اسے دار سپرد کرنے کے لیے ضمانت کی ضمانت صحیح نہیں پس ضمانت صحیح ہوگی۔ اگر کسی شخص کی حوالہ دہی

یا اسکی بیٹی نے عورتوں کے قاتل کو معاف کیا اور قاضی نے اس معاف کرنے کو باطل جانا کیونکہ اسکی رائے میں عورتوں کی طرف سے عفو نہیں اور نہ اٹکا قصاص میں کچھ حق ہو جیسا کہ بعض علماء کا مذہب ہے اور آئسے اس شخص کے قصاص میں قتل کیے جلسے کا حکم دیدیا اور قتل ہونے سے پہلے یہ مقدمہ لیے قاضی کے سامنے نہ ہوا جو عورتوں کے عفو کرنے کو صحیح جانتا ہے تو دوسرا قاضی قصاص کے حکم کو باطل کر دیا اور اس عفو کو نافذ کر بیگا۔ اور اگر اس شخص کے قتل ہونے کے بعد پیش ہوا تو اسکا حکم جاری ہو گیا ہو پس دوسرا قاضی اس امر میں کچھ تعرض نہ کر بیگا البتہ اسکی خرافات اور صاحب الاقضیہ نے ذکر کیا ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یوں کہنا چاہیے کہ جس شخص کے لیے قصاص لینے کا حکم ہے اگر وہ عالم تھا تو اس سے قصاص لیا جائے اور اگر جاہل تھا تو اس سے دیت لیجاوے یہ محیط میں لکھا ہے۔ خلاصہ میں ہے کہ اگر شوہر مردوں یا مستاجر کی بیوی کی اجازت دیدی تو نافذ ہو جائیگی یا اور جامع الفوائد میں ہے کہ اگر قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش ہوئے کہ کسی شخص کی باندی اسکی بیٹی ہے اور آئسے اسکا حکم دیدیا تو وہ حکم میں اسکی بیٹی ہے کہ اس سے وطی کرنا حلال نہیں ہے اور اسکی میراث سے کچھ مال اسکو کھانا حلال نہیں ہے اور یہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ مال میراث کھانے میں کچھ ڈر نہیں ہے۔ اگر ایک گواہ کی گواہی پر اپنے پسر کے خط ہونیکا حکم دیدیا تو قصا نافذ نہوگی۔ اور اگر گواہوں کی گواہی پر ایک مہری وصیت پر حکم کیا بدو اسکے کہ وہ وصیت گواہوں کے سامنے پڑھی گئی ہو تو دوسرا قاضی اس حکم کو نافذ کر دیگا اور اسی طرح اگر اپنے دیوان کے کسی چیز پر فیصلہ کیا اور وہ خود اسکو بھولا ہو یا گواہوں کی گواہی پر ایک نوشتہ کا فیصلہ کیا کہ گواہوں کو نہیں یاد ہے کہ اسہیں کیا لکھا ہے بلکہ وہ لوگ اپنا خط اور مہر پہچانتے ہیں تو دوسرا قاضی بھی اسکو نافذ رکھیں گا مگر اول قاضی کو یہ کرنا نہ چاہیے تھا اور یہ سب امام اعظم رحمہ اور ابو یوسف رحمہ اور زعفران رحمہ کے قیاس پر ہے۔ غایہ میں لکھا کہ ایک شخص نے طلاق یا عتاق واقع ہونے کی قسم کھائی کہ اگر وہ شخص گوشت کھاوے تو اسکی عورت پر طلاق یا اسکا غلام آزاد ہو پھر آئے مچھلی کھائی پھر عورت نے قاضی کے سامنے پیش کیا کہ وہ مچھلی گوشت میں شامل جانتا تھا اسنے دونوں میں جدائی کر دی پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا کہ اسنے نزدیک مچھلی گوشت میں شامل نہیں ہے تو دوسرا قاضی پہلے کے حکم کو نافذ کر بیگا تاہم غایہ میں لکھا ہے۔ اگر قرضدار نے طالب سے کہا کہ اگر میں تیرا قرض آج نہ ادا کروں تو میری عورت پر تین طلاق ہیں اگر تیرا قرض آج نہ ادا ہو گیا اور قرضدار کو خوف ہوا کہ اگر وہ آج نہ غلام ہو تو میں اپنی قسم میں جھوٹا ہو گا یعنی عورت پر طلاق ہو جائیگی اور آئسے قاضی کو اطلاع دی پھر قاضی نے غائب کی طرف سے ایک وکیل مقرر کیا اور وکیل کو حکم دیا کہ مطلوب سے مل لیوے تاکہ وہ قسم میں جھوٹا ہو اور اس پر دوسرے حاکم نے بھی حکم دیا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ جائز نہیں ہے کہ ذاتی الاقضیہ اور یہ سب کا قول ہے اگرچہ بالخصوص امام ابو یوسف کو ذکر کیا ہے۔ اور طاعنی نے ذکر کیا کہ وکیل مقرر کرے اور اسکے قبضہ کر لینے سے اسکی قسم جھوٹی ہوگی اور طاعنی نے کہا کہ اسی پر فتویٰ ہے کہ یہ فیصلہ عادیہ میں ہے۔ اگر امام المسلمین کسی ملک پر غائب آیا اور اہل حرب کے ساتھ جان و مال کا احسان کرنا چاہا تو اسکو یہ اختیار ہے اور انکے قانون پر جزیہ مقرر کرے اور زمین پر خراج مقرر کرے بلکہ زمین کی زیادہ پیداوار کے لحاظ سے حضرت عمرؓ کی مقدار مقررہ سے زیادہ خراج نہ مقرر کرے اور یہ امام ابو یوسف رحمہ

کے نزدیک ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کا اس میں اختلاف ہو اور اس پر اجماع ہو کہ کسی پیداوار کی وجہ سے کم کر دے پھر اگر خراج مقررہ سے کم یا نہ ہونے کے بعد وہ زمین ایسی ہو گئی کہ جس میں زیادہ پیداوار ہو تو اس پر وہی وظیفہ مقررہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مقرر کر سکتا ہے اور اگر امام نے اس زمین پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقررہ خراج یا نہ تھا تو بالاجماع اسکو زیادہ کر دینے کی اجازت نہیں ہے اگرچہ زمین میں اس سے زیادہ خراج اٹھا لینے کی طاقت ہو اور اسی طرح اسکو تحویل خراج کی اجازت نہیں ہے مثلاً پہلا خراج دہم تھا تو اب اسکو بٹائی کر لینا جائز نہیں ہے یا اسکا عکس کیا تو بھی ردائیں ہو۔ پھر اگر کسے اس وظیفہ مقررہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر یا اس کی یا تحویل خراج کی اور اسکا حکم ان پر جاری کر دیا اور اسکی یہ ایک اجتہادی تھی پھر بجائے اس کے دوسرا والی ملک ہوا اور اسکی رائے برخلاف ہو پس اگر پہلے امام کا فعل ان زمین کی خوشی خاطر سے تھا تو دوسرا والی اسکو جاری رکھے اور اگر وہ ان کی خوشی خاطر سے تھا تو دوسرے میں ایک یہ کہ وہ زمین بزرگ شمشیر فتح ہوئی تھی پھر امام المسلمین نے انہیں احسان کیا تو بھی دوسرا والی پہلے کے فعل کو جاری رکھے اور اگر بطور صلح کے فتح ہوئی اور پھر امام اول نے خراج مقررہ میں بڑھایا یا تحویل کی تو دوسرا والی اسکا حکم توڑنے سے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔

میسواں باب جس میں قضاے قاضی جائز ہو اور زمین نہیں جائز ہے ان صورتوں کے بیان میں۔ جانا چاہیے کہ انسان کو اپنے نفس کا قاضی ہونا نہیں جائز ہے پس اگر قاضی نے اپنے واسطے کسی وجہ سے یا کل وجہ سے حکم کیا تو اسکی قضا نافذ نہ ہوگی بان استقدر فرق ہو کہ اگر کل وجہ سے اپنے واسطے حکم کیا تو دوسرے قاضی کے نافذ کرنے سے بھی نافذ ہوگا اور اگر ایک وجہ سے حکم کیا تھا تو نافذ ہوگا۔ اور اگر غیر کے واسطے کل وجہ سے حکم کیا پس اگر قاضی بالیقین قضا کی صلاحیت نہیں رکھتا ہو تو قضا نافذ نہ ہوگی اگرچہ دوسرے قاضی نے نافذ کی ہو اور اگر اسکی صلاحیت میں اختلاف ہو اور دوسرے قاضی نے نافذ کی تو بالاجماع نافذ ہوگی۔ اور اگر قضاے قاضی میں اختلاف ہو کہ کل وجہ سے اپنے غیر کے واسطے حکم دیا ہو یا کسی وجہ سے غیر کے واسطے اور کسی وجہ سے اپنے واسطے حکم کیا ہو تو دوسرے قاضی کے جاری کرنے سے نافذ ہوگی۔ کتاب الوکالہ میں ہے کہ اگر قاضی نے اپنے ایک دار کے فروخت کرنے یا اجارہ دینے کے واسطے یا اپنے ہر حق کے جو دوسرے کی طرف آنا ہو نالش کرنے کے واسطے یا دوسرے کی نالش کی جوابدہی کے واسطے کوئی وکیل کیا تو جائز ہو مگر قاضی کو جائز نہیں ہے کہ اپنے وکیل یا وکیل الکیل کے واسطے حکم دے اور اسی طرح اپنے باپ کے وکیل کے واسطے یا دادا پر دادا وغیرہ ایسے بزرگوں کے وکیل کے واسطے یا بیٹے یا پوتے پر وٹے وغیرہ ایسے خردوں کے وکیل کے واسطے حکم نہیں دے سکتا ہے۔ اور اسی طرح اپنے غلام یا مکتب یا اپنے ایسے رشتہ دار کے غلام یا مکتب کے واسطے جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہے حکم نہیں دے سکتا ہے اور اسی طرح اپنے شریک کے واسطے جسکو شرکت مفادضہ یا شرکت عنان ہے حکم دینا درست نہیں ہے بشرطیکہ خصوصیت مال شرکت میں ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایسا شخص وکیل ہوا ہو جسکے حق میں قاضی کی گواہی مقبول نہیں ہے تو قاضی کو اسکے واسطے حکم دینا درست نہیں ہے جیسے ملین یا اولاد یا زوج یا زوجہ یا نزدیک یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اگر ایک شخص مرگیا اور اسنے قاضی کے لیے تہائی مال کی وصیت کی اور وصی کسی اور شخص کو کیا تو قاضی کو اس وصیت کے واسطے کسی شخص کی قضا درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر قاضی وصیت کے وارثوں میں سے ہو تو وصیت کے واسطے کچھ حکم نہیں دے سکتا ہے۔ اور اسی طرح اگر وصی لہ قاضی کا بیٹا یا اسکی عورت وغیرہ ایسے شخصوں میں سے ہو جسکے

میں لکھا ہے کہ اگر قاضی نے اپنے واسطے حکم کیا تو اسکی قضا نافذ نہ ہوگی

حق میں قاضی کی گواہی مقبول نہیں یا اُن لوگوں کا غلام ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اسی طرح اگر قاضی وکیل ہو
 وصی کی طرف سے میراث میت کے باب میں تو بھی یہی حکم ہو کیونکہ ظاہر میں تضامی قاضی کے لیے ہوگی۔ اسی طرح
 اگر قاضی کا قرضہ میت پر آتا ہو تو میت کے لیے کچھ حکم دینا درست نہیں ہو۔ اگر دونوں مضامین میں سے ایک نے
 قاضی کے غلام یا کاتب یا ایسے شخص کو جس کے حق میں قاضی کی گواہی مقبول نہیں ہو وکیل کیا تو قاضی کو جائز نہیں ہو
 کہ وکیل کے لیے اُسکے محاصرہ پر کچھ حکم کرے کیونکہ ظاہر میں تضامی وکیل کے واسطے ہوگی اگر کسی شخص کو خصوصیت کے واسطے
 وکیل کیا پھر وکیل قاضی ہو گیا تو اُسکو اختیار نہیں ہو کہ اپنی وکالت کے مقدمہ میں کچھ حکم کرے کیونکہ تضامی حیث الظاہر
 اسی کے واسطے واقع ہوگی اور اُسکو یہ بھی اختیار نہیں ہو کہ اپنے موکل کی طرف سے وکیل قائم کرے کیونکہ اگر
 اُس نے حکم تضامی وکیل کیا تو تضامی علی الغائب ہو اور اگر حکم وکالت وکیل کیا تو یہ وکیل ایسا ہو کہ موکل نے اُس سے
 یہ نہیں کہا تھا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہو اور اگر موکل نے اُس سے یہ کہہ دیا تھا کہ جو تو کرے وہ جائز ہو پھر اس نے
 وکیل مقرر کیا تو جائز ہو مگر قاضی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اس وکیل کے واسطے فیصلہ کرے **فصل المترجم**
 اعلم ان فی المسائل کلها اندل القیضی لہ ولیس فی شیء منها اندل القیضی علیہ قال وند علی الخلاف الذی قدم فند کر والد اعلم
 جامع کبیر میں لکھا ہے کہ ایک شخص مر گیا اور اُسکے مختلف قرضی لوگوں پر ہیں کچھ قاضی پر ہے اور کچھ قاضی کی جو رو یا بیٹے
 وغیرہ پر جسکی گواہی قاضی کے حق میں مقبول نہیں ہو پھر ایک شخص نے اس قاضی کے پاس دعوے کیا کہ میت
 نے میرے لیے وصیت کی ہے۔ پس واضح ہو کہ یہاں تین مسئلہ میں ایک یہی جو مذکور ہوا اور اس مسئلہ میں یہ حکم ہو
 کہ اگر قاضی نے اُسکی وصایت کا حکم دیا تو استحساناً درست ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے ان قرضداروں میں سے اسی وصی
 کو قرضہ ادا کیا تو بری ہو جائیگا اور اگر یہ فیصلہ دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہو تو جاری رکھیا اور باطل نہ کرے
 اور اگر قاضی نے اُسکی وصایت کا حکم نہ کیا حتیٰ کہ قاضی نے یا کسی دوسرے قرضدار نے قرضہ ادا کیا پھر اُسکے ہی ہونے
 کا حکم کیا تو اُسکا فیصلہ صحیح نہیں ہے حتیٰ کہ وائوں کو اختیار ہو کہ اُس سے اپنے قرض کا مطالبہ کریں اور اگر دوسرے
 قاضی کے سامنے مقدمہ پیش ہو تو وہ حکم باطل کر دے گا اور اگر اُس نے جاری کیا تو باطل ہوگا اور امام محمد رحمہ نے
 اس صورت میں قاضی اور اُسکی جو رو اور بیٹے کا ایک حکم رکھا ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ جو جواب اُسکے ذاتی حق میں
 جو رو اور بیٹے کے حق میں اُسکے برخلاف ہونا چاہیے۔ اور بعض مشائخ نے کہا کہ جو جواب اُسکے بیٹے کے حق میں
 مذکور ہوا وہ امام محمد رحمہ کے قول پر درست ہے اور جو رو کے حق میں جو جواب ہو وہ بالکل ناستقیم ہے اور
 بعض کتاب میں لکھا ہے کہ قاضی کا حکم حوریت کے واسطے دوسرے قاضی کے نفاذ پر متوقف ہے۔ اگر کسی نے وہی ہونے
 کا دعوے نہ کیا حتیٰ کہ قاضی نے اُسکو وصی مقرر کیا پھر قاضی نے یا بعض قرضداروں نے قرضہ اُسکو دیا تو وہی
 کرنا اور مقرر کرنا جائز اور قرضہ دینا جائز ہو اور اگر پہلے قرضہ دیدیا پھر اپنی رائے سے وصی مقرر کیا تو مقرر کو ناجائز نہیں ہے
 دوسرے مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس صورت میں بچے وصیت کے کسی نے نسب کا دعوے کیا کہ وہ شخص میت کا بیٹا
 اور وارث ہو اور اس پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُسکو قرضہ ادا کر دینے کے بعد اُسکے نسب کا حکم دیدیا تو تضامی نافذ
 نہ ہوگی اور اگر ادا سے قرضہ سے پہلے حکم دیا تو نافذ ہوگی تیسرے مسئلہ یہ ہے کہ اگر بچے وصیت یا نسب کے
 دعوے کے وکالت کا دعویٰ ہو مثلاً قرضخواہ غائب ہو گیا اور ایک شخص نے اُسکی وکالت کا دعوے کیا کہ قرضخواہ

نے مجھے قرضہ وصول کرینکا وکیل کیا ہو اور گواہ پیش کیے اور قاضی نے اس کے وکیل ہونیکا حکم دیدیا تو جائز نہیں ہو خواہ قرضہ ادا کرنے سے پہلے حکم دیدیا ہو یا اسکے بعد۔ اور اگر اُس نے وکالت کا حکم دیدیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا پس اگر قرضہ ادا کرنے کے بعد اول نے وکالت کا حکم دیدیا ہو تو لا محالہ رد کر دے اور اگر قرضہ ادا کرنے سے پہلے حکم دیدیا ہو اور دوسرے قاضی نے اسکو نافذ کیا تو نافذ ہو گا۔ اگر قاضی نے غائب کی طرف سے سخر مقرر کیا تو جائز نہیں ہو اور سخر اسکو کہتے ہیں جسکو قاضی نے غائب کی طرف سے خصومت کی سماعت کی واسطے مقرر کیا ہو۔ اور اسی طرح اگر ایک شخص نے حاضر ہو کر اسکی طرف سے خصومت کی سماعت کی اور قاضی جانتا ہو کہ سخر فی الحقیقت خصم نہیں ہو تو قاضی خصومت کی سماعت نہ کریگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے شہادات الجاح میں ذکر کیا کہ زید غائب ہو گیا اور ایک شخص عمر و آیا اور اُسے خالد پر دعوے کیا اور ذکر کیا یہ خالد زید کا قرضدار ہو اور زید نے مجھے وکیل کیا ہو کہ اسکا تمام قرضہ جو کو ذمہ میں اس کے قرضداروں پر ہو وصول کروں اور اُسکی نالش کروں اور خالد اسکی وکالت سے انکار کرتا ہو پھر عمر و نے اپنی وکالت کے گواہ پیش کیے تو قاضی اسکی وکالت کا حکم دیگا۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اسکی دلیل ہو کہ سخر ہمہ حکم جائز ہو کیونکہ اُس نے کہا کہ مدعی نے ایک شخص پر دعوے کیا اور ذکر کیا کہ یہ اسکا قرضدار ہو۔ اور یہ نہ کہا کہ ایک شخص پر دعوے کیا جو اسکا قرضدار تھا کذا فی الذخیرہ۔ متاخرین مشائخ نے فرمایا کہ سخر ہو گا وہ قائم کرنا اسی حالت میں جائز ہو کہ قاضی کو نہ معلوم ہو کہ یہ سخر ہو اور اگر معلوم ہو تو جائز نہیں ہو اور اسی کو برہان الائمہ امام عبدالعزیز رحمہ نے اختیار کیا ہو کذا فی التاثر خانہ اور بعض نے کہا کہ اس مسئلہ میں دور و اینین ہونا چاہیے ایک یہ کہ حکم نافذ ہو گا اور دوسرے یہ کہ نافذ ہو گا کیونکہ در حقیقت یہ قضائے علی الغائب ہو اور اس میں دور و اینین ہیں اور اسی طرف شیخ الاسلام نے میل کیا ہو اور امام ظہیر الدین رحمہ فرماتے ہیں کہ قضا علی الغائب میں ناجائز ہونے پر فتویٰ ہو۔ پس اگر قاضی نے سخر پر حکم دیدیا اور دوسرے قاضی نے اسکو نافذ کر دیا تو صحیح ہو اور پھر کوئی اسکو باطل نہیں کر سکتا ہو۔ اگر قاضی نے ایک شہسین کا جو کسی کے قبضہ میں ہو کسی کے لیے حکم کیا اور یہ شہس قاضی کی ولایت میں نہیں ہو تو قضا صحیح ہو اور تسلیم صحیح نہیں ہو اور صورت ہمسلمہ کی یہ ہو کہ بخاری شخص نے قاضی بخاری کے پاس ایک عمر قندی پر دعوے کہ وہ دار جو سمرقند میں فلان محلہ فلان کو چہ میں ایسی ہی تمام دعوے بیان کر کے کہا کہ جو اس شخص کے قبضہ میں ہو وہ میری ملک ہو اور اسکے پاس ناحق ہو اور اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو قاضی اس دار کا مدعی کے لیے فیصلہ کر دیا اور صحیح ہو کیونکہ قاضی نے اور مقضی علیہ دونوں حاضر ہیں لیکن سپرد کرنا صحیح ہو گا کیونکہ دار اسکے ولایت میں نہیں واقع ہو تو قاضی سمرقند کو قبضہ دلانے کے واسطے تحریر کریگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر قرضخواہ نے گواہوں کے غائب ہونے یا مرنے کا خوف کیا اور چاہا کہ غائب قرضخواہ پر اپنا حق ثابت کر لے تو بعضوں نے اسکی صورت یہ لکالی کہ کسی غیر کو اپنا حق لوگوں پر ثابت کرنے کے واسطے وکیل کرے اور جو کچھ غائب پر ثابت کرنا چاہتا ہے خواہ قرض یا طلاق یا عتاق یا بیع اسکو وکالت میں اس طرح شرط کر دے کہ اگر فلان شخص نے یعنی خود اگر فلان شخص غائب کے ہاتھ اپنا غلام فروخت کیا ہو یا غائب نے اپنی عورت کو طلاق دی ہو یا لسنے اپنا غلام آزاد کیا ہو تو تو میرا وکیل ہو کہ میرے حقوق لوگوں پر ثابت کرے پس ایسا ہو گا کہ یہ دلیل مدعا علیہ سے دعویٰ کریگا کہ فلان غائب نے جو کہ اپنا غلام فروخت کیا ہو مثلاً اور میں اپنے موکل کا وکیل ہو گیا ہوں اور میرے موکل کے ہزار درہم بھجور قرض میں تو دعویٰ علیہ کریگا کہ فلان شخص نے مجھے اس شرط پر

دکیل کیا ہو لیکن مجھے نہیں معلوم کہ یہ شرط پائی گئی یا نہیں پس دکیل مدعی شرط پائے جانے پر گواہ پیش کر سکا پس قاضی شرط پر حکم دیا۔ لیکن اس صورت میں مشائخ نے اختلاف کیا کہ ایسی شرط کے اثبات میں جس میں غائب کا حق ہو کوئی شخص ختم قائم ہو سکتا ہو یا نہیں اور صحیح یہ ہو کہ نہیں ہو سکتا ہو جبکہ ایسی شرط ہو کہ غیر کو اس سے شرط ہو چکے ہو اور صحیح صحت ہو جو امام محمد نے جابح میں ذکر کی ہو کہ جب کوئی شخص غائب پر قرضہ ثابت کرنا چاہے تو ایک شخص کو چاہیے کہ وہ قرضخواہ سے کہے کہ جو کچھ تیرا فلاں شخص غائب پر چاہیے میں نے اُسکی کفالت کی سپر قرضخواہ اس کفیل کو قاضی کے حضور میں حاضر کرے اور کہے کہ میرے فلاں شخص غائب پر ہزار درم ہیں اور یہ شخص میرے تمام حقوق کے جو فلاں غائب پر میں کفالت کرتا ہوں اور اُسکی کفالت سے پہلے سے میرے اسپر ہزار درم ہیں تو کفیل کفالت کا اقرار کرے اور مال سے انکار کرے اور اُسکا اٹکا ر صحیح ہو پھر جب مدعی نے گواہ پیش کیے کہ مدعی کے ہزار درم فلاں غائب پر اس کفیل کی کفالت سے پہلے سے چاہیے ہیں تو اُسکے گواہ مقبول ہو گئے اور کفالت اور مال دونوں کا حکم دیا دیا گیا۔ اور اسی طرح اگر یہ کفالت اس طرح پر قاضی کے سامنے واقع ہو تو بھی ایسا ہی ہو۔ اور کفالت غائب کے حکم سے ہونا یا بلا حکم ہونا دونوں اس صورت میں یکساں ہیں یہ ظہیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک غائب پر ہزار درم کا دعوے کیا اور کہا کہ اس شخص نے غائب کی طرف سے ان ہزار درم کی جو اسپر تہ میں اُسکے حکم سے میرے واسطے کفالت کی ہو تو یہ صورت اور صورت سابقہ سادی ہو۔ اور اگر دعوے کیا کہ میرے فلاں غائب پر ہزار درم ہیں اور اس شخص نے میرے واسطے اُسکی طرف سے جو میرا اسپر چاہیے ہو اُسکی کفالت کر لی اور یہ نہ کہا کہ اُسکے حکم سے اور مدعا علیہ نے اٹکا کیا اور مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ پیش کیے تو قاضی اس شخص حاضر پر ہزار درم کا حکم دیا اور یہ قضاے علی الغائب ہو کی یہ قضاے قاضی خان میں لکھا ہو۔ بیان تحریری لینے میں لوگوں نے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ کسی حال میں اسکو نہ لے اور نہ پڑھے اور بعضوں نے کہا کہ جوقت فیصلہ کے واسطے بیٹھے اسوقت نہ لے گا اور اگر اپنے مکان یا اُسکے خاں میں ہو تو لے لیوے اور اُسکو پڑھ لے اور بھی ہمارا مذہب ہی کیونکہ خلفاء راشدین بیان تحریری لیتے تھے اور اُنکے بعد کے امیر و خلیفہ بھی لینے تھے اور یہ اسواسطے ہو کہ یہ ہو سکتا ہو کہ کوئی مخاصم ابھی ہو کہ وہ قاضی کی زبان کو نہ جانتا ہو اور نہ قاضی اُسکی زبان سمجھتا ہو تو ضرور ہی کہ قاضی کو مفید نہ سمجھانے کے واسطے وہ دوسرے سے حال لکھو اگر پیش کر دیا۔ اور جب قاضی نے بیان تحریری لیا تو اُسکے ختم سے دریافت کرے کہ یہ تیرا بیان ہو اُسنے کہا کہ ہاں پھر پوچھے کہ اسی تو نے لکھا ہو۔ اُسنے کہا کہ ہاں پھر پوچھے کہ یہ صحت ایسے ہی ہو جیسی امین لکھی ہو اُسنے کہا کہ ہاں تو اُسکو پڑھے پس اگر امین اقرار ہو تو اس اقرار پر فقط فیصلہ نہ کرے بلکہ اُسکو آگاہ کرے کہ امین یہ اقرار ہی پس اگر اُسنے اقرار کیا کہ ہاں ایسا ہی ہو تو اُسکے اقرار پر فیصلہ کرے۔ اور اسی مسئلہ کی نظر مسئلہ توکل ہو کہ اگر دونوں میں سے ایک ختم نے دکیل کیا پس اگر قاضی کے نزدیک وہ علیس باتدلیس اور قلب میں متہم ہو تو اُس سے وکالت قبول کرے اور اگر جانے کی وہ خود بیان کرنے سے عاجز ہو تو قبول کرے یہ خزانۃ المفتیین میں لکھا ہو۔ فمس الائمہ اور جندی رحم سے دریافت کیا گیا کہ اگر قاضی نے دعوے کی سماعت کی اور ثابت ہو گواہی کی سماعت کی تو نائب بدون اعادہ دعوے کے کے شہادت پر حکم دے سکتا ہو تو انھوں نے فرمایا کہ نہیں مگر جبکہ قاضی اُسکو حکم دیوے کہ اس گواہی پر فیصلہ کرے

۲
انتہای
دعا
۳

اور دریافت کیا گیا کہ اگر قاضی نے دعویٰ اور گواہی دونوں کی سماعت کی اور اپنے نائب کو حکم دینے کے واسطے کہا اور قاضی کو خلیفہ کرنے کی اجازت بھی ہو تو یہ حکم درست ہو انھوں نے فرمایا کہ ہاں درست ہو یہ تاتار خانیہ میں لکھا ہے۔ ابواب الشہادات میں ہو ایک شہر کے قاضی نے کسی قدر مال کا حکم کسی پر دیا اور نوشتہ لکھ دیا پھر یہ قاضی مر گیا اور مدعی نے محکوم علیہ کو دوسرے قاضی کے پاس حاضر کیا اور گواہ پیش کیے کہ فلان بن فلان قاضی نے اس شخص پر اس قدر مال کا حکم کیا تھا جو اس نوشتہ میں موجود ہے تو دوسرا قاضی اُس پر ادائے مال کے واسطے جبر کر سکتا ہو یعنی قید کر سکتا ہو بشرطیکہ ہلا حکم صحیح وافع ہو اور اگر گواہوں نے دوسرے قاضی کے سامنے یہ بیان کیا کہ کسی قاضی نے ہم کو گواہ کیا تھا کہ اس شخص پر مال چاہیے ہو تو دوسرا قاضی اُس پر قید و جبر نہ کرے گا اور ایسا ہی تمام غلوں میں ہو کہ اگر وہ فعل ذکر کیا اور اُس کے فاعل کے نام و نسب سے آگاہ نہ کیا تو گواہی قبول نہ کی گدانی اختلاصہ

اکیسواں باب جرح و تعدیل کے بیان میں۔ جرح ایسا طعن کرنا جس سے گواہی مقبول نہ ہو تعدیل گواہوں کی عدالت ظاہر کرنا کہ جس سے گواہی مقبول ہو۔ شاید گواہ۔ مشہود کہ جس شخص کے حق میں گواہوں نے گواہی دی۔ مشہود علیہ جس شخص پر گواہوں نے گواہی دی۔ غرض کی پاک کرنے والا اور مراد جو گواہوں کو عیب سے پاک تلافی۔ واضح ہو کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک قاضی گواہوں کے حال سے سوال نہ کرے گا مگر جہی کہ خصم انہیں طعن کرے اور صاحبین کے نزدیک گواہوں کو دریافت کرے گا اگرچہ خصم نے انہیں طعن نہ کیا ہو اور فتویٰ صاحبین ہی کے قول پر ہو اور یہ اختلاف سوائے حدود و قصاص کے ہو اور حدود و قصاص میں بالاجماع قاضی گواہوں کے حال کو دریافت کرے گا اگرچہ خصم نے انہیں طعن نہ کیا ہو جو خصم نے گواہوں میں طعن کیا تو ظاہر ہے عدالت پر قاضی فیصلہ نہ کرے گا یہ جو اہر اخلاقی میں لکھا ہے۔ گواہوں نے اگر خصم پر گواہی دی اس کے بعد خصم کی تعدیل کی تو اسکی چند صورتیں ہیں اگر اسے کہا کہ یہ لوگ عدول ہیں جو کچھ انھوں نے مجھ پر گواہی میں بیان کیا ہے سچ کہا ہے۔ یا یہ لوگ عدول ہیں مجھ پر گواہی جانتے ہو یا ان لوگوں نے مجھ پر حق کے ساتھ گواہی دی یا کہا کہ جو کچھ انھوں نے اس گواہی میں بیان کیا ہے حق ہے۔ تو ان چاروں صورتوں میں جسکی گواہی گواہوں نے دی ہو قاضی اسکا حکم دیدے گا کیونکہ یہ الفاظ اس شخص کی طرف سے مال کا اقرار ہیں پس فیصلہ اقرار پر ہو نہ گواہی پر اور اگر اسے بیان کیا کہ یہ گواہ عدول ہیں لیکن انھوں نے خطا کی یا کہا کہ یہ لوگ عدول ہیں اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا۔ پس اگر مشہود علیہ عدل ہو اہل تعدیل سے ہو تو امام اعظم رحمہ اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک قاضی دونوں گواہوں کی گواہی پر بدون اس کے کہ مزکی سے انکا حال دریافت کرے فیصلہ کرے گا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک جب تک مزکی سے دریافت نہ کرے دونوں کی گواہی پر فیصلہ نہ کرے گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر رعاع علیہ فاسق یا ستور الحال ہو تو اسکی تعدیل صحیح نہیں ہو اور قاضی حکم نہ دے گا اور یہ اقرار خصم کا کہ یہ لوگ عدول ہیں اپنی ذات پر حق ثابت ہو نہ اسکا کہ اسرار نہ کرانا جائیگا اور جب کہ اسکی تعدیل صحیح نہ ہو کیونکہ وہ فاسق ستور الحال تھا تو قاضی دریافت کرے گا کہ گواہوں نے سچ کہا یا جھوٹ کہا پس اگر اسے جواب دیا کہ سچ کہا تو یہ اقرار ہو جائیگا تو قاضی اس کے اقرار پر فیصلہ کرے گا اور اگر اسے کہا کہ جھوٹ کہا تو فیصلہ نہ کرے گا۔ مشہود علیہ نے اگر گواہی

فولادہ پریس

نہیں کہہ سکتے تھے کہ ان کے پاس
کچھ بھی نہیں ہے۔

عادل قورویا
ملاکتا نو نوجا

جانبی کا لفظ
مستور الحال کو
مستور میں

عالمی
مجلس
تجارت

مین علامت

کہا کہ یہ تعدیل ہو اور ایسا ہی شریح جرح سے روایت ہو اور اصح یہ ہو کہ تعدیل نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ یہ شخص عادل ہو اگر گئے شراب نہ پی ہووے تو یہ تعدیل نہیں ہو اور اگر کہا کہ اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہو تو تعدیل نہیں بلکہ جرح ہو یہ تا تا رخانیہ میں لکھا ہو۔ اور خفیہ تعدیل کی یہ صورت ہو کہ قاضی ایک رقعہ میں گواہوں کے نام اور نسب اور انکا حلیہ اور قبیلہ اور محلہ اور بازار اگر بازاری ہو لکھ کر مزی کے حوالہ کرے اور مزی کے اُنکے پڑوسیوں میں سے اہل ثقہ و امانت سے اُنکا حال دریافت کرے اور علانیہ کی یہ صورت ہو کہ قاضی طالب کو حکم دے کہ وہ ایک قوم کو حاضر کرے جو لوگ گواہوں کے بلفظ شہادت تعدیل کرتے ہوں مگر اُس میں عدد شرط ہو کیونکہ یہ یمنی شہادت کے ہو اور برین و جالیسے شخص سے یہ تعدیل صحیح نہیں ہو کہ جو گواہی کا اہل نہیں ہو اگرچہ عادل ہو اور علانیہ تعدیل میں تعدیل کرنے والے اور گواہ کا یکجا جمع ہونا ضرور ہو اور ہمارے زمانہ میں خفیہ تعدیل پر اکتفا کیا جاوے کیونکہ علانیہ تعدیل میں بُرا فتنہ ہو اور بلاے عظیم ہو۔ اور قاضی کو چاہیے کہ اس دریافت حال کے واسطے ایسے لوگوں کو اختیار کرے کہ جو لوگوں سے ثقاہت اور امانت میں بڑھکر ہوں اور اُنکو آگاہی لوگوں سے زیادہ ہو اور تمیز دار ہوں اور لوگوں میں اس واسطے مشہور ہوں کیونکہ اگر لوگ گئے واقف ہو گئے تو اُنکو ایذا پہونچا دینگے یا دھوکا دینگے اور تعدیل کرنے والے مزی کو چاہیے کہ گواہوں کا حال اُنکے پڑوسیوں اور اہل بازار سے دریافت کرے پس اگر اُنکا عدل ہونا ثابت ہو تو رقعہ میں لکھ دے کہ میرے نزدیک عادل اور اُسکی گواہی جائز ہو ورنہ لکھ دے کہ میرے نزدیک عادل نہیں ہو اور رقعہ پر مہر کر کے واپس کرے پس قاضی مدعی سے بیان کرے گا کہ تیرے گواہوں میں کس سی بیان کی گئی اور جرح بیان کی گئی نہیں کہنا چاہیے یا بیان کرے کہ تیرے گواہوں کی تعریف نہیں بیان کی گئی کیونکہ ایسے الفاظ مسلمانوں کے پردہ پوشی کے مناسب ہیں اور فقہ راکمان مسلمان کی پردہ پوشی واجب ہو یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ اگر قاضی نے تعدیل خفیہ اور تعدیل ظاہر دونوں کو جمع کیا تو بہتر ہو اور مراد یہ ہو کہ جب تعدیل کرنے والے نے خفیہ گواہوں کی تعدیل کی تو قاضی گواہوں اور تعدیل کرنے والے کو اپنی مجلس میں جمع کرے اور تعدیل کرنے والے سے دریافت کرے کہ انہیں لوگوں کی تو نے تعدیل بیان کی ہی اور کتاب الاختیہ میں ہو کہ جو معدل خفیہ طور پر تھا وہی علانیہ ہونا چاہیے اور یہ ہمارے اصحاب کا قول ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر قاضی نے احتیاط کی اور عہدہ پہلے مزی کے دوسرے سے دریافت کیا تو اُسکے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرے جو نے پہلے کے ساتھ کیا ہو اور اُسکو آگاہ نہ کرے کہ میں نے بذریعہ دوسرے کے اُنکا حال دریافت کیا ہو۔ پس اگر پہلے نے اُنکی جرح کی اور دوسرے نے اُنکی تعدیل کی تو تعارض سے دونوں ساقط ہو گئے۔ پس تیسرے نے اگر اُنکی تعدیل کی تو عدالت اوسے ہو اور اگر جرح کی تو جرح اوسے ہو کی اور تعریف مثل تعدیل کے ہو اور عورت کی طہریں سے بھی دونوں درست ہیں یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ تعدیل علانیہ ایسے شخص کے لیے صحیح نہیں جسکے بگواہی جائز ہو اور تعدیل ظاہر ہو غلام اور مکاتب اور عورت اور محدود واقف کی صحیح نہیں ہو اور تعدیل والدین اور مولودین کی بھی صحیح نہیں ہو اور خفیہ تعدیل ان لوگوں کی صحیح ہو اور علانیہ تعدیل کے واسطے وہی شرطیں ہیں جو شہادت کی شرطیں ہیں یہ قادی خان میں لکھا ہو۔ اور کافر گواہوں کے معدل

مسلمان ہونا چاہیے مین پس اگر مسلمانوں نے انکو نہ پہچانا تو مسلمانوں سے مشرکوں کے عادل لوگ دریافت کرے پھر یہ لوگ مشرکوں کے گواہوں کی حالت دریافت کریں۔ اور مدعی کا خود تعدیل کرنا صحیح ہے۔ اگر ایک جماعت نے تعدیل کی اور دشمنوں نے جرح کی تو جرح اولے ہے مگر جبکہ انہیں باہم تعصب واضح ہو تو ایسا نہیں کہ بلکہ انکی جرح مقبول نہوگی۔ اگر کسی گواہ کا فسق ظاہر ہوا اور ایک سال یا زیادہ غائب رہا اور انکی غیبت منقطع تھی پھر وہ آیا اور اُس سے سوائے صلاحیت کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا تو تعدیل کرنے والے کو اسپر جرح نہ کرنا چاہیے۔ اگر خود نوں گواہوں کی تعدیل انکے مرجانے کے بعد ہوئی تو قاضی انکی گواہی پر فیصلہ کر دیگا اور اسی طرح اگر دونوں غائب ہو گئے پھر دونوں کی تعدیل کی گئی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر دونوں گونگے یا اندھے ہو گئے پھر انکی تعدیل ثابت ہوئی تو انکی گواہی پر فیصلہ نہ کریگا یہ خزانۃ المفتیین میں لکھا ہے۔ معدل ایسا ہونا چاہیے کہ فقیر یا طامع نہو کہ اسکو مال سے فریب دیدیوین اور فقیہ ہونا چاہیے کہ اسباب جرح و تعدیل کو پہچانتا ہو۔ اگر قاضی دو معدل پائے ایک عالم فقیہ اور دوسرا غیر عالم فقیہ تو عالم کو اختیار کرے اور اگر اُسے فقیہ عالم یا لکھ لوگوں سے کم ملتا ہو اور دوسرا فقیہ غیر عالم یا پاکہ لوگوں سے لیں رکھتا ہو تو بھی عالم کو اختیار کرے کیونکہ وہ علم کے ذریعہ سے جرح و تعدیل پر قادر ہے اور غیر عالم عادل و غیر عادل کو نہیں پہچانتا ہے تو اسوجہ سے عالم بہتر ہے اور اولے یہ کہ مزی منغل نہو اور گوشہ نشین نہو کیونکہ ایسے شخص کو کسی کے معاملہ سے خبر نہیں ہو سکتی ہے تو اُسکے نزدیک عادل اور غیر عادل کی تمیز نہوگی۔ اور واضح ہو کہ مزی اور ایچی جو قاضی کی طرف سے مزی کے پاس آیا اور ترجمہ ہو دوسری زبان والے کا ترجمہ کرتا ہے ان لوگوں میں تعدیل کہ دو ہوں یا چار یا کس قدر شرط نہیں ہے اور یہ امام اعظم رحمہ اور ابویوسف رحمہ کے نزدیک ہے اور ایک شخص کافی ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک عدو شرط ہے اور ایک کافی نہیں ہے اگر مشہودہ ایسا ہے جو جہین دو گواہوں کی گواہی کافی ہے تو دو کافی ہونگے اور اگر ایسا ہو کہ جہین چار کی ضرورت ہے تو چار کی شرط ہوگی اور عدد کے سوا اجماع ہو کہ سوا لفظ بلفظ شہادت کے باقی سب شرطین شہادت کی عدالت اور بلوغ اور بینائی شرطین اور یہ شرط ہے کہ محدود القذف نہو اور ظاہر الروایہ کے موافق آزاد ہونا بالاجماع شرط ہے اور اگر مشہود علیہ مسلمان ہو تو اسلام بالاجماع شرط ہے اور اسپر بھی اجماع ہے کہ لفظ شہادت بولنا شرط نہیں ہے۔ اور عدد کا اختلاف خفیہ تعدیل میں ہے اور اگر علانیہ تعدیل ہو تو بالاجماع عدو شرط ہے۔ اور ابویوسف نے جو امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ خفیہ تعدیل میں اُنکے نزدیک عدو شرط نہیں کہ ترجمان اگر اندھا ہو تو غیر روایت الاصول میں امام ابو حنیفہ رحمہ سے مروی ہے کہ اسکا ترجمہ جائز نہیں ہے کیونکہ اندھا ہونا جرح ہے اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ جائز ہے۔ اور ایک عورت ثقہ ہو تو زافا ہو تو اسکا ترجمہ مثل مرد کے صاحبین کے نزدیک جائز ہے اور یہ حکم اُن چیزوں میں ہے از قسم مال وغیرہ کہ جنہیں عورت کی گواہی جائز ہے اور جن صورتوں میں اُسکی گواہی مقبول نہیں ہے تو اسکا ترجمہ بھی مقبول نہیں ہے۔ کتاب الاقصیہ میں ہے کہ اگر مزی نے شاہدوں کی تعدیل کا ارادہ کیا تو چاہیے کہ یہ کہے کہ وہ لوگ عادل ثقہ جائز الشہادہ ہیں اور لکھا ہے کہ یہ الفاظ تعدیل میں ابلغ ہیں اور مزی کو چاہیے کہ ایسے شخصوں سے دریافت کرے کہ جنہیں وہ اوصاف موجود ہوں جو ہم نے مزی میں شرط کیے ہیں اور مسالائم طوائی نے بیان کیا کہ معدل گواہوں کا حال اُنکے پڑوسیوں

سے دریافت کرے بشرطیکہ گواہ اور پڑوسیوں میں ظاہری عداوت نہ ہو اور نہ اسکا اُن لوگوں پر احسان ہو اور اسی کو امام ابوعلی نسفی نے اختیار کیا ہے اور اسکو امام محمد رحمہ سے روایت کیا ہے۔ اور منجملہ اُن لوگوں کے جن سے دریافت کیے ایک گواہ کے رفیق اور اسکے قرابت دار ہیں اور اگر اسکے پڑوسیوں اور بازاریوں میں سے کوئی ایسا شخص نہ ملے جس سے تعدیل ہو سکے تو اسکے اہل محلہ سے دریافت کرے اور اگر سب کو غیر نفع پا دے تو تواتر اخبار پر اعتماد کرے اور اگر اُن پڑوسیوں اور اہل محلہ کے سوا غیر لوگوں سے دریافت کیا اور یہ سب غیر نفع میں پھر یہ سب اسکی تعدیل یا جرح پر متفق ہوئے اور اسکے دل میں پیدا ہوا کہ یہ سچ کہتے ہیں تو یہ بمنزلہ تواتر اخبار کے ہوگا اور اگر بعضوں نے اسکی تعدیل کی اور بعضوں نے جرح کی تو اسکا حکم مثل منہ کے کے اختلاف کے ہو کہ باہم دومزکی جرح و تعدیل میں مختلف ہوئے۔ اور اگر گواہ سا فر ہو کہ خفیہ اسکا حال دریافت کرنے سے کوئی اُسکو نہ پہچانے تو قاضی اُس سے دریافت کرے کہ تیری شناسائی کہاں کہاں ہو اور جب اُسے اُنکا نام لیا تو اسکے شناساؤں کا خفیہ حال دریافت کرے پھر جب دریافت ہو جاوے کہ اسکے شناسا لوگ لائق تعدیل ہیں تو اُنکے گواہ کا حال دریافت کرے اور انکی خبر پر جرح و تعدیل میں اعتماد کرے ورنہ اُسین توقف کرے اور اُس معدل سے جو اسکے شہر کا یہاں موجود ہو دریافت کرے اور اگر موجود نہ ہو تو اسکا حالی دریافت کرنے کے واسطے اسکے شہر کے قاضی کو لکھے۔ ہشام رحمہ نے فرمایا کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے گواہی دی اور وہ پچاس فرسخ کا رہنے والا ہو پھر قاضی نے اپنا ایک امین اجرت پر روانہ کیا کہ وہاں کے معدل سے دریافت کر کے لاوے تو یہ اجرت کس پر ہوگی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مدعی پر ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ نوادر بن سماعہ میں امام محمد سے روایت ہے کہ قاضی کو نہ چاہیے کہ گواہ کا حال ایسے شخص سے پوچھے جسکا مشہور نہ ہو کچھ مال آتا ہو جبکہ مشہور نہ قاضی کے حکم سے مفلس قرار پایا ہو یا میت ہو کہ اسکے وصی نے دوسرے پر گواہ قائم کیے ہوں۔ اور نظیر اسکی یہ ہو کہ اگر گواہ کا مشہور نہ ہو کچھ مال آتا ہو اور وہ قاضی کے حکم سے مفلس قرار پایا ہو تو اسکی گواہی اسکے حق میں اس نہت کی وجہ سے مقبول نہوگی اور اگر مفلس نہ قرار پایا ہو تو اسکی گواہی مقبول ہوگی۔ اگر ایک سا فر ایک قوم میں آکر ٹھہرا اور کسی مقدمہ میں اس گواہ نے گواہی دی پھر اُس قوم سے قاضی معدل نے اسکا حال دریافت کیا اور اُنھوں نے اسکی صلاحیت دریافت کی اور ایسی کوئی چیز نہ پائی گئی جس سے اسکی عدالت ساقط ہو تو امام ابو یوسف رحمہ پہلے فرماتے تھے کہ اگر چہ بیٹھے ٹھہرا اور اسکی صلاحیت کے سوا کچھ ظاہر نہوا تو اُنکو جائز ہے کہ اسکی تعدیل کریں اور اگر اس سے کم ہو تو اسکی تعدیل کی گنجائش نہیں ہے پھر امام ابو یوسف نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ اگر ایک سال تک قیام کیا اور اُنکو سوائے صلاحیت کے کچھ ظاہر نہوا تو اسکی تعدیل کریں ورنہ نہیں اور فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ اسی پر فتوے ہو اور ہشام نے امام محمد رحمہ سے روایت کیا کہ اسکی تقدیر اتنی مدت تک ہو کہ اُن لوگوں کے دلوں میں اسکی عدالت سما جاوے اور اگر ابہیم رحمہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ اُنھوں نے فرمایا کہ جس نے عدالت کے واسطے مدت مقرر کی اُسے خطا کی اور اسکی بیعادیہ ہو کہ جب تک اُنکے دل میں عدالت کا گمان آجاوے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کی عدالت دو مہینہ میں معلوم ہو جاتی ہے اور کسی کی عدالت ایک سال میں معلوم نہیں ہوتی ہے اور یہ قول فقہ سے مشابہ ہے

اور امام اعظم رحمہ کے قیاس پر بھی ایسا ہی ہونا چاہیے یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ میں اس کے واسطے کوئی وقت نہیں مقرر کرتا ہوں اور اس کی میعاد یہی ہو کہ جب دل میں اس کے عدالت آ جاوے اور اسی پر فتوے ہو یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کوئی لڑکا بالغ ہوا اور لڑنے لگا وہی دی تو اس کا حکم بھی مثل اس مسافر کے ہو کہ ایک قوم میں اگر ٹھہرا کہ وہ لوگ اس کی تعدیل نہ کریں جب تک کہ ان کے نزدیک اس کی عدالت ظاہر نہ ہو اور اس کی مدت بقیاس قول المم ابو یوسف رحمہ مقدروں جیسا کہ بیان ہوا اور امام محمد کے نزدیک مقدار نہیں ہے اس کی عدالت دل میں آ جانا اس کا وقت ہے۔ اگر ایک نصرانی اسلام لایا پھر اسے گواہی دی پس اگر قاضی حالت نصرانیت میں اس کو عادل جانتا تھا تو بلاتال اس کی گواہی قبول کرے اور اگر اس کو نہیں پہچانتا تھا تو اس کے پہچاننے والے سے حالت نصرانیت میں اس کی عدالت دریافت کرے اگر عادل ہو تو بلاتال وہ شخص اس کی تعدیل کرے اور بعض شایخ نے فرمایا کہ جو لڑکا بالغ ہو پھر پانچ دنوں میں سے برابر بالغ ہونے تک صلاحیت میں ہوا تو اس کی گواہی قبول ہو اور عدل کو گنجائش ہو کہ اس کی تعدیل کرے اور اگر بالغ ہونے تک اس کی صلاحیت نہ معلوم ہوئی تو اس قدر تامل کرے کہ مثل مسافر کے اس کی صلاحیت دونوں میں آ جاوے۔ اور اس قول پر لڑکے اور نصرانی کی عدالت سابقہ یکساں معتبر ہے اور اسی کو ابو علی نسفی رحمہ نے اختیار کیا ہے و لیکن لڑکے کے بارہ میں مشہور ہے کہ جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ کتاب الاقصیٰ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ دو نصرانیوں نے ایک نصرانی پر گواہی دی اور دونوں کی نصرانیت میں تعدیل کی گئی پھر مشہور علیہ السلام ہو گیا پھر دونوں گواہ مسلمان ہو گئے تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کر سکا کیونکہ وہ دونوں گواہی دینے کے وقت کافر تھے پھر اگر بعد مسلمان ہونے کے دونوں نے دوبارہ گواہی دی تو قاضی عدل سے جو مسلمان ہو اس کا حال عدالت دریافت کر کے فیصلہ کرے گا۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایسا کبیر و گناہ کیا جس سے گواہی سے باقظ ہو گیا پھر اسے توجہ کی اور قاضی کے سامنے گواہی دی اور ہنوز کچھ زمانہ نہیں گزرا ہے تو عدل کو اس کی تعدیل نہ کرنی چاہیے تا وقتیکہ اتنا زمانہ نہ گزرے کہ دل میں بیٹھ جاوے کہ اس کی توبہ صحیح ہو یا عیث میں لکھا ہے اور بعضے شایخ نے اس زمانہ کو چھ مہینہ مقرر کیا ہے اور بعضوں نے ایک سال اور صحیح یہ ہے کہ یہ مدت قاضی اور عدل کی رسلے پر ہے یہ ظہیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر اس فاسق نے گواہی دی اور ہنوز وہ فاسق ہے پھر توبہ کی اور اس پر ایک زمانہ گزر گیا اور وہ اپنی توبہ پر مضبوط رہا تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کرے گا بلکہ اس کے اعادہ کا حکم کرے گا پس اگر اس نے گواہی کا اعادہ کیا اور عدل نے اس کی تعدیل کی تو قاضی اس کی گواہی کو قبول کرے گا بشرطیکہ اس گواہی کو جو اس نے حالت فسق میں ادا کی تھی بسبب فسق کے رد نہ کر چکا ہو۔ اور اگر کوئی فاسق معروف غائب ہو گیا اور غیبت منقطع ہو اد ایک سال دو سال غائب رہا پھر آیا اور اس سے کوئی فعل سوائے صلاحیت کے نہ دیکھا گیا اور اس نے قاضی کے یہاں گواہی دی اور قاضی نے عدل سے اس کا حال دریافت کیا تو عدل کو نہ چاہیے کہ جو حالت گئے پہلے اس کی دیکھی تھی اس کے سبب سے اس میں جرح کرے اور اس کی تعدیل بھی نہ کرنی چاہیے تھے کہ اس کی عدالت ظاہر ہو اور اس کا حکم بمنزلہ اس مسافر کے ہو جو ایک قوم میں اگر ٹھہرا اور اس کا حکم گذر چکا ہے اسی طرح اگر کوئی دی مسلمان ہوا اور قبل اسلام کے اس سے

ایسا فعل سرزد ہوا کہ جو جرح ہی تو اب معدل کو اس فعل کی وجہ سے جرح نہ کرنی چاہیے اور نہ تعدیل کرنی چاہیے یہاں تک کہ اسکی عدالت ظاہر ہو۔ اگر کوئی شخص عدل مشہور غائب ہو گیا پھر آیا اور گئے کو اسی دی اور قاضی نے معدل سے اسکا حال دریافت کیا پس اگر غائب ہونا تھوڑے دن اور سافت تک ہو تو معدل کو چاہیے کہ اسکی تعدیل کرے اور اگر غیبت نقطہ ہوشیا چھ مہینہ کے رہے تک پس اگر وہ شخص عادل ہونے میں غل امام ابو حنیفہ رحمہ اور ابن ابی لیلی کے مشہور ہو تو اسکی تعدیل کرنی چاہیے اور اگر ایسا مشہور نہ ہو تو معدل بلا دریافت اسکی تعدیل نہ کریگا۔ اگر قاضی کے نزدیک گواہوں کی تعدیل کی گئی اور گئے انکی عدالت پہچانی پھر کسی مقدمہ میں انھوں نے دوبارہ گواہی دی پس اگر پہلے تعدیل اور دوسری گواہی میں کم مدت گذری ہو تو قاضی بدون دریافت کے انکی گواہی پر فیصلہ کریگا اور اگر زمانہ دراز گذرا تو پھر قاضی انکا حال دریافت کریگا یہ محیط میں ہو اور قریب مدت میں اختلاف ہو بعضوں نے کہا کہ چھ مہینے سے کم قریب مدت ہو اور بعضوں نے کہا کہ ایک سال سے کم قریب مدت ہو اور صحیح یہ ہو کہ یہ قاضی کی رائے پر ہو یہ قاضی قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر تعدیل کرنے والے نے گواہوں کی عدالت معلوم کی مگر اسکو یہ معلوم ہوا کہ مدعی کا دعویٰ باطل تھا اور گواہوں کو وہم ہوا تو اسکو چاہیے کہ قاضی کے سامنے بیان کرے کہ مجھے ثابت ہوا ہے کہ گواہ عادل ہیں مگر انھوں نے گواہی میں وہم کیا اور مدعی کا دعویٰ باطل تھا تو قاضی تعدیل کرنے والے کے جرح کی نہایت نفیض کریگا پس اگر اسکو یہ خبر قرح معلوم ہووے تو گواہوں کی گواہی رد کر دیگا اور اگر اسکو یہ خبر راست نہ ثابت ہوئی تو گواہی قبول کریگا۔ اگر معدل کے نزدیک گواہوں میں کوئی جرح ثابت ہوئی تو اسکو صراحتہ ذکر نہ کرے بلکہ تعریف یا کنا یہ سے بیان کرے مثلاً کہ والد اعلم یا مثل اسکے تاکہ بقدر امکان پردہ مسلمان کا باقی رہے اور بعضے مثل غ نے کہا کہ جرح اور اسکا سبب ذکر کرنا ضروری ہو تاکہ قاضی آمین غور کرے پس اگر وہ واقع میں جرح ہو تو انکی گواہی رد کرے ورنہ نہیں یہ محیط میں لکھا ہے۔ قال المترجم دونوں قولوں میں اسطرح فوق ممکن ہے کہ اگر معدل عالم ہو تو کنا یہ اور تعریف کافی ہو اور اگر جاہل ہو تو جرح اور سبب بیان کرے کہ قاضی آمین غور کرے کہ یہ واقع میں جرح ہے یا نہیں ہے والد اعلم اگر معدل گواہ کو نہیں پہچانتا ہے اور اسکے سامنے دو عادلوں نے اسکی تعدیل کی تو اسکو تعدیل کرنا جائز ہے کہ اس صورت میں معدل بمنزلہ قاضی کے ہو جائیگا یہ قاضی قاضی خان میں ہو فتاویٰ ابواللیث میں ہے کہ دو گواہوں نے قاضی کے پاس گواہی دی اور وہ ایک کے عادل ہونے سے واقف ہو اور دوسرے کو نہیں جانتا ہو پھر عادل نے دوسرے کی تعدیل کی تو نصیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکی تعدیل مقبول ہوگی اور ابن سلیم سے دورو آئین میں اور رفیعہ ابو بکر لمخی سے روایت ہے کہ تین گواہوں نے گواہی دی اور قاضی دو گواہوں کی عدالت سے واقف ہو انھوں نے تیسرے کی تعدیل کی تو تعدیل درست ہے مگر اس گواہی میں مقبول ہوگی دوسری گواہی میں مقبول ہوگی اور یہ قول نصیر رحمہ کے موافق ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ نوازل میں ہے کہ اگر تعدیل کرنے والے سے گواہ کا حال دریافت کیا گیا اور وہ خاموش رہا تو یہ جرح ہے اور بھی آمین لکھا ہے کہ اگر گواہ خفیہ فق کرتا تھا اور ظاہر میں عادل تھا اور قاضی نے چاہا کہ گواہی پر فیصلہ کرے پھر پھر گئے اپنے حال سے خود خبر کر دی کہ میں عادل نہیں ہوں تو اسکا اقرار صحیح ہو مگر اسکو ایسے وقت میں یہ کلام روا نہیں ہو کیونکہ آمین مدعی کا حق باطل ہوتا ہے اور اپنا پردہ فاش ہوتا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر گواہوں نے

حد یا قصاص میں گواہی دی تو قاضی اُنکے حال سے خوب شافی بحث کرے کہ اچھی طرح معلوم ہو کیونکہ اکثر ایسی بحث میں کوئی ایسی بات ظاہر ہوتی ہے جس سے حد سا قسط ہو جاوے کیونکہ حدود وقوع شہادت سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ مدعی کو معلوم ہو کہ معدل نے اُسکے گواہوں پر جرح کی اور اُس نے قاضی سے کہا کہ میں اہل ثقہ و اہل امانت ایسے لانا ہوں جو ان گواہوں کی تعدیل کریں یا قاضی سے کہا کہ میں ایسے لوگ تمکو بتلاتا ہوں کہ ثقہ ہیں اور وہ لوگ ان گواہوں کی تعدیل کریں گے تم نے دریافت کر دو اور اُس نے ایسے لوگوں کے نام لیے جو اس لائق تھے کہ اُن سے دریافت کیا جاوے تو قاضی اُسکے قول کی سماعت کرے گا پھر وہ ایک قوم کو لایا کہ جو عادل تھے اور جب اُن سے گواہوں کی کیفیت دریافت ہوئی تو انھوں نے تعدیل کی تو طعن کرنے والوں سے دریافت کرے کہ تم نے کس چیز سے جرح کی ہے کیونکہ ممکن ہے بعض چیزیں اُنکے نزدیک جرم ہوں اور قاضی کے نزدیک جرم نہ ہوں پس اگر انھوں نے ایسی وجہ بیان کی جو سب کے نزدیک جرم ہے تو جرم مقدم ہوگی ورنہ التفات نہ کریگا اور تعدیل کرے گا و لوں کی تعدیل مقدم ہوگی۔ اگر مشہور علیہ کے کہا کہ یہ دونوں گواہ غلام ہیں اور انھوں نے کہا کہ ہم آزاد ہیں کبھی ملوک نہیں ہوں ہیں تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اگر قاضی اُنکو پہچانتا ہے اور اُنکے آزاد ہونے کو پہچانتا ہے تو مشہور علیہ کے قول پر التفات نہ کریگا اور اگر وہ دونوں کو نہیں پہچانتا ہے اور وہ دونوں مجہول ہیں تو مشہور علیہ کا قول قبول کریگا اور اُنکی گواہی قبول نہ کرے گی کیونکہ آزادی اگرچہ اصل ہے ولیکن چار جگہ اسکا اعتبار نہیں ہوتا ہے پہلے اُنکے ایک یہ مقام ہے کہ بیان اس قاعدہ کا اعتبار ہوگا کہ آزادی اصل ہے ولیکن اگر وہ دونوں گواہوں نے اپنی آزادی پر گواہ پیش کیے تو اُنکی گواہی قبول ہوگی یا مدعی اُنکو آزاد ہونے پر گواہ لاوے اور اگر گواہوں نے قاضی سے کہا کہ تم ہمارا حال دریافت کر لو تو مقبول نہیں ہے ولیکن اگر اُسکا حال دریافت کرے اور معلوم ہو جاوے کہ آزاد ہیں اور گواہی قبول کرے تو اچھا ہے یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ اور شہادت اہل میں ہے کہ اگر قاضی نے صرف آزادی کی خبر دینے پر اکتفا کیا تو اچھا ہے اور اگر گواہی طلب کی تو بہت اچھا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ قاضی کو چاہیے کہ جن گواہوں کی تعدیل کی گئی ہے اُنکے نام دفتر میں تحریر کرے اور یہ نہ چاہیے کہ سب گواہوں کے نام تحریر کرے پھر جنگی تعدیل ہوئی ہے اُنکو لکھے۔ اور عدل کے یہ معنی ہیں کہ ایسے شخص کا مون سے جگے غرض حد ماری جاتی ہے احتراز کرے کہ ذاتی خزانۃ المفتین۔

باب عیوان قاضی کو کب عادل کے ہاتھ سپرد کرنا چاہیے اور کب نہ چاہیے۔ اگر عورت نے اپنے شوہر پر دعوے کیا کہ اُسے طلاق دی ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ مجھے عادل کے ہاتھ میں سپرد کرے تاکہ میں گواہ لاؤں تو قاضی فقط دعوے پر عادل کے سپرد نہ کریگا۔ اور اگر ایک گواہ لاکر یہ درخواست کی کہ عادل کے سپرد کرے تاکہ دوسرا گواہ لاؤں تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر یہ طلاق رجعی ہے تو عورت اور شوہر کے درمیان میں روک نہ کی جائیگی کیونکہ طلاق جہی سے نکاح نہیں زائل ہوتا ہے۔ اور اگر طلاق بائن ہے پس اگر عورت نے کہا کہ میرا دوسرا گواہ غائب ہے اور شوہر میں نہیں ہے تو بھی یہی جواب ہے کہ وہ دونوں میں روک نہ کی جائیگی اور اگر اُس نے کہا کہ دوسرا گواہ شہر میں ہے پس اگر یہ گواہ جو حاضر ہے فاسق ہو تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ فاسق کی گواہی حق اللہ اور حق العباد کسی میں مقبول نہیں ہے تو اُسکا ہونا یا نہ ہونا یکساں ہے۔ اور اگر یہ گواہ عادل ہو تو قاضی اُسکو نہیں

کی ہمت دیکھا اور اگر اُسکے شوہر کے درمیان روک کر دی تو بہتر ہو یہ اصل میں مذکور ہو اور جامع میں اسے برخلاف مذکور ہو کہ اگر ایک عادل نے گواہی دی تو قاضی اُسکے شوہر کو اُسکے پاس جانے سے منع کرے گا اور یہ اسکا ثبوت ہو گا اُسے دو گواہ قائم کیے کہ ایک نے طلاق بائن یا تین طلاق ہو گواہی دی تو یہ صورت اصل میں مذکور نہیں ہو اور جامع میں ہو کہ قاضی اُسکے شوہر کو اُسکے پاس جانے اور اُسکے ساتھ غلطی میں بیٹھنے سے منع کرے گا جب تک کہ گواہوں کی عدالت دریافت کرنے میں مشغول ہو اور یہ حکم آخسان ہو اور قاضی اُسکو اُسکے شوہر کے مکان میں سے نہ نکالے گا لیکن اُسکے ساتھ ایک امانت دار عورت مقرر کرے گا کہ شوہر کو اُسکے پاس آنے سے منع کرے اگرچہ اُسکا شوہر عادل ہو اور اس امانت دار عورت کا خیر بیت المال سے لے گا پھر اگر گواہ عادل قرار پائے تو دونوں میں تفریق کر دے گا ورنہ عورت اُسکے شوہر کو واپس لے گی۔ اور اگر مدت دراز ہو گئی اور عورت نے قاضی سے انقطاع کیا یا ماہواری اُسکا کچھ خیر مقرر تھا تو قاضی اُسکا نفقہ مقرر کرے گا شوہر سے دلائیگا لیکن صرف بقدر مدت عدالت کے دلائیگا پس اگر گواہ عادل قرار پائے تو جحد رائے لیا ہو وہ اُسکا ہو اور اگر گواہی مرد و دوہوئی اور عورت نہ ہو تو واپس ملی تو جحد رائے لیا ہو شوہر واپس لے گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ نے اصل میں لکھا ہو کہ اگر باندہ یا غلام نے دعوے کیا کہ مالک نے آزاد کیا ہو اور اُسکے گواہ حاضر نہیں ہیں تو اُسکے اور مالک کے درمیان میں روک نہ کجا دیگی اگرچہ ایک گواہ پیش کریں اور اور اگر انہوں نے کہا کہ دو سر گواہ شہر میں نہیں ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر انہوں نے کہا کہ دو سر گواہ شہر میں ہو پس اگر یہ گواہ حاضر فاسق ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر عادل ہو تو بھی ذکر کیا ہو کہ روک نہ کجا دیگی اور یہ حکم غلام کے حق میں صحیح ہو اور باندہ کی کے حق میں اگر بنا بر رویت اصل کے کہا جاوے کہ روک کرنا اچھا ہو تو مناسب ہو اور جامع کی رویت کے موافق روک کجا دیگی۔ اور اگر دو گواہ مستور الحال قائم کیے تو دونوں کے حق میں روک کجا دیگی یا تک کہ گواہوں کی عدالت کا حال نکلے۔ اور یہ حکم باندہ یا غلام کے حق میں ایسی صورت پر محمول ہو کہ جب مالک خوف ولاتا ہو کہ ہلاک کرے گا اور اس میں مشہور ہو اور اگر ایسا ہو تو غلام میں روک نہ کجا دیگی بلکہ صرف مالک سے اُسکے اور غلام کے نفس پر فیصل لیا جاوے گا۔ واضح ہو کہ عورت یعنی باندہ کی کے واسطے روک کی یہ صورت ہو کہ ایک عورت فقہ کے سپرد کجا دیگی اور اُس گھر سے نہ نکالی جاوے گی پھر اگر اُسے نفقہ طلب کیا تو مالک کو حکم دیا جاوے گا کہ اُسکو نفقہ دیوے اور اگر اُسے ایک مہینہ نفقہ لیا پھر گواہ غیر عادل قرار پائے اور باندہ کی اُسکے مالک کو واپس ملی تو مالک اُس سے نفقہ واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر گواہ عادل قرار پائے پس اگر مولے نے اُسکو نفقہ احسان کے طور پر دیا ہو یا اُسے مولے کے گھر سے لیا ہو تو شل اور احسانوں کے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر قاضی نے اُس سے جبراً ولایا ہو تو مالک واپس لے گا۔ اور اگر دونوں گواہ فاسق ہوں تو باندہ کی کے حق میں روک نہ کجا دیگی اور غلام کے حق میں روایات مختلف ہیں بعض میں روک کجا وے اور بعض میں نہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک باندہ کی کا جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور باندہ کی نے دعویٰ کیا کہ وہ اصلی جہ ہو تو اُسکی تین صورتیں ہیں یا تو اُسے کوئی گواہ نہ پیش کیا یا ایک گواہ پیش کیا یا دو گواہ مستور الحال پیش کیے۔ پس اگر اُسے گواہ نہ پیش کیے اور قاضی سے درخواست کی کہ گواہ حاضر ہونے تک روک نہ کجا وے تو قاضی اس درخواست کو منظور نہ کرے گا اور اگر ایک گواہ قائم کیا ہو تو دیکھا جائے کہ اگر اُسے کہا کہ میرے پاس اُسکے سوا دو سر گواہ نہیں ہو تو باندہ کی اور قبض کے درمیان روک نہ کجا دیگی اور اگر

کہا کہ میرا دوسرا گواہ شہر میں ہی میں دوسری مجلس میں حاضر کر دنگی تو قیاساً روک نہ کجا دیگی اور استخا انار روک کجا دیگا نہ بشیر
وہ گواہ عادل ہو۔ اور اگر گشتہ دو گواہ مستورا الحال پیش کیے تو قاضی کو چاہیے کہ باندی ایک فقہ عورت کے سپرد کرے کہ
وہ اسکی حفاظت کرے یہاں تک کہ گواہوں کی حالت دریافت ہووے اور اسکے ہاتھ میں نہ چھوڑے جسکے قبضہ میں رہے
خواہ وہ مدعا علیہ عادل ہو یا نہ ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ مدعی نے قاضی سے یہ درخواست کی ہو کہ کسی عادل کے پاس
سپرد کیا دے لیکن بدون اسکی درخواست کی قاضی سپرد نہ کریگا اور یہ حکم بھی اسوقت ہو کہ باندی کسی مرد کے قبضہ میں
ہو اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو اور مرد نے دعویٰ کیا تو کسی عادل کے سپرد نہ کریگا اگرچہ مدعی درخواست کرے۔ اور
اسی طرح اگر کسی بیوہ عورت پر نکاح کا دھوکے کیا تو قاضی اسکا کفیل بالنفس لے لیگا اور کسی عادل کے قبضہ میں سپرد نہ کریگا
کیونکہ آزاد مرد سے حرام وطی کا خوف نہیں ہو کہ وہ اپنے جان کی مالک ہوتی ہو۔ اور اسی طرح اگر باندی باکرہ اپنے
باپ کے گھر ہو تو قاضی علیحدہ نہ کریگا۔ ایک شخص کے ساتھ ایک عورت ہو کہ دعویٰ کرتی ہو کہ اسنے بطور نکاح فاسد کے
نکاح کیا ہو اور عورت نے گواہ پیش کر دیے اور مرد کے گمان میں نکاح درست ہو تو قاضی عورت کو جدا کر کے عادل
کے سپرد کرے۔ اسی طرح ایک شخص نے ایک باندی پر جو دوسرے کے قبضہ میں ہو یہ دعویٰ کیا کہ میں نے یہ باندی
اسکے ہاتھ بطور بیع فاسد کے فروخت کی ہو اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض کہتا ہو کہ میں نے صحیح طور پر خریدی
ہو یا کہا کہ میں نے اس سے خریدی ہی نہیں کی ہو تو قاضی اسکو جدا کر لیگا یہ محیط مشی میں لکھا ہو ایک غلام زید کے
پاس ہو اسکا عمر و نے دعویٰ کیا کہ میرا غلام ہو اور اس دعویٰ پر ایسے دو گواہ پیش کیے کہ جن کو قاضی نہیں پہچانتا
ہو تو مدعا علیہ سے غلام نہ لیگا لیکن ایک کفیل بالنفس مدعا علیہ اور غلام کا لیگا اور مدعا علیہ کو حکم دیگا کہ اپنے کفیل ہاتھ
کو وکیل بالخصومت کرے تاکہ اگر وہ غائب ہو جاوے اور کفیل اسکو حاضر نہ کر سکے تو مدعی کفیل کو غاصم بناوے
اور قاضی اسپر ڈگری کرے۔ لیکن اگر مدعا علیہ نے وکیل بالخصومت دینے سے انکار کیا تو قاضی اسپر جبر نہ کریگا
مخلاف اسکے اگر کفیل دینے سے انکار کیا تو جبر کریگا۔ اگر مدعا علیہ نے کوئی کفیل نہ پایا تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ اسکے اور
غلام کے ساتھ سے پس اگر مدعی سے یہ نہ ہو سکا اور مدعا علیہ نے یہ خوف دلایا کہ غلام کو تلف کر دے گا تو قاضی مدعی کا
حق نکاح رکھنے کی عرض سے غلام کسی عادل کے سپرد کر دیگا۔ اور اسی طرح اگر مدعا علیہ فاسق ہو کہ لونڈوں کے
ساتھ غلام کرنے میں مشغول ہو تو بھی قاضی اسکو چھینکر عادل کے سپرد کریگا لیکن یہ امر ایسی صورت میں کچھ دعویٰ کرے ہر
موقوف نہیں ہو بلکہ جب کوئی غلام کا مالک اس حرکت اغلام میں مشہور ہو تو قاضی بطور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کے اس سے غلام چھینکر عادل کے سپرد کریگا۔ پھر عادل کے پاس اس غلام کو حکم دیگا کہ خود کما جائے اور خود کھاوے
بشرطیکہ وہ کچھ کمائی کر سکتا ہو۔ پھر یہ حکم باندی کے واسطے نہیں نہ کر رہی ہو اور وجہ یہ ہو کہ عورت اس سے عاجز ہوتی ہو
خے کہ اگر عاجز نہ ہو مثلاً باندی نہلانے یا روٹی پکانے میں مشغول ہو تو اسکو حکم کیا جائیگا کہ ان کاموں سے کما کھاوے
اگر غلام چھوٹے پن یا مرض سے کمائی نہ کر سکے تو مدعا علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ اسکو نفقہ دیوے اور اس صورت
میں غلام اور باندی میں کچھ فرق نہیں ہو ایسا ہی فقہ ابو بکر مخفی رحمہ اور ابو اسحاق الحافظ رحمہ اللہ سے منقول ہو۔
نواز بن ساعد بن امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ زید کے پاس ایک باندی ہو کہ اسکا عمر و نے دعویٰ کیا کہ میری ہو اور
دعویٰ پر گواہ پیش کیے اور وہ لوگ عادل قرار پائے۔ اور قاضی نے وہ باندی مدعا علیہ سے لیکر کسی عادل کے پاس رکھی تھی

اور مدعا علیہ بجا کیا۔ تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ عادل کو حکم دوں گا کہ اُس سے مزدوری کر لے اور اُسکو کھلا دے اور اگر ایسی باندی مزدوری کے لائق نہیں ہو تو حکم دوں گا کہ قرض اُسکے نفقہ میں لگا دے۔ پھر جب ناامیدی ہو جاوے کہ اُسکا مالک نہ آوے گا تو باندی فروخت کر دوں گا اور پہلے قرضہ ادا کروں گا پھر باقی دفع کروں گا پھر جب اُسکا قابض آیا تو اُسپر باندی کی قیمت دینے کا حکم دوں گا اور اگر نقضی علیہ پر قرض ہو تو باندی کا مستحق اس میں کا زیادہ حقدار ہو کیونکہ وہ بمنزلہ رہن کے عادل کے پاس ہے۔ ایک گھوڑا یا کتہ کسی شخص کے پاس ہو کہ اُسکا دوسرے نے دعوے کیا اور گواہ پیش کیے اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اُسکو عادل کے پاس رکھے تو قاضی یہ درخواست منظور کرے گا لیکن قبضہ بالنفس مدعا علیہ سے اور اس چیز کی طرف سے جس میں ہوی ہو لے لے گا اور قبضہ بالنفس کو دلیل بالخصوص نہ دے گا بشرطیکہ مدعا علیہ راضی ہو اور ہمارے نزدیک نفقہ لینے کے واسطے قابض پر جبر نہ کیا جائیگا یعنی اس صورت میں بخلاف مملوک کے اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میری طرف سے کوئی قبضہ نہیں ہوتا ہو تو مدعی سے کہا جائیگا کہ رات و دن اُسکے ساتھ رہا کرے تاکہ اُسکا حق محفوظ رہے پس اگر مدعا علیہ فاسق ہو کہ اُس چیز کے تلف کرنے کا خوف دلاتا ہو اور قبضہ لینے سے گھبرائے ہو اور مدعی اُسکے ساتھ نہ رہ سکتا ہو تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ میں مدعا علیہ پر گھوڑے کا نفقہ دلانے کے لیے جبر نہیں کر سکتا ہوں اگر تو چاہتا ہو کہ میں کسی عادل کے پاس رکھوں تو اُسکا نفقہ تیرے اوپر ہو مرنہ میں نہ رکھوں گا کذا فی الذخیرہ۔ ہشام نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص کے پاس ترچھوڑے یا تازہ مچھلی یا مثل اسکے کوئی چیز ہو کہ اُسکا دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میری ہے اور وہ چیز ایسی ہو کہ اگر رکھی جائے تو بگڑ جائے اور مدعی نے کہا کہ میرے گواہ شہر میں ہیں میں اُنکو حاضر کروں گا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ تادفعہ نہیں دوں گا لیکن مدعی سے کہیگا کہ اگر تو چاہے تو اس سے قسم لیجاوے پس اگر اسے قسم کھائی تو مدعی کو اُسکا چھوڑ کر نیک اختیار نہیں ہو۔ اور اگر اسے کہا کہ میں آج ہی گواہ حاضر کروں گا تو میں اُسکا قاضی کے قیام تک مہلت دوں گا اور مدعی علیہ سے کہیگا کہ قاضی کے آگے تک بیان سے نہ ٹلنا پھر اگر اتنے وقت میں یہ چیز بگڑ گئی تو مدعی خاص نہ ہوگا۔ عمرو بن ابی عمرو نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ کسی نے دوسرے سے چھلی یا گوشت تازہ تر یا فاکہ وغیرہ ایسی چیزیں جنہیں جلد فساد آ جاتا ہے خریدیں پھر بائع نے انکار کیا پھر مشتری نے دو گواہ یا ایک گواہ ایسا قائم کیا کہ جسکے دریافت حال کی ضرورت ہو پھر بائع نے کہا کہ اگر گواہوں کے حال دریافت ہونے تک یہ چیز اسی طرح چھوڑی جائے تو بگڑ جائیگی تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر مدعی نے ایک گواہ پیش کیا اور کہا کہ دوسرا گواہ حاضر ہو تو جب تک بڑنے کا خوف نہ ہو دوسری گواہی کی مہلت دیجادگی پس اگر دو ملر گواہ حاضر ہوا تو اُسکی راہ چھوڑ دیجادگی اور مشتری کو منع کیا جائیگا کہ اُس سے قرض نہ کرے۔ اور اگر اُس نے دو گواہ قائم کیے تو جب چیز کے فساد اور بگڑ جانے کا خوف ہو تو بائع کو حکم دیا جائیگا کہ مشتری کے حوالہ کرے پس جب مشتری نے قبضہ کر لیا تو قاضی اُسکو لیکر اپنے امین کو دیکھا کہ اُسکو بچھڑائے و ام عادل کے پاس رکھے پس اگر گواہوں کی تبدیل کی گئی تو وہ من مشتری کا ہو اور اگر تبدیل نہ ہوئی تو وہ من بائع کو دیا جائیگا۔ شیخ الاسلام خواجہ رزادہ رحمہ نے ذکر کیا کہ اگر مدعی کسی مال منقولہ میں ہو اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اُسکو عادل کے پاس رکھے اور اس پر کفانہ کیا کہ مدعا علیہ اور مال کے واسطے دونوں کی طرف سے قبضہ بالنفس لے لیا جاوے پس اگر مدعا علیہ عادل ہو تو یہ درخواست منظور نہ ہوگی اور اگر فاسق ہو تو منظور ہوگی یہ محیطین لکھا ہے۔ اگر عتار کا جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور گواہ پیش کیے تو عادل کے سپرد کرنے یا قبضہ کا قاضی حکم دیکھا مگر جبکہ دعویٰ کسی زمین کی بابت ہو اور اس میں درخت ہوں اور درختوں پر پھل ہوں تو کسی عادل کے قبضہ میں

درجہ اول کی یہ محیط سرخی میں لکھا ہے ادب القاضی میں ہے کہ اگر عورت نے قاضی سے کہا کہ مجھے اپنے شوہر سے خوف ہے کہ وہ حالت حیض میں میرے پاس ہوئے اس واسطے تم مجھے کسی عادل کے سپرد کر دو تو اس طرف التفات نہ کریگا۔ ایک باندی و شخصوں میں مشترک تھی اور اسکی بابت ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی تھی۔ پھر ایک نے تجویز کیا کہ ایک دن تیرے پاس اور ایک دن میرے پاس رہے اور دوسرے نے کہا کہ نہیں بلکہ ہم کسی عادل کے سپرد کر دیں تو امام محمد رحمہ فرمایا کہ میں ہر ایک کے پاس ایک ایک روز رہنے کی اجازت دوں گا اور عادل کے پاس نہ رکھوں گا۔ مثل نے فرمایا کہ فرج کے معاملہ میں سو اس مقام کے ہر جگہ احتیاط کر جاتی ہو مثلاً باندیوں کی آزادی میں یا عروہوں کی طلاق میں خواہ گواہی ہو یا نہ ہو احتیاط کی جاتی ہو یہ فریضہ میں لکھا ہے۔

تیسریوں باب ایک قاضی کے دوسرے قاضی کو خط لکھنے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے قاضی کے آگے آکر درخواست کی کہ فلاں شخص جو فلاں شہر میں ہے اس پر میرا حق ہے اس کے گواہ سن لیوے تاکہ اس شہر کے قاضی کو گواہوں کی سماعت لکھے تو قاضی اس کے گواہوں کی گواہی کو اس حق کے بارہ میں جسکا دعویٰ کرتا ہے سنیگا اور خضات رحمہ نے ادب القاضی میں لکھا ہے کہ قاضی نصف شہادت پر لکھیگا اگر ایک شخص نے قاضی کے سامنے ایک گواہ پیش کیا کہ فلاں شخص پر اسکا حق ہے یا عورت نے گواہی دی یا گواہی پر گواہی ہوئی تو قاضی اسکو لکھیگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ جانا چاہیے کہ قاضی کو قاضی کا خط معاملات میں برخلاف قیاس حجت شرعی ہو گیا ہو اور خلاف قیاس اس واسطے ہے کہ خط کبھی جھوٹا بنا لیا جاتا ہو اور ایک خط دوسرے خط سے مشابہ ہوتا ہو اور مرد دوسری تہ سے مشابہ ہوئی ہو لیکن ہم نے اسکو بالاجماع حجت گردانا ہے مگر قاضی مکتوب الیہ اسکو تمام شرطیں پلے جانے کے وقت قبول کریگا بخلاف اس کے یہ ہے کہ جب تک گواہوں سے یہ نہ ثابت ہو کہ یہ فلاں قاضی کا خط ہے وقت تک قبول نہ کریگا۔ اور جن چیزوں میں قیاس کے موافق عمل ہے بخلاف لکے حدود و قصاص اور منقولات مثل اسباب و دیکڑے و ٹوٹی وغیرہ میں کہ ان چیزوں میں امام اعظم رحمہ اور امام محمد رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے پہلے قول کے موافق قاضی کے خط کو جائز نہیں رکھا ہے پھر امام ابو یوسف رحمہ نے رجوع کر کے فرمایا کہ غلام میں بھاگنے کے باب میں خط جائز ہے اور اور دونوں میں جائز نہیں ہے اور ایک روایت امام ابو یوسف رحمہ سے یہ منقول ہے کہ سب منقولات میں جائز ہے اور بعض شایخ متاخرین نے اسی کو لیا ہے۔ اور امام احمد حنبلہ سے روایت ہے کہ وہ قاضی کا خط نکاح اور طلاق اور کل ایسے حکموں میں نہیں قاضی کے خط کے فہم لفظ تحقق ہو سکتے ہیں اور مشہورہ وغیرہ کی تعمین ممکن ہو جائز رکھتے اور فتوے دیتے تھے۔ اور نقلیات یعنی جامدات منقولہ میں امام اعظم رحمہ و محمد رحمہ کے نزدیک اس واسطے قاضی کا خط نہیں جائز ہے کہ ان چیزوں میں (مشہورہ) کو اشارہ سے معلوم کرانا چاہیے اور اشارہ خط میں نہیں ہو سکتا ہے پس جب دعویٰ اور گواہی کی محتاس سے نہوگی خط بھی اس باب میں ناجائز ہو گا یہ لفظ میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ زینب بنت زید بن عمرو نے جو فلاں شہر میں ہے میرے ساتھ نکاح کیا اور اب میرے نکاح سے انکار کرتی ہے اور نکاح کے گواہ بیان موجود ہیں پس اسکو اور گواہوں کو جمع کرنا مجھے ممکن نہیں ہوتا ہے تو قاضی سے کہا کہ تم اس بارہ میں مجھے ایک خط لکھ دو پس قاضی اس کے گواہوں کی گواہی سن کر خط لکھ دیگا۔ اور اسی طرح اگر کسی عورت نے کسی غائب شخص کی عورت جو نکاح دعویٰ کیا یا کسی غائب کی ولادہ آزادی یا ولادہ مولائے کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اسی طرح اگر نسبت کا دعویٰ کیا مثلاً زید نے کہا کہ عمرو بن خالد میرا باپ ہے اور وہ میرے نسب سے انکار کرتا ہے اور میرے گواہ بیان اس بات کے موجود ہیں کہ عمرو بن خالد نے اقرار کیا تھا کہ زید اسکا بیٹا ہے یا اس بات کے کہ اس نے زید کی ماں سے نکاح کیا اور میں اسی کے بستر سے پیدا ہوا ہوں اور اسی کی طرف منسوب ہوں اور اس پر زید نے گواہ قائم کیے تو قاضی

اُسکو خط لکھ دیا اور اسی طرح اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ مدعی فلان شخص غائب کا باپ ہو اور گواہ پیش کیے اور خط لکھا تو بھی قاضی لکھ دیا۔ اور اگر کسی نے کسی غائب کے بھائی یا چچا ہونے کا دعویٰ کیا اور خط طلب کیا تو قاضی نہ لکھ دیا مگر اس صورت میں کہ میراث یا نفقہ کا دعویٰ ہو یا یہ دعویٰ ہو کہ اس کے باپ یا بیٹے یا قریبی کی پرورش کی ہو تو گواہی قبول کر لیگا خواہ اُسکی زندگی میں ہو یا بعد موت کے۔ اگر ایک مرد یا عورت نے کسی لڑکے یا لڑکی کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اُسکا نسب ہم دونوں سے مشہور ہو اور وہ بالفعل فلان شہر میں فلان بن فلان غائب کے ماتحت ہیں ہو اور وہ اُسکو غلام جانتا ہو اور اس پر دونوں نے گواہی دے دی اور اس باب میں قاضی کا خط طلب کیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک قاضی اُسکو لکھ دیا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک سائل نسب میں اگرچہ قاضی خط لکھتا ہو مگر اس مسئلہ میں نہ لکھ دیا اور حال یہ ہو کہ اگر فرزند کے دعوے سے ساتھ غلام بنانے کا دعویٰ ہو تو نہ لکھ دیا مگر جبکہ یہ دعویٰ کرے کہ وہ میراث میں ہو اور اُسکو فلان شخص نے غصب کر لیا ہو تو بالاتفاق لکھ دیا۔ اور مکان اور حقار کے دعویٰ میں بالاتفاق سب کے نزدیک لکھ دیا خواہ وہ دار مدعا علیہ کے شہر میں ہو یا کسی اور شہر میں ہو جو میں قاضی خط لکھنے والا ہو۔ اگر خط کے گواہ رہتے ہیں یا رہ گئے یا انکی رے واپس آنے کی ہوئی یا کسی دوسرے شہر میں جائینا ارادہ کیا پس اُنھوں نے ایک قوم کو اپنی گواہی پر گواہ کر لیا تو جائز ہو اور نکلنے گواہ کرنے کی یہ صورت ہو کہ یوں کہے کہ یہ خط فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کی طرف سے فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کے نام اس شخص مدعی کے دعویٰ کے باب میں جو فلان بن فلان پر لے گیا ہو لکھا ہو اور میں پڑھ کر سنا یا ہو اور چارے ساٹھ مہر کی ہو اور ہر گواہ پر گواہ کیا ہو تو ہر لوگ ہماری اس گواہی پر گواہ رہو۔ اور یہ بھی جائز ہو کہ یہ لوگ اور قیسرے لوگوں کو گواہ کریں یا چھٹے یا پانچویں اگرچہ دور تک بڑے مجاہدین یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہو۔ قاضی کا خط دوسرے قاضی کی طرف سے صاحب اثر ہونے کے واسطے پانچ چیزوں کا جاننا شرط ہو۔ ایک یہ کہ قاضی کا تب معلوم ہو دوسرے یہ کہ قاضی مکتوب الیہ معلوم ہو تیسرے دعویٰ معلوم ہو یعنی جس چیز میں دعویٰ ہو وہ معلوم ہو چوتھے مدعی معلوم ہو پانچویں مدعا علیہ معلوم ہو اب جاننا چاہیے کہ قاضی کا تب کے معلوم ہونے کی یہ صورت ہو کہ اُسکا نام اور اسکے باپ کا نام اور لکے دادا یا قبیلہ کا نام لکھا جائے اور اگر باپ اور دادا کا نام لکھا تو بالاتفاق پہچان معتبر نہ ہوگی اور اگر باپ کا نام لکھا اور دادا یا قبیلہ کا نام نہ لکھا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک معرفت حال نہ ہوگی اور اگر مشہور ہو تو جس نام کے ساتھ مشہور ہو اُس پر اکتفا کیا جائے اور اسی طرح اگر لکھا کہ یہ خط ابو فلان کی طرف سے ہو تو کافی ہو بشرطیکہ وہ اس کیفیت کے ساتھ مشہور ہو جیسے ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اسی طرح کافی ہو اگر لکھا کہ ابن فلان کی طرف سے ہو بشرطیکہ وہ اس کیفیت سے مشہور ہو جیسے ابن ابی لیلہ۔ اور قاضی کے نام اور نسب پر گواہوں کی گواہی کے قبول ہونے کی صورت نہیں ہو جب تک کہ خط میں نہ لکھا ہو۔ اور اسی طرح قاضی مکتوب الیہ کے معلوم ہونے کی بھی یہی صورت ہو کہ اُسکا نام اور نسب اس طرح ذکر کرے کہ اُسکی پہچان ہو جائے اور اگر لکھا نہ ہو تو اسکے نام و نسب پر صحت گواہی کفایت نہ کریگی اور مدعا علیہ کا معلوم ہونا شرط ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکے نام اور باپ کے نام سے پہچان نہ ہوگی جب تک اسکے دادا کا نام مذکور نہ ہو اور امام ابو یوسف کے نزدیک دادا کا نام ذکر کرنا شرط نہیں ہو اور قاضی ابو علی سفدی ابتداء میں دادا کا نام ذکر کرنا مدعا علیہ کے واسطے شرط نہیں کرتے تھے پھر آخر عمر میں اس سے رجوع کیا اور کہا کہ دادا کا نام بھی ذکر کرنا شرط ہو اور یہی صحیح ہو اور اسی پر فتوے ہو اور اگر دادا کا نام نہ ذکر کیا بلکہ اُسکو اُسکی قبیلہ کی طرف نسبت کر دیا پس اگر اُسکا قبیلہ چھوٹا سا ہو اور ادنیٰ فخذ ہو کہ

اس سے وہ بچا ناجاتا ہو تو بلا خلاف کافی ہو کہ چونکہ قبیلہ میں اکثر شخص ایسے کم ہوتے ہیں جنکے نام اور انکے باپ کے نام ایک ہوں پس ذکر قبیلہ بجائے دادا کے نام کے ہو جائیگا اور اگر بڑا قبیلہ ہو یا اعلیٰ نژاد ہو تو صرف قبیلہ کی طرف منسوب کرنا کافی نہیں ہو جیسے نبی تیسرا ایک بڑا قبیلہ ہو اس میں ایسے لوگ نکلیں گے جنکے نام اور انکے باپ کے نام ایک ہوں۔ اور اگر اسکو کسی شہر کی طرف منسوب کیا شلکہ کوئی ہو یا بغدادی ہو تو بدون دادا کے نام ذکر کرنے کے کافی نہیں ہو اور اگر اسکے پیشدادی اور کاری گری کی طرف نسبت کی اور دادا اور قبیلہ کا نام ذکر نہ کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کافی نہیں ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر صنعت اسکی ایسی ہو کہ جس سے وہ لایا محالہ بچا ناجا وے تو جائز ہو۔ اور اگر اسکے باپ کا نام اور اسکا لقب ذکر کیا اور اس لقب سے لایا محالہ بچا ناجاتا ہو تو کافی ہو اور اگر ایسا ہو تو کافی نہیں ہو اور اگر اسکا اور اسکے دادا کا نام ذکر کیا اور اسکے باپ کا نام نہ ذکر کیا تو کافی نہیں ہو۔ اور اگر یوں تحریر کیا کہ فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کی طرف سے فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کو یہ خط ہو تو بعض مشائخ کے نزدیک بلا خلاف ایسی تحریر کافی ہو کیونکہ قاضی جو نام بھی بچانے کا سبب ہو کہ اسکے ذکر سے دادا کا نام ذکر کرنے کی ضرورت نہ رہی اور اگر سطح تحریر کیا کہ فلان شہر کے قاضی فلان بن فلان کی طرف سے ہر اس قاضی یا حاکم کی طرف جسکو یہ خط ہوئے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نہیں جائز ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اور زفر رحمہ کے نزدیک جائز ہو اور امام محمد رحمہ ظاہر امام اعظم رحمہ کے ساتھ ہیں اور امام ابو یوسف رحمہ قاضی ہوئے اور لوگوں کا حال دیکھا تو بہت سے سائل میں استخانا و صحت دی از اجملہ یہ مسئلہ یہ محیط میں لکھا ہو اور اسی پر آج کل لوگوں کا عمل ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر یوں کہا کہ فلان شخص کا فلان سندھ پر جو غلام فلان بن فلان شہر کا ہو اسقدر قرض ہو تو جائز ہو کیونکہ ملوک مالک کی طرف نسبت کرنے سے بچا ناجاتا ہو پس جب اسکو اسکے مشہور مالک کی طرف نسبت کیا جائیگا نام اور اسکے باپ اور دادا یا قبیلہ کا نام لکھ دیا تو غلام کی شناخت پوری ہو گئی۔ اگر غلام کا نام ذکر کیا اور اسکے مالک کا نام در باپ کا نام ذکر کیا اور اسکے دادا یا قبیلہ کو ذکر نہ کیا تو شمس الاممہ رحمہ نے لکھا ہو کہ کافی نہیں ہو اور شیخ الاسلام نے کہا کہ کافی ہو کیونکہ شناخت تین چیزوں کے ذکر سے ہوتی ہو اور وہ پانی لیکن ایک غلام کا نام اور ایک مالک کا نام اور ایک اسکے باپ کا نام۔ اگر غلام کا نام اور مالک کا نام ذکر کیا اور مالک کو اسکے خاص قبیلہ کی طرف نسبت نہ کیا تو کافی نہیں ہو اور اگر نسبت کیا تو شمس الاممہ کے قیاس مسئلہ مقدمہ پر کافی نہیں ہو اور موافق شیخ الاسلام کے کافی ہو۔ اگر یوں لکھا کہ فلان شخص کا فلان شخص پر کہ جو سندھی غلام جلاہد کہ فلان بن فلان کے ہاتھ میں ہو اسقدر قرض ہو پس اس صورت میں ہاتھ میں ہونے سے اگر یہ مراد ہو کہ وہ اسکے گھر میں رہتا ہو تو کافی نہیں ہو کیونکہ نسبت میں امر لازمی چاہیے اور وہ ملکیت ہوتی ہو اور صرف ہاتھ میں ہونا کبھی بلا ملکیت کے نافع ہوتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور گو امون کے سامنے خط پڑھ کر انکو دینا واجب ہو تاکہ اسکے مضمون سے واقف ہو جائیں یا اگر نہ پڑھے تو انکو آگاہ کرے کیونکہ بدون جانے ہوئے گو ابھی نہیں ہوتی ہو پھر انکے سامنے مہر کر کے انکو پڑھ کرے تاکہ تعہد کا وہم نہ ہو اور یہ امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہو کیونکہ خط بہ حکم کے واسطے یہ شرط تین میں کہ گو وہ خط کے مضمون سے واقف ہوں اور مہر لکے سامنے ہوں ہو اور اسی طرح ان دونوں اماموں کے نزدیک خط کے مضمون سننے سے او کرنے کے وقت تک یا دہرنا شرط ہو۔ اور آخر میں امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اس میں سے کچھ بھی شرط نہیں ہو بلکہ یہ شرط ہے کہ انکو اس پر گواہ کرے کہ یہ سیرا خط اور مہر ہو اور ایک روایت میں امام ابو یوسف رحمہ سے ہو کہ مہر بھی شرط نہیں ہو پس اس طرح کی آسانی امام ابو یوسف رحمہ نے قاضی ہو کر دی کہ لیس البحر کا لمعا کثرۃ و شمس الاممہ رحمہ نے امام ابو یوسف کا قول اختیار کیا کہ کافی ہیں لکھا ہو خلاف ہم نے ذکر کیا ہو کہ اجل قاضیوں کا یہ دستور ہو کہ خط مدعی کے سپرد کرتے ہیں اور

اور سی شمس المائے کے نزدیک مختار ہی کذا فی النہایہ جب امام عظیم و امام محمد رحمہ کے نزدیک خط کے معنوں کی گواہی گواہوں پر شہر سہری تو قاضی کو چاہیے کہ خط کی ایک نقل گواہوں کو دے تاکہ وہ گواہی ادا کر سکیں پس قول امام عظیم رحمہ و امام محمد رحمہ کا احتیاط یہ ہے اور امام ابو یوسف رحمہ آسانی فرمائی ہے۔ اور امام عظیم رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ایک یہ شرط ہے کہ خط بعنوان ہو اس طرح کہ خط کا عنوان ملے ان کے لئے یہ تھا فلان بن فلان قاضی کی طرف سے فلان بن فلان قاضی کو ہے۔ اور اگر گئے اندر خط کے یہ عنوان نہ لکھا اس وقت کہ یہ خط قاضی کے لئے ہے تو مکتوب الیہ قاضی خط کو قبول نہ کرے گا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک عنوان شرط نہیں ہے صرف یہ شرط ہے کہ گواہ گواہی دینے کے یہ فلان بن فلان قاضی کا خط تیسرے نام ہے اور اس کی نہر ہے جب طرفین کے نزدیک عنوان شرط نہیں ہو تو ہم بیان کرتے ہیں کہ اگر عنوان اندر اور باہر ہو تو قاضی ایسے خط پر عمل کرے گا اور اگر فقط اندر ہو تو عمل کرے گا۔ اور اگر فقط باہر ہو تو اس پر عمل نہ کرے گا اور ہمارے بعض مشائخ متاخرین نے صرف عنوان ظاہر پر اکتفا کیا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور دونوں کے نام و نسب دونوں عنوان میں تحریر کرے اور اگر اندر کے عنوان میں اسکو چھوڑ دیا تو صحیح نہیں ہے اور باہر کے عنوان کی صورت ہمارے زمانہ میں یہ ہے کہ بائیں ہاتھ کی طرف سے بسم اللہ لکھنے سے پہلے یہ لکھے کہ از جانب فلان بن فلان قاضی شہر فلان فلان اور دائیں ہاتھ کی طرف سے بسم اللہ سے اوپر لکھے بسم اللہ الملک الحق المبین بجانب فلان بن فلان قاضی شہر فلان یا بہر شخص کی طرف جسکو یہ خط قاضیوں اور حاکموں سے پہونچے ادا بسم اللہ توفیقہ و توفیقہم۔ اگر گئے لکھا کہ فلان شہر کے قاضی کو پہونچے اور اس شہر میں ایک ہی قاضی تھا تو امام علی بن محمد نرودی نے فرمایا کہ صحیح ہے اور اگر اس شہر میں دو قاضی ہوں تو جائز نہیں ہے۔ پھر باہر خط کے لکھے بائیں طرف سے فلان بن فلان قاضی شہر فلان اور حاکموں کے طرف سے پھر داہنی طرف سے بسم اللہ الملک الحق المبین بجانب فلان بن فلان قاضی شہر فلان یا بہر شخص کو قاضیوں اور حاکموں میں سے جسکو یہ خط پہونچے ادا بسم اللہ توفیقہ و توفیقہم۔ پھر بسم اللہ لکھنے کے بعد یوں لکھے کہ خط میرا اطال اللہ تعالیٰ بقا فلان قاضی کو انجیسا کہ رسم ہے پھر لکھے اما بعد پھر اگر قاضی مدعی کو شکل اور نام و نسب سے پہچانتا ہو تو لکھے۔ فلان مدعی میری مجلس قضائیں فلان شہر میں حاضر ہوا اور میں امین مقيم ہوں اور فلان بن فلان کی طرف سے نافذ تھا ہوں جیسے رسم ہے اور مدعی کا قبیلہ اور حلیہ بیان کرے یہ نہایت میں لکھا ہے اور صحیح ہے کہ میری مجلس قضائیں لکھنا شرط نہیں ہے صرف یہ لکھنا کہ مجلس حکم میں فلان شہر میں حاضر ہوا کافی ہے۔ مگر اصول میں کہ جب اس شہر میں دو قاضی ہوں ہر ایک ایک طرف کا علیحدہ ہو یہ ملقط میں لکھا ہے۔ اور اگر قاضی اسکو نہ پہچانتا ہو اور گئے کہا کہ میں فلان بن فلان ہوں تو گواہوں سے دریافت کر کے خط میں لکھے کہ مدعی حاضر ہوا کہ فلان بن فلان نام بتلاتا تھا اور میں نے اسکو نہ پہچانا اور گواہوں سے دریافت کر لیا اور گواہوں کے نام و نسب و حلیہ و مسکن اگر ذکر کرے تو بہتر ہے اور اگر نہ ذکر کیا صرف اس پر اکتفا کیا کہ گواہ عادل تھے کہ مجھے انکی عدالت معلوم ہوئی تھی یا میں نے دریافت کر لیا اور انکی تعدیل کی گئی تو جائز ہے پھر لکھے کہ ان گواہوں نے گواہی دی کہ یہ شخص فلان بن فلان ہے اور اسکی شناخت خوب بیان کرے اور اگر اسکی قبیلہ کو ذکر کرے تو بہتر ہے ورنہ مضرب نہیں ہے پھر لکھے بدون کسی مدعا علیہ کے یا نائب مدعا علیہ کے حاضر ہو کر لکھنا کا دعویٰ کیا جو فلان شہر میں فلان محلہ میں واقع ہے اور اسکی حدود دیہین اور وہ فلان شخص کے قبضہ میں ہے کہ اسکو فلان بن فلان کہتے ہیں اور مدعا علیہ کی ایسی طرح پہچان بیان کر دیوے اور اگر مدعا علیہ شہر آدمی ہو تو اسکی ضرورت نہیں ہے صرف یہ لکھ دے کہ انے فلان بن فلان پر دعوے کیا مگر یہ ضرور لکھے کہ مدعی نے دعوے کیا کہ مدعا علیہ بقدر مسافت سفر کے اس شہر سے دور ہے اور غائب ہے اس واسطے کہ بہت سے مشائخ مسافت سفر سے کم میں قاضی کا خط جائز نہیں کہتے ہیں جیسا کہ گواہی پر گواہی میں

کہتے ہیں یہ نہا یہ میں لکھا ہو سافت سفر سے کم میں قاضی کا خط قاضی کے نام ظاہر روایت میں جائز نہیں ہو اور امام ابو یوسف سے روایت
ہو کہ اگر اس قدر دور ہو کہ اگر ذہبی کو قاضی کے در دولت پر حاضر ہو تو اسی روز پھر اپنے گھر واپس نہ جاسکے تو خط قاضی مقبول ہو گا اور
اسی پر فتویٰ ہو یہ سراجیہ میں لکھا ہو پھر لکھے کہ معا علیہ کا غائب ہونا عادل گواہوں کی گواہی سے میرے نزدیک ثابت ہو گیا
تاکہ قاضی مکتوب الیہ کو معلوم ہو کہ پوری شرطوں کے ساتھ یہ خط لکھا ہو پھر تحریر کرے کہ آج کل وہ فلاں شہر میں مقیم ہو یہ ملقط میں
لکھا ہو پھر لکھے کہ وہ معا علیہ اس مدعی کے اس دعویٰ سے انکار کرتا ہو اور صحت دعویٰ کے گواہ یہاں موجود ہیں مدعی کو اسکا
اور گواہوں کا جمع کرنا مشکل پڑا ہو پس اسنے مجھے سے درخواست کی کہ گواہوں کی گواہی سن لوں تاکہ جعفر میرے نزدیک
صحت کو پہونچے اسکو فلاں قاضی کو لکھوں پس میں نے اسکی درخواست منظور کی اور اسنے گواہ پیش کیے اور وہ فلاں و فلاں ہیں پھر
ہر ایک کا نام و نسب و قبیلہ و تجارت و دسکن و محلہ تمام لکھے پس ہر ایک گواہ نے مدعی کے دعویٰ پر گواہی دی و گواہی کے
الفاظ و معنی متفق ہیں ایسا ہی امام محمد رحمہ سے روایت ہو اور شاہ نے کہا کہ صرف اس قدر پر اکتفا کرنا چاہیے بلکہ ہر ایک کی
گواہی تفصیل ہاں بیان کرے اور اسکی تصحیح کرے اور اگر معاذ بہیسی جس چیز میں دعویٰ کیا گیا ہو عتقار ہو تو اسکی جگہ اور حدود اربعہ
لکھے اور اگر غلام ہو تو اسکا نام اور حلیہ اور صفت اور پیشہ اور اسکے مالک کا نام اور اسکے باپ اور دادا کا نام لکھے اور قرضہ میں
اسکی جنس اور مقدار اور صفت جیسا معروف ہو تحریر کرے پس اس طرح تحریر کرے کہ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس مدعی کا فلاں
بن فلاں بن فلاں پر کہ جبکا نام و نسب اس خط میں تحریر ہو چکا ہو یہ دعویٰ ہو اور اسکی جنس و صفت و نوع تحریر کرے
اور معا علیہ پر ادا کرنا اس مال کا واجب ہو اور شاہین نے اختلاف کیا ہو اور صحیح یہ ہو کہ قرض کا سبب بیان کرنا شرط
نہیں ہو تاکہ گواہی دعویٰ مدعی کے موافق ہو پھر لکھے کہ باقیوں نے بھی ایسی ہی گواہی دی اور یہ نہ لکھے کہ اسکے مثل گواہی نہی
پھر تحریر کرے کہ گواہوں نے گواہی کو علی وجہ الشہادۃ ادا کیا اور گواہی کے طریقہ سے بیان کیا اور میں نے اسکو نا اور اپنے دیوان کے
دفتر میں لکھ لیا اسکے بعد اگر قاضی گواہوں کو پہچاننا ہو تو خط میں لکھ دے کہ میرے نزدیک گواہ عدالت میں معروف ہیں اور اگر پہچاننا ہو
تو ایک مٹکی سے دریافت کرنا کافی اور دوسرے احتیاط ہو۔ اگر مٹکی نے تعدیل کی تو لکھے کہ گواہوں کے حال دریافت کرنے میں میں نے تعدیل
و تعدیل سے رجوع کیا اور معدل و مٹکی فلاں فلاں ہیں کہ ہمارے نزدیک انکی تعدیل مقبول ہو اور انہوں نے تعدیل کی پھر قاضی
کاتب بعد گواہوں کی گواہی اور عدالت ظاہر ہونے کے مدعی سے یہ قسم لیوے کہ اللہ میں نے یہ مال معا علیہ سے نہیں لیا اور نہ میں
جائنا ہوں کہ میرے وکیل یا لٹچی نے اس سے بلکہ قبضہ کیا ہو۔ پھر جب قاضی کے شہرے اس خط کو اس طرح بطح بیان ہوا تحریر کیا تو آنحضرت
قاضی یون لکھے کہ فلاں شہر کا قاضی فلاں بن فلاں بن فلاں کہتا ہو یہ خط میرے محرمے میرے حکم سے تحریر کیا اور جو ماجرا ایسی ہیں
وہ میرے سامنے واقع ہوا اور ایسا ہی ہو جیسا اس میں لکھا ہو اور اس خط میں دو عنوان ہیں ایک ظاہری اور دوسرا
باطنی اور اس میں میری مہر لگی ہو اور میری مہر کا نقش ایسا ایسا ہو اور یہ خط تین ٹکڑے کا غنڈ پر لکھا ہوا ہو اور اس پر میری
توثیق ہو اس طرح کہ میں نے توثیق صدر پر لکھی ہو اور اس پر گواہ کر لیے ہیں اور وہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں
بن فلاں میں ہر ایک کے نام و نسب و حلیہ لکھے۔ اور خط میں نے انکو پڑھ کر سنا دیا اور اسکے مضمون سے انکو آگاہ
کر دیا اور انکے سامنے اپنی مہر لگا دی اور اس سب پر انکو گواہ کر لیا اور یہ چند سطر میں ایسے خط سے فلاں تاریخ میں اسکے
آخر میں لکھ دین اور آخر خط میں انشاء اللہ تعالیٰ نہ لکھے۔ اور دو نسخہ لکھے ایک مہر کر کے بلا زیادت و نقصان مدعی
کو دیدے اور دوسرا گواہوں کو دیدے کہ وہ اسکو موافق شرط امام اعظم ہو اور امام محمد کے ادا کرین کذا فی فیاض قاضی خان۔

۴
۵
۶
۷
۸
۹
۱۰
۱۱
۱۲
۱۳
۱۴
۱۵
۱۶
۱۷
۱۸
۱۹
۲۰
۲۱
۲۲
۲۳
۲۴
۲۵
۲۶
۲۷
۲۸
۲۹
۳۰
۳۱
۳۲
۳۳
۳۴
۳۵
۳۶
۳۷
۳۸
۳۹
۴۰
۴۱
۴۲
۴۳
۴۴
۴۵
۴۶
۴۷
۴۸
۴۹
۵۰
۵۱
۵۲
۵۳
۵۴
۵۵
۵۶
۵۷
۵۸
۵۹
۶۰
۶۱
۶۲
۶۳
۶۴
۶۵
۶۶
۶۷
۶۸
۶۹
۷۰
۷۱
۷۲
۷۳
۷۴
۷۵
۷۶
۷۷
۷۸
۷۹
۸۰
۸۱
۸۲
۸۳
۸۴
۸۵
۸۶
۸۷
۸۸
۸۹
۹۰
۹۱
۹۲
۹۳
۹۴
۹۵
۹۶
۹۷
۹۸
۹۹
۱۰۰

و اس شرط کی مراد یہی ہو کہ انہما یہ ہو کہ خط میں تاریخ نہ لکھے تو مقبول نہ ہوگی اور اگر لکھے تو لحاظ کرنا چاہیے کہ وہ اس وقت قاضی تھا یا نہ تھا اور اگر نہ لکھے تو گواہوں کی گواہی پر اکتفا نہ کیا جائے اور ایسا ہی جب لکھا نہ ہو تو صرف گواہوں کی گواہی پر کہ یہ قاضی کا خط ہو اکتفا نہ کیا جائیگا اور اگر اصل حادثہ پر انھوں نے گواہی دی اور تحریری نہیں ہو تو اس پر عمل درآمد ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہے جب یہ خط مکتوب الیہ کے پاس پہنچے تو اسکو چاہیے کہ مدعی اور اسکے مدعا علیہ کو جمع کرے اور قاضی کا خط ہونے پر گواہی اسی وقت قبول کرنا چاہیے کہ جب مدعا علیہ موجود ہو۔ پھر جب دونوں جمع ہوئے اور مدعی نے دعویٰ کیا تو قاضی مدعا علیہ سے اس دعویٰ کی بابت دریافت کر چکاپس اگر اسنے اقرار کر لیا تو اس اقرار پر فیصلہ ہوا اور خط کی کچھ ضرورت نہ رہی اور اگر اسنے انکار کیا تو مدعی حجت قائم کرنے کے واسطے قاضی کا خط پیش کرے اور جب پیش کیا تو قاضی دریافت کر چکا کہ یہ کیا ہے تو جواب دیگا کہ فلان قاضی کا خط ہے تو یہ قاضی کہیگا کہ اسپر گواہ پیش کر کہ یہ اس قاضی کا خط ہے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر بدون مدعا علیہ کی حاضری کے خط قبول کر لیا تو جائز ہو اور اگر اسکی ناموجودگی میں قاضی کا خط ہونے کے گواہ سن لیے تو جائز نہیں ہو پس مدعا علیہ کی حاضری خط کی گواہی قبول کرنے کے واسطے شرط ہو اور مدعا علیہ موجود نہیں ہو تو جائز ہو اس سے مراد قبول خط ہے نہ خط کی گواہی کذا فی الملتقط جب گواہوں نے کہا کہ یہ فلان قاضی کا خط تھا ارے نام ہزار اسپر اسکی مہر لگی ہو تو خط کو قبول کر چکا اور دریافت کر چکا کہ تھو بڑھنا یا اور تھا ارے سامنے مہر لگائی ہو پس اگر انھوں نے کہا کہ نہیں یا ہمارے سامنے پڑھا ہے اور مہر نہیں لگائی یا اسکا اثبات کیا تو قبول نہ کر چکا اور اگر انھوں نے کہا کہ ہاں ہکو پڑھنا یا اور ہمارے سامنے مہر لگائی اور ہکو گواہ کیا ہے تو کتاب یعنی خط کو کھولیکا اور یہ کہنا کافی نہیں کہ ہمارے نزدیک یا ہمارے حضور میں مہر لگائی ہو کذا فی النہایہ اگر گواہوں نے کہا کہ یہ قاضی کا خط اور اسکی مہر ہو اور خط کے مضمون کی گواہی نہ دی تو طرفین کے نزدیک قبول نہ کر چکا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک قبول کر چکا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور جب قاضی نے خط کو کھولا تو دیکھے کہ ان گواہوں کی گواہی مضمون خط کے موافق ہو یا مخالف اگر مخالف ہو تو رد کرے اور اگر موافق ہو پس اگر قاضی کا تب نے اس میں گواہوں کی عدالت لکھی ہو یا قاضی مکتوب الیہ انکو پہنچاتا ہے تو مدعا علیہ پر حق کا فیصلہ جاری کر دیگا اور اگر ایسا نہ ہو تو قاضی گواہوں کی عدالت دریافت کر چکاپس اگر انکی تعدیل کی گئی تو انکی گواہی پر فیصلہ کر دیگا کذا فی النہایہ اور اولیٰ یہ ہو کہ خط کو مدعا علیہ کے سامنے کھولے اور اگر بدون اسکی حاضری کے کھولا تو جائز ہو کذا فی المحيط اور امام محمد رحمہ نے کتاب میں خط کھولنے کے واسطے گواہوں کی عدالت ظاہر ہونے کی شرط نہیں لگائی ہو کیونکہ اس طرح فرمایا کہ جب گواہوں نے گواہی دی کہ یہ فلان قاضی کا خط ہے کہ اسنے اپنی پچھری میں یہیں پڑ کیا ہو یا نہ کہ فرمایا کہ پھر قاضی نے اسکو کھولا اور قبول نہ کیا پھر جب گواہوں نے گواہی دی اور انکی تعدیل کی گئی۔ پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کھولنے کے واسطے گواہوں کی عدالت شرط نہیں ہو اور صحیح یہ ہو کہ گواہوں کی عدالت ظاہر ہونے کے بعد خط کھولے اور یہ روایت صدر الشہید کی شرح ادب القاضی کے موافق ہو اور جو معنی میں غماز ہو اسکے مخالف ہو کیونکہ معنی میں لکھا ہو کہ خصاف رحمہ نے ادب القاضی میں ذکر کیا کہ قاضی گواہوں کی عدالت ظاہر ہونے سے پہلے خط نہ کھولے پھر کہا کہ جو امام محمد رحمہ نے فرمایا یہ وہ اصح ہے یعنی مطلق گواہی پر کہ یہ قاضی کا خط اور اسکی مہر ہو خط کھولنا جائز ہو بدون اسکے کہ گواہوں کی عدالت سے تعرض کرے یہ نہایت بین لکھا ہے ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ قیاس قول ابی حنیفہ رجب قاضی کا خط لکرا یا تو قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ کو حاضر کرے پھر

جب وہ حاضر ہوا تو خط لانے والے سے دریافت کرے کہ یہی وہ شخص ہے جس پر تو دعویٰ کرتا ہے اگر کہنے کہا کہ ہاں تو پھر دریافت کرے کہ تو خط لانے کا وکیل ہو یا تو ہی خط لایا ہو پس اگر کہنے کہا کہ میں خود خط لانے والا ہوں تو اس سے گواہ طلب کرے کہ یہ قاضی کا خط ہے اور اگر کہنے کہا کہ میں مدعی کا وکیل ہوں اور میرا فلان بن فلان نام ہے تو گواہوں سے دریافت کرے کہ یہ فلان بن فلان ہے اور فلان شخص نے اسکو وکیل کیا ہو پس اگر وکالت کے گواہ قائم ہو کر حکم ہونے سے پہلے اگر کہنے خط کے گواہ پیش کیے تو قیاس چاہتا ہے کہ مقبول نہوں اور یہی قول امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہے اور استحضار مقبول ہونگے اور یہ قول امام محمد رحمہ کا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ سے دور و اہلین ہیں۔ ابن ساعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ اگر وکالت اور خط پر قاضی نے گواہ سنے اور گواہوں کی عدالت ظاہر ہونے سے پہلے قاضی کا تب مغزول ہو گیا پھر گواہوں کی عدالت ظاہر ہوئی تو قاضی وکالت اور خط دونوں کا حکم دیکھا اور اگر وکالت کے گواہوں کی تعدیل ہوئی اور خط کے گواہوں کی تعدیل نہ ہوئی یہاں تک کہ قاضی کا تب مغزول ہو گیا پھر وکیل نے چاہا کہ خط اور مہر کے گواہ دوسرے پیش کرے تو مقبول نہونگے اور اگر خط کے گواہوں کی تعدیل ہوئی اور وکالت کی نہ ہوئی جتنے کہ قاضی مغزول ہوا اور وکیل نے دوسرے گواہ پیش کرنا چاہے اور انکی تعدیل ہوئی تو گواہی مقبول ہوگی اور وکالت کا حکم دیدیگا اور یہ فریغ امام محمد رحمہ کے قول پر درست ہے اور امام اعظم رحمہ کے قول پر درست نہیں ہے پھر جب قاضی نے خط مقبول کر لیا اور اسکو کھولا اور پورے شرائط اسکے ادا کیے تو موافق تحریر خط کے فیصلہ کرنے کی یہ صورت ہے کہ اگر قاضی کو خود معلوم ہوا کہ خط لانے والا فلان بن فلان قلیل قبیلہ کا ہے یا خصم نے اقرار کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہی خط لایا ہے تو حکم دیکھا اور اگر اسین سے کوئی بات نہ ہو تو گواہوں سے دریافت کرے کہ یہ شخص فلان بن فلان ہے اور اگر گواہوں سے اس سے پہلے ہی دریافت کرے تو بہت اچھا ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ خانیہ میں لکھا ہے کہ جب مدعی قاضی کا خط مکتوب الیہ قاضی کے پاس لایا اور کہنے مدعا علیہ کو بلایا اور اسکے سامنے گواہوں نے قاضی کے خط اور مہر ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے خط کھولا اور خصم کو سنا یا اور جو شرطیں خط کی ہیں سب بجالایا لیکن ہنوز حکم نہ دیا تھا کہ مدعا علیہ کسی دوسرے شہر میں غائب ہو گیا اور مدعی نے اس قاضی سے درخواست کی کہ وہاں کے قاضی کے نام لکھ دے تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک وہ نہ لکھے گا اور امام محمد رحمہ اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک لکھ دے گا۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس اسکا دفعیہ ہے تو قاضی مکتوب الیہ اسکی سماعت کرے گا اور جہاں خط کے ایچی بھیجا جائز نہیں ہے اگرچہ پورے شرائط باکے جاوین اور قاضی کو اس شہر کے امیر سے جس نے اسکو قاضی کیا ہے خط ایچی کی مدد مانگنا جسکے ساتھ اپنا امین روانہ کرے بدون خط کی شرطوں کے جائز ہے اور اگر وہ امیر دوسرے شہر میں ہو تو ایسی مدد مانگنے کے واسطے خط کے شرائط مثل مہر اور گواہ کے کہ قاضی کا خط ہے مقبول ہونگے یہ تا تا رہا خانیہ میں لکھا کہ خصاف رحمہ نے ادب القاضی میں ذکر کیا کہ قاضی کی مہر جو خط پر تھی اگر وہ منکسر ہو گئی یا خط منشور تھا یا اسکے تحت اسفل میں مہر تھی تو قاضی مکتوب الیہ خط کو مقبول کرے گا جب کہ گواہ یہ گواہی دین کہ یہ خط فلان قاضی کا ہے اور کہنے ہکو پڑھ کر ثابا یہ خصاف رحمہ نے ان دونوں مسالوں کے بعد ذکر کیا کہ یہ قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک جب خط پر مہر نہ ہوگی تو قاضی مکتوب الیہ اسکو مقبول نہ کرے گا لیکن ابو یوسف رحمہ ایسی صورت میں کہ خط پر مہر نہ ہو فرماتے ہیں کہ خط پر گواہی درست نہیں ہے جب تک کہ خط کے مضمون پر گواہی نہ ادا کریں اور فقہ ابو بکر رازی رحمہ اور امام شمس الائمہ خلوا فی نے ذکر کیا کہ خط کو باوجود مہر منکسر ہونے کے قبول کرنا سب کا قول ہے کیونکہ اسین لوگ مبتلا ہوتے ہیں لذانی الذخیرہ اور صحیح یہ ہے کہ یہ سب کا قول ہے۔ کبریٰ میں لکھا ہے کہ ایک جو رت نے ایک غائب پر جو دوسرے شہر میں ہے وکیل کیا اور اس پر

گواہ کیے اور گواہوں نے قاضی شہر کے سامنے گواہی ادا کی تاکہ یہ قاضی کیل کے شہر کے قاضی کو لکھے کہ وہ وکالت کا حکم دیدے
تو یہ گواہی مقبول ہو گئی یہ تا مزار غانیہ میں لکھا ہے۔ اگر مدعی بسبب میراث کے کسی دار کا دعویٰ کرتا ہو تو قاضی کا تب بنے خط میں لکھو گا
کہ یہ ذکر کیا کہ فلان بن فلان بن فلان مر گیا اور اُس نے ایک دار کو نمہ میں بنی فلان بن فلان میں چھوڑا آخر تک شل ہا ہی تخریباتی
کے لکھے پھر لکھے اور یہ دار ملک اور حق فلان بن فلان کا تھا اور اُس کے قبضہ و تحت تصرف میں رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا اور فلان شخص کو
چھوڑا کہ سولے اسکے اُسکا کوئی وارث نہیں ہے اور یہ دار محدودہ اسکے لیے میراث چھوڑا اور یہ نہ چاہیے کہ مدعی کے
ذکر پر کہ میں سولے اپنے اُسکا کوئی وارث نہیں جانتا ہوں اکتفا کرے پھر یوں ذکر کرے کہ فلان مدعی میرے پاس فلان و
فلان کو لایا کہ انھوں نے گواہی دی کہ فلان بن فلان بن فلان مر ا اور اُس نے آخر تک موافق ہمارے ذکر کے لکھے اگر
دعویٰ کسی عمار میں واقع ہوا اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اسکی بابت اُسکو خط لکھ دے تو اُسکی دو صورتیں ہیں
یا وہ عمار مدعی کے شہر میں ہوگا اور مدعا علیہ دوسرے شہر میں ہوگا یا عمار مدعی کے شہر کے سوا دوسرے شہر میں ہوگا اور یہی
دو صورتیں ہیں یا ایسے شہر میں ہوگا جس میں مدعا علیہ موجود ہو یا دوسرے شہر میں ہوگا۔ اور ان سب صورتوں میں قاضی اُسکو
خط لکھ دے گا اس واسطے کہ اس باب میں اعتبار مدعا علیہ کے نائب ہو چکا ہے۔ پھر اگر عمار اُسی شہر میں ہو جس میں مدعا علیہ ہو اور خط
پہونچا اور مکتوب الیہ اُس پر عمل کیا اور مدعی کے واسطے اُسکے دینے کا حکم کیا اور مدعا علیہ سے کہا کہ اُسکے سپرد کر دے پھر اگر اُس نے
سپرد کرنے سے انکار کیا تو قاضی خود سپرد کر دیگا کیونکہ عمار اُسکی ولایت میں ہے۔ اور اگر عمار اُس شہر میں ہو جس میں مدعی ہو تو قاضی
مکتوب الیہ کو اختیار ہو کہ چاہے مدعا علیہ یا اُسکے دلیل کو مدعی کے ساتھ قاضی کا تب کے پاس بھیج دے کہ وہ فیصلہ کے عمار
مدعی کو سپرد کرے اور اگر چاہے تو حکم خود دیدہ دے اور اُسکے لیے ایک تحریر لکھ دے اور اُس میں عمار کا فیصلہ مدعی کے نام ہو اور
وہ اُسکے پاس رہے مگر عمار سپرد نہیں کر سکتا ہو کیونکہ یہ اُسکی ولایت میں نہیں ہے۔ پھر جب مدعی اس فیصلہ کو قاضی کا تب کے پاس
لایا اور اُسکے فیصلہ پر گواہ پیش کیے تو قاضی کا تب اُسکو قبول نہ کرے گا کیونکہ یہ حکم نافذ کرنے کے واسطے ہی اور قضا کا نافذ کرنا بمنزلہ
قضا کے ہو پس غائب ہر درست نہیں ہے بلکہ قاضی مکتوب الیہ کو چاہیے کہ جب اُس نے مدعی کے واسطے فیصلہ کیا اور اُسکو تحریر
دیدہ تو مدعی علیہ کو حکم دے کہ مدعی کے ساتھ اپنا کوئی امین روانہ کرے کہ وہ عمار کو مدعی کے سپرد کرے پھر اگر مدعا علیہ نے
اس سے انکار کیا تو قاضی مکتوب الیہ کا تب کو ایک خط لکھے اور اُس میں تمام کیفیت خط کی اور پورا ماجرا جو مدعی اور مدعا علیہ
میں گذرا اور مدعی کے واسطے عمار کا حکم دینا اور مدعا علیہ کا سپرد کرنے کے واسطے ایک امین دینے سے انکار کرنا سب تحریر کرے پھر لکھے
مدعی نے ایک خط کی درخواست کی کہ میں اپنے حکم سے جو میں نے اُسکے واسطے فلان شخص پر دیا ہو تجھے آگاہ کروں تاکہ تو یہ عمار
اُسکے سپرد کرے پس تو اُس پر عمل کر یہ حکم اللہ واپاکا اور اُس عمار کو جو اس خط میں مع حدود و تحریر ہو اس مدعی فلان بن فلان
کو جو میرا خط ہے پاس لاتا ہو سپرد کر دے پس جب یہ خط قاضی کا تب کو پہونچے گا تو وہ عمار کو مدعی علیہ کے ہاتھ سے بھٹا کر مدعی
کے سپرد کر دیگا اور اگر عمار اُس شہر کے سوا جس میں مدعا علیہ ہو دوسرے شہر میں ہو تو قاضی مکتوب الیہ کو اختیار ہو کہ چاہے
مدعا علیہ یا اُسکے دلیل کو مدعی کے ساتھ کرے اُس شہر کے قاضی کے پاس روانہ کرے جس میں عمار ہو اور اُسکو ایک خط لکھ دے
تاکہ وہ ان کا قاضی مدعا علیہ کے سامنے مدعی کے لیے اُس عمار کا حکم دیدے اور اگر چاہے تو خود فیصلہ کرے مدعی کو سچا دے
بلکہ عمار اُسکے سپرد نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر قاضی نے کسی جگہ کے ہوئے غلام کے باب میں لکھنا چاہا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا
اسکی صورت یہ ہو کہ غلام کسی شخص بخاری کا ایک غلام ہر قند کی طرف بھاگا اور کسی سرقند نے اُسکو پکڑ لیا اور اُسکے مالک کو خبری

اور اسکے گواہ سمرقند میں نہ تھے بخارا میں تھے اُسے قاضی بخارائے درخواست کی کہ موافق گواہی کے خط لکھ دے تو اُسکو منظور کر کے
اور قاضی سمرقند کو لکھ دے جیسا ہم نے فرض میں بیان کیا ہے لیکن فرق یہ ہو کہ غلام میں اُسکا حلیہ اور قد بیان کر دے کذا فی محیط
اور اگر کس اور مقدار نیت تحریر کرے کذا فی الزمان اور تحریر کرے کہ وہ غلام مدعی کی ملک ہو اور سمرقند کو بجا لگایا اور آج کل وہ
غلام شخص کے قبضہ میں بلا حق سمرقند میں ہو اور اپنے خط پر دو گواہ کرے کہ قاضی سمرقند کے سامنے گواہی دین اور مضمون خط پر
انگوٹھا کرے کہ مضمون کی قاضی سمرقند کے سامنے گواہی دین پھر جب یہ خط اسکو پہنچے تو قاضی سمرقند غلام کو مع اس شخص کے
جسکے ہاتھ میں غلام ہے حاضر کرے اور گواہ اس خط پر مضمون گواہی ادا کریں تاکہ بالاجماع دونوں کی گواہی مقبول کرے پھر
جب اُسے گواہی قبول کی اور دونوں کی عدالت اُسکے نزدیک ثابت ہوئی تو خط کو کھولے پس اگر غلام کا حلیہ اُسکے موافق
نہ پایا جیسا گواہوں نے قاضی کا تب کے سامنے بیان کیا ہے تو خط واپس کرے کیونکہ ظاہر ہوا کہ یہ وہ غلام نہیں ہے جسکی
گواہی دی ہو اور اگر اُسکے موافق پایا تو خط کو قبول کرے اور بدون اسکے کہ قضا کا حکم دے وہ غلام مدعی کے سپرد کر دے
اور مدعی سے غلام کے نفس کا فیصل لے لے لے اور غلام کی گردن میں ایک راہگ کی انگوٹھی ڈال دے تاکہ راہ میں چوری کے
احتمال سے کوئی اس شخص سے تعرض نہ کرے اور ایک خط قاضی بخارا کو اس مضمون کا لکھے اور اپنے خط اور مہر اور مضمون خط پر
دو گواہ کرے پھر جب خط قاضی بخارا کو پہنچے اور گواہ گواہی دین کہ یہ خط اور مہر قاضی سمرقند کی ہے تو قاضی مدعی کو حکم لے
کہ اپنے اُن گواہوں کو جنہوں نے پہلی مرتبہ گواہی دی تھی حاضر کرے اور وہ لوگ غلام کے سامنے گواہی دین کہ یہ غلام اس
مدعی کی ملک ہو پھر جب گواہوں نے یہ گواہی دی تو پھر قاضی بخارا کو جو کچھ کرنا چاہیے اُسکے باب میں امام ابو یوسف رحمہ سے
مختلف دہشتین میں بعض روایتوں میں ہے کہ قاضی بخارا مدعی کے واسطے غلام کے بیٹے کا حکم نہ کرے بلکہ ایک دوسرا خط
قاضی سمرقند کو لکھے اور انہیں یہ باجرا تحریر کریگا اور اپنے خط پر اور مہر اور مضمون خط پر گواہ کرے کہ مدعی کو غلام کے
ساتھ سمرقند کو روانہ کرے تاکہ قاضی سمرقند مدعا علیہ کے سامنے مدعی کو غلام کے دینے کا حکم لے۔ پھر جب یہ خط قاضی سمرقند
کو پہنچے اور گواہ خط پر اور مہر اور مضمون پر گواہی ادا کریں اور انکی عدالت ظاہر ہو جاوے تو قاضی مدعی علیہ کے سامنے مدعی کے واسطے
غلام کے بیٹے کا حکم جاری کریگا اور مدعی کا فیصلہ بری ہو جائیگا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ قاضی بخارا خود غلام کے بیٹے کا
حکم دیگا اور قاضی سمرقند کو لکھے گا کہ وہ مدعی کے فیصلہ کو بری کرے ونا براس روایت کے کہ امام ابو یوسف رحمہ نے خط لکھنا باندیوں کی
بابت بھی تحریر کیا ہے اسکی صورت نقل غلام کے خط کے ہو صرفہ فرق یہ ہو کہ اگر مدعی فقہ مامون نہ ہو تو قاضی مکتوب الیہ باندی اُسکے سپرد
نہ کرے بلکہ مدعی کو حکم دیگا کہ ایک شخص فقہ مامون لاوے کہ اُسکے ساتھ باندی کو روانہ کرے تاکہ قاضی مکتوب الیہ باندی اُسکے سپرد
یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مکتوب الیہ کے پاس خط پہنچنے سے پہلے قاضی کا تب مر گیا تو چارے نزدیک وہ اس خط پر عمل نہ کرے گا اور امام ابو یوسف
سے امالی میں ہے کہ عمل کریگا اور یہی قول امام شافعی رحمہ کا ہو اور چارے نزدیک اگر بائیں ہر گز نہ قبول کر لیا اور اُسکے موافق فیصلہ
کیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے مرافعہ ہوا اور گئے جاری کیا تو جاری ہو جائیگا کیونکہ اُسکا حکم مجتہد فیہ میں واقع ہوا ہے اور
اسی طرح اگر خط پہنچنے کے بعد پڑھنے سے پہلے مر گیا تب بھی حکم ہی۔ اور اگر خط پہنچنے اور پڑھ لینے کے بعد مر گیا تو خط ملو
میں آیا ہے کہ عمل کریگا اور یہی صحیح ہے اور اگر قاضی کا تب معزول کیا گیا تو اُسکی بھی صورتیں میں جو مر جانے میں بیان ہوئی ہیں
بہذیہ میں لکھا ہے۔ اگر خط پہنچنے سے پہلے قاضی کا تب قاضی ہونے کے لائق نہ رہا تو مکتوب الیہ اُسکو قبول نہ کرے کذا فی محیط
اگر مکتوب الیہ مر گیا یا معزول ہو گیا اور بجائے اسکے دوسرا قاضی مقرر ہوا اور اُسکو خط پہنچا تو اُسکے عمل کرنے کے واسطے ہے

لحاظ رہے کہ اگر اس خط میں یہ لفظ لکھا ہو کہ اور جس قاضی کو قضاہ سلمین سے یہ خط ہو چکے آد تو عمل کریگا اور اگر یہ لفظ نہیں ہے تو
 ہمارے نزدیک علی نہ کریگا۔ کتاب الحوالہ میں امام محمد نے دیا یا کہ اگر ایک شخص قاضی کا خط لیکر دوسرے کے پاس آیا اور وہاں اپنے
 خصم کو نہ پایا اور قاضی سے درخواست کی کہ جو کچھ میں پہلے قاضی کے پاس سے لکھوا لایا ہوں تو مجھے اور دوسرے کے واسطے لکھ دے
 تو وہ اسکا کچن کریگا بشرطیکہ یہ لکھے نزدیک ثابت ہو جائے اور ثبوت کی شرطیں وہی ہیں جو ہم نے بیان کر دی ہیں کیونکہ جب پہلے
 کے پاس گواہوں نے گواہی دی اور اُس نے وہ تمام مقدمہ اس قاضی کو لکھ دیا تو وہ گواہی حکماً منتقل ہو کر اسکے پاس آئی پس گویا حقیقت میں
 اسی کے سامنے گواہی ادا ہوئی ہو پس اگر حقیقت میں اسکے پاس گواہی پیش جوتی تو اسکو ضرور لکھنا چاہیے تھا ایسا ہی اس صورت میں ہوا
 کہ گویا اسی کے سامنے پیش ہوئی ہو لکھنا چاہیے لیکن صرف اسی قدر لکھنا کہ جبدر اسکو ثابت ہوا اور وہ یہ کہ ایک غائب شخص کا
 حق کے واسطے قاضی کا خط ہو نہ یہ کہ خود حق بھی اسکے نزدیک ثابت ہو گیا پس داپنے خط میں قاضی کا خط نقل کر دیا یا اگر چاہے
 تو اسکو بطور حکایت بیان کرے۔ اور اسی طرح اگر مدعی نے قاضی اول سے سامنے بیان کیا کہ مجھے ایسے گواہ نہیں ملتے ہیں جو میرے
 ساتھ مدعا علیہ کے شہر کہ جاوین پس تو ایک خط فلاں شہر کے قاضی کو لکھ دے تاکہ وہ اس شہر کے قاضی کو لکھے کہ جس میں مدعا علیہ
 موجود ہو تو قاضی اسکی درخواست منظور کریگا اور اگر مدعی نے قاضی اول سے درخواست کی کہ قاضی مرد اور نیشاپور کو خط لکھ دے کہ میں
 مرد و جاتا ہوں اگر وہاں مدعا علیہ لگیا تو خیر ورنہ نیشاپور جاؤ لگتا تو اما مولویوسف رح کے قول کے موافق قاضی یہ درخواست منظور
 کریگا اور امام ابو حنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک اس طرح نہیں لکھنا۔ اگر مدعی خط لیکر قاضی اول کے پاس لوٹ آیا اور کہا کہ مدعا علیہ
 اس شہر میں نہ ملا اور تو مجھے فلاں شہر کو لکھ دے تو قاضی جب وہ خط اُس سے واپس لے لے تب دوسرا خط اسکو لکھ دیا۔ اور اگر
 بدو واپس کرنے کے لکھنا چاہا حالانکہ یہ نہیں چاہیے ہو تو اسکو لازم ہو کہ خط میں یہ حوالہ لکھ دے کہ ایک مرتبہ میں نے یہی خط
 فلاں شہر کے قاضی کو لکھا تھا اور مدعی کو مدعا علیہ وہاں نہ ملا اور یہ اس غرض سے کہ التماس جالہ سے ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایسے شخص
 کے واسطے جو غائب پر قرضہ کا دعویٰ کرتا تھا قاضی نے خط لکھا اور مہر کر دیا مدعی آیا اور کہا کہ خط میرے پاس سے گم ہو گیا
 اور دوسرے خط کی درخواست کی پس اگر قاضی کے نزدیک وہ شہم جو تو دو خط نہ دیوے اور اگر تمہم جو تو دو دیوے مگر دوسرے
 خط میں قاضی کو کتاب الیہ کو لکھ دے کہ میں نے تجھے فلاں تاریخ اسی معاملہ میں خط لکھا تھا کہ مدعی نے آکر بیان کیا کہ گم ہو گیا
 اور دوسرا خط طلب کیا اور میں نے یہ خط لکھا اور انہیں تاریخ لکھ دی تاکہ مدعی خطوں کے ذریعہ سے دوسرے تہہ حق وصول نہ کر سکے
 اگر خط لکھنے کے بعد مدعی نے کہا کہ مدعا علیہ اس شہر سے دوسرے شہر میں چلا گیا وہاں کے قاضی کو خط لکھ دے تو قاضی لکھ دیا
 اور اس خط میں تحریر کریگا کہ میں نے اسی معاملہ میں ایک خط فلاں شہر کے قاضی کو لکھا تھا پھر مدعی نے آکر بیان کیا کہ مدعا علیہ
 اس شہر سے فلاں شہر میں چلا گیا پھر یہ خط طلب کیا اور یہ تحریر احتیاطاً ہو یہ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کے واسطے
 جو دوسرے پر حق کا دعویٰ کرتا ہو ایک خط لکھا اور منہور خط اسکو نہیں دیا تھا کہ مدعا علیہ جسکے واسطے خط لیا تھا حاضر
 ہو گیا اور گئے قاضی کے سامنے پیش کیا تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کریگا بلکہ اہل عادہ کرایگا۔ اگر قاضی نے اس میر کو
 میں نے اسکو قاضی کیا ہو خط لکھا اور وہ لکھے ساتھ شہر میں موجود تھا اصلح امیر اور تمام قصبہ اور گواہی بیان کر دی
 اور ایک قصبہ کے ساتھ یہ خط بھیجا کہ جسکو امیر بھیجا تھا ہو پس اگر امیر نے اسکے موافق حکم کو جائز ہو اگرچہ امیر عنوان اور مہر تو
 اور نہ آپہر گواہوں اور یہ حکم استخارہ ہو اور قیاس چاہتا ہو کہ ایسا خط مقبول اور صل میں ہو کہ روستا اور قصبہ کے
 قاضی اور عامل کا خط مقبول ہو گا صرف ایسے شہر کے قاضی کا خط مقبول ہو گا جالہ جمعہ ہو اور یہ حکم بنا ہوا بلکہ روایت کے ہو

اور بنا بر اس روایت کے کہ حسین نفاذ رضا کے واسطے شہر کی شرط نہیں ہو پس قاضی قریہ دے سوتا اور اسکے عامل کا خط مقبول ہوگا۔ اور اگر ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں تھی اور اس کا کسی نے دعویٰ کیا اور اپنی ملکیت کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اسکے نام فیصلہ کر دیا پھر قاضی نے کہا کہ میں نے فلاں شخص سے خریدی تھی اور وہ فلاں شہر میں ہو اور میں اس کو قیمت دے چکا ہوں تو میرے گواہ سن کر مجھے خط لکھ دے تو قاضی اس کو خط لکھ دیا۔ اگر ایک باندی ایک مرد کے قبضہ میں ہو کہ اسے ملکیت کے اقرار کے بعد اصلی حرہ ہو چکا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کیے اور قاضی نے اسکے نام ازادی کا فیصلہ کر دیا پس اگر قاضی نے گواہ پیش کیے کہ میں نے اس کو فلاں غائب سے استردا ہوں کو خرید لیا ہو اور میں ادا کر دیا ہو اور قاضی سے خط کی درخواست کی تو منظور کرے کیونکہ وہ ثمن واپس لینا چاہتا ہو اور وہ فرض ہو۔ اور اگر باندی نے اپنی آزادی کے گواہ نہ پیش کیے ولیکن آزادی کا دعویٰ کیا اور اپنی ملکیت کے اقرار سے انکار کیا اور قاضی کے پاس اسکے اقرار ملکیت کے گواہ نہیں تھے تو قاضی اس کو آزاد قرار دے گا اور بلا قسم امام عظمیٰ کے نزدیک اسی کا قول معتبر ہو گا و صاحبین کے نزدیک اسپر قسم ہو۔ اور اگر قاضی نے کہا کہ میں نے اس کو فلاں شخص سے خریدا ہو اور ثمن ادا کر دیا ہو تو میرے گواہوں کی سماعت کرے تاکہ اس سے ثمن واپس کرے تو درخواست منظور نہ کریگا بخلاف پہلی صورت کے۔ اور اسی طرح اگر باندی نے بعد ملکیت کے اقرار کے اصلی حریت کا دعویٰ کیا اور قاضی نے اس کی تصدیق کی تو مشتری یا بیع سے ثمن نہیں لے سکتا ہو اور اسی طرح اگر ابتداء سے رقت سے انکار کیا اور حریت اصلی کا دعویٰ کیا یا نہ تاکہ اس کا قول معتبر نہ ہو اور مشتری کو اختیار نہیں ہو کہ بارگشتہ ثمن واپس کرے۔ اگر مشتری نے ان دونوں صورتوں میں بائع سے اس طرح قسم طلب کی کہ والدین نہیں جانتا ہوں کہ اصلی آزاد ہو اور اس سے مراد یہ تھی کہ اس سے ثمن واپس کرے تو اس کو اختیار ہو پھر اگر بائع نے قسم کھالی تو اسپر کچھ ام نہیں ہوگا اور اگر قسم سے انکار کیا تو دعویٰ مشتری کا اقرار کیا تو اسپر لازم ہوگا کہ پورا ثمن واپس کرے اور اگر مشتری نے ان دونوں صورتوں میں بائع کو قسم دلانا نہ چاہا ولیکن باندی کے آزاد ہونے پر گواہ پیش کرنے چاہے تاکہ بائع ثمن واپس کرے تو اسکے گواہوں کی سماعت ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک شخص مثلاً ایک شخص پر لینے بیچ کے واسطے قاضی کی طرف سے دوسرے قاضی کے پاس خط لایا اور شہر میں پہنچ گیا تھا کہ مطلوب مر گیا پھر طالب نے اسکے بعض دن کو یا وصی کو حاضر کیا اور خط قاضی کو دیا اور وصی یا وارثوں کے سامنے خط کے گواہ پیش کیے تو قاضی خط کو قبول کرے اور گواہوں کی سماعت کریگا اور اس کو نافذ کرے پھر خواہ خط کی تاریخ مطلوب کی موت سے پہلے کی ہو یا بعد کی ہو۔ اگر قاضی کا خط دوسرے قاضی کے پاس ایسی صورت میں لکھو الایاک جو اس قاضی کی رٹے میں درست نہیں ہو اور اس میں اختلاف تھا ہو تو یہ قاضی اس کو نافذ نہ کریگا اور یہی فرق ہو سبیل اور خط میں کہ اگر بعینہ ایسی صورت میں سبیل ہو تو قاضی اس کو نافذ کرے یا یہ قطع میں ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے قاضی کے سامنے قاضی کا خط ایک شخص پر دعویٰ حق میں کیا اور خط میں مدعا علیہ کا نام اور نسب اور صنعت اور قبیلہ مذکور ہو اور اس صنعت یا اس مخدومین و شخص امام و نسب کے ہیں تو قاضی خط کو قبول نہ کریگا جتنے کہ اسپر گواہ قائم کرے کہ یہی وہ شخص ہو جس کے حق میں خط لکھا گیا ہو اور اس قبیلہ یا صنعت میں وہ شخص ایسے ہوں تو قاضی حکم اسپر نافذ کریگا۔ پس اگر مطلوب نے کہا کہ اس قبیلہ یا اس میں دوسرا شخص اس نام و نسب کا ہو تو بلا گواہ یہ قول مقبول نہ ہوگا اور نہ مقدمہ سے اس کا چھٹکارا ہوگا۔ اور اگر مطالب نے کہا کہ میں دوسرا شخص ہوں نے پر گواہ لانا ہوں تو اس کی دوصورتیں ہیں ایک یہ کہ کہہ کہ میں گواہ قائم کرتا ہوں اس قبیلہ یا اس صنعت میں دوسرا شخص اس نام و نسب کا موجود ہو تو یہ گواہی

مقبول ہوئی اور وہ مقدمہ سے چھوٹ جا دیگا اور اگر یہ کہا کہ میں گواہ لانا ہوں کہ اس قبیلہ یا صاحت میں دوسرا شخص اس نام میں کھانا
 اور وہ مر گیا تو یہ گواہی مقبول نہ ہوگی مگر اس صورت میں مقبول ہوگی کہ خط کی تاریخ اور گواہوں کی گواہی جو خط میں ہو اسکی تاریخ کے
 بعدہ شخص گیا ہو۔ اگر وہ خط کسی بیت کے اور حق کا ہو تو قاضی اسکے بعض ارثوں کو حاضر کریگا اور گواہ سنکر خط کو قبول کریگا۔ نوادر
 میں سماعہ بن امام محمد سے مروی ہے کہ ایک شخص کا دوسرے غائب پر کچھ مال میعاد قرض ہو اور اسے قاضی سے درخواست کی کہ اس بابت
 ایک خط لکھ دے تو وہ اسکو قبول اور موافق گواہوں کی گواہی کے اس میں میعاد مندرج کر دیگا۔ اور امام محمد سے فرمایا کہ اگر مطلوب نے
 دعویٰ کیا کہ طالب نے مجھے ہتھیل و کثیر سے بری کر دیا ہو یا جو کچھ اسکا بھجرا تھا میں نے ادا کر دیا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے اور قاضی
 سے کہا کہ میں اسی شہر کو جانا چاہتا ہوں جن میں طالب ہو اور خوف کرتا ہوں کہ طالب مجھے گرفتار کرے اور بری کر دے یا وصول پانے
 سے انکار کر جائے اور میرے گواہ بیان موجود ہیں تو تو گواہ سن لے اور وہاں کے قاضی کو لکھ دے تو قاضی اس درخواست کو منظور کریگا
 اور نہ گواہ سنے اور نہ لکھیگا اور یہ قول امام ابو یوسف سے ہے کہ ہو اور امام محمد سے فرمایا کہ لکھ دیجاکا اور اس پر اجاب ہے کہ اگر اس نے یہ دعویٰ
 کیا کہ اس نے ایک مرتبہ وصول پانے سے انکار کیا ہو اور میرے ساتھ جھگڑا کیا ہو اور اب مجھے خوف ہے کہ دوبارہ ایسا کرے پس تو
 میرے گواہ سنکر اس شہر کے قاضی کو لکھ دے تو قاضی اسکو لکھ دیجاکا غائب شخص پر بری کر دینے کے دعویٰ کے مانند دو اور سطلے
 ہیں ایک شفعہ کا مسئلہ ہو اور اسکی صورت یہ ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک دار خریدی اور اسکا فلان غائب شفعہ ہو اور اسے شفعہ
 میرے سپرد کر دیا ہو اور مجھے خوف ہے کہ جب میں وہاں جاؤنگا تو سپرد کرنے سے انکار کرے لکھ دیجاکا اور شفعہ کا دعویٰ کریگا اور درخواست
 کی کہ قاضی شفعہ سپرد کرنے کے گواہ سن لے اور وہاں کے قاضی کو لکھ دے تو اس میں بھی اختلاف مذکور۔ لایا ہو اور دوسرا مسئلہ طلاق کا
 ہے کہ ایک عورت نے قاضی سے کہا کہ میرے شوہر نے مجھے تین طلاق دین اور وہ فلان شہر میں آج کل موجود ہے اور میں بھی وہاں جا
 چاہتی ہوں اور خوف کرتی ہوں کہ وہ طلاق سے انکار کر جائے تو تو میرے گواہ سن لے اور وہاں کے قاضی کو لکھ دے تو اس میں بھی
 ویسا ہی ہے امام ابو یوسف و امام محمد کا باہم اختلاف ہے چنانچہ بیان کیا گیا ہے۔ پس اگر اس شخص نے جو حاضر ہو قاضی کو ایک مرتبہ کے
 انکار اور جھگڑنے کی خبر دی تو قاضی اسکے گواہ سنکر اسکو خط لکھ دیجاکا اور اس میں اختلاف نہیں ہو اگر طالب نے قاضی کے سامنے مطلوب
 کو بری کر دیا یا اسکے سامنے شفعہ سپرد کیا تو قاضی نے جو کچھ سنا ہے لکھ دیجاکا اور یہ امام محمد کے اہل پر ظاہر ہے اور شائع نے فرمایا کہ
 کہ امام ابو یوسف سے کہ قیاس پر چاہیے کہ نکلے واضح ہو کہ اگر قاضی نے اپنے علم پر خط لکھنا چاہا تو اسکا خط لکھنا بمنزل اپنے علم پر حکم
 اقتضا جاری کرنے کے ہے پس جہاں جہاں اسکو اپنے علم پر حکم قضا دینا جائز ہو وہاں خط بھی لکھنا جائز ہو مگر ایک صورت میں
 امام اعظم کے قول پر شائع نے خط لکھنے میں اختلاف کیا ہے وہ یہ ہے کہ حادثہ سے پہلے قاضی ہونے سے پہلے واقف ہوا ہے
 قاضی ہوا تو بیعتوں نے کہا کہ اس علم پر خط نہ لکھے اور بیعتوں نے کہا کہ لکھے۔ امام محمد نے کتاب الوکالت میں فرمایا کہ ایک شخص
 ایک دار کے واسطے جو اس شہر میں نہیں ہو کسی کو اسکی بیعت یا قبضہ یا اجارہ کا وکیل کیا اور قاضی کا خط طلب کیا تو قاضی اسکی بیعت
 چنگو لکھ دیجاکا پس اگر قاضی ہو وکیل کو پہچانے ہو تو اسکی معرفت تحریر کرے اور اگر نہیں پہچانتا ہو تو لکھے کہ میں نے گواہوں سے دریافت
 کیا کہ یہ فلان بن فلان ہوائی آخر وہ جیسا ہے نہ سابی میں بیان کیا ہے پھر لکھے کہ اسے فلان بن فلان کو تحریر کیا اور وکیل کا
 نام اور نسب جیسا ہے نہ بیان کیا ہے تحریر کرے پھر اگر قبضہ کے واسطے وکیل کیا ہو تو تحریر کرے کہ فلان دار کے قبضہ کے واسطے
 ہے کہ وہ زمین بنی فلان میں واقع ہو وکیل کیا اور اگر بیعت کے واسطے وکیل کیا ہو تو لکھے کہ فلان دار کی بیعت کے واسطے
 ہے کہ وہ زمین واقع ہو وکیل کیا اور یہ حال یہ ہے کہ جسکے واسطے وکیل کیا ہو وکالت کے ساتھ اسکو تحریر کرے اور اگر وکیل حاضر ہو

تو زیادہ بچان کے واسطے اسکا علیہ بھی تحریر کرے اور نہ کرے تو کچھ ضرر نہیں ہو اور اگر غائب ہو تو لکھے کہ ایک شخص کو وکیل کیا اور بیان کیا کہ وہ فلان بن فلان فلان قید کا لہو لعلی کلام امام محمد رحمہ میں اشارہ ہو کہ غائب کو وکیل کرنا صحیح ہو اور یہی ہمارے علماء کا مذہب ہو مگر قبول وکالت سے پہلے وکیل کو وکالت لازم نہ ہوگی جیسا جائز کی صورت میں ہو تاکہ وہ ضرر سے محفوظ رہے۔ پھر جب خط مکتوبہ الیہ کو پہنچا تو وہ واسطے قاضی کو حاضر کر گیا اور اس کے سامنے خط اور مہر کے گواہ سینکا پھر بعد گو اہی کے خط کو کھولیا اور گواہوں کے سامنے پڑھیا تاکہ وہ مضمون پر گواہی ادا کریں اور بعد اسکے پھر وکیل سے گواہ طلب کرے کہ تو فلان بن فلان ہو پھر اگر اس نے گواہ پیش کیے تو جسکے قبضہ میں دار ہو اس سے دریافت کریں کہ اگر اس نے اقرار کیا کہ یہ فلان بنی موکل کا ہو تو حکم سے کہ اسکو وکیل کے پھر دے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک خط کے گواہوں سے پہلے اگر وکیل سے گواہ اس بات کے مانگے کہ وہ فلان بن فلان انتہائی قبیلہ کا ہو تو بہتر ہو اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول پر چاہیے کہ پہلے وکیل سے گواہ طلب کرے پھر اس سے خط کے گواہ مانگے۔ اور چوپایوں اور غلام اور بایا اور ودیعت اور قرضہ کی وکالت میں بھی یہی حکم ہو۔ اور نہ فرمایا کہ دار کی خصوصیت کے وکیل کو ہر شخص سے جو دار میں جھگڑا کرے خصوصیت کرینکا اختیار ہو کیونکہ وکالت مطلقہ ہو اور اگر موکل کسی خاص شخص کے ساتھ یہ خصوصیت کا اختیار دیا ہو تو دوسرے سے خصوصیت نہیں کر سکتا ہو اور وکیل بالاجارہ کو صرف یہ اختیار کہ دار کو اجرت پر دیوے اور جسکو اجرت پر دیا ہو اسکا غاصم ہو سکتا ہو۔ اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر عورت نے اپنے مہر اور نفقہ کے واسطے وکیل کیا اور قاضی سے اس بابت خط طلب کیا تو قاضی کو لکھنا چاہیے کہ عورت نے ذکر کیا کہ اسکے شوہر فلان بن فلان پر اسکا اسقد رہا ہو اور اس نے فلان بن فلان کو وکیل کیا کہ اس سے مہر وصول کرے۔ اور اگر وہ انکار کرے تو اس سے خصوصیت کو سنے اور خصوصیت کرینکا اختیار صرف واسطے تحریر کرے کہ امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک قرض پر قبضہ کرنے کے وکیل کو خصوصیت کا اختیار نہیں ہوتا ہو۔ اور یہ بھی تحریر کرے کہ اس نے اپنے نفقہ کے طلب کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اگر شوہر انکار کرے تو اس سے خصوصیت کرے۔ پھر جب یہ خط مکتوب الیہ قاضی کو پہنچے تو وہ اس کے شوہر کو حاضر کرے اور اس سے مہر کو دریافت کرے اگر اس نے اقرار کیا تو وکیل کو دیدینے کا حکم کرے اور اگر عورت نے اسکو مہر کے واسطے وکیل کیا اور نفقہ میں خصوصیت کے واسطے وکیل کیا تاکہ ہر مہینہ میں کچھ نفقہ مقرر کرے اور ہر سال کچھ کپڑا مقرر کرے پس جب یہ خط مکتوبہ الیہ قاضی کے پاس پہنچا تو وہ گواہوں کو اس کے شوہر کے سامنے ہی سینکا پھر جب یہ اسکے نزدیک ثابت ہوا تو مہر کو دریافت کر گیا اور اس نے اقرار کیا تو اس سے لے لیا اور جسقدر اسکے لائق ہو اسقدر نفقہ اور کپڑا مقرر کر گیا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص قاضی کا خط لایا اور قبل اسکے کہ قاضی خط ہونے پر گواہ سنے اسکا مدعا علیہ شہر میں روپوش ہو گیا تو لجنوں نے کہا کہ امام عظیم رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر قاضی ایک سداوی بھیجے کہ وہ اسکے دروازہ پر تین روز تک نہ آکرے کہ تو نکل ورنہ میں تیری طرف سے ایک وکیل قائم کر کے اس پر ڈگری کر دوں گا اور عامہ مشائخ نے اس قول کی تصحیح نہیں کی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور اسکے غیبت میں خصوصیت کرنے کے واسطے ایک وکیل کیا اور اس پر قاضی کا خط لایا تو جائز نہیں ہو کیونکہ جب تک موکل خود نہ حاضر ہو یعنی مشتری حاضر ہو کہ قسم نہ کھائے کہ والدین میں محب پر رخی نہیں ہو گیا تھا تب تک غلام واپس نہیں ہو سکتا ہو۔ پھر اسی کتاب الا قضیہ میں لکھا ہو کہ وکیل کو واپس کرینکا اختیار نہیں ہو تا جبکہ خود مشتری حاضر ہو کہ قسم نہ کھائے کہ والدین میں محب پر رخی نہیں ہو گیا ہوں اگرچہ بائ نے مشتری کی رضا مندی کا دعویٰ نہ کیا ہو ایسا ہی حنفی اور حنبلی نے ذکر فرمایا اور ایسا ہی حسن نے امام ابو حنیفہ سے روایت کی ہو اور امام محمد رحمہ نے جرح و

میں ذکر کیا ہو کہ دلیل و پس کر سکتا ہو لیکن اگر بالغ شتر ہی کی رضا سندی عیب کا دعویٰ کرے تو نہیں پس کر سکتا ہو اور دونوں روایتوں کی توجیہ اس طرح ہے کہ قاضی لوگوں کے حق کی حفاظت کے واسطے ہو جھگڑا برپا کرنے کے واسطے پس پہلی صورت میں یہ جب ہو کہ جب بالغ مرگیا ہو اور اس وقت واپس کرنا چاہے تو میت کی طرف سے قاضی حافظ حق ہو کر صل شتر ہی سے قسم لیکھا اور دوسری روایت میں یہ ہو کہ دلیل و پس کر دیکھا اور جب بالغ نے جو زندہ ہو خود یہ دعویٰ نہ کیا کہ شتر ہی عیب پر راضی ہو چکا ہو تو قاضی جھگڑا نہ اٹھا دیکھا بلکہ واپس کر دیکھا کیونکہ زندہ بالغ اپنے حقوق کا لحاظ کر سکتا ہو بخلاف پہلی صورت کے فاقہ نہ تخفیف یا فی الذخیرہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر یا صوبہ پر جو کوئی شخص اہلی مقرر ہو ہو اگر کسی نے کوئی حکمی خط لکھنا چاہا یا پس اگر خلیفہ نے اسکو قضا کا عہدہ دیا ہو تو جائز ہو ورنہ جائز نہیں ہو اور اگر اس اہلی نے کسی کو قاضی کر کے خط لکھنے کی اجازت دی پس دیکھنا چاہیے کہ اگر خلیفہ کی طرف سے اسکو قاضی مقرر کرنے کی اجازت تھی تو اس کے قاضی کا خط جائز ہوگا ورنہ نہیں۔ اور کتاب الاقتضیہ میں مذکور ہے کہ اگر خلیفہ نے کسی قاضی کو کسی حکمی معاملہ میں دو گواہوں کی گواہی پر مثل قاضی کے قاضی کو خط لکھنے کے خط لکھا تو بدون ان شتر اہل کے جو ہم نے ذکر دی ہیں مقبول ہوگا و احکام سیاست میں انکا خط شلا میں نے فلان کو مقرر یا فلان کو معزول کیا بدون ان شتر اہل کے مقبول ہوگا مگر البیہ امیر عمل کرے گا جبکہ اس کے ذہن نشین ہو جائے کہ یہ سچا ہو۔ صل میں مذکور ہو کہ اگر قاضی نے ایک فی حق کے واسطے جو دوسرے ہی پر خط لکھا تو اس پر اہل ذمہ کی گواہی مقبول نہ ہوگی نوادر بن ساعدہ میں امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر ایک شخص قاضی کا خط دوسرے قاضی کے پاس لایا اور اس نے گواہوں کی گواہی پر خط قبول کر لیا پھر مدعی کے اصل دعویٰ کے گواہ اسی شہر میں آئے تو قاضی مکتوبہ خط پر عمل نہ کرے گا اور مدعی کو حکم دیکھا کہ اپنے اصل حق کے گواہ حاضر کرے ابراہیم رحمہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر باغی خارجی لوگ کسی شہر پر قابض ہوئے اور اہل شہر میں سے کسی کو انھوں نے قاضی بنایا اور اس قاضی نے اہل عدل کے قاضی کو خط لکھا پس اگر مکتوبہ قاضی اہل عدل کو معلوم ہو کہ قاضی فانیجے پاس جن گواہوں نے گواہی دی وہ باغی ہیں تو خط کو قبول نہ کرے گا اور اگر اس کے علم میں ہو کہ وہ گواہ اہل عدل میں سے ہیں تو قبول کرے گا اور اگر نہ معلوم ہو کہ اہل عدل ہیں یا باغی ہیں تو خط قبول نہ کرے گا لذلک فی المحیط۔

چومبیوان باب حکم مقرر کرنے کے بیان میں۔ حکیم کے یہ معنی ہیں کہ کسی خیر کو مدعی و مدعا علیہ یعنی دونوں خصم اپنے درمیان میں حاکم مقرر کر دین پس وہ شخص انھیں دونوں کے درمیان حاکم ہوگا اور خیروں کے حق میں ہنر لہ مصلح کے ہوگا جیسے قاضی تمام لوگوں کے حق میں حاکم ہوتا ہو یہ محیط شری میں لکھا ہو۔ جاننا چاہیے کہ حکم بنانا جائز ہو اور اس کی شرط یہ ہو کہ وہ شخص حکم بنائے جانے اور حکم بنانے کے وقت شہادت کے لائق ہو یعنی جو شتر میں شاہد میں چاہیے ہیں انہیں موجود ہوں ہتے کہ اگر حکم بنائے جانے کے وقت لائق شہادت نہ تھا پھر حکم بنانے کے وقت ہو گیا مثلاً پہلے غلام تھا پھر آزاد ہو گیا یا ذمی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور حکم کیا تو نافذ نہ ہوگا اور حکم کا حکم اور قاضی کا حکم اس طرح جدا ہو کہ حکم کا حکم دونوں مدعی و مدعا علیہ پر اور جو شخص اس کے حکم پر راضی ہو نافذ ہوتا ہو بخلاف حکم قاضی کے کہ ہر راضی و ناراض پر در صورت حق ہونے کے جاری ہوتا ہو یہ تفسطین لکھا ہو کہ فزاور غلام اور ذمی اور محدود القذف اور فاسق اور نابالغ کا حکم مقرر کرنا جائز نہیں ہو اور فاسق نے جب حکم دیدیا تو واجب ہو کہ ہمارے نزدیک جائز ہو اور جب تک اس نے حکم نہیں دیا ہو تو ہر ایک خصم کو اختیار ہو کہ اس کے حکم بنانے سے رجوع کرے لذلک فی الہدایہ۔ ذمی کی حکومت نا جائز ہو سکتا ہے ہر آزاد ہو کہ جب وہ دو مسلمانوں میں حکم ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر دو ذمیوں میں حکم ہو تو جائز ہو اور مسعود میں مذکور ہو کہ اگر ذمی نے ذمیوں میں حکم دیا تو جائز ہو کیونکہ سوائے مسلمانوں کے ذمی اہل ذمہ میں گواہی کے لائق ہوتا ہو اور دونوں ذمیوں کا اس کے حکم پر راضی ہونا

بہرہ لہ کے ہو کہ سلطان نے اسے مقرر کیا ہو کیونکہ سلطان کو ذمی کا مقرر کرنا کہ وہ ذمیوں میں فیصلہ کرے صحیح ہو اور اگر سلطان نے مسلمانوں میں فیصلہ کے واسطے مقرر کیا تو باطل ہو اور یہی حال حکم بنانے کا ہو کذا فی النہایہ را ایسے افعال میں جولوگ خود کر سکتے ہیں یعنی حقوق العباد میں حکم بنالینا جائز ہو اور جبکہ خود نہیں کر سکتے ہیں یعنی حقوق العدا کے میں حکم بنالینا صحیح نہیں ہو پس اموال اور طلاق اور عتاق اور نکاح اور قصاص اور چوری کی ضمانت میں حکم بنانا درست ہو اور زنا اور چوری اور قحط و زنا کے حدود میں حکم بنالینا صحیح نہیں ہو اور خصافہ میں ذکر کیا کہ حکم کا حکم کسی حد اور قصاص میں جائز نہیں ہو اور اصل میں مذکور ہے کہ قصاص میں حکم مقرر کرنا صحیح ہو اور تمام اجتہادی مسئلوں میں حکم کا حکم نافذ ہوگا جیسے کتابات اور طلاق اور عتاق اور یہی صحیح ہو لیکن مشائخ نے اس سے امتناع کیا ہے تاکہ عوام کو جزات نہ دے اور خطا سے خون کر ڈالنے میں اسکا حکم جائز نہیں ہو کیونکہ عاقل مددگار ہر آدمی اسپر راضی نہیں اور اسکا حکم انھیں میں صحیح ہو جو اس سے راضی ہوں اور قاتل پر اسکا حکم دینا جائز نہیں ہو مگر جبکہ قاتل نے اقرار کر لیا ہو کہ میں نے خطا سے قتل کیا ہو تو جائز ہو دو ذمیوں نے ایک ذمی کو حکم دیا پھر ایک ختم مسلمان ہو گیا تو دونوں کے درمیان حکم نہ رہا اور مراد یہ ہو کہ مسلمان پر حکم نہیں دیکھتا ہے جسے کہ اگر ذمی کے بے مسلمان پر حکم لگایا تو جائز نہیں ہو لیکن اگر مسلمان کے لیے ذمی پر حکم دیا تو جائز ہو اور یہ حکم مہبوط میں چند جگہ صریح مذکور ہو مثلاً مہبوط میں ہو کہ ایک مسلمان اور ذمی نے ایک ذمی کو حکم بنایا تو اسکا حکم ذمی پر جائز ہو نہ مسلمان پر اور اسی طرح اگر مسلمان اور ذمی نے ایک مسلمان اور ذمی کو حکم بنایا تو اسکا حکم ذمی پر جائز ہو نہ مسلمان کے واسطے ذمی پر حکم لگایا تو جائز ہو اور اگر دونوں نے ذمی کے بے مسلمان پر حکم دیا تو جائز نہیں ہو چنانچہ اگر ایک غلام اور ایک آزاد کو حکم بنایا تو دونوں کا حکم جائز نہیں ہو کیونکہ غلام کا حکم ناجائز ہو پس آزاد نہ ہو کیا حالانکہ دونوں خصم دونوں کے حکم پر راضی ہو گئے چنانچہ اگر ابتدائے میں دونوں اسکو حکم قرار دیتے تو جائز نہ تھا۔ دو ذمیوں میں حکم لگایا پھر دونوں اسپر راضی ہو گئے تو جائز نہیں ہو چنانچہ اگر ابتدائے میں دونوں اسکو حکم قرار دیتے تو جائز نہ تھا۔ دو ذمیوں سے ایک ذمی کو حکم بنایا پھر حکم فیصلہ کرنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو وہ ویسا ہی حکم باقی ہو۔ ایک مسلمان اور ایک مرتد سے باہم ایک حکم مقرر کیا اور کٹنے و دونوں میں حکم لگایا پھر مرتد قتل کیا گیا یا دار الحرب میں جا ملا تو حکم کا حکم اسپر جائز نہ ہوگا اور اگر مرتد مسلمان ہو گیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین رحمہ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہو یہ محیط خشی میں لکھا ہو دوم اگر اپنے درمیان میں ایک عورت کو حکم قرار دین تو جائز ہو اور مراد یہ ہو کہ مولے حدود و قصاص کے جائز ہو کیونکہ حکم ہونا گواہی کی بابت پر ہو اور عورت کی گواہی حدود اور قصاص میں جائز نہیں ہو تو اسکا حکم ہونا بھی جائز نہیں ہو۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ حکم مقرر کرنے کو معلق بنکر کرنا آئندہ وقت کی طرف مضاف کرنا جائز نہیں ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جائز ہو اور فتاویٰ خانیہ میں ہو کہ ناجائز اور اسی پر فوسے ہو یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو تعلیق کی صورت یہ ہو کہ کسی غلام سے کہا کہ جب چاند نظر آئے تو تو حکم ہونا۔ اور اضافت کی صورت یہ ہو کہ کسی شخص سے کہا کہ ہم نے تجھے کل حکم بنایا یعنی آئندہ کل کے روز یا شروع ماہ میں حکم بنایا۔ اگر کسی شخص کو اس شرط پر حکم کیا کہ فلاں فقیر سے دریافت کر کے حکم لے تو جائز ہو اور اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ تمام فقہوں سے دریافت کرے اور جس حکم پر سب متفق ہوں وہ حکم دیوے تو بھی جائز ہو پس پہلی صورت میں اگر اس فقیر سے دریافت کر کے حکم دیا تو جائز ہو اور دوسری صورت میں اگر ایک فقیر سے دریافت کر کے حکم کیا تو بھی جائز ہو اگر اسطور پر ایک حکم بنایا کہ آج ہی حکم دے یا اسی جلسہ میں حکم دے تو جائز ہو پس اگر وہ دن گذر گیا یا وہ مجلس سے آگے بڑھا ہو تو حکم باقی نہ رہا۔ اگر حکم کا فیصلہ قاضی کے سامنے پیش ہوا تو قاضی کہیں خود کرے اگر اسکی رائے کے موافق ہو تو نافذ

کے در نہ باطل کرے اگرچہ اس مسئلہ میں فقہوں نے اختلاف کیا ہو مگر اگر دونوں نے ایسے شخص کو حکم بنایا جسکو وہ دونوں نہیں جانتے ہیں لیکن اُسے فیصلہ کیا تو جائز ہو اگر دونوں ایک غائب شخص کے فیصلہ کرنے پر راضی ہوے اور وہ غائب آگیا اور اُسے فیصلہ کیا تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر اسی شخص پر رضی ہوے کہ فلاں شخص یا فلاں ہمارے درمیان میں کہہ ہو تو دونوں میں سے جس نے حکم دیا تو جائز ہوگا اور اگر کسی ایک کے سامنے دونوں نے پیش کیا تو اسی کو فیصلہ کے لیے معین کر لیا پھر دوسرا شخص حکم نہ دے گا یہ ملاحظہ میں لکھا ہو۔ اگر دونوں اسپر راضی ہوئے کہ جو شخص سب سے پہلے مسجد میں آوے وہی حکم ہو تو باطل ہو اگر حکم نے سفر کیا یا کیا ہو گیا یا اسپر بیٹھی طاری ہوئی پھر سفر سے آگیا یا اچھا ہو گیا اور حکم کیا تو جائز ہو اور اگر اندھا ہو گیا یعنی بینائی جاتی نہ رہی پھر اندھا بن جاتا رہا اور اُسے حکم دیا تو جائز نہیں ہو۔ اگر عیاذ باللہ اسلام سے مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا اور حکم کیا تو جائز نہیں ہو۔ اگر حکم نے بطور دودا مقدمہ کے ایک خصم سے کہا کہ میرے نزدیک جو شخص دعویٰ کیا ہو اسکی حجت قائم ہوگئی پھر اس خصم نے اُسکو معزول کر لیا پھر بعد اسکے اُسے اسپر حکم دیا تو نافذ ہوگا۔ اگر دونوں میں سے ایک نے حکم کو اپنا وکیل خصوصاً کیا اور اُسے وکالت قبول کر لی تو حکم ہونے سے خارج ہو گیا اور قضیہ میں ہو کہ بعض شائع نے فرمایا کہ یہ حکم امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر درست ہو اور طریقہ ہر کے نزدیک درست ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ سب کا قول ہو۔ اگر حکم نے وہ غلام جس میں جھگڑا ہو خرید لیا یا اسکے بیٹے یا ایسے شخص نے جسکی کوئی اسکے حق میں مقبول نہیں ہو خرید لیا تو حکم نہ رہا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر حکم نے ایک خصم کے نسبت خبر دی کہ تو نے میرے سامنے اس شخص کے واسطے اس قدر مال کا اقرار کیا ہو یا یہ خبر دی کہ تجھے اسکا اس قدر فرض ہونے کے گواہ میرے نزدیک پیش ہو گئے ہیں اور انکی تبدیل ہو گئی اور میں نے تجھ کو دگری کر دی پھر اس شخص نے انکار کیا کہ میں نے کچھ اقرار نہیں کیا ہو یا تجھ کسی بات کے گواہ نہیں قائم ہوئے تو اسکے قول پر التفات نہ کیا جاوے گا اور فیصلہ نافذ ہو جائیگا اور اگر حکم نے خبر دی کہ میں نے اس قدر مال کے لیے تجھ اسکے حق کا حکم کیا تھا تو حکم کی تصدیق نہ کیجاوے گی کذا فی النہایہ۔ اگر وہ شخصوں کو حکم مقرر کیا تو دونوں کا یکجا ہونا ضروری نہ ہو کہ اگر فقط ایک نے حکم دیدیا تو جائز نہیں ہو اور بعد برخواست مجلس کے اس حکم پر انکی تصدیق نہ کیجاوے گی جب تک کہ اور دو گواہ گواہی دین جیسے باقی رعایا کا حکم ہو کذا فی النہایہ۔ وہ شخصوں نے ایک شخص کو حکم بنایا اور قاضی نے اسکی اجازت دی اور منہ زبانی اسے حکم نہیں کیا تھا پھر اُسے برخلاف اسے قاضی کے حکم کیا تو جائز نہیں ہو۔ ایک شخص کو حکم بنایا اور اُسے کسی ایک کے واسطے فیصلہ کیا پھر دوسرا حکم بنایا پس اگر پہلے کا حکم اسکے نزدیک جائز ہو تو اُسکو نافذ کرے اور اگر ظلم ہو تو باطل کرے۔ اگر ایک شخص کو حکم بنایا اور اُسے کچھ حکم دیا پھر دوسرا حکم بنایا اور اُسے کچھ حکم دیا کہ جو پہلے کے مخالف تھا مگر پہلا معلوم نہ تھا پھر دونوں کا مراجعہ قاضی کے سامنے ہوا تو قاضی اپنی رائے سے موافق حکم کو نافذ کیگا اگر ایک شخص کو حکم بنایا اس شرط پر کہ جب تک مجلس میں ہو حکم دیدے پھر یوں اختلاف کیا کہ دونوں نے کہا کہ تو نے کچھ حکم نہیں کیا اور حکم نے کہا کہ میں نے حکم دیدیا تو جب تک وہ مجلس میں موجود ہو اسکی تصدیق کیجاوے گی اور بعد مجلس کے برخاست کے نہیں تصدیق ہوگی۔ اگر دونوں میں سے ایک نے حکم پر گواہ پیش کیے کہ اُسے اسکے واسطے حکم دیدیا ہو اور حکم انکار کرتا ہو تو گواہ مقبول ہونگے۔ اگر حکم نے گواہی دی کہ میں نے فلاں شخص پر فلاں شخص کے لیے گواہی پر فیصلہ کیا تو یہ جائز ہو۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ حکم نے فلاں کے لیے ہزار درم کا فلاں شخص پر حکم لگایا اور دوسرا گواہوں نے گواہی دی کہ حکم نے دعویٰ کے ہزار درم میں سے اُسکو بری کر دیا ہو خواہ حکم حاضر ہو یا غائب ہو خواہ اقرار کرتا ہو یا انکار کرتا ہو مگر بری ہونے کا حکم دیا جائیگا۔ اگر ایک دار میں جھگڑا پیش ہوا اور دو گواہوں نے کہا کہ حکم نے اسکے واسطے فیصلہ کیا ہو اور دوسرے گواہوں نے دوسرے کے واسطے یہی گواہی دی پس اگر وہ دار و دونوں کے

قبضہ میں ہو تو دونوں میں مشترک ہو گا حکم ہو گا اور اگر ایک کے قبضہ میں ہو تو اسی کے واسطے حکم ہو گا اور اگر کسی ایسے اجنبی کے پاس ہو کہ وہ حکم کے حکم پر رضی نہیں ہو اور اسی کے قبضہ میں چھوڑ دیا جا دیگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر ایک ہزار درم ہو تو ان میں جھگڑا ہوا اور مدعی نے گواہ پیش کیے کہ سچ کے روز حکم نے میرے حق کی ڈگری کر دی ہو اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ یہ سچ اس سے پہلے اُسکو مغضول کر دیا ہو تو یہ فیصلہ باطل ہو گا اور اگر مدعی نے گواہ پیش کیے کہ حکم نے مدعی کے واسطے جمعہ کے دن مال کی ڈگری دی ہو اور مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ حکم نے سچ کے روز اُسکو بری کیا ہو یا مدعی علیہ نے کہا کہ مجھے جمعہ کے روز بری کیا ہو اور مدعی نے کہا کہ مجھے سچ کے روز ڈگری دی ہو تو پہلا حکم نافذ ہو گا اور دوسرا حکم باطل ہو گا اور حکم کا خط قاضی کے نام جائز نہیں رہتا اور اسی طرح قاضی کا خط حکم کے نام جبکہ دو شخصوں نے مقرر کر لیا ہو جائز نہیں ہو گا انی محیط۔ اگر ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام ہو تو حکم اس پر حکم نہ کرے گا کیونکہ اُسے حکم کو نہیں لکھا ہو لیکن اگر دونوں خصم باہم اُسکے حکم نافذ کرنے پر رضی ہو جائیں تو ابتداً جائز ہے کیونکہ وہ دونوں اُسکے حکم پر رضی ہو گئے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر حکم نے کچھ گواہوں کی گواہی سبب ہمت کے رد کر دی پھر انہیں گواہوں نے قاضی یا دوسرے حکم کے پاس گواہی دی تو وہ اُنکے حال کو دریافت کرے گا پس اگر انکی تعدیل کی گئی تو گواہی جائز رکھے گا اور اگر حج کی گئی تو رد کرے گا صرف حکم کے رد کرنے سے گواہ دونوں کے خلاف اُسکے کہ قاضی نے اُنکی گواہی رد کر دی ہو اگر دونوں نے کسی کو حکم بنایا اور اُسکے حکم دینے سے پہلے قاضی نے اجازت دی تو یہ قاضی کی اجازت لغو ہو جائے کہ اگر اُسے قاضی کے برخلاف حکم دیا تو قاضی اُسکو باطل کر سکتا ہو اور شمس الائمہ سرخی نے فرمایا کہ یہ حکم اُس صورت میں صحیح ہو کہ قاضی کو خلیفہ کرنے کی اجازت ہو اور اگر اُسکو اجازت ہو تو یہاں اُسکی اجازت جائز ہوگی اور ہنزہ خلیفہ کرنے کے ہوگی پس بعد اُسکے اُسکے فیصلہ کو نہیں کر سیکے گا کذا فی محیط حکم کو جائز نہیں ہو کہ حکومت دوسرے کے سپرد کرے کیونکہ دونوں خصم اس پر رضی نہیں ہوئے ہیں کہ وہ غیر کو حکم بنائے پس اگر اُسے دوسرے کے سپرد کر دی اور اُسے حکم دیا اور پہلے حکم نے اُس حکم کی اجازت دی تو جائز نہیں ہو کہ جبکہ دونوں خصم اُس حکم پر رضی ہو جائیں اور اجازت دین تو جائز ہو بعضے شائخ نے فرمایا کہ یہ قول کہ پہلے حکم نے اُسکی اجازت دی تو جائز نہیں ہو، قرین صحت نہیں معلوم ہوتا ہو اور ظاہر ہو کہ اگر پہلے دلیل نے دوسرے دلیل کی بیج کی اجازت دی تو جائز ہو جاتی ہو اور ایسے ہی قاضی کو اگر خلیفہ بنانے کی اجازت نہ تھی پھر اُسے اپنے خلیفہ کے حکم کی اجازت دی تو جائز ہوتا ہو۔ اور میر میں مذکور ہو کہ اگر ایک شخص کے حکم پر کوئی قوم اُتری اور اُنکی بلارضا مندی دوسرے شخص نے حکم دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر پہلے شخص نے اس حکم کی اجازت دی تو جائز ہو۔ پس اس قول کی تاویل کہ اُسکی اجازت باطل ہو یہ کہ خود اُسکے حکم بنانے اور دوسرے کو سپرد کرنے کی اجازت باطل ہو کیونکہ یہ ابتداء سے صحیح نہ تھی تو آخر تک صحیح نہ ہوگی لیکن دوسرے کے حکم کی اجازت دینا پس جائز ہو جیسے اُسے خود حکم دیدیا۔ اور بعضے شائخ نے دونوں میں فرق بیان کیا کہ اس طرح ہر حکم کا حکم عبارت ہی سے صحیح ہوتا ہو پس یہ ناجائز ہو گا کہ غیر شخص کی عبارت سے دونوں پر حکم نافذ ہو بخلاف دلیل کے کہ بیع میں عبارت ہی کی ضرورت نہیں ہو جیسے بیع بالمعاطٰی وغیرہ میں مقصود یہ ہوتا ہو کہ بیع کے وقت دلیل کی رائے شامل ہو پس جب پہلے دلیل نے دوسرے دلیل کی بیج کی اجازت دی تو اُسکی رائے شامل ہوگی پس عقد صحیح ہو گیا اور قاضی کی صورت میں بھی یہ فرق ہو کہ جو حکم اُسکے خلیفہ نے دیا ہو وہی حکم خود قاضی دونوں کی بلارضا مندی دیکھتا تھا تو دونوں کی بلارضا مندی غیر کا حکم بھی اُسپر جائز کر سکتا ہو کذا فی محیط سرخی۔ اگر ایک شخص نے دو شخصوں میں فیصلہ کیا اور ان دونوں نے اُسکو حکم نہیں بنایا تھا پھر بعد حکم کے کہا کہ ہم اُسکے حکم پر رضی ہوئے اور ہم نے اجازت دی تو یہ جائز ہو۔ اگر دو شخص اس پر رضی ہوئے کہ ہر ایک اپنے اپنے اہلوان میں سے ایک حکم مقرر کرے بھیجے تو جائز ہو اور اگر ایک حکم نے ایک خصم پر حکم لگایا اور دوسرے نے دوسرے

ہر توجا ز نہیں ہے۔ اگر ایک خصم سے قسم طلب کی اور آئسے نہ کوئی اور اسپر حکم نکالیا پھر گئے کہا کہ میں اسکی حکومت کی اجازت نہیں دیتا ہوں اور میں قسم کھاؤنگا تو حکم اسکا بورا ہو گیا یعنی رو نہیں ہو سکتا ہو۔ اگر مدعی نے ابتداء سے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کیے اور انکی تعدیل ہوئی اور انکی گواہی پر حکم نے مدعا علیہ پر ڈگری کر دی تو جائز ہو پس اگر مدعا علیہ نے حکم سے انکار کیا پس اگر اسنے حکم بنانے سے انکار کیا اور مدعی نے اسکا دعویٰ کیا تو مدعی کو اختیار ہو کہ اسکو قسم کھلاوے پس اگر اسنے قسم سے انکار کیا تو مدعی کا دعویٰ اسپر لازم ہوگا۔ اور اگر مدعی نے حکم بنانے اور فیصلہ دونوں پر گواہ پیش کیے تو دیکھنا چاہیے کہ جن گواہوں کی گواہی پر فیصلہ ہوا کہ اگر انکے سواے حکم بنانے کے گواہ دوسرے ہیں تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر وہی گواہ ہیں تو گواہی مقبول نہوگی۔ زیادات میں ہو کہ اگر مسئلہ مجتہد فیہ میں حکم کا فیصلہ قاضی کے سامنے پیش ہوا اور وہ اسکی رائے کے برخلاف تھا باوجود اسکے اسنے وہ حکم نافذ کیا پھر دوسرے قاضی کے سامنے پیش ہوا کہ وہ بھی حکم کا حکم لاتی رو سمجھا تھا تو دوسرا قاضی اسکو رو نہیں کریگا کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور کیا اسکی طرف سے غلام غائب نے اس مال کی میرے واسطے کفالت کی ہو چہ دونوں نے ایک حکم مقرر کیا اور کفیل غائب ہوا اور مدعی نے دو گواہ اس بات کے پیش کیے کہ میرا اسقدر مال اسپر ہوا اور اسکے حکم سے یا بلا حکم ایک شخص نے کفالت کی ہو پھر اس گواہی پر حکم نے مدعا علیہ کے ذمہ مال کا اور اسکی طرف سے کفیل ہونیکا حکم دیدیا تو مدعا علیہ پر اس مال کا حکم جائز ہو اور کفیل پر جائز نہیں کیونکہ کفیل اسکے حکم مقرر کرنے پر رضی نہیں ہوا اور اسی طرح اگر اس صورت میں کفیل موجود ہو اور حکم بنانے پر رضی ہو جاوے اور کفیل عن غائب ہو تو حکم کفیل پر درست ہوگا نہ کفول عین کذا فی البحر الرائق۔ اگر دونوں نے ایک شخص کو حکم مقرر کیا اور اسنے اپنے اجتہاد سے ایک کے واسطے حکم کیا پھر اس سے رجوع کر کے دوسرے کے واسطے حکم دیا تو پہلا حکم نافذ اور دوسرا باطل ہوگا۔ اگر دو شخصوں نے ایک شخص کو حکم بنا یا پھر ایک شخص نے قاضی کے سامنے گواہ پیش کیے کہ حکم نے میری ڈگری اس شخص پر کی تھی یعنی مدعا علیہ پر اور مدعا علیہ خواہ انکار کرتا ہو یا اقرار ہو تو گواہی مقبول ہوگی۔ اگر دو شخصوں نے ایک شخص کو حکم بنا یا اور اسنے تمام دعویٰ میں سے کسی قدر دعویٰ کی ڈگری کی پھر باقی دعویٰ میں مدعا علیہ نے اسکے حکم بنانے سے انکار کیا تو پہلا حکم نافذ ہوگا اور بعد ازاں نافذ ہوگا۔ اگر ایک حکم مقرر کیا اور مدعی نے کہا کہ میرے اس شخص پر اور اسکے کفیل پر جو غائب ہو ہزار درم ہیں اور دو گواہ پیش کیے پھر مدعی علیہ نے جرح کی کہ یہ گواہ غلام ہیں تو حکم کو چاہیے کہ اس طعن کی سماعت کرے اور اگر گواہوں نے گواہ پیش کیے کہ دونوں کے مالکوں نے انکو آزاد کر دیتا تھا اور یہ آزادی کے گواہ عادل قرار پائے تو مدعا علیہ کے حق میں حکم انکی آزادی کا حکم دینگا اور مال کی اسپر ڈگری کریگا اور کفیل پر نہ کریگا اور حکم کے حکم سے آزادی غلاموں کی مالک کے حق میں ثابت نہو جائیگی اور اگر ایسا معاملہ قاضی کے حکم سے ہوتا تو مال بھی کفیل پر ثابت ہو جاتا اور غلاموں کی آزادی کا حکم مالک پر بھی جاری ہوتا پس اگر غلاموں کا مالک آیا اور آزادی سے انکار کیا اور دونوں کو قاضی کے سامنے لے گیا پس اگر انھیں گواہوں نے گواہی دی جنہوں نے حکم کے سامنے انکے آزاد ہونے کی گواہی دی تھی اور قاضی نے فیصلہ کیا تو گواہی جائز ہو اور اگر غلاموں کے پاس آزاد ہونے کے گواہ نہیں ہیں اور قاضی نے انکے ملوک ہونیکا حکم دیا تو حکم کا فیصلہ باطل ہوگا اگر ایک شخص نے دو شخصوں پر کسی کپڑے یا کیلے یا ورنی چیز کے خصب کر لینے کا دعویٰ کیا پھر ایک دونوں میں سے غائب ہو گیا اور دوسرے اور مدعی نے ایک حکم مقرر کیا اور مدعی نے اپنے دعویٰ کے گواہ پیش کیے تو اس شخص موجود کے ذمہ آدھا مال لازم ہوگا اور اس حکم کے فیصلہ پر غائب کے ذمہ کچھ لازم نہوگا اور اسی طرح اگر کسی میت پر دعویٰ کیا اور اسکے تمام وارث غائب ہیں فقط ایک شخص موجود رہے اور مدعی نے حکم مقرر کیا تو مدعی کی گواہی پر حقد حق کا فیصلہ ہو وہ غائبوں کے حق میں جاری نہوگا صرف فرق یہ ہو کہ مسئلہ

ورثت میں حکم پورے قرضہ کا حکم اسی حاضر پر دیگا اور جو کچھ اُسکے قبضہ میں ہو اُس سے وصول کر لیتا اور مسئلہ غضب میں حاضر پر نصف مال کا حکم دیگا۔ اگر دوسرے سے ایک غلام خرید اور شمن ادا کر دیا پھر اُس میں عیب لگایا اور دونوں نے ایک حکم شہر دیا اور اُسے فیصلہ کیا کہ غلام بائع کو واپس دیا جائے تو جائز ہو پس اگر بائع نے چاہا کہ اپنے بائع سے اس باب میں مخاصمہ کرے تو جائز نہیں ہو اور اگر مشتری اور پہلا بائع اور دوسرا بائع سب ایک حکم بنانے پر متفق ہوئے اور گئے غلام دوسرے بائع کو واپس کر دیا حکم دیا اور دوسرے بائع نے پہلے بائع کو واپس کرنا چاہا تو قیاساً اسکو یہ اختیار نہیں ہو اور مستحسناً ہو۔ اور اگر دوسرے بائع کو غلام واپس دینے کے بعد پہلے بائع نے قصد کیا کہ حکم کو معزول کر دیوے تو صحیح ہو اور جب معزول ہو گیا تو اسکو اختیار نہیں کہ اب وہ غلام پہلے بائع کو واپس کرے۔ اور اگر اُسکے بعد دوسرے بائع نے پہلے بائع کے ساتھ اسی عیب کی وجہ سے کسی قاضی کے سامنے جھگڑا کیا تو قیاس چاہتا ہو کہ قاضی پہلے بائع کو واپس نہ دیوے اور استحسناً واپس کر دیگا۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کا اسباب کے حکم سے فروخت کیا پھر اُس میں مشتری نے عیب لگایا اور موکل کے حکم سے دونوں نے اپنے درمیان ایک حکم مقرر کیا اور حکم نے سبب اس عیب کے واپس کرنے کا حکم کیا اسوجہ سے کہ بائع نے اس عیب کا اقرار کیا یا قسم کھانے سے کہ میرے پاس کا عیب نہیں ہو انکار کیا یا کوئی دلیل یعنی گواہ قائم ہوئے پس اگر گواہی یا قسم سے انکار کرنے کی وجہ سے وکیل کو واپس کر دیا گیا تو وکیل اپنے موکل کو واپس کر سکتا ہو اور اگر اقرار عیب کی وجہ سے واپس کیا اور وہ عیب ایسا ہو کہ اتنے عرصہ میں نہیں پیدا ہو سکتا ہو یا اُسکے مثل پیدا نہیں ہو سکتا ہو تو بھی موکل کو واپس کر سکتا ہو اور اگر ایسا عیب ہو کہ پیدا ہو سکتا ہو تو جب تک اس پر گواہ قائم نہ کرے کہ عیب موکل کے پاس کا ہو واپس نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر حکم مقرر کرنا بدون موکل کی رضامندی کے تھا تو موکل اس میں سے کوئی حکم لازم نہ ہو گا سوائے اسکے کہ گواہ قائم ہوں یا وہ عیب ایسا ہو کہ اُسکے مثل پیدا نہیں ہو سکتا ہو۔ اگر ایک شخص دوسرے کے واسطے کوئی چیز اُسکے حکم سے خریدی اور وکیل نے اُس میں عیب لگایا اور موکل کی اجازت سے باہم حکم مقرر کیا اور حکم نے گواہی یا اقرار یا قسم سے انکار کی وجہ سے وہ چیز اُسکے بائع کو واپس کر دی تو موکل کے واسطے بھی یہ حکم لازم ہو گا اور اگر موکل کی رضامندی باہم حکم مقرر کیا اور اُس نے کسی وجہ سے جو مذکور ہوئی ہیں واپس کر لیا حکم دیا تو بھی یہ حکم موکل پر لازم ہو گا یعنی موکل کو بھی ماننا پڑیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ سیمینہ میں ہو کہ علی بن احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ نا بائع کے دہی اور اُسکے باپ کے فرزند خواہ نے دونوں نے باہم ایک حکم مقرر کیا پھر فرزند نے دہی پر گواہ پیش کیے تو کیا حکم کو اختیار ہو کہ اس کو اہی نہ لیا جائے یا حکم دیے یا خاص قاضی کو یہ اختیار ہو تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا حکم لینے کا اختیار نہیں ہو کہ جب میں نا بائع کو ضرر ہو پس اس سے ظاہر ہو کہ اگر ایسا ہو تو حکم دینا جائز ہو اور شیخ ابو حامد رحمہ اللہ سے یہی مسئلہ دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ حکم کچھ حکم نہیں لگایا اور شیخ حیرا لوبری رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ اگر حکم کے حکم میں نا بائع کی بہتری ہو تو جائز ہو نا چاہیے کیونکہ یہ غیر ملکی کے صلح کو لینے کے ہو یہ تا مار غانیہ میں لکھا ہو۔

پچیسواں باب نکالت اور ورثت اور قرضہ ثابت کرنے کے بیان میں۔ اگر کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ مجھے ایک شخص نے واسطے وکیل کیا ہو کہ جو کچھ اُس کا حق کو قرضہ میں آتا ہو خواہ کسی شخص پر ہو اسکو طلب کروں اور اُس پر قبضہ کروں اور اگر نہ دے تو اس سے مخاصمہ کروں اور نکالت پر گئے گواہ پیش کیے اور موکل حاضر نہ تھا اور دعویٰ نکالت اپنے ساتھ کسی ایسے شخص کو نہیں لایا کہ چہرہ موکل کا کچھ حق آتا ہو صرف اپنی نکالت ثابت کرنا چاہی تو قاضی بدون اسکے کہ وہ اپنے ساتھ کسی خصم کو حاضر کرے اسکے گواہوں کی سماعت نہ کرے گا اگر وہ اپنے ساتھ کوئی ایسا شخص لایا کہ چہرہ موکل کے حق کا دعویٰ کرتا ہو اور مدعا علیہ اس حق کا مفہوم ہو۔

کے گواہ پیش کیے ہوں اور اگر اسکے پاس دکالت کے گواہ نہ ہوں اور اُس نے قاضی سے کہا کہ مدعا علیہ جانتا ہوں کچھ فلاں بن فلاں غائب
نے اس مال پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو اور مدعا علیہ کو قسم دلائی جائے تو قاضی اُس سے اس طرح قسم لیگا کہ والتدین نہیں جانتا
ہوں کہ فلاں بن فلاں غرضی نے اسکو مال پر قبضہ کرنے کے واسطے موافق اسکے دعویٰ سے دلیل کیا ہے ایسا ہی حضاف نے
ادب القاضی میں امام محمد رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نام سے ذکر کیا ہے۔ اور شائع نے اختلاف کیا جنہوں نے کہا کہ یہ قول امام اعظم رحمہ
کا بھی ہے لیکن حضاف رحمہ اللہ کو یاد نہ تھا اس واسطے اُس نے صرف صاحبین کو ذکر کیا اور اُس سے الزام نہ ملوائی نے بھی اسی طرف سیل کیا ہو اور بعض نے
شائع نے کہا کہ یہ صرف صاحبین کا مذہب ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہو کہ مدعا علیہ سے قسم لینا نہ چاہیے اور اسی قول کو شمس الامین
مرغی نے منجھ سمجھا ہے۔ پھر جب مدعا علیہ سے قسم لی گئی اور اُس نے قسم کھائی تو جھگڑا ختم ہوا اور اگر اُس نے انکار کیا تو دکالت کا اقرار
ہو پس قاضی موافق اقرار کے دکالت کا حکم دیدیگا۔ پھر مدعا علیہ سے قاضی مال کو دریافت کر لیا پس اگر اُس نے موافق دعویٰ کے
اتر کیا تو اسکو حکم دیگا کہ مدعی کو ویرے اور اگر اُس نے مال سے انکار کیا تو مدعی کو اُس کے ساتھ قسم لیکر مال لینے کی خصوصیت ثابت ہوگی اور
گواہی سے ثابت کرے گا حق ہوگا حق کرے گا اُس نے مال ثابت کرنے کے گواہ پیش کرنے چاہے تو قاضی کو ابھی کی سماعت نہ کریگا۔ اور
اسی طرح اگر مدعا علیہ نے استدعا سے مدعی کے وکیل ہونیکا سبب اقرار کیا لیکن مال کا انکار کیا تو بھی مدعی کو قسم کے ساتھ مال لینے
کا حق خصوصیت حاصل ہوگا نہ یہ کہ گواہ پیش کرے اور مال ثابت کرے۔ اور اس مسئلہ کی نظیر میں یہ مسئلہ ہے کہ جو ہمارے اصحاب
نے ذکر فرمایا کہ اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ فلاں بن فلاں ہاشمی نے مجھے وکیل کیا ہے کہ جو کچھ اُس کا حق زید کی طرف آتا ہو اسکو
طلب کروں اور اُس کے ہزار روپے زید پر بینت اُسکا مدعی ہوں اور مدعا علیہ کے وکیل ہونیکا اقرار کیا گیا مال سے انکار کیا پھر مدعی نے
چاہا کہ اس پر مال ثابت کرنے کے واسطے گواہ پیش کرے تو اسکو ایسی خصوصیت کا حق حاصل نہیں ہو وکیل اُس سے قسم لیکر مال لے سکتا ہو
یا اقرار سے لے سکتا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے مال کا اقرار کیا اور وکیل ہونے سے انکار کیا تو قاضی مدعی سے دکالت کے گواہ طلب
کرے گا پھر اگر اُس نے پیش کیے تو گواہی سے دکالت ثابت ہوگی اور اب اسکو ہر طرح اُس سے خصوصیت کا اختیار ہے یعنی اگر مدعا علیہ اقرار
کرے تو مال لے سکتا ہو اور اگر انکار کرے تو قسم لے سکتا ہو یا گواہ پیش کر سکتا ہو۔ اور اگر اُس کے پاس گواہ نہ ہوں اور اپنے وکیل ہونے
کی مدعا علیہ سے قسم لینے چاہی کہ یہ جانتا ہو تو اُس سے قسم لیگا مگر اس میں ہی اختلاف ہے جو ہم نے سابق میں بیان کیا ہے پس اگر
مدعا علیہ نے قسم کھائی تو جھگڑا ختم ہو گیا اور اگر اُس نے انکار کیا تو دکالت ثابت ہوگئی لیکن مال لینے کے حق میں نہ یہ کہ غائب
شخص پر حکم ثابت ہو جائے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا اگر ایک شخص اپنے ساتھ ایک شخص کو قاضی کے پاس لایا اور اُس پر دعویٰ کیا کہ فلاں
شخص نے مجھے وکیل کیا ہے کہ جو اُسکا قرض اس شخص پر آتا ہو اسکو وصول کروں اور اس سے خصوصیت کروں اور جو اُسکا مال
میں اس کے پاس بطور ودیعت کے ہو اسکو لے لوں اور مدعی علیہ نے اس سب کی تصدیق کی تو اسکو حکم دیا جائیگا کہ قرضہ اسکے سپرد کرے
اور مال میں اس کے سپرد کرنے کے واسطے حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا اور اُس پر دعویٰ کیا کہ
فلاں بن فلاں غرضی کے اسپر ہزار روپے آتے ہیں اور اُس نے مجھے اس مال کے وصول کرنے اور اس میں خصوصیت کرینیکا اور کچھ اُسکا
حق آتا ہو سب میں خصوصیت کا وکیل کیا ہو اور اس سب دعویٰ پر گواہ پیش کیے تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب تک اپنے وکیل ہونے کے
گواہ نہ پیش کرے گا میں اسکے مال کے گواہ نہ سنوں گا اور اگر دکالت اور مال دونوں کے ایک ساتھ گواہ دیے تو دکالت کا حکم دینگا
اور مال کی گواہی دوبارہ پیش کر کے سناؤں اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں کا یعنی دکالت اور مال کا حکم دینگا اور قرضہ پر دوبارہ
گواہی کی ضرورت نہیں ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول مضطرب ہو اور ظاہر ایسا ہوتا ہو کہ کچھ نزدیک دونوں کا حکم دیا جائیگا

لیکن پہلے وکالت کا حکم دیا جائیگا پھر بدون دوبارہ گواہی کے مال کا حکم دیا جائیگا اور قاضی حکم دینے میں ترتیب کا لحاظ رکھنیگا نہ گواہی کے سننے میں اور یہ آستان ہو اور امام اعظم رحمہ سے روایت ہو کہ انھوں نے فرمایا کہ قیاس کی رعایت ظاہر ہونے کی وجہ سے میں قیاس کو لیتا ہوں اور امام محمد رحمہ نے لوگوں کی حاجت کی وجہ سے آستان کو لیا ہو اور اسی قول پر فتویٰ ہو۔ اور اسی طرح اگر کسی نے قرضہ اور موسمی یہ دونوں کے ایک ساتھ گواہ پیش کیے یا وارث نے اپنے نسب اور مورث کے مرنے کے اور قرضہ کے ایک بارگی گواہ پیش کیے تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہوا کہ قرضہ کے وصول کرینکا دلیل کیا اور اس میں خصوصیت کرنے سے کچھ تعرض نہ کیا کہ خصوصیت کرے یا نہ کرے اور مدیون نے وکالت اور مال دونوں سے انکار کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دلیل کے گواہ وکالت اور مال دونوں پر سنے جائینگے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک وکالت کے مقبول ہونگے مال کے مقبول ہونگے۔ امام محمد رحمہ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کو اپنے تمام حقوق میں خصوصیت کرنے کے واسطے جو اسکے حقوق لوگوں پر ہیں دلیل کیا پھر دلیل نے ایسے شخص کو جبر موکل کے حق کا مدعی ہو قاضی کے سامنے پیش کیا اور اس نے حق کا اقرار کیا مگر وکالت سے انکار کیا یا اسکے برعکس کیا اور دلیل نے اپنی وکالت کے گواہ پیش کیے پھر بنور گواہوں کی تعدیل نہ ہوئی تھی کہ وہ شخص غائب ہو گیا تو جب تک وہ حاضر نہ ہو قاضی اسکی وکالت کا حکم باوجود تعدیل گواہوں کے نہ دیگا۔ پس اگر مدعی نے کسی دوسرے شخص کو حاضر کیا کہ اُس پر بھی موکل کے حق ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور وہ بھی اسکی وکالت سے انکار کرتا ہو اور پہلے گواہوں کی گواہی پر قاضی نے اس پر حکم دیدیا تو مدعی علیٰ ہذا تمام لوگوں کی طرف سے اُس پر گواہی کی سماعت ہونے میں ختم ہوگا ایسے کہ وکالت کا مدعی سب لوگوں پر وکالت ثابت کرنا چاہتا ہو کیونکہ وکالت ایک ہی ہو اور جو شخص حاضر کیا گیا وہ سب لوگوں کی طرف سے ختم ہوا اور اُس پر گواہی قائم ہونا وہی سب لوگوں پر قائم ہونا ہوگی اور کاش اگر سب لوگوں پر گواہ قائم کرتا اور صاحبین سے ایک غائب ہو جاتا تو کیا جو لوگ حاضر تھے اُن پر حکم نہ دیا جاتا بلکہ دیا جاتا پس ایسا ہی اس صورت میں بھی دیا جائیگا اور بھی کتاب میں ہے کہ اگر کسی شخص کے دلیل پر گواہ قائم ہوئے اور وہ غائب ہو گیا اور موکل خود حاضر ہوا یا اسکے برعکس ہوا یا مورث پر اسکی زندگی میں گواہ قائم ہوئے اور وہ مر گیا اور اسکا وارث حاضر ہوا یا وارث پر قائم ہوئے اور وہ غائب ہو گیا اور دوسرا وارث حاضر ہوا تو ان میں سے دونوں میں جو شخص دوسری مرتبہ حاضر ہوا ہو اس پر حکم پہلے کے گواہوں کی گواہی پر دیدیا جائیگا۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو قاضی کے سامنے پیش کیا اور اُس پر دعویٰ کیا کہ فلان شخص جو میرا باپ تھا مر گیا اور اُس نے سولے میرے کوئی وارث نہیں چھوڑا اور میرے باپ کا اس شخص پر اسقدر مال ہو تو اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ ہے کہ قرضہ کا دعویٰ کرے یا کسی مال معین کا کہ جو مدعا علیہ کے پاس ہو دعویٰ کرے کہ یہ میرے باپ کا تھا اس نے اُس سے غضب کر لیا تھا یا اسکے پاس سے وہ دینت رکھتا تھا اور دوسرے یہ کہ کچھ تعرض نہ کرے اور دعویٰ کرے کہ میرے باپ کا مال ہو کہ اُس نے میرے واسطے میراث چھوڑا ہو اور اسکا کوئی وارث سولے میرے نہیں ہو تو قاضی مدعا علیہ سے اسکو دریافت کریگا پس اگر تمام دعویٰ کا اُس نے اقرار کیا تو صحیح ہو اور اسکو حکم کیا جائیگا کہ قرضہ اور مال معین سب اسکے سپرد کرے اور اگر اُس نے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کیے تو مقبول ہونگے اور مدعی علیہ کو قرضہ اور مال معین سب کے سپرد کر دینے کا حکم کیا جائیگا۔ اور واجب ہو کہ پہلے مدعی اپنے باپ کے مرنے اور اپنے نسب ثابت کرنے کے گواہ پیش کرے تاکہ خصوصیت صحیح ہو پھر مال پر گواہ پیش کرے۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور اُس نے مدعا علیہ سے اپنے دعویٰ پر قسم طلب کی تو حضانہ رحمتی ذکر کیا ہو کہ ہمارے بعض اصحاب سے روایت ہے کہ قسم نہ بیجا لیگی اور اصحاب رحمہ نے فرمایا کہ اس میں ایک روایت قسم لینے کی بھی آئی ہو اور یہ بیان نہ کیا کہ کس نے فرمایا ہو اور بعض شائع کرنے

فرمایا کہ پہلا قول امام اعظم رحمہ کا ہے اور دوسرا امام محمد رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کا ہے اور شیخ علی رازی رحمہ و شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ قسم لینا سب کا قول ہے اور یہی صحیح ہے اور دوسرے مقام پر مذکور ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ پہلے اسکے قائل تھے کہ قسم نہ لیجاوے گی پھر اس سے رجوع کر کے قسم لینے کے قائل ہوئے پھر واضح ہو کہ جب اُس سے قسم لیجاوے گی تو حلال دعویٰ پر قسم لیجاوے گی کہ واللہ بجمہرۃ مال کہ جب کا دعویٰ یہ شخص کرتا ہے جو جس جہ سے دعویٰ کرتا ہے نہیں ہے اور یہی حکم ظاہر الروایت کا ہے اور اگر مدعی نے سولے مال کے موت اور نسب ثابت کرنے کے واسطے گواہ قائم کیے تو بلا اختلاف مدعا علیہ سے مال پر قسم لیجاوے گی اور اگر مال پر سولے موت و نسب کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور اگر نسب پر سولے موت اور مال کے گواہ پیش کیے تو بھی مقبول نہونگے اور واضح ہو کہ اگر مدعا علیہ نے مدعی کے تمام دعویٰ کا اقرار کر لیا اور اُس پر حکم جاری کیا گیا کہ قرضہ یا مال معین مدعی کے سپرد کرے تو یہ حکم مدعی کے باب کے حق میں جاری ہوگا جسے کہ اگر اُس کا باپ زندہ ظاہر ہوا تو وہ مدعا علیہ سے اپنا مال لے سکتا ہے اور مدعا علیہ مدعی کا یعنی بیٹے کا دائیہ ہوگا اور اگر مدعا علیہ نے مدعی کے باپ کے مرنے اور اُس کے وارث ہونے کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا تو قسم نہ لیجاوے گی اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہے جیسا کہ شمس الائمہ بحرہ نے ذکر کیا ہے یا امام اعظم رحمہ کا پہلے یہ قول تھا جیسا کہ شمس الائمہ بحرہ نے دوسرے مقام پر ذکر کیا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک یا امام اعظم رحمہ کے نزدیک موافق دوسرے قول کے جیسا کہ بعض مقام پر مذکور ہے اُس سے قسم لیجاوے گی کہ اپنے علم پر قسم کھائے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص دوسرے شخص کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ اس شخص کا باپ مر گیا اور میرے اُس پر نذر درم قرض ہیں تو قاضی کو چاہیے کہ مدعی علیہ سے اُس کے باپ کے مرنے کو دریافت کرے اور پہلے اُس کو مدعی کے جواب دعویٰ کا حکم نہ کرے پھر اگر اُس نے اپنے باپ کے مرنے کا اقرار کیا تو مدعی کا جواب دعویٰ دریافت کر لے گا پس اگر اُس نے اقرار کیا کہ میرے باپ پر یہ قرض تھا تو قاضی اُس کے حصہ سے دلوایگا اور اگر اُس نے انکار کیا اور مدعی نے گواہ قائم کیے تو گواہ مقبول ہونگے اور قرضہ پورے ترکہ میں سے دلوایا جائیگا خاص اس وارث کے حصہ ہی سے متعلق نہونگا لیکن قاضی اس کو ابھی پر قرضہ دلوالے کا حکم اُن وقت کرے گا کہ جب مدعی پہلے قسم کھالے کہ میں نے یہ قرضہ وصول نہیں پایا اور نہ میں نے اُس کو معاف کر دیا ہے اگرچہ مدعا علیہ وارث وصول یا معافی کا دعویٰ نہ کرے بخلاف زندہ شخص پر دعویٰ کے کہ اُس میں بدون دعویٰ کے قاضی مدعی سے قسم نہ لیگا ایسا ہی خضاف رحمہ نے ادب القاضی میں لکھا ہے اور اجناس نا طقی میں ہے کہ اگر کسی شخص نے میت کے ترکہ پر قرضہ کا دعویٰ کیا تو قاضی مدعی سے بدون کسی وارث کے دعویٰ کرے کہ تمام قرضہ وصول پانے کی قسم نہ لیگا اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے پس جو خضاف رحمہ نے ذکر کیا ہے وہ ضحیمین کا قول ہے اور اس کی خضاف رحمہ نے اختیار کیا ہے پھر قسم دلانے کی یہ صورت ہے کہ واللہ میں نے نہ تمام مال وصول پایا اور نہ اُس میں کچھ وصول پایا اور نہ اُس کے عوض کو ملے چیز رہن لی اور نہ اُس میں سے کسی قدر بکے عوض کچھ رہن لیا اور نہ تمام کو اور نہ کسی قدر اُس نے مجھے کسی پر اترایا اور نہ میں جانتا ہوں کہ میرے کسی ایچی یا وکیل نے تمام مال یا اُس میں سے کچھ وصول کیا ہے اور اگر ان الفاظ کے ساتھ یہ سچی کہلا لیا جائے کہ مجھے کسی وجہ سے نہیں ہو چکا ہے تو زیادہ احتیاط ہے پھر اگر اس مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور اُس نے اس وارث سے قسم لینا چاہی تو ہمارے علما کے نزدیک اُس کی دستگی کی قسم لیجاوے گی کہ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے باپ پر مدعی کا اس قدر مال نہیں نذر درم یا اُس میں سے کسی قدر قرض ہے پس اگر وارث نے قسم کھائی تو جگہ اختتام ہو گیا اور اگر اُس نے قسم سے انکار کیا تو قرضہ اسی کے حصہ میں سے دلوایا جائیگا۔ خانہ میں ظاہر الروایت کے موافق لکھا ہے کہ اگر اس وارث مدعا علیہ نے اپنے باپ پر قرض ہوینکا اقرار کیا یا جب اُس سے قسم لی گئی تو اُس نے انکار کیا اور اس طرح اقرار ثابت ہوا لیکن بعد

اس اقرار کے آسنے کہا کہ مجھے باپ کے ترکہ میں سے کچھ نہیں ملا ہو پس اگر مدعی نے اس قول میں اسکی تصدیق کی تو مدعی کو کچھ نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی اور کہا کہ نہیں بلکہ مجھے ہزار درم یا اس سے زیادہ ملے ہیں اور قسم طلب کی تو اُس سے قطعی طور پر قسم لیا جائیگی کہ والد مجھے باپ کے ترکہ میں سے نہ ہزار درم اور نہ اس میں سے کسی قدر کچھ نہیں وصول ہوئے پس اگر اُسے قسم کھالی تو اُسپر کچھ نہ لازم ہوگا اور اگر انکار کیا تو اس کے ذمہ دینا لازم ہوگا۔ یہ جو مذکور ہوا اس صورت میں ہو کہ مدعی نے پہلے قرضہ ہونے پر قسم لی اور پھر وصول ہونے پر قسم لی ہو اور اگر یہ صورت واقع ہوئی کہ جب مدعی نے وارث سے قرضہ پر قسم طلب کی تو اُس نے کہا کہ مجھے قسم نہیں آتی ہو کیونکہ مجھے ترکہ میں سے کچھ نہیں وصول ہوا ہے اور مدعی نے اسکی تکذیب کی یا تصدیق کی ولیکن باوجود تصدیق کرنے کے قرضہ پر قسم لینا چاہی تو قاضی وارث کے کہنے پر لحاظ نہ کریگا اور اس سے قسم لیگا اور کبریٰ میں لکھا ہے کہ فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ ایسی صورتوں میں مال ظاہر ہونے سے پہلے گواہی کو سموع نہیں کرتے تھے اور نہ وارث سے قسم لیتے تھے اور اُسی کو فقیہ ابو اللیث رحمہ نے اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہوا اگر وارث نے قرضہ سے اور ترکہ میں سے کچھ وصول ہونے سے انکار کیا اور مدعی نے اس میں اسکی تکذیب کی اور قرضہ پر اور ترکہ سے وصول ہونے پر دونوں پر قسم طلب کی تو حضاف رحمہ نے یہ صورت کتاب میں نہیں لکھی ہے اور شائع نے ہمیں اختلاف کیا ہے بعضوں نے فرمایا کہ اُس سے ایک ہی قسم اس طرح لیا جائیگی کہ والد مجھے ہزار درم یا اس میں سے کچھ اپنے باپ کے ترکہ میں سے نہیں وصول ہوئے اور نہ میں جانتا ہوں کہ میرے باپ پر اس مدعی کا یہ قرضہ موافق اسکے دعوے کے ہو پس اس صورت میں قطعی اور علی دونوں طرف کی قسم جمع ہوگی اور یہ جائز ہے جیسا کہ حدیث قتادہ میں آیا ہے اور عامہ شائع کے نزدیک دوبار کر کے قسم لیا جائیگی۔ یہ جو مذکور ہوا اس صورت میں ہو کہ وارث نے باپ کے ترکہ کا اقرار کیا ہو اور اگر باپ کے ترکہ اور ترکہ وصول ہونے سے انکار کیا تو یہ صورت اس کتاب کے بعض نسخوں میں اس حکم کے ساتھ لکھی ہے کہ وارث سے باپ کے ترکہ وصول ہونے دونوں پر ایک قسم لیا جائیگی کہ والد مجھے نہیں معلوم کہ میرا باپ وہاں مر گیا اور نہ مجھے ترکہ میں سے کچھ ملا ہو پس موت کی قسم علی اور وصول ترکہ کی قسم قطعی طور پر ہوگی اور اسی کو بعض شائع نے لیا ہے۔ اور شائع کے نزدیک دوبار کر کے قسم لیا جائیگی ایک بار موت پر اسکے حکم کے موافق کہ وہ نہیں جانتا ہے اور ایک بار قطعی طور پر ترکہ وصول ہونے میں پس اگر وارث نے اس طرح قسم کھانے سے انکار کیا اور مرنا اور ترکہ کا پہونچنا انکار سے ثابت ہو گیا تو پھر اسکے حکم کے موافق اُس سے اس قرضہ کی قسم لیا جائیگی۔ اور اگر اُسے قرضہ کا اور موت کا اور ترکہ ہزار درم کا اقرار کیا ولیکن اپنے سے کچھ لوگوں کو لایا اور کہا کہ یہ لوگ میرے بھائی ہیں تو اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں اگر اُس نے پہلے یہ اقرار کیا کہ یہ ہزار درم ترکہ میں سے میرا ہے کہ یہ لوگ میرے بھائی ہیں تو اس صورت میں حکم دیا جائیگا کہ قرضہ کے ساتھ ان کے سپرد کرے اور اگر اُس نے ان لوگوں کے بھائی ہونے کا پہلے اقرار کیا اور پھر ترکہ اور قرض کا تو اُسے ان لوگوں کو اپنا شریک ہونیکا اقرار کیا پس ترکہ موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور اسکے بعد اُسے قرضہ کا اقرار کیا تو اسکے اقرار کے موافق قرضہ اسکے حصہ میں ہے خاص کر دایا جائیگا کذا فی التاثرانیہ اگر ایک شخص مر گیا اور اُس کے وارث نے کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے سپر ہزار درم قرض تھے اور وہ مجھے میراث میں پہونچے ہیں اور مدعی نے اُس کے باپ کے ترکہ کا اقرار کیا اور قرض سے انکار کیا اور وارث نے قسم لینا چاہی تو اس طرح قسم لیوے کہ تو قسم کھا کہ والد میرے باپ کے پچھرتیرے دعویٰ کے موافق نہ ہزار درم ہیں اور نہ اس میں سے کچھ ہے۔ اگر وارث نے گواہ قائم کیے تو اُس سے قسم نہ لیا جائیگی کہ اُس کے باپ نے قرضہ وصول پایا ہے۔ اور اگر قرضہ اُسے قرضہ کا اقرار کیا اور دعویٰ کیا کہ اسکے باپ نے مجھے وصول کر لیا یا وارث کے دعویٰ پر معارضہ کیا کہ آدمی پر کبھی قرضہ ہوتا ہے اور پھر نہیں رہتا ہے اس باعث سے کہ قرضہ اُس سے وصول کر لیا ہے ہو اور خوف ہے میں کسی چیز کا اقرار کرنا بہتر نہیں جانتا ہوں کہ میرے ذمہ لازم نہ ہو جاوے اور قرضہ اُسے چاہا کہ وارث سے

قسم ہوے تو ایسی حالت میں وارث سے ہر طرح قسم لجاویگی کہ والدین نہیں جانتا ہوں کہ میرے باپ نے یہ فرضہ وصول پایا ہو یا نہیں محمد نے زیادات میں فرمایا کہ ایک شخص مرگیا اور دوسرے نے اگر دعویٰ کیا کہ میں اس میت کا وارث ہوں کہ میرے سوا کسی کوئی وارث نہیں ہو اور فلان شہر کے قاضی نے میرے وارث ہونیکا حکم دیدیا ہو اور دو گواہ پیش کیے کہ انھوں نے گواہی دی کہ فلان شہر کے قاضی نے ہم دونوں کو اپنے اس حکم پر کہ یہ شخص فلان میت کا وارث ہو کہ اسکے سوا دوسرا اسکا وارث نہیں ہو گواہ کر لیا ہو اور ان گواہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم کو یہ نہیں معلوم کہ کس دلیل سے اُس نے یہ فیصلہ کیا ہو تو دوسرا قاضی بھی اُسکو وارث قرار دیکھا اور دوسرے قاضی کو پاسبیہ کہ مدعی سے دریافت کرے کہ تیرا اس میت سے کیا رشتہ ہو اور یہ دریافت کرنا حکم قضا کے نافذ کرنے کے واسطے چھ ضروری نہیں ہوتے کہ اگر اُس نے بیان کیا تو بھی قاضی پہلے قاضی کے حکم کو نافذ کرے گا لیکن یہ سوال اس حقیقت کی غرض سے ہے کہ اگر شاید دوسرا کوئی وارث پیدا ہو تو قاضی کو معلوم رہے کہ دونوں میں سے کون میراث کا زیادہ مستحق ہو۔ پس اگر مدعی نے اپنا کوئی ایسا رشتہ بیان کیا کہ جس سے وارث ہو سکتا ہو تو قاضی میراث اُسکو دیدیگا لیکن اس رشتہ کا حکم نافذ نہ کرے گا پھر اگر کوئی شخص دوسرا آیا اور دعویٰ کیا کہ میں اس میت کا باپ ہوں کہ میرے سوا اُسکا کوئی وارث نہیں ہو اور اس پر گواہ پیش کیے تو قاضی اس بات کا لحاظ کرے گا کہ اگر پہلے مدعی نے ایسا رشتہ بیان کیا تھا کہ جس سے باپ کے ہوتے ہوئے وہ وارث نہیں ہو سکتا ہو تو قاضی تمام میراث دوسرے کو دلا دیگا اور اگر ایسا رشتہ بیان کیا کہ باپ کے ہوتے ہوئے وارث ہو سکتا ہو مثلاً اُس نے اپنے تئیں بیٹا ہونا بیان کیا تو قاضی باپ کو چھٹا حصہ دلا دیگا اور اگر پہلے کے پتے تین میت کا باپ بیان کیا اور دوسرے نے بیٹا ہونا ثابت کیا تو قاضی دوسرے کو پانچ چھٹا حصہ میراث دلا دیگا اور اگر پہلے نے پتے تین باپ ہونا بیان کیا اور دوسرے نے بھی اپنے باپ ہونے پر گواہ پیش کیے اور قاضی نے دوسرے مدعی کے لیے حکم دیا کہ یہ میت کا باپ ہو تو تمام میراث اُسکا حصہ ہو کیونکہ پہلے شخص کا باپ ہونا ذرا اُسکے اثر سے ثابت ہوا اور دوسرے کا باپ ہونا گواہوں سے ثابت ہو اور اگر ایک شخص آیا اور اُس نے کسی میت کے باپ ہونے پر گواہ پیش کیے اور قاضی نے حکم دیا کہ یہ میت کا باپ ہو اور میراث اُسکو دلا دی پھر دوسرے شخص نے میت کے باپ ہونے پر گواہ قائم کیے تو قاضی اُسکے گواہ قبول نہ کرے گا اور نہ پہلے کے ساتھ شریک کرے گا اور کتاب میں مذکور ہو کہ اگر قاضی نے دوسرے شخص کے باپ ہونے پر فیصلہ کیا اور اُسکو میراث دلا دی اسی وقت پہلے شخص نے کہا کہ میں گواہ لاتا ہوں کہ میں میت کا باپ ہوں تو اس پر التفات نہ کیا جاوے گا اور اگر پہلے شخص نے اس پر گواہ پیش کیے کہ پہلے قاضی نے میرے باپ ہونیکا حکم دیدیا ہو تو دوسرا قاضی تمام میراث اُسکو دلا دیگا۔ اور اگر قاضی نے ہنوز دوسرے شخص کے باپ ہونیکا حکم نہیں دیا تھا کہ پہلے شخص نے اپنے گواہ قائم کیے کہ میں میت کا باپ ہوں تو قاضی میراث دونوں کو تقسیم کر دیگا کیونکہ دونوں کا دعویٰ اور حجت برابر ہو۔ اور نبوی القاتلہ کا بھی دعویٰ مثل باپ ہونے کے دعویٰ کے ہو مثلاً ایک نے کسی غلام کی نسبت دعویٰ کیا کہ اس غلام میت کا حق آزادی مجھے ہونا چاہیے کہ صرف میں نے اُسکو آزاد کیا ہو اور قاضی نے اُسکے واسطے حکم کیا اور دوسرے نے بھی یہ دعویٰ کیا تو ظاہر ہو کہ دو شخص ایک غلام کو تمام وکمال آزاد نہیں کر سکتے ہیں پس اسکی صورت بھی مثل نسب کے ہوگی یعنی اگر کسی ایک کے واسطے بھبب دلا دیا آزادی کے میراث کا حکم دیا گیا تو پھر دوسرے کی نسبت نہ دیا جائیگا اور اگر دونوں مجتمع ہوئے ایک ساتھ تو دونوں کو برابر تقسیم ہوگی جیسا کہ ہم نے نسب کی صورت میں بیان کر دیا ہو۔ اگر پہلے شخص نے دعویٰ کیا کہ میں میت کا بیٹا ہوں اور قاضی اول نے اُسکے واسطے میراث کا حکم دیدیا اور دوسرے شخص نے بھی اسی دعویٰ پر گواہ پیش کیے تو دونوں میراث میں شریک ہونگے اگرچہ ایک کے واسطے پہلے حکم ہو چکا ہو اور اگر پہلے مدعی نے بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا اور پھر ایک عورت نے میت کی بیچ

بیتی ہو چکا دعویٰ کیا تو دونوں میں میراث کے تین حصہ ہونگے یعنی دو حصہ بیٹے کو اور ایک حصہ اُس عورت بیٹی کو دیگا اگرچہ
 چلنے دعویٰ کے واسطے پہلے حکم ہو چکا ہو۔ اگر پہلے دعویٰ نے میت کے باپ ہونے یا بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے اپنے
 بھائی ہونے کے گواہ پیش کیے تو دوسرے کو کچھ نہ دیگا۔ اور اگر پہلے ایک عورت کے واسطے اُسکے دعوے پر کہ وہ میت کی زوجہ ہو حکم
 دیا گیا تھا پھر کسی مرد نے گواہ قائم کیے کہ میں میت کا بھائی ہوں تو چوتھائی سے جعفر زائد ہو، شخص اُس عورت سے وصول کر لیا
 اور اگر دوسرے نے اپنے تین بیٹا ثابت کیا تو عورت سے سولے آنکھوں حصہ کے سب لے لیگا۔ اگر پہلا شخص جسکے واسطے حکم جاری
 کیا گیا ہو معتود یا غفل یا بالغ ہو کہ اپنا رشتہ بیان نہ کر سکے پھر بعض نے اپنے رشتہ دار ہونے کے گواہ قائم کیے پس اگر دوسرا وارث
 ایسا ہو کہ مثل بھائی و چچا کے بعضی صورتوں میں مرد ہو جاتا ہو تو قاضی اُسکو ساقط کر دیگا اور اگر محروم ساقط نہیں ہوتا ہو
 تو قاضی پہلے کو زیادہ اور دوسرے کو کم حصہ دینا یعنی مثلاً پہلا نہ کر ہو تو قاضی اُسکو میت کا بیٹا قرار دیکر دوسرے کو مثلاً باپ ہو تو
 چھٹا حصہ دیگا اور اگر دوسری مدعیہ ہو یعنی میت کی زوجہ ہونے کی مدعی ہو تو اُسکو آنکھوں حصہ دیگا۔ اگر ایک عورت نے
 اُسکے گواہ پیش کیے کہ فلان شہر کے قاضی نے میرے وارث ہونے کا حکم دیا ہو اور تمام میراث مجھے دلائی ہو تو دوسرا قاضی اُسکو
 نافذ کرے گا جیسا مرد مدعی ہونے کی صورت میں نافذ کرتا ہو پھر اگر اسکے بعد کسی مرد نے دعویٰ کیا اور گواہ لایا کہ میں اس میت
 کا باپ یا بیٹا ہوں یا کسی عورت نے میت کی زوجہ ہونے کے گواہ پیش کیے تو قاضی پہلی عورت سے دریافت کرے گا کہ تیرا کیا رشتہ
 پس اُس نے اپنے کو بیٹی قرار دیا تو اُسکے زعم کے موافق تقسیم کرے گا اور اگر پہلی عورت جسکے واسطے حکم ہو چکا ہو کہ عقل یا نابالغ ہو
 کہ اپنے رشتہ کو بیان نہ کر سکے تو قاضی عورتوں کے حصوں میں سے زیادہ حصہ اُسکو دیگا اور ان لوگوں کو جو کم حصہ ہوتا ہو دیدیگا
 کذا فی المخط۔ اگر ایک شخص نے ایک میت کے وارثوں پر دعویٰ کیا کہ اُنکے باپ پر میراث قرار مال قرض تھا اور وہ مر گیا اور اپنی زندگی میں
 نوٹے سے اُسے میرے قرضہ کا اقرار کیا تھا اور اس میں سے کچھ ادا نہ کیا اور مر گیا اور ترکہ ان وارثوں کے ہاتھ میں میرے قرضہ کے ادا کے
 قدر اور زیادہ بھی آیا ہو مگر اُسے ترکہ کی چیزیں نہ بیان کیں تو فتویٰ کے واسطے یہ مختار ہو کہ ترکہ کی چیزیں بیان کرنا قرضہ
 کے ثابت کرنے کے واسطے شرط نہیں ہو، لیکن قاضی وارثوں کو قرضہ ادا کرے گا حکم جب دیگا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ انکو ترکہ
 وصول ہوا ہو اور اگر انھوں نے انکار کیا تو مدعی کو قرضہ ثابت کرنے کے واسطے استدعا بیان کرنا ترکہ کی چیزوں کا ضرور ہو کہ
 جس سے اُنکے ہاتھ میں ہونا معلوم ہو۔ ایک شخص نے ایک دار پر جو دوسرے شخص کے قبضہ میں ہو اس طرح دعویٰ کیا کہ یہ دار میرے
 باپ فلان شخص کا ہو اور وہ مر گیا اور اُسے میرے واسطے میراث چھوڑا ہو اور میری ایک بہن ہندہ ہو کہ ہم دونوں کے مساوی
 اس کا کوئی وارث نہیں ہو اور اس دار کے ساتھ کپڑے اور چوپائے وغیرہ میراث میں چھوڑے تھے پھر ہم نے میراث کو تقسیم کیا
 اور یہ دار میرے حصہ میں آیا اور اس سبب سے اب یہ دار تمام میری ملکیت ہو اور اس مدعی علیہ کے قبضہ میں ناحق ہو پس یہ
 دعویٰ اُسکا صحیح ہو، لیکن یہ بیان کرنا ضرور ہو کہ لے کر میری بہن نے میراث میں سے اپنا تمام حصہ وصول کر لیا ہو تاکہ
 مدعی کو تمام دار کے حاصل کرنے کا استحقاق صحیح ہو۔ اور اگر اُس نے اپنے دعویٰ میں بیان کیا کہ میرا باپ مر گیا اور میرے اور میری
 بہن کے لیے میراث چھوڑا پھر میری بہن نے تمام دار کا میرے لیے ہونیکا اقرار کیا اور میں نے اُسکے قول کی تصدیق کی
 تو صحیح یہ ہو کہ قاضی ایک تہائی دار کے عوض کی سباعت نہ کرے گا کیونکہ تہائی دار کی ملکیت کا دعویٰ اقرار پر ہو اور اقرار پر
 ملکیت کا دعویٰ صحیح نہیں ہوتا ہو اور اسی پر عامہ مشائخ کا فتویٰ یہ ہے منقطع میں لکھا ہو۔ اگر کسی قرضخواہ کا قرضہ دوسرے شخص
 پر مبادی ہو اور اُسے قرضہ ثابت کرنا چاہا تو اُسکو ثابت کرنا اختیار ہو اگر جہنی الحال ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کر سکتا ہو اور

قادی حنفیہ کنابل دہلہ القاضی باب بستی و پنجم اثبات و کالات وغیرہ

اسی طرح اگر عورت نے چاہا کہ اپنے ہر کوئی کو بہرے کے ذمہ ثابت کرے تو اختیار ہو اگرچہ فی الحال مطالبہ نہیں کر سکتی، بی شمس الاسلام قاضی
 اور جندی ہر سے دریافت کیا گیا کہ ایک سال عین ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ مال میرے باپ کی ملک تھا وہ مر گیا آئیے
 میرے واسطے اور خلائ فلان وارثوں کے واسطے میراث چھوڑا مدعی نے تعداد وراثہ بیان کی مگر اچھا حصہ نہ بیان کیا تو قاضی شمس اللہ
 نے فرمایا کہ یہ دعویٰ صحیح ہو اور اگر لے اپنے دعویٰ پر گواہ سناے تو سنے جائینگے، لیکن جب سپرد کرنے کا مطالبہ کرے تو حصہ کی
 مقدار بیان کرنی ضرور ہو اور اگر حصہ بیان کیا لیکن وارثوں کی تعداد وراثہ بیان کی مثلاً کہا یہ مال عین میرے باپ نے میرے واسطے اور جندی
 اور لوگوں کے واسطے میراث چھوڑا ہو اور میرا حصہ اس میں سے اس قدر ہے وہ مجھے دلایا جاوے تو اور وارثوں کا بیان کرنا ضرور ہو کہ کون
 ممکن ہو کہ اسکا حصہ اسکے دعویٰ سے کم ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم قرض ہیں اور وہ شخص
 اوکرنے سے پہلے مر گیا اور میرے پاس اسکے ہزار درم زمین اور زمین سے اپنا قرضہ دلانے کا دعویٰ کیا تو قاضی اسکے دعویٰ کی سماعت
 نہ کریگا تو مدعی علیہ سے قسم بھی نہ لیگا اور اگر گواہ پیش کیے تو نہ سنے جائینگے یہ بحث میں لکھا ہو۔ ایک نہرانی مر گیا اور اسکی عورت سلمان
 آئی اور دعویٰ کیا کہ میں اسکے مرنے کے بعد سلمان ہوئی ہوں اور مجھے میراث پہونچتی ہو اور وارثوں نے کہا کہ تو اسکے مرنے سے پہلے
 سلمان ہو گئی ہو پس مجھے میراث نہیں پہونچتی ہو تو قول وارثوں کا لیا جاوے گا اور اگر ایک سلمان مر گیا اور اسکی عورت نہرانی
 تھی پھر اسکے مرنے کے بعد آئی اور وہ اسوقت سلمان تھی اور دعویٰ کیا کہ میں اسکے مرنے سے پہلے سلمان ہوئی ہوں وارثوں
 نے کہا کہ تو بعد مرنے کے سلمان ہوئی ہو تو بھی وارثوں کا قول لیا جاوے گا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اسکے چار
 ہزار درم دوسرے شخص کے پاس ودیعت تھے پھر جسکے پاس ودیعت تھی اسنے اقرار کیا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہو اور ہوا اسکے دوسرا وارث
 نہیں ہو تو قول اسکے سپرد کرینکا حکم کیا جائیگا بخلاف اسکے کہ اگر لے کسی شخص کے واسطے یہ اقرار کیا کہ یہ شخص دین کھنے والے کا ذیل قرض ہو
 یا لے اس سے خریدہ ہو تو اسکے دیرینے کا حکم نہ کیا جائیگا بخلاف قرضدار کے کہ اگر اسنے اقرار کیا کہ یہ شخص قرضہ دہول کرینکا قرض خواہ
 کی طرف سے ذیل ہو تو حکم کیا جائیگا کہ اسکو دیے اور اگر ودیعت کے لپنے پاس رکھنے والے نے کسی دوسرے کے واسطے بھی اقرار
 کیا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہو اور پہلے شخص نے کہا کہ سولے میرے اسکا کوئی بیٹا نہیں ہو تو پہلے کو مال دلایا جائیگا یہ ہر ایہ
 میں لکھا ہو۔ نو انداز میں یہ میں فصل ودیعت میں لکھا ہو کہ اگر سپرد کرینے کا حکم نہ کیا گیا اور بائین ہمہ اسنے سپرد کر دیا پھر پس
 لیا جاوے گا تو بیع الاسلام علا والدین نے فرمایا کہ واپس نہیں کر سکتا ہو اور میرے والدہ اسنے استاد شیخ ظہیر الدین مرغینانی
 سے حکایت کرتے تھے کہ وہ اس مسئلہ کے جواب میں سرزد تھے اور بھی فصل ودیعت میں لکھا ہو کہ اگر سپرد کرینے کا حکم ہوا اور
 اسنے سپرد نہ کیا یا ہانک کر اسکے پاس تلف ہو گیا تو بعضوں نے کہا کہ ضامن نہوگا اور ضامن ہونا چاہیے تھا اور جب میراث
 وارثوں میں پانچ خواہوں میں تقسیم ہوئی تو قرض خواہ یا وارث سے کفیل نہ لیگا اور بعضے قاضیوں نے اس میں احتیاط کی ہو کہ لفظ
 الہما یہ اور یہ ظلم ہو اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہو کہ لفظ الہما یہ اور ضامین نے فرمایا کہ جب تک کسی کفیل نہ لے مال اُنکو نہ لیگا
 اور مدعی وارث کو دیدینا ہی وقت صحیح ہو کہ جب وہ ایسا وارث ہو کہ دو سر دن کے ہوتے ہوئے محبوب نہیں ہوتا ہو اور اگر
 ایسا دے کہ محبوب ہو جاتا ہو تو اسکا حکم اسکے برخلاف ہو اور یہ مسئلہ صدر الشریعہ کی شرح ادب القاضی میں لکھا ہو کہ اگر ایک شخص
 اور ایک دار پر جو دوسرے کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کا ہو اور اسنے میرے واسطے میراث چھوڑا ہو اور اسپر گواہ
 حاضر کیے اور گواہوں نے وارثوں کی تعداد پر گواہی نہ دی اور نہ لگی پچانا لیکن یہ بیان کیا کہ میت نے اپنے وارثوں کے واسطے
 میراث چھوڑا ہو تو یہ گواہی مقبول نہوگی اور یہ کچھ اسکو دلایا جائیگا چنانچہ وارثوں کی تعداد پر گواہ پیش کرے کیونکہ جب تک

نور الدین صاحب
 افتخار علی صاحب
 مالک وراثت
 صورت وارثوں
 کو دینے کی وجہ
 جس کی صورت میں
 مالک وراثت
 ایک بیٹا چھوڑا ہو
 ایک عورت کے بیٹے
 مالک وراثت
 مالک وراثت
 مالک وراثت

دارث نہ معلوم ہوں تب تک اس مدعی کا حصہ نہ معلوم ہوگا اور نہ معلوم پر فیصلہ نہیں ہو سکتا ہو اور اس مقام پر تین صورتیں
ہیں ایک یہی جو مذکور ہوئی اور دوسری یہ کہ گواہوں نے گواہی دی کہ یہ شخص میت کا بیٹا اور دارث ہو اور اسکے سولے کوئی دارث
ہم نہیں جانتے ہیں تو قاضی بلا توقف تمام ترکہ کا حکم اسکے واسطے دیدیگا اور تیسری صورت یہ ہو کہ گواہوں نے کہا کہ یہ شخص غلام شخص
کا جو اس مالک تھا بیٹا ہو اور دارثوں کے بعد اس کی گواہی نہ دی اور نہ یہ کہا کہ ہم اسکے سولے دوسرا دارث نہیں جانتے ہیں تو
قاضی چند روز تک توقف کرے گا اگر کوئی دوسرا دارث حاضر ہو تو قاضی میراث دونوں میں بانٹ دیگا ورنہ اس مدعی کو دیدیگا اور امام عظم
نے فرمایا کہ اس سے کفیل نہ لیگا اور حاکمین نے فرمایا کہ لیگا۔ اور تمام میراث اس دارث کو اُسوقت دیدیگا کہ جب یہ دارث دوسرے
دارث کے ہونے سے محجوب نہ ہو جاتا ہو اور اگر اس کا حصہ مختلف ہوتا ہو جیسے شوہر و زوجہ کہ ان کے حصہ فرزند کے موجود ہونے اور
نہ ہونے کی صورت میں مختلف ہیں تو کمتر حصہ اسکے سپرد کر دیگا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ زیادہ حصہ دیدیگا یعنی شوہر کو آدھا اور زوجہ
اگر مدعی ہو تو اُسکو چوتھائی دیدیگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ کمتر حصہ اسکے سپرد کر دیگا یعنی شوہر کو چوتھائی اور زوجہ کو آٹھواں حصہ اور
امام عظم رحمہ کا قول اس مسئلہ میں مضطرب ہو۔ اور یہ اختلاف بابت کفیل لینے کے اس صورت میں ہو کہ جب قرضہ اور دارث گواہی
سے ثابت ہو ہو اور اگر اقرار سے ثابت ہو ہو تو بالاتفاق کفیل لے لیگا یہ نہایت مین لکھا ہو۔ اگر ایک دارثی شخص کے قبضہ میں ہو
اُس پر دوسرے شخص نے دعویٰ کیا اور گواہ پیش کیے کہ یہ دارث میرے باپ کا ہے اور اُس نے میرے لیے اور میرے غلام بھائی کے لیے جو حاضر
نہیں ہو میراث چھوڑا ہو تو آدھے دارث اُس کے لیے حکم دیا جائیگا اور آدھا باقی اُسی کے قبضہ میں چھوڑا جائیگا جس کے پاس ہو اور
اُس سے کوئی کفیل نہ لیا جائیگا اور یہ امام عظم رحمہ کے نزدیک ہو اور حاکمین نے فرمایا کہ جس کے قبضہ میں ہو اگر وہ شخص اُس سے
منکر ہو تو اُس سے لیکر کسی امانت دار کے سپرد کیا جائیگا اور اگر منکر نہ ہو تو اُسی کے پاس رکھا جائے۔ اور اگر دعویٰ کسی مال
منقول میں واقع ہو تو بعضے کہتے ہیں کہ بالاتفاق کفیل لیا جائیگا کیونکہ اُسکی حفاظت کی ضرورت ہو اور اس میں نزاع اکثر واقع ہوتا ہو
بخلاف عتاق کے کہ وہ خود محفوظ ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وحی کو دارث بالغ غالب کی طرف سے مال منقول بیچنا جائز ہو اور
عتاق کا بیچنا جائز نہیں ہے اور بعضوں نے کہا کہ منقول میں بھی اختلاف ہو اور سبب ضرورت حفظ کے قول امام عظم رحمہ ظاہر ہو
اور جب غائب حاضر ہو تو گواہی دہرانے کی ضرورت نہیں ہو شیخ علی بن ودی نے فرمایا کہ یہی اصح ہو کہ یہ مین لکھا ہو
اور اس فیصلہ پر آدھا مکان اُس کے سپرد کر دیا جائیگا اگرچہ دوسرے دارث حاضر نہ ہوں کیونکہ ایک ارثیت کی طرف سے جو اُس
آتا ہو یا اس کا آتا ہو ختم مقرر ہو سکتا ہو اور وہ سب کی طرف سے ہوتا ہو خواہ مال دین ہو یا عین ہو اور اسی وجہ یہ ہو کہ حقیقت
یہ فیصلہ میت کے واسطے یا میت پر ہوتا ہو اور ایک وارث اُسکی طرف سے ختم ہو سکتا ہو بخلاف ایسے اقرار ہتھیار کے جو اُس سے متعلق
کہ عین دوسرے کی طرف سے نائب ہوگا لیکن واضح ہو کہ کل مال کا استحقاق ایک ارث پر اُسوقت ثابت ہوگا کہ جب کل اُسکے قبضہ میں ہو ایسا
جامع میں مذکور ہو کذا فی الہدایہ

چھبیسواں باب قید اور بیچا پکڑنے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا اور اُسہرا چا مال
گواہی سے یا اُس کے اقرار سے ثابت کیا تو بدوین درخواست مدعی کے قاضی قرضدار کو قید کر لیگا اور یہی ہمارا مذہب ہو اور
اگر مدعی نے درخواست کی تو پہلی مرتبہ محکوم قید نہ کرے گا بلکہ حکم دیدیگا کہ اُسٹھک مدعی کو راضی کر لے پھر اگر دوبارہ آیا تو قید کر دیگا اور
کتاب الاتحیہ میں دونوں قرضوں میں کہ اقرار سے ثابت ہوا ہو یا گواہوں سے ثابت ہوا ہو کچھ فرق نہیں کیا کہ قید کرنے میں
دونوں برابر ہیں اور اسی کو حضات رحمہ نے اختیار کیا ہو اور ہمارا مذہب یہ ہو کہ اگر گواہی سے ثابت ہو تو اول ہی مرتبہ قید

قید و اسگیری میں
جو مال منقول ہے
بیچا کر کے منقول
میں

کر دیا اور قرار میں اول مرتبہ قید نہ کر گیا جب تک کی اسکی نادر ہندگی اور دیگر گرفتار غلام ہوں اور دوسری بار میں بعضے روایت میں کہ قید کر گیا اور بعضے میں ہو کہ نہیں بلکہ تیسری بار میں قید کر گیا۔ اور جب قید کرے گا وقت آیا اور قاضی اسکی آسودگی کو جانتا ہو تو اسکو قید کر دیا اور اگر نہیں جانتا ہو تو اس سے دریافت نہ کر گیا کہ تیرے پاس مال ہو یا نہیں اور یہی ہمارے اصحاب کا ظاہر مذہب ہو اور مدعی سے اسکا حال دریافت کرنے میں ہمارے اصحاب سے ظاہر مذہب یہ ہو کہ نہ دریافت کر گیا مگر اس صورت میں کہ مدعی علیٰ اسکی درخواست کرے یہ تاہم خانیہ میں لکھا ہو اگر قرضہ لے مدعی سے اپنی آسودگی دریافت کرنے کی قاضی سے درخواست کی تو قاضی بالا جماع اس دریافت کر گیا پس اگر قرضہ لے گا کہ وہ تنگ دست ہو تو قید نہ کر گیا کیونکہ اگر بعد قید کر دینے کے اسکی تنگ دستی کا اقرار کرتا تو قید سے رہا کیا جاتا ہے پہلے سے اقرار کرنے سے قید نہ کیا جا دیا۔ اگر قرضہ لے گا کہ اسکو بعد قدرت ہو کہ میرا قرض ادا کرنے اور قرضہ لے گا کہ میں تنگ دست ہوں تو بعضے مشائخ نے کہا کہ قرضہ ادا کا قول یا جانیگا اور بعضوں نے کہا کہ اگر قرضہ کسی مال کے بدلے واجب ہوا ہو تو جو شخص آسودگی کا مدعی ہو اسکا قول معتبر ہوگا اور یہ امام عظیم رحمہ عنہ کی پر فتویٰ ہو کیونکہ بدلہ بردہ قادر تھا تو اب قدرت زائل ہو جانے میں اسکا قول مقبول نہ ہوگا اگر قرضہ کسی مال کے بدلے نہیں واجب ہوا تو قرضہ ادا کا قول معتبر ہوگا اور بعض نے فرمایا کہ جو قرضہ اسکے معاملہ عقد سے واجب ہوا ہو اس میں اسکا قول کیل میں تنگ دست ہوں معتبر نہ ہوگا اگرچہ یہ مال کے عوض نہ ہو بیضاوی قاضیان میں لکھا ہو اور جب معلوم ہو گیا کہ اسی قرضہ کے عوض قید کیا جائیگا جو کسی مال کے عوض واجب ہوا ہو تو جانا چاہیے کہ منقہ یہ قول کے موافق مہر و کفالت کے عوض قید نہ ہوگا اور یہ برخلاف اسکے ہو کر جو صفی صاحب ہادی کی اسبلع سے اور طوسی نے النفع الرسائل میں لکھا ہو کہ یہی مفتی بہرین جو اپنے عقد سے اپنے اوپر لازم کیا اور عوض مال نہ تھا فتویٰ مختلف ہو پس اسپر عمل ہوگا جو متون میں ہو کیونکہ جب متون اور فتاویٰ میں اختلاف واقع ہو تو متون پر عمل ہوتا ہو کذا فی البحر الرائق۔ امام محمد رحمہ نے کتاب الحوالہ میں فرمایا کہ سب قرضوں کے عوض کوئی بوقید ہوگا خواہ بھائی ہو یا چچا یا بھون یا شوہر یا زویہ عورت ہو یا مدد مسلمان ہو یا ذمی یا حربی جو امان سے داخل ہوا ہو خواہ تندرست ہو یا بیمار خواہ ننگڑا ہو یا اسکا ہاتھ خشک ہو گیا ہو یا ہاتھ کٹا ہوا ہو لیکن مان و باپ بیٹے کے قرضہ کی بابت قید نہیں ہوتے ہیں اور اسی طرح دادی و دادا وغیرہ ہرگز رشتے کے قید نہیں ہوتے ہیں اور امام ابو یوسف رحمہ سے ایک روایت ہو کہ قید ہونگے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ہر شخص جو نفقہ دینا واجب ہو اور وہ انکار کرے تو قید ہوگا خواہ باپ ہو یا مان یا دادی یا دلدل یا شوہر اور یا ماں کا بٹہ غلام تاجر کی قید کی ہی سوتہ ہو جو ہم نے بیان کر دی ہو اور غلام اپنے مالک کے واسطے قید نہیں ہوتا ہو اور نہ مالک غلام کے واسطے جبکہ اسپر قرض نہ ہو اور اگر قرض ہو تو قید ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور آزاد لڑکے کی نسبت بعضے مشائخ کی رے ہو کہ قید ہو اور انہوں نے اسکو بمنزلہ بالغ کے ٹھہرایا ہو اور بعضوں نے فرمایا کہ اگر اسکا وصی موجود ہوئے تو تاویق قید ہوگا کہ پھر ایسا نہ کرے اور اپنے وصی کو چھڑکے کہ جلد قرضہ ادا کیا کرے اور اگر اسکا باپ یا وصی نہ ہو تو قید نہ ہوگا اور اگر لڑکا یا لڑکی ہو کہ اسکو تصرفات سے ممانعت ہو تو بعض مقام پر مذکور ہو کہ اگر اسکا باپ یا وصی ہو تو باپ یا وصی اسکے قرضہ کے عوض قید ہوگا اور اگر وصی یا باپ نہ ہو تو قاضی ایک شخص دستہ مقرر کرے بقدر قرضہ کے اسکا مال فروخت کرے کہ قرضہ ادا کر گیا یہ منقطع میں لکھا ہو۔ اور کتاب اپنے مالک کو قید کر سکتا ہو مگر سولہ اس قرضہ کے جو مال کتابت کی جنس سے ہو۔ اور مالک اپنے کتاب کو قید نہیں کر لیا خواہ مال کتابت کے عوض ہو یا غیر مال کتابت کے اور ابن سناہ رحمہ نے روایت کی ہو کہ مال کتابت کے سولہ میں قید کر سکتا ہو اور پہلا ہی قول صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور مسلمان ذمی کے قرضہ کے عوض اور ذمی مسلمان کے قرضہ کے عوض قید ہو سکتا ہو اور یہی حال اس حربی کا ہو جو امان لیکر آیا ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور

قید ہونے سے قرضہ
میں قید ہونے سے قرضہ
میں قید ہونے سے قرضہ

مرد و دو قصاص میں اگر گواہ قائم ہوں تو اس وقت تک حوالات میں نہ بیگا جب تک گواہوں کی تبدیل ہو اور اگر گواہ نہ قائم ہوں تو ان کے قیام سے پہلے قید نہ ہوگا پس اگر ایک گواہ عادل گئے گواہی دی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک قید ہوگا اور صاحبین کے نزدیک حد قذف اور قصاص میں حوالات نہ ہوگا یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے۔ دیت اور ارش کے عوض کسی کی مددگار برادری قید نہ ہوگی و لیکن یہ دیت ان کے عطیات سے وصول نہ کیا گئی اور اگر ان کے پاس عطیات نہ ہوں کہ جو انکو جاگیر زمین عطیہ میں ملی ہو اور ادا کرنے سے بھی انھوں نے انکار کیا تو قید کیے جائیں گے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر قصاص میں مدعی نے قسم طلب کی اور مدعا علیہ انکار کیا اور قسم نہ کھائی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک قید کیا جائیگا اور یہی حکم ہے کہ اگر قیامت میں قسم طلب کی اور اسے انکار کیا ہو۔ اور دعار وغیرہ جو لوگ مسلمان کو ڈراتے ہیں اور اہل فساد ب قید ہو گئے یہاں تک کہ وہ توبہ کریں اور ظاہر کریں۔ دعار اس شخص کو کہتے ہیں کہ جو لوگوں کے مال یا جان یا دونوں کے تلف کرینیکا قصد کرے پس جب اس سے جان و مال کا خوف ہو تو وہ قید خانہ میں یہاں تک پڑا رہے کہ توبہ ظاہر کرے۔ عورتوں کا قید خانہ علیحدہ ہونا چاہیے تاکہ فتنہ نہ پیدا ہو اور امام اعظم رحمہ سے روایت ہے کہ عورت عورتوں کے قید خانہ میں قید ہو لیکن محافظ اسکا مرد ہوگا۔ مختصر خواہر زادہ رحمہ الدین ہے کہ کیا فیصلہ بغض بھی قید ہوگا جیسا کہ فرض میں قید ہوتا ہو تو فرمایا کہ ہاں اور جس شخص نے کسی کے حکم سے اس کی طرف سے مال کی کفالت کی تھی جب وہ قید ہوا تو وہ اسل کو قید کر سکتا ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ جب فیصلہ سے مطالبہ کیا جائے تو وہ اسل سے مطالبہ کریگا اور جب اسکا پیچھا پڑا جائے تو وہ اسل کا پیچھا پڑ سکتا ہے اور جب فیصلہ سے مال لے لیا گیا تو وہ اسل سے لے لیا یہ تاتار خانہ میں لکھا ہے اور ادا کرنے سے پہلے فیصلہ اپنے فیصلہ سے مال نہیں لے سکتا ہے اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ قرضوہ کو ختم کر دے کہ اسل اور فیصلہ دونوں کو قید کر لے اور ایسا واقعہ پیش آتا تھا کہ اسپر فتویٰ طلب کیا گیا ہے اور اسی طرح فیصلہ کا فیصلہ بھی قید ہو سکتا ہے اگرچہ اسی طرح بہت سے لوگ فیصلہ ہوتے چلے گئے ہوں سب قید ہو سکتے ہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر ایک شخص قرضہ کے معاملہ میں قید ہوا پھر دوسرا شخص آیا اور وہ بھی اسپر قرضہ کا دعویٰ کرتا ہو تو قاضی اسکو قید خانہ سے نکال دے کہ مدعی کے ساتھ حاضر کریگا پس اگر اسے اقرار کر لیا یا مدعی نے عادل گواہ پس کے تو پھر اسکو قید میں بھیجیگا اور دوسرے میں لکھیا کہ اس مدعی کے قرضہ کے عوض بھی قید ہو یہاں تک کہ اگر اسے ایک شخص کا قرضہ ادا کیا تو دوسرے کے قرضہ کے عوض بھی قید ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ دو شخصوں کا ایک شخص پر اس طرح قرض ہے کہ ایک کا تجوڑا ہو اور دوسرے کا بہت ہو تو تجوڑے والے کو اس کے قید کر کے کا اختیار ہو اور اس کی بلایا مندی زیادہ مال والے کو قرضدار کے چھوڑ دینے کا اختیار نہیں ہو اور اگر دونوں اس کے قید ہو جانے پر راضی ہوئے تو پھر ایک کو اس کی رہائی کا اختیار نہیں یہ برابر میں لکھا ہے قاضی کو نہ چاہیے کہ کسی قیدی کو قرضہ وغیرہ کے عوض مانے اور نہ اسکو جکڑے اور نہ بیری ڈالے اور نہ طوق بچھاے اور نہ پھیلا کر اس کے ہاتھ پاؤں باندھے اور نہ اسکو برہنہ کرے اور نہ آفتاب میں کھڑا کرے اور اگر قرضہ کے قیدی پر قاضی کو بھاگ جائیگا خوف ہو تو اسکو چھروں کے قید خانہ میں قید کرے لیکن اگر اس کے اور چھروں کے درمیان عداوت ہو اور اس کے جان کا خوف ہو اور معلوم ہو کہ اگر وہ ان قید کیا جائیگا تو چور اس کی ابد اکا قصد کریں گے تو وہ ان نہ بھیجا جائیگا یہ محیط شری میں لکھا ہے۔ اور قرضدار کو اس کے قرضوہ کے سامنے امانت کرنے کے واسطے نہ کفر کرے کہ ذاتی اخلاصہ دار اگر بی قیدی ہمیشہ قید خانہ سے بھاگ جاتا ہو تو قاضی اسکو چند کوڑے مار کر ادب دیگا یہ ملقط میں لکھا ہے اور جب قاضی کسی قیدی کو قید کیا تو اسکا نام و نسب قہر میں لکھے اور مدعی کا نام لکھے اور قرضہ کی تعداد لکھے اور اس طرح لکھے کہ فلان بن فلان انقدر درہم کے عوض فلان روز فلان مہینہ میں فلان سہ ماہ میں قید ہوا یہ محیط شری میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ کے کتاب الحوالہ و الکفالتہ میں فرمایا کہ اگر کوئی شخص قرضہ کے بابت دو تین مہینہ قید رہا تو پھر قاضی ختمہ حال اسکا دریافت کرے اور اگر چاہے تو قید

ہوئے ہی بغیر دریافت کر کے کذا فی الحیط اور واضح ہو کہ اس مدت قید میں روایتیں مختلف آئی ہیں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ انہوں نے دوسے تین مہینہ تک مدت مقرر کی اور انہیں یہ یہ رہے روایت ہو کہ چار مہینہ ہو اور حسن رحمہ نے امام اعظم رحمہ سے چھ مہینہ کی روایت کی اور طحاوی نے ایک مہینہ کی روایت کی ہو اور بہت سے مشائخ نے طحاوی کی روایت کو لیا ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر قاضی قیدی کو دیکھے کہ اس پر فقیروں کا سالباس ہو اور اُسکے بال بچے قاضی کے پاس اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کرتے ہوں اور قرضدار مدعی کے جواب میں نرمی کرتا ہو تو ایک مہینہ قید کر کے پھر اسکا خفیہ حال دریافت کرے اور اگر وہ شخص اپنے مدعی سے سختی کرتا ہو اور سرکشی اُس سے ظاہر ہوتی ہو اور اس پر لاری پانی جاتی ہو تو چار مہینہ سے چھ مہینہ تک قید کر کے پھر اسکا حال دریافت کرے اور اگر ان دونوں صورتوں سے بچ کی راہ چلتا ہو اور درمیانی آثار ظاہر ہوں تو دوسے تین مہینہ تک قید کر کے پھر اسکا حال دریافت کرے اور اسی پر شیخ ظہیر الدین مرغینا از فتویٰ لیتے تھے اور ایسا ہی اپنے چچائش المائہ اور جندی سے روایت کرتے تھے اور بہت سے مشائخ نے فرمایا کہ اس باب میں کوئی ایسا مقررہ لازم نہیں ہو کذا فی الذخیرہ اور صحیح یہ ہو کہ یہ قاضی کی رنے پر موقوف ہو اگر چھ مہینہ گزر گئے اور پھر بھی اُسکی سرکشی ظاہر ہوئی تو برابر اُسکو قید رکھیں اور اگر ایک ہی مہینہ گزرا اور اُسکی عاجزی اور بندگی ظاہر ہوئی مثلاً اُسکے منسلک ہوئے ہو تو لوگوں نے گواہی دی تو اُسکو رہا کر دیا۔ پھر جب قاضی نے اُسکا حال دریافت کرنا چاہا تو اُسکے پڑوسیوں اور اہل معاملہ سے جو خبردار ہوں دریافت کرے کذا فی جواہر الاخلاطی اور پڑوسیوں اور اُسکے دوستوں اور بازار یوں میں سے جو لوگ ثقہ ہیں اُن سے دریافت کرے فاسقوں سے دریافت نہ کرے پس اگر انہوں نے کہا کہ ہم اُسکے پاس کچھ مال نہیں جانتے ہیں تو یہ کافی ہو لیتی اس سے اُسکی رہائی کر دیجائے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو شیخ امام نے اپنی شرح میں فرمایا کہ قید کرنے کے بعد قاضی کا یہ دریافت کرنا بطور احتیاط کے ہو واجب نہیں ہو پھر جب دریافت کیا اور گواہ قائم ہوئے کہ یہ منسلک ہو تو قاضی اُسکو قید خانہ سے نکال دیا اور اس گواہی میں لفظ شہادت یا گواہی کی ضرورت نہیں ہو صرف خبر دینا کفایت کرتا ہو اور اگر ایک ثقہ نے خبر دی تو کافی ہو اور دو میں احتیاط ہو کذا فی جواہر الاخلاطی اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر جھگڑے کی حالت ہو مثلاً قرضخواہ و قرضدار میں یہ جھگڑا انہوا ہو کہ مطلوب نے تنگدست ہو جائیگا دعویٰ کیا ہو اور طالب نے اُسے فراخ دست بتلایا ہو تو ضرور ہو کہ گواہ قائم ہوں اور اگر گواہ ہوں نہ کہا کہ یہ تنگدست ہو تو اُسکو چھوڑ دیا اور یہ گواہی نہیں ہو کیونکہ بعد فراخی کے تنگدستی پیدا ہو سکتی ہو تو گواہی امر حادث پر ہوئی نہ نفی پر کذا فی الذخیرہ۔ اگر قید کرنے سے پہلے ایک عادل یا دو عادلوں نے اُسکی تنگدستی کی خبر دی تو دور و نزدیک آئی ہیں ایک میں قبول کرے اور قید نہ کرے اور خصافہ رحمہ کی روایت میں قبول نہ کرے اور قید کرے اور عامہ مشائخ اسی طرف گئے ہیں اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اور غانیہ میں ہو کہ جب وہ چھوڑ دیا گیا تو قرضخواہ کو اُسکا پیچھا پکڑنے میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ اُسکو پیچھا پکڑنے کا اختیار ہو اور جس لاکر جلوائی نے فرمایا کہ پیچھا پکڑنے کی صورت میں جتنے قول ہیں انہیں سے بہتر یہ قول ہو کہ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ آمد و رفت میں اُسکا پیچھا پکڑے اور اُسکو اپنے اہل و عیال میں جانے سے منع نہ کرے اور صبح و شام آنے جانے اور وضو و پاخانہ سے نہ روکے اور قفا سے عتاب یہ میں ہو کہ اُسکے گھر کے دروازے پر بیٹھا رہے جتنے کہ وہ کھلے اور یہ اختیار نہیں ہو کہ اُسکو کسی جگہ قید کرے کہ یہ حق اُسکو نہیں ہو چیتا ہو اور مشام نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ اگر اس طرح پیچھا پکڑنا قرضدار کے اہل و عیال کو مضرب حالانکہ وہ شخص پھیری میں پانی پلا کر کھاتا تھا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ میں قرضخواہ کو حکم دینا چاہتا ہوں کہ اُنکا غلام اُسکے ساتھ کرے اور اُسکے یومیہ روزی کھانے سے منع نہ کرے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر قرضخواہ چاہے تو اُسکو چند روز چھوڑ دے پھر اُسکا پیچھا پکڑے پھر میں نے دریافت کیا کہ اگر وہ شخص مسکا رہے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر وہ

ایسا کام ہو کہ باوجود قرضخواہ کے ساتھ چٹے رہنے کے اُسکو انجام دیکتا ہو تو اُسکے ساتھ رہے اور جہاں بیٹھے وہیں رہے۔ انا انکار کام انجام دیوے اور اگر ایسا کام کرنا ہو کہ حسین و دادوش ہو تو محکم طلب کرے پس اگر قرضخواہ کے ساتھ رہنے میں اُس اہل و عیال کے ساتھ رہنے میں نقصان آتا ہو تو میں اُس سے کفیل بنفس لے لوں گا اور کوں گا کہ جا کر خدا تعالیٰ سے اپنی روزی دھونڈھے اور کتاب الاقصیہ میں ہے کہ اگر اُسکی روزی پانی وغیرہ پلانے پر ہو تو قرضخواہ اس سے منع نہیں کر سکتا ہو پس اگر خود اُسکو سچا پکڑے یا نانب یا غلام کو حکم نہ دے لیکن اگر اُسکے عیال کی قدر روزی اپنے پاس سے اُسکو دیدے تو اُسکو منع کر سکتا ہو اور یہی کتاب الاقصیہ میں لکھا ہے کہ قرضدار کو صبح و شام کے کھانے اور پانچخانے جانے سے بھی منع نہیں کر سکتا ہو لیکن اگر اُسکو کھانا دیدے اور پانچخانے کی دوسری چیزیں نہ رکھے تو منع کر سکتا ہو اور خانیہ میں لکھا ہے کہ اگر قرضدار نے کہا کہ میں تیرے غلام کے ساتھ نہیں بیٹھتا ہوں تیرے ساتھ بیٹھوں گا تو بعضے مشائخ نے فرمایا کہ اُسکو یہ اختیار ہو اور صحیح یہ ہو کہ ساتھ رہنے میں قرضخواہ کو اختیار ہو خواہ خود ساتھ رہے یا دوسرے کو ساتھ کرے اور ذخیرہ میں لکھا ہے کہ قاضی امام ابو علی نسفی رحمہ نے فرمایا کہ ہمارے مذہب میں یہ ہے کہ مسجد میں قرضدار کا دانگیر ہو کر نہ بیٹھے کیونکہ مسجد میں سواٹے نہیں ہیں صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کے لیے ہیں اور فقیہ ابو جعفر ہمدانی سے منقول ہے کہ قرضخواہ رات میں قرضدار کا سچا نہ پکڑے اور اگر وہ شخص رات میں کاتا ہو تو رات میں اُسکے ساتھ رہے یہ تا تا ر خانیہ میں لکھا ہے ہضاف رہنے ذکر کیا ہے کہ اگر ایک شخص نے اپنے قرضدار کو قید کر لیا پھر خود غائب ہو گیا پھر قاضی نے اُسکا حال دریافت کیا تو تنگدست پایا پس قاضی اُس سے کفیل بنفس لیکر اُسکو رہا کر دیا کیونکہ اکثر قرضخواہ کا اس طرح غائب ہو جانا قرضدار کے ضرر ہو جانے کی غرض سے ہوتا ہے یہ محیط حسنی میں لکھا ہے اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر قرضدار قرضخواہ کے حق کا اقرار کرتا ہو تو قرضخواہ کو اُسکا سچا پکڑنیکا اختیار ہو اگرچہ قاضی نے اُسکے ساتھ رہنے کا حکم نہ کیا ہو اور نہ اُسکو مفلس قرار دیا ہو پس اگر قرضدار نے کہا کہ میرا سچا چھوڑ دو اور مجھے قید کرانے اور قرضخواہ نے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور قرضخواہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ قرضدار کو دھوکہ دے یا برف پر یا ایسی جگہ جو اُسکو مضر ہو کھڑا کرے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر عورت قرضدار ہو تو اُسکا سچا پکڑنے کی کیا صورت ہو فرمایا کہ قرضخواہ کو حکم دوں گا کہ ایسی عورت مقرر کرے جو ہر وقت اُسکے ساتھ ساتھ اُسکا سچا پکڑے یہ پھر دریافت کیا کہ اگر قرضخواہ کو ایسی عورت نہ ملے تو فرمایا کہ اُسکو حکم دوں گا کہ اُسکے ساتھ ایسی عورت کرے جو اُسکے گھر میں ساتھ رہے اور تو اُسکے دروازہ پر بیٹھا رہیگا یا خود قرضدار عورت فقط تنہا اپنے گھر میں رہے اور قرضخواہ اُسکے دروازہ پر رہے پھر امام محمد رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر عورت کے بھاگ جانے کا خوف ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مرد کو اس سے زیادہ اختیار نہیں ہے اور ابن سبب سے روایت کی ہے کہ جس مقام پر فتنہ کا خوف ہو وہاں چاہے مرد کو اُسکے ساتھ کرے خواہ عورت کو اور یہ حکم دیا ہے کہ اگر عورت میں لامحالہ عورت کو ساتھ رکھے اور حال یہ ہو کہ عورت کے سچا پکڑنے میں ہر طرح فتنہ سے بچنے کا لحاظ رکھا جائیگا۔ ہلال نے کتاب الوقف میں ذکر کیا ہے کہ اگر مدت گزرنے کے بعد گواہوں نے اُسکے غیر مرنے کی گواہی دی تو قاضی اُسکو رہا نہ کرے گا جب تک کہ پوشیدہ دریافت نہ کرے اور یہ بہتر ہو پس اگر پوشیدہ خبر اور گواہی مطابق ہوئی تو بھی رہا نہ کرے گا جب تک کہ قیدی سے قسم نہ لے پھر رہا کر دیا اور اگر پوشیدہ خبر اور گواہی میں اختلاف ہو تو عادل کے پوشیدہ خبر کو دیکھا یہ محیط میں لکھا ہے اور امام قاضی خان نے جامع صغیر میں لکھا ہے کہ اگر قاضی نے قید کرنے کے بعد مدت گزرنے سے پہلے دریافت کرنا چاہا تو اُسکو یہ اختیار ہو اور اگر گواہی اسوقت پیش ہوئی تو بالاجماع مقبول ہو یہ تا تا ر خانیہ میں لکھا ہے۔ اگر قیدی نے اپنے افلاس کے گواہ پیش کیے اور مدعی نے اُسکی فراخ دستی کے گواہ پیش کیے تو مدعی کے گواہ مقبول ہونگے اور امام محمد رحمہ نے افلاس کی گواہی کی کیفیت کسی کتاب میں نہیں

بیان فرمائی اور حضرات رحمہ اللہ نے یوں بیان فرمائی ہو کہ گواہوں کو یوں گواہی دینا چاہیے کہ ہم اسکے پاس کوئی ایسا مال یا ہتھیار نہیں جانتے ہیں کہ جس سے یہ فقیر نہ رہے اور فقیر ابو القاسم نے اس طرح بیان فرمائی ہو کہ یوں گواہی دین کہ یہ مفلس نادار ہو کہ ہر کوئی سولے اسکے تن کے کپڑے اور رات کے کپڑے کے اسکے پاس کچھ نہیں معلوم ہو اور ہم نے اسکا حال ظاہر اور پوشیدہ دونوں طرح دریافت کیا ہو پھر جب اسکی تنگدستی دریافت ہو گئی تو پھر قاضی کو جب تک اسکا کچھ مال دریافت نہ ہو اسکو قید نہ کریگا اور اگر قید کی مبادا گذر گئی اسکے بعد گواہ قائم ہوئے کہ مفلس ہو اور قرضخواہ غائب تھا تو قاضی اسکی حاضری کا انتظار نہ کرے گیگا اور کفیل لیکر اسکو رہا کر دیگا کذا فی المحیط۔ اگر قیدی کی مفلسی کے گواہ قائم ہوئے اور پہلے اس سے کہ قاضی اسکے افلاس کا حکم دیوے قرضخواہ نے اسکو چھوڑ دیا مگر قیدی نے قاضی سے کہا کہ میرے گواہوں پر مدعی کے سامنے میرے افلاس کا حکم دے تو قاضی اسکی درخواست منظور کر گیا تاکہ قرضخواہ اسی وقت اسکو پھر قید نہ کر لے اور تاکہ دوسرا قرضخواہ اسکو قید نہ کر لے یہ ذخیرہ دین لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے شخصوں کے قرض کی وجہ سے قید ہو پھر اسنے ایک کو ادا کر دیا تو جب تک دوسرے کو ادا نہ کر دے قید سے رہا نہ ہوگا اور یہ مسئلہ اسکی دلیل ہو کہ قیدی کو اختیار ہو کہ قرض ادا کرنے میں بعض قرضخواہوں کو اختیار کرے یعنی بعض کو دے اور بعض کو نہ دے اور قاضی نفسی میں صریح لکھا ہو کہ ایک شخص پر تین آدمیوں کے برابر قرض ہیں ایک کے پانچ سو روپے اور دوسرے کے تین سو روپے اور تیسرے کے دو سو روپے ہیں پھر قرضخواہوں نے جمع ہو کر اسکو قاضی کے یہاں قید کر لیا اور اسکا مال صرف پانچ سو روپے میں تو اسکا مال قرضخواہوں نے تقسیم ہونے کی بابت فرمایا کہ اگر قرضدار خود حاضر ہو تو جس طرح چاہے اپنی خالص ملکیت کو تقسیم کرے اور اسکو اختیار ہو کہ بعض قرضخواہوں کو مقدم کرے اور بعض کو اختیار کرے اور بعض کو نہ دے اور اگر وہ شخص حاضر نہ ہو تو قاضی کو اختیار نہیں ہو کہ بعض قرضخواہوں کو مقدم کرے وہ صرف انکے حصہ کے موافق تقسیم کریگا۔ عورت نے اگر اپنے مہر یا قرض کے عوض شوہر کو قید کر لیا پس شوہر نے کہا کہ اسکو میرے ساتھ قید کر کیونکہ قید خانہ میں ایسا ٹھکانا ہو تاکہ وہ میرے ساتھ رہے تو حضرات رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہو کہ اسکے ساتھ قید نہ کریگا اور پہلے زمانہ کے بعض قاضیوں نے فساد زمانہ کی وجہ سے قید کرنا اختیار کیا ہو کیونکہ جب وہ نہ ہوا تو توجان چاہیگی جاوے گی یہ ذخیرہ دین لکھا ہو۔ نوادرین سماعہ میں امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ ایک شخص مر گیا اور اسکے وارثوں میں بڑے ہیں اور چھوٹے ہیں اور سیت کا کسی شخص پر قرض ہو اسکے عوض بڑے بیٹے نے قید کر لیا پھر اسکو رہا کر دیا تاکہ توجب تک قاضی نابالغوں کی طرف سے اس سے مضبوطی نہ کر لے رہا نہ کریگا۔ قیدی قید خانہ سے رمضان کا مہینہ آنے کی وجہ سے نہ نکالا جائیگا اور نہ عید کے واسطے اور نہ بقر عید کے واسطے اور نہ جمعہ کے واسطے اور نہ فرض نماز کے واسطے اور نہ حج فرض کے واسطے اور نہ اسکے بعض رشتہ داروں کے جنازہ کی نماز کے واسطے نکالا جائیگا اگرچہ وہ اپنے نفس کا کفیل دیوے یہ محظومین لکھا اور نہ مریض کی عیادت کے واسطے نکالا جائیگا یہ خلاصہ میں ہو اگر قیدی کا والد یا کوئی بچہ مر گیا اور وہ ان کوئی تجنیز و تکفین کرنے والا نہیں ہو تو قیدی کو قاضی قید خانہ سے نکالے گا اور یہی صحیح ہو اور اگر کوئی شخص وہاں تجنیز و تکفین کرنے والا ہو تو اسکے نکالنے کی کوئی وجہ نہیں ہو اور بعض نے کہا ہو کہ قیدی سے کفیل لیکر اسکو والدین کے اور دادا دادی لمبے بزرگوں اور اولاد کی نماز جنازہ کے واسطے باہر نکالا جائے اور غیر ان کے واسطے نہ نکالا جائے اور اسی پر فتوے ہو یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہو اور کبریٰ میں لکھا ہو کہ بعض نے کہا ہو والدین اور اجداد اور جدات اور اولاد کے جنازہ کے واسطے نکالنے میں ذر نہیں ہو اور ہر گے سو اے واسطے نہ نکالا جائے اور فتویٰ اسپر ہو کہ قرابتی نائے کے واسطے کفیل لیکر نکالا جائے انتہی امام ابو بکر اسکا رحمہ اللہ سے روایت ہو اگر قیدی قید میں مجنون ہوا تو مالک اسکو باہر نہ نکالے۔ اور حضرات

نے ادب لقا فی بین تحریر کیا ہو کہ اگر قیدی مرض میں مبتلا ہو کہ جس سے وہ بے بس ہو گیا پس اگر اُسکا کوئی خدمت کرنے والا ہو تو قید خانے سے نکالا جائے اور نہ علاج کے واسطے نکالا جائے اور ایسا ہی امام محمد رحمہ سے مروی ہو یا تنک کہ مروی ہو کہ اگرچہ مرجائے یہ بھی امام محمد رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ انی المیظہ اور واقعات ناطقی میں ہو کہ اگر ایسے مرض میں کہ بے بس ہو گیا اور اُسکا کوئی خادم نہیں ہو تو قید سے نکالا جائے ایسا ہی امام محمد رحمہ سے مروی ہو اور یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ گمان غالب مرجانے کا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہو کہ نہ نکالا جائے اور قید خانہ میں اور باہر نہ برابر ہو اور فتویٰ امام محمد رحمہ کی روایت پر ہو کہ انی الخلاصہ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ قیدی کو توڑا دیدیا جاوے اور حمام کے واسطے نہ نکالا جائے اور اگر اُسکو جلع کی احتیاج ہو تو قید خانہ میں ایس جگہ مقرر کرے کہ جسکو کوئی نہ دیکھتا ہو اسکی زنجیر یا باندی کو بچھدینے میں کچھ ڈر نہیں ہو اور فتاویٰ عقابہ میں ہو کہ اگر ایسی جگہ قید خانہ میں نہ پائے تو جلع نہ کرے اور قید خانہ میں بھٹے مشائخ نے کمائی کرنے کی اجازت دی ہو اور بعضوں نے اس سے منع کیا ہو اور یہی اصح ہو اور حنفیہ رحمہ نے بھی اسی کی طرف اشارہ کیا ہو اور کہی میں ہو کہ قاضی خزالدین نے فرمایا کہ آجکل فتویٰ اسپر ہو کہ کمائی کرنے سے منع نہ کیا جائے اور قیدی کے پاس اُسکے اہل و عیال و پڑوسی لوگوں کو جانے سے منع نہ کیا جائے لیکن وہاں دیگر تنک ٹھہرنے کی اجازت ہوگی اور سناقی میں ہو کہ مشائخ نے فرمایا کہ اگر ایسا قیدی ہو کہ جسکے پاس مال ہو اور وہ قرضہ ادا کرنے سے انکار کرتا ہو تو اُسکے واسطے چاہیے کہ گہری جگہ قید کیا جائے کہ فرش وغیرہ کچھ نہ ہو اور نہ کوئی اُسکے پاس جانے پائے تاکہ اُسکا قلب پریشان نہ ہو پس اگر اُسکے پاس مال ہو اور اُسے قرض ادا کرنے سے انکار کیا پس اگر اُسکا مال قرضہ کی جنس سے ہو مثلاً قرض درم ہیں اور مال بھی درم ہیں تو بلا اختلاف قاضی اُسکے مال سے قرضہ ادا کرے اور اگر قرض کی جنس سے ہو مثلاً قرض درم ہیں اور مال اُسکا عرض و دینار و عطار ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عرض و عطار کو فروخت نہ کرے اور دینار کے فروخت کرنے میں ایک روایت قیاس ہو اور روایت احتیاج ہو لیکن قاضی اُسکو برابری قید رکھے تاکہ وہ خود اُسکو فروخت کرے اور قرضہ ادا کرے اور صحابین کے نزدیک قاضی اُسکے دینار اور عرض کو فروخت کرے اور آئین ایک ہی روایت ہو اور عطار کے فروخت کرنے میں دو روایتیں ہیں اور خانہ میں لکھا ہو کہ صحابین کے نزدیک ایک روایت میں مال منقول کو فروخت کرے اور یہی صحیح ہو اور فروخت کرنا ترتیب وار ہو گا کہ پہلے دینار دن کو فروخت کرے پھر عرض کو طے ہذا القیاس ہوا تنک کہ قرض پورا ادا ہو جائے یہ تاثر خانہ میں لکھا ہو سکتا یا حین الدین میں مذکور ہو کہ دینار و عطار کے قرض خواہ نے اگر قرضدار کے درپوش ہو یا اُسکے برعکس واقع ہوا تو اُسکو اختیار ہو کہ لے لیوے اور یہ امام اعظم رحمہ کا مذہب ہو اور امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک قاضی اُسکے مال کو فروخت کرے لیکن پہلے دینار دن کو فروخت کرے پھر اگر قرض پورا نہ ہو تو عرض کو فروخت کرے پھر اگر قرض اس سے بھی پورا ادا نہ ہو تو عطار کو فروخت کرے اور بدو ن اسکے عطار کو فروخت نہ کرے اور یہ قول صحابین کا بنا بر ایک روایت کے ہو نہ دوسری روایت کے اور بعضوں نے کہا کہ صحابین کے نزدیک عرض میں بھی پہلے وہ فروخت کرے کہ جسکے تلف ہو جانے کا خوف ہو پھر وہ فروخت کرے جسکے تلف ہونے کا خوف نہیں ہو پھر عطار کو فروخت کرے اگر قرضدار کے پاس ایسے کپڑے ہیں کہ وہ اس سے گھٹے ہوئے کپڑے پر کفایت کر سکتا ہو تو قاضی اُنکو فروخت کرے اور اُسکا قرضہ اُنکے کچھ درم و ن میں سے ادا کرے اور باقی درم و ن سے اُسکے لیے دوسرا کپڑا خریدے اور طے ہذا القیاس اگر اُسکے پاس مکان ایسا ہو کہ اُس سے کتر پر لبر کر سکتا ہو تو فروخت کرے کہ اُن میں سے کچھ درم و ن سے قرضہ ادا کرے اور باقی سے اُسکے لیے کوئی مکان خریدے اور اسی سے بھٹے مشائخ نے کہا ہو کہ قاضی اُسکی ہر چیز کو جسکی بالفعل ضرورت نہیں ہو فروخت کر سکتا ہو حتیٰ کہ گریون میں منہ اور چارڈون میں نطع فروخت کرے اور اگر اُسکے پاس لوہے یا پیتل کی ایسی ہی ہو تو فروخت کرے مٹی کی خریدے پھر کس قدر مال قرضدار کے واسطے چھوڑا جائے اور کس قدر فروخت

ایک جاہے اسکی کوئی روایت امام محمد رحمہ سے کسی کتاب میں نہیں آئی ہو اور عربین عبد الغزیز سے تین روایات ہیں ایک روایت میں اُسکے ہینے کے کپڑے اور گھڑے کا اور غلام اور سواری چھوڑ دیا جوے کہ انکی ضرورت ہو اور دوسری روایت میں سواری نہیں ہو یعنی نہ چھوڑی جائے اور اسی کو بعض قاضیوں نے اختیار کیا ہو اور تیسری روایت میں ہو کہ تمام مال اُسکا فروخت کیا جاوے اور مزدوری کرائی جائے اور مزدوری اُسکے قرضو امون کو دیا جاوے اور ظاہر روایت میں ہمارے اصحاب سے اُس سے مزدوری نہ کرائی جائے مگر ایک روایت ابو یوسف رحمہ سے آئی ہو لیکن اگر اُس خود مزدوری کی تو نقد راس نہ کی روزی کے اُسکے اہل و عیال کے واسطے اُسکو دیا جائیگی اور باقی اُسکے قرضو امون کو دیا جائیگی اور بعض قاضی کہتے ہیں کہ اگر وہ شخص گرم ملک میں ہو اور گرمی ہو تو سولے اُسکے آزار کے باقی سب فروخت کیا جاوے اور سردی کی جگہ میں ہو تو بقدر اُسکے کہ سردی سے بچے باقی فروخت کیا جائے جسے کہ اُسکا جہ اور عامہ کے سوا سب فروخت کیا جائے اور بعض مشائخ نے کہا کہ ایک جوڑا کپڑا اُسکے واسطے چھوڑ دیا جاوے اور باقی فروخت کیا جائے اور اسی کو شمس اللہ رحمہ حلوائی نے اختیار کیا ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ دو جوڑے کپڑے اُسکے لیے چھوڑے جاوین کہ دوسرا نہا کر بدلے اور اسی کو شمس اللہ رحمہ سرخسی نے اختیار کیا ہو حسن نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر قاضی کے امین نے قرضدار کا اسباب قرضہ میں فروخت کیا اور اس نے قرضہ کیا اور وہ تلف ہو گیا پھر بیع مشتری سے استحقاق میں لی گئی تو مشتری قرضو اہ سے لیوے اور قرضو اہ قرضدار سے لیوے اور مشتری قرضدار سے نہیں لے سکتا ہو۔ قیدی کا دوسرے شخص کے واسطے قرضہ کا اقرار کرنا صحیح ہو مگر پہلے اُس سے قسم لی جائے کہ وہ اللہ یہ بطور تجلیہ کے نہیں ہو اور یہ قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہو اور اگر قیدی نے کسی چیز کے فروخت کا اقرار کیا تو مشتری سے اللہ تعالیٰ کی قسم لی جائیگی کہ میں نے اُس سے بطور بیع صحیح کے خریدا ہو اور اس نے دیدیا جائے اور بطور تجلیہ کے نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ قرضدار جو رت کا اس غرض سے نکاح نہ کیا جائے کہ اُسکے مہر سے قرضہ ادا کیا جائے یہ ملقط میں لکھا ہو۔ نوادر میں سابعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ ایک شخص تنگ دست ہو اور اس پر قرض ہو اور اسکا قرض ایک شخص بالدار پر ہو تو اس تنگ دست پر چرکھا جاوے گا کہ اپنے قرضہ کا مالدار پر تقاضا کرے پس اگر اُس نے تقاضا کر کے مالدار قرضدار کو قید کر لیا تو قاضی اس تنگ دست کو قید نہ کریگا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر تنگ دست کا قرض کسی پر ہو تو قاضی اُسکے قرضدار کو گرفتار کریگا اور اُسکا قرضہ وصول کر کے اُسکے قرضو امون کو ادا کر دے گا ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ اگر ایک شخص قرضہ کی بابت قید ہو اور مغلوم ہو کہ اسکا مال اس شہر میں نہیں ہو بلکہ دوسرے شہر میں ہو تو قرضو اہ سے کہا جاوے گا کہ اُسکو قید سے نکال کر اس سے ایک کفیل لے لے اور اس سے کہے کہ جا کر اپنا مال فروخت کر کے قرضو اہ کا قرضہ ادا کرے پس اگر اُسکو نکالا اور وہ نہ نکلا اور فروخت کرنے کو وہ مان نہ گیا تو قید کیا جائے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ واضح ہو کہ قید ہونے کے واسطے کچھ مقدار مال کی مقرر نہیں ہوتی کہ ایک روم اور اس سے کم میں قید ہو سکتا ہو کیونکہ اسکا نہ دینے والا بھی ظالم ہو یہ نہایہ میں مبسوط سے منقول ہو۔ اگر دونوں خصم نے قاضی کے سامنے آپس میں گالی گلوچ کی اور بے ادبی کی تو چاہیے کہ انکو قید کرے یا تعزیر کرے تاکہ پھر ایسی حرکت قاضی کے سامنے کوئی نہ کرے اور عفو کرنا بہتر ہو۔ اور اگر ایک نے ایسا کیا تو بدو دوسرے کی درخواست کے قاضی اُسکو تعزیر نہ دے لیکن اُسکو اس حرکت سے منع کرے۔ اگر ایک شخص کو گالی گلوچ کی دینا پس اگر ایک مرتبہ ایسا کیا تو سمجھا دیا جائے اور اگر عادت ہو تو بیٹھا جائے اور قید کیا جائے یہاں تک کہ اس حرکت کو چھوڑ دے

کذا فی المزانیہ

ستائیم سوال باب کس کس سبب کے ساتھ حکم قاضی رد کیا جاتا ہو اور کب نہیں رد ہوتا ہو۔ یہاں دو باتوں کا لحاظ واجب ہو ایک یہ کہ قضای قاضی اگر کسی سبب صحیح کے اعتماد پر واقع ہوئی پھر بعد کو وہ سبب باطل ہو گیا تو حکم قاضی باطل نہ

ہوگا۔ اور اگر ثابت ہو کہ اصل میں کوئی سبب نہ تھا لیکن ظاہر میں معلوم ہوتا تھا اور اسی بنا پر حکم ہوا تو یہی امام اعظم رحمہ اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے موافق حکم قاضی باطل ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے پہلے قول کے موافق اور یہی قول امام محمد رحمہ کا ہے کہ قضا باطل ہوگی دوسری بات یہ کہ اگر مشتری کے پاس بیعین استحقاق پیدا ہو تو پہلی بیع متوقف ہوتی ہو یعنی اگر سختی نے اجازت دی تو جائز ہو جاتی ہے اور پہلی بیع کا فسخ ہو جانا واجب نہیں ہے۔ امام محمد رحمہ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خریدی اور ہنوز اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ کسی آدمی نے اپنے استحقاق کے گواہ پیش کیے اور بائع اور مشتری دونوں سلسلے حاضر تھے اور قاضی نے باندی کا سختی کے واسطے حکم کیا۔ پھر بائع اور مشتری نے دعویٰ کیا کہ اس سختی نے یہ باندی اس بائع کے ہاتھ فروخت کی تھی اور اس کے ہر گز دی تھی پھر اس بائع نے مشتری کے ہاتھ فروخت کی تھی اور اس پر گواہ قائم کئے تو گواہی مقبول ہوگی۔ پس امام محمد رحمہ نے سختی کے لیے حکم ہونے کے واسطے بائع اور مشتری کا حاضر ہونا شرط کیا ہے اور یہ شرط لازمی ہے جسے اگر فقط بائع حاضر ہوا یا فقط مشتری حاضر ہوا تو قاضی سختی کو باندی نہ دلا دیکھا۔ اور اگر مشتری اور بائع کے پاس سختی سے خریدنے کے گواہ ہوئے اور مشتری نے بیع فسخ کر دینے کی قاضی سے درخواست کی تو قاضی منظور کر لیا۔ پھر اگر قاضی نے بیع فسخ کر دی اعدا ازان بائع نے سختی کے اور گواہ قائم کیے کہ میں نے سختی سے یہ باندی خریدی تھی اور مشتری کے ہاتھ فروخت کر کے سے پہلے خرید کر کے قبضہ کر لیا ہے تو قاضی وہ باندی بائع کو دلا دیکھا اور بائع کو اختیار ہوگا کہ مشتری کے ذمہ لازم کرے اور امام محمد رحمہ کا یہ قول کہ بائع نے سختی پر گواہ قائم کیے اس میں اشارہ ہے کہ ان کے مقبول ہونی کی شرط یہ ہے کہ سختی پر قائم ہوں اور اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کر لیا پھر گواہ پیش کر کے کسی نے اس کا استحقاق ثابت کیا تو سختی کے واسطے حکم کیا جائیگا اور صرف مشتری کا حاضر ہونا شرط ہے۔ اور ظاہر روایت کے موافق اگر مشتری نے فسخ بیع کی درخواست کی تو قاضی فسخ کر دیکھا اور مشتری بائع سے اپنا ثمن واپس لیا۔ پھر اگر اس کے بعد بائع نے سختی پر گواہ قائم کیے کہ میں نے مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اس کو سختی سے خرید لیا ہے تو قاضی وہ باندی بائع کو دلا دیکھا اور پہلا حکم قاضی باطل ہوگا جسے کہ بائع کو اختیار ہوگا کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے اور یہ امام ابو یوسف رحمہ کا پہلا قول ہے اور یہی قول امام محمد رحمہ کا ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک اور امام ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول کے موافق قضا قاضی باطل ہوگی اور نہ بائع مشتری کے ذمہ ڈال سکتا ہے۔ پھر امام محمد رحمہ کے نزدیک جب بائع کو پہنچتا ہے کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے اور بائع نے اس کا کیا تو آیا مشتری بھی اس کو بائع سے لے سکتا ہے یا نہیں اس صورت کو امام محمد رحمہ نے بیان ذکر نہ کیا اور مشائخ نے فرمایا کہ اس کو یہ اختیار نہ ہونا چاہیے اور اسی باب میں امام محمد رحمہ نے آگے جا کر یہی اشارہ کیا ہے۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قاضی نے بیع فسخ کر دی ہو اور اگر صرف بائع اور مشتری نے باہم ملکر بیع فسخ کر لی جبکہ باندی مشتری کے پاس سے استحقاق میں لے لی گئی پھر بائع نے سختی پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اس کو باندی دلا دی تو بلا اختلاف بائع کو اختیار نہیں ہے کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے۔ اور اگر استحقاق پیدا ہوئے کے بعد مشتری نے چاہا کہ بدولت حکم قاضی دہلا دیا مندی بائع کے بیع فسخ کرنے کو اس کو یہ اختیار نہیں ہو پس مذہب یہ قرار پا کہ یہاں بیع صحیح ہونے کے واسطے قاضی کا حکم یا بائع کی رضامندی ضرور ہے۔ اگر استحقاق ثابت ہونے کے بعد مشتری نے قاضی سے بیع فسخ کی درخواست نہ کی لیکن بائع نے ثمن واپس کرنا چاہا اور اس نے پھر بائع سے موافق مذکورہ بالا کے گواہ قائم کیے اور باندی سختی سے لے لی تو اس کو اختیار نہ ہوگا کہ مشتری کے ذمہ ڈالے اور اگر مشتری کے کہنے سے بائع نے ثمن اس کو نہ دیا یہاں تک کہ دونوں نے قاضی کے پاس جھگڑا کیا اور قاضی نے بیع فسخ کر کے بائع کو حکم دیا کہ ثمن مشتری کو واپس کرے پھر ہنوز مشتری نے ثمن لے لیا تھا یا نہ لیا تھا کہ بائع نے موافق مذکورہ بالا کے سختی پر گواہ قائم کر کے باندی لے لی تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اور امام ابو یوسف رحمہ کے قول اول کے

۲
پھر ان میں سے کوئی ایک بائع کو نہ دیکھا جائے
بالاخر قاضی نے سختی سے سختی کو دلا دیکھا
سختی کو دلا دیکھا

موافق مشتری کے ذمہ ڈال سکتا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام سو دنیا کو خریدا اور قبضہ کر کے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور اسے قبضہ کر لیا پھر کسی سے دوسرے مشتری پر غلام کا انتقال ثابت کیا پھر دوسرے مشتری نے سختی پر گواہ قائم کیے کہ اسے غلام اتنے دنوں کو پہلے بائع کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور اس کے سپرد کر دیا تھا اور بائع اول نے پہلے بائع کے ہاتھ فروخت کیا اور سپرد کر دیا تو ظاہر روایت کے موافق اس کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر دوسرے مشتری نے گواہ نہ قائم کیے لیکن جھگڑا کر کے پہلے بائع سے اپنا ثمن حکم قاضی سے لے لیا پھر پہلے مشتری نے گواہ قائم کیے کہ سختی نے اس کو بائع اول کے ہاتھ فروخت کر کے سپرد کر دیا تھا اس کے بعد میں نے اس سے خرید لیا اور حکم قاضی سے وہ غلام سختی سے لیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے پہلے قول پر اس کو اختیار ہو کہ مشتری ثانی کے ذمہ لازم کرے اور امام احمد رحمہ اللہ کے قول پر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے دوسرے قول پر اس کو اختیار نہیں ہو اور اگر مشتری اول نے گواہ نہ پاسے اور پہلے بائع اول سے قاضی کے حکم سے ثمن واپس لیا پھر بائع اول نے سختی پر گواہ قائم کیے اور موافق مذکور بالا کے غلام اس سے لے لیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے پہلے قول پر اس کو اختیار ہو کہ غلام پہلے مشتری کے ذمہ ڈالے اور ذکر کیا گیا ہو کہ مشتری اول کو امام محمد رحمہ اللہ کے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اول قول کے موافق اختیار نہیں ہو کہ دوسرے مشتری کے ذمہ ڈالے ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور قبضہ کر کے ثمن ادا کیا پھر ایک حقدار آیا اور گواہ قائم کیے کہ مشتری کے ہاتھ سے اسے قاضی کے حکم سے وہ غلام لے لیا پھر مشتری نے سختی پر گواہ قائم کیے کہ جس بائع سے میں نے خریدا ہو اس کو اس سختی نے اس غلام کے بیچنے کا حکم کیا تھا یعنی اس کو وکیل کیا تھا اور اسے اس کے حکم سے بیچا ہو تو گواہ مقبول ہو گئے۔ اور اگر اسے گواہ نہ قائم کیے اور بائع سے اپنا ثمن واپس لینا چاہا اور قاضی نے واپس کر دینے کا حکم کیا پھر بائع نے سختی پر گواہ قائم کیے کہ اسے مجھے اس غلام کے فروخت کرنے کا حکم کیا تھا اس کے بعد میں نے مشتری کے ہاتھ فروخت کیا ہو تو دیکھا جاوے گا کہ جو اسے سختی کو دیا ہو وہی ہو جو اسے سختی سے لیا ہو یا اس کو رکھ لیا اور اس کے مثل دیا ہو یا جو لیا ہو اس کو ضائع کیا اور اس کے مثل ضمان میں دیا ہو تو اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی اور اگر ثمن وکیل کے پاس تلف ہوا اور وکیل نے مشتری کو اس کے مثل اپنے مال سے دیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی پس جب اس کی گواہی مقبول ہوگئی تو جو مال اسے مشتری کو دیا ہو پھر بیگا اور اور سختی سے غلام لیکر مشتری کو دیدیگا اور یہ امام محمد رحمہ اللہ کے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے پہلے قول کے موافق ہو۔ اور اگر مشتری نے یہ غلام دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس کے پاس سے سختی نے لیا اور اسے قاضی کے حکم سے اپنا ثمن مشتری اول سے واپس لیا پھر مشتری اول نے گواہ قائم کیے کہ سختی نے بائع اول کو بیع کا حکم کیا تھا تو گواہ مقبول ہو گئے اور سختی سے وہ غلام لیکر دوسرے مشتری کے ذمہ ڈالے گا اور یہ امام محمد رحمہ اللہ کے اور ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول یا خبر کے موافق ہو۔ اور اگر پہلے مشتری نے اس پر گواہ نہ پاسے لیکن اپنے بائع سے اپنا ثمن خواہ حکم قاضی سے یا بلا حکم قاضی کے واپس لیا پھر بائع اول نے سختی پر اس کے حکم دینے کے گواہ قائم کیے تو اس میں وہی صورتیں محکماتی ہیں جو ہم نے پہلے مسئلہ میں بیان کی ہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے ایک باندی ابو جہز ہزار درہم میں خریدی اور یہ ہزار درہم مرتن کے اُس پر اتنے تھے اور مرتن نے باندی پر قبضہ کر لیا پھر بلا اجازت مرتن کے رہا اس نے وہ باندی لیکر کسی کے ہاتھ فروخت کر کے اس کے سپرد کر دی پھر مرتن نے اس کے رہنے پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہو گئے اور آیا مرتن اس بیع کو فسخ کر سکتا ہو یا نہیں اس میں امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ فسخ کر سکتا ہو اور صحیح یہ ہو کہ فسخ نہیں کر سکتا ہو۔ لیکن مشتری کو اختیار ہو کہ جائے بیع فسخ کرے یا اس قدر صبر کرے کہ رہا اس فسخ رہا اس کے اس وقت مشتری باندی کو لے لے۔ پس اگر مشتری نے عقد کا فسخ کرنا اختیار کیا اور قاضی نے عقد فسخ کر کے ثمن بائع سے اس کو دلایا پھر بائع نے مرتن کو زبردستی دیدیا اور باندی لے لی تو اس کو اختیار نہیں ہو کہ مشتری کے ذمہ ڈالے۔ اور اگر رہا اس نے زبردستی ادا کر دیا تھا اور باندی لیکر اس مشتری کے ہاتھ فروخت

کی پھر مرتن نے زہر بہن وصول پانے سے انکار کیا اور قاضی نے اُسکے پاس بانڈی بہن ہونے کا حکم دیدیا اور مشتری نے قاضی سے
فسخ بیع کی درخواست کی اور قاضی نے فسخ کے ضمن اُسکو دلا دیا پھر بائع نے گواہ قائم کیے کہ میں نے زہر بہن ادا کر کے بانڈی پھر کر مشتری
کے ہاتھ فروخت کی تھی اور قاضی کے حکم سے بانڈی مرتن سے لی اور چاہا کہ مشتری کے ذمہ ڈالے تو کتاب کے بعض نسخوں میں لکھا ہے
کہ اگر مشتری نے بہنو ز بانڈی پر قبضہ نہ کیا تھا کہ استحقاق نے استحقاق ثابت کر کے بانڈی لے لی تو اب بائع اُسکے ذمہ نہیں ڈال سکتا، سو
اور اگر مشتری نے قبضہ کر لیا تھا تو امام محمد رحمہ کے اور امام ابو یوسف رحمہ کے پہلے قول کے موافق اُسکے ذمہ ڈال سکتا ہو بخلاف قول
امام اعظم رحمہ کے اور دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ کے۔ اور بعض نسخوں میں لکھا ہے کہ اُسکو اختیار ہے کہ مشتری کے ذمہ ڈالے
اور اس میں کوئی تفصیل موافق قول امام محمد اور پہلے قول امام ابو یوسف رحمہ کے نہیں فرمائی اور یہی صحیح ہو کذا فی الملتقط۔

اٹھا کیسوان باب گواہی قائم ہونے کے بعد قاضی کے حکم لینے سے پہلے کسی امر کے حادث ہونے کے بیان میں۔ امام محمد رحمہ نے جامع میں فرمایا کہ ایک غلام زید کے قبضہ میں تھا پھر عمر دیا اور دعویٰ کیا کہ میرا غلام ہے اور زید نے انکار کیا پھر عمر گواہ لائے گیا پھر زید نے خالد کے ہاتھ وہ غلام چمکے پھر کہ دیا پھر خالد نے زید کے پاس سے ودیعت رکھا اور غائب ہو گیا پھر عمر زید کو قاضی کے پاس اپنی حق کے گواہ سنانے کو لایا پس اس مسئلہ کی کسی صورت میں یمن یا تو قاضی کو زید کے فروخت کر لینے کی خبر ہوئی یا خبر نہ ہوئی لیکن مدعی نے اسکا اقرار کیا اور ان دونوں صورتوں میں عمر کو زید کے ساتھ خصومت کا حق نہ رہا اور ایسے ہی اگر زید نے گواہ پیش کیے کہ عمر نے بیع واقع ہو نیکا اقرار کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر اس میں سے کوئی بات نہ ہوئی لیکن زید نے اپنے فعل پر گواہ قائم کیے اور بیان کیا کہ مقدمہ پیش ہونے کے بعد فروخت کر کے میں نے خالد کی ودیعت میں یہ غلام اپنے پاس کھا ہوا تو قاضی اس کے گواہوں کی سماعت نہ کر گیا اور خصومت سے اسکا پیچھا نہ چھوڑا اور جب پیچھا نہ چھوڑا اور قاضی نے عمر کے گواہوں پر اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو پھر اگر مشتری اس کے بعد آیا اور اپنے خریدنے کے گواہ سنانے تو سماعت نہ ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے اور اس صورت میں اگر بچا بیع کے بہرہ یا صدقہ کیا اور قبضہ ہو گیا تو مثل بیع کے ہو یہ کبریٰ میں لکھا ہے۔ اور اگر قاضی نے ہنور مدعی کے گواہوں پر حکم نہ کیا تھا کہ مشتری حاضر ہو گیا اور زید نے غلام اس کے حوالہ کیا تو قاضی مشتری کو مدعی کا مدعا علیہ بنایا اور مدعی کو دوبارہ گواہ سنانے کی تکلیف بنایا اور اگر قاضی نے مشتری پر مدعی کی ڈگری کر دی تو جو بیع مشتری اور زید میں واقع ہوئی تھی باطل ہو جائیگی اور مشتری اپنا ضمن زید سے واپس لیگا۔ اور اسی طرح اگر زید پر ایک گواہ نے گواہی دی تھی پھر مشتری آگیا اور اسے غلام اس کے حوالہ کر دیا پھر مدعی نے دوسرا گواہ مشتری پر قائم کیا تو گواہوں کی گواہی پر غلام اس کو دلا یا جائیگا اور پہلے گواہ کے دوبارہ سنانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر زید نے وہ غلام مشتری کے ہاتھ فروخت کر کے اس کے سپرد نہ کیا تھا کہ مدعی آگیا اور زید نے گواہ پیش کیے کہ میں نے یہ غلام خالد کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے اور سپرد نہیں کیا ہے تو زید کے گواہوں کی سماعت نہ ہوگی جیسا کہ پہلی صورت میں جیسا نے فروخت کرنے اور سپرد کرنے اور ودیعت رکھنے میں گواہ پیش کیے تھے سماعت نہیں ہوئی تھی۔ امام محمد رحمہ نے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص کے پاس غلام تھا پھر دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے میں نے اسی مدعا علیہ سے اس کو خرید لیا ہے اور ہزار درہم میں اس کو دیدیے ہیں اور پھر گواہ قائم کر دیے اور قاضی نے کہا کہ یہ غلام فلاں شخص کا ہے کہ اس نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو خصومت سے اسکا چھوڑا کہ انہو کا اور مدعی کو غلام اپنے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر ہنوز قاضی نے مدعی کی ڈگری نہ کی تھی کہ وہ شخص جس کے غلام ہونیکا مدعا علیہ نے قول کیا ہے حاضر ہوا اور اسے مدعا علیہ کے قول کی تصدیق کی تو قاضی مدعا علیہ سے کہیگا کہ غلام اس شخص کے سپرد کرے پھر مدعی کی ڈگری اس شخص پر کر دیگا اور دوبارہ گواہ سنانے کی تکلیف مدعی کو نہ دیگا اور اگر مدعی نے کہا کہ میں اس شخص پر دوبارہ گواہ قائم کر کے

خاص شخص کا غلام ہو تو قاضی اس شخص کو دلا دیا گیا پھر جب گواہوں کی عدالت ثابت ہو جائے تو دونوں میں آدھا آدھا قسم کر دیا اور چاہیے تھا کہ تمام غلام اس شخص کو دلا دیا جادے جسکے لیے قاضی نے اقرار نہیں کیا تھا کیونکہ وہ اسکی ملک ہو گیا تھا اور گواہی اسی پر پیش ہوئی ہو اور اسپر تیس کیا جائے کہ اگر گواہ قائم ہونے سے پہلے قاضی نے کسی کے واسطے اقرار کیا ہو پھر ایک نے گواہ قائم کیے تو تمام غلام اسکو دیا گیا جسکے واسطے قاضی نے اقرار نہیں کیا ہو پس ایسا ہی بیان بھی ہونا چاہیے اور جواب یہ ہو کہ گواہی قائم ہونے سے پہلے اور بعد میں فرق ہو پس جب اقرار گواہ قائم ہونے کے بعد ہو تو گواہوں کی عدالت ظاہر ہونے پر بخلاف قبل اقرار کے ظاہر ہوگا تو ثابت ہوگا کہ اقرار باطل تھا کیونکہ غیر مالک سے صادر ہوا اور اسکے بعد ان سے تصدیق باطل ہوئی پس اسکا وجود و عدم برابر ہو اسواسطے دونوں میں مساوات رکھی جائیگی۔ اگر ہر ایک نے دونوں مدعون میں سے ایک ایک گواہ پیش کیا پھر قاضی نے ایک کے واسطے غلام کا اقرار کیا تو غلام اسکے سپرد کر دیا جائیگا اور ہر ایک کا گواہ بیکار نہ ہوگا پھر اگر اس شخص نے جسکے واسطے اقرار نہیں ہوا دوسرا گواہ پیش کیا تو غلام اسکی ہوگا اور اگر منہور غلام اسکی ملکیت ہو نہ کا حکم ہوا ہو کہ دوسرے مدعی نے جسکے واسطے غلام کا اقرار ہوا دوسرا گواہ پیش کیا تو غلام دونوں میں تقسیم ہوگا لیکن اگر اس شخص نے جسکے واسطے غلام کا اقرار نہیں ہوا دوسرا گواہ پیش کیا تو غلام دونوں میں تقسیم ہوگا کہ میں اپنا ہر ایک گواہ دوبارہ پیش کرتا ہوں اور دونوں کو ایک ساتھ پیش کرتا ہوں تو تمام غلام اسکو دلا دیا جائیگا اور اگر اس شخص نے جسکے واسطے غلام کا اقرار نہیں ہوا ہو یونکہ کہا کہ میرا دوسرا گواہ مر گیا یا غائب ہو تو اس سے کہا جائیگا کہ لا دوسرا گواہ پیش کر تمام غلام وہ تجھے دلا دیا جائیگا پس اگر اس نے دوسرا گواہ پیش کیا تو پہلے کے ساتھ ملا کر تمام غلام اسے دلا دیا جائیگا لیکن اگر اس نے جسکے واسطے غلام کا اقرار کیا گیا ہو دوسرا گواہ پیش کیا یا مستقل گواہ دلا یا تو غلام دونوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک غلام زید کے قبضہ میں تھا اسپر بکر اور خالد دو شخصوں نے گواہی پیش کی کہ ہر ایک مدعی تھا کہ میرا غلام برہین نے اسکو زید کے پاس ودیعت رکھا ہو اور زید افکار کر رہا تھا یا چپ تھا اور ہر ایک کے واسطے آدھ غلام کا حکم دیا گیا پھر اگر کر یا خالد نے وہی گواہ دوسرے پر پیش کیے کہ یہ غلام میرا ہی تو اس گواہی پر قاضی حکم نہ دیا اور کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اگر ایک کے گواہوں کی تعدیل ہوئی اور دوسرے کی نہ ہوئی یا دوسرے نے کوئی گواہی قائم نہ کیا یا ایک ہی گواہ قائم کیا اور غلام اس شخص کو دلا دیا گیا جسکے گواہوں کی تعدیل ہوئی ہو پھر دوسرا بھی دو گواہ عادل لایا تو اسکے لیے حکم کیا جائیگا کہ غلام لے لے۔ اور اگر خالد نے مثلاً گواہ قائم کیے اور منہور اسکے گواہوں کی تعدیل نہ ہوئی تھی یہاں تک کہ زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام بکر کا ہو اس نے میرے پاس ودیعت رکھا ہو پھر قاضی نے وہ غلام بکر کو دلا دیا پھر خالد کے گواہوں کی تعدیل ہوئی اور خالد نے وہ غلام بکر سے لے لیا پھر بکر نے گواہ عادل پیش کیے کہ یہ میرا غلام بکر میں نے اسکو زید کے پاس ودیعت رکھا تھا تو اسکے گواہ قبول ہو گئے اور غلام اسکو دلا دیا جائیگا۔ پھر اگر خالد نے کہا کہ میرے گواہ دوبارہ سننے جاوین اور میں بکر پر قائم کرتا ہوں تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر اس نے بکر کے واسطے حکم دیدینے کے بعد پیش کرنا چاہیے تو سماعت نہ ہوگی اور اگر بکر کے گواہوں کے اوپر حکم دینے سے پہلے پیش کرنا چاہیے تو اسکے گواہوں کی سماعت ہوگی

لذانی الحسیط

۱۶۹

تیسواں باب ان شخصوں کے بیان میں جنگا حاضر ہونا ضرورت اور گواہوں کی سماعت میں شرط ہو اور اسکے قاضی اور اسکے متعلقات کے بیان میں۔ امام محمد نے فرمایا اگر کوئی غلام اپنے مشتری کے پاس سے ملک مطلق کا استحقاق ثابت کر کے قاضی کے حکم سے لے لیا گیا یعنی سختی نے اپنا استحقاق ثابت کیا اور کہا کہ میری ملکیت ہو اور عادل گواہوں

ہر قاضی نے اُسکو دلوایا اور مشتری کے اتھ سے نکل گیا اور مشتری نے اپنے ہاتھ سے من واپس کرنا چاہا اور بائع نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام میری ملکیت میں میری باندی سے پیدا ہوا ہو اور مستحق کو قاضی نے ناحق دلوایا ہو اور تو مجھے من واپس نہیں لے سکتا ہو تو بائع کے گواہ مقبول ہو گئے بشرطیکہ اُسے مستحق کے سامنے پیش کیے ہوں کذا فی الملتقط اور اسی طرح اگر بائع نے گواہ پیش کیے ہوں کہ یہ غلام میرے ہاتھ کی ملکیت میں اُسکی باندی سے پیدا ہوا ہو تو بھی گواہ مقبول ہو گئے بشرطیکہ مستحق کے سامنے ہوا و اگر کوئی اعتراض کرے کہ ان صورتوں میں بائع کے گواہ کیونکر مقبول ہو گئے کیونکہ یہ بات ثابت ہوئی ہو کہ جب قاضی ہر کسی کے لیے ملک مطلق کا حکم جاری ہو تو یہ حکم اُسپر واقع ہوتا ہو جسکی طرف سے قابض نے ملکیت حاصل کی ہو اور بیان مشتری نے بائع کی طرف سے حاصل کی تھی تو حکم بائع پر بھی جاری رہا پس اُسکی گواہی کیونکر مقبول ہوئی اور خلاصہ جواب یہ ہو کہ بائع نے ملک مطلق کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ اپنی ملک میں پیدا ہونیکا مدعی ہو اور اُسپر حکم ملک مطلق کا ہوا ہو نہ ملک میں پیدا ہونیکا پس دوسری جہت سے اُسکی دلیل مقبول ہوگی اور اسکی طرف سے کبر میں اشارہ ہو۔ پھر امام محمد رحمہ نے اس گواہی کے مقبول ہونے میں سختی کا حاضر ہونا شرط کیا ہو اور بیضے مشائخ نے کہا کہ یہ شرط نہیں ہو اور ایسا ہی فہم الائمہ مشرعی سے منقول ہو اور بعضوں نے کہا کہ شرط ہو جیسا امام محمد رحمہ نے اشارہ کیا ہو اور ذخیرہ میں لکھا ہو کہ امام محمد رحمہ کے قیاس اور ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول پر شرط ہو اور امام اعظم رحمہ کے قول اور ابو یوسف رحمہ کے پہلے قول پر شرط نہیں ہو اور یہ قول اظہر ہو۔ اور جو چیز اجرت پر دی گئی انہیں اجرت پر لینے والے اور دینے والے کا حاضر ہونا شرط ہو کیونکہ اجرت پر دینے والے کی ملکیت ہو اور لینے والا قابض ہو اور اسی طرح دعویٰ میں رہن اور مہتمن کا موجود ہونا چاہیے کیونکہ رہن مالک ہو اور مہتمن قابض ہو۔ اور اگر شفیع نے شفیع سے لینا چاہا اور مشتری نے ہنوز قبضہ نہیں کیا ہو تو بائع اور مشتری کا حاضر ہونا حکم شفیع کے واسطے ضرور ہو۔ اور اگر مستعار چیز کو کسی نے استحقاق ثابت کر کے لینا چاہا تو عاریت پر دینے والے اور لینے والے کا حاضر ہونا چاہیے اور زمین کے دعویٰ میں کاشتکاروں کا حاضر ہونا شرط ہو لیکن مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا شرط ہو اور بعضوں نے کہا کہ شرط نہیں ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر دانہ بیج کا اٹکا ہو تو شرط ہو اور اگر مالک زمین کا ہو تو شرط نہیں ہو۔ اگر ایک شخص نے کسی عورت کے ساتھ نکاح کا دعویٰ کیا اور اُسکا شوہر دوسرا شخص تھا بہرین موجود ہو تو دعویٰ اور گواہی کے سننے میں اُسکا حاضر ہونا شرط ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا اور ایسی چیز بن چھوڑی جو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتی ہیں یعنی مال منقولہ ہیں اور اُسپر اسقدر قرض ہو کہ تمام ترکہ امین گھر ہوا ہو اور اُسکا کوئی وارث یا وصی نہیں ہو تو قاضی اُسکا ایک وصی مقرر کرے گا کہ اُسکا ترکہ فروخت کرے اور وصی مقرر کرنے کے واسطے ترکہ کا سامنے ہونا ضرور نہیں ہو اور ترکہ ثابت کرنے کے واسطے بعضوں نے کہا کہ ترکہ سامنے ہو اور بعضوں نے یہ شرط نہیں لگائی ہو اگر قیدی کے مفلس ہونے کے گواہ قائم ہوئے تو قرضخواہ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو لیکن اگر قرضخواہ یا اُسکا وکیل حاضر ہو تو قاضی اُسکے سامنے رہا کرے گا اور اگر حاضر نہ ہو تو کفیل لیکر رہا کرے گا۔ اور اگر ایسا نابالغ ہو کہ جسکو تصرفات سے منع کیا گیا ہو اُسپر کسی نے دعویٰ کیا اور اُسکا وصی موجود ہو تو ایسے نابالغ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو ایسا ہی شیخ الاسلام نے شرح کتاب القیمۃ میں بتائیں لکھا ہو اور دعویٰ کے دین ہونے یا عین ہونے میں یا یہ دین وصی کے کرنے سے پیدا ہوا ہو یا نہیں عین کوئی تفصیل نہیں بیان فرمائی اور اجناس ناطقی میں ہو کہ اگر یہ قرضہ اسی وصی کے فضل سے پیدا ہوا ہو تو نابالغ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو اور مصنف رحمہ نے ادب القاضی میں لکھا ہو کہ اگر نابالغ مجبور پر دعویٰ ہو واپس اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو نابالغ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہوں اور وہ جس چیز کا دعویٰ کرتا ہو اُسکے تلف کر لینے کا دعویٰ

۵۱۴
کتاب القیمۃ میں بیان فرمایا ہے کہ اگر نابالغ مجبور پر دعویٰ ہو تو نابالغ کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے

کرتا ہو تو وہ نابالغ کو حاضر کر سکتا ہو، لیکن اس کے ساتھ اسکا باپ و بیگنا تاکہ اگر نابالغ کے ذمہ کچھ لازم آوے تو اس کے حکم سے باپ و بیگنا اور کتاب الاقصیٰ میں ہو کہ دعویٰ میں نابالغ کا حاضر کرنا شرط ہو اور بعضے مشائخ نے یہ شرط لگائی ہو خواہ نابالغ مدعی ہو یا مدعی ہو اور بعضے مشائخ نے اس سے انکار کیا ہو۔ اگر نابالغ کا کوئی وصی ہو اور مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ اُسکی طرف سے وصی مقرر کرے تو قاضی منظور کریگا۔ اور وصی مقرر کرنے کے وقت اشارہ کے واسطے نابالغ کا حاضر ہونا شرط ہو اور ہمارے زمانہ کے بعضے مشائخ نے انکار کیا اور کہا کہ اگر نابالغ جو ملے میں ہو تو بھی حاضر کرنا شرط ہو کہ مجلس حکم میں حاضر ہووے اور پہلا قول اقرب الی الصواب و مشبہ بالنقص ہو کذا فی المحیط۔ اگر دعویٰ کسی مریض پر یا پردہ نشین عورت پر واقع ہو تو دونوں کا حاضر کرنا شرط نہیں ہو کذا فی الذخیرہ۔ ماذون کبیر میں ہو کہ اگر غلام تاجر پر تجارت کا قرضہ ہو گیا اور قرضہ اہوں نے درخواست کی کہ یہ فروخت کیا جاوے تو قاضی بدون اس کے مالک کی موجودگی کے فروخت نہ کریگا اور بھی ماذون کبیر میں لکھا ہو کہ اگر دو گواہوں نے غلام تاجر پر گواہی دی کہ اس نے کچھ غصب کر لیا ہو یا ودیعت کو تلف کیا ہو اور غلام نے انکار کیا یا گواہوں نے کہا کہ اپنے غصب یا ودیعت کا مطرح اقرار کیا ہو یا خرید یا فروخت یا اجارہ کی گواہی دی اور غلام نے انکار کیا اور اسکا مالک حاضر نہیں ہو تو گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی اور مالک کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو اور اگر بچا سے غلام تاجر کے وہ غلام ہو جسکو تصرف کرنے سے اس کے مالک نے منع کر دیا ہو اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے مال تلف کر دیا ہو یا کچھ غصب کر لیا ہو اور غلام نے انکار کیا تو یہ گواہی بدون مالک کی موجودگی کے مقبول نہوگی اور امام محمد نے جو اس مسئلہ میں فرمایا ہو کہ یہ گواہی مقبول نہوگی اس کے یہ معنی ہیں کہ مولیٰ غلام کے فروخت کرنے کو نہ کہا جائیگا لیکن غلام کے حق میں مقبول ہوگی حتیٰ کہ وہ بعد آزادی کے پکڑا جائیگا۔ اگر مالک غلام کے ساتھ موجود ہو پس اگر مدعی نے مال تلف کرنے یا غصب کا دعویٰ کیا تو قاضی یہ حکم مالک پر دیگا اور اگر ودیعت تلف کرنے یا کوئی اسباب بفسد کرنے کا دعویٰ ایسے غلام پر کیا جسکو مالک نے تصرف سے منع کیا ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قاضی اس گواہی کی سماعت نہ کریگا یعنی مالک پر سماعت نہ کریگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا کہ مالک پر سماعت کریگا اور چونکہ نابالغ ایسا ہو کہ اس کے باپ نے یا وصی نے تجارت کی اجازت دی ہو وہ بمنزلہ اس غلام کے ہو جسکو اس کے مالک نے تجارت کی اجازت نہ دی ہو اور اگر ایسے غلام پر جسکو تجارت کی اجازت ہو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے قتل کیا ہو یا کسی عورت کو زنا کی تہمت لگائی ہو یا زنا کیا ہو یا شراب پی ہو اور غلام اس سے انکار کرتا ہو پس اگر اسکا مالک موجود ہو تو غلام پر بلا اختلاف اس گواہی پر حکم دیا جائیگا اور اگر غلام موجود ہو اور مالک حاضر نہیں ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قاضی اس پر کچھ حکم نہ دیگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک حد اور قصاص کا حکم دیگا جیسا تجارت کی اجازت سے پہلے اگر گواہی قائم ہو تو حکم دیا جاتا ہو اگر گواہوں نے غلام کے اقرار کرنے کی گواہی دی پس اگر ایسے حدود کے اقرار کی گواہی دی جو خالص العتعالے کی ہیں جیسے زنا اور شراب خواری تو بالا جماع یہ گواہی مقبول نہوگی اور اگر تہمت لگانے یا عداقت کرنے کے اقرار پر گواہی دی تو مالک کی موجودگی میں مقبول ہوگی اور قصاص اور حد کا حکم دیا جائیگا اور اگر مالک موجود نہ ہو تو مسئلہ میں ویسا ہی اختلاف ہو جو مذکور ہو اگرچہ غلام کے اقرار کرنے کی گواہی گندری ہو۔ اگر کوئی لڑکا ہو کہ جسکو اجازت دیدی گئی ہو یا کم قتل ہو کہ جسکو تصرف کی اجازت ہو اور اس پر گواہوں نے عداقت کرنے یا زنا کی تہمت لگانے یا شراب پینے یا زنا کرنے کی گواہی دی تو سولے قتل کے باقی میں گواہی مقبول نہوگی خواہ اجازت دینے والا اس نے موجود ہو یا حاضر نہ ہو اور اگر خطا سے قتل کرنے کی گواہی دی پس اگر اجازت دینے والا حاضر ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور مددگار ببادری پر دیت دینے کا حکم دیا جائیگا اور اگر اجازت دینے والا غائب ہو

تو یہ گواہی مقبول نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ اگر اسکے گواہ قائم ہوں کہ لڑکے یا کم عقل نے سہڑا یا خط سے کسی کو قتل کیا ہو پس اگر اجازت دینے والا حاضر ہو تو گواہی قبول کیجاوگی اور مردوگ را برادری پر دیت کا حکم کیا جاویگا اور اگر غائب ہو تو قبول نہ ہوگی۔ اور اگر گواہ بچہ لڑکے یا کم عقل کے اقرار پر گواہی دی کہ ان چیزوں میں سے کسی جرم کا اقرار کیا ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی نہ اجازت دینے والا حاضر ہو یا غائب ہو۔ اور اگر کسی غلام پر کہ جسکو اجازت ہو گواہی دی کہ شے درم یا زیادہ چوڑے میں اور وہ انکار کرتا ہو پس اگر اسکا مالک حاضر ہو تو گواہی مقبول اور بالاجرا اسکا ماتہ کاٹا جائیگا اور چوری کا مال اگر اسے تلف کر دیا تو اسکی ضمانت مالک کو دینی ہوگی اور اگر موجود ہو تو واپس کیا جائے۔ اور اگر مالک غائب ہو تو امام عظمیٰ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ماتہ نہ کاٹا جائیگا اور مال سسر قہ کی ضمانت دیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ماتہ کاٹنے کا حکم دیا جائیگا۔ اور اگر گواہوں نے درم سے کم چوری کرنے کی گواہی دی تو قاضی مال دلانے کا حکم دیگا اور ماتہ کاٹنے کا حکم نہ دیگا خواہ مالک حاضر ہو یا غائب ہو اور اگر مازدون کے درم چوری کرنے کے اقرار پر گواہی دی اور مولیٰ غائب ہو تو امام عظمیٰ و محمد رحمہ کے نزدیک غلام مالک کا حکم دیگا اور ماتہ کاٹنے کا حکم نہ دیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک قطع کا حکم دیکر اگر یہ مالک غائب ہو اور اگر کسی ایسے غلام پر درم یا زیادہ کی چوری کی گواہی دی جسکو مولیٰ نے تصرف سے منع کیا تھا پس اگر اسکا مالک غائب ہو تو قاضی کچھ حکم نہ دیگا نہ مال دینے کا نہ ماتہ کاٹنے کا اور یہ امام عظمیٰ و محمد رحمہ کے نزدیک ہو اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ غلام مجھ سے اقرار کیا ہو کہ شے چوری کی پس اگر مالک اسکا حاضر نہیں ہو تو قاضی اس گواہی کو قبول نہ کرے گا اور اگر حاضر ہو تو گواہی کی سماعت لک پر ہوگی یعنی غلام کا ماتہ نہ کاٹا جائیگا اور چوری کے مال کے عوض مالک سے اس کے خزانہ کرے نہ کامو خذہ نہ کیا جائیگا لیکن غلام سے آزاد ہونے کے بعد مواخذہ کیا جائیگا کذا فی الجملہ

باب قاضی کے دمی اور قیام مقرر کرنے اور قاضی کے پاس وصیت ثابت کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص

مرگیا اور اسی شہر میں مال چھوڑا جہاں مراہو اور اسکے وارث دوسرے شہر میں ہیں پھر میت پر شہر کے لوگوں نے حقوق کا دعویٰ کیا تو قاضی کو اسکی طرف سے وصی مقرر کرنے کے باب میں خصاف رحمہ نے ذکر کیا ہو کہ اگر اس شہر اور اس شہر میں القطاع ہو یعنی اکثر قافلہ بیان سے وہاں نہ جاتا ہو اور نہ وہاں سے یہاں آتا ہو تو قاضی میت کی طرف سے وصی مقرر کرے گا کذا فی الذخیرہ اور اگر اس طرح کا انقطاع نہ ہو تو نہ مقرر کرے گا کذا فی البرزازیہ خصاف رحمہ نے ذکر کیا ہو کہ اگر ایک شخص مرگیا اور اسنے چھوٹی اور بڑی اولاد چھوڑی اور لوگوں نے اسپر قرضہ کا دعویٰ کیا تو قاضی اسکے مال کے واسطے وصی مقرر کرے گا اور شمس اللہ حلوانی نے فرمایا کہ قاضی تین جگہ مال میت کے واسطے وصی مقرر کرے گا ایک یہ کہ میت پر قرضہ ہو یا وارث چھوٹے ہوں یا میت نے کچھ وصیتیں کی ہوں تو وصیتوں کے نافذ کرنے کے واسطے وصی مقرر کرے پس انجین جگہوں میں قاضی وصی مقرر کرے اور لنگے ماسوا مقرر نہ کرے اور ظاہر ہے کہ اسکے مخالف ہو جو خصاف رحمہ نے ادب القاضی میں لکھا ہو لیکن مخالف نہیں ہو ایسے کہ شمس اللہ کی مراد یہ ہو کہ اولے قرض کے واسطے وصی مقرر کرے اور خصاف رحمہ کی مراد یہ ہو کہ اثبات قرض کے واسطے وصی مقرر کرے۔ اور اگر ایک شخص مرگیا اور اسنے عروض عقار چھوڑا اور اسپر چند قرضے ہیں اور اسکے وارث بڑے ہیں اور وارثوں نے ترکہ فروخت کرنے اور قرض ادا کرنے سے انکار کیا اور قرضخواہ سے کہا کہ ہم نے ترکہ نبھے سونپا اب تو جان اور تیرا کام ہیں آیا قاضی اسکی طرف سے وصی مقرر کرے یا نہیں بعضوں نے کہا کہ مقرر کرے گا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں اور وارثوں کو حکم دیگا کہ ترکہ فروخت کریں پس اگر انھوں نے انکار کیا تو قید کرے گا تاکہ فروخت کریں اور اگر قید کرنے سے بھی فروخت نہ کیا تو خود فروخت کرے گا یا وصی مقرر کرے گا کہ قرض بقدر ممکن ادا ہو جائے اور اگر قاضی نے یہیوں کے ترکہ میں وصی مقرر کیا اور قیام اسکی ولایت میں میں اور ترکہ

اسکی ولایت میں نہیں ہو یا ترکہ اسکی ولایت میں ہو اور تہم اسکی ولایت میں نہیں ہو یا بعض ترکہ اسکی ولایت میں ہو اور بعض نہیں ہو تو شمس الائمہ رحمہ سے منقول ہو کہ انھوں نے فرمایا کہ وصی کرنا ہر صورت میں درست ہو اور تمام ترکہ میں خواہ کہیں ہو وہ شخص وصی شمار ہو گا اور امام رکن الاسلام علی سعدی نے فرمایا کہ جو ترکہ اسکی ولایت میں ہو اسکا وصی ہو گا اور جو نہیں ہو اسکا انھو کا کذا فی محیط قاضی نے اگر وقف کے واسطے متولی مقرر کیا اور نہ مال وقف اور نہ وہ شخص جو وقف کیا ہو دونوں اسکی ولایت میں نہیں ہو تو شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اگر مطالبہ اس قاضی کی پھر ہی میں واقع ہوا تو صحیح ہو اور رکن الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح نہیں ہو جن لوگوں پر وقف کیا گیا ہو اگر وہ لوگ قاضی کے ولایت میں ہوں پس اگر وہ لوگ طالب مل ہیں یا گانون والے ہیں یا کچھ معدود لوگ ہیں یا خان یا رباط یا مسجد ہو اور زمین وقف اسکی ولایت میں نہیں ہو اور اسے متولی مقرر کیا تو شمس الائمہ رحمہ نے فرمایا کہ نالاش اور مرنہ معتبر ہو پس مقرر کرنا صحیح ہو اور امام رکن الاسلام نے فرمایا کہ جسپر حکم دیا جائے اگر وہ حاضر ہو تو صحیح ہو اور اگر حاضر نہ ہو تو صحیح نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو ایک شخص کسی قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ میرا باپ غلام ہو گیا اور اسے عروض عقال چھوڑا ہو اور پھر قرض ہو اور کسی کو وصی نہیں کیا اور میں اسکو فروخت نہیں کر سکتا تاکہ اسکا قرضہ ادا کر سکوں کیونکہ مجھے اس طرف کے نو انہیں پہچانتے ہیں تو قاضی کو روا ہو کہ اس سے کہے کہ اگر تو سچا ہو تو مال فروخت کر کے ادا کرے پس اگر وہ سچا ہو تو کام ٹھیک رہیگا اور اگر چھوٹا ہو تو قاضی کا حکم کارآمد نہیں ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اسے کسی کو وصی مقرر کر دیا تھا اور وصی اس کے زندگی میں یا مرنے کے بعد وصی ہونا قبول کیا اور قاضی کے پاس اپنی وصایت ثابت کر کے کو آیا تو قاضی دیکھ گیا کہ اگر وہ الاق وصی ہونے کے ہو تو اس کے دعویٰ کی سماعت کر گیا بشرطیکہ اپنے ساتھ ایسے شخص کو لائے جو ختم ہو سکتا ہو جسے کہ اگر مدعی غلام یا طفل ہو تو دعویٰ کی سماعت نہ کریگا اور غلام اور نابالغ کا تصرف نافذ ہونے میں پشائع نے اختلاف کیا ہو اور اصرار یہ ہو کہ نافذ نہ ہو گا پس اگر غلام آزاد کیا گیا تو بعد اسکے قاضی اس کے دعویٰ کی سماعت کریگا اور اسکی وصایت کا حکم دیکھا اور اگر لڑکا بالغ ہو گیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک سماعت کریگا اور امام غزالی کے نزدیک سماعت نہ کریگا اور ایسے معاملہ میں ختم یا وارث ہو تا ہو یا وصی یا وہ شخص جسپریت کا قرض ہو یا جبکامیت پر قرض ہو یہ سب کتاب الاقصیہ میں ہو منتفی میں بروایت ابراہیم مذکور ہو کہ ایک شخص مر گیا اور پھر قرض ہو اور اسے تھائی مال یا کسی قدر گنتی کے دم کی کسی کے واسطے وصیت کی اور وصی لے نہ یہ مال یعنی تھائی یا لنتی کے دم لے لے پھر قرض خواہ آیا اور وارث خواہ حاضر تھے یا غائب تھے مگر اسے موصی کہ کو بجا کر قاضی کے سامنے دعویٰ کیا تو موصی اسکا مدعا علیہ نہیں قرار پاسکتا ہو اور اس میں اشارہ ہو کہ اگر وصیت ایک تھائی میں واقع ہو تو موصی لہ بنہ وارث کے نہ قرار پاویگا اور اگر تھائی سے زائد میں وصیت ہو اور وہ صحیح ہو جائے اس طرح کے وصیت کرنے والے کا کوئی وارث ہی نہ ہو تو ایسی صورت میں موصی لہ بنہ وارث کے قرار پا کر قرض خواہ کا ختم مدعا علیہ ہو سکتا ہو کیونکہ تھائی سے زائد وارث کا حق ہوتا ہو اور وارث پر غریم یعنی قرض خواہ دعویٰ کر سکتا ہو تو ایسے موصی لہ پر بھی دعویٰ کر سکیگا اور کتاب الاقصیہ لے نے بدون تفصیل کے موصی کو مدعا علیہ قرار دیا ہو اور ایسا معلوم ہوتا ہو کہ مراد یہ ہو کہ جو موصی لہ تھائی سے زائد مال کا ہو جسے پھر جب کسی ختم صالح کے سامنے وصی نے گواہ قائم کیے تو قاضی غور کریگا کہ اگر وہی مدعا دل اور نیک سیرت اور تجارت میں ہوشیار ہو تو قاضی اسکا وصی بناویگا اور اگر فاسق اور خائن معلوم ہوا تو وصایت کا حکم نہ دیگا اور اگر بودی فکر کا آدمی اور کم ہوشیار ہو تو اسکو غلام بناویگا کہ اس کے ساتھ ایک امین ہوشیار تجارت کے کام میں ملا دیگا تاکہ کار تجارت میں مددگار ہوں اور تہم کا مال تلف نہ کریں اور اگر فسخ ظاہر ہوا اور نہ معلوم ہوا لیکن قاضی کے نزدیک متہم ہو تو اپنا مشرف اس کے ساتھ کریگا یا دوسرا وصی

ساتھ کر چنانچہ ایک کا مفرد تصرف ہو سکے اور اس میں منہم کی مجلسانی ہو سکتی ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر گواہی پر وصیت ثابت ہو گئی
اور وصیت نامہ میں میت نے چند لوگوں کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو اور کچھ لوگوں کو وصیت کی ہو اور کچھ خیرات کی وصیت
میں پھر بعضے قرضخواہ حاضر ہوئے اور ان کے حق کا فیصلہ کیا گیا پھر دوسرا آیا تو اسی گواہی پر حکم فیہ میں اختلاف ہو خیرات کی
وصیت میں ایسی گواہی پر بلا جماع انکفا کیا جاویگا اور قرض اور وصیتوں میں امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسی گواہی پر فیصلہ ہوگا
اور ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ کتاب الاقضية میں لکھا ہو کہ ایک شخص قاضی کے پاس آیا اور دعویٰ کیا
کہ میرا بھائی فلان بن فلان مر گیا اور وارثوں میں سے باپ فلان بن فلان کو اور ماں ہندہ بنت فلان اور بیٹوں
مکین فلان و فلان کو اور بیٹیوں میں سے فلانی و فلانی کو اور فلانی اپنی جو رو کو چھوڑا ہو اور ان کے سوا اس کا وارث نہیں رہا
اور گئے اپنی وصیت تھیں اور جو ان تصرف کی حالت میں مجھے تمام ترکہ کا وصی ٹھہرایا ہو اور میں نے اسی وصیت قبول کی اور اس کا
متولی ہوا ہوں اور میرے اس بھائی کا اس شخص پر جو میرے ساتھ آیا ہو اس قدر قرضہ ہو اور میرا بھائی سب قرضہ یا اس میں سے
کچھ وصول کرنے سے پہلے مر گیا اور اس شخص قرضدار پر واجب ہو کہ مجھے ادا کرے تاکہ میں میت کے حکم کے موافق اس کے وارثوں
کے خراج میں لاؤں گا تو قاضی اس کے دعویٰ کی سماعت کر گیا اور پہلے مدعا علیہ سے اس شخص کے مرنے کو دریافت کر گیا اگر گئے اقرار کیا
تو اب مطالبہ بھی کی طرف سے درست ہو پھر قرضہ کو دریافت کر گیا اگر گئے اقرار کیا تو پھر اس کے وصی ہونے کو دریافت کر گیا
اگر گئے اقرار کر لیا تو مال دیرینے کا حکم نہ دیا جب تک کہ اس کا وصی ہونا گواہی سے ثابت نہ ہو۔ خصاص رحمہ نے اب القاضی
میں لکھا ہو کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ فلان شخص مر گیا اور گئے مجھے وصیت کی تھی کہ جو اس کا قرضہ اس شخص پر ہو اور جو مال
میں اس کے پاس ہو دونوں وصول کروں اور مدعا علیہ نے ان سب کی تصدیق کی تو اس کو حکم دیا جائیگا کہ دین
اور میں اس کے سپرد کرے اور جماع کبیر میں ہو کہ چلا قول امام محمد رحمہ کا یہ تھا کہ مدعا علیہ کو قرض ادا کرنے کا حکم دیا جائیگا
نہ مال میں کا پھر انھوں نے رجوع کیا اور کہا کہ دونوں کا حکم ہو گا پس کتاب الاقضية کا قول جامع کے دوسرے قول امام
محمد رحمہ کے موافق ہو اگر قرضہ نہ اس کے موت کا اقرار کیا ولیکن مال اور وصیت سے انکار کیا تو مدعی کو پہلے حکم کیا جائیگا کہ وصیت
پر گواہ لاوے اور جب گواہی سے وصیت ثابت ہو جائے تو پھر مال پر گواہ طلب ہونگے اور اسی طرح اگر مدعا علیہ سب کا
انکار کیا تو پہلے مدعی سے موت اور وصی ہونے پر گواہ طلب ہونگے اور جب گواہ پیش ہو گئے اور ثبوت ہو گیا تب مال کے گواہ
طلب ہونگے پس اگر گئے پہلے مال کے گواہ پیش کیے پھر وصیت کے گواہ لایا تو مال کے گواہ نامقبول اور دوبارہ قائم
کرنے کا حکم دیا جاویگا اور اگر وصیت اور مال اور موت کے ایک ہی گواہ ہوں اور ان سب پر ایک بار گئی گئے یہی گواہ قائم کیے
تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ مال کے گواہی نامقبول اور دوبارہ پیش کرینا حکم دیا جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ مقبول
ہونگے ولیکن قاضی ترتیب وار حکم دیگا یعنی پہلے وصیت کا پھر مال کا یہ خصاص رحمہ نے ذکر فرمایا ہو اور دوسرے مقام پر ذکر کیا ہو
کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک مال کے گواہ نامقبول اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مقبول ہونگے اور یہاں لکھا کہ امام ابو یوسف رحمہ
کا قول مضطرب ہو۔ اگر مدعا علیہ نے وصیت اور موت کا اقرار کیا ادا مال سے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اور گئے مدعا
کو قسم دلانے کی درخواست کی تو قاضی منظور کرے اور اگر مال اور موت کا اقرار کیا اور وصیت سے انکار کیا تو قاضی کو اختیار ہو
کہ مدعی مقرر کرے اور اگر گئے نہ مقرر کیا تو مدعی کو قسم لینے کا حق نہیں پہونچتا ہو اور اگر وصیت اور مال کا اقرار کیا اور
موت سے انکار کیا تو یہاں قسم لینے کی وہی صورت ہو جو وارث کی نسبت گذر چکی ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ وصی یا قسم

دوسرے پر گواہی دی پس مدعا علیہ نے طعن کیا کہ یہ وہ نون فلان شخص کے جو غائب ہو غلام بین پھر مدعی نے گواہ سنا کہ فلان غائب ان دونوں کا مالک تھا مگر اُسے بحال ملے گا تو ادا کر دیا ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور حاضر اور غائب دونوں کے حق میں آزاد ہوتا ثابت ہو جائیگا اور یہاں دعویٰ دو چیزوں میں: زانیہ فی حاضر پر مال کا دعویٰ اور غائب پر غلاموں کے آزاد کرنا مگر غائب پر دعویٰ ثابت ہونا یعنی غلام کا آزاد ہونا باعث ثبوت حاضر کے دعویٰ کا ہے کہ حاضر پر مال ان گواہوں نے آزاد غلاموں کی گواہی پر ثابت ہوگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید پر کسی جو رو ملے آدمی کو زنا کی تہمت لگانے سے حار و اجب ہوئی پھر زید نے کہا کہ میں تو غلام ہوں پھر آدمی حد واجب اس آدمی سے کہہ کہ نہیں سمجھ لے سنے آزاد کر دیا ہو اور پھر پھر آدمی اور آزادی پر گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہو کر حاضر اور غائب دونوں کے حق میں حکم نافذ ہوگا جسے کہ اگر غائب آیا اور آزاد کرنے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جاویگا۔ اگر ایک شخص قتل کیا گیا اور اس کے دو وارث ہیں کہ ایک غائب ہو پھر حاضر نے دعویٰ کیا کہ غائب نے قاتل کو معاف کیا اور میری حق کا سپر مال واجب ہوا اور قاتل نے اس کے معاف کرنے سے انکار کیا پھر مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہو کر غائب اور حاضر پر حکم دیا جائیگا یہ فضول عماد میں ہو۔ اگر دعویٰ دو چیزوں میں واقع ہو مگر غائب پر جو دعویٰ ہو ضرور نہیں ہو کہ وہ حاضر کے دعویٰ کے ثبوت کا لاحالہ سبب پڑ جائے بلکہ کبھی نہیں ہوتا ہو تو حاضر شخص غائب کی طرف سے خصم قرار نہ پاویگا اور اس کے بیان کی مثال یہ ہو کہ زید نے ایک شخص غائب کی موت سے کہا کہ مجھے تیرے شوہر فلان شخص نے وکیل کیا ہے کہ میں سمجھے اس کے پاس پہونچا دوں پھر موت نے کہا کہ وہ تو مجھے تین بار طلاق دے چکا ہے اور اس پر سنے گواہ قائم کر لیے تو اُسکی گواہی وکیل پر مقبول ہوگی نہ غائب پر تاکہ طلاق ثابت ہو جائے جسے کہ اگر غائب آیا اور طلاق دینے سے انکار کیا تو عورت کو دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت ہوگی کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص زید کے غلام کے پاس آیا اور کہا تیرے آقا زید نے مجھے وکیل کیا ہے کہ میں سمجھے اس کے پاس پہونچا دوں پھر غلام نے گواہ سنا کہ زید نے مجھے آزاد کر دیا ہے تو وکیل کے حق میں مقبول ہو گئے اور آزاد ثابت ہوئی جسے کہ اگر زید آیا اور اس نے انکار کیا تو غلام کو دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت ہوگی کذا فی البرازیہ۔ اگر حاضر و غائب دو چیزوں کا دعویٰ ہو اور غائب کا دعویٰ سبب ثبوت حاضر کے دعویٰ کا بھی ہو تو لیکن اس طرح سبب ہو کہ اگر وہ مدعی باقی ہو تو سبب ہو اور اپنے نفس سے سبب ثبوت نہیں تو قاضی ایسی گواہی پر التفات نہ کر کے حاضر اور غائب کسی پر حکم نہ دیگا اس قاعدہ کا بیان یہ ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خریدی پھر مشتری نے دعویٰ کیا کہ یہ باندی خریدنے سے پہلے بائے نے اسکو فلان غائب کے ساتھ بیہ دیا ہو اور میں نے اسکو لاعلمی میں خرید لیا ہو اور بائے نے اس سے انکار کیا اور مشتری نے گواہ قائم کر کے باندی واپس کرنا چاہی تو قاضی یہ گواہی مقبول نہ کرے گا نہ حاضر پر اور نہ غائب پر کیونکہ غائب کا نکاح اگر اب تک باقی ہو تو اسکو واپسی کا حق پہونچتا ہو اور اُسے نکاح باقی ہونے کے گواہ نہیں قائم کیے اور اگر نکاح باقی ہونے کے گواہ قائم کرے تو بھی مقبول نہ ہو گئے کیونکہ باقی رہنا نکاح کے بعد ہو اور جب ثبوت نکاح میں خصم قرار نہ پایا تو بقا نکاح میں بھی قرار نہ پاویگا۔ اور اسی طرح اگر کسی نے بطور بیع فاسد کے کوئی چیز خریدی پھر دعویٰ کیا کہ میں نے فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دی ہو اور وہ شخص غائب ہو اور اس سے اسکی غرض یہ ہو کہ بائے کا حق واپسی جاتا رہے تو حاضر و غائب دونوں کے حق میں گواہی مقبول نہ ہوگی۔ اور اسی طرح اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو اس کے پہلو میں دوسرا گھر فروخت کیا گیا اسکو مشتری نے خرید لیا پھر جس کے قبضہ میں گھر ہو اُسے فروخت کیے ہوئے گھر کو شعبہ میں لینا چاہا پھر مشتری نے کہا کہ جو گھر تیرے

۲
نویسندہ
محمد علی
نویسندہ

قبضہ میں ہو پیرائین غلام شخص کا ہو اور شفیق نے گواہوں کو تاہم کہے کہ جو گھر میرے قبضہ میں ہو میرا ہو میں نے اسکو غلام غائب سے خرید لیا ہو تو اس کے خریدنے کا حکم حاضر و غائب دونوں کے حوالہ میں نہ دیا جاوے گا۔ جامع صغیر میں مذکور ہے کہ پیرائے اپنی عورت سے کہہ کہ اگر غلام شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی ہو تو طلاق ہو پیرائے کی عورت سے زید پر دعویٰ کیا کہ غلام شخص نے اپنی عورت کو طلاق دی ہو اور غلام شخص غائب ہو اور زید کی عورت نے گواہ پیش کیے تو گواہی قبول نہوگی اور پیرائے طلاق حلیہ ہوئے حکم نہ دیا جائیگا اور بعض متاخرین نے طلاق وقع ہوئے کا فتویٰ دیا ہو اور گواہی قبول کی ہو اور انھیں اجنب متاخرین کی رائے پر ایک حیلہ سابق میں غائب شخص پر حق ثابت کرینا مذکور ہو اور کہ دکالت کی شرط غائب پر حق کر دیا جاوے اور اصح یہ ہو کہ یہ گواہی نا قبول ہو اور غائب پر حکم نہ دیا جاوے گا اور جہاں کہیں کسی نے اپنے حق کے واسطے کسی غائب کے فعل پر گواہ قائم کیے اور انھیں غائب کا حق باطل ہوتا ہو تو غائب پر حکم نہ دیا جائیگا نہ انھیں باقی الذخیرہ۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے ہزار درم کی کفالت اختیار کی اور مکتول عتہ غائب ہو گیا اور کفالی نے ترخراہ پر دعویٰ کیا کہ جن ہزار درم کی میں نے کفالت کی تھی وہ شراب کا ثمن ہیں اور طالب نے کہا نہیں بلکہ غلام کا ثمن ہیں پس قول معتبر طالب کی طرف سے ہو پس اگر کفالی نے اسکے گواہ قائم کرنے چاہے تو طالب اس کا خصم نہوگا اور گواہی نا قبول ہوگی بخلاف اسکے اگر مطلوب حاضر ہوتا اور طالب پر گواہ قائم ہو کر گواہی نہ دے کہ میں نے یہ دعویٰ کرتا ہوں وہ شراب کا ثمن ہو تو گواہی قبول ہوتی یہ تاثر خانیہ میں لکھا ہو۔ اگر دو شخصوں پر ایک شخص کے ہزار درم ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کا کفیل ہو پھر دونوں نے مال سے انکار کیا پھر مدعی ایک پر گواہ قائم کیے اور اس پر مال اور کفالت دونوں کا حکم کیا گیا اور طالب نے اس سے کچھ وصول نہ کیا یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا پھر دوسرے کو لایا تو قاضی اس گواہی پر اس پر پانچ سو درم کا جو اس پر سے حکم کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔

نور الدین سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص پر ہزار درم کا اپنے اور غائب کے لیے ہونے کا دعویٰ کیا کہ یہ غلام یا کسی کپڑے کا ثمن ہو کہ دونوں اسے پسکے ہاتھ فروخت کیا تھا اور مدعی نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حاضر کے حصہ کی ڈگری کیجاوے گی جسے کہ اگر غائب آیا تو اسکو دوبارہ گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ حاضر و غائب دونوں کے حق کی ڈگری کیجاوے گی صاحب شرح قضیہ نے فرمایا کہ اسکے بعد جو مذکور ہوا ہو وہ دلائل کرتا ہو کہ امام ابو یوسف رحمہ نے امام اعظم رحمہ کے قول کی طرف رجوع کیا ہو اور امام محمد رحمہ ظاہر میں اور بنا بر عامہ روایات کے امام اعظم رحمہ کے ساتھ ہیں اور متقی میں امام محمد رحمہ کو امام ابو یوسف رحمہ کے ساتھ ذکر کیا ہو اور متقی میں لکھا ہو کہ اگر یہ ہزار درم نہ ہو دعویٰ ہو یہ اثاث کے ہوں تو بلا خلاف غائب کو دوبارہ گواہی دلانے کی ضرورت نہوگی پھر روایت متقی کے موافق امام محمد رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جب غائب حاضر ہو گیا اور اس نے مدعی حاضر کی تصدیق کی تو اسکو اختیار ہوگا کہ اگر چاہے تو حقیقہ حاضر نے وصول کیا ہو انھیں شریک ہو جائے اور پھر دونوں باقی کے واسطے مطلوب کا چھٹا پڑیں ورنہ مطلوب کے پیچھے پڑے اور باقی وصول کرے۔ اور اگر ہنوز غائب شخص نہ حاضر ہوا تھا کہ گواہوں نے گواہی سے رجوع کر لیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک غائب کا حق باطل ہو گیا مگر غائب حاضر کا شریک ہوگا یعنی حقد رمدی حاضر نے وصول کیا ہو انھیں غائب اگر آئے گا شریک ہوگا قلت و صاحبین کے نزدیک بعد ثبوت قضا باطل ہوگی **قال** پھر جب غائب اگر حاضر کا شریک ہو تو حاضر اپنے مطلوب سے کچھ واپس نہ لے سکیگا۔ اگر کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے و غلام غائب نے بہ گھر اس شخص سے ہزار درم کو خرید لیا ہو اور ہم دونوں نے من اد کر دیا ہو اور اس پر گواہ پیش کر دیے تو امام اعظم رحمہ کے قیاس پر مدعی

کے واسطے آجے گھر کا حکم دیا جاویگا پھر جب غائب آیا تو اُس سے دوبارہ گواہ قائم کر لے جاویگے اور امام ابو یوسف کے موافق
 تمام گھر حاضر و غائب کو دلایا جائیگا اور نصف حاضر کو دیا جائیگا اور نصف کسی ثقہ کے پاس رکھا جائیگا اور امام ابو یوسف رحمہ
 فرمایا کہ جب تک غائب نہ آجائے میں تقسیم نہ کروں گا مفتی میں فرمایا کہ اگر غائب نے اگر حزیب سے انکار کیا تو امین سے اُس کا حصہ باطل ہو گیا
 اور حاضر کا باقی رہا اور کہا کہ یہ بلا خلاف ہو دراصل مسئلہ کو اختلاف کے ساتھ ذکر کیا اور مضبوط میں اس مسئلہ کو ذکر کیا اور کہا کہ یہ
 گواہی حاضر کے حق میں مقبول ہوگی نہ غائب کے حق میں اور کچھ اختلاف کا ذکر نہ کیا اور حضرات رحمہ نے موافق مفتی کے اختلاف ذکر کیا
 ہم نے بیان کیا کہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک غائب کا حصہ مدعا علیہ کے ہاتھ سے نکال لیا جاویگا پس بعض مشائخ نے کہا کہ یہ وقت
 کہ بلکہ کوٹھن پہنچ گیا ہو جیسا کہ مسئلہ میں مذکور ہے اور اگر نہ پہنچا ہو تو نہ نکالا جاویگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ شہری کے دینے
 کے واسطے ثمن ادا ہونے کی ضرورت ہے اور ہم شہری کو نہیں دیتے مگر بلکہ عادل کے قبضہ میں رکھتے ہیں اور اُس کا ہاتھ بروک
 رکھنے میں بائع کے ہاتھ کی نظیر ہو کہ لانی الخیطہ مضبوط میں ہے کہ اگر ایک وارث نے کسی شخص پر قصاص کے دعویٰ کے گواہ پیش کیے
 تو تمام وارثوں کے حق میں یہ ثبوت کافی ہے کہ اُسے دوبارہ گواہی نہ طلب ہوگی اور یہ امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہے
 اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک حاضر کے واسطے حق ثابت ہوگا اور غائب کے حق ثابت ہونے کے واسطے دوبارہ گواہی قائم کرنے کی
 ضرورت ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ مضبوط میں ہے کہ ایک مکان ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُس پر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ
 میرے باپ نے اتھال کیا اور یہ گھر میرے بھائی کے واسطے جو غائب ہے میراث چھوڑا ہے اور ہم دونوں کے سوا اُس کا کوئی وارث
 نہیں ہے تو امام اعظم کے نزدیک قاضی حاضر کے حصہ کی ڈگری کر کے مدعا علیہ سے لیکر اسکے سپرد کر دیا اور غائب کا حصہ قاضی کے
 قبضہ میں چھوڑ دیا اور امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک اگر قاضی منکر ہو جیسا مسئلہ میں ہے کہ گواہ قائم ہونے کی
 ضرورت پڑی تو قاضی غائب کا حصہ اسکے ہاتھ سے نکال کر عادل کے پاس رکھ دیا اور اگر مقرر ہو تو اُسی کے پاس چھوڑ دے پھر جب
 اُسی کے پاس چھوڑا اور غائب آیا تو مشائخ نے امام اعظم رحمہ کے قول پر اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ اُس سے دوبارہ گواہ طلب
 کر لیا جیسا قصاص میں گذرا اور بعضوں نے کہا کہ نہیں اور امین اتفاق بیان کیا اور یہی صحیح ہے اور بعضوں نے کہا کہ میراثی
 قرضہ کا دعویٰ بھی متصل ہے کہ مثل قصاص کے اختلافی ہے اور کتاب الاقصیہ والے نے مطلقاً بلا ذکر خلاف بیان کیا لیکن یہ
 صحیح نہیں ہے۔ اسی جنس کے مسئلوں سے مسئلہ الہیہ ہے اور اُسکی صحت یہ کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اپنے بھجے
 اور فلان شخص غائب کو چیز ہے کہ سپرد کر دی ہو پس اگر وہ چیز تقسیم ہو سکتی ہو تو دعویٰ صحیح ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک
 اسکی گواہی حاضر کے حق میں مقبول ہوگی نہ غائب کے حق میں اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک مانند مسئلہ حزیب کے
 دونوں کے حق میں قبول ہوگی اور اگر وہ چیز مثل گھر کے تقسیم ہو سکتی ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دعویٰ صحیح نہیں ہے کیونکہ
 ایسے نزدیک گھر دو شخصوں کو ہیہ کرنا درست نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک درست ہے تو دعویٰ بھی صحیح ہے۔ اور اسی
 جنس سے مسئلہ رہن ہے اور اُسکی صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میں نے اور فلان غائب نے اس
 شخص سے یہ گھر جو اسکے قبضہ میں ہے ہم دونوں نے بعض قرضہ کے جوہار اس پر اتار دیے ہیں رکھا ہے پھر شخص اُس گھر پر محیط
 ہو گیا اور اس دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہ گواہی نامقبول ہے کیونکہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک اگر
 مقبول ہو تو حاضر کے حصہ میں مقبول ہوگی اور مقبول ہونے سے رہن مشاع ہو جاتا ہے اور وہ امام کے نزدیک ناجائز ہو
 اور جو چیز تقسیم ہو سکتی ہے اور جو چیز نہیں تقسیم ہو سکتی ہے یہاں دونوں کا ایک حکم ہے اور اسی جنس سے مسئلہ وصیت ہے اور اُسکی

یہ مسئلہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک صحیح ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک صحیح ہے اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک صحیح ہے

سورت یہ ہو کہ ایک شخص مرلیا اور اسے مختلف لوگوں کے لیے مختلف وصیتیں ایک وصیت نامہ میں لکھ دین سچرین لوگوں کے لیے وصیت کی ہو انہیں سے ایک آیا اور کسی وارث کو اپنے ساتھ لایا اور گواہ قائم کیے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک حاضر کے حق میں ڈگری ہوگی نہ غائب کے حق میں اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حاضر و غائب سب کے حق میں ڈگری ہوگی۔ تنہا کہ اگر غائب آیا تو دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت نہیں ہو۔ کتاب الاقصیٰ میں امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ اگر ایک شخص نے دو شخصوں پر ایک مال کا جو دستاویز میں تحریر ہو دعویٰ کیا اور دونوں مدعا علیہ میں سے ایک حاضر ہو انکار کرنا ہو اور دوسرے غائب ہو اور دعویٰ نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ میں حاضر و غائب دونوں پر ڈگری کر دوں گا اور امام ابو بکر رازی رحمہ نے فرمایا کہ یہ حکم امام اعظم رحمہ کے قاعدہ پر ٹھیک نہیں پڑتا ہو کیونکہ ایسے مسائل میں آگے نزدیک حاضر شخص غائب کی طرف سے خصم نہیں ہونا ہو مصنف کہتا ہو کہ متقی میں ایک روایت امام اعظم سے مذکور ہو کہ فرمایا کہ حاضر پانچ مال کی ڈگری کروں گا اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ تمام مال کی حاضر و غائب پر ڈگری کروں گا۔ واضح ہو کہ امام محمد رحمہ نے یہ مسئلہ مبسوط میں لکھا ہو اور جواب دیا کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک حکم صرف حاضر پر اور حاضر کے واسطے ہو گا اور صاحب الاقصیٰ نے لکھا کہ ان مسائل میں امام اعظم رحمہ کے نزدیک حکم صرف حاضر پر ہو گا اور بعض مسائل میں ذکر کیا کہ غائب پر متعدی ہو گا اور کبھی ذکر کیا قول ابو یوسف رحمہ کو موافق ابو حنیفہ رحمہ کے اور کبھی برخلاف قول ابو حنیفہ رحمہ کے اور کبھی قول امام محمد رحمہ کا موافق قول ابو حنیفہ رحمہ کے ذکر کیا اور کبھی موافق ابو یوسف رحمہ کے مخالف ابو حنیفہ رحمہ کے ذکر کیا پس امام اعظم اور ابو یوسف رحمہ اور امام محمد رحمہ سے ہر صورت میں دو دور وراثتیں ہوئیں۔ ایک شخص نے ایک غلام دو شخصوں کے ہاتھ نہرا درم کو اس شرط پر فروخت کیا کہ ہر ایک دوسرے کا گنیل ہو سچے بچے ایک سے ملا اور آپس پر گواہ پیش کیے کہ میرے سپرد فلاں غائب ہر ایک نہرا درم قرض ہیں اور ہر ایک دوسرے کا اسکے حکم سے گنیل ہو تو حاضر پر نہرا درم کا حکم کیا جائیگا پھر اگر حاضر سے وصول کرنے سے پہلے غائب حاضر ہوا تو دعویٰ اس حاضر سے سولے پانچو درم کے جو آپس پہلی ہیں نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص کے دوسرے پر نہرا درم ہیں اور انکا ایک شخص قرضدار کے حکم سے گنیل ہو سچے قرض گواہ گنیل سے ملنے سے پہلے اصل سے ملا اور دعویٰ کیا کہ تجھ میرے نہرا درم ہیں اور تیرے حکم سے اسکا فلاں گنیل ہو اور گواہ قائم کیے تو نہرا درم کا حکم کیا جائیگا اور یہ حکم گنیل پر جاری نہو گا جسے کہ اگر گنیل سے ملا تو بدون دوبارہ گواہ قائم کرنے کے اس سے انہیں لے سکتا ہو کذا فی الاصل اگر اصل سے ملنے سے پہلے گنیل سے ملا اور آپس دعویٰ کیا کہ میرے فلاں شخص پر نہرا درم ہیں اور تو اسکے حکم سے اسکا گنیل ہو اور گواہ قائم کیے تو گنیل غائب کی طرف سے خصم ہو گا اور نہرا درم کا حکم دونوں پر جاری ہو گا اور اصل پہلے گنیل کی طرف سے خصم نہیں ہوتا ہو یہ فضول حادیہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ تو نے وفلان شخص غائب سے فلاں شخص کی طرف سے نہرا درم کی کفالت کی ہو اور تم دونوں باہم ایک دوسرے کے گنیل ہو اور آپس گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ پر نہرا درم کی ڈگری کی گئی پھر غائب حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہو کہ غائب سے نہرا درم لے کے کیونکہ جب حاضر سے حکم دیا گیا تو اسوجہ سے کہ وہ مطلوب اور اس گنیل غائب کی طرف سے گنیل ہو کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر دونوں کی طرف سے گنیل نہ کیا جائے تو وہ اصل سے کیونکر لے سکیگا۔ نوادر شہرین الولید میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے ایک گھوڑے کے چند لوگوں سے خریدنے کا دعویٰ کیا اور وہ گھر انہیں لوگوں کے قبضہ میں ہو اور انہیں بعضے حاضر ہیں اور بعضے غائب ہیں اور حاضر لوگ غائبوں کے حصہ دار ہونے کے مقرر اور بیع واقع ہونے کے منکر ہیں پھر

مدعی نے اپنے مدعی کے گواہ قائم کیے تو قاضی نے صرف حاضرین کے کہہ دینے کو گری کہ کیا اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور اگر حاضر لوگ غائبوں کے حصہ دار ہوسکتے ہیں تو قاضی نے امام اعظم رحمہ اللہ کی روایت سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نام کر دیا اور اگر دو شخصوں کی طرف سے ہبہ یا صدقہ یا بہن کا دعویٰ کیا اور ایک شخص نے ثانیہ ہو اور دوسرا حاضر ہو اور گھر اسی کے قبضہ میں ہو اور مدعی نے ہبہ اور قبضہ یا صدقہ اور قبضہ یا بہن اور قبضہ کے دعویٰ کے گواہ پیش کیے تو امام اعظم کے نزدیک بہن کی صورت میں یہ گواہی مقبول نہ ہوگی کیونکہ لگنے نزدیک حکم صرف حاضر کے حصہ پر دیا جائیگا اور وہ ممکن نہیں کیونکہ بہن مشاع ہوا جاتا ہے اور وہ باطل ہے اور بہن کی صورت میں اگر مدعی بہن کی نسبت نہیں ہو تو گواہی حاضر کے حق پر قبول ہوگی نہ غائب کے حق پر اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بہن کی صورت میں اگر گواہی بائیں ہو اور ہبہ اور صدقہ کی صورت میں اگر وہ چیز جس میں دعویٰ ہو قسمت کو متعلق نہیں ہو تو حاضر و غائب دونوں پر حکم ہوگا اور اگر وہ چیز مدعی پر تقسیم ہوگی تو قاضی تمام چیز کے ہبہ کا حکم دیگا مگر اسے میں فی الحال نافذ کرے گا اور آئندہ میں غائب کے حاضر ہونے تک توقف ہوگا جب وہ حاضر ہوا تو نافذ کرے گا سنا سنا رہے ہیں امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اور مدعی کے گواہوں نے قاضی نے مدعا علیہ پر ڈگری کر دی پھر مدعا علیہ فائز ہو گیا یا مگر کیا اور اس نے وارث چھوڑے اور مدعا علیہ کا لوگوں پر شہر میں مال ہو کہ وہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ مدعا علیہ کا ہو تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں یہ مال مدعی کو نہ دلاؤں گا جب تک کہ مدعا علیہ خود حاضر نہ ہو اگر وہ غائب ہو گیا یا اسکے وارث حاضر نہ ہوں اگر وہ مگر گیا ہو اس احتمال سے کہ شاید مدعا علیہ نے ادا کر دیا ہو یا وارثوں نے ادا کر دیا ہو کذا فی المحیط۔ نوادر میں سنا سنا رہے ہیں امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اگر مدعی کے گواہ قائم کرنے کے بعد مدعا علیہ غائب ہو گیا یا مگر کیا اور گواہوں کا پوشیدہ و ظاہر عادل ہونا ثبوت ہو گیا تو قاضی حکم نہ دیگا جب تک کہ غائب یا ایک نائب حاضر نہ ہو یا میت کے وارث حاضر نہ ہوں اور یہ انہیں سے کوئی حاضر ہوا تو قاضی اسی گواہی پر فیصلہ کرے گا دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت نہیں ہو اور اگر مدعا علیہ نے دعویٰ مدعی کا اقرار کیا پھر غائب ہو گیا تو قاضی اسکی غیبت میں اسے اقرار پر حکم نہ دیگا پھر جس چیز کا اسے اقرار کیا ہو اگر مال معین ہو تو جسکے قبضہ میں ہو اگر وہ شخص اقرار کرتا ہو کہ یہ مدعا علیہ کا ہے تو اسکو حکم دیگا کہ مدعی کے حوالہ کرے۔ اور اگر مال غیر معین درم و دینار ہو اور مدعی نے اسے جنس حق میں سے قابو پایا تو حکم دیگا کہ لے لے اور قرضہ کے عوض عروض و عقار کو فروخت نہ کرے گا اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ اور امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ گواہی اور اقرار دونوں صورتوں میں جب تک غائب حاضر نہ ہو قاضی حکم نہ دیگا۔ امام محمد رحمہ اللہ نے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول اسی طرح ذکر کیا ہے لیکن عامہ کتب میں محفوظ روایت امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ ہے کہ گواہی کی صورت میں بدون مدعا علیہ کی حاضری کے قاضی حکم نہ دیگا اور اقرار کی صورت میں حکم دیگا پھر جب عمدہ فضا لگے پھر دہو تو کہتے تھے کہ دونوں صورتوں میں حکم دیگا اور یہ سخاں ہے تاکہ لوگوں کے مال حقوق محفوظ رہیں کذا فی الذخیرہ۔ امام محمد رحمہ اللہ نے زیادات میں ذکر کیا ہے کہ ایک باندی ایک شخص عبد اللہ کے قبضہ میں تھی پھر ایک شخص ابراہیم نامے نے خالد نامے سے کہا کہ خالد یہ باندی جو عبد اللہ کے پاس ہے میری باندی تھی میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر کے تیرے سپرد کی تھی لیکن عبد اللہ نے مجھے خصب کر لی اور خالد نے اسے تصدیق کی اور عبد اللہ اس سے کانا کر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ باندی تیری ہے تو باندی کے باپ میں عبد اللہ کا قول معتبر ہو لیکن خالد پر حکم کیا جائیگا کہ ہزار درم میں ابراہیم کو دے کیونکہ دونوں نے بیع واقع ہونے کی باہم تصدیق کی ہے اور پھر ذکر کرنے کا اقرار کیا ہے اور ایسا اقرار دونوں کا دونوں پر حجت ہوگا۔ پھر

جسکے قبضہ میں نہیں ہو اگر اسکو مدعی نے مانع کیا تو دعویٰ مسموع ہوگا اور قرضہ کے دعویٰ میں کوئی وارث ہوسیت کی طرف سے
 خصم قرار پاویگا اگرچہ اسکو ترکہ میں سے کچھ وصول نہ ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ تو نے میرے واسطے فلان کی
 طرف سے اسکے حکم سے ہزار درم کی کفالت کی تھی جو ہزار درم کہ میرے اسپر آتے ہیں اور مدعا علیہ نے کفالت سے انکار کیا پھر مدعی
 نے اپنے دعوے کے گواہ سناے تو قاضی کفیل پر مال کی ڈگری کر دیکھتا ہے کہ اگرکیل آیا اور اُس نے مدعی کے دعوے سے انکار کیا تو کفیل
 بدوں دوبارہ گواہ سنانے کے اکیل سے وہ مال جو اُس نے ادا کیا ہو لے لیگا۔ پس اگرکیل کے مال ادا کرنے سے پہلے اکیل آگیا تو مدعی
 مختار ہو چاہے اکیل سے مطالبہ کرے یا کفیل سے۔ اور جبوقت کفیل نے ادا کر دیا اپنے اکیل سے لے لیگا اور گواہ دوبارہ سنانے
 کی ضرورت نہیں ہو اور اکیل کو اختیار ہوگا کہ کفیل کی کفالت اور اپنے حکم سے انکار کرے۔ اور اگر مدعی نے صرف کفیل کی کفالت کا
 دعویٰ کیا اور کفالت اکیل کے حکم سے ہو نیکا دعویٰ نہ کیا اور قاضی نے کفیل پر حکم جاری کیا اور اکیل حاضر ہوا تو اکیل سے
 لینے کی راہ نہ مدعی کو ہو اور کفیل کو تا وقتیکہ اُسپر دوبارہ گواہ قائم نہ ہوں۔ اور اگر طالب نے کفیل سے جھگڑا کیا اور بخلاف مذکورہ
 بالا کے کفالت میہم رکھی مثلاً دعویٰ کیا کہ جو کچھ مال میرا فلان شخص پر آتا ہو اُسکی تو نے کفالت کی تھی اور مال کی قیمن اور قرضہ
 نہ بتلائی بلکہ میہم چھوڑ دیا اور کفیل نے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ سناے کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم کفالت سے پہلے
 کے ہیں تو گواہی مقبول اور کفیل پر ڈگری کر دی جائیگی اور یہ حکم غائب یعنی مکفول عنہ پر بھی جاری ہوگا حتیٰ کہ اگر مکفول عنہ آیا
 تو اس سے مطالبہ کر سکتا ہو خواہ اسکے حکم سے کفالت کا دعویٰ کیا ہو یا بدوں حکم کے صرف فرق یہ ہو کہ اگر مدعی نے بدوں حکم
 مطلوب کے کفالت کا دعویٰ کیا ہو تو کفیل نے جو کچھ ادا کیا وہ اکیل سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر مطلوب کے حکم سے کفالت
 کا دعویٰ کیا تو کفیل بھی اُس سے لے لیگا۔ اور جو حکم تفصیلی کفالت کے باب میں بیان ہوا وہی حوالہ میں ہو۔ اگر کفیل اور مکفول عنہ میں جھگڑا
 ہوا اور قرضہ غائب ہو۔ مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تیری طرف سے ہزار درم کی کفالت تیرے حکم سے فلان
 شخص کے واسطے کی اور میں نے لے ادا کر دیا اب میں تجھے لوٹکا اور مدعا علیہ نے سب دعویٰ سے انکار کیا یا کفالت بحکم کا اقرار کیا اور
 مال ادا کر لینے سے انکار کیا اور مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو قاضی بعد ثبوت کے مکفول عنہ پر کفیل کی ڈگری کر دیگا
 اور یہ حکم طالب پر بھی مستدی ہوگا حتیٰ کہ اگر وہ حاضر ہوا اور اُس نے وصول پانے سے انکار کیا تو اتفاقات مذکورہ بالا ہو جائیں۔ اور یہی حکم جو کفالت
 میں مذکور ہو ایسا ہی حوالہ میں بھی ہو یعنی اگرکیل علیہ خیر بدوں کفیل کی طرف سے ادا کر دے تو بعد اثبات کفیل سے لے لیگا و نہ اظاہر
 اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ فلان شخص نے بچا یا لین دین کیا یا قرض دیا اُسکی تو ضمانت میری طرف سے کرے
 اور اُس نے کئی پھر مکفول عنہ غائب ہو گیا پھر مکفول لے لے گواہ قائم کیے کہ میں نے مکفول عنہ کے ہاتھ بعد کفالت کے فروخت کیا یا
 قرضہ دیا ہو اور کفیل اس سے انکار کرتا ہو تو قاضی کفیل پر مال کی ڈگری کرے گا اور یہ مکفول عنہ پر بھی مستدی ہوگا حتیٰ کہ اگر اُس نے
 حاضر ہو کر دعوے سے انکار کیا تو مال اسکے ذمہ لازم ہوگا بدوں اسکے کہ مکفول لے کو دوبارہ گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہو۔ اگر مکفول
 غائب ہو گیا اور کفیل نے مکفول عنہ پر دعویٰ کیا کہ میں نے مکفول لے کو ہزار درم ادا کیے ہیں کیونکہ تجھ کو اُس نے ہزار درم قرض دینے
 اور میں نے تیرے حکم سے تیری کفالت کرنی تھی اور اکیل نے اس سب سے انکار کیا یا مکفول لے کے قرض دینے کا اقرار کیا
 بلکہ کفیل کے ادا کر لینے سے انکار کیا اور کفیل نے گواہ قائم کیے تو قاضی مکفول عنہ پر کفیل کے مال کی ڈگری کر دیگا کیونکہ مال
 گواہوں سے ثبوت ہوا کہ کفیل نے کفالت کا مال جو مکفول لے نے مکفول عنہ کو قرض دیا تھا ادا کیا ہو اور یہ حکم مکفول لے پر بھی
 مستدی ہوگا یعنی اگر اُس نے اکر وصول پانے سے انکار کیا تو ساحت نہوگی کفالت الذخیرہ۔ قاضی رشید الدین میں مذکور ہو

۴
 اگر کفالت غائب ہو جائے
 قاضی

کہ اگر قرضہ دے گا قرضہ لے گا اور قرضہ لے گا کہ قرضہ دار اور قرضہ دار غائب ہو پھر قرضہ لے گا قرضہ دار کے ادا کر لینے پر
گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور قرضہ غائب کی طرف سے خصم قرار پاوے گا کیونکہ بدوں اسکے قرضہ دار کا جھگڑا اور زمین ہو سکتا ہو
یہ فضول عادیہ میں لکھا ہو۔ ہشام نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک کاربڑ ایک قوم میں ہو کہ جن میں سے بعضے حاضر اور بعضے غائب
ہیں اور بعضے چھوٹے اور بعضے بڑے ہیں پھر مدعی نے گواہ قائم کیے اور بعضوں کو حاضر کر کے کہا کہ یہ لوگ بہت زمین میں سب کو جمع
نہیں کر سکتا ہوں اور گواہوں نے گواہی اسکے دعوے پر دی کہ ان لوگوں نے یہ کاربڑ میری زمین میں غضب کے راہ سے کھود لی ہو
تو امام محمد نے فرمایا کہ میں سب کی طرف سے ایک وکیل مقرر کر کے اُس پر ڈگری کروں گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے ہاں
ایک غلام کا آدھا سودنار کو فروخت کیا اور آدھا اسکے پاس ودیعت رکھا پھر بائع غائب ہو گیا پھر ایک شخص آیا اور گواہ قائم کیے
کہ اس غلام کا آدھا میرا ہو تو اسکے اور مشتری کے درمیان کچھ خصومت نہیں ہو سیکے کہ تمام جان میں جتنے بائع میں جب فروخت
کرینگے تو بیع صرف انکی ملکیت سے متعلق ہوگی نہ لنگ شریک کی ملکیت سے اور یہاں ظاہر ہوا کہ مدعی شریک بائع کا ہو پس متعلق
اُس نصف پر آیا جو بائع نے ودیعت رکھا ہو اور جسکے پاس ودیعت ہو رکھا جاتا ہو وہ خصم نہیں قرار پاتا ہو پس یہاں بھی خصم
قرار نہ پاوے گا بشرطیکہ مشتری جو کچھ بائع کے ساتھ معاملہ ہوا ہو اُس پر گواہ قائم کرے لکن انی الفضول العسا دیہ۔

فصل متفرقات اگر بالاخانہ ایک شخص کا ہو اور نیچے کا مکان دوسرے کا ہو تو نیچے کے مکان کے مالک کو بیچ کا کرنے
یا امین روشن دان بنانیکا بدوں ادھر کے مالک کی رضامندی کے اختیار نہیں ہو اور ادھر کے مکان کے مالک کو بالاخانہ پر
عمارت بنانے کا اختیار نہیں ہو نہ اُس پر کسی شہنشاہ رکھنے کا جو پہلے نہ تھا نہ کسی ہاتھ خانہ بنانے کا اختیار ہو جب تک کہ نیچے کے مالک کی
رضامندی نہ حاصل کرے اور یہ امام عظیم سے نزدیک ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ ہر ایک کو اختیار ہو کہ جو چاہے کرے ولیکن
امین جو دوسرے کا ضرر ہو اور بعضوں نے کہا کہ یہ کلام قول امام عظیم سے ہے یعنی امام عظیم نے اسی وجہ سے منع کیا ہو کہ امین
دوسرے کا ضرر ہو پس حرم ضرر نہ ہو وہ فعل بالاجماع جائز قرار پاوے گا اور بعضوں نے کہا کہ یہ تفسیر نہیں ہو بلکہ صاحبین کے نزدیک
اصل اباحت ہو کیونکہ اُنہی ملک میں تصرف کیا اور وہ مباح ہو تو منع ہوگا مگر لم یجب دوسرے کے ضرر سے پس جب ضرر نہ ہو تو
بالاتفاق منع ہوگا اور اس اختلاف کا نتیجہ اس صورت میں پیدا ہوگا کہ جس فعل میں عدم ضرر اور ضرر مشتبہ رہے اور شک ہو
کہ مباح ہو یا نہیں تو صاحبین کے نزدیک منع ہوگا کیونکہ جو تصرف یقینی ہو پس شک سے زائل ہوگا اور امام عظیم سے نزدیک
اصل خطر ہو کیونکہ تصرف لیے محل میں ہو کہ جس سے حق غیر متعلق ہو اور غیر وہ بالاخانہ کا مالک ہو لہذا ڈھائیے سے بالاتفاق
منع کیا جائیگا اور حق غیر متعلق ہونے سے تصرف منع ہوتا ہو جیسے مرہون و متاع میں مالک کو تصرف منع ہو پس جب ضرر و عدم ضرر
مشتبہ ہو تو منع زائل ہوگا کیونکہ وہ یقینی ہو لکن انی العنا یہ اور فتوے کے واسطے ہی اختیار ہو کہ جب ضرر و عدم ضرر مشتبہ ہو تو اُس کو اختیار ہو
اور جب ضرر یقینی ہو تو منع کیا جاوے گا یہ بحسب الراق میں لکھا ہو اگر کوئی زائقہ مستطیلہ ہو کہ غیر نافذ ہو اور اُس سے
دوسری زائقہ مستطیلہ چھوٹی ہو اور وہ بھی غیر نافذ نہ ہو تو پہلے زائقہ والوں کو دوسری میں دروازہ چھوٹنے
کا اختیار نہیں ہو کیونکہ دوسری اسی کے لوگوں کے لیے خاص ہو اسی وجہ سے امین اگر فروخت ہو تو اوروں کو خفہ نہیں
پہونچتا ہو بخلاف زائقہ نافذہ کے کیونکہ امین عام کی گذرگاہ ہو بعضے مثل تختے کہا کہ مخالفت حرف امین بہتہ چلنے سے ہو
نہ دروازہ بنانے سے کیونکہ دروازہ کھولنا اپنی دیوار توڑنا ہو وہ نہیں منع ہو سکتا ہو اور اصح یہ ہو کہ دروازہ کھولنا منع ہو
کیونکہ دروازہ کھولنے کے بعد ہر وقت گزرنے سے روک نہیں ہو سکتی اور اگر زائقہ مستطیلہ ہو تو وہ لوگ بھی امین میں داخل

مطلوبہ بہترین کیونکہ وہ ایک بیدار اسی کا ہے ہر ایک کا آئین گذار ہوا اسی واسطے اگر کوئی گھر اسکا فروخت ہو تو ان لوگوں کا
 بھی نقص ہو چکا ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک مکان پر دعویٰ کیا اور قاضی مکان نے انکار کیا پھر صلح کر لی تو جائز ہے اور انکار پر
 صلح لینے کا یہی مسئلہ ہے اور جس چیز کا دعویٰ ہے اگرچہ وہ معمول ہو تو بھی ہمارے نزدیک معلوم چیز پر معمول سے صلح ہوسکتی ہے۔ اگر
 ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے بیہ کر دیا ہو فلاں وقت سے جو سب اس سے گواہ طلب ہوئے تو
 اس نے کہا کہ اپنے بیہ سے انکار کر دیا پھر میں نے اس سے خرید لیا اور مدعی نے بیہ سے پہلے خریدنے کے گواہ قائم کیے تو گواہ قبول
 ہو گیا کیونکہ دونوں قولوں میں صریح تناقض ہے کیونکہ وہ بیہ کے بعد خریدنے کا مدعی ہے اور گواہ بیہ سے پہلے خریدنے کی گواہی دیتے
 ہیں اور بعد کو خریدنے کی گواہی دیتے تو قبول کیجاتی۔ اور اگر بیہ سے پہلے خریدنے کے گواہ سنائے مگر یہ نہیں کہا تھا کہ اس نے بیہ سے
 انکار کر دیا پھر میں نے اس سے خرید لیا تو بھی گواہی قبول ہوگی کیونکہ بیہ کا دعویٰ کرنا ہمارے نزدیک ہر گز ہائے کی ملک قائم
 ہونیکا اقرار کرتا ہے اور جب بیہ سے پہلے خریدنے کے گواہ قائم کیے تو اس سے رجوع کیا پس تناقض تھا کیا گیا۔ کسی نے دوسرے سے
 کہا کہ تو نے مجھے یہ باندی خریدی ہے اور اس نے انکار کیا پس اگر بائع نے جھگڑا کرنے پر عزم کر لیا تو اسکو باندی سے واپس کرنا روا ہے
 جس شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص سے دس درم وصول پائے پھر دعویٰ کیا کہ زیوفہ میں تو تصدیق کیجا لیکن خلاف اس کے کہ اگر
 جید وصول پائے یا بائع یا ثمن وصول پائیکا اقرار کیا تو مٹا کر دس درم یا دلائل کھرے درم پائیکا اقرار ہو پس تصدیق نہ کیجا لیگی
 اور نہ وہ کا حکم زیوفہ کے ماتر ہے اور متوفی میں تصدیق ہوگی کیونکہ وہ درم کی جنس سے نہیں ہیں واضح ہو کہ زیوفہ وہ درم ہے جو
 حکومت بیت المال نے کھوتا ٹھہرایا ہے اور نہ وہ وہ جسکو تاجر پھیرتے ہیں اور متوفی وہ ہے جس میں سیل زائد ہوتا ہے۔ کسی نے
 دوسرے سے کہا کہ مجھے تیرے ہزار درم میں اس نے کہا کہ میرا بچہ کچھ نہیں ہے پھر وہ میں اس نے کہا بلکہ تیرے بچے ہزار درم میں تو
 اس اقرار کرنے والے پر کچھ نہیں ہے کیونکہ پہلا قول اسکا اقرار تھا اور جب دوسرے نے اسکو رد کیا تو رد ہو گیا اور دوسرا قول دعویٰ ہے
 باجماعت تصدیق ختم کے ثابت ہوگا خلاف ایجاب خرید کے کہ اس کے انکار کی تصدیق پھر ہوسکتی ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر مال
 کا دعویٰ کیا اس نے کہا کہ تیرا ہر گز مجھے کچھ نہ تھا پھر مدعی نے ہزار درم ہونے پر گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے ادا کر دینے پر گواہ قائم
 کیے تو گواہ مقبول ہونگے اور ایسے ہی اگر معاف کر دینے کے گواہ قائم کیے تو بھی مقبول ہونگے اور اسی طرح اگر مدعا علیہ نے کہا تھا کہ
 میرا بچہ ہر گز کچھ نہیں ہے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یوں کہا کہ تیرا ہر گز مجھے کچھ نہ تھا اور میں تجھے نہیں پہچانتا ہوں تو اس کے گواہ
 ادا کر دینے یا معاف کر دینے کے مقبول ہونگے اور قدوری نے کہا کہ مقبول ہونگے کیونکہ رد و پوش یا پردہ نشین اپنے دروازہ
 پر غل خپا رہے سے پریشان ہو کر اپنے وکیلوں کو حکم دیتا ہے کہ راضی کر کے مال دو اور اگر نہیں پہچانتا ہے پھر پہچانتا ہے لہذا خود
 دونوں قولوں میں ممکن ہوئی۔ ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ تو نے یہ باندی میرے ہاتھ بیچی ہے اس نے کہا کہ میں نے
 ہر گز تیرے ہاتھ نہیں بیچی ہے پھر مدعی نے گواہ قائم کر کے لے لی پھر اسکی ایک انگلی زائد پائی یعنی عیب نکالا اور بائع نے گواہ
 قائم کیے کہ میں نے عیون سے برات کر لی تھی تو بائع کے گواہ نامقبول ہونگے۔ ایک یا دداشت حق کے بیچے لکھا گیا کہ جو
 اس یا دداشت حق کے کام کے واسطے کھڑا ہو تو جو کچھ اس میں ہے وہ اسکا دلی ہے انشاء اللہ تعالیٰ یا خرید میں لکھا کہ فلاں
 شخص پر اسکا خلاص کرنا اور سپرد کر دینا واجب ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک سب یا دداشت باطل ہے اور
 حاجین کے نزدیک انشاء اللہ تعالیٰ قیام اور خلاص سے متعلق ہے اور یہ سخاں ہے اور اگر دونوں عبارتوں میں کچھ جگہ
 خالی ہے تو مشائخ نے کہا کہ عبارت سے ملحق ہوگا کذا فی الہدایہ۔ کسی نے اپنے گھر میں ہمیشہ روٹی پکانے کا منور گاڑا کیسیا

دکانوں میں ہو کر تاج پائینے کی چکی یا کندی کرنے والوں کی کوٹنی تو جائز نہیں ہو اسلئے کہ اس سے مسایون کو کھلا
 ضرر پہونچے گا کہ اس سے بچا و نہیں ممکن ہو اور حام بنائے تو جائز ہو کیونکہ اسکا ضرر بھی ہو اور اس سے بچاؤ اس طرح ہو سکتا ہے
 کہ نہاسی کی دیوار اور حام کے بیچ میں پختہ کی دیوار بنائے اور صدر الشہید نے فرمایا کہ ان صورتوں میں قیاساً جواز ہو کہ اپنی
 ملک میں تصرف ہو لیکن قیاس چھوڑ کر سخسان اختیار کیا گیا کہ اس میں مصلحت ہو اور کہا کہ میرے والد نے فرمایا ہو کہ جس صورت
 میں کھلا ضرر ہو تو ممانعت کیجاویگی اور اسی پر تنویر ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ کسی نے اپنے گھر میں حام بنایا اور
 اس کے دھوئیں سے پڑوسیوں کو اذیت پہونچی تو وہ ممانعت کر سکتے ہیں الا جبکہ اسکا دھواں ان کے گھروں کے دھوئیں کے برابر ہو
 تو نہیں منع کر سکتے ہیں۔ اگر کسی نے اپنے گھر میں بکریوں کا حظیر بنایا اور شکاریوں کی بدبو سے پڑوسیوں نے اذیت پا کر منع
 کرنا یا تو شرعاً ممانعت نہیں ہو سکتی ہو۔ اگر اپنے گھر میں کنواں کھودا کہ میرے پڑوسی کی دیوار نناک ہوتی ہو تو منع
 نہیں کر سکتا ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر ایسا ہو نا یقیناً جانتا ہو تو منع کر سکتا ہو اور یہ قول ہمارے اصحاب کے قول کے مخالف ہو۔
 دو گھروں کی بیچ کی دیوار گر گئی اور ایک کے یہاں پردہ ہوئے دوسرے سے اس کے بنانے میں مدد چاہی تو ہمارے اصحاب نے فرمایا
 کہ اسپر جبر نہ کیا جاویگا اور فقیہ رحمہ نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں جبر کیا جاویگا اور بعض نے کہا کہ اگر چڑھنے سے پڑوسی کے اندر
 گھر میں نظر پڑے ہی تو جڑھنے سے منع کیا جاوے اور اگر پڑوسی کی جہت پر پڑتی ہو تو منع نہیں ہو یہ ناپہ میں منقول ہے
 شافعی مذہب کا آدمی اگر قاضی کے پاس آیا اور جوار کی راہ سے شفعہ کا دھوی کیا تو یہ مسئلہ کسی کتاب میں مذکور نہیں ہو
 اور شافعی نے اس میں اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ قاضی حکم نہ دیگا اور بعضوں نے کہا کہ حکم دیگا اور بعضوں نے کہا کہ
 اگر قاضی کے پاس آیا تو قاضی اس سے دریافت کرے گا کہ جوار کی وجہ سے شفعہ واجب ہو نیکا تیرا اعتقاد ہو اگر اس نے کہا کہ ہاں
 تو حکم دیگا اور اگر کہا کہ نہیں تو وہاں سے اٹھا دیگا اور اسکا کلام نہ سینگا اور شیخ شمس الامام حلائی نے فرمایا کہ یہ اچھا قول ہو
 فقہی میں مذکور ہو کہ مثلاً بعد امین میں قاضی میں ہر ایک کی ایک حد مقرر ہو اور ایک شخص نے دوسرے پر دھوے کیا
 اور دونوں میں اختلاف ہو کہ کس قاضی کے پاس مقدمہ پیش کریں پس اگر دونوں کا گھر ایک ہی جگہ ہو تو جودان کا
 قاضی ہو اسی کے پاس پیش کریں اور اگر دونوں کا گھر جدا جدا ہو ایک اس طرف رہتا ہو دوسرا اس طرف رہتا ہو تو
 امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ دعویٰ کو اختیار ہو جان چاہے ناش کرے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مدعا علیہ کو اختیار ہو
 اسکے پاس چاہے جائے اسی طرح اگر ایک خصم شکر کے جھادنی میں رہتا ہو اسے کہا کہ ہم جھادنی کے قاضی کے پاس
 چلیں گے اور دوسرا شہر میں رہتا ہو اسے کہا کہ شہر کے قاضی کے پاس چلیں گے تو ہمیں بھی اختلاف مذکور جاری ہو
 کذا فی الحیط۔ اگر قاضی نے کسی شخص سے کہا کہ میرے نزدیک بالضرر ثابت ہو گیا کہ اس نے چوری کی ہو تو اسکا ہاتھ کاٹ
 ڈال یا کہا کہ اس نے زنا کیا ہو اسکو حد مارے یا کہا کہ اسپر قصاص واجب ہو اسکو قتل کرے تو شیخیں کے نزدیک
 اسکو روا ہو کہ حدود اور قصاص جاری کرے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا کر فارو انہیں ہو جب تک کہ قاضی اس کے
 نزدیک عادل نہ ہو اور قاضی کے ساتھ دوسرا شخص کو اہی نہ لے اگر کسی حق کے مقدمہ میں ہو تو دونوں کی گواہی قبول کرے
 اور اگر زنا کے مقدمہ میں ہو تو قاضی کے ساتھ تین شخص اور چلہ بیہ بین۔ اور ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ اسکی تین صورتیں
 ہیں یا تو قاضی عالم عادل ہوگا یا عالم ظالم ہوگا یا عادل جاہل ہوگا۔ پس اگر عالم عادل ہو تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف
 کے نزدیک بدون ہتھسار کے اسکا کہنا قبول کرے اور اگر عالم ظالم ہو تو اسکی فرمانبرداری نہ کرے خواہ ہتھسار کیا ہو

یا نہ کیا ہو اور اگر عادل جاہل ہو تو بدوین ہتھسار کے اسکے کہنے پر عمل نہ کرے کیونکہ وہ اکثر خطا کرتا ہو تو حجت دریافت کرے
 و مسئلہ جو مذکور ہو اور وہ عالم عادل کو فرض کر کے ہو۔ اسی طرح اگر قاضی نے کہا کہ میرے سامنے اس شخص نے اس شخص
 کے ہزار درم قرض کا اقرار کیا ہو اور اقرار کرنے والا انکار کرتا ہو تو شیخین کے نزدیک مقبول ہو اور امام محمد رحمہ نے
 فرمایا کہ اُسے مقبول کرنا لازم نہیں ہو یہ شرح طحاوی میں لکھا ہو۔ اگر صل قاضی کے پاس علم خلیفہ ثابت کرنا چاہا تو خلیفہ قاضی
 صل کے سامنے کہے کہ فلان شخص نے فلان شخص کے واسطے اس قدر مال کا اقرار کیا اور میں نے فلان شخص پر فلان کے واسطے
 یہ حکم دیا پس فلان شخص کا اقرار اور خلیفہ کا حکم اور جو کچھ خلیفہ نے بیان کیا سب ثابت ہو گیا کیونکہ خلیفہ میں قاضی ہی جہاں
 قاضی صل قاضی ہو اور قاضی کا قول اپنے مقام قضا میں مقبول ہوتا ہو کذا فی الذخیرہ۔ اگر قاضی نے غائب کے وکیل یا
 ریت کے وصی کے سامنے فیصلہ کیا تو غائب اور ریت پر حکم ہو گا نہ وکیل اور وصی پر اور قاضی اپنی سجل میں تحریر کرے گا کہ
 قاضی نے غائب اور ریت پر حکم دیا و لیکن اسکے وکیل یا وصی کے سامنے۔ حضاف رحمہ نے ادب القاضی میں ذکر کیا ہے کہ اگر
 قاضی نے کسی شخص کو مدعا علیہ کے پیچھے لگا یا کہ اسکا مال نکالے تو اسکی مذوری مدعا علیہ پر ہوگی ایسا ہی قاضی صدق اللہ
 نے ذکر کیا اور اسکو بعض قاضیوں نے اختیار کیا ہو اور بعضے مشائخ نے کہا کہ مدعی پر ہوگی اور یہی اصح ہو کیونکہ اسکا نفع مدعی
 کو پہنچتا ہو۔ اگر ایک شخص دوسرے شخص کے واسطے مال کا اقرار کر کے مر گیا پھر اسکے مرنے کے بعد اسکے وارثوں نے اُس
 شخص سے جسکے واسطے اقرار کیا تھا کہا کہ ہمارے باپ نے جو کچھ اقرار کیا وہ جھوٹ طور پر اقرار کیا اور مجھے معلوم ہو اور
 وارثوں نے اُس سے قسم لینا چاہی تو انکو قسم لینے کا حق نہیں پہنچتا ہو۔ اگر قضا دار نے کہا کہ میں اپنا یہ غلام فروخت
 کر کے قرض ادا کیے دیا ہوں تو خارج مختصر العظام نے ذکر کیا کہ قاضی اسکو قید نہ کرے بلکہ دو یا تین روز تک مہلت دے گا
 کسی نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اسکا انکار کیا پھر دوسری مجلس میں اُسہو دعویٰ کیا کہ تو نے مجھے مال
 ادا کرنے کی مہلت لی تھی اور مال کا اقرار کیا تھا تو قاضی اُس سے مال پر یا مہلت لینے پر قسم لے گا اور بعضے مشائخ نے فرمایا
 کہ صرف مال پر قسم لے گا کیونکہ مہلت لینے پر قسم لینے سے اقرار مال ثابت ہوتا ہو اور اقرار مدعی کی حجت ہو اور مدعی کی حجت پر مدعا علیہ
 سے قسم نہیں لیجانی ہو۔ نوادر بن سستمین امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے پیچھے
 ہزار درم ہیں پھر اس مدعا علیہ نے کہا کہ اگر تو قسم کھا لے گا کہ یہ تیرے پیچھے ہیں تو میں تجھے ادا کر دوں گا پھر مدعی نے قسم کھالی اور
 مدعا علیہ نے اُسے ادا کر دیے پس اگر مدعا علیہ نے اسی شرط پر ادا کیے ہیں جو شرط بیان کی ہو تو اسکو اختیار ہو کہ جو اُسے دیا ہو
 واپس لیوے ایک شخص نے دوسرے کے نام کا اقرار نامہ نکالا کہ اس نے اقرار کیا ہو اور تحریر کر دیا ہو پھر مقرر نے کہا کہ
 میں نے تیرے لیے اس مال کا اقرار کیا تھا و لیکن تو نے میرا اقرار رد کر دیا تو مقرر نے یعنی جسکے لیے اقرار کیا تھا اُس سے
 قسم لیجائیگی جیسے اس صورت میں کہ ایک شخص نے دوسرے پر بیع کا دعویٰ کیا اور بائع نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ فروخت
 کیا تھا مگر تو نے مجھ سے قالا کر لیا ہو تو خرید کے دعویٰ کرنے والے سے قسم لیجائیگی۔ ایک شخص نے ایک عورت اور اسکی بیٹی سے
 دو عقدوں میں نکاح کیا اور کہا کہ مجھے عین معلوم کہ میں نے کس سے پہلے نکاح کیا ہو تو صاحبین کے نزدیک ہر ایک کے
 واسطے اُس سے قسم لیجائیگی کہ میں نے اسکو دوسری عورت سے پہلے اپنی نکاح میں نہیں لیا ہو اور قاضی کو اختیار ہو جس
 چاہے پہلے شروع کرے پس اگر ایک سے قسم دلائی اور اُسے قسم کھالی تو دوسری کا نکاح ثابت ہو گیا اور اگر انکار کیا تو اسکا نکاح
 ثابت ہوا اور دوسرے کا باطل ہو گیا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک نکاح کے معاملہ میں قسم کافی نہیں ہو۔ اگر ایک شخص پر

کسی گھر کا دعویٰ کیا گیا اور اُس نے کہا کہ یہ گھر میں نے بنایا ہو اور دعویٰ اسکو جانتا ہو اور دعویٰ سے قسم طلب کی تو دعویٰ سے قسم نہ لیا دیگی کیونکہ جائز ہو کہ بنانے والا مدعا علیہ ہو لیکن عمارت ملکیت دعویٰ کی ہو اس طرح کہ دعویٰ کے حکم سے مدعا علیہ نے تیار کی ہوتے کہ اگر مدعا علیہ نے یوں بیان کیا کہ میں نے یہ گھر اپنی ذات خاص کے واسطے بدون حکم دعویٰ کے بنایا ہو تو دعویٰ سے قسم لیا دیگی۔ اگر حکم لینے حکم نے مدعا علیہ سے قسم لی اور اُس نے قسم کھالی پھر قاضی کے سامنے مدافعہ ہوا تو قاضی اُس سے دوبارہ قسم نہ لیکر کذا فی الحیط اگرچہ حکم فاسق ہو یہ ہمارے نزدیک ہر کذا فی قاضی قاضی خان۔ ایک گھر کسی کے قبضہ میں تھا آپس کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اس نے مجھے عصب کر لیا ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ گھر میرا تھا میں نے اسکو پس اس طرح وقف کر دیا ہو اور دعویٰ نے اسکو قسم دلا نا چاہی تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اسکو قسم دلائی جاوے گی اور اس میں شیخین رحمہ نے خلاف کیا ہو اور بنا و خلاف یہ ہو کہ گھر کا عصب امام محمد رحمہ کے نزدیک متحقق ہوتا ہو اور قسم دلانے میں یہ فائدہ ہو کہ اگر اُس نے انکار کیا تو آپس قیمت دینے کا حکم کیا جائیگا اور اگر دعویٰ نے اس غرض سے قسم دلائی کہ میں عینہ وہ گھر لون تو بالاتفاق قسم دلائی جاوے گی کیونکہ وہ گھر وقف میں جاتا رہا ہو اور فتویٰ امام محمد رحمہ کے قول پر ہو اور پیش اس کے ہو کہ یہ قبضہ میں ایک غلام ہو اُس نے کہا کہ یہ غلام عمر و کا ہو اُسے خالد سے عصب کر لیا ہو تو زید کے اس قرار کی کہ یہ عمر و کا تصدیق کجا دیگی اور اسکی تصدیق کجا دیگی کہ عمر و نے خالد سے عصب کر لیا ہو اور اسکا اقرار آپس محبت ہو گا جس کے اسکی قیمت عمر و کو دلائی جاوے گی۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک زمین ہو اور اس کے زخم میں اس کے دادا نے یہ زمین اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی اولاد پر خاندانہ وقف کی ہو پھر ایک شخص آیا کہ اس زمین کے وقف کرنے والے نے اسکو اپنی تمام اولاد پر وقف کیا ہو اور میں بھی اسکی اولاد میں سے ہوں اور قاضی سے اُس نے قسم لینا چاہی تو اُس سے قسم نہ لیا دیگی لیکن اگر قاضی کے پاس زمین کا کچھ حاصل ہو تو قسم لیا دیگی کیونکہ دعویٰ اس حال کو اپنی ملکیت خیال کرتا ہو اور قاضی سنکر ہو تو قسم دلا یا جاوے گا اور یہ حکم اُس شخص کے قول پر نہیں ہو جو کہتا ہو کہ جبہ وقف کیا جائے اسکو خصوصت کا حق ہوتا ہو اور جس شخص کے نزدیک نہیں ہوتا ہو اُس کے نزدیک یہ حکم ٹھیک ہو گا اور چاہیے کہ دعویٰ متولی کی طرف سے ہو تاکہ مدعا علیہ سے قسم لیا جائے۔ چھاوئی کے قاضی کو سولے چھاوئی کے ولایت چھل نہیں ہو اور سولے ہل چھاوئی کے اسکا حکم کسی پٹاوند نہ ہو گا مگر جبکہ تقرری کے وقت اُسے شرط کر لی ہو تو نافذ ہو گا۔ اگر کوئی شخص چھاوئی کا ہو اور وہ بازار میں کام حرفہ کرتا ہو تو وہ چھاوئی کا شمار ہو گا۔ شمس الاسلام اور جذبی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے کچھ زمین علماء و خرقند پر وقف کی اور متولی کے سپرد کر دی پھر متولی پر فساد وقف کا بسبب شیوع کے دعویٰ کیا اور قاضی خرقند کے سامنے پیش کیا اور اُس نے صحت وقف کا حکم دیا اور قاضی خرقند بھی علماء خرقند میں سے ہو تو انھوں نے فرمایا کہ اسکی قضا نافذ ہو کیونکہ وہ اس میں گواہ ہو سکتا ہو تو قاضی ہو سکتا ہو اور گواہ ہونے کی دلیل یہ ہو کہ ہلال نے ذکر کیا ہو کہ اگر کسی نے اپنے بڑوسی فقیروں پر کچھ وقف کیا اور بعض فقیروں ان میں سے وقف پر گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ قاضی ابالغون کے علاج کر دینے کا مختار نہیں ہو مگر جبکہ اُس کے منشور میں یہ حکم دیا گیا ہو ہے۔ اگر قاضی انبار زرق بیت المال سے پورا پورا لینے سے پہلے مر گیا تو ساقط ہو جائیگا یہ خمس الامۃ حلوانی نے ذکر کیا ہو۔ فتاویٰ نسفی میں ہو کہ قاضی کنج اور قاضی خیبر سے ملاقات ہوئی پھر ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلاں شخص نے فلاں کے واسطے یہ اقرار کیا ہو تو دوسرا اس پر فیصلہ نہ کر سکا جب تک وہ اسکے پاس کتاب القاضی الی القاضی کے طریقہ پر خط نہ بھیجے اور شاخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُس وقت ہو کہ خریدنے کے وقت ہر ایک ایسی جگہ ہو جان وہ قاضی ہو اور اگر ایسی جگہ ہو تو اس خبر پر فیصلہ کرنا چاہیے کیونکہ زبانی خبر کا اعتبار خط سے زیادہ ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ قاضی نے یمیم کا مال خود کسی کے ہاتھ فروخت کیا لیا

وودیت رکھا یا اسکے حکم سے اُسکے امین نے فروخت کیا اور قاضی اسکو جاننا ہو پھر قاضی مرگیا اور لوگوں نے دوسرے قاضی کے پاس
جو بجائے اُسکے مقرر ہوا ہو گا وہی دی کہ ہم نے پہلے قاضی کو کھتے ساتھ کہ میں اس قسم کا مال غلام کے ہاتھ فروخت کیا تو یہ کوئی
مقبول ہو اور شہری سے مال کا مواخذہ کیا جائیگا اور یہی حکم وودیت کا ہے۔ لفظ میں ہے کہ اگر کوئی شخص مرگیا اور اسکا کوئی
وارث معلوم نہیں ہوتا ہو اور قاضی نے اُسکا گھر فروخت کر دیا تو جائز ہو اور اگر پھر اسکا کوئی وارث ظاہر ہو تو بیع تمام ہوگی
یعنی بیع واپس ہو سکیگی یہاں سے خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر درم و دینار و زمین وغیرہ کے متفرق دعویٰ
کیے تو ب دعویٰ کیا کر کے مدعا علیہ سے سب پر ایک قسم لجا دی ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار
کیا پھر مدعی نے ایک اقرار نامہ مدعا علیہ کا لکھا ہوا کہ اسقدر مال کا اُس نے اقرار کیا اور تحریر کیا تھا نکالا اور کہا کہ یہ تحریر مدعا علیہ کی
اور مدعا علیہ نے اپنی تحریر ہونے سے انکار کیا پھر اُس سے لکھوایا گیا تو دونوں خطوں میں صاف شاہد تھی تو اس میں اختلاف
ہو بعضوں نے کہا کہ قاضی مدعا علیہ پر اس مال کی ڈگری کرے اور بعضوں نے کہا کہ نہ کرے اور یہی صحیح ہو اور اگر مدعا علیہ
نے اپنی تحریر ہوئی اقرار کیا ولیکن مال سے انکار کیا کہ مجھے نہیں ہے پس اگر وہ خط عند ان کے ساتھ مصدر ہو تو مدعا علیہ کے
قول کی تصدیق ہوگی اور اگر اس مال کی ڈگری کیا ویگی۔ اور صراف اور دلال کا خط عرفا حجت ہو اور اگر یہ خط مصدر معنون ہو
ولیکن بطور تسک کے ہو پس اگر اپنے نفس پر اُسکے مضمون کا اقرار کیا تو مال اُس پر لازم ہوگا۔ اور اگر گواہوں کے سامنے خط
لکھا کہ انکو پڑھنا یا تو گواہوں کو گواہی دینا حلال ہے اگرچہ کتابت نے انکو گواہ نہ کر لیا ہو۔ اور اگر گواہوں کے سامنے لکھا
اور انکو پڑھ کر نہ سنا یا ولیکن کہا کہ جو کچھ آسمین ہے اُسکی تم مجھے گواہی دو تو گواہوں کو روا ہے کہ گواہی دین بشرطیکہ اُسکے
مضمون سے آگاہ ہوں اور اگر نہ آگاہ ہوں تو انکو گواہی دینا حلال نہیں ہے عیون میں لکھا ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اُس نے
اپنے ایک غلام کو ہزار درم پر کتابت کر دیا ہو اور میت پر کسی کے ہزار درم چاہیے ہیں پھر کتابت نے بدون حکم قاضی کے
موقوفہ کو میت کی طرف سے اُسکے قرضہ کے عوض ہزار درم دیدیے تو قیاساً باطل ہو اور کتابت آزاد ہو گا جب تک قاضی اسکو
آزاد نہ کرے یہ خانیہ میں ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام کا جو دوسرے کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور اُس سے
قسم طلب ہوئی پس اُس نے انکار کیا پھر قاضی نے بسبب اُس اقرار کے اُس پر ڈگری کر دی پھر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے انھوں نے
گواہی دی کہ مدعا علیہ نے یہ غلام مدعی سے خرید اتھا تو گواہی مقبول ہوگی یہ تانا رخانیہ میں ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میرا مال
سکینوں پر صدقہ ہو تو ان لوگوں پر صدقہ ہو گا جنہیں زکوٰۃ تقسیم ہوتی ہے۔ اور اگر تھائی مال کے صدقہ کی وصیت کی تو
ہر شو کی تھائی لجا دیگی اور زمین عشری امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک آسمین شامل ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک
شامل نہ ہوگی اور بالاجماع زمین خراجی داخل نہیں ہو اور اگر کہا کہ جسکا میں مالک ہوں سکینوں پر صدقہ ہو تو بعض شلخ نے
فرمایا کہ ہر مال کو شامل ہو کیونکہ یہ لفظ اعم ہے لفظ مال سے اور مفید ایجاب شرعی ہے اور وہ مخصوص لفظ مال کے ساتھ ہے
اور بیان کوئی مخصوص نہوا تو عام باقی رہا اور صبح ہے کہ یہ دونوں لفظ یکساں ہیں پھر اگر اسکے سوا اُسکا کچھ مال دوسرا
نہو تو آسمین سے بعد روزینہ کے رکھ لے پھر جب کچھ اسکے پاس آجائے تو پھر اُس قدر صدقہ کرے اور کس قدر رکھ لے اسکی مقدار
مقرر نہیں ہے کیونکہ یہ ہر شخص کی لیاقت پر ہے اور بعضوں نے بیان کیا کہ حرقہ والا ایک روز کی روزتی رکھ لے اور اگر ایسا
ایک مہینہ کی اور زمیندار ایک سال کی اور اسی طرح تجارت والا اتنے دنوں کی روزتی رکھ لے کہ جب اسکا مال اسکے
پاس آجائے۔ اگر کسی کو وصیت کی گئی اور اسکو وصیت کا علم نہوا یہاں تک کہ اُس نے ترک میں سے کچھ فروخت کیا تو وہ وصی

۲
مذکورہ بالا فتاویٰ سندھ کے جلد اول باب سی ویکم قصاص و عاقلہ

ہوگا اور بیع جائز ہو اور وکیل کی بیعت جب تک اسکو وکالت معلوم نہ ہو جائز نہیں ہے اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ وصیت کی صورت میں بھی جائز نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے لوگوں میں سے اسکو آگاہ کر دیا تو روا ہے اور وکالت سے ممانعت نہ ہوگی جب تک کہ اسے پاس نہ دیا گیا ایک عاقل کو ابھی نہ دیوے اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ تصرف کرنا اور تصرف سے ممانعت دونوں کا ایک حکم ہے یعنی تصرف روا ہونے کے واسطے عدالت کی اور دو کی شرط نہیں ہے ایسے ہی تصرف سے ممانعت کے واسطے بھی شرط نہیں ہے اگر قاضی نے یا اس کے امین نے کوئی غلام قرضخواہوں کے واسطے فروخت کیا اور من لے لیا اور وہ ضائع ہو گیا پھر غلام استحفاظ ثابت کر کے مشتری سے لے لیا گیا تو قاضی یا امین ضامن ہوگا اور مشتری اپنا من قرضخواہوں سے لے لیا اور اگر قاضی نے وہی کو اس غلام کے بیچنے کا حکم کیا کہ قرضخواہوں کے واسطے فروخت کرے پھر قبضہ سے پہلے مر گیا یا استحفاظ ثابت ہو کر مشتری سے لے لیا گیا تو مشتری وصی سے من دانس لیا اور وصی قرضخواہوں سے لے لیا پھر اگر میت کا کچھ مال ظاہر ہوا تو قرضخواہ اپنے حصہ کو اس سے لے لیا اور شاخ نہ فرمایا کہ جائز ہے کہ یہ کہا جائے کہ وہ سودینار سبھی لے لیا جو اسے ڈانڈ دیے ہیں کیونکہ یہ بھی اسکو میت کے کام میں دینے پڑے ہیں۔ اور وارث کے واسطے کوئی ہیزیت کے فروخت کی گئی تو اسکا حکم بھی قرضخواہ کا حکم ہے و التدا علم بالصواب کذا فی البدایہ

کتاب الشہادات

اور اسپین خندبابین

باب اول شہادت کی تعریف اور اسکے رکن و سبب ادا و حکم و شرائط و اقسام کے بیان میں۔ شہادت یعنی گواہی کی تعریف یہ ہے کہ مجلس ضامین کو ابھی کے لفظ کے ساتھ حق ثابت کرنے کے واسطے سچی خبر دینے کو شہادت کہتے ہیں یہ فتح القدیر میں ہے اور ہر ایسا لفظ جو خبر کے معنی میں ہو نہ قسم کے معنی میں اسکا رکن ہو یہ تمہین میں لکھا ہے۔ گواہی ادا کرنے کا سبب یا تو مدعی کی درخواست ہو کہ گواہی ادا کرے یا مدعی کی حق تلفی کا خوف ہو جبکہ مدعی کو اسکی گواہی نہ معلوم ہو۔ اور اسکا یعنی گواہی کا اثر و حکم یہ ہے کہ حاکم کو اسکے موافق حکم دینا پڑے کذا فی الغنیہ۔ گواہی کی شرطیں دو طرح کی ہیں ایک گواہی اٹھانے کی شرطیں اور دوسرے اس گواہی کو ادا کرنے کی شرطیں۔ گواہی اٹھانے کے شرطوں میں سے ایک یہ ہے کہ اسوقت عاقل ہو پس مجنون یا ایسے لڑکے کا جب عقل ہو گواہی اٹھانا صحیح نہیں ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ آنکھوں والا ہو پس اندھے کا گواہ ہونا صحیح نہیں ہے اور ایک یہ کہ جس چیز کی گواہی برداشت کی ہو اسکو خود دیکھا ہو نہ یہ کہ دوسرے کے دیکھنے پر گواہی کا متخل ہو اور اگر چند چیزوں خاص میں لوگوں سے سن لینے سے گواہ ہو سکتا ہو یہ بدائع میں لکھا ہے اور گواہی برداشت کرنے کے واسطے بالغ اور آزاد اور سلسلہ ان اور عاقل ہونا شرط نہیں ہے جسے کہ اگر گواہی برداشت کرنے کے وقت عاقل رہا یا کافر یا فاسق ہو پھر جب اس گواہی کے ادا کرنے کا وقت ہوا اسوقت اسکا بالغ ہو گیا یا مسلمان ہو گیا یا کافر یا فاسق ہو گیا یا کافر یا فاسق ہو گیا یا کافر یا فاسق ہو گیا تو یہ برکتی اور قاضی کے سامنے گواہی ادا کی تو اسکی گواہی مقبول ہوگی یہ بحر الرائق میں لکھا ہے اور گواہی ادا کرنے کی شرطیں چند طرح کی ہیں از ابتدا خود گواہ میں یہ شرط ہے کہ عاقل اور بالغ اور آزاد اور مینا اور ناطق ہو اور چارے نزدیک نہمت نہ گمانے میں اسکو حد نہ ماری گئی ہو اور فقط خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے گواہی دے اور اسکو

کچھ حصول منفعت یا دفع مضرت کے غرض نہ ہو اور خود مختصم نہ ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک جس چیز پر گواہی دیتا ہو اسکو جائز کیا د
رکھتا ہو اور صاحبین کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے یہ بدائع میں لکھا ہے اور عدالت گواہ کی قاضی کے قبول کرنے کے واسطے
شرط ہے ادا کرنے کے واسطے شرط نہیں ہے یہ سحر الرائق میں لکھا ہے اور شرط ظاہری عدالت ہے نہ بشرتی کہ جو تعمیل کرنے والوں
سے گواہوں کا حال دریافت کرنے سے ہوتی ہے اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف و امام محمد رحمہ سے
روایت ہے کہ حقیقی شرط ہے کذافی البدائع اور فتویٰ اس زمانہ میں صاحبین کے قول پر ہے کہ یہ کافی نہیں لکھا ہے۔ اور عدل کی
تفسیر میں عمدہ تفسیر ہے جو امام ابو یوسف رحمہ سے منقول ہے کہ گواہی میں وہ شخص عادل ہے کہ جو کبیر گناہوں سے دور رہے
اور صغیرہ پر اصرار نہ کرے اور اسکی صلاحیت فساد سے زائد اور اسکی اخلاص صواب خطا سے زیادہ ہوں یہ نہایت میں ہے۔
کبیرہ گناہ کی تفسیر میں اختلاف ہے اور اصح وہ ہے جو شمس اللہ حوالی سے منقول ہے کہ جو فعل مسلمانوں میں شنیع ہو اور اسکی
کرنے میں ہتک حرمت دین التذللے ہو وہ کبار میں سے ہے اور اسی طرح جس میں مروءت اور کرم کا دور کر دینا لازم آتا ہے
وہ کبار میں سے ہے اور اسی طرح فسق و فجور پر اعانت کرنا اور ان گناہوں پر برائی گھنٹہ کرنا بھی کبار میں سے ہے اور اسکی
ماسوا صغیرہ میں کذافی المحیط۔ اور از انجملہ نفس گواہی میں یہ شرط ہے کہ حقوق عباد پر جو گواہی قائم ہوئی اس میں مدعی یا
اسکی نائب کی طرف سے دعویٰ ہونا شرط ہے اور یہ کہ گواہی دعویٰ کے موافق ہو اور جن چیزوں پر مرد مطلع ہو سکتے ہیں
عدد شرط ہے۔ اور دونوں گواہوں میں اتفاق شرط ہے اور حدود پر گواہی دینے میں مذکر ہونا شرط ہے اور جہر گواہی قائم ہوئی ہے
اگر وہ مسلمان ہو تو گواہ کا مسلمان ہونا شرط ہے اور تمام حدود پر گواہی دینے میں سولے حد قذف کے یہ شرط ہے کہ مدت زیادہ نہ گذر
گئی ہو ورنہ مقبول نہ ہوگی بخلاف اقرار کے اور یہ کتاب الحدود میں مذکور ہو چکا ہے اور حدود و قصاص میں گواہ اصالتہ گواہی ادا کرے
کذافی البدائع اور گواہی پر گواہی ادا کرنے میں اصالتہ حاضر ہونا مستعد ہے یہ سحر الرائق میں ہے از انجملہ جس چیز کی گواہی یتیمین
اسکا معلوم ہونا شرط ہے اگر جھول ہوگی تو گواہی مقبول نہ ہوگی اس واسطے کہ قاضی کے حکم خدا کے صحیح ہونے کے واسطے جس چیز کی
گواہی دیتے ہیں قاضی کو اسکا علم ہونا ضرور ہے اور اسی سے نکلتا ہے کہ اگر دو شخصوں نے قاضی کے پاس گواہی دی کہ فلان شخص
اس بیت کا وارث ہے اسکی سوا کوئی اسکا وارث نہیں ہے تو گواہی نامقبول ہونا اسوجہ سے ہے کہ انھوں نے جھول کی گواہی
دی کہ سبب فرشت جھول ہے کذافی البدائع۔ اقسام شہادت کے پس زنا پر گواہی ہے اور اس میں چار مرد و مہتر ہوتے ہیں اور
بانی حدود و قصاص پر گواہی اور اس میں دو مردوں کی گواہی مقبول ہوتی ہے اور ان دونوں قسموں میں عورتوں کی گواہی
مقبول نہیں ہوتی ہے یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ از انجملہ ولادت اور بکارت اور عورتوں کے ایسے عیون پر گواہی کہ جہر مرد مطلع نہیں
ہوئے ہیں اور اس میں ایک مسلمان آزاد عادلہ عورت کی گواہی مقبول ہے اور دو ہوں تو زیادہ احتیاط ہے یہ فتح القدیر میں
لکھا ہے۔ اور شاخ بلخ اور شاخ بخارا نے لفظ شہادت کو شرط کیا ہے اور شاخ عراق نے کہا کہ لفظ شہادت شرط نہیں ہے یہ محیط
میں لکھا ہے اور قدوری نے پہلے قول پر اعتماد کیا اور اسی پر فتویٰ ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ جن میں ایک عورت کی گواہی مقبول ہے
اگر ایک مرد نے گواہی دی مثلاً کہا کہ ناگہان میری نظر اس عورت پر پڑ گئی تو جواب یہ ہے کہ ایسے مواضع میں اسکی گواہی قبول
ہونا چاہیے کذافی المبسوط اور محیح یہ ہے کہ عدد شرط نہیں کیونکہ جب ایک عورت کی گواہی مقبول ہے تو مرد کی گواہی اس سے
قوی ہے مقبول ہونی چاہیے یہ نہایت میں ہے۔ از انجملہ گواہی سوائے حدود و قصاص کے اور سوائے ان چیزوں کے جن پر مرد
مطلع نہیں ہوتے ہیں ایسی گواہی میں دو مرد یا ایک مرد و عورتین ہونا شرط ہے خواہ وہ مال ہو یا مال نہ ہو شل

نکاح اور طلاق اور حقائق اور وصیت وغیرہ میں بیان لکھا ہو اور ہجرات بھی اسی قسم سے ہوتے ہیں کہ ہمارے نزدیک ایک حد اور دو عورتوں کی گواہی سے ثابت ہو جاتا ہے کذا فی المصنف

دوسرا باب گواہی کو برداشت کرنے اور ادا کرنے اور انکار کرنے کے بیان میں۔ پھر ڈر نہیں ہو کہ انسان گواہی کے برداشت کرنے اور قبول کرنے سے انکار کرے۔ واقعات میں ہو کہ ایک شخص سے اپنی گواہی لکھنے کو یا گواہ ہونے کو کہا گیا اور اسے انکار کیا پس اگر طالب کو دوسرا شخص ملتا ہو تو اسکا انکار جائز ہو ورنہ جائز نہیں ہو کذا فی الذخیرہ اور ایسا ہی حال تعدیل کا ہو کہ اگر کسی سے حال کو ادا دریافت کیا جاوے اور وہ ان دوسرا عدل دستیاب ہو سکتا ہو تو اسکو نہ قبول ہونے کی تمنا پیش ہو ورنہ روا نہیں ہو کہ سچی بات نہ کہے تاکہ کسی کا حق باطل کرنے والا نہ ٹھہرے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر وہ سچی بات کہے اور اس کی توثیق دے ورنہ چھپانے سے گنہگار ہو گا اور جب وہ گنہگار ہو گا کہ اسکو معلوم ہو کہ قاضی میری گواہی قبول کرے گا اور اسی پر ادا کرنا ٹھہر جاوے اور اگر جانتا ہو کہ قاضی نہ قبول کرے گا یا وہ ان ایک جماعت ہو کہ بعضوں نے گواہی دیدی اور نہ قبول ہوئی تو گنہگار نہ ہو گا اور بعضوں کی گواہی مقبول ہوئی اور دوسرے لوگ گواہ لائق قبولیت کے موجود ہیں تو چونکہ وہ اگر یکساں گنہگار ہو گا یہ نہیں میں لکھا ہو۔ اور اگر یہ شخص ایسا ہو کہ نسبت دوسروں کے اسکی گواہی جلد قبول ہوئے تو اسکو گواہی ادا کرنے سے انکار کرنا روا نہیں ہو یہ وجہ کر دہی میں لکھا ہو۔ اگر قاضی کی کچھری سے گواہ کا کھر دور ہو کہ وہ گواہی ادا کر کے اسکی اپنے کھر نہیں پہنچ سکتا ہو تو مشائخ نے فرمایا کہ گنہگار نہ ہو گا یہ نہیں میں لکھا ہو۔ خلف رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک غیر عادل قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہوا اور ایک شخص کے پاس گواہی ہو تو کیا اسکو جائز ہو کہ یہاں نہ ادا کرے اور چھپائے اور قاضی عادل کے پاس ادا کرے تو فرمایا کہ ہاں جائز ہے یہ ظہیرہ میں لکھا ہو۔ حدود کی گواہی میں گواہ کو چھپانے اور ظاہر کر نیکا اختیار ہو اور چھپانا افضل ہو ولیکن مال کی گواہی چوری میں ظاہر کرنا واجب ہو پس یوں کہنے کہ اسنے لیا ہو اور یہ نہ کہہ کہ اسنے چورایا ہو کذا فی الہدایہ۔ گواہ بیان کہ جگو گواہ برداشت کرتا ہو دو طرح کی ہیں ایک وہ کہ بدول گواہ کہنے کے ثابت ہوتے ہیں جیسے بیع اور قرار اور حکم حاکم اور غضب و قتل پس جب گواہ نے بیع یا قرار یا حکم حاکم کو سنا یا غضب پائل کو دیکھا تو اسکو گواہی دینا روا ہو اگرچہ گواہ نہ کیا گیا ہو اور یوں بیان کیے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ گئے فروخت کیا اور یہ نہ کہے مجھے اسنے بیع میں گواہ کیا تاکہ جھوٹا نہ ٹھہرے اور دوسری قسم وہ کہ بلا گواہ کرنے کے ثابت نہیں ہوتی ہیں جیسے گواہی پر گواہی پس اگر کسی نے کسی گواہ کو گواہی دیتے سنا تو اسکو روا نہیں ہو کہ اسکی گواہی پر گواہی دیوے ولیکن جبکہ گواہ کیا جائے تو جائز ہو یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر پردہ کے اندر سے قرار سنا تو روا نہیں ہو کہ کسی شخص پر گواہی دے کیونکہ غیر کا احتمال ہو اسلئے کہ آواز مشابہ ہو کرتی ہو مگر جبکہ اندر وہی شخص فقط ہوا اور گواہ نے جا کر دیکھ لیا ہو کہ کوئی غیر نہیں ہے پھر رہستہ پر اگر بیٹھا ہو اور وہاں جانے کا دوسرا رہستہ بھی ہو سچھاننے اقرار کیا اور اسنے سنا تو روا ہو اور قاضی کو چاہیے کہ اگر وہ تفصیل وار بھی بیان کرے تو قبول کرے یہ نہیں میں لکھا ہو۔ جو عورت نقاب ڈالے ہو اسکی طرف سے گواہی برداشت کرنے میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ بدول اسکا چہرہ دیکھے محل شہادت صحیح نہیں ہو اور بعضوں نے کہا کہ پہچان بتلانے پر گواہی برداشت کرنا روا ہو اور پہچان بتلانے کے واسطے ایک کافی ہو اور دو شخصوں میں احتیاط ہو اور اسی قول کی طرف شیخ الاسلام خواہر زادہ نے میل کیا ہو اور پہلے قول کی طرف شیخ الاسلام اور امام مرغینانی نے میل کیا ہو اور عقل بھی اسی کو چاہتی ہو کیونکہ ہمارا اجماع ہو کہ عورت کے چہرہ کی طرف گواہی کے واسطے دیکھ لینا روا ہو

مہر و مام ابو یوسف و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اگر دو عداوتوں نے گواہ کو خبر دی کہ یہ فلاں عورت ہو تو کوئی بھی اور امام
 اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک نسب پر گواہی دینے کے واسطے اس قدر باعث جاسیے کہ جسکے ہم سمجھتے ہوئے کو عقل روانہ رکھتے ہو کہ
 سب کے سب جھوٹ ہوئے یہ ظہیرہ میں لکھا ہے اور فقہ ابو بکر اسلمہ میں صحابین کے قول پر فتویٰ دیتے تھے
 اور اسی کو نجم الدین نسفی رحمہ اللہ نے اختیار کیا اور اسی پر فتویٰ ہو پس اگر اُس عورت کا نام و نسب و عداوتوں نہ پہنچو یا تو
 چاہیے کہ دونوں گواہوں کو اپنی گواہی پر گواہ کہ لیں تا گواہ قاضی کے پاس اسم و نسب کے بارے میں اُن دونوں کی گواہی پر
 گواہی دین اور اصل حق پر اصالۃ گواہی دین تو یہ بلا خلاف جائز ہو کذا فی المحیط۔ فقہ ابو الیث فرماتے تھے کہ اگر ایک عورت نے
 پردہ کی آڑ سے اقرار کیا اور دو شخصوں نے اُسکے پاس سے گواہی دی کہ یہ فلاں عورت ہو تو جس سے اُسکا اقرار سنا اُسکو
 اُسکے اقرار کی گواہی دینا جائز نہیں مگر جبکہ حالت اقرار میں اُسکی میت شخصہ کو دیکھ لے تو جائز ہے اور فقہ نے اُسکی میت شخصہ
 کا دیکھنا شرط کیا نہ اُسکے چہرہ کا دیکھنا کذا فی الذخیرہ اگر کسی عورت نے اپنا چہرہ کھول دیا اور کہا کہ میں فلاں عورت فلاں شخص کی
 بیٹی ہوں تو گواہوں کو پہنچانے والوں کی ضرورت نہیں ہو پس اگر مرد جو دے تو دو گواہوں کی ضرورت ہوگی کہ گواہی دین
 کہ وہ فلاں فلاں عورت فلاں شخص کی بیٹی تھی۔ اور اگر لڑکے اپنا چہرہ نہ دکھایا اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ فلاں
 عورت فلاں شخص کی بیٹی ہو تو مقدمہ کے گواہوں کو حلال نہیں ہو کہ گواہی دین کہ فلاں عورت نے اقرار کیا صرف یہ جائز ہو
 کہ یوں گواہی دین کہ ایک عورت نے یا اقرار کیا اور ہمارے سامنے دو گواہوں نے بیان کیا تھا کہ یہ فلاں عورت ہو یہ لفظ
 میں لکھا ہے۔ اگر گواہوں نے ایک عورت پر گواہی دی اور اُسکا نام و نسب بیان کیا اور وہ عورت پھر یں میں حاضر تھی پس
 قاضی نے گواہوں سے کہا کہ تم اُس عورت کا علیہا کو پہچانتے ہو انہوں نے کہا کہ نہیں تو یہ گواہی مقبول نہیں ہو اور
 اگر گواہوں نے کہا کہ ہم نے ایک عورت پر گواہی دینا برداشت کیا تھا کہ اُسکا نام و نسب یہ ہے اور یہ ہم نہیں جانتے
 ہیں کہ وہ عورت یہی ہو یا نہیں تو اُنکی گواہی اس نام کی عورت پر درست ہے اور مدعی پر لازم ہو کہ گواہ لاوے کہ یہ
 وہی عورت ہو کہ جسکا نسب گواہوں نے بیان کیا ہو کذا فی المحیط۔ ایک عورت کا پہنچنا بالیسے شخص سے درست ہو جسکی
 گواہی اُسکے حق میں نام مقبول ہو جیسے باپ یا بیٹا مثلاً خواہ یہ گواہی ہمیں پہنچوائی جاتی ہو اُس عورت کے پلے ہو یا اُس
 عورت کے اوپر گواہی ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر گواہی اُسکے لیے ہو تو دوست نہیں ہو اور نجم الدین نسفی رحمہ اللہ نے
 پہلا قول اختیار کیا ہے یہ فضول عداوت میں لکھا ہے۔ ابن احمد رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک عورت نے دو شخصوں کے سامنے
 اقرار کیا کہ میں نے یہ باندی آزاد کر دی اور دونوں شخصوں نے آزاد کرنے والی کا منہ نہیں دیکھا تو فیخ رحمہ اللہ نے فرمایا
 کہ گواہی دینا نہیں جائز ہے جب تک اُسکا منہ نہ دیکھیں۔ اگر دونوں گواہ جب سے اُس عورت نے باندی کو آزاد کیا ہو اُس سے
 جدا نہیں ہوئے تو اُنکو جائز ہو کہ اُسکے آزاد کرنے کی گواہی دین یہ تا تاہ خانیہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ آتا ہو
 اور قرضہ اخذ نہیں اُس سے اقرار کرتا ہو اور علانیہ انکار کرتا ہو اور حقدار اپنے حق وصول کرنے سے عاجز ہوا اور اُس نے
 حیلہ کیا کہ چند عادل لوگوں کو اُس نے گھر میں چھپا دیا پھر اُسکو بلایا اور اپنا قرضہ اُس سے طلب کیا اور اُس نے اقرار کیا اور چلا گیا
 اور گواہوں نے سن لیا تو ہمارے علما کے نزدیک اُنکو گواہی دینا حلال ہے اور بعض نے کہا کہ حلال نہیں ہو کہ ہمیں نہیں
 اور غدر ہو لیکن صرف اس صورت میں جائز ہو کہ جب گواہ اُسکا چہرہ دیکھتے ہوں اور اگر اُسکا چہرہ نہیں دیکھتے تھے
 لیکن کلام سننے سے تو گواہی دینا حلال نہیں ہو اور اگر گواہی دی اور تفسیر کر دی تو گواہی مقبول ہوگی مگر جبکہ اُنکو

علم آگیا ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اگر مالک کو دیکھا مالک کو نہ دیکھا مثلاً ایک ملکیت محدودہ کو دیکھا کہ فلان بن فلان کے نام سے منسوب ہو اور مالک کو نہ شکل سے پہچانا اور نہ نسب سے واقف ہوا تو اصح مذہب یہ ہو کہ گواہی دیوے اور قبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ اور اگر ملکیت اور مالک دونوں کو نہ دیکھا مگر لوگوں سے سنا کہ فلان شخص کی فلان گائون میں زمین ہو کہ اسکی چوحدی یہ ہو اور یہ شخص اس میں کو پہچانتا ہو اور نہ اس شخص کا قبضہ اُسپر جانتا ہو تو اُسکو ملکیت کی گواہی دینا حلال نہیں ہے۔ اور اگر مالک کو دیکھا مثلاً ایک شخص کو اچھی طرح پہچانتا ہو اور مالک کو نہ دیکھا مگر لوگوں سے سنا کہ اُسکی فلان گائون میں زمین ہو اور یہ شخص اس زمین کو خالص کہ نہیں پہچانتا ہو تو اُسکو گواہی دینا نہیں روا ہے۔ کافی میں لکھا ہو۔ اگر گواہ نے مالک اور ملکیت دونوں کو دیکھا مثلاً مالک کو شکل سے اور نام اور نسب سے پہچانتا ہو اور ملکیت کو مع حدود و حقوق پہچانتا ہو اور اس ملکیت کو اُسکے قبضہ میں دیکھا کہ مالکانہ تصرف کرتا ہو اور دھوی کرتا ہو کہ یہ میری ہو اور گواہ کے دل میں یقین آگیا کہ اسی کی ہو تو اُسکو حلال ہے کہ اس شخص کی ملکیت کی گواہی دے یہ محیط میں لکھا ہو۔ متقی میں لکھا ہے کہ اگر تو نے کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی اسباب یا گھر دیکھا اور تیرے دل میں سمایا کہ یہ اسی کا ہو پھر اسکے بعد تو نے اُسکو دوسرے کے ہاتھ میں دیکھا تو تجھے گنجائش ہو کہ تو گواہی دے کہ یہ چیز پہلے شخص کی ہو۔ اور جب تیرے پہلے شخص کی ملکیت ہونے کی گواہی دینی چاہی اُسوقت تجھے دو عادلوں نے کہا کہ یہ چیز اسی کی ہو جسکے ہاتھ میں آج کل ہوا ہے پہلے شخص کے پاس ہمارے سامنے ودیعت رکھی تھی تو تجھے پہلے شخص کی ملکیت ہونے کی گواہی دینا حلال نہیں ہے خلاف اسکے کہ ایک عادل نے گواہی دی ہو و لیکن اگر تیرے دل کو یقین ہو جائے کہ یہ ایک شخص سچا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ واضح ہو کہ جامع صغیر میں اس مسئلہ میں یہ نہیں مذکور کہ اُسکے دل میں یقین آگیا کہ یہ چیز اسی کی ہو اور نہ تصرف مع قبضہ مذکور ہو اور صحیح یہی ہو جو متقی میں ہے۔ اور ایسے ہر امر ظاہر کی جہت میں لوگوں سے سن کر گواہی دینا جائز ہے جیسے موت و نکاح وغیرہ جب تیرے دل میں سکرتین آجاوے کہ یہ خبر صادق ہو پھر تیرے پاس دو عادل اُسکے برخلاف گواہی دیں جو تیرے دل میں سمایا ہو تو تجھے روا نہیں ہو کہ جو تیرے دل میں یقین آگیا ہو اُسکے موافق تو گواہی دے و لیکن جبکہ تجھے یقین ہو کہ یہ دونوں جھوٹے ہیں تو جائز ہے اور اگر ایک عادل نے اُسکے برخلاف گواہی دی تو تجھکو روا ہو کہ وہی گواہی ہے جو تیرے دل میں ہو یعنی پہلا امر و لیکن جبکہ تیرے دل کو یقین ہو جائے کہ یہ شخص سچا ہو تو تو اُسکی گواہی جو پہلے سے تیرے دل میں تھا نہیں دیکھتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور چاہیے کہ حسبِ رتہ گواہ نے علم حاصل کیا ہو قبضہ کا دیکھا مثلاً اُسکو بیان کرے اور اگر گئے بیان کر دیا تو گواہی رو کر دی جائیگی یہ کافی میں لکھا ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا اگر کوئی شو کسی شخص کے قبضہ میں دیکھی کہ وہ اس میں تصرف کرتا ہو اور لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ اسی کی ملکیت ہو و لیکن دیکھنے والے کے دل میں آیا کہ یہ دوسرے کی ملکیت ہو اور یہ شخص دوسرے کے حکم سے اس میں تصرف کرتا ہو تو دیکھنے والے کو حلال نہیں ہو کہ ملکیت کی گواہی دے اور اسی بہت سے شائع کا فتویٰ ہے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک غلام یا باندی کو دیکھا کہ ایک شخص کے قبضہ میں اُسکی خدمت کرتے ہیں پس اگر وہ شخص دیکھنے والا دونوں کو ملوک جانتا ہو تو اُسکو جائز ہے کہ گواہی دے کہ یہ دونوں اس شخص کے ملوک ہیں خواہ دونوں چھوٹے ہوں یا بڑے ہوں اور اگر یہ دیکھنے والا دونوں کے ملوک ہونے کو نہیں جانتا ہو پس اگر وہ دونوں ایسے چھوٹے ہوں کہ اچھے آپ کو بیان نہیں کر سکتے ہیں تو بھی یہی حکم ہو اور اگر وہ دونوں بڑے ہیں کہ اپنے آپ کو بتا سکتے ہیں خواہ لڑکے عاقل ہوں یا بالغ ہوں تو اُسکو روا نہیں ہو کہ گواہی دے یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔

میں لکھا ہو کہ اگر دونوں گواہوں کو معلوم ہو کہ یہ گھر دعویٰ کا ہو پھر دونوں کے سامنے دو شخصوں عادل نے گواہی دی کہ دعویٰ یہ گھر اسی شخص کے ہاتھ کہ جسکے قبضہ میں ہو وراثت کر دیا تو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ موافق اپنے علم کے گواہی دین اور بیع کے گواہوں کے کہنے پر گواہی نہ دین یہ محیط میں لکھا ہو۔ نا طبعی نے ذکر کیا ہو کہ دو شخصین نے محلح یا بیع یا قتل واقع ہونیکا مشاہدہ کیا پھر جب دونوں نے گواہی دینا چاہی تو دو عادلوں نے اُنکے سامنے گواہی دی کہ اُس شخص سے عورت کو تین طلاق دی۔ یا بائع نے بیع سے پہلے غلام کو آزاد کر دیا تھا یا ولی نے قاتل کو بعد قتل کے معاف کر دیا تو اُن دونوں کو محلح وغیرہ کسی کی گواہی دینا حلال نہیں ہو اور اگر ایک ہی عاقل نے یہ گواہی دی تو دونوں میں کسی کو گواہی نہ دینا حلال نہیں ہو یہ وجہ کر درسی میں لکھا ہو۔ زید نے عمرو کے سامنے اقرار کیا کہ خالد کا بچہ مال ہو پھر انکار کیا اور خالد نے عمرو کی گواہی طلب کی اور دو عادلوں نے گواہی دی کہ یہ مال بچہ زید نے اقرار کیا تھا وہ بچہ یاہیہ کی وجہ سے اُسی کا ہو گیا تو گواہ اُسکی گواہی دے کہ جو کچھ وہ جانتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو زید نے ایک قوم کے سامنے اقرار کیا کہ عمرو کے بچہ ہزار درہم ہیں پھر دو عادل یا تین عادل ان گواہوں کے پاس آئے اور کہا کہ تم لوگ عمرو کے واسطے زید پر قرضہ کی گواہی نہ دینا کہ گئے جو کچھ قرضہ اُسپر تھا سب ادا کر دیا تو گواہوں کو اختیار ہو چاہیں گواہی نہ دین اور چاہیں گواہی دین اور قرضہ قاضی کے سامنے بیان کر دین تاکہ قاضی جھوٹے دعویٰ پر حکم نہ کرے ایسا ہی امام محمد رحمہ سے روایت ہو اور ایک روایت میں امام محمد رحمہ سے آیا ہو کہ گواہ یہ گواہی دین کہ اُسپر قرضہ تھا اور یہ گواہی کا پھر قرضہ ہو نہ دین امام ابو بکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر اقرار کے سنے ہوئے گواہوں کے سامنے دو عادلوں نے گواہی دی کہ قرضہ وہ نے اپنا قرضہ پورا وصول کر لیا یا اُس نے قرضہ ادا کر دیا تو دونوں گواہوں کو قرضہ کے اقرار کرنے کی گواہی سے باز رہنا روا نہیں ہو مگر جبکہ دونوں قرضہ وہ کا معاف کرنا یا وصول پانا کا توں سے سن لیں تو گواہی نہ دین ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو یہ قاضی خان میں لکھا ہو اور ہمارے زمانہ کے بعض مشائخ نے ان مسائل میں پختیار کیا ہو کہ اگر گواہ کے سامنے دو گواہوں نے گواہی دی اور اُسکے دل میں یقین آیا کہ یہ دونوں سچے ہیں تو اصل حق پر اُسکو گواہی دینا نہیں جائز ہو اور اگر اُسکے سامنے دو عادلوں نے گواہی دی مگر اُسکے دل میں یقین نہ آیا تو اُسکو جائز ہو کہ اصل میں جو حق اُسکو معلوم ہو اُسپر گواہی دے کذا فی الذخیرہ۔ اگر شوہر نے اپنی بی بی کے طلاق لینے یا مالک نے اپنے غلام کے آزاد کرنے کا گواہ کے سامنے اقرار کیا پھر اسکو نکاح یا بیع کی گواہی کے واسطے بلا یا تو باز رہے اور اُسکو گواہی دینا حلال نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ابن مقاتل سے دریافت کیا گیا کہ ایک جماعت کے سامنے دو شخصوں نے بیٹھ کر سب کیا اور دونوں نے لوگوں سے کہدیا کہ جو کچھ تم ہم سے سنتے ہو اُسکی گواہی ہم پر نہ دینا پھر ایک نے دوسرے کے حق کا اقرار کیا تو گواہ کو جائز ہو کہ جو اقرار اُس نے سنا ہو اُسکی گواہی دیوے اور یہ قول ابن سیرین رحمہ کا ہو اور خلیفہ ابو لیس نے فرمایا کہ یہی قول امام عظیم رحمہ سے مروی ہو اور ہم اسی کو لیتے ہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے دو گواہوں کے سامنے کسی قدر مہر معین پر ایک عورت سے نکاح کیا اور اس پر چند برس گزر گئے اور اُسکی چند اولاد پیدا ہوئیں اور چند سال گزرے پھر شوہر مر گیا پھر اُس عورت نے گواہی طلب کی کہ اُس مقدار معلوم مہر کو گواہی دین اور گواہوں کو یاد ہو تو اُنکو گواہی دینا روا ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے دیکھا کہ جانور دوسرے کے پیچھے ہو اور اُسکا دودھ پیتا ہو تو اس کیلئے دالے کو حلال ہو کہ گواہی دیوے کہ دودھ پینے والا جانور اُسی جانور کا بچہ اور جانور کے مالک کی ملک ہو کذا فی المعطاویٰ سچے ہیں کی گواہی کی یہ صورت ہو کہ کہے کہ یہ بچہ خلا اس ناقہ کے پیچھے چلتا تھا اور پیدا ہونے کی گواہی داکر

شرط نہیں ہو یہ تاتار خانہ میں منقول ہو۔ ایک عورت نے اپنے باپ یا بھائی کے واسطے مال کا اقرار کر لیا اور اسکی مراد یہ ہو کہ اپنی وارثوں کو ضرر پہنچے اور گواہ اسکو جانتے ہیں تو مشائخ نے فرمایا کہ گواہوں کو روا ہو کہ اس اقرار کی گواہی کو برداشت کہ میں اور گواہی ادا کرین ولیکن اس عورت کو ایسا کرنا مکروہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے بادشاہی نوکر کے واسطے اقرار کیا پھر اقرار کرنے والے نے کہا کہ میں نے اسکے خوف سے اقرار کر دیا پس اگر گواہ اسکے خوف سے واقف ہوا تو گواہی نہ دے اور اگر خوف سے واقف نہوا تو گواہی دے اور قاضی کو آنگاہ کر دے کہ یہ ایک سلطانی سپاہی کے قبضہ میں تھا یہ دبیر کر دی میں لکھا ہو۔ ابو القاسم رحم سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے نحاس کا بازار سلطان سے بطور تحیکہ کے بالمقطع کچھ درم معلوم ہر مہینہ دینے کے اقرار پر لیا اور اسکو تحریر کر دیا تو کیا یہ جائز ہو اور گواہوں کو اسکی گواہی دینا جائز ہو تو انھوں نے فرمایا کہ ٹھیکہ لینے والا اور دینے والا دونوں راہ رست سے گمراہ ہیں اور اگر گواہوں نے اسپر گواہی دی تو انپر لعنت برے پھر ان سے دریافت کیا گیا کہ اگر گواہوں نے ٹھیکہ دار کے درمیان کے اقرار پر گواہی دی اور سب کو وہ پہچانتے ہیں تو گواہی آجائز ہو تو شیخ نے فرمایا کہ اگر سب پہچانتے کے بعد انھوں نے گواہی دی تو وہ ملعون ہیں اور ایسے معاملات میں گواہی جائز نہیں ہو کذا فی النوازل اور ایسے ہی ہر اقرار پر گواہی دینا کہ جبکاسب حرام و باطل ہو جائز نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر گواہوں نے ایک قاضی کو سنا کہ ایک شخص سے کہتا تھا کہ میں نے تجھ پر اس شخص کی لٹنے مال کی ڈگری کی ولیکن قاضی نے انکو اپنے حکم پر گواہ نہیں کر لیا اور دوسرے قاضی کے سامنے انھوں نے اسی طرح بیان کر دیا تو اس سے انکی گواہی میں خلل نہیں آتا ہو اور اگر دونوں نے یہ بیان کیا کہ ہم نے قاضی سے اس شہر کے سوا کہ جہاں وہ قاضی ہو دوسری جگہ ایسا سنا تو انکی گواہی نامقبول ہو اور انکو گواہی نہ دینا چاہیے کذا فی الذخیرہ۔ علی بن احمد و ابو حامد رحم سے دریافت کیا گیا کہ ایک قاضی نے اسپر گواہوں کو گواہ کیا کہ میں نے فلان کے اسقدر مال کی ڈگری فلان شخص پر کر دی ہو اور یہ گواہ اسکے مجلس حکم میں حکم دینے کے وقت حاضر نہ تھے پس اگر ان گواہوں نے دوسرے قاضی کے سامنے گواہی دی تو کیا ایسی گواہی مقبول ہو پس علی بن احمد نے فرمایا کہ یہ گواہی باطل ہو اسکا اعتبار نہیں ہو اور ابو حامد رحم نے بھی فرمایا کہ یہ حکم ہو۔ اور فرمایا کہ گواہ کرنے کی شرط یہ ہو کہ اسوقت ہو کہ جس وقت حکم دیتا ہو۔ یہ تاتار خانہ میں منقول ہو اگر گواہ نے اپنا خط لکھا اور واقعہ اسکو یاد نہیں ہو یا گواہی لکھنا یاد ہو اور مال نہیں یاد ہو تو امام اعظم رحم کے نزدیک اسکو گواہی دینا روا نہیں ہو اور امام محمد رحم کے نزدیک روا ہے شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا جاتا ہو یہ وجہ ذکر دی میں لکھا ہو۔ نوازل میں ہو کہ گواہ نے اپنا خط پہچانا اور تحریر اسکے نزدیک محفوظ ہو اور اسے گواہی لکھنا یا دہنیں تو امام ابو یوسف رحم و امام محمد رحم کے نزدیک گواہی دینا جائز ہو اور فقیہ ابواللیث نے فرمایا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں یہ خلاصہ میں ہو اور اگر تحریر مسمیٰ کے پاس ہو تو گواہ کو گواہی دینا جائز نہیں ہو اور یہی مختار ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور ہمارے اصحاب متاخرین نے فرمایا کہ اگر گواہ کو اپنے خط میں شبہ نہ ہو تو گواہی دینا جائز ہو اگرچہ اسکو حادثہ یا د نہ ہو خواہ نوشتہ تحریری خصم کے پاس ہو یا دوسرے کے پاس ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ اختیار شیخ مختار میں ہو۔ پھر ثابہ بقول مفتی بہ کے اگر گواہ نے اپنے خط پر اعتماد کر کے گواہی دی تو چاہیے کہ قاضی دریافت کرے کہ تو اپنے علم پر گواہی دیتا ہو یا خط پر پس اگر اسنے کہا کہ اپنے جانے پر گواہی دیتا ہوں تو قبول کرے اور اگر کہا کہ خط پر تو نہیں یہ بھرا الٹی میں لکھا ہو۔ گواہ اگر اپنا خط پہچانتا ہو اور اقرار کرنے والے کا اقرار بھی یاد ہو اور مقراء کو بھی پہچانتا ہو ولیکن وقت اور مکان اسے یاد نہیں ہو تو اسکو

گواہی دینا حلال ہے یہ واقعات حاسہ میں ہیں۔ ایک شخص نے وصیت نامہ لکھا اور گواہوں سے کہا کہ جو کچھ آئین ہے اس پر گواہ ہو۔ پھر وصیت نامہ اٹکوٹ پر حکم نہ سنانا تو ہمارے علمائے زمانہ نے گواہوں کو جو کچھ آئین ہے اس کی گواہی دینا جائز نہیں ہے اور یہی صحیح ہے اور صحت اس وقت گواہی حلال ہے کہ جب تمن باتوں میں سے کوئی پائی جاوے یا تو اسے وصیت نامہ اٹکوٹ پر ہٹا کر سنایا ہو یا غیر نے لکھا ہو اور گواہوں کے سامنے اٹکوٹ سنا یا اور اسے گواہوں سے کہا کہ تم اس کے سامنے کہو گواہ رہو یا خود اسے گواہوں کے سامنے لکھا اور گواہ جانتے ہیں جو کچھ آئین لکھا ہو مگر اسے نہ کہا کہ تم اس کے مضمون پر گواہ رہو تو گواہوں کو گواہی دینا روا نہیں ہے۔ امام ابو علی نسفی نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ تحریر نقش کے ساتھ ہو اور اگر تحریر نقش کے ساتھ ہو یعنی جیسے دوات کی روشنائی سے حرف نقش کر کے لکھے ہیں اور گواہوں کے سامنے لکھا اور گواہوں کو اس کے مضمون معلوم ہو تو اٹکوٹ گواہی دینا روا ہے اگرچہ اسے نہ کہا ہو کہ تم اس کے مضمون پر گواہ رہو اور یہ قول اچھا ہے یہ قاضی قاضی خان میں لکھا ہے۔ واضح ہو کہ تحریر چند وجہ سے ہوتی ہے ایک کہ نقش ظاہر ہو اور وہ یہ ہو کہ ایک کاغذ پر صدر بعنوان جیسے غائب کو لکھتے ہیں لکھے ہیں اگر اسے کہا کہ میری مراد اس سے خلاطلاق یا اقرار نہ تھی تو دیا نہ تھا بینہ و بین القدر تھا اسے اس کی تصدیق ہو سکتی ہے لیکن حکم قضائے اس کی تصدیق ہو سکتی تھی کہ گواہ کو جائز ہے کہ اس کے مضمون پر گواہی دے اگرچہ اسے نہ کہا ہو کہ تو اس کے مضمون پر گواہ رہو یہ خزانہ المقتبین میں لکھا ہے مقتبی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ایک خط بھیجا اور لکھا کہ فلان بن فلان کی طرف سے فلان بن فلان کو سلام علیک انا بعد تو نے مجھے لکھا تھا اور نہ ہر درم کا پوچھتا ہے میری طرف سے تھے نقاضا کیا تھا اور حال ہے کہ تو نے پانچ سو درم آئین سے وصول کر لیے تھے اور مجھ پر تیرے پانچ سو درم باقی ہے۔ پس جو شخص اس سے آگاہ ہو اس کو جائز ہے کہ گواہی دے اگرچہ اسے گواہ نہ کر لیا ہو یہ محیط میں لکھا ہے اور وہ تحریر کہ جو نقش دار نہیں ہے یعنی مثل روشنائی کے نقش کے نہیں ہوتے ہیں مثلاً زمین پر یا کپڑے پر یا تختی پر یا بدون سیاہی کے کاغذ پر لکھا مگر وہ ظاہر ہوتے ہیں اور گواہوں سے کہا کہ تم گواہ رہو تو اٹکوٹ گواہی دینا جائز ہے ورنہ نہیں جائز ہے۔ اگر ایک قوم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اسے ایک حق کے اقرار کی یادداشت ایک شخص کے نام سے لکھی اور ان لوگوں کو گواہ نہ کیا تو یہ لازمی نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کو گواہی دینا جائز ہے کیونکہ احتمال ہے کہ اسے مشق کے طور پر لکھی ہو جسے بخلاف اس خط کے جو مرسوم ہے اور بخلاف خط اور دلال کی تحریر کے کہ وہ حجت ہے۔ پس اگر اسے تحریر سے انکار کیا اور گواہ پیش ہوئے کہ اسی نے لکھی ہے تو جائز ہے جیسا کہ اقرار کر کے اگر کوئی گواہ اسے تو گواہ قائم ہوئے اور ایسا ہی اور تصرفات کا حکم ہے بخلاف حدود و قصاص کے کہ آئین خواہ تحریری مرسوم ہو یا غیر مرسوم سب اہم اور اگر مرسوم و منقوش تحریر میں کسی نے چوری کا اقرار کیا تو مال دلوایا جائیگا اور نہ تھ نہ کا تا جائیگا۔ اور اگر ایسی تحریر ہو کہ ظاہر نہیں ہوتی ہے جیسے پانی یا ہوا پر لکھا ہو لوگوں سے کہا کہ مجھ پر گواہ رہو تو اٹکوٹ گواہی دینا روا نہیں ہے اگرچہ اٹکوٹ معلوم ہو جائے کہ کیا لکھا ہے کیونکہ جو تحریر ظاہر ہو وہ ایسی بات کے مثل ہے کہ جو سمجھ میں نہ آوے۔ اور حور و مرد اور سلمان و عجمی یکساں ہیں یہ خزانہ المقتبین میں لکھا ہے اگر دو امتیوں کے سامنے ایک خط بھیجے کہ لکھا اور وہ دو فن نہ پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں اور خط انھیں کو دیدیا اور دونوں نے اس کی گواہی دی تو طرفین رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہے اور قاضی المم ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہے۔ و نیز کہ حوری میں لکھا ہے۔ ایک نے کوئی چیز خرید لی اور مال پر عیب کا دعویٰ کیا اور ثابت ہوا پھر شہری نے دوسرے کے ہاتھ دینے کی اور دوسرے نے اس پر ہی عیب کا دعویٰ کیا اور اسے انکار کیا تو بن لوگوں نے اس کا پہلا دعویٰ سنا تھا اب لکھا اب حلال ہو کہ فی الحال

گواہی میں یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر غیر شخص کا گواہی یا زیتون، تیل کسی نے گواہوں کے سامنے زمین پر نادی اور کہا کہ امین جو باہر لیا تھا تو پاک چہرے کے نام، کرینے سے انکار کرنے میں قسم لیکر اس کا قول مقبول ہوگا اور گواہوں کو رو نہیں ہو کہ یہ گواہی میں ایک پاک چہرے تک کر دی اور اگر کسی شخص نے عداوت نہ کی جہاں نے گواہوں کے سامنے تلف کر دیے اور تمام کوشت تلف ہو گیا اور کہا کہ یہ مردار کا تھا تو اس کا قول مقبول ہوگا اور گواہوں کو جائز ہو کہ گواہی دین کے ذریعہ کیا ہوا تھا یہ قاضی خان میں لکھا ہو شہرت پر اور لوگوں سے سن کر گواہی دینا جائز ہے بالاجماع مقبول ہو یعنی نکاح اور نسب اور موت اور حکم قضائے کذا فی محیط السنہ میں اگر کسی نے لوگوں سے سنا کہ یہ فلان بن فلان ہو یا کسی کو دیکھا کہ ایک عورت پاس آتا جاتا ہو اور لوگوں سے سنا کہ عورت فلان شخص کی جو رہی ہو یا ایک شخص کو دیکھا کہ اُسے ایک شخص کے واسطے لے گیا اور لوگوں سے سنا کہ یہ اس شہر کا قاضی ہو یا لوگوں سے سنا کہ فلان شخص مر گیا دیکھا کہ لوگ اُسکے ساتھ مردوں کا بڑا کرتے ہیں تو اُسکو گواہی دینا جائز ہو اگرچہ اُس نے دیکھا ہو کہ فلان شخص نے یہ کی ہم بستی سے پیدا ہوا ہو یا عقد نکاح میں حاضر ہوا ہو یا امام وقت کو قاضی مقرر کرتے نہ دیکھا ہو یا مرنے کے وقت حاضر ہوا ہو یہ وجہ میں لکھا ہو۔ اسی طرح اگر ایک مرد و عورت کو دیکھا کہ ایک گھر میں رہتے ہیں اور ہر ایک دوسرے سے کٹا رہے پٹیاں ٹوٹنے کے ساتھ جو روضہ کی طرح ملتا ہو تو اُسکو روا ہو کہ گواہی دے کہ یہ ایک شخص کی عورت ہو کذا فی الہدایہ۔ اور وقف کے باب میں صحیح یہ ہو کہ لوگوں سے سن کر اصل وقف پر گواہی جائز ہو نہ اُسکی شرائط پر یہ کافی ہیں لکھا ہو اور جس چیز پر وقف کا صحیح ہونا موقوف ہو وہاں میں شمار ہو اور صحیح ہونا موقوف نہیں ہو وہ شرطوں میں سے ہو یہ بحر الرائق میں لکھا ہو امام ظہیر الدین مرغینانی نے فرمایا کہ وقف میں یہ بیان کرنا ضروری ہو کہ اُسے مسجد یا مقبرہ وغیرہ کس پر وقف کیا جاتے کہ اگر گواہی میں یہ بیان نہ کیا تو مقبول نہ ہوگی یہ جوہرہ نیز میں لکھا ہو۔ اور لوگوں سے سن کر جو روضہ کی طرح ملتا ہو کہ گواہی دینا جائز ہو یہ حضرات کی ادب القاضی کی شرح میں اور ہدایہ اور کنز اور کافی میں ہی اس واسطے کہ یہ امر ایسا ہی کہ مشہور ہو جاتا ہو اور اس سے چند احکام مشہورہ مثل نسب اور مہر اور عتق وغیرہ کے تعلق میں یہ نہایت میں لکھا ہو۔ شہرت پر اور لوگوں سے سن کر مہر پر گواہی دینا منقہ میں لکھا ہو کہ جائز ہو کذا فی محیط اور یہی صحیح ہو یہ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور شہرت پر اور لوگوں سے سن کر آزادی پر گواہی دینا ہمارے نزدیک حلال نہیں ہو کذا فی محیط۔ اور ولایت آزادی پر لوگوں سے سن کر گواہی دینا امام ابو حنیفہ رحمہ اور محمد رحمہ کے نزدیک مقبول نہیں ہو اور یہی پہلا قول امام ابو یوسف رحمہ کا تھا پھر رجوع کر کے فرمایا کہ مقبول ہو اور صحیح حکم ظاہر الروایۃ کا ہو یہ بدائع میں لکھا ہو اور چاہیے کہ اول شہادت کو مطلق چھوڑے اور تفسیر نہ کرے اور اگر قاضی کے سامنے تفسیر کر دی کہ میں سن کر گواہی دیتا ہوں تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ کافی میں لکھا ہو۔ اور اگر قاضی کے سامنے گواہی دی کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلان شخص مر گیا اور یہ کہ ایسے شخص نے خبر دی ہو کہ جسکی ہم توثیق کرتے ہیں تو گواہی جائز ہو اور یہی اصح ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے ایسی چیز کی گواہی دی کہ جس میں سن کر گواہی دینا جائز ہو اور کہا کہ ہم نے آنکھوں سے نہیں دیکھا ہو لیکن ہم میں مشہور ہو تو اُنکی گواہی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور فتاویٰ رشید الدین میں ہو کہ وقف کے معاملہ میں سن کر گواہی دی تو مقبول ہوگی اگرچہ صاف بیان کر دیا ہو کہ ہم نے سن کر گواہی دی ہو اور اسی کی طرف امام ظہیر الدین مرغینانی نے اشارہ کیا ہو یہ فضول عادیہ میں لکھا ہو قاضی صغریٰ میں ہو کہ کنبہ غیرہ میں شہرت پر گواہی دینا دو طرح پر ہو ایک حقیقی دوسرا علمی۔ حقیقی یہ ہو کہ ایک جماعت کثیر سے سنا کہ ان سب کا جھوٹا بیعت ہو ناخال میں نہیں آتا ہو۔ اور ایسی گواہی میں نہ عدالت شرط ہو اور نہ لفظ شہادت بلکہ تو اثر ہونا چاہیے اور علمی یہ ہو کہ اُسکے پاس دو شخص مرد یا ایک شخص مرد اور دو عورتیں کہ سب عادل ہوں

گو اہی دین مگر لفظ شہادت کے ساتھ یہ خدامہ میں لکھا ہو اور یہ حکم اُسوقت ہو کہ دونوں نے بدون اُس شخص کی گواہی طلب کرنے کے گو اہی دی جو اُسکو امام محمد رحمہ نے ذکر کیا ہو اور فرمایا کہ اگر اس شخص نے دو گواہ قائم کیے اور انھوں نے اس کے پاس گو اہی دی تو اسکو گو اہی دینا روا نہیں ہو۔ اور اگر ایک شخص ایک قوم میں اگر اترا اور وہ لوگ اُسکو نہیں پہچانتے ہیں اور اُسے کہا کہ میں فلان بن فلان ہوں تو لوگوں کو اُسکے نسب کی گو اہی دینی جائز نہیں ہو جب تک کہ اُسکے شہر کے دو آدمیوں سے ملاقات ہو اور وہ دونوں عادل اس بات کی گو اہی نہ دیں کہ یہ فلان بن فلان ہو اور جصاص نے شرح میں لکھا کہ یہی صحیح ہو اور بعض نے کہا کہ سوت کی گو اہی میں ایک مرد یا ایک عورت کی گو اہی کافی ہو اور لفظ شہادت بالاتفاق شرط نہیں ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ میں فلان شخص کے دفن میں شریک تھا یا میں نے اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی تو یہ مساندہ ہو اور اگر قاضی کے سامنے قبیضہ بیان کیا تو قبول کر چکا یہ حضرات میں لکھا ہو اگر ایک شخص کے مرنے کی خبر آئی پس اُن لوگوں نے وہ افعال کیے جو مرنے میں کرتے ہیں تو کسی کو گو اہی دینا مرنے کی جائز نہیں ہو جب تک کہ ایک ثقہ آدمی گو اہی نہ دے کہ ہم نے اُسکا مرننا آنکھوں سے دیکھا ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اگر کسی کے مرنے کو ایک شخص نے دیکھا اور اگر وہ شخص گو اہی دیتا ہو تو فقط اُسکی گو اہی پر قاضی حکم نہ دیکھا جائے وہ یہ کہنے کہ ایک شخص ثقہ کو خبر ہے پس جب اُس نے سن لیا تو دونوں ملکر قاضی کے سامنے گو اہی دیں کہ دونوں کی گو اہی پر قاضی فیصلہ کر دیکھا کذا فی الہنا یہ۔

تیسرا باب

گو اہی ادا کرنے اور اُسکی سماعت کی صورت کے بیان میں۔ حاضر پر گو اہی دینے میں یہ ضرورت ہو کہ مدعا علیہ اور مدعی کی طرف اشارہ کرے اور جس چیز پر گو اہی دیتا ہو اگر وہ مال منقولہ ہو تو اُسکی طرف اشارہ کی ضرورت ہو اور اُس چیز کو شہود کہتے ہیں اور میت یا غائب پر گو اہی دینے میں در حالیکہ اُسکا دلیل یا وصی حاضر ہو گو اہوں کو چاہیے کہ میت یا غائب کا نام لیویں اور اُن دونوں کے باپ اور دادا کا نام لیویں اور خفاف رحمہ نے دادا کا نام لینا شرط کیا ہو اور ایسا ہی شرط میں مذکور ہو۔ اور بعض شائخ نے کہا کہ یہ امام عظیم رحمہ اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک باپ کا نام ذکر کر دینا کافی ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور صحیح ہو کہ دادا کی طرف نسبت کرنا ضرور ہو یہ بجز الرائق میں لکھا ہو اور اگر قاضی نے بدون دادا کے نام ذکر کرنے کے فیصلہ کر دیا تو نا فذ ہو گا کیونکہ یہ صورت مجتہد فیہ ہو یہ فضول عادی میں لکھا ہو۔ اور اگر وہ شخص فقط نام سے مشہور ہو جیسے ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو صرف اُسکا نام کافی ہو باپ دادا کی ضرورت نہیں ہو یہ بجز الرائق میں لکھا ہو جس شخص نے دادا کا نام ذکر کرنے کی شرط لگائی ہو اُسکے نزدیک صناعیت ذکر کر دینا دادا کے نام کے قائم مقام ہو گا مگر جبکہ وہ صناعیت ایسی ہو کہ اُس سے لاعمال ہو جانا چاہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر اُسکا نام اور اُسکے باپ کا نام اور اُسکا قبیلہ اور پیشہ ذکر کیا اور اُسکے محلہ میں کوئی اس نام اور پیشہ کا نہیں ہو تو کافی ہو اور اگر اُسکے مثل دوسرا ہو دے تو کافی نہیں ہو جب تک کہ اُسکے ساتھ کوئی اور شی ایسی ذکر کرے کہ جس شخص سے تیسرے وہ حال ہو جاوے یہ اب القاضی میں مذکور ہو اور حال یہ ہو کہ پہچان ہو جائے معتبر ہو یہ فضول عادی میں ہو۔ اگر گو اہوں نے ایک شخص کے ایک محدوہ خیر خریدنے یا فروخت کرنے کے اقرار پر گو اہی دی تو ضرور ہو کہ گو اہی میں بیان کریں کہ اُسے خود خریدنے یا فروخت کر نیک اقرار کیا ہو کذا فی الذخیرہ۔ قتائے ابو اللیث میں ہو کہ اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ زید نے میرے استدر چو با یہ ہلاک کر ڈالے ہیں اور گواہ قائم کیے تو گو اہوں کو چاہیے کہ زید مادہ کی تفصیل بیان کریں اور اگر یہ بیان نہ کیا تو فقہ ابو بکر فرماتے ہیں کہ مجھے گو اہی باطل ہو نیک خوف ہو اور مدعی کو شاید کچھ نہ دلایا جاوے اور زید مادہ بیان کر دے تو رنگ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو اور گو اہی جائز ہو اور شیخ کے نزدیک باوجود زید مادہ کے قسم بیان کرنا

کہ گھوڑا یا بچہ پر بیان کرنا ضروری صرف ہو یا یہ کہ کفر کافی ہو یا اور بعضے شائع نے اس سے انکار کیا اور اول اصح ہو کذا فی المحیط
اگر قاضی نے گواہوں سے رنگ دریافت کیا اور انھوں نے بیان کر دیا پھر دعوے کے وقت گواہی دی اور اس کے برخلاف صفت
بیان کی تو گواہی مقبول ہوگی اور غیر محتاج چیز میں اختلاف ضرر نہیں ہو کذا فی الخلاصہ۔ اگر بیان کیا کہ یہ فلاں عورت اس
مدعی علیہ پر تین طلاؤں سے حرام ہو اس پر اس سے الگ رہنا واجب ہو تو اس گواہی میں خلل ہو چاہیے کہ فعل طلاق باعلیہ
کی طرف نسبت کر کے یوں گواہی دیں کہ اُن سے تین طلاق اسکو دی ہیں۔ اسی طرح گواہ کا بیان کہ اس نے عورت کی طلاق کی
قسم کھائی تھی اور زمین جھوٹا پڑا کافی نہیں جب تک کہ قسم اور اس کے ٹوٹنے کی تفسیر نہ بیان کرے یہ تاتار خانہ
میں لکھا ہو۔ افلاس کی گواہی اس طرح دینی چاہیے کہ ہم اسکا کچھ مال سولے رات و دن کے پھنے کے کپڑوں کے بنیں جانتے ہیں
یہ ملزم ہیں ہر ایک شخص دوسرے کے پاس آیا اور اُس سے کپڑا چکایا اور بائع کو درم دیا یہ اور کپڑے لیا اور یوں زبانی
بیع کی گفتگو کرنے کے دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہو پھر اگر دونوں میں جھگڑا ہوا اور گواہوں کی ضرورت ہوئی تو گواہوں
کو یہ بیان کرنا چاہیے کہ لہجہ درم دیکر کپڑے لیا اور بیع پر گواہی تین مگر جبکہ دونوں میں پہلے سے کچھ ایسی باتیں پیش آئی
ہوں کہ جس سے گواہوں کو پیر میں بلجوزیع کے ثابت ہو اور قاضی بھی بیع بالشاطی کو جائز جانتا ہو یہ قاضی کا بیان میں لکھا ہو اگر بیع
بالشاطی واقع ہو تو گواہوں کی گواہی لینے کی ضرورت ہو کہ لہجہ میں پر گواہی نہیں اور بیع پر گواہی نہیں اور بعضوں نے کہا کہ اگر بیع
گواہی دی تو جائز ہو چھ بیٹ میں لکھا ہو اگر گواہوں نے گواہی دی کہ بیع مٹی بلکہ لہجہ میں ہوتا ہے نہ کہا کہ درست بیع باعلیہ بائع ہست
شاخ کا اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ اگر مدعی نے قاضی سے ملکیت طلب کی ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر سپرد کرنے کی درخواست
کی ہو تو جب تک گواہ یہ نہ بیان کریں کہ اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہو تب تک صحیح نہیں ہو یہ فصول عادیہ میں لکھا ہو اور
یہی ایشہ وافر اب الی الصواب ہو اور اسی قائل کا قول ہو کہ اگر قاضی نے گواہوں سے دریافت کیا کہ یہ چیز اس مدعی علیہ کے
قبضہ میں ناحق ہو اور انھوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں تو یہ گواہی ملکیت کے دعویٰ پر قبول ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔
اگر گواہوں نے کہا کہ یہ مال معین اس مدعی کی ملکیت ہو اور اس مدعا علیہ کے پاس ناحق ہو اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ پر واجب ہو
کہ مدعی کے سپرد کرے تو ابوالحسن بغدادی رحمہ سے منقول ہو کہ اسمین شائع نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ سپرد کرنے کے واسطے
یہ کہنا ضروری ہو اور بعضوں نے کہا کہ اسکی ضرورت نہیں ہو اور گواہی مقبول ہوگی اور مدعی کی درخواست پر مدعا علیہ سے جبراً
اسکے سپرد کرانی جاوے گی اور اسی مذہب پر ہم نے بہت سے شائع کو پایا اور شیخ الاسلام نے کہا کہ یہ تو ہو لیکن میں فتوے
دیتا ہوں کہ گواہی میں تصور ہو کذا فی المحیط۔ فتاویٰ نسفی میں ہو کہ گواہ کو پون کہنا چاہیے کہ یہ مال معین اس مدعی
کی ملک ہو اور اسکا ناحق ہو تاکہ اسمین ہمیں ملانے کی گنجائش نہ رہے اقول لفظ نفی فارسی میں ملانے کی گنجائش ظاہر ہو
اگر کہا جائے کہ میں عین ملک امین مدعی است حق دے۔ کہ فارسی والے اکثر لفظ کا حرف حذف کرتے ہیں اور اردو میں اسکا
حاورہ تاور ہو اور کم فافہم۔ اور امام فخر الاسلام علی بردی فرماتے تھے کہ اگر مدعی نے کہا کہ فلاں چیز میری ملکیت ہو اور میری حق
نواسقہ زہر اکتفا نہ کیا جاوے گا اور یوں کہنا چاہیے کہ میری حق ہو اور کہتے تھے کہ فلاں کے قبضہ میں ناحق۔ اسمین یوں کہنا چاہیے
کہ فلاں کے قبضہ میں ناحق ہو تاکہ ایسے الفاظ میں کلمہ نفی نہ ملایا جاسکے اور فرمایا کہ اسمین احتیاط ہو اور یہ احتیاط سپرد کرنے
کے دعویٰ میں ہو کذا فی الذخیرہ۔ شمس الاسلام اور حنبلی سے دریافت کیا گیا کہ اگر گواہوں نے فارسی میں کہا کہ ما
گواہی دہم کہ امین معین مدعی ملک امین مدعی است تو انکی گواہی مقبول ہوگی یا نہیں فرمایا کہ ہاں۔ اور بعض نے کہا کہ ناہی

مدعی علیہ میں سے کسی ایک کو گواہی دینا جائز ہے

ہونا چاہیے کیونکہ ماکو اسی دہم عرف میں ہتھبال یعنی آئندہ زمانہ کے واسطے آتا ہو اور حال کے واسطے ماکو اسی سید ہم آتا ہو
یہ محیط میں لکھا ہو۔ فتاویٰ نسفی میں ہو کہ شیخ امام رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ہر ایک گواہ کی گواہی کے یہ الفاظ میں
ماکو اسی سید ہم کہ فلاں چیز آن فلاں است پس کیا یہ کہنا منبر لہ اس کہنے کے ہو کہ فلاں چیز فلاں شخص کی ملک ہو تو فرمایا کہ ہاں
اور امام ظہیر الدین مرغینانی فرمایا کرتے تھے کہ قاضی کو دریافت کرنا چاہیے کہ آن فلاں است کہنے سے تم نے ملکیت مراد لی ہو
یا کچھ اور مراد ہو پس جو کچھ وہ بیان کریں اسی کو لینا چاہیے اور اگر کچھ بیان نہ کیا یا نہ کیا کہ غائب ہو گئے یا حکم کے وقت حنی
انکی ملکیت کی گواہی پر فیصلہ کر چکا کہ انکی الذخیرہ شمس الاسلام اور جندی کے خزانے میں ہو کہ اگر گواہوں نے گواہی دی
کہ یہ مال معین اس مدعی کا حق ہو اور یہ نہ کہا کہ اسکی ملک ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ نہ مقبول ہوگی
اور بعض نے کہا کہ قاضی کو دریافت کرنا چاہیے کہ حق سے تم نے ملکیت مراد لی ہو یا کچھ اور پس جو کچھ بیان کریں اس پر عمل کرے
اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ گھر میرا حق ہو اور ملک ہو نہ کہا تو اس دعویٰ کی صحت میں بھی اختلاف ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔
اگر ایک گواہ نے گواہی دی اور جیسا چاہیے گواہی ادا کر دی پھر دوسرے نے گواہی ادا کرنے میں کہا کہ میں بھی اسی گواہ
کے مثل گواہی دیتا ہوں تو قاضی قبول نہ کر چکا جب تک کہ ہر ایک گواہ اپنی اپنی گواہی نہ دے اور شمس لائے حلوئی نے بیان کیا کہ یہ احتیاط
ہو کہ گواہ سے اجال گواہی میں قبول نہ ہو اور ہمارے نزدیک اگر ایک گواہ نے گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ میں بھی اسی گواہی دیتا
ہوں جو اس نے ادا کی ہو تو کافی ہو۔ پھر شمس لائے رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مختار یہ ہو کہ اگر گواہ فصیح ہو کہ گواہی کو خوب بیان کر سکتا ہو
تو ہر جیسے اجال مقبول ہونگی اور اگر گواہ غیر فصیح ہو تو اجال مقبول ہو بشرطیکہ ایسی حالت ہو کہ اگر قاضی کی کچھری کا رعب اس پر ہو
تو وہ خوب بیان کر سکے اور اگر ایسا نہ ہو تو اس سے بھی اجال مقبول نہیں ہو۔ اور امام ابو بکر محمد بن ابی سہل سرخسی نے فرمایا کہ مختار
یہ ہو کہ اگر قاضی گواہ کی طرف سے کسی قسم کی جھوٹی گواہی دینے کی خیانت چرچا ہو تو ہر ایک گواہ کو علم ہو گواہی دینے کی تکلیف ہے
اور اگر ایسا نہ ہو تو نہیں یہ صدر الشہید کی شرح ادب القاضی میں ہو۔ شمس الاسلام اور جندی نے فرمایا کہ گواہ کی طرف سے مجمل
گواہی صرف اس طرح مقبول ہو کہ جب اس نے گواہی دی کہ اس مدعی کا اس معاہدہ پر ایسا ہو کہ سیاسی اس گواہ نے بیان کیا اور اسی پر
مقبول ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو پھر فرمایا کہ یہ اقوال ایسی صورت میں سے کہ جب گواہ نے کہا کہ جو پہلے گواہ نے گواہی دی میں بھی جی
گواہی دیتا ہوں یا جو پہلے نے گواہی دی میں بھی اسی کے مثل گواہی دیتا ہوں و لیکن اگر گواہ نے کہا کہ میں پہلے گواہ کی
گواہی پر گواہی دیتا ہوں تو بالاجماع مقبول نہیں ہو کیونکہ یہ گواہی پر گواہی ہو نفس دعویٰ اور حق پر گواہی نہیں ہو اور
اسی طرح اگر کہ میں پہلے گواہ کے مثل گواہی پر گواہی دیتا ہوں تب بھی یہی حکم ہو یہ صدر الشہید نے شرح ادب القاضی میں لکھا ہو
اگر گواہ کسی گواہی ایک کاغذ پر لکھی گئی پھر اسکو یہ کاغذ پڑھ کر سنایا گیا اور اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ جو کچھ اس تحریر میں
نام لیا گیا اور وصف کیا گیا ہو اس مدعی کا اس معاہدہ پر واجب ہو یا یوں کہا کہ یہ مال دعویٰ جو پڑھا گیا یہ چیز اس مدعی علیہ کے قبضہ
میں ناحق ہو پس اس پر واجب ہو کہ اس مدعی کے سپرد کرے پس یہ گواہی صحیح ہو۔ اور شیخ الاسلام سرخسی سے منقول ہو کہ ایک مختصر
ایک گھر کا دعویٰ کیا جو ایک تھالہ میں تحریر ہو اور وہ پڑھا گیا پھر گواہوں نے جو پڑھے ہیں کہا کہ ہم بھی اس مدعی کے واسطے
اس معاہدہ پر ایسا ہی گواہی دیتے ہیں تو انکی گواہی صحیح ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک گواہ نے ایک تحریر کی گواہی دی جسکو
اُس نے اپنی زبان سے پڑھا پھر دوسرے شخص نے پڑھا اور دوسرا گواہ اُسکے ساتھ ساتھ پڑھا جاتا ہو تو یہ صحیح نہیں ہو یہ فیہر میں
لکھا ہو۔ علی بن احمد نے سوریا سے لیا کہ جس زمین یا گھر کا دعویٰ کیا گیا ہو اُسکے حدود کو جب مدعی قبالہ میں دیکھتا ہو تو بیان

کرنا ہر اور بدون دیکھے جیسا جانیے نہیں۔ بیان کر سکتا ہو تو اسکی گواہی مقبول ہو یا نہیں پس فرمایا کہ اگر دیکھ کر اسکو یاد کر لیتا ہو تو مقبول نہیں ہو اور اگر اس کے کسی قسم کی مدد لیتا ہو جیسے حافظ قرآن مصحف سے لیتا ہو تو مقبول ہو یہ تا مگر خانیہ میں ہو۔ اگر کسی نے دوسرے پر دس درہم کا دعویٰ کیا اور گواہ لے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس دعویٰ کے اس مدعا علیہ پر منفع دس درہم ہیں تو گواہی مقبول ہو اور یہی اصح ہو۔ محیط میں لکھا ہو۔ اگر فارسی میں دوازدہ درہم کا دعویٰ کیا اور گواہ نے گواہی میں دوازدہ درہم کہا تو مقبول نہیں ہو اور اسی طرح اگر دوازدہ درہم یعنی دس بارہ درہم کا دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح نہیں ہو اور اسی طرح اگر دعویٰ میں بیان کیا کہ یہ چیز دس یا دہ برس سے میری ملکیت ہو تو دعویٰ کی سماعت ہوگی اور اسی طرح اگر گواہوں نے اس طرح گواہی دی تو مقبول نہیں ہو یہ ذفرہ میں لکھا ہو۔ اگر مدعی نے کسی شخص پر کسی چیز کے قبضہ کر لینے کا دعویٰ کیا اور گواہ نے بیان کیا کہ اس مدعا علیہ نے یہ کہا کہ اس مدعی نے یہ چیز میرے پاس بھیج دی تو گواہی مقبول ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہو تین شخصوں نے ایک معاملہ میں گواہی دی پھر حکم غلط سے پہلے ایک نے کہا کہ استغفر اللہ میں اپنی گواہی میں جھوٹ بولا اور قاضی نے اسکو سنا کہ یہ نہ معلوم ہوا کہ کس گواہ نے کہا پھر قاضی نے ان سے دریافت کیا تو سب نے کہا کہ ہم اپنی گواہی پر قائم ہیں تو شاخ نے فرمایا کہ قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کرے گا اور سب کو اپنے پاس سے اٹھا دے گا پھر اگر مدعی دوسرے روز نہ نہیں سے دو شخصوں کو لایا اور انھوں نے گواہی دی تو جائز ہو یہ قادی قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر دعویٰ سے پہلے کسی معاملہ میں گواہی دی پھر دعویٰ ہونے کے بعد گواہی دی تو اسکی گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے گواہی دی اور منہ زار اپنی جگہ سے نہیں ہلا کر کہنے کہا کہ میں گواہی کی بعض باتوں میں دھم میں نے یہ یا یعنی جھکا کر نا وہ جب تھا وہ چھوڑ گیا اور جو چاہیے تھا اسے بیان کر گیا پس اگر غیر عادل ہو تو قاضی اسکی گواہی کو نہ لے گا روکر دیکھا خواہ اس نے مجلس میں بیان کیا ہو یا بعد مجلس کے خواہ شبہہ کی بات میں کہتا ہو یا غیر شبہہ کی بات میں کہتا ہو اور اگر عادل ہو تو سولے شبہہ کی بات کے مقبول ہوگی مثلاً نام مدعی یا مدعا علیہ کا یا دونوں کی طرف اشارہ کرنا چھوڑ گیا تو مقبول ہو خواہ مجلس قضائے میں واقع ہو یا دوسری جگہ اور اگر ایسی بات میں کہتا ہو کہ حسین تبلیس کا شبہہ ہو پس اگر مجلس قضائے میں کہا تو مقبول ہو اور بعض شاخ کے نزدیک جو اس نے پہلے بیان کیا تھا مثلاً پہلے ہر ار درہم بیان کیے تھے پھر کہا کہ پانچ سو درہم ہیں میں نے غلطی سے بیان کیا تو پہلے بیان پر قاضی حکم دے گا اور دوسرے شاخ کے نزدیک جو اس نے دوازدہ کی یا زیادتی بیان کی ہو اس پر حکم دے گا اور اسی طرف شمس الاممہ حسنی نے بیل کیا ہو۔ اور اگر مجلس سے چلے جانے کے بعد گواہ عادل نہ آیا بیان کیا تو مقبول نہیں ہو اور اسی طرح اگر دعویٰ کی ٹو محدود کے حدود میں غلطی کی مثلاً شرقی حد کو غربی اور غربی کو شرقی بیان کر گیا یا نسب میں غلطی کی مثلاً محمد بن علی بن عمر کی جگہ غلطی سے محمد بن احمد بن عمر بیان کر گیا پس اگر چلے جانے سے پہلے مجلس قضائے میں اسکا تدارک کر لیا تو مقبول ہو ورنہ نہیں۔ اور امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کیا گیا ہو کہ غیر مجاہد قضائے میں بھی اس سے یہ سب باتیں قبول کی جائیں گی اور ظاہر یہی ہو جو ہم نے پہلے بیان کیا یہ غایہ اور کافی اور سحر الراقی میں ہو۔ ابن سائون نے امام ابو یوسف رحمہ روایت کی کہ اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر مال کی گواہی دی پھر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دو شخصوں نے گواہوں پر گواہی دی کہ دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا پس اگر رجوع کی خبر دینے والے کو قاضی پہچانتا ہو اور عادل جانتا ہو تو توقف کرے گا اور انکی گواہی کو نافذ نہ کرے گا یہ محیط میں لکھا ہو ایک شخص نے ایک گھر کا دعویٰ کیا اور گواہ لایا اور قاضی نے اسکو گواہ باطل قرار دے پھر اس نے بیٹ برس کے بعد اس گھر کی دوسرے شخص کی ملکیت ہونے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ گھر زید کا ہو میرا میں کچھ حق نہیں ہو

پھر گواہی دی کہ یہ عرو کا ہو مثلاً تو گواہی باطل ہو یہ خاصہ میں لکھا ہے۔ اگر مدعی نے قاضی سے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں اور انکی درخواست سے قاضی نے مدعا علیہ سے قسم لی پھر مدعی گواہ لایا تو حسن بن زیاد رحمہ سے روایت ہے کہ گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ مقبول نہ ہوگی اسی طرح اگر مدعی نے کہا جو گواہین لاؤنگا سب جھوٹے ہیں پھر گواہ لایا تو اس میں بھی وہی اختلاف ہے کہ حسن بن زیاد رحمہ نے جو روایت کیا اس کے موافق مقبول اور امام محمد رحمہ سے جو روایت ہے اس کے موافق نامقبول ہیں اور اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ زید کے پاس مثلاً اسکی گواہی جو میں دعوی کرتا ہوں نہیں ہے پھر جب قاضی نے مدعا علیہ سے قسم لے لی تو مدعی زید کو لایا کہ وہ گواہی دیتا تھا تو اس میں بھی وہی اختلاف ہے اور اسی طرح اگر کہا کہ فلان و فلان کے پاس میرے مقدمہ کی گواہی نہیں ہے یہ ایک دونوں کے پھر گواہ ہو نیکام مدعی ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ جس گواہی کو میں قائل کرنا چاہتا ہوں وہ باطل ہے پس اگر کتنے گواہی قائم کرانی تو بالاجل سموع ہوگی اور شمس الائمہ حلوانی نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ سے اس باب میں مختلف روایات ہیں اور شمسوی قول ہے جیسا حسن بن زیاد رحمہ کی روایت ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے تھے کہ آج کل ہمارا حکم امام محمد رحمہ کی روایت ہے کہ مقبول ہوگی اور امام غزالدین قاضی نے فرمایا کہ فتویٰ مقبول ہونے پر یہ غیاثیہ میں لکھا ہے۔ دو شخصوں نے کہا کہ فلان شخص کی گواہی ہمارے پاس نہیں ہے پھر دونوں نے اسکی طرف سے گواہی دی تو متقی میں مذکور ہے کہ انکی گواہی جائز ہے اور امام محمد رحمہ سے نوادر میں ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ کسی ام میں فلان شخص کی گواہی میرے پاس نہیں ہے یا کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے پھر اسکے بعد گواہی دی تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر دو شخصوں نے کہا کہ ہم فلان کی طرف سے فلان شخص پر جو گواہی دیوین وہ جھوٹی ہے پھر اگر گواہی دی اور کہا کہ اس وقت ہمیں یاد نہ تھی پھر یاد ہوئی تو گواہی جائز ہے یہ خاندان قاضی خان میں لکھا ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہوا پھر ایک شخص کا دعوی ہو اور اسکے گواہ موجود ہیں پھر ایک گواہ نے مدعا علیہ کے ایک غلام کی نسبت قاضی کے سامنے کہا کہ یہ وہ غلام نہیں ہے جو ہمیں مدعی نے دعوی کیا ہے پھر مدعی نے بیعت اسی غلام میں دعوی کیا اور گواہی دے جس نے قاضی کے سامنے وہ بات کہی تھی گواہی دی تو بعض نے کہا کہ اسکی گواہی مقبول کرنا واجب ہے اور بعض نے کہا کہ قبول کرنا واجب ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک غلام کا دعوی کیا جو اسکے قبضہ میں ہے اور کہا کہ تو نے میرے ہاتھ اسکو ہزار درہم کو فروخت کیا تھا اور میں نے شہن ادا کر دیا ہے اور مدعا علیہ سے بیعت واقع ہونے پر اس نے اپنے سے انکار کیا اور دو گواہوں نے مدعی کی طرف سے گواہی دی کہ بائع نے بیع کا اقرار کیا ہے اور ہم غلام کو نہیں پہچانتے ہیں لیکن بائع نے ہم سے بیان کیا تھا کہ میرا غلام زید ہے اور دوسرے دو گواہوں نے بیان کیا کہ اس غلام کا نام زید ہے یا بائع نے اقرار کیا کہ اسکا نام زید ہے تو اس گواہی سے بیعت تمام ہوگی اور بائع سے قسم لی جائیگی پس اگر کتنے قسم کھائی تو میں پس کر جاؤں گا اور اگر انکی یہ کیا تو انکی بیعت لازم ہو جائیگی۔ اور اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا کہ زید نے اپنا غلام جسکا نام زید ہے فروخت کیا اور گواہوں نے زید کی طرف علیہ باصیب وغیرہ کوئی ایسی چیز کی نسبت جس سے اسکی شناخت ہوتی ہے اور یہ سب اس غلام میں پورے ہیں تو امام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پہلی صورت اور یہ صورت قیاس میں برابر ہیں لیکن میں استحضار دوسری صورت میں بیعت کی اجازت دیتا ہوں اور پہلی صورت میں حکم بائع کا ہے یہ خاندان قاضی خان میں لکھا ہے۔ متقی میں ہے کہ دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس شخص کا جتنا اس گھر میں ہزار گز جو پھر جو کچھ لایا تو کھر فقط انچھو گز ہی گواہی دی کہ اسکا حصہ اس قلع میں دس جریب ہے پھر دیکھا گیا تو قلع فقط بائع کے جریب ہیں پس گواہی باطل ہے اور اگر مدعا علیہ نے خود اسکا اقرار کیا ہو تو مدعی کل گھر لے لے گا۔ اور اگر دونوں گواہوں نے

ایک گواہی دینی کہ اس مدعی کا گھر اس معاملہ کے گھر میں سے ہو اور سبکی حد نہ بیان کی کہ کہاں سے کہاں تک ہو تو گواہی باطل ہے۔ اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ عورت اس مدعی کی چور ہو اور اس پر حلال ہو اور نکاح کا ذکر نہ کیا تو مختار ہے کہ جائز ہے یہ خزانہ المفتیین میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ میں سے اس کے پاس ایک بکرا نہیں کیا ہو یا اسے مجھے غصب کر لیا ہو اور گواہوں نے اسکی گواہی دی اور کہا کہ ہم کشت کو نہیں پہچانتے ہیں تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور کشت کا بیان کرنا صحیح اور مرتب کے ذمہ یہ مضمرات میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے گواہی دی کہ میں نے ایک گواہ کو اس شخص میں سے نام عاریتہ ہو اور دراصل یہ مال خزانہ مدعی کا ہو تو یہ جائز ہے لہذا فی المسئلہ

چوتھا باب اُن لوگوں کے بیان میں گواہی مقبول ہو اور سبکی گواہی نہیں مقبول ہو اور اس میں

فصل اول اُن لوگوں کے بیان میں گواہی مقبول ہو کہ وہ گواہی کے لائق نہیں ہیں ہمارے علاقے کے نزدیک گونگے کی گواہی جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ دوسرے کی گواہی نہیں مقبول ہے خواہ وہ گواہی برداشت کرنے کے بعد اندھا ہو گیا ہو یا اس سے پہلے خواہ وہ گواہی ایسی چیز میں جو میں سنکر گواہی دینا جائز ہو فی ہواہی چیز میں نہ ہو اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ ایسی چیز میں میں جائز ہے کہ جن میں سنکر گواہی دینا جائز ہو اور جن چیزوں میں فقط سننا گواہی کے واسطے کافی نہیں ہے ان میں بھی اگر گواہی برداشت کرنے کے وقت آنکھوں والا تھا اور گواہی ادا کرنے کے وقت اندھا ہو گیا تو جائز ہے بشرطیکہ اس کے نام و نسب سے واقف ہو یہ فی الفقیر میں لکھا ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ جس چیز میں گواہی دینا ہو اسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت ہو اور اگر ایسی چیز ہو جسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت ہو تو بالاجماع ناجائز ہے یہ بدل میں لکھا ہے۔ اور اگر ادا کرنے کے بعد حکم تھا جاری ہونے سے پہلے اندھا ہو گیا تو حکم دینا منع ہوگا یہ امام اعظم اور امام محمد کے نزدیک ہے یہ کافی میں لکھا ہے۔ اندھے نے اگر گواہی دی اور گواہی رد کر دی گئی پھر دینا ہو گیا اور اسی حادثہ میں اُسے پھر گواہی ادا کی تو قبول ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ لڑکوں اور مجنونوں کی گواہی مقبول نہیں ہے اور جو وقت مثل مجنون کے ہو اگر ایک شخص کبھی محسنوں ہو جاتا ہو اور کبھی اچھا ہو جاتا ہو اور کُسنے اتفاق کی حالت میں گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ اور جس الائمہ حلوئی نے بیان کیا کہ اگر ایک شخص دو دن محسنوں رہتا ہو یا اس سے کم پھر اسی قدر اتفاق رہتا ہو اور کُسنے اتفاق کی حالت میں گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے فقط عورتوں کی گواہی مقبول نہیں ہوتی یہ کمر دانی کی گواہی پیدا ہونے میں نسب کے باب میں مقبول ہوگی نہ میراث کے باب میں یہ قاسمی خان میں لکھا ہے۔ اور جو معاملہ کھیل میں باہم لڑکوں میں وقع ہوتا ہو اسکا بھی یہی حکم ہے۔ اور جو حام میں وقع ہو اُس میں عورتوں کی گواہی مقبول ہوگی کہ حاجت پڑے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور ایسے ہی قید یوں جن جو باہم قید خانہ میں واقع ہو ایک دوسرے کی گواہی مقبول ہے۔ اور انکی عورتوں کی گواہی بچہ کی مان کے پیٹ سے جدا ہونے کے وقت دینے میں یا اس وقت اس کے کسی عضو کی خفیش کرنے میں اس پر غارت نہیں جانے کے واسطے بالاجماع مقبول ہے اور میراث کے واسطے مقبول ہونے میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ قبول نہ ہوگی اور دومر دیا ایک مرد اور دو عورتیں ہونی چاہیے میں اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ ایک عورت عادلہ ہو تو میراث اسی کی گواہی مقبول ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور یہی المرجع ہے یہ فی الفقیر میں لکھا ہے اور عورتوں کی گواہی مان کے پیٹ سے جدا ہونے سے پہلے خفیش کرنے پر صاحبین کے نزدیک اور ایک مرد دو عورتوں کی گواہی جدا ہونے سے پہلے بچہ

حرکت کرنے پر پابند ہونے کے وقت حرکت کرنے پر بالاجماع نہیں مقبول رہی یہ محیط میں لکھا ہو۔ چوری کے معاملہ میں ہاتھ کاٹنے کے واسطے عورتوں کی گواہی مقبول نہیں ہو اور مال کی ضمانت کے واسطے مقبول ہو یہ تاتار خانہ میں ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں شراب پیوں تو یہ میرا غلام آزاد ہو پھر ایک مرد اور دو عورتوں نے اس کے شراب پینے پر گواہی دی تو اس کا غلام آزاد ہو جائیگا اور اس کو اہی پر حد نہ ماری جائیگی اور اسی طرح اگر چوری کرنے کی شرط لگائی تو بھی غلام آزاد ہوگا اور باجھ نہ کاٹا جائیگا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ مملوک کی گواہی خواہ وہ محض غلام ہو یا درہو یا مکاتب یا ام ولد ہو مقبول نہیں ہو اور جس غلام یا باندی کا جو حصہ آزاد کیا گیا ہو اس کا بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خانہ میں لکھا ہے جس شخص کی گواہی کیسب مملوک ہونے یا کفر یا بچپن کی روک دیکھی پھر یہ زمین جاتی زمین اور لٹنے ادا کی تو مقبول ہوگی اور اگر سبب فسق کے یا میان بی بی ہونے کے یا غلام کی گواہی اپنے مالک کے واسطے یا مالک کی گواہی اپنے غلام کے واسطے بھی اور روک دیکھی پھر یہ سبب جاتا رہا تو گواہی ادا کرنے سے مقبول نہ ہوگی اور اگر غلام نے اپنے مالک کے واسطے گواہی کو اٹھایا یا میان دہی بی بی میں سے ایک نے دوسرے کی گواہی برداشت کی پھر بعد آزاد ہونے یا جدائی ہو جانے کے ادا کی تو مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر حالت ملکیت یا کفر یا بچپن میں گواہی کا فعل کیا پھر ان چیزوں کے زائل ہونے کے بعد گواہی ادا کی تو مقبول ہوگی اس واسطے کہ ادا کرنے کی حالت کا اعتبار ہو اور اس وقت کوئی مانع نہیں پایا جاتا یہ خزانہ المغنیین میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے اپنی چوری کے معاملہ میں اس کی طرف سے گواہی دی اور نہ قبول نہ ہوئی تھی اور نہ رد ہوئی تھی کہ دونوں میں جدائی واقع ہوگئی تو امام محمد رحمہ نے یہ صورت ذکر نہیں کی ہو اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ قاضی اس گواہی پر حکم نہ دیگا مگر جبکہ دوبارہ ادا کرے یہ محیط میں لکھا ہو۔

دوسری فصل ان لوگوں کے بیان میں جنگی گواہی سبب فسق کے مقبول نہیں ہو۔ جو شخص اعلان کے ساتھ کبیر گناہ کرے اس کی گواہی مقبول نہ ہونے پر اتفاق ہو اور بھی اگر صغیرہ گناہ میں فسق کے طور پر اعلان کرے کہ اس کی شاعت سے لوگ فاسق نام رکھتے ہیں تو اس کی گواہی مقبول ہو اور اگر ایسا نہ ہو اس کی صلاحیت فساد سے زیادہ اور خطا سے زیادہ صواب ہو اور سادہ دل نہ ہو عادل ہو اس کی گواہی مقبول ہو یہ فتاویٰ قاضی خانہ میں لکھا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہو کہ اگر فاسق لوگوں کی نظر میں وجہ ذی مروت ہو تو اس کی گواہی مقبول ہو اور اصح یہی ہو کہ نہیں مقبول ہو یہ کافی میں ہو۔ سود کھانے والے کی گواہی جو سود کھانے میں مشہور اور پسر جمہور ہو مقبول نہیں ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو جو شخص حرام کھانے میں مشہور ہو اس کی گواہی مقبول نہیں ہو یہ جوہرہ نہرو میں ہو۔ قیام کمال کھانے والے کی گواہی ایک بار کھانے سے روک دیا ورنہ یہ مستح القدر میں لکھا ہو۔ دہائی شراب خوار کی گواہی جائز نہیں ہو یعنی اگر کسے ایک مرتبہ شراب پی اور اس کی نیت میں ہو کہ اگر پھر پائے گا تو بیوقوف تو وہ دائمی شراب خوار ہو اس کی گواہی جائز نہیں ہو اور خمس الائمہ رضی نے فرمایا کہ اسکے ساتھ یہ بھی شرط ہو کہ لوگوں پر ظاہر کرے یا نشہ میں باہر نکلے کہ اس سے اس کے معذہ بن کرین اور بدون اس شرط کے ایسا نہیں ہو حتیٰ کہ پوشیدہ شراب پینا عدالت کو ساقط نہیں کرتا ہو اور اصل میں مذکور ہو کہ ہمیشہ نشہ میں رہنے والے کی گواہی ناجائز ہو اور اس سے برا شراب کے سوا باقی نشہ میں یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر دوا کی غرض سے نشہ پیا تو عدالت کو ساقط نہیں کرتا ہو یہ بحر الائق میں لکھا ہو اور جو شخص بیکاروں اور میاں کون اور شراب خواروں کی مجلس میں بیٹھا ہو اگرچہ شراب نہ پیا ہو اس کی گواہی مقبول نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ جو شخص ایسے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو جس میں حد ماری جاتی ہو تو اس کی گواہی سبب فسق کے مقبول نہ ہوگی یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ جس شخص چیز کا وقت معین ہو جیسے روزہ و نماز جب اٹھیں بلا عذر تاخیر کریگا عدالت ساقط ہو جائیگی اور جس قرض کا

وقت میں نہیں ہو جیسے زکوٰۃ وج تو ہمام نے امام محمد سے روایت کی کہ اسکی تاخیر سے عدالت ساقط نہیں ہوتی ہو اور اسی کو محمد بن مقاتل نے لیا ہو اور بیہون نے کہا کہ بلا عذر تاخیر کرنے سے عدالت ساقط ہو جاتی ہو اور اسی کو فقہ ابو الیث نے اختیار کیا ہو اور امام فخر الدین نے فرمایا کہ فتویٰ اس پر ہو کہ بلا عذر زکوٰۃ کی تاخیر سے عدالت ساقط ہوتی ہو اور اسی کو فقہ ابو الیث نے لیا ہو اور حج کی تاخیر کرنے سے ساقط نہیں ہوتی ہو خصوصاً ہمارے زمانہ میں یہ ضررات میں لکھا ہو۔ اور صحیح یہ ہو کہ زکوٰۃ کی تاخیر سے عدالت نہیں باطل ہوتی ہو۔ اور اگر جمعہ کو تین دفعہ ترک کیا تو فاسق ہو گیا ایسا ہی بعض مواضع میں مذکور ہو اور اسی کو شمس لائے خسی نے لیا ہو اور بعض مقام پر ہو کہ اس سے عدالت جاتی رہتی ہو اور تھنہ پر اور عدد کا ذکر نہیں ہو اور شمس لائے خسی نے کہا کہ اسی پر فتویٰ ہو اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جب جمعہ کو مباحی اور بے رغبتی سے ترک کیا ہو کہ اس میں کچھ عذر ہو یہ قضاہ خاصی خان میں لکھا ہو اور اگر عذر سے ترک کیا مثلاً بیمار ہو یا شہر سے دور ہو یا اس تاویل سے کہ وہ امام جمعہ کو فاسق کہتا ہو طے نہ ہو تو اسکی گواہی مرد و دونوں کی یہ فیہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے جماعت کی نماز اس وجہ سے ترک کی کہ عام لوگوں کے مانند جماعت کی عظمت اسکے دل میں نہیں ہو یا مباحی یا فسق کی وجہ سے ترک کی تو اسکی گواہی جائز نہیں ہو اور اگر اس تاویل سے ترک کی کہ امام جماعت کو فاسق ہو اسکی اقتدار مکرہ ہو اور اسکا بدلنا اسکے اختیار میں نہیں ہو اسلئے اسے تنہا اپنے گھر میں پڑھ لی یا امام کو گمراہ کہتا ہو اور اسکی اقتدار جائز سمجھتا ہو تو اس سے عدالت ساقط ہوگی کذا فی المحیط۔ دو شخصوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسے اپنی عورت کو اپنی بیاری میں طلاق دی تھی اور ہم کو اس سے پہلے گواہ کر لیا تھا لیکن کہا تھا کہ تم پشیدہ و رکھو پس ہم نے گواہی کو چھپا یا تو دونوں کی گواہی مقبول نہیں ہو گی کہ دونوں نے گواہی چھپانے کا خود اقرار کیا اور فاسق ہوئے اور فاسق کی بات کا کچھ اعتبار نہیں ہو یہ واقعات حاسمہ میں ہو۔ ابو القاسم سے روایت ہو کہ ایک عورت کی طلاق یا باندی کی آزادی پر دو شخصوں نے گواہی دی اور کہا کہ یہ شروع سال میں واقع ہوا تو گواہی جائز ہو اور تاخیر سے اسکی گواہی میں خرابی نہیں ہوتی ہو اور مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خرابی آتی چاہے کیونکہ جب انکو معلوم ہوا کہ باوجود طلاق و عتاق کے یہ شخص عورت کو بطور بی بی یا باندی کے رکھتا تو گواہی ادا کر فی الفور چاہیے تھی کیونکہ ایسی گواہی کے واسطے دعویٰ شرط نہیں ہو اور جب انھوں نے تاخیر کی تو فاسق ٹھہرے یہ فیاض قاضی خان میں لکھا ہو۔ شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ حقوق العباد میں اگر دعویٰ نے گواہی کو اسکی طلب کی اور اسے بدون کسی ظاہری عذر کے تاخیر کی سچر کے بعد گواہی دینی تو اسکی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ وہ بلا عذر تاخیر کرنے سے فاسق ہو گیا یہ ظہیرہ میں لکھا ہو۔ جواری کی گواہی خواہ اس نے شطرنج سے جو اکیلے یا کسی اور چیز سے مقبول نہیں ہو اور اگر شطرنج بدون جو سے کھیلے پس اگر ایسی لٹ ڈالی کہ اسکی نماز بھی غفلت میں جاتی رہتی ہو یا شطرنج میں جھوٹی قسم کھاتا ہو تو اسکی گواہی مقبول نہیں ہو یہ فیاض قاضی خان میں لکھا ہو قیہ میں ہو کہ جو شخص سودا و شطرنج کھیلتا ہو اسکی گواہی مقبول نہیں ہو کذا فی المصنی۔ اور جو شخص زور بخشی چور کھیلتا ہو وہ ہر حال میں مرد و الشہادہ ہو۔ اگر کوئی شخص کسی لہو میں مبتلا ہو تو دیکھنا چاہیے کہ اگر یہ کھیل اسکو فائز و اجبات سے باز نہیں رکھتا ہو پس اگر لوگ اسکو بدتر جانتے ہیں جیسے بانسری اور طنبو و غیرہ تو اسکی گواہی ناجائز ہو اور اگر لوگ اسکو بدتر نہ جانتے ہوں جیسے خوش آوازی وغیرہ تو گواہی جائز ہو لیکن اگر اس کے ساتھ فحش ہوتا ہو مثلاً لوگ ناپتے ہوں تو کبیرہ گناہ میں داخل ہوگا اور عدالت ساقط ہو جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ جو شخص گیند بلا کھیلتا ہو اسکی گواہی جائز ہو یہ لفظ میں لکھا ہو ناچنے والے اور شہر کی گواہی مقبول نہیں ہو یہ معنی شریعہ بیاہ میں لکھا ہو۔ جو شخص کبوتر آتا ہو اسکی گواہی مقبول نہیں ہو اگر جو شخص کبوتروں کو شہر کے

اور رفع دھشت کے واسطے پانا ہو اور اڑانے کی اسکی عادت نہیں ہو تو وہ عادل اور مقبول الشہادۃ ہو یہ سبوط اور کافی اور
 فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو لیکن اگر یہ کبوتر دوسرے کے کبوتروں کو لپٹنے ساتھ لگلائے ہوں اور وہ اُنکے گھوسلون
 میں اڑے دین اور یہ شخص اُنکو کھا دے اور فروخت کرے تو گواہی مقبول نہیں ہو۔ اور جو شخص لوگوں کے واسطے گاتا اور
 اُنکو سنانا ہو اسکی گواہی مقبول نہیں ہو لیکن اگر آپنے آپ کو سانے کے لیے ہوتا کہ اُس سے دھشت زائل ہو بدون اسکے کہ
 دوسرے کو سانے تو ذر نہیں ہو اور صحیح قول کے موافق اسکی عدالت ساقط نہ ہوگی یہ بیندین میں لکھا ہو۔ اور ایسی عورت
 کی گواہی جو دوسروں کو اپنا گانا سنا دے اگرچہ اُنکے لیے نہ گا دے مقبول نہیں ہو یہ شرح ابوالمکارم میں لکھا ہو۔ اور ایسی
 عورت کی گواہی جو دوسروں کی مصیبت میں نوحہ سے روتی ہو اور یہ اُسے اپنی کمائی مقرر کر لی ہو مقبول نہیں ہو کذا فی المحیط
 اور جو عورت اپنی مصیبت میں نوحہ کرتی ہو پس اسکی گواہی مقبول ہو یہ سراج الوداع میں لکھا ہو۔ اور اُس غشت کی گواہی کہ جو طرح سے
 کام کرتا ہو اور محلہ اپنی آواز کو ترم جاتا ہو مقبول نہیں ہو اور اگر کسی کی آواز میں پیدہ لشی نرمی ہو اور پیدہ لشی اسکے
 اصناف میں تکثر ہو یعنی ڈھیلا میں ہو اور خود کو نہ چلے اور اُس سے کسی قسم کے برے افعال مشہور نہ ہوے ہوں تو اسکی
 گواہی مقبول ہو یہ بیندین میں لکھا ہو۔ اور داعی کی گواہی مقبول نہیں ہو اور داعی اسکو کہتے ہیں جو فاسق ہو اور بتک
 حرمت کرے اور لپٹنے افعال کی کچھ پروا کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو **فصل** المترجم پہلے گذرا ہو کہ داعی وہ شخص ہے
 جس سے لوگوں کے مال و جان کا خوف ہو اور یہاں جو تعریف مذکور ہوئی دونوں کا حامل ایک ہو۔ جو شخص غافل خسید ہو
 اسکی گواہی نامقبول ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ جو شخص جھوٹ بولنے میں مشہور ہو اسکی کچھ عدالت نہیں ہو کذا
 نہ اسکی گواہی مقبول ہو اور یہ ہمیشہ کے واسطے ہو اگرچہ اُسے توبہ کر لی ہو بخلاف ایسے شخص کے جو سو سے جھوٹ بولا
 یا ایک بار اس میں مبتلا ہو پھر توبہ کر لی یہ بدائع میں لکھا ہو۔ جو شخص عادل مشہور ہو اگر اُسے جھوٹی گواہی دی پھر توبہ
 کر لی تو بعد کو اسکی گواہی قبول ہوگی اور اسی قول پر عمادہ یہی خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ فاسق نے اگر توبہ کی تو اسکی گواہی
 فی الحال مقبول نہ ہوگی جب تک کہ استعد زمانہ نہ گذر جائے کہ توبہ کا اثر کھلے اور اس زمانہ کی مقدار میں صحیح قول یہ ہو
 کہ قاضی کی ریسہ بد ہو اور غیر عادل نے اگر جھوٹی گواہی دی پھر توبہ کر لی تو اسکی گواہی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں لکھا ہو۔ جس شخص کو زنا یا چوری یا شراب خواری میں حد ماری گئی ہو پھر کسے توبہ کر لی تو بالاجماع اسکی گواہی مقبول
 ہوگی یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور جس شخص کو زنا کی آیت لگائی میں حد ماری گئی ہو اسکی گواہی نامقبول ہو اگرچہ اُسے توبہ
 کر لی ہو یہ بدائع میں لکھا ہو اور صحیح مذہب ہمارے نزدیک یہ ہو کہ حد مارے جانے کے بعد اگر چار گواہوں نے اُسکے
 سچ بولنے پر گواہی دی تو مقبول ہوگی اور وہ شخص مقبول الشہادۃ ہو جائیگا یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اگر کسی کو تھوڑی حد ماری
 گئی تھی کہ تمام ہونے سے پہلے وہ بھاگ گیا تو ظاہر الروایت کے موافق پوری حد مارے جانے سے پہلے اسکی گواہی مقبول
 ہو۔ اگر زنا کی تہمت لگانے میں کا ذکر حد ماری گئی پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اسکی گواہی مقبول ہوگی بخلاف غلام کے کہ اسکو
 حد ماری گئی پھر وہ آزاد ہو گیا تو اسکی گواہی مقبول نہیں ہو لیکن اگر حالت کفر میں کسے زنا کی تہمت لگائی اور حالت
 اسلام میں اسکو حد ماری گئی تو ہمیشہ کے واسطے اسکی گواہی مردود رہی اور اگر تھوڑی حد حالت کفر میں ماری گئی پھر باقی حد حالت
 اسلام میں تو ظاہر الروایت کے موافق ہمیشہ کے واسطے اسکی گواہی مردود نہ ہوگی جسے کہ اگر کسے توبہ کر لی تو گواہی مقبول ہوگی
 کذا فی جوہر التائید اور یہی حکم ظاہر الروایت کا ٹھیک ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ شاعر اگر جو کیا کرتا ہو تو اسکی گواہی مقبول

ہیں، اور اگر مرج کرنا ہو اور اگر مرج اسکی بھی ہوتی ہو تو مقبول ہوگی یہ تاہم غایب میں لکھا ہو۔ مرد صالح نے اگر ایسا شہر طر حالہ چین
 شخص ہو تو اسکی عدالت باطل نہوگی کیونکہ اسنے غیر کا کلام پڑھا اور جو شخص عرب کے شعرون کی تعلیم کرنا ہو اگر زبان عرب سکھانے کی
 غرض سے پڑھاتا ہو تو اسکی عدالت باطل نہوگی اگرچہ اسکا مضمون فحش ہو یہ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک شخص اپنے اہل و
 عیال و ملکوں کو گالی دیتا ہو پس اگر کبھی اس سے ایسا امر یعنی برا کھنا صادر ہو تو اسکی عدالت ساقط نہوگی کہ نہ کثر انسان اس
 خالی بچتا ہو اور اگر اسکی عادت ہو تو عدالت ساقط ہوگی یہ دروغات حساسہ میں لکھا ہو اور یہی حکم اس شخص کا ہو جو اپنے جانور مثلاً گھوڑے
 کو گالیان دیتا ہو۔ یہ فتح القدر میں لکھا ہو اور جو شخص سلف کو اور وہ صاحب اور تابعین کو اور ابو حنیفہ اور اس کے اصحاب میں برا کھتا ہو وہ ظاہر
 کرنا ہو اسکی گواہی مقبول نہوگی یہ نہایہ اور فتح القدر میں لکھا ہو۔ فرمایا کہ اگر کسی شخص کا مال تبدیل کرنے والوں سے دریافت کیا گیا
 اور انھوں نے کہا کہ ہم اسکو آئین تمم جانتے ہیں کہ وہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بد کہتا ہو تو میں مقبول نہ کر دگا
 اور اسکی گواہی کو جائز نہ رکھو گا اور اگر انھوں نے کہا کہ ہم اسکو فحش و فجور میں منہم جانتے ہیں اور گمان غالب ہو کہ ہم نے اسکو
 کبھی نہیں دیکھا تو مقبول کر دگا اور اسکی گواہی کو جائز نہ رکھو گا یہ محیط میں لکھا ہو مسلمانوں میں جو فرقہ ہیں انہیں سے سوائے فرقہ
 خطابیہ کے باقی گراہوں کی گواہی مقبول ہو یہ ہدایہ میں لکھا ہو اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اہل ہوا کی جو دین میں بدعت کے پابند
 ہیں انکی گواہی مقبول ہو بشرطیکہ اسکی بدعت کفر نہ ہو اور وہ شخص میاں نہ ہو اور اپنے لہین بن میں عادل ہو اور یہی صحیح ہو کذا فی محیط
 اور جو شخص باجمی کام کرتا ہو جیسے رستہ پر میٹا ب کرنا یا کھانا تو اسکی گواہی مقبول نہیں ہو یہ ہدایہ میں لکھا ہو اور جو شخص بازار
 میں لوگوں کے درمیان میں کھاتا ہو اسکا بھی یہی حکم ہو یہ سراج الوماج میں لکھا ہو جس شخص نے سیری سے زائد کھانا کھا
 اکثر دن کے نزدیک اسکی عدالت ساقط ہوئی یہ زہدی میں ہو۔ سناقب ابو حنیفہ میں لکھا ہو کہ بخیل کی گواہی نا مقبول ہو محیط
 میں ہو کہ خفی نے ذکر کیا ہو کہ جو شخص فقط پانچ ماہ پہنے ہوئے راہ میں چلتا ہو اسکی گواہی نا مقبول ہو کذا فی النہایہ جو شخص حرام
 میں شنگا بے نکل باز سے جاتا ہو اگر اس حرکت سے اسکا باز آنا نہ معلوم ہو تو اسکی گواہی مقبول نہیں ہو یہ قاضی خان
 میں ہو جو ابو الحسن رحمہ سے مقبول ہو کہ اگر کوئی بڑھا لوگوں کے مجمع میں نوجوانوں سے کشتی کرے اسکی گواہی نا مقبول ہو یہ
 غایۃ البیان شہر ہدایہ میں ہو۔ جو بزرگ صلاحیت میں مشہور ہو اگر اسنے کلمہ مضلیہ کے راستے میں اپنے بیٹے سے نفقہ کا حساب
 کیا تو عدالت ساقط ہو یہ زہدی میں لکھا ہو۔ یعنی اور گزات کہنے والے اور سحرہ کی گواہی بلا خلاف نا مقبول ہو یہ بحر الرائق میں
 لکھا ہو قال المسترحم طفیل ایک شخص کو نہ کا شاعر تھا کہ بے بلائے معانی میں جاتا تھا اور طفیلی اسی کی طرف منسوب کہ
 کفن پیچھے والے کی گواہی مقبول نہیں ہو خمس الاثر نے فرمایا یعنی جب وہ صبح کو اسی کام میں مشغول ہو اور خریدار دین کا
 انتظار کرے اور اگر وہ کپڑے بچتا ہو اور اس سے کفن بھی خریدے جاوے تو گواہی جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو جو کوئی شخص
 تصویروں کے کپڑے فروخت کرتا یا بنتا ہو اسکی گواہی نا مقبول ہو یہ محیط میں انصیہ سے لایا ہو اگر کوئی امیر نواب وغیرہ کی
 شہر میں داخل ہوا اور لوگ محاکمہ راہوں پر اسے دیکھنے کو بیٹھے نکلے کہہ کہ اگر برون اعتبار راجل کرنے کی غرض سے ایسا کیا
 تو عدالت جاتی رہی ورنہ نہیں اور فتوے اسپر ہو کہ اگر وہ اسوائے نہیں نکلے کہ جو تعلیم کے لائق ہو اسکی تعلیم کرین یا عبرت
 پیدا کرین تو اسکی عدالت باطل نہوگی یہ ظہیر ہو اور قاضی خان میں لکھا ہو جس شخص نے قتلہ کرانے کو حقیقہ جانکر نہ کرایا اسکی گواہی
 مقبول نہیں ورنہ مقبول ہو یہ ہدایہ میں ہو۔ خسی کی گواہی مقبول ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ ولد الزنا کی گواہی زنا وغیرہ میں مقبول
 ہو یہ فتح القدر میں لکھا ہو۔ خسیہ مشکل کی گواہی جائز ہو اور وہ عورتوں کے حکم میں ہو یہ سراج الوماج میں لکھا ہو۔ اور

خفیہ مشکل کی گواہی حدود و قصاص میں عورتوں کے مانند مقبول نہ ہونا چاہیے یہ غایتہ البیان میں ہے۔ مال لوگ اگر عادل ہوں لوگوں کا مال ناحق نہ لیتے ہوں تو انکی گواہی مقبول ہو اور اگر عادل ہوں لوگوں سے ناحق لیتے ہوں تو نامقبول ہو اور یہی مسیح ہو کذا فی الحیط۔ قتالہ نولیبوں کی گواہی مقبول ہو اور یہی مسیح ہو اگر غالباً انکی حالت صلاحیت کی ہو یہ ذخیرہ اور عیاشیہ و فسق القدر میں ہو۔ ایسے برکس اور جانی کے گواہی جو شہر میں سے جاتیہ وصول کرتا ہو نامقبول ہو اور جس صرافت کے پاس جمع کرتا ہو اور وہ خوشی سے لے لیتا ہو انکی بھی گواہی نامقبول ہو یہ محیط میں لکھا ہے جو لوگ دلیل پیشہ کرتے ہیں جیسے جولاہر و حجام وغیرہ اصح یہ ہے کہ انکی گواہی مقبول ہو کیونکہ بعض صاحبین نے اسکو کیا ہو پس جب تک کوئی طعن کی وجہ ظاہر نہ ہو تو غیر ظاہر پیشہ پر حکم نہ ہوگا اور یہی حکم خاصیوں اور دلالوں کا ہو کذا فی فتح القدر۔

فصل فی بیان میں جنگی گواہی سبب نیت کے نامقبول ہو یا تافض کلام یا حکم قضائے نقص لازم آئے سے مقبول نہیں ہوتی ہو والدین کی گواہی اپنے بیٹے یا پوتے پڑتے وغیرہ کے واسطے مقبول نہیں ہو اور نہ اولاد کی گواہی اپنے باپ اور ماں یا دادا دادی وغیرہ کے واسطے جو والدین کی طرف سے ہوں مقبول ہو قال المتحرر رحمہم والدین کی طرف سے یہ مراد ہے کہ باپ کی طرف سے دادا دادی یا پردادا وغیرہ اور ماں کی طرف سے نانا نانی وغیرہ سب کو شامل ہو۔ اور مرد کی گواہی اپنی عورت کی لیے نامقبول ہو اگرچہ وہ ملوکہ ہو اور جو رو کی گواہی اپنے شوہر کے لیے اگرچہ ملوکہ ہو نامقبول ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ مرد کی گواہی ایسی جو رو کے حق میں حکمو اسنے طلاق یا ن دی اور دو عدت میں بھی ہو نامقبول ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت کے واسطے کسی حق میں گواہی دی پھر اُس سے نکاح کر لیا تو گواہی باطل ہوگی یہ قاضی قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر رضاعی یعنی دو دھ بھائی کے رشتہ سے اولاد یا ماں باپ ہوں تو انکے حق میں گواہی دینا جائز ہے یہ حاوی میں ہے۔ ریب کی گواہی مقبول ہو یہ قاضی میں لکھا ہے۔ بھائی کی گواہی اپنی بہن کے واسطے مقبول ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ بھائی کی گواہی اپنے بھائی کے واسطے اور انکی اولاد کے واسطے اور چچا اور انکی اولاد کے واسطے اور ماموں کے واسطے اور خالا اور بھوپھی کے واسطے جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور اگر اپنی ساس یا خسر یا داماد یا سوتیلی ماں یا سگی سال کے واسطے گواہی دی تو جائز ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی پوتے کی طرف سے اپنی بیٹے پر گواہی دی تو جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنی عورت سے نیت لگا کر لعان کیا اور دونوں میں جدائی ہو گئی اور اُس سے لڑکا پیدا ہوا تو اُس لڑکے کی گواہی یا انکی ام و لد کا لڑکا جو اُسکے فراش سے پیدا ہوا اگر اُس سے انکار کیا انکی گواہی اس شخص پر جائز نہیں ہے کیونکہ اس لڑکے کا نسب شوہر یا الہ باندی سے لعان اور انکار سے پہلے ظاہر میں ثابت تھا اور لعان یا انکار سے اگرچہ سرشار یا نفقہ کے احکام میں جائز نا ولیکن دوسرے بعض احکام میں محاذ کیا جائیگا مثلاً گواہی ناجائز ہو یا اُس سے نکاح حرام ہو یا اسکو ترکہ دینی ناجائز ہو یا اگر کوئی شخص اسکو اپنی طرف نسبت کرے تو صحیح نہیں ہو اگرچہ یہ انکی تصدیق کرے اور اگر لعان کرنے والا انکار اسکو اپنی طرف منسوب کرے تو نسب ثابت ہو جائیگا اعدان احکام میں بہن کے نسب کو امر حرمت کے تحت لایا کے واسطے باقی رکھا ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور طامن کے لڑکے کی اولاد کی گواہی بھی انکے حق میں جائز نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور لعان کرنے والے کی گواہی اُس لڑکے کے حق میں جس سے اُسے انکار کیا ہو نامقبول ہو کذا فی فتح القدر ایک شخص نے دو بڑیا لڑکوں میں سے ایک کو فروخت کیا پھر اُسکے مشتری نے اسکو آزاد کر دیا پھر نے بیعت کی طرف سے گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ پھر اگر بائع نے دوسرے لڑکے کو بڑیا کے نسب کا اپنی طرف دعویٰ کیا لیکن نہ سرزد کیا ہو۔

تو دونوں کا نسب یا صلہ سے ثابت ہوگا اور بیچ اور آزاد کرنا اور حکم قضا سب باطل ہو جائیگی یہ کافی میں لکھا ہے۔ کسی شخص کی گواہی اپنی ملوک اور ممبر اور سکا تب اور ام ولد کے واسطے جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہے اگرچہ کسی گواہی اپنے استاد کی طرف سے جائز نہیں ہو اور اگرچہ وہ اجیر مراد ہو اس کے ساتھ کھانا پیتا ہو اور اس کی پرورش میں ہو اور اس کی کوئی اجرت نہ ہو نہیں ہو لیکن اگر اجیر شریک ہو اور اس نے شریک کے لیے گواہی دی تو مقبول ہو۔ اور جو اجیر ایسا ہو کہ اس کو روزانہ یا ماہوار یا سالانہ پر مقرر کیا ہو اور اجرت ٹھہری ہوئی ہو تو اس کا ثبوت اس کی گواہی مقبول نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ استاد اور شاگرد کی گواہی مقبول ہو یہ نسخہ القدیر میں ہے۔ جو شاگرد اجرت پر لی ہو اس کی گواہی شاگرد کو اجرت پر دینے والے کی طرف سے یا مانگنے والے کے واسطے کو مانگنے دینے والے کی طرف سے دینا مقبول نہیں ہو یہ بحوالہ اکتا میں لکھا ہے۔ مفتی میں مذکور ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک گھر ایک مہینہ کی اجرت ہر لیا اور پورا مہینہ اس میں رہا پھر ایک مدعی پیدا ہوا اور شاگرد نے اور اس کے ساتھ دوسرے شخص نے قاضی کے سامنے گواہی دی تو قاضی مدعی سے اجارہ کو دریافت کر لیا کہ تیرے حکم سے تھا یا نہ تھا اگر اس نے کہا کہ میرے حکم سے تھا تو شاگرد کی گواہی مقبول نہو گی کیونکہ اس نے اجرت کی چیز کی گواہی اجرت پر دینے والے کی طرف سے ادا کی اور اگر اس نے کہا کہ میرے حکم سے نہ تھا تو مقبول ہو گی کیونکہ اس کے حق میں وہ مستاجر نہیں ہو۔ اور اگر پورا مہینہ نہیں رہا ہو تو اس کی گواہی نامقبول ہو اگرچہ مدعی نے اپنے حکم سے اجارہ کا دعویٰ نہ کیا ہو۔ اگر دو شاگردوں نے یوں گواہی دی کہ یہ اجرت کی چیز اسی کی ہو جس نے دونوں کو اجرت پر دی ہو اور اس سے غرض اجارہ کا ثبوت کرنا ہو یا دوسرے شخص کی طرف سے کہا کہ اسی ہو اور اس سے غرض اجارہ کا فسخ کرنا ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ فرمایا کہ گواہی جائز ہو خواہ کرایہ ہلکا ہو یا سبھاری ہو اور امام مالک نے فرمایا کہ فسخ کی صورت میں گواہی نادرست ہو کیونکہ دونوں گواہ اپنے اپنے کو دفع کرنا چاہتے ہیں اور اگر دونوں بلا کرایہ گھر میں رہتے ہوں تو جائز ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر اجیر نے اپنے استاد کی طرف سے گواہی دی اور وہ ماہوار کا اجیر تھا پھر ہنوز نہ اس کی گواہی رد ہوئی تھی اور نہ قبول ہوئی تھی یہاں تک کہ مہینہ گزر گیا پھر اس کی تعدیل ہوئی تو مقبول ہو گی چنانچہ اسی طرح اگر کسی مد نے اپنی عورت کی طرف سے گواہی دی اور رد و تعدیل سے پہلے اس نے عورت کو طلاق دی تو گواہی مقبول نہو جائیگی۔ اگر ایک شخص نے گواہی دی اور وہ اس وقت اجیر نہ تھا پھر حکم قضا سے پہلے وہ اجیر ہو گیا تو گواہی باطل ہو جائیگی اگرچہ اجیر نہ تھا اور اس نے گواہی دی اور گواہی رد نہ ہوئی تھی کہ وہ اجیر ہو گیا پھر اجارہ کی مدت گزر گئی تو اس گواہی پر فیصلہ ہوگا اگرچہ گواہی یا قضا کے وقت وہ اجیر نہیں ہو۔ اور اگر قاضی نے اس کی گواہی ہنوز نہ رد کی اور نہ قبول کی کہ اس نے دوبارہ گواہی ادا کی یعنی اجارہ کی مدت گزر جانے کے بعد دوبارہ ادا کی تو گواہی جائز ہو گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے شرکت کی چیز میں ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کی طرف سے مقبول نہیں ہو کیونکہ یہ گواہی ایک طرح سے اپنے واسطے ہو اور اگر شریک کی چیز ہو تو مقبول ہو گی کیونکہ اس میں نصیب نہیں ہو یہ کافی میں لکھا ہے۔ ایسے ہی اگر ایک شریک کے اجیر نے دوسرے کی طرف سے گواہی دی تو اس کا بھی یہی حکم ہو یہ مبوط میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے اصل میں فرمایا کہ اگر دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ ہم دونوں کا اور عمرو کا ذیہ ہر قرضہ ہزار درہم ہیں پس اس کی کمی صورت میں، اول یہ ہو کہ شرکت کو صاف اس طور سے بیان کریں کہ ہمارے اور ظان شخص کے یعنی عمرو کے ہزار درہم ذیہ ہر مشترک عرض ہیں اور اس صورت میں گواہی مقبول نہو گی اور دوسری صورت یہ کہ شرکت نہونے کو صاف اس طرح بیان کریں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ عمرو کے اس ہونچ سو درہم علیحدہ سبب سے قرض ہیں اور ہمارے پانچ سو درہم اس پر علیحدہ سبب سے قرض ہیں اور اس صورت میں اس کی گواہی عمرو کی طرف سے

مقبول ہو اور تیسری صورت یہ کہ گواہی مطلق چھوڑ دین کچھ تصحیح نہ کریں اور اس صورت میں انکی گواہی بالکل مقبول نہ ہوگی۔ زید کے
 تین شخصوں پر ہزار درم قرض میں انہیں سے دو شخصوں نے گواہی دی کہ زید نے ہمکو اور تیسرے کو قرضہ معاف کر دیا پس
 اگر بعض بعض کا قیل ہو تو گواہی بالکل مقبول نہیں ہے۔ اور اگر بعض بعض کا قیل نہ ہو پس اگر انہوں نے یہ گواہی دی کہ ہمکو اور
 تیسرے کو زید نے ایک ہی کلمہ سے معاف کر دیا تو گواہی نامقبول ہے اور اگر گواہی دی کہ ہم کو علیحدہ معاف کیا اور فلاں شخص ثالث
 کو علیحدہ معاف کیا ہو تو ثالث کے حق میں گواہی مقبول ہوگی۔ اور اس مسئلہ کی تیسرہ مسئلہ ہے جو کتاب المجدود میں مذکور ہے کہ
 اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ زید نے ہم دونوں کی مان کو اور ہندہ کو ایک ہی کلمہ سے زنا کی نیت لگائی ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی
 اور اگر کہا کہ ہمارے مان کو علیحدہ نیت لگائی اور اس عورت ہندہ کو علیحدہ تو ہندہ کی طرف سے انکی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط میں
 لکھا ہے۔ تین شخصوں کے ایک شخص پر ہزار درم قرض میں پھر دو شخصوں نے انہیں سے تیسرے پر گواہی دی کہ اُسے قرضہ کو سنا
 کر دیا ہو پھر گواہی دی کہ اُسے اپنا حصہ معاف کر دیا ہو تو انکی گواہی مقبول نہیں ہے اور اسی طرح اگر دونوں نے کسی قدر قرضہ ادا
 وصول کر کے پھر گواہی دی کہ اُسے اپنا حصہ معاف کر دیا ہو تو نامقبول ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے وکیل کی گواہی مقبول
 ہونے کے موکل کی طرف سے اگر اُسے ضمانتہ کیا تو مقبول نہیں ہے اور اگر اُسے نہ ضمانتہ کیا تو مقبول ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہے
 کذا فی الذخیرہ۔ اگر قاضی کے سامنے کسی نے ایک شخص کو واسطے وکیل کیا کہ بقدر حق موکل کا فلاں شخص کی طرف آتا ہے اس میں قصاص
 کرے اور اُسے ہزار درم کی نالہ آئندہ کی پھر مغزول ہو گیا پھر اگر اُسے اسی ہزار درم کی بابت گواہی دی تو رد کر دیا جائے گی اور
 اگر دوسرے قرضہ میں گواہی دی تو رد نہ کیا جائے گی۔ اور اگر قاضی اُسکی وکالت کو نہیں جانتا ہو اور مدعا علیہ نے وکالت سے انکار کیا اور
 اُس نے گواہی پیش کر کے وکالت ثابت کی پھر مغزول ہو گیا اور گواہی دی تو جبکہ حقوق موکل کے وکیل کرنے کے وقت ثابت
 تھے انہیں اُسکی گواہی رد کر دیا جائے گی اور جو حق کہ بعد تاریخ وکالت کے ثابت ہوا انہیں اُسکی گواہی مقبول ہوگی یہ کافی میں
 لکھا ہے۔ ایک شخص نے قاضی کے سامنے دعویٰ کیا کہ مجھے فلاں شخص نے اس واسطے وکیل کیا ہے کہ جو حق اُسکا اس مدعا علیہ پر اور
 فلاں و فلاں پر آتا ہو اس میں ضحوت اور نالہ دائر کروں اور موافق دعویٰ اُسے وکالت کے گواہ پیش کیے اور قاضی نے ہونو
 حکم دیا تھا یا نہ دیا تھا کہ موکل نے اُسکو مغزول کر دیا پھر اس مغزول نے موکل کی طرف سے اس مدعا علیہ پر باقی دونوں شخصوں
 پر گواہی دی تو مقبول نہیں ہے مگر جبکہ ایسے حق کی گواہی دی جو تاریخ وکالت کے بعد ثابت ہوا ہے یا ان تینوں کے سوا
 دوسرے پر گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ اگر کسی نے اپنے بہر حق کے نالہ کرنے اور وصول کرنے کے لیے وکیل کیا خواہ تمام
 لوگوں سے یا کسی خاص شہر کے لوگوں سے اور وکیل نے ایک شخص کو حاضر کر کے وکالت کے گواہ پیش کیے اور قاضی نے اُسکو
 منصف ٹھہرا یا پھر موکل نے اُسکو مغزول کر دیا تو اس وکیل کی گواہی موکل کی طرف سے نہ اس شخص پر جسکو حاضر لایا ہے اور نہ دوسرے
 کسی شخص پر جبکہ موکل کا حق آتا ہو خواہ وہ حق وکالت کے روز کا ہو یا اُسکے بعد پیدا ہوا ہو اوقات تک کے حقوق میں کہ جس روز
 اُسکو مغزول کیا ہو مقبول نہیں ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اور بعد مغزول ہونے کے جو حق پیدا ہوا انہیں گواہی مقبول ہے یہ
 محیط میں ہے جو شخص قرضہ وصول کر چکا وکیل ہو اُسکی گواہی قرضہ کی بابت مقبول ہے یہ وجہ کر در میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے تین
 شخصوں کو ایک مقدمہ میں وکیل کیا اور کہا جو شخص تم سے نالہ کرے اور کہتا ہے اس مقدمہ میں وکیل ہو پھر دو شخصوں نے دوسرے
 کے واسطے گواہی دی تو انکی گواہی سے وہ شخص ختم نہ قرار دیا جائے گا اور اگر ہر ایک کو نالہ کرنے اور وصول کرنے کا علیحدہ علیحدہ
 وکیل کیا پھر دونے تیسرے کی طرف سے گواہی دی تو نالہ اور وصول کرنے دونوں کی بابت گواہی مقبول ہوگی۔

دو شخصوں نے کسی شخص پر گواہی دی کہ اس نے ہم دونوں سے اور زید سے کہا تھا کہ جو شخص تم سے میری جو رو کو طلاق ویدے جائز ہو یا یہ کہ اس نے کہا تھا کہ اس عورت کا اختیار تھا اسے مطلقین ہو جو شخص تم سے طلاق لے جائز ہو اور شوہر اس سے انکار کرتا ہو تو انکی گواہی جائز نہیں ہو۔ اور اگر شوہر نے اپنے کئے کا اقرار کیا اور دو شخصوں نے تیسرے کی طرف سے گواہی دی تو اس باعث سے جائز نہیں ہو کہ وہ سب کالت میں شریک ہیں اور شرکت میں نہ آپر کو ایسی جائز ہو اور نہ اسکی طرف سے جائز ہو یہ تلافی قاضی خان میں لکھا ہے۔ بیچ کے دو کیلون نے اور دو دلا لون نے کہا کہ ہم نے یہ چیز فلاں کے ہاتھ فروخت کی تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ دو گواہوں نے بیان کیا کہ فلاں شخص نے ہکو حکم کیا تھا کہ ہم فلاں عورت سے اسکا نکاح کو دین یا اسکی فلاں عورت سے خلع کرادیں یا اسکے لیے کوئی غلام خریدیں اور ہم نے ایسا ہی کیا پس با تو کو کل حکم مینے اور عقد واقع ہونے دونوں سے منکر ہو یا حکم کا اقرار کرتا ہو نہ عقد واقع ہو یا حکم کا اقرار کرتا ہو اور ہر ایک کی دوسو زمین ہیں یا تو خضم و کیلون کے ساتھ عقد واقع ہو یا حکم کا اقرار کرتا ہو یا انکار کرتا ہو۔ پس اگر موکل منکر ہو تو گواہی سب صورتوں میں نامقبول ہو اور اگر موکل دونوں کا اقرار کرتا ہو تو خضم عقد واقع ہو یا حکم کا اقرار کرتا ہو تو اسکے اقرار پر فیصلہ کیا جاوے گا نہ گواہی پر اور اس میں نکاح اور بیع اور خلع سب برابر ہیں اور اگر خضم عقد سے انکار کرتا ہو تو نکاح اور بیع کا حکم نہ دیا جائیگا اور خلع کا حکم دیا جائیگا یعنی طلاق لہا مال کا حکم دیا جائیگا کیونکہ زوج نے اقرار کیا اور انکی گواہی پر حکم ہو گا اور اگر موکل نے حکم کا اقرار کیا دلین عقد واقع ہونے سے انکار کیا پس اگر خضم نے عقد کا اقرار کیا تو سب صورتوں میں حکم وقوع دیا جائیگا مگر نکاح میں امام عظیم رب کے نزدیک نہوگا یہ وجہ کر دی میں لکھا ہے۔ امام ابو یوسف رحم سے نوادر میں روایت ہے کہ اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے ہکو حکم دیا تھا کہ ہم زید کو خبر ہو چا دین کہ اس نے زید کو اپنے غلام فروخت کرنا دلیل کیا ہو اور ہم نے اسکو جو بچا دی یا ہم کو یہ حکم دیا تھا کہ ہم اسکی عورت کو یہ خبر ہو چا دین کہ اس نے تیرا کام تیرے ہاتھ سے کر لیا اور اسکو ہم نے جو بچا دی اور اس نے طلاق اختیار کر لی تو دونوں کی گواہی جائز ہو اور اگر دونوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے ہم سے یہ کہا تھا کہ تم میری جو رو کو اختیار دو اور ہم نے اسکو اختیار دیا اور اس نے طلاق لے لی تو گواہی مقبول نہوگی یہ خط میں لکھا ہے۔ وکیل کے دو بیٹوں کی گواہی وکالت پر مقبول نہوگی اور ایسے ہی اسکے والدین یا دادا وغیرہ کی گواہی مقبول نہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر وکیل کے دو بیٹوں نے وکیل کے عقد کرنے پر گواہی دی پس اگر وکیل اور موکل دونوں حکم دینے اور عقد کرنے کا اقرار کرتے ہیں پس اگر خضم بھی دونوں کا اقرار کرتا ہو تو قاضی سب عقوبت کا حکم دیدے گا دلین باہمی اقرار پر نہ گواہی ہے۔ اور اگر خضم انکار کرتا ہو تو امام عظیم اور امام ابو یوسف کے نزدیک انکی گواہی مقبول نہوگی اور کسی عقد کا نکاح اور بیع میں نہ حکم نہ کیا جائیگا مان خلع کی نسبت فرمایا کہ شوہر یعنی موکل کے اقرار پر بلا مال طلاق کا حکم دیا جائیگا نہ انکی گواہی پر اور اگر وکیل و موکل دونوں اس سب سے انکار کرتے ہیں پس اگر خضم بھی منکر ہو تو اس گواہی کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور اگر خضم عوی کرتا ہو تو دونوں کی گواہی بالاجمل مقبول ہوگی اور اگر وکیل حکم اور عقد دونوں کا منکر ہو اور موکل اپنے حکم دینے کا اقرار کرتا ہو اور عقد واقع ہونے سے منکر ہو پس اگر خضم ان سب کا مدعی ہو تو قاضی سب عقد کا حکم دیکھا سو اسے نکاح کے اور یہ امام عظیم رب کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک سب کا حکم دیکھا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی جو رو کی طلاق یا عدم طلاق کو کسی اجنبی کے سپرد کر دیا اور اس نے طلاق دیدی پھر طلاق مینے دے کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ اس عورت کے شوہر نے اپنی جو رو کے امر میں ہمارے باپ کو اختیار دیا تھا اور اس نے طلاق دیدی اور باپ اسکا زندہ موجود ہو اور اسکا منکر ہو یا مر گیا ہو تو امام عظیم رب کے نزدیک

اگلی گواہی مقبول نہیں ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ اسکا غائب ہونا بمنزلہ مرجائے کے ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ہوکل کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اپنا قرضہ وصول کرنے کے لیے اس شخص کو وکیل کیا ہو تو گواہی مقبول نہوگی جب کہ قرضدار وکالت سے انکار کرے یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص نے کسی خاص گھر کی نالاش اور اسپر قبضہ کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا پھر وہ غائب ہو گیا پھر اسکے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اس شخص کو اس گھر کی نالاش کرنے اور اسپر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو تو گواہی مقبول نہوگی خواہ مدعا علیہ وکالت کا اقرار کرے یا انکار کرے۔ یہ صورت تو طالب کے وکیل کرنے کی ہو اور اگر موکل خود مطلوب ہو اور طالب نے گھر کا دعویٰ کیا اور موکل مطلوب کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اس شخص کو خصوصت کر نیکا وکیل کیا ہو پس اگر وکیل نے وکالت سے انکار کیا تو یہ گواہی مقبول نہوگی کیونکہ دعویٰ سے خالی ہو اور اگر وکیل نے وکالت کا دعویٰ کیا تو بھی یہ گواہی مقبول نہوگی خواہ طالب نے وکالت کا اقرار کیا ہو یا انکار کیا ہو کیونکہ یہ گواہی غیر خصم ہر قائم ہوئی یہ محیط میں ہو اگر دو شخصوں نے ایک شخص سے کچھ کپڑا خرید اخذ ثمن ادا کر دیا یا عین ادا کیا پھر ایک شخص نے اگر کپڑے کا دعویٰ کیا اور دونوں خریداروں نے گواہی دی کہ یہ کپڑا مدعی کا ہوا یا یہ کہ بائع نے اقرار کیا ہو کہ یہ کپڑا مدعی کا ہو تو دونوں کی گواہی مقبول نہیں ہو کذا فی المحیط۔ اگر دو خریداروں نے جھوٹانے بطور بیع فاسد کے چیز خریدی ہو بعد قبضہ کے یہ دعویٰ کیا کہ یہ مدعی کی ہو تو مقبول نہوگی اور ایسے ہی اگر قاضی نے عقد کو فسخ کر دیا یا دونوں نے رضا مندی سے فسخ کیا اور وہ چیز دونوں کے قبضہ میں ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر دونوں کے بائع کو واپس کر دی پھر گواہی دی تو مقبول ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی بطور بیع صحیح کے خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونوں بیع کا اقالہ کر لیا یا مشتری نے بسبب عیب کے بلا حکم قاضی واپس کر دی اور بائع نے اسکو مقبول کر لیا پھر ایک شخص آیا اور دعویٰ کیا کہ باندی میری ہو اور مشتری نے دوسرے شخص کے ساتھ ملکر مدعی کی طرف سے گواہی دی تو اگلی گواہی باطل ہو خواہ باندی مشتری کے پاس ثمن وصول کرنے کی غرض سے روکی گئی ہو یا اُسے بائع کو واپس کر دی ہو اور اگر عیب کی وجہ سے قبضہ کے بعد بحکم قاضی واپس لگی یا قبضہ سے پہلے بلا حکم قاضی واپس کی یا خیار روت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کی پھر مشتری نے مدعی کے واسطے گواہی دی تو گواہی جائز ہو اور اگر اسکو ثمن کے عوض روک لیا ہو تب بھی یہی حکم ہو و اگر ثمن کے عوض اسکو روکا پھر وہ مشتری کے پاس مرگئی پھر مدعی کی طرف سے گواہی دی تو گواہی باطل ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک باندی بطور غلام کے خریدی اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر باندی میں کچھ عیب پایا اور اسکو بحکم قاضی واپس کیا اور غلام کو قبضہ میں لانے کے واسطے روک لیا پھر ایک شخص آیا اور بائع کے سامنے باندی کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اور ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہو تو مشتری کی گواہی نامقبول ہو اور اگر بائع کو دیدینے کے بعد گواہی دی تو جائز ہو اور اگر باندی بیچنے والے کے پاس غلام مر گیا پھر باندی کے خریدار نے اس میں کچھ عیب پایا اور قبضہ کے بعد بحکم قاضی وہ باندی بائع کو واپس کر دی تو واپس کرنا صحیح ہو اور بائع سے غلام کی قیمت لے لیا پس اگر ایک شخص آیا اور اس حالت میں باندی کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اور دوسرے شخص نے اسکی طرف سے گواہی دی تو جائز ہو یہ فناوی قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک غلام دوسرے کے ماتہ بیچا اور اسکے تمام بیٹوں کی ساری کر لی پھر مشتری نے اسکو دوسرے کے ماتہ بیچا اور عیب کو چھپایا پھر دوسرے مشتری نے پہلے سے اس عیب کی بابت جھگڑا کیا اور بائع اول اور ایک دوسرے شخص نے اسکی طرف سے گواہی دی کہ یہ عیب اسکے پاس کا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ میں پہلے مشتری کو واپس کرنے کے واسطے یہ گواہی مقبول کر دینگا اور اس بارہ میں مقبول نہ کرینگا

کہ بائع اول نے برات کر لی یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک غلام فروخت کیا اور مشتری کے سپرد کر دیا پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو مشتری سے خریدا ہو اور مشتری نے انکار کیا پھر بائع نے مدعی کے واسطے خریدنے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ ظہر میں لکھا ہو۔ اور اگر مشتری نے دعویٰ کیا کہ میں نے خریدے کے ساتھ اسے فروخت کیا ہو اور خریدار نے اسکی طرف سے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ محیط میں ہو۔ بائع نے اگر دوسرے کی طرف سے اس چیز کی گواہی دی جو فروخت کی ہو تو مقبول نہیں ہو اور یہی حکم مشتری کا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک باندی زید کے قبضہ میں ہو کہ اسکا عروے دعویٰ کیا کہ میں نے خالد سے سودینار کو خریدی ہو اور خالد نے مجھے اسکو ہزار درم کو خریدی تھی قبل اسکے کہ میرے ہاتھ فروخت کرے پھر قبضہ کر لیا تھا اور زید اور خالد نے اس سے انکار کیا۔ پھر زید کے دو بیٹوں نے اسکی گواہی دی تو انکی گواہی انکے باپ اور مشتری اول پر مقبول ہوگی کہ بیع واقع ہوئی اور جب مقبول ہوئی تو زید کے واسطے خالد پر ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور خالد کے لیے عمر و دوسرے مشتری پر سودینار کا حکم دیا جائیگا اور اگر زید اسکا مدعی ہو اور خالد منکر ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور باندی دوسرے مشتری کی ہوگی اور زید کے واسطے خالد پر کچھ حکم نہ دیا جائیگا اور زید کو یہ اختیار ہوگا کہ عمر و کو باندی دینے سے روکے تاکہ قیمت وصول کرے خواہ عروے خالد سے باندی وصول پائے کا دعویٰ کیا ہو اور زید نے اسکی تصدیق کی ہو یا نہ دعویٰ کیا ہو۔ اور اگر عروے دعویٰ کیا کہ ایک ہزار پانچ سو کو خریدی ہو تاکہ دونوں ثمن ایک ہی جنس کے ٹھہرے اور خالد اس سے انکار کرنا ہو اور زید نے عروے کے قول تصدیق کی پس اگر عروے خالد سے باجائز باندی لیکر قبضہ کر لینے کا دعویٰ کیا اور زید نے اسکی تصدیق کی تو زید کو باندی روکنے کا اختیار ہوگا اور نہ مشتری ثمن میں سے اسکو کچھ دیگا لیکن اگر عروے خالد اور ثمن کے درمیان تخلیف کیا تاکہ خالد اس پر قابض ہو گیا تو زید و عروے کا بھی تصادق سے زید کو اسلئے لینے کا اختیار ہوگا اور اگر تخلیف نہ کیا تو تخلیف کا حکم نہ کیا جائیگا۔ اور اگر عروے اقرار کیا کہ اس نے باندی پر قبضہ نہیں کیا ہو تو اسکا سزا زید کو روکنے کا حق حاصل ہو تاکہ ہزار درم وصول کرے اگر دوسرے مشتری نے اسکو ہزار درم کو خریدا ہو یا ایک ہزار پانچ سو کو خریدا ہو تو اسکو پانچ سو درم وصول کرنے تک روکے اور اگر زید و خالد نے پہلے مشتری کے خریدنے اور اسلئے سپرد کر دینے کا اقرار کیا لیکن دونوں نے دوسرے مشتری کے خریدنے سے انکار کیا اور گئے زید کے دونوں بیٹوں کو گواہ کیا تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور دوسری بیعت ثابت ہو جائیگی پھر اگر دوسرے مشتری قبضہ کا دعویٰ کرتا ہو تو باندی لے لیگا اور زید کو روکنے کا اختیار ہوگا اور اگر قبضہ کا دعویٰ نہیں کرتا ہو پس اگر دونوں ثمن ایک جنس کے نہ ہوں تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ایک ہی جنس کے ہوں تو اسکا سزا زید کو روکنے کا حق حاصل ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دو غلام خریدے اور انکو آزاد کر دیا پھر بائع و مشتری میں ثمن کی بابت اختلاف ہوا بائع نے ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مشتری نے پانچ سو درم کا دعویٰ کیا اور دونوں آزاد غلاموں نے گواہی دی کہ ہزار درم ثمن ہو تو نام مقبول ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اسی طرح اگر بیعت فاسد میں قبضہ کے روز کی قیمت میں اختلاف ہوا اور ان دونوں غلاموں نے بعد آزادی کے اپنی قیمت اس ثمن کی گواہی میں بتلائی تو گواہی نام مقبول ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر بائع اور مشتری میں ثمن میں اختلاف نہ ہو لیکن مشتری نے ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور دونوں آزادوں نے مشتری کی گواہی دی یا یہ گواہی دی کہ بائع نے ثمن اسکو سعاد کر دیا ہو تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو نوادر بن ساحہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر ایک شخص نے دو غلام خریدے اور قبضہ کر کے انکو آزاد کر دیا اور چاہا کہ ایسے عیب کا نقصان کہ جسکو بائع انکار کرتا ہو واپس لے لے اور دونوں غلاموں نے گواہی دی کہ یہ عیب ہم دونوں میں تھا تو گواہی مقبول نہیں ہو اور اسی طرح اگر دونوں نے گواہی

دی کہ ہم دونوں میں سے آزاد فلان شخص کا تھا تو بھی نامقبول ہو اور ایسے ہی لکھا کہ مشتری نے ہم دونوں کو آزاد کرنے سے پہلے
خسف فلان شخص کو بہہ کیا تھا تو بھی نامقبول ہو اسی طرح اگر کسی کی ام ولد تھی وہ شخص اُسکو چھوڑ کر گیا یا آزاد کر دیا پھر اُس نے
ہو ایک عورت و ایک مرد نے گواہی دی کہ یہ ام ولد اس شخص میت اور دوسرے کے درمیان مشترک تھے تو گواہی مقبول نہو گی۔ یہ
محیط میں لکھا ہو۔ ایک غلام فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا پھر غلام نے دعویٰ کیا کہ مشتری نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور مشتری
نے انکار کیا اور بائع نے غلام کی گواہی دی تو مقبول نہیں ہو یہ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر دو شخصوں نے گواہی دی
کہ ہمارے باپ نے یہ باندی اس شخص کے ماتم فروخت کر دی یا لکھا کہ یہ غلام فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا ہو پھر اگر
انکار کیا پھر اسکا دعویٰ ہو تو گواہی مقبول نہو گی لیکن غلام آزاد ہوگا اور حق ولایت یعنی حق آزادی موقوف رہیگا اور اگر باپ نے
انکار کیا اور مشتری نے بھی انکار کیا اور باندی نے دعویٰ کیا تو گواہی جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص کے باندی
کے دو آزاد لڑکوں نے جو مسلمان ہیں یہ گواہی دی کہ باندی کے مالک نے اُسکو ہزار درہم پر آزاد کر دیا ہو۔ پس اگر مالک نے
یہ اقرار کیا تو آزادی اُسکے اقرار پر واقع ہوئی اور محض یہ گواہی مال کی نسبت ہوئی اور مقبول ہوئی اور اگر مالک نے انکار کیا
اور باندی نے دعویٰ کیا تو گواہی نامقبول ہو اور اگر باندی نے انکار کیا تو مقبول ہو اور اگر مالک کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی اور
موتے نے اسکا اقرار کیا تو نامقبول ہو اور اگر انکار کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر بجائے باندی کے غلام فرض کیا مادیے اور
مالک کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی اور مالک اور غلام نے اس سے انکار کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مقبول نہو گی اور صاحبین نے
ازدیک مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی کہ باندی نے ایک غلام عمر و نامے خریدا اور
اُسکو آزاد کیا پھر عمر و نے ایک خالد نامی غلام خریدا اور اُسکو آزاد کیا پھر خالد نے ایک بکر نامی غلام خریدا اور اُسکو آزاد
کیا پھر خالد مر گیا اور زید و عمرو زندہ ہیں پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ خالد میرا غلام ہو اور اُسکا ترکہ لینا چاہا پھر زید کے
دو بیٹوں نے گواہی دی کہ عمر و نے خالد کو فلان شخص سے خریدا اور وہ اُسکا مالک تھا پھر آزاد کر دیا ہو تو گواہی جائز ہو
اور اگر عمرو بھی مر گیا اور اُسے سوائے زید کے کوئی وارث نہ ہو پھر زید کے دونوں بیٹوں نے ایسی گواہی دی تو
مقبول نہو گی اور اگر پہلے عمر و نے انتقال کیا پھر خالد بھی مر گیا اور سولے ایک دختر اور زید کے کوئی وارث نہ ہو پھر ایک
شخص نے دعویٰ کیا کہ خالد میرا غلام تھا اور گواہ لایا اور اُسکی دختر نے دعویٰ کیا کہ وہ آزاد تھا اور عمر و نے آزاد کیا ہو
اور زید اس سے منکر تھا پھر زید کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ عمر و نے اُسکو فلان سے خریدا اور وہ اُسکا مالک تھا پھر آزاد
کیا تو امام محمد نے فرمایا کہ میں گواہی قبول کر کے عمرو کی طرف سے اُسکو آزاد قرار دوں گا اور میراث اُسکی بیٹی اور زید کے
درمیان میں آدھی آدھی تقسیم ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو نوادر بن سماعہ میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص کی طرف
دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ لےنے یہ گھر اس شخص کے ماتم فروخت کیا شرط یہ ہو کہ ہم دونوں مشتری کے یہ
خاص ہیں یعنی ضمان الدرک ہم پر ہو تو فرمایا کہ اگر ضمان اہل بیع میں ہو تو گواہی جائز نہیں ہو اور اگر اہل بیع میں نہ ہو تو
گواہی جائز ہو کذا فی الذخیرہ۔ دو شخصوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ لےنے اپنا یہ گھر اس معی کے ماتم ہزار درہم کو لیا
شرط یہ فروخت کیا ہو کہ ہم دونوں من کے فیصل ہیں تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر ضمانت اہل بیع میں ہو تو دونوں کی گواہی
مقبول نہیں ہو کیونکہ بیع دونوں کی ضمانت کے ساتھ تام ہوتی ہو پس کو یا دونوں نے فروخت کیا اور اگر ضمانت اہل
بیع میں نہ ہو تو گواہی جائز ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور وہ شخص درک کے خاص میں ہوئے پھر دونوں نے گواہی

دی کہ بائع نے ثمن لے لیا ہو تو گواہی نامقبول ہو اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ بائع نے مشتری کو ثمن معاف کر دیا ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ یہ قافہ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی کہ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ضمانت کی جو کچھ تو فلاں کے کے ہاتھ فروخت کرے اسکا ضمانت ہو اور پھر طالب نے کہا کہ میں نے فلاں کے ہاتھ ہزار درہم کو فروخت کیا اور ضمانت نے اس سے انکار لیا پھر اُس کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ اس نے ہزار درہم کو بیع کی ہو تو دونوں کی گواہی جائز ہو اور اسی طرح اگر ضمانت نے انکار لیا اور اُس کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے تجھے حکم کیا تھا کہ تو اسکی طرف سے ضمانت کرے اور تو نے ضمانت کر لی تھی اور اُس نے ہزار درہم کو اپنے ہاتھ بیع کی تو امام محمد کے قول پر گواہی جائز ہو اور ہزار درہم اس سے لے لیے جائینگے اور وہ اُس شخص سے لے لیگا جس نے اُسکو ضمانت کر کے حکم دیا تھا یہ محیط میں لکھا ہو۔ دو شفعیوں نے اگر مشتری کی طرف سے بائع پر گواہی دی پس اگر دونوں شفعہ کے طالب ہیں تو بائع منکر یہ انکی گواہی جائز نہیں ہو اور اگر دونوں نے شفعہ کا حق دیدہ با مشتری کے واسطے انکی گواہی جائز ہو۔ اگر مشتری نے خرید سے انکار کیا اور بائع نے دعویٰ کیا تو بھی انکی گواہی جائز نہیں ہو اگر وہ دونوں شفعہ کے طالب ہیں بلکہ وہ دونوں بائع کے اقرار سے لے لینگے اور شفعہ کے باپ یا بیٹے کی گواہی اس باب میں بمنزلہ شفعہ کے گواہی کے ہو۔ اور اگر شفعہ کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ اپنے شفعہ دیا لا ہو تو جائز ہو۔ مالک کی یا اسکے بیٹے یا باپ کی گواہی غلام اور مکاتب کی طرف سے بیع واقع ہوئے پر جائز نہیں ہو جبکہ غلام و مکاتب شفعہ کو طلب کرتے ہوں اور شفعہ کا حق دیدہ لے پر اگر یہ لوگ گواہی دیں تو جائز ہو یہ حاوی میں لکھا ہو اصل میں مذکور ہو کہ اگر بائع کے واسطے اسکی اولاد نے گواہی دی کہ شفعہ نے مشتری سے شفعہ طلب کیا اور مشتری انکار کرتا ہو اور گھر مشتری کے قبضہ میں ہو تو انکی گواہی مقبول نہوگی یہ قافہ قاضی خان میں لکھا ہو واد بن سماعہ میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک گھر فروخت کیا اور ہزار درہم مشتری نے اُس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ شفعہ آیا اور شفعہ میں جھگڑا کیا پھر بائع کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ مشتری نے گھر شفعہ سے شفعہ کے سپرد کر دیا پھر اُس سے دامون کو خرید لیا ہو تو دونوں کی گواہی مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ شفعہ نے شفعہ دیا لا تو بھی نامقبول ہو اور یہ اس صورت میں ہو کہ ان دونوں کا باپ یعنی بائع اسکا اقرار کرتا ہو اور یہی دعویٰ کرتا ہو اور اگر انکار کرتا ہو تو گواہی مقبول ہو۔ اور اگر مشتری نے بائع سے گھر لیکر اپنے قبضہ میں کر لیا پھر بائع کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ کی وجہ سے وہ گھر شفعہ کے سپرد کر دیا تو دونوں بیٹوں کی گواہی مقبول نہوگی خواہ بائع انکی گواہی کے موافق دعویٰ کرتا ہو یا انکار کرتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ نے روایت کی ہو کہ اگر بائع کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ شفعہ نے شفعہ دے ڈالا تو جائز ہو۔ اور اگر بائع نے یہ گواہی دی تو جائز نہیں ہو کہ یہ قافہ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک گھر فروخت کیا اور اسکا غلام مازون کہ چہرہ فرض ہو وہی اسکا شفعہ ہو پھر مالک کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ غلام مازون نے مشتری کو شفعہ دیدہ لا تو دونوں کی گواہی نامقبول ہو جبکہ وہ گھر بائع کے قبضہ میں ہو۔ اسی طرح اگر غلام مازون قرضدار نے فروخت کیا اور اسکا مالک اسکا شفعہ ہو پھر مالک کے دو بیٹوں نے غلام پر گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ سے گھر مالک غلام کے سپرد کیا تو گواہی مقبول نہوگی یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اگر گھر کی بیع مالک نے کی اور اسکا مکاتب شفعہ ہو پھر اگر مالک کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ مشتری کو دیا تو دونوں کی گواہی باطل ہوگی بعض نے کہا کہ اس مسئلہ کی تاویل یہ ہو کہ گھر بائع کے قبضہ میں ہو بعد ازاں پہلے مشتری کے قبضہ میں تھا تو گواہی بسبب نیت سے خالی ہونے کے مقبول ہو۔ اور اگر مکاتب فروخت کرنے والا ہو اور اسکا موئے شفعہ ہو اور گھر مکاتب کے قبضہ میں ہو پس اگر موئے کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ موئے نے شفعہ مشتری کو دیا تو گواہی جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک گھر کے دو شفعہ ہوں پھر دو گواہ نے بیان کیا کہ ایک نے شفعہ دیدہ لا اور یہ نہیں جانتے

دی کہ ہم دونوں میں سے آدھا غلام شخص کا تھا تو بھی نامقبول ہو اور ایسے بھائی کہ کہا کہ مشتری نے ہم دونوں کو آزاد کرنے سے پہلے نصف غلام شخص کو رہا کیا تھا تو بھی نامقبول ہو اسی طرح اگر کسی کی ام ولد بھی وہ شخص اُسکو چھوڑ کر مر گیا یا آزاد کر دیا پھر اُس نے ہو ایک عورت و ایک مرنے کو ابی دی کہ یہ ام ولد اس شخص میت اور دوسرے کے درمیان مشترک تھے تو گواہی مقبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک غلام فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا پھر غلام نے دعویٰ کیا کہ مشتری نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور مشتری نے انکار کیا اور بائع نے غلام کی گواہی دی تو مقبول نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے یہ باندی اس شخص کے ہاتھ فروخت کر دی یا کہا کہ یہ غلام فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا ہو پھر اگر انکا باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول ہوگی لیکن غلام آزاد ہوگا اور حق و لا یعنی حق آزادی موقوف رہیگا اور اگر باپ نے انکار کیا اور مشتری نے بھی انکار کیا اور باندی نے دعویٰ کیا تو گواہی جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص کے باندی کے دو آزاد لڑکوں نے جو مسلمان ہیں یہ گواہی دی کہ باندی کے مالک نے اُسکو ہزار درہم پر آزاد کر دیا ہو۔ پس اگر مالک نے یہ اقرار کیا تو آزادی اُسکے اقرار پر واقع ہوئی اور محض یہ گواہی مال کی نسبت ہوئی اور مقبول ہوئی اور اگر مالک نے انکار کیا اور باندی نے دعویٰ کیا تو گواہی نامقبول ہو اور اگر باندی نے انکار کیا تو مقبول ہو اور اگر مالک کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی اور موئے سے اسکا اقرار کیا تو نامقبول ہو اور اگر انکار کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر بچے باندی کے غلام فرض کیا جاوے اور مالک کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی اور مالک اور غلام نے اس سے انکار کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مقبول ہوگی اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ زید نے ایک غلام عمر دے کر خیرا اور اُسکو آزاد کیا پھر عمر نے ایک خالد نامی غلام خیرا اور اُسکو آزاد کیا پھر خالد نے ایک بکر نامی غلام خیرا اور اُسکو آزاد کیا پھر خالد مر گیا اور زید و عمر و زیدہ بن پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ خالد میرا غلام ہو اور اُسکا ترکہ لینا چاہا پھر زید کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ عمر نے خالد کو غلام شخص سے خیرا اور وہ اُسکا مالک تھا پھر آزاد کر دیا ہو تو گواہی جائز ہے اور اگر عمر بھی مر گیا اور اُس نے سوائے زید کے کوئی وارث نہ پھوڑا پھر زید کے دونوں بیٹوں نے ایسی گواہی دی تو مقبول ہوگی اور اگر پہلے عمر نے انتقال کیا پھر خالد بھی مر گیا اور سوائے ایک دختر اور زید کے کوئی وارث نہ پھوڑا اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ خالد میرا غلام تھا اور گواہ لایا اور اُسکی دختر نے دعویٰ کیا کہ وہ آزاد تھا اور عمر نے آزاد کیا ہے اور زید اس سے منکر تھا پھر زید کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ عمر نے اُسکو غلام سے خیرا کیا اور وہ اُسکا مالک تھا پھر آزاد کیا تو امام محمد نے فرمایا کہ میں گواہی قبول کر کے عمر کی طرف سے اُسکو آزاد قرار دوں گا اور میراث اُسکی بیٹی اور زید کے درمیان میں آدمی آدمی تقسیم ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو نوادر میں سماعہ میں امام محمد سے روایت ہے کہ ایک شخص کی طرف سے دو گواہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ ایسے یہ گھر اس شخص کے ہاتھ فروخت کیا شرط ہے کہ ہم دونوں مشتری کے یہ خاص ہیں یعنی ضمان الدہر کہ ہم پر ہو تو فرمایا کہ اگر ضمان اہل بیع میں ہو تو گواہی جائز ہے کہانی الذخیرہ۔ دو شخصوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ ایسے اپنا یہ گھر اس معی کے ہاتھ ہزار درہم کو بہا شرط پر فروخت کیا ہے کہ ہم دونوں میں سے کفیل ہیں تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر ضمانت اہل بیع میں ہو تو دونوں کی گواہی مقبول نہیں ہے کہ کوئی بیع دونوں کی ضمانت کے ساتھ تمام ہوتی ہے پس گواہ دونوں نے فروخت کیا اور اگر ضمانت اہل بیع میں ہو تو گواہی جائز ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی خیرا دی اور وہ شخص درک کے خاص میں ہے پھر دونوں نے گواہی

دی کہ بائع نے من سے لیا ہو تو گواہی نامقبول ہو اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ بائع نے مشتری کو من معاف کر دیا ہو تو بھی یہی حکم ہو۔
 قاضی خان مین لکھا ہو۔ ابن سماعہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ضمانت کی جو کچھ تو فلاں کے
 کے ہاتھ فروخت کرے اسکا ضمانت ہو اور پھر طالب نے کہا کہ میں نے فلاں کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا اور ضمانت نے اس سے اسکا
 کیا پھر پھر اس کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ اس نے ہزار درم کو بیع کی ہو تو دونوں کی گواہی جائز ہو اور اسی طرح اگر انسان نے ایک
 کیا اور اس کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے مجھے حکم کیا تھا کہ تو کسی طرف سے ضمانت کرے اور تو نے ضمانت کر لی تھی اور اسے ہزار
 درم کو اس کے ہاتھ بیع کی ہو تو امام محمد کے فرمایا کہ گواہی جائز ہو اور ہزار درم اس سے لے لیے جائینگے اور وہ اس شخص سے لے لیگا جس نے
 اسکو ضمانت کر کے کا حکم دیا تھا یہ محیط میں لکھا ہو۔ دو شفعیوں نے اگر مشتری کی طرف سے بائع پر گواہی دی پس اگر دونوں شفعہ
 کے طالب ہیں تو بائع شکر پر انکی گواہی جائز نہیں ہو اور اگر دونوں نے شفعہ کا حق دیر یا مشتری کے واسطے انکی گواہی جائز ہو۔
 اگر مشتری نے خرید سے انکار کیا اور بائع نے دعویٰ کیا تو بھی انکی گواہی جائز نہیں ہو اگر وہ دونوں شفعہ کے طالب ہیں مگر وہ
 دونوں بائع کے اقرار سے لے لینگے اور شفعہ کے باپ یا بیٹے کی گواہی اس باب میں بمنزلہ شفعہ کے گواہی کے ہو۔ اور اگر شفعہ کے دو بیٹوں
 نے گواہی دی کہ اس نے شفعہ دیا ہو تو جائز ہو۔ مالک کی یا اس کے بیٹے یا باپ کی گواہی غلام اور مکاتب کی طرف سے بیع واقع ہوئے
 پر جائز نہیں ہو جبکہ غلام و مکاتب شفعہ کو طلب کرتے ہوں اور شفعہ کا حق دیر لے پر اگر یہ لوگ گواہی دیں تو جائز ہو یہ حادی میں
 لکھا ہو اصل میں مذکور ہو کہ اگر بائع کے واسطے اسکی اولاد نے گواہی دی کہ شفعہ نے مشتری سے شفعہ طلب کیا اور مشتری انکار کرتا ہو
 اور گھر مشتری کے قبضہ میں ہو تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی یہ قاضی خان مین لکھا ہو وادرن سماعہ میں امام محمد سے روایت
 کہ ایک شخص نے ایک گھر فروخت کیا اور بیٹوں مشتری نے اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ شفعہ آیا اور شفعہ میں جھگڑا کیا پھر بائع کے دو بیٹوں
 نے گواہی دی کہ مشتری نے گھر شفعہ سے شفعہ کے سپرد کر دیا پھر اس سے دامون کو خرید ہو تو دونوں کی گواہی مقبول ہوگی ہاں اگر شفعہ
 اگر یہ گواہی دی کہ شفعہ نے شفعہ دیا تو بھی نامقبول ہو اور یہ اس صورت میں ہو کہ ان دونوں کا باپ یعنی بائع اسکا اقرار کرتا ہو
 اور یہی دعویٰ کرتا ہو اور اگر انکار کرتا ہو تو گواہی مقبول ہو۔ اور اگر مشتری نے بائع سے گھر بیکہ اپنے قبضہ میں کر لیا پھر بائع کے دو بیٹوں
 نے یہ گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ کی وجہ سے وہ گھر شفعہ کے سپرد کر دیا تو دونوں بیٹوں کی گواہی مقبول ہوگی خواہ بائع انکی گواہی کے
 موافق دعویٰ کرتا ہو یا انکار کرتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ سے روایت کی ہو کہ اگر بائع کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ شفعہ
 نے شفعہ دے ڈالا تو جائز ہو۔ اور اگر بائع نے یہ گواہی دی تو جائز نہیں ہو یہ قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک گھر
 فروخت کیا اور اسکا غلام ماذون کہ چہرہ فرض ہو وہی اسکا شفعہ ہو پھر مالک کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ غلام ماذون نے مشتری
 کو شفعہ دیا تو دونوں کی گواہی نامقبول ہو جبکہ وہ گھر بائع کے قبضہ میں ہو۔ اسی طرح اگر غلام ماذون قرضدار نے فروخت کیا اور
 اسکا مالک اسکا شفعہ ہو پھر مالک کے دو بیٹوں نے غلام پر گواہی دی کہ مشتری نے شفعہ سے گھر مالک غلام کے سپرد کیا تو گواہی
 مقبول نہ ہوگی یہ حادی میں لکھا ہو۔ اگر گھر کی بیع مالک نے کی اور اسکا مکاتب شفعہ ہو پھر اگر مالک کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی
 کہ مکاتب نے شفعہ مشتری کو دیا تو دونوں کی گواہی باطل ہوگی بعض نے کہا کہ اس مسئلہ کی تاویل یہ ہو کہ گھر بائع کے قبضہ میں
 ہو بعد از انکہ پہلے مشتری کے قبضہ میں تھا تو گواہی بسبب تمت سے خالی ہونے کے مقبول ہو۔ اور اگر مکاتب فروخت کرنے والا
 ہو اور اسکا موئے شفعہ ہو اور گھر مکاتب کے قبضہ میں ہو پس اگر موئے کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ موئے نے شفعہ مشتری کو دیا
 تو گواہی جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک گھر کے دو شفعہ ہوں پھر دو گواہ نے بیان کیا کہ ایک نے شفعہ دیا اور یہ نہیں چاہتے

کہ وہ کون ہو تو گواہی باطل ہو۔ اگر تین شخص ہوں پھر دو نے تیس پر گواہی دی کہ اس نے شفعہ دیا۔ الا اور کہا کہ ہم نے بھی اسی کے ساتھ دیا تو گواہی مقبول ہو اور اگر کہا کہ ہم دونوں شفعہ کے طالب بن تو باطل ہو اور اسی طرح اگر دونوں نے یہ کہا کہ ہم شفعہ دیا لیکن ان میں سے ایک شخص کا بیٹا یا باپ یا سکتا یا کسی جو شفعہ ہو تو دونوں کی گواہی باطل ہو یہ حاوی میں لکھا ہے کہ ایک وارث نے اگر قرضہ کا اقرار کیا پھر اپنے اور ایک دوسرے شخص نے گواہی دی کہ قرضہ میت پر تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اس اقرار کرنے والے کی گواہی کی سماعت ہوگی یہ خزانہ المفتیین میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ میت کی طرف سے وصی کی گواہی قرضہ وغیرہ میں باطل ہو خواہ وارث نابالغ ہوں یا بالغ ہوں کذا فی المحيط اور اگر اسے میت پر قرضہ ہونے کی گواہی دی تو ہر حال میں گواہی جائز ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر بعض ارثوں کی طرف سے میت پر گواہی دی پس جسکی طرف سے گواہی دی ہو اگر وہ نابالغ ہو تو بالاتفاق جائز نہیں ہو اور اگر بالغ ہو تو بھی امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہی حکم ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز اور اگر بڑے بالغ وارث کی طرف سے کسی اجنبی پر گواہی دی تو ظاہر ارث وایت کے موافق مقبول ہو۔ اور اگر بالغ اور نابالغ دونوں طرح کے وارثوں کی طرف سے میراث کے سوا دوسرے حق میں گواہی دی تو جائز نہیں ہو۔ اگر دو وصیوں نے ایک بالغ وارث کی طرف سے گواہی دی کہ میت نے اقرار کیا کہ یہ خاص گھر اسکی ملک ہو تو مقبول ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ وصی جب مغضول ہو گیا اور اسے تقسیم کی طرف سے یا میت کی طرف سے گواہی دی تو مقبول ہوگی اگرچہ خصوصیت نہ واقع ہو۔ یہ ادب القاضی کی شہید صاحب شہید میں ہے۔ اگر وصی نے وصی ہونا نہ قبول کیا اور نہ رد کیا یہاں تک کہ قاضی کے سامنے گواہی ادا کی تو قاضی اس سے دریافت کر چکا کہ تو وصی ہونا قبول کرتا یا رد کرتا ہر اس پر اسے قبول کیا تو گواہی باطل ہو گئی اور اگر رد کر دی تو گواہی باقی رہی اور اگر خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا تو قاضی اسکی گواہی میں توقف کر چکا یہ محیط میں لکھا ہے۔ دو قرضداروں نے جنہر میت کا قرضہ ہو اگر وصایت یا وصیت یا ورثت کی گواہی دی پس اگر خصم منکر ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر خصم اسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول ہوگی خود موت ظاہر ہو یا ظاہر نہ ہو اور اگر ایسے دو قرضداروں نے جنکا میت پر قرض ہو ورثت یا وصایت یا وصیت کی گواہی دی پس اگر موت ظاہر نہ ہو تو مقبول رہی اور اگر موت ظاہر ہو پس جسکی طرف سے گواہی دی ہو اگر وہ اسکا مدعی ہو تو بھی گواہی مقبول ہوگی اگر وہ اسکا مدعی ہو تو مستحکم مقبول ہوگی اور اگر دو وارثوں نے بوجہ ایسے کی گواہی دی اور موت ظاہر نہیں ہو تو گواہی مقبول ہوگی خواہ وہ شخص اسکا مدعی ہو یا منکر ہو اور اگر موت ظاہر ہو اور وہ شخص بھی اس امر کا مدعی ہو تو مستحکم مقبول ہوگی۔ اگر دو وصیتوں نے اپنے ساتھ تیسرے شخص کے وصی ہونے کے واسطے گواہی دی پس اگر موت ظاہر نہ ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر موت ظاہر ہو اور تیسرا شخص اسکا مدعی ہو تو مستحکم مقبول ہوگی۔ ایسے دو شخصوں نے جنکے لیے کسی چیز کی وصیت کی گئی ہو اگر کسی شخص کے وصی ہونے کی گواہی دی پس اگر موت ظاہر ہو اور وہ شخص اسکا مدعی کرتا ہو تو گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر موت ظاہر نہ ہو تو گواہی مقبول ہوگی خود وارثین سامعہ میں امام محمد سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے ہمارے باپ کو وصی بنایا ہو اور میت کے وارث اسکا اقرار کرتے ہیں یا انکار کرتے ہیں پس اگر دونوں کا باپ ایسی ہونے کا مدعی ہو تو گواہی باطل ہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے اسکو وصی کیا ہو اور قاضی کے یہاں سے اسکا حکم ہو گیا پھر وہ قرضداروں یا دو وارثوں یا دو ایسے شخصوں نے جنکے لیے کچھ وصیت ہو دوسرے شخص کے وصی ہونے کی گواہی دی اور وہ اسکا مدعی ہو تو مقبول ہوگی کذا فی الکافی اور اگر قاضی کے حکم لینے سے پہلے ہی گواہی دی کہ میت نے پہلے کے وصی کرنے سے رجوع کر کے اس دوسرے کو وصی کیا ہو اور دوسرا شخص بھی ایسی ہی کہتا ہو تو قاضی اسکی گواہی مقبول کر چکا یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں نے اپنے غلام پر ہر بار ہفتہ کے

چھوٹے پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے اس غلام کو اس شخص کو دیدہ سننے کی وصیت کی تھی اور قاضی نے اس کے دیدہ سننے کا حکم دیا پھر وارثوں نے دوسرے غلام کو دوسرے شخص کو دیدہ سننے کی وصیت کی گواہی دی تو مقبول نہوگی رد کر دیا جائیگی اور اس وصیت تہائی سے ناظرین جاری نہیں ہو اور اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے انھوں نے گواہی دی اور بیان کیا کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر لیا تو غلام دوسرے کو دلایا جائیگا اور پہلے کو کچھ نہ ملیگا اور اگر میت کا رجوع کر لینا نہ بیان کیا تو ہر ایک کو آدھا آدھا غلام ملیگا اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ دونوں نے دوسرے کے لیے دوسرے غلام کی وصیت کرنے کی گواہی دی اور اگر کوئی اسی غلام میں اس وصیت کی گواہی دی پس اگر پہلے کے واسطے قاضی کے حکم دینے کے بعد گواہی دی اور پہلے کے واسطے وصیت سے میت کا رجوع کر لینا بیان کیا تو رجوع کر لینے کے باب میں گواہی رد کر دیا جائیگی اور وصیت مقبول ہوگی اور اگر رجوع کر لینا نہ بیان کیا تو رد نہوگی اور دونوں صورتوں میں غلام آدھا آدھا دونوں پر عیون کو ملیگا۔ اور جس حکم اس صورت میں ہو کہ دونوں نے دوسرے شخص کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی ادا کی ہو اور اگر پہلے شخص کے واسطے غلام یا تہائی مال کی وصیت کا حکم ہو جائے کے بعد دونوں نے آزاد کرنے کی گواہی دی تو رد کر دیا جائیگی خواہ اسی غلام کی آزاد دی کی گواہی دی یا دوسرے کی خواہ وصیت سے رجوع کرنا بیان کیا یا نہ بیان کیا کذا فی الکافی ولیکن غلام آزاد ہو جائیگا اور اس پر واجب ہوگا کہ کسی کے مال ادا کرے یہ بیعت میں لکھا ہے اگر وہ گواہوں نے یہ زید کے واسطے تہائی مال کی وصیت ہونے کی گواہی دی پھر دو وارثوں نے پہلے کے واسطے حکم ہو جانے کے بعد دوسرے شخص کے لیے تہائی مال کی وصیت ہونے کی گواہی دی اور پہلی وصیت سے رجوع کرنا نہ بیان کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر پہلی وصیت سے رجوع کرنا بیان کیا تو وصیت کے بارہ میں مقبول ہوگی اور رجوع کے بارہ میں رد کر دیا جائیگی اور قاضی کا فقیر کے دیدہ سننے کا حکم قاضی کے ہوتے کہ اگر دونوں گواہوں وارثوں نے پہلی وصیت سے رجوع کرنا نہ بیان کیا ولیکن اس وقت گواہی دی کہ جب قاضی نے مال میت کے وارثوں اور عیون کے درمیان تقسیم کر دیا ہو تو گواہی رد کر دیا جائیگی کیونکہ قاضی کا قیام یہ کہ کرنا بنتہ کہ حکم کے جو پس گواہی کے قبول کرنے میں حکم کا توڑنا لازم آتا ہے۔ اسی طرح اگر وارث نے اقرار کیا کہ میت نے یہ غلام یا تہائی مال فلان شخص کو دیدہ سننے کی وصیت کی تھی اور اس پر حکم ہو گیا پھر اس وارث نے دوسرے گواہ کے ساتھ یہ گواہی دی کہ میت نے اسی غلام کو یا دوسرے کو یا تہائی مال کو فلان شخص کے دینے کی وصیت کی ہو تو مقبول نہوگی اسی طرح اگر وارث نے میت کسی شخص کے قرض ہونیکا اقرار کیا اور اس پر حکم ہو گیا پھر دوسرے گواہ کے ساتھ دوسرے شخص کا میت پر قرض ہونے کی گواہی دی اور دونوں قرضوں کا ترکہ میں ہوا نہیں پڑتا ہو تو مقبول نہوگی تھے کہ اگر پہلے کے واسطے گواہوں کی گواہی پر حکم ہوا ہو تو دوسرے کے قرضہ کی گواہی مقبول ہوگی اور باہم تقسیم کر لینے اور اگر پہلے کے واسطے حکم ہونے سے پہلے دوسرے کے گواہ پیش ہوئے تو سب صورتوں میں مقبول ہوگی مگر جبکہ وارث نے پہلے کے واسطے تہائی مال یا غلام یا قرضہ کا اقرار کیا اور اس قدر پہلے کے سپرد کیا گیا پھر دوسرے کے واسطے بھی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور ایسے ہی دوسرے کے واسطے گواہی اس وقت بھی مقبول نہوگی کہ جب قاضی نے خود تقسیم و تسلیم کی ہو کذا فی الکافی۔ اگر وارث نے اجنبی کے ساتھ تہائی مال کی کسی کے واسطے وصیت ہونیکا اقرار کیا پھر تہائی مال کی دوسرے کے واسطے وصیت ہونے کی گواہی دی تو قاضی دونوں گواہوں کو قبول کرے گا خواہ پہلے کے واسطے قاضی کے حکم دینے کے بعد گواہی دی یا پہلے گواہی دی ہو۔ دو قرضوں نے یہ گواہی کہ میت نے اس شخص کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہو پھر دو وارثوں نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس وصیت سے رجوع کر لیا اور فلان وارث کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی اور ہم نے اور سب وارثوں نے بعد موت کے اسکی اجازت

کویری ہو تو دار ثون کی گواہی جائز ہو اور تہائی مال امام ابو یوسف رحمہ کے پہلے قول کے موافق ایسی ہی دیا جائیگا اور دوسرے قول کے موافق اور یہی قول امام محمد رحمہ کا ہو کہ دار ثون کی گواہی صرف وصیت سے رجوع کرنے میں قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مہر گیا اور اس نے مال اور ایک بھائی چھوڑا اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں بیت کا بیٹا ہوں اور گواہ قائم کیے اور انھوں نے گواہی کی کہ میرے کا بیٹا ہے کہ ہم اسکے سوا وارث نہیں جانتے ہیں اور اس معنی کے واسطے تمام مال ترک کر دینے کا حکم کیا گیا پھر بیٹے نے اقرار کیا کہ میرے باپ نے ان گواہوں کو تہائی مال لینے کی وصیت کی تھی یا ان کے قرضہ کا اقرار کیا تھا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ گواہی باطل ہوگی کیونکہ اس نے بعد حکم قاضی کے اقرار کیا ہے اور اگر گواہوں کی گواہی کے بعد قاضی کے حکم لینے سے پہلے یہ اقرار کرے تو گواہی باطل ہوگی یہ حادی میں لکھا ہے۔ ایک شخص مہر گیا اور اپنے پڑوسی فقیروں کے واسطے کسی قدر مال کی وصیت کی اور دار ثون نے وصیت سے انکار کیا پھر وصیت پر پڑوس کے ایسے دو آدمیوں نے گواہی دی کہ سبکی اولاد بھی فقیر ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ان کی گواہی بالکل مقبول ہوگی جیسا کہ اصوات میں کہ دو آدمیوں نے اس امر پر گواہی دی کہ فلان شخص نے ہماری ماں اور اس عورت کو زنا کی تہمت لگائی ہے مقبول نہیں ہے۔ اگر اپنے پڑوس کے فقیروں پر وقف کیا پھر پڑوس کے دو فقیروں نے اس پر گواہی دی تو دونوں کی گواہی جائز ہو یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ فخر الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فتویٰ اسپر ہے کہ وصیت میں ایسے پڑوسی کی گواہی سبکی اولاد بھی فقیر ہو اس وقت مقبول ہوگی کہ جب پڑوسی گنتی کے لوگ ہوں اور وقف کے بارہ میں جو مذکور ہو اس کی تاویل یہ ہو کہ یہ حکم فقیر ہو کہ جب پڑوسی فقیر گنتی کے لوگ نہ ہوں یہ تا تا برخانیہ میں لکھا ہے اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ میت نے تہائی مال کی اپنے گھرانے کے فقیروں کے واسطے وصیت کی ہو اور دونوں گواہ بھی اسی کے گھرانے کے فقیر آدمی ہیں یا ان کا کوئی سچہ گھرانے میں فقیر ہو تو گواہی ناجائز ہو اور اگر یہ دونوں غنی ہوں اور ان کا کوئی اولاد بھی فقیر نہ ہو تو گواہی مقبول ہے یہ محیط میں لکھا ہے ایک شخص نے کچھ مال ایک گائون کے مدرسہ اور وہاں کے مدرس پر وقف کیا پھر ایک شخص نے یہ وقف غضب کر لیا پھر بعض گائون والوں نے کہ جنکی اولاد اس مدرسہ میں نہیں ہے گواہی دی کہ یہ زمین فلان بن فلان نے اس مدرسہ پر وقف کی ہو اور صرف بیان کیا تو ان کی گواہی مقبول ہوگی اور اگر لگنے لڑکے بھی مکتب میں ہوں تب بھی صحیح ہے کہ مقبول ہوگی اسی طرح اگر بعض مال محلہ مسجد کے وقف پر گواہی دی تو جائز ہے۔ اسی طرح فقیروں کی گواہی کسی وقف کی نسبت کہ مدرسہ فلان پر اس طرح وقف ہو اور یہ گواہ بھی اسی مدرسہ کے ہیں اور اسی طرح اگر گواہی دی کہ یہ مصحف مجید اس مسجد پر وقف ہے سب مقبول ہے کذا فی الخلاصہ۔ اگر اپنے مال میں سے کسی قدر اپنے محلہ کی مسجد کے واسطے دینے کی وصیت کی اور وارثوں نے اس سے انکار کیا اور بعض اہل مسجد نے اس کی گواہی دی تو جائز ہو اور اسی طرح اگر مسجد جامع یا مسافروں کے لیے وقف کی گواہی دی اور دونوں گواہ بھی مسافروں میں سے ہیں تو بھی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر گائون کے بعضے لوگوں پر خراج زیادہ ہوئے کی بعض نے گواہی دی تو مقبول ہوگی اور اگر ہر زمین کا خراج مقرر ہو یا گواہوں کے ذمہ کچھ خراج ہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے خلاصہ نفسی میں ہے کہ اگر گائون والوں نے یا کسی کو جو غیر نافذہ کے رہنے والوں نے کسی قدر زمین کی گواہی دی کہ یہ ہمارے گائون یا ہمارے کو چر میں ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر کو چر نافذ ہو پس اگر اپنی ذات کے واسطے حج ثابت کرنا چاہتا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر کہا کہ میں نہیں دیکھا تو مقبول ہوگی یہ وجیزہ کر دی میں لکھا ہے امام احمد رحمہ نے فرمایا کہ دو شخصوں کے پاس ایک شخص کا مال و وصیت ہو اور ایک شخص نے اس کا دعویٰ کیا اور دونوں نے جنگے پاس و وصیت ہو کی طرف سے

ع
بعض فقیروں
کے واسطے

کیا اور قاضی نے اس میں قرضہ والا سپرد و لون تقسیم کرنے والوں نے تقسیم کی گواہی دی تو ان کی گواہی بلا خلاف مقبول رہی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اس نے دو شخصوں پر اپنا مال چھوڑا اور ایک بھائی چھوڑا سپرد و شخصوں نے ایک لڑکے کے واسطے جو میت کے بیٹے ہوئے کا دعویٰ کرتا ہو گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو ہم اس کے سوا میت کا وارث نہیں جانتے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ بیٹے کو اہول کی گواہی جائز رکھو مگر یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص مرا اور اس کے دو شخصوں پر ہزار درہم قرض بن بیٹھو تو قرضداروں نے گواہی دی کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہو ہم اس کے سوا کوئی وارث نہیں جانتے ہیں اور دوسرے دو شخصوں نے ایک دوسرے شخص کی یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بھائی ہو وروارث ہو اس کے سوا کوئی وارث ہم نہیں جانتے ہیں تو قرضداروں کی گواہی بر ذریعہ کی جائیگی اور اگر بھائی کے گواہوں پر قاضی پہلے فیصلہ کر چکا ہو پھر قرضداروں نے ایک شخص کے بیٹے ہونے کی گواہی دی تو قرضداروں کی گواہی مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر قرضداروں نے قاضی کے حکم سے یا بالاحکم بھائی کو قرضہ ادا کر دیا پھر ایک شخص کے بیٹے ہونے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر قرضداروں نے بھائی کے ساتھ قرضہ کی بیع صرف کر لی یا بھائی نے وہ مال عوض لیکر بیہ کیا یا دونوں نے اس بھائی سے کوئی باندی میت کے ترکہ میں سے خریدی نہی یا بھائی نے عوض لیکر اپنے صدقہ کر دیا سپرد و لون نے کسی کے بیٹے ہونے کی گواہی دی تب بھی مقبول نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر بجائے قرضہ کے ان دونوں کے پاس غلام تھا کہ اس کو میت سے عصب کر لیا تھا اور بھائی کو دینے سے پہلے گواہی دی کہ یہ اس بیٹے کا ہو تو مقبول نہوگی اور اگر بھائی کو دیکر پھر یہ گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اگر یہ غلام میت کی طرف سے دونوں کے پاس ودیعت تھا اور بیٹے کے واسطے گواہی دی تو جائز ہو خواہ غلام انھوں نے بھائی کو دیدیا ہو یا نہ دیا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اس نے ایک حقیقی بھائی مان باپ دونوں کی طرف سے چھوڑا اور اس کا ایک شخص پر قرض ہو پھر بھائی نے قرضدار کو قرضہ سے بری کیا یا کوئی مال میں ترکہ میں سے اس کو بیہ کر دیا پھر اس قرضدار نے دوسرے شخص کے ساتھ مل کر ایک شخص کی طرف سے گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو تو مقبول ہوگی یہ کافی میں لکھا ہو۔ نوادر بن سماعین امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ کسی قدر مہر معلوم ہو ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس نکاح کو نہ ملنے دوسرے شخص کے ساتھ گواہی دی کہ یہ عورت مثلاً اس شخص زید کی باندی ہو اور زید اس کا دعویٰ بھی کرتا ہو تو قاضی شوہر کی گواہی قبول نہ کرے چکا خواہ معی یہ کہتا ہو کہ میں نے باندی کو نکاح کر لینے کی اجازت دی تھی یا نہ کہتا ہو خواہ شوہر نے اس کے ساتھ دخول کر لیا ہو یا نہ کیا ہو خواہ مہر اس کو دیدیا ہو یا نہ دیا ہو اور اگر دعویٰ نے کہا کہ میں نے باندی کو نکاح کی اجازت دیدی تھی اور مہر نے لینے کے واسطے حکم دیدیا تھا پس اگر شوہر نے اس کو مہر نہیں دیا ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر وہ باندی ہو تو مقبول نہوگی اور شاخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ مہر شہر یا اس سے زیادہ پر نکاح ہوا ہو اور اگر کم ہو اور اس قدر کم ہو کہ نکاح ہوا کہ جتنا خسارہ لوگ نہیں اٹھاتے ہیں تو باندی نے مالک کی مخالفت کی پس نکاح صحیح ہوا تو چاہیے کہ گواہی مقبول نہو پھر واضح ہو کہ یہ جو مذکور ہوا احتمال ہو کہ امام محمد رحمہ کا قول ہو دوسرے امام اعظم رحمہ کا کیونکہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک وکیل بالنکاح کو اختیار ہوتا ہو کہ جس مہر پر چاہے نکاح کرے اور صاحبین کے نزدیک مہر مثل کی قید ہوتی ہو اور اگر یہ قول سب کا ہوئے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک غیر وکیل کرنے اور اپنی باندی و غلام کو وکیل کرنے میں فرق بیان کرنے کی ضرورت ہو اور فرق یہ ہو کہ وکیل نے اگر کھلا ہوا خسارہ اٹھایا تو موکل کی طرف سے اس وقت جائز ہوگا کہ جب وکیل پر تمت آتی ہو اور وکیل بالنکاح میں تمت نہیں آتی ہو کیونکہ اس کو کچھ نفع نہیں ہو اور غلام و باندی میں تمت ہو کہ شاید انھوں نے اپنے

کسی نفع کی غرض سے یہ کام کیا ہووے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دوسرے کے ساتھ گواہی دی کہ اس عورت نے اقرار کیا ہو کہ میں غلام مدعی کی باندی ہوں تو مقبول نہوگی مگر اس وقت مقبول ہوگی کہ جب اسکو اسکا مہر ادا کر دیا ہو اور مدعی کہتا ہو کہ میں نے اسکو نکاح کر لینے اور مہرے لینے کی اجازت دیدی تھی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ دو شخصوں نے اپنی بہن کے مہر کی گواہی دی اور کہا کہ ہم دونوں نے مہر ادا کر دیا ہو اور شوہر نکاح سے انکار کرتا ہو یا کہتا ہو کہ مہر پانچ سو درہم ہے تو دونوں کی گواہی مقبول نہوگی اور اگر زون نے مہر ادا کر نکاح کا اقرار کیا اور معافی یا ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے زون کی طرف سے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے اپنے دو بیٹوں کے سامنے اپنی لڑکی کا نکاح کر دیا اور دونوں نے شوہر کے انکاح کیلئے اور باپ کے دعویٰ کے وقت گواہی دی تو رد کر دیا گیا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اگر لڑکی بالغ ہو تو مقبول ہوگی یہ کافی میں لکھا ہو۔ ایک مرد اور دو عورتوں نے دو عورتوں کی طرف سے انکے شوہر پر گواہی دی کہ اس شخص نے اپنی عورتوں کے واسطے کہا تھا کہ تم سب کو طلاق دی تو گواہی نہ ان دونوں عورتوں کے حق میں جائز نہوگی اور نہ دوسری عورتوں کے واسطے جائز ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ امام محمد نے جامع میں فرمایا کہ دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے ہماری ماں کو طلاق دی پس اگر انکا باپ طلاق کا مدعی ہو تو گواہی کی حاجت نہیں ہو اور اگر منکر ہو پس اگر ماں مدعی ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر وہ بھی منکر ہو تو مقبول ہوگی اور فتاویٰ مولانا شمس الدین میں ہے کہ اگر ماں مدعی ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور یہی اصح ہے اور مولانا علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک جو جامع میں مذکور ہو وہی اصح ہے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی پھر دوبارہ اس سے نکاح کیا پھر اسکے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ انے اس عورت کو پہلی مرتبہ تین طلاق دی تھی اور حلالہ کرانے سے پہلے اس سے نکاح کر لیا پس اگر دونوں کا باپ اسکا مدعی ہو اور عورت تصدیق کرتی ہو تو دونوں کے اقرار سے حیدائی کرادی جاوے گی اور تمام مہر ساقط ہو جائیگا اور اگر عورت نے تکذیب کی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر دونوں کا باپ انکار کرتا ہو تو دونوں کی گواہی مقبول ہوگی خواہ عورت اقرار کرتی ہو یا انکار کرتی ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ کی جو رو اسلام سے مرتد ہو گئی اور عورت اس سے انکار کرتی ہو پس اگر دونوں کی ماں زندہ ہو اور انکے باپ کے نکاح میں ہو تو گواہی مقبول نہوگی خواہ باپ اسکے مرتد ہو یا منکر ہو اور اگر دونوں کی ماں مر گئی ہو اور باپ اسکا دعویٰ کرتا ہو تو بھی مقبول نہوگی اور اگر باپ منکر ہو تو مقبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ نے ہماری ماں سے اہر خلع کیا کہ تمام مہر باپ کو ملے پس اگر باپ کا یہی دعویٰ ہو تو گواہی غیر مقبول ہو اور اگر باپ منکر ہو اور ماں اسکا دعویٰ کرتی ہو تو بھی گواہی نامقبول ہو اور اگر ماں بھی انکار کرتی ہو تو گواہی مقبول نہوگی۔ اور اگر دونوں نے یہ گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اپنی جو رو سے خلع کیا ہو اور دونوں کی ماں مر گئی ہو پس اگر باپ اسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر منکر ہو تو مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ نوادر بن ساعہ رحمہ میں امام غزالی سے روایت امام ابو یوسف رحمہ کے مذکور ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تو ان دو شخصوں کے گھر میں داخل ہوا یا ان دونوں کا تو نے کپڑا چھوا تو آزاد ہو اور غلام نے ایسا ہی کیا اور دونوں نے آکر اسکی گواہی دی تو جائز ہے بخلاف اسکے کہ اگر ان دونوں سے کہا کہ اگر تم دونوں نے میرے غلام سے کلام کیا یا اسکا کپڑا چھوا تو وہ آزاد ہو پھر دونوں نے اگر گواہی دی کہ ہم نے ایسا ہی کیا تو گواہی مقبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر دو شخصوں نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے

کہا تھا کہ بھگتو مطلق ہو اگر تو نے فلان و فلان سے کلام کیا اور دونوں نے گواہی دی کہ ہم دونوں سے اسے کلام کیا ہے تو دونوں کی گواہی باطل ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ زید نے اپنے غلام سے کہا کہ اگر تجھے فلان شخص نے کلام کیا تو تو آزاد ہو پھر فلان نے دعویٰ کیا کہ میں نے غلام سے کلام کیا ہے اور اسکے دو بیٹوں نے گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور یہ امام اعظمؒ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہے یہ عیض میں لکھا ہے۔ دو شخصوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسے کہا تھا کہ اگر میں تم دونوں کے باپ کے ساتھ کلام کروں تو میرا غلام ہو اور اسے ہمارے باپ سے کلام کیا ہے۔ پس اگر دونوں کا باپ خواہ غائب ہو یا حاضر اس امر کا اقرار کرنا ہو تو دونوں کی گواہی باطل ہے اور اگر باپ منکر ہو تو گواہی جائز ہے اور اسی طرح اگر مارنے کی شرط لگائی تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ دو شخصوں سے کہا کہ اگر تم دونوں اس گھر میں داخل ہو تو میرا غلام آزاد ہو پھر دونوں مر گئے اور دونوں کے دو بیٹوں نے گواہی دی کہ ہمارے باپ اس گھر میں داخل ہوئے تھے تو امام اعظمؒ رحمہ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک گواہی نامقبول ہے اور اگر دونوں کے باپ زندہ ہوں اور داخل ہونے سے انکار کرتے ہوں تو بلا خلاف لڑکوں کی گواہی مقبول ہوگی۔ اور یہی حکم سب چیزوں کی بابت گواہی دینے میں ہے کہ جس میں بیٹوں کی گواہی سے کوئی فعل نکاح و طلاق و بیع وغیرہ کا ثابت ہو پس اگر باپ زندہ ہو اور مدعی ہو یا مر گیا ہو تو امام اعظمؒ رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک گواہی غیر مقبول ہے اور اگر زندہ ہو تو بلا خلاف مقبول ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ عیون میں لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی اس طرح کہ اگر میں ان دونوں شخصوں کو ماروں تو میری عورت برتین طلاق میں پھر گئے مارتا تو گواہوں کو جائز ہے کہ اسکی عورت برتین طلاق کی گواہی دین اور کیفیت سے خبر نہ کریں اور اگر انھوں نے کیفیت سے خبر دی تو گواہی مقبول ہوگی یہ تاتا خانہ میں لکھا ہے۔ کسی نے کہا کہ میرا غلام آزاد ہو۔ اگر میں تم دونوں کو ماروں پھر ان دونوں کے سواے دو شخصوں نے گواہی دی کہ اسے دونوں کو مارا ہے تو گواہی ناجائز ہے اور اسی طرح اگر مشہور علیہ نے مارنے کا اقرار کیا اور قسم کھانے سے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کسی نے کہا کہ اگر میرے اس گھر میں کوئی داخل ہوا تو میرا غلام آزاد ہو پھر میں یا چار آدمیوں نے گواہی دی کہ ہم داخل ہوئے ہیں تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر انھوں نے گواہی میں بیان کیا کہ ہم داخل ہوئے اور ہمارے ساتھ وہ بھی تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر وہ دونوں تو مطلقاً مقبول ہوگی۔ دو شخصوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسے کہا تھا کہ اگر میں تم دونوں کا بدن چھوؤں تو میری عورت کو طلاق ہے یا میرا غلام آزاد ہو اور اسے ہم دونوں کو چھوا ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر یہ گواہی دی کہ اسے کہا تھا کہ اگر میں تم دونوں کا کپڑا چھوؤں تو ایسا ہے اور اسے چھوا ہے تو مقبول ہوگی۔ اور فتاویٰ میں لکھا ہے کہ ان مسائل میں اگر گواہ گواہی دینا چاہیں تو بدون بیان سبب کے طلاق و حقائق کی گواہی دین یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کی ایک بیٹ کی وصیت نامہ پر گواہی ہے اور تحریر میں اسکے لیے بھی وصیت ہو تو ابوبکر بلخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یوں بیان کرنا چاہیے کہ میں اس تمام تحریر پر سواے اس فقرہ کے یعنی جس میں اسکے لیے وصیت ہو یا تحریر رکھ کر کہ اسکے سواے گواہی دیتا ہوں۔ اور امام ابو القاسم سے روایت ہے کہ اگر ایک عورت نے شوہر کے وارثوں پر ہر کا دعویٰ کیا اور وارثوں نے نکاح سے انکار کیا اور گواہ خود متولی نکاح ہو تو فرمایا کہ نکاح کی گواہی ہے اور اپنے متولی ہونے کی گواہی نہ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دو شخصوں سے کہا کہ اگر تم دونوں رمضان کا چاند دیکھو تو میرا غلام آزاد ہو پھر دونوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو امام ابو یوسف رحمہ نے

فرمایا کہ میں انکی گواہی آزادی کے باب میں قبول نہ کر دینگا اور روزہ رکھنے کے واسطے قبول کرونگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہوا ہے کہ کسی
 کہا کہ اگر مجھے فلاں و فلاں نے اس گھر میں گھستے دیکھا تو میرا یہ غلام آزاد ہو پھر انھوں نے گواہی دی کہ ہم نے اُسکو گھستے
 دیکھا تو مقبول نہوگی جب تک اُن دونوں کے سوا سے دو شخص گواہی نہیں تین شخصوں نے ایک شخص کو عذر قتل کر ڈالا پھر کہا
 کہ ہکو اُسے معاف کر دیا ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر آپسین سے دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہم اور اس تیسرے کو اُسے عفو
 کر دیا ہو تو اس تیسرے کی بابت قبول ہوگی اور یہی قول امام ابو یوسف روکا ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو حسن بن زیاد نے روایت
 کی کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں کبھی قرض لون تو میرے مملوک سب آزاد ہیں پھر دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہم نے
 اُسکو قرض دیا ہو تو گواہی قبول نہوگی اور اگر یہ گواہی دی کہ اُسے بانگھا تھا اور ہم نے قرض نہ دیا تو قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو
 ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر میں فلاں شخص سے درم قرض لون تو میرا غلام آزاد ہو پھر فلاں شخص نے اُسے قرض کا دعویٰ
 کیا اور اس پر غلام کے باپ اور دوسرے شخص کی گواہی گذری تو نازل میں لکھا ہو کہ معی کے واسطے مال کی ڈگری کیجائیگی
 اور آزادی کا حکم نہ دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ قسم کھائی کہ اگر ان دونوں کو قرض دون تو میرا غلام
 آزاد ہو پھر دونوں نے گواہی دی کہ ہم کو اسے قرض دیا تو گواہی جائز ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو یہ قسم کھائی کہ میں ان دونوں
 کا گھر نہ گراؤنگا یا انکا ہاتھ نہ کاؤنگا پھر دونوں نے گواہی دی کہ اسے ہمارے ساتھ ایسا کیا ہو تو گواہی جائز ہوگی یہ
 فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ اسے اپنا یہ غلام آزاد کر دیا ہو اور اسے ہمارے ایک کی
 آنکھ چھوڑ دی ہو اور ایک اُسکے آزاد کرنے سے انکار کرے تاہو گواہی نامقبول اور سبکی آنکھ چھوڑی ہو اُسکا کچھ حق نہیں ہو
 یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک گھر پر چودوسرے کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور دو آدمیوں نے اُسکی طرف سے گواہی
 دی اور یہ بھی کہا کہ معی نے ہکو اُسکی عمارت کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تھا تو گواہی جائز ہو اور اگر کہا کہ معی نے ہکو اُسکے
 دھکا دینے کے واسطے مزدور کیا تھا تو ملکیت کی گواہی نامقبول اور دونوں گواہ دعا علیہ کو عمارت کی قیمت کی ضمانت دین
 یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ایک بکری تھی کہ اُس طرف سے ایک شخص گذرا اور بکری ولے
 نے اُس سے کہا کہ اِسکو ذبح کرے اُس نے ذبح کر دی پھر ایک شخص نے اُسے دعویٰ کیا کہ یہ میری بکری ہو اس قابض نے غضب
 کر لی ہو اور اس پر دو گواہ قائم کیے کہ ایک وہی ذبح کرنے والا تھا تو مقبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہو اگر گواہ بڑھاپے کی وجہ
 سے چلکر حاضر نہو سکتا ہو اور اُسکے پاس نہ سواری ہو نہ سواری کا کہ یہ ہوا اور مشہور نے اُسکو گواہی ادا کرنے کے واسطے
 سواری بھیج کر بلایا تو گواہی باطل نہوگی۔ اور اگر چل سکتا ہو یا سواری موجد ہو پھر دعویٰ نے سواری بھیج کر بلایا تو امام ابو یوسف
 نے فرمایا کہ گواہی مقبول نہوگی اور اگر مشہور کا کھانا تھا یا گواہی رو نہوگی اور زقیہ ابو الیث نے فرمایا کہ اگر دعویٰ نے گواہوں کے
 واسطے کھانا تیار نہ کرایا بلکہ موجد تھا جب وہ لوگ آئے تو اُسے پیش کر دیا اور انھوں نے کھا لیا تو گواہی رو نہوگی اور
 اور اگر انکے واسطے تیار کرایا تو مقبول نہوگی۔ یہ حکم مسوقت ہو کہ گواہی ادا کرنے کے واسطے ایسا کیا ہو اور اگر گواہی
 کرانے کے واسطے لوگوں کو جمع کیا اور انکے واسطے کھانا تیار کرایا سواری بھیج کر ناوشہر سے نکالا اور وہ سواری ہوے
 یا کھانا کھایا تو اس میں اختلاف ہو امام ابو یوسف رحم نے فرمایا ہو کہ سواری کے باب میں پھر انکی گواہی مقبول نہوگی اور کھانے
 کی صورت میں مقبول ہوگی اور امام محمد رحم نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں مقبول نہوگی اور فتویٰ امام ابو یوسف کے
 قول پر ہو کیونکہ لوگوں میں ایسی عادت جاری ہو خصوصاً نکل میں شربت و چھوڑے وغیرہ میا کرتے ہیں اور کھلاتے ہیں

اگر ایسا ہوتا کہ گواہی میں خرابی آتی تو نکاح وغیرہ میں ایسا نہ کہتے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص دعویٰ اور مقدمہ لڑانے کو خوب نہیں جانتا ہو اور قاضی نے دو شخصوں سے یہ کہا کہ اسکو دعویٰ اور خصوصیت سکھادو پھر انہیں دونوں سے اس دعویٰ پر گواہی دی تو جائز ہو بشرطیکہ دونوں عادل ہوں اور قاضی کو اس طرح تعلیم کرانے میں کچھ دشواری نہیں ہو خصوصاً امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے موافق یہ ظہیر میں لکھا ہو خلاصہ میں صاف لکھا ہو کہ لشکریوں کی گواہی امیر کے واسطے مقبول نہیں ہو بشرطیکہ وہ معدود ہوں اور اگر غیر معدود ہوں تو مقبول ہو اور بصیر فی میں صاف لکھا ہو کہ لشکری یا اس کے موروثی کہاتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو غیر معدود ہیں یہ جو اہر اخلاطی میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ نے زیادات میں لکھا کہ اگر کوئی سر یہ قیدیوں کو پکڑ کر دارالاسلام میں واپس آیا اور قیدیوں نے کہا کہ ہم اہل اسلام میں سے ہیں یا ذمی میں کہہ کر ان لوگوں نے دارالاسلام میں پکڑ لیا ہو اور اہل سر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے انکو دارالحرب میں سے گرفتار کیا ہو تو قیدیوں کا قول معتبر نہیں مگر سر یہ کے سپاہیوں نے گواہ قائم کیے اور گواہ تاجر لوگ ہیں تو معتبر ہو اور اگر سر یہ کے لوگوں سے ہیں تو معتبر نہیں بلکہ اگر ہی سہلہ سر یہ میں نہیں بلکہ لشکر میں واقع ہوا اور بعض لشکر نے گواہی دی تو جائز ہو کیونکہ سر یہ کے لوگ معدود ہوتے ہیں پس انہیں گواہ بنایا گیا ہو اپنے واسطے گواہی دینا ہو بخلاف لشکر کے کہ وہ ایک جماعت عظیم ہو کہ جمین یہ اعتبار گواہی کے باب میں نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے

پانچواں باب محدود چیز کی گواہی کے بیان میں۔ محدود چیز کی گواہی میں حدود کا ذکر کرنا ضروری ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور اگر عقار سامنے موجود ہو تو حدود کے بیان کی حاجت نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر گواہوں نے تین حدود بیان کر دیں تو گواہی قبول ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر عقار سامنے نہ ہو اور گواہوں نے تین حدود کی گواہی دی اور کہا کہ جو قسمی ہم نہیں جانتے ہیں تو سامنے گواہی جائز ہو اور دعویٰ کی ڈگری کجا دیگی اور تیسری حد پہلی حد کے محاذ کی گردانی جا دیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔

اگر ایک زمین ثلث کا دعویٰ کیا اور دعویٰ میں صرف دو حدیں ذکر کیں اور گواہوں نے صرف دو حدیں ذکر کیں تو دعویٰ اور گواہی دونوں جائز ہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر دعویٰ میں چاروں حدیں ذکر کیں لیکن ایک حد جھوٹ ہو تو مضر نہیں ہو یہ امر اور اسکا ترک کر دینا دونوں برابر ہیں اور اگر گواہ نے ایک حد میں غلطی کی تو مقبول نہیں ہو ایسا ہی صدر الشہید میں مطلقاً ذکر کیا ہو اور شمس الائمہ حوالی نے فرمایا کہ بعضوں کے نزدیک مقبول اور بعضوں کے نزدیک مقبول نہ ہوگی اور فقہی صدر الشہید کے قول کے موافق عدم قبول بہرہ یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور گواہ کی غلطی کا ثبوت اس طرح ہوتا ہو کہ میں نے غلطی کیا اسکا اقرار کرے لیکن اگر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ گواہ نے جملہ حدود یا بعض میں غلطی کی تو دعویٰ سموع ہو گا اور اگر اس پر گواہ قائم کیے تو گواہی کی سماعت نہ ہوگی ایسا ہی شیخ سرخسی و ابو جندی سے منقول ہو اسی طرح اگر مدعا علیہ دعویٰ کرے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ گواہ نے غلطی کی تو سماعت نہ ہوگی اور شمس الائمہ سرخسی سے منقول ہو کہ اگر گواہ نے غلطی کی پھر اسی مجلس یا دوسری مجلس میں اسکا تدارک کیا اور ٹھیک بیان کیا تو مقبول ہوگی بشرطیکہ توفیق ممکن ہو اور توفیق کی یہ صورت ہو کہ فلاں شخص مثلاً جو قسمی حد کا مالک تھا مگر نے اپنے گھر فلاں کے ہاتھ فروخت کیا اور ہکو یہ معلوم نہ تھا یا یوں صورت ہو کہ فلاں شخص اسکا مالک تھا مگر یہ نام اسکا پیچھے رکھا گیا اور ہکو معلوم نہ ہوا علیٰ ہذا القیاس محیط میں لکھا ہو گواہوں نے کسی شے معدود کی بابت کسی شخص پر گواہی دی اور حدود بیان کر دیں اور کہا کہ ہم حقیقتہً انکو پہچانتے ہیں اور وہ شے معدود کسی گاہ میں ہو پھر قاضی نے مدعا علیہ سے درخواست کی کہ گواہوں کو اس گاہ میں جانے کا حکم ہے تاکہ اسکے حدود سامنے کر کے بیان کریں تو قاضی گواہوں کے ذریعہ لازم نہ کر سکا اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے کسی کی طرف سے ایک گھر کی گواہی دی اور کہا کہ ہم گھر کو اس کے حدود کو پہچانتے

جبکہ ہم اسکے پاس جاوین واقف کر دین لیکن ہم اسکے حدود کے نام نہیں جانتے ہیں تو قاضی اسکو قبول کرے گا بشرطیکہ گواہوں کی تعداد ہلکی ہو اور گواہوں کو مع مدعی و مدعا علیہ کے اور اپنے دو امینوں کے بھیجے گا تاکہ امینوں کے سامنے گواہ اسکے حدود پر واقف ہوں پھر جبے آف ہوے اور کہا کہ یہ اُس گھر کی حدیں ہیں جسکی ہم نے گواہی دی ہو کہ یہ اس مدعی کا ہو تو قاضی کے پاس ٹوٹ آدینگے اور دونوں امین گواہی دینگے کہ انھوں نے گھر اور اسکے حدود پر واقف کیا تو قاضی دونوں کی گواہی پر اس گھر کی ڈگری مدعی کے واسطے کر دیگا اور یہی حکم گانوں اور دکانوں اور زمین کے باب میں ہو یہ فصول عمارت میں لکھا ہو اور یہی اظہر ہو یہ مخطمین لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے بیان کیا کہ جو گھر فلاں شہر کے فلاں محلہ میں فلاں بن فلاں عثمانی کے گھر سے ملحق ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو وہ اس مدعی کا ہو لیکن ہم اسکے حدود نہیں پہچانتے ہیں پس مدعی نے قاضی سے کہا کہ میں دوسرے گواہ لانا ہوں کہ جو اسکے حدود کو پہچانتے ہیں اور دو گواہ لایا کہ جنہوں نے گواہی دی کہ اسکے حدود یہ ہیں تو اس مسئلہ کے حکم میں اختلاف ہو بعضے نسخوں میں لکھا ہو کہ قاضی اسکو قبول کرے کہ مدعی کی ڈگری کر دیگا اور بعض میں ذکر کیا کہ قبول نہ کرے گا اور نہ مدعی کی ڈگری کرے گا اور یہی اختلاف گانوں اور زمین اور دکانوں اور تمام عمارت میں ہو یہ ظہر ہو میں لکھا ہو۔ اور ظہر الدین مرغینانی نے اس مسئلہ کو ذکر کر کے فرمایا کہ اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں اور اظہر یہ ہو کہ قبول ہوگی کیونکہ اکثر گواہی کو برداشت کرنا ہی صورت سے ہوا کرتا ہو کیونکہ شہر کے اندر بائج جب کسی زمین یا باغ کی بیج پر جو سوا شہر میں واقع ہو گواہی کرتا ہو تو پیشتر گواہ اسکے حدود پر حقیقت واقف نہیں ہوتے اور نہ پہچانتے ہیں لیکن حدود کا ذکر سنتے ہیں پس اس میں حدود کی گواہی دیتے ہیں اگرچہ حقیقت انکو نہیں پہچانتے ہیں کذا فی الفصول العاویہ اور یہی اصح ہو کذا فی الفقیہ اور یہی صحیح ہو ہندو میں لکھا ہو۔ اگر مدعی ایسے دو گواہوں کو نہ لایا کہ جو اس گھر کے حدود کی گواہی ادا کریں اور قاضی سے درخواست کی کہ میرے ساتھ اپنے دو امین بھیجے کہ گواہ اسکے حدود اور پڑوسیوں کے نام سے واقف ہوں تو قاضی اس درخواست کو منظور کرے گا پھر جب قاضی نے دونوں امینوں کو بھیجے دیا اور انھوں نے گھر کی حدیں اور اسکے پڑوسیوں کے نام پہچان لیے پس اگر امینوں کے بیان میں اور ان حدود میں جو گواہوں نے بیان کی ہیں مطابقت ہو تو قاضی اس گھر کی ڈگری اس گواہی پر مدعی کے واسطے کر دیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ یہ سب اس وقت ہو کہ یہ گھر مشہور نہ ہو اور اگر کسی کے نام سے مشہور ہو جیسے عمرو بن حرث کا مکان کو فہمیں اور زمینیں الوام کا گھر بصرہ میں مشہور ہو اور گواہوں نے ایسے گھر کی بابت کسی کی طرف سے گواہی دی اور حدود کا ذکر نہ کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک قبول ہوگی اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہوگی اور زمین بھی اگر مشہور ہو تو امین بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں لکھا ہو اگر گواہوں نے بیان کیا کہ فلاں شہر کے فلاں محلہ میں فلاں مسجد کے ملاحق جو مکان ہو وہ اس مدعی کی ملکیت ہو لیکن ہم پڑوسیوں کے نام نہیں جانتے ہیں پھر مدعی نے کہا کہ میں دو گواہ لانا ہوں جو حدود کی گواہی ادا کریں تو قاضی اس پر اتفاق نہ کرے گا یہ فصول عمارت میں لکھا ہو۔ گواہوں نے اگر حدود کو نہ پہچانا اور ثقہ لوگوں سے دریافت کر کے حاکم کے نزدیک تفسیر کے ساتھ بیان کیا تو قبول ہوگی۔ گواہوں نے مدعا علیہ کے آثار کرنے کی گواہی دی اور گھر کی حدیں اپنی طرف سے بیان کر دیں اور یہ نہ بیان کیا کہ مدعا علیہ نے حدود کا بھی اقرار کیا ہو تو بھی قبول ہوگی یہ جویر کر دی میں لکھا ہو۔ اگر گواہ نے بیان کیا کہ ایک حد اسکی سیان دیہی زمین سے ملاحق ہو تو اس سے شناخت نہ ملے ہوگی کذا فی الخلاصہ کیونکہ میان دیہی مہول ہو جن زمینوں کے مالک غائب ہو جاتے ہیں یا مرجاتے ہیں اور کوئی وارث نہیں ہوتا ہو انکو میان دیہی بولتے ہیں اسی طرح جس زمین کو اسکا مالک گانوں دکانوں

یہ ظہر ہو میں لکھا ہو۔ اور
ظہر الدین مرغینانی نے اس مسئلہ کو ذکر کر کے فرمایا کہ اس مسئلہ میں روایات مختلف ہیں اور اظہر یہ ہو کہ قبول ہوگی کیونکہ اکثر گواہی کو برداشت کرنا ہی صورت سے ہوا کرتا ہو کیونکہ شہر کے اندر بائج جب کسی زمین یا باغ کی بیج پر جو سوا شہر میں واقع ہو گواہی کرتا ہو تو پیشتر گواہ اسکے حدود پر حقیقت واقف نہیں ہوتے اور نہ پہچانتے ہیں لیکن حدود کا ذکر سنتے ہیں پس اس میں حدود کی گواہی دیتے ہیں اگرچہ حقیقت انکو نہیں پہچانتے ہیں کذا فی الفصول العاویہ اور یہی اصح ہو کذا فی الفقیہ اور یہی صحیح ہو ہندو میں لکھا ہو۔ اگر مدعی ایسے دو گواہوں کو نہ لایا کہ جو اس گھر کے حدود کی گواہی ادا کریں اور قاضی سے درخواست کی کہ میرے ساتھ اپنے دو امین بھیجے کہ گواہ اسکے حدود اور پڑوسیوں کے نام سے واقف ہوں تو قاضی اس درخواست کو منظور کرے گا پھر جب قاضی نے دونوں امینوں کو بھیجے دیا اور انھوں نے گھر کی حدیں اور اسکے پڑوسیوں کے نام پہچان لیے پس اگر امینوں کے بیان میں اور ان حدود میں جو گواہوں نے بیان کی ہیں مطابقت ہو تو قاضی اس گھر کی ڈگری اس گواہی پر مدعی کے واسطے کر دیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ یہ سب اس وقت ہو کہ یہ گھر مشہور نہ ہو اور اگر کسی کے نام سے مشہور ہو جیسے عمرو بن حرث کا مکان کو فہمیں اور زمینیں الوام کا گھر بصرہ میں مشہور ہو اور گواہوں نے ایسے گھر کی بابت کسی کی طرف سے گواہی دی اور حدود کا ذکر نہ کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک قبول ہوگی اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہوگی اور زمین بھی اگر مشہور ہو تو امین بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ فتاویٰ قاضیان میں لکھا ہو اگر گواہوں نے بیان کیا کہ فلاں شہر کے فلاں محلہ میں فلاں مسجد کے ملاحق جو مکان ہو وہ اس مدعی کی ملکیت ہو لیکن ہم پڑوسیوں کے نام نہیں جانتے ہیں پھر مدعی نے کہا کہ میں دو گواہ لانا ہوں جو حدود کی گواہی ادا کریں تو قاضی اس پر اتفاق نہ کرے گا یہ فصول عمارت میں لکھا ہو۔ گواہوں نے اگر حدود کو نہ پہچانا اور ثقہ لوگوں سے دریافت کر کے حاکم کے نزدیک تفسیر کے ساتھ بیان کیا تو قبول ہوگی۔ گواہوں نے مدعا علیہ کے آثار کرنے کی گواہی دی اور گھر کی حدیں اپنی طرف سے بیان کر دیں اور یہ نہ بیان کیا کہ مدعا علیہ نے حدود کا بھی اقرار کیا ہو تو بھی قبول ہوگی یہ جویر کر دی میں لکھا ہو۔ اگر گواہ نے بیان کیا کہ ایک حد اسکی سیان دیہی زمین سے ملاحق ہو تو اس سے شناخت نہ ملے ہوگی کذا فی الخلاصہ کیونکہ میان دیہی مہول ہو جن زمینوں کے مالک غائب ہو جاتے ہیں یا مرجاتے ہیں اور کوئی وارث نہیں ہوتا ہو انکو میان دیہی بولتے ہیں اسی طرح جس زمین کو اسکا مالک گانوں دکانوں

کے پاس خرچ کے عوض چھوڑتا ہو وہ بھی بیان دیہی کہلاتی ہو اسی طرح جو اراضی چوپائوں کے پرانے کے واسطے چھوٹی ہو اور تقسیم میں نہ آئی ہو بیان دیہی کہی جاتی ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور غنٹا رہ ہو کہ قابض کا نام و نسب ذکر کر دینا کافی ہو۔ یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر گواہ نے کہا کہ ایک حد اس زمین کی فلاں شخص کے وارث کی زمین سے ملحق ہو حالانکہ ہنوز ترکہ میں تقسیم واقع نہیں ہوئی ہو تو بعضوں نے کہا کہ قبول ہوگی اور اصح یہ ہو کہ قبول نہ ہوگی اور اگر بیان کیا کہ زمین وقف سے ملحق ہو تو وقف کا صرف بیان کرنا ضرور ہو یہ وجہ کر درسی میں لکھا ہو۔ اور اگر بیان کیا کہ فلاں حد اس کی زمین ملکات سے ملی ہوئی ہو پس اگر اس ملک دو شخص ہوں تو جسکی ملکیت ہو اسکا نام و نسب بیان کرنا چاہیے یہ خلاصہ میں لکھا ہو و شخصوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ اسنے فلاں شخص کے باغ کی دیوار توڑ ڈالی ہو پس اگر دیوار کی حدیں اور طول و عرض بیان کیا تو گواہی جائز ہوگی اگرچہ قیمت کا ذکر نہ کیا ہو شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ بیان کرنا ضرور ہو کہ کسی کی تھپی یا لکڑی کی و اسکی جگہ بیان کرنا بھی ضرور ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اگر ایک شخص کے احاطہ میں دوسرے کا دروازہ ہو اسنے چاہا کہ اس دروازہ سے اپنے احاطہ میں جاوے اور دوسرے مالک نے منع کیا۔ تو دروازہ کا مالک اس بات کا مدعی قرار دیا جائیگا کہ دوسرے کے احاطہ میں دروازہ سے راستہ کا دعویٰ کرنا ہو پس چاہیے کہ دلیل سے یعنی گواہی سے ثابت کرے اور احاطہ کا مالک نکر ہو پس قسم سے اسی کا قول مقبر ہوگا اور دروازہ کشادہ ہونے سے اسکو کچھ استحقاق حاصل ہوگا۔ پس اگر مدعی نے یہ گواہ پیش کیے کہ میں اپنے احاطہ میں اس دروازہ سے جایا کرتا تھا تو اس گواہی سے کچھ ہتھاق حاصل ہوگا کہ جبکہ گواہی میں یہ بیان ہو کہ مدعی کے واسطے ادھر سے پورا راستہ حاصل ہو تو یہ ثبوت بننے نہ مدعا علیہ کے اقرار سے ہوگا اور اگر یہ بیان کیا کہ اس مدعی کے واسطے اس دروازہ سے احاطہ تک کامل راستہ ہو تو گواہی قبول ہوگی اگرچہ راستہ کی حدیں اور طول و عرض نہ بیان کیا ہو۔ اور چارے سے احاطہ میں سے بعضوں نے بیان کیا کہ اس سے مراد یہ ہو کہ اگر گواہوں نے مدعا علیہ کے اقرار پر گواہی دی اور حدود و طول و عرض مجہول رہے تو اقرار اصح ہو ولیکن اگر قطعی طور پر گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور اصح یہ ہو کہ مقبول ہوگی اور راستہ کا چھوڑاں بقدر جو بڑائی دروازہ کے اور طول احاطہ تک مقرر کیا جاوے گا۔ فی المبدأ۔ اور اسی طرح اگر ایک کو چھ کی دیوار میں اس کے احاطہ کا دروازہ ہو اور اہل کو چھ مانعت کرتے ہوں تو بھی یہی صورت ہو اور اگر ایک شخص کا پرنا لہ دوسرے کے احاطہ میں گرتا ہو تو بھی یہی صورت ہو اسی طرح اگر کسی دوسرے کی زمین میں نہ ہو اور دونوں نے اختلاف کیا تو بھی یہی صورت ہو ولیکن اگر اختلاف کے وقت زمین پانی جاری ہو تو پانی والے کا قول مقبر ہوگا اور ایسے ہی اگر اس وقت جاری نہ ہو ولیکن معلوم ہوتا ہو کہ اس سے پہلے اس شخص کی زمین کی طرف زمین سے پانی بہا کرتا تھا تو بھی پانی والے کا قول مقبر ہوگا اور اسی طرح اگر پرنا لہ میں اختلاف کے وقت پانی جاری ہو تو اختلاف کے وقت اسی کا قول مقبر ہوگا جبکہ پانی جاری ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس مدعی کے لیے پرنا لہ سے پانی احاطہ میں بہنے کا راستہ ہو تو گواہی قبول ہوگی اگر کہا کہ مینہ کے پانی کا راستہ ہو تو مینہ کے پانی کا ہوگا اور اگر کہا شست و شو کے پانی کا راستہ ہو تو اسکا ہوگا اور اگر کچھ نہ بیان کیا اور مطلق چھوڑ دیا تو قسم تک کہ جس کے مالک کا قول مقبر ہوگا یہ بسو میں لکھا ہو۔ اور فقہ ابو الیث نے تاخرین سے نقل کیا ہو کہ انھوں نے استخارہ حکم دیا کہ اگر پرنا لہ والے کی حیثیت اس طرف ڈھال ہو اور قبضہ ایسی ہی ہوئی ہو تو اس کے واسطے پانی بہنے کا حق ثابت ہوگا نہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اگر دعویٰ یا گواہی میں یوں ذکر کیا کہ اس دعویٰ کی زمین کی

ایک حد فلان شخص کی زمین سے ملاصق ہو جائے گا اس شخص کی گاون میں جا بجا تفرق زمین ہو تو دعویٰ اور گواہی صحیح ہو اگرچہ زمین ایک طرح کی جہالت ہو لیکن ضرورت کی وجہ سے برداشت کی گئی یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی زمین کی ملکیت کی گواہی دی اور اس کے حدود بیان کر دیے اور کہا کہ آئین پانچ میں بیچ شلہ پڑتے ہیں اور دعویٰ اس کا دعویٰ کرتا ہو مگر گواہوں نے حدود و ٹھیک بیان کیے اور بیچ کی مقدار بیان کر کے میں خطا کی مثلاً آئین میں ہی من بیچ پڑتے تھے تو شمس الاسلام ہو گئے سعدی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دعویٰ اور گواہی باطل نہوگی اور ان کے زمانہ میں بعض مشائخ نے دعویٰ کی گواہی کے باطل ہونیکا حکم دیا ہو اور بعضوں نے کہا کہ اس کے حکم میں تفصیل ہونا چاہیے کہ اگر زمین کے سامنے موجود ہونے کی صورت میں گواہی دی اور اس کی طرف اشارہ کیا تو مقبول ہو اور سائے نہ تھی تو گواہی سے وہ زمین ملکیت میں ثابت نہوگی جس میں پانچ من بیچ شلہ پڑتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ گواہی ہر سال میں مقبول نہوگی اور یہی اظہار ہو یہ فضول عبادیہ میں لکھا ہو

چھٹا باب سیرانوں میں گواہی اور اس کے بیان میں۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں فلان میت کا وارث ہوں اور دو گواہ لایا جنھوں نے گواہی دی کہ یہ فلان میت کا وارث ہو کہ اس کے سوا ایک وارث نہیں ہو تو قاضی وارث ہونے کے سبب دریافت کر گیا اور قبل دریافت کے حکم نہ دیا کیونکہ اسباب میراث مختلف ہونے سے معلوم نہو گئے پس حکم دینا متعذر ہو گا پس اگر دریافت کرنے سے پہلے گواہ دے یا غائب ہو گئے تو کچھ حکم نہ دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ لکسے بیٹے کا بیٹا ہو یعنی پوتا ہو یا اس میت کا بھائی ہو یا دادا یا دادی ہو یا اس کا مولیٰ ہو تو بدولت بیان کے رد کر دیا جائیگا اور بیان اس طور سے کرنا چاہیے کہ پوتا وارث ہو یا بھائی اس کا حقیقی مان یا باپ کی طرف سے ہو یا صرف باپ کی طرف سے یا صرف مان کی طرف سے ہو اور دادا اس کے باپ کا باپ ہو یا نانا اس کے مان کا باپ ہو یا نانی اس کی مان کی مان یا دادی اس کے باپ کی مان ہو اور مولیٰ اس کا آزاد کرنے والا یا آزاد کرنے والی اور وارث ہو کہ اس کے سوا اسے ہم میت کا کوئی وارث نہیں جانتے ہیں یہ کافی میں لکھا ہو ساسی طرح اگر کہا کہ اس کا چچا ہو یا چچا کا بیٹا ہو تو بھی جائز نہیں ہو بیان تک کہ میت وارث کا نسب نہ بیان کریں اور بیان کریں کہ چچا یا اس کا بیٹا مان یا باپ دونوں رشتوں سے یا فقط باپ یا مان کے رشتہ سے چچا ہو کہ اس کے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہو یہ خزانۃ الفتاویٰ میں لکھا ہو اور بیٹا یا بیٹی یا مان یا باپ کی گواہی میں وارث ہونے کی گواہی دینے کی ضرورت نہیں ہو کذا فی الکافی اور اسی پر فتویٰ ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو میت کا نام ذکر کرنا القاضی میں ضرورت نہیں ہو جسے کہ اگر گواہی دی کہ یہ میت کا دادا یا باپ کا باپ ہو اور وارث ہو اور میت کا نام نہ دیا تو مقبول ہوگی یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ فلان شخص نے اس میت کو آزاد کیا تھا اور یہ شخص دعویٰ اس آزاد کرنے والے کا عصیہ ہو تو گواہی نامقبول ہوگی جب تک کہ سبب عصیہ ہو نہ ہو کہ بیٹا ہو یا باپ یا بھائی ہو وغیرہ نہ بیان کریں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے ایک شخص کے وارث ہونے کی گواہی دی اور سبب وارث ہونیکا بیان کر دیا اور کچھ زیادہ نہ کہا تو گواہی مقبول مگر قاضی فی الحال اس کو مال نہ دیگا بلکہ چند روز اس کا انتظار کرے گا کہ شاید کوئی دوسرا وارث ایسا پیدا ہو کہ جو اس وارث کا مزارحم یا اس سے مقدم ہو یہ وجہ میں لکھا ہو اور اگر گواہوں نے کسی کے وارث ہونے کی گواہی دی اور سبب بیان کر دیا تو کہہ کہ ہم اس کے سوا دوسرا وارث اس کا نہیں جانتے ہیں تو یہ گواہی مقبول ہو اور قاضی بلا انتظار کے مال اس کے حوالہ کر دیگا اور یہ کہنا کہ ہم اس کے سوا دوسرا وارث میت کا نہیں جانتے ہیں عین گواہی میں سے نہیں ہو بلکہ یہ انتظار کے ساقط کرنے کے واسطے ہو یہ محیط

میں لکھا ہو اور اگر یہ کہا کہ اسکے سوا سے دوسرا وارث میت کا نہیں ہو تو مستحکم مقبول ہو اور اسکے معنی یہی ہے جائیکہ کہ ہم نہیں جانتے
 ہیں یہ حادی میں لکھا ہو۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ اس زمین میں اسکا کوئی وارث نہیں ہو تو امام عظیمہؒ کے نزدیک مقبول ہو اور
 صاحبین نے اس میں اختلاف کیا ہو یہ وجہ کر دے میں لکھا ہو اگر گواہوں نے ایک شخص کے وارث ہونے کی گواہی دی اور اسکا سبب
 بیان کیا اور یہ شخص ایسا ہو کہ تمام مال کا مستحق ہو اور کسی دوسرے کی وجہ سے محبوب نہیں ہو سکتا ہو جیسے بیٹا وغیرہ پس اگر گواہوں نے
 بیان کیا کہ اسکے سوا دوسرا وارث نہیں جانتے ہیں تو بلا توقف قاضی تمام مال اسکو دیکر یہ بیٹہ میں لکھا ہو اور اگر یہ گواہی دی
 کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہو اور اس سے زیادہ نہ بیان کیا تو قاضی اسکو تمام مال نہ دیکر اور یہاں تک توقف کرے گا کہ قاضی کی رائے میں یہ
 اہوا سے کہ اگر اسکا کوئی وارث ہوتا تو اتنی مدت میں ظاہر ہوتا یہ ذیفرہ میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ شخص اس
 عورت میت کا شوہر ہو یا یہ عورت اس مرد میت کی جو رہی ہو اور اسکے سوا کوئی وارث ہم نہیں جانتے ہیں تو قاضی نصف مال
 مرد کو اور چوتھائی عورت کو دیکر اور اگر یہ نہ بیان کیا کہ کوئی دوسرا وارث ہم نہیں جانتے ہیں تو بالاجماع بڑا حصہ مدعی کو دیکر
 جب تک کہ تھوڑا انتظار نہ کرے اور جب استعدا انتظار کر لیا کہ دوسرے وارث پیدا ہونے کا غالب گمان جاتا رہا تو امام محمدؒ
 کے نزدیک بڑا حصہ اسکو دیدیگا یعنی اگر مرد مدعی ہو تو آدھا حصہ اسکی جو رو کے مال سے یا جو رہی ہو تو چوتھائی مال ترک نہ ہو
 دلائیگا اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ چھوٹا حصہ دلائیگا اگر مرد ہو تو چوتھائی اور اگر عورت ہو تو آٹھواں حصہ اور طحاویؒ
 نے اپنی مختصر میں امام ابو حنیفہؒ کا قول ابو یوسفؒ کے ساتھ لکھا ہو اور حضرات نے امام محمدؒ کے ساتھ ذکر کیا ہو یہ محیط میں لکھا ہو
 دو شخصوں نے ایک شخص کی بابت یہ گواہی دی کہ میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہو اسکے سوا کوئی وارث ہم نہیں
 جانتے ہیں اور قاضی نے اسکے لیے میراث کا حکم دیدیا پھر انھیں دونوں نے دوسرے کے واسطے گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا
 ہو تو مقبول نہ ہوگی اور جو کچھ مال بھائی نے لیا ہو وہ دونوں گواہ بیٹے کو ضمان دینگے اور اگر دوسرے کے واسطے یہ گواہی دی
 کہ میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہو پہلے شخص اور اسکے سوا ہم وارث نہیں جانتے ہیں تو مقبول ہوگی اور پہلے بھائی کے
 ساتھ شریک کیا جائیگا اور گواہوں پر پہلے شخص کے واسطے اور نہ دوسرے کے واسطے ڈانڈ نہ آئیگی۔ دو گواہوں نے ایک شخص
 کے مان و باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور کہا کہ اسکے سوا ہم وارث نہیں جانتے ہیں اور اسکے لیے میراث کا
 حکم ہو گیا پھر دوسرے دو شخصوں نے دوسرے کے واسطے گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو تو پہلے شخص کے واسطے وراثت کا حکم ٹوٹ جائیگا
 پس اگر مال بھائی کے پاس موجود ہو تو بیٹے کو واپس لے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو بیٹے کو اختیار ہو چاہے بھائی سے ضمان لے
 یا گواہوں سے پس اگر بھائی سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر گواہوں سے لی تو وہ بھائی سے واپس لینے
 یہ محیط سرخی میں لکھا ہو دو شخصوں نے ایک کی طرف سے یہ گواہی دی کہ یہ میت کا دادا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا اور پھر
 ایک شخص آیا اور گواہ لایا کہ میں میت کا باپ ہوں تو اسکی ڈگری کیجائیگی اور وہی میراث کا مستحق تر ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو
 اور وہ دادا اس شخص مدعی کا جو باپ ہونیکا دعویٰ کرتا ہو باپ قرار دیا جائیگا۔ پس اگر باپ نے کہا کہ یہ شخص جو دادا ہونیکا دعویٰ
 کرتا ہو میرا باپ نہیں ہو اسکو دوبارہ گواہ لانے کا حکم ہو تو قاضی اسکو منظور نہ کرے گا یہ محیط میں لکھا ہو اگر دو گواہوں نے قاضی کے
 سامنے بیان کیا کہ اس شخص کو فلان قاضی نے فلان شہر میں فلان میت کا وارث قرار دیا ہو کہ اسکے سوا سے دوسرا
 وارث نہیں ہو تو قاضی اسکی وراثت کا حکم دیکر نہ سب کا خواہ سب بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو پس اگر کسی دوسرے نے
 گواہ قائم کیے اور ایسا سب قائم کیا جس سے وہ شخص پہلا محبوب ہوتا ہو یا یہ مدعی اسکا شریک ہوتا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور

۲
 درجہ اولیٰ
 درجہ دوم
 درجہ سوم

محبوب یا شریک کیا جائیگا جسے کہ اگر پہلے نے بیٹے ہونے کے گواہ سنائے تھے اور دوسرے نے بھی بیٹے ہونے کے گواہ دیے تو دونوں شریک ہونگے اور اگر دوسرے نے باپ ہونے پر برہان پیش کی تو اسکو چٹا حصہ میراث کا ملیگا اور پہلے کو باقی میراث ملیگی اور اگر پہلے نے اپنے تئیں دادا ہونا بیان کیا اور دوسرے نے باپ ہونا ثابت کیا تو تمام میراث دوسرے کو ملیگی اور اگر پہلے نے باپ ہونا بیان کیا اور دوسرے نے بیٹا ہونا ثابت کیا تو پہلے کو چٹا حصہ اور دوسرے کو پانچ چٹا حصہ میراث ملیگی اور اگر دوسرے نے بھی اپنے تئیں باپ ہونا ثابت کیا تو تمام میراث دوسرے کو ملیگی اور آزاد کر نکاح میں ثابت کرنا مثل باپ کے مناسب ہے اور دوسرے شخص کے واسطے جب حکم ہو چکا تو پھر پہلے نے اگر گواہ سنائے تو رد کر دیے جائینگے لیکن اگر اول نے اسکے گواہ سنائے کہ پہلے قاضی نے اسکے باپ ہونیکا حکم دیدیا تھا تو وہ مقدم ہے اور دوسرے کا نسب باطل ہوگا اور اگر دوسرے کے واسطے حکم ہوا ہو کہ پہلے نے گواہ سنائے تو دونوں میراث میں شریک ہونگے جسے کہ اگر ایک مر گیا تو دوسرا شخص باپ ہونے کے واسطے متعین ہوگا اور دلاوی کا مسئلہ بھی اسی تفصیل سے ہے اور اگر پہلا شخص معتوہ یا نابالغ ہو کیا یا پر قادی نہیں ہو تو قاضی اسکو مینا قرار دیگا اگر مذکر ہو پس اگر دوسرے نے باپ ہونا ثابت کیا تو اسکو چٹا حصہ میراث دیا جائیگا اور اگر سہجانی ہونا ثابت کیا تو پہلے کے ساتھ شریک کیا جائیگا اور اگر پہلا مذکر ہو بلکہ مونث ہو تو قاضی اسکو بیٹی قرار دیگا اور طریق حصہ فرضی اور باقی رد کرنے کے تمام مال اسی کو دلاویگا پھر اگر دوسرے نے اگر سہجانی ہونا ثابت کیا تو نصف اسکو دلاویگا اور اگر دوسرے نے بیٹا ہونا ثابت کیا تو دوتہائی مال دلاویگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا چچا ہے اور وارث ہے کہ اسکے سواے ہم دو سرا وارث نہیں جانتے ہیں پھر دوسرے نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا سہجانی وارث ہے کہ اسکے سواے دو سرا وارث ہم نہیں جانتے ہیں پھر تیسرے نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہے اور ہم اسکے سواے وارث نہیں جانتے ہیں اور سہجانی نے ایک بارگی گواہ سنائے تو میراث بیٹے کو دلا دی جائیگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ ایک شخص مر گیا اور دوسرے نے گواہ سنائے کہ میں فلان بن فلان بن فلان مخزومی مثلاً ہوں اور یہ میت فلان بن فلان بن فلان مخزومی ہے اور دونوں ایک قبیلہ سے ایک دادا کی اولاد ہیں اور میں میت کا عصبہ اور اسکا وارث ہوں کہ گواہ اسکے سواے دو سرا وارث نہیں جانتے ہیں تو میراث کا حکم اسکے واسطے دیا جائیگا پھر اگر دوسرا شخص آیا اور گواہ لایا کہ یہ میت کا عصبہ ہے پس اگر دوسرے نے بھی مثل اول کے ثابت کر دیا کہ میں فلان بن فلان بن فلان مخزومی ہوں اور میت فلان بن فلان بن فلان مخزومی کہ دونوں ایک قبیلہ سے ایک دادا کی اولاد ہیں تو اسکی گواہی قبول ہوگی اور اگر دونوں دو قبیلوں سے ہوں مثلاً پہلے نے دعویٰ کیا کہ میں عرب سے ہوں اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں عجم میں سے ہوں تو دوسرے کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر دوسرے نے پہلے سے دور کا رشتہ ثابت کیا مثلاً دوسرے نے ثابت کیا کہ وہ میت کے چچا کے بیٹے کا بیٹا ہے تو قاضی اسپر التفات نہ کریگا اگرچہ دونوں کسی دادا میں شریک ہوں اور ایک قبیلہ سے ہیں اور اگر دوسرے نے پہلے سے بڑھکر نسب ثابت کیا مثلاً دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میت میرا بیٹا ہے پھر سے قریش پر پیدا ہوا ہے اور میں اسکا باپ ہوں کہ میرے سوا کوئی وارث نہیں ہے تو اسکی دوسو زمین ہیں کہ اگر باپ سے اسی قبیلہ سے چکا ابن عم دعویٰ کرتا ہو رشتہ ملایا تو اسکی گواہی قبول ہوگی اور پہلا حکم ٹوٹ جاوے گا یعنی میراث نہ ملیگی اور نسب باقی رہیگا جسے کہ اگر یہ باپ مر جاوے تو یہ ابن عم وارث ہوگا بشرطیکہ اس سے زیادہ قریب کا رشتہ دار کوئی دوسرا نہ ہو اور اگر دوسرے نے دوسرے قبیلہ سے اپنا نسب باپ ہونیکا ثابت کیا تو بھی اسکی گواہی قبول ہوگی اور پہلے کے واسطے

اور اگر سہجانی ہونا ثابت کیا تو پہلے کے ساتھ شریک کیا جائیگا اور اگر پہلا مذکر ہو بلکہ مونث ہو تو قاضی اسکو بیٹی قرار دیگا اور طریق حصہ فرضی اور باقی رد کرنے کے تمام مال اسی کو دلاویگا پھر اگر دوسرے نے اگر سہجانی ہونا ثابت کیا تو نصف اسکو دلاویگا اور اگر دوسرے نے بیٹا ہونا ثابت کیا تو دوتہائی مال دلاویگا یہ کافی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا چچا ہے اور وارث ہے کہ اسکے سواے ہم دو سرا وارث نہیں جانتے ہیں پھر دوسرے نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا سہجانی وارث ہے کہ اسکے سواے دو سرا وارث ہم نہیں جانتے ہیں پھر تیسرے نے گواہ سنائے کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہے اور ہم اسکے سواے وارث نہیں جانتے ہیں اور سہجانی نے ایک بارگی گواہ سنائے تو میراث بیٹے کو دلا دی جائیگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ ایک شخص مر گیا اور دوسرے نے گواہ سنائے کہ میں فلان بن فلان بن فلان مخزومی مثلاً ہوں اور یہ میت فلان بن فلان بن فلان مخزومی ہے اور دونوں ایک قبیلہ سے ایک دادا کی اولاد ہیں اور میں میت کا عصبہ اور اسکا وارث ہوں کہ گواہ اسکے سواے دو سرا وارث نہیں جانتے ہیں تو میراث کا حکم اسکے واسطے دیا جائیگا پھر اگر دوسرا شخص آیا اور گواہ لایا کہ یہ میت کا عصبہ ہے پس اگر دوسرے نے بھی مثل اول کے ثابت کر دیا کہ میں فلان بن فلان بن فلان مخزومی ہوں اور میت فلان بن فلان بن فلان مخزومی کہ دونوں ایک قبیلہ سے ایک دادا کی اولاد ہیں تو اسکی گواہی قبول ہوگی اور اگر دونوں دو قبیلوں سے ہوں مثلاً پہلے نے دعویٰ کیا کہ میں عرب سے ہوں اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں عجم میں سے ہوں تو دوسرے کی گواہی قبول نہ ہوگی اور اگر دوسرے نے پہلے سے دور کا رشتہ ثابت کیا مثلاً دوسرے نے ثابت کیا کہ وہ میت کے چچا کے بیٹے کا بیٹا ہے تو قاضی اسپر التفات نہ کریگا اگرچہ دونوں کسی دادا میں شریک ہوں اور ایک قبیلہ سے ہیں اور اگر دوسرے نے پہلے سے بڑھکر نسب ثابت کیا مثلاً دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میت میرا بیٹا ہے پھر سے قریش پر پیدا ہوا ہے اور میں اسکا باپ ہوں کہ میرے سوا کوئی وارث نہیں ہے تو اسکی دوسو زمین ہیں کہ اگر باپ سے اسی قبیلہ سے چکا ابن عم دعویٰ کرتا ہو رشتہ ملایا تو اسکی گواہی قبول ہوگی اور پہلا حکم ٹوٹ جاوے گا یعنی میراث نہ ملیگی اور نسب باقی رہیگا جسے کہ اگر یہ باپ مر جاوے تو یہ ابن عم وارث ہوگا بشرطیکہ اس سے زیادہ قریب کا رشتہ دار کوئی دوسرا نہ ہو اور اگر دوسرے نے دوسرے قبیلہ سے اپنا نسب باپ ہونیکا ثابت کیا تو بھی اسکی گواہی قبول ہوگی اور پہلے کے واسطے

جو حکم ہوا تھا وہ میراث اور نسب دونوں کے حق میں ٹوٹ جاویگا یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک دار کی جو دوسرے کے قبضہ میں ہو
دعویٰ کیا کہ میراث میں نے اپنے باپ کی میراث سے پایا ہو اور گواہ لایا کہ جنھوں نے گواہی دی کہ یہ گھر مرنے دم تک اسکے باپ
کا تھا اور بعد مرنے کے اسکے واسطے میراث چھوڑ گیا کہ ہم اسکے سوا دوسرا وارث اسکا نہیں جانتے ہیں یا یہ گواہی دی کہ مرنے دم
تک اسکے باپ کا رہا ہو تو قاضی یہ گواہی قبول کرے گا اور مدعی کی ڈگری کر دیگا اگرچہ گواہوں نے یہ نہ بیان کیا کہ اسکے واسطے
میراث چھوڑ گیا ہو اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ یہ گھر مرنے دم تک اسکے باپ کے قبضہ میں تھا یا اسکے باپ کے قبضہ میں تھا
تو قاضی ایسی گواہی قبول کرے گا اور مدعی کی ڈگری کرے گا اور یہی ظاہر روایت اور صریح ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر یہ گواہی دی
کہ اسکا باپ مراد حالیکہ اسی گھر میں رہتا تھا تو قبول ہو یہ محیط میں ہو اور اگر یہ گواہی دی کہ اسکا باپ اس گھر میں مرایا اسکا باپ اس گھر
میں تھا یہاں تک کہ بہن مر گیا تو قبول ہوگی اور اسی طرح اگر کہا کہ اسکا باپ بہن داخل ہوا اور مر گیا تو قبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں
ہو اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسکا باپ مر گیا حالانکہ وہ اس فیص کو پہنچے تھا یا اس انگوٹھی کو پہنچے تھا تو یہ گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو
امام محمد نے انگوٹھی کی صورت میں مطلقاً حکم دیا ہو اور قاضی ابو الہیثم نے یتون قاضیوں سے روایت کی ہو کہ وہ لوگ اس
صورت میں تفصیل کرتے تھے کہ گواہوں نے اگر خضر یا نصر میں موت کے دن انگوٹھی پہنچے ہو یا نہ لکھا ہو تو گواہی قبول ہوگی اور
اگر سبابین ہو یا نہ لکھا ہو تو قبول ہوگی یا درمیان کی انگوٹھی یا انگوٹھے میں بیان کی تو بھی قبول ہوگی لیکن صحیح یہ ہو کہ حکم
مطلقاً جاری کیا جاوے جیسا کہ امام محمد نے ذکر فرمایا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر بیان کیا کہ اسکا باپ مر گیا حالانکہ وہ اس گھر
کو اپنے بدن پر لاوے ہوئے تھا تو قبول ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر گواہی دی کہ اسکا باپ مرایا اور وہ اس گھر سے کا سوار تھا
تو وارث کو دلایا جائیگا اور اگر گواہی دی کہ اسکا باپ مرایا حالانکہ وہ اس سبتر پر بیٹھا تھا یا سویا تھا تو قبول ہوگی اور اگر گواہی
دی کہ اسکا باپ مرایا اور یہ کپڑا اسکے سر پر تھا اور یہ نہ کہا کہ وہ حال تھا تو گواہی قبول ہوگی اور وارث کو دلایا جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور
اگر بیان کیا کہ مرنے کے دن اسکا باپ یہ کپڑا اپنے سر پر ڈالے ہوئے تھا تو گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور
اگر گواہی دی کہ یہ گھر اسکے باپ کی ملکیت تھا یا وہ اس میں رہتا تھا یا اسکا مالک تھا پس اگر اسکے ساتھ یہ بھی کہا کہ اس نے
اس مدعی کے لیے میراث چھوڑا ہو تو گواہی قبول اور بالاتفاق مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر میراث چھوڑ نیک ذکر نہ کیا تو امام
احمد کے نزدیک قبول ہوگی اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول میں قبول ہوگی اور اگر مدعا علیہ نے انہیں سے کسی باپ کا
اتوار کیا تو وہ مدعی کی ملکیت کا اقرار ہوگا اور قاضی اسکو حکم دیگا کہ مدعی کے سپرد کرے یہ فتاویٰ قاضی خان محیط میں لکھا ہو اور اگر
یہ گواہی دی کہ یہ گھر اسکے باپ کا تھا وہ اس میں رہتا ہو تو بھی اختلاف ہو یہ فصول عادیہ میں لکھا ہو۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ یہ اسکے
باپ کا تھا اور یہ نہ کہا کہ وہ مر گیا اور اسکی واسطے میراث چھوڑا پس جنھوں نے کہا کہ اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہو اور جنھوں
نے کہا کہ ایسی صورت میں بالاجماع قبول نہیں ہو اور اسی کو امام فضل رحم نے اختیار کیا ہو اور یہی اصح ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو
ایک شخص مر گیا اور اسکے وارث نے گواہ شائع کر کے یہ گھر میرے باپ کا تھا اس نے اس قاضی کو ملنے یا اجرت پر بلاوے دیا تھا تو مدعی
کو وہ دلایا جائیگا اور اسکی تکلیف نہ دی جائیگی کہ اسکے گواہ شائع کر کے وہ مر گیا اور میرے واسطے میراث چھوڑا یہ کافی میں لکھا ہو
اور وہ جو دعویٰ ہے کہ اسی دی کہ فلان شخص مر گیا اور یہ گھر اپنے فلان بیٹے کے واسطے میراث چھوڑا ہو اور ہم اسکے سواے دوسرا
وارث نہیں جانتے ہیں حالانکہ گواہوں نے فلان میت کے دامن میں اس سے نہیں ملاقات پائی تو انکی گواہی باطل ہو یہ
محیط میں لکھا ہو اور یہ جسکے اس صورت میں ہو کہ مدعی کا نسب میت سے مشہور ہو اور اگر مشہور نہ ہو اور انھوں نے ایسی

گوای دی اوریت سے ملاقات نہیں پائی تھی تو یہ صورت منتہی میں اس طرح مذکور ہو کہ نسب کے بارہ میں گواہی جائزہ اور میراث کے حق میں باطل ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک گھر کے بارہ میں جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو یہ گواہی دی کہ یہ فلاں شخص اس مدعی کے دادا کا تھا اور اسی کی ملک تھا اور گواہوں نے اُسکے دادا کی ملاقات پائی تھی اور مدعی یہ دعویٰ کرتا تھا کہ یہ میرے باپ کا تھا پس اگر گواہوں نے میراث کا ذکر کیا کہ یہ گھر اس مدعی کے دادا کا تھا اور وہ مر گیا اور اس مدعی کے باپ کے واسطے میراث چھوڑا اور باپ چھوڑ گیا اور اس مدعی کے واسطے میراث چھوڑا تو گواہی مقبول ہوگی اور گھر مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر میراث کا ذکر نہ بیان کیا پس اگر باپ سے پہلے دادا کا مرنا نہ معلوم ہو تو بالا جلع گھر مدعی کو نہ دلایا جائیگا اور اگر معلوم ہو تو بھی امام اعظم و امام محمد و اول قول امام ابو یوسف رحمہ کے موافق یہی جواب ہو اور بعضے شائخ نے کہا کہ بلا خلاف اس صورت میں گواہی مقبول ہوگی اور اگر گواہوں نے مدعا علیہ کے اقرار کرنے کی گواہی دی کہ اُسے اقرار کیا کہ یہ گھر مدعی کے دادا کا تھا اور میراث کا بیان نہ کیا تو قاضی وہ گھر مدعی کو دلایگا بشرطیکہ اُسکا کوئی دوسرا وارث نہ ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر یوں گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے دادا کا ہو اور یہ نہ کہا کہ اس مدعی کے دادا کی ملکیت تھا پس اگر میراث کا ذکر نہ کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور گھر مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر نہ ذکر کیا تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک گواہی مقبول نہ ہوگی و لیکن امام ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول کے موافق شائخ میں اختلاف ہو بعضوں نے کہا کہ مقبول ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ مقبول نہ ہوگی یہ محیط میں ہو کتاب الاقضية میں ہو کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو اور ایک شخص نے گواہ سنائے کہ میرے باپ نے اس سے ہزار درہم کو خریدا ہو اور میرا باپ مر گیا اور بائع اس سے انکار کرتا ہو تو میں اُسکو اُسکی تکلیف نہ دوں گا کہ اس بات پر گواہ سنائے کہ میرا باپ مر گیا اور میرے واسطے میراث چھوڑا ہو و لیکن اُسکے گواہ طلب کر دوں گا کہ جو اسکے سواے دوسرا وارث نہ جانتے ہوں پس اگر ایسے گواہ قائم کیے تو مدعا علیہ کو حکم دوں گا کہ یہ گھر اُسکے حوالہ کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر وہ گھر سواے بائع کے دوسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں باتوں کے گواہوں کے واسطے تکلیف دیا جاوے گی یعنی باپ کی موت اور میراث چھوڑنے کے اور سواے اُسکے دوسرا وارث نہیں جانتے ہیں یہ محیط سرخی میں لکھا ہو کتاب بالاصل میں ہو کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہو پس اُسکا بھتیجا آیا اور گواہ سنائے کہ یہ گھر میرے دادا کا تھا وہ مر گیا اور اُسے میرے باپ اور اس بچا قاضی کے درمیان آدھوں آدھ میراث چھوڑا ہو اور پھر میرا باپ مر گیا اور اُسے اپنا حصہ میرے واسطے میراث چھوڑا تو قاضی یہ گواہی قبول کرے گا اور گھر اُسکے اور اُسکے بچا کے درمیان نصف نصف تقسیم کر دیگا پس اگر ہنوز قاضی کے بھتیجے کے گواہوں پر قاضی نے حکم نہ دیا تھا کہ قاضی نے گواہ سنائے کہ میرا بھائی یعنی اس مدعی کا باپ میرے والد کے انتقال سے پہلے انتقال کر گیا اور میرے باپ نے اُس سے چنانچہ میراث پاپا پھر میرا باپ مرا اور میں نے تمام گھر اُسکی میراث میں پاپا تو اُسکی دو صورتیں ہیں اول یہ ہو کہ بھتیجے کے قبضہ میں اپنے باپ کے میراث میں سے کچھ نہوا اور اس صورت میں بھتیجے کی گواہی اولے ہو اور دوسری صورت یہ ہو کہ اُسکے قبضہ میں باپ کی میراث میں سے کچھ نہوا اور باقی سلسلہ اپنے حال پر ہو تو اس صورت میں دادا کی تمام میراث مدعی کے چچا کو ملیگی اور مدعی کے باپ کی تمام میراث مدعی کو ملیگی اور ان دونوں کی موت گویا ایک ساتھ قرار دیا جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک گھر ایک شخص اور اُسکے بھتیجے کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میرا باپ مر گیا اور اُسکو میرے واسطے میراث چھوڑا ہو کہ میرے سواے وارث نہیں ہو تو دونوں کو آدھا آدھا دلایا جائیگا پس اگر چنانچہ کہا کہ میرے باپ اور بھائے کے درمیان آدھا آدھا تھا اور بھتیجے نے اُسکی تصدیق کی و لیکن چنانچہ کہا

کہ میرا بھائی میرے باپ کے انتقال سے پہلے مر گیا تھا پس اس کا حصہ میرے اور میرے دادا کے درمیان چھ حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا پھر میرا دادا مر گیا اور اس کا چھٹا حصہ بھی مجھے ملا ہو پھر بھتیجے نے کہا کہ دادا نے پہلے انتقال کیا اور دادا کا حصہ میرے باپ اور میرے درمیان نصف نصف تقسیم ہو گیا پھر میرے باپ نے انتقال کیا اور وہ حصہ بھی مجھے ملا پس اگر دونوں نے یا ایک نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیا جائیگی پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو دونوں چھوٹ گئے اور جیسا پہلے حال تھا وہی بعد قسم کے رہیگا اور قبل قسم کے گھر دونوں میں نصف نصف تھا اور اگر ایک نے قسم سے انکار کیا تو قسم کھالنے والے کے واسطے ڈگری کر دی جائیگی اور اگر ایک نے گواہ قائم کیے تو اسکے موافق اسکی ڈگری کر دی جائیگی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو آدھا آدھا تقسیم ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ دو حصوں نے گواہ علیحدہ علیحدہ قائم کیے کہ یہ گھر تیرہ حصوں میں ہے وہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے باپ کا تھا کہ اسنے مرنے کے بعد اسکے واسطے میراث چھوڑا ہو اور ہم اسکے سوا کوئی وارث نہیں جانتے ہیں اور ان دونوں مدعیوں میں سے ایک مدعی اس قابض کا بھتیجا ہو اور وارث ہو کہ اسکے سوا اسکے کوئی وارث نہیں ہو پھر ہنوز گواہوں کی تعدیل نہ ہوئی تھی کہ زید مر گیا اور وہ گھر اس مدعی کے قبضہ میں آ گیا جو اسکا بھتیجا تھا اور قابض نے کسی کو وصیت بھی نہیں کی تھی یعنی وہی نہیں بنایا تھا پس اگر ذہن گواہوں کی تعدیل ہو گئی تو دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا اگرچہ بھتیجا قابض ہو گیا ہو پس اگر دوسرے مدعی اجنبی نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہے میں اپنے باپ سے میراث میں پایا ہو تو سماعت نہ ہوگی اور اگر زید کی موت کے بعد ایک کے گواہوں کی تعدیل ہوئی اور دوسرے کی نہ ہوئی اور قابض نے سب گھر کی ڈگری اسکی کر دی پھر دوسرے کے گواہوں کی تعدیل ہوئی تو اسکے لیے کچھ حکم نہ دیا جائیگا کیونکہ وہ ان گواہوں کو دوبارہ نہ دے یا دوسرے گواہ لاوے اور انکی تعدیل ہوگا وہ گواہی دین کہ یہ گھر بسبب میراث کے میرا ہے تو تمام گھر اسکو دلایا جائیگا پھر اگر اس شخص نے جسکے واسطے پہلی ڈگری ہوئی تھی یہ کہ میں دوبارہ گواہ لاتا ہوں کہ یہ گھر میرا ہے تو اسکی سماعت نہ ہوگی۔ اگر اجنبی نے زید کی زندگی میں گواہ قائم کیے اور اسکے بھتیجے نے اسکے مرنے کے بعد گواہ سنے اور دونوں طریق گواہوں کی تعدیل ہوئی تو وہ گھر دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور اگر بھتیجے نے گواہ قائم نہ کیے یہاں تک کہ اجنبی کے واسطے ڈگری کر دی گئی پھر بھتیجے نے اجنبی پر گواہ قائم کیے تو بھتیجے کو دلایا جائیگا اور اگر بھتیجے نے چچا کی زندگی میں گواہ قائم کیے اور اجنبی نے مرنے کے بعد قائم کیے اور دونوں گواہوں کی تعدیل ہو گئی تو اجنبی کی ڈگری لیا جائیگی اور اگر ہر ایک نے زید کی زندگی میں ایک ایک گواہ قائم کیا پھر زید مر گیا اور بھتیجا اسکا جو مدعی ہو وارث ہو پھر ہر ایک نے دوبارہ گواہ قائم کیا اور گواہوں کی تعدیل ہو گئی تو دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور بعد آدھا آدھا حکم ہونے کے اگر کسی نے دونوں میں سے کہ کہ میں دوسرے پر گواہ قائم کرتا ہوں تو التفات نہ کیا جائیگا اگر ہر ایک نے زید پر ایک ایک گواہ قائم کیا پھر زید مر گیا تو مدعی اجنبی نے دوسرے گواہ قائم کیا اور انکی تعدیل ہو گئی اور قابض نے اجنبی کی ڈگری تمام گھر پر کر دی پھر بھتیجا دوسرے گواہ لایا تو اسکی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور اگر بھتیجے نے دونوں گواہ دوبارہ اجنبی پر قائم کیے تو بھتیجے کی ڈگری کر دی جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص مر گیا اور دو حصوں نے اسکی میراث کا دعویٰ کیا کہ ہر ایک دعویٰ کرتا ہو کہ میراث میرا ہے اور اسکا دعویٰ ہو غلام ہو اور میرے سوا اسکے کوئی وارث نہیں ہو اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور آزاد کر نیکا کوئی وقت مقرر نہ کیا تو میراث دونوں میں آدھی آدھی تقسیم ہوگی اور اگر آزاد کر نیکا وقت مقرر کیا تو جبکا وقت مقدم ہو وہی اسے ہی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو وارث میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے

۲۱
فوتیہ ہند کے کتب خانہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند

کو دو شخص باپ کی طرف سے بھائی ہیں اور دونوں کے ہاتھ میں ایک گھر ہو کہ ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میری ماں کا تھا اسنے انتقال کیا اور میرے اور میرے باپ کے درمیان چار حصوں پر تقسیم ہو کہ مجھے میراث میں ملا یعنی تین چوتھائی مجھے ملا اور ایک چوتھائی میرے باپ کو پھر میرے باپ نے انتقال کیا اور یہ حصہ چارم میرے اور تیسرے درمیان رہا اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ گھر میرے باپ کا ہے اسنے بعد مرنے کے میرے اور تیسرے درمیان میراث چھوڑا ہو تو امام ثانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اسکی گواہی قبول کرونگا جو بین چوتھائی کا دعویٰ کرتا ہو اور دوسرے کے گواہ قبول نہ کرونگا یہ محیط میں لکھا ہو

سا توان باب دعویٰ اور گواہی میں اختلاف واقع ہونے کے بیان میں اور کن صورتوں میں اپنے گواہوں کو جھٹلانا ہوتا ہو اور کن صورتوں میں نہیں ہوتا ہو واضح ہو کہ مشہور وہ شخص جسکی طرف سے گواہی دی مشہور علیہ وہ شخص جسپر گواہی دی۔ مشہور بہ وہ چیز جسکی بابت گواہی دی۔ گواہی اگر دعویٰ کے موافق ہو تو مقبول ہوگی ورنہ نہیں یہ کہ نہیں لکھا ہو اور موافق ہونا لفظ میں بہتر نہیں ہو صرف معنی میں موافق ہونا چاہیے حتیٰ کہ اگر غضب کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے دعا علیہ کے غضب کا اقرار کرنے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ غایتہ البیان میں لکھا ہو۔ اور موافق ہونے میں یا تو ٹیمیک مطابق دعوے کے ہو یا اُس سے کم ہو اور اگر دعویٰ سے زیادہ ہو تو موافقت ہوگی یہ فتح القدیر میں ہو اور اس باب میں چند فضیلتیں ہیں۔

فصل اول دین یعنی مال غیر میں درم و دینار و قرض کے دعویٰ کے بیان میں۔ اگر دعویٰ نے ڈیڑھ ہزار کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے پانچ سو کی گواہی دی تو بدو ان اسکے کہ دعویٰ دونوں قولوں میں توفیق کا دعویٰ کرے یا گواہ کے بیان سے توفیق ثابت ہو دے پانچ سو کی ڈگری کر دیا جائیگی اسی طرح اگر ایک ہزار کا دعویٰ کیا اور پانچ سو کی گواہی دی تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر دعویٰ نے پانچ سو درم کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ہزار درم کی گواہی دی تو گواہی قبول نہوگا مگر جبکہ دونوں قولوں میں اسی طرح توفیق ہے کہ دعویٰ میرے ہزار درم اسپر قرض تھے ولیکن اُسے پانچ سو درم مجھے ادا کر دیے یا میں نے اسکو معاف کر دیے تھے اور گواہوں کو یہ بات معلوم نہ تھی تو گواہی قبول ہوگی اور پانچ سو درم کی ڈگری کی جائیگی اور جس طرح توفیق دی ہو اسپر گواہ لانے کی ضرورت نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر پانچ سو درم کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ایک ہزار کی گواہی دی پس دعویٰ نے کہا کہ صرف میرے پانچ سو درم اسپر ہیں اور ہزار درم پہلے میرے اسپر تھے ولیکن میں نے پانچ سو درم وصول کر لیے اور اس کلام کو ملا کر بیان کیا یا جدا کر کے تو گواہی جائز ہو اور پانچ سو درم دلائے جاویں گے اور اگر یہ بیان کیا کہ میرے صرف پانچ سو درم ہی تھے تو گواہی باطل ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر قرضداروں نے دعویٰ کیا کہ تمخوفاً نے یعنی مالک مال نے مجھے بری کر دیا ہو یا مجھے حلال کر دیا ہو اور چند گواہ لایا کہ اُنھوں نے گواہی دی کہ مالک مال نے ہرچیز اقرار کیا تو قاضی قرضدار سے دریافت کرے گا کہ بری کرنا یا تحلیل کس طور سے تھی کیا اُسے ساقط کر دیا تھا یا قرضہ بھرا یا تھا پس اگر اُسے کہا کہ بھرا یا تھا تو گواہی قبول ہوگی اور اگر کہا کہ اُسے ساقط کر دیا تھا تو قبول نہوگی اور اگر خاموش رہا تو امام محمد نے اصل میں لکھا ہو کہ قاضی اسپر چہ نہ کرے گا ولیکن گواہی قبول نہ کرے گا جب تک کہ بیان کر کے توفیق نہ دیوے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ قرضدار نے ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ مالک مال نے بری کیا ہو تو جائز ہو اور قاضی بدون دریافت کرنے کے براہ راست کا حکم دیدیگا اور قاضی کے حکم سے قرضدار کی براہ راست معاف کر دینے کی ثابت ہوگی نہ یہ براہ راست کہ اُسے تمام مال ادا کر دیا ہو اس وجہ سے بری ہو گیا ہو یا نہ کہ اگر یہ قرضدار کسی کی طرف سے اُسکے حکم سے کفیل تھا اسوجہ سے قرضدار تھا اور اُسے ادا کر دینے کے گواہ سنائے اور گواہوں نے بری کر دینے کی گواہی دی تو صاحب مال کو اختیار باقی رہے گا کہ اپنا تمام مال پسلیں

سے لے لیے اور کفیل کو اختیار نہوگا کہ اصل سے کچھ مال وصول کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر قرضدار نے ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ طالب نے اسکو ہبہ یا صدقہ کر دیا یا یہ حلال ہو گیا یا حلال کر دیا یا مدعی نے ہبہ یا صدقہ وغیرہ کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے پھر پائے کی گواہی دی تو مقبول نہوگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ فتنی میں لکھا ہو کہ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زیر کے عمرو پر ہزار درم ہیں کہ انہیں سے اپنے سودرم وصول پائے ہیں اور طالب نے کہا کہ میں نے کچھ وصول نہیں پایا ہو تو امام اعظم روایہ یوسف رانے فرمایا ہو کہ ہزار درم قرضہ کا حکم دیا جائیگا اور سودرم وصول پائیکا فیصلہ کیا جائیگا کہ اسے سودرم وصول پائے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ عیون میں لکھا ہو کہ اگر دو شخصوں نے گواہی دی کہ اسکے زیر پر ہزار درم قرض ہیں اور اسے پانچ سو درم وصول پائے ہیں اور اسے ادا کر دیے ہیں اور طالب نے بیان کیا کہ میرے اسپر ہزار درم ہیں اور میں نے کچھ وصول نہیں پایا ہو اور گواہوں نے ہزار درم قرض ہونا راست بیان کیا اور پانچ سو درم وصول پائے ہیں انکو وہ ہم ہوا ہو تو گواہوں کی گواہی اگر عادل ہیں قبول ہوگی اور اگر طالب نے یوں بیان کیا کہ گواہوں کی گواہی قرضہ کی بابت صحیح ہو اور پانچ سو درم ادا کر دینے کی بابت دروغ اور جھوٹ ہو تو گواہی قبول نہوگی کیونکہ اسے اپنے گواہوں کو خود فاسق ٹھہرایا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسکے زیر پر ہزار درم تھے ولیکن اسنے اسکو بری کر دیا ہو اور مدعی نے کہا کہ میں نے بری نہیں کیا ہو۔ اور شہو علیہ نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں تھا اور نہ اسنے مجھے بری کیا ہو۔ تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر گواہی براست مسترد نہ کرتا تو میں ہزار درم کا حکم مدعا علیہ پر جاری کرتا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص پر ہزار درم ہونے کی گواہی دی اور مدعی اسکا دعویٰ کرتا ہو اور یہ بھی گواہی دی کہ مدعا علیہ کے مدعی پر سو دینار ہیں اور مدعی اس سے انکار کرتا ہو تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ اسنے اپنا گھر مجھے کرایہ پر دیا تھا اور مال کر ایہ سے لیا تھا اور پھر گیا تو اجارہ نوٹ گیا اب مجھے اپنا مال ملنا چاہیے پھر گواہوں نے گواہی دی کہ اجارہ دینے والے نے مال اجارہ وصول پائیکا اقرار کیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اگرچہ عقد اجارہ واقع ہونے کی گواہی نہ دی یہ خلاصہ میں لکھا ہو گواہوں نے ایک شخص کی طرف سے گواہی دی کہ اسکے ہزار درم بانڈی کے مول کے زیر پر آتے ہیں اور شہو لڑنے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے ان گواہوں کو اسی بات پر گواہ کیا تھا اور درحقیقت میرے ہزار درم اسپر ایک اسباب کی قیمت کے آتے ہیں تو گواہی جائز ہو اور شائع نے فرمایا کہ مراد یہ ہو کہ جب گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ہزار درم بانڈی کے دام اپنے اوپر قرض ہوئیکا اقرار کیا ہو وے کیونکہ یہ مسئلہ جو بیان کیا جاتا ہو اسطرح محفوظ ہو کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم ایک اسباب کے درم قرض ہوئیکا دعویٰ کیا اور گواہوں نے بیان کیا کہ وہ ایک بانڈی کی قیمت ہو چکا اسنے اس مدعی سے غضب کر لی تھی اور ہلاک ہو گئی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر صورت مسلمہ یہی رہی اور اقرار مدعا علیہ پر گواہی دین تو مقبول ہوگی یہ محیط اور خلاصہ اور ذخیرہ میں لکھا ہو اور اگر مدعی نے بیان کیا کہ اسنے انکو گواہ نہیں کیا تھا تو مقبول نہوگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے پر سو قیر گھوٹوں سبب بیع سلم ہونے کے دعویٰ کیا کہ سب شرطین سلم صحیح ہونے کی موجود ہیں اور گواہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اپنے اوپر سو قیر قرض ہونے کا اقرار کیا ہو اور اس سے زیادہ نہ بیان کیا تو بعضوں نے کہا کہ گواہی قبول نہوگی اور بعضوں نے کہا قبول ہونی چاہیے اور اول اصح ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور گواہی گزری کہ مدعی نے اسکو دس درم دیے ہیں اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ نے قبضہ کیا تو قبضہ مدعا علیہ کا ثابت ہوگا اور اگر وہ کہے کہ میں نے بطور امانت کے قبضہ کیا تو قول اسی کا لیا جائیگا پھر اگر مدعی نے یہ دعویٰ کیا کہ بطور قرض کے اسنے قبضہ کیا ہو تو اسکے گواہ لانے کی ضرورت ہوگی یہ

خزانۃ المفتین میں لکھا ہو دینار و ن کا دعوی کیا اور گواہوں نے کہا کہ دعوی نے مدعا علیہ کو دینا دیے ہیں تو گواہی نامقبول ہو یہ
فصول عمادیہ میں لکھا ہو قرض کا دعوی کیا اور گواہوں نے مدعا علیہ کے مال کا اقرار کرنے کی گواہی دی تو بدوں سبب بیان
کرنے کے مقبول ہوگی اور اگر دس دینار قرض کا دعوی کیا اور گواہوں نے کہا کہ اور ادا دینی است یعنی مدعا علیہ کو دینا چاہیے
میں تو اس سے قرضہ ثابت نہوگا اور اگر کہا کہ دادنی است بسبب قرض یعنی سبب قرض کے دینا چاہیے ہیں تو مقبول ہوگی یہ
خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعوی کیا اور سبب نہ بیان کیا اور گواہوں نے سبب بیان
کیا تو گواہی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ محیط میں لکھا ہو کہ اگر قرض کا دعوی کیا اور گواہوں نے مطلق درم
دینار کی اسکے ذمہ ہونے کی گواہی دی تو شمس الاسلام اور حنفی فرماتے تھے کہ ایسی گواہی قبول نہوگی اور فتاویٰ
قاضی خان میں لکھا ہو کہ صحیح یہ ہو کہ قبول ہوگی اور اگر ہزار درم کا دعوی کیا اور کہا کہ پانچ سو درم ایک غلام کے دام ہیں جو
اسے مجھے خرید کر قبضہ کیا تھا اور پانچ سو درم کسی اسباب کے دام ہیں جو اسے مجھے خرید کر قبضہ کیا تھا اور گواہوں نے صرف
پانچ سو درم کی مطلق گواہی دی کوئی سبب نہ بیان کیا تو گواہی پانچ سو کی مقبول ہوگی اور سبب کا بیان نہ ضروری نہیں
اور یہ مسئلہ صریح اس بات کی دلیل ہو کہ دین کے دعوی میں اگر سبب بیان ہو اور گواہوں نے مطلقاً گواہی دی تو مقبول
ہوتی ہو اور سبب بیان نہ شرط نہیں ہو اور امام طہیر الدین مرغینانی اسی پر فتویٰ دیتے تھے یہ فصول
عمادیہ میں لکھا ہو۔

دوسری فصل املاک کے دعوی کے بیان میں۔ اگر مدعی نے لفظ دار کے ساتھ دعوی کیا اور گواہوں نے لفظ بیت کے ساتھ
اسکی طرف سے گواہی دی تو بعضوں نے کہا کہ ہمارے محاورہ عرف کے موافق قبول ہونا چاہیے اور یہی اظہر ہو یہ ذخیرہ میں لکھا
اگر مدعی نے تمام گھر کا دعوی کیا اور گواہوں نے آدھے گھر کی گواہی دی تو جہاں نزہت اور آدھے گھر کی ڈگر مدعی کو دیا جائیگی
اور کچھ توفیق کی ضرورت نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی ملک کا مطلق دعوی کیا اور گواہوں نے کسی سبب
سبب کے ساتھ گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ نہیں میں لکھا ہو۔ مگر قاضی کو چاہیے کہ مدعی سے دریافت کرے کہ کیا تو اسی سبب سے
ملک کا دعوی کرتا ہو جسکی گواہوں نے گواہی دی ہو یا کسی اور سبب سے دعوی کرتا ہو پس اگر گواہوں کے بیان کیے ہوئے سبب سے
دعوی کرنا ظاہر کیا تو اسکے لیے ملکیت کا حکم دیدیگا اور اگر کسی دوسرے سبب سے دعوی کرنا بیان کیا یا کہا اس سبب سے دعوی
نہیں کرتا ہوں تو اسکے گواہوں کی گواہی قبول نہ کریگا یہ محیط میں لکھا ہو اگر کسی نے مطلقاً ملک کا دعوی کیا اور گواہوں نے
کسی سبب سے ملکیت کی گواہی دی پھر مطلقاً ملکیت کی گواہی دی تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر پہلے مطلقاً ملکیت کی گواہی
پھر کسی سبب سے ملکیت کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے دعوی کیا کہ یہ چیز میری ملکیت کی چیز
سے میری ملک میں پیدا ہوئی ہو اس سبب سے میں اسکا مالک ہوں اور گواہوں نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول ہوگی
اور اگر مطلقاً ملک کا دعوی کیا اور گواہوں نے ملکیت میں ملک سے پیدا ہونے کے سبب سے ملک کی گواہی دی
تو مقبول نہوگی یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو اگر مدعی نے کسی شخص کے پاس ایک گھوڑے پر دعوی کیا اور کہا کہ میری ملکیت میں
ملک سے پیدا ہونے کے سبب سے اور گواہوں نے بیان کیا کہ اسنے قالض سے خرید کیا اسواسے اسکا ہو تو مقبول نہوگی و لیکن
اگر یوں توفیق دی کہ واقعی میری ملکیت میں پیدا ہوا تھا پھر میں نے اسکو مدعا علیہ کے ساتھ فروخت کیا پھر اس سے خرید لیا ہو پس
جب تک اس طرح توفیق کا دعوی نہ کرے تب تک گواہی قبول نہوگی یہ طہیر الدین لکھا ہو اگر ملک مطلق کا دعوی کیا اور گواہوں نے

میں نے اسکو مدعا علیہ کے ساتھ فروخت کیا پھر اس سے خرید لیا ہو پس جب تک اس طرح توفیق کا دعوی نہ کرے تب تک گواہی قبول نہوگی یہ طہیر الدین لکھا ہو اگر ملک مطلق کا دعوی کیا اور گواہوں نے

بیان کیا کہ اس نے اسکو اپنے باپ کی میراث میں پایا ہو یا فلاں شخص سے خرید لیا ہو اور وہ اسکا مالک تھا اور یہ نہ کہا کہ وہ اسکا
 فی الحال مالک ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور وہ شومعین مدعی کو دلائے جاوے گی لیکن قاضی کو روایہ کہ گواہوں سے دریافت کرے
 کہ تم جانتے ہو کہ اسکی ملک سے محل کے یہ فضول عمارتیں کھائی ہو۔ اگر کسی نے دعوی کیا کہ یہ چیز مجھے اپنے باپ کی میراث میں ملی ہو اور
 اسکے گواہوں نے بیان کیا کہ یہ چیز اسکو اور اسکے بھائی کو اسکے باپ کی میراث سے ملی ہو تو گواہی جائز ہو یہ قاضی قاضی خان میں
 لکھا ہو۔ مفتی میں لکھا ہو کہ ایک فرد کسی شخص نے مطلقاً ملک کا دعوی کیا اور اسکی تاریخ بیان کی اور کہا کہ مدعا علیہ نے مجھے ایک
 مہینہ ہوا کہ لیکر قبضہ کر لیا ہو اور گواہوں نے ملک مطلق کا بلا تحریر تاریخ گواہی دی تو نامقبول ہوگی اور اگر اسکا عکس ہو تو مقبول ہوگی اور
 یہی سخت امر ہو اور میراث کے سبب سے ملک کا دعوی بمنزلہ ملک مطلق کے دعوی کے ہو یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہو اگر ایک گھر پر جو
 ایک شخص کے قبضہ میں ہو یہ دعوی کیا کہ ایک سال سے یہ میرا ہو اور گواہوں نے گواہی دی کہ بتیل برس سے اسکا ہو تو گواہی باطل ہو
 اور اگر مدعی نے میں برس سے ملکیت کا دعوی کیا اور گواہوں نے کہا کہ ایک سال سے اسکا ہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ قاضی
 قاضی خان میں لکھا ہو کسی مال معین پر اپنی ملکیت کا دعوی کیا اور کہا کہ اس شخص قابض نے مجھے ایک مہینہ سے لیکر قبضہ کر لیا ہو
 اور ناحق لیکر قبضہ کر لیا ہو اور گواہوں نے اسکی ملکیت کی گواہی دی اور قبضہ کی مدت نہ بیان کی کہ کب سے لیکر آئے قبضہ کیا ہو تو گواہی
 قبول نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر مدعی نے بلا مدعا علیہ کے قبضہ کر لینے کا دعوی کیا یعنی دعوی میں آئے کچھ مدت نہ بیان کی اور گواہوں
 نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے ایک مہینہ سے قبضہ کر لیا ہو تو بھی مقبول نہ ہوگی لیکن اگر مدعی نے اس طرح توفیق دی کہ میری ہی عمارت تھی
 کہ ایک مہینہ سے آئے قبضہ کر لیا ہو تو مقبول ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ بدون توفیق لینے کے ایسی گواہی مقبول ہوگی یہ فضول
 عمارت میں لکھا ہو مدعی نے دعوی کیا کہ اس نے اسقدر میر مال ایسی وجہ سے اپنے قبضہ میں کیا ہو کہ اس پر واپس کرنا ضرور ہو اور
 گواہوں نے مطلقاً قبضہ کر لینے کی گواہی دی اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ نے ایسی وجہ سے قبضہ کیا ہو کہ اسکو واپس کر دینا واجب ہو تو
 اصل قبضہ کے باب میں گواہی مقبول ہوگی پس واپس دینا واجب ہوگا لہذا فی الجہد الرائق اور اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے
 قبضہ کر لینے کا اقرار کیا ہو تو بھی مقبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ اگر دعوی کیا کہ اس نے میرے اسقدر مال پر قبضہ کیا اور ناحق
 قبضہ کیا ہو اور اسکے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے بطریق سود لینے کے قبضہ کیا ہو تو گواہی قبول ہوگی یہ فضول عمارت
 میں لکھا ہو اور اگر مدعی نے حسب کی راہ سے قبضہ کر لینے کا دعوی کیا اور گواہوں نے سود کی وجہ پر قبضہ کر لینے کی گواہی دی
 تو مقبول نہ ہوگی۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ تو نے میرے مال سے ایک اونٹ ناحق اپنے قبضہ میں کر لیا ہو اور اسکی قیمت اور رنگ
 ذکر کر دیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ اس قابض نے فلاں شخص کا اونٹ اپنے قبضہ میں کر لیا ہو یعنی مدعی کے سولے دو سولے
 کا نام لیا تو یہ گواہی مقبول ہوگی بابتک کہ جبراً حاضر لانے کا حکم کیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے بیان
 کیا کہ اس شخص نے فلاں شخص کا غلام غصب کر لیا تھا مگر پھر گئے واپس دیا اور وہ اپنے مالک کے پاس مر گیا اور مخصوص ہنہ
 نے کہا کہ مجھے آئے وہیں نہیں دیا اور اسی کے پاس مر گیا ہو اور شہود علیہ نے کہا کہ نہ میں نے غصب کیا اور نہ میرے
 پاس مر گیا اور نہ اس میں کوئی چیز واقع ہوئی تو فرمایا ہو کہ میں اسکی قیمت مدعی کو دلاؤنگا یہ نظیر یہ میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح
 اگر گواہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے غصب کیا اور اسکے مالک نے اس غلام کو غاصب کے پاس مار ڈالا ہو اور حضور نے
 نے بیان کیا کہ میرے پاس سے آئے غصب کر لیا ہو مگر میں نے اسکے پاس غلام کو قتل نہیں کیا اور وہ اسی کے پاس
 مر گیا ہو اور شہود علیہ نے بیان کیا کہ میں نے کوئی غصب نہیں کیا اور نہ مدعی نے کوئی اپنا غلام میرے پاس مار ڈالا ہو

تو اس صورت میں بھی مدعا علیہ پر غلام کی قیمت واجب ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ نے ہلاک کر ڈالا ہو اور گواہوں نے مدعا علیہ کے قبضہ کیلئے کی گواہی دی تو قبضہ ہوگی۔ مدعی نے دعویٰ کیا کہ اس نے میرے مال میں سے اس قدر اسباب تلف کیا اور اس پر اس کی قیمت واجب ہو اور گواہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اس کو فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کر کے سپرد کر دیا ہو تو گواہی مقبول ہو اور اگر فقط بیع کر دینا ذکر کیا اور سپرد کرنا نہ ذکر کیا تو یہ گواہی تلف کر دینے پر درست نہ ہوگی یہ فیصلہ عادیہ میں لکھا ہو۔ اگر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا گدھا مضرب کر لیا ہو اور گواہوں نے گواہی دی کہ گدھا مدعی کی ملک ہو اور اس شخص کے قبضہ میں ناحق ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہو۔ اگر دس بن آٹھ بھوسی ملے ہوئے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے آٹے کی بدو بھوسی کے گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی اور اسی طرح اگر چھٹے ہوئے آٹے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے بے چھٹے ہوئے کی گواہی دی تو مقبول نہ ہوگی اور اگر مدعی نے کھری چاندی کا دعویٰ کیا اور وزن بیان کر دیا اور گواہوں نے چاندی اور وزن کی گواہی دی اور کھری وغیرہ صفت کا بیان نہ کیا تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور ردی چاندی دلوای جاوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ مفتی میں مذکور ہو کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ گھر میرے اور قباضہ کے درمیان نصف نصف ہو کہ مجھے باپ کی میراث میں ملا ہو اور قباضہ نے اس کا اٹھارہ لیا اور کہا کہ سب میرا ہو پھر مدعی گواہ لایا کہ جنھوں نے گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے باپ کا ہو اور وہ مر گیا اور اسے اس مدعی کے واسطے میراث چھوڑا ہو اور اسکے سوا اس کا کوئی وارث نہیں ہو پس امام محمد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر پہلے مدعی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ اس میں سے آدھا قباضہ کو بھل گیا ہو تو اس کے گواہوں کی یہ گواہی باطل ہوگی اور اگر مدعی نے کہا کہ میں نے اس کا آدھا مدعا علیہ کے ہاتھ نہراں درم کو فروخت کیا تھا تو قاضی اس کو بیع کر دینے کے دعویٰ میں صادق نہ جائیگا اور نہ اس کو اپنے گواہوں کا جھٹلانے والا کر دینا اور آدھے کھر کی ڈگری اسکے نام میراث کی وجہ سے کر دیگا۔ اور اگر وہ اسکے گواہ لایا کہ میں نے آدھا گھر مدعا علیہ کے ہاتھ نہراں درم کو فروخت کر دیا ہو یا اسے اس شرط پر مدعا علیہ سے صلح کر لی ہو کہ آدھا گھر اسکے سپرد کر دے تو گواہی مقبول ہوگی اور تمام کھر کی ڈگری اسکے نام کر دیگا اور آدھا گھر مدعا علیہ کے ہاتھ فروخت ہوئیگا حکم دیگا بشرطیکہ مدعی نے بیع کا دعویٰ کیا ہو اور مدعا علیہ پر شمن واجب ہوگا اور اگر صلح کر لینے پر اسے گواہ قائم کیے تھے تو صلح باطل کر کے تمام گھر مدعی کے حوالہ کیا جاوے گا یہ محیط میں لکھا ہو مفتی میں لکھا ہو کہ کسی نے یہ دعویٰ کیا کہ اس گھر میں سے آدھا بے بانٹا ہوا میرا ہو اور وہ کھر دو شخصوں کے قبضہ میں تھا کہ دونوں نے اس کو تقسیم کر لیا تھا اور ایک غائب ہو گیا تھا اور مدعی نے حاضر سے جھگڑا کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی کا یہی آدھا ہو جو اس حاضر کے قبضہ میں ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی یہ وزیر کوئی میں لکھا ہو اگر ایک مال معین کسی شخص کے قبضہ میں تھا اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے پھر مدعی نے کہا کہ یہ مال ہرگز کبھی میرا نہ تھا تو گواہی باطل اور نام مقبول ہوگی اور اگر حکم قاضی ہو چکا تھا تو باطل ہو جائیگا اور اسی طرح اگر ہرگز کا لفظ نہ کہا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک غلام پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور گواہ پیش کیے کہ جنھوں نے یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ یہ غلام مدعی کی ملک ہو تو گواہی قبول ہوگی اور اگر گواہوں نے کہا کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ میں نے مدعی سے خرید لیا ہو اور مدعی نے کہا کہ اس نے یہ اقرار کیا لیکن میں نے اس کے ہاتھ نہیں فروخت کیا ہو تو مدعی غلام کو لے لیگا اسی طرح اگر قبضہ بطور چکانے کے واقع ہوئیگا اقرار کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ مدعی نے مجھے کو ایہ بردیا ہو تو بھی یہی حکم ہو اسی طرح اگر گواہی دی کہ مدعا علیہ نے کہا کہ تو نے میرے

باتھ اتنے دامن کو فروخت کیا ہو یا یہ گواہی دی کہ اسے اقرار کیا ہو کہ مدعی نے میرے پاس ودیت رکھا ہو تب بھی حکم ہو اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے دیا ہو تو قبول ہوگی اور اگر یہ گواہی دی کہ مدعا علیہ نے غضب کر لینے کا اقرار کیا یا یہ اقرار کیا کہ مدعی نے میرے پاس رہن کیا ہو تو قبول ہوگی اور غلام مدعی کو دلایا جائیگا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک باندی پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ باندی میری تھی اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ باندی اسکی ہو تو یہ مسئلہ کسی کتاب میں مذکور نہیں اور شلخ نے ایسی گواہی میں اختلاف کیا بھون نے کہا کہ قبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ قبول ہوگی اور یہی اصح ہو بیحیط و ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری تھی اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ اسکی تھی تو مقبول ہوگی یہ خزائنہ المفتیین میں لکھا ہو۔ اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ اسکی تھی تو مقبول ہوگی۔ اگر ایک شخص نے ایک گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر اس مدعی کے قبضہ میں تھا تو ظاہر الروایت کے موافق گواہی نامقبول اور ڈگری ہوگی بیحیط میں ہو۔ اگر ایک گھر کا دعویٰ کیا اور اُمین سے ایک کو ٹھہری اور اُسکے جانے کا راستہ اور تمام حقوق و مرقع کو نکال دیا پھر گواہوں نے اُسکے واسطے گھر کی گواہی دی اور جو کچھ مدعی نے نکال ڈالا تھا اُسکا استثنائے کیا تو مقبول ہوگی و لیکن اگر مدعی نے توفیق مطرح دی کہ سب گھر میرا تھا و لیکن جو کچھ میں نے نکالا ہو وہ اسکے ہاتھ بیٹا لایا تھا تو مقبول ہوگی یہ وجہ کروری میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے ایک دار کی کسی کی ملکیت ہونے کی گواہی دی اور شہدوں نے کہا کہ اُمین سے فلان بیت سوائے مدعا علیہ کے فلان شخص کا ہو یہ راہنیں ہو تو اُسے اپنے گواہوں کی تکذیب کی پس اگر اُسے قاضی کے حکم دینے سے پہلے یہ بیان کیا تو اسکے لیے اور دوسرے مقرکہ کے لیے کسی چیز کی ڈگری ہوگی اور اگر حکم دینے کے بعد بیان کیا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ فلان شخص کے واسطے جو اقرار کیا ہو وہ جائز رکھو گنا اور فلان شخص کو دلاؤ گنا اور باقی ہمارے مدعا علیہ کو واپس لاؤ گنا اور یہ مدعی اُس بیت کی قیمت جو اُسے دوسرے فلان شخص کے واسطے اقرار کیا ہو شہدوں علیہ کو ڈانڈ دیکھا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو ایک شخص نے ایک دار کا دعویٰ کیا اور گواہ لایا اور عمارت کا حکم تبعا دیدیا گیا پھر مدعی نے کہا کہ عمارت مدعا علیہ کی ہو یا مدعا علیہ نے اس پر گواہ پیش کیے تو عمارت اُسکو دلا دیجا دیگی اور زمین کی بابت جو حکم ہوا ہو وہ باطل ہوگا اور اگر گواہوں نے اپنی گواہی میں عمارت کو بھی صاف ذکر کیا تھا اور حکم قضا اسکے ساتھ بھی متعلق ہوا تھا پھر مدعی نے اقرار کیا کہ عمارت مدعا علیہ کی ہو تو حکم قضا باطل ہوگا پھر اگر مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ عمارت اسکی ہو تو کچھ حکم نہ دیا جائیگا یہ وجہ کروری میں لکھا ہو۔ منتفی میں ہو کہ اگر گواہوں نے کسی شخص کی طرف سے ایک دار کی گواہی دی پھر جب الکی تعدیل ثابت ہو گئی تو مدعا علیہ نے کہا کہ عمارت میری ہو میں نے بنوائی ہو اور باہر گواہ پیش کرنے چاہیے پس اگر مدعی کے گواہ حاضر ہوں تو قاضی اُسے دریافت کرے گا کہ عمارت کس کی ہو پس اگر اُنھوں نے کہا کہ مدعی کی ہو تو مدعا علیہ کے قول کی طرف التفات نہ کریگا اور اگر اُنھوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ عمارت کسکی ہو مان اسکی ہم گواہی دیتے ہیں کہ زمین مدعی کی ہو تو عمارت مدعا علیہ کو دلائی جائیگی بشرطیکہ گواہ قائم کرے اور حکم دیا جائیگا کہ عمارت اگر زمین مدعی کے سپرد کرے اور اگر مدعا علیہ گواہ نہ لایا تو قاضی مدعی کی گواہی پر اسکے واسطے زمین کی ڈگری کرے گا اور عمارت زمین کی تابع ہوگی بعد ازاں اگر مدعا علیہ گواہ لایا کہ عمارت میری ہو تو لے لیا یہ فیصلہ صحابہ میں ہو منتفی میں ہو کہ اگر گواہ مدعی دار کی گواہی دیکر غائب ہو گئے اور مدعی کو یہ قدرت نہ رہی کہ پھر اُنکو حاضر کرے

کرے پھر ایک شخص آیا اور اُسے دعویٰ کیا کہ اس دار کی عمارت میری ہو اور اُسکے دو گواہوں نے اسپر گواہی دی تو قاضی دار کے مدعی کے واسطے زمین کی ڈگری کر دیگا اور عمارت دونوں مدعیوں میں نصف نصف تقسیم ہوگی پھر اگر علیہ نے حکم قاضی سے پہلے یا بعد اسکے گواہ پیش کیے کہ عمارت میری ہو تو مقبول نہیں ہو اور اگر مدعی کے گواہوں نے بیان کیا کہ زمین مدعی کی ہو اور ہم نہیں جانتے ہیں کہ عمارت کسکی ہو تو مدعی کے واسطے زمین کی ڈگری کیجاگی اور عمارت کی ڈگری خاص اُسکے مدعی کے لیے ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور جس زمین میں حتماً وغیرہ کے درخت ہوں اور گواہ درختوں اور زمین کی تفصیل نہ بیان کریں تو اُسکا حکم مثل دار کے ہو اور قاضی زمین کی ڈگری مدعی کے واسطے کرے گا اور درخت اُسکے تابع ہونگے نہ یہ کہ گواہی درختوں پر معتبر ہوگی۔ اور اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ یہ انگوٹھی یا یہ تلوار فلان مدعی کی ہو اور نگینہ اور طلیہ کا ذکر نہ کیا تو قاضی مدعی کے واسطے انگوٹھی مع نگینہ اور تلوار مع طلیہ کے ڈگری کر دیگا بدو اُسکے کہ نگینہ اور طلیہ کی نسبت گواہی کے وجہ سے حکم دینا معتبر ہو اور اسی وجہ سے اگر مدعا علیہ نے نگینہ یا طلیہ اپنی ملکیت ہونے کے گواہ پیش کیے تو اُسکے لیے حکم ہو جائیگا خواہ قاضی نے تلوار کے لیے مدعی کے واسطے پہلے حکم دیدیا ہو یا نہ دیدیا ہو یہ فضول عمارت میں لکھا ہو۔ ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور اُسکی لڑکی دوسرے کے قبضہ میں ہو پھر ایک مدعی نے باندی کے قاضی پر اٹھا کر کہا کہ یہ میری ہو اور قاضی نے اُسکی ڈگری کر دی تو اُسکو باندی کی لڑکی لینے کا اختیار اسی حکم سے حاصل نہوگا اسی طرح اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک درخت ہو اور اُسکے چل دوسرے کے پاس ہیں پھر ایک مدعی نے درخت کے قاضی پر گواہ پیش کر کے قاضی کے حکم سے درخت لے لیا تو اس حکم سے اُسکو پہلے لینا کا اختیار نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں منقول ہو اگر گواہوں نے ایک باندی کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو یہ گواہی دی کہ یہ باندی اس مدعی کی ہو اور اُسکی ڈگری ہو گئی پھر گواہ غائب ہو گئے یا مر گئے اور معلوم ہوا کہ اس باندی کی کوئی اولاد شہود علیہ کے پاس ہو کہ جسکو گواہوں نے نہیں دیکھا تھا تو مدعی اُسکو لے لیگا اور اسی طرح اگر مدعا علیہ کے پاس باندی کی اولاد ہوتا معلوم ہو مگر گواہوں نے صرف باندی کی گواہی دی تو بھی مدعی باندی مع اولاد حکم قاضی سے لے لیگا اور اگر قاضی نے کہا کہ میں اُسکے گواہ پیش کرتا ہوں کہ یہ اولاد میری ہو تو قاضی التفات نہ کرے گا اور باندی مع اولاد مدعی کو دلاویگا پھر جب قاضی نے ایسا حکم دیدیا پھر گواہ حاضر ہوئے اور کہا کہ اولاد مدعی کی نہیں ہو مدعا علیہ کی ہو تو قاضی اُسکو نہ دلاویگا اگرچہ گواہ لاوے۔ اور اگر حکم دینے سے پہلے گواہ حاضر تھے اور قاضی نے اُسے دریافت کیا کہ اولاد کس کی ملک ہو انھوں نے کہا کہ مدعا علیہ کی ہو یا کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں تو قاضی اولاد کی نسبت کچھ حکم نہ دیگا اور باندی مدعی کو دلاویگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک گھر کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور گواہ سنائے اور قاضی نے ڈگری کر دی پھر مدعی نے اقرار کیا کہ یہ گھر سولے مدعا علیہ کے فلان شخص کا ہو میرا حق امین نہیں ہو اور فلان شخص نے خواہ اُسکی تصدیق کی یا نہ تصدیق کی تو اس سے حکم قضا باطل نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر مدعی نے کہا کہ یہ گھر میرا نہیں ہو یہ تو فلان شخص کا ہو اور فلان شخص نے اُسکی تصدیق کی تو گھر اُسکا ہو اور مدعی اپنے مدعا علیہ کو کچھ ضمانت نہ دیگا یہ محیط میں لکھا ہو اگر مدعی نے بعد حکم قضا کے یہ بیان کیا کہ یہ گھر فلان شخص کا ہو میرا گھر نہیں تھا پس یا تو اُسے پہلے دوسرے کے واسطے اقرار کیا پھر اپنی ملک ہے نفی کی یا پہلے اپنی ملک ہونے سے نفی کی پھر دوسرے کے واسطے اقرار کیا پس اگر فلان شخص نے اُسکی تمام باتوں میں تصدیق کی تو وہ گھر پھر مدعا علیہ کو واپس نہ دیا جائیگا اور اُس فلان شخص کو کچھ نہ دیگا اور اگر فلان شخص نے

بہرہ کے دینے سے انکار کیا تو مین نے اُس سے صدقہ مین مالگا پس اُس نے صدقہ دیدیا تو مین اس گواہی کو جائز رکھوگا
یہ مہو طمین لکھا ہو۔ اگر کسی کے پاس ودیعت رکھنے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے کہا کہ مدعا علیہ نے مدعی کی ودیعت
رکھنے کا اقرار کیا ہو تو قبول ہوگی جیسے غصب کی صورت میں مقبول ہوتی ہو اور یہی حکم عاریت کا ہو یہ فضول
عمادیہ میں لکھا ہو اور اگر شروع ایک سال سے خرید لینے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے خرید کی گواہی دی اور تاریخ
کا ذکر نہ کیا تو مقبول ہوگی اور اگر اسکا اثبات ہو تو مین مقبول ہوگی اگر مدعی نے تاریخ خرید ایک ماہ ذکر کی اور گواہوں
نے اسکا آدھا ذکر کیا تو مقبول ہوگی اور اگر اسکا اُٹا ہو تو غیر مقبول یہ یہ خلاصہ مین ہو۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر
ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ قابض نے مجھے ایک سال ہوا کہ صدقہ مین دیا ہو اور مین نے قبضہ کیا ہو اور قابض نے انکار کیا پھر مدعی
گواہ لایا کہ اُنھوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے دو سال سے خرید لیا ہو تو مقبول ہوگی لیکن اگر اس طرح توفیق دی کہ پہلے
میر نے اُس سے خرید لیا پھر اُس کے ہاتھ فروخت کیا پھر اُس نے ایک سال ہوا کہ مجھے صدقہ مین دیدیا اور اس توفیق پر گواہوں
نے بیع کی گواہی اور پھر صدقہ کی گواہی دی تو مقبول ہوگی۔ اور اگر پہلے ہی قابض سے خریدنے کا بیان ایک سال سے دعویٰ
کیا اور گواہوں نے دو سال کی تاریخ سے صدقہ مین دیدینے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی لیکن اگر یہ بیان کیا کہ اتنی ہی سال
سے اُس نے مجھے صدقہ مین دیا پھر مین نے اُس کے ہاتھ فروخت کیا پھر ایک سال ہوا کہ مین نے خرید لیا اور اسپر گواہ بھی پیش
کیے تو مقبول ہونگے۔ اور اگر ایک سال سے صدقہ کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے کہا کہ ایک مہینہ ہوا کہ اس نے خرید لیا ہو
تو مقبول ہوگی لیکن اگر بیان کیا کہ سال بھر ہوا کہ اپنے صدقہ مین دیا تھا پھر کسی سبب سے اُس کے پاس پہنچ گیا اور اسے
صدقہ سے انکار کر دیا پھر ایک مہینہ ہوا کہ مین نے خرید لیا ہو اور اسکو گواہی سے ثابت کر دیا تو مقبول ہوگی یہ قاضی
قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر مدت ایک سال سے خریدنے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے کہا کہ ایک مہینہ ہوا کہ اس نے صدقہ
مین دیدیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی لیکن جبکہ دونوں قولوں میں موافقت ثابت کرے یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اگر دعویٰ
کیا کہ مین نے ایک سال سے اپنے باپ کی میراث مین پایا ہو اور گواہوں نے کہا کہ قاضی کے پاس سے اُٹھ جانے کے
بعد اس نے قابض سے خرید لیا ہو تو قبول ہوگی لیکن اگر اس طرح توفیق دی کہ اس نے میری میراث سے مجھے روک دیا پھر اب
مین نے اس سے خرید لیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی بشرطیکہ دوبارہ گواہی کا اعادہ کرے۔ اگر ایک باندی پر جو ایک
شخص کے ہاتھ مین ہو یہ دعویٰ کیا کہ مین نے اسکو اپنے اس غلام کے عوض خرید لیا ہو اور اسکو ایک مہینہ ہوا اور بالغ نے
اس سے انکار کیا اور مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اس باندی کو اس مدعا علیہ سے ایک ہزار درم کو
قاضی کے پاس سے اُٹھ جانے کے بعد خرید لیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی لیکن اگر توفیق اس طرح بیان کی کہ پہلے مین نے
ایک مہینہ ہوا کہ جب بعض غلام کے خریدی تھی پھر جب اس نے انکار کیا تو مین نے اب ایک ہزار درم کے عوض خریدی ہو
پس اگر اسپر گواہ پیش کیے تو گواہی خرید کی مقبول ہوگی۔ اور اگر پہلے دعویٰ کیا کہ مین نے ایک مہینہ ہوا کہ غلام کے
عوض یہ باندی خریدی پھر اُسے جو گواہ سنائے اُنھوں نے بیان کیا کہ اپنے ایک سال ہوا یا اس سے زیادہ کہ اسے
خرید کیا ہو تو مقبول ہوگی لیکن اگر بیان کیا کہ موافق گواہوں کے بیان کے پہلے ایک سال ہوا کہ مین نے خرید لیا
پھر اس کے ہاتھ بیچا لایا پھر ایک مہینہ ہوا کہ اس سے خرید لیا ہو اور بعد اس بیان کے گواہوں نے خرید فروخت کی گواہی دی
تو توفیق درست ہوگی اور اُسکی ڈگری کر دی جائیگی یہ قاضی خان مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک غلام پر جو ایک شخص

کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو قابض سے خرید لیا ہے اور قابض شکر ہو پھر مدعی کے گواہوں نے بیان کیا کہ اس قابض نے مدعی کے ہاتھ پر غلام فروخت کیا ہو مگر ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ بائع کا ہو یا نہیں ہو تو گو گواہی جائز ہو اور اگر اس پر ایسی ایسی دیکھ لیا کہ بنوں نے یہ گواہی دی کہ غلام ہمارا ہو اگر اس مدعا علیہ نے اس مدعی کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو تو قاضی نے کہا کہ اسی پر مدعی کو دلا دینا یہ ٹھیک ہے بن لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک گھر خریدنے کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے اسے دیکھ لیا کہ یہ گواہی دیا ہو کہ اس نے فروخت کیا اور اس مدعا علیہ نے بیع کی اجازت دیدی تو گو گواہی قبول نہ کی یہ خزانہ المغنیین میں لکھا ہو۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ عورت اس سبب سے میری جو رہی کہ میں نے اسکو مہر اس سے نکاح کر لیا ہے اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ عورت مدعی کی منکوحہ ہو اور نکاح کر لیا کہ نہ کیا تو مقبول ہو اور مہر مثل دیا یا جائیداد بشکر ملکہ مہر مثل اس مقدار کے برابر ہو جو مدعی نے بیان کیا یا کم ہو اور اگر زائد ہو تو زیادتی کا حکم ہو گا یہ عورت زور میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اپنے تین سیرے ساتھ بچا پس دینا پر سیاہ دیا ہے اور گواہوں نے نکاح کی گواہی دی اور مہر کا ذکر نہ کیا تو گو گواہی مقبول ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو اگر کسی نے کہا کہ یہ عورت عورت ہو یا یہ میری منکوحہ ہو اور گواہوں نے کہا کہ اسے اس عورت سے نکاح کیا تھا اور فی الحال جو رہو بیٹا کچھ ذکر نہ کیا کہ اب اسکی منکوحہ ہو تو ایسی گواہی مقبول ہوگی یہ خزانہ المغنیین میں لکھا ہو اگر مدعی نے ایک عورت پر نکاح کا دعوے کیا اور گواہوں نے کہا کہ اسے اسے نکاح کیا ہو لیکن ہم کبریٰ کو نہیں پہچانتے ہیں تو قاضی مدعی سے گواہ طلب کر لیا کہ سپر تو دعویٰ کرتا ہو یہی کبریٰ ہو۔ دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس عورت نے اس مرد کے ساتھ نکاح کیا تھا تو جو نہیں جانتے ہیں کہ اب یہ انکی عورت ہو یا نہیں یا گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے یہ شرمین اس کے ہاتھ فروخت کر دی تھی مگر ہم نہیں جانتے ہیں کہ اب اسکی مالکیت میں ہو یا نہیں ہو تو بدلیل ہتھیاب فی الحال نکاح اور ملکیت کا حکم دیا جائیگا اور نکاح کا گواہ فی الحال کا گواہ ہو یہ وجہ کر دری میں ہو ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرے مالک نے مجھے آزاد کر دیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ وہ بچہ ہو تو مقبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ مقبول ہو اور اگر باندی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے مجھے آزاد کیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مرد ہو تو مقبول ہو اور اگر غلام نے اصلی آزادی کا دعوے کیا اور گواہوں نے اسکی طرف سے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اسے آزاد کیا ہو تو بعض نے کہا مقبول نہیں ہو اور بعض نے کہا مقبول ہو یہ مقبول عباد میں لکھا ہو۔

السؤال باب گواہوں کے اسناد کے بیان میں امام انظم ر کے نزدیک گواہوں میں لفظاً و معنی اتفاق ہونا معتبر ہے اور ما بینین نے فرمایا کہ صرف معنی میں اتفاق ہونا معتبر ہے اور لفظ میں متفق ہونے سے یہ مراد ہو کہ بطریق دفع کے نہ بطریق تعین کے دونوں کے الفاظ کے ایک معنی پیدا ہوں یہ بین میں لکھا ہو۔ حتیٰ کہ اگر غضب کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے غضب کی گواہی دی اور دوسرے نے اقرار غضب کی گواہی دی تو مقبول ہوگی اور اگر ودیعت کا دعویٰ کیا اور ایک نے ودیعت رکھنے کی گواہی دی اور دوسرے نے اقرار ایداع کی گواہی دی تو مسئلہ غضب کے قیاس پر مقبول نہونا چاہیے اور مسئلہ قرض کے قیاس پر مقبول ہونا چاہیے کذا فی الفصول العادیه اور گواہوں کے الفاظ ایک معنی کو بطور وضع کے مفید ہوں خواہ بعینہ الفاظ ہوں یا مرادف الفاظ ہوں حتیٰ کہ اگر ایک نے مہر کی اور دوسرے نے عقیقہ کی گواہی دی تو مقبول ہوگی فیستح القدرین لکھا ہو اگر ایک نے نکاح کی گواہی دی اور دوسرے نے تزویج کی

کی گواہی دی تو مقبول ہو اسکو محیطین ذکر کر کے کچھ اختلاف نہیں بیان کیا یہ تمیز میں لکھا ہو۔ اور طلاق کی کنایات میں اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ تو خلیہ ہوا اور دوسرے نے کہا کہ تو برتیرہ تو سب کے نزدیک مقبول نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ بھکھو میں نے طلاق دی اگر تو اس گھ میں داخل ہوا اور یہ عورت داخل ہوئی اور دوسرے نے گواہی دی کہ بھکھو طلاق ہو اگر تو فلان شخص سے کلام کرے اور اسنے کلام کیا تو سب کے نزدیک مقبول نہوگی اور اسی طرح اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ اسنے تین طلاق دی ہیں اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے کہا تھا کہ تو بچہ حرام ہو اور تین طلاق کی نیت کی تھی تو سب کے نزدیک غیر مقبول ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو ایک گواہ نے ایک ہزار قرضہ کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کسی قدر کے واسطے مقبول نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک ایک ہزار درم کی گواہی مقبول ہوگی بشرطیکہ دعویٰ دو ہزار کا دعویٰ کرتا ہو وے اور علی بن اسود درم اور دو سو درم یا ایک طلاق اور دو طلاق یا تین طلاق میں اگر یہ صورت واقع ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو یہ ہدایہ میں لکھا ہو اور امام اعظم رحمہ کا قول اس مسئلہ میں صحیح ہے یہ مضمرات میں لکھا ہو۔ اور اگر پندرہ کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے پندرہ کی اور دوسرے نے دس کی گواہی دی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کسی قدر کی ڈگری نہ کیجائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک نے ہزار کی اور دوسرے نے ڈیڑھ ہزار کی گواہی دی اور دعویٰ ڈیڑھ ہزار کا دعویٰ کرتا ہو تو گواہی ایک ہزار پر مقبول ہوگی اور اسکی نظیر ایک طلاق اور ڈیڑھ طلاق ہو یہ ہدایہ میں ہے اور اگر دعویٰ نے کہا کہ فقط ایک ہزار تھے اس سے زیادہ نہ تھے تو سب نے ڈیڑھ ہزار کی گواہی دی اسکی گواہی باطل ہے اور اسی طرح اگر سولے ہزار کے دعوے کے سالت ربا تب بھی حکم ہے اور اگر دعویٰ نے اسطرح توفیق دی کہ اصل حق میرا ڈیڑھ ہزار درم تھے جیسا کہ گواہ نے گواہی دی لیکن پانچ سو درم میں نے وصول کر لیے یا اسکو معاف کر دیے اور گواہ کو معلوم نہ ہوا تو گواہی مقبول ہوگی یہ کافی میں لکھا ہو۔ اگر ایک نے بیس پر اور دوسرے نے پچیس کا دعویٰ کیا تو بالاجماع بیس کی گواہی مقبول ہوگی اور یہ حکم اسوقت ہو کہ دعویٰ پچیس کا دعویٰ کرتا ہو اور اگر بیس کا دعویٰ کرتا ہو تو بالاجماع غیر مقبول ہو اور اگر دعویٰ نے اس مسئلہ میں ایک ہزار اور دو ہزار کے مسئلہ میں اسطرح توفیق دینا چاہی کہ واقعی اسپر میرے دو ہزار درم آتے تھے مگر میں نے اسکو ایک ہزار درم معاف کر دیے تو مقبول ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر ہزار درم قرض ہونے کی گواہی دی مگر ایک گواہ نے دو دہیا درم بیان کیے اور دوسرے نے کالی چاندی کے بیان کیے حالانکہ دو دہیا درم کی چاندی اس سے کھری ہوتی ہو پس اگر دعویٰ سیاہ چاندی کے درم کا دعویٰ کرتا تھا تو گواہی بالکل مقبول نہوگی لیکن اگر اسطرح توفیق دی کہ واقعی دو دہیا درم تھے جیسا کہ اس گواہ نے بیان کیا مگر میں نے اسکو اس جید درم ہونے کی صفت سے معاف کر دیا تھا اور اس گواہ کو معلوم نہوا دوسرے گواہ کو معلوم ہوا تو یہ گواہی سیاہ درم پر مقبول ہوگی اور اگر دو دہیا درم کا دعویٰ کرتا ہو تو سیاہ درم پر گواہی مقبول ہوگی کیونکہ اقل پر دونوں گواہ لفظاً و معنی متفق ہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اسی طرح حکم تمام گواہوں میں جاری ہے کہ جب ایک جنس کے قدر با وصف پر دونوں گواہ متفق ہوئے اور اس سے زیادہ میں اختلاف ہو تو گواہی بقدر اتفاق کے مقبول ہوگی بشرطیکہ دعویٰ افضل کا دعویٰ کرتا ہو اور اگر قدر با وصف میں اتفاق سے کس کا دعویٰ کرتا ہو تو گواہی بالکل مقبول نہوگی اور اگر جنس میں اختلاف کیا مثلاً ایک نے ایک گر گھوٹ کے اور دوسرے

نے یا اس کو جو کی گواہی دی تو خواہ کسی کیفیت سے اختلاف دلت ہو گا وہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر دونوں نے ہزار درم کی گواہی دی اور ایک نے کہا کہ آئین سے مدعا علیہ نے پانچ سو درم ادا کر دیے ہیں تو ہزار درم کا حکم دیا جائیگا اور گواہ کی پانچ سو درم ادا کرنے کی گواہی قبول ہوگی مگر جبکہ اُسکے ساتھ دوسرا گواہ بھی ایسی گواہی دے تو مقبول ہوگی اور جب اُسکو معلوم ہو گیا کہ مدعا علیہ نے پانچ سو درم ادا کر دیے ہیں تو جب تک مدعی یہ اقرار نہ کرے کہ اپنے پانچ سو درم ادا کر دیے ہیں تب تک اُس پر واجب ہو کہ ہزار درم کی گواہی مدعی کی طرف سے نہ دے تاکہ ظلم پر امانت کرنے والا نہ شمار ہو یہ بین اور کافی میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے ہزار درم قرض کا دعویٰ کیا اور دونوں گواہوں میں سے ایک نے قرض پر اور دوسرے نے قرض ہونے اور قرضدار کے ادا کر دینے پر گواہی دی تو دونوں کی گواہی قرض ہونے پر قبول ہوگی اور ادا کر دینے پر ظاہر روایت کے موافق گواہی قبول ہوگی اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ قرض ہونے پر بھی یہ گواہی مقبول ہوگی اور ظاہر روایت میں جو حکم مذکور ہوا وہ صحیح ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اگر قرضدار نے ادا کر دینے کا دعویٰ کیا پھر ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ قرض خواہ نے اقرار کیا ہو کہ میں نے سہرا پایا اور دوسرے نے بری کر دینے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی اور اگر بری کر دینے کے گواہ نے یہ بیان کیا کہ قرض خواہ نے یون اقرار کیا ہو کہ قرضدار نے میری جانب سے مال کی برات کر لی تو دونوں کی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ ایک شخص پر دوسرے کے ہزار درم ہیں اُس نے دعویٰ کیا کہ میں نے اُسکا قرضہ ادا کر دیا اور دو گواہوں میں سے ایک نے ادا کر دینے کی گواہی دی اور دوسرے نے قرض خواہ کے سہرا پانے کے اقرار کی گواہی دی تو قبول ہوگی اگر قرضدار نے ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے قرض خواہ کے سہرا پانے کے اقرار کی گواہی دی اور دوسرے نے یہ کہ دینے یا صدقہ کر دینے و تحلیل کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو قرضدار نے برات کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے یہی گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ قرض خواہ نے اُسکو بہہ کر دیا یا صدقہ میں دیدیا یا عطیہ دیا یا اُسکو حلال کر دیا تو گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو قرضدار نے برات کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے یہ کہ دینے یا صدقہ کی گواہی دی تو قبول ہوگی اور اگر قرضدار نے بہہ کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے بہہ کی اور دوسرے نے صدقہ کی گواہی دی تو قبول ہوگی اور اگر ایک نے برات کی اور دوسرے نے عطیہ یا تحلیل و احلال کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اگر قرضدار نے وفا کر دینے کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ قرض خواہ نے اُسکو فلاں شہر میں بری کر دیا اور دوسرے نے دوسرے شہر میں بری کرنے کی گواہی دی تو گواہی جائز ہو اگر کفیل نے بہہ کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے بہہ کی اور دوسرے نے برات کی گواہی دی تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو فتاویٰ رشید الدین میں ہو کہ ایک عورت نے طلاق کے بعد مہر کا دعویٰ کیا اور شوہر نے دعویٰ کیا کہ میرے مہر بہہ کر دیا ہو اور دو گواہ لا یا کہ ایک نے بہہ کی گواہی دی اور دوسرے نے بری کر دینے کی تو مقبول ہوگی یہ فضول حادیہ میں لکھا ہو شرح جامع صغیر میں ہو کہ جب بہہ ہو کہ عقد کا دعویٰ نہ کیا پس اگر یہ دعویٰ عقد میں ہو تو یہ اٹھ مسئلہ میں بیع اور اجارہ اور کتابت اور ہبن اور مال کے حصوں آزادی اور خلع اور عداوت کی صلح اور نکاح یہ خلاصہ میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کی طرف سے یہ گواہی دی کہ اپنے فلاں شخص کا غلام ہزار درم کو خریدی ہو اور دوسرے نے ڈیڑھ ہزار کے خریدنے کی گواہی دی تو باطل ہو اور اسی طرح اگر مدعی بائع ہو تو بھی یہی حکم ہو اور کچھ فرق نہیں ہو خواہ

قضاء فیہدی ہندو کی یا شہادۃ باب شہادت خلافت گواہی

مرعی دونوں گواہوں کے بیان سے کتر مال کا دعویٰ کرتا ہو یا زیادہ کا اور اسی طرح کتابت میں اگر غلام خود مرعی ہو تو غلام ہر
 اور اگر مالک غلام مرعی ہو تو بھی ایسا ہی ہو گیونکہ ادا کر دینے سے پہلے عتق ثابت نہو گا پس مقصود سبب کا ثابت کرنا ٹھہر گیا یہ ہدایہ میں
 ہو۔ اگر شفیع نے شفعہ طلب کیا اور ایک گواہ نے ایک ہزار درم کو خریدنے کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کے خریدنے کی
 گواہی دی اور شترتی کہتا ہے کہ میں نے بن ہزار کو خریدایا تو گواہی قبول نہو گی اور اسی طرح اگر ایک گواہ نے ہزار درم کو
 خریدنے کی گواہی دی اور دوسرے نے سو دینار کو خریدنے کی گواہی دی تو بھی نامقبول ہو اور اسی طرح اگر ایک نے ایک شخص سے
 خریدنے کی گواہی دی اور دوسرے نے دوسرے سے خریدنے کی گواہی دی تو بھی غیر مقبول ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اجارہ
 میں اگر اول مدت میں دعویٰ ہو تو مثل بیع کے ہو خواہ اجرت پر دینے والا مرعی ہو یا لینے والا اور اگر مدت کے گزرنے کے بعد دعویٰ
 ہو اور بعد تسلیم کے خواہ مفت ہر پائی ہو یا نہ پائی ہو پس اگر اجرت پر دینے والا مرعی ہو تو یہ مال کا دعویٰ ہو اور اگر لینے والا مرعی
 ہو تو بالاجماع یہ عقد کا دعویٰ ہو اور میں کہہ رہا ہوں کہ مرعی ہو تو غیر مقبول ہو اور اگر مرہن ہو تو مثل قرض کے دعوے کے ہو یہ
 کافی میں لکھا ہو اور اگر خلع یا طلاق ہال یا مال کے عوض آزادی یا عہد اخون کرنے کے عوض مال بصلح کا دعویٰ ہو پس اگر شوہر
 یا مالک یا ولی قصاص مرعی ہو تو یہ مال کا دعویٰ ہو اور اگر مرعی غلام ہو یا حورث یا قاتل ہو تو یہ عقد کا دعویٰ ہو پس بالاجماع
 مقبول نہو گا یہ سراج الودیع میں لکھا ہو۔ اور نکاح کے باب میں امام اعظم رحمہ کے نزدیک کتر مال میں مقبول ہو خواہ شوہر مرعی ہو
 یا حور و مدعیہ ہو اور امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ گواہی باطل ہو اور بعض شائع رجحے کہا کہ یہ اختلاف صرف اسی صورت
 میں ہو کہ عورت مرعی ہو اور اگر شوہر مرعی ہو تو اس کے گواہوں کی گواہی بالاجماع مقبول نہو گی اور پہلا قول اصح ہو اور وہ اتحساناً
 ہے یہ نہیں اور ہدایہ اور کافی میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے اپنا غلام اجارہ پر دیا ہو اور مالک غلام بچا
 کرتا ہو پھر مرعی نے دو گواہ قائم کیے کہ ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے پانچ درم کو اجرت پر دیا اور مرعی چار درم یا پانچ درم کی اجرت
 کا دعویٰ کرتا ہو اور دوسرے نے چھ درم کی اجرت کی گواہی دی تو گواہی باطل ہو ستاجر نے یہ دعویٰ کیا کہ میں نے ایک بیٹو کو بیٹا
 کیا دس درم پر سوار ہونے اور اسباب لانے کے واسطے کہ اسے کرایہ کیا تھا اور دو گواہ قائم کیے کہ ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے
 سواری کے واسطے دس درم پر کرایہ کیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اس نے دس درم پر سواری کے واسطے اور یہ اسباب
 لانے کے واسطے کہ اسے کرایہ کیا تو گواہی باطل ہو اور اگر یہ گواہی دی کہ اس نے یہ بیٹو اجرت معلومہ پر بعد اوتک کہ اسے کرایہ کیا اور دوسرے
 نے یہ گواہی دی کہ اس نے یہ اسباب لانے کے واسطے بند اوتک دس درم پر کرایہ کیا تو یہ گواہی مقبول نہو گی خواہ ستاجر
 مرعی ہو یا بیٹو والا مرعی ہو اور اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ اس نے سواری کے واسطے کرایہ کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے لانے
 کے واسطے کرایہ کیا تو بھی مقبول نہو گی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر دعویٰ کیا کہ میں نے نگر نگر کو کپڑا دیا ہو اور نگر نے انکار کیا پھر
 ایک گواہ نے گواہی دی کہ اس نے اسکو صبح رگنے کے واسطے دیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے نگر دیا سیاہ رگنے کے
 واسطے دیا ہو تو یہ گواہی مقبول نہو گی اور اسی طرح اگر نگر مرعی ہو اور کپڑے کا مالک منکر ہو تو بھی ایسی گواہی نامقبول ہو
 یہ فضول حادیہ میں لکھا ہو اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ اس نے حب خریدایا ہو اور دوسرے نے بائع کی بیع حب وار ہونے
 کے اقرار کی گواہی دی تو مقبول نہو گی یہ خلاصہ میں لکھا ہو اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے غلام
 کے واسطے غلام شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی ہو مگر ایک گواہ نے ایک مہینہ کی بیع و ذکر کی اور دوسرے
 نے فی الحال دینے کی کفالت بیان کی اور طالب نے فی الحال کی کفالت کا دعویٰ کیا اور فیصلہ شہو علیہ نے اس سب سے

چنانکہ کیا کفالت کا رد کیا اور دنیا و کادھی کی تو دونوں صورتوں میں فی الحال اسپر مال دنیا و اسباب پر اگر ایک گواہ اس دعویٰ پر قائم کیا کہ فلاں شخص نے جھگڑا اس شخص پر ہزار درہم آنے اور دوسرے گواہ نے یہ گواہی دی کہ گئے اسپر دنیا آنے میں تو دونوں کی گواہی نامقبول ہوگی اور اگر ایک نے ہزار درہم کی اور دوسرے نے ہزار درہم اور سو دنیا کی گواہی دی تو دونوں کی گواہی ہزار درہم پر قبول ہوگی بشرطیکہ دعویٰ درہم اور دنیا دونوں کا دعویٰ کرنا ہوا اور اگر صرف درہم کا دعویٰ ہو تو گواہی قبول نہ ہوگی یہ سب میں لکھا ہو اگر کفالت کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے کفالت کی اور دوسرے نے حوالہ کی گواہی دی تو کفالت کے ثابت ہونے میں گواہی قبول ہوگی اور کفالت کا حکم دیا جائے گا یہ فیصلہ عادیہ میں لکھا ہو ایک گواہ نے یوں کفالت کی گواہی دی کہ اگر فلاں شخص باہر الامین مال فلاں نہ ہو من ضمان کر دم بن این مال را بہ ہم اور دوسرے نے کہا کہ گواہی میدہم کہ فلاں چہنہ نیست کہ این مال را ضمان کر دم این فلاں بن فلاں را ہاشش ماہ تو ایسی گواہی مقبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اصل میں یہ کہ اگر وکالت کے دو گواہوں میں سے ایک نے یہ گواہی دی کہ موکل نے اسکو فلاں شخص کے ساتھ خصوصیت کرنے کے واسطے اس گھر کی بابت وکیل کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ اُسے اُس گھر کی بابت اور دوسری چیز کی بابت فلاں شخص کے ساتھ خصوصیت کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو تو دونوں کی گواہی اُس گھر کی بابت خصوصیت کرنے میں جائز ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ موکل نے اسکو فقط منصب کی طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ موکل نے اسکو زینب کی طلاق اور ہند کی طلاق کے واسطے وکیل کیا ہو تو زینب کی طلاق میں یہ گواہی مقبول ہوگی اور اسی طرح کے مسئلہ میں فتویٰ طلب کیا گیا تھا کہ دونوں میں سے ایک نے ایک شخص کی طلاق سے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اسکو فلاں چیز معین کی بابت وکیل کیا با اس میں خصوصیت کرنا فلاں شخص کے مقابلہ میں وکیل کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ موکل نے اسکو مطلقاً تمام تصرفات کے واسطے وکیل کیا ہو تو جواب دیا گیا کہ وکالت معینہ ثابت ہونی چاہیے یہ فیصلہ عادیہ میں لکھا ہو۔ اگر دعویٰ وکالت نے دو گواہ قائم کیے کہ ایک سے یہ گواہی دی کہ طالب نے اسکو فلاں شخص سے اپنا قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو اور دوسرے نے بیان کیا کہ طالب نے اسکو اس معاملہ میں وکیل کیا ہو یا اس شخص سے قرضہ وصول کرنے کے واسطے یہ فیصلہ عادیہ میں لکھا ہو یا اسکو اپنی زندگی میں دیا ہو تو دونوں کی گواہی جائز ہو اور امام عظیم رح کے نزدیک وصول کرنے اور خصوصیت کرنا وکیل ہو جائیگا اور صاحبین کے نزدیک یہ قرضہ وصول کرنا وکیل ہوگا اگر ایک شخص نے یہ گواہی دی کہ اُسے اس دعویٰ کو اپنا قرضہ وصول کرنا وکیل کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اپنا قرضہ لینے کے واسطے ارسال کیا ہو یا فلاں سے قرضہ لینے کا اسکو حکم دیا ہو یا قرضہ وصول کرنے میں اپنے قائم مقام یا اپنا نائب بنایا ہو تو گواہی جائز ہو اور یہ وکیل وکیل خصوصیت سب کے نزدیک نہ ہوگا۔ اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ اُسے وکیل کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اُسے وہی بنایا ہو اور زندگی کا لفظ نہ کہا یا ایک نے کہا کہ اُسے اپنی زندگی میں دمی بنایا ہو اور دوسرے نے کہا کہ اسکو دمی بنایا ہو اور زندگی کا لفظ نہ کہا تو ایسی گواہی مقبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ نوادر بن ساحل میں امام محمد رح سے روایت ہو کہ دو شخصوں نے ایک شخص کے وصیت کرنے پر یوں گواہی دی کہ ایک گواہ نے بیان کیا کہ اُسے کہا کہ میرے مرنے کے بعد تمام میرا مال فلاں شخص کے واسطے ہو اور دوسرے نے بیان کیا کہ اُسے کہا کہ میرے مرنے کے بعد میرا تمام مال فلاں شخص کے لیے صدقہ ہو اور یہ ایک جلسہ یا دو طلبوں میں واقع ہوا تو گواہی جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر دو گواہوں نے وکالت کی گواہی دی اور ایک نے اسقدر بڑھا کر بیان کیا کہ موکل نے اسکو مغزول بھی کر دیا تو وکالت کی گواہی مقبول ہوگی اور مغزول کرنے کی مقبول نہ ہوگی یہ فیصلہ عادیہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک غلام کے مالک پر یہ دعویٰ

کیا کہ اس نے اپنے غلام کو تجارت کی اجازت دی تھی اور دو گواہ لایا کہ ایک نے بیان کیا کہ مالک نے اجازت دی اور دوسرے نے بیان کیا کہ مونی نے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھا اور سب نے نہ کیا تو گو اہی مقبول نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے ماذون کیس میں لکھا ہو کہ اگر غلام پر قرضہ ہو گیا پس اس کے مالک نے کہا کہ میرا غلام مجھ پر علیہ جو یعنی تصرفات سے منع کر دیا گیا ہو اور قرضہ ادا نہ کیا کہ ماذون ہو یعنی تجارت کی اجازت ہو تو مالک کا قول لیا جائیگا پس اگر اسے دو گواہ سنائے کہ ایک نے بیان کیا کہ مالک نے اس کو کپڑے خریدنے کی اجازت دی ہو اور دوسرے نے کہا کہ اناج خریدنے کی اجازت دی ہو تو گو اہی جائز ہو اور اسی طرح اگر ایک نے بیان کیا کہ مالک نے اس سے کہا کہ کپڑے خرید کر کے فروخت کر اور دوسرے نے بیان کیا کہ اناج خرید کر کے فروخت کر تو گو اہی مقبول ہو یہ محیط میں لکھا ہو دو گواہوں نے ایک چیز کی گو اہی دی اور وقت میں یا مکان میں یا انشاء و اقرار میں اختلاف کیا پس اگر شہدہ جو بعض قول ہو جیسے بیع و اجارہ و طلاق و عناق و صلح و ابراء وغیرہ مثلاً ہزار درم کے خرید کا دعویٰ کیا اور دونوں گواہوں نے ہزار درم کے عوض خریدنے کی گو اہی دی مگر دونوں نے شہر یا ایام میں اختلاف کیا یا ایک شہر کی گو اہی دی اور دوسرے نے اقرار بیع کی گو اہی دی تو گو اہی جائز ہو اور ایسی طلاق کے باب میں اگر ایک نے گو اہی دی کہ آج ایک طلاق دی اور دوسرے نے کہا کہ کل دی تھی یا ایک نے یہ گو اہی دی کہ کتنے آج ایک ہزار درم کا اقرار کیا اور دوسرے نے کہا کہ کل اقرار کیا تھا تو گو اہی جائز ہو لیکن اگر گواہ یہ بیان کریں کہ ہم طالب کے ساتھ ایک جگہ ایک ہی روز تھے ہم دن اور جگہ اور شہر میں باہم اختلاف کریں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں گو اہی جائز رکھتا ہوں اور گو اہی پر کوئی کی یادداشت واجب ہو نہ وقت کی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بات تو یہی ہو جو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمائی از روے قیاس کے لیکن میں استحساناً اس کو اہی کو تہمت کی وجہ سے باطل کرتا ہوں لیکن اگر ایک ہی روز کے اندر ساعتوں میں کسی قدر اختلاف ہو تو روای یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو فتاویٰ رشید الدین میں ہو کہ دعویٰ نے دعویٰ کیا کہ اس نے بشرط و فایضا پس قاضی نے انکار کیا پھر ایک گواہ نے گو اہی دی کہ اس نے بشرط و فایضا اور دوسرے نے گو اہی دی کہ شہری نے اقرار کیا کہ میں نے بشرط و فایضا اہی تو گو اہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادہ میں لکھا ہو۔ دو گواہوں نے گو اہی دی کہ فلاں شخص نے انہی عورت کہ طلاق دی ہیں ایک نے کہا کہ اس نے جمعہ کے دن بھرہ میں طلاق دی اور دوسرے نے کہا کہ اس نے خاص اسی روز کو ذین طلاق دی تو گو اہی باطل ہو کیونکہ یکو قعین ہو کہ ایک ہی آدمی ایک ہی روز کو ذین اور بیوہ میں نہیں موجود ہو سکتا ہو قلت خلاصہ یہ ہو کہ جو چیز مادہ محال ہو انہیں اختلاف بطل شہادت ہو۔ بخلاف اسکے کہ اگر ایک نے کو ذین اور دوسرے نے بھرہ میں طلاق لینے کی گو اہی دی اور وقت مقرر نہ کیا تو گو اہی مقبول ہو سکتی ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اگر کو ذین اور مکہ میں طلاق دینا دونوں نے دو دن متفرق میں بیان کیا کہ جن دونوں میں اننا زمانہ ہو کہ آدمی کو ذین سے کہ میں جا سکتا ہو تو گو اہی مقبول ہوگی نیز اگر الزانی میں لکھا ہو۔ صلح کے دو گواہ پیش کیے اور قاضی نے اسے خواہ مخواہ تاریخ دریافت کی پس ایک نے کہا کہ سات بیسے ہوئے اور دوسرے نے کہا کہ میرے گمان میں تین برس یا کچھ زائد ہوئے ہیں تو سبب اس قدر فاش اختلاف کے گو اہی مقبول ہوگی اگر یہ دونوں ہر تاریخ کا بیان کرنا ضروری نہ تھا یہ فیہ میں لکھا ہو۔ اگر شہدہ یا ایسا قول ہو کہ اس میں انشاء اور اقرار کے صیغہ مثل قذرت کے لکھا ہو تو امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الحمد و مدین ذکر فرمایا ہو کہ اگر ایک گواہ نے زمانہ کی تہمت لگانے کی گو اہی دی اور دوسرے نے تہمت لگنے کے اقرار کی گو اہی دی تو بلا اختلاف آئے ہو گو اہی مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر تہمت لگانے کی گو اہی میں اتفاق ہو لیکن زمانہ یا مکان میں اختلاف ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ایسی گو اہی مقبول ہوگی اور امام

ابو یوسف رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مقبول نہوگی یہ محیط میں ہو اور اگر اختلاف ایسے فعل میں ہو جو قول سے ملحق ہو جیسے قرض
 تو اسکا حکم مثل طلاق کے ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر مشہورہ حقیقہ یا کلمی نخل ہو جیسے غضب ریغہ اور گواہوں نے زمان و مکان یا انشاء
 اقرار میں اختلاف کیا یعنی ایک نے اس فعل کے کرنے کی گواہی دی اور دوسرے نے اس فعل کرنے کے اقرار کی گواہی دی تو مقبول
 نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر غضب کی ہوئی چیز تلف ہو گئی پس ایک گواہ نے اسکی قیمت ایک ہزار بیان کی اور
 دوسرے نے بیان کیا کہ غاصب نے اقرار کیا کہ اسکی قیمت ایک ہزار ورم تھی تو گواہی مقبول نہوگی یہ ظہیر میں لکھا ہو
 اگر ایک نے قتل کی گواہی دی اور دوسرے نے قاتل کے قتل کرنے کے اقرار کی گواہی دی تو مقبول نہوگی
 یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہو اگر دونوں نے قاتل کے اقرار کی دو قتلوں یا دو مکانوں مختلف میں گواہی دی تو جائز یہ یہ سراجیہ
 میں لکھا ہو۔ اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے لاشی سے قتل کیا اور دوسرے نے تلوار سے قتل کرنے کی گواہی دی تو گواہی
 مقبول نہوگی محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے عہد قتل کیا اور دوسرے نے کہا کہ خطائے قتل کیا ہو تو
 مقبول نہوگی اور اگر ایک نے کہا کہ تلوار سے قتل کیا اور دوسرے نے کہا کہ مجھے یا دھیں کہ کس چیز سے قتل کیا ہو تو گواہی
 مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر مشہورہ ایسا قول ہو کہ بدو ن فعل کے تمام نہیں ہو سکتا ہو جیسے نکاح اور گواہوں
 نے مکان یا زمان یا انشاء اقرار میں اختلاف کیا تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر ایسے عقد میں اختلاف کیا کہ جبکا حکم بدو ن
 قبضہ کے ثابت نہیں ہوتا ہو جیسے ہبہ یا صدقہ یا رہن پس اگر انھوں نے قبضہ واقع ہونیکا معائنہ بیان کیا اور دن اور شہر
 میں اختلاف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک گواہی جائز نہوگی اور اگر رہن یا ہبہ یا صدقہ کرنے والے
 کے قبضہ واقع ہونے کے اقرار کی گواہی دی تو بالاتفاق جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر رہن کے دعویٰ میں ایک نے
 قبضہ میں معائنہ کی گواہی دی اور دوسرے نے رہن کے اقرار کی کہ قبضہ ہو گیا ہو گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اس صورت
 میں رہن مثل غضب کے ہو یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہو۔ اگر طالب کے کپڑوں اور سواری میں اختلاف کیا یا ایک نے کہا کہ
 ہمارے ساتھ فلان شخص تھا اور دوسرے نے کہا کہ وہ نہ تھا تو کتاب الماصل میں مذکور ہو کہ یہ گواہی جائز ہو باطل نہوگی
 یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ اگر غضب کی گواہی دی اور گامی کے رنگ میں اختلاف کیا تو مقبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر
 دو گواہوں نے ایک شخص پر چوری کی گواہی دی کہ تھوٹے گامی چورائی ہو اور اس کے رنگ میں اختلاف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ
 کے نزدیک اسکا ہاتھ کاٹا جاویگا اور صاحبین نے اختلاف کیا ہو اور بعض شائع نے کہا کہ یہ اختلاف اس صورت میں ہو کہ جب
 دو دنوں رنگ متشابه ہوں جیسے سیاہی و سرخی یا سرخی و زردی نہ ایسی صورت میں کہ دونوں متشابه ہوں جیسے سیاہی و پیچیدی
 کہ امین ہماٹا ہاتھ نہ کاٹا جاویگا اور مسیح بات یہ ہو کہ اختلاف سب رنگوں میں ہو یہ کافی میں لکھا ہو جبکا مال چورایا گیا
 اگر اسنے شمع رنگ مسین کر دیا پھر ایک گواہ نے سیاہ رنگ بتلایا تو بالاجماع ہاتھ نہ کاٹا جاویگا یہ فیج القدر میں لکھا ہو۔ اور
 ایسا ہی کپڑے میں بھی اگر یوں اختلاف کیا کہ ایک نے ہری بیان کیا اور دوسرے نے مروی تو امام کے نزدیک قبل پور صاحبین کے نزدیک
 غیر مقبول ہو پس اگر زمان یا مکان میں اختلاف کیا تو گواہی غیر مقبول ہوگی یہ بین میں لکھا ہو اگر ایک نے گواہی دی کہ اسنے
 گامی چورائی ہو اور دوسرے نے کہا کہ بیل چورایا ہو یا ایک نے کہا کہ گامی چورائی ہو اور دوسرے نے کہا کہ گد چورایا ہو تو مقبول
 نہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے ملک کسی سبب سے بیان کی اور دوسرے نے ملک مطلق
 کی گواہی دی تو مقبول نہوگی اور اگر دعویٰ نے کسی سبب کے ساتھ ملک کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے ملک سبب کی گواہی دی

اور دوسرے نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مقبول نہوگی پر شہید الدین نے ذکر کیا ہو اگر ایک گواہ نے ملک کی تاریخ بیان کی اور دوسرے نے بلاتاریخ گواہی دی پس اگر دعویٰ میں ملک کی تاریخ بیان ہوئی ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر دعویٰ میں ملک بلاتاریخ مذکور ہو تو مقبول نہوگی اور ملک تاریخ کی ڈگری دی جائیگی یہ فیصلہ عامہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی ملک کا دعویٰ کیا پس ایک گواہ نے ملک کی گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ دعا علیہ نے یہ اقرار کیا ہو کہ یہ شریعی کی ملک ہو تو مقبول نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو بخلاف قرض کے کہ اگر ایک نے قرض کی گواہی دی اور دوسرے نے اقرار قرض کی گواہی دی تو قبول ہوگی یہ فیصلہ عامہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ قابض غلام نے اقرار کیا ہو کہ یہ غلام مدعی کا ہو اور دوسرے گواہ نے بیان کیا کہ دعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ مدعی نے یہ غلام میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو گواہی مقبول نہوگی اگر ایک نے قابض غلام کے اقرار کی کہ یہ غلام مدعی کا ہو اور دوسرے نے قابض کے اقرار کی کہ یہ غلام مدعی کا ہو اور اسے اس قابض پاس ودیعت رکھا ہو تو مدعی کے واسطے حکم دیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام مدعی کا ہو اور دوسرے نے کہا کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام مدعی نے مجھے دیا ہو تو مقبول نہیں ہو اور غلام مدعی کی ملکیت ہو نہ حکم نہوگا لیکن قابض کو حکم دیا جائیگا کہ مدعی کے پچر کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو ایک شخص نے ایک باندی پر جو دوسرے کے ہاتھ میں ہو دعویٰ کیا اور اسے ایک گواہ نے بیان کیا کہ یہ باندی اس مدعی کی ہو اس سے قابض نے غصہ کر لی ہو اور دوسرے نے صرف یہ گواہی دی کہ یہ باندی اس مدعی کی ہو تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ یہ اسکی باندی ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ یہ اسکی باندی تھی تو بھی گواہی مقبول ہوگی بخلاف اسکے کہ اگر ایک نے کہا کہ یہ باندی اسکے قبضہ میں تھی اور دوسرے نے کہا کہ اسکے قبضہ میں ہو تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی گواہی نامقبول ہو محیط میں لکھا ہو ایک گواہ نے قابض کے اقرار کی کہ یہ غلام مدعی کا ہو گواہی دی اور دوسرے نے کہا کہ اسے مدعی سے خرید کا اقرار کیا ہو اور مدعی نے کہا کہ اقرار نے گواہ سے ایسا اقرار کیا ہو لیکن میں نے اسکے ہاتھ کچھ فروخت نہیں کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور غلام مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر مدعی نے کہا کہ قابض نے دونوں اقراء میں سے جو گواہوں نے بیان کیے ایک اقرار کیا ہو تو گواہی مقبول نہوگی یہ خزائنہ المغنی میں لکھا ہو۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے منقول ہو کہ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس ایک گواہ نے کہا کہ دعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ مجھ پر مدعی کے ہزار درم قرض ہیں اور دوسرے نے گواہی دی کہ دعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ مجھ پر مدعی کے ہزار درم ایک اسباب کی قیمت کے اتنے ہیں جو میں نے اُس سے خرید کر کے قبضہ میں کیا ہو اور طالب نے کہا کہ صرف میرا مال اُس پر قرضہ کا ہو اور کسے فقط قرضہ ہونے پر گواہ کر دیے تھے پس اُس نے اپنے اُس گواہ کو جھٹلایا جس نے اسباب کے درم ہونے کی گواہی دی تھی۔ اور اگر مدعی نے یہ کہا کہ اس شخص نے ان دونوں مختلف گواہیوں پر گواہ کر دیے تھے لیکن اصل مال میرا اُس پر قرض ہو تو دعا علیہ پر ہزار درم کا حکم دیدیا جائیگا اور اگر یہ کہا کہ اصل مال میرا اُس پر ایک اسباب کے دام ہیں کہ میں نے اسکے ہاتھ فروخت کیا تھا اور کسے قبضہ کر لیا تھا اور جو کچھ گواہوں نے بیان کیا ان دونوں طور پر اسے گواہ کر دیے تھے تو اُس پر کچھ ڈگری نہ کجائیگی تا وقتیکہ مدعی ایک دوسرا گواہ نہ لاوے کہ جو مثل اُس گواہ کے گواہی نے جس نے اسباب کے دام ہونے کی گواہی دی ہو اور جب مدعی نے اقرار کیا کہ اصل مال میرا ایک اسباب کے دام ہیں تو وہ گواہ چلتی ہے کہ قبضہ ہو جانے کی گواہی ادا کر میں یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ دعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ مجھ پر مدعی کے ہزار درم قرض ہیں۔ اور دوسرے نے کہا کہ دعا علیہ نے اقرار کیا کہ مجھ پر ہزار درم ایک ضمانت کے سبب سے قرض ہیں جو میں نے اسکے ایک شخص کی طرف سے اسکے حکم سے ضمانت کر لی تھی پس اگر طالب نے بیان

کہا کہ مدعا علیہ نے اپنے دونوں باتوں پر گواہ کر دیا تھا ولیکن میرا اصل مال اسپر قرض ہو تو مال کی ڈگری کر دیجائیگی اور
 کہو کہ اصل مال میرا ضمانت کا ہو تو کچھ ڈگری نہو گی جب تک کہ دوسرا ضمانت کا گواہ نہ لاوے اور ضمانت اور بیع اس
 بین کیساں ہیں ولیکن امام اعظم رحمہ کے قول کے قیاس پر دونوں صورتوں میں مال مدعا علیہ پر لازم ہوگا یہ ذخیرہ میں
 لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک غلام پر جو دوسرے کے ہاتھ میں ہو دعوی کیا اور گواہ لایا اور ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے
 اقرار کیا ہو کہ میں نے یہ غلام مدعی کو بہہ کر دیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ مدعی نے مجھے یہ غلام
 سودینار خریدا ہو تو مدعی وہ غلام لے لیگا اور اسی طرح اگر ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ اسے مجھے سودینار کو خریدا
 ہو اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے یہ غلام نہرا درم کو خریدا ہو تو بھی مدعی لے لیگا یہ خلاصہ
 میں لکھا ہو۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ قابض نے اقرار کیا کہ مدعی نے یہ غلام مجھے بہہ کیا اور دوسرے نے گواہی دی کہ
 مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے صدقہ میں دیدیا ہو اور مدعی نے بیان کیا کہ قابض نے ان دونوں باتوں کا اقرار کیا ہو
 ولیکن میں نے نہ اسکو بہہ کیا اور نہ صدقہ میں دیدیا ہو تو غلام مدعی کو دلایا جائیگا اور اسی طرح اگر ایک نے مدعا علیہ کا اقرار
 بیان کیا کہ میں نے مدعی سے درم کی اجرت پر لیا ہو اور دوسرے نے اسکا اقرار بیان کیا کہ نہرا درم کو اس سے مول لیا ہو یا
 ایک گواہ نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ مدعا علیہ کہتا تھا مدعی سے کہ یہ غلام مجھے بہہ کرے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے سنا
 کہ مدعی سے کہتا تھا کہ مجھے صدقہ میں دیدے یا ایک نے بیان کیا کہ مدعا علیہ کو میں نے سنا کہ مدعی سے کہتا تھا کہ نہرا درم کو
 میرے ہاتھ فروخت کر دے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے کہتے سنا تھا کہ سودینار کو میرے ہاتھ فروخت کرے اور مدعی نے
 کہا کہ قابض نے یہ سب اقرار کیا ہو ولیکن نہ میں نے بیع کیا اور نہ اجرت پر دیدیا ہو تو قاضی ان سب صورتوں میں غلام مدعی کو
 دلاویگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ قابض نے اقرار کیا کہ غلام مدعی کا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ
 اسے اقرار کیا کہ میں نے مدعی سے اجرت پر لیا یا رہن لیا یا عصب کر لیا تو غلام مدعی کو دلایا جائیگا اور یہ حکم اسوقت ہو
 کہ جب مدعی نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے ان سب باتوں کا اقرار کیا ہو مگر میں نے بیع درہن وغیرہ کچھ نہیں کیا اور نہ عصب
 واقع ہوا ہو تاکہ کسی گواہ کا جھٹلانا لازم نہ آوے یہ فضول عادیہ میں لکھا ہو۔ اگر قابض نے بیان کیا کہ غلام مدعی کا ہو اور دعوی
 کیا کہ مدعی نے مجھے صدقہ میں دیدیا ہو اور دواہ لایا ایک نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ میں نے مدعا علیہ کو صدقہ میں
 دیدیا اور دوسرے نے کہا کہ مدعی نے کہا تھا کہ میں نے مدعا علیہ کو یہ غلام بہہ کیا تو قاضی یہ گواہی قبول نہ کرے گا مگر
 جبکہ دوسرا گواہ اس مضمون کا لاوے کہ مدعی نے بہہ یا صدقہ کا اقرار کیا ہو اور یہ حکم برخلاف اسکے ہو کہ اگر ایک گواہ نے
 یہ گواہی دی کہ مدعی نے بہہ اور قبضہ کا اقرار کیا اور دوسرے نے کہا کہ مدعی نے اقرار کیا کہ میں نے قابض کو عطیہ دیدیا اور اسے
 قبضہ کیا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام مدعی سے لیا ہو اور دوسرے
 نے گواہی دی کہ یہ غلام مدعی کا ہو تو مقبول نہو گی یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک گواہ نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے
 اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام فلاں شخص سے لیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے اقرار کیا کہ یہ غلام فلاں شخص کا ہو
 تو مشہور کے واسطے کچھ ڈگری نہ کی جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ میں نے اسکو
 فلاں شخص سے لیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسے اقرار کیا کہ مجھکو فلاں شخص نے ودیعت رکھنے کو دیدیا ہو تو گواہی
 اس باب میں جائز ہوگی کہ مدعا علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ غلام مدعی کے سپرد کرے ولیکن مدعی کی ملکیت کا حکم نہ دیا جائیگا اور

اسی طرح اگر ودیعت کے گواہ نے ودیعت کا نام نہ لیا بلکہ صرف یہ کہا کہ اسنے اقرار کیا کہ مدعی نے مجھے دیا تھا تو سبھی حکم ہوگا کہ مدعی کو واپس کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ قاضی نے اقرار کیا ہو کہ میں نے مدعی سے اسکو خصب کر لیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ اس مدعی نے اسکو میرے پاس ودیعت رکھا ہو یا یہ اقرار کیا کہ میں نے اسکو اس مدعی سے لیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور مدعی علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ مدعی کے سپرد کرے و لیکن مدعی کے مالک بننے کا حکم نہ دیا جائیگا اور مدعا علیہ کو ملک میں جھگڑا کرنے کی گنجائش باقی رہیگی حتیٰ کہ اگر اسکے بعد مدعا علیہ نے اس امر کے خلاف پیش کیے کہ یہ غلام میری ملکیت ہو تو قاضی اسکی ملکیت کا حکم دیدیگا۔ اور منتفی میں بھی غلام کا مسئلہ مذکور ہو اور بجائے غلام کے کپڑا قرض کر کے یون بیان کیا ہو کہ اگر ایک گواہ نے یون گواہی دی کہ قاضی نے اقرار کیا کہ میں نے یہ کپڑا مدعی سے غضب کر لیا اور دوسرے نے یہ گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ مدعی نے میرے پاس ودیعت رکھا ہو بعد اسکے منتفی میں مذکور ہو کہ مدعی نے کہا کہ قاضی نے جو کچھ گواہوں نے بیان کیا اسکا اقرار کیا ہو لیکن اسنے دافع میں مجھے غضب کر لیا ہو تو گواہی مقبول کر دینا اور قاضی کو مدعی کے مالک ہونیکا اقرار کرنیوالا قرار دوںیگا اور قاضی سے اسکے بعد کپڑے کی ملکیت پر گواہی نہ قبول کر دینا پھر منتفی میں فرمایا کہ اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ میں نے اسکو مدعی سے غضب کر لیا ہو اسکا مدعا علیہ نے اقرار کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے یہ اقرار کیا کہ میں نے مدعی سے اسکو لیا ہو تو میں مدعی کو دلا دینگا لیکن مدعا علیہ اپنی حجت پر باقی رہیگا پھر منتفی میں فرمایا کہ اگر ایک گواہ نے کہا کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ میں نے اسکو مدعی سے لے لیا ہو اور دوسرے نے کہا کہ یہ اقرار کیا ہو کہ میرے پاس اسنے ودیعت رکھا ہو اور مدعی نے کہا کہ مدعا علیہ نے دونوں باتوں کا اقرار کیا و لیکن میں نے اسکے پاس ودیعت رکھا ہو تو یہ گواہی مقبول نہوگی اور اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ قاضی نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ مدعی نے میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور غلام مدعی کو دلایا جائیگا یہ محیط اور ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مجھے مدعی کے ہزار درم فرض بین اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا کہ مدعی نے میرے پاس ہزار درم ودیعت رکھے ہیں تو گواہی مقبول ہوگی اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جب مدعی نے مطلقاً ہزار درم کا دعویٰ کیا ہو اور اگر اسنے دعویٰ میں فرض یا ودیعت میں سے کوئی سبب ذکر کیا ہو تو اسنے ایک گواہ کو مجھلا یا پس گواہی مقبول نہوگی اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جب اقرار پر گواہی دونوں نے دی اور صرف سبب میں اختلاف کیا اور اگر یون گواہی دی کہ ایک نے کہا کہ اس مدعی کے مدعا علیہ پر ہزار درم فرض بین اور دوسرے نے کہا کہ مدعی کے مدعا علیہ کے پاس ہزار درم ودیعت ہیں تو گواہی مقبول ہوگی یہ خزانہ المفتین میں لکھا ہو۔ اگر مدعی نے خرید کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے اسقدر ثمن پر بیع ہونے کی گواہی دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ بائع ازین مشتری ہاے این بندہ طلب سیکر دودھ دینار یعنی بائع اس مشتری سے دینار اس غلام کے دام مانگتا تھا تو ایسی گواہی مقبول ہوگی۔ ایک عورت نے ایک زمین کا دعویٰ کیا اور ایک گواہ نے بیان کیا کہ یہ زمین اس عورت کی ملک ہو کیونکہ اسکے فلاں شوہر نے مہر کے عوض اسکو یہ زمین دیدی ہو اور دوسرے نے کہا کہ یہ زمین اسکی ملک ہو اسلئے کہ اسکے شوہر نے اقرار کیا کہ یہ زمین اسکی ملکیت ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور بعض نے کہا کہ مقبول نہوگی اور اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ اسکے شوہر نے یہ زمین اسکو بھت مہر کے دیدی ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ اسکے شوہر نے اقرار کیا ہو کہ میں نے یہ زمین اسکو بھت مہر کے دیدی ہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عادیہ میں

لکھا ہو۔ ایک عفار پر اپنے باپ سے پہلے پانے کا دعویٰ کیا پس ایک گواہ نے گواہی دی کہ یہ عفار اسکی ملک ہو اور دوسرے نے کہا کہ یہ زمین اسکی ملک ہو تو گواہی مقبول نہو گی کیونکہ عفار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جہاں جہاں بھی ہو اور زمین مطلق ہو میدان کو بولنے میں اسی طرح اگر فقار کے دعویٰ میں بہتان کی گواہی دی تو مقبول نہو گی یہ خزانہ المفتین میں لکھا ہو۔

توان باب نفی بدگواہی کے بیان میں اور بعضی گواہیان بعض کو دفع کرتی ہیں۔ دو گواہوں نے کسی شخص پر ایسے فعل یا قول کی گواہی دی کہ جس سے کوئی اجارہ یا کتابت یا بیع یا تھاص یا مال یا طلاق یا عتاق کسی مقام یا روز میں جسکو گواہوں نے بیان کیا ہو شہود علیہ پر لازم آتا ہو پس شہود علیہ نے اس کے گواہ قائم کیے کہ میں اس مقام پر موجود نہ تھا یا اس روز اس مقام پر موجود نہ تھا تو یہ گواہی مقبول نہو گی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اسی طرح اگر شہود علیہ کے گواہوں نے یہ بیان کیا کہ شہود علیہ اس دن فلاں مقام پر سولہ اس مقام کے جسکو مدعی کے گواہوں نے بیان کیا ہو موجود تھا تو بھی یہ گواہی مقبول نہو گی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اسی طرح ہر گواہی جو اس امر کی غیبت ہو کہ فلاں شخص نے یہ نہیں کہا یا نہیں کیا یا نہیں اقرار کیا مقبول نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اسی طرح اگر گواہوں نے بیان کیا کہ یہ شخص اسکی نہ تھی یا یہ بیان کیا کہ فلاں شخص کا زید پر قرض نہ تھا یا کسی مدعی کی ڈگری اسکی گواہوں کی گواہی پر کسی شخص پر کر دی گئی پھر مدعا علیہ نے کہا کہ میں گواہ لاتا ہوں کہ یہ شخص میری بر تو یہ گواہی مقبول نہو گی یہ مبسوط میں لکھا ہو ایسی دو گواہیان کہ اگر ایک حال میں جمع ہوں تو بسبب یکسوئگی لازم آنے کے دونوں ساقط ہو جائیں اگر ایک گواہی پر حاکم نے حکم دیدیا تو دوسری گواہی جھوٹ ہونے کے واسطے متعین ہو جائیگی اور اسکی مثال یہ ہو کہ اگر دونوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے اپنی چور کو عید کے دن کو ذمہ میں طلاق دی اور دوسرے اور گواہوں نے بیان کیا کہ اُسے اپنی دوسری عورت کو اُسی روز کہ میں طلاق دی تو گواہی باطل ہو اور اگر حاکم نے ایک گواہی پر حکم دیدیا پھر دوسری گواہی قائم ہوئی تو دوسری گواہی مقبول نہو گی اور اگر دونوں مقدمہ کے گواہوں نے دن طلاق کا جدا جدا بیان کیا اور دونوں دنوں میں اسقدر فرق ہو کہ آدمی کو فہ سے کہ میں جاسکتا ہو تو دونوں مقبول نہو گی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید نے اپنی عورت کو عید قربان کے دن سنی میں طلاق دی اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے اسکے بعد اپنے غلام کو کو فہ میں آزاد کیا ہو۔ تو قاضی پہلی گواہی پر حکم دیدیا پھر اسکے بعد دیکھا جاوے کہ کم مدت میں وہ کب سے آزاد کیا ہو کہ کو فہ میں موجود ہو سکتا ہو اسقدر مدت بیان ہو جو گواہوں کے تاریخ بیان کی ہو تو یہ گواہی بھی مقبول نہو گی ورنہ دوسری گواہی باطل نہو گی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک عورت نے یہ گواہی قائم کی کہ بیت نے مجھے عید قربان کے دن کہ میں اپنے نکاح میں لیا ہو اور قاضی نے اسکی ڈگری کر دی اور دوسری عورت نے گواہی قائم کی کہ بیت نے مجھے اُسی روز خراسان میں نکاح کیا ہو تو اسکی گواہی مقبول نہو گی یہ فنافی قاضیان میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے بیان کیا کہ زید نے عمر کو عید قربان کے دن کہ میں قتل کیا اور دوسرے گواہوں نے بیان کیا کہ زید نے اسکو اُسی روز کو فہ میں قتل کیا اور دونوں گواہیان حاکم کے پاس یکجا جمع ہو کر گزیریں تو کوئی قبول نہو گی اور اگر ایک گواہی باقی گذری اور اس پر حکم ہوا تو دوسری مقبول نہو گی یہ ہایہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہ قائم کی کہ اُس نے مجھے عید قربان کے روز کہ میں زخمی کیا اور یہ زخم اور اس پر حکم دیدیا پھر مدعا علیہ نے کسی گواہ پر یہ گواہی قائم کی کہ اُس نے مجھے اُسی روز کو فہ میں زخمی کیا اور گواہ پیش کیے تو اسکی گواہی مقبول نہو گی اور اگر پہلی گواہی پر حکم ہوا ہوتے کہ اُس نے اُس پر دوسرے کو فہ میں جمع ہو لیکن تو دونوں باطل ہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ نوادر میں روایت ہو کہ ایک شخص

دوسرے پر یہ گواہ قائم کیے کہ اس نے میرے باپ کو عید قربان کے روز مکہ میں قتل کیا اور دوسرے بیٹے نے یہ گواہ قائم کیے کہ اس دوسرے نے میرے باپ کو عید قربان کے روز کو فہم قتل کیا تو دونوں گواہان مقبول ہو گئی اور دونوں کے واسطے آدمی دیت کا حکم دیا جائیگا اور اگر مقتول دو ہوں اور قاتل ایک ہو تو گواہی باطل ہوگی اور اس مسئلہ کی نظر جامع میں کو یہ کہ اگر ہٹے بیٹے نے یہ گواہ قائم کیے کہ نبھلے نے میرے باپ کو قتل کیا ہو اور چھوٹے نے یہ گواہ قائم کیے کہ جھوٹے نے میرے باپ کو قتل کیا ہو اور چھوٹے نے یہ گواہ پیش کیے کہ بڑے نے میرے باپ کو قتل کیا ہو تو یہ گواہان مقبول ہیں اور ہر ایک کو دوسرے پر تہائی دیت کا حق حاصل ہو گا یہ محیط سرخی میں لکھا ہوا اگر ایک گھر کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو یہ گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرے باپ کا ہو اور وہ فلاں روز زکوا اور میں اسکا وارث ہوں اور گواہوں نے بیان کیا کہ اسکے سولے اسکا کوئی وارث نہیں ہو اور ایک عورت نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ اس مدعی کے باپ نے مجھے فلاں روز نکاح کیا یعنی اسروز کے بعد جس دن مدعی نے اپنے باپ کا دنیا بیان کیا اور یہ اولاد اس سے پیدا ہوئی پھر اسکے بعد وہ مر گیا اور مجھے میراث اور مہر چاہیے ہو تو قاضی میراث اور مہر کی ڈگری کی کیا خواہ بیٹے مدعی کی ڈگری کی چکا ہو یا نہ کی ہو پھر اگر ایک دوسری عورت نے پہلے عورت کی گواہی بر حکم ہونے کے بعد یہ گواہ قائم کیے کہ میت نے مجھے اسوقت کے بعد نکاح کیا ہو تو اسکی گواہی بھی قبول ہوگی۔ اور اگر وارث نے کسی شخص پر گواہ قائم کیے کہ اس نے میرے باپ کو فلاں روز قتل کیا ہو اور قاضی نے حکم دیا پھر ایک عورت نے یہ گواہ قائم کیے کہ اسکے باپ نے میرے ساتھ اس روز کے بعد نکاح کیا ہو تو گواہی قبول نہوگی اس لیے کہ قتل کا دن قاضی کے حکم میں مقرر ہو چکا ہو یہ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی کے لڑکے نے یہ گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے میرے باپ کو بیٹ برس ہوئے کہ عمدہ اتلو اسے قتل کر ڈالا ہو اور میرے سواے کوئی وارث نہیں ہو۔ اور ایک عورت نے گواہ سنائے کہ اسکے باپ نے پندرہ برس ہوئے کہ میرے ساتھ نکاح کیا ہو کہ بچے اسکی اولاد مجھ سے ہیں اور اسکے وارث ہیں پس امام عظیم رحمہ نے فرمایا کہ عورت کے گواہوں کی گواہی استحساناً مقبول ہوگی اور نسب ثابت ہوگا اور بیٹے کے گواہوں کی گواہی قبول نہوگی یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اور عورت نے اگر نکاح کے گواہ سنائے اور کوئی اولاد ساتھ نہ لائی تو بیٹے کے گواہ مقبول ہونگے اور میراث فقط اسی کو ملے گی اور قاتل قتل کیا جائیگا اور استحسان صرف نسب میں ہو اور یہی قول امام امام ابو یوسف اور امام محمد کا ہے یہ محیط میں ہو۔ اصل میں لکھا ہو کہ اگر ایک شخص نے یہ گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے میرے باپ کو عید الفصح الاول میں قتل کیا اور مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ ہم نے اسکے باپ کو اسکے بعد زندہ دیکھا ہو یا یہ کہا کہ اسکا باپ زندہ تھا اور گواہ کو گئے ہزار درہم قرض دیے اور وہ قرض گواہ پر موجود ہو یا یہ صورت واقع ہوئی کہ مدعی نے یہ گواہ پیش کیے کہ میں نے مدعا علیہ کے باپ کو کل ہزار درہم قرض دیے ہیں اور وہ اُس قرض میں اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میرا باپ اس سے پہلے مر گیا یا ایک عورت نے دو گواہ سنائے کہ فلاں شخص نے اپنی عورت کو عید قربان کے دن کو فہم طلاق دی اور فلاں شخص نے گواہ سنائے کہ میں اس من مہی میں حاجیوں میں شریک تھا تو مدعی کے گواہ مقبول ہونگے مدعا علیہ کے گواہوں پر التفات نہ کیا جائیگا لیکن اگر عالم لوگ آکر گواہی دین تو ان سب کی گواہی لی جائیگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہ قائم کیے کہ اس نے میرے باپ کو سال گذشتہ میں قتل کر ڈالا ہو اور مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ اسکے باپ نے کل کے روز ایک غلام ہزار درہم کو فروخت کیا ہو تو امام ابو یوسف نے امام اعظم رحمہ سے روایت کی ہو کہ قصاص کا حکم دیا جائیگا نہ بیع کا اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ میں

لکھا ہو۔ اگر چار آدمیوں نے ایک مرد و عورت پر زنا کی گواہی دی پھر دوسرے چار آدمیوں نے گواہوں پر گواہی دی کہ یہ لوگ زانی بن تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک یہ باطل ہی اور صاحبین کے نزدیک پہلا فریق دوسرے فریق کی گواہی سے حد مارا جائیگا اور پہلا مشہود علیہ بالاتفاق حد سے رہا ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک شخص نے اپنی دو عورتوں سے کہا کہ جو تم میں سے یہ گروہ روٹی کا کھا لے وہ طالق ہی پس دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس عورت نے یہ گروہ کھایا اور دوسرے دو گواہوں نے بیان کیا کہ دوسری عورت نے کھایا تو دونوں کی گواہی غیر مقبول ہوگی اور اگر ایک فریق کی گواہی پر حکم ہو چکا ہو تو دوسرے فریق کی گواہی قبول نہوگی یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اور اگر قاضی نے گواہوں کو زبردیا پھر ایک فریق مرگیا اور دوسرے فریق نے پھر وہی گواہی دی جو پہلے ادا کی تھی اور گواہی کا اعادہ کیا تو گواہی مقبول نہوگی پس اگر دوسری عورت دوسرے دو گواہ لائی تو انکی گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے اپنے غلام سے کہا کہ اگرین اپنے اس مرض میں مر گیا تو آزاد ہو اور ہم یہ نہیں جانتے کہ اسی مرض میں مرایا نہیں مراد اور غلام نے کہا کہ اسی مرض میں مراد اور وارثوں نے کہا کہ اس مرض میں مراد تو قسم لیکر وارثوں کا قول سبتر ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو غلام کے گواہ سبتر ہونگے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص نے کہا کہ اگر میں اس مرض میں مر تو فلاں غلام آزاد ہو اور اگر اچھا ہو گیا تو وہ دوسرا فلاں آزاد ہو پھر پہلے غلام نے کہا کہ اسی مرض میں مر گیا اور وارثوں نے کہا کہ اچھا ہو گیا تو قسم لیکر وارثوں کا قول لیا جائیگا اور تمام مال سے دوسرا غلام آزاد ہو جائیگا پھر اگر غلام اول نے اس شرط کے گواہ قائم کیے کہ وہ اسی مرض میں مر گیا تو گواہی مقبول ہوگی اور وہ تہائی اسکا آزاد ہوگا اور ایک ثلث کے واسطے وہ سہی کر کے قیمت ادا کر جائیکہ میت کا کچھ مال سولے مال دو غلاموں کے نو اور دونوں کی قیمت برابر ہو۔ اور اگر دونوں نے اپنے اپنے گواہ سنائے تو میں پہلے غلام کے گواہ جو اس مرض سے انتقال کر گیا مدعی ہو قبول کر دینگا اور دوسرے کے رد کر دینگا پھر اگر وارثوں نے کہا کہ اسے ہونے سے پہلے اسی مرض میں مر گیا تو تہائی مال سے غلام مقررہ دوسرے کی آزادی کے بعد آزاد ہو جائیگا پس ایک تہائی سفت آزاد ہوگا اور دو تہائی کے واسطے وہ سہی کر کے قیمت ادا کر جائیکہ سبتر ہو سکے دو غلاموں کے میت کا کچھ مال نہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اتوار کیا تھا کہ میں نے اپنا فلاں غلام پر کیا اگرین قتل کیا جاؤں اور وہ قتل کیا گیا اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ اپنی موت سے مر گیا تو میں تہائی مال سے حق جائز رکھو گا۔ اور اسی طرح اگر یوں گواہی دی کہ لےنے کہا تھا کہ میں نے فلاں غلام آزاد کیا اگر مجھے اس سفر یا مرض میں کوئی حادثہ پیش آئے اور حال یہ گذرا کہ وہ اس سفر یا مرض میں مر گیا اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ وہ اس سفر سے واپس آکر اپنے اہل و عیال میں مر گیا تو میں آزادی کے گواہوں کی گواہی قبول کر دینگا اور اگر دوسرے دو گواہوں نے یہ بیان کیا کہ لےنے کہا تھا کہ اگر میں اپنے سفر سے واپس ہو کر اپنے اہل و عیال میں مروں تو فلاں غلام میرا آزاد ہو اور وہ سفر سے آکر اپنے اہل و عیال میں مر گیا تو میں پہلے گواہوں کی گواہی جائز رکھو گا اور واپس لےنے کی گواہی قبول نہ کر دینگا یہ موطا میں لکھا ہو اگر ایک عورت نے یہ گواہ سنائے کہ میرے شوہر نے مجھے عید قربان کے دن قریب بصرہ کے پیر قریبین طلاق دی ہو اور اس کے غلام نے گواہ سنائے کہ لےنے مجھے اسی روز مبنی میں آزاد کر دیا ہو اور بروہ شخص مشہود علیہ دونوں سے انکار کرتا ہو اور دونوں گواہ بیان ایک ساتھ پیش ہوئیں تو دونوں باطل ہیں اور علیہ نے کسی گواہی کی تصدیق کی اور وہ دوسرے سے انکار کیا تو اس پر طلاق دینی اور آزاد کرنے دونوں کا حکم

دیا جائیگا یہ حسبِ بامین لکھا ہو۔ اگر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی کے گواہ محدود القذف ہیں یعنی جھوٹی قیمت زنا کی لگانے سے انکو فلان شہر کے فلان قاضی نے فلان وقت میں حد ماری ہو اور ایسا وقت بیان کیا کہ جب وہ قاضی تھا اور جہر حد قذف واقع ہونے کی گواہی دی اُسے کہا کہ میں گواہ لاتا ہوں کہ اُس قاضی نے اقرار کیا کہ میں نے حد قذف جاری نہیں کی ہو پس قاضی محدود القذف ہونیکا حکم دیگا اور بسبب گواہی اقرار کے محدود القذف ہونیکا حکم دینے سے باز نہ رہیگا۔ پس اگر حد قذف کے گواہوں نے کوئی خاص وقت مقرر کیا اور کہا کہ فلان قاضی نے اسکو شہرہ بھرمی میں حد قذف ماری ہو اور شہرہ علیہ نے گواہ سنائے کہ یہ قاضی شہرہ میں مر گیا یا وہ شہرہ میں اُس شہر کے سوائے فلان شہر میں تھا تو بھی قاضی اُسکے محدود القذف ہونیکا حکم دیگا اور اسکی گواہی پر التفات نہ کرنا لیکن اگر قاضی کا مرنایا شہر ہو کہ اُسکو ہر کس و ناکس جانتا ہو تو البتہ محدود القذف ہونیکا حکم نہ دیگا اور شہرہ علیہ پر مال کی ڈگری کر دیگا۔ اور اسی مسئلہ سے نکال کر ایک مسئلہ کے جواب میں حکم دیا جائیگا اور فتویٰ یہ تھا کہ ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے سودیاری چھپر اتے ہیں اور اُنکے کچھ وصول نہ کیا یہاں تک کہ مر گیا اور میرے سولے کوئی اُسکا وارث نہیں ہو مجھے ادا کر دے اور مدعا علیہ نے کہا کہ واقعی سودیاری میرے باپ کے آتے تھے اُسین سے اُسے اپنی زندگی میں اتنی دینار وصول کر لیے اور جہرہ مکان پر سمرقند میں مجھے یہ اقرار کیا کہ جو سودیاری میرے چھپر آتے تھے اُسین سے اتنی دینار میں نے وصول پائے اور میرے چھپر سولے میں دینار کے کچھ باقی نہیں ہیں اور اسکے گواہ پیش کر دیے اور مدعی نے کہا کہ جس دن کا تو اقرار بیان کرتا ہو اسدن میرا باپ سمرقند میں نہ تھا وہاں سے دوسرے شہر میں چلا گیا تھا اور اسکے گواہ پیش کر دیے تو بعض غلطی نے جواب دیا کہ مدعی کی گواہی مقبول نہوگی و لیکن اگر اسکے باپ کا سمرقند سے چلا جانا ایسا مشہور ہو کہ اُسکو ہر کس و ناکس جانتا ہو تو البتہ اُسکے گواہوں کے گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے کہا کہ اگر میں اس سال حج نہ کر دن تو میرا غلام آزاد ہو۔ اور کہا کہ میں نے حج کر لیا پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ عید قربان کے روز کو فہ میں موجود تھا تو غلام آزاد ہوگا اور امام محمد نے فرمایا کہ آزاد ہو جائیگا یہ فضول عادیہ میں لکھا ہو۔ اور امام محمد کا قول اوجہ ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اگر اپنے غلام سے کہا کہ اگر میں آج گھر میں نہ داخل ہوں تو تو آزاد ہو اور غلام نے گواہ سنائے کہ آج گھر میں نہیں داخل ہوا تو گواہی مقبول ہوگی بعض نے کہا کہ غلط ہے اگر اپنی عورت کے ماتحت میں اُسکا کام سپرد کیا شہر طیکہ اُسکو بے جرم مانتے پھر اُسکو مارا اور کہا کہ جرم پر میں نے مارا ہو اور عورت نے گواہ سنائے کہ اسنے بے جرم مارا ہو تو عورت کی گواہی قبول ہونی چاہیے اگرچہ اُسے نفی پر قائم کی کیونکہ شرط پر گواہ قائم کیے میں کسی نے قسم کھائی کہ اگر میری ساس آج رات میں نہ آئی یا میں نے اُس سے فلان معاملہ میں کلام نہ کیا تو میری جورو پر میں طلاق ہیں پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے یہ قسم کھائی تھی اور اسکی ساس آج رات نہیں آئی یا اس معاملہ میں اس سے کلام نہیں کیا اور اس قسم کی وجہ سے اُسکی عورت پر طلاق ہوگئی تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ فضول عادیہ میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ اسلام لایا اور اسلام میں انشاء اللہ قتالے کہا اور دو سرون نے یہ گواہی دی کہ اُسے انشاء اللہ قتالے نہیں کہا تو دو سرون کی گواہی مقبول ہوگی شاخ بخاری سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میری زمین خراجی نہیں ہو اور اسپر گواہ سنائے اور گواہوں نے کہا کہ اسکی زمین آزاد ہو تو اکثر دن نے اسکے قبول کرنا حکم دیا دو پھنوں نے کہا کہ قبول نہوگی کیونکہ اسکا قصد خراج کی نفی کرنا ہو پھر سب مفتیوں نے اسی قول کی طرف رجوع کیا

اور سب نے اتفاق کیا کہ گو ابی غیر مقبول ہی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ کسی نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہو اُسے کہا کہ میں ابیہر
 بسبب تین طلاق سے حرام ہوں کہ اسے کہا تھا کہ اگر فلان روز گزر جائے اور وہ اسباب میں تیسرے پاس نہ لاؤں تو مجھ پر
 تین طلاق ہیں اور وہ روز گزر گیا اور یہ شخص وہ اسباب میرے پاس نہ لایا اور ابیہر نے گواہ قائم کر لیے تو اُس سے شوہر کی خصوصیت
 دور کر دیا جلی۔ یہ المسلم نے دعویٰ کیا کہ بیع سلم صحیح قرار پائی اور سلم ایسے کہا کہ بسبب مدت نہ ذکر کرنے کے فاسد قرار
 پائی ہو اور گواہ سائلے تو تو گواہی قبول ہوگی یہ فصول حمادیہ میں لکھا ہو۔ اگر ملکیت میں پیدا ہو نیک دعویٰ کیا اور کہا
 کہ میرا حق اور میری ملک ہو اور میری ملک میں پیدا ہوا ہو اور برابر میری ملک میں رہا اور کسی سبب سے میری ملک سے
 زمین نکلا تو اجنبی نے کہا کہ غیر مقبول اور بعض نے کہا کہ مقبول ہو اور اسی کو ہم اختیار کرتے ہیں یہ جو اہل انصاف میں ہو
 اگر دودھ پلائی سے شرط کی کہ خود دودھ پلا دے پس اُسے بکری کا دودھ پلایا تو اُسکو کچھ اجرت نہ ملیگی پس اگر اسے انکار
 کیا کہ میں نے کسی چوپایہ کا دودھ نہیں پلایا بلکہ اپنا دودھ دیا ہو تو استخا ناقسم لیکر اُسی کا قول مقبر ہو گا اور اگر لڑکے
 والوں نے اپنے دعوت پر گواہ سائلے تو دودھ پلائی کو اجرت نہ ملیگی شمس المائر حلوائی نے فرمایا کہ نایل اس مسئلہ کی یہ ہو
 کہ گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس دودھ پلائی نے بکری کا دودھ پلایا اور اپنا دودھ نہیں پلایا اور اگر صرف استخا
 کہا کہ لڑکے اپنا دودھ نہیں پلایا تو گو ابی مقبول نہ ہوگی اور اگر دونوں نے گواہ سائلے تو دودھ پلائی کے گواہ مقبر
 ہو گئے یہ فصول حمادیہ میں لکھا ہو اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر گواہی دی کہ ہم نے سنا کہ یہ کہتا تھا المسیح بن الداود
 یہ نہیں کہا کہ یہ قول نسا ہی کا ہو پس اسکی عورت بائن ہو گئی اور وہ شخص کہتا ہی کہ میں نے یہ لفظ بھی ملایا کہ نصاریٰ کا
 قول ہو کہ گو ابی مقبول ہوگی اور اس میں اور اُسکی جو زمین جدا کی کرائی جاویگی اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم نے سنا
 کہ یہ شخص کہتا تھا المسیح بن الداود اسکے سولے ہم نے نہیں سنا تو یہ گو ابی غیر مقبول ہوگی یہ خزائنہ الفتاویٰ میں لکھا ہو
 ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اس شخص نے ایک لڑکے کو نکم دیا کہ میری گدھے کو مار کر اپنے باغ سے نکال دے پھر لڑکے نے
 اسکو میانیک مارا کہ وہ مر گیا اور ابیہر گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ سائلے کہ یہ گدما زندہ ہو تو گو ابی مقبول نہ ہوگی کیونکہ نظر
 مقصودہ نفی پر قائم ہو یہ قیاس میں لکھا ہو۔

سوال یا سیدنا ابن کفر کی گواہی کے بیان میں۔ کافر کی گواہی مسلمان پر مقبول نہ ہوگی یہ محیط سرخی میں لکھا ہو
 اہل ذر میں سے بعض کی گواہی بعض پر مقبول ہو بشرطیکہ عادل ہوں۔ اگرچہ ملتین مختلف ہوں یہ بدائع میں لکھا ہو۔ جو
 عربی کافران لیکر آئے ہیں اگر ذمی اُن پر گواہی دین تو جائز ہو خلاف اسکے کہ اہل حرب جو امان لیکر آئے ہیں اگر ذمیوں
 پر گواہی دین تو ناجائز ہو۔ بعض عربی امان والے اگر بعض پر گواہی دین پس اگر ایک ہی ملک کے ہیں تو مقبول ہو اور
 اگرچہ وہ بڑا ملک سکد ہیں تو مقبول نہ ہوگی یہ تلخیص میں لکھا ہو۔ مرتد مرد یا عورت کی گواہی میں شائخ نے اختلاف کیا ہو
 صحابہ نے کہا کہ کافروں پر مقبول ہو اور بعض نے کہا کہ مرتد پر مقبول ہو اور اصح یہ ہو کہ ہر صورت میں غیر مقبول ہو
 یہ محیط میں لکھا ہو اگر دو کافروں نے دو مسلمانوں کی گواہی پر گواہی دی اور دو مسلمانوں کی گواہی ایک کافر کی
 مدعا دی سے دو مرتد کافر پر کسی حق میں تھی یا کسی قاضی مسلمین کے حکم پر جو کسی سلطان یا کافر کے حق میں تھا گو ابی تھی تو
 ذمہ کی گواہی ناجائز ہو۔ اور اگر دو مسلمانوں نے دو کافروں کی گواہی پر گواہی دی تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہو
 ایک کافر کے قبضہ میں ایک باندی تھی کہ اُسکو کئے سلطان سے خرید ہو پھر ابیہر دو کافروں نے یہ گواہی دی کہ یہ بیچ

یہ باندی مسلمان یا کافر کی ہو تو گواہی جائز نہ ہوگی اسی طرح اگر وہ باندی اُسکے پاس کسی مسلمان کی طرف سے ہمہ
یا صدقہ میں ہو تو بھی یہی حکم ہو اور یہ قول امام اعظم و امام محمد رحمہما کا اور پہلا قول امام ابو یوسف رحمہما کا ہے پھر امام
ابو یوسف رحمہما نے جو کہ کیا کہ بن اصل گواہی پر خاص کر کافر پر حکم کو دیکھا نہ خیر بد یہ حاوی اور مبوطہ میں ہے۔ اگر دو ذمی
ایک ذمی پر یہ گواہی دین کہ یہ اسلام لایا ہو تو قبول نہ ہوگی کیونکہ انکی زعم میں وہ مرتد ہو گیا اور اہل ذمہ کی گواہی
مرتد پر باطل ہے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے اہل اسلام میں سے کسی شخص پر یہ گواہی دی
کہ یہ اسلام لایا ہے اور وہ انکار کرتا ہو تو امام وقت اُسکو اسلام کے واسطے جبر کرے گا اور قید کرے گا اور قتل نہ کرے گا یہ ظہیر یہ
میں لکھا ہے۔ ایک ذمی مر کیا اور اُسپر دس نصرانیوں نے گواہی دی کہ وہ اسلام لایا تھا تو انکی گواہی سے اُسپر ناز نہ پڑے گی
جاوے گی اور اسی طرح اگر فاسق مسلمانوں نے یہ گواہی دی تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر اس حیت کافر کا کوئی ولی مسلمان
ہو اور بانی اولیاء کافر اسکے دین کے ہوں پھر مسلمان ولی نے دعویٰ کیا کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور مجھے وصیت کی ہے
اور میراث لینا چاہی اور اہل کفر میں سے دو آدمیوں نے اُسکی گواہی دی تو انکی گواہی سے مسلمان ولی اُسکی میراث نہ لے گا
اور ولی سلم اُسپر ناز پڑے گا اگر وہ عادل ہو اور اگر نہ اے ولی سلم کے اُسکے سلام کے کسی نے گواہی دی تو ولی سلم
کے کہنے سے اُسپر ناز نہ پڑے گی جاوے گی اور میراث اُسکو نہ ملے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے
وہ سرے کے ساتھ ملکہ گواہی دی کہ میری عورت نفوذ باند مرتد ہو گئی ہے اور وہ عورت انکار کرتی ہے اور اسلام کا اقرار
کرتی ہے تو وہ دونوں میں جدائی کرانی جاوے گی اور آدھا ہر اُسکو دلا دیا جاوے گا اگر مرد نے اُسکے ساتھ دخول نہیں کیا ہے اور
عورت کا انکار مرتد ہونا اور اقرار اسلام تو یہ کرنا شمار ہوگا۔ اور اگر دونوں نے گواہی دی کہ وہ مسلمان ہو گئی ہے اور
وہ منکر ہو اور اصل دین اُسکا نصرانیہ تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اُسکا انکار مرتد ہونے میں شمار ہوگا۔ اور اُسکا
شہر آدمی ہر سے بری ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے عمرو بن ابی عمرو نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک ذمی
مر گیا پھر ایک مسلمان مرد یا عورت نے جو عادل ہو یہ گواہی دی کہ موت سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا اور اُسکے اولیا نے انکار
کیا تو تمام میراث اُسکے ولیوں کو اہل ذمہ میں سے ملے گی اور مسلمانوں کو چار حصے کے اُسکو غسل دیکر کفن دین اور اُسپر ناز پڑھیں
اسی طرح اگر محمد و القذت مسلمان نے گواہی دی اور اب وہ عادل ہے تو بھی یہی حکم ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک
نصرانی مر گیا اور اُسکے دو لڑکے ہیں ایک نصرانی اور ایک مسلمان پھر مسلمان نے دو نصرانی گواہ پیش کیے کہ وہ مسلمان مر گیا
نصرانی نے وہ مسلمان گواہی دے کہ وہ نصرانی مر گیا تو مسلمان کے لیے میراث کا حکم دیا جائے گا کذا فی محیط السرخسی اسی طرح
اگر اُسے دو نصرانی پیش کیے تو بھی یہی حکم رہے گا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اوریت ہر نماز پڑھنا اُسکے مسلمان بیٹے کے کہنے سے
ہو نہ نصرانیوں کی گواہی ہے اور اگر مسلمان بیٹے نے کہا کہ میرا باپ موت سے پہلے اسلام لایا ہے اور میں اُسکا
وارث ہوں اور نصرانی نے کہا کہ میرا باپ مسلمان نہیں ہوا تو میراث کے باب میں نصرانی کا قول معتبر ہو گا اور اُسکے
مسلمان بیٹے کے کہنے سے اُسپر ناز نہ پڑے گی جاوے گی یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ متقی میں ہے کہ اگر مسلمان بیٹے نے ہنوز اُسکے
مسلمان مرنے پر گواہ نہ قائم کیے تھے کہ ایک شخص نے اُسپر قرض کا دعویٰ کیا اور نصرانی گواہ پیش کیے تو مال کا حکم
اُسپر دیا جائے گا پھر مسلمان بیٹے نے اُسکے مسلمان ہونے کے گواہ نصرانی سنائے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر قرضخواہ
مسلمان تھا تو میں اُسکے قرض کی بابت جو حکم ہو چکا ہے باطل نہ کر دے گا اور اگر قرضخواہ ذمی ہو تو حکم قضا باطل کر کے تمام

میراث اُسکے مسلمان بیٹے کو دلاؤنگا اور اگر میت نے کچھ مال نہ چھوڑا اور اُسکے بیٹے مسلمان نے نصرانی گواہ اُسکے مسلمان مرنے پر قائم کیے اور چھوٹے بھائیوں کو لینا چاہا تو گواہی ایسے مقبول نہوگی اور یہ حکم اسی مقام پر مخصوص نہیں ہو بلکہ یہاں کہیں میت نے کچھ مال چھوڑا ہو کہ جسکے لیے اُسکے اسلام کی گواہی قائم کی جائے تو اُسکے اسلام کی گواہی مقبول نہوگی اور نہ اُسکے اسلام کا حکم دیا جائیگا یہ ذخیرہ اور محیط میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ نے فرمایا کہ میں نے امام محمد رحم سے پوچھا کہ اگر مسلمان قرض خواہ کے گواہ مسلمان ہوں اور نصرانی بیٹے کے سامنے اُنکی گواہی پر ڈگری کی گئی پھر مسلمان بیٹا ذمی گواہ لایا نہ میرا باپ مسلمان مرا ہو تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ جو کچھ نصرانی میت کا مال تھا اُسکا وارث اُسکا مسلمان بیٹا ہو اور قرض خواہ بروہی فہم کا کچھ حکم نہوگا۔ پھر ابن سماعہ نے کہا کہ میں نے امام محمد رحم سے کہا کہ اگر قرض خواہ نے اور مسلمان بیٹے دونوں نے ذمی گواہ پیش کیے تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ اگر دونوں گواہ معاہدہ میں ہوں تو عام علیہ مسلمان وارث قرار دیا جائیگا کیونکہ اُسکے گواہوں سے اُسکا وارث ہونا ثابت ہو اور جب وہ وارث قرار پایا تو قرض خواہ کے ذمی گواہوں کی گواہی اُسپر مقبول نہوگی پس قرض خواہ کو ایسی گواہی پیش کرے سے کچھ استحقاق حاصل نہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک لڑکے نے کہا کہ میرا باپ مسلمان تھا اور میں بھی اور دوسرے نے کہا بلکہ میں بھی اُسکے مرنے سے پہلے اسلام لایا ہوں اور دوسرے نے اُنکی تکذیب کی تو میراث اُسکو ملے گی جسکے مسلمان ہونے پر باپ کی زندگی میں اتفاق ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مسلمان بیٹے نے کہا کہ ہمیشہ میرا باپ مسلمان تھا اور نصرانی نے کہا کہ ہمیشہ میرا باپ نصرانی تھا تو مسلمان کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مسلمان کے گواہ بھی معتبر ہوں گے۔ اور اگر مسلمان بیٹے نے مسلمانوں میں سے دو گواہ باپ کے مسلمان ہونے پر کہ اپنے مرنے سے پہلے مسلمان تھا قائم کیے تو میں قبول نہ کر دوں گا جب تک کہ اسلام کی تفصیل نہ بیان کریں کہ کیا ہو اور امام رکن الاسلام علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر گواہ فقیہ ہو تو اُسکی گواہی بدون اسلام کے تفصیل بیان کرنے کے مقبول نہوگی اور اگر جاہل ہو تو جب تک اسلام کی تفصیل اور اُسکا وصف نہ بیان کرے مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ایک مسلمان عورت نے بیان کیا کہ میرا شوہر مسلمان تھا اور اُس شخص کی اولاد کافرن نے بیان کیا کہ نہیں بلکہ کافر تھا اور اُس شوہر مسلمان کا ایک بھائی مسلمان تھا کہ وہ اس عورت کی تصدیق کرتا تھا تو میراث اُس بھائی اور عورت کے درمیان تقسیم ہوگی۔ اور اگر ایک بیٹا کافر اور ایک بیٹی مسلمان چھوڑی پھر بیٹی نے کہا کہ میرا باپ مسلمان مرا ہو اور بھائی مسلمان نے اُسکی تصدیق کی اور بیٹا کافر کہتا ہو کہ کافر مرا ہو تو لڑکی کا قول معتبر ہوگا اور اگر چورونہ اور بیٹا اور بھائی ہو اور بھائی اُسکے مسلمان ہو نیکا دھوی کرتا ہو اور بیٹا منکر ہو تو بیٹے کا قول لیا جائیگا اور میراث اُسی کو ملیگی۔ ایک بیٹی اور ایک بھائی ہو اور دونوں نے اختلاف کیا تو دعویٰ اسلام کا قول لیا جائیگا اور یہی حکم بیٹا اور باپ سوچو ہوئے میں ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک شخص مر گیا اور اُسے ایک گھر چھوڑا پس میت کے لڑکے نے جو مسلمان تھا کہا کہ میرا باپ مسلمان مرا ہو اور یہ گھر میرے واسطے میراث چھوڑا ہو اور میت کا بھائی جو ذمی تھا آیا اور کہا کہ میرا بھائی میرے دین پر کافر مرا ہو تو بیٹے کا قول لیا جائیگا اور اسی کو میراث ملیگی اور اگر دونوں نے اپنے دھوی ہو گواہ قائم کیے تو بیٹے کے گواہ لیے جاؤنگے اور اگر بھائی نے ذمی لوگ گواہ قائم کیے اور مسلمان بیٹے کے گواہ نہیں ہیں تو بھائی کے گواہ ناجائز ہوں گے لیکن اگر بھائی نے اپنے دھوی ہو مسلمان گواہ قائم کیے تو مقبول ہوں گے اور میراث بھائی کو ملیگی یہ محیط اور ذخیرہ میں لکھا ہو۔ امام ابو یوسف رحم

نے فرمایا کہ ایک نصرانی مرگیا اور دو بیٹے چھوٹے پھر ایک اُسکے مرنے کے بعد مسلمان ہو گیا پھر ایک نصرانی نے اس امر کے نصران گواہ قائم کیے کہ میں بھی میت کا بیٹا ہوں تو نسب کی گواہی قبول ہوگی اور میراث میں نصرانی بیٹے کا شریک کیا جائیگا اور مسلمان بیٹے کی میراث کے حصہ میں شریک نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہوا اسی طرح اگر ایک نصرانی بیٹا چھوٹا اور وہ باپ کے مرنے کے بعد مسلمان ہو گیا پھر ایک نصرانی آیا اور نصرانی گواہ اس امر کے لایا کہ میں نصرانی میت کا بیٹا ہوں تو نسب کی گواہی مقبول ہوگی اور جو کچھ مال میراث کا مسلمان بیٹے کے ہاتھ میں رہا ہے اس سے کچھ نہ دلا یا جائیگا پس اگر میت کا کچھ مال برآمد ہوا تو سب مسلمان بیٹے کو ملیگا پس اگر مسلمان بیٹا ذمی باپ کی زندگی میں مر گیا تو اُسکی میراث اُسکے ذمی بیٹے کو ملیگی۔ اور ابن سماعہ نے فرمایا کہ اس صورت میں ذمی بیٹے کو مسلمان بیٹے کی مزاحمت کا حق اُوقت نہیں حاصل ہوتا ہے کہ جب ذمی بیٹے کے نسب ثابت ہونے سے پہلے وہ مسلمان ہو گیا ہو اور اگر مسلمان ہونے سے پہلے اُسکا نسب ثابت ہو گیا تو ذمی اُس مسلمان کا مراثم و شریک ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک نصرانی مر گیا اور اُسکی مسلمان عورت نے بیان کیا کہ میں اُسکے مرنے کے بعد مسلمان ہوئی ہوں مجھے میراث چاہیے ہے اور وارثوں نے کہا کہ بلکہ تو پہلے مسلمان ہوئی ہو اور مجھے میراث نہ ملیگی تو وارثوں کا قول لیا جائیگا اسی طرح اگر کوئی مسلمان نصرانی عورت کو چھوڑ کر مر گیا اور جھگڑے و تالش کے دن وہ مسلمان تھی پس کہا کہ اُسکے مرنے سے پہلے میں مسلمان ہوئی ہوں اور وارثوں نے کہا کہ بعد مرنے کے مسلمان ہوئی ہو تو وارثوں کا قول مقبرہ ہوگا یہ ترمذی میں ہے۔ اگر ایک گھر کی نسبت جو ایک ذمی کے قبضہ میں ہو ایک مسلمان اور ذمی نے دعویٰ کیا اور دونوں نے میراث کا دعویٰ کیا اور دلیل پیش کی تو دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہوگا بشرطیکہ ذمی کے گواہ مسلمان ہوں ورنہ مسلمان کے واسطے ڈگری کر دیا جائیگی اگرچہ اُسکے گواہ کافر ہوں یہ محیط میں لکھا ہے۔ ہر گواہی جو ایک ذمی نے دوسرے ذمی پر دی ہو۔ اور مہنور حاکم نے اُسکی گواہی پر حکم نہیں دیا ہے یہاں تک کہ مشہود علیہ مسلمان ہو گیا تو گواہی باطل ہو جائیگی پس اگر مشہود علیہ حکم کے بعد مسلمان ہوا تو حکم سابق باقی رہیگا اور تمام حقوق میں سوائے حدود کے مواخذہ کیا جائیگا اور قصاص نفس یا مالدن انفس میں خیاس چاہتا ہو کہ قاضی نافذ کرے اور استہاناً نافذ نہ کریگا۔ اور جو ری میں اگرچہ حکم قضا کے بعد ہاتھ کاٹنے سے پہلے مسلمان ہو گیا تو قاضی اس سے مال و لواحق اور ہاتھ کاٹنا دفع کر دیگا اور اگر مشہود علیہ پہلے مسلمان ہوا پھر دونوں گواہ مسلمان ہو گئے یا پہلے گواہ مسلمان ہوئے پھر مشہود علیہ مسلمان ہوا پس اگر انھوں نے از سر نو گواہی نہ ادا کی تو تمام حقوق میں ڈگری نہ ہوگی اور اگر پہلی صورت میں بعد دونوں کے مسلمان ہونے کے اور دوسری صورت میں بعد مشہود علیہ کے مسلمان ہونے کے دونوں نے از سر نو گواہی دی تو مالون اور قصاص اور حد القذف کے دعویٰ میں ڈگری کر دیا جائیگی اور جو حدود و خالص القدرت کے واسطے ہیں ان میں نہ کیا جائیگی یہ شرح ادب القاضی میں لکھا ہے۔ اگر ایک نصرانی پر چار نصرانیوں نے گواہی دی کہ اسے مسلمان باندی کے ساتھ زنا کیا ہو پس اگر انھوں نے یہ گواہی دی کہ کہنے زبردستی زنا کیا ہو تو فقط مرد کو حد جاری کیا جائیگی اور اگر انھوں نے یہ گواہی دی کہ اُس مسلمان باندی نے اس سے رضامندی سے زنا کر لیا تو دونوں سے حد دفع کیا جائیگی اور باندی مسلمان کے حق کے عوض گواہوں کو سزا دی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ دو نصرانیوں نے ایک مسلمان و نصرانی پر یہ گواہی دی کہ ان دونوں نے ایک مسلمان کو عداً قتل کر ڈالا ہے تو فرمایا کہ مسلمان پر گواہی انکی قبول نہ کر دیگا اور نصرانی

۹
جو کہ انھوں نے
مسلمان کے ساتھ
دعویٰ کیا ہو
وہ ذمی کی نسبت
جس میں وہ ثابت
نہ ہو اس وقت
ذمی کی گواہی

سے قصاص نہ لوں گا مگر اسپر اسی کے مال سے دیت دینا لازم کروں گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ابن سماعہ رحمہ نے فرمایا کہ میں نے امام محمد رحمہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک مسلمان نے عداً ایک نصرانی کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور کہا کہ میں ایک نصرانی کا غلام ہوں اور ہاتھ کٹے ہوئے نے دعویٰ کیا کہ یہ آزاد ہو اور ایک مرد اور دو عورت مسلمانوں کو گواہ لایا کہ اسکے مالک نے ایک سال سے اسکو آزاد کر دیا ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ میں اسکو آزاد قرار دیکر ہاتھ کا قصاص لوں گا اور اگر ہاتھ کٹے ہوئے دو نصرانی گواہ پیش کیے کہ ایک سال سے اسکے مالک نے اسکو آزاد کیا ہو تو میں اسکی آزادی کے بارہ میں یہ گواہی قبول کروں گا اور قصاص نہ لوں گا اور شاخ نے فرمایا کہ آزادی کی کو ایسی سمجھو جو نا صلیہ کے نزدیک ہو نا چاہیے نہ امام عظیم رحمہ کے نزدیک کیونکہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک بدون غلام کے دعویٰ کے آزادی کی گواہی قبول نہیں ہوتی ہو اور اس مقام پر وہ سنکر ہو نہ مدعی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک مسلمان نے اگر کہا کہ اگر فلان نصرانی نے اپنی عورت کو طلاق دی تو میرا غلام آزاد ہو پھر دو نصرانیوں نے گواہی دی کہ فلان نصرانی نے اس قول کے بعد اپنی عورت کو طلاق دی تو میں نصرانی کی عورت کے طلاق ہونے کے بارہ میں گواہی قبول کروں گا اور مسلمان کا غلام آزاد نہ کروں گا محیط میں ہو۔ ایک مسلمان نے کہا کہ اگر میرا غلام اس دار میں داخل ہوا تو وہ آزاد ہو اور ایک نصرانی نے کہا کہ میری جو دو تین طلاق ہیں اگر یہ غلام اس دار میں داخل ہو پھر دو نصرانیوں نے گواہی دی کہ غلام اس کو میں داخل ہوا ہو پس اگر غلام مسلمان ہو تو وہ دونوں کی گواہی ماسل ہو اور اگر نصرانی ہو تو نصرانی کی عورت پر طلاق ہونے میں گواہی جائز ہو اور آزادی غلام کے بارہ میں تاہنہ ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ ایک نصرانی کے ہاتھ میں ایک چادر تھی پھر ایک مسلمان و ایک نصرانی نے ہر ایک نے اسکے گواہ نصرانی پیش کیے کہ نصرانی نے آزاد کیا ہو کہ یہ چادر مدعی کی ہو تو فرمایا کہ میں مسلمان کی ڈگری کروں گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک نصرانی مرد نے ایک نصرانی عورت پر اس امر کے گواہ سنائے کہ میں نے اس عورت سے فلان وقت نکاح کیا ہو تو فرمایا کہ میں نصرانی عورت کے مدعی کی جو رہ ہونے کی ڈگری کروں گا پھر ایک مسلمان نے گواہ سنائے کہ میں نے اس وقت کے بعد اس سے نکاح کیا ہو تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسکی ڈگری ہوگی اور امام عظیم رحمہ کے نزدیک ہوگی اور اگر دونوں نے گواہ سنائے تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک مسلم کی ڈگری ہوگی اور امام ابو یوسف کے نزدیک نصرانی کی ڈگری ہوگی۔ ایک نصرانی مرگیا اور اسپر ایک مسلمان کا قرضہ نصرانی کی گواہی سے ہو اور اسپر ایک نصرانی کا قرضہ نصرانی کی گواہی سے ہو تو امام ابو حنیفہ رحمہ و امام محمد رحمہ و زفر رحمہ نے فرمایا کہ مسلمان کے قرضہ سے شروع کیا جائیگا یعنی پہلے مسلمان کا قرضہ ادا کرنا شروع ہو گا کذا فی محیط السرخسی پس اگر کچھ بچ رہا تو وہ نصرانی کے قرضہ میں دیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک نصرانی کے قرضہ میں ایک غلام ہو کہ اسپر ایک مسلمان اور ایک نصرانی نے ہر ایک نے دعویٰ کیا اور ہر ایک نے دو نصرانی گواہ پیش کیے تو بالاجماع مسلمان کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ ایک ذمی سود رحمہ چھوڑ کر مر گیا پھر ایک مسلمان نے دو گواہ ذمی اپنے سود رحمہ قرضہ کے پیش کیے اور ایک دوسرے مسلمان اور ایک ذمی نے اپنے دو گواہ سود رحمہ قرضہ کے پیش کیے تو سود کی دو تہائی اکیلے مدعی مسلمان کو ملیگی اور ایک تہائی دونوں شہد کیوں کو ملیگی اور اگر کسی ذمی قرضہ خواہنے دو ذمی گواہ اور ایک مسلمان اور ایک ذمی نے دو ذمی گواہ سنائے تو سود رحمہ ترکہ میں سے ہر ایک کو ایک تہائی ملیگا اسی طرح اگر اس صورت میں دونوں شہر کو بچے دو مسلمان

گواہ سنائے تو بھی ذمی قرض خواہ کو تائی اور دونوں شریکین کو دو تائی ملیگا اور اگر ذمی قرض خواہ نے دو گواہ مسلمان سنائے
اور دونوں شریکین نے خواہ مسلمان یا ذمی گواہ سنائے تو سو درم کا نصف ذمی کو اور باقی آدھا دونوں شریکین کو ملیگا
یہ کافی میں لکھا ہے۔ ایک نصرانی مرگیا اور دو سو درم چھوڑے اور دو بیٹے نصرانی چھوڑے پھر ایک مسلمان ہو گیا پھر ایک
شخص آیا اور کہنے بیت پر سو درم کا دھوے کیا اور دو گواہ نصرانی قائم کیے تو قاضی اس قرضہ کا حکم وارث نصرانی کے
حصہ میں سے دیگا اور نصرانی مسلمان کا شریک ہو گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک نصرانی مرگیا اور ایک
ملوک چھوڑا چھوڑے ملوک اُسکے مرنے کے بعد مسلمان ہو گیا پھر اُسکی طرف سے دو نصرانیوں نے یہ گواہی دی کہ اُسکا مالک
نے اُسکو آزاد کر دیا ہے اور ایک کاسولے اس غلام کے کچھ مال نہ تھا اور ایک مسلمان نے دو نصرانی گواہ اس امر پر قائم کیے
کہ میرے ہزار درم اس بیت پر قرض ہیں تو امام محمد نے فرمایا کہ میں دونوں کی گواہی قبول کر دوں گا پس غلام کو
آزاد کر دوں گا اور وہ قرض خواہ کے واسطے سہی کر کے مال ادا کرے گا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ امام محمد نے کتاب الزہد میں
فرمایا کہ ایک ذمی مرگیا اور دوسرے ذمی نے اُسکے بعض اسباب کے رہن کا دعویٰ کیا اور اہل ذمہ میں سے گواہ
قائم کیے اور ایک مسلمان نے اُس پر قرض کا دعویٰ کیا اور ذمی یا مسلمانوں میں سے گواہ قائم کیے تو امام محمد نے فرمایا کہ میں مسلمان
کی گواہی قبول کر کے اُسکا قرضہ دلوانا شروع کر دوں گا پھر بعد پورا ہو جانے کے اگر کچھ مال باقی رہا تو وہ ذمی کو ملیگا پھر فرمایا
رہن جائز ہو گا جب تک کہ مسلمان اپنا قرضہ پورا نہ کر لے لیوے پس اگر ذمی کے گواہ مسلمان ہوں اور مسلم کے گواہ
ذمی یا مسلمان ہوں تو ذمی کو اپنے رہن سے لینے کا زبانیہ انتہائی ہو گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک مسلمان نے کافر پر
مال کا دعویٰ کیا اور دعویٰ کیا کہ ایک مسلمان فلاں شخص اسکا قلیل ہو اور کفار دونوں میں سے گواہ قائم کیے تو اس گواہی
سے ہیل پر مال ثابت ہو گا نہ قلیل ہے۔ اسی طرح اگر اصل مال کافر ہو پھر دو کافروں نے ایک کافر کو مسلم پر یہ گواہی
دی کہ ان دونوں نے اُسکی طرف سے اس مال کی کفالت کی تھی اور ایک دوسرے کا بھی قلیل ہو تو یہ گواہی اُسیل ہے
اور قلیل کافر جائز ہو اور مسلمان قلیل پر جائز نہیں اگر ایک مسلمان نے دوسرے مسلمان پر مال کا دعویٰ کیا اور مطلوب نے
انکار کیا اور طالب نے دعویٰ کیا کہ اس ذمی نے مطلوب کے حکم سے اُسکی طرف سے اس مال کی کفالت کی ہو اور قلیل نے
انکار کیا پھر دو ذمیوں نے دعویٰ کی طرف سے گواہی دی تو گواہی قلیل پر جائز ہوگی نہ اُسیل مسلم پر یہاں تک کہ اگر قلیل نے
ادا کیا تو اُسکو مسلمان سے لینے کا اختیار ہو گا۔ اور اسی طرح اگر دونوں پر مال دستاویز میں ہو اور مسلمان کے نام
دستاویز ہو اور ذمی اُسکے بیچے قلیل ہو یا دستاویز دونوں کے نام ہو اور ہر ایک دوسرے کا قلیل ہو تو بھی یہ
گواہی کافر رجعت ہوگی نہ مسلم پر یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی مسلمان نے کافر کے لیے ہزار درم کی ضمانت کر لی اور کافر اُسیل
نے کہا کہ میں نے اپنی طرف سے ضمانت کرینے کا حکم اُسکو نہیں دیا تھا پھر مسلمان دو گواہ کافرا لیا کہ اُنھوں نے گواہی دی کہ اس
مسلمان نے اس کافر کے حکم سے اُسکی طرف سے ضمانت کر لی تھی اور طالب نے اقرار کیا کہ میں نے اس قلیل سے مال چھوڑا
ہو تو قلیل کو اختیار ہو گا کہ اُسیل سے مال وصول کرے۔ اور اگر کسی مسلمان نے کسی ذمی کے جان کی مال کی جو اُسپر کسی
مسلمان یا کافر کا ہو کفالت کی اور اہل ذمہ اُسپر گواہ ہوئے پس اگر مسلمان نے اس سے انکار کیا تو اُنکی گواہی اُسپر
جائز ہوگی اور اگر اقرار کیا تو اُسکے اقرار کی وجہ سے جائز ہوگی نہ گواہی کی وجہ سے پس اگر اُس نے مال ادا کر دیا اور
ذمیوں نے گواہی دی کہ اس نے ذمی کے حکم سے کفالت کی تھی تو وہ ذمی سے وصول کرے گا یہ محیط میں لکھا ہے۔

کافرون کی گواہی مکاتب کا فر یا غلام ماذون کا فر پر روا ہو اگرچہ اسکا مولیٰ مسلمان ہو یہ بسو طمین ہو اگر ایک غلام ماذون نصرانی پر جو مسلمان کا ملک ہو دو نصرانیوں نے گواہی دی کہ اسے اس شخص کو یا اسکی گھوڑے کو قتل کر ڈالا ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک قتل کرنے کی گواہی جائز نہیں ہو اور گھوڑے مار ڈالنے کی گواہی جائز ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک قصاص کے واسطے مقبول ہوگی اور خطا میں مال لینے کے واسطے مقبول نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر غلام ماذون مسلمان ہو اور اسکا مالک کافر ہو تو کافرون کی گواہی غلام پر مقبول ہوگی یہ بسو طمین لکھا ہو۔ اگر کسی کافر نے کسی مسلمان کو خرید و فروخت کا وکیل کیا تو کافرون کی گواہی وکیل پر جائز ہوگی اور اگر مسلمان نے کسی کافر کو وکیل کیا تو کافرون کی گواہی وکیل پر جائز ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک کافر مر گیا اور اسنے مسلمان کو وصی بنایا پھر ایک شخص نے میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور کافروہ قائم کیے تو اسخا نا جائز ہو اگرچہ وصی مسلمان ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ امام محمد رحمہ اللہ نے جامع میں فرمایا کہ ایک مسلمان نے دعویٰ کیا کہ فلان نصرانی مر گیا اور اسنے مجھے وصی بنایا ہو اور نصرانی گواہ سنائے پس اگر کسی نصرانی قرضدار کو حاضر کیا تو قیاساً اسخا نا گواہی اسپر مقبول ہوگی اور غیر کی طرف تعدی بھی ہوگی اور اگر کسی مسلمان قرضدار کو آیا تو قیاساً اسپر گواہی مقبول نہ ہوگی اور یہی ہلا قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہو اور استخا نا مقبول ہوگی اور اسی طرح اگر نصرانی نے نصرانی گواہ قائم کیے کہ فلان شخص مر گیا اور میں اسکا بیٹا ہوں اور وارث ہوں اور گواہ سوائے اسکے کوئی وارث نہیں جانتے ہیں اور میت کا کوئی کافر قرضدار حاضر کیا تو قیاساً و استخا نا گواہی مقبول ہوگی۔ اور اگر کوئی مسلمان قرضدار حاضر کیا تو قیاساً مقبول نہ ہوگی اور استخا نا مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر ایک مسلمان نے کسی نصرانی کی طرف سے وکالت کا دعویٰ کیا کہ جو کچھ اسکا حق کو فہ میں ہو اسکے لیے اُسے مجھے وکیل کیا ہو اور ایک مسلمان قرضدار کو حاضر کیا اور اسپر نصرانی گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہوگی اور اگر نصرانی کو حاضر کیا تو گواہی مقبول ہوگی۔ اور جب قاضی نے یہ گواہی قبول کی اور اسکی وکالت کا حکم دیا تو یہ حکم سب قرضداروں پر خواہ کافروں یا مسلمان ہوں جاری ہوگا حتیٰ کہ اگر اسکے بعد کوئی مسلمان قرضدار کو لایا اور اُسے اسکی وکالت سے انکار کیا تو قاضی اسکو دوبارہ وکالت کے گواہ لانے کے واسطے تکلیف نہ دیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک مسلمان نے اپنا غلام نصرانی کے ہاتھ فروخت کیا پھر کسی نصرانی نے اسکے پاس سے دو نصرانی گواہ قائم کر کے اپنا چاہا تو ڈگری نہ کیا بلکہ یہ وجہ کر دی میں لکھا ہو ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہو کہ ایک نصرانی نے مسلمان سے ایک غلام خریدا اور اسکو کسی نصرانی کے ہاتھ قبضہ کرنے کے بعد فروخت کر دیا پھر دوسرے مشتری نے قبضہ کے بعد اسے عیب پایا اور دو گواہ نصرانی اس امر کے لایا کہ یہ عیب بالغ مسلمان کے پاس تھا قبل اسکے کہ اسکو نصرانی مشتری کے ہاتھ فروخت کرے تو اسکو اختیار حاصل ہوگا کہ اپنے بالغ نصرانی کو واپس کرے اگرچہ اسکے بالغ کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ اس گواہی پر اپنے بالغ مسلمان کو واپس کرے یہ ذخیرہ میں ہو غنی میں ہو کہ ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا پھر دوسرے مشتری نے اسکو تیسرے مشتری کے ہاتھ اور تیسرے نے چوتھے کے ہاتھ اسی طرح دست بدست دس نصرانیوں کے ہاتھ فروخت ہوا پھر ایک انہیں سے مسلمان ہو گیا پھر غلام نے دعویٰ کیا کہ میں اصلی آزاد ہوں اور اسپر نصرانی گواہ سنائے تو امام زفر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اسکی گواہی مقبول نہ ہوگے گواہ اول بالغ مسلمان ہو یا درسیان یا آخر کا جب تک کہ مسلمان گواہ نہ سنائے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر آخر کا مسلمان ہو یا ہو تو گواہی سموع ہوگی اور اگر درسیان مسلمان ہو یا ہو تو مقبول ہوگی

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہوگی باہم اپنا اپنا ثمن واپس لیتے جاؤینگے یہاں تک کہ مسلمان بائع تک نہایت پہنچے پس اس سے ثمن دے سینگے اور نہ اس کے پہلے والے فروخت کرنے والوں سے واپس کر سینگے اور اگر غلام نے آزاد ہو نیکاد دعویٰ کیا پس اگر یہ دعویٰ کیا کہ پہلے بائع نے مجھے آزاد کیا ہو اور وہی مسلمان ہو گیا ہو اور گواہ نصرانی ہین تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر درمیانی مسلمان ہو جائے تو گواہی اس کے آزاد کرنے پر مقبول نہوگی اور نہ اس کے بعد کی کسی بائع پر آزاد کر دینے کی گواہی مقبول ہوگی اور اس کے پہلے کسی بائع کے آزاد کر دینے پر گواہی مقبول ہوگی اور یہ امام عظیم رحمہ و زفر رحمہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ فرمایا کہ مسلمان بائع کے پہلے یا بعد جس بائع سے آزاد کر دینے کے یہ گواہ قائم ہو گئے مقبول ہونگے مان اگر خود مسلمان بائع پر قائم ہوں تو مقبول نہو گئے اور جب غیر مسلمان پر یہ گواہی قائم ہوئی تو باہم ایک دوسرے سے ثمن واپس کرتے پہلے جائینگے یہاں تک کہ مسلمان بائع تک نہایت پہنچے پس نہ اس سے اور نہ اس کے پہلے والوں سے ثمن واپس نہیں لے سکتے ہین مگر اس صورت میں کہ مسلمان بائع خود اقرار کرے تو واپس کرینگے یہاں تک کہ آزاد کرنے والے تک پہنچے ختم کرینگے کذا فی المحیط

گیا رہوان باب - گواہی پر گواہی دینے کے بیان میں - گواہی پر گواہی دینا ایسے ہر حق میں جائز ہے جو مشہور سے ساتھ نہیں ہوتا ہو اور یہ حکم اتھنا ہوا ہے ایسے حقوق میں جو مشہور سے ساتھ ہوتے ہین مثل حدود و قصاص کے مقبول نہوگی یہ ہر ایہ ہین جو کتاب الاصل میں ہو کہ اگر دو گواہوں نے دو گواہوں کی گواہی پر گواہی دی کہ فلان شہر کے قاضی نے فلان شخص کو حد قذف ملے ہوئی تو جائز ہے اور یہی کتاب الدیۃ میں اسی اہل میں لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں جو یہ محیط میں لکھا ہے - نوادر بن رستم میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ گواہی پر گواہی دینا تعزیر میں جائز ہے یہ نسخ القدر میں ہے جو ایک درجہ میں جائز ہے ویسا ہی چند درجوں تک جائز ہے یہاں تک کہ فروع کے گواہوں پر گواہیاں ایک بعد دوسرے کے جائز ہین تاکہ حقوق تلف ہونے سے محفوظ رہیں یہ کافی میں لکھا ہے - اور ایک شخص کی گواہی پر کم دو شخصوں یا ایک مرد اور دو عورتوں سے گواہ ہونا چاہیے اور ایسا ہی ایک عورت کی گواہی کا حکم ہے اور یہ ہمارے نزدیک ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اگر دو شخص نے دو مرد گواہوں کے گواہی یا ایک قوم کی گواہی پر گواہی دی تو ہمارے نزدیک جائز ہے یہ قاضی قاضی خان میں لکھا ہے - اگر ایک شخص نے اپنی گواہی خود ادا کی اور دوسرے گواہ کی گواہی پر دو آدمیوں نے گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ خلاصہ میں لکھا ہے - اگر دو شخصوں نے ایک شخص کی گواہی دی جو خود ادا کر تا ہو وہی گواہی دی تو جائز نہیں جو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے - اور گواہ کر لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اہل کو او فروع سے یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ زید کا بکر پر اسقدر فرض ہو تو میری اس گواہی پر گواہی دے یا یوں کہے کہ تو میری اس گواہی پر گواہی دے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلان بن فلان نے میرے پاس ایسا اقرار کیا یا یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے ساک فلان شخص زید کے اسقدر حق کا اقرار کرتا تھا پس تو میری اس گواہی پر گواہی دے اور یوں کہے کہ تو اس کی گواہی دے اور یہ بھی نہ کہے کہ تم دونوں میری گواہی کی گواہی دو اور یوں کہے کہ میں نے جیسے مجلس قاضی میں گواہی دیتا ہوں تاکہ مجھ سے مجلس قضا میں نقل کیا دے اور اہل کو یہ بیان کرنا ضرور نہیں ہے کہ فلان شخص نے مجھے اپنے اوپر گواہ کر لیا ہے یہ کافی میں لکھا ہے - اور دو اہل گواہوں نے دو شخصوں سے کہا کہ گواہی دو کہ ہم نے سنا ہے کہ فلان شخص ملنے آدمی اور بکے واسطے ہزار درہم کا اقرار کرتا تھا پس دو نون بھر اس کی گواہی دو پس دو نون فروع سے اس کی گواہی دی تو مقبول

نہوگی اور اسی طرح اگر وہ اہل گواہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ فلان شخص نے اقرار کیا کہ زید کے اُسپر ہزار درہم قرض ہیں پس تم گواہی دو کہ ہم ایسی گواہی دیتے ہیں یا کہا کہ تم اُسپر گواہی دو کہ ہم اُسپر اسکی گواہی دیتے ہیں یا کہا کہ ہم پر گواہی دو جو ہم نے گواہی یابیون کہا کہ فلان کے فلان شخص پر ہزار درہم ہیں پس گواہی دو کہ ہم نے اُسپر گواہی دی ہو یا یہ کہ گواہی دو اُسپر کہ ہم نے گواہی یابیون گواہ نے فرع سے کہا کہ تو گواہی دے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلان شخص نے فلان شخص کے واسطے اسقدر درہم کا اقرار کیا تو ان سب صورتوں میں گواہ کر لینا درست نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر غیر کو اپنی گواہی پر گواہ کرنا چاہتا تو چاہیے کہ طالب و مطلوب کو حاضر کر کے دونوں کی طرف اشارہ کرے اور اگر دونوں کی غیبت میں گواہ کرنا چاہتا تو اُسکا نام و نسب بیان کرے و لیکن اگر شہود علیہ غائب ہو تو گواہ کر لینے کے واسطے نام و نسب ذکر کر دینا کافی ہو اور حکم ضما کے واسطے اسقدر کافی نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور جب فرع اصل گواہ کی گواہی ادا کرنا چاہے تو یون بیان کرے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلان شخص نے مجھ کو اپنی گواہی پر گواہ کیا کہ فلان شخص نے اُسکے نزدیک اس حق کا اقرار کیا ہو اور اُسے مجھے کہا کہ تو میری اس گواہی پر گواہی دے کیونکہ ضرور ہو کہ وہ اپنی گواہی ذکر کرے اور اصل گواہ کی گواہی اور اسکی طرف سے برداشت کرنا ذکر کرے یہ ہدایہ میں لکھا ہو اور یہی اصح ہو یہ زہدی میں ہو۔ اور اگر فرع نے گواہی دی اور یہ نہ کہا کہ ہم اسکی گواہی پر گواہی دیتے ہیں تو انکی گواہی قبول نہوگی یہ خزائنہ الفتاویٰ میں ہو۔ اور فرع کو چاہیے کہ اہل گواہ کے نام کو اور اُسکے باپ دادا کے نام کو ذکر کرے اور اگر اُس نے ترک کیا تو قاضی فرع کی گواہی قبول نہ کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور فرع کی گواہی قبول نہوگی مگر جبکہ اہل گواہ مر جاوین یا مقدر یا مر جاوین کہ مجلس قاضی میں حاضر نہو سکیں یا تین رات دن کے قدر یا زیادہ دور چلے جاوین تو مقبول ہوگی کذا فی الکافی اور یہی ظاہر الروایت ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ اگر اہل گواہ اتنی دور ہو کہ اگر صبح کو گواہی ادا کرنے کے واسطے آوے تو اُسکو اپنے اہل و عیال میں رات گزارنا میرزا ہو سکے تو گواہ کر لینا درست ہو اور اسی کو فقہ ابو الیث نے لیا ہو یہ زہدی و ہدایہ میں لکھا ہو اور بہت سے شائع نے اس روایت کو لیا ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ فتاویٰ سر اجہ میں لکھا ہو۔ نوادہ شام میں ہو کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص ایک قوم کی معیت میں نکلا اور اُسکا ارادہ کہ جانے کا یا کسی دوسرے سفر کا تھا کہ اُسکو اُس نے بیان کر دیا پھر قوم نے اُسکو چھوڑ دیا اور پلٹ آئے پھر ایک قوم نے اُسکی گواہی پر گواہی دی اور شہود علیہ نے دعویٰ کیا کہ وہ حاضر ہو اور گواہوں نے موافق بیان کے گواہی دی اور کچھ زیادہ نہ بیان کیا تو کیا یہ گواہی پر گواہی دینا اس شخص کے نزدیک جو حاضر کے باب میں ایسا قبول نہیں کرتا ہو قبول ہو یا نہیں ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ہاں مقبول ہو کیونکہ غیبت ایسی ہی ہوتی ہو پس اگر اُس نے قوم کو وداع کر دیا اور اپنے گھر ہی میں رہا اور اُسکو نہ کھلتے نہیں دیکھا تو گواہی قبول نہ کرونگا یہ تاتار خانہ میں لکھا ہو۔ صدر شہید حسام الدین نے فرمایا کہ امیر یا سلطان کی طرف سے اگر دونوں شہر میں موجود ہوں تو گواہی پر گواہی دینا درست نہیں ہو یہ فقہ میں لکھا ہو بیٹے کو باپ کی گواہی پر گواہی دینا درست ہو اسکی قضا بہر نہیں درست ہو اور صحیح یہ ہو کہ دونوں پر بیٹے کی گواہی درست ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اگر اہل گواہ شہر میں قید ہو اور اُس نے اپنی گواہی پر گواہ کر لیے تو فرع کو اسکی گواہی پر گواہی دینا جائز ہو یا نہیں اور قاضی اُسپر عمل کریگا یا نہیں اور اس مسئلہ کا ذکر کسی کتاب میں

نہیں ہو اور شاخ زمانہ نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ اگر اسی قاضی کے قید خانہ میں قید ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر والی ملک کے قید خانہ میں ہو اور سکا لٹا ممکن نہ ہو تو جائز ہو اور بعض نے کہا کہ جائز نہ ہونا چاہیے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کوئی عورت پردہ دار ہو تو اسکو اپنی گواہی پر گواہ کر لینا درست ہو اور جو عورت اپنے گھر سے مانند قضاے حاجت حلال وغیرہ کے واسطے نکلتی ہو وہ پردہ دار ہو بشرطیکہ مردوں سے مخالفت نہ کرتی ہو یہ قیہ میں لکھا ہو۔ اگر اصل گواہ نے اعتکاف کیا ہو تو فروغ کی گواہی جائز نہیں ہو خواہ اعتکاف نذر ہو یا نذر نہ ہو یہ قاضی بریل الدین نے فرمایا ہو کذا فی التاثر خانہ اپنی گواہی پر گواہ کر لینا درست ہو اگرچہ اصل گواہوں کو کچھ عذر نہ ہو جسے کہ اگر انکو کچھ عذر درپیش آیا مثلاً سفر یا مرض یا موت تو فروغ کی گواہی ادا کرینگے یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر فروغ نے گواہی ادا کی پھر حکم قضا سے پہلے اصول حاضر ہوئے تو فروغ کی گواہی پر حکم ہوگا یہ قضاے قاضی خان میں لکھا ہو۔ اصل گواہ نے دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ کیا اور گئے گواہی کو بداشت نہ کیا اور کہا کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو چاہیے کہ وہ گواہ نہ قرار پائے یہ قیہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ کیا پھر اسکو منع کر دیا کہ میری گواہی پر گواہی نہ دیوے تو امام اعظم رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک منع کرنا صحیح نہیں ہو جسے کہ اگر بعد مالفت کے گئے گواہی پر گواہی دی تو جائز ہو یہ قضاے قاضی خان میں لکھا ہو اگر دو گواہوں کی گواہی پر دو گواہوں نے گواہی کی کہ فلاں نے اپنا غلام آزاد کر دیا پھر انکی گواہی پر ہنوز حکم نہ ہوا تھا کہ اصل گواہ حاضر ہوئے اور فروغ کو گواہی دینے سے منع کیا تو عامہ مشائخ کے نزدیک صحیح ہو اور بعضوں نے کہا کہ منع صحیح نہیں ہو اور پہلا قول اظہر ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور اگر اصل گواہوں نے گواہی سے انکار کیا تو فروغ کی گواہی مقبول نہوگی یہ ہر اہ میں لکھا ہو۔ اگر دو فروغ نے ایک اصل کی گواہی پر گواہی دی پھر اصل کو جھگایا اندھا ہو گیا یا مرتد یا فاسق ہو گیا یا اسکی عقل جاتی رہی اور ایسی حالت میں ہو گیا کہ اسکی گواہی روا نہیں ہو تو فروغ کی گواہی بھی جاتی رہی اگر کسی فروغ نے اصل کی گواہی پر گواہی دی اور اسکی گواہی سبب اصل کے فاسق ہونے کے رد کر دی گئی تو اسکے بعد دونوں میں سے کسی کی گواہی مقبول نہوگی یہ قضاے قاضی خان مبسوط و خلاصہ میں ہو۔ اگر ایک مرد نے دوسرے کو اپنی گواہی پر گواہ کر لیا پھر اصل گواہ کی ایسی حالت ہو گئی کہ اسکی گواہی جائز نہیں ہو پھر بد بکر اسکی ایسی حالت ہو گئی کہ اسکی گواہی جائز ہو مثلاً فاسق ہو کر گئے تو بہ کر لی پھر فروغ نے اسکی گواہی پر گواہی دی تو سب کی گواہی جائز ہو اگر دو شخصوں نے دو شخصوں کو اپنی گواہی پر گواہ کیا اور دونوں فروغ عادل شخص ہیں پھر فاسق ہو گئے پھر دونوں عادل ہو گئے اور گواہی دی یا اپنی گواہی پر دوسروں کو گواہ کر لیا تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر دو فروغ گواہوں نے قاضی کے پاس گواہی دی اور قاضی نے دونوں پہلوں میں کچھ تہمت پا کر گواہی رد کر دی تو پھر یہ گواہی اسکے بعد نہ فروغ سے قبول ہوگی اور نہ اصول سے اور اگر دونوں فروغ میں کچھ تہمت پا کر گواہی رد کر دی تو اصول کی گواہی اگر عادل ہیں تو جائز رہیگی اور اگر اصول نے دوسرے دو عادل فروغ کو گواہ کر لیا تو انکی گواہی بھی جائز رہیگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر دو گواہوں نے دو غلاموں یا دو مکاتبوں یا دو کافروں کی گواہی پر ایک مسلمان پر گواہی دی اور انھیں دھون سے قاضی نے گواہی رد کر دی پھر دونوں غلام آزاد ہو گئے یا دونوں مکاتب آزاد ہو گئے یا دونوں کافر مسلمان ہو گئے اور گواہی ادا کی یا اپنی گواہی پہلے دونوں آدمیوں کو یا دوسروں کو گواہ کر دیا تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر گواہ اصل گواہ کہہ لینے کے

وقت فاسق ہو پھر توبہ کرے تو فرع گواہی نہ لیکن اگر دوبارہ اُسی گواہی پر گواہ کرے تو پھر ادا کرنا جائز ہے یہ فتاویٰ
 ہندیہ میں لکھا ہے۔ اگر دونوں اہل گواہ مرتد ہو گئے پھر دونوں مسلمان ہو گئے تو فرع کو انکی گواہی پر گواہی دینا جائز نہیں ہے
 اور اگر دونوں اہل گواہوں نے ہر مسلمان ہونے کے خود گواہی ادا کی تو انکی گواہی مقبول ہوگی یہ تاجدار خانہ میں لکھا ہے
 اگر فرع نے بیان کیا کہ ہمکو اصول نے اپنی گواہی پر جو فلاں بن فلاں کی طرف سے فلاں شخص پر اس قدر مال کی
 بہت تھی گواہ کر لیا تھا لیکن ہم فلاں دعا علیہ کو نہیں پہچانتے ہیں تو قاضی انکی گواہی قبول کرے گا اور دعویٰ کو حکم دیگا
 کہ اس امر پر گواہ لاوے کہ جس شخص کو اُس نے حاضر کیا ہے یہ وہی فلاں بن فلاں دعا علیہ ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور
 دو فرع نے دو اہل گواہوں کی گواہی پر گواہی دی ہے اگر قاضی فروع و اصول دونوں فریق کو عادل جانتا ہو تو انکی
 گواہی پر حکم دیگا اور اگر اصول کو عادل جانتا ہو اور فروع کو نہیں پہچانتا ہو تو انکا حال دریافت کرے گا اور اگر فروع کو
 عادل جانتا ہو اور اصول کو نہیں پہچانتا ہو تو حضانہ رہنے ذکر کیا کہ فروع سے ہنکے اصول کا حال دریافت کرے گا اور قبل
 دریافت کے حکم نہ دیگا پس اگر انھوں نے اصول کی تبدیل کی تو ظاہر روایت میں انکی تبدیل ثابت ہو جائیگی اور امام
 محمد رحمہ سے روایت ہے کہ فروع کی تبدیل کرنے سے اصول کی صداقت ثابت نہوگی اور ظاہر روایت صحیح ہے اور اگر
 فروع نے وقت دریافت کے کہا کہ ہم اصول کے حال سے آگاہ نہیں کرتے ہیں تو قاضی انکی گواہی قبول نہ کرے گا
 پس اگر دعویٰ نے کہا کہ میں ایسے لوگ لانا ہوں جو اصول کی تبدیل کرینگے تو امام محمد رحمہ کے قول کے موافق قاضی
 التفات نہ کرے گا اور اس گواہی پر فیصلہ نہ کرے گا کہ انی فتاویٰ قاضی خان اور اگر دعویٰ نے قاضی سے کہا کہ اصول کا حال
 دریافت کرے کہ وہ لوگ عادل ہیں تو قاضی اسکو قبول نہ کرے گا اور یہ ظاہر روایت ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے
 اور اگر فروع نے کہا کہ ہم اصول کو نہیں پہچانتے ہیں کہ آیا وہ عادل ہیں یا نہیں تو خمس الائمہ حلوئی نے
 فرمایا کہ قاضی انکی گواہی رد نہ کرے اور اہل گواہوں کا حال دوسروں سے دریافت کرے اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں لکھا ہے اور ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے اور یہی صحیح ہے یہ محیط اور ذخیرہ میں لکھا ہے
 اگر فرع نے قاضی سے کہا کہ میں اصل گواہ کو گواہی میں شتم جانتا ہوں تو قاضی فروع سے انکی گواہی پر گواہی
 قبول نہ کرے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اگر فروع نے تبدیل اصول سے سکوت کیا تو صحیح ہے اور قاضی
 اصول کی تبدیل دوسرے لوگوں سے جو تبدیل کرنے کے لائق ہیں دریافت کرے گا اور یہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک
 ہے اور امام محمد کے نزدیک گواہی قبول نہ کرے گا یہ کافی میں لکھا ہے۔ ہشام رحمہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک
 عادل نے اپنی گواہی پر دو گواہ کہ لیے پھر خود غائب ہو گیا کہ پتا نہ ملا مثلاً بیس برس تک غائب رہا اور یہ نہ معلوم ہوا
 کہ وہ اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہیں اور فروع نے یہ گواہی ادا کی اور حاکم نے کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ جس سے
 اسکی عدالت دریافت کرے پس اگر اصل گواہ ایسا شہوت ہو جیسے ابو حنیفہ رحمہ وسفیان ثوری رحمہ تو انکی گواہی پر
 حکم دیگا اور اگر غیر مشہور ہو تو فروع کی گواہی پر حکم نہ دیگا یہ فتح القدیر میں لکھا ہے۔ جامع میں مذکور ہے کہ اگر
 دو گواہوں نے دو گواہوں کے قتل خطا کی گواہی پر گواہی دی اور قاضی نے مددگار برادری پر رویت کا حکم
 دیا پھر جسکے متقول ہونے کی گواہی دی ہو وہ زندہ نکلا تو گواہوں فروع پر حضانہ لازم نہ آدینی و لیکن ولی
 مدعی نے جو کچھ لیا ہو وہ واپس کرے اور اگر اصل گواہ آئے اور انھوں نے گواہی سے انکار کیا تو انکا اقرار

دفع کے حق میں مسیح ہوگا اور نہ اُس پر ضمان واجب ہوگی اور اصلی گواہوں پر بھی ضمان نہ آدیکہ اور اگر اصلی گواہوں نے کہا کہ ہم نے ان دونوں کو ایک باطل چیز کی گواہی بر گواہ کر لیا تھا اور ہم جانتے ہیں کہ ہم اُس وقت جھوٹ بولتے تھے تو بھی امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ضمان نہیں ہونگے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مددگار برادری کو اختیار ہوگا کہ چاہے اصلی گواہوں سے ضمان لے یا دلی سے ضمان لے پس اگر اصلی گواہوں سے ضمان لی تو یہ گواہ دلی سے اُس قدر مال لے لینگے اور اگر دلی سے ضمان کی تو وہ کسی سے نہیں لے سکتا یہ

یہ ذخیرہ میں لکھا ہے

بارہواں باب جرح و تعدیل کے بیان میں۔ قاضی کو ضرور چاہیے کہ تمام حقوق میں پوشیدہ و ظاہر گواہوں کا حال دریافت کرے خواہ خصم نے اُمین طعن کیا ہو یا نہ کیا ہو اور یہ امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ کے نزدیک مسلمان میں ظاہری عدالت پر اتفاق کر لیا لیکن اگر خصم نے طعن کیا تو دریافت کر لیا جائے و وہ قصاص میں بالاجماع خفیہ دریافت کرے اور ظاہر میں انکار نہ کرے خواہ خصم نے طعن کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اس زمانہ میں صاحبین کے قول پر فتوے دیے کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر خصم نے گواہوں میں طعن کیا بلکہ تعدیل کی مثالیوں کہا کہ یہ لوگ عادل ہیں جو کچھ انھوں نے مجھ پر گواہی دی وہ سچ کہا یا کہا کہ یہ لوگ عادل ہیں انکی گواہی سچے واسطے یا میرے اوپر جائز ہو تو قاضی اسکے اقرار حق پر حق مدعی کی ڈگری کر دیکھا گواہوں کا حال دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہو اور اگر مدعا علیہ نے صرف اس قدر کہا کہ یہ عادل ہیں یا کہا کہ عادل ہیں مگر گواہی میں انھوں نے خطا کی پس اگر مدعا علیہ عادل ہو کہ جسکی تعدیل معتبر ہو سکتی ہو تو دیکھا جائیگا کہ جواب دعوے کے وقت اگر اُس نے مدعی سے انکار نہیں کیا بلکہ سکوت کیا یا ثابت کیا گواہوں نے اُس پر گواہی دی پھر اُس نے کہا کہ گواہ عادل ہیں تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ قاضی انکی گواہی پر مدعی کی ڈگری کر دیکھا اور انکا حال دریافت نہ کر لیا خواہ دعویٰ ایسے حق میں ہو کہ باوجود شبہ کے ثابت ہوتا ہو یا شبہ کے ساتھ ثابت ہوتا ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ قاضی بدون اُنکے حال دریافت کرنے کے حکم نہ دیکھا اور اگر مدعا علیہ نے دعوے مدعی سے انکار کیا پھر جب گواہوں نے اُس پر گواہی دی تو اُس نے گواہوں کی نسبت کہا کہ یہ عادل ہیں تو بعض روایات میں ہے کہ اس میں بھی ایسا ہی اختلاف ہے جیسا مذکور ہو یعنی امام محمد رحمہ کے نزدیک بدون دریافت حال کے حکم نہ دے اور اُنکے نزدیک حکم دے اور بعض روایات میں امام محمد رحمہ سے مروی ہے کہ قاضی مدعا علیہ سے انکی اس گواہی میں صدق و کذب کو دریافت کرے اگر اُس نے کہا کہ انھوں نے سچ کہا تو اُس نے دعویٰ کا اقرار کر لیا پس اقرار پر حکم دیدے اور اگر اُس نے کہا کہ انھوں نے جھوٹ کہا تو بدون دریافت کے حکم نہ دے اور جامع صغیر میں مذکور ہے کہ اس صورت میں مدعا علیہ کی تعدیل امام محمد رحمہ و امام ابو یوسف کے نزدیک صحیح نہیں ہے اور انکی تعدیل بمنزلہ عدم کے ہو اور اگر مدعا علیہ فاسق یا مستور الحال ہو تو انکی تعدیل صحیح نہیں ہے اور نہ اُس پر قاضی فیصلہ کر لیا اور نہ اُسکا یہ کہنا کہ گواہ عادل ہیں اپنے اوپر حق کے اقرار کرنے میں شمار ہوگا اور اگر قاضی نے اُس سے دریافت کیا کہ گواہوں نے سچ کہا یا جھوٹ اور اُس نے سچ کہا کہ سچ کہا تو یہ دعویٰ کا اقرار ہو پس اقرار پر حکم دیدیکھا اور اگر اُس نے کہا کہ گواہوں نے جھوٹ کہا تو قاضی حکم نہ دیکھا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر

مدعا علیہ پر گواہی دینے سے پہلے اُسے گواہوں کی تعدیل کی سچر گواہوں نے گواہی دی اور اُسے مشہود بہ سے
 انکار کیا تو قاضی اُسکی تعدیل کرنے پر اکتفا نہ کرے گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص پر دو گواہوں نے گواہی دی اور
 اُسے ایک کی تعدیل کی اور کہا کہ یہ عادل ہو لیکن اسے غلطی کی یا اسکو دہم ہوا تو قاضی اُس سے دوسرے
 گواہ کا حال دریافت کرے گا پس اگر اُسے دوسرے کی تعدیل کی تو دونوں کی گواہی پر قاضی ڈگری کہ دیگا یہ قاضی
 قاضی خان میں لکھا ہے۔ گواہوں نے مدعا علیہ پر گواہی دی اسے بعد اُسے کہا کہ فلاں شخص نے جو کچھ مجھ پر گواہی
 ہو حق ہو تو قاضی دونوں دوسرے گواہ کے حال دریافت کرنے کے مدعی کا دعویٰ جو کچھ گواہ نے بیان کیا ہو قاضی
 اسپر لازم کرے گا اور اگر گواہی ادا کرنے سے پہلے اُسے کہا کہ فلاں گواہ جو کچھ مجھ پر گواہی دیگا وہ حق ہو یا دہی سچ ہے پھر
 جب گواہی ادا کی تو اُسے قاضی سے کہا کہ اکل حال دریافت کیا جاوے اور مجھے یہ کمان نہ تھا کہ ایسی جھوٹی گواہی دینے
 تو قاضی اکل حال دریافت کرے گا اگر عادل ہوئے تو قاضی کے گواہوں نے گواہی مقبول نہوگی یہ شرح ادب القاضی میں ہے
 فتاویٰ ابوالیث میں مذکور ہے کہ کسی قاضی کے پاس دو گواہوں نے گواہی دی اور ایک کو قاضی عادل
 جانتا ہے اور دوسرے کو نہیں پہچانتا ہے کہ عادل ہو یا نہیں پھر جسکی عدالت کو قاضی جانتا ہے اُسے دوسرے
 کی تعدیل کی تو نصیر ہرے فرمایا کہ اُسکی تعدیل کرنا مقبول نہیں ہے اور ابوسلمہ رحمہ سے دو روایتیں ہیں اور نقیہ ابو بکر
 سے روایت ہے کہ ایک قاضی کے پاس تین آدمیوں نے گواہی دی اور اُسکو تیسرے گواہ کا حال معلوم نہیں ہے
 پس دونوں گواہوں عادلوں نے جنکو وہ پہچانتا ہے اُس تیسرے کی تعدیل کی تو دوسرے مقدمہ اور گواہی میں
 یہ تعدیل مقبول ہوگی اور اسی گواہی میں مقبول نہوگی اور یہ قول نصیر رحمہ اللہ کے قول کے موافق ہے اور اسی
 پر فتویٰ ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص تعدیل کر سکتا ہے اور تعدیل کرنے والے کے پاس قاضی کے طرف سے
 ایلمی ہو سکتا ہے اور گواہ کے قول کا مترجم ہو سکتا ہے اور یہ امام اعظم رحمہ اور ابویوسف رحمہ کے نزدیک ہے اور
 دو خصوصیات کا ہونا افضل ہے اور یہ حکم خفیہ تعدیل کرنے میں ہے اور ظاہری تعدیل کے واسطے بالاجماع عند شرط
 یہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اجماع ہے کہ عدالت اور بلوغ اور آزادی اور مینائی جو گواہ میں شرط ہے وہی ظاہری تعدیل
 کرنے والے میں ابھی شرط ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اور پوشیدہ تعدیل کرنا امام اعظم رحمہ اور امام ابویوسف
 کے نزدیک غلام اور اندھے اور نابالغ اور محدود القذف سے مقبول ہوتی ہے یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اور
 ترجمان اگر اندھا ہو تو امام اعظم رحمہ سے روایت ہے کہ جائز نہیں ہے اور امام ابویوسف رحمہ سے روایت ہے کہ جائز ہے
 یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ ایک عورت اگر آزاد ہو اور ثقہ ہو تو اُسکا مترجم ہونا امام اعظم رحمہ و امام ابویوسف رحمہ کے
 نزدیک مثل مرد کے جائز ہے اور یہ حکم اُن صورتوں میں جو عین عورت کی گواہی مثل مال وغیرہ کے دعوے
 کے جائز ہے اور جس صورت میں عورت کی گواہی جائز نہیں ہے اُسکا مترجم ہونا بھی جائز نہیں ہے یہ محیط
 میں ہے۔ پوشیدہ تعدیل باب اور فائق سے امام اعظم رحمہ و امام ابویوسف رحمہ کے نزدیک صحیح ہوتی ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان ہی طرح
 ہر اس شخص سے جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہے اگر پوشیدہ تعدیل کرے تو مقبول ہے خلاصہ میں ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر وغیرہ کی
 تعدیل کرے تو مقبول ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر عورت اپنے شوہر وغیرہ کی تعدیل کرے تو مقبول ہے بشرطیکہ
 وہ بے پردہ ہو اور لوگوں سے خلاصہ اور معا لہ کرتی ہو یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے اور اسپر اجماع ہے کہ اگر شوہر علیہ السلام

۲
 ترجمہ قادیان

تو اسکے تعدیل کرنے کا سلمان ہونا شرط ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور علانیہ تعدیل کے واسطے بالاجماع قضاہ شہادت شرط نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور قاضی کو چاہیے کہ گواہوں کا حال دریافت کرنے کے واسطے ایسے شخص کو اختیار کرے جو عادل اور لوگوں کے حال سے خبردار ہو اور طبع نہاد اور فقیہ ہو کہ جمع و تعدیل کے اسباب سے واقف ہو اور غنی ہو اور اگر ایک عالم فقیر اور دوسرا فقیر عالم غنی اور فقہ پایا یا ایک عالم فقہ کہ لوگوں سے ملتا ہو اور دوسرا فقہ غیر عالم کہ لوگوں سے خلط ملط رکھتا ہو پایا تو تعدیل کے واسطے عالم کا اختیار کرنا اولیٰ ہو اور اولیٰ یہ ہو کہ تعدیل کرنے والا مغفل نہ ہو اور نہ کو شہ فشین کہ لوگوں سے ملتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور جو معدل پوشیدہ ہو وہی علانیہ کے واسطے ہونا چاہیے اور یہی ہمارے اصحاب کا قول ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور علانیہ تعدیل کرانے کی یہ صورت ہو کہ قاضی تعدیل کرنے والے اور گواہ کو جمع کرے اور کہے کہ اسی کی تو نے تعدیل کی ہو یا کہنے کہ یہی لوگ عادل مقبول الشہادۃ ہیں یہ کفایہ میں لکھا ہو اور خفیہ تعدیل کرنے کی یہ صورت ہو کہ قاضی تعدیل کرنے والے کے پاس کسی اہلچی کو شیعہ یا ایک خط لکھے کہ امین گواہوں کے نام اور نسب اور علیہ اور محلہ اور بازار و محلہ پر کہے تاکہ معدل اُسکو پہچان لے پھر اسکے پڑوسیوں اور دوستوں و آشناؤں سے اُسکا حال دریافت کرے یا یہ نہایت میں ملے ہو اور لپٹ امین کے ہاتھ اس خط کو روانہ کرے یا گواہ اور اُسپر اپنی مہر لگا دیکھا اور کسی کو مطلع نہ کرے تاکہ حال معلوم ہو جانے سے وہ گواہ دیون یہ محیط شری میں لکھا ہو پھر قاضی کو اختیار ہو چاہے تعدیل ظاہری و باطنی دونوں دریافت کرے یا صرف تعدیل پوشیدہ پر کفایت کرے اور ہمارے زمانہ میں ظاہری تعدیل ظاہری تھی اور اس زمانہ میں فقہت سے بچنے کے واسطے پوشیدہ تعدیل پر کفایت کی گئی اور امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ ظاہری تعدیل بلا اور فقہت یہ ہایہ میں ہو اور تعدیل کرنے والے کو بھی چاہیے کہ خود دریافت کرنے کے واسطے ایسے شخص کو اختیار کرے جو عین وہ اوصاف موجود ہوں جو تعدیل کرنے والے میں بیان کیے گئے ہیں یہ نہایت میں ہو اور شمس لائے حلوئی نے فرمایا کہ اسکے پڑوسیوں سے اُسکا حال بھی دریافت کرے کہ اُس سے اور کسے ظاہری عداوت نہ ہو اور وہ انچراصان کرنے والا ہو کہ مثلاً اکی طرف سے چمکیداری وغیرہ ادا کر دیتا ہو اور اس کو ابو علی نسفی نے اختیار کیا ہو اور اس کو امام محمد رحمہ سے روایت کیا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور اگر پڑوسیوں یا بازار والوں میں ایسا شخص نہ ملا جو تعدیل کی یاقوت رکھتا ہو تو اُسکے اہل محلہ سے دریافت کرے اور اگر سب غیر فقہ ہیں تو قواۃ اخبار پر اعتماد کرے اور اسی طرح اگر اسکے پڑوسیوں اور اہل محلہ سے دریافت کیا سالانہ سب غیر فقہ ہیں اور انھوں نے اُسکی جرح یا تعدیل پر اتفاق کیا اور اسکے دل میں آیا کہ سچ شے ہیں تو یہ سچی ہمنزلہ خبر متواتر کے ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر معدل گواہ کو نہیں پہچانتا ہو اور اُسکے سامنے دو معدولوں نے اُسکی تعدیل کی اور وہ دونوں فقہ ہیں تو اُسکو روا ہو کہ گواہ کی تعدیل کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ پھر جس گواہ کو اُسے عادل معلوم کیا تو چاہیے کہ قاضی کے خط میں اُس گواہ کے نام کے پیچ لکھے کہ عادل ہو اُسکی گواہی جائز ہو کذا فی النہایہ اور یہ تعدیل ہو اور اسی قولی پر اعتماد کیا گیا۔ کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ قاضی کے خط میں اُسکے نام کے پیچ یوں لکھنا چاہیے کہ یہ گواہ میرے نزدیک عادل و پسندیدہ اور اُسکی گواہی جائز ہو اور اسی کو ہمارے علم سے لیا ہو اور بعض نے کہا کہ یہ تعدیل ہی نہیں اسلئے کہ میرے نزدیک کہنے سے ہم چہد ابد تا ہو کیا تو نہیں سمجھتا ہو کہ اگر گواہ نے کھنا کھیر

نزدیک اس امر کی کاشی ہو تو گو ایسی باطل ہو تو، جو کذا فی الذہن ہو اور فقیرہ ابوالیث نے اس قول کو ضعیف کیا ہو اور کہا کہ میرے نزدیک یہ قول بیچ ہو اسلئے کہ حقیقت کا جاننے والا صرف اللہ تعالیٰ ہو اور دوسرے لوگوں نے صرف یہ معلوم کرنا ہوتا ہو کہ کچھ کیا معلوم ہو اور میری کوشش سے کیا معلوم ہوا یہ محیط میں لکھا ہو اور جن گواہ کا خاقی ہونا اس کے نزدیک ثابت ہو تو اسے نام کے نیچے کچھ نہ لکھنے کہ یہ ایک حرج ہو یا لکھ دے کہ والد اعلم لیکن اگر دوسروں نے اس کی تعدیل کی ہو اور یہ جانتا ہو کہ اگر میں نے صریح بیان نہ کیا تو قاضی اس کی گواہی پر حکم کر دیگا اور طعن تلافی ہو گی تو بیان کر دیوے یہ صاف یہ میں لکھا ہو۔ اور جس گواہ کی عدالت یا جرح کچھ نہ معلوم ہو تو اس کے نام کے نیچے لکھ دے کہ اس کا حال نہیں کھلا چہ اس خفیہ خط کو قاضی کے امین کے ساتھ پوشیدہ قاضی کو بھیج دے تاکہ ظاہر ہو جائے اور تعدیل کرنے کو اذیت ہو پچے یہ فتح القدر میں لکھا ہو اور تعدیل یقینی طور سے کرنی چاہیے اور یہ نہ کہے کہ وہ میرے نزدیک عادل ہیں اسلئے کہ ثقات نے مجھے انکے عادل ہونے کی خبر دی ہو۔ اور اگر یہ بیان کیا کہ سوائے بہتری کے مجھے ان سے کچھ ثابت نہیں ہو تو واضح یہ ہو کہ یہ تعدیل ہو۔ اور اگر یہ کہا کہ جس امر میں ان نے معلوم کیا امین عادل ہیں تو واضح یہ ہو کہ یہ تعدیل نہیں ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ ادب القاضی میں ہو کہ اگر معدل نے کہا کہ وہ عادل ہیں تو یہ تعدیل ہو تو اور اگر کہا کہ یہ ثقات ہیں تو بھی قاضی اس پر اتفاق نہ کرے گی اور اگر کہا کہ اس کی تعدیل کی گئی تو کافی ہو اور اگر کہا کہ امین اس سے سوائے ایک نیک خصلت کے کچھ نہیں جانتا ہوں تو یہ تعدیل نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور بعض نے کہا کہ اس کتب پر کہ وہ عادل ہو گفتا کرنا چاہیے اور یہی اصح ہو یہ فتح القدر میں لکھا ہو۔ اور اگر کہا کہ اگر شراب نہ پیتا ہو تو عادل ہو تو یہ تعدیل نہیں ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر معدل کو معلوم ہوا کہ گواہ عادل ہیں مگر اس کو معلوم ہوا کہ دعویٰ کا دعویٰ باطل ہو کچھ گواہی میں گواہوں کو دہم ہوا تو اس کو چاہیے کہ سب معاملہ قاضی کے سامنے بیان کرے پھر قاضی معدل کے بیان کی نہایت تفتیش کرے اور بعد بہت تفتیش اگر ہی ثابت ہو ہو معدل نے بیان کیا ہو تو گواہوں کی گواہی رو کر دیگا ورنہ قبول کرے گا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک سافر نے قاضی کے سامنے گواہی دی تو قاضی دریافت کرے کہ میری جان پہچان کے بہان کون لوگ ہیں اگر لے ایسے لوگوں کو بیان کیا کہ جو تعدیل کرنے کے لیاقت رکھتے ہیں تو اسے خیر دریافت کرے گا پس اگر تعدیل کی تو علانیہ دریافت کرے گا پس اگر علانیہ دریافت کی تو اس کی گواہی قبول کرے گا بشرطیکہ قاضی کو تعدیل خفیہ علانیہ دونوں مع کرنا منظور ہو یہ قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر یہ لوگ تعدیل کرنے کی لیاقت نہیں رکھتے ہیں تو جو اس کے شہر کا محل موجود ہو اور قاضی کی تحت ولایت میں ہو اس سے دریافت کرے گا اور اگر نہ تو سافر کے شہر کے قاضی کو لکھ دے گا اور اس کا حال دریافت کرے گا یہ محیط میں لکھا ہو ایک شخص نے قاضی کے سامنے گواہی دی اور وہ قاضی کے شہر سے پچاس فرسخ کا رہنے والا ہو پس قاضی نے ایک امین اس کے دریافت حال کے واسطے اجرت پر بھیجا تو اجرت دعویٰ کے ذمہ ہو گی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے کسی حد یا قصاص میں گواہی دی تو قاضی اس کے دوستوں اور آشناؤں سے دریافت کرے گا اور خوب چھان چٹاک کرے گا کیونکہ خوب دریافت کرنے میں کہی کوئی ایسی بات دریافت ہوتی ہو جس سے حد کا قضا کرنا لازم آتا ہو یہ شرح ادب القاضی میں ہو۔ اگر وہ خط جو اسے معدل کے پاس بھیجا تھا تعدیل ہو کہ واپس آیا اور احتیاطاً قاضی کو دوسرے سے دریافت کرنا منظور ہوا تو دوسرے کو بھی گواہوں کے نام وغیرہ لکھ بھیجے اور یہ نہ لکھے

دوسری صفحہ کی علامت خفیہ شاہی عدلیہ میں لکھا ہوا ہے

کر میں نے دوسرے سے انکا دال دریافت کر لیا تو پس اگر دوسرے نے بھی ایسا ہی لکھا جیسا پہلے نے لکھا تو تعدیل
 و جرح کو نافذ کرے کذا فی محیط السرخسی اور اگر ایک نے تعدیل کی اور دوسرے نے جرح کی تو امام ابو حنیفہ رحمہما
 ابو یوسف روئے فرمایا کہ جرح مقدم رکھے چنانچہ بالاتفاق اگر دو شخصوں نے تعدیل کی اور دو نے جرح کی تو جرح
 مقدم ہو اور اگر ایک نے جرح کی اور دو شخصوں نے تعدیل کی تو بالاتفاق عدالت ثابت ہو جائیگی اور اگر دو شخصوں
 نے جرح کی اور دو نے تعدیل کی تو ہر مقدم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر قاضی نے گواہوں
 کی کیفیت دریافت کی اور انکی جرح کی گئی تو قاضی کو یہ نہ چاہیے کہ مدعی سے صاف کہہ دے کہ تیرے گواہوں
 کی جرح کی گئی ہو بلکہ یوں بیان کرے کہ تیرے گواہوں کی طرح نہ بیان کی گئی یہ محیط میں لکھا ہے۔ پس اگر مدعی نے
 کہا کہ میں ایسے ثقہ لوگ لاتا ہوں کہ جو انکی تعدیل کریں یا ایک لوگ تبتلاتا ہوں جسے استفسار کیا جاوے
 اور ایسے لوگوں کا نام لیا جو ثقہ اور تعدیل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں تو قاضی اسکی سماعت کرے گا پھر اگر خود وہ لایا
 یا قاضی نے موافق اس کے اہلانے کے دریافت کیا اور ان لوگوں نے گواہوں کی تعدیل کی تو قاضی طعنہ کرنے
 والوں سے دریافت کرے گا کہ تم نے کس وجہ سے انکو جرح کہا ہو کیونکہ جائز ہو کہ ایسی وجہ سے انھوں نے
 جرح نکالی ہو کہ جو قاضی اور تعدیل کرنے والوں کے نزدیک جرح نہیں ہو پھر اگر انھوں نے ایسی وجہ بیان
 کی کہ جو انھیں کے نزدیک فقط جرح ہو اور قاضی وغیرہ کے نزدیک نہیں ہو تو قاضی اس پر التفات نہ کرے گا اور
 اگر ایسی وجہ بیان کی کہ جو سب کے نزدیک جرح ہو تو جرح مقدم رہے گی یہ شرح ادب القاضی میں لکھا ہے۔ و کذا
 فی فتاویٰ قاضی خان و النظیر یہ والواقعات و محیط نقلاً عن العیون۔ اسی طرح اگر تعدیل نے گواہوں
 کی تعدیل کی اور مشہور علیہ نے اُن پر طعن کیا اور کہا کہ انکا حال فلاں و فلاں شخص کچھ صالح لوگوں کا نام لیا کہ ان سے
 دریافت کیا جاوے تو قاضی اُسے دریافت کرے گا پس اگر انھوں نے جرح مقبول میں بن کی تو جرح مقدم ہوگی
 کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ نوادر بن ساعد بن امام محمد رحمہما سے روایت ہے کہ قاضی مشہور کہ کو یہ حکم نہ کرے گا کہ ایسے
 لوگوں کو لاوے کہ جو اُس کے گواہوں کی تعدیل کریں یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر چند گواہوں نے قاضی سے سنا ہے
 گواہی دی اور انکی عدالت ثابت ہو کر حکم ہو گیا پھر دوسرے مقدمہ میں انھوں نے گواہی دی پس اگر تھوڑے ہی دن
 بعد دوسرے مقدمہ میں گواہی دی ہو تو انکی تعدیل کرانے کی ضرورت نہیں ہو اور اگر دیر گزرتی تو تعدیل کی
 ضرورت ہو اور نزدیک اور دیر زمانہ میں اختلاف ہو اور صحیح ایمین دو قول ہیں ایک یہ کہ چھ مہینہ ہوں اور
 دوسرے یہ کہ یہ قاضی کی رائے پر ہو کذا فی محیط السرخسی اور صحیح یہ ہو کہ یہ قاضی کی رائے پر ہو یہ قاضی
 قاضی خان میں لکھا ہے گواہوں نے گواہی دی اور مگے پھر انکی تعدیل ہوئی یا غائب ہو گئے پھر انکی تعدیل
 ہوئی تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ کرے دیگا اور اگر گوئے یا اندھے ہو جانے کے بعد انکی تعدیل ہوئی تو فیصلہ نہ کرے گا
 یہ عزائمہ المفتین میں لکھا ہے اگر ایک شخص عادل جو عادل متقی مشہور تھا غائب ہو گیا پھر آیا اور گواہی دی اور
 تعدیل سے اسکا حال دریافت کیا گیا پس اگر تھوڑے دن غائب رہا ہو تو تعدیل کو اسکی تعدیل کرنی چاہیے
 اور اگر چھ سات مہینے کی راہ غائب رہا پس اگر وہ شخص مثل ابو حنیفہ رحمہما دین الی ایسے کے مشہور ہو تو اسکی تعدیل
 کرے اور اگر ایسا نہ ہو تو فی الفور اسکی تعدیل نہ کرے گا یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص ایک قوم میں آکر اُسے

وہ لوگ اُسکو پہچانتے تھے پھر وہ وطن رہا اور لوگوں کو سوائے خوبی اور نیکو کاری کے کوئی بُری حرکت اُسکی نہ معلوم ہوئی تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ میں اُسکی تعدیل کے واسطے کوئی وقت مقرر نہیں کرتا ہوں جب تک کہ اُنکے دلوں میں اسکا عادل ہونا سا جائے وہی وقت ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ قنادے قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر کسی دیکھنے نہ بد بالغ ہونے کے گواہی ادا کی تو اُسکا حکم بھی اسی سا فرما جو کسی قوم میں اگر اُترا ہو اور اگر ایک نصرانی مسلمان ہوا اور گواہی ادا کی پس اگر نصرانی ہونے کی حالت میں قاضی اُسکو عادل جانتا تھا تو بلا توقف اُسکی گواہی قبول کرے اور اگر عادل نہیں جانتا تھا تو ایسے شخص سے دریافت کرے جو اُسکو نصرانیت میں عادل جانتا تھا اور اُسکو جائز ہو کہ بلا درنگ اُسکی تعدیل کرے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو امام محمد رحم سے روایت ہو کہ دو نصرانیوں نے ایک نصرانی پر گواہی دی اور نصرانیت میں اُن دونوں کی تعدیل کی گئی تھی پھر مشرور علیہ مسلمان ہو گیا پھر دونوں گواہ مسلمان ہو گئے تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ نہ کر سکا پھر اگر دونوں نے بعد اسلام کے دوبارہ گواہی ادا کی تو قاضی مسلمان معدل سے اُسکا حال دریافت کر لیا اور اگر پہلے تعدیل مسلمان معدون نے کی ہو تو قاضی اُسکی گواہی پر فیصلہ کر دیا کیونکہ تعدیل مستبر ہوئی محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی گواہ کا فاسق ہونا ثابت ہوا پھر دوسال دوسال کے واسطے غائب ہو گیا کہ اسکا پتہ نہ لگا پھر آیا اور اس سے سوائے نیکو کاری اور خوبی کے کوئی جرم ثابت نہیں ہوتا ہو تو معدل کو وہی جرح اُسپر نہ کرنی چاہیے یہ خلاصہ میں لکھا ہو اور یہ بھی نہ چاہیے کہ اُسکی تعدیل کرے یہاں تک کہ اُسکا عادل ہونا کھلیا وے اسی طرح اگر ایک ذمی مسلمان ہوا اور مسلمان ہونے سے پہلے اُسکا مجروح ہونا معلوم ہوا تھا تو معدل کو اُسکی جرح کرنی نہ چاہیے اور نہ اُسکی تعدیل کرنی چاہیے جب تک کہ بعد اسلام کے اُسکی عدالت یا جرح ثابت نہ ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ امام محمد رحم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کوئی کبیہ گناہ کیا جس سے اُسکی عدالت ساقط ہوئی ہو اور اُسکو کوئی زمانہ نہ گذرا کہ اُسے تو بے بعد کسی مقدمہ میں گواہی دی تو معدل کو اُسکی تعدیل نہ کرنی چاہیے یہاں تک کہ اُسپر اس قدر زمانہ گذر جائے کہ دل میں اُسکی تو بہ صحیح ہو چکا یقین ہو جائے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کوئی گواہی کسی گواہ کے جرح پر حق شرع یا حق عباد سے خالی ہو تو قاضی اُسکی سماعت نہ کرے گا مثلاً یہ گواہی دی کہ شہد فاسق میں یا زانی میں یا سو خوار ہیں یا شراب خوار ہیں یا گواہوں کے اقرار کی گواہی دی کہ انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نے چوٹ گواہی دی یا ہم نے گواہی سے رجوع کیا یا رشوت لی یا مدعی کا دعویٰ باطل یا ہماری گواہی مدعا علیہ پر اس معاملہ میں نہیں ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہو۔ اور اگر مدعی علیہ گواہ کے مجروح ہونے میں گواہی ایسی جرح پر قائم کی جس سے کوئی حق حقوق عباد سے یا حق شرع متعلق ہو مثلاً اسکے گواہ قائم کیے کہ گواہوں کے زنا کیا ہو اور زنا کا حال بیان کر دیا یا شراب سے ہوا یا میرا مال چورایا ہو اور عرصہ نہیں گذرا یا یہ سب غلام ہیں یا ایک غلام ہو یا مدعی کا شریک ہو حالانکہ مال میں دعویٰ واقع ہوا ہو یا اُسے کسی کو زنا کی تہمت لگا ئی ہو حالانکہ وہ شخص قذف کا دعویٰ بھی کرتا ہو یا ان لوگوں کو حد قذف کے سزا دی گئی ہو یا مدعی نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اُسکو اجرت پر گواہ مقرر کیا ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ کافی میں لکھا ہو اگر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعی کے گواہ محدود القذف ہیں تو قاضی ان گواہوں سے حد کا حال دریافت کرے گا کذا فی الاصل اس واسطے کہ اگر سلطان یا اسکے نائب نے حجازی کی تو گواہی باطل ہوگی اور اگر کسی رعایا نے حد ماری ہو تو گواہی صحیح ہے

بائیں نوگی اسلئے دریافت کرنا ضرور ہو پھر اگر گواہوں نے بیان کیا کہ فلان شہر کے قاضی نے اسکو حد قذف کی سزا دی ہو تو امام نے یہ ذکر نہ کیا کہ قاضی وقت کو دریافت کر چکا یا نہیں اور کتاب الاقصیہ میں لکھا ہو کہ دریافت کر چکا تاکہ معلوم ہو کہ وہ قاضی اس وقت میں وہاں کا قاضی تھا یا نہ تھا یہ محیط میں لکھا ہو۔ پس اگر مدعی نے کہا کہ میں اس امر کے گواہ لاتا ہوں کہ اُس قاضی نے اقرار کیا کہ میں نے اسکو حد قذف کی سزا نہیں دی ہو یا وہ قاضی اس وقت سے پہلے مر گیا ہو یا اُس قاضی نے اقرار کیا کہ میں اس وقت میں اُس شہر میں موجود نہ تھا تو یہ سب مقبول ہوگا یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے انکو دس درم کی اجرت پر گواہ مقرر کیا تھا اور جو میرا مال اُس پر تھا اُسی میں سے اُسکو دیا ہو یا میں نے گواہوں سے استدر مال پر صلح کی تھی کہ تم لوگ مجھے جھوٹ گواہی نہ دو اور انھوں نے گواہی دی پس میرا مال صلح دلوادیا جاوے یا ان گواہوں نے اقرار کیا ہو کہ ہم لوگ اُس مجلس میں جس میں یہ معاملہ واقع ہوا حاضر نہ تھے یا مدعی نے مانٹہ اُسکے اقرار کیا کہ یہ لوگ فاسق ہیں تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ فیج القدر میں لکھا ہو نوادر بن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے ایک گھر کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور اس پر گواہ قائم کیے اور مشہود علیہ نے اس کے گواہ مانے کہ مدعی کا یہ گواہ بھی اس گھر کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میرا جو پس اگر اُسکے گواہوں کی تبدیل کی جائے تو یہ گواہی مدعی کے گواہ میں جرم ہوگی اور اسی طرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ گواہ شرکت کا دعویٰ کرتا تھا تو بھی صحیح ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر مشہود علیہ نے اس امر کے گواہ عادل قائم کیے کہ مدعی نے اپنے اس گواہ کو گواہی دینے سے پہلے اس مقدمہ کی خصوصیت کے واسطے دلیل کیا تھا اور اُسے مخالفت کی ہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر مشہود علیہ نے کہا کہ یہ دونوں گواہ غلام ہیں اور اُن دونوں گواہوں نے کہا کہ ہم آزاد ہیں کبھی ملوک نہیں ہوئے پس اگر اُن دونوں کو قاضی پہچانتا ہو اور انکی آزادی کو جانتا ہو تو مشہود علیہ کی بات پر التفات نہ کر چکا اور اگر نہیں پہچانتا ہو تو مشہود علیہ کا قول قبول کر کے گواہی نامقبول رکھ گا جب تک کہ مدعی یا خود دونوں گواہ اپنی آزادی پر گواہ نہ قائم کریں اور اگر انھوں نے درخواست کی کہ ہمارا حال دریافت کیا جاوے تو قاضی منظور نہ کر چکا اور اگر منظور کر کے دریافت کیا اور معلوم ہوا کہ آزاد ہیں اور گواہی قبول کی تو یہ بہتر ہو یہ خزائنہ المفتین میں ہے اور اگر اس امر پر گواہ طلب کیے تو زیادہ بہتر ہو پھر اسکے بعد اگر ایک شخص نے آکر اس گواہ کے ملوک ہونیکا دعویٰ کیا کہ میرا ملوک ہو تو اس مسئلہ کا ذکر کسی کتاب میں نہیں ہو اور فقہ الاسلام علی بن ودی نے فرمایا کہ اگر آزادی کے گواہ نہیں قائم ہوئے ہیں تو اس دعویٰ کی سماعت کرے ورنہ نہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم غلام تھے لیکن آزاد ہو گئے تو قاضی اسکو بھی بدوین گواہی کے قبول نہ کر چکا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم پہلی آزاد ہیں اور تبدیل کرنے والوں نے کہا کہ ملوک تھے مگر آزاد ہو گئے ہیں تو اسکو بھی بدوین آزاد ہونے کے گواہوں کے قبول نہ کر چکا اور اگر مشہود نے مشہود علیہ پر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام فلان کے ملوک تھے اُسے آزاد کر دیا ہو اور قاضی نے آزادی کا حکم دیا تو یہ حکم آزادی پر نافذ ہوگا اور مشہود علیہ غلاموں کے مالک کی طرف سے خصم قرار پاویگا یہ محیط میں یہ مصلحت

نورانی اس کے
بیان ازہم سے
میں تو ہی اس سے
میں تو ہی اس سے
میں تو ہی اس سے
میں تو ہی اس سے
میں تو ہی اس سے
میں تو ہی اس سے

صاحب اقصیہ نے فرمایا کہ جو ٹا گواہ ہمارے نزدیک وہ ہو کہ جو اقرار کرے کہ میں نے یہ عہد اچھوٹی گواہی دی۔ کسی شخص کے متقول ہونے کی یا مرنے کی گواہی دی پھر وہ شخص زندہ ہو جائے یا مرنے کے بعد ہو جائے۔ اگر وہ خود کے مخالف ہو یا دوسرے گواہ کے مخالف ہو یا مدعی خود اسکی تکذیب کرے تو اس سے گواہ جو ٹا نہ ٹھہرایا جائیگا کذا فی فتح القدیر اور اگر اسنے کہا کہ میں نے غلط کیا یا خطا کی یا تمہمت کی وجہ سے اسکی گواہی رد کر دی گئی تو یہی جو ٹا گواہ نہ قرار دیا جائیگا نہ نہایت میں ہو چھوٹے گواہ کو اجماعاً سزا دی جائیگی خواہ اسکی گواہی پر فیصلہ ہوا ہو یا نہ ہو اور امام عظیم نے فرمایا کہ سزا اسکی فقط اسکا مشہور کر دینا ہو یہ کافی میں لکھا ہو پس شہرت کی صورت یہ ہو کہ اگر وہ بازاری آدمی ہو تو جو وقت بانا میں ہجوم اور لوگوں کے جماؤ کا وقت ہو اسکو وہاں بچھوڑے اور اگر بازاری ہو تو اول محایہ کے پاس بچھوڑے اور امین قاضی انکو جمع کر کے یہ بیان کرے کہ قاضی تم لوگوں کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم نے اسکو چھوٹا گواہ پایا ہو پس تم لوگ اس سے بچتے رہو اور لوگوں کو اس سے بچاؤ یہ محیط میں لکھا ہے اور امام عظیم نے فرمایا کہ نزدیک اسکو سزا سے ضرب نہ دیوے اور اسی پر فتوے ہو اور صاحبین نے کہا کہ اسکو سزا سے ضرب نہ دیوے اور ادب کے واسطے قید کیا جاوے یہ سراجیہ میں ہو در شمس الائمہ سر حسی نے کہا کہ صاحبین کے نزدیک بھی مشہور کیا جائیگا یہ ہدایہ میں لکھا ہے۔ اور حاکم امام ابو محمد نے فرمایا کہ اگر بطور توبہ اور ندامت کے اسنے رجوع کیا تو بلا خلاف اسکو سزا نہ دی جائیگی اور اگر بطور ضرر رسانی کے رجوع کیا تو بلا خلاف اسکو سزا سے ضرب دی جائیگی اور اگر کچھ معلوم ہوا تو اس میں اختلاف ہو یہ نہایت میں لکھا ہے عورتیں اور مرد اور ذمی لوگ چھوٹی گواہی میں برابر ہیں کذا فی التہدین

۱۰
منہدہ قاضی حاکم علی بن ابی حمزہ

کتاب الرجوع عن الشہادۃ

گواہی دیکر اس سے رجوع کرنے کے بیان میں

امین چند ابواب میں

باب اول اسکی تفسیر اور رکن اور حکم اور شرط کے بیان میں۔ گواہی سے رجوع کرنا اسکو کہتے ہیں کہ جو ثابت کیا ہو اسکی نفی کرے یہ محیط سر حسی میں ہے اور اسکا رکن یہ ہے کہ گواہ یہ کہے کہ میں نے جس امر کی گواہی دی اس سے رجوع کیا یا میں نے چھوٹی گواہی دی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اور شرط یہ ہے کہ قاضی کے سامنے رجوع کرے یہ محیط سر حسی میں لکھا ہے خواہ وہی قاضی ہو جسکے پاس گواہی ادا کی تھی یا دوسرا ہو یہ فتح القدیر میں لکھا ہے اور قاضی کے سامنے رجوع کرنے کی شرط کا یہ نتیجہ مکلنا ہے کہ اگر قاضی کے سامنے مشہود علیہ نے یہ دعویٰ کیا کہ قاضی کی کھری کے علاوہ دوسری جگہ گواہ نے رجوع کیا ہو اور گواہ نے انکار کیا اور شہود علیہ نے اسے اسلئے گواہ قائم کرنا چاہیے یا گواہ سے قسم لینا چاہی تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے نہ یہاں میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر شہود علیہ نے دعویٰ کیا کہ گواہ نے رجوع کیا ہے اور سلطان دعویٰ کیا تو بھی گواہی کی سماعت نہ ہوگی اور نہ گواہ سے قسم لینا چاہیگی یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر اس امر کے گواہ لایا کہ اسنے ظلم قاضی کے سامنے رجوع کیا اور مجھے مال دیدیا ہو تو گواہی منسبول ہوگی یہ

اور کافی میں لکھا ہو۔ اگر دونوں گواہوں نے دوسرے قاضی کے سامنے دوسرے گواہ کے ساتھ گواہی دے دی ہو تو وہ گواہی لیکر رجوع کرے گا۔
 میں لکھا ہو۔ اگر گواہ نے قاضی کے سامنے اپنے رجوع کر لیا تو اگر کیا کہ میں نے دوسرے قاضی کے سامنے رجوع کر لیا ہو تو اس کا اثر صحیح ہو اور اگر دوسرے قاضی کے حکم دیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر دوسرے قاضی کے سامنے رجوع کیا اور مال کی ضمانت کی اور اپنے کام کا ایک تہہ لکھ دیا اور اس تحریر میں مال کی ضمانت لکھا کہ جب وہ واجب الادا تھا پھر قاضی کے پاس رجوع سے انکار کیا تو قاضی اس مال کی ڈگری ان پر نہ کرے گا اور اسی طرح اگر رجوع کا اثر کسی مال یا ایسے شخص کے سامنے کیا کہ جس کے لیے قضا کی اجازت نہیں ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ مبطون میں لکھا ہو۔ اور اگر دونوں نے حجے کو نہ لکھا یا اس کا اثر کیا کہ فرار ہی سبب سے ہو تو بھی قاضی دونوں پر ضمان مال لازم نہ کرے گا یہ غرض اس کے لیے ہے کہ اگر رجوع کر لیا ہو تو اس کا اثر ہو کہ ہر حال میں اس کو سزا دی جائیگی اور اگر اس کی گواہی پر مال کی ضمانت لکھا ہو تو اس کے ساتھ اس مال کی ضمانت بھی اس پر لازم ہوگی اگر اس کا ازالہ بلا عرض ہو یہ سراج اولیٰ میں لکھا ہے۔ اور اگر مشہود یہ مال نزد شاکلین یا قصاص تو ہمارے عمل کے نزدیک اس پر ضمان نہ ہوگی اگرچہ اس کی گواہی لکھا ہو یا نہ ہو اور اسی طرح اگر اس کی گواہی سے تلف مال ایسے عوض کے ساتھ لازم آیا ہو کہ جو عوض اس کے برابر ہو تو بھی ضمان نہیں ہو اور اگر عوض اس کے برابر نہ ہو تو بعد عرض کے ضمان نہ ہوگی اور بعد زیادتی کے ضمان لازم آوے گی یہ محیط میں لکھا ہو اور ضمان اس وقت ادا کرنی واجب ہوگی کہ جب مدعی نے وہ مال خواہ شو معین ہو یا قرض ہو سے وصول کر لیا ہو یہ ہدایہ اور کافی میں لکھا ہو اور ذخیرہ اور مبطون میں لکھا ہو کہ اگر مشہود یہ مال معین ہو تو مشہود علیہ کو اختیار ہو کہ گواہ سے بعد رجوع کرنے کے اس کی ضمان لیوے خواہ مشہود نے وصول کیا ہو یا نہ کیا ہو بخلاف مال بزاز کے کہ اس میں قبضہ سے پہلے ضمان نہیں ہو کذا فی الکافی اور برائری رحم کے کہا کہ فتویٰ اس امر یہ ہو کہ اگر اس کی گواہی پر حکم دیدیا گیا تو ضمان لازم آوے گی خواہ مشہود نے وصول کیا ہو یا نہ کیا ہو اسی طرح عقار میں بھی بعد گواہی ہو جانے کے اگر رجوع کرے تو ضمان واجب ہو کذا فی نسخ القدیر اور دیکھا جائیگا کہ حکم قضا کے دن مشہود کی کیا قیمت تھی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر گواہوں نے حکم قضا جاری ہونے سے پہلے رجوع کیا تو قاضی ان کی گواہی پر حکم نہ دیگا اور نہ آپر ضمان واجب ہوگی اور اگر ان کی گواہی پر حکم ہو گیا پھر دونوں نے رجوع کر لیا تو حکم نہ دیگا یہ کافی میں لکھا ہو جس قاضی کے سامنے گواہی دی تھی اگر اس کی سوا کے دوسرے کے سامنے رجوع کیا اور اس امر کے گواہ قائم ہوئے کہ اس نے رجوع کیا اور اس قاضی نے اس پر ضمان کا حکم دیا ہو تو یہ قاضی اس پر حکم نہ دے گا اور حکم دیگا کہ ضمان ادا کرے اور اگر قاضی کے سامنے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسے فلان قاضی کے سامنے رجوع کر لیا تو اس کا اثر کیا ہو اور اس نے اس پر ضمان لازم کی ہو تو پہلا قاضی بھی اس گواہی کو قبول کرے

اس پر ضمان لازم کرے گا کذا فی محیط

دوسرا باب بعض گواہوں کے رجوع کرنے کے بیان میں۔ اگر دو گواہوں میں سے ایک نے رجوع کر لیا تو اس پر آدمی ضمان واجب ہوگی اور ضمان کی تقسیم میں اختیار باقی گواہوں کا ہو نہ آنجا جنہوں نے رجوع کر لیا ہو پس اگر تین گواہوں نے گواہی دی اور ایک نے رجوع کیا تو ضمان نہ ہوگا اور اگر دو دوسرے نے رجوع کیا

تو دونوں آدمی کے ضامن ہونگے کذا فی الکفر۔ اگر دو مرد اور ایک عورت نے گواہی دی پھر سب نے رجوع کیا تو عورت پر ضمان نہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور اگر دو مردوں اور دو عورتوں نے گواہی دی اور پھر دونوں عورتوں نے رجوع کیا تو عورتوں پر ضمان نہوگی اور اگر دونوں مردوں نے رجوع کیا تو آدمی کے ضامن ہونگے اور اگر ایک مرد نے رجوع کیا تو اسپر کچھ نہیں ہو اور اگر ایک مرد اور ایک عورت نے رجوع کیا تو دونوں پر چوتھائی مال لازم ہوگا اور اس چوتھائی کے تین حصہ کر کے دو حصہ مرد کو اور ایک حصہ عورت کو دینا پڑیگا اور اگر سب نے رجوع کیا تو تمام ضمانت کے تین حصہ کر کے دو حصہ مردوں کو اور ایک حصہ دونوں عورتوں کو دینا پڑیگا یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی پھر ایک عورت نے رجوع کیا تو اسپر چوتھائی مال واجب ہوگا اور اگر دو عورتوں نے رجوع کیا تو نصف مال دونوں پر لازم ہوگا اور اگر فقط مرد نے رجوع کیا تو اسپر آدھا مال واجب ہوگا اور اگر ایک مرد اور ایک عورت نے رجوع کیا تو تین چوتھائی مال لازم ہوگا آدھا مرد پر اور ایک چوتھائی عورت پر اور اگر سب نے رجوع کر لیا تو آدھا مال مرد پر اور باقی آدھا دونوں عورتوں پر لازم ہوگا یہ مبسوط میں ہو اگر ایک مرد اور تین عورتوں نے گواہی دی اور پھر سب نے رجوع کیا تو مرد پر آدھا اور باقی آدھا تین عورتوں پر لازم ہوگا یہ صاجین کے نزدیک ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک دو پانچویں حصہ مرد پر اور تین پانچویں حصہ تین عورتوں پر لازم ہیں اور اگر ایک مرد اور ایک عورت نے رجوع کیا تو صرف مرد پر آدھا مال صاحبین کے نزدیک واجب ہے گا اور عورت پر کچھ نہیں لازم ہوگا اور امام کے نزدیک مرد اور عورت پر مال تین تہائی واجب ہو کذا فی التہمین اور اگر ایک مرد اور دس عورتوں نے گواہی دی پھر آٹھ عورتوں نے رجوع کر لیا تو انہیں کچھ ضمان نہیں ہو پھر اگر ایک اور نے رجوع کیا تو سب پر چوتھائی حق کی ضمانت لازم ہو اور اگر وہ عورتوں نے رجوع کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دس چھٹا حصہ اور عورتوں پر پانچ چھٹے حصے لازم ہونگے اور صاحبین کے نزدیک مرد پر آدھا اور سب عورتوں پر آدھا لازم ہوگا اور اگر تمام عورتوں نے رجوع کیا تو بالاتفاق اسپر آدھا حق لازم ہوگا یہ ہدایہ میں ہو اور اگر مرد کے ساتھ آٹھ عورتوں نے رجوع کیا تو مرد پر آدھا حق لازم ہوگا اور عورتوں پر کچھ نہیں ضمان ہو یہ محیط سرخی میں ہو اور اگر مرد نے رجوع کیا تو اسپر آدھا مال بالاجماع لازم ہو اور اگر ایک مرد اور ایک عورت نے رجوع کیا تو دونوں پر نصف مال کے تین حصہ کر کے دو حصہ مرد پر اور ایک حصہ عورت پر لازم کیا جائیگا یہ شرح عمادی میں لکھا ہو

تیسرے باب مال کے حق میں گواہی دیکر اس سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ جامع میں مذکور ہو کہ چار شخصوں نے ایک شخص پر چار سو درم مال کی گواہی دی اور ذکر کی ہو گئی پھر ایک نے سو درم سے رجوع کیا اور دوسرے نے ان سو درم اور دوسرے سو درم سے یعنی دو سو درم سے رجوع کیا تو پھر سب نے ان دو سو درم اور تیسرے سو درم سے یعنی تین سو درم سے رجوع کیا تو سب رجوع کرنے والوں پر پچاس درم تین حصہ کر کے تقسیم ہوگا پس اگر چوتھے نے سب سے رجوع کیا تو سو درم کے چار حصہ کر کے تقسیم ہوگا اور سوائے پہلے شخص کے پچاس درم کے تین حصہ کر کے باقیوں کو دینا چاہیے یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ متقی میں لکھا ہو کہ ایک شخص مر گیا اور ہزار درم

چھوٹے پھر دو شخصوں نے ہر ایک نے میت پر سودرم کا دعویٰ کیا اور دو گواہ وارث کی حاضری میں قائم کیے اور قاضی نے دونوں میں سے ہر ایک کی ڈگری کر دی اور سودرم کا ترکہ دونوں میں آدھا آدھا تقسیم ہو گیا پھر ایک کے دونوں گواہ نے پچاس درم سے رجوع کیا اور کہا کہ صرف میت پر پچاس درم کا قرضہ تھا تو دوسرے قرضخواہ کو پچاس کی تائی یعنی سولہ درم اور دو تائی درم ڈانڈ بھرینگے۔ اور بھی متقی میں لکھا کہ ایک شخص مر گیا اور ہزار درم ترکہ چھوڑا پھر دو شخصوں نے ہر ایک نے میت پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ قائم کیے اور قاضی نے ہزار درم ترکہ دونوں میں نصف نصف تقسیم کر دیا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو ہر دو گواہ پانچ سودرم ڈانڈ بھرین اور اگر دونوں مدعیوں میں سے ایک کے دونوں گواہ نے رجوع کیا تو وارثوں کو کچھ ڈانڈ نہ دیئے۔ اگر کتاب میں یہ مذکور نہ ہیں تو کہ دوسرے قرضخواہ کو کچھ بھرینگے یا نہیں ہیں مسئلہ مذکورہ بالا کے قیاس پر ڈانڈ بھرنا چاہیے پھر اگر اسکے بعد دوسرے گواہوں نے بھی رجوع کیا تو ایک بارگی رجوع کرنے کی صورت اور یہ صورت یکساں ہی یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک مرد اور دو عورتوں نے ہزار درم پر گواہی دی اور ایک مرد اور دو عورتوں نے اُن ہزار درم کی اور سو دینار کی گواہی دی اور قاضی نے ڈگری کر دی پھر ایک مرد اور دو عورتوں نے سو دینار کے سواے ہزار درم سے رجوع کیا تو کچھ ضمانت نہونگے اور اگر سب نے درم اور دینار سب سے رجوع کیا تو دیناروں کی ضمانت بالخصوص نہیں کی گئی دینے والوں پر ہوگی اور درم کی ضمانت امام اعظم رحمہ کے نزدیک سب پر چار چھون میں تقسیم ہو کر ہر دو عورت پر چوتھائی اور ہر مرد پر چوتھائی ہوگی اور صاحبین کے نزدیک تین حصوں میں تقسیم ہو کر ہر مرد پر تہائی اور سب عورتوں پر ایک تہائی ہوگی یہ موقوف میں لکھا ہے۔ اگر چار گواہوں میں سے دو گواہوں نے پانچ سو درم کی اور دوسرے دو گواہوں نے ہزار درم کی گواہی دی اور قاضی نے سب کی گواہی پر حکم دیدیا پھر ہزار کے گواہوں میں سے ایک نے رجوع کیا تو آپس ہزار کی چوتھائی ڈانڈ پڑی اور اگر اسکے ساتھ پانچ سو کے دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو اکیلے آپس ہزار کی چوتھائی اور آپس اور پانچ سو درم کے دونوں گواہوں پر ہزار کی چوتھائی تین تہائی کر کے تقسیم ہو کر ڈانڈ پڑی اور اگر پانچ سو والے دونوں گواہوں میں سے ایک یا دونوں نے رجوع کیا تو آپس کچھ ضمانت نہونگی اور اگر سب گواہوں نے رجوع کیا تو ہزار کے گواہوں پر بالخصوص پانچ سو درم کی ضمانت لازم ہوگی اور باقی پانچ سو درم کی ضمانت دونوں فریق پر چار حصہ کر کے تقسیم ہوگی اور اگر پانچ سو درم والا ایک گواہ اور ہزار والے دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو ہزار والوں پر پانچ سو کی ضمانت اور ہزار کی چوتھائی کی ان دونوں پر اور پانچ سو درم والوں پر تین حصہ کر کے تقسیم ہوگی اور اگر پانچ سو والے ایک گواہ اور ہزار والے ایک گواہ نے رجوع کیا تو ہزار والے ایک گواہ پر ہزار کا چارم لازم ہوگا اور پانچ سو والے پر کچھ ضمانت نہونگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص کا دوسرے پر کچھ قرض ہو پس دو گواہوں نے گواہی دی کہ اُس نے اسکو ہبہ یا صدقہ کر دیا یا بیوی کر دیا ہو پھر حکم قاضی کے بعد دونوں نے رجوع کیا تو ضمانت ہوئے یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اسی طرح اگر گواہی دی کہ اُس نے ادا کر دیا ہو پھر بعد حکم کے دونوں نے رجوع کیا تو ضمانت ہوئے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور دو گواہ قائم کیے اور نہ

نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اسکو اس سے بری کیا ہی یا ہر قلیل و کثیر سے جسکا مدعی کہتا ہو بری کیا ہی پھر سب گواہوں کی تعمیل ہوئی اور دونوں فریقوں کے گواہ قاضی کے پاس مجتمع ہوئے تو جس گواہوں نے مال کی گواہی دی ہو انکی سماعت نہ کرنا چاہیے۔ پس اگر برات کے گواہوں کی گواہی مقبول کر کے حکم دیدیا پھر انھوں نے رجوع کیا پس اگر انکو ضامن کرنا چاہے تو مدعی اپنے گواہ دوبارہ سناوے اور گزشتہ کا اعتبار نہ ہوگا پس اگر اسے دوبارہ گواہ سناوے تو اسوقت میں اسکا ختم یعنی مدعا علیہ وہی برات کے گواہ جنھوں نے رجوع کیا ہو قرار پاوینگے پس اگر انکو قرضہ کے گواہوں نے بیان کیا کہ ہزار درم اصل میں مدعا علیہ پر مبنی تو حکم ادا کا برات کے گواہوں پر کیا جائیگا اور یہ گواہ برات اسکو اس شخص سے جسکے واسطے برات کی گواہی دے چکے تھے واپس نہ لیٹے اور واضح ہو کہ جب برات کے گواہوں نے رجوع کیا تو قاضی مال کے گواہ سنانیکا حکم مدعی مال کو اسطرح دیکھا کہ دونوں رجوع کرنے والے گواہوں کے سامنے اپنے گواہ سناوے کیونکہ پہلے مال کی گواہی ایسی حالت میں ادا ہوئی تھی کہ اسوقت ان گواہوں پر مال واجب نہ تھا اور اب رجوع کرنے کے بعد واجب ہوا ہو لہذا فی المبسوط اور اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اسکو ایک سال کی مدت لو کر نے میں دی ہو پھر میعاد آنے سے پہلے یا بعد اس سے رجوع کر لیا تو طالب کو وہ مال نیا پرچھا اور میعاد پر وہ مال مطلوب واپس لے سکتے ہیں خلاصہ میں یہ حکم ایسی صورت میں کہ گواہوں نے میعاد آنے سے پہلے رجوع کیا ہو شخص ہو اور اگر میعاد آنے کے بعد انھوں نے رجوع کیا تو بھی یہ حکم ہو کیونکہ گواہوں پر ضمان اسی سبب واجب ہے کہ انھوں نے اپنی گواہی سے طالب کا حق قبضہ فوت کر دیا اور میعاد آنے سے یہ ظاہر ہوا کہ یہ اٹلات نہ تھا لہذا اسکو گواہوں پر رجوع کا حق حاصل ہوا پھر اسکو اختیار ہو چاہے مطلوب کو پکڑے اور چاہے گواہوں کا داس لیکر کذا فی المبسوط پس اگر مطلوب کے حکم قطع کی وجہ سے وہ مال ڈوب گیا تو دونوں گواہ طالب سے واپس نہیں لے سکتے ہیں یہ خلاصہ میں ہو اور اگر مدیون نے معیار کو ساقط کر دیا تو دونوں ضامن نہ ہونگے یہ بھرا لائق میں لکھا ہو اگر گواہوں نے اپنے مرض میں رجوع کیا اور قاضی نے اپنے وقت میں کا حکم کیا تو یہ بمنزلة اقرار قرضہ فی الموت ہوتے کہ اگر کسی مرض میں مر گئے اور ان دونوں پر حالت صحت کے بہت قرضے ہیں تو انھیں ضمان کا ادا کرنا شروع کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر ایک غلام پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو یہ گواہی دی کہ یہ اس مدعی کا ہو اور قاضی نے ڈگری کر دی اور اس غلام کی آنکھ میں سپیدی بھی پھر وہ سپیدی جاتی رہی یا مدعی کے پاس گیا پھر دونوں گواہوں نے رجوع کر لیا تو جس روز ڈگری ہوئی ہو اسدن جو کچھ غلام کی قیمت تھی وہی ڈگری کے قیمت کے بائیں دونوں کا قول متبرک کا لفظی الحاق ہو چو سہا باب بیع اور ہبہ اور رین و عاریت و ودیعت و ہباعت و مضاربت و شرکت و اجارہ کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ اگر کسی چیز کے مثل قیمت یا زیادہ پر بیع ہونے کی گواہی دی پھر رجوع کیا تو ضمان نہ دینگے اور اگر قیمت سے کم پر بیع ہونے کی گواہی دی تو بقدر نقصان کے ضامن ہونگے خواہ بیع قطعی ہو یا ہبہ یا بیع کا خیار ہو یہ ہدایہ میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسے اپنا غلام اسکے ہاتھ ہزار درم کو بیع کیا ہو اور بائع کے واسطے تین روز کی شرط خیار ہو اور غلام کی قیمت دو ہزار درم ہیں اور بائع نے انکار کیا اور قاضی نے گواہی پر بیع کا حکم دیدیا پھر دونوں گواہوں نے رجوع کر لیا پس اگر بائع نے تین روز کے اندر بیع کو فسخ کر دیا یا اجازت دیدی تھی تو گواہوں پر ضمان نہیں ہوتا اور اگر تین روز گزرنے کی وجہ سے

بیع لازم ہوگئی تھی تو دونوں پوری قیمت گمشتی ہر گواہ ایک ہزار کا ضامن ہوگا یہ ضمانت میں ہے۔ اگر کسی شخص پر کسی چیز کے خرید کی گواہی دی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا پس اگر غلٹ قیمت یا کم پر خریدنے کی گواہی دی تھی تو مشتری کو کچھ ضمانت نہ دینگے اور اگر زیادہ پر خریدنے کی گواہی دی تھی تو بقدر زیادتی کے مشتری کو ڈانڈ دینگے۔ اور اسی طرح اگر مشتری کے واسطے شرط چار کے ساتھ خریدنے کی گواہی دی اور بیب تین روز گزر جانے کے خرید لازم ہوگئی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مشتری نے خود اس عرصہ میں اجازت دی تو ضمانت نہونگے یمین میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص کی ایک باندی ہو کہ اسکی قیمت سو درم ہیں اور گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے اسکو فلان شخص کے ہاتھ پانچ سو درم کو فروخت کر کے درم لے لیے ہیں اور بائع انکار کرنا ہو اور مشتری مدعی ہو اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو بائع کو سو درم اسکی قیمت ادا کرینگے اور اگر پہلے بیع کی گواہی دی تھی اور اسکا حکم ہو گیا پھر ثمن پر قبضہ کرنے کی گواہی دی اور اسکا حکم ہو گیا پھر دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو پانچ سو درم ثمن ادا کرینگے یہ کافی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکا غلام دو ہزار درم کو ایک سال کے وعدہ پر خریدیا ہے اور قیمت اسکی ہزار درم ہیں اور گواہوں نے اسکی گواہی دی پھر دونوں نے رجوع کیا تو بائع کو اختیار ہے چاہے مشتری سے دو ہزار درم سال بھر کے وعدہ سے وصول کرے یا گواہوں سے فی الحال ہزار درم لے لے اور جس سے ضمانت لینا اختیار کرے اسکے سواے دوسرا پری ہوگا پس اگر اسنے گواہوں سے ہزار درم لے لیے تو میعاد آسنے پر وہ لوگ مشتری سے دو ہزار درم لے لینگے مگر ایک ہزار انکو حلال ہیں اور باقی صدقہ کر دین یہ ضمانت میں لکھا ہے۔ پس اگر مشتری نے غلام میں کچھ عیب پا کر بغیر حکم قاضی کے واپس کر دیا تو یہ بمنزلہ از سر نو بیع ہونے کی ہو پس بائع سے دو ہزار درم لے لینگا اور گواہوں سے لینے کی اسکو کوئی راہ نہیں ہے اور اگر قاضی کے حکم سے واپس کیا تو بائع سے گواہ ایک ہزار درم لینگے اور گواہوں سے مشتری دو ہزار درم لینگا یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر کسی ایسے غلام کی بیع کا جسکی قیمت پانچ سو درم ہیں بعض ایک ہزار درم فی الحال ادا کرنے کے بیع کی گواہی دی اور قاضی نے بیع کا حکم دیدیا پھر یہ گواہی دی کہ بائع نے مشتری کو ایک سال کی مہلت دی ہے اور قاضی نے اسکا حکم بھی دیدیا پھر دونوں گواہوں کو بیع سے رجوع کیا تو بائع کو ہزار درم ڈانڈ دینگے اور اگر مدت کی گواہی اور عقد بیع کی گواہی ایک ہی دفعہ ہو اور قاضی نے حکم دیدیا ہو تو بائع کو اختیار ہے چاہے گواہوں سے پانچ سو درم فی الحال لے لے کہ جو غلام کی قیمت ہے یا مشتری سے ہزار درم ایک سال کے وعدہ پر سال گزرنے کے وقت لے لے یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر پانچ سو درم پر بیع ہونے کی گواہی دی اور حکم ہو گیا پھر گواہی دی کہ بائع نے دوام لینے میں ایک سال کی مہلت دی ہے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونوں گواہیوں سے رجوع کیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک پانچ سو درم ثمن کے ڈانڈ دینگے اور یہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا پہلا قول ہے یہ وجہ کروری میں لکھا ہے اور اگر یہ گواہی دی کہ بائع نے فرسبیل و کنیسہ جو اسکا مشتری کی طرف آتا تھا اسکو بری کر دیا ہے اور حکم ہو گیا پھر گواہی دی کہ اس سے پہلے اسنے غلام اسکے ہاتھ فروخت کیا تھا اور قبضہ ہو گیا تھا پس اگر بیع کی گواہی سے رجوع کیا تو غلام کی قیمت کے ضامن ہونگے اور اگر برات کی گواہی سے رجوع کیا تو ثمن کے ضامن ہونگے یہ عتاب میں ہے۔

لکھا ہو۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ بالائے قبضہ جو اسکا مشتری کی طرف آتا تھا اسکو برتی کر دیا ہو پھر گواہی دی کہ اس سے پہلے اسے یہ غلام اس کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور قبضہ ہو گیا تھا پس اگر بیع کی گواہی سے رجوع کیا تو غلام کی قیمت کے ضامن ہونگے اور اگر برکت کی گواہی سے رجوع کیا تو ثمن کے ضامن ہونگے یہ عتاب بہین لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے بائع کی طرف سے یہ گواہی دی کہ اس نے اپنا غلام فلان کے ہاتھ دھنرادرم کو فروخت کیا اور مشتری اس سے انکار کرنا ہو اور قاضی نے اسکا حکم دیدیا مگر غلام کے قبضہ وغیرہ کا حال معلوم ہوا پھر دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا پس مشتری ہمدرد ہوا کہ اگر نیک حکم دیا گیا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو مشتری کو اختیار ہو کہ چاہے قبضہ کے گواہوں سے ثمن کی ضمانت لے اور بیع کے گواہ بری ہو جائینگے یا بیع کے گواہوں سے ایک ہزار غلام کی قیمت لیکر قبضہ کے گواہوں سے دو ہزار درم لے اور ہزار اسکو دیے جاوین اور ایک ہزار بیع کے گواہوں کو واپس کیے جاوین اور اگر دونوں گواہوں پر ایکبارگی حکم ہو جاوے یا پہلے بیع کی گواہی پر حکم دیا جاوے تو بھی یہی حکم ہو یہ شرح جامع کبیر میں لکھا ہو۔ پس اگر خصوصیت کے وقت بیع مرگیا تو بیع کے گواہوں پر کچھ ضمانت نہیں ہو لیکن اگر انکی گواہی پر پیچھے حکم ہوا تو زیادتی کے ضامن ہونگے یہ کافی میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے اپنی یہ باندی اس کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کی اور مشتری اس سے انکار کرنا ہو پھر مدعی کے دونوں گواہوں پر قاضی نے بیع لازم کر دی اور مشتری جانتا ہو کہ میں نے اسکو نہیں خریدا ہو پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو بیع ٹوٹ جانے کے واسطے انکی تصدیق نہ کی جاوے گی اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک مشتری کو اس سے وطی کرنا حلال ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے دوسرے قول اور امام محمد رحمہ کے قول کے موافق اس سے وطی حلال نہیں ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے اپنا غلام عمر کو بیہ کیا اور اسے قبضہ کر لیا پھر بعد حکم قاضی کے دونوں نے رجوع کیا تو غلام کی قیمت کے ضامن ہونگے پس اگر مدعی علیہ ضمانت نے فی تو بیہ سے رجوع نہیں کر سکتا ہو اور اگر حکم کے روز اسکی آنکھ میں سپیدی تھی پھر زائل ہو گئی پھر گواہوں نے رجوع کیا تو وہ قیمت ادا کرینگے جو آنکھ کی سپیدی کے ساتھ تھی یہ محیط سرخسی میں لکھا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے گواہوں سے قیمت نہ لی تو قاضی کے حکم سے اسکو اختیار ہو کہ بیہ سے رجوع کرے یہ مبسوط میں ہو۔ اور صدقہ کا حکم بھی یہی ہو لیکن صدقہ کی صورت میں شل سبب کے رجوع نہیں کر سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک غلام پر چوہ زید کے ہاتھ میں ہو یہ دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے بیہ کر کے سپرد کر دیا ہو اور گواہ پیش کر دیے اور دوسرے نے بھی یہی دعویٰ کیا ہو اور اسکی طرف سے بھی دو گواہوں نے گواہی دی اور تاریخ معلوم نہیں ہوتی ہو کہ کسکو پہلے بیہ کیا اور کسکے گواہ پیچھے کی گواہی دیتے ہیں تو دونوں میں نصف نصف تقسیم ہوگا پھر اگر دونوں فریقوں نے رجوع کیا تو ہر فریق بیہ کرنے والے کو آدھی قیمت دیگا اور دوسرے کو کچھ نہ دیگا یہ کافی میں لکھا ہو۔ اور اگر ایسی صورت میں ایک فریق گواہ نے رجوع کیا تو آدھی قیمت بیہ کرنے والے کو اور آدھی موبوب لہ کو دینگے یہ عتاب بہین میں ہو ایک شخص کے دو دوسرے ہزار درم قرض میں اسے دعویٰ کیا کہ قرضدار نے اپنا غلام کہ اسکی قیمت بھی ایک ہزار درم ہے پاس دہن کیا ہو۔ اور قرضدار قرض کا اقرار کرنا ہو پھر دو گواہوں نے رہن کی گواہی دی پھر دونوں کو تواضامن ہونگے۔ اور اگر قرض سے آئین زیادتی ہو تو بھی جب تک غلام زندہ ہو ضامن ہونگے اور

تھی
نے رجوع پر

اگر مرتہ کے پاس مرگیا تو بقدر زیادتی کے ضامن ہونگے اور اگر راہین نے رہن کا دعویٰ کیا اور مرتہ نے انکار کیا تو زیادتی کے ضامن نہ ہونگے اور بقدر قرضہ کے مرتہ کو ڈانڈ بھرنیے اور اگر انہوں نے اس طرح رجوع کیا کہ کہ اسے غلام پھر کر دیا تھا اور رہن نہیں کیا تھا تو ضامن نہ ہونگے یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ ایک شخص کے دوست پر ہزار درم قرض میں اور وہ اقرار کرتا تھا اور قرضخواہ کے قبضہ میں ایک کپڑا ہی جو سودرم کے برابر قیمت کا ہو اور وہ کہتا ہے کہ یہ میرا ہی اور قرضہ اسے دو گواہ اس مضمون کے قائم کیے کہ میں نے یہ کپڑا اس کے مال کے عوض اُس کو رہن میں دیا ہے اور قاضی نے اس کا حکم دیدیا پھر وہ کپڑا تلف ہو گیا اور سودرم قرضہ میں سے کم ہو گئے پھر دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو سودرم قرضخواہ کو دینگے اور اگر قرضخواہ اقرار کرتا ہو کہ یہ کپڑا قرضدار کا ہو کر اسے مجھے ودیعت رکھنے کو دیا ہے اور قرضدار نے کہا کہ نہیں تیرے پاس رہن ہے اور دو گواہوں کی گواہی پر قاضی نے رہن کا حکم دیدیا پھر وہ تلف ہو گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو ان پر ضمان نہیں ہے یہ مبطون میں لکھا ہے اگر دو گواہوں نے ایک شخص کے پاس ودیعت ہونے کی گواہی دی اور وہ شخص معاً علیہ انکار کرتا ہے پھر قاضی نے اس پر قیامت دینے کا حکم دیدیا پھر دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو وہ ضامن ہونگے اور بضاعت عارضیہ کا بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں لکھا ہے مضارب نے آدھے نفع کا دعویٰ کیا اور دو گواہوں نے اُس کی گواہی دی اور رب المال تہائی نفع کا اقرار کرتا ہے پھر گواہوں نے رجوع کیا اور ہنوز نفع پر قبضہ نہیں کیا گیا تو گواہ ضامن نہ ہونگے اور اگر مضارب در رب المال نے نفع موافق گواہی اور حکم قاضی کے آدھا آدھا بانٹ لیا پھر دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو چھٹے نفع کے ضامن ہونگے اور بعض شارح نے کہا کہ یہ حکم ہر اس نفع پر ہو جو رجوع کرنے سے پہلے حاصل ہوا اور اگر رجوع کے بعد حاصل ہوا اور اس المال عروض میں سے کہی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر نقد ہو تو رب المال کو فسخ کا اختیار تھا اور جب گئے نفع نہ کیا تو گواہ وہ نفع پر راضی ہوا یہ محیط سرخی میں ہے اور اگر یہ گواہی دی کہ رب المال نے اس کو تہائی پر دیا ہے تو اس صورت میں ان پر ضمان نہ ہوگی اور اگر اس المال تلف ہو گیا تو دونوں صورتوں میں ضمان نہیں ہے یہ مبطون میں لکھا ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں کچھ مال ہو پس ایک شخص کی طرف سے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ بطور شرکت مقادینہ کے اس کا شریک ہے پس آدھے کی ڈگری اُس کے لیے کی گئی پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو یہ آدھا مال مشغول علیہ کو دینگے یہ بجز الرائق میں لکھا ہے۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ یہ دونوں باہم شریک ہیں اور اس المال ہر ایک کا ہزار درم ہو اور شرط یہ ہو کہ نفع دونوں میں تہائی شریک ہو اور تہائی والا نصف نفع کا دعویٰ کرتا ہے اور گواہی سے پہلے دونوں نے نفع اٹھا یا ہو پس قاضی نے بنا کر گواہی کے میں تہائی کا حکم دیدیا پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو تہائی والے کو وہ زیادتی جو تہائی اور آدھے میں ہو دینا پڑے گی اور بعد گواہی کے جو کچھ نفع اٹھا یا ہو اُس کی ضمان ان گواہوں پر نہ ہوگی یہ حادی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوست پر یہ دعویٰ کیا کہ میں نے ہٹا گھر دس درم ماہواری پر اس کو کرایہ دیا ہے اور مستاجر نے انکار کیا پس دو گواہوں نے اُس کی گواہی دی پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا پس اگر شروع مبادین یہ پہلے واقع ہوا تو دیکھا جائیگا کہ ایسے گھر کی حقدرا جرت ہوتی ہے اگر اُسی قدر کی گواہی دی تو دونوں ضامن نہ ہونگے اور اگر اجرت کم ہو تو مستاجر زیادتی کے ضامن ہو۔ گئے اگر مدت گزر جائے کہ بعد دعویٰ ہوا ہو تو تمام کرایہ کے ضامن ہونگے یہ شروع طحاوی میں ہے اگر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں سے یہ نو فلان شخص سے دس درم پر کرایہ لیا ہے اور ایسے شخص کی اجرت ایش سو ہو

قاریہ مستحق ہے
انکار کرنے کا وجہ
یہ دونوں میں دو شریک ہیں
انہوں نے نفع اٹھا یا ہے
جو اس مال میں ہے
مضارب نے راضی ہو کر
نفع اٹھا یا ہے
مضارب نے راضی ہو کر
نفع اٹھا یا ہے

اور غلام شخص کو اس سے انکار کرتا ہو پھر دو گواہوں کی گواہی پر قاضی نے حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو اجرت پر دینے والے کے واسطے کچھ ضامن نہ ہونگے یہ ہالغ میں لکھا ہو۔ اگر ایک شخص ایک اونٹ پر سوار ہو کر گیا اور وہ اونٹ راستہ میں تھک کر مر گیا پس اونٹ والے نے کہا کہ تو نے مجھے غصب کر لیا تھا اور سوار ہونے والے نے کہا کہ میں نے تجھے کر ایہ پر لیا تھا اور اس کے دو گواہ قائم کر دیے اور قاضی نے اسکو ضمانت سے بری کر کے لڑیہ ولادیا پھر دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو اونٹ کی قیمت زردنوں کو دینی پڑی سوائے اس قدر دامون کے جو اجرت میں دلائے گئے ہیں اور اگر پہلے دن سواری کے اونٹ کی قیمت دو سو درم تھی اور جب دن تھک کر مر اے اس دن تین سو درم تھی اور کر ایہ سچاں درم تھا تو ملاک ہونے کے دن کے حساب سے ڈھائی سو درم دیتے پڑینگے اور بعض شائع نے کہا کہ یہ صاحبین کے نزدیک ہو اور امام عظیم رحم کے نزدیک پہلے دن کی قیمت کے حساب سے دینا پڑیگی اور اصح یہ ہو کہ یہ بالاجماع سب کا قول ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو

باب پنجم نکاح اور طلاق اور دخول اور خلع کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک عورت نے ایک شخص پر نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے اسکا حکم ہو گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا پس اگر مہر اشل اسی قدر ہو جتنا بیان ہوا یا اس سے زیادہ تو کچھ ضامن نہ ہنگے اور اگر مہر مثل اس سے کم ہو تو بقدر زیادتی کے شوہر کو ضمان دینے کے یہ کافی میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک مرد نے کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کر کے گواہ سنائے اور قاضی نے نکاح کا حکم دیدیا اور عورت منکر ہو پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو عورت کو کچھ ضمان نہ دینگے خواہ مہر مثل بقدر سے ہو یا کم ہو یا زیادہ ہو یہ فیض میں لکھا ہو۔ اگر ایک مرد نے ایک عورت پر سو درم پر نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے کہا کہ کہنیں بلکہ ہزار درم پر نکاح کیا ہو اور اس عورت کا مہر مثل بھی ہزار درم ہو جسے دو گواہوں نے گواہی دی کہ سو درم مہر پر نکاح کیا ہو اور قاضی نے یہی حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا پس اگر نکاح باقی ہونے کی حالت میں یا بعد دخول کے طلاق ہونے کی صورت میں رجوع کیا تو امام اعظم رحم و امام محمد رحم کے نزدیک نو سو درم عورت کو ڈانڈ دینگے اور اگر قبل دخول کے طلاق ہو جانے کی صورت میں رجوع کیا تو بالاجماع کچھ ضمان نہ دینگے پھر دونوں اماموں کے نزدیک سترہ کے باب میں حکم مقرر کرنا واجب ہو پس اگر زیادہ قرار پایا تو سچاں سے زیادتی کی ضمانت دینگے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے عورت کو ہزار درم پر نکاح کیا ہو اور مہر مثل اسکا پانچ سو درم ہو اور یہ گواہی دی کہ اس نے ہزار درم وصول کر لیے ہیں اور وہ عورت انکار کرتی ہو اور قاضی نے گواہی پر حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو عورت کو مہر مثل ڈانڈ دینگے نہ وہ جو مقرر ہوا ہو نہیں میں لکھا ہو۔ اور اگر پہلے ہزار درم پر نکاح کی گواہی دی اور قبضہ مہر کی گواہی نہ دی پھر ہزار درم وصول کر لینے کی گواہی دی اور حکم ہو گیا پھر دونوں گواہوں سے رجوع کیا تو مہر سے لینے ہزار درم دینا پڑینگے یہ کافی میں لکھا ہو۔ امام محمد رحم نے جامع میں فرمایا اگر دو گواہوں نے ایک عورت کی طرف سے مرد پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا ہو اور اسکا مہر مثل ہزار درم ہو اور قاضی نے حکم دیدیا اور عورت نے دو ہزار درم وصول کر لیے پھر دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کے ساتھ وطی کی اور اسکو تین طلاق دیدی ہیں اور مرد

وہ عورت انکار کرتی ہو اور قاضی نے گواہی پر حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو عورت کو مہر مثل ڈانڈ دینگے نہ وہ جو مقرر ہوا ہو نہیں میں لکھا ہو۔ اور اگر پہلے ہزار درم پر نکاح کی گواہی دی اور قبضہ مہر کی گواہی نہ دی پھر ہزار درم وصول کر لینے کی گواہی دی اور حکم ہو گیا پھر دونوں گواہوں سے رجوع کیا تو مہر سے لینے ہزار درم دینا پڑینگے یہ کافی میں لکھا ہو۔ امام محمد رحم نے جامع میں فرمایا اگر دو گواہوں نے ایک عورت کی طرف سے مرد پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے دو ہزار درم پر نکاح کیا ہو اور اسکا مہر مثل ہزار درم ہو اور قاضی نے حکم دیدیا اور عورت نے دو ہزار درم وصول کر لیے پھر دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ مرد نے عورت کے ساتھ وطی کی اور اسکو تین طلاق دیدی ہیں اور مرد

مندرہ پیش قاضی نے وہ دونوں میں تفریق کر دی پھر مرد نے کہا کہ اگر وہ رجوع کر لیا تو مرد کو اختیار ہو کہ چاہے نکاح کے گواہوں سے ہزار درم کے یا دخول و طلاق والوں سے دو ہزار درم وصول کرے پس اگر نئے طلاق دخول کے گواہوں سے دو ہزار درم لے لے گا نکاح کے گواہوں سے ہزار درم لے سکتا ہو اور نہ طلاق دخول کے گواہ نکاح کے گواہوں سے کچھ لے سکتے ہیں اور اگر اس نے نکاح کے گواہوں سے ہزار درم لے لے گا تو طلاق دخول کے گواہوں سے ایک ہزار درم اور ڈانڈ لے لے گا اور نکاح کے گواہوں کو اختیار ہو کہ طلاق و دخول کے گواہوں سے واپس لیں اور ان ہزار درم کے قبضہ کی صورت میں روایات مختلف ہیں مبسوط میں ہو کہ نکاح کے گواہ خود وصول کرینگے اور جامع میں مذکور ہے کہ شوہر وصول کرے نکاح کے گواہوں کو ویدیکا اور طلاق کے دونوں فریق گواہوں نے اگر یکبارگی قاضی کے سامنے گواہی دی تو حکم قصا کے ترتیب کا لحاظ ہوگا پس اگر پہلے نکاح کے گواہوں کی تعمیل ہوئی تو یہ صورت اور پہلی صورت مذکورہ برابر ہو اور اگر طلاق والوں کی چند تعمیل ہوئی مثلاً انہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے اسی عورت سے کل کے روز مجسم نکاح دیا تھا اور طلاق دیدی اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس شخص نے اسی عورت سے اس سے پہلے ہزار درم پر نکاح کیا تھا پھر پہلے دونوں گواہوں کی تعمیل ہو گئی اور قاضی نے ہر مثل یعنی ہزار درم دینے کا حکم دیدیا پھر نکاح والوں کی تعمیل ہوئی اور قاضی نے ہزار درم دیکر کی ڈگری کر دی پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو طلاق و دخول کے گواہ فقط ہزار کے سنا سن ہو گئے اور گواہ نکاح کے بھی اور ہزار درم کے سنا سن ہو گئے اور ہر فریق دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر دونوں فریق کی ایک ساتھ تعمیل ہوئی اور قاضی نے دونوں کی گواہی پر حکم دیدیا تو یہ صورت اور پہلے نکاح والوں کی گواہی پر حکم ہونے کی صورت یکساں ہو اسی طرح اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا اور اس سے وطی کی تو میں طلاق دیدی اور قاضی نے ہر مثل کا حکم دیدیا پھر اسکے بعد عورت دوسرے دو گواہوں کی ڈگری کر دی لیا ہو کہ میں نے دو ہزار درم پر اس سے نکاح کیا ہو اور قاضی نے عورت کے لیے زیادتی کی ڈگری کر دی پھر سب گواہوں نے گواہی سے رجوع کیا تو یہ اقرار کی صورت اور معائنہ نکاح و طلاق کی صورت یکساں ہو پس اگر نکاح اور دخول و طلاق کے گواہوں کی ایک ساتھ تعمیل کا حکم ہوا پھر نکاح کے گواہوں نے رجوع کیا تو اس نے ہزار درم کی ضمانت لیا دیگی اور یہ ہزار درم وہ ہیں جو ہر مثل سے زائد ہیں پھر اگر اسکے بعد دخول کے گواہوں نے رجوع کیا تو اس نے دو ہزار درم ڈانڈ لے جائیگے ایک ہزار اس میں سے شوہر کو ملینگے اور ایک ہزار شوہر نکاح والے گواہوں کو دیدیگا اور اگر دخول کے گواہوں نے پہلے رجوع کیا تو اس نے دو ہزار درم کی ضمانت لیا پس اگر ہنوز شوہر نے اس قبضہ نہ کیا تھا کہ نکاح کے گواہوں نے رجوع کیا تو نکاح والے گواہ شوہر کو کچھ ڈانڈ نہ دیں گے ایک مہر عورت نے کسی شخص پر یہ دعویٰ کیا کہ اسے مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں ہزار درم پر نکاح کیا ہو اور وطی کی ہو پھر طلاق دیدی ہو پھر عورت مدعیہ مرتد ہوئی ہو اور شوہر نے ان سب باتوں سے انکار کیا اور اس عورت کا ہر مثل ہزار درم ہی پھر اس کی طرف سے دو گواہوں نے دو ہزار درم پر نکاح ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا اور دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی

دی کہ اسنے کل کے روز اس سے وطی کی اور طلاق دی اور آج کے روز یہ مرد ہو گئی اور قاضی نے اس پر حکم دیدیا پھر
 سب گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو نکاح کے گواہ شوہر کو کچھ ڈانڈ نہ دینگے اور طلاق کے گواہ دوہر
 درمضان دینگے اور اگر دونوں فریق گواہوں کی گواہی پر ایک ساتھ فیصلہ کیا گیا تو یہ صورت اور پہلی صورت یعنی جب
 نکاح کے گواہوں پہلے حکم ہوا ہو تو یکساں ہو اور اگر قاضی نے پہلے دخول و طلاق کے گواہوں پر حکم دیدیا پھر نکاح
 کے گواہوں پر حکم دیدیا پھر سبھوں نے گواہی سے رجوع کیا تو دخول کے گواہ ہر شل کے ضامن ہونگے اور نکاح
 کے گواہ اور ایک ہر ایک کے ضامن ہونگے کہ جو ہر شل سے زائد ہیں اور ایک فریق دوسرے فریق سے کچھ نہیں لے سکتا ہر
 یہ محیطین لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنی عورت کو طلاق دیدی اور شوہر اس سے
 انکار کرتا ہو پھر قاضی کے حکم دینے کے بعد دونوں نے رجوع کیا پس اگر طلاق بعد دخول کے ہو اور شوہر دخول کا
 اقرار کرتا ہو تو گواہوں پر کچھ ڈانڈ نہیں ہو اور اگر دخول سے پہلے طلاق واقع ہو گیا حکم ہوا اور نصف مہر یا متہ کا حکم
 قاضی نے دیدیا ہو تو بعد رجوع کے گواہ یہی مقدار شوہر کو ڈانڈ دینگے یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے امام محمد نے
 جامع میں فرمایا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے وطی نہیں کی تھی کہ دو گواہوں نے یہ
 گواہی دی کہ اسنے اس عورت کو طلاق دیدی ہو اور قاضی نے دونوں میں جدائی کر دی اور آدھے مہر کا حکم
 دیدیا پھر شوہر مر گیا اور گواہوں نے گواہی سے رجوع کر لیا تو دونوں گواہ شوہر کے وارثوں کو آدھا مہر
 ڈانڈ دینگے اور عورت کے منافع بیع کی کچھ ضمانتیں دینی پڑگی اور نصف مہر سے زیادہ کی ضمانت عورت کو نہ دینگے اور
 عورت کو میراث نہ ملیگی اور مرد خواہ صحیح ہو یا مریض یہ حکم برابر اسی طرح رہیگا یہ محیطین لکھا ہے۔ اور اگر شوہر مردنے کی
 بعد یہ گواہی دی کہ اسنے اس عورت کو اپنی زندگی میں وطی کرنے سے پہلے طلاق دی تھی پھر دونوں نے رجوع
 کر لیا تو وارثوں کے واسطے کسی چیز کے ضامن نہ ہونگے اور عورت کو نصف مہر اور میراث کی ڈانڈ دینگے یہ کافی میں لکھا ہے
 اگر ایک مرد اور دو عورتوں نے ایک عورت کی طلاق پر گواہی دی اور دوسرے ایک مرد اور دو عورتوں نے
 یہ گواہی دی کہ اس مرد نے اس سے وطی کی تھی پس قاضی نے مہر اور طلاق دونوں کی ڈگری کر دی پھر
 سب گواہوں نے رجوع کیا تو وطی واقع ہونے کے گواہوں پر تین چوتھائی مہر ڈانڈ پڑیگا اور طلاق کے گواہوں
 پر چوتھائی مہر ڈانڈ پڑیگا اور اگر اکیلے ایک مرد گواہ دخول نے رجوع کیا تو چوتھائی مہر کا ضامن ہوگا اور اگر اکیلے مرد
 طلاق کے گواہ نے رجوع کیا تو کچھ ضامن نہ ہوگا اور اگر دخول کے سب گواہوں نے رجوع کیا تو آدھے مہر کے
 ضامن ہونگے اور اگر طلاق ہی کے گواہوں نے رجوع کیا تو کچھ ضمانت نہ دینگے اور اگر طلاق کے گواہوں کی
 ایک عورت اور دخول کے گواہوں کی ایک عورت نے رجوع کیا تو دخول کے گواہوں کی عورت پر آٹھون
 حصہ مہر ڈانڈ پڑیگا اور طلاق کی گواہ عورت پر کچھ ضمانت نہ ہوگی یہ مبیوطین لکھا ہے۔ اور اگر دو مردوں نے طلاق
 پر اور دو مردوں نے دخول پر گواہی دی اور حکم ہو گیا پھر دخول کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو چوتھائی
 مہر کا ضامن ہوگا پھر اگر اس کے بعد طلاق کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو کچھ ضمانت نہ دیگا اور اگر طلاق کے
 دونوں گواہوں نے اور دخول کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو سب آدھے مہر کے ضامن ہونگے آدھا
 اس میں سے دخول کے دونوں گواہوں پر اور باقی تینوں گواہوں پر تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا یہ فہادی میں ہے

لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اپنی عورت کو ایک طلاق دی ہو اور دوسروں نے یہ گواہی دی کہ تین طلاق دی ہیں اور اس سے وطی نہیں کی تھی پس قاضی نے دونوں کے جدا کر دینے اور نصف مہر دلانے کا حکم کیا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو آدھے مہر کی ضمانت میں طلاق دالے گواہوں پر ہوگی اور ایک طلاق والوں پر کچھ ضمانت نہوگی یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ اگر دو شخصوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے سال گذشتہ میں رمضان کے مہینہ میں اپنی عورت کو طلاق دی اور اس سے وطی نہیں کی تھی پس قاضی نے بنا براس گواہی کے نصف مہر اس پر لازم کیا پھر دونوں گواہوں نے رجوع کیا اور قاضی نے مہوڑا اسے نصف مہر کی ضمانت دلائی تھی یا نہ دلائی تھی کہ دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اپنی عورت کو قبل وطی کے سال گذشتہ کے ماہ شوال میں طلاق دی ہو تو دوسرے فریق کی گواہی قبول نہوگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر شوہر نے اس امر کا اقرار کر لیا تو جو ڈانڈ گواہوں سے لیا ہو انکو داپس دیگا اور بعض نے کہا کہ یہ امام کے نزدیک نہیں ہے بلکہ صاحبین کے نزدیک ہے یہ محیط سرحدی میں لکھا ہو اور اگر فریق ثانی نے پہلے فریق کے وقت سے طلاق کا وقت مقدم بیان کیا تو گواہی مقبول ہوگی اور پہلے فریق سے ضمانت ساقط ہوگی یہ مسبوط میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے طلاق پر اور دو گواہوں نے دخول پر گواہی دی اور عورت کا مہر مقرر نہیں ہوا اور اس پر حکم ہو گیا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو طلاق کے دونوں گواہ نصف متہ کے ضمانت ہونگے اور دخول کے گواہ باقی مہر کے ضمانت ہونگے یہ حادی میں لکھا ہو دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اس عورت سے نہر درم پر نکاح کیا ہو اور اس کا مہر مثل بھی نہر درم ہو اور شوہر نے کہا کہ بدو نہ مہر مقرر ہونے کے نکاح کیا ہو اور قاضی نے گواہی پر حکم دیدیا پھر شوہر نے اسکو طلاق دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو آپہر متہ اور باپانچو درم کے درمیان میں جو زیارتی ہو اسقدر ضمانت دینی ہوگی اور اگر دوسرے دو گواہوں نے دخول واقع ہونے پر گواہی دیکر رجوع کیا تو دخول کے گواہوں کا بالخصوص پانچ سو درم کی ضمانت لازم ہوگی اور باقی متہ اور باپانچو درم کے درمیان کی زیادتی دونوں فریقوں پر آدمی آدمی واجب ہوگی اور اگر دوسرے دو گواہوں نے طلاق کی گواہی دی پھر سبھوں نے رجوع کیا تو دخول کے گواہوں پر بالخصوص پانچ سو درم کی ضمانت لازم ہوگی اور متہ اور نصف مہر کے درمیان کی زیادتی دخول اور نکاح دونوں فریق گواہوں پر نصف نصف لازم ہوگی اور تینوں فریقوں پر مقدار متہ کے تین حصہ کے واجب ہوگی یہ محیط سرحدی میں ہو اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے نہر درم پر اس عورت سے نکاح کیا ہو اور شوہر انکار کرے تاہو اور عورت کا مہر مثل پانچ سو درم ہو اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ قبل دخول کے اسے اسکو طلاق دیدی ہو اور قاضی نے حکم دیدیا پھر سبھوں نے رجوع کیا تو نکاح اور طلاق کے دونوں فریق پر ڈھائی سو درم واجب ہونگے اور اگر ان دونوں فریق کے رجوع کرنے سے پہلے دو گواہوں نے دخول کی گواہی دی اور قاضی نے شوہر پر نہر درم واجب کیے پھر سبھوں نے رجوع کیا تو نکاح کے گواہوں پر پانچ سو درم جو مہر مثل سے زیادہ ہیں واجب ہونگے اور باقی پانچ سو درم کی تین چوتھائی دخول کے گواہوں پر اور ایک چوتھائی طلاق کے گواہوں پر واجب ہوگی یہ حادی میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسے قسم کھائی تھی کہ میں اس سے عید قربان کے روز وطی نہ کروں گا اور دوسروں نے گواہی دی کہ اسے عید قربان کے روز اسکو طلاق دیدی پس قاضی نے اسکو صبرا کوڑا دیا اور اسے ساتھ وطی نہیں کی تھی پس قاضی نے آپہر آدھا مہر لازم کیا پھر سبھوں نے رجوع کیا تو ضمانت مہر طلاق کے

گواہوں پر لازم ہوگی نہ ایلا اسکے گواہوں پر یہ مہبوط میں لکھا ہو۔ ایسی عورت کی نسبت جس سے اسکے شہہ ہونے و طی نہیں کی تھی یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے شوہر سے خلع کر لیا ہو اس شرط پر کہ اپنا مہر اسکو معاف کر دیا ہو اور عورت انکار کرتی ہو اور وہ مدعی ہو اور قاضی نے دونوں کی گواہی پر حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو آدھا مہر عورت کو ڈاڑھ و پون اور اگر اس مسئلہ میں اس عورت سے شوہر نے وطی کی ہو تو تمام مہر کے ضامن ہونگے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر مدعی کہہ دے کہ وہ دعوے پر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس عورت نے اس سے ہزار درم پر خلع کر لیا ہو اور عورت منکر ہو پھر گواہوں نے رجوع کیا تو عورت کو ہزار درم کی ضمانتین اور اگر خود عورت ہی مدعی ہو تو کچھ ضمانت نہ دینگے یہ مضمرات میں لکھا ہے۔

چھٹا باب آزاد کرنے اور مکتوب کرنے کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا پھر وہ دونوں نے رجوع کیا تو غلام کی قیمت ڈانڈ دین خود خوش حال ہوں یا تنگ دست ہوں اور غلام کی ولادت سے آزاد کرنے والے کو ملے گی یہ فتح القدر میں ہے۔ اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنی یہ باندی آزاد کر دی ہو اور قاضی نے گواہی پر حکم دیدیا اور باندی نے اپنا نکاح کیا پھر وہ دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو مالک کو اسکی قیمت کی ڈانڈ دینگے اور مالک کو اس سے وطی کرنا حلال نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہو اگر دو گواہوں نے سوال میں کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اسے رمضان میں اپنا غلام آزاد کر دیا ہو اور گواہی کے روز غلام کی قیمت دو ہزار درم تھی اور رمضان میں اسکی قیمت ہزار درم تھی پھر گواہوں کی اقدیل ہونے تک غلام کی قیمت تین ہزار درم ہو تو پھر قبیل ہو گئی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر وہ دونوں نے رجوع کیا تو غلام کی اس قیمت کے ضامن ہونگے جو قاضی کی آزادی کا حکم دینے کے روز یعنی تین ہزار درم کذا فی الجہت اور اس غلام پر حدود و جزا و جرم کا حکم رمضان سے آزاد کرنے کے وقت تک آزادوں کے مانند ہوگا یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسے رمضان میں اپنا غلام آزاد کر دیا ہو اور قاضی نے گواہی پر یہ حکم دیدیا پھر وہ دونوں نے رجوع کیا تو وہ دونوں پر ضمان واجب ہوگی پھر اگر وہ دونوں نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اس نے شعبان میں آزاد کیا ہو تو امام کے نزدیک ضمان ساقط نہوگی اور ہمچین کے نزدیک ساقط ہوگی اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ اس نے شوال میں آزاد کیا ہو تو بالاتفاق ضمان ساقط نہوگی یہ شرح طحاوی میں لکھا ہے۔ اگر گواہی دی کہ اسے اپنا غلام مدبر کر دیا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا پھر رجوع کیا تو بقدر مدبر کرنے سے نقصان آیا اسکے ضامن ہونگے پس اگر مولے مر گیا اور یہ غلام کے تہائی مال سے ٹکنا ہو تو آزاد ہو جائیگا اور وہ دونوں گواہ اسکے مدبر ہونے کی حالت کی قیمت ادا کریں اور اگر مولے کے پاس سوائے اسکے کچھ مال نہ تھا تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی مدبر ہونے کی قیمت کے لیے سہی کرے اور وہ دونوں گواہ تہائی قیمت کی ضمان دین بشرطیکہ غلام دو تہائی قیمت فی الحال ادا کرے اور یہ تہائی قیمت غلام سے نہیں لے سکتے ہیں اور اگر غلام نے دو تہائی قیمت بھل نہ ادا کی اور عاجز ہو جائے تو وارثوں کو اختیار ہو کہ گواہوں سے لے لیں اور گواہ غلام سے وصول کریں یہ مہبوط میں لکھا ہے اگر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسے البتہ اپنا غلام آزاد کر دیا ہو اور دوسرے دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسے مدبر کر دیا ہو اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم دیدیا پھر سب نے رجوع کر لیا تو آزادی کے گواہوں پر ضمان لازم ہوگی نہ مدبر کرنے کے گواہوں پر۔ اور اگر مدبر کرنے کے گواہوں نے پہلے گواہی دی اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم دیدیا پھر دو گواہوں نے

آزاد کرنے کسی گواہی دے اور قاضی نے حکم دیا پھر سب نے رجوع کیا تو مدبر کو نہ کے گواہ وہ نقصان اور اگر مدبر
مدبر کرنے سے غلام میں پیدا ہوا ہو پھر آزادی کے گواہ اس غلام کی قیمت، بہ ہونے کی حالت کی اداکرین یعنی مدبر
ہونے کی حالت میں جو اس کی قیمت ہو وہ اداکرین اور اگر آزادی کے گواہ ہونے سے پہلے مدبر نے مدبر کرنے سے پہلے
اسکو آزاد کر دیا ہو اور قاضی نے یہ گواہی پیش کر کے مدبر کو نہ کے گواہ مدبر نے مدبر کرنے سے پہلے اور آزادی
کے گواہوں پر قیمت لازم ہوگی اور شائع نے فرمایا کہ یہ گواہاں جو مدبر کے قول کے موافق ہونا چاہیے درہم نام غنیم
کے نزدیک آزادی کی گواہی قبول ہونا چاہیے یہ محدود ہیں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے غلام کو اپنے
درم پر ایک سالہ کی میعاد پر رکھا تب کیا ہو اور اس کا حکم ہو گیا پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا اور وہ غلام ایک ہزار
درم کا بیوہ ہزار درم قیمت کا ہو تو گواہ اس کی قیمت ادا کرین اور قسط وار غلام سے وصول کرین اور بیوہ ادا کرنے کے وہ
غلام آزاد ہو گا اور لاؤ اس کی آئینہ کو لیکر جیسے کتابت کی گواہی دی تھی اور اگر وہ غلام مال ادا کرنے سے عاجز ہوا اور
پھر غلام کو دیا گیا تو اس کے مالک کو میگا اور مالک نے جو کچھ گواہوں سے لیا ہے انکو واپس کر دیا یہ حاوی میں لکھا ہے اور
اگر وہ گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے غلام کو ایک ہزار درم پر رکھا تب کیا ہو اور ایک سالہ کی
میعاد پر اور غلام کی قیمت پانچ سو درم میں اور قاضی نے کتابت کا حکم دیدیا پھر سب نے گواہی سے رجوع کیا تو قاضی
اس کے مالک کو اختیار دیا پس اگر اس نے گواہوں سے ڈانڈ لینا چاہا تو مکاتیب سے کچھ بھی نہیں لے سکتا ہو اور جب گواہوں
نے اس سے ہزار درم وصول کیے تو انکو اس میں سے پانچ سو درم حلال بن اور باقی حلال نہیں میں اور یہ امام اعظم
و امام محمد کے نزدیک ہو اور اگر اس نے مکاتیب سے تقاضا کیا یا لینا اختیار کیا تو پھر گواہوں سے کبھی نہیں لے سکتا ہے خواہ اسکو گواہوں
کے رجوع کرنے کا علم ہو یا نہ ہوا ہو لیکن اگر مال کتابت اس کی قیمت سے کم ہو تو نقد کی کے لئے مطالبہ کر سکتا ہے
یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنا غلام پانچ سو درم پر آزاد کر دیا ہو اور قیمت غلام کی ہزار
درم میں پس قاضی نے گواہی پر اسکو آزاد کر دیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو شہود علیہ کو اختیار ہے جو چاہے گواہوں سے
ہزار درم وصول کرے اور گواہ غلام سے پانچ سو درم وصول کر سکتے ہیں یا غلام سے پانچ سو درم لے لے اور جس سے
اس نے ضمان لینا اختیار کیا اس کے بعد پھر دوسرے سے کچھ بھی نہیں لے سکتا ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر ایک غلام نے
یہ دعویٰ کیا کہ میرے مالک نے مجھے ہزار درم پر رکھا تب کیا ہو اور یہی اس کی قیمت ہو اور مالک نے دعویٰ کیا کہ میں
اسکو دو ہزار درم پر رکھا تب کیا ہو اور اس پر گواہ پیش کیے پس قاضی نے غلام پر دو ہزار درم دینے کی ڈگری کر دی
اور غلام نے ادا کر دیے پھر گواہوں نے رجوع کیا تو مکاتیب کو ہزار درم دینے پر پینے اور اگر مولے نے کہا کہ میں نے
دو ہزار درم پر تجھ کو رکھا تب کیا ہو اور مکاتیب نے انکار کیا اور مولے نے اس پر گواہ قائم کیے تو قاضی اس گواہی پر حکم نہ دیا
اور قاضی غلام سے کہہ گا کہ چاہے تو کتابت پوری کر یا غلام بھا اور اگر مکاتیب نے دعویٰ کیا کہ میں آزاد ہوں پھر مولے
دو گواہ لایا کہ اس نے دو ہزار درم پر غلام کو رکھا تب کیا ہو اور قاضی نے ڈگری کر دی اور غلام نے مال ادا کر دیا پھر
گواہوں نے رجوع کیا تو مکاتیب کو دو ہزار درم ڈانڈ دیوین اگرچہ اس کی قیمت اس سے کم ہو محیط میں ہے

ساتواں باب دلا اور شب اور ولادت اور ولاد اور میراث کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں
اگر ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ میں تیرا بیٹا ہوں اور وہ انکار کرتا ہو پھر بیٹے نے گواہ سنائے اور قاضی

میں ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ میں تیرا بیٹا ہوں اور وہ انکار کرتا ہو پھر بیٹے نے گواہ سنائے اور قاضی

اسکے بیٹے ہو یا حکم دیدیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو باپ کو کچھ ضمان نہ دینگے خواہ باپ کی زندگی میں رجوع کیا ہو یا بعد مرنے کے اور اگر بعد مرنے کے اس بیٹے نے ورثہ پایا تو بعد رجوع کرنے کے تمام وارثوں کو اس میراث کی ضمان بھی نہ دینگے اسی طرح اگر ایک شخص نے دوسرے شخص کی دلا کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا ہو اور وہ منکر ہو پھر مدعی نے گواہ سنائے پھر گواہوں نے رجوع کیا تو گواہ مدعا علیہ کو کچھ ضمان نہ دینگے خواہ اس کی زندگی میں رجوع کیا ہو یا بعد مرنے کے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر یہ گواہی دی کہ یہ شخص اس مقتول کا بیٹا ہو کہ اسکے سوا سب کوئی اس کا وارث نہیں ہو اور قتالی عمر ا قتل کر نیکا اقرار کرتا ہو پس قاضی نے قصاص کا حکم دیدیا اور بیٹے نے اسکو قتل کر ڈالا پھر گواہوں نے رجوع کر لیا تو قصاص کی ضمان انہیں نہ ہوگی اور جو کچھ اس وارث بیٹے نے مقتول کے ترکہ میں سے لیا ہو وہ اس کے معروف وارثوں کو ڈانڈ دینگے اور گواہوں کو نفیر دی جائیگی یہ محیط سرحدی میں لکھا ہو۔ اگر آزاد کیے ہوئے کی دلا کی گواہی اسکے مرنے کے بعد ادا کی پھر گواہی سے رجوع کیا تو جو کچھ آزاد کرنے والے مدعی نے دلا کے حق میں لیا ہو وہ اس آزاد کیے ہوئے کے معروف وارثوں کو ڈانڈ دینگے اگر ایک عورت کے نکاح کی گواہی دی اور قاضی کے حکم دینے کے بعد اسکا شوہر مر گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا یا شوہر کی زندگی میں گواہوں نے رجوع کیا تو انہیں کچھ ضمان نہیں ہو اور اگر شوہر کے مرنے کے بعد نکاح کی گواہی دی پھر رجوع کیا تو جو کچھ عورت نے میراث کا حصہ لیا ہو وہ باقی وارثوں کو ڈانڈ دینگے یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایسے مسلمان کی طرف سے جس کا باپ کا فر تھا یہ گواہی دی کہ اس کا باپ مسلمان مراد اور میت کا ایک بیٹا کا فر ہو پس قاضی نے میت کا مال اسکے بیٹے مسلمان کو دلایا پھر گواہوں نے گواہی سے رجوع کیا تو کا فر بیٹے کو تمام مال میراث ڈانڈ دینگے یہ مبطون میں لکھا ہو۔ اگر ایک کا فر مسلمان ہو گیا پھر مر گیا اور اسکے دو بیٹے مسلمان بن گئے ہر ایک انہیں سے دعویٰ کرتا ہو کہ میں اپنے باپ کے مرنے سے پہلے مسلمان ہوا ہوں اور اس پر گواہ سنائے پس قاضی نے دونوں کو وارث گردانا پھر ایک کے گواہوں نے رجوع کیا تو کچھ اس بیٹے نے میراث میں پایا ہو سب دوسرے کو ڈانڈ دینگے اسی طرح اگر ایک شخص مر گیا اور اس کا ایک بھائی معروف ہو پس ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں میت کا بیٹا ہوں اور دو گواہوں نے اس کی طرف سے گواہی دی اور قاضی نے اسکو میراث دلا دی پھر گواہوں نے رجوع کیا تو تمام میراث کی ضمان اس کے بھائی کو دینگے۔ اور اگر ایک شخص کے پاس ایک لڑکا ہو کہ یہ نہیں معلوم ہوتا کہ آزاد ہو یا غلام ہو پھر دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص نے یہ اقرار کیا ہو کہ یہ میراث کا بیٹا ہو پس قاضی نے اس کا نسب ثابت کر دیا پھر وہ شخص مر گیا اور اس کی میراث اس کے کو حکم قاضی دلائی گئی پھر گواہوں نے رجوع کیا تو کچھ ضمان نہ دینگے یہ حادی میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک لڑکی اور ایک لڑکا قید کر کے دارالخبرہ سے لائے گئے اور پڑے ہو کر آزاد ہوئے اور باہم دونوں نے نکاح کیا پھر ایک عربی مسلمان ہو کر آیا اور گواہ لایا کہ یہ دونوں میری اولاد ہیں اور قاضی نے گواہی کے موافق اس کی اولاد قرار دی اور دونوں میں جدائی کر دی پھر گواہوں نے رجوع کیا تو رجوع کرنا مقبول نہوگا اور شوہر سے منہ کیا جاوے گا کہ اس سے وطی نہ کرے اگرچہ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ انہوں نے بھوئی گواہی دی تھی اور ہمارے نزدیک گواہوں پر ضمان نہیں ہو اور اگر ایک شخص کے پاس ایک لڑکی تھی کہ وہ اسکو اپنی باندی گمان کرتا تھا پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ یہ میری لڑکی ہو اور قاضی نے اس کی بیٹی ہو یا نو مالک کو اس باندی سے وطی کرنا حلال نہیں ہو اگر یہ معلوم ہو جائے

کہ انہوں نے چھوٹی گواہی دی ہو پس اگر گواہوں نے رجوع کیا تو اسکی قیمت کی ضمانت دینگے اور اگر وہ عورت مرگئی اور
 اسنے میراث چھوڑی تو اس شخص کو اسکی میراث کھانی جائز ہو اور اسی طرح اگر وہ شخص مر گیا تو اس عورت کو اسکی میراث
 کھانی جائز ہو چھوڑا تو ایک شخص مر گیا اور گئے دو غلام اور ایک باندی اور اموال چھوڑے پھر دو گواہوں نے یہ گواہی دی
 کہ یہ شخص اس میت کا دن باب بی بی سے جھڑپ سے جھڑپ ہوئی اور وارث ہر ہم اسکے سوا وارث نہیں جانتے ہیں اور
 قاضی نے اسکو دونوں غلام اور باندی اور مال دینے کا حکم کیا پھر دو گواہوں نے خاص ایک غلام کی طرف سے یہ گواہی دی
 کہ یہ میت کا بیٹا ہو اور قاضی نے اسکی گواہی جائز رکھ کر تمام میراث اسکو دلا دی اور بھائی کو محروم کر دیا پھر دوسرے
 دو گواہوں نے دوسرے غلام کی طرف سے یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو اور قاضی نے اسکو جائز رکھا اور پہلے
 کے ساتھ اسکو وارث بنایا اور مال دونوں کو آدسا آدھا تقسیم کر دیا پھر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس باندی کو آزاد
 کر کے اپنی زندگی میں اس سے نکاح کیا تھا پھر قاضی نے نکاح اور مہر کا حکم دیدیا اور آٹھواں حصہ میراث اسکو دلا دیا اور ان
 وارثوں میں سے ہر ایک دوسرے کے وارث ہونے سے انکار کرتا ہو پھر پہلے بیٹے کے دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو تمام
 قیمت پہلے پھر کے آٹھ حصہ اسکے سات حصہ دوسرے بیٹے کو اور ایک حصہ عورت کو ڈانڈ دینگے اور جو کچھ اسنے میراث میں پایا ہو
 وہ سب دوسرے بیٹے کو دینگے نہ عورت کو اور بھائی کو بھی کچھ نہ دینگے اور اسی طرح اگر دوسرے بیٹے کے دونوں گواہوں
 نے رجوع کیا تو بھی جی صورت ہو اور اگر عورت کے گواہوں نے رجوع کیا تو عورت کی قیمت اور مہر اور میراث دونوں بیٹوں
 کو آدھی آدھی ڈانڈ دینگے اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ ہر ایک دوسرے کے وارث ہونے کی تکذیب کرتا ہو اور صرف اپنے
 آپ کو وارث جانتا ہو اور اگر ہر ایک دوسرے کے وارث ہونے کی تصدیق کرتا ہو تو گواہوں پر کسی صورت میں ضمان نہیں
 ہو۔ اسی طرح اگر سب وارثوں کی وراثت دو گواہوں کی گواہی پر ثابت ہوئی ہو خواہ ایک ہی وقت میں دونوں نے سب کی
 وراثت کی گواہی دی ہو یا اوقات مختلف میں شہادت ادا کی ہو لیکن ہر ایک بیٹے کے نسب کی علیحدہ دعویٰ کی گواہی ہر طرح
 کہ میت نے اسکو اپنا بیٹا کہا اور پھر اسکو اپنا بیٹا کہا اور قاضی نے حکم دیدیا اور پھر دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو بھی یہی
 حکم ہو اور اگر گواہ ایک فریق ہو یا چند فریق ہوں تو بیٹوں اور عورت کو ضمان دینے میں کچھ فرق نہیں ہو اور فرق صرف بھائی
 کے لئے انان دینے میں نہیں اگر سب گواہ چند فریق ہوں تو بھائی کو کچھ ضمان نہ دینگے اگرچہ اسکے وارث ہونیکا اقرار کریں
 اور اگر ایک ہی فرقہ ہو تو بھائی کے لیے ضمان ہوئے اگر اسکے وارث نہ نہ کا اقرار کرتے ہوں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر ایک
 شخص کے پاس ایک نابالغ غلام اور ایک باندی ہو پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ یہ میراث کا ہے اور دوسرے
 دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے اس باندی کو آزاد کیا اور مہر درم برابر اس سے نکاح کیا ہو اور وہ شخص منکر ہو پھر
 ان سب باتوں کا بھی حکم دیدیا پھر وہ شخص دوسرے سواے اس لڑکے کے چھوڑ کر مر گیا پس عورت کے واسطے مہر کا
 حکم ہوا اور میراث کے طور پر سب مال انہیں تقسیم کیا گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو بیٹے ہونے کے گواہ اسکی قیمت کے
 سوا اسکے حصہ کے ضمان ہونے اور ایسے ہی باندی کے گواہ اسکی قیمت کے سواے میراث کے ضمان ہونگے ولیکن اگر مہر
 اسکے مہر مثل سے نہ آئے ہو تو بعد از بادتی کے ضمان ہونے کے حصہ میراث اس میں سے کم کر دیا جائیگا یہ مبدء میں لکھا
 ایک شخص کی دو باندیاں ہیں کہ ہر ایک اسکی ملا میں ایک بچہ جنی ہو پھر دو گواہوں نے ایک بچہ کی نسبت گواہی دی
 کہ اس شخص نے اسکو اپنا بیٹا کہا ہو اور وہ شخص انکار کرتا ہو اور دوسرے دو گواہوں نے دوسرے بچہ کی نسبت بھی یہی

گو اہی دی پس قاضی دونوں بچوں کی نسبت اُسکے بیٹے ہونے اور باندی کی نسبت ام ولد ہونیکا حکم دیدیا پھر سبھوں
 رجوع کیا پس اگر گواہی اور رجوع کنا اس شخص کی حیات میں واقع ہوا تو ہر فریق گواہ اُس بیٹے کی قیمت جکی گواہی دی تھی
 اور ام ولد کا نقصان قیمت اُس شخص کو ادا کریں پس جب ڈانڈ دیدیا اور اُس شخص نے تلف کر دیا پھر مر گیا اور سوائے اُن
 دونوں ترکوں کے اُسکا کوئی وارث نہیں ہو اور ہر ایک دوسرے سے انکار کرتا ہو تو ہر فریق گواہ اُس لڑکے کی مان
 کی آدھی قیمت جکی نسبت بیٹے ہونے کی گواہی دی تھی دوسرے لڑکے کو ادا کریں کذا فی محیط السرخسی اور ہر فریق اس
 لڑکے کی قیمت جکی نسبت گواہی دی تھی دوسرے کو نہ دینے کذا فی محیط اور ہر فریق نے جو کچھ اُس شخص کو حالت زندگی
 میں لے کے کی گواہی میں ڈانڈ دیا ہو اس لڑکے کی میراث کے حصے سے جو اُسے باپ کی میراث سے پایا ہو لے لینگے
 کذا فی محیط السرخسی اور ہر فریق اس لڑکے سے اس قدر مال جو دوسرے لڑکے کو اُسکی مان کی قیمت میں بعد نقصان کے دیا ہو
 نہیں لے سکتا ہو اور نہ اس مال کی ضمان جو مشہود لڑکے نے میراث میں حاصل کیا ہو دوسرے کو دینگے اور اگر دونوں لڑکے
 وارث ہونے میں ایک دوسرے کی تصدیق کریں تو گواہوں پر کچھ ضمان ان ترکوں کے لیے نہ دینا پڑے گی اور ہر فریق اپنے
 مشہود لڑکے سے اس مال میں سے جو اُسے اپنے باپ کی میراث سے حاصل کیا ہو اس قدر مال واپس لے گا جو اُسے اپنے باپ
 کو اسکی قیمت اور اُسکے مان کے نقصان قیمت کے عوض دیا ہو کذا فی محیط اور اگر اُس شخص کی زندگی میں گواہی واقع ہوئی
 اور رجوع کرنا بعد وفات کے واقع ہوا تو ہر فریق گواہ دوسرے لڑکے کو مشہود لڑکے کی آدھی قیمت اور اُسکے مان کی
 آدھی قیمت ادا کرے گا اور ہر فریق مشہود سے وہ مال نہیں لے سکتا ہو جو اُسے دوسرے کو ادا کیا ہو اور یہ حکم اسوقت ہو
 کہ ہر لڑکا دوسرے کے وارث ہونے سے انکار کرتا ہو اور اگر ایک دوسرے کی تصدیق کرتا ہو تو گواہ
 کسی کے واسطے ضمان نہ ہونگے کذا فی محیط اور اگر گواہی اور رجوع دونوں بعد موت کے واقع
 ہوئی ہوں اور میت کا ایک بھائی مان و باپ کی طرف سے موجود ہو تو ہر فریق گواہ دوسرے کو مشہود لڑکے کی
 قیمت ڈانڈ دے گا اور اُسکی مان کی قیمت بھی جو باندی ہونے کی حالت میں تھی وہ ضمان دیگا اور جو کچھ دونوں کو میراث
 میں ملا ہو وہ بھی دیگا اور بھائی کو ڈانڈ میں کچھ نہ دیگا کذا فی محیط السرخسی اور جو کچھ ضمان میں ادا کیا ہو وہ مشہود لڑکے
 کے حصہ میراث سے نہ لے گا اور اگر دونوں گواہ بیان ایک ہی فریق نے ادا کی ہوں مثلاً یوں کہا کہ مولے نے بکڑا کھا تھا
 کہ یہ دونوں میرے بیٹے ان دونوں باندیوں سے ہیں اور دونوں لڑکے بڑے ہیں کہ باندیوں کے ساتھ
 اسکے مدعی ہیں اور قاضی نے حکم دیدیا پھر سبھوں نے بھج کر کیا پس اگر مالک کی حیات میں رجوع دگواہی واقع ہوئی
 تو گواہ دونوں بچوں کی قیمت اور نقصان ام ولد ہونیکا ادا کریں اور جب مالک نے اُسکو لیکر تلف کر دیا پھر مر گیا
 تو جو کچھ بیٹوں کو میراث ملی ہو اُس میں سے بقدر ڈانڈ کے گواہ دونوں ترکوں سے وصول کر لینگے اور اگر میت کا
 کوئی بھائی ہو تو اُسکو کچھ ضمان میراث نہ دینگے اور اگر گواہی مالک کے زندگی میں اور رجوع اُسکے مرنے کے بعد
 واقع ہوا تو گواہ بیٹوں یا بھائی کو کچھ ڈانڈ نہ دینگے اور اگر گواہی اور رجوع دونوں بعد وفات مالک کے
 واقع ہو میں تو بیٹوں کو کچھ زمانہ دینگے مگر بھائی کو باندیوں اور بیٹوں کی قیمت اور بیٹوں کی میراث ڈانڈ دینگے
 اور اگر گواہ ایک ہی فریق ہوں اور لڑکے گواہی کے وقت چھوٹے ہوں تو اُسکے بالغ ہونیکا انتظار کیا جائے گا پس
 اگر بالغ ہو کر اُنھوں نے گواہوں کی گواہی میں تصدیق کی تو یہ صورت اور وہ صورت کہ حالت بالغ ہونے میں

گواہی کے وقت گواہوں کی تصدیق کی کیا ہے اور اگر بعد بالغ ہونے کے ہر ایک نے اس قدر کی تصدیق کی جو اس کے واسطے گواہی دی ہو اور جب دوسرے کے واسطے گواہی دی اُسکی تکذیب کی تو یہ صورت اور وہ صورت کہ ہر ایک کے واسطے ایک فریق گواہ نے علمیہ گواہی دی اور ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی ہو کیا ہے اور یہ صورت امام محمد نے ذکر نہیں فرمائی کہ گواہ فریق واحد میں اور ہر ایک پسرسنے گواہوں کی اس قدر گواہی میں جتنی اُسکے واسطے ہو تصدیق کی اور دوسرے کی تکذیب کی تو یہ گواہی مقبول ہوگی یا نہیں پس امام ابو علی نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مقبول نہوگی اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ مقبول ہوگی اور چوتھے اور بڑوں کا ایک حکم ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص پہ دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے ہے اور وہ شخص اقرار کرتا ہے اور قاضی نے یہ حکم دیدیا پھر مشہور علیہ مرگیا پھر اسکے مرنے کے بعد دو گواہوں نے ایک لڑکے کی نسبت جو اُسکی باندی سے اُسکے قبضہ میں تھا یہ گواہی دی کہ میت نے اس لڑکے کی نسبت اپنی حیات میں ہمارے سامنے اقرار کیا کہ یہ لڑکا اس باندی سے میرا بیٹا ہے تو قاضی پہلے بیٹے کے ساتھ اس گواہی کو قبول کر لیا اور نسب ثابت ہوگا اور اُسکی ماں تمام مال سے آزاد ہو جائیگی اور جو کچھ پہلے بیٹے کے قبضہ میں ہو اُسین سے آدھا اُسکو دلا دیا جائیگا پھر اگر دونوں فریق گواہوں نے رجوع کیا تو دوسرے کے گواہ دوسرے کی تمام قیمت اور اُسکی ماں کی تمام قیمت اور تمام میراث پہلے بیٹے کو ڈانڈ دینگے اور پہلے بیٹے کے گواہ اُسکی اور اُسکی ماں کی نصف قیمت دوسرے بیٹے کو دینگے اور میراث کی کچھ ضمان نہ دینگے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ بدائع میں جو کہ دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مولے نے یہ اقرار کیا ہے کہ یہ باندی مجھے یہ بچہ جنی ہے اور وہ شخص منکر ہے پس قاضی نے یہ حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا پس اگر اُسکے ساتھ بچہ نہ ہو اور مالک کی زندگی میں رجوع کیا تو نقصان قیمت کی ضمان دینگے یعنی باندی کی قیمت سے ام ولد ہو جانے میں جب قدر نقصان ہو اوہ ادا کریں پس اگر مالک مر گیا تو آزاد ہو گئی اور باقی قیمت وارثوں کو ڈانڈ بھرنگے اور اگر اُسکے ساتھ بچہ بھی ہو اور مالک کی زندگی میں رجوع کیا تو نقصان قیمت کے ساتھ بچہ کی قیمت بھی ادا کریں گے پس اگر اسکے بعد مالک مر گیا اور بچہ کا میراث میں کوئی شریک نہیں ہے تو اُسکو کچھ ضمان نہ دینگے اور جو کچھ باقی مانا ہے لیا ہو وہ اس سے واپس لینے بشرطیکہ ترکہ موجود ہو ورنہ لڑکے پر ضمان نہوگی اور اگر لڑکے کے ساتھ میت کا بھائی ہو تو باقی قیمت کا نصف اُسکو ڈانڈ دینگے اور بیٹے سے اُنسی قدر لینگے جو باپ نے وصول کیا ہے نہ وہ جو بھائی کو ڈانڈ دیا ہو اور لڑکے نے میراث سے لے لی وہ بھائی کو ڈانڈ نہ بھرنگے پس اگر بعد وفات مالک کے رجوع کیا پس اگر لڑکے کا کوئی شریک نہ ہو تو گواہوں کی ضمان نہیں ہے ورنہ بھائی کو باندی کی باقی نصف قیمت اور لڑکے کی نصف قیمت کی ضمان دینگے اور میراث کی ضمان نہ دینگے اور اس صورت میں لڑکے سے واپس لینگے۔ اور اگر یہ صورت ہوئی کہ مولے نے انتقال کیا اور ایک لڑکا اور ایک غلام اور ایک باندی چھوڑی اور ترکہ چھوڑا پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ غلام اس باندی سے اسکے مالک سے پیدا ہوا ہے اور غلام اور باندی نے اُسکی تصدیق کی نہ اُسکے بیٹے نے اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو غلام و باندی کے قیمت اور نصف میراث کے ضمان میں دینگے یہ مجرا لاقی میں لکھا ہے۔ کیسے بن ابان نے اپنی نوادر میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص مر گیا اور باپ کی طرف سے ایک بھائی چھوڑا کہ اُسکے سوا۔ کوئی وارث نہیں معلوم ہوتا ہے پھر ایک شخص نے آکر دھوی کیا کہ میں ماں و باپ کی طرف سے میت کا بھائی ہوں اور دو گواہوں نے اُسکی طرف

یہ گواہی دی کہ یہ باپ کی طرف سے میت کا بھائی ہو اور دو گواہوں نے یہ گواہی کہ یہ مان کی طرف سے اسکا بھائی ہو تو قاضی یہ حکم دیکھا کہ یہ مدعی مان باپ کی طرف سے اسکا بھائی ہو پس اگر سب گواہوں نے رجوع کیا تو جھوٹ سے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی وہ دوتائی میراث کے اور جھوٹ سے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی ہو ایک تہائی میراث کے مناسب ہونگے یہ ظہیر و محیطین میں لکھا ہوا کہ اگر باپ کی طرف سے بھائی ہونے کے ایک گواہ نے رجوع کیا اور مان کی طرف سے بھائی ہونے کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو آدھے کے مناسب ہونگے اور تین تہائی دونوں پر تقسیم ہوگا یہ محیطین میں لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ باپ کی طرف سے بھائی ہو پس قاضی نے حکم دیکر مدعی میراث اسکو دلائی پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ مان کی طرف سے بھائی ہو پس قاضی نے حکم دیکر باقی آدھی بھی اسکو دلائی پھر سب نے رجوع کیا تو ہر فریق نصف مال کا ضامن ہوگا یہ محیطا سرخی میں لکھا ہو اگر دو گواہوں نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے چٹھا حصہ میراث اسکو دلائی پھر دوسرے دو گواہوں نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے باقی میراث اسکو دلائی پھر سب نے رجوع کیا تو پہلے فریق پر چھ حصہ کی اور دوسرے پر پانچ حصے حصہ کی ضمان لازم ہوگی۔ اسی طرح اگر مٹا دو تون نے گواہی دی مگر ایک فریق کی تبدیل ہوئی اور اُس پر حکم ہو گیا پھر دوسرے فریق کی تبدیل ہوئی اور اُس پر حکم ہوا پھر رجوع کیا تو قریب حکم کے موافق ہر فریق اس قدر کا ضامن ہوگا جس قدر اسکی گواہی پر دلا یا گیا ہو اگر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں مان و باپ کی طرف سے بھائی ہوں پس اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ یہ مان و باپ کی طرف سے بھائی ہو اور دوسرے نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور دوسرے نے گواہی دی کہ باپ کی طرف سے بھائی ہو اور قاضی نے میراث اسکو دلائی پھر پہلے نے رجوع کیا تو اُس پر نصف میراث کی ضمان ہو اور اگر فقط تیسرے نے رجوع کیا تو اُس پر تہائی مال کی ضمان ہو اور اگر دوسرے نے رجوع کیا تو اُس پر چٹھا حصہ ضمان ہو اور اگر سبھوں نے یکساں رجوع کیا تو سب پر اسی طرح ضمانت لازم آوے گی یہ محیطین میں لکھا ہو۔ نو اور بیسے بن ایان میں ہو کہ ایک شخص مر گیا اور اُس نے بھائی معروف اور دو غلام اور ایک باندی چھوڑی پھر دو گواہوں نے ایک غلام کی نسبت یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو اور دوسروں نے دوسرے کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ میت کا بیٹا ہو اور دوسروں نے باندی کے واسطے یہ گواہی دی کہ یہ میت کی بیٹی ہو اور قاضی نے یہ گواہی قبول کی اور میراث سبھوں میں تقسیم کر دی پھر گواہوں نے رجوع کیا تو بھائی کے واسطے مناسب ہونگے اور ہر فریق گواہ اپنے مشہدہ کی قیمت اور میراث دوسروں کو ڈانڈ دینگے۔ اور اگر میت نے ایک بھائی معروف اور ایک غلام اور ایک باندی چھوڑی پھر غلام کی نسبت دو گواہوں نے بیٹے ہونے کی اور دوسروں نے باندی کی نسبت بیٹی ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے گواہی پر بیٹے و بیٹی کے درمیان میراث تقسیم کر دی پھر گواہوں نے رجوع کیا تو بیٹے کے گواہ بھائی کو نصف میراث اور بیٹی کو چٹھا حصہ اور نصف قیمت غلام کی ڈانڈ دینگے اور بیٹی کے گواہ باندی کی قیمت اور میراث خاصہ بیٹے کو ڈانڈ دینگے یہ فیضہ میں لکھا ہو۔ اور بھی نو اور بن ایان میں ہو کہ ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹی اور ایک بھائی باپ کی طرف سے چھوڑا پس قاضی نے بھائی کو آدھا اور بیٹی کو آدھا دلا دیا پھر ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ میں میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہوں پھر ایک گواہ نے اسکی مان و باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور دوسرے نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی اور

پہلے نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے آدمی میراث اُسکو دلا دی پس اگر اس گواہ رجوع کیا جس نے مان و باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی تھی تو حسب قدر میراث اُسکو چوٹی ہو اُسکے لئے کا ضامن ہو گا اور اگر باپ کی طرف سے بھائی ہونے کے گواہ نے رجوع کیا تو اُسکی میراث کے تین آٹھویں حصہ کا ضامن ہو گا اور اگر مان کی طرف سے بھائی ہونے کے گواہ نے رجوع کیا تو آٹھویں حصہ میراث کا ضامن ہو گا یہ محیطین لکھا ہے۔ نوادرین سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ ایک شخص مر گیا اور اسے ایک چچا زاد بھائی چھوڑا اور اُسکے قبضہ میں اپنے ہزار درم چھوڑے پھر ایک شخص نے گواہ سنائے کہ میں میت کا بھائی ہوں اور قاضی نے اُسکو ہزار درم دلا دیے پھر ایک شخص نے گواہ سنائے کہ میں میت کا بیٹا ہوں اور قاضی نے اُسکو وہ ہزار درم ملا دیے پھر بھائی کے گواہوں نے رجوع کیا تو چچا زاد بھائی کو اُس سے ضمان لینے کا اختیار نہیں رہا پھر اگر اُسکے بعد بیٹے کے گواہوں نے رجوع کیا تو بھائی اُسے ہزار درم کی ضمان لے سکتا ہے اور جب لے لے لے تو چچا زاد بھائی بھی بھائی کے گواہوں سے ہزار درم لے سکتا ہے یہ ذنیہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اُس نے ایک بیٹا چھوڑا اور اُس نے میراث لے لی پھر دوسرے نے اکر میت کے بیٹے ہونیکا دعویٰ کیا اور بیٹے معروف النسب نے اُسکے نسب سے انکار کیا اور اس سے بھی انکار کیا کہ مجھے میراث سے کچھ وصولی ہو اور پھر مدعی دو گواہ لایا کہ یہ اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دو گواہ لایا کہ اس معروف النسب بیٹے کو میراث میت سے اس اس قدر ملا ہو پس قاضی نے امین سے نصف مال مدعی کو دیا پھر نسب کے گواہوں نے رجوع کیا تو حسب قدر مال مدعی کو چوٹیا ہو اُسکی ضمان دینے پس اگر ضمان ادا کرنے کے بعد دوسرے گواہوں نے بھی رجوع کیا تو نسب کے گواہ اُسے واپس لینے اور اگر سمیوں نے یکبارگی رجوع کیا تو معروف النسب کو اختیار ہو چاہے نسب کے گواہوں سے ضمان لے اور وہ مال کے گواہوں سے لے لینے یا مال کے گواہوں سے وصول کرے یہ محیطین لکھا ہے جامع میں روایت ہو کہ ایک شخص کی ہزار درم کی ودیعت ایک شخص کے پاس ہو اور وہ اتوار کرنا ہو پس وہ شخص مر گیا پھر ایک شخص نے دو گواہ سنائے کہ میں میت کا مان و باپ کے رشتہ سے چچا ہوں اور گواہوں نے بیان کیا کہ ہم سواے اُسکے اور کوئی وارث نہیں جانتے ہیں قاضی نے حکم دیدیا پھر دوسرا آیا اور اُس نے گواہ سنائے کہ میں مان و باپ کی طرف سے میت کا بھائی ہوں پس قاضی نے حکم دیدیا اور چچا سے مال واپس کر کے اُسکو دلا دیا پھر اگر دوسرے نے یہ گواہ سنائے کہ میں میت کا بیٹا ہوں کہ گواہ میرے سواے وارث نہیں جانتے ہیں تو بھائی سے واپس کر کے مال اُسکو دلا دیا جائیگا اگر سب نے رجوع کیا تو بیٹے کے گواہ بھائی کو ضمان دینگے اور بھائی کے گواہ چچا کو ضمان نہ دینگے اور چچا کے گواہ اُس شخص کو جسے پاس ودیعت تھی ضمان نہ دینگے اسی طرح اگر سب نے یکبارگی گواہی دی اور رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اُس نے ایک لڑکی اور ایک مان و باپ کی طرف سے بھائی چھوڑا پس بیٹی نے آدھا مال لے لیا اور آدھا مال بھائی نے لے لیا پھر ایک شخص نے گواہ سنائے کہ وہ میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہے اور قاضی نے اُسکو بھائی معروف النسب کے ساتھ نصف نصف کا شریک کر دیا پھر دونوں گواہوں نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے یا مان کی طرف سے بھائی ہونے ایک سے انکار کیا اور دوسرے پر ثابت رہے تو حسب قدر میراث اُسکو ملی ہو اُسکے نصف کے ضامن ہو گئے اسی طرح اگر ایک گواہ نے اُسکے باپ کی طرف سے بھائی ہونے اور دوسرے نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی

گو اہی سے انکار کیا تو ہر ایک گواہ چوتھائی میراث کا حصہ من ہو گا یہ محیط میں لکھا ہے ایک شخص مر گیا اور اُس نے دو بھائی
 مان کی طرف سے اور ایک بھائی باپ کی طرف سے چھوڑا پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں مان و باپ کی طرف سے
 اُسکا بھائی ہوں اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ باپ کی طرف سے اور دو گواہوں نے گواہی دی کہ مان کی طرف
 سے اُسکا بھائی ہے اور قاضی نے حکم دیا پس اُسے باپ کی طرف سے بھائی کے پاس جو مال تھا اُسکی دو تہائی لے لی
 پھر گواہوں نے رجوع کیا تو جنھوں نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی تین چوتھائی اُس مال کا اور
 جنھوں نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی ہر ایک چوتھائی ڈانڈ بھر میں اور اگر مان کی طرف سے
 دو بھائی کے بجائے ایک ہی بھائی اپنے چھوڑا ہو اور پھر ایک شخص نے مان و باپ کی طرف سے بھائی ہونے کا دعویٰ کیا
 اور دو گواہوں نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی اور دو نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور
 اُسے پانچ چھٹے حصہ میراث کو لیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو باپ کی طرف سے بھائی ہونے کے گواہوں پر تین
 چھٹے حصہ کی اور چوتھائی حصہ شتر کی ضمان اور دوسروں پر چھٹا حصہ اور ایک چھٹے کی تین چوتھائی کی ضمان واجب ہوگی
 یہ محیط سرخسین میں لکھا ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اُس نے دو بھائی مان کی طرف سے چھوڑے اور ایک بھائی باپ کی طرف سے چھوڑا
 پس قاضی نے ان دونوں بھائیوں کو تہائی دیا اور علاقائی بھائی کو دو تہائی دیا پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں مان و باپ
 کی طرف سے میت کا بھائی ہوں پس دو گواہوں نے مان کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی اور یہی نے کہا کہ باپ
 کی طرف سے بھائی ہونے کے میرے دونوں گواہ غائب ہیں تو قاضی مان کی طرف سے بھائی ہونیکا حکم دیدیگا اور اُسکو
 ان دونوں انبیائی بھائیوں کے ساتھ شامل کر سکتا ہے پس اُس نے شامل کر دیا پھر دونوں غائب گواہ حاضر ہوئے تو قاضی
 اُنکی گواہی پر اُسکو مان و باپ کی طرف سے بھائی قرار دیگا اور انبیائی بھائیوں سے جو کسے لیا ہو وہ علاقائی بھائی سے وصول
 کر کے تہائی پوری کر لینے اور باقی دو تہائی مال اُسکو دلا یا جائیگا پس اگر اُسکے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو جنھوں نے مان
 کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی جو ضامن نہ ہوئے اور جنھوں نے باپ کی طرف سے بھائی ہونے کی گواہی دی ہے
 وہ دو تہائی مال اُس بھائی کو جو باپ کی طرف سے معروف ہو ضمان دینگے اور اگر اُسے پہلے باپ کی طرف سے بھائی
 ہونے کے گواہ سنائے اور قاضی کے حکم سے اُسے باپ کی طرف سے بھائی کے حصہ سے آدھا لے لیا پھر مان کی طرف سے
 بھائی دوائے گواہ حاضر ہوئے اور اُنکی گواہی پر اُسے باقی آدھا بھی لے لیا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو ہر فریق نصف

ضمان لازم ہوگی کذا فی المحيط

آٹھواں باب وصیت کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میت نے مجھے تہائی
 ہر مال کی وصیت کی ہے پس گواہوں کی گواہی پر قاضی کے حکم سے اُسکو تہائی مال ہر چیز سے لکھا پھر اگر گواہوں نے رجوع کیا
 تو سب تہائی مال کے ضامن ہونگے اسی طرح اگر گواہوں نے زندگی میں تہائی مال کی وصیت کی گواہی دی اور بعد موت کے
 محاصم ہوا تو بھی یہی صورت ہو سکتی ہے اور یہی حکم ہے یہ محیط سرخسین میں لکھا ہے اگر بعد موت کے گواہوں نے
 گواہی دی کہ میت نے اس مدعی کے واسطے اس باندی کی وصیت کی تھی اور وہ باندی تہائی مال ہے اور حکم ہو گیا
 اور مدعی نے اُسکو ام ولد بنایا پھر گواہوں نے گواہی سے رجوع کیا تو جسے ز قاضی نے حکم دیا ہو اُس دن جو قیمت اس
 باندی کی ہو ادا کریں اور عقد ادراجہ کی قیمت کے ضامن ہونگے اور اسی طرح اگر اس شخص کے کولے دوسرے سے

چھ جنہی تب بھی وارثوں کے لیے عقار چھ کی قیمت کے خاص ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ پس اگر حکم قاضی کے روز کی قیمت میں کہ باہمی
کی اسروز کیا قیمت تھی گواہوں اور وارثوں میں اختلاف ہوا اور گواہوں نے کہا کہ اُس دن اسکی قیمت ہزار درہم تھی
اور وارثوں نے کہا نہیں بلکہ دو ہزار درہم تھی پس اگر ماہذی مرگئی ہو تو گواہوں کا قول لیا جائیگا اور اگر زندہ موجود ہو
تو زمانہ حال کے موافق اگر اسکی قیمت دو ہزار ہو تو وارثوں کا قول اور اگر ایک ہزار ہو تو گواہوں کا قول لیا جائیگا اور
اگر فی الحال اسکی قیمت دو ہزار ہو اور گواہوں کے گواہوں نے گواہی دی کہ حکم قضا کے روز اسکی قیمت ہزار درہم تھی
تو گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر فی الحال اسکی قیمت ہزار درہم ہو اور وارثوں کے گواہوں نے حکم قضا کے روز دو ہزار درہم
ہونا بیان کیا تو انکی گواہی مقبول ہوگی پس اگر دونوں فریق نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو وارثوں کے
گواہ مقبول ہونگے یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص تین ہزار درہم اور ایک بیٹا چھوڑ کر مر گیا پھر دو شخصوں نے یہ گواہی
دی کہ میت نے اس شخص کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہے اور دوسرے دو گواہوں نے دوسرے شخص کے
واسطے ایسی ہی گواہی دی اور دوسرے دو گواہوں نے تیسرے شخص کے واسطے ایسی ہی گواہی دی اور میت کا بیٹا اس سے انکار کرتا ہے
اور تینوں موصی ہم میں بھی ایک دوسرے کا انکار کرتا ہے پس قاضی نے تہائی مال تینوں کو تقسیم کر دیا پھر سب گواہوں نے
رجوع کیا تو بیٹے کو کچھ نہ مان نہ دینگے کذا فی محیط الشرعی اور ہر فریق گواہ دوسرے دونوں موصی لٹھا کے واسطے سوا سے
اُسکے جسکی طرف سے گواہی دی تھی تہائی کی تہائی مال کے ضامن ہونگے اور اسی طرح اگر ایک کے گواہوں کی پہلے تبدیل
ہوئی اور اُسکے سے تہائی مال کا حکم ہو گیا پھر دوسرے کے گواہوں کی تبدیل ہوئی اور اُسکے لیے اُمین سے آدھے
مال کا حکم ہوا پھر تیسرے کے گواہوں کی تبدیل ہوئی اور اُسکے لیے بھی دونوں کے حصہ سے تہائی دلایا گیا پھر سب گواہوں نے
رجوع کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک کے واسطے وصیت کا گواہی پہلے ہو پھر دوسرے گواہوں نے گواہی دی
میت نے انکی وصیت سے رجوع کر کے اس زید کے واسطے وصیت کی ہے پس قاضی نے پہلے سے مال واپس کر کے زید کو دلایا پھر
دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید کی وصیت سے رجوع کر کے میت نے عمر کے واسطے وصیت کی ہے اور قاضی نے دوسرے
سے لیکر تیسرے کو دلایا پھر سب گواہوں نے رجوع کیا تو عمر کے گواہ زید کو کامل تہائی دینگے اور زید کے گواہ پہلے کو
تہائی کا نصف دینگے اور پہلے کے گواہ چھ ضامن نہ دینگے اور نہ وارثوں کے لیے ضامن ہونگے یہ محیط شرعی میں لکھا ہے۔ اور اگر
گواہوں نے رجوع نہ کیا لیکن دوسرے کا گواہ ایک غلام نکلا تو تہائی مال پہلے اور تیسرے کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا
یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص مر گیا اور تین ہزار درہم چھوڑے اور تہائی مال کی ایک شخص کے واسطے وصیت کی اور اُسکو دیر
گیا پھر دو شخصوں نے یہ گواہی دی کہ میت نے اس وصیت سے رجوع کر لیا تھا پس وہ مال وارثوں کو دلایا گیا پھر انہیں دونوں
گواہوں نے گواہی دی کہ میت نے دوسرے شخص کے واسطے یہ وصیت کی تھی پس اُسکو دلایا گیا پھر دونوں گواہوں سے
رجوع کیا تو تہائی مال کے دو مرتبہ ضامن ہونگے ایک بار وارثوں کو ڈانڈ دینگے اور ایک مرتبہ پہلے موصی کو ڈانڈ دیں گے
اور اگر وصیت اول سے رجوع کرنے کی اور دوسرے کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی دی اور بعد حکم قاضی کے رجوع
کیا یا فقط پہلی وصیت سے رجوع کرنے کی گواہی دی اور ہنوز اسکا حکم نوانچا کہ دوسرے کے واسطے تہائی کی وصیت کی گواہی
دی اور یہ صورت مسئلہ واقع ہوئی تو صرف پہلے موصی کو ڈانڈ دینگے نہ وارثوں کو اور اگر متا رجوع وصیت کی گواہی دی
اور حکم ہو گیا پھر دوسری وصیت کی گواہی سے رجوع کیا اور پہلے کی وصیت سے رجوع کرنے کی گواہی سے رجوع

نہ کیا تو اسے دریافت کیا جائیگا کہ رجوع وصیت کی گواہی سے رجوع کرنے ہو یا نہیں پس اگر سکوت کیا گیا گواہی رجوع پر ثابت ہے تو ایک تہائی وارث کو دینگے پھر اگر پہلے وصیت کی گواہی سے رجوع کرنے کی گواہی سے بھی رجوع کیا تو دوبارہ ایک تہائی پہلے موصی کو ڈانڈ دینگے اور اگر وقت دریافت کرنے کے انھوں نے بیان کیا کہ پہلے رجوع کی گواہی سے بھی ہم نے رجوع کیا تو صرف ایک تہائی مال موصی کو دینگے وراثت کو اور اگر پہلے فقط وصیت سے رجوع کرنے کی گواہی سے رجوع کیا اور دوسرے کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی سے رجوع نہ کیا تو پہلے موصی کو تہائی مال کے آدھے کی ضمانت دینگے پھر اگر دوسرے کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی سے بھی رجوع کیا تو باقی مال بھی پہلے موصی کو دینگے یہ کافی میں لکھا ہے۔ ایک شخص تین غلام مساوی قیمت کے چھوڑ کر مر گیا پس دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اُس نے اس غلام کی قیمت زبرد کے واسطے وصیت کی بڑا حکم ہو گیا پھر دوسرے دو گواہوں نے اس وصیت سے رجوع کرنے اور دوسرے غلام کی خود کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی دی اور حکم ہو گیا اور پہلا غلام وارثوں کو واپس دلایا گیا۔ پھر دو گواہوں نے وصیت ثانی سے رجوع کرنے کی اور تیسرے غلام کی بکر کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی دی اور یہ حکم ہو گیا پھر سبھوں نے رجوع کیا تو پہلے کے گواہوں پر کسی کو ضمانت دینا لازم نہیں ہو۔ اور دوسرے کے گواہ آدھی قیمت پہلے کو دینگے اور دوسرے کو تیسرے کے گواہ غلام کی قیمت ڈانڈ دینگے اور وراثت کسی سے ضمانت نہیں لے سکتا ہو اور اگر سبھوں نے ایک با رگی گواہی دی اور ایک با رگی تبدیل ہوئی اور تیسرے کے واسطے حکم دیا گیا پھر سبھوں نے رجوع کیا تو تیسرے کے گواہ وارثوں کو ضمانت دیوین اور پہلے اور دوسرے کے گواہوں پر کچھ ڈانڈ نہیں ہو پس اگر دوسرے نے تیسرے کے گواہوں سے ضمانت لینا چاہی تو وصیت کے گواہ ان پر قائم کر کے لے سکتا ہو پھر گواہ وارثوں سے واپس لینا چاہی تو دوسرے کے گواہوں پر گواہ وصیت قائم کر کے لے سکتا ہو اور غلام کی نصف قیمت کا حکم ان پر کیا جائیگا کہ اول کو ادا کرین یہ محیط سرحدی میں لکھا ہو۔ اگر اُس نے دو غلام چھوڑے کہ ہر ایک کی قیمت ایک ہزار درہم ہو اور اسکا تہائی مال ایک ہزار درہم ہو پس ہر فریق گواہ نے ایک غلام کی ایک شخص کے واسطے وصیت کرنے کی گواہی دی اور ہر ایک کے واسطے آدھے غلام کا حکم ہو گیا اور دونوں فریق گواہوں نے رجوع کیا تو وراثت کے واسطے اُن پر ڈانڈ نہ ہوگی اور ہر فریق دوسرے موصی کو غلام کی نصف قیمت ادا کرے گا اور اگر دونوں غلام میت کے تہائی مال نکلتے ہوں تو ہر فریق وارث کو اس غلام کی قیمت دیا جائیگا نسبت اُسے گواہی ادا کی ہو اور اگر اسکا تہائی مال ڈیڑھ ہزار ہو دے اور ہر ایک کے واسطے تین چوتھائی غلام کا حکم دیا گیا پس اگر رجوع کیا تو ہر فریق پانچو درہم وارثوں کو ضمانت دینگے اور ہر فریق دوسرے موصی کو ڈیڑھ ہزار درہم ہو اور اگر تہائی مال دو ہزار درہم ہو اور قیمت ایک غلام کی دو ہزار درہم ہو تو چوتھائی قیمت غلام کی ڈانڈ دینگے اور اگر تہائی مال دو ہزار درہم ہو تو ہر ایک کے واسطے اُس کے غلام کی دو تہائی کا حکم دیا جائیگا پس اگر رجوع کیا تو دو ہزار و الافریق ایک ہزار وارثوں کو اور تہائی ہزار دوسرے موصی کو ڈانڈ دیگا اور ہزار و الافریق دو تہائی ہزار کی دو ہزار و الے موصی کو دیگا اور ان کی ضمانت اُس پر نہیں ہو اور اگر ہر ایک غلام ہزار کی قیمت کا ہو اور تہائی مال ہزار درہم ہو اور دوسرے فریق نے یہ گواہی دی کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر کے دوسرے کو وصیت کی ہو تو بعد رجوع کے پہلے موصی کو اُس کے غلام کی قیمت کی ضمانت دینگے اور وارثوں کا کچھ حق پہلے یا دوسرے

فریق پر نہیں ہر اور دو دونوں غلام تھائی مال سے بچلے اور تھائی مال دو ہزار درم ہی تو دوسرے کے گواہ پہلے کو غلام کی قیمت اور وارثوں کو دوسرے کی قیمت ڈانڈ دینگے اور اگر تھائی مال ڈیڑھ ہزار ہو تو دوسرے کے گواہ پہلے کو اس کے غلام کی قیمت اور وارثوں کو دوسرے کی آدھی قیمت کی ڈانڈ دینگے یہ کافی میں لکھا ہو اگر یہ گواہی نہ کر سیتے اپنے ترکہ میں سے اس شخص کے واسطے وصیت کی تھی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دونوں نے رجوع کیا پس اگر وصی نے نہیں سے کچھ تلف کیا تو دونوں گواہوں پر کچھ ضمان نہیں ہو صرف ضمان وصی پر ہوگی

کذا فی الحادی

توان باب حدود اور جرموں کی گواہی سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر ہزار درم معین کی چوری کی گواہی دی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو اس کے ہاتھ کی دیت اپنے مال سے دیوں اور دونوں پر قصاص ہمارے نزدیک نہیں ہوگا اور ہزار کی ضمان بھی دین کیونکہ مشہور و علیہ مال ضائع کیا ہو یہی جرح نفس یا دونوں نفس میں ہر جگہ یہی حکم ہو یہ مہبوطین لکھا ہو اور اگر ہر دو جرموں کی گواہی دی اور اس کا ہاتھ کاٹا گیا پھر ایک گواہی سے رجوع کیا تو نہ ضمان نہیں آتی یہی یہ عتاب میں لکھا ہو۔ چار آدمیوں نے ایک شخص کی زنا کی گواہی دی اور دو گواہوں نے اس کے محسن ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے گواہیاں قبول کر کے اس کے رجیم کرینکا حکم دیا پھر سچوں نے رجوع کیا تو زنا کے گواہ دیت کی ضمان دینگے اور ہمارے علما ثلاثہ کے نزدیک انکو حد قذف ماری جاگی اور محسن ہونے کے گواہوں پر ضمان نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر چار گواہوں نے ایک شخص پر زنا کی گواہی دی اور وہ محسن نہیں ہو پس امام نے اسکو دسے مابے اور وہ زخمی ہوا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو امام اعظم کے نزدیک اپنے رضوں کی ضمانت ہوگی اور صاحبین کے نزدیک انہیں ظلاف ہو اور اگر دسوں سے وہ زخمی نہیں ہوا تو بالاتفاق اپنے ضمانت ہوگی اور ایسا ہی اختلاف حد قذف اور حد شراب خواری اور تغیر برین ہو یہ مہبوطین لکھا ہو اگر حکم سے پہلے ایک گواہ نے رجوع کیا تو سب کو حد ماری جاوگی اور اگر بعد حکم ہونے کے قبل اس کے حد ماری جاوے ایک گواہ نے رجوع کیا تو امام محمد رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک سب کو حد ماری جاوگی اور اگر بعد حد ماری جانے کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو خاص اسی کو حد ماری جاگی یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اگر چار آدمیوں نے ایک شخص پر زنا کرنے و محسن ہونے کی گواہی دی پس قاضی نے اس کے رجیم کرینکا حکم کیا پھر گواہوں نے رجوع کیا اور وہ شخص زندہ تھا مگر پتھروں نے اسکو زخمی کر دیا تھا تو قاضی اس سے حد دفع کرے گا اور گواہ اس کے رضوں کی دیت کے ضمانت ہونگے یہ مہبوطین لکھا ہو۔ اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسے اپنا غلام آزاد کیا ہو اور اس غلام پر چار آدمیوں نے زنا کرنے اور محسن ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے گواہیاں قبول کر کے اسکو آزاد کر کے رجیم کیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو آزادی کے گواہوں پر مالک کو اس کی قیمت دینی پڑے گی اور زنا کے گواہوں پر دیت لازم ہوگی پس اگر غلام کا کوئی وارث عصباء میں سے نہ ہو تو یہ دیت مالک کو لے لی یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر چاروں گواہوں میں سے ایک گواہ آزادی کا ہو تو دیت کے حصہ کے ساتھ قیمت کا حصہ بھی دینا اسکو پڑے گا یہ حاوی میں لکھا ہو اگر چار شخصوں نے آزادی اور زنا اور محسن ہونے کی گواہی دی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر آزادی سے رجوع کیا تو قیمت کے ضمانت ہونگے اور اگر دو گواہوں نے آزادی سے اور دو گواہوں نے زنا سے رجوع کیا تو آزادی سے رجوع کرنے والوں پر کچھ نہیں اور زنا

فصل کچھ میں
میں نے لکھا ہے
کہ اگر دو گواہوں نے
ایک شخص پر زنا کرنے
کی گواہی دی اور وہ
محسن ہو تو اس کے
رجیم کرینکا حکم دیا
پھر سچوں نے رجوع
کیا تو زنا کے گواہ
دیت کی ضمانت
ہونگے اور ہمارے
علما ثلاثہ کے
دیکھ کر اسکو حد
قذف ماری جاگی
اور محسن ہونے کے
گواہوں پر ضمانت
نہیں ہو یہ محیط
میں لکھا ہے۔

سے رجوع کرنے والوں پر آدمی دیت اور حد قذف لازم آئیگی یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر گواہوں نے اپنے مورث پر یعنی باپ یا بھائی یا چچا وغیرہ پر زنا کی گواہی دی اور وہ محسن ہو تو وہ رجوع کیا جاویگا اور اس قہر کی وجہ سے اس نے جلدی سے میراث لینے کے واسطے یہ گواہی دی ہو بہتر ہوگی پس اگر وہ جسم کیا گیا اور یہ لوگ اسکے قتل میں نہ رہے پھر ایک نے رجوع کیا تو چوتھائی دیت ادا کرے اور وارث ہوگا اور اگر قتل میں چوسٹے اور ایک نے رجوع کیا اور رجوع میں دوسروں نے اسکی تکذیب کی تو ٹائڈ نہ دیگا اور وارث ہوگا اور اگر یہ کہنا کہ تو نے جھوٹی گواہی دی کیونکہ تو نے اسکے زنا کرنے کو نہیں دیکھا تھا اور ہم نے دیکھا تھا تو اسکی چوتھائی دیت ڈائڈ دیگا اور وارث ہوگا اور اگر سب نے اسکی گواہی کی تکذیب کی اور رجوع کرنے میں اسکا تصدیق کی تو مقتول مرحوم کی دیت سب ادا کریں اور سب کو حد قذف ماری جائیگی اور میراث سے محروم رہیگی اور رجوع کوئی اسکا قریب تر رشتہ دار ہوگا اسکو میراث دلائی جائیگی یہ کافی میں لکھا ہے۔ اگر قصاص کی گواہی ہی پھر بقتل کر دینے کے رجوع کیا تو دیت کے ضامین ہونگے اور اسے قصاص نہ لیا جائیگا یہ مصرات میں لکھا ہے اور اگر یہ گواہی دی کہ اسے قتل کرنے کو خدا نے قتل کیا ہے پھر رجوع کیا تو اپنے مال سے دیت ادا کریں اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ اسے خطا سے قتل کیا جائیگا یا تھ کاٹ ڈالا ہو اور قاضی نے حکم دیا پھر رجوع کیا تو تھ کی دیت سے ضامن ہونگے یہ بالغ میں لکھا ہے۔ تین آدمیوں نے عداقت کرنے کی گواہی دی اور قاضی نے ولی کو قصاص لینے کا حکم دیا اور اسے ضرب سے اسکا ہاتھ کاٹا پھر ایک نے رجوع کیا تو قصاص کا حکم بحال رہیگا پھر اگر ولی نے قتل کیا اور دوسرے نے رجوع کیا تو ولی پر ضمان نہ آئیگی اور پہلا رجوع کرنے والا ہاتھ کی چوتھائی دیت اپنے مال سے اس طرح ادا کرے کہ دو تہائی پہلے سال میں اور ایک تہائی دوسرے سال میں اور دوسرا رجوع کرنے والا جان کی آدمی دیت اپنے مال سے تین سال میں ادا کرے ہر سال میں تہائی دیت دیوے پھر اگر اسکے ساتھ تیسرے نے بھی رجوع کیا تو وہ باقی نصف دیت تین سال میں ہر سال ایک تہائی دیت ادا کرے اور پہلا راجع چوتھائی دیت سے تہائی تک کی زیادتی ادا کرے پس اگر تیسرا گواہ غلام نکلا تو کامل دیت ہاتھ کی پہلے اور دوسرے پر لازم ہوگی اور جان کی دیت ولی کی مددگار برادری پر تین سال میں واجب ہوگی تین آدمیوں نے عداقت کرنے کی گواہی دی اور حکم کے بعد ولی نے قاتل کا ایک ہاتھ قطع کیا پھر ایک گواہ نے رجوع کیا اور ولی نے اسکا پانوں کاٹ دیا پھر دوسرے گواہ نے رجوع کیا تو عامہ روایات کے موافق قصاص باطل ہو گیا پس اگر دونوں زخموں سے اچھا ہو گیا تو پہلے پر چوتھائی دیت اور دوسرے پر چوتھائی دیت اور آدھا جرمانہ پانوں کا واجب ہوگا پس اگر تیسرا گواہ غلام ہو تو پانوں کی دیت ولی پر ہوگی۔ اور اگر دونوں زخموں سے مر گیا اور تیسرا گواہ غلام ہی تو دونوں پر آدمی دیت اور آدمی ولی کی مددگار برادری پر ہوگی۔ پس اگر تیسرے نے رجوع کیا اور اسکا غلام ہونا معلوم ہوا پس اگر دونوں زخموں سے اچھا ہو گیا تو ہاتھ کی دیت سب پر تین حصہ ہو کر برابر تقسیم ہوگی اور پانوں کی دیت دوسرے پر دوسرے پر دو حصہ کر کے تقسیم ہوگی اور اگر مر گیا تو دیت سب پر تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگی پچھتر خشی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے ولی کا ہاتھ خطا سے کاٹ ڈالا ہے اور وہ اس زخم سے مر گیا اور گواہ لایا جنھوں نے گواہی دی کہ اس نے اسکی ولی کا ہاتھ خطا سے کاٹ ڈالا ہے اور اس زخم سے مرجانے کی گواہی نہیں دی اور وہ دوسرے دو گواہ لایا کہ انھوں نے ہاتھ کے زخم سے مرجانے کی گواہی دی اور ہاتھ کاٹنے کی گواہی نہیں دی پس قاضی نے اسکی مددگار برادری پر دیت دینے کا حکم کیا پھر ہاتھ کاٹنے کے گواہوں نے ہی خواہر

رجوع کیا تو پوری دیت کے ضامن ہونگے پھر اگر موت کے گواہوں نے رجوع کیا تو ہاتھ کاٹنے کے گواہ اُن سے واپس لینے
 اسی طرح اگر ایک شخص نے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے چور سے میری انگلی کاٹ دی خطا سے اور میرا ہاتھ بچ گیا اور میری علیہ
 اس سے انکار کیا پس دعویٰ دو گواہ اس امر کے لایا کہ اس نے انگلی کاٹی مگر شل ہو جانے کی گواہی نہ دی پھر دو گواہ لایا
 کہ انھوں نے انگلی کٹنے سے شل ہونے کی گواہی دی پس قاضی نے انگلی کاٹنے والے کی مددگار برادری پر ہاتھ کی
 دیت دینے کا حکم کیا پھر انگلی کاٹنے کے گواہوں نے رجوع کیا تو وہ تمام جرمانہ کے ضامن ہونگے پھر اگر شل ہونے کے گواہوں
 نے رجوع کیا تو پہلے گواہ ان کو اہوں سے تمام جرمانہ واپس لینے سولے ایک انگلی کے جرمانہ کے کہ وہ خاصۃً انھیں پر رہیں گا
 یہ ذخیرہ میں لکھا ہو گا اہوں نے یہ گواہی دی کہ اس شخص کے غلام نے خطا سے ایک شخص کو قتل کیا جو اور دوسرے دو گواہوں
 نے اس غلام کے آزاد کر دینے کی گواہی دی خواہ دونوں گواہ بیان مٹا گزربن یا قتل کی پہلے گذری اور حکم مٹا ہوا یا قتل
 کا پہلے ہوا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو قتل کے گواہ اسکی ہزار درم قیمت کے ضامن ہونگے اور آزادی کے گواہ دس
 ہزار درم قیمت کے اور نو ہزار دیت کی ضمان دینگے پس اگر پہلے آزادی کے گواہ گذرے اور حکم ہو گیا پھر دوسرے گواہوں
 نے یہ گواہی دی کہ اس نے آزاد ہونے سے پہلے قتل کیا ہو اور مالک اُسکو جانتا ہو پھر گواہوں نے رجوع کیا تو آزادی کے
 گواہ اسکی قیمت کے ضامن ہونگے اور قتل کے گواہ دس ہزار کے ضامن ہونگے کذا فی الکافی۔ اگر عقی معلق کی گواہی دی
 مثلاً یوں کہا کہ اس کے غلام نے زہ کے دلی کو کل سے پہلے قتل کیا جو اور دوسروں نے گواہی دی کہ اس شخص نے کل کہا تھا کہ اگر
 میرا غلام گھر میں داخل ہوا تو وہ آزاد ہو اور تیسرے ذیق نے گواہی دی کہ اسکا غلام آج گھر میں داخل ہوا پس قاضی نے
 حکم دیدیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو قسم کے گواہ جرمانہ کے ضامن ہونگے اور جرم کے گواہ ہزار درم دینگے اور گھر میں قتل
 ہونے کے گواہوں پر کچھ ضمان نہیں ہو یہ محیط سرحدی میں لکھا ہو امام محمد رحمہ اللہ روایت ہو کہ دو گواہوں نے مثلاً زہ کے
 اوپر یہ گواہی دی کہ اس نے اس شخص بکر کے بیٹے کو عداً قتل کر ڈالا ہو اور انھیں دونوں گواہوں نے اسی زہ پر یہ گواہی
 دی کہ اس نے عمرو کے بیٹے کو بھی عداً قتل کیا ہو اور دونوں مقتولوں کے باپ عی بن اویسے ہا یوں کے کوئی وارث بھی
 نہیں ہو پس قاضی نے قصاص کا حکم کیا اور اس شخص کو دونوں کے ہا یوں نے قتل کیا پھر گواہوں نے ایک بیٹے کے قتل سے
 رجوع کیا کہ اس کے بیٹے کو اس نے قتل نہیں کیا ہو تو آدمی دیت کے ضامن ہونگے اور اگر انھوں نے گواہی سے رجوع نہ کیا بلکہ
 ایک بیٹا زندہ موجود ہوا تو مقتول کے ولی کو اختیار ہو کہ چاہے گواہوں سے نصف دیت لے لے اور چاہے اس لڑکے کے باپ سے
 کیوں جو زندہ نظر آیا ہو اور اگر دونوں لڑکے ایک ہی شخص کے ہوں اور قاضی نے قصاص کا حکم کیا اور باپ نے
 دونوں بیٹوں کے عوض زہ کو قتل کیا پھر گواہوں نے ایک بیٹے کے قتل کرنے سے رجوع کیا تو دونوں پر کچھ ضمان
 نہ ہوگی کذا فی المحيط

دسواں باب گواہی پر گواہی دیکر رجوع کرنے کے بیان میں۔ امام محمد رحمہ نے اصل میں ذکر فرمایا ہو کہ
 اگر دو گواہوں نے دو گواہوں کی گواہی پر گواہی دی پھر اصول و فروع دونوں گواہوں نے رجوع کیا تو امام اعظم رحمہ
 دو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اصول پر ضمان نہیں ہو صرف فروع پر ضمان ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مشہور علیہ کو اختیار
 چاہے اصول سے ضمان بے یا فروع سے کذا فی الذخیرہ پس اگر اس نے فروع سے ضمان لی تو فروع اپنے اصول سے نہیں لے سکتے
 ہیں اور اگر اصول سے لی تو وہ فروع سے نہیں لے سکتے ہیں یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر فقط فروع نے رجوع کیا تو بالاتفاق

اوغنیہ پر زمان لازم ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر فرع گواہوں نے کہا کہ اصل گواہوں نے جھوٹ کہا یا گواہی میں غلط کیا تو مردانہ التفات نہ کیا جائیگا اور اگر فرع گواہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی گواہی سے رجوع کیا اور اصل گواہوں نے کہا کہ ہم نے اپنی گواہی میں غلط کیا تو فرع گواہوں پر ضمان لازم ہوگی یہ تا ماریا بنہ میں ہو۔ اگر فرع گواہوں نے قاضی سے کہا کہ اصل گواہوں نے جھوٹ کہا اپنی اس گواہی پر گواہ کیا تھا ولکن اُن دونوں نے اس گواہی سے رجوع کیا یہ یوں بیان کیا کہ ان دونوں نے بتکوار امر کی خبر دی تھی کہ ہم نے اپنی اس گواہی سے رجوع کیا تو فرع پر کچھ ضمان نہ ہوگی یہ شیخ ادب القاضی میں ہو۔ اور اگر اصول نے رجوع کیا اور کہا کہ ہم نے فرع کو اپنی گواہی پر گواہ نہیں کیا تھا تو بالاجماع اصول پر ضمان نہ ہوگی اور اگر یہ کہا کہ ہم نے انکو غلطی سے گواہ کیا تھا یا ہم نے اس سے رجوع کیا تو بھی امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہی جواب ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اس صورت میں ضمان ہوئے یہ غایہ میں لکھا ہے۔ اگر چار شخصوں کی گواہی پر دو شخصوں نے گواہی دی اور دو گواہوں نے دو گواہوں کی گواہی پر گواہی دی اور حتیٰ ایک ہی ہو اور حکم ہو گیا پھر سب نے رجوع کیا تو چار کے گواہوں پر دو تھائی اور دو کے گواہوں پر ایک تھائی امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے قول پر واجب ہوگی اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ دونوں فریق آدھے آدھے کے ضمان ہوئے یہ مسبوط میں ہو اور اگر یہ صورت ہو کہ دو گواہوں نے دو شخصوں کی گواہی پر اور چار گواہوں نے دو گواہوں کی گواہی پر گواہی دی اور قاضی نے حکم دیدیا تو بالاجماع بعد رجوع کرنے کے دونوں فریق ہر نصف نصف ضمان ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر دو گواہوں نے دو گواہوں کی گواہی پر ایک شخص پر ہزار درم کی گواہی دی اور دوسرے دو گواہوں نے ایک گواہ کی گواہی پر بیعتہ انجین ہزار کی گواہی دی اور قاضی نے دونوں گواہوں پر حکم دیدیا پھر پہلے فریق کے ایک گواہ نے اور دوسرے فریق کے ایک گواہ نے رجوع کیا تو پہلے والے پر ایک چوتھائی اور دوسرے والے پر ایک آٹھواں حصہ ضمان لازم ہوگی اور اگر فقط پہلے والے ایک نے رجوع کیا تو اُس پر ایک چوتھائی ضمان ہوگی اور اگر ایک پہلے والے کے ساتھ دونوں دوسروں نے رجوع کیا تو چوتھائی مال پہلے والے پر اور ایک چوتھائی دوسرے دونوں پر لازم ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر ہر فریق نے دو دو گواہوں کی گواہی پر گواہی دی پھر ایک نے پہلے فریق سے اور ایک نے دوسرے فریق سے رجوع کیا تو جامع میں لکھا ہے کہ ایک چوتھائی اور نصف کے ضمان ہوئے اور مسبوط میں صرف نصف لکھا ہے اور اصح یہ ہو کہ مسبوط میں حکم قیاسی مذکور ہو اور جامع میں حکم استثنائی ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر تعدیل کرنے والوں نے تعدیل سے رجوع کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ضمان ہوئے اور صاحبین نے کہا کہ اُن پر ضمان نہیں ہو اور امام اعظم رحمہ کا قول صحیح ہو

کذا فی المضامات

گیا رضوان باب سترقات کے بیان میں۔ اگر ایک عورت نے اپنے شوہر پر بیہوشی کیا کہ اس نے میرے نفقہ کے عوض دس درم ماہوار می پر صلح کی ہو اور شوہر نے کہا کہ میں نے پانچ درم پر صلح کی ہو پس دو گواہوں نے دس درم پر صلح کی گواہی دی اور قاضی نے حکم کر دیا پھر دونوں نے رجوع کیا پس اگر ایسی عورت کا نفقہ اشل دس درم ماہ سے زیادہ ہوا کہ تاہو تو اُن پر ضمان نہ ہوگی اور اگر کم ہوتا ہو تو گذشتہ مہینوں سے تہذہ نہ یادتی کے شوہر کو ضمان دینے کے یہ مسبوط میں لکھا ہے اور اگر قاضی نے شوہر پر عورت کا نفقہ کسی قدر ماہوار می مقرر کیا اور اُس پر ایک سال گذر گیا پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ مرنے اسکو نفقہ سب ادا کر دیا ہے اور قاضی نے اس گواہی کو جائز رکھا پھر دونوں نے رجوع کیا تو

عورت کو جس فقیر کی ضمان دینے اور ایسا ہی حکم والد اور ہندی جسم محرم کا جو جسکے لیے قاضی نے کچھ قصہ منقرہ کر دیا ہو وہ سے
یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اگر کسی نے اپنی عورت کو قبل دہلی کے طلاق دی اور اسکا تمام نہیں سمجھا سمجھا پھر دو گواہوں نے گواہی
دی کہ شوہر نے متہ کے عوض اپنے غلام دینے پر صلح کر کے غلام عورت کو دیدیا اور اسے قبضہ کر لیا ہو اور عورت اس سے
انکار کر رہی ہو پس قاضی نے اس پر حکم دیدیا پھر گواہوں نے کہ جو عورت کو مال متہ کی قیمت دینے نہ غلام کی قیمت
بجائے اسکا غلام دینے پر صلح کرنے کی گواہی دی اور قبضہ کی گواہی نہ دی اور قاضی نے عورت کو غلام پر قبضہ کر لینے کا حکم دیا
پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو عورت کو غلام کی قیمت ڈال دینگے یہ محیط میں لکھا ہے اگر یہ گواہی دی کہ اسے عدا
خون کرنا ہے نہ اردرم پر صلح کر رہی ہو پھر رجوع کیا تو ضمان نہ ملے خواہ دعویٰ مدعا علیہ میں سے کوئی نہ ہو اور
اگر میں نہیں اردرم پر صلح کرنے کی گواہی دی اور قاتل انکار کرنا ہو پھر گواہوں نے رجوع کیا تو دیت سے زیادہ کے ضمانت
ملے اور ہر طبقہ دونوں انفس میں جس بھی حکم یہ مہبوط میں ہو اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اسے
خطہ کے خون سے یا خطا یا عمدہ سے کہ جسمین جہانہ واجب ہوتا ہو قاتل کو یا جراح کو معاف کیا ہو اور قاضی نے گواہی قبول
کر لی پھر اذن نے رجوع کیا تو دیت کے یا زخم کے جہانہ کے ضمانت ہونگے اور دیت میں برس میں ادا کرنی واجب ہوگی
اور زخم کا جہانہ اگر باغ سو درم سے تھائی دیت تک ہو تو ایک سال میں اور اس سے زیادہ دو تھائی تک دوسرے سال میں
واجب الاویز اور اگر جہانہ پانچ سو درم سے کم ہو تو فی الحال ادا کیے اور اگر دیت ایسی ہو کہ فی الحال جب ہونی
اور اسے نہ وصول کی یا تک کہ دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسے معاف کر دیا ہو اور یہی کر مہیہ کا حکم ہو گیا پھر دونوں
نے رجوع کیا تو فی الحال ضمان ہونگے یہ حاوی میں لکھا ہے دو گواہوں نے مال کی گواہی دی پس قاضی نے دعویٰ و
مدعا علیہ کو صلح کے واسطے طلب کیا اور ضمانت کی کہ صلح کر لین پس کئی قدر اس مال پہلے کر لی پھر ایک گواہ نے رجوع کیا تو
کچھ ضمان نہ دینگا یہ فقہ میں لکھا ہے اور اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ یہ اس دعویٰ کا غلام ہو اور قاضی
نے حکم دیدیا پھر دعویٰ نے کسی قدر مال پر اسکو آزاد کر دیا پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو مشہود علیہ کے واسطے
کچھ ضمان نہ دینگے یہ مہبوط میں لکھا ہے۔ نوادر بن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ دو گواہوں نے کسی غلام
کی نسبت جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو یہ گواہی دی کہ یہ غلام اس دعویٰ کا ہو اور قاضی نے یہ حکم دیدیا پھر مشہود علیہ نے
وہ غلام مشہود سے سودینار کو خرید لیا پھر گواہوں نے رجوع کیا پس اگر مشہود علیہ نے یہ تصدیق نہیں کی تھی کہ انکی گواہی
حق ہو تو گواہوں سے سودینار وصول کر لینگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے ایک غلام کی نسبت جو ایک
شخص کے قبضہ میں ہو یہ گواہی دی کہ یہ اس دعویٰ کا ہو اور قاضی نے ڈگری کر دی اور قاضی اس سے انکار کرنا ہو
پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا اور قاضی نے انہر قیمت کی ضمان واجب کی پس ہنوز انھوں نے قیمت ادا کر دی تھی یا
نہیں ادا کی تھی کہ مشہود نے وہ غلام مشہود علیہ کو ہبہ کر دیا اور اسے قبضہ کر لیا تو گواہ ضمانت سے بری ہو جائینگے اور
اگر انھوں نے قیمت ادا کر دی ہو تو واپس لینگے پھر اگر ہبہ کرنے والے نے ہبہ پھر لیا اور غلام پر قبضہ کر لیا تو مشہود علیہ
دائد کا مال گواہوں سے واپس لینگا۔ اور اگر مشہود لہ مر گیا اور مشہود علیہ نے وہ غلام وراثت میں پایا تو گواہ اس سے
دہال قیمت جو انھوں نے دائد دیا ہو واپس لینگے کذا فی الحاوی اسی طرح اگر کسی بن یا عین کی گواہی دی اور مشہود لہ کے
واسطے حکم ہو گیا پھر گواہوں نے رجوع کیا پھر مشہود لہ مر گیا اور مشہود علیہ نے وراثت میں دہ جز حاصل کی تو گواہ ضمانت

۴۰
اگر دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ یہ اس دعویٰ کا غلام ہو اور قاضی نے حکم دیدیا پھر دعویٰ نے کسی قدر مال پر اسکو آزاد کر دیا پھر دونوں نے گواہی سے رجوع کیا تو مشہود علیہ کے واسطے

کہا کہ ہم اس امر کے گواہ لاتے ہیں کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ میں نے یہ غلام دس برس سے آزاد کر دیا ہے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اتھنا قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر دو گواہوں نے کسی شخص پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس شخص کو اس واسطے اپنا وکیل کیا ہے کہ مزید سے میرا حق وصول کرے اور مزید اس کے قرضدار ہونے کا اقرار کرتا ہو پس قاضی نے وکیل کی دہائی کر دی اور اسے وصول کر کے تلف کیا پھر ہوکل حاضر ہوا اور اسے وکالت سے انکار کیا پھر گواہوں نے رجوع کیا تو پھر ضمان نہوگی اور وکیل اس مال کا ضامن ہوگا اسی طرح اگر دولتیت وصول کرنے یا کرایہ یا میراث وغیرہ وصول کرنے کے وکیل کرنے کی گواہی دی اور یہ صورت واقع ہوئی تب بھی حکم یہ ہے حاوی میں لکھا ہے اگر ایک ذمی کی طرف سے دوسرے ذمی پر دو ذمیوں نے مال یا شراب یا سواری کی گواہی دی اور حکم ہو گیا پھر گواہی سے رجوع کیا تو مال کے مثل کے اور سواری کی قیمت کے ضامن اور شراب کی مثل کے ضامن ہونگے اور اگر دونوں گواہ مسلمان ہو گئے پھر رجوع کیا تو سواری کی قیمت کے ضامن ہونگے اور شراب میں اختلاف ہو امام محمد رحمہ کے نزدیک اس کی قیمت دینگے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک کچھ نہ دینگے اور اگر گواہ مسلمان نہ ہو بلکہ مشنق علیہ مسلمان ہو تو بعد رجوع کرنے کے سواری کی قیمت دینگے اور شراب کے ضامن نہ ہونگے یہ مہبوط میں لکھا ہے۔ دو گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے غلام کو یکساں تھا اگر تو گھر میں گھسا تو تو آزاد ہو یا اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو گھر میں لھسی تو بچھڑا دے اور وہ عورت ایسی ہو کہ ہنوز اس سے وطنی نہیں کی اور دوسرے دو گواہوں نے شرط پائی جانے کی گواہی دی پھر حکم ہونے کے بعد گواہوں نے رجوع کیا تو پہلے فریق پر ضمان لازم ہوگی یعنی غلام کی قیمت یا آدھا مہر اور دوسرے گواہوں پر ضمان نہوگی اور اگر فقط شرط پائی جانے کے گواہوں نے رجوع کیا تو صحیح ہے کہ کسی حال میں اس نے ضمان نہ بجا لےگی اور اگر دونوں گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مرد نے اپنی عورت کے ہاتھ میں طلاق دینا تفویض کیا یا غلام کے ہاتھ میں آزاد کر لینا پھر دو گواہوں نے عورت کے اپنے تئیں طلاق دے لینے یا غلام کے آزاد کر لینے کی گواہی دی تو یہ تفویض بھی بمنزلہ شرط کے ہے یعنی اس کے وجود کے گواہوں کا بھی یہی حکم ہے کہ کافی میں لکھا ہے۔ اور اگر غلام کے تئیں یہ حکم دیا کہ تو اپنا آزاد کرنا کسی شرط پر معلق کرے اس کی گواہی دی اور دوسرے دن نے یہ گواہی دی کہ اس نے معلق کر لیا اور میرے فریق نے شرط پائی جانے کی گواہی دی تو تعلق کے گواہوں پر ضمان لازم ہوگی یہ بجز الرائق میں ہے اور اگر دو گواہوں نے کسی شخص کے حصہ ہونے کی گواہی دی پھر رجوع کیا تو ضامن نہ ہونگے یہاں سے نزدیک ہو کذا فی الکافی

کتاب الوکالت

اس میں چند ابواب ہیں

پہلا باب وکالت کے شرعی معنی اور اس کے رکن اور شرط و الفاظ اور حکم و صفت کے بیان میں۔ وکالت شرعی یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی کو کسی تصرف معلومہ کے واسطے جائے اپنے قائم کرے اور اگر تصرف معلوم نہ ہو تو وکیل کو ادنیٰ تصرف یعنی حفاظت ثابت ہو جائیگی اور مہبوط میں لکھا ہے کہ ہمارے علما نے فرمایا کہ اگر کسی نے

لے کے وکیل کیا گیا تو کتاب کنندہ کے حصہ میں جائز ہو پھر اگر دوسرے نے بھی اسکو مکاتب کر دیا تو اسکا نام دونوں حصوں میں جائز ہو اور اگر دونوں کا مکاتب ہو اور کسی معاملہ میں وکیل کیا گیا پھر ایک حصہ سے عاجز ہوا اور اس کام کو کیا تو دونوں حصوں میں جائز ہو کذا فی النکاحی اگر دو شخصوں کا مکاتب ہو اور اسکو ایک نے دوسرے سے اپنا قرضہ وصول کر لینے کے واسطے وکیل کیا یا کسی غیر سے قرضہ وصول کرنے یا دوسرے کے ہاتھ خرید و فروخت یا غیر کے ہاتھ خرید و فروخت کرنے کا وکیل کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر اس مکاتب کو ایک نے اپنا غلام دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنے یا غیر کے ہاتھ فروخت کرنے یا دوسرے شخص یا غیر کے اوپر نالیش کرنے کا وکیل کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر مکاتب اور اس کے دونوں ہونے کے درمیان خصوصیت ہو اور اسے دونوں میں سے ایک کے بیٹے یا غلام یا مکاتب کو اس معاملہ میں یا خرید و فروخت میں وکیل کیا تو قائل ہیں کہ جائز ہو کذا فی المبسوط مترد کا وکیل کرنا موقوف رہتا ہو اگر پھر مسلمان ہو گیا تو نافذ ہوگا ورنہ اگر قفل ہو یا مرگیا یا دار الحکومت میں جا ملا تو امام عظیم رہے نزدیک باطل ہو جاتا ہو یہ پھر الرائق میں لکھا ہو اگر مترد دار الحرب میں جا ملا پھر مسلمان ہو کر پھر آیا پس اگر قاضی نے اس کے دار الحرب میں جانے کا حکم جاری کر دیا تھا تو اسکا وکیل وکالت سے منحل کیا اور اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے وہ آگیا تو وکیل اپنی وکالت پر بانی رہیگا یہ حاوی میں ہو۔ اگر دار الحرب میں ایک مرتد نے کسی کو اپنا مال لے کر جو دارالاسلام میں ہو فروخت کر نیکار وکیل کیا تو جائز نہیں ہو کذا فی المبسوط ولیکن مرتدہ عورت کا اس طرح وکیل کرنا بالاجماع جائز ہو یہ سراج الوماج میں لکھا ہو۔ اسی طرح اگر اس عورت نے مرتد ہونے سے پہلے وکیل کیا تو بعد مرتد ہونے کے وکالت باقی رہیگی ولیکن اگر اسے مرتد ہونے کی حالت میں اپنے کو نکاح کر چکے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو باطل ہو جے کہ اگر وکیل نے مرتد ہونے کی حالت میں اسکا نکاح کر دیا تو جائز نہ ہوگا اور اگر نکاح نہ کیا نہانک کہ وہ مسلمان ہوئی پھر نکاح نکاح کیا تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر عورت نے حالت اسلام میں کسی کو نکاح کر اپنے کے واسطے وکیل کیا پھر مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر اسے نکاح کر آیا تو جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور ذمی کی طرف سے وکیل کرنا مثل مسلمان کے جائز ہو کذا فی البدائع۔ اگر کسی ذمی نے مسلمان کو اس واسطے وکیل کیا کہ جو شراب اسکی قلان ذمی پر قرض ہو اسکو وصول کرے تو مسلمان کو وصول کر لینا مکروہ ہو و باین ہمہ اگر اسے وصول کر لی تو قرضہ ابری ہو چکا کذا فی الریاضی۔ اگر کسی ذمی نے مسلمان کو اس واسطے وکیل کیا کہ کوئی چیز جو شراب کے ذمی پاس ہیں کرے یا شراب کو بوجہ درمیان کے رہن کرے پس اگر وکیل نے بطور احمی کے مرتن کو خبر دی اور عقد رہن موکل کی طرف سے ہوا تو صحیح ہو اور اگر اپنی طرف منسوب کیا اور کہا کہ مجھے قرض دے تو جائز نہیں اور رہن ہوگا یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اگر باپ نے کسی کو اپنے نام یا بلوغ کے کسی کوئی چیز خرید یا فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا یا خصوصیت میں وکیل کیا تو جائز ہو اور باپ کا وصی اس معاملہ میں نیز ملہ باپ کے ہو یہ محیط میں ہو۔ تیمم کا وصی تیمم کے معاملات میں ہو کام خود کر سکتا ہو ایمین اسکو دوسرے کا وکیل کرنا درست ہو کذا فی التمسرحیہ پس اگر تیمم کے دو وصی تھے اور ہر ایک نے کسی معاملہ میں علی علیہ وکیل کیا تو امام عظیم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہر وکیل بجا ہے اپنے موکل کے قائم ہوگا سوائے گنتی کی چند چیزوں کے کہ انہیں ایسا نہیں ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ بخیل شرطوں کے بعضی وکیل کی طرف راجع ہوتی ہیں پس وکیل کا عاقل ہونا شرط ہو اور اسی وجہ سے مجنون یا لڑکے یا بچے کا وکیل ہونا صحیح نہیں ہو اور بالغ اور آزاد ہونا وکالت کے صحیح ہونے کے واسطے شرط نہیں ہو پس عاقل لڑکے اور غلام کا وکیل ہونا خواہ دونوں ماذون ہوں یا محجور ہوں صحیح ہو

در این کتاب میں ہے کہ اگر کسی نے کسی کو وکیل کیا تو اس کا نام دونوں حصوں میں جائز ہو اور اگر اس کا مکاتب ہو اور کسی معاملہ میں وکیل کیا گیا پھر ایک حصہ سے عاجز ہوا اور اس کام کو کیا تو دونوں حصوں میں جائز ہو کذا فی النکاحی اگر دو شخصوں کا مکاتب ہو اور اسکو ایک نے دوسرے سے اپنا قرضہ وصول کر لینے کے واسطے وکیل کیا یا کسی غیر سے قرضہ وصول کرنے یا دوسرے کے ہاتھ خرید و فروخت یا غیر کے ہاتھ خرید و فروخت کرنے کا وکیل کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر اس مکاتب کو ایک نے اپنا غلام دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنے یا غیر کے ہاتھ فروخت کرنے یا دوسرے شخص یا غیر کے اوپر نالیش کرنے کا وکیل کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر مکاتب اور اس کے دونوں ہونے کے درمیان خصوصیت ہو اور اسے دونوں میں سے ایک کے بیٹے یا غلام یا مکاتب کو اس معاملہ میں یا خرید و فروخت میں وکیل کیا تو قائل ہیں کہ جائز ہو کذا فی المبسوط مترد کا وکیل کرنا موقوف رہتا ہو اگر پھر مسلمان ہو گیا تو نافذ ہوگا ورنہ اگر قفل ہو یا مرگیا یا دار الحکومت میں جا ملا تو امام عظیم رہے نزدیک باطل ہو جاتا ہو یہ پھر الرائق میں لکھا ہو اگر مترد دار الحرب میں جا ملا پھر مسلمان ہو کر پھر آیا پس اگر قاضی نے اس کے دار الحرب میں جانے کا حکم جاری کر دیا تھا تو اسکا وکیل وکالت سے منحل کیا اور اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے وہ آگیا تو وکیل اپنی وکالت پر بانی رہیگا یہ حاوی میں ہو۔ اگر دار الحرب میں ایک مرتد نے کسی کو اپنا مال لے کر جو دارالاسلام میں ہو فروخت کر نیکار وکیل کیا تو جائز نہیں ہو کذا فی المبسوط ولیکن مرتدہ عورت کا اس طرح وکیل کرنا بالاجماع جائز ہو یہ سراج الوماج میں لکھا ہو۔ اسی طرح اگر اس عورت نے مرتد ہونے سے پہلے وکیل کیا تو بعد مرتد ہونے کے وکالت باقی رہیگی ولیکن اگر اسے مرتد ہونے کی حالت میں اپنے کو نکاح کر چکے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو باطل ہو جے کہ اگر وکیل نے مرتد ہونے کی حالت میں اسکا نکاح کر دیا تو جائز نہ ہوگا اور اگر نکاح نہ کیا نہانک کہ وہ مسلمان ہوئی پھر نکاح نکاح کیا تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر عورت نے حالت اسلام میں کسی کو نکاح کر اپنے کے واسطے وکیل کیا پھر مرتد ہو گئی پھر مسلمان ہوئی پھر اسے نکاح کر آیا تو جائز نہیں ہو یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اور ذمی کی طرف سے وکیل کرنا مثل مسلمان کے جائز ہو کذا فی البدائع۔ اگر کسی ذمی نے مسلمان کو اس واسطے وکیل کیا کہ جو شراب اسکی قلان ذمی پر قرض ہو اسکو وصول کرے تو مسلمان کو وصول کر لینا مکروہ ہو و باین ہمہ اگر اسے وصول کر لی تو قرضہ ابری ہو چکا کذا فی الریاضی۔ اگر کسی ذمی نے مسلمان کو اس واسطے وکیل کیا کہ کوئی چیز جو شراب کے ذمی پاس ہیں کرے یا شراب کو بوجہ درمیان کے رہن کرے پس اگر وکیل نے بطور احمی کے مرتن کو خبر دی اور عقد رہن موکل کی طرف سے ہوا تو صحیح ہو اور اگر اپنی طرف منسوب کیا اور کہا کہ مجھے قرض دے تو جائز نہیں اور رہن ہوگا یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ اگر باپ نے کسی کو اپنے نام یا بلوغ کے کسی کوئی چیز خرید یا فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا یا خصوصیت میں وکیل کیا تو جائز ہو اور باپ کا وصی اس معاملہ میں نیز ملہ باپ کے ہو یہ محیط میں ہو۔ تیمم کا وصی تیمم کے معاملات میں ہو کام خود کر سکتا ہو ایمین اسکو دوسرے کا وکیل کرنا درست ہو کذا فی التمسرحیہ پس اگر تیمم کے دو وصی تھے اور ہر ایک نے کسی معاملہ میں علی علیہ وکیل کیا تو امام عظیم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک ہر وکیل بجا ہے اپنے موکل کے قائم ہوگا سوائے گنتی کی چند چیزوں کے کہ انہیں ایسا نہیں ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو۔ بخیل شرطوں کے بعضی وکیل کی طرف راجع ہوتی ہیں پس وکیل کا عاقل ہونا شرط ہو اور اسی وجہ سے مجنون یا لڑکے یا بچے کا وکیل ہونا صحیح نہیں ہو اور بالغ اور آزاد ہونا وکالت کے صحیح ہونے کے واسطے شرط نہیں ہو پس عاقل لڑکے اور غلام کا وکیل ہونا خواہ دونوں ماذون ہوں یا محجور ہوں صحیح ہو

یہ روایہ من لکھا ہے۔ اگر کسی لڑکے یا غلام مال کے عوض یا بلا مال آزاد کرے یا مکاتب کرنے کے واسطے وکیل کیا
تو جائز ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے اگر وکیل کی عقل شراب بے ہوشی وجہ سے مختلط ہو گئی تو وہ خریدنا اور قبضہ کرنا چاہتا رہا تو وکیل
باقی رہے گا اور اگر بے ہوشی کی وجہ سے اختلاط عقل ہو گیا تو اس کی وکالت ہنرستہ کے جائز نہ ہوگی پر حزانہ المقتین میں لکھا ہے۔ توکیل کا
فی الجملہ علم ہونا بلا خلاف شرط ہے خواہ وکیل کو ہو یا اس شخص کو جو جس سے معاملہ کرنا ہے یہاں تک کہ اگر ایک شخص کو اپنا غلام
فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے وہ غلام کسی کے ہاتھ اپنے جانے یا اس شخص سے کسی کے وکیل کے علم ہونے سے
پہلے فروخت کیا تو بیع جائز نہ ہوگی تا وقتیکہ موکل اس بیع کی اجازت نہ دے یا وکیل بعد علم کے اجازت نہ دے ویسے
اصلی مخصوص وکیل کو وکیل کا علم ہونا پس زیادات میں لکھا ہے کہ شرط ہے اور وکالت میں ہے کہ بشرطین ہیں یہ بدائع
میں ہے اگر کسی شخص نے کہا کہ میرا یہ لکھڑا فلان شخص کے پاس لیجا تا کہ وہ فروخت کر دے یا فلان شخص کے پاس جا تا کہ شہر
باتر وہ شخص میرا لکھڑا جو اسکے پاس ہے فروخت کر دے تو یہ جائز ہے پس اگر غائب نے اس شخص کو مالک کے اس کتے سے آگاہ
کیا تو بیع جائز ہے یہ ایک ہی روایت ہے اور اگر آگاہ نہ کیا تو اس میں دو روایتیں آئی ہیں اور اگر کہا کہ یہ لکھڑا کندی کہنے والے کے
پاس لیجا تا کہ وہ کندی کر دے یا درزی کے پاس لیجا تا کہ وہ قمیص سیدے تو یہ قول اسکا کندی کرنے والے اور درزی کو اجازت
ہو پس ہر ایک اپنا کام کرنے کے بعد ضمان نہ ہو گا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر اپنے غلام سے کہا کہ فلان شخص کے پاس جا تا کہ
تجھ کو آزاد کر دے یا تجھ کو مکاتب کرے پس اس شخص نے اسکو آزاد کیا تو جائز ہے اور فلان شخص آزاد کرنے کا وکیل ہو جائیگا
خواہ اسکو علم ہو یا نہ ہو یہ وغیرہ میں ہے اسی طرح اگر اپنی عورت سے کہا کہ فلان شخص کے پاس جا کہ وہ تجھ کو طلاق دیدے
جس فلان نے اسکو طلاق دیدی اور جانتا نہ تھا تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ محیط وغیرہ میں لکھا ہے وکیل کا وکالت سے
واقف ہونا وکالت کا کام کرنے کے واسطے شرط ہے یہاں تک کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کو اپنا غلام فروخت کرنے یا
اپنی عورت کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل جانتا نہ تھا اور اسے بیع کی یا طلاق دی تو دونوں جائز نہیں
ہیں ایسا ہی امام محمد نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے یہ محیط وغیرہ میں لکھا ہے اگر کسی کو وکیل کیا تو جاننے سے پہلے وہ شخص وکیل
نہو جائیگا اور یہی مختار ہے یہ جو اہل خلاطی میں لکھا ہے اگر مسلمان نے کسی حربی کو جو دار الحرب میں ہو وکیل کیا اور مسلمان
دار الاسلام میں ہو تو وکالت باطل ہے اسی طرح اگر حربی نے جو دار الحرب میں ہو کسی مسلمان کو جو دار الاسلام میں ہو وکیل
کیا تو باطل ہے اور اگر حربی نے کسی مسلمان یا ذمی یا حربی کو اپنے فرضہ کے تقاضی کے واسطے جو اسکا دار الاسلام میں ہو
وکیل کیا اور اسے دو گواہ مسلمان کر لیے پس اسکا وکیل دار الحرب سے اس کام کے واسطے نکلا تو جائز ہے اسی طرح اگر
غیر ذمی و فروخت یا وصیت وصول کرنے یا اسکے مانند کاموں کے واسطے وکیل کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مسلمان یا ذمی
نے کسی حربی کو جو امان لیکر آیا ہو خرید و فروخت یا مالش وغیرہ میں وکیل کیا تو جائز ہے اور جب وہ حربی دار الحرب میں
جا ملا تو اسکی وکالت باطل ہو گئی کذا فی الحاوی اور اگر مسلم نے مرتد کو وکیل کیا تو جائز ہے اور اگر وکیل ہونے کے وقت
مسلمان ہو پھر مرتد ہو گیا تو بھی وکیل باقی ہے ویسے اگر دار الحرب میں جا ملا تو وکالت باطل ہو گئی یہ بدائع میں لکھا ہے
تو اور بن ساعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر مضارب نے کسی غلام کو جو اسے مال مضاربت سے خریدنا تھا
کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مشتری نے رب المال کو اسے قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز نہیں ہے اسی طرح
اگر مشتری نے بائع کے شرک کے قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اور وہ اسکا مضارب ہو یا شرک غنا کو قبضہ کا وکیل

ہوئی بالاتفاق تین طلاق واقع ہوئی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو کسی نے ایک اجنبی عورت سے کہا کہ میں تیرے شوہر سے خلع کرادوں
اُسے کہا کہ تو جانے یوں کہا کہ میں نے فلاں سے تیرا نکاح کرادوں یا کسی سے کہا کہ تیرا اسباب فلاں کے ہاتھ فروخت
کرادوں اُسے کہا کہ تو جان تو یہ قول اجازت اور خلع اور نکاح اور بیع کی توکیل ہے یہ جو اہر اخلاطی میں ہو کسی نے دوسرے
سے کہا کہ یہ مال لے اور جو کچھ مصلحت دیکھ وہ تو کر تو یہ توکیل نہیں ہے اور اگر کہا کہ جو کچھ مصلحت ہو وہ کر دے تو یہ توکیل نہیں بل عیب
دینے وغیرہ کا مختار ہو گیا ہے وچہرہ کر دی میں۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے غصہ میں کہا کہ اُن کرنی کرتی ہوں مرنے سے کہا کہ تو کیا
کر سکتی ہو عورت نے کہا کہ تیری اجازت سے کرتی ہوں اور مرنے کہا کہ اچھا کہ پس عورت نے کہا کہ میں نے تین طلاق
اپنے کو دین تو عورت کو طلاق ہو گئی کیونکہ اس سے عرف میں طلاق مرا و نہیں ہوتا یہ یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی نے
دوسرے سے کہا کہ ہزار درم کو ایک باندی خرید یا کہا ایک باندی خرید تو وکیل نہوگا اور اگر یوں کہا کہ ایک باندی
ہزار درم کو خرید اور تجھ کو اس کام پر ایک درم ملیگا تو یہ وکیل ہو جائیگا اور اُس کو اجر مثل ملیگا اگر ایک درم سے زیادہ نہ ملیگا
ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا کہ جس قدر تجھے میرے پیسے اس کے دیکھ رہے ہیں باندی خرید تو امام اعظم کے نزدیک توکیل صحیح نہیں ہے
اور اگر یوں کہا کہ جس قدر میرا تجھے میرے پیسے اس کے یہ باندی یا فلاں شخص کی باندی خرید تو وکیل ہے بالاتفاق اسی طرح اگر کہا کہ تجھے
تجھے یہ وہ فلاں چیز کی بیع سلم میں دیدے تو امام اعظم رحم کے نزدیک توکیل نہیں ہے اور اگر کہا جو میرا مال تجھے ہے وہ اس طرح بیع
سلم میں فلاں شخص کو دیدے تو بالاتفاق توکیل ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا
کہ اگر تو نے میرا غلام فروخت نہ کیا تو میری عورت کو طلاق ہے تو یہ شخص بیع کا وکیل ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے اگر دوسرے
سے کہا کہ میں نے تجھ کو اس کام پر مسلط کیا تو ہنر لے اس کہنے کے ہو کہ میں نے تجھ کو وکیل کیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں
ہے اگر دوکانوں کے مالک نے فلاں کسی سے کہا کہ میں نے ان دوکانوں کا معاملہ تیرے سپرد کیا اور اُسے دوکان میں کسی کو
کرایہ پر دی تھیں تو وکیل کو اجرت کے تقاضے اور وصول کرنیکا اختیار ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ میں نے اپنے قرضوں کا
معاملہ تیرے سپرد کیا تو بھی یہ اختیار ہے اور اگر کسی سے کہا کہ میں نے اپنے چوپاؤں اور ملوکوں کا کام تیرے سپرد کیا تو وکیل
کو انکی حفاظت اور چرانے اور چارہ دینے اور روٹی دینے کا اختیار ہوگا اور اگر کہا کہ میں نے اپنی عورت کا معاملہ تیرے
سپرد کیا تو اُس کو طلاق دینے کا اختیار ہے مگر اُسی مجلس میں فقط خلاف اسکے اگر کہا کہ میں نے تجھے اپنی عورت کے معاملہ کا
مالک کیا تو اُسی مجلس میں موقوف نہیں ہے بلکہ غیر مجلس میں بھی طلاق کا مختار ہے یہ بحر الرائق میں ہے۔ وکالت کا حکم ہے
کہ جن چیز کے واسطے وکیل کیا ہو اس میں وکیل بجائے موکل کے ہو اور اُس چیز کے حاضر لانے کے واسطے وکیل پر جبر نہیں
ہو سکتا ہے لیکن اگر وکالت دینے کے واسطے وکیل کیا مثلاً کہا کہ یہ کپڑا فلاں شخص کو دینا اور وکیل نے قبول کیا پھر موکل
غائب ہو گیا تو وکیل پر جبر لیا جائیگا کہ حاضر کرے یہ محیط سرخی میں ہے اگر آزاد کرنیکا وکیل کیا اور اُسے قبول کیا
پھر آزاد کر دینے سے انکار کیا تو اُس پر جبر نہ کیا جائیگا یہ حاوی میں لکھا ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جس امر میں
وہ وکیل ہو اسی میں دوسرے کو وکیل کرے لیکن اگر موکل نے اُس کو مطلقاً اجازت دی یا جہیں وکیل کیا ہے اسی میں اختیار
دیا ہو تو اختیار ہے یہ شرح طحاوی میں ہے اگر خصوصیت میں کسی کو وکیل کیا اور کہا کہ جو تو کرے وہ جائز ہے پھر وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا تو جائز ہے اور
دوسرے کو وکیل کی طرف سے ہائیک کہ اگر پہلا وکیل یا موکل نے کئے مغرول کیا پھر وکیل یا موکل نے دوسرے کو وکیل کیا تو جائز ہے
جائز ہے اور دوسرا وکیل مغرول نہوگا اور اگر موکل بر موت وغیرہ اور کوہ طاری ہوئے تو دونوں مغرول ہو جائیں گے

دکیل بائع نے اگر کوئی چیز فروخت کی تو اسی سے سپرد کرینکا مطالبہ کیا جائیگا جبکہ مشتری من اور کرے اور بائع سے اسکا مطالبہ ہوگا یہ سراج الوباح میں ہے اور اگر موکل نے مشتری سے من طلب کیا تو اسکو اختیار ہو کہ انکار کرے اور اگر دیدیا تو جائز ہو اور دکیل دوبارہ اس سے طلب نہیں کر سکتا یہ جوہرہ نیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر بیع استحقاق ثابت کرے مشتری کے پاس سے لیکٹی تو مشتری اپنا من وکیل سے وصول کر لیکھا اگر اسے وکیل کو ادا کیا ہو اور اگر موکل کو دیا ہو تو اس سے پھر لیکھا اور اگر مشتری نے بیع میں عیب پا کر واپس کرنا چاہا تو وکیل سے خاصہ کر لیکھا اور عیب ثابت کرنے کے بعد حکم قاضی حجب اسے واپس کیا تو پنا من دکیل سے لیکھا اگر وکیل کو دیا ہو یا اگر موکل کو دیا ہو تو اس سے واپس لیکھا۔ اسی طرح جو خرید کا وکیل ہو اسی سے من کا مطالبہ کیا جائیگا نہ موکل سے اور وہی بائع سے بیع لیکر قبضہ کر لیکھا نہ موکل اور جب بیع میں استحقاق ثابت ہوا تو وہی من واپس لیکھا نہ موکل یہ سراج الوباح میں لکھا ہے۔ اگر اسے دعویٰ کیا کہ میں الجھی ہوں اور بائع نے کہا کہ یہ دکیل ہے اور من کا مطالبہ کیا تو مشتری کا قول لیا جائیگا اور گواہ لانا بائع کے ذمہ ہے ایک غلام نے کسی سے کچھ چیز خریدی بائع نے کہا کہ تجھکو تصرفات خرید و فروخت وغیرہ کی مالیت ہے اس لیے میں تجھے بیع نہ دوں گا اور غلام نے کہا کہ میں ماذون ہوں مجھے اجازت ہے تو اسکا قول لیا جائیگا اور اگر بائع نے اسے کہا کہ گواہ سنائے کہ غلام نے خرید کے بعد یہاں مجلس میں آنے سے پہلے یہ اقرار کیا کہ میں مجھ پر ہوں یعنی مجھے مالیت ہے تو گواہی قبول ہوگی ایک غلام نے دو سرے کے ہاتھ کچھ فروخت کیا پھر کہا کہ یہ جو میں نے فروخت کیا میرے مالک کا ہے اور میں مجھ پر ہوں اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ تو ماذون ہے تو مشتری کا قول لیا جائیگا جو شخص اجارہ کا وکیل ہو اسکو اجارہ ثابت کرنے میں خصوصت کرنے اور کرایہ وصول کرنے اور کرایہ کے واسطے جو شکر کرایہ پر ہو۔ رکھنے کا اختیار ہے اور اگر اجرت پر دینے والے نے لینے والے کو ہبہ یا بری کر دیا تو جائز ہے اگر وہ عین ہو اور اگر معین ہو تو نہیں جائز ہے یہ بھرا لائق میں ہے اور ہر عقد کہ جسکی اضافت موکل کی طرف ہوتی ہے تو اسکے حقوق موکل کی طرف رجوع کرینکے جیسے نکاح و طلاق ہال اور اعتاق بالان خلع و صلح خون عدا وغیرہ کے کذا فی البدلئے شوہر کے وکیل سے مہر کا مطالبہ ہوگا اور نہ عورت کے وکیل سے عورت کے سپرد کرینکا مطالبہ ہوگا اور نہ عورت کا وکیل مہر پر قبضہ کر سکتا ہے اور اسی طرح کتابت کے وکیل کو کتابت کے معاوضہ پر غلام دیگا قبضہ کرینکا اختیار نہیں ہے اور خلع کا وکیل اگر شوہر کی طرف سے ہو تو خلع کے بدل پر قبضہ نہیں کر سکتا اور اگر عورت کی طرف سے ہو تو وہ بدل خلع کے عوض گرفتار نہیں ہو سکتا ہے لیکن اگر ضمانت کرے تو یکڑا جائیگا کذا فی السراج الوباح اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ وکیل اہل عہدہ میں سے ہو کذا فی البدلئے اگر کسی مجبور لڑکے کو کوئی اپنی چیز فروخت کرنے یا اپنے لیے خریدنے کا وکیل کیا اور گئے خرید و فروخت کی تو جائز ہے بشرطیکہ لڑکا بچہ ہو اور لڑکے پر عہدہ نہیں ہے عہدہ اسکے حکم دینے والے پر ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور ظاہر رویت کے موافق مشتری یا بائع کسی کو خیار نہ ہوگا خواہ اس لڑکے کے مجبور ہو نیک علم ہو یا نہ ہو یہ سراج الوباح میں لکھا ہے اور اگر لڑکا ماذون ہو پس اگر فی الحال یا بعد میں من پر فروخت کرینکا وکیل ہو اور اسے فروخت کیا تو جائز ہے اور عہدہ اسی پر ہوگا اور اگر خریدنے کا وکیل ہو پس اگر اودھار میعادى وامون سے خریدینکا وکیل ہو تو قیاساً و استحساناً عہدہ اُس پر نہیں ہوگا بلکہ وکیل پر ہے یہاں تک کہ بائع موکل سے من طلب کر لیکھا نہ اس لڑکے وکیل سے اور اگر نقد وامون سے خریدینکا وکیل ہو تو قیاساً عہدہ اُس پر ہوگا اور استحساناً ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے اگر کسی آزاد نے کسی غلام ماذون کو اس واسطے وکیل کیا کہ

موکل کے واسطے غلام یا باندی یا کھانا وغیرہ ہزار درم نقد کو خرید دے اور یہ ہزار درم خواہ اسکو دیے یا نہ دیے تو غلام ماذون کا خرید یا موافق حکم موکل کے جائز ہو اور عہدہ اسی غلام ماذون پر ہو اور اگر موکل نے غلام کو ادھا خرید کیا حکم دیا تھا اور لے اُدھا خرید اتو تمام بیع اُس غلام کی ہوگی نہ موکل کی اگر غلام ماذون نے کسی کو اپنی مقبوضہ چیز فروخت کرنے یا کچھ خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہو اور وہ غلام بمنزلہ آزاد کے ہو اور اگر مامور وکیل مرتد آدمی ہو تو اُسکی بیع جائز ہو ویسکن امام کے نزدیک حکم عہدہ کا توقف رہیگا اگر وہ مسلمان ہو گیا تو اسی پر ہوگا ورنہ موکل پر ہوگا کذا فی السراج الوہاج

فصل وکالت کے اثبات کرنے اور اُسپر گواہی دینے اور تعلقات کے بیان میں قاضی خوارزم کی مجلس میں ایک شخص نے حاضر ہو کر کسی کو اپنے تمام حقوق خوارزم وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا پس اگر قاضی موکل کو نام و نسب سے پہچانتا ہو تو وکیل بنا دیگا پس اگر اسی حاکم کے پاس اس وکیل نے کسی کو حاضر کر کے موکل کے حق کا دعویٰ کیا تو قاضی گواہی پر ڈگری کر دیگا اور وکالت ثابت کرنے کی احتیاج نہوگی اور اگر قاضی موکل کو نہیں پہچانتا ہو تو وکیل نہ بناویگا اور اگر موکل نے اس امر کے گواہ دینے چاہے کہ میں فلان بن فلان چٹائی ہوں تو قبول نہوں گے کیونکہ کوئی خصم حاضر نہیں ہو اور اگر اس غرض سے گواہ سنائے کہ یہ قاضی دوسرے قاضی دشت کو یہ لکھ دے کہ فلان بن فلان چٹائی نے فلان بن فلان چٹائی کو اس امر میں وکیل کیا ہو تو قبول کر کے لکھ دیگا یہ وجیز کر دی میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ مجھے فلان شخص نے اس واسطے وکیل کیا ہو کہ میں اُسکے تمام حقوق جو کو فیہ میں ہیں وصول کروں اور نالش کروں اور وکالت کے گواہ لایا اور موکل غیر حاضر ہو اور کسی ایسے شخص کو نہ لایا کہ جبہر موکل کا کچھ حق آتا ہو تو قاضی ساعت نہ کرے گا اور اگر کسی مدعا علیہ نہ کر یا مقر کو لایا تو ساعت کر کے اُسکے وکیل ہونیکا حکم دیدیگا پھر اگر اُسکے بعد کوئی دوسرا مدعا علیہ لایا تو دوبارہ وکالت کے گواہ سنانے کی ضرورت نہوگی اور اگر کسی خاص شخص کی طرف سے حق ہونیکا دعویٰ کر کے اُسکے وصول کرینکا اپنے آپ کو وکیل قرار دیا تو خاص اُس شخص کا حاضر کرنا وکالت کی گواہی سنانے کے واسطے ضرور ہو اور جب اُسکے سامنے وکالت ثابت ہو گئی اور پھر دوسرا مدعا علیہ لایا تو دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت ہوگی یہ نیز المراتب میں لکھا ہو اور اگر کسی خاص شخص سے حق موکل وصول و مقبوضہ کرنے کی وکالت کا دعویٰ کیا پھر اسی پر موکل کے دوسرے حق کا دعویٰ کیا تو دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت نہیں ہو مان اگر دوسرے موکل کی طرف سے وکالت کا دعویٰ کرے تو اُسکے گواہ سنانے ضرور ہیں یہ وجیز کر دی میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ فلان موکل نے مجھے اور اس شخص ثلاث بن فلان کہ اس مال کے وصول کرنے کے واسطے جو اسکا اس مدعا علیہ پر آتا ہو وکیل کیا ہو اور قرضدار نے، نیز بنی کا اقرار کیا لیکن اُسکی وکالت سے انکار یا دونوں سے انکار کیا پھر وکیل نے وکالت اور قرضہ دونوں کے گواہ سامنے تو قاضی دونوں وکیلوں کی وکالت کا حکم دیدیگا اور اس وکیل حاضر کو بدون دوسرے وکیل کے تنہا قرضہ وصول کرینکا اختیار نہیں ہو اور جب وہ حاضر ہو تو دونوں جہولی کرین اور اُسکو اپنی وکالت کے ثابت کرنے کے واسطے گواہ سنانے کی ضرورت نہوگی یہ محیط میں ہو وکیل نے دعویٰ کیا کہ میں فلان شخص کی طرف سے اس مدعا علیہ حاضر پر قرضہ کے وصول کرینکا وکیل ہوں اور وکالت اور قرضہ پر ایک ہی گواہ سنانے تو امام عظیم رہنے فرمایا کہ وکالت کا حکم دیدیا جائیگا پھر قرضہ کے واسطے دوبارہ گواہوں کو سناوے کذا فی الوجیز للکرری اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر دونوں پر کیا رہی گواہ سنانے تو دونوں کا حکم دیدیا جائیگا اور دوبارہ سنانے کی احتیاج نہیں ہو اور

ہم استخوان بر او فتویٰ امام عظیمہ کے قول پر جو ابراہیم خلیفہ میں لکھ کر۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے کسی مال معین کے فروغ کے واسطے دلیل کیا پھر دلیل نے یہ قصہ کیا کہ اپنی وکالت اس صورت سے قاضی پاس بہت کرے کہ اگر موکل اگر انکار کرے تو اس کے انکار پر نہ اٹھنا چاہیے پس ایک جہد موثرین میں ایک یہ کہ وہ مال معین کسی شخص کو دیر سے پھر سپرد دعویٰ کرے کہ میں فلان کی طرف سے اس مال کو وصول کر کے فروخت کر نیکا دلیل ہوں اور وہ شخص کہے کہ میں تیرے دلیل ہونے کو نہیں جانتا ہوں پھر دلیل اس امر کے گواہ سناوے تو قاضی اس شخص کو حکم دیکھا کہ اسکے سپرد کرے پس دلیل اسکو فروخت کرے پھر اگر موکل نے انکار کیا تو اتفاق نہ کیا جائیگا اور دوسری صورت یہ کہ کسی سے کہے کہ یہ فلان شخص کی ملک ہو میں اسکو میرے ہاتھ فروخت کرتا ہوں اور جب فروخت کر دیا تو اس سے کہے کہ اس پر قبضہ کرے پھر مشتری کہے کہ میں تجھ سے لیا قبضہ نہ کر دیکھا کیونکہ قید ملک نے آنہ تیری وکالت سے انکار کیا اور اکثر میرے پاس پیر لکھ ہو جاتی ہو یا ہمیں نقصان آجاتا ہو تو مجھے خواہ مخواہ ضمان دینی پر ہے پس دلیل اس امر کے گواہ سناوے کہ میں اسکی طرف سے فروخت کر دینے اور سپرد کرنے کا دلیل ہوں پس پھر قبضہ نہ کر نیکا جہر کرے۔ اور تیسری صورت یہ کہ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ جو گھر میرے قبضہ میں ہو وہ فلان شخص کی ملک ہو اور اسکی طرف سے فروخت کر نیکا دلیل ہوں اور تو نے میرے ہاتھ فروخت کر دیا پس یہ دلیل یوں کہے کہ ہاں میں نے فروخت کر دیا لیکن میں فلان کی طرف سے دلیل نہیں ہوں اور مجھے بیچ کے واسطے دلیل نہیں کیا ہو پھر خریداری کے مدعی نے اسکے کو بیس بیچ ہونے کے گواہ سنائے تو گواہی مقبول ہو کر اسکے دلیل بیچ ہو نیکا حکم دیا جائیگا یہ سب اراکین میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کو پناہ قرضہ فلان سے وصول کرنے اور اس میں خصومت کر نیکا دلیل کیا پس دلیل نے قرضہ ادا کر دیا اور وکالت ادا کر کیا اگر قرض سے انکار کیا پس دلیل نے قرضہ ہونے پر گواہ سنائے تو مقبول ہو گئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے پر کسی غائب کا حق ہو نیکا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کیے کہ غائب نے مجھے اپنا حق وصول کرنے اور خصومت کر نیکا دلیل کیا ہو میں مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ موکل نے اسکو ضروری یا بلا ضرورتی میں وکالت سے برطرف کر دیا ہو تو یہ گواہی قبول ہوگی اور وکالت باطل ہو جائیگی اسی طرح اگر دلیل کے اس اقرار کے گواہ دیئے کہ اسنے اقرار کیا کہ موکل نے مجھے وکالت سے برطرف کر دیا تو بھی وکالت باطل ہوگی اسی طرح اگر یہ گواہ سنائے کہ موکل نے اقرار کیا کہ میں نے دلیل کو نہیں مقرر کیا ہو تو بھی گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر قرضہ دینے مال دلیل کو دیدیا پھر قرضہ گواہ دیے کہ یہ دلیل نہیں ہو یا اسنے اقرار کیا ہو کہ قرضہ ادا نہ مجھے دلیل نہیں کیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر اس امر پر اسنے قسم لینا چاہی تو نہ لیا جائیگی اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ قرضہ ادا نہ وکالت سے انکار کر کے اپنا قرضہ مجھے وصول کر لیا تو گواہی مقبول ہوگی یہ کافی میں لکھا ہو قرضہ وصول کرنے کے دلیل نے اگر قرضہ ہونے پر گواہ سنائے اور قاضی نے قرضہ دے پر یہ حکم دیدیا کہ دلیل کو دیر سے اور دلیل نے وصول کر کے ضائع کر دیا پھر قرضہ دینے پر گواہ سنائے کہ میں نے موکل کو ادا کر دیا ہو تو دلیل سے لینے کی اسکو کوئی راہ نہیں ہو لہذا جس سے وصول کر نیکا یہ محیط میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کو ہر شخص سے خصومت کر نیکا دلیل کیا پھر دلیل نے ایک شخص کو حاضر کر کے اُس پر موکل کے کچھ مال کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا پھر دلیل نے کہا کہ میں اپنی وکالت کے گواہ سنائے دیتا ہوں تاکہ دوسروں پر محبت ہو تو قاضی حاجت کر کے اسکو متراویز مقرر سپرد دلیل قرار دیکھا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ تو فلان شخص کی طرف سے خصومت کا دلیل ہو اور میرا سپرد قرضہ چاہیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ فلان شخص نے مجھے

۴۰
 قاضی خان میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کو ہر شخص سے خصومت کر نیکا دلیل کیا پھر دلیل نے ایک شخص کو حاضر کر کے اُس پر موکل کے کچھ مال کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا پھر دلیل نے کہا کہ میں اپنی وکالت کے گواہ سنائے دیتا ہوں تاکہ دوسروں پر محبت ہو تو قاضی حاجت کر کے اسکو متراویز مقرر سپرد دلیل قرار دیکھا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ تو فلان شخص کی طرف سے خصومت کا دلیل ہو اور میرا سپرد قرضہ چاہیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ فلان شخص نے مجھے

خصوصیت کا دلیل نہیں کیا ہی اور مدعی نے دعویٰ کے گواہ سناے تو مقبول ہو گئے یہ وجہ کر دی میں ہو اگر دو گواہوں نے کہ شخص
کی وکالت کی گواہی دی اور وکیل کو نہیں معلوم کہ میں وکیل ہو اہوں یا نہیں اور کہا کہ مجھے گواہوں نے خبر دی کہ موکل نے
مجھے وکیل کیا ہو سب میں طلب کرتا ہوں تو یہ جائز ہو اور اگر گواہوں کی گواہی پر اٹھنے انکار کیا پس اگر طالب کا دلیل
تو اس گواہی پر حق وصول نہیں کر سکتا ہی کیونکہ اُس نے اپنے گواہوں کی تکذیب کی اور اگر مطلوب کا دلیل ہو پس اگر گواہوں
نے یہ بیان کیا کہ میں وکالت قبول کی تو اُس پر وکالت لازم ہوگی اور اگر گواہوں نے قبول کی گواہی نہی تو منکوح قبول کرنے اور نہ
قبول کرینکا اختیار ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو اور اگر مطلوب غائب ہو طالب نے اُس کے گھر میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور مطلوب کے
دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ مطلوب نے اس شخص کو وکیل خصوصیت کیا ہی اور وکیل یا طالب انکار کرتا ہو تو وکالت باطل ہو گی
اور مطلوب نے اگر کسی کو مال دیدیا اور دعویٰ کیا کہ یہ طالب کا وکیل ہو اُس نے قبضہ کرینکا وکیل کیا ہو سب طالب نے اگر انکار کیا
اور مطلوب کی طرف سے طالب کے دو بیٹوں نے وکالت کی گواہی دی تو جائز ہو اور اگر طالب کا وکیل وکالت کا دعویٰ
کرتا ہو اور مطلوب انکار کرتا ہو پس طالب کے دو بیٹوں نے وکالت کی گواہی دی تو مقبول نہو گی خواہ وکالت خصوصیت
ہو یا وصول قرض یا وصول شیعین ہو۔ اگر مطلوب نے قرض کی وکالت میں اقرار کیا تو اُس کو حکم کیا جائیگا کہ قرض اُس کو
دیدے کیونکہ خود مقر ہو اور اگر وکیل خصوصیت کا اقرار کیا تو جائز نہیں ہو کیونکہ احتمال ہو کہ دونوں میں مجھوتا ہو گیا
ہو کہ وکیل جا کر اقرار کر دے کہ موکل کا کچھ حق نہیں ہو اور اگر مال معین وصول کرنے کی وکالت میں مطلوب نے اقرار
کیا تو ظاہر روایت کے موافق صحیح نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر مسلمان کے قبضہ میں ایک گھر ہو اُس پر ایک ذمی نے دعویٰ
کیا اور ذمیوں کی گواہی سے ایک وکیل کیا تو اُن کی گواہی وکالت پر جائز نہو گی خواہ مسلمان نے وکالت کا اقرار کیا ہو
یا نہ کیا ہو یہ مبسوط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو فلاں شخص سے اپنا قرضہ وصول کرینکا وکیل کیا پھر وکیل نے
گواہی سے وکالت ثابت کرنا چاہی پس گواہوں نے ایسی ہی گواہی ادا کی تو امام اعظم نے فرمایا کہ قرضہ وصول
رہنے اور خصوصیت دونوں کا دلیل ہو جائیگا اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ قرضہ اُن کے وصول کرنے کا
بیجا ہو تو بالاتفاق وکیل خصوصیت نہو گا اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ گئے اپنا قرضہ فلاں سے لینے کا اُس کو حکم کیا ہی
تو بھی وکیل خصوصیت نہو گا اسی طرح اگر یہ گواہی دی کہ موکل نے اُس کو پاس اپنے قرض وصول کرنے میں مقرر کیا ہو
تو بھی وکیل خصوصیت نہو گا اور اگر یہ گواہی دی کہ موکل نے اس سے کہا کہ میں نے تجھ کو فلاں سے اپنا قرضہ
وصول کرنے پر تسلط کیا یا اپنی حیات میں تجھے وصی کیا کہ فلاں سے قرضہ وصول کرنے تو امام اعظم نے م کے نزدیک
وصول کرنے اور خصوصیت کرنے دونوں کا دلیل ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی
کہ اُس نے قرضہ وصول کرینکا اُس کو وکیل کیا ہی اور دوسرے نے کہا کہ اُس کو حکم دیا ہو کہ قرضہ وصول کرے یا قبضہ کرنے کے
واسطے بیجا ہو اور مطلوب قرضہ کا اقرار کرتا ہو تو وکیل اُس سے وصول کر سکتا ہو خصوصیت نہیں کر سکتا ہو۔ اگر وہ
انکار کرے یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک گواہ نے گواہی دی کہ قبضہ کرینکا وکیل کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ تقاضا قرض
اور طلب کرینکا وکیل کیا ہو تو گواہی جائز ہو اور جو ہمارے اصحاب نے امتحان لیا ہو اُس کے موافق گواہی مقبول
نہوئی چاہیے یہ شرح ادب القاضی میں لکھا ہو اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ فلاں نے اُس کو یہ غلام فروخت کرینکا وکیل کیا ہو مطلقاً
بیع بیان کی اور دوسرے نے کہا کہ فروخت کرینکا حکم کیا ہو اور کہا ہو کہ بدون میری رائے لینے کے فروخت نہ کر دینا پھر وکیل نے

فروخت ردیا تو جائز ہو۔ اور اگر ایک نے کہا کہ موکل نے اسکو غلام فروخت کر نیکادکیل کیا ہو اور دوسرے گواہ نے گواہی دی کہ اسنے
 ہو گیا اور اس دوسرے شخص کو غلام فروخت کر نیکادکیل کیا ہو تو دونوں بایک اسکو فروخت نہیں کر سکتے مین اور یہی حکم ایسی صورت
 مین مال عین وصول کر نیکادکیل ہو تو جس شخص پر اتفاق کیا ہو وہ خصوصیت کر سکتا ہو و لیکن جب قاضی نے نمونہ
 کردی تو یہ دلیل نہ وصول نہیں کر سکتا ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر ایک نے یہ گواہی دی کہ موکل نے اس سے کہا کہ تو میرا دلیل فیض مین ہو
 اور دوسرے نے کہا کہ تو میری طرف سے اس کے وصول کی یافت کر سکتا ہو دلیل ہو تو نکاح کالت بایہ دل خیر و شر اٹھ دیا جائیگا اور یہی
 حکم خصوصیت اور مال عین کے قبضہ کا ہو۔ اور اگر ایک نے گواہی مین دلیل کہا اور دوسرے نے وصی کہا تو گواہی مقبول
 نہ ہوگی اور اگر زندگی کا بھی مقرر کرنا بیان کیا تو مقبول ہوگی اور اگر ایک گواہ نے بیان کیا کہ موکل نے اسکو اس گھر مین خصوصیت
 لینے کو فغان شہر کے قاضی کے پاس حکم دیا ہو اور دلیل کیا ہو اور دوسرے گواہ نے دوسرے شہر کے قاضی کا نام لیا تو یہ حکم
 ہوگا کہ یہ دلیل دلیل خصوصیت ہو یہ مبسوط مین لکھا ہو۔ اور اگر یہ صورت حکم مقرر کرنے کی دو فقیہوں مین ہو تو اس مین اختلاف
 سے گواہی مقبول نہ ہوگی اسی طرح اگر ایک گواہ نے قاضی شہر کو ذکر کیا اور دوسرے نے کسی فقہ کو حکم بنانے کے واسطے ذکر کیا
 تو بھی نام مقبول ہو۔ اگر ایک گواہ نے یہ ذکر کیا کہ اسکو فغان عورت کے طلاق دینے کے واسطے دلیل کیا ہو اور دوسرے نے
 اس عورت اور دوسری عورت کے طلاق کے واسطے دلیل کرنا ذکر کیا تو پہلی عورت کے طلاق کے واسطے دلیل ہو نیکاح حکم
 دیا جائیگا اور ایسی ہی بیع اور کتابت اور آزادی کی صورتوں مین بھی حکم ہو اور اگر ایک نے قبضہ کر نیکادکیل کرنا اور
 دوسرے قبضہ کرنے پر مسلط کرنا بیان کیا تو ایک ہی معنی مین کذا فی محیط۔ دونوں نے دلیل کرنے کی گواہی دی پھر ایک نے
 بیان کیا کہ موکل نے اسے معزول کر دیا ہو تو نکاح کالت ثابت ہوگی یہ معزولی یہ مبسوط مین ہو اگر دونوں گواہوں نے کسی کی
 نکاح کالت کی گواہی دی اور حکم ہو گیا پھر دونوں نے رجوع کیا تو نکاح کالت کا حکم قضا باطل ہوگا اور نہ گواہ صاحبان ہو گئے
 یہ محیط مین لکھا ہو۔ اگر گواہی کے ساتھ کسی کو اپنے تقاضاے قرض کا دلیل کیا پھر غائب ہو گیا پھر طالب کے دو بیٹوں نے
 گواہی دی کہ ہمارے باپ نے اسکو نکاح کالت سے معزول کر دیا ہو اور مطلوب نے انکی گواہی کا دعویٰ کیا تو گواہی جائز ہو اور
 اگر مطلوب نے انکی گواہی نہ طلب کی تو جبراً مال دلیل کو دلاؤنگا اور یہی حکم دو اجنبیوں کی گواہی کا اس باب مین ہی پھر
 اگر مال دیرینے کے بعد طالب آیا اور کہا کہ مین نے اسکو نکاح کالت سے برطرف کر دیا تھا پس اگر دونوں گواہ طالب کے دونوں
 بیٹے ہوں تو اسکو ضمان لینے کا اختیار ہوگا اور اگر گواہ اجنبی ہوں تو معزول ہونا ثابت ہوا اور طالب کو اختیار ہوگا کہ مطلوب
 سے مال کی ضمان لےوے یہ مبسوط مین لکھا ہو اور اگر طالب کے دونوں بیٹوں نے اپنے باپ کے آنے سے پہلے یہ گواہی دی
 کہ ہمارے باپ نے پہلے دلیل کو معزول کر کے اسکو دلیل کیا پس اگر مطلوب نے انکار کیا تو یہ گواہی نہ پہلے کے معزول ہونے
 اور نہ دوسرے کے مقرر ہونے کسی پر مقبول نہ ہوگی اور پہلا دلیل ہر قرار ہوگا اور حکم ہوگا کہ مال اسکو دوہرے اور اگر مطلوب نے
 قرار کیا تو معزول ہونا گواہی سے ثابت ہوگا اور حکم ہوگا کہ مطلوب دوسرے دلیل قرار دے کو مال دیدہ ہوے یہ محیط
 مین لکھا ہو۔ اگر کسی دلیل نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ گھر جو اس شخص کے قبضہ مین ہو میرے موکل کا ہو اور قاضی نے دعویٰ
 اور نکاح کالت دونوں سے انکار کیا پھر قاضی کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ موکل نے اسکو خصوصیت کے واسطے دلیل کیا ہو
 تو مقبول ہوگی یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر دلیل کے دو بیٹوں نے یہ گواہی دی کہ موکل نے ہمارے باپ کو معزول کر کے
 اس شخص کو دلیل قبضہ کیا ہو تو جائز ہو اور اگر یہ دونوں گواہ دوسرے دلیل کے بیٹے ہوں تو دوسرے دلیل سے

وکالت کے باب میں یہ گواہی مقبول نہ ہوگی اور چلے کے معزول ہونے کے واسطے مقبول ہوگی یہ محض بین لکھا ہوگا اگر طالب ایک ذمی ہو اور دو مسلمانوں نے یہ گواہی دی کہ اسے اس مسلمان کو اپنا قرضہ فلان شخص سے وصول کرینکا وکیل کیا ہو اور مطلوب اقرار کرتا ہو اور دو ذمیوں نے یہ گواہی دی کہ موکل نے اس وکیل کو عسرواں کیا ہو اور اس دوسرے کو نہیں کیا ہو تو یہ گواہی چلے وکیل مسلمان پر مقبول نہ ہوگی اور اگر پہلا وکیل ذمی ہو تو مقبول ہوگی

کذا فی المصوب

دوسرا باب خریدنے کی واسطے وکیل کرنے کے بیان میں قاعدہ یہ ہو کہ اگر وہ چیز جسکے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اس طرح مقبول ہو کہ وکیل سے فرمانبرداری ممکن ہو سکے اور وہ چیز معلوم ہو سکے تو وکالت صحیح نہیں ہو سکتی ہو ورنہ صحیح ہو نہیں بین لکھا ہو جہالت میں طرح کی ہوتی ہو ایک جہالت نہایت مرتبہ کی اور وہ جہالت جنس ہو مثلاً کپڑے یا جو پائے یا قین کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو وکالت صحیح نہیں ہو اگرچہ دام بیان کر دیے ہوں اور دوسری ادنیٰ مرتبہ کی جہالت اور وہ جہالت نوع ہو مثلاً گدھے یا بچہ یا گھوڑے یا کپڑے ہر وہی یا مروی کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو وکالت صحیح ہو اگرچہ مول نہ بیان کیا ہو تیسری جہالت درمیانی ہو یعنی نوع اور جنس کے درمیان کی جہالت جیسے غلام یا باندی یا گھر خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اگر دام یا نوع بیان کر دی تو صحیح ہو اور اگر دام یا نوع نہ بیان کی تو صحیح نہیں ہو یہ لکھا ہے بین لکھا ہو اگر بروی کپڑے یا گھوڑے یا بچہ کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو صحیح ہو خواہ مول بیان کیا ہو یا نہ بیان کیا ہو اور اگر غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہو بشرطیکہ مول بیان کیا ہو اور اگر مول نہ بیان کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر کپڑا یا جو یا یہ خریدنے کا وکیل کیا تو صحیح نہیں ہو اگرچہ مول بیان کر دیا ہو اور یہ سب اسی صورت میں ہو کہ وکالت کی دلالت عموم پر نہ ہو ورنہ اگر وکیل سے کہا کہ جو تیری رائے میں آوے میرے لیے خرید کرے تو وکالت جائز ہو یہ قیملین میں لکھا ہو اسی طرح اگر یہ کہا کہ میرے ہزار درم کے کپڑے یا جو پائے یا بچہ خرید کر جو کچھ تیری رائے میں آوے یا بچہ پسند ہو یا جو کچھ تیرے ساتھ آوے یا جو مجھے ملے خریدے تو وکالت صحیح ہو اسی طرح اگر کہا کہ میرے واسطے خریدے مگر ہزار درم سے نہ بڑھانا یا فروخت نہ کرنا یا بیعت نہ ہو سکتی ہو تو وکیل کے پھر کر دیا یہ کافی میں ہو اسی طرح اگر کہا جو کچھ تیرا تیرا چاہے یا جو چاہے یا تیرا چاہے یا جو مجھے ملے خریدے تو صحیح ہو یہ بدائع میں لکھا ہو اور اگر کہا میرے لیے کپڑوں یا جو پاؤں کو خرید کر تو صحیح نہیں ہو کیونکہ کپڑوں کا لفظ جمع ہو اور جہالت تعدد اس میں بہت ہو یہ محض سرخی میں لکھا ہو اگر کہا کہ میرے واسطے ایک گھر خرید کر تو جب تک مول نہ بیان کرے صحیح نہیں ہو اور بعد بیان نمون کے اسی شہر کا گھر مراد ہو گا جس میں وہ دونوں میں او بعض نے کہا کہ باوجود بیان نمون کے محلہ بیان کرنا ضروری نہ ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک گھر کو فہ میں ہزار درم کو خرید کر تو بالافتاح صحیح ہو اور اگر کہا ایک گھر کو فہ میں فلان موضع میں اور موضع جہان ذکر کیا اچانکہ بعض بعض سے قریب قریب میں تو جائز ہو خواہ نمون ذکر کیا نہ کیا۔ بلخ میں ایک گھر خریدنے کا وکیل کیا اور اسے بلخ سے خارج خرید پس اگر موکل شہری ہو گون سے ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر دیہاتی ہو تو جائز ہو یہ ہر الرافق میں ہو اگر کہا کہ میرے لیے ایک گھر شام میں ہزار درم کو خرید کر تو فائدہ ہو کذا فی المصوب اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک دانہ موتی یا یاقوت سرخ رنگ کا نیکینہ خرید کر دے اور مول بیان نہ کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر وکیل نے خرید اتنا ہی کا ہو گا نہ موکل کا یہ سراج الوماج میں ہو اگر گیموں یا کوئی مقدار کا چیز خریدینکا وکیل کیا اور مقدار نمون کا ذکر نہ کیا تو صحیح نہیں ہو اور اگر کوئی پیمانہ معروف ذکر کیا تو صحیح ہو یہ وجہ کر دی

مین ہو وکیل خرید کو جائز ہو کہ مثل قیمت پر اور اس قدر زیادتی پر کہ جتنا خسارہ اپنی انداز میں لوگ برداشت کر سیتے ہیں خریدے اور شیخ الاسلام خواہر زادہ نے فرمایا کہ یہ حکم ان چیزوں میں مین ہیں کہ جنکی قیمت شہر والوں مین لکھی ہوئی معلوم نہ ہو اور جنکی قیمت شہر والوں کو معلوم ہو جیسے روٹی و گوشت وغیرہ مثلاً اگر انہیں زیادتی کر دی تو موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگی خود زیادتی قلیل ہو یا کثیر ہو یہ جو ہر دیرہ مین لکھا ہو اگر کہا کہ میرے واسطے ایک جشتی یا بندی باندی خرید کرے اور اسکا قسم نہ بیان کیا تو صفت مذکورہ کے ساتھ اسکا خرید لینا جائز ہو بشرطیکہ من مثل پر خریدی ہو یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایسی الیحتی جس کی ایک باندی خرید دے اور من ذکر نہ کیا تو یہ اسطو سے جائز ہو کہ جیسا لوگوں کا معمول اس جنس مین خرید بیگا ہو خرید کرے اور اگر کوئی شیخ کثیر الشمن کہ عام لوگوں مین ایسا عامل نہیں رائج ہو خرید لایا تو موکل پر لازم نہ ہوگی۔ اگر کہا کہ میرے واسطے خر کا کپڑا کو فہ کا خرید دے اور من ذکر نہ کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر کہا کہ خر کا کپڑا سو درم کو میرے واسطے خرید دے اور جنس بیان نہ کی تو جائز ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اگر ایک دیہاتی نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرے لیے جشتی باندی خرید دے اور شمن نہ بیان کیا تو وکیل کو اختیار ہو کہ اس قسم کے شمن مثل پر خرید کر دے کہ جیسے دیہاتی خریدتے ہیں اور اگر اس سے بھی تجاوز کیا کر دیہاتی بھی نہیں خریدتے ہیں تو جائز نہیں ہو یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک دلال کہ ہزار درم دے کہ ایک چیز خرید دے پس اگر وہ دلال کسی چیز کی خریداری مین مشہور ہو تو یہ وکالت اسی شخص سے متعلق ہوئی ورنہ فاسد ہو یہ وجہ کر دہی مین لکھا ہو خریداری کے وکیل کرنے مین اگر کوئی قید ہو تو بالاجماع اس قید کا لحاظ کیا جاوے گا خواہ وہ قید مشتری سے متعلق ہو یا شمن سے متعلق ہو یا نہ کہ اگر وکیل نے اس قید سے مخالفت کے تو خریداری اس کے ذمہ پڑیگی و لیکن اگر خلاف کرنے مین موکل کا بہتری ہو تو موکل کو لازم ہوگی۔ اگر کسی وکیل سے کہا کہ میرے واسطے ایسی باندی خرید کر دے کہ مین اس وطی کروں یا ام ولد بناؤں پھر اسے ایک جھوسی باندی یا موکل کی رضاعی بہن یا مرند باندی خرید دے تو بیچ موکل پر نافذ نہ ہوگی وکیل پر نافذ ہوگی یہ بدلے مین لکھا ہو اگر کہا کہ میرے واسطے اس قدر داموں کو ایک باندی خرید دے کہ مین اس سے وطی کروں پس وکیل نے موکل کی عورت کی بہن یا چھوٹی یا قالہ رضاعی یا بیٹی خرید دی تو موکل کے ذمہ نہ ہوگی بلکہ وکیل کے ذمہ پڑیگی اسی طرح اگر شوہر وار باندی یا طلاق بائن یا حبس یا وفات سے عدت مین بیٹھنے والی باندی خرید دی تو بھی موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگی یہ وجہ کر دہی و حائضان مین ہو اگر ایسی باندی خرید دی کہ جسکے تین کا عارضہ تھا پس اگر وکیل کو معلوم نہ ہو تو موکل کے ذمہ ہوگی مگر واپس کرینکا اختیار ہو اور اگر وکیل کو معلوم تھا تو موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگی اسی طرح اگر وکیل کو معلوم نہ تھا مگر بائن نے اس سے ہر عیب سے براہت کر لی تو بھی موکل کو لازم نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو۔ اگر دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک باندی خرید دے کہ مین اس سے وطی کروں پس وکیل نے ایک لڑکی کو جو وطی کرنے کے قابل نہیں ہو خرید دی تو موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو اور ہو دیہ یا نہرانیہ خرید دی تو موکل کے ذمہ پڑیگی اور صاحبہ بھی آٹام غلام رحم کے قیاس پر وکیل کے ذمہ ہوگی اور اگر ایسی باندی کی بہن خرید دی جو موکل کے پاس موجود ہو اور موکل نے اس سے وطی کی ہو تو موکل کو لازم نہ ہوگی یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر کہا کہ مجھے دو باندیاں خرید دے کہ مین دو دنوں سے وطی کروں گا پس ایک ہی عقد مین دو نہیں خریدیں یا ایک باندی اور دوسری اسکی بیوی یا قالہ رضاعی یا بیٹی ایک ہی عقد مین خریدیں

تو ہمارے نزدیک موکل کو لازم ہوگی اور اگر دو عقد جمع میں خرید میں تو ائمہ کے نزدیک موکل کے ذمہ پڑے گی اور مستثنیٰ میں لکھا ہے کہ اگر ایسے وکیل نے اُسکے واسطے ایک باندی اور اسکی بیٹی خریدی تو موکل کے ذمہ پڑے گی کیونکہ وہ ایک کے وطنی برقی الزامی قادر ہو اور دوسری اسپر بعد ایک کے وطنی کے حرام ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر کہا کہ میرے واسطے ایک باندی خدمت کے واسطے خرید دے یا روٹی پکانے کے واسطے خرید دے یا کوئی غلام خدمت کے واسطے یا کسی کام کے واسطے خرید دے پس اندھی یا دونوں باتوں میں یا دونوں پانوں کئی باندی خرید دے تو بالاجمل موکل کے ذمہ نہ پڑے گی یہ سراج الوہاج میں لکھا ہے اگر اس واسطے وکیل کیا ہو کہ ایک گھوڑا میری سواری کے واسطے خریدے پس اندھا پندہ یا نفعہ گنا خرید دیا تو موکل کے ذمہ لازم ہوگا یہ وجہ کر دے میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کو اس واسطے وکیل کیا کہ ایک باندی مجھے اس واسطے خرید دے کہ میں اسکو کفارہ ظہار سے آزاد کروں گا پھر کسے اندھی یا دونوں باتوں میں یا پانوں کئی خرید دے اور موکل کو معلوم نہ ہو تو موکل کے ذمہ ہوگی مگر وہ پس خریدنے کا اسکو اختیار ہو اور اگر وکیل نے جانکر خریدی تو موکل کے ذمہ نہ پڑے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے اگر موکل نے کہا کہ میرے واسطے ایک ترکی باندی خرید دے اور اسے حبشی خرید دی تو موکل کے ذمہ نہ ہوگی اور وکیل کے ذمہ لازم ہوگی یہ بدلے میں لکھا ہے اگر اس واسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک بیوہ کی کچرا خرید دے کہ میں اسکی قمیص بناؤں پس اسے ہند کر کے خرید لے کہ قمیص نہیں بن سکتی ہو تو موکل کے ذمہ لازم ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہے اور اگر وکیل سے خریدنے کو کہا کہ میرے واسطے تین روز کی خیار کی شرط کرے اور گنتے بدون شرط خیار کے خریدے تو وکیل کے ذمہ یہ بیع لازم ہوگی یہ بدلے میں لکھا ہے۔ اگر کہا کہ میرے واسطے ہزار درم کو ایک باندی خرید دے یا ایک باندی ہزار درم کو میرے مال سے یا ان ہزار درم سے یعنی اپنے مال کی طرف اشارہ کیا خرید دے تو یہ صورت وکیل بنانے کی ہو اور اگر وکیل نے خرید دی تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی اور اگر یوں کہا کہ باندی ہزار درم کو خرید یا یہ باندی ہزار درم کو خرید تو وکیل نہیں ہو اور اگر خریدی تو اسی کے ذمہ پڑے گی نہ گنتے والے کے ذمہ اور اگر دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک باندی ان ہزار درم کو خرید اور اشارہ دیناروں کی طرف کیا تو یہ وکالت دیناروں سے خریدنے کی ہوگی جسے کہ اگر اسے دیناروں سے خریدی تو اسی کے ذمہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ وکیل نے اگر حبش کی قیدی میں مخالفت کی تو یہ خریداری موکل کے ذمہ نہ ہوگی اگرچہ جو کچھ گنتے خریدے ہو اس میں بہتری ہو مثلاً اسے اپنا غلام ہزار درم پر فروخت کرنے کہ کہا اور وکیل نے ہزار دینار کو فروخت کیا تو مخالفت ناجائز ہو اور اگر مخالفت وصفت یا قدر میں ہو پس اگر وکیل کے کام میں بہتری ہو تو موکل پر نفاذ ہوگا اور اگر ضرر ہو تو موکل پر نفاذ نہ ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک باندی ہزار درم کو خرید دے پس گنتے ہزار سے زیادہ کو خرید دی تو وکیل کے ذمہ پڑے گی نہ موکل کے اور اگر کہا کہ میرے واسطے ہزار درم یا سو دینار کو ایک باندی خرید دے پس گنتے درم یا دینار کے سوائے دوسری چیز کے عوض خریدی تو بالاجمل موکل کے ذمہ نہ پڑے گی اور اگر ہزار درم ادا ہوا پر خریدنے کو کہا اور گنتے نقد ہزار کو خریدی تو موکل کے ذمہ پڑے گی اور اگر ہزار درم نقد کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے ہزار درم ادا ہوا پر خریدی تو وکیل کے ذمہ لازم ہوگی یہ بدلے میں لکھا ہے اگر ہزار درم کو ایک باندی خرید بیگا وکیل کیا پس گنتے ہزار سو درم کو خریدی اور ایسی باندی ہزار درم کو آتی ہو تو موکل کے ذمہ پڑے گی یہ بیع میں لکھا ہے۔ اگر ایک خاص باندی سو دینار کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے اسقدر دیناروں کو خریدی جسکی قیمت سو دینار میں تو مشہور حدایت کے موافق سب کے نزدیک موکل کے ذمہ نہ پڑے گی اور جس نے نام اوجہ نہ

۲۰
فتاویٰ ہندیہ کتاب الوکالت باب دوم وکیل خرید

سے روایت کی کہ موکل کے ذمہ لازم ہوگی یہ حاوی میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کو زید کا غلام خریدنے کے واسطے وکیل
 کیا پھر اُس غلام کا ماتھ کاٹ ڈالا گیا پھر وکیل نے خرید کیا تو موکل کے ذمہ لازم نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو
 اگر ایک باندی خریدنے کے واسطے اُسکو وکیل کیا اور جنس دشمن اُسکا بیان کر دیا پس اُسے اندھی یا باندی یا دونوں ماتھ یا
 دونوں پاؤں کٹی یا پنج باندی خسریہ می یا مجنوںہ خریدی تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک جائز اور صاحبین کے نزدیک
 ناجائز ہو اور اگر کافی یا ایک ماتھ یا ایک پاؤں کٹی ہوئی خریدی تو بالاتفاق جائز ہو یہ محیط حسنی میں لکھا ہو۔ اور اگر ایک
 ماتھ اُسکا کٹا ہو اور دوسری طرف سے اُسکا ایک پاؤں کٹا ہو تو موکل کے ذمہ ٹھیک یہ بدلہ میں ہو اگر کما کہ میرے واسطے
 ایک رقبہ خریدے تو بالاجماع اندھی یا دونوں ماتھ یا دونوں پاؤں کٹی جائز نہیں ہو اور اگر کافی یا ایک پاؤں کٹی ہوئی
 خریدی تو بالاجماع موکل کے ذمہ ٹھیک یہ سراج الوباح میں لکھا ہو۔ اگر باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور جنس
 بیان کر دی پس وکیل نے موکل کی ذرہم محرم خریدی یا ایسی باندی خریدی جسکی نسبت موکل نے قسم کھائی تھی کہ اگر میں
 اُسکا مالک ہوں تو آزاد ہو تو خرید صحیح ہو اور وہ آزاد ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر کسی کو ایک نوخیز وضعداروت
 کے خریدنے یا فروخت کا وکیل کیا پھر وہ بڑھیا ہو گئی اور وکیل نے خریدی یا فروخت کی تو جائز و بیطل کاے بکری کا بچہ اگر بڑا
 ہو جائے تو یہی حکم کذا فی انظیرتہ و محیط۔ کہ اگر میرے واسطے ایک خادم نبرار درم کو خرید دے تو یہ غلام و باندی دونوں کو شال
 کذا فی الذخیرہ قلت اردو زبان میں صرف غلام پر بولاجائیگا و المذکور اطلاق العرب۔ اگر اس واسطے وکیل کیا کہ
 ایک درم کا گوشت خرید دے پس اُسے بھیڑ یا گاسے یا اونٹ کا گوشت خرید دیا تو موکل کے ذمہ ہوگا اور اگر او جھریائی
 یا سری یا پائے یا ٹک دار گوشت یا چڑیوں کا گوشت یا وحشی جانورون کا گوشت یا زندہ بکری یا بچ کی گئی یا بے صف
 کی ہوئی بکری خریدی تو موکل کے ذمہ نہوگی اور اگر ذبح کی ہوئی صاف بکری خریدی تو موکل کے ذمہ ہوگی لیکن
 اگر جنس تسلیل دیا ہو تو نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر یہ حکم دیا کہ ایک درم کا گوشت خرید دے پس اُسے
 بیت یا چلتی کی جسم بی خریدی یا چلتی کا حکم دیا تھا اور اُسے چربی خریدی یا چربی کا حکم دیا تھا اور اُسے
 چلتی خسریہ دی تو موکل کے ذمہ لازم نہوگی یہ سراج الوباح میں ہو اور اگر گوشت خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور
 اُسے ٹھننا ہوا یا پکا ہوا خرید دیا تو موکل کو لازم نہوگا لیکن اگر سافر سارے میں اُترا ہو تو اسی پر محمول ہو
 اور ایک درم کی چھلی خرید نکال دیکر کیا تو یہ وکالت بڑی تازی چھلی سے متعلق ہو اور اگر سری خرید نکال کر کیا تو
 صرف بکری کی سری پر محمول ہو نہ گای و اونٹ وغیرہ پر اور بھی پر نہ پھی پڑے یہ سراج الوباح میں ہو قلت اردو
 اطلاق میں بھیڑی و بکری دونوں کو شال ہو اور کچی پر محمول ہو الا یہ کہ کسی خاص مقام کا رواج مثل مذکور کتاب
 کے ہو والدہ اعلم۔ اندے خریدنے کے واسطے وکیل کرنے میں صرف خاص مرغی کے اندے مراد ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں ہو اور اگر دودھ خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو جو دودھ شہر میں متعارف ہو بکری گای ہمیں وغیرہ کا مراد ہوگا اور
 یہی حکم چربی کا ہو اور اگر سب دودھ برابر کہتے ہوں یعنی سب سفارت ہوں تو سب پر محمول ہوگا یہ حاوی میں لکھا ہو اور اگر
 تیل خریدنے کا وکیل کیا تو ہر تیل پر جو بار درمین کہتا ہو محمول ہو اور یہی حکم نوک کا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کسی کو
 درم دیکر طعام خرید دینے کا حکم کیا تو کتاب امام محمد رحمہ میں لکھا ہو کہ گہون اور اُسکا ۷ گرام ہوگا اور شیخ الاسلام خواجہ زاد
 نے فرمایا کہ اگر درم اس قدر زیادہ ہوں کہ اُسے گہون ہی خریدے جا یا کرتے ہیں تو اُسے اور روٹی پر حمل نہ کیا جائیگا

اور اگر تھوڑے ہوں کہ ان سے آٹا یا گھون نہیں خریدے جاتے ہیں تو غلط روٹی مراد ہوگی اور اگر اوسط درجہ میں ہوں تو گھون
 اور آٹا مراد ہوگا نہ روٹی اور شائع نے فرمایا کہ یہ انکے عرف کے موافق ہو ولیکن ہمارے عرف میں طعام کا لفظ بختہ چیرہ برشل کوشت
 بختہ یا بختے ہوئے کے یا جو روٹی کے ساتھ کھایا جاتا ہو بولتے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور صدر الشہید نے فرمایا
 کہ اسی پر فتویٰ ہو اور اگر اسکو درم نہ دے اور کہا کہ طعام خرید دے تو موکل کے ذمہ نہ پڑے گا کیونکہ اسنے کیلی چیز خریدی نہ
 حکم کیا اور مقدار نہ بتلائی یہ بیش میں لکھا ہو اگر بیش خریدی نہ حکم کیا اور لٹے فخر خریدی تو موکل اسکا مالک نہ ہوگا اور اگر عناق
 خریدی نہ وکیل کیا اور اسنے جی خریدی تو موکل کی نہ ہوگی یہ بدلہ میں ہو اگر گھوڑا یا برزون خریدنے کا وکیل کیا اور
 ثمن بیان کر دیا پس وکیل نے گھوڑوں یا برزون کی مادہ خرید دی تو شہری موکل پر نافذ نہ ہوگی اور دیہاتیوں
 کے واسطے جو مادیان پالتے ہیں نافذ نہ ہوگی اور منچرون میں اگر مادہ خرید دے تو شہری و دیہاتی دونوں موکلوں کے
 واسطے جائز ہو مگر انکے موکل نے نہ لکھا اور وکیل نے مخالفت کر کے مادہ خریدی یا بالکس تو البتہ ناجائز ہو یہ سراج الیوم
 میں ہو۔ اور تقری وکالت اور برایتہ الجاہل بقدر وکالت زمامہ و دونوں پر واقع ہوگی اور شہری صحیح ہو قال المرحوم اردو میں گامی
 کے نام سے مادہ اور بیل کے نام سے نرماد ہوگا نہ مادہ والدہ وسلم۔ و حاج زمامہ دونوں کو شامل ہو اور وجاہہ
 یعنی مرغی صرف مادہ پر بولی جائیگی اور بقیہ کی وکالت صرف اونٹ پر اور ناقہ کی وکالت صرف اونٹنی پر واقع ہوگی اور
 تقری وکالت جاموس یعنی بھینس پر واقع نہ ہوگی اگرچہ جاموس اسی جنس سے ہو کذا فی البدائع اگر کسی فالگیری نے دوسرے
 کو ایک گدھا خرید لیا وکیل کیا اور اسنے سواری کا چرخہ و شہر و اون کے کام آتا ہو اور کام کاج میں نہیں چلایا جاتا ہو
 خرید دیا تو موکل کے ذمہ نہ ہوگا پس اگر ثمن بتلا دیا اور وکیل نے اس ثمن سے ایک گدھا خرید لیا جسکی قیمت ثمن کے
 برابر یا کم ہو یا اسقدر زیادہ ہو کہ جب قدر خشارہ لوگ اس میں اٹھا لیتے ہیں تو موکل کے ذمہ نہ ہوگا اور اگر اسکے برخلاف
 ہو تو وکیل کے ذمہ پڑے گا یہ سراج الیوم میں لکھا ہو اور اگر قربانی کے جانور خرید لیا وکیل کیا تو یہ وکالت ایام قربانی
 تک مقید ہوگی یعنی ان میں دن تک خرید دیا تو موکل کا ہو ورنہ وکیل کا ہو اور کوئلہ اور برت خریدنے کی وکالت
 اسی سال کے اپنے اپنے موسم کے ساتھ مقید ہوگی یعنی برت مثلاً گرمیوں کے دنوں تک ہوگا اور اگر دوسرے سال
 اسکے موسم میں خرید دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر قربانی کی گامی سیاہ خرید لیا وکیل کیا اور اسنے سپید یا سرخ خرید دی
 تو موکل کے ذمہ پڑے گی اور اگر مادہ گامی کا حکم کیا اور اسنے نر خرید تو نہیں اور یہی حکم بکری کا ہو اور اگر صرف بقر کا لفظ
 لکھا اور بقر مادہ نہ کہا تو موکل کے ذمہ پڑے گی اور اگر سینکوں دارینڈھا قربانے کے واسطے خرید لیا حکم کیا اور اسنے
 بے سینکوں والا خرید دیا تو موکل کے ذمہ نہ ہوگا یہ وجہ کروری میں لکھا ہو ایک شخص کو دس درم دیکر حکم کیا کہ اسکے
 گھون بولنے کے واسطے خرید دے اور اسکو درم دیدے تاکہ بول دے پس وکیل نے گھون خریدے مشک خرچہ فرمایا
 کہ اگر اسنے گھون بولنے کے دن میں خریدے اور اسکو بے وقت بویا تو خریداری موکل کے ذمہ ہوگی اور وکیل پر ہی قدر
 گھون لازم ہوئے اور اگر وکیل نے بے وقت گھون خریدے تو اسنے اپنے واسطے خریدے اور موکل کے درم اسکو واپس
 دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی کو اپنے واسطے ایک گدھا خرید لیا حکم کیا تو یہ حکم ایسے گدھے کی نسبت
 سمجھا جاتا ہو جسپر حکم دینے والا سوار ہوتا ہو پس اگر حکم دینے والا مشلا قاضی ہو اور وکیل نے دم کٹا اور کان کا پھر
 خرید دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر فالگیری ہو تو جائز ہو یہ خزانہ المصنفین میں لکھا ہو اگر حبشی غلام خریدنے کا کوئی شخص

وکیل ہوا اور اسے غلام کے دام اپنے صرف میں کر لیے اور غلام اپنے پاس سے خرید دیا تو غلام وکیل کا ہوگا اور یہی مختار ہو اور اگر
غلام خرید کر وکیل کو دیدیا پھر بائع کو وہ دام اپنے خرچ میں لانے کے بعد دوسرے درم ادا کر دیے تو جائز ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو اگر کسی کو
ایک خاص گھر خریدنے کا وکیل کیا پس اسے آدھا خرید پھر بیکل نے باقی آدھا خرید کر وکیل کا آدھا موکل کے ذمہ لازم نہیں ہو سکتا
اور اگر موکل نے پہلے آدھا گھر خرید پھر باقی آدھا وکیل سے خرید دیا تو جائز ہو پھر اگر وہ آدھا جو موکل نے پہلے خرید تھا اتھاق
مابین کر کے لے لیا گیا تو اس کا اختیار ہوگا کہ باقی آدھا وکیل کا خرید یا ہوا واپس کر دے اور اگر موکل سب گھر مول لے لے
پھر آدھا اتھاق میں لیا جائے تو باقی واپس کر سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی خاص غلام کے خریدنے کا
وکیل کیا گیا اور اسے آدھا خرید کیا تو خرید موقوف رہی اگر خصوصیت سے پہلے اسے باقی آدھا بھی خرید دیا تو ہمارے اصحاب فائدہ
کے نزدیک موکل کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر موکل نے وکیل سے خصوصیت کی اور وکیل نے ہنوز باقی نہیں خریدی ہو اور قاضی نے
وکیل کے ذمہ لازم کیا پھر وکیل نے باقی خرید تو بالاجماع وکیل کے ذمہ پڑیگا اور یہی حکم ہر جنس میں ہو جسکے کمرے کرنے
میں ضرر یا عیب آجاتا ہو جیسے باندی غلام کپڑا وغیرہ اور اگر ایسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا کہ جسے کمرے نہ کرے یا سب نہیں ہو
پس وکیل نے آدھی چیز خریدی تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی اور باقی کے خریدنے کے وقت تک توقف نہ ہوگا مثلاً سودرم
ایک کمرہ گہون کے واسطے دیے اور وکیل نے آدھا کمرہ پاس درم کو خرید دیا تو جائز ہو اور اگر ایک ہزار درم دو غلاموں کے
خریدنے کے واسطے دیے پس ایک ہاںچھ درم کو خرید تو بالاجماع موکل کے ذمہ لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک جماعت
غلامین کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے ایک خرید تو بھی یہی حکم ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور اگر دو میں غلاموں
کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا کہ ہزار درم کو خرید دے پھر اسے ایک غلام چھ سو درم کو خرید تو موکل کو لازم نہ ہوگا بشرطیکہ
ہزار کے حصہ سے زیادہ کو خرید یا ہوا اور اگر موافق حصہ کے یا کم پر خرید ہو تو موکل کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر باقی غلام باقی
وہوں کو خرید دیا تو دونوں موکل کو لینے پڑینگے یہ حاوی میں لکھا ہو۔ ایک شخص کو ایک گھر ہزار درم پر خریدنے کے واسطے
حکم کیا پس وکیل نے ایسے گھر کا آدھا خرید جبکہ موکل اپنے بھائی کے ساتھ وارث ہوا تھا تو جائز ہو یہ خزانہ المفتیین میں
لکھا ہو اگر ایک شخص کو حکم کیا کہ غیر مقصود گھر کا آدھا ہزار درم کو میرے واسطے خرید دے پس مشتری نے خرید کیا اور بائع
کے ساتھ ہزارہ کر لیا تو خرید جائز ہو اور قسمت باطل ہو اور اگر ایسی چیز میں وکالت ہو جو ناپنی یا تولی جاتی ہو تو خریدنا
اور بائع مناسب جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے ایک دار خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اسے
ایسا دار جہین عمارت نہ تھی خرید لیا تو جائز ہو اس واسطے کہ دار میدان زمین کا نام ہو اور یہ حکم اس صورت میں ہو
کہ ایسا میدان خرید اور مسل بنا ہوا تھا پھر خراب ہو گیا اور میدان ہو گیا اور اگر ایسا میدان خرید جس پر کبھی عمارت ہی نہ تھی
تو جائز نہیں ہو کیونکہ وہ دار نہیں کہلاتا ہو قلت اور ہمارے عرف کے موافق دونوں صورتوں میں موکل کے ذمہ
لازم نہ ہوگا کیونکہ میدان ہمارے عرف میں کسی صورت میں دار نہیں کہلاتا ہو یہ محیطہ خسی میں لکھا ہو اگر دس رطل گوشت
ایک درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے دس رطل ایک درم کو خرید حالانکہ دس رطل گوشت دس رطل ایک درم کو کہتا ہو تو
امام عظیم کے نزدیک ہمیں سے دس رطل آدھے درم کو موکل کو لینا پڑیگا اور اگر اس گوشت کے دس رطل ایک درم کو نہ
کہتے ہوں بالاطاع کل گوشت لیں گے اور جنہیں نے کہا کہ بیچون رطل موکل کو لازم ہوئے یہ سراج الونج میں ہو ایک شخص کو ایک کمرہ
دیکھ کر کہا کہ اس سے کچھ کی روٹی اور کچھ کا گوشت خریدنے تو مشائخ نے فرمایا کہ صورت میں حیلہ یہ ہو نہاب سے کہے کہ تو اپنے واسطے

اور اگر کسی خاص غلام کے خریدنے کا وکیل کیا گیا اور اسے آدھا خرید کیا تو خرید موقوف رہی اگر خصوصیت سے پہلے اسے باقی آدھا بھی خرید دیا تو ہمارے اصحاب فائدہ کے نزدیک موکل کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر موکل نے وکیل سے خصوصیت کی اور وکیل نے ہنوز باقی نہیں خریدی ہو اور قاضی نے وکیل کے ذمہ لازم کیا پھر وکیل نے باقی خرید تو بالاجماع وکیل کے ذمہ پڑیگا اور یہی حکم ہر جنس میں ہو جسکے کمرے کرنے میں ضرر یا عیب آجاتا ہو جیسے باندی غلام کپڑا وغیرہ اور اگر ایسی چیز کے خریدنے کا وکیل کیا کہ جسے کمرے نہ کرے یا سب نہیں ہو پس وکیل نے آدھی چیز خریدی تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی اور باقی کے خریدنے کے وقت تک توقف نہ ہوگا مثلاً سودرم ایک کمرہ گہون کے واسطے دیے اور وکیل نے آدھا کمرہ پاس درم کو خرید دیا تو جائز ہو اور اگر ایک ہزار درم دو غلاموں کے خریدنے کے واسطے دیے پس ایک ہاںچھ درم کو خرید تو بالاجماع موکل کے ذمہ لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک جماعت غلامین کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے ایک خرید تو بھی یہی حکم ہو یہ بدائع میں لکھا ہو۔ اور اگر دو میں غلاموں کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا کہ ہزار درم کو خرید دے پھر اسے ایک غلام چھ سو درم کو خرید تو موکل کو لازم نہ ہوگا بشرطیکہ ہزار کے حصہ سے زیادہ کو خرید یا ہوا اور اگر موافق حصہ کے یا کم پر خرید ہو تو موکل کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر باقی غلام باقی وہوں کو خرید دیا تو دونوں موکل کو لینے پڑینگے یہ حاوی میں لکھا ہو۔ ایک شخص کو ایک گھر ہزار درم پر خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اسے ایسا دار جہین عمارت نہ تھی خرید لیا تو جائز ہو اس واسطے کہ دار میدان زمین کا نام ہو اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ ایسا میدان خرید اور مسل بنا ہوا تھا پھر خراب ہو گیا اور میدان ہو گیا اور اگر ایسا میدان خرید جس پر کبھی عمارت ہی نہ تھی تو جائز نہیں ہو کیونکہ وہ دار نہیں کہلاتا ہو قلت اور ہمارے عرف کے موافق دونوں صورتوں میں موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگا کیونکہ میدان ہمارے عرف میں کسی صورت میں دار نہیں کہلاتا ہو یہ محیطہ خسی میں لکھا ہو اگر دس رطل گوشت ایک درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے دس رطل ایک درم کو خرید حالانکہ دس رطل گوشت دس رطل ایک درم کو کہتا ہو تو امام عظیم کے نزدیک ہمیں سے دس رطل آدھے درم کو موکل کو لینا پڑیگا اور اگر اس گوشت کے دس رطل ایک درم کو نہ کہتے ہوں بالاطاع کل گوشت لیں گے اور جنہیں نے کہا کہ بیچون رطل موکل کو لازم ہوئے یہ سراج الونج میں ہو ایک شخص کو ایک کمرہ دیکھ کر کہا کہ اس سے کچھ کی روٹی اور کچھ کا گوشت خریدنے تو مشائخ نے فرمایا کہ صورت میں حیلہ یہ ہو نہاب سے کہے کہ تو اپنے واسطے

آدھے درم کی روٹی خرید لا پھر یہ دلیل اس سے آدھے درم کی روٹی اور آدھے درم کا گوشت خرید کر کے پورا درم اسکو دیدے یا روٹی والے کو آدھے درم کا گوشت اپنے واسطے خریدنے کا حکم کرے پھر اسی طور سے اس سے خریدے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دس درم کو ایک ہروی کپڑے کے خریدنے کے واسطے دوسرے کو وکیل کیا اور اسنے دو ہروی کپڑے دس درم میں خریدے کہ ہر ایک دس درم کا ہوتا ہو تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک کوئی دو لون میں سے موکل کو لینا لازم نہوگا اور اگر اسکو کسی خاص کپڑے میں کے خریدنے کا حکم کیا اور باقی مسئلہ یہی ہو تو موکل کو وہ کپڑا اپنے حصہ میں کے عوض لازم ہوگا اور اگر کسی خاص گیہوون کے خریدنے کا حکم کیا ہو تو بھی ایسی حکم ہو یہ وجہ ذکر درمی میں لکھا ہو کیا قیادہ یہ ہو کہ ان مسائل میں جسکو کسی چیز کے خریدنے کا حکم کیا گیا ہو اگر اسکو من اشارہ کر کے اور نام لیکر دو لون طرح بتلایا اور الیہ اسکے برخلاف مکتل جو اسنے نام لیا تھا پس یا تو دو لون اشارہ الیہ کے حال سے جاہل تھے یا ایک جاہل تھا یا دو لون واقف تھے مگر ہر ایک دوسرے کے واقف ہونے سے خبر دار نہ تھا یا دو لون خبر دار تھے پس پہلی تین صورتوں میں وکالت اس قسم سے متعلق ہوگی جو من اسنے نام رکھ کر بتلایا ہو تاکہ دو لون یا ایک قریب سے بچ جاوے اور چوتھی صورت میں اشارہ الیہ سے متعلق ہوگا کیونکہ اشارہ میں پہچان زیادہ ہوتی ہو اور اگر اشارہ الیہ وہی جنس ہو جو اسنے نام لیا ہو تو وکالت اشارہ الیہ سے متعلق ہوگی ولیکن اگر اس میں دلیل کا ضرر ہو مثلاً بدون اسکی رضا مندی کے من اسنے اس کے ذمہ مقرر ہوا جانا ہو تو ایسا نہوگا۔ دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ایک باندی بعض اسکے جو اس تھیلی میں ہر ہزار درم سے خرید دے اور تھیلی وکیل کو دیدی اسنے ہر ہزار درم کو ایک باندی خریدی پھر تھیلی کو دیکھا تو اس میں ہر ہزار دینار یا ہر ہزار پیسے مکتل یا تو سو درم مکتل تو یہ خرید موکل کے ذمہ ہوگی اگر دو لون ناواقف تھے کہ تھیلی کے اندر کیا ہو یا ایک ناواقف تھا یا دو لون واقف تھے مگر ہر ایک یہ نہیں جانتا تھا کہ دوسرا جانتا ہو اسی طرح اگر وکیل نے تھیلی کی چیز کو دیکھ کر باندی خریدی تو بھی خرید موکل کے ذمہ ہوگی کیونکہ وکالت جب پائی گئی تو اس سے متعلق ہوئی تھی جو اسنے نام لیا تھا یعنی ہر ہزار درم سے اسی طرح اگر تھیلی میں ڈیڑھ ہر ہزار درم مکتل اور موکل نے باندی ہر ہزار درم کو خریدی تو موکل کے ذمہ نہیں پڑے گی اسی طرح اگر یوں کہا کہ میرے لیے ایک باندی ہر ہزار درم کو نقد بیت المال سے جو اس تھیلی میں ہر خرید دے پس موافق حکم کے اسنے خریدی پھر جو دیکھا تو تھیلی میں ہر ہزار درم غلہ کے مکتل یا یوں کہا کہ میرے واسطے ہر ہزار درم غلہ کے عوض جو اس تھیلی میں ہر خرید دے اور اسنے اسی طرح خریدی پھر جو دیکھا تو ہر ہزار درم نقد بیت المال تھیلی میں مکتل تو بھی خریداری موکل کے ذمہ لازم ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو اگر موکل نے ہر ہزار درم وکیل کے سامنے تول دیے اور وکیل دیکھ رہا تھا اور کہا کہ ان سو دینار کے عوض میرے واسطے ایک باندی خرید دے پس وکیل نے موافق بیان موکل کے باندی خریدی تو خریداری اسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر انھیں درمون کے عوض خریدی تو موکل کے ذمہ نہیں پڑے گی اور اگر وکیل کو اسنے ایک تھیلی حوالہ کی اور کہا کہ میرے واسطے ایک باندی ہر ہزار درم کو جو اس تھیلی میں ہر خرید دے پھر تھیلی میں جو کچھ اس میں تھا وکیل کے ہاتھ سے تلف ہو گئی پھر وکیل نے ہر ہزار درم کو ایک باندی موکل کے واسطے خریدی اور دو لون نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ درم توقع یا بصرہ تھے تو خریداری موکل کے ذمہ ہوگی اور یہ اس صورت میں ہو کہ دو لون تھیلی دینے کے وقت ناواقف تھے کہ اس میں کیا ہو یا ایک نہیں واقف تھا یا دو لون واقف تھے مگر ایک کو دوسرے کے وقوف کا علم نہ تھا اور اگر دو لون واقف تھے کہ اس میں کیا ہو اور ہر ایک کو دوسرے کے جاننے کا وقوف تھا تو وکالت اشارہ الیہ کے ساتھ متعلق ہوگی یا نہ کہ اگر اسنے اشارہ الیہ کے تلف ہونے کے بعد خریدی تو خریداری اسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر دو لون میں سے ایک نے

بیکوینج

مکتل یا یوں کہا کہ میرے واسطے ایک باندی ہر ہزار درم کو نقد بیت المال سے جو اس تھیلی میں ہر خرید دے پس موافق حکم کے اسنے خریدی پھر جو دیکھا تو تھیلی میں ہر ہزار درم غلہ کے مکتل یا یوں کہا کہ میرے واسطے ہر ہزار درم غلہ کے عوض جو اس تھیلی میں ہر خرید دے اور اسنے اسی طرح خریدی پھر جو دیکھا تو ہر ہزار درم نقد بیت المال تھیلی میں مکتل تو بھی خریداری موکل کے ذمہ لازم ہوگی یہ محیط میں لکھا ہو اگر موکل نے ہر ہزار درم وکیل کے سامنے تول دیے اور وکیل دیکھ رہا تھا اور کہا کہ ان سو دینار کے عوض میرے واسطے ایک باندی خرید دے پس وکیل نے موافق بیان موکل کے باندی خریدی تو خریداری اسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر انھیں درمون کے عوض خریدی تو موکل کے ذمہ نہیں پڑے گی اور اگر وکیل کو اسنے ایک تھیلی حوالہ کی اور کہا کہ میرے واسطے ایک باندی ہر ہزار درم کو جو اس تھیلی میں ہر خرید دے پھر تھیلی میں جو کچھ اس میں تھا وکیل کے ہاتھ سے تلف ہو گئی پھر وکیل نے ہر ہزار درم کو ایک باندی موکل کے واسطے خریدی اور دو لون نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ درم توقع یا بصرہ تھے تو خریداری موکل کے ذمہ ہوگی اور یہ اس صورت میں ہو کہ دو لون تھیلی دینے کے وقت ناواقف تھے کہ اس میں کیا ہو یا ایک نہیں واقف تھا یا دو لون واقف تھے مگر ایک کو دوسرے کے وقوف کا علم نہ تھا اور اگر دو لون واقف تھے کہ اس میں کیا ہو اور ہر ایک کو دوسرے کے جاننے کا وقوف تھا تو وکالت اشارہ الیہ کے ساتھ متعلق ہوگی یا نہ کہ اگر اسنے اشارہ الیہ کے تلف ہونے کے بعد خریدی تو خریداری اسکی ذات کے واسطے ہوگی اور اگر دو لون میں سے ایک نے

اپنے جاننے سے انکار کیا یا دوسرے کے وقت سے خبردار ہونے سے انکار کیا تو اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر دونوں نے
 راست بازی سے کہا کہ درم زیوف یا نہر دتھے اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو پس اگر دونوں کو تحصیل دینے کے وقت وقف ہو یا صرف
 ایک نے جانا یا دونوں نے جانا مگر ہر ایک کو دوسرے کے وقت سے آگاہی نہ تھی تو خریداری وکیل کے ذمہ پڑیگی اور اگر زیوف درم
 موکل کے پاس بعینہ قائم ہوں پھر اسے ایک یا مذی ہزار درم کہے دیکر خریدی تو خریداری موکل کے ذمہ ہوگی و لیکن اگر دونوں
 نے تحصیل دینے کے وقت جانا اور ہر ایک کو دوسرے کے جاننے کی خبر ہو تو وکالت مشائرا علیہ سے متعلق ہوگی اور اگر بعد تلف ہونے مشائرا
 کے آئے یا مذی خریدی تو وکیل کے ذمہ پڑیگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو دوسرے سے کہا کہ یہ غلام خرید لے اور مال دید یا معرفت میں یہ
 وکیل کرتا ہو اگر چاہے یہ نہ کہا کہ میرے واسطے خرید دے یا اس مال کے عوض خرید دے اور وکیل کو اپنے واسطے خریدنا نہیں ہو
 اور اگر اپنے واسطے نیت کر لی تو بھی موکل کے واسطے ہوگا یہ قیدیہ میں لکھا ہو اگر کسی غلام میں یا یا مذی معین کی خریداری کے
 واسطے وکیل کیا پس وکیل نے بعینہ کیل و موزون کے عوض یا کسی اسباب کے عوض خریدنا تو بلا خلاف جائز نہیں ہو اور اگر کیل
 یا موزون غیر معین کے عوض خرید کیا تو یہ صورت کتاب الاصل میں مذکور نہیں ہو اور شائع نے امین اختلاف کیا ہو یہ محیط میں ہو
 اگر کسی نے دوسرے کو کسی خاص غلام کے خریدنے کے واسطے کسی قدر دامون میں کے عوض حکم کیا اور وکیل نے وکالت
 قبول کر لی پھر خریداری کے وقت گواہ کر لیے کہ میں اپنے واسطے خریدتا ہوں پھر غلام کو مثل اس شخص سے کسی کے عوض خریدنا تو وہ
 موکل کے واسطے ہوگا اور اگر اس شخص سے زیادہ کو یا دوسری جنس شخص کے عوض خرید کیا تو اسی کے واسطے ہوگا اور اگر اس
 وکیل نے دوسرے کو خریدنے کا وکیل کیا اور اسے خریدنا تو بھی پہلے موکل کا ہوگا دوسرے کے واسطے ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہو
 کہ دوسرے وکیل نے وکالت بدون پہلے موکل کی موجودگی کے قبول کی ہو اور اگر پہلا موکل موجود ہو پس اگر دوسرے موکل
 نے کوئی دوسرا شخص بیان کیا مثلاً پہلے نے ہزار درم پر خریدنے کو کہا اور دوسرے نے سودینا پر خریدنے کو بیان کیا اور
 دوسرے وکیل نے سودینا کو خریدنا تو دوسرے موکل کے واسطے ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر موکل نے کسی معین غلام
 کے خریدنے کا حکم کیا اور شخص بیان نہ کیا پس اگر وکیل نے درم یا دینار سے خریدنا تو موکل کے واسطے ہوگا اگرچہ اپنے لیے نیت
 کی یا تصریح کر دی ہو اور اگر سوائے درم و دینار کے اور کسی چیز کے عوض خریدنا تو ہمارے علماء کے نزدیک اسی کے واسطے
 ہوگا اور اگر وکیل نے کسی دوسرے کو اسی شے کے خریدنے کا وکیل کیا پس اگر دوسرے وکیل نے اسکو پہلے وکیل کے واسطے خریدنا
 تو پہلے کے واسطے ہوگا اور شائع نے فرمایا کہ پہلے کے واسطے ہونے کی اس صورت میں ہی صورت ہو سکتی ہو کہ پہلا وکیل دوسرے
 سے یہ کہہ دے کہ میرے واسطے خرید کر یا یہ خرید کر اور اگر یوں نہ کہا کہ میرے موکل فلان کے واسطے خرید کر اور دوسرے وکیل نے
 خریدنا تو دوسرے وکیل کے واسطے ہوگا نہ پہلے وکیل کے واسطے اور اگر پہلے وکیل نے دوسرے کے حضور میں خریدنا پس اگر مثل اس
 شخص کے عوض خریدنا جو پہلی تو کیل میں ہو یا اس سے کم پر خریدنا تو یہ خریداری پہلے موکل کے واسطے ہوگی اور اگر پہلے شخص سے
 رائے پر یا دوسری جنس کے عوض خریدنا تو پہلے وکیل کے واسطے ہوگی اور اگر پہلے موکل نے اپنے وکیل سے کہا تھا کہ اپنی لیے
 سے کام کر پس پہلے نے دوسرے کو وکیل کیا اور اسے پہلے کی غیبت میں مثل شخص مذکور کے عوض خریدنا تو پہلے موکل کے واسطے
 ہوگا پہلے وکیل کے واسطے ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے فلان شخص کی یا مذی خرید دے
 اسے مان نہیں کچھ نہ کہا اور اگر خرید لی پس اگر کہا کہ میں نے موکل کے لیے خریدی تو اس کے لیے ہوگی اور اگر کہا کہ اپنے لیے
 خریدی تو اپنے لیے ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے خریدی اور موکل کے لیے یا اپنے لیے کچھ نہ کہا پھر کہا کہ فلان موکل کے لیے خریدی ہو

پس اگر یہ قول باندی کے ہلاک ہونے یا امین عیب پیدا ہونے سے پہلے کہا تو تصدیق کی جائیگی اور اگر ہلاک یا عیب پیدا ہونے کے بعد کہا تو تصدیق نہ کی جائیگی یہ خلاصہ میں ہو کسی شمعین کے خریدنے کے وکیل نے اگر اسکو خریدنا پھر موکل نے اسکو بعد خواہش نہ کی تو بیع لازم ہوگی اور وہیں نمونہ سیکلی یہ جو اہم الفتاویٰ میں ہو۔ ایک شخص کو حکم دیا کہ فلاں غلام میرے اور اپنے دربان مشترک خریدے پس وکیل نے کہا کہ اچھا پھر وکیل نے جا کر خرید لیا اور گواہ کر لیا کہ میں نے اپنے ہی واسطے خرید لیا تو موافق شرط کے دونوں میں مشترک ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلاں شخص کا غلام میرے اور اپنے دربان مشترک خریدے پھر وکیل نے کہا کہ اچھا پھر دوسرے شخص نے وکیل سے علم یہیں کہا اور وکیل نے قبول کر لیا پھر تیسرے شخص وکیل سے ملا اور اُسے بھی مثل پہلے کے اُس سے کہا اور اُسے قبول کر لیا پھر وکیل نے وہ غلام خرید لیا اگر تیسرے کی وکالت کو وکیل نے دونوں پہلے موکلوں کے سامنے قبول کر لیا تھا تو یہ غلام وکیل اور تیسرے کے دربان مشترک ہوگا اور پہلے دونوں کو کچھ نہ ملے گا اور اگر بدوین پہلے دونوں کی موجودگی و علم کے خرید تو فقط پہلے دونوں میں نصف نصف مشترک ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر ایک معین غلام کو پانچ سو درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کر لیا پھر وکیل نے دوسرے غلام کے ساتھ اسکو ملا کر ہزار درم کو ایک ہی صفحہ میں خرید لیا تو اہم غلام ہر ایک کے نزدیک دونوں وکیل کے ہونگے اور موکل کے ذمہ کوئی لازم نہ ہوگا اور حصہ بین نے فرمایا کہ موکل کے ذمہ دونوں میں وہ ہو چکا آئے ہیں کہ دیا تھا بشرطیکہ اسکا حصہ ثمن پانچ سو درم یا کم ہو اور یہ اختلاف اسوقت ہو کہ موکل نے وکیل کرتے وقت ثمن بیان کر دیا ہو اور اگر بیان نہ کیا ہو تو بالاجماع جائز ہو بشرطیکہ جو غلام موکل کے واسطے خرید لیا ہو اسکا حصہ ثمن اسکی قیمت کے مساوی یا اتنا زیادہ ہو کہ بقدر خسارہ ایسے معاہدہ میں لوگ برداشت کر لیتے ہیں یہ سراج الودیع میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کو وکیل کیا کہ میرے واسطے فلاں شمعین اس قدر ثمن کو خرید آئے اسی قدر ثمن کو خرید دی بہانہ کہ خرید موکل کے واسطے ہو گئی پھر امین کوئی عیب پا کر بائع کو واپس کر دی پھر چاہا کہ اپنے واسطے خریدے پس اگر وہ اپس کرنا قبضہ کے بعد یا قبضہ سے پہلے حکم قاضی یا بدوین حکم قاضی کے ہوا تو وکیل اپنے واسطے نہیں خرید سکتا ہو بان اگر دوسری جنس کے عوض خریدے یا اُس ثمن سے کچھ زیادہ دیکر خریدے تو ہو سکتا ہو اور اگر وہ اپس کرنا قبضہ کے بعد بدوین حکم قاضی کے ہوا تو اپنے واسطے جنس ثمن سے چاہے خریدے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک خاص چسپم ہزار درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُس نے ایک ہزار ایک سو درم کو خرید لیا پھر بائع نے سو درم ثمن میں سے کم کر دیے تو غلام مشتری کا ہو گا یہ سراج الودیع میں لکھا ہو

فصل غیر معین چیز خریدنے کے واسطے وکیل کرنے اور وکیل و موکل میں اختلاف واقع ہونے کے بیان میں ایک نے دوسرے کو ایک غلام خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور ایک دوسرے موکل نے بھی اسکو اسی واسطے وکیل کیا اور دونوں نے اسکو دام دیدے پس اُس نے ایک غلام خرید لیا اور کہا کہ میں نے فلاں شخص کی نیت سے اسکو خرید لیا تو اسکا قول مقبول ہوگا۔ دو شخصوں میں سے ہر ایک نے ایک شخص کو ایک خاص غلام میں آدھا خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اُس نے خرید لیا اور دونوں ثمن ایک ہی جنس کے ہیں اور اُس نے کہا کہ میں نے فلاں کے واسطے نیت کی ہو تو اسکا قول لیا جائیگا اور اگر ثمن دو جنسوں سے ہو مثلاً ایک نے ہزار درم کو اور دوسرے نے سو دینار کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے آدھا غلام سو دینار کو درم موکل کی نیت سے خرید لیا تو خریداری وکیل کی ذات کے واسطے ہوگی یہ محیط حسری میں لکھا ہو اگر غیر معین چیز کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اُس نے کوئی غلام خرید لیا پس یا تو عقد بیع میں ثمن معین کی طرف اضافت کی یا مطلق ثمن بیان کیا پس اگر ثمن معین

بیان کیا تو بیع اس میں دے کو ملیا اگرچہ نیت اسکی برخلاف ہو اور اگر مطلق میں بیان کیا پس یا تو نقد دنیا قرار پایا یا مال و ہار بجا ہو پس اگر نقد فی الحال ہو تو اس صورت میں یا کسی کے واسطے نیت کرنے کا یا عدم نیت کا دونوں سچا قرار کیا یا دونوں نے اختلاف کیا پس اگر کسی کے واسطے نیت کرینکا دونوں نے اقرار کیا تو بیع اسی کو ملیگا اور اگر نیت میں اختلاف کیا تو جب تک مال نقد دیا ہوگی کے واسطے ہوگی اور اگر عدم نیت پر اتفاق کیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک عقد کرنے والے کو ملیگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک مال جو ان کا ہو وہی حاکم ہو جائیگا پس جب تک مال ادا کیا اسی کو ملیگا اور اگر میں میعاد ہی ہو تو بیع وکیل کو ملیگا اگر کسی غیر معین غلام کے خرید نیکیا وکیل کیا اور وکیل نے غلام کو خرید لیا کہ اسکو موکل نے کبھی دیکھا ہو اور وکیل نے دیکھا نہیں ہو تو وکیل کے واسطے خیار رویت باقی رہیگا اور اگر غیر معین غلام کو خرید نیکیا وکیل کیا گیا پس اسے ایسا غلام خرید لیا کہ جسکو اس نے دیکھا ہو تو وکیل و موکل دونوں کے واسطے خیار رویت حاصل ہوگا یہ محیط میں ہو کسی نے ہزار درم کو ایک باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور دام دیدیے پس وکیل نے خریدی اور موکل نے کہا کہ تو نے پانچ سو درم کو خریدی ہو اور وکیل نے کہا کہ میں نے ہزار درم کو خریدی ہو تو وکیل کا قول لیا جائیگا بشرطیکہ باندی نہر کی قیمت کی ہو اور اگر پانچ سو درم قیمت کی ہو تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور اگر موکل نے اسکو دام نہیں دیے ہیں اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو موکل کا قول لیا جائیگا اور باندی وکیل کے ذمہ پڑیگی مگر پہلے دونوں ایک دوسرے کے دعوے پر قسم کھائیں گے یہ کافی ہیں لکھا ہو اور اگر کسی معین باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اسے خریدی پھر دلیل اور موکل میں اختلاف پڑا کہ وکیل نے کہا کہ تو نے ہزار درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا تھا اور میں نے تیرے حکم کے موافق خریدی اور موکل نے کہا کہ میں نے پانچ سو درم کو خریدنے کے واسطے حکم کیا تھا اور تو نے ہزار درم کو اپنے واسطے خریدی ہو تو موکل کا قول معتبر ہوگا اور باہم دونوں سے قسم نہ لی جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو اگر خاص اس غلام کے خریدنے کے واسطے دلیل کیا اور میں نے بیان کیا پس وکیل نے خریدی پس وکیل نے کہا کہ میں نے ہزار درم کو خرید لیا ہو اور باقی نے اسکی تصدیق کی اور موکل نے کہا کہ پانچ سو درم کو خرید لیا ہو تو دونوں سے قسم لی جائیگی اور سی کو شیخ ابو منصور رحمہ نے اختیار کیا اور بعض نے کہا کہ قسم نہ لی جائیگی اور اسی کو فقیر ابو جعفر رحمہ نے اختیار کیا ہو اور ظاہر ہلایا ہی قول صحیح ہو یہ کافی ہیں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے لیے اپنا بھائی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے خرید لیا پس موکل نے کہا کہ یہ میرا بھائی نہیں ہو تو قسم لیکر اسکا قول لیا جائیگا اور بیع وکیل کے ذمہ پڑیگی اور غلام آزاد ہو جائیگا کیونکہ اسکا قرار پر موکل کا بھائی اور اسکی طرف سے آزاد ہو یہ قاضی خان میں ہو اور اگر دوسرے کو ایک ہندی غلام خرید لیا وکیل کیا اور وکیل نے موافق حکم موکل کے ہندی غلام خرید لیا پس موکل کے پاس اسکو لایا اور موکل نے کہا کہ یہ تو میرا غلام ہو مجھے فلاں شخص نے غصب کر لیا تھا اور وکیل نے کہا کہ یہ فلاں شخص کا غلام ہو میں نے تیرے واسطے خریدا ہو پس اسکی دو صورتیں ہیں اگر وکیل کو نہیں دیا گیا ہو تو موکل کا قول قبول ہوگا اور اگر نہیں دیا ہو تو اسکا قول لیا جائیگا کہ وکیل کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جب تک اپنے دعوے پر گواہ نہ لائے موکل نے میں نے لیا ہے اور اگر اسے گواہ نہ لائے تو اسکا دعویٰ مقبول ہوگا اور اگر موکل نے بھی غلام اپنی ملک ہونے کے گواہ نہ لائے تو وکیل کی گواہی مقدم کسی جائیگی۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم کسی غلام کے خریدنے کے واسطے دیے پھر وکیل ایک غلام لایا اور کہا کہ میں نے اسے ہزار درم کو خرید لیا ہو اور موکل نے کہا کہ تو نے اسکو نہیں خریدا ہو اور میں نے نبھکو وکالت سے برطرف کر دیا پس میرے واسطے کوئی چیز نہ خریدی تو وکیل کا قول مقبول ہو اسی طرح اگر یوں کہا کہ میں نے تیرے لیے اس شخص سے ایک غلام خریدا اور قبضہ کر لیا تھا پھر وہ مر گیا تو ہاں ہو اور ہزار درم اسکو دلائے جائیں گے

اور اگر وکیل نے کہا کہ میں نے تیرے لیے ہزار درم کو ایک غلام ایک شخص سے خریدا اور کسی ایسے شخص کو نہ بتلایا جو بچا نا جاوے پس موکل نے کہا کہ تو نے میرے واسطے کچھ نہیں خریدا اور میں نے تجھ کو نکالت سے بظرف کیا تو نکالت سے خارج ہو جائیگا پھر اگر اسکے بعد کسی خاص شخص کا نام لیا تو اسکی تصدیق نہ کیا جائیگی۔ نوادر بن ماعدن امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے یہ غلام ہزار درم کو فلاں شخص کے مال سے خریدا اور فلاں شخص نے کہا کہ میں نے تجھے اس واسطے حکم کیا تھا پھر اُسے کہا کہ تو نے مجھے حکم نہیں کیا تھا بلکہ میں نے تیرے ہزار درم غضب کر کے اسکا یہ غلام خریدا تو درم کے مالک کا قول لیا جائیگا یہ محیط من لکھا ہے ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی ہزار درم کو خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس اُسے دو ہزار درم کو خرید کر موکل کے پاس بھیج دی اور اُسے اسکو ام ولد بنا یا پھر وکیل نے کہا کہ میں نے دو ہزار درم کو خریدی تھی پس اگر وکیل نے اسکو بھیج دینے کے وقت یہ کہا کہ یہ وہی باندی ہے جسکے خریدنے کے واسطے تو نے مجھے وکیل کیا تھا اور میں نے تیرے لیے خریدا کر دی ہے پھر کہا کہ دو ہزار کو خریدی ہے تو اُسکے بات کی تصدیق نہ کیا جائیگی اور اگر گواہ پیش کیے تو ساعت نہوگی اور اگر وقت ار سال کے کچھ نہیں کھاتا پھر دو ہزار درم پر خریدیگا دعویٰ کیا تو اسکا قول لیا جائیگا اور اسکو اختیار ہو گا کہ چاہے باندی مع عقار و بچہ کی قیمت کے موکل سے واپس کر لے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی خریدنے کے واسطے ہزار درم دیے اور کہہ دیا کہ اپنے پاس سے پانچ سو درم تک زیادہ بڑھاوے پھر وکیل نے کہا کہ میں نے ڈیڑھ ہزار درم کو خریدی ہے اور جو کل نے کہا کہ ایک ہزار کو تو ہم ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم لیا جائیگی اور پہلے وکیل کی طرف سے قسم لیا جائیگی پس اگر اُسے قسم کھائی تو باندی کی ایک تہائی وکیل کی اور دو تہائی موکل کی ہوگی یہ محیط خرمی میں لکھا ہے اگر وکیل نے کہا کہ میں نے چھتر موکل کے واسطے خریدی ہے اور موکل نے کہا کہ تو نے اپنے واسطے خریدی ہے پس اگر کسی خاص معین غلام کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا ہو اور وکیل نے اسے خریدنے کی خبر دی ہو اور غلام زندہ ہو تو بالاجملہ وکیل کا قول لیا جائیگا خاندان من نقد دیا ہو یا نہ دیا ہو اور اگر خبر دینے کے وقت غلام مر چکا ہو اور کہا کہ بعد خریدنے کے غلام مر گیا اور وکیل نے انکار کیا پس اگر من نقد ادا نہیں کیا ہے تو موکل کا قول لیا جائیگا اور اگر نقد دیا ہو تو قسم پیکر وکیل کا قول لیا جائیگا۔ اور اگر غلام غیر معین خریدیگا وکیل کیا اور غلام زندہ موجود ہو پس وکیل نے کہا کہ میں نے تیرے واسطے خریدا ہے اور موکل نے کہا کہ بلکہ تو نے اپنے واسطے خریدا ہے پس اگر من نقد دیا تو وکیل کا قول اور اگر نہیں دیا تو موکل کا قول امام عظیمہ رحمہ کے نزدیک لیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک وکیل کا قول لیا جائیگا اور اگر غلام مر گیا ہو پس اگر من نقد دیا ہو تو وکیل کا قول اور اگر نہیں دیا ہے تو موکل کا قول لیا جائیگا یہ سنین میں لکھا ہے اگر کسی شخص کو ہزار درم دیے اور حکم کیا کہ اسکی باندی یا کوئی چیز معین خرید دے پس وہ دام وکیل کے پاس تلف ہو گئے پھر اُسے خریدی کو وکیل کے ذمہ ہوگی اور اگر بعد خریدنے کے دام دینے سے پہلے تلف ہو گئے پس اگر وکیل کے پاس تلف ہو گئے تو موکل کے ذمہ ہوگی اور اسی قدر موکل سے لے لیا اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ خریداری سے پہلے یا بعد تلف ہو جانے پر دونوں میں اتفاق ہو اور اگر اختلاف ہو تو موکل کا قول اسکی دانست پر قسم لیا جائیگا مگر اگر درم تلف ہوئے یہاں تک کہ وکیل نے ادا کر دیے پھر ایک نے احتقاق ثابت کر کے بائع کے قبضے سے لے لے تو بائع وکیل سے اور وکیل موکل سے پھر اسی قدر وصول کر لینے اور اگر بعد خریداری کے وکیل کے پاس تلف ہو گئے اور اُسے موکل سے پھر وصول کر لیے پھر دو سری بار بھی وہ وکیل کے قبضہ میں تلف ہوئے تو موکل سے پھر وصول نہیں کر سکتا ہے اسی طرح اگر خریدنے کے بعد بھی اُسے موکل سے ہزار درم اتہام میں وصول کیے اور وہ وکیل کے پاس تلف ہو گئے تو موکل سے

نہیں ملے سکتا ہو اور بائع کو اپنے پاس سے اور اگر بیگاہہ وغیرہ میں لکھا ہو ایک شخص کو ہزار درم دے دے اور حکم کیا کہ بیگاہہ ایک غلام
 خریدے پھر وکیل درم میں کو اپنے گھر رکھ کر بازار گیا اور جا کر موکل کے لئے ایک غلام خرید کر کے اپنے گھر بائع کے سامنے لایا تاکہ
 بائع کو وہ درم دے جا کر دیکھا تو درم کوئی شخص چور لے گیا تھا اور غلام اسکے گھر میں مر گیا پھر بائع نے اس سے درم مانگے
 اور موکل نے غلام کا نشانہ نہ دیا تو بائع نے فرمایا کہ رکھ لو موکل سے دہا لیکر بائع کے سپرد کرے اور پہلے دہا اور غلام وکیل کے پاس
 امانت میں خلائع ہوئے اور شبہ ابواللیث نے فرمایا کہ یہ حکم اس صورت میں ہو کہ گو اہل ان سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ نہ
 غلام خرید تھا اور وہ مر گیا اور اگر صرف اس کے کہنے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے اس اور میں اسکی تصدیق کیا جائیگی کہ اگرچہ شرع
 نہیں ہے اور اسکی تصدیق نہ بیجا کی کہ موکل دوبارہ دہا دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دے دے کہ
 ہزار درم ایک باندی خریدنے کے واسطے دیئے اور اسے خریدی پھر وکیل نے وہ درم زبانی باندہ دیا ستر ذریعہ صاف بائع اور
 بائع کو دیئے لایا اور اس نے پہلے پھر وہ وکیل کے پاس خلائع ہوئے تو موکل کا مال گیا اور وکیل موکل سے ہزار درم کہہ کر بائع کے پاس
 اور اگر بائع نے وہ درم وکیل سے لیکر لیے پائے اور وکیل کو یہ دے دے اور وہ وکیل کے پاس تلف ہوئے ہیں اس نے زبانی باندہ پر وکیل
 کے جسے تو تلف ہونا وکیل کے ذمہ ہوگا پھر وہ ہزار درم کہہ کر اپنے پاس سے ڈال دے بیگا اور وکیل سے نہیں دے سکتا ہو اور اگر
 مستحق یا رضامین ہا کر واپس کیے تو تلف ہونا موکل کے ذمہ پڑے گا اور وہ موکل سے ہزار درم کہہ کر لیکر بائع کو دے دے اور اگر پھر
 لینے کے بعد اس کے پاس تلف ہو گئے تو وکیل کا مال گیا پھر موکل سے نہیں ملے سکتا ہے یہ صحیح ہے میں لکھا ہے ایک شخص نے دے دے کہ
 حکم دیا کہ میرے واسطے ایک باندی ہزار درم کو خرید دے اور وکیل نے خریدی اور بیوز نہ اسے تصدیق کیا تھا اور درم دیئے تھے
 کہ موکل نے اسکو دام دیئے کہ جا کر اور دے پھر وکیل نے ثمن تلف کر دیا اور وہ تنگ دست ہو تو بائع کو اختیار ہو کہ ثمن وصول کرنے
 کے عوض باندی کو روک رکھے اور یہ اختیار نہیں ہو کہ موکل سے مواخذہ کرے اور وکیل موکل سے نہیں ملے سکتا ہے اور اگر
 موکل نے دوبارہ ثمن دید یا حالانکہ اس پر وینا ضروری نہیں ہو تو وہ باندی لے لیگا اور بائع انکار نہیں کر سکتا ہے پھر موکل وکیل
 سے اپنے درم واپس کرے گا اور اگر موکل نے درم نہ دیئے تو بالاتفاق قاضی اس باندی کو درم ان کے عوض فروخت کرے گا
 اگر بائع اور موکل رضی ہوں اور اگر دونوں یا موکل رضی نہ ہو تو بھی امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک یہ حکم ہو
 اور جب قاضی نے اسکو فروخت کیا اور دوسرے ثمن میں پست پہلے کے زیادتی ہو تو وہ موکل کو ملیگی اور اگر نقصان ہو
 تو بائع اپنا نقصان وکیل سے لے لیگا نہ موکل سے پھر موکل بائع سے اپنے درم جو اس نے دیئے ہیں واپس لیگا یہ تاہم رضامینہ
 میں لکھا ہے کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے واسطے ان ہزار درم ان کی ایک باندی خرید دے اور درم دکھلا کر اسکو دے دے
 نہیں میں ہاتھ کہ وہ درم چوری گئے پھر وکیل نے باندی خریدی تو موکل کے ذمہ پڑے گی اسی طرح اگر چوری نہ گئے و لیکن
 موکل نے اسکو اپنی ضرورت میں خرچ کر ڈالا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر موکل نے وکیل کو دیدے اور اس کے پاس سے چوری گئے
 تو اس پر ضمان نہیں ہے پھر اگر اس کے بعد وکیل نے باندی خریدی تو وکیل کے ذمہ پڑے گی خواہ وکیل کو درم تلف ہونے کی خبر
 یا خبر نہ ہو اگر اسکو ہزار درم دیکر باندی خرید لیا حکم کیا پھر اس میں سے پانچو درم وکیل کے پاس تلف ہو گئے اور پانچو
 باقی رہے پھر وکیل نے ایک باندی خریدی اور ہزار درم ثمن ہو تو وکیل کی ہوگی اور اگر پانچو درم کو خریدی پس اگر
 پانچو درم قیمت کی ہو تو وکیل کی ہوگی اور اگر چار درم قیمت کی ہو یا اس قدر کم ہو کہ لوگ اتنا سارہ اٹھا لیتے ہیں
 تو موکل کی ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ دوسرے کے غلام سے کہا کہ تو اپنے آپ کو میرے واسطے اپنے مالک سے خریدے

اور غلام نے قبول کیا پھر اپنے مالک کے پاس جا کر اپنے آپ کو خریدیا پس اگر اُس نے یہ کہا کہ مجھے میرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دے اُسے فروخت کیا اور غلام نے قبول کیا تو وہ آزاد ہو اور اس پر ہزار درم واجب ہو گئے اور اسکی دلاڑ اسنے مالک کو ملیگی اسی طرح اگر غلام کو مطلق چھوڑا کہ مجھے فروخت کر دے تو میں یہی حکم ہو اور اگر کہا کہ مجھے غلام شخص کے واسطے ہزار درم پر فروخت کر دے اُسے فروخت کیا اور غلام نے خرید تو وکالت صحیح اور بیع موکل کی ہوگی اور مال غلام کی گردن پر ہوگا کہ اُسکو موکل سے لے لیگا اور اگر بائع نے غلام کو فروخت کر دیا تو اُسکو یہ اختیار ہوگا کہ اسے اس میں عیب پائے یا نہ پائے جس طرح اگر ناچا یا پس اگر یہ عیب خرید کے روز غلام کو معلوم تھا تو وہ اس میں نہیں ہو سکتا ہو اور اگر غلام اس عیب کو نہیں جانتا تھا تو وہ اس میں نہ ہو سکتا ہو اور وہی دانی خصوصیت اس غلام کا ہو اور غلام کو اختیار تھا کہ وہ موکل کی رسلے دریافت کر سکے واپس کرے اور اگر اپنے آپ کو مالک سے موکل کے واسطے ہزار درم کو عطیہ وصول ہونے کے وعدہ پر خرید تو عقد فاسد ہو اور اگر عقدین کے بعد غلام مر گیا تو موکل اسکی قیمت جہاں تک پہنچتی ہو اور اگر یگانہ اور اگر غلام نہ مر ا ولیکن بائع نے اُسکو اپنے کسی کام میں لگا یا تو یہ نقص بیع ہو جان تک کہ اگر بیع لیا تو بائع کو مال لیا اور اگر غلام نے اپنے نفس کو موکل کے واسطے ایک ہزار درم کو بوعده عطیہ یعنی بیع قبول کیا یا کسی بیع ہو کر خرید تو موکل نے ہزار کا حکم دیا بیع تو بیع کے وقت سے آزاد ہو کر محیط میں ہو اور اگر غلام نے کسی کو اپنی ذات کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا کہ ہزار درم کو اسے مالک سے خرید دے اور وکیل کو ہزار درم ویرسے پس وکیل نے خریدنے کے وقت اُسکے مالک سے کہا کہ میں تیرا غلام شمسے اسی کے واسطے خریدتا ہوں اور اُسے فروخت کر دیا تو وہ آزاد ہو گیا اور اسکی دلاڑ اُسکے مالک کو ملیگی اور اگر خریدنے کا نام لیا اور کسی کو بیان نہ کیا تو غلام وکیل کی ملک ہوگا اور ہزار درم جو وکیل سے بیع میں ہوئے کو ضمانت ملینگے اور ششتری یا غلام پر ہزار درم میں یا بیع حق کے واجب ہونگے اور اس صورت میں کہ وکیل نے کسی کو بیان نہ کیا تو مالک ششتری سے ہزار درم لیکے کو کدی عاقد مالک غلام پر اور اگر بیان کر دیا کہ غلام کے واسطے اُسکو خریدتا ہوں تو امام محمد نے فرمایا کہ غلام آزاد ہو جائیگا اور مال غلام پر واجب ہوگا نہ وکیل پر اور یہی صحیح ہے تو چنانچہ میں لکھا ہو اور اگر ایسا غلام پر ہو تو وہ خریدنے کے وقت سے آزاد ہو جائیگا خواہ وکیل نے مطلقاً خرید ا ہو یا اپنی طرف نسبت کیا ہو یا مدبر کی طرف منسوب کیا ہو اور اگر مال کو عطیہ وصول ہونے تک ادھار رکھا ہو تو اسی وقت لیکے اور سب صورتوں میں مال غلام آزاد ہوگا اور کسی صورت میں وکیل پر ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے خریداری کے وکیل نے اگر بیع میں کچھ عیب پایا تو بدوان دریافت رائے موکل کے واپس کر سکتا ہو سب طرحیکہ وہ چیز اسی کے قبضہ میں موجود ہو یہ خلاصہ میں ہی خریداری کے وکیل نے اگر بیع موکل کے سپرد کر دی پھر بائع کے پاس اگر عیب میں جھگڑا کیا تو وہ واپس نہیں کر سکتا ہو ولیکن اس امر کے گواہ بنائے کہ موکل نے واپس کر لینا حکم دیا ہو تو وہ واپس کر سکتا ہو یہ وہی غلام میں ہو اور اگر موکل نے بیع پر قبضہ کیا یا نہ کیا کہ وکیل نے اس میں عیب پایا پھر واپس کر لینا حکم موکل نے اُسکو دیا پس وکیل عیب پر راضی ہو گیا اور بائع کو اس عیب سے بری کر دیا تو موکل کو اختیار ہو چاہے بیع کو اس عیب کے ساتھ قبول کر لے اور کچھ اُسکو نہ لیکے یا وکیل کے ذمہ ڈالے اور پانچن میں واپس کر لے پس اگر موکل نے ہنوز بائع کا لینا یا موکل کے ذمہ ڈالنا کچھ نہیں اختیار کیا تھا یا نہ کیا کہ بائع وکیل کے پاس بر گئی تو اُسکا مال گیا اور موکل وکیل سے بقدر حصہ عیب کے واپس لیکے یہ سراج الوماج میں ہو اور اگر بائع نے ہنوز وکیل کو کئی تو موکل کے ذمہ پڑ گئی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ وکیل سے اُس قدر حصہ نقصان عیب کی قیمت جیسے وہ چاہی ہو گیا ہو واپس لے اور اگر کافی نہ ہوئی اور موکل نے وکیل کے ذمہ ڈالنا اختیار کیا اور اُسکے ذمہ ڈالی اور میں وصول کر لیا پھر وکیل نے اس میں سوائے اس عیب کے جیسے وہ راضی ہو اور دوسرا عیب پایا اور یہ عیب بائع کے پاس کا ہو تو اس عیب کی وجہ سے

اور اگر غلام نے خرید تو وہ مالک سے وکیل کے واسطے ایک ہزار درم کو بوعده عطیہ یعنی بیع قبول کیا یا کسی بیع ہو کر خرید تو موکل نے ہزار کا حکم دیا بیع تو بیع کے وقت سے آزاد ہو کر محیط میں ہو اور اگر غلام نے کسی کو اپنی ذات کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا کہ ہزار درم کو اسے مالک سے خرید دے اور وکیل کو ہزار درم ویرسے پس وکیل نے خریدنے کے وقت اُسکے مالک سے کہا کہ میں تیرا غلام شمسے اسی کے واسطے خریدتا ہوں اور اُسے فروخت کر دیا تو وہ آزاد ہو گیا اور اسکی دلاڑ اُسکے مالک کو ملیگی اور اگر خریدنے کا نام لیا اور کسی کو بیان نہ کیا تو غلام وکیل کی ملک ہوگا اور ہزار درم جو وکیل سے بیع میں ہوئے کو ضمانت ملینگے اور ششتری یا غلام پر ہزار درم میں یا بیع حق کے واجب ہونگے اور اس صورت میں کہ وکیل نے کسی کو بیان نہ کیا تو مالک ششتری سے ہزار درم لیکے کو کدی عاقد مالک غلام پر اور اگر بیان کر دیا کہ غلام کے واسطے اُسکو خریدتا ہوں تو امام محمد نے فرمایا کہ غلام آزاد ہو جائیگا اور مال غلام پر واجب ہوگا نہ وکیل پر اور یہی صحیح ہے تو چنانچہ میں لکھا ہو اور اگر ایسا غلام پر ہو تو وہ خریدنے کے وقت سے آزاد ہو جائیگا خواہ وکیل نے مطلقاً خرید ا ہو یا اپنی طرف نسبت کیا ہو یا مدبر کی طرف منسوب کیا ہو اور اگر مال کو عطیہ وصول ہونے تک ادھار رکھا ہو تو اسی وقت لیکے اور سب صورتوں میں مال غلام آزاد ہوگا اور کسی صورت میں وکیل پر ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے خریداری کے وکیل نے اگر بیع میں کچھ عیب پایا تو بدوان دریافت رائے موکل کے واپس کر سکتا ہو سب طرحیکہ وہ چیز اسی کے قبضہ میں موجود ہو یہ خلاصہ میں ہی خریداری کے وکیل نے اگر بیع موکل کے سپرد کر دی پھر بائع کے پاس اگر عیب میں جھگڑا کیا تو وہ واپس نہیں کر سکتا ہو ولیکن اس امر کے گواہ بنائے کہ موکل نے واپس کر لینا حکم دیا ہو تو وہ واپس کر سکتا ہو یہ وہی غلام میں ہو اور اگر موکل نے بیع پر قبضہ کیا یا نہ کیا کہ وکیل نے اس میں عیب پایا پھر واپس کر لینا حکم موکل نے اُسکو دیا پس وکیل عیب پر راضی ہو گیا اور بائع کو اس عیب سے بری کر دیا تو موکل کو اختیار ہو چاہے بیع کو اس عیب کے ساتھ قبول کر لے اور کچھ اُسکو نہ لیکے یا وکیل کے ذمہ ڈالے اور پانچن میں واپس کر لے پس اگر موکل نے ہنوز بائع کا لینا یا موکل کے ذمہ ڈالنا کچھ نہیں اختیار کیا تھا یا نہ کیا کہ بائع وکیل کے پاس بر گئی تو اُسکا مال گیا اور موکل وکیل سے بقدر حصہ عیب کے واپس لیکے یہ سراج الوماج میں ہو اور اگر بائع نے ہنوز وکیل کو کئی تو موکل کے ذمہ پڑ گئی اور اُسکو اختیار ہوگا کہ وکیل سے اُس قدر حصہ نقصان عیب کی قیمت جیسے وہ چاہی ہو گیا ہو واپس لے اور اگر کافی نہ ہوئی اور موکل نے وکیل کے ذمہ ڈالنا اختیار کیا اور اُسکے ذمہ ڈالی اور میں وصول کر لیا پھر وکیل نے اس میں سوائے اس عیب کے جیسے وہ راضی ہو اور دوسرا عیب پایا اور یہ عیب بائع کے پاس کا ہو تو اس عیب کی وجہ سے

اُسکے مذکور نہ بالغ کسی کو واپس نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو خریداری کے دلیل نے اگر بیع میں عیب پا کر سپر رضی ہو قرضہ کیا پس اگر وہ عیب نکلا نہ دے ہوئے وغیرہ کے قتل تھلاک نہیں ہو تو موکل کے ذمہ ہر گز اور اگر ایسا عیب ہو کہ منہ لیا پاک کے شمار ہو کہ لیا نقصان لوگ نہیں برداشت کرتے ہیں تو موکل کے ذمہ نہ ہر گز اور دلیل کے ذمہ ہر گز ال سکتا ہو اور یہ حد میں کا قول ہو اور امام اعظم م کے نزدیک و دونوں صورتیں کیساں ہیں اور اگر باہم عیب اُسکی قیمت اس قدر ہو کہ جتنے کو ختم نہ ہی ہو یا اتنا نقصان ہو کہ رُب برداشت کر لیتے ہیں تو موکل کے ذمہ لازم ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے حکم سے اُسکے لیے ایک قدام خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا پھر اس میں عیب پایا اور بالغ کو اس عیب سے بری کر دیا پس موکل نے کہا کہ چونکہ تو نے عیب سے بری کر دیا پس لیے میں نے اُسکو تیرے ذمہ ڈالا اور دلیل نے قبول نہ کیا تو بدول حکم قاضی اُسکے ذمہ نہ ہر گز اور اگر قاضی نے حکم دیا تو ایسا ہو گیا اُسے موکل سے اُسکو خریدی پھر اگر اُسے دوسرا عیب پایا تو بدول اُسکے کہ پہلے موکل کو واپس کرے بالغ کو واپس نہیں کر سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر خریداری کے دلیل کے پاس خریدی ہوئی باندی موجود رہی اور اُسے عیب کی وجہ سے واپس کر دینی چاہی اور بالغ نے دعویٰ کیا کہ موکل اس عیب پر رضی ہو گیا ہو تو بدول کو ابھی کے مقبول ہوگا اور اگر یہ قسم دلانا چاہے کہ موکل کے رضی ہو نیکی وکیل جاننا ہو تو بالغ کو یہ اختیار نہیں ہو پس اگر بالغ کے پاس موکل کے عیب پر رضی ہونے کے گواہ نہ ہوں اور وکیل نے باندی واپس کر دی پھر موکل نے حاضر ہو کر رضا مند ہو نیکی دعویٰ کیا اور باندی لینا چاہی اور بالغ نے انکار کیا اور کہا کہ قاضی نے بیع توڑ دی اب تو نہیں لے سکتا ہو تو قاضی اس قول کی طرف التفات نہ کر کے باندی موکل کو دلائیگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول صرف امام محمد رحمہ کا ہو اور بعض نے کہا کہ نہیں سب کا یہی قول ہو اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور اگر وکیل نے باندی واپس کر کے ثمن لے لیا اور وہ اُسکے پاس تلف ہو گیا تو وکیل کا مال گیا اور وہ اُسی قدر مال موکل کو ڈال دینگا پھر اگر بالغ کی تصدیق موکل نے اس امر میں کی کہ میں عیب رضی ہوا اور باندی پر قبضہ کر لیا تو بالغ کو اپنے پاس سے ثمن دیگا اور خود ہی ثمن ادا کرے گا اور باندی پر قبضہ کرے گا اور موکل کو یہ اختیار نہیں ہو کہ بالغ سے کہے کہ ایک مرتبہ تو نے وکیل سے ثمن وصول کر لیا اور کیا ہو اور دوسری بار مجھے لے نہیں سکتا ہو پھر اگر موکل نے اُس میں دوسرا عیب پایا تو خود ہی خصوصت کرنے اور واپس کر لیا متولی ہوگا اور اگر بعد قاضی کے بیع منقطع کرنے اور وکیل کے باندی واپس کرنے کے دلیل نے اقرار کیا کہ موکل عیب پر رضی ہو گیا تھا تو بالغ کو اختیار ہو کہ چاہے باندی رہنے دے یا وکیل کو پھر دے اور اگر موکل نے اقرار کیا کہ میں عیب پر رضی ہو گیا ہوں تو باندی موکل کی ہوگی کہ وکیل بالغ سے لیکر اُسکے سپرد کر دے اور بالغ کا ثمن وکیل پر ہوگا اگر وکیل نے باندی واپس کرتے وقت بالغ سے ثمن وصول کر لیا ہو وے اور اگر باندی میں دوسرا عیب نکلا تو وہی اُسکا خاص ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی کو ایک باندی خرید نیکی حکم دیا اور وکیل نے خریدی اور قبضہ نہ کیا یا تنہا اُسکے کسی عیب پر مطلع ہوا اور موکل اس عیب پر رضی ہو گیا تو یہ جائز ہو اور اگر موکل نے عقد بیع کو توڑ دیا تو اُسکے توڑنے سے کچھ کام نہیں چلتا ہو یہ خلاصہ میں ہو خریداری کے دلیل نے اگر نہ ادرام کو ایسا غلام خرید جسکی قیمت تین ہزار درہم ہو پھر اس میں عیب پایا تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر خیال رویت یا خیال شرمین ایسا ہوا تو واپس کر سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ کسی غیر معین غلام خریدنے کے دلیل نے اگر ایسا غلام خرید کہ جس میں ایک عیب ہو کہ جسکو موکل جاننا ہو اور وکیل کو اُسکا علم نہیں ہو تو وکیل اُسکو واپس کر سکتا ہو یہ محیط میں ہو خریداری کا وکیل اگر کر گیا پھر موکل نے بیع میں کچھ عیب پایا تو وکیل کا وارث یا وصی اُسکو واپس کرے اور اگر اُسکا وارث

یا وصی نہ تو موکل خود والہاں کرچکا یہ خلاصہ بین لکھا ہو خریداری کے وکیل سے ثمن کا مطالبہ اُسکے ذاتی مال سے کیا جائیگا اگرچہ ہنوز موکل نے اُسکو نہ دیا ہو اور وکیل کو اختیار ہو کہ موکل سے ثمن لے لیوے اگرچہ اپنے مال سے اُسے ہنوز ادا نہ کیا ہو اور اُسکو اختیار ہو کہ بقدر دام اُسے دے لیوے بین انکا وصول کرنے کے واسطے بیع کو موکل کو دینے سے روک لے اور اگر روک لینے سے پہلے بیع وکیل کے پاس ملا ہو گئی تو موکل کا مال گیا اور وکیل پر ضمان نہیں ہو اور اگر بعد روکنے کے تلف ہوئی تو ثمن کے عوض گئی اور یہ امام عظیمہ کے نزدیک ہو اور امام محمد نے کسی کتاب میں یہ صورت ذکر نہیں فرمائی کہ اگر وکیل نے دام نہ ادا کیے اور یا لُغۃً اُسکو بیع سپرد کر دی تو اس صورت میں بھی وکیل کو روکنے کا اختیار ہو کہ موکل کو دام لینے سے پہلے نہ دیوے اور ثمن الا نہ حلائی نے ذکر کیا کہ اُسکو یہ اختیار ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں لکھا ہو خرید کے وکیل نے اگر ثمن اپنے پاس سے ادا کر دیا پھر موکل اُسکو دوسرے شہر میں ملا اور بیع اُسکے پاس نہیں ہو اور موکل سے ثمن طلب کیا اور اُسے بغیر بیع لیے ثمن دینے سے انکار کیا پس اگر پہلے ایسا ہوا ہو کہ جب بیع دونوں کے سامنے موجود تھی اسوقت موکل نے مانگی ہو اور وکیل نے برون ثمن لیے دینے سے انکار کیا ہو تو اب اُسکو اختیار ہو کہ برون بیع لیے ثمن دینے سے انکار کرے اور اگر ایسا نہیں ہوا ہو تو انکار نہیں کر سکتا ہو کیونکہ ثمن اُسکے ذمہ قرض ہو گیا ہو یہ بجز الرائق میں ہو۔ اگر ہزار درم کو ایک باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسے ہزار کو خرید کر دام دیکر اُس پر قبضہ کر لیا اور موکل کو دینے سے منع نہیں کیا یہاں تک کہ موکل نے اُسکو پانچ سو درم دیدیے پھر باندی طلب کی اور اُسے روکی اور اُسکے ہاتھ میں مرگئی تو وکیل کو وہ پانچ سو درم جو اُسے قبضہ کیے ہیں دیے جائینگے اور باقی طلب کرچکا اور اگر اُسے پہلے ہی سے روک لی ہو تو اُس پر قبضہ کیے ہوئے درم بھی واپس کر دینا واجب ہیں یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر بعد روکنے کے اُسکی ایک آنکھ جاتی رہی تو ثمن میں سے کچھ ساقط نہوگا اور موکل کو اختیار ہو چاہے پورے ثمن میں سے در نہ چھوڑ دے یہ بجز الرائق میں لکھا ہو وکیل نے اگر ہزار درم کو ایک غلام ایک سال کے وعدہ پر خریدا اور قبضہ کیا اور موکل نے اُس پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ میعاد آگئی اور بائع نے وکیل کو مال کے واسطے پکڑا پھر وکیل نے چاہا کہ ثمن وصول کرنے کے واسطے موکل کو دیے سے روکے تو اُسکو اختیار نہوگا اور اگر روکا تو ضامن ہوگا اور اگر موکل نے اُس پر قبضہ کر لیا پھر وکیل نے آکر موکل کی بلا موجودگی اُسکو لے لیا اور یہ نہ کہا کہ جب تک ثمن نہ دیگا نہ دوں گا اور وہ وکیل کے پاس مرگیا تو موکل سے ثمن ساقط ہو گیا اور وکیل کا لے لینا گویا موکل کو برون ثمن لیے دینے سے منع کرنا شمار ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر موکل نے وکیل کو حکم دیا کہ دو باندیاں ہر ایک ہزار درم کی یاد دونوں ہزار درم کی خرید دے پھر وکیل نے خرید کر کے دونوں پر قبضہ کیا پھر موکل نے خاص ایک اُٹھین سے طلب کی اور وکیل سے انکار کیا یہاں تک کہ مرگئی تو فقط اُسی کا ثمن باطل ہو گیا پھر اگر موکل نے کہا کہ مجھے دوسری کی ضرورت نہیں ہو تو اُسکے کہنے پر التفات نہ کیا جائیگا اور بقدر حصہ کے موکل کو لازم ہوگی اور اگر وہ نہ مری جسکے دینے سے وکیل نے انکار کیا تھا بلکہ دوسری مرگئی تو باقی اُسکو یعنی پڑی اور دونوں کے دام اُسکو دینے پڑینگے اور اگر موکل نے یہ حکم دیا کہ میرے واسطے دو باندیاں ایک ہی صنف میں ایک ہزار درم نقد کو اور دوسری ایک ہزار درم ادھار ایک سال کے وعدہ پر خرید دے اور اُسے موافق حکم کے خرید دین اور قبضہ کر لیا اور موکل نے طلب کیں ہیں اُسے دونوں کے دینے سے انکار کیا یعنی ثمن لیکر دوں گا تو اُسکو یہ اختیار نہیں ہو اور

چاہیے کہ وہ باندی جو ایک سال کے وعدہ پر ہو اسکو ویرے مان نقد قیمت دانی دامنوں کے لینے کے واسطے روک سکتا ہو اور اگر اُدھار باندی کو لے کر روکا اور وہ مر گئی تو وکیل کو اسکی قیمت دینی پڑے گی اور اگر نقد دامنوں دانی کو روکا یا تنگ کر مر گئی پھر موکل نے کہا کہ مجھے دوسری اُدھار دانی کی ضرورت نہیں ہو تو اسکا کہنا مٹھولی نہ ہو گا اسی طرح اگر لے دے دفتون کو وہ ہزار دوسرا نقد لینے پر خریدنے کے واسطے حکم دیا اور لے اسی طرح خریدیں اور موکل کو دینے سے منع کیا یا تنگ کر مانع سے مستحق کو باندی کے دامنوں کے واسطے پکڑا تو یہ صورت اور پہلی صورت سب باتوں میں جو ہم نے بیان کر دیں کیسائی ہو جو محیط میں ہو اگر خریداری کے وکیل نے اپنے مال سے دام ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور موکل نے اسکی تصدیق کی اور مانع نے گندیب کی تو وکیل موکل سے نہیں لے سکتا ہو یہ سچا الرافق میں ہو وکیل خریدنے اگر کوئی شریعین جسکے خریدنے کے واسطے وکیل کو لیا تھا خریدی اور من نہ دیا یا تنگ کر مانع نے اسکو کچھ مہلت دیدی تو بیع ہو اور یہ مہلت موکل کے واسطے بھی ثابت ہوگی اور وکیل کو اختیار ہوگا کہ موکل سے مہلے داتنے سے پہلے مواخذہ کرے اور اگر مانع نے وکیل سے کچھ رزم گھٹا دیا ہے تو وہ موکل سے گھٹا کر لے اور اگر مانع نے سب دام وکیل کے ذمے سے گھٹا دیا ہے تو یہ موکل کے حق میں ثابت ہوگا یا تنگ کر وکیل کو اختیار ہوگا کہ موکل سے سب دام لے لے اور اگر کچھ من بہر کر دیا ہو تو موکل سے بھی اسی قدر دام کم ہو جائیگا اور اگر گل امام بہر کیے تو یہ موکل سے حق میں ثابت ہوگا اور اگر مانع نے سب دام سے بری کر دیا تو سب بہر کرنے کے مانند حکم ہو یہ محیط میں ہو اور اگر مانع نے وکیل کو پہلے پانچ سو درم بہر کر دیے پھر باقی پانچ سو درم بھی بہر کر دیے تو وکیل اپنے موکل سے پہلے پانچ سو درم نہیں لے سکتا ہو اور دوسرے پانچ سو درم لے لے گا اور اگر نو سو درم پہلے بہر کر لے پھر تیر سو درم کو وکیل فقط سو درم موکل سے لے سکتا ہو اور یہ سب امام عظیمہ و امام ابو یوسف کے نزدیک ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان

تیسرا باب بیع کرنے کے واسطے وکیل کرنے کے بیان میں۔ وکیل بیع کو تھوڑے یا مدت دام یا اسباب کے عوض بیع فروخت کر دینا جائز ہو اور یہ امام عظیمہ رحمہ اللہ نزدیک ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ اسقدر خسارہ کے ساتھ بیچنا کہ لوگ برداشت نہیں کرتے جن جائز نہیں ہو اور سوائے درم و دینار کے دوسری چیز کے عوض بیچنا بھی جائز نہیں ہو یہ ہدایہ میں ہو اور صاحبین کے قول پر نفیس چیز چھپاس بیع فتویٰ ہو یہ وجہ کہ درمی میں لکھا ہو اور یہ اختلاف مطلقاً وکالت میں ہو ورنہ اگر موکل نے کہہ دیا کہ ہزار درم کو با سو دینار کو فروخت کر دے تو کم پر بیچنا بالاجماع جائز نہیں ہو یہ سراج الوماج میں لکھا ہو اگر کسی غلام کو بعض کسی اسباب کے جسکا وصف بیان کر دیا گیا ہو فروخت کر دینے کے واسطے وکیل کیا اور لے بعض اسباب کے کھلا خسارہ اٹھا کر فروخت کیا تو امام عظیمہ رحمہ اللہ نزدیک جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ وکیل بیع کو اُدھار بیچنے کا اختیار ہو اور فتویٰ میں ہو کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ حکم تجارت میں ہو اور اگر حاجت کے واسطے ہو مثلاً ایک عورت نے اپنا سوت بیچنے کو دیا تو یہ وکالت نقد بیچنے کے واسطے ہو اور اسی پر فتویٰ ہو یہ خلاصہ میں جو بیع مطلق کے واسطے جو شخص وکیل ہو اگر لے اسباب کو کسی مہلے دانی اُدھار پر فروخت کیا پس اگر یہ مدت ایسے اسباب میں تاجروں میں معروف ہو تو ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہو اور اگر یہ مدت تاجروں میں متعارف نہیں ہو مثلاً پچاس برس کے وعدہ پر فروخت کیا تو امام عظیمہ رحمہ اللہ نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہو قلت اس زمانہ میں صاحبین کے قول پر فتویٰ ضرور ہو مشائخ نے فرمایا اُدھار بیچنا اسوقت جائز ہو کہ اُس شخص کے فروخت کرنے میں یعنی وکالت میں کوئی ایسا لفظ ہو جو نقد بیچنے پر دلالت کرنا ہو اور اگر ہوگا تو اُدھار بیچنا جائز ہوگا خلاصہ سے کہا کہ یہ غلام فروخت کر کے یہ قرض ادا کر دے یا کہا کہ جاباں غلام کو فروخت کرے

کہ رضوہ میری جان کھائے جاتے ہیں یا مجھے اپنے مال بچوں کے کھانے پینے کی ضرورت ہو تو ان صورتوں میں رضوہ بچنا جائز نہیں ہے یہ محض میں لکھا ہے۔ اُدھار بیچنے کے واسطے وکیل کرنا ایک مہینہ اور اُس سے زیادہ اُدھار کے واسطے ایسا بایکا اور اگر ایسے وکیل نے نقد چٹا لا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہو شیخ امام ابو بکر محمد بن افضل نے فرمایا کہ اگر اُس نے نقد اسی قدر دیا ہو ان کو دیا جتنے کو اُدھار ملتا تھا تو جائز ہو اور اگر اُس سے کم کو بچا تو جائز نہیں ہے اور دوسرے مشائخ نے کہا کہ مطلقاً جائز ہے اسی طرح اگر کما کہ مستبج کر نقد تو بھی یہ حکم ہو اگر کسی ایسی چیز کے بیچنے کے واسطے جس پر بار برداری پڑتی ہے بلکہ کیا تو وہ اسی شہر تک ہوگی جس میں وکیل اور مول دو نون موجود ہیں اور اگر مول اُس کو دوسرے شہر میں لے گیا اور چوری ہو گئی یا ضائع ہو گیا تو وکیل ضامن ہوگا اور اگر وکیل اُس کو دوسری جگہ لے گیا اور خود جاکر وہاں فروخت کیا جس جگہ بیع واقع ہوئی ہے اسی جگہ سپرد کرنا آپس واجب ہوگا اور اگر ایسی چیز ہو جسکی بار برداری یا خرچہ پڑتا ہو تو وکالت اسی شہر کے واسطے مخصوص ہوگی یعنی اگر دوسرے شہر میں بیچا وے اور چوری ہو تو وکیل ضامن نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے بیع مطلق کے وکیل نے اگر بطور بیع فاسد کے بیچا تو بیع اور تسلیم سے مناس نہ ہوگا اور وکیل واپس لے سکتا ہے اور جو شخص بیع فاسد کے واسطے وکیل ہو اگر اُس نے صحیح طلب سے بیع کیا تو اسے استیفاء جائز ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ وکیل بیع میں کاپنے واسطے نہیں خرید سکتا ہے کیونکہ ایک ہی شخص مشتری اور بائع نہیں ہو سکتا ہے یہ وجہ کر دینی میں ہے اور اگر مول نے حکم دیا کہ اپنے ہاتھ فروخت کرے تو بھی نہیں جائز ہے اسی طرح اگر وکیل نے اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ فروخت کیا تو بھی جائز نہیں ہے اور اگر اپنے مکاتب یا غلام کے ہاتھ فروخت کیا تو بالاجماع جائز نہیں ہے یہ سراج الوماہج میں ہے وکیل بیع نے اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کیا جسکی گواہی وکیل کے حق میں درست نہیں ہو پس اگر قیمت سے زیادہ کو فروخت کیا تو بالاجماع جائز ہے اور قیمت سے کم پر نہیں فاش کے ساتھ فروخت کیا تو بالاجماع جائز نہیں ہے اور اگر غن بہت زیادہ ہو کہ ہو تو امام عظیم رہ کے نزدیک جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور اگر مثل قیمت کے عوض فروخت کیا تو امام عظیم رہ سے دور روایتیں ہیں اور ظاہر روایت یہ ہے کہ ناجائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ اور اگر مول نے وکیل کو ایسے لوگوں کے ہاتھ فروخت کر نیک حکم دیا یا اس طرح اجازت دی کہ جسکے ہاتھ تیراجی پاب ہے فروخت کر دے تو بالاجماع ایسے لوگوں کے ہاتھ فروخت کر ناجائز ہے لیکن اگر اپنے ہاتھ خود فروخت کر دے یا اپنے نابالغ لڑکے یا اپنے اپنے غلام کے ہاتھ جس پر قرض نہیں ہے فروخت کر دے تو قطعاً جائز نہیں ہے اگرچہ مول نے صراحتاً ان لوگوں کے ہاتھ فروخت کرنے کی اجازت دی ہو اور یہی حکم خرید کے وکیل کا ہے جبکہ ان لوگوں سے خرید کرے یہ سراج الوماہج میں لکھا ہے۔ اگر وکیل نے مول کے باپ یا بیٹے یا مکاتب یا غلام مازون کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہے اسی طرح اگر غلام کے وکیل نے اُس کو اسکے مالک کے ہاتھ فروخت کیا تو جائز ہے یہ خلاصہ میں لکھا ہے اپنا اسباب بیچنے کے واسطے وکیل کیا اُسے کہا کہ کہنے کو فروخت کروں پس مول نے کہا تو جان یا اس کو اور اسکے مول کو تو جان پس اُس نے ناچیز داموں کو فروخت کر دیا تو اُس کو واپس کر دینے کا اختیار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے یہ قینیہ میں لکھا ہے مول نے اگر وکیل سے کوئی شرط کی اور شرط میں ہر وجہ سے مفید کیا مثلاً یوں کہا کہ تو اس کو اس طرح فروخت کر دے کہ مجھ کو ہر وجہ سے نفع ہو تو وکیل کو ہر طرح اسکا لحاظ رکھنا چاہیے خواہ نفی کے ساتھ تاکید لایا ہو یا نہ لایا ہو چنانچہ اگر کہا کہ اس کو خیار کے ساتھ فروخت کر دے کہ اسے بلاخیار فروخت کیا تو جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کو اپنا غلام

فروخت کر نیک وکیل کیا اور کہا کہ تین روز تک میرے واسطے خیار کی شرط کرے یہ بھی حکم دیا پس اسے بلا شرط خیار فروخت کیا تو بیع جائز نہیں ہو اور اگر فروخت کرنے میں موکل کے واسطے خیار کی شرط کی تو خیار وکیل اور موکل دونوں کے واسطے ثابت ہو جائیگا اور اگر موکل نے مطلقاً بیع کے واسطے حکم کیا اور وکیل نے فروخت میں موکل یا اجنبی کے واسطے خیار کی شرط کی تو صحیح ہو یہ محط میں لکھا ہو اور اگر موکل نے ایسی شرط لگائی کہ جو اس کے حق میں بالکل نافع نہیں ہو بلکہ ضرر ہو تو وکیل پر اسکا لحاظ رکھنا واجب نہیں ہو خواہ نفی سے تاکید کی ہو یا نہ کی ہو چنانچہ اگر یون کہا کہ اسکو ہزار درم ادا ہار پر فروخت کر دے یا یون کہا کہ نہ فروخت کر مگر ہزار درم ادا ہار پر پھر وکیل نے ہزار درم نقد پر فروخت کیا تو موکل کی طرف سے جائز ہوگی اور اگر اس پر نافذ ہوگی اور اگر ایسی شرط لگائی کہ ایک وجہ سے اس کے حق میں نافع ہو اور ایک طرح سے نافع نہیں ہو پس اگر نفی کے ساتھ اسکی تاکید کی تو لحاظ رکھنا واجب ہو چنانچہ اگر کہا کہ اس بازار میں فروخت کر اسے دوسری بازار میں فروخت کیا پس اگر نفی کے ساتھ نہ موکل یا موکل پر نافذ ہوگی اور اگر موکل کیا ہو تو بیع آپس پر نافذ نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر موکل نے کہا کہ میرا یہ غلام فروخت کر اور گواہ کر لینا اسے فروخت کیا اور گواہ نہ کر لیے تو جائز ہو اور اگر کہا کہ بدون گواہ کرنے کے فروخت نہ کرنا اور اسے بدون گواہ کے فروخت کیا تو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر یون کہا کہ میں نے تجھ کو اس غلام کے فروخت کر نیک اس شرط سے وکیل کیا کہ تو اس کے فروخت کرنے پر گواہ کرے پھر اسے بدون گواہ کیے فروخت کیا تو جائز نہیں ہو اور اسی طرح اگر یون کہا کہ گواہوں کے ساتھ اسکو فروخت کر تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ بیع کے واسطے وکیل کیا اور منع کر دیا کہ فروخت نہ کرے مگر جبکہ غلام شخص موجود ہو تو بدون اسکی موجودگی کے فروخت نہ کرے یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہو۔ اگر حکم دیا کہ اس غلام کو رہن یا قبیل لیکر فروخت کرے پس وکیل نے بدون رہن یا قبیل کے فروخت کیا تو جائز نہیں ہو خواہ موکل نے نفی کے ساتھ تاکید کی ہو یا نہ کی ہو یعنی یون کہا ہو کہ فروخت کرنا مگر رہن یا قبیل لیکر یا نہ کہا ہو اور اگر یون کہا ہو کہ ایسا رہن لیکر فروخت کرے کہ جس میں مضبوطی ہو تو بیع نہیں جائز ہو مگر جبکہ ایسی چیز رہن کی ہو جسکی قیمت سے بیع کے دام پورے حاصل ہو سکتے ہوں یا صرف اس قدر کمی پڑتی ہو کہ جس قدر گولہ برداشت کر لیتے ہیں تو جائز ہو اور اگر موکل نے مطلقاً رہن لیکر کہدیا تو تھوڑا سا رہن لیکر فروخت کرنا بھی جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر یون کہا کہ اسکو فروخت کر دے اور قبیل لے لے یا یون کہا کہ اسکو فروخت کر دے اور رہن لے لے تو بھی بدون قبیل یا رہن لیے جائز نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ پھر اگر وکیل و موکل نے وکالت میں کسی قسم کی شرط ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف کیا تو موکل کا قول لیا جائیگا اسی طرح اگر بغیر اس میں کے فروخت کر نیک حکم دینے کا دعویٰ کیا تو بھی موکل کا قول لیا جائیگا یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہو اگر ہزار درم کو فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور بیش از حد کو بیچا تو بیع نافذ ہوگی اور اگر کم کو بیچا تو نافذ نہ ہوگی اور اگر سو اے درم کے کسی چیز کے عوض بیچا تو بھی نافذ نہ ہوگی اگرچہ اسکی قیمت ہزار درم سے زیادہ ہو یہ سراج الوہاج میں ہے کسی نے دوسرے کو اپنا ایک غلام ہزار درم کو بیچنے کا حکم دیا اور اسے آدھا ہزار درم کو بیچا پھر باقی آدھا سو دینار کو تو پہلے آدھے کی بیع جائز اور دوسرے کی ناجائز ہو اور اگر پورا غلام ہزار درم اور سو دینار کو بیچا تو کل کی بیع جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر آدھا غلام ایک درم کم ایک ہزار درم اور ایک گریہ ہون کے عوض بیچا تو باطل ہو اور اگر غلام بعض ہزار درم اور ایک گریہ

گھوموں کے چپا تو موکل کو اختیار ہو چاہئے کل بیع باطل کر دے یا اجازت دے اور کر وکیل کا ہو گا اور اس پر بقدر اس کے حصہ نصبت کے واجب ہو گا کہ غلام کی قیمت میں ادا کرے اور اگر اس کو ہزار درم پر بیچا پھر مشتری نے ایک کر معین یا غیر سے زیادہ کیا تو بلا اختیار بیع جائز ہو اور کر موکل کو ملے گا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو اگر اپنا غلام بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے نصف یا کوئی حصہ معلوم کسی کے ہاتھ بیچا تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک بیع جائز ہو خواہ باقی اس مشتری کے ہاتھ بیچا ہو یا نہ بیچا ہو اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہو مگر جبکہ باقی بھی فروخت کر دے اور یہی حکم ہر ایسی چیز پر جائز ہو جس کے ٹکڑے کرنے میں ضرر اور عکسہ ہو نا اس میں عیب شمار کیا جاتا ہو اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں جیسے لیل اور ذنی چیزیں انکی وکالت میں اگر تھوڑی فروخت کر دی تو بلا اتفاق جائز ہو اسی طرح اگر چند ایسی چیزیں جو کتنی سے کتنی ہیں اور باہم قریب برابر کے ہیں انکے بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے ایک فروخت کر دی تو بلا اتفاق جائز ہو کذا فی شرح الطحاوی مالک علیہ السلام فلاں شخص کے ہاتھ فرض فروخت کر دے اسے دوسرے شخص کے ہاتھ فرض بیچا لا تو جائز نہیں ہو اور اگر اسے فلاں شخص اور دوسرے شخص دونوں کے ہاتھ بیچا تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک اس نصف کی بیع جو دوسرے کے ہاتھ بیچا ہو جائز نہیں ہو اور جو نصف فلاں شخص کے ہاتھ بیچا ہو اسکی بیع جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہو مگر جبکہ باقی بھی فروخت کر دے کذا فی الذخیرہ۔ اگر ہزار درم میں دو بانڈیاں فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا گیا اور اسے ایک بانڈی پانچو درم یا کم یا زیادہ کو فروخت کر دی تو امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز نہیں ہو مگر جبکہ دوسرے کو بھی فروخت کر کے ہزار درم پر دے کر دے یا زیادہ کر دے تو جائز ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر موکل نے کہا کہ یہ غلام فروخت کر دے اور فلاں کے ہاتھ فروخت کر دے تو اس کو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچا لانے کا اختیار ہو اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کر دے اور وکیل نے دوسرے کے ہاتھ بیچا تو جائز نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین لکھا ہو اگر موکل نے کہا کہ یہ غلام ہزار درم کو ایک سال کی اُدھار پر فروخت کر دے اور وکیل نے ہزار یا زیادہ کو نقد بیچا تو جائز ہو اور اگر ہزار درم سے کم نقد بیچا تو جائز نہیں ہو اور اگر دو ہزار درم کو ایک سال و ایک ماہ کی اُدھار پر بیچا تو جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہے بیع کے واسطے مطلقاً وکیل کیا پھر کہا کہ تاج اس کو نہ بیچا پھر دوسرے رفد وکیل نے بدون تجدید وکالت کے فروخت کر دیا تو جائز ہو یہ وجہ کر دی میں لکھا ہو ایک شخص کو اپنا غلام فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور غلام بیچا اور بیع کر دیا کہ بعد بیع کے جب تک ثمن نہ لے غلام نہ دے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مانعت باطل ہو اور اگر بعد بیع سے وہ غلام مشتری کے پاس مر گیا تو مشتری کا مال گیا اور وکیل ہی دام وصول کرنے کا متولی ہو گا اور موکل کو اختیار ہو گا کہ وکیل سے داموں کی ضمانت لے یہ محیط میں ہو اور اگر وکیل نے دام لینے سے پہلے سوچ دیا اور وہ دام ڈوب گئے تو وکیل پر ڈانڈ نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اگر موکل نے غلام وکیل کو دیدیا اور کہا کہ جب تک دام نہ لے لے مشتری کے ہاتھ غلام نہ بیچے اور گئے دام لینے سے پہلے فروخت کیا تو بیع باطل ہو بیع مشتری سے پھر لے اور اگر غلام وکیل کو نہیں دیا اور اسے موکل کے ہاتھ میں ہونے کی حالت میں ہزار درم نقد فی الحال میں بیچا لا تو جب تک دام نہ لے لے غلام سپرد کرنے کا اس کو اختیار نہیں ہو خواہ موکل نے دام لینے سے پہلے دینے سے منع کیا ہو یا نہ کیا ہو اور اگر ہزار درم کو ایک بیٹنے کی اُدھار پر بیچا اور غلام موکل کے ہاتھ میں ہو تو بیع صحیح ہو اور موکل کو مشتری کو نہ دینے کا اختیار نہیں ہو کیونکہ یہ بھی موکل کے تحت حکم داخل ہو پس گویا خود اسی نے فروخت کیا اور خود اُدھار فروخت کرنے پر سپرد

کرنے کے واسطے مجبور کیا جائے کہ کذا فی الحیط اگر غلام فروخت کر نیکا وکیل کیا اور غلام ویدا پھر وکیل نے اسکو فروخت کیا اور
 ہنوز مشتری کے سپرد نہ کیا تھا کہ موکل نے وکیل کے گھر سے اسکو لے لیا اور وکیل کو دام لینے سے پہلے دینے سے منع کر دیا تو صحیح ہے
 اور وکیل کو اختیار ہوگا کہ موکل کے گھر سے لیکر دام لینے سے پہلے مشتری کو دیدے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اگر بنا غلام
 صحیح کے واسطے وکیل کیا اور غلام موکل کے پاس ہو اور موکل نے وکیل کو نہ لینے کا حکم دیا اور نہ اس سے منع کیا پس وکیل نے
 فروخت کیا پھر اسکو موکل کے گھر میں سے مشتری کو دینے کے واسطے لے لیا اور اسکے ہاتھ میں مشتری کو دینے سے پہلے مرگیا
 تو وکیل بمقتضائے نہیں ہو کیونکہ دام ادا ہونے کے وقت سپرد کرنے کے لیے وکیل کو ضرورت ہو کہ غلام پر قبضہ کرے تاکہ سپرد
 کر سکے وکیل اگر موکل سے کہے تو البتہ نہیں لے سکتا ہو اور یہاں موکل نے منع نہیں کیا اور اگر غلام نہیں مرا اور درم لینے
 سے پہلے وکیل نے مشتری کو دیدیا تو موکل کو اختیار ہو کہ تا وقتیکہ دام نہ ادا ہوں مشتری سے لے لے اور اگر موکل نے
 غلام چھ لیا پھر مشتری دام لایا تو موکل غلام کو وکیل کے سپرد کر دیگا اور حکم دیگا کہ مشتری کے حوالہ کرے اور وہ ثمن
 لے لیکر کذا فی الحیط پس اگر ثمن نہ لیا یا تنک کہ غلام مشتری کے پاس مرگیا تو موکل کسی وکیل یا مشتری سے قیمت کی ڈانڈ
 نہیں لے سکتا ہو وکیل وکیل مشتری سے دام لیکر موکل کو دیدیگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر اسکو بیچنے کا حکم دیا اور
 قبضہ کرنے سے منع کیا اور اُسے بیع سے پہلے قبضہ کر لیا اور بیع کرنے سے پہلے اُسکے پاس مرگیا تو اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا
 پس اگر غلام نہیں مرا جو وقت اُسے فروخت کیا تو بیع صحیح ہوگی اگرچہ اُسپر غلام کی ضمانت ہو اور اگر نہ مرا یا تنک کہ لے لے مشتری
 کے سپرد کر دیا اور اُسکے پاس مرگیا تو وکیل قیمت کا ضامن نہیں ہو اگرچہ بیع سے پہلے قبضہ کر لینے سے غاصب ٹھہرے کیونکہ بعد
 غصب کے بھی بیع کا حکم باقی ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک وکیل داموں کا ضامن ہوگا بلکہ مشتری سے لیکر ہوگا
 کو دیدیگا اور اگر غلام مشتری کے پاس نہ مرا یا تنک کہ موکل نے اگر مشتری سے لے لیا پھر دام ادا ہونے سے پہلے وکیل نے
 موکل کے گھر میں سے مشتری کو دینے کے واسطے اسکو لے لیا اور دینے سے پہلے وکیل کے پاس مرگیا تو وکیل ضامن
 نہیں ہو کیونکہ وہ بیع کے بعد قبضہ کر سکتا ہو اور بیع ٹوٹ گئی یہ محیط میں لکھا ہو اگر ایک شخص کو اپنا غلام بیچنے کا حکم
 دیا اور ثمن پر قبضہ کرنے سے منع کیا مگر فلاں شخص کے سامنے یا گواہ کر کے قبضہ کرے تو اسکا منع کرنا صحیح نہیں ہو اور
 وکیل کو اختیار ہو کہ بدون فلاں شخص یا بدون گواہوں کے وصول کرے اور اگر موکل نے خود ہی غلام بیچا اور
 وکیل کو ثمن پر قبضہ کرنے کے واسطے مقرر کیا پھر منع کر دیا کہ بدون فلاں شخص یا گواہوں کے وصول نہ کرے تو بیع صحیح ہے
 یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر مکاتب نے ایک شخص کو اپنا غلام فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کر نیکا حکم کیا اور اُسے غیر کے ہاتھ بیچا
 اور وکیل نہیں ہو تو جائز نہیں ہو یہ مہبوط میں لکھا ہو ایک شخص نے دوسرے کو اپنا غلام سو دینار کو بیچنے کے واسطے
 وکیل کیا اور اُسے ہزار درم کو فروخت کیا اور موکل کو معلوم ہوا کہ کتنے کو فروخت کیا ہو اور وکیل نے کہا کہ میں نے
 غلام بیچا لا اور موکل نے کہا کہ میں نے اجازت دی تو بیع ہزار درم کو جائز ہوگی کذا فی الخلاصہ اور اگر موکل نے کہا کہ
 میں نے جھپٹے حکم دیا تھا اسی بیع کی اجازت دی تو درم سے بیچنا جائز نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو
 دیناروں کے بیچنے کے وکیل نے اگر دینار خود رکھ لیے اور اپنے دینار بیچے تو جائز نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہو اگر غلام وکیل
 کو دیا اور کہا کہ اسکو ہزار درم کو سات مثقالی وزن کے درموں سے فروخت کر دے اور وکیل نے دو ہزار و پنج مثقالی وزن
 کو بیچا تو جائز ہو کیونکہ اُسے جب قدر داموں کو موکل نے کہا تھا اسی جنس کے زیادہ داموں کو بیچا ہو یہ مہبوط میں لکھا ہو

۱۷
 مولانا سید محمد
 علی شاہ صاحب
 قندھار خانقاہ
 اہل حق

ایک شخص کو اس واسطے وکیل کیا کہ میرا غلام ہزار درم کو فروخت کرے اور قیمت اسکی ہزار درم ہے پھر جہاں وکیل گیا اور اسکی قیمت دو ہزار درم ہو گئی تو وکیل کو ہزار درم میں بیچنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر وکیل نے اپنی خیال پر فروخت کیا پھر یہ خیال اس کے اندر اسکی قیمت بڑھ کر دو ہزار درم ہو گئی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکو اپنی بیع تمام کر دینے کا اختیار ہے اور اگر زمین نے اس میں خلاف کیا ہو اور اگر وکیل نے بیع تمام نہ کی بلکہ خاموش رہا یہاں تک کہ مدت خیال گزر گئی تو امام محمد رحمہ کے نزدیک بیع باطل ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہو کذا فی الخلاصہ اسی طرح اگر حاملہ باندی شرط خیال پر بیچی کہ وہ بچہ عینی اور بچہ ہزار درم کا ہو اور اسی طرح اگر درخت میں چھل آگئے تو بھی یہی اختلافی حکم ہے یہ محیط میں لکھا ہے اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اور غلام کے عوض اسکو فروخت کر دے یا اس کے عوض کوئی غلام خریدے پس اگر خرید نیکا وکیل کیا اور اس نے غیر معین غلام خریدا تو جائز نہیں ہو اور اگر معین خریدا پس اگر اسکی قیمت اس غلام کی قیمت کے برابر یا اس قدر کم ہو کہ حنفیہ حضارہ لوگ اٹھا لیتے ہیں تو جائز ہو اور اگر اس قدر کم ہو کہ لوگ اٹھا نہ سارہ نہیں اتھارتے ہیں تو جائز نہیں ہو اور اگر بیع کے واسطے وکیل کیا اور اس نے غلام غیر معین کے عوض بچا تو جائز نہیں ہو اور اگر معین کے عوض بچا پس اگر قیمت اس غلام کی مثل قیمت اس غلام کے یا اس قدر کم ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں تو جائز ہو اور اگر اس قدر کم ہو کہ لوگ نہیں برداشت کرتے ہیں تو جائز نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہے اور اگر یہ حکم دیا کہ میرا غلام بعوض ایک گز گھوٹ یا بعوض دس ہروی کپڑوں کے فروخت کرے تو وکیل کو یہ اختیار ہو کہ سہمی کے عوض سہمی کو بیان کر کے ذمہ ٹھہرا کر سیادی ادا ہمار پر فروخت کر دے اور شرط یہ ہو کہ اگر غلام بیع کی قیمت کے برابر ہو یہ محیط میں ہے اگر اثابح بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ ہر گز بعوض بچاس درم ہے بیچے اور وکیل نے سب معاً بیچ دالا تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہے اور اگر یوں کہا کہ ہر گز اس قدر کیسے جتنے کو فلاں شخص نے بچا ہو اور فلاں شخص نے کہا کہ میں نے کر چالیس درم کو بچا ہو اور وکیل نے انہی حساب سے بچا پھر معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے بچاس کے حساب سے بچا ہو تو بیع واپس ہو جائیگی کیونکہ اس نے اس واسطے وکیل کیا ہو کہ جتنے کو فلاں نے بچا ہو فروخت کرے نہ جو فلاں شخص خبر دے اتنے کو فروخت کرے اور اگر فلاں نے کوئی کر چالیس کو اور کوئی کر چاس کو بچا ہو اور وکیل نے سب تاج چالیس کے حساب سے بچا تو استحساناً جائز ہو یہ محیط سرخی میں ہے اگر ہرانی کپڑوں کی گٹھری بیچنے کو دی اور دونوں کو فہ میں موجود ہیں تو کو فہ کے جس بازار میں فروخت کر دے تو جائز ہو اور اگر بصرہ میں لے گیا تو استحساناً مخالف شمار ہوگا جسے کہ اگر وہاں گٹھری تلف ہو جائے تو ضامن ہوگا اور اگر تلف نہ ہوئی یہاں تک کہ اس نے بصرہ میں فروخت کر دی تو وکالت الاصل میں ہے کہ موکل پر بیع نافذ نہ ہوگی اور کتاب الصرف میں بروایت ابو سلیمان یہ ہے کہ بیع جائز ہوگی اور بعض شایخ نے کہا کہ کتاب الوکالت کی روایت بحکم استحسانی ہو اور یہی قول امام اعظم رحمہ کا ہو اور بعض شایخ نے کہا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور اسی طرف شیخ الاسلام کا میلان ہے اور اگر موکل نے قید لگائی ہو کہ کو فہ میں فروخت کرے پھر وہ بصرہ میں لے گیا تو قیاساً و استحساناً ضامن ہوگا اور اگر کسے بصرہ میں بچا تو شایخ عامہ کے نزدیک بیع موکل پر نافذ و جائز نہ ہوگی کذا فی الذخیرہ اور یہی اصح ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ یہ ہروی یا رومی کپڑوں کی گٹھری فروخت کر دے پس اگر اس نے پوری گٹھری ایک ہی صفہ میں بعوض مثل قیمت کے یا اس قدر کم کو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں فروخت کی تو بالاتفاق جائز ہو اور اگر اس قدر کم ہو کہ لوگ نہیں برداشت کرتے ہیں

تو اختلاف ہو اور اگر اسے ایک ایک کپڑا کر کے سب گٹھری بیچ دیا لیکن ایک ایک کپڑے کی قیمت لا کر اسی قدر ہو جاتی ہو، جو گٹھری کل گٹھری کی قیمت ہو، اگر کل گٹھری یکبارگی فروخت کر دیتا یا صرف اس قدر رقم ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں تو بالاتفاق جائز ہو، ورنہ اگر مسقطات متفرق کی فروخت گٹھری کی فروخت کو نہیں پہنچتی اور اس قدر کمی رہتی ہو کہ لوگ اسکا نہیں برداشت کرتے ہیں تو امام اعظم کے قول پر جائز ہو اور صاحبین کے مذہب پر شائع نے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ نہیں جائز ہو اور بعضوں نے کہا کہ جائز ہو اور اگر اسے صرف ایک کپڑا فروخت کر دیا اور باقی نہیں تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کے موافق اگر باقی کو نہ نہ چھوٹے یا ایسا ضرر ہو کہ لوگ برداشت کرتے ہیں تو گٹھری کے لئے اسے اندازہ کرنے والے اتنے کو بھی اندازہ کرتے ہیں تو جائز ہو اور اگر ایسا ضرر ہو کہ لوگ نہیں برداشت کرتے ہیں تو جائز نہیں ہو اور یہ حکم مذکور کپڑوں کی بابت ہو اور اگر کسی کیلی یا وزنی چیز کی بیع کے واسطے جو ایک برتن میں ہو وکیل کیا اور اسے عورتی فروخت کر دی اور باقی رہنے دی تو بالاتفاق جائز ہو یہ محیط میں ہو اگر کسی نے دوسرے کو اپنے غلام کو ہزار درم میں بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور غلام کی قیمت ہزار درم با پنجہ درم میں اور اسے ہزار درم کو بوجہ عطا کے بیع کر دیا اور مشتری کے سپرد کر دیا اور وہ مشتری کے پاس کر گیا یا اسے آزاد کر دیا تو وکیل پر ضمان نہیں ہو اور مشتری پر قیمت واجب ہوگی اور قیمت پر تینہ کر گیا حتی وکیل کو ہو یہ فخرہ میں ہو۔ ایک نے دوسرے کو غلام دیا کہ میرا غلام ہزار درم کو فروخت کر دے اور وکیل نے با پنجہ درم کو بوجہ عطا کے فروخت کیا اور اسکی قیمت ہزار با پنجہ درم میں اور مشتری نے قبضہ کیا تو مالک نہوگا اور اگر مشتری کے ہاتھ میں مر گیا تو موکل کو اختیار ہو گا چاہے مشتری سے قیمت لے یا وکیل سے پس اگر اسے مشتری سے لی تو وہ غیر سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر وکیل سے لی تو مشتری سے لے گا۔ اگر اس واسطے وکیل کیا کہ میرا غلام ہزار درم کو اول عطا کے وعدہ پر بیچ لے اور گئے دوسری عطا کے وعدہ پر فروخت کیا اور مشتری نے قبضہ کیا اور اس کے ہاتھ میں مر گیا تو موکل پر نافذ ہوگی اور اگر کسی سیوا معین کے وعدہ پر سوائے وعدہ عطا کے بچا تو موکل پر نافذ ہوگی یا تائب کہ وکیل ضمان نہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر اپنا غلام ہزار درم کو بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے ہزار درم اور ایک رطل شراب غیر معین کے عوض بچا اور غلام مشتری کے پاس مر گیا تو مشتری قیمت کا ضمان ہو اور وکیل پر ضمان نہیں ہو اور اگر ہزار درم اور ایک رطل شراب معین کے عوض بچا اور غلام مشتری کے پاس مرا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر چاہے موکل مشتری سے غلام کی قیمت ضمان لے اور وہ وکیل سے نہیں بھر سکتا ہو یا وکیل سے ضمان لے اور اس صورت میں غلام ہزار درم اور شراب کی قیمت پر تینہ ہوگا پس جب قدر ہزار درم کے پر تینہ میں پرے اسکا ضمان فقط مشتری ہو سکتا ہو اور شراب کی قیمت کے پر تینہ میں جب قدر پرے اس میں موکل کو اختیار ہو چاہے وکیل سے ہقدرے یا مشتری سے سب قیمت لے پس اگر اسے بلے سے ضمان لی تو وہ مشتری سے بھر سکتا ہو اور چاہے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک موکل کو اختیار ہو چاہے وکیل سے سب قیمت لے یا مشتری سے سب قیمت لے اور اگر ہزار درم اور معین یا غیر معین سو کے عوض بچا تو اسکا حکم ویسا ہی ہو جیسا ہزار درم اور معین شراب کے عوض بیچنے کا ہو اور اگر ہزار درم اور مردار یا خون یا ایسی چیز کے عوض جسکی قیمت نہیں ہو فروخت کیا اور وہ مشتری کے پاس مر گیا تو بالاتفاق بائع پر ضمان نہیں ہو اور مشتری پر قیمت واجب ہوگی اور وکیل ہی قیمت لیکر موکل کو دیگا اور اگر ایک گریہوں سو درم میں بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے سو درم واپس مل شراب معین کے عوض بچا اور راج مشتری کے پاس تلف ہوا تو بالاتفاق دہی حکم ہو جو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک غلام کو ہزار درم و معین شراب کے عوض

تو اختلاف نہیں ہوتا
نیز ایک جائز و ناجائز
اس کی بیع مشتری پر واجب ہے
جو ایک شراب غیر معین کا
وکیل یا اختیار نہیں ہو سکتا
نیز اگر وہ مشتری سے لے لے
نہیں جائز ہو
نیز اگر وہ مشتری سے لے لے
نہیں جائز ہو
نیز اگر وہ مشتری سے لے لے
نہیں جائز ہو

فروخت کر لیا ہو یہ عیب میں ہو۔ اگر اپنا غلام سورطل شراب کے عوض بیچنے کے واسطے دیکل کیا اور اسے سور کے عوض بچا یا سور کے عوض بیچنے کے دیکل نے سورطل شراب کے عوض بچا تو مشتری اسکا مالک نہوگا جسے کہ اگر بعد قبضہ کے اسے آزاد کیا تو محقق نافذ نہوگا اور اگر مشتری کے پاس گر گیا تو موکل مختار ہو جائے بالغ سے قیمت لے اور وہ مشتری سے پھر لپکا یا مشتری سے قیمت لے اور وہ بیعت نہیں لے سکتا یہ یہ محیط میں لکھا ہو ایک شخص کو دیکل کیا کہ میرا غلام فروخت کر دے اور مشتری نے قبضہ سے پہلے اس میں عیب پا کر دیکل لے لیا اور اسے قبول کر لیا تو موکل کو لازم ہوگا اور اگر بعد قبضہ کے عیب پا کر پھر اور دیکل نے قبول کر لیا تو دیکل کے ذمہ پڑے گا یہ ذخیرہ میں ہو۔ دیکل بیع اگر مشتری نے بیعت میں عیب پا یا تو دیکل کے وصی یا وارث کو واپس کرے اور اگر وصی یا وارث نہ ہو تو موکل کو واپس کرے اور قدا سے صغریٰ میں ہو۔ کہ دیکل اگر غائب ہو تو جب تک زندہ ہو تو بیعت کی حقوق موکل کی طرف راجع نہوگے کہ ان فی الخلافہ ایک نے دوسرے کو اپنا غلام بیچنے کا حکم کیا اور اسے ایک شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور پھر کر دیا اور اس نے خود دیکل کیا تھا یا نہ کیا تھا یہاں تک کہ مشتری نے اس میں عیب پا یا کہ اس کے مثل عیب پیدا نہیں ہوتا ہو بیعت کی گنجی یا دانت کا زیادہ ہونا اور گواہوں پر قاضی کے حکم یا قسم یا دیکل کے اقرار کی وجہ سے اسے واپس کیا تو دیکل کو اختیار ہو کہ موکل کو پھر سے اور اگر ایسا عیب ہو کہ اس کے مثل پیدا ہو سکتا ہو پس اگر گواہی پر واپس کیا تو موکل کو لازم ہوگا اور اگر قسم سے باز رہنے کی وجہ سے واپس کیا تو بھی اور اگر دیکل کے اقرار عیب پر واپس کیا تو دیکل کے ذمہ پڑے گا اور اگر مشتری نے خود دیکل کر لیا تو واپس کیا اور عیب ایسا ہو کہ پیدا ہو جانیکا احتمال رکھتا ہو تو دیکل کے ذمہ پڑے گا اور کسی مالک یا دیکل سے مخالفہ نہیں کر سکتا ہو اور اگر عیب ایسا ہو کہ پیدا نہیں ہو سکتا ہو اور واپسی بدون حکم قاضی کے دیکل کے اقرار سے دفع ہوئی تو ایک روایت میں بالخصوص موکل کے ذمہ لازم ہوگا اور عامہ روایات میں یہاں کہ موکل سے خصوص نہیں کر سکتا ہو اور دیکل کے ذمہ لازم ہوگا یہ کافی میں ہو ایک شخص نے ایک دیکل اپنی زمین پہنچنے کے واسطے مقرر کیا اور اسے فروخت کر دی اس میں ایک قطعہ زمین وقف نکلی اسکو مشتری نے دیکل کو پھر لپکا چاہا اور دیکل نے اقرار کیا تو مشتری دیکل کو واپس کر سکتا ہو پھر دیکل موکل کو واپس نہیں دے سکتا ہو۔ اور اگر گواہوں کی گواہی پر دیکل کو واپس دی گئی تو موکل کو واپس دے سکتا ہو اور باقی کی عقد بیع کی نسبت عامہ مشائخ نے فرمایا کہ عقد بیع باقی فاسد نہوگا یہی صحیح ہو یہ قدا سے قاضی خان میں ہو دیکل بیع نے اگر موافق حکم موکل کے ہزار درم کو غلام فروخت کر دیا اور باقی قبضہ کے بعد دشمن اس کے پاس نافذ مہربانے موکل کو دیکل یا پھر مشتری نے اس میں ایسے عیب کا دعویٰ کیا جس کے مثل پیدا ہو سکتا ہو اور دیکل نے انکار کیا اور موکل نے اقرار کر لیا تو اس کے اقرار سے بیعت نہ ٹوٹے گی اور اس کے اور دیکل کے ذمہ کچھ لازم نہوگا۔ اسی طرح اگر مشتری کے پاس اس میں دوسرا عیب پیدا ہو گیا اور اس نے عیب سابق کا نقصان لینا چاہا اور باقی صورت یوں ہی واقع ہوئی جیسی بیان ہوئی تو بھی یہی حکم ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اور اگر دیکل نے اقرار کیا اور موکل نے انکار کیا تو مشتری دیکل کو واپس کرے گا اور اسکا اقرار اس کے حق میں صحیح ہو نہ موکل کے حق میں۔ مگر وہ عیب اگر ایسا ہو کہ اتنی مدت میں اس کے مثل نہیں پیدا ہو سکتا ہو تو موکل کے حق میں بھی صحیح ہوگا کیونکہ یہ عیب یقیناً اسی کے پاس کا ہوگا اور اگر اس مدت میں اس کے مثل پیدا ہو سکتا ہو تو موکل کو بدون دلیل اس بات کے کہ یہ عیب موکل کے پاس کا ہو واپس نہیں کر سکتا یا اس سے قسم لے پس اگر قسم سے بار بار تو واپس کر دے ورنہ دیکل کے ذمہ پڑے گا اور اسی کو واپس ہوگا جب تک زندہ حافل موجود ہو پس اگر دیکل مر گیا ہو اور کوئی خلیفہ نہ چھوڑا یا لائق لزوم عہدہ کے نہیں ہو مثلاً مجروح تو موکل کو واپس کرے اور موکل کو دیکل سے غاصہ کی گنجائش ہے

نہوگی یہ وجہ کر دی میں ہو اور اگر بیع استحقاق میں نہ لی گئی تو اپنا ثمن مشتری وکیل سے لے گا اگر اسکو دیا ہو اور اگر موکل کو ادا کیا ہو تو اس سے لے گا اور اگر استحقاق میں نہ لی گئی ولیکن مشتری نے آئین عیب پایا تو وہ موکل سے خاصہ کر سکتا ہو اور جب بمقابلہ اس کے عیب ثابت ہو گیا تو بحکم قاضی اسکو واپس کرے اور لپٹہ دام وکیل سے لیوے اگر اسکو دیے ہیں اور اگر موکل کو دیے ہیں تو اسی سے واپس لیوے یہ مندرجہ طحاوی میں ہو اگر مشتری نے خرید کا وکیل پر دعویٰ کیا اور وکیل نے اس سے انکار کیا اور موکل نے اقرار کر لیا کہ وکیل سے خرید ہوا اور قاضی نے عہدہ موکل کے اوپر رکھا اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر وکیل نے دونوں کی تصدیق کی تو عہدہ موکل سے اٹھ کر وکیل پر ہوا بیگا اور موکل اس سے بری ہو جائیگا پھر اگر مشتری نے کسی عیب کا دعویٰ کیا کہ اسکو بائع نے چھپا ڈالا تھا اور بائع نے چھپا ڈالنے سے انکار کیا اور قسم کھائی اور موکل نے مشتری کی عیب کے دعویٰ میں تصدیق کی تو مشتری اور موکل کے درمیان کچھ خصوصیت قرار نہ پاوگی یہ محیط میں لکھا ہو وکیل بیع اپنے مال سے ثمن ادا کر نیگا مطالبہ نہیں کیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور تقاضا کرنے اور ثمن پورا وصول کرنے کے واسطے اسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر اتنے تقاضا کر کے وصول پایا تو ہاتھ ورنہ اس سے کہا جائیگا کہ موکل کو مشتری پر اتراوے یا اسکو تقاضا کرنے کے واسطے وکیل مقرر کرے پھر اگر وکیل بیع نے کہا کہ میں تقاضا کروں گا اور موکل نے کہا میں تقاضا کروں گا تو تقاضا کرنا وکیل کے اختیار میں رہیگا اور موکل کو مشتری پر حوالہ کر دینے کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور یہ تمام اس صورت میں ہو کہ بلا اجرت وکیل قرار پایا ہو اور اگر مثل دلال وغیرہ کے اجرت پر وکیل ہو تو ثمن پورا وصول کرنے کے واسطے اسپر جبر کیا جائیگا یہ محیط میں لکھا ہو اور موکل مالک نہوگا اگرچہ اس کے نام کا تمسک لکھا جاوے یہ ذخیرہ میں ہو وکیل بیع سے اگر ذمہ دخت کر کے مشتری کی طرف سے دامون کی کفالت کر لی تو کفالت صحیح نہیں ہو اور دام وصول کرنے کی وکیل نے اگر مشتری کی طرف سے دامون کی کفالت کی تو صحیح ہو اور اگر وکیل نے مشتری کو ثمن سے بری کر دیا تو بری کرنا صحیح نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر موکل نے احتیال ثمن وکیل پر کیا تو حوالہ باطل ہو اور اگر موکل نے اُن دامون سے جو مشتری پر آتے ہیں وکیل کے کسی معین غلام پر صلح کر لی یا مشتری کی طرف سے وکیل نے دام دیدیے تو جائز ہو اور مشتری بری ہو جائیگا اور غلام موکل کا ہو جائیگا اور وکیل کسی سے یعنی موکل یا مشتری سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر وکیل نے باندی کو موکل کے ہاتھ اُن دامون کے عوض جو موکل کے مشتری پرین فروخت کیا تو بیع باطل ہو اسی طرح اگر وکیل نے موکل سے اپنی باندی دیکر اس امر پر صلح کی کہ جو دام موکل کے مشتری کے ذمہ ہیں وہ وکیل کے ہونگے تو بھی باطل ہو۔ اسی طرح اگر وکیل نے موکل کو دام اس شرط پر ادا کیا کہ جو اسکے دام مشتری پر آتے ہیں وہ وکیل کے ہونگے تو بھی باطل ہو اور اگر مشتری پر اس ثمن کو اترا دیا اور مشتری راضی ہو گیا تو صحیح ہو اور یہ وکالت ہو حوالہ نہیں ہو پس اگر موکل نے مشتری سے دامون کا مطالبہ کیا تو اسکو ادا کرنے کے واسطے مشتری پر جبر کیا جائیگا اور اگر وکیل نے مطالبہ کیا تو بھی ادا کرنے کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور اگر وکیل نے مشتری کو منع کر دیا کہ موکل کو نہ دے تو مالعت صحیح ہو جسے کہ مشتری پر موکل کو دینا واجب نہوگا یہ محیط میں لکھا ہو وکیل بیع نے اگر مشتری کو دام ادا کرنے میں تاخیر کر دی یا دامون سے بری کیا یا حوالہ قبول کیا یا زیوف درم لے لیے اور چشم پوشی کر لی تو امام اعظم کے قول میں جائز ہو اور وکیل کو موکل کو ثمن دینا ہوگا

اور اس بات پر اجماع ہو کہ اگر من مال میں ہو اور دلیل نے مشتری کو بہرہ کر دیا تو صحیح نہیں ہو اور اسی طرح اگر من دین ہو اور دلیل نے وصول کر کے پھر مشتری کو بہرہ کیا تو بالاجماع صحیح نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہو اگر دلیل نے بیع کا اقالہ کر لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہو اور من کا ضامن ہو گا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اقالہ کرنے سے دلیل خود خالی رہے والا ضامن ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ایک شخص نے دلیل کو باندی و بکر فروخت کرنے کا حکم کیا اور دلیل نے ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کی کہ جس کا موکل پر قرضہ ہزار درہم آتا ہو اور باندی و بکر دیدی تو بیع جائز ہو اور بالاتفاق قرضہ من کا بدلہ ہو جائیگا اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کی جس کا دلیل پر ہزار درہم کا قرضہ ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دلیل کے قرضہ کا بدلہ ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو اور اگر ایسے دلیل نے بیع کو سپرد کیا جائے کہ اس کے پاس تلف ہو کئی تو بدلہ باطل ہو گیا اور دلیل پر موکل کے لیے ڈاؤن نہیں آتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں نکلا ہو اور اگر اس دلیل نے ایسے کے ہاتھ بچا جس کا موکل و دلیل دونوں پر قرضہ آتا ہو تو موکل کے قرضہ کے عوض بدلہ ہو جائیگا دلیل کے قرضہ کے عوض بدلہ مانو گا اور موکل دلیل سے کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو قاعدہ ہو کہ دلیل بیع نے اگر موکل پر ایسی چیز کا اقرار کیا کہ جو مشتری کے واسطے دامن سے موجب براہت کا ہو اور موکل نے اس کی تکذیب کی پس اگر مقربہ ایسی شے ہو کہ اگر اپنے نفس پر اقرار کرتا تو صحیح ہوتا اور مشتری من سے بری ہو جاتا اور موکل کے واسطے کچھ ضمان نہ دیتا تو جب موکل کی ذات پر ایسا اقرار کر لیا تو بھی یہی حکم ہو گا اور اگر مقربہ ایسی چیز ہو کہ اگر اس کا اپنی ذات پر اقرار کر لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہوتا اور مشتری من سے بری ہو جاتا اور موکل کو اس کی مثل ضمان دیتا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک بری ہوتا تو جب موکل پر ایسا اقرار کر لیا تو بھی یہی حکم ہو گا کیونکہ دلیل نے ایسے امر کا جس کا خود مالک ہو دوسرے کی طرف نسبت کر کے اقرار کیا اور انسان کا اقرار ایسی چیز کا جس کا خود مالک ہو دوسرے کی طرف نسبت کر کے حالانکہ دوسرا بھی مالک ہو نیز ملکہ اپنی ذات پر اقرار کرنے کے ہوتا ہو کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر ایک شخص نے ایک غلام خرید بھر اقرار کیا کہ بائع نے اس کو بیع سے پہلے آزاد کیا ہو تو بمنزلہ اس کے ہو کہ اس نے اقرار کیا کہ میں نے فی الحال اس کو آزاد کیا ہو پس ایسا ہی بیان بھی ہو یہ محیط میں ہو غلام بیچنے کے دلیل نے اگر فروخت کیا پھر اقرار کیا کہ موکل نے مشتری سے درہم وصول کر لیے ہیں تو قسم بیکرا اس کا قول لیا جائیگا اور مشتری دامن سے بری ہو جائیگا پس اگر دلیل نے قسم کھائی تو اس پر ضمان نہیں ہو اور اگر بازار یا تو موکل کے واسطے من کا ضامن ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر دلیل نے اقرار کیا کہ موکل نے مشتری سے خریداری سے پہلے ہزار درہم قرض لیے یا غضب کر لیے ہیں تو مشتری من سے بری ہو جائیگا اور دلیل اس کے لیے من کا ضامن ہو گا یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کا ہو پھر ان دونوں دامن کے نزدیک موکل سے قسم بچائیگی اگر بازار یا تو دلیل بری ہو گیا اور اگر قسم کھائی تو دلیل ضمان ادا کرے اور اگر یہ اقرار کیا کہ موکل نے بعد خرید کے مشتری سے ہزار درہم قرض لیے یا غضب کر لیے ہیں تو قسم بیکرا اس کا قول لیا جائیگا۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ موکل نے مشتری کو خریدنے کے بعد پہلے عہد اس طرح زخمی کیا ہو کہ ایک ہزار درہم اس کا جواز حالہ موکل پر لازم ہو تو یہ شے بری کر دینے کے اقرار کے ہو اور اسی طرح اگر مشتری کوئی عورت تھا اور دلیل نے اقرار کیا کہ موکل نے اس سے من کے برابر ہزار درہم ہر پر نکاح کیا اور وہی کر لی ہو اور عورت نے اس کا اقرار کیا اور موکل نے انکار کیا تو بھی یہی حکم ہو اسی طرح اگر اقرار کیا کہ موکل نے مشتری من کے برابر دامن پر مزدور کیا اور اسے کام چار کر دیا یا تنگ کہ من مزدوری کے عوض بدلہ ہو گیا تو بھی یہی حکم ہو

فوجا بنی علی بن ابی طالب
از چنگال ستمداران
مکرمی بیدار
افروخته بکرمی
شربت حیات
اربابی
مکرر خال
ناب
میسر

اسی طرح اگر یہ اقرار کیا کہ موکل نے مشتری سے سودینا راجح نہیں کے خریدے ہیں اور وصول کر لیے ہیں تو بھی ایسا ہی حکم ہو گا
محیط میں جو خرید و مرین ایک باندی مشترک ہو خریدنے عمر کو اسکے بیچنے کا وکیل کیا اور اس نے ہزار درم میں بیچا پھر زمین نے اقرار کیا کہ
نے درم وصول کر لیے اور عمر کو نے انکار کیا تو مشتری زید کے حصہ سے بری ہوا اور عمر کو آدھا ثمن دیدیگا کیونکہ زید کا اقرار اسکے حق
میں صحیح ہو پھر زید عمر سے قسم لیگا کہ والدین نے جو اجماع طرح مدعی دھوی کرتا ہی وصول نہیں پاسے ہیں پس اگر قسم کھائی تو اس پر
کچھ نہیں اور اگر نہ کھائی تو زید کا حصہ دینا اس پر لازم ہوگا اور اگر خود عمر کو نے اقرار کیا کہ زید نے دام وصول کر لیے ہیں اور مشتری
نے اسکی تصدیق کی اور زید نے انکار کیا تو بھی مشتری آدھے دامن سے بری ہو گیا اور باقی نصف مشتری سے عمر وصول
کر گیا اور خاصہ اسی کو نہ ملے بلکہ زید کی شرکت میں ملے گا اور ہر ایک موکل دوکیل سے دوسرے کے دھوکے پر قسم لیا جائیگی اور
یہی صحیح ہو یہ محیط میں ہے۔ وکیل بیع سے اگر موکل نے یہ نہ کہا کہ جو تو کرے وہ جائز ہو تو اسکو دوسرا وکیل کرینیکا اختیار نہیگا
اور اگر دوسرا وکیل کیا اور اس نے پہلے وکیل کے سامنے بیجا تو جائز ہو اور اصل میں مذکور ہو کہ حقوق دوسرے وکیل کی طرف راجع
ہو گئے اور یہی صحیح ہو لہذا فی فتاویٰ دسے قاضی خان اور اگر پہلا وکیل حاضر ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر وکیل کے سوا کسی نے
فروخت کیا اور وکیل کو خبر ہوئی اور اس نے بیع پسرد کر دی تو جائز ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کر کے کہا کہ اپنی رائے سے
کام کر اور وکیل نے دوسرا وکیل کر کے کہا کہ اپنی رائے سے کام کر تو دوسرے کو دوسرے وکیل کرینیکا اختیار نہیں ہو یہ محیط میں
ہو اگر بیع کے واسطے وکیل کیا اور دام بتلا دیے اور وکیل نے دوسرے کو حکم دیا اور دام بتلا دیے تو جائز ہو کیونکہ دام بتلا
سے پہلے وکیل کی رائے موجود رہی اور یہی غرض تھی یہ محیط سرخی میں ہو عدل نے بیع رہن کے واسطے وکیل کیا اور اس نے
سامنے فروخت کیا تو جائز ہو اور اگر عدل حاضر ہو تو بدون اسکی اجازت کے جائز نہیں ہو اور اگر عدل نے ثمن مقرر کر دیا
اور اس کے وکیل نے سامنے بیجا تو جائز ہونا ظاہر ہو اور اگر وہ موجود نہ ہو تو کتاب الوکالت کی روایت کے موافق بسبب اسکی
راے موجود ہونے کے جائز ہو اور اسکے سولے روایت میں جائز نہیں ہی جب تک اجازت نہ ہو وہ چیز کہ درمی میں ہو لہذا
بنی عام میں ہو کہ ایک شخص نے اپنا غلام بیچنے کے لیے دوسرے کو وکیل کیا اور اسکے کام کو اس باب میں جائز رکھا اور
اسکو وکیل کرینیکا اختیار دیا اور وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا پھر پہلے وکیل نے دوسرے سے غلام خرید لیا تو جائز ہو
کیونکہ دوسرا بھی موکل کا وکیل ہو گیا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے بلا حکم اسکا غلام فروخت کیا پھر غلام کے مالک نے
مشتری سے کہا کہ میں نے تجھے اس غلام کے بیچنے کا وکیل کیا اور جسکو تیرا جی چاہے وکیل کر دے اور مشتری نے کسی کو غلام
بیچنے کا وکیل کیا اور اس بیع کی اجازت دیدی تو جائز ہو یہ محیط میں ہو کن بیع یا نکاح یا ہر ایسے عقد کا جو معاوضہ ہو اگر وکیل کے سامنے
دوسرے کے اس حکم کے کر دینے کے بعد اجازت دیدی تو جائز ہوگا اور اگر وہ موجود نہ ہو اور دوسرا اس کام کو کرے تو جائز نہیں ہو
اور طلاق و عتاق بلا معاوضہ کے وکیل نے اگر بدون موجودگی وکیل کے دوسرے نے یہ کام کیا پھر وکیل نے اجازت
دی تو بھی جائز نہیں ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے حکم کیا تھا کہ میرا غلام
نقد فروخت کر دے اور تو نے اُدھار بیچ ڈالا اس نے کہا کہ تو نے مجھے بیچنے کا حکم کیا تھا اور کچھ نہیں کہا تھا تو موکل
کا قول لیا جائیگا اور اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے اپنا غلام انبی شرط خیار پر فروخت کرینیکا حکم کیا تھا اور
وکیل نے کہا کہ تو نے خیار کی شرط کرینیکا مجھے حکم نہیں دیا تھا تو وکیل کا قول لیا جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ میں نے
بیع فاسد کے طور پر بیچے کا حکم کیا تھا تو بھی وکیل ہی کا قول لیا جائیگا یہ محیط میں ہو ایک شخص کو حکم کیا کہ میرا غلام فروخت

عقبت از وصی
مستحق از اجرت
راہ ۱۲

روئے اور غلام اسکو دیا جائے کہ مین نے فلاں شخص کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا اور دام وصول کر لیجے اور وہ پھر پاس تلف ہو گئے یا مین نے موکل کو دیکھ لیا اور موکل نے بیچ سے انکار کیا یا بیچ کا اقرار کیا اور دام وصول کر لیا انکار کیا تو وہیں کا قول بجا بیگا اور اگر قسم نہیں ہو لہذا فی الذخیرہ اور بیع مشتری کو دیکھا بیگی اور مین وکیل پر ہوگا نہ مشتری پر پس اگر وکیل نے اپنے قول پر قسم کھائی تو وہ بھی بری ہو گیا اور اگر انکار کیا تو موکل کو مین ڈانڈ دیکھا پھر اگر مشتری سے غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو اپنے دام وکیل سے واپس لے اور وکیل موکل سے اگر قبضہ مین میں اسکی تصدیق نہیں کی ہو تو واپس نہیں لے سکتا ہو کیونکہ وکیل کی تصدیق اس پر سے ڈانڈ اٹھانے میں ہو نہ موکل سے واپس لینے میں اور وکیل کو یہ اختیار ہو کہ موکل سے قبضہ کے عدم علم پر قسم لے پس اگر قسم سے انکار کیا یا قبضہ کا اقرار اور دینے اور تلف ہونے سے انکار کیا تو جو وکیل نے ڈانڈ دیا ہو وہ موکل سے واپس لے اور یہ اس صورت میں ہو کہ مشتری نے وکیل کے قبضہ کا اقرار کیا اور اگر موکل کے قبضہ کا اقرار کیا تو مشتری وکیل کسی سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر مشتری نے بیس مین کوئی عیب یا حکم قاضی مکمل کو واپس کیا پس اگر وہ موکل نے دام وصول پانچا اقرار کیا ہو تو اس سے واپس کرے اور وکیل اپنے موکل سے لے لیا کہ بشرطیکہ موکل نے مین وصول کرنے میں اسکی تصدیق کی ہو اور بیع موکل کی ہوگی اور اگر موکل نے اسکی تکذیب کی ہو تو رجوع نہیں کر سکتا ہو بلکہ موکل سے اس کے علم پر قسم لیا پس اگر قسم کیائی تو نہیں لے سکتا ہو اور اگر قسم سے انکار کیا تو دام واپس لیا اور پہلی صورت میں غلام فروخت کر کے داموں کو پورا کر لیا اور اگر کچھ بڑھا تو اسکو موکل کو دیدیگا اور اگر کم پڑا تو وکیل ڈانڈ بھرنیگا اور یہ ڈانڈ کسی سے واپس نہیں لے سکتا ہو لہذا فی الذخیرہ لکھ دی اور یہی صحیح ہو یہ ذخیرہ مین لکھا ہو اور اگر موکل کے مشتری سے دام وصول کر لیا اقرار کیا تو وقت واپسی کے وکیل اور موکل کسی سے نہیں لے سکتا ہو اور موکل سے فقہی قسم لیا اگر گئے انکار کیا تو دام اس سے پھر لیا اور بیع اسکو دیدیگا اور اگر قسم کھا گیا تو نہیں لے سکتا ہو اور غلام فروخت کر کے اس سے دام پورے کر لیا جیسا کہ مسئلہ مذکورہ بالا مین گذرا ہو یہ وجہ کردی مین ہو اور اگر موکل نے وکیل کو بانڈی دی اور اسے دھوی کیا کہ مین نے فروخت کر کے دام وصول کر لیجے مین اور وہ تلف ہو گئے یا مین نے موکل کو دیر لے اور موکل نے انکار کیا تو اسکو اختیار ہو کہ دام وصول ہونے تک اسکو روک لے اور مشتری سے کہا جائیگا کہ اگر میرا بیچا ہے تو اسکو دوسرے ہزار درم دے یا بیع توڑے لہذا فی الخلاصہ پس اگر گئے ہزار درم دیکر موکل سے بانڈی لے لی تو وکیل سے اپنے پہلے ہزار درم واپس لیا یہ محیط مین ہو پس اگر موکل مر گیا اور وارثوں نے کہا کہ تو نے غلام فروخت نہیں کیا ہو اور وکیل نے کہا کہ مین نے فروخت کیا اور دام لے لئے اور وہ پھر پاس تلف ہو گئے اور مشتری نے اسکی تصدیق کی پس اگر غلام موجود ہو تو وکیل کا قول لیا جائیگا اور یہ حکم استحضار ہو اور اگر غلام تلف ہوا تو بدون اس مر کے گواہوں کے کہ اسے موکل کی زندگی میں غلام فروخت کیا تھا وکیل کی تصدیق نہ کجا بیگی یہ خلاصہ مین ہو ایک شخص کو حکم دیا کہ میرا غلام فروخت کر دے اور غلام دیدیا پھر وہ غلام کسی شخص کے ہاتھ مین پایا گیا اور وکیل نے کہا کہ مین نے اسے ہاتھ فروخت کر دیا ہو اور گئے وکیل کی تصدیق کی مگر موکل نے دونوں کی تکذیب کی تو اسکو اختیار ہو کہ غلام لے لے اور اگر غلام اس کے بعد اس شخص کے پاس مر گیا تو وکیل سے ضمان لینے کی بابت اسکی تصدیق نہ کجا بیگی اگر ایک شخص کو اپنا غلام فروخت کرنے کے واسطے وکیل کہا پھر موکل نے کہا کہ مین نے سبھے دکالت سے بر طون کیا اور وکیل نے کہا کہ مین نے یہ غلام کل کے روز فروخت کر دیا ہو تو اسکی تصدیق نہ کجا بیگی حالانکہ

وکیل وکالت سے خارج ہو گیا اور شائع نے فرمایا کہ یہ حکم اس صورت میں ہو کہ وہ شیعہ عینہ قائم ہو اور اگر تلف ہو گئی ہو تو قسم کے ساتھ وکیل کا قول لیا جائیگا۔ وکیل بیع نے اگر موکل کے مرنے کے بعد دعویٰ کیا کہ میں نے وہ شیعہ فروخت کر دی تھی اور وارثوں نے انکار کیا پس اگر وہ شیعہ عینہ قائم ہو تو وارثوں کا قول لیا جائیگا اور اگر تلف ہو گئی ہو تو وکیل کا قول معتبر ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے عقد صرف میں اور عقد سلم میں رہا سلم کی طرف سے وکیل کو ناجائز درست ہو ولیکن سلم الیہ کی طرف سے وکیل کو ناجائز نہیں ہو اور اگر وکیل دوسرے سے قبضہ ہوئے سے پہلے جدا ہو گیا تو عقد باطل ہو جائیگا اور موکل کا جدا ہونا اگر وہ بعد بیع کے قبضہ سے پہلے آیا ہو تو معتبر نہیں ہو ولیکن اگر مجلس عقد میں آگیا تو حقوق عقد اسکی طرف منتقل ہو جائینگے اور اسکی جدائی معتبر ہوگی اور بیع صرف الحبی کے ساتھ درست نہیں ہو اگر دو شخصوں نے بیع صرف قرار دی پھر دونوں میں سے ہر ایک نے ایک شخص کو دام کی تنقید کا حکم کیا پھر ایک شخص حکم دینے والا مجلس سے اٹھ کر چلا گیا تو بیع صرف باطل ہو جائیگی اگرچہ وکیل مع دوسرے کے حاضر رہے اور اگر وکیل اٹھ گیا تو بیع صرف باطل ہوگی یہ سراج الوالوحین میں لکھا ہے ایک شخص نے دوسرے کو ایک چاندی کی چھاگل جو معین تھی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور دام نہ تھلائے پس وکیل نے وزن اس کے دم یا دینار سے خریدی تو جائز ہو اور اگر چاندی کی چھاگل کو درمون سے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے دیناروں سے خریدی تو وکیل کی ہوگی اگر کسی شخص کو سوناری کی مٹی فروخت کرینیکا وکیل کیا اور اس نے دم و دینار کے سوائے کسی چیز کے عوض فروخت کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک موکل پر نافذ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہو اور اگر موکل نے ہزار درم معین کی بیع صرف کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اپنے قبضہ کرنے سے پہلے دوسرے ہزار درم موکل کے مال سے لیکر بیع صرف کر دی تو جائز ہو اور اگر ہزار درم معین پر قبضہ کر کے پھر ہزار درم لیکر انکی بیع صرف کی تو جائز نہیں ہو۔ ڈبلی ہوئی چاندی کی چیز معین فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے دوسری فروخت کی تو جائز نہیں ہو اور نہ رکنا بابت دو روایتیں آئی ہیں ائین سے ایک روایت میں یہی حکم اسکا بھی ہو کو فہم دیناروں کو بعض درمون کے فروخت کرنے کا حکم کیا اسنے کو فی درمون کے عوض فروخت کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہو اور اگر کہا کہ ان درمون کو شامی دیناروں کے عوض فروخت کرے اسنے کو فی دیناروں کے عوض بیچے حالانکہ شامی اور کو فی دینار وزن میں برابر ہوتے ہیں تو جائز ہو۔ اور اگر وکیل نے موکل کے غلام کے ساتھ بیع صرف کی تو ضامن ہوگا خواہ غلام پر قرض ہو یا نہ خواہ اسکو معلوم ہو کہ یہ موکل کا غلام ہو یا نہیں اور اگر موکل کے مفادض کے ساتھ یا وکیل یا شریک وکیل یا مضارب کے ساتھ بیع صرف کی تو جائز نہیں ہو اور اگر موکل کے شریک غیر مفادض کے ساتھ بیع صرف کی تو جائز ہو اور اگر اسکی مان یا باپ یا لڑکے یا جورد کے ساتھ بیع صرف یا سلم قرار دی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز نہیں ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو۔ اگر فلس خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور بعد قبضہ کے وہ کاسد ہو گئے تو موکل کے ذمہ پڑینگے اور اگر قبضہ سے پہلے کاسد ہوئے پھر جی اسنے قبضہ کر لیا تو وکیل کے ہونگے کیونکہ کاسد ہونا بئر تلف ہونے کے بعد پس بیع ٹوٹ گئی اور جب وکیل نے قبضہ کیا تو دونوں میں از سر بیع قبضہ ہو گئی تو اسکو موکل کو نہ دینے کا اختیار ہو۔ اور اگر اسنے موکل کو دیر سے تو باہم بیع جدید بنھد ہو جائیگی ایک شخص کو اس واسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے دس درم ایک گڑ کیوں کی بیع سلم میں دیر سے تو جائز ہو اور اگر اپنے پاس سے ادا کیے تو موکل سے لے سکتا ہو اور اگر اسکو حکم کیا کہ میرے واسطے دس درم مانج کے عوض

لے لے اور وکیل نے لے لیے تو وکیل کے دوسرے ٹیکے کیونکہ آٹھ سالہ چیز کی بیچ کے واسطے وکیل کیا جو اسکے پاس نہیں ہوگا کہ جو میرا بھتیجا ہو
 اسکو ایک کر گھون کی سلم میں دیدے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک موکل پر نافذ ہوگی بخلاف اسکے اگر کہا کہ جو میرا بھتیجا ہو
 اسکو فلاں شخص کو سلم میں دیدے تو بالاجماع موکل پر بیع نافذ ہوگی۔ مضارب نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرے واسطے
 بیع سلم کر دے تو جائز ہو۔ ایک شخص کو دو شخصوں نے وکیل کیا ہر ایک نے کچھ دم دیدیے کہ میرے واسطے بیع سلم
 ٹھہرے پس اُنے درہم خلط کر دیے تو اُنے مال تلف کیا اسواسطے وکیل نہ رہا اور اگر خلط نہ کیے اور ایک ہی عقد میں سب
 دیدیے تو جائز ہو یہ محیط سرخی میں لکھا ہو۔ اگر سونے کی انگوٹھی یا فوٹ کا ٹکینہ چڑی ہوئی بیچنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسے
 چاندی کے عوض یا انگوٹھی کے سونے سے زیادہ سونے کے عوض یا الجوض سونے کی انگوٹھی کے جبین سونا اس سے زیادہ
 اور ٹکینہ نہ تھا فروخت کر دی تو جائز ہو اور اگر ایسی سونے کی انگوٹھی کے عوض جبین سونا زیادہ یا کم تھا اور ٹکینہ چڑا ہوا تھا
 فروخت کر دی اور باقی قبضہ کر لیا تو جائز ہو اور اگر وکیل کو دس درم کسی کپڑے کی بیع سلم میں دیے اور کپڑے کی جنس تبدیل
 تو جائز نہیں ہو اور اگر وکیل نے انگوٹھی کپڑے کی جنس بیان کر کے اسکے سلم میں دیدیا تو بیع سلم وکیل کی ہوگی پھر موکل کو
 اختیار ہو چاہے وکیل سے ضمان لے یا سلم الیہ سے پس اگر وکیل سے ضمان لی تو سلم وکیل کے حق میں جائز رہیگی اور
 اگر بعد اقرار کے سلم الیہ سے ضمان لی تو سلم باطل ہو جائیگی۔ اور اگر موکل نے کپڑا یہودی بیان کر دیا تو جنس بیان
 کرنے کی وجہ سے تو وکیل جائز ہو یہ مبسوط میں لکھا ہو بیع سلم کے وکیل کو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک اقالہ کا
 اختیار ہو یہ قادی قاضی خان میں ہو

فصل ہب کے واسطے وکیل کرنے کے بیان میں ہبہ کرنے والے کو اختیار ہو کہ پھر کرنے کے واسطے وکیل کرے اور ہبہ مول
 یعنی جسکو ہبہ کیا گیا ہو اسکو اختیار ہو کہ قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کرے اور یہی حکم صدقہ میں ہو ہبہ کے وکیل کو ہبہ سے رجوع کرنا
 اختیار نہیں ہو اسی طرح اگر وکیل نے حکم موکل ہبہ کیا ہو تو بھی رجوع نہیں کر سکتا ہو اور اگر ہبہ کرنے والے نے ہبہ سے رجوع کرنا
 چاہا اور لکھوہ شو موجب لہ کے وکیل کے ہاتھ میں ہو تو رجوع نہیں کر سکتا ہو اور یہ وکیل اسکا محاصم نہیں ہو سکتا ہو یہ حاوی
 میں ہو اگر ایک ذمی نے دوسرے کو شراب یا سو رہیہ کی اور موجب لہ لے اسپر قبضہ کرنے کے واسطے کسی مسلمان کو وکیل کیا یا ذمہ
 نے موجب لہ کو دینے کے واسطے کسی مسلمان کو وکیل کیا تو جائز ہو اگر موجب لہ نے ہبہ پر قبضہ کرنے کے واسطے دو شخصوں کو وکیل کیا اور
 ایک نے قبضہ کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر داہب نے دینے کے واسطے دونوں کو وکیل کیا اور ایک نے دیدیا تو جائز ہو وعلیٰ ہذا اگر وکیل
 نے دوسرے کو دینے کے واسطے وکیل کیا تو بھی جائز ہو اور اگر موجب لہ کے وکیل نے دوسرے کو قبضہ کرنے کے واسطے وکیل
 کیا تو جائز نہیں ہو لیکن اگر نوکل نے اس سے کہہ دیا تھا کہ جو کچھ تو کرے وہ روہی تو اسکو دوسرے کو وکیل کرنا جائز ہو اگر
 ایک شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ یہ کپڑا فلاں شخص کو عوض لیکر ہبہ کر دے اور عوض اُس سے وصول کر لے پس وکیل نے ایسا ہی
 کیا مگر عوض اُس سے قیمت میں کم ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہ جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہو مگر جبکہ عوض اسکے
 برابر یا اسقدر کم ہو کہ لوگ اتنی کمی برداشت کر لیا کرتے ہیں تو جائز ہو۔ اگر وکیل سے کہا کہ اپنے مال میں سے میری طرف سے
 عوض اس شرط پر دے کہ میں اسکا ضمان ہوں اور وکیل نے دیدیا تو جائز ہو اور وکیل اُس سے اسکے مثل لے لیا اگر عوض مثالی تھا
 یا اسکی قیمت لے لیا اگر مثالی نہیں تھا اور اگر عوض نیچے کا حکم دیا کہ عوض اپنے مال سے دیدے اور اپنے خاص میں جوئے کی شرط نہ کی
 تو وکیل بعد عوض دینے کے اُس سے کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ مبسوط میں ہو داہب کو اختیار ہو کہ ہبہ سے رجوع کرنے کے واسطے

وکیل مقرر کرے کہ وہ مخصوص نے ایک شخص کو ایک فلام یا گھر یا چارہ دونوں نے ایک شخص کو ویدہ بنے کے واسطے وکیل کیا
 تو جائز ہو اسی طرح اگر وہ مخصوص کو وکیل کیا یا چارہ یا ایک شخص کو علیحدہ وکیل کیا تو بھی جائز ہو پس اگر دونوں وکیلوں میں
 سے ایک نے سو ہو یا چارہ یا چارہ کو اپنے قبضہ کر لیا تو جائز ہو یہ حاوی میں لکھا ہو سو ہو یا چارہ دینے کے واسطے وکیل کیا
 عوض کو نہیں دے گا پس وکیل نے عوض دیا تو جائز نہیں ہو اور اگر کما کہ اپنے مال سے میری طرف سے جو چاہے عوض دے
 تو جائز ہو کہ وکیل اسے ہر چھوڑا تو بقدر عوض دیکھا اسکی نسبت موکل پر نہیں کہہ سکتا ہو کہ اسقدر میری راہ نہ تھی مجھ پر
 میں ہی اگر وہ مخصوص کو ہر سے ورجہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو ایک ہون دو سرے کے تفریق نہیں ہو سکتا ہو یہ مبسوط میں
 جو کہ اباب اجارہ و غیرہ کی کالت کے بیان میں اور اس میں فیصلین ہیں

فصل اول اجارہ دو قسم ہے اور اجارہ لینے اور کھیتی اور معاملہ کی کالت کے بیان میں۔ گھر کو اجارہ پر چھینے
 کا وکیل اجارہ کے ثابت کرنے اور کرایہ وصول کرنے اور گھر کو بسبب کرایہ کے روک لینے میں خصم قرار دیکھا کہ نزدیک اسکے
 حقوق متدرج ہو۔ اگر وکیل اجارہ نے اجارہ لینے والے کو کرایہ معاف کر دیا پس اگر کرایہ مال میں سو کو بری کرنا صحیح نہیں ہو
 اور اگر مال دین ہو پس اگر بعد مال واجب ہو جانے کے بری کیا مثلاً مدت گذشتہ میں یا تعجیل شرط تھی تو امام عظیم و امام محمد رحمہ کے
 نزدیک جائز ہو اور اسکے غل موکل کو ضمان دے اور اگر وہ جب ہو جانے سے پہلے معاف کر دیا تو ظاہر الروایت میں مذکور ہو کہ
 امام عظیم و امام محمد رحمہ کے نزدیک جائز ہو یہ محبط میں ہو جو شخص گھر کے قیام و اجارہ پر دینے اور کرایہ وصول کرنے کے واسطے
 وکیل مقرر ہو ہو اسکو کچھ عمارت بنانے یا زمین مرمت کا اختیار نہیں ہو اور اسکی خدمت کے واسطے وکیل نہ شمار ہو گا اور اگر
 زمین سے کسی نے کوئی بیت لگایا تو اسکے باب میں خاص ہو سکتا ہو کہ اگر اسکے قبضہ کی چیز نے تلف کی اسی طرح اگر کسی کو
 اپنے کرایہ دیا اور گئے اٹھا کر کیا تو اس پر اجارہ ثابت کرنے کے واسطے خصم قرار دیکھا۔ اور کرایہ دینے کے واسطے دوسرے
 کو وکیل کرنا اسکو جائز نہیں ہو اور وکیل نے اگر اپنے شخص کو جو اسکی پرورش میں نہیں ہو کرایہ وصول کرنے کے واسطے وکیل
 کیا تو جائز ہو اور کرایہ پہلے والا ہی جو جائیگا اور جس وکیل نے کرایہ پر دیا ہو وہی کرایہ کا ضامن ہو گا ورنہ کسی کے وکیل
 کے وصول کیا ہو یہ حاوی میں لکھا ہو اجارہ کے وکیل کو اختیار ہو کہ اسباب یا نوٹھی فلام کے عوض کرایہ پر دے۔ اگر
 ایسی زمین کرایہ دینے کے واسطے وکیل کیا گیا کہ جس میں بیوت اور عمارت ہیں اور موکل نے انکی تفصیل نہ بیان کی تو
 اسکو اختیار ہو کہ زمین کو بیوت کے کرایہ پر دے۔ اسی طرح اگر زمین میں چکی ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اگر زمین کو دروں
 پر کرایہ دینے کے واسطے وکیل کیا اور گئے دیاروں کے عوض کرایہ دے یا آدمے کی بٹائی پر کھیتی کے واسطے دیدی
 اور جائز نہیں ہو اسی طرح اگر کرایہ دینے کے واسطے حکم کیا اور عوض ذکر نہ کیا اور وکیل نے آدمی بٹائی پر کھیتی کے واسطے
 دیدی تو بھی جائز نہیں ہو۔ اسی طرح اگر آدمے کی بٹائی پر دینے کے واسطے حکم کیا اور وکیل نے دم یا دینار دینے کے عوض
 کرایہ پر دیدی تو بھی جائز نہیں ہو اور اگر گھوٹوں یا جو ایسی چیزوں کے عوض جو زمین سے پیدا ہوتی ہیں کرایہ پر دیا تو
 اس باب میں مذکور ہو کہ جائز نہیں ہو اور اب مضامین میں لکھا ہو کہ جاسوز ہو بشرطیکہ بقدر گھوٹوں پر اجارہ دیا ہو وہ
 اس نصف کے برابر ہوں جو اس زمین سے پیدا ہوتے ہیں کذا فی الذخیرہ۔ چارہ لینے کا وکیل دم نہ شمار کیل و ودنی کے
 عوض اجارہ دے سکتا ہو بشرطیکہ غیر معین ہو و لیساب معین یا کیل و ودنی زمین کے ساتھ اجارہ نہیں دے سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو
 اور اگر موکل کے بیان درم سے زیادہ درم پر اجارہ دیا تو جائز ہو اسی طرح اگر وکیل مقرر ہو کہ اس مدت معلومہ تک اسقدر درم

وکیل اجارہ لینے والے کو کرایہ معاف کر دیا پس اگر کرایہ مال میں سو کو بری کرنا صحیح نہیں ہو

پر اجارہ لیوے اور گئے کم پر اجارہ لیا تو بھی جائز ہی یہ مہبوط میں ہو اگر برس روز کے واسطے گرایے لینے کا وکیل ہو اور اسے دو برس کے واسطے گرایے لیا تو پہلا سال موکل کا اور دوسرا سال وکیل کا ہو گا اور اگر وکیل کے قبضہ سے پہلے یا بعد کسی قدر مکان گرا گیا پھر موکل نے کہا کہ یہ مجھے پسند نہیں ہو تو مکان موکل کے ذمہ لازم ہو گا بلکہ وکیل کے ذمہ پڑے گا یہ حاوی میں لکھا ہے کسی شخص کو خاص زمین کے اجارہ لینے کا وکیل کیا پھر موکل نے وکیل کے اجارہ لینے کے بعد اس کے مالک سے خرید لی اور اسکو اجارہ کا مال نہیں معلوم ہو تو واپس نہیں کر سکتا ہوا کر ایہ پر اس کے پاس بیکی ایک شخص کو حکم کیا کہ میرے واسطے ایک سو دس درم کو کو فیکہ گرایے کر دے اسے پندرہ درم کو گرایے کیا اور وکیل کے پاس لایا اور کہا کہ میں نے دس درم کو گرایے کیا ہے دوسرا ہو گیا تو موکل پر کچھ گرایے نہیں واجب ہو گا اور ٹو دو لے کا گرایے وکیل پر ہو گا ایک شخص کو حکم کیا کہ میرا گھر دس درم گرایے کو دے اسے پندرہ درم میں دیدیا تو اجارہ فاسد ہو اور اگر درم لے لیے ہیں تو پانچ درم صدقہ کر دے یہ خلاصہ میں ہے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک مکان سال بھر تک کے واسطے سو درم میں گرایے پرے اور وکیل نے گرایے لیکر قبضہ کر لیا اور موکل کو دینے سے انکار کیا کہ جب تک گرایے نہ وصول کرے نہ دیگا پس اگر اجارہ مطلقا ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو پس اگر وکیل نے یہاں تک روکا کہ سال گزر گیا تو حکم عقد گرایے وکیل پر لازم ہو گا پھر وکیل موکل سے لیکر اسی طرح اگر گرایے پانچ لکھ ایک سال کے ہو تو بھی یہ صورت اور پہلی صورت یکساں ہو ایسا ہی یہ مسئلہ بعض روایات میں مذکور ہے اور بعض روایتوں میں آیا ہو کہ وکیل احتساباً موکل سے گرایے نہیں لے سکتا ہوا اور قاضی امام مال الدین نے فرمایا کہ یہ صحیح ہے اسی طرح اگر موکل نے وکیل سے لیکر قبضہ کیا پھر وکیل نے اسپر زبردستی کر کے گھر اس کے قبضہ سے نکال لیا یا ہائیک کہ سال گزر گیا تو گرایے پر دینے والے کو وکیل سے گرایے کے مطالبہ کا اختیار ہو پھر وکیل موکل سے لیکر گرا وکیل کی سکونت میں مکان منہدم ہو گیا تو اسپر ضمانت نہیں ہو اور اگر وکیل نے گھر موکل کو دینے سے روکا پھر ایک اجنبی آیا اور اسے وکیل کے پاس سے وہ گھر حسب کر لیا اور وکیل موکل کو نہ دے سکا یہاں تک کہ سال گزر گیا تو کہہ کر وکیل اور موکل دونوں سے ساقط ہو گیا اور اگر وکیل نے اجرت کی تفصیل کی شرط کر لی تھی تو اسپر اور موکل پر صحیح ہو گئی پس اگر وکیل نے گھر پر قبضہ پایا اور کر ایہ خواہ دیا یا نہ دیا تو اسکو اختیار ہو کہ جب تک پوری اجرت نہ لے لے گھر کو وکیل کے سپرد نہ کرے پس اگر منع کیا اور روکا یہاں تک کہ سال گزر گیا اور گھر وکیل کے قبضہ میں ہو کر ایہ وکیل پر واجب ہو گا اور اس صورت میں وکیل موکل سے نہیں لے سکتا ہوا اور اگر وکیل نے گھر طلب نہ کیا یہاں تک کہ سال گزر گیا تو کہہ کر وکیل پر واجب ہو گا اور وہ موکل سے لے لیکر اور اگر آدھا سال گزر گیا پھر موکل نے طلب کیا اور وکیل نے روکا یہاں تک کہ سال پورا ہو گیا تو سب کر وکیل پر واجب ہو اور وکیل آدھے سال کا کہہ کر اپنی حقہ حصہ عدم طلب میں گذرا ہو وہ موکل سے لے لیکر یہ ذخیرہ میں ہو۔ اجارہ لینے کے وکیل کو اختیار ہو کہ خود ادا کر دینے سے پہلے موکل سے موافق کرے کہ گرایے مجھ ادا کر دے یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اجارہ دینے کے وکیل کو اختیار ہو کہ کھلے خسارہ کے ساتھ گرایے پر دیے اور یہ امام اعظم کے نزدیک ہو اجارہ دینے کے وکیل نے اگر موکل کے باپ یا بیٹے کو اجارہ دیا تو نقل بیع کے جائز ہو اور اگر اپنے باپ یا بیٹے یا اپنے شخص کو جسکی کوئی اسکے حق میں قبول نہیں ہو اجارہ پر دیا تو امام اعظم کے نزدیک نہیں جائز ہو اور اجارہ فاسد میں وکیل ضامن ہو گا اور اگر کسی تاجر کو دینا پڑے گا۔ اجارہ طلب کے وکیل سے اجارہ کا مال کفخ اجارہ کے وقت طلب کیا جائیگا اگر وکیل کو اجرت میں تاخیر دی گئی یا صاف کر دی گئی تو صحیح ہو اور وکیل کو اختیار ہو کہ موکل سے لے لیوے یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر زمین چند لوگوں میں مشترک ہو پھر ایک نے اپنے حصہ کے اجارہ دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے انھیں سب کے ہاتھ اجارہ پر دیا تو جائز ہو اور اگر ایک کے ہاتھ اجارہ پر

نفاذی نہدیکتا بل کوالت باب جام دکل اجارہ

دیا تو امام عظمیٰ کے نزدیک نہیں جائز ہو اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو یہ حادی میں ہو اور اگر کسی اجنبی کو گراہ پر دیا تو امام عظمیٰ کے نزدیک نہیں جائز اور صاحبین کے نزدیک جائز ہو یہ مبسوط میں ہو اجارہ دینے کے وکیل نے اگر تمام نفعت حاصل کر لے سے پہلے ستاجز سے اجارہ توڑ لیا تو توڑنا صحیح ہو خواہ کرایہ مال دین ہو یا عین ہو لیکن اگر وکیل نے کرایہ وصول کیا ہو تو نہیں صحیح بلکہ کوئی قبضہ ملک موکل ہو گیا وہ اسطو وکیل پر موکل کا قبضہ ہو گیا اور وصول ہوئے سے پہلے اگر کرایہ مال میں ہو تو نفس عقد سے ملک موکل ثابت ہوئی اور تعجل کی شرط پر موکل کا قبضہ ثابت نہوایہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر وکیل ستاجز سے زمین کے مالک سے اجارہ توڑ لیا حالانکہ زمین اجرت پر دینے والے کے قبضہ میں ہو تو جائز ہو پس اگر اسکو موکل یا وکیل کو دیدیا ہو تو استحساناً جائز ہو گا یہ خلاصہ میں ہو کھیتی کے واسطے زمین دینے کے وکیل نے اگر ایسے شخص کو زمین دی جو اس میں دانہ کی چیز گیہوں وغیرہ پوتا ہو تو جائز ہو اور اگر ایسے شخص کو دی جو اس میں درخت لگاتا ہو تو جائز نہیں اور اگر اس واسطے وکیل کیا کہ زمین ایسے شخص کو دے جو اس میں درخت لگاوے اسے ایسے کو دی جو اس میں دوسرے قسم کے درخت لگاتا ہو یا اس کے برعکس ہو تو جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو ایک شخص نے وکیل کیا کہ میری زمین بٹائی کھیتی پر دیدے اسے اس قدر خسارہ پڑی کہ جو اندازہ نہیں کیا جاتا ہو تو جائز نہیں ہو اور جو کچھ پیدا ہو وہ کاشتکار اور وکیل کے درمیان ان کے شرط کے موافق تقسیم ہو گا اور زمیندار کو اس میں کچھ نہ ملیگا اور صاحبین کے نزدیک زمیندار دو تون میں سے جس سے چاہے زمین کا نقصان لے لے اور امام عظمیٰ کا قول اس کے خلاف ہو اور اگر کھیتی سے کچھ نقصان نہیں آتا ہو تو امام محمد نے اسکو صاف صحیح ذکر نہیں کیا یہ عامہ مشائخ نے فرمایا کہ مزارعت جائز ہو اور پیداوار وکیل اور کاشتکار کے درمیان تقسیم ہوگی اور اس میں زمیندار کو کچھ نہ ملیگا اور اگر اس قدر خسارہ ہو گیا کہ جو اندازہ میں آتا ہو تو جائز ہو اور پیداوار موکل اور کاشتکار کے درمیان موافق شرط کے تقسیم ہوگی اور حصہ موکل کا وکیل کو اپنے قبضہ میں لینا جائز ہو اور اگر بیج زمیندار کا ہو اور وکیل نے اس قدر خسارہ پر زمین دی جو برداشت ہو سکتا ہو تو روایت مزارعت کے موافق زمیندار ہی اپنے حصہ پر قبضہ کرے گا کیونکہ متولی ہو گا اور ایسا ہی معاملہ میں درخت کا مالک خود ہی اپنے حصہ پر قبضہ کرے گا اور روایت وکالت میں یہ ہو کہ وکیل کو اس کے حصہ پر قبضہ کرنا حق ہو اور اگر اس قدر نقصان کے ساتھ دی کہ جو برداشت نہیں ہوتا ہو تو وکیل بیج اور زمین کا خالص ہو اور زمیندار کو نقصان زمین لینے کا اختیار ہو اور کاشتکار کو جو کچھ ملا اس میں صدقہ نہ کرے گا اور وکیل زیادتی صدقہ کرے گا یہ محیط السرخسی میں لکھا ہے مزارعت و معاملات کے وکیل کو اختیار ہو کہ حاصلات میں سے مالک کا حصہ وصول کرے اور اگر عامل کو ہبہ کیا یا اسکو بری کر دیا تو جائز نہیں ہو اس شخص کے قول میں جو مزارعت و معاملات کو جائز رکھتا ہو حادی میں لکھا ہو۔ اگر اپنی زمین مزارعت و کاشتکاری بٹائی پر دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل کو وقت نہ بتلایا تو پہلے سال پہلی کھیتی کے واسطے جائز ہو پس اگر وکیل نے اس سے زیادہ کے واسطے یا سوائے اس سال کے دی اور اس سال نہ دی تو ہفتا جائز نہیں ہو اور اگر اس واسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے یہ زمین اس سال کے واسطے اس شرط پر لیوے کہ بیج موکل کی طرف سے ہو پس وکیل نے اس طرح کی کہ جس میں نقصان اس قدر ہو کہ لوگ برداشت کر لیا کرتے ہیں تو جائز ہو اور اگر اس قدر نقصان کے ساتھ لی کہ لوگ نہیں برداشت کرتے تو جائز نہیں ہو لیکن اگر موکل ماضی ہو جاوے اور اس میں زمیندار کے سے تو جائز ہو اور وکیل ہی سے مالک زمین کے حصہ کا مواخذہ ہو تاکہ اسکو ہر کوئی پس اگر وکیل نے اس قدر نقصان سے لی کہ لوگ برداشت نہیں کرتے ہیں

۱۷
نہجہ خادمی مالکی جلد سوم
باب چہارم وکیل اجارہ وغیرہ
نہجہ خادمی مالکی جلد سوم
باب چہارم وکیل اجارہ وغیرہ

اور موکل نے اجازت اس وقت تک نہ دی کہ اس نے زراعت کی اور وکیل نے اسکو زراعت کی اجازت دی تو جو کچھ پیداوار ہوئی وہ موکل کی ہو اور وکیل پر زمین کے مالک کو اس زمین کے مثل کی پیداوار کے موافق دینا لازم ہو اور مالک زمین کا موکل پر کچھ نہیں ہو اور کاشتکار پر زمین کا نقصان اس کے مالک کو دینا واجب ہو اور اگر اس نے اجازت نہ دی اور زراعت کے واسطے کاشتکار کو بھی حکم نہ کیا تو حبقہ پیداوار ہو وہ کاشتکار کی ہو اور وکیل پر زمین کا کچھ حق نہیں ہو اور کاشتکار اسکو نقصان زمین دیگا اور وکیل سے واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر وکیل کو حکم کیا کہ کئی زمین بٹائی پر یا کوئی دخت سا جھے پر لیوے اور بیان نہ کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر زمین بیان کر دی اور بیع نہ بیان کیے تو جائز ہو اور اگر وکیل کو زمین بٹائی پر یا دخت سا جھے پر دینے کا حکم کیا اور وہ شخص بیان نہ کیا جسکو دجاوے تو جائز ہو۔ ایک شخص کو حکم دیا کہ زمین بھینٹی بٹائی پر دیوے اور اس نے ایک کر گھون درمیاں پر کر ایہ دی دی تو جائز ہو۔ اور کاشتکار کو اختیار ہو کہ جو کچھ اسکا حق ہے گھون کی قسم سے یا جو اس سے کم مضبوط زمین پر دے اور اگر اسو اس گھون کے کسی چیز کے عوض دی تو جائز نہیں ہو اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ تھائی بٹائی پر دیوے اور اس نے ایک کر گھون دے کے عوض جرت پر دیوے یا تو اس نے خلاف کیا اور ستاجر نے اگر زمین پر یا تو پیداوار یا کسی کی ہوگی اور اس پر ایک کر گھون درمیاں اجرت پر دینے والے کو دینا واجب ہوگے اور مالک زمین کو نقصان دیگا اور اجرت پر دینے والے سے واپس لیگا اور اگر مالک زمین چاہے تو اجرت پر دینے والے سے نقصان زمین وصول کرے اور وہ اسی زمین سے جو اسکو اجرت میں ملا ہو یہ نقصان ادا کرے اور باقی کو جو زیادہ ہو صدقہ کر دے یا ایک شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ یہ واسطے یہ زمین تھائی بٹائی پر لیوے اور وکیل نے ایک کر گھون درمیاں کے عوض لی تو جائز نہیں ہو لیکن اگر موکل رہی ہو تو جائز ہو اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ یہ خرما کا دخت پرے واسطے سمالت پر لیوے اور اس نے اس شرط پر لیا کہ جو کچھ چل پیدا ہوں وہ مالک دخت کے ہیں اور عامل کو کھرے فارسی چھوٹا خشک ایک کر لینے تو جائز ہو اور اگر دخل چھوٹا ہے کسی شرط کی پس اگر دخت میں ناکارہ دخل پیدا ہوتے ہیں تو جائز ہو ورنہ نہیں جائز ہو۔ اور اگر ایک کر گھون کی شرط کی تو جائز نہیں ہو اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے فلاں شخص کا دخت خرما تھائی کے سا جھے پر لیوے اور اس نے ایک کر خشک چھوٹا ہے فارسی کی شرط پر لیا تو موکل کے ذمہ لازم ہوگا

وکیل کی قسم سے یا جو اس سے کم مضبوط زمین پر دے اور اگر اسو اس گھون کے کسی چیز کے عوض دی تو جائز نہیں ہو اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ تھائی بٹائی پر دیوے اور اس نے ایک کر گھون دے کے عوض جرت پر دیوے یا تو اس نے خلاف کیا اور ستاجر نے اگر زمین پر یا تو پیداوار یا کسی کی ہوگی اور اس پر ایک کر گھون درمیاں اجرت پر دینے والے کو دینا واجب ہوگے اور مالک زمین کو نقصان دیگا اور اجرت پر دینے والے سے واپس لیگا اور اگر مالک زمین چاہے تو اجرت پر دینے والے سے نقصان زمین وصول کرے اور وہ اسی زمین سے جو اسکو اجرت میں ملا ہو یہ نقصان ادا کرے اور باقی کو جو زیادہ ہو صدقہ کر دے یا ایک شخص کو اسواسطے وکیل کیا کہ یہ واسطے یہ زمین تھائی بٹائی پر لیوے اور وکیل نے ایک کر گھون درمیاں کے عوض لی تو جائز نہیں ہو لیکن اگر موکل رہی ہو تو جائز ہو اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ یہ خرما کا دخت پرے واسطے سمالت پر لیوے اور اس نے اس شرط پر لیا کہ جو کچھ چل پیدا ہوں وہ مالک دخت کے ہیں اور عامل کو کھرے فارسی چھوٹا خشک ایک کر لینے تو جائز ہو اور اگر دخل چھوٹا ہے کسی شرط کی پس اگر دخت میں ناکارہ دخل پیدا ہوتے ہیں تو جائز ہو ورنہ نہیں جائز ہو۔ اور اگر ایک کر گھون کی شرط کی تو جائز نہیں ہو اور اگر اسواسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے فلاں شخص کا دخت خرما تھائی کے سا جھے پر لیوے اور اس نے ایک کر خشک چھوٹا ہے فارسی کی شرط پر لیا تو موکل کے ذمہ لازم ہوگا

لیکن اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ ایک کر تھائی سے کم یا برابر ہو تو جائز ہو یہ محیط سرحدی میں ہو۔

فصل دوسری مضارب و شریک کو وکیل کرنے کے بیان میں۔ قاعدہ یہ ہو کہ جو ایسی تجارت ہو کہ اگر اسکو مضارب عمل میں لاوے تو رب المال پر صحیح ہوتی ہو جب ایسے معاملہ میں وکیل کرے تو بھی رب المال پر صحیح ہوگا اور مضارب کو خرید و فروخت اور قبضہ اور خصوصیت میں وکیل کرنا جائز ہو۔ مضارب نے قرضہ کے خصوصیت کے واسطے دوسرے کو وکیل کیا اور وکیل خرید و فروخت اور مضارب نے وصول کر لیا ہو تو جائز ہو پھر اگر مضارب نے کہا کہ میں نے وصول نہیں کیا ہو تو وکیل پر ضمان ہے اگر کہ مضارب نے وصول کر لیا ہو تو مضارب سے وصول کر لینا اقرار کیا اور مضارب نے انکار کیا تو بھی ایسا ہی ہو یہ محیط خسری نہوگی اور قرضدار بری ہو گیا چنانچہ اگر مطلوب سے وصول کر لینا اقرار کیا اور مضارب نے انکار کیا تو بھی ایسا ہی ہو یہ محیط خسری میں ہو مضارب کو ایک غلام مضاربیت سے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اس نے رب المال کا بھائی خرید تو خریداری مضارب پر جائز ہوگی نہ رب المال پر اور اگر مضارب نے لیا پس اگر زمین زیادتی نہیں ہو تو مضاربیت میں جائز ہو اور اگر زیادتی ہو تو خاصہ مضارب کے حق میں جائز ہو یہ مضبوط میں ہو اگر مضاربیت کا مال رب المال سے وصول کرنے یا اسکو دینے کے واسطے مضارب نے کسی کو وکیل کیا تو جائز ہو۔ اور اگر رب المال نے مضارب کو اپنے اہل و عیال کو نفقہ دینے کا حکم کیا

اور مضارب نے نفقہ دینے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو جائز ہوگی اگر وکیل نے کہا کہ میں نے سو درم ان لوگوں پر خرچ کیے
اور اتنی مدت میں اس قدر درم اتنے لوگوں پر خرچ ہو سکتے ہیں۔ اور مضارب نے کہا کہ دو سو درم خرچ کیے اتنی مدت میں کہ
اس قدر درم اتنی مدت میں اتنے لوگوں پر خرچ ہو سکتے ہیں اور رب المال نے کہا کہ تو نے کچھ نہیں خرچ کیا تو مضارب کا قول لیا جائے گا
حالانکہ مال میں سے دو سو درم جاتے رہے ہیں اور وکیل کچھ ضامن نہ ہوگا اور مضارب کے قول کی تصدیق ہی وجہ سے کی جاتی ہے
کہ مال اس کے قبضہ میں ہو۔ اسی طرح ہر وکیل کہ جس کو کچھ مال دیا جاوے کہ اس کو فلاں چیز میں صرف کرے تو بطریق معروف اس کی
بہن بارہ میں تصدیق کیا جائے گی یہ حاوی میں ہو۔ اگر مضارب کے غلاموں کی غوراک کے واسطے مضارب نے کسی کو وکیل کیا اور
اس کو کچھ مال نہ دیا پھر وکیل نے کہا کہ میں نے ان پر اس میں قدر خرچ کیا ہے اور مضارب نے اس کی تکذیب کی تو وکیل کی
تصدیق نہ کی جائے گی۔ اسی طرح اگر انہی ذاتی چیز پر صرف کرنے کے واسطے وکیل کیا تو یہ صورت بھی مثل صورت سابقہ کے ہو
اور اگر مضارب نے مضاربیت کے غلاموں میں سے کسی غلام کو فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر رب المال نے
مضارب کو بیع سے منع کر دیا اور مضاربیت توڑ دی پھر وکیل نے اس کو فروخت کیا اور اس کو مالعت کا مسلم ہو یا نہیں ہو
پھر اس کی بیع جائز ہو کیونکہ مال عروض ہو جائے کے بعد مضارب کے یہ اس کی بیع کی مالعت کر نیکا اختیار رب المال کو
نہیں ہے اسی طرح اگر رب المال مر گیا پھر وکیل نے بیچ یا مضارب سے اس کی موت کے بعد وکیل کیا اور اس سے بیچا تو بھی
یہی حکم ہے یہ مہبوط میں ہو اگر دو متقا و ضیون میں سے ایک نے کسی کو ایسی چیز کے بیچنے کے واسطے جگا دہ ولی ہو وکیل کیا
پھر دونوں جدا ہو گئے اور اپنا اپنا مال بانٹ لیا اور گواہ کر لیے کہ ہم دونوں میں شرکت نہیں رہی پھر وکیل نے جس کام کے
واسطے وکیل ہو تھا اس کو وکیل اور اس کو اس کا علم ہو یا نہیں ہو تو دونوں کے حق میں یہ کام جائز ہوگا اسی طرح اگر دونوں
نے وکیل کیا جو تو بھی ہی حکم ہے یہ حاوی میں ہو اگر دو شریک عیان میں سے ایک نے کسی شریک کی چیز کے بیچ کے واسطے وکیل
کیا تو دونوں پر استحسانا جائز ہو سیکے کہ ہر ایک دوسرے کے حق میں بمنزلہ وکیل مختار عام کے ہو یہ مہبوط میں ہو۔ اگر
کسی چیز کی بیع یا خرید یا اجارہ یا قرض کے نقض کے واسطے وکیل کیا اور دوسرے شریک نے اس کو کالت سے ہر طرف
کیا تو سب چیزوں سے سولے تقاضا سے قرض کے ہر طرف ہو جائیگا اسی لیے کہ اگر ادا نہ ہوگی ہی کی طرف سے تھی تو
دوسرے کا کھانا باطل اور اگر نہیں تھی تو کالت ناجائز و کذا فی الحاوی دون متقا و ضیون میں سے ایک شخص
نے ایک غلام خریدا اور اس میں عیب پایا پس اس کی واپسی کے واسطے ایک وکیل مقرر کیا اگر اس کا شریک وہی مختصم ہو
تو ضرور ہو کہ جس نے خریدا ہو وہ حاضر ہوتا کہ اس سے قسم لیا وے کہ وہ عیب پر رہی ہو یا نہیں اور اگر خریدار خود
حاضر ہو تو وہی مختصم قرار پاویگا اور بلع کو اختیار نہیں ہو کہ اس کے شریک سے عیب پر رہی ہو سنے کی قسم سے
دونوں شریکوں میں سے ایک نے ایک غلام میں خصوصیت کے واسطے جس کو فروخت کیا تھا وکیل کیا اور مشتری نے
اس میں عیب لگا یا اور موکل غائب ہو گیا تو وکیل پر قسم نہیں آتی ہو اور اگر مشتری نے دوسرے شریک سے عیب لگا
کرنا چاہا اور اس کے علم پر اس سے قسم نہیں چاہی تو ہو سکتا ہے کیونکہ تقاضا کا ہر ایک شریک مدعا علیہ ہونے میں جائز
دوسرے کے ہو یہ مہبوط میں ہو۔

فصل تیسری بضاعۃ کے بیان میں اگر ایک نے دوسرے کو نہاد درم بضاعۃ دیے اور کہا کہ اس کے عوض میرے
لے کرے کو یا پٹرون کو یا تین پٹرون کو خرید دے تو جائز ہو اسی طرح اگر نہاد درم بضاعۃ دیکر کہا کہ میرے لیے

۲
میں نے اس کو فروخت کیا ہے
اور اس کو اس کے واسطے
وکیل کیا ہے

اسکی کوئی چیز خریدے تو بھی جائز ہو اور اگر کہا کہ اپنے مال سے میرے واسطے ہزار درم بیضاغت قرار دیا گیا کچھ چیز خریدے اور اسے ایسا ہی کیا تو جائز ہو اور جو کچھ خرید دیکھا وہ حکم دینے والے کی ہوگی اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم بیضاغت کے لئے تو جائز ہو اور خریداری کی اجازت اسکو اسی کلمہ سے حاصل ہوگئی۔ اگر کہا کہ یہ کپڑا بیضاغت میں لے تو جائز ہو اور فروخت کی اجازت اسکو حاصل ہوگی پھر کپڑے کے صورت میں امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہر چیز جو پیش کے عوض اور جبرائیل کے عوض کو فروخت کر دیکھا بیع نافذ ہوگی اور صاحبین کے نزدیک صرف درم دو یا تیسے جائز اور اگر خسارہ ہو تو نقد رتنے خسارہ کے جائز ہوگی کہ لوگ برداشت کر سکتے ہیں اور درمون کی صورت میں اسکی خریداری موکل پر نافذ ہوگی الاصل قیمت کے عوض یا اسقدر کمی سے کہ لوگ برداشت کر لیا کرتے ہیں اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم بیضاغت لے اور میرے لیے کچھ خرید و فروخت کر شاید اللہ تعالیٰ مجھے کچھ نفع نصیب کرے تو جائز ہو اور اسکو خریدنے اور فروخت کر نیک اختیار ہوگا یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں شہر میں جا یا جا رہا ہوں کہ کپڑے اور غلام خریدوں پس اسنے کہا کہ میرے یہ ہزار درم بیضاغت لے یا کہا کہ میرے لیے اپنے مال سے ہزار درم بیضاغت کرے تو جائز ہو اور اسکو غلام و کپڑے خریدنے کی اجازت حاصل ہوگی اور اگر یوں کہا کہ یہ ہزار درم میرے بیضاغت میں لے کپڑے کے واسطے یا غلام کو کھانا یا انانج کے واسطے کہا پھر اس شخص نے جسکو حکم کیا تھا تمام مال سے وہ شے جسکا حکم کیا تھا خریدی پھر اسکو لے دیا اور اپنے مال سے خرچ کیا یا نہ کیا کہ مالک کے پاس لایا تو اس پر خرچ میں وہ احسان کرنے والا شمار ہوگا اور خریداری رب المال کے واسطے جائز ہوگی اور اگر تھوڑے مال سے ہی چیز خریدی اور تھوڑا کر یا یہ خرچ کر کے لایا تو جائز ہو۔ اور اگر رب المال نے حکم کیا کہ جس شہر میں رہتا ہوں وہیں خرید دے پھر اسنے تھوڑے مال سے چیز خریدی اور تھوڑا باقی کر یا یہ خرچ کیا تو جائز ہو اور اگر تمام مال سے اسی شہر میں وہ چیز خریدی اور اپنے پاس سے خرچ کر کے اسکے گھر تک پہنچائی تو استھان رب المال سے واپس لیا اور اگر اس شخص نے حکم کیا کہ لایا ہو تھوڑے مال سے یہ چیزیں خریدیں اور باقی مال خرچ کر یا یہ وغیرہ کے واسطے رکھا اور وہ خرچ نہوا یا نہ کیا کہ رب المال مگر کیا پھر باقی اسنے خرچ کیا پس اگر اسکو رب المال کے مرنیکا علم تھا تو حقد خرچ کیا ہو اسکا ضامن ہو اور اگر علم نہ تھا تو استھان ضامن نہیں ہو اور جب تک اسکو علم نہ ہو مغرول ہوگا یہ مخطئین ہو اور اگر اس شخص نے مال سے کچھ چیز خریدی یا نہ کیا کہ رب المال مگر کیا پھر اسنے خریدی تو ضامن ہوگا خواہ منہ کا علم ہو یا نہ ہو یا نہ ہو پھر واضح ہو کہ مسئلہ بیضاغت میں اگر تھوڑے مال سے غلام خرید چکا ہو پھر اسکو رب المال کے مرنیکا حال معلوم ہوا یا اسکے منع کر نیک حال معلوم ہوا اور اسکو خوف ہو کہ اگر غلاموں کو کھانا نہیں دیتا تو مرجاؤ گے تو چاہیے کہ قاضی کے سامنے اس معاملہ کو پیش کرے تاکہ قاضی کو کچھ مصلحت معلوم ہو یعنی بیع کر دینا اور اسکا ثمن رکھ لینا یا باقی مال سے انکو نفقہ دینا وہ اسکو حکم کرے ولیکن جب تک گواہ نہ قائم ہوں قاضی حکم دیکھا اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوئے اور قاضی کی رائے میں آ یا کہ یوں گواہ کرے کہ اس شخص نے ایسا ایسا بیان کیا ہو پس اگر اسنے سچ کہا تو میں نے اسکو نفقہ دینے یا بیع کر دینے کی اجازت دی تو جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر اس شخص نے تھوڑے مال سے خرچہ پھر رب المال مگر کیا پھر باقی مال سے خرچہ یا نفقہ کر یا یہ وغیرہ میں صرف کیا تو خریدنے کی صورت میں ضامن ہوگا خواہ رب المال کے مرنیکا حال معلوم ہو یا نہ ہو اور نفقہ کی صورت میں اگر معلوم تھا تو ضامن ہوگا اور اگر نہ معلوم ہوا تو ضامن ہوگا اور یہ حکم استھان ہو کہ ذاتی الصغریٰ ایک شخص کو ہزار درم بیضاغت کسی خاص چیز کے خریدنے کے لیے جسکو بیان کر دیا ہو دیے اور اختیار دیا

بیضاغت میں لے کر یا یہ خرچ کر کے لایا تو جائز ہو اور اگر تمام مال سے اسی شہر میں وہ چیز خریدی اور اپنے پاس سے خرچ کر کے اسکے گھر تک پہنچائی تو استھان رب المال سے واپس لیا اور اگر اس شخص نے حکم کیا کہ لایا ہو تھوڑے مال سے یہ چیزیں خریدیں اور باقی مال خرچ کر یا یہ وغیرہ کے واسطے رکھا اور وہ خرچ نہوا یا نہ کیا کہ رب المال مگر کیا پھر باقی اسنے خرچ کیا پس اگر اسکو رب المال کے مرنیکا علم تھا تو حقد خرچ کیا ہو اسکا ضامن ہو اور اگر علم نہ تھا تو استھان ضامن نہیں ہو اور جب تک اسکو علم نہ ہو مغرول ہوگا یہ مخطئین ہو اور اگر اس شخص نے مال سے کچھ چیز خریدی یا نہ کیا کہ رب المال مگر کیا پھر اسنے خریدی تو ضامن ہوگا خواہ منہ کا علم ہو یا نہ ہو یا نہ ہو پھر واضح ہو کہ مسئلہ بیضاغت میں اگر تھوڑے مال سے غلام خرید چکا ہو پھر اسکو رب المال کے مرنیکا حال معلوم ہوا یا اسکے منع کر نیک حال معلوم ہوا اور اسکو خوف ہو کہ اگر غلاموں کو کھانا نہیں دیتا تو مرجاؤ گے تو چاہیے کہ قاضی کے سامنے اس معاملہ کو پیش کرے تاکہ قاضی کو کچھ مصلحت معلوم ہو یعنی بیع کر دینا اور اسکا ثمن رکھ لینا یا باقی مال سے انکو نفقہ دینا وہ اسکو حکم کرے ولیکن جب تک گواہ نہ قائم ہوں قاضی حکم دیکھا اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوئے اور قاضی کی رائے میں آ یا کہ یوں گواہ کرے کہ اس شخص نے ایسا ایسا بیان کیا ہو پس اگر اسنے سچ کہا تو میں نے اسکو نفقہ دینے یا بیع کر دینے کی اجازت دی تو جائز ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو اگر اس شخص نے تھوڑے مال سے خرچہ پھر رب المال مگر کیا پھر باقی مال سے خرچہ یا نفقہ کر یا یہ وغیرہ میں صرف کیا تو خریدنے کی صورت میں ضامن ہوگا خواہ رب المال کے مرنیکا حال معلوم ہو یا نہ ہو اور نفقہ کی صورت میں اگر معلوم تھا تو ضامن ہوگا اور اگر نہ معلوم ہوا تو ضامن ہوگا اور یہ حکم استھان ہو کہ ذاتی الصغریٰ ایک شخص کو ہزار درم بیضاغت کسی خاص چیز کے خریدنے کے لیے جسکو بیان کر دیا ہو دیے اور اختیار دیا

کہ جسکو چاہے وکیل کرے پس اس وکیل نے دوسرے کو دیکر حکم دیا کہ جس اسباب کے خریدنے کے واسطے ربا مال نہ خرچ کرے کہ حکم کیا ہو وہ خرید کرے اور اسے خریدنا تو پہلے وکیل کو اختیار ہو کہ مشتری سے متاع اپنے قبضہ میں لے اور اگر پہلا وکیل مر گیا تو دوسرے کی وکالت باطل نہ ہوگی اور اگر درم دینے کے وقت کہا کہ میں نے تجھ کو فلاں شخص کے واسطے وکیل کیا کہ تو اسکے واسطے ان ہزار درم کی فلاں متاع خرید دے تو یہ شخص بلا مال کا وکیل ہوگا اور جس نے درم دیے ہیں اسکو یہ اختیار ہوگا کہ اس مشتری سے متاع لیکر قبضہ کرے اسی طرح اگر درم دوسرے کو دیے اور کہا کہ میں نے تجھے وکیل کیا کہ ان درمون کی فلاں شخص کے واسطے فلاں چیز خرید دے اور یہ نہ کہا کہ فلاں شخص کے واسطے وکیل کیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے وکیل کیا کہ ان درمون کے عوض فلاں چیز خرید دے پھر باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ دراکم فلاں شخص کے تھے اور اپنے فقط اس واسطے وکیل کیا تھا کہ فلاں مال کے واسطے خرید دے اور فلاں شخص نے اسکو حکم دیا تھا کہ جسکو چاہے وکیل کرے تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم بصاحت کسی متاع کے خریدنے کے واسطے دیے اور اس شخص نے جسکو درم دیے گئے ان درمون کو ایک دلال کو دیا اسے متاع خرید کرے وکیل کے پاس روانہ کی اور وہ راستہ میں ضائع ہوئی تو وکیل اسکے لیے ضامن ہوگا اور اگر درم والے نے یہ نہیں کہا تھا کہ بصاحت میں اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو ضامن ہوگا مگر دلال نے اسکے سامنے اگر خریدنا تو ضامن

ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔

پانچواں باب رہن کے معاملہ میں وکیل کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص کو اسباب دیا اور کہا کہ اسکو میرے واسطے فروخت کر دے اور دامون کے لیے رہن لے لینا اور اسے ایسا ہی کیا تو جائز ہو اور اگر رہن دامون سے مقدم کرے کہ لوگ اندازہ میں اسقدر خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو بھی امام عظمیٰ کے نزدیک جائز ہو اور اگر کہا کہ اسکو فروخت کر کے مضبوطی کے لائق رہن لے اسے ایسا رہن لیا جو دامون سے اسقدر کم ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں تو جائز ہو اور اگر اسقدر کم ہو کہ لوگ اتنا خسارہ نہیں برداشت کرتے ہیں تو نہیں جائز ہو۔ اگر وکیل نے رہن لیکر پھر رہن کو بھیر دیا تو اس کو ناجائز ہو اور موکل کے واسطے ضامن ہوگا اور بیع لینے حال پر رہیگی۔ اور اگر وکیل نے رہن کو کسی عادل کے قبضہ میں رکھا تو جائز ہو اور موکل کو اپنے قبضہ کرنے کا اختیار نہیں ہو۔ اگر کسی کو کچھ درم دیے اور کہا کہ اسکو فلاں شخص کے پاس بچا اور کہ کہ فلاں شخص نے تجھے اس شرط پر قرض دیا ہو کہ تو اسکے عوض میں دے اور مجھے رہن پر قبضہ کرینا حکم کیا ہو پس اسے ایسا ہی کیا اور رہن پر قبضہ کیا تو جائز ہو اور موکل کو اختیار ہو کہ رہن وکیل سے لیکر اپنے قبضہ میں کرے اور اگر رہن وکیل کے پاس تلف ہوا تو موکل کا مال گیا۔ اور اگر یوں کہا کہ یہ درابہمے اور اگر کو قرض دے اور اپنے عوض رہن لے لے اسے ایسا ہی کیا تو رہن وکیل سے رہن نہیں لے سکتا ہو اور اگر وکیل کے پاس تلف ہوا تو موکل کا مال گیا یہ حاوی میں ہو۔ اگر ایک شخص کو ایک کپڑا جو دس درم کے ادا کا ہو دیا اور حکم دیا کہ دس درم میرے واسطے قرض لیکر اسکو رہن کر دے پس اگر موکل نے کلام الہی بھیجنے کے طور پر کہا کہ فلاں کے پاس جا اور اس سے کہ کہ فلاں شخص تجھ سے دس درم قرض چاہتا ہو اور یہ کپڑا مجھے رہن دیتا ہو پھر اگر وکیل نے بھی بعد اسکے بطور الہی کے کلام کیا کہ قرض دہن کو موکل کی طرف نسبت کیا اور درم لیکر رہن دیدیا تو قرض موکل کا ہوگا بابت نک کہ اسکو اختیار ہو کہ جو درم الہی نے لیے ہیں انکو الہی سے لے لے اور قرض دینے والے کا مطالبہ الہی سے نہ ہوگا الہی بھیجنے والے سے ہوگا اور وہی خاکہ رہن کراویگا اور اگر وہ درابہم الہی کے وصول کر لینے کے بعد اسکے پاس تلف ہو گئے تو بھیجنے والے کا مال گیا۔ اور اگر الہی نے وکیل کو کلام کیا یعنی قرض دہن کو اپنی طرف نسبت کیا اور کہا کہ مجھے دس درم قرض دے اور یہ کپڑا رہن میں لے

اگر قرض دینے والے سے دینے والا تو ایسا کہ اپنی ذمت کے واسطے قرض لینے والا شمار ہوگا اور بھیجنے والا اس سے
 آدم نہیں لے سکتا ہو اور جو کچھ اس نے قرض دینے والے کو دیا ہو اسکا ضامن ہو اور اگر قرض دینے والے کے پاس وہ پتہ تلف
 ہو تو مالک کو اختیار ہو کہ کچھ اس کپڑے کی قیمت ہو اسکو یا سہ قرض دینے والے سے لیوے یا قرض لینے والے سے جس نے
 کپڑا دیا ہو ایسے پس اگر اس نے ایچی سے ضمان لی تو رہن جائز رہا اور قرضخواہ کا قرض ساقط ہوا اور اگر قرض دینے والے سے
 ضمان لی تو وہ ایچی سے اپنا قرضہ اور کپڑے کی قیمت لے لیا۔ اور اگر موکل نے وکالت کے طور پر کلام کیا یعنی وکیل کے بھیجا
 اور یوں کہا کہ میں نے تجھے اس واسطے وکیل کیا کہ تو میرے واسطے فلاں شخص سے دس درم قرض لے اور یہ کپڑا اسکو رہن بن کر
 چھرا کر دیں گے اس کے بعد ایچوں کے مانند کلام کیا اور اس شخص سے جا کر کہا کہ فلاں شخص نے مجھے تیرے پاس دس درم
 اپنے واسطے قرض لینے کو بھیجا ہو اور یہ کپڑا اس کے رہن بن دیا ہو اور قرض دینے والے نے اس پر عمل کیا تو جو کچھ اس نے قرض
 لیا وہ موکل کا ہوئے کہ وکیل اسکو لینے سے منع نہیں کر سکتا ہو اور رہن موکل کی طرف سے جائز ہوگا یا نہ ہوگا۔ پانچویں وکیل
 اسکا ضامن ہوگا اور فلک رہن کو ناموکل کے ذمہ ہوگا۔ اور اگر وکیل نے وکیلوں کی طرح جا کر کلام کیا یعنی جا کر کہا کہ مجھے
 دس درم قرض لے اور یہ کپڑا میری طرف سے رہن لے تو قرض کے درم وکیل کے ہونگے اور اسکو اختیار ہو کہ موکل کو نہ دے
 اور کپڑے کا ضامن ہوگا اگرچہ اس نے اپنے قرض میں دیا ہو اور اگر مرہن لے پاس وہ تلف ہو گیا تو وکیل کپڑے کی قیمت اور قرض
 میں سے جو کم ہو اسکا ضامن ہوگا یہ ذخیرہ رہن ہو اگر ایک شخص کو ایک کپڑا دیا اور حکم کیا کہ اسکو قرض سون کے عوض رہن کر دے
 اور درہن کی تعداد بتلا دی پھر وکیل نے اس تعداد سے زیادہ یا کم درم لے پس اگر موکل نے بطور ایچی بھیجنے کے کلام کیا
 تھا یعنی فلاں شخص کے پاس جا اور اس سے کہ کہ فلاں شخص نے مجھے تیرے پاس بھیجا جو کہ یہ کپڑا رہن رکھے اور دس درم
 قرض دے پھر اگر وکیل نے بطور ایچی کے کلام کیا اور قرض درہن کو موکل کی طرف سے بھیجا لیکن تعداد میں درم زیادہ یا کم
 کیے تو فلاں کے لئے والا شمار ہوگا اور جو اسے قرض لیا اسی کا ہوگا موکل کو اس کے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اور رہن کا ضامن
 ہوگا اور کپڑے کے مالک کو اختیار ہو کہ جہاں تک اس کپڑے کی قیمت ہو خواہ تعداد جو اسے بیان کی تھی اس سے کم ہو یا
 زیادہ ہو اسکو ایچی سے لیوے یا مرہن سے لے لیں اگر اس نے ایچی سے ضمان لی تو رہن بھیج رہا اور اگر مرہن سے لے لی
 تو مرہن اس کی قیمت اور اپنا قرضہ ایچی سے بھر لے گا۔ اور اگر وکیل نے وکیلوں کی طرح کلام کیا۔ یا زیادہ یا کم تعداد بیان کی تو
 مخالف شمار ہوگا اور کپڑے کا ضامن ہوگا اور اگر موکل نے بطور وکالت کے کلام کیا یعنی میں نے تجھے فلاں سے دس درم
 قرض لینے کے واسطے وکیل کیا اور یہ کپڑا رہن کر دے پس اگر وکیل نے وکیلوں کی طرح کلام کیا اور کہا کہ مجھے درم قرض دے
 اور یہ کپڑا رہن لے اور تعداد میں کمی یا زیادتی کی توجہ اسے قرض لیا اسی کا ہوگا اور بقدر زیادتی کے ضامن ہوگا اور کپڑے
 کے مالک کو اختیار ہو کہ اگر کپڑا تلف ہو جاوے تو چاہے وکیل سے ضمان لے یا مرہن سے پس اگر وکیل سے ضمان لی تو رہن
 بھیج ہو گیا اور جو ضمانتی وہ مرہن سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر اس نے مرہن سے ضمان لی تو مرہن اپنے قرضہ و کپڑے کی قیمت کو وکیل سے
 بھر لے گا۔ اور اگر اس نے تعداد سے کمی کی پس اگر قرضہ کپڑے کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو ضامن ہوگا اور اگر کپڑے کی قیمت
 کم ہو تو ضامن ہوگا اور کپڑے کے مالک کو اختیار ہو چاہے قرض دینے والے سے ضمان لے یا کپڑا رہن دینے والے سے ضمان لے
 اور اگر وکیل نے ایچوں کی طرح کلام کیا اور تعداد میں کمی یا زیادتی کی تو ہر حال میں ضامن ہوگا پھر اگر وکیل موکل کے
 پاس بقدر اس کی تعداد بیان کیے ہوئے کے درم لایا اور اسکو دیے تو وکیل کا قرض بھر ہوا اور کپڑا رہن ہوگا۔

اور مرہن کو اختیار ہے کہ جو وکیل نے اُس سے وصول کیا ہی اُسکو پیسے یہ محیط و ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر مرہن نے اُسکے ایک پیسے ہونے میں تصدیق کی تو وکیل امانت دار ہو پس اگر اُسکے ہاتھ میں درم تلف ہو گئے تو مرہن کو کچھ ڈانڈ نہ دیگا پس اگر وکیل نے کہا کہ میں نے کپڑے کے مالک کو دیدیے تو اُس پر سے ضمان دفع کرنے کے حق میں اُسکا قول لیا جائیگا اور کپڑے کے مالک پر ضمان لازم ہونے کے واسطے اس قول کا اعتبار نہیں ہو۔ اگر وکیل نے کہا کہ مجھے تو نے بندرہ درم میں رہن کرنے کے واسطے حکم کیا تھا اور کپڑے کے مالک نے کہا کہ دس یا بیس درم میں رہن کے واسطے حکم دیا تھا تو دونوں صورتوں میں قسم لیکر موکل کا قول لیا جائیگا پس اگر قسم کھائی تو یہ اور صورت سابقہ کیساں ہوگی اور اگر کچھ رہن کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اُس چیز میں کو نہ تجلایا تو جو چیز رہن کرے جائز ہی یہ مبسوط میں ہو۔ وکیل رہن کو دوسرے کو وکیل کر دینا جائز نہیں ہے اور مرہن کو اسکی بیع کا اختیار دینا جائز ہو۔ اور اگر موکل نے وکیل سے کہہ دیا کہ جو تو کرے سب جائز ہو تو یہ روا ہو پس اگر وکیل نے دوسرے کو رہن کر نیک حکم دیا تو جائز ہو اور وکیل نے اگر خود رہن کیا اور مرہن کو اُسکے پیچھے کی قدرت دیدی تو بھی جائز ہے یہ حادی میں ہو۔ اگر کسی نے کسی قدر تعدا و معلوم درم میں رہن کرنے کے واسطے ایک کپڑا دیا اور وکیل نے اپنے پاس ہی رہن کر لیا اور وہ درم موکل کو دیدیے اور اُس سے بیان نہ کیا تو کپڑا رہن ہوگا اور وہ اُس کپڑے کا امانت دار ہو اگر تلف ہو جائے تو ضمان ہوگا اور درم اُسکے موکل پر فرض میں ماسی طرح اگر اپنے چوٹے نابالغ لڑکے کے پاس رہن کیا۔ یا کسی اپنے غلام کے پاس جبہ فرض نہیں ہو رہن کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر اپنے بیٹے یا سکا تب یا اپنے غلام تاجر قرضدار کے پاس رہن کیا تو جائز ہے اور اگر وکیل اس معاملہ میں غلام تاجر یا سکا تب یا لڑکا ہو پس اگر اُس نے یہ کہا کہ فلاں شخص مجھے کہتا ہے کہ مجھے قرض قرض سے اور یہ کپڑا رہن کرے تو جائز ہو اور اگر کہا کہ مجھے قرض دے اور یہ رہن سے تو لڑکے اور غلام مجھ کی صورت میں جائز نہیں ہو اور دوسروں کی وکالت سے جائز ہو۔ اور اگر غلام تاجر ہو اور قرضدار ہو اور اُس نے اپنے مالک کے پاس رہن کیا تو جائز ہو اور اگر قرضدار ہو پس اگر اُس نے کہا کہ فلاں شخص کو قرض دے اور یہ رہن سے تو جائز ہو اور اگر کہا کہ مجھے قرض دے اور یہ رہن سے تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر اس واسطے وکیل کیا کہ میل غلام ہزار درم میں رہن کر دے پھر وکیل نے کہا کہ میں نے اُسکو فلاں کے پاس رہن کیا اور مال اُس سے لے لیا اور رہن دیدیا اور مال میرے پاس تلف ہو گیا اور میں نے اُس سے کہا تھا کہ فلاں شخص کو قرض دے کہ اُس نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہو اور موکل نے اُس سے یوں ہی کہا تھا اور مرہن نے اُسکی تصدیق کی اور موکل نے کہا کہ تو نے یہ قرض میرے واسطے نہیں وصول کیا اور نہ غلام رہن کیا ہے تو قسم لیکر موکل کا قول لیا جائیگا یہ حادی میں ہو۔ اور اگر وکیل نے خود ہی مال قرض لیا اور غلام رہن کر دیا اور مالک غلام سے یوں ہی حکم کیا تھا تو یہ مال وکیل پر فرض ہوگا نہ موکل پر یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ رہن کے واسطے وکیل کیا اُسے رہن کر کے بیعنامہ لکھ دیا اور وکیل و مشتری دونوں اقرار کرتے ہیں کہ اُس نے رہن رکھا ہے اور بیعنامہ دکھلائے سنانے کو لکھ دیا ہے تو ہمسایہ یہ رہن ہو کیونکہ دونوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ رہن کیا اور بیعنامہ لکھا سنانے کو تھا اور ظاہر ہے کہ عقد دونوں کا حق ہو دوسرے کی طرف تجاوز نہیں کریگا تو کیفیت حقیقت میں غرض کا قول لیا جائیگا اور جو اُسکے قول سے ثابت ہو اشل سائنہ کے یہی محیط مشرعی میں ہو۔ اگر وکیل نے مرہن کو رہن پر سواری لینے یا خدمت لینے کی اجازت دی اور اُس نے ایسا ہی کیا تو وہ ضمان ہو اور رہن کا کھانا و چارہ موکل پر ہو ورنہ اگر وکیل نے مال اپنے واسطے قرض لیا تو مرہن سے کہا جائیگا یا تو نقد لے اور نفع اٹھایا اُسکے مالک کو واپس کرے کہ وہ نقد دے۔ اسی طرح باغ کا پانی

دینا اور بکریوں کی چرائی موکل پر رہی بخلاف لہجہ گہبان و مکان حفاظت کے یہ مہبوط میں لکھا ہے۔
چھٹا باب آن عقودین جنہن وکیل سفیر محض ہوتا ہے اور حقوق اسکی طرف راجع نہیں ہوتے اور

اسمین دو مسلمین ہیں

فصل اول وکالت بانکاح کے بیان میں کسی شخص کی منکوحہ نے دوسرے سے کہا کہ میں اپنے شوہر سے خلع کرانا چاہتی ہوں جب خلع کرانوں اور عدت گزر جاوے تو تو مجھے فلاں شخص کے ساتھ نکاح کرے تو صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ نکاح کرانے کے وکیل کو دوسرے کا وکیل کرنا ردائین ہو اور اگر اُسے دوسرے کو وکیل کیا اور اسے پہلے کے سامنے نکاح کر ابا تو جائز ہے۔ ایک شخص نے وکیل کیا کہ دو عورتیں ایک عقد میں نکاح کرانے میں عورتوں سے اس طرح نکاح کر دیا تو بعض روایات میں مذکور ہے کہ یہ اجازت پر متوقف رہیگا اسی طرح اگر ایک کی جگہ دو اور تین کی جگہ چار عورتیں کوئی اور بعض روایات میں ہے کہ یہ جائز نہیں ہو اور یہی ظاہر ہے۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ ایک عورت سے نکاح کرادے پھر اُسے ایک عورت سے اس شرط پر نکاح کرادیا کہ امر عورت اُس عورت کے اختیار میں ہو یعنی طلاق دے لینا اسکے اختیار میں ہے تو نکاح جائز اور شرط باطل ہو عورت نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ اُس کا نکاح کرادے اور کہہ دیا کہ جو تو کرے وہ جائز ہے پھر وکیل نے ایک شخص کو اُس کے نکاح کرانے کی وصیت کر دی اور کر گیا تو وصی کو اُس کے نکاح کرادینے کا اختیار ہو اور یہی حکم تمام وکالتوں میں ہے۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ فلاں شہر یا فلاں قبیلہ سے ایک عورت نکاح کرادے اور اُسے دوسرے شہر یا قبیلہ سے بیاہ دی تو جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ غلام مجبور نے اپنے نکاح کے واسطے وکیل کیا پھر مالک نے اُس کو نکاح کی اجازت دیدی یا غلام آزاد ہو گیا تو وکیل وکیل ہو گیا اور اگر اُس نے کسی عورت سے نکاح کرادیا تو جائز ہے یہ وضو میں ہے کسی خاص عورت سے نکاح کرادینے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل مرتد ہو کر دارالطہرین آیا ملا پھر وکیل نے دعویٰ کیا کہ میں نے نالت اسلام میں اُس کا نکاح کرایا تھا اور وارثوں نے اور موکل نے جب سلمان ہو کر آگیا تو اس سے انکار کیا تو وکیل اور عورت کا قول معتبر نہ ہوگا کیونکہ وکیل ایسی چیز کی نسبت دیتا ہے کہ موکل کے مرتد ہونے سے مغزول ہو کر اسکی استیانت کا مالک نہیں ہے اور اگر دونوں ذوق نے گواہ سنا ہے تو عورت کے گواہوں کی گواہی معتبر کبھی جائیگی۔ اور اگر دونوں کے پاس کو اہی ہو تو وارثوں سے اُنکے علم پر قسم لی جائیگی کیونکہ اگر انھوں نے عورت کے دعویٰ پر اقرار کیا تو انپر دعویٰ لازم ہوگا پس اگر وارثوں کے قسم کھا لینے کے بعد قاضی نے امرات کا حکم اُنکے واسطے دیدیا پھر موکل مرتد سلمان ہو کر واپس آیا اور عورت نے اُس سے بھی قسم لینا چاہی تو اُسکو یہ اختیار نہ ہو کیونکہ وہ مہر کے ذمہ قرضہ ہو چکا دعویٰ کرتی ہے یہ مہبوط میں لکھا ہے۔

دوسری فصل طلاق و خلع کے واسطے وکیل کرنے کے بیان میں اگر ایک شخص نے دوسرے کو سنت طلاق پر اپنی عورت کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور وہ عورت ایسی ہو کہ اُسکو حیض آتا ہے اور تو وکیل حالت حیض میں یا ایسے طہر میں جس میں طہر ہو چکی ہو واقع ہوئی پس وکیل نے حالت حیض میں یا اسی طہر میں طلاق دی تو طلاق واقع ہوگی اگر انی انحیاط اور اُسکی وکالت باطل ہوگی یہاں تک کہ اگر اسوقت کے بعد اُس نے وقت سنت پر اُسکو طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر اسی حالت حیض میں اُس عورت سے کہا کہ تجھکو بطور سنت طلاق یا جب ظاہر ہو تو طلاق ہے یا دوسری صورت میں یعنی جامی طہر کا وکیل میں کہا کہ تجھکو طلاق ہے جب تجھکو حیض آوے

اور تو طاهر ہو جاوے تو طلاق واقع نہوگی اور پہلی صورت میں جب پاک ہو گئی یا دوسری صورت میں جب حیض آکر پاک ہو گئی اور وکیل نے طلاق دی تو واقع ہو جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو بطور سنت نہیں طلاق دے پس وکیل نے اس عورت سے ایسے طہر میں جس میں وطی نہیں ہوئی ہو کہا کہ تجھے بطور سنت تین طلاق ہیں تو فی الحال ایک طلاق واقع ہوگی اور پھر بعد حیض سے پاک ہونے کے بدون از سر نو طلاق واقع کرنے کے کچھ واقع نہوگی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو بطور سنت طلاق دے اور ایک دوسرے شخص سے بھی یہی کہا پس دونوں نے ایسے طہر میں جمین جامع نہیں ہوا ہو گا اسکو طلاق دی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور شوہر کو زمین خیا رہو گا پھر دوسرے طہر میں جب تک دونوں طلاق نہ دین طلاق واقع نہوگی۔ اور اگر وکیل اور شوہر نے معا ایک طہر میں اسکو طلاق کی پھر وکیل نے دوسرے طہر میں اسکو طلاق دی تو ایک دوسری طلاق واقع ہوگی ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو بطور سنت طلاق بائن دے اور دوسرے سے کہا کہ اسکو بطور سنت ایک طلاق رجعی دے پس دونوں نے ایک ہی طہر میں اسکو طلاق دی تو اس پر ایک طلاق واقع ہوگی مگر شوہر کو اختیار ہو کہ چاہے بائن مقرر کرے یا رجعی متعین کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر وکیل کو طلاق دینے کا حکم دیا پھر شوہر نے اسکو طلاق دی تو جب تک وہ عورت عدت میں رہی وکیل کی طلاق اس پر واقع ہو جائیگی اور اگر عدت گزر گئی پھر اس سے نکاح کیا پھر وکیل نے طلاق دی تو وکیل کی طلاق اس پر واقع نہوگی اور اگر عورت مرزا ہو گئی یا شوہر مرزا ہو گیا تو جب تک وہ عورت عدت میں رہی وکیل کی طلاق واقع ہو جائیگی اور اگر شوہر مرزا ہو کر دارالوہدین باللا پھر وکیل نے حالت عدت میں عورت کو طلاق دی تو واقع نہوگی اسی طرح اگر مسلمان ہو کر آیا اور اس سے نکاح کر لیا تو بھی پھر وکیل کی طلاق واقع نہوگی یہ حاوی میں ہو۔ ایک شخص کو ایک طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور اس نے دو طلاق دی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک کوئی نہ واقع ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ ایک واقع ہوگی ایک نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دے وکیل نے تین طلاق دی پس اگر شوہر نے تین طلاق کی نیت کی تھی تو واقع ہو جائیگی ورنہ کوئی واقع نہوگی اور یہ قول امام اعظم رحمہ کا ہو اور صاحبین کے نزدیک ایک واقع ہوگی۔ ایک شخص کو ایک طلاق بائن دینے کے واسطے وکیل کیا اس نے ایک رجعی طلاق دی تو ایک طلاق بائن واقع ہوگی اسی طرح اگر رجعی ایک طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور اس نے بائن دی تو ایک رجعی واقع ہوگی اور یہ اس صورت میں ہو کہ وکیل نے کہا کہ میں نے اس عورت کو ایک طلاق بائن دی اور اگر یوں کہا کہ میں نے اسکو بائن کر دیا تو کوئی طلاق واقع نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر اپنی دو عورتوں سے کہا کہ تم دونوں اپنے آپ کو تین طلاق دو پس ایک نے اپنے آپ کو اور دوسری نے کو تین طلاق دی تو دونوں کو طلاق ہو جائیگی لیکن چاہیے کہ آپ کو اسی مجلس میں جس میں شوہر نے یہ الفاظ کہے تین طلاق دیوے پھر دوسری عورت کا طلاق دیدیا اس مجلس اور غیر مجلس میں جائز ہو۔ اگر ایک شخص کو اپنی عورتوں کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا پس اس نے اس میں ایک خاصیت کو طلاق دی تو صحیح ہو اور شوہر کو یہ اختیار نہیں ہو کہ اس عورت کے سولے دوسری عورت کی طرف یہ طلاق پھیرے اور اگر ایک غیر معین کو اس نے طلاق دی تو بھی صحیح ہو اور معین کے ساتھ اختیار شوہر کو ہے پھر کچھ یہ کہ اگر شوہر نے اس سے طلاق دے دیا کہ میری عورت کو طلاق دے اور اس کی چار عورتیں ہیں انہی کو معین نہ کیا پس اگر اس نے ایک کے طلاق دیدی تو جائز ہو اور اگر سب کو طلاق دی تو بھی ایک عورت پر جائز ہوگی اور شوہر کو اختیار ہو کہ جسکو چاہے معین کرے یہ حاوی میں ہو اگر دو عورتوں سے کہا کہ اگر چاہو تو تم دونوں اپنے آپ کو تین طلاق دو پس ایک نے طلاق دی تو واقع نہوگی تا وقتیکہ عورت

اسی مجلس میں تین مطلق پھینچے نہون فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کہا کہ تو میری عورت کے طلاق دینے کے واسطے میرا وکیل ہو
 بشرطیکہ وہ عورت چاہے یا پسند کرے یا نہ کرے تو یہ شخص وکیل ہوگا جب تک کہ وہ عورت اس طلاق کو اسی مجلس میں
 پسند کرے اور اگر اسے پسند نہ کیا تو وکیل ہو گیا اور طلاق دینے سے پہلے اگر وکیل مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وکالت باطل ہو گئی
 اور اگر کہا کہ اگر تو چاہے تو میری عورت کے طلاق دینے کے واسطے وکیل ہو پس اگر اسے اسی مجلس میں چاہا تو جائز رہا اور
 اگر قبل چاہنے کے مجلس سے اٹھ کھڑا ہوا تو وکیل نہیں ہو یہ حاوی میں ہو ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ جب میں فلان عورت
 سے نکاح کر دوں تو اسکو طلاق دیدے پس اسے نکاح کیا اور وکیل نے طلاق دیدی تو صحیح رہی یہ چیز میں ہو۔ وکیل طلاق نے
 اگر دوسرے کو وکیل کیا تو صحیح نہیں ہو اور اگر غیر کو وکیل کیا اور اسے پہلے وکیل کے سامنے طلاق دی یا اجنبی نے طلاق دی پھر وکیل نے جانتا کہ
 تو اجنبی کی طلاق واقع ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے خیر کی عورت سے کہا کہ جب تو اس گھر میں داخل ہو تو
 سمجھو کہ طلاق ہو پس شوہر نے اسکی اجازت دیدی اور بعد اجازت ہو جانے کے وہ اس گھر میں گئی تو طلاق ہو جائیگی اور
 اگر قبل اجازت ہو جانے کے گئی تو طلاق نہ ہوگی پھر اگر دوبارہ اجازت ہونے کے گئی تو طلاق ہو جائیگی یہ محیط میں ہو اگر کہنے
 غلام کو اپنی عورت کے طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا پھر غلام کو فروخت کیا تو وہ اپنی وکالت پر باقی رہی یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔
 ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میری عورت کو طلاق دیدے یہ امر میں نے سہے سہے کیا تو اس امر کا قبول کرنا فقط اسی مجلس
 تک رہیگا ایک شخص کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اپنی وکالت کے علم سے پہلے اس عورت کو طلاق ہی تو واقع
 ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ وکیل طلاق نے اگر مال بخل کیا پس اگر وہ عورت ایسی ہو کہ شوہر نے اس سے وطی کر لی ہو تو وکیل
 نے بڑی مخالفت کی اور اگر ایسی ہو کہ اس سے وطی نہیں کی ہو تو مخالفت اچھی ہو اور یہی مذہب اکثر شائع کا ہو۔ اور اسی کو صفارہ
 نے اختیار کیا ہو اور امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ اس عورت میں بھی جس سے وطی نہیں کی ہو نہیں جائز ہے کہ شوہر یہ بھی اسکی بڑی مخالفت
 ہو یہ وجہ کر دی میں ہو ایک شخص کو وکیل کیا کہ تین طلاق عورت کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دے پس وکیل نے ایک طلاق
 تہائی ہزار درم کو بھی تو کوئی طلاق واقع ہوگی ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ تو جب قدر دامن کو چاہے اپنی طلاق مجھے
 خریدے میں نے تجھے اس معاملہ کا وکیل کیا اسے کہا کہ اس قدر کو میں نے خرید لیا تو یہ باطل رہی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔
 اگر کسی کو وکیل کیا کہ میری عورت کو بعض ہزار درم کے یا ہزار درم پر تین طلاق دیدے اسے ایک یا دو طلاق دی تو واقع
 ہوگی اور اگر ہزار درم یا زیادہ پر طلاق دی تو جائز ہو یہ مسبوط میں ہو اور اگر خلع کے واسطے وکیل کیا تو وکیل کو اختیار ہو
 کہ اس عورت سے اس مجلس یا غیر مجلس میں جب تک معزول نہ ہو خلع کر لے یہ حاوی میں ہو وکیل خلع کو بدل پر قبضہ کا اختیار
 نہیں ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ خلع مطلق کے وکیل کو امام اعظم رحمہ کے نزدیک قلیل و کثیر پر خلع کرے یا اختیار ہو اور صاحبین
 کے نزدیک ہر مثل سے کم پر خلع کرنا نہیں جائز ہو کذا فی التاثر خانہ۔ اگر کسی شخص کو خلع کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ
 اگر خلع لینے سے انکار کرے تو طلاق دیدے پس اسے خلع سے انکار کیا اور وکیل نے طلاق دیدی پھر عورت نے کہا کہ میں خلع
 کرتی ہوں پس اگر عدت میں اس سے خلع کیا اور طلاق بھی تھی تو جائز ہو کذا فی الحاوی۔ ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری عورت
 سے خلع کر اسے پھر شوہر نے خود اس سے خلع کیا یا کسی اور وجہ سے وہ بائن ہو گئی پھر عدت میں یا اسکے بعد اس سے
 نکاح کیا تو وکیل خلع نہیں کر سکتا ہو۔ اگر کوئی شخص دو دنوں طرف سے خلع کا وکیل ہو تو دو دنوں میں ایک روایت یہ ہو
 کہ وہ دو دنوں طرف سے عقد کا متولی نہیں ہو سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ وکیل خلع نے اگر ہزار درم پر اس شرط

یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ اگر کسی کو وکیل کیا اور طلاق دیدی تو صحیح نہیں ہو۔ اگر کسی کو وکیل کیا اور طلاق دیدی تو صحیح نہیں ہو۔ اگر کسی کو وکیل کیا اور طلاق دیدی تو صحیح نہیں ہو۔

سے خلع کیا کہ میں مناس ہوں تو صحیح ہو اگرچہ عورت نے اسکو ضمانت کا حکم نہ دیا ہو اور جب وکیل نے ادا کیا تو عورت سے بھرتی
 اسی طرح ادا کرنے سے پہلے بھی لے سکتا ہو یہ سراجہ میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت کو وکیل کیا کہ اپنی ذات کا مجھے خلع کر اے
 پس عورت نے مال یا عوض پر خلع کر لیا تو جائز نہیں ہو وکیلین اگر شوہر رضی ہو تو جائز ہو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا
 کہ جب کل کا روزا دے تو مجھے ہزار درہم پر خلع کرے تو یہ وکیل ہو اسلیئے اگر عورت شوہر کو اس سے مانعت کر دے تو
 صحیح ہو یہ فتاویٰ فاضل خان میں ہے۔ اگر ایک ذمی عورت نے کسی مسلمان کو اپنے شوہر سے شراب یا سور پر خلع کر لیا تو وکیل
 کیا تو جائز ہو اور اگر شوہر زوجہ و دونوں میں سے کوئی مسلمان ہو اور وکیل کا فرہو تو خلع جائز ہو اور جھیل باطل ہو یہ مبسوط
 میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری عورت سے مال پر خلع کر اے یا لیا مال اسکو تین طلاق دیدے پھر شوہر مرد
 ہو کر دارالحرب میں جا ملا یا مر گیا اور وکیل نے عورت کو طلاق دیا یا طلاق ہی پس عورت نے کہا کہ تو نے یہ فعل میرے شوہر کے مرنے کے بعد
 یا دارالحرب میں جانے کے بعد کیا ہو اور وکیل و دار ثوان نے کہا کہ یہ اسکی زندگی اور اسلام میں ہوا ہو تو عورت کا قول لیا جائے
 اور طلاق باطل اور اسکا مال اسی کو پھیر دیا جائے۔ اور اسکو میراث ملیگی یہ مبسوط میں ہے۔ عتیق کے واسطے وکیل کرنا
 جائز ہو خدا عتیق مال پر ہو یا بغیر مال ہو اور جب وکیل نے آزاد کیا تو اسکو مال پر قبضہ کر لیا اختیار نہیں ہو اور صرف اسی مال
 کا یہ توکیل مقصور نہیں ہو عتیق مطلق کا وکیل مدبر کرنے یا مکاتب کرنے یا مال پر آزاد کر لیا اختیار نہیں رکھتا ہی اور ایسے
 ہی تعلیق بالشرط اور اضافہ اسے الاوقات کا بھی مختار نہیں ہو پس مالک کے مدبر کو دینے سے توکیل بعتق باطل نہوگی یہ
 محیط میں ہے۔ اگر اپنا غلام آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا پس اسے فرضہ یا مال پر آزاد کیا یا شرط لگا لی اور کہا کہ اگر تو چاہے
 تو آزاد ہو تو جائز نہیں ہو کذا فی محیط الشرحی۔ اگر نصف غلام آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے کل آزاد کر دیا تو جائز نہیں
 اور کچھ آزاد نہوگا اور صاحبین مد نے فرمایا کہ جائز ہو اور کل آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر کسی کو پورا غلام آزاد کرنے کے واسطے وکیل
 کیا اور اسے آدھا آزاد کیا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک آدھا آزاد ہو جائیگا اور حصہ میں رہے نزدیک کل آزاد ہو جائیگا
 کذا فی الذخیرہ۔ دو شخصوں میں سے ہر ایک کا ایک غلام ہو اور ایک ہی شخص کو دونوں نے اپنا غلام آزاد کرنے کے واسطے
 علم کر دیا وکیل کیا پھر وکیل نے کہا کہ میں نے دونوں میں سے ایک کو آزاد کیا پھر وہ بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو کیا
 کوئی آزاد نہوگا اور سخا نا دونوں آزاد ہو جائینگے اور ہر ایک اپنی نصف قیمت کے واسطے سہی کرے کذا فی فتاویٰ
 قاضیان۔ اگر کسی نے کسی شخص کو اپنا غلام معین آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے کہا کہ میں نے اسکو
 کل کے روز آزاد کر دیا ہو تو بدون گواہی کے اسکی تصدیق نہ کی جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی آزاد کرنے کے
 واسطے وکیل کیا اور باندی قبل آزاد کرنے کے بچہ جنی تو وکیل اسے بچہ کو آزاد نہیں کر سکتا ہو اور اگر اپنے غلام کو جھیل
 آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے شراب یا سور پر آزاد کیا تو عتیق جائز ہو اور غلام کو اپنی ذات کی قیمت بنا دیا جب ہی
 اور اگر مرد یا خون کے عوض آزاد کیا تو جائز نہیں ہو۔ اور اگر موکل نے کہا کہ غلام کو اس غلام کے عوض آزاد کر دے اسے
 اسی طرح آزاد کیا جس پر غلام آزاد نکلا تو عتیق جائز ہو اور غلام آزاد شدہ پر اپنی قیمت واجب ہو اور اگر اسکو کسی غلام
 پر آزاد کیا اور وہ غلام اتحقاق میں لے لیا گیا تو عتیق جائز اور غلام پر اپنی قیمت واجب ہو اور یہ امام اعظم رحمہ کا دوسرا
 قول ہو اور یہی قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہو کذا فی الحاوی اور اگر اسکو فحش کی ہوئی بکری کے عوض آزاد کیا پھر وہ بکری
 مردار ثابت ہوئی تو جائز نہیں ہو اور اگر اسکو جھیل پر آزاد کر لیا حکم کیا اسے ہزار درہم پر آزاد کر دیا تو جائز ہو بشرطیکہ

۱۱
 قاضیان یا فاضل مالک
 بار خاندان جو اسنو تو اس
 اپنے کچھ کر دیکھ کر اسکو
 آزاد کر دیا کہ طلاق کے بعد
 شہد ہوا
 عتیق کو کچھ اختیار نہیں
 عتیق میں عتیق مخالفت ہو
 عتیق وکیل یا بکری کے
 مال کے نزدیک جو ہے ہونا
 اور عتیق کے نزدیک نہیں
 ہوتا ہو

ایسا غلام لے کر آزاد ہوتا ہو اور یہ حکم استعانتاً ہی ہے۔ محبطہ رخصت ہو کر۔ اگر اپنے غلام سے کہہ کہ اسے کو آزاد کر جس عوض پر چاہے اسے درمیان پر آزاد کیا تو جائز ہو بشرطیکہ مال کا سبب رخصت ہو گیا ہو کہ جب بدلہ کی تعداد بیان نہ ہو تو ایک ہی شخص کا نہیں سے کیا نہیں ہوتا ہو اور اس سے اس نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ جو کہ مال پر بدلہ کہتا ہے، ان بیان ہوا ہے۔ اسے مشائخ نے اس روایت کی تصحیح کیا ہے۔ اور اگر اس سے روایت میں بدلہ کی تعداد بیان ہو اور غلام نے کہا کہ اگر میں نے اس قدر پر اپنے کو آزاد کیا تو چاہتا ہوں کہ پھر مالک کی رضامندی شرط نہیں ہوگی یہ غلط ہے جو کہ مال پر آزاد کر کے اسے ایک اور دم پر آزاد کر دیا تو امام محمد نے فرمایا کہ جائز ہو اور صاحبین رحمہ اللہ خلافت کیا ہو یہ محبطہ رخصت میں ہو اور اگر وہ بدلہ کیا کہ وہ چاہتا ہے جو صحت آزاد کرنے کو مستند پر ہر صنف مال میں سے آزاد کرے جائز ہو اور اگر وہ کہیں مالک سے بدلہ نہ لے لے گا یا مقدار مال میں سے بدلہ لے لے گا تو مالک کا قول یا جائیگا یہ صبیحہ میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ اپنے غلام کے مکان تب کرنے اور بدلہ کتابت وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے کہا کہ میں نے مکان تب کیا اور بدلہ وصول کر لیا اور مالک نے انکار کیا تو مکان تب کرنے میں وکیل کا قتل لیا جائیگا بدلہ وصول کرنے میں۔ اور اگر مکان تب کیا پھر کہا کہ میں نے بدلہ لیکر تجھے دیدیا ہو تو اسکی تصدیق کجا دیگی یہ خلاصہ میں ہو اگر مکان تب کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے مکان تب کر دیا تو اسکو بدل کتابت وصول کرنا اختیار نہیں ہو اور اگر مکان تب لے اسکو دیدیا تو مکان تب بری ہوگا۔ اور اگر مکان تب کرنے کے واسطے وکیل کیا اسے اس قدر مال پر مکان تب کیا کہ لوگ اس قدر خسار و زمین اٹھاتے ہیں تو نام نظام رح کے قتل ہو جائے ہو اور اگر غنیمت یا عین یا کسی قسم کے کپڑوں یا کیل یا موزوں پر مکان تب کیا تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کسی غلام کو مکان تب کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے ایک کو مکان تب کیا تو جائز ہو اور اگر اسے دیکھا کہ وہ دونوں کو ایک ہی مکان تب کرے اور ہر ایک کو دوسرے کا فیصل بناوے اور اسے ایک کو مکان تب کیا تو جائز نہیں ہو اور اگر اس واسطے وکیل کیا کہ غلام کو مکان تب کرے یا اسے پھر غلام کے کسی کو خطا سے قتل کر ڈالا پھر وکیل نے فیصل کیا اور اسکو اس جرم کا علم ہو یا نہیں ہو تو وکیل کا فیصل جائز ہو کیونکہ سبب جرم کے غلام کا سخت ہونا ہو اسکی گرفت سے نہیں روکتا ہو خواہ بطور بیع یا رقبہ یا ہبت ہو اور وکیل کا مضرول ہو جانا بھی اس سے واجب نہیں ہوگا اور مالک پر اسکی قیمت واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کوئی اس سے اس غلام کو فروخت کر دے یا مکان تب کر دے یا مال پر آزاد کر دے تو جو فیصل نہیں ہے وکیل کرے گا جائز ہوگا۔ اگر کہا کہ اسکو یا اسکو مکان تب کر دے تو وکیل جسکو چاہے مکان تب کر دے یہ جاوی میں ہے اور اگر وکیل نے ہر ایک کو علیحدہ مکان تب کیا تو بیع کی کتابت جائز ہو اور اگر ایک ساتھ مکان تب کیا تو کتابت باطل ہو اور اگر وکیل کہا کہ جب کہ روز میرے غلام کو مکان تب کر دے پھر وکیل نے بیچ کر دوز کا کہ میں نے دکان کے بعد اسکو کل اس قدر مال پر مکان تب کر دیا اور مالک نے اسکی تہذیب کی تو فیما مالک مالک کا قول مستبر ہو ولیکن مستعانتاً اقرار وکیل جائز ہو کیونکہ جس کام پر اسکو مسلط کیا تھا اسکو اسی وقت معلوم ہر عمل میں لانے کی اسے خبر تھی۔ اگر مکان تب کرنے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے کہا کہ مجھے تو نے کل وکیل کیا تھا اور میں نے بعد وکالت کے آخر دن میں اسے مکان تب کر دیا اور مالک نے کہا کہ میں نے مجھے ترجیح دے لیا تو مالک کا قول مستبر ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ ان دو شخصوں میں سے ہر ایک کو مکان تب کر دیا تو جو شخص دونوں میں سے مکان تب کر دے جائز ہو۔ اور اگر ایک شخص کو غلام مکان تب کرنے کے واسطے وکیل کیا اور غلام نے قبول سے انکار کیا پھر اسکو قبول کر لیا صلحت معلوم ہو اور اگر کہنے مکان تب کر دیا تو جائز ہو کیونکہ انی الامادی۔ اگر کسی کو اپنے غلام کے مکان تب کرنے یا مال کے عوض یا مال آزاد کرنے کے واسطے وکیل کیا

پھر موکل مرتد ہو گیا اور دارالبحر میں جا ملا اور گپا پس وکیل نے کہ اگر میں نے اسکی حالت اسلام میں ایسا کیا ہو اور انھوں نے اسکی مذہب کی تو وارثوں کا قتل کیا جائیگا کیونکہ غلام پرانے کی ملکیت نہ ہو اور وکیل ایسے امر کی خبر دیتا ہو جو انکی ملکیت کو باطل کرے اور ایسے امر کے ایجاد کرنے کا اسکو کسی حال میں اختیار نہیں ہو پس اسکا قول اسبطل ہوگا

کذا فی الملبوط

باب تو ان خصوصیت وصل وغیرہ میں وکیل کرنے کے بیان میں خصوصیت کے واسطے کیل کرنا بدون خصم کی رضامندی کے لازم نہیں ہو جاتا ہو اور سماج میں نے فرمایا کہ لازم ہو جاتا ہو پھر امام کے قول پر مشائخ نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ توکیل کی صحت کے واسطے خصم کی رضامندی شرط نہیں ہو بلکہ اس کے لازم ہونے کے واسطے فطری اور یہی صحیح ہو یہ خزانہ المتقین میں ہے کہ خصم ہو وکیل کے مقابلہ میں حاضر ہونا اور جو ابدہ ہی لازم نہیں ہو کذا فی محیط اور فقیر ابو الیث نے فتویٰ کے واسطے صاحبین کا قول اختیار کیا ہو کذا فی خزانہ المتقین۔ اور محتاجی نے کہا کہ یہی مختار ہو اور اسی کو صفا رد لے لیا ہو یہ بحر الرائق میں ہو اور اس مسئلہ میں جو حکم خیار ہو وہ یہ ہو کہ اگر قاضی کو یہ ثابت ہو کہ مدعی ارادہ شکرشی توکیل سے انکار کرتا ہو تو اسکو یہ قدرت نہ ہے اور خصم سے توکیل قبول کرے اور اگر یہ ثابت ہو کہ موکل اس توکیل میں خصم کی ضرر رسانی چاہتا ہو تو بدون اسکی رضامندی کے قبول نہ کرے کذا فی الملبوط اور اس پر اجماع ہو کہ اگر موکل فقیر رافعی مساف سفر کے غائب ہو یا شہر میں موجود ہو مگر مرض ہو کہ اپنے پاؤں سے قاضی کے دروازہ تک نہیں حاضر ہو سکتا ہو تو اسکو وکیل کر دینے کا اختیار ہو خواہ وہ مدعی ہو یا مدعا علیہ ہو اور اگر ایسا ہو کہ اپنے پاؤں سے نہیں چل سکتا ہو لیکن چاہے یا آدمی کی پیٹھ پر سوار ہو کہ حاضر ہو سکتا ہو پس اگر اس طرح آنے سے اس کے مرض میں زیادتی ہو تو وکیل کر دینا جائز ہو اور اگر زیادتی نہ ہو تو اختلاف ہو بعضوں نے کہا کہ توکیل جائز ہو اور یہی صحیح ہو کذا فی خدای قاضی خان اور یہی قول صحیح وافی ہو کذا فی محیط اور اگر کہا کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں تو توکیل اسکی طرف سے لازم ہوگی خواہ طالب ہو یا مطلوب ہو وکیل مطلوب اپنا کھیل دیرے تاکہ طالب اپنا قرض وصول کر سکے۔ اور اگر خصم نے اس کے ارادہ سفر میں اسکو چھوٹا بتلایا۔ تو مشائخ نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ قاضی اس سے ارادہ سفر نہ قسم لے لے۔ اور اسی کو خصاف رحم نے اختیار کیا ہو اور بعضوں نے کہا کہ اس کے رفیقوں سے پوشیدہ دریافت کر لے گا۔ اگر قاضی مسجد میں پہنچ کر فیصلہ کرتا ہو تو بچھہ غنہ دن کے ایک حصہ و نفاس کا عذر ہو اور اس مسئلہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ وہ عورت طالبہ ہو دوسری یہ کہ مطلوبہ ہو پس اگر وہ عورت مقصدہ طالبہ ہو تو توکیل اس سے مقبول ہوگی اور اگر مطلوبہ ہو پس اگر طالبہ نے اسکو اس قدر تاخیر دی کہ قاضی اس سے باہر آجائے تو توکیل اسکی طرف سے مقبول نہ ہوگی اور اگر اس قدر تاخیر نہ دی تو مقبول کہ لے گا۔ اور اگر موکل اسی قاضی کے قید ہو کہ جس کے سامنے مقدمہ پیش ہوا ہو تو توکیل قبول نہ کرے گا اور اگر حاکم شہر والی ملک کے قیام خانہ میں ہو کہ وہ اسکو قید سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا ہو تو اسکی طرف سے توکیل قبول کرے گا یہ ظہرہ میں ہو اور پردہ دار عورت سے توکیل نہیں ہو خواہ وہ بارہ ہو یا ثیابہ ہو اور پردہ دار وہ عورت ہو کہ جو کبھی مردوں سے مخاطب نہیں ہوتی ایسا ہی ابو بکر رازی نے ذکر کیا ہو اور علامہ مشائخ نے اسی کو لیا ہو اور اسی پر فتویٰ ہے یہ قاضی قاضی خان میں ہو اگر قاضی کو ثابت ہو کہ موکل خود فقیر میں بیان کرنے سے عاجز ہو تو اسکی طرف سے توکیل قبول کرے گا یہ نہایت میں ہو **قال** ترجمہ اور یہی قاضی خان میں بھی ہو اگر عورت نے اپنی طرف سے وکیل خصوصیت مقرر کیا اور اس پر قسم واجب ہو گئی اور اسکا حکم معلوم نہیں ہو

تو حاکم اُسکے پاس تین آدمی عادل بھیجے گا کہ ایک اُس سے قسم لےوے اور دوسری قسم کے گواہ ہوں اسی طرح مریض معذور کا جو حاضر نہیں ہو سکتا ہو ہی حکم ہو یہ سراج الوداع میں ہو اور اگر اُسکے پردہ نشین ہونے میں اختلاف کیا پس اگر وہ انہما کی بیٹی ہو تو خواہ باکرہ ہو یا ثنبہ ہو اسی کا قول لیا جائیگا کیونکہ اُسکے حال سے یہی بات ظاہر ہو کہ پردہ نشین ہو اور اگر درمیان لوگوں سے ہو تو اگر باکرہ ہو تو اُس کا قول لیا جائیگا اور بیٹے ادا کرنے لوگوں میں اُس کا قول کسی صورت میں مقبول نہ ہوگا اور ضرورت کے واسطے نکلتا اُسکی پردہ داری میں قاصر نہیں ہو جب تک وہ عورت اکثر نہ نکلتی ہو یعنی بلا حاجت بھی نکلتی ہو یہ وجہ کر دہی میں ہو۔ ایک شخص اشراف کا مقدمہ ایک وضع کے ساتھ پیش ہوا اور اُس نے چاہا کہ میں خود بخاؤن اور اپنا وکیل بھیجوں تو شاخ نے اختلاف کیا فقیر ابو الیث نے فرمایا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ ہم وکالت قبول کر لیں خواہ موکل شریف ہو یا وضع جو یہ جو اسرا خلاطی میں ہو۔ ایک عورت مسورہ اپنے شوہر کے گھر میں ہو کہ اسکو کوئی ایسی علت ہو کہ شوہر کے گھر سے اُسکا نکلتا بن نہیں پڑتا ہو اُس پر ایک شخص نے بدوں گواہوں کے کچھ دھوی کیا تو اس دھوی کو اُسکے شوہر سے خصوصیت کا اختیار نہیں ہو اور شوہر کو بھی اختیار نہیں ہو کہ دھوی کو عورت کے وکیل یا عورت سے خصوصیت کرنے سے منع کرے یہ قاصر قاضیان میں ہو۔ اگر کہا کہ میں نے فلان شہر کے لوگوں پر اپنے تمام حقوق میں خصوصیت کے واسطے تجھے وکیل کیا تو وہ شخص تمام حقوق میں جو وکیل کے روز میں یا پیدا ہوں استحقاقاً اسی شہر کے لوگوں سے خصوصیت کر سکتا ہو اور اگر کہا کہ فلان شخص پر اپنے حق کی خصوصیت کے واسطے وکیل کیا تو ہر حق میں جو فقط وکیل کے روز موجود ہو خصوصیت کر سکتا ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر کہا کہ میں نے تجھکو خصوصیت کے واسطے وکیل کیا اور اس سے زیادہ نہ کہا تو وکیل نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جو ہمارے درمیان عجبکڑا ہو اُسکے واسطے تجھے وکیل کیا یا چاہے درمیان عجبکڑے کی خصوصیت کے واسطے وکیل ہو یا اس کے شاہد بیان کیا تو شیخ الاسلام خواہر زاہد داماد احمد طحاوی نے فرمایا کہ وکیل ہو جائیگا اور جس الائمہ نے ذکر کیا کہ نوگاہ و خیرہ میں ہو۔ اگر مال معین پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو بالافتاء وہ وکیل خصوصیت والا ہو سراج الوداع میں ہو شفوع کے طلب کرنے اور سبب عیب کے دلہا کرنے اور توارہ کے واسطے جو وکیل ہو وہ بالاجماع وکیل خصوصیت ہو کذا فی السواوی یہاں تک کہ وکیل شفوع کو لیتا ہو اگر مشتری نے دھوی کیا کہ موکل نے شفوع دیا ہو اور وکیل پر اس امر کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اسی طرح اگر مشتری نے بیع میں عیب پایا اور ایک شخص کو واپس کر لیا وکیل کیا اور بائع نے کہا کہ مشتری عیب پر راضی ہو گیا ہو اور وکیل نے انکار کیا اور بائع نے اُسکی ضمانتی کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اسی طرح بہہ واپس کرنے کے وکیل پر اگر مہربوب نے گواہ قائم کیے کہ وہ اپنا حصہ نے عرض لے لیا ہو یا بیع میں زیادتی ہو گئی ہو تو مقبول ہونگے اور ایسے ہی دلیل تقسیم سے اگر ایک شریک نے جس نے اسکو وکیل نہیں کیا ہو کہا کہ میرے شریک نے اپنا حصہ لے لیا اور وکیل نے انکار کیا پھر دھوی نے اپنے دھوے کے گواہ سنائے تو مقبول ہونگے یہ سراج الوداع میں ہو۔ قرضہ وصول کرنے کے لیے وکیل کر کے طالب غائب ہو گیا اور طلب پر قرضہ کے گواہ قائم ہو گئے اُس نے کہا کہ میں طالب سے اس امر کی قسم لینا چاہتا ہوں کہ اُس نے مجھے وصول نہیں پایا تو اسکو وکیل کو اور اگر دینا لازم ہوگا اسی طرح اگر شفوع طلب کرنے کے وکیل کا حکم ہو کہ اگر شفوع پر دھوی ہو کہ اُس نے شفوع دیا تو حکم ہوگا کہ وکیل کو گھر سے وکیل کا دے پھر جب شفوع حاضر ہوگا تو اُس کے قسم بھیجیگی اسی طرح استحقاق ثابت کرنے والے کے وکیل قبض ہوا کہ دھوی ہو کہ مشتری نے کہا کہ ستم نے اجازت لے لی ہو تو اسکو حکم کیا جائیگا کہ بیع وکیل کے ہر کرے پھر جب ستم حاضر ہو تو مشتری اُس سے قسم لے سکتا ہو یہ ضبط مشتری میں ہو عرضہ وصول کر لیا وکیل

امام عظیم رحمہ کے نزدیک وکیل خصوصیت ہوتا ہے جسے کہ اگر اسپر اس امر کے گواہ پیش ہوں کہ موکل نے وصول کر لیا یا مطلوب کو معاف کر دیا تو امام کے نزدیک مقبول ہو گئے اور صاحبین نے فرمایا کہ وہ خصم نہیں قرار پائے گا اور اسکو حسن رحمہ نے امام عظیم سے بھی روایت کیا ہے کہ ذاتی الہدایہ اور اگر قرضہ دار نے قرضہ سے انکار کیا اور قرضہ وصول کرنے کے وکیل نے قرضہ ثابت کرنے کے واسطے گواہ سنائے تو امام عظیم رحمہ کے قول پر مقبول ہو گئے اور صاحبین کے قول پر مقبول ہو گئے اور قاضی اس قسم کے سائل میں یہ ہو کہ اگر توکیل ایسی چیز کے وصول کے واسطے ہو جو موکل کی ملک ہو تو وکیل اس کے اثبات کے واسطے خصم قرار نہ پائے گا اور اگر ایسی چیز کے واسطے ہو جو ہر وجہ سے غیر کی ملک ہو اور توکیل اسپر حق موکل کی وجہ سے ہو تو اثبات کے واسطے وکیل خصم قرار دیا جائے گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ قاضی نے اگر غائب شخص کے قرضوں کے وصول کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو اگر ہر کے نزدیک ایسا وکیل وکیل خصوصیت نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر خصوصیت کے واسطے کسی کو وکیل مقرر کیا تو اسکی چند صورتیں ہیں اول یہ کہ اسکو خصوصیت کے واسطے وکیل کر دے اور کسی دوسری چیز سے تعرض کرے اور صریح میں بالاجماع انکار کا وکیل ہو اور ثنوں اماموں کے نزدیک اقرار کا بھی وکیل ہو۔ پھر چارے علماء نے اختلاف کیا کہ امام عظیم و امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ توکیل خصوصیت مجلس حکم میں توکیل اقرار ہوتی ہے کہ اگر مجلس حکم میں اپنے موکل پر کسی امر کا اقرار کیا تو صحیح ہو اور اگر غیر مجلس حکم میں اقرار کیا تو صحیح نہیں ہے اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ مجلس حکم وغیر مجلس حکم دونوں میں اسکا اقرار صحیح ہو مگر ان دونوں اماموں کے نزدیک اگر غیر مجلس حکم میں اقرار کیا اور اسکا اقرار صحیح نہ ٹھہرے تو وہ شخص وکیل نہ باقی رہے گا یہاں تک کہ اس کے بعد خصوصیت کے لئے سے منع نہ دیا جائے گا لکن ذاتی الذخیرہ اور اگر وکیل خصوصیت نے حد قذف و قصاص کا اقرار کیا تو صحیح نہیں ہے کہ ذاتی التبتین۔ اور دوسری صورت یہ ہو کہ ایسی خصوصیت کا جو جائز الاقرار نہیں ہے وکیل کرے اور اس صورت میں انکار کا وکیل ہوگا۔ اور تیسری صورت یہ ہو کہ خصوصیت میں بلا جواز انکار وکیل کرے اور اس صورت میں اقرار کا وکیل ہوگا اور استثنائاً ہر روایت میں صحیح ہو اور جو غلطی یہ کہ خصوصیت میں بجواز اقرار وکیل کرے اور اس صورت میں خصوصیت اور اقرار کا وکیل ہوگا جسے کہ اگر اسنے موکل پر اقرار کیا تو ہمارے نزدیک صحیح ہو اور باوجودین یہ ہو کہ وکیل سے کہا کہ میں نے تجھے خصوصیت کا وکیل بلا جواز اقرار دیا انکار مقرر کیا اور اس صورت میں متاخرین نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ یہ توکیل اصلاً صحیح ہی نہیں اور قاضی امام صاعدیثا پوری سے منقول ہے کہ توکیل صحیح ہو اور یہ وکیل وکیل سکوت ہوتا کہ مجلس حکم میں حاضر ہو کہ گواہوں کو سننے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اقرار کے واسطے وکیل کرنا جائز ہے اور موکل غلط وکیل کرنے سے مقرر ہوگا اور اقرار کے واسطے وکیل کرنے کے معنی یہ ہیں کہ وکیل سے یوں کہے کہ میں نے تجھے خصوصیت کا اور اپنے اوپر سے مذمت و دفع کر دیا وکیل کیا پس جب تو دیکھے کہ انکار سے مجھے مذمت آتی ہو اور اقرار کرنا تیری رے میں صواب معلوم ہو تو مجھے اقرار کر دے کہ میں نے تجھے اسکی اجازت دیدی۔ اور اگر خصوصیات اور اپنے حقوق لوگوں سے لینے کے واسطے اس شرط پر وکیل کیا کہ موکل پہ جو دعوے ہوں اسپر وکیل نہیں ہو تو جائز ہے یہ خزائنہ الفتین میں لکھا ہے پس اگر وکیل نے موکل کے واسطے مال ثابت کیا پھر مدعا علیہ نے اسکا دفعہ کرنا چاہا تو وکیل پہ اسکی سماعت نہ ہوگی ایسا ہی صدر الشہید برہان الدین رحمہ کا فتویٰ ہے کہ ذاتی المحیط کتاب الاضنیہ میں ہے کہ اگر خصوصیت کے واسطے وکیل مقرر کرنے والا مطلوب ہو اور اس نے طالب سے خصوصیت کے واسطے ایک شخص کو وکیل مقرر کیا مگر یہ شرط کی کہ اسکا اقرار صحیح نہیں ہو تو امام ابو یوسف رحمہ کے قول میں یہ جائز ہے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر مطلوب نے ایسا وکیل مقرر کیا اور

اور طالب نے کہا کہ مجھے سوا اس کے پسند نہیں ہو کہ تو میری خصوصیت کے واسطے اپنے قائم مقام کو فی شخص مقرر کر کہ اسکا
 اقرار کرے اور اسے جائز ہو یا خود حاضر ہو کر رو بکاری کر تو مطلوب سے کہا جائیگا کہ یا اب شخص متذکرہ یا خود حاضر ہو اس طرح
 کا یہ عمل طالب ہو اور اسنے ایسا وکیل کیا اور مطلوب نے کہا کہ میں رضی نہیں ہوں مگر صورت میں کہ یا خود تو رو بکاری کر یا اپنے
 شخص کو مقرر کر کہ میری جہت کی اس پر سماعت ہو اور میرے ال وصول پانچکا اسکا اقرار صحیح ہو تو اسکو یہ اختیار ہو بشرطیکہ
 طالب حاضر ہو اور اگر غائب ہو اور اسنے ایسا وکیل کر دیا جسکا اقرار صحیح نہیں ہو تو مطلوب کو یہ اختیار نہیں ہو کہ وکیل سے
 خصوصیت کرنے سے انکار کرے اور کہے کہ میں جیسے ہوتی تکت و بکاری نہ کر دے گا کہ بیک تیرا اقرار تیرے موکل پر جائز ہو جاوے یہ ذخیرہ
 میں ہی ایک شخص پر کسی کا دعویٰ اور نالش دائر تھی اسنے طالب کے موافق مدعا علیہ نے قاضی کے سامنے کسی کو وکیل خصوصیت کیا اور
 وکیل حاضر ہو پس اسنے قبول کیا پھر قاضی کے پاس سے دونوں باہر آئے تو مدعا علیہ نے مدعی سے کہا کہ میں نے اسکو وکالت سے
 برطرف کیا اور فلان بن فلان مجھ کو وکیل خدمت مقرر کیا اور یہ فلاں شخص غائب ہو تو طالب کو اختیار ہو کہ یہ
 وکالت قبول نہ کرے۔ کسی نے ایک شخص کو ایک شخص کی نالش میں وکیل کیا پھر موکل سے وکیل قاضی کے پاس آیا اور ایک
 دوسرے شخص کو ماتھ لایا اور قاضی سے موکل نے کہا کہ میں نے فلان شخص کی نالش میں اسکو وکیل کیا تھا اور یہ سفر کو جانا چاہتا
 اور مجھے اسکی طرف سے بدگمانی ہو کہ شاید مجھ پر کسی چیز کا اقرار کر دے کہ میرے ذمہ لازم ہو جاوے اسلئے میں نے اسکو وکالت
 سے برطرف کر کے اس دوسرے کو وکیل کیا تو قاضی بدوچ خصم کے حاضر ہونے کے اپنے حکم سے اسکو قبول نہ کر گیا اور اپنے
 پیادوں میں سے کسی کو خصم کی نگاہی کے واسطے مقرر کر لیا پس اگر انھوں نے خصم کو نہ پایا تو آدھ وقت پہلے کو برطرف کر کے
 دوسرے کو وکیل مقرر کر دینا اور مدعا علیہ سے مضبوطی کر لیا یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی کو اپنے حقوق طلب
 کرنے اور وصول کرنے اور نہیں خصوصیت کر کے واسطے وکیل کیا بشرطیکہ وکیل کی صلح یا کسی گواہ کی تعدیل جو ایسے امر
 کی اسپر کو ہی نہ جس سے حق باطل ہوتا ہو جب انز نہیں ہو تو وکالت اس شرط کے ساتھ جائز ہو پس اگر وکیل نے اقرار کیا
 کہ قرض خواہ موکل نے یہ قرضہ قرضدار سے وصول کر لیا ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر یوں کہا کہ میں نے یہ قرضہ قرضدار سے وصول
 کیا اور وہ ضائع ہو گیا یا میں نے طالب کو دیدیا تو اقرار صحیح ہو اور قرضدار بری ہو کیا یہ ادب القاضی میں ہو۔ اگر اپنی نالش
 میں سے وکیل کیا پھر جاہا کہ اسکا اقرار مستثنیٰ کر دے پس اگر طالب کی حاضری میں ایسا کیا تو جائز ہو۔ نہ اگر وہ حاضر نہیں ہو
 تو بھی امام محمد کے نزدیک ایسا ہی ہو بخلاف امام ابو یوسف کے۔ اور ایسا ہی اختلاف ہو اس صورت میں کہ اگر مطلوب نے
 اپنے وکیل کو وکیل کرنے کی اجازت دی پھر جاہا کہ اس اجازت سے اسکو روک دے تاکہ وکیل کوئی دوسرا وکیل نہ کر سکے
 تو امام محمد کے نزدیک صحیح ہو اگرچہ بدون موجودگی طالب کے ہو یہ چھپا میں لکھا ہو۔ اگر اپنے گھر کی بابت نالش دائر کرے اور پھر
 قرضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا پس قاضی نے وہ گھر فروخت کر دیا اور مشتری نے اسے قرضہ کیا تو وکیل کو مشتری سے
 مخالفت کا اختیار ہو اور اگر خاص فلان شخص سے اس گھر کی بابت نالش کر لیا وکیل تھا اور اسنے دوسرے کے ہاتھ
 فروخت کر دیا تو دوسرے سے خصوصیت نہیں کر سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قاضی نے خصوصیت کے واسطے وکیل
 کیا اور وہ گھر فروخت نہیں کیا تو اسکیل کو اختیار ہو کہ قاضی کے وکیل سے معاملہ کرے اور اگر کہا کہ فلان شخص سے
 یہ گھر کی بابت معاملہ ہے پھر وہ گھر دوسرے شخص کے قبضہ میں نکلا تو وکیل دونوں میں سے یعنی فلان شخص اور دوسرے
 شخص سے معاملہ نہیں کر سکتا ہو اور اگر وکیل نے کسی کا نام نہیں پایا تو جبکہ قبضہ میں گھر پایا جاوے وکیل اس سے

مخاصہ کر سکتا ہو اور اگر وہ گھر کسی غلام کے قبضہ میں تھا اور کسی کو خصومت کے واسطے کہ فلاں مدعی سے خصومت کرے
 وکیل کیا پھر دوسرے شخص نے اس پر دعویٰ کیا تو غلام کا وکیل اس دوسرے مدعی سے خصومت نہیں کر سکتا ہو بلکہ پہلے مدعی
 اور اسکے وکیل سے خصومت کر سکتا ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر فلاں قاضی کے پاس خصومت کرنے کے واسطے دلیل کیا تو اسکو دوسرے
 قاضی کے پاس خصومت کا اختیار ہو اور اگر فلاں فقیہ کے پاس خصومت پیش کر نیکا وکیل کیا تو دوسرے فقیہ کے سامنے پیش
 کر نیکا اختیار نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ کل جو زمین میری خراسان میں ہو اسکی خصومت کے
 واسطے تو میرا وکیل ہو اور جبکہ قبضہ میں زمین تھی وہ خراسان سے کو فہ میں آیا تو اسکو کو فہ میں خصومت کا اختیار ہو اور اگر
 وکالت قرضہ کی بابت ہو تو کو فہ میں خاصیت نہیں کر سکتا ہو اور اگر کہا کہ میرا ہر قرضہ جو کو فہ میں ہو پھر چند لوگ خراسان سے
 کو فہ میں آئے اور موکل کا اپنا قرضہ ہو تو وکیل اسنے کو فہ میں خاصیت کر سکتا ہو۔ ایک شخص نے اپنے ہر حق کے طلبہ کے واسطے
 اور آئینہ خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر ایک شخص نے ایک دار موکل کے قبضہ سے غصب کر لیا تو وکیل آئینہ
 خصومت کر سکتا ہو اور اگر کوئی گھر فروخت ہوا اور آئینہ موکل کا حق شفعہ ہو تو یہ وکیل اسکو طالب نہیں کر سکتا ہو یا ان
 اسکو یہ اختیار ہو کہ جس شفعہ کی نسبت موکل کے واسطے حکم قاضی ہو گیا ہو اس پر قبضہ کر کے کذا فی الحاق سے۔ ایک
 شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو کہ کہتا ہو کہ میں فلاں شخص کا غلام ہوں اسکی ملکیت میں پیدا ہوا ہوں اور اسنے
 مجھے اپنے نفس کی بابت مجھے خصومت کر نیکا وکیل کیا ہو تو قابض کو یہ اختیار نہیں ہو کہ غلام کو ن کرے بشرطیکہ
 غلام کے پاس وکالت کے گواہ موجود ہوں۔ اور اگر غلام نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے تیرے ہاتھ فروخت کر دیا اور
 ثمن پر قبضہ نہیں کیا اور مجھے دام وصول کر نیکا وکیل کیا ہو تو قابض کو اختیار ہو کہ خصومت سے منع کرے کیونکہ اس
 صورت میں وہ قابض کی ملکیت کا اقرار کرتا ہو اور پہلی صورت میں منکر ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ مراد اب نے
 فلاں مدعی کے دعویٰ میں خصومت کے واسطے کسی کو وکیل کیا اور اجازت دی کہ جبکو اسکی رائے میں آوے، وکیل کرے
 تو یہ جائز ہو اور اگر پہلے وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا اور طالب نے اس پر کوئی حق ثابت کیا یا نہ کیا یا نہ کیا کہ اول نے
 دوسرے کو وکالت سے برطرف کر دیا تو جائز ہو خواہ طالب موجود ہو یا نہ ہو اور اگر پہلے وکیل نے طالب کی موجودگی میں کسی
 کو مطلوب کی طرف سے اس طالب کے ساتھ خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا اور دوسرے نے وکالت قبول کر لی پھر پہلا
 وکیل مر گیا تو دوسرا وکیل اپنے حال پر وکیل باقی ہو یہ ادب القاضی میں ہو۔ اگر کسی کو خصومت میں وکیل کیا اور شرط کے
 ساتھ کہ جبکو وکیل چاہے وکیل کو سے پھر مدعا علیہ نے بدون موجودگی مدعی کے گواہ کر دیے کہ میں نے وکیل سے دوسرے وکیل
 کر نیکا اختیار نکال لیا تو جائز ہو اور یہ امام محمد کے نزدیک ہو اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ منقول
 وکیل خصومت کے احکام کے یہ ہو کہ جب حق موکل پر ثابت ہو جاوے تو اس پر لازم ہو گا اور نہ وہ قید کیا جائیگا اگر
 عام وکیل ہو کیونکہ ادا کرنا اوضاح دینا اس سے انتظام نہیں پاتا ہو یہ بحر الرائق میں ہو۔ ایک شخص کو خصومت کے واسطے
 وکیل کیا اور کہا کہ جو تو کرے وہ جائز ہو پس وکیل نے دوسرے کو اس کام کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہو اور دوسرا وکیل پہلے
 وکیل کا وکیل نہیں بلکہ موکل کا وکیل ہو گا اور اگر پہلا وکیل مر گیا یا مجنون ہو گیا یا معزول ہو گیا یا مرتد ہو کر دار الحرب میں
 جا ملا تو دوسرا وکیل معزول ہو گا۔ اور اگر موکل اول مر گیا یا مجنون ہو یا مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملا تو وہ دون وکیل معزول
 ہو جائینگے اور اگر پہلے وکیل نے دوسرے کو وکیل کیا تو جائز ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان

فصل تقاضاے قرض اور اسکے وصول کرنے کے وکیل کے احکام میں۔ اگر کسی شخص کو اپنے تقاضاے قرض کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہو خواہ مطلوب راضی ہو یا نہ خواہ موکل حاضر ہو یا غائب ہو خواہ صحیح ہو یا مریض ہو۔ مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ مطلوب قرض کا اقرار کرنا ہو اور اگر منکر ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اگر موکل صحیح حاضر ہو تو بدو ن رضائے ہر شخص کے وکیل کرنا صحیح نہیں ہو اور اسی قول کی طرف شمس الائمہ حلائی نے میلان کیا ہو اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ ہر حال میں وکیل صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ تقاضے کا وکیل وصول کر نیکا بھی وکیل ہوتا ہو کیونکہ تقاضا بر وزن تفاعل ماحو ذ تقاضا سے ہو جبکہ معنی وصول کرنے کے ہیں پس تقاضے کی وکیل وصول کرنے کی وکیل صریح ہو۔ اور ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ تقاضے کے وکیل کو وصول کر نیکا اختیار نہیں ہو کیونکہ ہمارے ملک میں اسکے برخلاف عادت جاری ہو۔ اور اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو کہ اسکو خصوصت کر نیکا اختیار ہو یا نہیں ہو اور بعض نے فرمایا کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسکو خصوصت کا اختیار حاصل ہو نا ضروری اور یہی اصوب استنبہ ہو کیونکہ امام محمد رحمہ نے اس مسئلہ کے بعد کتاب الوکالت میں ذکر کیا کہ تقاضے کا وکیل خصوصت کا وکیل ہوتا ہو اور جس شخص پر کسی کا مال آتا ہو اسکی ملازمت اور چچا پکارتے کے واسطے اگر کوئی وکیل کیا تو وہ وکیل قبضہ کر نیکا وکیل نہیں ہوتا ہو یہ محیط شری میں ہو خصوصت کے واسطے وکیل مقرر کرنا ہمارے اصحاب ثلاثہ کے نزدیک قرض وصول کر نیکا وکیل مقرر کرنا ہو اور امام زفر نے فرمایا کہ قرض وصول کر نیکا وکیل ہو گا اور صدر شہید نے جامع صغیر میں لکھا کہ اس مسئلہ میں ہمارے اصحاب کے قول پر فتویٰ نہیں ہو بلکہ امام زفر رحمہ کے قول پر فتویٰ ہو اور فاضل میں ہو کہ فیہا ہالیت نے یہ اختیار کیا ہو کہ اسکو وصول کر نیکا اختیار نہیں ہو اور ایسا ہی متاخرین نے اختیار کیا ہو اور ہم اسی کو لیتے ہیں یہ خلاصہ میں لکھا ہو۔ اگر اسکو ہر قرض کے تقاضے کے واسطے وکیل کیا یا اسکو اپنے ہرجی کے واسطے جو لوگوں پر ہو وکیل کیا یا اسکو اپنے ہرجی کے طلب کے واسطے جو فلاں شہر میں پائے جلتے ہیں وکیل کیا تو یہ وکیل ان حقوق سے جو موجود ہیں اور ان حقوق سے جو پیدا ہوں انھما متعلق ہوگی اور اگر اسکو اپنے قرضہ کے وصول کرنے کے واسطے جو فلاں شخص پر ہو یا فلان قرضہ کے واسطے جو فلاں شخصوں پر ہو وکیل کیا تو زیادات میں مذکور ہو کہ یہ وکیل موجودہ قرضہ سے متعلق ہو اور جو آئندہ پیدا ہو اس سے متعلق نہیں ہو نہ قیاساً اور نہ استحساناً یہ ذخیرہ میں لکھا کہ اگر کسی نے کہا کہ تو میرے ہر قرضہ وصول کر نیکا وکیل ہو اور اسکا ارج کے روز کچھ کسی پر قرض نہ تھا پھر اسکا قرض ہو گیا تو یہ وکیل اسکے وصول کر نیکا وکیل ہو گا کذا فی الحاوی۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ میرے ہرجی کے وصول کرنے میں جو پیدا ہو اور اس میں خصوصت کے واسطے تو وکیل ہو اور تیرا فعل جائز ہو تو اس میں قرض اور ولایت اور عاریت اور ہرجی کہ جسکو موکل مالک ہو داخل ہو لیکن نفقہ بخل ان حقوق کے ہو کہ اسکا مالک نہیں ہو کذا فی لبحر الرائق۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے ہرجی وصول کرنے کے واسطے جو لوگوں پر آتا ہو اور ان کے پاس ہو اور ان کے ساتھ اور ان کے قبضہ میں ہو ہر جی آئندہ پیدا ہو تو میں یا ہر جی تقسیم کے واسطے اور جس چیز کا روٹا مصلحت جانے روک دے یا جگہ دیلا سکی رہے میں آوے اس سے روک اٹھا دے میں سب کے واسطے وکیل کیا اور اسکی ایک تحریر لکھ دی اور آخر میں تحریر کر دیا کہ یہ وکیل خصوصت کرنے والا اور خصوصت کیا گیا دونوں جو سکتا ہو پھر ایک قوم نے موکل کی طرف اسے مال کا دعویٰ کیا اور موکل غائب ہو اور وکیل نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ میں اسکا وکیل ہوں اور مال سے انکار کیا پس دعوین نے اپنے گواہ موکل پر قائم کیے تو انکو وکیل کے قید کر نیکا اختیار نہیں ہو یہ فناوی قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک سکناب دو شخصوں میں مشترک ہو

پھر ایک نے اسکو اپنا قرضہ دوسرے شریک یا غیر سے وصول کرنے کے واسطے یا دوسرے سے خرید و فروخت یا غیر سے خرید و فروخت کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر ایک نے اسکو ایک غلام دوسرے کے ہاتھ یا غیر کے ہاتھ بیچنے یا شریک یا غیر کے ساتھ خصوصت کرنے کے واسطے وکیل کیا تو بھی جائز ہو۔ اسی طرح اگر کسی اور اس کے دونوں مالکوں کے درمیان جھگڑا ہو اور اس نے ایک کے بیٹے یا غلام یا سکا تب کو اس خصوصت کے واسطے وکیل کیا یا خرید و فروخت کے واسطے وکیل کیا تو بھی جائز ہو یہ مہبوط میں ہو۔ قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کو اختیار نہیں ہو کہ قرضہ دہنے اگر کسی پر ہوتے ہو تو یہ حوالہ قبول کرے ازانی اطلاق سے وکیل جس نے قرضہ دہنے کو ہبہ کر دینے یا مدت میں تاخیر دینے یا اسکو بری کر دینے یا رہن لے لینے کا اختیار نہیں ہو اور اگر اس نے مال کا قبضہ لے لیا تو جائز ہو اور اگر نہیں اس شرط پر لیا کہ قرضہ دہی ہو تو ہر مدت جائز نہیں ہو اور اگر طالب نے قرضہ دہنے کا قبضہ لے لیا تو وکیل قبضہ سے نقاضا نہیں کر سکتا، ازانی اطلاق سے۔ اگر رہن دہنے کے پاس تلف ہو گیا تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ ہو کہ وکیل نے کہا کہ مجھے طالب نے رہن لے لینا کا حکم لیا اور مطلوب نے اسکو نہیں دیا تو اس صورت میں مطلوب کو اختیار ہو کہ وکیل سے قیمت رہن یا قرض سے جو کم ہو اسقدر رضامان سے یہ مسئلہ اصل میں مطلق مذکور ہو اور شیخ الاسلام نے اسکی شرح میں فرمایا کہ اگر مطلوب نے دے وکالت میں اسکی تکذیب کی یا ساکت رہا یا تصدیق کی اور پھر رضامان کی شرط ہو تا یہاں کیا تو رضامان لینے کا اختیار ہو گا اور اگر تصدیق کے ساتھ رضامان کی شرط نہ ہو تو رضامان لینے کا اختیار نہیں ہو اور دوسری صورت یہ ہو کہ وکیل نے کہا کہ مجھے موکل نے رہن لینے کا حکم نہیں کیا و باوجود اسکے طالب نے اسکو رہن دیا اور وہ وکیل کے پاس تلف ہو گیا تو وکیل پھر رضامان نہیں ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص کا قرضہ واجب ہو کسی وجہ سے واجب ہوا ہو پس اس نے اسکے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا تو جائز ہو واجب اس نے وصول پایا تو قرضہ دار بھی ہو گیا اور جو کچھ وکیل نے وصول پایا وہ موکل کی ملک ہو اور وکیل کے پاس امانت ہو پس جس صورت میں و دیعت میں رضامان آتی ہو اس میں بھی آدہ کی یہ سراج الودائع میں ہو۔ اگر اس واسطے وکیل کیا کہ فلاں شخص سے میرا قرضہ لیکر فلاں شخص کو میری طرف سے ہبہ کرے تو جائز ہو اور اگر قرضہ دار نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کو دیا یا اور مہبوط نے اسکی تصدیق کی تو جائز ہو اور اگر تکذیب کی تو قرضہ دار کی تصدیق نہ کی جاوے گی اور اگر قرضہ دار سے وصول کرنے اور فلاں شخص کو ہبہ کر دینے کے واسطے وکیل کیا پس قرضہ دار نے کہا کہ میں نے وکیل کو دیا اور وکیل نے تصدیق کی پھر وکیل نے کہا کہ میں نے مہبوط کو دیا تو قرضہ دار اور وکیل دونوں بری ہیں قرضہ دار کو وکیل کی تصدیق سے اور وکیل کو اسے امانت سے ولیکن وکیل کی اس بارہ میں تصدیق نہ ہوگی کہ مہبوط پر ثبوت ہبہ جو یہی ہبہ کرنے والا اس سے اس ہبہ کو واپس کر سکے۔ اسی طرح اگر کسی نے وکیل کیا کہ جو کچھ میرا میرے مکان پر ہے اسکو وصول کر کے فلاں شخص کو ہبہ کر دے تو جائز ہو یہ مہبوط میں ہو۔ قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل اگر قرضہ وصول کیا پھر دوسرا وکیل قرضہ وصول کر لیا تو اسکو پہلے وکیل سے لینے کا اختیار نہیں ہو اور اگر یہ دوسرا وکیل ہر چیز موکل کی قرضہ کرنے کے واسطے وکیل ہو تو اسکو اختیار ہو کہ پہلے وکیل سے لیکر اپنے قبضہ میں کر لے اور پہلے وکیل کو دوسرے وکیل سے کوئی چیز لینے کا اختیار نہیں ہو کہ ازانی اطلاق سے اسکو رضامان نے کسی مرتد کو اپنا قرضہ وصول کر لیا وکیل کیا پس اس نے وصول کیا یا وصول کر کے تلف ہو جانے کا اقرار کیا پھر مرتد اپنے مرتد ہونے کے جرم میں قاض کیا گیا تو اسکا وصول کر لینا جائز نہ ہو اسی طرح اگر وکیل حربی تھا اور اس نے وصول کیا پھر دار الحرب میں جا ملا تو بھی یہی حکم ہو یہ مہبوط میں ہو۔ اگر قرضہ دار غلام کو کسی نے وکیل کیا کہ اپنے مالک سے میرا قرضہ جو مالک ہبہ آتا ہو وصول کر دے تو جائز ہو اور اگر ایسے غلام نے

وصول کرنے اور تلف ہو جائیگا اقرار کیا تو مالک بری ہو جائیگا اور اگر کسی نے اسے قرضدار غلام کے مالک کو وکیل کیا کہ
 اپنے غلام سے قرضہ وصول کر دے تو وکیل کرنا اور وصول کرنا دونوں جائز نہیں ہیں۔ چنانچہ اگر ایسی حالت ہو جس میں
 نے اگر وکیل کو وکیل کیا کہ محتال علیہ سے قرضہ وصول کر دے تو صحیح نہیں ہے اور اسی طرح اگر قرضہ دہانے قرضدار ہی کو
 وکیل کیا کہ اپنی ذات سے میرا قرضہ وصول کر دے تو بھی صحیح نہیں ہے اور بشرطین روایت جو اگر مالک کو کوئی شخص کفیل ہو
 اور طالب نے اسکو مطلوب سے وصول کر لیا وکیل کیا اور اسے وصول کیا تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس کے پاس تلف ہو گیا
 قرضان نہیں ہے یہ ضرور میں ہو۔ غلام قرضدار کو اس کے مالک نے آدھا دیا کہ قرضہ دہانے کو اس کی قیمت کی ضمانت دی
 اور جمع قرض کا مطالبہ غلام سے ہو اگر طالب نے اسکو غلام سے مال وصول کر لیا وکیل کیا تو باطل ہے یہ ہدایہ میں ہے۔ نوادر
 میں سماعہ بن امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے دو شخصوں پر ہزار درم قرض ہیں اور ہر ایک دوسرے
 کا کفیل ہو پس قرضہ دہانے خاص ایک قرضدار سے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے دوسرے سے وصول کیا
 تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض ہیں اور اس کا ایک کفیل ہو پس طالب نے ایک شخص کو
 حیل سے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے کفیل سے وصول کیا تو جائز ہے یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص کو
 اپنا قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور اسے قبول کرنے سے انکار کیا پھر اس کے بعد وکیل نے جا کر قرضہ قرضدار سے
 وصول کیا تو قرضدار بری ہوگا اور قرضہ بحال رہے گا اور اس کا وصول کر لینا مثل اجنبی کے وصول کرنے کے یہ سراج الوناج
 میں ہے۔ کسی کو اپنے قرضہ وصول کر لیا وکیل کیا اور وکیل نے قرضدار سے وصول کیا اور اسکو زیور یا ستون یا ہنرہ یا رصاص
 پایا اور واپس کر دیا تو قیاساً ضامن ہوگا اور سخا ضامن ہوگا اور صحیح ہے کہ یہ قیاس اور سخا ایسی صورت میں ہے
 کہ قرض کو زیور یا ہنرہ یا رصاص کرنا چاہا تو قیاس چاہتا ہے کہ بدون اسے لینے موکل کے واپس نہ کرے اور اگر اسکو آگاہ
 نہ کیا اور واپس کر دیا تو ضامن ہوگا اور سخا بدون اسے لینے موکل کے واپس کر سکتا ہے اور جب واپس کیا تو ضامن ہوگا اور
 ستون و رصاص کی صورت میں بدون آگاہی اسے موکل کے واپس کر سکتا ہے اور واپس کر کے قیاساً و سخا ضامن
 ہوگا یہ محیط میں ہے۔ قرضہ وصول کرنے کے وکیل نے اگر قرضدار سے عرض لے لیے اور موکل راضی نہیں ہے اور عرض نہیں
 لیتا ہے تو وکیل کو اختیار ہے کہ قرضدار کو عرض دے واپس کر دے اور اس سے قرض کا مطالبہ کرے یہ چاہا ہر الفتاویٰ میں لکھا ہے۔
 ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم کھرے ہیں اسے اس کے واسطے ایک شخص کو وکیل کیا اور اسکو آگاہ کر دیا
 کہ درم کھرے ہیں پس وکیل نے ہزار درم غلہ کے جان بوجھ کر وصول کر لیے تو موکل پر جائز نہیں ہو گئے اور اگر ضامن ہو گئے
 تو وکیل ضامن ہوگا موکل پر کچھ ضمانت نہیں ہے اور اگر بدون جانے ہوئے قبضہ کر لیا تو قبضہ جائز ہے اور ضامن ہوگا اور واپس
 کر سکتا ہے اور کھرے لے سکتا ہے اور اگر اس کے ہاتھ میں تلف ہوئے تو گویا موکل کے پاس تلف ہوئے اور امام اعظم رحمہ کے
 نزدیک کچھ واپس نہیں کرے سکتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک نہ ملے گا واپس کر کے کھرے لے سکتا ہے کذا فی الفتاویٰ
 قرضہ وصول کرنے کے وکیل نے اگر کہا کہ میں نے قرضہ وصول کیا اور وہ میرے پاس تلف ہوا یا میں نے موکل کو دیدیا اور
 موکل نے اسکی تلمذ کی تو قرضدار کی برائت کے باب میں اسکی تصدیق کی جائیگی اور اس باب میں تصدیق نہ کی جائیگی کہ
 استحقاق ثابت ہونے کی صورت میں موکل سے کچھ لیا جاوے یعنی مقبوضہ وکیل میں کسی نے اپنا استحقاق ثابت کیا اور وکیل
 سے ضمان لے لی تو وکیل اپنے موکل سے نہیں لے سکتا ہے کذا فی المحيط۔ قرضدار نے اگر قرضہ دہانے کو کوئی مال معین دیا اور

کہا کہ اسکو فروخت کر کے بپا حق آمین سے لے لے اُسے فروخت کیا اور دام وصول کر لیے اور وہ اُسکے پاس تلف ہو کر گئے تو قرضدار کا مال گیا تا وقتیکہ قرضخواہ اُسپر اپنی ذات کے واسطے قبضہ نہ کرے اور اگر کہا کہ اسکو بعض اپنے حق کے فروخت کر اُسے فروخت کیا اور دام وصول کیے تو اپنے حق کا قابض ہو گئے جسے کہ اگر اسے بعد تلف ہو جاوے تو قابض کا مال گیا۔ اگر قرضدار نے قرضہ سے اپنی جان چھٹائی کے واسطے وکیل کیا تو صحیح ہو اور مجلس تک وکالت مقصور نہ ہوگی لہذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اگر قرضدار نے کہا کہ میرے دس درم جو بچھرتے ہیں میری طرف سے فقیروں کو صدقہ کرے یا کہا کہ جو میرا بچھیر ہو اُس سے میری قسم کا کفارہ ادا کر دے یا کہا کہ میرے دس درم جو بچھرتے ہیں میرے مال کی زکوٰۃ دے تو بالاجماع وکالت صحیح ہو ایسا ہی شمس الاممہ نے ذکر کیا ہو اور کتاب الاجارات میں مذکور جو کہ اگر کسی نے ایک جانور ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کے واسطے کرایہ کیا پھر کرایہ پر دینے والے نے کرایہ کرنے والے سے کہا کہ کرایہ سے ایک غلام خرید دے کہ اسکو چلا دے تو وکالت صحیح ہو اور آمین کسی کا خلاف ذکر نہیں کیا اور اسی مقام پر یہ بھی مذکور ہو کہ اگر کوئی گھر کرایہ لیا پھر کرایہ پر دینے والے نے کرایہ لینے والے سے کہا کہ کرایہ جو بچھیر چڑھا ہو اُس سے اسکی مرمت کر دے تو وکالت صحیح ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مجھکو فلاں شخص نے اُس مال کے وصول کرنے کے واسطے جو اُسکا بچھیر قرض ہے وکیل کیا ہو تو تین حال سے خالی نہیں یا تو قرضدار اسکی تصدیق کرے یا کذب کرے یا غاموش رہے یا پس اگر اسکی تصدیق کی تو اُسکو ادا کرنے کے واسطے مجبور کیا جائیگا اور اسے بعد اُس سے پھر لینے کا اُسکو اختیار نہیں ہو اور اگر کذب کی یا غاموش رہا تو ادا کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا لیکن باوجود اسکے اگر اُسے ادا کر دیا تو پھر واپس نہیں لے سکتا جو پھر اگر موکل آیا اور اُسے وکالت کا اقرار کیا تو یہ جو گذرا پورا ہو گیا لہذا فی الخلاصۃ اور اگر وکالت سے انکار کیا اور قرضدار سے اپنا قرض لینا چاہا اور قرضدار نے اُسپر دعویٰ کیا کہ اُسے وصول کرنے والے کو وکیل کیا تھا اور گواہ سنائے یا قسم لی اور اُسے انکار کیا تو وکیل ثابت اور قرضدار بری ہو گیا اور اگر قسم کھالی اور مال قرضدار سے لے لیا تو قرضدار کو وکیل سے ضمان لینے کا اختیار نہیں ہو لیکن جو کسے وکیل کو دیا ہو اگر ماتی ہو تو واپس کرے یہ کافی ہیں ہو اور اگر وکیل نے خود تلف کر دیا تو اُسکے مثل ڈال دے۔ اور اگر اُسکے پاس تلف ہو گیا پس اگر قرضدار نے وکیل کی تصدیق کی تھی تو اُس سے واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر اسکی تصدیق کی اور ضمان کی شرط کر لی یا کذب کی یا سکت رہا تو واپس لے سکتا ہو اور دوبارہ وکیل سے تین لے سکتا ہو اور اگر قرضدار نے موکل سے یہ قسم لینا چاہی کہ والہدین نے اس شخص کو وکیل نہیں کیا تھا تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہوگا اور اگر سکوت کے ساتھ دیدیا ہو تو موکل سے قسم نہیں لے سکتا ہو مگر جبکہ تصدیق کی طرف عود کرے اور اگر انکار کے ساتھ قرض لے لیا ہو تو طالب سے قسم لینے کا اختیار اُسکو کسی حال میں حاصل نہ ہوگا خواہ تصدیق وکیل کی طرف عود کرے یا نہ کرے لیکن وکیل سے واپس لیا اور وکیل کو اختیار ہو کہ قرضدار سے انکار اور سکوت کی صورت میں یوں قسم لے کہ والہدین نہیں جانتا کہ قرضخواہ نے اسکو وکیل کیا ہو پس اگر قرضدار نے یہ قسم کھالی تو جو کچھ معاملہ گذرا وہ ٹھیک ہو اور اگر انکار کیا تو وکیل چھان نہیں ہو۔ اور اگر چاہے تو قرضدار سے قسم نہ لے بلکہ طالب سے قسم لے کہ والہدین نے اسکو وکیل نہیں کیا ہو پس اگر اُسے قسم کھالی تو وکیل پر ڈال دیا اور اگر منکر ہو تو وکیل طالب سے لے لیا۔ یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ اُسے وکیل ہو گیا دعویٰ کیا ہو اور اگر یوں کہا کہ اُسے مجھے وکیل تو نہیں کیا لیکن تو مجھے قرضہ دیدے۔ میرے وصول کرنے کو عقریب جائز کر دیا اور مجھپر اسکی ضمانت ہو تو اُسکو دیدینا نہیں لازم ہو اور اگر دیدیا تو ضامن قرار پایگا اور جبکو دیدیا ہو اُس سے

ہاں نہیں لے سکتا اگرچہ چھٹن جوئے کی شرط کر دی تھی کذا فی المختصر اور اگر موکل حاضر نہ ہو اور اسکا انکار کرنا معلوم نہ ہو
 بہانہ کہ مرگیا اور قرضدار ہی اسکا وارث ہوا اور وکیل سے کہا کہ اُسے مجھے وکیل نہیں کیا تھا اور اب میں اسکا وارث اور
 اس کے قائم مقام ہوں اور وہ مجھ کو چھوٹا کہ سکتا تھا پس میں بہانے اس کے مجھے جوئے تاکتا ہوں اور مجھے ضمان لوگاتو
 اسکو یہ اختیار حاصل ہوگا اور اگر قرضدار نے وکیل سے یہ قسم لینی چاہی کہ والدہ فلان شخص نے مجھے وکیل کیا تھا تو یہ بھی اختیار
 نہیں ہو اور اگر وکیل نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ مجھے فلان شخص نے وکیل نہیں کیا تھا تو اسکا اقرار صحیح ہو اور قرضدار
 اس سے مال کی ضمان لے سکتا ہو اور اگر قرضدار نے کہا کہ میں اس کے گواہ لاتا ہوں کہ فلان شخص نے اسکو وکیل خصوصاً
 نہیں کیا تھا اس امر کے وکیل نے خود اس بات کا اقرار کیا ہو تو اس کے گواہ قبول ہونگے کذا فی المختصر اور اگر موکل نے قرضدار
 کو قرضہ ہیہ کر دیا اور وہ وکیل کے ہاتھ میں موجود ہو تو سب صورتوں میں اس سے لے لگا کیونکہ اسکی ملک ہو اور اگر تلف
 ہو گیا تو ڈانڈ بھر لگا کہ جس صورت میں کہ اسکی وکالت کی تصدیق کی جو تو نہیں ڈانڈ لے سکتا ہو کذا فی البیین اور اگر موکل
 مر گیا اور قرضدار اور ایک دوسرے شخص دونوں اس کے وارث ہیں تو جنہی کے آدھے حق کی نسبت وہی حکم ہو جو صورت
 طالب کے حاضر ہونے اور وکالت سے انکار کرنے کے تھا پس آدھا قرض قرضدار سے لے لگا اور وہ وکیل سے لے لگا
 اور قرضدار کے آدھے حصے کی نسبت وہی حکم ہو جو ہم نے ذکر کر دیا اور اگر قرضدار ہی کیل وارث ہو تو وکیل سے واپس نہیں
 لے سکتا ہو اگر جبکہ مال وکیل کے ہاتھ میں موجود ہو تو اس سے لے لگا پس اگر وکیل نے تلف ہو گیا دعویٰ کیا اور یہ امر
 صرف اس کے کہنے سے معلوم ہوتا ہو اور قرضدار نے دعویٰ کیا کہ تلف نہیں ہوا ہو تو اسکو وکیل سے قسم لینے کا اختیار ہو پس اگر
 قسم کھالی تو بری ہو گیا اور اگر انکار کیا تو یہ آدھا اس کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر موکل نہ مرا اور نہ قرضدار کو مال ہیہ کیا
 ولیکن حاضر ہو کر وکالت سے انکار کیا اور نہ تو قرضدار کو قاضی کے پاس تک نہیں لایا تھا کہ مر گیا اور قرضدار ہی اسکا
 وارث ہو یا مال اسکو ہیہ کر دیا پس قرضدار نے قاضی کے سامنے موکل کے وکالت سے انکار کر کے گواہ پیش کیے
 تھا اسکی طرف سے قبول نہ ہو اور اسکو وکیل سے ضمان لینے کا حق ہوگا اور اگر ان چیزوں میں سے جو اس نے
 وکیل کو دی تھیں کوئی چیز بیع نہ اس کے پاس موجود ہو یا تو اسکو لے سکتا ہو اور اگر موکل نے قاضی کی مجلس میں وکالت
 سے انکار کیا اور قاضی نے قرضدار پر اسکی کچھ حکم دیا کیا بہانہ کہ وہ مر گیا تو قرضدار کو اختیار ہو کہ وکیل سے لیوے
 اور اگر پھر واجب ہو کہ قرضدار کو پھر دے لیوے بشرطیکہ وہ بیع نہ قائم ہو اور اگر تلف ہو گئی ہو تو اسکی قیمت واپس لے
 اور اگر اس کے بعد موکل مر گیا اور قرضدار اسکا وارث ہوا یا اُسے قرضدار کو ہیہ کیا یا اسکو بری کر دیا تو قرضدار کو اختیار
 کہ مال کے واسطے وکیل کو پکڑے جیسا کہ قبل موت کے حکم تھا ولیکن قرضدار سے قسم لے گا کہ دانتہ وہ نہیں جانتا ہو
 کہ طالب نے اسکو قرض مال کا وکیل کیا ہو اور اگر قرضدار نے وکالت کے دعویٰ میں وکیل کی تصدیق کی اور ضمان کی شرط پر مال
 اسکو دیدیا پھر موکل حاضر ہوا اور وکیل کرنے سے انکار کیا اور قسم کھالی اور قاضی نے قرضدار پر مال کی اسکی ڈگری
 کر دی پھر وصول کرنے سے پہلے موکل مر گیا اور قرضدار اسکا وارث ہوا یا اُسے قرضدار کو مال ہیہ کر دیا تو قرضدار
 وکیل سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر موکل نے حاضر ہو کر قرضدار سے مال لے لیا تھا اور قرضدار نے جگہ کفالت
 اصل سے واپس لیا پھر موکل مر گیا اور قرضدار اسکا وارث ہوا تو وکیل کو اختیار ہو کہ موکل کی ہر وارث سے جس قدر گئے
 ڈانڈ بھر لیوے لیوے اور اگر وہ شخص اس کے وارث ہوئے کہ ایک انہیں سے وہی قرضدار ہیہ تو وکیل کو قرضدار کے

حصہ میراث میں سے لینے کا اختیار ہو اور اگر طالب نہیں مراد اور باقی مسئلہ لینے حال ہو اور طالب نے قرضدار کو ہزار درم
 ہر ایک کے اگر وہی ہزار درم بہتہ ہے جو اس نے قرضدار سے لیے تھے تو جو کچھ اس نے ادا کیا ہو قرضدار سے پھر لیکھا اور اگر دوسرے ہزار درم
 دیے تو کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر طالب مرگیا اور قرضدار کے واسطے ہزار درم کی وصیت کر گیا تو وکیل قرضدار سے پھر لیکھا پچھل
 میں لکھا ہو۔ اگر کسی نے اپنے مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قرضدار نے دعویٰ کیا کہ صاحب مال نے مجھے سب وصول
 کر لیا ہو تو قرضدار وکیل کو مال ادا کرے اور رب المال کا داسگیر ہو مگر اس سے قسم لیوے اور وکیل سے قسم نہیں لے سکتا ہو۔
 سراج الوہاج میں ہے۔ اگر کسی کو فلان شخص سے اپنا مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اس سے کچھ وصول کیا
 پھر وکیل نے قرضدار سے خصوصیت کی اور قرضدار نے کچھ مال ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور وکیل منکر ہوا اور قرضدار کے پاس اس کے
 گواہ نہیں ہیں اور وکیل نے اس سے سب مال وصول کر لیا پھر موکل حاضر ہوا پھر قرضدار نے ادا کر دینے کے گواہ نہائے تو اسکو
 موکل سے مواخذہ کر نیک اختیار ہو مگر اس صورت میں کہ یہ مال قرض بعینہ وکیل کے ہاتھ میں موجود ہو تو وکیل سے لیوے گا اور
 اگر وکیل کے ہاتھ میں منافع ہو چکا ہو یا وکیل نے کہا کہ میں نے طالب کو دیدیا ہو تو اسکو طالب سے مطالبہ کر نیک اختیار ہو۔
 اسی طرح اگر طالب نے اقرار کیا کہ میں نے اس سے وصول کر لیا ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر بعد وصول حق کے اسکو وکیل کیا
 تو وکیل سے اسکو واپس لیکھا بشرطیکہ اس امر کے گواہ لاوے کہ میں نے طالب کو وکیل کو اس سے پہلے اس کا حق ادا کر دیا ہو
 اور بالاتفاق طالب پر کچھ لازم نہیں آتا ہو اور اگر طالب نے اس امر کا اقرار کیا تو کسی سے کچھ نہیں لے سکتا ہو مگر اس صورت میں
 وکیل سے لے سکتا ہو کہ یہ مال بعینہ اس کے ہاتھ میں موجود ہو۔ اگر فلان شخص سے اپنا مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور
 دستاویز اسکو دیدی حالانکہ اس سے پہلے وصول کر چکا ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو واپس لے سکتا ہو خواہ طالب
 سے یا وکیل سے پس اگر وکیل سے واپس لیا تو وکیل طالب سے پھر لیکھا پچھل میں ہے۔ اگر قرضخواہ نے قرضدار کے کسی شخص
 پر اترانے تو قبول کر لیا تو وکیل قبض کو محتال علیہ سے وصول کر نیک اختیار نہیں اور نہ محیل یعنی قرضدار سے لے سکتا ہو پھر
 اگر محتال علیہ پر دایم ڈوب گئے اور قرضہ خود کے محیل پر آگیا تو وکیل کو اس سے طلب کر نیک اختیار چل جوا اسی طرح اگر
 موکل نے مطلوب سے بعض مال قرض کے کوئی غلام خرید لیا اور اس کے ہاتھ سے استحقاق میں لے لیا گیا یا بعد قبضہ کے حکم غامی
 یا قبل قبضہ کے خود ہی بسبب عیب یا خیار کے واپس کیا تو وکیل اپنی کالت پر باقی ہو۔ اسی طرح اگر خود درم وصول کر لیا اور
 اسکو زون پیا تو بھی یہی حکم ہو پھر الراتی میں لکھا ہے۔ دو قرضخواہوں میں سے ایک نے اگر کسی اجنبی کو وکیل کیا کہ میرا حصہ
 وصول کرے اور اس نے وصول کیا تو صحیح ہو یا نیک کہ اس کے پاس تلف ہوا تو موکل کا مال گیا لیکن اگر تلف ہو بلکہ اس کے پاس
 موجود ہو تو شریک کو اس میں شرکت کا اختیار ہو جیسا کہ اگر ایک شریک نے خود وصول کیا ہو تو دوسرے کو شرکت کا اختیار ہوتا ہوا
 اگر تلف ہوا تو خاصہ اسی کا حصہ جاتا ہو۔ پچھل میں ہے۔ اگر کسی شخص سے قرضہ وصول کر نیک وکیل ہوا اور وکیل پر قرضدار کا حق
 قرض سے کچھ حق واجب ہوا تو بدلہ ہو جائیگا کذا فی الخلافہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے قرضے وصول کرنے اور قرضدار
 کو قید کرنے کے واسطے ایسا وکیل مقرر کیا جو خصوصیت کرنے والا اور دعا علیہ ہو سکے پس وکیل نے کسی قرضدار کو موکل کے واسطے
 قید کر لیا پھر اسکو قید سے راکر اس کے اسکی ذات کے واسطے قیل لے لیا پھر وکیل مرگیا پھر صاحب مال نے کہیں کو گرفتار کرنا چاہا تو
 اسکو اختیار ہو کہ قاضی سے درخواست کرے کہ قیل کو حکم دے کہ موقوفہ عنہ کو حاضر کرے۔ فناوی خان میں ہے۔ ایک
 شخص کے دوسرے ہزار درم قرض میں پھر قرضخواہ نے قرضدار سے کہا کہ انکو فلان شخص کو دیدے پھر اس سے کہا

کہ فلان فلان شخص کو دینا اور قرض دار نے کہا کہ میں نے اُسے دیدے اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی تو یہ جائز ہو اور قرض دار بری ہو گیا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے دوسرے پر کچھ درم قرض ہیں اُسے دوسرے سے کہا کہ میرے مال کی زکوٰۃ اُس مال سے جو میرا فلان شخص پر قرض ہو وصول کر لے اُسے بجائے درموں کے دینا وصول کیے تو جائز نہیں ہو اور اگر قرض خواہ نے کہا کہ میں نے تجھ کو وہ مال جو میرا فلان شخص پر قرض ہو ہیہ کیا تو اُس سے وصول کر لے اُسے بجائے درم کے دینا وصول کیے تو جائز ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان

فصل ایک شخص کا دوسرے پر قرض آتا ہو اُسے قرض دار کے پاس ایک ایچی بھیجا کہ میرا جو کچھ قرض ہے وہ بھیج دے پس اگر اُسے ایچی کے ہاتھ بھیج دیا تو وہ قرض خواہ کا مال ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ قرض دار سے کہا کہ مال قرض فلان شخص کے ہاتھ یا میرے بیٹے یا میرے غلام یا اپنے غلام کے ہاتھ بھیج دے اور اُسے ایسا ہی کیا اور وہ ضائع ہوا تو مطلوب کا مال گیا کیونکہ شخص مطلوب کا ایچی تھا اور قرض خواہ کا یہ کہنا کہ فلان کے ہاتھ بھیج دے توکیل نہیں ہو اور اگر یوں کہا کہ میرے بیٹے یا اپنے بیٹے یا میرے غلام یا اپنے غلام کو دیدے کہ وہ تجھے پہونچا دیگا تو یہ توکیل ہو اور اگر ضائع ہوا تو طالب کا مال گیا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص کے دوسرے پر سود درم قرض ہیں پس اُسکے پاس ایک آدمی سود درم وصول کرنے کے واسطے بھیجا اور مطلوب نے اُسکو ایک ہی صفحہ میں دو سو ورق تول دیے اور ایچی نے اُنپر قبضہ کر لیا اور وہ ضائع ہو گئے تو قرض دار پر مال جیسا تھا ویسا ہی باقی ہو اور ایچی پر کچھ واجب نہوگا اور اگر ایچی کو ایک سود درم علاوہ اور دیے اور اُسے دونوں کو ملادیا تو وہ ایک سود درم کا ضامن ہوگا اور مطلوب ایک سود درم سے بری ہو گیا یہ محیط میں لکھا ہو اگر یہ کہا کہ جو کچھ میرا قرض ہے وہ فلان شخص کے ایچی کو دیدینا پھر قرض دار نے کہا کہ میں نے اُسکو دیدیا اور ایچی نے تصدیق کی کہ میں نے وصول کیا یا نہیں مگر وہ ضائع ہو گیا اور موکل نے دیئے اور پانے دونوں کی تکذیب کی تو قرض دار بری ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر ایک شخص کے پاس قرض لینے کے لئے ایچی بھیجا اُسے کہا کہ میں نے قرض وصول کیا تھا مگر میرے پاس تلف ہو گیا تو اُسکی تصدیق کجا ایچی اور اُسپر ضمان نہوگی اور ضمان بھیجنے والے مستقر قرض پر ہوگی یہ بتا مار خانہ میں ہو۔ اگر کسی بزاز کے پاس ایک ایچی بھیجا کہ فلان فلان کپڑا اس میں اس دام کا بھیج دے پس بزاز نے اپنے ایچی یا دوسرے کے ہاتھ بھیجا اور راہ میں تلف ہوا اور طلب کرنے والے تک نہ پہونچا اور اس امر کی سب نے باہم تصدیق کی اور اقرار کیا تو ایچی پر کچھ ضمان نہیں ہو اور اگر بزاز نے بھیجنے والے کے ایچی کے ہاتھ بھیجا تو بھیجنے والے پر ضمان لازم ہوگی اور اگر بزاز کا ایچی ہو تو جب بھیجنے والے کے پاس کپڑا پہونچ گیا تو بھیجنے والا ضامن ہوگا اور اگر کسی شخص نے ایک ایچی کے ہاتھ کسی شخص کو خط بھیجا کہ میرے پاس فلان کپڑا فلان داموں کا بھیج دے اُسے ایسا ہی کیا اور جو شخص خط لایا تھا اُسکے ہاتھ روانہ کیا تو جب تک خط بھیجنے والے کے پاس نہ پہونچا وہ ضامن نہوگا کیونکہ وہ شخص خط خطا پہونچانے کا ایچی تھا اور یہی حکم قرض اور قرض وصول پانچکا ہو ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تیرا ایچی میرے پاس آیا اور پیغام پہونچا کہ تو نے کلا بھیجا ہو کہ فلان کپڑا اس قدر داموں کا میرے پاس بھیج دے میں نے بھیج دیا پس اُسے کپڑا اپنے پاس پہونچنے سے انکار کیا اور ایچی نے کہا کہ میں نے پہونچا دیا ہو تو شیخ ابو یوسف بن الفضل نے فرمایا کہ اگر بھیجنے والے نے اقرار کیا کہ ایچی نے کپڑا وصول کیا اور اپنے پاس پہونچنے سے انکار کیا تو کپڑے کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر ایچی کے وصول کرنے سے انکار کیا تو قول اُسی کا لیا جائیگا اور اُسپر ضمان نہیں ہو۔ ایک شخص دوسرے کی طرف سے ایک شخص کے پاس ایچی بنکر اس واسطے آیا کہ مجھے پانچ سو درم دیدے اُسے کہا کہ جب تک مجھے اور

بچنے والے سے ملاقات نہ کی اور وہ خود مجھے نہ کہیں گے میں مجھے نہ دوں گا پھر اسی سے کہا کہ میں اس سے ملنا تھا آئیں مجھے دینے کا حکم کیا ہو پھر دینے سے انکار کیا یا کہا کہ اس کے بعد لے لے مجھے نہ چھو دینے سے منع کر دیا ہو تو اسکو اس امر کا اختیار ہو لیکن اگر یہ مال اس پر فرض ہو تو منع کر دینے کے باب میں اسکی تصدیق نہ کیا جائیگی کذا فی فتاویٰ قاضی خان

فصل ساگر کسی شخص کو اپنا قرضہ ادا کرے کے واسطے دیکل کیا تو جائز ہو اور وکیل نے جب قدر ادا کیا وہ موکل سے لے لیا اور اگر کسی سے کہا کہ میری قسم کے کفارہ میں محتاج کھلا دے یا میری زکوٰۃ ادا کر دے تو اس سے واپس نہیں لے سکتا جو کہ دوسو تیکر موکل نے یہ کہا یا جو کہ اس شرط پر کہ میں ضامن ہوں تو لے سکتا ہو کذا فی الفتاویٰ ساگر کسی سے کہا کہ فلاں شخص کو ہزار درم دیدے تاکہ اسکا قرضہ ادا ہو یا صرف یہی کہا کہ فلاں شخص کو ہزار درم ادا کر دے اور یہ نہ کہا کہ میری طرف سے یا اس شرط پر کہ میں ضامن ہوں یا اس شرط پر کہ وہ درم تیرے مجھ پر ہوئے پس وکیل نے موافق حکم کے اسکو دیدے پس اگر وکیل اس موکل کا شریک یا غلط ہو تو بالاجماع اس سے لے سکتا ہو اور غلط اسکو کتنے میں کہ بازار کے معاملات میں دونوں میں لین دین جاری ہو اور ایک دوسرے کے پاس رکھ دیتا ہو جب دوسرے کا اطمینان ہو تو اس کے ماتحت قرض کو یا قرض دے۔ اور یہی حکم ہو اگر وکیل ان لوگوں میں سے ہو کہ اسکی حیا میں موکل کے حیا میں یا وکیل موکل کے حیا کو نقص دینے کے واسطے مقرر ہو پس ان صورتوں میں بالاجماع واپس لے سکتا ہو اگرچہ اسنے ضامن ہونے کی شرط نہ بیان کی ہو کیونکہ اس میں عرف معتبر ہو اور اگر ان صورتوں میں سے کوئی صورت نہ پائی جاوے تو امام عظیمہ رحمہ اللہ محمد رحمہ کے نزدیک واپس نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر دوسرے سے کہا کہ فلاں شخص کو میری طرف سے ہزار درم نقد دیدے یا ادا کر دے یا دیدے یا ادا کر دے اور میری طرف یہ لفظ ذکر کیا یا یہ نہ کہا لیکن یوں کہا کہ وہ ہزار درم مجھے چھڑنے میں اور وکیل نے ایسا ہی کیا تو وکیل کو موکل سے واپس لینے کا اختیار ہو اگرچہ واپس لینا یا ضمان کی شرط نہیں کی تھی۔ اگر دوسرے سے کہا کہ میری طرف سے یہ بڑے مال کی زکوٰۃ دیدے یا میری طرف سے دس سکین کھلا دے یا میری طرف سے دس درم ہمد قدہ کر دے یا میری طرف سے فلاں شخص کو دس درم ہبہ کر دے آئے ایسا ہی کیا تو بدو شرط ضمان کے اس سے واپس نہیں لے سکتا ہو چھوٹے میں

اگر کہا کہ میری طرف سے یہ درم یا ہمد کو قرضہ ادا کر دے تو جبکہ ادا کر دیا جائے تو ہر عادی میں ہو۔ آئمہ نے فرمایا کہ اگر کسی کو اپنے قرض ادا کر دینے کے واسطے وکیل کیا پھر وکیل نے انکر بیان کیا کہ میں نے ادا کر دیا اور موکل نے اسکی تصدیق کی ہر جب وکیل نے جو کچھ جاتھا اس کے لینے کا مطالبہ کیا تو موکل نے کہا کہ مجھے خوف ہو کہ قرضہ آہ آہ سے اور میرے وکیل کے ادا کر دینے سے انکار کر کے دوبارہ مجھے وصول کرے تو موکل کے اس کلام کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور حکم دیا جائیگا کہ وکیل کا حق اسکو ادا کرے پھر اگر قرضہ آہ آہ سے نہ آکر موکل سے قرضہ لیا تو موکل وکیل سے جب قدر دیا ہو واپس لے لیا اگرچہ ادا کر دینے میں اسکی تصدیق کی ہو یہ بھلائی میں لکھا ہو اور اگر موکل نے وکیل کے ادا کر دینے سے انکار کیا پھر وکیل نے ادا کر دینے کے گواہ سنائے تاکہ موکل سے مال وصول کرے اور قرضہ آہ آہ سے ہو تو اسکی گواہی قبول ہوگی حتیٰ کہ اگر قرضہ آہ آہ سے حاضر ہو کر وصول پانے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا کذا فی محیط اور یہ جائز نہیں ہو کہ ایک ہی شخص مطالبہ کی طرف سے ادا کر دینے کا اور طالب کی طرف سے وصول کو لینے کا وکیل ہو یہ مہسوس میں لکھا ہو۔ اور اگر قرض ادا کر کے وکیل نے ملاگوں کو ان کے مال ادا کر دیا اور نہ لے لیا تو آپر ضمان نہیں ہو لیکن اگر موکل نے اس سے کہہ یا تھا کہ بدو گواہوں کے نہ دینا پھر آئیں بدو گواہوں کے جدا یا قرض میں ہو گا۔ پس اگر وکیل نے کہا کہ میں نے گواہ کر لیے تھے اور طالب نے انکار کیا اور وکیل کے پاس گواہ نہیں ہیں

تو دکیل ضمان سے بری ہوگا بشرطیکہ اس بات پر قسم کھائے اور اگر موکل نے کہا کہ بدوین موجودگی فلاں شخص کے نہ دینا
 آئے بدوین اسکی موجودگی کے دیدیا تو ضمان ہوگا یہ حاوی میں ہو۔ قرضدار نے اگر اپنا مال کسی شخص کو دیا تاکہ اُسکا قرض
 ادا کر دے اور اُس سے کہہ دیا کہ یہ مال فلاں شخص کو اس قرض کے ادا میں دے دے جو اُسکا چھپر آتا ہو اور تسک لے لے
 آئے دیکر تسک نہ لیا تو ضمان نہیں ہو اور اگر یہ کہا تھا کہ جب تک تسک نہ دیوے نہ دے آئے بدوین تسک لینے کے
 دیدیا تو ضمان ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر ایک شخص کو ہزار درم دیدیے کہ اسکو میرے قرض کے ادا کے واسطے فلاں شخص
 کو دیدے تاکہ میری طرف سے ادا ہو جاوے پھر وکیل نے اُنکو رکھ لیا اور لگے سولے دوسرے درم دیدیے تو قیاس چاہتا ہو
 کہ جو درم لے کر رکھ لیے ہیں موکل کو واپس کرے اور قرضہ ادا کرنے میں وکیل نے موکل پر اپنی طرف سے احسان کیا یعنی موکل پر واجب
 نہیں ہو کہ اُسکو دیوے اور مستحانائے حکم نہیں ہو اور وجہ استحقاق کی یہ ہو کہ موکل کا مقصود اپنی جان چھٹانا ہو اور یہ مقصود
 دونوں طرح سے حاصل ہوتا ہو خواہ وکیل مہی ہزار درم جو موکل نے دیدے ہیں ادا کرے یا اُسکے مثل ادا کرے یہ بمسوط میں ہو ایک
 شخص نے دوسرے کو کچھ درم اسواسطے دیے کہ میری طرف سے فلاں شخص کا قرضہ ادا کرے پھر طالب اسلام سے مرتد ہو گیا
 اور وکیل نے اسے مرتد ہونے کی حالت میں ادا کر دیا اور طالبہاسی حالت میں مرا لیں اگر وکیل کو فقہ سے خبر تھی کہ اس مرتد کو اسکا
 دینا جائز نہیں ہو تو بقدر درم وکیل کو دیے گئے تھے وکیل اُسکا ضمان ہو اور اگر یہ بات اُسکو نہیں معلوم تھی تو ضمان نہیں ہو
 اور اسکا جہل ہی عذر ہوگا کیونکہ یہ بات اکثر فقہوں پر مشتبہ ہو تو عام لوگوں پر کیونکر مشتبہ نہ ہوگی یہ واقعات میں ہو۔ نو اور
 بن سماعین امام محمد پر مشتبہ روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو اپنے قرضہ ادا کرینکا حکم کیا پھر موکل نے خود ہی قرضخواہ کو
 ادا کر دیا پھر وکیل نے ادا کیا تو وکیل اپنے مال کو اُس سے لیوے جبکو دیا ہو موکل سے نہیں لے سکتا ہو کیونکہ جب موکل نے خود ادا کیا
 تو وکیل مغرول ہوا کیونکہ خود ادا کرنا وکیل کو مغرول کرتا ہو اور وکیل کا علم ہوتا کہ موکل نے ادا کیا ہو شرط نہیں ہو اور یہ مسئلہ دکانہ الاموال
 میں مذکور ہو آئین وکیل کا علم شرط ہو اور اگر وکیل نے اس امر کے گواہ بنائے کہ میں نے حکم دینے کے بعد موکل کے ادا کرنے سے
 پہلے ادا کیا ہو تو اُسکو اختیار ہو چاہے موکل سے واپس لے یا قابض سے یہ محیط میں ہو۔ چوتھ شخص ادا سے قرض کے واسطے وکیل
 ہوا اور گنتے جس قسم کا قرض ادا کرینکا حکم تھا اُس سے جید ادا کیا تو ویسا ہی لے سکتا ہو جیسا حکم کیا گیا تھا اور اگر ردی ادا کیا
 تو جیسا ادا کیا ویسا ہی موکل سے لے سکتا ہو کذا فی الذخیرہ۔ نو اور ہشام بن امام محمد سے روایت ہو کہ ایک شخص کے دوسرے
 کو ہزار درم دیے اور حکم دیا کہ یہ درم میرے قرضخواہ کو دیدے آئے سولے آئے دوسرے درم اپنے پاس سے دے دیا اُسکے
 ہاتھ ان دامون کو کوئی غلام فروخت کر دیا یا وکیل کے آہر ہزار درم آئے تھے اُسکے عوض بدلا کر لیا تو یہ سب جائز ہو اور وہ
 احسان کرنے والا شمار ہوگا پلے یہ ہوگا کہ موکل کے ہزار درم واپس کرے اور یہ جو آئے ادا کیا آئیں آئے احسان کیا ہو
 اگر وکیل کو کوئی غلام دیا کہ اسکی فروخت کر کے اسکے دامون سے فلاں شخص کا قرض جو چھپر آتا ہو ادا کر دین پس وکیل نے
 غلام فروخت کر کے سے پہلے اُسکے دامون کے برابر دام اپنے پاس سے لیکر موکل کی طرف سے قرضہ ادا کر دیا تو اس صورت
 میں احسان کرنے والا شمار ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے حکم کیا کہ فلاں شخص کا قرض جو چھپر آتا ہو نو ادا کر دے آئے
 ادا کر دیا پھر موکل کے پاس مسدود گنتے ادا کیا ہو اُسکو اپنے پاس واپس موکل نے اُس سے کہا کہ اُس شخص کا چھپر قرض ہی نہ تھا
 اور نہ میں نے مجھے ادا کرینکا حکم دیا ہی اور نہ تو نے مجھ کو لیا ہی اور قرضخواہ غائب ہو پس وکیل نے قرضہ ہونے اور ادا کرینکا
 حکم دینے کے کوہٹائے تو قاضی قرضخواہ غائب کا موکل پر قرضہ ہو چکا حکم دیا اور وکیل کے موکل سے واپس لینے کا حکم دیا

اگرچہ قرضخواہ غائب ہو یہ فتاویٰ صغریٰ میں ہو۔ اگر ایک شخص نے کسی کو دینے کے واسطے مال وکیل کو دیا اُسے
کہا کہ میں نے دیدیا مگر موکل اور اُس شخص نے جسکو دینے کے واسطے حکم کیا تھا دونوں نے اُسکی تکذیب کی تو وکیل کا قول
اُسکی برائت کے واسطے لیا جائیگا اور قرضخواہ کا قول قبضہ نہ کرنے میں لیا جائیگا اور قرض سا قسط نہوگا اور دونوں پر
قسم نہیں آتی، یہ صرف اُسپر واجب ہوگی جس نے تکذیب کی نہ اُس شخص پر جس نے تصدیق کی اور اگر وکیل کے دینے میں
تصدیق ہوئی تو دوسرے قسم کھاوے کہ والدہ میں نے وصول نہیں پایا پس اگر قسم کھائی تو اُسکا قرضہ سا قسط نہوگا
اور اگر قسم سے باز رہا تو سا قسط ہوگا اور اگر دوسرے کی تصدیق کی کہ اُس نے وصول نہیں پایا تو وکیل سے قسم لیکر
کہ اُس نے دیدیا ہو پس اگر قسم کھائی تو بری ہو ورنہ ضامن ہوگا۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی مال مضمون ہو مثلاً مال
مقصوب خاص کے پاس یا قرض پس صاحب قرض یا مقصوب منہ سے اسکو حکم کیا کہ فلاں شخص کو دیدے اور وکیل
نے کہا کہ میں نے ایسا کیا اور فلاں شخص نے کہا کہ میں نے قبضہ نہیں پایا تو وکیل کی تصدیق واقع پر ہون گواہوں
کے نہ کی جائیگی اگر اُس صورت میں کہ دینے میں موکل نے اُسکی تصدیق کی ہو تو اس وقت میں ضمان سے بری ہو جائیگا لیکن
قباض پر دونوں کی تصدیق نہ کی جائیگی اور عدم قبضہ میں اُسی کا قول لیا جائیگا مگر قسم کے ساتھ۔ اور اگر وکیل کسی موکل
نے تکذیب کی کہ اُسے نہیں دیا ہو اور وکیل نے اُس سے قسم طلب کی تو اُسکے علم پر قسم لیا جائیگی کہ واقعہ میں نہیں جانتا
ہوں کہ کہنے والا ہے۔ اگر قسم کھائی تو وکیل سے ضمان لیکر اور اگر انکار کیا تو ضمان سا قسط ہوگی یہ شریعتی فتاویٰ میں ہو۔ اگر
دو شخصوں کے مابین سے کسی کو وکیل کیا کہ ایک شخص کا حصہ اُسکو دیدے۔ اور غائب ہو یا تو دوسرے شخص کیل سے کچھ نہیں
سے سکتا ہو کہ وکیل اسکے حصہ کے دینے کی بابت اُسکو طرف سے وکیل نہیں ہو۔ اور اگر کتاب نے اپنے قرض ادا کر لیا وکیل
کیا اور مال قرض وکیل کو دیدیا پس اُسکے دونوں مولیٰ یا غیر وہان کے وکیل سے اُسکو لیا جائے یا تو اُنکو یہ اختیار مال نہوگا لہذا فی الجملہ

فی باب وکالت العبد المأذون والکاتب

فصل مال عین پر قبضہ کرنے کے وکیل کے احکام میں۔ مال عین پر قبضہ کرنے کے وکیل کو خصوصیت کا اختیار
نہیں ہوتا جو عتقہ اگر کسی نے اپنے غلام پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قباض حال نے گواہ سنا کہ موکل نے ہرے ہاتھ
اسکو فروخت کیا ہو تو موکل کے حاضر ہونے تک توقف کیا جائیگا اور یہ امتحان ہو یا تک کہ اگر غائب حاضر ہوا تو بیع کے گواہ
دو بار پیش کیے جائیں گے۔ اسی طرح اگر وکیل نے بیان کیا کہ عورت کے شوہر یا باندی یا غلام کے مالک نے مجھے وکیل کیا ہو
کہ میں اُسکی عورت یا باندی یا غلام کو اُسکے پاس پہنچاؤں پس عورت نے گواہ سنا کہ وہ مجھے ملاں دیکھا یا باندی یا غلام نے
آواز دکر دینے کے گواہ سنا تو اختیار وکیل کا ہاتھ روکنے کے بابت مقبول ہو سکے اور طلاق و عتاق کی بابت مقبول نہیں
یہ سراج الایمان میں ہو کسی مال عین پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو ایک شخص نے اگر قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو تلف کر دیا
تو وکیل اُس سے قیمت لینے کے واسطے خصوصیت نہیں کر سکتا ہو اور اگر بعد قبضہ کے تلف کی تو کر سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر ایک شخص
نے اسواسطے وکیل کیا کہ میری امانت فلاں شخص سے ہے اور فلاں شخص نے کہا کہ میں نے موکل کو دیدی تو اُسکا قول
لیا جائیگا اسی طرح اگر اُس نے دعویٰ کیا کہ میں نے وکیل کو دیدی تو بھی اُسی کا قول لیا جائیگا کہ وہ میری عتقائی احبابی۔ ایک
شخص نے دوسرے کے پاس خزانہ درم و دلچیت رکھے پھر جبکہ پاس و دلچیت رکھے تھے اُسکی قیمت میں کہا کہ میں نے فلاں
شخص کو حکم کیا کہ میری دلچیت جو فلاں شخص کے پاس ہو وصول کرے اور وکیل کو یہ بات معلوم ہوئی لیکن اُس نے دوسرے

وصول کر لی اور وہ ضائع ہو گئی تو بعد حسب وادعہ جہاز کو اپنا پارہا پارہا منقسم کر کے خطا اپنے یا اپنے واسطے نہ کر لے۔ اور اگر دولت پاس رکھنے والے کو توکیل کا علم نہ ہو اور وکیل کو نہ ہو پس جیل پاس و دولت جو اسے دیکھ کر دی ہو جائز ہو اور دونوں میں سے کسی پر ضمان نہ ہوگی اور اگر دونوں میں سے ایک کو وفات کا علم نہ ہو اور وکیل نے کہا کہ فلاں شخص کی دولت مجھے دیکھ کر میں اس کے مالک کو پہنچا دوں یا مجھے دے سکے میرے پاس اس کی دولت رہی اُسے ویرہی اور وہ ضائع ہو گئی تو دولت کے مالک کو اختیار ہو جس سے چاہے وہ دونوں میں سے ضمان لے یہ قول امام ابو یوسف رحمہما محمد رحمہما ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر کسی کو دولت پر قبضہ نہ کرے۔ واسطے وکیل کیا اسے تھوڑی دولت پر قبضہ کیا تو جائز ہو۔ وکیل اگر اسے نہ دے یا تھا کہ قبضہ نہ کرے مگر سبب دولت پر تو اب اسے تھوڑی دولت پر قبضہ نہیں جائز ہو اور ضمان ہوگا اور اگر بعض مقبضہ دولت کے تلف ہونے سے چلے اسے باقی پر قبضہ کر لیا تو یہ قبضہ موکل پر جائز ہوگا یہ مسبوطین ہو سیکے غلام ایک شخص کے پاس دولت ہو اس کے قبضہ کے واسطے وکیل کیا اور وہ غلام خطا سے قتل کیا گیا تو جبکہ اسے دولت ہو وہی اس کی قیمت لے سکتا ہو وکیل نہیں لے سکتا یہ اسی طرح اگر غلام پر کسی نے کوئی ایسا جرم کیا جس کے عوض جرمانہ ملے ہو تو وکیل کو غلام پر قبضہ کر لینا اختیار ہو جرمانہ پر قبضہ نہیں کر سکتا ہو اور یہی حال باندی کے مہر یا مزدوری کا ہوا۔ اگر وکیل نے غلام پر قبضہ کیا پھر وہ اس کے قبضہ میں خطا سے قتل ہوا تو اس کی قیمت لینے کا اختیار ہو یہ محیط مخری میں ہو۔ اور اگر کسی باندی یا کبری پر قبضہ کر لیا وکیل ہوا پھر وہ بچہ جنی تو وکیل بچہ کو مع مان کے اپنے قبضہ میں لے سکتا ہو اور اگر وکیل نے سے پہلے وہ بچہ بنی تو وکیل کو بچہ پر قبضہ کر لینا اختیار نہیں ہو اور باغ کے پھول کا حکم بچہ کے مانند ہو اور دھتور کے پھل اگر مالک زمین کے حکم سے دولت ہوں تو وکیل قبضہ نہیں کر سکتا ہو اور یہی حکم باندی کے بچہ کا ہو کہ انی ابجوا انی اگر انہی دولت پر قبضہ کرنے کے واسطے جو کسی کے پاس رکھی ہو وکیل کیا پھر خود ہی وصول کر لی پھر اس کے پاس دولت رکھی تو وکیل اُس سے وصول نہیں کر سکتا ہو خواہ اس معاملہ سے واقف ہوا ہو یا نہ ہو اسی طرح اگر وکیل نے پہلے اس کو وصول کیا اور موکل کو دیکھا پھر موکل نے دوبارہ اُسی کے پاس رکھی تو وصول نہیں کر سکتا ہو اور اگر وصول کیا اور ضائع ہو گئی تو مالک دولت کو اختیار ہو چاہے جس سے ضمان لے پس اگر اسے وکیل سے ضمان لی تو وکیل کسی سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر شروع سے ضمان لے تو وہ وکیل سے پھیر لے گا اور یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ دوبارہ اُسے وکیل ہونے کی تصریح نہ کی ہو مسبوطین ہو کہ انی یا انی دولت کے وصول کر لینا وکیل کیا اور اس کو کسی نے تلف کر دیا تھا اور اس کے مثل متوفع نے تلف کرنے والے سے لے لی تھی تو اسے اس کا وکیل اس کو وصول کر لے سکتا ہو یہ محیط مخری میں ہو اگر آج کے روز کسی دولت پر قبضہ کرنے کے واسطے کسی کو وکیل کیا تو اس کو اختیار ہو کہ کل کے روز وصول کر لے اور اگر کل کے روز قبضہ کر لینا وکیل کیا تو آج کے روز وصول نہیں کر سکتا ہو۔ اسی طرح اگر کہا کہ اسی ساعت وصول کر لے تو اس ساعت کے بعد وصول کر سکتا ہو اور اگر کہا کہ فلاں شخص کی موجودگی میں وصول کرے اُسے بدو ان اس کی موجودگی کے وصول کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر کہا کہ گواہوں کے سامنے وصول کرے اُسے بدو ان گواہوں کے قبضہ کیا تو جائز ہو بخلاف اس کے اگر کہا کہ بدو ان فلاں شخص کی موجودگی کے قبضہ نہ کرے اور اُسے قبضہ کر لیا حالانکہ فلاں شخص موجود نہ تھا تو جائز نہیں ہو یہ فیصلہ حمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ میں فلاں کی طرف سے تجھے دولت وصول کر لینا وکیل ہوں اور مدعا علیہ نے وفات اور دیکھنا دونوں کی تصریح کی پھر دیکھ سے انکار کیا تو اس پر جہر نہ کیا جاوے گا کہ انی اللہ اعلم یہ اگر ایک شخص نے کسی کی

ودیعت وصول کی چھ مالک و ولیعت نے قسم سے کہا کہ میں نے اسکو وکیل نہیں کیا تھا اور اپنا مال اُس سے لے لیا تھا اور
 دیا تھا تو وہ قبضہ کرنے والے سے لے لیا گیا بشرطیکہ یہ عین ملک کے پاس قائم ہو اور اگر گتے کہا کہ میرے پاس تلف ہو گیا
 یا میں نے موکل کو دیدیا پس اگر وکالت میں اسکی تفریق کیجیو گا تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا ہی اور اگر تفریق نہیں کی جائے
 تکذیب کی یا کچھ تصدیق یا تا کی یا نہ کی یا نہ تصدیق کرے تو اس سے وہ لے سکتا ہی اور اگر سپرد کو بیٹھا حکم
 نہیں کیا گیا تھا ولیکن اسنے سپرد کو یا بعد دیر سے اس سے لے لیا یا تا کی تو یہ اختیار اسکو ہوگا کیونکہ وہ اس کام کا
 توڑنا چاہتا ہو جسکو اسنے خود تمام کیا ہی اور اگر بعد ازاں اس کے و ولیعت اس کے پاس تلف ہو گئی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ ضمان
 ہوگا اور چاہیے ہو کہ ضمان ہو کیونکہ مودع کے وکیل سے انکار کرنا اس کے زعم میں بمنزلہ مودع سے انکار کرنے کے ہی
 یہ نہایت میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے پاس کوئی ستاع و ولیعت رکھی پھر کسی کو اس قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا
 اور مستودع نے اسے ستاع موکل کے دوسرے متاع وکیل کو دی اور وکیل نے موکل کو دیدی اور موکل کے پاس تلف
 ہو گئی تو اسکا ضمان موکل ہوگا یا ذخیرہ میں ہو گا یا اسچو پاپہ کسی سے مستعار لیا اس قبضہ کرنے کے واسطے ایک وکیل کیا
 اسنے قبضہ کر کے سواری لی تو وہ ضمان ہو اگر نہ مر جائے اور موکل سے رجوع نہیں کر سکتا ہو کیونکہ موکل کی طرف سے
 سواری کے واسطے مامور نہ تھا اور مشائخ نے فرمایا کہ ہر حکم اسوقت ہو کہ چوپاہہ ایسا ہو کہ ہر دان سواری کے باز اچلا
 جاتا ہو اور اگر ایسا ہو کہ بدون سوار ہونے کے نہیں قابو میں آتا ہو تو موکل کو یا اسکی سواری پر رضی ہو چکا ہو کذا فی المبسوط
 اگر قرضہ رکھی کسی شخص کے پاس و ولیعت ہو اس شخص نے قرضہ اسے کہا کہ ابھی و ولیعت کو قرضہ کے قرض میں ادا
 کر دے اور مقرب وہ میرے قبضہ کو جائز کر دے قرضہ اسے ایسا ہی کیا اور اپنے قرضہ میں دی اور اسی شخص کو جس کے پاس یہ
 قرضہ کی طرف سے قبضہ کر لیا حکم کیا پھر قرضہ ادا آیا اور اب معاملہ کو جائز رکھا پھر و ولیعت کے مالک نے اس شخص کو جس کے
 پاس ہو شیہ کیا کہ قرضہ کو نہ دے۔ اور نہ اس قبضہ کر تو ممانعت سمجھ ہو بشرطیکہ اس شخص نے جس کے پاس و ولیعت ہو قرضہ کی طرف
 سے قبضہ نہ کیا ہو اگرچہ اسنے مستودع سے لیا قبضہ کیا ہو اور اگر مستودع نے قرضہ ادا کی طرف سے قبضہ کر لیا ہو تو وہ و ولیعت
 قرضہ کی ہو گئی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر مستودع نے و ولیعت کسی شخص کو دیدی اور دعویٰ کیا کہ میں نے صاحب
 و ولیعت کے حکم سے دی ہو اور صاحب و ولیعت نے انکار کیا تو اسی کا قول کہ میں نے حکم نہیں دیا پھر قسم سے معتبر ہوگا۔
 کذا فی المبسوط۔ اپنا غلام فلاں شخص کو دینے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے اس کے پاس اگر مالک غلام نے غلام
 تیرے پاس و ولیعت رکھا ہو اسنے قبول کیا اور وکیل کو واپس دیا پھر وہ وکیل کے پاس مر گیا تو مالک غلام کو اختیار ہو
 کہ دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان لے۔ اور اگر وکیل نے کہا کہ مالک نے مجھے حکم دیا ہو کہ اس سے خدمت لے
 یا فلاں شخص کو دیدے اور اسنے ایسا ہی کیا اور وہ مر گیا تو وکیل ضمان نہیں ہو کیونکہ وکیل سے فقط جو ثاقل قریب
 پایا گیا اور قریب چند ہر فقط قریب سے بدن کسی معاوضہ لینے کے ضمان واجب نہیں ہوتی ہو اور ضمانت لینے والا ضمانت
 ہوگا کیونکہ اسنے پر لے غلام سے بدون اسکی اجازت کے خدمت لی کذا فی محیط السجری

فصل وکیل صلح کو خصوصیت کا اختیار نہیں ہوتا ہو اور نہ دوسرے کو صلح کے واسطے وکیل کر سکتا ہو
 پس اگر گتے وکیل کو دیا ہو دوسرے نے صلح کی پس اگر موکل کے مال سے درم دیے تو موکل اس سے لگا اور اگر اپنے
 پاس سے دیے ہیں تو پہلے موکل پہنچے لازم نہیں آئیگا اور پہلے صلح پہنچے وکیل پر جائز ہوگی اور گتے احسان کہا

اسی طرح اگر دو آدمیوں کو صلح کے واسطے وکیل کیا پھر ایک نے اپنے مال سے صلح کر لی تو اسی پر جائز ہوئی اور اسکا احسان ہوا اسی طرح اگر نہر اور دم پر صلح کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ مال کی ضمانت سے اُسے دو نہر اور دم پاسو دینا پر صلح کی اور اپنے پاس سے ادا کر دیا کسی عوض یا کملی یا وزنی چیز پر اپنے پاس سے دیکر صلح کی تو صلح جائز ہو اور موکل سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر نہر سے کم پر صلح کی اور مال دیدیا تو یہ صلح موکل پر جائز ہوگی۔ اور ہر صورت میں کہ وکیل کو جس چیز پر صلح کر نیکھا حکم کیا گیا تھا اُسکے جس یا وصف میں خلاف کیا تو صلح وکیل پر جائز ہوگی موکل پر نہیں کذا فی الحاوی اگر کسی نے دوسرے کو وکیل کیا کہ میری طرف سے فلان شخص سے جس نے آپس کسی بین یا دین کا دعویٰ کیا تھا صلح کر دے اور اس معاملہ میں اپنی رے پر عمل کرے پس وکیل نے سودرم پر صلح کی تو جائز ہو اور مال موکل پر ہو گا نہ وکیل پر یہ مبسوط میں ہے۔ مدعا علیہ کی طرف سے جو شخص وکیل صلح ہو اگر اُسے بدل صلح دیدیا مال صلح کو اپنی طرف نسبت کیا تاکہ آپس لازم ہو گیا اگر کسے ادا کر دیا تو موکل سے پھر لیکھا اگر ضمانت بدون حکم موکل ہو قتل عہد میں مطلوب کی طرف سے جو شخص وکیل صلح مقرر ہوا وہ بمنزلہ خرید و فروش کے وکیل کے ہو اگر اُسے اس قدر عوض پر صلح ٹھہرائی جو قیمت نفس کے برابر یا اس سے کم ہو یا اس قدر زیادتی ہو کہ لوگ برداشت نہیں کر لیتے ہیں تو بلا خلاف جائز ہو اور اگر اس قدر زیادتی پر صلح ٹھہرائی کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت نہیں کرتے ہیں تو بلا خلاف جائز ہو۔ اور قتل عہد میں طالب کی طرف سے جو شخص وکیل صلح ہو وہ بہتر کہ کسی نفس کے فروخت کر کے وکیل کے ہو اگر اُسے اس قدر عوض پر صلح ٹھہرائی جو قیمت نفس کے برابر یا اس قدر کم ہو کہ لوگ برداشت کر سکتے ہیں تو بلا خلاف جائز ہو اور اگر اس قدر صلح کر لی کہ لوگ اتنا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو کسکے جو اذین اختلاف ہو یہ محیط میں ہو اگر ایک قتل عہد سے جبکہ آپس دعویٰ کیا گیا ہو کسی کو صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسے اگر کسی دینی جنس پر جو دیت میں بیجا ہو صلح کی خواہ کوئی چیز ہو تو موکل پر جائز ہوگی اور اگر اذین اس قدر زیادتی کی کہ لوگ اتنا خسارہ نہیں برداشت کرسکتے ہیں اور مال صلح دیدیا تو وکیل پر جائز ہوئی نہ موکل پر سا اور اگر طالب قصاص نے صلح کے واسطے وکیل کیا پس وہ جس جنس پر اجناس دیت سے صلح کرے جائز ہو پس اگر اُسے دیت سے کم پر صلح کر لی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک موکل پر جائز ہوگی اور صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی مگر جبکہ کسی طرف اس قدر ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں کذا فی الحاوی۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ ایک کو گھوڑوں پر صلح کرے اُسے ایک کر جو یا درمون پر صلح کی تو وکیل پر جائز ہوئی نہ موکل پر۔ اور اگر کسی عین غلام پر صلح کر کے واسطے وکیل کیا پس اُسے اس شرط پر صلح کی کہ یہ وکیل کا ہو تو صلح وکیل پر جائز ہوئی خواہ ضمانت دے یا نہ دے اور موکل پر جائز نہ ہوگی سا اور اگر مدعا علیہ نے اس واسطے وکیل کیا کہ اس دار کے فلان بیت معین پر صلح کرے اُسے اسی بیت پر صلح کی اور صلح میں کہا کہ دوسرا بیت نہ لیکھا تو یہ جائز ہو کیونکہ اُسے ایک اچھی بات کہہ دی۔ دلا کر ہوگا وکیل کیا کہ اس بیت کے دعویٰ سے سودرم پر صلح کر لے اُسے اس بیت اور ایک دوسرے بیت سے سودرم پر صلح کی اور دین مدعا علیہ کی طرف سے ہو تو یہ صلح بقدر اس بیت کے حصہ کے جائز ہو کذا فی المبسوط اگر وکیل کو حکم کیا کہ اس کو گھوڑوں میں پر صلح کر دے اُسے اس کے سوا اسی صنف کے ایک کر گھوڑوں پر جو اس سے کھرے میں صلح کی اور دوسرے صنف پر صلح وکیل پر جائز ہوئی نہ موکل پر اور اگر ایک کر در بانی گھوڑوں پر صلح کی اور معین نہ کیے اور وکیل کو حکم کیا کہ وہ بھی در بانی ہو تو اسے اتنا جائز ہو اور اگر کسی دار کے دعویٰ میں صلح کے واسطے وکیل کیا اور جس پر صلح کیجا دے نہ کیا نہ نہر یا پس وکیل نے مال کثیر پر صلح ٹھہرائی اور اسکو دیدیا تو وکیل پر لازم ہوا پھر آپس میں لحاظ کیا جائیگا اگر اس قدر زیادتی

کی ہو کہ جسکو لوگ بروایت کریتے ہیں تو صلح موکل پر جائز ہوگی اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اسپر جائز ہوگی لہذا فی الحادی پس اگر وکیل مدعی کی طرف سے ہو اور اُسے تھوڑی سی چیز پر صلح کوئی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک صلح مدعی پر جائز ہوں اور صاحبین رحمہ کے نزدیک نہیں مگر جبکہ ایسا ہو جاوے کہ لوگ اتنا خسارہ اٹھا سکتے ہیں اور اگر مدعی ایسا ہو نہ اسپر مدعی کے پاس سخت نہوا و مدعا علیہ ختم انکار کرتا ہو تو صلح ہر حال میں جائز ہی یہ مبسوط میں لکھا ہے خون کے مقدمہ میں اگر مطلوب مدعا علیہ کے وکیل نے قاضی کے سامنے اقرار کر دیا کہ مدعی میرے موکل سے ہے حق کا مطالبہ کرتا ہو تو قیاساً اقرار جائز ہی اور استحساناً جائز نہیں ہو۔ اسی طرح اگر کوئی چیز خریدی اور اسپر عیب نکلیا اور عیب سے صلح کے واسطے کوئی وکیل مقرر کیا اُسے اقرار کر دیا کہ مشتری نے عیب باطل کر دیا اور رضی ہو گیا تھا تو اسکا اقرار موکل پر روانہ ہوگا۔ اگر مطلوب کے وکیل نے مطلوب کے کسی غلام پر صلح ٹھہرائی اور مطلوب نے صلح کی چیز معین نہیں کی تھی تو جائز ہی اور مطلوب کو اختیار ہوگا چاہے وہی غلام دیدے یا اسکی قیمت دے اور یہی حکم ہر مال معین میں جسکا مثل نہیں ہو جا رہی ہو اور اگر ایسے مال میں صلح ٹھہرائی جسکا مثل موجود ہو تو مطلوب کو اختیار ہو چاہے وہی مال معین دے یا اٹھائے۔ پس اگر کسی شخص نے کسی مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہی مدعی کیا اور مدعا علیہ کے کسی شخص کو مدعی کے ساتھ صلح کرنے کے واسطے مقرر کیا اور اسکو ضمان دینے کا حکم کیا پس اُسے مدعی سے کسی قدر مال پر یا مدعی اصرار پر صلح کی تو وکیل بھی موکل سے اسی میعاد پہلیگا اور اگر نقد دینے کی شرط پر صلح کی اور دیدیا تو موکل سے بھی فی الحال لے لیگا اور اسکو اختیار ہو کہ چاہے ادا کر دینے سے پہلے موکل سے مطالبہ کرے اور اگر وکیل نے طالب سے کسی قدر مال پر اس شرط سے صلح کی یہ مال وکیل کے سواے موکل پر ہی تو جائز ہو اور اگر طالب نے کسی کو صلح اور قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو اسکو مال صلح پر قبضہ کر لینا اختیار ہو۔ اور اگر طالب نے کسی کو وکیل کیا کہ مطلوب سے صلح کرے اور مطلوب نے وکیل کیا کہ طالب سے صلح کرے پھر دونوں وکیلوں سے ملاقات ہوئی اور باہم صلح کر لی تو جائز ہو۔ اور اگر خون کا حق ہو اور چند وارث اُسکے ولی ہوں پھر ایک نے اپنے حصہ سے صلح کرنے کے واسطے دلیل کیا اُسے چند درمون پر صلح کر کے درم وصول کر لیے تو باقی وارثوں کو اختیار ہو کہ بقدر اپنے اپنے حصہ کے اسپر شریک ہو جاوین اور اگر یہ مال وکیل کے پاس تلف ہو گیا تو گویا موکل کے پاس تلف ہوا اور وارث اُس وکیل سے مطالبہ نہیں کر سکتے ہیں ہاں موکل سے بقدر حصہ کے لے سکتے ہیں کیونکہ گویا اسی نے وصول کیا تھا اور اگر ویت میں اوٹون کا حکم ہوا اور طالب نے کسی کو اپر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا اُسے قبضہ کر کے اگلو داندہ چارہ دیا تو بیکار کا احسان ہو اور اگر ویت میں کسی جنس کے مال جو بیٹے کا حکم ہوا اور وکیل نے علاوہ اُس جنس کے دوسری جنس کا مال وصول کر لیا تو بہب مخالفت کرنے کے جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو گا کہ مطلوب نے کسی شخص کو خصوصیت کے واسطے وکیل کیا اُسے اپنے پاس سے مال ادا کر دیا تو موکل سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر مطلوب نے ویت میں کچھ درم دو شخصوں کو دیے اور کہا کہ میری طرف سے تم دونوں ادا کر دو پس دونوں نے طالب سے دینا یا غرض پر صلح ٹھہرائی تو جائز ہو اور اگر دونوں نے سواہی اُن درمون کے جو دیے گئے تھے دوسرے ادا کر دیے تو قیاساً جہاں تھا ہو کہ اُن درمون کو واپس کرین اور استحساناً اُن دونوں کو اُن درمون کے مثل دینا چاہیے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص پر مدعی ہو کہ اسے سر میں زخم لگا ہوا ہے کسی کو وکیل کیا کہ صلح کرے اور مال صلح کا ضامن ہو پس

وکیل نے پانچ سو درم سے زیادہ پر صلح قرار دی پس اگر وہ زخم خطا سے ڈالا ہو تو صلح پانچ سو پر جائز ہو اور زیادتی باطل ہو اور اگر عداوت زخمی کیا ہو تو زیادتی بقدر اسکے جائز ہو کہ لوگ برداشت کرتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بالاجماع جائز نہیں ہو اور اگر وہ شخص جسکے سر میں زخم آیا تھا مگر گیا تو صلح دونوں صورتوں میں باطل ہو گئی یہ امام عظیم کے نزدیک ہو پس اگر وکیل نے جرم سے صلح کی بجز زخم اچھا ہو گیا تو امام کے نزدیک صلح باطل ہوئی اور اگر مگر گیا تو صلح خاصہ وکیل پر جائز ہوگی اگر ضامن ہوا ہو۔ سر زخمی کے وکیل نے اگر موضع زخم سے صلح میں پانچ سو درم سے کم کیا ہو تو صلح بالاجماع جائز ہو بشرطیکہ اس قدر کی ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ کمی ہو تو نہیں جائز ہو اور اگر وکیل نے اس زخم اور دوسرے زخم سے جو اسکے مثل ہو صلح کی تو موکل پر آدھے کی صلح جائز ہوگی بشرطیکہ دونوں کے ارش برابر ہو اور اگر ارش میں اختلاف ہو تو بحساب اسکے لازم ہوگی اور زیادتی وکیل کے ذمہ ہو اگر گننے ضمان دی ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر موضع زخم سے اور جو کچھ اس سے نقصان پیدا ہوا صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا آئے دو موضع زخموں اور اسکے نقصانوں سے صلح کی اور ضامن ہوا تو آدھی موکل پر اور آدھی وکیل پر جائز ہوئی خواہ وہ شخص زندہ رہے یا مر جائے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کسی سر کے جسم کا ایک شخص پر دعویٰ کیا گیا آئے ایک شخص کو صلح کے واسطے وکیل کیا اور کہا کہ بدل کی ضمانت کر لے آئے ضیف غیر معین یا دس بکریوں یا پانچ اونٹوں پر صلح کی تو جائز ہو اور وکیل پر اور وسط مرتبہ کے واجب ہونگے جیسا موکل کے خود صلح کرنے میں درسیانی واجب ہوتے اگر مطلوب نے کسی سر کے زخم سے جو آئے عداوت زخمی کیا ہو صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا اور وکیل نے موکل کے غلام کی دس برس خدمت کرنے پر صلح کی تو جائز ہو اور اگر شراب یا سور پر صلح قرار دی تو یہ عفو ہو اور وکیل یا موکل پر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر وکیل نے کہا کہ میں مجھے اس غلام یا اس سر کے پر صلح کرنا ہوں پھر وہ غلام آزاد ہو گا اور سر کے شراب نکلی تو وکیل پر زخم کا ارش واجب ہوگا اور اگر دو غلاموں پر صلح کی پھر ایک غلام آزاد ہو گا تو صلح کرنے والے کے واسطے سوائے باقی غلام کے اور کچھ نہیں ہو اور یہ امام عظیم رحمہ کا قول ہو اور اگر کسی غلام پر صلح کی اور وہ مدبر یا مکتب ہو یا کسی باندی پر صلح کے اور وہ ام ولد نکلی اور وکیل نے اسکے سپرد کرنے کی ضمانت کی ہو تو اپنے مال سے اسکی قیمت ادا کرے اور موکل سے واپس لے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر دو شخصوں نے ایک شخص کے سر میں موضع زخم ڈالا اور دونوں نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ ہماری طرف سے صلح کرے آئے ایک معین کی طرف سے سو درم پر صلح کی تو جائز ہو اور دوسرے پر آدھا ارش واجب ہوگا اور اگر کسی ایک کی طرف سے صلح کی اور اسکو معین نہ کیا تو جائز ہو اور معین کہنا اسی کے بیان پر ہو۔ اسی طرح اگر دو شخصوں کے سر میں زخم ڈالا اور وکیل کیا کہ دونوں سے صلح ٹھہرائی پھر آئے ایک معین سے صلح کی تو جائز ہو اور اگر کسی ایک سے صلح کی اور یہ بیان نہ کیا تو بھی جائز ہو اور یہ بیان کہنا اسی پر ہو۔ اور اگر ایک آزاد اور ایک غلام نے کسی کا زخمی کیا اور زخم موضع ہو پھر آزاد اور مالک غلام نے کسی کو صلح کے واسطے مقرر کیا آئے دونوں کی طرف سے پانچ سو درم پر صلح ٹھہرائی تو مالک غلام پر نصف اور آزاد پر نصف درم لازم ہونگے اگرچہ غلام کی قیمت پچاس درم کیوں نہ ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک آزاد اور ایک غلام کو قتل کیا پھر مالک غلام نے اور ولی آزاد نے کسی کو قاتل کے ساتھ صلح کرنے کے واسطے مقرر کیا پس اگر عداوت قتل کیا اور غلام کی قیمت پانچ سو درم ہو اور صلح کیا رہ نہ رہا درم

ہر واقع ہوئی تو بدل صلح دونوں میں تقسیم ہوگا آزاد کے وارثوں کو دس ہزار درم اور مالک غلام کو پانچ سو درم دے جائیگے تو ایکس حصہ ہونگے اور اگر دونوں خون خطا سے ہوں تو آزاد کے وارثوں کو دس ہزار درم اور باقی غلام کے مالک کو ملیگا اور اگر غلام کا خون عدا اور آزاد کا قتل خطا سے ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ وارثان آزاد کو کل ہزار درم اور باقی مالک غلام کو ملیگا اور اگر غلام کا قتل خطا سے اور آزاد کو عدا قتل کیا ہو تو اسکا حکم وہ ہے جو دونوں عدا ہونے کی صورت میں مذکور ہوا یہ مبسوط میں ہے اگر کوئی غلام خطا سے مقتول ہوا اور مالک نے کسی کو صلح کے واسطے مقرر کیا اسے دس ہزار درم پر صلح کی تو جائز ہے اور مالک دس درم واپس کر دے اور اگر اُسکی آنکھ بھڑدی گئی اور چہرہ ہزار درم پر صلح ہوئی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور اگر بجائے آنکھ بھڑنے کے سر میں موضع زخم کیا ہو اور ہزار درم پر صلح ہوئی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور اگر دس ہزار درم پر صلح ہوئی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آمین سے دس درم کم کیے جائیگے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک آنکھ بھڑنے میں ہونے یا پنج درم کم یا پنج ہزار درم کے واجب نہیں ہوتے ہیں اور موضع زخم میں سولے نصف درم کم یا پنج سو درم کے واجب نہیں ہوتے ہیں یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر مکاتب پر کسی جرم کا یا اس کے غلام پر کسی جرم کا دعویٰ ہوا اور اسے کسی کو صلح کے واسطے وکیل کیا پھر مکاتب عاجز ہوا اور غلام ہو گیا اور وکیل کو معلوم نہ تھا اسے صلح کی اور بدل صلح کی ضمانت کر لی تو مکاتب کی ذات پر یہ صلح جائز نہیں ہے وکیل سے مطالبہ کیا جائیگا کیونکہ اسے ضمانت کر لی ہے اور جب مکاتب آزاد ہو جاوے تو اس سے پھر لیگا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اور اگر کسی کے سر میں زخم ڈالا گیا اسے کہا کہ میں نے تجھ کو اپنے سر کے زخم میں وکیل کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو وکیل کو صلح کرنے یا عفو کرنے یا خصومت کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ اور اگر زخم کا پورا ارش لے لیا پس اگر زخم خطا سے آیا ہو تو خسارہ جائز ہے اور اگر عدا ہوا ہو تو اسکو ارش پر قبضہ کرنے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں لکھا ہے اور اگر مشجع نے کہا کہ جو کچھ تو میرے اس زخم کی بابت کرے وہ جائز ہے اسے صلح کر لی تو اسخسارہ ناجائز ہے اور اگر زخم ڈالنے والے کو بری کر دیا تو جائز نہیں ہے اور اگر کہا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہے تو بری کرنا اور صلح وغیرہ سب کرنا جائز ہے

کذا فی المبسوط

اسطوان باب۔ دو شخصوں کو وکیل کرنے کے بیان میں۔ اگر دو شخصوں کو وکیل کیا تو ایک کو بدوہ و دوسرے کے آمین تصرف کرنے کا اختیار نہیں ہے اور یہ اسوقت ہو کہ ایک ہی کلام سے دونوں کو وکیل کیا مثلاً کہا کہ میں تم دونوں کو اپنے اس غلام کے فروخت کے واسطے وکیل کیا اور اگر دونوں کو علیحدہ علیحدہ وکیل کیا تو جس شخص نے دونوں میں سے اسکو فروخت کیا جائز ہے یہ سراج الوریاح میں لکھا ہے۔ ایک شخص کو ایک عورت سے نکاح کر دینے کے واسطے وکیل کیا اور دوسرے کو بھی اسی واسطے وکیل کیا پھر ہر ایک نے ایک ایک عورت سے نکاح کر دیا پھر دونوں عورتیں ہمیں نکلیں پس اگر دونوں نکاح آگے پیچھے واقع ہوئے تو پہلا نکاح جائز اور دوسرا باطل ہوا اور اگر دونوں معاہدہ واقع ہوئے تو دونوں نکاح باطل ہوئے۔ دو شخصوں کو ایک عورت سے نکاح کرانے کے واسطے وکیل کیا یا ایک عورت نے دو وکیلوں کو اسی واسطے مقرر کیا پھر ایک وکیل نے ایسا کیا تو جائز نہیں ہے اگرچہ موکل نے مہر مقرر کر دیا جو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے۔ طلاق و عتاق کے دو

وکیلوں میں سے ایک منفرد ہو سکتا ہو بشرطیکہ بنیہ مال کے ہو اور ایسے ہی روایت اور عاریت اور نصب
 اور بیع بیع فاسد کے واپس کرنے میں دو وکیلوں کا بھی یہی حکم ہو لہذا فی الخلافہ اگر دو شخصوں کو اپنی
 عورت کی طلاق کے واسطے وکیل کیا اور ایک شخص نے طلاق دی اور دوسرے نے انکار کیا تو جائز ہو کیونکہ
 ایجاب طلاق کے واسطے دہائے کی حاجت نہیں ہو اور یہی حکم غلام کے آزاد کرنے میں ہو۔ اور اگر طلاق کے واسطے
 دو شخص وکیل مقرر کر کے کہا کہ ایک بدون طلاق دوسرے کے ہرگز طلاق نہ دے پس ایک نے دونوں دوسرے کے طلاق کے طلاق
 دی یا ایک نے طلاق دی اور دوسرے نے فقط اجازت دی تو جائز نہیں ہو۔ اور یہی حکم عتق کے دو وکیلوں کا ہو۔ اور اگر
 کہا کہ تم دونوں عورت کو تین طلاق دو پس ایک نے ایک طلاق دی پھر دوسرے نے دو طلاقیں دین تو کچھ واقع ہوگی
 جب تک کہ تین طلاقوں پر جماع نہ ہو اور اگر دونوں کو ایک غیر معین جو رت کے طلاق کے واسطے وکیل کیا یا غیر معین غلام کے
 آزادی کے واسطے وکیل کیا تو طلاق یا عتاق دونوں کا جب تک کہ مجمع نہ ہو جائز نہیں ہو لہذا فی النہایہ۔ اگر طلاق کے واسطے
 دو شخصوں کو وکیل کیا پھر ایک نے خلع کر لیا تو جائز نہیں ہو اور اگر بدل خلع معین کر دیا ہو تو بھی ایسا ہی ہو لہذا فی الذخیرہ۔ اسی
 طرح اگر ایک نے خلع کیا اور دوسرے نے اجازت دیدی تو بھی جائز نہیں ہو جب تک کہ وہ ملکہ نہ کہے کہ میں نے اس عورت سے خلع
 کیا لہذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اکیسے سائل میں قاعدہ یہ ہو کہ جس تصرف میں رے کی احتیاج ہو اگر اس میں دو شخصوں کو وکیل
 کیا اور ایک نے وہ کام کیا دوسرے نے نہ کیا تو جائز نہیں ہو اور جس تصرف میں رے کی ضرورت نہیں ہو اس میں ایک کے
 تصرف سے بدون دوسرے کے جواز ہو جائیگا۔ اگر اپنی عورت کا کام دو شخصوں کے ہاتھ میں دیا یعنی اسکو طلاق دین
 یا نہ دین پس فقط ایک نے طلاق دی تو جائز نہیں ہو اگر دو شخصوں کو ہزار درہم ضمانت کسی شخص کو دینے کے واسطے
 کیا اور ہزار درہم دونوں کو دیدے پس ایک نے بدون دوسرے کے وہ درہم اس شخص کو دیدے تو قیاس چاہتا ہو کہ زندہ
 بھرے اور تنہا نامنہاں نہ ہوگا اور اگر دونوں وکیلوں نے کسی کو اس واسطے وکیل کیا کہ جسکو مالک کے کہا ہو اسکو یہ دہر دیدے
 اسنے دیدے تو قیاس چاہتا ہو کہ دونوں ضامن ہوں اور تنہا ضامن نہ ہوں گے کیونکہ جو شخص اس مال پر قبضہ کرنے کے
 واسطے مالک کی طرف سے بیان کیا گیا تھا اسکو مال پہنچ گیا یا محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دو شخصوں کو اپنا قرضہ غلامان
 شخص سے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور موکل غائب ہو گیا اور ایک وکیل بھی غائب ہو گیا پھر دوسرا وکیل جو حاضر ہو
 قرضدار سے پاس آیا اور قرضدار نے قرض کا اقرار کیا مگر وکالت سے انکار کیا پس وکیل نے گواہ سنائے کہ اس شخص کو
 غلامان شخص نے اپنا قرضہ وصول کرنے کے واسطے جو اس معاملہ پر ہو وکیل کیا ہو تو قاضی دونوں وکالت کا حکم دیدیگا
 جسے کہ اگر غائب وکیل آوے تو اسکو اپنی وکالت کے واسطے دوبارہ گواہ سنائے کی ضرورت نہوگی لہذا فی الذخیرہ۔ اگر دو شخص
 کو ایک قرض کے دعویٰ میں خصوصیت کرنے اور قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا تو ہر ایک کو بدون دوسرے کی خصوصیت کا جہت
 ہو۔ لیکن ایک بدون دوسرے کے قبضہ نہ کرے گا پس اگر ایک نے قبضہ کیا تو قرضدار بری نہوگا جب تک دوسرے وکیل
 کے ہاتھ میں بھی یا موکل کے پاس نہ پہنچی لہذا فی الحادی نوادر بن ناصر میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ ایک شخص
 ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اس میں خصوصیت کے واسطے دو شخصوں کو اور اس پر قبضہ کرنے کے
 واسطے وکیل کیا پس دونوں نے خاصہ کیا پھر ایک وکیل کہ گیا تو امام رحمہ نے فرمایا کہ میں زندہ وکیل سے کھڑے رہا
 میں گواہ قبول کروں گا اور موکل کی ڈگری کروں گا لیکن کھڑے قبضہ میں دینے کا حکم نہ دوں گا بلکہ وہ وکیل کے

طرف سے ایک وکیل اس وکیل کے ساتھ مقرر کر کے دونوں کے قبضہ میں گھر سے کر نیکا حکم دوں گا۔ اسی طرح اگر ایک ہی وکیل مقرر ہوا ہو اور اسے گواہ سناے اور میں نے موکل کی ڈگری کر دی پھر وہ وکیل مر گیا تو اس کی طرف سے ایک وکیل مقرر کر کے دعا علیہ کو حکم دوں گا کہ گھر اس کے قبضہ میں رہے اور دعا علیہ غاصب کے ماتحت میں پھوڑوٹکا کذا فی الذخیرہ۔ اگر دو شخصوں کو بیع کے واسطے وکیل کیا اور ایک انہیں غلام بھجور ہی تو اکیلا دوسرا بیع نہیں کر سکتا ہو کیونکہ موکل ایک کی بلے پر رہی نہیں ہو پس اگر ایک وکیل مر گیا اس کی عقل باقی رہی تو دوسرا اس کو فروخت نہیں کر سکتا ہو۔ اگر دو شخصوں کو ایک غلام فروخت کر سنے یا خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس ایک نے بدون دوسرے کے یہ کام کیا تو جائز نہیں ہو جب تک کہ موکل یا دوسرا وکیل اجازت نہ دے خواہ دایم مقرر کر دیے ہوں یا نہ مقرر کیے ہوں اور خواہ دوسرا وکیل غائب ہو یا حاضر ہو وکیلین خرید اور فروخت میں ایک فرق یہ ہے کہ اگر وکیل نے خرید اور خریداری اسکے ذمہ ملا تو فقہ پڑ جائی خلاف بیع کے کہ یہ موکل یا دوسرا وکیل کی اجازت پر موقوف رہیگی۔ اسی طرح مکان تک کہ دینے یا مال لیکر آزاد کر دینے کے دونوں وکیلوں میں اگر ایک نے کام کیا دوسرے نے نہ کیا تو جائز نہیں ہو جب تک کہ موکل یا دوسرا وکیل اجازت نہ دے۔ اور اگر کسی کچھ چاہے کیا اور اس کی سپرد کرنے کے واسطے دو وکیل کیے اور ایک نے بدون دوسرے کے سپرد کیا تو بی بیع ہو گیا اور اگر اسے قرض کے واسطے دو وکیل کیے اور قرض اٹکودید یا پھر ایک نے بدون دوسرے کے قرض ادا کیا تو جائز یہی ہے سراج الوہاج میں ہے۔ ایک شخص نے دو شخصوں کو وکیل کیا کہ میری دونوں عورتوں کو اس قدر مال پر خلع کرادو یا میرے دونوں غلاموں کو اس قدر دامنوں پر فروخت کر دو پھر دونوں نے ایک عورت سے خلع کیا یا ایک غلام کو ثمن معلوم پر فروخت کیا تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر دو شخصوں کو وکیل کیا کہ دونوں یہ مال معین ہے کر دو اور موہوب لہ کو متعین نہ کیا تو سب کے نزدیک ایک منفرد ہو سکتا ہو کذا فی البحر الرائق۔ بہن کے دو وکیلوں میں سے ایک منفرد نہیں ہو سکتا ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر دو وکیلوں کو کوئی گھریا زمین اجارے پر لینے کے واسطے وکیل کیا پس ایک نے اجارے پر لیا تو یہ عقد اسی کے لیے ہوا اور اگر اسے موکل کو دیا تو دست بدست دونوں میں از سر نو اجارہ منعقد ہوا کذا فی المحیط۔ اگر دو شخصوں کو اپنی ودیعت پر قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا پس ایک نے بدون دوسرے کے قبضہ کیا تو وہ ضامن رہی اور اگر دونوں نے ایک ساتھ قبضہ کیا تو جائز ہو اور ہر ایک کو دوسرے کے پاس ودیعت رکھ دینے کا اختیار ہو اور دونوں کو ضمیمہ کر کے ایک کے عیال کے پاس ودیعت رکھ دینے کذا فی الحاوی۔ ایک شخص نے دو شخصوں سے کہا کہ میں نے دونوں میں سے ایک کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی نہرا درم کو خریدے پس ایک نے خریدی پھر دوسرے نے خریدی تو دوسرا اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہو گا اور اگر دونوں نے ایک ہی وقت میں موکل کے واسطے باندی خریدی تو دونوں کی دونوں باندی موکل کی ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی شخص کو اپنا غلام چھپنے کے واسطے وکیل کیا اور دوسرے کو بھی اسی غلام کے چھپنے کے واسطے وکیل کیا پس اسے ایک شخص کے ماتحت بیچا اور دوسرے نے دوسرے کے ماتحت بیچا پس اگر پہلا مشتری معلوم ہو تو غلام اسی کا ہو گا اور اگر اول نہ معلوم ہو تو ہر ایک کو آدھا غلام ملیگا اور آدھے دایم دینے پڑیں گے اور ہر ایک اس سے خدمت لے گا اور اگر غلام کسی ایک وکیل کے قبضہ میں ہو یا موکل کے قبضہ میں ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر کسی مشتری کے قبضہ میں ہو تو وہ اسے شمار ہو گا اور اسی کو ملیگا ولیکن اگر دوسرے مشتری نے اپنے خریدنے کی تاریخ اس سے پہلے لکھی دکھائی تو ایسا نہیں ہو اور ایک یہ صوت

ہو سکتی ہو کہ ایک وکیل نے ایک شخص کے ہاتھ اور خود موکل نے کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا یا ایک ہی وکیل
تھا اپنے ایک کے ہاتھ اور موکل نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور یہ صورت کتاب میں نہیں مذکور نہیں ہو اور شک
نہیں ہو کہ اگر اول معلوم ہو تو دوسری اسے ہوگا اور اگر سواہم ہو تو جس پر سے اسے عظیم سے رویت کی کہ موکل کی
بیع اسے ہوگی اور ان ساری نے امام حرم سے رویت کی کہ غلام دونوں نے اور ان میں آزاد یا مشترک ہوگا
یہ محط میں ہو۔ اگر دو شخصوں کو ہزار درم اس واسطے دیے کہ فلاں شخص کو دیدین چھ ایک اسے اسکو دیے تو قیاساً وہ
نصف کا حصہ ہوگا لیکن اتنا حصہ ان میں نہ ہوگا کیونکہ غیر کو ال ہو چکا دین نہیں اسے کی بدولت نہیں ہو یہ مبسوط
میں ہو۔ اگر کسی شخص پہلے کہا کہ میری طرف سے یہ ہزار درم فلاں یا فلاں کو اور اگر دوسرے اسے دے اور ان میں جس کا ہوا اور دیا
تو جائز ہو کہ انی العادی ایک شخص نے دوسرے کو ایک غلام معہم کی بیع کے واسطے وکیل کیا اور اسی غلام کی بیع کے
واسطے دوسرے وکیل کیا پھر ایک نے اسکو فروخت کیا پھر دوسرے نے مشتری کے ہاتھ اس سے زیادہ دامون کو فروخت
کیا تو امام ابو بکر علی نے فرمایا کہ دوسرے کی بیع جائز ہو کیونکہ پہلے کے فروخت کرنے سے دوسرا وکالت سے خارج
نہیں ہوا اور دوسرے کی بیع اسی مشتری کے ہاتھ پہلی بیع کے واسطے فسخ بھی نہیں ہو تاکہ جائز ہو یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہو۔ اگر دو شخصوں کو دو غلاموں کو ہزار درم میں فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا پس ایک نے
ایک غلام چار سو درم کو چاہا پس اگر یہ دام ہزار درم میں سے اس غلام کا حصہ ہو تو جائز ہو کیونکہ دونوں غلاموں
کے جدا بیچنے میں موکل کا ضرر نہ ہو اسی طرح اگر ایک حصہ سے زیادہ دامون کو بیچا تب بھی موکل کا نفع ہو اور اگر
کہ دامون کو دیا تو جائز نہیں۔ اور کتاب میں مذکور ہو کہ تھوڑا اور بہت نقصان یکساں ہو اور یہ امام اعظم رحم
کا قول ہو اور صاحبین کے نزدیک اگر نقصان خفیف ہو تو جائز ہو اور اگر زیادہ ہو تو جائز نہیں ہو یہ مبسوط میں ہو۔ دو
شخصوں کو دین کرنے کے واسطے وکیل کیا اور حکم دیا کہ مرنے کو رہن کی بیع کے واسطے قابو دیدین پس دونوں نے
رہن کیا اور ایک نے مرہن کو بیع کے واسطے اختیار دیا تو مرہن کو بیع کا اختیار حاصل نہوگا کیونکہ ایک اسکی بیع کا
اختیار علیہ نہیں رکھتا ہو تو دوسرے کو بھی بیع کا اختیار نہیں دے سکتا ہو پس اگر دونوں نے کہا کہ فلاں شخص
مجھے قرضی مانگتا ہو اور دونوں نے اسکو مرہن دیدیا پھر ایک نے کہا کہ یہ کو مجھے قرضی دالے نے حکم دیا تھا کہ ہم مرہن
کو بیع کا اختیار دیدین اور دوسرا نا مویش یا تو مرہن کو اختیار حاصل ہو جائیگا کیونکہ ایک اپنی بیع کے واسطے منفرد
ہو سکتا ہو تو بیع کا اختیار دیدینے پر بھی مقرر ہو سکتا ہو یہ فیض مشتری میں ہو

نواں باب۔ ان صورتوں کے بیان میں جسے وکیل وکالت سے باہر ہو جاتا ہو از اجملہ یہ ہو کہ جس امر کے واسطے
وکیل کیا تھا اس میں وکیل کے تصرف سے پہلے خود موکل تصرف کرے مثلاً اپنا غلام بیچنے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے
خود بیچا یا دیکر دیا یا مکاتب کر دیا تو وکیل وکالت سے خارج ہوا اسی طرح اگر کہیں استحقاق ثابت ہوا یا پہلی آزاد ہو
تو یہی وکالت سے خارج ہو کہ انی العادی۔ اور اگر بیع کے واسطے وکیل کیا پھر غلام یا باندی کو بہہ یا صدقہ کیا یا اس سے
وطن کی اور ارام دل بنایا تو وکیل وکالت سے خارج ہوا اور اگر وطن کی اور ارام دل نہ بنایا یا خدمت لی یا تجارت کی اجازت
دی تو وکالت بہ بانی ہو اور اگر مرہن کیا یا کرایہ دیکر سپرد کیا یا غلام یا باندی کو بہہ یا صدقہ کیا یا اس سے
یا وکیل نے غلام فروخت کیا پھر سبب عیب کے حکم قاضی واپس دیا گیا تو وکیل اسکو فروخت کر سکتا ہو اور اگر موکل نے

فروخت کیا اور اپنے واسطے تین روڑی خیار کی شرط کی پھر مع توڑ دی تو وکیل فروخت کر سکتا ہو اگرچہ موکل واپس کر لیا
 بخیر ہو جبکہ خیار اسکے واسطے ہو کذا فی الحقیقہ۔ اگر اپنے غلام کو تیار کر کے یا مکان پر لیا گیا پھر مالک نے اسکو
 فروخت کر دیا تو وکیل وکالت سے خارج ہو گیا پھر اگر وہ غلام مالک کی ملک میں آ گیا پھر اگر وہ ایسے سبب سے آیا جو
 اصل سے بیع کے واسطے منسوخ ہو تو اسکی وکیل بھی ملک خود کو آئی پس وکیل بھی اپنی وکالت پر ہر دو اگر ایسے سبب سے
 اسکی ملک یا زمین یا جو از سر نو ملکیت پیدا کرئی ہو جیسے بعد قبضہ کے بدوون حکم قاضی کے عیب کی وجہ سے واپس لیا یا
 اقلہ یا میراث کی وجہ سے ملا تو وکالت خود نہ کر لیں۔ اور اگر اہل حرم نے اسکو قید کیا اور اپنی ملک میں لے گئے پھر
 موکل نے اسکو خریدا اور از سر نو ملکیت حاصل ہوئی تو وکالت خود نہ کر لیں اور اگر اہل حرم نے خریدنے والے سے لیا یا اس شخص
 سے لیا جسکے حصہ میں مال غنیمت میں آیا تھا تو قبضہ ادا کر دیا تو وکیل اپنی وکالت پر رہتا۔ اور اگر اپنی بائذی آدا کر دے
 کے واسطے وکیل لیا پھر اسکو مالک نے تیار کیا پھر دوسرے کو تیار کر دیا تو وکیل اپنی وکالت پر رہتا۔ اور اگر اپنی بائذی آدا کر دے
 تو اسکو وکیل کا آدا کر ناجائز ہو گا یہ سبب میں ہو۔ اگر اپنا غلام بہہ کر دے کے واسطے وکیل لیا پھر موکل نے خود بہہ
 کر دیا پھر بہہ سے رجوع کر لیا تو وکالت خود نہ کر لیں کیونکہ وہ اسکو خریدنے کا اختیار نہیں ہو۔ اسی طرح اگر کسی چیز کی
 خریداری کے واسطے وکیل کیا اور خود خریدی تو جو ایسا ہی ہو یہ جائع میں ہو۔ اگر کسی زمین کو بیہودوں کے خریدنے یا
 فروخت کر لیا وکیل کیا پھر وہ آگیا اسکو بنا ڈالے گئے تو وکالت سے نکل گیا کذا فی الخلافہ لہر کسی دارمجن کے خریدنے یا
 کے واسطے وکیل کیا اگر وہ پھر پٹ زمین تھی پھر اسے عمارت بنائی گئی پھر وکیل نے اسکو خریدا تو جائز نہیں ہو اور اگر عمارت
 بنی ہوئی تھی زمین ایک دو بار خریدائی گئی یا کچھ کچھ لکائی گئی اور وکیل نے خریدی تو موکل کے ذمہ پڑ گیا اسی
 طرح بیع کی وکالت میں بھی یہ حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ میرے واسطے یہ پھر زمین یا بہ قرح خرید دے یا کہا کہ فروخت
 کر دے پھر زمین خراب سے دشت یا اور دشت لگا کے گئے یا دار یا حمام یا حاتوت بنا لی یا باغ بہار دیواری کا کر دیا
 گیا تو اسکی قیمت و فروخت موکل کے ذمہ نہیں پڑے گی اسی طرح اگر بیہودوں کی بھرتی یا انکو دے تاک لگائے گئے تو بھی یہی
 حکم ہو یہ سبب میں نہیں لکھا ہو۔ اگر کسی کو مال اس واسطے دیا کہ میرا غرض ادا کر دے پھر موکل نے خود ادا کر دیا پھر وکیل نے
 ادا کیا پس اگر وکیل کو موکل کے فعل کی خبر نہ تھی تو ضامن ہو گا اور موکل تو ضواہ سے وہ مال جو وکیل نے دیا جو پھر
 لگا اور اگر خبر تھی تو ضامن ہو گا اور خبر نہ ہونے میں قسم کے ساتھ وکیل کا قول لیا جائیگا کذا فی اتحادی۔ اگر اپنا
 غلام مکان کر دے کے واسطے وکیل کیا اسنے مکان کر دیا پھر وہ عاجز ہو کر غلام ہو گیا تو وکیل کو دوبارہ مکان کر لینا
 اختیار نہیں ہو۔ اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کر دینے کا وکیل کیا اسنے ایک عورت سے نکاح کر دیا پھر موکل
 نے اسکو بائن کر دیا تو وکیل دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر موکل نے اس عورت کی مان یا ذات
 رحم محرم سے نکاح کر لیا یا اسکی سوا سے چار عورتوں سے نکاح کر لیا تو وکیل معزول ہو گیا کذا فی الخلافہ۔ اگر انبی عورت
 کو خلع کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر اسکو خود خلع دیدیا یا خلیعہ کر دیا تو وکیل معزول ہو گیا کیونکہ وہ خلع کا فعل نہیں ہے
 کذا فی البدائع۔ اگر کسی خاص عورت سے نکاح کر دینے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے خود اس عورت سے نکاح
 کر لیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر وکیل نے اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو جائز نہیں ہو ایک عورت نے کسی کو اپنا نکاح
 کر دینے کے واسطے وکیل کیا پھر عورت نے خود ہی نکاح کر لیا تو وکیل وکالت سے نکل گیا خواہ اسکو خبر ہو یا نہ ہو

اگر کسی چیز کی خریداری کے واسطے وکیل کیا اور خود خریدی تو جو ایسا ہی ہو یہ جائع میں ہو۔ اگر کسی زمین کو بیہودوں کے خریدنے یا فروخت کر لیا وکیل کیا پھر وہ آگیا اسکو بنا ڈالے گئے تو وکالت سے نکل گیا کذا فی الخلافہ لہر کسی دارمجن کے خریدنے یا کے واسطے وکیل کیا اگر وہ پھر پٹ زمین تھی پھر اسے عمارت بنائی گئی پھر وکیل نے اسکو خریدا تو جائز نہیں ہو اور اگر عمارت بنی ہوئی تھی زمین ایک دو بار خریدائی گئی یا کچھ کچھ لکائی گئی اور وکیل نے خریدی تو موکل کے ذمہ پڑ گیا اسی طرح بیع کی وکالت میں بھی یہ حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ میرے واسطے یہ پھر زمین یا بہ قرح خرید دے یا کہا کہ فروخت کر دے پھر زمین خراب سے دشت یا اور دشت لگا کے گئے یا دار یا حمام یا حاتوت بنا لی یا باغ بہار دیواری کا کر دیا گیا تو اسکی قیمت و فروخت موکل کے ذمہ نہیں پڑے گی اسی طرح اگر بیہودوں کی بھرتی یا انکو دے تاک لگائے گئے تو بھی یہی حکم ہو یہ سبب میں نہیں لکھا ہو۔ اگر کسی کو مال اس واسطے دیا کہ میرا غرض ادا کر دے پھر موکل نے خود ادا کر دیا پھر وکیل نے ادا کیا پس اگر وکیل کو موکل کے فعل کی خبر نہ تھی تو ضامن ہو گا اور موکل تو ضواہ سے وہ مال جو وکیل نے دیا جو پھر لگا اور اگر خبر تھی تو ضامن ہو گا اور خبر نہ ہونے میں قسم کے ساتھ وکیل کا قول لیا جائیگا کذا فی اتحادی۔ اگر اپنا غلام مکان کر دے کے واسطے وکیل کیا اسنے مکان کر دیا پھر وہ عاجز ہو کر غلام ہو گیا تو وکیل کو دوبارہ مکان کر لینا اختیار نہیں ہو۔ اسی طرح اگر ایک عورت سے نکاح کر دینے کا وکیل کیا اسنے ایک عورت سے نکاح کر دیا پھر موکل نے اسکو بائن کر دیا تو وکیل دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا یہ بدائع میں ہو۔ اور اگر موکل نے اس عورت کی مان یا ذات رحم محرم سے نکاح کر لیا یا اسکی سوا سے چار عورتوں سے نکاح کر لیا تو وکیل معزول ہو گیا کذا فی الخلافہ۔ اگر انبی عورت کو خلع کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر اسکو خود خلع دیدیا یا خلیعہ کر دیا تو وکیل معزول ہو گیا کیونکہ وہ خلع کا فعل نہیں ہے کذا فی البدائع۔ اگر کسی خاص عورت سے نکاح کر دینے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے خود اس عورت سے نکاح کر لیا پھر اسکو طلاق دیدی پھر وکیل نے اسکے ساتھ نکاح کر دیا تو جائز نہیں ہو ایک عورت نے کسی کو اپنا نکاح کر دینے کے واسطے وکیل کیا پھر عورت نے خود ہی نکاح کر لیا تو وکیل وکالت سے نکل گیا خواہ اسکو خبر ہو یا نہ ہو

لذاتی المحیط ایک شخص کو اپنی عورت کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا پھر موکل نے اپنی عورت کو بائن یا رجعی طلاق دی اور اسکی عدت گذر گئی پھر وکیل نے طلاق دی تو واقعہ نہوگی۔ اسی طرح اگر اسکے بعد پھر موکل نے اس سے نکاح کیا تو وکیل اسکو طلاق نہیں دے سکتا ہو۔ اور اگر موکل نے بعد توکیل کے ایک طلاق دی پھر عدت میں وکیل نے اسکو طلاق دی تو طلاق پڑ جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر اپنی عورت کو طلاق دینے کے واسطے وکیل کیا پھر خود اس سے خلع کر لیا تو جب تک وہ عدت میں ہو وکیل کی طلاق اسپر چارنگی کیونکہ شوہر کی طلاق اس حالت میں اسپر واقع ہو سکتی ہو پس وکیل اپنی نکاحات پر باقی ہو یہ تمیز میں ہے۔ اگر کسی کو رہن کے واسطے وکیل کیا پھر خود رہی رہن کیا پھر فک رہن کر لیا تو وکیل رہن نہیں کر سکتا جو اور اگر ایک دوسرے شخص کو رہن کے واسطے وکیل کیا اور پہلے وکیل نے رہن کر دیا ہو پھر اسے فک رہن کیا تو دوسرا رہن کر سکتا ہو۔ کیونکہ جب اسے پہلے وکیل کے رہن کے بعد وکیل کیا تو یہ دلیل ہو کہ بعد لاشکاک رہن کے اسکو رہن کا اختیار ہو خلاف اسکے کہ اگر دوسرے کو پہلے کے رہن کرنے سے پہلے وکیل کیا پھر پہلے وکیل نے رہن کر لیا کیونکہ اس صورت میں دوسرے کو رہن کرنے کی اجازت فی الحال چال ہوئی تو گویا رہن کے واسطے دو وکیل ہوئے ہوں جن نے رہن کر دیا جائے یہ محیط شرعی میں ہو۔ اور اسے زکوٰۃ کے وکیل نے اگر موکل کے خود ادا کر دینے کے بعد ادا کی تو اہم و عظم کے نزدیک ضامن ہو گا خواہ اسکو موکل کا ادا کر دینا معلوم ہو یا نہ معلوم ہو اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر معلوم ہو تو ضامن ہو گا ورنہ نہیں یہ محیط میں ہو۔ از اینجا خود موکل کے معزول کرنے سے معزول ہو جانا ہو اور غزل کے صحیح ہونے کی دو نظریں ہیں ایک یہ ہو کہ وکیل کو اسکا علم ہو جاوے کیونکہ معزول کو نایک عقد کا فسخ کرنا ہو پس مثل فسخ کے اسکا حکم ہون علم کے ثابت ہو گا پس اگر وکیل کی موجودگی میں اسکو معزول کیا تو صحیح ہو اور اگر غائب ہو اور اسکو ایک خط لکھ بھیجا اور وہ خط اسکو پہنچا اور اسکے مضمون سے وقف ہو تو معزول ہو گیا اسی طرح اگر ایک ایسی چیز ہو جس نے پیغام معزولی پہنچا دیا کہ فلاں شخص نے مجھے تم سے بائیں بھیجا ہو کہتا ہو کہ میں نے تجھے نکاح سے معزول کیا تو معزول ہو جائیگا خواہ ایچی عادل ہو یا غیر عادل آزاد ہو یا غلام مسخیر ہو یا کبیر ہو بشرطیکہ پیغام اسی طور سے پہنچا دے جیسا ہم نے بیان کیا اور خط یا ایچی نہ بھیجا دیکھن وکیل کو دو خصوصوں نے خواہ عادل ہوں یا غیر عادل یا ایک شخص نے یہ خبر دی کہ تو معزول ہو گیا تو بالاتفاق معزول ہو جائیگا خواہ وکیل نے اسکی تصدیق کی ہو یا نہ کی ہو بشرطیکہ یہ خبر سچی ثابت ہو کیونکہ ایک شخص کی خبر معاملات میں قبول ہوتی ہو اگرچہ عادل ہو۔ اور اگر ایک شخص غیر عادل نے اسکو خبر دی پس اگر اسے تصدیق کی تو بالاتفاق معزول ہو گا اور اگر تکذیب کی تو معزول ہو گا اگرچہ خبر کا صدق ہو یا ظاہر ہو اور یہ امام اعظم کا قول ہے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر خبر کا صدق ظاہر ہو تو معزول ہو گا اگرچہ تکذیب کی ہو اور اگر موکل نے اسکو معزول کیا اور اسکی معزولی پر گواہ کر لیا اور اسکو برطرف کرنے کی خبر کسی نے نہ دی تو معزول ہو گا اور بعد معزول ہونے کے خبر پہنچنے سے پہلے اسکا تصرف ویسا ہی جائز ہو گا جیسا معزول ہونے سے پہلے جائز تھا کسی میں احکام میں سے فرق نہوگا۔ دوسری شرط یہ ہو کہ نکاحات سے دوسرے کا حق متعلق نہو اور اگر دوسرے کا حق متعلق ہو تو بعد جحد اسکی ضمانت دے کے اسکا معزول کرنا صحیح نہیں ہو چنانچہ اگر مدعا علیہ نے مدعی کی درخواست سے ایک شخص کو ایچی خصوصت کے واسطے وکیل کیا پھر مردوں مدعی کی موجودگی کے اسکو معزول کیا تو معزول نہو گا بعد ازین میں جو ایک شخص کو اپنا غلام پیچھے کے واسطے وکیل کیا پھر اسکو نکاحات سے باہر کیا اور اسکو معلوم نہیں ہوا پس اسے غلام و خدمت کیا اور اسے برقیہ نہ کر لیا اور وہ اسکے ماتحت میں تلف ہو گیا اور غلام بھی سپرد کرنے سے پہلے اسی کے پاس مر گیا تو

مشتری کو اختیار نہ کہ نہیں وکیل سے کیوں اور وکیل کو اختیار ہو کہ موکل سے کیوں۔ اسی طرح اگر مالک غلام نے
 اسکو مبراہ کاغذ یا بیچ کیا، اور وکیل کو معلوم ہو۔ اسی طرح اگر زمین استحقاق ثابت ہو یا ظاہر ہو کہ وہ اصلی آزاد ہو
 تو بھی یہی حکم ہے یہ حاوی میں ہے۔ ایک شخص کو اپنی کسی ہال میں بیٹے کے فروخت کے واسطے وکیل کیا پھر اسکو وکالت سے
 باہر کرنا چاہا تو اسکو اختیار نہ ہو کہ اس صورت میں اختیار نہ ہو گا کہ اس سے وکیل کا حق منقطع ہو مثلاً اسکو حکم دیا کہ یہ
 مال فروخت کر کے اسکے دامولہ سے اپنا فرض لے لے گا فی الزخیرہ۔ اگر شخص نے بغیر حاضری میں وکیل معزول ہو پس
 یا یہ وکیل طالب کا تھا تو معزول کرنا صحیح ہو اگرچہ مطلوب حاضری یا مطلوب کا وکیل تھا پس یا تو وکیل بدوین کسی کے
 التماس کے بغیر اور اس صورت میں بھی معزول کرنا صحیح ہو اگرچہ طالب غائب ہو یا قاضی یا طالب کے التماس سے بھی
 پس اس صورت میں اگر وکیل کے وقت وکیل غائب تھا اور اسکو توکیل کی خبر نہ ہو تو ہر حال میں اسکا معزول کر دینا صحیح ہے
 اور اگر وکیل حاضری یا غائب تھا مگر اسکو توکیل کا علم ہوا اور اسنے رد نہ کیا پس اگر طالب کے التماس سے یہ توکیل تھی
 تو اسکی غیبت میں معزول کرنا صحیح نہیں ہو اور اسکی موجودگی میں صحیح ہو خواہ وہ خوش ہو یا ناخوش ہو اور اگر قاضی
 کے التماس سے توکیل تھی اور طالب غائب تھا تو قاضی کے سامنے اسکا معزول کرنا صحیح ہو اگرچہ طالب غائب ہو اور
 اگر طالب کے سامنے معزول کیا تو صحیح نہیں ہو۔ ایک شخص نے سفر کا ارادہ کیا اسکی عورت نے کہا کہ
 اگر تو خاوان مدت تک نہ آوے تو میری طلاق کے واسطے کسی کو وکیل مقرر کر دے کہ مجھے اسوقت ہم طلاق دیجے
 گئے ایسا ہی کیا پھر گئے وکیل کو لکھا کہ میں نے تجھے وکالت سے خارج کر دیا تو ظہیر بن یحییٰ نے فرمایا کہ معزول کرنا
 صحیح ہو اور محمد بن سلمہ نے فرمایا کہ معزول کرنا صحیح نہیں ہو یہ محیط شریعی میں ہو یا انجملہ موکل کے مرمانے سے معزول
 ہو جاتا ہو کیونکہ وکیل موکل کے حکم سے تھی اور مرمانے سے حکم دینے کی اہلیت باقی نہ رہی پس وکالت باطل ہو گئی خواہ
 وکیل کو اسنے مرنے کی خبر ہو یا نہ ہو بدائع میں ہو۔ اور اگر طالب مر گیا اور طالب کے مرنے کی خبر مطلوب کو نہ ہوئی اسنے وکیل کو لکھ
 دیا یا تو بری ہو گا اور اسکو واپس کر لینے کا اختیار ہو اور اگر وکیل کے مرنے کے خبر تھی تو وکیل سے ضمان نہیں لے سکتا ہو
 اگر اسنے پاس ضمانت ہو جائے گا فی الخلافہ وکیل نے بطور ربع الوفا کے فروخت کیا پھر اسکو موکل مر گیا تو اسنے مرنے سے
 وکیل معزول ہو گا کہ فی الحجر الرائق۔ ایک شخص پر دعویٰ کیا گیا کہ اسنے سرزمین خریدی ہو اسنے ایک شخص کو صلح کے واسطے
 وکیل کیا پھر موکل مر گیا تو وکالت باطل ہو گئی پس وکیل نے صلح کی اور اپنے مال سے ضمانت دی تو خاصہ وکیل پر صلح ہوئی
 اور اگر موکل نہ مرا اور طالب مر گیا اور وکیل نے طالب کے وارثوں سے صلح کی تو جائز ہو کیونکہ طالب کے وارث بچاے اسنے
 قائم ہوئی مطالبہ کر سکتے ہیں کہ ذاتی السبوط راز انجملہ موکل کا جنون ہو جانا وکالت کو باطل کرتا ہو بشرطیکہ جنون مطلق
 ہو کیونکہ اس سے اہلیت حکم باقی نہیں رہتی ہو کہ ذاتی البدائع اور جنون مطلق امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ایک مہینہ ہو اور
 امام محمد رحمہ کے نزدیک ایک سال کامل ہو اور یہی صحیح ہو کہ ذاتی الکافی اور شائع نے فرمایا کہ جنون مطلق کا جو حکم ذکر کیا وہ
 ایسی وکالت کے حق میں محمول کیا جاتا ہو کہ جلازمی ہو کہ ہر ساعت موکل اسکو معزول کر سکتا ہو جیسے طالب کی طرف سے
 وکیل خصوصیت ہوتا ہو اور اگر وکالت لازماً ہو کہ موکل ہر ساعت اسکو معزول نہ کر سکتا ہو مثل عدل کے کہ بیع میں پرسلط ہو
 اور سلطہ کرنا عقد میں میں مشروط ہو تو موکل کے جنون کی وجہ سے وکیل معزول ہو گا اگرچہ جنون مطلق ہو اور اگر وکیل کو جنون
 مطلق ہوا اور ایسا ہو گیا کہ نیابت اور خرید و فروخت کو نہیں سمجھتا ہو تو وکالت سے باہر ہو جائیگا حتیٰ کہ اگر اس حالت میں خرید

فتاویٰ عالمگیری جلد سوم
 و فروخت کی تو جائز نہیں ہو اور اگر ایسی حالت ہو کہ نیابت و خرید و فروخت سمجھنا ہی تو وکیل باقی نہ رہا اور مغرول نہ ہوگا پس
 اگر خرید و فروخت کی تو اصل میں مذکور ہو کہ جائز ہی اور شائع نے فرمایا کہ جو اصل میں مذکور ہو وہ ایسی صورت میں گمان کیا جائے کہ
 کہ جب موکل اس سے راہی ہو اور اگر موکل پسند نہ کرے تو اسکا نصیب موکل پر نافذ ہوگا کذا فی المیطہ۔ از انجملہ موکل کا مرتد ہو کر
 دار الحرب میں جا ملنا وکیل کو وکالت سے خارج کرنا ہی اور یہ امام عظیم کے نزدیک ہی اور صاحبین کے نزدیک نہیں خارج
 کرتا ہی۔ اور اگر موکل عورت ہو۔ اور مرتد ہو گئی تو وکیل اپنی وکالت پر بے پناہ تک کہ عورت مرتد جائے یا دار الحرب میں چلی جائے
 اور یہ بالا جامع ہی کیونکہ عورت کا مرتد ہونا مانع نفاذ تصرف نہیں ہے یہ بدائع میں ہی۔ اگر وکیل نے کہا کہ یہ فعل میں نے اس
 عورت کی حیات میں کیا ہی تو خرید و فروخت و تقاضاے قرض و ادائے قرض وغیرہ کے ایسی چیزوں میں جو تلف ہو چکی ہیں
 اسکی تصدیق کیا جائیگی اور جو عین قائم ہو اس میں اسکی تصدیق ہوگی اور اگر کہا کہ میں نے اس عورت کا قرض فلاں شخص سے
 وصول کیا تو بدوین کو اہوں کے اسکی تصدیق ہوگی اگرچہ بعینہ قائم ہو یہ حاوی ہیں ہی۔ اور اگر کہا کہ مجھے جو مال فلاں عورت
 نے دیا اسکو میں نے وصول کیا اور موکل عورت تھے اسکو اسکا حکم کیا تھا تو اسکی تصدیق کیا جائیگی بشرطیکہ مال بعینہ قائم ہو یہ مبسوط
 میں ہی۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ اس عورت سے میرا نکاح کرادے پھر وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں جا لی پھر قید ہو کر اسلام لائی
 پھر وکیل نے موکل سے اسکا نکاح کرادیا تو جائز ہی یہ قاضی خان میں ہی۔ اگر ایک شخص کو دو شخصوں نے وکیل کیا
 کہ ہم دونوں کے واسطے فلاں باندی خریدے پھر دونوں میں سے ایک مرتد ہو کر دار الحرب میں جا لی پھر وکیل نے وہ
 باندی خریدی تو وکیل کے ذمہ آدمی اور آدمی دوسرے موکل کے ذمہ بیگنی اگر مرتد کے وارثوں نے کہا کہ تو نے ہماری
 مورث کے مرتد ہونے سے پہلے خریدی ہی اور وکیل نے انکی تکذیب کی تو قسم لیکر اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر وکیل نے
 مرتد کا مال بائع کو دیا ہو تو وارثوں کا قول لیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ کئے تو وارثوں کے گواہ مقبول ہونگے
 اور اگر وکیل نے کہا کہ میں نے باندی مرتد کے دار الحرب میں جاٹے سے پہلے خریدی ہی اور وارثوں نے تکذیب کی تو وارثوں
 کا قول لیا جائیگا بشرطیکہ مال وکیل کو دیا گیا ہو اور وہ مال بعینہ اسکے یا دوسرے کے ہاتھ میں قائم نہ ہو اور اگر مال
 نہیں دیا گیا ہو تو وارثوں کا قول لیا جائیگا اگر وہ مال بعینہ وکیل یا بائع کے پاس قائم ہو یہ مبسوط میں لکھا ہے از انجملہ
 موکل کے عاجز یا مجبور ہو جانے سے وکیل مغرول ہوتا ہی مثلاً مکاتبے کسی کو وکیل کیا پھر وہ عاجز ہو گیا یا مازوں سے
 کسی کو وکیل کیا پھر وہ مجبور ہو گیا تو وکالت باطل ہو گئی کذا فی البدائع۔ اگر مکاتبے کسی کو وکیل کیا پھر وہ عاجز ہو گیا یا
 مازوں نے وکیل کیا پھر مجبور ہوا تو وکالت باطل ہو گئی خواہ وکیل کو خبر ہو یا نہ ہو اور مستضعف میں لکھا ہے کہ عاجز یا مجبور ہوتے
 سے عقد خرید و فروخت کے وکالت باطل ہوتی ہو اور اگر تقاضے یا ادائے قرض کا وکیل ہو تو وکالت باطل نہوگی بشرط
 الوباح میں ہی۔ از انجملہ دو شرطوں کے جدا ہو جانے سے وکالت باطل ہوتی ہی اگرچہ وکیل کو علم نہ ہو کیونکہ یہ عزل حکمی ہی اور
 عزل حکمی میں علم شرط نہیں ہے کذا فی التینین۔ از انجملہ خود وکیل کا مرجع یا جنون مطلق ہو جانا یا وکالت ہو اور اگر مرتد ہو کر دار الحرب
 میں جا ملے تو اسکا تصرف جائز نہیں ہو مگر اس صورت میں جائز ہوگا کہ مسلمان ہو کر عود کرے لیکن جب تک اسکے دار الحرب میں
 جاٹے کا حکم ہو جائے تب تک اسکا کام موقوف رہیگا اگر مسلمان ہو کر عود کرے تو گواہ مرتد نہیں ہوا اور اگر اسکے دار الحرب
 میں جاٹے کا حکم ہو گیا پھر وہ مسلمان ہو کر عود کرے تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ وکالت خود نہ کرے گی اور امام محمد نے فرمایا کہ
 عود کرے گی اور اگر وکیل مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملے پھر مسلمان ہو کر واپس آیا تو ظاہر الروایت میں وکالت خود نہ کرے گی یہ بائع

میں ہو۔ اگر کسی مسلمان نے دوسرے مسلمان کو طلاق کے واسطے وکیل کیا اور وہ مرتد ہو کر دار الحرب میں جا ملا پھر مسلمان ہو کر آیا تو اپنی وکالت پر باقی رہیگا کذا فی الجاوی اور مغضول ہونے کی صورت میں سے ایک اس غلام کا مرحا تا ہی جسکی بیع یا ہب یا دہر یا سہر یا کتاب کرنے کے واسطے مثلاً وکیل ہوا تھا کیونکہ نقل تصرف کے بلاک ہو جائے کے بعد تصرف متصور نہیں ہو سکتا ہو کذا فی الدال۔ از انجملہ جس چیز کی وکالت کے واسطے مقرر ہوا تھا متغیر ہوا تو مثلاً فلان شخص کے دخت خرماء کے کفری بیچنے کے واسطے وکیل کیا گیا پھر وہ کفری گدربا پخت یا خشک چھو با بے ہو گئے اسکا نام کفری نہ رہا بلکہ بسر یا لب یا قمر ہو گیا پس وکالت باطل ہو گئی ایسے ہی اگر بسر یا کدربا طے ہوئے تو خرید و فروخت کی وکالت باطل ہو گئی اور اگر بعض بسر یا کدربا طے ہو گئے تو خرید و فروخت کی وکالت اسی قدر باطل ہوئی لیکن اگر قلیل بسر سے رطب ہوئے مثلاً دو بائین تو وکالت کل کی باقی رہیگی اور اگر طے خشک ہو کر سر ہو جائے تو خرید و فروخت کی تمام خشا نا باطل نہوگی بخلاف غلب کے اگر وہ زریب ہو جائے تو یک حکم نہیں ہو اور چھوٹا بسر بڑا ہو جائے تو بیع و شرا کی وکالت باطل نہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر اندون کے خرید و فروخت کے واسطے وکیل ہوا پھر اس میں سے چوزے نکل جائے یا خرماء کے پورے بیچنے کے واسطے وکیل ہوا اور وہ بڑھ کر ٹمر ہو گئے یا حصہ یا قصب کی بیع کے واسطے وکیل ہوا اور وہ سرکہ یا زریب یا حصہ یا قصب یا دودھ بیچنے کے واسطے وکیل ہوا اور وہ کھن یا کھی ہو گیا تو وکیل وکالت سے خارج ہو گیا۔ ابن ساعہ رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی کہ اگر غمی کے انڈے تین۔ ذر کی شرط یا زریب فروخت کیے پھر ان میں تین دن میں انہیں سے چوزے پیدا ہوئے تو بیع باطل ہو گئی اور یہی ابن ساعہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی کہ اگر انہیں حلیب معین خریدنے کے واسطے وکیل کیا پھر وہ ترش ہو گیا پھر وکیل نے خرید انہیں موکل پر جائز نہیں ہو اور اگر حلیب کا نام نہ لیا تو جائز ہو کیونکہ دودھ اُسکو بھی کھتے ہیں قلت فرق فی الاصطلاح۔ اور اگر تازہ شیر میں دودھ بیچنے کے واسطے وکیل کیا پھر وہ ترش ہو گیا پھر فروخت کیا تو جائز ہو کیونکہ محل مقصود نہیں ہوا اسلیئے کہ مقصود بیع سے درم حاصل کرتا ہو یہ محیط شرعی میں لکھا ہو۔ اگر کسی ذمی نے دوسرے ذمی کو شرا ب معین پر قبضہ کر لیا وکیل کیا اور وہ سرکہ ہو گئی تو اُسکو قبضہ کر لیا اختیار ہو کذا فی الجاوی۔ اسی طرح اگر مسلمان نے دوسرے مسلمان کو شیرہ انگور معین پر قبضہ کر لیا وکیل کیا پھر وہ سرکہ ہو گیا تو قبضہ کر سکتا ہو اور اگر شراب ہو جائے تو اُسکا حکم کتاب میں ذکر نہیں کیا اور صحیح یہ ہو کہ قبضہ کر سکتا ہو یہ مسبوط میں ہو اگر خاص سنوؤں کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا پھر وہ کھی بار و خن زینون میں لٹھ کیے گئے یا شکر یا شہدین شیرین کیے گئے تو اسکی خریداری موکل پر جائز نہوگی اور بیچا جائز ہو اور اگر معین تاون کے خریدنے کے واسطے وکیل ہوا پھر وہ تل نمفہ یا خمر میں بسائے گئے تو خریداری موکل پر ناجائز اور بیع جائز ہو اور اگر معین سپید کھڑے کے خریداری کا وکیل کیا پھر وہ سرخ رنگا گیا تو خریداری موکل پر ناجائز اور بیع جائز ہو اسی طرح اگر سفید کو زربان سے نہ کہا لیکن اشارے سے بتایا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر تازہ تر پھلے معین خرید کرنے کے واسطے وکیل کیا پھر وہ مچلی نکلیں کی گئی تو خریداری موکل پر ناجائز اور بیع جائز ہو یہ محیط شرعی میں ہو۔ اگر غلام نے اپنے قرض کے تقاضے کے واسطے وکیل کیا پھر مالک نے اُسکو اجازت فرموا کہ فروخت کیا تو وکیل وکالت سے خارج ہو گیا خواہ اُسکو اسکا علم ہوا ہو خواہ غلام پر قرض ہوا ہو اور اگر اُس پر قرض نہ ہو تو مالک اُسکا تقاضا کرے اور اگر قرض ہو تو قاضی اُسکی طرف سے ایک وکیل تقاضے قرض کے واسطے مقرر کرے تاکہ اُس سے قرضہ ہون کا قرض ادا کرے۔ اور اگر مالک نے اُسکو

آزاد کر دیا تو دلیل ایسی دکان پر باقی رہی اسی طرح اگر فرض ہوں کی اجازت سے اسکو مکاتب کر دیا تو بھی یہی حکم ہو
اگر مکاتب نے اپنی جیسے پرتعہ کرنے کے واسطے کوئی دلیل کیا اور دلیل نے مکاتب کے عاجز ہونے یا آزاد ہونے کے بعد قبضہ
کیا تو جائز ہو گا کذا فی المبسوط۔ اگر غلام تاجر نے حرب یا فروخت وغیرہ کے واسطے دلیل کیا پھر موئے نے دلیل کو وکالت سے
خارج کیا تو یہ بھی نہیں بخیر غلام پر قرض ہو یا نہ ہو یہ حاوی ہیں ہو کہ دو خصوصوں کا مکاتب برائے خرید یا فروخت یا بیعت
کے واسطے دلیل کیا پھر ایک کے حصہ ادا کرنے سے عاجز ہوا اور دلیل نے وہ کام کیا تو دونوں کے حصہ میں جائز ہو گا
کذا فی المبسوط

متصرفات۔ عزل وغیرہ کے اگر عورت کو دلیل کرنے کے بعد تین طلاق دے تو مغزول نہوگی کذا فی البحر الرائق۔ اگر اسنے
غلام کو فروخت کرنے کے واسطے دلیل کیا پھر غلام اور موکل دونوں مر گئے اور دلیل کو معلوم ہوا اسنے فروخت کر کے دام مول
کر لیے اور اسکے پاس تلہ ہو گئے تو دلیل من کا ضامن ہو گا اور موکل سے نہیں لے سکتا ہو اگر غلام مر گیا ہو اور موکل کے ترکہ
نہیں لے سکتا ہو اگر موکل مر گیا ہو کذا فی محیط۔ اگر حرب نے دوسرے حرب کو دار الحرب میں دلیل کیا پھر دونوں مسلمان ہونے
یا ایک مسلمان ہوا تو وکالت باطل ہو یہ مبسوط میں ہو۔ دلیل نے اگر وکالت رد کر دی تو رہو جائیگی اور یہ اوقات ہو کہ
موکل کو معلوم ہوا اور اگر معلوم نہ ہو تو رد نہوگی جسے کہ اگر کسی غائب کو دلیل کیا اور اسکو خبر ہو سچی اسنے قبول نہ بلکہ رد کر دی
مگر موکل کو خبر نہوئی تھی کہ اسنے پھر قبول کر لی تو صحیح ہو اور دلیل ہو جائیگا اسی طرح اگر وکالت کرے پھر موکل نے
اس سے کہا کہ وکالت رد کر دے اسنے کہا کہ میں رد کر دی تو وکالت سے باہر ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر موکل نے وکالت
سے انکار کیا اور کہا کہ میں نے اسکو دلیل نہیں کیا ہو تو یہ مغزول کرنا نہوگا اسی طرح اگر کہا کہ گواہ رہو کہ میں نے اسکو دلیل
نہیں کیا ہو تو یہ کذب ہو اور وہ شخص دلیل رہا مغزول نہوگا بعض شایخ نے کہا کہ اس مسئلہ میں دورو انہیں ہیں اور یہی
صحیح ہے کذا فی الذخیرہ۔ ماہ نے اگر کسی کو اسکے کمال فروخت کرنے کے واسطے دلیل کیا پھر باپ یا دھی مر گیا تو دلیل مغزول
ہو گیا جبکہ باپ اسکے کا وارث ہو اور یہ ہمارے علمائے فہر کے نزدیک ہو کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر دلیل کے کسی فعل کے
کرنے سے پہلے بڑا کا بالغ ہو گیا تو دلیل مغزول ہو گیا اور باپ کا دلیل اور دھی کا دلیل ایک حکم رکھتا ہو۔ اگر کسی کو خصوصت
کے واسطے دلیل کیا اور کہا کہ جب میں تمکو مغزول کروں تو میرا خصوصت کے مقدمہ میں دلیل ہو تو وکالت متقبل پس شایخ نے
ایسی وکالت کی جو از میں اختلاف کیا ہو عامہ شایخ نے فرمایا کہ جائز ہو ضبط ہو اور ایسا ہی ابو زید شرطی فرماتے تھے
یہ محیط میں ہو پھر جب اس شرط سے وکالت جائز ٹھہری اور موکل نے وکالت سے خارج کرنا چاہا تو جس لفظ سے خارج کرے
اس میں اختلاف ہو بعض نے کہا کہ موکل یوں کہے کہ میں نے اپنی اس قول سے کہ جب میں تجھے وکالت سے خارج کروں
تو تم میرا دلیل ہو پھر ع کی لیا تو بوجہ صحیح ہو پھر اسکے بعد کہہ دے کہ میں نے تجھے اس وکالت سے مغزول کیا پس جب وکالت
متجاوزہ سے خارج کر دیا تو دلیل نہوگا اور سبب الائمہ شری نے فرمایا کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہو کہ یوں کہے کہ میں نے تجھے
ان وکالتوں سے برطرف کیا تاکہ سلق و خبر دونوں کو شامل ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی کو کسی شرط پر سلق
کر کے دلیل کیا پھر جو شرط سے پہلے اسکو مغزول کیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک صحیح نہیں ہو اور امام محمد رحمہ کے
دیکھ صحیح ہو اسی بر فتویٰ ہو۔ اگر کہا کہ جب میں تجھے مغزول کروں تو تو میرا دلیل ہو پھر کہا کہ جب تو میرا دلیل ہو جاو
تو میں نے تجھے مغزول کیا آئین نجی شایخ نے اختلاف کیا ہو اور مختار یہ ہو کہ دلیل کی موجودگی میں اسکو وکالت سے

برطرف کرنا اختیار رکھتا ہو مگر اسے طلاق و عتاق و سوائے اس توکیل کے جو بہ رخواست خصم واقع ہوئی اور یوں
کے کہ میں نے مجھے وکالت مطاقہ سے معزول کیا اور وکالتوں معاہدہ سے جو حج لیا اور اسی پر فتویٰ یہ خلاصہ میں لکھا ہے۔ اگر
مطلوب نے خصوصیت کے واسطے اس شرط پر کوئی وکیل کیا کہ وکیل کو دوسرا وکیل کرینا اختیار ہو پھر بدون موجودگی طالب
کے وکیل کو دوسرا وکیل کرنے کے اختیار سے ممنوع کیا یا یوں کہا کہ میں نے مجھ کو اقرار سے منع کیا اگر تو اقرار کر دے تو
نیز اترا مجھے رواں ہوگا تو امام محمدؒ کے نزدیک ایسی مخالفت صحیح ہو اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بدون موجودگی طالب
کے صحیح نہیں ہو یہ محیط خرسی میں ہے ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور حکم کیا کہ اسکی ایک باندی خریدے
اور کہا کہ جو کچھ تو کرے وہ جائز ہو پس وکیل نے اس کام کے واسطے دوسرا وکیل کیا پھر موکل نے وکیل اول کو معزول کیا
پھر دوسرے وکیل نے باندی خریدی تو جائز ہو خواہ وکیل ثانی کو پہلے وکیل کا معزول ہونا معلوم ہو یا نہ معلوم ہو خواہ اسے
دوسرے وکیل کو دام دیے ہوں یا نہ دیے ہوں اسی طرح اگر پہلا وکیل مر گیا پھر دوسرے نے خریدی تو خریداری موکل پر جائز ہوگی
اور اگر موکل نے دوسرے وکیل کو وکالت سے برطرف کیا تو صحیح ہو خواہ وکیل اول زندہ ہو یا مر گیا ہو اور اگر وکیل اول نے
اپنے معزول ہونے اور دوسرے وکیل کے خریدنے سے پہلے باندی خریدی تو خریداری موکل پر روا ہے پس اگر اسکے بعد
دوسرے وکیل نے خریدی تو اسکی ذات کے واسطے ہوگی خواہ اسکو پہلے وکیل کے خریدنے کا علم ہو یا نہ خواہ اسکو دام دیدیے گئے
ہوں یا نہیں اگر اردو نوں نے ایک ایک باندی علیحدہ علیحدہ ایک ہی وقت میں خریدی تو دونوں موکل کی ہونگی یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہے اگر مضارب نے کسی کو ایک غلام خرید لیا وکیل کیا اور مال دیدیا پھر مال مر گیا یا مجنون ہو گیا پھر وکیل نے
خرید اتو خاص مضارب کے ذمہ ہوگا چنانچہ اگر غلام خرید لیا وکیل کر کے مال دیدیا پھر عقد مضاربت ٹوٹ گیا اور وکیل نے خبر
ہو اسے خرید اتو خاص مضارب کے ذمہ ہوگا یہ محیط خرسی میں ہے ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہو پھر قرضدار نے
ایک شخص کو مال دیکر وکیل کیا کہ قرضخواہ کو دیدے پھر طالب نے قرضہ قرضدار کو بہر کر دیا تو وکیل دینے سے ضامن ہوگا اور
اگر یہ حال اسکو معلوم ہوا تو ضامن نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے غلام نے ایک شخص کو اپنی دولت وصول
کرنے کے واسطے جو اسکے آقا یا غیر کے پاس ہو وکیل کیا پھر مالک نے غلام کو آزاد بائع کر دیا یا باندی بکھی کہ اسکو ام
ولد یا اب اتو وکیل اپنی وکالت پر باقی ہو کیونکہ جو معاملہ پیش آیا یہ ابتدائی توکیل کے متافی نہیں ہو تو بدرجہ اولیٰ بقا سے
توکیل میں متافی ہوگا یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ اگر غلام نے کسی کو خصوصیت یا بیع یا خرید میں وکیل کیا پھر غلام بھاگ گیا
تو وکیل وکالت سے خارج ہو گیا اور اگر وکیل غلام تھا اور بھاگ گیا تو ابی وکالت پر باقی رہے ان اسپر عمدہ کسی چیز

کا ہوگا کذا فی المبسوط

دسواں باب متفرقات کے بیان میں خریداری کے وکیل نے اگر کوئی مال چکانے کے طور پر بائع سے
لے لیا اور دام بیان کر دیے اسکو موکل نے ادا کر دیا پھر موکل اس سے رہی نہوا اور ناپسند کر کے واپس کیا
اور وہ وکیل کے پاس تلف ہوا تو وکیل بائع کے واسطے اسکی قیمت کا ضامن ہوگا پس اگر موکل نے اسکو چکانے کے طور پر
لینے کا حکم کیا تھا تو وکیل اس سے بھر لیا اور اگر حکم نہیں کیا تھا تو نہیں لے سکتا یہ محیط میں ہے جو ایک نے دوسرے
سے کہا کہ تو میرا قرض وصول کرنے میں وکیل ہو اور جسکو چاہے وکیل کر دے پس وکیل نے اس کام کے واسطے ایک
وکیل کیا تو اسکو اختیار ہو کہ جب چاہے اس وکیل کو خارج کر دے۔ اور اگر کہا کہ تو میرے قرض وصول کرنے میں

وکیل ہو اور غلام شخص کو وکیل کر دے اُسے وکیل کر دیا تو یہ وکیل اُسکو معزول نہیں کر سکتا ہی اگر کہا کہ غلام شخص کو اگر تیراجی چاہے وکیل کر دے اُسے وکیل کیا تو معزول کر سکتا ہی کذا فی السحاوی۔ ایک شخص نے غلام خرید لیا اور گواہ کر لیے کہ میں غلام شخص کے واسطے خریدتا ہوں اور غلام شخص نے کہا کہ میں راضی ہوں تو مشتری کو اختیار ہو کہ چاہے اُسکو نہ دے پس اگر مشتری نے اُسکو دیکر دام اس سے لے لیا تو یہ دونوں میں مع تعلی ہو گئی یہ فتاویٰ کا ضمیمہ خان میں ہے جس شخص کے دوسرے پر ہزار درم آتے ہیں اُسے حکم دیا کہ اُسے عوض یہ غلام خرید دے اُسے مزید دیا تو جائز اور اگر حکم کیا کہ اُسے عوض غیر معین غلام خریدے اُسے خرید اپھر موکل کے قبضہ سے پہلے اسی کے ہاتھ میں لے گیا تو مشتری کا مال کیا اور اگر موکل نے قبضہ کر لیا تو اُسکا ہوگا اور یہ امام عظیم رحمہ کے نزدیک ہے اور صاحبین رحمہ کے قول میں وہ موکل کا ہی جو وقت کہ وکیل نے اُسپر قبضہ کیا کذا فی الہدایہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک دینار فروخت کرنے کے واسطے دیا اُسے اپنا دینار موکل کے واسطے بیچا اور موکل کا اپنے واسطے رکھ چھوڑا تو امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ جائز نہیں ہے اور اگر اُسکو ایک دینار کچھ خریدنے کے واسطے دیا اُسے اپنے پاس کے دینار سے خرید دیا تو خریداری موکل کے واسطے ہوگی اور دینار وکیل کا ہو یہ بھی امام ابو یوسف رحمہ سے ہے یہ محیط مخرج میں ہے۔ اگر غیر کے دینار سے خریدا اور موکل کا دینار ادا کیا تو خریداری وکیل کے واسطے ہوگی اور موکل کو اُسکے دینار کی ضمانت دے کذا فی الخلاصہ۔ وکیل خریدنے اگر خریدا اور اپنے مال سے درم دیے اور قبضہ کر کے موکل کو دیدیا اور اُس سے درم لیے پھر بیع موکل کے ہاتھ سے استحقاق میں لے لی گئی پھر موکل نے قصد کیا کہ اپنے دام وکیل سے قبل اُسکے کہ وکیل بائع سے یوسف وصول کر لے تو اُسکو یہ اختیار نہ ہوگا اور اگر موکل نے دام نہ دیے ہوں تو وکیل کو اختیار ہے کہ دامن کا اس سے مواخذہ کرے پھر جب بائع سے وصول کرے تو اُسکو واپس کر دے۔ ایک شخص نے دوسرے کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک کپڑا جسکا نصف جان کر دیا بعض درم کے جو اُسکو دیدیے ہیں خریدے پس وکیل نے خریدا اور درم ادا کر دیے پھر بائع نے یہ درم یہ کہہ کر نہ روئے ہیں وکیل کو واپس کر دیے اور وکیل نے اُسکی تصدیق کی بالکدیب کی اور موکل نے یہ درم اپنے درم ہونے سے انکار کیا تو وکیل کو اختیار ہے کہ موکل کو پھیر دے اور اس باب میں بائع کا قول لیا جائیگا اور یہی حکم دینار وکیل کا ہی مگر عرض کا یہ حکم نہیں ہو کذا فی محیط ایک کے قبضہ میں دوسرے کا غلام ہو قابض نے ایک شخص کو وکیل کیا کہ یہ غلام اُسکے مالک سے خرید دے پھر وکیل نے کہا کہ میں نے یہ غلام خریدا اور دام اپنا پاس سے دیدیے اور موکل نے اُسکی تصدیق کی تو وکیل کو حکم دیا جائیگا کہ دام وکیل کو ادا کرے اور اُسکے اس عند پر کہ مجھے خوف ہے کہ غلام کا مالک اگر بیع سے انکار کر کے غلام مجھ سے واپس لے التفات نہ کیا جائیگا کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص کی جو رو کسی شخص کی باندی ہے اُسے ایک شخص کو وکیل کیا کہ میری جو رو اُسکے مالک سے مجھے خرید دے پس وکیل نے خرید دی پس اگر شوہر نے اُس سے وطی نہیں کی، تو نکاح باطل ہو گیا اور شوہر سے ساقط ہو گیا کیونکہ یہ جدائی ایسے شخص کی طرف سے ہوئی جو ہر گناہ مالک تھا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جب مالک کو یہ بات معلوم ہو کہ وکیل اُسکے شوہر کے واسطے خریدتا ہے اور اگر مالک نے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی پھر شوہر نے اُس سے خریدی اور شوہر اُس باندی سے وطی نہیں کی ہے تو آدھا ہر دینار پڑیگا کیونکہ مالک ہر کی طرف سے وقت پہنچا نہیں ہوئی ہے۔ اور یہ اس وقت ہو کہ مولیٰ اقرار کرتا ہو کہ مشتری اُسکے شوہر کی طرف سے وکیل تھا یا یہ امر کو اہوں سے ثابت ہو اور اگر صرف وکیل کے اقرار سے خریدنے کے بعد

وکالت ثابت ہوئی ہو تو اس باب میں بائع کا قول اسکے علم پر قسم بیکر معتبر رکھا جائیگا مگر اس صورت میں نہیں کہ جب
 شہر وکیل کرنے کے گواہ قائم کرے۔ ایک شخص نے وکیل کیا کہ اپنے غلام کے عوض میرے واسطے فلان شخص کا غلام
 خرید دے اسے خرید رہا تو وہ غلام موکل کا ہوگا اور موکل پر وکیل کے غلام کی قیمت واجب ہوگی اور تو وکیل صحیح ہو یہ فرائض
 قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور خریدنے سے پہلے یا بعد اس امر کے گواہ کر لیے کہ میں نے فلان شخص
 کے واسطے اسکے حکم سے خریدا ہو پھر اس امر کے گواہ کر لیے کہ میں نے فلان شخص دیگر کے واسطے اسکے حکم سے خریدا ہو
 اور اسکے مال سے خریدا ہو پھر وہی دوسرا شخص آیا اور پہلا نہ آیا تو اسی کے واسطے بیع کا حکم دیا جائیگا لیکن پہلا شخص
 اپنی حجت پر باقی ہو پھر اگر وہ آیا اور اس نے دعویٰ کیا تو اسکی ڈگری کر دیا وگی اسی طرح اگر پہلے شخص کے گواہ ہوں
 تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر اس واسطے وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی اتنے داموں کو خرید دے اسے
 خریدی اور وہ استحقاق میں لے لی گئی تو وکیل ضامن ہوگا اور ایک باندی خریدی اور ظاہر ہوا کہ وہ خرہ ہو تو ضامن ہوگا
 یہ فدا سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر آٹا خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور دام دیدیے پھر ایک شخص نے وکیل کو چونا
 دکھلایا اور وکیل نے گمان کیا کہ یہ آٹا ہو پس اس سے اس بات پر کہ یہ آٹا ہو چونا خرید لیا اور دام دیدیے تو وکیل داموں کا ضامن
 ہوگا اسی علاج ہر چیز میں بھی یہی حکم ہو جس میں مخالفت واقع ہوئی اگر نہیں جانتا ہو کذا فی المحيط۔ اگر ایک شخص نے دوسرے
 کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک گدہ لے لوں خرید دے اسے اسکے واسطے خریدے اور ایک اونٹ کرایہ کر کے اسپر لائے
 پس اگر اس طرح وکیل کیا تھا کہ جس شہر میں دونوں موجود ہیں اسی کے فلاح میں کیوں یا انج خرید دے تو قیاس یہ چاہتا ہے
 کہ با۔ برداری میں وکیل احسان کرنے والا شمار ہو اور اجرت اُسکو ملے اور مستحانانہ ڈانٹ نہ دیگا اور کرایہ لے لیگا۔ اور
 اگر اس طرح وکیل کیا تھا کہ جس شہر میں دونوں موجود ہیں اسکے کسی گاون میں خرید دے تو وکیل احسان کرنے والا شمار
 ہوگا اور قیاساً و استحساناً کرایہ نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر کسی دوسرے شہر میں خریدنے کے واسطے وکیل کیا تھا تو بھی
 قیاساً و استحساناً کرایہ نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر موکل نے اس طرح وکیل کیا کہ میرے واسطے انج خرید دے اور ایک
 درم کو ایک اونٹ اجارہ کرے اسے ڈیڑھ درم کو اجارہ لیا تو کرایہ مستاجر پر ہوگا اور اگر موافق حکم کے ایک ہی درم
 کو کرایہ کرتا تو موکل پر جائز ہوتا اور اجرت کے عوض انج روک لینے کا اسکو اختیار نہیں ہو جیسا کہ کرایہ کے واسطے
 روک سکتا تھا کذا فی الذخیرہ۔ ایک معین باندی خریدنے کے واسطے وکیل کر دیا اسے اسی کے واسطے خرید کر کے
 اس سے وطن کی توحہ نہ ماری جائیگی اور نسب ثابت ہوگا اور باندی اور اسکا بچہ موکل کا ہوگا اور یہ
 کتاب میں مذکور نہیں کہ عقر لازم آئیگا اور مشائخ نے فرمایا کہ دیکھا جاوے کہ اگر ثمن کے واسطے روک لینے سے پہلے ایسا
 کیا تو عقر لازم ہوگا اور اگر اسکے بعد ایسا کیا تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک عقر لازم ہوگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ثمن
 باندی اور اسکے عقر پر تقسیم کیا جاوے پس حقد درام عقر کے پڑنے میں پڑیں وہ ساقط اور جو باندی کے پڑنے میں پڑیں
 وہ باقی رہینگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اسکو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک غلام ہزار درم کو خرید دے اسے بعض
 ہزار درم کے بوعہ عطا و خریدا اور غلام وکیل کے ہاتھ میں فر گیا تو وکیل پر قیمت واجب ہوگی پھر حقد قیمت ڈال دی ہو
 وہ موکل سے لے لیگا اگرچہ ہزار درم سے بڑھ جاوے اور اگر غلام نہیں ملا یا تنک کہ موکل نے اسے آزاد کر دیا تو صحیح ہے
 اور اگر وکیل نے آزاد کیا تو صحیح نہیں ہے اور اگر وکیل نے ایک ہزار درم کو بوعہ عطا و خریدا اور باقی مسئلہ اپنے

حال ہر تو جو کچھ قیمت دلیل نے دانہ دی جو وہ موکل سے نہیں لے سکتا ہو کیونکہ اسکی واسطے نہیں خریدا ہو یا نہ تک کہ اگر مرنے سے چلے موکل نے اُسے آزاد کیا تو بیع نہیں ہو اور اگر وکیل نے آزاد کیا تو صحیح ہی بیع میں ہو۔ ایک شخص نے دو میرے کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک غلام ہزار درم کو خرید دے۔ پس وکیل نے ہزار درم میں ایسا غلام جسکی قیمت ہزار درم تھی خریدی۔ شریعت پر کہ وکیل تو تین روز کے اندر خیار اہل ہی پھر اسکی قیمت کھٹکے! پھر دوسرے گئے اور وکیل نے غلام کا لینا اختیار کیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک وہ وکیل کے ذمہ ہوگا اور ایسا ہی قیاس قول امام غفرلہ ہی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے غلام خریدا اور ہزار درم نہ دینے سے کہ اُسکے آزاد کرنے کے واسطے یا وکیل کیا اُسے آزاد کر دیا تو ضامن ہوگا یہ مجاہد خراسانی نے فرمایا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے آیا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو کسی چیز کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُس چیز کو بیان کر دیا اور اُسکی جنس و نقد تبادلی اور موکل کی ملکیت میں وکیل کر کے دن ایسی کوئی چیز موجود تھی پھر اُسے فروخت کر دی پھر وکیل نے اُسے کو موکل کے واسطے خریدے تو جائز نہیں ہو اور اگر وکیل کی ملکیت میں تھی اور اُسے فروخت کر دی پھر موکل کے واسطے خرید دی تو جائز ہے۔ محیط میں ہو ایک شخص کو فلان شخص کا غلام ہزار درم میں خریدنے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل بائع کے پاس آیا اور بیع کی درخواست کی اُسے کہا کہ میں نے اپنا یہ غلام فلان شخص یعنی موکل کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا وکیل نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو بیع موکل کے ذمہ لازم نہوگی اور صحیح یہ ہو کہ وکیل اس صورت میں درمیانی فضولی ہو گیا پس بیع کا تمام ہونا موکل کی اجازت پر موقوف رہا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کو ایک باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اور اُسکی جنس بیان کر دی نہیں نہ بیان کیا پس وکیل نے ایک باندی خرید کر کے موکل کے پاس بھیجی اُسے اُس سے وکیل کی اور اُسکو حل کر گیا پس وکیل نے کہا کہ میں نے تیرے واسطے نہیں خریدی تھی تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور موکل کا نسب ثابت ہوگا اور امام ولد بنا تا ثابت ہوگا یہ محیط خراسانی میں ہو۔ ایک شخص کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک گھوڑا سو درم کو خرید دے اور اپنے پاس سے دام دے اُسے ایسا ہی کیا پھر موکل پر اُسکو قابو نہ ملا یعنی اُسے موکل کو نہ پایا اور قاضی کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا تو قاضی گھوڑا فروخت کر کے اُسکے دام وکیل کے پاس موکل کی طرف سے ودیعت رکھ دیا اور یوں نہ دیا کہ جس میں کو اُسے گھوڑا خریدے ہیں یہ اُسکے دام میں یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کو حکم دیا کہ میرے واسطے ایک کر طعام سو درم کو خرید دے اُسے ایسا ہی کیا اور سو درم ادا کر دے پھر وکیل نے بائع کو پچاس درم اس شرط پر دیے کہ بائع ایک کر طعام زیادہ کر دے اُسے ایسا ہی کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ پہلا کر موکل کا ہوگا اور دوسرا کر وکیل کا ہوگا اور وکیل موکل کو پچیس درم ضمان دیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر حکم دیا کہ کسی قدر معین طعام کسی کی بیع سلم میں کچھ درم معین میرے واسطے یوے اُسے لیے اور موکل کو دیدیے تو طعام سلم وکیل پر لازم ہوگا اور موکل پر اُسکے درم قرض ہونے لگائی نہایہ۔ ایک شخص کے پاس ہراتی کپڑوں کی ایک گتھری تھی اُسے دو شخصوں سے کہا کہ جو تم میں سے فروخت کر دے جائز ہو تو جو شخص فروخت کر دیا جائز ہو اسی طرح اگر کہا کہ جس کسی نے ان درم میں سے بچا جائز ہو پس جو فروخت کر دے جائز ہو اور اگر کہا کہ میں نے اسکو اور اسکو اسے بیچنے کے واسطے وکیل کیا تو جو شخص اسکا فروخت کر دے جائز ہو اور یہ حکم مستحسن ہے یہ محیط میں ہو اگر کسی سے کہا کہ جو شخص میرا یہ غلام تیرے ہاتھ فروخت کر دے اسکو میں نے اجازت دی

تو وہ وکیل نہیں ہوگا یہ ناتارخانہ میں ہی۔ اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میرے ہاتھ یہ غلام فلاں شخص کے واسطے فروخت کر دے اسے اس نے فروخت کر دیا پھر ایک کر کیا کہ مجھے فلاں شخص نے حکم نہیں کیا تھا تو فلاں شخص اسکو لے سکتا ہے کیونکہ قول سابق سے وکالت کا اقرار ثابت ہو اور اگر فلاں شخص نے کہا کہ میں نے حکم نہیں دیا تھا تو نہدیہ سے لے سکتا ہے مگر شتر ہی اسکو سپرد کر دے تو بیع تعدا طلی ہو جائیگی یہ سراج الواجہ میں ہی کسی نے کہا کہ یہ غلام فروخت کر دے یا تمکا کر دے یا آزاد کر دے تو نہیں ہے جو کام وکیل کر گزرے جائز ہو اور قاعدہ یہ ہو کہ جسکی تعلیق شرط سے جائز ہو وہ مہول میں بھی منعقد ہو جاتی ہو کیونکہ وہ بیان سے معلوم میں منعقد ہو سکتی ہو پس مہول میں انعقاد ہونے سے فائدہ مقصور ہو اور جسکی تعلیق شرط سے جائز نہیں ہو وہ مہول میں منعقد نہیں ہوتی ہو کیونکہ مقید نہیں ہو۔ وکیل کیا کہ یہ غلام یا وہ غلام فروخت کر دے یا اس عورت یا اس عورت سے کھج کر دے اس نے دونوں کو تمکا ایک ہی دامون یا مختلف دامون میں فروخت کیا یا تمکا دونوں عورتوں سے نکاح کرادیا تو ایک میں بھی جائز نہیں ہو کیونکہ ایسی جہالت موجب فساد ہو کہ جس سے جھگڑا پیدا ہوتا ہو۔ اگر دو عورتوں میں سے ایک کی طلاق یا دو عورتوں میں سے ایک کے آزاد کرنے کے لیے وکیل کیا اس نے دونوں کو مال پر یا بلا مال طلاق دیا یا آزاد کیا تو ایک میں جائز ہو اور موکل مختار ہوگا کہ جسکو چاہے معین کرے کیونکہ اسکی تعلیق شرط سے جائز ہو پس تعلیق بشرط بیان بھی جائز ہو اور ایسا ہی خلع میں بھی ہو سکتا ہو۔ اگر دو عورتوں میں سے کسی ایک کے بیع کے واسطے وکیل کیا اس نے دونوں کا ایک مال یا دو مالوں پر معا خلع کر دیا تو بعض نے فرمایا کہ ایک کا خلع جائز ہو اور شوہر بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ اگر کہا کہ اس غلام یا اس غلام کو مکاتب کر دے اس نے دونوں کو مکاتب کر دیا تو جائز نہیں ہو اگر ایک بچہ میں ہوں ورنہ ایک میں جائز ہو جسکو چاہے اختیار کرے یہ محیط شرعی میں ہو۔ دو شخصان نے ایک غلام کی آزادی پر گواہی دی اور تیسب تھت کے قاضی نے دونوں کی گواہی رد کر دی پھر مالک نے ایک کو اس غلام کی بیع کے واسطے وکیل کیا اس نے دوسرے کو اس کے ہاتھ فروخت کیا تو صحیح ہو اور شتر ہی کی جانب سے آزاد ہو جائیگا اور بائع ثمن کا ضامن ہو اور شتر ہی امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ثمن سے بری ہو اور اگر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو صحیح ہو اور دام لے لیگا اور غلام آزاد ہوگا اور اگر بائع کے دام وصول کر لینے کے بعد شتر ہی نے اسکی تصدیق کی تو بری ہو جائیگا صحیح ہوا اور غلام آزاد ہو گیا اور بائع اپنے مال سے شتر ہی کو دام ادا کرے اور اگر بائع کے دام وصول کرنے سے پہلے تصدیق کی تو شتر ہی بری ہو گیا اور امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک بائع موکل کو دام ڈھ دے یہ محیط شرعی میں ہو۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ میرے غلام کو اسی کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دے اس نے بوعده عطا یا حصا دیا یا اس کے ان دامون کو فروخت کیا اور غلام نے قبول کیا تو جائز ہو اور غلام آزاد ہو گیا اور مولے خود ہی دام وصول کر لیا کہ متولی ہوگا اور اسی میعاد پر لینے کے محیط میں ہو۔ اگر وکیل نے غلام فروخت کیا اور مالک نے اسے قتل کر دیا تو بیع باطل ہو گئی علیٰ ہذا اگر مالک نے اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو بھی مگر شتر ہی کو اختیار ہو چاہئے آدمی دامون میں اسکو لے لے یہ محیط میں ہو۔ اگر وکیل نے غلام فروخت کیا پھر خود اسکا ہاتھ کاٹ ڈالا تو نہدیہ شتر ہی نے قبضہ نہیں کیا ہو تو شتر ہی کو اختیار ہو چاہئے پورا ثمن دیکر غلام لے لے اور وکیل سے اسکی آدمی قیمت بھر لے ورنہ بیع فسخ کر دے اور وکیل موکل کو آدمی قیمت دیگا اور وہ زیادتی صدقہ کر دیگا یہ محیط شرعی میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم میں اپنا غلام فروخت کر لیا وکیل کیا اس نے فروخت کیا اور دام وصول کر لیا اور غلام شتر ہی کو دیدیا پھر وکیل نے شتر ہی کو ایک کچھ بڑھا دیا

تو جائز ہو اور گھر و غلام مشتری کا ہوگا اور اس زیادتی میں وکیل احسان کرنے والا شمار ہوگا اور شفع کو اختیار ہوگا کہ اس گھر کو ہزار درہم میں جب قدر اس کا حصہ پڑتا ہو خرید لے اور اگر گھر استحقاق میں لے لیا گیا تو مشتری وکیل سے بقدر حصہ اس گھر کے واپس لے گا اور وکیل موکل سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر غلام استحقاق میں لیا گیا تو وکیل پورے ہزار درہم موکل سے لے گا پھر مشتری کو اس میں سے بقدر حصہ غلام کے دیگا اور گھر کا حصہ وکیل کے واسطے بیع رہے گا۔ وکیل بیع لے اگر فروخت کیا پھر مشتری سے اپنے واسطے خرید اور مشتری قبضہ کر چکا ہو پھر بیع میں استحقاق ثابت ہوا تو وکیل مشتری سے لے گا پھر مشتری وکیل سے پھر وکیل موکل سے لے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ وکیل بیع لے اگر کہا کہ میں نے غلام ایک شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور پھر ذکر دیا اور میں اس کو پہچاننا نہیں ہوں اور دام مجھے وصول نہ ہو سکے کہ مجھے اس سے وصول کرنے کی قدرت نہیں ہے تو وکیل ضامن ہوگا۔ وکیل بیع لے اگر بیع کسی شخص کو دی کہ فروخت کرنے کے واسطے جس کو چاہے دکھلا دے پھر وہ شخص بھاگ گیا اور بیع لے گیا یا اسکے پاس تلف ہو گئی تو وکیل ضامن ہو گا کہ انی خزانۃ المقتنین اور یہی اصح ہے اور میرے والد رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جس کو دی ہو اگر وہ ثقہ ہو تو وکیل ضامن نہ ہوگا یہ ظہر یہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک پشت دیا کہ اسے فروخت کر دے اس نے توڑ ڈالا اور پھر فروخت کیا پس اگر اس طرح توڑا ہو کہ جس سے یہ حکم دیا جاتا کہ وکیل موکل کو نقصان ادا کرے تو بیع جائز ہو اور اگر اس قدر توڑ ڈالا ہو کہ یہ حکم دیا جاتا کہ یہ پشت وکیل کے حوالہ کر دے اور اس سے اپنی قیمت لے لے تو یہ بیع بھی موکل کی طرف سے جائز نہ ہوگی یہ خزانۃ المقتنین میں ہے۔ پھر فروخت کرنے کے وکیل نے اگر گندی کرنے والے کو کپڑا دیا تو ضامن ہوگا پھر اگر کپڑا اسکے پاس آ گیا تو ضامن سے چھوٹ گیا جتنے کہ اگر پھر اسکے پاس تلف ہو جاوے تو ضامن نہ ہوگا اور اگر وکیل نے اسکے بعد فروخت کر دیا تو جائز ہو اور تمام دام موکل کے ہونے اور اس کو اختیار نہ ہوگا کہ کھڑی کی اجرت موکل سے لے سکے اور نہ اسکے مقابلہ میں کچھ اجرت نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک کپڑا دیا اور کہا کہ میرے واسطے اس کو فروخت کر دے اس نے فروخت کیا اور دام وصول نہ کیے یہاں تک کہ موکل سے ملا اور کہا کہ میں نے تیرا کپڑا افلاں شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور میں اس کی طرف سے مجھے ادا کرتا ہوں پس اس کی طرف سے سب دام دہیے تو اس نے احسان کیا اور مشتری سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر یوں کہا کہ میں مجھے اس شرط سے ادا کرتا ہوں کہ جو تیرا مال مشتری پر ہو وہ میرا ہوگا تو جائز نہیں ہو اور جو اس نے ادا کیا ہو وہ موکل سے پھیر لے اور مشتری پر وہ دام بحال باقی رہے کہ وکیل اس سے لیکر موکل کو دے اور اگر وکیل نے پڑے کے مالک کے ہاتھ کوئی اسباب اسی قدر دامون کو جو اسکے مشتری پر آتے ہیں فروخت کیا اور کہا کہ ان دامون کا ان دامون سے بدلہ لے اور یہ نہ کہا کہ اس شرط پر کہ جو مال تیرا مشتری پر ہو وہ میرا ہو تو جائز ہو اور اس نے مشتری پر احسان کیا کہ انی الذخیرۃ ہادی فروخت کرنے کے وکیل نے اگر اس کو ہزار درہم میں فروخت کیا جیسا کہ موکل نے حکم کیا تھا اور باہم قبضہ ہو گیا پھر مشتری نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس شرط پر خریدی تھی کہ وہ لکھن جاتی ہو یا روٹی پکانا جاتی ہو یا اس شرط پر کہ باکرہ ہو اور اب میں نے اس کو ایسا نہیں پایا اور اب اس نے اس کی تصدیق کی اور موکل نے تصدیق سے بیع نہ ہو گئی اور اگر مشتری نے دعویٰ کیا کہ بائع نے اپنے واسطے عین دن کی شرط قرار کی کر لی تھی پھر اس نے عین دن کے اندر بیع توڑ دی اور بائع نے انکار کیا مگر موکل نے اقرار کیا تو قاضی حکم دیگا کہ باندی موکل کو دے اور مشتری اپنے دام موکل سے لے لے گا اسی طرح اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کرنے سے پہلے دعویٰ کیا کہ میں نے باکرہ ہونے کی شرط کر لی تھی اور اب میں نے

اُسے غیب یا پاپس مجھے اُسکے لینے کی کچھ ضرورت نہیں اور میں نے بیع تو ردی اور بائع نے یہ شرط ہونے سے انکار کیا مگر موکل نے تصدیق کی تو قاضی حکم دیگا کہ باندی موکل کو دیجاوے اور مشتری اپنے دام موکل سے لے لیگا اسی طرح اگر قبضہ سے پہلے یہ شرط بیان کی کہ میں نے اس شرط سے خریدی تھی کہ وہ روٹی پکانا جانتی ہو یا لکھنا جانتی ہو اور اب میں نے اُسے ایسا نہ پایا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک ہراتی کپڑوں کی گٹھری فروخت کرنے کے واسطے وکیل کیا اسے فروخت کر دی اور مشتری نے اُسے قبضہ کو لیا پھر خیار ویت کی وجہ سے بائع کو واپس کر دی اور موکل نے کہا کہ یہ میری گٹھری نہیں ہو تو وکیل کا قول لیا جائیگا۔ اور اگر وکیل نے آپس سے ایک کپڑا فروخت کیا اور باقی نہ فروخت کیے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک جائز ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ جائز نہیں بلکہ شرطیکہ اس سے پوری گٹھری میں نقصان آتا ہو یہ مبسوط میں ہو۔ وکیل نے اگر موکل کے حکم سے ایک فقہہ کسی شخص کو درست کرنے کے واسطے دیا پھر اُسکو یا نہ رہا کہ میں نے لکھ دیا ہو تو ضامن ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو دس درم دیکر حکم کیا کہ اُنکو صدقہ کر دے پس وکیل نے اُنکو خراج کر ڈالا پھر اپنے مال سے دس درم موکل کی طرف سے صدقہ کر دیے تو جائز نہیں ہو اور دس درم کا ضامن ہوگا اور اگر وہ درم قائم ہوں اور وکیل نے اُنکو رکھ لیا اور بجائے اُنکے دس درم اپنے پاس سے صدقہ کر دیے تو استحساناً جائز ہو اور یہ دس درم اُسکے دس درم کے عوض اُسکے ہونگے۔ ایک شخص کو کچھ مال دیکر حکم کیا کہ اُسکو صدقہ کر دے اُسے موکل کے بائع بیٹے کو صدقہ میں دے تو بالاتفاق جائز ہو۔ ایک شخص نے اپنے وکیل کو حکم دیا کہ جو کچھ ہوں میرے تیرے پاس ہیں انہیں سے اسقدر تفریق فلاں شخص یعنی زید کو مثلاً دیدے اور زید نے اُسی کو وکیل کیا کہ اُنکو میری طرف سے فروخت کر دے اسے فروخت کو بیٹے کو بیع کا نام نہ مارا کی اجازت پر موقوف رہا اور زید کے وکیل کرے سے وہ شخص وکیل ہوگا کیونکہ قبضہ سے پہلے صدقہ کا وہ مالک نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک شخص نے وکیل کیا کہ تو میرا خراج اٹھا اُسے اٹھایا تو موکل سے بھر لیا اگر چہ لینے کی شرط نہ کی ہو۔ اسی طرح اگر کہا کہ میری اولاد کا خراج اٹھا تو بدون شرط کرنے کے جو صرف کرے وہ اُس سے لے لیگا۔ فتاویٰ بن ساعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے اہل و عیال کو دس درم ماہواری خراج دے اُسے کہتا کہ میں نے اسی قدر خراج کیا ہو اور موکل نے تکذیب کی اور وکیل نے اس سے قسم لینا چاہی تو قاضی یوں قسم لیگا کہ والد میں نہیں جانتا ہوں کہ اُسے میرے اہل و عیال پر اسقدر ماہواری خرچ کیا ہو یہ محیط میں لکھا ہو قرض لینے کے وکیل نے کہا کہ میں نے قرض دینے والے سے ایک ہزار قرض لیے ہیں اور قرض دینے والے نے اُسکی تصدیق کی مگر موکل نے انکار کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ موکل کا قول لیا جائیگا۔ اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اس باب میں وکیل کا قول لیا جائیگا۔ ایک شخص نے وکیل کیا کہ میرے غلام کو مکاتب کر کے اُسکا بدل کتابت وصول کرے اور وکیل نے کہا کہ میں نے ایسا ہی کیا ہو اور موکل نے انکار کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مکاتب کرنے میں وکیل کا قول معتبر ہوگا کیونکہ اُسکو کچھ فائدہ نہیں ہو اور بدل کتابت وصول کرنے میں معتبر ہوگا کیونکہ اس میں تمہم ہو سکتا ہو۔ اور اگر مکاتب کر دیا پھر کتابت ثابت کر کے کہا کہ میں نے بدل کتابت وصول کر لیا ہو اور جھکو دیا ہو تو اُسکی تصدیق کیجاگی اس لیے کہ وہ میں قرار دیا گیا ہو یہ محیط مرضی میں ہو۔ ایک مریض کی موت قریب آئی اُسے کہا کہ وہ درہم لجا کر میرے بیٹے اور بھائی کو دے اور اُسکے بوا کچھ نہ بیان کیا تو یہ شخص وکیل ہو اور اُسکو حلال نہیں ہو کہ وارثوں کو دے بلکہ قرضخواہوں کو ادا کرے یہ خزانۃ المفتیین میں لکھا ہو۔ مفتی میں مذکور ہو کہ وکیل کو حکم کیا کہ میرے قرضدار سے ہزار درم لیکر صدقہ کر دے

اسے نیز ادرم صدقہ کر دیے تاکہ بدیون سے خود وصول کر لے تو استخانا جائز ہو یہ بجز الرائق میں ہو مسئلے رم نے امام ابو یوسف رم سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو آزاد کرانے کے واسطے غلام دیا اُس نے آزاد کیا یہاں تک کہ غلام کے مالک نے دریافت کیا تو اُس نے انکار کیا کہ تو نے مجھے کوئی غلام نہیں دیا ہو پھر اُس کو آزاد کیا تو اعتناق باطل ہو یہ ظہیر بن یزید - ایک اونٹ کرایہ کیا اور اُس پر بار برداری لاد کر بلخ تک بھیجا اور حال کو حکم دیا کہ اسکو وکیل کے سپرد کر کے اُس سے کہہ دے کہ یہ وصول کر لے اُس کے وکیل نے قبول کیا اور کچھ کرایہ دیا اور باقی کے دینے سے انکار کیا پس اگر کرایہ کرنے والے کا وکیل پر قرضہ آتا ہو اور وہ اقرار کرتا ہو کہ مجھے قرضہ ہو اور موکل نے کرایہ دینے کا حکم کیا ہو تو باقی دینے کے واسطے اُس پر جبر کیا جائیگا - اور اگر موکل کے حکم سے اُس نے انکار کیا تو حال اُس سے قسم لے سکتا ہو کہ والد میں نہیں جانتا ہوں کہ اُس نے وصول کر لیا حکم دیا ہو اور اگر وکیل پر اُس کا قرضہ نہ ہو تو باقی ادا کرنے کے واسطے اُس پر جبر نہ کیا جائیگا یہ خزانہ مفتین میں لکھا ہو - وکیل نے اگر وکالت قبول کرنے کے بعد دیون کہا کہ لعنت بر وکیل بادیا کہ میں ایسی وکالت سے بری ہوں یا کہہا کجا افتادم بکیلے اور موکل اُس کا حاضر ہو تو وکالت سے خارج ہوگا یہ ظہیر بن یزید

کتاب الدعوی

اس میں چند ابواب ہیں

باب اول دعویٰ کی تفسیر شرعی اور رکن اور شرط جواز اور حکم اور انواع اور مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کے بیان میں - دعویٰ کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ جھگڑے کی حالت میں کسی شخص کو اپنی طرف منسوب کرے اور یہی اُس کا رکن ہو مثلاً دیون بیان کرے کہ یہ مال میرا ہو یہ محیط مرخصی میں ہو - دعویٰ صحیح ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہو کہ مدعی اور مدعا علیہ عاقل ہو پس محبتوں اور اہل کے غیر عاقل کا دعویٰ صحیح نہیں جوتے کہ جو اہل ہی لازم نہیں ہو اور گواہوں کی سماعت نہ ہوگی - اور ایک یہ ہو کہ خصم حاضر ہو پس بدون موجودگی خصم کے دعویٰ اور گواہوں کی سماعت نہ ہوگی لیکن اگر حکم قضا کے واسطے حکم خطابی درخواست کی تو قاضی منظور کرے گا اور دوسرے قاضی کو جو کچھ اس کا دعویٰ اور گواہی سنی ہو خط لکھ کر اسکے ہاتھ میں دے دے گا تاکہ دوسرا قاضی اسکے موافق حکم کرے یہ بالغ میں ہو - اور ایک یہ ہو کہ مدعی کوئی چیز معلوم ہو اور اُس سے کوئی حکم مطلوب سے متعلق ہو تاہو جتنے کہ اگر مدعی بہ بھول ہو یا مطلوب بہ کوئی حکم لازم نہ آتا ہو مثلاً دیون دعویٰ کیا کہ میں اس شخص کے کاموں میں سے کسی کام کا وکیل ہوں اور خصم نے انکار کیا تو قاضی ایسے دعویٰ کی سماعت نہ کرے گا کہ انی الہنا یہ - اور ایک یہ کہ قاضی کی بھری میں دعویٰ ہو پس سوائے قاضی کی بھری کے اگر دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہو جتنے مدعا علیہ بہ جو اہل ہی واجب نہیں ہو کہ انی الہنا یہ - اور ایک یہ ہو کہ امام اعظم رم کے نزدیک اگر مدعی کو کچھ عند غیبت ہو اور وہ عند ورنہ ہو تو خود اپنی زبان سے دعویٰ کرے ولیکن اگر مدعا علیہ دوسرے کو وکیل خدمت کرنے پر راضی ہو جاوے تو جائز ہو اور صاحبین رم کے نزدیک بہ شرط نہیں ہو پس اگر مدعی نے بلا عند کسی کو تالش کرنے کے واسطے وکیل کیا اور مدعا علیہ راضی نہیں ہو تو امام اعظم رم کے نزدیک دعویٰ صحیح نہیں ہو پس جو اہل ہی لازم نہ ہوگی اور گواہوں کی سماعت نہ ہوگی اور صاحبین رم کے نزدیک دعویٰ صحیح ہو اور جواب دہی لازم اور گواہوں کی سماعت ہوگی

یہ بدائع میں ہے۔ اگر مدعی اپنے دعویٰ کو تہ دل سے بیان کرنے سے عاجز ہو تو اپنا دعویٰ تحریر کر کے پیش کرے کہ
اسکی سماعت ہوگی اور اگر مدعی کی زبان قاضی کی زبان سے جدا ہو تو درمیان میں کوئی مترجم مقرر کرے یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہے۔ اور ایک یہ ہو کہ دعویٰ میں تناقض نہ ہو اسے نسب اور حریت کے دعویٰ کے اور تناقض کی یہ
صورت ہو کہ پہلے اُس سے کوئی ایسی بات نہو چکی ہو کہ جو اُسکے دعوے کے منافی ہو مثلاً اپنی ملکیت ذاتی کا اقرار
کیا پھر مدعا علیہ سے خرید بکا اس سے پہلے دعویٰ کیا اور اگر بعد یا مطلقاً خرید کا دعوے کیا تو تناقض نہیں ہو یہ بھرا لکھ
میں ہے۔ اور ایک یہ ہو کہ جس چیز کا دعویٰ کرتا ہو وہ ثابت ہو سکتی ہو جتنے کہ اگر کسی نے ایک ایسے شخص پر اپنا بیٹا بیٹا
دعویٰ کیا کہ جو اس مدعی سے پیدا ہو بکا احتمال نہیں رکھتا ہو تو اُسکے دعویٰ کی سماعت نہوگی یہ بدائع میں لکھا ہے
اور دعوے کا حکم یہ ہو کہ خصم پر جو ابدی مان یا نہیں کہنا لازم ہوتی ہو پس اگر اُس نے اقرار کر لیا تو دعویٰ ثابت
ہو گیا اور اگر انکار کیا تو قاضی مدعی سے دریافت کرے کہ تیرے پاس گواہ ہیں پس اگر اُس نے کہا کہ نہیں ہیں تو اس
کہہ گا کہ تو اس سے قسم لے سکتا ہو اور اگر مدعا علیہ نے مان یا نہیں کچھ جواب نہ دیا تو قاضی اُسکو منکر شمار کر کے مدعی
کے گواہوں کی سماعت کرے گا اگر اُس نے گواہ پیش کیے یہ محیط سرخی میں ہے۔ دعویٰ دو قسم ہو ایک صحیح و دوسرا فاسد
دعویٰ صحیح وہ ہو جسکے ساتھ اُسکے احکام مثل خصم کا حاضر کرنا اور مطالبہ جواب اور اُسپر جو ابدی واجب ہو نا وغیرہ
متعلق ہوں اور فاسد وہ ہو جسکے ساتھ یہ احکام متعلق نہ ہوں یہ کافی میں ہے۔ اگر دعویٰ غیر صحیح ہو اور مدعا علیہ نے
دفع کا دعویٰ کیا تو کیا اُسکی سماعت ہوگی اور بدو فیصح دعوے کے اُسکی دفعہ کا اثبات ممکن ہو یا نہیں پس اس میں
مشائخ نے اختلاف کیا ہو اور کتاب الرجوع عن الشهادات میں جو مذکور ہو وہ اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ ذمہ
کے مدعی سے تصحیح دعویٰ کا مطالبہ کیا جائے گا پھر اُسکے دعوے کا اثبات ہوگا اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخی میں ہے۔
مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کی یہ صورت ہو کہ جو شخص خصومت کے واسطے اگر ترک کر دے تو مجبور نہ کیا جائے گا وہ مدعی ہو
اور مدعا علیہ وہ ہو جو خصومت کے واسطے مجبور کیا جاوے اور یہ تعریف عام سب کو شامل ہو اور صحیح ہو اور امام
محمد رحمہ نے کتاب الاصل میں فرمایا کہ مدعا علیہ وہ ہو جو منکر ہو اور یہ صحیح ہو مگر اسکی شناخت اس اعتبار سے اُن لوگوں کو
ہو سکتی ہو جو معرفۃ فقہ میں نہایت ہوشیار ہیں کیونکہ ظاہری انکار سے مدعا علیہ ہوگا بلکہ اعتبار معانی کا ہوتا ہو پس
اگر وہ دعوت رکھنے والے نے مثلاً کہا کہ میں نے ودیعت واپس کر دی تو قسم سے اُسی کا قول لیا جاتا ہو حالانکہ ظاہر
میں اُس نے واپس کر دینے کا دعویٰ کیا ہو لیکن حقیقت میں وہ ضمانت اور ڈانڈ دینے سے انکار کرتا ہو نہا

حاصل مافی الہدایہ

دوسرا باب۔ اُن چیزوں کے بیان میں جنہیں بیع کے ساتھ دعویٰ صحیح ہو اور جنہیں نہیں سموع ہوتا ہو
اور اس میں تین مصلحتیں ہیں

فصل اول دین اور قرض کے دعوے کے بیان میں سا کہ مدعی بہ دین ہو تو مذکور ہو کہ مطالبہ کیا جاسکتا ہو کفائی
الکافی اور دعویٰ قرض کا صحیح نہیں ہوتا ہو مگر قدر جنس و صفت کے بیان کر دینے کے بعد صحیح ہوتا ہو یہ فتاویٰ قاضی
خان میں ہے۔ پس اگر کسی چیز جو تو دعویٰ اُسوقت صحیح ہوتا ہو کہ جب مدعی اُسکی جنس ذکر کرے کہ گہنوں ہو یا جو
پس اگر ذکر کیا کہ گہنوں ہو تو اُسکے ساتھ اُسکی قسم ذکر کرے کہ سنی ہو یا بری ہو غریبی ہو یا بری ہو اور اسکی صفت ذکر کرے

کہ گندم سفیدہ ہو یا سرخہ ہو اور چیدمین یا درسیانی میں یا ردی میں اور ہمانہ سے اسکی مقدار ذکر کرے کہ اسقدر قفیز
میں اور یہ بھی ذکر کرے کہ فلان قفیز سے اسقدر قفیز میں کیونکہ قفیز میں فی ذاتہا تفاوت ہوتی ہیں کذا فی الذخیرہ قلت
یہ صورتیں جو قسم اور صفت میں بیان کی گئی ہیں موافق رسم اس ملک کے ہیں اور ہمارے ملک میں ہمارے ملک کے
موافق قسم اور صفت اور مقدار ذکر کرنا چاہیے۔ اور سبب وجہ کا بھی ذکر کرے کہ کیوں واجب ہوئے یہ محیط میں ہو
اگر دس قفیز کیوں قرض ہو نیکاد دعوی کیا اور یہ نہ ذکر کیا کہ کس سبب سے واجب ہوئے تو سماعت نہوگی یہ خزانہ مفتین
میں لکھا ہو۔ اور بیع سلم میں اسکے صحیح ہونے کی شرطیں بھی ذکر کرے اور اگر دعوی میں کہا کہ سبب سلم بیع کے
واجب ہوئے اور اسکی شرائط صحت نہ بیان کیں تو امام شمس الاسلام اور جندی اس دعوے کو صحت کھتے تھے اور
دوسرے مشائخ اسکو صحیح نہیں کہتے ہیں اور اگر بیع کے دعوے میں کہا کہ سبب بیع صحیح کے واجب ہوئے تو بلا خلاف
صحیح ہو و علیٰ ہذا ہر ایسے سبب میں جبکہ شرائط بہت ہیں دعوی میں عامۃً شائع کے نزدیک ان شرائط کا ذکر کرنا ضروری
ہو اور جس سبب کی شرطیں کم ہیں ان میں صرف سبب صحیح کہہ دینا کافی ہو یہ ظہیر یہ میں لکھا ہو۔ اور قرض کے دعوے میں قبضہ
کرنا اور مستقرض کا اپنی ضرورت میں صرف کرنا بھی ذکر کرے تاکہ بالاجماع یہ مال اس پر قرض ہو جاوے اور یہی دعوے
قرض میں یہ بیان کرے کہ میں نے اپنے ذاتی مال سے اسقدر قرض لیا کذا فی الذخیرہ۔ صدر الاسلام نے فرمایا کہ
قرض میں مکان الیقا اور تعین مکان عقد بیان کرنا ضرور نہیں ہو یہ وجہ کروری میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دعوی
کیا کہ میرا اس دعا علیہ ہر اسقدر مال بسبب باہمی حساب کے جو ہمارے درمیان ہو واجب ہو تو یہ صحیح نہیں ہو کیونکہ
حساب کچھ مال واجب ہو نیکاد سبب نہیں ہوتا ہو کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر دعوی وزنی چیز میں ہو تو صحت کے واسطے
جنس بیان کرنا مثلاً چاندی ہو یا سونا ہو ضرور ہو پس اگر سونا بیان کیا اور وہ مضروب ہو تو اشرفی
جیہوری یا کلدار وغیرہ بیان کرنا چاہیے اور بیان کرے کہ اسقدر اشرفیاں تھیں کذا فی المحیط اور دیناروں کے
دعوی میں وہ دہی یا دہ تھی بیان کرنا ضرور ہو کذا فی الخلاصہ اور شائع نے فرمایا کہ اسکی صفت کہ جید یا وسط
یا ردی ہو بیان کرنا چاہیے یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور یہ دعوی اگر بسبب بیع کے ہو تو صفت ذکر کرنے کی حاجت
نہیں ہو بشرطیکہ شہر میں ایک ہی نقد رائج و معروف ہو مگر اس صورت میں بیان کرنا چاہیے کہ جب وقف بیع سے
دو عوسے کے وقت تک اسقدر زمانہ گزر گیا کہ معلوم نہیں کہ شہر میں کون نقد رائج ہو پس اس طرح بیان کرے کہ خوب
شناخت میں آجاوے یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر شہر میں نقد مختلف چلتے ہوں اور سب کا رواج یکساں ہو کوئی زیادہ
نہ چلا ہو تو بیع جائز ہو اور مشتری کو اختیار ہو چاہے جس نقد کو ادا کرے ولیکن دعوی میں کسی نقد کا تعین
ضرور ہو اور اگر سب کا رواج برابر ہو ولیکن اجس کا بعض پر زیادہ صرف ہو جیسے ہمارے ملک میں غنہ لہی اور
عدالی میں تھاتہ بدون بیان کے بیع جائز نہیں ہو اور نہ بدون بیان کے دعوی صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر
ایک نقد زیادہ رائج ہو اور دوسرا اس سے افضل ہو تو بیع جائز اور نقد رائج ملے گا اور میں نے اشرفی
کے ہاتھ کی تحریر دیکھی کہ اگر شہر میں چند نقد کا رواج ہو اور ایک زیادہ رائج ہو تو دعوی بدون بیان کے
صحیح نہیں ہو یہ ضول عماد یہ میں ہو۔ اگر دعوی بسبب قرض اور تلف کر دینے کے ہو تو ہر حال میں صفت
بیان کرنا ضرور ہو یہ تھا یہ میں ہو۔ اگر یوں ذکر کیا کہ اسقدر دینار یا شاپوری منتقد اور جید ہو کر لیا تو شائع نے

اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ جید کی ضرورت نہیں ہو اور یہی صحیح ہو اور اگر جید ذکر کیا اور مستفاد نہ کیا تو بھی دعوے صحیح ہو کذا فی المحيط۔ اور نیشاپوری یا بخاری ذکر کرنے کے بعد احمد ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہو کیونکہ سوائے احمد کے وہاں دوسرے نہیں ہوتے مین بان جید ذکر کرنا ضروری ہو اور یہی عامہ مشائخ کا مذہب ہو اور فتاویٰ نفسی میں ہو کہ اگر احمد خالص ذکر کیا تو جید بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو اور بعضے مشائخ کے نزدیک یہ بیان کرنا ضروری ہو کہ باوشاہ کے وقت کا سکھ ہو اور بعضوں کے نزدیک یہ شرط نہیں ہو صحیح ہے کہ اس میں وسعت ہو اور ذکر کرنے میں زیادہ احتیاط ہو کذا فی الذخیرہ۔ اگر سونا مضروب نہ ہو تو دینار نہ کہے بلکہ مثقال کے وزن سے بیان کرے اور اگر میل نہ ہو تو بیان کر دے اور اگر اس میں میل ہو تو وہ نہیں یا دہ شنی وغیرہ بیان کر دے یہ ظہیر یہ مین ہو۔ اور اگر چاندی ہو اور مضروب ہو تو اس کی نوع بینی جس طرف منسوب ہو اور اس کی صفت کہ جید ہو یا ردی یا رومی اور اس کا وزن مثلاً وزن سبعة سے اس قدر درم میں بیان کر دے کذا فی المحيط اور اگر چاندی مضروب ہو اور اس میں میل غالب ہو پس اگر لوگوں میں وزن سے اس کا معاملہ ہوتا ہو تو اس کی نوع و صفت و وزن ذکر کرے اور اگر شمار سے معمول میں تو گنتی ذکر کرے یہ ظہیر یہ مین لکھا ہو۔ اور اگر چاندی غیر مضروب ہو اور اس میں میل نہیں ہو تو خالص ہونا اور اس کی قسم ذکر کر دے مثلاً فقرہ خشک یا روم یا طغاجی اور صفت کہ جید ہو یا ردی ذکر کرے اور بعض نے کہا کہ طغاجی ذکر کرنے کے بعد جید و ردی ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہو اور سفید چاندی ذکر کرنا کافی نہیں ہو تا وقتیکہ طغاجی یا کلیجی ذکر نہ کرے کذا فی الوجیز للکرمی اور درم سے اس کی مقدار بیان کرے کذا فی المحيط اگر گھوم یا جو کا نمون سے دعویٰ کیا تو فوے کے واسطے مختار یہ ہو کہ دعویٰ سے دریافت کیا جاوے اگر اس نے بسبب قرض و ملت کر دینے کے دعویٰ کیا ہو تو دعوے کی صحت کا فتویٰ نہ دیا جاوے اور اگر بسبب اپنے مال میں فروخت کرنے کے یا بسبب سلم کے دعویٰ کیا ہو تو دعویٰ صحیح ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر گھوم میں پیمانہ کے انداز سے دعویٰ کیا جتے کہ بلا خلاف دعویٰ صحیح ٹھہرا اور گواہ لایا کہ مدعا علیہ اس قدر گھوم یا جو کا اقرار کیا ہو اور اقرار میں صفت کا ذکر نہیں ہو تو گواہی اس باب میں مقبول ہوگی کہ اس سے بیان صفت کے واسطے جبر کیا جاوے نہ یہ کہ حق ادا میں جبر کیا جاوے یا یہ محیط میں ہو۔ اور کنگلی اور مال میں عرف معتبر ہوگا یہ فصول حمادیہ میں ہو۔ اگر آٹے کا دعوے کیا اور قغیر کے ساتھ اس کا وزن بیان کیا تو صحیح نہیں ہو۔ اور جب وزن بیان کر دیا تاکہ دعویٰ درست ہو گیا تو اس کے ساتھ خشک آٹا شستہ بیان کرنا اور بختہ یا بختہ بیان کرنا اور جید یا وسط یا ردی بیان کرنا چاہیے یہ ظہیر یہ مین ہو۔ اگر ایک نے دوسرے پر سوعدا لی کے غصب کر لینے کا دعوے کیا اور عدالی دعوے کے وقت مفقود میں توانی قیمت کا دعوے کرنا چاہیے اور امام عظیم رحم کے نزدیک دعویٰ وخصومت کے روز کی قیمت لگائی جاوے اور امام ابو یوسف رحم کے نزدیک غصب کے روز کی قیمت اور امام محمد رحم کے نزدیک اس روز کی قیمت کہ جب وہ مفقود ہوئے ہیں اور ایسی صورت میں دزموں کے واجب ہو چکا سبب بیان کرنا ضروری ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر میت پر قرض کا دعوے کیا اور کہا کہ اس قرضہ میں سے کچھ ادا نہیں کئے یا اتنا کہ وہ مرگیا اور ان وارثوں کے ہاتھ میں اس قدر تر کہ چھوڑ گیا ہو کہ یہ قرض ادا ہو جائے اور کچھ بچ رہا ہے اور ورثہ کے اموال میں نہ بیان نہ کیے تو فتویٰ یہ ہو کہ دعویٰ کی سماعت ہوگی ولیکن وارث پر ادا سے قرض کا حکم جب تک اس کے پاس ترکہ نہ ہو چکے نہ کیا جائیگا پس

اس طرح اشارہ سے وہی چیز معلوم ہو جائے چہرہ دعویٰ کرتا ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر وہ چہرہ مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو تو اُسکے حاضر لانے کے واسطے حکم کیا جائیگا تاکہ دعویٰ میں شائبہ گواہی وغیرہ کے اُسکی طرف اشارہ کرے کہ ان فی الکافی۔ اور جس الزام حلوئی نے فرمایا کہ بعض منقولات کا قاضی کے سامنے حاضر لانا ممکن نہیں ہو جیسے اثاب کی ڈھیری یا بکریوں کا گلہ تو اس میں قاضی کو اختیار ہو اگر اُس سے ممکن ہو تو خود اس مقام پر چلا جاوے ورنہ اگر اُسکو خلیفہ کرنے کی اجازت ہو تو اپنا خلیفہ وہاں بھیجے یہ محیط میں ہو۔ اگر مدعا علیہ منکر ہو اور دعویٰ کیا کہ جس چیز میں دعویٰ ہو حاضر کرے تو ہون چاہیے کہ کہے کہ اس مدعا علیہ کو لازم ہو کہ وہ چیز حاضر کرے تاکہ میں حجت پیش کروں اور اگر مدعا علیہ منکر ہو اقرار کرنا ہو تو حاضر کرنا کچھ ضرور نہیں ہو بلکہ مقررہ اُس سے لے سکتا ہو یہ چیز کہ درمی میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک مال معین ہو اُسپر دعویٰ کیا اور مجلس قضائے میں اُسکو حاضر کرنا چاہا اور مدعا علیہ نے وہ مال اپنے ماتحت میں ہونے سے انکار کیا پھر مدعی دو گواہ لایا کہ اُنھوں نے گواہی دی کہ آج سے ایک سال پہلے وہ مال اُسکے پاس تھا تو سماعت ہوگی اور مدعا علیہ پر جبر کیا جائیگا کہ حاضر لاوے یہ خزانہ المفتین میں ہو۔ اگر ایسے مال معین پر دعویٰ کیا کہ جو غائب ہو اور اُسکی جگہ معلوم نہیں ہو مثلاً کسی بوب ایک کپڑے یا باندی غصب کر لینے کا دعویٰ کیا اور معلوم نہیں کہ وہ موجود ہو یا ضائع ہو گئی ہیں اگر جنس اور صفت اور قیمت بیان کر دی تو دعویٰ سموع اور گواہی مقبول ہوگی اور اگر قیمت نہ بیان کی تو تمام کتابوں میں اشارہ کیا کہ دعویٰ سموع ہو گا یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اگر مدعی بہ ضائع ہو تو دعویٰ بدون بیان جنس و صفت و حلیہ قیمت کے صحیح نہیں ہو کیونکہ بدون ان چیزوں کے بیان کے اُسکا علم نہیں ہو سکتا ہو اور قیمت کا بیان کرنا حضاف رحم نے شرط کیا ہو اور بعض قاضیوں کے نزدیک قیمت بیان کرنا شرط نہیں ہو کہ ان فی محیط السرخسی۔ ادب القاضی میں ہو کہ فقیہ ابو الیث نے فرمایا کہ بیان قیمت کے ساتھ مذکر و مؤنث بیان کرنا چاہیے کہ ان فی الکافی اور چوپائے کے دعوے میں رنگ و ہیت کا ذکر کرنا ضرور نہیں ہو جتنے کہ اگر ایک شخص نے ایک گدھا غضب کر لینے کا دعویٰ کیا اور اُسکی ہیت بیان کر دی اور موافق دعوے کے گواہ سنائے پس مدعا علیہ نے ایک گدھا حاضر کیا اور مدعی نے کہا کہ میں نے اسی گدھے کا دعویٰ کیا ہو اور گواہوں نے بھی یہی کہا پھر جو دیکھا گیا تو بعض ہیئت میں اُسکے بیان سے اختلاف ہو گا گواہوں نے اُسکو کان پچھا ہوا بیان کیا تھا اور اسکا کان ایسا نہ تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ امر مدعی کی ڈگری کر دینے کا مانع نہیں ہو اور اس سے اُنکی گواہی میں خلل نہیں آتا ہو یہ فصول عوامی میں ہو۔ امام ظہیر الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایک ترکہ غلام غضب کر لینے کا دعویٰ کیا اور اُسکی صفات بیان کر دیں اور درخواست کی کہ غلام حاضر کرایا جاوے پھر جب حاضر ہوا تو بعضی صفات میں مدعی کے بیان سے اختلاف پایا گیا اور مدعی نے گواہ قائم کر دیے پس جن صفات میں اختلاف پایا گیا اگر ایسے ہیں کہ ان میں تغیر و تبدل کا احتمال نہیں ہو اور مدعی نے کہا کہ میں نے اسی غلام کا دعویٰ کیا ہو تو دعویٰ سموع ہو گا اور اگر اُس نے کہا کہ یہ میرا غلام ہو اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو دعویٰ سموع اور گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے چند معین چیزوں کا جنکی جنس و نوع و صفت مختلف ہو دعویٰ کیا اور سب کی اُنھا قیمت بیان کر دی اور ہر ایک کی قیمت کی علیہ تفصیل نہ کی تو دعویٰ صحیح ہو اور تفصیل بیان کرنا شرط نہیں ہو اور یہی صحیح ہو یہ خزانہ المفتین و فتاویٰ خال میں ہو۔ ایک شخص نے کسی شخص پر ہزار دینار کا اس سبب سے دعویٰ کیا کہ اس نے میری چند معین چیزیں تلف کر دی

ہیں تو ضرور یہ کہ جہاں تلف کردی ہیں وہاں کی قیمت بیان کرے اور اریان کو بھی بیان کرے کیونکہ بعضی ہمین سے مثلی ہوتی ہیں اور یعنی قیمت والی ہوتی ہیں یہ فصول عماد یہ میں ہو۔ ایک شخص نے فرکر کے پاس اپنا عمامہ تلمیز کے ہاتھ روانہ کیا کہ اسکو درست کر دے پھر فرو کرنے عمامہ وصول پانے سے انکار کیا اور تلمیز مرچکا ہو یا غائب ہو پھر عمامہ واپس لے دعوے کیا کہ یہ میرا عمامہ ہے میں نے فلاں تلمیز کے ہاتھ تیسرے پاس بھیجا ہوا ایسے دعویٰ کی گستاخ نوگی جب تک یہ نہ کہے کہ تو نے اسکو تلف کیا اور قیمت کا دعوے کرے اور اگر یوں کہا کہ میں نے تیسرے پاس بھیجا ہی تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر انگو۔ دن موجودہ یا بقول کا دعویٰ کیا تو اشارہ کر دے اور اوصاف و وزن و نوع بیان کرنے کی حاجت نہیں ہو اور قرض میں او فصل موجود ہو تو مقدار و نوع و صفت بیان کرے اور جدید و ردی ہونا بیان کرے اور اگر ایسا ہو کہ جس بازار میں بکتے تھے وہاں سے منقطع ہو چکے ہوں تو حاملہ درشت کر گیا کہ تو کیا چاہتا ہو اگر اُسے کہا کہ انگو چاہتا ہوں تو سماعت ہوگی اور اگر اُسے کہا کہ قیمت چاہتا ہوں تو اسکو سبب وجوب بیان کر نیک حکم کر گیا کیونکہ اگر یہ دام بیع کے ثمن میں تو بسبب منقطع ہو جانے کے بیع ٹوٹ گئی اور اگر بسبب سلم یا تلف کر دینے یا قرض کے ہیں تو مطالبہ کر سکتا ہو اگر انکورون کی فضل بہک انتظار نہ کرے ایسی امام طبر الدین نے فرمایا ہو یہ وجیز کردی میں لکھا ہو مگر دو قسم کے انکو علانی و درختی دربیانی شہرتن سو من کا دعویٰ کیا تو تفصیل بیان کرنا چاہیے کہ علانی کس قدر اور درختی کس قدر تھے کذا فی المحيط اور انار و سبب کے دعوے میں زن اور ترش و شیرین و صغیر با کبیر بھی ذکر کرے اور گوشت کے دعوے میں سبب بیان کرنا ضروری کہ کذا فی التلخیص پس اگر یوں بیان کیا کہ میں اس سبب سے دعویٰ کرتا ہوں کہ اسنے بیع کا ثمن قرار دیا تھا تو دعویٰ صحیح ہو اگر اسکا وصف اور موضع بیان کر دے یہ وجیز کردی میں ہو۔ اگر کسی پر سو من کو یک کا دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہو مگر جبکہ سبب بیان کر دے کیونکہ روٹی کے سلم میں اور قرض لینے میں اختلاف ہوگا اور تلف کر دینے کی صورت میں قیمت واجب ہوگی اور اگر سبب یہ بیان کیا کہ بیع کا ثمن ہو تو دعویٰ صحیح ہو لیکن بیان کرنا چاہیے کہ بیسے آٹے کے بنی ہوئی ہیں اور سپیدی مائل یا مرغفر ہیں اور آپسری لگے ہوئے ہیں یا نہیں یہ ظہیر یہ ہیں ہو۔ برتن کا دعویٰ جب وہ منقطع ہو چکا ہو تو صحیح نہیں ہو کیونکہ اسکے مثل دیا نہیں جا سکتا ہو تو اسکو چاہیے خصوصیت کے روز کی قیمت لگا کر دعوے کرے کہ میری اسقدر قیمت چاہیے یہ وجیز کردی میں ہو۔ اور تیل وغیرہ ایسی چیزوں کے دعوے میں اگر بیع کا سبب ہو تو اشارہ کے واسطے حاضر لا نا ضروری ہو اور اگر بسبب قرض یا تلف کر دینے یا ثمن قرار دینے کے ہو تو موجود کرنے کی ضرورت نہیں ہو یہ خزانۃ المفتیین میں لکھا ہو۔ اگر کسی شخص پر دیباچ کا دعویٰ کیا پس اگر وہ مال عین ہو تو اسکا حاضر کرانا اور اسکی طرف اشارہ کرنا شرط ہو اور وزن و تمام اوصاف بیان کرنے چاہیے ہیں اور اگر بسبب سلم کے دین ہو تو اس صورت میں وزن ذکر کرنے کی شرط ہونے میں مشائخ کا اختلاف ہو عامہ مشائخ کے نزدیک شرط ہو اور بھی صحیح ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص کے ذمہ ایک خرگاہ بسبب حمر کے واجب ہو نیکا دعویٰ پیش ہو تو مشائخ نے صحیح ہو نیکا فتویٰ دیا کیونکہ اس میں زیادہ جہالت نہیں ہو اور باب ہر میں حالت اسکی مانع نہیں ہوتی ہو کہ اسکے ذمہ واجب ہو ہو محظنین جو بعض مشائخ نے ذکر کیا کہ کسی نے زنیجی کا دعویٰ کیا اور اسکا طول خواہ زم کے گزروں سے کسی قدر

بیان کیا پھر جب وہ بائی گئی تو زائد یا کم نکلی اور گواہ گواہی موافق دعوے کے ہے۔ چلے ہیں تو دعوئی کو اور دعوے
 و دونوں باطل ہیں جیسا کہ چوپایہ کے دانتوں کے اختلاف میں ہو جو ایک شخص نے کسی قدر لوہے پر دعوے
 کیا اور اسکا وزن دس من بیان کیا پھر وہ میں من یا آٹھ من نکلا تو دعوئی کو گواہی مقبول ہو کی کیونکہ جس چیز کی
 طرف اشارہ کیا اسکا وزن بیان کرنا لغوی یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ روٹی کے دعوے میں یہ بیان کرنا کہ کہاں
 کی ہو ترقابی ہو یا بقی یا جاجر ہو ضرور ہو کذا فی خزائنہ المفتین۔ اور فتوے اسپر ہو کہ اتنے من اس قدر روٹی
 سے گا لانا نکلتا ہو بیان کرنا شرط نہیں ہو یہ وجہ کر درمی میں ہو فیصص کے دعوے میں جب نوع و جنس و صفت
 و قیمت بیان کی تو اسکے ساتھ مردانہ یا زنانہ چھوٹے یا بڑے بیان کرنا چاہیے۔ خزائنہ المفتین میں ہو کپڑا چاک
 کر ڈالنے یا چوپایہ کے زخمی کرنے کے دعوے میں چوپایہ یا کپڑے کا حاضر کرنا شرط نہیں ہو کیونکہ دعویٰ یہ حقیقت
 میں وہ جرد ہو جو فوت ہو گیا کذا فی الخلافۃ۔ اگر گواہ کا دعوے کیا تو اسکا وزن بیان کرنا چاہیے اگر غائب ہو
 اور مدعا علیہ اپنے پاس ہونے سے انکار کرتا ہو یہ سر اجیہ میں ہو۔ اور موتے کے دعوے میں اسکا و در و چمک
 و وزن بیان کرے یہ خزائنہ المفتین میں ہو۔ اگر چند سوکھوں یا سلون کا دعوئی کیا تو اسکا سبب بیان کرے
 کیونکہ اسکا حاضر کرنا لازم ہو اگر عین ہو اور اگر دین ہو سبب سلم یا فنس منع کے تو جہالت رفع کرے کے واسطے
 نوع و صفت بیان کرنا ضرور ہو اور تلف کر دینے سے انکار مثل واجب نہیں ہوتا ہو کیونکہ یہ قیمت و اشیاء میں
 نہ مثلی اور قرض کے سبب سے وجوب نہیں ہوتا ہو کیونکہ انکا قرض جائز نہیں ہو یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اگر
 کسی قدر حنا کا دعوے کیا تو جید و وسط و روی بیان کرے اور ذکر کرے کہ برگ حنا یا سودہ یا کوفتہ کیسی تھی
 اور اگر کسی قدر توتیا کا دعوے کیا تو کوفتہ و نا کوفتہ ذکر کرے و بدون اسکے دعویٰ صحیح نہیں ہو یہ خزائنہ المفتین
 میں ہو۔ ایک طائوتہ کا دعوئی کیا اور حدود و طاقت اور اودات کو بیان کر دیا و لیکن اسنے ادوات کو مسے نہ کیا
 اور نہ انکی کیفیت بیان کی تو بعض نے کہا کہ دعوئی صحیح نہیں ہو اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ فتاویٰ رشید الدین
 میں ہو و ولایت کے دعوے میں یوں کہنا چاہیے کہ میری اس شخص کے پاس اس قدر ولایت اس قیمت کی ہو پس میں
 اسکے پیش کرینکا خواستگار ہوں تاکہ میں اس امر کے گواہ بناؤں کہ یہ میری ملک ہو بشرطیکہ وہ منکر ہو اور اگر مقرر
 ہو تو تخلیہ کرے کہ میرے قبضہ میں آوے اور یہ نہ کہے کہ رد کرینکا حکم ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ولایت کے
 دعوے میں موضع ایداع کو کہ کس شہر میں واقع ہوا بیان کرے خواہ ولایت ایسی چیز ہو کہ اسکی بار برداری
 اور صرف ہو یا ایسی نہ ہو اور دعوئی غصب میں اگر مخصوب ایسی چیز ہو جسکی بار برداری ہو تو موضع غصب کا بیان
 کرنا ضرور نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر گھون غصب کرینکا دعوئی کیا اور شرط بیان کر دیے تو غصب کی جگہ بیان
 کرنا ضرور ہو یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ غیر مثلی کے غصب و استہلاک میں غصب کے روز کی قیمت بیان کرنا چاہیے ہی
 ظاہر الروایت ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ دعوئی تنجیح میں بیان انواع ترکہ و متحدہ زمین و جان متاع و
 حیوانات و اسکی قیمت ضرور ہو تاکہ معلوم ہو سکے کہ اسکے حصہ سے زیادہ پر صلح نہیں واقع ہوئی کیونکہ اگر ترکہ
 کو بعض وارثوں نے تلف کر دیا پھر غیر شلف کے ساتھ اسکے حصہ کی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو صاحبین
 کے نزدیک نہیں جائز ہو چنانچہ بعد غصب و ان کے جب سے زیادہ پر صلح کرنے کے مسئلہ میں ایسا ہی ہے

یہ وجہ کروری میں ہو۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ فلان مشترک مال میرے اور اسکے درمیان تھا اسے فروخت کیا اور جب مجھے بیع کی خبر ہوئی تو میں نے اجازت دہی پس اُسپر آٹھ ٹمن کا مجھے سپرد کرنا واجب ہو تو یہ دعویٰ صحیح نہیں ہو جب تک دعویٰ میں یہ ذکر نہ کرے کہ یہ مال وقت اجازت کے مشتری کے ہاتھ میں قائم تھا اور ضرور ہو کہ وقت اجازت کے ٹمن کا رائج ہونا بھی بیان کرے اور یہ بھی بیان کرے کہ بائنے نے مشتری سے ٹمن وصول کر لیا اور قاضی مدعی سے دریافت کر لیا کہ یہ مال معین تم دونوں میں ملکی شرکت کے طور پر تھا یا عقدی شرکت تھی پس اگر لسنے کہا کہ ملکی شرکت تھی تو ان شرطوں کا بیان کرنا ضرور ہو اور اگر کہا کہ عقدی شرکت تھی تو وقت اجازت کے یہ ٹمن مشتری کے پاس قائم ہونے کی شرط بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو لیکن ٹمن پر قبضہ کرنے کا بیان شرط ہو تا کہ نصف ٹمن کا مطالبہ درست ہو یہ فصول عادیہ میں ہو۔ سال شرکت کی تجہیل سے مر جائے کے دعوے میں یہ بیان کرنا چاہیے کہ مال شرکت کی تجہیل کے ساتھ مراہو یا جو چیز مال شرکت سے خریدی گئی تھی اُسکی تجہیل کے ساتھ مراہو کیونکہ مال شرکت کی ضمانت ملی ہو اور جو چیز اُس سے خریدی گئی اُسکی قیمت کے ساتھ ضمانت ہوتی ہو اور مطالبہ کا ذکر رد و تسلیم کے ساتھ واجب نہیں ہو کیونکہ مودع پر تخلیہ واجب ہو یہ خزانہ المفتین میں ہو۔ دعویٰ المضاعت و دیلت میں بسبب تجہیل و غیور ہونے مرنے کے بیان کرنا چاہیے کہ موت کے روز اُسکی کیا قیمت تھی ایسا ہی مال مضاربت کے دعوے میں اگر مضارب تجہیل سے غفلت کر گیا تو بیان کرنا چاہیے کہ اُسکے مرنے کے روز مال مضاربت نقد تھا یا عوض یہ فصول عادیہ میں ہو۔ اگر دوسرے شخص پر دعویٰ کیا کہ اسنے اسقدر فیئر گیموں مجھے امانت لیکر قبضہ میں کیے اُسپر اُسکا واپس کر دینا واجب ہو اگر قائم بین تو اُسکی قیمت اور اگر تلف ہو گئے بین یا تلف کر دیے بین تو اُسکے مثل واپس کرے پس یوں دعوے میں کہنا چاہیے کہ اگر قائم بین تو اُسپر تخلیہ یعنی قبضہ دلا دینا واجب ہو اور اگر تلف ہو گئے بین تو بیان کرنا چاہیے کہ بعد انکار کے تلف ہوئے بین اور اگر تلف کر دیے بین تو بیان کرنا چاہیے کہ اسکی طرف سے تلف ہوئے بین یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے اسقدر دریاں جسکا یہ طول یہ عرض یہ قیمت تھی جسکے چکانے کے طور پر لیکر قبضہ میں کر لی ہیں پس اسپر واجب ہو کہ اُنکو واپس دے اگر بعینہ قائم بین اور اگر تلف ہو گئی ہیں تو اُنکی قیمت ادا کرے تو یہ دعوے صحیح نہیں ہو جب تک یوں کہے کہ چکانے کے طور پر لیکر قبضہ میں کر لی تھیں تاکہ اگر پسند آوین تو اسقدر داموں کو خریدے یہ فصول عادیہ میں ہو پس نے اگر مرہون واپس سپرد کر دینے کا مرتب ہو پر دعویٰ کیا پس جاننا چاہیے کہ طلباوی رہنے کے ذکر کیا ہو کہ مرہون راہن کو قرار دینے میں جو خراج ہو وہ راہن کے ذمہ ہو اور اس بنا پر دعویٰ صحیح نہیں ہو اور بعضوں نے کہا کہ وہ خراج مرتب ہو رہا ہو اور اس قول کے موافق اگر مرتب ہو واپس تسلیم کر لیا تو مثل مستغیر کے صحیح ہو کہ انی المختار فی شرح الجاسع کذا فی خزانة المفتین۔ ایک شخص نے کوئی مال معین فروخت کیا اور بائع غلام ہو اور اُسکا مولیٰ حاضر ہو پھر مولے نے اُس مال کا جسکو غلام نے فروخت کیا ہوا اپنے واسطے دعویٰ کیا پس اگر غلام ماذون ہو تو دعویٰ صحیح نہیں ہو اور اگر مجبور ہو تو صحیح ہو یہ ظہر میں ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ مجھے بیع کے واسطے زبردستی کی گئی اور چاہا کہ واپس کر لوں تو صحیح نہیں ہو جب تک یہ نہ کہے کہ میں نے بچا و سپرد کیا اور دونوں حالتوں میں مجبور زبردستی کی گئی تھی اور اگر دام پر قبضہ کیا ہو تو ذکر کرنا چاہیے کہ میں نے ٹمن پر بھی مجبوری سے قبضہ کیا اور سب برہان پیش کرے اور اگر اُس شخص نے چہر زبردستی کی گئی یہ دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ملک ہو اور مشتری کے قبضہ میں ناحق ہو تو دعویٰ صحیح ہے

نہیں ہو کیونکہ اسکی بیع کے ساتھ اگر قبضہ منسل ہو تو ملک ثابت ہوتی ہو اور علیٰ ہذا اگر بیع فاسد کہ جس میں قبضہ ہو گیا ہو یوں دعویٰ کیا کہ یہ بیع میری ملک ہو اور شری کے قبضہ میں ناحق ہو تو صحیح نہیں یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ فتاویٰ اسے رشید الدین میں ہو کہ اگر مال نے لپٹنے اور بیع زبردستی ہو بگا دعویٰ کیا تو زبردستی کرنے والے کے تعین کی ضرورت نہیں ہو چنانچہ اگر بسبب سعایت کے کسی مال کا دعویٰ کیا تو جن ہابیوں نے لیا ہو انکی تعین کی ضرورت نہیں ہو اور یہی اصح ہے یہ فیصلہ عادیہ میں ہو یعنی میں ہو کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ اسنے فلان شخص کو حکم کیا اسنے مجھے اسقدرے لیا ہو پس اگر حکم کرنے والا بادشاہ وقت ہو تو دعویٰ صحیح ہو اور اگر سوائے بادشاہ کے کوئی شخص ہو تو آپس کے نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہو اور اگر مامور پر نہمان کا دعویٰ کیا پس اگر حکم کنندہ سلطان ہو تو مامور پر دعویٰ صحیح نہیں ہو اور اگر سلطان نہیں ہو تو مامور پر دعویٰ صحیح ہو اور اگر حکم امام کا کرے ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہو۔ اور سعایت کے دعوے میں قاضی مال کا نام و نسب ذکر کرنے کی حاجت نہیں ہو لیکن سعایت کو بیان کرے۔ اگر یوں کہا کہ فلان شخص نے مجھے دہریہ لیا تاکہ ظالموں نے میرا نقصان کر دیا تو فقط اس کہنے سے دعویٰ صحیح نہیں ہو۔ اسی طرح اگر یوں کہا کہ فلان شخص نے ناحق میرا خسارہ کر دیا تو بھی صحیح نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ اسنے میرا خسارہ نقصان کر دیا بسبب اسکے کہ بادشاہی آدمیوں کو لیکر ناحق مجھے سعایت کی اور گواموں نے گواہی دی کہ اس شخص نے بادشاہی آدمیوں کو لیکر ناحق اس مدعی پر سعایت کی اور بادشاہی آدمیوں نے ناحق اس مدعی سے بسبب اس مدعی علیہ کے سعایت کی اسقدر مال موصوف لے لیا تو ایسا دعویٰ اور گواہی دونوں صحیح ہیں اگرچہ قاضی مال کو معین کر کے ذکر کیا اور سعایت کی تفسیر ضرور چاہیے تاکہ دیکھا جاوے کہ آیا آپس مال واجب ہوتا ہو یا نہیں پس اگر ایک شخص بادشاہی آدمیوں کے پاس آیا اور کہا کہ میرا آپس واجب حق چاہیے ہو انھوں نے اسکو ادا کر دینے کے واسطے پکڑا اور اپنا حق لے لیا تو ایسی سعایت موجب ضمان نہیں ہو کیونکہ یہ حق پر ہو اسی طرح اگر سعایت کی اور کہا کہ وہ میرے پاس آتا ہو پس سلطان نے اسکو پکڑا اور اس سبب سے مال اس سے لے لیا تو یہ موجب نہمان نہیں ہو اور جس سعایت سے ضمان واجب ہوتی ہو وہ یہ ہو کہ لہی بات دروغ بیان کر دے جو مال لیے جائیگا باعث ہو جاوے مثلاً بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ فلان شخص نے مال پایا کر اور حقیقت اسکو مال ملا ہو مگر بادشاہ اس سے ظاہر میں اس کہنے سے مال لے لیا یہ خزانۃ المفتیین میں ہو۔ اگر دعوے کیا کہ اسنے مجھے رشوت لی ہو تو بھی بدولت تفصل کے صحیح نہیں ہو پس اگر علی وجہ تفصیل کی تو سعایت ہوگی

ورنہ نہیں کذا فی الخلاصہ

تیسری فصل۔ عقار کے دعوے کے بیان میں۔ اگر مدعی بہ عقار ہو تو اسکی چاروں حدیں ذکر کرے اور انکے مالکوں کے نام بیان کرے اور انکے باپ و دادا تک بیان کرے کذا فی الاختیار شرح الخوارزمی اور دادا کا ذکر کرنا امام اعظم کے نزدیک ضرور ہو اور یہی صحیح ہو یہ سراج الوماج میں لکھا ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ وہ شخص مشہور ہو اور اگر معروف ہو تو بالاجماع باپ و دادا کے ذکر کی ضرورت نہیں ہو یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ حاکم امام ابو نصر احمد بن محمد سمعندی نے اپنی غرر میں بیان کیا ہو کہ اگر دعوے عقار میں واقع ہو تو اس شہر کا جہمین گھر ہو پھر محلہ پھر کوچہ کا ذکر ضرور ہو پس پہلے شہر کا پھر محلہ کا پھر کوچہ کا اسی طرح عام سے خاص کی طرف اترتا چلا جاوے جیسا کہ امام محمد کا مذہب ہو اور ابو زید بغدادی نے بیان کیا کہ خاص سے عام کی طرف چلے کہ یہ گھر فلان کوچہ فلان محلہ فلان شہر میں

واقع ہو اور قول امام محمد رحمہ کا حسن ہے یہ فصول عمادیہ میں ہی اور یہ ذکر کر کے کہ وہ مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو
 اور عقار میں مدعی مدعا علیہ کے تصادق سے قبضہ ثابت نہیں ہوتا ہو بلکہ گواہی سے یا قاضی کے علم سے موافق
 نہ ہو صحیح کے قبضہ کا ثبوت ہوتا ہو یہ کافی میں ہو اور بیان کر کے کہ میں مدعا علیہ سے اسکا مطالبہ کرنا ہوں کیونکہ
 اسکا حق مطالبہ ہو پس مطالبہ کرنا ضروری ہو اور ایک احتمال بھی تھا کہ شاید مدعیوں ہو یا قاضی کے عوض اس کے
 پاس مجبوس ہو وہ مطالبہ کہتے سے دفع ہو گیا ہو اور اسی سے واضح ہے کہ انہوں نے مقولات میں یہ کہنا واجب ہو
 کہ اس کے قبضہ میں بلا حق ہو کہ انی الہدایۃ۔ ایک جماعت نے اہل شریعت سے بیان کیا کہ حدود میں لایق دار فلان
 بیان کرنا چاہیے صرف دار فلان نہ کہے اور ہمارے نزدیک دونوں لفظ یکساں ہیں جو کیسے بہترین کنافی محیط اگر
 میں حد و بیان کر دین اور جو بھی بیان کرنے سے خاموش رہا تو مضر نہیں ہو اور اگر خاموش نہ ہو بلکہ جو بھی بیان کرنے
 میں خطا کی تو دعویٰ صحیح نہیں ہو جسے کہ اگر مدعا علیہ نے بیان کیا کہ یہ حدود میرے قبضہ میں نہیں ہو یا اس حدود
 کا تسلیم کرنا مجھ پر واجب نہیں ہو تو یہ خصوصیت اس پر نہ چلے گی اور اگر یہ کہا کہ یہ حدود میرے قبضہ میں ہو مگر تو نے اسکی
 حدود میں خطا کی تو اس کے کہنے پر التفات نہ کیا جائیگا ولیکن اگر دونوں خطا ہونے پر متفق ہوں تو دوبارہ تامل
 پیش ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک گھر کا دعویٰ کیا اور اسکی ایک حد پر زید کا گھر بیان کیا پھر دوبارہ
 دعویٰ کیا اور اس حد پر عمر کا گھر بیان کیا تو مقبول نہیں ہو اگرچہ مدعا علیہ اسکی تصدیق کرے کہ اس نے غلط کیا یا نہیں۔
 ایک شخص نے دوسرے پر ایک باغ انگوڑ کا دعویٰ کیا اور اسکی حدود بیان کر دیں اور اسکی بعضی حد چارم عمر دین احمد
 بن یوسف کے تاک انگوڑ سے ملی ہوئی ہو اور انھوں نے عمر دین احمد بن عمرو کے تاک سے پیوستہ لکھی ہے اور یہی دعویٰ
 کیا اور گواہوں نے بھی یہی گواہی دی اور قاضی نے حکم کیا تو یہ حکم اس مدعا علیہ کے قبضہ کے تاک انگوڑ کے حق میں
 صحیح نہیں ہو چونکہ بعضے حدود کو غلط بیان کیا ہو اور مدعی کو اس میں اتصرف کرنا جائز نہیں ہو کہ انی خزائنتہ المفتین
قال المسترجم ہذا ظہری والدہ علم بجد عبادہ را اور اگر چارم میں بیان کیا کہ زرقہ یا زقاق سے
 متصل ہو اور اسی طرف داخل یا دروازہ ہو تو یہ کافی نہیں ہو کیونکہ زرقہ سبب ہوتے ہیں انگوڑ کی طرف
 منسوب کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو اور اگر کسی طرف منسوب ہو تو محلہ یا قریہ یا ناحیہ کا ذکر بیان کرے کہ اس سے
 ایک طرح کی پہچان ہو سکتی ہو یہ فصول عمادیہ و ذخیرہ میں ہو۔ اگر دو حدیں ذکر کریں تو ظاہر اہل بیت کے موافق کافی نہیں
 اور یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ہو اور اگر تین حدیں ذکر کریں تو کافی ہو اور اس صورت میں چارم کے
 حکم کی نیکی صورت میں حضرات نے بیان کیا کہ بمقابلہ حد ثالث کے لیکر ابتدا سے حد اول تک ختم کر دیا و نیکی
 کنافی محیط۔ اگر چارم دو شخصوں کی ملکیت سے متصل ہو اور ہر ایک کی زمین علیحدہ ہو یا کسی کی زمین اور مسجد
 سے ملحق ہو اور مدعی نے بیان کیا کہ چارم فلان شخص کی زمین سے پیوستہ ہو اور دوسرے شخص یا مسجد کو
 بیان نہ کیا تو صحیح ہو اور بعض نے کہا کہ صحیح یہ ہو کہ دونوں صورتوں میں دعویٰ صحیح ہو نا چاہیے یہ فصول عمادیہ
 میں ہو۔ اگر کسی حدود کا دعویٰ کیا اور اسکی ایک حد یا تمام حدیں مدعی کی ملک سے ملحق ہیں تو حد فاصل
 بیان کرنے کے حق میں بعض مشائخ نے کہا کہ ضرورت نہیں ہو اور اگر مدعا علیہ کی ملک سے متصل ہو تو فاصل
 ذکر کرنے کی ضرورت ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر مدعی بہ زمین ہو تو یہی حکم ہو اور اگر بیت یا نیل یا دار ہو تو فاصل

ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہو اور دیوار فاصل ہوئی ہو یہ محیط میں ہو اور دخت نہیں فاصل ہوتا ہو اور سناہ
یعنی نید آب فاصل ہو نیکی صلاحیت رکھتا ہو اور شجر اگر تمام مدعی بہ کو محیط ہو تو فاصل ہو سکتا ہی یہ خلاصہ میں
ہو اور بہتہ ہو سکتا ہو اور اصح یہ ہو کہ اُسکے طول و عرض بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو اور نہ حد نہیں ہو سکتی
ہو اور اصح یہ ہو کہ نہ مثل خندق کے حد ہو سکتی ہو یہ خزانہ المغنین میں ہو اور اصح یہ ہو کہ نہ کے طول و عرض
بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو یہ خزانہ الفتاویٰ میں ہو۔ اگر عام راستہ حد قرار دیا گیا تو طریق قر یہ یا طریق شہر
بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو کذا فی المحيط۔ اور ظاہر مذہب یہ ہو کہ چار دیواری حد ہو سکتی ہو یہ فصول عمادہ
میں ہو اور یہی اصح ہو یہ خزانہ الفتاویٰ میں ہو۔ اور مقبرہ اگر ٹیکرا ہو تو حد ہو سکتا ہو ورنہ نہیں یہ وجہ
کہ درمی میں ہو۔ اگر دس گھر زمین کا دعویٰ کیا اور نو کے حدود بیان کیے ایک کے نہ بیان کیے پس اگر یہ زمین
ان سب کے زمینوں کے درمیان میں ہو تو حد میں آگئی پس حجت سے ثابت ہونے کے وقت سب کا حکم دیا جاتا
ہو اور اگر اس ایک کی زمین ایک کنارہ ہو تو بدون حد و ذکر کرنے کے معلوم نہیں ہو سکتی ہو پس ڈگری کی نوکی
یہ خزانہ المغنین ذخیرہ میں لکھا ہو۔ اگر کہا کہ زمین وقف سے پوسٹ ہو تو مصرف بیان کرنا ضرور ہو اور اگر
زمین ملکیت سے پوسٹ بیان کی تو امیر مملکت کا نام و نسب بیان کرنا چاہیے اگر دو امیر ہوں کذا فی الخلاصہ
اور اگر حد میں یہ بیان کیا کہ فلاں کے وارثوں کی زمین سے پوسٹ ہو تو یہ کافی نہیں ہو یہ محیط میں ہو اور اگر
لکھا کہ فلاں کے وارثوں کی ملک سے ملتی ہو تو کافی نہیں ہو یہ وجہ کہ درمی میں ہو۔ اور میں نے ایسے شخص
کی تحریر دیکھی جس پر مجھے اعتماد ہو کہ اگر یوں لکھا کہ فلاں شخص کے ترکہ کے گھر سے پوسٹ ہو تو صحیح ہو اور یہ نہایت
حمہ ہو اور اگر حد میں بیان کیا کہ زمین میان دیہی سے پوسٹ ہو تو کافی نہیں ہو اور اگر اُسکی کوئی حد میں
ایسی زمین بیان کر دیں جنکے مالک کا پتہ نہیں ملتا ہو تو کافی نہیں ہو تا وقتیکہ یہ نہ ذکر کرے کہ کسکے قبضہ میں
ہیں اور اگر کسی حد میں بیان کیا کہ اراضی ملکیت سے پوسٹ ہو تو صحیح ہو اگرچہ یہ بیان نہ کرے کہ کسکے قبضہ میں
ہیں و لیکن فہل بیان کرنا ضرور ہو یہ فصول عمادہ میں ہو۔ اور استثنائات مثل طریق و مقبرہ و حوض کے حدود بیان
کرنے کی شرط ہونے کے باب میں مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعضوں نے شرط کیا ہو اور بعضوں نے نہیں اور
کی تحدید اس طرح ضرور ہو کہ امتیاز حاصل ہو جاوے اور جہ طور ہمارے زمانہ میں لکھتے ہیں کہ حدود دار الجہ مستثنیٰ
اس زمین سے پوسٹ ہیں جو اس دعوے میں داخل ہو یا اس بیع میں آئی ہو یہ صحیح نہیں ہو کیونکہ اس سے
امتیاز حاصل نہیں ہوتا ہو پس اس طرح ذکر کرے کہ امتیاز حاصل ہو یہ خزانہ المغنین میں ہو۔ اور امام ظہیر الدین
مرغیانہ فرماتے تھے کہ اگر مقبرہ کوئی ٹیکرہ ہو تو اُسکے حدود بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہو ورنہ ضرورت ہو
یہ فصول عمادہ میں ہو امام نسفی نے بیان کیا کہ امام سرخسی خالصہ کا قانون کے خریدنے میں مسجدوں اور مغبروں
و عام رہتوں و حوضوں وغیرہ کے حدود و مقدار طولی و عرضی بیان کرنے کی شرط کرتے تھے اور جن محضرون
اور سجلات و دستاویزوں میں ان چیزوں کی استنادوں بیان حدود کے مذکور ہوتی تھی انکو رد کر دیتے
تھے اور امام سید ابو شجاع نہیں شرط کرتے تھے امام نسفی نے فرمایا کہ ہم بھی مسلمانوں پر آسانی کرنے کے واسطے
ایسا ہی فتوے دیتے ہیں یہ خلاصہ میں ہو۔ اور جو ہمارے زمانہ میں تحریر کرتے ہیں کہ دو ذان عقد کرنے والے

اس تمام بیع کو بچانے دجاستے ہیں جس پر عقد واقع ہوا ہو پس اسکو بعض مشائخ نے رد کر دیا ہو اور یہی بتا دیا
کیونکہ گواہی کے وقت اس سے قاضی کو بیع معلوم نہیں ہو سکتی ہو پس تعین کرنا ضروری ہے یہ فصول عمادیہ ہیں جو
ایک شخص نے ایک دارمقوضہ خیر بردعویٰ کیا قاضی نے دریافت کیا کہ تو اُسکے حدود پہنچاتا ہو اُسے کہا کہ نہیں
پھر کسے دعویٰ کیا اور حدود بیان کر دین تو سماعت نہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں اہل حدود کے نام سے واقف
نہیں ہوں پھر دوبارہ دعویٰ میں بیان کیے تو سماعت ہوگی اور توفیق کی حاجت نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہو۔
اور اگر گئے کہا کہ میں حدود نہیں جانتا ہوں پھر دوبارہ دعویٰ کر کے بیان کر دین اور کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ
مجھے اہل حدود کے نام نہیں معلوم ہیں تو یہ توفیق مقبول ہو کہ دعویٰ کی سماعت ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک
شخص نے ایک محدود کا دعویٰ کیا اور حدود بیان کر دین اور یہ بھی بیان کیا کہ اُس میں درخت ہیں پھر معلوم ہوا
کہ اُسکے حدود تو یہی ہیں جو اُسے بیان کیے ہیں لیکن اُس میں درخت نہیں ہیں تو دعویٰ باطل ہوگا اسی طرح اگر
بائے درختوں کے احاطہ ذکر کیے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مدعی نے بیان کیا کہ اُس میں کوئی درخت نہیں ہو نہ کوئی
احاطہ چلواری ہو پھر معلوم ہوا کہ اُس میں بڑے بڑے درخت ہیں کہ جبکہ پیدا ہو جانا بعد دعوے کے مقصور
نہیں ہو سکتا ہو تو دعویٰ باطل ہوگا اگرچہ حدود اُسکے موافق دعوے کے ہوں اگر کسی زمین کا دعویٰ کیا اور
حدود بیان کر دین اور کہا کہ دس جزیب ہو اور اس سے زیادہ نکلی تو دعویٰ باطل ہوگا یا کہا کہ اُس میں رس من
داند ہو یا چاتا ہو اور وہ اس سے زیادہ یا کم ہو مگر جو حدود بیان کر دین ہیں وہ موافق دعوے کے ہیں تو دعویٰ
باطل ہوگا کیونکہ اس اختلاف میں احتمال توفیق ہو اور محتاج الیہ نہیں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو
اگر کسی محدود کا دعویٰ کیا کہ فلان موضع میں ہو اور حدود بیان کر دین اور محدود کا نام نہ لیا کہ انکو کا باغ
ہو یا زمین ہو یا دار ہو اور گواہوں نے بھی ایسی ہی گواہی دی تو شمس الاسلام کا فتوے منقول ہو کہ دعویٰ
و گواہی صحیح نہیں ہو اور شمس الاسلام اور نجدی کا فتویٰ منقول ہو کہ مدعی نے اگر شہر و محلہ و موضع وحد و بیان
کر دین تو دعویٰ صحیح ہو اور محدود کا بیان چھوڑ دینے سے مدعا میں جہالت نہیں آتی ہو اور امام ظہیر الدین
مرغینانی جو اب فتوے میں تحریر کرتے تھے کہ اگر کسی قاضی نے ایسا دعویٰ سنا تو جائز ہو اور بعض نے کہا کہ شہر
و گائون و محلہ کا ذکر کرنا لازم نہیں ہو اور رشید الدین نے بیان کیا کہ یہ بیان کرنا ضروری ہو کہ کس جگہ ہو
تاکہ جہالت مرتفع ہو اور یہی ذکر کیا کہ اگر کسی زمین کا قبالہ لکھا تو ضرور لکھنا چاہیے کہ یہ کس گائون میں ہو اور
کس جگہ ہو کیونکہ حدود اگرچہ اُسے بیان کر دین مگر موضع بیان نہ کر کے سے جہالت باقی رہے گی اور میں کہتا ہوں
کہ اہل غریب کے باہمی اختلافات کہ عام سے خاص کی طرف بیان کرتے ہوئے آنا چاہیے یا خاص سے عام
کی طرف ملے اجماع ہو کہ بیان کرنا شرط ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اگر کسی شخص کے گھر میں اپنے پانی بہنے کے
رہستہ کا دعویٰ کیا تو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ بہنے کے پانی بہنے کی تالی ہو یا دھولان اس تالی سے بہتا ہو
کذا فی خزائنہ المفتین اور یہ بھی بیان کرے کہ مقدم بہت میں یہ تالی ہو یا موخر میں کذا فی المحیط کسی نے دوسرے
کی زمین سے اپنے پانی کا برابر جاری ہو نیکا دعویٰ کیا یا کسی کے گھر سے اپنا راستہ ہو نیکا دعویٰ کیا تو بعض اوقات
میں مذکور ہو کہ بدون جگہ و محلہ و عرض بیان کرنے سے دعوے کی سماعت نہوگی اور اہل میں مذکور ہو کہ دعویٰ

اور اگرچہ اختلاف
میں بیان توفیق
میں جہالت بیان
میں جہالت بیان
میں جہالت بیان

سموع ہوگا اور تقاضے کے وجہ سے اُسے کو یا بیع کی اجازت دی پھر اپنی ملک ہو نیکا دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے یہ محیط
 میں ہو۔ ایک شخص نے وہ سرے کے دار مقبوضہ پر دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو تیرے وصی سے تیری نابالقی میں خرید لیا ہے تو صحیح
 ہو جبکہ وصی کا نام و نسب ذکر کر دے ایسا ہی اگر کہا کہ میں نے تیرے وکیل سے خرید لیا ہے تو بھی صحیح ہو اور اگر کہا کہ مجھے
 میرے وکیل نے خریدا ہے تو صحیح نہیں ہو کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے ایک دار پر جو دوسرے کے قبضہ میں ہے یہ دعویٰ
 کیا کہ یہ دار میرے باپ فلان شخص کا ہو وہ مر گیا اور اُسے اسکو میرے اور میری بہن کے واسطے میراث چھوڑا کہ ہم دونوں
 کے سوا کسی اُسکا کوئی وارث نہیں ہو اور بھی چوپائے اور کپڑے میراث چھوڑے ہیں ہم نے میراث کو تقسیم کیا اور یہ کھر میرے
 حصہ میں آیا اور اب یہ تمام دار اس سبب سے میری ملک ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہو تو یہ دعویٰ صحیح ہو
 ولیکن یہ بیان کرنا ضرور ہو کہ میری بہن نے اپنا حصہ میراث میں سے لے لیا تاکہ مدعا علیہ سے یہ دعویٰ کرنا کہ تمام دار مجھے
 سپرد کرے صحیح ہو اور اگر مدعی نے اپنے دعویٰ میں یون بیان کیا کہ میرا باپ مرا اور یہ دار میرے اور میری بہن کے واسطے میراث
 چھوڑا پھر میری بہن نے میرے واسطے تمام کا اقرار کر دیا اور اُسکی بہن نے اس اقرار کی تصدیق کی تو شیخ الاسلام اور جندی
 سے منقول ہے کہ دعویٰ صحیح ہو اور صحیح یہ ہو کہ تہائی میں یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ شمس الاسلام اور جندی
 سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر کسی مال معین کا دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میرے باپ کی ملک ہے اُسے لے بیٹوں
 کے میرے اور فلان و فلان کے واسطے میراث چھوڑا ہے پس وارثوں کے نام بیان کر دیے اور اپنا حصہ نہ لیا نہ کیا تو یہ
 دعویٰ صحیح ہو ولیکن جب سپرد کرنے کے مطالبہ کا وقت آوے تو اپنا حصہ بیان کرنا چاہیے اور اگر اپنا حصہ بیان کیا مگر
 وارثوں کی تعداد نہ بتلائی مثلاً کہا کہ میرا باپ مرا اور اُس نے یہ مال میرے اور سولے میرے ایک جماعت کے واسطے میراث
 چھوڑا اور میرا حصہ آٹھن سے اسقدر ہو اور سپرد کرنے کا مدعی علیہ سے مطالبہ کیا تو دعویٰ صحیح نہیں ہے اور وارثوں
 کی تعداد بیان کرنا ضرور ہو کذا فی الذخیرہ۔ اگر کسی دار پر اپنے باپ یا ماں سے میراث پہنچنے کا دعویٰ کیا ہو ورنہ کا
 نام و نسب نہ بیان کیا تو شمس الاسلام اور جندی سے منقول ہے کہ دعویٰ سموع نہ ہو گا یہ حید امین ہو۔ اگر کسی مال معین پر جو ایک شخص
 کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے کیونکہ قابض نے میرا ہو نیکا اقرار کیا ہو یا درمیان کے دعوے میں کہا کہ میرے اسپر
 ہزار درم ہیں کیونکہ اپنے میرے واسطے اٹکا اقرار کیا ہو یا یون بیان کیا کہ اس شخص نے اقرار کیا ہے کہ یہ مال معین میرا ہے
 یا میرے اسپر ہزار درم ہیں تو عامہ مشائخ کے قول پر یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے یہ خزانة المفتیین میں ذخیرہ سے منقول ہے
 حدیث الشہد سے شرح ادب القاضی میں لکھا ہے کہ اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ اس مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے کہ یہ شوہر میری ہے
 پس اسکو حکم کیا جائے کہ میرے سپرد کرے اور یہ دعویٰ نہ کیا کہ یہ میری ملک ہے تو عامہ علماء کے نزدیک سماعت ہوگی
 اور قاضی حکم کرے کہ مدعا علیہ مدعی کے سپرد کرے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ مال معین میری
 ملک ہے اور ایسا ہی قابض نے اقرار کیا ہو یا کہا کہ میرے اسپر ہزار درم قرض ہیں اور ایسا ہی مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے تو
 بالاجماع دعویٰ صحیح ہو اور اقرار کے گواہ سننے جائینگے کذا فی الذخیرہ اور اس صورت میں اگر اُس نے انکار کیا تو کیا اُس سے
 اقرار پر قسم لیجا سکتی ہے یا نہیں ہیں فتویٰ اس بات پر ہے کہ اقرار پر قسم نہ لیجا سکتی بلکہ مال پر قسم لیجا سکتی یہ فصول عمادیہ میں
 ہے۔ اور حسب طرح بہ سبب اقرار کے مال کا دعویٰ صحیح نہیں ہے اسی طرح نکاح کا دعویٰ بھی سبب اقرار کے صحیح نہیں ہوتا ہے
 یہ خزانة المفتیین میں اگر اپنے دعوے میں بیان کیا کہ قابض نے کہا کہ یہ مال معین تیرا ہے تو اُسکی سماعت ہوگی کیونکہ یہ ہمہ کا

دعویٰ ہو اور یہ ملک کا سبب ہو تا ہو کذا فی الذخیرہ۔ اگر مدعا علیہ کی طرف سے دنیہ کا دعویٰ اقرار اسطرح ہو کہ مدعی نے اقرار کیا کہ یہ مدعا علیہ پر کچھ حق نہیں ہے یا یہ اقرار کیا ہو کہ یہ بشرط مدعا علیہ کی ملک ہو اور گواہ سنائے تو ایسے دعوے اقرار کی سماعت میں اختلاف ہو عامہ مشائخ کے نزدیک دنیہ کی جہت سے دعویٰ اقرار صحیح ہو

کذا فی الفصول العادۃ

تیسرا باب قسم کے بیان میں اور اُس میں تین فصلیں ہیں۔

فصل اول اختلاف ونگول کے بیان میں اختلاف کے معنی معلوم ہونے کے واسطے قسم اہل فیسہ و رکن و شرط و حکم کا حانا ضروری ہے۔ واضح ہو کہ میں یعنی قسم عبارت ہو قدرت فوت سے و مراد قدرت سے یہاں یہ ہو کہ انکار دعویٰ پر قسم کھانے والا اس امر کی قوت حاصل کرتا ہو کہ فی الحال مدعی کا دعویٰ دفع کرے اور رکن اُس کا المدعا علیہ کا نام مقرر نہ ہو ذکر کرنا ہو اور منکر کا انکار اُس کی شرط ہو۔ اور حکم یہ ہو کہ بعد قسم کے خصومت کا انقطاع ہو جاتا ہو اور جھگڑا ختم ہو جاتا ہو اگر مدعی کے پاس اپنے دعوے کے گواہ نہ ہوں۔ حسن بن زبیا دنے امام اعظم رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی شخص کو دعوے میں شک ہو تو چاہیے کہ اپنے خصم کو راضی کرے اور قسم کے واسطے جلدی نہ کرے اور اس سے صلح کر لے اور اگر شبہ ہو پس اگر غالب رہے میں اُس کا دعویٰ صحیح ہو تو اُس کو قسم لینے کی گنجائش نہیں ہو اور اگر غالباً باطل ہو تو قسم لے سکتا ہو یہ محیط سرخی میں ہے۔ اختلاف صحیح دعویٰ میں جاری ہو نہ فاسد میں یہ فصول عادیہ میں ہے۔ اگر دعویٰ صحیح ہو تو مدعا علیہ سے دریافت کرے اگر اس نے اقرار کیا تو قبھا ورنہ اگر انکار کیا اور مدعی نے دلیل پیش کی تو اُس کے موافق حکم کرے ورنہ مدعی کی درخواست پر اُس سے قسم لیوے یہ کثر الدقائق میں ہے اگر منکر پر قسم عائد ہو تو چاہیے قسم کھائے اگر سچا ہو یا مال دیکر اپنی قسم کا فدیہ اُتار دے یہ محیط سرخی میں ہے اگر مدعی کے لئے سے مدعا علیہ نے قاضی کے سامنے قسم کھالی اور قاضی نے قسم نہیں دلائی ہو تو یہ تخلیف نہیں ہو کیونکہ تخلیف قاضی کا حق ہو یہ قبیہ و بھار الی میں ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ فرمایا کہ قاضی چار چیزوں میں قبل شہادہ مدعی کے مدعا علیہ سے قسم لیگا۔ ایک یہ کہ شفیع نے اگر قاضی سے شفعہ کا حکم طلب کیا تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ واللہ میں نے شفعہ طلب کیا جو بوقت مجھے خریداری کی خبر معلوم ہوئی اگرچہ مشتری اس قسم لینے کی درخواست نہ کرے اور امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک قاضی یہ قسم نہ لیگا۔ دوسرے یہ کہ عورت باکرہ نے بالغ ہو کر اگر نکاح سے جدائی اختیار کی اور قاضی سے تفریق کی درخواست کی تو قسم لیگا کہ تو نے وقت بالغ ہونے کے ہی جدائی اختیار کر لی اگرچہ شوہر اس قسم لینے کی درخواست نہ کرے۔ تیسرے یہ کہ مشتری نے اگر عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ جب سے تو نے دیکھا تب سے تو عیب پر راضی نہیں ہوا اور نہ بیع کے واسطے پیش کیا جو تھے یہ کہ عورت نے اگر قاضی سے اپنے نفقہ کی درخواست کی کہ اُس کے شوہر غائب کے مال سے اُس کے واسطے نفقہ مقرر کر دے تو اُس سے قسم لیگا کہ شوہر نے اُس کو جاتے وقت اُس کو نفقہ نہیں دیا ہو اور واجب ہو کہ مسئلہ نفقہ میں اتفاق ہو یا نہ ہو یہ فصول عادیہ میں ہے۔ اور صورت استحقاق میں امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بدون طلب خصم کے مستحق سے قسم لیگا کہ واللہ میں نے نہ اُس کو فروخت کیا اور نہ ہبہ کیا ہو اور امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک بدون درخواست خصم کے پھر قسم نہ لیگا یہ خلاصہ و وجہ کر درمی میں ہے۔ اور بالا اجماع جو شخص بیعت بدم

قرضہ کا دعویٰ کرے اس سے قاضی قسم لے گا بدون درخواست و سی و وارث کے کہ والدین نے مدیون میت سے اپنا قرضہ بھر نہیں پایا اور نہ کسی نے مجھے اُسکی طرف سے ادا کیا اور نہ میری طرف سے کسی نے قبضہ کیا اور نہ میں نے اُسکو کل قرضہ یا کسی قدر سے بری کیا اور نہ مجھے کل قرضہ یا کسی قدر کو کسی پر اترادیا اور نہ میرے پاس تمام قرضہ یا کسی قدر کے عوض رہن ہو کذا فی الخلاصۃ اور باوجود دلیل یعنی گواہوں کے قسم نہ لیجائیگی مگر جب مسئلہ میں ایک یہ کہ میت پر قرض کے دعویٰ کرنے والے نے اگر گواہ پیش کیے تو اس سے قسم لیجائیگی اور کچھ خصوصیت قرض کے دعویٰ کی نہیں ہو بلکہ جس حق کا ترکہ میت میں دعویٰ ہوا اور گواہوں سے اُسکو ثابت کرے تو بدون درخواست خصم کے اُس سے قسم لیجائیگی کہ والدین نے اپنا حق نہیں بھرا یا اور امین مثل حقوق الدماء کے بدون دعویٰ کے قسم لیجاتی ہو۔ دوسرے یہ کہ بیع میں گواہوں سے استحقاق ثابت کرنے والے سے مستحق علیہ کو قسم لینے کا اختیار ہو کہ والدین نے اُسکو فروخت نہیں کیا اور نہ ہبہ کیا اور نہ صدقہ کیا اور نہ یہ عین میری ملک سے خارج ہوئی ہو تیسرے یہ کہ جو شخص کسی ہمسائے سے غلام کا گواہوں سے دعویٰ کرے اس سے قسم لیجائیگی کہ والدیہ غلام میری ملک میں اب تک باقی ہو بیع کر دینے یا ہبہ کر کے کی وجہ سے خارج نہیں ہوا ہو یہ بحر الرائق میں ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ اس مقدمہ کے گواہ میرے شہر میں موجود ہیں اور مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک قسم نہ لیجائیگی بلکہ اُس سے کہا جائیگا کہ تین دن کے واسطے اپنی ذات کا کفیل دے تاکہ تو غائب نہ ہو جائے کہ مدعی کا حق بر باد ہو اور یہ واجب ہو کہ کفیل ثقہ ہو اور گھر اُسکا معروف ہو تاکہ کفیل لینے کا فائدہ حاصل ہو کذا فی الکافی۔ اور اگر گشتہ کہا کہ گواہ نہیں ہیں یا غائب ہیں یا بیمار ہیں تو مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر مدعی نے کہا کہ میرے گواہ غائب یا بیمار ہیں تو مدعا علیہ سے اسوقت قسم لیجائیگی کہ جب قاضی اپنا کوئی شخص امین اس محلہ میں جہاں مدعی اپنے گواہوں کے نام و نشان بتلاتا ہو بھیج کر دریافت کرائے کہ گواہ غائب یا بیمار ہیں اور بدون اسکے موافق اُس شخص کے قول کے جسکے نزدیک گواہوں کے شہر میں موجود ہونے کی صورت میں اختلاف نہیں جائز ہو مدعا علیہ سے قسم نہ لیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعا علیہ نے قسم سے انکار کیا تو بسبب اسکے انکار کے ہمارے نزدیک مدعی کے مال کی ڈگری مدعا علیہ پر کر دیا و دیگی اور یہ ضرور ہو کہ یہ انکار قسم مجلس قضائین واقع ہو کذا فی الکافی اور مدعی پر قسم نہ لیجائیگی کذا فی الہدایہ اور قاضی کو چاہیے کہ یوں کہے کہ میں تجھے تین مرتبہ قسم پیش کرتا ہوں اگر تو نے قسم کھالی تو خیر ورنہ دعویٰ کی ڈگری تجھ کو دوں گا پس اگر مکرر بار پیش کیا اور اُسے انکار کیا تو ڈگری کر دیگا کذا فی الکافی اور یہ تکرار خصاف رہنے زیادہ احتیاط اور دفع عذر کے مبالغہ کے واسطے ذکر کی ہو اور مذہب یہ ہے کہ اگر ایک بار پیش کرنے کے بعد انکار قسم سے اُسے مدعی کی ڈگری کر دی تو جائز ہو اور یہی صحیح ہے اور اول اولیٰ ہو کذا فی الہدایہ اور اگر تین مرتبہ اُس پر قسم پیش کی گئی اور اُس نے نہ کھائی پھر اگر اُس پر ڈگری کر دی گئی پھر اُس نے نہ کھائی تو اُسے قسم کھاتا ہوں تو التفات نہ کیا جائیگا اور اگر ہنوز ڈگری نہ ہوئی تھی کہ اُس نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں تو قبول کیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک شرط یہ ہے کہ حکم مضابطہ انکار قسم کے ہو اور خصاف رحمہ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے اور اسی پر فتویٰ ہو کذا فی الفصول الہدایہ اور اگر قاضی نے اُس پر ایک بار قسم پیش کی اُس نے کہا کہ میں نہیں کھاتا ہوں پھر دوبارہ پیش کی تو کہا کہ کھاتا ہوں

پھر سب اس سے کہا کہ کہہ دالہ الدین نے پس اس نے کہا کہ میں نہیں کھاتا ہوں پھر جب تیسری بار اُس قسم پیش کی تو اُس نے انکار کیا تو اُس پر ڈگری کر دی جائیگی اور اگر قاضی کے دو مرتبہ قسم پیش کرنے پر مدعا علیہ نے تین روز کی مہلت مانگی پھر تین روز بعد آیا اور کہا کہ میں قسم نہیں کھاتا ہوں تو قاضی اُس پر ڈگری نہ کرے گی کیا یہاں تک کہ تین مرتبہ وہ قسم سے انکار کرے اور از سر نو تین مرتبہ قسم پیش کیجائے اور مہلت سے پہلے کا انکار معتبر نہ ہوگا یہ فنادے قاضی خان میں یہو قسم سے انکار کبھی حقیقہ ہوتا ہو جیسے کہا کہ میں قسم نہیں کھاتا ہوں اور کبھی حکم ہوتا ہو مثلاً خاموش رہا اور اُسکا اور اول کا حکم ایک ہو بشرطیکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ اسکے کان بہرے یا گونگا نہیں ہو یہی صحیح ہو کذا فی الکافی - اگر مدعا علیہ سے قاضی نے دعویٰ مدعی کا جواب طلب کیا وہ خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا اور جب قاضی نے دریافت کیا اُسے سوائے خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا تو قاضی مدعی کو حکم دیگا کہ اسکا کوئی کفیل لے لے تاکہ اسکا حال دریافت کیا جاوے کہ اسکو کوئی مرض تو نہیں ہو کہ جس سے بول نہیں سکتا یا نہیں سنتا ہو پس اگر ثابت ہو کہ کوئی مرض نہیں ہو اور دوبارہ مجلس قاضی میں پیش ہوا اور اس سے جواب طلب ہوا اور اُس نے سکوت کیا تو قاضی تین مرتبہ اُس پر قسم پیش کرے گی اگر خاموش رہا تو قسم سے انکار کے سبب سے ڈگری کر دیگا اور اگر یہ بولا کہ میں نہ اقرار کرتا ہوں نہ انکار کرتا ہوں تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک قسم نہ لی جائیگی بلکہ قید کیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک منکر قرار دیا جائیگا یہ محیط مخری میں ہو - اگر قاضی کو معلوم ہو کہ اسکی زبان میں کوئی مرض ہو کہ بول نہیں سکتا ہو مثلاً گونگا معلوم ہو تو حکم کرے گا کہ اشارہ کرے اور اُسکے اشارہ پر عمل کرے گی پس اگر اُسے اقرار کا اشارہ کیا تو اقرار ہو گیا اور اگر انکار کا اشارہ کیا تو قسم پیش کرے گی پس اگر قبول کا اشارہ کیا تو قسم ہو گئی اور اگر انکار کا اشارہ کیا تو قسم سے باز رہا پس سبب انکار قسم کے ڈگری کر دیگا کذا فی الذخیرہ - ایک شخص نے اپنی عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہو اُس نے انکار کیا یا عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا یا طلاق و انقضاء عدت کے بعد مرد نے دعویٰ کیا کہ میں نے عدت میں اس سے جو ع کیا ہو اور عورت نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعویٰ کیا کہ میں نے مدت ایلا و میں اس سے وطی کر لی ہو اور عورت نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا یا کسی جمول پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہو یا کسی جمول نے اُس پر یہ دعویٰ کیا یا اسی طرح دلائل و احوال یا دلائل و احوال میں ایسا جھگڑا پیش ہوا یا کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا یا باپ ہو یا عورت نے اپنے مالک پر دعویٰ کیا کہ مجھے یہ لڑکا پیدا ہوا ہو یا دعویٰ کیا کہ مجھے اسکے ایک اولاد ہوئی تھی وہ مر گئی اور میں اسکی ام ولد ہوں پس ان ساتوں مسئلوں میں امام اعظم رحمہ کے نزدیک منکر سے قسم نہ لی جائیگی اور صاحبین کے نزدیک لی جائیگی اور قسم سے انکار پر ڈگری کر دی جائیگی کذا فی النہایت اسی طرح اگر دعویٰ نکاح پر راضی ہونے یا نکاح کے حکم میں ہو تو صاحبین کے نزدیک قسم منکر پر عائد ہوگی یہ خزانۃ المفتیین میں ہو اگر مالک نے ام ولد بنایا دعویٰ کیا تو اُسکے اقرار سے ثابت ہوگا اور بائیں کا انکار لائق التفات نہ ہوگا پس ان مسائل میں طرفین سے دعویٰ متصور ہو کر ام ولد بنانے میں ایسا نہیں ہو یہ جو ہر نہ ہو میں جو قاضی فخر الدین نے جامع صغیر میں فرمایا کہ صاحبین کے قول پر فتویٰ ہوا در بعض نے کہا کہ قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ کے حال کو دیکھے اگر اسکی طرف سے نصرت ظاہر ہو تو صاحبین کا قول اختیار کرے اُس سے قسم لے اور اگر مظلوم متظر آوے تو امام رحمہ کے قول کے موافق قسم نہ لے یہ کافی میں ہو یا میں لکھا ہو کہ اگر عورت اپنے شوہر کو قاضی کے پاس لے گئی اور اُسے نکاح سے انکار کیا تو قاضی اُس سے قسم لیگا پس اگر وہ قسم کھا گیا تو قاضی کہے گا کہ میں نے تم دونوں

میں جدائی کرادی ایسا ہی خلف بن ایوب نے امام ابو یوسف رحم سے روایت کی ہو اور بعض نے کہا کہ قاضی
یون کہے کہ اگر یہ تیسری عورت ہو تو اسکو طلاق ہو پس شوہر کہے کہ ان یہ سراج الوباح میں ہو پھر امام اعظم رحم
کے قول کے موافق جب نکاح میں اختلاف جاری نہیں ہوتا ہو اور عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور قاضی سے کہہ کہ میں
نکاح نہیں کر سکتی ہوں کیونکہ یہ میرا شوہر موجود ہو اور نکاح سے انکار کرتا ہو پس اسکو حکم دے کہ مجھے طلاق دے تاکہ
میں کسی سے نکاح کروں اور شوہر اسکو طلاق نہیں دے سکتا ہو کیونکہ طلاق دینے سے وہ نکاح کا مقرر قرار پاتا ہو تو ایسی صورت
میں قاضی کو کیا کرنا چاہیے تو فخر الاسلام علی ہرودی نے فرمایا کہ شوہر سے کہے کہ تو اس عورت سے کہہ کہ اگر تو میری عورت ہو
تو مجھے طلاق ہو یہ محیط میں ہو اور اگر دعویٰ شوہر کی طرف سے ہو اور کہنے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اسکی بہن سے نکاح کروں
یا اسکی سواے چار عورتوں سے نکاح کروں تو قاضی اسکو یہ اختیار نہ دے گا کیونکہ وہ اقرار کرتا ہو کہ یہ میری عورت ہو پس
حکم دے گا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہو تو اسکو طلاق دیدے پھر مجھے اختیار ہو کہ نہ فی البدلہ - اور مجھ کو سب میں صاحبین کے نزدیک
اسوقت اختلاف ہو سکتا ہو کہ جب اسکے اقرار سے ثابت ہو سکتا ہو یہ ہدایہ میں ہو مرد کا اقرار پانچ میں صحیح ہو والدین و
ولد و زوجہ اور مالک کیونکہ اسے ایسی شہادت کا اقرار کیا جو اسکو لازم ہو اور اسواے انکے اقرار صحیح نہیں ہو اور عورت
کا اقرار چار میں صحیح ہو والدین اور شوہر اور مولے و لد کا اقرار ایک صحیح نہیں ہو کیونکہ اس میں غیر بر سب کا بار ڈالتا
ہو لیکن اگر شوہر نے اسکے اقرار و لد کی تصدیق کی یا ولادت و لد کی شہادت گزری تو صحیح ہو یہ نایب البیان میں ہے۔ یہ
سب اس صورت میں ہو کہ مدعی نے ان اشیاء کے دعوے کے ساتھ مال کا دعویٰ نہیں کیا اور اگر مال کا دعویٰ ہو مثلاً عورت
نے دعویٰ کیا کہ اس شخص نے مجھے اس قدر مہر پر نکاح میں لیا اور قبل وطی کے طلاق دی اور نصف مہر کا دعویٰ کیا یا طلاق کا
دعویٰ نہ کیا بلکہ نفقہ کا دعویٰ کیا تو بلا خلاف قاضی شوہر سے وقت انکار کے قسم لے گا یہ فائدہ صغریٰ میں ہے۔ اگر مدعی
نے کہا کہ میں باپ کی طرف سے مدعا علیہ کا بھائی ہوں اور ہمارا باپ مر گیا اور جو مال چھوڑا وہ اس مدعا علیہ کے قبضہ
میں ہو یا مجھ پر عورت کا دعویٰ کیا مثلاً کہا کہ یہ نابالغ جبکہ نقطہ کے طور پر لایا ہو میرا بھائی ہو مجھے اس پر مجھ پر کر نیکا اختیار
جمل ہو اور قابض نے انکار کیا یا مدعی نے کہا اور وہ لہجہ ہو کہ میں مدعا علیہ کا بھائی ہوں میرے واسطے اس پر نفقہ مقرر کرو
اور مدعا علیہ نے بھائی ہونے سے انکار کیا یا وادب نے بیہ سے رجوع کر نیکا ارادہ کیا پس وہ بیہ لہ نے کہا کہ میں تیرا
بھائی ہوں تو مدعا علیہ سے وقت انکار کے دعویٰ سب پر قسم لے جائیگی اور یہ بالا جماع ہو لیکن اگر قسم سے باز رہا تو سوا
نسب کے مال یا حق کا ثابت ہو جائیگا یہ کافی میں ہو۔ ہر قسم کے سواے باقی حدود پر قسم نہ لیے جانے پر اجماع ہو لیکن
چوری کا دعویٰ اگر کسی پر کیا اور گئے انکار کیا تو قسم لے جائیگی پس اگر قسم سے باز رہا تو ماتمہ نہ کاٹا جائیگا مگر مال کا مثلاً
ہوگا اسی طرح لعان میں بھی بالا جماع قسم نہ لے جائیگی کیونکہ لعان حد کے معنی میں ہو پس اگر عورت نے اپنے شوہر پر
دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے زنا کی نیت لگائی ہو اور قسم طلب کی تو قاضی اس سے قسم نہ لے گا یہ سراج الوباح میں ہے۔ اور صدر الشریعہ
نے ذکر کیا ہے کہ حدود میں بالا جماع اختلاف نہیں ہو مگر اس صورت میں کہ کسی حق کو متضمن ہو تو حدود میں قسم
لے جائیگی مثلاً اپنے غلام سے کہا اگر میں زنا کروں تو تو آزاد ہو پھر غلام نے دعویٰ کیا کہ اس شخص نے زنا کیا ہو
اور گواہ موجود نہیں ہیں تو مالک سے قسم لے جائیگی پس اگر قسم سے باز رہا تو محقق ثابت ہو جائیگا زنا ثابت ہوگا
یہ میں میں ہو پھر جب مولیٰ سے موافق مذہب مختار کے اس مقام پر قسم لے جاوے تو سبب پر قسم لے جائیگی کہ واثق

میں نے جب سے پہلے زنا پر غلام آزاد ہو جانے کی قسم کھائی ہو اس کے بعد سے زنا نہیں کیا ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے باسنانی اسے زندیق اسے کافر کہا یا اس نے مجھے مارا یا تھپڑ مارا یا ایسے ہی امور کا دعویٰ کیا جنہیں تعزیر واجب ہوتی ہو اور قسم کی درخواست کی تو قاضی مدعا علیہ سے قسم لگا پس اگر اس نے قسم کھائی تو کچھ نہیں ورنہ اگر قسم سے باز رہا تو اسپر تعزیر ہوگی اور امین تحلیف حاکم پر ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر قصاص کا دعویٰ کیا اور اس نے انکار کیا تو بالاجماع اس سے قسم لی جائیگی یہ ہدایہ میں ہو۔ پس اگر اس نے قسم کھائی تو بری ہو گیا یہ سراج المولج میں ہو۔ اگر نفس کے دعوے سے ماسوائے مین قسم سے باز رہا تو قصاص لازم ہوگا اور اگر نفس کے دعوے میں قسم سے باز رہا تو قید کیا جائیگا یہاں تک کہ اتوار کرے یا قسم کھاوے اور یہ امام عظیم رحمہ کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں ارش و جب ہو گا کذا فی الہدایہ

دوسری فصل کیفیت بیان میں جس شخص پر قسم عائد ہو قاضی اس سے المدتعالے کی قسم لگا
اور غیر المدتعالے کی قسم نہ لگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر مدعی نے درخواست کی کہ اس سے قسم لیجاوے کہ اپنی جوارہ کی طلاق یا باندی و غلام کے آزاد ہو جانے کی قسم کھاوے یعنی اگر ایسا ہو صیبا مدعی کہتا ہو تو اس کی جوارہ کو طلاق ہو تو موافق ظاہر الروایت کے قاضی اس کو منظور نہ کریگا کیونکہ طلاق وعتاق وغیرہ کے مانند کی قسم کھانا حرام ہو اور یہی صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور لکھنؤ میں تغلیظ کرنا ہو تو المدتعالے کے اوصاف پڑھاوے کہ کہ قسم ہو اس المدہ پاک کی کہ جس کے سوائے کوئی معبود نہیں ہو اور وہ ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہو وہی رحمن و رحیم ہو اور پوشیدہ کو اس طرح جانتا ہو جس طرح علانیہ کو جانتا ہو کہ چھپا ہو یہی طرف یہ مال فلان شخص کا جس کا وہ دعویٰ کرتا ہو یعنی اس قدر یہ نہیں ہو اور نہ اس میں سے کچھ ہو۔ اور اس کو اختیار ہو کہ تغلیظ میں اس پر زیادہ کرے یا کم کرے اور اگر احتیاط کرے تو لفظ دیا اور کو ذکر نہ کرے تاکہ مکرر قسم اسپر نہ جاوے اور اگر چاہے تو قاضی تغلیظ نہ کرے صرف والتدایا بالمد کھلاوے کذا فی الکافی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ قاضی اگر مدعا علیہ کی صورت سے بیگن اور صالحین کے آثار پاوے اور پہلے نزدیک اس کو متم نہ ٹھہراوے تو صرف المدتعالے کے نام کی قسم کافی ہو اور اگر اسکے برخلاف ہو تو تغلیظ کرے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مال کو دیکھے اگر مال کثیر ہو تو تغلیظ کرے ورنہ فقط المدتعالے کے نام کی قسم دلاوے پھر مال عظیم کی تعدد بعضوں نے یہ بیان کی کہ بقدر رضاب زکوٰۃ کے ہو اور بعضوں نے بقدر رضاب سرقہ کے مال کثیر کہا ہو۔ اگر بیوہ دی پر تغلیظ منظور ہو تو یوں قسم دلاوے کہ قسم المدتعالے کی جسے موسیٰ پر توراۃ نازل فرمائی اور اگر نصرانی پر تغلیظ ہو تو یوں قسم دلاوے کہ قسم اس المدہ پاک کی کہ جسے ایسے پر انجیل نازل فرمائی ہو کذا فی محیط۔ اور کسی خاص مصحف کی طرف اشارہ کر کے قسم نہ دلاوے یعنی قسم اس المدہ پاک کی جس نے یہ انجیل یا یہ توراۃ نازل فرمائی ہو کیونکہ جب دونوں میں سے کسی قدر کی تحریف ثابت ہوئی تو اس سے مامون نہیں کہ اشارہ مصحف کی طرف واقع ہو پس اس کی قسم دلانا تغلیظ کے ساتھ تغلیظ ایسی چیز کے ساتھ ہوگی جو المدتعالے عزوجل کا کلام نہیں ہو کذا فی الہدایہ۔ اور عجوبی کو اگر تغلیظ کی ساتھ قسم دلاوے تو یوں دلاوے کہ قسم اس المدتعالے کی جس نے آگ کو پیدا کیا ہو ایسا ہی امام محمد رحمہ نے کتاب الاصل میں ذکر کیا ہو کذا فی الہدایہ و اکثر الفقہاء اور ظاہر الروایت میں امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ سے اس کا خلاف منقول نہیں ہو و لیکن نوادر

یعنی چنانچہ
بہر تو کتاب

میں امام اعظم رحمہ سے مروی ہو کہ انھوں نے فرمایا کہ قسم خالص اللہ تعالیٰ کے سوا نہ لیجاوے اسی طرح بعض شایخ
 نے فرمایا کہ قسم کے وقت آگ کا ذکر نہ کرنا چاہیے یہ مبطون میں ہو اور سواے مجوسیوں کے اور شریکین سے صرف اللہ تعالیٰ
 کی قسم لیجائیگی اور یوں نہ قسم لیجائیگی کہ قسم اُس اللہ تعالیٰ کی جس نے ذن اور صنم کو پیدا کیا ہو یہ محیط مشرقی میں ہو
 اور شریکوں سے اُنکے عبادت جاذون میں قسم نہیں لیجائیگی کہ ان فی الاختیار شرح المختار۔ اور سلمان پر غلیظ قسم زمانی
 یا مکان کے ساتھ واجب نہیں ہو یہ کافی میں ہو۔ گوئیکے کا قسم دلانا سطور سے ہو کہ قاضی اُس سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ
 کا عہد ہو اگر اس شخص کا بچہ یہ حق ہو اور گوئیکا اپنا سر ہلاوے یعنی ہاں۔ اور یوں قسم نہ لے کہ والد مجھے اس شخص کے
 ہزار درم نہیں دین اور وہ سر ہلاوے کہ ہاں یہ محیط مشرقی میں ہو۔ اور اگر مدعی گوئیکا ہو اور اُسکے اشارے سمجھ میں آتے
 ہیں اور معروف ہیں اور اُسکا خصم صحیح سالم ہو تو قاضی گوئیکے کی درخواست سے اُس سے قسم لیگا کہ قسم الہ پاک کی جسکے
 سواے کوئی معبود نہیں ہو جیسا دونوں کے صحیح سالم ہونے کی صورت میں تھا اور اگر مدعا علیہ گوئیکے ہونے کے باوجود
 بہر بھی ہو اور قاضی اُسکو برا جانتا ہو تو لکھ کر اُس سے جواب طلب کرے گا کہ تحریر ہی جواب دے اور اگر وہ لکھنا نہیں
 جانتا ہو اور اُسکے اشارے سمجھ جاتے ہیں اور معروف ہیں تو اُسکو اشارے سے بتلانے کا حکم دیگا اور مثل گوئیکے کے
 اُسکے ساتھ برتاؤ کرے گا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر قرض کا دعویٰ کیا اور کوئی سبب اُسکا نہ بیان کیا تو حاصل پر قسم لیگا کہ
 والد اس شخص کا مجھے با میری طرف یہ مال جبکا دعویٰ کرتا ہو اور وہ اس اس قدر ہو نہیں اور نہ اس میں سے کچھ ہو سی
 طرح اگر کسی ملک یا حق کا مال معین خاص میں دعویٰ کیا اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو بھی یوں قسم لیجائیگی کہ والد یہ
 مال معین فلان بن فلان کا نہیں ہو اور نہ اس میں سے کچھ ہو۔ احتیاطاً جزو کل کو جمع کرے یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی قدر
 درم یا دینار کا سبب قرض یا خرید کے دعویٰ کیا یا کسی ملک کا سبب بیع یا ہبہ کے دعویٰ کیا یا غضب یا عاریت کا دعویٰ
 کیا تو ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت یہ ہو کہ حامل دعویٰ پر قسم لیجاوے اور سبب پر قسم نہ لیجاوے یعنی
 یوں قسم نہ دلائی جاوے کہ والد میں نے اُس سے یہ مال قرض نہیں لیا یا یہ کل مال میں نے غضب نہیں کیا
 یا میرے پاس دینیت نہیں رکھا یا میں نے نہیں خریدا ہو یا میں نے یہ مال معین اُسکے ساتھ نہیں بیجا ہو خواہ مدعا علیہ
 کچھ عرض کرے یا نہ کرے ولیکن ماسوئے ودینیت کے یوں قسم لیجاوے کہ والد مجھے با میری طرف یہ مال کہ جبکا دعویٰ
 کرتا ہو نہیں ہو اور نہ اس میں سے کچھ ہو اور ودینیت میں یوں قسم دلائی جاوے کہ والد میرے ہاتھ میں یہ ودینیت کہ
 جبکا دعویٰ کرتا ہو نہیں ہو اور نہ اس میں سے کچھ ہو اور نہ میری طرف اس میں سے کوئی حق ہو اس واسطے کہ مدعی نے
 اگر ودینیت تلف کر دی یا کسی چور کو اُسکا پتہ بتلایا تو مدعا علیہ کے ہاتھ میں نہوگی ولیکن اُسکا ضامن ہوگا اسلئے یوں
 ہی قسم لیجاوے جس طرح ہم نے بیان کیا ہو یہ فنادی قاضی خان میں ہو۔ پھر واضح ہو کہ حامل دعویٰ پر قسم
 دلایا جاتا بھی امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک اصل ہو جبکہ ایسے سبب سے ہو کہ رفع واقع سے مرفوع ہوتی ہو
 اور اگر ان میں مدعی کے حق پر نہ ہو تو بالاجماع سبب پر قسم لیجائیگی مثلاً کسی عورت مطلقہ نے جسکو طلاق
 بت دیکنی ہو فقہ کا دعویٰ کیا اور شہرہ کے مذہب میں یہ ہو کہ فقہ نہیں ملنا چاہیے یا جو ار کے سبب سے شفعہ
 کا دعویٰ کیا اور مشرقی کے نزدیک شفعہ جاری نہیں ہوتا ہو اسلئے کہ مثلاً وہ شافعی مذہب ہو تو اس صورت میں حکم
 مذکور جائی رہے گا کہ انی الکافی اور امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر مدعی کے مال کا مطلقاً

دعویٰ کیا تو مال پر قسم لجا دیگی اور اگر سبب ذکر کر کے دعویٰ کیا تو مال پر اس سبب کے ساتھ قسم لجا دیگی کہ والدین نے اس سے یہ مال مثلاً فرض نہیں لیا ہو مگر اس صورت میں ایسا نہ ہوگا کہ جب قاضی سے مدعا علیہ عرض کرے کہ مجھے اس طرح قسم نہ دلائی جاوے کیونکہ آدمی مال اکثر فرض لیتا ہے ولیکن دعویٰ کے وقت اس پر مال نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ادا کر دیتا ہے یا میری ہوجا تاہی تو اس صورت میں قاضی حامل دعویٰ پر قسم لگا اور اسی کو بعض مشائخ نے اختیار کیا ہے اور جس بالائے حلائی نے فرمایا کہ مدعا علیہ کا جواب دیکھنا چاہیے اگر آئے کہہ کہ میں نے اس سے کچھ فرض نہیں لیا اور نہ غصب کیا ہے تو سبب پر قسم لجا دیگی اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مجھ پر مال جس کا دعویٰ کرتا ہے نہیں ہے تو حاصل پر قسم لجا دیگی کہ والد مجھ پر یا میری طرف یہ مال جس کا دعویٰ کرتا ہے نہیں ہے اور نہ اس میں سے کچھ ہو شیخی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قول میرے نزدیک بہت عمدہ ہے اور اسی کو اکثر قاضیوں نے اختیار یہ ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر سبب ایسا ہو کہ رفع رافع سے مرفوع نہ تو بالاجماع سبب پر قسم لجا دیگی مثلاً غلام سلمان نے اگر اپنے مالک پر دعویٰ کیا کہ میرے آزاد کیا ہے کیونکہ اس پر دوبارہ رقیبت کر رہیں ہوتی ہو خلاف باندی یا کا فر غلام کے کیونکہ باندی پر مرتد ہو کر دارالحرب میں جانے سے دوبارہ رقیبت آسکتی ہے ایسا ہی کا فر پر عہد ٹوٹ کر دوبارہ دارالحرب سے ہڑے جانے سے رقیبت آجائیگی کذا فی المسند ابیہ مشتری نے اگر خرید کا دعویٰ لپس اگر نہیں ادا کرے سبب کا ذکر کرتا ہے تو مدعا علیہ سے یوں قسم لجا لیگی کہ والد میرے غلام یا کچھ نہیں ہے مدعی کی ملک اس سبب سے نہیں ہے جس سبب سے دعویٰ کرتا ہے اور یوں قسم نہ دلائی جائیگی کہ والد میں نے فروخت نہیں کیا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر چاہے تو یوں قسم نہ دلاوے کہ والد میرے اور اسکے درمیان نہیں دعویٰ سے کرتا ہے اس وقت بیع قائم نہیں ہے یا یوں کہے کہ والد میرے کچھ نہیں ہے کہ جب دعویٰ کرتا ہے اس وقت خرید میں نہیں ہے یا والد میرے بیع کہ جبکا مجھ پر اس کے بارہ میں دعویٰ کرتا ہے جو بیع میں سے اس وقت قائم نہیں ہے جو جیسا کہ کہنے دعویٰ کیا ہے اور اگر چاہے تو یوں قسم نہ دلاوے کہ والد مجھ پر نہیں ہے کہ سبب کا دعویٰ کرتا ہے یا میں واجب ہو خواہ مدعا علیہ قاضی سے کچھ عرض کرے یا نہ کرے کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور اگر مدعا علیہ نے دہم ادا کر دینا ذکر نہ کیا تو قاضی اس سے کہیگا کہ دہم حاضر کر پھر جب وہ دہم لایا تو قاضی قسم دلاوے گا کہ والد مجھ پر ان دہموں کا لینا اور اس بیع کا دینا جس وجہ سے مدعی دعویٰ کرتا ہے واجب نہیں ہے اور اگر چاہے تو یوں قسم دلاوے کہ والد میرے اور اسکے درمیان یہ خریداری اس دم قائم نہیں ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر بالغ نے بیع کا دعویٰ کیا اور مشتری نے انکار کیا پس اگر کہنے یہ دعویٰ کیا کہ میں نے بیع سپرد کر دی اور دہم نہیں وصول پائے ہیں تو مشتری سے قسم لجا لیگی کہ والد میری طرف نہ دار ہے اور نہ اسکے دہم ہیں اور اگر کہنے یہ دعویٰ کیا کہ اس نے بیع نہیں دی اور نہ دہم پائے ہیں تو یوں قسم لجا لیگی کہ والد میرے دار ہیں نہیں ہے اور نہ یہ دہم جو اس نے بیان کیے ہیں مجھ پر واجب ہیں یہ بیع حقیقہ شرعی میں ہے۔ اور مال عین دہم دونوں پر قسم لجا لیگی جیسا دعویٰ خرید میں ہوتا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور نکاح میں یوں قسم لجا دیگی کہ ہم دونوں میں فی الحال نکاح نہیں ہے کذا فی المسند ابیہ۔ اگر عورت نے نکاح دہم کا دعویٰ کیا تو صاحبین رحمہ سے ظاہر الودھت میں مروی ہے کہ حاصل دعویٰ ہے پر قسم لجا لیگی کہ والد یہ عورت میری جو رہ نہیں ہے جس نکاح سے کہ دعویٰ کرتی ہے اور نہ مجھ پر مہر کہ جبکا دعویٰ کرتی ہے واجب ہے اور نہ میرے پاس نقد ہے اور نہ اس میں سے کچھ مجھ پر واجب ہے اور اگر مدعی اس امر کا مرد ہو تو عورت سے قسم لجا لیگی کہ والد میرے شوہر نہیں ہیں جیسا کہ دعویٰ کرتا ہے

یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو ایک عورت نے اپنے شوہر پر ایک طلاق جہی دینے کا دعویٰ کیا تو قسم لیا گیا کہ وہ اقتدار اس عورت پر میری طرف سے اس ساعت طلاق واقع نہیں ہو اور اگر بائن طلاق کا دعویٰ کیا تو قسم لیا گیا کہ والدین اس ساعت یہ عورت میری طرف سے ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ علی حسب دعویٰ بائن نہیں ہو یا والدین نے ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ اس نکاح میں بائن نہیں کیا ہو اور یوں قسم نہ لیا گیا کہ والدین نے اسکو تین طلاق مساقا نہیں دی ہیں یہ وجہ کروری مین ہو۔ اسی طرح اگر عورت نے ایسا دعویٰ نہ کیا بلکہ ایک شخص عاقل نے یا فتون کی ایک جماعت نے قاضی کے سامنے اس طرح گواہی دی تو قاضی احتیاط کر کے قسم لیا کیونکہ حرمت فرج حق شرع ہو پس قاضی پر ایسی صورت میں احتیاط لازم ہو یہ محیط مین ہو عورت نے دعویٰ کیا کہ میں نے شوہر سے طلاق کی درخواست کی تھی پس اس نے مجھے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں ہو پس میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی طلاق لے لی اور میں اس پر حرام ہو گئی پس شوہر نے اپنے حکم دینے اور اس کے اختیار کرنے دونوں سے انکار کیا یعنی میں نے نہیں کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں ہو اور نہ اس نے اختیار کیا ہو تو قاضی بلا خلاف حال دعویٰ پر قسم نہ لیا بلکہ سبب پر قسم لیا اور مرد کے واسطے احتیاط کر لیا اور قسم لیا جائیگا کہ والدین نے اس کا کام اس کے اختیار میں نہیں دیا بعد اسکی درخواست طلاق کے جب سے کہ آخر نزدیک اس کے ساتھ کی ہو اور نہ میں جانتا ہوں کہ اس تفویض کے ساتھ اس نے مجلس تفویض میں اپنے نفس کو اختیار کیا ہو یہ وجہ کروری مین ہو اور اگر اقرار کیا کہ میں نے کہا تھا کہ تیرا کام تیرے اختیار میں ہو اور انکار کیا کہ اس نے نفس کو اختیار نہیں کیا تو شوہر پر قسم لیا کہ والدین نہیں جانتا ہوں کہ اس نے اپنے نفس کو اس مجلس میں اختیار دینے کا دعویٰ کرتی ہو اختیار کیا ہو اور اگر اقرار کیا کہ اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا بلکہ والدین میں نے اس کا کام اس کے ہاتھ میں نہیں دیا تھا تو قسم لیا جائیگا کہ والدین نے اپنی اس عورت کا کام اس کے قبضہ میں قبل اس کے کہ جس مجلس میں اپنے نفس کو اختیار کیا ہو نہیں دیا تھا یہ فصول عاقلہ مین ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے ساتھ ایلا اور ایلا کی مدت گذر گئی پس ہم دونوں میں جدائی واقع ہو گئی اور قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیا دے اور قاضی کو آگاہ کیا کہ اس کا مذہب یہ ہو کہ ایلا کرنے والا بعد چار مہینے کے موقف ہوتا ہو پس شخص قسم کھایا کہ یہ عورت مجھے بائن نہیں ہو اور نہ میں جانتا ہوں تو قاضی اس سے سبب پر قسم لیا کہ والدین نے اس سے نہیں کہا تھا کہ والدین مجھے قریب نہ کر دینا اتنے دنوں بنا بر دعویٰ عورت کے پس اگر اس نے قسم سے نکل گیا تو عورت کے حال پر لحاظ کر کے اسکو ایک طلاق کے ساتھ بائن قرار دیا اگرچہ اس میں شوہر کے واسطے ضرر کا احتمال ہو یہ محیط مخری مین ہو۔ پس اگر شوہر نے ایلا کا اقرار کیا کہ دعویٰ کیا کہ میں نے مدت کے اندر اس سے قریب نہ کر لی ہو اور عورت نے اس سے انکار کیا تو قسم لیا کہ عورت کا قول لیا جائیگا اور حال دعویٰ پر قسم لیا جائیگا کہ والدین نے اس میں اسکی جو رو نہیں ہوں سبب اس کے کہ جو دعویٰ کیا ہو اور یہ قسم دیا جائیگی کہ والدین اس مرد نے چار مہینے گذرنے سے پہلے مجھے قریب نہیں کیا ہو اور کتاب الاختلاف میں ہو کہ بشر نے فرمایا کہ میں نے امام ابو یوسف رحمہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ یوں قسم لیا جائیگی کہ والدین چار مہینے گذرنے سے پہلے اس مرد نے مجھے قریب نہیں کیا اور احتیاط کر کے قول کے موافق اس میں کہ قسم میں زیادہ کہا جاوے کہ والدین چار مہینے گذرنے سے پہلے اس نے مجھے قریب نہیں کیا اس نکاح کے ساتھ جبکہ یہ شخص دعویٰ ہو یہ محیط مین لکھا ہو اگر عورت نے اپنے ہر کے عوض مرد سے خلع کرایا اور

شوہر نے انکار کیا تو اسکا قول لیا جائیگا اور ظاہر الروایت کے موافق حاصل دعوے پر قسم لجا بیگی اور امام ابو یوسف کے قول پر سبب پر قسم لجا بیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر اس دارمیں داخل ہو تو اس میری عورت پر تین طلاق ہیں اور بعد اس قسم کھانے کے یہ شخص اس دارمیں داخل ہوا پس اگر شوہر نے قسم اور دارمیں داخل ہوئیگا اقرار کیا تو طلاق کا اقرار کیا اور اگر دونوں باتوں سے انکار کیا تو موافق غایۃ القریۃ کے حال دعوے پر قسم لجا بیگی کہ والد یہ عورت مجھے تین طلاق کے ساتھ بائن نہیں ہو جیسا کہ یہ دعویٰ کرتی ہو اور اگر قسم کا اقرار کیا مگر بعد قسم کے دارمیں جانے سے انکار کیا تو یوں قسم لجا بیگی کہ والد اسکی طلاق کے قسم کھانے کے بعد میں اس امر میں نہیں گیا اور اگر اس زمانہ میں دار کے اندر جائیگا اقرار کیا اور قسم کھانے سے انکار کیا تو یوں قسم لجا بیگی کہ والد اس دارمیں داخل ہونے سے پہلے میں نے یہ قسم نہیں کھائی تھی کہ اگر میں اس دارمیں داخل ہوں تو میری عورت کو تین طلاق ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور ایسا ہی حقائق کی صورت میں ہو کہ اگر غلام یا باندی نے اپنے مالک پر دعویٰ کیا کہ اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر میں اس دارمیں داخل ہوں تو یہ آزاد ہو اور پھر یہ شخص داخل ہوا تو اسی طرح قسم لجا بیگی اور اگر مالک یا شوہر نے ان قسموں میں قاضی سے کچھ عرض کیا تو یوں قسم لجا بیگی کہ والد یہ عورت میری طرف سے تین طلاق کی بائن بسبب اس قسم کے جبکہ دعویٰ کرتی ہو نہیں ہو اور نہ یہ باندی بسبب اس قسم کے جبکہ دعویٰ کرتی ہو پھر حرام ہو پس اگر اس طرح قسم کھائی تو اسکی مراد حاصل ہو یہ شرح ادب القاضی میں ہے۔ اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے تیرے پاس اس قدر مال و دولت رکھا ہو اُسنے کہا کہ تو نے فلاں شخص کے ساتھ رکھا ہو پس سب میں مجھے نہ دوںگا تو مدعا علیہ سے قسم لجا بیگی کہ والد سب مجھے واپس کرنا مجھے واجب نہیں ہو پس اگر اسنے قسم کھائی تو خصوصیت دفع ہو یہ خزانۃ المفتین میں ہے ایک باندی غصب کر لی اور اسکو غائب کر دیا پس مالک نے گواہ سنائے کہ اسنے میری باندی غصب کر لی ہو تو مدعا علیہ قید کیا جائیگا یہاں تک کہ اُسکو لاکر مالک کو دیدے اور بسبب ضرورت کے یہ دعویٰ صحیح ہو باوجود جہالت کے اور اگر مالک کے پاس گواہ نہ ہوں تو اُس سے قسم لجا بیگی کہ والد نہ اس شخص کی باندی مجھ جاپیے اور نہ اسکی قیمت یعنی اس قدر درم اور نہ اس سے کم یہ وجہ کہ درمی میں ہو۔ اور اجارہ اور مزارعت و معاشرت میں یوں قسم لجا بیگی کہ والد میرے اور اس کے درمیان اس گھر کا اجارہ یا اس زمین کی مزارعت اس وقت سے اور جو وقت تک کا مدعی دعویٰ کرتا ہو بعض اس قدر اجرت کے جو مدعی نے بیان کی لازم قائم نہیں ہو یہ محیط مشرعی میں ہے۔ اگر مدعی نے گھر کے کرایہ کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو قاضی یوں قسم لیگا کہ والد میری طرف اسکا یہ کرایہ جو اس گھر کے کرایہ کا وقت کرایہ دینے سے دعویٰ کرتا ہو نہیں ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر قاضی چاہے تو یوں قسم لے کہ والد میری طرف اسکا یہ کرایہ جو بیان کیا اس سبب سے جو دعوے میں بیان کیا نہیں چاہیے ہو یا جس وجہ سے دعویٰ کیا ہو نہیں چاہیے ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر مال یا عروض کی کفالت کا دعویٰ کیا تو حاصل دعوے پر قسم لجا بیگی ولیکن اس وقت قسم لجا بیگی کہ جب کفالت صحیح کا دعویٰ کرے خود متعین ہو یا کسی شرط متعارف پر ملحق ہو او بیان کرے کہ کفالت اسکے حکم سے تھی یا مجلس کفالت میں اس کفالت کی آئنے اجازت دی تھی اور بدون اسکے کفالت صحیح کا دعویٰ نہوگا پس تحلیل نہیں مرتب نہوگی اور قسم یوں لجا بیگی کہ والد میری طرف یہ ہزار درم بسبب اس کفالت کے جبکہ یہ دعویٰ کرتا ہو نہیں ہیں اور اس کفالت کا ذکر اس واسطے ہو کہ دوسری کفالت کو شامل نہو جاوے اسی طرح اگر کفالت کسی عروض کی ہوتی ہو

قسم لیا لگی کہ والد میری طرف یہ کچھ اسباب کفالت کے نہیں ہوں اور کفالت نفس میں یوں قسم لیا جو کہ والد میری طرف یہ واجب نہیں ہو کہ بعد بلس کفالت کے جسکا یہ دعویٰ کرتا ہو فلان شخص کے نفس کو اس کے سپرد کر دینا یہ فضول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے گھر کے پہلو میں ایک گھر خرید لیا ہوں اور میں اپنے گھر کی وجہ سے اسکا شفعہ ہوں اور قسم طلب کی تو فانی ہو۔ اب پر قسم لیا کہ والد میں نے یہ وار کہ جسکو یہ شخص بیان کرتا ہے اور اس کے یہ حدود ہیں نہیں خرید لیا ہوں اور نہ اس میں سے کچھ خرید لیا ہوں۔ اور اگر مدعا علیہ نے خریدنے اور مدعی کے جوار ہونیکا اقرار کیا ولیکن اس نے کہا کہ مدعی کو جب خرید کا حال معلوم ہوا تو اس نے نہ یہ نہیں طلب کیا اور شفعہ نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے طلب کیا تو قسم سے شفعہ کا قول لیا ایا جائیگا اور مدعا علیہ شفعہ سے یوں قسم لیا لگی کہ والد جب مجھے اس وار کے فروخت کی خبر پہونچی تو میں نے شفعہ طلب کیا اور کسی بالغ یا مشتری یا دار کے حضور میں طلب شفعہ کے گواہ کر لیے ایسا ہی کتاب الاختلاف میں مذکور ہو ولیکن اس وقت ٹھیک ہو سکتا ہو کہ مدعی نے دعویٰ کیا ہو کہ مجھے اس وار کے فروخت کی خبر ایسے وقت پہونچی کہ میں آدمیوں کے مجمع میں تھا اور اگر اس وقت کوئی اس کے پاس نہ تھا اور اسکو بیع کی خبر پہونچی تو فی الحال گواہ نہ کر لینے سے اسکا شفعہ باطل نہ ہوگا اور اس سے یوں قسم لیا لگی کہ والد میں نے جب بیع کی خبر پائی اس وقت اپنا شفعہ طلب کیا اور بوقت امکان گواہوں کی تلاش میں نکلا اور کسی بالغ یا مشتری یا دار کے حضور میں شفعہ طلب کر کے گواہ کر لیے اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ مجھے رات میں بیع کی خبر پہونچی اور صبح میں نے شفعہ طلب کیا اور گواہ کر لیے تو قاضی یوں قسم لیا کہ والد مجھے سولہ اسوقت کے جگہ میں دعویٰ کرتا ہوں بیع کی خبر نہیں پہونچی اور بیع کے وقت میں نے شفعہ طلب کر کے گواہ کر لیے بیع میں لکھا ہو جو عورت نجار بلوغ مختار ہو سکا علم اپنے نفس کے اختیار کرنے میں یعنی اپنے آپ کو طلاق یا بیع میں مثل شفعہ کے ہو طلب شفعہ میں اور اسکا اختلاف ہی مثل اختلاف شفعہ کے ہو پس اگر گئے قاضی سے کہا کہ میں نے اپنے نفس کو اختیار کیا جبھی مجھے بلوغ ہوا یا کہا کہ جبھی میں بالغ ہوا میں نے ذمت اختیار کی تو قسم سے اسکا قول مقبول ہوگا اور اگر یوں کہا کہ میں کل بالغ ہوئی اور میں نے فرقہ ملا باکی تو بدوں گواہوں کے اسکا قول مقبول نہ ہوگا اور اگر بیعت ایسا کہا کہ میں کل کے روز بیع ہوا تو شفعہ طلب کیا تو بھی یہی حکم ہوگا یہ فضول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میری پانڈی کا اہنہ پتہ یعنی چھانگل چکر فارسی میں آبریز کہتے ہیں تو روالی اور ابرین کو مانہ کیا یا یوں دعویٰ کیا کہ اس نے میرے گھانے میں یا اناج میں پانی ملا کر اسکو براد کر دیا ہو پس اگر مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا تو ابرین یا اناج کے مالک کو اختیار ہو چاہے ابرین دانج کو لینے یا اس کے مثل ملے اور نقصان کی ضمانت نہیں ملے سکتا ہو اور اگر مدعا علیہ نے انکار کیا تو قاضی قیمت ابرین و مثل طعام پر اس سے قسم لیا یعنی والد مجھے قیمت ابرین یا مثل طعام واجب نہیں ہو علی الوجہ الاتم اور اگر مدعی نے قاضی کو آگاہ کر دیا کہ اسکا مذہب یہ ہو کہ ایسی صورت میں ضمانت قیمت واجب نہیں ہوتی ہو بلکہ ضمانت نقصان واجب ہوتی ہو تو فانی اس سے سبب پر قسم لیا کہ والد میں نے فعل جسکا مدعی دعویٰ کرتا ہو نہیں کیا ہو یہ فناوے قاضی خان میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا کچھ اچھا ڈالا ہوا اور کچھ کے کو مع اس شخص کے حاضر کر کے قسم طلب کی تو قاضی سبب پر قسم نہ لیا کہ والد میں نے یہ کچھ نہیں اچھا ڈالا ہو بلکہ چھلنے کو دیکھا اگر اس قسم کا شکاں ہو کہ جس سے نقصان دیا ہو اسے اور مدعی کو خیار حاصل

نہو تو اُس کیسے کو ثابت اندازہ کرادے اور اس خرق کے ساتھ اندازہ کرادے پس حسب قدر نقصان ہو وہ دلاو
 مگر اس وقت دلاو لگیا کہ اُس سے قسم لے کہ والتد اس شخص کے مجھ پر تنہ درم نہیں چاہتیمین پس اگر قسم کھائی تو چھوٹ گیا
 ورنہ یہ نقصان ادا کرے اور بعض خرق ایسا ہوتا ہو کہ جس میں مدعی کو اختیار ہوتا ہو کہ چاہے کپڑے لے لے اور اس کا نقصان
 لے لے یا اس کپڑے کو مدعا علیہ کے حوالے کرے اور اس کی پوری قیمت لے لے اور یہ خرق وہ ہو کہ جو بہت ہو اور تھوڑے
 خرق میں نقصان لے سکتا ہو جیسا کہ بیان ہوا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ کپڑا حاضر ہو اور اگر کپڑے کو نہ لایا اور اگر دعویٰ
 کیا کہ اس مدعا علیہ نے میرا کپڑا چھوڑ دالا ہو تو قاضی اُس سے دریافت کر لگیا کہ اس خرق سے تیرا کس قدر نقصان ہوا ہو
 اُسکو بیان کرتا کہ مدعی علیہ سے اتنے کی قسم لیجاوے اور یہ حکم اس وقت ہو کہ خرق تھوڑا سا ہو لکن فی شرح ادب القاضی
 للنصاف - اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں ہو - اور اگر خرق زیادہ ہو کہ جس سے تمام کپڑے کی قیمت واجب ہوتی ہو تو سبب پر
 قسم لگیا کہ والتد میں نے یہ فعل خرق جسطرح مدعی دعویٰ کرتا ہو نہیں کیا ہو اس میں مدعی کے حق کا لحاظ ہو اگرچہ مدعا علیہ
 کے حق میں ضرر متصور ہو لکن فی شرح ادب القاضی للنصاف للصدر الشہر - اگر کسی نے دعویٰ کیا کہ اس نے میری دیوار دھادی
 یا توڑ ڈالی ہو اور مقدار دیوار اور موقع شکست اور نقصان کو بیان کر دیا اور قاضی سے نقصان کی درخواست کی تو
 قاضی اُس شخص سے چال دعویٰ پر قسم لگیا کہ والتد مجھ پر اس مدعی کے اس قدر دھم یا کچھ نہیں سے نہیں واجب ہیں یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہو اور ایسا ہی خصاص رہنے ذکر کیا ہو اور شش الائمہ حلوائی نے بیان کیا کہ سبب پر قسم یعنی چاہے
 چال دعویٰ پر نہ لیتی چاہے اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں لکھا ہو اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میری بکری
 یا گائے ذبح کر ڈالی یا میرے غلام کی آنکھ بھڑ دی اور وہ سوائے اسکے اور کسی وجہ سے مر گیا یا میرے چوپایہ کی آنکھ
 بھڑ دی یا میرے کسی مال میں نقصان کر دیا اور یہ چیز حاضر نہیں ہو تو قاضی دریافت کر لگیا کہ اس کا نقصان کس قدر ہو پس
 اسی پر قسم لگیا اور سبب پر قسم نہ لگیا کیونکہ سبب پر قسم لینے سے مدعا علیہ کا ضرر ہو اور حاصل دعویٰ پر قسم لینے سے
 مدعی کا نقصان نہیں ہو لکن فی شرح ادب القاضی - ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میری دیوار میری بٹی
 رکھ لی یا میری چھت پر پانی بہا یا یا میرے گھر میں پر ناہ جاری کیا یا میری چار دیواری میں دروازہ نکالا ہو یا میری
 دیوار پر عمارت بنائی ہو یا میری زمین میں مٹی یا باؤ ڈوئی یا کوئی مردہ جانور ڈال دیا ہو یا میری زمین میں درخت
 لگا دیے یا کوئی فعل کیا ہو کہ جس سے زمین میں نقصان آتا ہو اور زمین کے مالک کو اسکے دور کرنے کی ضرورت ہو
 اور اپنے صحت دعویٰ کے واسطے دیوار کا طول و عرض و موضع بیان کر دیا اور زمین کے حدود و موضع کو بیان کر دیا
 پس اگر مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا تو قاضی سبب پر قسم لگیا - اور اگر یہ صورت ہو کہ دیوار پر مٹی بھینچنے والا مدعی ہو
 اس طرح کہ میری ایک مٹی اس شخص کے دیوار پر تھی وہ کہ گئی یا میں نے درست کرنے کے واسطے لگو کھا لیا تھا اپنا یہ شخص مجھ
 رکھنے نہیں دیتا ہو تو بدو نہ تصحیح دعویٰ کے سماعت نہو گی اور تصحیح اس طرح ہو گی کہ مٹی کی جگہ بیان کرے اور یہ
 بیان کرے کہ مجھے ایک دو بلین رکھنے کا حق تھا اور مٹی کی موٹائی بیان کرے پھر جب دعویٰ صحیح ہو اور مدعا علیہ
 نے انکار کیا تو قاضی چال دعویٰ پر قسم لگیا کہ والتد اس شخص کو ایسی ایسی مٹی رکھنے کا اس دیوار پر اس قدر
 حق واجب حاصل نہیں ہو پس اگر اُس نے انکار کیا تو اس پر ڈگری ہو جائیگی اور اگر کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ اس نے میری
 زمین میں ایک گڈا کھودیا کہ جس سے زمین میں نقصان ہوا اور نقصان کی درخواست دی پس اگر زمین کے حدود اور

گھر سے کام مقام و مقدار اور نقصان بیان کیا تو قاضی مدعا علیہ سے حاصل دعوے پر قسم لگا کہ والد اس شخص کا نقصان نقصان مجھے نہیں واجب ہو کہ جبکہ یہ دعویٰ کرتا ہو اور سبب پر قسم نہ لگا یہ نفاذ قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی پر دعوے کیا کہ میرا حق ہو کہ اسکے گھر سے میرے گھر کا پانی بے یا اسکے گھر سے میرا رستہ ہو تو حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی کہ والد اس گھر میں اس شخص کو یہ حق جسکا دعویٰ کرتا ہو حاصل نہیں ہو یہ محض سرخی میں ہو۔ اگر کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ اسے عدا میرے بیٹے یا غلام باذنی کو ایسے آلہ سے قتل کیا جس سے قصاص واجب ہوتا ہو اور قصاص کا دعویٰ کیا یا لکھنے میرا ہاتھ یا میرے نابالغ بیٹے کا ہاتھ عدا کاٹ ڈالا ہو یا سر کے زخم یا جرحت کا دعویٰ کیا کہ جبین بدلا واجب ہوتا ہو اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو اس سے قسم لے سکتا ہو پھر قتل پر قسم لکھنے میں دو روایتیں ہیں ایک روایت میں آیا ہو کہ حاصل دعوے پر قسم لیجاوے کہ والد مجھے اسکے فلان بیٹے یا فلان غلام یا فلان ولی کا خون نہیں ہو اور نہ میری جانب کوئی حق ہو بسبب اسکے کہ جو یہ دعویٰ کرتا ہو اور ایک روایت میں آیا ہو کہ سبب پر قسم لیجاوے کہ والد میں نے فلان بن فلان اس شخص کے ولی کو عدا قتل نہیں کیا ہو اور اس واسطے قتل کے زخم و جرحت وغیرہ میں جنہیں قصاص آتا ہو یہ ہو کہ حاصل دعوے پر قسم لیجاوے کہ والد مجھے اسکے اس زخم کا بدلہ نہیں ہو اور اس وجہ سے میری طرف اسکا کوئی حق ہو پس اگر اسے قسم کھالی تو بری ہو گیا اور اگر انکار کیا تو قتل کی صورت میں صاحبین رہ کے نزدیک دیت دینے کا حکم کیا جائیگا اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک قید کیا جائیگا یہاں تک کہ قسم کھاوے یا اقرار کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی پر دعویٰ کیا کہ اسے میرے بیٹے یا ولی کو خطا سے قتل کیا یا خطا سے اسکا ہاتھ کاٹا یا خطا سے سر زخمی کیا یا کوئی ایسے فعل کا دعویٰ کیا کہ جبین دیت کا ارش لازم آتا ہو تو حاصل دعوے پر قسم لیجاوے کہ والد اس شخص کا مجھے یہ ارش یا ویت جسکا دعویٰ کرتا ہو جس جہت سے دعویٰ کرتا ہو نہیں ہو اور اس میں سے کچھ ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ جو حق غیر مدعی علیہ پر واجب ہو مثل قتل خطا کہ اسکی دیت مردود برادری پر ہو اور وجہ جرم کہ جسکے عوض ارش واجب ہوتا ہو تو انہیں اسطرح سے قسم لیجائیگی کہ والد میں نے اس شخص کے فلان بیٹے کو قتل نہیں کیا اور والد نہ اسکو یہ زخم دیا ہو اور جن جرم کا عوض اسی مدعا علیہ پر واجب ہو اس میں حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی یہ شرح ادب القاضی میں ہو۔ اگر غلام پر دعویٰ ہو پس اگر نفس کے جرم کا دعویٰ ہو اور عدا ہو تو خصم اس باب میں وہی غلام ہو اس سے قسم لیجائیگی اور خطا سے جرم نفس کا دعویٰ ہو تو خصم اسکا مالک ہو اس پر قسم آویگی و لیکن قسم علم پر لیجائیگی اور اگر نفس سے کم کا جرم ہو تو خصم اسکا مالک قرار پاوے گا خواہ عدا ہو یا خطا ہو و لیکن اس سے علم پر قسم لیجائیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر دعویٰ ہو وجہ سے فعل مدعا علیہ کا ہو تو اس سے علی التبا یعنی قطعی طور سے قسم لیجاوے گی علم پر قسم نہ لیجائیگی مثلاً دعوے کیا کہ تو نے میری یہ چیز چورائی ہو یا غضب کر لی ہو اور اگر ہر وجہ سے فعل غیر مدعا علیہ کا دعویٰ ہو تو علم پر قسم لیجائیگی مثلاً اگر کسی میت پر دین کا دعویٰ اکل و ارش کی حاضری میں مسیب استہلاک کے کیا یا یہ دعویٰ کیا کہ تیرے باپ نے میری یہ چیز چورائی یا غضب کر لی ہو تو وارث سے اسکے علم پر قسم لیجاوے گی اور یہی ہمارا درپ ہو کہ انی الذخیرہ او شمس اللائمہ طوائف نے فرمایا کہ یہ قاعدہ ہر جگہ ٹھیک چلتا ہو سوائے رویا لعیب کے مثلاً مشتری نے دعویٰ کیا کہ یہ غلام جھگڑا ہوا میرے سے قسم لینی چاہی تو قطعی قسم لیجائیگی حالانکہ سبھاگنا غیر کا فعل ہو اور قطعی اس واسطے لیجاتی ہو کہ بائع ضمان ہوا ہو کہ بیع کو تمام عیدوں سے پاک سپرد کر دے تو یہ قسم اسکی ضمان کی طرف راجع ہو اور اس واسطے کہ نخل غیر مدعی قسم اسوقت لیجاتی ہو کہ جب منکیر سے کہا کہ مجھے اسکا علم نہیں ہو اور جب بائع نے علم کا دعوے کیا تو

اُس سے قطعی قسم لیا جائیگی کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر مودع نے کہا کہ مالک و دیت نے و دیت پر قبضہ کر لیا ہو تو اس سے قسم قطعی لیا جاتی ہو اور جی وکیل نے جب دعویٰ کیا کہ موکل نے من پر قبضہ کر لیا ہو تو اس سے قسم قطعی لیا جاتی ہو کیونکہ مدعی علم ہو کہ ذانی الیقین۔ اگر دعوے ایسے فعل پر ہو جو ایک وجہ سے مدعا علیہ کا فعل ہو اور ایک وجہ سے فعل غیر ہو مثلاً کہا کہ اس نے مجھے خریہ یا قرض لی یا کر ایہ لی تو قطعی قسم لیا جائیگی کہ ذانی المحیط۔ اگر ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا کہ اس کے باپ نے انتقال کیا اور میرے پسر ہزار درم جا بیسے ہیں تو قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ سے دریافت کرے کہ تیرا باپ مر گیا اگر اسے کہا کہ ہاں تو مدعی کے دعوے کو دریافت کرے پس اگر اقرار کیا کہ میرے باپ پر اسکا قرضہ ہو تو اس کے حصہ میں سے لیکر مدعی کو دلاوے اور اگر انکار کیا اور مدعی نے گواہ سنائے تو مقبول ہونگے اور ال گری تمام تر کہ میں سے وصول کر دیا جائیگا نہ خاص اس وارث کے حصہ میں سے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور اس نے احتمالات کی درخواست کی تو اس مدعا علیہ وارث سے علی العنم قسم لیا جائیگی یہی ہمارے علماء کا قول ہو یعنی والدین میں نہیں جانتا ہوں کہ میرے باپ پر اس مدعا علیہ کا ہزار درم قرض یا بیسے سے کچھ ہو چکا کہ دعویٰ کرتا ہوں پس اگر اس نے قسم کھالی تو رہا جو گناہ اس کے حصہ ترکہ سے دلا یا جائیگا پس اگر اس نے کہا کہ مجھے باپ کے ترکہ سے کچھ نہیں ملا ہو پس اگر مدعی نے اس کی تصدیق کی تو اسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو وارث سے قطعی قسم لیا جائیگی کہ والد مجھے باپ کے ترکہ سے ہزار درم یا بیسے سے کسی قدر کچھ نہیں ملا ہو پس اگر قسم نہ کھالی تو اسپر ڈگری ہو جائیگی اور اگر قسم کھالی تو اسپر کچھ نہیں ہو یہ حکم اس وقت ہو کہ پہلے قرضہ پر قسم دلائی پھر وصول مال پر قسم دلائی اور اگر پہلے وصول پر قسم دلائی اور مدعی اس سے قرضہ نہ لے چکا ہو پھر قرضہ پر قسم لینا چاہی اور وارث نے کہا کہ مجھے قسم نہیں آتی ہو تو یہ قول مقبول نہ ہوگا اور علم پر قسم لیا جائیگی۔ اور اگر پہلے اس سے قرضہ پر قسم لینی چاہی پس وارث نے کہا کہ مجھے میراث میں سے کچھ نہیں ملا ہو اور مجھے قسم نہیں آتی ہو پس اگر مدعی نے باوجود اسکے تصدیق کرنے کے قرضہ پر قسم لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار ہو اور اگر تکذیب کی اور قرضہ پر وارث نے دو نوں پر قسم لینی چاہی تو شاخ نے اختلاف کیا ہو اور عامہ شاخ کے نزدیک یہ مرتبہ اس سے قسم لیا جائیگی ایک مرتبہ ترکہ وصول ہونے پر قطعی قسم لیا جائیگی اور دوسری مرتبہ ہر قسم ہر قسم لیا جائیگی یہ حکم اس وقت ہو کہ اس نے اپنے باپ کے انتقال کا اقرار کیا اور انکار کیا اور رضواہ نے اس سے ہر طرح قسم طلب کی تو عامہ شاخ کے نزدیک یہ وارث و بار قسم لیا جائیگی ایک مرتبہ باپ کے مرتبہ پر علم پر قسم لیا جائیگی اور دوسری مرتبہ ترکہ وصول ہونے پر قطعی قسم لیا جائیگی پس اگر قسم سے باز رہا ہائیک کہ موت ثابت ہو گئی تو قرضہ پر علم پر قسم لیا جائیگی پس اگر اس نے قسم کھالی تو اسپر کچھ نہیں ہو اور اگر قسم سے باز رہا تو اسپر ڈگری ہوگی کہ ذانی شح ادب القاضی للخصاف۔ ایک شخص نے ایک مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور مدعا علیہ سے قسم طلب کی پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ مال میرے قبضہ میں میراث سے آتا ہو اور قاضی اسکو جانتا ہو یا نہیں جانتا ہو اور مدعی نے اسکا اقرار کیا یا نہیں کیا ولیکن مدعا علیہ نے اسے گواہ سنائے تو ان سب صورتوں میں علم پر قسم دلائی جاوے گی اس طرح کہ مدعا علیہ قسم کھاوے کہ والدین میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھے اس مال معین کا سپر کر دینا اس مدعی کو واجب ہو اور اگر قاضی کو حقیقت حال معلوم ہوئے اور نہ مدعی نے اسکا اقرار کیا اور نہ مدعا علیہ نے سپر کر لیا تو قاضی اس سے قطعی قسم لیا پس اگر مدعا علیہ نے درخواست کی کہ مدعی سے قسم لیاوے کہ اسکو میراث سے نہیں ملی ہو تو قاضی مدعی سے اسکے علم پر یوں قسم لیا کہ والدین میں نہیں جانتا ہوں کہ اسکو میراث سے

فی ہر پس اگر مدعی نے اس طرح قسم کھالی تو مدعا علیہ کو میراث کی حیثیت سے وصول ہونا متقی ہو گیا اس وقت اس سے قطعی قسم لیا جائیگی پس اگر اس نے قسم سے کھول کیا تو اس بات کا مفہم یہ کہ اسکو میراث سے ملی ہو اس وقت مدعا علیہ سے علم پر قسم لیا جائیگی یہ محیط میں لکھا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ مال عین مجھے فلان شخص کی طرف سے خریدنے یا ہبہ یا قصداً کی وجہ سے ملا ہے تو اس سے قطعی قسم لیا جائیگی کہ والد مجھ پر مال عین اس مدعی کو سپرد کرنا واجب نہیں ہے اور اگر مدعا علیہ نے انبی مالک مطلق ہونیکا دعویٰ کیا تو بھی اس سے قطعی قسم لیا جائیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو اس پر ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے اور قابض کہتا ہے کہ میں نے فلان شخص سے خرید لیا ہے اور اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو موافق ظاہر الرویت کے مدعی سے حاصل دعویٰ پر قسم لیا جائیگی کہ والد میراث پر مال عین اس قابض کا نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی یا دوسری چیز خریدی ہے پھر ایک شخص نے اس پر دعویٰ کیا کہ میں نے یہ باندی یا بے سے اس شخص کے خریدنے سے پہلے خریدی ہے تو قابض سے سبب پر علمی قسم لیا جائیگی کہ والد میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ باندی میرے خریدنے سے پہلے یا بے سے اس مدعی نے خریدی ہے یہ محیط سرخی میں ہے پس اگر مدعا علیہ نے قاضی سے عرض کیا کہ آدمی کبھی کوئی چیز خریدتا ہے پھر اقالہ وغیرہ کی وجہ سے باہم بیع ٹوٹ جاتی ہے اور وہ اس خوف سے اقرار نہیں کر سکتا ہے کہ اسکے ذمہ کچھ لازم آجائے تو قاضی علیہ سے یوں قسم لے گا کہ والد میں نہیں جانتا ہوں کہ ان دونوں میں اس باندی کی بیع اس ساعت قائم ہو اور اماں رکن الاسلام علی سخی سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ پورا لحاظ تو اس طرح قسم لینے میں ہو کہ والد یہ شہر اس مدعی کی حکمی وجہ سے دعویٰ کرتا ہے نہیں ہے۔ پھر جو کچھ مذکور ہوا امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے موافق ہو سکتا ہے لیکن ظاہر الرویت کے موافق تو ہر حال میں حاصل دعویٰ پر قسم لیا جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اگر مرتن کے قبضہ میں رہن ہو پھر رہن و مرتن سے کسی دوسرے شہر میں ملاقات ہوئی اور مرتن نے رہن سے اپنا قرضہ طلب کیا تو مرتن کو اسکا مال دینے کا حکم رہن کو کیا جائیگا پس اگر رہن نے دعویٰ کیا کہ رہن اسکے پاس تلف ہو لیا ہے اور مرتن نے اس سے انکار کیا تو اس سے قطعی قسم لیا جائیگی کہ والد رہن تلف نہیں ہوا ہے اور اگر دونوں نے رہن کسی عادل کے ہاتھ میں رکھ دیا تھا اور دونوں نے اسکے تلف ہونے میں اختلاف کیا تو مرتن سے اسکے علم پر قسم لیا جائیگی کذا فی الفضل العاد یہ۔ ایک شخص کے پاس ایک چوپایہ و ولایت رکھا وہ اس پر سوار ہو گیا پھر چوپایہ ہلاک ہو گیا پس سنو دع نے کہا کہ جب میں اس پر سے اتر آیا ہوں تب ہلاک ہوا ہے اور مودع نے کہا نہیں پیرے اترنے سے پہلے مر رہا ہے تو قسم لیکر مودع کا قول لیا جائیگا اور قسم علم پر ہوگی اس طرح کہ والد میں نہیں جانتا ہوں کہ اسکے اتر آنے کے بعد مر رہا ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر دو شخصوں نے آج کے روز کی خریدی چیزوں میں یا اس مہینہ کی خریدی چیزوں میں یا اس سال کی خریدی چیزوں میں شرکت کی اور خصوصیت تجارت کی کر دی خواہ وقت بیان کیا یا نہ کیا تو ایسی شرکت جائز ہے پس اگر ایک نے کہا کہ میں نے ایک متاع خریدی تھی وہ تلف ہو گئی اور دوسرے شریک سے آدھا من لینا چاہا اور شریک نے انکار کیا تو شریک مدعی کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور خرید کے منکر سے قسم لیا جائیگی کہ والد میں نہیں جانتا ہوں کہ اس نے یہ مال خریدنا تھا اور حاکم ابو محمد رحمہ اللہ کہتے تھے کہ اس قسم میں استدراک زیادہ کرنا واجب ہے کہ والد میں نہیں جانتا ہوں کہ اس نے ہم دونوں کی شرکت میں یہ چیز خریدی تھی یہ محیط میں ہے۔ واضح ہو کہ جس مقام پر

قطعی قسم آتی ہو اور اسے علم پر قسم کھالی تو معتبر نہ ہوگی اور نہ نکول پر ڈگری کی جانیگی اور نہ قسم اس سے ساقط ہوگی اور جس مقام پر علم پر قسم آوے اور اسے قطعی قسم کھالی تو قسم معتبر ہوگی مگر تاں تک کہ قسم اس سے ساقط ہو جائیگی اگر اس نے نکول کیا کیونکہ قسم قطعی زیادہ موکد ہو پس مطلقاً معتبر ہوگی بخلاف عکس کے یہ تبیین میں ہے

تیسری فصل جنہ قسم آتی ہو اور جنہ نہیں آتی ہو اور جنکو قسم پر اقدام حلال ہو اور جنکو نہیں حلال ہو اول نکول کے بیان میں۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ نے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح حالت صغر میں میرے ساتھ کر دیا ہو اور مدعا علیہ یعنی دختر کے باپ نے انکار کیا ہو اور مدعی نے اس سے قسم طلب کی پس اگر خصوصیت کے وقت اس کی نابالغ ہو تو امام عظمیٰ کے نزدیک باپ سے قسم نہیں لیجا سکتی ہو اور صاحبین ائمہ کے نزدیک لیجا سکتی ہو اور اگر اس وقت اس کی بالغ ہو تو بالاتفاق قسم باپ سے نہ لیجا نیگی اور صاحبین ائمہ کے نزدیک حوریت سے مدعی کے دعوے پر

قسم لیجا نیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اگر ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ اس نے اپنی باندی میرے ساتھ بیاہ دی ہو تو صاحبین ائمہ کے نزدیک مالک سے قسم لیجا نیگی اگرچہ وہ باندی بالغ ہو یہ فصول عمادہ میں ہے۔ ایک شخص پر مال کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ مدعی سے اس امر کی قسم لے کہ وہ حق گواہوں نے حق گواہی دی تو یہ قسم لیجا نیگی اسی طرح ہر جگہ جہاں خلاف شرع درخواست قسم ہو منظور نہ ہوگی اور اگر گواہ سے یہ قسم طلب کی کہ والدین نے حق گواہی دی ہو تو یہ قسم نہ لیجا نیگی کذا فی الخلاصہ۔ اگر مدعا علیہ نے

کہا کہ (این شاہد مقدمہ است پیش ازین گواہی کہ این محدو ملک من است) اور گواہ مدعی سے قسم لینی چاہی تو قسم نہ لیجا نیگی اسی طرح اگر گواہ نے (این شاہد این محدو

را دعویٰ کردہ است بر من پیش ازین گواہی) اور اس سے مدعی سے قسم لینی چاہی تو قسم نہ لیجا نیگی اسی طرح اگر مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے یہ قسم لے کہ میں نے یہ قسم سچی کھالی ہو تو قاضی منظور نہ کرے گا پھر ازینہ مفتین

میں جو باپ کو کچھ لہنے نابالغ لڑکے پر دعویٰ کرے انکے میں قسم نہیں آتی ہو محیط خسی میں ہے۔ ایک شخص کی مقبوضہ زمین کی نسبت دعویٰ کیا کہ میری ہو اور قائل نے کہا کہ یہ فلان نابالغ لڑکے کی ہو تو مدعا علیہ سے قسم نہ لیجا نیگی اور

اگر قسم طلب کی گئی اور اسے نکول کیا تو نکول صحیح نہیں ہو پس اگر مدعی نے کہا کہ اسے میرا گھر تلف کیا بسبب اس کے کہ اس نے اپنے نابالغ لڑکے کی ملک ہو بیٹا اقرار کیا پس نکول کے وقت ضامن ہو گا تو امام عظیمیہ رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ کے

ز نزدیک اس سے حلف نہ لیا جائیگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قسم لیجا نیگی کیونکہ ان کے نزدیک غضب سے عتقار کی ضمان ہوتی ہے۔ اور امام ابو بکر محمد بن افضل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے اقرار کر دینے سے قسم اس سے

ساقط نہ ہوگی اور امام ابو علی نسفی نے فرمایا کہ نابالغ کے واسطے اقرار کرنے سے قسم اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائیگی یہ نابالغ اس کا بیٹا جو یا غیر کا ہو۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ وار میرے بالغ بیٹے فلان غائب کا ہو تو یہ ضرور ہے اور اگر

کسی اجنبی کی ملک ہو بیٹا اقرار کرے تو یہ صورت دونوں یکساں ہیں کہ اس سے قسم اس سے ساقط ہو جائیگی دلی ہے اگر اس سے قسم لی گئی اور اسے انکار کیا تو وار مدعی کو دلا یا جائیگا پھر اگر غائب حاضر ہو اور اس کی تصدیق کی کہ یہ میرا ہے

تو وہ اس گھر کو لے سکتا ہو کیونکہ اس کی ملک ہو بیٹا اقرار ساقی ہو ایسا ہی نابالغ لڑکے کی ملک ہو بیٹا اقرار کرنے میں جس کے نزدیک قسم ساقط نہیں ہوتی قسم لیجا نیگی اگر اس نے قسم سے نکول کیا تو گھر مدعی کو دیا جائیگا پھر جب وہ نابالغ ہو گا

بالغ ہو اور اس نے دعویٰ کیا تو اسکو دلا دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں جو کسی نے شفعہ جوار کا دعویٰ کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے جواب مانگا تو اس نے کہا کہ یہ دار میرے اس نابالغ لڑکے کا ہے تو اقرار صحیح ہو پس اگر شفعہ نے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ میں اسکا شفعہ نہیں ہوں تو قاضی اس سے قسم نہ لیکا اور اگر شفعہ نے خرید و بیع ہوئے پر گواہ قائم کر لیا اور کہا تو اس کے کا باپ اسکا خصم قرار دیا اور گواہی اسکے مقابلہ میں سنی جاوے گی یہ فتاویٰ غلام علیہ میں ہے۔ ایک غلام دوسرے کے قبضہ میں ہو اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے پس قابض نے کہا کہ یہ غلام فلان غلام کا ہے اس نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے پس اگر اپنے دعوے پر گواہ نہ قائم کیے یہاں تک کہ خصم قرار پایا تو مدعی کو اس سے قسم لینے کا اختیار ہو پس اگر اس نے دعویٰ پر قسم کھالی تو خصوصت سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو مدعی کی ڈگری کر دی جائیگی پس اگر مقررہ یعنی جس کے واسطے مدعا علیہ نے اقرار کر دیا ہو حاضر ہوا تو وہ غلام کو مدعی سے لے سکتا ہے لیکن مدعی سے کہا جائیگا کہ تجھ کو اس مقررہ پر اللش کرینکا اختیار ہو پس اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے تو لے لیکا اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوں تو اس مقررہ مدعا علیہ سے قسم لیجا جائیگی پس اگر اس نے قسم کھالی تو مدعی کے دعوے سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو مدعی کی ڈگری غلام کی اسپر کر دی جائیگی اور یہ اس صہرت میں ہو کہ مدعا علیہ نے مقررہ کے ملک ہونیکا اقرار کیا پھر مدعی کے واسطے قسم سے کھول لیا اور اگر کچھ نہ کہا یہاں تک کہ مدعی نے اس سے قسم لی اور اس نے کھول لیا اور مدعی کی ڈگری کر دی گئی پھر اس نے کسی غیر کی ملک ہونیکا اقرار کیا تو اقرار صحیح نہیں ہے اور اس غیر کے واسطے کچھ ضمانت ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اس نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت رکھنے کو دی ہے اور اسکے گواہ سنا دیے مگر مدعی نے کہا کہ تیرے پاس ودیعت رکھنے کے بعد اس نے فروخت یا بہہ کر دی ہے اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو اس سے قسم لیجا جائیگی کہ والد اس نے تیرے ہاتھ فروخت نہیں کی یا تجھے بہہ نہیں کیا ہے یہ وجہ کر دے میں ہے۔ اگر مجھ پر ہو پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو اسکو قاضی کے دروازہ پر اسکے حاضر کرینکا استحقاق حاصل نہیں ہو کیونکہ اسپر قسم آتی ہی نہیں ہے کیونکہ اگر وہ قسم سے باز رہا تو اسکے کھول سے اسپر ڈگری نہیں ہوتی ہے اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہوں اور اس نے دعویٰ کیا کہ اس لڑکے نے تلف کر دیا ہے تو اسکو لڑکے کے حاضر کرینکا استحقاق حاصل ہو کیونکہ لڑکے سے اسکے افعال کا مواخذہ ہوتا ہے اور گواہ اسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت رکھتے ہیں لیکن اسکے ساتھ اسکا باپ حاضر ہوگا تاکہ اگر لڑکے پر کوئی چیز لازم لیجاوے تو باپ کو اسکے ادا کرینکا حکم ہوگا کہ اسکے مال سے ادا کرے یہ محیط مرضی میں ہے۔ اور جو لڑکا ماذون ہو یعنی تصرفات کی اجازت اسکو حاصل ہو وہ مثل بالغ اسکے قسم دلا دیا جائیگا اور ہم اسی کو پتہ میں لایا ہے۔ یہ مکاتب اور غلام تاجر کا حکم ہے اور غلام مجبور قسم دلانے جانے کے حق میں مثل غلام ماذون کے پھر اگر مال بسبب تلف کر دینے کے اسکے ذمہ ثابت ہو تو اسکی وجہ سے فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسا مال ثابت ہوا جبکہ مواخذہ اس سے بعد آنا ہو تو اسکے ہوگا جیسے بلا اجازت مالک کے اس نے نکاح کر لیا اور اسکا دین ہم واجب ہوا یا بلا اجازت مالک کے اس نے کفالت کر لی تو قسم دلانی جاوے گی اگر اس نے قسم کھالی تو بری ہو گیا اور اگر کھول کیا یا اقرار کیا تو بعد آنا ہونے کے اس سے مواخذہ ہوگا۔ وجہ کر دے میں ہے۔ یہ دعویٰ قرض کے دعوے میں شائع ہے اختلاف کیا ہے کہ قسم کنوقت لیجا جائیگی اور صیح یہ ہو کہ میعاد آجانے سے پہلے اس سے قسم نہ لیجاوے کی لذانی الخلافہ۔ اگر زمینے دعویٰ کیا کہ عروم گیا اور اس نے بکر یعنی میں مدعا علیہ کو دھنی مقرر کیا ہے اور بکر نے کہا کہ مجھے دھنی نہیں مقرر کیا ہے تو اس سے قسم نہ لیجا جائیگی ایسے ہی اگر کسی بر دعویٰ کیا کہ یہ فلان شخص کا دلیل ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح =

اگر کار بگرنے کسی پر دعوی کیا کہ اس شخص نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ چیز مجھے بنا دے تو مدعا علیہ سے قسم نہ لیجا سکی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف ایک شخص نے کسی شخص سے کوئی چیز بنوائی پھر اُس شے مصنوع میں دونوں نے اختلاف کیا بنوانے والے نے کہا کہ جیسی میں نے کہی تھی ویسی تو نے نہیں بنائی ہو اور کار بگرنے کہا کہ ویسی ہی بنائی ہو تو شاخ نے فرمایا کہ دونوں میں سے کسی سے دوسرے کی درخواست پر قسم نہ لیجا سکی کذا فی فتاوی قاضی خان۔ کسی نے میت کے ترکہ پر قرض کا دعوی کیا اور مدعی کو قاضی کے پاس لایا اور اُس کے پاس گواہ نہیں ہیں پس اگر مدعی وارث ہو تو اس سے قسم لیجا سکی ورنہ نہیں لیجا سکی کذا فی الذخیرہ۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اس پر ہزار درم بنام بکر بن خالد مخزومی کے ہیں اور یہ مال میرا ہو اور بکر بن خالد مخزومی نے بھی اقرار کیا ہو کہ یہ مال جو اُس کے نام سے ہو میرا ہو اور اُس کا نام تسک بن عاریتہ ہو اور بکر بن خالد جس کے نام سے یہ مال ہوا اس نے مجھے یہ مال وصول کرنے اور اُس میں خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو پس اگر مدعا علیہ نے اُس کے دعوے کی تصدیق کی تو حکم دیا جائیگا کہ یہ مال اس کو دیدے اور یہ قضا علی الغائب ہوگی جتنے کہ اگر بکر بن خالد جو غائب ہو حاضر ہوا اور اُس نے وکالت سے انکار کیا تو مدعا علیہ سے اپنا مال لے لیگا اور یہ شخص یہ سے واپس لے لیگا یہ فتاوی قاضی خان میں لکھا ہو اور اگر مدعا علیہ نے تمام دعوے سے انکار کیا پس قاضی سے مدعی نے درخواست کی کہ اس سے قسم لیوے تو قاضی مدعی کو حکم دیگا کہ اپنے دعوے پر گواہ لاوے کہ بکر بن خالد کا اقرار کیا ہو اور مدعی کو اُس کے وصول کرنے کا وکیل کیا ہو اور شرط یہ ہو کہ اس کے گواہ سناوے کہ میں بکر بن خالد کا وکیل ہوں تاکہ اس کا ختم ہونا ثابت ہو پس اگر اُس نے قائم کیے تو اُس کا ختم ہونا ثابت ہو گیا پھر اُس کے بعد اگر مال پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہو گئے اور عمرو سے مال لے سکتا ہو اور یہ حکم غائب پر جاری ہو جائیگا جتنے کہ اگر بکر بن خالد غائب آیا اور اُس نے انکار کیا تو عمرو سے اپنا مال نہیں لے سکتا ہو اور اگر زید کے پاس مال کے گواہ نہ ہوں اور اُس نے عمرو سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے یوں قسم لیگا کہ والد مجھے بکر بن خالد مخزومی کا یا اُس کے نام سے یہ مال کہ جس کو زید بن نعیم بیان کرتا ہو اور وہ ہزار درم ہیں نہیں ہو اور نہ اس سے کم ہو اور اگر مدعی کے پاس وکیل کرنے کے گواہ بھی نہ ہوں اور اُس نے قاضی سے درخواست کی کہ عمرو جاننا ہو کہ مجھے بکر بن خالد نے کہ جس کے نام سے مال ہو اس مال کے وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو پس اس سے اس پر قسم لے تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ والد میں نہیں جانتا ہوں کہ اس زید کو بکر بن خالد مخزومی نے موافق اُس کے دعوے کے وکیل کیا ہو پس اگر اُس نے قسم کھالی تو مجھ کو دفع ہوا اور اگر قسم سے باز رہا تو وکالت کا حق اور مال کا منکر قرار پاویگا۔ اور اگر مدعی نے یعنی زید نے اس امر کے گواہ دیے کہ بکر بن خالد نے یہ مال میری ملک ہو نیکیا اقرار کیا ہو اور تو وکیل کے گواہ اس کے پاس نہیں ہیں تو زید و عمرو کے درمیان خصومت قائم نہیں ہو سکتی ہو پس اگر اُس نے قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیوے تو جیسا کہ بیان کیا اسی طرح قسم لیگا پس اگر اُس نے قسم کھالی تو جھگڑا دور ہوا اور اگر قسم سے باز رہا تو مقر وکالت اور منکر مال قرار پاویگا اور اگر صیرنگا یا قسم سے نکل کے ضمن میں وکالت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا تو مال پر قسم لینے اور اُس سے وصول کرنے کے حق میں مدعی اُس کا ختم قرار پاویگا اور حق خصومت میں ختم نہ ہوگا جتنے کہ اگر مدعی نے مدعا علیہ پر مال ثابت کرنے کے واسطے مال پر قسم دلائی جانے سے پہلے یا بعد گواہ قائم کرنے چاہئے تو سماعت ہوگی اور زید اس کی یہ مسئلہ ہو کہ ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ اگر زید نے دعوی کیا کہ مجھے بکر بن خالد مخزومی نے اپنے ہرج کے طلب کرنے کے واسطے جو اُس کا اس عمر و پر آتا ہو وکیل کیا ہو اور اُس کے اہل

بہار درم میں ہیں مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا پس مدعی نے کہا کہ میں گواہ قائم کرتا ہوں کہ سپر اسکائی مال ہی تو اس اثبات میں ختم قرار نہ پاویگا اور اگر کسی شو کا اُسے اقرار کر لیا تو قاضی اُسکو حل کرے گا کہ دلیل کو دیکھو اور اگر کچھ اقرار نہ کیا اور وکیل نے اختلاف کا ارادہ کیا تو قاضی اُسکو قسم دلاویگا پس اگر غائب اسکے بعد آیا اور وکالت سے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا پس ایسا ہی مسئلہ سابقہ میں ہوو لیکن اگر مال کا اقرار کیا اور وکالت سے انکار کیا پس اگر وکالت پر اُسے گواہ قائم کر دیے تو مطلقاً ختم قرار پاویگا اور مدعا علیہ کو حکم کیا جائیگا کہ مال اسکے سپرد کر دے اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوں اور قسم لینے کا ارادہ کیا تو قسم لیجائیگی جیسا کہ میں نے بیان کیا پس اگر مدعا علیہ نے قسم کھالی تو جھگڑا دفع ہو اور اگر نکول کیا تو وکالت مال لینے کے حق میں ثابت ہوگی۔ حق ختم دست میں اور نہ قضاء علی الغائب میں ہکا۔ فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید۔ ایک شخص کو کسی نے سپر شفعہ کے طلب کے واسطے دلیل کیا پس مشتری نے دلیل پر دعویٰ کیا کہ اسکے موکل نے مجھے شفعہ سپرد کر دیا ہے اور فاسخ سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیجاوے تو قاضی دلیل سے قسم نہ لیگا اور اگر یہ دعویٰ کیا کہ دلیل نے سپر کیا اور وکیل انکار کرتا ہو تو امام عظیمہ و امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک اُس سے قسم لیجائیگی اور امام محمد رحمہما کے نزدیک نہیں لیجائیگی۔ محیط میں ہی ہر جگہ جان اقرار کرنے سے اُسکے ذمہ حق لازم ہوتا ہو جب انکار کرے گا تو اُس سے قسم لیجائیگی۔ تمہیر میں سلون میں ایک یہ کہ دلیل خریدنے کے اگر بیع میں عیب پایا اور بسبب عیب کے واپس کرنا چاہا اور مال لینے کے ارادہ کیا کہ اُس سے یوں قسم لے کہ والدین نہیں بانٹا ہوں کہ موکل عیب پر راضی ہو گیا ہو تو قسم نہ لیجاوے گی اگرچہ ایسا ہو کہ اگر وکیل رضائی موکل کا اقرار کرے تو بیع اُسکو لازم ہو اور واپس کرے گا حق باطل ہوگا دوسرے مسئلہ ہو کہ اگر موکل پر رضامندی کا دعویٰ ہو تو قسم اُس سے نہ لیجائیگی اگرچہ ایسا ہو کہ اگر اقرار کرے تو اُسکے ذمہ لازم ہو جائے اور تیسرے مسئلہ ہو کہ قرض وصول کرنے کے دلیل پر اگر قرض دار نے دعویٰ کیا کہ موکل نے مجھے قرض سے بری کر دیا ہو اور وکیل سے اُسکے علم پر قسم طلب کی تو اُسکو قسم دلائی جاوے گی اگرچہ ایسا ہو کہ اگر اقرار کرے تو اُسکے ذمہ لازم ہو۔ کذا فی الخصاص۔ اگر مسلمان نے کسی ذمی پر شراب معین کا دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور اگر اُسے انکار کیا تو قسم لیجائیگی اور اگر ذمی پر شراب تلف کر دینے سے دعویٰ کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی یہ خزانہ الفتن میں ہو ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پھر دوسری مجلس میں اُس پر دعویٰ کیا کہ تو نے مجھ سے اس مال کے بارے میں مہلت لی تھی اور مال کا اقرار کر لیا تھا اور مدعا علیہ مال اور مہلت لینے دونوں سے انکار کرتا ہے تو مال پر قسم لیجائیگی مہلت لینے پر قسم نہ لیجائیگی کیونکہ مہلت لینے پر قسم سے وہ مال کا مقر قرار پاتا ہو اور اقرار مدعی کی دلیل ہو اور مدعا علیہ سے مدعی کی دلیل پر قسم نہیں لیجائیگی اسلئے اس طرح اس سے قسم نہیں لیجائیگی ہو کہ والد مدعی کے پاس دلیل و گواہ نہیں ہیں۔ اور اس شخص کے سامنے اصل یہ ہو کہ آدمی سے صرف اُسکے ختم کے حق پر بسبب حق پر قسم لیجائیگی اور یہ قول امام ابو یوسف رحمہما اور حجت قسم پر قسم نہ لیجائیگی کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص پر حکم شرکت مال کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس شرکت کی وجہ سے تیرا اس مال تھا لیکن میں نے مجھے دیدہ پایں دے

دینے اور وصول پانے سے انکار کیا پس اگر مدعا علیہ نے شرکت سے اور اپنے قبضہ میں مال ہونے سے بالکل انکار کیا مثلاً
کہا کہ میرے اور تیرے درمیان بالکل شرکت نہ تھی اور نہ حکم شرکت میں نے تجھ سے کچھ لیا تھا تو مدعی سے وصول پانے پر
قسم نہ لیجاوے گی اور اگر مدعا علیہ نے وقت انکار کے کہا کہ مال شرکت سے میرے پاس کچھ نہیں ہے تو مدعی سے قسم لیجاوے گی
یہ وصول عماد میں ہو۔ اگر مضارب یا شریک نے مال دیدینے کا دعویٰ کیا اور رب المال یا شریک نے وصول پانے سے
انکار کیا تو مضارب یا اس شریک سے جس کے قبضہ میں مال تھا قسم لیجاوے گی۔ اگر مدعی نے ثمن ادا کر دینے کا دعویٰ کیا اور بائع
نے انکار کیا تو قاضی بائع سے اس وقت قسم لیگا کہ جب مشتری اس کا دعویٰ کرے اور اگر قاضی نے بدون درخواست مشتری
کے اُس سے قسم لی پھر مشتری نے دوبارہ اُس سے قسم لینی چاہی تو اس کو یہ اختیار حاصل ہوگا پھر اگر بائع نے یہ قسم کھالی کہ
میں نے دام نہیں وصول پائے اور مشتری نے کہا کہ میں اس امر کے گواہ لاتا ہوں کہ اس نے دام وصول پائے میں تو قاضی
مشتری کو ادا کے ثمن پر مجبور نہ کرے گا بلکہ تین روز کی مہلت دیگا بشرطیکہ گواہ لائیکا دعویٰ کرے اور اگر یوں کہا کہ میرے
گواہ غائب ہیں تو اس کو حکم کرے گا کہ مال ادا کر دے اور مہلت نہ دیگا یہ خزانہ مفتین میں ہو۔ مال شرکت یا مضارب یا وراثت
کا دعویٰ کیا پس کہنے کہا کہ رسا بندہ ام تو قسم کے ساتھ اس کا قول مقبول ہوگا اور اگر رب المال یا مودع یا دوسرے
شریک نے یہ قسم کھالی کہ نیا قیام ام تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اور اگر ثمن بیع یا قرض کا دعویٰ کیا اور کہنے کہا کہ رسا بندہ ام
تو اس کا قول مقبول نہ ہوگا اور بائع اور قرض کی قسم معتبر ہوگی کہ میں نے نہیں پایا ہو پس حاصل یہ ہو کہ جہاں مدعا علیہ
کے ہاتھ میں مال امانت ہو تو دیدینے کے باب میں قسم سے اس کا قول معتبر ہوگا اور اچھے اُسی کی گواہی بھی مقبول
ہوگی اور اگر مدعا علیہ پر ضمانت ہو تو ادا کر دینے پر گواہی اس کی لیجاوے گی مگر قول اس کا قسم سے معتبر ہوگا یہ وصول عماد یہ
میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا مال تلف کر دیا اور قاضی سے قسم دلانے کی درخواست کی تو
قاضی اُس سے قسم لیگا اور اسی طرح اگر کہا کہ یہ میرا شریک ہے اور اس نے نفع میں خیانت کی اور میں نہیں جانتا ہوں کہ کتنا
خیانت کی تو اس پر التفات نہ کیا جائیگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ مجھے خبر ہو چکی ہو کہ فلان بن فلان نے میرے بے کچھ وصیت کی
تھی اور مجھے اس کی مقدار نہیں معلوم اور قاضی سے درخواست کی کہ وارث سے قسم لیجاوے تو قاضی منظور نہ کرے گا
اسی طرح اگر قرضدار نے کہا کہ کچھ قرض میں نے ادا کر دیا ہے اور مجھے نہیں معلوم کہ کس قدر ادا کیا ہو یا میں اس کی
مقدار بھول گیا اور چاہا کہ طالب سے قسم لیجاوے تو اس پر التفات نہ کیا جائیگا۔ شمس اللامہ حلوائی نے فرمایا کہ
جہاں قرضہ بطرح قبول بیہ نہ کی مانع ہے اسی طرح قبول استعلا کی بھی مانع ہے بلکہ اگر قاضی کے نزدیک
وصی تیم یا قیم و خف نہ ہو اور اس پر کسی شو معلوم کا دعویٰ ہو تو لیجاوے وقف و تیم کی اُس سے قسم لیگا یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کی مقبوضہ منزل پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے اُس نے غضب کر لی
اور وہ مجھ کو میری ملک سے منع کرنا ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ منزل مجھ سے معلوم وقف ہے تو وہ وقف ہو جائیگی اور
مدعا علیہ پر قسم آدہی اگر قسم کھالی تو یہی ہو گیا ورنہ اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور منزل اس کو نہ دی جائیگی۔ اسی طرح اگر
مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ یہ مجھ سے معلوم ہے وقف ہے اور وقف کرنے والے کو ذکر نہ کیا تو قسم اُس سے منع ہوگی اور
اُس کے افراد سے وقف ہو جائیگی اور گواہ پیش کرنا ایک امر زائد ہے کہ اس کی کچھ حاجت نہیں ہے۔ یہ حکم اس وقت ہے کہ
کہا کہ یہ وقف ہے اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے اس کو وقف کیا ہے تو مدعی نے اُس سے قسم طلب کی تو امام محمد رحمہ کے

نزدیک بخلاف امام اعظم رحمہ اللہ جو رہے اُس سے قسم لجا بیگی اور اگر اس واسطے قسم دلانی چاہی کہ میں اس منزل کو لے لوں تو بالافتان قسم نہ لجا بیگی اور فتوے امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر جو کذا فی الخلاصہ ایک شخص نے دوسرے پر ایک کپڑا غصب کر لینے کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا پھر دونوں نے اسکی قیمت میں اختلاف کیا پس مدعی نے کہا کہ میرے کپڑے کی قیمت سو درم ہیں اور غاصب نے کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اسکی کیا قیمت ہو ویسکے آتا جانتا ہوں کہ سو درم نہیں ہو تو قسم کے ساتھ غاصب کا قول مقبول ہو گا اور بیان کے واسطے حکم کیا گیا پس اگر اُس نے بیان نہ کی تو اُس سے مضبوط منہ کے دعوے پر جو زیادتیاں کا دعویٰ کرتا ہو قسم لجا بیگی اگر اُس نے قسم کھالی اور مضبوط منہ کا دعوے ثابت نہوا تو کتاب الاختلاف میں مذکور ہو کہ مضبوط منہ سے یہ قسم لجا بیگی کہ اسکی قیمت سو درم تھی یہ محیط میں ہو یا نہ ہو اگر ثمن پر قبضہ کر لیا اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے وصول نہیں پایا اور مشتری سے قسم طلب کی تو استحساناً تصدیق کر کے اُس سے قسم لجا بیگی اور یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قیاساً قسم نہ لجاویگی اور اس مقام پر پانچ مسائل میں ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسرا یہ کہ ایک شخص نے اپنا گھوڑا فروخت کر لیا اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے بیع کا اقرار کیا ولیکن فروخت نہیں کیا اور مشتری سے قسم طلب کی تیسرا یہ کہ مشتری نے بیع پر قبضہ کر لیا اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے نہیں قبضہ کیا چوتھا یہ کہ قرضدار نے کہا کہ میں نے قرضہ پر قبضہ کر لیا اقرار کیا ولیکن قبضہ نہیں کیا تھا ہاتھوں یہ کہ دایب نے کہا کہ میں نے ہبہ کر دیا تھا کا اقرار کیا ولیکن ہبہ نہیں کیا اور مہوب لہ سے قسم طلب کی پس ان سب مسائل میں ایسا ہی اختلاف ہو اور امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہو کہ اُختوان نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کی طرف رجوع کیا امام سرخی نے فرمایا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول لینے میں احتیاط ہو اور چار کے شاخ نے ان مسائل میں جو قصا سے متعلق ہیں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول لیا ہو کذا فی الخلاصہ قرضخوار نے اگر قرضدار سے قرضہ وصول پانچ اقرار کیا اور اگر ادا کر لیتے پھر قبضہ سے انکار کیا اور قرضدار سے قسم طلب کی تو امام اعظم رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قاضی اُس سے قسم نہ لے گا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک قسم لے گا یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے یہ مال معین فلاں شخص کو ہبہ کر دیا اور اُس نے قبضہ کر لیا پھر دعویٰ کیا کہ اُس نے مجھے لیکر قبضہ نہیں کیا اور میں نے قبضہ کا اقرار جھوٹ کیا تھا اور مہوب لہ سے قسم طلب کی تو شیخ الاسلام خواہر زادہ نے کتاب المزارع میں لکھا کہ امام اعظم رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قسم نہ لجا بیگی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک لجا بیگی اور ایسا ہی ہر جگہ ہے جہاں اپنے اقرار میں دعوے کیا کہ میں نے جھوٹا اقرار کیا ہو یہ فناوی قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے اقرار کا ایک اقرار نامہ نکالا پس مقرر نے کہا کہ میں نے تیرے واسطے اس مال کا اقرار کیا تھا ولیکن تو نے میرا اقرار رد کر دیا تو مقرر نے قسم لجا بیگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے وارث پر مال کا دعویٰ کیا اور ایک اقرار نامہ اُس کے وارث کے اقرار کا مال کا نکالا پس وارث نے دعویٰ کیا کہ مدعی نے اُسکا اقرار رد کر دیا دعویٰ سے قسم طلب کی تو اُسکو قسم دلانیکا اختیار ہو یہ خزانة المفتیین میں ہو۔ اگر اقرار کرنے والا مر گیا اور اُس کے وارثوں نے دعویٰ کیا کہ اُس نے ہبہ کے طور پر اقرار کیا تھا تو مقرر سے قسم لجا بیگی کہ والد اُس نے میرے واسطے صحیح اقرار کیا تھا ایسا ہی زعفرانی نے بیان کیا ہو اور اگر مقرر مر گیا تو کیا اُس کے وارث سے قسم لجا بیگی یا نہیں پس بعض شاخ بخلاف کی تعلیق میں ہو کہ وارث سے علم یہ قسم لجا بیگی اور میں نے اپنے والد سے نہ کہ نہیں لجا بیگی اور یہ بخلاف ہے

کے ہو کہ جنہیں مورث سے قسم لی جاتی ہو اور دارث سے نہیں لی جاتی ہو چنانچہ اگر اُس شخص نے جس کے پاس م دلیعت تھی دلیعت واپس کر دینے یا اس کے تلف ہو جانیکا دعویٰ کیا اور قبل قسم لیے جانے کے مرگیا تو اس کے دارث سے قسم نہ لی جائیگی یہ جامع کبیر میں صریح مذکور ہے یہ وجہ کر درمی میں ہے اگر کسی شخص نے دوسرے کے واسطے مال کا اقرار کیا اور مرگیا پس دارثوں نے کہا کہ ہمارے باپ نے مال کا جھوٹا اقرار کیا تھا پس اقرار صحیح نہیں ہو اور مقررہ سے کہا کہ جھکو یہ بات معلوم ہو اور اُس سے قسم لینے کا قصد کیا تو اُس کو اختیار نہیں ہو کہ اُس سے قسم لیوین یہ محیط میں ہے۔ اگر بائع نے بیع اور من و وصول کر لینے پر گواہ کر لیے پھر دعویٰ کیا کہ یہ بیع بلجبتہ تھی تو کتاب لا سخلان میں مذکور ہے کہ بائع کی درخواست سے مشتری سے بالاجماع قسم لی جائیگی کہ اللہ میں نے شرط نہیں کی تھی کہ یہ بیع جو ہم دونوں میں واقع ہوئی ہو بلجبتہ ہو یہ فصول عبادہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ غلام بہ دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو میں نے سات روز ہو سکے کہ اس کو فلاں شخص سے خریدا ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ میری ملک ہو میں نے دس روز ہو گئے کہ اسی سے خریدا ہو پس مدعی نے کہا کہ جو بیع تم دونوں میں واقع ہوئی تھی وہ بلجبتہ تھی تو اُس کو اختیار ہے کہ قسم دلاوے یہ خلاصہ وجہ میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کے گھر کے پہلو میں دوسرے کا گھر تھا اُسے وہ دیوار جو ہندو کے گھر سے متصل تھی کسی شخص کو صدقہ دیدی پھر جسکو صدقہ دی تھی اُسے باقی گھر اس سے خریدا تو ہندو کو اُمین شفعہ نہیں پہونچتا ہو پس اگر ہندو نے بائع یا مشتری سے یہ قسم طلب کی کہ وہ میں نے دیوار کو ضرر رسائی یا شفعہ سے قرار کے واسطے بر وجہ تلجید و ابطال شفعہ نہیں فروخت کیا ہو تو قاضی اسطور سے قسم لیگا اور مراد امام محمد رحمہ کی اس قول سے واللہ اعلم یہ معلوم ہوتی ہے کہ پٹہ دہی نے کہا کہ دیوار کا صدقہ نہ بلجبتہ کے طور پر تھا اور تو نے حقیقت تمام گھر فروخت کیا ہو اور مشتری سے خصوصیت کی خواہ گھر اُس کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو یا بائع سے خصوصیت کی بشرطیکہ گھر اُس کے قبضہ میں ہو اور بائع یا مشتری سے اس امر کی قسم لینی چاہی تو اُس کو یہ اختیار ہوگا پس اگر اُس نے قسم کھالی تو دیوار صدقہ کرنے میں بلجبتہ ثابت ہوا اور خصوصیت منقطع ہو گئی اور اگر نکول کیا تو تلجید ثابت ہوا اور ہندو کو شفعہ پہونچیکا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو فلاں سے خریدا ہو اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے پاس آئے رہن کی رہی یا بعض ہزار درم کے اجارہ پر دی ہو اور مدعا علیہ نے پہلے رہن کرنے کا اجارہ دینے کا اقرار کیا پس مدعی خریدنے کے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ اس نے میرے ہاتھ فروخت نہیں کی تو اُس سے قسم لی جائیگی اگر گیسے قسم کھالی تو محکم ختم ہوا اور اگر نکول کیا تو بیع ثابت ہوگی اور مشتری کے واسطے خیانت ثابت ہوگا اگر چاہے تو فلاں یا فتح اجارہ ملک صبر کرے یا بیع فسخ کر دے۔ اور اگر گیسے پہلے مدعی خرید کے ہاتھ فروخت کر لیکا اقرار کیا پھر مدعی نے پاس نامے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ میں نے اس کو رہن نہیں کیا یا اجارہ پر نہیں دیا ہو تو اُس پر قسم ثابت ہوگی۔ اسی طرح اگر دونوں اجارے کے مدعی ہوں اور مدعا علیہ نے ایک کے واسطے اقرار کر دیا تو دوسرے کے واسطے اُس سے قسم نہ لی جائیگی یہ محیط خشی میں لکھا ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر یا اسباب یا حیوان ہو اُس کو دو شخص قاضی کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو مالک سے اتنے کو خریدا ہو پس مدعا علیہ نے ایک شخص خاص کے واسطے دونوں میں سے اقرار کیا کہ میں نے اس کے ہاتھ فروخت کیا ہو اور دوسرے سے انکار کیا پس اُس نے قاضی سے درخواست کی کہ یہ ہاتھ نہ چنے کے واسطے اس سے قسم لیجاوے تو قسم نہ لی جائیگی اسی طرح اگر

معا علیہ نے دونوں کے دعوے سے انکار کیا اور قاضی نے ایک کے واسطے قسم لی اور گئے نکل کر گیا اور سبب نکل کے ڈگری کر دی گئی پھر دوسرے نے کہا کہ میرے واسطے قسم لیجاوے تو نہ لیجاوے گی۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھوڑا اسباب ہو سکو و شخص قاضی کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ قاضی نے مجھے بہت کر دیا اور قبضہ دیدیا ہو پس قاضی نے ایک میں کے واسطے اقرار کیا اور دوسرے نے اسکی قسم طلب کی تو قسم نہ لیجاوے گی اسی طرح اگر قاضی نے اُس سے ایک کے واسطے قسم لی اور اسنے نکل کر گیا تو پھر دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجاوے گی۔ اسی طرح اگر ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ اسنے بعض نہر درم کے میرے پاس رہن کر کے قبضہ کر دیا ہو اور اسنے ایک کے واسطے اقرار کیا یا ایک کے واسطے قسم لیا گیا اور گئے قسم سے نکل کر گیا تو دوسرے کے واسطے قسم اُس سے نہ لیجاوے گی یہ فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں باندی یا غلام یا کوئی اسباب ہو پھر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک کہتا ہو کہ قاضی نے میرے پاس سے غصب کر لیا ہو یا یہ میری ہو میں نے اسکو ودیعت دی ہو اور قاضی نے اُس سے دریافت کیا پس اگر گئے کسی کے واسطے اقرار کیا تو اسکو دیتے کے واسطے حکم کیا جائیگا پھر اگر دوسرے نے اُس سے قسم طلب کی تو اسکی کوئی راہ نہیں ہو بلکہ اسکی خصوصیت منقولہ کے ساتھ ملک مطلق کے دعوے میں ہوگی پس اگر دوسرے نے کہا کہ معا علیہ نے اس شخص کے واسطے اسواسطے اقرار کر دیا ہو کہ مجھ سے قسم دفع ہو پس میرے واسطے اس سے قسم لینی چاہیے تو صورت یہ ہو کہ قسم نہ لیجاوے گی اور ایسا ہی ودیعت میں امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہو اور غصب میں قسم لیجاوے گی اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ودیعت میں بھی ایسا ہی ہو اور اگر اسنے دونوں کے واسطے اقرار کیا تو دونوں کو دینے کا حکم کیا جائیگا اور کسی کے واسطے کچھ ضامن ہوگا۔ پس اگر ایک نے یا ہر ایک نے دونوں میں سے بہتر خواست کی کہ نصف میں میری ملکیت ذاتی کے واسطے ملک مطلق کے دعوے میں اس سے قسم لیجاوے تو قسم نہ لیجاوے گی اور ایسا ہی ودیعت میں امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہو اور غصب میں قسم لیجاوے گی اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ودیعت میں بھی لیجاوے گی۔ اور اگر دونوں کے دعوے سے اسنے انکار کیا اور ہر ایک نے قاضی سے اس کے قسم کی درخواست کی تو قاضی اُس سے یوں قسم نہ لیگا کہ والدہ غلام ان دونوں کا نہیں ہو و لیکن ہر ایک کے واسطے اُس سے قسم لیگا پھر شاخ نے اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ دونوں کے واسطے ایک ہی قسم اسطوریہ لیگا کہ والدہ غلام ان دونوں کا نہیں ہو نہ اسکا ہو اور نہ اسکا ہو اور ہر ایک کے واسطے علیہ قسم نہ لیگا اور بعضوں نے کہا کہ ہر ایک کے واسطے علیہ علیہ قسم لیگا اور قاضی کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اپنی رائے کے کوافی کسی سے شروع کرے یا دونوں کے نام قرحہ ڈال کر جبکہ نام پہلے نکلے اُس سے قسم لیوے تاکہ دونوں کا دل خوش رہے اور قاضی کی طرف کسی طرح تھمت کا شبہ نہ ہو۔ پھر اگر ہر ایک کے واسطے قاضی نے علیہ قسم سے تو مسئلہ کی تین چیزیں ہیں اول یہ کہ ہر ایک کے واسطے قسم لیا گیا کہ اسکا نہیں ہو اور اس صورت میں دونوں کے دعوے سے بری ہو گیا اور یہ ظاہر ہو دوسرے یہ کہ ایک کے دعوے پر قسم کھالی اور دوسرے سے نکل کر گیا تو پہلے کے دعوے سے بری ہوا اور دوسرے کے واسطے پوری چیز کی ڈگری کر دی جائیگی گو یا نہ تھا اُسی نے دعوے کیا تھا اور اگر پہلے کے دعوے سے نکل کر گیا تو قاضی پہلے کے واسطے ڈگری کر دیا بلکہ دوسرے کے واسطے قسم لیگا کہ اسکا نہیں کیا حال ہوتا ہو اور اگر قاضی نے پہلے کی قسم سے نکل کر پہلے کے واسطے ڈگری کر دی حالانکہ اسکو ایسا کرنا نہ چاہیے

۹
نہج ملک مطلق
دعویٰ کیا

تو حکم قاضی نافذ ہو جائیگا اور دونوں کے دعوے سے یکبارگی نکول کیا مثلاً قاضی نے بعض مشائخ کے قول کے موافق اس سے ایک ہی قسم لی اور اسے نکول کیا یا دونوں کے دعوے سے قسم میں آگے پیچھے نکول کیا مثلاً قاضی نے وفاق بعض مشائخ کے علیحدہ علیحدہ قسم لی اور اسے نکول کیا تو دونوں صورتوں میں ایک ہی حکم ہو ملک مطلق کے دعوے میں مال عین کا دونوں میں مشترک ہو نیک حکم ہو گا اور دعوے غصب میں مال عین دونوں میں و قیمت دونوں میں مشترک ہو نیک حکم ہو گا اور دعوے و قیمت میں مال عین دونوں میں مشترک ہو نیک حکم ہو گا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ قیمت کی ڈگری ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو کہ اسکو اپنے باپ سے میراث ملے ہو یا سپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ غلام میرا ہے میں نے اسے باپ کے پاس و قیمت رکھا تھا اور قابض نے انکار کیا تو قابض سے اسکے علم پر اس دعوے کی قسم لیجائیگی اگر قسم کھالی تو یہی ہو گیا اور اگر نکول کیا تو اس پر ڈگری کر کے حکم کیا جائیگا کہ غلام مدعی کے سپرد کرے کچھ بد سہر کر دینے کے اگر مدعا علیہ پر دوسرے شخص نے مثل پہلے شخص کے دعویٰ کیا اور قسم لینی چاہی تو اس پر قسم دینے کا حکم ہو گا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ وارث کے ہاتھ میں باپ کے ترکہ سے سوا اس غلام کے کچھ نہ ہو اور اگر سوائے اسکے اور بھی کچھ مال ہو تو دوسرے مدعی کے واسطے بھی قسم لیجائیگی پس اگر نکول کیا تو اس پر ڈگری کر دی جائیگی اور اگر ایسا دعویٰ غصب میں ہو تو بھی دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجائیگی جبکہ اسکے قبضہ میں ترکہ سے سوائے اس غلام کے کچھ نہ ہو اور اگر ہو تو قسم لیجائیگی یہ فصول عمادیہ ہیں ہر اگر دو شخص نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور اسکو قاضی کے پاس لائے پس ایک کے واسطے اسے اقرار کیا اور دوسرے کے واسطے انکار کیا پس دوسرے نے کہا کہ میرے واسطے اس سے قسم لیجائے تو قاضی قسم نہ لیا اور یہ بالاتفاق ہو گا فی فتاویٰ خان اور شوہر مقررہ سے اختلاف ہونے میں فخر الاسلام بزودی نے ذکر کیا کہ مشائخ کا اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ اختلاف ہو گا اور بعضوں نے کہا کہ اختلاف ہو گا پس اگر اسے قسم کھائی تو پھر عورت سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر نکول کیا تو اس وقت عورت سے قسم لیجائیگی اگر عورت نے بھی نکول کیا تو دوسرے کے نکاح کی نسبت حکم کیا جاوے گا اور نکاح اول کا باطل ہو گیا کذا فی الحیط اگر عورت نے دونوں کے دعوے سے انکار کیا پس قاضی نے ایک کے واسطے موافق قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے قسم لی اور عورت نے نکول کیا اور اسکے نکاح کا حکم ہو گیا بالاتفاق دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجائیگی یہ فتاویٰ خان میں ہے ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور دونوں نے باہم قبضہ کر لیا پھر بسبب حبیب کے بائع کو بسبب اسکے کہ بائع نے قسم سے نکول کیا قاضی نے واپس کر دی پھر بائع نے اگر دعویٰ کیا کہ یہ باندی مجھے واپس دی گئی حالانکہ وہ حمل سے تھی پس اگر مشتری نے اقرار کیا تو اسکے ذمہ واپس لیجائیگی اور بائع سے پہلے جب کا انفصال واپس لیگا اور اگر انکار کیا تو قاضی باندی کو عورتوں کو دیکھا ہوگا اگر عورتوں نے کہا کہ یہ حاملہ ہے تو مشتری سے قسم لیگا کہ واللہ یہ حمل میرے پاس نہیں پیدا ہوا ہے پس اگر اسے قسم کھالی تو پھر اوضاع ہوا اور اگر نکول کیا تو بائع کو اختیار ہو چاہے باندی کو رہنے دے اور مشتری سے کچھ نہ لیا جائے یہ فقہاء میں اختلاف ہے اہل سنتی کو پھر دے کذا فی الخلافہ اور اگر مشتری نے قاضی سے کہا کہ یہ حمل بائع کے پاس تھا تو بائع سے قسم لیجائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یون قسم لینی چاہئے کہ والدین نے یہ باندی مجھ کو

اس سے کہ مشتری کو سپرد کردی درحالیکہ آئین یہ عیب نہ تھا۔ اور اگر باندی مشتری کے پاس ہو اور اسے بائع سے عیب کی بابت جھگڑا کیا پھر جب حاکم نے باندی بائع کو واپس کر دینے کا حکم کیا تو بائع نے کہا کہ یہ حاملہ ہو اور یہ حمل مشتری کے پاس پیدا ہوا ہو اور مشتری نے کہا کہ نہیں بلکہ بائع کے پاس کا ہو تو قاضی بائع کو اسکی قسم دلاویگا مشتری کو نہیں دلاویگا جو عیظین ہو۔ ایک شخص پر قسم آئی اُس نے کہا کہ مدعی نے مجھے فلان شہر کے قاضی کے پاس اسی دعویٰ میں قسم لے لی ہو اور چاہا کہ مدعی سے اس امر پر قسم لجاوے تو قاضی مدعی سے قسم لیکا کہ والدہ میں نے اُسکو قسم نہیں دلائی ہو پس اگر نکل گیا تو اُسکو مدعا علیہ سے قسم لینے کا اختیار نہوگا اور اگر قسم کھالی تو مدعا علیہ سے مال پر قسم لے سکتا ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اگر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے اس دعویٰ سے بری کر دیا ہو اور قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لجاوے کہ اسنے مجھے اس دعویٰ سے بری نہیں کیا ہو تو قاضی اس سے قسم نہ لیکا اور حکم دیا کہ اپنے خصم کی جواب دہی کر لے پھر جو چاہے اُسپر دعویٰ کر اور یہ بخلاف اُسکے ہو کہ مدعا علیہ نے کہا کہ اپنے مجھے ان ہزار درہمن سے بری کر دیا ہو کیونکہ اس صورت میں مدعی سے قسم لجا بیگی اور شائع میں سے بعض نے کہا کہ صحیح یہ ہو کہ دعوے سے بری کر دینے کے دعوے پر قسم لجا بیگی جیسا کہ قسم دلا چلنے کے دعوے پر قسم لجاتی ہو اور اسی طرف شمس الائمہ حلوائی نے میل کیا ہو اور اسی پر ہمارے زمانہ کے قاضیوں کا معمول ہے یا فضول عاویہ مین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے مدعی نے اس دعوے سے بری کیا ہو پس حاکم کو توہم ہو کہ یہ قول مدعا علیہ کی طرف سے مال کا اقرار ہو پس مدعی سے براہت کے دعوے پر قسم لے اور اُس نے قسم کھالی تو کیا مدعا علیہ سے پھر بعد کو مال پر قسم لجا بیگی یا نہیں پس حضرات اور امام ابو بکر محمد بن افضل نے فرمایا کہ مدعا علیہ سے قسم لجا بیگی اور اُسکا یہ کہنا کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کر دیا ہو مال کا اقرار نہیں ہو۔ اور قاضی پر واجب تھا کہ مدعی سے دریافت کرتا کہ تیرے پاس مال کے گواہین ہیں اگر وہ مال کے گواہ قائم کرتا تو اُسکے بعد مدعی سے قسم لیتا کہ تو نے مدعا علیہ کو موافق اُسکے دعوے کے بری نہیں کیا ہو اور اگر مدعی کے پاس مال کے گواہ نہ ہوتے تو پہلے مدعا علیہ سے مدعی کے دعوے پر قسم لیتا اور اُسکا قول کہ مجھے مدعی نے بری کیا ہو اقرار مال نہیں ہو پس اگر مدعا علیہ قسم کھا لیتا تو بری ہو گیا اور اگر نکل گیا تو پھر مدعی سے قسم لیتا کہ تو نے مدعا علیہ کو بری نہیں کیا ہو۔ اور ہمارے اصحاب متقدمین نے فرمایا کہ مدعا علیہ کا یوں دعویٰ کرنا کہ مجھے مدعی نے دعوے سے بری کر دیا ہو مال کا اقرار نہیں ہو اور یہی اصح ہو۔ امام اجل ظہیر الدین نے فرمایا کہ پہلے مدعی سے براہت پر قسم لینا چاہیے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر وارثوں پر قسم آوے تو ایک شخص کا قسم کھا لینا سب کا قائم مقام نہوگا جسے کہ سب سے قسم لجا بیگی۔ اور اگر انکی طرف سے دوسروں پر قسم آئی تو ایک کا قسم لے لینا مثل سب کے قسم لے لینے کے ہو اور صورت مسئلہ کی یہ ہو کہ اگر ایک شخص نے میت پر کسی حق کا دعویٰ کیا اور وارثوں پر قسم آئی تو سب وارثین سے قسم لجا بیگی ایک وارث کی قسم پر کفایت نہ لجا بیگی پس اگر وارثوں میں سے بعض نابالغ اور بعض غائب ہوں اور میت پر حق کا دعویٰ ہو تو باقی وارثان حاضرین سے قسم لجا بیگی اور نابالغ کو تاخیر لجا بیگی کہ بالغ ہو جاوے اور غائب کو تاخیر لجا بیگی کہ حاضر ہو جاوے پھر ان دونوں سے قسم لجا بیگی۔ اور اگر وارثوں نے کسی شخص پر میت کے حق کا دعویٰ کیا اور ایک وارث نے اُس شخص سے قسم لے لی تو باقی وارث

اُس سے قسم نہیں لے سکتے ہیں یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر دو شریک عنان یا دو شریک مضامض میں سے ایک شریک نے کسی شخص پر حق شرکت کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے قسم کھالی تو دوسرا شریک اُس سے قسم نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں لکھا ہو اور اگر کسی شخص نے دو شریکوں میں سے ایک پر حق شرکت کا دعویٰ کیا تو وہ دونوں شریکوں سے قسم لے سکتا ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر ایک جماعت نے دوسرے پر خرید کا دعویٰ کیا اور ایک نے مدعا علیہ سے قسم لی تو باقی مدعی لوگ اُس سے قسم لے سکتے ہیں یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ بن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے ایک عورت اور اسکی لڑکی سے دو عقدوں میں نکاح کیا پھر کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ پہلی کون سی ہو تو ہر ایک کے واسطے اُس سے قسم لی جائیگی کہ والد قبل دوسری کے میں نے اس عورت سے نکاح نہیں کیا ہو اور قاضی کو اختیار ہو کہ جس عورت سے چاہے شروع کرے اور اگر چاہے تو دونوں میں قرع ڈالے پس اگر ایک عورت کی نسبت یہ قسم کھالی تو دوسری عورت کا نکاح ثابت ہو گیا اور اگر پہلی عورت کے قسم سے نکول کیا تو اُسی کا نکاح لازم ہوا اور دوسری کا نکاح باطل ہو گیا بشرطیکہ ہر ایک دونوں عورتوں سے دعویٰ کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے واقع ہوا ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی میراث کی زمین بہہ کر کے موہوب لہ کے سپرد کر دی پھر میت کی جو روئے آکر موہوب لہ پر دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہو اسیلے کہ وارثوں نے بعد زمین تجھے بہہ کر کے تیرے تقسیم کیا تو یہ زمین میرے حصہ میں آئی ہو اور موہوب لہ نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ہو کیونکہ بہہ کرنے سے پہلے وارثوں نے تیرے تقسیم کر لیا تھا اور یہ زمین دایم کے حصہ میں آئی تھی اور موہوب لہ کو اہ قائم نہ کر سکا اور عورت نے اس امر پر قسم کھالی تو اُسکو باقی وارثوں سے قسم لینے کا اختیار نہیں ہو اور حکم کیا جائیگا کہ زمین واپس کر دے یہ ذخیرہ میں ہو۔ مدعی نے کہا کہ میرے تجھے ہزار درم ہیں پس مدعا علیہ نے کہا کہ اگر تو اس بات کی قسم کھائے کہ تیرے مجھے ہشتاد درم ہیں تو میں تجھے دیتا ہوں پس اُس نے قسم کھالی اور مدعا علیہ نے اُسے ادا کر دیے پس اگر اس شرط جو بیان کی گئی ہو ادا کیے تو اُسکو اختیار ہو کہ یہ درم مدعی سے واپس کرے یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ ایک شخص کے قضیہ میں ایک سبب ہو کہ وہ یقیناً جانا ہو کہ امین کسی کا حق نہیں ہو پھر ایک شخص نے اُس اسباب میں دعویٰ کیا تو قاضی کو گنجائش اس قطعی قسم کی ہو کہ والد اسکا امین کچھ حق نہیں ہو اور اگر مدعی مدعا علیہ ساتھ ہوں پھر دونوں نے دعویٰ مدعی سے باہمی صلح چند درموں پر کر لی پھر مدعا علیہ نے حق مدعی سے انکار کیا تو اُسکو اس طرح قسم کی گنجائش نہیں ہو کہ اسکا میری طر کچھ حق نہیں ہو جب تک کہ اُسکو یہ بات تصدیقی معلوم نہ ہو جائے کہ اس شئی میں اسکا کچھ حق نہیں ہو۔ ایک شخص نے اپنے کسی قرضدار کو جسکے ہزار درم قرض میں کسی پر اُترے پھر محبتاً لہ محیل کو قاضی کے پاس لایا اور اُسکے نزدیک حوالہ موجب براوت اہل نہیں ہوتا ہو اور یہ فعل قبل اسکے کہ حوالہ علیہ انکار کرے یا مغلن قرار دیا جاوے گئے کیا تو محیل کو حلال ہو کہ یوں قسم کھائے کہ اسکا مجھے کچھ حق نہیں ہو بشرطیکہ اُسکے مذہب میں حوالہ موجب براوت اہل ہو اور اگر قاضی نے یہ حکم دیا کہ محبتاً لہ محیل سے مطالبہ کرے اور حوالہ ہنر نہ کرے لیکن اُس نے قرار دیا کہ اسکا کچھ حق نہیں ہو اپنے بری ہونے پر قسم کھانی جا ہی تو اُسکو جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہو اور اسکا رہن اسقدر ہو کہ قرض کو وفا کرنا ہو پھر قرضخواہ نے رہن سے انکار کیا اور قسم کھالی تو مدعا علیہ یعنی راہن کو جائز ہو کہ یوں قسم کھائے کہ والد اسکا مجھے ہزار درم قرض جبکا دعویٰ کرتا ہو نہیں ہو یہ فتاویٰ

قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص سے سو درم قرض لیے اور اسکے پاس کچھ رہن کر دیا اور اسکو یہ خوف ہو کہ اگر قرض کا اقرار کروں اور مرتین رہن سے انکار کرے تو ڈانڈ پڑ جائیگا پس قاضی سے درخواست کرے کہ اس سے دریافت کیا جاوے کہ ان سو درم کے عوض جسکا دعویٰ کرتا ہو کچھ رہن بھی ہو یا نہیں ہو پس اگر آئسے رہن کا اقرار کیا تو خود مال کا اقرار کر دے اور اگر رہن سے انکار کیا تو قسم کھائے کہ مجھ پر ایسا کچھ قرض نہیں ہو کہ جسکے عوض رہن ہو پس بلا حاشہ قسم ممکن ہو کذا فی الوجیز للکری والند اسکے میری طرف کچھ نہیں ہو کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ جانتا ہو کہ یہ قرضہ اُدھار ہو مگر خوف کرتا ہو کہ اگر قرض کا اقرار کرے اور میعاد کا دعویٰ کرے تو اکثر میعاد سے انکار کر کے فی الحال مطالبہ قائم ہو جاتا ہو تو حیلہ یوں ہو کہ قاضی سے درخواست کرے کہ اس سے دریافت کیا جاوے کہ یہ درم نقد ہیں یا اُدھار ہیں پس اگر مدعی نے کہا کہ نقد ہیں تو مدعا علیہ کو بوقت اختلاف جائز ہو کہ یوں قسم کھائے کہ والتد مجھ پر اسکے یہ درم جسکا دعویٰ کرتا ہو نہیں ہیں اور اگر یوں قسم کھائی کہ والتد مجھ پر ان درہوں کا ادا کرنا جسکا دعویٰ کرتا ہو نہیں واجب ہو تو بھی اپنے قسم میں سچا ہوگا اور اگر وہ شکرت ہو اور اس پر یہ درم فی الحال ادا کر سہمیں تو یوں قسم نہیں کھا سکتا ہو کہ والتد اسکے مجھ پر ہزار درم جسکا دعویٰ کرتا ہو نہیں ہیں جسے کہ اگر طلاق براسطرت قسم کھائی کہ مجھ پر ہزار درم نہیں ہیں حالانکہ وہ شکرت ہو تو طلاق واقع ہو جائیگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو اسکے زعم میں یہ ہو کہ اس میں سے یکند میرا ہو خواہ اسکی مقدار اسکو معلوم ہو یا نہیں معلوم ہو پھر ایک شخص نے اس میں اپنے حق معلوم مثلاً ثلث یا ربع کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ مدعی کا اس میں حق ہو لیکن میں اسکی مقدار نہیں جانتا ہوں تو حبقدر چاہے اسکو دلاوے تو قاضی کو نہ چاہیے کہ اس میں کچھ تعرض کرے لیکن مدعا علیہ سے مدعی کے دعوے پر قسم لے پس اگر قسم سے نکل گیا تو اس مقدار کا مقرر یا بذل ٹھہرا اور جو کچھ اس میں تھے ہو وہ حجت ہو اور اگر اس مقدار میں پر وہ قسم کھا گیا یعنی اسقدر نہیں ہو تو قاضی مدعی کو مدعا علیہ کے ساتھ اس گھر میں بسا دیگا کیونکہ آئسے اقرار کیا ہو کہ مدعی کا سہرہ کچھ حق ہو کذا فی المحیط

باب چارم۔ باہم تھائف یعنی باہم ایک دوسرے کے دعوے پر قسم کھانے کے بیان میں۔ اگر دونوں خرید و فروخت کرنے والوں نے مقدار میں یا بیع میں باہم اختلاف کیا مثلاً مشتری نے کسی قدر ثمن کا دعویٰ کیا اور بائع نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا یا بائع نے کسی قدر مقدار بیع کا اقرار کیا اور مدعی نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا یا شوہر و زوجہ نے باہم اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ میں نے ہزار درم پر نکاح کیا ہو اور زوجہ نے کہا کہ دو ہزار درم پر نکاح کیا ہو۔ پس جو شخص گواہ قائم کرے اسکی ڈگری کجائیگی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو زیادتی کی ثابت کرنے والی گواہی اوسے ہو۔ اور اگر ثمن و بیع دونوں میں اختلاف کیا مثلاً ایک ہی حالت میں جب قدر ثمن کا مشتری اقرار کرتا ہو اس سے زیادہ کا بائع مدعی ہو اور حبقدر بیع کا بائع اقرار کرتا ہو اس سے زیادہ کا مشتری مدعی ہو تو بائع کے گواہوں کی گواہی ثمن میں اوسے اور مشتری کی گواہی بیع میں اوسے ہو اور اگر دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو مشتری سے کہا جائیگا کہ یا اسقدر دامن پر جو بائع کہتا ہو تو راضی ہو ورنہ ہم بیع فسخ کر دیں گے اور بائع سے کہا جائیگا کہ یا تو بقدر بیع پر جو مشتری دعویٰ کرتا ہو راضی ہو ورنہ ہم بیع فسخ کر دیں گے پس اگر دونوں راضی نہ ہو

تو قاضی ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیگا اور صحیح قول کے موافق مشتری کی قسم سے شروع کرے اور یہی امام اعظم رحمہ اللہ یوسف رحمہ اللہ اور یہی امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور یہ حکم اس وقت ہو کہ مال عین بچو ض دین کے فروخت کیا ہو اور اگر مال عین بچو ض عین کے یا ثمن بچو ض ثمن کے فروخت کیا ہو تو قاضی قسم لینا جس سے چاہے شروع کرے کذا فی الکا فی۔ اور قسم اس طرح لیجاوے کہ بائع قسم کھاوے کہ والدین نے اسکو نہرا رد کو نہیں بچا ہے اور مشتری قسم کھاوے کہ والدین نے اسکو دو نہرا رد کو نہیں خریدایا ہے اور یہی اصح ہے یہ ہدایہ میں ہے پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو قاضی بیع فسخ کر دیگا بشرطیکہ دونوں یا ایک اسکی درخواست کرے اور یہی صحیح ہے اور جو شخص دونوں میں سے قسم سے باز رہا اُسپر دوسرے کا دعویٰ لازم ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں کا اختلاف قصداً بدل میں ہو بلکہ دوسری قسم کے ضمن میں ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کسی قدر کچی جو ایک مشک میں ہو خریدی اور اسکا وزن سو رطل ہو پھر مشک کو لیکر آیا کہ واپس کر دے اور اسکا وزن بیس رطل ہو پس بائع نے کہا کہ یہ میری مشک نہیں ہے اور مشتری نے کہا کہ یہی میری مشک ہے تو مشتری کا قول مقبول ہوگا خواہ ہر رطل کا ثمن علیہ بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ تمیز میں ہے۔ اور باہمی قسم نہ لیجائیگی اگر سعادین اختلاف کیا خواہ اہل سعاد ہونے میں اختلاف ہو یا مقدار سعاد میں کہ کس قدر مدت ہو اختلاف ہو۔ ایسا ہی اگر شرط خیار میں اصل یا مقدار میں اختلاف ہو تو بھی باہمی قسم نہ ہوگی اسی طرح اگر ثمن دبیع پر قبضہ واقع ہونے میں اختلاف کیا یا دام کھٹا دینے یا بری کر دینے میں اختلاف کیا یا سلم قبضہ کے سپرد کرنے کی جگہ میں اختلاف کیا تو بھی تعالیٰ نہیں ہو و لیکن ان صورتوں میں جو شخص منکر ہو اسی سے قسم لیجاوے کذا فی شرح ابی المکارم للنقایہ۔ اگر اہل بیع میں اختلاف کیا تو باہم قسم دیجائیگی اور منکر بیع کا قول معتبر ہوگا کذا فی الکا فی۔ اگر جنس عقد میں اختلاف کیا مثلاً ایک نے عقد بیع کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے بہرہ واقع ہونیکا دعویٰ کیا یا جنس میں اختلاف کیا کہ ایک نے مثلاً درم اور دوسرے نے دینار کا دعویٰ کیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے جامع میں ذکر فرمایا کہ باہم قسم نہ لیجائیگی اور ہمارے شاخ نے فرمایا کہ یہ جو جامع میں مذکور ہے امام اعظم رحمہ اللہ یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک باہم قسم لیجائیگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط خمری میں ہے۔ اگر بیع تلف ہو گئی پھر دونوں نے اختلاف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک باہم قسم نہ لیجائیگی اور مشتری کا قول معتبر ہوگا اور ایسا ہی اگر بیع مشتری کی ملک سے کل گئی یا ایسی صورت ہو گئی کہ اسکو بسبب عیب کے واپس نہیں کر سکتا ہے تو بھی تعالیٰ نہ ہوگا اور قول مشتری مقبول ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ ثمن دین ہو اور اگر ثمن مال معین ہو تو باہم قسم لیجاوے گی پھر اگر بیع مثلی ہو تو اسکا مثل اور اگر مثلی نہیں ہے تو اسکی قیمت واپس کیجاوے گی یہ ہدایہ میں ہے۔ ایک شخص نے دو غلاموں کو ایک ہی صفقہ میں خریدی اور دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک غلام مر گیا پھر دونوں نے ثمن میں اختلاف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا الا اس صورت میں کہ مالے چاہے کہ زندہ غلام کو لے لے اور کچھ اسکو نہ لے لے اور بیع مثلی ہے پس قول کے معنی میں کہ (اور کچھ نہ ملیگا) اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ مرے ہوئے غلام کی قیمت معتبر مشتری نے افراد کی اس سے زیادہ بائع کو کچھ نہ ملیگا اور یہی صحیح ہے اور شاخ نے اس میں بھی حکم کیا ہے کہ یہ ہشتاد و باہمی قسم لے جانے کی طرف راجع ہے یا مشتری کی قسم کی طرف راجع ہے پس بعضوں نے فرمایا کہ اگر

کی طرف راجع ہو اور معنی یہ ہیں کہ دونوں سے باہمی قسم نہ لیا جائیگی الا اس صورت میں کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے
تو اس وقت دونوں سے باہم قسم لیا جائیگی کیونکہ زندہ غلام اس وقت میں تمام معقود علیہ ہو گیا کذا فی شرح الباع الصغیر اور یہی
اظہار ہے جو شرط شرعی میں ہو اور کذا فی بین لکھا ہو کہ میں عامہ مشائخ کا قول ہو کذا فی بین ابی الککاف رحمہ اللہ کا یہ سادہ
اجتناب مثل خستہ کہا کہ یہ استثنا مشتری کے قسم کی طرف راجع ہو اور معنی یہ ہیں کہ قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا
الا اس صورت میں کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے تو اس وقت مشتری سے قسم نہ لیا جائیگی اور یہی صحیح ہے کیونکہ جو کچھ
مذکور ہو وہ مشتری کی قسم مذکور ہو ترک تحالف مذکور نہیں ہو اور یہ مثلاً کا قاعدا یہ ہے کہ مذکور کی طرف راجع ہو تاہذا
کذا فی شرح الباع الصغیر اگر ایک غلام خریدے اور بعد قبضہ کرنے سے اس کا نصف فروخت کر دیا پھر بائع اول کے مشتری
اول سے غلام کے ثمن میں اختلاف کیا تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک باہم قسم نہ لیا جائیگی بلکہ قسم بلکہ مشتری کا قول معتبر
ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اس نصف میں جو مشتری کی ملک میں باقی ہو باہم قسم لیا جائیگی بشرطیکہ بائع اس
نصف کے قبول کرنے پر رضی ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک سب میں تحالف ہوگا۔ اور جب دونوں سے باہم قسم
کھالی تو مشتری بائع کو آدھے غلام کی قیمت اور آدھا غلام جو اس کی ملکیت میں ہو واپس دیا جائے بشرطیکہ اس نصف کو
وہ قبول کرے اور اگر بسبب عیب شرکت کے قبول نہ کرے تو اس نصف کی بھی قیمت دینا کذا فی الکافی۔ ایک شخص نے
ایک باندی خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا پھر دونوں نے بیع کا اقالہ کیا پھر دواڑن نے سن میں اختلاف کیا تو دونوں
سے باہم قسم لیا جائیگی اور علی بیع خود کر گئی اور اگر بائع نے بعد اقالہ کے بیع پر قبضہ کر لیا تو امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ
کے نزدیک تحالف نہ ہوگا کذا فی اللمایہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو دس درہم ایک کہ گیمین کی سلم میں دیے پھر دونوں نے
اقالہ کیا پھر دونوں نے رہا المان میں اختلاف کیا تو مسلم الیہ کا قول قبول ہوگا اور بعد مذکور کی کذا فی شرح الباع الصغیر ایک شخص نے
دو غلام ایک صفقہ یا دو صفقہ میں خریدے ایک کے دام ہزار درہم نقد اور دوسرے کے ہزار درہم ایک سال تک آدھا قرار
پائے پھر ایک کو بسبب عیب کے واپس کیا پھر مشتری نے کہا کہ اسی کے دام نقد ٹھہرے تھے اور بائع نے کہا کہ اس کے دام
آدھا رہے تو بائع کا قول مقبول ہوگا باہم قسم نہ لیا جائیگی۔ اسی طرح اگر دونوں کو سو درہم میں ایک صفقہ میں خریدے اور
دونوں پر قبضہ کیا پھر ایک مرگیا اور دوسرے کو بسبب عیب کے واپس کیا اور واپس کیے ہوئے کی قیمت میں اختلاف
ہو تو بائع کا قول مقبول ہوگا اور تحالف نہ ہوگا اور اگر ایک کے دام درہم ہوں اور دوسرے کے دینار ہوں اور
بائع نے دونوں کے دام وصول کر لیے پھر مشتری نے ایک کو بسبب عیب کے واپس کر دیا پھر باقی کے داموں میں
اختلاف ہوا مشتری نے کہا کہ باقی کے دام درہم ہیں پس تو مجھے دینار واپس کر دے اور بائع نے اس کے برعکس دعوے
کیا تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ دونوں مرگئے ہوں اور بائع و مشتری دونوں سے باہم قسم
نہ لیا جائیگی بخلاف امام محمد رحمہ کے کہ گئے نزدیک تحالف ہو اور اگر دونوں غلام قائم موجود ہوں تو بالاجماع باہم قسم لیا جائیگی
اسی طرح اگر صفقہ میں اختلاف کیا پس بائع نے اتحاد ثمن کا دعویٰ کیا اور مشتری نے ثمن جدا جدا ہونیکا دعوے کیا
تو مشتری کا قول مقبول ہوگا کذا فی الکافی اگر اس امر میں اختلاف کیا کہ ثمن مال عین ہو یا مال دین ہو پس ایک
نے کہا کہ عین ہو اور دوسرے نے کہا کہ دین ہو یعنی درہم و دینار میں سے ہو پس اگر عین ہونیکا مدعی بائع ہو چنانچہ
آئے کہ میں نے یہ باندی اپنی اجوز تیسرے اس غلام کے بچی جو اور مشتری کو دیا ہو کہ میں نے مجھے ہزار درہم کو

خریدی ہو پس اگر باندی قائم موجود ہو تو باہم قسم لیا کیگی اور باہم ایک دوسرے کو واپس کر دیں اور اگر باندی مشتری
 کے پاس مر گئی ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہما کے نزدیک تلافی ساقط ہو گیا اور مشتری کا قول لیا جائیگا
 اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک باہم قسم لیا کیگی اور اگر من مال عین ہو نیکادہ دعویٰ مشتری ہو مثلاً کہا کہ میں نے تیری یہ
 باندی بھڑا کر اپنے اس غلام کے خریدی ہو اور بائع نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم پاس دینا کہ تو فروخت کی ہو
 پس اگر باندی قائم ہو تو باہم قسم لیا کیگی اور ایک دوسرے کو واپس کر دینے اور اگر باندی مر گئی ہو تو بھی بالاجماع
 باہم قسم کے بعد قیمت ایک دوسرے سے واپس کر دیں یہ شرط صحابہ میں ہو۔ ایک باندی خریدی ہو اور وہ بعد قبضہ
 کرنے کے مر گئی ہو پس مشتری نے کہا کہ میں نے ہزار درم اور اس وصیف کے عوض جسکی قیمت باخسود درم پن خریدی ہو
 اور بائع نے کہا کہ دو ہزار درم میں خریدی ہو تو دو تہائی باندی تین مشتری کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور ایک
 تہائی باندی میں چہ بقابلہ یہ حصہ کے ہو دونوں سے باہم قسم لیا کیگی اور اگر باندی مر گئی ہو تو باہم قسم لیا کیگی پس
 مشتری قسم کیا کیگا کہ والدین نے یہ باندی دو ہزار درم میں خریدی ہو اور بائع قسم کیا کیگا کہ والدین نے
 یہ باندی بھڑا کر درم اور اس وصیف کے نہیں فروخت کی ہو پس باہم قسم کے ساتھ ہزار درم سے ساتھ باندی
 کی تہائی قیمت ملا کر دیدیگا اور وصیف کو لے لیگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک باندی باہم قسم لیا کیگی یہ محیط سرخی
 میں ہو۔ اگر بائع نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ باندی ہزار درم اور اس وصیف کے عوض بیچا ہو اور مشتری نے
 دعویٰ کیا کہ میں نے دو ہزار درم کو خریدی ہو اور باندی مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی ہو تو قسم سے مشتری کا قول
 مقبول ہوگا اور کسی قدر میں بھی باہم قسم نہیں لیا کیگی۔ اور اگر تہا کے وصیف کے کوئی لیلی یا کوئی جینہ ہو
 تو بھی ہی حکم ہو کہ ذاتی الکافی۔ اگر بائع نے دو ہزار درم بیع کا دعویٰ کیا اور مشتری نے دو ہزار درم وصیف
 پر دعویٰ کیا تو باندی سودینار و وصیف پر تقسیم ہوئے۔ اور اگر مشتری نے ہزار درم سے مشتری کا قول مقبول
 ہوگا اور حصہ وصیف میں دونوں سے باہم قسم لیا کیگی اور سودینار کے ساتھ اسکی قیمت ملا کر مشتری ادا کرے گی
 مشتری نے ہزار درم و سودینار سے خرید نیکادہ دعویٰ کیا اور بائع نے دو ہزار درم کے عوض بیچنا دعویٰ کیا
 تو قسم لیکر مشتری کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر درموں کے ساتھ کوئی لیلی یا کوئی یا عدد وغیرہ میں ملاوی
 تو وہ بھی بمنزہ من کے ہوگی اور اگر معین ہو تو وہ بیع ہو تو بائع سے اسکی مقدار پہ بالاجماع قسم لیا کیگی
 یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک غلام کا ہاتھ کاٹا گیا اور وہ بائع کے پاس تھا پس بائع نے کہا کہ بیع سے پہلے مشتری
 نے اسکا ہاتھ کاٹا ہو اور اسپر میری آدمی قیمت چاہیے اور پورا من چاہیے اور مشتری نے کہا کہ بعد بیع کے
 بائع نے اسکا ہاتھ کاٹا ہو اور مجھے خیار حاصل ہو چاہیے اسکو آدھے من میں لے لوں یا ترک کر دوں اور دونوں
 کے پاس گواہ نہیں ہیں تو دونوں سے باہم قسم لیا کیگی پس اگر دونوں سے قسم کھالی تو اسکو مشتری پورے
 دامون میں لے لیگا یا ترک کر دیگا اور اگر دونوں نے گواہ پیش کیے تو مشتری کے گواہ اولے ہونگے اور اگر دونوں
 نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ہاتھ کاٹنے والا بائع ہو یا مشتری ہو یا کوئی اجنبی ہو لیکن بائع نے قبل بیع کے ہاتھ
 کٹنے کا دعویٰ کیا اور مشتری نے بعد بیع کے دعویٰ کیا تو قول بائع کا منہر ہوگا اور گواہ مشتری کے مقبول ہونگے
 کہ ذاتی الکافی۔ اگر بائع نے کہا کہ وہ باندی جو میں نے فروخت کی ہو اس شخص کی ملک تھی اسنے مجھے اس کے فروخت

کرنے کے واسطے دیکھ لیا تھا اور اس شخص یعنی مقرر نے کہا کہ میں نے تیسرے ہاتھ سودینار کو فروخت کی تھی اور تو نے
 اس پر قبضہ کر لیا تھا پھر اپنے واسطے تو نے فروخت کی ہو تو باندی مشتری کی ہوگی پس اگر وہ باندی مقرر کی مشہور ہو
 تو دونوں سے باہم قسم لجا دیگی اور مقرر کی قسم سے شروع کیا جاوے گا پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو مقرر اس کی قیمت
 ڈال دے گا اور اگر باندی مقرر کی مشہور ہو تو صحیح یہ ہو کہ مقرر سے قسم لجا دیگی نہ مقرر سے اور امام محمد رحمہ اللہ نے آخر اس
 باب میں صریح فرمایا ہو کہ مقرر اس کی قیمت ڈال دے گا اور اگر وہ چاہے تو دام لے لے ورنہ وہ بائع کے پاس مقرر
 کی تصدیق کرنے تک متوقف رہے گی پس جو وقت اس کی تصدیق کرے گا تو من لے سکتا ہو اور اگر باندی ہلاک ہو گئی ہو
 تو مقرر کو قیمت دینی لازم ہوگی خواہ وہ باندی اس کی مشہور ہو یا نہ ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اس باندی کو
 مکاتب یا آزاد یا مدبر کہ دیا یا ام ولد بنایا پھر مقرر اور مقرر سے باہم قسم لی گئی پس اگر وہ باندی مقرر کی مشہور
 نہ تھی تو مقرر اس کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مشہور تھی تو سب صورتوں میں ضامن ہوگا اور کتابت یعنی مکاتب
 کو ناسبب ادا کر دینے سے عاجز ہونے کے باطل ہو جائیگی اور اگر ام ولد بنایا تو مقرر کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی
 اور مقرر کے مرنے سے آزاد ہوگی اور اگر مدبر ہو گئی تو آزاد ہو جائیگی خواہ کوئی انہیں سے مرے مقرر یا مقرر اور
 اگر آزاد ہوئی ہو تو ولایت موقوف رہے گی۔ اور اگر مقرر نے کہا کہ میرے پاس اس کی ولایت تھی اس نے مجھے اس کے
 فروخت کی اجازت دی اور وہ مر گئی یعنی مشتری کے پاس مر گئی تو مقرر بحال میں اس کی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ
 اس نے خود اس تعدی کا یعنی ولایت غیر کو سپرد کر دیا تو کیا کذا فی الکافی۔ اگر معقود علیہ کے چل کر لینے سے
 پہلے اجارہ میں اختلاف کیا تو باہم قسم لجا دیگی اور ایک دوسرے کو واپس کر دینگے پس اگر اجرت میں
 اختلاف ہو تو مستاجر سے قسم شروع کیا دیگی اور اگر منت میں اختلاف ہو تو اجرت پر دینے والے سے قسم شروع کیا دیگی
 اور جو شخص دونوں میں سے قسم سے نکل کر بیگا آپس دوسرے کا دعویٰ لازم ہوگا اور جو شخص دونوں میں سے گواہ
 لاوے اس کی گواہی مقبول ہوگی اور اگر دونوں نے گواہ سنائے تو اجرت پر دینے والے کے گواہوں کی گواہی اولے
 پر پیش ہوگی اجرت میں اختلاف ہو اور اگر منت میں اختلاف ہو تو مستاجر کی گواہی اولی ہوگی۔ اور اگر دونوں باتوں
 میں اختلاف ہو تو ہر ایک کے گواہ زیادتی کے دعوے میں مقبول ہونگے مثلاً یہ ایک مہینہ کی اجرت پر حساب
 دس درم ماہواری کے دینے کا دعویٰ کرتا ہو اور مستاجر کہتا ہو کہ پانچ درم پر دو مہینے کے واسطے میں نے کرایہ
 لیا ہو تو دو مہینے کے واسطے دس درم اجرت پر ہونیکا حکم کر دیا جائیگا۔ اور اگر معقود علیہ چل کر لینے کے بعد اختلاف
 کیا تو باہمی قسم لجا دیگی اور مستاجر کا قول مقبول ہوگا اور اگر کچھ معقود علیہ چل کر لینے کے بعد اختلاف ہو تو
 باہم قسم لجا دیگی اور باقی میں عقد فسخ ہوگا اور گزشتہ میں مستاجر کا قول مقبول ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اگر مولیٰ
 اور مکاتب نے بدل کتابت کی مقدار میں اختلاف کیا تو امام غنیمت رحمہ اللہ کے نزدیک باہم قسم نہ لجا دیگی اور قسم
 سے غلام کا قول مقبول ہوگا اور صاحبین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ باہم قسم لجا دیگی اور کتابت نسخ کر دی جائیگی کذا فی
 الکافی۔ اور اگر ایک نے اپنے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اگر دونوں نے قائم کیے تو مولے کے گواہ اولے
 ہونگے ولیکن اگر کشتہ استعد مال مولے کو ادا کیا جیسے گواہ قائم کیے ہیں تو آزاد ہو جائیگا یہ تمہید میں لکھا ہے
 اگر شوہر وجود نہ ہرین اختلاف کیا پس شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے ہر درم پر نکاح کیا ہو اور عورت نے

عدالت میں دعویٰ کا حکم

کہا کہ مجھے دو ہزار درہم ہمارے مکمل کیا ہو میں دونوں میں جو اپنے کو ادنا دے منقول ہونے اور اگر دو گون گئے
 گواہ قائم کیے تو عورت کی گواہی اولیٰ ہوگی بشرطیکہ اسکا ہر مثل اسکے دعوے سے کم ہو اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں
 تو امام غنیمت کے نزدیک باہم قسم بجا دینی اور نکاح فسخ ہوگا لیکن ہر مثل کا حکم کیا جائیگا پس اگر ہر مثل اس قدر ہو
 کہ جتنا شوہر دعوے کرتا ہو یا اس سے کم ہو تو شوہر کے قول پر ڈگری ہوگی اور اگر ہر مثل عورت کے دعوے کے برابر یا اس
 زیادہ ہو تو عورت کے دعوے کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر ہر مثل شوہر کے اقرار سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے
 کم ہو تو ہر مثل کی ڈگری پہلے خالفت کا ذکر کیا پھر خیم کا ذکر کیا ہو اور یہی کرنی کا قول ہو کذا فی الہدایہ اور
 راوی کے قول میں تملیف سو سے ایک صورت کہ نہیں ہو اور وہ یہ صورت ہو کہ ہر مثل کسی کے قول کے موافق نہ ہو
 باقی صورتوں میں قسم سے شوہر کا قول منہ ہوگا بشرطیکہ ہر مثل اسکے قول کے برابر یا کم ہو یا قسم سے عورت کا قول
 منہ ہوگا اگر ہر مثل اسکے دعوے کے برابر یا زیادہ ہو اور نہ یہ بین لکھا ہو کہ یہی اصح ہو اور بعض شرح میں ہو کہ چھاپے
 فرمایا کہ کرنی ہی کا قول صحیح ہو کذا فی البیانہ اور امام غنیمت ۱۴۰ و امام محمد کے نزدیک شوہر کی قسم سے شریعہ کیا جائیگا
 اگر شوہر نے اس غلام پر نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے اس باندی پر دعویٰ کیا یعنی مہر میں یہ باندی قرار پائی ہو تو
 بدستہ مثل مسئلہ سابقہ ہو لیکن اگر باندی کی قیمت اگر ہر مثل کے برابر ہو تو عورت کے واسطے باندی کی قیمت واجب ہوگی

بجانب باندی واجب نہ ہوگی کذا فی الہدایہ

باب پنجم ان لوگوں کے بیان میں جو دوسرے کے ساتھ خصم ہونے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور جنہیں کہتے
 ہیں اور دعوے اور دعوے کے بعد حکم قضات پہلے جو امر پیدا ہو اسکی ماحض کے واسطے کن لوگوں کا حاضر ہونا شرط ہو
 اور کن کا شرط نہیں ہو۔ اگر میں معین ہو تو راہن اور مرہن کا حاضر ہونا شرط ہو اور عاریت اور اجارہ مثل
 رہن کے ہو اور زمین کے دعوے میں کاشتکار کے حاضر ہونا یا نہ ہونا حکم ہو کہ اگر بیج کاشتکار کا ہو تو وہ مثل مستاجر کے
 ہو کاشتکار کا حاضر ہونا شرط ہو اور اگر بیج کاشتکار کا نہیں ہو تو بیج ہی حکم ہو اور اگر زمین کی تو شرط نہیں
 یہ حکم اس وقت ہو کہ زمین پر ملک مطلق کا دعویٰ ہو اور اگر کسی پر یہ دعویٰ کیا کہ اس نے میری زمین غصب کر لی ہو اور وہ
 کاشتکار کے ہاتھ میں ہو تو اسکا حاضر ہونا شرط نہیں ہو کیونکہ مدعی اسپر فعل کا دعوے کرتا ہو اور اگر بعد بیج کے ہر باغ
 کے قبضہ میں ہو پھر کسی شخص نے آکر دعویٰ کیا تو اسکی ڈگری بدون باغ و شری کی موجودگی کے نوگی کذا فی الخلاصہ
 بطریق فاسد کے اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا تو مشتری مدعی کا خصم قرار پاسکتا ہو اور بدون قبضہ
 کے خصم صرف باغ ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز بشرط اختیار خریدی اور اس پر کسی مدعی نے دعویٰ کیا تو امام غنیمت ۱۴۰ کے نزدیک
 باغ و شری کا حاضر ہونا شرط ہو اور جس نے کوئی چیز بطریق باطل کے خریدی وہ کسی طرح مستحق ملک خاص نہیں ہوگا
 فیصول حادی میں ہو ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرے اور فلان بن فلان
 غائب در میان شرکت عتاق ایک ہزار درہم میں ہوا جسے مال شرکت سے یہ باندی خریدی پس آدمی میری ہو اور
 آدمی اسکی پس قابض نے کہا کہ ان میں مانع ہوں کہ اس نے مال شرکت سے خریدی اور آدمی تیری اور آدمی اسکی ہے
 لیکن اس فلان غائب نے مجھے حکم دیا کہ میں یہ باندی بخدا و بیا کر فروخت کروں تو امام غنیمت میں نے فرمایا کہ یہ مدعی
 اسکو بخدا و بیا کرنے سے منع نہیں کر سکتا ہو اسی طرح اگر وہ غائب مدعی کا مختار بن ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہے اور ہر وہ خصم

جنگوی تصرف حاصل ہو اسی حکم میں شامل ہو اور اگر باہم دونوں میں شرکت ملک ہو نہ شرکت عقد تو مدعی کو اختیار ہو کہ مدعا علیہ کو باندی کے ساتھ منفرک لے اور یا بین بصرف کر لے سے منع کرے یہ فتاویٰ سے قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نے تین ٹٹو کر ایسے پھر ٹٹو والے سے ایک ٹٹو کسی دوسرے کو کرایہ دیا اور دوسرا عاریت دیا اور تیسرا ہبہ کیا با بیع کیا پس مستاجر نے ٹٹو اپنے ہاتھوں میں دیکھے پس اگر ٹٹو والے نے سبب ہدر کے فروخت کیا تو بیع جائز ہو اور اگر بلا ہدر بیع یا مستاجر کو اختیار ہو کہ لے لے اور جب اس نے لیا تو مشتری کو اختیار ہو چاہے اس قدر صبر کرے کہ اجارہ کی مدت گذر جاوے پھر اس کو لے لیوے یا بیع فسخ کر دے اور اگر ٹٹو والے نے اس کو کسی غیر کو مانگے دیا یا ہبہ کیا یا کرایہ دیا پس اگر بھلا کر یا دینا معروف ہو تو اس کو اختیار ہوگا کہ ان لوگوں سے لے لے اور اگر بھلا اجارہ معروف نہ ہو اور گوہ قائم کر لے چاہے پس اگر موہوب لے کے پاس ہو تو اس کو اختیار ہو کہ گواہ قائم کر کے اس کو لے لے اگر چہ ہبہ کرے والا غائب ہو پس اگر مستاجر نے لے لیا اور اجارہ کی مدت گذر گئی تو موہوب کہ کو لے لینے کا اختیار نہیں ہو اسی طرح اگر ٹٹو مشتری کے قبضہ میں ہو تو مشتری ختم قرار پاوے بیگا پس مستاجر کو اختیار ہو کہ اس پر گواہ قائم کرے اور اگر دوسرے مستاجر یا مستقیم کے قبضہ میں ہو اور مستاجر نے چاہا کہ ان دونوں پر گواہ قائم کرے اور دوسرے کو اجارہ دینا یا عاریت دینا خواہ ظاہر ہو یا نہیں ظاہر ہو اور دوسرے مستقیم یا مستاجر نے ایسی عاریت یا اجارہ لینے کے گواہ قائم کیے اور ٹٹو والا غائب ہو تو پہلے مستاجر کے گواہ ان دونوں پر مقبول نہوں گے یہ فصول عمادیہ میں ہو سابق ٹٹو کر لیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور مالک غائب ہو گیا پھر دوسرے شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے پہلے کرایہ لیا ہو اور گواہ پیش کیے تو غرض الاسلام فردوی نے فتویٰ دیا کہ گواہ مقبول ہوں گے اور یہی قریب لصواب ہو اور بعض نے کہا کہ یہ مستاجر مدعا علیہ نہیں ہو سکتا ہو تا وقتیکہ اس پر کسی فعل کا دعویٰ نہ ہو مثلاً یوں کہ کہ ٹٹو والے نے میرے سپرد کیا تھا اور تو نے مجھے لیکر اپنا قبضہ کر لیا اور اگر یوں کہا کہ مالک نے دوسرے اجارہ پر تیرے سپرد کیا میرے سپرد نہیں کیا تو گواہی مقبول نہوگی اور اسی پر امام ظہیر الدین نے فتویٰ دیا ہو امام سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ دھم قرار نہیں پاوے بیگا جیسا کہ مالک سے عاریت لینے والا نہیں قرار پاتا ہو اور اسی طرح رہن و عاریت کے دعوے میں مستاجر ختم نہیں قرار پاوے بیگا اور مشتری اور موہوب نہ ہر ایک کے واسطے مدعا علیہ ختم قرار پا سکتے ہیں اور اسی طرف امام ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ میلان پایا جاتا ہو یہ وجہ کر دی میں ہو۔ اگر ایک شخص نے ایک گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو۔ دعوے کیا کہ یہ میرے کرایہ میں ہو مجھے فلاں شخص نے کرایہ پر دیا ہو اور قابض نے کہا کہ یہ میرے اجارہ میں ہو مجھے فلاں شخص نے ایک دوسرے شخص کا حام کیا کہ اسے کرایہ پر دیا ہو تو مدعی کے دعوے کی سماعت ہوگی اور قابض اس کا ختم قرار پاوے بیگا بخلاف اسکے اگر مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور قابض نے اجارہ کا دعوے کیا تو سماعت نہوگی اور اگر مستاجر نہ بدین موجودگی اجرت و ہنڈ کے دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی یہ بخلاف میں ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ گھر فلاں غائب زید کا تھا اس سے اس شخص نے جو قابض ہو یعنی عروس نے خرید ا اور قبضہ کر لیا اور میں اس کا بیع ہوں شفعہ طلب کرتا ہوں اور عروس کہتا ہو کہ یہ گھر میرا ہو میں نے اس سے نہیں خریدا ہو یا یوں کہا کہ یہ تیرا گھر ہو تو نے فلاں کے ہاتھ فروخت کیا اور اس کے سپرد نہیں کیا یا یوں میں شفعہ طلب کرتا ہوں تو امام غلسم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک مقبول نہوگا جسے کہ پہلی صورت میں بائع حاضر ہو اور دوسری صورت میں مشتری حاضر ہو تو مقبول ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے قابض کو ختم قرار دیا اور اس پر شفعہ کا حکم دیا یا

لے موہوب
مستاجر کو اختیار
ہو کہ گواہ قائم کرے
اور اگر مستاجر نے
چاہا کہ ان دونوں
پر گواہ قائم کرے
اور دوسرے کو
اجارہ دینا یا
عاریت دینا خواہ
ظاہر ہو یا نہیں
ظاہر ہو اور دوسرے
مستقیم یا مستاجر
نے ایسی عاریت یا
اجارہ لینے کے
گواہ قائم کیے
اور ٹٹو والا
غائب ہو تو پہلے
مستاجر کے گواہ
ان دونوں پر
مقبول نہوں گے
یہ فصول
عمادیہ میں
ہو سابق ٹٹو
کر لیا اور اس
پر قبضہ کر لیا
اور مالک غائب
ہو گیا پھر
دوسرے شخص
نے دعویٰ کیا
کہ میں نے اس
سے پہلے کرایہ
لیا ہو اور
گواہ پیش کیے
تو غرض الاسلام
فردوی نے فتویٰ
دیا کہ گواہ
مقبول ہوں گے
اور یہی قریب
لصواب ہو اور
بعض نے کہا
کہ یہ مستاجر
مدعا علیہ
نہیں ہو سکتا
ہو تا وقتیکہ
اس پر کسی
فعل کا دعویٰ
نہ ہو مثلاً
یوں کہ کہ
ٹٹو والے نے
میرے سپرد
کیا تھا اور
تو نے مجھے
لیکر اپنا
قبضہ کر لیا
اور اگر یوں
کہا کہ مالک
نے دوسرے
اجارہ پر
تیرے سپرد
کیا میرے
سپرد نہیں
کیا تو گواہی
مقبول نہوگی
اور اسی پر
امام ظہیر
الدین نے
فتویٰ دیا
ہو امام
سرخسی نے
فرمایا کہ
صحیح یہ
ہو کہ دھم
قرار نہیں
پاوے بیگا
جیسا کہ
مالک سے
عاریت
لینے والا
نہیں
قرار
پاتا ہو
اور اسی
طرح رہن
و عاریت
کے دعوے
میں
مستاجر
ختم
نہیں
قرار
پاوے
بیگا
اور
مشتری
اور
موہوب
نہ
ہر
ایک
کے
واسطے
مدعا
علیہ
ختم
قرار
پا
سکتے
ہیں
اور
اسی
طرف
امام
ابو
بکر
رحمۃ
اللہ
علیہ
میلان
پایا
جاتا
ہو
یہ
وجہ
کر
دی
میں
ہو۔
اگر
ایک
شخص
نے
ایک
گھر
پر
جو
ایک
شخص
کے
قبضہ
میں
ہو۔
دعوے
کیا
کہ
یہ
میرے
کرایہ
میں
ہو
مجھے
فلاں
شخص
نے
ایک
دوسرے
شخص
کا
حام
کیا
کہ
اسے
کرایہ
پر
دیا
ہو
تو
مدعی
کے
دعوے
کی
سماعت
ہوگی
اور
قابض
اس
کا
ختم
قرار
پاوے
بیگا
بخلاف
اسکے
اگر
مدعی
نے
ملک
مطلق
کا
دعویٰ
کیا
اور
قابض
نے
اجارہ
کا
دعوے
کیا
تو
سماعت
نہوگی
اور
اگر
مستاجر
نہ
بدین
موجودگی
اجرت
و
ہنڈ
کے
دعویٰ
کیا
تو
سماعت
ہوگی
یہ
بخلاف
میں
ہو۔
ایک
شخص
نے
دعویٰ
کیا
کہ
یہ
گھر
فلاں
غائب
زید
کا
تھا
اس
سے
اس
شخص
نے
جو
قابض
ہو
یعنی
عروس
نے
خرید
ا اور
قبضہ
کر
لیا
اور
میں
اس
کا
بیع
ہوں
شفعہ
طلب
کرتا
ہوں
اور
عروس
کہتا
ہو
کہ
یہ
گھر
میرا
ہو
میں
نے
اس
سے
نہیں
خریدا
ہو
یا
یوں
کہا
کہ
یہ
تیرا
گھر
ہو
تو
نے
فلاں
کے
ہاتھ
فروخت
کیا
اور
اس
کے
سپرد
نہیں
کیا
یا
یوں
میں
شفعہ
طلب
کرتا
ہوں
تو
امام
غلسم
رحمہ
و
امام
محمد
رحمہ
کے
زادیک
مقبول
نہوگا
جسے
کہ
پہلی
صورت
میں
باائع
حاضر
ہو
اور
دوسری
صورت
میں
مشتری
حاضر
ہو
تو
مقبول
ہوگا
اور
امام
ابو
یوسف
رحمہ
نے
قابض
کو
ختم
قرار
دیا
اور
اس
پر
شفعہ
کا
حکم
دیا
یا

اور اس حکم کو جو قابض کر لیا ہو بلے پر اور مشتری پر حکم شفعہ قرار دیا ہو اور من لینے اور اسکو عادل کے پاس رکھنے کا حکم کیا ہو اور اگر مشتری حاضر ہو کہ خرید سے انکار کرتا ہو تو امام محمد رحمہ اللہ نے شفعہ کے واسطے شفعہ کا حکم کیا اور عہدہ مشتری پر رکھا اور من اسکو دلا دیا کذا فی الذہب ملکہ دی گھر خریدنے کے دلیل ہے اگر اسکو خرید کر قبضہ کر لیا پھر شفعہ آیا اور دلیل سے اسے گھر کو شفعہ میں لے لینا چاہتا ہے سکتا ہے موکل کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے اور اگر دلیل کے گھر پر قبضہ نہیں کیا تو شفعہ اسکو نہیں لے سکتا ہے تا وقتیکہ موکل یا اسکا وکیل یا بائع یا اسکا وکیل حاضر نہ ہو اور اسے ہذا اگر بیع میں وکیل کیسے استحقاق ثابت ہو تو شفعہ کی ڈگری ہونے کے واسطے موکل کا حاضر ہونا شرط نہیں ہے صرف دلیل کا حاضر ہونا کافی ہے یہ فیصول عادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے اپنا گھر کر ایہ دیکر پرز کر دیا پھر سنا ہے کسی غصب کرنے والے نے غصب کر لیا تو بدو ن موجود کی متاجر کے غاصب پر ملکیت کا دعویٰ صحیح نہیں ہے یہ وجہ کر درسی میں ہے۔ اگر ایک گھر خریدا اور اس پر ہنوز قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع کے پاس سے کسی نے غصب کر لیا پس اگر مشتری نے من دید یا بائع کی بیعت و تفریق تو ختم مشتری ہو گا ورنہ بل ختم ہو گا یہ فیصول عادیہ میں ہے مشتری نے ہنوز دام نہیں دیے تھے کہ بائع نے بیع کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو موافق ظاہر الیہ ہے کہ پہلے مشتری کا دعویٰ دوسرے مشتری پر سموع ہو گا کیونکہ وہ اپنی ملک ہونیکا مدعی ہے اور قبضہ اسکو روکتا ہے و لیکن بدو ن دام ادا کر دینے کے اسکو قابض کے ہاتھ سے نہیں لے سکتا ہے یہ وجہ کر درسی میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک بانڈی ہزار روپہ کو خریدی اور دام نہیں دیے اور بلا اجازت بائع کے اس پر قبضہ کر لیا اور دوسرے شخص کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کر دی اور باہم قبضہ کر لیا اور پہلا مشتری غائب ہو گیا اور اسکا بائع حاضر نہ ہوا دوسرے مشتری سے واپس کرنی چاہی پس اگر دوسرے مشتری نے اتر کر کیا کہ بات یہی ہے جو پہلا بائع بیان کرتا ہے تو پہلے بائع کو اس سے واپس لینے کا اختیار ہے اور اگر دوسرے مشتری نے بائع اول کی تلبیب کی یا یہ کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ بیع کوئی ہے یا جھوٹ کوئی ہے تو ان دونوں میں خصوصیت نہو گی تا وقتیکہ پہلا مشتری حاضر نہ ہو یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے غلام کی آنکھ چھوڑ دی اور غلام زندہ موجود ہے تو بدو ن غلام کی موجودگی کے دعویٰ اور گواہی کی سماعت نہو گی۔ اور اگر غلام زندہ نہیں ہے تو دعویٰ کی سماعت ہو گی اور گواہی ہے۔ آنکھ چھوڑنے کا ایش اسکو دلا یا جاوے گا چھوڑنے میں ہے اگر غلام نابالغ ہو کہ اسے حال کو بیان نہیں کر سکتا ہے تو اسکا موجود ہونا شرط نہو گا قاضی مدعی کے واسطے جو مانہ کی ڈگری آنکھ چھوڑنے والے پر کر دے گا اور مدعا علیہ ہے تو اسکا کہ میں نے غلام کی آنکھ چھوڑ دی اور وہ غلام سہی مدعی کا ہے حالانکہ غلام غائب ہو تو قاضی اس پر ایش کی ڈگری مدعی کے واسطے کر دے گا چھوڑنے میں ہے۔ اور اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اس نے میری ویسی گھڑی کی آنکھ چھوڑ دی تو گواہی مقبول ہو گی اور دعویٰ کی سماعت کے واسطے گھوڑا قاضی کو دکھانا شرط نہیں ہے جسے کہ اگر حاضر ہو تو واجب ہے کہ قاضی کو دکھلا دے کہ اس نے آنکھ چھوڑی ہے یا نہیں چھوڑی ہے اور اگر ایک شخص آنکھ چھوڑا ہوا گھوڑا لایا اور کہا کہ یہ گھوڑا میرا ہے تو ایش کی ڈگری نہو گی جینک کہ اس امر کے گواہ نہ قائم کرے کہ یہ میری ملک ہے اور مدعا علیہ اس کی آنکھ چھوڑ دی اور اس پر بھی یہ میری ملک ہے تو اسکا ایش لے سکتا ہے پس اگر مالک نے اسکی گواہ سنائے کہ یہ میری ملک ہے اور میری ملک ہونے کی حالت میں مدعا علیہ اسکی آنکھ چھوڑ دی اور پہلے مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا گھوڑا ہے اور قابض نے اسکی آنکھ چھوڑ دی ہو تو اس کے گواہوں کی گواہی اوسے ہو گی یہ محیط مشتری میں ہے

اگر کسی جو پائے کے دشمن دینے یا کپڑے میں فرق کر دینے کا دعویٰ کیا تو گواہی کی سماعت کے واسطے چاہیے اور پھر
 کا حاضر کرنا شرط نہیں ہو یہ خزانہ المثنیٰ میں ہو۔ ایک شخص مر گیا اور گھنٹے تین ہزار درم چھوڑے اور ایک وارث
 چھوڑا پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے تھائی مال کی وصیت کی ہو اور وارث نے انکار کیا تو
 قاضی اسکی گواہی کی وارث پر سماعت کر لیا اور وصیت کی ڈگری کو دیکھا پس اگر وارث نے تھائی مال موصی کو دیدیا پھر
 دوسرے شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ میت نے میرے واسطے تھائی مال کی وصیت کی ہو اور وارث غائب ہو گیا تھا پس دعویٰ
 نے موصی کو قاضی کے پاس حاضر کیا تو قاضی موصی کو خصم قرار دیکر اسکے مقابلہ میں گواہوں کی سماعت کر لیا اور
 حکم دیکر نصف مال اس دوسرے دعویٰ کو دے پس اگر پہلے موصی نے اس کے پاس کچھ نہیں ملا جو کچھ اسکو ملا تھا اُسے تلف
 کر دیا یا تلف ہو گیا اور وہ باطل بنا دیا ہو اور دوسرے موصی نے وارث کو قاضی کے سامنے حاضر کیا اور وارث کے
 پاس سے لینا چاہا اور وارث نے اسکی وصیت سے انکار کیا تو دوسرے دعویٰ کو دوبارہ گواہ سناٹے کی ضرورت نہوگی اور
 وہ وارث سے جو کچھ وارث کے پاس ہو اسکا پانچواں حصہ لے سکتا ہو پھر دوسرا دعویٰ اور وارث دونوں پہلے موصی
 کے دہلیز ہو کر نصف اس مال کا جو اُسے لیا ہو وصول کر سیکے اور وصول کر کے باقی حصہ کر سیکے ایک حصہ موصی لے لائی
 کو اور چار حصہ وارث کو لینگے اور جس قاضی کے پاس پہلے موصی نے نالش کی تھی اسکے پاس نالش کرنا پادوسرے
 قاضی کے پاس نالش کرنا یکساں ہو اور اگر پہلا موصی نہ غائب ہو اور دوسرے دعویٰ نے وارث کو حاضر کیا تو قاضی
 وارث پر ڈگری کر دیکر اور وارث پر ڈگری کرنا پہلے موصی پر ڈگری کرنا شمار ہوگی اور اگر قاضی نے پہلے موصی کے واسطے
 ڈگری کر دی اور مہوز وارث نے اسکو کچھ نہیں دیا تھا کہ دوسرے دعویٰ نے دعویٰ کیا اور وارث غائب ہو پس اگر اسی
 قاضی کے پاس جس نے پہلے دعویٰ کی ڈگری کر دی ہو نالش کی تو یہ قاضی پہلے موصی کو خصم قرار دیکر اور اگر دوسرے
 قاضی کے پاس نالش کی تو وہ موصی کو خصم قرار نہ دیکر اور اگر پہلا موصی نہ غائب ہو اور وارث حاضر ہو اور پہلے
 موصی کو قاضی نے کچھ نہیں دیا ہو تو وارث کو دوسرے موصی کو خصم ہوگا اگرچہ دوسرے قاضی کے پاس نالش کر کے
 اور چھسک آسکتا ہو کہ پہلے موصی نے اقرار کیا کہ چمال میرے پاس ہو وہ میت کی وصیت سے ملا ہو یا قاضی کو خود
 معلوم ہو اور اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہو اور پہلا موصی کہہتا ہو کہ میرا مال ہو میں نے اپنے باپ کی میراث سے پایا ہو
 اور میت نے مجھے کچھ وصیت نہیں کی تھی اور میں نے اُسکے مال سے کچھ لیا ہو تو یہ شخص دوسرے موصی کو خصم قرار
 پا دیکر اور اگر پہلے دعویٰ نے کہا کہ یہ مال میرے پاس فلاں میت کی وصیت ہو جسکی طرف سے دوسرا دعویٰ وصیت کا دعویٰ
 کرتا ہو یا کہا کہ میں نے اس سے غصب کر لیا ہو تو ان دونوں میں کچھ خصوصیت نہیں قائم ہو سکتی ہو اور اگر یوں کہا کہ
 یہ میرے پاس فلاں شخص کی وصیت ہو یعنی میرے میت کے دوسرے کا نام لیا یا کہا کہ میں نے فلاں شخص سے غصب
 کر لیا ہو تو وہ خصم قرار دیا جائیگا لیکن اگر کہنے کو کہ گواہ لاوے تو خصم قرار نہ پاویگا یہ محیط میں ہو ایک شخص
 مر گیا اور گھنٹے مال کو ایک وارث چھوڑا پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرے میت پر ہزار درم قرض میں ہیں قاضی
 نے وارث پر اسکی ڈگری کر دی اور وارث نے اسکو یہ مال دیدیا اور وارث غائب ہو گیا پھر دوسرا شخص آکر مہوز وارث درم
 لے لیا اور گھنٹے میت پر دعویٰ کیا تو جملہ قرضوہ اسکا خصم نہیں ہوگا اور اگر پہلا قرضوہ غائب ہو اور دوسرے نے
 وارث کو حاضر کیا تو وہ اسکا خصم قرار پاویگا پس اگر قاضی نے وارث پر دوسرے قرضوہ کی ڈگری کر دی اور حال

یہ گذرا کہ جو کچھ وارث کو ملتا تھا سب تلف ہو گیا تو دوسرا فرض خواہ پہلے فرض خواہ کو پکڑ لیا اور جو کچھ آٹے لیا ہو اس میں سے
 آدھا وصول کر لیا پھر دوسرے مال اپنے باقی مال کے واسطے وارث کے پیچھے پڑنے لگا اور اگر پہلا شخص جس نے ہزار درم
 وصول کیے ہیں فرض خواہ نو بلکہ موصی لہ ہوا اور آٹے مال وصیت لیکر قبضہ کر لیا پھر ایک شخص نے میت پر ہزار درم
 قرض کا دعویٰ کیا اور وارث غائب ہو تو موصی لہ اس کا ختم نہیں ہو سکتا ہی یہ ذخیرہ میں ہی۔ ایک شخص نے ایک
 میت کے وارث پر گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے بے بند اس باندی کی وصیت کی ہو اور وہ باندی اس کا
 تہائی مال ہو اور قاضی نے اس کی ڈگری کر کے اس کو دلا دیا اور وارث غائب ہو گیا اور دوسرے نے پہلے موصی لہ پر گواہ قائم کیے
 کہ میت نے اس باندی کی میرے واسطے وصیت کی تھی پس اگر گواہوں نے یہ بیان کیا کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر لیا
 تھا تو قاضی تمام باندی دوسرے کو دلا دیگا اور اگر گواہوں نے یہ نہ ذکر کیا تو آدھی باندی دوسرے کو دلا دیگا اور یہ ڈگری
 وارث پر بھی نافذ ہوگی خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو جسے کہ اگر پہلے موصی لہ نے اپنا حق خود باطل کر دیا تو پوری باندی دوسرے
 مدعی کو ملے گی پس اگر قاضی نے باندی پہلے کو دلا دی اور وہ غائب ہوا اور وارث حاضر ہو تو دوسرے موصی لہ کا ختم یہ
 وارث نہ ہو گا خواہ پہلے قاضی کے پاس نا لاش ہو یا کسی دوسرے قاضی کے پاس ہو اور اگر قاضی نے پہلے موصی لہ سے رجوع کر لیا تو باندی
 کا حکم دیدیا اور ہزار درم نہیں لگی تھی کہ دوسرے نے وارث پر دعویٰ کیا پس اگر پہلے قاضی کے پاس پہلش کی کہ وہ نہ لکھو
 نہ بنا دیگا اور اگر دوسرے کے پاس نا لاش کی تو ختم قرار دیا پھر اس صورت میں اگر قاضی جب دوسرے مدعی کے کہہ کر وہ وارث
 پہنچے تو دوسرے کے واسطے آدھی باندی کی ڈگری کر دیا خواہ اس کے گواہوں نے پہلی وصیت سے رجوع کر لیا ہو یا نہ کیا
 ہو پس جب پہلا مدعی حاضر ہو پس اگر دوسرے مدعی نے پہلی وصیت سے رجوع کرنے کے گواہ سنائے تو کل باندی لے لیا
 ورنہ آدھی لیا۔ اور اگر پہلے نے گواہ قائم کیے کہ میت نے تہائی مال کی مجھے وصیت کی تھی اور قاضی نے اس کو دلا دیا
 پھر دوسرے نے پہلے پر گواہ قائم کیے کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر کے دوسرے مدعی کے واسطے تہائی مال
 کی وصیت کی ہو تو قاضی پہلے مدعی سے تہائی مال لیکر دوسرے کو دیا اور اگر وارث ہی حاضر ہو تو قاضی دوسری وصیت
 کا حکم کر دیا اور پہلی وصیت سے رجوع کر لیا حکم نہ دیا۔ اور اگر پہلے کے واسطے ایک معین غلام کی وصیت کی تھی
 اور وہ جب کہ قاضی اس کو دیدیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے اپنے مال سے سو درم کی
 وصیت کی ہو تو جبکہ غلام دینے کی وصیت لکھی تھی وہ اس کا ختم نہیں قرار پاویگا اور اگر وارث حاضر ہوا اور پہلا موصی لہ
 غائب ہو تو وارث دوسرے کا ختم ہوگا یہ محیط میں ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض باضابطہ لکھا و وصیت
 ہیں اور وہ بے بند خاص یا مستوجب کے پاس قائم میں پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص مر گیا جبکہ یہ مال
 ہو اور میرے لیے اس مال کی وصیت کر گیا ہو اور وہ شخص جس کے پاس مال ہو مال کا مقرری و لیکن یہ کہتا ہو کہ میں نہیں
 جانتا ہوں کہ فلان شخص مال مر گیا ہو یا نہیں مرا ہو تو دونوں میں خصوصیت قرار نہ دیگا تا وقتیکہ میت کا کوئی وارث
 یا وہی حاضر نہ کرے اور اگر قابل ہن مال نے کہا کہ یہ مال میرا ہی اور میرے پاس بت کا کچھ مال نہیں ہو تو مدعی کے واسطے
 ختم قرار دیا جائیگا اور جو کچھ مدعا علیہ کے پاس ہو اس کی تہائی کی ڈگری مدعی کے واسطے کر دیا و لیکن اگر مدعی نے اس
 امر کے گواہ دینے کہ میت نے اسے ان ہزار درم کے دو ہزار درم اور چھوڑے ہیں اور وارث نے ان کو
 وصول کر لیا ہو تو اس وقت قاضی پھر سے ہزار درم کی ڈگری اس کو دیدیا پھر اگر اس کے بعد وارث نے آکر کہا کہ میں نے

مال میت سے کچھ نہیں پایا تو اسپر اتفقات نہوگا اور اگر وہاں سے موصی لے کے کوئی قرض خواہ ہو تو جسکی طرف مال آتا ہو وہ اس قرض خواہ کا خصم قرار نہ پاویگا خواہ قابض مال مقرر ہو یا منکر ہو پس اگر اس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص مر گیا اور کوئی وارث یا وصی نہیں چھوڑا تو قاضی اُسکی گواہی مقبول کر کے میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کرے گا اور اسپر مدعی کے گواہوں کی گواہی کی سماعت کرے گا پس جب اُس نے ایسا کیا تو قرض پر اُسکی گواہی مقبول کرے گا اور جسکی طرف مال آتا ہو اُسکو حکم دیگا کہ قرض خواہ کو مال ادا کر دے بشرطیکہ جسکی طرف مال آتا ہو وہ اس مال کا مقرر ہو لہذا فی الذخیرہ۔ اگر موصی لے گواہ لے کے کہ فلاں شخص مر گیا اور کوئی وارث نہیں چھوڑا اور میرے واسطے ان نہرا درم کی جو فلاں شخص کی طرف اُسکے غضب یا ودیعت کی وجہ سے آتی ہیں وصیت کر دی ہو یا گواہوں نے کہا کہ ہم کوئی وارث نہیں جانتے ہیں اور جسکی طرف مال ہو وہ مال کا اقرار کرتا ہو تو قاضی موصی لے کے واسطے مال کی ڈگری کر دیگا یہ محیط میں ہو اور خصم اثبات وصایت میں میت کا وارث ہوتا ہو یا موصی لے یا قرضدار کہ میری میت کا کچھ قرض ہو یا قرض خواہ کہ جسکا میت پر کچھ قرض ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک شخص مر گیا اور اُسکے دو بیٹے ہیں ایک اسیس سے غائب ہو پس حاضر نے دعویٰ کیا کہ میرا میرے باپ پر نہرا درم قرضہ ہی اور میت کا ایک شخص پر نہرا درم کے سوا سب کچھ مال نہیں ہو تو امام رم نے فرمایا کہ اجنبی پر مال ثابت کرنے کے واسطے اُس بیٹے کی گواہی مقبول کر دیگا اور اُسکے باپ پر اسکا قرضہ ثابت کرنے کے واسطے قبول نہ کرے گا اور اُن نہرا درم میں سے جو میں نے اجنبی پر ڈگری کیے ہیں اس لئے کہ اس کے واسطے کچھ دینے کا حکم نہ دیگا اور توقف کر دیگا یہاں تک کہ اُسکا بھائی جو غائب ہو حاضر ہو جاوے لہذا فی محیط۔ ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر دعویٰ کیا کہ فلاں شخص عسائب نے مجھے میرے واسطے خرید یا ہو اور قابض نے منع سے انکار کیا تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر مشتری حاضر ہو اور خرید سے انکار کرے تاہم کو بھی یہی حکم ہو اور یہ بمنزلہ اُسکے ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ گھر پر دعویٰ کیا کہ میں نے اُسکو فلاں شخص سے خریدا ہو اور فلاں شخص نے مجھے خریدا تھا۔ اور ترقی کے کتاب الدعوے میں ہو کہ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اگر قابض نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ جسکو تو اپنا دلیل بتلا تاہو فروخت کیا تھا اور فلاں شخص غائب ہو تو مدعی اور قابض میں خصوصیت نہیں ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ جس سے خریدا تو کمان کرتا ہو فروخت کیا تھا اور قرض وصول ہونے تک یہ میرے قبضہ میں ہو یا کہا کہ میرے پاس ودیعت ہو تو بھی ان دونوں میں خصوصیت ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہو عمرو کارو یہ بکر پر چاہیے اُسکے نام کا تسک زید و بکر کے پاس لایا اور کہا کہ جو روپیہ اس تسک میں عمرو کے نام سے بچھرا ہو اُس روپیہ کا عمرو نے میرے واسطے اقرار کیا ہو اور اُسکے گواہ میرے پاس ہیں پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ فلاں غائب یعنی بکر کا بچہ روپیہ بچھرا نہیں چاہیے تو وہ خصم قرار پاویگا اور اس مدعی زید کی گواہی بکر پر سنی جاوے گی اور ڈگری کر دی جائیگی اور اگر بکر نے عمرو کارو یہ بچھرا اقرار کیا تو بھبتک عمرو حاضر نہ ہو سکے گواہوں کی گواہی بکر پر سنی نہ جائیگی یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ ابن سماعہ نے امام محمد رم سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میرے واسطے دس دینار سود رم کو خرید دے اُس نے ایسا ہی کیا اور درم دیکر دینار لے لیا پھر ایک شخص نے آکر دینار ورن پر دعویٰ کیا تو مشتری اُسکا خصم ہوگا اور مشتری کی یہ دلیل کہ فلاں شخص نے مجھے حکم کیا تھا اور میں نے اُسکے واسطے خریدا میں مقبول نہوگی اور اگر دینار ورن کے مدعی نے اسکا اقرار کر لیا تو ان

دونوں میں خصوصیت نہوگی یہ محیط میں ہی۔ زید نے عرو پر دعویٰ کیا کہ اسے یہ غلام اس کے مالک برکے حکم سے فروخت کیا اور اس کے ہاتھ میں بضاعت تھا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے بلا حکم اس کے مالک کے فروخت کیا ہو تو وہ قصم و ضرر دیا جائیگا اور جسک ہوگا کہ غلام مشتری کو دیدے یہ ذخیرہ میں ہی۔ ایک شخص نے ایک مملوک کا دعویٰ کیا اور نہ حکم کیا کہ میرا ہو اور کہا کہ آج وہ میرے قبضہ میں نہیں ہو اور مملوک نے کہا کہ میں فلان شخص غائب کا غلام ہوں پس اگر مملوک اپنے دعوے پر گواہ لایا تو اس کے اور مدعی کے درمیان خصوصیت نہوگی اور اگر گواہ دلا تو مدعی کے گواہوں کی اسے سماعت نہوگی اور مدعی کی ڈگری کر دی جائیگی پھر اگر مقررہ اسکے بعد آیا تو اسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہوگی پس اگر اس نے گواہ قائم کیے تو کو ایسی مقبول ہوگی اور پہلے مدعی پر اسکی ڈگری کر دی جائیگی کذا فی الحقیقہ۔ اگر ایک شخص نے ایک غلام پر دعویٰ کیا کہ اس کے قبضہ میں جو غلام ہو وہ میرا ہو یا پھر کچھ قرض کا دعویٰ کیا یا اس سے کوئی چیز خریدی ہو دعویٰ کیا تو غلام مدعی کا قصم ہوگا ولیکن اگر مدعی اقرار کر دے کہ یہ غلام مجھ پر تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی کذا فی الذخیرہ مفتی میں ہو کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ میں ہو اُس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ فلان شخص کا گھر ہوا وہ اس شخص نے ایک مہینہ ہوا کہ میرے پاس یہ گھر بعض اُن ہزار درم کے جو میرے آپر تے بن رہن کیا اور مجھ و دیدہ میں نے آپر قبضہ کر لیا پھر اس نے مجھے ستار مانگا میں نے اسے دیدہ اور آپر گواہ قائم کیے کے سنا دیے اور گھر کا مالک غائب ہوا اور قابض نے یہ گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہی میں نے اسکو کل کے روز اسی غائب سے جس سے مدعی رہن کا دعویٰ کرتا ہو خرید لیا ہو یا کہا کہ اس روز ہوئے کہ اس سے خرید لیا ہو تو مدعی رہن اسکا سخت ہو اور خرید کے مدعی کو جب تک بائع غائب ہیچ توڑ نہیگا اختیار نہیں ہو وہی طرح اگر بچاے رہن کے اجارہ لینے کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر بچاے رہن و مستاجر کے کوئی شخص ملک کا مدعی ہو کہ میں نے اسکو ایک مہینہ ہو واجب سے مالک سے خرید لیا ہو اور اسکی خرید قابض کی خرید سے پہلے واقع ہوئی تو اس کے نام گھر کی ڈگری کر دی جائیگی اور دوسری بیع ٹوٹ جائیگی اور مدعی سے دام لے لیے جائینگے اور امانت دینگے اور گھر اس کے سپرد کر دیا جائیگا بشرطیکہ مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی نہ دی کہ بائع نے دام وصول کر لیے ہیں یہ قناد سے قاضی خان میں ہو رہشام رہنے پھر آیا کہ میں نے نام محمد رم سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے ایک باندی خریدی اور دام دیدہ اور آپر قبضہ کر لیا اور مجھے ایک شخص نے استحقاق ثابت کر کے قاضی کے حکم کی ڈگری کرالی پس میں نے اس شخص کو جیسے فروخت کی تھی حاضر کیا اس نے کہا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہیں کہ جس نے مجھے استحقاق میں لی ہو اسی نے میرے ہاتھ فروخت کی یا میری ملک ہو نیکا اقرار کیا ہو تو قاضی مشتری کو اختیار دیکھا چاہے خود متولی خصوصیت ہو یا رد کر کے بائع سے اپنا من لے لے اور اگر مشتری نے کہا کہ میں اپنے کام میں توقف کرتا ہوں اور بائع بذاتہ خصوصیت کرے تو یہ اختیار اسکو نہوگا یہ ذخیرہ میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک غلام مسین کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور اگلا ہنوز تک یہ ہوا تھا یا نہیں ہوا تھا کہ قابض نے اقرار کر دیا کہ وہ میری یاد دوسرے کے ہاتھ فروخت یا سپرد کر دیا تو مدعی کے حق میں آزاد کرنا صحیح ہوگا ولیکن پھر کے حق میں نہ صرفات صحیح ہیں حتیٰ کہ اگر گواہوں کا عادل ہونا ثابت ہو تو اس کے قرار پر عمل کیا جائیگا اور اگر مدعی نے ایک ہی گواہ ہنوز قائم کیا تھا کہ مدعا علیہ نے اسے تصرفات کیے تو بھی مدعی کے حق میں جائز نہوگے جیسے دو گواہ قائم کرنے کی صورت میں

جائز نہ تھی اور اگر مدعا علیہ نے یہ تصورات دیے دیکھیں مدعی کے گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کر دیا کہ یہ غلام مدعی کا ہو تو کتاب الاقبیہ میں لکھا ہو کہ قاضی اسکے اقرار پر حکم کر دیا اور جان کیمین لکھا ہو کہ گواہوں پر حکم کر دیا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ مال معین پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہو اور مدعا علیہ نے انکار کیا پس ہنوز مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم نہیں کیے تھے کہ مدعا علیہ نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا اور گواہ کر لیے پھر جب مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اسکی ڈگری کر دی تو مشتری نے اسپر گواہ قائم کیے کہ یہ میری ملک ہو اور اسکے قبضہ میں ناحق ہو پس اسکی ڈگری ہو گئی پھر گئے یعنی مشتری نے اپنے مال کے ہاتھ فروخت کر دی یا اسہ کر دی تو یہ جائز ہو اور یہ ایک جیلہ ہو کہ اسکو لوگ کیا کہتے ہیں تا کہ ظلم سے بچیں دیکھیں یہ جیلہ اسوقت صحیح ہو کہ مشتری نے پہلے مدعا علیہ سے خرید لیا دعویٰ نہ کیا بلکہ صرف ملک مطلق کا دعویٰ کیا اور اگر خرید لیا دعویٰ کیا تو مشتری کی سماعت نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو کتاب الاقبیہ میں ہو کہ ایک شخص کے نصف دار مقبوضہ پر ایک شخص نے دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اسکی ملک ہو لیا افسہ ار کر دیا اور دیا نہیں اور غائب ہو گیا پھر ایک دوسرے شخص نے اسی نصف پر دعویٰ کیا تو پہلا مدعی اسکا خصم ہو گا اور اگر پہلا مدعی غائب ہو گیا اور مدعا علیہ حاضر رہا تو وہ اس دوسرے مدعی کا خصم ہو گا یہ خلاصہ میں ہو ایک شخص نے ایک دار مقبوضہ کی نسبت اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کا ہو اور یہ شخص غائب ہو اور اسکی نصیب نقطہ پر اور اسے ایک شخص کے قبضہ میں حالت کرنے کے واسطے دیا تھا اس شخص نے دعوے قبضہ میں دیا ہو اور وہ مر گیا تو یہ شخص قابض ہر شخص کا جو اس دار کا دعوے کر لیا خصم قرار پاوے گا مگر اس صورت میں قرار تہ پاوے گا کہ جب غائب کو خوب شناخت کرادے کہ وہ فلان بن فلان ہو اسنے یہ گھر اس شخص کے قبضہ میں جو مر گیا ہو دیا تھا اور اسنے مجھے دیا تھا پھر مالک غائب ہو گیا پس جب اس طرح اسنے گواہ قائم کیے تو اسکے اور مدعیوں کے درمیان خصوصیت نہوگی اور امام محمد کے قول میں وہ وہی نہ کیا جائیگا مگر خاصۃً اسی دار کے حق میں اور بقیاس قول امام اعظم رحمہ کے ہر چیز میں وہی ہونا چاہیے۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم ہیں اور وہ مجھے یہ درم ادا کرنے سے پہلے مر گیا اور اسکے پے پاس ہزار درم ہیں اور مطالعہ کیا کہ اس مال سے میرا قرض ادا کر دے تو قاضی اسکے دعوے کو اہی کو مقبول نہ کر لیا اور اگر قاضی سے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے قسم لے تو قاضی اس قسم نہ لیا یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مال مضاربین استحقاق ثابت ہوا اور اسمین نفع بھی ہو تو نفع میں مضارب خصم ہو گا اور رب المال کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو اور اگر نفع نہیں ہو تو رب المال خصم قرار پاوے گا یہ وجہ کر دی میں ہو ہشام رحمہ نے فرمایا کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مسلمانوں کے راستوں میں کسی راستہ میں جو نافذ ہو عمارت بنا لی یا اسمین کھیتی لگا دی پھر نکلا کہ ایک شخص کو دیدی پھر راستہ والوں نے اگر جبراً لیا کیا پس قابض نے گواہ قائم کیے کہ مجھے فلان شخص نے وکیل کر کے میرے قبضہ میں دیدی ہو پس اگر وہ راستہ ایسا مشتبہ ہو کہ بد دن گواہوں کے معلوم ہوتا ہو کہ یہ راستہ ہو تو ان دونوں میں خصوصیت نہیں ہو اگر مشتبہ نہ ہو بلکہ راستہ معلوم ہو تو قابض خصم قرار پاوے گا یہ ذخیرہ میں ہے اور امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے ایک غلام آزاد کیا اور وہ شخص مر گیا پھر ایک شخص نے دعوے کیا کہ یہ غلام

اُس بیت کا جبر ہے، لیکر آزاد کیا ہو بیٹا ہو اور اُس بیت کا کوئی حصہ نہیں ہو پس کیا یہ غلام آزاد خصم قرار دیا جائیگا یا نہیں تو امام محمد رحمہ اللہ فرمایا کہ اگر حالت مرض میں آزاد کیا ہو تو خصم ہوگا اور اگر حالت صحت میں آزاد کیا ہو تو نہیں ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور باہم قبضہ نہیں کیا تھا کہ ایک شخص نے اُس پر دعوے کیا اور مدعی بیع کا اقرار کرتا ہو پس گئے بائع و مشتری کو حاکم کے پاس حاضر کیا اور کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں پس حاکم نے دونوں سے قسم لی پس بائع قسم کھا گیا اور مشتری نے لکول کیا تو مشتری غلام کو من کے عوض لے لیا اور جب اُسے من ادا کر دیا تو غلام مدعی اور ولایا جائیگا اور اگر مشتری نے قسم کھائی اور بائع نے لکول کیا تو بائع کو اُسکی تمام قیمت مدعی کو دینی پڑے گی و لیکن اگر مدعی نے بیع کی اجازت دیدی تو صرف من دینا ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو سبک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو اور وہ اقرار کرتا ہو کہ یہ فلان شخص کا ہو وہ گھبرا گیا اور نے فلان فلان وارث چھوڑے انہیں سے بعض غائب ہیں اور غائبوں سے اُنکے حقوق خرید لینے کا دعویٰ کیا اور درخواست کی کہ اُن لوگوں کے حاضر ہونے تک میرے قبضہ میں چھوڑ دیا چلاوے تو نہ چھوڑا جاوے گا پس اگر اپنے خریدنے کے گواہ سنائے تو اُنکی سماعت نہوگی و لیکن بیع غائب پر نافذ نہوگی اور نہ غائب پر ڈگری ہوگی و لیکن گھر اُسکے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور غائب کے آنے تک اُس سے نفیل لے لیا جائیگا اور جب غائب آیا تو دوبارہ مقدمہ پیش ہوگا یہ محیط میں لکھا ہو۔ ایک شخص نے دو شخصوں کو ایک شخص کی خصوصیت کے واسطے وکیل کیا پس مدعی نے ایک وکیل پر ایک گواہ اور دوسرے پر دو گواہ قائم کیے تو یہ جائز ہو اسی طرح اگر ایک وکیل پر ایک گواہ اور موکل پر دو گواہ قائم کیا تو بھی جائز ہو اسی طرح اگر زندہ پر ایک گواہ اور دوسرا گواہ بعد موت کے اُسکے وارثوں پر قائم کیا تو بھی جائز ہو کذا فی الذخیرہ شام رہے امام محمد رحمہ اللہ روایت کی ہو کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو پس قابض نے ایک شخص سے کہا کہ یہ گھر میرا ہو تو نے اپنے فلان بھائی سے ورثہ پایا ہو اور مقرر لے لیا کہ نہیں یہ گھر فلان شخص کا ہو اُسے اپنے بھائی سے وارث پایا ہو تو دوسرے مقرر کی ڈگری کر دیجائیگی ایشیہ مقرر کا کلام مقرر کے کلام سے ملا ہوا ہو پس اگر پہلا مقرر غائب ہو گیا اور دوسرا مقرر قابض کے پاس آیا اور گواہ قائم کیے کہ تو نے فلان غائب کے واسطے اقرار کیا اور اُس غائب نے میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہو تو اُسکے گواہی مقبول نہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر کوئی چیز بعض مردار یا خون یا شراب یا سور کے خریدی اور مشتری نے قبضہ کر لیا پھر اُس بیع کو کسی شخص نے گواہ قائم کر کے استحقاق میں لے لیا تو مردار و خون کے خریدنے کی صورت میں مشتری خصم ہوگا اور نہ اسپر گواہی کی سماعت ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اور شراب و سور کے عوض خریدنے کی صورت میں مشتری خصم قرار پایوگا اور گواہی اسپر سنی جائیگی کذا فی المحيط۔ امام محمد رحمہ اللہ کے جامع میں فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک چاندی کی ابریق بعض دودیا کے خریدی اور ابریق پر قبضہ کر لیا اور ایک دینار ادا کیا پھر دوسرا دینار دینے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے یہاں تک کہ آدمی ابریق کی بیع فاسد ہو گئی تو یہ فساد باقی آہمی میں متعدی ہوگا پھر کسی نے اگر دعویٰ کیا کہ آدمی ابریق میری ہو تو مشتری اُسکا خصم قرار دیا جائیگا پھر اگر بائع اُسوقت حاضر ہوا کہ جب نسخہ نے آدمی ابریق اپنی ملک ہونے کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے آدمی کی ڈگری اُسکو دیدی تو مشتری بائع پر چوتھائی ابریق و پس کر دیگا اور بائع مشتری کو آدھا حصہ اسقدر کا کہ جبکہ وہ سب صحیح کے ساتھ مالک ہوا ہو واپس دیگا اور مشتری کو خیال غائب نہوگا اگرچہ بائع ابریق میں اُسکا شریک ہوا۔ اسی طرح اگر کسی شخص سے ایک غلام ایک ہی صنف میں یوں خریدا کہ

نصف غلام سودینار نقد کو اور نصف غلام باقی بعوض سودینار کے بلوعدہ عطاو کے لیا اور مشتری نے غلام پر قبضہ کر لیا اور بائع غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے حاضر ہو کر گواہ قائم کیے کہ آدھا غلام میرا ہو تو اُسکا بھی یہی حکم ہو یہ فیہ بین ہی اگر کسی نے آدھا غلام بچا اور آدھا اُسکے پاس ودیعت رکھا اور غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے آدھے غلام کا دعویٰ کیا تو مشتری اُسکا خصم نہوگا اور اگر مشتری کے ہاتھ آدھا غلام فروخت کیا اور آدھا اُسکے پاس دوسرے نے ودیعت رکھا پھر آدھے غلام میں استحقاق ثابت ہوا تو چوتھا غلام کی ڈگری کر دیجائیگی اور وہ خربس ہوئے گا آدھا ہوگا اور مشتری بائع سے آدھا شن داپس کر لیگا یہ محیط سرخی میں ہی اگر ایک شخص نے دوسرے سے آدھا غلام خریدا پھر باقی آدھا بھی خرید اگر ایک بیع صحیح اور دوسری فاسد ہو یا دونوں صحیح ہیں یا دونوں فاسد ہیں پھر ایک شخص نے اگر مشتری پر آدھے غلام کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو مشتری اُسکا خصم ہوگا اور اُس آدھے کی ڈگری کر جائیگی جو بیع ثانی سے خریدا ہو اور اگر پہلی بیع صحیح ہو اور دوسری بیع بعوض مردار یا خون یا شراب کے ہو تو مستحق اور مشتری میں خصوصیت نہوگی یہاں تک کہ بائع حاضر ہو کہ جو چیز بعوض خون یا مردار یا شراب کے خریدی جاوے وہ بالاتفاق ملوک نہیں ہوتی یہ محیط میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے غلام کا ہاتھ خطا سے کاٹ ڈالا اور اُس پر مدعی قیمت یعنی پانچ سو درم واجب ہیں یا یہ دعویٰ کیا کہ اس نے میری باندی فلان کے ساتھ اپنے غلام کا نکاح کیا اور اُس پر مہر واجب ہو اور غلام اور باندی دونوں زندہ ہیں اور غائب ہیں پس مدعا علیہ نے کہا کہ ہاں ولیکن میں تجھے ارش یا مہر اس خون سے نہ دوں گا کہ غلام اور باندی حاضر ہوں پس تیرے ملوک ہونیکا انکار کریں اور مجھے مال لے لیں تو قاضی اُسکے اقرار سے مہر و ارش اُسکے ذمہ لازم کر لیا اور اگر مہر عروض میں سے ہو تو بھی یہی جواب ہو اور اگر غلام کے ہزار درم اس شخص کے پاس ودیعت ہوں یا اس نے غصب کر لیے ہوں یا قرض یا بیع کے ہوں پس جس شخص کے پاس مال ہو اس نے اقرار کیا کہ جس نے مجھے مال دیا ہو وہ اس مدعی کا غلام ہو اور مدعی نے اُسکی تصدیق کی تو مدعی کو اس مال لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اسی طرح اگر اُس شخص نے جس کے پاس مال ہو یہ اقرار کیا کہ یہ مال اس مدعی کا ہو اُسکے غلام نے اس سے غصب کر کے میرے پاس دیدیا ہو اور مقرر یعنی مدعی نے اُسکی تصدیق کی تو بھی مال نہیں لے سکتا یہی اسی طرح اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس شخص نے اپنے غلام کو اپنی باندی بیچنے کا حکم کیا تھا اس نے میرے ہاتھ فروخت کر دی اور دام نہیں لیے ہیں اور غلام کے مالک نے اُسکی تصدیق کی تو اس شخص پر جبر نہ کیا جائیگا کہ دام مولے کو دیدے یہ سب اس صورت میں ہو کہ مال مقرر کے پاس قائم ہو اور اگر تلف کر دیا ہو تو مقرر کو اُسکے ماخوذ کر نیکا اختیار ہو پس اگر غائب آیا اور اس نے فلان کا غلام ہونے سے انکار کیا یا اس سے انکار کیا کہ میں نے اُسکی کچھ چیز غصب نہیں کی ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ مقرر سے اس قدر مال کی ضمانت لے لیا اُس نے اقرار کیا ہو پھر مقرر اپنے مقررہ سے لے سکتا ہو یا نہیں پس اس صورت میں کہ مقرر نے مقرر سے ارش یا مہر لیا ہو پھر غائب نے اگر مقرر کے ملوک ہوئے سے انکار کیا تو مقرر اس سے داپس لیگا اور باقی صورتوں میں داپس نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مقرر نے ان سب سئلوں میں یہ کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ غائب تیرا غلام ہو یا نہیں ہو تو مولیٰ کی گواہی اس امر پر کہ غائب میرا غلام ہو مقبول نہوگی اور مقرر اُسکی کچھ ڈگری نہوگی یہاں تک کہ غلام حاضر ہو اور مدعا علیہ سے دعویٰ مدعی پر کہ غائب میرا ملوک ہو قسم نہ لیا کی اور ارش اور مہر میں قسم نہ لیا کی کہ والد جس ارش یا مہر کا دعویٰ کرتا ہو میری طرف نہیں چاہیے ہو اور مال کے دعویٰ

میں کسی سے قسم نہ لیجاویگی مگر جبکہ مدعی یہ دعویٰ کرے کہ میرے غلام نے ہزار درم لیکر اس شخص کو قرض دیے ہیں یا اسے مجھے ہزار درم لیے تھے اُس سے اس شخص نے غصب کر لیے اور تلف کر دیے پس اگر مدعی نے یہ دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے ہزار درم قرض دیے یا میں نے اس کے غصب کر لیے اور تلف کر دیے اور میں نہیں جانتا ہوں کہ وہ اس شخص کا غلام ہو یا نہیں ہی تو اُس سے قسم لیجاویگی کہ والدین میری طرف سے مال نہیں چاہیے جبکہ یہ دعویٰ کرتا ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہزار درم میرے قبضہ میں ہیں تیرے ہیں کیونکہ میں نے تیرے غلام سے غصب کر لیے ہیں اس واسطے کہ تیرے غلام کا مال تیرا مال ہو یا اس واسطے تیرے ہیں کہ تیرے غلام نے مجھے ودیعت دیے ہیں اور مولے نے کہا کہ ہزار درم میرے ہیں اور تو نے میرے غلام سے غصب نہیں کیے ہیں تو وہ درم کو لے لیکر اگر اُس صورت میں نہیں لے سکتا ہو کہ مقررے غصب ودیعت کے گواہ قائم کیے پس اگر اُس کے پاس گواہ نہ ہوئے اور مولے نے مال پر قبضہ کر لیا پھر غلام آیا اور اُسے مقررے کے مملوک ہونے سے انکار کیا اور مولے کے پاس گواہ نہیں ہیں تو وہ مقررے غلام کے واسطے ہزار درم کا ضامن ہوگا بشرطیکہ غصب کا اقرار کیا ہو اور اگر ودیعت کا اقرار کیا ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ ضمان ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں ضمان ہوگا۔ اور اگر اُس شخص نے جسے قبضہ میں مال ہو کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس تیرے غلام نے ودیعت رکھے ہیں یا میں نے اُس سے غصب کر لیے ہیں اور یہ تیرے ہیں کیونکہ تیرے غلام کا مال تیرا ہو تو مولے اُن درم کو لے لیکر کہ پہلے قسم کھا لیکر کہ والدین نہیں جانتا ہوں کہ فلاں شخص نے اسکو ودیعت دیا ہو یا اسے اُس سے غصب کر لیا ہو پھر اگر غالب حاضر ہوا اور اُس شخص کے غلام ہونے سے انکار کیا تو ہزار درم مولے سے لے لیکر اور مولے کو حکم کیا جائیگا کہ اگر تیرا حق ہو تو گواہ قائم کر اور مقررے کا ضامن ہوگا۔ اور اگر مقررے نے کہا کہ یہ ہزار درم تیرے غلام فلاں شخص کے میرے ہاتھ میں غصب یا ودیعت کے طور پر ہیں اور مولے نے کہا کہ وہ فلاں میرا غلام ہو اور درم میرے ہیں تو مقررے نہیں لے سکتا ہو مگر اُس صورت میں لے سکتا ہو کہ گواہ قائم کرے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعویٰ کیا کہ میری باندی کا ہر اس پر چلے یا میرے غلام کا ارش اس کے ذمہ ہو یا میرے غلام کی ودیعت یا غصب غیرہ اُس کے قبضہ میں ہو پس کہا کہ غلام مر گیا ہو اور مدعا علیہ نے اسکی تصدیق کی تو حکم کیا جائیگا کہ یہ مدعی کو دیے پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ غلام یہ میرا قرض ہو تو التفات نہ کیا جائیگا ساسی طرح اگر مدعا علیہ نے اس میں سے کچھ اقرار نہ کیا اور مولے نے اس پر گواہ قائم کیے تو بھی یہی حکم ہو کہ ذاتی مختصراً الجائز لیکر ایک شخص کے قبضہ میں مال ہو اُس قابض سے ایک شخص نے کہا کہ مجھے تیرے غلام نے یہ مال غصب کر کے تیرے پاس ودیعت رکھا ہو اور قابض نے کہا کہ تو نے سچ کہا ولیکن میں تجھے اس واسطے نہ دوں گا کہ مبادا میرا غلام میرے غلام ہونے سے انکار کر جاوے تو اُس کے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور اس پر مقرر کیا جائیگا کہ مال مقررے کے حوالہ کرے پھر جب اُس نے دید یا پھر غائب آیا اور مقررے کے غلام ہونے سے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور جمال مقررے لے لیا ہو وہ اسکو دلائیگا حکم کرے بشرطیکہ وہ قائم ہو والا یہ کہ مقررے فی الحال اُس بات کے گواہ قائم کرے کہ یہ مال میرا ہو اور اگر مقررے نے یہ مال تلف کر دیا اور غائب نے اُس مقررے جس کے قبضہ میں مال تھا ضمان لینی چاہی تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر مقررے نے کہا

کہ یہ مال میرے پاس نہیں ہے۔ فلاں غلام میرے ولیعت رکھتا ہے اور یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ مال تیرا ہی یا نہیں ہے۔
 پس مدعی نے گواہ دیکھے کہ یہ میرا مال ہو گا تو کوئی بھی قبول ہوگی اور مال اسکو دلایا جائیگا پس اگر غائب حاضر ہوا اور
 مفکر کے غلام ہونے سے انکار کیا تو اپنا مال لے لیا اور مدعی سے کہا جائیگا کہ اپنے گواہ دوبارہ پیش کرو ورنہ تیرا حق
 نہیں ہو۔ اور اگر مفکر قابض مال کے کہا کہ یہ مال تیرا ہی میرے واسطے میرے پاس فلاں شخص نے ولیعت رکھا ہو
 اور فلاں شخص میرا غلام نہیں ہے پس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص تیرا غلام ہو تو ان دونوں میں خصوصیت
 ہوگی اور گواہی مقبول ہوگی یہ محیط میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے غلام کو کوئی چیز بہہ کر دی پھر وہیں
 یعنی جا ہی اور غلام کا مالک غائب ہو پس اگر اُس غلام کو تصرفات کی اجازت ہو تو وہیں کر دینے کی اُسپر ڈگری
 کر دیا جائیگی اور اگر اسکو تصرفات کی اجازت نہ ہو تو بدوں موجودگی مالک کے اُسپر دلیلی کی ڈگری نہ کیا جائیگی پس اگر
 غلام نے کہا کہ میں مجبور ہوں اور واہب نے کہا کہ نہیں تو ماذون ہو تو قسم کے ساتھ واہب کا قول مقبول
 ہوگا اور اگر غلام نے اپنے مجبور ہونے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے پس اگر مالک حاضر ہوا اور غلام غائب
 ہوا اور جو چیز بہہ کر لی ہو وہ غلام کے پاس ہو تو مالک خصم قرار نہ پاویگا اور اگر وہ چیز مالک کے قبضہ میں ہو
 تو خصم قرار پاویگا یہ خزانہ المتقین میں ہے۔ اگر مولے نے کہا کہ مجھے میرے فلاں غلام نے یہ ولیعت رکھنے کو دی ہے
 اور میں نہیں جانتا ہوں کہ آیا اسے بہہ کر دی گئی ہے یا نہیں پس مدعی نے بہہ پر گواہ قائم کیے تو مالک اسکا خصم
 ہوگا پھر جب قاضی نے واہب کے واسطے باندی دینے کی ڈگری کر دی اور واہب کے پاس وہ موٹی ہو گئی پھر
 موجود ہو لیا اور غلام ہونے سے انکار کیا تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور باندی کو واپس لے سکتا ہے پھر واہب کو
 یہ اختیار ہوگا کہ بہہ پھر لے اور اگر باندی واہب کے پاس حرائی تو موجود ہے کہ اختیار ہوگا کہ چاہے مستودع سے
 ضمان لے یا واہب سے ضمان لے پس اگر آٹے مستودع سے قیمت ڈانڈ بھری تو مستودع واہب سے نہیں
 لے سکتا ہے اور اگر واہب سے ضمان لے لی تو واہب بھی مستودع سے نہیں لے سکتا ہے اور اگر مولے نے کہا
 کہ مجھے معلوم ہے کہ تو نے یہ باندی اُس شخص کو بہہ کر دی جس نے میرے پاس ولیعت رکھی ہے ولیکن وہ شخص میرا غلام
 نہیں ہے اور مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلاں غائب اسکا غلام ہو تو ایسی کو ابی مقبول نہونگی بشرطیکہ غلام زندہ
 ہو اور اگر واہب نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں ولیکن مستودع سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے اسطرح
 قسم لیا کہ وہ اتنے فلاں غائب میرا غلام نہیں ہے پس اگر قسم کھا گیا تو جھگڑے سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے
 باز رہا تو جھگڑا اُسکے پیچھے لازم رہا۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مولے نے اقرار کیا ہے کہ فلاں شخص
 میرا غلام ہے تو کوئی بھی قبول ہوگی اور واپس کر دینے کی ڈگری کر دیا جائیگی اور اگر مدعی نے اُسکے گواہ قائم کیے کہ
 غائب اس شخص کا غلام تھا اور وہ مر گیا تو کوئی بھی قبول ہوگی اور قابض حال اسکا خصم قرار پائیگا۔ اور اگر وہی
 نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ غائب اس شخص کا غلام تھا اور گئے اُس غلام کو فلاں شخص کے ہاتھ ہر اورم کو
 فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا تو کوئی بھی مقبول نہونگی اور بہہ سے رجوع نہیں کر سکتا ہے اور اگر اس
 امر کے گواہ سنائے کہ قابض باندی نے اقرار کیا ہے کہ میں نے فلاں غائب کو فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا
 اور وہ ابون نے یہ گواہی نہ دی کہ لہے اقرار کیا ہے کہ غائب میرا غلام تھا تو قاضی ایسی کو ابی مقبول نہ کرے گا۔

ایک شخص کے قرضہ میں ایک غلام ہو کہ وہ اپنے غلام جو بیٹا اقرار کرے اور
پھر اسے دعویٰ کیا کہ فلاں غائب ہے جو میرے اس مالک سے ہزار درم میں خرید لیا اور دام رسے دے میں
تو اسے قول مقبول ہوگا اور اگر یہ دعویٰ کیا کہ فلاں غائب ہے مجھے میرے مالک سے خرید لیا اور مجھے خصوصاً
کرنے اور اپنی ذات کے قبضہ اس کے واسطے دلیل دیا ہو تو اس کے کو ایون کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ غلام اپنی ذات
کے قبضہ کرنے کے واسطے قسم ہو سکتا ہو اور اگر غلام نے کہا کہ میں فلاں شخص کا غلام تھا اسے مجھے ہزار درم
ہزار درم کو فروخت کیا ہو اور مجھے دام وصول کو نیک دلیل کیا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہوگا کیونکہ
مالک کو اختیار ہو کہ اسکو خصوصاً کرنے سے ممانعت کر دے اور اگر منع نہ کیا تو وکالت جائز ہو اور دام وصول
کر سکتا ہو اور مالک اس کے درم لے لینے۔ یہ بری ہو جائیگا۔ اور اگر غلام نے کہا کہ میں فلاں شخص کا غلام ہوں اسے
مجھے اپنی ذات کے بار دین تجھے خصوصاً کے واسطے دلیل کیا ہو اور گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی لہذا فی
فتاویٰ قاضی خان

حصہ ۱ باب ۱ کن صورتوں میں دعویٰ مدعی دفع کیا جاتا ہو اور کب دفع نہیں ہوتا ہو۔ ایک شخص نے دوسرا
پر مال باحق کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس وہیہ ہو تو قاضی اسکو مہلت دے گا
دوسری مجلس میں حاضر ہو اور اسپر ڈگری نہ کر دیگا اور اسکا یہ کلام مدعی کے واسطے اقرار ہوگا اور مولانا رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ قاضی کو چاہیے کہ وہیہ کی دریافت کرے اگر صحیح ہو تو اسکو مہلت دے اور اگر فاسد ہو تو مہلت نہ دے
اور نہ اسپر التفات کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا
پس قابض نے کہا کہ یہ فلاں غائب کا ہو میرے پاس ودیعت یا عاریت یا اجارہ یا رہن یا غصب کی وجہ سے ہو
اور اس کے گواہ قائم کیے یا اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ فلاں شخص کا غلام ہو تو مدعی کی ہمت
اس سے دفع ہو جائیگی۔ اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر قابض مرد صالح ہو تو گواہ قائم کرنے سے خصوصاً اس
دفع کی جائیگی اور اگر جلد بازی میں مشہور ہو تو دفع نہ ہوگی امام ابو یوسف رحمہ نے اس قول کی طرف اسوقت رجوع کیا
کہ جب قاضی مقرر ہوئے اور لوگوں کا حال دیکھا تو کہا کہ جلد کر آدمی کبھی کسی کا مال لیکر پوشیدہ کسی کے پاس رکھتا
ہو اور اس سے کہہ دیتا ہو کہ شہر سے غائب ہو جاوے پھر گواہ لاکر مجھے ودیعت دیدے جتنے کہ جب مالک نے اگر اپنی
ملکیت ثابت کرنی چاہی تو قابض گواہ پیش کر دیتا ہو کہ فلاں شخص نے مجھے ودیعت دی ہو پس مالک کا حق باطل ہو جاتا ہو
اور اسکی خصوصاً دفع ہو جاتی ہو لہذا فی الکافی۔ اور اگر گواہ متقائم ہوئے تو ظاہر الروایت کے موافق وہ خصم ہوگا لہذا فی
پس اگر قاضی نے مدعی کی ڈگری کر دی اور غائب حاضر ہوا اور گواہ لایا کہ میں اسکا مالک ہوں میں نے قابض کو
ودیعت دی تھی تو قاضی اس حاضر کی ڈگری کر دیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قاضی نے مدعی کے گواہوں پر اسکی ڈگری
نہ کی یا تنک کہ مقررہ حاضر ہوا اور اسے قابض کے قول کی تصدیق کی اور قابض نے غلام اسکو دیدیا اور قاضی نے مدعی
کے گواہوں پر اسکی ڈگری کر دی تو فیصلہ قابض پر نافذ ہوگا پھر اگر مقررہ نے مدعی پر اپنے گواہ اس امر کے قائم کیے
کہ یہ ہر غلام ہو میں نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اسکی ڈگری ہو جائیگی
اور مدعی کی گواہی باطل ہوگی ایسا ہی امام محمد رحمہ نے جامع میں ذکر فرمایا ہو اور قاضی ابوالکشمیہ نے قضائہ ثلاثہ سے

فصل کیا ہو کہ یہ حکم مذکور صحیح نہیں ہو اور صحیح یہ ہو کہ غلام آدھا آدھا اس مقررہ اور مدعی کے درمیان مشترک ہونیکا حکم
 دیا جائیگا اور قاضی ابو الشیم نے یہ بھی ذکر کیا کہ ابن سماعہ رحم نے امام محمد رحم کو یہ مسئلہ لکھا اور حکم دریافت کیا تو امام
 محمد رحم نے لکھ بھیجا کہ غلام دو لون میں مشترک ہونیکا حکم ہوگا۔ پھر جب مقررہ نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور مدعی
 نے گواہ باطل ٹھہرے تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ اپنے گواہ دوبارہ حاضر ہم پیش کرو ورنہ تیرا حق نہیں ہو یہ محیط میں ہو اگر
 قابض کے گواہوں نے کہا کہ اسکے پاس ایک شخص نے ودیعت رکھا ہو کہ ہم اسکو بالکل نہیں پہچانتے ہیں تو قاضی ایسی گواہی
 مقبول نہ کریگا اور بالاجماع مدعی کی خصوصیت اس سے دفع نہوگی کذا فی الکافی اور اگر گواہوں نے کہا کہ ہم ودیعت رکھنے
 والے کو صورت سے پہچانتے ہیں اسکا نام و نسب نہیں جانتے ہیں تو امام اعظم رحم و امام ابو یوسف رحم کے نزدیک انکی گواہی
 جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے بیان کیا کہ ہم ودیعت رکھنے والے کو نام و نسب
 سے پہچانتے ہیں اسکی صورت سے نہیں پہچانتے ہیں تو اس صورت کو امام محمد رحم نے ذکر نہیں فرمایا اور شائع کرنے
 باہم اختلاف کیا ہو بعضوں نے کہا کہ ایسی گواہی سے خصوصیت دفع نہوگی اور بعضوں نے کہا کہ دفع ہو جائیگی اور
 ایسا ہی کتاب البدائع میں مذکور ہو کہ قاضی مدعی سے دریافت کریگا کہ کیا اسکا یہی نام و نسب ہو پس اگر اسنے کہا کہ نہیں
 تو ظاہر ہوگا کہ وہ مودع نہیں ہو کذا فی المحیط اور امام محمد رحم نے فرمایا کہ اسکی شناخت کے واسطے تین طور ہونا ضرور
 ہیں اور اگر نہ رہے امام محمد رحم کے قول پر اعتماد کیا ہو یہ چیز کہ دربی میں ہو۔ اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے
 ودیعت دیا ہو ایک معروف و مشہور آدمی کا نام لیا اور گواہوں نے گواہی دی کہ اسکو ایک آدمی نے ودیعت رکھنے کو
 دیا ہو تو شائع کرنے فرمایا کہ ایسی گواہی غیر مقبول ہو کذا فی المحیط اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے ودیعت دیا ہو
 کہ میں اسکو نہیں پہچانتا ہوں پھر گواہوں نے گواہی دی کہ اسکو ایک شخص نے ودیعت دیا ہو اور وہ دو لون میں بھی اسکو
 نہیں پہچانتے ہیں تو قابض مدعی کا خصم قرار دیا جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے ایسے
 شخص نے ودیعت دیا ہو کہ میں اسے نہیں پہچانتا ہوں اور گواہوں نے گواہی دی کہ اسکو فلاں بن فلاں نے ودیعت
 رکھنے کو دیا ہو تو حضرات رحم نے ذکر کیا کہ قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا اور قابض کے ذمہ سے جھگڑا دفع نہوگا یہ فیہ میں
 ہو اور اگر مدعی نے اقرار کیا کہ ایک شخص نے اسکو دی ہو اور مدعی اسکو نہیں پہچانتا ہو تو ان دو لون میں خصوصیت نہوگی
 اسی طرح اگر قابض کے گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ مدعا علیہ کو ایک شخص نے دی ہو کہ میں اسکو
 نہیں پہچانتا ہوں تو قاضی مدعا علیہ کو خصم قرار نہ دیگا یہ خزانة المفتبین میں ہو اور اگر گواہوں نے کہا کہ اسکو ایسے شخص
 نے ودیعت دی ہو کہ جسکو ہم تینوں طریقوں سے پہچانتے ہیں لیکن ہم اسکو نہ بتاویں گے اور نہ گواہی دینگے تو خصوصیت
 دفع نہوگی اور اگر اس امر پر برہان لایا کہ مجھے ایک شخص معروف نے دی ہو لیکن گواہوں نے دینے والے کی ملک
 ہونا صاف نہ بیان کیا تو خصوصیت دفع ہو جائیگی اور اگر گواہوں نے کہا کہ اسکو فلاں شخص نے ودیعت دی ہو لیکن
 ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ چیز کس کی ہو یا یوں کہا کہ یہ چیز فلاں شخص کے قبضہ میں تھی جو غائب ہو لیکن یہ نہیں
 معلوم کہ اسنے اس شخص کو دی ہو یا نہیں اور قابض نے کہا کہ اسنے مجھے دی ہو خصوصیت دفع ہو جائیگی یہ فیہ میں
 میں ہو۔ اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے بیان کیا کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ چیز فلاں شخص غائب کی ہو اور مدعا علیہ نے
 کہا کہ مجھے فلاں غائب نے ودیعت دی ہو یا گواہوں نے مدعی کے اس اقرار کی گواہی دی اور مدعا علیہ نے نہ کہا کہ

فلاں غائب نے ودیعت دی ہو تو شاخ نے کہا کہ خصوصت اُس سے دفع ہو جائیگی اسی طرح اگر مدعی نے قاضی کے پاس اقرار کر دیا کہ فلاں غائب نے اسکو دی ہو تو قابض کے ذمہ سے خصوصت دفع ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ چیز فلاں غائب کے ہاتھ میں تھی پھر میں نہیں جانتا ہوں کہ اُس نے اسکو دی ہو یا نہیں اور قابض نے کہا کہ مجھے اُسی مدعی ہو تو ان دونوں میں خصوصت نہوگی یہ خزانہ المفسین میں ہو۔ گو اہوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ چیز فلاں غائب کی پاس تھی میں نہیں جانتا ہوں کہ اُس نے اسکو دی ہو یا نہیں تو ان دونوں میں خصوصت نہوگی۔ اگر قابض کے گواہوں نے گواہی دی کہ یہ باندی فلاں غائب کی ہو اور یہ گواہی نہ دی کہ فلاں شخص نے اس قابض کو ودیعت دی ہو تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا اور نہ خصوصت اُس سے دفع ہوگی اور اگر مدعی نے بطور قابض کے گواہی دفع کر کے یہ گواہ سنائے کہ قابض نے اس باندی پر اپنی ملک ہو بیٹھا دھوے کیا تھا تو قابض سے ودیعت رکھنے کے گواہ اصلاً مقبول نہوگے یہ محیط میں ہو۔ اگر گواہوں نے کہا کہ یہ گھر فلاں غائب کا ہو اُس نے اس مدعا علیہ کو اپن لیا اور کچھ گواہ کر لیا اور اُس روز یہ گھر اُس غائب کے قبضہ میں تھا یا کہا کہ مدعا علیہ کے قبضہ میں تھا یا کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ اُس روز یہ گھر کس کے قبضہ میں تھا لیکن ہم جانتے ہیں کہ آج اس لینے والے کے قبضہ میں ہو یا بالکل اسکا ذکر نہ کیا کہ اُس روز گھر کس کے قبضہ میں تھا تو گواہی مقبول اور خصوصت دفع ہوگی یہ وجہ مذکور میں ہو اور اگر گواہوں نے کہا کہ گھر اُس روز کسی ثالث کے قبضہ میں تھا تو خصوصت دفع نہوگی چنانچہ اگر یوں کہیں کہ فلاں شخص نے اسکو لے لیا لیکن قبضہ اسکو کسی دوسرے نے دیا تو غیر مقبول ہو یہ محیط سرخی میں ہو اور اگر مدعی برائے لایا کہ جس روز ان گواہوں کو گواہ کیا تھا اُس دن یہ گھر لینے والے اور رہائے والے دونوں کے سوا کسی دوسرے کے قبضہ میں تھا اور وہ فلاں شخص ہو تو گواہی غیر مقبول ہو اور اگر یہ فلاں شخص آیا اور مدعی نے اسطرح گواہ پیش کیے تو بھی غیر مقبول ہو گئے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مقبول ہو گئے یہ وجہ مذکور میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ آدھا گھر میرا ہو اور آدھا میرے پاس فلاں شخص کی طرف ہو اور میرے گواہ قائم کیے تو خصوصت کل گھر سے دفع ہو جائیگی یہ اختیار شرعی مختار میں ہو اگر قابض نے ودیعت کا دعویٰ کیا اور اسکا اثبات اُس سے ممکن نہوا یا تاکہ قاضی نے مدعی کی ڈگری کر دی تو اسکا حکم نافذ ہو جائیگا پھر اسکا بعد اگر اس نے ودیعت کے گواہ قائم کئے چاہے تو مقبول نہوگے لیکن اگر غائب حاضر ہوا تو وہ اپنی حجت پر باقی ہو اور اگر قابض نے ودیعت پر گواہ پیش کیے یہاں تک کہ خصم ٹھہرا لیا اور مدعی نے ایک گواہ سنایا یا دو تو ان سب کے قاضی نے ہنزہ حکم نہیں دیا پھر قابض نے اپنے دھوکے کے گواہ پائے تو مقبول ہو گئے کیونکہ حکم قضا سے پہلے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ یہ شخص مدعا علیہ خصم نہیں ہو کہ انی جامع الاچھالی یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے دھرم ہونے پر دعویٰ کیا اور قابض نے کہا کہ فلاں نے مجھے ودیعت کئے کو دیا ہو پس مدعی نے کہا کہ فلاں شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا تھا لیکن پھر کس نے مجھے بہہ کر دیا یا تیرے ہاتھ فرحت کر دیا تو قاضی مدعا علیہ سے قسم لیگا کہ اُس نے مجھے بہہ نہیں کیا اور نہ میرے ہاتھ میں کبھی اس کا قسم سے باز رہا تو خصم قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو اور اگر مدعی نے گواہ سنائے کہ فلاں شخص نے اس کے ہاتھ فرحت کر دیا ہو تو مقبول ہو گئے اور مدعا علیہ خصم ٹھہرا لیا جائیگا اور اگر مدعا علیہ نے ودیعت کا دعویٰ کیا اور مدعی نے اسکی قسم طلب کی تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ وہ الٹے

میرے پاس فلاں شخص نے ودیعت رکھا ہو اور قسم قطعی لجا بیگی نہ علم ہر اگرچہ یہ قسم فصل فی روستہ و دیگر اس فعل کا تمام ہونا
اسکے فعل سے ہو یعنی قبول کرنا پس قطعی قسم لجا بیگی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص کے پاس کسی فی ودیعت ہو اسے سیکر پاس
ایک شخص آیا اور کہا کہ میں ودیعت وصول کرنے کے واسطے مودع کا ذیل ہوں اور اس کے گواہ قائم کیے اور مستوع
نے گواہ نامائے صاحب ودیعت نے اسکو دکالت سے بر طرف کر دیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر اس امر کے
گواہ قائم کیے کہ وکیل کے گواہ غلام ہیں تو بھی مقبول ہونگے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک گھر کا دعویٰ
کیا قابض نے کہا کہ میرے پاس یہ فلاں شخص کی ودیعت ہو اور اس کے گواہ سنا دیے جتنے کہ خصوصیت اس سے دفع
ہو گئی پھر غائب حاضر ہوا اور اس شخص نے ودیعت اس کے سپرد کر دی پھر مدعی نے دوبارہ اپنا دعویٰ پیش کیا اسنے
یہی جواب دیا کہ یہ میرے قبضہ میں بھی فلاں شخص کی ودیعت ہو اور گواہ قائم کیے تو مثل پہلے شخص کے اس شخص سے
بھی خصوصیت دفع ہو جائیگی یہ محیط شرعی میں ہے۔ ایک نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعویٰ کیا اور قابض نے اقرار
کیا کہ یہ مدعی کا تھا پھر اسکے بعد کہا کہ مجھے فلاں شخص نے ودیعت رکھنے کو دیا ہو یا اسکے برعکس کہا جسے پہلے
ودیعت رکھنے کو کہا ہے رد دوبارہ اقرار کیا پس اگر ودیعت رکھنے کے گواہ قائم کیے تو خصوصیت اس سے
دفع ہو جائیگی اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوں پس اگر پہلے مدعی کے واسطے اقرار کیا ہو پھر ودیعت رکھنے کا دعویٰ کیا
تو مدعی کو سبب کا حکم دیا جائیگا پس اگر غائب حاضر ہوا اور اسکی تصدیق کی تو مدعی کے ماتحت سے گھر نہ نکالا جائیگا کیونکہ
اسکا حق سابق ہو لیکن مقررہ سے کہا جائیگا کہ اس امر کے گواہ لاوے کہ تمام گھر اسکا ہو اور اگر پہلے ودیعت رکھنے کا
دعویٰ کیا اور پھر اقرار کیا تو گھر مدعی کے سپرد کر دیا جائیگا کیونکہ مدعی کا حق ثابت ہوا اور غائب کا حق مودوم ہو
کیونکہ مدعی کی اسنے تصدیق کی اور شاید غائب اسکی تکذیب کرے اور تکذیب کی صورت میں غائب کا حق ثابت نہ ہو گا اور
اگر قابض نے ودیعت رکھنے پر گواہ قائم نہ کیے لیکن قاضی کو معلوم ہوا کہ غائب نے اسکے پاس ودیعت رکھا ہو تو دونوں
میں خصوصیت نہ قرار دیگا ایسا ہی اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر قاضی کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مدعی کا ہو اور
قابض نے گواہ دیے کہ فلاں غائب نے میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو ان دونوں میں خصوصیت نہ ہوگی یہاں تک
کہ غائب حاضر ہو اور اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ غائب نے اس مدعی سے غضب کر لیا ہو اور قابض حاکم کے پاس
ودیعت رکھا ہو تو قابض سے سیکر مدعی کے سپرد کر دیگا اور باب الہین میں مذکور ہو کہ اگر قابض نے کہا کہ میرے
پاس غائب نے ودیعت رکھا ہو اور اسکے پاس گواہ نہیں ہیں تو قسم لجا بیگی اگر اسنے قسم کھالی تو بری ہو گیا اور
اگر نکول کیا تو دعویٰ لازم ہوگا اور اگر پہلا مقررہ آیا تو وہ مدعی سے لے سکتا ہے پھر دوسرے مقررہ سے کہا جائیگا
کہ تو پہلے مقررہ پر نالش کر سکتا ہو اگر اسنے گواہ قائم کیے تو لے لیگا اور اگر گواہ نہ ہوے تو قسم لجا بیگی اگر پہلا مقررہ قسم
کھا گیا تو بری ہو گیا اور اگر نکول کیا تو اسکے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے یہ گھر
غائب سے خریدا ہو تو ختم قرار دیا جائیگا یہ ہدایہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ گھر پر ملک مطلق کا دعویٰ
کیا یا ایک سال سے خریدا ہو دعویٰ کیا یا شفعہ کا دعویٰ کیا پس قابض نے کہا کہ یہ گھر میرا تھا میں نے اسکو فلاں شخص کے
اتحاد و حثت یا حبہ کے اسکے سپرد کر دیا پھر گئے میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو وہ خصوصیت سے مدعی ہوگا لیکن
اگر مدعی اسکی تصدیق کرے تو بری ہوگا یا قاضی کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ یہ شخص کچھ کہتا ہو تو خصوصیت اس سے

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم

دفع ہو جائیگی پس اگر زمین سے کوئی بات نہ ہو لیکن قاضی نے بیع کے گواہ سنائے تو مقبول نہ ہو گئے پس اگر اسپر زری ہو گئی پھر غائب رہا اور قاضی نے خریدنے کے لئے گواہ لایا تو مقبول نہ ہو گئے اور اگر ملک متعلق کے گواہ لایا تو مقبول ہو گئے اور اگر غائب نے مدعی کی ڈگری ہوئے سے چلے ایک مطلق کے گواہ دیئے تو مدعی کے ساتھ مثل دودھ جیون کے ہو گیا کہ دونوں نے گواہ قائم کیے پھر اگر غائب نے قاضی سے ایک سہندہ سے خرید نیکاد دعویٰ کیا تو مدعی کی گواہی کے بمطابق کے واسطے مقبول ہو گئے اور مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تجھے منظور ہو تو نظر لہہ اپنے گواہ دو بار پیش کر اور اگر مدعی نے کہا کہ یہ فلاں شخص کے ہاتھ میں تھا لیکن مجھے معلوم نہیں ہو کہ اسنے اسکو دیا ہو یا نہیں اور قاضی نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے دیا ہو تو ان دونوں میں خصوصیت ہوگی کدائی انکا فی سبیک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر اپنے ملک ہو نیکاد دعویٰ کیا پس اس سے گواہ طلب کیے گئے پس جب دونوں مدعی و مدعا علیہ قاضی کے پاس سے چلے گئے تو قاضی نے غلام تو دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور باہم قبضہ ہو گیا پھر شری نے بائع کے پاس ودیعت رکھا اور غائب ہو گیا پھر مدعی گواہ لایا پس اگر قاضی کو قاضی کی یہ حرکت معام ہو گئی یا مدعی نے اسکا اقرار کر دیا تو قاضی پر مدعی کے گواہوں کی سماعت نہ ہوگی اگر قاضی کو علم ہوا اور مدعی نے اسکا اقرار کیا تو مدعی کے گواہوں کی سماعت ہوگی اور اگر قاضی نے اپنے اس فعل کے گواہ سنائے تو سموع نہ ہو سکے و لیکن اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اسکا اقرار کیا ہو تو سماعت ہوگی اور قاضی سے خصوصیت دفع کیا جائیگی۔ اور یہیہ کے ساتھ اگر قبضہ ہو گیا اور صدقہ سبب میں ہنر لہہ بیع کے میں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اگر ایک گھر پر مدعو کے کیا اور ایک گواہ سنا یا پھر دونوں قاضی کے پاس سے چلے گئے پھر دیر کے بعد قاضی کے پاس آئے اور مدعی دوسرے گواہ لایا اور قاضی نے اس کے گواہ دیئے کہ قاضی کے پاس سے آٹھ گھر میں نے یہ گھر فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا یا یہہ کر دیا اور اس کے سپرد کر دیا ہو پس اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا یا قاضی اس سے گواہ ہوا یا قاضی اس سے گواہ ہوا یا قاضی کے گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اسکا اقرار کیا ہو تو ان دونوں میں خصوصیت نہ ہوگی اور اگر زمین سے کوئی بات نہ ہو اور قاضی نے اپنے فعل سے گواہ دیئے تو قاضی سماعت نہ کرے گا اور خصوصیت اس سے دفع نہ ہوگی۔ اور اگر مدعی نے دعوے کے وقت دونوں گواہ قائم کیے اور ناکافی تبدیل ہو گئی پھر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونوں قاضی کے پاس سے آئے پھر دیر کے بعد قاضی کے پاس جا کر قاضی نے دعوے کیا کہ میں نے یہ گھر قاضی کے پاس سے جا کر فلاں شخص کے ہاتھ فروخت یا یہہ کر کے اس کے سپرد کر دیا پھر گئے دوسرے پاس ودیعت رکھا ہو اور غائب ہو گیا ہو پس مدعی نے اسکا اقرار کیا یا قاضی کو اسکا علم ہوا تو قاضی سے خصوصیت دفع نہ ہوگی یہ محیط میں ہو ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ غلام پر دعوے کیا اور گواہ قائم کر دیئے اور مدعا علیہ کے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اسکو فلاں شخص غائب کے ہاتھ فروخت کیا ہو تو اسکا دعوے باطل ہو گیا اسی طرح اگر کہ فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور فلاں نے دوسرے ہاتھ فروخت کیا اور فلاں کا اس کے ہاتھ بیع کرنا اس سے ثابت ہو سکا تو بھی اسی حکم ہو کہ ناکافی اختلاف اگر مدعا علیہ کے گواہ قائم کیے کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ میں نے فلاں کے ہاتھ فروخت کیا یا یہ فلاں شخص کی ملک ہو تو مقبول ہو سکے یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص کے دار مقبوضہ پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ میں کہا کہ میں نے اسکو فلاں شخص سے خریدا اور توبہ اس بیع کی اجازت دی ہو تو یہ مدعا علیہ کی ملک کا اقرار نہیں ہو اور نہ اس سے مدعی کا دعوے

و دفع ہو گا یہ محیط میں لکھا ہو اگر کسی نے ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر اپنے ملک ہو نیکا دعوے کیا اور گواہ قائم کیے پس قابض نے گواہ سنائے کہ یہ دار فلان غائب کا ہو اُس نے مدعی سے خریدا ہو اور مجھے اس کا وکیل کیا ہو تو منتفی میں نہ کو رہو کہ قابض کی گواہی قبول ہوگی اور وہ وکیل قرار دیا جائیگا اور اُس سے خصوصیت دفع کی جائیگی اور غائب کے ذمہ خریدا رہی لازم کی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو کہ اُس نے خریدا ہو اور شفع نے شفعہ طلب کیا پس شفعہ نے کہا کہ میں نے فلان شخص کے واسطے خریدا ہو اور گواہ قائم کیے اور اس امر کے گواہ دیے کہ فلان شخص نے مجھے اُس کے خریدنے کے واسطے ایک سال سے وکیل کیا ہو تو فرمایا کہ میں اُس کے گواہوں کی گواہی قبول کروں گا یہ محیط میں ہو اگر کسی مال معین کے تلف ہونے کے بعد گھمیں دعوے واقع ہوا اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ چیز میری پاس ودیعت یا رہن بھی یا بطور مضاربت یا شرکت کے تھی تو مدعا علیہ کی گواہی قبول نہوگی بھرحجب مدعا علیہ پر مدعی کے واسطے قیت کی ڈگری کر دی گئی اور اُس نے قیت لے لی پھر جب غائب حاضر ہوا اور مدعا علیہ کے قول کی تصدیق کی تو ودیعت اور رہن و اجارہ و مضاربت و شرکت کی صورت میں جو مدعا علیہ نے ضمان دیا ہو وہ غائب سے لے لیا اور عاریت و غصب و سر قہ کی صورت میں نہیں لے سکتا ہو اور اگر غائب نے قابض کے اقرار کے کہ مجھے ان وجوہات مذکورہ سے پہنچی ہو تکذیب کی تو قابض اُس غائب سے کچھ نہیں لے سکتا ہو تا وقتیکہ اجارہ یا ودیعت یا رہن یا شرکت یا مضاربت میں سے جس کا دعویٰ کیا ہو اُس کے گواہ قائم نہ کرے۔ اور اگر غلام بھاگ گیا پھر مدعی نے اُس شخص پر جس کے ہاتھ سے بھاگا ہو دعوے کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے ان وجوہات مذکورہ سے اپنے قبضہ میں ہو نیکا دعوے کیا تو اس کا حکم مثل مال معین تلف ہو جانے کے حکم کے ہو۔ پھر اگر غلام لوٹ کر آگیا تو ودیعت و رہن و اجارہ و شرکت و مضاربت کی صورت میں غائب کی ملک میں واپس آویگا اور چوری و غصب عاریت کی صورت میں اُس شخص کی ملک میں آویگا جس کے قبضہ میں تھا کیونکہ ڈانڈ اس پر مقصور نہیں ہو کذا فی حشر ائمہ المفتین اور اگر غلام قائم ہو اور اُس کی ایک آنکھ جاتی رہی اور اُس کا ارش لے لیا اور گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو غلام اور ارش میں خصوصیت نہیں ہو کذا فی الکافی۔ اور اگر باندی تھی وہ بچہ جنی پھر وہ مر گئی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میری باندی ہو میری ملک میں جنی ہو تو قابض نے گواہ دیے کہ قبل بچہ جنے کے میرے پاس فلان غائب نے ودیعت رکھی ہو تو مدعی کے واسطے باندی کی قیت کی ڈگری کی جائیگی اور بچہ کی بابت کچھ حکم نہ ہو گا یا تک کہ غائب حاضر ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ غلام فلان شخص کی طرف سے میرے پاس ودیعت ہو پس مدعی نے کہا کہ غلام مجھے دے اور اُس شخص کو حاضر کرنا کہ میں اس پر گواہ پیش کروں پس غلام دیا اور فلان شخص کو بلائے گیا پس غلام مدعی کے قبضہ میں مر گیا پھر وہ شخص غائب آیا اور گواہ لایا کہ غلام میرا ہو میں نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا اور مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہو تو غائب کی گواہی مقبہر ہوئی اور اگر غلام زندہ ہوتا تو مدعی کو حکم کیا جاتا کہ غلام اس غائب کے سپرد کرے پھر اس پر گواہ قائم کرے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ایک باندی تھی اُس کو ایک غلام نے قتل کیا پس اُس کے حوض دیا گیا اور ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ باندی میری تھی اور قابض نے ودیعت لے کے گواہ سنائے تو مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تو غلام طلب کرتا ہو تو تجھ کو حق خصوصیت نہیں ہو اور ہر قیمت مانگتا ہو

تو خصوصیت کر سکتا ہو یہ کافی ہیں۔ اگر قاضی نے قابض پر باندی کی قیمت کی ڈگری کر دی اور مدعی نے قابض سے وصول کر لی پھر غائب آیا اور اس نے ودیعت کا اقرار کیا تو غلام قابض سے لے لیکا اور قابض غائب سے وصول کر لے لیکا جو اس نے مدعی کو ڈانڈ دیا ہو یعنی باندی کی قیمت۔ اور اگر باندی کو غلام نے قتل نہیں کیا بلکہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور غلام اس کے عوض دیدیا گیا تو جب تک غائب حاضر نہ ہو قابض و مدعی میں خصوصیت نہ ہوگی نہ غلام میں اور نہ باندی میں یہ محیط میں ہو۔ اگر قابض پر اس کے فعل کا دعویٰ کیا مثلاً لیون کہا کہ تو نے میرے پاس سے باندی غصب کر لی یا میں نے تجھے اجارہ پردی یا بیہ کی ہو اور قابض نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت رکھنے کو دی ہو یا عاریت دی ہو یا مثل اسکے کوئی اور بیٹا کیا اور اس پر گواہ قائم کیے تو خصوصیت اس سے دفع ہوگی پس اگر غائب حاضر ہوا اور اس نے اس پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اسی طرح اگر قابض نے گواہ اپنے دعوے پر قائم کیے اور یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہو گا کذا فی الموطأ۔ ایک شخص نے ایک دار پر اپنی ملک کا دعویٰ کیا اور کہا کہ قابض نے میرے قبضہ سے غصب کر لیا ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرے باپ کا ہو میرے پاس ودیعت ہو تو خصوصیت اس سے دفع ہوگی پس اگر مدعی نے اپنے گواہ قائم کیے اور پھر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ یہ میرے باپ کا ہو اس نے مدعی سے خرید لیا ہو تو شاخ نے فرمایا کہ مدعا علیہ کے گواہ مقبول ہونگے یہ قناوے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر مدعی نے کہا کہ تو نے میرے پاس چورایا ہو یا اسے چورایا ہو تو بھی خصوصیت دفع ہوگی اگرچہ قابض نے ودیعت پر گواہ دیے ہوں پھر اگر آپس ڈگری کر دی گئی اور غائب حاضر ہوا اور اپنی ملک پر گواہ لایا تو مقبول ہونگے یہ کافی ہیں ہو اور خصوصیت میں کہ مدعی نے کہا کہ اسے میرے پاس سے چورائی ہو تو قیاس یہ چاہتا ہو کہ قابض سے خصوصیت دفع ہو جاوے بشرطیکہ اپنے دعوے پر گواہ قائم کرے اور یہی قول امام محمد روکا ہو اور استحساناً دفع ہوگی اور یہی قول امام عطاء اللہ و امام ابو یوسف روکا ہو یہ محیط میں لکھا ہو۔ اگر مال معین کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس نے غصب کر لیا یا میرے پاس سے لے لیا ہو اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرے پاس فلان غائب کی طرف سے ہو چکا ہو تو بلاجماع خصوصیت دفع ہوگی یہ فصول حماد میں ہو۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسے گواہ منائے کہ میں اسی قابض کا غلام تھا اس نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ فلان شخص کا غلام ہو اس نے میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو قاضی غلام کی آزادی کا حکم دیگا اور مدعا علیہ سے اس گواہی قائم کرنے سے جو اس نے قائم کی ہو خصوصیت دفع ہوگی یہ ذخیرہ میں پھر اگر مدعا علیہ پر ڈگری ہو گئی پھر غائب آیا اور دعویٰ کیا تو التقات نہ کیا جائیگا کیونکہ قضا و دون پر نافذ ہو گئی کذا فی الکافی و محیطین ذخیرہ کے دعوے العتق میں لکھا ہو کہ ایک غلام نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ میں اس کی ملک تھا اس نے مجھے آزاد کر دیا ہو پس مالک نے کہا کہ میں نے جوقت اس کو آزاد کیا اس وقت یہ میری ملک نہ تھا کیونکہ میں نے اس کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا سچو گیس خرید لیا ہو آزاد کرنے سے پہلے بیع کرنے کے گواہ قائم کر دیے تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر لیون جھگڑا پیش ہو کہ مالک نے کہا کہ میں نے خریدنے سے پہلے تجھے آزاد کر دیا ہو اور غلام نے کہا کہ میں بعد خریدنے کے آزاد کیا ہو تو غلام کا قول مقبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر قابض پر ایسے فعل کا دعویٰ کیا کہ جس کے احکام پورے نہیں ہوتے مثلاً اس سے ہزار درم میں خرید لیا دعویٰ کیا اور درم دیدیا اور قبضہ کر لینا بیان نہ کیا پس قابض نے گواہ دیے کہ یہ فلان غائب کا ہو مجھے اس نے ودیعت دیا ہو یا میں نے غصب کر لیا ہو

تو بالائقان خصوصیت اُس سے دفع نہوگی اور اگر ایسے عقد کا دعویٰ کیا کہ جسکے احکام پورے ہو چکے ہیں مثلاً خریدنے کے دعوے میں دام و دیدار اور بیع ہر قبضہ کر لینا بیان کر دیا پھر مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام فلان غائب کا ہوا ہے مجھے ودیعت دیا ہو تو اس میں اختلاف ہو بعض نے کہا کہ خصوصیت دفع ہو جائیگی اور یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دعوے کیا کہ میں نے اسکو قابض سے خرید لیا اور گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ مجھے فلان شخص نے ودیعت دیا ہو تو خصوصیت اُس سے دفع نہوگی پھر اگر قاضی نے ہنوز مدعی کی ڈگری نہ کی تھی کہ مدعا علیہ کا مقرر یعنی غائب حاضر ہوا اور قابض کی تصدیق کی تو قاضی غلام اسکو دلوادیکا پھر اس پر مدعی کی ڈگری کر دیگا اور مدعی سے دوبارہ گواہ پیش نہ کرائیگا کہ مقررہ پر دوبارہ پیش کرے اور اگر مالک غلام نے اسکے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو میں نے اسکو ودیعت دیا تھا یا ودیعت دینا نہ کہا تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور مدعی کے گواہ باطل ہو جائینگے۔ پس اگر مالک غلام نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہو اور مدعی نے مالک غلام پر گواہ قائم کیے کہ یہ غلام قابض کا تھا میں نے اُس سے اتنے کو خریدا اور دام دے دیئے میں پس اگر مالک غلام کی ڈگری ہونے کے بعد مدعی نے یہ گواہ پیش کیے تو مقبول نہونگے اور اگر ڈگری ہونے سے پہلے پیش کیے تو مقبول ہونگے یہ خلاصہ میں ہے مگر مدعی خریدنے قابض سے خریدنے پر ایک گواہ پیش کیا اور قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہوا ہے مجھے ودیعت دیا ہو پھر ہنوز مدعی نے دوسرا گواہ قائم نہ کیا تھا کہ فلان شخص غائب حاضر ہوا اور اسے قابض کی تصدیق کی اور قاضی نے قابض کو حکم دیا کہ غائب کے سپرد کر دے پھر مدعی نے خرید کر نیکا دوسرا گواہ قائم کیا تو اسکی ڈگری کر دی جائیگی اور فلان شخص پر پہلا گواہ دوبارہ پیش کرنے کی تکلیف اسکو نہ دی جائیگی اور اس صورت میں جیسے ڈگری ہوئی وہ قابض ہوگا نہ یہ شخص غائب جو حاضر ہوا ہو یہ محیط میں ہو مدعی خریدنے اگر قابض پر گواہ نہ قائم کیے یہ باتیک کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ فلان غائب کا ہو پھر مقررہ حاضر ہوا اور اسکے قول کی تصدیق کی اور غلام اسکو دلوادیا گیا پھر خرید کے مدعی نے مقررہ پر گواہ قائم کیے اور ڈگری ہوگئی تو اس صورت میں جیسے ڈگری ہوئی وہ مقررہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے ایک شخص نے ایک شخص پر ایک کپڑے کا جو اسکے ہاتھ میں ہو دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے میرے پاس سے فلان غائب نے چور لیا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرے پاس فلان غائب کی ودیعت ہو تو قابض سے خصوصیت دفع نہوگی اور مدعی کی ڈگری کر دی جائیگی اور یہ حکم تحسانا ہے یہ ذخیرہ میں ہو ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ کپڑے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا کپڑا ہو مجھے فلان غائب نے غصب کر لیا ہو اور اس پر گواہ پیش کیے اور قابض نے کہا کہ میرے پاس اسی فلان غائب نے ودیعت رکھا ہو تو ان دونوں میں خصوصیت نہوگی اگرچہ قابض نے اپنے پاس ودیعت ہونے کے گواہ نہ پیش کیے ہوں یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ غلام فلان شخص سے خریدا ہو اور قابض نے کہا کہ مجھے اسی فلان شخص نے ودیعت دیا ہو تو صرف اسکے قول سے بدوٹ گواہ ہوں کے خصوصیت دفع ہوگئی لیکن اگر مدعی گواہ دلاوے کہ اُس فلان شخص نے مجھے اسکے وصول کر نیکا وکیل کیا ہو تو ہو سکتا ہو پس اگر مدعی نے قابض سے ودیعت رکھنے پر قسم طلب کی تو قطعی قسم لی جائیگی اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے فلان شخص کے وکیل نے ودیعت دیا ہو تو بدوٹ گواہ ہوں کے اسکی تصدیق نہ کی جائیگی یہ کافی میں ہے۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ عروس نے یہ باندی اسکے پاس ودیعت رکھی ہو اور کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ عروس کو کس نے دی ہے

خود حاضر ہو کر
دعا علیہ کا مقررہ
پر دوبارہ پیش کرے
اور اگر مالک غلام
نے اسکے گواہ مقبول
ہونگے اور مدعی کے
گواہ باطل ہو جائینگے

اور قابض نے کہا کہ باندی عبد اللہ نے دی ہو تو مدعی و مدعا علیہ میں خصوصیت نہوگی اور قابض پر قسم نہ آوے گی
 اور اگر گواہوں نے کہا کہ باندی عبد اللہ نے عمر کو ردی و لیکن ہم نہیں جانتے ہیں کہ اس قابض کو کس نے دی ہو
 اور قابض نے کہا کہ مجھے عمر و لے دی ہو تو خصوصیت دفع نہوگی پس اگر اس نے کہا کہ مدعی سے قسم لیجاوے کہ مجھے
 عمر و نے نہیں دی ہو تو علم پر قسم لیجاوے گی اور اگر مدعی نے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے قسم لیجاوے کہ عمر و اسکو عمر و
 دی ہو تو اس سے قطعی قسم لیجاوے گی یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر غلام نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور
 قابض نے کہا کہ مجھے کہ اسی شخص نے کوئے و ودیعت رکھنے کو یہ غلام دیا ہو تو مقبول ہونگے اور غلام کی گواہی باطل
 ہو جائیگی اور قیاساً غلام و قابض کے درمیان جیلو نہ کیا جائیگی اور استیجاباً فرق کیا جائیگا اور غلام سے اس کے نفس کا
 فیصل لیا جائیگا تاکہ بھاگ نجاوے اور جب غائب حاضر ہوا اور غلام نے دوبارہ اس پر گواہی پیش کیے تو آزاد ہو جائیگا
 ہر نہ وہ غلام کا غلام رہیگا یہ محیط شری میں ہو۔ اسی طرح اگر قابض نے گواہ سنائے کہ مجھے فلان دوسرے شخص نے
 ودیعت رکھنے کو دیا ہو تو بھی وہی حکم ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر غلام نے دعوے کیا کہ میں اصلی آزاد ہوں تو غلام کا
 قول سب سے ہوگا پس اگر قابض نے گواہ پیش کیے کہ یہ ملک جو در فلان شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا ہو تو مقبول ہونگے
 اور اگر غلط ودیعت رکھنے کے گواہ سنائے تو مقبول نہ ہونگے بخلاف گھر کی صورت کے کہ اگر ایسا اختلاف ہو تو اسکے برخلاف
 حکم ہو اور اگر قابض نے ملک ہونے اور ودیعت رکھنے کے گواہ دیے اور غلام نے اصلی آزاد ہونے کے گواہ دیے تو غلام
 سے فیصل لیا کر دو لون میں جدا کر دیا و لگی یہ کافی میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو پس ایک شخص نے
 مدعی کیا کہ اس نے میرے ولی کو خطا سے قتل کیا ہو اور قابض نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے جو اس نے مجھے
 ودیعت دیا ہو تو خصوصیت اس سے دفع ہو جائیگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر ایک شخص پر دعوے کیا کہ میں نے مجھے غلام
 اتنے دامن کو خرید لیا ہے اور بائع بیع سے اٹھا کر رہا ہے پس مدعی نے خرید پر گواہ قائم کیے پس بائع نے دفعہ میں کہا
 کہ تو نے یہ غلام بابت عیب کے مجھے واپس کر دیا اور اس پر گواہ قائم کیے تو ایسا دفعہ اسکی طرف سے صحیح ہو اور اس کے گواہوں
 کی سماعت ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس نے میرے ہاتھ یہ باندی فروخت کی اس نے کہا
 میں نے تیرے ہاتھ ہرگز نہیں فروخت کی پس مشتری نے خریدنے کے گواہ قائم کیے پھر اسکی ایک اننگی لڑائی ہوئی
 اور واپس کرنا چاہی پس بائع نے گواہ قائم کیے کہ میں نے تمام عیب سے براہت کر لی ہو تو بائع کے گواہ مقبول ہونگے
 اور خصافہ دہنے آخرا ب القاضی میں مسئلہ ذکر کر کے کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک مقبول ہونگے کہ انانی شریعہ
 الجامع للصدار الشہید۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک محدود چیز ہو اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میری ملک ہو
 میرے باپ نے تیرے ہاتھ میرے بائع ہونے کی حالت میں فروخت کی ہو اور قابض نے کہا کہ تیری نابالغی کی حالت
 میں فروخت کی ہو تو مدعی کا قول مقبر ہوگا یہ فصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے
 اپنے سے ایک گھر خرید لیا اور اس کے گواہ لکھے اور لڑکے کا بائع ہوا اسکو نہیں معلوم کہ باپ نے کیا کیا ہے پھر باپ نے یہ گھر
 کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر کے اس کے پھر ذکر دیا پھر اس لڑکے نے یہ گھر مشتری سے کو ایہ پر لیا پھر اسکو معلوم
 ہوا کہ باپ نے میرے واسطے خرید لیا تھا پس مشتری پر ملک کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے باپ نے میری نابالغی میں
 میرے واسطے یہ گھر اپنے سے خرید لیا تھا اور یہ میری ملک ہے اور اس کے گواہ سنا دیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا دعوہ

زیر صحت و غرض
 کہ یہ غلام بابت عیب کے
 مقبول ہوگا

تو دلوں سے کہ تو نے مجھے کرایہ پر لیا ہے اور میرا مجھے کرایہ پر لینا یہ اس امر کا اقرار ہے کہ گھر تیرا نہیں ہے پھر اپنی ملک جو نیکاد دعوئی کرنا تناقض ہے تو پس پسند ایسا ہے کہ فتوے کے واسطے پیش ہوا تھا اور ایسا واقعہ واقع ہوا تھا پس جواب مفتیان کے باہم تسلیم ہونے اور صحیح ہے کہ استدلال سے مدعی کا دعوئی دفع ہو گا اور دعوے صحیح ہو اگرچہ تناقض ثابت ہوتا ہے مگر ایسی چیز میں تناقض ہو کہ سمین خفا ہو کذا فی الذخیرہ - ایک گھر پر بسبب غلامان شخص سے خریدنے کے ملک کا دعوئی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے بھی اسی غلامان شخص سے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے ہیں لیکن مدعی کی تاریخ خرید اس سے سابق ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا دعوے باطل ہے کیونکہ جن تاریخ تو نے خریدا دعوئی کیا ہے اس وقت یہ غلامان شخص کے پاس رہن تھا اور وہ تیرے خریدنے پر رضی نہیں ہوا اور نہ اجازت دی اور میرا خریدنا صحیح ہوا اس لیے کہ اسے بعد جب ملک رہن ہو گیا تب میں نے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے تو یہ دلیلیہ صحیح نہیں ہے یہ فضول عداوت ہے - اگر مدعی نے کہا کہ یہ مال معین غلامان شخص کا ہے اسے اس قدر درمون کو میرے پاس ہے کہ میں نے اس پر قبضہ کر لیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے اسکو خریدا ہے اور دام دیے ہیں تو یہ اس دعوے بہن کا دلیلیہ ہو جائیگا یہ فتاوے قاضی خان میں لکھا ہے - مجموعہ النوازل میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس نے مجھے باندی خریدی اور وہ ایسی تھی اتنے داموں کو خریدی اور اس پر قبضہ کیا اور اسکو ہلاک کر دیا اور اس پر دام ادا کر دینا واجب ہیں اور یہ اقرار کر چکا ہے اور گواہوں نے مدعا علیہ پر اس کے انکار کے بعد ایسے ہی گواہی دی پس مدعا علیہ نے دلیلیہ میں کہا کہ تو جوٹا ہے کہ ہلاک کر دیا ہے حالانکہ وہ باندی زمرہ غلامان شہر میں موجود دیکھا ہے تو فرمایا کہ اس سے دلیلیہ نہیں ہو سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہے - ایک شخص دوسرے پر نسبت ایک دار کی جو اس کے قبضہ میں بشرط خرید پر نیکاد دعوئی کیا پس مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دلیلیہ میں کہا کہ میں نے اس دار کو اس مدعی سے خریدا تھا پس مدعی نے اسکی دلیلیہ میں بیان کیا کہ جو بیع میرے اور اس کے درمیان قرار پائی تھی ہم نے اسکا اقالہ کر لیا تو یہ دلیلیہ صحیح ہے - اسی طرح اگر مدعی نے ابتدا سے مدعا علیہ قاضی پر ملک مطلق کا دعوے کیا اور باقی مسئلہ کی یہی صورت ہوئی تو بھی دلیلیہ صحیح ہے اور اسی طرح اگر مدعی نے مدعا علیہ کے جواب میں کہا کہ تو نے اقرار کیا ہے کہ تو نے مجھے نہیں خریدا تو بھی دلیلیہ صحیح ہے کذا فی الموطا - ایک شخص نے دوسرے کے دار پر قبضہ پر اپنی ملک کا دعوئی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے مدعی سے خریدا ہے اور میرے پاس اس کے گواہ موجود ہیں تو دام محمد رہنے استخانتا فرمایا کہ مدعا علیہ کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور لفیل لے لیا جائیگا اور زمین دن کی مہلت ریجائیگی پس اگر مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو خیر ورنہ حکم اس پر دیدیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان میں ہے ایک شخص کی دار پر قبضہ پر دعوئی کیا پس مدعا علیہ نے دلیلیہ میں کہا کہ تو نے اس سے پہلے اقرار کیا ہے کہ تو نے یہ دار میرے ہاتھ پر فروخت کیا ہے اور مدعی سے قسم لینے کا قصد کیا تو اسکو اختیار ہے اور اگر مدعی کے اس اقرار پر گواہ دیے تو بھی مقبول ہونے اور دعوئی مدعی مندرج ہو گا یہ ذخیرہ میں ہے - ایک دار پر دعوے کیا کہ یہ میری ملک ہے کیونکہ میں نے اسکو غلامان شخص سے خریدا ہے پس قاضی نے کہا کہ نہیں میری ملک ہے کیونکہ میں نے بھی اس سے خریدا ہے پس مدعی نے کہا کہ تم دونوں کی بیع فسخ ہو گئی تھی پھر میں نے اسے بعد خرید لیا ہے اور گواہ قائم کیے

تو ساعت ہو گی اور اگر یہ دعوے مال منقول میں ہو تو بعد بیع کے فسخ ہونے کے دوسری بیع کے واسطے قبضہ شرط ہو گا۔ اگر ایک مال معین کا جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ میں نے اسے فروز ہوئے کہ فلاں شخص سے خریدا ہو اور قابض نے کہا کہ میری ملک ہو میں نے اسے فروز ہوئے کہ جب سے اسی شخص سے جس سے دعویٰ خرید نیکادہ دعوے کرتا ہو خریدار ہو اور گواہ قائم کیے تو یہ چیز معین اُس شخص کی ہو گی جسکی تاریخ سابق ہو اور اگر پہلی تاریخ دہلے نے اُس سے کہا کہ تیری بیع بطور تجلیہ تھی اور میری بیع بعد اُس کے صحیح ہو اور دوسرا اس سے انکار کرتا ہو تو اُسکو قسم لینے کا اختیار ہو یہ فیصلہ عادیہ میں ہو۔ ایک شخص برہان لایا کہ یہ چیز میرے باپ سے مجھے میراث ملی ہو پس مطلوب برہان لایا کہ اس کے باپ نے زندگی میں اقرار کیا کہ اُسکا اسمین کچھ حق نہیں ہو یا مدعی کے اس اقرار کے گواہ لایا کہ اس نے اپنے باپ کی زندگی یا موت کے بعد اقرار کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی نہ تھی تو مدعی کا دعویٰ درہان باطل ہو گی اسی طرح اگر مطلوب نے برہان پیش کی کہ مدعی نے قبل اپنے دعوے کے اقرار کیا کہ یہ اُسکی نہیں ہو یا اُسکی نہ تھی یا اقرار کیا کہ اُسکا اسمین کچھ حق نہیں ہو یا کبھی اُسکا حق نہ تھا اور وہ ان اُس چیز کا مدعی موجود ہو تو مدعی کی گواہی باطل ہو گی اور اگر وہ ان کوئی دعوہ دار نہ ہو تو باطل نہ ہو گی نیز اگر مدعی میں ہو ایک دار پر اپنے باپ سے میراث پہونچنے کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی اور موت میں فلاں شخص کے ماتحت لے کر کو بیچا ہو اور میں نے اسی شخص سے خریدا ہو اور گواہ قائم کیے تو بعض شائع نے کہا کہ صحیح ہو اور یہی اصح ہو یہ فیصلہ عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دار قبضہ پر میراث یا ہبہ کی وجہ سے دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعہ اس طرح کیا کہ میں نے اُسکو مدعی سے خریدا ہو اور مدعی نے اسطور سے دفعہ کیا کہ ہم نے اقالہ کر لیا ہو تو دفعہ کا دفعہ صحیح ہو یہ وجہ کر دہی میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو اُسپر ایک شخص نے اکر دعویٰ کیا کہ اُسکا باپ مر گیا اور یہ دار اُس کے واسطے میراث چھوڑا ہو اور گواہ قائم کیے انھوں نے گواہی دی کہ اس مدعی کا باپ مراد حالیکہ یہ گھر اُس کے قبضہ میں تھا پھر اس مدعا علیہ نے اُسکی وفات کے بعد اُس کے ترکہ سے لے لیا یا اُسکی زندگی میں لے لیا اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ وارث یا اُس کے باپ نے اقرار کیا کہ یہ دار اُسکا نہیں ہو تو قاضی حکم دیگا کہ گھر اس وارث کو دیا جاوے یہ عہد میں ہر حال اگر چہ عفتا اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ اس مسئلہ میں گواہوں نے مدعی کے باپ کے موت کے وقت خالی اسکا قبضہ بیان کیا اور ملک نہیں کہی لہذا وارث کو دلا نا شاہد قبضہ کا حکم ہو گا نہ ملک کا والد اعلم۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک چیز معین ہو اُسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کی تھی ارشے انتقال کیا اور میرے واسطے میراث چھوڑی اور قابض نے کہا کہ تیرے باپ نے مجھے ولیعت دیا ہو اور میں نہیں جانتا ہوں کہ تیرا باپ مر گیا یا نہیں تو قاضی میں مذکور ہو کہ خصوصیت دفع نہ ہو گی یہ قضاوے قاضی خان میں ایک شخص نے دوسرے پر زمین کا دعویٰ کیا اور یوں کہا کہ یہ زمین فلاں شخص کی تھی وہ مر گیا اور میری فلاں بہن کے واسطے میراث چھوڑی پھر وہ بہن میری مر گئی اور میں اُسکا وارث ہوں اور گواہ قائم کیے تو ساعت ہو گی پس اگر مدعا علیہ نے دفعہ میں کہا کہ فلاں عورت اُس شخص مورث سے پہلے مر گئی ہو تو دفعہ صحیح ہو یہ خلاصہ میں لکھا ہو عورت نے اپنے شوہر کے وارثوں پر میراث اور مہر کا دعویٰ کیا پس وارثوں نے اُس کے دعوے

کے دفعہ میں کہا کہ ہمارے باپ نے اپنی موت سے دو برس پہلے اسکو اپنے اوپر حرام کیا ہو اور عورت نے اُنکے دفعہ میں کہا کہ شوہر نے اپنی مرض الموت میں اقرار کیا ہو کہ میں اُسپر حلال ہوں تو یہ دفعہ صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک عورت نے ایک شخص کے بیٹے پر دعویٰ کیا کہ میں اسکے باپ کی جو روٹھی اُسکے مرتے دم تک اُسکے نکاح میں رہی اور میراث طلب کی اور بیٹے نے انکار کیا پس عورت نے اپنے نکاح کے گواہ قائم کیے پھر اُسکے گواہ قائم کیے کہ میرے باپ نے اسکو تین طلاق دیدی تھیں اور اُسکے مرنے سے پہلے اُسکی عدت گذر گئی تو اس میں اختلاف ہو اور صحیح یہ ہو کہ بیٹے کی گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو غیر شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا ارہاس قدر مال تھا اُسے اس میں سے کچھ نہیں لیا اور مر گیا اور یہ سب مال میری میراث میں آیا کیونکہ میرے سوا اسکا کوئی وارث نہیں ہو پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ قرضہ جسکا تو دعویٰ کرتا ہو مجھ پر میرے باپ کا فلان شخص کی طرف سے کفالت کرنے کی وجہ سے تھا اور فلان شخص نے میرے باپ کی زندگی میں تمام قرض اُسکو ادا کر دیا اور مدعی نے تصدیق کی کہ قرضہ فلان شخص کی طرف سے کفالت کرنے کی وجہ سے تھا لیکن فلان شخص کے قرض ادا کرنے سے انکار کیا پس مدعا علیہ نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو یہ دفعہ صحیح ہو اسی طرح اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے میرے باپ نے اپنی زندگی میں کفالت سے باہر کر دیا تھا یا تو نے اُسکے مرنے کے بعد مجھے کفالت سے خارج کیا اور اس قول پر گواہ لایا تو مدعی کا دعویٰ دفع ہوگا محیط میں ہو۔ دوسرے شخص پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ کا بچہ اس میں اس قدر مال تھا اُسے اس میں سے کچھ وصول نہیں کیا تھا کہ مر گیا اور یہ سب مجھے میراث میں ملا اس واسطے کہ میرے باپ کا سوا میرے کوئی وارث نہیں ہو اور مدعا علیہ نے دفعہ میں کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی میں فلان شخص کو مجھ پر اترادیا تھا اور میں نے حوالہ قبول کر لیا اور جو کچھ مجھ پر تھا وہ میں نے محال نہ کر دیا اور محال نہ لے اس سب کی تصدیق کی تو خصومت دفع نہ ہوگی جب تک حوالہ کے گواہ قائم نہ کرے ہوں۔ گواہ قائم کرنے کے دعویٰ و خصومت دفع ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر کسی قدر دنیا کا دعویٰ کیا اسوجہ سے کہ میرے باپ نے مجھے اجارہ میں یہ مال دیا تھا پھر اجارہ فسخ ہو گیا اور میرے باپ نے مجھے مال وصول نہیں کیا اور مر گیا وہ مجھے میراث ملا ہو پس مدعا علیہ نے دفعہ میں کہا کہ تو نے اپنے باپ کی موت کے بعد اقرار کیا ہو کہ میرے باپ نے مجھے یہ مال وصول کر لیا ہو اور گواہ قائم کیے پس گواہوں نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ میرے باپ نے یہ مال بھرا یا لیکن بعد موت کے یہ اقرار کرنا بیان نہ کیا تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ اپنی جو روٹھی سے میراث کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اپنے مرتے دم تک وہ میری جو روٹھی اور عورت کے وارث نے اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی نے یوں کہا کہ اگر یہ عورت جو مل گئی میری جو روٹھی تو میں اسکا وارث ہوتا تو یہ دفعہ صحیح ہو اور اگر وارثوں نے یوں کہا کہ اسنے اُس عورت کو طلاق دیدی تھی تو دفعہ صحیح نہیں ہو کیونکہ احتمال ہو کہ طلاق رجعی ہو اور رجعی طلاق سے زوجیت قطع نہیں ہوتی ہو پس وارث ہو سکتا ہو یہ وجہ کہ درمی خلاصہ میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر مہر مقرر کا دعویٰ کیا اور شوہر نے دفعہ میں کہا کہ اس عورت نے اقرار کیا ہو کہ نکاح بدون مہر واقع ہوا تو دفعہ صحیح کی گواہی خلاصہ قلت لانا اومت المہر ایسے۔ ایک شخص کے باپ کی جو روٹھی قبضہ

میں ایک گھر جو آپس دعویٰ کیا کہ یہ میری باپ کا ترکہ جو اور خورث نے کہا کہ یہ تیرے باپ کا ترکہ جو لیکن قاضی نے میرے
 ہاتھ بیعوض میرے ہر کے فروخت کیا جو اور تو نابالغ تھا تو یہ دفعہ صبیح ہو بشرطیکہ گواہوں سے یہ امر ثابت ہو محیط میں
 ایک شخص مرگیا اور مال اور ایک بیٹی چھوٹی پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ وہ اسکا غلام تھا اسے اسے آزاد کر دیا تھا پس سین
 کی ولادہ اسکو ہو چکی ہو اور بیٹی گواہ لانی کہ شخص اصلی آزاد ہو تو ولادہ اصل میں مذکور ہو کہ لڑکی کی گواہی مقبول ہوگی
 یہ تناوے قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص مرگیا اور دونابالغ لڑکے چھوڑے اور ہر لڑکے کا قیسم علیہ ہو اور ایک قیسم کے
 قبضہ میں ایک گھر ہو کہ اسکے زعم میں یہ گھر اس نابالغ کا ہو جو اسکی دالایت میں ہو۔ آپس دوسرے نابالغ کے قیسم نے
 دعویٰ کیا کہ یہ دار جو تیرے قبضہ میں ہی اسکا آدھا اس نابالغ کا ہو جبکہ میں قیسم ہوں لبیب اسکے کہ یہ سب گھر دونوں
 نابالغوں کے باپ کا تھا وہ مر گیا اور دونوں کے واسطے میراث چھوڑا ہو پس تو آدھا میرے حوالہ کرتا کہ میں اپنے
 نابالغ کی طرف سے اسکی حفاظت کروں پس قیسم مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ ان دونوں نابالغوں کے باپ نے
 اپنی زندگی میں اتوار کیا کہ یہ گھر سب اسی نابالغ کی ملک ہو جبکہ میں ستولی ہوں تو مدعی کا دعویٰ دفع ہو جائیگا
 پھر اگر مدعی قیسم نے دفع میں اس امر کے گواہ پیش کیے کہ تو نے اس سے پہلے آدھے گھر کا اپنے نابالغ کے واسطے
 لبیب میراث کے دعویٰ کیا تھا اور اب تمام گھر کا اسکے واسطے اور وجہ سے دعویٰ کرتا ہو تو بسبب تناقض کے مدعا علیہ
 قیسم کا دعویٰ دفع ہو جائیگا۔ ذخیرہ میں ہو۔ نجم الدین نسفی رح سے دریافت کیا گیا کہ حجاز زاد اولاد نے عصبہ ہونے
 کی جہت سے کسی میت کی میراث کا دعویٰ کیا اور دادا ہیک نام بنام نسب ذکر کر کے اسکے گواہ پیش کیے اور نسب
 و میراث کے سنکر نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ میت کا دادا فلان شخص ہو علاوہ اسکے جسکو مدعی نے ثابت کیا ہو
 تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر مدعی کی گواہی پر حکم قاضی ہو چکا ہو تو نافذ ہو جائیگا اور مدعی کی گواہی باطل نہوگی
 اور نہ دعویٰ دفع ہوگا اور اگر حکم نہیں ہوا ہو تو بسبب تعارض کے قاضی کسی گواہی پر فیصلہ نہ کریگا یہ محیط میں ہو۔
 ایک شخص نے میت کی میراث کا دعویٰ کیا اور بیان کیا کہ مدعی میت کے باپ کی طرف سے چچا کا بیٹا ہو اور جدا علی
 ایک نام نسبی ذکر کیے پس مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی کا باپ اپنی زندگی میں کہتا تھا کہ میں فلان شخص کا مان
 کی طرف سے بھائی ہوں نہ باپ کی طرف سے تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول نہوگی لیکن اگر مدعا علیہ اس امر کے گواہ
 قائم کرے کہ کسی قاضی نے مان کا نسب سوائے اس شخص کے جسکو مدعی کہتا ہو دوسرے سے ثبوت کا حکم کیا ہو تو حکم
 اسکے بخلاف ہوگا یہ تناوے قاضی خان میں ہو ایک شخص نے کسی دار پر اپنے باپ سے ارث ہو پھنے کی وجہ سے
 دعویٰ کیا پھر کسی قدر مال معین پر صلح کر بی پھر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ نے یہ گھر تیرے باپ سے خریدا
 ہو تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک انکو رکابا بلخ جو ایک شخص کے قبضہ میں آپس دعویٰ کیا کہ یہ میری مان کو سیر
 نانا سے میراث ہو چکا ہو اور کہا کہ میرا نام محمد ہو اور میری مان کا نام حرہ ہو اور اسکا باپ محمد بن امارت بن سابع
 ہو پس مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ پہلے اس سے مدعی کہتا تھا کہ میں عائشہ بنت علی بن اسدین کا بیٹا ہوں تو فہم الاسلام
 اور چند ایسے مسائل میں یہ فتوے دیتے تھے کہ اس سے مدعی کا دعویٰ مندرجہ ہوگا اور مدعا علیہ کی
 گواہی اسکے دھوے پر غیر مقبول ہوگی اور انکے زمانہ کے بعض مشائخ نے انکی تبعیت کی ہو اور ایسا ہی ظہر الدین
 مرغینانی فتوے دیتے تھے اور یہی ہمارے نزدیک صواب ہو یہ فضول حماد یہ محیط و ذخیرہ میں ہو اور علیہ مذاکرہ

شخص نے دعویٰ کیا کہ میرے باپ علی بن قاسم بن محمد کا تجھ پر اس قدر مال تھا اور اسے ہمیں سے کچھ نہیں منول لیا اور
 مر گیا اور جو کچھ تجھ پر تھا وہ سب مجھے میراث ہونا چاہیے کہہ کر تو جھوٹا ہو کر میرے زعم میں قاسم کا باپ محمد بن
 و حقیقت قاسم کا باپ احمد ہو تو یہ مدعی کے دعوے کا دفعیہ نہوگا اور اسی کو شمس الاسلام اور اسکے زمانہ کے بعض
 شایخ نے اختلاف کیا ہو اور یہ مسئلہ واقعہ فتوے پر محیط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنے بھائی پر ایک گھر کے نسبت
 جو اسکے قبضہ میں ہو شرکت میراث پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ کا اس گھر میں کچھ
 نہ تھا پھر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ گھر اپنے باپ سے خریدا ہو یا یہ دعویٰ کیا کہ باپ نے یہ گھر میری ملک ہونا
 انکار کیا ہو تو اسکا دعویٰ صحیح ہو اور گواہی سموع ہو اور اگر کہا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا یا کبھی اسکا امین نہ تھا
 تو پھر اسکا دعویٰ کہ میں نے اپنے باپ سے خریدا ہو سموع نہوگا یہ دفعہ میں ہے ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر دعویٰ کیا
 کہ یہ میرے باپ کی میراث ہو پس مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ میں کہا کہ میں نے تیری نابالغی میں باطلاق
 قاضی اسکو خریدا ہو تو یہ دفعہ صحیح ہو لہذا طلبکہ یہ ثابت ہو جائے کہ یہ بیع نابالغ کی ضرورت یا بیعت کے فرض ادا کرنے کے
 واسطے تھی یہ محیط میں ہے۔ ایک گھر پر دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تیری نابالغی میں یہ گھر تیرے وصی سے اسقدر
 رامول کو خریدا ہو اور وصی کا نام نہ لیا یا فلاں شخص نے تیری نابالغی میں باطلاق قاضی میرے ہاتھ فروخت کیا ہو
 اور قاضی کا نام نہ لیا تو اسکی دفعیہ ہونے میں مشلح کا اختلاف ہو اور اگر قاضی یا وصی کا نام لے لیا تو بالاتفاق دفعیہ
 صحیح ہو یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر مدعی نے میراث کے دعوے میں کہا کہ میرے سواے اسکا کوئی وارث نہیں
 ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا بھائی اور بہن موجود ہو اور تو نے کہا کہ میرے سواے اسکا کوئی وارث نہیں ہے تو
 قاضی شمس الاسلام اور جنیدی کا فتویٰ منقول ہو کہ اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا تو دعویٰ اور گواہی دونوں باطل
 ہوگی اور اگر مدعا علیہ نے اسکو گواہوں سے ثابت کرنا چاہا تو گواہوں کی سماعت نہوگی اور کتاب الجنایات میں مذکور
 ہو کہ سماعت ہوگی یہ دفعہ میں ہے فتاویٰ رشید الدین میں مذکور ہے کہ ایک گھر پر اپنے باپ سے میراث پانے
 کی وجہ سے ملک کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی میں اقرار
 کیا تھا کہ یہ گھر میری بیٹے مدعا علیہ کی ملک ہو تو اس دفعیہ کی سماعت ہوگی پس اگر مدعی نے گواہ دیے کہ تو نے اقرار
 کیا ہو کہ یہ گھر تیرے باپ کی ملک اور اسکا حق ہو تو اس دفعیہ کی بھی سماعت ہوگی اور دونوں دفعہ جب معارض ٹھہرے
 تو میراث کی گواہی بلا معارض قبول ہوگی اور اگر مدعا علیہ نے مورث کے اقرار میں تاریخ کا ذکر کیا اور مدعی نے
 مدعا علیہ کے اقرار میں تاریخ کا ذکر نہیں کیا تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہے ایک شخص نے
 ایک محدود پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ یہ محدود مجھے اور میرے فلاں بھائی کو جو غائب ہو باپ کے ترکہ
 سے میراث پہونچی ہو پس مدعا علیہ نے مدعی کے دفعیہ میں کہا کہ تیرے مورث فلاں شخص نے اپنی زندگی میں اقرار
 کیا تھا کہ یہ میری یعنی مدعا علیہ کی ملک ہو تو بعض نے کہا کہ یہ دفعہ صحیح ہو اور بھی صحیح ہو یہ دفعہ میں ہے۔ پھر اگر
 مدعی کا بھائی غائب آیا اور جو دفعیہ مدعا علیہ نے پیش کیا تھا اسکو اسطور سے دفع کیا کہ مدعا علیہ نے ہمارے باپ
 کے مرنے کے بعد اقرار لیا ہے کہ یہ شیعوں دھارے باپ کا ترکہ ہو تو یہ مدعا علیہ کے دعوے کا دفعیہ ہے۔ اور اگر مدعا علیہ
 اہل سنت سے مورث کا اقرار اپنے ملک ہونیکا دعویٰ نہ کیا بلکہ یہ دعویٰ کیا کہ وارث نے یہ محدود میری ملک ہونیکا اقرار

کیا ہے تو اسکے حکم میں بھی اختلاف ہو بعض شائع کے نزدیک یہ دفیہ ہو اور بعضوں نے کہا کہ اس میں مفصل ضرور
ہو یعنی اگر یوں کہا کہ تو نے میری ملک ہو نیکا اقرار کیا اور میں نے تیری تصدیق کی تو دفیہ صحیح ہو اور اگر یہ نہ کہا
کہ میں نے تیری تصدیق کی تو دفع صحیح نہیں ہو پھر اگر دوسرا بھائی غائب آیا اور دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ ہمارے
باپ کے مرنے کے بعد اقرار کیا کہ یہ شو محدود ہمارے باپ کا ترکہ ہو تو اس دفیہ کی سماعت ہوگی یہ محیط میں ہو
ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ میں اس میت کی بیٹی ہوں مجھے اسکے ترکہ میں سے اس قدر ہو چتا ہو پس میت
کے وارثوں نے کہا کہ تو جھوٹی ہو تو نے میت کے مرنے کے بعد اقرار کیا کہ (سندہ این مردہ بودم و سے مرا آزاد
کردہ است) تو یہ دفیہ صحیح نہیں ہے۔ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک زمین ہو اس پر ایک شخص نے دعویٰ
کیا کہ تو نے مجھے یہ زمین خریدی ہے اور میں اسکی بیع اور سپر کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور اس پر گواہ قائم کر کے زمین پاس
لینی چاہی پس مدعا علیہ نے کہا کہ بات یہی تھی جو تو نے کہی لیکن جب یہ اکراد و زبردستی ہو گئی تو تو نے بیع میرے
ہاتھ اس قدر دامن کو خوشی و رضا مندی سے فروخت کر دی اور اس پر گواہ قائم کیے تو قاضی مدعا علیہ کے گواہوں پر
ڈگری کر دیگا اور مدعی کا دعویٰ دفع ہو جائیگا یہاں تک کہ وہ واپس نہیں سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے
پر ایک زمین کا دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے خریدی ہے اور آخر دعویٰ میں کہا کہ ایسا ہی مدعا علیہ نے میرے ہاتھ
فروخت کر نیکا اقرار کیا ہو اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں اس اقرار بیع میں مجبور کیا گیا تھا تو یہ دفیہ صحیح نہیں
ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور ایسا ہی امام ظہیر الدین مرغینانی فتوے دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس میں احتمال ہو کہ خوشی
سے آئے بیع کی ہو اور بیع کے اقرار میں مجبور کیا گیا ہو اور مجبوری اگر بیع کے اقرار میں ہو تو اس سے خوشی سے بیع
میں کچھ خلل نہیں آتا ہو جسے کہ اگر آئے بیع اور اقرار دونوں میں مجبور کیے جانے کے گواہ دیے تو قبول ہو گئے
اور دفیہ صحیح ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اگر مجبوری سے بیع و سپر کر نیکا دعویٰ کیا پس مشتری نے اس کے دفیہ میں کہا کہ تو نے
مجھے دام خوشی سے لے لیا یہ میں زبردستی و اکراد کا دعویٰ کیا پس وہ بولے کہ تو نے عرض بہ مجھے خوشی سے لے لیا
تو دفیہ صحیح ہو کذا فی الذخیرہ مجمع النوارلین ہو کہ شیخ الاسلام عطاء بن حزم سنندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص سو دوسرے
پر یہ بات ثابت کی کہ تو نے خوشی سے میرے واسطے اس قدر مال میری ملک ہو نیکا اقرار کیا ہو اور مدعا علیہ نے اسکے دفیہ میں گواہیے
میں نے مجبوری سے اقرار کیا تھا تو شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ فیہ صحیح ہو اور مجبوری کے گواہوں کا قبول ہونا اولیٰ ہو یہ محیط میں
ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعویٰ کیا پھر کہا کہ ایسا ہی مدعا علیہ نے اقرار کیا ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے مجبوری سے اقرار کیا
تو یہ دفیہ صحیح ہو اور مجبوری کرنے والے کا نام و نسب کر کرنا شرط نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے اگر خوشی سے اقرار کر نیکا دعویٰ کیا ہو اور مدعا علیہ
گواہیے کہ اس تاریخ پر اقرار مجبوری سے تھا تو مدعا علیہ کی گواہی قبول ہوگی اور اگر دونوں نے تاریخ نہ کہی بالکی مگر دونوں
میں تفاوت ہو تو مدعی کی گواہی قبول ہوگی یہ تا تا یا غائبہ میں ناصری سے منقول ہے ایک شخص نے دوسرے پر ہزارہم کا
دعویٰ سبیل کے کہ گئے فلاں شخص کی طرف سے اسکے حکم سے یا بلا حکم کفالت کی تھی دعویٰ کیا پھر میل آیا اور دعویٰ کہا
کہ یہ مال مجھ پر واجب نہیں ہو کیونکہ میں اس مال کے اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا تھا تو اس دفیہ کی سماعت ہوگی لیکن
اگر میل نے دعویٰ کیا کہ میل نے یہ مال ادا کر دیا یا مدعی نے اسکو بری کر دیا ہو تو یہ دفیہ صحیح ہے یہ خلاصہ میں ہے
ایک شخص نے دوسرے پر ہزارہم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ کی طرف سے ایک شخص نے کفالت کر لی پھر کفیل نے

گواہ سنا ہے کہ جن ہزار درم کا مکتول عنہ پر دعویٰ کیا تھا وہ شراب کے دام میں تو قبول ہو گئے ورنہ اس کے گواہ اپنے کہ مکتول نے ایسا اقرار کیا ہو حالانکہ وہ انکار کرتا ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی اور اگر طالب سے قسم لینا چاہی تو اتفاقات نہ کیا جائیگا اور کفیل نے اگر مال ادا کر دیا ہے مکتول عنہ سے لینا چاہا اور طالب غائب ہو گیا یا مال ادا کر دیا ہے تو مال ہمارا شراب کے دام یا درم کے دام یا مکتول کے دام سے لینا چاہیگا اور اس سے کہا جائیگا کہ اپنے خصم کو تلاش کر اور اس سے جنگ کر لیں اگر طالب کو کفیل سے مال لینے کے لئے حاضر ہوا اور قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ یہ مال شراب کے دام سے لینا چاہتا تھا تو کفیل دو نون بری ہو جائیگا یہ مکتول عادیہ میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے فرض کے دعوے میں کہا کہ میں دفعہ پیش کر دینگا پس قاضی نے کہا کہ دفعہ یا تو ابراہ سے ہوتا ہو یا ایفاء سے تو اس میں سے کس کا دعویٰ کرتا ہو اُسے کہا کہ دو نون کا تو شیخ نجم الدین نسفی رہ سے منقول ہے کہ اس میں تناقض نہیں، ثوابت علیہ توفیق کی وجہ بیان کر دے اور وجہ توفیق کی یہ کہ یون کے لئے کہ تھوڑا میں نے ادا کیا اور تھوڑا اُسے مجھے عاف کر دیا یا یون کے لئے کہ میں نے اسکو سب ادا کر دیا تھا پس یہ انکار کر گیا تو میں نے سفارش اٹھوائی پس اس نے مجھے بری کر دیا یا یون کے لئے کہ اُسے مجھے بری کر دیا تھا پھر انکار کر گیا تو میں نے اسکو ادا کر دیا اور بعض نے کہا کہ اس میں تناقض نہیں ہو دعویٰ باطل نہ ہوگا اگرچہ توفیق نہ بیان کرے لہذا فی الذخیرہ۔ اگر عورت نے شوہر کے وارثوں پر مہر سے کا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کیے اور وارثوں نے اُسے دفعہ میں کہا کہ تو نے اقرار کیا تھا کہ نکاح بلا تقرر مہر ہوا تھا اور مہر مثل واجب ہوا اور اب تو مہر سے کا دعویٰ کرتی ہو ان دو نون میں تناقض ہو تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ دفعہ صحیح نہیں ہو اور یہی اصح ہے یہ محیط میں ہے فتاویٰ سے متبادل میں ہو کر شوہر کے وارثوں پر عورت نے مہر کا دعویٰ کیا اور وارثوں نے اہل نکاح سے انکار کے بعد خلع واقع ہو گیا تو خلع کیا تو سماعت نہ ہوگی یہ مکتول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا کچھ مجھے عادیہ میں ہے یا تیری کوئی چیز مجھے عادیہ میں تھی پس مدعی نے مال پر گواہ دیئے پھر مدعا علیہ نے ابراہ یا ایفاء کا دعویٰ کیا تو سماعت نہ ہوگی پس اگر اس کے گواہ دیکے تو ثبوت ہو جائیگا اور اگر یون کہا کہ تیرا کچھ مجھے عادیہ میں تھا اور میں مجھے نہیں پہچانتا ہوں اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو اس میں ہر کی سماعت نہ ہوگی اور قدوری نے ہمارے اصحاب سے روایت کیا کہ سماعت نہ ہوگی بخلاف مدین ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر فرض کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ تو نے مجھے اس مال کے واسطے دس روز کی مہلت دی تھی اور یہ امر تیرے طرف سے اس مال کا اقرار ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ تو نے میں روز ہوئے کہ مجھے اس مال سے بری کر دیا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے تو یہ دفعہ ہو گا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے دس یا بار کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعہ کیا کہ اس نے کہا کہ (مراجزہ دینا رد درخواست عیست تو اس دفعہ کی سماعت نہ ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر سو درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے مجھے اس میں سے پچاس درم دیدے ہیں تو یہ دفعہ ہو گا جب تک گواہ گواہی نہ دیں کہ اس نے یہ پچاس درم دیئے ہیں یا ادا کر دیئے ہیں یہ جواہر الفتاویٰ میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ جس مال کا تو مجھے دعوے کرتا ہو وہ مال فتاویٰ میں نہیں سماعت ہوگی اور اگر گواہ دیئے تو مقبول ہوئے یہ خلاصہ میں ہو۔ کسی دوسرے پر کسی قدر مال یا درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے ادا کر دینے کا دعوے کیا اور گواہ لایا کہ مکتول نے یہ گواہی دی کہ اس مدعا علیہ

مدعی کو اس مقدار درم دیے ہیں لیکن یہ ہمیں نہیں معلوم کہ کس وجہ سے دیے ہیں تو ہمارے بعض مشائخ سے روایت
ہو کہ اس سے مدعی کا دعویٰ دفع ہو گا اور قاضی اس کو قبول کرے گا اور یہی اشیہ و اثربانی الصواب ہو یہ محیط میں ہی
ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تجھے ستر قند کے بازار میں ادا کر دیے ہیں
اور جب اس سے گواہ طلب ہوئے تو اُس نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں ہیں پھر بعد اسکے کہا کہ میں نے فلاں گالان
میں ادا کیے ہیں اور اسکے گواہ سنائے تو مقبول ہوئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پوال
کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعہ کیا کہ مدعی نے تجھے اس دعوے سے بری کیا ہو اور اسکے گواہ دیے پھر مدعی نے دوبارہ
دعویٰ کیا کہ اسے میرے بری کر دینے کے بعد پھر مال کا اقرار کیا ہو تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر مدعا علیہ نے یوں
کہا کہ تو نے مجھے اس دعوے سے بری کیا اور میں نے تیری برات کرنے کو قبول کیا یا تصدیق کی تو پھر مدعی سے
دفع الرفع صحیح نہیں ہو یعنی دوبارہ مدعا علیہ کے اقرار کا دعویٰ صحیح نہیں ہو اور اگر مدعا علیہ نے یہ نہیں کہا کہ میں
برات قبول کر لی تھی تو مدعی سے دوبارہ دعویٰ صحیح ہو یہ ظہر میں لکھا ہو۔ ایک شخص پر گواہ پیش کیے کہ
میں نے اس کو دس درم دیے تھے اُس نے کہا کہ اس واسطے دیے تھے کہ میں فلاں شخص کو دیدوں پس میں نے فلاں
شخص کو دیدیے تو یہ دفعہ صحیح ہو۔ یہ وجہ کر درمی میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر پچاس دینار کا دعویٰ
کیا پس مدعا علیہ نے دفعہ میں کہا کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ مدعا علیہ نے ہر دینار کے عوض پچاس عدلی کے حساب سے
عدلی دیے لیکن میں نے خط لبوض دیناروں کے لے لیا تو دفعہ صحیح ہو اسی طرح اگر کہا کہ مجھے تو نے تمام دھواؤں
فلاں سنہ میں بری کر دیا ہو تو بھی دفعہ صحیح ہو۔ یہ محیط میں ہو۔ ایک ترکہ میں قرضہ کا دعوے کیا پس وارث نے
کہا کہ اس نے پھر ترکہ نہیں چھوڑا ہو پس مدعی برہان لایا کہ فلاں مال معین ترکہ کے اہوال سونہ میں سے اسکے قبضہ
میں ہی پس وارث نے برہان پیش کی کہ میرے باپ نے اس کو فلاں شخص غائب کے ہاتھ فروخت کر دیا ہو تو دفعہ
صحیح ہو اگرچہ مشتری کا نام و نسب ذکر نہ کیا ہو یہ وجہ کر درمی میں ہی۔ ایک شخص نے میت کے ترکہ میں
دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پھر جہر گواہ قائم کیے تھے اس کے سواے دوسرے وارث نے مدعی سے بعض دعویٰ پر صلح کر لی
مثلاً دعویٰ سود یا ریکاتھا اور صلح میں نیارہ ہوئی پھر جب بدل صلح کا مطالبہ کیا تو اُس نے کہا کہ میں گواہ و تباہوں
کہ میرے وارث نے تجھے وہ مال ادا کر دیا ہو پس تیرا دعویٰ صحیح نہیں باطل ہو پس اگر دفعہ کا مدعی سواے
اس شخص کے ہو جس نے صلح ٹھہرائی تھی تو سماعت ہوگی اور اگر وہی ہو جس نے صلح کی تھی تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ
میں ہو۔ ایک شخص دس میت کو لایا اور دعویٰ کیا کہ میرے پچاس درم میت پر ہیں اور میت نے اپنی زندگی میں میرے
پچاس درم قرض لازم ہونیکا اقرار کیا تھا پس دس میت نے اس امر کے گواہ دیے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ میرے پچاس
درم میت پر اس سبب کہ میں نے اس کے ہاتھ اپنے سود و درم جو کسی شخص ثالث پر تھے فروخت کیے تھے تو مدعی کی
برہان قبول ہوئی اور یہ دعویٰ مدعی کا دفعہ ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ
کیا کہ تیرے باپ نے میرے واسطے تمہاری مال کی وصیت کی ہو اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی نے
اپنے دعوے پر گواہ دیے پس مدعی علیہ نے دفعہ میں کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی میں اس وصیت سے رجوع
کیا یا یوں کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی میں کہا کہ میں نے ہر وصیت سے جو میں نے وصیت کی تھی رجوع کر لیا

تو بعض مشائخ نے کہا کہ اسکی سماعت ہوگی اور یہی صحیح ہو اسی طرح اگر اس امر کے گواہ دیئے کہ میرے باپ نے زندگی میں
 اہر وصیت سے انکار کیا ہو تو موافق روایت بمسبوط کے یہ دفعہ ہو اور جامع میں مذکور ہو کہ وصیت کا انکار کرنا وصیت
 سے رجوع کرنا نہیں ہوتا ہو پس بعض مشائخ نے کہا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور بعض نے کہا کہ جو جامع میں
 مذکور ہو وہ قیاس ہو اور روایت بمسبوط کی استحسان ہو یہ محیط میں ہو۔ ترکہ میت میں اپنے نابالغ کے واسطے تہائی
 مال کی وصیت کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس قاضی نے میت کے وارثوں پر ڈگری کر دی پھر وارثوں نے بطریق
 دفع کے مدعی پر گواہ قائم کیے کہ اسنے حکم قاضی سے پہلے اقرار کیا ہو کہ میت پر اسقدر قرض ہو کہ تمام ترکہ کو گھیرے
 ہو ہے تو یہ دفعہ صحیح ہو اور قاضی کا حکم و فرمان باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے ترکہ کے دو
 لکھ لون کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی اور ایک بالغ ہو اور دو سر نابالغ ہو اور دونوں کا باپ زندہ ہو پھر وصیت
 کرنے والا مر گیا پس نابالغ کے باپ نے وارثا موصی پر دعویٰ کیا کہ میت نے اُسکے واسطے وصیت کی ہو اور بالغ نے
 خود وصیت کا دعویٰ کیا اور وارث نے دونوں کی وصیت سے انکار کیا اور دونوں کے دعوے کے دفعہ میں کہا کہ اس
 بالغ نے میت کے مرنے کے بعد اقرار کیا ہو کہ میت نے کچھ وصیت نہیں کی اسی طرح اس نابالغ کے باپ نے اقرار کیا ہو
 کہ میت نے میرے نابالغ کے واسطے کچھ وصیت نہیں کی تھی پس بعض نے فرمایا کہ یہ بالکل دفعہ نہیں ہو اور یہی الظہر و اشہر
 بالفقہ ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی چوپایہ پر سبب شاج کے دعوے کیا یعنی یہ میری ملک میں بچہ پیدا ہوا ہو پس علی
 نے دفعہ میں کہا کہ تو جو بٹا ہوا اسلئے کہ تو نے اقرار کیا کہ میں نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہو تو یہ دعویٰ مدعی کا دفعہ
 کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میں نے فلان شخص سے فلان محدد و اجارہ طویلہ پر کرایہ لی اور اُس
 قبضہ کر لیا اور حدود بیان کر دیئے اور بعد قبض کے مدعا علیہ کے ماتعہ بالمقطعہ اجارہ پر دعویٰ اور شرط ذکر کیے اور
 اُس سے مال اجارہ کے درخواست کی پس مستاجر مدعا علیہ نے دفع کیا کہ میں نے یہ محدود دوسرے سے بخیار خریدی ہو اور
 مدت گذرنے کی وجہ سے بیع نافذ ہو گئی اور اجرت ساقط ہو گئی تو کرایہ پر دینے والے کی غیبت میں یہ دفعہ صحیح نہیں
 ہو یہی مختار ہو کذا فی الخلاصۃ تاک انکور کے دعوے میں اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے مدعی کو اس بالغ
 میں کام کرنے کے واسطے فردور کیا تھا تو دفعہ صحیح ہو اور یہ مدعی کی طرف سے اقرار ہوگا کہ میری ملک یہ تالانین
 اسی طرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے یہ کچھ مجھے کرایہ لیا یا یہ زمین کھیتی کے واسطے لی اور گواہ قائم
 کیے کہ اسنے کہا کہ رائخا نہ صاحب اجارہ وہ تالیگرم یا اسنے کہا کہ (این زر را من بزرگری ده) تو یہ دفعہ ہو سکتا
 اور یہ اس بات کا اقرار ہوگا کہ اس میں مدعی کی کچھ ملک نہیں ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ابن سماعہ نے فرمایا کہ ایک
 شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے اس اسقدر مال لے لیا ہو اور اُسکو اس طرح بیان کیا کہ شناخت ہو گئی
 پس مدعا علیہ نے گواہ دیئے کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ مال مجھے فلان شخص دوسرے نے یعنی سوائے مدعا علیہ کے
 کسی نے لے لیا ہو اور مدعی اس سے انکار کرتا ہو تو یہ دعویٰ مدعی کا بطلان نہیں ہو اور نہ اُسکے گواہوں کا کذب
 اور اگر مدعا علیہ اس امر نے گواہ دیئے کہ اس مدعی نے اقرار کیا ہو کہ فلان وکیل مدعا علیہ نے مجھے یہ مال لیا ہو تو یہ دعویٰ مدعی کا بطلان
 اور اُسکے گواہوں کا کذب ہو شائخ نے فرمایا کہ مسئلہ میں وکیل سے مراد وہ وکیل ہو جو مکمل صاحب رت کی طرف سے خود نہ اگر
 مکمل صاحب رت ہو تو ضمان مال موکل پر آویں اور وہی مدعا علیہ ہو پس وکالت سے مراد امر ہو نہ حقیقت و کالت

کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میری باندی کے پیٹ میں مارا اور وہ اس ضرب سے مرئی پس عا علیہ نے دفتیر میں کہا کہ وہ باندی بعد مارنے کے بازار کی طرف نکلی تھی تو دفتیر صحیح نہیں ہو یاں اگر یہ امر گواہوں سے ثابت کیا کہ بعد مارنے کے وہ چھتیا پاگنی تھی تو صحیح ہی اور اگر اس نے اس کے صحت پائے کے اور اس نے بعد ضرب کے مرجانے کے گواہ قائم کیے تو گواہان صحت کا قبول ہونا اور اسے ہی کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے باپ کو لات ماری اور وہ اس سے مر گیا اور اس کے گواہ سنائے اور ضرب نے گواہ سنائے کہ وہ اس ضرب سے اچھا ہو گیا تھا تو یہ دعویٰ مدعی کا دفتیر صحیح ہی اور بعض نے کہا کہ اس میں تفصیل ہونا واجب ہو یعنی اگر مدعی نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس نے ایک لات ماری اور اس لات کے ضرب سے وہ مر گیا اور گواہوں نے بھی ایسے ہی گواہی دی تو یہ دفتیر مدعا علیہ کا صحیح ہو اور اگر اس نے یوں دعویٰ کیا کہ اس نے اس کو لات ماری اور لات کے ضرب سے وہ مر گیا تو یہ دفتیر مدعا علیہ کا صحیح نہیں ہو اور اسپر خنان میری حکم کیا جائیگا محیط میرا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا بیچ کا اوپر کا ڈاٹ تو دیا ہو پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اسکا یہ دانت تھا ہی نہیں تو اسکی سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک معین مال ہو اسپر ایک شخص نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا پس عا علیہ نے یوں دفع کیا کہ یہ معین مال میری ملک ہو اور تو نے مجھے اسکو خرید اتھا پھر ہم نے بیع کا اقبالہ کر لیا اور اب آج کے روز یہ میری ملک ہو اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ دفتیر میں ہو کیونکہ مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ کیا ہو اور ایسی صورت میں مدعی کے گواہوں کی گواہی مقبول ہوتی ہو یہ محیط میں ہو ایک شخص ایک ماموک کو لایا اور کہا کہ یہ میری ملک ہو مگر اس نے تردید اختیار کیا ہو اور ماموک نے کہا کہ میں فلان غائب کی ملک ہوں تو متقی میں مذکور ہو کہ اگر غلام اپنے قول پر گواہ لایا تو اس کے اور مدعی کے درمیان خصومت ہوگی اور اگر گواہ نہ لایا تو مدعی کے گواہوں کی سماعت ہوگی اور اسکی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر غائب آیا تو اسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی بلکہ اگر اس نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو تو پہلے مدعی پر جبکی ڈگری ہو چکی ہو اس غائب کی ڈگری کر دی جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا اس شخص پر سونے کی کاتیل سبب صحیح جب یہ پس مدعا علیہ نے دفتیر میں کہا کہ تو بھوٹا ہو میں نے تجھکو اس تیل کے عوض میں ایک دینار سونے کھرے سونے بخاری سکے کا دیا ہو تو یہ دفتیر نہوگا جب تک کہ تیل واجب ہو نیکا سبب معلوم نہو کیونکہ جائز ہو کہ تیل حبیب سلم کے واجب ہو او مووے پر جب اس کے عوض دینار دیا تو سلم فیہ کا معاوضہ قبضہ سے پہلے کیا اور یہ جائز نہیں اور اگر تیل مع ہو اس طرح کہ یہ مقدار معین تیل خرید او ہو وے پس جب اس کے عوض دینار سونے کا دیا حالانکہ وہ بعد یہ قائم ہو تو گویا بیع کو قبضہ سے پہلے فروخت کیا اور یہ بھی جائز نہیں ہو پس فیہ صحیح نہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھکو فلان وقت نفقہ نہ پہونچے تو تیرا کام ایک طلاق میں تیرے اختیار میں ہو یعنی ایک طلاق تو اپنے آپ کو دے سکتی ہو پھر شوہر نے کہا کہ میں نے اس وقت تک اسکو سنہ ہو چایا ہو اس نے دفتیر کیا کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ اس عورت کو نفقہ نہیں پہونچا تو سماعت ہوگی اور اگر عورت نے دفع کیا کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ میں نے نہیں دیا تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ فتاویٰ سنفی میں ہو کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میں نے تیرے پاس فلان شیئ معین کہ جسکا نام و وصف یہ ہو اس نے کو رہن کی تھی اور

اور خواست کی کہ یہ شو معین حاضر کرے تاکہ میں فرض ادا کر کے اپنے مال کو لے لوں اور مدعا علیہ رہن رکھنے اور رہن کر کے
دو نوں سے انکار کرتا ہو پس مدعی دو گواہ رہن کے لایا اور مدعا علیہ دو گواہ لایا کہ انھوں نے گواہی دی کہ مدعی نے
اسکے ہاتھ یہ شو معین اس قدر داموں کو فروخت کی اور دام وصول کر کے بیع اسے سپرد کر دی تو شیخ نے فرمایا
کہ یہ دعویٰ مدعی کا دفیہہ ہے اور قاضی کی گواہی پر حکم ہوگا کیونکہ وہ زیادہ غنیمت ہو بسبب اسکے کہ خرید کر نارہن سے
زیادہ موکہ ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کا چوپاہ لے لیا وہ اسکے قبضہ میں رہ گیا پس چوپاہ کا مالک
قاضی کے پاس آیا اور لینے والے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرا چوپاہ ناحق لے لیا اور وہ اسکے پاس رہ گیا اور لینے والے نے
دفع کیا کہ میں نے چوپاہ حق سے لیا کیونکہ وہ میری ملک تھا اور اسکے قبضہ میں ناحق تھا تو یہ دفیہہ صحیح ہو اور اگر چوپاہ
مرا ہو بلکہ قائم ہو اور مدعی نے ثل مذکور کے دعویٰ کیا اور لے لینے والے نے گواہ سنائے کہ میں نے اسے لے لیا اس واسطے
کہ وہ میری ملک ہو تو گواہی قبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ میں بسبب تین طلاق
کے اس پر حرام ہوں اور اس کے گواہ پیش کیے پس شوہر نے دفع کیا کہ اس عورت نے خود اقرار کیا ہو کہ مجھے اس سے تین طلاق
دین اور میری عدت گزر گئی اور میں نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور اس نے میرے ساتھ وطی کی پھر اس نے طلاق دی
اور پھر میں نے اسکے ساتھ نکاح کیا ہو اور اب یہ میرے واسطے حلال ہو تو صحیح قول ہے کہ اس طرح کا دفیہہ صحیح ہو
یہ محیط میں ہو ساگر ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ سنائے اور عورت نے دفیہہ کے طور پر گواہ سنائے کہ میں نے
اس سے خلع کر لیا تو یہ دفع صحیح ہو اگر دو نوں نے تاریخ نہ بیان کی یا ایک نے تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر دو نوں
نے تاریخ بیان کی پس اگر خلع کی تاریخ پیشتر ہو تو یہ دفیہہ صحیح نہیں ہو اور عورت کی گواہی رد کر دیجائیگی۔ اور اگر
کسی عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور وہ دعوے کرتی ہو کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ عورت مجھ پر حرام ہو تو دفیہہ صحیح
ہو۔ اسی طرح اگر عورت نے نکاح کا دعوے کیا اور مرد نے خلع کے دعوے سے دفیہہ کیا تو صحیح ہو۔ اگر کسی عورت سے
نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے دفع کیا کہ میں فلاں غائب کی منکوحہ ہوں تو یہ دفیہہ نہیں ہو یہ فصول عمادیہ میں ہے
اگر ایک عورت نے کسی مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے کہا کہ میرے تیسے درمیان نکاح نہیں ہو چکا ہے نکاح کے گواہ قائم
کیے تو مرد نے گواہ سنائے کہ مجھے اس سے خلع کر لیا ہو پس اسکے گواہ مقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے عورت
نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے اہل نکاح سے انکار کیا پھر عورت نے گواہ دیے اور نکاح کا حکم ہو گیا پھر اسکے بعد مرد
گواہ دیے کہ اس نے خلع کر لیا ہو تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورت کا دعویٰ دفع نہوگا اس لیے کہ مرد کے کلام میں تناقض ہے
یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ قاضی نے شوہر پر نفقہ فرض کیا اس نے کہا کہ یہ عورت مجھ پر حرام تھی جو بت کہ نفقہ فرض ہوا ہو تو
یہ غیر مسوع ہو اور اگر مرد نے مہر پر خلع کا دعویٰ کیا اور نفقہ عدت کا دعویٰ ہوا تو مسوع ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک
شخص نے ایک غلام خریدیا اور قبضہ کر لیا پھر ایک شخص نے ملک مطلق کے دعوے پر گواہ پیش کر کے استحقاق میں لے لیا
تو مشتری اپنے بائے سے دام واپس کر سکتا ہو پھر قبل اسکے کہ قاضی دام واپس کر مینے کا حکم کرے بائے نے گواہ دیے
کہ یہ میل ہو تو بائے کا دعویٰ مسوع نہوگا۔ اور اگر بائے نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میں نے مستحق سے خرید کر پھر
مشتری کے ہاتھ فروخت کیا یا اس امر کے کہ یہ غلام میری ملک میں پیدا ہوا ہو تو بائے کا حکم جائیگا کہ اگر مستحق پر گواہ
قائم ہے تو مقبول ہونگے اور حکم قاضی جو مستحق کے واسطے ہو چکا ہو باطل ہو جائیگا اور اگر مشتری پر قائم کیے ہوں

پس اگر اس وقت قائم کیے کہ جب قاضی نے مشتری کے واسطے ٹھن کی ڈگری کر دی ہو تو یہ گواہی بائع کی مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر اس وقت قائم کیے کہ مشتری نے بائع سے دام لے لیے مگر قاضی نے حکم نہیں دیا ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خاں میں ہو۔ اگر غیر مجلس قاضی میں اقرار کیا کہ یہ شیئ معین میری ملک ہو بسبب اس کے کہ میں نے فلان شخص سے خریدی ہو پھر قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اس کو فلان شخص سے خریدی ہو تو دفعہ صحیح ہو پس اگر گواہوں نے یہ امر قاضی کے نزدیک ثابت کر دے تو مدعی کا دعویٰ دفع ہوگا یہ محدثین میں ہو۔ ایک شخص نے قاضی کے سامنے ایک شیئ معین کا دعویٰ ایسے سبب سے کیا کہ جس کو وہ ثابت نہ کر سکا پھر مدعا علیہ نے یہ شیئ فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دی پھر ایک زمانہ کے بعد مدعی نے اسی شیئ معین کا دعویٰ مشتری پر اسی قاضی یا دوسرے قاضی کے سامنے ملک مطلق کے ساتھ کیا پس مشتری نے دفعہ کیا کہ تو نے میرے بائع پر ان شیئ معین کا دعویٰ بسبب خرید کے کیا تھا اور اب ملک مطلق کا دعویٰ کرتا ہو تو یہ دفعہ صحیح ہو یہ دفعہ میں ہو۔ اور بتخصیرے دوسرے پر ایک شیئ معین کا دعویٰ بسبب ایک مطلق کے کیا اور مدعا علیہ نے اس کے دفعہ کیا کہ تو نے اس شیئ معین کا دعویٰ اس سبب سے کیا تھا اور اب ملک مطلق کا دعویٰ کرتا ہو پس مدعی نے کہا کہ اب بھی میں اسی سبب کے ساتھ دعویٰ کرتا ہوں اور ملک مطلق کے دفعہ سے کو ترک کرتا ہوں تو دوبارہ مدعا علیہ کا دعویٰ ہوگا اور مدعا علیہ کے دفعہ دور ہو جائیگا یہ فضول عداویہ میں ہو دفعہ کے دفعہ میں اگر مشتری نے گواہ نامے کہ جس ملک کی وجہ سے دفعہ کا دعویٰ کرتا ہو وہ فلان شخص کی ملک ہو تو سماعت ہوگی اور اگر اس امر کے گواہ نامے کہ اس نے اقرار کیا ہو کہ وہ فلان شخص کی ملک ہو تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے ایک گھر پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہو اور مدعا علیہ نے مویشی نہایت اس پر اپنا قبضہ کیا پھر مرگیا اور اس نے اس وارث مدعا علیہ کے قبضہ میں چھوڑ دیا اور اپنے دفعہ سے پر گواہ قائم کیے پھر مدعا علیہ نے گواہ نامے کہ میرے مورث فلان نے اس مدعی سے یہ گھر اس قدر داموں کو قطعی بیع کے ساتھ خریدا تھا اور اب بھی قبضہ ہو گیا تھا پھر وہ مر گیا اور مجھے میراث ملا ہو پھر مدعی نے اس کے گواہوں کو غلام کیا کہ مورث مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا کہ میرے اور مدعی کے درمیان جو بیع ہوئی تھی وہ بیع وفا تھی جب دایم واپس کرے تو بیع واپس دینی چاہیے اور اس کے گواہ قائم کیے تو امام اہل ظہر الدین نے فرمایا کہ اس دفعہ کی سماعت ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خاں میں ہو بائع سے بہ مانگنا یا مول مانگنا اصرار قول کے موافق بلکہ کی ملک کا اقرار ہو اور زیادات میں لکھا ہو کہ اقرار نہیں ہو اور یہی صحیح ہو کہ زانی خزانہ المفتین۔ زیادات قاضی علاء الدین میں ہو کہ روایت جامع کی صحیح ہو کہ مول مانگنے یا بہد یا ودیعت یا اجارہ مانگنے پر اقدام کرنا باتفاق الروایات میں امر کا اقرار ہو کہ اس میں اس کی ملک نہیں ہو یہ فضول عداویہ میں ہو۔ ایک شیئ معین جو کسی کے قبضہ میں اس پر دفعہ سے کیا کہ یہ میری ہو اور قائلین نے میرے واسطے اس کا اقرار کیا ہو پھر مدعا علیہ نے گواہ دیکھے کہ اس نے مجھے یہ شیئ معین بہد میں طلب کی تھی تو یہ دفعہ مدعی کا ہوگا کذا فی المحيط اور جامع میں مذکور ہو کہ اگر مشرؤ علیہ نے گواہ نامے کہ مدعی نے دفعہ سے پہلے یہ شیئ مجھے خریدنے کے طور پر چکانی تھی تو گواہ مقبول ہو گئے اور مدعی کی گواہی باطل ہو جائیگی کیونکہ اس طرح چکانا بائع کی ملک کا اقرار ہو اور چکانے والے کا اقرار ہو کہ میری ملکیت نہیں ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خاں میں ہو اور اگر مدعی نے اس طرح توفیق دینی چاہی کہ یہ شیئ میری ملک تھی لیکن اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور مجھے نہ دی پس میں نے

اس سے خریدنے کے واسطے چکانی تو اسکی سماعت نہوگی یہ خزانہ الفقین میں ہو پس اگر مدعی نے مدعا علیہ کے اس طرح گواہ
 قیام کرنے کے بعد یوں گواہ قائم کیے کہ قابض نے مدعی سے یہ چیز مول لے لینے کے واسطے چکا نہ تھی تو یہ گواہی قبول
 ہوگی اور پہلا دفعہ باطل ہو جائیگا کیونکہ جامع کی روایت میں چکانا اس شخص کے ملک کا اقرار نہ ہوتا ہے جیسے چکانا
 پس مدعی نے اس دفعہ میں یہ دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ قابض نے اقرار کیا ہو کہ یہ مدعی کی ملک ہو اور تناقض تصدیق خصم
 کی وجہ سے باطل ہو گیا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ دونوں میں سے ہر ایک نے ایسے اقرار کی تاریخ لکھی ہو اور اگر دیکھی ہو
 تو بھی ہر ایک کا اقرار دوسرے کے اقرار سے سندفع ہوگا پس مدعی کی گواہی ملک مطلق پر باقی رہی اور اس پر اہت
 کے موافق کہ نہیں چکانا اس امر کا اقرار ہو کہ اس میں میری ملک نہیں ہو تو بھی دفع صحیح ہو کیونکہ قابض کا اقرار
 ہوا کہ میری ملک نہیں ہو اور کوئی اپنے ملک کا مدعی نہیں ہو پس مدعی کی ملک کا اقرار ہوا یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں ہو غیر مدعا علیہ سے مول مانگنا اس باب میں کہ یہ مدعی کا اقرار ہو کہ میری ملک نہیں ہو مدعا علیہ سے مول مانگنے
 کی تائید ہوتی ہے کہ اگر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مدعی نے اسکو فلان شخص سے مول مانگا تھا تو دفعہ ہوگا یہ فعل عام
 میں ہو ایک شخص نے ایک کپڑا استعارہ لیا پھر دعویٰ کیا کہ میرے نابالغ بیٹے کا ہو تو امالی میں امام ابو یوسف
 سے مذکور ہو کہ دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہی مقبول ہوگی اور مولف کہتا ہے کہ یہ اس روایت کے موافق
 ہو کہ استعارہ لینا جس سے لیا ہو اسکی ملک کا اقرار نہیں ہوتا یہ صرف اس امر کا اقرار ہوتا ہے کہ لینے والے کی ملک نہیں ہو
 یہ قاعدے قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ غل پر دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعہ میں کہا کہ اپنے اس مقبوضہ
 کے پھل مجھے خریدنا چاہتے تھے تو یہ دفعہ نہیں ہو یہ دفعہ میں ہو۔ اور عقار کے دعوے میں اگر مدعا علیہ نے
 ایک بار دوبارہ لیا پھر کہا کہ یہ زمین جو میرے قبضہ میں ہو اسکی یہ حدیں نہیں ہیں تو یہ دفعہ صحیح نہیں ہو یہ دفعہ
 میں ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ محدود پر دعوے کیا اور اسکی حدود بیان کر دیں پس مدعا علیہ نے کہا لا اہی محدود
 کہ مدعی دعویٰ میکند باہن حدود ملک من است حق من است پھر مدعی نے دوسری مجلس میں بیحدہ ان حدود کے
 ساتھ دوبارہ دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا در حدود خطا کردہ و این حدود کہ درست من است باہن حدود غیرت
 کہ دعویٰ کردہ پھر مدعی نے تیسری بار تیسری مجلس میں دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا لا ان محدود کہ تو دعوے سے
 سبکی لفلان فروختہ ہو دی پیش از انکہ دعویٰ میکردی ومن ازال فلان خریدہ ام پس بعض منہ کہا کہ یہ قول
 دعویٰ مدعی کا دفعہ نہیں ہو اور اسکا تیسرا قول اس کے دوسرے قول سے ٹوٹا ہو اور دوسرا کلام اسکا تیسرا کلام
 کے ٹوٹنے کے واسطے منبر ہو اگرچہ دعویٰ مدعی کے دفع کے واسطے منبر نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک گھوڑا استعارہ
 لیا اور وہ مستعیر کے بیچے مر گیا اور اس کے مالک نے عاریت دینے سے انکار کیا اور مستعیر نے مال دیکر صلح کر لی تو جائز ہو
 پھر اگر مستعیر نے اسے بعد عاریت دینے کے گواہ سنائے تو مقبول ہونگے اور صلح باطل ہو جائیگی اور اگر آئندہ عاریت
 دینے والے سے قسم لینی چاہی تو اسکو اختیار ہو۔ اور متقی میں چند مسائل مذکور ہیں کہ جو عدم قبول گواہی پر
 دلالت کرتے ہیں از انجملہ یہ ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر اپنے باپ سے میراث ہو لینے کا دعوے
 کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ گھر مدعی کے باپ سے اسکی زندگی میں
 خرید لیا اس امر کے گواہ دیے کہ اس کے باپ سے فلان شخص نے خرید لیا اور میں نے فلان شخص سے خرید لیا

تو گواہی مستحبول نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور فتی میں ہو کہ اگر کسی مدعا علیہ نے کپڑے کے دعوے سے دس م
 ویکر صلح کر لی پھر گواہ لایا کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ میرا اس کپڑے میں کچھ حق نہیں ہو پس اگر گواہوں نے صلح سے
 پہلے اسے اس اقرار کی گواہی دی تو گواہی باطل اور صلح جائز ہو اور اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے بعد صلح کے ہنگام
 یہاں اقرار کیا کہ میرا کپڑے میں کچھ حق نہ تھا تو صلح باطل ہوگی یہیں اگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو کہ اس شخص نے میرے
 پاس اقرار کیا تھا صلح سے پہلے کہ یہ کپڑا میرا نہیں ہے تو صلح باطل ہو قاضی کا علم اس مقام پر بمنزلہ صلح کے بعد اس کے اقرار کرنے کے
 بشتر ٹیکہ دعویٰ ملک واحد سے ہوا مثلاً قاضی کے پاس اقرار کیا کہ یہ کپڑا ہرگز میرا نہ تھا اور نہ میں نے اپنے باپ سے
 میراث پایا پھر بعد اسکے آیا اور اپنے باپ سے میراث پایا اقرار کیا اور دعوے سوائے ورثت کے کسی طرح ملک کا
 کیا تو قاضی اس اقرار کی وجہ سے صلح باطل نہ کریگا یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوہ
 کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ ہرگز تیرے مجھے ہزار درم نہ تھے اور تو نے مجھے ان ہزار درم کا دعوہ کیا تھا پس میں نے
 تجھے کل کے روز دیدیے پس مدعی نے کہا کہ مجھے تیرے ہزار درم ہیں و میں نے کچھ نہیں وصول کیا پس اس نے دعوہ
 سے پانچ سو درم پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے اسکے بعد گواہ قائم کیے۔ انھوں نے گواہی دی کہ ہم نے دیکھا کہ مدعا علیہ
 نے کل کے روز مدعی کو ہزار درم دیے تو گواہی پر التفات نہ کیا بایں گے صلح جو واقع ہوئی۔ قسم کا فائدہ یہاں
 اگر مدعا علیہ نے مدعی سے وقت دعوے کے کہا کہ تو نے حج کہا تیرے ہزار درم مجھے تھے لیکن میں نے تجھے کل کے
 روز ادا کر دیے پس مدعی نے کہا کہ تو نے کچھ نہیں ادا کیا ہے پس مدعا علیہ نے ہزار درم اسکو دیدیے یا ہزار سے
 پانچ سو درم پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ انھوں نے گواہی دی کہ اس نے ہزار درم کل اسکو دیئے ہیں
 تو گواہی جائز ہو اور صلح باطل ہو گئی اور مدعی نے جو دو بار مہیا ہو وہ واپس ہو کے کیونکہ اس صورت میں جب صلح
 سے پہلے ادا کر دینا دعویٰ کیا تو قسم مدعی پر آدھکی اور صلح مدعی کی طرف سے قسم کا فائدہ نہیں یہ فتاویٰ قاضی خان بن ہو
 مال وصول کرنے کے وکیل نے اگر گواہی سے وکالت ثابت کی اور قاضی نے دوکان کا حکم دیا پھر مطلوب نے دعویٰ کیا کہ طالب
 اس وکیل کے دعوہ کرنے سے پہلے مر گیا اور یہ وصول نہیں کر سکتا ہو تو یہ دفعہ بیع ہو اگر گواہ قائم ہوں تو دعوہ
 مدعی منفع ہو گا یہ وصول عادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوہ کیا کہ فلان بن فلان کا تیرے پاس اس قدر
 مال ہو اور وہ نابالغ ہو اور قاضی نے فلان بن فلان کو اس ترکے کا وصی مقرر کیا ہو اور وہ لڑکا اسی قاضی کی ولایت
 میں ہو پھر اس وصی نے مجھے تجھے نابالغ کا مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا ہو اور وہ مال اس قدر ہو اور قاضی
 نے مدعی کے وکیل ہونے کا بشراط حکم دیدیا اور مدعی نے مال وصول کر لیا پھر اسکے بعد مدعا علیہ نے ایک لڑکے
 اسی وکیل پر دعوہ کیا کہ وہ لڑکا ابا ہالغ ہو گیا اور اس نے مجھے وکیل کیا ہو کہ میں تجھے وہ مال وصول کروں جو اس نے
 وصول کیا ہو پس اس وکیل نے کہا کہ میں نے وہ مال وصی کے پاس بھیج دیا تو بعض نے فرمایا کہ اسکی تصدیق نہ کی جائے
 یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ سے ایک دوکان گواہوں سے استحقاق ثابت کر کے لی گئی اور مشتری نے اپنے
 بائع سے گواہ پیش کر کے اپنے دوام کے لیے پھر بائع نے اس کے اور سختی کے سامنے گواہ پیش کیے کہ سختی نے اقرار
 کیا ہو کہ یہ دوکان بائع کے باپ کی ہو وہ مر گیا اور بائع کے واسطے میراث چڑھی کہ اس کے سوائے اسکا کوئی وارث
 نہیں ہو اور اس کے باپ نے اپنی زندگی وصت میں کہا کہ یہ تمام دوکان سبب میری ملک ہو اور سختی نے اقرار کیا

کہ میرے قبضہ میں اجارہ کی وجہ سے ہو کچھ میری ملک زمین نہیں ہو اور میں نے تیرے اقرار کی تصدیق کی تھی پھر
میں نے اس مشتری کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور حکم قاضی مستحق کے واسطے باطل واقع ہوا ہو تو یہ دغیرہ صحیح ہو
اور اگر بائع نے یہ نہ کہا بلکہ یوں کہا کہ مدعی نے دوکان پر دعوے کرنے سے پہلے کہا تھا کہ یہ دوکان جو فلان کے
قبضہ میں ہو فلان بن فلان کی ملک ہو اور اب تو دوکان پر اپنی ملک کا دعوے کرتا ہو اور یہ تناقض ہو تو یہ دغیرہ
صحیح ہو کفائی الذخیرہ۔ بائع نے مشتری سے دام طلب کیے اسے کہا کہ تیرا دعویٰ جوں کا توں نہ توں آزاد کو فروخت
کیا ہو کیونکہ تو نے قسم کھائی تھی کہ جب میں کوئی غلام خریدوں تو وہ آزاد ہو پھر تو نے قسم کھائی کہ یہ غلام خرید ا پس وہ
آزاد ہو حالانکہ تو نے میرے ہاتھ فروخت کیا پس اگر کہ ازہون سے یہ ثابت ہو تو یہ دغیرہ صحیح ہو اسی طرح اگر یوں کہا
کہ تو نے یوں قسم کھائی تھی کہ ہر غلام کہ جو میں خریدوں پس وہ آزاد ہو پھر تو نے قسم کھائی کہ اب یہ غلام خرید ا اور وہ
آزاد ہو گیا پھر تو نے میرے ہاتھ فروخت کیا اسی طرح اگر کہا کہ تو نے اس غلام کو میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے
آزاد کر دیا ہو تو بھی دغیرہ صحیح ہو اور پھیلی صورت کو زیادات میں بلا ذکر خلاف بیان کیا ہو اور دوسرے مقام پر
امام عظیم رحمہ اللہ امام ابو یوسف سے نقل کیا کہ بائع پر مشتری کی یہ گواہی مقبول نہ ہوگی یہاں تک کہ بائع سے
ثمن واپس نہیں لے سکتا ہو ولیکن غلام مشتری کے اس اقرار کی وجہ سے اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا
یہ محیط میں لکھا ہو

سائلان باب ان صورتوں کے بیان میں جو مدعا علیہ کی طرف سے جواب شمار ہوتی ہیں
اور جو نہیں ہوتی ہیں ایک شخص نے دعوے کیا کہ یہ زمین میری ملک ہو پس مدعا علیہ نے جواب دیا کہ تامل کنم
درنگاہ کنم۔ تو یہ جواب نہیں ہو قاضی اسکو جواب دہی پر مجبور کرے گا کذا فی المحيط۔ اور اگر کہا کہ یہ بنیم یا کہا کہ مراعت
یا کہا کہ نہیں جانتا ہوں کہ میری ملک ہو یا نہیں یا نہ لکھن مدعی بحق من است برادر دی حق نیست یہ سب جواب نہیں
ہیں کذا فی الخلاصہ اور اگر کہا کہ نہیں جانتا ہوں کہ یہ چیز ملک اس مدعی کی ہو تو یہ جواب نہیں ہو قاضی اسکو
جواب دہی پر مجبور کرے گا اگر اسے جواب نہ دیا تو اسکو منکر قرار دیگا اور اسپر گواہی کی سماعت کرے گا کذا فی المحيط اور
اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میں محدود مدت پر بیعت کیا کہ اسکو تسلیم کر دینی نیست یا کہا کہ بیعت میں بعض اشخاص کے نزدیک
یہ جواب ہو اور یہی اصح ہو یہ ذخیرہ میں لکھا ہو۔ ایک زمین جو دو شخصوں کے قبضہ میں ہو اسکا دعوے کیا پس
دونوں نے کہا کہ دو تیرا نہ تیرا زمین ضیاع ملک ماست و در دست ماست دیک تیر ملک فلان غائب است
و در دست ما امانت است پس یہ جواب تمام ہو ولیکن غائب کے حصہ کی خصوصیت ان سے دفع نہ ہوگی جب تک کہ
و دلیت پر گواہی قائم نہ کریں جیسا کہ معلوم ہوا یہ محیط میں ہو عقار کے دعوے میں اگر کہا کہ یہ محدود میری
ملک ہو اور یہ نہ کہا کہ مدعا علیہ کے قبضہ میں نا حق ہو تو مدعا علیہ پر جواب دینا لازم نہیں ہو اور اگر کہا کہ میری ملک
ہو اور مدعا علیہ کے قبضہ میں مدعی کی ملک اسی کے واسطے ہو پس مدعا علیہ نے جواب دیا کہ میں محدود ملک تو نیست
پس اسکی دو صورتیں ہیں یا یوں کہا کہ در دست من است و ملک تو نیست تو یہ جواب چہ اور اگر یہ نہ کہا کہ در دست من
تو بعض نے کہا کہ یہ جواب چہ اور یہی اشبہ بالنقض ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ دار پر دعوے کیا کہ میری ملک ہو
مجھے اس قاض نے غصہ کر لیا پس قاض نے کہا کہ جلی ابن خانہ در دست من است بسبب شرعی و مرا باہر من عی

سہر قی نیست تو یہ جواب انکا غضب کے حق میں پورا ہی اور حق ملک میں پورا نہیں ہو یہ محیط میں ہو ایک منفرل پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ عہد ملک میں است تو یہ جواب انہو کا جتنا کہ یہ نہ کہے کہ اس عہد میں است اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ عہد اسکی ملک ہو تو یہ کافی نہیں ہو جتنا کہ یوں نہ کہیں کہ یہ عہد اسکی ملک ہو یہ چیز کدوری میں ہو ایک شخص نے ایک دار پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرا دار ہے پھر کہا کہ یہ وقف ہو تو یہ جواب تام ہو مدعا علیہ کی کو اہی مقبول ہو کی اسی طرح اگر اترامین کہا کہ یہ دار وقف ہو اور میرے قبضہ میں توئی کے طور پر ہو تو یہی جواب پورا ہو یہ محیط میں ہو۔ قرض کے دعوے میں اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مرا تو چیز سے دادنی نیست پس بعض مشائخ کے نزدیک یہ جواب ہی اور یہی شبہ بالفقہ ہو اور قرض کے دعوے میں جواب دیا کہ مر علم نیست مرا خبر نیست تو یہ جواب نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر تزی یکسی ایسے سبب سے قرضہ کا دعویٰ کیا اور جواب میں مدعا علیہ نے کہا کہ مرا این مبلغ میں سبب دادنی نیست تو بعض نے کہا کہ یہ جواب نہیں ہو اور بعض نے کہا کہ یہ اصل قرض کا انکار ہو پس اصل قرض کا باب میں خصم قرار پا دیا گیا یہ محیط میں ہو۔ اگر رب المال کے وارث نے مضارب پر قاضی کے پاس دعویٰ کیا پس مضارب نے جواب دیا کہ مر اہل بن دعویٰ کہ دے سکند بوسے و بوقالان دے چیز سے دادنی نیست تو یہ جواب کافی ہو اور قاضی کو اس پر مایں کے واسطے جسے کر نیکا اختیار نہیں ہو پس اگر وارثوں نے گواہ قائم کیے کہ ہمارے مورث نے اسکو اسقدر مال مضاربیت دیا جو اور اسے قبضہ کیا ہو تو اس پر کچھ لازم نہ ہو گا اسی طرح برائین کا حال ہو مثل ممنوع و مستعیر و مستاجر و وکیل و متبضع کے لیکن اسوقت ایسا نہ ہو گا کہ جب ایسی چیز کا دعویٰ کرے کہ اس میں برائین کی ضمان واجب ہوگی ہو یہ ملقط میں ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اٹھ کہا کہ سن زن این مدعی نیم پس اگر عورت ملے اس مدعی کی طرف اشارہ کیا تو جواب ہو ورنہ نہیں اور بعض نے کہا کہ جواب ہو یہ وجہ کر رہی میں ہو ایک شخص نے دس یا را بنی میٹی کے ہر محل کا دعویٰ کیا پس شوہر نے کہا انچہ بودہ است دادم تو یہ جواب نہیں ہو کیونکہ مدعی نے مقدمہ میں کا دعویٰ کیا ہو لیکن قاضی کو شوہر سے کہنا چاہیے کہ حقد ر تو نے ادا کیا ہو اس کے گواہ لاپس جب گواہ لایا گیا تو مقدار بیان کرنے کی ضرورت نہ ہوگی تاکہ گواہی صحیح ہو اسی طرح اگر بیع کے دام کا دعویٰ کیا پس مشتری نے کہا انچہ بودہ است دادم تو اسکا بی بی حکم ہو لہذا فی الفصول الہما دیہ

باب ان امور کے بیان میں جن سے دعوے میں تناقض پیدا ہوتا ہو اور جتنے نہیں ہوتا ہو۔ اگر حکم کے نزدیک مدعی کی طرف سے دو قول متعارض متناقض ثابت ہوئے تو دعوے کی باعث ممنوع ہوگی چھ چیزیں ہیں متناقض کی وجہ سے جس طرح اپنے واسطے دعوے صحیح نہیں رہتا ہی اسی طرح غیر کے واسطے بھی صحیح نہیں ہوتا ہو مثلاً اگر کسی نے کوئی مال معین زید کے واسطے ہونیکا اقرار کر دیا پھر جس طرح انہی ملک ہونیکا دعویٰ نہیں کر سکتا ہی اسی طرح عہد کے واسطے وکالت و غیرہ کے وسیلہ سے دعویٰ نہیں کر سکتا ہو اور یہ اسوقت ہو کہ اس شخص سے کوئی ایسا قول پایا جاو جس سے زید کی ملکیت اس شوہر ثابت ہوتی ہو اور اگر اسے زید کو تمام دعویٰ نے بری کیا پھر عہد کی طرف سے وکالت یا وصایت کی وجہ سے دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی یہ خزانہ اقلین میں ہو ایک شخص کے بقول نہ مال معین ہوا ہی ملک کا دعویٰ کیا پھر اسکے بعد دعویٰ کیا کہ یہ فلان شخص کا ہو گئے مجھے اس مال کی خصوصیت کے واسطے وکیل کیا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور تناقض نہیں ہو اور اگر پہلے دعویٰ کیا کہ یہ چیر فلان شخص کی ملک ہو گئے مجھے اسکی خصوصیت کے واسطے وکیل کیا ہو پھر دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو اور اس کے گواہ قائم کیے تو تناقض ہو گا اور گواہی مقبول نہ ہوگی لیکن

اسے پیر اور دم صدقہ کر دے تاکہ مدیون سے خود وصول کر لے تو احتساباً جائز ہو یہ بجز الرائق میں ہو مسئلہ رم نے امام ابو یوسف رم سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو آزاد کرانے کے واسطے غلام دیا اُسے آزاد کیا یہاں تک کہ غلام کے مالک نے دریافت کیا تو اُسے انکار کیا کہ تو نے مجھے کوئی غلام نہیں دیا ہو پھر اُسکو آزاد کیا تو اعتناق باطل ہو یہ ظہیرہ میں ہو۔ ایک اونٹ کرایہ کیا اور اُسپر بار برداری لاد کر بلخ تک بھیجا اور حال کو حکم دیا کہ اسکو وکیل کے سپرد کر کے اُس سے کرایہ وصول کر لے اُسکے وکیل نے قبول کیا اور کچھ کرایہ دیا اور باقی کے دینے سے انکار کیا پس اگر کرایہ کرنے والے کا وکیل پر قرضہ آتا ہو اور وہ اقرار کرتا ہو کہ مجھے قرضہ ہو اور موکل نے کرایہ دینے کا حکم کیا ہو تو باقی دینے کے واسطے اُسپر جبر کیا جائیگا۔ اور اگر موکل کے حکم سے اُسے انکار کیا تو حال اُس سے قسم لے سکتا ہو کہ والدہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اُس نے وصول کر لیا حکم دیا ہو اور اگر وکیل پر اُسکا قرضہ نہ ہو تو باقی ادا کرنے کے واسطے اُسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ خزانہ الفقہین میں لکھا ہو۔ وکیل نے اگر وکالت قبول کرنے کے بعد مدیون کہا کہ لعنت بر وکیلے باد یا کہا کہ میں ایسی وکالت سے بری ہوں یا کہا کجا افتادم بویکے اور موکل اُسکا حاضر ہو تو وکالت سے خارج ہوگا یہ ظہیرہ میں ہو

کتاب الدعوی

ایمین چند ابواب ہیں

باب اول دعویٰ کی تفسیر شرعی اور درکن اور شرط وجواز اور حکم اور انواع اور مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کے بیان میں۔ دعویٰ کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ جھگڑے کی حالت میں کسی شخص کو اپنی طرف منسوب کرے اور یہی اُسکا کہن ہو مثلاً مدیون بیان کرے کہ یہ مال میرا ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ دعویٰ صحیح ہونے کی شرطوں میں سے ایک یہ ہو کہ مدعی اور مدعا علیہ عاقل ہو پس محبتوں اور اڑکے غیر عاقل کا دعویٰ صحیح نہیں ہوتے کہ جو اب یہی لازم نہیں ہو اور گو اہوں کی سماعت نہ ہوگی۔ اور ایک یہ ہو کہ خصم حاضر ہو پس بدون موجودگی خصم کے دعویٰ اور گو اہوں کی سماعت نہ ہوگی لیکن اگر حکم قضا کے واسطے حلی خط کی درخواست کی تو قاضی منظور کریگا اور دوسرے قاضی کو جو کچھ اسکا دعویٰ اور گواہی سنی ہو خط لکھ کر اسکے ہاتھ میں دیدیگا تاکہ دوسرا قاضی اسکے موافق حکم کرے یہ بدائع میں ہو۔ اور ایک یہ ہو کہ مدعی یہ کوئی چیز معلوم ہو ادا اُس سے کوئی حکم مطلوب سے متعلق ہوتا ہو جتنے کہ اگر مدعی یہ جہول ہو یا مطلوب پر کوئی حکم لازم نہ آتا ہو مثلاً مدیون دعویٰ کیا کہ میں اس خصم کے کاموں میں سے کسی کام کا وکیل ہوں اور خصم نے انکار کیا تو قاضی ایسے دعویٰ کی سماعت نہ کریگا کذا فی النہایہ۔ اور ایک یہ کہ قاضی کی کچھری میں دعویٰ ہو پس سوائے قاضی کی کچھری کے اگر دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہوتے مدعا علیہ پر جو ابد ہو واجب نہیں ہو کذا فی الکافی۔ اور ایک یہ ہو کہ امام اعظم رم کے نزدیک اگر مدعی کو کچھ عذر ہو اور وہ مدعور نہیں ہو تو خود اپنی زبان سے دعویٰ کرے ولیکن اگر مدعا علیہ دوسرے کو وکیل خدمت کرنے پر راضی ہو جاوے تو جائز ہو اور صاحبین رم کے نزدیک یہ شرط نہیں ہو پس اگر مدعی نے بلا عذر کسی کو تالش کرنے کے واسطے وکیل کیا اور مدعا علیہ راضی نہیں ہو تو امام اعظم رم کے نزدیک دعویٰ صحیح نہیں ہو پس جو اب یہی لازم نہ ہوگی اور گو اہوں کی سماعت نہ ہوگی اور صاحبین رم کے نزدیک دعویٰ صحیح ہو اور جو اب یہی لازم اور گو اہوں کی سماعت ہوگی

یہ گھر فلان شخص کا ہو یا کسی شخص کو بتلایا جو سو اسے قابض کے ہو پھر گو ادا قائم کئے کہ یہ میرا ہو میں نے اسکو قابض سے قبل اقرار کے خرید ہو تو گو اہ مقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اگر کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہو میرا اس میں کچھ حق نہیں ہو یا اسکا چلا آتا ہو میرا اس میں حق نہیں ہو پھر کچھ مدت بعد اس سے خرید لینے کے گو ادا قائم کیے تو مقبول ہونگے ولیکن اگر گو اہوں نے بیان کیا کہ بعد اقرار کے خرید ہو تو مقبول ہونگے یہ محیط رخصی میں ہو ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اور میرا کہہا کہ میرا نہیں ہے پھر کہا کہ یہ میرا ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ اسکا نہیں ہو اور اگر گو اہ پیش کیے تو مقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں اپنا حق نہیں جانتا ہوں مگر بخت پھر حق کا دعویٰ کیا یا حجت لایا تو مقبول ہوگی یہ محیط رخصی میں ہو۔ اگر قابض نے کہا کہ یہ میری نہیں ہو یا میری ملک نہیں ہو یا نہ اس میں میرا حق ہو یا میرا اس میں حق نہیں ہو میری نہ تھی یا مثل اسکے کہا اور اس وقت میں اسکا کوئی جھکا کر نے والا نہیں ہو پھر ایک شخص نے اس چیز پر دعویٰ کیا پس قابض نے کہا کہ یہ میری ہو تو صحیح ہو اور اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر قابض کے یہ الفاظ کہتے وقت کوئی متنازع تھا تو روایت جامع کے موافق یہ الفاظ کہنا متنازع کی ملکیت کا اقرار ہو اور روایت اہل کے موافق متنازع کے ملک کا اقرار نہیں ہو ولیکن قاضی اس سے دریافت کر چکا کہ کیا یہ مدعی کی ملک ہو پس اگر اقرار کیا تو یہ ذکر دینے کا حکم دیجا اور اگر انکار کیا تو مدعی کو گو اہ قائم کر نیکا حکم کر گیا۔ اور اگر سو اسے قابض کے کسی شخص نے ایسا اقرار کیا تو شیخ الاسلام نے شرح الجامع میں ذکر کیا کہ یہ قول اسکا کہ یہ میری ملک نہیں ہو یا میری ملک کبھی نہ تھی آئندہ اسکو دعویٰ کرنے سے مانع ہو کیونکہ تناقض لازم آتا ہو اور یہ کہنا قابض کو اس واسطے دعویٰ ملک کا مانع ہو کہ اسکا قبضہ موجود تھا شرح جامع میں یوں مذکور ہو کہ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے مدعی کے اس اقرار کے گو ادا قائم کیے کہ یہ دار میری ملک نہیں ہو یا میرا نہ تھا تو مدعی کی گو اہی دفع ہو جائیگی یہ فضول عمارت میں ہو۔ شوہر نے کہا کہ یہ اسکا میرا نہیں ہو اسکی نفی کی پھر قاضی نے دونوں سے لعان کرایا اور نسب لڑکے کا ملاحضہ سے منقطع ہو گیا پھر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہو تو اسکی تصدیق لیا جائیگی یہ محیط رخصی میں ہو جامع میں ہو کہ وارث نے اقرار کیا کہ یہ شوہر معین میرے مورث کی ملک نہ تھی بلکہ اسکے پاس فلان شخص کی ولایت تھی پھر برہان لایا کہ یہ میرے مورث کی ہو اسکے مرنے کے بعد باز زندگی میں اس مدعا علیہ نے لی ہو تو وارث کو دلائی جائیگی بشہرہ طیکہ وہ آئین ہو یا نیک کہ ولایت رکھنے والا آہوے ورنہ کسی عادل کے قبضہ میں دیدی جائیگی اور یہ حکم اس وقت ہو کہ کسی سلام کی ملک ہو چکا اقرار کیا ہو اور اگر یوں کہا کہ یہ فی میرے مورث کی نہیں ہو پھر اپنے مورث کی ملکیت ہو چکا اقرار کیا تو زندگی کے بعد مورث کو دیدی جائیگی جبکہ اسکا کوئی مطالبہ کرنے والا نہ پیدا ہو ورنہ میری میں ہو مشام رحم نے امام محمد رحم سے روایت کی کہ ایک شخص نے کہا کہ صوبہ رسی میں کسی دار باز میں میں میرا کچھ حق نہیں ہو پھر رسی کے کسی گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہو تو امام محمد رحم نے فرمایا کہ گو اہ مقبول ہونگے اور اگر یوں کہا کہ رے کے فلان گاؤں میں فلان شخص کے قبضہ میں میرا کوئی دار باز میں نہیں ہو اور نہ میرا حق اور نہ دعویٰ ہو پھر گو ادا قائم کیے کہ یہ چیز اسی گاؤں میں اسی شخص کے قبضہ میں میری ہو تو گو اہ مقبول ہونگے ولیکن اسکو مقبول ہونگے کہ گو اہ یہ گو اہی دین کہ اس شخص نے اپنے اقرار کے بعد اس سے یہ چیز لے لی ہو یہ محیط رخصی میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ میرا فلان شخص کے قبضہ میں نہ کوئی گھر ہو نہ حق ہو نہ میت ہو اور کسی گاؤں یا قصبہ کی طرف نسبت نہ کیا پھر دعویٰ کیا کہ میرا اسی شخص کی طرف رے کے فلان گاؤں میں حق ہو تو گو اہی مقبول ہونگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو نوادہ مشام میں امام محمد رحم سے روایت ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا اس دار میں نہ حق ہو نہ خصوصیت نہ مطالبہ ہو

پھر آیا اور بیان کیا کہ میں فلاں شخص کی طرف سے اس دار کے دعوے کا وکیل ہوں تو مقبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ اس گھر میں میرا حق شرکت ہو کیونکہ یہ باپ کی وراثت ہو پس مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ کا اس میں کچھ حق نہ تھا پھر خود دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو اپنے باپ سے خرید لیا ہو یا باپ نے میرے ملک ہونیکا اترا کر لیا ہو تو دعویٰ صحیح اور گواہی سموع ہوگی کیونکہ وہ کہہ سکتا ہو کہ بعد میرے خرید لینے کے میرے باپ کا اس میں کچھ حق نہ تھا اور اگر یوں کہا تھا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا تو پھر باپ سے خریدیکا دعویٰ سموع نہ ہوگا کیونکہ اس میں تناقض ہو اور باپ نے اس کے لیے اترا کیا یہ دعویٰ سموع ہوگا کہ اس میں تناقض نہیں ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہو ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسکے قبضہ میں اس ستر مال شرکت ہے پھر مدعا علیہ نے شرکت سے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے یہ مال مدعی کو دیدینے کا دعویٰ کیا پس اگر بالکل شرکت سے انکار کیا تھا کہ ہمارے اسکے شرکت بالکل نہ تھی اور نہ میں نے کچھ مال اسکو دیا ہو تو پھر مال دیدینے کا دعویٰ سبب تناقض کے سموع نہ ہوگا اور اگر فی الحال شرکت مال سے انکار کیا کہ ہمارے تیرے شرکت نہیں اور نہ میرے پاس تیرا مال شرکت موجود تو پھر مال دیدینے کا دعویٰ سموع ہوگا کیونکہ یہاں تناقض نہیں ہے یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص پر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں تیرا بھائی ہوں اور آپس فقہ کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی نہیں ہے پھر مدعی مر گیا اور مدعا علیہ نے میراث کا دعویٰ کیا اور کہا کہ وہ میرا بھائی تھا تو یہ مقبول نہ ہوگا اور اگر بھائے بھائی کے دعویٰ کے بیٹھے ہونیکا دعویٰ ہو یا باپ ہونیکا دعویٰ ہو تو مقبول ہوگا اور میراث کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوے صغریٰ میں ہو۔ اگر مدعی نے کہا کہ میں نے قابض کے باپ سے یہ دار خرید اتھا اور قابض نے کہا کہ میرے باپ کا اس میں کچھ حق نہ تھا پھر جب مدعی نے میت سے یہ دار خریدنے کے دیا کہ میت مالک تھا گواہ سنائے تو قابض نے اپنے باپ سے یہ دار خریدنے کے گواہ سنائے تو اسکے گواہ مقبول ہونگے اور اگر قابض نے یوں کہا تھا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا یا کبھی اس میں اسکا حق نہ تھا اور پھر مدعی کے گواہ پیش کرے پر موافق نہ کر کے اسنے بھی خریدنے کے گواہ پیش کیے تو اسکے گواہ مقبول نہ ہونگے اور اگر اسکے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسکے باپ نے اسکے ملک ہونیکا اپنی زندگی میں اترا کر یا تو مقبول ہونگے یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوے کیا اسنے کہا کہ تیرا ہر گچھ کچھ نہ تھا پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ میں نے اسکو ادا کر دیا تو مقبول ہونگے اور اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کسی شخص نے کچھ معاملہ نہ تھا تو ادا کر دینے کے گواہ مقبول نہ ہونگے۔ اور امام ابو یوسف رحم نے فرمایا کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کوئی معاملہ نہیں ہوا لیکن میرے ان گواہوں نے مجھے خبر دی کہ اسنے مجھ پر حق کا دعویٰ کیا پھر کہا کہ گواہ ہو کہ میں نے اسکو بری کیا اور میرے اسکے درمیان معاملہ نہیں ہوا تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر مدعا علیہ نے ادا کیا کہ اسکا مجھ پر کچھ ہر گچھ نہ تھا اور میں اسکو نہیں بچا تھا ہوں پھر جب مدعی نے گواہ مال قائم کیے تو اسنے ادا سے مال کے گواہ دیے تو موافق ظاہر الروایت کے مقبول نہ ہونگے کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اسنے میرے ہاتھ یہ ہندی ہزار درم کو بیچی اور قابض نے کہا کہ میں نے ہرگز نہیں بیچی پھر مدعی نے گواہ خرید قائم کر کے ذکر ہی کرانی پھر اسکی ایک انجلی زائد ہاکر بانیے کو پھر ناچا ہی پس اسنے کہا کہ میں نے ہر جب سے بربت کر لی ہے تو اس امر پر اسکی گواہی قبول نہ ہوگی یہ اصول عمادیہ میں ہو۔ اگر ایک عورت نے کسی شخص پر نکاح کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہیں ہے پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ دیے تو مرد نے نکاح کر لینے کے گواہ دیے تو مرد کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر مرد نے اپنے انکا میں یوں کہا کہ ہمارے درمیان کبھی نکاح نہ تھا۔

یا کہا کہ میں نے اس سے ہرگز کبھی نکاح نہیں کیا پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ دیے تو اُس نے خلع کر لینے کے گواہ دیے تو لانا
 رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شل بیع کے اسکا حکم ہونا چاہیے چنانچہ بیع میں ایسے انکار کے بعد برائت غیب کے گواہ نامقبول تھے
 اسی طرح خلع بھی ہمارے نزدیک طلاق ہو اور طلاق چاہتا ہو کہ سابق میں نکاح ہو پس بعد انکار اہل نکاح کے خلع کا
 دعویٰ کرنا تناقض ہے مسموع نہ ہو گا کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ ایک عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے نکاح
 کیا ہو اور مرد نے انکار کیا پھر مرد نے اُس سے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ دیے تو قبول ہو گئے یہ محیط شخصی میں ہے۔
 اگر عورت نے خلع کے بعد تین طلاق دیدینے کے گواہ سناے تو اسکو بدل خلع پھر لینے کا اختیار ہو گا اگرچہ دعویٰ میں تناقض ہو
 طرح اگر مرد نے اپنی عورت کے بھائی سے اُسکی میراث تقسیم کر لی اور بھائی نے اقرار کیا کہ یہ شخص اس عورت کا وارث ہو پھر
 بھائی نے گواہ دیے کہ اس نے عورت کو تین طلاق دیدی تھیں تو مقبول ہو گئے اور جو کچھ مرد نے لیا ہو وہ عورت کا بھائی کو پس
 لیگا۔ اسی طرح اگر باندی کا تہہ بدل کتابت دیدیا پھر گواہ دیے کہ مالک نے کتابت سے پہلے اسکو آزاد کر دیا تھا تو
 مقبول ہو گئے اور یہی حکم غلام مکاتب کا ہے۔ اسی طرح عورت نے اگر وارثان شوہر سے میراث تقسیم کر لی اور وہ سب بالغ
 ہیں انھوں نے اقرار کیا ہو کہ یہ عورت سیت کی زوجہ ہو پھر انھوں نے گواہ پائے کہ مرد نے اپنی صحت و زندگی میں اسکو تین طلاق
 دی تھیں تو وہ لوگ عورت سے تمام حصہ میراث جو اُس نے لیا ہو واپس لینگے یہ فصول عمادیہ میں لکھا ہے چند لوگوں نے اپنے باپ
 کی میراث میں ایک گھر پایا اور باہم رضامندی سے بانٹ لیا پھر ایک نے انہیں سے دعویٰ کیا کہ باپ نے اسقدر گھر مجھے صدقہ
 کر دیا یا میرے نابالغ لڑکے کو صدقہ دیا تھا اور وہ نابالغ مر گیا اور میں اسکا وارث ہوا تو اسکا دعویٰ گواہی باطل و مردود ہے
 اور اگر اپنے باپ پر قرضہ کا اس طرح دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح و گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر دارثون نے گھر تقسیم کر لیا
 اور عورت اسکی مقرر ہو اور اسکو اٹھواں حصہ پہنچا پس اُسکے واسطے کچھ زمین جدا کر دی پھر عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے
 اپنی صحت میں مجھے یہ زمین صدقہ دی یا میں نے اپنے ہر کے عوض اُس سے خرید لی ہو تو اُسکی گواہی نامقبول ہے اسی طرح
 اگر دارثون نے زمین تقسیم کر لی اور ہر ایک کو کسی قدر زمین ملی اور یہی تمام میراث اُسکے باپ کی ہو پھر ایک نے دوسرے کے حصہ
 میں کسی درخت یا عمارت کا دعویٰ کیا اور زعم کیا کہ میں نے ہی اسکو بنا یا یا بویا اور اسکے گواہ دیے تو مقبول ہو گئے یہ فتاویٰ
 قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی ایک وارث نے اقرار کیا کہ یہ شوہر دہارے باپ کی میراث ہو پھر دعویٰ کیا کہ باپ نے میرے
 فلان لڑکے کے واسطے اسکی وصیت کر دی ہے اور اسکے گواہ دیے تو بعض نے کہا گواہی نامقبول ہے اور وہ تناقض ہو گا اور یہی ائمہ
 یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ فلان شخص مر گیا اور یہ دار یا زمین میراث چھوڑی پھر بعد اسکے دعویٰ کیا کہ میرے
 واسطے تھائی مال کی وصیت کی ہو اور گواہی گزاری تو مقبول ہوگی اور میراث کے اقرار کرنے سے وصیت کے دعویٰ سے باہر ہو گا
 اسی طرح اگر سیت کی طرف کچھ قرض کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر سب وارثوں نے اقرار کیا کہ یہ مواضع ہمارے
 درمیان ہمارے باپ کی طرف سے میراث ہیں پھر ایک نے دعویٰ کیا کہ اس میں سے تھائی کی باپ نے میرے فلان نابالغ
 بیٹے کے واسطے وصیت کی ہو اور گواہ اسکے دیے تو مقبول ہو گئے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک شخص نے دوسرے
 سے باہارہ طویلہ مسمومہ ایک شوہر دہارہ پر لی اور دوسرے کو بالمقطع اجارہ پردہ دی اور دوسرے ستاجر نے قبضہ کا اقرار
 کیا پھر پہلے ستاجر اور دوسرے ستاجر نے باہم اجارہ ثانیہ نسخ کر لیا اور پہلے ستاجر نے دوسرے سے مال بالمقطع جہر اجارہ قرار
 پایا تھا طلب کیا پس دوسرے ستاجر نے کہا کہ یہ محدود دوسرے اجارہ سے آج تک پہلے ستاجر کے قبضہ میں رہے مجھے مال

مقطع واجب نہیں ہو اور گواہ قائم کیے تو صحیح مذہب یہ ہو کہ یہ دعویٰ غیر صحیح اور گواہی غیر مقبول ہوگی کیونکہ تناقض واقع ہو ہوا اور اگر پہلے ستاجر نے دوسرے ستاجر کے اس محدود پر قبضہ کرنے کے گواہ دیئے اور دوسرے نے اس امر کے گواہ دیئے کہ پوری مدت پر چھپر پہلے ستاجر کے قبضہ میں رہے تو پہلے ستاجر کے گواہ اولیہ میں - شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک میت کے ترکہ میں قرض کا دعویٰ کیا اور وارث نے تصدیق کر کے ایفاء قرض کی ضمانت کر لی پھر وارث نے اُسکے بعد دعویٰ کیا کہ میت نے اپنی زندگی میں یہ مال ادا کر دیا ہو اور اُسکو گواہوں سے ثابت کرنا چاہا تو شیخ نے فرمایا کہ دعویٰ صحیح ہو اور گواہی غیر سموع ہو یہ محیط میں لکھا ہو - امام ظہیر الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے خلع کیا اور اُسی مجلس میں کہا کہ مرا اندرین خانہ بیچ چیرے نیست پھر کسی شو کا شاع بیت یا قماش سے دعوے کیا تو شیخ نے فرمایا کہ اگر مدعی کہتا ہو کہ وقت اقرار کے یہ چیز اس گھر میں تھی تو دعویٰ کی سماعت ہوگی اور اگر کہتا ہو کہ نہیں تھی تو سماعت ہوگی - جامع میں مذکور ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں قلیل و کثیر و غلام و متاع سے ہو سب فلاں شخص کی ہو تو اقرار صحیح ہو پھر اگر مقرر لایا اور کسی غلام کو مقرر کے ہاتھ سے لینا چاہا اور دونوں میں اختلاف ہوا مقرر نے کہا کہ اقرار کے وقت تیرے ہاتھ میں تھا اور مقرر نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے بعد اقرار کے اُسکو خریدا ہو تو مقرر کا قول لیا جائیگا الا اُس صورت میں کہ مقرر اُسکے گواہ لاوے کہ اُسکے ہاتھ میں اقرار کے وقت تھا اور موافق روایت جامع کے مذکور ہو کہ جو کچھ میری دوکان میں ہو فلاں شخص کا ہو پھر بعد چند روز کے دوکان میں کسی شو کا دعویٰ کیا کہ میں نے اُسکو بعد اقرار کے دوکان میں رکھ دیا ہو تو تصدیق کی جائیگی اور بعض روایت میں ہو کہ تصدیق نہ کی جائیگی مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ روایت جامع کی روایت کے مخالف ہو اور شاخ نے اس دوسری روایت کی تا دلیل یوں بیان کی ہو کہ یہ اُس صورت میں ہو کہ اقرار کے بعد صرف اتنا عرصہ گذرا کہ ایسی چیز اتنے عرصہ میں یقیناً دوکان میں نہیں لا کر رکھ سکتا ہو تو اس دعوے میں اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور اور مسئلہ جامع میں ہو کہ اگر مقرر نے اس قدر زمانے میں اپنی ملک پیدا ہو جائیگا کہ دعویٰ کیا کہ اتنے دیر میں ملک پیدا ہو جانا متصور نہیں ہو تو اُسکا یہ قول کہ میں بعد اقرار کے مالک ہوا ہوں مقبول نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو - اگر دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہو اور کچھ نہ کہا تو دعوے کی سماعت ہوگی جبکہ اُسکا دعویٰ اس مجلس میں نہ ہو مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جامع کبیر میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ فلاں شخص کی طرف میرا کچھ حق نہیں ہو یا کہا کہ فلاں شخص کے قبضہ میں میرا کچھ حق نہیں ہو پھر اُس نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام جو مقرر کے قبضہ میں ہو وہ اُس نے مجھ سے غصب کر لیا ہو یا اُس پر قرض کا دعویٰ کیا ہو تو گواہی مقبول نہ ہوگی جب تک کہ گواہ یہ گواہی نہیں کہ اس نے اقرار کے بعد غصب کیا یا اقرار کے بعد قرض پیدا ہوا ہو اسی طرح اگر کسی نے دوسرے کو برائت نامہ لکھ دیا کہ میرا کچھ حق تیری طرف کسی عین یا دین یا خرید میں نہیں ہو پھر گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ غلام اس شخص سے خریدا ہو یعنی اُسی شخص کا نام لیا جسکو بری کیا تھا یا اُس پر ہر درم قرض کا دعویٰ کیا تو مقبول نہ ہوئے مگر جبکہ اقرار کے بعد کی تاریخ میں ایسا ہو نہیگا دعوے کے مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علیٰ ہذا چاہیے کہ شوہر کا دعویٰ بعد اقرار کے سموع نہ ہو مگر جبکہ یہ دعوے کے کہ یہ متاع اقرار کے وقت گھر میں موجود نہ تھی ولیکن اگر مطلقاً دعویٰ کرے تو سماعت نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو - اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے ہاتھ میں ہو قلیل و کثیر سب فلاں شخص کا ہو پھر چند روز توقف کیا پھر فلاں شخص اُسکو حاضر لایا تاکہ جو کچھ اُسکے ہاتھ میں ہو سب لے لے پس مدعا علیہ نے ایک غلام پر جو اُسکے قبضہ میں ہو اپنی ملک ہو نہیگا دعویٰ کیا کہ بعد اقرار کے میں اُسکا مالک ہوا ہوں اور

نہی

مدعی نے کہا کہ اقرار کے وقت تیسرے قبضہ میں تھا تو مدعا علیہ کا قول لیا جائیگا اور غلام اُسی کا ہوگا مگر اُس صورت میں کہ مدعی گواہ دے کہ یہ غلام اسکے قبضہ میں اقرار کے وقت موجود تھا یہ فصول عمادیہ میں ہی۔ ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلاں شخص مجھے ہزار درم ہین پھر کہا کہ میں نے قبل اقرار کے اُسکو ادا کر دیے ہین اور اُسپر گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور اگر اپنے اقرار کے ساتھ ملا کر اُسے دعویٰ کیا کہ میں نے قبل اقرار کے ادا کر دیے ہین تو استحسانا گواہی مقبول ہوگی یہ محیط میں ہی اگر کہا کہ اُسکے مجھے ہزار درم تھے پھر اقرار سے ملا کر یا الگ یہ دعوے کیا کہ میں نے قبل اقرار کے ادا کر دیے ہین اور اُسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ ذخیرہ میں ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمد پر سے روایت کی ہو کہ ایک شخص ہزار درم کا دعویٰ کیا تھا اُسے انکار کیا پھر مدعی سے حاکم نے دریافت کیا کہ تو نے کچھ اسمین سے وصول کیا ہو سکتے دس ہزار درم وصول کر نیکا اقرار کیا پس حاکم نے مدعا علیہ کو دس ہزار درم سے بری کیا پھر جب دونوں حاکم کے پاس سے نکلے تو مطلوب نے کہا کہ والدہ تو نے مجھے یہ درم وصول نہیں کیے ہین پھر طالب نے اُسکے اس کلام کے گواہ لاکر پیش کیے تو امام محمد رہنے فرمایا کہ طالب کی گواہی قبول کرونگا اور مطلوب پر اُسکے ہزار درم کی تو گری کرونگا اور اگر طالب نے مال ثابت کرنے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور اگر مطلوب نے کہا کہ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ تو نے مجھے وصول نہیں کیے اور میں گواہ دیتا ہوں کہ تو نے میرے وکیل سے وصول کیے ہین تو گواہی مقبول نہونگی اور اگر مطلوب نے اُسکے گواہ سنائے کہ ایک شخص اجنبی نے یہ مال مطلوب کی طرف سے بدون اُسکے حکم وکالت کے احسان کر کے مجھے ادا کر دیا ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر مطلوب نے کہا کہ اُسکو فلاں شخص نے وصول نہیں کیا ہو تو یہ قول مطلوب کی ذات اور وکیل اور اجنبی سب کو شامل ہو اور پھر اُسکے گواہ مقبول نہونگے کہ اجنبی سے اُسے وصول کیا ہو یہ محیط میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پھر گواہ قائم کرنے کے بعد کہا کہ میں نے اس مال سے اس قدر وصول کر لیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُسے کہا کہ میں نے اس مال اتقدر وصول پایا ہو یا فارسی میں کہا کہ چندین یافتہ بودم تو اسکے گواہوں کی گواہی باطل ہو جائیگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی اور اگر گواہ قائم کیے کہ میرے فلاں شخص پر چار سو درم ہین پھر مدعی نے اقرار کیا کہ مدعا علیہ کے مجھے سو درم ہین تو ابوالقاسم رحمہ کے نزدیک منکر سے تین سو درم ساقط ہو جائینگے اور احمد بن حنبل سے یہ نصیحت کے نزدیک ساقط نہونگے اور اسی پر فتویٰ ہو کہ فی الملقط۔ ایک شخص نے دوسرے پر دس درم فی الحال ادا کرنے کا ج عرض ہو دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ ادا نہو این وہ درم باید دادن ولیکن ما را از تو نہار درم می باید حال تو یہ دعوے ثمانیہ صحیح نہیں ہو جبکہ دونوں مال ایک جی بس کے ہوں لذانی الذخیرہ۔ اگر مدعا علیہ نے چہر فروش کا دعوے ہوا ہو یوں کہا کہ میں مبلغ مال کہ دعویٰ میکنی تو رسائیہ ام پھر کہا کہ فلاں شخص پر میں نے اترادیے تھے اُسے دیدیلے ہین تو بعض مشائخ نے کہا کہ دو سراقول سموع نہونگا اور بعض نے کہا کہ سموع ہوگا یہ محیط میں ہی۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار کو چکا یا پھر برہان لایا کہ میں نے فلاں شخص مالک دار سے اُسکو خرید لیا ہو تو گواہ نامقبول ہونگے ولیکن جبکہ بعد چکانے کے خرید نیکا دعویٰ کرے یا جس سے چکا یا ہو اُسکو فلاں کی طرف سے وکیل بیع ثابت کرے یہ وجہ کر درمی میں ہی۔ ایک کپڑا خرید لیا اُسکو چکا یا یا بہہ طلب کیا پھر دعویٰ کیا کہ قبل خریدنے یا چکانے یا بہہ طلب کرنے کے یہ میری ملک تھا یا یہ دعویٰ کیا کہ چکانے کے دن یہ کپڑا میرے باپ کی ملک تھا و در گیا اور میرے واسطے میراث چھوڑا ہو یا بہہ کر دیا ہو تو دعوے کی ساعت نہونگی ولیکن اگر چکانے کے وقت تصریح کرے یوں بیان کرے کہ یہ کپڑا میرے باپ کی ملک ہو اُسے مجھے فروخت کر نیکا وکیل لایا ہو

پس میرے ہاتھ فروخت کر دے پھر دونوں میں بیع ہوئی پھر اپنے باپ سے میراث پانچا دعویٰ کیا تو دعویٰ سے
مقبول ہو گا کیونکہ تناقض نہیں ہو اسی طرح اگر دعویٰ کے وقت کہا کہ یہ میرے باپ کا تھا اُسے بائع کو اسکے بیع کے واسطے
وکیل کیا تھا میں نے اس سے خرید لیا پھر میرا باپ مر گیا اور اُس کا ثمن میرے واسطے میراث چھوڑا تو سماعت ہوگی اور ثمن
کا اُس کے واسطے حکم ہو جائیگا کیونکہ تناقض نہیں ہو یہ کافی میں ہو۔ اگر ایک طبلسان کا دعویٰ کیا اور اُس کو چکا یا ہو
پھر اسٹ ایک بھائی کے ساتھ دعویٰ کیا کہ خریدنے اور چکانے سے پہلے اُس کا مالک تھا یا یوں دعویٰ کیا کہ چکانے سے
روز میرے باپ کی ملک تھی وہ مر گیا اور ہم دونوں کے واسطے میراث چھوڑی ہو تو اُس کے حصہ کا دعویٰ سموع ہوگا
اور اُس کے ساتھی کے حصہ میں سموع ہوگا اور آدھی طبلسان میں اُس کو اختیار حاصل ہوگا کیونکہ صفہ متفرق ہو گیا ہو
اور اگر فقط اُسی نے خریدی خواہ قبضہ کیا یا نہیں یا نہیں خریدی ولیکن چکانی تھی پھر اُس کا باپ آیا اور دعویٰ کیا کہ طبلسان
میرے ہی تو سماعت ہوگی اور مشتری بائع سے اپنے دام نے لگا اسی طرح اگر باپ کے واسطے ڈگری ہو گئی مگر اُس نے منور
قبضہ نہ کیا تھا کہ مر گیا اور بیٹے کے واسطے میراث چھوڑی تو طبلسان اُس کو دیدی جائیگی اور اپنے دام بائع سے واپس
لیٹا ولیکن اگر قاضی نے کچھ حکم نہیں دیا ہاں تک کہ اُس کا باپ مر گیا تو بیٹے کے واسطے یہ ڈگری نہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک
شخص نے ایک پٹرا خریدینکا دعویٰ کیا اور دو گواہوں نے مدعا علیہ سے خریدنے کی اسکی طرف سے گواہی دی اور
منور ڈگری ہوئی تھی یا نہیں کہ ہمیں ایک گواہ نے زعم کیا کہ یہ کپڑا میرا ہی یا میرے باپ کا ہو کہ مجھے اُس سے میراث
پہنچا ہو تو اُسکی سماعت نہوگی اور اگر اس گواہ نے گواہی کے وقت یہ کہا کہ بائع نے اُس کے ہاتھ بیچا ہو مگر یہ میرا ہی یا
میرے باپ کا ہو کہ مجھے اُس سے میراث پہنچا ہو تو بیع کی ڈگری کر دیدی جائیگی اور گواہ کے دعویٰ کی سماعت ہوگی
پھر اگر اُس نے اپنے دعویٰ کے گواہ دیے تو کسبب عدم تناقض کے اُسکی ڈگری ہو جائیگی اور اگر دونوں گواہوں
نے کلام کیا اور وہ کلام گواہی ادا کرنے میں شمار نہیں ہو پھر گواہ نے دعویٰ کیا کہ میرا ہی یا میرے باپ کا ہو اُس نے مجھے
اسکی طلب کا وکیل کیا ہو تو گواہ کے گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ دوسرے کی مقبوضہ باندی
کے بچہ یا درخت کے پھل یا زمین کے درختوں کو چکا یا پھر گواہ قائم کیے کہ یہ باندی یا درخت یا زمین میری ہو تو سواے
بچہ اور پھل اور درخت کے ان چیزوں کی اُسکی ڈگری کر دیدی جائیگی اور اگر باندی مع بچہ یا درخت مع پھل یا زمین
مع درخت کا دعویٰ کیا تو درخت و پھل و بچہ کا دعویٰ سموع ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اسی طرح اگر باندی حاملہ تھی
پس اُس کے قبضہ میں جہی پھر بعد گواہ قائم کرنے کے قبل اُس کے کہ باندی کی اُسکی ڈگری ہو جاوے بچہ کو چکا یا تو بھی
یہی حکم ہو اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ بچہ مدعا علیہ کا ہو یا بلکہ نہیں معلوم کہ کس کا ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا اور
اسی طرح اگر مدعی کے پاس گواہ نہوں اور مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ باندی بدون بچہ کے مدعی کی ہو تو بھی ایسا ہی
حکم ہوگا لذلانی الذہیر۔ اگر مجلس قضائین اپنے وکیل سے چکانے کے گواہ پیش کر دیے تو وکیل اور موکل دونوں
خصوصاً سے بری ہو گئے اور اگر غیر مجلس قضائین ایسا ہوا تو وکیل فقط بری ہوا اور اگر موکل نے گواہ دیے
کہ میں نے وکیل کو اس طرح وکیل کیا تھا کہ اسکا اقرار مجھ جانتے نہیں ہو پس مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ وکیل نے اقرار کیا ہو
تو موکل اپنے دعویٰ پر باقی ہو اور وکیل خصوصاً سے خارج ہوا یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اگر ایک باندی جسکے چہرہ پر
نقاب پڑی ہوئی تھی خریدی پھر جب اس نے نقاب اٹھا یا تو مشتری نے کہا کہ یہ تو میری باندی ہو میں نے نقاب کی وجہ سے

اسکو نہیں پہچانتا تو اسکا دعویٰ گواہی مقبول نہوگی اور اگر کوئی متاع جو پہلے میں بھری ہوئی تھی یا کوئی کپڑا اور مال میں لپٹا ہوا تھا خیر یا پھر جب اسکو بھگاتا تو کہا کہ یہ میری متاع ہے میں نے اسکو نہیں پہچانتا تھا تو دعویٰ گواہی مقبول ہوگی امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جو چیز چکاتے وقت پہچانی جاسکتی ہو جیسے نقاب ڈالی ہوئی باندی اس کے سامنے کھڑی ہو تو اس میں نہ پہچانے کا دعویٰ صحیح نہوگا اور جس چیز کا چکاتے وقت پہچانا نہیں ہو سکتا ہے جیسے کپڑا اور مال میں لپٹا ہوا ہو یا باندی اس طرح چادر ڈھانپی ہوئی بیٹھی ہو کہ اسکا کچھ نظر نہیں آتا ہو تو اس میں نہ پہچانے کا دعویٰ گواہی مقبول ہوگی یہ محیط خبری میں ہے غلام ماذون نے اگر کوئی غلام خریدا و قبضہ کیا پھر اقرار کیا کہ یہ غلام میں نے جس سے خریدا ہو اس سے فروخت سے پہلے اسکو آزاد کر دیا ہو میں نے اسکو آزادی کی حالت میں خریدا ہو اور بائع نے بھی زکریا تو وہ غلام علی مالہ غلام ہو اور ماذون کے اقرار کی تصدیق بائع پر نہوگی اور اگر ماذون نے ایسا اقرار نہ کیا بلکہ یہ اقرار کیا کہ بائع نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے یہ غلام فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کیا ہو اور فلاں شخص نے اسکی تصدیق کی مگر بائع نے تمکذیب کی تو ماذون کے اقرار کی بائع پر تصدیق نہوگی حتیٰ کہ وہ اُس سے واپس نہیں لے سکتا ہو لیکن اپنے حق میں تصدیق کی جائیگی حتیٰ کہ حکم کیا جائیگا کہ یہ غلام فلاں شخص کو دیر سے اور اگر ماذون کے دعویٰ کا بائع نے اقرار کیا تو ماذون اپنے دام بائع سے واپس کرے گا اسی طرح اگر ماذون نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے یا بائع کو قسم دلائی اور اس نے نکل کیا تو ماذون اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا پس امام محمد رحمہ نے تین صورتوں میں یعنی بائع نے دعویٰ ماذون کا اقرار کیا یا ماذون نے گواہ قائم کیے یا بائع کو قسم دلائی اور اس نے نکل کیا ان تین صورتوں میں یہ حکم دیا کہ بائع سے دام واپس لیگا اور یہ حکم اقرار کی صورت میں تو ظاہر ہو لیکن گواہ قائم کر کے یا قسم لینے کی صورت میں اشکال ہے اور چاہیے یہ تھا کہ گواہی مقبول نہوئی اور قسم دلانے کا حق ماذون کو حاصل نہوتا اور اسی مسئلہ کو امام محمد رحمہ نے زیادات اور جامع میں بجائے ماذون کے آزاد آدمی کو فرض کر کے بیان کیا ہو اور ذکر کیا کہ اگر مشتری نے گواہ دیے کہ بائع نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اسکو غیر کے ہاتھ بیچا ہو تو دعویٰ کی سماعت نہوگی اور اگر بائع سے قسم لینی چاہی تو اسکو چھپا کر نہوگا پس ماذون میں جو مذکور ہو اسکو بعض مشائخ نے صحیح نہیں کہا ہے اور بعض نے تصحیح کی ہے اور یا ہم اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ اس مسئلہ میں دو روایتیں ہیں جامع اور زیادات کی روایت میں گواہی غیر سموع اور بائع کو قسم نہیں دلا سکتا ہے اور ماذون کی روایت کے موافق گواہی سموع اور قسم دلا سکتا ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ زیادات و جامع کی روایت موافق قیاس ہے اور ماذون کی روایت موافق احناف و حنابلین ہے ایک شخص ایک شہر میں آیا اور ایک مکان کرایہ لیا اور کسی نے اُس سے کہا کہ یہ تیرے باپ کا گھر ہے اس نے تیرے واسطے میراث چھوڑا ہے اس نے کہا کہ میں اسکو نہیں جانتا تھا پھر گھر پر اپنی ملک کا دعویٰ کیا تو سبب تناقض کے سماعت نہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہے اُس سے دوسرے نے کہا کہ مجھے دیر سے میں اس میں رہو چکا اس نے دینے سے انکار کیا پھر سائل نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا گھر ہے تو دعویٰ کی سماعت ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ مجھے یہ گھوڑا دیر سے میں اس پر سوار ہو چکا یا یہ کپڑا مجھے دے میں اسکو پہن چکا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یوں کہا کہ مجھے اس گھر میں بسا وے یا عاریت دے یا یہ کپڑا یا گھوڑا عاریت دے پھر اپنی ملک کا دعویٰ کیا تو سماعت نہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ نوادر شام میں ہے کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو ایسے شخص سے خریدا ہے

جو اسکا مالک تھا تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اس امر پر اسکی گواہی قبول نہ کروں گا جب تک کہ گواہ یہ نہ بیان کریں
 اُس نے نکاح کرنے کے بعد اُسکو ایسے شخص سے خرید لیا جو اسکا مالک تھا یہ محیط میں ہی۔ مفتی میں ہی کہ بشر نے امام ابو یوسف
 سے روایت کی ہو کہ دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنی اپنی عورت کو تین طلاق دی اور قاضی نے انکی گواہی
 قبول کرنی اور حکم نافذ کر دیا پھر ایک گواہ نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے میں نے اسکو طلاق دینے والے سے پہلے اپنے نکاح
 میں کیا ہے اور میرے پاس اسکے گواہ نہیں اور عورت اس سے انکار کرتی ہے تو یہ دعویٰ مقبول نہوگا اسی طرح اگر دونوں
 نے یہ گواہی نہ دی کہ یہ اسکی عورت ہے بلکہ یوں کہا کہ اسنے اس عورت کو تین طلاق دی ہیں تو بھی یہی حکم ہو اور
 ایسا ہی یہ حکم عنق و بیع وغیرہ میں جاری ہے جبکہ بائع کو اہ کے جوئے سے انکار کرے اور کسے کہ یہ متاع میری ہے۔ اسی طرح اگر
 گواہ نے کہا کہ ہم نے اسکو بیع کا حکم کیا تھا خواہ بائع سنگت بیع ہو یا مشتری منکر خرید ہو تو بھی ایسا ہی ہو اور اگر دونوں نے
 گواہی دی اور حاکم نے انکی گواہی رد کر دی پھر دونوں نے اپنی ملک ہو نیکا دعویٰ کیا یا اپنی ذات کے واسطے دعویٰ کیا تو اس میں
 دونوں کا دعویٰ نہیں چل سکتا ہے پس اگر حاکم کے پاس اسکی گواہی نہ ادا کی ولیکن بیٹا نہ یا کاغذ خرید پر گواہی یا مہر کردنی اور
 کچھ اقرار زبانی نہیں کیا تو بھی اسکا دعویٰ نہیں چل سکتا ہے اور بھی مفتی میں امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے
 دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اس عورت کو طلاق دی ہے اور یہ گواہی نہ دی کہ یہ اسکی عورت ہے اور قاضی نے اسکی گواہی
 جائز رکھی پھر گواہ نے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے اور کہا کہ میں نے اُسکو نہیں پہچانا تھا اور میں نے اُس سے وظی نہیں
 کی تھی تو گواہی قبول ہوگی اور اسی طرح اگر دونوں گواہوں نے عورت کے اقرار پر کہ میں اس شخص کی جو رہو ہوں گواہی
 دی اور یہ گواہی نہ دی کہ یہ عورت اسکی جو رہو ہے اور قاضی نے اُسکے اقرار کو جائز کر کے اس شخص کی جو رہو ہو نیکا حکم
 کیا پھر گواہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت سے ایک سال سے نکاح کیا ہے اور میں نے اسکو پہچانا نہیں تھا تو گواہی
 مقبول ہوگی اور حکم قاضی باطل ہو جائیگا اور وہ عورت اس گواہ کو واپس دی جائیگی پھر اس مسئلہ میں امام محمد رحمہ اللہ امام
 ابو یوسف رحمہ اللہ میں اختلاف ثابت ہوا یہ ذخیرہ میں ہے۔ دوسرے کے مقبوض مال میں پر ملک مطلق کا دعویٰ کیا پھر دوسرے
 وقت اسی شخص پر اسی قاضی کے یہاں اس عین کا بسبب ملک حادث کے دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح ہے اور اگر پہلے
 کسی سبب سے ملک کا دعویٰ کیا پھر اسی شخص پر اسی قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح نہیں ہے تو یہ محیط میں ہے
 اور اسی پر فتویٰ ہے یہ فضول عادیہ میں ہے اور اگر ایک چوپایہ پر اس سبب سے دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک میں پیدا ہوا ہے
 پھر اسکے بعد اسی قاضی کے پاس کسی سبب حادث سے ملک کا دعویٰ کیا تو دوسرا دعویٰ صحیح نہو نا چاہیے بخلاف اسکے اگر پہلے
 ملک مطلق کا دعویٰ کیا پھر اسی قاضی کے پاس کسی سبب سے دعویٰ کیا تو صحیح ہے تو یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر نصف
 دار میں دعویٰ کیا پھر بعد اسکے سب دار کا دعویٰ کیا تو سماعت نہوگی اور اگر اسکے برعکس ہو تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ
 میں ہے۔ اور صواب اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں سماعت ہوگی ولیکن اگر آدمے کے دعوے کے وقت یہ کہا
 کہ سو اے اس نصف کے برابر حق نہیں ہے تو اس وقت اُسکے دعویٰ کی بالکل سماعت نہوگی محیط میں ہے۔ اگر کسی کے دار مقبوضہ پر
 بسبب خرید کے دعویٰ کیا اور ظاہر ہوا کہ دعوے کے روز جس گھر پر دعویٰ کیا ہے وہ دار علیہ کے قبضہ میں نہ تھا بلکہ غیر کے قبضہ
 میں تھا پھر مدعی نے دوسری مجلس میں اسی دار کا قابض پر ملک مطلق کی وجہ سے دعویٰ کیا تو بعض نے کہا کہ سماعت نہوگی
 اور یہی اصح ہے اور یہ حکم اس وقت ہے کہ پہلے خرید کا دعویٰ کیا اور قبضہ ذکر نہ کیا اور اگر خرید نافع قبضہ کے بیابان کیا پھر بعد

اسکے اس شخص پر اسی قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعوی کیا تو بعض نے کہا کہ ہمیں بھی اختلاف شاخ ہونا چاہیے چنانچہ اگر خرید مع قبضہ کا دعوی کیا اور گواہوں نے ملک مطلق کی گواہی دی تو شاخ کا اختلاف ہو گا انی الفصل العا دہ۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو کہ وہ زعم کرتا ہو کہ میں نے اسکو فلان شخص سے خرید لیا ہو پھر ایک شخص نے اگر غیر قاضی کے پاس دعوی کیا کہ یہ گھر میرا ہے مجھے اس شخص نے جسے قابض کے ہاتھ بیچا ہو صدقہ میں دیا ہو پھر ایک مہینہ یا ایک برس کے بعد اس معی نے جبکہ قبضہ میں گھر ہو قاضی کے پاس مرافقہ کیا کہ یہ گھر میرا ہے میں نے اس شخص سے خرید لیا ہو جس سے قابض اپنا خریدنا بیان کرتا تھا پس اگر خریدنے کی تاریخ صدقہ کی تاریخ سے پہلے بیان کی تو گواہی قبول ہوگی اور اگر بعد تاریخ صدقہ کے تاریخ خرید بیان کی تو مقبول ہوگی یہ کتاب الا قضیہ میں مذکور ہو اور اگر تاریخ ذکر نہ کی تو گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ صدقہ میں خواہ قبضہ بیان کرے یا نہ کرے کچھ ہر دوا نہیں ہو امام محمد نے فرمایا کہ اگر بعد تاریخ خرید کے صدقہ کا دعوی کیا تو بائع سے دام نہیں لیں کر سکتا ہو یہ ذخیرہ محیط میں ہو۔ اگر لینے باپ سے گھر خرید نیک دعوی کیا پھر میراث کا دعوی کیا تو سماعت ہوگی اور اگر پہلے میراث کی وجہ سے دعوی کیا پھر خریدنے کا دعوی کیا تو مقبول نہیں اور تناقض ثابت ہوگا یہ خزانہ المفتین میں ہو عورت نے مہر شل کا دعوی کیا پھر مسمی کا دعوی کیا تو دوسرے دعوی کی سماعت ہوگی اور اگر پہلے مہر سے کا دعوی کیا پھر مہر شل کا دعوی کیا تو دوسرے دعوی کی سماعت ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا پس شوہر نے اکیا کر کہا کہ میں نے اسکو ادا کر دیا ہو پھر کہا کہ میں نے اسکے باپ کو ادا کر دیا ہو تو شاخ نے فرمایا کہ تناقض نہیں ہو یہ فصول التشریعیہ میں ہو فتویٰ اسطرح طلب ہوا مرقے نے راکہ خدمت او میکرو لبو ہرے داد بعد ازان دعوی میکنند کہ آن زن در نکاح من بودہ است ومن طلاق نہ دادہ ام تو اشر و شنی نے فرمایا کہ اسکی سماعت نہونی چاہیے کیونکہ تناقض ظاہر ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک عورت نے ایک اگور کا باغ فروخت کر دیا پس اسکے نابائع لڑکے نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہو مجھے لینے باپ کی میراث میں ملا ہو اور عورت فروشد نے اسکی تصدیق کی اور کہا کہ میں وصیہ نہیں ہوں تو شاخ نے فرمایا کہ اگر وقت بیع کے کٹے وصیہ ہونیکا دعوی کیا تھا تو پھر بعد اسکے اسکا قول کہ میں وصیہ نہ تھی مقبول نہ ہوگا اور آپس بائع کے واسطے قیمت باغ کی لازم آویگی کیونکہ خود نے اقرار کیا کہ میں نے بیع و تسلیم کر کے اسکو تلف کیا ہو اور نابائع کے گواہوں کی گواہی بدون اجازت اس شخص کے جو اسکا ولی ہو مقبول و سموع نہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو آپس ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ یہ میرا گھر ہو میں نے ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور گواہ دیکے کہ میں نے دو برس سے قابض سے خرید لیا ہو اور مدعی بھی ایسا ہی کہتا ہو جیسا گواہوں نے بیان کیا تو قاضی ایسی گواہی قبول ذکر بجا لیکن اگر مدعی نے اسطرح توفیق دی کہ میں نے دو برس ہو کے قابض سے خرید لیا تھا جیسا گواہوں نے بیان کیا پھر میں نے اپنے باپ کے ہاتھ فروخت کیا پھر ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور گواہوں نے گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور مدعی کے واسطے گھر کی ڈگری ہو جائیگی اسی طرح اگر بہرہ یا صدقہ کا بچاے خرید کے دعوی کیا تو شل خرید کے حکم کے اسکا بھی حکم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک سال سے صدقہ کا دعوی لیا پھر دو مہینہ سے خرید نیک دعوی کیا اور گواہ قائم کئے تو مقبول نہوگے لیکن اگر توفیق دی کہ اسنے مجھے صدقہ میں دیا تھا اور میں نے قبضہ کیا پھر کسی سبب سے اسکے ہاتھ میں پہونچا اور اسنے صدقہ سے انکار کر دیا پس میں نے خرید لیا اور بیان

اگر خرید مع قبضہ کا دعوی کیا اور گواہوں نے ملک مطلق کی گواہی دی تو شاخ کا اختلاف ہو گا انی الفصل العا دہ۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو کہ وہ زعم کرتا ہو کہ میں نے اسکو فلان شخص سے خرید لیا ہو پھر ایک شخص نے اگر غیر قاضی کے پاس دعوی کیا کہ یہ گھر میرا ہے مجھے اس شخص نے جسے قابض کے ہاتھ بیچا ہو صدقہ میں دیا ہو پھر ایک مہینہ یا ایک برس کے بعد اس معی نے جبکہ قبضہ میں گھر ہو قاضی کے پاس مرافقہ کیا کہ یہ گھر میرا ہے میں نے اس شخص سے خرید لیا ہو جس سے قابض اپنا خریدنا بیان کرتا تھا پس اگر خریدنے کی تاریخ صدقہ کی تاریخ سے پہلے بیان کی تو گواہی قبول ہوگی اور اگر بعد تاریخ صدقہ کے تاریخ خرید بیان کی تو مقبول ہوگی یہ کتاب الا قضیہ میں مذکور ہو اور اگر تاریخ ذکر نہ کی تو گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد نے فرمایا کہ صدقہ میں خواہ قبضہ بیان کرے یا نہ کرے کچھ ہر دوا نہیں ہو امام محمد نے فرمایا کہ اگر بعد تاریخ خرید کے صدقہ کا دعوی کیا تو بائع سے دام نہیں لیں کر سکتا ہو یہ ذخیرہ محیط میں ہو۔ اگر لینے باپ سے گھر خرید نیک دعوی کیا پھر میراث کا دعوی کیا تو سماعت ہوگی اور اگر پہلے میراث کی وجہ سے دعوی کیا پھر خریدنے کا دعوی کیا تو مقبول نہیں اور تناقض ثابت ہوگا یہ خزانہ المفتین میں ہو عورت نے مہر شل کا دعوی کیا پھر مسمی کا دعوی کیا تو دوسرے دعوی کی سماعت ہوگی اور اگر پہلے مہر سے کا دعوی کیا پھر مہر شل کا دعوی کیا تو دوسرے دعوی کی سماعت ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا پس شوہر نے اکیا کر کہا کہ میں نے اسکو ادا کر دیا ہو پھر کہا کہ میں نے اسکے باپ کو ادا کر دیا ہو تو شاخ نے فرمایا کہ تناقض نہیں ہو یہ فصول التشریعیہ میں ہو فتویٰ اسطرح طلب ہوا مرقے نے راکہ خدمت او میکرو لبو ہرے داد بعد ازان دعوی میکنند کہ آن زن در نکاح من بودہ است ومن طلاق نہ دادہ ام تو اشر و شنی نے فرمایا کہ اسکی سماعت نہونی چاہیے کیونکہ تناقض ظاہر ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک عورت نے ایک اگور کا باغ فروخت کر دیا پس اسکے نابائع لڑکے نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہو مجھے لینے باپ کی میراث میں ملا ہو اور عورت فروشد نے اسکی تصدیق کی اور کہا کہ میں وصیہ نہیں ہوں تو شاخ نے فرمایا کہ اگر وقت بیع کے کٹے وصیہ ہونیکا دعوی کیا تھا تو پھر بعد اسکے اسکا قول کہ میں وصیہ نہ تھی مقبول نہ ہوگا اور آپس بائع کے واسطے قیمت باغ کی لازم آویگی کیونکہ خود نے اقرار کیا کہ میں نے بیع و تسلیم کر کے اسکو تلف کیا ہو اور نابائع کے گواہوں کی گواہی بدون اجازت اس شخص کے جو اسکا ولی ہو مقبول و سموع نہوگی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہو آپس ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ یہ میرا گھر ہو میں نے ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور گواہ دیکے کہ میں نے دو برس سے قابض سے خرید لیا ہو اور مدعی بھی ایسا ہی کہتا ہو جیسا گواہوں نے بیان کیا تو قاضی ایسی گواہی قبول ذکر بجا لیکن اگر مدعی نے اسطرح توفیق دی کہ میں نے دو برس ہو کے قابض سے خرید لیا تھا جیسا گواہوں نے بیان کیا پھر میں نے اپنے باپ کے ہاتھ فروخت کیا پھر ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور گواہوں نے گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور مدعی کے واسطے گھر کی ڈگری ہو جائیگی اسی طرح اگر بہرہ یا صدقہ کا بچاے خرید کے دعوی کیا تو شل خرید کے حکم کے اسکا بھی حکم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک سال سے صدقہ کا دعوی لیا پھر دو مہینہ سے خرید نیک دعوی کیا اور گواہ قائم کئے تو مقبول نہوگے لیکن اگر توفیق دی کہ اسنے مجھے صدقہ میں دیا تھا اور میں نے قبضہ کیا پھر کسی سبب سے اسکے ہاتھ میں پہونچا اور اسنے صدقہ سے انکار کر دیا پس میں نے خرید لیا اور بیان

کر دیا کہ صدقہ تو سبب ہو اور خرید لینا اپنی ملک کی تخلیص کے واسطے ہر گواہی مقبول ہو گی یہ غلام میں رہے۔ اگر ایک سال
 سے صدقہ کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے کہا کہ ایک مہینہ سے اپنے خریدہ ہو تو گواہی مقبول نہ ہو گی بلکہ اگر اس طرح توفیق دی
 کہ مجھے اسے ایک سال سے صدقہ میں دیا تھا اور میں نے قبضہ کر لیا ہے تاکہ کسی سبب سے یہ ہو سچ گیا اور اسے صدقہ سے انکار کیا
 تو ایک مہینہ ہوا کہ میں نے خرید لیا اور اسکو گواہوں سے ثابت کیا تو گواہی مقبول ہو گی یہ قادی قاضی خاں جین والا اگر ایک شخص کے دار متبہ نہ ہو
 دعویٰ کیا کہ اسے مجھے بہہ کر دیا ہو اور صدقہ میں نہیں دیا ہو اور گواہ صدقہ دینے پر قائم کیے او کہنا کہ کبھی مجھے بہہ نہیں کیا ہو
 حالانکہ قاضی کے سامنے بہہ کا دعویٰ کیا تھا تو اسے اپنے گواہوں کو جھٹلایا پس گواہی مقبول ہو گی اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ
 میراث میں ملا ہوں میں نے ہرگز نہیں خریدا ہو پھر اسکے بعد اگر بیان کیا کہ میں نے اسکو خریدا ہو ہرگز مجھے میراث میں نہیں ملا ہو پھر
 ایک سال سے خرید نہ ہو وہ گواہ لایا تو دعویٰ باطل ہو۔ پس اگر بہہ کا دعویٰ کیا اور نہ کہا کہ مجھے کبھی صدقہ میں نہیں دیا ہو پھر صدقہ
 کے گواہ لایا اور کہا کہ جب اسے بہہ سے انکار کیا تو میں نے درخواست کی کہ مجھے صدقہ دیدے اسے ایسا ہی کیا تو جائز ہو یہی طرح
 اگر کہا کہ میں اسکا بیب میراث کے مالک ہوا تھا اسے میراث سے انکار کیا پھر میں نے اس سے خرید لیا اور خریدہ کے گواہ لایا
 تو جائز ہو اور اگر پہلے خرید کا دعویٰ کیا پھر اسکے گواہوں نے گواہی دی کہ اسے اپنے باپ سے میراث پایا ہو تو اسکا حکم اسکے
 برخلاف ہو یہ مبہوت میں ہو اگر دعویٰ کیا کہ میں نے یہ گھر اپنے میراث پایا ہو پھر دوسرے کے ساتھ دعویٰ کیا کہ ہم دونوں نے اپنے
 باپ سے میراث پایا ہو اور دونوں نے گواہ پیش کیے تو مقبول ہو گئے یہ خلاصہ میں ہو۔ ایک اسکے کے چند عقار موروثی میں اسے
 اپنے کسی عقار کا بعد بالغ ہونے کے مشتری پر دعویٰ کیا کہ میرے وصی نے اسکے ساتھ مجبوری و ذیروقتی سے فروخت کر کے سپرد
 کیا تھا پس اسکو واپس کرنا چاہا پھر دوبارہ اسی عقار کا دعویٰ کیا کہ میرے وصی نے اسکو نہایت خسارہ سے فروخت کیا ہو تو قاضی
 اول سے دوسرے دعویٰ کی سماعت کی جائے۔ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خرید اسچرا بالغ نے دعویٰ کیا
 کہ میں اس بیع میں ضنوی تھا اور مشتری سے غلام واپس کرنا چاہتا اور مشتری نے انکار کیا یا مشتری نے دعویٰ کیا کہ بالغ اس بیع
 میں ضنوی تھا اور دام واپس لینے کا قصد کیا تو دعویٰ صحیح نہیں ہو اور اگر اپنے گواہ پیش کرنے چاہے تو سماعت نہ ہو گی اس طرح
 اگر گواہوں اور دوسرے سے قسم لینا چاہی کہ وہ ضنوی تھا تو قسم نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ
 یہ چیز میری ہو پھر دعویٰ کیا کہ مجھے وقف کی گئی ہو تو سماعت ہو گی اور اگر پہلے وقف کا دعویٰ کیا پھر اپنی ملک کا دعویٰ کیا تو سماعت
 نہ ہو گی یہ چیز کروری میں ہو۔ ایک شخص نے ایک زمین چچی پھر دعویٰ کیا کہ یہ مجھے اور میری اولاد پر وقف کی گئی ہو تو سبب تناقض
 کے سماعت نہ ہو گی اور اگر مدعا علیہ سے قسم لینا چاہی تو قسم نہیں لے سکتا ہو اور اگر گواہ قائم کیے تو قبول ہو گئے اور بعض نے کہا کہ
 مقبول ہونا اسوب و احاطہ ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اجاس میں ہو کہ زمین کے مشتری نے اگر اقرار کیا کہ یہ زمین خریدی ہوئی مقبض
 یا مسجد ہو اور قاضی نے اسکے خاصہ کے سامنے اسکے اقرار کو نافذ کیا پھر مشتری نے بائع پر دام بھیج لینے کے واسطے گواہ قائم
 کیے تو مقبول ہو گئے یہ محیط میں ہو اگر مشتری نے بائع پر دعویٰ کیا کہ جو زمین تو نے میرے ساتھ فروخت کی وہ فلاں مسجد پر وقف ہو
 تو فقیر پھر فرمائے کہ مقبول ہو اور بیع ٹوٹ جائیگی اور فقیر ابواللیث نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مقبول
 نہیں اور اول اصح ہو یہ فصول عمادیہ میں ہو اگر مدعا علیہ کے قبضہ میں کسی مال کا سبب شرکت سے دعویٰ کیا پھر آپر ہی عرض
 ہونے کا دعویٰ کیا تو سماعت ہو گی اور اسکے برعکس سماعت نہ ہو گی کیونکہ مال شرکت کبھی بسبب انکار کے قرض ہو جاتا ہو
 اور قرض کی مال شرکت نہیں ہوتا ہو یہ فصول استروغنیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ مجھے فلاں شخص کا مال

مال تھا اور وہ مر گیا اور وہ مال مجھے میراث میں چاہیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے یہ مال تو اسکو ادا کر دیا ہے اور گواہ لانے گیا مگر نہیں لایا پھر مدعی نے دوسری مجلس میں اپنے دعویٰ کا اعادہ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے تیسرے وارث ہونیکا علم نہیں ہے تو اسکی سماعت ہوئی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اول سے نکاح کیا ہے اور اسنے انکار کیا پھر وہ شخص مر گیا پھر عورت نے اسکی میراث کا دعویٰ کیا تو اسکو میراث ملیگی یہ محیط فصل نہم میں مذکور ہے اگر عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا پھر عورت مر گئی پس مرد نے اسکی میراث طلب کی اور زعم کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا تھا تو اسکو میراث ملیگی ایسا ہی امام ابو یوسف رحمہ سے فاذر میں مذکور ہے کہ فانی فتاویٰ قاضی خان اگر ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے تین طلاقی دی ہیں اور شوہر نے اسکا انکار کیا پھر شوہر مر گیا اور عورت نے اسکی میراث طلب کی تو میراث نہ ملیگی اسی طرح اگر اسنے اپنے کو جھٹلایا اور کہا کہ مجھے قبل ہوت کے آنے طلاق نہیں دی تھی تو بھی میراث نہ ملیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک مملوک ہو اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا مملوک ہے اور قابض اس سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا ہے پس قاضی نے اس سے قسم لی کہ والد یہ اس مدعی کا نہیں ہے پس اسنے قسم سے انکار کیا پس قاضی نے بسبب کھول کے اسپر ڈگری کر دی پس قابض نے کہا کہ میں نے خصوصت سے پہلے یہ مملوک مدعی سے خریدا تھا اور اسکے گواہ دیے تو مقبول ہو گئے اور غلام کا اسکے واسطے حکم ہو گا اور اسکا قسم سے باز رہنا اپنے گواہوں کا اذباب نہ ہو گا اور اگر اسنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے میری ملک میں پیدا ہوا ہے پھر گواہ قائم کیے کہ میں نے اسکو فلاں شخص سے سوائے مدعی کے خریدا ہے تو گواہ مقبول نہوں گے یہ ذخیرہ میں ہے۔ نوادر عیسیٰ بن ابان میں ہے کہ تین شخصوں نے ایک شخص پر کسی مال کے واسطے گواہ قائم کیے کہ یہ ہمارے باپ کی میراث سے ہمو چاہیے ہے اور قاضی نے انکی ڈگری کر دی پھر انہیں سے ایک نے کہا کہ یہ مال جو قاضی نے ہمو دلایا ہے اس میں میرا کچھ حق نہیں ہے یہ صرف دونوں میرے بھائیوں کا ہے تو اس کہنے سے مدعا علیہ سے کچھ کم ہو گا ولیکن اگر یوں کہا کہ اصل میں میرا اس میں کچھ نہیں ہے صرف میرے دونوں بھائیوں کا ہے تو بقدر اسکے حصہ کے باطل ہو جائیگا اور اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے اسنے کہا کہ میرا اس مال میں کچھ حق نہیں ہے یہ صرف میرے دونوں بھائیوں کا ہے تو اس سے دریافت کیا جائیگا کہ تم سب نے میراث پر کا دعویٰ کیا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ تیرا نہیں ہے اور انکا ہو گیا پس اگر ایسی کوئی وجہ معقول بیان کی کہ جس سے اسکو خارج کیا جائے تو مقبول ہوگی اور اگر یہ کہہ کر وہ مر گیا تو قاضی دو تہائی دونوں بھائیوں کو دلا دیگا اور اسکا حصہ چھوڑ دیگا اور اگر ایسا ہو کہ جن لوگوں نے گواہ قائم کیے ہیں وہی لوگ باہمی معاملہ رکھتے ہیں اور میراث کی وجہ سے مال کا دعویٰ نہ کیا بلکہ کسی شخص کے فروخت کرنے کا دعویٰ کیا پھر ایک نے کہا کہ میرا اس میں کچھ حق نہیں ہے یہ صرف انہیں دونوں کا ہے تو تمام مال ان دونوں کو دلا یا جائیگا مدعا علیہ سے کچھ کم نہ کیا جائیگا یہ محیط میں ہے

نوان باب دو و خصوصاً کے دعوے کے بیان اور اور اس میں چار فصلیں ہیں

فصل اول مال عین میں ملک مطلق کے دعوے کے بیان میں امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الاصل میں ذکر فرمایا ہے کہ ایک نے دوسرے کے متقبضہ دار یا عفار یا کسی مال منقول پر دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو ہمارے علمائے ثلاثہ کے نزدیک غیر قابض کے گواہوں پر ڈگری کی جائیگی یہ حکم اسوقت ہے کہ دونوں نے تاریخ ذکر نہ کی اور اگر دونوں نے تاریخ ذکر کی پس اگر دونوں کی تاریخ ایک ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو امام غزالی

اور دوسرے قبل امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے موافق اسکی ڈگری ہوگی۔ جسکی تاریخ پہلے ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے بیان کی تو ہجری کی ڈگری امام اعظم کے نزدیک کیاجائے گی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک اور ہی اسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میں اس دار کا ایک سال سے مالک ہوا ہوں اور قابض نے گواہ دیے کہ میں نے دوسرے سے اسکو قتلان شخص سے خریدا ہو در حالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور میں نے قبضہ کر لیا ہو تو دعوی کی ڈگری کو بجائے گی یہ ظہر میں اگر دعوی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے میں نے اسکو ہزار درہم پر مکاتب کیا ہو اور اس کے گواہ سنائے اور قابض نے کہا میرا غلام ہے میں نے اسکو ہزار درہم پر مکاتب کیا ہو اور اس کے گواہ دیے تو غلام دونوں میں مکاتب قرار دیا جائیگا کہ دونوں کو مال کتابتہ ادا کرے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک نے کہا کہ میں نے اسکو بدبر کیا ہو اور میں اسکا مالک ہوں اور اس پر گواہ سنائے اور دوسرے نے دعوی کیا کہ میں نے اسکو مکاتب کیا ہو اور میں اسکا مالک ہوں تو بدبر کرنے کے گواہ اونی ہیں کذا فی المحيط اگر دو شخصوں نے تیسرے کی مقبوضہ چیز پر ملک مطلق کا دعوی کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ کہی تو دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی کذا فی الخلاصہ اگر دونوں نے تاریخ کہی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو موافق ظاہر الروایت کے امام اعظم رحمہ اللہ اور دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ و اول قول امام محمد رحمہ اللہ اسی کی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ سابق ہو اور اگر ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے نہ کہی تو ظاہر الروایت امام اعظم رحمہ اللہ سے دونوں میں برابر ڈگری ہوگی اور یہی صحیح ہو اور صاحبین سے روایات مختلف ہیں اور شیخ الاسلام خواہر زادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ صحیح بنا بر اول قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ و دوسرے قول امام محمد رحمہ اللہ کے یہ جو کہ مثل قول امام اعظم رحمہ اللہ کے دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی قضا سے قاضیخان ہیں۔ ہر ایک دار مال مقول دو شخصوں کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوی کے گواہ سنائے پس اگر دونوں نے تاریخ کہی یا برابر ایک ہی تاریخ کہی تو دونوں میں نصف نصف ہوگا اور اگر دونوں میں سے ایک کی تاریخ پہلی ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک موافق دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ و اول قول امام محمد رحمہ اللہ کے جسکی تاریخ پہلے ہی اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ نہ کہی اور دوسرے نے کہی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی اور صاحبین کے نزدیک موافق اس روایت کے کہ تاریخ متبر نہیں رکھتے ہیں ایسا ہی حکم ہے اور موافق اس قول کے کہ تاریخ کا اعتبار کرتے ہیں پس امام ابو یوسف کے نزدیک تاریخ کہنے والے کی ڈگری اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک نہ کہنے والے کی ڈگری ہوگی کیونکہ جس نے کہی اسی کی تاریخ سابق ہو کذا فی المحيط۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو اسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا غلام ہے مجھے اسے غضب کر لیا یا کر یہ لیا یا ستار لیا یا رہن لیا ہو اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے میں نے اسکو آزاد یا بدبر کیا ہو یا باندی تھی کہ قابض نے گواہ دیے کہ میں نے اسکو ام ولد بنا یا ہو تو دعوی کی گواہی اسے ہو اسی کے واسطے غلام کی ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو اسپر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا ہے مجھے اس دوسرے مدعی نے غضب کر لیا ہو تو جس کے گواہ ہوں نے غضب کی گواہی دی ہو اسی کی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر مجھے اسے دعوی غضب کے و ولایت رکھنے کا دعوی ہو تو بھی ایسا ہی ہو یہ محیط میں ہے۔ بدبر کرنے ایک گھر پر جو سعد و زید کے ہاتھ میں ہو دعوی کیا کہ میرا ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک نے گواہ گذرنے کہ میرا ہے تو ادا ہو کر کو ملیگا اور آواہ ان دونوں کو ملیگا اور اگر میرے سعد پر غضب یا ولایت کا دعوی کیا تو جو تھائی زید کو اور باقی بکر کو ملیگا اور قاعدہ یہ ہو کہ غیر قابض و معینوں نے اگر ایک مال حین میں تنازع کیا اور ایک نے دوسرے پر غضب کا دعوی کیا اور دونوں نے گواہ گذرنے۔

الکافی الکا فی۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام اور دار پر اس پر وخصون نے گواہ قائم کیے ہر ایک نے گواہ دیے کہ میں نے اس سے یہ دار قبضہ میں اس غلام کے جو اسکے پاس رہی خرید لیا اور قبضہ دونوں کے دعوے سے منکر ہو تو کافی وار کے دونوں میں برابر اور غلام کے دونوں میں برابر ہو چکا کہ گجگا اور ان دونوں کو خیار ہو گا پس اگر دار کا لینا نہیں کیا تو دار دونوں میں اور غلام دونوں میں برابر کر دیا اور اگر فسخ کرنا اختیار کیا تو غلام دونوں میں اور قیمت غلام دونوں میں برابر لگا دیا اور اگر ایک نے تمام دار لینے کا قصد کیا حالانکہ قاضی دونوں میں برابر کی ڈگری کر چکا ہو تو اسکو یہ اختیار ہو گا یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو اور اگر دار دونوں معیون کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر ایک مدعی کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو دار قبضہ کا ہو گا اور اسکو خیار نہ ہو گا اور تمام غلام و دار کا ہو گا کذا فی المحيط اور اگر دار اسکے قبضہ میں نہ ہو لیکن اسکے گواہوں کے بیان سے ثابت ہو کہ اس نے دار پر قبضہ کیا ہو تو قاضی دار کی ڈگری اسی کے نام کر دیا کذا فی فتاویٰ قاضیان میں ہو اور اگر مدعا علیہ نے قابض سے کہا کہ دار کا عوض مجھے سپرد نہیں ہوا بلکہ دوسرے خصم کے گواہوں سے اس میں استحقاق پیدا ہو گیا پس میں تجھے دار واپس لوں گا تو اس پر التفات نہ کیا جائیگا کیونکہ غلام میں اس طرح استحقاق ثابت ہو کہ جو قابض کے لیے حجت نہیں ہو کیونکہ قابض کی حجت کو دوسرے بترجیح دی پس استحقاق قابض کے حق میں ظاہر نہ ہوا بلکہ ایسا ہو کہ گویا مدعا علیہ کے اقرار سے استحقاق پیدا ہوا ہو یہ حکم سوقت میں ہو کہ دونوں نے مطلقاً خرید کا دعویٰ کیا اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کر کے دعویٰ کیا اور گواہ دیے اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو غلام دوسرے کو دلا یا جائیگا کذا فی المحيط اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہ بیان کی اور دار مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو تو تاریخ والے کے واسطے گھر کی اور دوسرے کے واسطے غلام کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ کہی ہو اور دوسرے کا قبضہ یا معائنہ ہو گیا ہو یا گواہوں سے ثابت ہو تو ڈگری پانے کے واسطے یہی اولے ہو گا کذا فی الکافی۔ اگر اسکے گواہوں نے جس نے تاریخ نہیں ذکر کی ہو یہ گواہی دی کہ بائع نے اسکے خریدنے اور قبضہ کر لیا اقرار کیا ہو تو تاریخ بیان کرنے والے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک کا قبضہ گواہوں سے ثابت ہو اور دوسرے کا قبضہ معائنہ ہو ہو تو یہی اولے ہو کذا فی المحيط اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو پس ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے چھوڑ دی تو دار و غلام دونوں میں برابر تقسیم ہونے کی ڈگری ہوگی کذا فی الکافی اور اگر ہر ایک کے گواہوں نے خریدنے اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی یا قبضہ میں بائع کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور ایک نے تاریخ قبضہ بیان کی ہو اور دوسرے نے نہیں بیان کی ہو پس اگر دار بائع کے قبضہ میں ہو تو تاریخ والا اولے ہو اور اگر اسکے قبضہ میں ہو جس کے گواہوں نے تاریخ قبضہ بیان کی ہو تو وہ اولے ہو جس کے گواہوں نے قبضہ و معائنہ کی گواہی ادا کی ہو مگر تاریخ کی گواہی نہیں دی ہو اور اگر دار شری کے قبضہ میں ہو اور دونوں نے گواہ قائم کیے جنھوں نے خریدنے اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی یا بائع کے قبضہ ہونے کے اقرار پر گواہی دی اور ایک کے گواہوں نے تاریخ قبضہ بیان کی اور دوسرے کے گواہوں نے نہیں بیان کی تو دار دونوں میں برابر تقسیم ہونے کی ڈگری ہوگی اور غلام بھی دونوں میں ہو گا اور دونوں کو خیار بھی ہو گا اور امام محمد نے فرمایا کہ قبضہ کی تاریخ یہاں بمنزلہ تاریخ خرید کے ہوتے کہ اگر گھر بائع کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک کے گواہوں نے خرید اور قبض کی گواہی دی اور قبضہ کی تاریخ بدوین تاریخ خرید کے بیان کی اور ایک کی تاریخ پہلی ہو تو جسکی تاریخ قبضہ سابق ہو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر گھر پہلی تاریخ قبضہ کے قبضہ میں ہو تو بھی پہلے تاریخ والے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے

تاریخ قبضہ بیان کی دوسرے نے نہ بیان کی اور درباریوں کے قبضہ میں ہو تو تاریخ و اس کی ڈگری ہوگی اور اگر دار کے قبضہ میں ہو جس نے تاریخ نہیں بیان کی تو وہی اولیٰ جو قلمت شہادت کی ان کیوں فی مثل بد اخلاف الامام الثانی۔ یہ سب اس صورت میں ہو کہ غلام مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو اور اگر غلام دونوں مدعیوں کے قبضہ میں ہو اور دربار مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو دار و غلام دونوں میں برابر اور دونوں کو خیال ہوگا پس اگر بیع تمام کر دین تو دار و دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر بیع منقطع کر دین تو غلام و دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور مدعا علیہ غلام کی قیمت دونوں کو دینا نہ دیکھا کذا فی الحیط۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ غلام اس قابض کے ہاتھ سے بیویں ہزار درم و ایک رطل شراب کے فروخت کیا ہو اور میں مالک ہوں اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو قابض کے ہاتھ سے بیویں ہزار درم و ایک سو کے فروخت کیا ہو وچالیکہ میں مالک غلام ہوں اور قابض دونوں کے دعوے سے انکار کرتا ہو تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ غلام دونوں مدعیوں کے قبضہ میں تھا تو قابض ہر ایک کا وہی قیمت غلام کی ڈانڈیگا اور اگر ہر ایک مدعی نے یہ گواہ دیئے کہ میں نے اس قابض کے ہاتھ سے بطور بیع فاسد فروخت کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر غلام مشتری کے ہاتھ میں مر گیا تو اسپر دو قیمتیں واجب ہوگی یہ محیط میں ہو اور یہ حکم سوت ہو کہ اس مر کے گواہ سنائے کہ قابض نے ایسا اقرار کیا ہو اور اگر ہر ایک نے بیع کے معائنہ اور قبضہ کے گواہ دیئے پس اگر غلام بعینہ قائم ہو تو غلام لیکر دونوں کو برابر دیدیا جائیگا اور سوائے اسکے انکو کچھ نہ ملیگا اور اگر غلام مستمال ہو تو غلام کی ایک قیمت دونوں کو برابر ملیگی اور سوائے اسکے کچھ نہ ملیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ دیئے کہ میں نے اس مشتری قابض کے ہاتھ سے دینار کو اس شرط پر فروخت کیا ہو کہ مشتری کے واسطے ایک وقت معلومہ تک خیال ہو اور قابض دونوں کے دعوے سے انکار کر کے اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہو تو قابض کو خیال ہوگا کہ غلام دونوں میں سے جسکو چاہے دیدے اور دوسرے کو دام دینے پر نیگے یہ نیز ہے۔ میں ہو۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو میں نے اسکو قابض کے ہاتھ سے اس شرط پر فروخت کیا ہو کہ مجھے تین روز تک خیال ہو پس اگر دونوں نے بیع تمام کر دی یا ایک نے تمام کی اور دوسرا راضی ہو گیا تو مشتری کو لینا پڑیگا اور ہر ایک کو ہزار درم دینے پڑینگے اور اگر ایک نے بیع تمام کی اور دوسرے نے توڑ دی تو اجازت دینے والے کو آدھا ملے اور دوسرے کو پورا غلام ملیگا اور اگر دونوں نے بیع تمام نہیں کی تو غلام لیکر آدھا آدھا کر لیں اور اسکے سوائے کچھ نہ دیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم نہ کیے مگر قابض نے دونوں کی تصدیق کی اور یہ معلوم نہیں کہ پہلا کون ہو پس اگر دونوں نے بیع تمام کر دی تو ہر ایک ہزار درم لے لیگا اور اگر تمام نہ کی اور مدت گذر گئی تو غلام دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور مشتری ہر ایک کو آدھی قیمت ڈانڈیگا اور اگر ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے نہ دی تو اجازت دینے والا پورے ہزار درم لے لیگا اور دوسرے کو پورا غلام ملیگا یہ محیط خرمی میں ہو۔ نو اور ہشام میں ہو کہ میں نے امام محمد رحمہ سے دریافت کیا کہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے قابض سے ایک سال سے ہزار درم کو خریدا ہو اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں نے قابض سے پانچ مہینہ سے سو دینار کو خریدا ہو اور قابض کہتا ہو کہ میں نے سو دینار والے کے ہاتھ سے بیچا ہو پس قاضی نے ہزار درم والے کی ڈگری کر دی اور غلام اسکے ہاتھ سے بیچا ہو مشتری نے اس میں عیب پا کر مدعا علیہ کو جگہ قاضی دی پس کر دیا اور سو دینار دلا آیا اور کہا کہ میں غلام لیے لیتا ہوں کہونکہ تو نے

میرے ہاتھ بیچنے کا اقرار کیا ہو اور قاضی انکار کرتا ہو اور کہتا ہو کہ قاضی نے میرے تیسرے دربان کا عقد فسخ کر دیا تو مالک غلام کے قول پر التماس نہ کیا جائیگا اور نبرہ والے کی ڈگری کر دینے سے سود بنا رہا لے کی بیع فسخ کا حکم نہوا و سودینا والے کو اختیار ہو کہ بائع کے اقرار کی وجہ سے کہ میں نے سودینا والے کے ہاتھ بیچا ہو نبرہ درم والے کے ہاتھ نہیں بیچا ہو اس غلام کو لے لے اور اگر بائع نے سودینا والے سے کہا کہ غلام تو لے لے اُس نے انکار کیا تو بائع اُسکے ذمہ لازم کر سکتا ہو اور اگر سودینا والے نے نبرہ والے کی ڈگری ہونے کے وقت مجلس قاضی سے اٹھ کر کہا کہ میں نے بیع فسخ کر دی تو بیع فسخ ہوگی مگر اس صورت میں فسخ ہو جائیگی کہ بائع قبول کرے یا قاضی دونوں کی بیع فسخ کر دے یہ محیط میں ہو۔ اگر مدعی اور قاضی نے کسی سبب سے ایک ہی وجہ سے ملکیت سال کر لیا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ کسی یا صرف ایک نے تاریخ کی تو قاضی اولے ہو اور اگر دونوں نے تاریخ کی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو وہی اولے ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر دار ایک شخص کے قبضہ میں ہو اُس پر مدعی نے دعویٰ کیا کہ میں نے زید سے یہ دار خریدا ہو۔ اور اس کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے زید سے خریدا ہو اور مدعی کی تاریخ سابق ہو تو اُسی کی ڈگری ہوگی پس بعد ڈگری کے اگر دونوں کا شمن ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہو تو مدعی کو گھر سپرد کر دیا جائیگا اور قاضی کو اختیار ہوگا کہ اپنے دام وصول کرنے تک دار کو روک سکے اور اگر کسی کا شمن ادا کرنا اسطرح ثابت نہوا تو قاضی مدعی کو گھر نہ دیگا یہاں تک کہ اُس سے دام وصول کر لے اور اگر ایک شخص کا شمن ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہو اُس پر مدعی کی طرف سے ثابت ہو تو گھر اُسکو دیدیا جائیگا اور اگر قاضی کا شمن دیدینا ثابت ہو تو مدعی کا نہ ثابت ہو تو قاضی مدعی کو گھر نہ دیگا جب تک کہ دام وصول نہ کر لے اور اگر دونوں دام و جنس مختلف کے ہوں تو جو کچھ مدعی سے وصول کیا اُس میں سے قاضی کو کچھ نہ دیگا کیونکہ بائع اگر حاضر ہو تو قاضی کو بدون اُسکی رضا مندی کے ہتھ سے لینا روا نہیں ہو اسی طرح جب غائب ہو تو قاضی اُسکو نہیں دے سکتا ہو اور اگر ایک ہی جنس کے ہوں تو جو مدعی سے وصول ہوا ہو اُس میں سے قاضی کا پورا حق دیدیا جائیگا اگر اُس میں سے کچھ بیچ رہا تو بائع کے لیے رکھ لیا اور اگر کم پڑا تو بائع کے ذمہ پڑیگا اگر حاضر ہو تو اُسکا چھپا پڑا جائیگا۔ یہ اسوقت ہو کہ قاضی کا ادا کر دینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہو اور اگر قاضی نے اپنے شمن ادا کر دینے پر گواہ قائم کرنے چاہے تو ساعت ہوگی اور اگر یہ دار قاضی کے پاس ہے یا صدقہ کی وجہ سے ہو یا بیع کی وجہ سے ہو کہ دام نہیں ادا کیا میں اور مدعی نے گواہ دیے کہ میں نے اس سے پہلے زید سے خریدا ہو تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور دام لیکر بائع کو دیے جائیں گے اور مدعی کو گھر دیا جائیگا اور قاضی کو کچھ نہ ملے گا یہ محیط میں ہو اور اگر دونوں نے دو شخصوں کی طرف سے ملک حاصل کر لیا دعویٰ کیا تو مدعی کی ڈگری کی جائیگی کذا فی المحيط والذخیرہ۔ اگر قاضی مدعی سے ایک کی طرف سے ملک حاصل ہو لیا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کی یا ایک ہی تاریخ کی یا ایک نے بدون دوسرے کے کسی تو دونوں میں دار کے برابر ڈگری ہوگی اور اگر ایک کی تاریخ دوسرے سے پہلے ہو تو اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کی طرف سے ملک حاصل کر لیا دعویٰ کیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہو کذا فی الذخیرہ مدعی و قاضی نے اگر دو شخصوں سے خریدنے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ بیان کی مگر ایک کی تاریخ میں جہالت ہو مثلاً مدعی نے کہا کہ میں نے ایک سال سے زید سے خریدا ہو اور گواہ دیے اور قاضی نے گواہ سنائے کہ میں نے ایک سال سے زیادہ سے خریدا ہو اور گواہوں کو زیادتی یا دہین ہو تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی اسی طرح

اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے کہا کہ اس نے عرو سے ایک سال یا دو سال بڑے خریدا ہو اور گواہوں نے اس میں شک کیا تو بھی مدعی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمارت میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو اس پر مدعی نے دعویٰ کیا کہ میں نے قابض سے خریدا ہو اور قابض نے دعویٰ کیا کہ میں نے عرو سے خریدا ہو اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور تاریخ کسی کے پاس نہیں ہو تو دونوں گواہ بیان ساقط کر دیجائیگی خواہ قبضہ کی گواہی دی ہو یا نہ دی ہو اور بلا حکم قاضی قابض کے قبضہ میں وہ درج ہو دیا جائیگا اور یہ امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہو پھر اگر دونوں فریق گواہوں نے وام ادا کر دینے کی گواہیاں دیں تو دونوں میں اولاً بلا ہو جائیگا اور اگر یہ مدعی تو امام محمد رحمہ کے نزدیک سبب وجوب شن کے بدلا ہو جاتا ہو کذا فی الکافی اگر دونوں فریق گواہوں نے عمارت میں وقت بیان کیا اور قبضہ نہ ثابت کیا اور مدعی کا وقت سابق ہو تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قبضہ ثابت کیا تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قابض کی تاریخ سابق ہو تو دونوں دونوں میں مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی الہدایہ۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہو اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا گھر عرو میں نے قابض کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہو اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا عرو میں نے مدعی کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہو تو یہ قیاس قول امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے دونوں گواہ بیان ساقط ہو جائیگی یہ محیط میں ہو ایک گھر زید کے قبضہ میں ہو اس پر عرو برہان لایا کہ میں نے بکر کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہو اور بکر برہان لایا کہ میں نے عرو کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کیا ہو اور زید نے ان سب سے انکار کیا تو دونوں مدعیوں میں دار کی ڈگری ہو جائیگی اور دونوں ثنوں کی کچھ ڈگری نہ ہوگی کذا فی الکافی۔ ایک گھر محمد نامے کے قبضہ میں ہو بکر نامے ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت سے ہزار درم کو خریدا ہو اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ میں نے بکر سے ہزار درم کو خریدا ہو اور قابض نے بکر سے ہزار درم کو خریدنے کے گواہ دیے اور گواہوں نے قبضہ و تاریخ نہ ذکر کی تو محمد کی گواہی مقبول ہو اور حکم کیا جائیگا کہ اسے بکر سے خریدا ہو اور امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بکر اور عورت کی گواہیاں باطل ہیں اور اگر گھر بکر کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک محمد کی ڈگری ہوگی اور بکر عورت کی گواہیاں ساقط ہوں گی اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو دونوں اماموں کے نزدیک کچھ حکم نہ ہوگا اور ہذا قسمی کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہو اور اگر گواہوں نے عقد و قبضہ کی گواہیاں دیں اور گھر محمد کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک محمد کے خریدنے کی ڈگری ہوگی اور عورت و بکر کی گواہیاں ساقط ہوں گی اور اگر بکر کے قبضہ میں ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بکر و محمد کی گواہیاں مقبول ہوں گی اور عورت کی مقبول نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک آزاد کے قبضہ میں ایک غلام ہو اس پر ایک مکاتب نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام میرا عرو میں نے اس عورت کے ہاتھ ہزار درم کو بیجا ہو اور عورت نے مکاتب کے ہاتھ دس کرگیوں کے عوض بیچنے کے گواہ دیے اور عورت نے مکاتب سے اسی طرح خریدنے کے گواہ دیے اور قبضہ فیکہ ہو کیا تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک محمد کی ڈگری ہوگی اور مکاتب و عورت کی گواہیاں باطل ہوں گی اور اگر غلام مکاتب کے قبضہ میں ہو تو بھی امام اول و ثانی کے نزدیک یہی حکم ہو اور یہی امام محمد رحمہ کے نزدیک ہو اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو امام اول رحمہ و امام ثانی رحمہ کے نزدیک کچھ حکم نہ ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہو اور اگر گواہوں نے عقد و قبضہ کی گواہی دی اور وہ غلام آزاد کے قبضہ میں ہو تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک عورت و مکاتب کی گواہیاں باطل ہیں

اور تہ کی گواہی مکاتب پر مقبول ہو اور اگر غلام مکاتب کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر غلام عورت کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو تو دونوں اماموں کے نزدیک مکاتب کی گواہی عورت پر باطل ہو اور عورت و آزاد کی گواہ بیان مکاتب پر جائز نہیں کذا فی المہیط اور اگر آزاد دعویٰ کرتا ہو کہ سودینار کو مکاتب کے ہاتھ فروخت کیا ہو اور غلام آزاد کے قبضہ میں ہو اور باقی مسئلہ بحال ہو اور گواہوں نے قبضہ ذکر نہ کیا تو دونوں اماموں کے نزدیک آزاد کے بیچ کرنے کا حکم ہو گا اور ایسا ہی امام محمد رحمہ کے نزدیک ہو اور اگر مکاتب کے قبضہ میں ہو تو بھی دونوں اماموں کے نزدیک یہی حکم ہو اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو حکم ہو گا کہ جو نے مکاتب کے ہاتھ فروخت کیا ہو اور اگر گواہوں نے قبضہ ذکر کیا اور غلام عورت کے قبضہ میں ہو تو دونوں اماموں کے نزدیک یہ حکم ہو گا کہ مکاتب کے ہاتھ آزاد فروخت کیا اور اسکو دلایا جائیگا اور اگر مکاتب کے قبضہ میں ہو تو بھی دونوں اماموں کے نزدیک یہی حکم ہو اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو اس کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور عورت و مکاتب کی گواہ بیان ساقط ہو گی اور یہ ڈگری ہو گی کہ مکاتب میں آزاد کو ادا کر دے اور یہ دونوں اماموں کے نزدیک ہو یہ محیط مشرعی میں ہو۔ دو شخصوں نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو کسی کی ڈگری نہ ہو گی مگر جبکہ عورت کسی کے ساتھ اقرار کر دے اور یہ حکم سوقت ہو کہ دونوں تاریخ نہ بیان کی یا ایک ہی تاریخ بیان کی اور اگر ایک کی تاریخ دونوں میں سے پیش ہو تو وہ اولے ہو گا اور اگر دونوں کی تاریخ ایک ہی ہو مگر ایک کا اُسپر قابو ہو تو وہی اولے ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو تاریخ والا اولے ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے کا قابو ہو تو جس کا قابو ہو وہی اولیٰ ہو اور اگر عورت نے ایک کے واسطے اقرار کیا اور دوسرے نے تاریخ بیان کی تو جس کے لیے اقرار کیا ہو اس کی ڈگری ہو گی اور یہ سب حکم عورت کی زندگی میں ہو اور اگر وہ مر گئی پس اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو اس کی ڈگری ہو گی اور اگر دونوں کی تاریخ برابر ہو یا تاریخ ہی ہو تو دونوں میں نکاح کی ڈگری ہو گی اور ہر ایک پر نکاح کے وجہ سے آدھا مہر واجب ہو گا اور دونوں کو ایک شوہر کی میراث ملیگی اور اگر بچہ پیدا ہوا تو دونوں سے اس کا نسب ثابت ہو گا اور ہر ایک سے اسکو پورے بیٹے کی میراث ملیگی اور ان دونوں کو بیٹے کے مال سے ایک باپ کی میراث ملیگی کذا فی المخلص مدعی و قاضی نے ہر ایک سے اگر بلا تاریخ کے گواہ نکاح پیش کیے تو قاضی کی ڈگری ہو گی یعنی جس کے قابو میں عورت ہو اس کی ڈگری ہو گی اور اگر قاضی نے مدعی کے گواہوں پر اس کی ڈگری کر دی پھر قاضی نے گواہ پیش کیے تو ان کی سماعت میں شائع کا اختلاف ہو بعضوں کے نزدیک سماعت نہ ہو گی اور بعضوں کے نزدیک ہو گی اور سماعت ہونے پر اگر پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے قاضی سے پہلے اس عورت سے نکاح کیا ہو تو اس کی ڈگری ہو جائیگی یہ فصول عادیہ میں ہو ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور وہ دوسرے کے پاس ہو پس عورت نے مدعی کے واسطے اقرار کیا پھر دونوں نے بدون تاریخ کے گواہ پیش کیے تو بعض شائع نے کہا کہ بسبب اقرار کے مدعی کی ڈگری ہو گی اور بعض نے کہا کہ قاضی کی ڈگری ہو گی یہ فصول استر و شہینہ میں ہو اگر ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا ہو وہ عورت کسی ایک کے قبضہ میں نہیں ہو اور اس سے ایک کے واسطے اقرار کر دیا تو منکر کو ملیگی پھر اگر دوسرے نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے تو وہی اولیٰ ہو گا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے مگر ایک کے واسطے اقرار کر چکی ہو پس اگر دونوں کے گواہوں میں تاریخ ہو تو جس کی تاریخ سابق ہو وہ اولیٰ ہو اور اگر تاریخ بیان نہ کی ہو اس کی تبدیل ہو جاوے صوابی ہو اور اگر دونوں کے گواہ عادل

نہ ٹھہرے یا عاقل ٹھہرے تو بعض مشائخ کے نزدیک جسکے واسطے سابق میں نکاح کا اقرار کیا ہو اسکی ڈگری ہوگی اور یہی
قیاس ہو اور بعضوں کے نزدیک کسی کی ڈگری ہوگی اور اسی طرف کتاب ادب القاضی میں بابا شہادت علی النکاح میں اشارہ کیا ہو
اگر فی الفضول المعادیہ اگر ایک عورت کے نکاح کا دوم عیون نے دعویٰ کیا اور وہ کسی کے پاس نہیں ہو اور دونوں نے بلائیخ
گواہ پیش کیے اور عورت سے دریافت کیا گیا اُسنے کسی کے واسطے اقرار نہ کیا یہاں تک کہ دونوں گواہ بیان ساقط ہو لیکن پھر ایک مدعی نے
اس امر کے گواہ دیئے کہ میرے ساتھ نکاح کرنے کا اس عورت نے اقرار کیا ہو تو اسکی ڈگری ہو جائیگی جیسا کہ اگر بعد گواہ بیان پیش کرنے کے
وہ کسی ایک کے ساتھ نکاح کا اقرار ظاہر کرتی تو بھی یہی حکم تھا اور اگر دونوں نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ عورت
انکار کرتی ہو اور کسی کے پاس بھی نہیں ہو پھر ایک نے نکاح کے گواہ دیئے اور دوسرے نے نکاح کے اور اس امر کے کہ عورت
نے میرے ساتھ نکاح کا اقرار کیا ہو دونوں کے گواہ دیئے تو عورت کے اقرار کرنے کے گواہوں کو دوسرے پر ترجیح منوگی فیصول
استدلال میں ہو اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے پھر ایک مر گیا اور عورت نے اقرار کیا کہ میرا نکاح میت کے ساتھ ہوا تھا تو اقرار
صحیح ہو اور اسکی لیے مہر اور میراث کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر دونوں نے نکاح اور دخول کے گواہ قائم کیے پھر عورت نے ایک کے
واسطے اقرار کیا کہ اسے مجھے پہلے دہی کی ہو تو دہی اولی ہو اور اگر عورت نے اقرار نہ کیا تو دونوں میں جدائی کر دیا جائیگی اور ہر ایک
پر بیعت دخول کے مہر سی اور مہر مثل سے جو کم ہو وہ واجب ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر ایک نے تنہا دعویٰ کیا اور
عورت منکر ہو پس اُس نے گواہ قائم کیے اور ڈگری ہو گئی پھر دوسرے نے دعویٰ کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیے تو اسکی ڈگری ہو گئی
اگر دوسرے کے گواہوں نے تیغ سابق بیان کی تو اسکی ڈگری ہوگی۔ اسی طرح اگر عورت ایک شوہر کے پاس ہو اور اسکا نکاح ظاہر ہو
تو دوسرے مدعی کے گواہ مقبول نہ ہونگے مگر اسی صورت میں مقبول ہو سکتے ہیں کہ تاریخ سابق بیان کریں یہ ہدایہ میں ہے۔ اگر
دو عیون بیان نکاح میں سے ایک کے گواہوں نے بیان کیا کہ اسنے اس عورت سے دخول کیا ہو تو وہ اولی ہو گا اور اگر عورت کسی
ایک کے گھر میں ہو یا ایک کے گواہوں نے دخول کی گواہی دی اور دوسرے کے گواہوں نے بیان کیا کہ اسنے اُس سے پہلے نکاح
کیا ہو تو سابق اولی ہو۔ اور اگر دو عیون ہیں کہ ہر ایک دعویٰ کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھے نکاح کیا ہو اور وہ مرد انکار کرے تاہو پس ایک
ہن نے گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے اقرار کیا ہو کہ میں نے اس عورت سے نہر اور دم پر نکاح کیا اور دوسری ہن نے گواہ دیا
کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ میں اس سے سو دنیا پر نکاح کیا ہو اور اس سے دخول کیا ہو پھر دونوں فریق گواہوں کی تصدیق ہو گئی
تو قاضی دونوں میں جدائی کر دیا اور جب قدر مال کے گواہوں نے مرد کے اقرار کی گواہی دی وہ استحضار ہر ایک عورت کو
دلا دیا اور اگر ایک عورت نے دونوں ہنوں میں سے اس امر کے گواہ دیئے کہ اس شخص نے نکاح و دخول کا اس عورت
کے ساتھ اقرار کیا اور دوسرے نے صرف نکاح کے گواہ دیئے دخول کے گواہ نہ دیئے اور مرد سب سے منکر ہو تو قاضی اُس
عورت کے نکاح کے صحت کا حکم دیا جسکے ساتھ دخول کی گواہی گزری ہو کیونکہ دخول دلیل ہو کہ نکاح اُسکا سابق ہو اور
جب قدر گواہوں نے مہر بیان کیا اسکی ڈگری کر دیا اور اگر دونوں میں سے کسی نے اقرار دخول یا نفس دخول کے گواہ قائم
نہ کیے تو قاضی مرد اور ان دونوں ہنوں میں جدائی کر دیا اور نصف مال کی ڈگری دونوں کے واسطے کر دیا کہ دم سے
مہر کے دعویٰ کرنے والی کو چوتھائی مہر دم دلائے جاوین اور دینار سے مہر کے دعویٰ کرنے والی نے جتنے دینار مہر کے ٹکڑے
ہیں انکی چوتھائی دلائی جاوے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو ایک عورت نے کہا کہ میں نے زید سے نکاح کیا بعد اسکے
کہ میں نے عمرو سے نکاح کیا اور زید و عمرو دونوں نکاح کے مدعی ہیں تو وہ زید کی عورت ہوگی اور یہ امام ابو یوسف رحمہ

نزدیک ہو اور اسی پر فتویٰ ہو کہ ان فی الفصول العادۃ اور یہی صحیح ہو کہ یہ نکاح کی بنا کہ نہیں کر رہا ہے نکاح کیا یہ اقرار نکاح ہو
پس اقرار صحیح ہو گیا پھر جو اس نے کہا کہ بعد اسکے کہ میں نے عمرہ سے نکاح کیا اس پر ہے اسکی غرض یہ ہو کہ پہلے اقرار کو باطل کر دے
اور یہ اسکو اختیار نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر ایک عورت پر دو شخصوں نے ہر ایک نے یہ گواہ دیے کہ اس عورت نے
اقرار کیا کہ میں نے اس شخص سے ہزار درہم پر خلع کر لیا ہے اور وہ ایوان سے قہر تہا بیان نہ کیا تو عورت پر وہ واجب ہو کہ اگر
کو اسکا مال دعویٰ اور اگر سے اور اگر وقت بیان کیا تو پہلے وقت و ثبوت کہ وہ اگر اسکا واجب ہو اور دوسرے کا مال باطل ہو جائیگا
ولیکن اگر دونوں وقتوں میں اسقدر وقت کا فاصلہ ہو کہ پہلے سے نکاح کرانے کے بعد عدت گذر جاوے۔ اور دوسرے سے
نکاح کرے تو البتہ اسپر دونوں کا مال واجب ہو گا اور اگر اس کے ساتھ کسی ایک نے دخول نہ کیا تو دونوں مال لازم
ہونگے خواہ وقت بیان کریں یا نہ کریں یہ محیط میں ہے۔ فتاویٰ لے نجم الدین نسفی میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت پر
دعویٰ کیا کہ میری عورت و علامہ ہو اور عورت دعویٰ کرتی ہو کہ میں اسکی عورت تھی ولیکن اس نے طلاق دیدی اور عدت گذر گئی
اور میں نے اس سے دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کر لیا اور وہ اسی دوسرے کے پاس ہو اور دوسرا شوہر دعویٰ کرتا ہو کہ
میں نے اس سے نکاح کیا اور پہلے کے نکاح و طلاق سے انکار کرتا ہو تو عورت سے کہا جائیگا کہ طلاق کے گواہ لاو
پس اگر گواہ لانے سے عاجز ہوئی تو پہلے شوہر کو طلاق پر قسم دلائی جائیگی اور عورت و دوسرے شوہر میں جدائی کر دینی
یہ فصول عادیہ میں ہو ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اس سے کہا کہ مجھے پہلے تیرا ایک شوہر تھا اس نے مجھے طلاق
دیدی اور عدت گذر گئی پھر میں نے تجھے نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ مجھے پہلے نے طلاق نہیں دی ہو تو دونوں میں
جدائی نہ کرانی جائیگی پھر اگر غائب اسکے بعد حاضر ہوا اور طلاق سے انکار کیا تو عورت اسی کی ہوگی اور اگر پہلے کے نکاح
اور طلاق کا اقرار کیا اور عورت نے طلاق میں اسکی تکذیب کی تو اس وقت سے اسپر طلاق واقع ہوگی اور اسی وقت سے
عدت میں بیٹھی کی اور اس کے اور دوسرے شوہر کے درمیان جدائی کر دی جائیگی اور اگر عورت نے اس کے تمام قول کی تصدیق کی
تو دوسرے شوہر کی عورت قرار پاوے گی اور اگر اس نے پہلے شوہر کے نکاح و طلاق کے اقرار سے انکار کیا تو دوسرے کی توار
پاویگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر مرد نے کہا کہ مجھے پہلے تیرا دوسرا شوہر تھا اس نے مجھے طلاق دی اور تیری عدت
گذر گئی اور عورت نے طلاق سے انکار کیا پھر ایک شخص نے اسے دعویٰ کیا کہ میں ہی اسکا پہلا شوہر ہوں اور دوسرے
شوہر نے انکار کیا تو دوسرے شوہر کا قول لیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہو ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر
ایک شخص نے اسے دعویٰ کیا کہ یہ میری عورت ہے پس دعا علیہ کہ اس نے میری عورت تھی ولیکن اس نے دوسرے سے اسکو طلاق
دیدی اور اسکی عدت گذر گئی پھر میں نے اس سے نکاح کیا اور دعویٰ نے طلاق دینے سے انکار کیا تو دعویٰ کے سپرد کرنے
کا حکم دیا جائیگا اور اگر دعویٰ نے کہا کہ ان طلاق دیدی تھی ولیکن پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا اور دعا علیہ باز خواہن و بیا
منکر است قلت یعنی دعا علیہ اسکے دوبارہ نکاح میں لانے کا انکار کرتا ہو تو عورت دعا علیہ کہ قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگی اور
اگر دعویٰ نے طلاق کا انکار کیا اور دعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ اس نے دوسرے سے اس عورت کو طلاق دیدی اور
میں نے اس سے نکاح کیا اور قاضی نے طلاق کا حکم کیا تو عورت کی عدت طلاق کے وقت سے ہوگی یہ فصول ہنر و شیعہ
میں ہو ایک عورت ایک شخص کے گھر میں ہو وہ کہتا ہو کہ یہ میری عورت ہے اور ایک مدعی دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میری عورت ہے
اور عورت مدعی کی تصدیق کرتی ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک جس کے گھر میں ہو اسی کا قول مقبول ہو گا فصول عادیہ

مین ہو۔ ایک مدعی نے گواہ پیش کیے کہ یہ عورت میری نکاح ہو اور اس شخص کے پاس بلا حقی ہو اور قابض کہتا ہے کہ عورت عورت ہو اور عورت بھی قابض کی تصدیق کرتی ہو تو مدعی کی ڈگری بجا نیکی اور اگر قابض نے ہر دوں تہا بیچ کے نکاح کے گواہ قائم کیے تو اسی کی گواہی مقبول ہوگی یہ وجہ کہ مدعی مین ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تجھے میرے باپ نے میرے ساتھ بیاہ دیا اور تو نابالغ تھی اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ جب بیاہ دیا ہو تو مین بالغ تھی اور مین راضی نہ تھی تو عورت کا قول مقبول ہوگا اور گواہی مرد کی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان و محیط مین ہو عورت بالذات نے اگر گواہ پیش کیے کہ مین نے بالغ ہوتے ہی نکاح رو کر دیا اور شوہر نے گواہ پیش کیے کہ بعد بالغ ہونے کے خاموش رہا وہی عورت کی گواہی مقبول ہوگی یہ اصول اشتر و شنیہ مین ہو۔ اگر جو رو شوہر نے بعد بچہ پیدا ہو جانے کے نکاح کے سیمج ہونے و فساد ہونے مین جبکہ اگر کیا پس شوہر نے فساد کا دعویٰ کیا اور جو رو نے صحیح ہونے کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو فساد کے دعویٰ کرنے والے کے گواہ مقبول ہونگے اور جب فساد کے گواہ مقبول ہوئے تو عدت کا نفقہ مانتا ہو جائیگا اور بچہ کا نسب بہ صورت مین ثابت ہوگا یہ اصول عمادہ مین ہو۔ ایک مرد و عورت دونوں کے قبضہ مین ایک دار ہو پس عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہو اور یہ مرد میرا غلام ہو اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہو اور یہ عورت میری جو رو ہو پس نہرا درم سے نکاح کیا ہو اور اسکو وہی مین اور اس کے گواہ نہ دیے کہ مین حریوں تو عورت کی ڈگری ہو جائیگی اور گھر اسی کو ملیگا اور مرد اسکا غلام ہوگا اور اگر مرد نے گواہ قائم کیے کہ مین اصلی آزاد ہوں اور باقی مسئلہ بجا ہو تو عورت اسکی جو رو ہوگی اور وہ آزاد قرار دیا جائیگا اور گھر کی ڈگری عورت کے نام ہوگی اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو اگر مرد کا ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو بشرط مین امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہو کہ ایک مرد و عورت نے عورتوں کے زیور وغیرہ مین اختلاف کیا عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ متاع میری ہو اور یہ شخص میرا غلام ہو اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ متاع میری ہو اور یہ عورت میری جو رو ہو مین نے اس سے نہرا درم پر نکاح کر کے اسکو مہر دیدیا ہو تو عورت کی ڈگری بجا نیکی کہ متاع عورت کی اور یہ شخص عورت کا غلام ہو پس اگر مرد نے اپنے اصلی آزاد ہونے کے گواہ قائم کیے تو حکم دیا جائیگا کہ عورت اسکی جو رو ہو اور متاع مرد کی ہو ایسا ہی شاخ نے ذکر کیا ہو اور مسئلہ دابر پر قیاس کہہ کے چاہیے کہ متاع کی عورت کے واسطے ڈگری بجا ہوے اور اگر امین اختلاف کیا اور یہ متاع عورت کے قبضہ مین ہو اور مثل اس کے مرد کے قبضہ مین ہو تو نکاح کی ڈگری ہو جائیگی اور مرد آزاد ہو جائیگا اور حکم دیا جائیگا کہ جو ہر ایک کے قبضہ مین ہو وہ دوسرے کا جو خواہ عورتوں کا اسباب ہو یا مردوں کا اسباب ہو یا دونوں کا ہو اور اگر متاع صرف ایک کے قبضہ مین ہو دوسرے کے قبضہ مین ہو تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی ماہن شملح نے نواد مین ذکر کیا کہ اگر مرد نے گواہ دیے کہ یہ دار میرا ہو اور یہ عورت میری باندی ہو اور عورت نے گواہ سنائے کہ گھر میرا ہو اور یہ شخص میرا غلام ہو اور گھر دونوں کے قبضہ مین نہیں ہو تو دونوں مین آدھے آدھے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو اسی کے ہاتھ مین چھوڑا جائیگا اور دونوں کی آزادی کا حکم ہوگا اور کسی کی طرف سے دوسرے کے ملوک ہونے کے گواہی مقبول ہوگی قال رضی اللہ عنہ کہ جب دار ایک کے قبضہ مین ہو تو مدعی کی ڈگری ہوتی چاہیے کیونکہ قابض کی برہان ملک مطلق مین مدعی کی برہان کی محابض نہیں ہوتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص نے ایک عورت پر اپنی جو رو بٹیکادعویٰ کیا اور دوسرے شخص نے اپنی باندی بٹیکادعویٰ کیا اور عورت نے گواہ دیے کہ یہ دونوں میرے غلام ہیں

توقیاس چاہتا ہو کہ دونوں پر عورت کی گواہی مقبول ہو اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے گواہ نہ قائم کیے تو قسم نہ لجاویں اور نہ قسمت باز رہنے پر ڈگری کیجاویگی یہ جو ہر الفتاویٰ میں ہے۔ اگر ایک شخص کے غلام نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا پھر دعویٰ کیا کہ مالک نے مجھے نکاح کی اجازت نہیں دی تھی اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو دونوں میں سے کسی کو راجحائیگی اور غلام کی تصدیق مہر کے باطل کرنے میں نہوگی اگر اسکے ساتھ وطی کر لی ہو تو غلام پر سعی کرنا واجب ہوگی اور جب تک عورت عدت میں ہو اسکے نفقہ واجب ہوگا اور اگر وطی نہیں کی تھی تو آدھا مہر لازم ہوگا اور اگر کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ مجھے مالک نے اجازت دی تھی یا نہیں دی تھی تو بھی یہی حکم ہو کہ ذانی الفضول العادیہ

مسائل متصلہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور اس پر گواہ قائم کیے اور عورت نے ایک دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور وہ منکر ہو تو مرد دعویٰ کی گواہی مقبول ہوگی کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کرنے کے گواہ قائم کیے اور عورت کی بین نے اس مرد پر گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ مرد کی گواہی مقبول ہوگی اور عورت کی مقبول نہوگی اور اگر عورت کے گواہوں نے تاریخ بیان کی اور مرد کے گواہوں نے نہ بیان کی تو مرد کا دعویٰ جائز ہے اور اس عورت سے نکاح ثابت ہوگا جبکہ مرد دعویٰ کرتا ہے اور عورت مدعیہ کا دعویٰ باطل ہوگا اور شوہر پر عورت کا آدھا مہر واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ میری بہن اس مدعی کی جو رہی اور مرد انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ میری جو رہی نہیں ہے تو قاضی حکم دیگا کہ یہ عورت جو حاضر ہے مدعی کی جو رہی منکوحہ ہے اور غائب عورت کے نکاح کی ڈگری نہ کرے گا یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہے اسی طرح اگر حاضر عورت نے مدعی کے اس اقرار کے گواہ دیے کہ غائب عورت سے میں نے نکاح کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ قاضی توقف کرے گا اور حاضر عورت کے نکاح کی ڈگری نہ کرے گا یہ فضل عمادیہ میں ہے اگر ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس عورت نے دعویٰ کیا کہ اس نے میری ماں یا بیٹی سے نکاح کیا ہے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک یہ صورت اور بہن سے نکاح کرنے کے دعویٰ کی صورت یکساں ہے اور اگر حاضر عورت نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے میری ماں سے نکاح کیا اور اس سے وطی کی یا بوسہ لیا یا شہوت سے انکسار اس کا یا شہوت سے انکسار کی فرج کی طرف نظر کی ہو تو قاضی اس حاضر عورت اور مدعی کے درمیان جدائی کر دیگا اور غائب عورت کے ساتھ نکاح ہونے کی ڈگری نہ کرے گا یہ فصول الشریعہ میں ہے ایک شخص کی صغریٰ دیکھی دو بیٹیاں ہیں پس ایک نے اس پر گواہ قائم کیے کہ اس نے اپنی بہن کی بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کر دیا ہے اور باپ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے صغریٰ کا نکاح اسکے ساتھ کیا ہے تو شوہر کی گواہی مقبول ہوگی کذا فی الحیط اگر ایک عورت نے کہا کہ میں نے اس شخص سے کل کے روز نکاح کیا ہے پھر کہا کہ میں نے اس دوسرے شخص سے ایک سال سے نکاح کیا ہے تو یہ عورت اسکی ہوگی جسکے واسطے ہے کہ روز نکاح کا اقرار کر چکی ہے اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے دو دنوں کے ساتھ ایک بار کی نکاح کا اقرار کیا ہے اور وہ عورت منکر ہے تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ میں گواہوں سے دریافت کروں گا کہ کس کے ساتھ اقرار شروع کیا تھا اسی کی ڈگری کر دیگا اور اگر عورت نے یوں کہا کہ میں نے دونوں سے نکاح کیا اس سے کل کے روز اور دوسرے سے ہفتال سے تو کل کے روز والے کی جو روافر دیجاویگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اس نے نکاح کیا اور ایک دوسرے مرد حاضر کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا اور اس شخص نے عورت کے اقرار کی تصدیق کی تو مدعی کو

گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی پس اگر گواہ قائم کیے اور ثبوت ہو گیا تو مقررہ کو ضرورت ہوگی کہ اس شخص مدعی پر عورت لے۔ اسنے گواہ قائم کرے پس اگر اسنے قائم کیے تو بسبب اسکے کہ گواہ بھی بہن اور عورت بھی اقرار کرتی ہو وہی اولیٰ اور اسی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عادیہ میں ہیں۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہو اگر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت سے نہر درم پر نکاح کیا ہو اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھے سودینار پر نکاح کیا ہو اور عورت کے باپ نے جو شوہر کا غلام ہو یہ گواہ قائم کیے کہ اسنے میرے رقبہ پر اس سے نکاح کیا ہو اور عورت کی ماں نے جو شوہر کی باندی ہو یہ گواہ قائم کیے کہ اسنے میرے رقبہ پر اس سے نکاح کیا ہو تو باپ اور ماں کے گواہ مقبول ہونگے اور دونوں کی آڑ سے آڑے رقبہ پر نکاح جائز ہوگا اور اگر قاضی نے عورت کے لیے سودینار مہر کی ڈگری کر دی پھر باپ نے گواہ قائم کیے اور باقی سلسلہ بجا لے ہو تو قاضی پہلا حکم باطل کر کے یہ حکم دیگا کہ باپ کی آزادی اسکا مہر ہو اور باپ اسی عورت کے مال سے آزاد ہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت سے اسکے باپ کے رقبہ پر نکاح کیا ہو اور باپ نے اس امون اسکی تصدیق کی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھے سودینار مہر پر نکاح کیا ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور سودینار عورت کو دلانے جا دینگے اور باپ جو آزاد ہوا وہ شوہر کے مال سے آزاد ہوا اور اسکی ولادت شوہر کو ملیگی اور اگر باپ نے گواہ قائم کیے کہ اسنے عورت سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہو اور عورت نے گواہ دیے کہ سودینار پر اور مرد نے گواہ دیے کہ نہر درم پر نکاح کیا ہو تو باپ کی گواہی پر حکم ہوگا اور اپنے بیٹی کے مال سے آزاد قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت کی ماں نے گواہ قائم کیے کہ میری گردن پر نکاح کیا ہو تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخی میں ہو اگر دو بہنوں نے ہر ایک نے ایک ہی مرد پر دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے اولاد نکاح کیا ہو تو یہ شوہر کے اختیار میں ہو اگر اسنے ایک سے پہلے نکاح ہونے اور اپنی جو رو ہونے کی تصدیق کی تو وہی اسکی جو رو ہوگی اور دوسری کے گواہ باطل ہونگے اور اسکو کچھ مہر نہ ملے گا بلکہ دوسری کے ساتھ دخل نہیں کیا ہو اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے دونوں میں سے کسی کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہو یا دونوں کے ساتھ نکاح کیا ہو اور پہلی مجھے معلوم نہیں ہو تو کتاب میں مذکور ہو کہ دونوں سے شوہر سے جدائی کر دی جائیگی اور دونوں کو آدھا مہر ملیگا اگر کسی کے ساتھ اسنے وطنی نہیں کی ہو اور مثال نے کہا کہ یہ حکم اسوقت میں ہو کہ شوہر نے کہا کہ میں نے دونوں سے نکاح کیا ہو اور پہلی مجھے معلوم نہیں ہو اور اگر کہا کہ میں نے کسی سے نکاح نہیں کیا ہو تو کچھ مہر واجب نہ ہونا چاہیے اور اصح یہ ہو کہ یہ حکم دونوں صورتوں میں یکساں ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اگر ایک عورت نے کسی مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے انکار کیا پھر باہم دونوں نے رستی کے ساتھ کہا کہ نکاح واقع تھا تو نکاح ثابت نہ ہوگا چنانچہ ابتدا میں اگر دونوں رستی سے کہتے کہ ما زوج و شو نیم تو نکاح ثابت نہ ہوتا یہ فصول اشتریشینہ میں ہو مرد نے عورت پر نکاح کی برہان قائم کر دی عورت نے کہا کہ میرا شوہر فلان بن فلان بغداد میں ہو تو عورت کے قول پر انتفات نہ ہوگا مرد کے گواہوں پر ڈگری ہو جائیگی یہ وجہ کروری میں ہو۔ اگر کسی نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے انکار کیا و لیکن کسی دوسرے کے ساتھ اقرار نہیں کیا پھر دوسری مجلس میں قاضی کے سامنے اسی مدعی کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہو اور سماعت ہوگی اور اگر کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا پھر مدعی کے ساتھ اقرار کیا تو سماعت نہ ہوگی یہ فصول عادیہ میں ہیں۔ ایک عورت نے ایک شخص پر نکاح کا دعویٰ کیا لیکن مہر نہ دیا کہ میں نے ایسا نہیں کیا پھر کہا کہ ماں کیا ہو تو جائز ہو یہ محیط میں ہو ایک عورت نے ایک مرد سے نکاح کرنے کا دعویٰ کیا اور اس شخص نے انکار کیا پھر اس شخص نے اسکے بعد نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے

تو مقبول ہونگے ایک مرد نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے ہزار درہم پر نکاح کیا ہے عورت نے انکار کیا پس مرد نے دو ہزار درہم پر نکاح کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور دو ہزار درہم پر نکاح کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر خاص غلام پر نکاح ہونے کے گواہ قائم کیے تو بھی مقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ مرد نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا پس عورت نے کہا کہ میں نے اس سے نکاح کیا تھا لیکن مجھے اسکی وفات کی خبر ملی پھر میں نے عدت میٹھنے کے بعد اس مرد سے نکاح کر لیا تو وہ مدعی کی جو رو قرار دیا وگی اور اگر عورت نے کہا کہ میں اس شخص کی جو رو ہوں، لیکن یہ میں اس مدعی کی جو رو تھی اور قصہ بیان کیا تو وہ دوسرے شخص کی جو رو قرار دیا وگی، وجہ کروری میں ہو واضح ہو کہ موت کا دن حکم قاضی میں داخل نہیں ہوتا ہی مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا باپ فلان روز مر گیا اور قاضی نے حکم دیا تو موت کا حکم ہو گا یہ دن داخل حکم ہو گا پھر اگر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ اس بہت سے مجھے بعد اس روز کے نکاح کیا ہو تو سماعت ہوگی اور نکاح کا حکم ہو جائیگا اور قتل کا روز حکم قضا میں داخل ہوتا ہی جتنے کہ اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے باپ کو فلان روز قتل کیا ہو اور قاضی نے ڈگری کر دی پھر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ اس کے باپ نے مجھے اس شخص سے نکاح کیا تو سماعت ہوگی یہ فتول عماد بہین ہو۔ ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور کہا کہ تیسرے فلان شوہر نے مجھے طلاق دی تیسری عدت گذر گئی پھر میں نے مجھے نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ میرے فلان شوہر نے مجھے طلاق نہیں دی اس میں نے فلان شخص کے طلاق دینے کے گواہ قائم کیے تو نا مقبول ہونگے پھر اگر شوہر آیا اور مدعی نے اس کے طلاق دینے کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر کو اہوں نے عدت کے بعد نکاح کی گواہی دی تو نکاح ثابت ہوگا کذا فی الفصل الاستدلال و شہدائے اگر دو شخصوں نے ایک چوہا پائے کہ اپنی ملک میں پیدا ہونے کے گواہ دیے اور تاریخ دونوں کے بیان کی تو اسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ چوہا پائے کے سن کے موافق ہو خواہ چوہا پائے دونوں کے قبضہ میں ہو یا ایک کے یا تیسرے شخص کے قبضہ میں ہو کیونکہ معنی مختلف نہیں ہوتے ہیں بخلاف اسکے اگر پیدائش کا دعویٰ بلاتاریخ ہو تو جسکے قبضہ میں ہر اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور اگر تیسرے کے قبضہ میں ہو تو بھی دونوں کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں تاریخوں سے چوہا پائے کے سن کے موافقت میں اشکال ہو تو دونوں کی ڈگری ہوگی اگر چوہا پائے دونوں کے قبضہ یا تیسرے کے قبضہ میں ہو کذا فی التبيين اور اگر معلوم ہو کہ چوہا پائے کا سن ایک مدعی کی تاریخ سے مخالفت ہو اور دوسرے کی تاریخ سے موافق کرنے میں اشکال ہو لینے مشتبہ ہو تو جسکی تاریخ سے اشتباہ ہو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ نہ کہی اور دوسرے نے تاریخ کہی مگر اسکی تاریخ چوہا پائے کے سن سے مشتبہ ہو تو اگر تیسرے کے قبضہ میں ہو تو دونوں کے درمیان مشترک ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو انھیں کے قبضہ میں چھوڑا جائیگا یہ محیط بہین ہو اور اگر ایک کے قبضہ میں ہو تو قاضی کی ڈگری ہوگی اور اگر چوہا پائے کا سن دونوں تاریخوں سے مخالفت ہو تو دونوں کی گواہیاں باطل ہونگی اور قاضی کے پاس چھوڑ دیا جائیگا کذا فی التبيين عامہ شائع نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو کذا فی المحيط اور اصل یہ ہو کہ دونوں کی گواہیاں باطل ہونگی بلکہ دونوں کی ڈگری ہوگی بشرطیکہ دونوں غیر قاضی ہوں یا قاضی ہوں اور اگر ایک قاضی ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی کذا فی التبيين خواہ قاضی نے اپنے دعوے کے گواہ غیر قاضی کی ڈگری ہونے سے پہلے قائم کیے ہوں یا بعد کو قائم کیے ہوں کذا فی المحيط اگر غیر قاضی مدعی نے گواہ دیے کہ یہ غلام میرا ہے میں نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہو اور یہ میرے بلے کی ملک میں پیدا ہوا ہو اور قاضی نے گواہ سنائے کہ

یہ غلام میرا ہو میں نے اسکو فلان دوسرے شخص سے خریدا ہوا اور یہ اسی کی ملک میں پیدا ہوا ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی
 اسی طرح اگر غیر قابض مدعی نے اپنے بائع کی ملک میں پیدا ہونے کے گواہ سنائے اور قابض نے اپنی ملک میں پیدا ہونے
 کے گواہ سنائے تو قابض اولیٰ جو اسی طرح اگر قابض کے وارث یا وصی پر گواہ قائم کیے کہ یہ غلام مجھے ایک شخص سے ہمدلا
 اور میں نے قبضہ لیا اور یہ اسی شخص کی ملک میں پیدا ہوا ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا یہ مبسوط میں ہو ایک بکری ایک شخص کے
 قبضہ میں ہو ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ بکری میری ہو میری ملک میں پیدا ہوئی ہو اور قابض نے گواہ دیئے کہ
 یہ میری ہو میں فلان کی طرف سے اسکا مالک ہوا ہوں اور یہ بکری اسی فلان شخص کی ملک میں پیدا ہوئی ہو تو قابض علیہ اسکا حکم ضابطہ ہوگا
 کذا فی الفیض اور اصل میں نہ کو۔ یہ کہ قاضی مدعی دوم کے واسطے حکم منسوخ کر کے پٹ کی ڈگری کر دیگا اور یہی صحیح ہو کذا فی المحیط
 اور اگر دونوں میں سے ایک نے ملک کے اور دوسرے نے نتائج کے گواہ دیئے تو نتائج والا اولیٰ ہو کوئی ہو اسی طرح اگر دو شخص
 غیر قابض الیسا دعویٰ کریں تو نتائج والے مدعی کی گواہی اولیٰ ہو اور اگر قابض نے نتائج کا دعویٰ کیا اور اسکی ڈگری ہو گئی پھر تیسرے
 نے نتائج کے گواہ دیئے تو اسکی ڈگری ہو جائیگی مگر نہ اس صورت میں کہ قابض اپنی ملک میں پیدا ہونے کے گواہ دوبارہ پیش
 کرے کذا فی الکافی اور اگر قابض کو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی قدرت نہ ہوئی اور قاضی نے تیسرے کی ڈگری کر دی پھر قابض نے گواہ
 سنائے کہ یہ غلام میرا ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو تو اسکی ڈگری ہوگی غلام اسکو ملیگا اور اگر قابض دوبارہ گواہ نہ لایا بلکہ چوتھے
 نے حاضر ہو کر گواہ دیئے کہ یہ میرا غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو تو قاضی تیسرے سے کوئیگا کہ اپنے اس ام کے گواہ لاکر تیسرا
 غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو اس شخص جو غصے کے سامنے دوبارہ پیش کر لیں اگر تیسرے نے گواہ پیش کیے تو وہی جو تھے سے
 زیادہ حقدار ہوگا پھر اگر پہلا مدعی حاضر ہوا اور گواہ لایا کہ یہ میرا غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو تو اسکی گواہی مقبول ہوگی
 کیونکہ ایک مرتبہ اس پر غلام کی ڈگری ہو چکی ہو اس واسطے پھر اس کے گواہ اس غلام کی بابت کسی بہ مقبول نہونگے اور یہ قول
 امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کا ہو اور یہی قیاس قول امام اعظم رحمہ ہو کذا فی المحیط ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو
 اس پر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام میرا ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو اور ایک دوسرے مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ
 قائم کیے اور قاضی نے دونوں مدعیوں کے درمیان نصف نصف غلام کی ڈگری کر دی پھر تیسرا شخص آیا اور اسنے بھی ایسے
 ہی گواہ پیش کیے تو تمام غلام کی ڈگری اس کے نام کر دی جائیگی اگر پہلے دونوں مدعیوں ڈگری داروں نے دوبارہ اپنی
 ملک نتائج کے گواہ نہیں کیے پس اگر ایک نے بدون دوسرے کے دوبارہ گواہ پیش کیے تو جس نے نہیں پیش کیے اس کے آدھے
 کی ڈگری تیسرے کے نام ہو جائیگی اور جس نے دوبارہ پیش کیے میں آئیں تیسرے کا حق نہوگا پھر اگر پہلے مدعا علیہ نے جس پر ڈگری ہو چکی
 اور جس کے قبضہ میں غلام تھا یہ گواہ پیش کیے کہ غلام میرا ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو اور قاضی کے سامنے پیش کیے تو اسکی
 ڈگری ہو جائیگی کیونکہ اگر وہ پہلے روز اس امر کے گواہ دیتا تو اسکی گواہی اولے تھی ایسا ہی اگر بعد اسکے پیش کیے تو اس کے
 گواہ اولیٰ بہن کذا فی الذخیرہ اگر قابض وغیر قابض نے ملک مطلق کے دعوے پر گواہ قائم کیے اور قابض پر ملک مدعی کی ڈگری
 ہو گئی پھر اس قابض نے جس پر ڈگری ہوئی ہو ملک نتائج کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور پہلا حکم قضا باطل ہوگا یہ کافی میں ہو
 ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسنے گواہ دیئے کہ میرا غلام ہو میں نے اپنی ملک میں اسکو آزاد کر دیا ہو اور دوسرے نے
 گواہ دیئے کہ میرا غلام ہو میری ملک میں پیدا ہوا ہو تو ملک میں پیدا ہونے کے گواہ اولے بہن کذا فی فتاویٰ قاضی فلان
 قابض اور غیر قابض دونوں نے اگر غلام کے نتائج کے گواہ پیش کیے اور خارج کے دعوے میں آزاد کرنا بھی ہو

تو ہی اویسے ہی طرح اگر دونوں مدعیوں نے دعویٰ کیا وہ ایک غلام تیسرے کے قبضہ میں ہو اور ایک مدعی آزاد کرنے کا
 بھی دعویٰ کرتا ہو تو وہی اولیٰ ہو کیونکہ نتائج مع حق کی گواہی زیادہ مثبت ہو کہ اسپر استحقاق اصلاً نہیں ہو سکتا جو اور گواہی
 نہیں مثبت ہو کہ اگرچہ دیگر ایسا استحقاق اسپر آسکتا ہے یہ محیط خسی میں ہو اگر غیر قاضی مدعی نے نتائج کے ساتھ مدبر کرنے کا
 دعویٰ کیا اور قاضی نے فقط نتائج کا دعویٰ کیا تو اس صورت میں روایات مختلف ہیں ابو سیمان کی روایت میں ہو کہ
 غیر قاضی مدعی کی ڈگری ہوگی اور مدبر کرنے کے کو بمنزہ آزاد کرنے کے شمار کیا اور ابو قاضی کی روایت میں بمنزہ لے سکتا ہے مگر نے
 کے شمار کیا اور قاضی کی ڈگری کی کذا فی محیط اور اگر مدعی نے نتائج کے ساتھ مدبر کرنے یا ام ولد بنانے کا دعویٰ کیا
 اور قاضی نے نتائج کے ساتھ قطعی آزاد کرنے کا دعویٰ کیا تو قاضی کی گواہی اولیٰ ہو اور اگر قاضی نے نتائج کے ساتھ مدبر کرنے یا
 ام ولد بنانے کا دعویٰ کیا اور مدعی نے حق قطعی کا دعویٰ کیا تو مدعی اولیٰ ہو یہ محیط خسی میں ہو اگر قاضی نے نتائج کا دعویٰ کیا اور
 مدعی نے دعویٰ کیا کہ میری ملک ہو مجھے قاضی نے غضب کر لیا ہو تو مدعی کی گواہی اولیٰ ہو اور اسی طرح اگر قاضی نے نتائج کا جو
 کیا اور مدعی نے کہا کہ میری ملک ہو میں نے اسکو اجرت پر یا عاریت یا ودیعت دی ہو تو مدعی کی گواہی اولیٰ ہو یہ محیط میں ہو ایک باندی
 پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری ہو میرے واسطے فلاں شہر کے قاضی نے اس شخص پر جسکے قبضہ میں ہو ڈگری کر دی کہ
 اور قاضی نے گواہ دیے کہ میری ہو میری ملک میں پیدا ہوئی ہو پس اگر مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے
 مدعی کی ڈگری ایسے گواہوں پر کر دی جنہوں نے اسکے پاس یہ گواہی دی کہ مدعی نے قاضی سے اسکو خرید یا قاضی نے اسکو صدقہ
 یا ہبہ قبضہ دیا ہو یا یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے اس مدعی کی ڈگری کر دی اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو یہ قاضی بھی
 اس حکم کو نافذ کرے باندی مدعی کو دلا دیگا اور اگر یہ گواہی دی کہ مدعی کے گواہوں نے اس قاضی کے سامنے گواہی دی تھی کہ یہ
 باندی مدعی کی ہو اسکی ملک میں پیدا ہوئی ہو اس سبب سے قاضی نے اسکی ڈگری کر دی تو امام عظیم و امام ابو یوسف کے نزدیک
 یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کرے گا اور امام محمد کے نزدیک توڑ دیا اور اگر مدعی کے گواہوں نے قاضی کے سامنے یہ گواہی دی کہ
 ہمارے سامنے قاضی فلاں نے یہ اقرار کیا ہو کہ میں نے اس باندی کی ڈگری اس مدعی کے نام اس سبب سے کر دی کہ میرے پاس اسکی
 گواہوں نے گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہو اسکی ملک میں پیدا ہوئی ہو تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا ہو کہ دوسرا قاضی بالاجماع
 اسکو توڑ دینا یہ ذخیرہ میں ہو اگر باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہو اسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ فلاں شہر کے قاضی نے قاضی
 باندی کی اسکے نام ڈگری کر دی ہو اور گواہوں نے سبب قضا دیا نہ کیا اور دوسرے مدعی نے نتائج کے گواہ پیش کیے تو قاضی
 کے حکم والا اولیٰ ہو اور اگر پہلے مدعی کے گواہوں نے بیان کیا کہ فلاں قاضی نے اس سبب سے ڈگری کر دی ہو کہ اسکے سامنے گواہوں
 نے گواہی دی تھی کہ یہ باندی مدعی کی ہو اور دوسرے مدعی نے نتائج کے گواہ دیے تو امام عظیم و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک حکم
 قضا والا اولیٰ ہو اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ نتائج کا مدعی اولیٰ ہو کذا فی محیط اگر مدعی خارج نے گواہ دیے کہ یہ باندی میری ہو میری
 ملک میں یہ غلام جنی ہو اور قاضی نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو مدعی کی ڈگری باندی کی ہوگی کیونکہ باندی میں دونوں ملک
 مطلق کا دعویٰ کرتے ہیں پس مدعی کی ڈگری ہوگی پھر غلام باندی کی رحمت میں باسحقاق اسی کے پاس جا بیگا یغضول غلام
 میں ہو ایک شخص کے قبضہ میں ایک بکری ہو اسپر ایک مدعی نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری ہو اور میری ملک
 میں یہ صوف اس بکری سے حاصل ہوئی ہو اور قاضی نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو بکری صوف مدعی کو قضا دلائے جائیگا
 یہ ذخیرہ میں ہو اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو اسنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو میری ملک میں میری

قنادی دھنوں سے پیدا ہوا اور ایک مدعی نے اس پر لیے گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ قنادی سے قاضی خان میں جو قائم جو قابض کے راستے غلام کی ملک کا ہوا ہو یہ ملک رقبہ دونوں میں ہو یعنی یہ غلام قابض کی باندی و غلام کے نسب کے قرار پاوے گا مدعی کے غلام و باندی کے نسب سے ہر شخص باقی محیط ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو میری اس باندی اور اس غلام سے میری ملک میں پیدا ہوا ہو اور دوسرے مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو دونوں کی ڈگری نصف نصف کی ہوگی اور یہ غلام قضا و دونوں غلاموں اور دونوں باندیوں کے نسب سے قرار پائے گا یہ قنادی قاضی خان میں ہو ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر ایک شخص نے دعوی کیا اور گواہ دیے گواہ نے غلام میں پیدا ہوا ہو اور باندی کا نام نہ لیا اور دوسرے مدعی نے دعوی کیا کہ میری ملک ہو اور میری اس باندی پر یہ سے پیدا ہوا ہو اور گواہ دیے تو اسی دوسرے کی ڈگری ہوگی پس اگر قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہو میری ملک میں میری اس باندی حریہ سے پیدا ہوا ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو کبری میں ہو کہ دھنوں میں سے ہر ایک کے قبضہ میں ایک بکری ہو ہر ایک نے گواہ سنائے کہ جو بکری دوسرے کے ہاتھ میں ہو وہ میری ہو میری اس بکری سے جو میرے قبضہ میں ہو پیدا ہوئی ہو تو دعوی الاصل میں مذکور ہو کہ دونوں کی گواہیاں مقبول ہو کر ہر ایک کی دوسرے کی مقبوضہ بکری پر ہوگی اور اسی پر فتوی ہو کہ کذا فی المضمرات اور دونوں گواہیاں مقبول مقبول رہو گی کہ جب بکریوں کے سنوں میں ایسا اشتباہ پڑا ہو کہ ہر ایک بکری دوسری بکری کی مان ہونے کا احتمال رکھتی ہو اور اگر کوئی بکری دوسرے کی مان نہ ہو تو دونوں گواہیاں یکساں کی مقبول نہو گی اور اگر یوں گواہ قائم کیے کہ یہ قبضہ کی بکری میری ہو میری ملک میں پیدا ہوئی ہو اور دوسرے کی بکری کو اسکے پاس کی بکری نے جانا اور دوسرے نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے اسکی مقبوضہ بکری کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط سرخی میں ہر ایک ہر ایک جو متکرر ہو وہ نتائج کے معنی میں ہو جیسے متباہ اس کپڑے کے حق میں جو صرف ایک مرتبہ پہنا جاتا ہو پیشہ رونی کے کپڑے اور روئی کا تار اور دودھ دھوا چاہتے بنانا اور نڈھ بنانا اور مرغزی تیار کرنا اور پشم کاٹنا اور جو سبب متکرر ہوتا ہو وہ نتائج کے معنی میں نہیں ہو تو ایسے سبب میں مثل ملک مطلق کے دعوے کے مدعی غیر قابض کی ڈگری ہوگی مثل زراعت گندم و جوب و بنا و عمارت وغیرہ اور اگر اشتباہ و اشکال واقع ہو جائے تو اس کام کے خبرداروں سے دریافت کیا جائے گا کذا فی الکافی ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر دعوی کیا کہ میرا ہو میں نے اسکو بنایا یا تلوار کے پھل کا دعوی کیا کہ میرا ہو میں نے اسکو ڈھالا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے گواہ قائم کیے پس اگر قابض کو قطعاً معلوم ہو کہ ایسا کپڑا یا پھل صرف ایک بار کے سواے نہیں تیار ہوتا ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قطعاً معلوم ہو کہ بار بار بنتا ہو تو مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر قابض کو اشکال و اشتباہ پیش آیا تو اسکے جاننے والوں سے جو عادل ہیں دریافت کرے اور ایک کافی ہو اور اگر وہ ہوں تو احتیاط دیا وہ ہو اور اگر جاننے والوں میں بھی باہم اختلاف پڑا یا شک و شبہ ہو تو دواہتین میں ایک روایت یہ ہو کہ مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط اسی طرح اگر اہل صنعت مختلف ہوں تو بھی یہی حکم ہو کذا فی الوجہ لکھو ری اگر دھو تو ان کے روئی کے سوت میں جھکوا کیا ہر ایک کشتی پر کہ میں نے اسکو کاٹا ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ قنادی سے قاضی خان میں ہو اور اگر بجائے اسکے سوت کے سوت میں ایسا جھکڑا ہو تو عورت مدعی کی ڈگری اوسے ہو کذا فی الطہیرہ ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر جھکڑا

ہو قاضی نے گواہ دیئے کہ اسکا آدھا میں نے بنا ہوا اور دوسرے مدعی نے گواہ دیئے کہ اسکا آدھا میں نے بنا ہوا تو امام محمد مرنے فرمایا کہ اگر دونوں آدھے پہچان پڑتے ہیں تو ہر ایک کو اُسکا بنا ہوا آدھا دیدیا جائے اور اگر نہیں پہچانے جاتے ہیں تو سب کو اُس مدعی کا جو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک شخص کے پاس بکری کی اون سے وہ کہتا ہو کہ میں نے اپنی بکریوں سے کٹائی ہو اور اسکے گواہ قائم کیے اور ایک مدعی نے خود دعویٰ کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیے تو قاضی کی ڈگری ہوگی کہ ان فی الذکر اگر ایک شخص کے مقبوضہ گھئی یا رخصت زمین یا تلی کے تیل پر دعویٰ کیا کہ میرا ہو میں نے اسکو مٹھایا پیرا ہو اور کہ گواہ قائم کیے اور تین نے بھی مثل اسکے گواہ دیئے تو قاضی کی ڈگری ہوگی اور یہی حکم آئے اور تینوں نے کذا فی المحیط اگر چستہ میں جھگڑا ہوا اور مدعی اور قاضی میں سے ہر ایک نے گواہ دیئے کہ چستہ میرا ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں بنایا ہو تو وہ قاضی کا ہوگا اسی طرح اگر دودھ کے حباب میں جھگڑا ہوا اور اس طرح ہر ایک نے گواہ پیش کیے تو قاضی کی ڈگری ہوگی کذا فی الکافی اور اگر ہر ایک نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ جس نے یہ چستہ بنا وہ میرا تھا تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیئے کہ دودھ میری بکری سے میری ملک میں لیا گیا ہو اور اس سے چستہ بنایا گیا ہو تو قاضی کے لیے چستہ کا ہوگا اور اگر ہر ایک نے یہ گواہ دیئے کہ جس بکری سے دودھ دیا وہ چستہ بنا ہو وہ میری ملک ہو تو مدعی کے لیے حکم ہوگا اگر ہر ایک نے یہ گواہ پیش کیے کہ جس بکری سے دودھ دیا وہ چستہ بنایا گیا ہو وہ میری بکری سے پیدا ہوئی ہو تو چستہ کے قاضی کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط اور اگر مدعی قاضی نے کہا کہ یہ چستہ میرا ہو میں نے اسکو اپنی بکری سے دودھ سے بنایا ہوا تو وہ قاضی نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو بکری کی ڈگری غیر قاضی کے واسطے ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اگر کسی زبور کا دعویٰ کیا کہ میرا ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں ڈنالا ہو تو یہ دعویٰ نتائج نہیں ہو اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ یہ گیہوں میرے ہیں میں نے خود انکو بویا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ ظہیر میں ہو اگر ایک دار ایک شخص کے قبضہ میں ہو اُس پر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے دادا کا گھر ہو میں نے اسکو میرا میں بنایا ہو اور تمام صوت میراث کو بیان کیا ہاں تک کہ جسے اس کا تعلق ہو چاہے اور قاضی نے بھی اسی طرح گواہ دیئے تو مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط۔ اگر زمین و درخت خدایا ایک شخص کے مقبوضہ میں اُس پر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین و درخت میرے ہیں اور میں نے یہ درخت اس زمین میں لگائے ہیں اور قاضی نے اسکے شخص گواہ قائم کیے تو مدعی خارج کی ڈگری ہوگی اور کبیر ہی تاک انکو را و دوسرے درختوں پر حکم ہو کذا فی الکافی۔ اگر زمین میں کھیتی ہو اور قاضی و مدعی میں سے ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہو اور کہتے ہیں میں نے لکائی ہو تو زمین اور کھیتی کی ڈگری مدعی کو دی جائیگی کذا فی المحیط اسی طرح اگر عمارت میں اختلاف کیا اور ہر ایک نے گواہ دیئے کہ میں نے اپنی زمین میں عمارت بنائی ہو تو بھی مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط السرخسی اگر کسی کے پاس قبا و بھرتی کی ہو اُس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو میں نے اسکو اپنی ملک میں قطع کیا اور سدا اور بھروایا ہو اور قاضی نے بھی اسکے مثل گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے ایسے ہی جو جبہ بھرا ہو اور پستین اور ہر چیز کپڑے کی جو قطع کیجاتی ہو اور بچھوئے فرش اور دسترخوان وغیرہ ایسے ہی عصفیہ غفران یا ورس سے رنکائے ہوئے کپڑے میں اگر مدعی و قاضی نے اس طرح گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی الظہیر پر یا وۃ التوضیح ایک کھال ایک شخص کے پاس ہو اُس پر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری ہو میں نے اپنی ملک میں اسکو کھینچا ہو اور قاضی نے گواہ اسکے مثل قائم کیے تو قاضی کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے اگر فروغ کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی ایک بکری ایک شخص کے قبضہ میں ہو اُس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ہو میں نے اسکو فروغ کیا اور کھال کھینچی اور اسکے گواہ قائم کیے اور قاضی نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے اگر ایک

ہوگا ولیکن اگر مالک یوں کرے کہ زمین نے اسکو کاٹنے اور بننے کا حکم کیا تھا تو بعینہ وہی کپڑا لے لیا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ چوبارے اس مدعی کے درخت کے بین تو چوباروں کی ڈگری مدعی کے نام ہو جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ گہیوں اس کھیتی کے بین جو فلاں شخص کی زمین میں لگی تھی یا یہ چوبارے اس خشت کے بین جو فلاں شخص کی زمین میں تھا یا یہ انگو خشک فلاں شخص کی زمین کے تاک کے بین تو اس فلاں شخص کی ڈگری ہوگی ولیکن اگر قابض نے فلاں شخص کی ملک ہوئی کا اقرار کر دیا تو اسکے اقرار پر فلاں شخص کو دلائے جائینگے اور اگر یوں گواہی دی کہ یہ غلام فلاں شخص کی باندی نے جنا ہے تو غلام مالک کینز کا ہوگا اور اگر گواہی دی کہ یہ گہیوں اس شخص کی کھیتی کے بین تو گہیوں اسکو دلائے جائینگے اسی طرح اگر گواہی دی کہ یہ انگو خشک فلاں شخص کے تاک کے بین تو انگو خشک کی ڈگری فلاں شخص کے نام ہوگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو اور اگر گواہی دی کہ زمین پر یہ اشجار کے گہیوں سے بیسا ہے اور عمر و ملک مالک تھا تو زمین پر ہر گاہ گہیوں کے دیش کی ڈگری ہوگی اور اگر عمر و ملک کے مالک نے خود درنگا ہی اور مالک کذا فی المبسوط۔ ایک شخص کے ہاتھ میں ایک حصہ کا رنگا ہوا کپڑا ہے اس پر گواہوں نے گواہی دی کہ یہ حصہ جس سے یہ کپڑا رنگا ہے اس مدعی کا ہے اس سے مدعا علیہ ہے یہ رنگا ہے اور رنگنے والا دعویٰ کرتا ہے کہ کپڑے کے مالک نے خود درنگا ہی اور مالک اس سے منکر ہے تو مالک کا قول مقبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور اسکی بیٹی دوسرے کے قبضہ میں ہو اس پر ایک مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری ہے اور گواہ قائم کیے رور قاضی سے باندی کی ڈگری اسکے نام کر دی تو یہ باندی کی بیٹی کو نہیں لے سکتا ہے اگرچہ باندی کو ملک مطلق کے استحقاق سے لے لیا ہے اور اگر باندی کی بیٹی علیہ کے قبضہ میں ہو تو باندی سے بیٹی کے لے سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے قبضہ میں چوبارے کا درخت ہے اس پر ایک شخص نے دعویٰ کر کے اپنے نام ڈگری کرالی اور اس درخت کے چوبارے دوسرے کے قبضہ میں ہیں تو وہ چوبارے بھی لے لیا اور محیطوں خرماکا حکم سچے مانند نہیں ہے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ ہشام مرکتہ ہیں کہ میں نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک زمین ہو اس میں گہیوں کی کھیتی ہوئی ہو ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین میری ہے اور گواہوں نے بیان کیا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ کھیتی کسکی ہے تو امام محمد نے فرمایا کہ جب کھیتی کا حال معلوم ہو تو وہ زمین سچے طریقہ کی جائیگی پھر میں نے پوچھا کہ اگر قابض نے کہا کہ کھیتی میں نے ہوئی ہے اور اسکے گواہ دیے تو کیا کھیتی اسکو والی جائیگا کہ ہاں پھر میں نے کہا کہ اگر کھیتی کاٹی یا روندی ہوئی ہو اور گواہوں نے کھیتی کی نسبت کسی کی ملکیت کی گواہی دی تو فرمایا کہ کھیتی کسی ہوگی جسکے ہاتھ میں زمین ہو کذا فی المحيط اگر مدعی نے ملک مطلق کے گواہ دیے اور قابض نے اس سے خریدنے کے گواہ دیے تو قابض کی گواہی ادا ہے، کذا فی الہدایہ اگر دو معیوں میں سے ایک نے بہرہ مع قبضہ کا اور دوسرے نے خرید کا ایک ہی شخص کے طرف سے دعویٰ کیا اور یہ مال معین تیسرے کے قبضہ میں موجود ہو اور دونوں نے تاریخ نہ کہی یا تاریخ برابر کہی کہی تو خرید کی گواہی اولیٰ ہو اور اگر ایک نے تاریخ نہ کہی تو تاریخ بیان کرنے والا اولیٰ ہو خواہ کوئی ہوا اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو وہی اولیٰ ہو اور اگر وہ شمعین دونوں میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو وہ اولیٰ ہو لایہ کہ دونوں کی تاریخ بیان کرنے میں مدعی غیر قابض کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر وہ چیز دونوں کے قبضہ میں ہو تو دونوں میں مشترک ہوگی الا اس صورت میں کہ دونوں کی تاریخ میں سے ایک کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے صدقہ مع قبضہ کا اور دوسرے نے خرید کا دعویٰ

کہا تو اسکا بی حکم اسی طرح ہو یہ محیط میں ہو ایک شخص کے قبضہ میں ایک شخص میں ہو اسکا ایک دعویٰ نے دعویٰ کیا کہ میں نے دیکھ کر زور
کو خریدی دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میں نے قبضہ میں ہو تو دونوں میں مشترک کا حکم ہوگا اسی طرح اگر تیسرے نے چوتھے سے میراث کا ادوچھٹے نے
خالص سے صدقہ کا دعویٰ کیا تو سب میں چار حصوں پر تقسیم ہوگی اگر مال میں سے ایک کے قبضہ میں ہو تو فیہا بنی ڈگری ہوگی لیکن اگر کسی کی
تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو دونوں کی ڈگری ہوگی لیکن اگر کسی کی تاریخ
سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ وہ شراسی ہو کہ جسے تقسیم سے ٹکڑے نہیں کیے جاتے ہیں
جیسے گھوڑا و غلام وغیرہ اور اگر ایسی چیز ہو کہ جسے ٹکڑے کیے جاتے ہیں جیسے دار و غمرہ تو خریدے کے مدعی کی ڈگری ہوگی
لذا فی محیط المشرعی اور صحیح یہ ہو کہ جو غیر منقسم کہ مختل قیمت ہو اور جو نہیں ہو اس حکم میں یکساں ہو کہ ان فی محیط والدخضر
ہو و صدقہ کے دعویٰ میں اگر دونوں میں قبضہ ہو تو یکساں ہیں اور یہ حکم ایسی چیزوں میں جو مختل قیمت نہیں ہیں بلکہ غلام
ہو اور جو مختل قیمت ہیں ان میں اختلاف ہو اور اصح یہ ہو کہ صحیح نہیں ہو اور یہ حکم اس وقت ہو کہ دونوں فریق گواہوں
نے وقت بیان نہ کیا اور کسی کا قبضہ بھی نہیں ہو اور اگر دونوں نے وقت بیان کیا تو سابق الوقت اولے ہو اور اگر دونوں
نے وقت نہ بیان کیا لیکن ایک کا قبضہ ہو تو وہی اولے ہو ایسے ہی اگر قابض مدعی نے وقت بیان کیا تو بھی وہی اولے ہو
کذا فی التبيين اور اگر ایک کے گواہوں نے وقت بیان کیا تو وہ اولے ہو کہ ان فی محیط ایک شخص کے مقبوضہ مال عین پر
دو معیون نے دعویٰ کیا ایک نے خرید نیک اور دوسرے نے زبرد سے بہن رے قبضہ کر نیک دعویٰ کیا اور دونوں نے
گواہ قائم کیے اور دونوں نے تاریخ بیان نہ کی یا ایک ہی تاریخ بیان کی تو خرید اولے ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور
دوسرے نے نہ بیان کی تو تاریخ واداری ہو کوئی ہو اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو وہی
اولے ہو اور اگر مال عین کسی ایک کے قبضہ میں ہو تو وہ اولے ہو لیکن اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور مدعی غیر قابض کی
تاریخ سابق ہو تو غیر قابض کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اگر قابض کی طرف سے ایک نے قبضہ کا اور
دوسرے نے قبضہ کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ دیے مگر کسی کے گواہوں نے تاریخ یا قبضہ نہ بتلایا تو بہن اولی ہو
اور یہ امتحان ہو کہ ان فی التبيين اور یہ حکم اس وقت ہو کہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی شخص کی طرف سے ملک کا ہو اور اگر گواہوں
کی طرف سے ہو تو دونوں برابر ہیں پس اگر تاریخ یا قبضہ کی سبقت کی وجہ سے ترجیح رکھتا ہو تو
اسی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ میں ہو یہ حکم اس وقت ہو کہ قبضہ بطرطوح ہو اور اگر بشرطوح ہو تو یہ اولے ہو کہ ان فی
المسرح المداہ۔ اگر مدعی نے غلام کی نسبت خرید نیک دعویٰ کیا اور مدعا علیہ کی جو روئے دعویٰ کیا کہ میرا کاج سپر ہوا ہو تو
دونوں مدعی یکساں ہیں غلام کی ڈگری دونوں میں نصف مضمون ہوگی پس اس صورت میں کہ دونوں نے تاریخ نہ کی یا تاریخ
ایک ہی کسی ہو اور یہ قول امام ابو یوسف رہکا ہو اور امام محمد کے نزدیک خرید اولی ہو اور اگر دونوں کی تاریخ میں ایک
کی تاریخ سابق ہو تو سابق تاریخ اولی ہو یہ غایت البیان میں ہو پھر ابو یوسف رحمہ کے نزدیک عورت کو آدھا غلام
لیگا اور آدھے کی قیمت شہ ہر دو واجب ہوگی اور شہری کو آدھا غلام اور آدھے غلام کا من آدھا مال سے مل سکتا ہو اگر
چاہے ورنہ بیعت کر دے اور امام محمد کے نزدیک عورت کو تمام غلام کی قیمت شہ ہر دو ملے گی یہ زمین میں ہو۔ اگر کاج اور
قبضہ اور مدعی صدقہ جمع ہو تو کاج اولی ہو کہ ان فی محیط۔ دو گواہوں نے قرض کی گواہی دی اور دو گواہوں نے مضاربہ کی
تو مدعی قرض کی گواہی اولے ہو کہ ان فی محیط المشرعی

مستفقات متقی میں ہے کہ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور گواہ دیئے کہ میں نے اس ارکا دعویٰ کیا تھا اور قابض نے مجھے سودرم پر صلح کر لی تھی اور قابض نے گواہ دیئے کہ مدعی نے مجھ کو اس دار کے دعویٰ میں اپنے حق سے بری کر دیا تھا تو صلح کے گواہ اولے ہیں کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ باندی پر دعویٰ کیا کہ میں نے یہ باندی اس قابض سے ہزار درم کو خرید کے آزاد کر دی ہے اور اس پر گواہ قائم کیے اور دوسرے نے قابض پر گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ باندی قابض سے ہزار درم کو خریدی ہے اور آزاد کر نیکا ذکر نہ کیا تو آزاد کرنے والے کے گواہ اولے ہیں اور یہ ذکر نہیں کیا کہ اگر مدعی خریدنے قبضہ ذکر کیا تو کیا حکم ہو پس اگر اس نے قبضہ کر لیا ہے تو وہ اولے ہی یہ خط میں ہے۔ ایک شخص کا غلام ہے غلام نے اپنے مولے پر گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھے آزاد با مدبر کر دیا ہے اور ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس کو ایک مالک سے ہزار درم کو خرید لیا ہے اگر مشتری نے قبضہ نہیں کیا تو غلام کے گواہ اولیٰ ہیں اور اگر قبضہ کر لیا ہے تو مشتری کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر دونوں نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو سابق تاریخ اولیٰ ہی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک باندی نے اپنے مولے پر دعویٰ کیا کہ میری اس سے اولاد ہوئی ہے اور اس کے گواہ قائم کیے اور دوسرے مدعی نے گواہ دیئے کہ میں نے یہ باندی اس کے مالک سے خریدی ہے تو باندی کے گواہ اولے ہیں خواہ باندی مشتری کے قبضہ میں ہو یا نہ ہو اور اگر مشتری کے گواہوں نے سچہ جتنے سے تین برس پہلے خرید نیکا وقت بیان کیا تو مشتری کے گواہ اولے ہونگے یہ محیط میں ہے۔ ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس کو مدبر کر دیا در حالیکہ اس کا مالک ہوں اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ مجھے میری ام ولد ہو گئی ہے اور میں اس کا مالک ہوں اور تیسرے نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر غلام نے گواہ قائم کیے کہ فلاں شخص نے مجھے آزاد کر دیا ہے اور فلاں شخص اس سے منکر ہو یا مقرر ہو اور دوسرے مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے تو اس دوسرے مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اسی طرح اگر غلام کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ فلاں شخص نے اس کو آزاد کیا در حالیکہ یہ اس کے قبضہ میں تھا یا یہ کل کے رد اُس کے قبضہ میں تھا تو بھی یہ گواہی مقبول نہ ہوگی کذا فی المبسوط اور اگر غلام کے گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے اس کو آزاد کیا در حالیکہ وہ اس کا مالک تھا اور مدعی کے گواہوں نے گواہی دی کہ یہ مدعی کا غلام ہے تو آزادی کے گواہوں پر ڈگری ہوگی کذا فی محیط اور اگر مولیٰ نے گواہ دیئے کہ میرا غلام ہے میں نے اس کو آزاد کیا اور دوسرے نے کہ یہ اس کا غلام ہے تو آزادی کے گواہوں پر حکم ہوگا اسی طرح اگر غلام کے گواہوں نے گواہی دی کہ اس کو فلاں شخص نے مدبر کر دیا ہے در حالیکہ وہ اس کا مالک ہے اور ایک مدعی نے گواہ دیئے کہ یہ میرا غلام ہے تو مدبر کرنے کے گواہوں کی ڈگری ہوگی چنانچہ اگر خود مولیٰ نے مدبر کرنے کے گواہ دیئے اور مدعی نے اپنے غلام ہونے کے گواہ سنائے تو مولیٰ کے گواہوں پر حکم ہوگا کذا فی الذخیرہ اور اگر غلام نے گواہ سنائے کہ فلاں شخص نے اس کو مکتب کیا ہے در حالیکہ وہ اس کا مالک ہے اور دوسرے نے گواہ سنائے کہ یہ میرا غلام ہے تو اہن جس کے گواہوں پر غلام ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر قابض نے گواہ سنائے کہ میرا غلام ہے میں نے اس کو مکتب کیا ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ سنائے کہ میرا غلام ہے تو دوسرے مدعی کے غلام ہونے کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے ایک غلام زید کے قبضہ میں ہے عرو نے گواہ دیئے کہ یہ میرا غلام ہے میں نے اس کو آزاد کیا ہے اور بکر نے گواہ سنائے کہ یہ صلیٰ حرہ ہے اور میں نے اس سے عقد موالات کی ہے تو بکر کے گواہوں پر ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہے قابض نے گواہ سنائے کہ میں نے اس کو آزاد کیا ہے در حالیکہ میں اس کا مالک تھا اور ایک مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ سنائے پس اگر غلام نے ایک کی تصدیق کی تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کی تکذیب کی تو حکم کیا جائیگا کہ غلام کی ولاہ دونوں میں نصف نصف تقسم ہے۔

یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیئے کہ میں نے اسکو دینار و درہم میرا کر دیا کر دیا ہو در حالیکہ میں اسکا مالک تھا تو غلام کی تصدیق کرنے اور تکذیب کرنے پر رابطہ نہ کیا جائیگا اور اگر کسی موجبات کی کہ غلام کی ولادہ دونوں میں منقسم ہو ہر ایک کا پھر ہزار درہم و حسب زمین اور اگر ایک فریق گواہوں نے مال ذکر کیا اور دوسرے فریق نے ذکر نہ کیا تو گواہی مدعی مال کی مقبول ہوگی اور اسی کی ولادہ ہوگی اور غلام کی تصدیق یا تکذیب کرنے کی پھر زمین پر یہ ذخیرہ میں ہی سزاور بن ساعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک غلام ہو اسکا پھر بیٹے نے دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرے باپ نے مجھے صدقہ دیا ہو حالانکہ وہ لڑکا صغیر اسکی پرورش میں ہو اور غلام نے گواہ دیئے کہ اسکے باپ نے مجھے آزاد کر دیا ہو تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ غلام کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے بل فیہ لڑکے کو غلام صدقہ یا ہبہ کیا ہو اور اسنے قبضہ کیا اور سمجھا اسکے قبضہ کو معائنہ کیا اور غلام کے گواہوں نے گواہی دی کہ باپ نے اسکو آزاد کیا ہو اور وقت بیان نہ کیا تو صدقہ جائز رکھو مگر اگر عتیق باطل کر دیا مگر متقی بن ہو کر ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے غلام کو آزاد کر دیا ہو در حالیکہ وہ مریض تھا اور وارث نے کہا کہ گواہوں کے آنے کے وقت وہ نہ بیان کیلتا تھا اور وارث نے آزاد کر دینے کا قرار نہ کیا تو فرمایا کہ وارث کا قول مقبول ہوگا جب تک گواہ یہ گواہی نہ دیں کہ وہ شخص اسوقت صحیح اعتدل تھا اور اگر وارث نے آزاد کر دینا اقرار کیا مگر دعویٰ کیا کہ وہ نہ بیان کیلتا تھا تو غلام کا قول مقبول ہوگا جب تک کہ وارث اس امر کے گواہ قائم نہ کرے کہ نہ بیان کیلتا تھا کذا فی الحیطہ۔ ایک شخص نے ایک باندی آزاد کی اور اسکا ایک بچہ ہو پس باندی نے دعویٰ کیا کہ مجھے تو نے قبل ولادت کے آزاد کیا ہو پس بچہ آزاد ہو اور مولے نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد ولادت کے آزاد کیا ہو اور بچہ غلام ہو تو عیون میں مذکور ہے کہ بچہ اگر باندی کے پاس ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ بچہ اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو بھی باندی کا قول مقبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو باندی کے گواہ مقبول ہونگے اور یہی حکم کتاب کرنے کے دعویٰ میں ہو لیکن مدبر کرنے کے دعویٰ میں مولیٰ کا قول مقبول ہوگا۔

متقی میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر بچہ خود اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو تو اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر نہیں بیان کر سکتا ہو تو جسکے قبضہ میں ہو اسکا قول مقبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو باندی کے گواہ اولے ہیں اور یہی حکم کتابت میں ہو اگر اپنی باندی آزاد کر دی پھر کچھ دنوں بعد اسکے بچہ میں جھگڑا کیا باندی نے کہا کہ میں بعد آزاد ہونے کے جنی تھی مگر تو نے مجھے لے لیا اور مولے نے کہا کہ قبل آزادی کے جنی تھی اور میں نے تجھے لے لیا اور بچہ کچھ بیان کرنے کے لائق نہیں ہو تو مولے پر واجب ہو کہ بچہ اسکی مان کو واپس کرے اور یہی حکم کتاب کرنے میں اور مدبر کرنے اور ام ولد میں مولے کا قول مقبول ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو کہ وہ حریت کا دعویٰ کرتا ہو اور قاضی نے کہا کہ یہ میرا غلام ہو پس اگر غلام اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہو تو قاضی کا قول لیا جائیگا کیونکہ غلام مثل متاع کے ہو اور اگر تعبیر کر سکتا ہو یا بالغ ہو تو غلام کا قول لیا جائیگا اور اگر ہر ایک نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو غلام کے گواہ مقبول ہونگے یہ وجہ کر دی میں ہو۔ ایک شخص ایک شہر میں آیا اور اسکے ساتھ مرد اور عورتیں اور لڑکے ہیں کہ اسکی خدمت کرتے ہیں اور سب اسکے قبضہ میں ہیں پس اسنے دعویٰ کیا کہ یہ سب میرے مملوک ہیں اور انھوں نے دعویٰ کیا کہ ہم سب آزاد لوگ ہیں تو انھیں لوگوں کا قول لیا جائیگا جب تک خود یہ لوگ اسکی ملکیت کا اقرار کلام یا بیع سے نہ کریں یا وہ شخص انہیں اپنے ملک کے گواہ قائم نہ کرے اگرچہ ہند یا سند یا ترک یا روم کے کیوں نہ ہوں اور شائع نے اسکی تاویل یوں فرمائی ہے انکو

مقبول کر کے نہ لایا ہو اور اگر کسی وجہ سے وہ لوگ مقبول کر کے نہ لائے ہوں تو انکا قول کہ ہم آزاد لوگ ہیں مقبول نہ ہو گا کذا فی حاشیہ
ایک شخص نے اصلی آزاد ہونے کا دعویٰ کیا اور اپنے مان و باب کا سہ ماہی اور انکی بیعت کو بیان نہ کیا تو جائز ہو کذا فی الذخیرہ ایک
شخص مر گیا اور اس پر قرضے ہیں اور کچھ ترہ بچھوڑا سو اسے ایک باندی کے کہ اس کے کو دین لڑکا ہو پس باندی نے دعویٰ کیا کہ
میں میت کی ام ولد ہوں اور یہ لڑکا میت کا ہو تو اسکا قول مقبول نہ ہو گا جب تک اسکے گواہ نہ ہوں کہ میت نے اپنی زندگی میں
اقرار کیا تھا کہ یہ باندی میری ام ولد ہو اور اگر وارثوں نے گواہی دی کہ یہ اسکی ام ولد ہو تو انکی گواہی مقبول ہوگی اور
قرضہ ہوں کو اس باندی کے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی کذا فی الحیوط۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دو شخصوں نے گواہ قائم کیے
ہر ایک دعویٰ کرتا ہو کہ میں نے اسکو ودیعت دیا ہو پس اسنے ایک کے واسطے اقرار کیا تو اتنی صورتوں سے خالی نہیں یا تو دونوں
کے گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا یا پہلے یا۔ ایک کے ایک ایک گواہ قائم کرنے کے بعد یا ایک کے دونوں گواہ قائم کرنے
کے بعد اقرار کیا پس اگر سماعت کے بعد قبل اسکے کہ گواہوں کی گواہی پر حکم ہو کسی کے واسطے اقرار کیا تو غلام اسکو دیا جائیگا
اور اگر دونوں فریق گواہوں کی تعدیل ہو گئی تو دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی اور مقررہ کی گواہی باطل نہ ہوگی اور اگر قبل
گواہ قائم کرنے کے ایک کے واسطے اقرار کیا پھر گواہ قائم ہوئے تو غیر مقررہ کی ڈگری ہوگی اور اگر ہر ایک کے ایک گواہ قائم کرنے کے
بعد اقرار کیا تو مقررہ کو دیا جائیگا اور دوسرے سے کہا جائیگا کہ دوسرا گواہ قائم کر لیں اگر اسنے قائم کیا تو اسکی ڈگری ہو جائیگی
اور اگر بنوڑ ڈگری نہ ہوئی تھی کہ مقررہ دوسرا گواہ لایا تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور اگر بنوڑ ڈگری نہ تھی کہ غیر مقررہ نے پہلے
گواہ کا اعادہ کیا یا مستقل گواہ قائم کیے تو تمام غلام کی اسی کے نام ڈگری ہوگی پھر اگر مقررہ نے غیر مقررہ پر اپنے پہلے گواہ کا اعادہ
کیا یا مستقل گواہ سنا ہے خواہ اسکے نام ڈگری ہو گئی ہو یا نہیں ہوئی تو سماعت نہ ہوگی اور اگر غیر مقررہ نے کہا کہ میرا پہلا گواہ
مر گیا یا غائب ہو تو اس سے کہا جائیگا کہ دوسرا گواہ لا پھر اگر جواب اسکے دوسرا لایا تو کل غلام کی اسکے نام ڈگری ہوگی لیکن
اگر مقررہ دوسرا گواہ لایا یا مستقل گواہ لایا تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور ایک روایت میں ہے کہ یا غیر مقررہ اگر دو مستقل گواہ لایا
تو کل غلام کی اسکے نام ڈگری ہوگی۔ اور اگر قاض نے کسی کے واسطے اقرار نہ کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ڈگری ہو گئی
پھر ایک نے گواہ دیے کہ میرا غلام ہو تو مانت نہ ہوگی اور اگر ایک کے گواہوں کی تعدیل ہوئی یا گواہی قائم نہ ہوئی یہاں تک
کہ دوسرے کی ڈگری ہو گئی پھر اسے شہید گواہ نہ سمجھے گواہ عدالت قائم کیے کہ غلام میرا ہو تو جسکی ڈگری ہو چکی ہو اسپر اسکی ڈگری ہو جائیگی
اور اگر ایک نے گواہ قائم کیے اور دوسرے نے قائم نہیں کیے اور قاض نے اس دوسرے کے واسطے جسے گواہ نہیں قائم کیے ہیں
اقرار کر دیا تو اسی کو دیدیا جائیگا اور غیر مقررہ کے گواہوں پر ڈگری کر دی جائیگی بدوں اسکے کہ اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی تکلیف
دیجاوے اور یہ ڈگری مقرر ہوگی مقررہ پر ہوگی جسے کہ اگر مقررہ نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام میرا ہو میں نے اس مقررہ کے پاس
ودیعت رکھا تھا تو اسکے نام ڈگری ہو جائیگی اور اگر اسکے نام ڈگری نہ ہونے پائی تھی کہ غیر مقررہ نے اپنے گواہوں کا اعادہ کیا
تو مقررہ کے گواہ باطل ہونگے اور دوسرے کے واسطے غلام کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر ایک شخص کے
قبضہ میں ایک دار ہو اسپر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا ہو میں نے قاض کو دس درم ماہواری پر
کرایہ دیا ہو اور اس پر گواہ قائم کیے اور قاض اُمین ایک مہینہ رہا ہو اور وہ ان دونوں کے دعوے سے منکر ہو تو دونوں
کے نام اُس کی ڈگری نصف نصف ہوگی اور ہر دس درم ایک نصف نصف باہم تقسیم کر لینگے یہ محیط میں ہو تو اگر مہینہ
امام ابو یوسف رہے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خرید کر اس پر قبضہ کر لیا اور دام دیدیے پھر اسکے بعد

بائع کے واسطے ہونے کا غلام کا اقرار کر دیا اور کہا۔ یا کہ یہ غلام فلاں شخص یعنی بائع کا ہو اور بائع نے اس پر قبضہ کر لینا چاہا اور کہا کہ غلام میرا ہی پس مقرر یعنی مشتری نے کہا کہ میں نے تو تیرے ہاتھ ہزار درہم کو بیچا ہے تو اسی کا قول قبول ہوگا اسی طرح ایک شخص نے اپنے کل ایک غلام کا عمر کے واسطے اقرار کر دیا اور آج عمروں نے اسی غلام کا زید کے واسطے اقرار کر دیا پس زید نے کہا کہ یہ غلام میرا ہی پس عمروں نے اس سے کہا کہ میں نے آج تیرے واسطے تو اس سے اقرار کر دیا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا ہے اور تیرے ہی پاس ہے مجھے پہنچا تھا تو عمروں ہی کا قول مقبول ہوگا اور زید اسکو بلا مشن نہیں لے سکتا ہے یہ فیضہ میں ہے۔ نوادہ ہشام میں ہے کہ ایک شخص کے قبضہ میں ایک بکرا ہے اس سے دوسرے نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ بچاس درہم کو یہ بکرا بیچا ہے تو اس کا قبضہ نے کہا کہ تو نے تو مجھے بہرہ کر دیا ہے تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور اس پر بچاس درہم لازم نہ ہو سکے گا ذاتی الحسیط

میسری فصل ایک قوم و مہبط کے دعویٰ کرنے کے بیان میں درحالیکہ انکا دعویٰ مختلف ہو اقول المرہط دس سے کم۔
القوم جامعہ اگر ایک دار ایک شخص کے قبضہ میں ہو اس پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک نے کل دار کا دوسرے نے نصف دار کا دعویٰ کیا اور دونوں نے گواہ قائم کیے تو کل دار کے کو تین چوتھائی اور نصف دار کے کو ایک چوتھائی امام اعظم رحمہ کے نزدیک ملگا اور صاحبین کے نزدیک تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اور اگر دونوں معیون کے پاس گواہ نہ ہوں تو قابض سے قسم لی جائیگی پس اگر ہر ایک کے دعویٰ پر اس نے قسم کھائی تو دونوں کی خصوصیت سے بری ہو گیا اور دار اسی کے قبضہ میں جیسا تھا ویسا ہی چھوڑ دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر دار و شخصوں کے قبضہ میں ہو اور ایک نصف کا دعویٰ کرتا ہو اور دوسرا کل کا پس اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو کل کے مدعی پر قسم نہیں ہے اور نصف کے مدعی سے قسم لی جائیگی پس اگر اس نے قسم کھائی تو دار ان دونوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور آدھا آدھا دونوں کا ہوگا اور اگر نکول کیا تو دوسرے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو کل کے مدعی کے لیے کل دار کی ڈگری ہو جائیگی آدھا تو گواہوں کی گواہی پر آدھا دوسرے کے اقرار پر دلا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ نوادہ ہشام میں ہے کہ میں نے امام محمد رحمہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک گھر دو بھائیوں کے قبضہ میں ہے ایک بھائی تو کل گھر کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا کٹنا ہے کہ یہ ہم دونوں میں باپ کی میراث ہے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ کل کے مدعی کو تین چوتھائی دلا جائیگا آدھا وہ جو اسکے قبضہ میں ہے اور آدھا انہیں سے جو اسکے بھائی کے قبضہ میں ہے اور دوسرے کو چوتھائی دلا جائیگا اور اگر دونوں نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو جو نصف کہ مدعی تمام کے ہاتھ میں ہے وہ میراث ہوگا اور دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور مدعی نصف کے قبضہ میں حصہ رہے وہ مدعی کل کو ملیگا پس مدعی کل کو تین چوتھائی سب ملا اور مدعی نصف کو ایک چوتھائی ملا پھر اگر کسی شخص نے اگر یہ گھر استحقاق ثابت کر کے لیا پھر مدعی تمام کو بہرہ کر دیا تو مدعی میراث کو انہیں سے کچھ نہ ملیگا اور اگر مدعی میراث کو بہرہ کیا تو دوسرا بھائی انہیں سے آدھا لے لیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعی میراث کے گواہوں نے یہ گواہی دینی کہ گھر ان دونوں میں آدھا آدھا ہوا ان دونوں نے اسکو فلاں شخص سے نصفاً نصف خرید لیا ہے اور دوسرے کے گواہوں نے تمام گھر کی گواہی دی تو گھر دونوں میں مساوی تقسیم ہوگا کذا فی محیط السرخسی۔ ایک گھر زید کے قبضہ میں ہے اس پر عمروں نے کل کا دعویٰ کیا اور کرنے دو تہائی کا اور خالد نے نصف کا اور سب نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عمروں کو بارہ حصوں میں سے سات حصے اور برک کو تین اور خالد کو دو حصے بطریق مناعت کے تقسیم ہونگے اور صاحبین کے نزدیک بطریق عمل و مضاربت کے تیرہ حصہ ہو کر عمروں کو چھ اور برک کو چار اور خالد کو تین حصہ ملینگے اور اگر گھر ان سب کے قبضہ میں ہے اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو ہر ایک سے دو حصے کے دعویٰ پر قسم لی جائیگی پس اگر سب نے قسم کھائی تو تینوں میں تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر عمروں نے قسم کھائی اور باقی دونوں نے

اور اگر دونوں نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو کل دار کی ڈگری ہو جائیگی آدھا تو گواہوں کی گواہی پر آدھا دوسرے کے اقرار پر دلا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ نوادہ ہشام میں ہے کہ میں نے امام محمد رحمہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک گھر دو بھائیوں کے قبضہ میں ہے ایک بھائی تو کل گھر کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا کٹنا ہے کہ یہ ہم دونوں میں باپ کی میراث ہے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ کل کے مدعی کو تین چوتھائی دلا جائیگا آدھا وہ جو اسکے قبضہ میں ہے اور آدھا انہیں سے جو اسکے بھائی کے قبضہ میں ہے اور دوسرے کو چوتھائی دلا جائیگا اور اگر دونوں نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو جو نصف کہ مدعی تمام کے ہاتھ میں ہے وہ میراث ہوگا اور دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور مدعی نصف کے قبضہ میں حصہ رہے وہ مدعی کل کو ملیگا پس مدعی کل کو تین چوتھائی سب ملا اور مدعی نصف کو ایک چوتھائی ملا پھر اگر کسی شخص نے اگر یہ گھر استحقاق ثابت کر کے لیا پھر مدعی تمام کو بہرہ کر دیا تو مدعی میراث کو انہیں سے کچھ نہ ملیگا اور اگر مدعی میراث کو بہرہ کیا تو دوسرا بھائی انہیں سے آدھا لے لیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعی میراث کے گواہوں نے یہ گواہی دینی کہ گھر ان دونوں میں آدھا آدھا ہوا ان دونوں نے اسکو فلاں شخص سے نصفاً نصف خرید لیا ہے اور دوسرے کے گواہوں نے تمام گھر کی گواہی دی تو گھر دونوں میں مساوی تقسیم ہوگا کذا فی محیط السرخسی۔ ایک گھر زید کے قبضہ میں ہے اس پر عمروں نے کل کا دعویٰ کیا اور کرنے دو تہائی کا اور خالد نے نصف کا اور سب نے گواہ قائم کیے تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک عمروں کو بارہ حصوں میں سے سات حصے اور برک کو تین اور خالد کو دو حصے بطریق مناعت کے تقسیم ہونگے اور صاحبین کے نزدیک بطریق عمل و مضاربت کے تیرہ حصہ ہو کر عمروں کو چھ اور برک کو چار اور خالد کو تین حصہ ملینگے اور اگر گھر ان سب کے قبضہ میں ہے اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو ہر ایک سے دو حصے کے دعویٰ پر قسم لی جائیگی پس اگر سب نے قسم کھائی تو تینوں میں تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر عمروں نے قسم کھائی اور باقی دونوں نے

نکول کیا تو کل گھر عمرو کو ملیگا اور اگر کبر نے قسم کھالی اور باقی دونوں نے نکول کیا تو کبر تہائی اپنے قبضہ کا اور چھٹا عمرو سے اور چھٹا نکول سے لے لیا اور اگر خالد نے قسم کھالی اور دونوں نے نکول کیا تو اپنے قبضہ کے تہائی کے ساتھ بارہوان حصہ عمرو سے اور باقی کبر سے لیا اور اگر دو شخصوں نے قسم کھالی اور ایک نے نکول کیا پس اگر عمرو و کبر نے قسم کھالی اور خالد نے نکول کیا تو اسکے قبضہ کا گھر امام اعظم کے نزدیک بطریق منازعت کے چار حصوں میں تقسیم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک بطور حوالہ و مضاربت کے تین حصہ ہو کر دو عمرو کو اور ایک کبر کو دیا جائیگا اور اگر کبر نے نکول کیا اور دونوں نے قسم کھالی تو امام اعظم کے نزدیک کبر کے مقبوضہ کے آٹھ حصے ہو کر سات عمرو کو اور ایک خالد کو دیا جائیگا اور صاحبین کے نزدیک پانچ حصے ہو کر ایک خالد کو اور چار عمرو کو ملیں گے اور اگر عمرو نے نکول کیا اور ان دونوں نے قسم کھالی تو اسکے مقبوضہ کے چار حصے ہو کر خالد کو ایک اور دو کبر کو دیے جائیں گے اور ایک حصہ عمرو کے پاس بلا منازعت باقی رہ جائیگا اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ ان کے پاس گواہ نہ ہوں یا نکول کیا ہو اور اگر سب نے گواہ قائم کیے یا سب نے نکول کیا تو خالد کو آٹھ دان اور کبر کو چوتھائی اور عمرو کو پندرہ حصے چھ میں حصوں میں سے ملینگے اور یہ قول امام اعظم رحمہ کا ہو اور صاحبین کے نزدیک اکیسواشی حصہ ہو کر خالد کو ستائیس حصے اور کبر کو پچاس حصے اور عمرو کو ایک تین حصے ملینگے لہذا فی محیط السرخسی۔ اگر آٹھ تین شخصوں کے قبضہ میں جو پس عمرو نے انہیں سے آدمے کا اور کبر نے تہائی اور خالد نے چھ حصہ کا دعویٰ کیا اور ایک نے دوسرے کے دعوے سے انکار کیا پس اگر ہر ایک کے قبضہ میں تہائی ہو تو خالد کے مقبوضہ میں سے آدھا اسکا اور آدھا موقوف رہیگا پھر اگر عمرو نے گواہ قائم کیے تو باقی دونوں سے بارہوان بارہوان حصہ لے لیا لہذا فی الملبوط ایک دار میں سے ایک منزل عمرو کے قبضہ میں ہو اور دوسری منزل کبر کے قبضہ میں ہو پس عمرو نے دعویٰ کیا کہ کل دار میرا ہو اور کبر نے دعویٰ کیا کہ ہم دونوں میں نصف نصف ہو اور کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو ہر ایک سے دوسرے کے حصے ہر قسم کی جالیگی پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو جو منزل عمرو کے قبضہ میں ہو وہ اسی کے قبضہ میں ہو ورنہ جالیگی اور کبر کی آدمی اسکو والی جائیگی اور آدمی کبر کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگی اور میدان صحن دونوں میں مشترک رکھا جائیگا کہ دونوں برابر نصف کر رہیں اور اگر اسی صورت میں دونوں نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کی گواہی دوسرے کے مقبوضہ پر مقبول ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک کے قبضہ میں ایک بیت ہو اور دوسرے کے قبضہ میں چند بیت ہوں اور صحن دونوں کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک کل کا دعویٰ ہو اور دونوں پاس گواہ نہ ہوں تو دونوں نے قسم کھالی تو ہر ایک کا مقبوضہ اسکے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور صحن دونوں میں مشترک ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے مقبوضہ کی ڈگری دوسرے کے نام ہوگی اور صحن دونوں میں برابر تقسیم ہوگا لہذا فی شرح الطحاوی ایک دار کا نیچے کا مکان عمرو کے قبضہ میں ہو اور بالا خانہ کبر کے قبضہ میں ہو اور بالا خانہ کا راستہ صحن میں ہو پھر ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ دار میرا ہو تو نیچے کے مالک کو دار ملیگا سوائے بالا خانہ اور اسکے راستہ کے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر بالا خانہ زید کے قبضہ میں ہو اور نیچے کا مکان عمرو کے قبضہ میں ہو اور ہر ایک کل کا دعویٰ ہو اور دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو دونوں نے قسم کھالی تو ہر ایک کا مکان عمرو کے قبضہ میں چھوڑا جائیگا اور صحن ایک روایت میں عمرو کو ملیگا مگر زید کو اُس میں مرد کا حق حاصل ہوگا اور ایک روایت میں صحن دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو بالا خانہ عمرو اور نیچے کا مکان زید کو دیا جائیگا اور میدان صحن نیچے والے کو یعنی زید کو دیا جائیگا لہذا فی شرح الطحاوی ایک گھر زید کے قبضہ میں ہو اور پھر عمرو نے دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور کبر نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے اور زید کا ہو ہم دونوں نے خاندان سے خرید کر قبضہ کیا ہے اور حالیکہ خالد اسکا مالک تھا تو گھر کی ڈگری دونوں میں کے نام اٹھ جائیگی لہذا فی شرح الطحاوی عمرو کے نام اور

ایک تہائی بائیس کے نام ڈگری ہو جائیگی اور اگر کسی اجنبی نے کل گھر کا دعویٰ کیا اور قابض کے بھائی نے کہا کہ ہمارا باپ مر گیا اور چارے دونوں بھائیوں کے درمیان میراث چھوڑ گیا ہو اور دونوں معیون نے گواہ قائم کیے تو اجنبی کے نام میں جو تہائی اور بھائی مدعی کے نام ایک جو تہائی کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخس میں ہو۔ پس اگر قابض نے چاہا کہ اپنے بھائی کے جو تہائی میں شریک ہوں اور کہا کہ تو نے اقرار کیا ہو کہ باپ کا حصہ ہم دونوں میں مشترک ہو پس حصہ پر استحقاق ثابت ہو کر محل گیا وہ سب کا گیا اور جو باقی راوہ سب کا باقی راوہ اسکو یہ اختیار نہوگا کذا فی المحیط۔ اور اگر قابض نے بعد دونوں کے گواہ قائم کرنے اور وراثت کے انکار کرنے کے یوں اقرار کیا کہ میں نے باپ سے وراثت پایا ہو تو عدم اقرار کی صورت کا اور اسکا حکم کیساں تو میں جو تہائی اجنبی کو اور جو تہائی بھائی مدعی کو دیا جائیگا اور اگر اقرار وراثت دونوں کے گواہ قائم کرنے سے پہلے ہو اچھر گواہ قائم کیے تو کل دار کی ڈگری اجنبی کے نام ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر قابض نے ابتداء سے اقرار کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ دار میرے باپ کا ہے وہ مر گیا اور میرے اور میرے فلان غائب بھائی کے درمیان میراث چھوڑا پس کسی اجنبی مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ یہ دا اس اجنبی کا ہوا ہے اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور قاضی نے اجنبی کے گواہوں پر دار کی ڈگری کر دی پھر قابض کا بھائی حاضر ہوا اور گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرے باپ کا تھا وہ مر گیا اور اسے میرے اور میرے بھائی قابض کے درمیان میراث چھوڑا تو قاضی اسکی گواہی مقبول نہ کر چکا۔ اور اگر قابض نے اسوقت میراث کا اقرار کیا کہ میرے اور میرے فلان بھائی کے درمیان مشترک میراث ہو جبکہ اجنبی گواہ قائم کر چکا ہو کہ میں نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا اور قاضی نے کل گھر کی اجنبی کے نام ڈگری کر دی پھر قابض کے بھائی نے انکو گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرے باپ کا تھا اور وہ مر گیا اور میرے اور میرے بھائی قابض کے درمیان میراث چھوڑا تو قاضی اسکی گواہی مقبول کر چکا کذا فی المحیط

فصل چوتھی قبضہ میں نزاع واقع ہونے کے بیان میں۔ دو شخصوں نے ایک گھر کی بابت جھگڑا کیا ہر ایک کہتا ہو کہ یہ میرے قبضہ میں ہو پس اگر قاضی کو کسی کے قبضہ میں ہونا معلوم ہو تو اسی کو قابض قرار دیکھا اور اگر نہیں معلوم ہو مگر یہ معلوم ہو کہ ان دونوں کے نولے تیسرے کے قبضہ میں نہیں ہو تو ہر ایک دونوں میں مدعی و مدعا علیہ ہو پس اگر دونوں نے اپنے اپنے قبضہ کے گواہ قائم کیے تو دونوں کے نام گھر کی ڈگری ہوگی اور گھر دونوں کے قبضہ میں کر دیا جائیگا اور اگر قاضی نے وہ گھر تیسرے کے قبضہ میں پایا تو ان دونوں کی درخواست ہر ایک کے قبضہ سے نکال لیگا اور قبل درخواست کے نہ نکالے گا اور اگر ایک کے گواہ قائم ہوئے تو اسی کے قبضہ کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں یا ایک کے پاس گواہوں تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیا جائیگی پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو ہر ایک دوسرے کے دعوے سے بری ہو گیا اور قاضی حقیقت حال ظاہر ہونے تک گھر کو متوقف رکھتا کسی کے قبضہ میں نہ دیکھا اور اگر ایک نے قسم سے نکول کیا اور دوسرے نے قسم کھالی تو قسم کھانے والے کے قبضہ میں نہ دیکھا لیکن نکول کرنے والے کو گھر میں تعزیر کرنے سے منع کر دیکھا اور اگر قاضی نے تیسرے کے قبضہ میں پایا تو اسکے قبضہ سے نہ نکالے گا کذا فی المحیط اگر ایک شی معین پر دو شخصوں نے جھگڑا کیا اور ہر ایک نے اپنے قبضہ کے گواہ دیے ہاں تک کہ دونوں کے قبضہ میں قرار دی گئی پھر ایک نے گواہ دیے کہ یہ شی معین میری ملک ہو تو اسکے نام اُس آدمی کی ڈگری ہوگی جو دوسرے کے قبضہ میں ہو اور جو اسکے قبضہ میں ہو وہ بجا لہ چھوڑ دیا جائیگی ایسا ہی بعض مواضع میں مذکور ہو اور بعض مواضع میں لکھا ہو کہ اگر دونوں نے قبضہ کے گواہ قائم کر دیے پھر ایک نے گواہ دیے کہ یہ شی معین میری ملک ہو تو اسکے نام کل شری کی ڈگری ہو جائیگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ امام محمد نے میرے لکھا ہو کہ اگر ایک مسلمان دار الحرب سے بھلا اور اسکے ساتھ ایک سنا سن ہو اور دونوں

کے قبضہ میں ایک شجر ہو کہ اسپر مال لدا ہوا ہو پھر ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا مال ہو اور میرے قبضہ میں ہو اور ایک کے دعویٰ پر مسلمان گواہ قائم کیے تو قاضی اسی کے نام مال کی ڈگری کر دیگا یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں جو کتاب الاقصیٰ میں لکھا ہو کہ دو شخصوں نے ایک گھر کی بابت جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہو کہ یہ میرے قبضہ میں ہو اور گواہ قائم کیے پھر ایک نے کہا کہ میں اس سے بڑھکر دعویٰ پر گواہ لاتا ہوں میں اس امر کے گواہ دیتا ہوں کہ میرا باپ مر گیا اور اسکو میرے واسطے میراث چھوڑا اور میرے سولے اسکا کوئی وارث نہیں ہو اور اسپر گواہ لایا تو مقبول ہونگے پس یہ ڈگری اسپر ہوگی جس نے اس سے حضوت کی تھی اور یہ جو کتاب میں ہو کہ میں اس سے بڑھکر دعویٰ پر گواہ لاتا ہوں یہ پہلے گواہوں سے اعراض ہو جتنے کہ یہ شخص مدعی غیر قابض قرار پا گیا پس اسکے گواہ ملک مقبول ہونگے کذا فی المحيط امام طہر الدین مرغینانی سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصوں نے ایک گھر کی نسبت جھگڑا کیا ایک دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میری ملک اور میرے قبضہ میں ہو اور دوسرا کہتا ہو کہ میرے قبضہ میں ہو اور میں دوسروں سے اسکا استحقاق زیادہ رکھتا ہوں کیونکہ فلان شخص کی طرف سے میرے پاس کرایہ پر تھا اور وہ مر گیا پس بعض مال کرایہ کے میرے پاس رکھا ہوا ہو تو امام موصوف رحمہ نے فرمایا کہ دونوں کے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور انکے زمانہ کے بعض شائع نے فتویٰ دیا ہو کہ اجارہ کے مدعی کے قبضہ میں دیا جائیگا کذا فی الطہیرہ۔ کتاب الاقصیٰ میں ہو کہ دو شخصوں نے ایک گھر کی بابت نزاع کیا ہر ایک کہتا ہو کہ میرے قبضہ میں ہو پھر ایک نے گواہ دیئے کہ انھوں نے میرے جانوروں اور غلاموں کو اس میں آتے جاتے دیکھا ہو تو قاضی ایسی گواہی پر قبضہ کا حکم نہ دیگا جب تک کہ یہ بیان نہ کریں کہ یہ جانور اور غلام اس میں رہتے تھے اور اگر یہ گواہی دی تو اسی کے قبضہ کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ابن سمان نے امام محمد رحمہ سے روایت کی کہ دو فریقوں نے اجملہ یا غیر میں جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہو کہ میری ہو اور میرے قبضہ میں ہو اور گواہوں نے ایک فریق کے واسطے یہ گواہی دی کہ اسکے قبضہ میں ہو یا دونوں فریق کے واسطے یہ گواہی دی کہ دونوں کے قبضہ میں ہو پس اگر قاضی نے گواہوں سے تفسیر دریافت نہ کی اور انھوں نے اس سے زیادہ بیان نہ کیا تو گواہی مستقیم ہو اور اگر تفسیر یافت کی تو افق و احسن ہو پھر فرمایا کہ فیض پر قبضہ اس طرح بچا نا جاتا ہو کہ اسکے درخت کا ٹکڑہ کا ٹکڑہ فروخت کرے یا اس سے نفع مناسب اٹھاوے اور راجہ میں اس طرح کہ نرکل کا ٹکڑا اپنی ذاتی حاجت کے صرف میں لاوے یا فروخت کر دے یا اسی کے مانند تصرف کرے کذا فی الطہیرہ۔ دو شخصوں نے ایک غلام میں جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہو کہ یہ میرا غلام ہو اور وہ دونوں کے قبضہ میں ہو پس اگر غلام اس قدر چھوٹا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہو تو قاضی کسی کی ملک ہو نیکا حکم نہ دیگا جب تک گواہ قسائم نہ ہوں ولیکن دونوں کے قبضہ میں قرار دیگا اور اگر غلام بالغ ہو کہ کلام کرتا اور اسکو سمجھتا ہو عقل رکھتا ہو یا بالغ ہو کہ انہی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو اور اس نے کہا کہ میں آزاد ہوں تو اسی کا قول لیا جائیگا اور قاضی ان دونوں کے واسطے ملک یا قبضہ کسی کی ڈگری نہ کریگا تا وقتیکہ اسکے گواہ قائم نہ ہوں اور اگر اس نے کہا کہ میں دونوں میں سے ایک کا غلام ہوں تو اسکی تصدیق نہ جائیگی اور وہ دونوں کا غلام ہوگا کذا فی المحيط۔ اگر غلام نے قابض کے سوا کسی دوسرے کی نسبت کہا کہ میں اسکا غلام ہوں حالانکہ یہ غلام ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس قابض نے کہا کہ یہ میرا غلام ہو تو قاضی اس کا غلام قرار دے گا کذا فی الکافی۔ اگر ایک غلام ایک شخص کے قبضہ میں ہو اور وہ اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہو اور قابض نے کہا کہ میرا غلام ہو تو اسی کا قول معتبر ہوگا اور اسی کی ملک ہونے کی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر غلام نے بالغ ہو کر کہا کہ میں اصلی آزاد ہوں تو بلا حجت اسکی تصدیق نہ ہوگی کیونکہ وہ چاہتا ہو کہ جس ملک کے واسطے حکم قضا جاری ہو چکا ہو

ایک شخص نے دو شخصوں کے قبضہ میں جھگڑا کیا

اُسکو باطل کرے اسی طرح اگر کہا کہ میں لقیط ہوں تو یہ مثل اصلی آزادی کے دعوے کے جو پھر اگر قابض نے اپنے غلام ہونے کے گواہ دیے اور غلام نے یہی اصلی آزادی کے گواہ دیے تو غلام کی گواہی اہلی ہو کذا فی الذخیرہ قاضی امام شمس الاسلام محمود اور جندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین قبضہ میں ہو عمرو نے بطریق تغلب کے اسپر اپنا قبضہ کر لیا پھر زمین کے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہو عمرو نے بطریق تغلب کے مجھے چھین کر اپنا قبضہ کر لیا ہو تو شمس الاسلام نے فرمایا کہ اُسکی گواہی قبول کرو گنا اور زمین کی اُسکے نام و گہری کر کے عمرو سے چھین کر اُسکے سپرد کرو گنا اور اگر زمین کے پاس گواہ نہ ہوے اور گئے عمرو سے یہ قسم لینی چاہی کہ والدہ یہ زمین اس دعویٰ کے قبضہ میں نہ تھی اور نہ میں نے بطریق تغلب کے اُس سے لی ہو تو فرمایا کہ اُسکو یہ قسم لینے کا اختیار ہی اسی طرح اگر عمرو کے اقرار کا دعویٰ کیا کہ اسے اقرار کیا ہو کہ یہ زمین زمین کے قبضہ میں تھی اور اس پر عمرو سے قسم لینی چاہی تو بھی فرمایا کہ اُسکو اختیار ہو کذا فی المصباح فواند شمس الاسلام میں ہو کہ اگر زمین کے گواہ قائم کیے کہ یہ شمس محمود دوسرے قبضہ میں دس برس سے ہو عمرو نے اب اسپر اپنا قبضہ کر لیا تو زمین کی ڈگری ہو جائیگی اور قاضی عمرو کو حکم دیگا کہ اسے سپرد کر دے لیکن دعا علیہ عمرو مقضی علیہ قرار نہ پاویگا جسے کہ اگر اُسے بعد گواہ قائم کیے کہ یہ محدود میری ملک ہو تو گواہ مقبول ہونگے۔ اور اگر مدعی نے یہ گواہ قائم کیے کہ یہ محدود میرے قبضہ میں دس برس سے تھی یا دس برس کا نام نہ لیا تو اس سے کچھ استحقاق ثابت نہ ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ ایسی گواہی مقبول ہوگی اور بالاجماع اگر گواہوں نے گواہی دی کہ دعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ کل کے روز یہ زمین میری کے ہاتھوں تھی تو قاضی دعا علیہ کو حکم دیگا کہ مدعی کو واپس دے اسی طرح اگر گواہوں نے بیان کیا کہ دعا علیہ نے مدعی سے لی ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ واقعات ناظمی میں ہو کہ اگر ایک شخص کے مقبوضہ غلام کے واسطے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام تھا میرے پاس دس برس سے تھا یہاں تک کہ اسے جو قابض ہو غضب کر لیا اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میں برس سے میرا غلام ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو عیون میں ہو کہ ایک شخص میں دو شخصوں نے جھگڑا کیا ایک شخص نے گواہ دیے کہ یہ میرے پاس ایک مہینہ سے تھی اور دوسرے نے گواہ دیے کہ میرے ہاتھ میں اسدم موجود ہو تو اُسی کی ڈگری ہوگی کیونکہ پہلے کا قبضہ مقضی ہوا اور قبضہ نقضہ امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک غیر مستحب ہو اور اگر ایک نے گواہ دیے کہ ایک مہینہ سے میرے پاس تھی اور دوسرے نے کہا کہ میرے پاس جمعہ سے ہو تو اُسی کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط۔ ایک شخص نے یہ کہ قبضہ میں عمرو کی زمین ہو زمین کے گواہ نے اسکو اجرت پر دیدیا ہو پس عمرو نے کہا کہ تو نے میرے حکم سے دی ہو اور اجرت میری ہو اور زمین نے کہا کہ میں نے مجھے غضب کر لی تھی پھر خود اجرت پر دی ہو پس اجرت میری ہو تو عمرو کا قول مقبول ہوگا اور اگر زمین نے اُس زمین میں عمارت بنائی پھر اجازت پڑی پس عمرو نے کہا کہ میں نے مجھے حکم دیا تھا کہ زمین میرے لیے عمارت بنا کر کرایہ دیدے اور زمین نے کہا کہ میں نے غضب کر کے پھر عمارت بنائی پھر کہ یہ پردی تو اجرت یوں لگائی جاوے کہ زمین کو ایک مرتبہ عمارت بنائی ہوئی فرض کریں۔ اور ایک مرتبہ بغیر عمارت فرض کریں اور اجرت دونوں پر تقسیم کریں تو حقیقت عمارت کے پرے میں پڑے وہ زید کو ملیں اور جو زمین کے پرے میں پڑے وہ عمرو کو ملیں اور اگر عمرو نے کہا کہ تو نے عمارت بنی ہوئی مجھے غضب کر لی تھی تو اُسی کا قول بیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو غائب کے گواہ اولے ہیں یہ قتاوے قاضی خان میں ہو۔ اگر زمین نے عمرو سے کہا کہ میں نے تیرے ایک ہزار درہم غصب کر لیے ہیں اور زمین دس ہزار کا نفع اٹھایا اور عمرو نے کہا کہ زمین بلکہ میں نے تجھے اسکا حکم کیا تھا تو عمرو کا قول مقبول ہوگا اور اگر عمرو نے کہا کہ میں نے ہزار درہم اور دس ہزار درہم غصب کر لیے تو زمین کا قول مقبول ہوگا اور اگر زمین نے کہا کہ میں نے تیرا کچھ غصب کر لیا اور بلا حکم تیرے اُسکو قطع کر کے قیص سلانی اور عمرو نے کہا کہ میں نے بلکہ تو نے قیص غصب کی تھی یا میں نے

تھے سنانے کا حکم کیا تھا تو عمر کا قول مقبول ہو گا یہ محیط میں ہو قصارت چار ٹکڑے کر باس کے اُنکے مالک کے پاس اُسکے بلند کمر
 ہاتھ روانہ کیے وہ تین ٹکڑے لایا اور قصارت نے کہا کہ میں نے تجھ کو چار ٹکڑے دیے تھے اور تیلینڈ نے کہا کہ دیے تھے مگر مجھے جن گن
 دیے تھے تو مالک سے کہا جا بیگا کہ جسکی چاہے تصدیق کر پس اگر اُس نے ایچی کی تصدیق کی تو وہ بری ہو گیا اور کندی
 کرنے والے پر قسم آئی اگر اُس نے قسم کھائی تو بری ہو گیا اور اگر نکل کر گیا تو ضامن ہو گا اور قصارت بھی مالک کر باس سے اجرت کی
 قسم لے سکتا ہو پس اگر مالک نے قسم کھائی تو اس ٹکڑے کی اجرت سے بری ہو گیا۔ اسی طرح اگر مالک کر باس نے قصارت کی تصدیق
 کی تو وہ بری ہو گیا اور قسم لہجی ہر آئی اور اسپر قصارت کی اجرت ہو گی اگر قصارت نے اسپر قسم کھائی یا کر باس کے مالک نے اُسکی
 تصدیق کی یہ وجہ کروری میں ہو۔ ایک شخص کا چہار دیواری کا باغ ہو اور اُسکے کچھ درخت انہر کے کنارے ملے ہوئے ہوں انکا
 جڑوں سے دوسرے طرف نہر کے کچھ درخت آگے اور اس دوسری طرف ایک شخص کا انگور کا باغ ہو اور ناک اور نہر کے
 درمیان رہتہ ہو پس ناک کے مالک نے ان درختوں کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے درختوں کی جڑوں
 سے نکلتے ہیں میرے ہی ہیں پس اگر یہ معلوم ہوا ہو کہ اسی کے درختوں کی جڑوں سے پیدا ہوئے ہیں تو اسی کے ہونے اور
 اور اگر یہ معلوم نہوا اور نہ اُسکا کوئی بونے والا معلوم ہو تو ان درختوں کا کوئی مالک نہیں ہو ان دونوں میں سے کوئی شخص
 ہو گا یہ خلاصہ میں ہو اگر کسی کی زمین میں بغیر کسی کے آگائے بھیتی جی تو مالک نے میں کی ہوگی بخلاف ایسے شکار کے
 جو کسی کی زمین میں کھس جاوے تو وہ پکڑنے والے کا ہو گا یہ وجہ کروری میں ہو۔ زید نے عمر و پر کسی قدر زمین بلا نشان
 کا سبب میراث کے دعویٰ کیا اور گواہ قائم کر کے ڈگری کرالی پھر قضی لہ یعنی زید اور قضی علیہ یعنی عمر و میں باہم درختوں اور
 گھروں کی بابت اختلاف ہوا اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں کہ یہ کسکے ہیں تو بعض نے کہا کہ عمر و کا قول اور بعض نے کہا کہ زید کا
 قول مقبول ہو گا یہ محیط میں ہو۔ جامع صغیر میں ہو کہ ایک شخص زید کی نہر ہو اُسکے پہلو میں بند آب ہو اور نہر آب کے نیچے
 دوسرے شخص عمر و کی زمین ملی ہوئی ہو اور بند آب دونوں میں سے کسی کے قبضہ میں نہیں ہو مثلاً نہ تو عمر و کے اُسکے کنارے
 درخت ہیں اور نہ زید کی اُسکے کنارے مٹی پڑی ہوئی ہو اور دونوں نے اُسکا دعویٰ کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک عمر و کی ہو
 اور صاحبین ہونے فرمایا کہ حریم زید کی ملک کی پھر مٹی پھینکنے چلنے وغیرہ کے واسطے ہو گا اور اس اختلاف کا قائلہ وہ دو مقام پر
 ظاہر ہوتا ہو ایک یہ کہ اگر بند آب کے کنارے ایسے درخت ہوں کہ انکا بونے والا معلوم نہوا تو امام رحمہ کے نزدیک عمر و کے ہونے
 اور صاحبین کے نزدیک نہر کے مالک کے ہونے اور دوسرے یہ کہ بند آب پر درخت لگانے کا اختیار امام کے نزدیک زمین کے
 مالک کو ہو اور صاحبین کے نزدیک نہر کے مالک کو ہو اور گھر مٹی پھینکنے میں بعض نے کہا کہ یہی اختلاف ہو اور بعض نے کہا کہ
 نہر کے مالک کو یہ اختیار ہو جب تک کہ نہر نہوا اور یہی صحیح ہو اور اگر نہر کے مالک نے اسپر عمر و کا قصد کیا تو بعض نے کہا کہ امام کے
 نزدیک ایسا نہیں کر سکتا ہو مگر شبہ یہ ہو کہ اگر امین ضرر نہوا تو مالت نہ کجا و لگی فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ درخت لگانے کی
 صورت میں ہم امام کا قول لیتے ہیں اور گھر پھینکنے کے حکم میں صاحبین کا قول لیتے ہیں کذا فی النکاح فی کتاب الجوارح والموات
 سیل اگر مٹی یا کچھ مہالائی اور کسی کی زمین یا نہر میں لا ڈالی تو وہ زمین مانہر کے مالک کی ہوگی کذا فی الخلاصہ اور جو طاخونہ
 پیشے کے وجہ سے اور کرم جمع ہو جاوے وہ طاخونہ کے مالک کی ہو اور اصح یہ ہو کہ وہ اُس شخص کا ہو جسکے ہاتھ میں پہلے ہو جاوے
 اور یہی حکم ہر اُس چیز میں ہو جو اجڑے زمین سے نہو جیسے راکھ اور گوبر وغیرہ۔ ایک گلی کے لوگ راکھ و گوبر ایک شخص کی
 زمین میں پھینکتے ہیں ان کو راجع ہو گیا تو وہ اسکا جس نے لیا اسی طرح اگر ایک شخص نے مربوط یا مطبل بنا یا کہ امین جانور

مذکورہ بالا فتاویٰ
 سنہ ۱۲۸۵ھ
 بمطابق ۱۸۶۸ء

جمع ہوتے ہیں ورنہ ان کو برائے ہوا تو جو چاہے لے لے اسی کا ہوگا اور بعض نے کہا کہ اس میں اعتبار چھ مقرر کر دینے کا ہے اور ایسا ہی مامور ہو سکتا ہے
 یہاں وہ کسی چیز کے مقول ہو کہ دیون میں جو چیز لٹائی گئی اور ایک آدمی کی گو دین گری اور دوسرے نے اس کو لے لیا پس اگر اول نے اپنا
 یا گو دین ہی اسطے تیار کی ہو تو لینے والے سے واپس کرے ورنہ نہیں لیکن دوسرے یا گو دین ہی چیز گرنے کے لیے مہیا نہ کرنے کی صورت میں اگر
 چیز اسکے دامن میں گری اور اسے اقرار کر لی بائیں طور کہ مثلاً پھیلا ہوا دامن بجائیں چیز کے گرنے کے بقصد حرا ذمیت لیا پھر دوسرے
 لی تو بھی پس لے سکتا ہو اور اسی کے سوا وہ سنا جو فنا و حق میں مذکور ہو کہ ایک شخص نے اپنا دار کرا یا پس تلجہ لے لینے اونٹ میں کھے کہ چکی
 نیگنیان ان جمع ہوتی ہیں تو یہ لید جو جمع ہو گئی اسکے ہو جائیگی جبکہ ہاتھ پہلے اسپر ہو چکے جائے لیکن اگر کرا دینے والے نے یہ قصد کیا تھا کہ اس
 میں لید نیگنیان جمع کروا دے تو یہ اسی کو لینگی یہ چیز کر دی میں یہ ایک شخص مگیا اسے ایک لڑکی اور ایک بھائی اور ایک چچوڑا پس لڑکی نے کہا کہ
 تمام سب میرا دوسری اجازت سے میرے مال سے میرے بانیے خرید لیا ہو بھائی کتا ہو کہ تمام سب میت کا ہو تو بھائی کا قول بتر ہو گا یہ ذیہ میں ایک
 چوپایہ یا فیض میں دو دیون نے جھگڑا کیا اور ایک اسپر سوار یا اسکو پہنے ہوئے ہو اور دوسرا اسکی لگام ہا ستین پکڑے ہو دوسری تو قاضی ہونے کے
 حق میں سوار یا پہنے والا دے ہو کافی میں ہی اور اگر ایک زین پر سوار ہو اور دوسرا اسکی ردیف میں بیٹھا ہو تو زین سوار
 اولیٰ ہو بخلاف اسکے کہ اگر دونوں میں سوار ہوں تو دونوں کے قبضہ کا حکم ہو گا کذا فی الہدایہ۔ اگر ایک شخص چوپایہ کا قائد ہو اور
 دوسرا ساتی ہو تو قائد کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک اسکی لگام پکڑے ہو اور دوسرا دم تو شائخ نے فرمایا کہ لگام پکڑنے والے کی
 ڈگری جونی چاہیے کذا فی محیط اگر دو آدمیوں نے ایک اونٹ میں جھگڑا کیا اور ایک کا اسپر بوجھ لدا ہو یا تو بوجھ والا دے ہو
 کذا فی الہدایہ۔ اگر ایک گھوڑے میں دو شخصوں نے جھگڑا کیا ایک کا اسپر بوجھ لدا ہو اور دوسرے کا کوڑیا تو بڑا اسپر لگا
 ہو اور تو بوجھ والا دے ہو کذا فی الکافی ایک شخص ایک قطار اونٹوں کا قائد ہو اسپر سے ایک اونٹ پر ایک شخص سوار ہو
 پھر سوار و قائد دونوں میں سے ہر ایک نے تمام اونٹوں کا دعویٰ کیا پس اگر اونٹ پر سوار کا بوجھ لدا ہو تو سب اونٹ
 سوار کے ہونگے اور قائد مزدور ہوگا اور اگر گنگی بیٹھ ہو تو سوار کا وہی اونٹ ہوگا چہرہ سوار ہو اور ساتی قائد کے ہونگے
 کذا فی الذیفر ہشام۔ اے امام محمد راہے روایت کی کہ ایک قطار اونٹوں کی دو اینہیں سے اول اونٹ پر ایک سوار ہی اور ایک شخص
 دربان میں سوار ہی اور ایک شخص آخر کے اونٹ پر سوار ہی پھر ہر ایک شخص نے تمام اونٹوں کا دعویٰ کیا تو ہر ایک کو وہ اونٹ
 ملیگا چہرہ سوار ہی اور پہلے اور بیچ کے درمیان کے اونٹ اول سوار کو ملیں گے اور درمیانی اور اخیر کے درمیان کے اونٹ اول
 سوار اور درمیانی سوار کے درمیان نصف نصف تقسیم ہونگے اور اخیر سوار کو سوائے اسکے چہرہ سوار ہی کچھ نہ ملیگا اور اگر سب نے
 گواہ قائم کیے تو ہر ایک کی ساری کا اونٹ دونوں پھیلون میں نصف نصف اور پہلے و درمیانی کے درمیان کے اونٹ درمیانی و اخیر
 کے درمیان نصف نصف اور درمیانی و اخیر کے درمیان کے اونٹ آدھے اخیر کو آدھے اول و درمیانی کے درمیان نصف
 نصف تقسیم ہونگے یہ محیط خشری میں ہو۔ اگر کھڑا ایک کے قبضہ میں اور اسکا کوئی کناہ دوسرے کے ہاتھ میں ہو تو دونوں میں
 برابر تقسیم ہوگا کذا فی الہدایہ۔ قدوری میں ہو کہ اگر کوئی درزی کسی کے گھر میں کپڑا سینا ہوا دیکھے میں دونوں نے اختلاف
 کیا تو گھر والے کا قول مقبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر درزی اور کپڑے کے مالک نے اختلاف کیا چنان مالک نے کہا کہ میں نے
 اسکو سیاہ اور درزی نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے سیاہی پس اگر کپڑا درزی کے پاس ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور کپڑے کے مالک
 پر سلائی واجب ہوگی اور اگر مالک کے پاس ہو تو اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر دونوں کے قبضہ میں ہو تو قسم سے درزی کا
 قول مقبول ہوگا اور مالک ہر اجرت ہوگی یہ محیط خشری میں ہو کہ کپڑا بیچنے یا سینے کے واسطے ایک مزدور گیا پس مزدور نے اپنے قبضہ

قائد کا ہونے کا
 سبب چھوڑ دیا
 سبب چھوڑ دیا

کے کہنے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے اور ستاجر نے کہا کہ میرا ہے پس اگر ستاجر کے دوکان میں ہو تو قسم سے اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر محلہ یا مزدور کے گھر میں ہو تو مزدور کا قول مقبول ہوگا خواہ وہ آزاد ہو یا غلام ماذون ہو یا کتاب ہو کذا فی الوجہ الملک درسی۔

ماذون کبیر میں ہے کہ اگر اپنا غلام لندی کرنے والے یا نانوائی وغیرہ کو اجرت پر دیا پھر مالک نے رستہ میں اُسکے پاس متاع پانی اُس متاع میں مالک دستاجر نے اختلاف کیا تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر یہ متاع ستاجر کی ساخت سے ہو تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر اس کی صنعت سے نہ ہو تو مولیٰ کا قول لیا جائیگا اور اگر ستاجر کے منزل میں ایسا واقع ہو تو وہ دونوں صورتوں میں اُسی کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مرضی میں ہے۔ ایک شخص دوسرے کے گھر سے نکلا اُسکی گردن پر کچھ متاع لدی ہوئی تھی اُسکو ایک قوم نے دیکھا پس انھوں نے گواہی دی کہ ہم نے اُسکو دیکھا کہ اسکے گھر سے نکلا اور اسکی گردن پر یہ متاع لدی ہوئی تھی اور گھر کے مالک نے کہا کہ متاع میری ہے اور رکھنے والا اپنی ملک ہونے کا مدعی ہے پس اگر یہ شخص اُنھانے والا ایسی چیزوں کے فروخت کرتے ہیں معروف ہو مثلاً بزاز وغیرہ ہو تو وہ محال کی ہوگی اور اگر معروف نہ ہو تو وہ گھر کے مالک کی ہوگی یہ اتفاق حسامیہ میں ہے۔ نوادر بن ساعد بن امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص دوسرے کے گھر میں گیا پھر اُسکے پاس کچھ مال نکلا گھر کے مالک نے کہا کہ میرا ہے تو نے میرے گھر سے اُٹھا لیا ہے تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ گھر کے مالک کا قول لیا جائیگا اور اگر جانے والا کسی قول میں تصدیق نہ کیا جائیگا کہ میں نے نہیں لیا لہذا ان کپڑوں میں جو پہنے ہو بشرطیکہ وہ پہنے کے ہوں اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اگر جانے والا کسی چیز کی صنعت میں معروف ہو مثلاً زیتون کا تیل یہ پھرتا ہو اور وہ گت پتل کا لیے ہوئے اُسکے گھر میں گیا یا بنیر والا ہو کہ اُسکو چاکر تاہو یا بازاروں میں اسباب لیے جیتا پھرتا ہے تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور مالک مکان کی تصدیق ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ہشام رحمہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ اگر ایک جھاڑو دیتے والا دو شخصوں کے گھر میں ہے اور اُسکی گردن پر کھلی وغیرہ پڑی ہے اُسپر دونوں نے دعویٰ کیا تو یہ اُسکی ہوگی جبکہ منزل میں ہے یہ محیط مرضی میں ہے ایک محال پر کتا ہے اور وہ ایک شخص کے گھر میں ہے پس گھر والے نے دعویٰ کیا کہ کارہ میرا ہے اور محال نے کہا کہ نہیں بلکہ میرا ہے تو محال کا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ محال کپڑے اُٹھاتا ہو اور کارہ ایسا ہو کہ اُسکے اُٹھانے جانے کا احتمال ہو یہ واقعات حسامیہ میں ہے اگر ایک بساط میں دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک اُسپر بیٹھا ہو اور دوسرا اُسکو کپڑے ہی یا دونوں اُسپر بیٹھے ہیں تو وہ دونوں میں مشترک ہے مگر نہ بطریق حکم قضا کے یہ عنا یہ میں ہے۔ ایک دار میں دو شخص بیٹھے ہیں اور ہر ایک اُسپر اپنا دعویٰ کرتا ہے تو دونوں میں حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک کشتی پر ایک شخص سوار ہے دوسرا اُسکے مکان کو کپڑے ہوسے تو تیسرا حاذف ہے اور چوتھا اُسکو کھینچتا ہے سب نے اُسپر دعویٰ کیا تو کشتی سوار و مکان اور حاذف کو ملیگی اور کھینچنے والے کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط مرضی میں ہے۔ ایک مالدار آدمی کے غلام کی گردن میں ایک موتی پڑا ہو کہ اُسکی قیمت موتی کے برابر ہے اور یہ غلام ایک مجلس کے گھر میں کہ جو تنواسے بوریا کے کسی چیز کا مالک نہیں ہے جو موجود ہے اُس نے دعویٰ کیا کہ یہ موتی میرا ہے اور مالک غلام نے کہا کہ میں نے تو مالک غلام کا قول مقبول ہوگا یہ وجہ کر دی میں ہے۔ دو آدمی ایک کشتی میں ہیں اور کشتی میں آٹا رکھا ہے پس ہر ایک نے کشتی کا اور جو کچھ اس میں ہے دعویٰ کیا اور ایک انجمن سے آٹا فروخت کرنے میں مشغول ہے اور دوسرا ملایع مشغول ہے تو آٹا اُس شخص کا جو اُسکے بیع میں مشغول ہے اور کشتی ملایع کی ہوگی۔ امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص تلے دو منہ سے ایک پرندہ شکار کیا پس اگر اس پرندہ اتفاق کیا کہ یہ اپنی اصلی راجت ہے ہو تو وہ پرندہ شکاری کا ہو خواہ ہوا سے شکار کیا ہو یا درخت سے اور اگر اختلاف کیا

اگر ایک کاستہ ہو اور دوسرے کا حراوی تو صاحب شتر کی دیو اور ہوگی یہ محیطہ میں ہو۔ اگر ایک دعوی کا دیوار متنازع فیہ ہو چکی
یا کئی اثبوت کا اثبات ہو تو وہ ہنر لہ شتر کہ ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک کی دیوار پر دس لکڑیاں ہوں اور
دوسرے کی تین سے زیادہ ہوں دس تک تو دیوار دونوں میں شتر ہوگی اور یہ ظاہر اور ایت کا حکم ہو اور یہی صحیح ہو
لذاتی الحیطہ اور اگر ایک کا سپر ایک یا دوسرے تین سے کہ ہوں اور دوسرے کے تین یا زیادہ جذوع ہوں تو نازل
میں مذکور ہو کہ دیوار تین یا زیادہ والے کی ہوگی اور کم والے کو مواضع بذوع لینگے اور فرمایا کہ یہ احتسان ہو اور یہ
دوسرا قول امام اعظم رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ فرمایا کہ قیاس چاہتا ہو کہ دیوار دونوں میں نصف
نصف ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ بھی اول میں ایسا ہی کہتے تھے پھر دونوں احتسان کی طرف رجوع کیا اور شمس لائے سرخی نے
دعوی الاصل میں ذکر کیا ہو کہ اگر ایک کی دیوار پر دس لکڑیاں رکھی ہوں اور دوسرے کی ایک ہی ہو لکڑی تو ہر ایک کو
اپنی لکڑی کے نیچے کی جگہ ملیکی اور دیوار دونوں میں برابر تقسیم ہوگی اور احتسان ایسا ایک یا دو لکڑیاں کی صورت میں ہو ایسا
ہی صلح الاصل میں مذکور ہو اور کتاب الاقرار میں مذکور ہو کہ تمام دیوار دس لکڑیوں والے کو ملیکی سوائے ایک لکڑی رکھنے
کی جگہ کے کہ وہ اسکو ملیکی اور یہ لکڑی دور کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا شمس لائے سرخی نے فرمایا کہ ان لکڑیوں کی درسیانی
جگہ کا حال کتاب میں مذکور نہیں ہو ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ اسکے گیارہ حصے کیے جائینگے دس حصہ دس لکڑیوں
والے کو اور ایک حصہ ایک والے کو ملیگا پس درسیانی جگہ کا حکم وہی ہو جو ہر لکڑی کے نیچے کی دیوار کا حکم ہر حصے کے اگر
دیوار گرجا کے تو اسی زمین تقسیم کر لینگے اور اکثر اہل بیت فرمایا کہ دس لکڑیوں والے کو دلائی جاوے گی سوائے بقدر
ایک لکڑی کی جگہ کے کہ یہ مومنہ اس ایک لکڑی والے کی ملک ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہو یہ فتاویٰ
قاضی خان میں ہو اگر دیوار طویل ہو اور دونوں میں سے ہر ایک کی کچھ کچھ دیوار اس سے متصل ہو اور جذوع رکھے ہیں
تو ہر ایک کے نام اس قدر دیوار کی ڈگری ہوگی جو اسکے ساتھ کے متوازی ہو اور جذوع کی تعداد پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور
اسی پر قاضی عبداللہ ضمیری فتوے دیتے تھے اور جو جگہ دونوں کے درسیانی ہو وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگی
یہ محیطہ سرخی میں ہو امام سبجانی رحمہ اللہ نے شرح طحاوی میں فرمایا کہ اگر دیوار کاٹش ایک کی طرف ہو اور پشت دوسرے کی طرف
تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگی اور رخ والے کی ڈگری ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ الاصل میں
اسی کی ڈگری ہوگی جسکی طرف دیوار کا رخ ہو بشرطیکہ اصل عمارت کے وقت یہ رخ رکھا گیا ہو اور اگر ابد بننے کے نقشہ اکمل سے
اسطرنج نہ کر دیا گیا ہو تو بالاجماع اس سے دیوار کا استحقاق نہوگا لذلانی غایت البیان۔ دو دار کے درسیان ایک شخص ہو کہ ہر
قطر ایک کی طرف ہو اور دونوں مالک دار اسکے مدعی ہیں تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونوں میں حصہ شتر ہوگا اور صاحبین نے
فرمایا کہ جسکی طرف قطر ہو اسی کی ڈگری ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر ایک دروازہ میں جو دو داروں کی دیوار کے درسیان
لگا ہو اور جگہ لکڑیاں اور دروازہ کا خلق ایک کی طرف ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خلق اور دروازہ کی دونوں میں برابر ڈگری
ہوگی اور صاحبین نے فرمایا کہ جسکی طرف خلق ہو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں طرف خلق ہو تو بالاجماع دونوں کی ڈگری
ہوگی یہ غایت البیان شرح طحاوی میں ہو ہر ایک دیوار دونوں میں شتر ہو پس کسی مدعی نے ایک شخص پر گواہ قائم کیے
کہ اس مدعا علیہ نے اقرار کیا ہو کہ دیوار میری ہو تو اسکے نام حصہ دیوار کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہو کچھ جذوع ایک شخص کے
گھر کی طرف نکلے ہوئے ہیں تو گھر والے کو اسپر بخاندہ بنایا کا اختیار بدون مالک دار کی رضا مندی کے نہیں ہو اور اگر باہر

یہ کتاب لاریعی یا پسم دیو کا دعوی
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم

عمارت بنا ناممکن ہو تو مالک نے اگر کوئی کھکا قطع کرنا بھی جائز نہیں ہے اور اگر ممکن نہ ہو مثلاً جذوع صغیر یا ایک ہی جذوع ہو تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر اسکا کاٹ ڈالنا باقی جذوع کو کمزور کر دے تو قطع نہیں کر سکتا اور اگر منہ نہیں ہے تو مالک سے اس کے قطع کر لینے کا مطالبہ کرے اور اگر صاحب دینے اہل تہمید کے کناروں پر کوئی بیڑ معلق کرنا چاہی تو اسکو اختیار نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک دیوار و شخصوں کے درمیان ہے کہ ہر ایک کا اسپر کچھ ہو جو ہے اگر ایک کا بوجھ بھل ہے تو دیوار کی عمارت دونوں میں سادی ہوگی اور اگر ایک کا اسپر بوجھ ہو اور دوسرے کا نہیں ہے حالانکہ دیوار دونوں میں مشترک ہے تو فقیہ ابوالبث نے فرمایا کہ دوسرے کے مثل یہ بھی اسپر بوجھ رکھ سکتا ہے بشرطیکہ دیوار اسکی تحمل ہو جائے آیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ ہمارے اصحاب نے کتاب الصلح میں فرمایا کہ اگر ایک کے جذوع زائد ہوں تو دوسرا بھی اُنکے برابر بڑھا سکتا ہے بشرطیکہ دیوار تحمل ہو اور اس میں قدیم و جدید کا کچھ ذکر نہیں کیا ہے لہذا فی الخلاصۃ۔ اگر دونوں کی اسپر لکڑی نو بھرا ایک نے رکھنی چاہی تو یہ کہہ سکتا ہے اور دوسرا اسکو منع نہیں کر سکتا جو اس سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے تو بھی اسی طرح رکھ دے یہ فضول عمادیہ میں ہے۔ اگر دیوار پر ایک کے جذوع ہوں دوسرے کے ہوں مگر اُن سے رکھنے چاہے اور دیوار دونوں کے جذوع کی تحمل نہیں ہو سکتی ہے اور دونوں اس بات کے معترف ہیں کہ دیوار ہم دونوں میں مشترک ہے تو جذوع والے سے کہا جائیگا کہ یا تو اس پر سے جذوع دور کر دے کہ تم دونوں برابر ہو جائو یا اس قدر کم کر لے کہ دوسرے کو کھٹکا ممکن ہو کہ دیوار اٹھا سکے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک دیوار و شخصوں میں مشترک ہے اسپر ایک کی عمارت ہے اُسے چاہا کہ اپنے جذوع کی جگہ بے پس اگر بائیں سے دائیں یا دائیں سے بائیں بدلنی چاہی تو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر جذوع نیچے کرنے چاہے تو کر سکتا ہے اور اگر اُنچے کرنے چاہے تو نہیں کر سکتا یہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے ایک دیوار دونوں میں مشترک اور دونوں کے جذوع اسپر جن تو نیچے جذوع والے کو اختیار ہے کہ دوسرے کے جذوع کے برابر اونچے کر لے بشرطیکہ دیوار کو ضرر نہ ہو اور اگر ایک نے اپنے جذوع اٹھا کرنے چاہے تو کر سکتا ہے بشرطیکہ دیوار کو ضرر نہ ہو یہ فضول عمادیہ میں ہے۔ اور اگر ایک کے جذوع اونچے اور دوسرے کے نیچے رکھے یہ بدلنے چاہا کہ دیوار میں نقب کر دے تاکہ اُس سے لکڑی اُتر آوے تو بعض نے کہا کہ ایسا نہیں کر سکتا ہے اور ابو عبد اللہ جہانی فتویٰ دیتے تھے کہ کر سکتا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر دیوار کمزور ہوئی ہو تو نہیں کر سکتا ہے ورنہ کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے ایک دیوار و شخصوں میں مشترک ہے ایک نے چاہا کہ کچھ عمارت بڑھاوے تو نہیں بڑھا سکتا ہے خواہ شریک کو ضرر ہو یا نہ ہو لیکن اگر شریک اجازت دے تو ہو سکتا ہے یہی فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ابو القاسم رحمہ نے فرمایا کہ ایک دیوار و شخصوں میں مشترک تھی اُسکا ایک کونا گر گیا اور کھلا کہ یہ دیوار و طاقین متلازمین ہیں پس ایک نے اپنی دیوار اس زخم پر دور کرنی چاہی کہ باقی ہم دونوں میں ہر دہ کے واسطے کافی ہے اور دوسرے نے زخم کیا کہ اگر ایک ہی تہ باقی رہی تو دھلکے منہم ہو جائیگی پس اگر اس امر کے ظاہر ہونے کے پہلے کہ یہ دیوار دوسری تھی اُن دونوں نے کوئی اقرار کیا تھا کہ یہ دیوار ہم دونوں میں مشترک ہے تو دونوں دیوار میں مشترک ہو گئی کسی ایک کو بدوں دوسرے کی اجازت کے آئین کوئی فعل کرینا اختیار نہ ہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ ہر ایک اپنی اپنی دیوار کا مالک ہے تو ہر ایک کو اپنی دیوار میں اختیار ہے جو چاہے کرے یہ فتاویٰ صفری میں ہے۔ دو شخصوں کی درمیان دیوار مشترک دہل گئی پس ایک نے اُسکی اصلاح کرنی چاہی اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا تو چاہیے کہ اُس سے کہہ دے کہ میں غلامان وقت دیوار اُنھوں کا تو اپنے بار کو ستون پر روک لے اور اس امر پر گواہ کر لے پس اگر اُن سے ایسا کیا تو خیر ورنہ یہ شخص دیوار کو اٹھا دے اگر اُسکا بار گرجا دے گا تو یہ ضامن نہ ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ امام ابو القاسم رحمہ نے منقول ہے کہ ایک دیوار و شخصوں میں مشترک ہے ایک کا اسپر بار ہے دوسرے کا کچھ نہیں ہے پس دیوار اُسکی طرف جھکی جسکا کچھ بائیں ہے

پہلے گویا ہوں کے سامنے بوجہ حادثے دور کرنے کو کہا آئے اس کے بعد اوجہ و ذور کرنا ممکن ہو نہ کے دور کرنے یا ان تک کہ دیوار گر گئی ہو اور کچھ نقصان ہو تو امام ابو القاسم نے فرمایا کہ اگر گھر بنا اور وقت کہ وہ کرے کہ تختہ ثابت ہوئی تو شاہ علیہ صفت قیمت اس کو کی جو کہنے سے مناسب ہو گئی۔ جو انھیں ہو گا بہ فتاد سے قاضی خان میں جو ایک دیوار دو حصہ ہوں میں مشترک ہے ایک شخص کا اسپر غرض کہ وہ اس سے بیعت لی بیعت ہو وہ دیوار اپنے سے دہائی اور دونوں نے اوپر اسٹالوں سے اٹھا لیا چھ دونوں نے اتفاق کر کے اس کو بنایا چھ جب وہ بیکر اس شخص کی بیعت تک پہنچی تو اس کے بعد چھت والے کو اختیار دیو چاہت اور زیادہ اونچی کرانے میں ساتھ دے یا نہ دے اور سپر ساتھ دینے کا جبر نہ کیا جائیگا قال ابو القاسم کیا فی الصفحہ ایک شخص کا بیعت ہو اور بیعت کی دیوار اس کے اوپر دوسری کے درمیان مشترک ہے پس صاحب بیعت نے چاہا کہ اپنے بیعت پر ایک غرض بنا دے اور اس دیوار پر کوئی لکڑی نہ رکھے تو ابو القاسم نے فرمایا کہ اگر دیوار مشترک پر لکڑی نہ رکھی اپنی ذاتی حد میں بنانا چاہی تو پورے میں نہیں کر سکتا۔ یہ فتاد سے قاضی خان میں وہ ایک شخص کا سا باط ہے اس سا باط کے کرایوں کے ایک سے دوسرے کے گھر کی دیوار پر رکھے ہیں پس دونوں نے اس رکھنے میں اختلاف کیا گھر کے مالک نے کہا کہ تیری کڑیاں میری دیوار پر بلا حق ہیں انکو دور کر دے اور سا باط اس نے کہا کہ حق واجب میں تو شیخ اتقی نے کتاب المحیطان میں ذکر کیا کہ قاضی اسکو کڑیاں دور کرنے کا حکم کر چکا صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہو گا اور اگر دیوار میں جھگڑا کیا تو ظاہر ہے ہلہ صاحب حنفیہ کے موافق صاحب دار کی ڈگری ہوگی کیونکہ دیوار ملک صاحب دایت متصل ہے اور اتصال سے قبضہ ثابت ہوتا ہو لیکن یہ اٹھ بیعت میں ہو سکتا ہو کہ اتصال میں نہ ہو اور اگر اتصال ملا نہ ہو تو صاحب سا باط اسے یہ یہ محیط میں ہو دو گھروں کے درمیان کی دیوار میں عدم ہو گئی اور ایک شخص کی ملکیتان و عورتیں ہیں آئیں ان کا بنانا چاہا اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا بعضوں نے کہا کہ اسپر جبر نہ کیا جائیگا اور فقیر ابو الیث نے کہا منکر پر ہمارے زمانہ میں جبر کیا جائیگا کیونکہ دونوں میں برہہ ہوا حاضر و ناظر و مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جواب میں اس طرح تفصیل ہونا چاہیے کہ اگر اصل دیوار محتمل قیمت ہو کہ ہر ایک اپنے حصہ میں سہرہ بنا سکتا ہو تو منکر پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر محتمل قیمت اس طرح سے نہیں ہو تو منکر کو بنانے کا حکم دیا جائیگا یہ فتاد سے قاضی خان میں ہو گا ایک دیوار دو حصوں میں مشترک ہے وہ گھر گئی پس ایک نے حصہ دیوار کی تقسیم چاہی اور دوسرے نے انکار کیا یا ایک نے بدون درخواست قیمت کے ابتدا سے بنا نا ہی چاہا پس اگر آپر کسی کا بار بالکل نہ ہو اور ایک نے حصہ حافظ کو تقسیم کرنا چاہا اور دوسرے نے انکار کیا تو بعض مواضع میں مطلقاً مذکور ہو کہ جو کر کیا جائیگا اور کسی کو بعض مشائخ نے لیا ہو بعض مشائخ نے کہا کہ قاضی کی رائے میں سوائے قرضہ کے تقسیم نہیں ہو سکتی ہو تو تقسیم نہ کر کیا اور اگر بدون قرضہ کے تقسیم اسکا مذہب ہو تو دونوں میں تقسیم کر دے بشرطیکہ حصہ دیوار اس قدر چوڑا ہو کہ جبکہ ہر ایک کے حصہ میں آئیگا وہ دیوار بنانے کے لائق ہوگا اور ہر ایک کا حصہ اس کے دار کے متصل کرے تاکہ اسکو نفع کامل حاصل ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر حصہ دیوار عرض ہو تو قاضی منکر پر ہر حال میں تقسیم کے واسطے جبر کرے گا اور اسی طرف خضات رہنے اشارہ کیا ہو اور اسی پر فتویٰ ہو اور اگر بدون درخواست تقسیم کے ابتدا سے ایک نے دیوار بنانے کا قصد کیا اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا پس اگر حصہ دیوار اتنا چوڑا ہو کہ تقسیم سے ہر ایک کے حصہ میں اس قدر آ جاوے کہ وہ اپنی دیوار بناسکے تو دوسرا چوڑا نہ کیا جائیگا اور اگر عرض نہ ہو تو مشائخ نے اختلاف کیا بعضوں نے کہا کہ جو کر کیا جائیگا اور اسی طرف امام حلیل ابو بکر محمد بن الفضل و امام جلال شمس اللہ نے میل کیا ہو اور یہی فقیر نے فرمایا کہ اگر میں سے کچھ نہ ہو لیکن ایک نے بدون اذان و دوسرے کے دیوار بنائی تو آیا دوسرے

تے کچھ لے سکتا ہو یا نہیں اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ ہر حال میں کچھ نہیں لے سکتا ہو ایسا ہی کتاب الاقصیہ میں ہے اور ایسا ہی فقیر ابو الیث نے نوازل میں ہمارے اصحاب سے ذکر کیا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر عرصہ دیوار عریض ہو جیسا بیان کیا تو کچھ نہیں لے سکتا ہو ورنہ لے سکتا ہے۔ اگر دیوار پر کسی کا ہار ہو پس اگر دونوں کی اسپر کڑیاں ہوں اور ایک نے تقسیم کی درخواست کی تو ہر دونوں کی ضمانندی کے تقسیم ہوگا اگرچہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو اور اگر ایک نے دیوار بنانی چاہی اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا تو شمس الائمہ شرعی نے بدون تفصیل ذکر کیا کہ مجبور کیا جائیگا اور اسی پر فتویٰ ہے اور اگر ایک نے بدون دوسرے کے اذن کے بنائی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو تو دوسرے شرکت سے قیمت بناء سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور بنانے میں متطوع شمار ہوگا ایسا ہی خضاف نے نفقات میں ذکر کیا ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ متطوع ہوگا اور اسی طرف کتاب الاقصیہ میں اشارہ ہے اور ایسا ہی ابن سماعہ نے بھی نوادر میں روایت کی ہے یہی اصح ہے کہ نہانی محیط اور اگر باجارت اسکے بنائی تو اسکو تصرف سے منع نہیں کر سکتا ہو لیکن جو خرچ کیا ہو اسکا ادھانے لے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر ایک کا دیوار پر بار ہو اور اسی نے تقسیم کی درخواست کی اور دوسرے نے انکار کیا تو سنکر مجبور کیا جائیگا بشرطیکہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو یہی صحیح ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ اور اگر اس شخص نے جس کا دیوار پر بار بنائی کا ارادہ کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو صحیح یہ ہے کہ اسپر جبر کیا جائیگا اور اگر صاحب بار نے بنائی تو صحیح یہ ہے کہ وہ دوسرے سے حصہ رسد لے گا اور اگر دوسرے نے بنائی حالانکہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہے تو متبرع شمار ہوگا۔ پھر جن صورتوں میں بنانے والا متبرع نہیں ہوتا، مثلاً اسکا یا دونوں کا اسپر بار ہو تو بنانے والے کو اختیار ہے کہ دوسرے کو دیوار سے نفع اٹھانے سے ممانعت کرے یہاں تک کہ جو خرچ ہو یا وہ دے یا قیمت بناء ادا کرے بنا پر اختلاف مشائخ کے اس امر میں۔ پس اگر دوسرے نے کہا کہ میں اس بناء دیوار سے نفع نہ لوں گا تو آیا اس صورت میں بنانے والا اس سے لے سکتا ہو یا نہیں مشائخ نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ نہیں لے سکتا ہے اسی طرف قاضی امام ابو عبد اللہ دامت فی شرح کتاب الحیطان میں اور امام خواہر زاہد رہنے میل کیا ہے اور بعض نے کہا کہ لے سکتا ہے اسی طرف امام طیل ابو بکر محمد بن الفضل نے میل کیا ہے اور اسی کو صدر الشہید رہنے اختیار فرمایا ہے پھر اگر اس نے لیا تو کیا لے گا فصل سبجانی نے شرح مختصر الطحاوی میں مسئلہ علم و فضل کتاب الصلح میں بیان کیا کہ صاحب علوبنی ہوئی غفل کی قیمت صاحب مثل سے لے گا نہ جو اس نے خرچ کیا ہو ایسا ہی شیخ امام نے شرح کتاب المزارعت میں ذکر کیا ہے اور فتاویٰ بعضی میں دیوار مشترک میں ذکر کیا کہ ادھان خرچ لے گا اور سلو مثل میں صاحب غفل سے لے گا اور بعض متاخرین مشائخ نے استھاناً فرمایا کہ اگر مجسم قاضی بنائی تو خرچ لے لے گا اور اگر بلا حکم قاضی بنائی تو قیمت بناء لے گا پھر جس صورت میں قیمت بناء لیتا ہے تو وہ قیمت لے گا جو بنانے کے دن تھی یا وہ جو داپس لینے کے روز ہو پس بعض نے کہا کہ داپس کے روز کی قیمت لے گا اور اسی پر امام ابو عبد اللہ دامت فی فتوے دیتے تھے اور بعض نے کہا کہ بنانے کے روز کی قیمت لے گا اور اسی پر صدر الشہید خدام الدین فتوے دیتے تھے۔ یہ سب اس صورت میں ہے کہ دیوار گر گئی ہو اور اگر دونوں نے گرا دی تو بھی سب صورتوں میں یہی حکم ہو جو مذکور ہوا اور اگر ایک نے گرائی تو وہ بنانے پر مجبور کیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ صلح التوازل میں ہے کہ ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہے اور ہر ایک کا اسپر بار ہو وہ گر گئی اور ایک غائب ہو دوسرے نے اسکو بنایا اگر پہلے دیوار کے ٹوٹنے سے بنایا تو متطوع شمار ہوگا اور دوسرے غائب کو اسپر بار رکھنے سے منع نہیں کر سکتا ہے اور اگر اینٹ لکڑی اپنے پاس سے لگائی تو جب تک غائب سے نصف قیمت نہ لے لے اسکو تصرف سے منع کر سکتا ہے

توضیح
نوازل میں
صاحب غفل
میں خرچ

یہ خلاصہ میں ہو فداوے فضلی میں ہو کہ اگر ایک شریک نے مشترک دیوار کو توڑنا چاہا اور دوسرے نے روکا پس اس نے کہا کہ جو کچھ بڑے
 بیت میں سے منہدم ہو جائیگا میں اسکا ضامن ہوں پس ضمانت کر لی پھر شریک کی اجازت سے دیوار توڑی تو مضمون کہ کو
 ضمان اسکی منہدم کی کچھ نہ دینا پڑی چنانچہ اگر کہا کہ جو یہ مال تلف ہو میں اسکا ضامن ہوا تو نہیں دینا پڑتا ہے یہ فداوے
 صغریٰ میں ہو دو شخصوں کی مشترک دیوار منہدم ہو گئی اور ایک غائب ہو پس دوسرے نے اپنی مالک میں لکڑی کی دیوار بنالی
 اور دیوار کی جگہ چھوڑ دی پھر غائب آیا اور بجائے دیوار قدیم دیوار بنانی چاہی اور دوسرے نے اسکو منع کیا تو فقیہ ابو بکر نے
 فرمایا کہ اگر اس نے موضع دیوار کی متصل طرف بنانی چاہی تو جائز ہو اور اگر یہ قصد کیا کہ دیوار کی نوک سیدان اپنی طرف کرے
 تو یہ اختیار نہیں ہو اور اگر یہ قصد کیا کہ جیسی دیوار پہلے تھی ویسی ہی بناوے یا اس سے باریک کہ دونوں طرف کچھ برابر چھوڑ دے
 تو اسکو اختیار ہو یہ فداوے قاضی خان میں ہو دو شخصوں کے دو باغ انگوڑ کے بیچ کی دیوار منہدم ہو گئی پس ایک نے اسکو بنانے
 کا قصد کیا مگر جب دوسرے نے انکار کیا تو اس نے سلطان سے استدعا کی پس سلطان نے ایک عمار کو رضامند و مستعدی یہ حکم کیا کہ دیوار
 او دونوں سے مزدوری بیکر بنا دے اس نے بنائی تو دونوں سے مزدوری لے سکتا ہو یہ فصول عبادیہ میں ہو کتاب الاقصیہ میں ہو
 کہ ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہو ایک نے دیوار کو توڑنا چاہا اور دوسرے نے انکار کیا پس اگر دیوار کے حال سے گرنے کا
 خوف نہ ہو تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر گرنے کا خوف ہو تو امام ابو بکر محمد بن الفضل سے روایت ہو کہ مجبور کیا جائیگا۔ اگر دونوں
 نے گرا دی اور ایک نے بنانی چاہی اور دوسرے نے انکار کیا پس اگر بنو دیوار کی چوڑی ہو کہ بعد تقسیم کے وہ اپنے حصہ میں
 دیوار بنائے تو شریک پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر نہ بنا سکے تو جبر کیا جائیگا ایسا ہی امام ابو بکر محمد بن الفضل سے منقول ہو اور اسی پر
 فتویٰ ہو اور جبر سے یہاں یعنی مراد ہیں کہ اگر شریک بنانے میں اتفاق نہ کرے تو شخص اسکو بناوے اور جو کچھ خرچ پڑے
 اسکا آدھا شریک سے لے لے یہ خلاصہ میں ہو اگر مشترک دیوار کو دونوں نے گرایا پھر ایک نے اپنے خرچ سے اسکو بنوایا اور
 دوسرے نے اسکو خرچ نہ دیا اور کہا کہ میں اس دیوار پر اپنا بار نہ رکھوں گا تو ہوائے والا اس سے آدھا خرچ لے لیگا اگرچہ وہ
 اپنا بار نہ رکھے یہ فداوے صغریٰ میں ہو اگر دیوار گرنے کا خوف ہو اور ایک نے گرا دی تو شریک پر بنانے کا جبر نہ کیا
 جائیگا اور اگر دیوار درست ہو پھر ایک نے شریک کی اجازت سے اسکو گرایا تو بلا شک بنانے والا بنانے پر مجبور کیا جائیگا
 اگر دوسرا بناوے کا قصد کرتا ہو جیسا دونوں کے گرا دینے کی صورت میں تھا۔ اور اگر بلا اجازت شریک کے گرایا پس اگر مٹی
 کی کوئی قیمت نہ ہو اور زمین کی قیمت دیوار بنانے سے نہ بڑھتی ہو تو شریک کے حصہ دیوار کی قیمت کا حصہ رہو ضامن ہوگا
 اور اگر مٹی کی قیمت ہو تو حصہ مٹی کی قیمت سے بڑھ کر یا اس صورت میں کہ وہ اختیار کرے کہ مٹی اس کے پاس چھوڑ دے اور اسکی
 قیمت کی ضمان لے تو اس وقت میں بقدر حصہ قیمت خاک کی دفع نہ کرے اور اگر زمین کی قیمت بناوے زائد ہو جاتی ہو تو زمین دیوار
 مع سبب کے اندازہ کیجا و گئی پھر اس سے بقدر زمین کے بدون بناوے کے رفع کیجا و گئی پس حصہ شریک میں باقی بناوے کا ضامن
 ہوگا کذا فی الخلاصہ ایک دیوار دو شخصوں میں مشترک ہو ہر ایک کے اسپر بار زمین وہ چل گئی پس ایک نے اسکو اٹھایا اور
 اور اپنے مال سے بنوایا اور دوسرے کو موافق سابق کے بار رکھنے سے منع کیا تو فقیہ ابو بکر اسکان نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا اگر زمین
 موضع دیوار ایسا ہو کہ بعد تقسیم کے ہر ایک کے حصہ میں اسقدر آتا ہو کہ وہ اپنی دیوار بنا کر اسپر بار اس طرح رکھ لے جیسا کہ
 قدیم میں تھا تو بنانے والا تبرع ہوگا دوسرے کو بار رکھنے سے ممانعت نہیں کر سکتا ہو اور اگر تقسیم سے اسقدر زمین
 ہو چکا ہو تو اسکو منع کرنے کا اختیار ہی جب تک کہ شریک اسکو نصف خرچہ ادا نہ کرے اور شیخ امام ابو بکر محمد بن الفضل

نے فرمایا کہ اگر حکم قاضی بنایا ہو تو نصف خرچہ لیکا ورنہ نصف قیمت عمارت لے لیکا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ شرط
النوازل مین ہو کہ دیوار کے ایک دیوار دو شخصوں مین مشترک ہو کہ ایک کا بیت اسفل ہو اور دوسرے کا ایک
یا دو گز اعلیٰ ہو پس اگر دیوار گز لگی پس اونچے والے نیچے والے سے کہا کہ میرے واسطے میرے بیت کی دیوار
پھر میرا بیت سب بنا دے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو بلکہ دونوں ملکر نیچے سے اوپر تک بناوین فقہ ابو الیث نے فرمایا
کہ اگر ایک کا بیت بقدر چار گز یا اسکے مثل کہ جتنے مین دو رہا بیت بن سکنا ہو نیچا ہو تو اسکی اصلاح صاحب اسفل پر ہو
یہاں تک کہ دوسرے بیت کی جگہ پر ہونے والے کو نہ دے بلکہ وہ نیزہ دو دیوار کے نیچے اوپر سے جو اور بعض نے کہا کہ دونوں پر جو اور یہی
قول ابو القاسم کا ہو پھر اس سے رجوع کیا اور کہا کہ وہاں تک بناوے جہاں تک اسکی ملک اسپر ہو پھر آئندہ دونوں شریک ہوں
یہ فصول عادیہ مین ہو نیچے والے نے اگر اپنا اسفل مکان گرا دینا چاہا تو ایسا نہیں کر سکتا ہو اگرچہ اسفل خالص اسکی ملک ہو مگر کہ
اگر فروخت کرے تو تمام شے اسکا ہو کذا فی المیط۔ بالاخانہ ایک شخص کا ہو اور نیچے کا مکان دوسرے کا ہو نیچے والے کو اختیار
نہیں ہو کہ بدوین بالاخانہ والے کی رضامندی کے آئین کوئی بیخ کاڑے یا روشندان بناوے اور یہ امام عظیمہ کے نزدیک
ہو اور صاحبین کے نزدیک جب تک بالاخانہ والے کو ضرر نہ ہو تب تک کر سکتا ہو یہ کافی مین ہو بالاخانہ ایک شخص کا اور اسفل
دوسرے کا تو امام عظیمہ نے فرمایا کہ بالاخانہ والے کو اختیار نہیں ہو کہ بدوین رضامندی صاحب اسفل کے اسپر کوئی
عمارت بناوے یا بیخ کاڑے اور مختار فتوے کے واسطے یہ ہو کہ اگر نیچے والے کو ضرر پہونچنا یقینی ہو تو ممانعت یہاں تک اور اگر
مشتبہ ہو تو ممانعت نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہو۔ اسفل اور علو دونوں گز پڑے تو صاحب اسفل پر بنانے کا جبر نہ
کیا جائیگا اور بالاخانہ والے کو اسفل بنا دینے کا اختیار ہو اور صاحب اسفل کو آئین رہنے سے روک دے جب تک کہ وہ
قیمت نہ دے اور جب قیمت دیدی تو عمارت کا مالک ہو اور طحاوی سے روایت ہو کہ جب تک خرچہ نہ دے اور بعض متاخرین نے
استحساناً فرمایا کہ اگر حکم قاضی بنایا ہو تو خرچہ لے سکتا ہو اور اگر بغیر حکم قاضی بنایا ہو تو عمارت کی قیمت لے سکتا ہو اور اسی
پر فتویٰ ہو یہ محیط مشرعی مین ہو پھر جب بالاخانہ والے کو اختیار ہو کہ قیمت عمارت دے دینے تک اسفل والے کو نیچے رہنے سے
سے منع کر سکتا ہو جیسا کہ ظاہر روایت مین ہو پس اگر اسفل والے نے قیمت دینے سے انکار کیا تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ محیط
مین ہو اور اگر صاحب اسفل نے خود ہی گرا دیا تو بنانے پر مجبور کیا جائیگا بخلات اسکے اگر کسی اجنبی نے گرا دیا تو وہ بنانے پر
مجبور نہ کیا جائیگا بلکہ اسفل و علو کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر علو و اسفل دونوں نے حدود اسفل و علو ہی و بطوری و طین و انج
مین خلاف کیا تو یہ سب صاحب اسفل کو ملے گی اور صاحب علو کو اسپر چلنے اور علو رکھنے کا اختیار ہو اور اگر چھت یا چھٹ کی بالائی
دیوار مین جھگڑا کیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ دیوار صاحب اسفل کو ملے گی اور بعض نے کہا کہ صاحب اسفل کے نام
دیوار کی ڈگری نہوگی اور اسی پر فتویٰ ہو اور اگر اسفل مین کوئی روشندان ہو اور بالاخانہ والے کا اسپر رہے ہو پس دونوں
نے روشندان مین جھگڑا کیا تو روشندان نیچے والے کا اور اوپر والا اسپر سے گزر سکتا ہو یہ محیط مشرعی مین ہو مین شخص مین ایک کا اسفل دوسرے
کا علو تیسرے کا علو پر علو یہ پھر سب گز گیا پھر ہر ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ علو میرا اور اسفل تیرا ہو پس اگر کسی کے پاس گاہ
ہوں تو اسکے گواہوں پر ڈگری کر دیا جائیگی اور اگر دو شخصوں کے پاس ہوں تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور علو و حصہ زمین
کے دونوں پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر کسی کے پاس گواہ نہ ہوں تو ہر ایک دوسرے کے دعویٰ پر قسم کھاوے پھر کوہیت قسم
مین اختلاف ہو صاحب کتاب المیطان نے فرمایا کہ ہر ایک یوں قسم کھاوے کہ قسم اُس اللہ پاک کی جسکے سوا کسی کو بیعتی

نہیں ہو کہ پھر اس سفل کا بنانا کہ جسکے بنا پر علو اسکا قائم ہو واجب نہیں ہو اور دوسرے اصحاب حنفیہ نے سو کہا صاحب کتاب الحیطان کے فرمایا کہ یوں قسم لیا دے کہ قسم اُس اللہ پاک کی جسکے سوا سے کوئی معبود نہیں ہو کہ یہ زمین میری ملک نہیں ہو اور نہ پھر اسکی عمارت واجب ہو صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتویٰ ہوا اور صحیح میرے نزدیک وہ ہو جو امام عتبی نے ذکر کیا کہ ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر یوں قسم لیا دے کہ واللہ اس شخص کا میرے جانب یہ حق نہیں ہو کہ اگر میرا سفل بنا ہو تو یہ اُس پر اپنا علو بنا دے پھر جب سب نے قسم کھائی تو ہر ایک سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے کہ سفل کو بنا دے تو بنا پھر جو اُس پر تو دعویٰ کرتا ہو یعنی علو وہ بنانا اور دوسرے کو اتقاع سے منع کرنا جب تک تیرا خرچہ ادا نہ کرے ورنہ چھوڑ دے یہ فصول عبادیہ میں ہو

گیا رضوان باب طریق وسیل کے دعوے کے بیان میں قلت طریق خاص اس میں سیل پانی بننے کا راستہ علی العموم۔ زید نے عہد بہ حق مرور کا دعویٰ کیا اور عمر یعنی رستہ کا رقبہ عمر کی دار میں ہو تو صاحب دار کا قول لیا جائیگا اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں اس دار میں ہو کر گذرتا تھا تو اس سے کوئی استحقاق ثابت نہو گا کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر گواہوں نے یہ گواہی دی کہ زید کا اس دار میں رستہ ہو تو گواہی جائز ہو اگرچہ رستہ کو محمد و نہ کیا ہو اور شمس الائمہ جلوانی نے فرمایا کہ بعض روایات میں مذکور ہو کہ جب تک گواہ نہ بیان کریں کہ رستہ مقدم دار میں ہو یا موخر میں اور طول رستہ کا عرض ذکر نہ کریں گواہی قبول نہو گی اور فرمایا کہ یہی صحیح ہو اور یہ جو بعض روایات میں آیا ہو کہ گواہی مقبول ہوگی اگرچہ رستہ کو محمد و نہ کریں یہ اصح مرت میں رکھی جائیگی کہ جب مدعا علیہ نے رستہ کا اقرار کیا ہو اور گواہوں نے اُسکے اس اقرار کی گواہی دی ہو اور شمس الائمہ حنفی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ گواہی مقبول ہوگی اگرچہ موضع طریق واسکی مقدار مذکور نہ کریں کیونکہ جالت مانع قبول شہادت اسی صورت میں ہو کہ حکم قضا جالت سے مستدر ہو اور اس مقام پر مستدر نہیں ہو کیونکہ بڑے دروازہ کا جوڑاں اس رستہ کی مقدار پر حکم ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اصح یہ ہو کہ یہ گواہی ہر حال میں مقبول ہو یہ محیط میں ہو اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ اسکا باپ مر گیا اور یہ رستہ اسکے واسطے میراث چھوڑا تو گواہی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی شخص کے دار کا دروازہ کسی زقاق کی دیوار میں مفتوح ہو اور اہل اتفاق منکر ہو سے کہ ہمارے زقاق میں اسکو گذرنے کا حق حاصل نہیں ہو تو اُنکو مالفت کا اختیار ہو لیکن اگر مدعی کے گواہ قائم ہوں کہ مدعی کا رستہ زقاق میں ہو کہ ثابت ہو تو نہیں منع کر سکتے ہیں یہ محیط میں ہو اگر ایک پر نالہ کسی شخص کے دار کی طرف منسوب ہو اور دونوں میں اختلاف ہو کہ پانی جاری کرنے کا حق حاصل ہو یا نہیں پس اگر حالت ایسی ہو کہ پانی جاری نہیں ہو اور اختلاف کیا تو پانی بہانے کا حق بدوں گواہوں کے قائم کرنے کے حاصل نہو گا کذا فی محیط السرخسی اور دار والے کو بھی پر نالہ توڑ دینے کا اختیار نہیں ہو کذا فی الحیط اور فقیہ ابو الیث نے نقل کیا کہ شائع نے استھان کیا ہو کہ پر نالہ اگر قدیمی ہو اور چھت کا منہ بھی مدعا علیہ کے دار کی طرف ہو اور معلوم ہو کہ یہ چھت اچھت کا بھی قدیمی ہو یا نہیں ہو تو اُسکو پانی بہانے کا حق دیا جائیگا اور اگر پانی بہنے کی حالت میں اختلاف کیا تو بعض شائع نے کہا کہ پر نالہ والے کا قول مقبول ہوگا اور پانی جاری کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ استحقاق ہوگا اور اگر پانی بہانے کے استحقاق ہو گواہ قائم کیا اور انھوں نے بیان کیا کہ چھت کے پانی سے تو منہ کے پانی کے واسطے قرار دیا جائیگا اور غسل و وضو کا پانی اُس سے نہیں ہا سکتا ہو اور اگر وضو غسل کے پانی کے واسطے بیان کیا تو وہ اسی واسطے ہوگا منہ کے پانی نہیں ہا سکتا ہو اور اگر فقط پانی بہانے کے حق کی گواہی دی اور تفصیل نہ بیان کی تو صحیح ہو اور ابن ام

مین کہ بیٹھ کے پانی کے واسطے ہو یا نسل کے پانی کے واسطے ہو صاحب دار کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ ایسی کو ابی سیل کے بارہ دین مقبول ہوگی اور رستہ کے باب میں مقبول ہوگی یہ محیط شخصی ہیں تو اور اگر دعویٰ کے پاس اندھا گواہ نہ ہوں تو صاحب دایہ سے قسم لے جائیگی اگر آئے نکل کیا تو نکل پر ڈگری جن دعویٰ ہو جائیگی کذا فی الخا و سے تو درہنہ نام میں ہو کہ مین نے امام محمد سے دریافت کیا کہ زید نے عمر و پر دعویٰ کیا کہ میرے پانی کا قجر جی اسکی بستان میں ہے اور خدمت کے روز اس میں سے پانی جاری نہیں ہوگی دو گواہوں نے گواہی دی کہ اسکی بستان سے ہو کر کل کے روز پانی جاری تھا تو امام محمد نے فرمایا کہ امام ابو یوسف ہم ایسی گواہی جائز رکھتے تھے اور انہم ابو حنیفہ ہم نہیں جائز رکھتے تھے تا وقتیکہ ملک و حق کی گواہی نہ دین اور یہی قول امام محمد ہے کہ ہو اور اگر گواہوں نے بیعت کی ہے اقرار کی گواہی نہی تو بالاتفاق جائز ہو کذا فی المحیط۔ زید نے دعویٰ کیا کہ عمرو کے نہر پر کل میرا نالوث رکھا تھا اسل آئی اور اسکو اکیڑ کر چھینک دیا تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر گواہوں نے ایسی گواہی دی تو عادیہ نالوث کا حکم دیکھا جیسا رکھا تھا پھر اگر آئے پانی بہانے کا قصد کیا اور نہروالے نے اسکو منع کیا اور انکار کیا کہ اسکو پانی بہانے کا حق حاصل نہیں ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ منع کر سکتا ہو تا وقتیکہ گواہ گواہی نہ دین کہ زید کو یہ حق حاصل ہے پھر امام محمد سے دریافت کیا گیا کہ مالفت میں کیا کرے فرمایا کہ صاحب نہر کو اس میں پانی بہانے کے واسطے چاہے تو نہروں پر رکے اور یہ جائز ہے یہ ظہیرہ میں ہے۔ ایک نہر زید کی زمین میں ہے کہ اس سے پانی جاری ہو اس میں اختلاف کیا تو پانی واسے کا قول مقبول ہوگا و لیکن اگر مالک زمین گواہ لاوے کہ نہر میری ملک ہو تو اسکی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر وقت خصوصت کے پانی جاری نہ ہو لیکن معلوم ہو کہ اس نہر سے اس شخص کی زمین میں پانی جاری تھا تو پانی واسے کا قول مقبول ہوگا اور اسکی ڈگری ہوگی و لیکن اگر زمین کا مالک گواہ دے کہ نہر میری ملک ہو تو نہیں اور اگر وقت خصوصت کے پانی اس شخص کی زمین کی طرف جاری نہ ہو نہ بکا جاری ہو نہ اس سے پہلے معلوم ہو تو زمین کے مالک کی ڈگری ہوگی مگر اس صورت میں نہی کہ پانی والا گواہ لاوے کہ نہر میری ملک ہے یہ فیضان ہو متقی میں ہو کہ بیشا کرتے ہیں کہ مین نے امام محمد سے دریافت کیا کہ ایک بڑی نہر چند گائون والوں کے شرب کے واسطے ہو کہ ان گائون کی تعداد گنتی کی نہیں ہو اس نہر کو چڑھاؤ کی طرف سے ایک قوم نے نیچے والوں سے روک لیا اور کہا کہ یہ جاری ہو ہمارے قبضہ میں ہو اور نیچے والوں نے کہا کہ یہ سب ہماری ہو تمہارا زمین کچھ حق نہیں ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ اگر خصوصت کے روز وہ نہر نیچے والوں کی طرف ہتی تھی تو جیسے جاری تھی ویسے ہی لہنے حال پر چھوڑ دیا جائیگی اور سب زمین سے نہیں جیسے سچتے تھے اور چڑھاؤ والوں کو اس کے بند کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر اس نہر پانی جاری نہ ہو مگر معلوم ہو کہ پہلے نیچے والوں کی طرف جاری تھا اسکو اوپر والوں نے روک دیا ہو یا نیچے والوں نے گواہ دیے کہ نہر پہلے ہماری طرف جاری تھی پھر اوپر والوں نے روک دی تو اوپر والوں کو حکم ہوگا کہ روک دو کر دین یہ ذخیرہ دین ہو۔ ایک گھر کوچہ غیر نافذہ میں واقع ہو اس کو چھ مین ایک نہر ہو پس صاحب دار لے چا کہ اسکا پانی اپنے دار میں داخل کر کے اپنے بستان میں جاری کرے تو پڑوسی لوگ اسکو منع کر سکتے ہیں اور وہ بھی پڑوسیوں کو ایسی حرکت سے منع کر سکتا ہے اور جس نے پہلے جاری کر لیا ہو اور اقرار کرتا ہو کہ قدیمی نہیں ہو تو اسکو بھی منع کر سکتے ہیں اور اگر یہ امر قدیمی ہو تو منع نہیں کر سکتے ہیں یہ خزانہ المفتین میں ہو۔ ایک دار میں چند وارث شریک ہیں بعض نے اقرار کیا کہ فلاں شخص کا زمین رہتہ یا پانی کی سیل پر تو وہ شخص مردور نہیں کر سکتا اور نہ پانی ہا سکتا ہو تا وقتیکہ بے متفق نہ ہوں و لیکن دار تقسیم کیا جائیگا پس اگر تقسیم میں رہتہ

اور وہ اگر کسی اور کو چاہے
نہی کر سکتا ہے

اوسکیلے اقرار شدہ کے حساب سے ہر اتر قدر لے اسکو کا مہرین لاسکتا ہو اور اگر غیر اقرار کنندہ کے حصہ میں پڑا تو مقر لہ اقرار اس
 والے کے حصہ میں نہ رہے۔ پھر یہ ثابت رہا کہ جسکیلے ہاں نہ کرنا شرعی ہوگا اور مقر کو اپنے حصہ میں سولہ اس قیمت کے سب طے کا مطر
 وہ وہ مالہ دونوں میں مشترک ہوگا کیونکہ ہر شخص کے واسطے حق ضرر و نقصان کا اقرار کیا ہو رقبہ وسیلے وطریق کا
 اقرار نہیں کیا ہو اور اگر رقبہ کا اقرار کرے تو مقر نہ کو اقرار نہ کرے کیونکہ ہر شخص کے واسطے حق ضرر و نقصان کا اقرار کیا ہو رقبہ وسیلے وطریق کا
 کو ناپ کے لینے سولہ اس ہستہ کے گزوں کے کہ اس قدر مہا کیے ہاں نہ کرنا شرعی ہوگا اور مقر کو اپنے حصہ کی تمام قیمت کی
 کے قول پر ہوا اور امام محمد رحمہ کے قول پر مقر لہ کو نصف طریق وسیلے کی شرکت ہوگی اور مقر کو اپنے حصہ کی تمام قیمت کی
 شرکت ہوگی۔ دس قیمت نصف طریق وسیلے کے جو آئے دوسرے کے واسطے اقرار کیا ہو یہ محیط سرخسی میں ہو اگر ایک شخص
 کا پانی کا رستہ دوسرے کے دار میں ہو کر کار پر سے گزرے ہو تو ہر مالہ بنا نا چاہا تو بدون رضامندی
 صاحب دار کے نہیں بنا سکتا ہو اور اگر پہلے پر مالہ تھا پھر اسکو کا ریز بنا نا چاہا پس اگر اس میں صاحب دار کو ضرر ہو تو ایسا
 نہیں کر سکتا ہاں اگر ضرر مالک اور اگر ضرر خود دار اور اگر دونوں میں ضرر کیساں ہو تو کرخی نے ذکر کیا کہ کاریز کو میرا یہ
 میرا یہ کاریز بنا لے سکتا ہو اور بعض متاخرین شاخ نے کہا کہ امام محمد رحمہ نے جو کتاب میں لکھا ہے اس صورت پر محمدی ہو کہ جب
 اس شخص کو صرف پانی بہانے کا حق تھا اور اگر وہ جگہ جس میں سے پانی بہتا ہو اسی کی ملک ہو تو اسکو اختیار ہو جیسی چاہے
 ویسی بناوے قال فی الکتاب پس اگر پر مالہ ہو امین ہو تو قیادت نہیں بنا سکتا ہو اور امین ضرر و عدم ضرر کی تفصیل
 جو سابق میں جو بیان نہیں فرمائی اور اگر یہ چاہا کہ اپنے پر مالہ نہ لانا یا چوڑا یا چھوٹا پر مالہ بناوے یا دوسری جہت کا
 پانی اس پر مالہ سے بہاوے تو بدون رضامندی مالک دار کے نہیں بنا سکتا ہو کذا فی محیط اور اگر اہل دار نے چاہا کہ
 ایک دیار بنا کر اسکا پانی کا بہاؤ روک دیں یا میرا یہ کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کو دین یا اوچا یا نیچا کر دیں تو نہیں
 کر سکتے ہیں اور اگر دار والوں نے ایک چٹان بنا دی کہ پر مالہ اسی پر ہے تو اسکو اختیار ہو کذا فی البدائع اور اگر
 ایک شخص کا رستہ دوسرے کے دار میں ہو پھر دار والوں نے چاہا کہ میدان حسن میں ایسی چیز بنا دیں کہ جس سے اسکا رستہ
 بند ہو جاوے تو نہیں بنا سکتے ہیں اور لازم ہو کہ ساحت دار میں بقدر عرض باب دار کے چھوڑ دیں کذا فی الخلاصۃ
 متقی میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ ایک کاریز جاری ہو کہ اُس سے بعض آبیار کسی شخص کے دار میں یا کسی شخص کی
 زمین میں کھودے گئے ہیں کہ انکو ایک یوازہ محیط ہو پھر کاریز والے نے دعویٰ کیا کہ روئے زمین آبار کی میری ہو اور مالک
 دار یا زمین نے اپنی ملک ہونے کا دعویٰ کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ جو امار دار میں ہوں انکی زمین صاحب دار کی جو اور جو
 زمین میں ہوں وہ صاحب کاریز کی ہو بشرطیکہ اسکا قبض معلوم ہو اور اگر صاحب زمین نے امین کھیتی کر کے اسکو کاٹ کر خا
 لیا تو وہ حلیٰ قرار پائے گا کیونکہ زراعت سے اسکا قبضہ ثابت ہو گیا کذا فی الخاوی ایک شخص کی خالصہ کاریز ہو اس پر ایک قوم
 کے دخت لگے ہوئے ہیں اور کاریز والے نے چاہا کہ اپنی کاریز اس نہر سے ہٹا کے دوسری جگہ کھودے تو اسکو یہ اختیار

نہیں ہو اور اگر کاریز والے نے کاریز کو فروخت کیا تو دخت کی مالک کو شفعہ ہو اور پھر بیخیا یہ ضلوع غادی میں ہو

باب ہواں دعویٰ دین کے بیان میں۔ اگر عورت نے اپنے شوہر پر ایتھہ مہر ثابت کرنا چاہا تو اسکو اختیار ہو
 اگرچہ اسکو فی الحال باقی مہر کے مطالبہ کا اختیار نہ ہو۔ اسی طرح جس شخص کا قرضہ میعادنی ہو اگر اس نے ثابت کرنا چاہا تو اختیار ہو
 اگرچہ فی الحال مطالبہ نہ کر سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک عورت نے وارث شوہر پر اپنے مہر مثل سے زائد کا دعویٰ کیا

پس اگر وارث نکاح کا اقرار کرتا ہو تو قاضی اس سے دریافت کرے گا کہ کیا اس کا مہر اسی قدر ہو یعنی مہر مثل سے زیادہ پس اگر وارث نے کہا کہ نہیں تو دریافت کرے گا کہ کیا اس قدر ہو یعنی مہر مثل سے زیادہ مگر پہلے مرتبہ سے کم کر کے پوچھے پھر اگر اس نے کہا کہ نہیں تو اس کے کہنے کے دریافت کرے یہاں تک کہ مہر مثلاً ثابت ہو جائے پس اگر اس نے مہر مثل پر بھی کہا کہ نہیں تو قاضی مہر مثل اس پر لازم کرے گا اور زیادتی پر قسم لے گا اور یہ حکم اس صورت میں ہو کہ قاضی کو اس کا مہر مثل معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہو تو امینوں کو مہر مثل دریافت کرنے کے واسطے مقرر کرے گا کہ جبکو معلوم ہو اس سے دریافت کر لادین یا عورت سے اس کے دعوے پر گواہ طلب کرے گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ عورت نے اپنے شوہر کے ترکہ سے مہر کا دعویٰ کیا اور وارثوں نے نکاح سے انکار کیا پس عورت نے نہ نکاح دونوں کے گواہ دیے تو دونوں ثابت ہو گئے پھر اگر وارثوں نے گواہ سنائے کہ اپنے شوہر کو مرنے سے پہلے مہر سے بری کر دیا ہو تو بسبب تناقض کے دعویٰ قبول نہوگا یہ فضول عمادیہ میں ہو ایک عورت نے زید کو قاضی کے دربار میں حاضر کیا اور کہا کہ میرے فلان بن فلان شوہر پر اس قدر مہر باقی تھا اور تو نے اس کی طرف سے اس مہر کی ضمانت کر لی تھی کہ تو ضمانت ہو اگر وہ مجھے تین طلاق دیکر اپنے اوپر حرام کر لے اور میں نے تیری ضمانت کی اجازت دی ہے یہی تھی اور اب مجھے اُسے تین طلاق دیدی ہیں اس لیے باقی مہر تجھ پر بسبب ضمانت کے وقوع فرقت کے بعد واجب ہے ہو اور ادا کرانے کا مطالبہ کیا پس مدعا علیہ نے ضمانت کا اقرار کیا لیکن انکار کیا کہ میں اس حرمت طلاق سے وقف نہیں ہوں پس عورت کے گواہوں نے گواہی دی کہ عورت کو اُسے تین طلاق دی ہیں تو قاضی مال کی ڈگری زید پر اور وقوع حرمت کے احکام غائب پر نافذ کرے گا یہ خزانہ المفتیین میں ہو۔ ہشام رحمہ نے اپنے نوادر میں لکھا ہے کہ میں نے امام محمد رحمہ سے سنا کہ میرے زید پر ہزار درم آتے ہیں اور زید کے ایک عورت پر ہزار درم ہیں پس ان دونوں نے جھگڑا کیا اور میری غیبت میں عورت نے دو گواہ سنائے کہ میں نے اقرار کیا ہے کہ میرے جو درم زید پر آتے ہیں وہ سب عورت کے ہیں سب انہیں سے کچھ نہیں ہو اور میرے نام اس سبب سے ہیں کہ میں نے اس عورت کے واسطے اس کا ایک غلام فروخت کیا تھا اور زید کو جو عورت سے مطالبہ کرتا ہے وہ میرے ہزار درم کے قرضہ ایونیکا مقرر ہو یا سکر ہو پس عورت نے گواہ سنا کہ میرے یعنی ہشام کے زید پر ہزار درم ہیں اور میں نے اقرار کیا ہے کہ یہ درم اس عورت کی ملک ہیں میرا نام امین علیا ہے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ یہ امر جائز ہو اور گواہی قطعی، ذویہ محیط میں ہو۔ وارث یا وصی کی حاضری میں میت پر قرضہ ثابت کرنا جائز ہو اگرچہ ان دونوں کے قبضہ میں ترکہ میں سے کچھ نہ ہو یہ فضول عمادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے ایک وارث کی حاضری میں میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا پس اس وارث نے اقرار کر لیا تو صحیح ہو اور تمام قرض اُسی کے حصہ میراث سے دلایا جائیگا اور شمس المائتہ رحمہ نے فرمایا کہ یہ حکم اس وقت ہو کہ اس وارث کے اقرار کے ساتھ حکم قاضی بھی موافق اسکے اقرار کے جاری ہو اور اگر محض وارث کا اقرار ہو تو اُس کے حصہ میں قرضہ لازم نہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو فتاویٰ فضلی میں ہو کہ بعض نے وارثوں میں سے مورث پر قرض کا دعویٰ کیا اُس کے بعض وارثوں نے تصدیق کی اور بعضوں نے تکذیب کی تو فرمایا کہ تصدیق کرنے والوں کے حصہ میراث سے یہ قرضہ پورا دلایا جائیگا مگر اس دعویٰ کے حصہ کا قرضہ امین سے طرح دیدیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک وارث کو حاضر کر کے میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور گواہ دیے تو سب کے حق میں قرضہ ثابت ہوگا اسی طرح اگر کسی وارث نے میت کا قرضہ کسی شخص پر ثابت کیا اور گواہ دیے تو سب کے حق میں ثبوت ہوگا اور وہ قرضہ دیکر قاضی تقسیم کرے اس دعویٰ حاضر کا حصہ اس کو دیدیگا اور غائبوں کا حصہ اُس کو نہ دیگا بلکہ مدعا علیہ کے پاس چھوڑ دیگا اور حقیقین

نے فرمایا کہ ایک عادل کے پاس رکھو ادیگا اور اگر قابض قرضدار قرض کا اقرار کرتا ہو تو بلا جملہ غائبانہ ہونے نہ لیا اور یہ عقار میں ہو اور مال منقول میں اگر منکر ہو تو لیکر عادل کے پاس رکھنا اور اگر مقرر ہو تو اسی کے پاس رہنے دیکھا اور جب غائب لوگ حاضر ہوں تو انکو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہوگی یہی اصح ہے یہ خزانۃ الفقہاء میں ہے۔ یہ کتاب الیقین میں ہے یہ زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ میرے خالد پر ہزار درم ہیں اور خالد نے عمرو کو سکھ دیا ہو کہ یہ ہزار درم جو میرے پاس ولایت میں وہ زید کو دیدے اور عمرو نے اس حکم سے انکار کیا اپنی معی نے ہزار درم ولایت میں رکھا اور زید نے گواہ سنائے اور قاضی نے مدعی کی ڈگری کر دی تو یہ حکم غائب یعنی خالد پر بھی جاری ہوا اور عمرو اسکی طرف سے ہزار درم دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اُسپر چند قرضے ہیں اور اسے ہزار درم اور ایک بیٹا اور دو بیٹیاں ہیں بیٹے نے کہا کہ یہ ہزار درم میرے باپ کے پاس زید کے ولایت میں پھر زید آیا اسنے دعویٰ کیا اور قرضخواہوں نے زید کی اس خبر میں تصدیق کی کہ اسی کے ہیں یا نکذیب کی کہ میت کے ہیں یا تصدیق و نکذیب کچھ نہ کی کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں کہ یہ درم کسے ہیں تو قاضی نے ہزار درم میت کی طرف سے قرضخواہوں کو ادا کر دیگا اور مدعی ولایت کے لیے قرار نہ دیگا ولکن صورت اسے میں قرضخواہوں نے جبکہ تصدیق کی ہے کہ یہ ہزار درم زید کے ہیں زید بعد ڈگری ہونے کے قرضخواہوں سے سبب انکے اقرار کے واپس لیگا یہ حکم اُس صورت میں ہو کہ بیٹے نے اقرار کیا اور ایسے ہی اگر انکار کیا اور کہا کہ یہ ہزار درم میرے باپ کے ہیں یا اقرار و انکار کچھ نہ کیا اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں اسکے ہیں تو یہ صورت و صورت اول یکساں ہیں اور اگر مدعی ولایت نے اقرار کی صورت میں بیٹے سے قسم طلب کی تو اُسپر قسم نہیں آتی ہے۔ اور جو کچھ ولایت میں معلوم ہوا وہی مضاربست رہنا عاقل اجارہ حاکمیت و رہن میں ہے جبکہ میت کے پاس کوئی مال عین ہوا و وارثوں نے کسی امر کا انہیں سے اقرار کیا کہ انی شرح ادب القاضی للحضات۔ اگر میت پر قرض کا دعویٰ کیا در حالیکہ وارثان بالغ غائب ہیں اور نابالغ حاضر ہو تو قاضی کو اختیار ہے کہ نابالغ کی طرف سے ایک وکیل مقرر کرے کہ جسپر دعویٰ دائر ہو پھر اگر وکیل پر کچھ ڈگری ہوئی تو سب وارثوں پر یہ حکم جاری ہوگا ایسا ہی رشید الدین نے ذکر کیا ہے میں کہتا ہوں کہ قرضخواہ کو اگر بالفنون کے حصہ سے اپنا قرضہ وصول کرنے کی قدرت نہ ہوئی تو نابالغ کے حصہ سے سب وصول کر لیگا پھر جب بالغ وارث حاضر ہوئے تو نابالغ اُنسے بقدر حصہ رس کے پاس کر لیگا یہ حصول عدا یہ میں ہے اور اگر وارث حاضر بالغ ہو اُنسے اپنے مورث پر قرضہ کا اقرار کر لیا پھر مدعی نے باوجود اقرار کے گواہ قائم کرنے چاہے تاکہ تمام ترکہ میں اُسکا حق ثابت ہو جاوے تو قاضی مقرر اسکے گواہوں کی سماعت کر لیگا اور ڈگری کر دینا اور یہ حکم جو بمقابلہ وارث مقرر کے ہوا ہے سب وارثوں پر جاری ہوگا۔ اسی طرح اگر دھبی میت یا وکیل خصوصیت پر بعد اقرار کے گواہ قائم کرنے چاہے تو مدعی کے گواہوں کی سماعت ہوگی یہ فناوے قاضی خان میں ہے اگر میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا پس تمام وارثوں نے اقرار کر لیا پھر مدعی نے گواہ قائم کرنے چاہے تو مقبول ہونگے کیونکہ مدعی کو اپنا قرضہ ثابت کرنے کی وارثوں وغیرہ وارثوں کے حق میں ضرورت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ میت کا کوئی دوسرا قرضخواہ آیا اور اُسکا حق قرض ظاہر نہ ہو اور اس مدعی کا قرض جبکہ وارثوں نے اقرار کر دیا ہے دوسرے قرضخواہ کے حق میں ظاہر نہ ہوگا اس باعث سے اُسکی کوئی مقبول ہوئی اسی طرح اگر سب وارثوں نے وصیت کا اقرار کیا و باوجود اقرار کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ حصول عدا یہ میں ہے ایک شخص زید کو لایا کہ وہ مدعی ہے کہ میں عمرو غائب کی طرف سے وکیل خصوصیت ہوں اس وکیل پر دعویٰ کیا کہ میرا عمرو پر اسقدر قرض ہے پھر مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا تو زید کا اقرار صحیح نہیں ہو جتے کہ اگر مدعی نے عمرو پر

اپنا قبضہ ہونے لے گا اور قاضی کے قبضہ میں نہ ہو سکے اور اسی طرح اگر میت برقرار ہو گا دعوے کیا بقابل ایک مرد کے جس نے اقرار کیا کہ میں میت کا ذمہ ہوں تو بھی لوہا بن دینی ناقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو کر وکیل حاضر ہوا اور دعوے کیا کہ میں فلان بن فلان کی طرف سے وکیل اس واسطے مقرر ہوا ہوں کہ اس عاقلیت سے وہ قبضہ جو موکل کا اسپر ہو اور وہ مال عین جو اس کے پاس ہو وصول کر دوں اور دعا علیہ نے اس سب کی تصدیق کی تو دعا علیہ کو فرض کا مال دیدینے کا حکم ہو گا اور مال عین و دلیت دینے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر وہ نے حاضر ہو کر دعوے کیا کہ فلان بن فلان میت کا میں دینی ہوں اور میت دلیت کی تھی کہ اس دعا علیہ کے ذمہ ہوا کا فرض ہو اور جو مال عین و دلیت ہو سب وصول کر دوں اور دعا علیہ نے اس کی تصدیق کی تو دعا علیہ کو دونوں چیزوں کے دیدینے کا حکم دیا جائیگا کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور اگر اسٹنٹ قرضدار پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اُس سے مال قرض انہیں لے سکتا ہو لیکن اگر قاضی کے نزدیک میت کے ترکہ میں قرض ثابت ہو اور کسی نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ میت کا مجھے اس قدر قرض ہو تو اسکو رب الدین کو دینے کے واسطے حکم کر لیا اور عیون میں ہو کہ اگر اس شخص نے جس میرٹ کے ہزار درم ہیں بعض اُس قرض ہزار درم کے جو میت پر آتا ہو ادا کر دیے بلا حکم دینی کے جو میت کا ہو تو امام محمد رہنے فرمایا کہ اگر اُس نے ادا کرنے کے وقت کہا کہ یہ ہزار درم ہیں وہ ادا کرتا ہوں جو میت کے مجھے چاہیے تھے بعض اُن ہزار درم میں سے جو میرٹ پر آتے ہیں تو جائز ہو اور اگر یہ نہ کہا بلکہ میت کی طرف سے ادا کر دیے تو احسان کرنے والا شمار ہو گا یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر وارثوں میں طفلان بالغ ہوں پس بالغوں نے اپنے باپ پر قرض کا اقرار کر لیا تو قرضخواہ کو نابالغوں پر قرض ثابت کرنے کے واسطے گواہ پیش کرنے چاہیے ہیں یہ فصول عمادیہ میں ہو ایک شخص نے وارث کی حاضری میں میت پر قرض کا دعوے کیا اور کہا کہ میت نے اس قرض کی جس سے وارث کے قبضہ میں اس قدر چھوڑا ہو کہ جس سے یہ قرض ادا کر سکتا ہو اور اسپر گواہ قائم کیے تو اس میں شک نہیں ہو کہ اس قدر اس امر کے واسطے کافی ہو کہ وارث کو حکم کیا جاوے کہ یہ مال حاضر کرے تاکہ موجودگی میں گواہ گواہی دین کہ یہ میت کا مال ہو اور اگر گواہی کرنے کے واسطے اسی قدر پر اکتفا کیا جاوے تو جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ گواہ لایا کہ میت پر قرض ہو اور ترکہ اس قدر ہو کہ ادا ہو سکتا ہو تو ضرور ہو کہ ترکہ کو بیان کرے اگر عقار ہو تو حدود بیان کرنا چاہیے اور اگر وارثوں کے اقرار کے گواہ لایا کہ ترکہ سے قرض ادا ہو سکتا ہو تو بیان ترکہ کی حاجت نہیں ہو اور اصح یہ ہو کہ خصوصیت بلا بیان ترکہ مقبول ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہو اور اگر قرضخواہ میت نے وفای ترکہ کے گواہ دیے اور ترکہ بیان کیا اور سہیفا کیا سپرد دوسرے قرضخواہ نے قرض کو ثابت کیا تو بلا خلاف اثبات ترکہ و وفاء کے لائق ہونے کے اثبات کی حاجت نہیں ہو اور اگر وارثوں نے دوسرے قرضخواہ کے قرض سے انکار کیا اور پہلے قرضخواہ نے اسکی تصدیق کی تو دوسرا پہلے کا شریک ہو گا کیونکہ اُسے خود شرکت کا اقرار کیا ہو یہ چیز کردی میں ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا پھر ایک قوم قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ فلان شخص مر گیا اور ہمارے اموال اُس پر ہیں اور اُسے جو کچھ مال چھوڑا ہو اسپر وارثوں نے قبضہ کیا اور وہ لوگ اُسکو متفرق و تلف کیے ڈالتے ہیں اور قاضی سے دھوکا کی کہ ترکہ ابھی بٹنے سے موقوف رکھا جاوے تاکہ ہم اپنے حقوق قاضی کے سامنے ثابت کریں تو قاضی پر وجہ نہیں ہو کہ وارثوں کے قبضہ سے قرض کرے پس اگر قوم نے کہا کہ ہمارے گواہ حاضر ہیں ہم اسی مجلس میں یا دوسری مجلس میں پیش کرینگے اور وارث کی ذات سے اسراف بجا اور تلف کرنے کا خوف ہو یا یہ شہر ہو کہ فلان شخص مر گیا اور اُس کے

اسرار الہی کا نزاع
میں قاضی خان

ترغیض وادبست مین یا قاضی کو مدعی لوگ صالح اور نیک بخت معلوم ہو۔ یا اسکے دل میں آیا کہ یہ لوگ۔ پیچھے مین اورو
 وارث کے ذات سے جفت اسراف و اتلاف ہو تو احتساب لکھو۔ نہ لائق نہیں ہو کہ چند روز ترک متوقف رکھا جائے۔ اسی طرح
 ایک کہ ہایت کی طرف سے اپنے حق میں کسی قدر وصیت کرنے کا دعویٰ کیا اور یہ صورت پیدا ہوئی تو اسکی بھی یہی ہوا
 کہ اگر کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اگر تین آدمیوں کا مشترک قرض کسی پر ہو پھر دو شخص غائب ہو گئے اور
 تیسرا حاضر رہا تہہ اپنا حصہ قرضدار سے طلب کیا تو قرضدار دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ اگر زید عمر کو
 قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ میرا باپ فلان مر گیا اور کوئی وارث میرے سولے نہیں چھوڑا اور اسکا اس عمر و پر اس بقدر
 مال ہو تو قاضی مدعا علیہ سے اسکو دریافت کریگا پس اگر اُسے سب دعویٰ کا اقرار کر لیا تو اقرار صحیح ہو اور حکم کیا جائیگا
 کہ یہ مال دین و عین اسکے سپرد کرے اور اگر اُسے انکار کیا پس اگر مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور مدعا علیہ
 کو مکمل و پایا جائیگا کہ سب دین و عین اسکے سپرد کرے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور اُسے اپنے دعویٰ پر مدعا علیہ سے قسم
 لینا چاہی تو خصاف نے ذکر کیا کہ بعض اصحاب سے روایت ہو کہ قسم نہ لیجائیگی اور ایک قول یہ بھی روایت ہو کہ لیجائیگی
 مجبوظ مین ہو۔ اب الدین نے اگر گواہ پیش کیے کہ وارثوں نے ترکہ مین سے ایک غلام فروخت کیا حالانکہ ترکہ قرض مین
 ڈوبا ہوا ہے وارثوں نے اس امر کے گواہ دیے کہ ہمارا باپ نے اپنی زندگی مین یہ غلام فروخت کر کے شمن لیا ہو تو بلین
 کے گواہ اولیٰ مین یہ خزانہ لغتین مین ہو۔ ترکہ اگر قرض مین ڈوبا ہوا ہو اور کسی دوسرے قرضدار نے اگر گواہوں سے
 اپنا قرض ثابت کیا تو اسکے گواہ وارث پر بشمول ہونگے نہ دوسرے قرضدار ہر لیکن وارث سے قسم نہ لیجائیگی ابابا ہی
 تمام کتب مین مذکور ہو اور کسی کتاب مین نہیں مذکور ہو کہ وارث کا اقرار اپنے حق مین صحیح ہو یا نہیں ہو تاکہ اگر ہیت
 کا کوئی اور مال ظاہر ہو تو اس وارث مقرر کے حصے سے یہ قرض وصول کیا جاوے تو لایق یہ ہو کہ صحیح ہو ولیکن اقراشی
 کے واسطے قسم نہ لیجائیگی کہ یہ قائمہ محض ہو ہوم ہو یہ محیط مین ہو فتاوا سے رشید الدین مین مذکور ہو کہ ترکہ اگر مختف
 ہو اور قرضدار نے کسی ایک وارث پر اپنا قرض ثابت کیا تو حاضر اپنے حصہ کو فروخت کرے اور بقدر قرض اسکے
 حصہ رسد پڑا ہو اسکو ادا کر دے اور دوسروں کے حصے فروخت کر کے گواہ والی نہیں ہو تاکہ قرض پورا ادا کر دے
 اور اگر ترکہ قرض مین ڈوبا ہوا ہو تو بدون رضامندی قرضدار ہون کے اسکو فروخت نہیں کر سکتا ہو یہ فصول عمادیہ
 مین ہو۔ اگر ترکہ تین ہزار ہو اور قرض ایک ہزار ہو اور ترکہ تین بیٹوں مین تقسیم ہو گیا تو قرضدار ہر ایک بیٹے سے تہائی
 ہزار لے لیگا بشرطیکہ سب پر قاضی کے حصہ مین قابو پا گیا اور اگر کسی ایک شخص پر قابو پایا تو اس سے سب جو اسکے ہاتھ
 مین ہو لے لیگا یہ خزانہ لغتین مین ہو۔ وارثوں کو قرض ادا کر کے ترکہ چھوڑا لینے کا اختیار ہو اور ایسے ہی ایک
 کو بھی الراتی انکار کر مین اور اگر سب نے ترکہ چھوڑنے اور قرض ادا کرنے سے انکار کیا تو مجبور نہ کیے جائینگے ولیکن
 قاضی ہیت کی طرف سے وصی مقرر کریگا یہ خلاصہ مین ہو۔ اگر ہیت کے ایک وارث پر وارثوں مین سے دعویٰ کر کے قرض ثابت
 کیا اور ترکہ کسی اجنبی کے قبضہ مین ہو تو مدعا علیہ کو اجنبی سے ترکہ طلب کرنے کا اختیار ہو کذا فی القنیہ۔ ایک شخص ایک شہر
 مین مر گیا وہ مین ایک اجنبی کے پاس اسکا مال و ترکہ ہو اور اسکے وارث دوسرے شہر مین ہیں پس ایک قوم نے اُسپر اپنے
 حقوق و اموال کا دعویٰ کیا پس اگر وہ شہر جمین وارث مین اس شہر سے منقطع ہو بیٹھے غالب آمد و رفت منقطع ہو تو قاضی ہیت
 کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ اسکی حاضری مین وہ لوگ اپنے حقوق ثابت کرینگے اور اگر انقطاع ہو تو قاضی

ہر مادی مقرر نہ کر گیا بلکہ مدعیوں کے گواہوں کی سماعت کر کے جو کچھ امور اسکے نزدیک ثابت ہوئے وہ اس شہر کے قاضی کو لکھ گیا
 جس میں وارث موجود ہیں تاکہ وہ حکم کرے پھر وہ قاضی اس قاضی کا تہذیب کو تحریر کر گیا تاکہ ترکہ سے قرضہ مدعیوں کے سپرد کر دے
 کہ انہی السہبہ اگر سیت نے کوئی وصی نہیں مقرر کیا اور اسکے وارث نابالغ ہیں ایسا کوئی نہیں ہو تو قیام امور وصیت کے لائق ہو
 تو قاضی اسکی ذات سے اباب نہی مقرر کر گیا کہ ان نابالغوں کے کام میں درستی کرے پس اگر قرضہ ابون نے اس وصی کی حاضری میں
 اپنے حقوق ثابت کیے اور درخواست کی کہ اسکو حکم دیا جاوے کہ میت کے مال سے ہمارے حقوق ادا کرے تو قاضی کو چاہیے
 کہ ہر ایک سے قرض ادا کرنے سے پہلے قسم لے کہ والدین نے اس مال سے جو میرا فلان کی طرف ثابت ہو کچھ وصول نہیں کیا
 اور نہ مجھے اسکی طرف سے کسی نے ادا کیا اور نہ میرے حکم سے کسی نے وصول کیا اور نہ میں نے اس مال سے بری کیا اور نہ ہمیں
 سے کچھ مال سے بری کیا اور نہ مجھے یہ مال یا ہمیں کچھ کسی پر اثر کیا اور نہ میں نے فلان میت سے اس مال یا ہمیں سے کچھ مال
 کے عوض کچھ نہیں لیا۔ اگرچہ وصی اس قسم کی درخواست نہ کرے پس جب قسم کھا جاوے تو اسکو اسکا قرض دینے کا حکم کرے
 اور اگر کوئی لڑے تو اسکو کچھ دینے کا حکم نہ کرے اسی طرح اگر کوئی مر گیا اور کوئی وصی نہیں مقرر کیا اور نہ کوئی وارث چھوڑا اور
 آپر ایک قوم نے اموال و حقوق کا دعویٰ کیا تو قاضی اسکی طرف سے وصی مقرر کر گیا اور مدعیوں کے گواہوں کی سماعت کر کے
 اگر حق ثابت ہوا تو دینے سے پہلے اسی طور سے جو مذکور ہوا قسم لے گا کہ ذی شرح ادب القاضی للحضرات۔ ایک شخص نے برائے پیش
 کیا کہ میرا سیت ہر اس قدر مال ہی تو اس سے قسم لے جائیگی کہ والدین نے یہ مال یا ہمیں سے کچھ نہیں پایا اگرچہ وارث اسکے بھرنے کا
 دعویٰ نہ کریں اور فقاوے میں ہو کہ اگرچہ وارث لوگ قسم دلانے سے انکار کریں تو بھی قسم لے جائیگی یہ وجہ زوری میں ہی
 اگر زید و عمرو دونوں کے کمر پر ہزار درم قرض ہیں اور دونوں سہین شریک ہیں اور بکر قرض سے انکار کرتا ہو پھر زید حاضر
 ہوا اور دونوں کے قرضہ کے گواہ قائم کیے اور عمرو غائب ہو تو متقی میں مذکور ہو کہ امام اعظم کے نزدیک پانچو درم کی
 حاضری کی ڈگری کی جائیگی اور جب عمرو آوے تو دوبارہ گواہ پیش کرنے کا حکم دیا جائیگا اور زید حاضر عمرو کی طرف سے کسی
 وجہ سے خصم نہیں بھرایا جائیگا مگر دصورتیکہ یہ ہزار درم دونوں میں ایک شخص کی میراث مشترک ہو اور اگر عمرو آیا اور
 گواہوں کے پیش کرنے پر قادر نہ ہوا تو جب قدر اسکے شریک نے پانچو لیا یا سہین شریک ہو جاوے گا یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں ہی۔ زید کا عمرو و بکر دونوں پر کچھ مال دستاویز میں تحریر ہو اسکا زید نے دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور ایک غائب
 ہو اور دوسرا مدیون حاضر ہو اور وہ حاضر منکر ہو تو موافق مختار کے حاضر پر نصف مال کی ڈگری ہوگی مگر دصورتیکہ یہ حاضر
 بکرم غائب اسکی طرف سے کفیل ہو تو حاضر پر کل مال کی ڈگری کی جائیگی یہ خزانہ المفتین میں ہی۔ ایک شخص دوسرے پر
 قرض کا دعویٰ کرتا ہو اور مدعا علیہ نے دو وکیل خصوصیت کے واسطے مقرر کیے پس مدعی نے ایک گواہ ایک وکیل کے سامنے
 پیش کیا اور دوسرا گواہ دوسرے کے سامنے پیش کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر ایک گواہ موکل پر اور دوسرا گواہ وکیل پر پیش
 کیا تو بھی جائز ہو یا ایک گواہ مدعا علیہ پر اور دوسرا اسکے وصی یا وارث پر قائم کیا یا سیت کے واسطے دو وصی تھے پس ایک
 وصی پر ایک گواہ اور دوسرے پر دوسرا گواہ قائم کیا تو بھی جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی وصی نے اگر ترکہ پر
 قرض کا دعویٰ کیا تو قاضی دوسرا وصی مقرر کر گیا تاکہ آپر دعویٰ دائر ہو یہ فضول عا دیہ میں ہی۔ ایک شخص مرا اور دو بیٹے
 چھوڑے پس ایک بیٹے نے دعویٰ کیا کہ ہمارے باپ کے اسپر ہزار درم بین کے بیٹے ہیں اور دو سرے نے دعویٰ
 کیا کہ یہ درم قرض کے ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے پانچو درم کی ڈگری

۹۰ قرضہ شریک
 کیونکہ ہر ایک نے اپنے
 حصہ کا دعویٰ کیا تھا

ہوگی اور ایک کو دوسرے کے مال مقبوض میں شرکت نہیں پہنچتی ہوگی کہ جو کچھ اُسے وصول کیا ہو اس میں شریک ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ کتاب الاملا میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مر گیا اور اس نے دوسرے کے قبضہ میں اپنا مال دہم یا دینار یا عتقاریہ رقیق وغیرہ چھوڑا پس زید نے دعویٰ کیا کہ یہ مال میرا حق ہو کہ میں نے اسکو بیعت کے پاس ودیعت رکھا تھا یا اُسے مجھ سے غصب کر لیا ہو اور قابض مال نے اسکی اس قول میں تصدیق کی اور یہ کہا کہ میں معلوم میت نے کوئی وارث نابالغ چھوڑا ہو یا بالغ چھوڑا ہو کہ وہ غائب ہو تو قاضی قابض کی تصدیق سے معی کو کچھ نہ دیکھا اور بعد انتظار کے میت المال میں داخل کر دیا یہ فصول عمادیہ میں ہیں۔ اگر تقسیم کر لینے والے وارثوں میں سے بعض نے میت پر قرض کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہو۔ بگے اور تقسیم ٹوٹ جاوے گی اور تقسیم کرنا قرض سے بری کر دینے میں شمار ہوگا بخلاف اسکے اگر مال معین کا اعیان ترکہ میں سے دعوے کیا تو دعویٰ مقبول ہوگا کذا فی الصغریٰ

تیسرے سوال باب وکالت وکالت وحوالہ کے دعوے کے بیان میں۔ قاضی کے وکیلوں میں سے ایک وکیل نے قاضی سے دعویٰ پیش کیا کہ میں فلان بن فلان غائب کی طرف سے لوگوں پر اُسکے حقوق و قرضے ثابت کرنے کے واسطے وکیل ہوں اور اُس غائب موکل کے اس مدعا علیہ پر دس درم قرض میں پس اسکو حکم دے کہ مجھے سپرد کرے پس مدعا علیہ کے کچھ جواب نہ دیا ولیکن باب القاضی کے ایک دوسرے وکیل نے مدعا علیہ کی جڑی میں جواب دیا کہ میرا موکل کہتا ہے کہ مجھے نیزہ درم دس قرض نہیں ہیں اور نہ میں اس وکالت کو جانتا ہوں پس وکیل نے دو گواہ توکیل کے قائم کیے اور قاضی سے حکم کی درخواست کی قاضی نے اُسکی وکالت ثابت ہونے کی ڈگری کر دی اور مدعا علیہ ہنوز خاموش ہو کوئی اُسے جواب نہیں دیا ہو اور جس نے اُسکی طرف سے جواب دیا ہو اُسکا وکیل مقرر کر کہ مدعا علیہ کی طرف سے ثابت نہیں ہو تو کیا یہ حکم صحیح ہو اور توکیل ثابت ہوگی یا نہیں پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ نہیں اور اسی پر امام ظہیر الدین فتوے دیتے تھے اور یہ واقعہ عموماً ہوتا ہو پس یاد رکھنا چاہیے یہ محیط میں ہے۔ زید نے دعویٰ کیا کہ میں عمر کی طرف سے بکر سے قرض وصول کرنے کا وکیل ہوں اور اُسکو مجلس حکم میں لا یا پس مدیون بکر نے دعویٰ کیا کہ مجھے عمرو نے بری کر دیا یا میں نے ادا کر دیا ہو اور وکیل نے کہا کہ مجھے موکل نے معزول کر دیا ہو پس اگر یہ توکیل خصم کے التماس سے تھی تو اس دعوے کی سماعت نہوگی کیونکہ موکل اُسکے معزول کرنے کا اختیار نہیں رکھتا ہو اور اگر توکیل خصم کی التماس سے نہ تھی تو سماعت ہوگی ولیکن عزل اسوقت ثابت ہوگا کہ عزل پہ گواہ لاوے اور مدیون کو اہوں کے ثابت ہوگا اور اگر اسطرح نہ کہا بلکہ یوں کہا کہ میں وکیل نہیں ہوں اور خصم نے اُسکی تصدیق کی تو صحیح نہیں ہو اور اثر اسکا یہ ہو کہ اگر اُسے خصم سے صلح کر لی پھر کہا کہ میں وکیل نہیں ہوں اور جو دیا ہو اُسکو پھر نہ چاہا اور خصم نے تصدیق کی تو سماعت نہوگی کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے اپنا قرض یا ودیعت وصول کرنے کا وکیل کیا اور ودیعت رکھنے والے یا قرضدار نے وکیل کی تصدیق کی باوجود اسکے وکیل نے اپنی وکالت پر گواہ سنائے تو ہو سکتا ہو اور فائدہ اسکا یوں ظاہر ہوگا کہ اگر اُس نے زید کو حاضر کر کے گواہوں سے اپنی وکالت ثابت کی پھر عمرو کو حاضر لایا تو دوبارہ گواہ وکالت لانے کی ضرورت نہیں ہو اور اگر خاص حق پر اپنی وکالت اسکے واسطے گواہ پیش کیے پھر وکیل غائب ہوا اور موکل یا دوسرا اُسکا وکیل اسی حق کے طلب کرنے کے واسطے آیا تو دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت نہیں ہو اسی طرح اگر ایک گواہ اس قرضدار پر پیش کیا اور دوسرا دوسرے قرضدار یا اسکے وارث پر قائم کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ ایک شخص مجلس تضامین حاضر ہوا اور دوسرے کو اپنے ہر حق

حاضر ہو گیا اور فیصلہ جاری کر دیا۔ اس کا حکم جاری رہا۔ یہ عیوض میں ہو۔ اس امر پر گواہ لایا کہ میرے پاس پندرہ ہزار درم ہیں اور یہ شخص اسکی شرف سے کفیل ہو گیا۔ اگر اسے بہت سے گواہوں سے کہا کہ تو نے اسکی کفالت کی تو یہی کہی کہ جو کچھ تیرا فلان شخص ہے اس سے کفالت کفیل ہوا اور میرے پاس پندرہ ہزار درم ہیں اور گواہوں نے بھی ایسے ہی گواہ دیے اور فیصلہ جاری کیا کہ اسے کفالت کو قبول کر لیا ہو تو حاضر و غائب دونوں پر ڈگری ہوگی مدعی جس سے چاہیے مطالبہ کرے اور جیل سے حاضر ہوئے کہ بعد ازاں اس سے مطالبہ کرے تو گواہ دو ہر ایک کی ضرورت نہیں ہو اور اگر کفالت کو غور کیا اور اگر اس نے میرے ہزار درم کی جو غائب پر بین کفالت کی تھی اگر بیان کیا کہ اس کے حکم سے تھی اور اس کے گواہ پیش کیے تو موافق مذکورہ بالا کے دونوں پر ڈگری ہوگی اور اگر جیل کے حکم سے ہونا بیان نہ کیا اور گواہ دیے تو قاضی کفیل ہی ہوگا۔ پھر اگر غائب حاضر ہوا تو گواہ دو ہر ایک کی ضرورت نہیں ہو۔ دوسرے شخص مدعی کیا کہ اپنے میرے لیے کفالت کی تھی کہ اگر فلان شخص تیری ولایت کی تھیل کے ساتھ مرا اور وہ ولایت اس قدر ہو تو اسکی ضمانت ہو پھر ہو اور اب فلان شخص تھیل و ولایت کے ساتھ مر گیا اور اس پر گواہ قائم کیے تو بعض نے کہا کہ اس دعویٰ کی سماعت ہوگی اور دعویٰ کفالت میں ضروریوں کو کفالت میں نے اسکی کفالت کی اجازت دی تھی اور اسی پر امام ظہیر الدین رحمہ اللہ سے دیتے تھے اور بعض شائع نے کہا کہ یہ شرط نہیں ہو دعویٰ کفالت ضمن ذکر اجازت ہو چنانچہ دعویٰ بیچ ضمن شرع ہو یہ عیوض میں ہو۔ اگر ایک کو حاضر کر کے اس پر گواہ پیش کیے کہ میرے اس پر اور فلان غائب پر ہزار درم ہیں اور یہ شخص اس غائب کی طرف سے اس کے حکم سے کفیل ہو تو دونوں پر ہزار درم کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر یہ دعویٰ کیا کہ غائب اس حاضر کی طرف سے کفیل ہو تو فقط حاضر کے حصہ کی اس پر ڈگری ہوگی اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ ہر ایک دوسرے کی طرف سے کفیل ہو تو حاضر پر پانچ سو درم اصالت اور پانچ سو درم کفالت ثابت ہونگے اور غائب پر پانچ سو فقط اصالت ثابت ہونگے اور حاکم کہ کفالت غائب پر نہیں ثابت ہوتی ہر اصالت ثابت ہوتی ہر شریک کفالت حاضر پر غائب کی طرف سے اس کے حکم سے ثابت ہوا اور اگر بدون حکم ثابت ہو تو نہیں یہ تاثر خانیہ میں ہو۔ دو شخصوں کے ہاتھ کوئی متاع فروخت کی اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اس کے حکم سے کفالت کر لی پھر بائع کو ایک ملا اس پر اسے دعویٰ کر کے گواہ پیش کیے تو اس پر ہزار درم کی ڈگری آدھے کی اصالت اور آدھے کی کفالت کر دیا جائیگی اور اگر مہنوز اس سے کچھ وصول نہ کیا تھا کہ دوسرے شریک کو پایا تو بلا حاکم لگایا ہون کیسے اس سے مطالبہ کر سکتا ہو یہ وجہ کر دیتی ہیں۔ یہ زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ اس نے اور کب نے میرے لیے خالد کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کر لی اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہو اور گواہ قائم کیے تو حاضر پر ہزار کی ڈگری ہو جائیگی اور دونوں میں جس سے چاہیے مواخذہ کرے اور اگر غائب کو پایا تو اس پر گواہ دو ہر ایک کی ضرورت نہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ عمر و ہر دعویٰ کیا کہ یہ بکر کی طرف سے میرے ہزار درم کا کفیل ہو اور ڈگری ہوگی پھر کفیل کو کفالت سے بری کر دیا پھر معلوم ہوا کہ دعویٰ حکم میں فساد تھا پس چاہا کہ صحیح طور پر اسی کفیل پر دعویٰ کا اعادہ کرے تو صحیح نہیں ہو یہ وجہ کر دیتی ہیں ہو ایک عورت نے زید پر دعویٰ کیا کہ اپنے میرے مہر کے دینا روں کی میرے فلان شوہر کی طرف سے اس شرط پر کفالت کی تھی کہ اگر میرے شوہر کے درمیان فرقت ہو جاوے تو زید ان دینا روں کا جو شوہر پر آئے تھے ضامن ہو اور فرقت واقع ہوگئی کیونکہ شوہر نے مجھے اختیار دیا تھا کہ جب شوہر مجھے ایک مہینہ کی غیبت اختیار کرے تو میرا کام میرے ہاتھ میں ہو یعنی مجھے اپنے کو طلاق دینے کا اختیار ہو اور وہ ایک مہینہ غائب رہا پس میں نے اسی مجلس اختیار میں اپنے آپ کو طلاق

ویری اور کفیل کے سامنے آئے شوہر کے غائب ہونے اور اسکا اختیار دینے اور طلاق کے لینے کے گواہ قائم کر دیے تو مقبول ہوئے اور اگر شوہر اس وقت بھی غائب ہو تو کفیل اسکی طرف سے جہم قرار دیا گیا کذا فی الخلاصہ۔ ایک غلام نہر دردم کو خریدو اور بار بیع کی اجازت سے اسپر قبضہ کر لیا اور بار بیع میں طلب کیا پس شہری نے کہا کہ میں نے تو مجھے فلاں شخص پر اترادیا تھا حالانکہ یہ فلاں شخص غائب ہو اور اس کے گواہ پیش کیے تو گواہ قبول ہوئے اور یہ حکم غائب کی طرف متعدی ہوگا اور ایسی صورتوں میں غائب کی طرف سے حاضر جہم ہو جاتا ہو کذا فی المسجل

چودھوان باب دعویٰ نسب کے بیان میں اور اس میں پندرہ فصلیں ہیں۔

فصل اول۔ مراتب نسب و اس کے احکام و انواع و عوت کے بیان میں۔ ثبوت نسب کے واسطے تین مرتبے ہیں اول نکاح صحیح کے ساتھ یا جو اسکے ہم معنی یعنی نکاح فاسد کے ساتھ اور ایسی صورت میں نسب ثابت ہو جاتا ہو کچھ دعوت کی ضرورت نہیں ہو اور مجرمانہ کرنے سے متقی نہیں ہوتا۔ بان اگر نکاح صحیح میں سولے فاسد کے نفی کے ساتھ لعان واقع ہو تو نسب منتفی ہو جاتا ہے یہ ظہیر ہے میں ہو اور وہ نفی و اثبات اس وقت تک کر سکتا ہو کہ صریح نسب کا اقرار نہ کیا ہو یا اس سے کوئی ایسا فعل ظاہر نہ ہو جو اقرار میں شمار ہو مثلاً تنہیت قبول کر لینا یا زچہ کی ضروریات چیزوں کو خریدنا یا باوجود ولادت سے آگاہی کی طول مدت ہو جاوے یا انکار نسب سے بے پروائی ہو جاوے یا اسکے نسبتہ ایسا کوئی حکم واقع ہو کہ جو شکست یا باطل نہیں ہو سکتا ہو مثلاً اس بچہ نے کوئی جرم کیا اور قاضی نے عاقلہ پر پر پڑنی باپ کے مددگار برادری پر ارش کا حکم کیا تو باپ اس بچہ کے نسب سے انکار نہیں کر سکتا ہو کیونکہ یہ حکم شکست و بطلان کے قابل نہیں ہو اور طول مدت کا بچا ناعرف و عادت پر ہو مثلاً استقدر مدت گذر گئی کہ نسب سے انکار کرنے والوں کی عادت سے معلوم ہو کہ اگر انکار کرتے ہیں تو اسی مدت کے اندر کر گذرتے ہیں اور نئے انکار نہ کیا تو پھر اسکے بعد انکار نہیں کر سکتا ہو اور یہ ایک روایت امام اعظم رحمہ سے ہو اور دوسری روایت اس سے یہ ہو کہ قاضی کی رائے پر ہو اور امام مالک یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ دونوں نے مدت طویلہ کے مقدار ایک چاہ بیان کی ہو اور بعد چاہ کے انکار نسب صحیح نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص نے اپنی عورت کے لڑکے کے نسب سے انکار کیا حالانکہ وہ مچکا ہو یا مذہ تھاگر لعان سے پہلے مر گیا تو وہ بچہ اسی کا ہوگا ایسے نسب سے انکار نہیں کر سکتا ہو اسی طرح اگر قتل کیا گیا تو بھی یہی حکم ہو یہ مبوط میں ہو۔ امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کی عورت ایک بچہ جنی آئے نسب سے انکار کیا اور ہونہ لعان نہ تھا کہ کسی اجنبی نے عورت کو بچہ کے نسبت قذف و تہمت لگا لی پھر اس اجنبی کو حد قذف کی سزا دی گئی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور دونوں میں لعان نہ ہوگا یہ محیط میں ہو مرتبہ دوم ام ولد کے بچہ کا نسب ہو اور اسکا حکم ہو کہ بدون دعوت کے ثابت ہوتا ہو بشرطیکہ ایسی صورت ہو کہ مولیٰ کو اس سے وطی کرنا حلال ہو اور اگر ایسی حالت ہو کہ مولیٰ کو اس سے وطی حلال نہیں ہو تو بدون دعوت کے نسب ثابت نہ ہوگا اور مالک کو اس کے نسب سے انکار کا اختیار ہو جب تک کہ باوجود ولادت سے آگاہی کے طول مدت نہ ہو جاوے اور نہ صریح اقرار کیا ہو اور نہ اسکے انکار کرنے سے بے پروائی ہوگی ہو اور نہ اس بچہ کی نسبت کوئی ایسا حکم ہو گیا ہو جو شکست و بطلان کے قابل نہیں ہو کذا فی محیط۔ ایک شخص کی باندی کے بچہ ہوا اس نے انکار نسب نہ کیا نہ تاکہ کہ بچہ مر گیا تو اسکا نسب اس شخص سے ثابت ہو اس کے نسب سے انکار کی مجال نہیں رکھتا ہو پس اس مسئلہ کی تاویل یہ ہو کہ باندی سے مراد ام ولد ہو اسی طرح اگر اس نے کوئی ایسا جرم کیا کہ عاقلہ پر پر قاضی نے عوض جرم کا حکم کیا تو پھر اسکی نفی نہیں کر سکتا ہو

لے قافلہ صحت
باب دعویٰ نسب
در

اسی طرح اگر اس پر ایسا جرم ہو کہ جبین قصاص یا ارش کا حکم ہوا تو بھی یہی حکم ہوتا ہے۔ اگر باقی المہبطہ طوارق ام الولد میں سبک بار دی قبول کرے نہ کی صورت مذکور نہیں ہو اور شک نہیں ہو کہ سبک بار دی قبول کرنا قرار ہو اور فتاویٰ سے میں مذکور ہو کہ اگر سولے کو باندی کے بچہ کی، یا سبک بار دی دی گئی ہو وہ خاصہ بیٹا، یا تو سبک بار دی قبول کرے بیٹہ ناواقہ ہو اگر کسی شخص سے اپنی ام ولد کو دوسرے کے ساتھ بیاہ دیا پھر اس کا شرہ ہر گیارہ یا طلاق دیدی اور عدت گذر گئی پھر عدت گذرے سے پہلے بیٹے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ مالک کا بیٹا ہوگا اور اسکو اختیار ہو کہ نسب سے انکار کر دے اور اسے تا وقتیکہ ان باتوں میں سے کوئی بات جو بیشتر مذکور ہوئی ہیں نہ پائی گئی ہو کذا فی المحيط اور اگر اس باندی کو اس پر حرام کر لیا تھا یا قسم کھائی تھی کہ میں اس سے قربت نہ کروں گا تو بھی اس کے بچہ کا نسب اسکو لازم ہوگا جب تک کہ انکار نہ کرے کہ یہ محیط سرخی میں ہو ابن سماع نے اپنے ذوالین امام ابو یوسف و امام محمد رحم سے روایت کی ہو کہ ایک ام ولد نے اپنے مالک کے بیٹے کا بوسہ لیا پس مالک نے اسکو آزاد کر دیا پھر اس کے بچہ پیدا ہوا تو مالک کو لازم ہوگا مگر اس صورت میں کہ جب سے کم میں جب سے حرام ہوئی ہو پیدا ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر مسلمان لڑکی ام ولد جو سی یا مرتد ہو تو اس کا بچہ اسکو لازم نہیں ہو مگر رد و ترتیب اسکا دعویٰ کیا یا بعد مرتد ہونے کے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہو تو لازم ہوگا یہ مبسوط میں ہو اور اگر حیض یا نفاس یا صوم یا احرام کی وجہ سے حرام ہوئی ہو تو اس کا نسب مالک سے ثابت ہوگا اور اگر مولے نے اسکا نکاح کر دیا پھر یہ ہو تو شوہر کا ہوگا اور اگر مالک نے اسکا دعویٰ کیا تو بھی اس سے نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر نکاح فاسد ہو اور شوہر نے طلاق کر لی تو بھی یہی حکم ہو کہ انی الحاد سے ام الولد وہ باندی ہو کہ مرنے سے اسکا بیٹا یا مالک نکاح سے بچہ اسکو خیر لیا یا کسی اور سبب سے نکاح مالک ہوا یا بعد اس سے اسکا بیٹا یا کسی دوسرے سبب سے مالک ہوا۔ اگر کسی نے باندی کے بیٹے کو لیا کہ اسکی پوری خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہوتی ہو تو وہ اسکی ام ولد ہو جائے گی اور اگر کچھ خلقت ظاہر نہیں ہوتی ہو تو نہ ہوگی اور امام ابو یوسف رحم سے روایت کہ اگر کسی نے کہا کہ میری اس باندی کا بیٹہ بیٹ ہے کیا ہو تو یہ اس امر کا قرار ہو کہ یہ میری ام ولد ہو یہ محیط ہو۔ اور اگر قرار کیا کہ میری باندی مجھے بچہ جنی یا ایسا بیٹ ڈال گئی ہو کہ اسکی خلقت ظاہر نہیں ہو پھر بعد چھ مہینے کے وہ باندی بچہ جنی اور بیٹہ غائب یا میری اسکی نفی نہ کرے نسب اس سے ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو غلطی کرنے سے ہمارے نزدیک نفی ہو جائیگی یہ مسبوہ میں ہو۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اس کے بچہ ہوا اور دونوں نے دعویٰ کیا تو دونوں سے اس کا نسب ثابت ہوگا پھر دوسرا جنی تو بدون دعوت لازم ہوگا اور اگر ایک نے دعویٰ کیا تو اسکو لازم ہوگا اور صاحبین کے نزدیک مان و بچہ دونوں سے حصہ شریک کا خاص ہو اور باہم تقسیم کے نزدیک نہیں یہ محیط سرخی میں ہو۔ قیس امرتہ باندی ہو اور اس کے بچہ کا نسب بدون دعوت مالک کے ثابت نہیں ہوتا یہی خواہ اس کے بچہ کا نسب کا دعویٰ بعد پیدائش کے کرے یا بیٹ میں ہونے کی صورت میں دعویٰ ہو کہ اس کے بیٹ کا بچہ میرا ہے وہ دونوں برابر ہیں۔ اصل میں ہو کہ ایک شخص کی باندی حاملہ ہو اس نے کہا کہ اگر اس کے بیٹ کا بچہ لڑکا ہو تو میرا ہو اور اگر لڑکی ہو تو فلاں کی ہو یا میری نہیں ہو پھر چھ مہینے سے کہیں باندی لڑکا لڑکی دونوں جنی تو دونوں کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ محیط میں ہو ایک شخص نے اپنی باندی سے ماروا سے فرج کے مباشرت کی اور اسکو انزال ہو گیا پس باندی نے اسکی سہی کسی چیز میں لیکر اپنی فرج میں داخل کر لی اور اسکو بیٹ رکھا تو امام محمد رحم سے روایت ہو کہ بچہ اسی مرد کا ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی کذا فی فتاویٰ قاضی خان قلت کان الذکر احصوا لصیانتہ النسب صوراً لیکن العلوق بہا علی دلائل الشرح وان خالفتم فی ذلک شرذمہ

من الاطباء والصدقات۔ اگر باندی کے بچہ پیدا ہوا اور مولے کو مبارکی دی گئی وہ چپ ہو رہا تو یہ قبول نہیں ہو گا فی الذخیرہ اور اگر مولے نے مبارکی قبول کی تو اقرار نسب ہو گا ذانی الحیط۔ اگر مولے نے اپنی باندی کو محفوظ رکھا اور اس سے وطی کی بچہ اس سے پیدا ہوا تو مستحب ہو کہ اس کے نسب کا دعویٰ کرے کیونکہ ظاہر اسی کا ہو لیکن جب تک دعویٰ نہ کیا تب تک نسب اس سے ثابت نہ ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ جب اسکو معلوم ہو کہ حقیقت میں میرا ہی اور اگر یہ معلوم ہو تو اسپر واجب ہو کہ اسکا دعویٰ کرے اور انکار و نفی نہ کرے اور اگر باندی کو محفوظ نہیں کیا ہو تو چاہئے انکار کرے یہ محیط میں ہو۔ ابراہیم نے امام محمد رحمہ سے روایت کیا ہو کہ ایک شخص نے اپنی باندی سے وطی کی اور اسکو کسی گھر میں نہیں بسایا اور نہ محفوظ کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ اس کے بچہ سے انکار اور اسکو فروخت کر سکتا ہو اور میرے قول میں مستحب یہ ہو کہ باندی کے بچہ کو آزاد کر دے اور باندی سے نفع اٹھا دے جب مرے تو باندی کو آزاد کر دے یہ محیط میں ہو۔ ایک باندی بچہ جنی اور دعویٰ کیا کہ مولے نے اسکا اقرار کیا ہو مگر مولے نے انکار کیا پس ایک گواہ نے گواہی دی کہ مولے نے اقرار کیا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ یہ بچہ اسی شخص کے بستر سے پیدا ہوا ہو تو گواہی مقبول نہ ہو گی کذا فی المبسوط اور اگر دونوں گواہوں نے بالاتفاق گواہی دی کہ مولے نے اقرار کیا ہو کہ مجھے پیدا ہوا ہو تو مقبول ہو گی اسی طرح اگر اس کے بستر سے پیدا ہونے کی گواہی گواہوں نے دی تو بھی قبول ہو گی یہ محیط میں ہو۔ اگر مولے ذمی ہو اور باندی مسلمان ہو پس باندی کے دعوے پر دو ذمیوں نے اس کے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہو اور اگر ذمی مدعی ہو اور باندی منکر ہو تو ذمیوں کی گواہی باندی پر جائز نہیں ہو اور مرد اس مسئلہ میں یہ ہو کہ باندی ذمی کے ملوک ہونے سے انکار کر تی ہو کیونکہ اگر ملوک ہونے کا قری ہو تو مولے کو دعوت نسب میں تنہا حق حاصل ہو باندی کی تندیب کا اعتبار نہ ہوگا اور اگر دونوں مسلمان ہوں اور مولے منکر ہو پس مولے کے پاس پتے تنہا گواہی دی تو جائز نہیں ہو اور اگر مولے کے دو بیٹوں نے گواہی دی در حالیکہ مولے منکر ہو تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہو۔ دعوت اپنے نسب کو اپنی طرف منسوب کرنا تین طرح کی ہوتی ہو دعوت استیلا و دعوت تحریر یعنی دعوت ملک اور دعوت شہدہ ملک پس دعوت استیلا دیر ہو کہ دعویٰ کرے کسی ایسے بچہ کے نسب کا کہ اسکا اصل نطفہ قرار پانا معلوم ہو کہ اسکی ملک میں واقع ہوا اور یہ ملک وغیرہ ملک میں صحیح ہو اور وقت علق نطفہ کی طرف مستند ہوگا اور جو علقہ و بیان میں عمل میں آئے ہیں ان کے منفع کی یہ دعوت موجب ہو بشرطیکہ بچہ محل نسب ہو اور محل منفع عقد ہو اور یہ مدعی اس امر میں مقرر قرار دیا جائیگا کہ وقت علق نطفہ سے اس نے اپنی باندی سے وطی کی ہو اور باندی کا ام ولد ہونا بسبب ثبوت نسب بچہ کے بالفتح ثابت ہو جائیگا۔ اور دعوت تحریر یہ ہو کہ ایسے بچہ کے نسب کا دعویٰ کرے کہ اسکا نطفہ قرار پانا اسکی ملک میں نہ تھا اور یہ صرف ملک میں صحیح غیر ملک میں نہیں صحیح ہو اور مدعی وطی کا مقرر شمار نہ ہوگا اور نہ اس سے منفع عقد واجب ہوتا ہو اور جن صورتوں میں علق کا ثابت کرنا ممکن ہو وہاں یہ دعویٰ صحیح ہو ورنہ نہیں حق کہ اگر کوئی عام باندی خرویدی پھر شتر نے بچہ کا دعویٰ کیا تو یہ دعوت تحریر میں داخل ہو اور دعوت شہدہ ملک یہ ہو کہ اپنے بیٹے کی باندی کے بچہ کا دعویٰ کرے یہ محیط سرخسی میں ہو اور اس دعویٰ کی شرط صحت یہ ہو کہ باپ کے واسطے اپنے لڑکے کی باندی کی وقت نطفہ قرار پانے سے وقت دعویٰ تک کوئی تاویل ملک ہو اور بھی اس وقت سے اس وقت تک آیت ملک حاصل ہو اور باندی ہی ایسی ہو کہ ایک ملک سے دوسری ملک میں منتقل ہو سکتی ہو کذا فی الحیط۔ اگر دو قسم کے دو تین جمع ہوں تو دعوت استیلا داو لے ہو دعوت تحریر سے اور اگر دعوت تحریر سابق ہو تو وہی او لے ہو اور دعوت تحریر او لے ہو دعوت شہدہ

ملک سے اور دعوت نکاح خواہ صحیح ہو یا فاسد سب سے اسے یہ محیط سرخسی میں ہے

فصل ثانی۔ مشتری و بالغ کے دعوت کے بیان میں۔ ایک باندی بچی وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پس اگر دقت بین سے چھ مہینے سے کم میں جنی اور بالغ نے بچہ کا دعویٰ کیا یا دو گواہوں نے گواہی دی کہ بالغ نے اسکو اپنے غلط سے ہونے کا اقرار کیا ہو تو نسب اسکا بالغ سے ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور بیع ٹوٹ جائیگی اور مشتری کے دام اسکو واپس کرے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر مشتری نے دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور نسب مشتری سے ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور مشتری کی دعوت دعوت تحریر ہوگی یہاں تک کہ مشتری کی ولادہ پر ہوگی کذا فی المحیط اور اگر دونوں نے معاً اسکا دعویٰ کیا تو دعوت بالغ ادا ہے اور اگر آگے پیچھے دعویٰ کیا تو سابق ادا ہے ہو کوئی ہو یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے یا زیادہ دو برس تک بچہ جنی اور یہ معلوم ہو پس اگر فقط بالغ نے بچہ کا دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہے الا یہ کہ اس کے ساتھ مشتری اس کے تصدیق کرے اور اگر فقط مشتری نے اسکا دعویٰ کیا تو صحیح ہے اور واجب ہے کہ مشتری کی دعوت دعوت استیلا ہو یہاں تک کہ بچہ اصلی آزاد ہوگا اور مشتری کو ولادہ کا حق ہی ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر اس صورت میں ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونوں نے دعویٰ کیا تو مشتری کی دعوت صحیح ہو بالغ کی صحیح نہیں ہے اور اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ جنی تو بالغ کی دعوت صحیح نہیں ہے مگر مشتری کی تصدیق کے ساتھ صحیح ہے پس اگر مشتری نے تصدیق کی تو بالغ سے نسب ثابت ہوگا اور بیع نہ ٹوٹے گی اور باندی اسکی ام ولد ہوگی اور بچہ مشتری کی ملک باقی رہیگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر فقط مشتری نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور یہ دعوت دعوت استیلا ہے کذا فی المحیط۔ اور اگر دونوں نے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دعویٰ کیا تو مشتری کی دعوت صحیح ہے اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ جب مدت ولادت معلوم ہو اور اگر بعد بیع کے مدت ولادت معلوم نہ ہو پس اگر مدت میں اختلاف کیا تو دعوت بالغ کی بدون تصدیق مشتری کے صحیح نہیں ہے اور مشتری کی دعوت صحیح ہے اور اگر دونوں نے ایک ساتھ دعویٰ کیا تو کسی کی دعوت صحیح نہیں ہے اور اگر مشتری نے پہلے دعویٰ کیا تو اسکی دعوت صحیح ہے اور اگر بالغ نے سبقت کی تو کسی کی دعوت صحیح نہ ہوگی خواہ بالغ ذمی یا مکتب ہو اور مشتری آزاد یا مسلمان ہو اور اگر بالغ نے قبل ولادت کے دعویٰ کیا تو دعوت موقوف رہیگی پس اگر زندہ بچہ پیدا ہوا تو اسوقت نافذ ہوگی اور اگر اصل حل بالغ کے پاس نہ ہو مثلاً اُس نے حاملہ حرمہ کو فروخت کر دی تھی تو اسکی دعوت صحیح نہیں ہے اور اس باب میں کہ حل کسکے پاس کا ہو بالغ کا یہ قول لیا جائیگا کہ میرے پاس کا ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کسی شخص کی ملک میں ایک باندی حاملہ ہوئی اُس نے فروخت کر دی پھر مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم میں وقت بیع سے بچہ جنی پس بالغ نے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا حالانکہ مشتری اس کے مان کو آزاد کر چکا ہو تو یہ بچہ بالغ کا بیٹا ہوگا اور اسکی آزاد دی کا حکم کیا جائیگا اور باندی کے حق میں دعوت صحیح نہیں ہے کہ وہ اسکی ام ولد قرار نہ دی جائیگی اور اگر مشتری نے بچہ کو آزاد کر دیا ہو تو بالغ کی دعوت بچہ یا مان کسی کے حق میں صحیح نہیں ہے اور جس صورت میں کہ مان کو آزاد کیا ہو اُس صورت میں صاحبین کے نزدیک بچہ کا حصہ ثمن واپس کرے اور امام کے نزدیک صحیح روایت کے موافق کل ثمن واپس کرے اور مبطون میں ہو کہ بالاتفاق بچہ کا ثمن بطلان مان کے ثمن کے واپس کرے یہ کافی میں ہے اور اگر مشتری نے باندی کو بدیا ام ولد بنایا پھر بالغ نے بچہ کا دعویٰ کیا تو بلا خلاف بالغ پر واجب ہے کہ بچہ کا حصہ ثمن واپس کرے مان کا حصہ ثمن واپس نہ کرے اور اگر مشتری نے بچہ کو بدیا کر دیا تو بالغ کی دعوت صحیح نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر مان مر گئی پھر بالغ نے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت

صحیح ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ کے قول میں بائع تمام ثمن واپس کر دیکھا اور اگر مشتری نے باندی کو فروخت یا سہ یا سہن کیا یا اجرت پردیا یا کتاب کیا تو یہ سب عقود باطل کر کے بائع کو واپس کر دیا جائیگی یہ مبسوطین ہو اور اگر بچہ مشتری کے پاس مر گیا یا قتل کیا گیا اور مشتری نے اُسکی قیمت وصول کر لی پھر بائع نے دعویٰ کیا تو دعویٰ باطل ہو اسی طرح اگر مشتری نے اپنی ملک سے اُسکو باہر کر دیا اور جسکے پاس گیا اُسے اُسکو آزاد یا بد کیا یا اسکے پاس مر گیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مشتری نے اُسکو بیس یا سہن یا اجرت پردیا یا کتاب کیا تو یہ عقود نقض کر کے نسب ثابت رکھا جائیگا کذا فی الحادی اگر بچہ کا ہاتھ کاٹا گیا پس مشتری نے اُسکی نصف قیمت لے لی پھر بائع نے دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہو لیکن ارش باطل مشتری کے پاس بیس یا سہن یا باندی مع بچہ کے بائع کو واپس دیکھا اور تمام ثمن سوائے حصہ ہاتھ کے واپس ایسا اسی طرح اگر ہاتھ کاٹنا باندی میں واقع ہوا ہو تو بھی یہی حکم ہو کذا فی المبسوط اور اگر بچہ کی دونوں آنکھیں پھوٹ دی گئیں پس مشتری نے اُسکو دیکر اُسکی قیمت بھری پھر بائع نے دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور تمام ثمن واپس کرے اور اگر بچہ پھوٹنے والا مشتری سے اپنی قیمت لے گا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک مجرم پر ارش نہ ہوگا یہ محیط خسر میں ہو اگر ایک باندی کسی شخص کے پاس حاملہ ہوئی اُسنے فروخت کر دی اور دام لے لیے پھر چھ مہینے سے کم میں مشتری کے پاس جتنی پس بائع نے دعویٰ کیا اور مشتری نے تکذیب کی پھر اسکے بعد وہ بچہ قتل کیا گیا یا عدا یا خطا اُسکا ہاتھ کاٹا گیا تو مجرم پر اس صورت میں بی بیہ و ادب کی جو آزادوں پر جرم کرنے سے آتی ہو اور اگر اس بچہ کی مان پر کوئی جرم کیا تو مجرم پر وہ حکم ہوگا جو ام ولد عورتوں پر جرم کرنے کی سزا ہوتی ہو اور اگر بچہ نے خود جرم کیا تو اس جرم آزادوں کے قرار دیا جائیگا اور اُسکی مان کا جرم مثل ام ولد کے جرم کرنے کے ہوگا اگرچہ قاضی نے اُسکی آزادی و ام ولد ہونے کا حکم نہ کیا ہو اور اگر قبل دعوت بائع کے ان دونوں سے جرم نہ ہو تو یہ بائع پر بیس یا سہن مشتری پر نہ ہوگا اور وہ مختار ہوگا اگر اس سے آگاہ ہو کذا فی الحادی اگر باندی مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی اور وہ بچہ پڑا ہوا اور مشتری کے پاس اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر ہلا لڑکا مر گیا اور اُسکے بچے کا بائع نے دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہو اور جس عورت سے شوہر سے لسان واقع ہو اُسکا لڑکا اگر جوان ہوا اور ایک لڑکا چھوڑ کر گیا پھر شوہر ملاعن نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہو یہ محیط میں ہو اگر باندی مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی پھر دو گواہوں نے گواہی دی کہ بائع نے اس بچہ کے نسب کا وقت پیدائش کے دعویٰ کیا ہو اور بائع انکار کرتا ہو پس اگر مشتری اسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول ہو اور اگر مشتری مدعی نہیں ہو پس اگر یہ بچہ موٹ ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر مذکر ہو تو بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہی حکم ہو لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کے موافق مقبول نہونی چاہیے نہ حق ولدین اسلئے کہ غلام کی آزادی پر گواہی بدون دعویٰ کے امام کے نزدیک مقبول نہیں ہوتی ہو اور نہ باندی کے حق میں کیونکہ باندی کا حق آزادی اس باب میں بچہ کا تابع ہو اور اسی طرف بعض مشائخ نے میل کیا ہو اور بعض نے کہا کہ یہ گواہی امام کے نزدیک بھی مقبول ہوگی کیونکہ یہ گواہی اگرچہ غلام کی آزادی پر قائم ہوئی لیکن حرمت فرج کی متضمن ہوئے کہ اگر باندی مر گئی ہو تو امام کے نزدیک مقبول نہونی اور اسی طرف شیخ الاسلام خواہر زادہ نے میل کیا ہو اور بعض نے کہا کہ یہ گواہی امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک مقبول ہو اگرچہ باندی مر گئی ہو کیونکہ غلام کی آزادی اس سے مقصود نہیں ہو بلکہ صرف ثبوت نسب مقصود ہو اور آزاد ہو جانا اُسپر مبنی ہوتا ہو اور یہ جائز ہو کہ نسب گواہی سے بدون دعویٰ کے ثابت ہو اور اسی طرف شمس اللامہ حلوانی نے میل کیا ہو یہ ذخیرہ میں ہو اگر باندی کسی کے پاس حاملہ ہوئی اُسنے فروخت کر دی پھر قبل پید ہونے کے پیٹ کے بچہ کا دعویٰ کیا اور مشتری نے کہا کہ اسکو پیٹ نہیں ہی پھر دائیوں کو دکھایا اُنھوں نے کہا کہ حاملہ ہو تو بائع کی دعوت کی حسب تکفیل علی

اجازت ہوگی اسی طرح اگر مشتری نے حمل ہوئے کی تصدیق کی لیکن کہا کہ تیرا نہیں ہو تو بھی جب تک صبح حمل نہ ہو دعوت کی تصدیق نہ ہوگی پس اگر چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو اسکا بیٹا ہو اور اگر زیادہ مین پیدا ہوا تو تصدیق نہ کیجا یگی کذا فی الحاحوی اور اگر قبض سے چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا پس مشتری نے کہا کہ اصل حمل میری ملک مین نہیں قرار پایا بلکہ تو نے حاملہ خریدی تھی اور بائع نے کہا کہ نہیں اصل حمل میری ملک مین قرار پایا ہو تو بائع کا قول لیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ دیے تو بائع کی گواہی اولیٰ ہو اور بلا شک یہ قول امام ابو یوسف رحمہ کے موافق ہو اور امام محمد رحمہ کے موافق مشائخ نے اختلاف کیا ہو بعض نے کہا کہ اسکا قول بھی ہی ہو اور بعض نے کہا کہ اس کے موافق مشتری کی گواہی اولیٰ ہو اور اسکی اصل اس صورت مین ہو کہ دونوں نے تاریخ خریدین اختلاف کیا اور باندی بعد بیع کے دوسرے روز مشتری کے پاس بچہ جنی پس بائع نے اسکا دعویٰ کیا کہ میرا نسب ہو اور مشتری نے کہا کہ تیرے پاس حاملہ نہیں ہوئی تو نے بیچنے سے ایک مہینہ پیشتر حاملہ خریدی تھی اور بائع نے کہا کہ نہیں ایک سال پیشتر خریدی تھی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ دیے تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بائع کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مشتری کی گواہی مقبول ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر اپنی باندی فروخت کی پس وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پس بائع نے کہا کہ ایک مہینہ سے مین نے تیرے ہاتھ فروخت کی ہو بچہ میرا ہو اور مشتری نے کہا کہ چھ مہینے سے زیادہ ہوے کہ تو نے میرے ہاتھ فروخت کی ہو بچہ تیرا نہیں ہو تو بالاتفاق مشتری کا قول لیا جائیگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک مشتری کے گواہ مقبول اور امام محمد رحمہ کے نزدیک بائع کے مقبول ہونے کا فی مین ہو۔ ایک شخص نے ایک باندی خریدی بعد چند روز کے اس کے پیٹ ظاہر ہوا پس بائع سے جھگڑا ہوا پس بائع نے اُس سے کہا کہ اپنے پاس رہنے دے اگر ثابت ہو تو میرا ہو اور پس غلام کو حکم دیا کہ تین مشتری کو واپس کر کے اُس سے باندی لے لے پھر بعد اس قول کے چار ماہ سے کم مین باندی بچہ ڈال گئی کہ جسکی خلقت ظاہر تھی تو بچہ بائع کا لطفہ ہو اور باندی اسکی ام ولد ہو گئی واپس کیجا یگی اور بائع کو دام پھر دینا واجب ہو یہ واقعات حسانہ مین ہو اگر بیع سے چھ مہینے سے کم مین باندی ایکسا دختر جنی پھر وہ دختر ایک لڑکا جنی اور مشتری نے یہ لڑکا آزاد کر دیا پھر بائع نے دختر کے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہو اور جب دختر کے حق مین دعوت صحیح ٹھہری تو لڑکے کے حق مین بھی صحیح ہوئی جتنے کہ جن مشتری باطل ہو گیا کذا فی محیط ایسے ہی اگر دختر دوسری دختر جنی تو بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر باندی بائع کے پاس دختر جنی پھر دختر کے لڑکا ہوا پھر لڑکے کو بیچا اور مشتری نے اُسے آزاد کیا پھر بائع نے دختر کے نسب کا دعویٰ کیا تو بیع وقتی باطل ہو گئی اور اگر بائع نے دختر کو فروخت کیا اور مشتری نے آزاد کیا پھر بائع نے دختر پر نسب کا دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہو اور دختر کا لڑکا جو اس کے پاس ہو وہ آزاد ہو جائیگا اگر چہ نسب بائع سے ثابت نہ ہو اور محیط سرخسی مین ہو اگر باندی حاملہ ہوئی اور اپنے مالک کے پاس جنی پھر مالک نے اُس کو فروخت کیا اور مشتری نے اپنے غلام سے اُسکا نکاح کر دیا اور اُس سے اولاد ہوئی پھر غلام مر گیا پس مشتری نے اُس سے استیلا دیا پھر بائع نے اُس سے بچہ کا دعویٰ کیا جو اُس کے پاس ہو تو نسب بائع سے ثابت ہو جائیگا اور مشتری کو غلام کا بیٹا اُس کے حصہ ثمن مین واپس دیجا اور اگر مشتری نے باندی سے استیلا نہ کیا تو دونوں اُس کو واپس لیے چاہینگے اور انقسام ثمن مین باندی کی قیمت وقت بیع کی اور دوسرے بچہ کی قیمت وقت انفصال کی معتبر ہوگی اور بائع کے مرنے کے وقت اُس کے جمع مال سے آزاد ہوگا اور اگر بائع نے غلام کے بچے کو کہا کہ میرا بیٹا ہو تو آزاد ہو جائیگا مگر نسب بائع سے ثابت نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ اگر باندی کو حاملہ ہونے کی حالت مین فروخت کیا پھر مشتری کے پاس بیع کے دوسرے دن جنی پھر دوسرا بچہ ایک سال بعد جنی بدون کسی شہر کے پھر بائع

و مشتری نے ایک ساتھ دونوں بچوں کا نسب کا اپنی طرف دعویٰ کیا تو دونوں بائع کے اولاد ہو گئے اور اگر مشتری نے ابتداً دوسرے بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ اُسکا بیٹا قرار دیا جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی پھر اگر اسکے بعد بائع نے پہلے بچہ کا دعویٰ کیا تو اُسکا نسب بائع سے ثابت ہو کر اُسکے حصہ ثمن کے عوض بائع کو دیا جائیگا اور اگر دونوں میں سے کسی نے کچھ دعویٰ نہ کیا یا نہ کیا کہ بائع نے فقط دوسرے بچہ کا دعویٰ کیا تو تصدیق نہ کی جائیگی اسی طرح اگر اول بچہ مر گیا پھر دونوں کا بائع نے دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہو گا ذانی الحامی۔ امام محمد رحمہ نے جاسع میں فرمایا کہ ایک شخص کی باندی حاملہ ہوئی اُسنے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری کے پاس ایک بچہ جنی اُس بچہ کا بائع کے باپ نے دعویٰ کیا اور مشتری نے تکذیب کی اور بائع نے تکذیب خواہ تصدیق کی تو دعوت باطل ہو اور نسب بائع کے باپ سے ثابت ہو گا اور اگر مشتری نے تصدیق کی اور بائع نے تکذیب کی تو دعوت صحیح ہو لیکن مشتری بائع سے ثمن واپس نہیں کر سکتا ہو اور بائع کا باپ بائع کو باندی کی قیمت میں کچھ ضمان نہ دیگا اور مشتری کی بائع کے باپ پر نہ باندی کی کچھ قیمت ہو اور نہ اسے بچہ کی اور اگر دونوں نے بائع کے باپ کی تصدیق کی تو باندی اُسکی ام ولد ہو گئی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہو گیا اور مشتری اپنا ثمن بائع سے لیگا اور بائع کو بائع کا باپ باندی کی قیمت کی ضمان دیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کی باندی کے جوڑیا دو بچہ پیدا ہوئے پس مالک نے ایک کو فروخت کر دیا اور بائع کے باپ نے دونوں بچوں کے نسب کا دعویٰ کیا اور بائع و مشتری نے اُسکی تکذیب کی تو دعوت صحیح ہو اور دونوں بچوں کا نسب اسی سے ثابت ہو گا اور بائع کے قبضہ والا بچہ بلا قیمت آزاد ہو جائیگا اور مشتری کے قبضہ میں ہو وہ ویسا ہی غلام رہیگا یہ محیط مرضی میں ہو اور اگر باندی کو مع ایک بچہ کے فروخت کیا پھر بائع کے باپ نے دونوں بچوں کے نسب کا دعویٰ کیا اور بائع و مشتری نے اُسکی تکذیب کی پس امام محمد رحمہ کے قول پر دعوت باطل ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ دعوت باندی کے حق میں صحیح نہیں اور وہ ام ولد ہوگی لیکن بائع کے باپ کی دعوت دونوں بچوں کے حق نسب کی راہ سے صحیح ہو مگر آزادی کی راہ سے صحیح نہیں ہو پس جو لڑکا فروخت ہوا ہو اُسکی آزادی کا حکم نہ ہوگا بلکہ وہ مشتری کا غلام رہیگا اور باقی بچہ قیمت سے آزاد ہو جائیگا اور اگر مشتری نے اُسکی تصدیق اور بائع نے تکذیب کی تو بلا خلاف باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اُسپر اپنی بیٹے لینے بائع کو قیمت دینی واجب ہوگی اور بلا خلاف دونوں بچوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور بچا ہوا بچہ بلا خلاف بغیر قیمت کے آزاد ہو جائیگا اور باقی بچہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بقیہ آزاد ہوگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک بلا قیمت آزاد ہوگا۔ اور اگر بائع نے اپنے باپ کے دعویٰ کی تصدیق کی اور مشتری نے تکذیب کی تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بائع کے باپ سے دونوں بچوں کا نسب ثابت ہوگا اور امام محمد رحمہ کے قول پر ثابت نہ ہونا چاہیے اور صحیح یہ ہو کہ یہی سب کا قول ہو۔ پھر امام محمد رحمہ نے کتاب میں اس صورت میں بچہ کا حکم ذکر کیا اور بیان کا حکم ذکر نہ کیا اور قاضی امام ابو جازم و قاضی امام ابو ایشم ہر قیاس قول امام عظیم رحمہ فرماتے تھے کہ بائع دعویٰ کو لینے باپ کو باندی کی قیمت ام ولد کی حالت کی دیگا اور باپ اُسکا بائع کو ملوک محض کی حالت کی قیمت دیگا اور اکثر شائخ نے فرمایا کہ بالاتفاق باپ و بیٹے میں سے کوئی کسی کو کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط میں ہو اور اگر مبیعہ باندی ایک بیٹ سے جوڑا دو بچے چھ مہینے سے کم میں جنی پس بائع نے ایک کا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہو اور دونوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور جو کچھ بیع و عتق اُس میں واقع ہو اسب باطل ہو جائیگا اسی طرح اگر ایک بعد بیع کے چھ مہینے سے کم میں اور دوسرا زیادہ میں جنی مکر بیٹ ایک ہی ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مشتری نے پہلے دونوں کا دعویٰ کیا پھر بائع نے تو بائع کی تصدیق ہوگی

اور دونوں شتریں کے نطفہ سے قرار دیے جائینگے اور اگر ایک بچہ پر کچھ جرم کیا گیا اور شتریں نے اُسکا اثر جرمانہ لے لیا پھر دونوں کا بالغ نے دعویٰ کیا کہ میرے نسب سے ہیں تو صحیح ہو اور ارشاد مکیب شتریں کا ہوگا اور اگر ایک قتل کیا گیا اور شتریں نے اُسکی قیمت لے لی تو قیمت مقتول کی اُسکے وارثوں کی ہوگی اور ویت کی طرف تخیل ہوگی اور اگر شتریں نے ایک کو آزاد کیا پھر وہ قتل ہوا اور میراث چھوڑ گیا اور شتریں نے اُسکی دیت و میراث و لاء میں لے لی پھر بالغ نے دونوں کا دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور ویت و میراث شتریں سے لے لینگا اور لاء باطل ہو جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہو اگر ایک شخص کے پاس ایک باندی دو بچہ ایک ہی بیٹ سے جنہی پس ایک کو اُسنے فروخت کیا اور شتریں نے خریدے ہوئے بچہ کا دعویٰ کیا کہ میرے نسب سے ہو تو دعویٰ صحیح ہو اور دونوں بچوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دوسرا بچہ آزاد ہوگا اور نہ باندی اُم ولد ہوگی یہ محیط میں ہو جوڑ یا دو بچوں میں سے ایک فروخت کیا اور دوسرے کے نسب کا دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب مدعی سے ثابت ہوا اور اگر شتریں نے اُسکو آزاد کیا ہو تو عتق باطل ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہو کہ اصل علقہ بالغ کی ملک میں ہوا ہو اور اگر اصل نطفہ قرار پاتا بالغ کی ملک میں نہوا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو بھی دونوں کا نسب بالغ سے ثابت ہوگا

ولیکن وہی آزاد ہوگا جو بالغ کے پاس ہو اور شتریں کا آزاد کرنا باطل نہوگا اور بیع بھی باطل ہوگی یہ کافی میں ہو ایک شخص نے دو غلام جو جوڑ یا دوسرے کی ملک میں پیدا ہوئے تھے خریدے پھر ایک کو فروخت کر دیا پھر دونوں کے نسب کا دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب شتریں سے ثابت ہوگا ولیکن دوسرے کی بیع نہ ٹوٹے گی اسی طرح اگر شتریں سے خریدنے والے نے دونوں کے نسب کا دعویٰ کیا تو شتریں ثانی سے دونوں کا نسب ثابت ہوگا ولیکن جو شتریں اول کے پاس ہو وہ ویسا ہی ملوک رہیگا جیسا تھا یہ مبسوط میں ہو۔ ایک شخص کی باندی تھی وہ اُسکے پاس حل سے ہوئی اور ایک بچہ جنہی وہ بالغ ہوا اور مالک نے اپنی ایک باندی سے اُسکا نکاح کر دیا اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور مولے نے اس بچہ کو فروخت کر دیا اور شتریں نے اُسے آزاد کر دیا پھر بالغ نے بالغ لڑکے کے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہو جائیگا اور بیع و عتق باطل ہوگی اور اُسپر ثبوت داپس کرنا لازم ہوگا اور اگر بالغ نے بڑے لڑکے کے نسب کا دعویٰ دعویٰ نہ کیا بلکہ دوسرے کے نسب کا جسکو فروخت کیا ہو دعویٰ کیا تو ساحتہ نوگی یہ تاہم ارفا نہی میں ہو اگر ایک شخص نے ایک باندی اور اُسکا بچہ یا باندی حاملہ خریدی پھر باندی کو فروخت کیا پھر اسی شخص یا دوسرے سے اُسکو خیرا اور اُسکے بچے کے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت جائز ہو بشرطیکہ دعویٰ کے دن بچہ اُسکی ملک میں ہو اور کوئی بیع یا عقد جو اس میں یا اُسکے مان میں جاری ہو چکے ہوں فسخ نہوگے اور اگر اصل حل اسی شخص کے پاس واقع ہوا ہو تو بیع و عقد جو واقع ہوئے ہوں باطل شمار ہونگے کذا فی الحادی ایک شخص نے ایک غلام اور اُسکے باپ نے اس غلام کا دوسرا بھائی جو جوڑ یا ہوا ہو خرید اپس ایک گے نسب کا اُسکے قابض نے دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دوسرے کا قبضہ والا غلام بھی بسبب قرابت کے آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر کوئی باندی تین روز کی شرط خیار پر خریدی پھر تیسرے روز اُسکے پاس وہ بچہ جنہی اُسکا شتریں نے دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہو اور اگر خیار بالغ کا ہو اور شتریں نے بچہ کا دعویٰ کیا تو بالغ کو خیار باقی ہو اگر اُسنے بیع کی اجازت دی تو شتریں سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا جیسا بعد اجازت کے از سر نو دعویٰ کرنے میں ثبوت ہوتا اور اگر بالغ نے بیع توڑ دی تو شتریں کی دعوت نسب باطل ہوگئی یہ مبسوط میں ہو۔ اگر زید نے دو باندیاں عمر و سے اس شرط پر لین کہ مجھے خیار ہو دونوں میں جسکو چاہوں گا نہر درہم کو لے لوں گا اور دوسری کو واپس کر دوں گا پھر دونوں اُسکے پاس بچہ جنہی اور زید نے اقرار کیا کہ دونوں بچے میرے نسب سے ہیں ولیکن اُسنے یہ معین نہ کیا کہ پہلے کس سے دہلی کی تھی تو اُسکا اقرار ایک کے بچہ میں

بائع سے علقہ کنی لیلہ دعویٰ باب چہارم دعویٰ نسب

صحیح ہو اور یہ وہی ہوگی جس پر نفع واقع ہوا اور شترمی کے اختیار سے متعین ہو جاوے پس حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے
جبتک زندہ ہو اور اگر بیان سے پہلے مر گیا تو بیان کرنا وارثوں پر رکھا جائیگا پس اگر انھوں نے کہا کہ ہمارے باپ نے پہلے
اس باندی سے وطن کی بیوہ تو اسی باندی کے بچہ کا نسب یہ ثابت ہوگا اور وارثوں کے ساتھ وارث ہوگا اور یہی باندی بیت کی ام ولد
ہو جائیگی اور اس کے مرجانے کے وجہ سے آزاد ہوگی اور وارثوں پر اس کے دام بانی کو دینے واجب ہو سکے اور بیت کے ترکہ سے
ادا کریں اور دوسری باندی سے اس کے حق کے بانی کو واپس کریں پس یہ باندی بانی کی ہوگی جیسا کہ بیت کے بیان کے بعد
واپس کرنے سے بانی کی باندی ہوتی اور اگر بیٹے وارثوں نے کہا کہ پہلے اس سے وطن کی اور دوسروں نے کہا کہ بلکہ پہلے اس
وطن کی تو جسکی نسبت پہلے بعضوں نے کہا کہ اس سے اول وطن کی بیوہ ہی ام ولد ہونے کے واسطے متعین ہوگی اور دوسری
مابہ ہوگی اور وارثوں نے اتفاق کیا کہ ہم بین جانتے ہیں کہ پہلے کس سے وطن کی بیوہ تو کسی کا نسب بیت سے ثابت نہ ہوگا
ولیکن دونوں بچوں اور دونوں باندیوں میں سے ہر ایک کا ادما آدھا آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنے اپنے آدھے
کے واسطے نصف قیمت کی سہی کرے گی اور وارثا لوگ بانی کو ہر ایک باندی کا نصف ثمن اور نصف حق ترکہ بیت سے ادا
کریں اور اگر شترمی نے انتقال نہ کیا اور دونوں بچوں کے نسب کا دعویٰ کیا اور بانی نے بھی دونوں کے نسب کا دعویٰ کیا تو
انہی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ بانی کی دعوت بعد دعوت شترمی کے ہو پس اس صورت میں بانی کی دعوت اس بچہ میں اور
اسکی ماں میں صحیح ہوگی جو اسکو واپس دیا جاوے خواہ دونوں باندیاں وقت بیع سے چھ مہینے سے کم میں جنمی ہوں یا زیادہ
میں۔ دوم یہ کہ دونوں نے ایک ساتھ دونوں بچوں کا دعویٰ کیا پس اگر بیع سے چھ مہینے میں بیچ پیدا ہووے تو جو بچہ بانی
کو واپس ملے دعوت نسب صحیح ہوگی اور جو شترمی کا ہوگا ان میں صحیح نہیں ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم میں پیدا ہووے تو
دونوں بچوں میں بانی کی دعوت اولے نزدیک میں ہو یا ایک شخص نے اپنی ام ولد فروخت کر دی اور شترمی جانتا ہو کہ یہ بانی
کی ام ولد ہو چکا ہو اس کے بچہ پر اور شترمی نے دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہوگا اور وہ بانی کا بچہ ہوگا اور اگر بانی نے اسکی نفی کی تو
استحسانا شترمی سے اس کا نسب ثابت ہوگا اور بانی کے حق میں بجز اس بچہ کی ماں کے ہر کا اسی طرح اگر شترمی کو
نہیں معلوم کہ یہ بانی کی ام ولد ہو تو بھی یہی حکم ہو ولیکن بچہ آزاد ہو جائیگا جبکہ بانی نے اسکی نفی کی اور شترمی نے
دعویٰ کیا یہ محسوط سرخی میں ہو

فصل تیسری کسی شخص کا اپنے لڑکے کی باندی کے بچہ پر دعویٰ کرنے کے بیان میں۔ زید کی باندی بچہ جنمی اس کے بچہ کا زید
کے باپ نے دعویٰ کیا اور اصل محل زید کے پاس نہ تھا اور زید نے تکذیب کی تو دعوت صحیح نہیں ہو ولیکن اگر زید تصدیق کرے
تو صحیح ہو مگر باندی کا مالک نہ ہوگا جیسا کہ ایک آہنی کے دعوت کرنے میں ہوتا ہو ولیکن زید کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اگر لڑکے
اگر زید کی مدد باندی کے بچہ کا یا اسکی ام ولد کے ایسے بچہ کا جبکہ زید نے انکار کیا ہو یا اسکی ام ولد کے بچہ کا جو حالت کنایت
میں یا اس سے پہلے پیدا ہوا ہو باپ نے دعویٰ کیا تو بدو تصدیق زید کے صحیح نہیں ہو یہ محسوط سرخی میں لکھا ہو۔ اگر زید نے
ایک حاملہ باندی خریدی اور قبل پختے کے اسکو فروخت کیا پھر وہ جنمی اور زید کے باپ نے نسب کا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح
نہیں ہو یہ محسوط میں ہو۔ ایک شخص کی باندی اسکی ملک میں حاملہ ہوئی اس نے اسکو حالت حمل میں فروخت کیا اور شترمی
نے اس پر قبضہ کر لیا پھر بانی نے اسکو خریدا اور چھ مہینے سے کم میں اسکا وضع حمل ہوا پھر بانی اول کے باپ نے نسب کا دعویٰ
کیا اور بانی نے بیٹے بیٹے اسکی تکذیب کی تو باپ کی دعوت باطل ہو اور اگر بیٹے نے تصدیق کی تو باندی اسکی ام ولد

بیت ہو جائیگی اور بچہ کا نسب ثابت اور بلا قیمت آزاد ہوگا اور اگر شری نے اُسکو بالغ کے ساتھ فرزند نہ کیا لیکن نسب عیب کے حکم قاضی یا بدولت حکم قاضی یا بخیار الشرط یا بخیار رویت یا بسبب فساد بیع کے بعد قبضہ کرنے کے بالغ کو واپس کر دی بچہ بالغ کے باپ نے بچہ کا دعویٰ کیا تو یہ صورت اور صورت اولے دونوں یکساں ہیں یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص کی باپ باندی ہو اُسے باندی سے وطن کی بچہ اس کے بعد اُس کے بچہ پیدا ہوا اور اُس شخص کے باپ نے دعویٰ کیا تو دعوت نسب باپ باندی ہو گا۔ فی الحاقی۔ اگر باپ نے اقرار کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کی باندی سے جاع کیا حالانکہ مجھے معلوم ہو کہ وہ مجھے حرام ہو تو دعوت صحیح اور نسب بچہ کا ثابت ہوگا جیسا نہ جاننے کی صورت میں ہوتا ہو یہ محیط میں ہو اگر اپنے بیٹے کی باندی کے بچہ کا دعویٰ کیا اور باندی کی قیمت بیٹے کو فانی ہو چکی ہو اس باندی کو کسی نے استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو وہ باندی اور اُس کا عقر اور بچہ کی قیمت باپ سے لیا بچہ باپ اپنے بیٹے سے باندی کی قیمت چھ اُسے لے لی ہو واپس لیا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر بیٹے نے بچہ کا دعویٰ کیا بچہ باپ نے دعویٰ کیا یا دونوں نے ایک ساتھ دعویٰ کیا تو بیٹا اولے ہو یہ سراج الوداع میں ہو۔ اگر زید نے اپنے بیٹے کی باندی کے بچہ کا دعویٰ کیا حالانکہ بیٹا حرام ہو اور زید غلام یا مکاتب یا کافر ہو تو زید کی دعوت صحیح نہیں ہو اور اگر باپ سلمان اور بیٹا کافر ہو تو دعوت نسب ٹھیک ہو اور یہی قول صحیح ہو اور اگر دونوں ذمی ہیں مگر دونوں کی ملت مختلف ہو تو باپ کی دعوت صحیح ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کسی کی باندی اُسکی ملک میں حاملہ ہوئی اور بچہ جنی پس دادا نے اُس کے نسب کا دعویٰ کیا حالانکہ باپ زندہ ہو حقیقہ یا اعتباراً مثلاً وہ آزاد و سلمان ہو تو دادا کی دعوت باطل ہو اور اگر باپ نصرانی اور دادا و پوتا دونوں سلمان ہوں یا باپ غلام یا مکاتب اور دادا و پوتا دونوں آزاد ہوں تو دادا کا دعویٰ نسب صحیح ہو اور اگر باپ مرتد اور دادا و پوتا دونوں سلمان ہوں تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک دادا کی دعوت نسب متوقف رہیگی اگر باپ سلمان ہو گیا تو باطل ہو جائیگی اور اگر حال ارتداد میں مر گیا یا قتل کیا گیا تو صحیح ہوگی اور اگر سب آزاد و سلمان ہیں بچہ باندی کے حاملہ ہونے کی حالت میں باپ مر گیا اور اُس کے مرنے سے چھ مہینے سے کم میں باندی کے بچہ ہوا اور دادا نے نسب کا دعویٰ کیا تو صحیح نہیں ہو اسی طرح اگر باپ نصرانی تھا اور دادا پوتا دونوں سلمان بچہ باپ سلمان ہو گیا اور باندی حاملہ تھی پس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو دادا کی دعوت نسب باطل ہو اسی طرح اگر والد مکاتب تھا اور دادا کے دعویٰ سے پہلے بدل کتابت ادا کر کے آزاد ہو گیا یا غلام تھا کہ قبل دعوت جد کے آزاد کیا گیا تو دادا کی دعوت نسب باطل ہو گا۔ اگر باپ وقت علق سے دعوت نسب تک معتد ہو تو دادا کی دعوت صحیح ہو اور اگر معتد کو افاقہ ہو گیا بچہ دادا نے دعویٰ کیا تو باطل ہو گا۔ فی الحاقی۔ اور اگر دادا نے نسب کا دعویٰ نہ کیا یہاں تک کہ باپ کو افاقہ ہو گیا اور فقط باپ نے بعد افاقہ کے بچہ کا دعویٰ کیا ہو تو استحساناً صحیح ہو گا۔ فی الحاقی

فصل چارم مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعویٰ کرنے کے بیان میں۔ اگر دو شخصوں کی مشترک باندی دونوں کی ملک میں حاملہ ہو کر بچہ جنی اور ایک نے نسب کا دعویٰ کیا تو ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور شریک کے حصہ کا قیمت مالک ہوگا خواہ شکرست ہو یا فراخ حال ہو اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور بچہ کی قیمت میں کچھ ضمانت دیگا یہ حاوی میں ہو پس اگر مدعی نے دوسرے شریک سے کہا کہ باندی مجھے بچہ جنے سے پہلے مجھے ایک بچہ جن چکی ہو اور تو نے اُسکا دعویٰ کیا ہو اور تیری ام ولد ہو چکی ہو اور شریک نے اُسکی تصدیق کی مگر باندی نے

نکذیب کی تو باندی اور بچہ پر دونوں کے قول کی تصدیق نہ کی جائیگی یہاں تک کہ دونوں کے حقوق جو مدعی کی طرف ثابت ہوئے ہوں باطل ہونگے ورنہ مدعی سے ضمان باطل نہوگی لیکن مقرر نصف قیمت باندی کی ام ولد ہونے کی حالت کی اور اگر بچا اور بعض شاخ نے کہا کہ یہ قول صاحبین کا ہو لیکن امام اعظم کے نزدیک مقررہ قریہ کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور بعض نے کہا کہ میں بلکہ بہ بالاتفاق سب کا قول ہو اور قول اول ایشبہ واقربا لی الصواب ہو پھر اگر باندی کے لسی ہنسر سے کچھ نہ لیا یا اور باندی یا اسکا بچہ قتل کیا گیا اور جو عرض مال ملا تو یہ سب مقرر کا ہوا اور اگر مدعی نے شریک سے کہا کہ تو نے باندی کو مجھ سے پہلے بچے سے پہلے آزاد کر دیا ہو اور شریک نے تصدیق کی تو باندی آزاد ہوگی اور مدعی کرے والے پر نصف قیمت و نصف عتق کی ضمان نہوگی۔ دو خصوصیات کی مشترک باندی ہو ایک نے کہا کہ یہ میری ام ولد اور تیری ام ولد ہو یا بسم دونوں کی ام ولد ہو پس اگر دوسرے نے تصدیق کی تو باندی دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور کوئی دوسرا کچھ ضمان نہ دیگا جیسے ایک ساتھ دونوں کے دعوے کرنے کی صورت میں ہو اور اگر دوسرے نے اسکی نکذیب کی تو مقرر اپنے شریک کو اسکی نصف قیمت خواہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو ادا کرے اور نصف عتق بھی ادا کرے پھر نصف باندی مقرر کی ام ولد ہوگی اور آدھی موقوف رہیگی بمنزلہ ام ولد کے پھر اگر شریک نے مقرر کے اقراء کی تصدیق کی تو باندی دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور جو اسے ضمان لی ہو وہ واپس کرے اور اگر تصدیق نہ کی تو آدھی باندی مقرر کی ام ولد اور آدھی موقوف بمنزلہ ام ولد کے ہو کہ ایک روز مقرر کی خدمت کرے اور ایک روز قضا رہے یہ اگر ایک ہو گیا تو تصدیق کرنے کی صورت میں باندی آزاد ہو جائیگی خواہ کوئی مر جاوے اور باندی ام ولد پر دوسرے زندہ کے واسطے مدعی کرنی نہوگی یہ قول امام اعظم کا ہو اور صاحبین کے نزدیک زندہ کے واسطے سعایت کرے۔ نکذیب کرنے کی صورت میں بھی کوئی مر جاوے باندی آزاد ہو جائیگی اور شریک کے واسطے مدعی نہ کرے گی اور اگر شریک مر گیا تو بھی آزاد ہو جائیگی اور امام اعظم کے نزدیک زندہ مقرر کے واسطے مدعی نہ کرے گی بخلاف قول صاحبین کے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر باندی زمین یا چار یا پانچ میں مشترک ہو اور سب نے ایک ساتھ اسکی بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ سب کا بیٹا قرار دیا جائیگا سب سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور باندی سب کی ام ولد ہوگی اور یہ امام اعظم رہے نزدیک ہو اور امام ابو یوسف رہے فرمایا کہ دوسے زیادہ سے ثابت نہوگا اور امام محمد رہے فرمایا کہ تین سے زیادہ سے ثابت نہوگا کذا فی المباح اور اگر جیسے ہر ایک کے مختلف ہوں تو بچہ کے حق میں حکم مختلف ہوگا لیکن ہتیلاد ہر ایک کے حق میں بقدر اسکے حصہ کے ثابت ہوگا کذا فی الحاوی۔ بچہ کے دعوت نسب میں اگر دعوت ہندو کا اعتبار نہ ہو تو دعوت محمد بن اعتبار کی جائیگی امام محمد رہے نے زیادات میں فرمایا کہ ایک باندی دو خصوصیات میں مشترک ہو اسکے مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینے یا زیادہ میں وہ بچہ بنی اور اس بچہ کی ولادت سے چھ مہینے یا زیادہ میں دوسرا بچہ بنی پس دونوں ولے میں سے ایک نے کہا کہ چھوٹا میلر بچہ ہو اور بڑا میرے شریک کا ہو پس اگر شریک نے اسکی تصدیق کی تو چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہوگی اور آدھی قیمت باندی کی خواہ تنگ دست ہو یا فرخ حال ہو اپنے شریک کو آزاد کرے اور آدھا عتق بھی دیگا اور قیمت و لد میں کچھ نہ دیگا اور بڑے بچہ کا نسب کے مدعی سے ثابت ہوگا اور یہ مدعی بڑے کا آزاد کرنے والا شمار ہوگا درحالیکہ وہ دونوں میں مشترک ہو پس بڑے کے مدعی پر بڑے کے نصف قیمت شریک کو دینی واجب ہوگی اگر خوشحال ہو اور اگر تنگ دست ہو تو بڑا بچہ مدعی کرے نصف قیمت اپنی ادا کرے اور باندی بڑی کے مدعی کی ام ولد نہوگی اور بچے کا مدعی نصف عتق بھی اپنے شریک کو ادا کرے اور یہ حکم اُفتو ہو

کہ شریک نے چھوٹے مدعی کی تصدیق کی ہو اور اگر تگزیب کی تو چھوٹے بچے کے مدعی کے حق میں وہی حکم سابق جو مذکور ہوا اس صورت میں بھی جاری ہوگا اور بڑے بچہ کا نسب کسی سے ثابت نہ ہوگا ولیکن بڑا آزاد ہو جائیگا گویا ایسا واقعہ ہوا کہ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک تھا ایک نے گواہی دی کہ دوسرے نے اسکو آزاد کر دیا ہو حالانکہ دوسرا منکر ہو یہ سب اس وقت میں ہو کہ ایک نے کہا کہ چھوٹا میرا ہو اور بڑا بچہ میرے شریک کا ہو اور چھوٹا میرا ہو پس اگر شریک نے اس قول میں اسکی تصدیق کی تو بڑے بچہ کا نسب شریک مصدق سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہو جائیگی اور چھوٹے بچہ کے مدعی کو باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر خواہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو ادا کریگا اور بچہ کی قیمت میں کچھ نہ دیگا اور اختتام چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور وہ اس بچہ کی پوری قیمت اپنے شریک کو ادا کریگا اور باندی کا پورا عقر بھی دیگا اور کتاب الدعویٰ میں مذکور ہو کہ نصف عقر دیگا اور اگر شریک نے اسکے قول کی تگزیب کی تو چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہو جائیگی اور اپنے شریک کو باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر ادا کریگا اور بچہ کی قیمت میں کچھ نہ دیگا اور بڑے بچہ کا نسب شریک سے ثابت نہ ہوگا گواہی کی اور باندی نے ایک باندی خریدی وہ چھ مہینے میں بچہ جنی پس ایک نے نب ولد کا اور دوسرے نے اسکی مان کا دعویٰ کیا تو دعوت صاحب ولد کی معتبر ہوگی اور باندی اسی کی ام ولد ہوگی اور بچہ خیر ہوگا اور شریک کو ادھی قیمت باندی کی اور آدھا عقر دیگا۔ اور اگر خریدے سے چھ مہینے سے کم میں جنی اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو ہر ایک کی دعوت نسب صحیح ہو اور باندی کا مدعی اپنے شریک کے واسطے کچھ ضمان نہ ہوگا اور نہ باندی اسکے حق کے واسطے سعی و شقت کرے گی یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک نصف قیمت کا ضمان ہوگا اگر خوشحال ہو ورنہ باندی ہی کرے گی اگر تنگ دست ہو اور آدھے عقر کا ضمان نہ ہوگا اور نہ مدعی اول دوسرے کو بچہ کی قیمت دیگا اور نہ باندی کی قیمت اور نہ اسکا عقر۔ پس اگر باندی چھ مہینے بعد لڑکی جنی اور لڑکی کے بچہ ہو پس ایک نے اول بچہ کا اور دوسرے نے دوسرے بچہ کا ایک ساتھ دعویٰ کیا خود انانی لینے باندی زندہ ہو یا مر گئی ہو تو ہر ایک کی اول بچہ کا اور دوسرے نے دوسرے بچہ کا ایک ساتھ دعویٰ کیا خود انانی لینے باندی زندہ ہو یا مر گئی ہو تو ہر ایک کی دعوت صحیح ہو پس باندی پہلے کی ام ولد ہوگی اور اس پر باندی کی نصف قیمت و نصف عقر لازم آیا اور بچہ کی قیمت لکھ نہ دیگا اور دوسرے بچہ کا مدعی بڑی لڑکی کو اسکا آدھا عقر دیگا اور یہی صحیح ہو اور بڑے کا مدعی نانہ کی نصف قیمت و نصف عقر کا ضمان ہوگا اور بڑے کی قیمت کا کچھ ضمان نہ ہوگا پس اگر نانہ لینے باندی قتل کر ڈالی گئی اور بیوہ کسی نے نسب کا دعویٰ نہیں کیا ہو ورنہ دونوں نے اسکی قیمت لیکر باہم برا بھلا تقسیم کر لی پھر دونوں نے دعویٰ کیا تو باندی کی قیمت میں سے کچھ ضمان نہ ہوگا اور بڑے بچہ کا مدعی دوسرے کو باندی کا آدھا عقر بسبب قرار دے دیگا اور اور مان کی قیمت میں کچھ نہ دیگا یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک مان کی ادھی قیمت دیگا اگر خوشحال ہو اور چھوٹے بچہ کے مدعی پر کچھ ضمان نہیں ہو اور بڑا بچہ یعنی لڑکی اپنے مدعی کی ہوگی اور دوسرے مدعی کی ام ولد نہ ہو جائیگی۔ اور اگر نانہ چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی اور باقی مسئلہ بجالا ہو تو بڑے بچہ کی دعوت باطل اور چھوٹے بچہ کی دعوت صحیح ہو اور اس بچہ کی مان ام ولد ہو جائیگی اور بڑے بچہ لینے لڑکی کی ادھی قیمت اور آدھا عقر اپنے شریک کو دے اور یہ اسکی ام ولد ہو گئی اور بڑی لڑکی کا مدعی باندی کی ادھی قیمت اپنے شریک کو دے اور وہ اسکی ام ولد ہو جائیگی اگر زندہ ہو ورنہ اگر مر گئی تو نہیں ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ دو شخصوں نے ایک باندی خریدی پس اسنے ان دونوں کی ملک میں چھ مہینے سے کم میں ایک بچہ جننا پس بچہ کا ایک نے دعویٰ کیا تو صحیح ہو اور باندی اسکی ام ولد ہوگی اور شریک کے ادھی قیمت جو دعویٰ کے روز باندی کی تھی ادا کرے خواہ تنگ دست ہو یا خوشحال ہو اور اسکا عقر کچھ نہ دیگا پس بچہ کا حکم مثل اس غلام کے ہو

جو دو شخصوں میں مشترک ہو کہ اُسکو ایک نے آزاد کر دیا یہ محیط میں ہو گا باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اور اُسکے دو بچے پیدا ہوئے پس ہر ایک نے ایک ایک بچہ کا دعویٰ کیا پس اگر ایک بیٹ سے دونوں پیدا ہوئے ہیں اور ایک مدعی نے بڑے کا اور دوسرے نے چھوٹے کا دعویٰ کیا اور سنا دونوں کی زبان سے دعویٰ نکلا تو دونوں کا نسب دونوں سے ثابت ہوگا اور اگر ایک نے دعوت میں سبقت کی تو دونوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دونوں آزاد ہو جائیں گے اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی آدمی قیمت و ادھاقہ دوسرے شریک کو ادا کریگا اور اگر دونوں بچے و بیٹ سے پیدا ہوئے اور ایک نے بڑے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا اور دونوں کا کلام ساتھ ہی زبان سے نکلا تو بڑے کا لیس اُسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور آزاد ہو جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی آدمی قیمت و ادھاقہ عقر شریک کو ادا کریگا اور چھوٹے کا نسب اُسکے مدعی سے ثابت ہوگا استثناء اور اسکو بڑے بچے کے مدعی کو عقر لوینا پڑیگا اور یہ حکم اسوقت ہو کہ دونوں کا کلام ایک ساتھ زبان سے نکلا۔ اور اگر مدعی نے بڑے بچہ کا دعویٰ پہلے کیا تو نسب اُسکا ثابت ہو جائیگا اور وہ آزاد ہو جائیگا اور باندی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکو آدمی نیست باندی کی اور ادھاقہ دوسرے شریک کو دینا پڑیگا پھر اسکے بعد اگر دوسرے نے چھوٹے بچہ کا دعویٰ کیا تو دوسرے کی ام ولد کے بچہ کا دعویٰ کیا پس دوسرے کی تصدیق کی حاجت ہوگی۔ اگر اُس نے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور اُس کی ام ولد کے قرار دیا جائیگا اور اگر تکذیب کی تو نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر ایک نے پہلے چھوٹے بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور مدعی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور باندی مدعی کی ام ولد ہو جائیگی اور آدمی قیمت اور ادھاقہ عقر باندی کا دوسرے شریک کو لیکر اور بڑے بچہ کو دونوں میں مشترک غلام ہوگا اور اگر اُسکے دوسرے بڑے کا دعویٰ کیا تو ایسا ہی کہ تو یا ایک مشترک غلام کو ایک نے آزاد کر دیا یعنی مدعی کا حصہ آزاد ہوگا اور نسب ثابت ہوگا اور دوسرے کو اختیار ہو جائے یوں ہی آزاد کر کے یا اپنے حصہ کے واسطے سی کر اوسے اور اگر چاہے تو آزاد کرنے والے سے ضمان لے بشرطیکہ وہ خوشحال ہو اور اگر تنگدست ہو تو امام اعظم کے نزدیک اُسکو حمایت اور آزادی میں اختیار ہو اگر صحت میں کے نزدیک اُسکو ضمان لینے کا اختیار ہو اگر خوشحال ہو اور اگر شریک تنگدست ہو تو سعی کر سکتا ہو اور کچھ نہیں یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے اور باندی چھوڑی اُسکو حل ظاہر ہوا پس ایک بیٹے نے کہا کہ حل ہمارے باپ سے ہو اور دوسرے عمر و نے کہا کہ مجھے ہی اور زید و عمر و دونوں سے سنا دعویٰ واقع ہوا تو حل عمر و کا قرار دیا جائیگا اور عمر و باندی کی نصف قیمت و نصف عقر زید کو ادا کریگا اسی طرح اگر عمر و نے دعویٰ میں سبقت کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر زید کی طرف سے سبقت ہوئی تو اُسکے اقرار سے باپ کا نسب ثابت ہوگا لیکن باندی اور اُسکے بیٹ کا بچہ اُسکی طرف سے بقدر اُسکے حصہ کے آزاد ہوگی یہ مبسوط میں ہے اور زید دوسرے بھائی کو باندی یا اُسکے بچہ کی کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط میں ہے۔ اور عمر و کا دعویٰ کہ نسب کا جائز ہو اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور باندی کی قیمت کی کچھ ضمان نہ دیگا مگر نصف عقر کا ضمان ہوگا اگر زید طلب کرے یہ مبسوط میں ہے ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو ایک اپنے حصہ کا ایک ہندسہ سے مالک ہو اور دوسرا عمر و چھ مہینے سے مالک ہو اور اُسکے ایک بچہ ہو پس دونوں نے دعویٰ کیا تو عمر و کو لیکر اور عمر و نصف قیمت و نصف عقر کا ضمان ہوگا اور کتابت میں نہ کو نہیں کہ کر سکو ضمان دیگا اور چاہے یہ ہو کہ بالغ کو ضمان دے نہ شریک کو اور بالغ کو واجب ہو کہ زید کو پورا راشن واپس کرے اور راشن نے فرمایا کہ زید کو چاہیے کہ تمام عقر کی ضمان شریک کو دے کیونکہ زید نے دوسرے کی ام ولد سے وطی

کر نکاح قرار کیا جو یہ محیط سرخسی میں ہے یہ حکم اس وقت ہو کہ دونوں مالکوں کی ملک کا مال معلوم ہو یعنی ایک کی ملک مقدم ہو اور اگر معلوم نہ ہو تو نسب دونوں سے ثابت ہوگا اور باندی دونوں کی ام ولد ہوگی اور کسی کا دوسرے پر عقربین ہو اور نصف عقر کی ضمان دونوں بالغ کو واکرین اور اسی طرف شیخ الاسلام نے میل کیا جو بعض مشائخ نے فرمایا کہ کسی پر دونوں میں سے بالکل عقر دینا لازم نہیں آتا ہے اور اسی طرف شمس اللہ سرخسی نے میل کیا ہے اور قول اہل ہمارے اصحاب کے اصول کے موافق اشہر ہے کہ ذانی المحیط ایک باندی ایک شخص زید و دوسرے نابالغ میں مشترک ہو اُسے بچہ جنائس زید و نابالغ کے باپ نے دعویٰ کیا تو مالک رقبہ سے نسب ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اُسے ایک بچہ ہو اُنکا ایک شخص نے اپنے مرض موت میں دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور بعد مرگنے کے اُسکے تمام مال سے آزاد ہو جائیگی اور یہ حکم اس وقت ہو کہ بچہ ظاہر ہو اور اگر ظاہر نہ ہو تو تہائی مال سے آزاد ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک باندی باپ و بیٹے میں مشترک ہو اور اسکے بچہ پر دونوں نے معا دعویٰ کیا تو اتھسا نابالغ کا نطفہ قرار دیا جائیگا اور وہ نصف قیمت و نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا اور بیٹا بھی نصف عقر کا ضامن ہوگا پس عقر میں بدل جائیگا اور یہی حکم داد کا ہو اگر باپ مر گیا ہو اور اگر بھائی یا چچا یا چینی ہو تو سب کا حکم مثل اجنبیوں کے ہو کہ ذانی الحادوی اور اگر داد او پر تے میں باندی مشترک ہو اور دونوں نے معا دعویٰ کیا سالانہ باپ زندہ موجود ہو تو دونوں سے نسب ثابت ہوگا ذانی شرح الطحاوی۔ ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے ایسی باندی سے جو اُسکے بیٹے اور اجنبی میں مشترک ہو وطنی کی اور اُس سے بچہ ہوا تو امام محمد سے روایت کیا کہ اُس پر بیٹے کے واسطے نصف قیمت باندی کی اور دوسرے کے واسطے آدھی قیمت باندی آدھا عقر و جب ہوگا ذانی المحیط۔ امام ابو یوسف سے روایت ہو کہ ایک باندی بیٹے اور باپ اور دادا میں مشترک ہو اُسکے بچہ پیدا ہو اور سب نے معا دعویٰ کیا تو دادا اولے ہو اور ان دونوں پر پورا عقر دادا کو دینا واجب ہوگا اگر دادا نے تصدیق کی کہ ان دونوں نے اس سے وطنی کی ہو اور اگر تصدیق نہ کی تو کچھ نہیں دینا پڑیگا اور یہ باندی دادا کو حلال نہیں ہو اگرچہ دونوں کے وطنی کرنے کی تکذیب کی ہو پس یہ صورت ایسی نہیں ہو کہ بیٹے نے باپ کی باندی سے وطنی کرنے کا دعویٰ کیا اور باپ نے تکذیب کی کیونکہ باپ پر حرام نہیں ہوتی یہ یہ حاوی میں ہے۔ اگر مکاتب و حرمین ایک باندی مشترک ہو اور اُسکے بچہ ہو پس مکاتب نے نسب و لد کا دعویٰ کیا ہائشک کہ اس بچہ کا نسب ثابت ہو گیا تو ایسے شریک کو باندی کی قیمت و نصف عقر تاوان سے اور اگر آزاد و غلام تاجرین مشترک ہو اور بچہ چینی اور غلام تاجر نے نسب کا دعویٰ کیا ہائشک کہ نسب اُس سے ثابت ہو گیا تو وہ باندی کی قیمت میں شریک کو کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط میں ہے اور اگر باندی حرم مکاتب کے درمیان ہو تو حرم اولے ہو کہ ذانی الحادوی۔ باندی ذمی و مسلمان کے درمیان مشترک ہو اُسکے بچہ ہوا اُس پر دونوں نے دعویٰ کیا تو ہمارے نزدیک مسلمان کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر ذمی مسلمان ہو گیا پھر باندی کے بچہ ہوا اور دونوں نے دعویٰ کیا تو دونوں کا بیٹا قرار دیا جائیگا دونوں سے میراث لیگا اور دونوں اُسکے وارث ہونگے خواہ باندی میں نطفہ قرار پانا ذمی کے اسلام سے پہلے ہو یا بعد ہو۔ اور اگر باندی دو مسلمان میں مشترک ہو پس ایک مرتد ہو گیا پھر باندی کے بچہ پیدا ہوا اور دونوں نے دعویٰ کیا تو مسلمان کا بچہ قرار دیا جائیگا خواہ دوسرے کے مرتد ہونے سے پہلے نطفہ قرار پایا ہو یا اُسکے بعد اور سب بچہ مسلمان کا قرار پایا تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور مرتد کو اُسکے مثل قیمت کی ضمان دیگا اور عقر میں دونوں کا بدلہ ہو جائیگا ذانی المحیط۔ اور اگر باندی مسلم ذمی میں مشترک ہو اور مسلم مرتد ہو گیا پھر دونوں نے باندی کے

بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ بچہ مرد کا قرار دیا جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور نصف قیمت اور نصف عقر باندی کا ذمی کو دے اور ذمی نصف عقر ہوگا اور اگر اسے اور اگر ان سب صورتوں میں کوئی شریک نے دعوت میں بہت کی تو وہی اولے ہوگا خواہ کوئی ہو کذا فی الحاکمی ایک باندی مسلم و مرتد میں مشترک ہو دونوں نے نسب کا دعویٰ کیا تو سچے مسلمان کا قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر جو سنی و کتابی میں مشترک ہو تو استحساناً کتابی کا لفظ قرار دیا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک باندی مسلمان و ذمی و مکاتب و مدبر و غلام میں مشترک ہو اور سب نے اُسکے بچہ کا دعویٰ کیا تو آزاد مسلم اولے ہو اور ہر ایک مدعی پر بقدر حصہ شرکت کے عقر واجب ہوگا یہ محیط سرخی میں ہے اگر باندی ایک جمعی آزاد اور ایک مکاتب مسلمان کے درمیان مشترک ہو اُسکے بچہ پر دونوں نے دعویٰ کیا تو جمعی کا بیٹا قرار پاویگا یہ محیط میں ہے۔ ایک ذمی کی باندی ہو اُسے آدھی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی پھر باندی چھ مہینے پہلے بچہ جنی اور دونوں نے اُسپر دعویٰ کیا تو ذمی کا بیٹا ہوگا اور بیع باطل ہوگی یہ مبسوط میں ہے اگر باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اُسکے نطفہ قرار پایا پھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کیا پھر چھ مہینے کم میں وہ بچہ جنی اور مشتری نے اُسکا دعویٰ کیا تو نسب اُس سے ثابت ہو جائیگا اور بیع باطل ہوگی اور نمین واپس لے لیگا اور بالغ کو اُسکا حصہ قیمت عقر دیگا اسی طرح اگر بالغ نے اُسکا دعوے کیا ہو تو بھی ایسے ہی احکام جاری ہونگے کذا فی الحاکمی اور اگر دونوں نے دعویٰ کیا تو دونوں کا بیٹا قرار پائیگا کذا فی المحیط

فصل پنجویں غایب قبضہ و قابض کے اور وغیرہ قابضوں کی دعوت نسب کے بیان میں ایک بچہ نابالغ جو بولنا نہیں کرے ایک شخص کے قبضہ میں ہو وہ دعویٰ کرتا ہو کہ میرا بیٹا ہو تو استحساناً اُس سے نسب ثابت ہوگا بشرطیکہ اپنی ذات سے تعبیر نہ کر سکتا ہو اور اگر دوسرے نے دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہو تو نسب ثابت ہوگا خواہ قابض تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور یہ استحسان ہے قیاساً ثابت نہ ہوگا اور اگر اُسپر قابض اور دوسرے شخص نے دعویٰ کیا تو قابض اولیٰ ہو اور اگر کسی نے دعوت میں بہت کی تو سابق اولیٰ ہے یہ محیط سرخی میں ہے امام محمد نے کتاب الاصل میں فرمایا کہ اگر ایک آزاد مسلمان کے قبضہ میں ایک طفل ہو وہ دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا لڑکا ہے پھر ایک آزاد مسلمان یا ذمی یا غلام آیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور قابض کے پاس نسب کے گواہ نہیں ہیں تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ بچہ ان صورتوں میں آزاد ہوگا اور نمین الاصل حلوائی نے ذکر کیا کہ سوائے غلام کی صورت کے سب صورتوں میں آزاد ہوگا اور یہی شبہ ہو کذا فی المحیط غیر قبضہ و قابض دونوں نے بیٹے ہونے کے گواہ قائم کیے تو قابض اولے ہو یہ محیط سرخی میں ہے اور اگر ہر ایک قابض غیر قابض نے گواہ دیے کہ یہ بچہ میری اس عورت سے میرا بیٹا ہے تو قابض کے نسب کی ڈگری ہوگی اسی عورت سے اگرچہ یہ عورت اس سے انکار کرتی ہو اسی طرح اگر عورت مدعی ہو اور باپ منکر ہو تو بھی ایسا ہی ہوگا کذا فی المحیط اگر ایک بچہ کسی شخص کے قبضہ میں ہو اُسپر ایک شخص نے گواہ دیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے چھ مہینے سے زیادہ ہوتا ہو کہ پیدا ہوا ہو اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے ایک سال ہوا کہ پیدا ہوا ہے اور بچہ کے سن میں اشکال ہو تو قابض کی گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔ دوجو و خضم ملوک ہیں اور دونوں کے قبضہ میں کی طفل ہو دونوں گواہ قائم کرتے ہیں کہ یہ میرا بیٹا ہے اور ایک آزاد ذمی یا مسلمان نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری اس آزادہ جو دوسے میرا بیٹا ہے تو آزاد کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخی میں ہے اگر ایک بچہ ایک شخص کے قبضہ میں ہو اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میری اس عورت سے ہو اور یہ دونوں آزاد ہیں اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے اور اُسکی ماں کی طرف منسوب نہ کیا

تو دعویٰ کی ڈگری ہوگی اسی طرح اگر مان مدعیہ ہو تو بھی ایسا ہی ہو یہ مبسوط میں ہے۔ ایک بچہ ذمی کے قبضہ میں ہو اگر کسی مسلمان نے مسلمانوں یا ذمیوں میں سے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میری قریش سے پیدا ہوا ہے اور ذمی نے بھی ایسے دعوے بر ذمی گواہ پیش کیے تو مسلم کی ڈگری ہوگی اور اگر ذمی کے گواہ مسلمان ہوں تو اسی کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک باندی کے دو بیٹے ہیں وہ باندی سے ایک بچہ کے ایک شخص زید کے قبضہ میں ہے اور دوسرا بچہ عمر کے قبضہ میں ہے پس ہر ایک نے دونوں میں سے دعویٰ کیا کہ باندی میری ہے اور دونوں بیٹے میرے ہیں میری اسی باندی سے پیدا ہوا ہے ہن تو جس شخص کے قبضہ میں باندی ہے اسی کے نام باندی اور دونوں بچوں کی ڈگری ہوگی خواہ دونوں بچے ایک ہی بیٹ سے پیدا ہوئے ہوں یا مختلف پیدا ہوئے ہوں۔ اور اگر ہر ایک نے باندی کا مع فظ اُس بچہ کے جو اُس کے قبضہ میں ہے دعویٰ کیا پس اگر دونوں بچے ایک ہی بیٹ سے پیدا ہوئے ہوں تو یہ صورت اور پہلی دونوں یکساں ہیں اور اگر دو بیٹوں سے پیدا ہوئے ہوں پس اگر بڑا چھوٹا نہ معلوم ہو تو قابض کے نام باندی کی اور ہر ایک کے نام اُس کے مقبوضہ بچہ کی ڈگری ہوگی اور اگر چھوٹا بڑا معلوم ہوتا ہے اور بڑا قابض باندی کے قبضہ میں ہے تو اُس کے نام باندی اور بڑے بچہ کی ڈگری ہوگی اور چھوٹے کی ہوگی اور اگر بڑا غیر قابض باندی کے قبضہ میں ہو تو ہر ایک کے نام اُس کے مقبوضہ بچہ کی ڈگری ہوگی اور کتاب میں مذکور ہے کہ باندی کی ڈگری بڑے بچہ کے قابض کے نام ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک غلام و باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہے ایک دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ باندی میری ہے میرے قریش پر مجھے لے سکے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے یہ بچہ میرے قریش پر اس سے پیدا ہوا ہے تو قابض کے گواہ مقبول ہونگے اور یہ حکم اس وقت ہو کہ یہ غلام نابالغ ہو یا بالغ ہو مگر قابض کی تصدیق کرتا ہو اور اگر بالغ ہو اور مدعی کی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کی نام غلام و باندی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط باب الاولاء والشہادہ میں ہے امام محمد نے فرمایا کہ آزاد و عورت کے ایک لڑکا ہو اور دونوں کسی مرد کے قبضہ میں ہوں اور دوسرے مرد نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے نکاح کیا اور اس کے میرے قریش پر یہ بچہ اس سے پیدا ہوا ہے اور قابض نے اس کے مثل گواہ قائم کیے تو بچہ کی ڈگری قابض کے نام ہوگی خواہ لڑکے نے قابض کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا ہو یا مدعی خارج کے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ اور اگر قابض ذمی ہو اور اُس کے گواہ مسلمان ہوں اور مدعی مسلمان ہوں اور اُس کے گواہ مسلمان ہوں اور عورت بھی ذمی ہو تو عورت و بچہ کی ڈگری قابض کے نام ہوگی اور اگر عورت مسلمان ہو تو مدعی کی ڈگری ہوگی خواہ قابض کے گواہ مسلمان ہوں یا ذمی ہوں کذا فی محیط اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے فلان وقت نکاح کیا ہے اور قابض کے گواہوں نے اس سے پیچھے وقت نکاح کی گواہی دی تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے اگر قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ عورت میری جو رہو جو میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور مجھے میرے قریش پر اس کے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے میرے قریش پر اس کے یہ غلام میری ملک میں پیدا ہوا ہے تو بچہ کی ڈگری شوہر کے نام اور باندی کی ملک کی ڈگری مدعی کے نام ہوگی اور بچہ اور باندی دونوں مدعی کی ملک تھے مگر بچہ باقرار مدعی آزاد ہوگا اور باندی بھی اُس کے اقرار سے اُس کی ام ولد ہو جائیگی ولیکن اگر مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس باندی نے اس کو دھوکھا دیا اور اپنے آپ کو آزاد کر لیا نکاح کیا ہے تو اس وقت بچہ البتہ بقیمت آزاد ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہے اور اُس کے ایک بچہ ہے اگر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے باپ کی باندی ہے اسی کے قریش سے یہ بچہ اس باندی کے پیدا ہوا ہے

اور باپ مدعی کا میرا بیٹا ہو اور دوسرے کو ابھون نے یہ گواہی دی کہ یہ اسی قباض کی باندی ہو اسی کی ملک و فراش پر میری بیٹہ
جنی ہو اور وہ اسکا بیٹا ہو تو غیر قباض کے باب بہت کا بیٹا ہونے کی ڈگری ہوگی اور باندی آزاد کی جائیگی اور اسکی ولادت
کو پونچھلی اور قباض کے نام اسمین سے کچھ ڈگری نہوگی کذا فی الحاقوی اگر کچھ کسی شخص کے قبضہ میں ہو اسپر ایک عورت نے
گواہ قائم کیے کہ میرا بیٹہ ہو تو اس کے نسب سے ہونے کا حکم ہو جائیگا اور اگر قباض اسکا مدعی ہو تو یہ حکم ہوگا اور اگر عورت
نے صرف ایک عورت گواہ قائم کی کہ یہ بیٹہ اس مدعیہ کے بیٹے سے پیدا ہوا ہو پس اگر قباض دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا بیٹا تھا ہو
تو عورت کے نام کچھ ڈگری نہوگی اور اگر کچھ دعویٰ نہیں کرتا ہو تو عورت کے نام صرف ایک عورت کی گواہی پر ڈگری ہو جائیگی
اور یہ استحسان ہو یہ مبسوط میں ہو۔ ایک بیٹہ ایک عورت کے قبضہ میں ہو اسپر دوسری عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹہ ہو
اور اسپر گواہ ایک عورت قائم کی اور قباض نے بھی اسی دعویٰ پر ایک عورت گواہ دی تو قباض کی ڈگری ہوگی اور اگر
ہر ایک کے واسطے دو مردوں نے گواہی دی تو قباض کی ڈگری ہوگی اور اگر قباض کی ایک عورت نے اور مدعیہ غیر قباض
کی دو مردوں نے گواہی دی تو مدعیہ کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو۔ ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ میں ہو وہ کچھ دعویٰ نہیں
کرتا ہو پس ایک عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا تھا میں نے اسکو جنا ہو اور ایک مرد نے گواہ قائم کیے کہ میرا بیٹا تھا میں
فراش سے پیدا ہوا ہو اور اسکی ماں کا نام نہ لیا تو اس مرد مدعی اور عورت مدعیہ کے نسب سے قرار دیا جائیگا اسی طرح
اگر عورت کے قبضہ میں ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور دونوں میں فراش کا حکم یا اقتضا ہو کذا فی المبسوط۔ امام عظیم رحم نے فرمایا کہ دو غیر قرار
مدعیوں میں ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا تھا ہو میرے فراش پر میری اس عورت سے پیدا ہوا ہو تو وہ دونوں
مردوں اور دونوں عورتوں کے نسب سے قرار دیا جائیگا اور صاحبین نے کہا کہ فقط دونوں مردوں کے نسب سے
قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ امام محمد رحم نے فرمایا کہ ایک بیٹہ ایک شخص کے قبضہ میں ہو دو شخص آئے اور ہر ایک
نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا تھا ہو اور دونوں نے گواہ دیے کہ یہ میرا بیٹا تھا ہو تو دونوں کے نسب سے ہونے کی ڈگری
ہوگی اور اگر ایک فریق گواہ نے دوسرے سے پہلے وقت بیان کیا تو لڑکے کا سن دیکھا جائیگا پس اگر ایک کے وقت سے
موفقت رکھتا ہو دوسرے سے مخالف ہو تو موافق کے نام ڈگری ہوگی اور اگر ایک کے وقت سے یقیناً مخالف ہو اور دوسرے
کے وقت سے اشکال و شبہ ہو تو شبہ کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں کے وقت میں اشتباہ ہو مثلاً ایک فریق نے نو برس
دوسرے نے دس برس بیان کیے اور سن دونوں کو محتمل ہو تو صاحبین کے نزدیک وقت کا اعتبار ساقط اور دونوں کے
نام ڈگری ہوگی یہ روایات متفق ہیں اور شمس اللامہ حلوانی نے شرح میں ذکر کیا ہو کہ امام عظیم رحم سے حامد روایات میں مذکور
ہو کہ دونوں کی ڈگری ہوگی اور یہی صحیح ہو یہ محیط میں ہو ایک لفظ پر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ایک نے گواہ دیے کہ میرا
بیٹا تھا ہو اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری بیٹی ہو پھر جو دیکھا تو وہ خٹنے نکلا پس اگر مردوں کے پیشاب کے سوراخ سے
پیشاب کرتا ہو تو وہ لڑکے کے مدعی کا ہو اور اگر عورتوں کے سوراخ سے پیشاب کرتا ہو تو بیٹی کے مدعی کا ہو اور اگر دونوں
سوراخ سے پیشاب کیا تو جس سوراخ سے پہلے نکلا اسی کے مدعی کا ہوگا اور اگر دونوں سے ایک ساتھ پیشاب کیا اور
کوئی آگے پیچھے نہ ہوا تو امام عظیم رحم نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں پس دونوں میں کیا حکم کیا جاوے اور صاحبین نے فرمایا کہ
کس سے زیادہ پیشاب خارج ہو اس کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونوں سے برابر نکلا تو بالاتفاق مشکل ہو اور شبہ ہو
یہ شرح منظومہ میں ہو اگر مسلمان غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا تھا ہو میرے فراش سے اس باندی سے پیدا ہوا ہو اور

اور قباض میں دونوں
مردوں کا ہونا واجب حکم
مردوں کے
فتاویٰ ہندیہ
مردوں کے دونوں کا قرار
دیا جائیگا

ایک ذمی نے دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہے میری اس عورت سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے تو آزاد ذمی کے نام حکم ہوگا یہ مبسوط
مین ہے ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس کے نسب کا دو غیر قابضوں نے ایک مسلمان اور ایک ذمی نے دعویٰ کیا اور
ہر ایک نے مسلمان گواہ اس امر کے قائم کیے کہ میرا بیٹا ہے تو مسلمان کے نسب کی ڈگری ہوگی اور بسبب اسلام کے گھونڈی پر
ترجیح دیجائیگی یہ محیط میں ہے اور اگر یہودی و نصرانی و مجوسی میں ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیے تو یہودی و نصرانی کی ڈگری
ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ میں ہے اس پر ایک آزاد مسلمان نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا میری اس
عورت سے پیدا ہوا ہے اور غلام یا مرکا تب نے بھی ایسا ہی دعویٰ کیا تو آزاد مسلمان کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک غلام نے
دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور دوسرے مکاتب نے اس پر دعویٰ کیا کہ میری اس باندی
سے پیدا ہوا ہے تو مکاتب کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے

چھٹی فصل۔ جو مرد کے دعویٰ کرنے کے بیان میں درج کیا ہے دونوں یا ایک کے قبضہ میں ہو۔ اگر لڑکا ایک مرد اور
انہی عورت کے قبضہ میں ہے پس مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت کے سوا سے دوسری سے ہے اور عورت نے دعویٰ کیا
کہ یہ میرا بیٹا اس مرد کے سوا سے دوسرے سے ہے تو وہ لڑکا دونوں کا شمار کیا جائیگا یہ اس وقت ہے کہ نکاح دونوں میں ظاہر
ہو اور اگر ظاہر نہ ہو تو دونوں میں نکاح کا حکم ہو جائیگا کذا فی شرح الطحاوی اور اگر بچہ شوہر کے ہاتھ میں ہو اسے کہا کہ یہ میرا
بیٹا دوسری عورت سے ہے اور جو روئے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھے ہے تو شوہر کا قول مقبول ہوگا اور اگر عورت کے قبضہ میں ہو
اسے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھے ہے پہلے میرے شوہر کا ہے اور شوہر نے کہا کہ میرا بیٹا تجھے ہے تو بھی شوہر کا قول مقبول ہوگا
یہ غیرہ میں ہے اور اگر شوہر نے پہلے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت کے سوا سے دوسری میری عورت سے ہے اور وہ
اس کے قبضہ میں ہے تو دوسری عورت سے نسب ثابت ہو جائیگا پھر اس کے بعد اگر اس عورت نے دعویٰ کیا تو ان دونوں سے
نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر پہلے عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ بچہ میرا بیٹا اس مرد کے سوا سے دوسرے سے ہے اور بچہ دونوں کے
قبضہ میں ہے پھر اس کے بعد مرد نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت کے سوا سے دوسری سے ہے پس اگر دونوں میں نکاح
ظاہر ہو تو دونوں کا قول قبول ہوگا اور دونوں کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر دونوں میں نکاح ظاہر نہ ہو تو عورت کا قول
قبول ہوگا اور اسی سے نسب ثابت ہوگا جبکہ مرد نے عورت کی تصدیق کی اور یہ اس وقت ہے کہ بچہ اپنی ذات سے
تعبیر نہیں کر سکتا ہے اور اگر تعبیر کر سکتا ہے اور وہ ان کوئی رقیبت ظاہر نہیں ہوتی ہے تو بچہ کا قول مقبول ہوگا جسکی اسے تصدیق
کی اسی سے اس کا نسب اسکی تصدیق سے ثابت ہوگا یہ سراج الوہان میں ہے۔ عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا تجھے
ہے اور بچہ عورت کے پاس ہے اور ایک عورت نے ولادت کی تو اسے ہی دی اور شوہر نے جو روئی تکذیب کی تو امام محمد نے
فرمایا کہ جب عورت کو لازم ہوا تو مرد کو بھی لازم ہوا یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک عورت کا شوہر موجود ہے اس نے ایک لڑکا
دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا اس شوہر سے ہے اور شوہر نے تکذیب کی تو دعوت صحیح نہیں ہے جب تک کہ ایک عورت گواہی نہ دے
کہ یہ عورت اسکو جنی ہے اور اگر عورت معتدہ ہو اور شوہر پر نسب کا دعویٰ کیا تو امام عظیمہ کے نزدیک بوری حجت کی ضرورت
ہے اور اگر معتدہ و منکوحہ نہ ہو تو نسب بدون حجت کے ثابت ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی تصدیق کی تو دونوں کا بیٹا قرار پایگا
اگرچہ کسی عورت نے ولادت کی گواہی نہ دی ہو یہ شرح جامع صغیر صدر الشہید میں ہے۔ اگر شوہر بچہ کا مدعی ہے اور عورت
نے اسکی تکذیب کی اور ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی تو شوہر کی تصدیق نہ کی جائیگی اور جنائی کی گواہی سے اس وقت

نکاح ظاہر ہو تو دونوں کا بیٹا قرار دیا جائیگا
اگرچہ کسی عورت نے ولادت کی گواہی نہ دی ہو

ثبوت ہوتا ہے جب عورت ولادت کی مدعیہ ہو یہ وجہ کر درمی میں ہے۔ ایک لڑکا ایک مرد و عورت کے قبضہ میں ہو عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اسی مرد سے ہے اور مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا دوسری عورت سے ہے تو وہ مرد کا بیٹا قرار پائیگا نہ عورت کا۔ اور اگر کسی عورت نے آکر عورت کی طرف سے ولادت کی گواہی دی تو لڑکا مرد کی طرف سے عورت کا ہو گا اور اس گواہی سے وہ عورت اسکی زوجہ ہوگی اور اگر لڑکا مرد کے قبضہ میں ہو نہ عورت کے اور عورت اسکی آزاد چوری ہو اور باقی مسئلہ بحال ہے پھر ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی تو یہ لڑکا عورت کا اس مرد سے قرار نہ دیا جائیگا اور مرد کا بیٹا قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے اگر مرد و عورت حہ نے ایک لڑکے کی نسبت دونوں میں سے ایک کے قبضہ میں ہو باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ ہمارا بیٹا ہے پس وہ دونوں کا بیٹا ہے اور عورت مرد کی جو رہی پس اگر عورت اپنا آزاد ہوتا نہیں جاتی ہے اور کہتی ہے کہ میں تیری ام ولد ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے پھر پیدا ہو اور مرد نے کہا کہ نہیں اور تو میری جو رہی تو وہ دونوں کا بیٹا ہے لیکن عورت نے رقی کا اقرار کیا اور مرد نے اسکی اس امر کی تکذیب کی پس عورت کی رقییت ثابت نہوئی اور مرد نے اس سے نکاح کا دعوی کیا مگر عورت نے اسکی تکذیب کی پس دونوں میں نکاح نہ قرار پایا اسی طرح اگر عورت نے دعوی کیا کہ میں اسکی جو رہی ہوں اور مرد نے کہا کہ یہ میری ام ولد ہے تو یہ صورت اور صورت اول دونوں یکساں ہیں یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے نکاح جائز ہے پیدا ہو اور عورت نے کہا کہ یہ بیٹا میرا ہے نکاح فاسد ہے تو بچہ دونوں کا بیٹا ہے۔ اسی طرح اگر عورت نے مرد سے کہا کہ یہ میرا بیٹا نکاح جائز ہے پھر پیدا ہو اور مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے نکاح فاسد ہے پیدا ہو تو دونوں کا بیٹا قرار پائیگا اور مدعی جواز کا قول مقبول ہوگا یہ محیط میں ہے اور اگر شوہر نے فساد نکاح کا دعوی کیا تو اس سے وجہ فساد دریافت کیا جائیگی اور دونوں میں جانی کر دیا جائیگی اور یہ تفریق حق مہر و نفقہ میں تفریق بطلان ہوگی حتیٰ کہ اسکے ذمہ مہر و نفقہ لازم ہوگا اور اگر عورت مدعی فساد ہو تو تفریق نہ کیا جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے

فصل ساتویں۔ غیر کی باندی کے بچہ کا حکم نکاح دعوی کرنے کے بیان میں۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک باندی ہو اس سے اسکا ایک لڑکا ہو پس گواہ قائم کیے کہ یہ باندی زید کی ہے مجھے اسے نکاح کیا ہے پھر مجھے یہ بچہ جنی اور زید نے گواہ قائم کیے کہ جو باندی اسکے قبضہ میں ہے اسے میرے ساتھ نکاح کر دیا ہے اور مجھے اسکے یہ ایک دوسرا بیٹا ہے تو ہر ایک کے واسطے اسکے مقبوضہ میں کی ڈگری ہوگی اور قاضی کے ہاتھ میں باندی متوقف رکھی جائیگی کوئی اس سے وطی نہیں کر سکتا ہے اور دونوں میں سے اگر کوئی مر گیا تو آزاد ہو جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے ایک باندی سے بچہ کے دوسرے کے قبضہ میں ہو پس اسپر ایک مرد نے دعوی کیا کہ قاضی نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا واولاد ہوئی اور قاضی نے دعوی کیا کہ یہ باندی مدعی کے قبضہ میں تھی اسے میرے ساتھ نکاح کر دیا اور اولاد میری ہے تو بچہ کالنب دونوں سے ثابت ہوگا اور آزاد ہو گا اور باندی کا حکم متوقف رہیگا دونوں میں سے کوئی اس سے وطی نہ کرے گا اور جب کوئی مر گیا تو باندی آزاد ہو جائیگی یہ تاتار خانیہ میں خزانہ سے منقول ہے۔ اگر زید کے قبضہ میں ایک باندی ہو اور اسی کے قبضہ میں اسکا بچہ ہو اور عمر و نے دعوی کیا کہ زید اپنے مالک کی بلا اجازت اس باندی نے مجھے نکاح کیا اور میرے فراش سے اسکے یہ بچہ جو زید کے قبضہ میں ہے میں نے بعد پیدا ہوا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور مالک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے فراش پر میری اسی باندی سے پیدا ہوا ہے تو بیٹے کی ڈگری شوہر کے نام اور اس سے

نکاح سے نسب ثابت نہ ہوگا اور جب کسی اسکا مالک ہو تو نسب ثابت ہوگا آزاد ہو جائیگا اور اگر باندی کا مالک ہو تو اسکی ام ولد ہو جائیگی یہ حاوی مین ہو۔ ایک مرد نے اقرار کیا کہ میں نے آزادہ رت سے زنا کیا اُس سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہو اور عورت سے اسکی تصدیق کی تو نسب دونوں مین کسی سے ثابت نہ ہوگا لیکن وہ فی سنے اگر ولادت کی گواہی دی تو عورت سے ثابت ہوگا مرد سے ثابت نہ ہوگا یہ مبوطین ہو۔ اگر مرد نے کسی عورت خمرہ یا مملوکہ سے زنا کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ میرا میر اس سے زنا سے ہو اور عورت نے نکاح فاسد یا بائز کا دعویٰ کیا تو نسب مرد سے ثابت نہ ہوگا اگرچہ بچہ کا مالک ہو جائے لیکن وقت مالک ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور مرد پر حد جاری نہ ہوگی لیکن عقر اسکو دینا پڑیگا اسی طرح اگر عورت نے ایک گواہ قائم کیا تو بھی مرد سے نسب ثابت نہ ہوگا اگرچہ گواہ عادل ہو اور مرد پر عقر واجب ہوگا اور عورت پر حدت دونوں صورتوں مین لازم ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک عورت کے مقبوضہ لڑکے پر دعویٰ کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہو اور عورت نے کہا کہ نکاح سے ہو تو نسب ثابت نہ ہوگا پھر اگر اسکے بعد کہا کہ نکاح سے ہو تو ثابت نہ ہو جائیگا اسی طرح اگر عورت نے زنا سے اور مرد نے نکاح سے دعویٰ کیا تو نسب نہ ثابت ہوگا پھر اگر عورت نے تصدیق مرد کی طرف خود کیا تو مرد سے نسب ثابت نہ ہو جائیگا اور اگر عورت کے پاس ہو تو عورت نے زنا کا دعویٰ کیا پس اگر لڑکا مرد کے پاس ہو تو نسب مرد سے ثابت ہو جائیگا اور اگر عورت کے پاس ہو تو مرد سے ثابت نہ ہوگا اور اگر مرد اسکا مالک ہو تو نسب ثابت ہوگا اور اگر اسکی مالک کا مالک ہو تو اسکی ام ولد ہو جائیگی اور مرد پر حد جاری نہ ہوگی عقر واجب ہوگا اور عورت پر حدت واجب ہوگی یہ محیط سرخی مین ہی۔ اگر مرد نے ایک گواہ نکاح پر پیش کیا تو مرد سے نسب ثابت نہ ہوگا جبکہ پھر عورت کے پاس ہو اسی طرح اگر دو گواہ پیش کیے مگر انکی تعدیل نہ ہوئی یا دونوں محدود القوت یا اندث تھے تو نہ یہ ثابت نہ ہوگا لیکن مرد و عورت واجب ہوگی یہ محیط مین ہی اگر کسی شخص کی جو رو اسکے فراش پر بچہ جنمی پس شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے زنا کیا اور مجھے یہ بچہ اسکے پیدا ہوا اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو مرد سے نسب اسکا ثابت ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی شخص کی جو رو اسکے فراش سے لڑکا ہوا شوہر نے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے زنا کیا اور یہ بچہ اسی کا ہو اور عورت نے تصدیق کی اور فلاں شخص نے بھی اسکا اقرار کیا تو بچہ کا نسب

شوہر سے ثابت ہو یہ مبوطین ہو

نوین فصل مالک کی اپنی باندی کے بچہ کے دعویٰ نسب کے بیان مین۔ امام محمد نے فرمایا اگر مرد نے اپنی باندی اپنے غلام سے بیاہ دی پھر چھ مہینے یا زیادہ کے بعد اسکے بچہ ہوا تو شوہر کا بچہ ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی نفی کی تو اسکے نفی کرنے سے نفی ہوگی پس اگر مولے نے دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہو تو دعوت صحیح نہیں ہو اور نہ اُس سے نسب ثابت ہوگا لیکن اسکے اقرار کی وجہ سے بچہ آزاد ہو جائیگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر اسی صورت مسئلہ مین مولے نے کہا کہ یہ بچہ اسی باندی سے زنا سے میرا بیٹا ہو تو باندی اسکی ام ولد نہ ہوگی۔ اور اگر نکاح کے وقت سے چھ مہینے پہلے باندی کے بچہ ہوا تو اسکے شوہر سے نسب ثابت نہ ہوگا پھر اگر مولے نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا تو اُس سے نسب ثابت ہو جائیگا اور نکاح فاسد ہونے کا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی کو دوسرے کے غلام سے باجارت اسکے مالک کے یا کسی آلو سے بیاہ دیا اور چھ مہینے یا زیادہ مین اسکے بچہ ہوا تو مولے کے دعویٰ سے اسکا نسب مولے سے ثابت نہ ہوگا خواہ شوہر اسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے لیکن مولے کے اقرار کی وجہ سے آزاد ہو جائیگا اگرچہ ثبوت نسب نہیں ہو اور باندی بہتر لڑا اسکی ام ولد کے ہوگی اور نسب شوہر سے ثابت ہوگا یہ مبوطین ہی اور آفا دنکاح کا حکم دیا جائیگا یا نہیں

اپنی صورتیکہ شوہر نے کذب کی تو شک نہیں کہ فساد نکاح کا حکم نہ دیا جائیگا ولیکن تصدیق کی صورت میں بعض شائع کے فرمایا کہ نکاح فساد نکاح بعض نے کہا کہ نہ دیا جائیگا مگر جبکہ شوہر نے یوں اقرار کیا ہو کہ یہ بچہ موسے کا و باندی نکاح سے پہلے اُس سے حاملہ ہو گئی تھی تو فساد نکاح کا حکم ہوگا۔ اگر زید نے اپنی باندی عمرو کے ساتھ بیاہ دی پھر اُسکو فروخت کیا پھر وقت نکاح سے پہلے یا زیادہ میں یا وقت بیع سے چھ مہینے سے کم میں اُسکے بچہ ہوا پس موسے نے اُسکا دعویٰ کیا تو حق نسب میں تصدیق نہ کی جائیگی اور نہ بچہ آزاد ہوگا اور نہ بیع ٹوٹے گی اور بچہ اپنی ماں کے خاوند کا جالہ رہیگا اور اگر مشتری نے اُسکا دعویٰ کیا تو حق نسب میں دعوت صحیح نہیں ہے ولیکن آزاد ہو جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی کی باندی نے بلا اجازت مالک کے نکاح کر لیا پھر چھ مہینے میں بچہ جنمی پس شوہر موسے نے دعویٰ کیا تو شوہر کا بیٹا ہوگا اور موسے کے دعویٰ سے آزاد ہو جائیگا اسی طرح کسی ام ولد نے بلا اجازت مالک کے نکاح کر لیا اور شوہر نے اُس سے دہلی کی پھر چھ مہینے میں بچہ ہوا پھر دونوں نے اُسکا دعویٰ یا دونوں نے نفی یا ایک نے دعویٰ اور دوسرے نے نفی کی تو ہر حال میں شوہر کا بیٹا قرار دیا جائیگا یہ حاوی میں ہے۔ ایک باندی کے مالک نے ایک بچہ کے نسب پر گواہ قائم کیے کہ یہ لڑکا میری باندی سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ بدون اجازت مالک کے اُسے مجھ سے نکاح کیا ہے اور میرے فراش سے اُسکے یہ بچہ ہوا ہے جو مالک کے قبضہ میں ہے تو شوہر کے نام بچہ کی ڈگری ہوگی اور مالک کے اقرار کی وجہ سے بچہ فی الحال آزاد ہو جائیگا اور اُسکی ماں بعد موت مالک کے آزاد ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے ذکر فرمایا کہ ایک شخص کی باندی ہے اُسکے چند اولاد ہیں کہ انکو مختلف بیٹوں سے کئی بار جنمی ہو چکا ہے۔ لڑکا شوہر کوئی نہیں ہے پس مالک نے اپنی صحت میں فرمایا کہ انہیں سے ایک میرا بیٹا ہے پس جب تک موسے زندہ ہو بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا پھر اگر بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو بلا جملع نسب ثابت ہوگا حتیٰ کہ کوئی انہیں سے بیٹ کا وارث نہیں ہو سکتا ہے اور بلا جملع ام الاولاد یعنی باندی آزاد ہو جائیگی اور اولاد کی آزادی میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ ہر ایک میں سے تہائی آزاد ہوگا اور دو تہائی قیمت کے واسطے سنی کریگیے اور امام محمد رحمہ نے کہا کہ چھوٹا کل آزاد ہوگا اور درمیانی کا نصف آزاد اور نصف قیمت کے واسطے وہ سعایت کرے اور بڑے میں سے تہائی آزاد اور دو تہائی کے واسطے سنی کرے اور کتاب میں امام ابو یوسف رحمہ کا قول مذکور نہیں ہے اور فقیر ابو احمد عیاضی امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کرتے تھے کہ انہوں نے فرمایا کہ جبکی آزادی کا مجھے یقین ہوگا وہ پورا آزاد کر دینا جیسا قول امام محمد رحمہ کا ہے اور جہمین یقین نہ ہوگا میں پورا قول مثل قول امام اعظم رحمہ کے ہے فعلی ہذا انکے قول کے موافق چھوٹا بالکل آزاد اور درمیانی دو تہے میں سے ہر ایک کا تہائی آزاد ہوگا ذرا فی محیط۔ اگر باندی نے بلا شوہر ایک بچہ جنما اور موسے نے اُسکا دعویٰ نہ کیا یا نہ نک کہ بڑا ہو گیا اور مولیٰ کسی باندی سے اُسکے ایک بچہ ہوا پھر پہلا لڑکا مر گیا پھر موسے نے کہا کہ ان دونوں میں ایک میری اولاد ہے یعنی بیٹ یا بیٹ کا بچہ پس سنے اختلاف چھوٹا مثل کل آزاد ہو جائیگا اور اُسکی ماں آدھی قیمت کے واسطے سنی کریگی اور تہائی اُسکی بھی آدھی قیمت کے واسطے سنی کریگی یہ مبسوط میں ہے۔ ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُسکے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی کے لڑکی پیدا ہوئی پس موسے نے اپنی صحت زندگی میں کہا کہ ان تینوں میں سے ایک میری اولاد ہے اور بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو چھوٹی لینے منتی کل اور درمیانی کل آزاد ہو جائیگی اور بڑی لینے ثانی آزادی آزاد اور آدھی قیمت کے واسطے سنی کریگی یہ محیط میں ہے ایک باندی ایک لڑکا بدون شوہر کے جنمی پھر دو بیٹیاں جوڑیا ایک بیٹ سے بدون شوہر کے جنمی پھر ایک دوسرا بیٹا بدون شوہر کے جنمی چھ موسے نے بڑے لڑکے اور دونوں جوڑیوں میں سے ایک کو چھوڑ دیا کہ ان دونوں میں سے ایک میری اولاد ہے اور بل بیان

مرگیا تو کسی کا نسب مولے سے ثابت نہوگا اور بڑا لڑکا تو دھوا اور ہر ایک لڑکی آدمی آدمی آزاد ہو جائیگی اور آدمی تمیت کے واسطے سہی کرے گی اور چھوٹا لڑکا کُل آزاد ہو جائیگا اور اسکی ماں کُل آزاد ہو جائیگی اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک دو نون فریق سب آزاد ہو جائینگے اور اگر بڑے لڑکے اور چھوٹے لڑکے کو دیکھ کر کہا کہ انہیں سے ایک میرا بیٹا ہو تو بڑے میں سے نصف آزاد اور نصف کے واسطے سہی کرے اور انکی ماں آزاد اور دو نون بیٹوں میں نصف آزاد اور نصف کے واسطے دو نون سہی کریں اور یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہو اور صاحبین کے نزدیک بڑے کا آدھا آزاد اور آدھے کے واسطے سہی کرے اور چھوٹا کُل آزاد اور دو نون لڑکیوں میں سے نصف آزاد ہو جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہو ایک شخص مرگیا اور ایک باندی چھوٹی جسکے تین بچے ہیں اور ہر ایک بچہ کو علحدہ بیٹ سے جنمی، دیس باندی نے گواہ قائم کیے کہ میت نے اقرار کیا ہو کہ یہ بڑا لڑکا میرا ہو میرے نسب سے اس باندی سے پیدا ہوا ہو تو وہ مولے کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور باقی دو نون بننے لڑا اپنی ماں کے ہونگے پس اگر گواہوں نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ مولے نے بڑے لڑکے کی نسبت اپنی بیٹی ہونے کا اقرار باقی دو نون لڑکوں کے پیدا ہونے سے پہلے کیا ہو تو باقی دو نون بھی اسکے بیٹے قرار پائینگے اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر بڑے لڑکے کی نسبت بیٹے ہونے کے اقرار سے چھ بیٹے یا زیادہ بعد اسے دوسرا چلتا تو دوسرا بھی اسی کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر چھ بیٹے سے کم ہیں جتنا ہو لازم نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہو اگر ایک شخص کی ایک لڑکھ آزاد ہو اور دوسری باندی جو بچہ ہر ایک کے دو نون ہیں سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر سکو حواہ اور باندی مرگئی پس مردنے کہا کہ ان دو نون میں ایک میرا بیٹا ہو مگر میں نہیں پہچانتا ہوں کہ ان دو نون میں کون میرا بیٹا ہو تو کسی کا نسب ثابت نہوگا اور ہر ایک میں سے نصف آزاد ہو جائیگا یہ محدثین نے اسی طرح اقرار کیا کہ دو غلام ہوں اسے کہا کہ دو نون میں سے ایک میرا بیٹا ہو یا کہا کہ یہ یا وہ میرا بیٹا ہو تو کسی کا نسب ثابت نہوگا۔ لیکن ایک غیر مسلم آزاد ہو گیا اور نسب موت کے بیان نہونے سے وجہ سے حق دو نون میں پھیل جائیگا یہ مسور میں ہو۔ ایک باندی کے تین اولاد محیط مختلفہ سے پیدا ہوئیں پس تین شخصوں نے گواہی دی کہ ایک نے یہ گواہی دی کہ جب اس کے تیرے بیٹا پیدا ہو تو مولے نے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہو اور دوسرے نے گواہی دی کہ جب دوسرا پیدا ہوا تو مولے نے اپنے بیٹے ہونے کا اقرار کیا اور تیسرے نے تیسرے کی نسبت یہ گواہی دی کہ جب اسکے تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو مولے نے اپنے بیٹے ہونے کا اقرار کیا اور مولے اس سے انکار کرتا ہو تو امام محمد نے فرمایا کہ بڑا لڑکا اسکا غلام ہو فروخت کر سکتا ہو اور دوسرا مرد کے بچہ کے حکم میں ہو اگر چہ اسکا نسب ثابت نہیں ہوا اور تیسرے کا نسب ثابت ہوا لیکن اگر نفی کرے تو ثابت نہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان

فصل بچہ کے نسب کا کسی دوسرے کے واسطے اقرار کرنے کے بعد اپنے نسب کے دعوت کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہو جنمی پس مولے نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا اسکے شوہر آزاد یا غلام کا ہو جسکے ساتھ اسکو یا وہ دیتا پھر اسکے بعد اپنے نسب کا دعویٰ کیا پس اگر مقرر نے اسکے قول کی تصدیق کرنی تو پھر مولے کی دعوت اپنے واسطے صحیح نہیں ہو لیکن اسکے اقرار پر غلام اسکے پاس سے آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر مقرر نے اسکی نہ تصدیق کی اور نہ تندیب کی بلکہ خاموش رہا تو بھی دعوت نسب اصلاً صحیح نہیں ہو۔ اسی طرح اگر مقرر غائب یا بیست ہو کہ اسکی تصدیق و تندیب کا حال معلوم ہو تو مولے کی دعوت نسب صحیح نہیں ہو اور اگر مقرر نے مولے کے قول کی تندیب کی پھر مولے نے خود دعوت نسب کی تو امام اعظم نے فرمایا کہ صحیح نہیں ہو کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر مولے نے انہیں سے کسی بات کا اقرار نہ کیا لیکن اجنبی نے کہا کہ یہ لڑکا مولے کا بیٹا ہو لیکن مولے نے انکار کیا پھر اجنبی نے اسکو خرید لیا اسکے وارث نے خریدا پھر بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا تو آزاد

ہو جائیگا اور نسب اس سے ثابت ہوگا یہ قول امام اعظمؒ کا ہے یہ مسموٹا میں ہے۔ اگر ایک عورت نے ایک مرد پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے نکاح کیا اور یہ لڑکا جو میرے پاس ہے میرا بیٹا اسی مرد سے ہے اور شوہر اس سے منکر ہے اور دو گواہوں نے عورت کی طرف سے مرد پر یہ گواہی دی اور قاضی نے کسی سبب سے انکی گواہی رد کر دی پھر ایک گواہ نے اس لڑکے پر اپنے نسب کا دعویٰ کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک عورت نے گواہی دی کہ یہ لڑکا اس عورت کا ہے اور اسکی گواہی نسب مقبول نہ ہوئی پھر گواہی دینے والی عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اس پر دو گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہو گئے اور اگر لڑکے نے بڑے ہونے کے بعد دو گواہ قائم کیے کہ میں اس عورت کا بیٹا ہوں تو قاضی اسے نسب سے ہونے کا حکم کرے گا یہ مسموٹا میں ہے۔ اگر ایک مرد نے کسی عورت کے پاس کے لڑکے پر نسب کا دعویٰ کیا اور عورت منکر ہے اور مرد نے دو گواہ قائم کیے اور قاضی نے انکی گواہی پر حکم نہ دیا پھر ایک گواہ نے دو گواہ اس دعوے پر قائم کیے کہ یہ لڑکا میرا بیٹا ہے اور یہ عورت میری جو رہی تو قاضی اس گواہی کو قبول نہ کرے گا اور اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا اس مرد سے پیدا ہوا ہے اور یہ مرد میرا شوہر ہے اور اس پر دو گواہ قائم کیے تو اسکی طرف سے قاضی گواہوں کی سماعت کرے گا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک عورت کے پاس کے بچہ بہرہ و مردوں نے دعویٰ کیا ہر ایک کہتا ہے کہ میرا بیٹا اسی عورت سے نکاح سے پیدا ہوا ہے اور عورت منکر ہے پھر عورت نے کسی دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اُسے مجھے نکاح کیا اور یہ لڑکا اُس سے ہے اور اس امر کی گواہی انھیں دو ٹوٹن شخصوں نے دی جنہوں نے خود لڑکے کا دعویٰ کیا تھا تو انکی گواہی مقبول نہ ہوگی اسی طرح اگر کسی عورت کے پاس کے لڑکے پر ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ فلاں شخص کا لڑکا ہے اور قاضی نے اسکی گواہی رد کر دی پھر اُسے اور دوسرے نے قاضی کے سامنے کسی دوسرے شخص کے نسب سے ہونے کی گواہی دی تو گواہی مقبول نہ ہوگی مسموٹا میں ہے۔ اگر کسی عورت کا بچہ کے نسب اترا کیا کہ یہ میری کا بچہ ہے شوہر سے بچہ جنی ہے پھر خود دعویٰ نسب کیا تو تصدیق نہ کی جائے گی لیکن آزاد ہو جائیگا اور بہرہ و دام لڑکے کا بھی یہی حکم ہو گا زانی الحادی۔ اگر کسی شخص کی حاملہ باندی ہو پس اقرار کیا کہ اس کا حمل اس کے شوہر کا ہے جو مر گیا ہے پھر اپنے نسب کا دعویٰ کیا اور چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا تو آزاد ہوگا لیکن اس سے نسب اسکا ثابت نہ ہوگا اور اگر مولے نے بعد اپنے اقرار کے ایک سال توقف کیا پھر کہا کہ یہ مجھے حاملہ ہے پس وقت اقرار سے چھ مہینے سے پہلے بچہ جنی تو وہ مولے کا بیٹا ثابت النسب ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنی باندی کسی غائب شخص کے ساتھ جو زندہ ہے بیباہ دی ہے اسے چھ مہینے بعد اس کے بچہ پیدا ہوا اور مولے نے اس کا دعویٰ کیا تو تصدیق نہ کی جائے گی یہ مسموٹا میں ہے۔ اگر دو مردوں کی مشترک باندی کے بچہ ہو پھر ایک نے کہا کہ یہ دوسرے شریک کا نطفہ ہے اور دوسرے نے کہا کہ اُس شریک کا بیٹا ہے پھر دونوں میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے پس اگر دوسرے نے دعویٰ کیا تو بلا خلاف صحیح نہیں ہے اور اگر اول نے دعویٰ کیا تو امامؒ کے نزدیک دعوت صحیح نہیں ہے اور صاحبینؒ نے اس میں خلاف کیا ہے اور بچہ آزاد ہوگا کیونکہ دونوں نے اسکی حریت کی ہا ہم تصدیق کی ہے اور باندی ام ولد موقوفہ ہوگی جب دونوں میں سے کوئی مرے تو آزاد ہو جائے گی

کذا فی الذخیرہ

فصل تحمیل النسب علی غیر اور اسکے مناسبات کے بیان میں۔ اگر کسی نے اپنا نسب اپنے باپ سے ثابت کرنا چاہا اور باپ مر چکا ہو تو قاضی اس کے گواہوں کی سماعت نہ کرے گا مگر جب کہ حضرم کو حاضر کرے خواہ میت کا وارث ہو یا قرضدار ہو کہ اس پر میت کا کچھ حق آتا ہو یا قرض خواہ ہو کہ میت پر اس کا حق ہو یا موصی ہو پھر جب کسی شخص کو حاضر کرے کہ اس پر اپنے باپ کے حق کا دعویٰ کیا تو خواہ یہ شخص حق کا مقرر ہو یا منکر مدعی اپنے نسب کو ثابت کر سکتا ہے اور قاضی اس خصم کے مقابلہ میں گواہوں

کی سماعت کر لیا گیا بذاتی شرح ادب القاضی الحضانہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہو پس اگر اس سے میراث طلب کرنا مقصود ہو یا نفقہ تو دعوے کی سماعت ہوگی اور بھائی ہونے کی ڈگری ہوگی اور یہ حکم تمام بھائیوں و وارانوں پر جاری ہوگا اور اگر اس سبب سے مال کا دعویٰ مقصود نہیں ہو تو بھائی ہونے کا اثبات ممکن نہیں ہو اور اگر مدعی علیہ نے اسکے بھائی ہونے کا اقرار کیا تو صحیح نہیں ہو اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ باپ کا باپ ہو حالانکہ باپ غائب یا میت ہو پس اگر اس سبب سے مال کا نفقہ وغیرہ کا دعویٰ مقصود ہو تو غائب کی طرف سے خصم قرار پاسکتا ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہو دوسرے شخص پر دعویٰ کیا کہ میرا چچا ہی یا کسی عورت پر کہ یہ میری بہن یا چھو بھئی ہو اور کسی میراث یا حق کا دعویٰ نہ کیا تو صحیح نہیں ہو یہ سراجیہ میں ہو۔ اگر کسی شخص پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا باپ ہو یا بیٹا ہو یا کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ میری جودہ ہو یا جورو نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا شوہر ہو یا کسی غلام نے کسی عربی پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے آزاد کیا ہو اور یہ میرا مولے ہو یا عربی نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام تھا میں نے اسے آزاد کیا ہو یا ولادہ مولات کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ ان امور سے منکر ہو پس مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے خواہ ان چیزوں کے سبب سے مال کا دعویٰ ہو یا نہ ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ شخص میرا بیٹا ہو یا اسے دعویٰ کیا کہ یہ میری ماں ہو پس مدعی نے گواہ قائم کیے تو قاضی سماعت کر لیا اور نسب مدعی کا ثابت ہو جائیگا ایسا ہی صاحب کتاب نے اس مقام پر ذکر کیا اور ایسا ہی امام محمد نے جامع میں لکھا ہو اور جو امام محمد نے جامع میں لکھا ہو وہ اتحسان ہو کذا فی شرح ادب القاضی الحضانہ اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک بچہ اس قدر چھوٹا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہو اور مرد قاضی کے زعم میں وہ ملقط ہو اور ایک عورت اصلی حرہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ بچہ میرا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہو تو عورت کی ڈگری ہو کر اسکے بھائی ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اسکو دید یا جائیگا اسی طرح اگر قاضی شخص اسکے غلام ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور باقی سلسلہ بحال ہو تو عورت کی ڈگری ہوگی اور اسکی آزادی کا حکم ہوگا اگر کسی شخص پر عورت نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہو تو یہ صورت اور بھائی ہونے کے دعوے کی صورت یکساں ہو پس اگر باوجود اسکے کسی حق استحقاق کا دعوے کیا تو گواہی مقبول ہوگی ورنہ نہیں۔ ایک شخص مر گیا اور تین مولے کے جنھوں نے اسے آزاد کیا تھا چھوڑے اور ایک دار چھوڑا پس اسکے مولوں نے گواہ قائم کیے کہ ہم نے اسکو آزاد کیا تھا ہمارے سولے اسکا کوئی وارث نہیں ہو اور قاضی نے دار کی ڈگری انکے نام تین تہائی کر دی پھر ایک مولے مر گیا پھر ایک نے گواہ قائم کیے کہ میں اسکا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہوں میرے سوا اسکا کوئی وارث نہیں ہو پس قاضی نے اسکے نام مولے میت کے حصہ کی ڈگری کر کے غیر منقسم اسکے سپرد کر دیا پھر بھائی نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر کے سپرد کر دیا پھر مشتری نے جو کچھ خریدا ہو وہ کسی شخص کو واریٹ ذکر غائب ہو گیا پھر ایک شخص آیا اور اسے میت دوم کے بھائی کے مقابلہ میں گواہ قائم کیے کہ میں دوسرے میت کا بیٹا ہوں اور واریٹ ہوں میرے سوا اس کوئی وارث نہیں ہو اور دار کے دونوں شریکوں نے بھی اسکی تصدیق کی تو قاضی بیٹے کے نسب کی ڈگری کر دیگا اور آیا اس تہائی کی ڈگری بھی جو بھائی کے نام ہو چکی ہو اسکے نام کر لیا یا نہیں پس اگر بیٹے کے نسب کی ڈگری کرنے والا وہی قاضی ہو جسکے سامنے بھائی کا مقدمہ پیش ہو کر ڈگری ہوئی تھی تو بیٹے کے نام اس تہائی حصہ میت کی ڈگری جو بھائی کے نام ہو چکی ہو کر دیگا اور اگر وہ قاضی نہیں بلکہ دوسرا ہو تو بیٹے کے نام حصہ ترکہ کی ڈگری نہ کر لیا اور تاویل اس مسئلہ کی یہ ہو کہ قاضی ثانی کو اس حصہ کا واریٹ ہو نا معلوم ہو مثلاً قاضی ثانی کے سامنے مشتری نے مستودع کے پاس واریٹ رکھا ہو

یا مستودع نے ولایت کے گواہ پیش کیے اس سے قاضی کو معلوم ہوا اور اگر قاضی ثانی کو ولایت ہونا معلوم نہ ہو تو دوسرا قاضی بیٹے کے حصہ کی ڈگری بیٹے کے نام کر دیا اور بیٹا ان دونوں تصدیق کرنے والے شریکوں کے حصہ میں داخل نہ ہوگا پھر اگر مشتری اسکے بعد آیا تو قاضی مشتری سے وہ حصہ لیکر میت کے بیٹے کو دیدیگا ایسا ہی امام محمد رہے کتاب میں ذکر فرمایا اور شائع نے کہا کہ تاویل اسکی یہ ہے کہ بیٹے کے واسطے مشتری سے ولایت کا حکم اسوقت دیگا کہ بیٹے نے مشتری پر دوبارہ گواہ پیش کیے یا نہ مشتری نے اقرار کیا کہ میں نے یہ حصہ میت کے بھائی سے خریدا اور اسے میت سے ورثہ پایا تھا ولیکن بدون اسکے حصہ میت کی ڈگری بیٹے کے نام نہ ہوگی یہ بیٹا میں وراثتی میں ہے کہ ایک بچے نے ایک شخص پر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا باپ ہے تاکہ قاضی اس پر نفقہ مقرر کر دے اور مدعا علیہ نے ایک دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ یہ بچہ کا باپ ہے اور یہ دوسرا شخص منکر ہے اور بھائی منکر ہے تو بچے کے گواہ مقبول ہونگے اور اس کا نسب اسی سے ثابت ہوگا جس پر گواہ قائم کیے ہیں اور اسی پر نفقہ فرض کیا جائیگا اور دوسرے گواہوں نے اثبات نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور بعض فتاویٰ میں ہے کہ مقبول النسب نے اگر کسی پر دعویٰ کیا کہ میں تیرا بیٹا ہوں اور اسے تصدیق کی تو اس سے نسب ثابت ہوگا اور اگر مذہب کی پس اگر مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کیے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں پھر اگر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ یہ مدعی فلاں شخص کا بیٹا ہے تو مدعی کے گواہ باطل ہونگے ولیکن فلاں شخص سے اسے نسب کی ڈگری ہوگی پس جو بعض فتاویٰ میں ہے کہ فلاں شخص کو وراثتی نے مخالفت ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ بیٹا میرا فلاں عورت سمیت ہے اور میرا اس عورت ورنہ کو وراثتی نے مخالفت ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میں دوسرے مرد کا بیٹا اسکی جو روستہ ہوں اور وہ دوسرا منکر ہے کی میراث میں حق ہے اور بیٹے نے گواہ قائم کیے کہ میں دوسرے مرد کا بیٹا اسکی جو روستہ ہوں اور وہ دوسرا منکر ہے تو مدعی میراث کے گواہوں پر گواہی ہوگی اور اسکے کا نسب اسی سے ثابت ہوگا یہ محیطی میں ہے۔ ایک مرد محتاج نے ایک مرد محتاج سے ایک مالدار لڑکے کے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تاکہ قاضی اس پر نفقہ مقرر کر دے اور اس پر گواہ قائم کیے کہ میں اس کا بیٹا ہوں اور اسے گواہ قائم کیے کہ میں فلاں دوسرے کا بیٹا ہوں اور وہ فلاں شخص منکر ہے تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور اسکے واسطے نفقہ کی ڈگری لڑکے پر ہو جائیگی اور لڑکے کے گواہ دوسرے پر باطل ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ دو جوڑا لڑکوں میں سے ایک مر گیا اور مال چوڑا اور دوسرا محتاج ہے پس ایک شخص نے اگر دعویٰ کیا کہ میں ان دونوں کا باپ ہوں تاکہ میراث لیوے اور لڑکے نے کسی دوسرے پر گواہ پیش کیے کہ ہمارا باپ یہ ہے اور اس سے نفقہ طلب کیا اور دونوں عیون کے گواہ ساتھ پیش ہوئے تو بلا ترجیح دونوں لڑکوں کا حصہ دونوں شخصوں سے جو باپ قرار دیے گئے ہیں ہونے کا حکم کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر عورت نے کسی پر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا چچا ہے تاکہ اس پر نفقہ مقرر ہو اور چچا نے دوسرے پر گواہ قائم کیے کہ یہ عورت کا بھائی ہے تو چچا نفقہ دینے سے بری ہوگا اور بھائی پر مقرر کیا جائیگا اگر عورت کو منظور ہو یہ ساتا رخانیہ میں ہے ایک بالغ لڑکے نے ایک مرد و عورت پر گواہ قائم کیے کہ میں ان دونوں کا بیٹا ہوں اور دوسرے ایک مرد و عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ لڑکا ہمارا بیٹا ہے تو لڑکے کے گواہ اولے ہیں اور اس کا نسب انھیں دونوں سے ثابت ہوگا جبکہ وہ دعویٰ کرتا ہے اسی طرح اگر لڑکا نصرانی ہو اسے ایک مرد نصرانی و عورت نصرانیہ پر مسلمان گواہ قائم کیے کہ میں ان دونوں کا بیٹا ہوں اور ایک مسلمان مرد و مسلمان عورت نے اسی امر پر گواہ دیے یعنی یہ ہمارا بیٹا ہے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہونگے اور انکو ترجیح ہوگی اور اگر لڑکے کے گواہ نصرانی ہوں تو مسلمان کے گواہ مقبول ہونگے اور لڑکے پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ محیطی میں ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ دونوں مان باپ دراصل مسلمان ہوں

یا کا فرہون مگر اسلام لائے ہوں اور لو کا نابالغ سود لیکن اگر کافل نہ ہوگا اگر اُسے اسلام سے انکار کیا کذا فی احوط۔ اگر اُس کے لئے دعویٰ کیا کہ زید کا بیٹا ہوں اُس کے فراش سے اُسکی باندی غلام سے پیدا ہوں اور زید کتا ہو کہ میری باندی سے میرے فلان غلام کے فراش سے جس کے ساتھ میں نے باندی بیٹا ہی نہیں پیدا ہوا ہو اور وہ غلام زندہ ہو اُسکی تصدیق کرتا ہو تو وہ اُسکی غلام کا قرار دیا جائیگا اور اگر اُس کا دعویٰ ہو کہ میں فلان غلام کا بیٹا ہوں گواہ دیے اُس کو لے کتا ہو کہ میرا بیٹا ہو تو غلام کا بیٹا قرار دیا جائیگا کذا فی الحدادی اگر غلام نے گواہ دیے کہ یہ اُس کا میرا میری اس باندی زوجہ سے پیدا ہوا ہو اور مالک نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہو اسی باندی سے پیدا ہوا ہو تو غلام کے گواہ مقبول ہونگے اور اُسی کا بیٹا قرار دیا جائیگا مگر اگر اُسکی باندی نے مالک کی ام ولد کے ہوگی یہ مسموعہ میں ہو۔ اور اگر غلام مر گیا ہو یا زندہ ہو مگر بچہ کے نسب اور نکاح کا دعویٰ نہ ہو۔ یوں بھی مر گیا ہو دعویٰ اس امر کے صرف وارث لوگ ہوں اور اس امر پر گواہ قائم کرتے ہوں تو اُس کے نسب کی نفی امور سے کی جائیگی اور تمام وارثوں کے ساتھ وارث ہوگا کذا فی احوط اگر ایک شخص مر گیا اور مال چھوڑا اس غلام نے گواہ دیے کہ میں میت کا بیٹا اُسکی فلان باندی سے ہوں کہ اسکی امک میں مجھے یہ باندی جنی ہو اور اُس نے ایسا اقرار کیا ہو اور دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہو میری فلان باندی سے پیدا ہوا جو کہ میں نے اپنے فلان غلام سے پیدا دیا تھا اُس کے فراش سے پیدا ہوا ہو اور وہ فلان غلام زندہ ہو اسکا دعویٰ کرتا ہو تو غلام کے واسطے نسب کی ڈگری ہوگی اور مان کی ڈگری دعویٰ کے نام ہوگی اگر زندہ موجود ہو یہ مسموعہ میں ہو۔ اور اگر فلان غلام مر گیا ہو یا زندہ ہو مگر اُسے نکاح کا انکار کیا ہو تو غلام کا نسب اسی میت سے جیسے اُس نے گواہ قائم کیے ثابت ہوگا اور اُسی سے میراث پادیا جائیگا اور باندی کی ڈگری میت کے نام ہوگی اور اُسی کی ام ولد ہوگی اور نسب اُس کے مرنے کے اُسکی آزادی کا حکم دیا جائیگا یہ محیط میں ہو

بارہویں فصل طلاق دی ہوئی عورت کے بچہ اور وفات سے عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کے بچہ کے نسب کے بیان میں اگر مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی اور طلاق رجعی ہو پھر اُس کے دو برس سے کم میں ایک ہی روز کم تھا دو لڑکے پیدا ہوئے اور وہ عدت گزر جانے کا اقرار نہیں کر چکی ہیں مرد نے ایک بچہ کی ولادت پر اُسکی نفی کی پھر وہ دوسرا جنی تو دونوں اُس کے بیٹے ہونگے اور مرد پر حد نہ آویگی اور نہ لعان ہوگا اور اگر دو برس سے زیادہ میں جنی اور دونوں کی اسے نفی کی تو دونوں میں لعان کرایا جائیگا اور دونوں کا نسب اُس مرد سے منقطع ہوگا۔ اور اگر اولاد کی نفی کی پھر دوسرے کا اقرار کیا تو وہ دونوں اُس کے بیٹے ہونگے اور اُس پر حد قذف ماری جائیگی اور اگر ایک بچہ دو برس سے کم میں جنی اور دوسرا دو برس سے زیادہ میں جنی تو امام اعظم رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ صورت اور پہلی صورت یکساں ہیں۔ اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق ہوں اور دو برس سے کم میں جنی تو نفی کرنے سے اُس پر حد ماری جائیگی اور دونوں اُس کے بیٹے ہونگے اور اگر دو برس سے زیادہ میں جنی تو دونوں کا نسب اس مرد سے ثابت ہوگا اور اگر دونوں کی نفی کی تو اُس پر حد لعان نہ ہوگا اور اگر ایک کو دو برس سے کم میں ایک دن کم اور دوسرا دو برس سے ایک روز زیادہ میں جنی تو شخصین ہم کے نزدیک یہ صورت اور صورت او کے یکساں ہیں یہ مسموعہ میں ہو۔ اگر مرد نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن ہی اور اس سے وطی کر چکا ہو پھر دوبارہ نکاح کیا اور اس نکاح سے چھ مہینے سے کم میں اُس کے لڑکا ہوا اُس نے نفی کی تو دونوں میں لعان کرایا جائیگا اور جبائلی اور بچہ کا نسب اباب سے ثابت رہیگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا تو لعان لیا جائیگا اور نسب بھی قطع کیا جائیگا یہ محیط میں ہو ایک مقدمہ عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور اُس نے وطی بھی کر لی پھر دونوں میں جدائی کر لی اُس کے بچہ پیدا ہوا کہ دونوں سے متصور ہو سکتا ہو تو پہلے شوہر کا قرار دیا جائیگا بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے لیکن صاحبین کے نزدیک دوسرے سے اُس کا

نسب ثابت نہوگا اور اگر پہلے مرد سے ہونا مقصود نہو تو دوسرے کا ہو اور اگر دونوں سے ہونا مقصود نہو تو دونوں سے نہونے کا حکم کیا جائیگا صورت اُسکی یہ ہو کہ پہلے کے طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ میں اور دوسرے کے وطی کرنے سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو کسی سے نہیں ہو سکتا ہو اور ام الولد اگر دو برس یا زیادہ میں بچہ جنمی تو اُسکا حکم مثل حرہ کے حکم کے ہو اور بالغہ اگر وفات شوہر سے عدت میں بیٹھی ہو تو دو برس تک نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور صغیرہ اگر وفات شوہر سے عدت میں ہو اور عدت وفات گزرنے کے بعد چھ مہینے سے کم میں اُسکے بچہ ہوا تو نسب ثابت ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر اُسکو خریدیا اور وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں لڑکا جنمی تو اُسکو لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے میں جنمی تو لازم نہیں ہو یہ حکم اُسوقت ہو کہ طلاق ایک ہو اور اگر دو طلاق دی ہوں تو وقت طلاق سے دو برس تک نسب ثابت ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔

تیسرے حصے میں فصل مان و باپ میں سے ایک کے بچہ کے نفی کرنے اور دوسرے کے دعویٰ کرنے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے میں اُسکے بچہ ہوا اور عورت مرد و دونوں آزاد و مسلمان ہیں پس ایک نے اُسکے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے تکذیب کی تو وہ دونوں سے بیٹا قرار پاویگا۔ اُسی طرح اگر شوہر نے کہا کہ یہ بچہ مجھ سے پہلے کے شوہر کا ہو اور عورت نے کہا بلکہ وہ تیرا ہو تو اسی شوہر کا قرار دیا جائیگا اور دونوں میں لعان نہیں ہوگی اور نہ شوہر پر حد قذف ماری جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اُسکو زنا سے جنمی ہو پس اگر عورت نے اُسکی تصدیق کی تو مرد کا بیٹا قرار پاویگا اور اگر انکار کیا تو دونوں میں لعان واجب ہوئی اور لعان سے بچہ کا نسب منقطع کیا جائیگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر عورت نے دو بچہ ایک ہی سیٹ سے بنے اور مرد نے اول کا اقرار کیا اور دوسرے کی نفی کی تو دونوں مرد کے نسب سے قرار دیے جاویں گے اور قطع نکاح کے واسطے دونوں سے لعان لیا جائیگا۔ پس اگر اول کی نفی پھر دوسرے بچہ کا اقرار کیا تو حد قذف کی سزا دی جائیگی اور دونوں اُسکے نسب سے ہونگے اور اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے دو بچہ پیدا ہوئے اور شوہر نے اُسکی نفی کی اور قاضی نے لعان کا حکم کیا پھر ایک بچہ لعان سے پہلے مر گیا تو دونوں شوہر کے نسب سے قرار پائینگے اور لعان واسطے قطع نکاح کے لیا جائیگا اسی طرح اگر کوئی بچہ مرانہ میں لیکن جو رو شوہر میں سے کوئی لعان سے پہلے مر گیا تو دونوں بچہ شوہر سے ثابت النسب ہونگے۔ اسی طرح اگر دونوں نے قاضی کے سامنے لعان کر لیا مگر ہنوز قاضی نے دونوں میں فرقت اور بچوں کو مان کی طرف لازم کرنے کا حکم نہ کیا تھا کہ اتنے میں کوئی مرد یا جو رو مر گیا تو دونوں لڑکے ان دونوں سے ثابت النسب ہونگے۔ اگر عورت ایک بچہ جنمی اور شوہر نے اُسکی نفی کی اور قاضی نے دونوں میں لعان کیا اور فرقت کر دی اور بچہ کو مان کی طرف لازم کیا پھر دوسرا بچہ اسی سیٹ سے جنمی تو دونوں بچہ شوہر کے نسب سے اُسکو لازم ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دو بچوں کو جوڑ یا جنمی اور شوہر کو ایک کا علم ہوا اُسے نفی کی اور لعان کیا اور قاضی نے بچہ اُسکی مان کی طرف لازم کیا اور دونوں میں فرقت کر دی پھر دوسرے کا علم ہوا تو دونوں بچہ شوہر کے نسب سے ہونگے اور اگر قبل جدائی کے دوسرے بچہ سے واقف ہوا اور اُسکی بھی نفی کی تو دوبارہ لعان کر لیا جاوے اور بعد لعان کے دونوں بچہ مان کی طرف لازم کیے جائینگے یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر شوہر طلعان نے اپنی تکذیب کی اور بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا بعد ازاں قاضی نے دونوں میں جدائی کر کے بچہ کو مان کی طرف لازم کر دیا ہو پس اگر بچہ زندہ ہو تو اُسکا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور شوہر کو حد قذف ماری جائیگی خواہ عورت زندہ ہو یا مر گئی ہو یہ محیط میں ہو اور اگر بچہ مر گیا ہو اور اسے میراث چھوڑی ہو یا اپنے

اُسکے نسب کا دعویٰ کیا تو تصدیق نہ کیا ورنہ لیکن اگر اُس بچہ نے کوئی اولاد مذکور یا مونث چھوڑی ہو تو تصدیق کی جائیگی پھر جب
افواج صحیح ہو جاوے تو ملاعن کو حد ماری جائیگی اور میراث لے لیا اور اگر وہ بچہ جسکی نفی کی ہو مونث ہو اور وہ کوئی لڑکا
چھوڑ کر گئی پھر ملاعن نے اپنی تکذیب کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک تصدیق نہ کیا جائیگا اور نہ وارث ہوگا اور صاحبین کے
نزدیک تصدیق کی جائیگی اور حد ماری جائیگی اور وارث ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے باندی سے لعان کیا اور قاضی
نے اُسکے بچوں کو مان کی طرف لازم کیا پھر ملاعن کے بیٹے نے چاہا کہ میں اس باندی سے نکاح کروں تو نہیں جائز ہو اور
دونوں میں جدائی کر دی جائیگی اسی طرح اگر ملاعن نے خود دعویٰ کیا کہ میں نے اس باندی سے وطی نہیں کی تھی پس اُسکی لڑکی
سے نکاح کرنا جائز نہ ہو تو دونوں میں جدائی کر دی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر اپنی ام ولد کو آزاد کر دیا پھر اُس سے نکاح کیا پھر چھ
مہینے یا زیادہ میں اُسکے بچہ ہو پس اگر اسکی نفی کی تو لعان لیا جائیگا اور بچہ مان کی طرف لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم میں موت
نکاح سے بچہ ہوا ہو تو نفی پر لعان کرے اور بچہ باپ کی طرف لازم ہوگا اور تاویل مسئلہ لون ہو کہ جب یہ صورت وقت عتاق
سے دو برس سے کم میں ہو تاکہ نسب مولے سے ثابت ہو کذا فی المبسوط قلست یعنی وقت عتاق سے بچہ کی پیدائش تک
دو برس سے کم میں نہ ہوا اگر چھ نکاح سے چھ مہینے سے کم ہو تو بچہ مولے کے نسب سے ثابت النسب ہو۔ اگر کسی کی منکوحہ باندی
ہو کہ اُسکے بچہ پیدا ہو پس اگر چھ مہینے سے کم میں وقت نکاح سے بچہ ہو پس اگر شوہر نے دعویٰ کیا تو بدو لن تصدیق مولے
کے اس سے نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر نفی کی تو اُسکو لازم نہ کیا جائیگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ ہوا تو شوہر سے اُسکا نسب
ثابت ہوگا خواہ دعویٰ کسے یا نہ کرے اور اگر نفی کی تو دونوں میں لعان نہ ہوگا اور نہ نسب بچہ کا تنفی ہوگا اور نہ مرد پر حد ماری
جائیگی اور اگر مولے نے باندی کو آزاد کر دیا پھر بچہ پیدا ہو پس اگر وقت آزادی سے چھ مہینے سے کم میں پیدا ہو پس اگر شوہر نے بچہ کے
نسب کا دعویٰ کیا تو اس سے نسب ثابت ہو جائیگا خواہ باندی نے آزادی کے بعد قبل مرد کے دعویٰ نسب کے یا بعد اُسکے اپنی ذات کو اختیار
کر لیا ہو یعنی شوہر سے جدائی اختیار کر لی ہو یا اپنے شوہر کے پاس رہا اختیار کیا ہو اور اگر شوہر نے بچہ کی نفی کی پس اگر باندی نے شوہر کو
اختیار کیا تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور قطع نکاح کے واسطے دونوں سے لعان لیا جائیگا اور اگر اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر کے بچہ کے
نفی کرنے سے پہلے ایسا کیا پھر شوہر نے بچہ کی نفی کی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور باہم لعان نہ لیا جائیگا اور شوہر پر حد قذف واجب ہوگی
اور اگر بعد نفی کرنے کے اپنے نفس کو اختیار کیا اور نہ لعان نہیں واقع کی گئی ہو تو بچہ ثابت النسب ہوگا اور کچھ لعان یا حد لازم نہ ہوگی اور اگر وقت
آزادی سے چھ مہینے یا زیادہ کے بعد باندی بچہ جنی پس اگر شوہر نے بچہ کا دعویٰ کیا تو نسب اس سے ثابت ہوگا اور بدو لن میں حد لعان کچھ
نہ ہوگا اور اگر نفی کی پس اگر باندی نے بعد آزادی کے اپنے شوہر کو اختیار کیا ہو تو دونوں میں لعان کر لیا جائیگا اور مستحانا نسب لہ قطع کیا
جائیگا اور اگر نفی و ولد سے پہلے اپنے نفس کو باندی نے اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کر لی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہو اور لعان
نہ ہوگی لیکن حد جب ہوگی اور اگر بعد نفی کے لعان واقع ہونے سے پہلے اُسے شوہر سے جدائی اختیار کی تو بچہ ثابت النسب ہوگا اور
باہم لعان اور کسی پر حد جب نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر باندی کو شوہر نے خرید پس وقت خرید سے چھ مہینے سے
کم میں بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے نفی کی تو نفی صحیح نہیں ہو بچہ اُسکو لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا اور
شوہر نے نفی کی تو فقط نفی کرنے سے تنفی ہو جائیگا اور مرد کے ذمہ لازم نہ ہوگا لیکن اگر اقرار کرے تو لازم ہوگا یہ محیط خرمی میں
ہو ایک شخص کی جو رو ایک باندی ہوئی نے باندی کے مالک سے اُسکو خریدا اور آزاد کر دیا پھر اُسکے بچہ ہو پس اگر وقت عتاق
سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا اور اُسے نسب کا دعویٰ کیا تو نسب اس سے ثابت ہو جائیگا خواہ باندی سے اپنے وطی

کی ہو یا نہ کی ہو اور باندی اسکی ام ولد ہوگی اور اگر اسکی نفی کی پس اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہو تو نسب منتفی نہ ہوگا اور نہ دونوں میں لعان واجب ہوگی اور حد قذف واجب ہوگی اور اگر وقت خرید سے چھ مہینے زیادہ میں بچہ ہوا ہو تو بچہ کا نسب مرد سے ثابت نہ ہوگا اور اسپر لعان و حد بھی واجب نہ ہوگی۔ اور اگر وقت آزادی سے چھ مہینے سے دو برس تک بچہ ہوا پس اگر شوہر نے اسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب اس سے ثابت ہو جائیگا خواہ عورت سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور اگر نفی کی پس اگر عورت سے وطی نہیں کی ہو تو بالاجماع مرد سے نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر عورت سے وطی کی ہو پھر بچہ کے نسب سے انکار کیا یا نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا بلکہ خاموش رہا تو اس میں اختلاف ہو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک شوہر سے نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر اسکو حد ماری جائیگی اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ شوہر سے نسب ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر وقت آزادی سے دو برس سے زیادہ میں جنی پس اگر شوہر نے دعوی کیا تو نسب ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو بالاتفاق نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر اسکو دوسرے کے ساتھ فروخت کر دیا اور وقت خرید شوہر سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو نسب شوہر یعنی بائع سے ثابت ہوگا خواہ دعوی کرے یا خاموش ہو رہے اور بیع باطل ہو جائیگی اور اسپر واجب ہوگا کہ دام مشتری کو واپس کر دے اور اگر نسب سے انکار کیا تو اسکے انکار سے بھی نفی نہ ہوگی اور اگر وقت خرید شوہر سے چھ مہینے میں بچہ جنی اور شوہر نے بچہ کا دعوی کیا تو اس صورت کا حکم مثل اسکے ہو کہ جب وقت خرید شوہر سے چھ مہینے سے کم میں اسکے بچہ پیدا ہوا تھا۔ اور اگر شوہر کے خریدنے سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنی پس اگر شوہر کے فروخت کر دینے سے چھ مہینے سے کم گذرے ہیں اور شوہر نے اسکا دعوی کیا تو بدون تصدیق مشتری کے شوہر سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور بیع بطل ہو جائیگی اور اگر اس صورت میں شوہر نے نسب سے انکار کیا تو نسب ثابت نہ ہوگا اور بیع بطل باقی رہیگی اور اگر وقت بیع کر دینے شوہر سے چھ مہینے سے دو برس تک بچہ جنی اور شوہر لینے بائع نے دعوی کیا پس اگر عورت سے وطی نہیں کی ہو تو بدون تصدیق مشتری کے اس سے نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر مشتری نے تصدیق کی یہاں تک کہ نسب ثابت ہوا تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر عورت باندی سے وطی کر لی ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ پہلے فرماتے تھے کہ بدون تصدیق مشتری کے دعوی صحیح نہیں ہو اور یہی قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہو اور یہ حکم دعوی نسب کی صورت میں ہو اور اگر نفی کی تو بالاتفاق نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر وقت بیع سے دو برس سے زیادہ میں جنی پس اگر شوہر نے دعوی کیا تو بالاجماع بدون تصدیق مشتری کے نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر نفی کی تو بالاجماع منتفی ہو جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مشتری ثانی نے یعنی جس نے شوہر یعنی مشتری اول سے خریدی ہو بچہ کو آزاد کر دیا پھر مشتری اول نے دعوی کیا پس اگر مشتری اول کے خریدنے کے بعد چھ مہینے یا زیادہ میں جنی تو نسب اسکے کو لازم نہ ہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہو تو دعوت صحیح ہو اور بیع باطل ہوگی اور حقیق ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر اس صورت میں دوسرے مشتری نے باندی مع بچہ کے آزاد کر دی ہو تو بیع باطل اور دونوں کا حقیق ٹوٹ دیا جائیگا یہ محیط مشتری میں ہو اور اگر مشتری نے بچہ کو آزاد نہیں کیا بلکہ اسکی ماں کو آزاد کیا ہو پس اگر شوہر کے خریدنے سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہو تو اسکا دعوی نسب بچہ کی بابت اور ماں کے حق میں بھی صحیح ہو اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں وقت خرید سے جنی ہو پس اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے کم میں جنی تو بدون دعوت کے نسب ثابت نہ ہوگا اور جب دعوی کیا تو دعوت بچہ کے حق میں صحیح اور ماں کے حق میں صحیح نہ ہوگی اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے زیادہ میں جنی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے دوسرے قول کے موافق بدون تصدیق مشتری کے دعوت نسب صحیح نہیں ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک دو برس تک بدون تصدیق

مشتری کے صحیح ہی بشرطیکہ عورت سے وطن کی ہو اور یہی امام ابو یوسف رحمہما قول ہو اور اگر وقت خرید سے دو برس سے زیادہ
میں جہنی پس وقت بیع سے خود دو برس سے کم یا زیادہ بن چھ جہنی ہو دون تصدیق مشتری کے شوہر کی دعوت نسب صحیح نہیں ہو لیکن فرق
اس قدر ہو کہ اگر دو برس تک وقت بیع سے جہنی اور مشتری نے تصدیق کی تو بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر وقت بیع سے دو برس سے زیادہ بن
جہنی تو بیع نہ تو بیگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دیدی اور وہ عورت باندی تھی پھر آزاد کر دی گئی
پس اگر وقت طلاق سے دو برس تک بچہ جہنی تو نسب کا شوہر سے ثابت ہوگا اسکے انکار سے منفی نہ ہوگا اور انکار پر اسکے چھڑتی
جائیگی اور اس بچہ کی ولادت اسکی مان کے مولائون کو ملیگی اور اگر باپ مر گیا اور اسکے مرنے سے دو برس کے درمیان باندی کے بچہ
ہوا اور اسکے ایک ذریعہ وہ آزاد ہو گئی ہو تو بچہ ثابت النسب اور ولادت اسکی مان کے مولائون کو ملیگی کذا فی المبسوط۔ اور اگر
کسی شخص کی جو رہا باندی ہو اور وہ اس سے بچہ جہنی اور باندی کو اسکے شوہر نے خریدا اور اسکو آزاد کر کے نکاح کیا اور وقت
نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ میں اسکے دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اسے اسکے نسب کا انکار کیا تو قاضی دونوں کے درمیان لعان
کرایگا اور پھر مان کی طرف لازم کریگا اور اگر وقت دوسرے نکاح سے چھ مہینے سے کم میں یا زیادہ میں پیدا ہوا ہو تو لعان نہ
کرایا جائیگا اور بچہ شوہر کے نسب سے قرار پائیگا اور وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں اسکے بچہ ہوا تو وقت انکار کے باہم
دونوں سے لعان کرایا جائیگا اور بعد لعان کے بچہ مان کی طرف لازم کیا جائیگا اور اگر ام ولد سلمان ہو تو انکار پر مرد کو
جہد ماری جاوے گی اور اگر عورت نے مرد کی تصدیق کی کہ یہ بچہ مجھے نہیں ہو تو بچہ کے حق میں دونوں کی تصدیق نہ کی جائیگی
یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اس سے نکاح نہیں کیا تو وقت عقد سے دو برس تک بچہ مرد کو نسب لازم ہوگا اور اگر اسکی نفی کی تو
حد مارا جائیگا کذا فی المبسوط

حد مارا جائیگا کذا فی المبسوط

چودھویں فصل غلام تاجر و مکاتب کے دعوت نسب کے بیان میں۔ اگر عید مازون نے کوئی باندی خریدی اور
اس سے وطن کی اس سے بچہ ہوا اور اس بچہ کا دعویٰ کیا تو نسب اس سے ثابت ہوگا اور غلام کو اس بچہ اور اسکی مان کے
فروخت کرنے کا اختیار ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر مولے نے اس باندی کو کسی غلام سے بیاہ دیا تو صحیح ہی جیسا کسی دوسری
باندی کا نکاح کرنا صحیح ہو۔ اور اگر بچہ جہنی تو اس سے نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر بدون اجازت مولے کے اس باندی
سے غلام نے نکاح کر لیا تو نسب بچہ کا اس سے ثابت ہوگا اگر اسکا اقرار کرے یہ مبسوط میں ہو غلام مازون اگر قصداً ہو اس نے
باندی خرید کر اس سے وطن کی اور اس سے بچہ ہوا اور غلام نے اپنے نسب سے دعویٰ کیا اور مولے اسکی تکذیب کی تو دعوت صحیح ہو
نسب غلام سے ثابت ہوگا اسی طرح اگر دعویٰ کیا کہ مولے نے یہ باندی میرے واسطے حلال کر دی تھی اور مولے نے اسکی
تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر غلام مازون نے مولے کی ایسی باندی کے بچہ کا جو اسکی تجارت میں سے نہیں ہو دعویٰ
کیا اور کہا کہ مولے نے اسکو میرے اوپر حلال کر دیا یا مجھے بیاہ دیا تھا پس اگر مولے نے اس امر میں اسکی تکذیب کی تو نسب
اس سے ثابت نہ ہوگا لیکن اگر مولے نے اسکو آزاد کر دیا اور یہ غلام اسکا مالک ہوا تو دعویٰ نکاح میں قیاساً و استحساناً نسب
ثابت ہوگا اور حلال کر دینے کے دعوے میں استحساناً ثابت ہوگا اور اگر مولے نے اسکی تصدیق کی تو اس سے نسب ثابت ہوگا
مگر نکاح میں خاصۃً تصدیق نکاح کی ضرورت ہی اور حلال کرنے کے دعوت میں ایک حلال کر دینے کی اور دوسری کہ یہ بچہ باندی
کے اسی سے پیدا ہوا ہو دونوں باتوں کی تصدیق کی حاجت ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر اپنے مالک کے سولے لسی دوسرے
کی باندی کے بچہ کا نکاح فارغ یا جائز سے غلام نے دعویٰ کیا اور اس باندی کے مالک نے تصدیق کی تو نسب اس سے ثابت ہوگا

نہج فتاویٰ عالمگیری جلد سوم
باب ہما دوم دعویٰ منسوب
نہج فتاویٰ عالمگیری جلد سوم
باب ہما دوم دعویٰ منسوب

کذا فی الحادی غلام نے ایک لفظ پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے جو میری جو رہی اور باندی نے اسکی تصدیق کی اور مولے نے کہا کہ یہ میرا غلام ہو تو وہ مولے کا غلام اور ان دونوں کا بیٹا ہو اور یہ قول امام ابو یوسف رکھا ہو اور امام محمد نے کہا کہ اگر وہ ان دونوں کا بیٹا ہو اور آزاد ہو اور امام محمد رکھا ہو کہ قول اظہر کہ کذا فی محیط السرخسی۔ و متقی بن لکھا ہو کہ غلام نے ایک لفظ پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے جو میری جو رہی تو نسب اسکا غلام سے ثابت اور آزاد ہو کہ اور باندی سے ثابت ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اگر مکاتب کی باندی نے بچہ جنا اور مکاتب نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے خواہ مولے نے مکاتب کے قول کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور یہ بچہ بھی مکاتب ہو یا بیگناہ اسکو فروخت کرے اور نہ اسکی ماں کو یہ محیط میں فصل دعوت النسب میں ہے۔ اگر مکاتب نے کسی لڑکے کے نسب کا دعویٰ کیا کہ یہ میری اس آزاد جو رہی سے میرا بیٹا ہے خواہ نکاح جائز ہو یا فاسد سے اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو اسکا بیٹا قرار دیا جائیگا کذا فی الحادی۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کی باندی کے لڑکے پر نکاح یا مالک سے نسب کا دعویٰ کیا اور اس شخص نے تکذیب کی تو مثل آزاد کے مکاتب کی تصدیق نہ کی جائیگی پس اگر وہ آزاد کیا گیا اور کسی روز بچہ اسکا مالک ہوا تو مکاتب سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مکاتب نے کوئی باندی خریدی وہ اسکے پاس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنمی پس مکاتب نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور اگر مکاتب غلام مازون ہو تو دعوت صحیح نہیں ہے یہ محیط میں ہے اور اگر مکاتب نے کوئی باندی فروخت کی پس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنمی اور اسے دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور بچہ مع ماں کے اسکو واپس لیگا کذا فی المبسوط اور اگر غلام مازون نے دعویٰ کیا اور باقی مسئلہ جالہ ہو تو دعوت صحیح نہیں ہے کذا فی المحيط۔ اگر مکاتب نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور بیٹا آزاد ہو یا عقد علیحدہ سے مکاتب کو بچہ پیدا ہو تو مکاتب کے دعوے سے اسکا نسب ثابت ہو گا اگر بیٹا اسکی تکذیب کرے کذا فی المبسوط پس اگر مکاتب آزاد کیا گیا اور اس لڑکے کا مع باندی کے کہیں ایک روز بھی مالک ہو تو لڑکے کا نسب مکاتب سے ثابت ہو جائیگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مکاتب کا یہ بیٹا جسکی باندی سے وطی کی ہو مکاتب ہونے کی حالت میں پیدا ہوا تھا یا مکاتب نے اسکو خریدا تھا پس اسکی باندی نے یہ بچہ جنا اور مکاتب نے اسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور مہر یا قیمت کا ضامن ہو گا کیونکہ جو بچہ مکاتب کی حالت کے پیدا ہونے سے پہلے کی یا خریدی ہو بیٹے کی کمائی ہو وہ بستر اسکی کمائی مال کے ہوتا ہے اس میں اسکا تصرف نافذ ہو گا کذا فی المحيط اگر اپنی مکاتب کے بچہ کا دعویٰ کیا تو نسب ثابت ہو گا خواہ مکاتب اسکی تصدیق کرے یا نہ کرے اور بیوی پر بچہ کی قیمت کی ضمانت نہیں ہے و عقر و اُسرد واجب ہے اگر کتابت کے روز سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنمی ہو اور اگر چھ مہینے سے کم میں جنمی ہو تو عقر بھی نہیں واجب ہے یہ حاوی میں ہے اور مکاتب کو اختیار دیا جائیگا چاہے کتابت کو باقی رکھے اور تمام کر دے یا فسخ کر دے کذا فی المحيط۔ اور اگر مکاتب کا شوہر ہوا اور مولے کی اسے تصدیق کی تو بچہ آزاد ہو گا اور نسب ثابت ہو گا یہ محیط سرخسی میں ہے اگر مکاتب کی باندی کے بچہ کا دعویٰ کیا تو بدون تصدیق مکاتب کے دعوت صحیح نہیں ہے اور یہ حکم ظاہر الروایت کا ہے اور اگر مکاتب نے مولے کی تصدیق کی تو نسب اس سے ثابت ہو جائیگا اور بچہ بقیت آزاد ہو گا کہ مولے اسچھ کی قیمت مکاتب کو ادا کر گیا اور مکاتب کو باندی کا عقر بھی دیا اور بچہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو ولادت کے روز تھی اور یہ حکم اسوقت تک مکاتب کے یہ باندی خریدنے سے چھ مہینے میں باندی کے بچہ ہوا ہو اور اگر چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا اور مولے نے دعویٰ کیا تو بدون تصدیق مکاتب کے نسب ثابت ہو گا اور اگر مکاتب نے تصدیق کی یہاں تک کہ نسب ثابت ہوا تو آزاد ہو گا ویسا ہی غلام باقی رہیگا کذا فی المحيط۔ امام محمد نے فرمایا کہ اگر مکاتب نے کوئی نابالغ غلام خریدا اور مولے نے اسکا دعویٰ کیا تو جائز نہیں ہے اور اگر مکاتب نے اسکی تصدیق کی

تو مولے سے نسب ثابت ہوگا اور آزاد ہوگا یہ حاوی میں ہو ایک شخص نے ایک غلام خرید کر مکاتب کر دیا پھر مکاتب نے اپنی ایک بابت کو مکاتب کیا پھر مکاتب نے بچہ جنابیں مولے مکاتب نے اسکا دعویٰ کیا پس اگر مکاتب نے اسکی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور مکاتب کے واسطے اسکا عقربہ واجب ہوگا اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنی ہو اور اگر چھ مہینے سے کم میں جنی ہو تو اسکا عقربہ مکاتب کو ملے گا پھر یہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتب ہوگا پس اگر ماں نے بدل کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو جائیگا اور اسی کے ساتھ بچہ بھی اسکی تبعیت میں آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز ہوئی اور پھر ملوک ہو گئی تو مولے دو تون کو بقیمت لے لیگا اور مکاتب کی تصدیق کی ضرورت نہوگی اگرچہ مولے کا تخفاتی دعوت نسب کے روز صاحب تصدیق کی تصدیق سے ثابت ہوا ہو اور بچہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو مکاتبہ کے عاجز ہونے کے روز تھی اور اگر مکاتبہ نے اسکی تکذیب کی اور مکاتب نے تصدیق کی تو نسب ثابت نہوگا اور بچہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتب ہوگا اگر ماں نے بدل کتابت ادا کر دیا تو دونوں آزاد ہو جائینگے اور اگر وہ عاجز ہو کر پھر ملوک ہو گئی تو مولے سے نسب ثابت ہوگا اور بچہ لقمیت آزاد ہوگا مگر قیمت روز ولادت کی اسوقت معتبر ہوگی جبکہ روز کتابت سے چھ مہینے کم میں بچہ پیدا ہوا اور اگر روز کتابت سے چھ مہینے میں بچہ ہوا ہو تو عاجز ہونے کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر دونوں نے مولے کی تکذیب کی تو بچہ کا نسب ثابت نہوگا اور بچہ اور اسکی ماں دونوں مکاتب کے مکاتب قرار پائیں گے پس اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا کر دیا تو دونوں آزاد ہو جائینگے اور اگر عاجز ہوئی تو دونوں مکاتب کے ملوک ہونگے اور نسب مولے سے ثابت نہوگا اور اگر دونوں نے مولے کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہو جائیگا پس اگر روز کتابت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہو یا نیک کہ ثابت ہوا کہ نطفہ کا قرار پانا مکاتب کی ملک میں ہوا ہو تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور بچہ کی قیمت مکاتب کو ملے گی اور ولادت کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور اگرچہ مہینے سے زیادہ میں پیدا ہوا ہو تو بچہ اس مکاتبہ کے ساتھ مکاتب ہوگا جب تک کہ مکاتبہ عاجز نہیں ہوئی ہو واجب عاجز ہو گئی تو مولے اس بچہ کو عاجز ہونے کے روز کی قیمت پر لے لیگا۔ پھر جس صورت میں کہ مکاتب نے تصدیق اور مکاتبہ نے تکذیب کی تھے کہ نسب ثابت نہوا اور مکاتبہ مہنوز عاجز نہوئی اور مکاتب نے اپنا بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا پس اگر مکاتبہ نے وقت کتابت سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنا تو مولے سے نسب ثابت ہوگا اور بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور یہ قیمت مکاتب کو ملے گی اور یہ اسوقت ہو کہ بچہ یا نابالغ ہو کہ نابالغ ہو کہ ات سے قبل نہ کر سکتا ہو اور اگر بڑا ہو گیا ہو اور مولے نے دعویٰ کیا اور مکاتب نے اسکی تصدیق کی تو لڑکا آزاد ہوگا اور حق نسب میں لڑکے کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اور اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنی تو بچہ آزاد ہوگا بلکہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتب ہوگا اور مولے سے اسکا نسب بھی ثابت نہوگا پھر اگر اس کے بعد مکاتبہ عاجز ہوئی اور ملوک ہو گئی تو بچہ بقیمت آزاد اور مولے سے ثابت النسب ہوگا۔ اور اگر عاجز نہوئی بلکہ بدل کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہو گئی اور بچہ بھی اس کے ساتھ آزاد ہو گیا اور مولے سے نسب اسکا ثابت نہوگا و لیکن اگر لڑکے نے بڑے ہو کر مولیٰ کی تصدیق کی تو اسکی تصدیق سے نسب ثابت ہوگا پس قیمت مولے پر لازم نہ آئیگی یہ محیط میں ہو اگر مکاتب اول نے بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا پھر مکاتبہ نے وقت حق سے چھ مہینے سے کم اور وقت کتابت سے چھ مہینے میں بچہ جنا تو حکم وہ دیا جائیگا کہ جو قبل حق کے مکاتبہ کے جننے کا حکم تھا اور اگر وقت حق سے چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ جنی اور مولے نے دعویٰ کیا کہ حق کے بعد کی پہلی سے یہ بچہ پیدا ہوا ہو تو نسب ثابت نہوگا اور اگر تصدیق پائی گئی تو زانی شمار ہوگا چنانچہ اگر بعد حق مکاتب کے نکاح کا دعویٰ کیا پس اگر مکاتبہ نے تصدیق کی تو نسب نکاح ثابت ہوگا پس نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا اور اگر مکاتب آزاد نے نکاح کی تصدیق کی اور مکاتبہ نے

تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا، لیکن اگر مکاتبہ عاجز ہو کر پھر ملوک ہو گئی تو مکاتبہ آزاد شدہ اور کساح اس وقت اسپر نافذ ہوگا اور نسب مولے سے ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا اور اگر دعویٰ کیا کہ یہ بچہ عتق مکاتبہ سے پہلے کی وطنی سے پیدا ہوا ہے تو مولے کی تصدیق نہ کیا دینی پس اگر مکاتبہ آزاد اور مکاتبہ دونوں نے اسکی تصدیق کی تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا پس اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا کر دیا تو بچہ کے آزاد ہو جانے کی اور اگر عاجز ہو گئی تو بچہ بقیعت آزاد ہوگا اور اگر مکاتبہ نے اسکی تصدیق کی اور مکاتبہ آزاد نے تکذیب کی تو نسب ثابت ہوگا اور بچہ غلام ہوگا پس اگر مکاتبہ عاجز ہوئی تو وہ اور اسکا بچہ دونوں مکاتبہ آزاد کے ملوک ہونگے اور اگر مکاتبہ نے تصدیق کی کہ قبل عتق کے مولے کی وطنی سے پیدا ہوا ہے اور مکاتبہ نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا، لیکن اگر عاجز ہو گئی تو عاجز ہونے کے روز کی قیمت پر بچہ آزاد ہوگا۔ اسی طرح اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا نہ کیا، لیکن ادا کے لائق مال چھوڑ کر مر گیا اور بدل کتابت ادا کر دیا گیا پھر مکاتبہ عاجز ہو گئی تو بچہ بقیعت آزاد ہو اور اسکی مان و ارثان مکاتبہ کی ملوک ہوگی کذا فی شرح الزیادات

پندرہویں فصل تفرقات کے بیان میں۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اُسے عورت و ام ولد چھوڑی اور دارش نے اقرار کیا کہ اسے یہ لڑکا بیٹ کے نطفہ سے جنا ہے پس اگر دمان مفر سے کوئی جھگڑا اور رد کرنے والا نہ ہو تو اس کے کا نسب بیت سے ثابت ہو جائیگا اور وہ وارث ہوگا اور اقرار کرنے والوں میں کچھ تعداد یا لفظ کو ابھی شرط نہیں ہے اور اگر مفر کا کوئی منافع موجود ہو جو اُس کے اقرار میں نزاع کرتا ہو تو باتفاق الروایات اقرار کرنے والوں کی تعداد شرط ہے اور باتفاق الروایات انکی عدالت یعنی عادل ہونا شرط نہیں ہے اور مفر کا لفظ شہادت اقرار کرنا شرط ہونے میں دو روایتیں ہیں یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص ایک ام ولد چھوڑ کر مر گیا اور مرنے سے دو برس تک کے درمیان میں اُس کے ایک بچہ پیدا ہوا اور وارثوں نے نسب سے انکار کیا تو امام عظیم کے نزدیک بیٹ سے اُس کا نسب ثابت نہوگا اور دانی کی گواہی سے وارث نہوگا جب تک کہ دو گواہ گواہی نہ دیں، لیکن اگر مولے نے اپنی زندگی میں اقرار کیا تھا کہ یہ ام ولد مجھے حاملہ ہے تو دانی کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر وارثوں نے اقرار کیا تو مثل اقرار بیٹ کے شمار ہوگا یہ مبسوط میں ہے ایک شخص کے پاس ایک باندی رہی اُسے اس سے وطنی کی اور وہ اس سے بچہ جنی پھر اُس کے بچہ کا دعویٰ کیا پھر کہا کہ یہ فلاں شخص کی ام ولد تھی اُسے میرے ساتھ نکاح کر دیا تھا اس سے میرے نسب سے یہ بچہ ہوا ہے اور فلاں شخص نے اسکی تصدیق کی اور باندی نے دونوں کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی، لیکن مفر کی ام ولد ہو یا غلام یا حرم سے پہلے اُسے دونوں کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو مفر کی ام ولد قرار دیا جائیگی اور اُس کے بچہ کا حکم مثل اسکے حکم کے ہونے ہوگا جب مفر لمبے تو دونوں آزاد ہو جائینگے پھر اگر اسکے بعد بچہ بڑا ہوا اور اُسے باندی ام ولد کے اقرار کی تکذیب کی تو اسکی تکذیب کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مفر کے قول کی نہ تکذیب کی اور نہ تصدیق کی یہاں تک کہ مر گئی تو مفر اور مفر کی تصدیق کی جائیگی جسے کہ یہ بچہ مفر کا غلام قرار دیا جائیگا پس اگر بچہ بالغ ہوا اور اُسے مفر کے غلام ہونے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے دونوں کی تکذیب کی اور اسی پر قائم رہی تو قاضی اُسکو مفر کی ام ولد قرار دیا اور مفر پر اُس کے ہم ولد کے اعتبار سے قیمت مفر کے واسطے واجب ہوگی بعض مشائخ نے کہا کہ یہ موافق صاحبین رہے ہے اور امام عظیم کے نزدیک نہ مفر کو قیمت اور نہ مفر کچھ دینا نہ پڑیگا اور اگر باندی نے دونوں کی تکذیب کی پس ہنوز قاضی نے حکم نہ دیا تھا کہ باندی مر گئی تو بچہ کی ناپوت حکم دینے میں تا بلونج توقف کیا جائیگا پس اگر بچہ ہو کر اُسے مفر کے قول کی تصدیق کی تو مفر کا غلام قرار دیا جائیگا اور اسکی مان مفر کی ام ولد ہوگی اور اگر تکذیب کرتا رہا تو قاضی اسکو مفر کی طرف سے آزاد کرے گا اور

اسکی مال منقولہ کی ام ولد ہوگی اور اگر باندی زندہ ہو اور بچہ اپنی ذات سے تہیہ کر سکتا ہو پس مال کے مقر کی تصدیق کی اور بچہ نے تہذیب کی تو بچہ آزاد اور باندی مقر کی ام ولد ہوگی اسی طرح اگر بان نے مقر کی تہذیب اور بچہ نے تصدیق کی تو بچی ایسا ہی جو یہ محیط میں ہو سیک شخص مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا پس ایک عورت نے اگر دعویٰ کیا کہ یہ میرے سے میرا بیٹا ہو پس اسکی تصدیق کی اور عورت نے اس امر کے گواہ پیش کیے تو قاضی اُسکے نسب کی ڈگری کر بیگا اور میت عورت میں زوجیت کا حکم دیگا اور عورت میت کی وارث ہوگی کذا فی الحادی۔ اگر دو عورتوں نے ایک بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا اور ہر ایک عورت نے دو گواہ دیا ایک مرد و دو عورتیں گواہ قائم کین تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کسی سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک دونوں سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر دونوں میں سے ہر ایک نے ایک عورت کو اہش کی تو موافق روایت ابو یوسف رحمہ اللہ کے امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس حجت سے کسی کی ڈگری نہوگی اور موافق روایت ابو یوسف کے دونوں کے نام نسب کی ڈگری نہوگی۔ اور اگر دونوں کے پاس حجت نہ تو بلا خلاف کسی کی ڈگری نہوگی۔ مجموع النوازل میں ہے کہ اگر دو بچوں میں ایک مذکر اور دو مہر اسونٹ ہو اور دونوں عورتوں میں سے ہر ایک نے مذکر کا دعویٰ کیا اور مہر اسونٹ کی نفی کی تو دونوں عورتوں کا دودھ تول جائیگا جبکہ بھاری ہوگا اسی کے نام مذکر کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر زید کی باندی کے بچہ ہو ا پس اُسکے بھائی نے کہا کہ یہ بچہ کے بھائی سے میرا بیٹا ہے اور زید نے انکار کیا تو دعویٰ کی تصدیق نہوگی اور یہی حکم بچا و مومن و باقی اہل قرابت کا ہے پس اگر دعویٰ اُسکا کسی روز مالک ہو اور نکاح صحیح یا فاسد یا مالک سے نسب کا دعویٰ کرے گا جو تو نسب ثابت ہوگا۔ اسی طرح اگر بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا اور یہ نہ کہا کہ میں نے اس باندی سے نکاح کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر بان کا بچہ کے ساتھ یا بدون اس کے مالک ہو تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر دعویٰ کا باپ جو دعویٰ کے قول سے منکر ہو اس بچہ کا مالک ہو ابو دعویٰ سے نسب ثابت نہوگا اور نہ بچہ آزاد ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید کی باندی بچہ بنی اُسکے بیٹے نے اس بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا تو بدون باپ کی تصدیق کے دعوت صحیح نہیں ہو اسی طرح اگر بیٹے نے نکاح کا دعویٰ کیا تو بھی بدون تصدیق باپ کے صحیح نہیں ہو۔ اور اگر بیٹے نے باپ کی رضامندی سے یا بلا رضامندی نکاح کر لینے کے گواہ قائم کیے تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت اور آزاد ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک غلام نابالغ کو آزاد کیا پھر دعویٰ کیا کہ میرا بیٹا ہے تو صحیح و خواہ اُسکے پاس پہچان ہو یا نہیں اور اگر تیرا ہو تو دیکھا جائیگا اگر اس نے انکار کیا تو اسکا اقرار باطل ورنہ جائز نہ ہوگا یہ تاتار خانہ میں ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی آزاد کی اُسکا ایک بچہ ہے پھر بچہ کا دعویٰ کیا بعد ازاں کہ باندی کو آزاد کر چکا ہے تو نسب اُسکو لازم ہوگا اور باندی آزاد پر حجت واجب ہوگی کذا فی الحیط۔ ایک غلام صغیر دو شخصوں میں مشترک ہے اُسکو ایک نے آزاد کر دیا پھر دوسرے نے اُسکے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا تو صحیح ہے یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور وہ دونوں کا آزاد کر دہ شمار ہوگا بشرطیکہ دعوت مدعی دعوت تحریر ہو کہ اُسکی ملک میں نہ پیدا ہوا ہو اور اگر دعوت اشتہار ہو کہ حلق اسکی ملک میں قرار پایا ہو تو آزاد کرنے والے کے لیے آدمی والا ہوگی اور مدعی کو کچھ والا نہوگی اور سببیت رہے کے نزدیک کل غلام آزاد کرنے والے کی طرف سے آزاد ہوا اور دوسرے نے لیے نابالغ آزاد کے نسب کا دعویٰ کیا جبکہ نسب معروف نہیں ہو تو ہتھانہ اُسکی دعوت صحیح ہوگی۔ اور اگر خود آزاد کرنے والے نے اُسکے نسب کا دعویٰ کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بدون دوسرے کی تصدیق کے دعوت صحیح نہیں ہو اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک ہتھانہ صحیح ہے اور اگر بچہ بڑا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس اگر اس نے اس امر کا اقرار کیا تو مدعی نے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کیا تو آزاد کرنے والے کی دعوت صحیح نہیں ہو اور دوسرے کی دعوت صحیح ہے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کا قول ہے اور صاحبین کے نزدیک

کسی کی دعوت بدون اسکی تصدیق کے صحیح نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر دو بچہ جو زلیا ہوں ایک کو آزاد کر کے دوسرے کے نسب کا دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب ثابت اور حقیق باطل ہوگا یہ تاتار خانیہ میں ہو۔ نوادرا بن سماعہ میں ہو کہ زید نے ایک باندی آزاد کی اسنے عروسے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی اور زید و عروہ دونوں نے دعویٰ کیا تو جسکی باندی آزاد تصدیق کرے اسی کا ہوگا پس اگر شوہر کی تصدیق کی اور اسنے نکاح فاسد یا وطی شبہہ کا دعویٰ کیا تو نسب اسکو لازم ہوگا اسطرح زید کو بھی بدون اسکی تصدیق کے کچھ دعوت کا حصول نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک عورت کے پاس اسکے شوہر کے مرنے کی خبر آئی اسنے بعد عدت کے نکاح کیا اور بچہ جنی پس پہلا شوہر زندہ موجود ہوا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ہر طرح بچہ پہلے شوہر کا ہو اور امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ اگر نکاح ثانی سے وقت ولادت تک چھ مہینے سے کم ہوں تو پہلے شوہر کا اور اگر زیادہ ہوں تو دوسرے کا ہو اور امام محمد رحمہ نے کہا کہ اگر دوسرے کے وطی کے وقت سے ولادت تک دو برس سے کم ہوں تو پہلے شوہر کا اور اگر زیادہ ہوں تو دوسرے شوہر کا ہو کذا فی الکافی اور قیصر ابو الیث نے اپنی شرح عیون مبسوط میں لکھا کہ امام محمد رحمہ کا قول صحیح ہو اور ہم اسی کو لیتے ہیں یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اور ابو عصمہ سعد بن ساذہ مروزی نے اسمیل بن حاد سے انھوں نے عبد الکرم جو جانی سے انھوں نے امام اعظم رحمہ سے روایت کی کہ امام نے اس قول سے رجوع کر کے کہا کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی کذا فی محیط۔ ایک شخص اپنی عورت کو چھوڑ کر غائب ہو گیا اور وہ نو جوان دس برس کی ہو شلا پس اسنے نکاح کر لیا اور چند اولاد ہوئیں تو امام اعظم رحمہ نے فرمایا کہ سب اولاد پہلے شوہر کی ہوں گی یہاں تک کہ دوسرے شوہر کو جائز ہو کہ انکو زکوٰۃ دے اور انکی گواہی اسکے حق میں مقبول ہو اور عبد الکرم نے امام اعظم رحمہ سے روایت کی کہ انھوں نے اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہو اور اسی پر فتویٰ ہو کذا فی الوقعات الحاسبہ اور بالاجماع اگر پہلا شوہر آیا تو عورت اسکو واپس کر دیا جائیگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر کوئی عورت گرفتار ہو گئی اور اس سے کسی حربی نے نکاح کیا اور چند اولاد ہوئیں تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو کذا فی المبسوط اور اگر ایک عورت نے طلاق کا دعویٰ کیا اور عدت میں بیٹھ کر بعد کو دوسرے سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی اور شوہر اول نے طلاق سے انکار کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہو کذا فی محیط الشرعی مجموع النوازل میں ہو کہ شیخ غم الدین کشی رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک نابالغ سے اسکے باپ کے نکاح کر دینے سے نکاح کیا پھر باپ مر گیا اور شوہر غائب ہوا اور لڑکی جوان ہوئی اور اسنے دوسرے سے نکاح کر لیا پس غائب آیا اور اسنے دعویٰ کیا اور عورت انکار کر گئی اور شوہر کے پاس گواہ نہیں تھے یہاں تک کہ اسکی ڈگری نہ ہو بلکہ دوسرے کی ڈگری ہوئی اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے شوہر کا ایک بیٹا دوسری جو رو سے ہو تو اس بیٹے اور اس دختر میں نکاح جائز ہو یا نہیں تو شیخ نے فرمایا کہ اگر لڑکا نابالغ ہو تو جائز نہیں ہو کیونکہ لڑکے کے باپ کے زعم میں ہو کہ لڑکی کی مان میری جو رو ہو اور لڑکی اسکے فرش سے ہوئی ہو پس اسکی بیٹی ہو ولیکن اگر لڑکا جوان ہوا اور خود اسنے اس لڑکی سے نکاح کیا تو جائز ہونا چاہیے کیونکہ اقرار پسر دوسرے پر نافذ نہوایہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اگر کسی نے دوسرے کی جو رو سے نکاح کیا اور وہ بچہ جنی پس ایک نے دعویٰ کیا کہ نکاح کو ایک مہینہ ہوا اور دوسرے نے ایک برس کا دعویٰ کیا تو ایک سال کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور دونوں سے اثبات نسب کا حکم ہوگا اور اگر دونوں نے تصدیق کی کہ اسنے ایک مہینہ سے نکاح کیا ہو تو نسب ثابت ہوگا اور اگر باہمی ایک ماہ کی تصدیق کی بعد اسنے گواہ دیے کہ ایک سال سے نکاح کیا ہو تو گواہ مقبول ہوں گے یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے مرض میں کہا کہ یہ لڑکا میری ان دونوں باندیوں میں سے ایک سے برا بیٹا ہو پھر مر گیا

تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غلام جمع مال سے آزاد اور ہر باندی اپنے نصف قیمت کے واسطے سعی کرے اور نصف اسکا تھائی مال سے آزاد ہوگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا میری اس باندی سے برامیٹا ہی پھر مر گیا پس اسکے دوسرے بیٹوں نے گواہ قائم کیے کہ ہمارے باپ نے اس باندی کو اس لڑکے کے پیدا ہونے سے تین برس پہلے اس غلام کے ساتھ بیاد دیا تھا پس یہ لڑکا اس غلام کے فراش سے پیدا ہوا اور غلام و باندی دونوں منکر ہیں تو انکے گواہ مقبول نہونگے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر لڑکا و باندی اسکے مدعی ہوں تو ان دونوں کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ ان دونوں کی غرض اس گولہ ہی میں کہنے سے یہ ہو کہ اپنا حق یعنی نکاح ہونا سب پر ثابت کریں اور لڑکا آزاد ہو جائیگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی پھر اگر یہ اقرار ہوئے سے اسکی صحت میں صادر ہوا تو لڑکا تمام مال سے آزاد ہوگا اور اگر مرض میں ہوا تو تھائی مال سے آزاد ہوگا اسی طرح اگر لڑکے نے ایسا دعویٰ کیا تو بھی گواہ مقبول ہونگے اور حکم اسکا مثل حکم لڑکے و باندی دونوں کے دعویٰ کرنے کے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر باندی نے بالٹکے نے مکمل کا دعویٰ کیا تو تزویج کے گواہ مقبول ہونگے کیونکہ یہ اثبات نسب کے واسطے ہوئے کیونکہ نسب حق لڑکے کا ہو پس جب اسنے گواہوں سے نکاح ثابت کر دیا کہ غلام سے ہوا ہو تو اپنے حق کا ثابت کرنے والا تھا ہوگا یعنی نسب کا پس مکمل باندی و غلام میں ثابت ہوا اور یہ حق باندی کا یہی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر وارثوں کے گواہ قائم کرنے کی حالت میں غلام غائب ہو تو اسکے حاضر ہونے کے وقت تک اس گواہی کے حکم میں توقف کیا جائیگا کذا فی محیط۔ اگر کسی شخص کی عورت کے بچہ ہوا اور اسنے دعویٰ کیا کہ یہ بیٹا میرا ہی شخص سے ہو اور شوہر اس سے منکر ہو پس اس شخص پر اسکے بیٹے یا بھائی نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ یہ میرا بیٹا ہو تو گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر شوہر کے اس اقرار پر عورت کے باپ یا دادا نے گواہی دی تو گواہی مقبول نہوگی خواہ عورت مدعی ہو یا منکر ہو اسی طرح اگر شوہر کے باپ یا دادا نے اس نسرار کی گواہی دی تو بھی قبول نہوگی خواہ شوہر مدعی ہو یا منکر ہو یہ محیط میں ہو

یا منکر ہو یہ محیط میں ہو

پندرہ سوال باب دعویٰ استحقاق اور جو اسکے معنی میں ہو اسکے دعوے کے بیان میں اگر مشتری نے بائع پر دعویٰ کیا کہ بیع میں استحقاق ثابت ہو گیا یعنی کسی دوسرے نے مجھے استحقاق ثابت کر کے لے لی اور بائع سے اپنے دام واپس کرنے چاہے تو ضرور ہو کہ استحقاق کی تفسیر اور اسکا سبب بیان کرے پھر جب اسنے سبب استحقاق بیان کر دیا اور دعویٰ صحیح ہو گیا اور بائع نے اس مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مشتری نے بیع کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اپنے دام واپس کر سکتا ہو اور اس گواہی کی سماعت کے واسطے بیع کا حاضر کرنا شرط نہیں ہو یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہو اور اسی پر ظہیر الدین مرغینانی فتویٰ دیتے تھے بلکہ اگر بیع کے رنگ و اوصاف کو ذکر کر دیا اور مقدمہ میں بیان کی تو کافی ہو پھر جب مشتری کے گواہ مقبول ہوئے اور اسنے حکم قاضی بائع سے اپنے دام واپس لیے اور بائع نے اپنے بائع سے اپنے دام واپس لینے چاہے تو ہو سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر بائع نے مشتری کو دشمن سے بری کیا یا اسکو ہبہ کیا پھر مشتری کے پاس سے بیع استحقاق میں ملے لی گئی تو وہ اپنے بائع سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اسی طرح باقی بائع بھی ایک دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتے ہیں یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اور اگر بیع مشتری کے پاس سے استحقاق میں لی گئی اور ہنوز اسنے دام نہیں دیئے ہیں یا کچھ دام دیئے ہیں تو جبراً اس سے کل دام یا باقی دلوائے جاوینگے کیونکہ شاید قاضی استحقاق کے گواہوں پر ڈگری نہ کرے یا استحقاق بیع کی اجازت دیدے یہ محیط میں ہو مشتری نے جب بائع سے دام طلب کیے اسنے دام واپس لینے کا وعدہ کیا ہے

اگر استحقاق ثابت ہونے میں مشتری کی تصدیق کر چکا اور اپنے سہل فاضل نہیں کر لیا ہو تو دام پھر دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر استحقاق کا اقرار نہیں کیا صرف وعدہ کر کے وعدہ خلافی کی تو مجبور نہ کیا جائیگا یہ خلاصہ بین ہو۔ اگر مشتری نے اپنے بائع سے دام لینے چاہے آئے تھوڑے داموں پر مشتری سے صلح کر لی تو بائع اپنے بائع سے بوسے دام لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک نے دوسرے سے ایک دار لعوض ایک غلام کے خرید اور باہم قبضہ کیا پھر نصف دار استحقاق میں لیا گیا تو مشتری کو اختیار ہو چاہے باقی دار نصف کو آدھے غلام میں لیوے یا ترک کر دے اور غلام خریدنے والے کو خیار نہوگا اگرچہ نصف کا متفرق ہونا اور باقی کا شرکت کی وجہ سے عیب دار ہونا اسکے پاس بھی لازم آتا ہو اور علیٰ ہذا اگر نصف غلام میں استحقاق ثابت ہوا نہ نصف دار میں تو مشتری دار کو خیار نہوگا اور اگر نصف غلام اور نصف دار دونوں استحقاق میں لے گئے تو کتاب میں مذکور ہو کہ ہر ایک کو خیار ہو چاہے ترک کر دے یا دوسے اور ماؤذ و ترک کی مقدار کتاب میں مذکور نہیں ہو چارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ چاہے جو تھانی کو جو تھانی کے عوض لے یا ترک کر دے اور بعض اصحاب نے فرمایا کہ چاہے نصف کا نصف کے عوض لے یا ترک کر دے اور اگر ہنوز کسی نے کچھ اختیار نہ کیا تھا کہ استحقاق نے نصف غلام میں اجازت دیدی یا مشتری کو بیہ یا صدقہ میں دیکر سپرد کر دیا تو مشتری غلام کا خیار باطل ہوگا مشتری دار کا باقی رہا یہ محیط میں ہو۔ زید نے عروسے غلام خرید اور بکر کے ماتھ فروخت کیا پھر زید نے دوبارہ خرید اور اسکے ماتھ سے استحقاق میں لے لیا گیا تو عروسے دام واپس کر سکتا ہو ایسا ہی خمس الاسلام محمود اور حنبلی کا فتویٰ منقول ہو اور یہ حکم اس روایت کے موافق صحیح ہو سکتا ہو کہ حسین مذکور ہو کہ استحقاق کے ثبوت سے تمام بیع حقد واقع ہوئی ہوں فسخ ہو جاتی ہیں لیکن موافق ظاہر الروایت کے اگر استحقاق کے ایک ہونے کا حکم کیا جاوے تو تمام بیعوں کا فسخ ہونا واجب نہیں پس زید کا فروخت کرنا اور دوبارہ خریدنا بھالہ باقی رہو پس عروسے واپس نہیں کر سکتا ہو بلکہ بکر سے واپس کرے پھر بکر اس سے واپس کرے پھر عروسے واپس کرے یہ فصل عمادیہ میں ہو۔ ایک نے دوسرے سے ایک گھر خرید اور اسے قبضہ کیا اور اس سے استحقاق میں لے لیا گیا پس سختی نے مشتری سے کہا کہ جو دام تو نے بائع کو دیے ہیں وہ مجھے لے لے آئے یہ پھر سختی نے چاہا کہ جو کچھ مشتری کو دیا ہو اسکو واپس کرے تو بعض مثل نے کہا کہ وجہ ہو کہ اسکو یہ اختیار نہو گیا براس روایت کے حسین مذکور ہو کہ سختی کے واسطے ملک کا حکم ہونے سے تابع فسخ ہو جاتی ہیں اور موافق ظاہر الروایت کے واپس لے سکتا ہو۔ اور اگر مشتری نے بائع سے اپنے داموں کا مطالبہ کیا اور سختی نے مشتری سے کہا کہ مجھے اپنے دام لے لے آئے یہ پھر سختی نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو اتفاق الروایات ایسا نہیں کر سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ امام محمد نے بیانات میں ذکر کیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خرید اور اسے قبضہ کر لیا اور ایک شخص نے مشتری کے لیے ضمان رکھ کر لی کہ جو کچھ آئندہ پیدا ہو از قسم استحقاق و غیرہ تو میں تیرے واسطے ثمن کا ضامن ہوں پھر مشتری نے زید کے ماتھ فروخت کیا اور زید یا پھر زید نے عروسے کے ماتھ فروخت کر کے پھر دکر دیا پھر کسی سختی نے عروسے کو واپس کر کے ڈگری کرائی تو یہ حکم اس مشتری عروسے اور تمام بائعوں پر جاری ہوگا جسے کہ اگر عروسے کسی بائع نے سختی پر اپنی ملک طعن کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہوگے اور ہر دو مشتری اپنے اپنے بائع سے بدون اعادہ گواہوں کے دام واپس کر سکتے ہیں لیکن جب تک کسی بائع سے دام واپس نہ کیے جا دیں تب تک وہ اپنے بائع سے واپس نہیں کر سکتا ہو چنانچہ جب تک زید سے عروسے واپس نہ کرے تب تک زید اپنے بائع سے نہیں واپس لے سکتا ہو اور نہ زید کا بائع یعنی مشتری اول اپنے بائع سے قبل رجوع دریا فی مشتری کے واپس لے سکتا ہو اور مشتری اول ضمان رکھ لے لے سکتا ہو اور نہ مشتری کو اس امر کے گواہ وقت ثمن واپس کرنے کے پیش کرنے چاہیے ہیں کہ مجھے ثمن واپس لیا گیا یا نہیں پس دیکھنا چاہیے

کہ اگر قاضی کو معلوم نہیں کہ اس سے دو مصلوں کر لیے گئے ہیں مثلاً کسی دوسرے قاضی کے پاس اُس سے دھم واپس کر لے گئے تو گواہ لانا ضروری ہوگا اور اگر قاضی کو معلوم ہو تو ضرورت نہیں ہو اور اگر اس صورت میں غلام استحقاق میں لیا نہ گیا ملکاً اسے عمر و برہنہی اصلی آزادی کے گواہ قائم کر کے حکم آزادی حاصل کر لیا تو ہر ایک مشتری اپنے بائع سے اپنے دام قبل اپنے واپس دینے کے لے سکتا ہے اسی طرح مشتری اول بھی قبیل کے قبل اسکے کو خود دام واپس کرے دام بھر لے سکتا ہو اور اگر اس صورت میں غلام نے اصلی آزادی کے گواہ نہ دیے بلکہ یوں دعویٰ کیا کہ میں فلان شخص کا غلام تھا اُس نے مجھے ایک سال سے آزاد کیا اور اس امر کے گواہ پیش کیے یا خود کسی شخص نے یہی گواہ پیش کیے کہ میرا غلام تھا میں نے اسکو ایک سال سے آزاد کیا ہے اور تاریخ آزادی کی سب فروخت کی تاریخوں سے سابق ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو ہر مشتری اپنے بائع سے قبل دام واپس دینے کے لے سکتا ہے اسی طرح اگر قاضی نے بھی یہی حکم ہو اسی طرح اگر غلام نے یا کسی شخص نے یہ گواہ قائم کیے کہ میرا غلام تھا میں نے اسکو مدبر کر دیا ہے۔ اسکو ایک سال کا عرصہ ہوا یا جاسے غلام کے باندی تھی کہ اُسے گواہ قائم کیے کہ میں فلان شخص کی ایک سال سے ام ولد ہوں یا کسی شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے اور مدبر یا استیلا کی تاریخ سب فروخت کی تاریخوں سے سابق ہو یا تاریخ بالکل معلوم نہیں ہوتی ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو بھی یہی حکم ہو کہ ہر مشتری اپنے واپس دینے سے پہلے دام واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر مدبر کرنے یا آزاد کرنے یا ام ولد بنانے کی تاریخ سب فروخت کی تاریخوں سے بعد ہو مثلاً غلام یا باندی نے اخیر کے مشتری پر گواہ پیش کیے کہ میں فلان کا غلام یا اسکی باندی ہوں کہ اُس نے مجھے اس مشتری اخیر کے خریدنے کے بعد آزاد کیا یا مدبر یا ام ولد بنایا ہے یا کسی شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اس پر ڈگری کر دی تو یہ حکم اور ملک مطلق کی ڈگری دونوں یکساں ہیں۔ اور اگر اس غلام کی عتق کی تاریخ بیع کی تاریخوں کے بیچ میں واقع ہو کہ بعض تاریخ عتق سے پہلے اور بعض بعد ہیں تو قبل عتق میں ہر مشتری اپنے بائع سے اپنے دام قبل اپنے واپس دینے کے نہیں لے سکتا ہو اور جو بعد عتق کے بیچ واقع ہوئی اُس میں ہر مشتری اپنے بائع سے اپنے دام واپس کرنے سے پہلے اپنے دام واپس لے سکتا ہے اعتباراً ببعض بالکل یہ محیط میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خریدی اور اس پر قبضہ کر لیا پھر ایک سختی نے گواہوں سے استحقاق ثابت کر کے باندی لے لی تو مشتری اپنے بائع سے دام واپس کر لیا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مشتری نے سختی کی ملک ہونے کا اقرار کر دیا یا قسم لی گئی اور اُس نے انکار کیا اور سختی کی ڈگری ہو گئی پھر اپنے بائع سے دام واپس لینے چاہے تو اسکو اختیار نہیں اور اگر گواہ قائم کیے کہ بائع نے اقرار کیا ہو کہ یہ بیع سختی کی ملک ہو تو وہ واپس لے سکتا ہے اور اگر اسکے پاس گواہ نہ ہوں اور چاہا کہ بائع سے اس امر کی قسم لے کہ میں نے سختی کی ملک ہونے کا اقرار نہیں کیا ہو تو قسم لے سکتا ہے کذا فی الحاصل پس اگر بائع نے قسم سے نکول کیا تو میں واپس کر چکا کذا فی الوجہ للکدری اور اگر مشتری نے اپنے اقرار یا نکول کے بعد اس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے کہ یہ بیع سختی کی ملک ہو اور مراد اسکی یہ ہو کہ بائع سے دام واپس کرے تو نہ نجات نہ ہوگی اور اگر باندی کا کوئی مستحق نہ پیدا ہوا بلکہ اُس نے اپنی اصلی آزادی کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اسکی اصلی آزادی کا اقرار کیا یا قسم سے انکار کیا اور قاضی نے باندی کی اصلی حرہ ہونے کی ڈگری کر دی تو اپنے بائع سے دام واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر بائع نے مقولہ مشتری سے انکار کیا اور مشتری نے کہا کہ میں اصلی آزادی کے گواہ دیتا ہوں تو مقبول ہو گئے۔ اور اگر سختی نے مشتری پر یہ دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری ہو میں نے اسکو آزاد یا مدبر یا ام ولد بنایا ہے اور مشتری نے اسکا اقرار کیا یا قسم سے نکول کیا تو بھی اپنے دام واپس لے سکتا ہے نہیں لے سکتا ہو پس اگر مشتری نے بائع پر اس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے تاکہ میں واپس کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اسکے گواہوں نے حق مطلق کی بدون تاریخ کی گواہی دی یا ایسی تاریخ بیان کی کہ خرید کی تاریخ سے پہلے ہو تو گواہی

مقبول اور اپنے دام واپس لیگا اور اگر بعد خرید کے عتیق واقع ہونے کی تاریخ بیان کی تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں، جو امام محمد رحمہ اللہ نے زیادات میں فرمایا کہ ایک باندی عبد اللہ کے پاس ہو پس ابراہیم نے محمد رحمہ اللہ سے کہا کہ اگر محمد یہ باندی جو عبد اللہ کے پاس رہی میری باندی تھی میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر کے تیرے سپرد کر دی تھی اور تو نے دام نہیں دیے تھے دلیکن عبد اللہ نے تجھے غلبہ پا کر تجھے غصب کر لی اور محمد نے اس کے سب قول کی تصدیق کی اور عبد اللہ اس سب سے منکر ہو کر کہتا ہو کہ میری باندی جو عبد اللہ کا قول باندی کے بائین مقبول کا اوٹھن کی ڈگری ابراہیم کے نام محمد پر ہوگی یہ محیط میں ہو۔ پھر اگر اس باندی کو عبد اللہ سے کسی شخص نے ملک مطلق یا ملک نتائج کے گواہ پیش کر کے لے لیا تو محمد کچھ دام ابراہیم سے واپس نہیں کر سکتا ہو اور اگر محمد نے سفیق پر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی جو میں نے ابراہیم سے خریدی ہو دیکھ لو اس کا مالک تھا اور میں نے اس پر قبضہ کر لیا تو اس کے نام باندی کی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر سفیق نے محمد پر نتائج کے گواہ پیش کیے تو محمد پر سفیق کے نام ڈگری ہوگی اور محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس کر لیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر باندی کا کوئی سفیق نہ پیدا ہوا لیکن باندی نے عبد اللہ پر گواہ قائم کیے کہ میں اصلی آزاد ہوں اور قاضی نے یہ حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا۔ اسی طرح اگر عبد اللہ نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میری باندی تھی میں نے اس کو آزاد کیا مگر بیاہم دلدنایا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا اور اسی طرح اگر باندی نے عتیق یا تبرک ستمیلا کے گواہ بدون تاریخ کے پیش کیے تو بھی یہی حکم ہو اور اگر تاریخ بیان کی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ابراہیم و محمد کے درمیان بیع واقع ہونے کی تاریخ عتیق ذخیرہ کے بعد ہو تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا اور اگر عتیق یا تبرک ستمیلا دشلہ ایک سال سے واقع ہونے کا دعویٰ کرتی ہو اور گواہ یہی گواہی دیتے ہیں اور ان دونوں کی بیع واقع ہونے کی تاریخ دو برس ہو یعنی اس سے پہلے ہو تو دام واپس نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر باندی نے عبد اللہ پر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھے مکاتب کر دیا ہو اور قاضی نے حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے نہیں لے سکتا ہو لیکن اگر باندی نے بدل کتابت ادا کر دیا ہو اور آزاد ہو گئی تو اس وقت محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس کر سکتا ہو کذا فی محیط۔ اور اگر عبد اللہ نے اقرار کیا کہ میں نے یہ باندی محمد سے سود ہزار کو خریدی اور قبضہ کیا اور دام دیدیے ہیں اور محمد نے اس کی تصدیق کی پھر باہمی تصدیق کے بعد عبد اللہ کے پاس سے یہ باندی استحقاق میں لے لی گئی تو عبد اللہ اپنے دام محمد سے اور محمد اپنے دام ابراہیم سے لے لیگا اور اگر عبد اللہ کے پاس سے باندی استحقاق میں لیے جانے کے بعد اس طرح باہمی تصدیق کی تو عبد اللہ اپنے دام محمد سے لے سکتا ہو اور محمد اپنے دام ابراہیم سے نہیں لے سکتا ہو اسی طرح اگر عبد اللہ نے محمد سے خریدنے کا اقرار کیا اور محمد حاضر یا غائب تھا اور ہنورا سکی طرف سے کوئی تصدیق یا تکذیب نہیں پائی گئی پھر عبد اللہ کے ہاتھ سے باندی استحقاق میں لی گئی پھر محمد نے اس کے قول کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہو اور اگر محمد نے کہا کہ میں ابراہیم پر اس امر کے گواہ قائم کرتا ہوں کہ عبد اللہ نے مجھے وہ باندی خریدی تھی اور مرد اس کی یہ ہو کہ ابراہیم سے ثمن واپس کر کے تو گواہ مقبول ہونگے۔ اسی طرح اگر محمد نے اس امر کے گواہ دیے کہ ابراہیم نے قبل اسکے کہ عبد اللہ کے پاس سے باندی استحقاق میں لے لیا دے عبد اللہ نے مجھے خریدنے کے دعوے کی تصدیق کی ہو تو بھی گواہ مقبول اور اپنے دام ابراہیم سے واپس کر سکتا ہو اور اگر محمد عبد اللہ نے باہمی تصدیق کی کہ محمد نے باندی عبد اللہ کو ہبہ کر کے سپرد کر دی یا صدقہ کر کے سپرد کر دی تو صورت ثانی و ثالث میں محمد اپنے دام ابراہیم سے نہیں لے سکتا ہو اور صورت اول میں لے سکتا ہو کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے ہزار درم کو ایک باندی خریدی اور دام دیدیے اور باندی پر ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ کسی شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہو اور شترتی و بائع دونوں حاضر ہیں اور قاضی نے سفیق کی ڈگری کر دی پھر بائع یا شترتی نے

دعویٰ کیا کہ بائع نے مشتری کے ماتھے فروخت کرنے سے پہلے یہ باندی اسی شخص سے خریدی تھی اور گواہ قائم کیے تو قبول ہو گئے۔ اور اگر مشتری نے بعد استحقاق ثابت ہونے کے قاضی سے درخواست کی کہ بائع سے کہا جائے کہ بیع میرے سپرد کر دے یا بیع تو ردیجاوے تو قاضی بیع تو ردیگا اور مشتری اپنے دام بائع سے وصول کر لے گا۔ پھر اگر قاضی کے بیع فسخ کر دینے کے بعد بائع کو اس امر کے گواہ دستیاب ہوئے کہ میں نے قبل فروخت کرنے کے شخص سے یہ باندی خریدی تھی تو بیع اپنے حال پر دیا ہی باقی رہ گیا کیونکہ وہ ظاہر و باطن میں نافذ ہو چکا ہو اور اگر دونوں میں سے کسی نے بیع کی اجازت دینی چاہی تو نہیں ہو سکتا ہو اور اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کر لیا پھر اس کے ماتھے سے استحقاق میں سے لے لی گئی اور مشتری نے بائع سے من لے لیا پھر بائع نے شخص سے خریدنے کے گواہ پائے اور مستحق پر پیش کر کے اپنی ڈگری کو الی پھر چاہے کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے تو حسین کے نزدیک اُسکو یا اختیار ہو اور بقیاس قول ابو حنیفہ اُسکو یہ اختیار نہیں ہو اور بیع خود نہ کر لے گی اور یہ حکم ہوتی ہو کہ قاضی نے مشتری کے نام بائع سے ثمن واپس لینے کا حکم کر دیا پھر بائع کو مستحق سے خریدنے کے گواہ دستیاب ہوئے اور اگر ہنوز مشتری کے نام یہ حکم نہیں کیا تھا کہ بائع نے مستحق قبیل فروخت کے خریدنے کے گواہ قائم کر کے اپنے نام باندی کی ڈگری کو الی تو باندی مشتری کو ملے گی پھر اگر قاضی نے بائع پر دامن کی ڈگری کر دی پھر بائع نے گواہ قائم کیے تو دیا ہی اختلاف مذکور جاری ہوگا۔ اگر مشتری نے باندی لینی چاہی اور باندی نے انکار کیا تو دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے اُسکے ذمہ لازم کرنے کا قصد کیا تو اُسکو اختیار ہو اور اگر مشتری نے بائع سے خصوصیت نہ کی لیکن اُس سے دام طلب کیے اُسے دیدیے یا بیع قبول کیا پھر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ پیش کیے اور باندی کی اس کے نام ڈگری ہوئی تو دونوں میں سے کسی کو اختیار نہیں ہو کہ باندی دوسرے کے ذمہ ڈالے اور اگر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ نہ قائم کیے بلکہ اس امر کے گواہ دیے کہ یہ میری ملک میں پیدا ہوئی تھی تو یہ صورت اور مستحق سے خریدنے کی صورت یہاں یکساں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک باندی خریدی وہ بچہ جنی یا درخت خریدا کہ اس میں پہل آئے اور ہنوز بچل اُسی پر تجھے کہ گواہ پیش کر کے ایک شخص نے اُسکا استحقاق ثابت کیا اور بچہ مشتری کے قبضہ میں ہو تو باندی و درخت کی ڈگری میں بچہ و بچل بھی تابع ہونگے اور اس میں اختلاف ہے کہ بچل و بچہ کی نسبت علیہ و خاص حکم ہونا چاہیے یا نہیں پس بعض نے کہا کہ اصل کی ڈگری ہو تا وہی فرع کی ڈگری ہو اور صدر الشہید نے فرمایا کہ فرع کا حکم بھی ہونا ضروری ہے چنانچہ اس صورت میں کہ بچل یا بچہ مشتری کے پاس ہو بلکہ دوسرے کے قبضہ میں ہو تو فرع کا حکم علیہ ہونا شرط ہو اور اگر باندی مشتری سے بچہ جنی تو بچہ خصوصیت کے نزدیک قیمت پر آزاد ہوگا اور اس قدر قیمت بائع سے واپس لے لے گا اور اگر بچہ مر گیا تو مشتری پر کچھ وجہ ہوگا اور اگر قتل کیا گیا اور قاتل سے دس ہزار درہم لیے تو مستحق کو صرف اُسکی قیمت دیگا اور اگر مر گیا اور مال کثیر چھوڑ گیا تو سب مشتری کا ہو اور بائع کو کچھ ڈانڈ نہ دیگا اور مشتری پر عقد واجب ہوگا اور اگر باندی نے کچھ مال کمایا یا کچھ اُسکو ہبہ کیا گیا تو مستحق اسکو سب اس کمائی کے لیے لے لے گا اور مشتری بائع سے صرف ثمن وصول کر سکتا ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر کسی سے اُنکو کے درخت خریدے یا زمین و درخت خرما سب خریدے اور قبضہ کر لیا پھر فقط میدان زمین کا استحقاق ثابت کیا گیا تو مشتری کو اختیار ہو کہ درخت بائع کو واپس کر کے پورا ثمن اُس سے واپس لے لے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک گھوڑا سب زمین کے خریدادہ استحقاق میں لے لیا گیا تو پورا ثمن واپس کر لے اور اگر بدولتی میں سے تھا تو مال لیا گیا تو بقدر حصہ کے واپس لے لے جیسا زمین کے ضائع ہو جانے کی صورت میں حکم ہو اور اگر زمین باقی ہو اور مشتری نے اُسکا واپس کرنا اور پورا ثمن واپس لینا چاہا اور بائع نے انکار کیا تو اُسکو یہ اختیار ہو یہ وجہ کروری میں ہے۔ ایک شخص نے زمین خریدی اور اس میں درخت بولے وہ درخت اُس کے پھر زمین استحقاق میں سے لے لی گئی تو مشتری سے کہا جائیگا کہ اپنے درخت اکھاڑے اور اگر اُنکا

اکھاڑنا زمین کو مشتری سے کہاجایگا کہ تجھ کو اختیار ہو چاہے ان درختوں کو رہنے دے اور مشتری کو درختوں کی قیمت
 اکھاڑے ہوئے کے حساب سے دے اور یہ رخصت تیرے ہو جائیگے یا اسکو اکھاڑنے کی اجازت دے اور جو کچھ تیری زمین
 کو نقصان ہوگا وہ نقصان مشتری و دیگر گائیں ہارائے وخت اکھاڑنے کا حکم کیا اور مشتری نے اکھاڑ ڈالے پھر بائع پر قابو پایا
 تو مشتری اس سے اپنا پورا ثمن واپس لیگا اور درختوں کی قیمت بائع کو نقصان زمین دالیا جو اس سے نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر مشتری
 نے مشتری کو درختوں کی قیمت دینا پسند کیا اور قیمت دیکر درخت اپنے واسطے رہنے دیئے پھر مشتری نے بائع کو پایا تو بائع
 سے اپنے دام وصول کرے گا اور درختوں کی قیمت نہیں لے سکتا ہو اور مستحق کو بھی بائع یا مشتری کسی سے نقصان زمین لینے کا
 اختیار نہیں ہو یہ سب امام اعظم رحمہ اللہ ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہو۔ اور اگر زمین کا کوئی شخص ظاہر نہو یا نہان تک کہ درختوں
 میں پھل آگئے خواہ کچھ گئے یا نہ گئے کچھ ایک شخص نے اگر زمین کا تحقیق ثابت کیا اور مشتری سے دخت اکھاڑ لینے
 کا مطالبہ کیا تو اسکو اختیار ہو پس اگر زمین کا بائع حاضر ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ بائع سے درختوں کی قیمت زمین میں جھے ہوئے کے
 حساب سے لے لے اور اسی طرح بائع کے سپرد کرے اور پھلوں کی قیمت نہیں لے سکتا ہو اور مشتری پر پھل توڑ لینے
 کے واسطے جبر کیا جائیگا خواہ کچھ ہوں یا کچھ ہوں اور بائع پر جبر کیا جائیگا کہ دخت اکھاڑے یہ فتاویٰ قاضی خان
 میں ہو۔ بائع نے ایک شخص کو مشتری پر ثمن کے واسطے حوالہ کیا اور مشتری نے محال کہ کو ثمن ادا کر دیا پھر یہ گھر جسکا ثمن
 ادا کیا ہو مشتری کے پاس سے استحقاق میں لے لیا گیا تو مجموع النوازل میں شیخ الاسلام علی سفدی سے منقول ہو کہ مشتری
 بائع سے اپنے دام وصول کرے پھر شیخ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر بائع کو نہ پاوے تو محال کہ سے وصول کرے فرمایا کہ
 نہیں اور جامع میں ہو کہ مشتری کو اختیار ہو چاہے قابض سے وصول کرے یا بائع سے۔ اگر کوئی چیز وکیل سے حزیری تو
 وقت استحقاق ثابت ہونے کے مشتری وکیل سے دام لیگا بشرطیکہ مشتری نے وکیل کو ثمن ادا کیا ہو اگر موکل کو دیا ہو تو وکیل
 سے کہا جائیگا کہ اپنے موکل سے وصول کرے مشتری کے سپرد کرے یہ ذخیرہ میں ہو۔ مجموع النوازل میں ہو کہ دو شخصوں میں
 ایک باندی کی بیع واقع ہوئی پھر حکم قاضی وہ باندی استحقاق میں لے لی گئی اور مشتری نے بائع سے دام وصول کر لیا
 پھر اماموں کے فتوے سے ظاہر ہو کہ حکم قضا غاصد تھا پس بائع نے مستحق سے وہ باندی لے لی تو مستحق علیہ بیع مشتری یا
 جسکے قائم مقام کو وہ باندی واپس کر لینے کا اختیار نہیں ہو لکن فی الغلاصہ ایک نے دوسرے سے قرطیس کسی قدر ثمن
 معلوم کو خریدی اور مشتری نے ایک حارمین قرطیس کے داون میں شکر کو دیا جسکی قیمت چالیں ہو پس اگر قرطیس میں تحقیق
 ثابت ہو تو مشتری اپنے بائع سے شکر وصول کر لیگا یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خرید کر
 قبضہ کیا پھر ایک شخص نے اگر باندی کا دعویٰ کیا اور مشتری نے اقرار کیا کہ یہ دعویٰ کی ہو اور بائع نے مشتری کی اس امین
 تصدیق کی کہ یہ اسی دعویٰ کی ہو اور مشتری نے بائع سے دام وصول کرنے چاہے پس بائع نے کہا کہ وہ باندی دعویٰ کی اسوجہ سے
 ہو گئی کہ تو نے اسکو بیہ کر دیا تھی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور مشتری اس سے دام نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر مشتری سے
 دو گواہوں کی گواہی ہو گئی اور خود مشہود علیہ یعنی مشتری نے گواہوں کی تعدیل کی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں
 گواہوں کا حال دریافت کر دیکھا اگر انکی تعدیل ہو گئی تو مشہود علیہ یعنی مشتری یا اسکا قائم مقام بائع سے اپنے دام وصول
 کر لیگا اور اگر تعدیل نہوئی تو مشہود علیہ پر انکی گواہی سے ڈگری ہو جائیگی کیونکہ خود اسنے انکی تعدیل کی ہو لیکن مشہود علیہ
 اپنے بائع سے دام وصول نہیں کر سکتا ہو اور یہ صورت بنسب خود اقرار کرنے کے قرار دیا جائیگی یہ فصول عمادیہ میں ہو۔

امام محمد نے جامع البیہین فرمایا ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درہم کو خریدنا اور مشتری کے حکم سے کسی کفیل کے اسکی طرف سے ثمن کی ضمانت کر لی اور کفیل نے بائع کو دام ادا کر دیے اور غائب ہو گیا اور غلام مشتری کے پاس سے استحقاق میں لے لیا گیا یا وہ آزاد یا دہر یا مکتبہ نکلا یا باندہ رہا تھی کہ ام ولد ثابت ہوئی پس مشتری نے اپنے بائع سے ثمن واپس لینا چاہا یا تو دیکھا جائیگا کہ اگر کفیل نے جو کچھ دیا تھا وہ مشتری سے لے لیا ہو تو مشتری بائع سے لے سکتا ہو اور اگر مشتری سے نہیں لیا ہو تو مشتری بائع سے نہیں لے سکتا ہو پھر جب کفیل حاضر ہوا تو اسکو اختیار ہو چاہے بائع سے وصول کرے یا مشتری سے لیوے پس اگر اسنے بائع سے لے لیا تو بائع مشتری سے نہیں لے سکتا ہو اور اگر مشتری سے لے لیا تو مشتری بائع سے واپس لیگا۔ اور اگر کفیل کے حاضر ہونے کے بعد مشتری نے بائع کا پیچھا کرنا چاہا قبل اسکے کہ کفیل مشتری سے لینا اختیار کرے تو مشتری کو یہ اختیار نہیں ہو اور اگر کفالت ہو بلکہ اولے ثمن کا حکم کیا ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو سب صورتوں میں بمنزکہ کفالت کے ہو۔ اور اگر ان اسباب میں سے جو ہم نے کفالت میں ذکر کیے کوئی نہ ہو لیکن قبضہ سے پہلے غلام مر گیا اور کفیل دام ادا کر کے غائب ہو گیا ہو تو مشتری کو اختیار ہو کہ بائع سے ثمن وصول کرے خواہ کفیل نے مشتری سے لے لیا ہو یا نہ لیا ہو۔ اور اگر اس صورت میں کفیل حاضر ہوا یا کفیل موجود ہی ہو تو کفیل کو اختیار نہیں کہ بائع سے دام واپس کرے۔ اور اگر غلام نہیں مرا بلکہ کسی سبب سے دونوں میں بیع فسخ ہو گئی پس اگر ایسے سبب سے فسخ ہوئی کہ وہ ہر وجہ سے فسخ ہو مثلاً بے قبضہ کے سبب عیب کے سبب قاضی یا قبل قبضہ کے بحکم قاضی یا بلا حکم قاضی واپس کیا یا اختیار روت یا اختیار شرط کی وجہ سے واپس کیا تو اسکا حکم مثل قبضہ سے پہلے غلام کے مرنے کی صورت کے حکم کے ہو اسی طرح اگر مشتری نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری طرف سے دام ادا کر دے اسنے ادا کر دیئے پھر مشتری کو پھر کرنے سے پہلے بائع کے پاس غلام مر گیا تو سب صورتوں میں مشتری ہی بائع سے دام وصول کرے گا۔ اور اگر کفالت بدون حکم مشتری کے ہو پھر دونوں میں ہر وجہ سے بیع فسخ ہو گئی تو کفیل کو اختیار ہو کہ بائع سے ثمن وصول کرے اور کفیل کو مشتری سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو۔ اور اگر فسخ بیع ان دونوں کے حق میں ہوئی اور حق ثالث میں بیع جدید قرار پائی جیسے اقالہ یا بعد قبضہ کے سبب عیب کے بدون حکم قاضی واپس کرنا تو کفیل کو بائع سے واپس لینے کا کچھ اختیار نہیں ہو اور حق قبض مشتری کو پہونچتا ہو اور حق قبضہ کیا اور وصول کیا ہو وہ کفیل کا ہو نہ مشتری کا۔ اور اگر کفالت ہو بلکہ بدون حکم مشتری کے کسی شخص نے ثمن ادا کر دیا تو تمام صورتوں میں وہی جواب ہو گا جو بلا حکم مشتری کفالت کو نے کی صورت میں ہم نے ذکر کیا ہو۔ اگر کفالت بحکم مشتری ہو پس کفیل نے پچاس دینار پر بائع سے ثمن کے عوض صلح کر لی تو کفیل کو اختیار ہو کہ مشتری سے دہم لیوے نہ دینار۔ پھر اگر غلام استحقاق میں لیا گیا اور کفیل غائب ہو پھر حاضر ہوا تو اسکو بائع کا پیچھا کرنا دینار دن کے واسطے دیا ہو اور کفیل کو مشتری کی طرف کوئی راہ نہیں ہو خواہ یہ استحقاق اسی مجلس میں ہو یا مجلس سے اقرار کے بعد ہو دونوں برابر ہیں اور ایسے ہی اگر بائع نے کفیل کے ہاتھ وہ درہم جسکی اسنے کفالت کی ہو دینار دن کے عوض فروخت کر دیئے پھر غلام میں استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل ہو گئی۔ اور مراد امام محمد کی بیع و صلح کے در بیان مساوات سے یہ ہو کہ دونوں کے مجلس سے جدا ہونے کے بعد بیع نہیں اور اگر دونوں کے مجلس میں موجود ہونے کی حالت میں استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل ہو گئی اور صلح باطل ہو جائیگی اور اگر غلام میں استحقاق ثابت نہ ہوا لیکن بائع کے قبضہ میں مر گیا حالانکہ کفیل بائع کے ہاتھ درہم کے عوض پچاس دینار کو فروخت کر چکا ہو اور بائع اس سے لیکر وصول کر لے ہیں تو مشتری پر اختیار ہو کہ بائع سے ہزار درہم وصول کرے اور کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو اسی طرح اگر کفیل نے بائع سے پچاس دینار پر صلح کی ہو تو بھی ایسا ہی ہو مگر صلح میں بائع کو اختیار

چاہے پچاس دینار واپس کرے یا ہزار درم پھر شریعت اور بیع میں بلا اختیار ہزار درم واپس کرے گا پھر صلح میں اگر بائع نے ہزار درم واپس کرنا اختیار کیا تو مشتری ہی اسکو وصول کر لے گا اور اگر پچاس دینار واپس کرنے چاہے تو خود کفیل انکو وصول کر لے گا اور کفیل کو مشتری سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ اگر مشتری نے کسی شخص کو حکم کیا کہ میری طرف سے بدون کفالت کے من اداکرے پس اس شخص نے پچاس دینار بعد از من کے بائع کے ہاتھ فروخت کیے تو جائز ہو اسی طرح اگر پچاس دینار پر صلح کی تو بھی جائز ہو۔ اور اگر کفیل نے بدون حکم مشتری کے من کی کفالت کرنی پھر کفیل نے بائع کے ہاتھ من کے عوض پچاس دینار فروخت کیے یا مقررہ ہزار درم پر صلح کر لی پھر مشتری کے قبضہ سے پہلے غلام مرگیا یا اس میں استحقاق ثابت ہوا تو مشتری کو بائع سے واپس کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ لیکن کفیل بائع سے واپس کرے گا اور صلح کی صورت میں بائع مختار ہوگا چاہے درم واپس کرے یا دینار سے اور بیع میں مختار ہوگا اور اگر کفالت بھی نہ ہو اور نہ ادائے قرض کا حکم کیا ہو لیکن اس شخص نے احسان کی راہ سے آکر اپنے دینار بعد از اس من کے جو مشتری پر ہو بائع کے ہاتھ فروخت کیے یا من کے عوض صلح کر لی تو ہر حال میں بیع باطل ہو لیکن صلح میں اگر یہ شرط لگائی کہ اس شرط پر دینار پر صلح کرتا ہوں کہ جو تیرا من مشتری پر ہو وہ میرا ہو تو باطل ہو اور اگر یہ شرط لگائی کہ اس شرط پر صلح کی کہ مشتری من سے بری ہو تو جائز ہو اور اگر صلح کو مطلقاً چھوڑا اس میں مشتری کے بری ہونے یا من کا اپنے تئیں مالک کرانے کی کوئی تصریح نہ کی تو بھی جائز ہو پھر اگر غلام میں استحقاق ثابت ہوا تو بائع پر دیناروں کا واپس کرنا مکمل ہو گا و جب ہوگا اور اگر غلام مرگیا تو بائع کو اختیار ہو چاہے کفیل کو دینار واپس کرے یا درم بکذا فی المحیط۔ اور اگر کفیل نے جید درم کی کفالت کی اور نہرہ ادائیگے تو مشتری سے جید لے گا اور اگر غلام استحقاق میں لیا گیا تو بائع یا مشتری سے نہرہ لے سکتا ہو اور اگر نہرہ کی کفالت کی اور جید ادائیگے تو نہرہ لے سکتا ہو اور اگر غلام میں استحقاق ثابت ہوا تو بائع سے جید درم واپس لے سکتا ہو اور مشتری سے نہرہ لے سکتا ہو اور مشتری بائع سے جید لے گا کذا فی الکافی۔ اور اگر غلام میں استحقاق ثابت نہ ہو لیکن قبضہ سے پہلے غلام مشتری کے پاس مرگیا اور کفیل نے جسکا التزام کیا تھا اس سے ناقص ادا کر چکا ہو تو کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ لیکن نہ مشتری سے ہزار درم نہرہ لے لے گا اور اگر کفیل نے جسکا التزام کیا تھا اس سے جید ادائیگے میں پھر غلام بائع کے قبضہ میں مرگیا تو کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہ ہوگی لیکن کفیل مشتری سے وہ درم لے سکتا ہو جسکی اس نے کفالت کی ہو اور مشتری بائع سے ویسے درم لے گا جو کفیل نے بائع کو دیے ہیں یعنی جید درم لے گا اور اگر مشتری نے کسی شخص کو حکم دیا کہ میری طرف سے بلا کفالت من اداکرے پس اس شخص نے مامور سے افضل درم ادائیگے تو مشتری سے ویسے ہی لے سکتا ہو جیسے ادا کرنے کے واسطے اس نے حکم کیا ہو اور اگر مامور سے ردی ادائیگے تو جیسے ادا کیے ہیں ویسے ہی واپس لے سکتا ہو پس اگر غلام استحقاق میں لیا گیا تو اس شخص کو اختیار ہو چاہے مشتری بکلی چھوڑ دے یا بائع کو چھوڑ دے پس اگر بائع سے واپس کرنا چاہے تو ویسے ہی لے سکتا ہو جیسے اس نے وصول کیے ہیں اور اگر مشتری سے لینا چاہے تو من ادائیگے ہونے کے لیکا بشرطیکہ ادا کیے ہوئے درم مامور سے ردی ہوں اور اگر جید ہوں تو جیسے ادا کرنے کا حکم تھا ویسے واپس لے سکتا ہو پھر مشتری بائع سے ویسے لے سکتا ہو جیسے اس نے مامور سے وصول کیے ہیں۔ اور اگر غلام میں استحقاق ثابت نہ ہو بلکہ قبضہ سے پہلے مرگیا تو شخص مامور کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ لیکن مشتری بائع سے جیسے ادا کیے ہیں ویسے واپس لے گا بشرطیکہ مامور سے ردی ادائیگے ہوں اور اگر جید ادائیگے میں تو بائع سے ویسے واپس لے سکتا ہو جیسے ادا کرنے کا حکم کیا تھا پھر محیط میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے مشتری کے واسطے اس طرح ضمانت کی کہ اگر استحقاق ظاہر ہو تو میں من کا ضامن ہوں تو جائز ہو لیکن جب مسخ نے

بحکم قاضی بیع مشتری سے لے لی تو کفیل سے اسکو درم وصول کرنا اسوقت ممکن ہوگا کہ جب بائع پر ثمن واپس کرنا واجب ہوگا اور بائع پر بیع پر ثمن واجب ہوگا اور بیع اسطور سے ہوگا کہ مشتری بائع سے ثمن واپس طلب کرے پس قاضی دونوں میں بیع منسوخ کر دے گا اور ثمن بائع پر واجب ہوگا اور اسوقت مشتری کو خیار ہوگا چاہے بائع سے وصول کرے یا کفیل سے پس اگر کفیل سے لیا اور کفالت بلا حکم تھی تو کفیل بائع سے نہیں لے سکتا ہر دیکھن بائع بعد استحقاق ظاہر ہو کر ڈگری ہو جانے کے اپنے بائع سے ثمن لے سکتا ہر یہ فصول عادیہ میں ہو۔ اگر مدعی نے دعا علیہ کو کوئی چیز دیدی اور گھر لے لیا پھر اس شو میں جین ہوئی واقع ہوئی استحقاق ظاہر ہو تو دینے والا دی ہوئی چیز کو واپس نہیں لے سکتا ہر یہ وجہ کر درمی میں ہو، اگر دیناروں کے حق سے درم پر صلح کر لی اور قبضہ کر لیا پھر نہیں بعد جدائی کے استحقاق ظاہر ہو تو دینار واپس لیگا یہ فصول عادیہ میں ہو۔ اگر کو درم سے اس کے نصف پر صلح کر لی اور بدل لے لیا پھر بدل میں استحقاق ظاہر ہو تو اس کے بدل واپس لیوے اور تمام قرضہ اول واپس نہیں لے سکتا ہر یہ وجہ کر درمی میں ہو اور اگر درم سے ایک کر لیں پر صلح کی تو جائز ہو پھر اگر زمین استحقاق ثابت ہو یا عیب پا کر اسکو واپس کر دیا تو اپنا صلح حق لے سکتا ہر بیع درم جو آپس مصلحتی بن واپس لے سکتا ہر یہ فصول عادیہ میں ہو۔

سولکھوان باب دعوے غرور کے بیان میں۔ اگر کسی شخص نے کوئی باندی بطور فاسد یا جائز خریدی یا بہہ یا صدقہ یا وصیت سے اسکا مالک ہو پھر اس شخص سے اس کے چند اولاد ہوئیں پھر اس پر کسی شخص نے استحقاق ثابت کیا تو سختی کے نام باندی مع اولاد کی ڈگری ہو جائیگی مگر جبکہ یہ ثابت ہو کہ اس شخص مستولد کا دھوکا کھایا اور اس کے ثبوت کے واسطے خرید یا بہہ وغیرہ کے گواہ ہونا ضرور ہیں اور جب اسے گواہ قائم کیے تو مستولد کا دھوکا کھانا ثابت ہو جائیگا تو اسوقت قاضی سختی کے نام باندی اور بچہ کی قیمت اور باندی کے عقر کی ڈگری کرے گا اور مشتری ہمارے نزدیک اس شخص سے جس نے اسکو مالک کیا ہو خواہ بائع ہو یا واپس ہو عقر واپس نہیں لے سکتا ہر اور خرید کی صورت میں بچہ کی قیمت البتہ واپس لے سکتا ہر اور در صورت بہہ واپس لے سکتا ہر

میں واپس نہیں لے سکتا ہر یہ محیط میں ہو۔ اور روز خصوصیت کی قیمت اولاد کی معتبر ہوگی اور جو اولاد روز خصوصیت سے پہلے مر گئی اسکی قیمت کا مستولد بالکل ضامن نہوگا یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ اور غرور اسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص باندی خریدے یا باندی بہہ و وصیت وغیرہ اسباب ملک کے اسکا مالک ہو اور ام ولد بنا دے پھر گواہوں سے ظاہر ہو کہ یہ دوسرے کی ملک ہو تو ان مسئلوں میں بچہ قیمت آزاد ہوگا یہ کافی میں ہو۔ ایک باندی نے ایک شخص کے پاس اگر بیان کیا کہ میں آزاد ہوں سے ہی پر اس سے نکاح کر لیا اور ایک بچہ ہوا پھر باندی کے مالک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہو اور ڈگری ہو گئی نتیجہ کی ڈگری بھی مالک کے نام ہوگی لیکن اگر شوہر اس امر کے گواہ قائم کرے کہ میں نے اس سے اسی بنا پر نکاح کیا تھا کہ یہ آزاد ہو تو ایسے گواہوں سے اولاد کی سبب آزادی یعنی غرور ثابت ہوگا اور آزادی کی صورت میں اس کے ملک کی ڈگری ہونے کی کوئی راہ نہیں ہو مگر باپ پر اسکی قیمت اپنے مال سے فی الحال وقت حکم قاضی واقع ہونے کی واجب ہوگی یہ مبیوط میں ہو۔ ورجو اولاد دخل سے قتل ہوئی اور باپ نے اسکی وصیت بحکم قاضی لے لی تو در صورت استحقاق روز قتل کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر وصیت میں سے کچھ نہیں لیا ہو تو اس پر بچہ کی قیمت کی ڈگری نہوگی اور اگر وصیت میں سے بقدر قیمت لے لی تو قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اس مستولد لڑکے کا کوئی لڑکا ہو گا نہ سبب وراثت باپ کے ساتھ لے لی اور وصیت میں سے بقدر قیمت یا کچھ مال برآمد ہو تو باپ پر اسی قدر کی ڈگری باپ کے مال سے کیجاویں اور وصیت اور ترکہ بہترین سے قیمت کی ڈگری نہوگی یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر خود باپ نے قتل کیا تو اسکی قیمت ڈنڈ دیکھا کذا فی الہدایۃ۔ اور اگر مستولد لڑکا

اور اگرچہ چند ترخصے ہیں تو سخت بھی قرضو ہوں میں شامل کیا جائیگا اور لڑکے کی ولاد باندی کے مولے کو نہ ملیگی اگرچہ آزادی اسکے مولے کی طرف سے اعتبار کی گئی اس واسطے کہ آزادی سختی کی طرف سے اعتبار کرنا صرف اس واسطے ہو کہ مستولد پر ضمانت واجب ہونا ممکن ہو مگر باقی احکام میں لڑکے کا حکم شامل آزادوں کے ہو اور اسی سے ہم نے کہا کہ مستولد سے سختی کو قیمت ولد کی ضمانت لینے کا اختیار ہو لیکن اگر سختی اس بچہ کا کوئی ذور جم محرم ہو تو لبیب قرابت کے یہ اعتبار نہیں ہو سکتا جو کہ سختی کی طرف سے بچہ آزاد ہوا لہذا ضمانت نہیں لے سکتا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر باپ کے پاس ہیں امہ کے گواہ نہ ہوں کہ میں نے باندی سے اس بنا پر نکاح کیا کہ یہ حرمہ ہو اور سختی سے علم پر قسم طلب کی تو سختی سے قسم لجا دیگی یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو خبر دی کہ یہ عورت حرمہ ہو اُسے اسی بنا پر اس سے نکاح کر لیا اور خبر دینے والے نے نکاح کر لیا اور ولاد ہوئی پھر ایک شخص نے عورت پر اپنی باندی ہونے کا استحقاق ثابت کیا اور قاضی نے بچہ کو بغیر آزادی کے اس سے نکاح کیا تھا۔ تو مستولد بچہ کی قیمت خبر دینے والے سے بھر لیگا۔ اور اگر خبر دینے والے نے اُس سے نکاح نہیں کر لیا بلکہ عورت نے خود اُس سے نکاح کر لیا اس بنا پر کہ وہ حرمہ ہو تو مستولد اس باندی سے لہذا آزاد ہونے کے بچہ کی قیمت لے سکتا یہ ذخیرہ میں ہو اگر کسی شخص بکر کو ایک باندی نے دھوکا دیا کہ میں زید کی باندی ہوں اسی پر زید سے بکر نے خرید لی اور ام ولد بنا یا پھر عورت نے استحقاق ثابت کر کے بیٹی کو بکر اپنا سن اور بچہ کی قیمت زید سے لیگا نہ باندی سے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر زید نے ایک باندی خریدی اور قبضہ کر کے عورت کے ساتھ فروخت کر دی اور عورت سے اسکے ولاد ہوئی پھر بکر نے استحقاق ثابت کر کے بیٹی کو عمر و اپنا سن اور بچہ کی قیمت اپنے بالغ سے لے سکتا ہو اور دوسرا بالغ اپنے بالغ سے بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہو یہ امام عظیمہ کا قول ہو کہ لانی فتاویٰ قاضی خان از زبدہ میں نے ایک باندی زیدی بھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کو بھجوا کر باندی کے اُس سے ولاد ہوئی اور بکر نے استحقاق ثابت کر کے باندی سے لے لیا۔ اولاد کی قیمت لے لی تو جس نے ام ولد بنایا ہو وہ آدھا سن اور آدھی قیمت اولاد کی بالغ سے بھر لیگا اور بھجوانے والے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور وہ بھجوانے والے بالغ سے آدھا سن لے سکتا ہو اور اولاد کی کچھ قیمت نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر ایک باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اسکے ایک بچہ پیدا ہوا پس ایک شخص نے اسکا دعویٰ کیا اور باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر اپنے شریک کو دید یا پھر کسی شخص نے استحقاق ثابت کر کے باندی اور بچہ کی قیمت اور عقر لے لیا تو مستولد اپنے بالغ سے آدھا سن اور آدھی قیمت اور شریک سے باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر واپس لیگا اور شریک سے اولاد کی قیمت میں کچھ نہیں لے سکتا ہو اور شریک اپنے بالغ سے آدھا سن واپس لیگا یہ مبسوط میں ہو۔ دو شخصوں نے ایک یتیم کے وصی سے ایک باندی خریدی اور ایک نے اسکو ام ولد بنایا پھر باندی استحقاق میں لے لی گئی تو بچہ قیمت آزاد ہوگا اور مستولد وصی سے بچہ کی آدھی قیمت لے لیگا اور آدھی باقی قیمت بچہ کی اپنے شریک سے نہیں لے سکتا ہو اگرچہ باقی آدھے کو اُس نے شریک سے خریدا ہو پھر وصی مال ضمانت کو یتیم سے لے لیگا۔ اسی طرح اگر نابالغ کے باپ نے فروخت کیا ہو تو مال یتیم سے لے لینے میں دونوں برابر ہیں۔ اسی طرح اگر فروخت کرنے والا وکیل یا مستضع ہو تو اُس سے واپس کر سکتا ہو جسکے واسطے بیع قرار پائی ہو اسی طرح اگر نابالغ مضاف ہو اور باندی میں بیع ہو تو جو کچھ اسکو بچہ کی قیمت دینی پڑی ہو وہ رب المال سے لیگا اور اگر باندی کے فروخت میں نفع ہو اور تو رب المال سے بچہ کی قیمت میں بقدر اس مال اور رب المال کے حصہ نفع کے واپس کر لیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک باندی ایک مرد سے بچہ جنی بھر نہیں استحقاق ثابت ہو واپس واپس کرنے والے نے کہا کہ میں نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہو اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی اور سختی نے دونوں کی تصدیق نہ کی تو بچہ سختی کا غلام قرار دیا جائیگا کہ پہلے سختی سے اس امر کی قسم لجاویگی کہ اگر

میں نہیں جانتا ہوں کہ اس نے باندی کو غلامانہ شخص سے خریدا ہو اور اگر مستحق نے اقرار کیا اور بائع نے انکار کیا تو بچہ آزاد اور باپ پر اس کی قیمت واجب ہوگی اور بائع سے واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر مستحق نے اقرار کیا ان دونوں نے اقرار نہ کیا تو اس کے اقرار پر بچہ بلا قیمت آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر مکاتب یا غلام نے مولے کی اجازت سے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا اس سے اولاد ہوئی پھر عورت بین اعتقاد ثابت ہوا اور سختی کے نام اس کی ڈگری ہو گئی تو امام اعظم کے قول اور امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے موافق بچہ آزاد ہو اس کی قیمت اس باندی کی خرید میں دھوکا کھایا تو بھی یہی حکم ہو یہ مبطون میں ہے۔ اگر کسی کی ام ولد یا مدبرہ یا مکتبہ کو کسی غیبی سے خریدا اور اس سے جماع کیا پس اس سے بچہ پیدا ہوا تو مستولد پر بچہ کی قیمت اور عقربہ برہ کے اور ام ولد کے مالک کو دینا واجب ہوگی اور مکتبہ کو عقربہ اور بچہ کی قیمت دینا پڑیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک مکتبہ نے اپنے آپ کو ظاہر کیا کہ میں آزاد ہوں اسی پر دوسرے شخص سے نکاح کیا بچہ معلوم ہوا کہ یہ مکتبہ ہی تو امام ابو یوسف کے دوسرے قول کے موافق مستولد اس مکتبہ کے واسطے ضمان ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ مکتبہ یا غلام ماذون نے ایک باندی فروخت کی اور مشتری نے اس کو ام ولد بنایا پھر وہ استحقاق میں سے نی گئی تو مستولد بچہ کی قیمت بائع سے پھر لیگا یہ مبطون میں ہے۔ مورث نے اگر وارث کے ہاتھ باندی فروخت کی اس نے ام ولد بنایا تو وہ استحقاق ثابت ہونے کے وارث مورث سے بچہ کی قیمت لے سکتا ہو یعنی اگر مورث مر گیا تو وارث اس کے مال سے ماسوائے حصہ میراث کے یہ مال لے سکتا ہو اور جس شخص کے واسطے باندی کی وصیت کر دی وہ وصیت کرنے والے کے بائع سے ام ولد بنانے اور استحقاق ثابت ہونے کے بعد بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہو نہ لیبیب عیب کے کہو واپس کر سکتا ہو یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر مرض نے اپنے مرض موت میں اقرار کیا کہ یہ باندی غلام شخص کی میرے پاس و ولایت ہو پھر وارث نے اس کے مرے کے بعد باندی سے طلی کی اور اس سے بچہ ہوا حالانکہ وارث کو اقرار مورث کا علم ہو پھر باندی پر استحقاق ثابت ہوا تو مستحق کے نام باندی اور بچہ دونوں کی ڈگری ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کو ایک باندی باپ سے میراث ملی اس نے ام ولد بنائی پھر اس میں استحقاق ثابت ہوا تو بچہ بقیہ آزاد ہوگا پھر ثمن اور بچہ کی قیمت مورث کے بائع سے واپس لیگا بخلاف موصی کے کہ اگر اس نے باندی کو ام ولد بنایا پھر ثمن استحقاق ثابت ہوا تو وصیت کرنے والے کے بائع سے واپس نہیں لے سکتا ہو۔ ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹا اور باندی چھوڑی اور اس کا ترکہ اقراض میں ڈوبا ہوا ہو پھر بیٹے نے باندی سے طلی کی اس کے بچہ ہوا تو باندی قرض میں فروخت کیا دیگی اور بیٹا باندی کا حق اور بچہ کی قیمت قرض ہوں کو ڈانڈ بھر لیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کسی نے اگر کو ادا قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے تو اس کے نام باندی و حق و بچہ کی قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اور اگر قرضہ محیط ہو تو باندی کی قیمت اور اسکے حق کا ضامن ہوگا اور اس سے قرضہ ادا کیا جائیگا اور باقی میراث بیٹے اور بچہ کی قیمت کا ضامن ہوگا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ قرضہ باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو اور اگر کم ہو تو بقدر قرض کے ضامن اور عقر کی ڈانڈ دیکھا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک شخص نے غضب کی ہوئی باندی خریدی حالانکہ جانتا ہو کہ بائع غاصب ہو یا ایسی عورت سے نکاح کیا جو کہتی ہو کہ میں حرہ ہوں حالانکہ اس کو معلوم ہو کہ یہ جھوٹی ہو اور اس کو ام ولد بنایا تو بچہ غلام ہوگا یہ مبطون میں ہے۔ اور اگر باندی خریدی حالانکہ جانتا ہو کہ یہ باندی غیر کی ہو پس بائع نے کہا کہ اس کے مالک نے مجھے اسکے فروخت کرنے کا وکیل کیا ہو یا وہ مر گیا اور مجھے وصی کر گیا ہو پس بنا برائے اسکے تھ فروخت کر دی اور مشتری نے اس کو ام ولد بنایا پھر مالک نے حاضر ہو کر وکالت سے انکار کیا تو اس کو اختیار ہو کہ باندی کو اور بچہ کی قیمت کو لے لے پھر مشتری اپنے بائع سے اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت واپس لیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی خرید دے اس نے خرید دی اور موکل کے مال سے دام دیدیے اور موکل نے اس کو

اسم ولد بنا یا پھر باندی میں استحقاق ثابت ہوا تو مستحق اس باندی کو اور بچہ کی قیمت اور باندی کا عقر موکل سے لے لیگا نہ وکیل سے اور موکل اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت بائع سے لے لیگا ولیکن اس باب میں بائع سے خصوصت کرنا وکیل کے ذمہ ہو پس اگر بائع نے مستولد کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مستولد نے گواہ قائل کیے کہ فلان شخص نے میرے حکم سے یہ باندی اس سے خریدی اور میرے مال سے دام دیے ہیں تو مشتری بائع کی طرف سے دھوکا کھانے والا شمار ہوگا اور بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت لے سکتا ہو اور وکیل ہی اس باب میں والی خصوصت ہوگا اور اگر مستولد کے گواہوں نے خریدی کی گواہی دی اور یہ گواہی اندوی کہ جسکولد نے مشتری کو خریدنے کا حکم کیا تھا صرف یہ گواہی دی کہ مشتری نے اقرار کیا کہ میں نے اس باندی کو فلان شخص کے واسطے اس کے حکم سے خریدا ہو پس اگر گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے خرید سے پہلے یا حالت خرید میں ایسا اقرار کیا کہ میں اسکو فلان شخص کے واسطے خریدتا ہوں تو مستولد بائع کی طرف سے دھوکا کھانے والا شمار ہوگا اور اسکو بائع سے بچہ کی قیمت لینے کا اختیار ہو اور اگر گواہوں نے گواہی دی کہ مشتری نے یہ اقرار خریدنے کے بعد کیا ہو تو مستولد بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے نفع کی مضاربت پر دیے اُسے ان درم ہوں سے ایک باندی خریدی جو دو ہزار درم کے انداز کی ہو پس مضارب نے اسکو ام ولد بنا یا پھر وہ استحقاق میں لے لی گئی تو پچھتہ بغیر آزاد ہو پھر مضارب اپنے دام بائع سے لے لیگا اور وہ ثمن مثل سابق کے مال مضارب ہوگا وہ یہ بھی بائع سے بچہ کی چوتھائی قیمت لیگا اور وہ خاصہ مضارب کی ہوگی مضاربت کے مال میں نہوگی اور اگر باندی میں زیادتی نہو تو مستحق بچہ کو مع باندی کے لے لیگا اور مضارب سے اسکا نسب ثابت نہوگا۔ اور اگر رب المال نے خود اسکو ام ولد بنا یا پس اگر باندی میں زیادتی نہو تو پچھ آزاد ہوگا اور رب المال پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت پس لیگا اور اس باب میں خصوصت کرنے والا مضارب ہوگا پس ثمن مال مضاربت میں داخل ہوگا اور بچہ کی قیمت رب المال کو ملے گی اور اگر باندی دو ہزار درم کے برابر ہو تو بائع سے تین چوتھائی بچہ کی قیمت میں سے بچا دیگی اور ثمن واپس لیا جائیگا کہ وہ مال مضارب میں داخل ہوگا یہ مبسوط میں ہو ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی خریدنے کا حکم کیا اُسے اس کے واسطے خریدی پھر موکل نے اسکو ہسہ کر دی وہ اُس سے ایک بچہ جنی پھر ثمن استحقاق ثابت ہوا اور باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت لے لی گئی تو وکیل کرنے والا بائع سے پچھ نہیں واپس کر سکتا ہو کیونکہ وہ غیر کے واسطے خریدنے والا تھا یہ محیط خرسی میں ہو۔ ایک شخص نے باندی خریدی اسکو آزاد کر کے دوسرے سے نکاح کر دیا اور شوہر کو خبر دی کہ یہ آزاد ہو یا باندی ہی ولیکن شوہر کو اسکا خریدنا اور آزاد کرنا معلوم ہو پھر شوہر نے اُس سے وطی کی اور بچہ پیدا ہوا پھر اس میں استحقاق ثابت ہوا تو شوہر پر واجب ہو کہ مستحق کو اسکا عقر اور بچہ کی قیمت ادا کرے پھر شوہر اس نکاح کر دینے والے سے بچہ کی قیمت واپس نہیں لے سکتا ہو یہ ذخیرہ میں ہو ایک باندی خریدی اور ام ولد بنائی پھر آزاد کر کے اُس سے نکاح کیا پھر اُس سے وطی کی اور بچہ ہوا پھر اس میں استحقاق پیدا ہوا اور مستحق نے باندی مع عقر اور دونوں بچوں کی قیمت لے لی تو مستولد بائع سے فقط پہلے بچہ کی قیمت واپس لیگا اور مستولد سے ایک ہی عقر لیا جائیگا یہ محیط خرسی میں ہو۔ اگر کسی شخص پر مال کا دعویٰ کیا اُسے ایک معین باندی دیکر صلح کر لی اور باندی پر دعویٰ نے قبضہ کر لیا اور اسکو ام ولد بنا یا پھر ایک مستحق نے آکر باندی میں استحقاق ثابت کیا تو وہ باندی کو مع عقر اور بچہ کی قیمت خصوصت کی قیمت لے لیگا پھر اگر بچہ کی قیمت کی ڈگری ہونے سے پہلے بچہ مر گیا تو اس بچہ کی قیمت کی ڈگری نہوگی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے تھی تو جس قدر مال کا دعویٰ ہے

تھا وہ مال اور جو کچھ ضمان دیا ہو یعنی بچہ کی قیمت سب مدعا علیہ سے بھر لیگا اور اگر صلح انکار مدعا علیہ یا سکوت پر بھی نقطہ اپنے دعویٰ پر رجوع کرے پھر اگر اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اسے نکل کیا تو اپنا مال دعویٰ اور جو ڈانڈ دیا ہو یعنی بچہ کی قیمت سب بھر لیگا اور سب صورتوں میں عقر نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر مال کا دعویٰ نہ کیا بلکہ نفس یا نفس سے کم کے قصاص کا دعویٰ ہو پس مدعا علیہ نے ایک باندی دیکر صلح کی اسے ام ولد بنائی پھر اس میں استحقاق پیدا ہوا پس اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے نہی تو باطل نہوگی و لیکن مدعا علیہ سے باندی کی قیمت اور جو ڈانڈ دیا ہو یعنی بچہ کی قیمت پس لیگا اور عقر واپس نہیں لے سکتا ہو اور اگر صلح بعد انکار مدعا علیہ یا سکوت پر نہی پھر اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے یا قسم لی اور مدعا علیہ نے نکل کیا تو اس وقت باندی کی قیمت اور جو ڈانڈ دیا ہو واپس لیگا پس اگر قسم لی اور اسے قسم کھائی تو کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک شخص کی مقبوضہ باندی کی نسبت دعویٰ کیا اسے ایک دوسری باندی دیکر انکار یا سکوت کے بعد صلح کر لی اور ہر ایک نے دونوں دعویٰ مدعا علیہ سے اپنی باندی کو ام ولد بنایا پس جو باندی دعویٰ کے پاس تھی اس میں استحقاق ثابت ہوا اور مستحق نے باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت لے لی تو مدعی اپنے دعوے کی جانب رجوع کرے اور بچہ کی قیمت فی الحال نہیں لے سکتا ہو لیکن اگر اپنے حق پر گواہ قائم کیے تو اس وقت اس باندی کی قیمت جس پر دعویٰ کیا تھا اور بچہ کی قیمت دونوں لے لیگا اور اگر وہ باندی جو مدعا علیہ کے پاس ہو استحقاق ثابت کر کے لے لی گئی اور مستحق نے وہ باندی مع عقر اور بچہ کی قیمت کے لے لی تو مدعا علیہ دوسری باندی کی قیمت مدعی سے بھر لے اور بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر دونوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ مدعی مدعا علیہ سے دوسری باندی لے یا وہی باندی جس میں دعویٰ واقع ہوا ہو پھر ہر ایک نے اپنی اپنی باندی کو ام ولد بنایا پھر ایک باندی استحقاق ثابت کر کے لے لی لئی تو جس پر استحقاق ثابت ہوا وہ دوسرے سے اس باندی کی قیمت جو اس سے لی گئی اور بچہ کی اس قدر قیمت جو مستحق کو ڈانڈ بھری ہو واپس کر لے یہ ذخیرہ میں ہے۔ مستولد سے نسب ثابت ہونے اور بچہ بقیمت آزاد ہونے میں مغرور اور مغرور دونوں کی اولاد برابر ہو فرق اس امر میں ہے کہ ولد مغرور اپنے مالک کرنے والے سے قیمت بچہ کی واپس لیگا جو اسے مستحق کو دی ہو اور ولد مغرور کی موت میں واپس نہیں لے سکتا ہو یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اہل ذمہ و اہل اسلام باب غرور میں ایک حکم رکھتے ہیں کذا فی المحیط

سترھواں باب تصرفات کے بیان میں۔ اگر کسی پر بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ نہ کہا کہ میرے خاں سے پیدا ہوا ہو تو یہ دعویٰ صحیح ہو اگر گواہ قائم کیے تو سماعٹ ہوگی اور بیٹے ہونے کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ زید کی مقبوضہ چیز پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو قابض نے اس پر اپنا قبضہ ناحق پیدا کر لیا ہو تو شاخ نے فرمایا کہ یہ دعویٰ غضب نہیں ہے اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ یہ چیز میری ملک ہو میرے قبضہ میں تھی اور قابض نے ناحق اپنا قبضہ پیدا کر لیا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یوں کہا کہ یہ میری ملک ہو میرے قبضہ میں رہی مانتا کہ مدعا علیہ نے ناحق اس پر اپنا قبضہ پیدا کر لیا ہو تو یہ قابض پر دعویٰ غضب ہے یہ فتاویٰ کا فیضان میں ہے۔ باندی کی آزادی اور تین طلاقات اور طلاق بائن واقع ہونے کا اگر قابضی حکم لگا دے تو اس کے حکم صحیح ہونے کے واسطے ابجا دعویٰ مونا شرط نہیں ہو اور یہ مسئلہ معروف و مشہور ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ طلاق رجعی کے حکم کے واسطے بھی دعویٰ شرط نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعی نے دو مالوں کا دعویٰ کیا ایک کو جیسا بیان کرنا چاہیے بیان کیا اور دوسرے کو نہ بیان کیا اور گواہوں نے ایسے ہی گواہی دی تو دونوں مالوں کی ڈگری نہوگی اور اگر گواہوں نے صرف مال معلوم کی گواہی دی تو صحیح ہو چھوٹا بھلا

میں برزید کے مقبوضہ کہ ہے پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو کیونکہ میں نے اسکو فلان شخص سے اس قدر اموال کو خرید لیا ہے اور
 تیسرے قبضہ میں ناحق ہو پس تجھ پر واجب ہو کہ مجھے سپرد کر دے تو ایسا دعویٰ سموع ہو گا یہ ذخیرہ میں ہو خلت بن ابوبکر
 بنے میں کہ میں نے شدادہ سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور دوسو درم چھوڑے پس ایک شخص زید نے میت پر سو درم کے
 گواہ قائم کیے اور قافانہ نے زید کی ڈگری کر دی پھر دوسرے شخص عمر و آیا اور اُس نے بھی میت پر سو درم کا دعویٰ کیا اور وارثوں
 نے اس سے انکار کیا اور دعویٰ کے پاس گواہ نہیں ہیں پس زید نے اس دوسرے یعنی عمر و کے واسطے مال کا اقرار کیا تو شدادہ
 نے فرمایا کہ جب قدر زید نے وصول کیا ہو وہ دونوں میں برابر تقسیم ہو گا خلت کہنے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور یہ مسئلہ کتابوں
 میں مسطور ہو یہ محیط میں ہو۔ زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ میں نے تجھ فلان زمین کا دعویٰ کیا تھا اُمین میرے تیسرے در بیان باہمی
 صلح شرعی واقع ہوئی ہو اور صلح صحیح کے گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے صلح فاسد واقع ہونے کے گواہ دیئے تو صلح صحیح کے گواہ مقبول
 ہونے سے چارہم الفتاویٰ میں ہو۔ ایک شخص مر گیا اور تین غلام مساوی قیمت کے چھوڑے کہ اُنکے سولے اسکا کچھ مال نہیں ہو اور
 ایک بیٹا چھوڑا کہ اُسکے سوا سے دوسرا وارث نہیں ہو پھر ایک شخص زید نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے لیے اس سالم نام
 غلام کی وصیت کی ہو اور وارث نے انکار کیا اور کہا کہ فقط اس دوسرے شخص عمر و کے نام اس بدھو غلام کی وصیت کی ہو اور عمر و نے
 اُسکی تصدیق کی تو قاضی زید کے نام سالم غلام کی ڈگری کر گیا اور عمر و کے نام کچھ بھی ڈگری نہ کر گیا اور اگر وارث نے سالم کو بعض
 بدھو کے خرید لیا تو جائز ہو۔ اسی طرح اگر ہزار درم کو خرید لیا تو بھی جائز ہو لیکن پہلی صورت میں وارث بدھو کی قیمت عمر و کو داند بھر لیا
 اور دوسری صورت میں حکم کیا جائیگا کہ بدھو کو عمر و کے سپرد کر دے۔ ایک شخص مر گیا اور ایک غلام ہزار درم کی قیمت کا چھوڑا
 کہ اُسکے سولے اسکا کچھ مال نہیں ہو پھر وارث نے اقرار کیا کہ میت نے فلان شخص زید کے واسطے اس غلام کی وصیت کی ہو
 اور میں نے اُسکے مرنے کے بعد اُسکی وصیت کو جائز رکھا پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرے میت پر ہزار درم قرض ہیں
 اور وارث نے انکار کیا تو قاضی اُس غلام کو فروخت کر کے اُسکے ثمن سے قرض ادا کر گیا پھر اگر وارث نے وہ غلام خرید لیا ہے
 یا وصیت یا میراث سے اُسکی ملک میں آیا اور زید نے چاہا کہ موافق اقرار وارث کے میں اس سے لے لوں تو کوئی راہ نہیں ہو
 اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ قرض کے گواہ سب غلام تھے تو قاضی بیع کو باطل نہ کر گیا بلکہ موصی کہ کو دام دیدیگا اور اگر قرض خواہ دام
 وصول کرنے کے بعد مر گیا اور پہلے میت کا وارث اسکا بھی وارث ہوا پس اگر بعینہ انہیں ہزار درم کا وارث ہوا تو مقرر اُس
 سے سکتا ہو اور اگر کسی اور مال کا سوا سے ان ہزار درم کے وارث ہوا تو اُمین سے بقدر ہزار درم کے فروخت کر کے مقررہ کو
 دام دیدیے جاوین اور اگر میت کا وارث اسکا وارث نہوا لیکن قرض خواہ نے متے وقت وصیت کی کہ ہزار درم بعینہ
 وارث مقررہ دیے جاوین تو وارث مقررہ واجب ہو گا کہ مقررہ کو دیدے اور اگر سوا سے ان ہزار درم کے کسی اور مال
 کی وصیت کی تو اُمین سے بقدر ہزار درم کے فروخت کر کے مقررہ کو دلائے جاوینگے۔ اور اگر انہیں سے کوئی بات نہ ہوئی
 لیکن قرض خواہ نے بعینہ ہی ہزار درم یا دوسرے ہزار درم مقررہ وارث کو ہبہ کر دیے پس اگر ہبہ حالت مرض میں اُس نے کیا
 تو اُسکا حکم وہی ہو جو وصیت میں نہ ہو ہو اور اگر حالت صحت میں اُس نے ہبہ کیا پس اگر بعینہ ہی ہزار درم ہبہ کیے تو مقررہ کو
 دلائے جاوینگے اور اگر دوسرے ہزار درم میں تو نہ دلائے جاوینگے۔ اور اگر قاضی نے یہ غلام کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت
 نہ کیا بلکہ قرض خواہ کو دیکر کہا کہ یہ غلام تیرے ہاتھ بعض تیسرے قرضہ کہیں ہو بائین نے اسکو بعض تیسرے قرضہ کے تیرا
 کر دیا اور قرض خواہ نے اسی طرح سے لیا پھر وارث نے اسکو خرید لیا ہے یا صدقہ میں پایا تو زید کو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو

اور اگر قاضی نے قرض خواہ کے ہاتھ فروخت نہ کیا بلکہ یوں دیا کہ یہ غلام تیرے قرضہ سے صلح میں دیا اور اس کے سپرد کر دیا پھر
 کبھی وہ غلام وارث کی ملک میں آیا تو مقرر کہ وہ دلوایا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص مرگیا اور اس نے تین غلام مساوی قیمت
 کے چھوڑے بھر وارث نے زیر کے واسطے کسی خاص غلام کی وصیت ہونے کا اقرار کیا اور زید نے تصدیق کی اور گواہوں نے
 گواہی دی کہ بیت نے اس دوسرے غلام کی وصیت اس عمر کے نام کی ہو اور وارث نے انکار کیا پس زید نے اپنے غلام کو آزاد
 کر دیا پس اگر گواہوں کی گواہی پر حکم ہونے سے پہلے آزاد کیا تو اس کا آزاد کرنا نافذ ہو جائیگا پھر اگر عمر کے گواہوں کی گواہی پر
 عمر کے نام ڈگری ہو گئی تو زید اپنے غلام کی قیمت وارث کو ڈانڈ بھر گیا اور اگر زید نے گواہوں کی گواہی پر حکم ہونے کے بعد آزاد
 کیا تو آزادی نافذ نہ ہوگی۔ پھر اگر وارث کبھی اس غلام کا جسکی عمر کے نام ڈگری ہوئی ہو مالک ہو تو جس غلام کا زید کے واسطے
 اقرار کیا ہو وہ اس کو دلایا جائیگا اور اسکی آزادی نافذ نہ ہوگی یہ محیط شخصی میں ہو۔ نوادر بن سماعین امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ
 ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے اور دو دار چھوڑے پس ایک شخص نے ایک دار کی نسبت یہ دعویٰ کیا کہ ان دونوں کے باپ نے
 مجھے غصب کر لیا ہو اور دونوں سے قسم لی پس ایک نے قسم کھائی اور دوسرے نے نکول کیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مدعی کے
 نام آدھے دار کی ڈگری ہوگی بقدر حصہ اُس بیٹے کے جس نے قسم سے نکول کیا ہو اور مدعی دوسرے دار میں سے بھی نکول کرنے
 والے کا آدھا حصہ فروخت کر کے لے لیا پس گواہوں کو باطل دار اس کو ملا جس کا اُس نے دعویٰ کیا تھا۔ اور اگر مدعی نے غصب کا دعویٰ
 نہ کیا بلکہ صرف یہ دعویٰ کیا کہ یہ دار میرا ہو تو مدعی کو نکول کرنے والے کا دوسرے گھر کا حصہ نہ ملے گا یہ محیط میں ہو۔ امام رحمہ سے
 روایت ہو کہ اگر گھر وارثوں کے قبضہ میں ہو اور ایک انہیں سے غائب ہو پھر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے غائب کا حصہ غائب
 سے خریدا ہو اور اس پر گواہ پیش کیے پس اگر باقی وارث حصہ غائب کا اقرار کرنے ہوں تو گواہ مقبول نہ ہوئے اور اگر منکر ہوں تو
 مقبول ہوں گے اور زید غائب پر ثابت ہو جائیگی حتیٰ کہ اگر غائب حاضر ہوا اور انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا یہ وجہ کر دی
 میں ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک باندی فروخت کی پھر مشتری غائب ہو گیا اور معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہو پس
 قاضی نے پاس مراغہ کیا اور درخواست کی کہ باندی فروخت کر کے میرا من ادا کیا جائے تو بدو گواہ قائم کرنے کے قاضی اس
 درخواست کو منظور نہ کر گیا پس اگر اس پر گواہ قائم کیے تو مذکور ہو کہ قاضی باندی کو فروخت کر گیا اور یہ بیع مشتری کے نام واقع
 ہوگی اور بائع کو دام ادا کر کے اُس سے ایک ثقہ کنیل لے لیا پھر اگر ان درمیان میں ثمن سے کمی پڑی تو مشتری پر رہی اور
 اگر زیادتی ہوئی تو مشتری کے واسطے رہی پھر اس مسئلہ کو باندی کے حق میں اسی طرح بیان کیا ہو گھر کے حق میں اس طرح بیان نہیں
 کیا اور واجب ہو کہ اگر بجائے باندی کے گھر فرض کیا جاوے تو یوں کہا جاوے کہ قاضی تعرض نہ کر گیا اور گھر کو فروخت
 نہ کر گیا۔ اور اگر مشتری کا مکان اور اسکی بہن معلوم ہو تو قاضی کو باندی فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہو۔ اگرچہ بائع اپنی
 درخواست پر گواہ قائم کرے۔ اور یہ حکم مذکور اس وقت ہو کہ مشتری جب آیا تو اُس نے اقرار کیا اور اگر آکر انکار کیا تو بائع کو دوبارہ
 مشتری پر خرید کرنے کے گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی یہ محیط میں ہو زید نے عمر کے ایک مقبوضہ گھر پر دعویٰ کیا کہ میری
 ملک ہو میرے باپ نے تیرے پاس بیٹن کیا تھا اُس نے انکار کیا پس گواہوں نے گواہی دی کہ یہ ملک زید کی ہو عمر کے پاس تھی
 ہو تو گواہی مقبول ہوگی اور عمر کا قبضہ ناجت ہو جائیگا کیونکہ اُس نے رہن سے انکار کیا ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ زید نے عمر پر دعویٰ
 کیا کہ یہ گھر میری ملک ہو میں نے تیرے باپ فلان بن فلان کے پاس اس قدر پر رہن کیا تھا پھر تیرا باپ مر گیا اور تیرے
 قبضہ میں چھوڑ گیا پس تجھ پر واجب ہو کہ اپنا قرض مجھ سے وصول کر لے اور گھر میرے سپرد کر دے پس عمر نے انکار کیا اور زید

کے گواہوں نے اُسکے دعوے کے موافق گواہی دی لیکن اس قدر زیادہ کیا کہ آج کے روز اس مدعی کی ملک اور اس کا حق ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہو تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ قیہ میں ہو اگر زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہے اور اس کے قبضہ میں ناحق ہو تو اس کا دعویٰ صحیح ہو اگرچہ اپنے دعوے میں یہ بیان نہ کیا کہ جس دن قابض نے مجھے لی ہو اس دن میری ملک تھی۔ اور اگر یوں دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے یہ باندی غصب کر لی تو دعویٰ صحیح ہو اگرچہ بیان نہ کیا کہ میری ملک ہو اور اگر گواہ قائم کیے کہ قابض نے مدعی سے غصب کر لی ہو تو قاضی قابض کو حکم دیگا کہ مدعی کے سپرد کر دے اور مدعی کی ملک کی ڈگری نہ کرے یہ محیط میں ہو۔ زید کے قبضہ میں ایک گھر ہو اس گھر کو عمرو نے زید کے سواے دوسرے سے بعض ایک غلام کے خریدا اور غلام اُسکے سپرد کر دیا پھر عمرو نے قابض سے گھر کی نسبت جھگڑا کیا اور اس سے بطور رہبہ یا صدقہ یا خرید یا ودیعت یا غصب یا اسکے مثل کے لے لیا تو اُس کو غلام لینے کی کوئی راہ نہیں ہو۔ پھر اگر قابض آیا اور مشتری سے وہ گھر واپس لیا مثلاً مشتری کے پاس بسبب غصب یا ودیعت کے تھا اُس نے واپس لیا تو مشتری بائع سے غلام واپس لیگا اور اگر بجائے گھر کے باندی ہو اور اُس کو بعض غلام کے خریدا اور وہ باندی مشتری کے پاس ان اسباب میں سے کسی سبب سے پہنچ گئی اور اُسکے پاس ہلاک ہو گئی تو اُس کو غلام لینے کی کوئی راہ نہیں ہو مگر ایک صورت میں وہ یہ ہو کہ باندی اگر مشتری کے پاس غصب ہو اور قابض نے اگر حکم غصب اُس سے قیمت کی ضمان لی تو وہ بائع سے غلام واپس لے سکتا ہو اسی طرح اگر باندی مشتری کے پاس بطور غصب کے ہو اور وہ بھاگ گئی پس قابض آیا اور مشتری سے اُسکی قیمت کی ضمان لی تو مشتری بائع سے غلام واپس لیگا پھر اگر وہ باندی بھاگنے سے لوٹ آئی تو غاصب کی ملک میں خود کر لی اور وہ مشتری ہو یہ ہمارے مذہب سے معلوم ہوا ہو اور وہ غلام خریدا باندی کے سپرد کیا جاوے گا باندی کے بائع کو غلام لینے کی کوئی راہ نہیں ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ زید نے عمرو سے ایک گھر بعض ایک غلام کے خریدا اور گھر عمرو کے سواے دوسرے کے قبضہ میں ہو یعنی سٹاکا بکر کے قبضہ میں ہو اور بکر مدعی ہو کہ یہ گھر میرا ہو پس زید نے بکر سے خصوصیت کی مگر اُسکے نام کچھ ڈی ہوئی اور مشتری نے قاضی سے درخواست کی کہ ہم دونوں میں بیع فسخ کر دیا جائے تو قاضی منظور کرے گا پس اگر قاضی نے عقد فسخ کر دیا اور بائع کو حکم دیا کہ مشتری کو غلام واپس کر دے پھر کبھی کسی سبب سے وہ گھر مشتری کے ہاتھ آ گیا تو فسخ بیع اپنے حال پر باقی رہا یعنی ہو چکا یہاں تک کہ مشتری کو یہ حکم نہ کیا جائے کہ غلام بائع کو واپس دے اور آیا یہ حکم دیا جائے کہ یہ گھر بائع کے سپرد کرے یا نہیں پس دیکھنا چاہیے کہ اگر مشتری نے وقت خرید کے صریح اقرار کیا کہ یہ بائع کا ہو تو حکم دیا جائے گا اور اگر صریح اقرار نہیں کیا تو اس مقام پر مذکور ہو کہ یہ حکم نہ دیا جائے گا۔ یہ محیط میں ہو۔ ایک زمین زید کے قبضہ میں ہو اس پر عمرو نے دعویٰ کیا کہ یہ زمین بکر کی طرف سے مصرف معلوم ہو وقف ہو اور میں اُس کا متولی ہوں اور شرط لفظ ذکر کر کے گواہوں سے ثابت کیا اور قاضی نے وقف ہونے کا حکم دیدیا پھر خالد نے اگر دعویٰ کیا کہ یہ زمین میری ملک وحق ہو تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہو۔ شیخ نجم الدین نسفی ۱۷ سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو کی مقبوضہ زمین پر دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک ہو اور اس مدعا علیہ کے قبضہ میں ناحق ہو پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میری ملک نہیں ہو یہ تو اس مصرف پر وقف ہو اور میں اس کا متولی ہوں پس قاضی نے مدعا علیہ سے اُسکے قول پر گواہ طلب کیے اور اُس سے اس قول پر گواہ لانے ممکن نہ ہوئے پس قاضی نے مدعا علیہ کو حکم دیا کہ یہ زمین مدعی کے سپرد کرے تاکہ جینک تو اپنے مقولہ پر گواہ لاوے یہ مدعی کے قبضہ میں رہے پس آیا یہ ٹھیک ہو تو فسخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سب خطا ہو قاضی کو نہ چاہیے کہ مدعا علیہ سے اُسکے مقولہ پر گواہ طلب کرے اور نہ مدعی علیہ کو حکم دے کہ زمین مدعی کے سپرد کر دے صرف

مدعی کو حکم کرے کہ مدعا علیہ پر اپنی ملک کے دعوے کے گواہ قائم کرے اور ایسے گواہ مقبول ہونے کے یہ محیط میں ہو، یعنی میں ہو، کہ زید کے قبضہ میں ایک مکان ہو، اس پر عمر و نے دعویٰ کیا کہ میرا ہو، میں نے اسکو قابض سے ہزار درم میں خریدا ہو اور بکر نے دعویٰ کیا کہ میں نے اسکو عمر و سے ہزار درم کو خریدا ہو اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں تو گھر قابض کا قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دونوں نے اس مقولہ سے انکار کیا اور دو گواہوں نے انکے ایسے اقرار کی گواہی دی اور دونوں گھر کا دعوے کرتے ہیں ہر ایک اپنی ملک کا مدعی ہو، اس مقولہ سے منکر ہو، جسکی گواہوں نے گواہی دی تو گھر کی ڈگری منظم اول کے نام یعنی مدعی غیر قابض کے نام ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو، ہشام نے فرماتے ہیں کہ امام محمد سے میں نے دریافت کیا کہ ایک شخص زید کے قبضہ میں ایک گھر ہو، اس پر عمر و نے دعویٰ کیا اور زید کو قاضی کے پاس لایا پس زید نے اقرار کیا کہ میں نے یہ گھر اس مدعی سے خریدا ہو اور دعویٰ کیا کہ میرے پاس اس کے گواہ ہیں تو کیا زید سے اس اقرار کی وجہ سے کہا جائیگا کہ گھر مدعی کے سپرد کر دے پس امام محمد نے فرمایا کہ قیاس کی رو سے کہا جائیگا کہ مان، لیکن استحسان میں زید کے قبضہ میں چھوڑ دینا اور کفیل اس سے لوٹنا اور تین روزہ کی مہلت دوٹکا پس اگر اپنے گواہ لایا تو خیر ورنہ اس پر ڈگری کر دوٹکا یہ محیط میں ہو، یعنی میں ہو کہ زید نے عمر و پر دعویٰ کیا کہ طیلسان جو تیرے اوپر بڑی ہو، میں نے تیرے ہاتھ اس قدر دامن کو بیچا ہو اور عمر و نے انکار کیا اور کہا کہ یہ میری طیلسان ہو، میں نے تجھے ودیعت رکھنے کو دی تھی تو نے مجھے واپس کر دی تو ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم لیا دیگی اور طیلسان زید کو واپس دیا جائیگی اور پہلے مدعا علیہ سے قسم شروع کیا جائیگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ابن ساعہ نے امام محمد کو لکھا کہ زید نے عمر و کے مقبوضہ غلام پر دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام بکر بن خالد غائب کا ہو اور اس نے اقرار کیا ہو کہ یہ زید کا ہو اور عمر و اس دعوے سے منکر ہو اور اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہو اور زید کہتا ہو کہ گواہوں نے سچ کہا اور حقیقت بکر نے میرے واسطے اقرار کیا تھا، لیکن میں اور وجہ سے بہر یا صدقہ یا خرید سے اسکا مالک ہوا ہوں تو امام محمد نے جواب دیا کہ اس سے اسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا جب تک کہ ہم یا صدقہ یا خرید بہ ثمن معلوم کے گواہ قائم نہ کرے اور اگر اس کے گواہ قائم کیے تو قاضی نقد دام لیکر اس کے نام غلام کی ڈگری کر دیگا اسی طرح اگر زید نے کہا کہ گواہوں نے سچ بیان کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور بہرہ و خرید کا دعویٰ نہ کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر مقرر حاضر ہو اور غلام اس کے قبضہ میں ہو پس مدعی نے کہا کہ یہ غلام اسی شخص کا تھا جسکے قبضہ میں ہو اور اس نے غلام کا میرے واسطے اقرار کیا اور قابض نے کہا کہ اس نے سچ کہا تو اس سے مقرر کو کچھ استحقاق حاصل نہوگا جب تک کہ اقرار کرنے والا بہرہ و قبضہ وغیرہ کا اقرار نہ کرے یہ محیط میں ہو، ایک نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر دعویٰ کیا کہ تو نے میرے ہاتھ ہزار درم کو یہ غلام فروخت کیا اور وہ میں نے تجھے دام ادا کر دیے پس مدعا علیہ نے بیع سے اور دام وصول کرنے سے انکار کیا پس مدعی کی طرف سے دو گواہوں نے گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا ہو کہ میں نے فروخت کیا اور دام وصول کر لیا اور کہا کہ ہم غلام کو نہیں پہچانتے ہیں، لیکن ہم سے بائع نے کہا تھا کہ بدھو میر غلام ہو اور دو گواہوں نے دوسروں نے گواہی دی کہ اس غلام کا نام بدھو ہو یا خود بائع نے اقرار کیا کہ اسکا نام بدھو ہو تو ایسی گواہی سے بیع تمام نہوگی اور بائع سے قسم لیا جائیگی اگر اس نے قسم کھائی تو دام واپس کرے اور اگر نکول کیا تو بیع لازم ہوگی اور اگر دو گواہوں نے یوں گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا کہ میں نے اپنا غلام بدھو فروخت کیا اور بدھو کے ساتھ کوئی کام یا صناعت یا حلیہ یا عیب ایسا نہ کیا جس سے اسکی شناخت ہو سکتی ہو اور وہ اس غلام سے مقابلہ کرنے میں موافق نکلا تو فرمایا کہ یہ گواہی اوپر ملی دونوں قیاس کیسا نہیں، لیکن استحسان میں کہتا ہوں کہ اگر کسی معرفت شناخت کی چیز کی طرف نسبت کی تو بیع جائز ہو اور یہی حکم باندی میں ہو کہ کافی فتاویٰ قاضی خان۔ اور اگر کسی معین غلام کی نسبت اقرار

کرنے کی گواہی دی اور اسکا نام لیا اور وصف بیان کیا اور کہا کہ ہم کو اپنے اُس دن دکھا دیا تھا اور نام تھا دیا تھا لیکن ہم اُسکو آج کے روز بعینہ نہیں پہچانتے ہیں تو ایسی گواہی باطل ہی اس جہت سے کہ دونوں اُسکی شناخت پر گواہ ہوئے پھر اپنی گواہی بھول گئے یہ محیط میں ہی۔ نوادر شریعت میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ زید نے عمرو پر دعویٰ کیا کہ اپنے یہ گھر مجھے صدقہ میں دیا اور میں نے قبضہ کر لیا یا میں نے اُسکو ہزار درم کو عمرو سے خرید کر قبضہ کیا یا عمرو نے مجھے بیوض ہزار درم کے بہتہ کیا اور میں نے قبضہ کر لیا اور عمرو نے اس سے انکار کیا پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ عمرو قالقین نے اقرار کیا کہ یہ گھر اس مدعی زید کا ہی تو فرمایا کہ اس گواہی کو قبول کر کے گھر مدعی کا قرار دو مگر پھر اگر مدعا علیہ نے ثبوت یا عوض کا جبکا زید نے اُسکے لیے اقرار کیا ہو دعویٰ کیا تو اُسکو دینا پڑیگا اور اگر یہ دعویٰ نہ کیا تو مدعا علیہ کا اس میں کچھ حق نہ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ زمین چہر دعویٰ ہوا ہو میرے قبضہ میں نہیں ہو اور مدعی نے اُس سے قبضہ کی قسم لینی چاہی تو اُسکو اختیار ہی تاکہ اقرار سے قبضہ ثابت ہو پھر جب قبضہ کا اقرار کیا تو قاضی یوں قسم لیگا کہ واللہ یہ زمین اس مدعی کی ملک نہیں ہے تاکہ ملک مقرر قرار پائے اور جب ملک کا اقرار کیا تو قاضی اُسکو حکم دیگا کہ اس زمین سے تعرض نہ کرے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے دعویٰ کیا کہ میں نے عمرو سے یہ گھر یا قریب یا زمین خریدی اور حدود بیان نہ کیے پس مدعا علیہ نے مدعی کے واسطے اسکا اقرار کر دیا اور حدود پر دونوں متفق ہوئے تو قاضی مدعا علیہ پر بسبب اُسکے اقرار کے اُسکی ڈگری کر دیگا اور اگر مدعا علیہ نے خرید کا اقرار کیا مگر حدود میں دونوں نے اختلاف کیا مدعی نے کہا کہ یہ حدود ہیں اور مدعا علیہ نے کہا کہ نہیں یہ حدود ہیں اور مدعا علیہ کے حدود سے اُس میں کمی آتی ہو بہ نسبت حدود مدعی کے اور مشتری کے پاس شناخت حدود کے گواہ نہیں ہیں تو ہر ایک دوسرے کے دعویٰ بشم کھاوے اور باہم واپس کر لیں اسی طرح اگر دو گواہوں نے اُنکے خریدنے کے اقرار کرنے پر گواہی دی اور حدود بیان نہ کیے پس اگر دونوں نے حدود پر اتفاق کیا تو یہ گواہی دونوں پر نافذ ہوگی اور اگر اختلاف کیا اور مشتری کے پاس حدود کے پہچاننے والے گواہ نہیں ہیں تو دونوں باہم قسم کھا دیں اور بیع توڑ دیں اور اگر دونوں نے قسم کھائی تو قاضی دونوں کے درمیان بیع نہ توڑیگا ہائیک کہ دریافت کرے پھر اگر مشتری نے انکار کیا تو بیع کو اُسی حدود سے لے کر جو بللے نے بیان کیے ہیں اور بللے کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا جائیگا اور اگر بللے نے نقص بیع کی درخواست کی تو قاضی کچھ انتظار کرے گیگا اگر مشتری کو کوئی ایسی حجت دستیاب ہوئی جس سے اُسکا دعویٰ ثابت ہو تو خیر ورنہ بیع توڑ دیگا۔ اور اگر مشتری نے بیعت کوئی بللے کے نام اپنے حقوق کا تحریہ کیا ہو پیش کیا اور اس میں حدود کو رہیں اور گواہوں نے اس خرید پر دونوں کے اقرار کرنے کی گواہی دی تو قاضی بللے کے ذمہ اُسکو لازم کر کے اُس سے مواخذہ کرے گیگا کہ مشتری کے سپرد کرے پھر اگر حدود میں دونوں نے اختلاف کیا تو باہم قسم کھا دیں اور بیع توڑ دیں لیکن اگر مشتری نے حدود کے گواہ پیش کیے اُنھوں نے موافق دعویٰ مشتری کے گواہی دی تو قاضی بیع لازم کر کے بللے پر لازم کرے گیگا کہ بیع موافق دعویٰ مدعی کے اُسکے سپرد کرے کہ ذاتی شرح ادب القاضی للخصاف۔ زید نے عمرو پر اُسکے مقبوضہ دار کا دعویٰ کیا کہ میں نے یہ دار اس سے ایک مہینہ پہلے خرید لیا اور مدعی نے انکار کیا پس مدعی نے اپنے دعوے کے گواہ قائم کیے پھر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ دار میرا تھا لیکن تین مہینہ ہوئے کہ میں نے اپنی عورت کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور عورت کی جو روئے اسکی تصدیق کی اور کہا کہ میں نے عمرو سے تین مہینہ ہوئے کہ یہ دار خرید لیا اور مدعی پر اپنے اس دعوے کے گواہ قائم کیے حالانکہ مہوز مدعی کے نام ڈگری نہیں ہوئی تو عورت کے گواہ مقبول نہوئے اور اگر شوہر یعنی مدعا علیہ پر قائم کیے تو مقبول ہونگے اور عورت کے نام دار کی ڈگری ہو جائیگی اگرچہ شوہر نے عورت کے واسطے اقرار کیا ہو یہ محیط میں ہے

فتاویٰ ابوالکلیث میں ہو کر زید کے قبضہ میں نصف دار ہو کر دعویٰ کیا کہ میں نے یہ سب دار وقف کیا ہو اور وقف کرنے کے دن یہ سب دار تھا اور گواہوں نے عمر کے تمام دار وقف کرنے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے اہل کے کا ایک عورت سے نکاح کیا اور گھر کے ایک منزل کا اُس کے نام مہر کر کیا اور عورت کے ہاتھ اُس کو بطور بیع صحیح کے فروخت کیا پھر یہ شخص مر گیا اور اُس کے وارثوں نے دعویٰ کیا کہ ہمارے باپ نے یہ منزل فلان شخص کے ہاتھ اس عورت کے نام تسلیم کرنے سے پہلے فروخت کر دی ہو تو وارثوں کی تصدیق نہ کی جاسکتی اور منزل اُسی عورت کی ہو لیکن اُس شخص کو چاہیے کہ اپنے گواہ قائم کرے کہ میں نے اس عورت کے خریدنے سے پہلے اُس کو خرید لیا ہو اور اس باب میں وارثوں کی گواہی مقبول نہ ہوگی یہ محیط میں ہو ایک بالغہ عورت کے باپ نے اُس کا نکاح کر دیا اور شوہر مر گیا اُس نے میراث کا دعویٰ کیا پس اگر کہا کہ میں نے اپنے باپ کو اپنے نکاح کا حکم دیا تھا تو نکاح ثابت اور وارث ہوگی اور اگر کہا کہ حکم نہیں کیا تھا ولیکن جب مجھے نکاح کی خبر پہنچی تو میں نے اجازت دیدی تو اُس پر گواہ لانے واجب ہو گئے اور یہی حکم بیع میں ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر زید نے گواہ قائم کیے کہ فلان شہر کے قاضی شیخ الاسلام حمزہ نے میرے نام اس عمر و پر ہزار درم کی ڈگری کی ہو اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اس قاضی نے عمر کے نام ان ہزار درم سے بریت کی ڈگری کی ہو تو قاضی حاکم عمر کے گواہوں پر حکم دیگا مدعی کے گواہوں پر نہ دیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک مرد کی منزل میں وہ مرد و عورت دونوں رہتے ہیں مرد اُس سے وطی کرتا ہو اور عورت کے اُس سے اولاد ہو پھر عورت نے نکاح کیا کہ میں اسکی جو رہنمیں ہوں تو امام ابو یوسف رہنے فرمایا کہ اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ اسی مرد سے ہو تو یہ اُسکی جوڑ ہو اور اگر کوئی اولاد نہ ہو تو عورت کا قتل مقبول ہوگا اگرچہ مرد کے ساتھ اس حالت سے رہتی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو اگر زید نے عمر و نصف دار کا جو اُس کے قبضہ میں ہو دعویٰ کیا اور قاضی نے گواہوں کی گواہی پر اُس کے نام یہ ڈگری کر دے اور اس مدعی کے دو بھائی ہیں ہر ایک بعد اُس کے دعویٰ کرتا ہو کہ یہ نصف دار میرا ہو پس اگر مدعی نے اُس پر قبضہ کر لیا ہو تو ان دونوں بھائیوں کے نام آدھے آدھے کی ڈگری اُسکی کر دی جاسکتی اور اگر قبضہ نہیں کیا ہو تو تینوں کو تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا یہ محیط میں ہو ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے چھوڑے پس اگر بیٹے نے عمر و دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم فرض ہیں اور اسپر گواہ قائم کیے اور دوسرے بیٹے نے بھی اسی عمر و دعویٰ کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم ایک باندی کا شن ہیں جو اُس کے ہاتھ فروخت کی گئی اور اسپر گواہ پیش کیے اور دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ باپ کے اسپر سو اے ہزار درم کے زیادہ نہیں ہیں تو ہر ایک کے واسطے باخمس درم کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے باخمس درم وصول کر لیے تو اس میں دوسرا شریک ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو قرض کی وجہ سے جو شخص قید ہو اگر اُس نے گواہ قائم کیے کہ میں مفلس ہوں اور رب الدین نے گواہ دیے کہ یہ مالدار ہو۔ تو قاضی فرضواہ کے گواہ مقبول کرے گا اگرچہ اُسکی مقدار ملک بیان نہ کی ہو یا نہ کہ قرضواہ کے گواہوں پر اُس کو برابر قید میں رہنے دیکھنا فی محیط

کتاب الاقرار

اس کتاب میں چند ابواب ہیں

باب اول اقرار کے شرعی معنی اور رکن اور شرط و اذوائس کے حکم کے بیان میں غی کے حق کے اپنے امر ثابت ہونے کی خبر دینے کو اقرار کہتے ہیں کذا فی الکافی۔ اقرار کا رکن مثلاً یون کہنا کہ زید کے مجھے اس قدر درم ہیں یا مثل کہ اسکے بیان کرے کیونکہ اس حق کا ظہور یا انکشاف ہوتا ہو پس شرط خیار اسی سے اس میں جائز نہیں ہو مثلاً کسی نے کہا کہ دید کا مجھے اس قدر درم یا یہ عین ہوشربہ یکہ مجھے تین روز تک خیار ہو تو خیار باطل ہوگا اگرچہ مقرر اپنے زید مثلاً اُسکی تصدیق کرے اور باطل لازم ہوگا یہ محیط شرعی میں

یہ شرط قرارین سے عقل و بلوغ بلا خلاف شرط ہیں ولیکن آزاد ہونا اور بیعت و بیعت میں نہیں
 کذا فی النہایہ پس اگر غلام نجور سے مال کا اقرار کیا تو یہ اقرار سب سے کے حق میں نافذ نہ ہوگا اور اگر فقہ اص کا اقرار کیا تو صحیح
 ہو کذا فی محیط السحری اور مال کا اقرار صحیح تو ہو مگر اس کا نفاذ اس وقت ہوگا کہ جب یہ غلام آزاد ہو جائے۔ اور غلام مانع ہونے
 کا اقرار ان چیزوں میں جو اسباب تجارت میں سے نہیں ہیں مستاجر ہوگا جیسے بیعت کے اس کا نفاذ نہ ہوگا مثلاً اس نے غلام سے بیعت
 بلا اجازت مالک کے نکاح کر لیا اور اس سے وطی کی اور مہر کا اقرار کیا یا کسی ایسے جرم کا چلے جو حق مالک مانع آتا ہو تو یہ کیا
 تو یہ اقرار باطل لازم نہ ہوگا بلامنفذ و قصاص کے اقرار کے باطل لازم نہ ہوگا کذا فی البیہین۔ اور اسی طرح بطلان خود زانیہ کی بیعت ہونا شرط
 ہوتے کہ جہیز و ہستی کی گئی اس کا اقرار صحیح نہیں ہو کذا فی النہایہ۔ و مستثنیہ کا اقرار اگر بطریق ممنوع ہو تو صحیح ہو سوائے حد و ثاؤن و شراب
 خوراک کے کہ رجوع کرنا قبول نہ ہوگا اور اگر بطریق مباح ہو تو صحیح نہیں ہو کذا فی الجہد الراتی و علی الخصوص اقرار کے
 جائز ہونے کی شرط یہ ہو کہ مقرب یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہو وہ ایسی ہو کہ مقررہ کو اس کا سپرد کر دینا واجب ہو خواہ بعینہ اس کا سپرد
 کر دینا مثلاً اپنے قبضہ کی کوئی شے عین کا دوسرے کے واسطے اقرار کیا یا اس کے مثل کا سپرد کرنا مثلاً اپنے ذمہ کسی قرض کا اقرار کیا
 اور اگر مستحب یا کسی چیز ہو کہ مقررہ کو اس کا سپرد کر دینا واجب نہیں ہو تو اس کا اقرار جائز نہیں ہو مثلاً اقرار کیا کہ میں نے
 فلاں شخص کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی یا اس سے کرایہ لی یا اس سے کوئی غلام کسی شے کے عوض خرید لیا یا ایک ٹھکانے سے
 عصبہ کر لی یا ایک دانہ بیہون کا عصبہ کیا تو یہ باطل ہوتے کہ سپرد کرنا جائز یا نہ کر کے کیا چیز ہو مثلاً یہ عصبہ میں ہو حکم
 اقرار کا یہ ہو کہ مقررہ کا نذر ہو نہ یہ کہ ابتدا و ثاؤن مباح ہو جائے کذا فی الکافی اور اسی سے ہم نے کہا کہ اگر مسلمان کے واسطے شراب
 کا اقرار کیا تو صحیح ہو اور اگر اقرار سے ابتداء تلبیک ہوتی تو صحیح ہوتا۔ اسی طرح مجبور کے یا کراہ طلاق و عتاق کا اقرار صحیح نہیں ہو
 اور انشاء و اہانت باکرہ صحیح ہوتے ہیں کذا فی محیط۔ اور اگر کسی نے خیر کے واسطے مال کا اقرار کیا اور مقررہ جاننا ہو کہ یہ شخص اپنے اقرار
 میں مجبور ہو تو اس کو مال لینا و دینا کی راہ سے حلال نہیں ہو ولیکن اگر مقررہ خوشی سے اس کو دیدے تو لے لے کہ یہ اذ سر نو
 بیہ ہو جاوے گا یہ قبیح نہیں ہو اور اقرار کو انظار عتبار کرنا فقط مقرب چیز کی حق ملکیت میں ہوتے کہ صرف اس کے اقرار
 سے مقررہ کی ملکیت کا حکم دیا جائیگا مقررہ کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہو ولیکن رد کرنے کے حق میں مثل بیہ کے تملیک تبدائی
 ہوتے کہ اگر مقررہ رد کر دے تو اقرار باطل ہوگا اور مقررہ تصدیق پائے جائے کے بعد اس کا رد کرنا کچھ کارآمد نہ ہوگا کیونکہ اقرار
 اس کے بعد وار د ہوا ہو۔ پھر اگر مقررہ کے رد کرنے سے خاص اسے ذاتی حق باطل ہوتا ہو تو اس کے رد کرنے سے اقرار دہوگا اور
 اگر دوسرے کا حق باطل ہوتا ہو تو اس کا رد کچھ کارآمد نہیں ہو مثلاً کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں شخص کے ہاتھ یہ غلام اس
 شخص سے کو فروخت کیا اور مقررہ نے اس کا اقرار رد کر دیا کہا کہ میں نے تجھ سے کچھ نہیں خریدا ہو پھر اس کے بعد کہا کہ میں نے خریدا ہو
 پس بائع نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اس کو نہیں بچا ہو تو بائع کے ذمہ بیعت نہیں سے لازم ہوگی کیونکہ اس نے بیعت تمام ہونے کے بعد بیعت
 سے انکار کیا اور دونوں بیعت میں سے ایک کے انکار سے بیعت میں نقصان نہیں آتا ہو۔ اگر دونوں منکر ہوں تو البتہ مثلاً
 مشتری نے کہا کہ میں نے نہیں خریدا بائع نے اس کی تصدیق کی کہ ان تو نے نہیں خریدا پھر کہا کہ نہیں بلکہ تو نے خریدا ہو تو خرید ثابت ہوگی
 اگرچہ کو یہ قائم کرے کیونکہ دونوں کے انکار سے بیعت ثابت ہو گیا جس مقام پر مقررہ کے رد کرنے سے اقرار باطل ہو گیا ہو اگر مقررہ نے دوبارہ
 اس اقرار کا اعادہ کیا اور مقررہ نے اس کی تصدیق کی تو اس کو اختیار ہو کہ اقرار مقررہ پر لے لے اور یہ استحسان ہو کذا فی محیط
 دوسرا باب بیعت میں بیعتوں کے بیان میں جو اقرار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں۔ زید نے کہا کہ عمر کو مجھ پر دوسرے

یا میری طرف سے دوسرے میں تو یہ قرض کا اقرار ہو اور دولت کا اگر دعویٰ کرے تو تصدیق نہ کیا جائیگا و لیکن اگر دولت اس کلام کے ملا کر ہو تو تصدیق کیا جائیگا یہ فتاویٰ خانہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میرے پاس ہیں تو یہ دولت کا اقرار جو اسی طرح اگر کہا کہ میرے ہاتھ میں یا میرے گھر میں یا میرے تھیلے میں یا خدمت میں تو یہ سب دولت کا اقرار ہو کذا فی المبسوط۔ اور اگر کہا کہ میرے پاس سو درم دولت قرض یا مضاعت قرض یا مضاربت ترخا میں یا کہ دولت دین یا دین دولت میں تو یہ قرض و دین میں یہ محیط سرخی میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے پاس فلاں شخص کے ہزار درم عاریت ہیں تو یہ قرض کا اقرار ہو اور یہی حکم بلی و وزنی چیزوں میں ہو کیونکہ جن چیزوں سے نفع آتا تھا نابرون تلف کرنے کے ناممکن ہو وہ قرض ہو مگر یہ فتاویٰ قاضیانہ میں ہو۔ فتاویٰ نسفی میں ہو کہ اگر کہا کہ مرا اتنا لان دہ درم دارتی است تو شیخ رہنے فرمایا کہ کچھ لازم نہ آویگا تا وقتیکہ یہ نہ کہے کہ مجھے میرے ہاتھ میں یا میری گردن پر ہیں یا یہ قرض واجب یا حق لازم ہو کذا فی الظہیر۔ اگر کہا کہ زید کے میرے مال میں یا میرے ان ذرمون میں ہزار درم ہیں تو یہ اقرار ہو پس اگر یہ درم تینہ میں تو اقرار دولت ہو ورنہ شرکت ہو پس اگر مقر نے اپنے مال سے ہزار درم معین کر کے کہا کہ وہ ہزار درم یہ ہیں تو اب یہ اس اقرار کا رد و اجتناب نہ کہا کہ رد ہو اور بعض نے کہا کہ اقرار شرکت باطل ہو گا کیونکہ ہزار درم کے تعین کا دعویٰ کرنے سے اقرار شرکت کا رد ہو جائے و نہ نہیں ہو کیونکہ جائز ہو کہ موافق اقرار ایک شے شرکت ہو پھر دونوں نے تقسیم کر لیے یہ دعویٰ تقسیم ہو گا اور اگر دوسرے نے قسم کھالی کہ تقسیم نہیں ہوئی اور تقسیم ہونا ثابت ہو تو اقرار شرکت اپنے حال پر باقی رہیگا اور اگر مقر نے ہزار درم اپنے مال سے معین کیے اور مقر نے انکار کیا تو اسی کا قول لیا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو اور اگر کہا کہ میرے مال میں سے اس کے ہزار درم ہیں تو یہ میری اقرار نہیں ہو حتیٰ کہ دیکھنے کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم تیرے ہیں تو یہ اقرار اس کی طرف سے ہے نہیں ہو یہاں تک کہ سپرد کرنے کے واسطے مجبور کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ زید کے واسطے میرے مال سے ہزار درم ہیں میرا حق نہیں ہو تو یہ دین کا اقرار ہو یہ مبسوط میں ہو۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا شوہر میری بات از تو یا نعم تو یہ میرا حق ہے تو اقرار نہیں ہو ایسا ہی صدر الشہید سے منقول ہو اور بعض نے کہا کہ اقرار ہو کذا فی الخلاصہ۔ اگر کہا کہ یہ کچھ اب اگر واسطے فلاں کے عاریت ہو یا فلاں سے یا ملک فلاں یا ملک فلاں یا در ملک فلاں یا فلاں کی ملک سے یا میراث فلاں یا در میراث فلاں یا بحق فلاں یا از طرف فلاں تو یہ سب الفاظ اقرار میں یہ محیط سرخی میں ہو اگر کپڑے یا جو پائے میں کہا کہ میرے پاس واسطے حق فلاں کے عاریت ہو تو اقرار نہیں ہو اسی طرح اگر کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس واسطے حق فلاں کے مضاربت میں تو یہ اقرار نہیں ہو بخلاف اسکے اگر قرض واسطے حق فلاں کے کہا تو یہ اقرار ہو اور اگر کہا کہ یہ درم میرے پاس واسطے حق فلاں کے عاریت ہیں تو یہ اقرار ہو کہ یہ درم فلاں شخص کے ہیں یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے ہاتھ کے میرے پاس عاریت ہیں یا لکھا کہ فلاں شخص کے ہزار درم مجھ سبب حصہ یا شرکت یا شرکت کے یا سبب اجرت یا اجرت کے یا مضاعت کے یا مضاعت میں تو یہ اقرار ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر کہا کہ فلاں کے مجھے ایک کڑیوں سبب سلم یا سلم یا سلم یا سلم یا سلم و جب میں تو اسکے ذمہ لازم ہو گئے اسی طرح اگر کہا کہ فلاں کے مجھے سو درم سبب ثمن بیع کے یا سبب بیع کے یا سبب بیع کے یا اجازت سے یا سبب اجازت کے یا اجازت یا اجازت یا سبب کفالت یا سبب کفالت یا کفالت پر آئے ہیں تو اسکے ذمہ لازم ہو گئے مبسوط کے باب الاقرار میں ہو۔ فتاویٰ ابواللیث میں ہو کہ اگر کہا کہ میں چیر فلاں رہت یا تیرہست۔ تو اقرار ہو اور اگر کہا کہ میں چیر فلاں رہا یا تیرا تو یہ نہیں ہو اور اگر کہا کہ میں چیر فلاں رہا۔ تو یہ اقرار ہو یہ ظہیر میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے نانا سے بیٹے سے کہا کہ میں مال تیرا درم با ختام تو کر درم یا ان تو کر درم۔ تو ملیک یعنی مالک کر دیا ہو اور امام ظہیر الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بنام تو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کردم۔ تملیک و اقرار کچھ نہیں ہو۔ ایک شخص نے کہا کہ میرا گھر اولاد اصغر کے واسطے ہو تو باطل ہو کیونکہ یہ میرا ہی اور جب اولاد کو بیان نہ کیا تو باطل ہو اور اگر یوں کہا کہ یہ گھر میری اولاد میں سے اصغر کے واسطے ہو تو یہ اقرار ہو اور اولاد سے انہیں کے تین چوتھوں کے واسطے ہو گا اسی طرح اگر کہا کہ تہائی یہ گھر میرا خدان کے واسطے ہو تو یہ بھی میرا ہی اور اگر کہا کہ تہائی اس گھر کا واسطے خدان کے ہو تو یہ اقرار ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر زید نے عروس سے کہا کہ ادا کر دے جو میرے ہزار درم تجھے ہیں اُسے کہا کہ ہاں اچھا تو یہ اقرار ہو یا یوں کہا کہ عنقریب تجھے یہ درم دید ونگا یا کل یہ تجھے دوں گا تو بھی اقرار ہو ایسے ہی اگر یوں جواب دیا تو تو بیٹھ کر مجھے تول دے یا تول کر اُنہر قبضہ کر لے یا بیٹھ کر نہ کہا صرف یوں کہا کہ تو اُنکو تول لے یا نقد پر کھ لے یا اُنکو لے لے تو یہ سب اقرار ہو بخلاف اسکے اگر صرف یوں کہا کہ تول یا پر کھ یا لے تو یہ اقرار نہیں ہو یہ مبسوط میں ہو اور اگر کہا کہ ابھی میرا دین نہیں آئی یا کہا کہ کل۔ یا کہا کہ مہینا نہیں ہیں یا آج میرے نہیں ہیں یا یوں کہا کہ تو اُنکا بہت ہی تقاضا کرتا ہو تو یہ سب اقرار ہو یہ محیط سرخی میں ہو اور اگر کہا کہ آج تو میرے پاس نہیں ہیں یا کہا کہ مجھے اُنکے ادا کرنے میں کچھ مہلت دے یا مجھے لینے میں تاخیر کر دے یا اُنکے وصول کرنے میں مجھے تاخیر کر دے یا کہا کہ تو نے مجھے ان درمون سے بری کر دیا یا مجھے بری کر دیا یا مجھے اسکے لینے کی تو نے براہت کر لی یا کہا کہ میں والد آج تجھے ادا نہ کر دوں گا یا تیرے واسطے نہ تو یوں چاہا یا تو اُنکو ابج نہیں لے سکتا ہو یا یوں کہا کہ صبر کر یہاں تک کہ میرا مال آجا دے یا میرا غلام آجا دے تو یہ اقرار ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر زید نے عروس سے کہا کہ ادا کر دے میرا گھر گھون کا جو تجھے آتا ہو عروس نے کہا کہ ناپ لینے والے کو کل بھیج دینا تو یہ اقرار ہو اسی طرح اگر ذنی جیتر میں یوں کہا کہ تول لینے والے کو کل بھیج دینا تو بھی ایسا ہی ہو یا کہا کہ کل اپنے وکیل کو بھیج دینا میں اُسے دید ونگا یا کسی وصول کرنے والے کو بھیج دے یا کسی کو بھیج دے جو مجھے لیکر قبضہ کر لے تو یہ سب اقرار ہو یہ محیط میں ہو۔ زید نے عروس پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے تجھے تیرا دعویٰ عطا کیا تو یہ اقرار نہیں ہو اسی طرح اگر کہا کہ مجھے اپنا دعویٰ کرنے سے ایک مہینہ تاخیر رکھ یا جو کچھ تو نے دعویٰ کیا تاخیر کر دے تو یہ اقرار نہیں ہو۔ اور اگر کہا کہ اپنا دعویٰ مجھے دوں رکھ یا ہاں تک کہ میرا مال آجا دے تو میں تجھے یہ ہزار دید ونگا تو یہ اقرار ہو اور اگر کہا کہ یہاں تک کہ میرا مال آجا دے تو تیرا دعویٰ مجھے دوں گا تو یہ اقرار ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ نوادر مشام میں ہو کہ امام محمد رحمہ سے میں نے سنا کہ فرماتے تھے کہ زید نے عروس سے کہا کہ مجھے ہزار درم دے اُسے کہا کہ اُنکو تول لے تو عروس پر کچھ لازم نہیں ہو کیونکہ اُسے یہ نہیں کہا تھا کہ میرے ہزار درم دے یہ محیط میں ہو۔ زید نے عروس سے کہا کہ مجھے میرے ہزار درم جو تجھے تھے ہیں دے عروس نے کہا کہ صبر کر یا عنقریب یا جا بیگا تو یہ اقرار نہیں ہو کیونکہ ایسے کلمات ایسی ہنر اور استخفاف کے طور پر ہو گئے ہیں اور اگر کہا کہ اُنکو تول دوں گا انشاء اللہ تو یہ اقرار ہو اور استننا ایسے انشاء اللہ اس پر اور نہیں ہو صرف ہنر کے واسطے ہو اور ہنر بہ تقدیم دین کو مقتضی ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ نوازل میں ہو کہ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ کیسہ بدوز قبض کن تو یہ اقرار نہیں ہو اور ایسے ہی بگیر۔ اقرار نہیں ہو کیونکہ یہ الفاظ ابتدائی بولے جاسکتے ہیں لینے دعویٰ مدعی سے مربوط ہونا ضرور نہیں ہو پس اقرار نہ کرنے ایسے ہی قبض کنش کسوں کے ساتھ وکیسہ بدوزش کسہ زرا بچہ کے ساتھ اقرار نہیں ہو۔ کیونکہ یہ الفاظ بطور استہزا کے بولے جاتے ہیں اور ایسے ہی بگیش کسہرا مصل کے ساتھ اقرار نہیں ہو اور اگر کسہ بدوزش فتح زانو قبض کنش فتح زانو اور بگیش فتح زانو کے ساتھ اگر کہا تو شائع سے اس میں اختلاف ہو اور اس یہ ہو کہ یہ الفاظ اقرار نہیں کیونکہ اس طرح استہزا کے واسطے نہیں بولے جاتے ہیں اور مدعا اور نہیں ہو سکتے پس انکار ربط دعویٰ مدعی سے لیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا میرے ہزار درم جو تجھے آتے ہیں ادا کر دے کیونکہ میرے قرض خواہ مجھے نہیں

چوتھے ہیں پس مدعا علیہ نے کہا کہ بعنوان کو مجھ حوالہ کر دے یا جسکو تو چاہے مجھ حوالہ کر دے یا کسی شخص کو انہیں میرے پاس لا
 میں نہایت کر لوں گا یا قرضہ کا حوالہ قبول کر لوں گا تو یہ سب اقرار ہو اور اگر کہا کہ میں نے یہ درم تجھے ادا کر دیا ہے میں تو یہ اقرار ہو اور
 اگر کہا کہ مجھے تو نے اس قرضہ سے بری کر دیا ہو یا میں نے تجھے بھڑکھڑا کر ادا کیا ہو یا تو نے مجھے اُس سے احلال کیا ہو یا کہا کہ
 تو نے یہ درم بہہ کر دیے ہیں یا مجھے یہ درم صدقہ دیے ہیں یا میں نے تجھے یہ درم اُترادیے ہیں تو یہ سب اقرار ہیں یہ مہبوط
 میں ہو۔ اگر کہا کہ میں نے تجھے یہ درم وفا کر دیے ہیں تو یہ قرضہ کا اقرار ہو اور دینے کا حکم کیا جائیگا پھر حکم کیا جائیگا کہ وفا
 کر دینا ثابت کرے اسی طرح اگر مدعا علیہ نے مدعی سے کہا کہ سو گند خور کہ ابن مال تو فرسائندہ ام۔ یا کہا۔ سو گند خور کہ ابن مال تو
 ترسیدہ است۔ پس یہ مدعا علیہ کی طرف سے مال کا اقرار ہو حکم کیا جائیگا کہ ادا کرے ایسا ہی بعض مشائخ کا فتویٰ منقول ہو یہ محیط
 میں ہو اور اگر کہا کہ تو نے مجھے اس دعوے سے بری کیا ہو یا مجھے اس دعوے سے صلح کی ہو تو یہ اقرار نہیں ہو یہ خلاصہ میں ہو
 اگر کہا کہ میں نے تیرے حق سے مجھے صلح کر لی ہو تو اقرار ہو اور بیان کرنا مقرر کی طرف ہو گا اور اگر کہا کہ تیرے دعوے سے
 تو اقرار نہیں ہو۔ اگر کہا کہ اس گھبر سے اجوض تمارے کا بہر کل یا اس سے بری کر یا دست بردار ہو جا یا میرے سپرد کرے
 یا مجھے دے تو یہ سب مخاطب کی ملک کا اقرار ہو کیونکہ یہ الفاظ جب بدل کے ساتھ مذکور ہوتے ہیں اور پہلے اپنے لفظ صلح
 نہیں ہوتا ہو تو عرف و عادت میں سادست کے سننے ہوتے ہیں قلت۔ یہ خاص محاورہ اردو زبان کا نہیں ہو بلکہ اصل
 کے الفاظ عربی اس معنی میں معروف ہیں اور اگر یہ الفاظ ذکر کیے اور انکے ساتھ بدل ذکر نہ کیا تو یہ اقرار نہیں ہو۔ اور اگر یوں
 صلح ٹھہرائی کہ ایک اپنا گھر سپرد کرے دوسرا غلام سپرد کرے تو یہ اقرار نہیں ہو۔ اگر کسی نے ایک دار خرید اپھر دوسرے سے کہا
 کہ مجھے اسکی خرید ہزار ہیں دیدے تو یہ دوسرے کی ملک کا اقرار نہیں ہو یہ محیط مشرعی میں ہو۔ مجمع انوائل میں ہو کہ زید سے عربی
 کہا کہ میرے تجھ ہزار درم ہیں پس اتنے کہا کہ اور میرے بھی تجھ اسی قدر ہیں یا کسی سے کہا کہ میں نے تیری جو رو کو طلاق دی یا تیری
 باندی یا غلام کو آزاد کیا اتنے کہا کہ اور تو نے اپنی جو رو کو طلاق دی یا اپنے غلام یا باندی کو آزاد کیا تو ابن ساعہ نے امام محمد
 سے روایت کی ہو کہ یہ قرار ہو گا اور ظاہر روایت کے موافق اقرار نہیں ہو اور امام اجل ظہیر الدین رحمہ ابن ساعہ کی روایت
 کے موافق فتوے دیتے تھے یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر زید کے مخاطب نے اسکی جواب میں کہا کہ میرے تجھ ہزار درم ہیں حرف ادا
 اور نہ کہا تو یہ بلا خلاف اقرار نہیں ہو اور اگر کہا کہ میرے تجھ ہرے کے مثل ہیں تو اہمیں اختلاف ہو اور اگر کہا کہ میرے بھی تجھ ہرے کے
 مثل ہیں تو ظاہر ہو کہ اہمیں وہی اختلاف ہو اور اگر مخاطب نے کہا کہ پس تو نے بھی اپنے غلام کو آزاد کیا تو آیا اس مخاطب سے
 یہ کلام اپنے غلام کی آزادی کا اقرار ہو یا نہیں پس ظاہر ہو کہ اہمیں بھی اختلاف ہو اور اگر مخاطب نے کہا کہ تو نے اپنے غلام کو
 آزاد کیا تو بلا خلاف اقرار نہیں ہو اور ایسا ہی اختلاف اس صورت میں ہو کہ زید نے دوسرے سے کہا کہ تو نے فلاں شخص کو قتل
 کیا ہو اتنے جواب دیا کہ اور تو نے بھی فلاں شخص کو قتل کیا ہو اور اگر اتنے یوں کہا کہ تو نے فلاں شخص کو قتل کیا تو بلا خلاف
 اقرار نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر فارسی میں کہا کہ مرا از تو چندین می باید کسی قدر مال معلوم کو بیان کیا پس مخاطب نے کہا کہ
 مرا نیز از تو چندین می باید تو مخاطب کا یہ قول منکمل اول کے دعویٰ کا اقرار ہو گا ایسا ہی بعض مشائخ نے کہا ہو اور یہ حکم موافق قول
 امام محمد رحمہ کے ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ اقرار ہو گا خواہ فارسی میں کہے یا عربی میں کہے۔ اور اگر کہا کہ
 مرا از تو چندین می باید۔ مخاطب نے کہا کہ مرا بارے از تو چندین می باید تو یہ قول مدعی اول کے دعویٰ کا اقرار ہو گا یہ ذخیرہ
 میں ہو عیون میں ہو کہ ایک شخص نے کہا کہ میں نے فلاں کے بیٹے کو قتل کیا پھر کہا کہ میں نے فلاں کے بیٹے کو قتل کیا تو یہ ایک

۲۱
 فتاویٰ ہند بہ کن بلا قرار باب دوم الفاظ اقرار

بیٹے کا قتل کا اقرار ہوگا۔ فتاویٰ اہل سمرقند میں ہے کہ اگر زید نے عرو سے کہا کہ تو نے فلان شخص کو کیوں قتل کیا اُس نے کہا کہ
روح محفوظ میں ہے لیکن یہی لکھا تھا یا میں نے اپنے دشمن کو مار ڈالا تو یہ قتل کا اقرار ہو اگر عہد قتل کرنے کا اقرار نہ کرے تو اُس کے مال
سے ویت دلائی جاوے گی اور اگر یوں جواب دیا کہ جو مقتور ہو وہ ہونے والا ہے تو یہ اقرار نہیں ہے کہ ذاتی الخلاصہ۔ اور اگر دوسروں
کا دعویٰ کیا پس معافیہ نے کہا کہ میں نے تجھے تنہا بعد تو کے پورے کر دیے تیرا کچھ حق مجھ پر نہیں ہے تو یہ اقرار نہیں ہے اسی طرح
اگر دوسروں کا دعویٰ کیا پس معافیہ نے کہا کہ پچاس درم میں نے تجھے دیدیے ہیں تو یہ اقرار نہیں ہے کہ ذاتی فتاویٰ قاضی خان۔
اگر زید نے عرو پر ہزار درم کا دعویٰ کیا عرو نے کہا کہ تو نے انہیں سے کچھ لے لیے ہیں تو یہ اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ ان درم
کا وزن کیا ہو یا کیا مدت قرار پائی یا کیا اُسکا سکہ ہے یا میں اُسے برات تجھ سے کر لی ہو یا میں نے وہ درم تجھے ادا کر دیے ہیں
تو یہ سب ہزار درم کا اقرار ہے اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے قلیل و کثیر سے جتیرا مجھ پر تھا بریت کر لی ہو تو یہ ہزار کا اقرار نہیں ہے
بلکہ ایسی چیز کا اقرار ہے جسکی مقدار معلوم ہو پس بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور جب اُسے بیان کیا تو طالب سے قسم لیا جائیگی
کہ میں نے اس سے وصول نہیں پائے اور مطلوب سے قسم لیا جائیگی کہ مجھ پر ملے اسکے نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر گت پر قرض کا دعویٰ اسکے بعض
داروں پر کیا پس معافیہ نے کہا۔ درست من اندر کہ چیز ہی نیست۔ تو یہ ترکہ کا اقرار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کی مٹھو
زمین پر دعویٰ کیا پس معافیہ نے دعویٰ سے کہا۔ ترا جہا بن نیستے دیگرست۔ تو یہ معافیہ کی طرف سے اقرار ہے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے
پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے ہتھ درم ناحق قبضہ میں لیے ہیں پس معافیہ نے کہا کہ جہاں میں نے قبضہ نہیں کیا تو یہ اقرار نہیں ہے اور اگر کہا کہ میں نے تیرے
حکم سے تیرے بھائی کو دیدیے ہیں تو یہ اقرار ہے اور اُس پر وجہ ہے کہ اسکے حکم دینے کو ثابت کرے یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر دوسرے پر دس درم کا دعویٰ کیا
پس معافیہ نے کہا انہیں جہاں دس درم دانی است۔ تو یہ دس درم کا اقرار ہے اور اسی طرح اگر کہا انہیں جہاں دس درم دانی است تو بھی دس کا اقرار ہے اور
اگر کہا پانچ درم باقی ماندہ است تو یہ دس کا اقرار نہیں ہے یہ ظہیر میں ہے۔ منتفی میں ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ میرے تجھ پر ایک ہزار
درم ہیں اُسے کہا کہ ولیکن انہیں سے پانچ سو درم پس نہیں ہیں یا کہا کہ ولیکن پانچ سو درم انہیں سے پس میں انکو نہیں جانتا ہوں تو
یہ پانچ سو درم کا اقرار ہے اور اگر یوں کہے کہ ولیکن پانچ سو درم پس نہیں ہیں اور انہیں سے نہ کہے تو اقرار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔
زید نے کہا کہ میرے تجھ پر ہزار درم ہیں اُسے کہا الحق یا الصدق یا یقیناً یا صدقاً یا یقیناً۔ یا کہہا الحق یا الصدق
الصدق یا یقیناً یقیناً یا صدقاً یا صدقاً یا یقیناً یا یقیناً یا ان سب کے ساتھ پڑھنی نیکو کاری کے بڑے عادی مثلاً کہا الحق البر
یا البر الحق۔ یا حق بر الی آخر تو یہ سب اقرار ہیں اور اگر یوں کہا الحق حق یعنی حق حق ہوتا ہے جیسے محادی میں بولنے میں صحیح ہی ہے
یا صدق صدق یا یقیناً یقیناً ہو یا لفظ بر کو مفرد بولا یا مکرر کہے بدون حق وغیرہ کے ساتھ ملانے کے یوں بولا البر البر یا بڑا تو
یہ اقرار نہیں ہے اسی طرح لفظ صلاح خواہ مفرد بولے یا حق و صدق کے ساتھ ملا دے اقرار ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ میرے
تجھ پر ہزار درم ہیں پس معافیہ نے کہا مع سودینار کے۔ تو فقہ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ اقرار نہیں ہے اور فقہ ابو الیث نے کہا کہ
اگر دینار میں مدعی نے تصدیق کی تو صحیح ہے اور دونوں مالوں کا اقرار ہوگا اور اگر دیناروں میں تکذیب کی تو دوسروں کا اقرار
صحیح ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اگر زید نے عرو سے کہا کہ میں نے تجھے سو درم قرض دیے ہیں عرو نے کہا کہ میں نے سو اسے تیرے
کسی سے قرض نہیں لیا یا کسی تیرے غیر سے یا کسی سے مجھے پہلے قرض نہیں لیا یا بعد تیرے کسی سے قرض نہ لوں گا تو یہ اقرار نہیں ہے
یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اصل میں مذکور ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے سو درم قرض دیے ہیں اُس نے کہا کہ وہاں
درم کے واسطے ایسا نہ کروں گا یا اسکے بعد پھر ایسا نہ کروں گا تو یہ اقرار ہے بخلاف اس قول کے کہ دوبارہ نہ کروں گا کیونکہ یہ

اقرار نہیں ہو۔ اگر دوسرے سے کہا کہ تو نے مجھے سودرم غضب کر لیے اُس نے کہا کہ میں نے مجھے غضب نہیں کیا مگر یہی سودرم تو یہ اقرار ہی اسی طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے سوا کے ان درمون کے یا غیر ان سودرم کے غضب نہیں کیا تو یہ بھی اقرار ہو۔ اگر کہا کہ میں نے تجھے بعد ان سودرم کے کچھ غضب نہیں کیا یا ان سودرم کے ساتھ کچھ غضب نہیں کیا یا قبل ان سودرم کے کچھ غضب نہیں کیا تو سودرم کے غضب کا اقرار ہی اسی طرح اگر کہا کہ بعد تیرے کسی سے غضب نہ کروں گا یا بعد تیرے کسی سے غضب نہیں کیا تو یہ بھی اقرار ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ تیرے مجھ پر نہیں مگر سودرم یا سواے سودرم کے نہیں ہیں یا سودرم سے زیادہ نہیں ہیں تو سودرم کا اقرار ہو اور اگر کہا کہ تیرے مجھ پر سودرم سے زیادہ نہیں ہیں اور نہ کم ہیں تو یہ اقرار نہیں ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان۔ اور اگر یوں کہا کہ تیرے مجھ پر سودرم سے زیادہ نہیں ہیں اور نہ سودرم سے کم ہیں تو بعض شایخ نے کہا کہ یہ اقرار نہیں ہو جیسا مطلقاً کہ نفی کرنے میں تھا اور بعض نے کہا کہ یہ سودرم ہونے کا اقرار ہی ادرسی اصح ہو یہ محیط سخری میں ہو۔ اگر کہا کہ تیرے صرف مجھ پر سودرم ہیں تو یہ سودرم کا اقرار ہو اور اگر کہا کہ تیرے سودرم مجھ پر نہیں ہیں تو یہ کسی قدر کا بھی اقرار نہیں ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر زید نے تقسیم کرنے والے سے کہا کہ اس دار کو تقسیم کرتا ہوں واسطے عود کے اور تہائی میرے لیے اور تہائی بکر کے واسطے تو یہ قول اُسکا عود بکر کے واسطے دو تہائی دار کی ملک کا اقرار نہیں ہو تا وقتیکہ یوں نہ کہے کہ تہائی اُسکا عود کا ہو اور تہائی اُسکا بکر کا ہو یہ ظہیر میں لکھا ہو۔ اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھ پر سودرم ہیں در صورتیکہ میں جانتا ہوں یا میرے علم میں ہو یا در صورتیکہ میں نے جانا تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ یہ سب باطل ہو اور امام ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ یہ اقرار صحیح ہو اور بالاجماع اگر یوں کہا کہ میں جانتا ہوں کہ لبتہ فلاں شخص کے مجھ پر ہزار درم ہیں یا فلاں شخص کے مجھ پر ہزار درم ہیں اور ضرور مجھے ایسا معلوم ہوا ہو تو یہ اقرار صحیح ہو یہ ذخیرہ میں ہو اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھ پر ہزار درم ہیں میرے گمان میں یا میں نے گمان کیا یا خیال میں یا خیال کیا یا دیکھا تو یہ باطل ہو یہ مبسوط باب الاستثنا میں ہو۔ اگر کہا کہ مجھ پر ہزار درم فلاں شخص کی شہادت یا علم میں ہیں تو اُسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ بشہادت فلاں یا بعلم فلاں ہیں تو اقرار ہوگا اور اگر کہا کہ قبل فلاں یا در قول فلاں ہیں تو اُسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کہا اُسکے مجھ پر ہزار درم میرے حساب میں یا در حساب فلاں یا بحساب فلاں ہیں یا میری کتاب میں یا در کتاب فلاں یا بکتاب فلاں ہیں تو باطل ہو اور اگر کہا کہ اُسکی چاک میں یا فلاں کی چاک یا میری چاک میں یا میری چاک کے بموجب ہیں تو یہ اقرار ہو۔ اور اگر کہا فلاں کے مجھ پر ہزار درم ہیں یا بموجب ہی کے ہیں یا فلاں کے مجھ پر ہزار درم حساب میں یا بحساب کے بموجب ہیں تو یہ اقرار ہو یہ محیط میں ہو اور اگر کہا کہ بموجب سبیل کے یا سبیل میں یا ہی میں یا ایسی کتاب میں جو میرے اُسکے درمیان ہو یا میرے اُسکے درمیان فی حساب سے ہیں تو یہ سب اقرار ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کہا کہ مجھ پر اُسکے ہزار درم کی چاک یا ہزار کی ہی یا بحساب ہو تو اُسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر کہا کہ میرے اُسکے درمیان شرکت کے ہزار درم یا باہمی تجارت کے یا غلط کے ہزار درم ہیں تو اُس پر ہزار درم لازم ہونگے یہ خزانۃ المفتین میں ہو۔ اگر کہا کہ اُسکے مجھ پر ہزار درم قضا زید میں ہیں حالانکہ زید قاضی ہو یا قضاے فلاں قضاے میں یا بموجب اُسکے فتوے کے یا اُسکی فتوے کے ہیں تو اُسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا اور اگر کہا کہ بموجب قضاے زید کے ہیں حالانکہ زید قاضی ہو تو اُسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر زید قاضی ہو ولیکن طالب نے کہا کہ میں اسکو حکم کے لیے اُسکے پاس لے گیا تھا اُس نے میرے لیے اسپر حکم دیا ہو تو اُسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر دونوں نے باہم تصدیق کی کہ اُسکے پاس محاکمہ نہیں کیا تھا تو مقرر کچھ لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھ پر ہزار درم اُسکی یا دہشت میں یا بموجب اُسکی یا دہشت کے ہیں تو اُسکے ذمہ کچھ لازم ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کسی

شخص نے کہا کہ فلان کے ہزار درم مجھے انشاء اللہ تمہارے ہیں تو امام اعظم نے فرمایا کہ اقرار باطل ہے اور یہ استحسان ہو کذا فی
 اگر کہا کہ میں نے یہ غلام غصب کیا انشاء اللہ تمہارے تو کچھ اُسکے ذمہ لازم نہ ہوگا کذا فی الخلاصہ۔ اگر ایک یا دو شہادت تحریر کی آئیں
 لکھا کہ فلان شخص کا مجھے اس قدر ہو یا میں نے اُسکو اس قدر ملتا دی پھر آخر میں لکھ دیا کہ جو شخص اس یا دو شہادت کے واسطے قیام
 کرے وہ جو کچھ میں ہو اُسکا ولی ہو انشاء اللہ تمہارے تو امام اعظم نے فرمایا کہ قیاساً جو کچھ میں ہو کچھ اُسکو لازم نہ ہوگا اور حجتاً
 کے نزدیک استحساناً لازم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ میں نے کل کے روز مجھے یہ غلام غصب کیا انشاء اللہ تمہارے تو امام
 محمد کے نزدیک اقرار باطل ہے اور مستثنیٰ صحیح ہو کذا فی المحيط اور یہی ظاہر الروایت ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر کہا کہ فلان شخص
 کے مجھے ہزار درم ہیں اگر فلان شخص چاہے تو یہ اقرار باطل ہو اگرچہ فلان چاہے اسی طرح ہر اقرار کا حکم ہو کہ جو شرط پر معلق ہو مثلاً فلان
 کے ہزار درم مجھے ہیں اگر میں گھر میں داخل ہوا یا آسمان سے سینہ پر سا یا ہو چلی یا قضا سے اتنی یا اللہ تمہارے کا ارادہ جاری ہو یا اللہ
 تمہارے نے اُسکو دوست رکھا یا اس سے راضی ہوا یا اُسکو تنگی دی یا کشائش دی یا اگر میں اس امر کی بشارت دیا گیا تو یہ سب واسطے
 ابطال بطل اقرار ہیں اگر اقرار سے متصل بیان کیے جاویں یہ تمیز میں ہے۔ اگر کہا کہ اُسکے مجھے ہزار درم ہیں الایہ کہ اس کے سوا کوئی
 اور مجھے ظاہر ہو یا میری رائے میں آوے تو یہ اقرار باطل ہو خواہ کوئی بات اُسکے نزدیک ظاہر ہو یا ظاہر ہونے سے پہلے دعاوے یا سو
 اس کے کوئی اور اُسکی رائے میں آوے یا نہ آوے۔ اور اگر کہا کہ اُسکے مجھے ہزار درم ہیں بشرطیکہ میرا یہ اسباب میرے مکان
 تک بھر دیں ہو نچا دے اُسے ایسا ہی کیا اور وہ حاضر تھا اس مقولہ کو سننا تھا تو یہ جائز ہے اور اسپر مال واجب ہوگا اسی طرح اگر کہا
 کہ تیرے مجھے ہزار درم ہیں اگر تو یہ اسباب اٹھا کر میرے گھر تک پہنچا دے تو یہ بھی حذور قرار کرنے میں داخل ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی نے
 کہا کہ گواہ رہو کہ اُسکے مجھے ہزار درم ہیں اگر میں مرجاؤں تو یہ درم اسپر واجب ہونگے خواہ جیتا رہے یا مرجا وے۔ ایسی ہی اگر
 کہا کہ اُسکے مجھے ہزار درم ہیں جبکہ شرف مہینہ آوے یا جب لوگ فطار کریں یا فطر تک یا قربانی تک تو بھی یہی حکم ہے یہ تمیز میں ہے و متقی میں
 امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ اگر یوں کہا کہ جب فلان شخص آوے یا اگر فلان شخص آوے تو یہ مجھے ہزار درم ہیں تو یہ باطل ہے
 اور اگر کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم ہیں جب زید آجاوے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ طالب دعویٰ کہتا ہو کہ میرے زید پر ہزار درم ہیں اور
 اسے جو کچھ میرا اسپر ہو اُسکے آئے بہ کفالت کر لی یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھے ہزار درم ہیں بشرطیکہ وہ قسم کھا جاوے
 یا اس شرط پر کہ قسم کھا جاوے یا جو وقت قسم کھاوے یا جب قسم کھالے یا وقت قسم کھانے کے یا اُسکے قسم کے ساتھ یا اُسکے
 قسم کے بعد پس فلان شخص نے اسپر قسم کھائی اور قرض مال سے نکال کر کیا تو مال کے واسطے اُس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا یہ مبسوط میں ہے
 اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میرا یہ غلام مجھے خرید لے یا اجرت پر لے یا میں نے تجھے اپنا یہ گھر عاریت پر دیا عمرو نے کہا کہ ہاں اچھا تو یہ
 قول اُسکا یعنی ہاں یہ ملک زید کا اقرار ہے اسی طرح اگر زید نے کہا کہ اس میرے غلام کی مزدوری یا اسکا یہ کپڑا مجھے دے اُس نے کہا کہ ہاں
 اچھا تو زید کی ملک کا غلام دیکھنے میں اقرار کیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ میرے اس دار کا دروازہ پھوٹ دے یا میرے اس
 دار پر کچھ کر دے یا میرے اس گھوڑے پر زین رکھو دے یا میرے اس بچے کو لگام دیدے یا میرے اس بچے کی زین مجھے دے یا میرے
 اس بچے کی لگام مجھے دے اُس نے کہا کہ ہاں اچھا تو اقرار ہے اور اگر ان سب صورتوں میں کہا کہ نہیں تو اقرار ہوگا یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کہا
 کہ میرے تجھے ہزار درم ہیں اُس نے کہا کہ ہاں تو یہ اقرار ہے اسی طرح اگر اُسکے ماتم میں کوئی کپڑا تھا اسکی نسبت کہا کہ یہ کپڑا مجھے فلان
 شخص نے ہبہ کیا ہو اُس نے کہا کہ ہاں یا کہا کہ تو نے بیچ کر یا فارسی میں کہا کہ آوے تو یہ اقرار ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر زید سے
 کہا گیا کہ تیرے اوپر عمرو کے ہزار درم ہیں اُس نے سہرا یا یعنی ہاں تو یہ اقرار نہیں ہے یہ تمیز میں ہے۔ اگر عمرو سے کہا کہ بکر کو خبر دے یا

باہر جاتے ہیں اور رات کو گھر میں رہتے ہیں اور اس کے سوا سب جگہ پر وہ داخل نہ ہوگا یہ ظہیر یہ ہیں۔ ایک شخص نے اپنی محنت عقل و بدن کی حالت میں اقرار کیا کہ جو کچھ میری منزل یعنی گھر میں داخل ہو وہ سب میری عورت کا ہو سوائے ان چیزوں کے جو میرے اوپر ہیں پھر وہ شخص مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا اُس نے دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کے ترکہ میں داخل ہو تو میں نے اس کو عورت یہ جانتی ہو کہ یہ چیز سبب بیع صحیح یا بیع صحیح کے شوہر کے مالک کو دینے سے میری ہو گئی ہو یا شوہر اس کا میرا شوہر نہ ہو اُس چیز میں ممانعت کی گنجائش ہو اور محبت بھی اقرار ہو اور جو چیز اس کی مالک نہیں ہوئی وہ اس اقرار کی وجہ سے بیجا ہیں وہیں اللہ تعالیٰ عورت کی مالک نہ ہو جائیگی بلکہ وہ متونی کا ترکہ ہو دلیلیں قضا یہ حکم ہو کہ اگر کو ایہوں نے اس اقرار کی گواہی ادا کی تو قاضی کو واجب ہوگا کہ جو کچھ گھر میں اقرار کے روز موجود ہو سب کی ڈگری عورت کے نام کر دے یہ خلاصہ یہ ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ میری عورت کے واسطے یہ بیت اور جو کچھ اس بیت کے دروازہ سے اندر بند نہ لیا ہو اور بیت کے اندر متاع موجود ہو تو عورت کو بیت اور متاع دونوں لینے اور اگر بجائے اقرار کے اس لفظ کے ساتھ بیع واقع ہو تو حکم اسکے برخلاف ہو کیونکہ متاع اس بیع میں داخل نہ ہوگا اور ایسا ہوگا کہ گویا اُسے بون کہا کہ میں نے تیرے ماتحتیت کو مع اس کے حقوق کے فروخت کیا۔ اگر کسی نے اپنی ماں کا مال تلف کر دیا پھر اُس سے کہا کہ جو کچھ میرے قبضہ میں مالی ہو وہ تیرا ہی پھر مر گیا اور جس مال کا اقرار کیا وہ بیعت قائم ہو تو وہ ماں کا ہوگا اور اگر بیٹے نے اس کو تلف کر دیا ہو یعنی بیعت قائم نہیں ہوئی اور وہ کیلی و وزنی چیزوں میں سے نہیں تھا اور اُسے درم و دینار چھوڑے ہیں تو بعد اس اقرار کے جو نہ کر رہا ہو اس عورت یعنی اس کی ماں کو گنجائش ہو کہ ان درم و دینار ان سے استقدر لے لے جہتہ اُسے تلف کر دیا ہو کیونکہ یہ بیعت نہ صلح کے ہو گیا تھا اور جب بدل صلح کو اُسے تلف کر دیا تو صلح باطل ہو گئی اور دین جیسا تھا ویسا عود کر آیا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک دیوار کا ایک شخص کے واسطے اقرار کیا پھر کہا کہ میری ماں اُس سے صرف عمارت دیوار بدون زمین کے تھی تو تصدیق نہ کجائیگی اور دیوار مع اس کی زمین کے ڈگری ہوگی اسی طرح اگر کسی انشون کے اسطوانہ کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو لیکن اگر اسطوانہ لکڑی کا ہو تو مقر لہ کو صرف لکڑی ملیگی زمین نہ ملیگی پس اگر انکار رخ کرنا بدون ضرر کے ممکن ہو تو مقر لہ اسکو لے لے اور اگر بدون ضرر کے نہیں لے سکتا ہو تو اقرار کرنے والا مقر لہ کو اس کی قیمت کی ضمانت دے یہ مبسوط میں ہے اگر کہا کہ بنار اس دار کی فلان شخص کی ہو تو فلان شخص کے نام اُس کے بیچے کی زمین کی ڈگری نہ ہوگی یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر کسی نخل یا شجر کا جو اُس کے باغ یا زمین میں لگا ہوا ہو دوسرے کے واسطے اقرار کیا تو اقرار میں نخل و شجر کے ساتھ استقدر زمین جو اُس کے چڑکی ہو داخل ہو جائیگی اور کتاب میں یہ نہیں مذکور ہو کہ کس قدر زمین داخل ہوگی مگر دوسرے مقام پر اشارہ فرمایا کہ جہتہ رخصت کے سابق کے مقابلہ میں جو داخل ہوگی تھے کہ اگر یہ درخت اکٹھا کیا گیا اور اُس کے اکٹھا کرنے کی جگہ دوسرا جگہ تو مقر لہ کا ہوگا۔ اور زمین شلخ نے اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ رخصت کی بڑی جڑوں کے مواضع جو جو فروغ کے مشابہ ہیں داخل ہونگے اور جو باریک بڑی بڑی جڑوں سے چھوٹی ہیں اُن کے مواضع داخل ہونگے۔ اور بعضوں نے کہا کہ ان جڑوں کے مواضع داخل ہونگے کہ جن جڑوں کے بغیر یہ درخت باقی نہیں رہ سکتا ہو اور اس سے زیادہ داخل ہونگے اور بعضوں نے کہا کہ ٹھیک دو پہر کو جب آفتاب آسمان پر ٹھہرا تو جہتہ زمین درخت کے سایہ میں اُسے استقدر داخل ہو باقی داخل نہ ہوگی اور بعضوں نے کہا کہ اقرار کے وقت جہتہ رخصت کی موٹائی ہو اُسی قدر زمین داخل ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس درخت کے پھل جو اب موجود ہیں فلان شخص کے ہیں تو اس اقرار سے درخت کا بھی اقرار کرے والا اشارہ نہ ہوگا اور اگر کہا کہ جو کچھ میں اس میں میں موجود ہو وہ زید کی ہو تو زید کو صرف کہنی بدون زمین کے ملیگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ کریم زید کا ہو تو زید کو مالک ملکوت

درم میں عرو کی ہوگی اور اگر سقے کہا کہ میں نے صرف کپڑا بدون درمون کے مراد لیا تھا تو تصدیق نہ کیجاؤ گی۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ
 زنبیل خرماء کی ہو تو مع پھلون کے عرو کی قرار دیا جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ یہ ختم فلان شخص عرو کا ہو اور اس ختم میں سرکہ بھرا ہوا ہو تو بھی
 یہی حکم ہو اور اگر یوں کہا کہ یہ جراب بیسے تجلی فلان شخص کی ہو اور اس میں ہراتی کپڑے بھرے ہیں یا کہا کہ یہ نعلی عرو کی ہو
 اور اس میں آٹا بھرا ہوا ہو یا کہا کہ یہ گون عرو کی ہو اور گون میں گیہون بھرے ہیں اور دھوئے کیا کہ میں نے فقط تجلی یا گون مراد لی
 تھی تو تصدیق کیجاؤ گی اور حال یہ ہو ہر چیز میں کہ عروت و عادت کے موافق اقرار واقع ہوگا۔ اگر کسی کے کہنے کو دیکھ کر کہا کہ یہ کپڑا فلان
 شخص کا ہو تو یہ اقرار فقط کہتے ہو واقع ہوگا اور اگر کہا کہ بھوسا اس کپڑے کا عرو کا ہو تو عرو کا بھوسا ہوگا اور اگر کہا اس بالوں کے
 گیہون عرو کے ہیں تو عرو کو بالین مع گیہون لینگے اور اگر کہا کہ اس قبلا کا ابرہ عرو کا ہو تو سب قبلا عرو کی ہو اور اگر کہا کہ اس
 قبلا کا استر عرو کا ہو تو عرو کے واسطے استر کی قیمت دینی پڑے گی۔ امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کہا کہ یہ کپڑا زبردے واسطے ہو
 تو جہتہ ربانی کھال میں ہو وہ زبردے کو لیکھا کھال نہ ملیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ یہ گیہون اس کھیتی کے ہیں جو زبردے کی زمین میں
 تھی یا اس کھیتی کے ہیں جو زبردے کی زمین سے کاٹی گئی تو یہ گیہون کا اقرار و قناعت یہ عرف ہماری زبان کا نہیں ہو والدہ علم
 اسی طرح اگر کہا کہ یہ خشک انگور زبردے کے انگوروں کے ہیں یا یہ خرمائے زبردے کے نخل کے ہیں تو بھی یہی حکم ہو یہ نفاوی سے قانون خان میں ہو اگر
 کہا کہ یہ موم جو میرے پاس ہو زبردے کی کبریوں کا ہو یا یہ دودھ جو میرے پاس ہو زبردے کی کبریوں کا ہو انکھن یا جہتہ کی نسبت
 ایسا ہی اقرار کیا تو یہ اقرار ہو یعنی زبردے کی ملک کا ان چیزوں میں اقرار ہو من المحیط و فناء سے قاضی خان۔ اور یہی حکم سو ا۔
 غلامانوں کے تمام حیوانات کی اولاد کا ہو۔ یہ محیط میں ہو۔ اگر زبردے کہا کہ عرو نے یہ زبردے آہ استہ کی یا یہ دار بنایا یا یہ دزب
 دیا یا یا یہ انگور اکائے اور ہر سب کے قبضہ میں نہ پاس عرو نے دعویٰ کیا کہ یہ سب میرے ہیں اور نہ سنے کہا کہ یہ میرے ہیں میں
 تجھے فقط مراد لی تھی تو نے مددی یا مدوری یا مدوری تو قول نہ کیا یا مقبول ہو گا یہ کافی ہیں ہو۔ اگر کہا کہ یہ آٹا فلان شخص کی پاس
 کا ہو تو اقرار نہیں ہو لہذا فی الغلاصہ اگر کہا کہ میں نے تجھے ہاتھ اور غلام غصب کر لیا ہو تو دونوں کے غصب کا اقرار ہو۔ اسی طرح
 اگر کہا کہ یہ چیز اس چیز کے غصب کی مثلاً گھوڑا مع زین یا ساتھ اس کے غصب کی مثلاً گھوڑا ساتھ لگام کے یا غلام منہل سمیت غصب
 کیا تو دونوں کے غصب کا اقرار ہو یا پس یا پھر کے ساتھ کہا مثلاً غلام بھڑا باندی غصب کی یا پس یا باندی غصب کی تو دونوں کے
 غصب کا اقرار ہو اسی طرح اوپر کے ساتھ یوں کہا کہ گھوڑا غصب کیا اور اس پر زین بھی تو بھی یہی حکم ہو کہ دونوں کے غصب کا اقرار ہو
 اور اگر یوں کہا کہ اس سے غصب کیا مثلاً منہل میں نے اس کے غلام سے غصب کی یا بھول گھوڑے سے غصب کر لی تو خاص اول
 چیز کے غصب کا اقرار ہو اور اگر یوں کہا کہ اکاف جو حار پر تھا غصب کر لیا تو بھی اول کے غصب کا اقرار ہو۔ اور اگر ظرف کے
 طور پر دوسرے کا اقرار کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دوسری چیز پہلی چیز کا ظرف ہو سکتی ہو مثلاً کپڑے کو رومال میں غصب کر لیا یا
 یا انج کو کشتی میں غصب کر لیا تو ایسی صورتوں میں دونوں کے غصب کا اقرار ہو اور اگر دوسری چیز پہلی چیز کا ظرف نہیں ہوتی ہو
 مثلاً کہا کہ میں نے درم کو درم میں غصب کر لیا تو دوسری اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ اور اگر دوسری چیز ایسی ہو کہ پہلی چیز اس کے دسیان
 ہو سکتی ہو مثلاً میں نے ایک کپڑا دس کپڑوں میں غصب کر لیا تو امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک صرف اس کے دسیان
 کپڑا لازم ہوگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم ہونگے یہ مبسوط میں ہو اور اگر کہا کہ میں نے تجھے ایک کرپس دس
 کپڑوں حریر میں غصب کیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اس کے ذریعہ لازم ہوگا یہ محیط خرمی میں ہو۔ اگر کہا کہ میں نے طعام جو بیت
 میں تھا غصب کر لیا تو یہ اقرار بمنزلہ اس قول کے ہو کہ جو طعام شرمی میں تھا میں نے غصب کر لیا پس بیت و طعام دونوں کے غصب کا اقرار

دو درم و دو سو سے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کہ موافق کسبب غصب کے طعام اہل ضمان میں داخل ہونے کا اتنا بڑا
 ضمان میں داخل ہوگا اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے طعام کو اسکی جگہ سے دوسری جگہ حرکت نہیں دی تو اسکی تصدیق نہ کی جائیگی یہ
 سبب ضمان ہوگا اور اگر ایک گھوڑے کے صطبل میں غصب کر لینے کا اقرار کیا تو اسکے ذمہ فقط گھوڑا لازم ہوگا کذا فی الکفر۔ اگر کہا
 کہ فلاں شخص ایک چہرہ درم و دو درم میں پس اگر مقرر نہ کیا کہ میں نے درمے وادھ مراد لیا ہو یا نہ تو اسپر میں درم واجب
 ہو گئے اور اگر کہہ میں نے مراد لیا ہو تو دس درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مراد میری اس سے ضرب بھی تو ہمارے علم کے نزدیک اسپر
 دس درم لازم ہونگے اسی طرح اگر حقیقہ لفظ در یعنی طرف کا حرف مراد لیا تو بھی دس درم لازم ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی نے یوں
 کہا کہ زید کا مجھ پر ایک درم ایک فغیر گیہوں میں رہتا ہے پس ایک درم لازم ہوگا اور فغیر باطل ہوگا اور اگر کہا کہ زید کے مجھ پر ایک فغیر گیہوں
 ایک درم میں واجب ہے تو اسپر فغیر لازم ہوگا اور درم باطل ہے اسی طرح اگر کہا کہ زید کے مجھ پر ایک درم ذیت دس مخموم گیہوں
 میں واجب ہے تو ذیت اسپر واجب ہوگا گیہوں باطل ہیں یہ غایتہ البیان میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھ پر دس درم دس دینار میں
 واجب ہیں تو دس درم واجب ہونگے اور آخر کلام باطل ہوگا ولیکن اگر کہے کہ میں نے دونوں مال مراد کیے تھے تو دونوں
 لازم ہونگے یہ تناوے قاضی خان میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مجھ پر پانچ درم ایک یہودی کپڑے میں واجب ہیں تو اسپر پانچ درم واجب
 ہونگے پھر اگر اسے بعد کہا کہ یہودی کپڑا سلم کا عرض ہے اور پانچ درم اسے مجھ پر اس کپڑے کی سلم میں دیے تھے تو یہ
 اس اقرار کا بیان ہے ولیکن چونکہ اس میں تغیر ہوا سو اسطے علم رکھنے اسکی صحت معتبر نہ ہوگی ولیکن اگر طالب اسکی تصدیق کرے تو ہوتا ہے
 اور تصدیق کے وقت ہم کہیں گے کہ حق ان دونوں سے باہر نہیں جاسکتا ہو پس جسے دونوں نے تصادق کیا وہ ثابت ہوگا۔ اور
 اگر طالب نے اسکی تکذیب کی تو مقرر کو اس سے قسم لینے کا اختیار ہو پس اگر قسم کھالی تو مقرر کو اختیار ہے کہ مقرر سے پانچ درم کی بات
 موافق اسکے اقرار کے مواخذہ کرے یہ مبدو طرین ہے۔ اگر کہا کہ میں نے زید کے پانچ درم ایک کپڑے میں غصب کر لیے تو اسپر پانچ
 درم تک کپڑے کے لازم ہونگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر ایک درم سچ ایک درم کے پانچ درم کے ساتھ ایک درم واجب ہے
 تو دونوں درم اسپر لازم ہونگے یہ غایتہ البیان میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر ایک درم قبل ایک درم کے واجب ہے تو اسپر ایک درم واجب ہوگا
 اور اگر کہا کہ قبل اسکے ایک درم واجب ہے تو اسپر دو درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ ایک درم بعد ایک درم کے یا بعد اسکے
 ایک درم واجب ہے تو دو درم واجب ہونگے اسی طرح اگر کسی ایک درم کے بجائے ایک دینار یا فغیر گیہوں بیان کیے تو بھی دونوں
 چیزیں واجب ہونگی یہ مبدو ط و قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا درم و درم یا درم پھر درم واجب ہے تو دو درم واجب ہونگے اور
 اگر کہا درم و درم واجب ہے تو ایک ہی درم واجب ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھ پر درم پھر درم واجب ہے تو ایک ہی درم واجب ہوگا
 اور اگر کہا کہ دو درم پھر ایک درم واجب ہے تو تین درم واجب ہونگے ایسے ہی اسکے عکس میں یعنی درم پھر دو درم واجب ہیں
 تو بھی تین درم واجب ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھ پر ایک درم اور مجھ پر ایک درم ہے تو دو درم واجب ہونگے یہ فنا وے
 قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کا مجھ پر درم پھر ایک درم واجب ہوگا یہ غایتہ البیان شرح ہدایہ میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کا مجھ پر ایک درم
 سچ کل درم کے ہو تو اسپر دو درم واجب ہونگے اور اگر خاص معین دس درم کو دیکھ کر کہا کہ زید کے مجھ پر ان درون میں سے ہر درم کے
 ساتھ ایک درم واجب ہے تو اسپر میں درم واجب ہونگے اور اگر دس درم معین کو دیکھ کر کہا کہ مجھ پر اسکے ان سب درون میں سے
 ہر درم کے ساتھ یہ درم واجب ہے تو اسپر کیا نہ درم واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ مجھ پر فلاں شخص کے درون سے کل درم سو تو تین درم
 واجب ہونگے اور یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کا ہے اور قیاس قول امام اعظم رحمہ اللہ میں دس درم واجب ہونگے ایک شخص

۹۴
 ذائقہ رار و غیرہ

کہا کہ زید کا مجھ کا بھائی ہے اور وہ اس سے قاضی خان میں ہو۔ کتابت کے ساتھ اقرار کرنا
یعنی لکھ کر اقرار کرنا کسی وجہ سے ہوتا ہے اور انجملہ اس طرح لکھتے کہ وہ کچھ نہ لکھتے مثلاً ہوا یا پانی یا برت پر لکھا تو اس سے اُسپر کچھ وجہ
نہوگا اگرچہ گواہ کرے اور گواہ کر لینے کے یہ معنی ہیں کہ چند لوگوں سے لکھنے میں یوں کہے کہ مجھ پر اس کے گواہ رہو اور انکو بڑھانے کچھ
نہ سنا دے اور اگر انکو بڑھانے کے لئے سنا دیا تو جو کچھ لکھا سنا یا وہ اُسپر لازم ہوگا اور جس شخص نے اس کا یہ اقرار سنا اُسکو اس امر کی گواہی سپرد نہا حلال ہے
یہ ذخیرہ میں لکھا ہے۔ اور انجملہ یہ ہے کہ اس طرح سے لکھے کہ جو لکھا ہوا لکھتا ہے اور اُسکی چند صورتیں ہیں اور انجملہ یہ کہ ارسال تحریر ہو
اُسکی یہ صورت ہے کہ کاغذ پر لکھے پہلے بسم اللہ سے شروع کرے پھر دعا پھر مقصود لکھے کہ تیرے مجھ پر ہزار درم اس جہت سے
میں تو یہ استعنا اقرار ہے اور جو شخص اُسکی تحریر کو معائنہ کرے اُسکو اُسکے اس امر کی گواہی اُسپر دینا حلال ہے بشرطیکہ گواہ
اس تحریر کو جان لے خواہ وہ گواہ کیا جاوے یا نہ کیا جاوے یہ محیط میں ہے۔ اگر ارسال تحریر یوں لکھنے از جانب فلان لہو
فلان امانت تو نے مجھے لکھا تھا کہ میں نے تیرے واسطے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی ضمانت کرنی ہو حالانکہ میں نے
تیرے لئے ہزار کی ضمانت نہیں کی صرف تیرے واسطے پانچ سو درم کی ضمانت کی ہے۔ اور اس محرر کے پاس دو مرد اُسکے لکھنے
کے وقت موجود کتابت کے شاہد تھے پھر اُس نے اپنی تحریر کو محو کر دیا اور دونوں گواہوں نے اُسپر یہ گواہی دی تو اُسکے ذمہ
لازم ہونگے اگرچہ اُس نے ان دونوں سے گواہی مانگا ہونے کے واسطے نہ کہا ہو اور یہی حکم طلاق و عتاق و ہر ایسے حق کا ہو جو شہان کے
یا جو وثایت ہو جاتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر بطور رسالت کے سٹی یا خرقہ وغیرہ اسکے مانند لکھا تو یہ اقرار نہیں ہے اور نہ گواہوں
کو اُسپر اسکی گواہی دینا حلال ہے بلکہ اگر اُس نے کہے کہ مجھ پر اس مال کی گواہی دو تو جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے
اگر کاغذ پر غیر مرسوم تحریر کی ایسی کہ کھلتی ہے کہ فلان شخص کا مجھ پر اس قدر حق ہے تو جائز نہیں ہے بلکہ اگر گواہوں سے کہا کہ جو کچھ
میں نے تحریر کیا ہے اسکی مجھ پر گواہی دو تو گواہوں کو گواہی دینا جائز ہے یہ محیط خسی میں ہے اور انجملہ چک کی تحریر ہے اگر کسی شخص
اپنی ذات پر کسی حق کی یادداشت چند لوگوں کے حضور میں لکھی یا کوئی وصیت تحریر کی پھر اُن لوگوں سے کہا کہ مجھ پر اس حق کے
فلان شخص کے واسطے ہونے کے گواہ رہو اور اسے انکو بڑھانے سنائی اور نہ اُنہوں نے اسکے سامنے بڑھی تو یہ جائز ہے بشرطیکہ
اُنکی آنکھوں کے سامنے اپنے ہاتھ سے تحریر کی یا کسی دوسرے سے لکھوائی ہو اور اگر یہ لوگ اُسکے خود لکھنے یا لکھوانے کی حالت میں
حاضر ہوئے تو اُنکی گواہی جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک قوم کے درمیان خود ایک چک تحریر کی اور انکو بڑھانے سنائی
اور نہ اُس نے کہا کہ مجھ پر گواہ رہو تو کتابت میں تحریر ہو کہ یہ اقرار نہیں ہے اور نہ اُن لوگوں کو محرر پر اس مال کی گواہی دینا حلال ہے۔
اور قاضی امام ابوعلی نسفی رحمہ نے فرمایا کہ اگر تحریر مصدر مرسوم ہو مثلاً یوں لکھے بسم اللہ حملن الرحیم یہ اقرار نامہ ہے کہ فلان بن
فلان نے اپنی ذات پر زید کے واسطے ہزار درم ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اور گواہ کو جو اُس میں لکھا ہے معلوم ہوا تو جو کچھ اُس نے لکھا
اُسکی گواہی دینے کے گواہوں کو گواہی ہے اگرچہ انکو بڑھانے نہ سناوے اور نہ گواہ کرے۔ اور اگر اُس نے چک لکھ کر گواہوں کو
بڑھانے سنائی تو انکو گواہی دینا اس مال کی حلال ہے اگرچہ اُس نے نہ کہا ہو کہ تم گواہ رہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کاغذ
کے سواے دوسرے نے گواہوں کے سامنے اُسکو تحریر سنائی اُس کا تب لے کہا کہ جو کچھ میں نے اُسکے مجھ پر گواہ رہو تو یہ اقرار ہے
اور اگر یہ نہ کہا کہ گواہ رہو تو یہ اقرار نہیں ہے یہ یہ خزانۃ المفتیین میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک قوم کے نزدیک بیٹھ کر اپنی ذات پر
ایک چک تحریر کی پھر قوم سے کہا کہ اس پر ہر مرد اور یہ نہ کہا کہ گواہ رہو تو یہ اقرار ہوگا اور نہ اُن لوگوں کو جائز ہے کہ اس مال کی
اُس شخص پر گواہی دین اسی طرح اگر گواہوں نے کہا کہ کیا یہ مجھ پر اسکی گواہی دین میں اُس نے کہا کہ اس پر ہر مرد اور یہی حکم ہے اور

اگر گواہوں نے کہا کہ کیا ہم اس تحریر پر مہر کر دین اُسے کہا کہ اسپرگواہ رہو تو یہ اقرار ہو گا جو ان کو اسپرگواہی دینا حلال ہو
یہ فتاوے قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی محرر سے کہا کہ فلاں شخص کو اقرار نامہ لکھدے کہ مجھے ہر اسکے ہزار درم ہیں تو یہ اقرار ہی محرر کو
رواہو کہ اُسپر اس مال کی گواہی دے اسی طرح اگر محرر سے کہا کہ فلاں شخص کے واسطے بیٹنامہ اس گھر کا بعض اس قدر کے
لکھدے اُسے خواہ لکھا یا نہ لکھا تو یہ بیع کا اقرار ہو۔ اسی طرح اگر کہا کہ میری عورت کے نام اُسکی طلاق کا خط لکھدے تو بھی ایسا ہو
ہو۔ اور اگر محرر سے دوبارہ کہا کہ عورت کے واسطے طلاق لکھدے تو یہ ایک طلاق کا اقرار ہو اور سکر رکنا لکھنے والے پر تقاضا کے لیے
ہو۔ کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک مال کے اقرار کی تحریر سنائی اُسے کہا کہ کیا میں مجھے اس مال کی جو بہن
تحریر ہو گواہی دوں اُسے کہا کہ ہاں تو یہ اقرار ہی اُسکو گو ادبی دینا حلال ہو یہ فتاوے قاضی خان میں ہو اور انجملہ کتاب حساب
یہ وہ ہو کہ جو تاجرو لوگ اپنے صحیفوں اور حساب کے دفتر وں میں لکھتے ہیں یہ محیط میں ہو۔ اگر اپنے حساب کے صحیفہ میں لکھا کہ بڑے
کے مجھے ہزار درم ہیں اور دو گواہوں نے حضور کی گواہی دی یا خود اُسے حاکم کے سامنے اسکا اقرار کیا تو اُسکے ذمہ لازم
نہوگا ولکن اگر کہے کہ تم مجھے اسکی گواہی دو تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور بعض متاخرین نے کہا کہ اگر روزنامہ میں لکھا ہو
کہ فلاں شخص کے مجھے اس اسقدر درم ہیں تو یہ رسوم میں شمار ہو اسپرگواہ گردنا شرط نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر یوں کہا کہ میں نے
اپنی کتاب میں یہ پایا کہ فلاں شخص کے مجھے ہزار درم ہیں یا کہا کہ اپنی یادداشت یا حساب میں یا اپنی تحریر سے یا کہا اپنے ہاتھ سے
میں نے لکھا کہ فلاں شخص کے مجھے ہزار درم ہیں تو یہ سب باطل ہو یہ ظہیرہ میں ہو۔ ایک جماعت نے آئمہ بلخ میں سے بالئون کی
یادداشت کی نسبت فرمایا کہ جو یادداشت میں بیاع کے خط سے تحریر ہو وہ اسپر لا دم ہوتا ہو ضلیٰ بد اگر بیاع نے کہا کہ میں نے
اپنی یادداشت میں اپنے خط سے لکھا ہوا پایا یا میں نے اپنی یادداشت میں اپنے ہاتھ سے لکھا کہ فلاں شخص کے مجھے ہزار درم
ہیں تو یہ اقرار ہو کہ اسپر لازم ہو گا یہ مبسوط و ظہیرہ میں ہو صرف و بیاع و دلال کا خط بحث ہو اگرچہ معنون نہو لیونکہ آئین
لوگوں کا عرف ظاہر ہو اسی طرح لوگ جو باہمی تحریر کیا کرتے ہیں اُسکا بھی حجت ہونا بسبب عرف کے واجب ہو یہ ذخیرہ
میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اُسے کہا کہ جو کچھ مدعی کی یادداشت میں میرے خط سے ہو گا میں اسکا

الترام کیے لیتا ہوں تو یہ اقرار نہیں ہو کذا فی خزائنہ

تیسرا باب تکرار اقرار کے بیان میں۔ ایک شخص نے اپنے اوپر سودِ دم کا اقرار کیا اور اُس پر دو گواہ کر لیے پھر دوسرے مقام پر سودِ دم کا اقرار کیا اور دو گواہ کر لیے پھر مرتے کہا کہ یہ سواری دم بہن اور طالب نے کہا کہ یہ دو سودِ دم بہن تو اس مسئلہ کی چند صورتیں بہن یا تو اپنے اقرار کو کسی سبب کی جانب نسبت کیا اور وہ سبب دونوں اقراروں میں ایک ہی ہو یا مختلف ہو اور یا کسی سبب کی طرف نسبت نہ کیا پس اگر سبب کی طرف نسبت کیا مثلاً کہا کہ زید کے چھ ہزار دم اس غلام کے من کے بہن پھر اسی مجلس یا دوسری مجلس میں اس کے بعد اقرار کیا کہ چھ زید کے ہزار دم اس غلام کے من کے بہن اور وہ غلام ایک ہی ہو تو بالاتفاق ہر حال میں اُس کے ذمہ ایک ہی مال لازم ہوگا اور اگر سبب مختلف ہو مثلاً اول مرتبہ اقرار کیا کہ چھ زید کے ہزار دم اس غلام کے من کے بہن پھر دوسری بار اقرار کیا کہ چھ زید کے ہزار دم اس باندی کے من کے بہن تو بالاتفاق اماموں کے نزدیک اُس پر اس صورت میں دونوں مال واجب ہونگے خواہ یہ اقرار ایک ہی مجلس میں دوبارہ ہو یا دو مجلسوں میں واقع ہوا ہو۔ اور اگر اقرار کو کسی سبب کی طرف مضاف نہ کیا بلکہ اپنے نام پر ایک چک لکھوادی پس اگر وہ چک ایک ہی ہو تو بالاتفاق ایک ہی مال واجب ہوگا اور اگر دو چک لکھوائیں ہر چک ہزار دم کی ہو اور اس پر گواہ کر لیے

تو ہر حال میں اسپر دونوں مال لازم ہونگے اور چک کا مختلف ہونا بشرط اختلاف سبب کے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر چک ہی نہ لگی بلکہ مطلقاً اقرار کیا لیں اگر پہلا اثر قاضی کے سوا سے دوسرے شخص کے سلسلہ دو گواہوں کے درمیان ہو اور دوسرا اقرار قاضی کے سامنے ہو تو ایک ہی مال لازم ہوگا کذا فی فتاویٰ قاضی خان اسی طرح اگر پہلا اقرار قاضی کے سامنے ہو اور دوسرا غیر قاضی کے سامنے ہو تو ایک ہی مال لازم ہوگا کذا فی الخلاصہ۔ اسی طرح اگر پہلے قاضی کے سامنے اقرار کیا اور قاضی نے اس اقرار کو اپنے دیوان میں لکھ لیا پھر دوسری مجلس میں اسی کو قاضی کے سامنے اعدا دیا اور پھر درم کا اقرار کیا پس طالب نے دو مالوں کا دعویٰ کیا اور مطلوب نے دعویٰ کیا کہ وہی مال جو مطلوب کے کاغذوں میں مقبول ہوگا۔ اور اگر دونوں اقرار غیر قاضی کے سامنے ہوں یا پہلا قاضی کے سامنے ہو اور دوسرا اقرار غیر قاضی کے سامنے ہو پس اگر ہر اقرار پر ایک گواہ کر لیا تو سب کے نزدیک مال واحد لازم آئیگا خواہ یہ ایک ہی مجلس میں ہو یا دو مجلسوں میں ہو اور اگر پہلے اقرار پر ایک ہی گواہ کیا اور دوسرے پر دو یا زیادہ گواہ دوسری مجلس میں کیے تو امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک مال ایک ہی ہوگا اور مشائخ نے امام عظیم رحمہ کے قول میں اختلاف کیا ہو اور ظاہر یہ ہے کہ ان کے نزدیک بھی ایک ہی مال واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر پہلے اقرار پر دو گواہ کیے اور دوسرے اقرار پر دوسری مجلس میں دو گواہ کر لیے تو امام ابو یوسف رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک مال واحد لازم ہوگا خواہ دوسرے اقرار پر پہلے ہی دونوں گواہوں کو گواہ کیا ہو یا ان کے سوا دوسرے کو گواہ کیا ہو اور امام قسطلی رحمہ کے نزدیک ظاہر الروایت کے موافق اگر پہلے ہی دونوں گواہوں کو گواہ کیا تو ایک ہی مال اور اگر دوسرے کو گواہ کیا تو دو مال لازم ہونگے کذا ذکر اضافہ و حواصی نے بسکے برعکس ذکر کیا ہے یہ محیط شری میں ہے اور اگر اقرار دونوں ایک ہی مجلس میں واقع ہوئے تو صاحبین کے نزدیک ہر صورت میں مال واحد لازم ہوگا اور امام عظیم کے نزدیک اگر پہلے اقرار پر دو گواہ کیے پھر دوسرے اقرار پر ایک یا زیادہ گواہ کیے تو قیاساً امام عظیم رحمہ کے قول پر دو مال لازم ہونگے اور استحساناً ایک ہی مال واجب ہوگا اور یہی امام شری کا مذہب ہے کذا فی شرح ادب القاضی للصدیق الشہید۔ اگر اس کے ہزار درم کے اقرار پر دو گواہ لایا پھر وہ گواہ دوسرے اسکے ہزار درم کے اقرار پر لایا اور یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ ایک ہی مجلس میں دایر ہوا یا دو مجلسوں میں اور گواہ بھی اسکو بھول گئے تو یہ دو مال قرار پادیتے ہیں لیکن اگر معلوم ہو جاوے کہ ایک ہی مجلس میں ایسا ہوا تو یہ حکم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے جو نادر بن ساعدہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ زید نے عمرو پر ہزار درم و سودینار کا دعویٰ کیا اور ہزار درم عمرو کے نام پر ایک چک میں تحریر تھے اس میں لکھا تھا کہ اس پر سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہوا و سودینار دوسری چک میں تحریر میں اس میں لکھا ہے کہ عمرو پر سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہوا و وقت ایک ہی ہو یا دونوں میں وقت مذکور نہیں ہو تو تمام مال عمرو کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دو گواہوں نے ہزار درم سیاہ کے اور دوسرے دو گواہوں نے ہزار درم و سودینار چاندی کے اقرار کی گواہی دی تو یہ دو مال ہیں۔ اگر اس نے ہزار درم و سودینار کا ایک ہی مجلس میں اقرار کیا پھر اسی جگہ اسی مجلس میں ہزار درم کا اقرار کیا تو اختلاف زفر رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ میں مذکور ہے کہ امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اسپر ہزار درم و سودینا لازم ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ نوادہ شام میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر زید نے عمرو کے ہزار درم ایک مہینہ کے وعدے کے قرض پر اپنے اوپر دو گواہ کر لیے پھر دوسرے دو گواہ اپنے اوپر ہزار قرضہ کے دو مہینہ کے وعدے پر کر لیے تو بسبب میا و مختلف ہونے کے یہ دو مال ہیں یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک اقرار کیا کہ میں نے عمرو کا غلام قتل کیا اسکا نام لیا یا نہ لیا یا کہا کہ میں نے عمرو کا بیٹا یا بھائی قتل کیا خواہ اسکا نام لیا یا نہ لیا پھر دوسرا

مرتبه ایسا ہی اقرار کیا پس طالب نے کہا کہ تو نے میرے دو غلام یا دو بیٹے یا دو بھائی قتل کیے ہیں تو یہ اقرار ایک ہی غلام
و ایک ہی بیٹے اور ایک ہی بھائی کا قرار دیا جائیگا ولیکن اگر اُس نے دو نام مختلف کا اقرار ثابت کیا تو دو لازم ہونگے اور امام
ابو الحسن علیہ السلام نے فرمایا کہ جائز ہو کہ یہ مسائل بھی علی الاختلاف ہوں اور جائز ہو کہ اتنا ہی ہوں بشرطیکہ جگہ واحد ہو اور یہی
صحیح ہو کذا فی شرح ادب القاضی للصدیق

باب چہارم جنکے لیے اقرار صحیح اور جگہ واسطے صحیح نہیں ہو اور جنکی طرف سے اقرار صحیح ہو اور جنکی طرف سے
نہیں صحیح ہوتا ہو۔ اگر کسی شخص کے واسطے حل کا اقرار کیا یا حل کے واسطے کچھ اقرار کیا اور سبب صالح بیان کیا تو اقرار صحیح ہو ورنہ نہیں
اگر باندی کے حل یا بکری کے حل کا زید کے واسطے اقرار کیا تو اقرار صحیح و لازم ہوگا۔ اور اگر سہدہ کے حل کے واسطے ہزار درم
کا اقرار کیا تو پہلی تین صورتیں ہیں ایک یہ کہ کوئی سبب صالح بیان کرے مثلاً یوں کہے کہ اس حل کے واسطے زید نے اقرار
کیا ہو یا اسکا باپ مرگیا اور یہ وارث ہوا اگر میں نے ہزار درم تلف کر دیے تو یہ اقرار صحیح ہوگا اور مال اُسکے ذمہ لازم ہوگا
پھر اگر وہ میت کا بچہ استعدیدت میں زندہ پیدا ہوا کہ یہ معلوم ہوتا ہو کہ اقرار کے وقت وہ قائم تھا مثلاً مورث و موصی کے وفات سے
چھ مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو مال دینا لازم ہو۔ اور اگر چھ مہینے سے زیادہ میں پیدا ہوا تو اُسکو اس اقرار سے کچھ استحقاق
حاصل نہ ہوگا ولیکن اگر عورت مستعدہ ہو تو اس صورت میں اگر دوسرے سے کم میں بچہ پیدا ہوا اور اُسکے ثبوت نسب کا حکم دیا گیا تو
یہی حکم مورث و موصی کے انتقال کے وقت اس بچہ کے پیٹ میں موجود ہونے کا حکم ہوگا۔ پس اگر وہ بچہ مراد ہوا پیدا ہوا تو یہ مال
موصی و مورث کے وارثوں کو پھیر دیا جائیگا۔ اور اگر دوا لڑکے زندہ پیدا ہوئے تو یہ مال دونوں میں برابر تقسیم ہوگا پس اگر
ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا ہو تو وصیت کی صورت میں دونوں کو برابر ملیگا اور میراث کی صورت میں دو حصہ لڑکا یا بیٹا اور
ایک حصہ لڑکی کو ملیگا۔ دوسرے یہ کہ کوئی سبب استعیل بیان کرے یعنی ہونہیں سکتا ہو مثلاً یوں کہے کہ اس حل نے مجھے
ہزار درم قرض دیے تھے یا میرے ہاتھ ہزار درم کو کوئی چیز فروخت کی تھی تو یہ اقرار باطل اور اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور یہی
صورت یہ ہو کہ اقرار کو کھیم چھوڑ دے تو یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح نہیں ہو اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہو یہ کافی
میں ہو۔ اگر کسی لڑکے یا لڑکی یا غیر لقیطہ کے واسطے سودم قرضہ کسی شخص نے اقرار کیا تو لازم ہوگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ اس لڑکے
نے مجھے قرض دیا ہو حالانکہ لڑکا نہ نکلام کر سکتا ہو نہ قرض لے سکتا ہو تو بھی مال لازم ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ مجھے اس بچہ نے یہ غلام
و دلیت یا عاریت یا اجارہ پر دیا ہو یا کسی مجنون کے واسطے ایسا اقرار کیا تو اصل مال کا اقرار صحیح ہو اور سبب باطل ہو پیسہ و طین ہو
اور یا غلام کی ضمان دونوں مقررے لے سکتے ہیں یا نہیں اسکو امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب میں ذکر نہیں فرمایا اور مشائخ نے فرمایا کہ جس
صورت میں کہ بائع کے واسطے اقرار کرنے سے اُس پر ضمان نہ آوے اُس صورت میں واجب ہو کہ یہ دونوں بھی ضمان نہ لے سکیں
اور جس صورت میں بائع کے واسطے اقرار کرنے سے اُس پر ضمان واجب ہوتی ہو اُس صورت میں لڑکے اور مجنون کے واسطے اقرار
کرنے سے بھی اُس پر ضمان واجب ہوگی بلکہ قالوا کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اس بچہ کے واسطے غلام شخص کی
طرف سے ہزار درم کی کفالت کی ہو حالانکہ بچہ نہ نکلام کرتا ہو اور نہ محفل رکھتا ہو تو کفالت باطل ہو ولیکن اگر بچہ کی طرف سے اُسکا
ولی جسکو بچہ کی طرف سے ولایت تجارت حاصل ہو قبول کر لے تو ہو سکتا ہو اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہو اور
امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہو اگرچہ اُسکے ایسے ولی نے قبول نہ کیا ہو اور اگر زید نے یہ کلام بچہ کے ایسے ولی کے ساتھ
کیا جسکو نفس میں ولایت تصرف ہو مال میں نہیں ہو جیسے بھائی و چچا وغیرہ تو کفالت مستعد موقوف الاجازت رہی پس اگر بچہ نے

بالغ ہو کر اپنی رضا سے اجازت دیدی تو کفالت جائز ہو جائیگی اور اگر درمیان میں کنیل نے کفالت سے رجوع کر لیا تو رجوع صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اس لقیط کی طرف سے فدان شخص کے واسطے سودم کی کفالت کر لی ہو حالانکہ لقیط کلام کرنے کے لائق نہیں ہو تو کفالت کنیل پر جائز اور لقیط پر کچھ لازم نہ ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر ایسے لڑکے نے جبکو تجارت کی اجازت دی گئی ہو زید کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کر لیا تو تجارتی قرضوں میں اقرار صحیح ہو اور جو تجارتی نہیں ہو اُس میں اُسکا اقرار صحیح نہیں ہو اسی طرح اُسکا اقرار ولایت و عماریت کا صحیح ہو اور غصب کا اقرار بھی صحیح ہو۔ اسی طرح ایسے مال کے عیب کا اقرار جبکہ اُس نے فروخت کیا ہو جائز ہو اسی طرح اُسکے مقبوضہ غلام کی بابت اقرار کر دینا اُس سے صحیح ہو خواہ یہ غلام اُسکے اموال تجارت سے ہو یا نہ ہو مثلاً اپنے باپ سے میراث یا یا ہوا کسی ہم پامہ یا کفالت سے اقرار اُسکی جائز ہے صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہو ایسے لڑکے کا اقرار جبکہ تصرفات سے ممانعت کی گئی ہو اور نہ ہو اور نہ خفی سلیہ اور نہ اُس کا اقرار بھی بمنزہ اُسکے تمام تصرفات کے باطل ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور نشہ کے مدہوش۔ سے تمام حقوق میں اقرار جائز ہو سوائے اُن حدود کے جو خالص الدتعالے کے واسطے ہیں اور مرد ہونا اُسکا بھی بمنزلہ اُسکے تمام تصرفات کے ہوشیاروں کے مانند نافذ ہوگا کذا فی الکافی۔ اور گونگے کا اقرار اگر وہ لکھتا اور سمجھتا ہو تو ماسوائے حدود کے قصاص و حقوق الناس میں جائز و کذا فی الحاوی اگر کسی آزاد نے کسی غلام فزون یا مجبور کے واسطے کسی دین یا عین کا اقرار کیا اور اُسکے مولے نے غلام کی غیبت میں مقرر سے یہ چیز وصول کرنی چاہی تو نہیں لے سکتا اگر کسی آزاد نے کسی غلام کے واسطے کسی ولایت کا اقرار کیا اور غلام نے دوسرے کے واسطے اُسکا اقرار کر دیا پس اگر غلام ماذون ہو تو اُسکا اقرار جائز ہو اور اگر مجبور ہو تو دوسرے کے واسطے اُسکا اقرار کرنا باطل ہو کذا فی المبسوط۔ اگر غلام مجبور نے عدا خون کرنے کا اقرار کیا اور قتل کے دو ولی میں ایک نے اُسکو معاف کر دیا تو دوسرے کا اُسکی گردن پر مال نہ ہوگا اور اگر ایسی چوری کا اقرار کیا جس میں ہاتھ کاٹنا جانا واجب نہیں تو حق مولے میں اُسکا اقرار باطل ہو کذا فی الحاوی۔ غلام تاجر کا دوسرے کے واسطے کسی دین یا ولایت یا غصب یا بیع و اجارہ کا اقرار جائز ہو اگرچہ اُسپر اس قدر قرض ہو کہ غلام کی قیمت اور جو کچھ اُسکے پاس ہو سب کو محیط ہو۔ اگر اپنے مولے کے واسطے اپنے اوپر قرض کا یا اپنے پاس ولایت کا اقرار کیا حالانکہ اُسپر اس قدر قرض نہ ہو کہ وہ اُس قرض میں ڈوبا ہوا ہو تو اُسکا اقرار جائز نہ ہوگا۔ اور غلام تاجر کا اقرار ایسے جرم کا جس میں قصاص نہیں آتا ہو کسی عیبی کے واسطے جائز نہیں ہو۔ اور اگر قتل عمد کا اقرار کیا تو جائز ہو اور اُسپر قصاص واجب ہو گا اسی طرح اگر اپنی ذات پر ایسے جرم کا اقرار کیا جس میں حدود واجب ہوتی ہو جیسے قذف و زنا و شراب خواری تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر ایسی چوری کا اقرار کیا جس میں ہاتھ کاٹنا واجب ہو یا نہیں واجب ہو تو اُسکی تصدیق کیجا ویگی کذا فی الحاوی کسی عورت کے مہر کا یا کفالت نفس یا کفالت مال کا یا اپنی غلام کے آزاد کرنے کا یا مکتب یا مدبر کرنے کا اقرار غلام ماذون سے صحیح نہیں ہو۔ اور اگر اُس نے کسی عورت کے نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہو لیکن مولے کو اختیار ہو کہ دونوں میں جدائی کر دے کذا فی المبسوط اور طلاق کا اقرار غلام ماذون سے جائز ہو کیونکہ غلام مجبور کا طلاق کا اقرار جائز اس واسطے ہو کہ حق طلاق میں وہ بمنزلہ آزاد کے ہو تو غلام ماذون کا اقرار بدرجہ اولیٰ جائز ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اگر غلام تاجر نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت سے اپنی اہلی سے افتضا کیا یعنی اُسکی فرج میں داخل کر کے پردہ بھاڑا خواہ عورت باندی ہو یا آزاد ہو تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ نزدیک کچھ اُسپر لازم نہ آویگا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اُسپر لازم آویگا۔ اگر ان دونوں سے نکلج کر کہنے کا اور پردہ بھاڑنے کا اقرار کیا تو امام اعظم رحمہ و امام محمد رحمہ کے نزدیک جب تک وہ آزاد نہ ہو تو ان میں سے کسی کا مہر اُسپر لازم نہ ہوگا

۲
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم
کتاب الاقرار باب چہارم حلقہ واسطہ اقرار صحیح ہو

اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آزاد عورت میں یہی حکم ہو لیکن اگر باندی ہو اور اس کے مولے نے اس کا نکاح کر دیا تو غلام تاجر پر وقت آزاد ہونے تک کچھ واجب ہوگا اور اگر مولے نے اس کا نکاح نہیں کیا تو غلام تاجر سے فی الحال مہر کا مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی شہید ہو تو حبس تک یہ غلام آزاد ہو اس پر کچھ واجب ہوگا یہ مبسوط میں ہو اگر خریدی ہوئی باندی کے اقتضا کا اقرار کیا ہو تو سختی میں لے لی گئی تو اس پر عقد واجب ہوگا اور فی الحال غلام تاجر سے مواخذہ کیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہو اور اگر غلام تاجر نے اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکی سے جسکے پردہ بکارت موجود تھا وطی کی اور اس کا پردہ دور کر دیا اور اس سے جماع کر لیا تو حبس تک آزاد ہو اس پر امام عظیم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک کچھ واجب ہوگا ایسا ہی ابوسلیمان کے نسخہ میں ہو اور ابو حصص کے نسخہ میں قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کا بیان کیا ہو۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے باندی سے شہیدہ میں وطی کی اور اس کی بکارت کا پردہ توڑ دیا اور بدولت اجازت اس کے مالک کے اس سے جماع کیا تو بھی امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہی حکم ہو اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر پیشاب کا استمساک نہیں ہوتا ہو تو غلام تاجر کے ذمہ کچھ لازم ہوگا نہ فی الحال اور نہ بعد آزادی کے اور اگر پیشاب کا استمساک ہوتا ہو تو نسخہ ابوسلیمان میں ہو کہ مہر کے بارہ میں اس کی تصدیق کیجا وگی اور فی الحال اس کے ذمہ قرض ہوگا اور افتاء میں تصدیق نہ کیجا وگی اور نسخہ ابو حنیفہ میں ہو کہ اگر پیشاب کا استمساک ہوتا ہو تو مہر کے بارہ میں اس کی تصدیق نہ کیجا وگی پس اس پر دین ہوگا۔ اور جو حکم نسخہ ابی سلیمان میں ہو وہ اشبہ بالصواب ہو کذا فی المبسوط۔ اگر ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہو کہ ایک نے اس کو تجارت کی اجازت دی اور غلام نے قرضہ کا اقرار کر لیا تو اس شخص کے حصہ میں لازم ہوگا جس نے اس کو اجازت دی ہو اور جن چیزوں میں غلام تاجر کا اقرار جائز ہو اس کا اقرار اسی کے حصہ میں جائز قرار دیا جائیگا جس نے اس کو اجازت دی ہو اور جو کچھ اس غلام کا مال ہو جائیگا اس کا قرض مقدم رکھا جائیگا اور بعد اسے قرض کے باقی اس کے دونوں مولوں کو برابر ملیگا لیکن اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ مال تجارت کے سواے ہبہ یا صدقہ وغیرہ سے اس نے حاصل کیا ہو تو اس میں سے آدھا پہلے اس شخص کو بحال دیا جائیگا جس نے اجازت نہیں دی پھر اسکے بعد قرض ادا کیا جائیگا۔ اور اگر اس غلام کے واسطے کسی آزاد نے قرضہ کا اقرار کیا تو وہ قرضہ دونوں مالکوں میں برابر تقسیم ہوگا اور کوئی ایک تمام مال کا باجارت مستحق نہیں ہوگا کذا فی الحادسے۔ اگر مکاتب نے کسی آزاد یا غلام کے واسطے اپنے اوپر دین کا سبب ثمن بیع یا قرضہ یا عصب کے اقرار کیا تو وہ اس پر لازم ہوگا پھر اگر اسے مال کتابت سے عاجز ہو تو اس کے ذمہ سے مال اقرار باطل ہوگا۔ اور مکاتب سے حدود کا اقرار جائز ہو اور اگر نکاح کی وجہ سے مہر کا اقرار کیا تو سواے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اس پر لازم ہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس وقت لازم ہوگا کہ جب دخول کا اقرار کرے۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنی اگلی سے کسی عورت آزاد یا باندی کا یا لڑکی کا پردہ بکارت توڑ دیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک یہ اس کے ذمہ لازم ہوگا اور امام عظیم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہ بمنزلہ اقرار جرم کے ہو اور جرم کا اقرار مکاتب کی طرف سے جب تک کتابت قائم ہو صحیح ہو اور اگر جرمانہ ادا کرنے سے پہلے وہ عاجز ہو گیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک جرمانہ باطل ہو گیا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز رہا اور اگر مکاتب نے خط سے حنایت کرنے کا اقرار کیا اور قاضی نے اس پر ارشاد دینے کا حکم کیا اس نے کچھ ادا کیا تھا کہ عاجز ہو گیا تو امام عظیم رحمہ اللہ کے نزدیک باقی باطل ہو گیا اور امام محمد رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک لازم رہا بخلاف اسکے اگر حکم قاضی ہونے سے پہلے وہ عاجز ہو گیا تو ایسا نہیں ہوگا یہ مبسوط میں ہو قلت امام عظیم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ظاہر باطل ہوگا لیکن امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے اتفاق میں احتمال ہو و اللہ اعلم

اگر قاضی نے کسی آزاد کو مجبور کیا پھر مجبور نے اپنے اوپر دین یا غضب یا بیع عتیق یا طلاق یا نسب یا قذف یا زنا کا اقرار کیا تو یہ سب اُسے جائز ہو اور امام عظیم رحمہ واول قول امام ابو یوسف رحمہ میں آزاد کو مجبور کرنا باطل ہو پھر امام ابو یوسف رحمہ نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جائز ہو اور یہی قول امام محمد رحمہ کا ہو اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ اُسکا اقرار دین و بیع کا جائز نہیں ہو اور بشر جو بزل میں باطل ہوتا ہو وہ مجرمین بھی باطل ہوتی ہو اور جو بشر بزل میں اُسے جائز ہو وہ مجرمین بھی جائز ہو کذا فی الحاق سے

پانچواں باب مجهول شخص کے واسطے اور مجهول بر و مجهول و مبہم چیز کے اقرار کے بیان میں۔ اگر مقرر لہ مجهول ہو تو مقرر پہ کچھ لازم نہ آئیگا خواہ حالت نہایت کھلی ہو مثلاً کہا مجھے ہزار درم لوگوں میں سے کسی کے ہیں یا اس قدر زیادہ ہو مثلاً کہا کہ مجھے ہزار درم ان دونوں میں سے کسی کے ہیں ایسا ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہو اور شیخ الاسلام نے مبسوط اور ناطقی نے واقعات میں لکھا کہ جہالت اگر نہایت زیادہ ہو تو اقرار جائز نہیں ہو اور اگر زیادہ فاحش نہ ہو تو جائز ہو اور ایسی صورت میں تذکرہ کا حکم دیا جائیگا کہ یا ذکر کے کہ کس کے ہیں اور بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور وجہ یہ ہو کہ اگر دونوں مقرر لہا مقرر سے لینے پر اتفاق کریں اور یا ہم صلح کر لیں تو دونوں کا دعویٰ ممکن ہو پس مقرر کا اقرار صحیح ہوگا کافی میں لکھا ہو کہ یہی اصح ہو کذا فی البتین۔ اگر باین لفظ بیان کیا کہ فلاں کے مجھے ہزار درم یا فلاں کا مجھے ایک درم ہو تو اُسے کچھ لازم نہ ہوگا یہ محیط مشرعی میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام اس بکر یا عمر سے غضب کر لیا اور دونوں میں سے ہر ایک اپنا دعویٰ کرتا ہو تو اقرار فاسد ہو جتنے کہ بیان کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور ان دونوں کو اختیار ہو کہ باہم صلح کر کے غلام کو مقرر سے لے لیں اور اگر باہم صلح نہ کی تو مقرر سے ہر ایک کے واسطے قسم لیا ویلی کہ والدیر غلام نہ اسکا ہو اور نہ اُسکا ہو۔ اور یہ تذکرہ نہیں ہو کہ ہر دونوں کے واسطے ایک بار ایک قسم لیا ویلی یا ہر واحد کے واسطے علاحدہ قسم لیا ویلی اور شاخ نے باہم بین اختلاف کیا ہو بعضوں نے فرمایا کہ ہر ایک کے واسطے علیحدہ قسم لیا ویلی اور قاضی کو اختیار ہو کہ دونوں میں سے جسکے نام چاہے شروع کرے یا دونوں کے نام کا شروع کرے اور جب دونوں کے لیے قسم لے تو تین صورتوں سے خالی نہیں اول کہ ایک کے لیے قسم کھا دے اور دوسرے کی قسم سے نکول کرے اور اس صورت میں تمام غلام کی اسکے نام ڈگری ہوگی جسکے قسم سے نکول کیا ہو اور جسکے نام سے قسم کھائی اسکے لیے کچھ ڈگری نہ ہوگی اور اگر دونوں کی قسم سے نکول کیا تو غلام اور غلام کی قیمت کی ڈگری دونوں کے نام برابر ہوگی خواہ اُسے دونوں کی قسم سے ایک بار نکول کیا مثلاً قاضی نے دونوں کی ایک ہی قسم دلائی اور کس نے نکول کیا یا آگے چھپے مثلاً ایک کے واسطے پہلے قسم دلائی اُس نے نکول کیا پھر دوسرے کے واسطے قسم دلائی اُس نے نکول کیا دونوں حالتوں میں فرق نہیں ہو اور اگر دونوں کے واسطے قسم کھائی تو ہر ایک کے دعویٰ سے بری ہو گیا پھر اگر دونوں نے باہم صلح کر کے مقرر سے غلام لینا چاہا تو امام ابو یوسف رحمہ کے پہلے قول کے موافق دونوں کو یہ اختیار ہو یہی امام محمد رحمہ کا قول ہو پھر امام ابو یوسف رحمہ نے اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ بعد قسم لینے کے دونوں کو صلح کر لینا جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم ہیں اور بکر کے مجھے سو دینار باہم دیکھ میں تو زید کے واسطے ہزار درم ثابت ہیں اور بکر و عمر کو اختیار ہو کہ باہم صلح کر کے سو دینار لے لیں اور اگر کہا کہ زید کے مجھے سو دینار اور مجھے چار کے ایک کر لہوں یا بکر کے ایک کر جو میں تو زید کے واسطے اس پر ثابت ہیں اور بکر و عمر کو کچھ نہ ملے گا لیکن دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ ہر ایک جو کچھ اُسے دعویٰ کرتا ہو اسکی قسم پڑے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم اور بکر کے یا عمر کے ہیں تو زید کو تسلو کے آوے اور باقی کے واسطے دوسرے ہر واحد کے لیے اس سے قسم لیا ویلی لیکن اگر دونوں باہم صلح کر لیں تو نصف نصف تقسیم کر لینے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم یا عمر کے ہیں تو بکر کے ہیں تو بکر کو آوے چاہینگے اور باقی اول و دوسرے کو حبط کر ہم نے بیان کیا مسکتے ہیں کذا فی الحادی۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم اور عمر کے یا بکر کے اور خالد کے ہیں تو

زید کو ایک تہائی اور غلام کو ایک تہائی ٹینگے اور باقی تہائی کے واسطے مقرر سے عمرو کو کے واسطے قسم لیا گیا، لیکن اگر دونوں باہم صلح کر لیں تو سے لین یہ محیط رخصی میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ زید کے مجھے سو درم ورنہ عمرو کے بین تو امام ابو یوسف رہ کے نزدیک یہ قول شل اس قول کے ہو کہ غلام یا غلام کے مجھے سو درم ہیں اور امام محمد رہ کے نزدیک سو درم زید کو ٹینگے اور عمرو کو کچھ نہیں دیا گیا یہ بسو ط میں ہو۔ اگر مقرر علیہ مجہول ہو مثلاً کہا کہ تیرے ہم لین سے کسی ایک ہزار درم ہیں تو صحیح نہیں ہو یہ بین میں ہو۔ اور اگر زید نے کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم ہیں یا میرے غلام پر حالانکہ اسکے غلام پر قرضہ نہیں ہو تو دونوں میں سے ایک کے دوسرے لازم ہونگے اور آپس میں کرنا واجب ہو اور اگر اسکے غلام پر مستدر قرض ہو کہ اسکی قیمت کو محیط ہو تو کچھ لازم نہوگا پھر اگر کبھی اسکا قرضہ ادا کر دیا تو مال اقرار لازم ہوگا یہ محیط رخصی میں ہو جب طرہ معلوم چیز کا اقرار صحیح ہوتا ہو ویسے ہی جہول کا بھی صحیح ہے یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ زید کی مجھ کوئی چیز ہو تو آپس واجب ہو کہ کوئی قیمت دار چیز بیان کرے اور اگر ایسی چیز کے سوا سے کوئی چیز بیان کی تو یہ رجوع شمار کیا جائیگا اور اگر زید نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو مقرر کا قول قسم سے معتبر ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھے کچھ حق ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ ذاتی الہدایہ۔ اگر کہا کہ غلام شخص کا مجھے حق ہو پھر کہا کہ میں نے حق سے حق اسلام مراد لیا تھا پس اگر اس کلام کو پہلے کلام سے الگ بیان کیا تو صحیح نہیں ہو اور اگر ملا ہوا بیان کیا ہو تو صحیح ہو۔ اگر کہا کہ زید کا میرے غلام غلام پر حق ہو تو یہ اپنے غلام پر قرضہ کا اقرار نہی شرکت کا اقرار نہیں ہو جسے کہ اگر مقرر نے غلام میں شرکت کا دعویٰ کیا اور مقرر نے انکار کیا تو قسم سے اسی کا قول لیا جائیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ زید کا میرے اس غلام میں حق ہو تو کسی قدر غلام کی شرکت کا اقرار ہو جسے کہ اگر مقرر نے کہا کہ میں نے غلام پر قرضہ ہونا مراد لیا تھا تو اسکی تصدیق نہ کیا جائیگی یہ ذیفرہ میں ہو۔ اگر کہا کہ زید کا میرے اس غلام یا اس باندی میں حق ہو پس طالب نے اسکے ذمہ کے حق کا دعویٰ کیا تو مقرر علیہ سے قسم لیا جائیگی اگر آئے قسم کھائی تو زید کا باندی و غلام کسی میں کچھ حق نہوگا اور اگر طالب نے دونوں میں حق کا دعویٰ کیا تو دونوں میں جبین چاہے ایک میں کسی قدر حصہ کا اقرار بیان کرے اسی طرح اگر دونوں سے ایک کا دعویٰ کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط رخصی میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے زید کی کوئی چیز غضب کر لی اور بیان نہ کی تو اقرار صحیح ہو اور مقرر کو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر آئے مال مقوم شل درم و دینار وغیرہ بیان کیے اور مقرر نے اسکی تصدیق کی اور اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو مقرر چسندہ آئے بیان کیا فقط اسی قدر دینا واجب ہو اور اگر مال میں تصدیق کی لیکن اسکے بیان سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو جقدر مقرر نے بیان کیا مستدر دینا آپس واجب ہوگا اور زیادتی کے بارہ میں قسم سے منکر زیادت کا قول قبول ہوگا اور اگر مقرر نے اسکے بیان کی تکذیب کی اور کسی دوسری چیز کا دعویٰ کیا تو تکذیب کرنے سے اسکا اقرار باطل ہو گیا اور جس چیز کا دعویٰ نے دعویٰ کیا اس میں مقرر کا قول مقبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایسی چیز بیان کی جو مال نہیں ہو پس اگر مقرر نے اسکے بیان کی تصدیق کی تو آپس کچھ اور واجب نہوگا خواہ ایسی چیز بیان کی ہو جو غضب سے مقصود ہوتی ہو مثلاً کہا کہ میں نے اس سے اسکی جو رو یا اسکا نابالغ بچہ غضب کر لیا یا مقصود نہو مثلاً میں نے اس سے ایک ٹھنی خاک یا کھون یا تل غضب کر لیے ہیں۔ اور اگر مقرر نے اسکے بیان کی تکذیب کی اور آپس کسی مال مقوم کا دعویٰ کیا پس اگر مقرر نے ایسا مال بیان کیا جو غضب سے مقصود نہیں ہوتا ہو تو مشائخ میں اختلاف نہیں ہو کہ اسکے قول کی تصدیق کجاوے اور اگر ایسی چیز بیان کی جو غضب سے مقصود ہوتی ہو مگر وہ مال مقوم نہیں ہو تو اس میں مشائخ کا اختلاف ہو جائے مشائخ نے فرمایا کہ اسکا بیان صحیح نہیں ہو آپس جبر کیا جائیگا کہ ایسی چیز بیان کرے جو مال مقوم ہو اور یہی اصح ہے غایتہ البیان شرح ہدایہ میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ زید کی میرے پاس ودیعت ہو اور یہ بیان نہ کیا کہ کیا ہو پس جو کچھ بیان کرے

امین اسکی تصدیق کیا وہی بشریکہ ایسی چیز ہو کہ قصد کر کے ودیعت رکھے جانے کے لائق ہو۔ اور اگر مقر نے کسی دوسری چیز کا دعویٰ کیا تو مقر سے قسم بجا دیگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ کپڑا میرے پاس ودیعت ہو اور اسکو لایا تو عیب وار تھا اور اقرار کیا کہ یہ عیب میرے پاس پیدا ہو گیا، تو اس پر ضمان لازم ہوگی اور اگر اس کے مالک نے اس طرح ہونے سے انکار کر لیا تو اسکا بھی ہی حکم ہو جو مذکور ہو چاہے مسو طین ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے دین سے ایک غلام غصب کر لیا ہو تو اقرار صحیح ہو اور حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے اور جب اس نے بیان کیا کہ وہ غلام یہ ہے خواہ وہ عمدہ ہو یا اور زیادہ رومی ہو اور مقر نے اسکی تصدیق کی تو اسکو لے لے اور اگر اس کے بیان کی تکذیب کی اور دوسرے غلام کا اقرار دے دیا تو قسم سے مقر کا قول مقبول ہوگا اور مقر کا اقرار بسبب مقر کے باطل ہو گیا۔ یہ حکم غلام کے موجود ہونے کی صورت میں ہی اور اگر غائب ہے اسکو تلف کر دیا تو اسکی مقر اقبیت میں مقر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے بکری یا اونٹ یا کپڑا غصب کر لیا ہو تو اقرار صحیح ہو اور اس کے بیان کی طرف رجوع کیا دیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے ایک دار غصب کر لیا تو اس باب میں کہ وہ دار یہ ہو یا وہ دوسرے شہر میں ہو اسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر اس نے کہا کہ وہ دار یہی ہو جو اس شخص کے قبضہ میں ہو اور جس کے ہاتھ میں ہو وہ انکار کرنا ہو تو مقر کچھ ضمان ہوگا اور نہ سوائے اس دار کے دوسرے کی بابت اس سے مواخذہ کیا جائیگا اور یہ قول امام اعظم کا اور دوسرا قول امام ابو یوسف رہا ہو اور اول قول امام ابو یوسف رہے کے موافق اور وہی قول امام محمد رہا ہو کہ قسم کے ساتھ مقر سے اس دار کی قیمت کی ضمان بجا دیگی کذا فی الحاوی۔ اگر کہا کہ میں نے یہ باندی یا یہ غلام غصب کیا اور مقر نے دونوں کا دعویٰ کیا تو غاصب سے کہا جائیگا کہ دونوں میں سے ایک کا جبکا تو چاہے اقرار کرے اور دوسرے پر قسم کھا پھر اگر اس نے ایک کا اقرار کر دیا تو اس اقرار کے عمدہ سے نکل گیا اور مقر نے اسکی تصدیق کر چکا ہو کیونکہ اس نے دونوں کا دعویٰ کیا ہو پس مقر اسکو لے لے جسکو اس نے معین کیا اور دوسرے کا دعویٰ باقی رہا تو اس میں قسم سے نکل کا قول مقبول ہوگا اور اگر مقر نے کسی ایک خاص کا دعویٰ کیا اور مقر نے جسکو بیان کیا ہو وہ اس کے زعم میں نہیں بلکہ دوسرا ہو تو اس اقرار سے اسکو کچھ اشتقاق چلے نہوگا اور دوسرے کی بابت اسکا دعویٰ مقرب باقی رہا اور مقر نکلے تو قسم سے اسی کا قول مقبول ہوگا یہ مسو طین ہو۔ اگر کہا کہ مجھے ایک فغیر گیمون میں تو اس شہر کے فغیر سے پیار کے جاوینگے اور یہی سن وغیرہ کا حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھے سو درم ہیں تو اس شہر کے وزن کے موافق اقرار مقبر کر لیا جائیگا اگر وزن سبب ہو تو سبب ہوگا اور کم ہے اسکی تصدیق نہ کیا دیگی ولکن اگر وقت اقرار کے کلام متصل میں مثلاً درم متعل یا وزن غصب بیان کیا تو تصدیق بجا دیگی اور اگر اقرار اسکا مثلاً کو فمیں واقع ہوا تو کو فمیں وزن سبب کے درم متعارف ہیں اور اگر شہر کے نقد مختلف ہوں اور کوئی نقد زیادہ رائج ہو تو اسی کی جانب اقرار راجع ہوگا اور اگر رواج میں سبب برابر ہوں تو جو نقد سب سے کم ہو اسکی طرف راجع ہوگا مثلاً درم ہوں کا اقرار کیا تو سب سے چھوٹے درم کی طرف وقت استواء سے رواج کے رجوع کیا جائیگا۔ اگر کہا کہ مجھے چھوٹا درم یا درم یا درم ہو تو سب سے درم ہر اقرار کر لیا جائیگا ولکن اگر وقت اقرار کے متصل بیان کر دے تو موافق بیان کے کر لیا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر بندہ میں اس نے کہا کہ مجھے درم کے طبری درم ہیں تو طبری درم واجب ہونگے مگر بغداد کے وزن سے۔ اسی طرح اگر بغداد میں موجود ہو اور کہا کہ مجھے ایک درم موصلی کیونکہ میں تو اس پر موصلی کیونکہ ہونگے مگر بغداد کے کیل سے یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ مجھے درم ہیں تو اس پر درم واجب ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مجھے درم ہیں تو اس پر درم واجب ہونگے یہ مسو طین ہی۔ اگر کہا کہ مجھے ارباب سے درم ہیں یا بہت سے ونا تیر ہیں تو امام اعظم رہے کے موافق اس پر درم

قد فرمادہ ہے کہ اگر کسی نے کسی کو غلام غصب کر لیا ہو تو اس کا قول مقبول ہوگا اور اگر اس نے کسی ایک خاص کا دعویٰ کیا اور مقر نے جسکو بیان کیا ہو وہ اس کے زعم میں نہیں بلکہ دوسرا ہو تو اس اقرار سے اسکو کچھ اشتقاق چلے نہوگا اور دوسرے کی بابت اسکا دعویٰ مقرب باقی رہا اور مقر نکلے تو قسم سے اسی کا قول مقبول ہوگا یہ مسو طین ہو۔ اگر کہا کہ مجھے ایک فغیر گیمون میں تو اس شہر کے فغیر سے پیار کے جاوینگے اور یہی سن وغیرہ کا حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھے سو درم ہیں تو اس شہر کے وزن کے موافق اقرار مقبر کر لیا جائیگا اگر وزن سبب ہو تو سبب ہوگا اور کم ہے اسکی تصدیق نہ کیا دیگی ولکن اگر وقت اقرار کے کلام متصل میں مثلاً درم متعل یا وزن غصب بیان کیا تو تصدیق بجا دیگی اور اگر اقرار اسکا مثلاً کو فمیں واقع ہوا تو کو فمیں وزن سبب کے درم متعارف ہیں اور اگر شہر کے نقد مختلف ہوں اور کوئی نقد زیادہ رائج ہو تو اسی کی جانب اقرار راجع ہوگا اور اگر رواج میں سبب برابر ہوں تو جو نقد سب سے کم ہو اسکی طرف راجع ہوگا مثلاً درم ہوں کا اقرار کیا تو سب سے چھوٹے درم کی طرف وقت استواء سے رواج کے رجوع کیا جائیگا۔ اگر کہا کہ مجھے چھوٹا درم یا درم یا درم ہو تو سب سے درم ہر اقرار کر لیا جائیگا ولکن اگر وقت اقرار کے متصل بیان کر دے تو موافق بیان کے کر لیا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر بندہ میں اس نے کہا کہ مجھے درم کے طبری درم ہیں تو طبری درم واجب ہونگے مگر بغداد کے وزن سے۔ اسی طرح اگر بغداد میں موجود ہو اور کہا کہ مجھے ایک درم موصلی کیونکہ میں تو اس پر موصلی کیونکہ ہونگے مگر بغداد کے کیل سے یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ مجھے درم ہیں تو اس پر درم واجب ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مجھے درم ہیں تو اس پر درم واجب ہونگے یہ مسو طین ہی۔ اگر کہا کہ مجھے ارباب سے درم ہیں یا بہت سے ونا تیر ہیں تو امام اعظم رہے کے موافق اس پر درم

اور دس دینار واجب ہو گئے اور صاحبین رم کے نزدیک دوسو درم اور بیس دینار واجب ہونگے یہ محیط سرخسین میں ہے۔ اگر
 کہا کہ مجھ پر بہت سے تحال یعنی کپڑے اور بہت سے وصائف ہیں تو امام محمد رم کے نزدیک دس اور صاحبین کے نزدیک
 دوسو درم کے انداز سے واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ میں نے بہت سے اونٹ یا بہت سے گائیں یا بہت سی بکریاں غضب کر لی ہیں تو
 صاحبین کے نزدیک ہر شخص کے کترضاب کے موافق اس سے لیے جائینگے یعنی اونٹوں میں سے پچیس اونٹ تیس گاؤں میں سے اور
 چالیس بکریوں میں سے اور امام غفر رم کے نزدیک مفر کے بیان کی طرف رجوع کیا جائیگا یہ تبیین میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے بچے اکثر اللہ رحم
 میں تو دس درم واجب ہونگے اور صاحبین کے نزدیک دوسو درم اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھ پر دراہم میں سے
 کچھ یا کچھ دراہم میں سے ہیں تو اُس پر تین درم واجب ہونگے یہ خزانہ الفتین میں ہے۔ قال المترجم ان سائل میں دراہم و دینار
 باعتبار عربیت کے جمع کے معتبر رکھنے لگے اور اقل جمع تین درم ہو لہذا ہم صورتوں میں تین درم کا حکم کیا گیا اور اگر زبان اردو
 میں بلفظ جمع اطلاق کیا جاوے تو اس حکم میں تامل ہو چونکہ استخراج احکام مسائل میں اجتہاد مطلق بانی الجملہ درکار ہو لہذا مترجم
 ضمیمہ معذروہ جو جانتا کہ ممکن ہو ترجمہ میں انھیں الفاظ کا لحاظ کیا گیا پس نتیجہ ہو کہ دراہم دو تاثیر کی صورتوں میں مثلاً حکم
 مذکور کو اسی عربی لفظ جمع کے ساتھ ملحوظ مقصود رکھیں والداعلم۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رم سے روایت کی ہو کہ اگر اقرار کیا
 کہ مجھ پر دراہم مضاعفہ ہیں یعنی دو چند ہیں تو چھ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ دراہم اضافہ مضاعفہ واجب ہیں تو اُس پر اٹھارہ درم
 لازم ہو گئے یا یوں کہا اضافہ مضاعفہ دراہم ہیں تو بھی اٹھارہ درم واجب ہونگے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر کہا کہ لے علی عشرۃ
 دراہم و اضافہ مضاعفہ یعنی زید کے مجھ پر دس درم اور انکی اضافہ مضاعف کر کے واجب ہیں تو اتنی درم واجب ہونگے
 یہ محیط سرخسین میں ہے۔ اگر کہا کہ کذا درہا تو ایک درم واجب ہو گا یہ کثر و دہایہ میں ہے اور نتیجہ اور ذخیرہ وغیرہ میں لکھا ہو کہ دو درم
 واجب ہونگے اسلئے کہ کذا کنا یہ عدد سے ہی او۔ اقل عدد دو ہو کذا فی التبیین یعنی علم حساب میں ثابت ہوا کہ واحد عدد
 نہیں ہو پس عدد کا شمار دو سے ہو اور کہ چونکہ عددی کنایات سے ہو لہذا کثر و دہا دہونگے و کذا فی فتاویٰ سے قاضیخان
 اور اگر کہا کہ کذا کذا درہا تو گیارہ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ کذا کذا درہا تو اکیس درم واجب ہونگے اور یہی حکم
 دیناروں کی و زنی چیزوں میں ہو۔ اگر کہا کذا کذا مختوم من خطہ تو گیارہ مختوم واجب ہونگے۔ اگر کہا کہ مجھ پر کذا درہما
 و کذا کذا دینار ہیں تو ہر ایک میں سے گیارہ گیارہ واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ مجھ پر کذا دینار و درم واجب ہیں تو
 ہر ایک میں سے گیارہ کے نصف واجب ہونگے یہ فتاویٰ سے قاضیخان میں ہے اور اگر لفظ کذا کو تین بار بدولن واو کے لایا
 تو گیارہ اور اگر واو کے ساتھ لایا تو ایک سو گیارہ اور اگر چار بار لایا تو ہزار اسیار زیادہ کیے جاوینگے کذا فی الہدایہ اور
 اگر پانچ مرتبہ واو کے ساتھ لایا تو دس ہزار زیادہ کرنے چاہیے میں اور اگر چھ مرتبہ لایا تو سو ہزار اور اگر سات مرتبہ لایا تو دس
 لاکھ زیادہ کرنے چاہیے میں علی ہذا القیاس ہر بار جب واو کے ساتھ زیادہ کرے تو ایک دہائی بڑھانی چاہیے جیسا
 عادت جاری ہو کذا فی التبیین اور یہ سب اس وقت ہو کہ اُس نے لفظ درم کو کذا کے تین کے واسطے ذکر کیا یعنی کذا کنا یہ عددی
 بہم ہو پس معلوم کرنے کے واسطے کہ یہ عدد کنا یہ چیز سے ہو تو درم ذکر کر کے بتلایا کہ درم سے کنا یہ ہو پس یہ سب
 احکام چند کثرت ہوئے ہیں جاری ہونگے اور اگر لفظ درم کو مجرور ذکر کیا یعنی کذا کنا یہ عددی بہم کو درم کی طرف مضاعف کیا تو امام محمد رم سے
 روایت ہو کہ سو درم واجب ہونگے یہ محیط سرخسین میں ہے۔ اگر کہا فلان شخص کا مجھ پر مال ہو تو مقدار بیان کرنے میں اسی کا قول معتبر ہوگا
 اور قلیل و کثیر میں اسی کے بیان کا اعتبار کیا جائیگا و لیکن اگر ایک درم سے کم بیان کیا تو تصدیق نہوگی اور اگر کہا کہ زید کا

۱۰
 درہم و دینار
 باعتبار عربیت

مجھ پر مال عظیم درون میں سے ہو تو دوسو درم سے کم بیان کرنے میں اسکی تصدیق نہ کیا دیگی اور یہ صاحبین درم کے نزدیک ہوا و ہزار درم میں سے کم میں اور اوٹون میں سے پچیس سے کم میں تصدیق نہوگی اور مال نہ کوہ کے سوا سے میں قیمت مضاب سے کم میں تصدیق نہوگی کذا فی الکافی اور امام اعظم رحمہ سے روایت ہو کہ دس سے کم میں تصدیق نہوگی اور ایک روایت میں امام اعظم رحمہ سے مثل صاحبین ہر کے قول کے ہو کذا فی التبیین اور شمس المائتہ سرخی نے فرمایا کہ صحیح قول امام اعظم رحمہ کا یہ ہو کہ امام مقرر کی حالت فقر و غنا کو دیکھ کر حکم کی بنا رکھتے ہیں کیونکہ فقیر قلیل کو عظیم سمجھتا ہو اور غنی نہیں سمجھتا ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور یہ سب اوقات ہو کہ اسنے مال عظیم کو درون میں سے بیان کیا اور اگر نہ مال عظیم کا اقرار کیا تو جس جس میں سے بیان کرے اسکی تصدیق کیا دیگی کذا فی التامیہ اور اگر کہا کہ مجھ پر اموال عظام ہیں یعنی وہ دونوں لفظ بطور عربی جمع کے ذکر کیے تو جسکو بیان کرے اس میں سے بقدر تین مضاب کے مقدار کیے جائینگے مثلاً درون میں سے بیان کیے تو چھ سو درم واجب ہونگے کذا فی الکافی قال المستخرج فیہ ان یكون ذہا علی قول صاحبیہ اور اگر کہا کہ مجھ پر مال نفیس یا خطیر یا کریم ہو تو بالالتفاق فرمایا کہ دوسو درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ زید کا مجھ پر مال کثیر ہو تو ناظر نے ذکر کیا کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک دوسو درم واجب اور اگر زیادہ کا اقرار کیا تو زیادہ لازم ہونگے اور دوسو درم سے کم میں اسکا قول مقبول نہوگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ دس سے کم میں تصدیق نہوگی اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ دوسو درم اسکو لازم ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کہا کہ اوت درم یعنی ہزاروں درم تو تین ہزار درم اور اگر کہا کہ اوت کثیرہ تو دس ہزار درم لازم ہونگے اور یہی حکم فلس و دیناروں میں ہو یہ محیط میں ہو متقی لکھتے ہو کہ اگر کہا کہ مجھ پر مال ہو نہ قلیل ہو نہ کثیر ہو تو اُسپر دوسو درم ہیں یہ خلاصہ میں ہو اور اگر کہا کہ مجھ پر مال قلیل ہو تو اُسپر ایک درم لازم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کہا کہ نہ علی نہ زکوا الف درہم اسکے مجھ پر ہزار درم کے ہیں یا جل الف درہم او عظم الف درہم یا قریب من الف درہم یا قریب ہزار درم کے ہیں تو یہ سب پانچ سو درم سے کچھ اوپر کا اقرار ہو اور یہی حکم غضب و دولیت میں ہو اور یہی کہلی و وزنی چیزوں اور کپڑوں میں ہو کذا فی الذخیرہ اور امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر کہا اقلان علی ما غیر اقلان کے مجھ پر سوا سے ہزار کے ہیں تو اُسپر دو ہزار واجب ہونگے اور اگر کہا غیر اقلین سوا سے دو ہزار کے ہیں تو اُسپر چار ہزار واجب ہونگے اور اگر کہا غیر درہم تو دوسو درم واجب اور اگر کہا کہ غیر درہم تو چار درہم واجب ہونگے یہ حاوی میں ہو اگر کہا کہ لہون کثیر ہیں تو صاحبین ہر کے نزدیک پانچ و ستم ہونگے اور بعض نے کہا کہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک بیان کرنا مقرب موقوف ہو کہ ایک صلح سے زیادہ بیان کرے اور بعض روایات میں مذکور ہو کہ حظ کثیرہ کو س قنیز ہیں اسی طرح کہلی و وزنی چیز کا حکم ہو اور اگر کہا کہ مجھ پر اتفرہ حظ ہیں تو تین قنیز اُسپر لازم آویگے اور اگر کہا اتفرہ کثیرہ ہیں تو دس قنیز لازم آویگے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کہا اقلان علی عشرہ درہم و نصف اقلان کے مجھ پر دس درم اور کچھ زیادہ ہو تو نصف کی مقدار بیان کرنا اسی کی طرف سے ہو پس اگر درم سے کم بیان کی تو جائز ہو تبیین میں ہو۔ اگر کہا علی بضع و خمسون درہم یا مجھ پر بضع درم ہیں تو بضع کی مقدار تین یا اس سے زیادہ ہوتی ہو پس اگر تین سے کم بیان کرے تو ناجائز ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر کہا کہ مجھ پر سوا در ایک درم ہوا ہو تو ہمارے نزدیک اُسپر سو درم اور ایک درم ہو کا اسی طرح اگر سوا در ایک دینار یا سوا در ایک قنیز لہون بیان کرے عرفہ کہ کہلی یا وزنی کوئی چیز بیان کرے تو بھی یہی حکم ہو یہ مسوط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ دس درم و دانگ یا قنیز اٹا تو یہ دانگ یا قنیز اچانڈی میں سے ہوگا تبیین میں ہو۔ اگر کہا کہ مجھ پر اقلان شخص کے دس دینار و دانگ یا قنیز اٹا ہو تو یہ دانگ و قنیز اٹا سونے کا ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر کہا کہ مجھ پر زید کے دو مشقال سونا و چاندی یا اس قدر لہون و جو ہیں تو وہ دونوں میں سے ہر ایک کا

لازم آویگا اور اگر تین جنسین ذکر کریں تو ہر ایک میں سے تہائی لازم ہوگا کذا فی الحجاوی اور اگر کہا کہ سو اور ایک غلام یا سو و ایک بکری یا سو و ایک کپڑا یا دو کپڑے تو سو کی تینہ بنیاد کرنے میں اسی کا ٹول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہی۔ اور اگر کہا کہ سو اور تین کپڑے تو کل کپڑے قرار پائینگے یہ مبسوط میں ہی۔ اگر کہا کہ فلاں کے واسطے ایک جزیر سے دار کا ہی تو بیان کرنا اسی پر ہوگا اور اسکو اختیار ہو جیقدر چاہے اقرار کرے اور جزیرو کے مانند منقص یا منصب یا طائفہ یا قطعہ کا حکم ہو ولیکن سہم کا لفظ امام عظیم رحم کے نزدیک جہاں حصہ قرار دیا جائیگا اور صاحبین رحم کے نزدیک اس کے بیان پر ہی محیط میں ہی۔ اگر ایک شخص نے اپنے ملک میں سے ایک بکری کا اقرار کیا تو اقرار ہیچ ہو پھر اگر مقرر نے کسی معین بکری کا دعویٰ کیا اور مقرر نے تصدیق کی تو وہ سارے اور اگر انکار کیا تو با دن لوہ قائم کرنے کے نہیں لے سکتا ہی یا مدعا علیہ سے قسم لیا دے اور وہ ٹکول کرے تو لے سکتا ہی اور اگر مقرر نے کسی بکری غیر معین کا دعویٰ کیا تو مقرر کو اختیار ہو جس بکری کو چاہے دیدے اور اگر مقرر نے سب بکریوں پر قسم کھائی تو مقبول ہوگی اور مجبور کیا جائیگا کہ کوئی بکری اسد دے اور اگر بکریوں میں سے کوئی معین نہ کی اور دونوں نے باہم کہا کہ ہم نہیں جانتے ہیں یا مقرر نے اپنے اقرار سے رجوع کیا یا انکار کیا تو مقرر اسکا نہیں ہوگا جسے کہ اگر دس بکریاں ہوں تو مقرر کہ کی ایک بکری دسواں حصہ ہوگی اور اگر کوئی بکری مر گئی تو دونوں کے مال سے مر گئی اور اگر کوئی بچہ جنی تو دونوں کے مال میں زیادتی ہوئی اسی حساب سے۔ اور اگر مقرر نے اصلاً انکار کیا اور گلہ ضائع کر دیا تو وہ مقرر کے حصہ کا ضامن ہو اور اگر کوئی بکری انہیں سے مری تو مقرر اس کے حصہ کے یعنی دسویں حصہ کا ضامن ہوگا اور اگر مقرر مر گیا تو اس کے وارث اس باب میں بمنزلہ مورث کے قرار پائینگے لیکن انہیں علم پر قسم لیا دینی اور اقسام حیوانات و عروض و بانڈی غلام اس باب میں مثل بکریوں کے ہیں یہ مبسوط میں ہی۔ اگر کہا کہ زید کے میرے ان درمون میں دس درم ہیں اور یہ درم سو ہیں اور انہیں چھوٹے کم وزن اور بڑے دونوں قسم کے ہیں تو دس درم وزن سب سے قرار پائینگے اور اگر مقرر نے کہا کہ کم وزن داؤن میں سے ہیں تو تصدیق ہوگی اور اگر اس میں زیوت شامل ہیں اور ان سے کہا کہ زیوت میں سے ہیں تو تصدیق کیجاو گی یہ محیط سرخی میں ہی۔ اگر کہا کہ زید کا میرے اس افاج میں ایک کرگیوں ہیں پھر دیکھا گیا تو وہ سب ایک کر نہیں ہوتا ہی تو سب زید کا ہوگا اور مقرر زیادہ کا ضامن ہوگا مگر مقرر سے قسم لیا دینی کہ میں نے اس طعام میں سے کچھ تلف نہیں کیا ہی اور اگر پورا کر ہو تو سب زید کا ہی اور اگر زیادہ ہو تو زید کو اس میں سے ایک کرگی ملے گا یہ محیط میں ہی۔ اگر کہا کہ زید کا میرے دار میں سے اس دیوار سے اُس دیوار تک ہو تو زید کو فقط اس دیوار سے اُس دیوار کے درمیان کا حصہ ملے گا یہ اکثر میں ہی۔ اگر کہا کہ زید کے مجھ پر ایک درم سے دس درم تک ہیں یا مابین ایک درم سے دس درم تک ہیں تو امام عظیم رحم کے نزدیک اس پر نو درم لازم آویں گے اور اگر صاحبین رحم نے فرمایا کہ دس درم لازم آویں گے کذا فی الکافی۔ اگر کہا کہ مجھ پر زید کا مابین کرشیر سے کر خط تک ہو تو امام عظیم رحم کے نزدیک اس پر ایک کرگیوں اور ایک کر جو واجب ہو مگر ایک تھیں کرگیوں کم کر کے اور امام ابو یوسف رحم و امام محمد رحم کے نزدیک دو کر لازم ہونگے۔ اگر کہا کہ مجھ پر مابین دس درم کے دس دیناروں تک ہو تو امام عظیم رحم کے نزدیک اس پر دس درم اور نو دینار لازم آئینگے اور صاحبین رحم کے نزدیک اس پر دس درم اور دس دینار لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مابین دس دیناروں کے دس درم تک تو بھی امام عظیم رحم کے نزدیک اس پر دس درم اور نو دینار واجب ہونگے اور بعض نسخ ابی حفص میں اس صورت میں واقع ہو کہ اس پر دس دینار اور نو درم لازم ہونگے اور یہ امام عظیم رحم کے نزدیک ظاہر ولیکن اصح دینی اول ہی۔ اور یوں اقرار کرنا کہ میں کذا یعنی مثلاً دس درم سے دس دینار تک ہیں بڑا اس قول کے سب حکموں میں ہو کہ مابین دس درم کے دس دینار تک ہیں یہ مبسوط میں ہی بشرح نے امام ابو یوسف رحم سے یہ بیان کیا ہے کہ اگر بچہ

۲
ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم

کہا کہ مجھ عمرو کی مابین کبریٰ کے گامی تک ہی تو امام اعظم رحمہ فرماتے تھے کہ اگرچہ کچھ اجنبی ہوں تو مزاح گامی باری سعید ہو یا عمر سعید ہو اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا اگر معین ہو تو کچھ نہیں لازم ہو اگرچہ میں نے یہ تو دراصل اپنے آپ پر لازم آہینے اور اگر کہا کہ مابین درم کے درم تک تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک ایک درم اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک دو درم لازم آتا۔
کذا فی المسئلہ

چھٹا باب۔ مریض کے اقرار و اوفیوں کے بیان میں۔ مرض الموت کا مریض وہ ہے جس نے اپنی ذاتی ضرورتوں کے واسطے نہ نکلے اور یہی صبح ہو یا خزانہ یا غنیمت میں ہو۔ مرض الموت کی تصریف میں اختلاف ہو تو اس کے واسطے یہ ظاہر ہو کہ اگر اس مرض سے غالباً موت ہو تو مرض الموت ہو نہ وہ شخص بہتر پر لگ گیا ہو یا نہیں یہ مضمرات میں ہو۔ مریض کا اقرار اپنے وارث کے واسطے جائز نہیں ہو لیکن اگر باقی وارث اجازت دین تو جائز ہو گا پس اگر مقررہ وقت اقرار کے مریض کا وارث ہو اور اسی طرح وارث باقی رہا یہاں تک کہ مریض مر گیا تو اقرار باطل ہو اور اگر وقت اقرار کے قبل وارث ہو پھر اس کا اقرار کے وارث ہونے سے خارج ہو گیا اور ایسا ہی رہا یہاں تک کہ مریض مر گیا مثلاً بھائی کے واسطے اقرار کیا اور اس وقت اس کے کوئی بیٹا نہ تھا پھر بیٹا پیدا ہوا اور وہ زندہ رہا یہاں تک کہ مریض مر گیا تو اقرار جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ایسے شخص کے واسطے اقرار کیا جو وقت اقرار کے وارث تھا پھر ایسے سبب سے وارث ہو گیا جو وقت اقرار کے قائم تھا مثلاً اپنے بھائی کے واسطے اقرار کیا اور اس کا بیٹا بھی موجود ہو پھر بیٹا مر گیا پھر مریض مر گیا تو اقرار صحیح نہیں ہو اور اگر ایسے شخص کے واسطے اقرار کیا جو وارث نہیں ہو پھر کوئی ایسا سبب پیدا ہوا جس سے وہ وارث ہو گیا مثلاً کسی اجنبی عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کر لیا پھر مر گیا تو اقرار صحیح ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر وقت اقرار کے وارث ہو پھر وارث ہونے سے خارج ہو جائے پھر وارث ہو جائے مثلاً اپنی جورو کے واسطے اقرار کیا پھر اس کو بائن کر دیا اور کسی عدت گذر گئی پھر اس سے نکاح کر لیا پھر مر گیا یا کسی شخص سے مولا لایا پھر مریض ہو کر اس کے لیے اقرار کیا پھر فرج کر دی پھر دوبارہ عقد مولا لایا کیا پھر اسی مرض میں مر گیا تو اس صورت میں اختلاف ہو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اقرار جائز ہو اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ اقرار باطل ہو اور شافعی نے فرمایا کہ امام محمد رحمہ کا قول قیاس ہو اور قول امام ابو یوسف رحمہ کا احتساب ہو یہ صحیح میں ہو۔ اگر کسی مریض نے اپنے بیٹے کے واسطے قرض کا اقرار کیا اور بیٹا اس کا غلام ہو پھر آزاد کیا گیا پھر باپ مر گیا اور وہ اس کے وارثوں میں ہو تو قرض کا اقرار جائز ہو اور اگر یہ غلام تاجر ہو اور آپس قرض ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو اقرار باطل ہو اور اگر مریض نے اپنے بیٹے کے واسطے اقرار کیا اور وہ مکاتب ہو پھر باپ مر گیا اور بیٹا ویسا ہی مکاتب باقی ہو تو اس کے حق میں اقرار جائز ہو اور اگر باپ کے مرنے سے پہلے بیٹا مکاتب آزاد ہو گیا تو اس کے واسطے اقرار جائز نہ رہا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر مکاتب مریض نے اپنے آزاد بیٹے کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر مر گیا اور کوئی مال لائق ادا کے نہیں چھوڑا یا ادا سے قرض کے لائق چھوڑا وادائے کما بہت کے لائق نہیں چھوڑا تو اقرار جائز ہو اور اگر دونوں چیزوں کے ادا کے لائق چھوڑا تو اقرار باطل ہو یہ محیط مرضی میں ہو۔ اگر مریض نے اپنے کسی وارث کے لیے زمین و ملک کا اقرار کیا پھر اسی مرض میں مر گیا تو جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر مرد نے اپنے مرض میں اپنی عورت کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر اس سے پہلے اس کی جورو مر گئی اور جورو کے دو بیٹے ہیں ایک اسی مرد سے اور دوسرا دوسرے مرد سے تو اول قول امام ابو یوسف رحمہ کے موافق اقرار باطل ہو اور دوسرے قول کے موافق جائز ہو۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر اس کی جورو پہلے ہر دو مر گئی اور اس کے وارث اپنے جورو میں کسی تمام میراث لیے لیتے ہیں اور وہ لوگ اس فقر کے وارث نہیں ہیں تو اقرار جائز نہ ہو وغیرہ میں ہو۔ اگر مریض نے اپنے بیٹے کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر بیٹا مقررہ مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا اور مریض کا کوئی بیٹا نہیں ہو۔

تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے پہلے قول پر یہ اقرار جائز نہیں ہو اور دوسرے قول پر جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر اپنے مرض موت میں اپنی عورت کے دین مہر کا اقرار کیا تو تمام مہر مثل تک تصدیق کیا دینی، ورنہ قرضو انان صحت کے ساتھ شریک ہوگی کذا فی خزائنہ المفتین اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا عورت کے واسطے اقرار کیا تو زیادتی باطل ہو یہ مبسوط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے مرض موت میں اپنی عورت کے واسطے ہزار درہم مہر کا اقرار کیا اور مر گیا پھر وارثوں نے گواہ قائم کیے کہ عورت نے اپنے شوہر کی زندگی میں اُسکو اپنا مہر مہرہ کر دیا تھا تو گواہ مقبول نہ ہوئے اور مہر بسبب اقرار شوہر کے لازم رہ گیا یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر اپنے کسی وارث یا اجنبی کے واسطے اقرار کیا پھر مقررہ مر گیا پھر مریض مرا اور مقررہ کا وارث اس مریض کے وارثوں میں سے ہو تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اول قول میں یہ اقرار ناجائز اور دوسرے قول میں جائز ہو اور یہی امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہو۔ اسی طرح اگر مریض نے اپنے مقبوضہ غلام کا کسی اجنبی کے واسطے اقرار کیا پھر اجنبی نے کہا بلکہ یہ غلام فلان مرد وارث مریض کا ہو میرا نہیں کچھ حق نہ تھا تو اول قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے موافق مریض کا اقرار باطل ہو اور دوسرے قول کے موافق صحیح ہو اور دوسرا قول اقرب الی القیاس ہو اور قول اول اسو طبع یہ مبسوط اور فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ جو شخص دو دن مریض اور تین روزا چھارتا ہو یا ایک روز مریض اور دو روزا چھارتا ہو اگر اُس نے اپنے بیٹے کے واسطے کسی قرض کا اقرار کیا پس اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جسکے بعد وہ بچا ہو گیا تو اُس کا فعل جائز ہو اور اگر ایسے مرض میں اقرار کیا جس نے اُسکو بستر سے لگا دیا اور وہ مر ہی گیا تو جائز نہیں ہو یہ خزائنہ المفتین میں ہو۔ اپنے وارث کے واسطے کسی چیز کا اقرار کیا اور مر گیا پھر مقررہ اور باقی وارثوں میں اختلاف ہوا مقررہ نے کہا کہ حالت صحت میں اقرار کیا اور باقی وارثوں نے حالت مرض میں اقرار کیا تو مرض کے اقرار کے معنی کا قول مقبول ہو گا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مقررہ کے گواہ اولے ہوں اور اگر مقررہ کے پاس گواہ نہ ہوں اور اُس نے وارثوں سے قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مریض کا اقرار اپنے قاتل کے واسطے نہیں جائز ہو مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ زخم ایسا کاری ہو کہ جس سے آنا جانا ممکن نہ ہو اور اگر ایسا کاری نہ ہو اور آنا جانا ہو سکتا ہو تو اقرار صحیح ہو اور جو شخص مریض ہونے کے واسطے غالباً خوف ہلاک ہو نا مستعبر رکھتا ہو وہ یوں کہتا ہو کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ زخم ایسا ہو کہ غالباً اُس سے ہلاکت کا خوف ہو اور اگر ایسا زخم نہ ہو کہ جس سے غالباً خوف ہلاکت ہو تو اقرار صحیح ہو یہ محیط میں ہو۔ مریض کا اقرار اپنے وارث کے غلام یا اُسکے مکاتب کے واسطے یا قاتل کے غلام یا اُسکے مکاتب کے واسطے جائز نہیں ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر اپنے مکاتب کے واسطے دین کا اقرار کیا تو جائز ہو بشرطیکہ حالت صحت میں اُسکو مکاتب کیا ہو اور اگر مرض میں مکاتب کیا تو اقرار نہیں جائز ہو لیکن تنہائی مال سے جائز ہو کذا فی المحادی۔ اجنبی کے واسطے مریض سے تمام مال کے قرض کا اقرار جائز ہو بشرطیکہ اُسے حالت صحت کا قرض نہ ہو یہ محیط میں ہو صحت کا قرض اُس قرض ہے جو حالت مرض میں اُسکے اقرار سے ثابت ہوا ہو مقدم ہو یعنی ترکہ میں سے پہلے صحت کا قرض ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا تو اُس سے مرض کا قرض ادا کیا جائیگا اور اگر یہ قرض قاضی کے مشاہدہ یا گواہوں سے ثابت کیا جاوے تو دونوں برابر ہیں یہ محیط شری میں ہو صحت کا قرض اُس ولایت سے مقدم ہو جسکا مرض میں اقرار کیا گیا یا خزائنہ المفتین میں ہو۔ اپنے مرض میں کوئی چیز خریدی یا قرض یا جارہ پر فی اور گواہوں نے اُسے قبضہ کرنا مسائنہ کیا یا ایک عورت سے ہزار درہم بڑے کاج کیا اور یہی اُسکا مہر مثل ہو تو یہ لوگ قرضو انان صحت سے حصہ میں شریک ہیں۔ اسی طرح ہر قرض کا حال ہو جو مریض پر کسی مال کے بدلے جسکا مالک ہوا یا تلف کیا ہو واجب ہوا اور اُسکا واجب ہو نا بغیر اقرار مریض کے ثابت ہوا پس وہ بھی بمنزلہ قرض صحت کے ہو اگر مرض میں دین ادا کیا پس اگر دین قرض یا شن مبیع ادا کیا تو سبک کر دینا چاہیے کیونکہ اسی کا ہو گا قرض

صحت کو نہ ملے گا اور اگر دین مہربا اجرت ادا کی تو قرضہ امان صحت میں نہ رہے گا جو باوٹیکے یہ عیض خسر میں ہے۔ اگر مریض پر صحت کے قرضے نہ ہوں
 اور اسے حالت مرض میں دو شخصوں کے واسطے قرض کا اقرار کیا تو دونوں حصہ بانٹ لیں کسی سے اولاً شروع نہ کیا جائیگا خواہ دونوں قرضہ امان
 ہوئے ہوں مثلاً کہا کہ ان دونوں کے مجھے ہزار درم ہیں یا آگے مجھے مثلاً ۱۰۰۰ کہہ لے اسکے مجھے پانچ سو درم ہیں پھر ایک نیا کم و بیش توقف کے بعد دوسرے
 سے کہا کہ اسکے مجھے پانچ سو درم ہیں کذا فی محیط زیر نے اپنی صحت میں کہا کہ میں نے عمر کی ایک باندی غصب کر لی پھر مرض میں کہا کہ وہ باندی یہ ہوا دوسرا
 اس باندی کے اسکا کچھ مال نہیں ہے حالانکہ اس پر قرض ہے تو یہ جائز ہے اور اسکی تصدیق کجا دی گئی اسی طرح اگر اپنی صحت میں اقرار کیا
 کہ فلاں شخص کے میرے پاس ہزار درم ودیعت ہیں پھر مرض الموت میں کہا کہ وہ یہ ہزار درم ہیں تو اسکی تصدیق کجا دی گئی اور اسے
 دین سے صاحب ودیعت اولے ہو گیا یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر مرض میں دین کا اقرار کیا پھر ودیعت کا اقرار کیا تو دونوں دین ہونگے
 اور ودیعت مقدم ہوگی اور اگر پہلے ودیعت کا اقرار کیا پھر دین کا اقرار کیا تو اقرار ودیعت اولے ہو اور مضاربت و مضاربت
 دونوں کا حکم مثل حکم ودیعت کے ہو کذا فی الہادے۔ اگر مریض نے زید کے واسطے ہزار درم ودیعت کا اقرار کیا پھر مر گیا اور یہ
 ودیعت معین کر کے معلوم نہیں ہو تو مثل دین مرض کے یہ بھی اسکے ترکہ میں قرض شمار ہوگی یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اگر مریض
 ہو اور اسکے قبضہ میں ہزار درم ہیں اور اس پر صحت کا دین نہیں ہے اور اسے زید کے واسطے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر اقرار کیا
 کہ جو درم ہزار میرے قبضہ میں ہیں یہ عمر کی ودیعت ہیں پھر خالد کے واسطے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مر گیا تو ہزار درم کے
 تین حصے کیے جاویں گے اور اگر زید نے کہا کہ میت کی طرف میرا کچھ حق نہیں ہے یا میں اسکو اپنے قرض سے بری کر چکا ہوں تو
 ہزار درم در بیان عمر و خالد کے برابر تقسیم ہونگے اور زید کے قول سے خالد کا حق باطل ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مریض نے ہزار درم
 قرض کا اقرار کیا پھر زید کے واسطے معین ہزار درم مضاربت کا اقرار کیا پھر عمر کے واسطے دوسرے غیر معین ہزار درم قرض کا اقرار
 کیا پھر مر گیا اور فقط ہزار درم چھوڑے تو یہ ہزار درم ان سب لوگوں میں بقدر حصہ کے تقسیم ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر مریض نے
 اقرار کیا کہ میرے باپ پر زید کا قرض ہے اور میرے قبضہ میں باپ کا گھر ہے اور حال یہ ہے کہ مریض پر صحت کا قرض معروف ہے
 پس اسکا قرضہ صحت مقدم رکھا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا تو اسکے باپ کے قرضہ میں دیا جائیگا اور اگر اپنے باپ کے انتقال کے
 بعد اپنی صحت میں ایسا اقرار کیا ہو تو بیٹے کے قرضہ اہل ہوں سے باپ کے قرضہ مقدم ہونگے کذا فی الخادے۔ زید نے کہا کہ عمر
 کے مجھے ہزار درم ہیں اسنے انکار کیا پھر زید مریض ہوا اور عمر مر گیا اور زید اسکا وارث ہو اور زید پر حالت صحت کا قرض ہے پھر
 وہ بھی مر گیا اور ہزار درم جو عمر سے میراث پائی ہے چھوڑ گیا تو زید کے حالت صحت کے قرضہ اہل ہزار درم کے لینے میں عمر کے
 قرضہ اہل ہوں سے مقدم ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اپنی صحت میں کوئی غلام کھلا خسارہ اٹھا کر مین روز کی اپنی خیار شرط پر خرید
 پھر مدت خیار میں بیمار ہوا پھر بیع کی اجازت دی یا خاموش رہا یا نہ نکاح نہ نکاح خیار گزر گئی پھر مریض مر گیا تو حاباۃ تہائی
 مال سے رکھی جاوے گی یہ خزانہ المفتین میں ہے۔ اگر مریض نے کسی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ یہ وقف ہے پس اگر اپنی جانب
 سے وقف کا اقرار کیا تو تہائی مال سے جائز رکھی جاوے گی چنانچہ اگر مریض نے اپنے غلام کی آزادی کا اقرار کیا یا صدقہ کا اقرار کیا
 کہ میں نے فلاں کو صدقہ دیدیا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور اگر دوسرے کی طرف سے وقف کا اقرار کیا اور اس دوسرے نے
 یا اسکے وارثوں نے اسکی تصدیق کی تو کل میں وقف جائز ہو اور اگر فقط وقف کا اقرار کیا اور اپنی طرف یا غیر کی طرف سے
 وقف کرنا بیان نہ کیا تو تہائی مال سے قرار دیا جائیگا۔ ایک مریض نے اپنے وارث اور ایک اجنبی کے واسطے دین کا
 اقرار کیا تو اقرار باطل ہو خواہ شرکت کی دونوں نے باہم تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور یہ شیخین کا قول ہے اور امام محمد ۲۰

نے فرمایا کہ یہ اجنبی کے واسطے بقدر اسکے حصہ کے جائز ہو اگر ہر دو شریک نے باہم تگزیب کی یا اجنبی نے شرکت سے انکار کیا ہو یہ
 وٹا وے قاضیخانہ میں ہو۔ اگر وارث نے شرکت میں اسکی تگزیب کی اور اجنبی نے اسکی تصدیق کی تو بعض نے کہا کہ ایمین بھی
 اختلاف ہوتا ہے اور صحیح ہو کہ یہ بالاتفاق جائز نہیں ہو یہ محیط سرخسی میں ہو۔ پس اگر مرنے والوں کی نفی شرکت میں تصدیق
 کی اور کہا کہ دین مشترک نہ تھا اور میں نے شرکت کا حصہ اقرار کر دیا تھا تو اسوقت اجنبی کے واسطے اقرار صحیح ہو یہ محیط میں ہو
 اگر مریض نے کہا کہ نہ میرا کچھ حصہ تھا نہ اور وارثوں نے اسکے قول کی تصدیق کی پھر مریض مر گیا تو امام اعظم نے فرمایا کہ طالب
 کی افسانہ تھائی مال تک تصدیق کیجاوے گی اور اگر اس سے زیادہ کا دھوسی کیا تو وارثوں سے اُنکے علم پر قسم بجا لگی اگر
 انھوں نے قسم کھالی تو طالب تھائی مال سے لیگا اور اگر مریض نے باوجود اسکے کسی دین سے اقرار کیا تو دین سے اسکے
 ترکہ میں مقدم رکھا جائیگا کذا فی الحاشیہ۔ اور اگر دین کا اقرار نہ کیا تھا تو مال کی کسی شخص کے واسطے وصیت کی تو وصیت سے
 مقدم ہوگی اور وارثوں سے کہا جائیگا کہ وہ تھائی مال میں جو کچھ تمہارا جی چاہے اسکے واسطے اقرار کر دو اور تھائی کے وصیت دار
 سے کہا جائیگا کہ تھائی مال میں حسب قدر تبرع چاہیے اس مقدار کے واسطے اقرار کر دے پس جس فریق نے کسی چیز کا اقرار
 کیا اُس سے اس قدر لے لیا جائیگی اور باقی کے واسطے قسم بجا لگی یہ محیط میں ہو۔ مریض نے اپنے وارث کے واسطے ایک غلام کا
 اقرار کیا اُس نے کہا کہ میرا نہیں ہو بلکہ زید یعنی اجنبی کا ہو اور زید نے اسکی تصدیق کی پھر مریض مر گیا تو زید کو غلام دلایا جائیگا
 اور وارث اسکی قیمت ڈانڈ بھر چکا ایمین سے اُسکا حصہ اُسکو ملے گا اسی طرح اگر وارث نے دوسرے وارث کے واسطے اقرار
 کر دیا تو غلام دوسرے کو دلایا جائیگا اور پہلے وارث پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور وہ میراث قرار پاوے گی اور ایمین سے پہلے
 اور دوسرے کو حصہ ملے گا اور اگر میت پر اس قدر قرض ہو کہ اسکے مال کو محیط ہو تو کل قیمت ڈانڈ بھر چکا اور کسی کا حصہ ایمین سے
 ساقط ہوگا یہ کافی میں ہو۔ ایک مریض نے اپنا غلام اپنے بعض وارثوں کو ہبہ کیا اور مویوب لے لے اُس پر قبضہ کر لیا اور
 مریض کا سوا اسکے کچھ مال نہیں ہو پھر مویوب لے لے اقرار کیا کہ مریض نے مجھے ہبہ کر دینے سے پہلے اقرار کیا تھا کہ یہ
 غلام اس دوسرے وارث کا ہو یا اقرار کیا کہ اُس نے مجھے ہبہ کرنے سے پہلے اس دوسرے وارث کو ہبہ کیا تھا اور دوسرے نے اس امر میں اسکی
 تصدیق کی تو دوسرے کو اختیار ہو کہ اول سے غلام لے لے پس اگر دوسرے نے لیا پھر مریض اسی مرض سے مر گیا پس اگر یہ غلام قائم
 موجود ہو تو دوسرے سے لے لیا جائیگا اور وارثان میت کی میراث ہو کر بطور فرائض الدنیا کے اُنکو تقسیم کیا جائیگا اگرچہ
 اگر دوسرا شخص وارث نہ ہو اور میت پر اس قدر قرض ہو کہ اسکے مال کو محیط ہو تو قرضو اہوں کو اختیار ہو کہ چاہیں غلام اسکے قبضہ سے
 لیکر تقسیم کر لیں۔ اور اگر غلام دوسرے وارث کے ماتم میں مر گیا ہو تو قرضو اہوں کو اس صورت میں اختیار ہو اور باقی وارثوں
 کو پہلی صورت میں اختیار ہو کہ چاہیں تو پہلے وارث سے غلام کی قیمت کی ضمانت لین یا دوسرے سے ضمانت لین اور دوسرا
 پہلے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر پہلے سے ضمانت لی تو وہ بھی دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو ایسا ہی عامہ روایات میں
 اس کتاب میں مذکور ہو اور بعض روایتوں میں ہو کہ پھر لے سکتا ہو۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ باقی وارثوں کو یہ اختیار صرف
 اسوقت حاصل ہوگا کہ جب اُسے کوئی تصدیق یا تگزیب نہ پائی گئی ہو اور اگر انھوں نے تصدیق کی ہو تو صرف دوسرے سے
 ضمانت لے سکتے ہیں اور اگر انھوں نے تگزیب کی ہو تو اول سے ضمانت لے سکتے ہیں۔ اور یہ اسوقت ہو کہ دوسرے نے
 اول کی تصدیق کی ہو اور اگر تگزیب کی اور کہا کہ غلام میرا ہی میں نہیں جانتا ہوں کہ یہ کیا کہتا ہو تو غلام دوسرے کو
 سپرد کیا جائیگا۔ اور یہ اسوقت ہو کہ اول نے مریض سے لیکر غلام پر قبضہ کیا ہو اور پھر دوسرے کے واسطے اقرار کیا ہو

اور ایسے ہی اگر اول نے مریض سے لیکر قبضہ نہ کیا پہا نیک کا اقرار کر دیا کہ مریض نے دوسرے کے واسطے اسکا اقرار کیا ہو قبل اسکے کہ میرے واسطے اقرار کرے پھر اگر دوسرے نے اسکی تصدیق کی اور مریض سے لیکر غلام بہر قبضہ کیا پھر مریض مر گیا اور اُسپر بہت قرضے بین اور غلام بعینہ دوسرے کے پاس قائم ہے تو اُس سے لے لیا جائیگا اور قرضخواہوں میں تقسیم ہوگا اور اگر بعینہ قائم نہ ہو قرضخواہوں کو اختیار ہو جائے اول سے ضمان لین یا دوسرے سے ضمان لین اور اگر مریض پر قرضے نہ ہوں تو باقی وارثوں کو غلام لینے کا اختیار ہو اگر بعینہ قائم ہو یا تضمین کا اختیار ہو اگر مر گیا ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر مریض نے ایسے قرضہ کے بھر پانے کا اقرار کیا جو اسکا دوسرے شخص پر واجب تھا پھر اگر یہ قرضہ کسی مال کے عوض تھا مثلاً نقد دیا یا کوئی چیز فروخت کی جسکا ثمن مشتری کے ذمہ واجب ہوا یا ایسی چیز کا بدلہ جو مال نہیں ہو جیسے نہر و بدل خلع اسکے اشل پس اگر دین بسبب عوض مال کے واجب تھا اور قرضدار اجنبی شخص تھا تو بھر پانے کا اقرار صحیح ہو لہذا طیکہ حالت صحت میں واجب ہوا ہو خواہ مریض پر حالت صحت کا قرض ہو یا نہواہ اگر حالت مرض میں دوسرے پر یہ قرض واجب ہو یا تو بھر پانے کا اقرار مریض کے قرضخواہ صحت کے حق میں صحیح نہیں ہو جبکہ مریض پر صحت کا قرضہ ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور یہ حکم اسوقت ہو کہ اُس دین کا وجوب حالت صحت میں گو اہوں سے یا قاضی کے سامنے سے معلوم ہوا ہو اور اگر فقط مریض و قرضدار کے قول سے ثابت ہو اشل مریض نے کسی خاص شخص سے کہا کہ میں نے اپنی صحت میں یہ غلام تیرے ہاتھ ہر قدر اہوں کو بیکر قبضہ کرادیا تھا اور دام بھر پانے تجھے اور مشتری نے اسکی تصدیق کی اور یہ صرف ان دونوں کے قول سے معلوم ہوا پس اگر غلام مشتری کے پاس یا بالغ کے پاس وقت اقرار کے بعینہ قائم ہو یا وقت اقرار کے ہلاک ہو گیا ہو مگر اول مرض میں اسکا زندہ قائم ہونا معلوم ہو یا ہلاک ہو گیا ہو مگر یہ معلوم نہوتا ہو کہ مریض کی حالت مرض میں مرا ہو یا حالت صحت میں مرا ہو تو ان سب صورتوں میں اگر صحت کے قرضخواہ مریض کی اس بارہ میں لینے دام بھر پانے میں تکذیب کریں تو مریض کا اقرار بھر پانے کا صحیح نہیں ہو اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ غلام حالت صحت میں مرا ہو تو اقرار مریض صحیح ہو۔ اور اگر دین کسی وارث پر واجب تھا اور مریض نے وصول پانے کا اقرار کیا تو صحیح نہیں ہو خواہ حالت مرض میں واجب ہوا ہو یا حالت صحت میں واجب ہوا ہو اور خواہ مریض پر حالت صحت کا قرضہ ہو یا نہو۔ اور اگر قرضہ ایسی چیز کے عوض واجب ہوا جو مال نہیں ہو پس اگر قرضدار اجنبی ہو تو مریض کا وصول پانے کا اقرار صحیح ہو خواہ حالت مرض میں واجب ہوا یا صحت میں واجب ہوا ہو اور خواہ مریض پر حالت صحت کا قرض ہو یا نہو۔ اور اگر ایسا قرضہ کسی وارث پر واجب ہوا ہو تو مریض کا اقرار استیفاء صحیح نہیں ہو خواہ یہ قرضہ حالت مرض میں واجب ہوا یا حالت صحت میں واجب ہوا ہو کذا فی المحیط۔ اگر قرضدار مریض نے اقرار کیا کہ جو میری دولیت یا عاریت یا مضاربت میرے وارث کے پاس تھی میں نے وصول کر لی ہو تو اسکی تصدیق کیجاوے کی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر مریض نے اقرار کیا کہ میں نے محبوب لہ سے اپنا بہہ واپس لیا تو تصدیق کیجاوے کی اور محبوب بدلہ دے ہو جائیگا اسی طرح اگر بیع فاسد میں بیع یا مال معصوب یا رہن واپس لینے کا اقرار کیا تو صحیح ہو اگرچہ اُسپر صحت کے قرضے ہوں اور اگر ان سب صورتوں میں اپنے وارث سے واپس لینے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجاوے کی یہ محیط شرحی میں ہو۔ امام محمد رحم نے جامع میں فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم صحت میں واجب ہوئے ہوں پھر جب وہ بیمار ہو تو اقرار کیا کہ یہ ہزار درم جو میرے قبضہ میں ہیں یہ میرے قرضدار یا مکاتب کی دولیت ہیں اور یہ ہزار دلیسے ہی ہیں جیسے مریض کے دوسرے پر واجب ہیں پھر مریض مر گیا اور اُسپر صحت کے قرضے ہیں اسکے قرضخواہوں نے مریض کے اقرار سے انکار کیا یا تکذیب کی تو مریض کی اسکے اقرار میں تصدیق کیجاوے کی اور یہ ہزار دولیت کے قرضدار کے قرض کا بدلہ ہو جائیگا

یا مکتبہ بوض انکے آزاد ہو جائیگا اور اگر یہ درم ودیعت کے افسے کھرے ہوں جو مریض کے دوسرے ہر واجب بین تو اقرار صحیح ہو پس اگر مقرر نہ کیا کہ میں کھرے درم واپس لوں گا اور جیسے اُسکے چاہیے ہیں وہ دید ونگا تو اُسکو اختیار نہیں ہو کیونکہ زیادت کے اقرار کی صحت نہیں ہوئی ہو۔ اور اگر ہزار درم زیر ف دیعت کا اقرار کیا کہ یہ میرے پاس میرے قرضدار یا مکتبہ کی ودیعت ہیں اور قرضدار ہر درم کھرے چاہیے ہیں تو مریض کا اقرار صحیح نہ ہوگا اور یہ درم مریض کے قرضخواہوں کو تقسیم کیے جائینگے اور مریض کا قرضدار و مکتبہ اُسکے قرضہ کی بابت ماخوذ ہونگے۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ سودینا رجو میرے پاس ہیں میرے قرضدار یا مکتبہ کی ودیعت ہیں یا کسی مقبوضہ باندی کے اس طرح ودیعت ہونے کا اقرار کیا پھر مر گیا اور مرے وقت تک یہ ودیعت اُسکے پاس قائم تھی یا نہیں معلوم باندی اُسے کیا کی تو اقرار باطل ہو اور اگر مریض نے کہا کہ میں نے یہ ہزار درم بنہرہ اپنے قرضدار یا مکتبہ سے اپنے حق کے ادا میں لے لیے ہیں یا یہ دینا اپنے ادا سے حق میں لیے ہیں یا یہ باندی اپنے حق کے عوض خرید لی ہو پس اگر قرضدار و مکتبہ نے اُسکی تکذیب کی اور دونوں نے کہا کہ ہم اُسکا قرضہ دیا ہی ہو یہ چیز میں ہماری ہیں تو مریض کا اقرار باطل ہو گیا اور یہ چیز میں مریض کے قرضخواہوں کو حصہ کے موافق تقسیم کو دیا جائیگا اور قرضدار مریض و مکتبہ ہر اُسکا قرضہ بجا لے باقی رہیگا اور اگر مریض کے اقرار کی قرضدار و مکتبہ نے تصدیق کی تو باندی و دیناروں میں دیکھنا چاہیے کہ اگر باندی و دیناروں کی قیمت مریض کے قرضہ کے برابر یا زیادہ ہو تو اقرار صحیح ہو اور اگر کم ہو مثلاً قرضہ ہزار درم اور قیمت کے پانچ سو درم ہیں تو باندی کی نسبت قرضدار یا مکتبہ سے کہا جائیگا کہ مریض نے بقدر پانچ سو درم کے معاہدہ کی ہو اور مکتبہ مریض قرضدار سے صحیح نہیں ہو لہذا اگر تجھے بیع منظور ہو تو اُسکا باقی حق پانچ سو درم دیکر پورا کر دے ورنہ بیع توڑ دے اور اُسکا پورا حق ادا کر دے اور باندی واپس لے اور درہم نہرہ کی صورت میں مکتبہ یا قرضدار کو اختیار نہ دیا جائیگا کہ چاہے بنہرہ لیکر کھرے واپس کرے یا بنہرہ چھوڑ دے اور بقدر نقصان کے ڈانڈ بھرے بلکہ کہا جائیگا کہ بنہرہ واپس لے اور کھرے واپس دے اور کتاب میں یہ مذکور نہیں ہو کہ اگر دینار اُس دین سے کم ہوں تو مکتبہ کو اختیار دیا جائیگا یا نہیں اور فقہ ابو بکر بخاری نے ذکر کیا کہ خیار دیا جائیگا اور یہی اصح ہو پھر اگر غریم یا مکتبہ نے بیع توڑنا اختیار کیا تو دینار و باندی اُسکو واپس کجا دیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر غلام تاجر نے ایسے قرضہ کے وصول پانے کا اقرار کیا جو اُسکے مالک پر تھا پس اگر غلام مفروض نہ ہو تو جائز ہو اور اگر قرضدار ہو تو جائز نہیں ہو اسی طرح اگر مکتبہ نے اپنے مولے سے اپنا قرض وصول پانے کا اقرار کیا حالانکہ وہ مریض تھا پھر مر گیا اور اُسپر قرض ہو اور مولے اُسکا وارث ہو تو اُسکا اقرار باطل ہو اور اگر اُسپر قرض نہ ہو اور اُسکا مولے پر طعام آتا ہو اور مال کتابت اُسکا درم ہیں اور گسے اقرار کیا کہ میرا جو طعام اناج مولے پر آتا تھا وہ میں نے وصول پایا ہو پھر مر گیا اور اسقدر چھوڑ گیا جس سے مال کتابت ادا ہو سکتا ہو پس اگر سوا کے مولے کے کوئی اُسکا وارث نہ ہو تو اقرار صحیح ہو اور اگر سوا کے مولے کے اُسکا کوئی دوسرا وارث ہو تو بھی اُسکے اس اقرار میں تصدیق کجا دیگی اور اگر اُسپر اسقدر قرضہ ہو جو اُسکے مال کو محیط ہو تو اُسکی تصدیق نہ کجا دیگی یہ مبسوط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے مریض کے لیے اقرار کیا کہ میں نے اُسکے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا قتل کیا ہو پھر مریض نے ارض وصول پانے کا اقرار کیا تو صحیح ہو اسی طرح اگر قاتل نے مولے کے مرض میں اُسکے غلام کو حجر اُتار قتل کیا اور مولے نے اُس سے کسی قدر مال پر صلح ٹھہرائی اور بدل صلح وصول پانے کا اقرار کیا تو جائز ہو یہ حاوی میں لکھا ہو۔ اگر مریض نے شوہر سے اپنے ہم مہر وصول پانے کا اقرار کیا حالانکہ مریضہ پر صحت کا قرض ہو پھر شوہر کے طلاق دینے سے پہلے اسی مرض میں مر گئی تو اُسکا

اقرار صحیح نہیں ہو اور شوہر کو حکم کیا جائیگا کہ اُسکا مہر دوسرے کو ۱۰۰ اُسکے قرضو ابوان میں موافق مرض کے تقسیم ہوگا اور اگر شوہر نے
دخول سے پہلے اُسکو طلاق دیدی پھر اُسے اپنا مہر وصول کرنے کا اقرار کیا پھر اسی مرض میں مرگئی تو اُسکا قرض صحیح ہو پس اگر شوہر نے کہا
کہ میں قرضو ابوان کے ساتھ صحت میں شریک ہوں تو نہیں ہو سکتا یہ وہ ذخیرہ میں ہو۔ پھر اگر صحت کے قرضو ابوان کے قرضے
ادا کرنے کے بعد اگر اس عورت کے مال سے کچھ باقی رہا تو اُس میں سے شوہر اپنا اوجھا مہر لے لیگا۔ اور اگر شوہر نے اس عورت کے ساتھ
دخول کر لیا ہو پھر اُسکو طلاق بائن یا حبی دی ہو عورت مریض ہوئی اور اُسے اپنا تمام مہر وصول پانے کا اقرار کیا پھر عدت گزرنے
کے بعد مرگئی تو اقرار صحیح ہو اور اگر عدت گزرنے سے پہلے مرگئی تو صحیح نہیں ہو اور جب اس صورت میں مہر وصول پانے کا
اقرار صحیح نہوا تو صحت کے قرضو اسے قرضے وصول کر لینے پھر اگر کچھ بچ رہا تو مہر کی طرف دیکھا جائیگا اور شوہر کی میراث
کی طرف جو اُس سے ملی ہو دیکھا جائیگا جو دونوں میں سے کم ہو وہ شوہر کو دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی عورت سے کچھ مال
بہر خلع کیا حالانکہ خود مریض ہو پھر اُسکی عدت گزر گئی اور مریض نے اقرار کیا کہ میں نے بدل خلع عورت سے وصول پایا ہو اور اس پر
کچھ قرض حالت صحت یا مرض کا نہیں ہو تو اقرار صحیح ہو یہ مبسوط میں ہو۔ ایک مریض بچت کے قرضے میں اُس سے زیادہ
ایک غلام حالت مرض میں غضب کر لیا اور ۱۰۰ ذیر کے پاس مرگیا یا بھاگ گیا اور قاضی نے مریض کے نام غاصب پر قیمت کی ڈگری
کر دی اور مریض نے اقرار کیا کہ میں نے یہ قیمت غاصب سے وصول پائی تو بدون گواہوں کے اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور
اگر غضب کرنا مریض کی حالت صحت میں واقع ہوا پھر یہ مریض ہو حالانکہ غلام غاصب کے پاس بعینہ قائم ہو پھر بھاگ گیا
یا مرگیا اور قاضی نے اُس پر قیمت کی ڈگری کر دی پھر مریض نے اُسکے وصول پانے کا اقرار کر لیا پس اگر غلام مرگیا یا بھاگ گئے
سے لوٹ کر نہیں آیا تو تصدیق نہ کی جائیگی بلکہ اس قرضہ کے جو صحت میں واجب ہوا ہو اور اگر غلام بھاگ گئے سے لوٹ آیا تو اُسکا
اقرار صحیح نہیں ہو۔ اور اگر غضب اور سنو کا حکم دونوں حالت صحت میں واقع ہوئے اور مریض نے ضمان وصول کرنے کا
اقرار حالت مرض میں کیا تو اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی یہ محیط میں ہو۔ ایک مریض نے ایک غلام ہزار کی قیمت کا بے سولے ایک کچھ مال نہیں ہونے کو فروخت
کیا اور اس پر صحت کے بہت سے قرضے ہیں پھر اُسے تمام قرضے وصول پانے کا اقرار کیا پھر مرگیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک اُسکا کچھ
اقرار صحیح نہیں ہو اور مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے دوبارہ ضمان ادا کرے یا بیع تو ردے پس اگر اُسے دوبارہ ضمان دینا
اختیار کیا تو وہ قرضو ابوان صحت کو دیا جائیگا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ قیمت سے جب قدر زیادہ من ہو اُسکی بابت مریض کے
قول کی تصدیق ہوگی اور بقدر قیمت کے مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے دوسرے ایک ہزار درم ادا کرے یا بیع تو ردے
اور غلام قرضو ابوان کے واسطے فروخت کیا جائیگا اور امام اعظم رحمہ کا قول مذکور نہیں ہو اور ہمارے مشائخ نے اُسکا قول
امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے موافق ذکر کیا ہے یعنی مثل قول امام ابو یوسف رحمہ کہ ہو یہ شریعتی جامع کبیر میں ہو۔ ایک شخص
نے اپنا غلام اپنی صحت میں زید کے ہاتھ فروخت کر دیا اور مشتری نے اُس پر قبضہ کر لیا پھر بالمریض ہوا اور اُس پر حالت صحت کے
قرضے ہیں اور اُسے اقرار کیا کہ میں نے ضمان وصول پایا ہو یہاں تک کہ اُسکا اقرار قرضو ابوان صحت کے حق میں صحیح ہو گیا پھر
اپنے مرض میں مرگیا اور مشتری نے غلام میں عیب پا کر بحکم قاضی اُسکو واپس کیا تو مشتری کو یہ اختیار نہیں ہو کہ قرضو ابوان
میت کے ساتھ باقی اموال میت میں شریک ہو ولیکن غلام کو اپنے دام وصول کرنے تک روک لے سکتا ہو پس غلام فروخت
کیا جائیگا اور اُسکے ضمان کا مشتری باقی قرضو ابوان سے زیادہ حقدار ہوگا یعنی لے لیگا پھر جب غلام فروخت کیا گیا تو اُسکا
ضمن مشتری کو ادا کر دیا جائیگا اور اگر اُس میں سے کچھ بچا تو وہ باقی قرضو ابوان میت کو دیا جائیگا اور اگر مشتری کے حق سے اُسکا

اٹن کم ہوا تو مشتری کو باقی مال میت سے جب تک دوسرے قرض خواہ اپنا اپنا حق نہ لے لیں کچھ نہ ملیگا اور اگر اٹن کے لینے کے بعد کچھ بچا تو اٹن سے مشتری باقی حق لے سکتا ہو۔ اور اگر مشتری نے اپنے دامون کے واسطے غلام کو نہ روکا بلکہ مرلیض کو اُسکی زندگی میں یا اُسکے وصی کو اُسکے مرنے کے بعد حکم قاضی دید یا تو غلام کٹن میں اُسکا مقدم ہونا باطل ہو گیا و لیکن اپنے پورے دام وصول کرنے میں اُسکا حق باطل ہو گا یہ محیط میں ہو۔ اگر مرلیض نے اپنے وارث کو کچھ درم دیے تاکہ اُسکے کسی قرض خواہ کو ادا کرے پس وارث نے کہا کہ میں نے اُسکو دیدیے اور قرض خواہ نے اُسکی تکذیب کی تو وارث کی اس باب میں تصدیق کیجا و یگی کہ وہ ضمان سے بری ہو خواہ مرلیض اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے و لیکن وارث کے قول کی تصدیق قرض خواہ کے حق باطل ہونے میں نہ کیجا و یگی۔ اور اگر اُسکو اپنے قرض وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قرضہ کسی اجنبی پر ہو پس وارث نے کہا کہ میں نے وصول کر کے مرلیض کو دیدیا تو اُسکی تصدیق کیجا و یگی اور قرضدار بری ہو گیا۔ اور اگر اپنی متاع فروخت کرنے کے واسطے وارث کو وکیل کیا اور مرلیض پر کچھ قرض نہیں ہو پھر وہ متاع موافق اُسکی قیمت کے گدا ہوں کے سامنے فروخت کی پھر مرلیض کی زندگی میں یا اُسکے مرنے کے بعد کہا کہ میں نے دام وصول کر کے مرلیض کو دیدیے یا ضائع ہو گئے تو اُسکی تصدیق کیجا و یگی اور اگر کہا کہ میں متاع فروخت کی اور فن وصول کیا اور وہ ضائع ہو گیا پس اگر متاع تلف ہو گئی ہو اور خریدار معلوم نہ ہو تو اُسکی تصدیق کیجا و یگی خواہ مرلیض زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ اور اگر متاع قائم ہوا اور خریدار معلوم ہو اور وہ اسکا مقرب ہو اور مرلیض پر قرضہ نہیں ہو تو بھی وارث کی تصدیق کیجا و یگی بشرطیکہ مرلیض زندہ ہو اور اگر مرلیض پر قرضہ ہو تو وارث کی تصدیق نہ کیجا و یگی۔ اگرچہ مرلیض اس امر میں اُسکی تصدیق کرے اور اگر مرلیض مر گیا ہو اُسوقت وارث نے یہ اقرار کیا تو اقرار صحیح نہیں ہو یہ سبب طہین ہو۔ نہ یہ کہ عمر وہ بہتر از درم قرضہ میں اور ایک وارث اُسکا کفیل ہو یا قرضہ وارث پر ہو اور کوئی اجنبی اسکا کفیل ہو خواہ حکم وارث کفیل ہو یا بدون اُسکے حکم کے کفیل ہو پھر زید بیمار ہوا اور کسی ایک سے دونوں میں سے وصول پانے کا اقرار کیا تو باطل ہو اور اگر اجنبی کو بدون وصول پانے کے بری کر دیا پس اگر اجنبی ہیل ہو تو صحیح نہیں ہو اور اگر کفیل ہو تو تہائی مال سے بری کرنا صحیح ہو پس اگر میت کا مقدار مال ہو کہ جسکی تہائی یہ قرض ہوتا ہو تو صحیح ہو اور کفیل سے کچھ مواخذہ نہیں ہو سکتا ہو اور قرضہ وارث پر بجا نہ باقی رہیگا اور اگر میت کا سوا سے اس قرضہ کے کچھ مال نہ ہو تو اُسکے تہائی سے بری کرنا صحیح ہو اور باقی دو تہائی کے واسطے وارثوں کو اختیار ہے چاہیں اہل سے اوچا میں کفیل سے لین اور ایک تہائی جس سے کفیل کو بری کیا ہو وہ فقط اہل سے لے سکتے ہیں۔ اور اگر وارث کو بری کیا تو کسی حال میں صحیح نہیں ہو اور اگر یوں کہا کہ میں نے کسی اجنبی سے جس نے وارث کی طرف سے احسان ادا کیا ہو وصول پایا یا اُسکی طرف سے کسی اجنبی نے حوالہ قبول کر لیا یا اُسکو کسی شخص نے اپنا غلام فروخت کرنے کا وکیل کیا آنے اس موکل کے بیٹے کے ماتھ فروخت کیا پھر موکل بیمار ہوا پس اُسے اقرار کیا کہ میں نے اپنے بیٹے سے مرنے حصول پایا یا وکیل نے وصول کر کے موکل کو دینے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجا و یگی پس اگر وکیل ہی مرلیض ہو اور موکل صحیح ہو تو اُسکی تصدیق کیجا و یگی اور اگر موکل نے انکار کیا پس اگر مشتری دونوں کا وارث ہو اور وہ دونوں مرلیض ہوں تو وکیل کی تصدیق نہ کیجا و یگی اور اگر فقط وکیل کا وارث ہو اور موکل کا نہ ہو اور وکیل نے اقرار کیا کہ میں نے وصول کر کے موکل کو دام دیدیے ہیں یا میرے پاس تلف ہو گئے تو تصدیق کیجا و یگی اور اگر فقط وصول کرنے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ ہوگی۔ اور اگر کفیل نے مرلیض کو دوسرے پر قرضہ کا حوالہ کیا اور مرلیض اور محتال عیدہ نے قبول کر لیا پھر مرلیض مر گیا پس اگر حوالہ مطلق ہو تو جائز نہیں ہو اور اگر حوالہ بشرط ہواست الکفیل دون الاہل ہو پس اگر کفیل ہی وارث ہو تو بھی صحیح نہیں ہو اور اگر اجنبی کفیل ہو تو تہائی مال سے صحیح ہوں وارثوں

کو اختیار ہوگا کہ چاہیں حوالہ کو جائز رکھیں یا تو ردین اور اگر جائز رکھا تو اختیار ہو چاہیں قرضہ محتال علیہ سے وصول کرین یا بطل وارث سے لیون اور اگر جائز نہ رکھا پس اگر میت کا استدلال ہو کہ یہ دین اُسکی تھا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر میت کا سوا سے ہزار درم قرضہ کے اور کچھ مال نہ تو تھا تو مال سے صحیح ہو اور وارثوں کو اختیار ہو چاہیں محتال علیہ سے تھائی اور قفل سے دو تھائی وصول کرین یا سب قرضہ وارث سے وصول کرین۔ اور اگر مرخص نے قرضہ وصول پانے کا اقرار نہ کیا اور نہ قفل کو بری کیا اور نہ حوالہ قبول کیا لیکن ہزار درم یا سودینا یا ایک باندی مقبوضہ کا قفل کی ودیعت ہونے یا اُس سے غضب کرنے کا اقرار کیا اور وقت موت تک بعینہ یہ چیزیں قائم رہیں اور معلوم نہیں ہوتا ہو کہ اُس نے باندی کو کیا کیا ہو تو اقرار باطل ہو پس اگر باندی معین معلوم نہ ہوئی یا تاک کہ وہ مرخص اسی پچھل کے ساتھ مر گیا تو اُس پر ضمان واجب ہوگی پس قرضہ کا قصاص ہو جائیگا اور اگر وہ بچہ قائم ہو تو قفل اُسکو لے لیگا اور فروخت کر کے اُسکو قرضہ میں ادا کرے گا بدون اُسکے کہ اپنے کسی خاص مال کے فروخت کرنے کی حاجت ہو اسی طرح اگر ان سب کا اہل کے واسطے اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے مرض میں اپنے غلام کو مکاتب کر دیا اور اُسکے سولے اُسکا کچھ مال نہیں ہو پھر بدل کتابت وصول پانے کا اقرار کیا تو تھائی میں جائز ہو اور دو تھائی قیمت کی واسطے مکاتب سہی کر گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر بدل کتابت وصول پانے کا اقرار نہ کیا لیکن اپنے مقبوضہ ہزار درم یا سودینا یا باندی کی نسبت اقرار کیا کہ یہ اسی میرے مکاتب کی ودیعت ہو اُس نے مجھے بعد کتابت کے ودیعت رکھنے کو دی ہو پھر مر گیا تو یہ اقرار بعد رہتا ہے کے جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ زید نے اپنے باپ عمر کو ہزار درم عمر کے دخل الموت یا حث میں بیعت رکھنے کو بھائی کو اٹان دیے ہیں پھر جب وہ مرنے لگا تو اُس نے اقرار کیا کہ میں نے وہ ودیعت تلف کر دی پس یا تو ودیعت کے تلف کرنے کا اقرار کیا اور اسی پر جارا یا یا تاک کہ مر گیا تو یہ ودیعت اُسکے مال میں زید کا قرضہ ہو گئی اور یہ مرخص کا اپنے وارث کے واسطے اقرار کرنا نہیں ہو اور یا ودیعت سے انکار کیا یا اقرار کیا کہ میں نے تلف کر دی پھر کہا کہ میرے پاس سے ضائع ہو گئی یا میں نے زید کو واپس کر دی تو اس صورت میں اُسکے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور اُس پر ضمان واجب ہوگی اگرچہ قسم کھائے اور یا اقرار کیا کہ میرے پاس سے ضائع ہو گئی یا میں نے واپس کر دی پھر جب اُس سے قسم لی گئی تو تلف کر دینے کا اقرار کیا یا قسم سے نکول کیا تو اس صورت میں اُس سے ضمان باطل ہو جائیگی اور اُسکے ترکہ میں سے بیجا ہوگی بلذاتی التصریر شرح الجامع البکیر للحمیری۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک شخص کے تین بیٹے ہیں اور اُسکے قبضہ میں ایک درم پھر جب وہ مرنے لگا تو کہا کہ میں نے یہ دار اپنے اس بیٹے اور اس اجنبی سے ہزار درم میں خریدایا اور دونوں سے قبضہ کر لیا ہو اور دونوں کو کچھ ثمن نہیں دیا ہو اور دونوں نے اُسکے اقرار شرکت کی تصدیق کی پھر مر گیا اور اُس دار کا ایک شفع ہو اور دوسرے دونوں بیٹے اس سب سے منکر ہیں تو یہ اقرار باطل ہو اور جب اقرار باطل ہو تو وہ دار تینوں بیٹوں کو برابر تقسیم ہوگا پھر اگر شفع آیا تو تھائی حصہ مقر کہ کا جو اُسکو ملا ہو تھائی ثمن میں لے لیگا اور تھائی ثمن اس بیٹے مقر کہ اور اجنبی کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور اگر بیٹے مقر کہ کچھ مال اور بھی ملا ہوگا تو وہ بھی اس ثمن میں ملا کر تقسیم کیا جائیگا یا تاک کہ اُسکو اور اجنبی کو ہر ایک کو پانچ سو درم مل جائیں۔ اور اگر اجنبی نے شرکت میں اُسکی تذبیب کی مثلاً یوں کہا کہ میں نے مضمت دار اُسکے ہاتھ پانچ سو درم کو بچا ہو اور باقی آدھ میں نہیں جانتا ہوں کہ کسا ہو اور میرے اور اس بیٹے کے درمیان کچھ شرکت نہ تھی اور بیٹے نے اپنے باپ کی اقرار شرکت میں تصدیق کی تو امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک یہ صورت اور پہلا اقرار یکسان ہو اور شفع تھائی دار تھائی ثمن میں لے لیگا اور تھائی ثمن اُس بیٹے اور اجنبی کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ

کے نزدیک شفیع و دہانی دار کی لے سکتا ہو اور اگر بیٹے نے اپنے باپ کے اقرار کی کذب کی اور اجنبی نے تصدیق کی تو بھی جہنم کے نزدیک اقرار مرلیض باطل ہو مگر شفیع بیٹے مقررہ سے چھٹا حصہ دار کا چھٹے حصہ ثمن میں لے لیگا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اجنبی کے حق میں اقرار صحیح ہو پس یوں حکم کیا جائیگا کہ اجنبی نے نصف دار مرلیض کے ہاتھ بچا پس شفیع نصف ثمن میں لے لیگا۔ اور باقی آدھا ثمن یوں کو برابر تقسیم ہوگا ہر ایک کو کل کا چھٹا حصہ ملیگا اور شفیع اس صورت میں بیٹے مقررہ سے کچھ نہیں لے سکتا ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک مرلیض نے اپنی چور کو کے واسطے جھکوائے اُسکی درخواست سے طلاق دی ہو سو درم کا سولے مہر کے اقرار کیا اور وہ عورت اپنا مہر سب لے چکی ہو پھر اُسکی عدت گزرنے کے بعد مر گیا اور ایک بھائی اور چور کی سوت اور چالیس درم چھوڑے تو سب درم مطلقہ عورت کو لینے اور اگر اُسکی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو چالیس کا آٹھواں حصہ لینے پانچ درم باقی یہ کافی میں ہو۔ اور اگر شوہر نے بجائے چالیس درم کے ایک کپڑا قیمتی چالیس درم کا چھوڑا اور کوئی اور مال بچھوڑا پس اگر عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو غیر مطلقہ کو اس کپڑے کا آٹھواں حصہ ملیگا اور مطلقہ کو بیعینہ یہ کپڑا لینے کا حق نہیں ہو پس کپڑے کا آٹھواں حصہ پانچ درم کو فروخت کر کے عورت کو دیے جائینگے لیکن اگر راضی ہو جائے کہ میں آٹھواں حصہ کپڑے کا اپنے حق میں لوں گی تو لے سکتی ہو اور اگر اُسکی عدت گزرنے کے بعد شوہر مر گیا تو کپڑا فروخت کر دیا جائیگا اور تمام ثمن اُسی کو دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص کی موت قریب آئی اور اُسکا ایک بھائی مان و باپ کی طرف سے ہو اور ایک چور ہو اُسے تین طلاق کی درخواست کی اُسے دیدین پھر عورت کے واسطے سو درم کا اقرار کیا اور وہ اپنا مہر پورا لے چکی ہو اور ایک شخص کے واسطے تھائی مال کی وصیت کی پھر مر گیا اور ساٹھ درم چھوڑے پس اگر بعد القضاء عدت کے مر جائے تو عورت اپنے قرضہ میں پورے ساٹھ درم لے لیگی اور اگر القضاء عدت سے پہلے مر تو موصی لہ کو بیس درم بحال دیے جائینگے اگرچہ دین وصیت سے مقدم ہوتا ہو پھر عورت کو باقی کی چوتھائی لینے دس درم لینے اور باقی تیس درم بھائی کے ہونگے اور اگر بجائے ساٹھ درم کے ایک ساٹھ درم کا قیمتی کپڑا چھوڑا اور عورت کی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو موصی لہ کو تھائی کپڑا اور باقی عورت کے واسطے فروخت کر کے چوتھائی دیا جائیگا لیکن اگر اپنے حق میں چوتھائی مالقی لینے پر راضی ہو تو لے سکتی ہو اور باقی بھائی کو ملیگا۔ اور اگر اُسکی عدت گزرنے کے بعد مر تو مطلقہ کے حق کے واسطے کپڑا فروخت کر دیا جائیگا لیکن اگر اپنے حق میں کپڑا لینا پسند کرے تو لے لے اور موصی لہ کو کچھ نہ ملیگا اور اگر باوجود اس کے اجنبی کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے پس اگر عورت کی عدت گزرنے کے بعد مر تو عورت اس اجنبی کے ساتھ ترکہ بیت میں حصہ دار ہو کر دونوں اپنا اپنا دین پورا کر لینے پھر اگر کچھ بچ رہا ہو اُسکی تھائی موصی لہ کو ملیگی اور باقی بھائی کا ہوگا اور اگر اُسکی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو پہلے اجنبی کا دین ادا کیا جائیگا پھر اگر بچ رہا ہو اُسکی تھائی موصی لہ کو پھر باقی کی چوتھائی اور عورت مطلقہ کے واسطے جتنی راقرا کیا ہو دونوں میں سے جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائیگا اور باقی بھائی کو ملیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر جہیری میں ہو اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا پھر گئے اپنے مرض میں مولے کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اور اجنبی کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور اُسکے ہاتھ میں ہزار درم تھے اُسے بعض مال کتاب کے ادا کر دیے پھر مر گیا اور کچھ مال اُسکے پاس نہیں ہو تو وہ آزاد مراد اور ان ہزار میں سے دو تھائی مولے کو اور ایک تھائی اجنبی کو دیے جاوینگے اور اگر یہ ہزار درم مولے کو قرضہ میں دیے یا نہ دیے انکو چھوڑ کر مر گیا تو اجنبی کو لینے کیونکہ مکاتب جہیر جاوے اور کوئی مال ادا کے کتابت کے لائق چھوڑے تو بسبب عجز کے کتابت فصیح ہو جاتی ہو پس غلام رہ گیا اور

اگر عورت کو طلاق دی ہو اور اگر عورت کی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو موصی لہ کو بیس درم بحال دیے جائینگے اور اگر عورت کی عدت گزرنے کے بعد مر گیا تو موصی لہ کو کچھ نہ ملیگا اور اگر باوجود اس کے اجنبی کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے پس اگر عورت کی عدت گزرنے کے بعد مر تو عورت اس اجنبی کے ساتھ ترکہ بیت میں حصہ دار ہو کر دونوں اپنا اپنا دین پورا کر لینے پھر اگر کچھ بچ رہا ہو اُسکی تھائی موصی لہ کو ملیگی اور باقی بھائی کا ہوگا اور اگر اُسکی عدت گزرنے سے پہلے مر گیا تو پہلے اجنبی کا دین ادا کیا جائیگا پھر اگر بچ رہا ہو اُسکی تھائی موصی لہ کو پھر باقی کی چوتھائی اور عورت مطلقہ کے واسطے جتنی راقرا کیا ہو دونوں میں سے جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائیگا اور باقی بھائی کو ملیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر جہیری میں ہو اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا پھر گئے اپنے مرض میں مولے کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اور اجنبی کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور اُسکے ہاتھ میں ہزار درم تھے اُسے بعض مال کتاب کے ادا کر دیے پھر مر گیا اور کچھ مال اُسکے پاس نہیں ہو تو وہ آزاد مراد اور ان ہزار میں سے دو تھائی مولے کو اور ایک تھائی اجنبی کو دیے جاوینگے اور اگر یہ ہزار درم مولے کو قرضہ میں دیے یا نہ دیے انکو چھوڑ کر مر گیا تو اجنبی کو لینے کیونکہ مکاتب جہیر جاوے اور کوئی مال ادا کے کتابت کے لائق چھوڑے تو بسبب عجز کے کتابت فصیح ہو جاتی ہو پس غلام رہ گیا اور

موسے کا اپنے غلام پر کچھ قرضہ نہیں ہوتا ہو پس حق موسے باطل ہو یا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر مکاتب نے کوئی بیٹا چھوڑا جو مال مکاتب میں پیدا ہوا ہو تو یہ ہزار درم اجنبی لے لیا اور موسے اپنے قرضہ اور مال کتابت کے واسطے اُسکے بیٹے کا دانگیہ ہو گا اور اگر مکاتب نے یہ ہزار درم اپنے موسے کو اُسکے قرضہ مقررہ بین قبل موت کے ادا کر دیے پھر مراد اور ایک بیٹا چھوڑا جو مال کتابت میں پیدا ہوا ہو تو بھی اجنبی یہ ہزار درم موسے سے لیا اور موسے اپنے قرضہ اور مال کتابت کے واسطے اُسکے بیٹے کا دانگیہ ہو گا اور جب موسے کو اُسکے بیٹے نے قرضہ اور مال کتابت ادا کر دیا تو جو حکم اجنبی کے واسطے ہو چکا ہو وہ نہ ٹوٹے گا اگرچہ دونوں قرضہ اُسوقت فوت میں برابر ہو گئے ہیں یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور وہ غلام اُسوقت صحیح تھا اور زید اجنبی نے اُسکو ہزار درم اسکی صحت میں قرض دے پھر مکاتب بیمار ہو پس موسے نے اُسکو گواہوں کے سامنے ہزار درم قرض دیے وہ اُسکے پاس سے چوری گئے اور اُسکے پاس ہزار درم تھے اُسے موسے کا قرض ادا کر دیا پھر مرگیا تو موسے ان درمون کا حقدار زیادہ ہو وہی لیا اگرچہ مکاتب نے کچھ اور مال چھوڑا ہو یہ تحریریں جان کیر جیری میں ہو ایک مکاتب کا اپنے موسے پر حال صحت کا قرض تھا اُسے اپنے مرض میں اقرار کیا کہ جو کچھ میرا موسے پر تھا میں نے وصول کیا ہو اور اُسپر حال صحت کے قرض میں اُسے مرض میں اُنکا اقرار کیا پھر مرگیا اور کچھ مال چھوڑا اُسکے اُس اقرار کی تصدیق نہ کیا دی گئی جو موسے کے واسطے کیا ہو یہ محیط میں ہو۔ مکاتب مریض نے اجنبی کے لیے ہزار درم کا اقرار کیا پھر مرگیا اور ہزار درم چھوڑے اور مال کتابت اُسپر ہو تو اجنبی مال کتابت سے مقدم ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر اپنے مرض میں موسے کے واسطے ہزار قرض کا اور ایسا ہی اجنبی کے واسطے اقرار کیا یا پہلے اجنبی کے واسطے پھر موسے کے واسطے اقرار کیا پھر مراد اور دو ہزار درم چھوڑے تو پہلے اجنبی کو دیا جائیگا پھر باقی ہزار درم موسے مال کتابت میں لیا اور مکاتب آزاد ہو گیا اور جو اُسکے حیات کا آخر جزو تھا اُسین آزاد ہونے کا حکم دیا جائیگا اور جو ہزار درم موسے کے واسطے بطریق قرض کے اقرار کیے ہیں وہ باطل ہو گئے اور اگر دو ہزار سے کچھ زیادہ چھوڑے تو باقی موسے اپنے قرضہ میں لیا جائیگا بشرطیکہ موسے اُسکا وارث نہ ہو مثلاً مکاتب کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اگر موسے اُسکا وارث ہو تو اُسکے حق میں اقرار باطل ہو اور زیادتی موسے اور قرضخواہ کے درمیان تقسیم ہوگی اگر کوئی قرضخواہ ہو اور اگر نہ ہو تو موسے کو عصبہ ہونے کی وجہ سے لینے یہ تحریریں جان کیر جیری میں ہو اور اگر مکاتب کے پاس جہدم بیمار ہو یا سودنیار ہوں اور اُسے اقرار کیا کہ یہ میرے پاس ہے موسے کی ولایت ہو پھر جیری میں ہو اجنبی کے واسطے ہزار درم قرض کا اپنے اوپر اقرار کیا پھر مرگیا پھر ہزار درم اور وہ سودنیار چکا اپنے موسے کے واسطے اقرار کیا ہو ترکہ چھوڑا تو پہلے اجنبی کا ترکہ ادا کرنا شروع کیا جائیگا پس ہزار درم اُسکو دیے جائیں گے پھر دینار فروخت کر کے اولاً بھل کتابت ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچا تو یہ مال اقرار کی وجہ سے موسے کو دیا جائیگا لیکن اگر موسے اُسکے وارثوں میں سے ہو مینے سوائے موسے کے اُسکا کوئی وارث بھی ہو تو وہیں صورت میں بچا ہو مال برائے طور پر دیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور موسے نے اُسکی صحت میں اُسکو ہزار درم قرض دے پھر مکاتب مرگیا اور ہزار درم و آزادہ عورت سے آزاد اولا چھوڑی تو موسے کے نام ہزار درم کتابت کی ڈگری ہوگی اور غلام کی آزادی کی ڈگری کجا دی گئی اور اُسکی اولاد کی دلاؤ اُسکی دلاؤ کے ساتھ ملانی جاوے گی۔ پھر اگر موسے نے کہا کہ میں یہ ہزار درم قرض میں رکھتا ہوں یا قرض و بدل کتابت میں رکھتا ہوں تو اُسکی بات ہر القات نہ کیا جائیگا اور اگر مکاتب نے ہزار درم سے زیادہ چھوڑے تو موسے ہزار درم کتابت میں لیا اور بقیہ قرض میں لے لیا جہاں اُسے اقرار کیا ہو پھر اگر قرض دیکر بھی کچھ بچا ہو وہ اُسکی آزاد اولاد میں تقسیم ہو گا

تو تہائی تین اپنے حصہ اور صدق کے حصہ میں سے واپس لیگا یہ محیط میں ہو۔

ساتواں باب مورث کے مرنے کے بعد وارث کے اقرار کے بیان میں۔ ایک شخص مر گیا اور ہزار درم اور ایک بیٹا چھوڑا پس اس کے لئے کلام موصول میں بیان کیا کہ اس زید کے میرے باپ پر ہزار درم اور اس عمر کے ہزار درم ہیں تو ہزار درم ترکہ کے دونوں کو برابر تقسیم ہونگے اور اگر زید کے واسطے پہلے اقرار کیا پھر خاموش ہو رہا پھر عمر کے واسطے اقرار کیا تو زید ہزار درم کا زیادہ حقدار ہو یعنی اسی کو یہ ترکہ ملیگا پھر اگر یہ ہزار درم زید کو بحکم قاضی دیئے تو عمر کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر بدو حکم قاضی دیدیئے تو عمر کے واسطے پانچ سو درم کا ضامن ہوگا اور اگر کلام موصول میں یوں اقرار کیا کہ زید کے میرے باپ پاس یہ ہزار درم دولیت تھے اور عمر کے اسپر ہزار درم دین میں تو زید کو یہ سترہ درم ملینگے وہ مقدم ہو اور اگر یوں کہا کہ عمر کے میرے باپ پر ہزار درم ہیں اور یہ ہزار درم اسی کے پاس زید کی دولیت ہیں تو دونوں باہم حصہ بانٹ کر لینگے یہ سب میں ہو۔ اور اگر وارث سے زید نے کہا کہ یہ ہزار درم ترکہ کے میرے تیرے باپ کے پاس دولیت تھے اور عمر نے کہا میرے باپ پر ہزار درم دین ہو پس وارث نے کہا کہ تم دونوں اس قول میں سچے ہو یعنی اُسے دونوں کے واسطے اقرار کیا تو امام ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا کہ دونوں اقرار صحیح ہیں اور ہزار درم دونوں میں برابر تقسیم ہونگے اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ پورے ہزار درم دولیت والے کو ملینگے اور عمر کے واسطے اقرار صحیح نہیں ہو لہذا فی الحیطہ اور اگر کہا کہ زید کے میرے باپ پر ہزار درم دین ہیں اور بحکم قاضی زید کو ہزار درم دیدیئے پھر عمر کے واسطے دوسرے ہزار درم لینے باپ پر ہونے کا اقرار کیا تو امام محمد رحمہ کے نزدیک اُسکے واسطے کچھ اسپر سے ضامن نہوگا اور اگر پہلے کو ہزار درم بدو حکم قاضی دیدیئے تو دوسرے کے واسطے پانچ سو درم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے میرے باپ پر ہزار درم نہیں بلکہ عمر کے ہیں پھر بحکم قاضی زید کو ہزار درم دیدیئے تو دوسرے کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر بدو حکم قاضی دیدیئے تو عمر کے واسطے اُسکے مثل ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ محیط مشرعی میں ہو۔ اگر ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے اور دو ہزار درم چھوڑے پس ہر ایک نے ایک ہزار درم لئے لیے پھر زید نے دونوں کے باپ پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور عمر نے بھی ہزار درم کا دعویٰ کیا پھر دونوں نے ایک کے واسطے خاص اقرار کر دیا اور فقط ایک نے دوسرے کے واسطے اقرار کیا اور یہ دونوں اقرار بعد اذق ہوئے پس جسکے واسطے اقرار پر دونوں نے اتفاق کیا ہو وہ ہر ایک سے پانچ سو درم لے لیگا اور دوسرا اُس شخص سے جس نے اُسکے واسطے اقرار کیا ہو باقی جو کچھ اُسکے قبضہ میں ترکہ رہا ہو لینے پانچ سو درم لے لیگا اور اگر دونوں نے اربن دونوں سے کچھ نہ لیا یہاں تک کہ جسکے واسطے دونوں نے اقرار کیا تھا وہ غائب ہو گیا اور جسکے واسطے ایک نے اقرار کیا وہ حاضر ہوا اور اُسکو حاکم کے پاس لایا اور کہا کہ میرے اسکے باپ پر ہزار درم ہیں اور اس نے اقرار کیا ہو پس وارث نے اُسکی تصدیق کی اور قاضی کو یہ بھی خبر دی کہ میں نے دوسرے مدعی کے واسطے بھی اقرار کیا ہو تو قاضی اُسپر پورے ہزار کی ڈگری کر گیا پھر اگر دوسرا آیا اور اُسے دوسرے بھائی کو قاضی کے سامنے پیش کیا تو اُسپر بھی پورے ہزار کی ڈگری کیجا ویکی اور کوئی بھائی دوسرے بھائی سے کچھ نہیں واپس لے سکتا ہو۔ اسی طرح اگر میراث دینار ہوں یا کوئی کیلی یا دینی چیز ہو اور دین بھی اسی کے مثل ہو تو بھی یہی حکم ہوگا لہذا فی الحادی۔ زید مر گیا اور اُسکے دو بیٹے چھوٹا عمر و اور بڑا خالد باقی رہے اور اس نے دو غلام چھوڑے دونوں نے ایک ایک قسم کر لیا اور وہ دونوں غلام ہزار ہزار درم کے تھے پھر دونوں نے اقرار کیا کہ ہمارے باپ نے انہی صحت میں یہ غلام جو عمر کے پاس ہی آزاوا کیا تھا اور خالد نے اپنے مقبوضہ غلام کے ثلث

کتاب فی الفہم ج ۱۰
باب الاقرار
صفحہ ۹۷

جی ایسا ہی اقرار کیا اور دونوں اقرار متا واقع ہوئے تو غلام دونوں آزاد ہیں اور خالہ عمر کو اپنے غلام کی آدمی قیمت کی ضمانت دے اور ایسا ہی حکم و ولایت میں ہو اور اگر دونوں نے ایک کی نسبت شعیب کی ولایت ہونے کا اور غلط ایک نے دوسرے کی نسبت بکر کی ولایت ہونے کا اقرار کیا تو یہ صورت اور عین کی صورت یکساں ہو اور اگر ترکہ دو ہزار درم ہو اور ہر ایک نے ایک ایک ہزار لے لیا پھر ایک نے ایک شخص کے واسطے پانچ سو درم قرض کا اقرار کیا کہ میرے باپ پر تھا اور قاضی نے اس پر پانچ سو کی ڈگری کر دی پھر دونوں نے ایک دوسرے شخص کے واسطے ہزار درم قرض کا اپنے باپ پر اقرار کیا تو ہزار کی دونوں پر تین تہائی ہو کر ڈگری ہو گئی۔ اور اگر اول نے ہزار کا اقرار کیا اور حکام قاضی قرض خواہ کو دیدیے پھر دونوں نے دوسرے کے واسطے ایک ہزار کا اقرار کیا تو جو ہزار درم سکر کے قبضہ میں ہو سکے دینے کا حکم کیا جائیگا اور پہلا مقرر چھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر دونوں نے اولاً سو درم دین کا اقرار کیا پھر ایک نے دوسرے قرض خواہ کے واسطے دوسرے سو درم کا اقرار کیا تو پہلے سو درم دونوں پر آدھ آدھ لے لینگے اور اگر تین غلبہ قرض خواہ نے ایک ہی سے سو درم لے لیے تو وہ دوسرے سے اس کے نصف لے لینگا اور اگر ایک نے پہلے کسی کے واسطے سو درم کا اقرار کیا پھر دونوں نے دوسرے کے واسطے سو درم کا اقرار کیا تو پہلا مقرر اپنے مقرر سے سو درم اس کے مقبوضہ نہ کرے سے لے لینگا اور تین سو درم پر دونوں نے بالاتفاق اقرار کیا تو وہ دونوں کے مال سے لیا جائیگا اور انیس حصوں میں تقسیم ہوگا اور اگر قرض خواہ نے ایک ہی سے سو درم لے لیے تو وہ دوسرے بھائی سے بقدر اس کے حصہ کے لے لینگا۔ اسی طرح اگر دونوں اقرار معا واقع ہوئے تو جس نے سو درم کا اقرار کیا وہ اس کے حصہ میں سے خاصہ لے جائینگے اور چھ درہ لون نے اتفاق کیا جو وہ انیس حصہ ہو کر دونوں سے لیا جائیگا یہ ملبوط میں ایک شخص نے تین بیٹے زیدہ عمرو بکر چھوڑے اور تین ہزار درم ترکہ چھوڑا انکو سب نے بانٹ لیا پھر خالد نے اُنکے باپ پر تین ہزار درم کا دعویٰ کیا اور زیدہ نے سب کے دعویٰ میں تصدیق کی اور عمر دس کے دو ہزار میں تصدیق کی اور بکر نے ایک ہزار میں تصدیق کی تو خالد ایک ہزار تینوں سے تین تہائی کر کے لے لینگا اور زیدہ عمرو سے ایک ہزار آدھا آدھا کر کے لے لینگا اور پھر زیدہ سے جو چھوڑے پاس باقی بچو وہ لے لینگا یہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک زیدہ سے ہزار درم اور عمرو سے ہزار درم اور بکر سے تہائی ہزار لے لینگا اور یہ حکم اس وقت ہو کہ تینوں بیٹے اُسکو ایک بارگی مل گئے ہوں اور اگر متفرق ملے ہوں پس اگر بکر سے پہلے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لینگا پھر اگر اُسکے بعد عمرو سے ملا تو اُس سے ہزار درم مقبوضہ لے لینگا ایسے ہی اگر زیدہ سے اُسکے بعد ملا تو جو کچھ اُس نے پایا ہو سب اُس سے لے لینگا۔ اور کتابت میں یہ مذکور نہیں ہو کہ آیا عمرو بکر متفرق سے یعنی خالد سے کچھ واپس لینگے یا نہیں اور شائع نے فرمایا کہ واجب ہو کہ بکر اُس سے دو تہائی ہزار درم واپس کر لے باتفاق صاحبین کے۔ ولیکن عمرو امام محمد رحمہ کے نزدیک کچھ واپس نہ کرے گا اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک چھ حصہ ہزار کا واپس لینگا یہ حکم اس وقت ہو کہ خالد پہلے بکر سے ملا ہو اور اگر پہلے زیدہ سے ملا تو اُس نے ہزار درم لے لینگا پھر عمرو سے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لینگا اور پھر بکر سے ملا تو اُس کے مقبوضہ سے تہائی لے لینگا بشرطیکہ بکر اسکا مقرر ہو کہ میرے دونوں بھائیوں نے خالد کے واسطے ہزار سے زیادہ کا اقرار کیا ہو اور اگر اس زیادتی کے اقرار سے سکر ہو تو خالد اُس سے کچھ نہیں لے سکتا ہی پھر زیدہ کو سے کچھ نہیں واپس کر سکتا ہو اور ایسا ہی اوسط بھی اور یہ امام محمد رحمہ کے نزدیک ہو اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک چھ حصہ ہزار زیادتی کو واپس لے سکتا ہو اور بکر قرض خواہ ہے چھ حصہ ہزار واپس کر لینگا۔ اور اگر اولاً عمرو سے ملا تو ہزار اُس سے لے لینگا پھر اگر بکر سے اُسکے بعد ملا تو اُسکا وہی حکم ہو جو سابق میں مذکور ہوا یعنی اُس سے لے سکتا ہو بشرطیکہ وہ مقرر ہو کہ دونوں بھائیوں نے ہزار سے زیادہ کا اقرار کیا ہو ورنہ نہیں لے سکتا

۹۷۵
ترجمہ دی عالمگیری جلد سوم
فتاویٰ ہند پر کتاب الہ قرار باب ہفتم اقرار و ورث

پھر اگر اول کے بعد زید سے ملتا تو اس کے ہزار درم مقبوضہ لے سکتا زید یہ محیط سرحد میں ہو۔ ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے چھوڑے
 کرانکے سوا کوئی وارث نہیں ہو اور زید پر ایک ہزار درم قرض چھوڑ گیا پس زید نے کہا کہ میت نے جسے چھوڑا اس کی زندگی
 میں پانچ سو درم وصول کر لیے تھے اور ایک بیٹے نے اس کی تصدیق کی اور اس کا نام خالد ہے اور دو سو سے بیسے تھے چھوڑنے کی تصدیق
 نہ کی تو عمر کو اختیار ہو کہ زید سے باقی پانچ سو درم وصول کر لے اور خالد اس سے کچھ نہیں لے۔ کیا ہو اور اگر زید سے پورے
 ہزار درم کا دعویٰ کیا کہ میت نے مجھے وصول کر لیے تھے اور خالد نے تصدیق اور عمر نے تائید کی تو بھی عمر اس سے
 پانچ سو درم لے سکتا ہو اور خالد زید سے کچھ نہیں لے سکتا زید کو اختیار ہو کہ عمر سے قسم لے کہ اللہ تعالیٰ میں بانٹا ہو
 کہ میرے باپ نے مجھے ہزار درم وصول کر لیے تھے پس اگر عمر نے قسم لے لی اور پانچ سو درم زید سے سہ لاکھ اور میت نے
 سواے ان ہزار درم دین کے اور ایک ہزار درم چھوڑے ہیں اور ہر دم دکان بیٹوں نے باہم تقسیم کر لیے تو زید کو اختیار ہو
 کہ خالد سے جس نے اس کی تصدیق کی ہو اس کے ورثہ کے پانچ سو درم واپس کر لے یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص مرگیا اور ایک بیٹا زید
 نام اور ہزار درم چھوڑے پس ایک شخص عمر نے میت پر ہزار درم قرضہ کا دعویٰ کیا اور زید نے تصدیق کر کے خواہ بھکر قاضی
 یا بدون حکم قاضی کے ہزار درم اُسکو دیے پھر ایک شخص خالد نے میت پر ہزار درم قرضہ کا دعویٰ کیا اور زید نے اس کی تائید
 کی مگر پہلے قرضخواہ عمر نے اس کی تصدیق کی اور خالد نے عمر کے قرضہ سے انکار کیا تو اس کے انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اور
 دونوں قرضخواہ ہزار درم قرضہ کے باہم برابر تقسیم کر لیں اور اسی طرح اگر دوسرے قرضخواہ نے قیسرے قرضخواہ کی تصدیق کی تو قیسرے
 قرضخواہ دوسرے کے مقبوضہ سے دینا بانٹ کر لے گا کدانی الحاق سے

باب مقررہ کے درمیان اختلاف واقع ہونے کے بیان میں۔ زید نے عمر سے کہا کہ میں نے
 تجھے ہزار درم ودیعت کے اور ہزار درم غصب کے لیے بین پھر ودیعت شائع ہو گئی اور وہ ہزار درم غصب کے باقی
 ہیں اور مقررہ نے کہا کہ نہیں بلکہ غصب تلف ہو گیا اور ودیعت باقی ہو تو مقررہ کا قول مقبول ہو گا یہ درم مقررہ سے لے لیا اور
 ایک ہزار درم دوسرے ضمان لے لیا اور اسی طرح اگر مقررہ نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے دو ہزار درم غصب کیے تھے تو بھی حکم
 یہی ہو گا۔ اور اگر مقررہ نے کہا کہ تو نے مجھے ایک ہزار درم ودیعت دیے اور میں نے تجھے ایک ہزار درم غصب کر لیے پھر ودیعت
 تلف ہو گئی اور غصب کے درم باقی رہے اور مقررہ نے کہا کہ نہیں بلکہ غصب کے تلف ہو گئے ہیں تو مقررہ کا قول مقبول ہو گا مقررہ جس
 ہزار درم لے لیا اور زیادہ چھوڑا ان میں نے سکتا ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ زید نے عمر سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار
 درم ودیعت لیے وہ تلف ہو گئے اور عمر نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے غصب کر لیے تھے تو زید ضامن ہو گا کیونکہ اس نے ضمانت کے سبب
 کا لینے لینے کا اقرار کیا پھر ایسے امر کا دعویٰ جس سے ضمان سے بری ہو جاوے لینے لینے کی اجازت کا دعویٰ کیا اور عمر اس سے
 منکر ہو ایلے منکر کا قول قسم سے مستبر ہو گا اور زید پر سبب اس کے اقرار کے ضمان لازم ہو گی ولیکن اگر عمر قسم سے نکول کرے تو ضمانت
 لازم ہو گی کیونکہ اقرار اجازت کے جو واقع ضمان ہو لازم آئیگا۔ اور اگر کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم ودیعت دیے تھے اور وہ تلف
 ہو گئے اور عمر نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے غصب کر لیے تھے تو زید ضامن ہو گا کیونکہ اس نے سبب ضمان کا اقرار نہیں کیا ہو بلکہ دینے
 کا اقرار کیا ہو اور یہ مقررہ یعنی عمر کا فعل ہو جو سبب ضمان زید پر نہیں ہو گا ولیکن عمر اس سبب ضمان کا دعویٰ کرتا ہو لینے غصب کا
 پس اس صورت میں منکر لینے زید کا قول قسم سے مستبر ہو گا ولیکن اگر زید اس صورت میں قسم سے نکول کرے تو اس پر مال لازم آئیگا
 چنانچہ میں نے دو سو ایک حیرہ تک دو سو لاکھ سے اس کے قرضہ تک لے کر اپنے لیے اور دونوں کو لاؤ کہ قاضی میں لایا

اور وہاں ایک سو نو گواہیں مانگ لے گا کہ وہ ہر ایک کو تو نے میرا نکاح کر دیا تھا اور پھر اسکی ضمانت دینی واجبہ ہے اور ستا برس کے
 کہا کہ نہیں بلکہ وہ مرا ہو جسکو میں نے قابض تک کر لیا تھا تو انک کا قول قبول ہوگا اور ستا برس سے ضمانت دیگا یہ سب پر شرح
 جامع کہیں ہیں۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے ^{بہت} ہزار درم قرض دیے پھر تجھ سے لیے تو زید پر واجب ہوگا کہ یہ درم
 عمرو کو دے یہ تبیین میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کو ہزار درم قرض دیے تھے وہ اس سے وصول کر کے قبضہ کر لے
 اور عمرو نے کہا کہ تو مجھ سے یہ مال لیا ہو حالانکہ تیرا بھچہ کچھ نہ تھا تو مجھے واپس کر دے تو زید کو واپس کر دینے پر مجبور کیا جائیگا مگر پہلے
 عمرو یہ قسم کھائے کہ زید کا بھچہ کچھ نہ تھا۔ اسی طرح اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے ہزار درم عمرو سے جو میں نے اسکو ودیعت دیے
 تھے یا سب میں دیے تھے لیے ہیں عمرو نے کہا کہ یہ میرا مال ہے تو نے مجھ سے لیا ہے تو زید پر واجب ہوگا کہ واپس کرنا واجب ہوگا یہ مبسوط
 میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے تجھ سے یعنی عمرو سے ہزار درم خالک وکالت میں وصول کیے کہ خالک کے بھچہ ہزار درم آتے تھے
 یا تو نے خالک کو ہزار درم ہبہ کیے تھے انے مجھ سے ہے درم وصول کرنے کا وکیل کیا تھا میں نے اس کے لیے وصول کر لیے
 اور یہ درم اسکو دے دیے تو زید ضمانت ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے اپنے گھر میں اس عمرو کو ہا یا تھا پھر اس میں سے
 نکال دیا اور انے مجھے میرا گھر دیا اور عمرو نے دعویٰ کیا کہ یہ گھر میرا ہے تو اسکا اثنا زید کا قول قبول ہوگا اور عمرو کو گواہ پیش
 کرنے چاہیے ہیں یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور صاحبین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمرو کا قول قبول ہوگا اور یہ قیاس ہے اور علی بن الحنفیہ
 اگر زید نے کہا کہ یہ یتیم میرا جو میں نے عمرو کو عاریت دیا تھا پھر اس سے لیکر قبضہ کر لیا یا یہ کپڑا میرا ہے میں نے اسکو عاریت دیا تھا
 پھر اس سے لیکر قبضہ کیا تو یہ بھی مثل صورت سابقہ کے ہے۔ اسی طرح اگر زید نے کہا کہ عمرو درزی نے میری یہ قمیص نصف درم میں
 سی ہے اور میں نے اس سے وصول کر لی اور عمرو درزی نے کہا کہ یہ قمیص میری ہے میں نے تجھ کو عاریت دی ہے تو یہ بھی مثل صورت
 سابقہ کے ہے ایسے ہی اگر کوئی کپڑا منگ لے کو دیا اور یہ اختلاف واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہوگا انی المبسوط اور اگر درزی وغیرہ کے
 مسئلہ میں یہ نہ کہا کہ میں نے اس سے وصول کر لی ہے تو بالافتاق واپس نہ کرے گا یہ محیط مخری میں ہے۔ اور اگر یہ بات معروف
 ہو کہ یہ گھر یا کپڑا یا سو اسی زید مقرر ہوا اور انے کہ میں نے عمرو کو عاریت دیا تھا پھر عمرو سے وصول کر لیا تو زید ہی کا قول
 قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے عمرو کے گھر میں اپنا کپڑا رکھ دیا تھا پھر اسکو لے لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے
 نزدیک ضمانت ہوگا اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک ضمانت ہوگا یہ محیط مخری میں ہے۔ اگر درزی نے کہا کہ یہ کپڑا زید کا ہے مجھے عمرو نے
 دیا ہے پھر دونوں نے اسکا دعویٰ کیا تو پہلے مقررہ یعنی زید کا ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک عمرو کے واسطے کچھ ضمانت
 ہوگا اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک ضمانت ہوگا یہ محیط مخری میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھ سے یہ کپڑا عاریت لیا ہے
 اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھ سے بیجا لیا ہے۔ تو زید کا قول قبول ہوگا اور یہ اس وقت ہو کہ اسنے پناہ مانگا اور اگر میں لیا ہے اور تلف
 ہو گیا تو ضمانت ہوگا یہ خلاصہ میں ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھ سے یہ درہم ودیعت لیے ہیں اور عمرو نے کہا کہ تو نے
 مجھ سے قرض لیے ہیں تو زید کا قول قبول ہوگا کذا فی خزائنہ المتقین اور اگر زید نے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے
 ہیں اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھے غصب کر لیے ہیں تو زید ان درم کا ضمانت ہوگا لیکن اگر وہ درم بعینہ قائم ہوں تو عمرو
 اسکو لے سکتا ہے کذا فی الحاوی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ یہ یتیم جو میرے ہاتھ میں ہے تو نے مجھے عاریت دیا ہے اور عمرو نے کہا کہ میں
 نے تجھے عاریت نہیں دیا ہے بلکہ تو نے مجھے غصب کر لیا ہے پس اگر زید نے اس پر سواری نہیں لی تو کسی کا قول قبول ہوگا
 اور ضمانت ہوگا اور اگر سواری لی ہے تو اسی کا قول قبول لیکن ضمانت ہوگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ تو نے اسکو عاریت میرے سپرد

۴
 تو ضمانت نہیں
 ہے اگر سواری
 نہ ہو

کیا ہو یا اسکو عاریتہ عطا کیا ہو تو بھی اُسہرمان نہیں ہو اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ اگر زید نے کہا کہ میں نے تجھے عاریتہ لیا تو اور عمرو نے انکار کیا تو زید ضامن ہو گا یہ محیط میں ہو۔ زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درم غصب کیے اور آئینہ دس ہزار درم کا نفع اٹھایا اور عمرو نے کہا کہ میں نے تجھے اسکا خود حکم کیا تھا تو عمرو کا قول قبول ہو گا اور اگر عمرو نے کہا کہ میں نے ہزار تو نے پورے دس ہزار درم غصب کر لیے ہیں تو زید کا قول قبول ہو گا یہ ملاحضہ میں ہو۔ زید نے عمرو سے کہا کہ یہ تیرے ہزار درم میرے پاس ودیعت ہیں عمرو نے کہا کہ ودیعت نہیں میں میرے بھچھر ہزار درم قرض یا ثمن بیع کے ہیں پھر زید نے دین و ودیعت سے انکار کیا اور عمرو نے چاہا کہ میں جس دین کا دعویٰ کرتا ہوں اس کے ادا میں ودیعت کے ہزار درم لے لوں تو یہ اختیار اسکو نہ ہو گا کیونکہ پہلا اقرار ودیعت بسبب عمرو کے رد کرنے کے باطل ہو گیا اور اگر عمرو نے کہا کہ ودیعت نہیں ہیں لیکن میں نے تجھے ہی ہزار درم بعینہ قرض دیے تھے اور زید نے قرض سے انکار کیا تو عمرو بعینہ ہی ہزار درم لے سکتا ہو لیکن اگر زید اس کے قرض دینے کی تصدیق کرے تو عمرو کو بعینہ ہی ہزار درم لینے کا اختیار نہیں ہو یہ فتاویٰ سے قاضیان میں ہو۔ اگر زید نے ہزار درم قرض یا غصب کا اقرار کیا اور عمرو نے ثمن ہونے کا دعویٰ کیا یا ثمن غلام یا باندی ہونے کا دعویٰ کیا تو زید پر بیار واجب ہو گا کافی الکافی۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمرو کے ہزار درم ثمن بیع کے ہیں اور عمرو نے کہا کہ میرے اُسہر ہزار درم ثمن بیع کے ہیں تو زید پر بیار واجب ہو گا لیکن میرے اُسہر ہزار درم قرض کے ہیں تو اسکو ہزار درم بیٹینگے اور اگر یہ کہہ کر کہ میرے اُسہر ثمن بیع کے ہیں تو اسکو ہزار درم نہیں ہیں چپ ہو رہا پھر دعویٰ کیا کہ ہزار درم قرض کے ہیں تو تصدیق نہ کیا ورنہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھے ہزار درم ایک متاع کے ثمن کے ہیں کہ اسے میرے ہاتھ فروخت کی تھی لیکن میں نے اُسہر قبضہ نہیں کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک اسکی تصدیق نہ کیا ورنہ خواہ اسے اپنا یہ قول کہ لیکن میں نے اُسہر قبضہ نہیں کیا مگر کہا ہو یا جدا کر کے بیان کیا ہو خواہ عمرو اس کے سبب کے بارہ میں یعنی بیع میں تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور صاحبین نے فرمایا اگر ملا کر بیان کیا تو تصدیق کیا ورنہ خواہ عمرو نے بیع واقع ہونے میں اسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر جدا کر کے بیان کیا پس اگر عمرو نے بیع واقع ہونے میں اسکی تکذیب کی مثلاً یوں کہا کہ میرے ہزار درم اُسہر قرض ہیں تو زید کے اس قول کے کہ (لیکن میں نے اُسہر قبضہ نہیں کیا ہو) تصدیق نہ کیا ورنہ بیار واجب اور دونوں اماموں کے نزدیک اُسہر مال لازم ہو گا اور اگر عمرو نے اسکی وقوع بیع میں تصدیق کی مثلاً یوں کہا کہ میرے بھچھر ہزار درم ثمن بیع کے ہیں جو میں نے تیرے ہاتھ فروخت کی تھی اور تو نے مجھے وصول کر لی ہو اور زید کہتا ہو کہ میں نے وصول نہیں کی اور یہ کلام اسکا اپنے اقرار سابق سے جدا ہو تو ایسی صورت میں امام ابو یوسفؒ فرماتے تھے کہ تصدیق نہ کیا ورنہ جیسا کہ عمرو کی تکذیب بیع کی صورت میں تھا پھر امام ابو یوسفؒ نے رجوع کر کے فرمایا کہ تصدیق نہ کیا ورنہ خواہ اسے ملا کر بیان کیا ہو یا جدا کر کے کہا ہو اور یہی قول امام محمدؒ کا ہو کافی الذخیرہ۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھے اس غلام کے جوڑہ کے قبضہ میں تھا ہزار درم دام ہیں پس اگر عمرو نے اسکی تصدیق کی تو زید پر ہزار درم لازم ہو سکتے اور اگر عمرو نے کہا کہ یہ غلام تو میرا ہی ہے تیرے ہاتھ اس کے سوائے دوسرے غلام فروخت کیا ہو اور تو نے مجھے لے لیا ہو تو زید پر کچھ نہیں لازم آئے گا اور اگر عمرو نے یوں کہا کہ یہ غلام تو میرا ہی ہے تو میں نے تیرے ہاتھ اس کے سوائے دوسرے غلام بچا ہوا اور تو نے اُسہر قبضہ کر لیا ہوا اور میرے بھچھر ہزار درم اس کے دام چاہیے ہیں تو زید پر ہزار درم لازم آوے گا یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مجھے عمرو کے ہزار درم اس غلام کے دام ہیں جو عمرو کے ہاتھ میں ہو پس اگر عمرو نے تصدیق کی تو غلام اسکو دیکر اپنے دام لے لے گا اور اگر

عمر و سنے کہا کہ یہ غلام تو تیرا ہی ہو میں نے تیرے ہاتھ اسکے سوا سے دوسرا فروخت کیا تو زید پر مال لازم آویگا کذا فی المبسوط
اور اگر یوں کہا کہ یہ غلام تو میرا ہو میں نے تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا تو زید پر کچھ لازم نہ آویگا یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ
یہ میرا غلام ہو میں نے تیرے ہاتھ نہیں فروخت کیا تو تیرے ہاتھ میں نے دوسرا فروخت کیا تو اس پر کچھ لازم نہ آویگا اور
اس کتاب کے آخر میں مذکور ہو کہ امام اعظم رحمہ فرماتے تھے کہ دونوں میں سے ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر قسم لیجا سکتی
اور ہمیں اساجین کا قول ہو کذا فی المبسوط اور یہی صحیح ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر دونوں نے قسم کھالی تو مال باطل
ہو گیا کذا فی الہدایہ والکافی۔ اور اگر اس صورت میں غلام تیسرے شخص خالد کے قبضہ میں ہو پس اگر عمرو نے زید کی تصدیق
کی اور عمرو کو یہ غلام زید کے سپرد کر دیا ممکن ہو تو زید پر مال لازم آویگا ورنہ نہیں کذا فی الخلاصہ۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے
عمرو سے ایک چہر ہزار درم کو مول لی لیکن اس پر قبضہ نہیں کیا ہو تو بالاجماع زید کا قول قبول ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اگر زید نے
اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا اور دعویٰ کیا کہ میں نے دام نہیں پائے تھے دامن کے واسطے اسکو
روک لیا تھا تو روکنے کا اسکو اختیار ہو اور اگر عمرو نے انکار کیا تو زید ہی کا قول قبول ہوگا یمین میں ہے۔ زید نے کہا کہ عمرو
کے ہزار درم شراب یا سو کے دام مجھ پر تھے تو مال اسکے ذمہ لازم ہوگا اور سب کے بارہ میں سچا نہ سمجھا جائیگا اگر عمرو نے
اسکے اس سبب سے تکذیب کی ہو خواہ اسنے یہ سبب اپنے اقرار سے ملا کر بیان کیا ہو یا جدا بیان کیا ہو یہ امام اعظم رحمہ کا قول
ہو یہی طرح اگر سودم قمار یعنی جوئے کے سبب سے ہونے کا اقرار کیا تو بھی حکم ہو کذا فی فتاویٰ قاضی خان اور اگر عمرو نے زید کے
تمام قول کی مع سبک تصدیق کی تو بالاتفاق کسی کے نزدیک اس پر کچھ لازم نہ آویگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے ہزار درم
مجھ پر دام یا سود کے ہیں تو یہ درم اس پر لازم ہونگے اور اگر کہا کہ عمرو کے ہزار درم مجھ پر زور یا باطل کے ہیں پس اگر عمرو نے اسکی تصدیق
کی تو اس پر کچھ لازم ہوگا اور اگر تکذیب کی تو مال زید پر لازم ہوگا یمین میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھ پر ہزار درم من متاع کے
ہیں یا عمرو سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے ہیں پھر کہا کہ یہ درم زیوف یا نہرہ یا ستوق یا رصاص ہیں یا کہا کہ یہ درم
زیوف ہیں یا کہا کہ عمرو کے مجھ پر ہزار درم زیوف ایک متاع کے دام ہیں اور عمرو نے کہا جیادینے کھرے ہیں تو امام اعظم رحمہ
کے نزدیک خواہ کھوٹے ہونا اقرار کے ساتھ ملا کر بیان کرے یا جدا کر کے بیان کرے اس پر کھرے درم لازم ہونگے اور
صلحین درم نے فرمایا کہ اگر ملا کر بیان کیا ہو تو تصدیق کیجا سکتی اور اگر جدا بیان کیا تو نہ کیجا سکتی اور اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھ پر
ہزار درم زیوف ہیں اور بیع یا قرض کا کچھ ذکر نہ کیا تو بعض نے کہا کہ اگر زیوف کو ملا کر بیان کیا تو بالاجماع تصدیق کیجا سکتی
اور بعض نے کہا کہ یہ بھی مختلف فیہ ہو کذا فی الکافی۔ اگر بوجہ غصب یا ودیعت کے مال کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ درم نہرہ یا زیوف تھے
تو خواہ نہرہ یا زیوف ہونے کو ملا کر بیان کرے یا الگ بیان کرے اسکی تصدیق کیجا سکتی اور اگر غصب یا ودیعت میں متوق یا رصاص
ہونا بیان کیا پس اگر ملا کر کہا تو تصدیق کیجا سکتی اور اگر الگ بیان کیا تو تصدیق نہ کیجا سکتی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے ہزار درم
من متاع کے مجھ پر ہیں یا کہا کہ زید نے ہزار درم مجھے قرض دیے ہیں یا کہا کہ ودیعت دیے ہیں یا کہا کہ میں نے ہزار درم
غصب کر لیے ہیں پھر کہا کہ یہ درم اس قدر ناقص تھے پس اگر یہ کلام اقرار مذکور سے ملا کر بیان کیا تو تصدیق ہوگی ورنہ نہیں
اور اگر جدا بیان کرنا سبب ضرورت انقطاع کے واقع ہو تو وہ بہتر نہ متصل بیان کرنے کے ہو کذا فی الکافی اور اسی پر فتویٰ ہے
یہ ذخیرہ میں ہے۔ زید نے کہا کہ میں نے عمرو سے ہزار درم قبضہ کر لیے پھر کہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اسکا قول قبول ہوگا
اور اگر متوق بیان کیے تو قبول ہوگا اور اگر زید نے کچھ نہ بیان کیا اور مل گیا پھر اسکی وارث نے کہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اسکی تصدیق

۹
فتاویٰ ہندیہ
کتاب الاقرار

نہوگی یہ ظہیر میں ہو۔ اور مضاربت اور غصب کی صورت میں اگر شریک یا پھر اس کے ارثوں نے پانچواں کیا کہ وہ مضاربت یا غصب کے
 زیوت تھے تو انکی تصدیق نہ کی جائیگی کذا فی الحیط اور یہی حکم و دلیل ہے میں تو یہ ظہیر میں ہو۔ اگر نہ ہو۔ پانچواں اور عروہ کی شرکت کے
 پانچو درم وصول کر لینے کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ درم زیوت تھے تو انکی تصدیق نہ ہوگی اور انکی بیاد بیان کرے یا جدا بیان کرے اور
 اگر شریک لینا منظور کرے تو زمین سے آدھے اسکو مانگے اور اسکو یہ بھی اختیار ہو کہ مطلوبہ بہت اس پانچو درم وصول کرے اور اگر
 اقرار سے الگ کرے رصاص ہونا بیان کیا تو تصدیق نہ کی جائیگی اور شریک لینے عروہ میں نہ آدھے درم کے لئے زمین سے الگ اور اگر
 ملا کر بیان کیا تو تصدیق کی جائیگی اور شریک کو کچھ نہ ملے گا یہ محیط مشی میں ہو۔ اور زیوت و عروہ کے دعویٰ کرنے کی صورت میں
 اگر یہ کہتا ہو کہ میں نے اپنا حق وصول پایا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اس سے اس حصہ کے منفیت کہہ کرے درم بھرے یہ محیط میں ہو
 اگر یہ نہ کہتا ہو کہ میں نے ایک کر گھوٹ مجھ پر منج یا قرض کے میں پھر کہا کہ یہ گھوٹ رددی میں تو خواہ ملا کر بیان کرے یا الگ
 کہہ اس باب میں اسی کا قول مقبول ہوگا اسی طرح باقی کیلی اور زنی چیزوں کا بھی حکم ہو اور اسی طرح اگر ایک کر گھوٹ غصب
 کر لینے کا اقرار کیا پھر کہا کہ رددی تھی تو اسی کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر کچھ نام ایسا لایا کہ جو پانی پہونچنے کے باعث سے
 متغیر ہو گیا تھا اور ملا کر کہا کہ میں نے غصب کیا تھا یا تو نے مجھے ودیعت دیا تھا تو بھی اسی کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر اقرار
 کیا کہ تو نے مجھے غلام و دیعت دیا پھر ایک عیدار غلام لایا اور کہا کہ یہی تو بھی اسی کا قول مقبول ہوگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر یہ نہ
 اقرار کیا کہ مجھ پر عروہ کے دس پیسے قرض یا ثمن بیس کے میں پھر کہا کہ یہ غلام کا سہرہ بہن کے حکم و راجہ ہمارا ہو تو انکی تصدیق نہ ہوگی
 اسی طرح امام اعظم کے نزدیک اگر ملا کر کا سہرہ ہونا بیان کیا تو بھی تصدیق نہ ہوگی اور چنانچہ میں نے اس کے نزدیک فرض کی صورت میں اگر
 ملا کر بیان کیا تو تصدیق ہوگی اور اسی پر وہی پیسے واجب ہوئے جو اس نے بیان کیے ہیں و اگر نہ بیس کی صورت میں اول قول امام
 ابو یوسف کے موافق انکی تصدیق نہ کی جائیگی اور امام محمد کے نزدیک اگر ملا کر کا سہرہ ہو تو تصدیق کی جائیگی لیکن اس میں
 کی قیمت دینی واجب ہوگی۔ اور اگر یوں کہہ کہ میں نے دس پیسے غصب کر لیے پھر کہا کہ یہ غلام کا سہرہ ہے تو تصدیق نہ کی جائیگی
 اور ودیعت میں بھی حکم ہو یہ حاوی میں ہو۔ اگر بیس سلم کے اس المال وصول کیا اس کا اقرار کیا پھر وہی کہتا کہ یہ درہم زیوت
 تھے تو انکی یہ صورت ہو کہ اگر انے یوں اقرار کیا کہ میں نے کہہ درم وصول پانے بہن یا اپنا حق وصول پایا یا اس المال بھر پایا
 یا درہم بھر پانے بہن یا اس المال وصول پایا ہو تو پھر زیوت ہونے کا دعویٰ مقبول نہ ہوگا اور اگر صرف درم وصول پانے کا اقرار
 کیا ہو تو اسخانا زیوت ہونے کا دعویٰ مقبول ہوگا یہ ظہیر میں ہو۔ اگر یہ نہ کہتا کہ عروہ کا مجھ پر عروہ قرضہ ہو اور عروہ سے
 قرض ہونے میں انکی تصدیق کی مگر عروہ سے انکار کیا تو زیوت پر فی الحال قرضہ اور مال لازم آوے گا لیکن عروہ سے عیداد ہونے
 کے بابت قسم کی جائیگی یہ کافی میں ہو۔ اگر یہ نہ کہتا کہ عروہ کی دس مثقال چاندی مجھ پر آتی ہو پھر کہا کہ یہ چاندی سیاہ ہو یا کہ عروہ
 کے ہزار درم مجھ پر آتے ہیں پھر کہا کہ یہ فلاں نوع کے درم ہیں یا فلاں شہر کے سکے ہیں جو فلاں راجہ ہو پس اگر سبب غصب کے
 لازم آنے کا اقرار کیا ہو تو بالاجمل اس کے قول کی تصدیق کی جائیگی خواہ ملا کر بیان کرے یا جدا بیان کرے اور اگر کہا
 کہ قرض یا ثمن بیس کے میں پس اگر جو درم آئے بیان کیے ہیں وہ اس شہر کے نقد میں سے ہیں چنان بیس یا قرض واقع
 ہوا ہو تو بھی بالاجمل اس کے قول کی تصدیق ہوگی خواہ ملا کر بیان کرے یا الگ بیان کرے اور اگر اس شہر کا نقد راجہ یہ
 نہیں ہو پس اگر آئے اقرار سے جدا بیان کیے تو بالاجمل اسکی تصدیق نہ ہوگی اور اگر ملا کر بیان کیے تو کتاب میں مذکور ہو
 کہ تصدیق کی جائیگی اور کچھ اختلاف مذکور نہیں ہو اور بعض مسائل نے فرمایا کہ یہ حکم جو کتاب میں مذکور ہو صاحبین کے نزدیک ہو

۲
 قرضہ عروہ
 بیس کا سہرہ ہونا
 بیس کا سہرہ ہونا

اور امام عظمیٰ کے نزدیک اسکی تصدیق نہ کیا دیگی اور بعض شائخ نے کہا کہ یہ جو کتاب میں مذکور ہو یہ بالاجمل سب کا قول ہو یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ تو نے مجھے دس درم ایک کر لکھوں کی بیع سلم میں ٹھہرائے اور کہا کہ میں نے ان درمون پر قبضہ نہیں کیا اور عمر و نے کہا کہ نہیں تو نے اپنے قبضہ کر لیا جو پس اگر زید نے قبضہ نہ کرنا اپنے اقرار سے ملا کہ بیان کیا تو قیاماً اور استحساناً اسکی تصدیق کیا دیگی اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو استحساناً اسکی تصدیق نہ ہوگی اور سلم فیہ یعنی ایک کر لکھوں اسکے ذمہ لازم ہوئے یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ مجھ عمر و کے ہزار درم قرض یا میرے پاس ودیعت میں پھر کہا کہ میں نے اپنے قبضہ نہیں کیا ہو تو زید ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر زید نے عمر و سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے یا مجھے عطا کیے یا سلم میں دیے پھر کہا کہ میں نے اپنے قبضہ نہیں کیا پس اگر اُس نے ملا کہ بیان کیا تو قیاماً و استحساناً اسکی تصدیق کیا دیگی اور اگر جدا کر کے کہا تو استحساناً تصدیق نہ کیا دیگی۔ اور اگر کہا کہ تو نے مجھے پرکھ دیے یا میری طرف دفع کیے اور کہا کہ میں نے اپنے قبضہ نہیں کیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اسکی تصدیق نہ ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اُس نے ملا کہ بیان کیا تو تصدیق نہ کیا دیگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اگر زید نے عمر و سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض کا معاملہ کیا مگر مجھے دیے نہیں پس اگر یہ کلام علیحدہ بیان کیا تو تصدیق نہ ہوگی اور زید ہزار درم کا ضامن ہوگا اور اگر ملا کہ بیان کیا تو اسی کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر ملا کہ یوں بیان کیا کہ تو نے مجھے ہزار درم عطا کیے یا بیع سلم میں دیے ہیں تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر یوں کہا کہ تو نے میری طرف ہزار درم دفع کیے یا نقد کن دیے اور میں نے انکو قبول نہیں کیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تصدیق نہ کیا دیگی اور وہ ضامن ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر ہر ضامن نہیں ہو اور اگر یوں کہا کہ میں نے مجھے ہزار درم بیکر قبضہ کیا یا میں نے مجھے ہزار درم لے لیے۔ لیکن تو نے مجھے پھوٹا کر کہ میں انکو لیا ہوں تو اسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی وہ ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ محیط میں ہو۔ زید نے کہا کہ مجھ عمر و کے سودم گنتی سے ہیں پھر بعد اسکے کہا کہ وزن خشک یا ستہ کے میں اور یہ اقرار اُس نے کو فہم کیا ہو تو زید ہر سودم وزن ستہ کے لازم آوے گئے پنے جو کو فہم میں رائج ہیں اور اس سے کم وزن جو اُس نے بیان کیا غلط سمجھا جائیگا تصدیق نہ ہوگی۔ لیکن اگر ناقص وزن اپنے اقرار سے ملا کہ بیان کرے تو اُسی کا قول لیا جائیگا یہ مبسوط میں ہو۔ پھر اگر اُس نے یہ کلام اقرار سے جدا بیان کیا اور اُس شہر کا رواج درم کا وزن سبہ ہو یا نیک کہ اسکا بیان صحیح نہ ٹھہرا اور اگر ہر سودم پوزن سبہ لازم آئے تو یہ درم باعتبار وزن کے لازم آوے گئے نہ باعتبار عدد کے حتیٰ کہ اگر چاس درم وزن سبہ سے پوزن سودم ہوں تو اسکا ذمہ چھوٹ جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر شہر میں بابی خرید فرخت کسی درم سے معروف ہو اور اُنکے درمیان وزن بھی وزن سبہ سے ناقص چلتا ہو تو اس باب میں اسکی تصدیق کیا جائیگی اور اگر اُس نے اس وزن متعارف سے بھی کم وزن کا دعویٰ کیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی لیکن اگر اپنے اقرار سے ملا کہ بیان کرے تو تصدیق کیا جائیگی اور اگر شہر میں نقد و مختلف رائج ہوں پس اگر شہر میں کوئی نقد سب سے زیادہ چلتا ہو تو مطلق اقرار کی صورت میں وہی نقد قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی نقد کسی سے زیادہ نہ چلتا ہو تو مطلق اقرار کی صورت میں جو سب سے کم ہو وہ نقد قرار دیا جائیگا اور اگر کو فہم میں کہا کہ زید کے مجھ سودم سپید چاندی کے گنتی سے ہیں پھر کہا کہ اس میں ایک دانگ کا نقصان ہو تو تصدیق نہ کیا جائیگی اور اگر کہا کہ زید کے مجھ سودم سبہ کی گنتی سے ہیں پھر کہا کہ میں نے تو یہ چوٹے درم مراد لیے تھے تو اگر ہر سودم وزن سبہ کے اسبہ ذمہ لازم آوے گئے کذا فی المبسوط۔

نوان باب کسی شے کے کسی جگہ سے لے لینے کے اقرار کے بیان میں۔ اگر زید نے ایسے مکان میں سے ایک کپڑے کے لینے

کا اقرار کیا جو اسکے اور عمرو کے درمیان شریک ہو اور عمرو نے آؤ سے کپڑے کا دعویٰ کیا اور زید نے انکار کیا تو زید ہی کا قول قبول ہوگا اور اگر مکان کو کرایہ پر یا ماریت لیا ہو تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط نفسی ہیں جو۔ اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے بیت میں سے سو درم سن لیے ہیں پھر کہا کہ یہ درم میرے یا خالد کے تھے تو عمرو کے نام ذکر ہی ان سو درم کی ہوگی اور زید یا کبھی بدل سو درم خالد کو ڈانڈ پھر نکال کر اسکے واسطے اقرار کیا ہو۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں نے عمرو کے صندوق یا کدہ میں سے ہزار درم لیے ہیں یا اسکے گنجر میں سے کپڑا لیا یا اسکے کشتوں میں سے ایک کر لیا ہوں لے لیے یا عمرو کے بخل سے ایک کر لیا ہو یا اسکے لیے یا عمرو کی کھیتی سے ایک کر لیا ہوں لے لیے یا بھنڈا عمرو کے ہاتھ سے لے لینے کے اقرار کے شمار ہیں یہ فتاویٰ تانینجان میں جو۔ اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی زمین سے زطی کپڑوں کے ایک گنجر ہی پانی اور میں اس زمین سے ہو کر زید تان و طان اتر تھا اور میرے ساتھ زطی کپڑوں کی بہت گنجر بیان لدی ہوئی تھیں تو عمرو کے نام اس گنجر کی ذکر ہی کر دیا یا کدہ یا لین اگر اقرار کیا کہ میں اس نام کے کو اوقافم کر کے کہ میں اس زمین سے ہو کر گذر تھا یا اس زمین سے ہو کر عام رہستہ ہو تو یہ ذکر ہی نہو کی یہ میرے ہیں جو۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے ٹوپے سے زمین یا لقم یا باگ دور لے لی اور عمرو اس کا خود دعویٰ کرتا ہو کہ میری ہو تو اسکی ذکر کیا جائیگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے ٹوپے پر جو کھپکھپا تھے یا جو اسکے جوال میں تھے لے لیے تو عمرو کے نام بشرط دعویٰ ذکر ہی کر دیا جائیگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے جبہ کا استریا اسکے دروازہ کا پردہ لے لیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے حمام میں سے کپڑے لے لیے تو وہ ضامن ہوگا اور غسل حمام کے جامع مسجد اور خان کا اور جس زمین میں لوگ اتر کر اپنا اسباب رکھتے ہوں اور ہر شام میں عامہ لوگوں کا اسطرح گذر ہو چکی حکم ہو اور اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی کھلی یا اسکے خدے سے ایک کپڑا لے لیا تو اس پر کچھ لازم ہوگا اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے اجیر سے لیا تو وہ لپڑا اجیر کا جو عمرو کا نہیں ہو۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی بیت میں کپڑا رکھا پھر لے لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ضامن نہ رہے گا اگرچہ عمرو اس کا دعویٰ کرے اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک ضامن ہوگا کذا فی الحادی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے دار میں سے ہزار درم لے لیے پھر کہا کہ میں ان میں رہتا تھا یا وہ میرے پاس کرایہ پر تھا تو سند میں یہ کیجا جائیگی۔ اگر اگر اپنے پاس کرایہ پر ہونے کے گواہ لادے تو ضمان دینے سے بری ہو جائیگا یہ فتاویٰ تانینجان میں جو۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی زمین میں گذر کیا اور ان میں سے ہزار درم نکالے اور عمرو نے ان درم کا دعویٰ کیا اور زید نے لے لیا کہ میرے ہیں تو عمرو کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر دو گواہوں نے گواہی دی کہ زید اس عمرو کی زمین میں آیا اور گذرھا کر کے اس میں سے ہزار درم وزن سب کے نکالے ہیں اور عمرو نے اس کا دعویٰ کیا اور زید نے لے لیا اس فعل سے انکار کیا یا فعل کا اقرار کیا مگر دعویٰ کیا کہ یہ درم تو میرے ہیں تو عمرو کے نام انکی ذکر ہی ہوگی اسی طرح اگر گواہوں نے گواہی دی کہ زید نے عمرو کی دار یا منزل یا حانوت میں سے اس قدر لے لیا یا اسکے کشیشہ میں سے اس قدر تیل یا اس کے کپڑے میں سے اس قدر گھی لیا ہو تو زید ضامن ہوگا اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں عمرو کے ٹوپے پر سوار ہوا اسکو خالہ بنے لے لیا تو زید ضامن ہوگا تا وقتیکہ اسکو عمرو کو واپس نہ دے اور اس مسئلہ کی تاویل میرے نزدیک یوں ہو کہ زید نے اس پر سوار ہونے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجانے دونوں باتوں کا اقرار کیا تو یہ حکم ہو

کذا فی المحیط

دسواں باب اقرار میں شرط یا استثنا کرنے اور اقرار سے رجوع کرنے کے بیان میں۔ اگر زید نے اقرار

کیا کہ عمرہ کے مجھڑے اور درم میں بشرطیکہ مجھے تین روزہ یا کم یا زیادہ تک خیار نہ تو مانا، اس پر لازم ہو گا اور خیار باطل ہو گا
عمرہ اسکی تصدیق کرے جسے خیار میں یا تکذیب کرے۔ اور اگر مقررہ مقررہ کے واسطے خیار کی شرط لگائی تو عامہ ہو گا
نہ یہ ہر شے کتاب الاصل میں ذکر نہیں فرمائی ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ مقررہ کے واسطے یعنی خیار ثابت نہ ہو گا
کذا فی الحیطۃ۔ ہر کہتا ہو کہ وجہ یہ ہو کہ اقرار محض خیار نہیں ہوتا، بلکہ اسبب کثیر اقرار نہیں ہوتا، ہر تو خیار خواہ
مقررہ کے واسطے ہو یا مقررہ کے واسطے ہو ثابت ہو گا، واللہ اعلم بالصواب۔ زید نے عمرہ کے واسطے اپنے ذمہ کچھ
مال کا اقرار کیا، انہ وہ فرض کی وجہ سے یا نصب یا ودیعت یا عاریت قائم یا مستحکم کے وجہ سے اور اس میں بشرط
لگائی کہ مجھے تین روزہ تک خیار ہو تو انزار جائز ہو اور خیار باطل ہو خواہ عمرہ نے خیار کی تصدیق کی یا تکذیب کی
ہو اور اگر ثمن بیع کے وجہ سے اپنے ذمہ لازم ہونے کا اقرار کیا اور تین روزہ کی خیار کی شرط لگائی تو اس صورت
میں اگر عمرہ و خیار میں اسکی تصدیق کرے تو خیار ثابت ہو گا اور اگر تکذیب کرے تو ثابت ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اور
اگر خیار مقررہ کی طرف سے ہو تو مقررہ جب مقررہ کی خیار کی نسبت تصدیق نہ کی تو اسکو خیار ثابت نہ ہو گا اور
اگر مقررہ کے خیار میں تکذیب کرنے کی صورت میں مقررہ خیار ہونے پر گواہ پیش کرنے چاہے تو امام محمد رحمہ
نے اس صورت کو ذکر نہیں فرمایا اور مشائخ نے کہا کہ اسکے گواہوں کی سماعت نہ ہو و واجب ہو یہ میدان میں ہو
اور اگر کفالت کی وجہ سے دین کا اقرار کیا اور اس میں خیار کی شرط لگائی خواہ مدت خیار غیول بیان کی خواہ
مضبوطی ذکر کی اور مقررہ نے اسکی تصدیق کی تو موافق اقرار مقررہ کے رکھا جائیگا اور اسکو آخر مدت تک خیار ثابت ہو گا
اور اگر مقررہ نے اسکی تکذیب کی تو بال اسکے ذمہ لازم ہو گا اور شرط خیار ہونے میں اسکی تصدیق نہ کیا ورنہ
یہ غاۃ البیان میں ہو واضح ہو کہ کل سے کل کا استثناء کرنا باطل ہو اور کثیر سے قلیل کا استثناء کرنا
بالاختلاف صحیح ہو اور قلیل سے کثیر کا استثناء ظاہر روایت میں صحیح ہو اور خلاف جنس کا استثناء کرنا قیاساً نہیں جائز
ہو۔ اور یہی امام محمد رحمہ کا قول ہو اور استثناء امام اعظم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے موافق اگر مستثنیٰ
اور مستثنیٰ منہ میں حقوق و مساوات میں بذمہ واجب ہونے میں اتفاق ہو مثلاً دونوں میں سے ہر ایک
عقد و تجارت میں فی الحال یا سیادی ذمہ واجب ہو جاتا ہو تو استثناء صحیح ہونے کا اگر کسی نے کہا کہ عمرہ کے
مجھڑے ہزار درم ہیں الا ایک دینار یا الا ایک کرگہم ہون یا مگر دس پیسے ہزار درم ہیں مگر دس پیسے نہیں ہیں
یا ایک دینار نہیں ہو یا ایک کرگہم ہون نہیں ہو تو یہ استثناء جائز ہو اور مستثنیٰ کی قیمت کے برابر مستثنیٰ منہ میں
سے کم کیا جائیگا یعنی ہزار درم میں سے شلادس پیسے یا ایک کرگہم ہون کی قیمت یا ایک دینار کم کیا جائیگا۔
اور اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونوں ایسے ہوں کہ عقود و تجارت میں دونوں میں ذمہ واجب ہو جائے میں
موقوف نہ ہو مثلاً مستثنیٰ منہ ایسا ہو کہ عقود و تجارت میں فی الحال یا سیادی طور سے ذمہ واجب ہوتا ہو
اور مستثنیٰ بالکل واجب ہوتا ہو یا سیادی واجب ہوتا ہو فی الحال واجب ہوتا ہو تو استثناء صحیح نہیں ہو
حتیٰ کہ اگر زید نے کہا کہ مجھڑے کے ہزار درم ہیں مگر ایک کپڑا یا ایک حیوان یا اسکے اشیاء کو استثناء کیا تو استثناء
صحیح نہیں ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھڑے ہزار درم ہیں اور خالد کے مجھڑے دینار ہیں مگر ایک
قیراط تو یہ استثناء اخیر والے سے قرار پائیگا یہ مبسوط میں ہو۔ منتفیٰ میں ہو کہ امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ

اگر کسی نے کسی عین چیز کا اقرار کیا اور اس میں سے اسی کی قسم سے یا دوسرے قسم سے کچھ استثناء کیا تو استثناء باطل ہو یہ محیط میں رہے۔ اور اگر دو مالوں کا اقرار کیا اور ان میں سے کسی چیز کا استثناء کیا اور یہ نہ بتلایا کہ یہ استثناء کس مال میں سے ہو پس اگر مقررہ دونوں مالوں کا ایک ہی شخص ہو مثلاً کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم اور سو دینار واجب ہیں الا ایک درم تو استثناء یہ استثناء پہلے مال میں سے قرار دیا جائیگا بشرطیکہ مستثنیٰ مال اول کے جنس سے ہو۔ اور اگر مقررہ دو مالوں کے دو شخص ہوں تو استثناء دوسرے مال سے قرار دیا جائیگا اگرچہ مستثنیٰ دوسرے مال کے جنس سے ہو مثلاً کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم اور عمر کے مجھے سو دینار مگر ایک درم واجب ہیں تو ایک درم سو دینار سے استثناء ہو اور یہ سب امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہما کا قول ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر یون بیان کر دیا کہ زید کے مجھے ہزار درم اور عمر کے سو دینار ہیں مگر ہزار میں سے ایک درم نہیں ہو تو اس کے بیان کے موافق اول مال سے استثناء کیا جائیگا اذنی الحساقی اور اگر علی عبارت میں یون اقرار کیا لفظان علی الف درہم الا ما نہ و حسن تو ابوسلیمان کی روایت کے مذکور ہو کہ اُسہر سائے سے سو درم واجب ہوئے اور شائع نے فرمایا کہ لکھی اصح ہو کذا فی الذخیرہ قال المستخرج ہم یسئروا اقرار کیا کہ زید کے مجھے ہزار درم مگر سو نہیں اور پچاس ہیں پس اس صورت میں ہزار سے سو درم کم کیے اور پچاس شامل کیے نو سائے سے سو درم لازم آئے اور وجہ اسلی یہ ہو کہ حسن کو اُسے بالغ ذکر کیا اور وہ مرفوع پر عطف ہو گا یا منصوب پر عطف نہیں ہو سکتا ہو لہذا اُسے ایک ہزار پچاس میں سے سو درم کا گویا استثناء کیا پس سائے سے نو باقی رہے فافہم۔ اگر زید نے کہا کہ عمر کے مجھے ہزار درم اور سو دینار سوائے سو درم و دس دینار کے ہیں تو اُسہر نو سو درم اور نوے دینار لازم ہونگے یہ محیط میں ہو حسن بن زیاد نے کتاب الاختلاف میں لکھا کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم مگر پانچ سو درم اور پانچ سو درم ہیں تو امام ابو یوسف نے فرمایا کہ اُسہر پورے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر یون کہے کہ تیرے مجھے پانچ سو درم اور پانچ سو درم سوائے پانچ سو درم کے ہیں تو استثناء جائز ہو اور اُسہر پورے پانچ سو درم واجب ہونگے اور استثناء دونوں پانچ سو درم سے قرار دیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ نو اور ہشام میں امام محمد رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم کھرے خالص سوائے سو درم نہرہ کے ہیں تو امام ابو یوسف رحمہما کے قول کے موافق دیکھنا چاہیے کہ سو درم نہرہ کتنے دینار کے برابر ہیں پس اگر چار دینار کے برابر مثلاً ہوں تو چار دینار کو دیکھنا چاہیے کہ کتنے کھرے خالص درم کے برابر ہیں پس اگر میں درم خالص کے برابر ہوں تو اُسہر اتنی خالص درم واجب ہونگے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے تو ایک اُسہر پورے ہزار درم خالص لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مجھے تیرے ہزار درم غلہ کے سوائے سو درم کھرے کے ہیں تو بالاجتماع اُسہر نو سو درم غلہ کے لازم آویں گے یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمر کے ہزار درم سوائے سو درم و دس دینار کے سوائے ایک قیراط کے ہیں تو اس صورت میں مستثنیٰ سو درم و دس دینار سوائے ایک قیراط کے ہو پس یہ قیراط دس دینار سے کم کر کے باقی کو بیس سو درم کے ہزار درم سے استثناء کرنا چاہیے یہ محیط سرخی میں ہے

اگر زید نے کہا کہ مجھے عمر کے ہزار درم و دو سو دینار سوا سے ہزار درم کے بین تو استثنائے باطل ہو۔ اور اگر کہا کہ اُسکے بچہ ایک گیسون اور ایک کرجو گر ایک گریسون و قفیر جو بین تو ایک نفیز جو کا استثنائے ناجائز ہو اور ایک گریسون کا استثنائے ناجائز باطل ہو اور یہ صاحبین رحمہ کے نزدیک ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک اسپر دوکر واجب ہو جائینگے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم اور عمر کے دو سو دینار سوا سے ہزار درم کے بین تو مال اخیر سے استثنائے ناجائز ہو یہ حاوی میں لکھا ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھے دس درم انی فلا نے سوا سے ایک درم کے بین تو یہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک دو طرح ہے جو اگر منادی وہی زید ہو تو استثنائے صحیح ہو کیونکہ خطاب اُسی کی طرف متوجہ ہو اور اگر زید نہیں دوسرا ہو تو استثنائے صحیح نہیں ہو جو ہرگز نہیں ہو اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم استغفر اللہ سوا سے سو درم کے بین تو استثنائے باطل ہو یہ حاوی میں ہے۔ ایسے ہی مانند استغفار کے اگر درم میان مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر یا سبحان اللہ ذکر کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے سو درم ہیں اسکے مجھے ہر لوگ گواہ ہو مگر دس درم بچہ استثنائے باطل ہو۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم ہیں سوا سے دس درم کے کہ یہ بین لے اُسکو ادا کر دیے ہیں تو استثنائے صحیح نہیں ہو اسپر پور سے ہزار درم واجب ہو گئے اور اگر کہا کہ سوا سے دس درم کے ہیں اور یہ درم میں اُسے ادا کر چکا ہوں تو اسپر دس کم ہزار درم لازم ہو گئے اور اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم سوا سے ایک درم کے ہیں یہ ایک درم میں اُسکو ادا کر چکا ہوں تو استثنائے صحیح ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کا مجھے ایک درم سوا سے ایک دانگ کے ساگ کے دام ہیں کہ یہ میں اُسے دی چکا ہوں تو موافق روایت ابو نعیم کے اسپر ایک دانگ کم ایک درم لازم آسکا اور یہی صحیح ہو یہ محیط خسی میں ہے۔ اور اگر عربی میں کہا فلاں علی درم غیر دین غیر کو نصب کے ساتھ ذکر کیا تو اسپر پانچ دانگ لازم ہو گئے۔ اور اگر کہا غیر دین یعنی رخ کے ساتھ ذکر کیا تو اسپر پور درم لازم آویگا اور اگر کہا کہ علی عشرہ غیر درہمین اور غیر کو نصب کے ساتھ ذکر کیا تو استثنائے صحیح ہو ایسے زید کے مجھے دس درم بدون درم کے ہیں تو آٹھ درم لازم آویگے اور اگر کہا عیسہ درہمین غیر کو رخ دیا یعنی زید کے مجھے دس درم ہیں دو درم نہیں ہیں تو اسپر دس درم لازم آویگے یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کہا فلاں علی عشرہ الادورہمین۔ فلاں شخص کے مجھے دس درم سوا سے دو درم کے ہیں تو اسپر آٹھ درم لازم ہو گئے اور اگر کہا الادورہجان یعنی فلاں شخص کے مجھے دس درم ہیں مگر دو درم نہیں ہیں تو اسپر پور سے دس درم لازم آویگے یہ خزائنہ مفتین میں ہے۔ اگر کہا کہ علی ماتہ درہم الاقلیلا تو استثنائے صحیح ہو اور قلیل میں کچھ کم پچاس رکھے جائینگے ایلے اسپر ایک اوپر پچاس درم واجب ہو گئے یہ یقینی ہیں اسی طرح اگر بجائے قلیل کے شینا کہا یعنی زید کے مجھے سو درم سوا سے کچھ کے ہیں تو بھی اسپر کیا وں درم لازم ہو گئے اور امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہے کہ اگر بون کہا کہ فلاں علی ماتہ درم الا بعض فلاں شخص کے مجھے سو درم سوا سے بعض اُسکے کے ہیں تو یہ بھی بمنزلہ شینا کہنے کے ہو یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کہا کہ جو کچھ اس کیسہ میں درہم ہیں وہ فلاں شخص کے ہیں مگر ہزار درم کہ وہ میرے ہیں پس اگر اُس کیسہ میں ہزار درم سے زیادہ ہوں تو زیادہ دینی فلاں شخص کو ملے گی خواہ یہ زیادہ دینی قلیل ہو یا کثیر ہو اور ہزار درم خود مقرر کے ہیں اور اگر اسیں صرف یا اس سے کم ہوں تو سب فلاں شخص کو ملینگے یہ خزائنہ مفتین میں ہے۔ متقی میں ہے کہ اگر کہا کہ زید کا مجھے ایک دینا رب دون سو درم کے ہو تو استثنائے باطل ہو اور اگر کہا کہ زید کا مجھے ایک درم بدون ایک رطل زیت یا ایک مشک پانی کے ہو تو ناجائز ہو پس ایک رطل زیت یا ایک مشک پانی کی قیمت درم سے کم کر کے باقی درم دیدے یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھے دس

رطل زیت بدون ایک رطل گھی کے ہیں تو اشتناء باطل ہو اسی طرح اگر کما کر زید کے مجھیر دس درم لگی بدون ایک درم کے ہیں یا ایک گرگیموں بدون پانچ رطل زیت کے تو بھی باطل ہے یہ محیط میں ہے۔ نہ ہونے کا کہہ دوں گے جبکہ یہ دس درم سو سے پانچ درم زیوت کے ہیں تو امام ابو یوسف رحم نے فرمایا کہ زید پر دس درم کھرے واجب ہوں گے اور نہ پانچ درم کی زیوت واپس کرے اور امام ابو یوسف رحم نے فرمایا کہ امام اعظم رحم کے نزدیک زید پر پانچ درم کھرے واجب نہیں ہونگے اور مشتقی اس صورت میں کھرے پانچ درم قرار پائیگا واسطے صرفاً اسپر پانچی درم واجب ہونگے۔ اور اگر کما کر نزد کے مجھیر دس درم کھرے بدون پانچ درم مستوق کے ہیں تو بالاتفاق اسپر دس درم کھرے واجب ہونگے اور ان میں سے پانچ درم مستوق کی قیمت کم کر دی جائیگی۔ اور اگر کما کہ مجھیر دس بدون پانچ درم مستوق کے ہیں تو اسپر پانچ درم مستوق واجب ہونگے یعنی جو کچھ بعد اشتناء کے بانی بچیکا وہ مستوق میں سے لیا جائیگا یہ فتاوہ سے ناموافقان میں ہو گا۔ اگر زید نے کہا علی عشرۃ دراهم الا غیر خمسۃ الا غیر اربعۃ الا غیر ثلثۃ الا غیر اثنتین الا غیر واحد۔ یعنی نہ دس مجھیر دس درم الا غیر پانچ درم کے الا غیر چار درم کے الا غیر تین درم کے الا غیر دو درم کے الا غیر ایک درم کے ہیں تو اسپر چار درم واجب ہونگے اور اگر کما کہ علی عشرۃ دراهم الا غیر اربعۃ الا غیر ثلثۃ الا غیر اثنتین الا غیر واحد تو اسپر مجھیر دس درم واجب ہونگے اور اگر کما کہ علی عشرۃ دراهم الا غیر اثنتین الا غیر واحد یعنی عمرو کے مجھیر دس دراهم الا غیر دو درم الا غیر ایک درم کے واجب ہیں تو اسپر کھر دس درم واجب ہونگے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اگر اشتناء کے بعد اشتنا کیا تو پہلا اشتناق فی نفس اور دوسرا اشتناک بالذات مثلاً لیون کما کہ زید کے مجھیر دس درم الا نو درم الا آٹھ درم ہیں تو اسپر نو درم واجب ہونگے اس لئے کہ پہلا اشتناک تھا دس درم سے تو درم مکمل ہوئے تو ایک درم باقی رہ گیا پھر جب اسنے دوسرا اشتنا کیا تو آٹھ درم ثابت ہوئے اس لئے دو ایک درم کے ساتھ ملکر نو درم ہو گئے۔ اور اگر اقرار کیا کہ زید کے مجھیر دس درم الا تین درم الا ایک درم الا ایک درم الا تین تو اسپر نو درم لازم آوینگے اور اگر کما کہ زید کے مجھیر دس درم الا سات درم الا پانچ درم الا تین درم الا ایک درم ہیں تو لیون کرنا چاہیے کہ آخر متفقے یعنی ایک درم کو اسکے متصل یعنی تین درم سے نکالاجاے تو دو درم باقی رہینگے ان دونوں کو اسکے متصل یعنی پانچ درم سے نکالتے سے تین درم باقی رہینگے پھر ان تین درم کو اسکے متصل یعنی سات درم سے نکالتے کے بعد چار درم باقی رہینگے پھر ان چار درم کو اسکے متصل یعنی دس درم سے نکالتے کے بعد چھ درم باقی رہینگے پس یہی چھ درم اسکے اقرار سے ثابت ہوئے اور اسکے نکالنے کے واسطے ایک دوسری صورت بھی ہو وہ یہ ہو کہ جس قدر درمون کا اسنے اقرار کیا ہو وہ تین طرف لکھے جائیں اور پہلا اشتناک بائیں طرف لکھا جاے پھر دوسرا اشتناک دائیں طرف لکھا جاے پھر تیسرا اشتناک بائیں جانب اور چوتھا دائیں جانب طے نہاد القیاس تمام اشتناک آخر تک اسی طور سے لکھے جائیں پھر دائیں طرف کے اعداد کو جمع کر کے اُس میں سے بائیں طرف کے اعداد کا مجموعہ گھٹایا جاے جو باقی رہے وہی اسکے ذمہ لازم ہوگا۔ اور بعض مشائخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اشتناک کے بعد اشتنا بیان کیا حالانکہ دوسرا اشتناک مستغرق ہو تو پہلا اشتناک صحیح ہوگا اور دوسرا باطل ہوگا مثلاً لیون اقرار کیا کہ مجھیر دس درم الا پانچ درم الا دس درم ہیں تو اسپر پانچ درم لازم ہونگے اور اگر پہلا اشتناک مستغرق ہو دوسرا مستغرق نہ ہو مثلاً لیون کما کہ مجھیر دس درم الا دس درم الا چار درم ہیں تو اس صورت میں تیقن قول ہیں ایک یہ کہ اسپر دس درم واجب ہونگے اور پہلا اشتناک البیب استغراق کے باطل ہوگا اور دوسرا باطل سے مشتقی ہونے کی وجہ سے باطل ہو اور دوسرا قول یہ ہو کہ اسپر چار درم واجب ہونگے اور دونوں اشتناک

۱۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۲۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۳۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۴۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۵۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۶۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۷۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۸۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۹۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس
 ۱۰۔ درم و دوسرا درم کا اعتبار نہ ہو تا ہو اور آخر کلام میں اسے شش پارہ درم کا قرار کیا اور شش پارہ نے فرمایا کہ یہی قول تیس

جو انفسل ہر ذرہ واجب ہوگا۔ اور جید اور ردی درمون میں بھی یہی حکم ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ لفظ (نہین) بلکہ جب دو
تہذرون کے درمیان آوے پس اگر مقررہ دو شخص ہوں تو مقررہ دونوں مال لازم آوینگے خواہ دونوں کی جنس متحد
ہو یا مختلف ہو اور اگر مقررہ ایک ہی شخص ہو پس اگر جنس متحد ہو تو دونوں مالوں میں سے جو زیادہ اور انفسل ہو
وہ اُسپر واجب ہوگا اور اگر جنس مختلف ہو تو دونوں مال لازم آوینگے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمرو کی ایک
گاون ردی کیوں کے آئے کی ہو نہیں بلکہ حواری کی ہو تو وہ حواری میں سے قرار دیا جائیگا اور شرح شافعی میں حسن
بن زیاد کی کتاب الاختلاف سے منقول ہے کہ اگر کہا کہ زید کی مجھے دقیق حواری ہو نہیں بلکہ شکار ہو تو اُس پر حواری لازم
ہوگی۔ اور اگر کہا کہ ایک کرگنیوں نہیں بلکہ ایک کر آٹا ہو تو وہ کر اُسپر لازم آوینگے یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کا مجھے
ایک رطل بنفشہ ہو نہیں بلکہ ایک رطل خیری ہو تو اُسپر دونوں لازم ہونگے۔ اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھے ایک رطل
بھینس کا گھی ہو نہیں بلکہ گائے کا گھی ہو تو اُسپر دو رطل واجب ہونگے یہ بسوط میں ہے۔ اگر کہا کہ فلاں شخص کے مجھے
ہزار درم ہیں نہیں بلکہ فلاں شخص دوسرے کے ہیں تو دونوں مال اُسپر لازم آوینگے اسی طرح اگر فلاں دوسرا شخص
پہلے شخص کا مکتب با غلام یا دون مقرض ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر غلام مقرض ہو تو استحساناً ایک ہی ہزار اُسپر واجب
ہونگے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھے عمرو کے ہزار درم ایک باندی کے دام ہیں جو اسے میرے ہاتھ خوت
کی تھی نہیں بلکہ میرے ہاتھ وہ باندی خالد نے ہزار درم کو فروخت کی تھی تو زید پر ہر ایک کے ہزار درم لازم آوینگے لیکن
اگر خالد اقرار کر دے کہ یہ باندی عمرو ہی کی تھی تو استحساناً زید پر ایک ہزار درم واجب ہونگے یہ حاوی میں ہے۔ اگر کہا
کہ یہ غلام عمرو کا ہے پھر کہا کہ خالد کا ہے تو عمرو کے نام ڈگری ہوگی اور اگر مقررہ بدو حکم قاضی عمرو کو دید یا تو خالد کے
واسطے اسکی قیمت ڈانڈ بھر گیا اور اگر حکم قاضی دید یا تو ضامن ہوگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے
یہ غلام عمرو سے غصب کیا ہو نہیں بلکہ بکر سے غصب کیا ہو تو غلام عمرو کو ملیگا اور بکر کو غلام کی قیمت دینی پڑگی خواہ وہ
نے وہ غلام عمرو کو حکم قاضی دیا ہو یا بلا حکم قاضی دیا ہو۔ اور مثل غصب کے ودیعت اور عاریت کا بھی حکم ہو اور
یہ قول امام محمد ہے کا ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک ودیعت و عاریت کی صورت میں اگر پہلے کو حکم قاضی دید یا۔ تو
دوسرے کے واسطے ضامن ہوگا اور اگر بلا حکم قاضی دیا ہو تو ضامن ہوگا یہ بسوط میں ہے۔ ابن ساعہ نے امام
ابو یوسف رحم سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم مجھے عمرو نے ودیعت دیے ہیں نہیں بلکہ بکر نے دیے
ہیں اور عمرو غائب ہے پس بکر نے وہ درم لیے پھر عمرو حاضر ہوا پس اگر زید سے اُن درمون کے مثل درم لے
لیے تو بکر پھر زید سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر عمرو نے اگر بکر سے وہ درم لے لیے تو بکر پھر زید سے اس کے مثل لے لیگا یہ
محیط میں ہے۔ زید کے قبضہ میں ہزار درم ہیں اُسے کہا کہ یہ درم عمرو کے ہیں پھر اس کے بعد کہا کہ نہیں بلکہ بکر کے ہیں تو یہ درم
عمرو کو ملینگے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے پھر اس کے بعد کہا کہ نہیں بلکہ خالد کا ہے تو عمرو کو ملیگا۔
اور بکر کو کچھ نہ ملیگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے پھر بعد اس کے کہا کہ عمرو کا اور بکر کا ہو یا میرا اور عمرو کا ہو تو تمام
دار صرف عمرو کو ملیگا اور اگر پہلے ہی سے ملا کر ان کو کہا کہ یہ دار عمرو بکر کا ہے تو دونوں کو برابر تقسیم ہوگا یہ بسوط میں
ہے۔ ابن ساعہ نے امام محمد رحم سے روایت کی ہے کہ زید کے قبضہ میں ایک غلام ہے اُسے کہا کہ یہ غلام میرے پاس عمرو کا
مال مضاربہ ہے پھر کہا کہ عمرو نے مجھے پانچ سو درم دیے تھے میں نے اُس سے یہ غلام خریدا ہے اور عمرو نے کہا کہ بلکہ

مین نے تجھے یہ غلام دیا تو عمر و کا قول قبول ہوگا اور غلام اسکو ملیگا۔ اور یہی حکم عمر و صحت و عقار و کیل و دوزنی وغیرہ چیزوں میں جاری ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے سود درم و سودینار اور ایک گرگہیوں عمر و کے غضب کیے ہیں نہیں بلکہ بکر کے غضب کیے ہیں تو زید پر دونوں میں سے ہر ایک کے واسطے یہ سب چیزیں لازم آویں گی اور اگر یہ چیزیں معین ہوں تو سب پہلے شخص یعنی عمر و کو دلا دی جاوینگی اور بکر کو اسکے مثل دلا دی جاوینگی نہیں بلکہ اگر زید نے کہا کہ میں نے عمر و سے ہزار درم غضب کر لیے اور بکر سے سودینار غضب کیے اور خالد سے ایک گرگہیوں غضب کیے ہیں نہیں بلکہ شعیب سے غضب کیے ہیں تو جس چیز کا اُسے تیسرے یعنی خالد کے واسطے قرار کیا ہو وہی جو تجھے یعنی شعیب کو ڈانڈ دینی پڑے گی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر زید کے عمر و پر دس درم ابیض اور دس درم اسود ہیں پس قرض خواہ نے کہا کہ میں نے تجھے ایک درم اسود وصول پایا ہو نہیں بلکہ ابیض وصول پایا ہو اسکے برعکس کہا اور قرضدار نے کہا کہ دونوں تو نے مجھے وصول کر لیے ہیں تو ایک درم ابیض کا وصول کرنا لازم آویگا۔ اور اگر قرضہ میں دس درم اور دس دینار ہوں اور قرض خواہ نے کہا کہ میں نے تجھے ایک و پینار وصول پایا نہیں بلکہ ایک درم وصول پایا اور قرضدار نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے ایک درم و ایک دینار وصول کیا ہو تو دونوں کے وصول پانے کا حکم کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر زید پر ایک چک میں سود درم اور دوسری چک میں سود درم ہوں اور قرض خواہ نے کہا کہ میں نے اس چک کے درم و وصول پائے ہیں نہیں بلکہ اس دوسری چک میں سے دس درم پائے ہیں تو یہ دس درم قرضہ قرار دیے جائینگے زید کو اختیار ہو جائے جس چک میں سے شمار کرے یہ میسوط میں ہو۔ اگر زید کے عمر و پر سود درم ہوں اور بکر پر دوسرے سود درم ہوں اور ہر ایک قرضدار دوسرے کا کفیل ہو۔ اور ہر مال علیحدہ چک میں ہو یا دونوں ایک ہی چک میں تحریر ہوں پس زید نے کہا کہ میں نے عمر و سے دس درم لیے ہیں نہیں بلکہ بکر سے لیے ہیں تو ہر ایک سے دس درم وصول پانے لازم کیے جائینگے۔ اسی طرح اگر دو شخصوں نے یعنی عمر و بکر نے خالد کی طرف سے شعیب کے لیے کفالت کی اور شعیب نے کہا کہ میں نے عمر و سے دس درم پائے نہیں بلکہ اس سے پائے ہیں تو دونوں سے پانا دس درم لازم کیا جائیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر زید کے عمر و پر ہزار درم ہوں پس زید نے کہا کہ تو نے سود درم انہیں سے اپنے ہاتھ سے مجھے دیے ہیں پھر کہا کہ نہیں بلکہ اپنے غلام کے ہاتھ یہ درم مجھے بھیج دیے ہیں تو یہ تنوہی درم قرار پائینگے۔ اُس سے زیادہ وصول پانا اس پر لازم نہ کیا جائیگا اور اگر عمر و کی طرف سے خالد کفیل ہو اور زید نے کہا کہ میں نے تجھے سود درم پائے ہیں نہیں بلکہ تیرے کفیل خالد سے پائے ہیں تو ہر ایک سے سود درم پانے کا حکم اُس پر ہوگا پھر اگر زید نے عمر و و خالد ہر ایک سے قسم لینی چاہے تو دونوں پر قسم نہ آویگی یہ حاوی میں ہو۔ زید نے اپنے قرضدار عمر و سے کہا کہ میں نے تجھے سود درم وصول پائے ہیں عمر و نے کہا اور دس درم میں نے تجھے بھیج دیے اور ایک کپڑا اس درم کو تیرے ہاتھ فروخت کیا ہو اور زید نے کہا کہ تو نے سچ کہا اور یہ اُسی تنوہی میں داخل ہو تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر عمر و نے کہا کہ دس درم میں نے تجھے بھیج دیے الی آخر یہ یعنی بدون لفظ اور کے بیان کیا اور زید نے تصدیق کی تو صرف زید پر سود درم وصول پانا لازم ہوگا اور اگر لفظ اور کے ساتھ عمر و نے بیان کیا اور زید نے تصدیق کی تو سود درم مع انہی مصلوہوں کے وصول پانا لازم ہوگا اور بعض مشائخ رحمہ اللہ نے کہا کہ دونوں صورتوں میں تنوہی درم وصول پانا لازم ہوتا ہے اور یہی صحیح ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ زید نے عمر و سے ایک متاع خریدی پھر عمر و نے کہا کہ میں نے زید سے دس درم وصول پائے

پھر کہا کہ مجھ پر یہ کے ہزار درم تھے میں نے بدلا کر دیا تو عمر کی تصدیق نہ کیا کیلگی اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھے ستم کیا
 شن کر لیا پھر کہا کہ میں نے تیرے قرضہ سے بدلا کر دیا ہو تو تصدیق کی جاوے گی اسی طرح اگر کہا کہ تو نے مجھ سے اُسکی برات
 کرنی ہو تو بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر بدلا کر ناپیلے ذکر کیا اور کہا کہ میں نے اُن دامون سے تیرے قرضہ سے جو مجھ پر
 آتا تھا بدلا کر لیا پھر کہا کہ میں نے تجھ سے دام وصول پائے ہیں تو اُسکی تصدیق کی جاوے گی۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے
 تجھ سے شن وصول پایا ہو نہیں بلکہ جو تیرے ہزار درم مجھ پر آتے تھے اُن سے بدلا کر دیا ہو تو تصدیق نہ کیا کیلگی اور
 اگر یوں کہا کہ میں نے تجھ سے دام بھر پائے ہیں نہیں بلکہ اُس قرضہ سے جو تیرا مجھ پر آتا تھا بدلا کر دیا ہو تو تصدیق کیا کیلگی
 یہ محیض میں ہو۔

گیارھواں باب۔ جو مال کسی شخص کو کسی شخص سے ملا اُسکا دوسرے کے واسطے اقرار کرنے اور جو مال
 اپنا کسی شخص پر ہو اُسکا دوسرے کے واسطے اقرار کرنے کے بیان میں۔ اگر زید نے کہا کہ یہ چیز مجھے عمر کو نے دی ہو
 اور یہ چیز بکر کی ہو پس اگر عمر کو نے اقرار کیا کہ یہ چیز بکر کی ملک ہو اُسے مجھے زید کو دینے کا حکم کیا تھا اور بکر نے اُسکی
 تصدیق کی تو زید کو اختیار ہو دونوں میں سے جسکو چاہے واپس کر دے اور اگر بکر نے زید کو دینے کے واسطے حکم
 دینے سے انکار کیا تو زید اُسکو عمر کو نہ دیکھا اور نہ عمر کو کے واسطے کچھ ضامن ہوگا۔ اور اگر عمر کو بکر ہر ایک نے اپنی
 ملک ہونے کا دعویٰ کیا تو عمر کو کیلگی اور بکر کے واسطے زید کچھ ضامن نہوگا اور جب زید نے عمر کو کو وہ چیز واپس کر دی
 تو خواہ عمر کو مالک ہو یا نہ زید بری ہو گیا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ زید کے پاس ہزار درم ہیں اُسے کہا کہ یہ ہزار درم
 عمر کو کے ہیں اور مجھے خالد نے دیے ہیں پس اگر خالد نے اقرار کیا کہ یہ ہزار درم عمر کو کے ہیں اور میں نے اُسے حکم سے
 زید کو دیے ہیں تو ہزار درم عمر کو کے ہونگے۔ اور اگر خالد نے اس سب سے انکار کیا اور ہزار درم پر اپنی ملک کا دعویٰ کیا
 تو زید یہ درم عمر کو کو دیوے خالد کو نہ دے پھر اگر بدون حکم قاضی کے عمر کو کو دیے ہیں تو خالد کے واسطے ضامن ہوگا
 بشرطیکہ خالد یہ قسم کھالے کہ واشد میں عمر کو کی طرف سے یہ ہزار درم زید کو دینے کے واسطے مامور نہ تھا۔ اور اگر
 اُسے اس قسم سے ٹکولی کیا تو زید کچھ ضامن نہوگا۔ اور اگر زید نے حکم قاضی کے عمر کو کو دیے ہوں تو امام ابو یوسف رحمہ کے
 نزدیک خالد اُسے واسطے ضامن نہوگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ضامن ہوگا یہ محیط میں ہو۔ زید کے قبضہ میں
 ایک باندی ہو اُسے کہا کہ یہ عمر کو کی ہو اُسے مجھے ودیعت دی ہو پھر کہا کہ بلکہ خالد کی ہو اُسے مجھے ودیعت دی
 ہو اُسی کی ہو تو عمر کو کے نام ڈکری ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہو۔ نو اور بن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ
 زید کے پاس ہزار درم ہیں اُسے کہا کہ یہ درم عمر کو کے ہیں مجھے خالد نے ودیعت رکھنے کو دیے ہیں اور عمر کو نے کہا
 کہ یہ میرے ہیں تو نے مجھے غصب کر لیا میں تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ میں یہ درم عمر کو کو دلا دوں گا پھر اگر خالد آیا اور
 اُسے عمر کو کے درم ہونے سے انکار کیا تو زید دوسرے ہزار درم خالد کو ڈال دے گا اور عمر کو سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو
 یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم عمر کو کے ہیں خالد نے مجھے قرض دیے ہیں اور دونوں نے اپنی اپنی ملک کا
 دعویٰ کیا تو یہ درم عمر کو کو دلائے جاوے گے اور خالد کے زید پر دوسرے ہزار درم لازم ہونگے یہ خلاصہ میں ہو۔
 اگر زید کے قبضہ میں ایک غلام ہو اُسے کہا کہ یہ غلام عمر کو کا ہو میرے ہاتھ اسکو خالد نے بچا ہو اور عمر کو خالد ہر ایک
 نے غلام کا دعویٰ کیا تو غلام عمر کو کو دلا یا جائیگا بشرطیکہ وہ قسم کھالے کہ میں نے خالد کو فروخت کرنے کا حکم

نہیں دیا تھا اور پانچ کے دامن کی ڈگری زید پر ہوگی یہ بمسوط میں ہو۔ منتقی میں عیسیٰ بن ابان نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ زید کے قبضہ میں مال ہو اُسے کہا کہ مجھے آدھے نفع کی مضاربت پر عمرو نے دیا ہو حالانکہ عمرو غائب ہو پھر زید نے کہا کہ جو کچھ میں نے اقرار کیا تھا کہ یہ مال عمرو کا ہو اُسے آدھے نفع کی مضاربت پر مجھے دیا ہو سب میں نے باطل کیا اس مال میں اُسکا کچھ نہیں ہو یہ مال خالد کا ہو اُسے مجھے آدھے نفع کی مضاربت پر دیا ہو اور یہ خالد حاضر ہو اُسے تصدیق کی کہ میں نے تجھے دیا ہو تو اس مال سے خرید و فروخت کرو اور نفع اٹھائیں زید نے خرید اور نفع اٹھایا پھر عمرو آیا تو یہ مال اُسی کا مضاربت پر قرار دیا جائیگا اور جو کچھ نفع آیا ہو وہ زید اور عمرو کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور خالد کو کچھ نہ ملیگا ولیکن زید اُسکے مثل مال خالد کو ڈال دیا۔ اور یہی حکم ودیعت میں جاری ہو اگر زید نے کہا کہ یہ مال میرے پاس عمرو کی ودیعت ہو حالانکہ عمرو غائب ہو پھر کہا کہ میں نے اپنا اقرار باطل کیا یہ مال میرے پاس خالد کی ودیعت ہو پھر وہ مال زید کے پاس تلف ہو گیا تو عمرو کے واسطے ضامن ہوگا اور خالد کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درہم عمرو کے ہن اُسے یہ درہم میرے پاس خالد کے ہاتھ ودیعت رکھے کو بھیجے ہن اور دونوں نے اپنی اپنی ملک ہونے کا دعویٰ کیا تو عمرو کو ملینگے ولیکن اگر عمرو کہے کہ میرے نہیں ہن تو خالد کو ملینگے اور خالد الجی کو یہ اختیار نہیں ہو کہ مال معین اپنے مرسل یعنی پیچھے واپس کے غائب ہونے کی حالت میں واپس کرے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ یہ ٹٹو عمرو کا ہو اُسے خالد کے ہاتھ میرے پاس بھیجا ہو تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ یہ ٹٹو عمرو کو واپس دے اور زید کو اُسکی قیمت خالد کو دینی پڑے گی بشرطیکہ خالد اپنی ملک ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور زید نے بدو حکم قاضی کے عمرو کو دیدیا ہو۔ اور اگر حکم قاضی دیدیا ہو تو ضامن ہوگا اور امام اعظم رحمہ کے قیاس قول پر خالد کے واسطے کچھ ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام جو میرے قبضہ میں ہو عمرو کا ہو عمرو نے اُسکو خالد سے غصب کر لیا ہو تو عمرو کے نام غلام کی ڈگری ہوگی اور خالد کے واسطے زید پر کچھ ڈگری بابت غلام کے ہوگی خواہ زید نے وہ غلام عمرو کو حکم قاضی دیا ہو یا بلا حکم قاضی دیا ہو یہ محیط میں ہو اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا عمرو کا بیٹا ہو میں نے اُسکو خالد سے غصب کر لیا ہو اور عمرو نے لڑکے کی نسبت اپنے بیٹے ہونے کا دعویٰ کیا اور خالد نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہو تو عمرو کی ڈگری ہوگی اور لڑکا آزاد اور عمرو سے ثابت نسب قرار پاویگا۔ اسی طرح اگر زید نے کہا کہ یہ لڑکا عمرو کا بیٹا ہو اُسے اُسکو میرے پاس خالد کے ساتھ بھیجا ہو تو یہ لڑکا عمرو کا بیٹا قرار پاویگا اگر وہ دعویٰ کرے اور الجی یعنی خالد کا ہوگا یہ بمسوط میں ہو۔ ایک درزی نے اقرار کیا کہ یہ کپڑا جو میرے قبضہ میں ہو عمرو کا ہو مجھے خالد نے سپرد کیا ہو حالانکہ دونوں میں سے ہر ایک اپنی اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہو تو کپڑا عمرو کا قرار دیا جائیگا اور یہی حکم رنگر نیز ودھوبی وسونار وغیرہ تمام کاریگر دن کا ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک درزی و دھوبی کے واسطے یعنی خالد کے واسطے کچھ ضامن ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ یہ کپڑا مجھے قیص قطع کرنے کے واسطے خالد نے دیا ہو حالانکہ یہ کپڑا عمرو کا ہو اور دونوں نے اُسکا دعویٰ کیا تو اُسکو ملے گا جسے زید کے سپرد کیا ہو دوسرے کو کچھ نہ ملے گا کذا فی اسحاوی۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے یہ کپڑا عمرو سے عاریت مانگا اُسے خالد کے ہاتھ میرے پاس بھیج دیا ہو تو عمرو کو ملے گا۔ اور اگر یوں کہا کہ خالد نے مجھ کو یہ کپڑا عمرو سے عاریت لا دیا ہو اور دونوں نے دعویٰ کیا تو خالد کو دیا جائیگا یعنی الجی کو یہ محیط سرخی میں ہو۔ کتاب الاصل میں ہو کہ اگر زید کے عمرو پر ہزار درہم فرض کے اُسکے نام سے ایک چک میں خر بہن پھر زید نے اقرار کر دیا کہ جو مال اس چک میں ہو وہ خالد کا ہو تو یہ جائز ہو اور وصول کرنے کا حق

وکیل کو حاصل ہوگا موکل وصول نہیں کر سکتا ہو لیکن اس صورت سے وصول کر سکتا ہو کہ وکیل اُسکو وکیل کرے۔ اور
 قضایا سے اہل کوفہ میں مذکور ہو کہ مقررہ کو بدوون مقرر کی طرف سے وکیل مقرر ہونے کے وصول کرنا کا اختیار ہو اور
 مشائخ نے فرمایا کہ کتاب الاصل میں جو حکم مذکور ہو وہ اُس صورت پر محمول ہو کہ جب مقررہ نے اقرار کیا ہو کہ سبب قرض کا
 سبب شری مقرر میری اجازت اور وکیل مقرر کرنے سے ہوا ہو اور اگر مقررہ نے اس سے انکار کیا کہ میں نے اُسکو سبب قرض کے
 سبب شری ہونے کی اجازت دی ہو تو وصول کرنے کا حق مقررہ کو حاصل ہوگا مقررہ کو حاصل ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے اقرار
 کیا کہ جو کچھ میرا قرضہ عمر و پر ہو وہ بکر کا ہو اور زید کے عمر و پر سو درم ایک چک میں اور دس دینار دوسری چک میں تھے پس زید
 نے کہا کہ میں نے اپنے اقرار میں صرف دہی مراد لیے تھے ولیکن بکر نے دونوں کا دعویٰ کیا تو دونوں قرضے بکر کو ملینگے اور اگر
 زید غائب ہو گیا تو بکر کو عمر و سے مال کا تقاضا کرنے کا اختیار نہیں ہو اور اگر عمر و نے اقرار کر لیا کہ زید نے بکر کے واسطے اس قرضہ
 کا اقرار کیا ہو تو عمر و پر بکر کو دینے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور اگر عمر و نے بکر کو دید یا تو بری ہو جائیگا۔ اگر زید کے عمر و پر ہزار
 درم ہوں اُسے اقرار کیا کہ اس میں سے آدھے بکر کے ہوں تو جائز ہو اور زید ہی وصول کرے اُس میں سے آدھے بکر کو دیا اور
 اگر بکر نے زید پر ضمان کا دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ میری بلا اجازت واقع ہوا ہو اور زید نے کہا کہ تیری اجازت سے ہو تو مقرر کا قول
 قبول ہوگا اور اُس پر ضمان نہ آدہ کی اور اگر اجازت کا دعویٰ کیا تو مقرر ضامن ہوگا بشرطیکہ بکر قسم کھائے کہ میں نے اجازت
 نہیں دی تھی اسی طرح اگر یہ امر سلم یا بیج یا کسی کیل دوزنی چیز کے غصب میں واقع ہو تو بھی یہی حکم ہو کہ ذانی الحاد سے
 اگر زید نے اقرار کیا کہ جو میری ودیعت عمر و کے پاس ہو وہ خالد کی ہو تو جائز ہو اور خالد کو عمر و سے لینے کا اختیار نہیں ہو
 ولیکن زید اُس سے لیکر خالد کو دینا اور اگر عمر و نے خالد کو دیدیے تو وہ بری ہو گیا اور اگر زید کی عمر و کے پاس چند چیزیں
 ودیعت ہوں اور زید نے کہا کہ میں نے اپنے اقرار میں بعض چیزیں مراد لی ہیں تو اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی۔ اور اگر عمر و نے
 کہا کہ مجھے زید نے کچھ ودیعت نہیں دی ہو اور خالد نے کہا کہ میری بلا اجازت تجھے ودیعت دی ہو تو زید ضامن ہوگا بشرطیکہ
 خالد قسم کھائے کہ میری بلا اجازت اُسے ودیعت دی ہو اور اگر خالد نے اجازت کا اقرار کیا اور عمر و نے کہا کہ میں نے یہ ودیعت
 زید کو دیس دیدی یا خالد کو دیس دیدی یا میرے پاس ضلع ہو گئی تو قسم سے اُس کا قول قبول ہوگا ولیکن اس بات
 میں خصوصیت اور قسم لینے کا حق زید کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اُس نے خالد کی اجازت سے عمر و کو ودیعت دی ہو
 یہ بمسوط میں ہو۔

بارہواں باب۔ اپنے اقرار کو ایسے حال کی طرف نسبت کرنے کے بیان میں کہ جس حال میں اقرار صحیح
 نہیں اور اُس کا حکم ثابت نہیں ہوتا ہو۔ مگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی حالت نابالغی میں بکر کے واسطے ہزار درم کا
 اقرار کیا ہو اور بکر نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے بعد بلوغ کے میرے واسطے یہ اقرار کیا ہو تو قسم سے مقرر کا قول قبول ہوگا اسی طرح
 اگر کہا کہ میں نے سوئے میں بکر کے واسطے ایسا اقرار کیا ہو یا ایسی عمر میں اقرار کیا ہو کہ میری قسم اُسوقت معتبر نہ تھی تو بھی یہی
 حکم ہو اور اگر کہا کہ میں نے ایسی حالت میں اقرار کیا ہو کہ بسبب برسام یا لم کی بیماری کے میری عقل جاتی رہی تھی پس
 اگر یہ بات دریافت ہو کہ اُسکو یہ صیبت بیماری کی اسطور سے ہو چکی تھی تو اُس پر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر یہ بات دریافت ہو
 تو مال کا ضامن ہوگا یہ بمسوط میں ہو۔ اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھے حالت نابالغی میں نکاح کیا ہو اور عورت نے کہا
 کہ نہیں بلکہ تو نے ایسے حال میں نکاح کیا ہو کہ تو اُسوقت بالغ تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے

تجھ سے مجوسی ہونے کی حالت میں نکاح کیا ہو اور عورت نے کہا کہ نہیں بلکہ تو نے مسلمان ہونے کی حالت میں مجھ سے نکاح کیا ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے اس مرد سے اپنی باندی ہونے کی حالت میں نکاح کیا ہو اور وہ عورت پہلے باندی تھی پھر آزاد ہو گئی اور شوہر نے کہا کہ میں نے اس سے بعد آزادی کے بائس سے پہلے نکاح کیا ہو تو دونوں برابر میں نکاح بالافتان جائز ہو اور اگر یہ عورت پہلے مجوسیہ ہو پھر مسلمان ہو گئی اور اقرار کیا کہ میں نے اس مرد سے اپنے مجوسی ہونے کی حالت میں نکاح کیا ہو اور مرد نے کہا کہ میں نے اسکے مسلمان ہونے کے بعد اس سے نکاح کیا ہو تو مرد کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر عورت نے کہا کہ میں نے تجھے تیری نابالغی کی حالت میں یا سوتے میں نکاح کیا ہو یا ایسی حالت میں نکاح کیا ہو کہ میں مغلوب العقل تھی اور مغلوب العقل ہو جانا عورت کا درپشت بھی ہوا ہو تو عورت کا قول قبول ہوگا کذا فی الحاد سے۔ جو مرد و مدین سے ایک نے اقرار کیا کہ نکاح غیر شوہر کی عدت میں واقع ہوا یا غیر کے نکاح قائم ہونے کی حالت میں یا بدون گواہوں کے واقع ہوا یا اسکے پاس چار منکوحہ موجود تھیں اس وقت واقع ہوا یا اس عورت کی بہن اس مرد کے نکاح میں تھی اس وقت اس عورت سے نکاح ہوا یا اس کی بہن کی عدت کے زمانہ میں نکاح ہوا ہو تو دونوں میں سے جو شخص ان امور کا مدعی ہو اس کا قول قبول نہوگا پس اگر شوہر ان امور کا مدعی ہو تو اسکے اقرار سے دونوں میں جدا کی کرادی جائیگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے اس غلام کو اپنی نابالغی میں نکاح کیا ہو اور غلام نے کہا کہ نہیں بلکہ حالت بلوغ میں تو نے مجھے نکاح کیا ہو تو زید کا قول قبول ہوگا یہ مسوط میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ عمر سے میں نے یہ چیز اپنے لڑکپن میں لی یا ایسی حالت میں لی کہ میری عقل جاتی رہی تھی تو دونوں حالوں میں اسپر مال لازم ہوگا یہ محیط شری میں ہو۔ اگر کسی آزاد نے اقرار کیا کہ میں نے عمر کے واسطے اپنے اوپر ہر مرد کا اقرار اپنے غلام ہونے کی حالت میں کیا ہو تو اسپر مال لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر حربی نے اسلام لانے کے بعد اقرار کیا کہ میں نے زید کے واسطے ہر مرد کا اقرار اس وقت کیا تھا کہ جب میں امان لے کر دارالاسلام میں آیا ہوں تو مال اسپر لازم ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ فلاں مسلم دارالحرب میں امان لیکر ہمارے یہاں آیا پس میں نے اسکے واسطے مال کا اقرار کیا تھا تو مال اسپر لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ میں نے زید کے واسطے ہر مرد کا اقرار دارالحرب میں کیا تھا تو فی الحال وہ دارالاسلام میں ہو تو مال اسپر لازم ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر آزاد یا غلام نے کہا کہ میں نے زید کے واسطے ہر مرد کا اقرار کیا ہے حالانکہ زید غلام ہے تو مقرر مال لازم ہوگا یہ محیط شری میں ہو۔ اگر حربی مستامن نے دارالاسلام میں کسی مسلمان کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا تو اسپر لازم ہوگا پس اگر اُس نے کہا کہ تو نے دارالحرب میں مجھے اُدھار دیا ہو اور مسلمان نے کہا کہ دارالاسلام میں دیا ہو تو قرضہ اسپر لازم ہوگا خواہ اس غلام کو قرضہ ملا کر لے یا جدا بیان کرے اسی طرح اگر حربی مستامن کسی دوسرے حربی مستامن یا ذمی کے واسطے ایسا اقرار کرے تو بھی یہی حکم ہو اسی طرح اگر کسی معین چیز کی نسبت جو اسکے قبضہ میں ہو اقرار کیا کہ یہ مسلمان یا حربی مستامن یا ذمی کی ہو تو بھی یہی حکم ہو۔ اور حربی مستامن کی طرف سے نکاح و طلاق و حقائق اور بچہ کے نسب اور ہجرات اور حد قذف اور اجارہ اور کفالت و اُنکے اشیاء کا اقرار جائز ہے یہ مسوط میں ہو۔ اگر زید نے اپنے غلام کو آزاد کیا پھر کہا کہ جب تو میرا غلام تھا تب میں نے تیرا نکاح کیا تھا اور غلام نے کہا کہ بعد از ادبی کے نکاحا ہو تو امام عظیم رحمہ و امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک غلام کا قول مقبول و زید ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی حربی مسلمان ہو گیا یا ذمی بنکر رہا پھر ایک مسلمان نے کہا کہ میں نے تیرا نکاح کا دیا تھا لیکن تو حربی دارالحرب میں تھا یا اس قدر تیرا مال لے لیا اور حالیکہ تو حربی دارالحرب میں تھا اور حربی نے کہا کہ جو کچھ تو نے کیا

سب میرے مسلمان ہونے یا ذمی بنجانے کے بعد دارالاسلام میں کیا ہو تو شیخین جہا انشاء اللہ کے نزدیک حربی کا قول قبول اور مسلمان
ضامن ہو گا اسی طرح اگر حربی مسلمان ہو گیا اور ایک مسلمان سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کاٹا یا تیرا سقد رمال لیا اُس حالت میں کہ میں
دارالحرب میں حربی تھا اور مسلمان نے کہا کہ نہیں جو کچھ تو نے کیا سب دارالاسلام میں مسلمان ہونے کے بعد کیا ہو تو شیخین کے نزدیک
مسلم کا قول مقبول اور حربی ضامن ہو گا اور اسیر اجماع ہو کہ اگر مال مقرر کے پاس ان صورتوں میں بعینہ قائم ہو تو اسکو
واپس کر دینے کا حکم کیا جائیگا اور بھی اجماع ہو کہ اگر اپنی باندی سے کہا حالانکہ اُسے آزاد کر چکا ہو کہ میں نے تجھ سے آزاد کر
سے پہلے وطن کی ہو اُسے کہا کہ نہیں بلکہ بعد آزاد کرنے کے وطن کی ہو تو مولیٰ کا قول مقبول ہو گا اور وہ ضامن ہو گا
اور بھی اجماع ہو کہ اگر اپنے غلام کو آزاد کرنے کے بعد اُس سے کہا کہ میں نے تجھ سے ماہواری بھارا تیرے غلام
ہونے کی حالت میں لیا ہو اور غلام نے کہا کہ نہیں بلکہ آزادی میں لیا ہو تو مولیٰ کا قول قبول ہو گا اور وہ ضامن نہ ہو گا
اور بھی اجماع ہو کہ اگر اپنے غلام کو آزاد کیا اُسے کسی شخص سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ اپنے غلام ہونے کی حالت میں کاٹا
ہو اُس شخص نے کہا کہ نہیں بلکہ آزاد ہو جانے کے بعد کاٹا ہو تو مقرر کا قول قبول ہو گا اور وہ ضامن نہ ہو گا یہ محیط میں ہے۔
اور اگر اپنی باندی کو آزاد کر دیا پھر کہا کہ میں نے تجھ سے یہ بچہ آزاد کرنے سے پہلے لیا ہو اُسے کہا کہ نہیں بلکہ بعد آزادی
کے لیا ہو تو باندی کو واپس کر دے اور وہ بچہ آزاد ہو اور اگر یہ نہ کہا کہ میں نے تجھ سے لیا ہو تو واپس نہ کرے گا۔ اور اگر
کہا کہ میں نے تجھ سے یہ بچہ اپنے بعد آزاد کیا ہو اُسے کہا کہ نہیں بلکہ پہلے آزاد کیا ہو تو بچہ کے قابض کا قول قبول ہو گا
اور یہی حکم کتابت کی صورت میں ایسا واقع ہونے میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امالی میں فرمایا کہ اگر بچہ دونوں
کے قبضہ میں ہو تو عورت کا قول اور اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو عورت کے گواہ قبول ہونگے و لیکن بدر کرہ بچہ
کی صورت میں ایسے اختلاف میں مولیٰ کا قول قبول ہو گا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر زید نے اپنا غلام آزاد کیا پھر عدو نے اقرار
کیا کہ میں نے زید کو اس غلام سے اسے غلام ہونے کی حالت میں لیے ہیں اور غلام نے کہا کہ تو نے بعد آزادی کے مجھے لیے
ہیں تو غلام کا قول قبول ہو گا۔ اسی طرح اگر غلام کو مکانب کیا پھر یہ اقرار و اختلاف واقع ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر
زید نے اس غلام کو فروخت کیا پھر ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے اس غلام سے سودم اسوقت غصب کیے جب زید
کا غلام تھا اور دوسرے مالک نے کہا کہ نہیں تو نے اسوقت غصب کیے ہیں جب میرا غلام تھا تو دوسرے کو مال ملیگا۔
اور یہی حکم جراحات کے اقرار و اختلاف میں ہے یہی حدیث میں ہے اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی آنکھ عمداً پھوڑ دی
پھر اس کے بعد زید کی آنکھ جاتی رہی اور عمرو نے کہا کہ تو نے میری آنکھ پھوڑی در حالیکہ تیری آنکھ ثابت تھی اور زید نے کہا کہ نہیں
بلکہ میں نے تیری آنکھ پھوڑی در حالیکہ میری آنکھ جاچکی تھی تو عمرو کا قول قبول ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنے غلام
ہونے کی حالت میں زید کے ولی کو قتل کیا ہو اور زید نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد آزادی کے تو نے قتل کیا ہو تو اسیر کچھ لازم نہ آوے گا
یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر دو متقاضین میں سے ایک نے اقرار کیا کہ دوسرے پر شرکت سے پہلے کا زید کا فرضہ ہو اور اس
دوسرے نے انکار کیا اور زید نے دعویٰ کیا کہ یہ فرضہ حالت شرکت کا ہو تو دونوں کے ذمہ لازم ہو گا اور اگر ایک نے اقرار
کیا کہ یہ فرضہ شرکت سے پہلے کا صرف مجھ پر شرکت پر نہیں ہے اور زید نے شرکت میں ہونے کا دعویٰ کیا تو مال اسیر اور اس کے
شریک پر لازم ہو گا اور اگر باہم سب نے تصدیق کی کہ یہ فرضہ شرکت سے پہلے کا ہو تو دونوں میں سے کوئی دوسرے کے
حصہ فرضہ کے واسطے ماخوذ نہ ہو گا اور اگر دونوں میں سے کوئی نہ لیا ہو تو دونوں جدا ہونگے پھر ایک نے شرکت میں فرضہ دونوں پر

ہونے کا اقرار کر دیا تو خاص اُسی پر لازم آدیکھا کذا فی الجمادے۔ اور اگر مسلمان نے مقبوضہ شراب یا سور کا کسی ذمی کے لیے اقرار کیا تو جائز ہو اسی طرح اگر ذمی نے کسی مسلمان کے واسطے معین موجودہ شراب یا سور کا اقرار کیا تو بھی جائز ہو اور اگر مستملکہ شراب یا سور کا اقرار کیا تو اُس پر کچھ لازم نہ آدیکھا۔ اور اگر مسلمان نے کسی ذمی کے واسطے ایسی شراب یا سور کا اقرار کیا جو تلف کر دی ہو تو اُس پر قیمت اُسکی واجب ہوگی۔ اور اگر کوئی ذمی مسلمان ہو گیا پھر دوسرے ذمی نے اقرار کیا کہ میں نے اسکا سور اسکے اسلام کے بعد تلف کر دیا اور مسلم نے کہا کہ تو نے میرے مسلمان ہونے سے پہلے تلف کیا ہے تو شیخین رحمہ کے نزدیک ذمی اُسکی قیمت کا ضمان ہوگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک اُس پر ضمان نہیں ہو اسی طرح اگر کسی ذمی نے شراب کے تلف کر دینے کا اقرار کیا کہ میں نے اپنے حربی ہونے کی حالت میں یہ شراب تلف کر دی یا تیرے حربی ہونے کی حالت میں تلف کر دی ہے اور مخاطب کا حربی ہونا اس سے پہلے دریافت ہوا ہے تو اس میں بھی اختلاف مذکور واقع ہے یہ بسوط میں ہے۔

تیرھواں باب۔ اُن صورتوں کے بیان میں جو شرکت کا اقرار ہوتی ہیں اور جو نہیں ہوتی ہیں اور اپنی اور دوسرے شخص کی مشترکہ چیز میں اقرار کرنے اور اپنے اور دوسرے پر اقرار کرنے اور کسی چیز کا اپنے اور دوسرے کے واسطے ملک کا اقرار کرنے کے بیان میں۔ اگر کسی کے قبضہ میں ایک غلام ہو اُس نے کہا کہ زید کی اس میں شرکت ہے تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک زید کو اسکا ادا مال لگا اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ مقدار بیان کرنے میں مقرر کا قول قبول ہوگا اور اُس پر اتفاق ہے کہ اگر یوں کہا کہ زید اس غلام میں میرا شریک ہے یا یہ غلام میرے اور زید کے درمیان مشترک ہے یا یہ غلام میرا اور زید کا ہے تو دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر اپنے اقرار سے ملا کہ کہا کہ زید دسویں حصہ کا شریک ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا یا یوں کہا کہ یہ غلام میرا اور زید کا ہے میرا دو تہائی ہے اور زید کا ایک تہائی ہے تو بھی اُسی کا قول لیا جائیگا۔ اگر کہا کہ یہ غلام میرا اور میرے ساتھ فلان و فلان اس میں شریک ہیں تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک برابر تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مقدار بیان کرنے میں مقرر کا قبول ہوگا یہ بسوط میں ہے۔ ابن ساعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ زید نے کہا کہ عمرو کے اس غلام میں ہزار درم ہیں تو غلام زید کا ہوگا اور ہزار درم عمرو کے اُسکی گردن پر قرضہ ہونگے لیکن اگر اُسکے اقرار میں کوئی البالفظ جو جس سے غلام کی ذات میں شرکت ثابت ہو۔ مثلاً یوں بیان کرے کہ میں نے یہ غلام خرید اس میں عمرو کے ہزار درم ہیں تو شرکت ہو سکتی ہے۔ اور اگر کہا کہ عمرو کے اس کپڑے میں ہزار درم ہیں اور ایسا کوئی لفظ نہ بولا جس سے کپڑے میں شرکت ثابت ہو تو یہ شرکت نہ ہوگی بلکہ کپڑے میں سے ہزار درم عمرو کو ملینگے اور اگر کہا کہ اس ہزار درم میں عمرو کے ہزار درم ہیں تو اس میں سوائے شرکت کے کوئی صورت نہیں ہے پس شرکت قرار دیا جائیگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی دار میں ایک بیت معین کی نسبت ایک شریک بنے دوسرے شریک کے واسطے اقرار کر دیا تو فی الحال یہ اقرار نہیں صحیح ہو مگر دار کو تقسیم کرنے کے بعد اگر یہ بیت مقرر کے حصہ میں پڑے تو دوسرے شریک کے سوا کچھ اور اگر وہ بیت اُسکے شریک کے حصہ میں آیا تو مقرر کا حصہ اُسکے اور شریک مقرر کے درمیان موافق دونوں کے حق کے تقسیم ہوگا کہ اس میں مقرر اس بیت کے تمام گزروں سے اور مقرر باقی دار کے نصف سے سوائے اس بیت کے حصہ دار ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی خاص رہائے یا دیوار کا اقرار کیا تو بھی ایسا ہی ہوگا اور یہ شیخین رحمہ کے نزدیک ہے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مقرر بیت کے آدھے گزروں سے اور مقرر نصف باقی دار سے حصہ دار ہوگا مثلاً اگر دار کے سوا گزروں کو بیت و سوا گزروں کو

تو ششجین ۷ کے نزدیک مقررہ دس گز سے اور پچھتالیس گز سے شریک ہوگا پس دار دو لون میں گیا رہ حصوں پر تقسیم ہوگا دوحہ مقررہ کو اور نو حصہ مقررہ کو لینے اور امام محمد ۷ کے نزدیک مقررہ کو پانچ اور مقررہ کو پچھتالیس گز کا حق ہے پس اسکو مقررہ کے حصہ کا دسوان دیا جائیگا اسی طرح اگر دو شریکوں میں سے ایک نے ایک دار شتر کے خاص بیت کی دوسرے شریک کے واسطے وصیت کی اور مقرر کیا تو بھی یہی صورت تقسیم کی ہوگی یہ محیط خرسی میں ہو۔ اگر ایک حمام دو شریکوں میں مشترک ہو ایک نے اقرار کیا کہ اس میں سے دینیان بیت دوسرے شخص کا ہو یعنی کسی ثالث اپنی کے لیے اقرار کیا تو جائز نہیں ہو اور مقررہ کو اختیار ہو کہ مقررہ سے اس بیت کی ادھی قیمت ڈانڈ لیوے قلت اسوجہ سے ادھی قیمت لیا کہ تمام بیت مقرر کا نہیں ہے بلکہ وہ ادھے کا شریک ہو اسواسطے ادھے میں اقرار جائز ہو کہ چونکہ مشترک ہو اسواسطے عین میں جائز نہیں قیمت میں جائز ہو وائد تاملے اعلم۔ اور اگر نصف حمام یا تنائی حمام کا دوسرے شخص غیر کے واسطے اقرار کیا تو جائز ہے یہ بسوط میں ہو۔ ایک تلوار دو شخصوں میں مشترک ہو اسکا حلیہ جائز نہیں ایک نے اقرار کیا کہ اسکا حلیہ زید کا ہو تو یہ اقرار اس کے شریک پر جائز ہوگا اور مقررہ کو حلیہ کی ادھی قیمت ڈھلی ہوے سونے سے ادا کرے گا۔ اسی طرح اگر کسی بیت مشترک کے شتیر کا دوسرے کے واسطے اقرار کیا تو مقررہ کو اسکی ادھی قیمت دیگا۔ اسی طرح اگر ایک دیوار مشترک کی بیٹوں یا ستون یا کچھ اور واہ کا جو مشترک ہو کسی کے واسطے اقرار کر دیا تو بھی یہی صورت ہے یہ حاوی میں ہو۔ اور اگر ایک کٹھری کپڑوں کی دو شخصوں میں مشترک ہو اس میں سے ایک خاص کپڑے کا کسی شخص کے واسطے اقرار کیا تو اس کپڑے میں سے جس قدر حصہ مقرر کا ہوگا وہ مقررہ کو ملیگا کدانی المبسوط۔ اور باندی غلام و حیوانات کا بھی یہی حکم ہو کدانی امحاوی۔ ایک دار دو شخصوں میں مشترک ہو پس ایک نے کہا کہ تمام دار سے دسوان حصہ میرے حصہ کا زید کا ہو تو جائز ہو اور دار کے دس حصہ کیے جاویں گے اس میں سے پانچ حصہ مقررہ کو دیے جاویں گے اور اس نے تمام دار سے دسوان حصہ کا زید کے واسطے اقرار کیا ہو اسواسطے ایک حصہ ان پانچ حصوں میں سے زید کو ملیگا اور چار حصہ مقررہ کے پاس رہیں گے اور اگر یوں اقرار کیا کہ تمام دار کا چوتھائی زید کا ہو اور باقی ہم دونوں میں مشترک ہو اور شریک نے اس سے انکار کیا تو مقررہ کا حصہ اس کے اور مقررہ کے درمیان پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا تین مقررہ کو اور دو حصہ مقررہ کو لینے یہ محیط خرسی میں ہو۔ اگر ایک دار دو شخصوں میں مشترک ہو ایک نے ایک بیت معین کا زید کے واسطے اقرار کیا اور شریک نے اس سے انکار کیا مگر شریک نے دوسرے بیت معین کا اقرار کیا اور پہلے شریک نے اس سے انکار کیا تو دار دو لون میں برابر تقسیم ہوگا جس کے حصہ میں اسکا بیت آیا کہ جس کا اس نے مقررہ کے واسطے اقرار کیا ہو تو وہ یہ بیت مقررہ کو دیدیگا اور اگر اس کے حصہ میں نہ آیا تو اسکا حصہ اس کے اور مقررہ کے درمیان اس بیت اور باقی ادھے دار پر سوا سے بیت کے تقسیم ہوگا یہ بسوط میں ہو۔ ایک دار دو شخصوں عمر و خالد میں مشترک ہو پھر ایک عمرو نے اقرار کیا کہ یہ دار ہم دونوں اور زید کے درمیان تین تنائی ہو اور خالد دوسرے شریک نے اقرار کیا کہ یہ دار ہم دونوں اور زید اور بکر کے درمیان چار حصے برابر ہو تو امام ابو یوسف رحمہ کے قول کے موافق جبر دونوں نے اتفاق کیا ہو یعنی زید وہ خالد کے پاس آویگا اور جو کچھ اس کے قبضہ میں ہو اسکا چوتھائی لے لیا اور یہ چوتھائی عمرو کے مقبوضہ میں مذکور دونوں برابر بانٹ لینے اور جس قدر خالد کے پاس بچا وہ اس کے اور بکر کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ کے قول کے موافق زید خالد کے مقبوضہ میں سے پانچواں حصہ دیگا اور باقی قول مثل قول امام ابو یوسف رحمہ کے ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہو۔ اگر ایک قوم کا ایک راستہ خاص ہو اور اس پر ایک دروازہ لگا ہوا ہو قوم کے ایک شخص نے کسی غیر شخص کے واسطے اس راستہ میں اقرار کیا تو اسکا اقرار باقی شریکوں پر جائز ہوگا اور جب تک باہم تقسیم نہ کریں تک

مقررہ اس راستہ سے گزرنے میں کر سکتا ہو اور اگر بعد قسمت کے وہ موضع اس مقرر کے حصہ میں پڑا تو یہ اقرار اس پر جائز ہوگا اور اگر دوسرے کے حصہ میں آیا تو مقرر کو اختیار ہوگا کہ مقرر کے حصہ میں سے بقدر حصہ اس راستہ کے بجالیوے یہ حاوی میں ہو۔ ایک نہر تین آدمیوں میں مشترک ہو ایک شریک نے دسویں حصہ نہر کا زید کے واسطے اقرار کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں اگر یوں اقرار کیا کہ دسواں حصہ زید کا اور باقی نہر ہم تینوں میں مشترک ہو تو بقدر حصہ مقرر کے قبضہ میں بیٹے ایک تہائی ہو وہ چار حصہ ہو کر ایک حصہ مقرر کو دیا جائیگا اور اگر اپنے واسطے تہائی نہر کا دعویٰ کرتا ہو تو بقدر اس کے پاس ہو وہ اس کے اور مقرر کے درمیان تیرہ حصہ ہو کر تین حصے مقرر کو اور دس حصے مقرر کو لینے یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اسی طرح اگر چشمہ یا حوض تین شخصوں میں مشترک ہو اور اس طرح اقرار واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہو یہ بسوط میں ہو۔ نوادر بن سماعہ میں امام ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ دو شخصوں کے قبضہ میں ایک دار ہو ہر ایک نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ سننے اس مدعی کے واسطے نصف دار کا اقرار کیا ہو اور ہر ایک اس اقرار سے منکر ہو تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ کسی کے مقبوضہ میں مدعی کا کچھ حق نہیں ہو اور اگر ہر ایک شریک نے کسی دوسرے گواہ کے ساتھ دوسرے شریک پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس مدعی کے واسطے آدھے دار کا اقرار کیا ہو تو مدعی دونوں سے آدھا دار لے لیا یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ جو غلام میرے قبضہ میں ہو میرے اور عمرو کے درمیان مشترک ہو پھر کہا کہ یہ غلام میرے اور بکر کے درمیان ہو پھر بعد اس کے کہا کہ میرے اور خالد کے درمیان ہو پھر سمجھوں نے قاضی کے پاس ناشر کی تو عمرو کے نام آدھے غلام کی اور بکر کے نام جو بھائی غلام کی اور خالد کے نام آٹھویں حصہ غلام کی ڈگری ہوگی اور باقی آٹھواں حصہ زید کے پاس رہے گا اسی طرح اگر یہ اقرار کسی میت پر کیا جس کا یہ وارث ہو تو بھی یہی حکم ہو کذا فی الاحاد سے۔ ایک تھیلی جس میں ہزار درم ہیں دو شخصوں کے قبضہ میں ہو پس ایک نے زید کے واسطے آدھے مال کا اقرار کیا پس اگر یہ کہہ کر اس کا آدھا تیرا ہو چپ ہو رہا اور دوسرے شریک نے انکار کیا تو مقرر کو مقرر کے قبضہ کی دو تہائی لیسگی اور اگر یوں کہا کہ اس کا آدھا تیرا ہو اور باقی آدھا میرے اور میرے شریک کے درمیان مشترک ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یوں کہا کہ یہ تھیلی میرے اور تیرے درمیان آدھی آدھی ہو تو اس کا مقبوضہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اگر زید و عمرو دونوں میں سے زید نے بکر سے کہا کہ تھیلی آدھی میری اور آدھی تیری ہو اور عمرو نے کہا کہ تہائی بکر کی اور دو تہائی میری ہو اور زید نے تصدیق کی تو بکر عمرو سے اس کے مقبوضہ کی تہائی لے لیا اور یہ تہائی زید کے مقبوضہ کے ساتھ ملا کر دونوں برابر تقسیم کر لینے۔ اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ عمرو سے پانچواں حصہ لیا اور زید کے مقبوضہ میں ملا کر دونوں برابر تقسیم کر لینے۔ اور اگر اس نے کل کا دعویٰ کیا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک بکر ہر ایک سے اس قدر لے لیا بقدر اس نے اقرار کیا ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک عمرو سے اس کے مقبوضہ کا پانچواں حصہ اور زید سے اس کے مقبوضہ کا آدھا لیا یہ کافی میں ہو۔ اور اگر زید نے کہا کہ بکر کی تہائی ہو اور دو تہائی میری ہو اور عمرو نے کہا کہ بکر کی دو تہائی ہو اور ایک تہائی میری ہو اور بکر نے دعویٰ کیا کہ تمام تھیلی میری ہو تو پھر اس کے مقبوضہ کا پانچواں حصہ لیا اور عمرو سے اس کے مقبوضہ کا تیسواں حصہ پانچواں حصہ لیا اور یہ اُس صورت میں ہو کہ بکر نے دونوں کی تکذیب کی ہو اور اگر معاً دونوں کی تصدیق کی تو عمرو سے اس کے مقبوضہ کا تیسواں حصہ لیا اور زید کے مقبوضہ کے ساتھ ملا کر تین تہائی کر لینے کہ اس میں سے ایک تہائی بکر کو لینی یہ محیط سرخسی میں ہو۔ ایک تھیلی تین شخصوں زید و عمرو و بکر میں مشترک ہو پس زید نے اقرار کیا

کہ تین چوتھائی عہدہ کی اور ایک چوتھائی میری ہو اور بکرنے اقرار کیا کہ عمر کا پانچ چھٹا حصہ ہو اور چھٹا حصہ میرا ہو اور عمر
نے کل تھیلی کا دعوے کیا تو ہر ایک سے اُسکے اقرار کے موافق لے لیا گیا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک مقرر سے دو پانچویں دو
پانچویں کی تین چوتھائی لیا گیا اور دوسرے سے تین پانچویں لیا گیا کذا فی الکافی۔ اور اگر تینوں شریکوں میں سے ایک زید
سے اقرار کیا کہ اس تھیلی کی تہائی خالد اجنبی کے واسطے ہو اور دو تہائی میری ہو اور عمر دے لے لیا کہ نہیں بلکہ آدھا لے لیا اور
آدھا میرا ہو اور بکرنے لیا کہ دو تہائی اُسکی اور ایک تہائی میری ہو اور خالد نے دعویٰ کیا کہ سب تھیلی میری ہو تو زید سے
اُسکے مقبوضہ کا ساتواں اور عمر دے دے دو ساتویں حصہ اور بکر سے تین ساتویں حصے لے لیا کہ محیط خسر میں ہو۔ ایک تھیلی
خیرا درم کی زید کے پاس ہو اُسے اقرار کیا کہ یہ میرے اور عمر دے کے درمیان برابر مشترک ہو اور عمر کو آدھی دیدی پھر اقرار کیا
کہ تھیلی میرے اور بکر کے درمیان برابر مشترک ہو تو اُسکی دو صورتیں ہیں یا تو عمر کو آدھی تھیلی حکم قاضی دی یا بدون حکم
قاضی دی ہو پس پہلی صورت میں بکر کو باقی کا آدھا دیکھا یعنی چوتھائی تھیلی اور دوسری صورت میں آدھا جو اُسکے
پاس ہو سب دیکھا اور یہ ہمارے یہ تینوں علما کا قول ہو اور اگر بکر کے واسطے نصف کا اقرار نہیں بلکہ تہائی کا اقرار کیا
ہو یعنی یوں لیا کہ تھیلی میرے اور عمر دے کے درمیان تین تہائی مشترک ہو اور بکر نے عمر کی شرکت سے انکار کیا
پس اگر عمر کو حکم قاضی دیکھا ہو تو بکر کو باقی کا آدھا دیکھا اور اگر بدون حکم قاضی دیا ہو تو بکر کو کل مال کی تہائی دیکھا اور
اگر عمر کو بلا حکم قاضی آدھا دیا اور بکر کو حکم قاضی تہائی دیا پھر خالد کے واسطے اقرار کیا کہ یہ سب کا چوتھائی کا شریک ہو اور
عمر و بکر نے خالد کی شرکت سے انکار کیا اور خالد۔ نہ عمر و بکر کی شرکت سے انکار کیا تو خالد کو تمام مال کا چھٹا حصہ
دیکھا اور اگر پہلے دونوں کو بلا حکم قاضی دیکھا ہو تو خالد کو اپنے قبضہ کا باقی چھٹا حصہ دیدیگا اور اپنے مال سے اور چھٹا
حصہ دے کہ تھیلی کی چوتھائی اُسکے واسطے پوری کر دیگا۔ اور اگر عمر کو آدھا بکر کو حکم قاضی دیا ہو اور بکر کو چوتھائی حکم قاضی
دیا ہو پھر خالد کے واسطے اقرار کیا تو باقی کا نصف یعنی آٹھواں حصہ اُسکو دیکھا۔ اور اگر عمر کو آدھا بکر کو حکم قاضی
دیا ہو اور بکر کو چوتھائی بلا حکم قاضی دیا ہو پھر خالد کے واسطے اقرار کیا تو خالد کو تھیلی کا چھٹا حصہ دیکھا اور چھٹے حصہ کا آدھا
اُسکے پاس رہ جاوے گا۔ اور اگر عمر کو آدھا بکر کو حکم قاضی دیا ہو اور بکر کو تہائی حکم قاضی دیا ہو پھر خالد کے واسطے اقرار
کیا اور عمر و خالد کے واسطے تصدیق کی اور بکر سے انکار کیا اور خالد نے عمر کی تصدیق کی اور بکر سے انکار کیا اور
بکر نے زید کے عمر و خالد دونوں کی شرکت سے انکار کیا تو خالد زید سے اُسکے مقبوضہ کا آدھا لیکر عمر کے حصہ میں ملا کر
برابر بانٹ لیا اور یہ امام ابو یوسف رحمہ کا قیاس ہے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا اور یہی امام اعظم رحمہ سے مروی ہو کہ خالد
زید سے اُسکے مقبوضہ کی تہائی لیکر مثل قول امام ابو یوسف رحمہ کے عمل میں لاویگا۔ اور اگر بکر کو بھی بلا حکم قاضی دیدی ہو پھر خالد
کے واسطے اقرار کیا اور باقی سب کا مال ہو تو تباہ میں نہ کو نہ ہو۔ کہ خالد زید سے تمام مال کا آٹھواں حصہ یعنی اُسکے مقبوضہ کا
تین چوتھائی لیکر عمر کے حصہ میں ملا کر برابر تقسیم کر دیگا اور ابو بکر جیسا جس نے ابو سعید بردعی سے نقل کیا کہ یہ قول امام ابو یوسف
رحمہ اللہ کا ہو اور امام محمد رحمہ کے قیاس پر زید سے دسواں حصہ تمام مال کا یعنی اُسکے مقبوضہ کا تین پانچواں لیکر عمر کے
حصہ میں ملا کر دونوں برابر تقسیم کر لینے اور اگر زید نے عمر کو آدھا مال بلا حکم قاضی دیدی پھر بکر و خالد کے واسطے متا اقرار
کیا اور عمر و زید کی تیسرے کے واسطے تصدیق اور دوسرے کے حق میں تکذیب کی تو خالد زید سے اُسکے مقبوضہ
کی چوتھائی لیکر عمر کے حصہ میں ملا کر برابر تقسیم کر لینے اور یہ امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ہو اور امام محمد رحمہ کے نزدیک

پانچواں حصہ لیکا اور دوسرا لینے بکر جسکے بارہ مین عرصہ کے تصدیق نہیں کی ہو زید سے تمام مال کی جو محتاجی لے لیکا یہ
تخریج جان کی جو میری مین ہو۔ اگر زید نے کہا کہ عرصہ کے مجھ پر اور خالد پر ہزار درم ہین اور خالد نے انکار کیا تو زید پر اس کے
آدھے لازم آویں گے۔ اسی طرح اگر عاریت یا قرض یا مضاربت یا قتل خطا یا اختلاس یا عہد شکنی کرنے میں ایسا اقرار
کیا تو بھی یہی حکم ہو اور اگر اپنے ساتھ دو شخصوں کو مقروض بنایا تو انکے انکار کے بعد اسپر تنائی مال لازم آویگا۔ اسی طرح
جن لوگوں کو اپنے ساتھ بیان کیا اگر انہیں غلام مجبور یا نابالغ لڑکا یا حرائی یا میت یا نامعلوم آدمی ہو تو ان لوگوں کے
شمار سے جو قدر حصہ مقرر ہو گا وہ لازم آویگا کذا فی الحاق ہے۔ اگر کہا کہ ہم زید کے ہزار درم ہین حالانکہ اپنے ساتھ
کسی کو ذکر نہیں کیا پھر کہا کہ اپنے ساتھ میں نے فلان و فلان شخصوں کو مراد لیا تھا اور مقررہ سب مال کا اسی مقربہ
دعویٰ کیا تو کل مال اسی پر لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ زید کے ہم اور اشارہ اپنی طرف اور دوساتھیوں کی طرف
کیا تو اسی پر کل مال لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے ہم سب پر یا ہم کل پر ہزار درم ہین اور اپنی طرف اور اپنے ساتھیوں
کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو اسپر ہزار مین سے بقدر اس کے حصہ کے لازم آویگا یعنی ہزار درم ان لوگوں کی تعداد پر
تقسیم ہو کر جو حصہ اس مقرر کے پر نے مین پڑے اسپر لازم ہوگا۔ اور اگر یوں اقرار کیا کہ زید کے ہم مین سے ایک شخص
پر ہزار درم آتے ہین تو اسپر کچھ لازم نہ آویگا اسی طرح اگر کہا کہ ہم مین سے دو شخصوں پر آتے ہین تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط
مین ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ او فلان تمہارے مجھ پر ہزار درم ہین تو کل مال اسپر واجب ہوگا اسی طرح اگر یوں کہا کہ او فلان تمہارے
دونوں کے مجھ پر ہزار درم ہین تو اس مخاطب فلان شخص کو اس مین سے آدھے لینے یہ محیط شخصی مین ہو۔ اگر یوں کہا
کہ ہمارے فلان شخص نے ہزار درم قرض دیے یا ہمارے پاس ودیعت رکھے یا عین عاریت لیے یا ہننے اس سے غصب کر لیے
ہین تو اسپر سب مال لازم آویگا اور اگر یوں کہے کہ میں نے اپنے ساتھ دوسروں کو مراد لیا تھا تو تصدیق نہ کی جاوے گی۔ اور اگر
یوں کہا کہ میں نے سزا درم در حالیکہ میرے ساتھ فلان شخص تھا غصب کر لیے تو اسپر آدھا مال لازم ہوگا بخلاف اس
صورت کے کہ اگر یوں کہا کہ میرے ساتھ فلان شخص بیٹھا تھا تو ایسا نہیں ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اور
فلان شخص نے عہد آزید کا تھکاٹا اور فلان شخص منکر ہو اور زید دعویٰ کرنا ہو کہ کاٹنے والا صرف یہی مقرر ہو
تو قیاساً اسپر کچھ لازم نہیں آتا ہو ولیکن ہم قیاس کو چھوڑ کر اسپر آدمی دیت یا دھار کر کرنے ہین یہ عامی مین ہو۔ اگر
زید مر لیا اور اس نے دو بھائی چھوڑے پھر ایک بھائی نے زید کی نسبت بھائی ہونے کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا
تو ہمارے علماء کے نزدیک مقرر اس مقررہ بھائی کو اپنے مقبوضہ کا آدھا بانٹ دیگا یہ فتاویٰ صغریٰ مین ہو۔ اگر زید نے
اقرار کیا کہ جو میراث میرے باپ کی میرے پاس ہو وہ میرے اور اس شخص کے درمیان مشترک ہو پھر بھائی ہو پس
مقررہ نے زید کے بیٹے ہونے سے انکار کیا یعنی یہ زید میت کا بیٹا نہیں ہو مین ہی میت کا بیٹا ہوں۔ یا کسی شخص سے زید نے
کہا کہ تیری بہن مر گئی اور وہ میری جو زوجہ اور یہ مال میرے اور تیرے درمیان میراث چھوڑ گئی ہو اسے کہا کہ سب مال میرا ہو
کیونکہ تو اسکا شوہر نہیں ہو تو پہلے مسئلہ مین آدھا مال مقرر کو لپیگا اور دوسرے مسئلہ مین امام اعظم رحمہ کے نزدیک مقررہ
تمام مال لے لیکا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک آدھا مال لیکا یہ کافی مین ہو۔ عورت نے اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنے شوہر
سے میراث پائی ہو پھر اسے اقرار کیا کہ یہ شخص شوہر کا بھائی ہو پس بھائی بولا کہ میں بھائی ہوں اور تو اسکی جو زوجہ نہیں تو
امام محمد رحمہ و زفر رحمہ کے نزدیک تمام مال بھائی کو لپیگا اور امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ عورت کو جو بھائی اور بانی بھائی

کو ملک یا یہ فتاویٰ صفری میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ کو لکھا کہ ایک شخص نے دو شخصوں سے کہا کہ تم دونوں کے مجھے میرا
درم ایک غلام کے دام میں جو تم دونوں نے میرے ہاتھ فروخت کیا تھا پس ایک نے تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ میرے
بتجھ پر بائج سود درم فرض کے ہیں کہ میں نے تجھے قرض دیے تھے اُسین میرے ساتھ کسی کی شرکت نہیں ہے تو امام محمد رحمہ نے
جواب فرمایا کہ امام اعظم رحمہ والو یوسفؒ کے قیاس میں چاہیے کہ دونوں میں سے کوئی کچھ وصول نہ کرے مگر دوسرا اُسین شریک
ہوگا۔ ولیکن میرے نزدیک جو کچھ ایک نے وصول کیا اگر دوسرا اُسین اپنی شرکت سے انکار کرتا ہو تو شریک ہوگا۔ زید
نے عمرو کو بکرو دو شخصوں سے کہا کہ میں نے تم دونوں کے باپ سے ہزار درم غصب کر لیے اور اُسکا تم دونوں کے سوا سے کوئی
دارت نہیں ہے پھر عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور بکر نے کہا کہ میرے تجھ پر بائج سود درم فرض ہیں کہ میں نے تجھے قرض دیے تھے
اور تو نے میرے باپ کی کوئی چیز غصب نہیں کی ہے تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ دونوں میں سے کوئی کچھ وصول نہ کرے مگر
دوسرا بھائی اُسین شریک ضرور ہوگا یہ محیط میں ہے

چودھواں باب۔ ایسے اقرار جنہ صریح ابراہ ہوتا ہے اور جنہ صریح ابراہ نہیں ہوتا ہے اُنکے بیان میں۔ قال اللہ
برمی کرنا۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ میرا زید کی طرف کچھ نہیں ہے تو اس برأت میں سب حق آگئے جو از قسم مال ہے اور وہ
بھی جو از قسم مال نہیں ہے جیسے کفالت بالنفس و قضا و حد و قذف اور وہ دین بھی جو مال کے بدلے واجب ہوا ہے
جیسے ثمن و اجرت یا جو مال کے بدلے نہیں واجب ہوا ہے جیسے مہر و ارش اور وہ بھی جو مال معین مضمون ہو یعنی اُسکی
ضمان لازم ہو جیسے غصب یا امانت ہے جیسے عاریت و اجارہ وغیرہ۔ اور اگر یوں کہا کہ میرا کچھ حق زید پر نہیں ہے تو اُسین
مضمون آگیا اور امانت داخل نہ ہوئی اور اگر یوں کہا کہ زید کے پاس میرا کچھ حق نہیں ہے تو امانت داخل ہوئی اور
مال مضمون داخل نہ ہوا یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ زید میرے مال سے جو اُسپر ہو بری ہے تو یہ دیون کو شامل ہے اور اگر کہا
کہ میرے مال سے جو اُسکے پاس ہو بری ہے تو اُن مالوں کو شامل ہے جو اصل میں امانت ہیں اور جنہ کی اصل غصب
یا مضمون ہے اُنکو شامل نہیں ہے۔ اور اگر کہا کہ زید میرے مال سے جو اُسکی طرف ہے بری ہے تو ضمان اور امانت سے بری
ہو گیا پھر اگر اُسکے بعد طالب نے اُسپر کسی حق کا دعویٰ کیا تو اُسکی گواہی مقبول نہ ہوگی تا وہ قبیحہ گواہ یوں گواہی ندین کہ
یہ حق بری کرنے سے بعد کا ہے یا کوئی ایسا وقت مقرر کریں جو بری کرنے سے بعد ہے یہ محیط سخری میں ہے۔ اور اگر وقت نہ
بیان کیا بلکہ دعوئے میں ابہام رکھا تو قیاس چاہتا ہے کہ اُسکے دعوئے کی سماعت ہو مگر استحسان گواہی مقبول نہ ہوگی
یہ محیط میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میرا کسی پر دین نہیں ہے پھر کسی پر دین کا دعویٰ کیا تو دعوئے صحیح ہے۔ اور نوا دربن
رستم میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر زید نے کہا کہ جبیر میرا دین ہے وہ اُس بری ہے تو اُسکے قرضدار اُسکے قرضوں سے
بری نہیں ہونگے ولیکن اگر کسی شخص معین کو قصد اُمراد لے اور کہے کہ یہ شخص میرے فرض سے جو اُسپر ہے بری ہے یا کسی قبیلہ
کو مراد لے اور کہے کہ فلان قبیلہ بری ہے اور اہل قبیلہ معدودے چند لوگ ہیں تو ہو سکتا ہے کہ یہ بری ہو جاوے اسی طرح
اگر یوں کہا کہ جو کچھ مال میرا لوگوں پر از قسم دین تقاسب میں نے بھربایا تو صحیح نہیں ہے یہ محیط سخری میں ہے۔ اگر اقرار
کیا کہ فلان شخص میرے حق سے بری ہو گیا پھر کہا کہ صرف بعض حق سے بری ہوا ہے تو اُسکی تصدیق نہ کیجا و لگی اسی
طرح اگر کہا کہ زید اس سے جو میرا اُسکی طرف ہے یا میرے مال سے جو اُسکی طرف ہے یا میرے فرض سے جو اُسپر ہے یا
میرے حق سے جو اُسپر ہے بری ہے تو بھی یہی حکم ہے ولیکن حقوق سے بری کرنے میں کفالت اور وہ جناب بہترین فتویٰ ہیں

لازم آتا ہو داخل ہوئے کیونکہ یہ اسکے حقوق میں سے ہیں یہ بسوط میں ہو۔ اگر یوں کہا کہ میں نے اپنے دین سے جو فلاں شخص پر بری کر دیا وہ شخص اس دین سے جو میرا سپر ہو حلت میں ہو تو یہ قرضدار کی برات ہو اسی طرح اگر کہا کہ جو سپر مال ہو میں نے اسکو ہبہ کر دیا تو قرضدار بری ہو گیا لیکن اگر حاضر ہوا اور کہے کہ میں ہبہ نہیں قبول کرتا ہوں یا تھا ہوا اور خبر ہو پہنچے پر کہے کہ میں نہیں قبول کرتا ہوں تو مال اسپر ہو گیا اور اگر عدم قبول سے پہلے مر گیا تو بری رہا یہ قادی میں ہو اور اگر طالب نے اقرار کیا کہ فلاں شخص پر جو میرا قرضہ تھا اسے میری طرف اس سے برات کر لی تو یہ وصول پانے کا اقرار ہو یہ بسوط میں ہو۔ اگر یوں اقرار کیا کہ لیس لی سے فلاں شی کہ فلاں شخص کے پاس میری کوئی چیز نہیں ہو تو یہ امانت سے ابرا ہو بہ دیوں سے یہ محیط میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ زید کی طرف میری کوئی حد شرعی نہیں آتی ہو تو مقرر ہے سرقہ کا دعویٰ کر سکتا ہو۔ جس میں ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر کہا کہ زید کی طرف میرا کچھ ارش نہیں ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں ہو کہ خطا سے قتل کی دیت کا دعویٰ اسپر دائر کرے یا صلح یا کفالت سے دیت کا دعویٰ کرے۔ اور اگر کہا کہ جراث کی وجہ سے کوئی حق نہیں ہو تو خطا سے زخمی کرنے اور عمدہ زخمی کرنے دونوں کو شامل ہو قتل کو شامل نہیں ہو یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ زید کی طرف میرا قصاص نہیں ہو تو اسکو خطا سے قتل یا حد کا دعویٰ کرنے کا اختیار ہو۔ اور اگر یوں اقرار کیا کہ زید کی طرف خطا سے زخمی کرنے کا میرا حق نہیں ہو تو اسکو اختیار ہو کہ عمدہ زخمی کرنے کا اسپر دعویٰ کرے خواہ اسکے عوض قصاص آتا ہو یا نہ آتا ہو یہ بسوط میں ہو اور اگر اقرار کیا کہ میرا حق خون زید کی طرف نہیں ہو تو عمدہ یا خطا خون کا دعویٰ اسپر نہیں کر سکتا ہو اسکے سوا اسے دعویٰ کر سکتا ہو جس میں خون کرنا نہیں ہو کذا فی الحادی۔ اگر اقرار کیا کہ میرا کچھ حق زید کی طرف نہیں ہو پھر اسپر حد قتل یا سرقہ کا دعویٰ کیا تو گواہ قبول نہو گے ولیکن اگر گواہ گواہی دین کہ یہ حق بری کرنے کے بعد پیدا ہوا ہو تو قبول ہونگے یہ بسوط میں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ یہ میرے قتل کرنے سے وہ بری ہو گیا پھر اسپر دعویٰ کیا تو اسکو اختیار ہو اور اگر یوں کہا کہ یہ شخص اس سرقہ سے جسکا میں نے اسپر دعویٰ کیا تھا بری ہو تو اسپر ضمان نہ آدگی اور نہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر کسی شخص نے کہا لا حق لی علی فلاں قبا علم اسکی طرف میرا کوئی حق نہیں ہو در صورتیکہ میں جانتا ہوں پھر اسپر کسی حق سے معین کا دعویٰ کیا تو گواہ قبول ہونگے اور یہ برات کچھ نہیں ہو اسی طرح اگر کہا کہ میرے علم میں یا میرے ظن میں یا میری رائے میں یا میرے حساب میں یا میری کتاب میں نہیں ہو تو بھی یہی حکم ہو اور اگر یوں کہا کہ میں نے جانا کہ میرا اسپر کچھ حق نہیں ہو یا یقین جانا کہ کچھ حق اسپر نہیں ہو پھر دعویٰ کیا تو گواہ مقبول ہونگے یہ قادی میں ہو۔ اگر کہا کہ ست من فلاں فی شی کہ میں فلاں شخص سے کسی شے میں نہیں ہوں پھر اس قول سے پہلے کے مال کا اسپر دعویٰ کیا تو گواہ قبول ہونگے اور یہ قول باطل ہو اور اگر کہا کہ فلاں سے میں بری ہوا یا فلاں مجھ سے بری ہوا تو دونوں میں سے کسی کے واسطے دوسرے کے کسی حق سے اس قول سے برات نہو گی یہ بسوط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ ست من الدار التی فی یدہ فی شی لہنی میں اس گھر سے جو زید کے قبضہ میں ہو کسی شے میں نہیں ہوں اور مقصود یہ ہو کہ مجھے اس گھر میں جو زید کے قبضہ میں ہو کچھ حق حاصل نہیں ہو لہذا یہ حرف زبان سے معلوم ہو پھر اگر اس گھر کی نسبت کچھ دعویٰ کیا تو قبول نہو گا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر کہا کہ میں اس دار سے بری ہو لینے کچھ نطق نہیں ہو پھر اسی دار کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول نہو گے ولیکن اگر بعد برات کے کسی حق کے پیدا ہونے کا دعویٰ کرے تو گواہ قبول ہونگے یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں اس دار سے خارج ہوا تو یہ کسی بات کا اقرار نہیں ہو۔ اور اگر یوں کہا کہ میں اس دار سے سو درم پر یا بعض سو درم کے نکل گیا اور یہ دام وصول پانے تو عرف کے

اعتبار سے یہ اس امر کا اقرار ہو کہ میرا اسمین کچھ حق نہیں رہا اور یہی حکم حیوان و عرض و قرض میں ہو۔ پس اگر قابض نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ وار میرا ہو اور تو نے سودرم مجھ سے عصب کر لیا ہے تو اس سے قسم لینا و لگنی۔ اور اگر قسم کھالی تو سودرم واپس لے لیا اور مقراہی خصوصیت پر باقی رہیگا یعنی وہ خصوصیت کر سکتا ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر کہا کہ میں اس غلام سے غلام سے بری ہوں پھر اس کا دعویٰ کر کے گواہ پیش کیے تو قبول نہونگے۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں اس غلام سے نکل گیا یا یہ غلام میری ملک سے نکل گیا یا میرے ہاتھ سے نکل گیا پھر اس کا دعویٰ کر کے گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے یہ محیط میں ہو۔ اگر زید نے عمر سے کہا کہ یہ غلام تیرا ہے تو اسے کہا کہ میرا نہیں ہے پھر کہا کہ بلکہ میرا ہے تو اس کا انوکھا اسی طرح اگر گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے یہ مبسوط میں ہو۔ اگر زید نے کہا کہ عمر کے مجھے ہزار درم ہیں عمر نے کہا کہ میرا تجھے کچھ نہیں ہے تو زید کا اقرار رد ہو جائیگا پھر اگر زید نے دوبارہ اقرار کا اعادہ کیا اور عمر نے کہا کہ ہاں تو زید پر لازم آوے گی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر زید نے کہا کہ یہی باندی عمر کی ہو میں نے اس سے عصب کر لی ہے عمر نے کہا کہ میری نہیں ہے تو اقرار رد ہو جائیگا پھر اگر اقرار کا اعادہ کیا اور عمر نے دعویٰ کیا تو اسکو دلائی جائیگی یہ مبسوط میں ہو۔ بشر این الولید نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ زید نے عمر سے کہا کہ جو کچھ میرا تجھے ہر مین نے اس سے تجھے بری کیا عمر نے جواب میں کہا کہ تیرے مجھے ہزار درم ہیں پس زید نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو قیاساً اس پر ہزار درم لازم ہونگے اور استحساناً بری ہو جائیگا یہ محیط میں ہو زید عمر پر ہزار درم ہونے کے دو گواہ لایا۔ اور عمر ہزار درم کی بریت سے دو گواہ لایا۔ پس اگر مال کی تاریخ ہو اور مال کی تاریخ کے بعد برات کی تاریخ ہو تو بری ہوئے گی ڈگری کی تاریخ لگائی اور اگر مال کی رستا ویز کی تاریخ برات کی تاریخ کے بعد ہو تو مال کی ڈگری ہوگی اور اگر کسی کی تاریخ نہ ہو تو بریت پر عمل در آمد ہوگا اسی طرح اگر دونوں کی تاریخ برابر ہو تو بری بریت کا حکم ہوگا اور اگر مال کی چک میں تاریخ ہو اور برات کی تاریخ نہ ہو یا اس کے برعکس ہو تو بریت کا حکم ہوگا۔ اور اگر زید کے عمر پر دو چکین مال کی ہر چک ہزار درم کی ہو اور دونوں چکوں کی تاریخ مختلف ہو اور عمر کے پاس برات کی دو چکین ایک ہزار درم کی اور دوسری پانچ سودرم کی ہو پس عمر نے دعویٰ کیا کہ تیرے مجھے ہزار درم تھے حالانکہ تو نے مجھے دیرھ ہزار درم دیے ہیں اور زید نے کہا کہ میرے مجھے دو ہزار درم تھے اور میں نے تجھ سے کچھ نہیں لیا ہو تو عمر دیرھ ہزار درم سے بری ہوگا اور دو ہزار کی باقی لینے پانچ سودرم زید نے لے لیا کذا فی فتاویٰ قاضی قاضی منصلات امام محمد رحمہ نے جامع میں فرمایا کہ زید کے قبضہ میں ایک وار ہے تو اسے اقرار کیا کہ یہ وار عمر کا ہو میرا اسمین کچھ حق نہیں ہو میں عمر نے کہا کہ یہ وار میرا کبھی نہ تھا و لیکن یہ بکر کا ہے اور بکر نے اسکی تصدیق کی تو بکر کے نام ڈگری کر دیا جائیگی۔ یہ اسوقت کہ عمر نے اپنے کلام سے کہ یہ میرا کبھی سے نہ تھا ملا کر کہا ہو کہ و لیکن یہ بکر کا ہے اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو ڈگری انوکھی یہ محیط میں ہو نہ بکر کے واسطے عمر نے دین کا اقرار کیا پس زید نے اقرار کیا کہ یہ قرضہ خالد کا ہے اور خالد نے تصدیق کی تو صحیح ہو اور وصول کرنے کا حق زید کو حاصل ہوگا خالد کو حاصل نہونگا اور اگر عمر نے خالد کو دیدیا تو بری ہو گیا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اور اگر زید نے کہا کہ میرے ہزار درم جو عمر پر ہیں وہ خالد کے ہیں میرے نہیں ہیں اور خالد نے کہا کہ میرے عمر پر ہیں نہون ہیں تو عمر و اس مال سے بری نہونگا اور اگر عمر نے یوں کہا کہ میرا عمر پر کچھ نہیں ہے تو وہ بری ہو جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ ہشام نے امام محمد سے روایت کی کہ زید کے پاس ہزار درم ہیں اسے عمر سے کہا کہ یہ ہزار درم تیرے ہیں تو نے اپنے بھائی سے ورقہ میں پائے ہیں عمر نے کہا کہ یہ خالد کے ہیں

اسنے اپنے بھائی سے میراث پائے ہیں تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ خالد کو دلائے جاوے گئے بشرطیکہ کلام موصول ہو کذا فی المبیح۔
پندرھواں باب۔ تبلیغہ کے ساتھ اقرار کرنے کے بیان میں۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھے ہزار درم ہیں یہ اقرار
 تبلیغہ کے طور پر کیا اور عمرو نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ سچ ہی ہے اگر عمرو سے کوئی ایسا اقرار صادر نہیں ہوا ہو کہ یہ زید کا اقرار بطور
 تبلیغہ ہو تو زید پر مال لازم ہوگا لیکن اگر عمرو زید کے قول کی تصدیق کر لے تو زید پر کچھ لازم نہوگا ایسے ہی اگر گواہوں سے کہا کہ گواہ
 رہو کہ مجھے زور یا باطل یا کذب کی راہ سے عمرو کے ہزار درم ہیں اور عمرو نے کہا کہ اسے جو کچھ کہا سب سچ کہتا تو زید پر کچھ لازم
 نہ آدیکھا اور اگر عمرو نے کہا کہ اسنے مال کے اقرار میں سچ بیان کیا اور زور یا باطل یا کذب کی راہ سے ہونے میں جھوٹ بولا ہو
 تو زید سے ہزار درم کا مواخذہ کیا جائیگا علیٰ ہذا اگر زید نے کہا کہ میں نے تبلیغہ کی راہ سے اپنا گھر عمرو کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت
 کیا ہو اور عمرو نے تبلیغہ کے طور سے بیع ہونے میں اسکی تکذیب کی تو بیع لازم ہو جائیگی اور اگر اسے سب قول کی تصدیق کی تو بیع
 باطل ہو اور اگر عمرو نے اسے جواب میں یوں کہا کہ اسنے سچ کہا تو بھی سچ باطل ہو کیونکہ مطلق تصدیق تمام اقرار کی تصدیق
 قرار دی جاوے گی جبکہ آئین سے کوئی بات خاص نہ کی ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میرا تجھے کوئی حق نہیں ہو مگر تو
 میرے لیے اپنے اوپر ہزار درم ہونے کے گواہ کر لے عمرو نے کہا کہ ہاں تیرا کچھ حق مجھے نہیں ہے پھر ہزار درم اپنے اوپر ہونے
 کے گواہ کر دے اور گواہ یہ سب باتیں سنتے تھے تو یہ باطل ہو عمرو پر کچھ لازم نہ آدیکھا اور گواہوں کو بھی عمرو پر اس مال کے
 ہونے کی گواہی دینا حلال نہیں ہے اور اگر یوں کہا کہ اپنے اوپر میرے ہزار درم ہونے کے اس شرط پر کہ یہ باطل ہیں یا اس شرط
 پر کہ تو بری ہو گواہ کر لے اسنے ایسے ہی گواہ کر لیے تو اس پر ان دونوں میں سے کچھ بھی لازم نہ آدیکھا۔ یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص
 نے ایک عورت سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے بطور تبلیغہ یا باطل کے ہزار درم پر نکاح کر لینے پر گواہ کہوں عورت نے
 کہا کہ ہاں اسطور سے گواہ کر لے اور گواہوں نے یہ باتیں سنی تھیں وہیں حاضر تھے پھر اسنے گواہ کیے کہ میں نے اس عورت سے
 ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ میں راضی ہوئی تو نکاح جائز ہو گیا ایسے ہی طلاق و عتاق خواہ مال پر ہو یا بلا مال ہو تو
 خلق کی ایسی صورت میں بھی حکم ہوا جس صورت میں مال مقرر ہوا ہو وہ مال بھی واجب ہو جائیگا ولیکن اگر کتابت اس
 طور سے واقع ہوئی تو مثل بیع کے باطل ہوگی کذا فی الاحادیث۔ اگر کسی عورت سے کہا کہ میں تجھے پوشیدہ ہزار درم مہر دنگا
 اور علانیہ دو ہزار درم ظاہر کر کے اس پر گواہ کر لوں گا تو عورت کا مہر ہزار درم ہوگا اور اگر باہم قرار دیا کہ مہر در پردہ ہزار درم ہو
 اور سناے کو ظاہر میں سو دینار مہر کے ظاہر کیے جاوے ہیں دونوں نے ایسا ہی کیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر ایسی صورت
 بیع میں واقع ہوئی تو قیاساً بیع باطل ہو اور استحساناً صحیح ہو اور اگر بیع میں یہ صورت بجائے ہزار درم و سو دینار کے ہزار
 درم و دو ہزار درم میں واقع ہو تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ میرے علم میں امام اعظم رحمہ کے نزدیک دو ہزار درم پر بیع
 واقع ہوگی اور ایسا ہی سنے امام اعظم رحمہ و ابو یوسف رحمہ سے روایت کیا ہے اور امام محمد رحمہ سے علماء میں امام اعظم
 سے روایت ہے کہ بیع ایک ہزار درم پر صحیح ہے اور یہی ان دونوں کا قول ہو کذا فی المبسوط۔

میں نے اپنے بھائی سے میراث پائے ہیں تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ خالد کو دلائے جاوے گئے بشرطیکہ کلام موصول ہو کذا فی المبیح۔

سولہواں باب۔ نکاح و طلاق و رق کے اقرار کے بیان میں۔ رقبت مملوک ہونا رقیق مملوک شخص۔ زید نے
 اقرار کیا کہ میں نے اپنی صحت یا مرض میں ہندہ سے نکاح کیا ہے پھر اس سے انکار کر گیا اور ہندہ نے اسکی زندگی میں یا مرنے
 کے بعد اسکی تصدیق کی تو جائز ہے اور عورت کو مہر و میراث ملیگا ولیکن اگر نکاح مرض میں واقع ہوا اور مہر میں مہر مثل
 سے زیادتی ہو تو زیادتی باطل ہوگی۔ اور اگر عورت نے اپنی صحت یا مرض میں اقرار کیا کہ میں نے فلان شخص سے

اسنے نکاح کیا ہی پھر انکار کر گئی پس شوہر نے اگر اسکی زندگی میں اسکی تصدیق کی تو نکاح ثابت ہوگا اور اگر بعد مرنے کے تصدیق کی تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک نکاح ثابت نہ ہوگا اور شوہر کو اسکی میراث نہ ملیگی اور صاحبین رحمہ نے فرمایا کہ نکاح ثابت ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ میں نے ہندہ سے نکاح کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہو بلکہ انکار نکاح ہو اور اگر عورت نے کہا کہ زید نے انشاء اللہ تعالیٰ نہیں کہا تھا تو زید کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر عورت نے ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ ایسا ہی طلاق و عناق میں اگر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یا تجھے آزاد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے کل کے روز نکاح نہیں کیا تھا یا آج تجھ سے کل نکاح نہیں کیا ہی یا آیا یہ بات نہیں ہو کہ کل میں نے تجھ سے نکاح کیا ہی اس عورت نے کہا کہ ہاں کیا ہی تو یہ عورت کی طرف سے نکاح کا اقرار ہو ایسے کہ جب کلمہ استفہام کا نفی پر داخل ہوتا ہو تو وہ بمعنی اثبات کے ہوتا ہو پس یوں ہو گیا کہ گویا مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا ہو اسے کہا کہ بے یقینی ہاں کذافی الحیظ۔ اگر عورت سے کہا کہ کیا نہیں میں نے تجھے کل کے روز طلاق دی ہو اسے کہا کہ ہاں دی ہو تو یہ طلاق کا اقرار ہو یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھے کل کے روز نکاح کیا ہو اسے کہا کہ نہیں پھر کہا کہ ہاں کیا ہی پھر شوہر نے کہا کہ نہیں تو نکاح لازم آدیکا۔ اور اگر عورت سے کہا کہ کیا میں نے تجھے کل کے روز طلاق نہیں دی تو یہ مرد کی طرف سے نکاح و طلاق دونوں کا اقرار ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ آیا میں نے تجھے کل کے روز طلاق دی ہو تو یہ نکاح کا اقرار ہو طلاق کا اقرار نہیں ہو یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے کسی مرد سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے تو یہ نکاح کا اقرار ہو اسی طرح اگر یوں کہا کہ مجھے ہزار درم پر خلع کر لے تو بھی یہی حکم ہو ایسے ہی اگر عورت نے کہا کہ زید نے مجھے کل کے روز طلاق دیدی یا مجھ سے ہزار درم پر خلع کر لیا ہو یا یوں اقرار کیا کہ تو نے مجھ سے مطاہرت یا ایلاء کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ مبسوط میں ہے۔ قلت مؤلی ایلاء کرنے والا۔ مطاہر ظہار کرنے والا یہ کتاب النکاح میں مفصل مذکور ہے۔ اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے مولے یا منطا ہر ہوں تو یہ نکاح کا اقرار ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ تو مجھے مثل بیٹھ میری ماں کے ہو تو یہ اقرار نکاح نہیں ہو کذافی الحاد سے۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو مجھ سے بوض مال کے خلع کر اے تو مرد کی طرف سے یہ اقرار اس امر کا ہوگا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا کہ تو اختیار کر لے یا طلاق میں تیرا کام تیرے ہاتھ ہو یا طلاق میں نہ بیان کیا تو یہ مرد کی طرف سے نکاح کا اقرار ہے اور اگر مرد نے ابتداء یوں کہا کہ طلاق میں تیرا کام تیرے اختیار ہو تو یہ مرد کی طرف سے نکاح کا اقرار ہے اور اگر طلاق میں نہ کہا تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طلاق ہو تو یہ نکاح کا اقرار ہے اور اگر عورت سے کہا کہ دائرہ میں تجھ سے قربت نہ کر دنگا تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہو اسی طرح اگر کہا کہ تو مجھے حرام ہو یا بائن ہو تو بھی اقرار نکاح نہیں ہو لیکن اگر عورت نے طلاق کا سوال کیا اور مرد نے یہ کلمات اس کے جواب میں کہے تو اقرار ہونگے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر ایک آزاد عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے پیدا ہوا ہو اس عورت نے کہا کہ ہاں تو یہ نکاح کا اقرار ہو اسی طرح اگر اس عورت سے کہا کہ یہ ہسم دونوں کا بیٹا ہو اسے کہا کہ ہاں تو بھی اقرار نکاح ہے۔ اور اگر یہ عورت جس سے یہ کلام کیا ہی باندی ہو تو یہ کلام نکاح کا اقرار نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین مہینہ سے طلاق دی ہو پس اگر اس سے

ایک مہینہ سے نکاح کیا ہو تو کوئی طلاق اُس پر واقع نہ ہوگی اور اگر چار مہینہ سے نکاح کیا ہو تو اُس پر طلاق واقع ہو جائیگی لیکن اگر عورت نے مرد کے قول کی اسناد و وقت میں تصدیق کی یعنی تین مہینہ سے طلاق دی ہو تو اُسکی عدت اُسی وقت سے ہوگی جس وقت طلاق واقع ہوئی ہو اور اگر اسناد و وقت میں شوہر کی تکذیب کی تو اُسکی عدت شوہر کے اقرار کے وقت سے شروع ہوگی یہ بمسوط میں ہے۔ اگر بعد دخول واقع ہونے کے مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی ہو حالانکہ اُسکا مہر مقرر ہو چکا تھا تو طلاق واقع ہوگی اور اُسکو اس مہر سے کا آدھا ملے گا اس سبب سے کہ اُس نے قبل دخول کے طلاق کا اقرار کیا ہو اور بعد طلاق کے دخول واقع ہونے کے اقرار کی وجہ سے اُسکو مہر مثل دلایا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے اقرار کیا کہ زید نے مجھ سے نکاح یا ملک کی وجہ سے وطی کی ہو حالانکہ زید منکر ہو پھر اُس عورت نے زید کے بیٹے یا باپ سے نکاح کر لیا تو دونوں میں جدائی نہ کی جائیگی۔ اسی طرح اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ زید نے مجھے تین طلاق دی ہیں اور زید کہتا ہو کہ میں نے اُسکو ایک طلاق دی ہو پھر اُس عورت سے دوسرے شخص سے نکاح کرنے سے پہلے زید سے نکاح کر لیا تو جائز ہو اسی طرح اگر عورت نے اقرار کیا کہ میں نے اس لڑکے کو دو دھرا پلایا ہو پھر وہ لڑکا بالغ ہو اور اُس نے اس عورت سے یا اسکی لڑکی سے نکاح کیا تو دونوں میں جدائی نہ کی جاوے گی لیکن اُسکو جیسے کہ دونوں میں سے کسی سے قربت نکرسے۔ اور ایسی صورت میں جو اقرار عورت کی طرف سے ہو نکاح کو نہیں ٹوڑتا ہو اور اگر شوہر کی طرف سے ہو مثلاً اُس نے کہا کہ یہ عورت میری مان و باپ کی طرف سے بہن ہو اور اسی پر ثابت رہا پھر اُس عورت سے نکاح کیا تو دونوں میں جدائی کرادی جائیگی اور شوہر پر نصف مہر لازم ہوگا یہ محیطِ خرسی میں ہے۔ اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین طلاق دی ہیں پھر اُسی عورت سے قبل اسکے کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے خود نکاح کر لیا اور عورت نے کہا کہ تو نے مجھے کوئی طلاق نہیں دی یا میں نے دوسرے سے نکاح کیا اور اُس نے دخول کیا ہو تو دونوں میں جدائی کرادی جائیگی اور شوہر پر عورت کے واسطے قبل دخول کے آدھا مہر واجب ہوگا اور بعد دخول کے پورا مہر اور عدت کا نفقہ واجب ہوگا یہ بمسوط میں ہے۔ اگر ایک مجموعہ الغلب عورت نے اقرار کیا کہ میں شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے اُسکی تصدیق کی اور شوہر نے اُسکی تکذیب کی تو قاضی دونوں میں جدائی کر دیگا۔ اور اگر دو عورتیں جنکا آپس میں نہیں ہونا معروف ہو اور وہ دونوں جوڑیا پیدا ہوئی ہیں اُن دونوں میں سے ایک سے کسی ایک مرد نے نکاح کیا پھر دوسری نے اقرار کیا کہ میں اپنے بہن کے شوہر کے باپ کی بیٹی ہوں اور شوہر کے باپ نے اسکے قول کی تصدیق کی اور اُسکی بہن اور بہن کے شوہر نے اُسکی تکذیب کی تو قاضی اُسکی بہن اور بہن کے شوہر میں جدائی کر دیگا یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک باندی ہو اُس نے اقرار کیا کہ میں نے اس باندی سے وطی کی ہو پھر اُس باندی کو اس شخص کے باپ نے یا بیٹے نے خرید لیا تو اُسکو حلال نہیں ہو کہ اس باندی سے وطی کرے۔ اسی طرح اگر باپ یا بیٹے کے وطی کر لینے کے بعد اس شخص نے ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم جاری ہوگا اور اس شخص کے قول کی تصدیق کیجا جائیگی بشرطیکہ اپنی دیانت میں مرد متدین ہو اور یہ استحسان ہو اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنی ملک میں اس باندی سے وطی کی ہو پھر اُسکو آزاد کر دیا پھر اُس سے زید کے بیٹے نے نکاح کیا تو زید کے اقرار کی تصدیق قیاساً نہ ہوگی مگر استحساناً تصدیق کی جاوے گی یہ محیطِ خرسی میں ہے۔ اگر کسی عورت نے اقرار کیا کہ میں زید کی باندی ہوں حالانکہ اس عورت کا مملوک ہونا یا آزاد ہونا مجھ نہیں معلوم ہوتا ہو تو اُسکا اقرار صحیح ہو اور زید کی باندی قرار پادے گی جو امور ظاہر باندی کے ساتھ کر سکتا ہو وہ اسکے ساتھ بھی کر سلیگا۔ اور یہ مسئلہ بظاہر اس بات پر دلالت کرتا

کہ اگرچہ مقلہ کو اُسکا کاذب ہونا بھی معلوم ہو تو بھی یہ عورت اُسکی باندی ہو جائیگی کہ اُسکو باندی کی طرح رکے اس سے خدمت لے
اُسکو اپنے تخت میں لادے اور ہمارے مشائخ رحمہ نے فرمایا کہ اصح یہ ہے کہ اُسوقت کہ تہہ بخت باند ہوگا کہ جب مقلہ کو اُسکا سچا
ہونا معلوم ہو دے اور اگر اُسکا سچا ہونا معلوم نہ ہو دے سمجھنا ہونا معلوم ہو تو اُسکو تصرف باند ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی
مرد مجبور الحال ہو کہ اُسکا آزاد یا مملوک ہونا معلوم نہ ہو تو اُسے زید کے دانتیلے ایسے مملوک ہونے کا اقرار کیا کہ میں
زید کا مملوک ہوں اور زید نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکا اقرار صحیح ہو اسی طرح جو باند کی مالک کا کہ است کرتا یا سمجھتا ہو اگر اُسے
اپنے تئیں کسی کے مملوک ہونے کا اقرار کیا تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا اور وہ باندی یا غلام ہو جائیگی بشرطیکہ اُس شخص نے
اُسکی تصدیق کی ہو اور لقیط کا حکم بھی حریت اور رقیت میں مثل مجبور الحال کے ہو۔ اور یہ حکم اُسوقت ہو کہ اُسکا حر ہونا
کسی طرح کی دلیل سے ثابت نہ ہو اور اگر اُسکا حر ہونا کسی وجہ سے ثبوت ہوتا ہو مثلاً اُسکے والدین اصلی آزاد ہوں یا یہ آزاد
مشہور ہو تو قاضی اُسکے اقرار کی تصدیق نہ کرے گا اور اُسکو مقلہ کا مملوک قرار دے گا۔ اسی طرح اگر قاضی نے اُسے آزاد وں کا
کوئی حکم بھی جاری کیا ہو مثلاً اُسے کسی کو زخمی کیا یا اُسکو کسی نے زخمی کیا اور قاضی نے آزاد وں کے مثل ارش کا حکم کیا تو پھر
اُسکے رقیت کے اقرار کی تصدیق نہ کرے گا اسی طرح اگر ثابت ہو کہ یہ مثلاً زید کا آزاد کیا ہوا ہو اور اسے عمر کے مملوک ہونے کا
اقرار کیا تو اقرار صحیح ہوگا و لیکن اگر زید اُسکے اقرار کی تصدیق کرے تو اُسکا اقرار جائز ہوگا بشرط میں ہو۔ ایک شخص نے
ایک ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکا آزاد یا مملوک ہونا معلوم نہیں ہو تو اُسکی طہا بری حریت پر نکاح جائز ہوگا اور اگر
اُس سے چند اولاد ہو میں پھر اُسے کسی کی مملوک ہونے کا اقرار کیا اور مقلہ نے اُسکی تصدیق کی اور شوہر نے انکار کیا
تو عورت کے حق میں اُسکے اقرار کی تصدیق کیجا دیگی حتیٰ کہ عورت مقلہ کی باندی ہو جائیگی اور عورت کا مال مقلہ کو ملیگا۔
اور شوہر کے حق میں اُسکی تصدیق ہونگی حتیٰ کہ مولیٰ کی اجازت نہ ہونے سے نکاح باطل ہونے کا حکم نہ کیا جائیگا اور مقلہ کو یہ اختیار
ہوگا کہ عورت کو اُسکے شوہر سے ملنے وغیرہ سے منع کرے مگر شوہر کو اختیار ہوگا کہ مقلہ کو اس عورت سے خدمت لینے سے
منع کرے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ پس اگر ایسی عورت کو شوہر نے اُسکے اقرار کرنے سے پہلے مہر اُسکا دیدیا ہو تو بری
ہو گیا اور اگر بعد اقرار کے دیا تو بری ہوگا اور جو بچہ قبل اقرار کے جنی یا بعد اقرار کے چھوٹنے سے کم میں جنی وہ آزاد ہو اور اگر
چھوٹنے سے زیادہ میں جنی تو امام ابووسف رحمہ کے نزدیک وہ غلام ہوگا بخلاف امام محمد رحمہ کے اور اس عورت کی پوری طلاق
دو طلاق ہیں اور عدت اُسکی دو حیض ہیں اس پر اجماع ہے۔ اور اگر اُسکے اقرار کرنے سے پہلے شوہر نے اُسکو دو طلاق
دیدیں ہیں تو رجعت کرنے کا اختیار ہے اور اُسکو ایک طلاق ثالث دینا اُسپر روا ہے یعنی تیسری طلاق بھی دیکھتا ہے اور اگر
مقلہ نے اُسکو آزاد کر دیا تو اُسکو اختیار نہیں ہے کہ چاہے اپنے شوہر کے نکاح میں رہے یا نہ رہے۔ اور اگر شوہر نے اُس سے
ایلا کیا پھر دو مہینہ گزرنے سے پہلے اُسے مملوک ہونے کا اقرار کیا تو اُسکے ایلا کی مدت دو مہینہ ہوگی اور اگر دو مہینہ گزرنے
کے بعد اُسے اقرار کیا تو مدت ایلا چار مہینہ قرار دیجا ئیگی بشرطی میں ہے۔ اور اگر اس باندی کو مثلاً کسی نے زخمی کیا
تو ارش باندی کا لینے جو جرمانہ ملے وہ مقلہ کا ہے اور اگر اس باندی نے خود کسی کو زخمی کیا تو مقلہ کو اختیار ہے چاہے جرمانہ
ادا کرے یا باندی کو دیدے کذا فی الکافی۔ اور اگر شوہر نے اُسکو دو طلاق دی ہیں اور اُسکو یہ حال معلوم نہ ہو کہ اُسے
کسی کے مملوک ہونے کا اقرار کیا ہے تو رجعت کر سکتا ہے اور اگر جانتا ہے تو رجعت نہیں کر سکتا ہے اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر
شوہر نے کسی کو ذلیل کیا کہ اُسکو دو طلاق دیدے پھر اس عورت نے مملوک ہونے کا اقرار کر دیا اور شوہر کو یہ بات

معلوم ہوئی گا اُسے وکیل کو مغلزل نکلیا ہوا تک کہ وکیل نے اسے دو طلاق دیدین تو عورت بائسن ہو گئی اور اگر شوہر کو یہ اقرار کرنا معلوم نہوایا معلوم ہوا کہ وہ وکیل کے مغلزل کرنے پر قادر نہوا تو اس سے رجعت کرنا ہوا یہ میٹہ خیر میں ہو اگر شوہر نے اسکو ایک طلاق دی اور اُسکی عدت میں ایک حیض گزر گیا پھر اُسے اپنی رقت کا اقرار کیا تو اُسکی عدت دو حیض ہونگے اور اگر دو حیض گزرنے کے بعد اُسے رقت کا اقرار کیا تو عدت کے تین حیض ہونگے۔ اور اگر شوہر نے اُس سے ایلا کیا اور ایک مہینہ گزر گیا پھر اُس سے ایلا کیا اور ایک مہینہ گزر گیا پھر اُسے رقت کا اقرار کیا تو پہلے ایلا کی مدت چار مہینہ اور دوسری ایلا کی مدت دو مہینہ قرار دیا جائیگی پھر اگر وقت اقرار سے ایک مہینہ گزر گیا تو دوسرے ایلا کی وجہ سے مطلقہ ہو جائیگی اور دوسرے کی مدت پہلے ایلا پر سبقت کر جائیگی اسی طرح اگر اُس سے ایلا کیا پھر کہا کہ جسوقت دو مہینہ گزر جائیں پس رقت میں مجھے قربت نکرونگا پھر جب دو مہینے گزر گئے تو اُسے رقت کا اقرار کر دیا تو ایلا اول کی مدت چار مہینہ اور ایلا دوم کی دو مہینہ ہونگی پھر اگر بعد اقرار کے دو مہینہ گزر گئے تو دونوں ایلاؤں کی وجہ سے دو طلاقوں سے بائسن ہو گئی یہ حیض میں ہو اور اگر اس عورت سے کہا کہ جسوقت تو اس دار میں داخل ہوئی یا جسوقت تو نے زید سے کلام کیا یا ظہر کی نماز پڑھی یا جسوقت شروع مہینہ آیا تو مجھے دو طلاق یعنی تو دو طلاق کی طالق ہو پھر اُس عورت نے رقت کا اقرار کیا پھر شرط پائی گئی تو دو طلاق اُسپر واقع ہو گئی ولیکن شوہر کو اُس سے رجعت کا اختیار ہے کیونکہ تعلیق سے رجوع کرنا صحیح نہیں ہو پس اُسکے کرنے سے تدارک نہیں ہو سکتا ہو اور تعلیق کو نہ شرط پڑی تھی جیسا کہ رجعت ممکن ہو پس اگر یہ حکم دیا جاوے کہ اُسکی حرمت غلیظہ ہو گئی یعنی رجعت ممکن نہ رہی تو شوہر کو ضرر پہونچے گا اور یہ ضرر اُس عورت کے اقرار کی وجہ سے ہو گا پس یہ حکم نہیں دیا جائیگا۔ اسی طرح اگر دو طلاق دینے میں اُسکا کام اُسکے ہاتھ میں دیا یا کسی اجنبی کے ہاتھ میں دیا پھر اس عورت نے رقت کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو گا کیونکہ تفویض امر لازمی ہوتا ہو اُسکا تدارک بھی رجوع ناممکن ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہو۔ اور اگر اُسکے کسی فعل پر دو طلاق اُسپر واقع ہونا معلقو کہیں یعنی اگر تو یہ فعل کرے۔ تو جھگڑا دو طلاق ہیں پھر اُس عورت نے رقت کا اقرار کیا پھر یہی فعل کیا تو دو طلاق اُسپر واقع ہو جائیگی ولیکن شوہر پر حرام نہ ہوگی اور اگر اپنے کسی فعل پر معلقو کہیں اور اُسکے اقرار رقت کے بعد اسنے خود وہ فعل کیا تو حرام ہو جائیگی اور کتاب میں مذکور ہو کہ خواہ اپنا فعل ایسا ہو کہ اُسکا کرنا ضروری ہو جیسے باپ سے کلام کرنا یا ضروری ہو جیسے نماز ظہر وغیرہ یہ میٹہ میں ہو۔ اگر کسی مرد مجبول الاصل کی ام ولد باندیوں سے اولاد ہوں اور اُسکے مدبر و مکاتب غلام ہوں اور اس شخص نے اپنے تین زید کے مملوک ہونے کا اقرار کر دیا تو یہ اقرار اُسکے نفس و مال کے حق میں صحیح ہو اور اُسکی اولاد و ام ولد باندیوں اور مدبروں و مکاتبوں کے حق میں صحیح نہیں ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہو۔ منتقلی میں ہو کہ ایک شخص نے زید سے کہا کہ میں تیری باندی کا بیٹا ہوں۔ اور یہ میری ماں تیری باندی ہو۔ تیری ملک میں یہ باندی جیسے بنی ہو۔ میں آزاد ہوں میں آزاد ہی پیدا ہوا ہوں تو اُمی کا قول قبول ہو گا اور وہ زید کا غلام قرار نہ دیا جائیگا یہ میٹہ میں ہو اگر ایک عورت مجبول الحال کے پاس ایک نابالغ صغیر بچہ حرام سے ہی پھر اُس عورت نے اقرار کیا کہ میں زید کی باندی ہوں اور یہ میرا بیٹا اسکا غلام ہو تو عورت کے اقرار کی اُسکے ذات پر تصدیق کی جائیگی اور اگر بچہ ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو اور اُسے کہا کہ میں آزاد ہوں تو بچہ کا قول مقبول ہو گا اسی طرح اگر ایک مرد اور اُسکی عورت دونوں مجبول الحال ہوں اور دونوں کا ایک نابالغ صغیر بچہ ہو اور دونوں نے اپنے اپنے اٹھنے کی نسبت زید کے مملوک ہونے کا اقرار کیا تو جائز ہو اور اگر یوں کہا کہ ہم دونوں زید کے مملوک ہیں اور ہمارا یہ لڑکا لڑکا مملوک ہو اور زید نے ان دونوں کی تپسہ کے بارہ میں

۱۰۰۶
یہ دور ایلا ہے
یہ شرط ہے

تکذیب کی تو بچہ بھی دونوں کے ساتھ زید کا غلام قرار یا بیگاہ یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ زید نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا پھر اقرار کیا کہ یہ عمر و کا غلام ہے اور عمر و نے تصدیق کی پس اگر ہنوز قاضی نے غلام کی آزادی کا حکم نہیں دیا تو غلام رقیق ہو جائیگا بخلات اسکے اگر قاضی نے اسکی آزادی کا حکم جاری کر دیا پھر اسے اقرار کیا تو صحیح نہیں ہے اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرا غلام ہوں اسے کہا نہیں پھر کہا کہ میں تو اسکا غلام قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر قاضی نے عمر و سے کہہ دیا عمر و یہ میرا غلام ہے اسے کہا کہ میں نہیں پھر کہا کہ میں میرا غلام ہے اور اسے گواہ لایا تو مقبول نہ ہوئے اسی طرح اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ عمر و کا غلام ہے پھر گواہ لایا کہ میرا غلام ہے تو گواہ مقبول نہ ہوئے یہ مبسوط میں ہے۔ مولے کے غلام میں نصرت کرتے وقت اسکا خاموش رہنا یا رقیقیت کا اقرار ہے یا نہیں ہو اس میں دیکھنا چاہیے کہ اگر ایسا نصرت حسین آزاد و غلام دونوں مشترک ہوتے ہیں جیسے اجارہ یعنی مزدوری پر دینا یا نکاح یا خدمت وغیرہ تو ایسے نصرت میں خاموشی رقیقیت کا اقرار نہیں ہے اور اگر نصرت ایسا ہو جو غلاموں سے مختص ہے جیسے بیع و سپرد کر دینا یا ہبہ و ہن کر کے قبضہ دیدینا یا جرم میں اسکو دیدینا تو اسوقت اسکی خاموشی اور رد نکار رقیقیت کا اقرار ہے اور چکاتے وقت غلام کی خاموشی رقیقیت کا اقرار نہیں ہے اور اگر فروخت کر دیا ولیکن سپرد نہیں کیا ہے اور غلام خاموش رہا تو اس میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ رقیقیت کا اقرار ہے اور متاخرین نے فرمایا کہ اقرار نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک باندی پر دعویٰ کیا کہ یہ میری باندی ہے اور باندی نے دعوے کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور دونوں کی اصل معلوم نہیں ہے اور کوئی دوسرے کے قبضہ میں بھی نہیں ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کے دعوے کی معاندت کی تو یہ باطل ہے اور اگر آگے پیچھے اقرار کیا تو جسے اخیر میں اقرار کیا وہ اول کا ملوک ہوگا بشرطیکہ اول دوبارہ اسکی تصدیق کرے پس اگر تصدیق کی تو مقرر اسکا غلام یعنی ملوک ہوگا اور اگر تصدیق یا تکذیب کچھ نہ ہو تو کوئی دوسرے کا ملوک ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھے آزاد کر دے تو یہ رقیقیت کا اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ اسے مجھے کل کے روز آزاد کیا ہے اسی طرح اگر کہا کہ آیا تو نے مجھے آزاد کر دیا ہے رقیقیت کا اقرار ہے یہ محیط میں ہے۔ امام محمد نے فرمایا کہ ایک شخص کا نسب معلوم نہیں ہوتا ہے اسکا ایک آزاد بیٹا ہے اس مجھول نسب نے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر اس مجھول نے زید کے ملوک ہونے کا اقرار کیا اور زید نے اسکی تصدیق کی اور آزاد شدہ نے انکار کیا تو مجھول کا اقرار اسکے حق میں صحیح ہے اور وہ زید کا غلام ہو جائیگا اور آزاد شدہ کے حق میں صحیح نہیں ہے کہ آزاد کرنا باطل ہوگا پھر اگر وہ غلام مر گیا اور مال چھوڑا تو اسکے آزاد کنندہ کے مولیٰ یعنی زید کو ملیگا بشرطیکہ اسکے عصات میں کوئی موجود نہ ہو اور اگر اسکا کوئی عصبہ ہو جیسے بیٹا بھائی وغیرہ تو یہ لوگ میراث کے حقدار ہیں مقررہ کو نہ لیں اور اگر اسکے فقط ایک بیٹی موجود ہو تو اسکو نصف دیکر باقی آزاد کنندہ کو بسبب ولایت کے پہونچگی۔ پھر اسکے اقرار کی وجہ سے زید یعنی مقررہ کی ہو جائیگی اور اگر وہ مرا نہیں بلکہ اسے کوئی ایسا جرم کیا جس میں سزا کوئی لازم ہو تو سزا کی جائے اور کوئی اسکا عاقلہ نہ ہوگا۔ یعنی مدکار برادری کا حق کسی پر جاری ہوگا اور مشائخ نے اختلاف کیا ہے آیا وہ اپنی قیمت کی سزا کرے یا مفتول کی دیت کی تو بعضوں نے کہا کہ اپنی قیمت کی اور بعضوں نے کہا کہ اسکی دیت کی اور صدق الشہید نے فرمایا کہ یہی اصح ہے اور اسی طرف نکاحی نے میل کیا ہے جیسا کہ جصاص نے اپنے نقل کیا ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ اور اگر ایسے غلام پر کسی نے جرم کیا تو ایسا ہی ہوگا جسے اور ملوکوں پر جرم کرنے کا حکم ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر مقررہ نے زید نے اس مقررہ مجھول کو آزاد کیا۔ پھر پلا آزاد شدہ مر گیا تو اسکا مال مقررہ کو ملیگا اسی طرح اگر مقررہ نے مجھول کا کوئی آزاد

بیٹا ہو تو بھی یہی حکم ہو کیونکہ جب تک باپ زندہ موجود ہو تو بیٹے کا اُسکے آزاد شدہ کے ترکہ میں کچھ حق نہیں ہو اور اگر بیٹے مقرر کر گیا اور ایک آزاد بیٹا چھوڑا پھر پہلا آزاد شدہ مر گیا اور کوئی عصبہ نہ چھوڑا تو اُسکی میراث غلام مقرر کے بیٹے کو بلیگی مقرر کے نہ بلیگی اسی طرح اگر سوائے بیٹے کے اُسکے عصبات موجود ہوں تو بھی مال اُسی کا ہو گا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہو قال المرحوم وحاصل السلسلہ مافقد لخصناہ فی انکاشیۃ فیکرکروا اللہ تعالیٰ اعلم

سترھواں باب۔ نسب و ام ولد ہونے و حقوق و کتابت اور مدبر کرنے کے اقرار کے بیان میں۔ اگر کسی نے دوسرے کی نسبت اپنے بیٹے ہونے کا اقرار کیا تو صحیح ہو بشرطیکہ مقرر ایسا ہو کہ ایسے لوگوں کے ایسا بیٹا ہو سکتا ہو اور مقرر دوسرے سے ثابت النسب نہ ہو اور جبکہ مقرر عبارت صحیح بول سکتا ہو تو مقرر کے اقرار کی تصدیق کرے۔ اور والد ہونے کا اقرار بھی صحیح ہو بشرطیکہ ایسے لوگوں کے مثل مقرر کے بیٹا پیدا ہو سکتا ہو اور مقرر دوسرے سے ثابت النسب نہ ہو اور عبارت صحیح سے مقرر مقرر کے اقرار کی تصدیق کرے۔ اور جو مرد ہونے کا اقرار بھی جبکہ وہ عورت اسکی تصدیق کرے اور دوسرا اسکا شوہر نہ ہو اور نہ اسکی عیت میں ہو اور نہ اس مقرر کی تخت میں اس عورت کی بہن یا اسکے سوائے چار عورتیں ہوں صحیح ہو اور یوں اقرار کرنا کہ یہ غلام میرا آزاد کردہ ہو یا یوں اقرار کرنا کہ یہ میرا آزاد کنندہ ہو صحیح ہو بشرطیکہ مقرر تصدیق کرے اور پہلی صورت میں آزاد شدہ کی اور دوسری صورت میں مقرر کی آزادی دوسرے سے ثابت نہ ہو۔ اور ان لوگوں کے سوائے اقرار صحیح نہیں ہو مثلاً بھائی یا چچا یا ماموں وغیرہ کا اقرار نہیں صحیح ہو اور واضح ہو کہ یہاں صحت اقرار و عدم صحت اقرار کی تفسیر یہ ہو کہ اقرار صحیح کے یہ معنی ہیں کہ اقرار سے جو حقوق مقرر اور مقرر کو اور ان دونوں کے سوائے دوسرے کو لازم آتے ہیں ان حقوق میں یہ اقرار معتبر ہو پس جن لوگوں کی نسبت ہم نے صحت اقرار کا حکم کیا ہو انہیں سے مثلاً اگر کسی کے واسطے بیٹے ہونے کا اقرار کیا اور وہ اقرار اپنے شرائط کے ساتھ صحیح قرار پایا تو یہ بیٹا مقرر اس مقرر کے باقی وارثوں کے ساتھ میراث لے گا اگرچہ باقی وارث اُسکے نسب سے منکر ہوں اور یہی مقرر کے باپ سے یعنی مقرر کے واد کی میراث میں بھی شریک ہو گا اگرچہ واد نے اُسکے نسب سے انکار کیا ہو اور جن لوگوں کے واسطے ہم نے اقرار صحیح نہ ہونے کا حکم کیا ہو اُسکے یہ معنی ہیں کہ مقرر مقرر کے سوائے غیر ان کو جو حقوق اس اقرار سے لازم آتے ہیں اُنکے واسطے یہ اقرار معتبر نہیں ہو اگرچہ ذاتی اُسکے حقوق کے واسطے یہ اقرار معتبر ہو چنانچہ مثلاً کسی نے دوسرے کی نسبت اپنے بھائی ہونے کا اقرار کیا اور مقرر کا اور اس مقرر کے دوسرے وارث موجود ہیں جو اس شخص مقرر کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہیں تو یہ بھائی دوسرے وارثوں کے ساتھ مقرر کا وارث نہ ہو گا اور یہی مقرر کے باپ کا وارث نہ ہو گا جبکہ وہ اُسکے نسب سے منکر ہو ولیکن مقرر کی زندگی میں اُسبہ نفقہ کا استحقاق رکھتا ہو کیونکہ حق مقرر کی ذات کو لازم ہو۔ اور عورت کا اقرار ان تین کے ساتھ یعنی دلدار شوہر اور مولیٰ کا صحیح ہی بیٹا ہونے کا صحیح نہیں ہو اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ بیٹا ہونے کا اقرار صحیح نہ ہوتا ایسی صورت پر معمول ہو کہ جب اسکا شوہر مردوت ہو اور اگر شوہر مردوت نہ ہو تو عورت کا اقرار صحیح ہونا چاہیے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص اپنی صحت میں ایک غلام کا مالک تھا اور اپنے مرض میں یوں اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہو اور ایسا شخص ایسے شخص سے پیدا ہو سکتا ہو اور اُس غلام کا کوئی نسب نہ ہوتا نہیں ہو تو وہ اسکا بیٹا قرار پایا اور آزاد اور وارث ہو گا اور کچھ سعایت نہ کرے گا اگرچہ مقرر کا اُسکے سوائے کچھ مال نہ ہو اور یہی اس غلام کی قیمت سمیت قرض محیط ہو۔ اسی طرح اگر اس غلام کے ساتھ اُسکی ماں کا مالک ہو اور حالت صحت میں مالک ہو اور اُسکی ماں بھی سعایت نہ کرے گی۔ اور اگر غلام کا حالت مرض میں مالک ہو اور اُسکی ذات کے واسطے اقرار کیا تو بھی اُسکا

نسب مقررے ثابت ہوگا اور اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ فیخرہ میں ہو پھر اگر مریض کا کوئی دوسرا مال سوا اسے اس غلام کے نوک
جسکی نہائی یہ غلام ہوتا ہو تو اس غلام پر سعایت واجب ہوگی اور مقدار سعایت میں باختلاف ہو امام اعظم رحمہ کے نزدیک
دو تہائی قیمت کے واسطے شقت کر کے ادا کرے اور صاحبین کے نزدیک تمام قیمت کے واسطے سوا اسے اسقدر حصہ میراث
کے جو خصوص اسکو حاصل ہووے سہی کرے اور جب قدر حصہ میراث خصوص اسکا تھا وہ اس سے کم کر دیا جائیگا اور اگر مریض
کا سوا اسے غلام کے اسقدر مال ہو کہ جسکی نہائی یہ غلام ہو تا ہو تو صاحبین رحمہ کے نزدیک اس مال سے غلام میراث پاؤں گا اور
اپنی قیمت کے واسطے سہی کر لیا مگر اسقدر کم کیا جائیگا جتنا اسکا حصہ میراث ہو اور امام اعظم رحمہ کے نزدیک وارث ہوگا اور اپنی کچھ
بھی قیمت کے واسطے سہی نہ کرے گا لیکن باندی مفر کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی اور اس پر سعایت نہوگی اگرچہ باندی کا بھی وارث
مرض میں مالک ہو اور یہ بالا جماع ہو یہ محیط میں ہو۔ ایک غلام صغیر کہ اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہو دو شخصوں میں
دو عمر و میں مشترک ہو کہ دونوں نے اسکو خرید یا پھر زید نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہو یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہو یا ہم دونوں
کا بیٹا ہو پس اگر ملا کر بیان کیا تو اسکا نسب مقررے ثابت ہو جائیگا خواہ شریک نے اسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر
جد کر کے یوں بیان کیا کہ یہ میرا بیٹا ہو پھر چپ رہا پھر کہا کہ اور تیرا بیٹا ہو تو یہ اقرار مقررے نافذ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تیرا بیٹا ہو
پھر چپ رہا پھر کہا کہ میرا بیٹا ہو پس اگر شریک نے لیغے عمر و نے اسکی تصدیق کی تو عمر و سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا
اور اگر عمر و نے تکذیب کی تو اس سے نسب ثابت نہوگا۔ اور مقررے لیغے زید سے امام اعظم رحمہ کے نزدیک ثابت نہوگا۔
اور صاحبین رحمہ کے نزدیک ثابت ہوگا۔ اور جس صورت میں زید نے جد کر کے کلام کو بیان کیا ہو اگر اس صورت میں
عمر و نے زید کے اقرار کے بعد یوں بیان کیا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہو یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہو یا ہم دونوں کا بیٹا ہو تو
عمر و سے اسکا نسب ثابت ہو جائیگا کیونکہ یہ کلام عمر و کا زید کے قول کی تصدیق اور اقرار ہو۔ اور اگر مقررے نے کہا لیغے
عمر و نے کہا کہ میرے سوا تیرا بیٹا ہو یا تیرا بیٹا ہو مگر خاموش رہا پھر کہا کہ میرا بیٹا ہو تو عمر و سے نسب ثابت نہوگا پس
امام اعظم رحمہ کے نزدیک دونوں میں سے کسی سے ثابت نہوگا یہ شرح زیادات عتائی میں ہے۔ اور اگر یہ غلام بالغ ہو یا
نابالغ ہو مگر اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس اگر زید و عمر و دونوں کے واسطے اپنے رفیق ہونے کا اقرار کرتا ہو تو یہ لڑکا اور
جو اپنی ذات سے تعبیر نہیں کر سکتا ہو دونوں برابر ہیں اور اگر اسے دونوں کے واسطے رقیق ہونے کا اقرار کیا تو صورت
مذکورہ میں اس کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اگر اس نے زید سے اقرار کیا تو زید کا بیٹا اور اگر عمر و سے اقرار کیا تو عمر و کا بیٹا ہو
بشرطیکہ عمر و اسکی تصدیق کرے کیونکہ عمر و مقررے قرار دیا گیا ہو خود مقرر نہیں ہو اور اگر دونوں کے نسب سے انکار کیا تو کسی سے
نسب ثابت نہوگا یہ محیط میں ہو۔ دو شخصوں کی مشترک باندی کے بچہ پیدا ہو اس ایک نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہو
یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہو یا ہم دونوں کا بیٹا ہو پس اگر شریک نے اسکی تصدیق کی تو مقررے اسکا نسب ثابت ہوگا اور نسب
ثابت ہونے کی وجہ سے باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور اسکی آدمی قیمت خواہ ننگہ دست ہو یا خوشحال ہو شریک کو
دیگا اور بچہ کی قیمت کا ضامن نہوگا اور نصف عقر شریک کی تصدیق کی وجہ سے نصف عقر کا بدنا ہو گیا اور اگر شریک نے
اسکی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہو مگر اسقدر فرق ہو کہ مقررے کو آدھا عقر شریک کو دینا پڑے گا اور شریک پر نصف عقر مقرر کے
واسطے واجب نہوگا یہ شرح زیادات عتائی میں ہے۔ زید و عمر و نے ایک غلام بازار سے خریدا اور وہ خالد کا غلام تھا
اس کے پاس پیدا ہوا تھا پھر زید نے عمر و سے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہو یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہو یا ہم دونوں کا بیٹا ہو

عمر و نہ اسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو وہ زید کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور غلام سے دریافت کیا جائیگا اگرچہ وہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پھر اگر عمر و زید کی تصدیق کر چکا ہو تو زید پر اسکی قیمت میں بچہ ضامن ہوگی اور اگر تکذیب کی ہو تو اسکا حکم مثل اسکے ہوگا کہ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک تھا ایک شخص نے اسے آزاد کر دیا۔ اور اگر عمر و نے یون کہا کہ یہ میرے سوا کسی تیرا بیٹا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک زید پر عمر و کے واسطے کچھ ضمان ہوگی لیکن یہ غلام آزاد شدہ اپنی قیمت میں عمر و کے واسطے سہی کر لیا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر زید خوشحال ہو تو ضمان دیکھا یہ محیط میں ہے۔ زید و عمر و نے ایک غلام خرید یا پھر زید نے اسکے نسب کا دعویٰ کیا پھر عمر و پر گواہی دی کہ اسنے میرے دعویٰ کرنے سے پہلے اسکو آزاد کر دیا ہو اور عمر و نے اسکی تصدیق کی تو زید سے بسبب عمر و کی تصدیق کرنے کے ضمان ساقط ہوگی یہ شرح زیادات عتابی میں ہے۔ ایک باندی دو شخصوں زید و عمر و میں مشترک ہو پس زید نے دعویٰ کیا کہ یہ میری ام ولد ہے اور اسکے شریک عمر و نے کہا کہ میں نے تیرے اس دعویٰ سے پہلے اسکو آزاد کیا ہے اور زید نے اسکی تکذیب کی تو باندی زید کی ام ولد قرار پائیگی اور زید عمر و کو نصف قیمت کی ضمان دیکھا یہ محیط میں ہے ایک باندی دو شخصوں زید و عمر و میں مشترک تھی وہ انکی ملک میں بچہ جنی پس ایک نے اسکے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا اور عمر و نے باندی کے نسب کا دعویٰ کیا اور دونوں نے معاً دعویٰ کیا یا دوسرے نے یون اقرار کیا کہ میں نے باندی کو آزاد کر دیا تھا تو بچہ کا نسب زید سے ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی کیونکہ بچہ کا دعویٰ نسب دعویٰ استیلا ہے پس وقت علق نطفہ سے مستند ہوگی اور باندی کی دعوت تحریر ہو پس وقت دعوت سے معتبر ہوگی پس دعوت استیلا سابق ہوئی لہذا اسی پر حکم ہوگا اور زید کو آدھی قیمت باندی کی عمر و کو دینی پڑے گی اگرچہ شریک عمر و کے زعم میں ضمان نہیں ہو کیونکہ اسنے زعم کیا ہو کہ یہ باندی میری بیٹی یا آزاد کردہ ہے اور آدھا عقرب بھی دیکھا کیونکہ اسنے وطنی کا اقرار کیا ہے۔

لیکن بچہ کی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ اسکا نطفہ اصلی آزادی کے ساتھ قرار پایا ہے یہ شرح زیادات عتابی میں ہے۔ زید کے پاس ایک باندی ہو اسنے ام ولد بنائی جسے بچہ پیدا ہوا پھر زید نے اقرار کیا کہ یہ باندی عمر و کی ہے اسنے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا اور باندی نے تصدیق کی تو باندی مع بچہ کے دونوں عمر و کی ملک ہوگی اور اگر بچہ نے بعد بالغ ہونے کے انکار کیا تو اسکے انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اسی طرح اگر باندی نے کچھ نہ کہا یہاں تک کہ مرگئی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر باندی نے تکذیب کی تو زید کے اقرار کی تصدیق نہ کی جائیگی لیکن زید کو باندی کی قیمت عمر و کو دینی ہوگی اور بچہ کی قیمت دینی پڑے گی اور نہ عقد دیکھا اور اگر باندی تصدیق یا تکذیب کرنے سے پہلے مرگئی تو زید کی تصدیق کیجا دیگی اور بچہ عمر و کا غلام ہوگا۔ اور اگر باندی نے انکار کیا اور ہنوز کچھ حکم نہ ہوا تھا کہ باندی مرگئی تو کچھ حکم نہ دیا جائیگا یہاں تک کہ غلام بالغ ہو اور بعد بلوغ کے غلام کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر باندی زندہ ہو اور بچہ اس لائق ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس باندی نے زید کی تصدیق کی اور غلام نے تکذیب کی یا اسکے برعکس واقع ہوا تو غلام آزاد اور باندی زید کی ام ولد ہوگی اور زید کو باندی کی قیمت عمر و کو دینی پڑے گی یہ محیط میں لکھا ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ زید کا ایک غلام ہے اور غلام کا ایک بیٹا ہے اور بیٹے کے دو بیٹے ہیں کہ ہر ایک علیحدہ بطن سے پیدا ہوا ہے اور ان سب میں سے ہر ایک ایسا ہے کہ اسکے مثل زید سے پیدا ہو سکتا ہے پھر مولیٰ نے اپنی صحت میں اقرار کیا کہ ایک انہیں سے میرا بیٹا ہے تو جب تک مولیٰ زندہ ہے اسکو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے کہ وہ کون ہو پس جب کو اسنے بیان کیا اسکا نسب زید سے ثابت اور اسکے مابعد کے سب آزاد ہوں گے۔ اور اگر بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو غلام اپنی تین چوتھائی قیمت کے واسطے سہی کر لیا اور اسکا بیٹا دو تہائی کے واسطے اور دونوں پوتے

باندی زید کی ہے
بچہ جنی پس ایک نے اسکے بچہ کے نسب کا دعویٰ کیا

اپنی چوتھائی قیمت کے واسطے ہر ایک سخی کر لیا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہر زید کا ایک غلام ہو اس غلام کے دو بیٹے مختلف ہیں
 ہیں اور بیٹے کا ایک ایک بیٹا ہو یہ سب پانچ آدمی ہیں اور ہر ایک انہیں سے ایسا ہو کہ زید کے ایسا بیٹا ہو سکتا ہو پھر زید نے اپنی
 صحت میں کہا کہ ایک انہیں سے میرا بیٹا ہو اور قبل بیان کے مرگیا تو اول سے پانچواں حصہ آزاد ہو گا اور چار پانچویں حصہ کے
 واسطے سخی کر لیا اور دونوں درمیانی میں سے ہر ایک کا چوتھائی آزاد ہو گا اور تین چوتھائی کے واسطے سخی کر لیا اور دونوں
 اخیروں میں سے ہر ایک کا دو تہائی آزاد ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر سب غلام اس صورت میں سات عدد ہوں اس طرح کہ
 دونوں اخیرین کے بھی ایک ایک لڑکا ہو پس مولیٰ نے کہا کہ انہیں سے ایک میرا بیٹا ہو اور قبل بیان کے مرگیا تو صاحبین رحمہ کے
 نزدیک اور یہی اصح قول امام اعظم رحمہ کا ہے کہ اول میں سے ساتواں حصہ آزاد ہو گا اور چھ ساتویں حصہ قیمت کے واسطے سخی کر لیا
 اور اس کے دونوں بیٹوں میں سے ہر ایک سے چھٹا حصہ آزاد ہو گا اور پانچ چھٹے حصہ کے واسطے سخی کر لیا اور دونوں پوتوں میں
 سے ہر ایک سے پانچواں حصہ آزاد اور چار پانچویں حصہ کے واسطے سخی کر لیا اور دونوں پوتوں میں سے ہر ایک سے پانچ
 آٹھواں حصہ آزاد اور تین آٹھویں حصے کے واسطے سخی کر لیا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ ایک غلام زید و عمر وین مشترک
 ہو زید نے عمر و سے کہا کہ ہم دونوں نے اسے آزاد کر دیا ہو یا میں نے اور تو نے اسکو آزاد کیا ہو یا تو نے اور میں نے اسے آزاد کیا ہو
 اور عمر و نے اس کے کل اقرار میں تصدیق کی تو دونوں کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور دونوں کا آزاد کردہ قرار پائیگا اور اگر عمر و نے
 اسکی تکذیب کی تو زید کے اقرار پر اسکی طرف سے آزاد ہو گا اور گویا ایک غلام دو شخصوں میں مشترک تھا ایک نے اسے آزاد کر دیا
 یہ حکم ہو گا پس امام اعظم رحمہ کے نزدیک عمر و کو تین طرح کا اختیار حاصل ہو گا اور صاحبین رحمہ کے نزدیک اگر زید خوشحال ہو تو اسپر
 ضمان نہیں ہوگی اور اگر تنگ دست ہو تو غلام سعادت کر لیا اور زید و عمر و کے حصہ کی ولایت موقوف رہیگی پس اگر عمر و نے دوبارہ زید
 کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو جعفر رضوان یا سعادت لی ہو سب واپس کر دیا اور دلا عمر و کے واسطے ثابت ہوگی یہ محیط میں
 ہے۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام کل کے روز آزاد کیا ہی حالانکہ وہ جھوٹا ہو تو قضا لینے حکم قاضی میں آزاد
 ہو گا دنیا بینہ و بین اللہ تعالیٰ آزاد نہوگا یعنی قاضی ظاہر پر آزادی کا حکم کر دیا مگر چونکہ واقع میں اسے آزاد نہیں کیا ہو لہذا خدا
 آزاد نہیں ہو گا فی الملبسوط مشرقاً۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے تجھے کل کے روز آزاد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو آزاد نہوگا اسی
 طرح اگر کہا کہ میں نے تجھے کل کے روز آزاد کر دیا ہی حالانکہ آج ہی خریدا ہو یا یوں کہا کہ میں نے تجھے تیرے خریدنے سے پہلے آزاد کیا
 ہو تو بھی یہی حکم ہو گا فی الحادی۔ قال المترجم اسکی مراد تعلیق نہیں ہو لینے یوں نہیں کہا تھا کہ جب میں تجھے خریدوں تو تو آزاد ہو
 ورنہ آزاد ہو جائیگا۔ اگر کہا کہ میں نے تجھے آزاد کیا اگر تو اس دار میں داخل ہو۔ تو جینک دار میں داخل نہو آزاد نہو گا اور اگر کہا
 کہ آزادی کے باب میں میں نے تیرا کام تیرے اختیار میں کل کے روز دید یا تھا پھر تو نے اپنے آپ کو آزاد کیا اور غلام نے کہا کہ
 بلکہ میں نے آزاد کر لیا ہو تو آزاد نہوگا یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے تجھے مال پر آزاد کیا ہو اور غلام نے کہا کہ بلا عرض
 آزاد کیا ہو تو غلام کا قول قبول ہو گا اور اگر کہا کہ میں نے تجھے مال پر کل آزاد کیا مگر تو نے قبول نہیں کیا اور غلام نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے
 قبول کیا کیا کہ تو نے مجھے مفت بغیر عرض آزاد کیا ہو تو زید کا قول قبول ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام آزاد کیا نہیں بلکہ
 یہ غلام دوسرا آزاد کیا ہو تو دونوں آزاد ہو جائیگے یہ محیط شرعی میں ہے۔ اگر مولیٰ نے کہا کہ میں نے تجھے رکاب کیا ہو اور مال کتابت کی مقدار
 لگی اور غلام نے کہا کہ پانچ سو دم پر تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک غلام کی تصدیق ہوئی چاہیے اور صاحبین رحمہ کے نزدیک تصدیق نہوگی یہ عادی
 میں ہے۔ اگر کہا کہ میں نے کل تجھے ہزار دم پر رکاب کیا تھا مگر تو نے کتابت قبول نہ کی اور غلام نے کہا کہ بلکہ میں نے قبول کر لی تھی تو اسی کا

قول قبول ہوگا اور اگر اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام ہزار درم پر مکاتب کیا جو نہیں بلکہ وہ مکاتب کیا ہو اور دونوں میں سے ہر ایک نے کتابت کا دعویٰ کیا تو جائز ہے یہ بمسوط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے غلام کو قبل اسکے خریدنے کے مکاتب کیا یا میں نے اسکو کل کے روزہ مکاتب کیا حالانکہ آج ہی خریدا ہو تو صحیح نہیں ہے اور اگر اقرار کیا کہ میں نے اسکو کل کے روزہ مکاتب کیا ہو اور انشاء اللہ تعالیٰ کہا ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ میں نے اپنی ذات کے واسطے خیال کا اشتناء کیا ہو اور مکاتب نے کہا کہ اُمین خیال ہی نہ تھا تو کتابت جائز ہو اور خیال میں ہونے کی تصدیق نہوگی اور ایسے ہی ان صورتوں میں بیع کا بھی حکم ہو۔

کذا فی الحادی۔ ایک باندی کو مدبر کیا پھر اقرار کیا کہ یہ دوسرے شخص کی مدبرہ تھی میں نے اُس سے غصب کیا ہو تو باندی کے حق میں اسکے اقرار کی تصدیق نہوگی اور خود اسکی قیمت کی ضمان دیکھا اور حکم قاضی میں باندی سے خدمت لینا اور وطی کرنا جائز رکھا جائے گا ولیکن دیانت کی راہ سے اسکو یہ فعل نہ کرنا چاہیے بشرطیکہ جیسا کہتا ہو ویسا ہی ہو اور اگر کسی اجنبی نے اس باندی کو قتل کیا تو اُس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مفرقہ نے قتل کیا تو قیاساً اُس پر قصاص ہو اور سختی سے نہیں ہے یہ محیط خنسی میں ہے۔ ایک باندی زید و عمر و بن مشترک ہو زید نے کہا کہ میں نے اور تو نے اسکو مدبر کر دیا ہو یا کہا تو نے اور میں نے اسکو مدبر کیا ہو یا ہم دونوں نے اسکو مدبر کیا ہو پس اگر عمر و نے اسکی تصدیق کی تو باندی دونوں کی مدبرہ ہوگی اور اگر عمر و نے تکذیب کی تو ایسا ہوگا کہ گویا ایک باندی دو شخصوں میں مشترک تھی اسکو ایک شخص نے مدبر کر دیا اور ایسی صورت میں امام عظیم رحمہ کے نزدیک شریک بلکہ باطل کا اختیار حاصل ہوتا ہو چاہے تو اپنا حصہ مدبر کر دے یا اپنا حصہ اپنے حال پر چھوڑ دے یا مدبر کرنے والے سے ضمان لے اگر وہ خوش حال ہو یا باندی سے سچی کر دے اگر مدبر کرنے والا تنگدست ہو یا اپنے حصہ کو آزاد کر دے۔ پھر اگر شریک نے مفر سے باندی کی قیمت کی ضمان لی تو آدمی باندی مفر کی مدبر ہوگی اور باقی آدمی موقوف ہوگی ایک روز مفر کی خدمت کرے گی اور ایک روز خالی ہوگی۔ پھر اگر مفر کے شریک نے تصدیق مفر کی طرف رجوع کیا تو وہ باندی دونوں کی مدبرہ ہو جائیگی اور شریک نے جو کچھ ضمان لی ہو وہ مفر کو واپس کر دے اور اگر شریک نے اُسکے قول کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا یا تنگ کہ دونوں میں سے ایک مر گیا اور سواے باندی کے اُسکا کچھ نہیں ہو پس اگر مفر مر گیا اور باندی نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو باندی وارثان مفر کے واسطے اپنی نصف قیمت کی دو تہائی کے واسطے سچی کرے گی۔ اور اگر باندی نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو بھی ظاہر الروایہ کے موافق اپنی دو تہائی قیمت کے واسطے سچی کرے گی۔ اور اگر منکر مر گیا پس اگر باندی نے مفر کے قول کی تصدیق کی تو اپنی تمام قیمت کے واسطے مفر کے لیے سچی کرے اور اگر باندی نے مفر کے اقرار کی تکذیب کی تو مفر کے واسطے اُسکے حصہ کی آدمی قیمت کے لیے سچی کرے گی اس سے زیادہ سچی نہ کرے گی۔ اور اگر دونوں مر گئے ایک بعد دوسرے کے مرے پس اگر مفر پہلے مر گیا اور باندی نے مفر کے اقرار کی تصدیق کی تو حکم مسئلہ کا قبل موت منکر کے یہ ہو کہ مفر کے نصف حصہ کی تہائی آزاد ہو اور باندی پر اس نصف کی دو تہائی کے واسطے سچی کرنی لازم ہوگی پھر اگر اس کے بعد منکر مر گیا تو باندی پر بقدر حصہ منکر کے مفر کے واسطے سچی کرنی واجب ہوگی اور یہ مال مفر کے ترکہ میں داخل ہوگا اور ترکہ میں زیادتی ہو جائیگی اور اُس کا ثلث یعنی تہائی بھی زیادتی ہوگی پس اسکی تہائی باندی کو دی جائیگی اور تمام کی دو تہائی کے واسطے وہ سچی کرے گی۔ اور اگر باندی نے مفر کے اقرار کی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے کہ اپنی دو تہائی کے واسطے سچی کرے اور اگر پہلے منکر مر گیا پھر مفر اور باندی نے مفر کے اقرار کی تصدیق کی ہو تو ہمارے مناسخ نے ذکر کیا کہ باندی پر اپنی تمام قیمت کے واسطے سچی کرنی واجب ہوگی اور اگر باندی نے مفر کے اقرار کی تکذیب کی تو ہم کہتے ہیں کہ امام محمد رحمہ نے اس مسئلہ کو قبل موت مفر کے ذکر کیا کہ باندی پر فقط مفر کے حصہ کے واسطے سچی کرنی واجب ہوگی اور بعد موت مفر کے اس مسئلہ کا حکم بیان نہیں فرمایا اور مناسخ نے ذکر کیا کہ اُس پر کل قیمت کے واسطے سچی واجب ہوگی کیونکہ قبل موت مفر کے اُس پر کل قیمت کی سعادت واجب تھی پس مفر

مرنے سے اسکا حکم نہ بدلیگا یہ سب امام اعظم رحمہ کے مذہب کا بیان ہوا ہے۔ ولیکن صاحبین رحمہ کے مذہب کا یہ بیان ہے کہ مقر کے اقرار سے تمام باندی مدبر ہو جائیگی۔ پھر اسکے بعد اگر شریک نے مقر کی تصدیق کی تو دونوں میں مدبر قرار پادگی اور مقر ضامن ہوگا اور اگر تکذیب کی تو مقر باندی کی نصف قیمت کی ضمان شریک کو دیگا خواہ خوش حال ہو یا تنگ دست ہو اور آدھی باندی مقر کی مدبرہ ہوگی اور آدھی موقوف رہیگی یہاں تک کہ اسکا شریک مقر کے قول کی طرف رجوع کرے اور اسکی تصدیق کرے پھر اگر تصدیق کی تو دونوں میں مدبرہ قرار پادگی اور شریک نے جو کچھ ضمان لی ہو وہ واپس کرے اور اگر شریک نے مقر کے قول کی تصدیق کی طرف رجوع نکلیا یہاں تک کہ مقر گویا تو وارثان مقر کے واسطے باندی آدھی کی دو تہائی قیمت کے لیے سہی کر لی فی الحال اس پر اسکے سوا کچھ واجب نہیں ہو خواہ باندی نے مقر کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو پھر اسکے بعد باقی مسئلہ کا حکم صاحبین رحمہ کے نزدیک بھی ویسا ہی ہے جیسا ہم نے امام اعظم رحمہ کے مذہب میں بیان کیا ہے یہ محیط میں ہے۔ اٹھارہ سو ان باب۔ خرید و فروخت میں اقرار اور بیع میں عیب کے اقرار کے بیان میں۔ اگر زید نے کہا کہ میں نے اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ کل کے روز فروخت کیا تھا مگر تو نے قبول نہیں کیا اور مشتری عمرو نے کہا کہ میں نے قبول کیا تھا تو اسی کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر مشتری نے کہا کہ میں نے تجھ سے یہ غلام خریدا مگر تو نے قبول نہیں کیا اور بائع نے کہا کہ میں نے قبول کیا ہے تو بائع کا قول قبول ہوگا کیونکہ دونوں کے فعل سے بیع ٹھیک ہوگی یہ محیط نحسی میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنا یہ غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا اور اس سے دام لے لیے مگر تعداد بیان نہیں کی تو جائز ہے اور اگر بیان کی اور قبضہ کرنے کا اقرار کیا تو بھی جائز ہے اور اگر تعداد بیان کی اور کہا کہ میں نے دام نہیں پائے ہیں اور مشتری نے کہا کہ قبضہ کر چکا ہے تو قسم سے قول بائع کا مقبول ہوگا اور مشتری کو گواہ لانا چاہیے یہ یہ مسوط میں ہے۔ اقرار کیا کہ میں نے ایک دار زید کے ہاتھ فروخت کیا اور اس دار کو نہ بتلایا پھر انکار کیا تو اقرار باطل ہے اسی طرح اگر بیع کو بیان کیا لیکن ثمن کی مقدار وغیرہ نہ بیان کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حدود و ارز کر کیے اور ثمن کا نام لیا تو بیع لازم ہو جائیگی اگرچہ بائع اس سے انکار کرے اور گواہ حدود کو نہ بچا سکتے ہوں بعد ازینکہ گواہ معرفت حدود قائم ہوں یہ محیط نحسی میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے زید کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور غلام کو نہ بتلایا پھر انکار کیا تو اقرار باطل ہے اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنا غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا جزا اینکه گواہوں نے اسکو بعینہ نہیں بچا تو بھی یہی حکم ہے یہ مسوط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اپنا غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا۔ اور ثمن کا نام نہ لیا اور مشتری نے کہا کہ میں نے اسکو تجھ سے پانچ سو درم کو خریدا ہے پس زید نے انکار کیا کہ میں نے کسی چیز کے عوض نہیں بچا ہے تو زید سے عمرو کے دعویٰ پر قسم لیا و گئی اور صرف پہلے اقرار سے اس پر بیع لازم نہ ہوگی اسی طرح اگر مشتری نے ابتداء ایسا اقرار کیا پھر یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام عمرو کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور عمرو نے کہا کہ میں نے تجھ سے کسی قدر کو نہیں خریدا ہے پھر کہا کہ مان میں نے تجھ سے وہ غلام ہزار درم میں خریدا ہے اور زید نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو نہیں بچا ہے تو مشتری کا قول مقبول ہوگا اور اسکو بعض ثمن کے لینے کا اختیار ہے اور اگر ایسا ہو کہ جس وقت مشتری نے خرید سے انکار کیا اس وقت بائع نے کہا کہ تو سچا ہے تو نے اسکو نہیں خریدا ہے پھر اسکے بعد مشتری نے کہا کہ میں نے اسکو خریدا ہے تو بائع کے ذمہ بیع لازم نہ آوے گی اور مشتری سے اس امر کے گواہ قبول نہ ہونگے ولیکن اگر بائع پھر مشتری کی تصدیق کرے تو دونوں کا باہمی

تو زید سے عمرو کے دعویٰ پر قسم لیا و گئی اور صرف پہلے اقرار سے اس پر بیع لازم نہ ہوگی اسی طرح اگر مشتری نے ابتداء ایسا اقرار کیا پھر یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام عمرو کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور عمرو نے کہا کہ میں نے تجھ سے کسی قدر کو نہیں خریدا ہے پھر کہا کہ مان میں نے تجھ سے وہ غلام ہزار درم میں خریدا ہے اور زید نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو نہیں بچا ہے تو مشتری کا قول مقبول ہوگا اور اسکو بعض ثمن کے لینے کا اختیار ہے اور اگر ایسا ہو کہ جس وقت مشتری نے خرید سے انکار کیا اس وقت بائع نے کہا کہ تو سچا ہے تو نے اسکو نہیں خریدا ہے پھر اسکے بعد مشتری نے کہا کہ میں نے اسکو خریدا ہے تو بائع کے ذمہ بیع لازم نہ آوے گی اور مشتری سے اس امر کے گواہ قبول نہ ہونگے ولیکن اگر بائع پھر مشتری کی تصدیق کرے تو دونوں کا باہمی

تصدیق کرنا بمنزلہ بیع جدید کے ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ زید نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام عمرو کے ماتھے فروخت کیا ہے
 نہیں بلکہ خالد کے ماتھے فروخت کیا ہے تو یہ باطل ہے اور دونوں میں سے ہر ایک اُس سے قسم لے سکتا ہے بشرطیکہ میں
 مسیئ کے عوض خریدنے کا دعویٰ کرے یہ محیط خسی میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام جو میرے پاس ہے عمرو کا ہے میں نے
 تجھے ہزار درم کو خریدایا اور تجھ کو دام دیدے ہیں پھر بعد اسکے کہا کہ میں نے یہ غلام خالد سے پانچ سو درم کو خریدایا اور دام
 دیدے ہیں پھر اگر اس سب پر گواہ قائم کیے تو جائز ہے اور اُس پر پہلے لینے عمرو اور دوسرے خالد دونوں کا ثمن واجب ہوگا
 اور بہ حاکم اس وقت ہو کہ اُسے فقط دونوں بیع پر گواہ قائم کیے ہوں اور اگر دونوں کو دام دیدے ہیں پھر بھی گواہ قائم کیے تو کسی
 کا اُس پر واجب نہ ہوگا۔ اور اگر اس امر پر وہ گواہ نہ لایا تو غلام عمرو کو ملیگا اگر اُس نے بیع سے انکار کیا اور اگر دوسرے
 نے یعنی خالد نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکو پانچ سو درم دام لینے اور اگر بیع سے انکار کیا تو زید کو غلام کی قیمت خالد کو دینی
 پڑے گی یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر بیع اول پر گواہ قائم کیے دوسری بیع پر قائم نہ کیے مگر دوسرے نے بیع کی تصدیق کی
 تو اسکا حکم مثل اس صورت کے ہو کہ دونوں بیع گواہوں سے ثابت ہوئی ہوں یہ محیط میں ہے۔ اور اگر بائع نے اقرار کیا
 کہ میں نے ہزار درم کو اس کے ماتھے فروخت کیا ہے اور مشتری نے کہا کہ میں نے پانچ سو درم کو خریدایا ہو حالانکہ آدھا غلام
 مشتری کی ملک سے خارج ہو چکا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک مشتری کا قول مقبول ہوگا خواہ بائع باقی غلام واپس
 لینے پر راضی ہو یا راضی نہ ہو۔ اور امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ثمن کے باب میں قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا
 ولیکن اگر بائع اس امر پر راضی ہو کہ باقی غلام مشتری سے لے لے اور جب قدر اُسکی ملک اسے نکلیگا اُسکے حصہ کے واسطے
 دانستہ ہو قبول مشتری تو ایسی صورت میں دونوں باہم قسم کھا دیں گے اور امام محمد رحمہ کے نزدیک دونوں باہم قسم کھا دیں گے
 اور غلام کی قیمت پر باہم واپسی کر لینے ولیکن اگر بائع راضی ہو جاوے کہ باقی غلام واپس کرے اور جب قدر مشتری نے
 اپنی ملک سے خارج کیا ہے اُسکی قیمت لے لے تو ہو سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ متقی میں ہے کہ ایک شخص نے ایک باندی
 خریدی اور اُس پر قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ باندی اس مدعی کی ہے اور بائع نے اُسکی تصدیق کی پس مشتری نے
 بائع سے دام واپس لینے چاہے اور بائع نے کہا کہ مدعی کی اس وجہ سے ہوئی کہ تو نے اُسکو پہہ کر دی تو اُس کا قول قبول
 ہوگا یہ محیط خسی میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور اُس پر قبضہ کر لیا
 پھر بائع نے آکر بوجہ بیع فاسد ہونے کے اُسکو واپس کر لینا چاہا پس مشتری نے کہا کہ میں نے خالد کو پہہ کر کے قبضہ کر دیا
 اور خالد نے پھر میرے پاس ودیعت رکھی ہے اور بائع نے انکار کیا تو مشتری کا قول قبول نہ ہوگا اور بائع اُس سے باندی کو واپس لے سکتا ہے
 پھر اگر مشتری نے اپنے دعویٰ پر گواہ قائم کیے تو قبول نہ ہو گے۔ اور اگر قاضی کو جو مشتری نے دعویٰ کیا ہو معلوم ہو یا بائع نے
 اُسکی تصدیق کی یا مشتری نے بائع کے اقرار کے گواہ پیش کیے یا مشتری نے بائع سے اس امر پر قسم لی اور اُسے انکار کیا تو
 مشتری سے خصومت دفع ہو جائیگی اور اُسکی قیمت بائع کو ڈال دی جائیگی۔ اور اگر اس امر پر جو مننے و کر گیا گواہ قائم نہ ہوے اور
 بائع نے باندی واپس لی پھر خالد آیا اور اُسے مشتری کے دعویٰ سے انکار کیا تو باندی بائع کے سپرد کی جائیگی اور اگر مشتری
 کی تصدیق کی تو بائع سے باندی واپس لیگا اور مشتری کو اُسکی قیمت ڈال دی جائیگی۔ اور اگر مشتری نے کہا کہ میں نے یہ
 باندی خالد کو پہہ کر دی اور قبضہ دیدیا پھر اُسے میرے پاس ودیعت رکھی پھر اُسکو آزاد کیا یا بد کر کیا یا ام ولد بنایا ہے اور
 بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع کو باندی لینے کی کوئی راہ نہیں ہے اُسکی قیمت لے لیگا اور اُسکی ولادہ موقوف رہے گی

قوله قبول مشتری
 یعنی مشتری کا حجت
 امام بیان کرتا ہے
 اسی کے قول
 حاکم اور امام
 یعنی دام
 واپس نہیں
 لے سکتا ہے اگر بیع
 یعنی بائع غلط ہوگا
 خالد اس کو قبول
 دی ہے

اور مدبرہ موقوفہ یا ام ولد موقوفہ ہمسگی کہ موہوب لہ کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی پھر اگر خالد نے اگر ان سب باتوں میں مشتری کی تصدیق کی تو باندی کو لے لیا اور اسکی مدبرہ یا ام ولد ہوگی جیسا مشتری نے بیان کیا ہے۔ اور اگر خالد نے حاضر ہو کر وہبہ کرنے کا دعویٰ کیا ولیکن آزاد کر دینے وغیرہ سے انکار کیا تو وہ باندی ہسگی اور خالد اسکو مشتری سے لے سکتا ہے۔ اور اگر مشتری نے کہا کہ موہوب لہ نے یعنی خالد نے اسکو مکاتب کر دیا ہے اور بائع نے اسکی تکذیب کی تو بائع اسکو لے سکتا ہے اسی کے پاس ہسگی یہاں تک کہ خالد حاضر ہو اور اگر کُسنے حاضر ہو کر مشتری کی ان باتوں میں تکذیب کی تو باندی بائع کے سپرد کیجاوگی ولیکن اگر باندی نے خود گواہ قائم کیے کہ اُسے فروخت کر دیا تھا اور مشتری نے اُس باندی کو مکاتب کیا ہے تو اُسکے مکاتب ہونے کی ڈگری کیجاوگی اور اگر خالد نے مشتری کے ہمہ کرنے میں تصدیق کی اور مکاتب کرنے میں تکذیب کی تو اسکو لے لیا اور وہ خالد کی باندی ہسگی اور اگر ان سب باتوں میں مشتری کی تصدیق کی تو بائع سے واپس لیا اور جیسا مشتری نے بیان کیا ہے دیسا ہی ہوگا اور مشتری اسکی قیمت ڈانڈ دیگا۔ اور اگر یوں ہو کہ جب وہ باندی بائع کو ملی تو اُسے اسکو فروخت یا مدبرہ کیا یا آزاد کر دیا تو یہ سب باطل ہو جائینگے بشرطیکہ خالد نے اگر مشتری کے قول کی بیع وہبہ میں تصدیق کی ہو اور اگر اگر تکذیب کی تو یہ سب باتیں نافذ ہو جائیگی یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ وکیل بیع نے اگر بیع کا اقرار کیا تو حق موکل میں اسکا اقرار صحیح ہوگا خواہ ثمن موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو۔ اور اگر موکل نے اقرار کیا کہ وکیل نے زید کے ہاتھ اسکو ہزار درم میں فروخت کیا ہے اور زید نے اسکی تصدیق کی اور وکیل نے تکذیب کی تو غلام زید کو ہزار درم میں ملیگا اور اس بیع کا عمدہ موکل پر رہا وکیل پر نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کو ایک غلام دیا اور حکم کیا کہ اسکو فروخت کر دے پھر زید مر گیا پھر وکیل نے اقرار کیا کہ میں نے اسکو ہزار درم میں فروخت کر کے قبضہ دیدیا ہے اور دام لے لیے ہیں پس اگر غلام موجود ہو تو وکیل کی تصدیق نموگی اور اگر تلف ہو گیا ہو تو تصدیق کیجاوگی یہ مبسوط میں ہے۔ زید کا ایک غلام ہے اسکو عمرو نے خالد کے ہاتھ فروخت کیا اور خالد نے اسکو تلف کر دیا اور زید نے عمرو سے کہا کہ میں نے تجھے غلام فروخت کرنے کا حکم کیا تھا دام مجھے ملنے چاہیے ہیں اور عمرو نے کہا کہ تو نے حکم نہیں کیا تھا تجھے قیمت ملیگی دام میرے ہیں تو زید کا قول مقبول ہوگا اسی طرح اگر غلام موجود ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط شرحی میں ہے اور اگر مالک غلام نے بائع کو بیع کا حکم نہیں دیا تھا ولیکن اُسے بیع کی اجازت دیدی یعنی بعد بیع کے اُسے کہا کہ میں نے اس بیع کی اجازت دی پس اگر غلام بیعینہ قائم ہو تو جائز ہے اور اگر تلف کر دیا ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر اُس غلام کا ہاتھ کاٹا گیا پھر اُسے بیع کی اجازت دی تو ایش مشتری کو ملیگا اور اگر اُسے بیع کی اجازت نہ دی تو توارش مالک غلام کو ملیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مالک غلام نے اقرار کیا کہ میں نے وقوع بیع کے ایک روز بعد اجازت دیدی اور مشتری نے انکار کیا تو مالک غلام کا قول مقبول ہوگا اور اسے قسم نہ آوگی اور اگر غلام مر گیا ہو تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول مقبول ہوگا یہ محیط شرحی میں ہے۔ زید نے عمرو کو اپنی ایک باندی فروخت کرنے کا وکیل کیا اور باندی وکیل کو دیدی پھر زید آیا اور وکیل سے باندی واپس کر لینی چاہی اور عمرو نے کہا کہ میں نے خالد کے ہاتھ وہ باندی ہزار درم کو فروخت کر دی ہے اور اُسے قبضہ کر لیا ہے اور میں نے دام وصول کر لیے ہیں اور وہ یہ ہیں پھر اُسے میرے پاس ودیعت رکھی ہے اور موکل نے اسکی تکذیب کی تو وکیل کا قول مقبول نہ ہوگا اور موکل کو واپس ملیگی اور وکیل کے دعوے کے گواہ مقبول نہ ہونگے پھر اگر خالد نے اگر قول وکیل سے انکار کیا تو باندی موکل کو سپرد ہسگی اور اگر اُسے وکیل کے قول کی تصدیق کی تو باندی کو موکل سے لے لیا اور موکل وکیل سے دام لے لیا بشرطیکہ اُسکے پاس قائم ہوں اور اگر تلف ہو گئے ہوں تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر وکیل نے دام ہانے کا اقرار

کیا ہو تو اسی کا قول قبول ہوگا اور خالد دام دیکر باندی لے لیگا۔ اسی طرح اگر کوئی باندی کا فروختی لوگ قید کر کے لیکے اور نکلے ملک میں جا کر
 کسی مسلمان نے وہ باندی خریدی اور ہزار درم دام دیکر اسکو دارالاسلام میں لایا پھر قدیم مالک اسکا ۱۲ یا ۱۰ تا ۱۲ شتری سے دام دیکر باندی
 لے لیوے اسنے کہا کہ میں نے خالد کو میری دردی اور اسنے قبضہ کر لیا پھر میرے پاس دو بیت چھوڑ کر غائب ہو گیا پھر تو شتری کا قول
 نامقبول ہوگا اور قدیمی مالک کے نام ذکر ہی ہو جائیگی اور اسکی دعویٰ کے گواہ مقبول نہوں گے پھر اگر خالد نے حاضر ہو کر شتری
 کے قول کی تکذیب کی تو باندی مالک قدیم کو سپرد ہوگی اور وہ دام دیدیگا اور اگر خالد نے موافق اقرار شتری کے دعویٰ کیا تو باندی
 مالک قدیم سے لے لیجاوے گی اور خالد کو ملے گی پھر مالک قدیم خالد سے بقیمت لے لیگا اور شتری اسکا من مالک قدیم کو واپس کر دے
 اسی طرح اگر کسی شخص کو کوئی چیز میرہ کر دی اور اسنے سپرد کر دی پھر رجوع کرنا چاہا اور موہوب لے لے کہا کہ میں نے وہ چیز خالد کو سبب کی
 اور اسنے سپرد کر دی پھر اسنے میرے پاس دو بیت رکھی پھر تو حکم دیا جائیگا کہ واہب کے سپرد کر دے پھر اگر خالد نے اگر موہوب لے لے
 اپنے واہب کی تکذیب کی تو وہ چیز میرہ کرنے والے کے پاس واپس ہو چکی ہو ویسے ہی ہونگی اور اگر تصدیق کی تو واہب کو حکم
 دیا جائیگا کہ خالد کے حوالہ کرے اسی طرح اگر کسی ایسے سبب کو درمیان میں ڈال جائے باعث سے واپس کرنا ممنوع ہو جائے
 جیسے کہا کہ میں نے عرض دیدیا ہو تو بھی تصدیق نہوں گی اور واہب کو رجوع کر لینے کا اختیار یہ تحریر میں ہے۔ اگر خریدنے
 عمر کو ایک معین غلام خریدنے کا حکم دیا اسنے اقرار کیا کہ میں نے ہزار درم کو خرید لیا ہو اور بائع نے بھی یہی دعویٰ کیا مگر موکل نے یہ لے
 زید نے مثلاً انکار کیا تو وکیل کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کسی غیر معین غلام کے خریدنے کے واسطے جبکی جنس و صفت دشمن بیان کر دیا تھا
 وکیل کیا پھر وکیل نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام انھیں دامون کو جو لوٹنے کے تھے خرید لیا ہو اور موکل نے انکار کیا تو امام اعظم فرماتے ہیں
 تھے کہ اگر موکل نے وکیل کو دام دیدیے ہوں تو وکیل کے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر نہیں دیے ہوں تو تصدیق نہوں گی اور صاحبین
 نے فرمایا کہ اگر غلام بعینہ قائم ہو اور ایسا غلام اتنے دامون کو خریداجاتا ہو تو وکیل کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر موکل مر گیا پھر اس
 وکیل نے اس غلام کو خریدنے کا اقرار کیا پس اگر غلام بعینہ وکیل کے پاس یا بائع کے پاس قائم ہو یا موکل نے وکیل کو دام
 دے دیے ہوں تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک وکیل کے قول کی موکل کے حق میں تصدیق نہوں گی اور بیع وکیل کے ذمہ لازم ہوگی اور دارالکون
 سے اسنے علم پر قسم لیجاوے گی اور اگر بائع نے دام تلف کر دیے ہوں تو وکیل کا قول قبول ہوگا اور بیعت کو بیع لازم ہوگی یہ مادی میں ہے
 امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ زید نے عمر کو حکم کیا کہ میرے واسطے خالد کی باندی خریدے اور ہزار درم دام بتلائے پھر عمر وٹنے قبول کیا اور
 اسکو خریدنا خواہ قبضہ کیا یا نہ کیا مگر زید سے کہا کہ میں نے وہ باندی ایک ہزار پانچ سو درم کو خریدی اور میری مخالفت کی اسنے ۱۰
 باندی میری رہی اور زید نے کہا کہ تو نے ہزار درم کو خریدی ہو اور باندی میری رہی اور خالد نے موکل کی تصدیق کی تو بائع اصرار
 موکل کا قول قبول ہوگا اگر بائع نے دام نہیں پائے ہیں پس موکل اسکو ہزار درم دیکر باندی لے لیگا۔ پھر اگر شتری نے بائع سے
 قسم طلب کی تو اسکو یہ اختیار نہیں ہوگا اور اگر موکل سے قسم لینی چاہی تو اختیار ہو پس اگر اسنے قسم کھائی تو باندی لے لے اور بائع کو دام
 دیدے اور عہدہ بائع اور اسنے درمیان رہیگا مانوس یعنی وکیل سے کچھ کام نہیں ہوگا۔ اور اگر موکل نے قسم سے انکار کیا تو باندی
 شتری کی ہوگی اور شتری بائع کو ہزار درم دیدیگا اور باندی لے لیگا پھر اگر بائع نے شتری کے قول کی تصدیق کی طرف رجوع کیا
 تو زیادہ پانچ سو درم لے لیگا۔ اور کتاب میں مذکور نہیں ہوگا کہ اگر بائع نے یہ جانا کہ موکل سے ہزار درم کا مطالبہ کرے تو کہتا ہے
 یا نہیں تو جھٹھلے کر فی رحمہ سے اور قاضی ابوالیثم نے قضاۃ ملت سے نقل کیا کہ اسکو اختیار ہے شتری سے مطالبہ کرے
 یا بائع سے مطالبہ کرے اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر وکیل نے کہا کہ میں نے باندی سودنا کو

خرید و فروخت میں
 عینہ بیان
 فرمایا

خریدی اور تیری مخالفت کی اور باقی مسئلہ بحال رہا تو اس کا حکم اور پہلی صورت کا حکم یکساں ہو لیکن صرف ایک شے میں اور وہ یہ ہے کہ پہلی صورت میں جب موکل نے باندی لیلی اور ہزار درم بائع کو دیدیے پھر مشتری نے اُس سے قسم لیا اور اسے نکار کیا تو وکیل باندی کو وکیل سے مفت بدون دامون کے لے لیا اور یہ قیاس ہو اور سچسنا بلو حوض ان دامون کے جو اُس نے اور اسے کہہ میں یعنی ہزار درم کے عوض لیا اور موکل کو اختیار ہو گا کہ مشتری کو دینے سے روک لے جب تک اپنے دام وصول نہ کر لے نہ دیوے اور اس دوسری صورت میں قیاساً سچسنا دونوں طرح مفت بلا قیمت لے لیا یہ اس وقت ہو کہ اُسے خریدنے کا اقرار کیا ہو اور اگر خریدہ اصطلاحاً نکار کیا اور موکل نے کہا کہ تو نے ہزار درم کو خریدی اور بائع نے اُسکی تصدیق کی تو بائع کا قول قبول ہو گا اور عہدہ بیع موکل پر بیگا اور اگر بائع نے کہا کہ میں مشتری سے قسم لوں گا کہ واللہ میں نے موکل کے واسطے نہیں خریدی ہو تو اُسکو اختیار ہو پس اگر اُسے قسم کھائی تو پھر کچھ نہیں ہو اور اگر نکار کیا تو عہدہ بیع کے امور کا اسی پر ہو گا پس میں اور اگر لگا اور موکل سے واپس لے لیا اور ادا کرنے سے پہلے موکل سے لے لیا اور اگر خریدہ بھار کے وقت اُسے اقرار کیا کہ یہ کچھ موکل کی طرف نہیں ہو تو اس مسئلہ میں بائع کا مشتری کو قسم دلانا مذکور ہو اور دونوں مسئلوں یعنی خلاف بالکثرۃ اور خلاف بتناثر الخس میں اختلاف مذکور نہیں ہو بعض شائع نے فرمایا کہ ان صورتوں میں قسم نہیں لے سکتا ہو اور بعض نے فرمایا کہ ران بھی قسم لے سکتا ہے جبکہ موکل قسم کھائے کہ واللہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اُسے ڈیڑھ ہزار درم یا سو دینار کو خریدی ہو قال المترجم مسئلہ خلاف بالکثرۃ سے یہ مراد ہو کہ وکیل نے موکل کے خلاف اسطور سے کیا کہ اُسکے حکم سے زیادہ دام دیے بیٹھے مثلاً اُسے ہزار کو کہا تھا اسے ڈیڑھ ہزار کو خریدی اور مسئلہ خلاف بتناثر الخس سے یہ مراد ہو کہ جس شے میں خلاف کیا اُسے ہزار درم کے اسے سو دینار کو خریدی یا فاقم اور اگر بائع نے ان صورتوں میں ہزار درم شے پر قبضہ کر لیا پھر کہا کہ میں ہزار درم یا سو دینار تھے تو اُسکے کہنے پر التفات نہ ہو گا اُسکا قول تو باطل ہو ا - باقی رہا موکل اور وکیل میں اختلاف یعنی وکیل کہتا ہے میں نے اپنے واسطے خریدی ہو اور موکل کہتا ہے میرے واسطے خریدی ہو تو قسم سے وکیل کا قول قبول ہو گا پس اگر اُسے قسم کھائی تو اسی کے واسطے خریدہ ثابت ہوگی - اور اگر نکار کیا تو موکل کے واسطے خریدہ ثابت ہوگی یہ حکم اس وقت ہو کہ بائع نے موکل کی تصدیق کی اور اگر اُسے وکیل کی تصدیق کی اور موکل نے شے کو بیان کر دیا تھا یا نہیں نہیں کیا اور وکیل نے خریدی اور کہا کہ میں نے ہزار درم کو خریدی ہو اور موکل نے کہا کہ تو نے پانچ سو درم کو خریدی ہو اور بائع نے وکیل کی تصدیق کی تو قسم کے ساتھ وکیل کا قول قبول ہو گا یہ خبریہ شرح جامع کبیر میں ہے - اگر بائع نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا حالانکہ اُس میں یہ عیب تھا اور دعویٰ کیا کہ مشتری نے مجھے اس عیب سے بری کر دیا تھا تو اُسے گواہ لانے واجب ہونگے اور اگر گواہ نہ ہوں تو مشتری سے قسم لیجا دیگی کہ میں نے بائع کو اس عیب سے بری نہیں کیا اور جب سے دیکھا تو تب سے بیع کو بیع کے واسطے پیش نہیں کیا اور نہ دیکھ کر راضی ہوا ہوں اور نہ بیع میری ملک سے خارج ہوئی ہو پس اگر قسم کھالیا تو بائع کو واپس کر دے - اور اگر مشتری نے دعویٰ کیا کہ میں نے جب اس غلام کو خریدی ہو تو اُس میں یہ عیب موجود تھا اور بائع نے نکار کیا حالانکہ عیب ایسا ہو کہ اُسکے مثل پیدا ہو سکتا ہو اور بائع نے یوں اقرار کیا کہ جس وقت میں نے اُسکو فروخت کیا ہو تو اُس میں کچھ عیب تھا اور اُسکو بیان نہ کیا تو اس اقرار سے بائع پر کچھ لازم نہیں آتا یہ حاوی میں ہے - اگر بائع نے بیع میں ایسے عیب کا اقرار کیا جس کا زائل ہو جانا اسطور سے متوہم ہو سکتا ہو کہ بالکل اُسکا اثر تک باقی نہ رہے مثلاً کہا کہ میں نے جب اس غلام کو فروخت کیا تھا تو اس کے ایک قرعہ تھا اور اُسکا نام نہ لیا اور نہ اُسکو معین کیا پھر مشتری اُس غلام کو لایا اور اُس کے ایک قرعہ تھا اور واپس کرنا چاہا اور کہا کہ یہ وہی قرعہ ہے جس کا تو نے اقرار کیا اور بائع نے کہا جس کا میں نے اقرار کیا ہو وہ زائل بھی ہو گیا یہ نیا قرعہ تیسرے پاس پیدا ہوا ہو

تو قسم سے بائع کا قول قبول ہوگا اور مشتری کو گواہ لاسنے چاہیے ہیں اسی طرح اگر بائع نے کسی نوع کے عیب کا اقرار کیا حالانکہ وہ عیب زائل ہو سکتا ہو اور دعویٰ کیا کہ وہ زائل ہو گیا یہ دوسرا پیدا ہوا ہو تو بھی اسکی تصدیق کی جاوے گی یہ مبسوط میں ہے۔ پس اس صورت میں مشتری کو واپس کرنے کا حق بدون گواہ قائم کرنے کے نہیں ہو گا گواہ قائم کرے کہ یہ بعینہ وہی عیب ہے یا بائع کے اقرار اور مشتری کے نزاع کرنے میں اسقدر کم مدت ہو کہ اتنی مدت میں ایسا قرحہ مع اثر کے زائل ہو جانا مستصوب نہیں اور باندی میں سوائے اس قرحہ کے کوئی قرحہ بھی نہ ہو تو اس صورت میں مشتری کا قول قبول ہوگا اور اسکو بسبب عیب کے بائع کو واپس کر دینے کا اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر بائع نے اقرار کیا کہ جب میں نے کپڑا فروخت کیا تو اس میں ایک شگاف تھا پھر مشتری شگاف وار کپڑا لایا اور بائع نے کہا کہ یہ وہ نہیں ہو تو تصدیق نہ کیا دیگی اور اگر کما شگاف چھوٹا تھا بڑھ گیا ہو تو تصدیق کی جاوے گی اور اگر اس میں دوسرا شگاف ہو اور بائع نے کہا کہ اس میں یہ شگاف تھا وہ دوسرا شگاف نہ تھا تو قسم سے بائع کا قول مقبول ہوگا یہ محیط خفی میں ہے۔ اور اگر بائع دو شخص ہوں ان میں سے ایک نے عیب کا اقرار کیا اور اُس عیب کو بیان کر دیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مشتری مفروضہ کہ اس دیکھتا ہے دوسرے کو نہیں دے سکتا ہے اور اگر بائع ایک ہو اور اسکا شریک مفادض ہو پس بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک نے اقرار کیا تو مشتری واپس کر سکتا ہو کذا فی المبسوط۔ اور مشتری کو اختیار ہے چاہے شریک مفروضہ کہ اس دے یا بائع کو واپس کرے کذا فی محیط۔ اور اگر شریک شریک عنان ہو تو اس کے اقرار سے مشتری نہیں واپس دیکھتا ہے۔ اسی طرح اگر مضارب نے کوئی غلام مضارب کا فروخت کیا اور رب المال نے اس میں عیب کا اقرار کیا تو مشتری مضارب کو اس اقرار کی وجہ سے واپس نہیں دیکھتا ہے اسی طرح اگر خود رب المال نے فروخت کیا اور مضارب نے عیب کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہے اور ایسے ہی اگر وکیل نے فروخت کیا اور موکل نے عیب کا اقرار کیا تو اس اقرار سے وکیل یا موکل پر کچھ لازم نہیں آتا ہے۔ اور اگر وکیل نے عیب کا اقرار کیا اور موکل نے انکار کیا تو مشتری وکیل کو واپس دیکھتا ہو لیکن یہ واپسی حق وکیل میں ہوگی موکل کے حق میں نہ ہوگی ولیکن اگر ایسا عیب ہو کہ اس کے مثل پیدا نہیں ہو سکتا ہو تو ایسی صورت میں موکل کو واپس دیوے مگر وکیل کے اقرار سے نہیں بلکہ اسوجہ سے کہ یقین ہو گیا کہ یہ عیب موکل کے پاس موجود تھا۔ اور اگر ایسا عیب ہو کہ اس کے مثل پیدا ہو سکتا ہو پس اگر وکیل نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ عیب موکل کے پاس تھا تو موکل کو واپس دیکھتا ہے اور اگر گواہ نہ ہو تو موکل سے قسم لے کر اسے قسم سے انکار کیا تو اسکو واپس کر دے اور اگر قسم کھائے تو غلام وکیل کے ہونے پر چکا۔ اور یہ دو شریک عنان میں سے جو بائع ہو اگر اسے عیب کا اقرار کیا اور شریک منکر ہو تو مشتری واپس دیکھتا ہے اور دونوں کے لئے لازم ہے اسی طرح اگر مضارب نے عیب کا اقرار کیا تو واپس ہو کر مضارب اور رب المال دونوں کو لازم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کوئی چیز خریدی اور خالد کے ہاتھ فروخت کی اور خالد نے اس میں عیب لگایا اور زید کو واپس کر دی پس اگر بدو حکم قاضی واپس کی تو زید کو عمرو سے اس عیب میں نزاع کا اختیار نہیں ہے۔ اور اگر حکم قاضی واپس کی ہو تو اس میں صورتیں ہیں اول یہ کہ زید نے اس عیب کا اقرار کیا پھر واپس لینے سے انکار کیا اور قاضی نے واپس لینے کا حکم اس پر جاری کیا تو یہاں دو صورتیں ہیں یا تو اول اس سے یعنی اقرار سے پہلے صیغہ اس عیب کا انکار زید سے صادر ہوا ہو یا نہیں صادر ہوا ہو پس اگر نہیں صادر ہوا ہو یعنی مثلاً یوں نہیں کہا کہ میں نے جب یہ غلام فروخت کیا تو اس میں یہ عیب نہ تھا تو اس صورت میں زید کو اختیار ہے کہ اپنے بائع عمرو کو واپس کرے بشرطیکہ اس امر کے گواہ لاوے کہ یہ عیب عمرو کے پاس وقت بیع کے موجود تھا اور اگر صیغہ اقرار عیب سے پہلے انکار عیب اُس سے صادر ہو چکا ہو تو اپنے بائع سے نزاع نہیں کر سکتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہو کہ زید

بائے مضارب
بائے نے

قسم سے انکار کرنے کی وجہ سے واپس کی اور اس صورت میں اگر انکار سے پہلے صریح اس عیب کا انکار اس سے صادر نہیں ہوا
مثلاً دعویٰ عیب کے وقت وہ خاموش رہا اور کچھ نہ کہا پھر جب اُس قسم پیش کی گئی تو انکار کر گیا پس اس دلیل سے اُسکو واپس
دیگئی تو اپنے بائع نے خصوصت کر سکتا ہو اور اگر پہلے انکار عیب صادر ہو چکا ہو تو اپنے بائع سے خصوصت نہیں کر سکتا ہو۔ یہ سب دہرہ
یہ ہو کہ گواہوں کی گواہی پر یہ چیز اُسکو واپس دیگئی اور اس صورت میں اگر سابق میں اُس سے صریح انکار عیب ثابت نہیں ہوا اپنے
خاموش رہا یا نہ کہ گواہوں نے گواہی دی اور قاضی نے واپسی کا حکم کیا تو اُسکو اپنے بائع سے خصوصت کا اختیار ہو اور اگر اُس نے
سابق میں اس عیب سے صریح انکار کیا تو اسکی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خالہ نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ زید کے فروخت کرنے کے
وقت اس چیز میں یہ عیب موجود تھا پس اس صورت میں زید کو اپنے بائع سے خصوصت کا اختیار نہیں ہو اور دوسرے یہ کہ خالہ کے گواہوں
نے گواہی دی کہ بائع اول یعنی عرو کے فروخت کرنے کے وقت اس میں یہ عیب تھا تو اپنے بائع سے خصوصت کر سکتا ہو ایسا ہی بعض آیتا
میں مذکور ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ امام ابووسف رحمہ کا قول ہو اور بعض روایات میں آیا ہو کہ خصوصت نہیں کر سکتا ہو اور بعض نے
کہا کہ یہ امام محمد رحمہ کا قول ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر کوئی گھر فروخت کیا پھر اقرار کیا کہ وقت بیع کے اس میں یہ عیب تھا یعنی مثلاً دیوار پٹھی ہوئی
تھی کہ جس سے گڑنے کا خوف تھا یا کوئی شہر تیر شکستہ تھا یا دروازہ شکستہ تھا تو اس اقرار سے واپس دیا جاسکتا ہو اسی طرح اگر کوئی
زمین جس میں درخت تھے فروخت کیے پھر درختوں میں کسی عیب کا اقرار کیا جس سے شن میں نقصان آتا ہو تو بھی یہی حکم ہو اور یہی
حکم کثرون اور عروض و حیوانات میں ہو اگر بائع اس میں کسی عیب کا اقرار کرے جس سے شن میں نقصان آتا ہو اور اگر بائع نے
اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام ایک ہاتھ کٹا ہوا فروخت کیا ہو پھر مشتری اُسکو دونوں ہاتھ کٹا ہوا لایا تو واپس نہیں کر سکتا ہو لیکن
ایک ہاتھ کٹنے کا نقصان واپس لے سکتا ہو۔ اور اگر غلام کی انگلی زائد ہو تو مشتری اُسکو واپس کر سکتا ہو اگر بائع نے اقرار کیا۔ یا
واپس سے انکار کیا لیکن اگر بائع کوئی عیب واپسی سے مانع ثابت کرے تو واپس نہیں کر سکتا ہو اور ان مواضع میں خصوصت
عیب کے واسطے غلام کا حاضر ہونا اور غائب ہونا یکساں ہو بشرطیکہ بائع فی الحال غلام میں یہ عیب ہونے کا مقرر ہو یہ بسوط
میں ہو۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر باندی سے کہا کہ او چوٹی۔ او بھگوڑی۔ او چھنالی۔ اری دیوانی۔ پھر اُسکو فروخت کیا اور
مشتری نے اس میں ہی عیوب پائے اور بسبب عیب کے اُسکو واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ تیرے پاس پیدا ہو گئے ہیں تو
بائع کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مشتری نے فروخت سے پہلے گے بائع کی گفتگو کے گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے اور واپس
نہیں کر سکتا ہو۔ اسی طرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ بائع نے فروخت سے پہلے اس باندی کو (یہ جیشہ۔ یہ چوٹی۔ یہ مجنونہ
ایسا ایسا کرتی ہو) کہا تھا تو بھی یہی حکم ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہو۔ اگر بائع نے کہا ہندہ السارۃ اور خاموش ہو رہا تو یہ
اقرار ہو یہ محیط شخصی میں ہو۔ قال المترجم۔ اگر یوں کہے ہندہ السارۃ فحلت کذا یعنی اس چوٹی نے ایسا کیا تو چوٹی اسکی صفت
ہوگی بطور بندت کے اور اخیر قیام صفت منظر ہوگا پس اقرار عیب ہوگا اور صرف ہندہ السارۃ چونکہ عاقل بائع کا کلام ہو۔
اس واسطے بعد از خبر قرار دیا جائیگا اور معنی یہ ہونے لگے کہ یہ باندی چوٹی ہو اور یہ قیام عیب کی خبر دینا ہو لہذا اقرار عیب کی وجہ سے
واپس کر سکتا ہو قائم۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ بائع نے کہا کہ ہندہ السارۃ۔ ہندہ الزانیۃ۔ ہندہ الالبقۃ۔ ہندہ الحبسونۃ۔
اور اُس کے سوا کسی فعل اُسکا ذکر نہیں کیا یا یوں کہا ہندہ سارۃ۔ ہندہ البقۃ۔ ہندہ الزانیۃ۔ ہندہ الحبسونۃ۔ تو مشتری کو اس
گواہی سے واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہو۔ قال المترجم۔ ہندہ سارۃ معنی ان الفاظ کے
بترتیب یہ ہیں یہ باندی چور ہو۔ یہ بھگوڑی ہو۔ یہ چھنالی ہو۔ یہ مجنونہ ہو۔ اور چونکہ الفاظ سابقہ میں بھی فعل نہیں ذکر کیا

اس واسطے وہ بھی کلام قرار دیا کہ جس نے اپنے جانے والے کو مال کا مالک بنا دیا اور اگر اس نے عورت سے کہا یا طلاق یا اپنی باندی سے کہا یا حرہ یا کما ہندہ الطالغہ او ہندہ الحرقہ غفلت کر دیا یعنی اس طلاق دہی ہوئی ہے یا اس آزاد نے ایسا کیا تو یہ کلام ایقاع اور اقرار دونوں ہو اگرچہ فعل مذکور ہو یا بطریق ہذا کے ہیں یہ محیط خسر میں ہے

اُمسوال باب۔ مضارب و شریک کے اقرار کے بیان میں۔ مضاربت میں اگر قرضہ ہونے کا مضارب نے اقرار کیا تو یہ اقرار رب المال پر جائز ہوگا بشرطیکہ مال مضاربت اُسی کے پاس ہو اور اگر مال مضاربت اُس کے پاس نہ ہو تو جائز نہیں ہے۔ اور جبکہ مال مضاربت اُسی کے پاس ہو اس وقت رب المال پر ایسے شخص کے قرضہ ہونے کا اقرار کیا جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہے تو بالا جماع جائز ہے۔ اور اگر وہ شریک عنان میں سے ایک شریک نے ایسے شخص کے واسطے جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہے ایسے قرضہ کا اقرار کیا جو ایسی تجارت کے سبب سے واجب ہوا ہو جو ان دونوں کی شرکت میں ہو تو بالا جماع جائز ہے اور صورت اُسی پر لازم آوے گا اُس کے شریک پر لازم نہ ہوگا۔ اور دونوں متفاد ضمین میں سے ایک نے ایسے شخص کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا جسکی گواہی اسکے حق میں مقبول نہیں ہے تو امام عظیم رحمہ کے نزدیک اصلاً صحیح نہیں ہے نہ اپنے حق میں صحیح ہے اور نہ اپنے شریک کے حق میں صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ہزار درہم مضاربت کے ہوں اُسے اسی قرضہ کا اقرار کیا اور رب المال نے انکار کیا تو اُس کا اقرار مضاربت میں جائز ہے اسی طرح اگر مضاربت میں کسی فردور کی فردوری یا ٹٹو کے کریم یا کریمہ دوکان کا اقرار کیا تو بھی جائز ہے اور اگر وہ درہم رب المال کو دیدے اور کہا کہ یہ تیرا اس المال ہے اس پر قرضہ کر لے پھر انہیں سے بعض امور کا جو چہئے ذکر کیے ہیں اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجا دیگی یہ حاوی میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ ہزار درہم عمرہ کے آدھے نفع کی مضاربت پر میرے پاس ہیں پھر اسکے بعد کہا کہ یہ خالد کے آدھے نفع کی مضاربت پر ہیں اور ہر ایک نے دونوں میں سے اپنا دعویٰ کیا کہ میرے ہیں آدھے نفع کی مضاربت میں میں نے دیے ہیں پھر مضارب نے اس تجارت کی اور نفع اٹھا یا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک عمرہ کو ہزار درہم اور نصف نفع دیا جائیگا اور خالد کو ہزار درہم ڈانڈ دیا اور نفع ندیگا اور امام محمد رحمہ کے نزدیک ہر ایک کو ہزار درہم دیا اور کچھ نفع ندیگا بلکہ نفع مضارب کا ہوگا وہ اُسکو صدقہ کر دے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ مال عمرہ خالد کی مضاربت کا ہے اور دونوں نے اُسکی تصدیق کی پھر اسکے بعد مضارب نے جدا کلام بیان کیا کہ عمرہ کی دو تہائی اور خالد کی ایک تہائی ہو تو تصدیق نہ کیجا دیگی وہ دونوں کو نصف نصف تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ زید کے پاس ایک غلام ہے اُسے کہا کہ آدھے کی مضاربت پر عمرہ کا یہ غلام میرے پاس ہے پھر اُسکو دو ہزار درہم کو فروخت کیا اور کہا کہ اس المال ہزار درہم تھے اور رب المال نے کہا کہ میں نے اسکو خاص ہی غلام مضاربت میں دیا تھا پس مضاربت فاسد ہے اور شریک تمام میرا ہے اور تجھ کو اجر المثل یعنی جو ایسے کام کی فردوری ہو اگر پی ہو لیگی تو اس صورت میں مالک غلام کا قول قبول ہوگا یہ محیط خسر میں ہے۔ اگر زید و عمرو دونوں مضاربوں نے اپنے مقبوضہ مال کی نسبت اقرار کیا کہ یہ خالد کا مال ہمارے پاس مضاربت میں ہے اور دونوں کی اُسے تصدیق کی پھر رب المال نے ایک کے واسطے تہائی نفع اور دوسرے کے واسطے چوتھائی نفع کا اقرار کیا تو اسی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہے ایک شخص کے واسطے مضاربت کا اقرار کیا اور قرار دیا کہ بعد اذ نہ تہائی تو اُس کا قول لیا جائیگا کہ قدر کی مضاربت تھی یا اسکے وارثوں کا قول اس باب میں قبول ہوگا اگر وہ مر گیا یہ محیط خسر میں ہے۔ اگر مضارب نے ہزار درہم نفع کا مال میں اقرار کیا پھر کہا کہ میں نے غلطی کی صرف پانچ سو درہم تھے تو تصدیق نہ کیجا دیگی اور موافق اقرار کے مال کا ضامن ہوگا اور اگر اُس کے پاس کچھ مال رہ گیا اُسے کہا کہ یہ نفع ہے

اور نفع اٹھا
بعض حکام
مختلفہ رائے
کیا ہے

اور اس المال میں نے رب المال کو دیدیا اور رب المال نے اسکی تکذیب کی تو رب المال کا قول قبول ہوگا ولیکن بل مال
 سے مضارب کے دعویٰ پر قسم لیا دیگی اگر اسنے قسم کھائی تو جو کچھ مضارب کے پاس ہو اپنے راس المال کے حساب سے لے لے گا
 یہ مبسوط میں ہے۔ اگر مضارب کی فروخت کی ہوئی چیز میں رب المال نے عیب کا اقرار کیا تو مشتری مضارب کو واپس نہیں کر سکتا
 اور اگر بالغ یعنی مضارب نے اقرار کیا تو دونوں کے ذمہ واپسی لازم ہوگی یہ محیط مشتری میں ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمر میرا شریک
 بطور غاوضتہ ہے تو عمر نے کہا کہ مان یا کہا کہ تو نے سچ کہا یا کہا کہ ایسا ہی ہے جیسا اُس نے کہا یا کہا کہ زید سچا ہے تو یہ سب برابر ہیں
 اور وہ دونوں باہم شریک قرار دیے جاویں گے اور جو کچھ زید کے پاس ہو عین و دین و رقیق و عقار وغیرہ یا دوسرے کے
 قبضہ میں ہو سب دونوں میں برابر رہیگا ولیکن طعام اُسکا اور اُسکے اہل کا یا کپڑا اُسکا اور اُسکے اہل کا احتیاجا اُسی کا ہوگا
 سیکے قبضہ میں ہو ایسے ہی حکمی ام ولد یا دبرہ ہو وہ بھی اُسی کی ہوگی اور اگر کسی نے قبل اقرار کے کوئی مکتب کیا تو حقیقتہً
 بدل کتابت اسپر وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ اسی طرح اگر یون کہا کہ وہ میرا شریک میں مفاد مضارب ہو یا میں اُسکا
 مفاد مضارب شریک ہوں تو بھی یہی حکم ہو گا فی المبسوط۔ اگر دونوں متفاد مضارب میں سے ایک نے ایسی چیز کا جو داخل مفاد
 ہو اقرار کیا تو اسپر اور اُسکے شریک دونوں پر جائز ہو خواہ اُسکا شریک تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور مطلق قرض کا اقرار
 مفاد مضارب کی تحت میں داخل ہے۔ اگر ایک متفاد مضارب نے شریک میں قرضہ کا اقرار کیا اور شریک نے کہا کہ یہ قرضہ تجھ پر قبل
 مفاد غنہ کے واجب ہوا ہے خاصہً تجھی پر ہے اور مقرر نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد مفاد غنہ کے واجب ہوا ہے تو قسم سے مقول قبول
 ہوگا۔ اور اگر دو شریک عثمان میں سے ایک نے ایسے قرضہ کا جو انکی تجارت کی تحت میں داخل ہو اقرار کیا اور اُسکے شریک
 نے تکذیب کی تو یہ اقرار اُسکے شریک کے حق میں صحیح نہ ہوگا۔ اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جسکے سبب کا خود قبضہ مباشر ہو یا
 تو نام کا مواخذہ اُسی سے ہوگا اپنے شریک سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جسکے سبب کے مباشر دونوں میں
 تو حقیقتہً اقرار کیا ہو اُسکے نصف کا مواخذہ اس مقرر سے ہوگا اور اُسکے شریک سے کچھ مواخذہ نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا
 جسکے سبب کا مباشر اُسکا شریک خود ہو یا تو اس مقرر پر کچھ لازم نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شریک عثمان نے اپنے شریک پر
 چیز کی خرید و فروخت کا جو بیعت قائم ہو اقرار کیا تو جائز ہے اور اُسکا اُسکے شریک پر بقدر اُسکے حصہ کے لازم آدیاگا اور اگر کسی تلف کردہ شدہ
 چیز کی خرید و فروخت کا اقرار کیا تو اُسکا شریک اس پر قرض ہوگا اُسکے شریک پر نہ ہوگا یہ محیط مشتری میں ہے۔ اگر ایک متفاد مضارب نے اپنی صحت یا عرض
 میں کفالت کا اقرار کیا تو اُسکے شریک سے مواخذہ کیا جائیگا اور یہ اس وقت ہو کہ یہ کفالت مکفول غنہ کے حکم سے ہو اور اگر بدون
 حکم مکفول غنہ کفالت کی ہو تو سب کے نزدیک خاصہً اُسی پر لازم آوے گی اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر دو متفاد مضارب میں سے
 ایک صحیح ہو دوسرا مریض ہو پس صحیح نے مریض کے وارث کے قرضہ کی کفالت کا اقرار کیا تو کل کفالت صحیح کو لازم ہوگی مریض
 کے ذمہ لازم نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ اگر ایک متفاد مضارب نے اقرار کیا کہ میں نے اپنے شریک کی طرف سے اسکی زد و چوک
 مہربانہ فی الجرم کی کفالت کی ہے تو امام اعظم کے نزدیک اسپر اور اُسکے شریک پر بھی لازم ہوگی اور صاحبین رہے کے نزدیک مرن
 اُسی پر لازم ہوگی اُسکے شریک پر لازم نہ ہوگی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر دو شخص متفاد مضارب ہوں اور ان میں سے ایک نے اپنے دونوں
 کے ساتھ تیسرے شخص کی شرکت کا اقرار کیا اور دوسرے شریک نے تکذیب کی تو کتاب میں مذکور ہے کہ اُسکا اقرار دونوں پر
 جائز ہوگا اگرچہ کچھ دونوں کے قبضہ میں ہو وہ ان دونوں پر نہیں ہے کہ وہ بیان بطور ملک کے مشترک ہوگا اور شرکت
 متفاد غنہ یا شرکت عثمان ثابت نہ ہوگی۔ اور اگر اُس نے تیسرے شخص کی نسبت یون اقرار کیا کہ وہ ہمارا بطور شرکت عثمان

یا شریک مفاد ضائع نہ ہو اور دوسرے مفاد ضائع نہ ہو اگر کسی شخص شریک بخوان قرار پائے گا شریک مفاد ضائع نہ ہو گا یہ مفاد ضائع نہ ہو گا اگر کسی نے عموماً کے واسطے شریک مفاد ضائع کا اقرار کیا اور عموماً نے انکار کیا تو کسی کو دوسرے کے مقبوضہ میں سے کچھ نہ ملے گا اور اگر عموماً نے کہا کہ میں تیری مقبوضہ چیزوں میں بہرہ میں مفاد ضائع کے شریک ہوں اور تو میری مقبوضہ چیزوں میں بالکل شریک نہیں ہو تو قسم کے ساتھ عموماً کا قول قبول ہو گا یہ مادی میں لکھا ہو گا۔ اگر کسی آزاد نے کسی غلام یا دونوں کے واسطے شریک مفاد ضائع یا کسی مکان کے واسطے شریک مفاد ضائع کا اقرار کیا اور اسے تصدیق کی تو دونوں میں مفاد ضائع ثابت نہ ہو گی و لیکن جبکہ دونوں کے قبضہ میں ہو وہ غلام یا دونوں یا مکان کی تصدیق کرنے کی صورت میں دونوں کو برابر تقسیم ہو گا اور دونوں میں سے کسی کو دوسرے پر قبضہ یا ودیعت کا اقرار جائز نہ ہو گا۔ علیٰ ہذا اگر کسی لڑکے کے تاجر کے واسطے مفاد ضائع کا اقرار کیا یا لڑکے کے تاجر نے اقرار کیا اور دوسرے نے تصدیق کی تو بھی دونوں میں مفاد ضائع ثابت نہ ہو گی و لیکن جو کچھ دونوں کے پاس ہو وہ دونوں میں برابر تقسیم ہو جائیگا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی ایسے لڑکے کے واسطے جو کلام نہیں کر سکتا ہو شریک مفاد ضائع کا اقرار کیا اور اس کے باپ نے نفی تصدیق کی تو جو کچھ مقرر کے پاس ہو وہ دونوں کو برابر تقسیم ہو گا اور دونوں مفاد ضائع نہ ہونگے اور نہ لڑکے کا مقبوضہ مال دونوں میں تقسیم ہو گا یہ محیط شریک میں ہے۔ اگر فومی نے کسی مسلمان کے واسطے مفاد ضائع کا اقرار کیا یا مسلم نے فومی کے واسطے ایسا اقرار کیا تو انعام و اکرام و امام محمد رحمہ کے نزدیک دونوں مفاد ضائع نہ ہونگے و لیکن جو کچھ دونوں کے قبضہ میں ہو وہ دونوں میں برابر تقسیم ہو گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کما فلان شخص میرا شریک ہو اور اس پر زیادہ لکھا تو بیان کے واسطے اسی کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اور جو بیان کی اُس میں اس کی تصدیق ہو گی بشرطیکہ ایسی چیز بیان کرے جس میں شریک ثابت ہوتی ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر کما کہ تو میرا تجارتی شریک ہو تو جب قدر اموال تجارت اُن دونوں کے قبضہ میں ہو دونوں میں شریک ہو گا ایسے ہی مردم و دنیا بھی و لیکن رہنے کا گھر اور خادم و کپڑا و اناج ہر ایک کا خاص ہو گا یہ محیط شریک میں ہے۔ اگر خریدنے لکھا کہ میں عموماً کا بھلیل و کثیر میں شریک ہوں اور عموماً نے اس کی تصدیق کی تو وقت اقرار کے جو مال تجارت دونوں کے قبضہ میں ہو وہ مشترک ہو جائیگا پس ہر ایک کا مقبوضہ جو مال تجارت معلوم ہو وہ دونوں میں مشترک ہو جائیگا اور اس میں سونا و چاندی بھی داخل ہو اس میں کسی سے ہتھالی حاجت نہیں ہے اور جو مال تجارت معلوم ہو جیسے مسکن وغیرہ جو اموال کہ حاجت اصلی میں کار آمد ہیں وہ تجارت کے واسطے شمار نہ ہونگے اگرچہ وقت اقرار کے ان کا ہر ایک کے قبضہ میں ہونا ثابت ہو اور اس واسطے سونے اور چاندی کے جو اموال ہیں کہ وہ حاجت اصلی میں متخول نہیں ہیں ان کے تجارتی ہونے یا نہ ہونے کے باقیہ ان کے قبضہ کا قول قبول ہو گا یہ محیط میں ہے۔ اگر خریدنے لکھا کہ جو کچھ اس دوکان میں ہے اُس میں خالص میرا شریک ہو پھر لکھا کہ میں نے بعد اقرار کے اس میں ایک گھڑی کپڑے کی داخل کر دی ہو تو اس کی تصدیق نہ کیجاوے گی اور وہ بھی شریک میں ہو گی اور ایک روایت میں ہے کہ اُس کا قول قبول ہو گا۔ اول بعض مشائخ نے لکھا کہ دونوں روایتیں موافق ہیں اس طرح کہ اگر اقرار کے روز سے کھلنے کے وقت تک دوکان بند رہی ہو تو اُس کا قول قبول نہ ہو گا ورنہ مقبول ہو گا یہ محیط شریک میں ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ جو کچھ اس دوکان میں ہے اُس میں عموماً شریک ہو تو جب قدر دوکان میں ہو سب دونوں میں مشترک ہو جائیگا اور اگر کسی متاع میں جھگڑا کیا اور کہا کہ میں نے بعد اقرار کے دوکان میں داخل کر دی ہو اور مقررہ لکھا کہ وقت اقرار کے اُس میں موجود تھی تو اس صورت میں روایات مختلف ہیں روایت ابو سلیمان میں ہے کہ مقرر کا قول قبول ہو گا اور وہ مشترک ہو گی۔ اور روایت ابو حفص میں ہے کہ مقرر کا قول قبول ہو گا اور اسی کی ہو گی اور اگر یوں لکھا کہ جو کچھ میرے قبضہ میں مال تجارت موجود ہے اُس میں عموماً شریک ہو پھر مقرر نے بعض مال تجارت کی نسبت لکھا کہ یہ میں نے بعد اقرار کے حاصل کیا ہے اور عموماً نے لکھا کہ نہیں اقرار کے وقت موجود تھا تو بائناقی اور بائناقی

مقرر کا قول قبول ہوگا محیط میں ہو۔ اگر کما کہ عمر و میرا طعن میں بیٹھنے پہنچنے میں شریک ہو اور مقرر کے پاس چکی اور ارٹھ اور چوچین اس کام کے واسطے ضروری ہونی میں سب موجود ہیں اور عمر و نے ان سب میں شرکت کا دعویٰ کیا تو مقرر کا قول قبول ہوگا اسی طرح ہر کاریگر کا حال ہو اگر اُس کے قبضہ میں دوکان ہو اور اُس میں سب سامان ہو اور اُس سے عمر و کی نسبت کسی کام میں شرکت کا اقرار کیا تو اس کام میں فقط شرکت ثابت ہوگی اس متاع میں ثابت نہ ہوگی۔ اور اگر لیون کما کہ عمر و اس دوکان میں اس کام میں میرا شریک ہو تو جو کچھ اس دوکان میں کام و آلات کار میں سے موجود ہو دونوں میں مشترک ہوگا۔ اور اگر دوکان میں کچھ سامان ہو اور لیون کے قبضہ میں ہو پھر ایک نے کما کہ فلاں میرا اُس کام میں شریک ہو لیکن اُسکی متاع سب میری ہو اور فلاں نے قبضہ میں لے لیا تو اُس کے متاع بھی ہم دونوں میں مشترک ہو تو دونوں میں مشترک قرار دیا دیگی یہ بسوط میں ہو۔ اگر زید نے کما کہ ہڑی کٹھری جو میں نے خریدی ہو اُس میں عمر و میرا شریک ہو اور اُس کے پاس دو کٹھریاں ہیں پس ایک کی نسبت کما کہ میں نے میرا ہڑی پانی ہو تو اُس کی کٹھری قبول ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر کما کہ چٹھری زلی کی میرے پاس تجارت کے واسطے ہو اُس میں عمر و میرا شریک ہو پھر ایک کٹھری کی نسبت کما کہ یہ میں نے اپنے خاص مال سے خریدی ہو مگر تجارت کے واسطے نہیں خریدی ہو تو اُس کی قبول ہوگا اور اگر اقرار کیا کہ دونوں میرے پاس تجارت کے واسطے ہیں پھر ایک کی نسبت کما کہ میرے خاص مال سے سوائے شرکت کے خریدی گئی ہو تو تصدیق نہ کیجا دیگی یہ بسوط میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ ہر زلیان کل کے روزا ہوا سے میرے پاس آئی ہیں اُن میں عمر و میرا شریک ہو پھر اقرار کیا کہ دو کٹھریاں آئی ہیں اور کما کہ ایک مال بضاعت ہو تو دونوں مال شرکت میں سے قرار دی جاوے گی اور بضاعت کا اقرار اُس کا صرف اُس کے حصہ میں صحیح ہوگا پس اپنا حصہ جسکے واسطے بضاعت کا اقرار کیا ہو اُس کو دیدے اور اگر بدون حکم قاضی کے نصف شریک کو دیکھا ہو تو باقی نصف کی قیمت بھی مقرر کو دیکھا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر لیون کما کہ اس قرضہ میں جو عمر و پر آتا ہو خالد میرا شریک ہو اور خالد نے کما کہ تو نے میری بلا اجازت یہ متاع اُس کو ادھار فروخت کر کے دیدی میرے تیرے درمیان شرکت نہ تھی پس اگر مقوی نے متاع فروخت کی ہو تو اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر یادداشت میں کما کہ اسی نے متاع فروخت کی ہو اُس نے کما کہ میں نے تنہا نہیں فروخت کی ہو ہم دونوں نے فروخت کی ہو مگر چک میرے نام کی ہو تو اُسکی کا قول قبول ہوگا اور اگر عمر و سے خالد نے کما کہ تو نے میری متاع پر بلا اجازت میری قبضہ کر لیا اور تو نصف کا ضامن ہو اُس نے کما کہ میں نے تجھے کچھ نہیں خریدا ہو میرے ہاتھ اُس نے فروخت کی ہو جسکے نام چک ہو تو اُس پر ضمان نہ آئی لیکن جو مال چک میں ہو وہ دونوں کو تقسیم ہوگا اور طلبہ کا حق صرف اُسی کو حاصل ہوگا جسکے نام چک ہو یہ بسوط میں ہو۔ زید نے کما کہ عمر و ہر تجارت میں میرا شریک ہو اور عمر و نے اُسکی تصدیق کی پھر زید کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عمر و اس طرح مر گیا پھر میت کے وارثوں نے کما کہ یہ مال اپنے بلا شرکت حاصل کیا ہو تو وارثوں کا قول قبول ہوگا اور اگر اُنھوں نے یہ اقرار کیا کہ جس روز میت نے شرکت کا اقرار کیا ہو اُس روز اُس کے پاس یہ مال تھا تو شرکت میں شمار ہوگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر میت کے نام سے کوئی چاک کسی شخص پر فرض کی ہو اور اُسکی تاریخ اقرار شرکت سے پہلے کی ہو تو وہ دونوں کی شرکت میں شمار ہوگا اور اگر چاک کی تاریخ اقرار شرکت سے بعد کی ہو تو وارثوں کا قول کہ یہ شرکت میں سے نہیں ہو قبول ہوگا کذا فی المبسوط

بیسوان باب - وصی کے قبضہ کر لینے کے اقرار کے بیان میں - امام محمد رحمہ نے اصل میں فرمایا کہ اگر کسی میت کے وصی نے اقرار کیا کہ میں نے جمیع مال میت جو فلاں بن فلاں پر تھا استیفا پالیا ہو اور کچھ اُسکی تعداد بیان نہ کی پھر بعد کے کما کہ میں نے اُس سے صرف سو درم پاسے ہیں اور قرضدار نے کما کہ میت کے مجھ پر از درم تھے اور وصی نے بتا دیا

وصول کر لیے ہیں پس اگر یہ قرضہ بیت کے ادا ہوا کرنے سے قرضدار پر پیدا ہوا ہو اور دمی نے پہلے تمام قرض کے باستیفاء وصول پانے کا اقرار کیا پھر جدا کر کے کہا کہ یہ سودم تھے پھر قرضدار نے بیان کیا کہ مجھ ہزار درم تھے اور دمی نے پورے ہزار مجھ سے وصول کر لیے ہیں تو قرضدار ہزار درم سے بری ہو جائیگا یہاں تک کہ دمی کو اس سے کسی چیز کے مطالبہ کا اختیار نہ ہوگا اور اس بات میں کہ میں نے سودم وصول پانے میں قسم سے دمی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار کا قول دمی کے حق میں تصدیق نہ کیا جائیگا تاکہ اسکو نو سودم وارث کو ڈانڈ دینے پڑیں۔ پھر اگر وارث نے گواہ قائم کیے کہ یہ قرضدار ہو بیت کے اس ہزار درم تھے تو قرضدار پورے ہزار درم سے بری ہوگا اور دمی کو اس سے نو سودم کے مطالبہ اور دامنگیری کا اختیار نہیں ہو ولیکن دمی نو سودم وارثوں کو ڈانڈ دیگا۔ اور اگر قرضدار نے اقرار کیا کہ مجھ ہزار درم قرضہ تھے پھر دمی نے جو کچھ اس پر تقاضا کے باستیفاء وصول پانے کا اقرار کیا پھر کہا کہ یہ سودم تھے جدا بیان کیا تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہو جائیگا کیونکہ دمی نے اقرار کیا ہے اور دمی کو بسبب انکار کے وارثوں کو نو سودم ڈانڈ دینے پڑینگے اور یہ حکم اسوقت ہو کہ جب دمی نے یہ قول کہ وہ سودم تھے اپنے اقرار سے جدا بیان کیا ہو۔ اور اگر ملاکیوں کا کہنا کہ میں نے تمام مال بیت کا جو فلان شخص پر تقاضا باستیفاء وصول پایا اور وہ سودم ہو اور قرضدار نے کہا کہ نہیں بلکہ ہزار درم ہو تو دمی کی اس بیان میں تصدیق کیجاویگی یہاں کہ دمی نو سودم کے واسطے اسکا دامنگیری ہو سکتا ہو۔ اور جس صورت میں کہ قرضدار نے پہلے ہزار درم کا اقرار کیا پھر دمی نے اقرار کیا کہ جب قدر اس پر تقاضا میں نے باستیفاء وصول پایا اور وہ سودم ہیں تو اس صورت کا حکم مثل اس صورت کے ہو کہ جب دمی نے پہلے تمام قرضہ کے استیفاء کا اقرار کیا ہو۔ اور یہ سب اس صورت میں ہو کہ قرضہ بیت کے فعل سے ثابت ہو ہو اور اگر دمی کے ادا ہوا کرنے سے قرضہ پیدا ہوا ہو۔ پس اگر دمی نے پہلے استیفاء تمام کا اقرار کیا۔ پھر اقرار سے جدا بیان کیا کہ وہ سودم ہیں پھر قرضدار نے اقرار کیا کہ قرضہ کے ہزار درم ہیں تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہو جائیگا اور قرضدار کے کہنے سے دمی پر وارثوں کو کچھ دینا نہ پڑیگا۔ اور اگر اس امر کے گواہ قائم ہو سکے کہ قرضہ کے ہزار درم ہیں تو دمی کے اقرار کی وجہ سے قرضدار بری ہو جائیگا اور دمی پر وارثوں کو نو سودم انکار پایا بری کی وجہ سے دینے پڑینگے اور اگر قرضدار نے پہلے قرضہ کا اقرار کیا پھر دمی نے استیفاء تمام کا اقرار کیا پھر اقرار سے جدا بیان کیا کہ وہ سودم ہیں تو قرضدار بسبب اقرار دمی کے بری ہوگا اور دمی وارثوں کو نو سودم ڈانڈ دیگا۔ اور اگر دمی نے یہ کلام اقرار سے ملا کر بیان کیا اسطور سے کہ جب قدر قرضدار پر تقاضا میں نے پایا اور وہ سودم ہیں پھر قرضدار نے کہا کہ قرضہ مجھ ہزار درم تھا اور دمی نے وصول کر لیا ہے تو قرضدار بری ہوگا اور دمی کو اختیار نہ ہوگا کہ کسی قدر کے واسطے اسکا دامنگیری ہو سکے اور وارث بھی دمی سے صرف اسی قدر لے سکتے ہیں جتنے کا اُس نے وصول پانے کا اقرار کیا ہو۔ اور اگر قرضدار نے پہلے ہزار درم کا اقرار کیا پھر دمی نے کہا کہ جو کچھ اس پر تقاضا میں نے بھر پور وصول پایا اور وہ سودم تھے تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہوگا اور دمی وارثوں کو نو سودم ڈانڈ دیگا یہ محیط میں ہو۔ وارثوں کا مال دمی نے فروخت کیا پھر سپر گواہ کر لیے کہ میں نے تمام من بھر پایا اور وہ سودم ہیں پھر مشتری نے کہا بلکہ ایک سو پچاس درم تھے تو دمی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار سے ڈانڈ نہیں لے سکتا ہو اور نہ دمی ڈانڈ دیگا اور اگر دمی نے یوں اقرار کیا کہ میں نے سودم بھر پائے اور یہ تمام من ہزار مشتری نے کہا کہ من ایک سو پچاس ہو تو باقی پچاس دمی لے سکتا ہو۔ اسی طرح اگر ذاتی مال اپنا فروخت کیا تو بھی یہی حکم ہو یہ محیط شخصی میں ہو۔ اگر دمی نے اقرار کیا کہ تمام مال میت جو عمر و ہر تحب

مین نے بھر پایا اور وہ سودرم تھے پھر گواہ قائم ہوئے کہ تمام مال دو سودرم تھے تو قرضدار باقی سودرم کے واسطے
 پکڑا جائیگا اور دہی کے قول کی اس زیادتی کے ابطال میں تصدیق نہوگی یہ بسوط مین ہی۔ اگر دہی نے اقرار کیا کہ
 مین نے فلاں میت کا مال جو زید کے پاس بطور ودیعت یا مضاربت یا شرکت یا بضاعت یا عاریت کے تھا بھر پور
 وصول پایا یا پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے اُس سے صرف سودرم پائے ہیں پس اگر دہی نے پہلے استیفاء کا اقرار کیا پھر بعد
 اسکے کہا کہ سودرم وصول پائے ہیں اور مطلوب نے کہا کہ ہزار درم تھے اسنے سب وصول کر لیے ہیں تو دہی نے جس قدر
 قبضہ کرنے کا اقرار کیا ہے اُس سے زیادہ کا ضامن نہوگا اور مطلوب تمام مال سے بری ہو جائیگا جیسا قرضہ کی صورت
 میں تھا۔ اور اگر اس امر پر گواہ قائم ہوئے کہ میت کے ہزار درم مطلوب کے پاس تھے تو دہی اسکا ضامن ہوگا اور مطلوب
 ضامن نہوگا۔ یہ حکم اسوقت ہوگا کہ دہی نے اقرار سے جدا بیان کیا ہو۔ اور اگر ملاکر بیان کیا پھر مطلوب نے کہا کہ میرے
 پاس ہزار درم تھے تو دہی کا قول اس باب میں مقبول ہوگا کہ مین نے اُس سے سودرم وصول کر لیے ہیں اور مطلوب
 کا کسی چیز کے واسطے دمنگیہ نہیں ہو سکتا ہی بخلاف اسکے یہ صورت اگر قرضہ مین واقع ہو تو باقی کے واسطے مطلوب کا
 دمنگیہ ہوگا۔ اور اگر مطلوب نے پہلے اقرار کیا کہ میت کی ہزار درم امانت میرے پاس ہے پھر دہی نے اقرار کیا کہ جو کچھ
 اُس پر تھا سب مین نے بھر پایا اور وہ سودرم ہیں پس اگر جدا کر کے تعداد بیان کی تو دہی کل مال کا ضامن ہوگا اور
 اگر بیان کی تو صرف اسی قدر اس پر لازم آویگا جسکا اُسنے وصول پائے کا اقرار کیا ہو اور مطلوب سے کچھ مطالبہ نہیں
 کر سکتا ہی بخلاف قرضہ کے کہ اس میں یہ حکم نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر دہی نے اقرار کیا کہ فلاں میت کا جو کچھ دیوگون پر تھا
 مین نے وصول کیا پھر ایک قرضدار بیت کا آیا اور کہا کہ مین نے تجھ کو اس قدر مال دیا ہے اور دہی نے کہا کہ مین نے
 تجھے کچھ نہیں پایا اور نہ مجھے معلوم تھا کہ فلاں میت کا تجھے کچھ ہے تو دہی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار اس قرضہ
 کے واسطے پکڑا جائیگا۔ اور اگر دراصل اس قرضہ کے ہونے کے گواہ قائم ہوئے تو اس میں سے دہی پر کچھ لازم نہیں
 آئیگا کیونکہ اُسے کسی خاص شخص سے وصول پائے کا اقرار نہیں کیا ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ مین نے فلاں میت کا کل قرضہ
 جو کو فیہ تھا وصول پایا تو بھی یہی صورت ہو اور یہی حکم وکیل بالقبض کا ہو کذا فی الحادی۔ اگر دہی نے اقرار کیا کہ جو کچھ
 مال فلاں میت کا دیوگون پر تھا از قسم دین سب مین نے بھر پایا فلاں بن فلاں سے بھر پایا ہے اور اس امر کے گواہ
 قائم ہوئے کہ میت کے کسی شخص پر ہزار درم ہیں اور دہی نے کہا کہ میرے بقبوضہ مین یہ نہیں آئے ہیں تو دہی کے ذمہ
 لازم ہونگے یہ بسوط مین ہی۔ اگر دہی نے اقرار کیا کہ فلاں شخص پر جو دین میت کا تھا مین نے بھر پایا اور قرضدار
 نے کہا کہ اُسکے مجھے ہزار درم تھے اور دہی نے کہا کہ اُسکے ہزار درم تجھے تھے ولیکن تو سنے پانچ سودرم اُسکی زندگی میں
 اُسکو دیے تھے اور پانچ سودرم بعد اُسکے مرنے کے تو نے مجھے دیے ہیں اور قرضدار نے کہا کہ مین مین نے کل
 تنجی کو دیے ہیں تو دہی ہزار درم کا ضامن ہوگا ولیکن وارثوں سے اُسکے دعوے پر قسم لیجا دیگی کذا فی المحیط۔ اگر دہی
 نے اقرار کیا کہ مین نے فلاں میت کی منزل میں جو کچھ تھا متاع و میراث سے سب اپنے قبضہ میں لے لیا پھر اسکے بعد
 کہا کہ وہ سودرم اور پانچ کپڑے تھے اور وارثوں نے گواہ قائم کیے کہ فلاں میت کی منزل میں اُسکے مرنے کے روز
 ہزار درم اور سو کپڑے تھے تو دہی پر اُسکے اقرار سے زیادہ کچھ لازم نہوگا تا وقتیکہ گواہ گواہی نہ دیں کہ دہی نے ان
 سب پر قبضہ کر لیا ہے یہ حادی مین ہی۔ اور اگر دہی نے اقرار کیا کہ جس قدر فلاں میت کی زمین میں اطلاق تھا وہ سب

یہ گواہ گواہی
 سے ثابت ہوا
 دہی کے قرضہ
 اس پر لازم آتا ہے
 جواب دینے کے
 یہ لازم ہے کہ
 اسے کسی خاص
 سے وصول پائے
 کا اقرار نہیں کیا ہو

نخل میں چھوٹے سے کھٹے قبضہ کر لیے یا اس زمین کی کھیتی میں نے قبضہ میں لے لی پھر کہا کہ وہ اس قدر تھی اور وارث نے اس سے زیادہ کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے کہ اس زمین میں اس قدر تھی تو دھبی پر اس کے اقرار سے زیادہ لازم نہ آدیکا جب تک کہ گواہی نہ دیں کہ دھبی نے اس قبضہ کر لیا ہو یہ بیسوط میں ہو۔ اور اگر دھبی نے اقرار کیا کہ مال کتابت فلاں مکاتب میت پر ہزار درم تھا اس میں سے نو سو درم میت نے اپنی حیات میں وصول پائے اور سو درم اسکے مرنے کے بعد میں نے وصول کیے ہیں اور مکاتب نے کہا کہ تو نے پورے ہزار درم لیے ہیں اور گواہوں نے گواہی دی کہ دھبی نے اقرار کیا ہو کہ جو کچھ مکاتب پر تھا سب میں نے بھر پور وصول پایا ہو تو پورے ہزار درم دھبی پر لازم آدینگے لیکن پہلے وارث قسم کھا دیں کہ ہمکو میت کے وصول کر لینے کا حال معلوم نہیں ہو یہ محیط خرسی میں ہو۔ اگر دھبی نے اقرار کیا کہ میں نے فلاں میت کے مکاتب سے جو کچھ اُسپر تھا بھر پایا اور وہ سو درم تھے اور مکاتب معروف ہو وہ دعویٰ کرتا ہو کہ تو نے مجھ سے ہزار درم وصول کیے ہیں اور یہی تمام مال کتابت ہو تو سو درم کے بارہ میں دھبی کا قول قبول ہوگا اور مکاتب پر نو سو درم لازم آدینگے اور اگر دھبی نے تمام مال کتابت وصول پائے کا اقرار کیا اور کچھ تعدا بیان نہ کی تو مکاتب آزاد ہو جائیگا پھر اگر گواہ قائم ہو سکے کہ اصل مال کتابت ہزار درم ہیں اور مکاتب نے دھبی کے وصول پانے کے اقرار سے پہلے ایسا اقرار کیا تھا تو دھبی پورے ہزار درم کا ضامن ہوگا کذا فی المبسوط۔

ابکیسوان باب - جبکہ قبضہ میں میت کا مال ہو اسکے وارث یا موصی کے واسطے اقرار کر دینے کے بیان میں۔ ایک شخص زید کے قبضہ میں ایک شخص غائب یعنی عمر کا مال ہو وہ غائب مر گیا پھر خالد آیا اور دعویٰ کیا کہ میں اسکا بیٹا ہوں اور زید نے اسکی تصدیق کی تو قاضی چند روز انتظار کر چکا خواہ اُس نے کہا ہو کہ میت کا کوئی وارث ہو یا نہ ہو ہو پس اگر کوئی وارث دوسرا نکلا ہو تو خیر ورنہ خالد کے حوالہ کر لیا اور جن جن مقامات میں یہ حکم مذکور ہو کہ قاضی درنگ و انتظار کر لیا وہ ان مدت انتظار کی قاضی کی ماسے ہو کہ وہ خوب خیال کرے کہ اگر اسکا وارث کوئی دوسرا ہوتا تو وہ اس قدر مدت میں آجاتا یہ فتاویٰ صنفے کتاب الدعویٰ میں ہے۔ الامامین امام محمد رحمہ سے مروی ہو کہ زید مر گیا اور اپنا مال عمر کے پاس چھوڑا پس خالد نے دعویٰ کیا کہ میں اسکا بیٹا ہوں اور ہندہ نے دعویٰ کیا کہ میں اسکی جوڑو ہوں پس عمر و نے کہا کہ تم دونوں سچے ہو میں تم دونوں کے سوا سے اسکا تیسرا وارث کوئی نہیں جانتا ہوں مگر ان دونوں میں سے ہر ایک کے دوسرے کی تکذیب کی تو قاضی چند روز انتظار کے بعد خالد کو تمام مال دیدیگا مگر پہلے خالد سے عورت کے دعویٰ پر اُسکے علم کی قسم لیگا۔ اسی طرح اگر اس صورت میں میت کوئی عورت ہوتی۔ اور کسی مرد نے دعویٰ کیا کہ میں اسکا خاوند ہوں۔ تو اسکا حکم مثل حکم عورت کے اس مسئلہ میں ہوتا۔ اسی طرح اگر قابض مال نے کسی شخص کی نسبت شوہر یا زوجہ ہونے کا یا مال کی طرف سے بھائی ہونے کا یا چچا یا مامون وغیرہ ذی نسب کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا اور مولیٰ العاقد اس صورت میں بمنزہ نسب کے ہو۔ پس اگر ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ میں میت کی بیٹی ہوں اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے میت کو آزاد کیا ہو اور قابض مال نے کہا کہ تم دونوں سچے ہو یا کہا کہ یہ عورت اسکی بیٹی ہو اور اس شخص نے اُسے آزاد کیا تھا یا پہلے مرنے کی نسبت اقرار کیا بھڑی کی نسبت اقرار کیا تو دونوں یکساں ہیں اور مال ان دونوں کو برابر تقسیم ہوگا اگرچہ دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی ہو اور موصی الموالاۃ اس حکم میں بمنزہ زوجین کے ہو۔ اور اگر قابض مال ایک عورت ہو اور مال

ایک شخص مرد کا ہو پس اُس عورت قابضہ نے کہا کہ میں میت کی جو رو ہوں اور یہ عورت بھی جو موجود ہو اسکی جو وہاں ہو یہ مرد جو موجود ہو میت کا مولیٰ ہو لینے اسکے ہاتھ پر میت اسلام لایا تھا اور اس سے ہر الاقہ کی تھی اور دوسری عورت نے کہا کہ میں ہی اسکی جو رو ہوں تو نہیں ہو اور مولیٰ الموالاة نے کہا کہ میں ہی اُسکا وارث ہوں تم دونوں نہیں ہو تو قاضی جو تھائی مال دونوں جو روؤں کو دیکھا اور باقی مال مولیٰ الموالاة کو دیدیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر قابض نے کہا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہو اور میں نہیں جانتا ہوں کہ اُسکا کوئی دوسرا وارث ہو یا نہیں ہو تو قاضی انتظار کے بعد اگر کوئی وارث نہ نکلا تو خیر ورنہ تمام مال اس بیٹے کو دیدیگا۔ اور اگر قابض نے کہا کہ میں دوسرا وارث میت کا نہیں جانتا ہوں تو قاضی انتظار نہ کرے گا بلکہ اس مقررہ کو مال دیدیگا لہذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر قابض مال نے کہا کہ تو میت کا مال و باپ کی طرف سے بھائی ہو اور میں نہیں جانتا ہوں کہ آیا میت کا کوئی اور ایسا وارث ہو کہ مجھے میراث سے محبوب کر دے اور مدعی نے کہا کہ میں اُسکا مال و باپ کی طرف سے بھائی ہوں میرے سوا کسی کوئی وارث نہیں ہو تو اُسکو میراث نہ ملیگی جب تک معلوم نہ ہو جاوے کہ اُسکا کوئی دوسرا وارث نہیں ہو۔ اور اگر قابض نے کہا کہ تو میت کا مال و باپ کی طرف سے بھائی ہو اور ایک بھائی اُسکا ایسا ہی اور ہو تو دونوں اُسکے وارث ہو میں تم دونوں کے سوا اُسکا وارث کوئی تیسرا نہیں جانتا ہوں اور مدعی نے کہا کہ میں ہی اُسکا مال و باپ کی طرف سے بھائی ہوں میرے سوا دوسرا وارث نہیں ہو تو قاضی چند روز انتظار کرے اگر دوسرا وارث پیدا ہوا تو خیر ورنہ تمام مال اس مدعی کو دیدیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص نے آکر دعوے کیا کہ میت میرا غلام ہو اور یہ مال میرے غلام کا مال ہو میں اسکا زیادہ حقدار ہوں اور ایک دوسرے شخص نے آکر دعوے کیا کہ میں میت کا بیٹا ہوں اور میت آزاد اصلی تھا کبھی مملوک نہیں ہوا ہو اور میں ہی اُسکا وارث ہوں اور قابض اقرار کرتا ہو کہ میت غلام تھا اور ان دونوں نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی تو مال سولے کو ملیگا بیٹے کو نہ ملیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر دعوے کیا کہ میں غائب کا بھائی ہوں وہ مر گیا اور میں وارث ہوا میرے سوا دوسرا وارث نہیں ہو یا کسی نے دعوے کیا کہ میں اُسکا بیٹا یا باپ یا مال یا اُسکا مولے آزاد کنندہ ہوں یا کسی عورت نے دعوے کیا کہ میں میت کی بھوپھی یا خالہ یا اُسکے بہن کی بیٹی ہوں میرے سوا اُسکا کوئی وارث نہیں ہو اور ایک دوسرے شخص نے دعوے کیا کہ میت نے تمام مال کی یا تھائی مال کی میرے حق میں وصیت کی ہو اور قابض نے دونوں کی تصدیق کی اور کہا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ تم دونوں کے سوا میت کے مال کا کوئی دوسرا وارث حقدار ہو یا نہیں ہو تو اس اقرار کے سبب سے مدعی وصیت کو کچھ نہ ملیگا اور قاضی دوسرے وارثوں کو مال دیدیگا یہ خلاصہ میں ہو۔ شوہر فقہ اور مولیٰ الموالاة یہ دونوں سولے سے مقدم حقدار ہیں یہ محیط میں ہو۔ اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ مالک مال مر گیا۔ اور اس شخص زید کے اسپر خیر اور دم ہیں تو قاضی اُس سے دریافت کرے گا کہ اُسے کوئی وارث چھوڑا ہو اگر اُسے کہا کہ مان تو ان دونوں میں خصوصیت قرار نہ دیکھا اور اگر کہا کہ نہیں تو قاضی انتظار کرے گا پھر اگر کوئی وارث ظاہر نہ ہوا تو میت کی طرف سے ایک دمی مقرر کرے گا اور اسکے مقابلہ میں دعوے مدعی کی سماعت کرے گا اگر حقدار ثابت ہو گیا تو اُسکو دلا دیا ورنہ تمام مال بیت المال میں داخل کر دے گا یہ مختصر بیان ہے میں ہو۔ ایک شخص کے قبضہ میں دوسرے کا مال ہو مالک مال مر گیا اور قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس سے قبضہ کے واسطے جمع اس مال کی وصیت کی ہو اور بھی اقرار کیا کہ میت نے اس عرو کے واسطے جمع مال کی وصیت کی ہو اور عرو نے

زید سے کہا کہ میت نے میرے واسطے تمام مال کی وصیت کی ہو تب سے واسطے کچھ وصیت نہیں کی ہو تو مال دونوں کو برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے جمع مال کی وصیت کی ہو اور بھی اقرار کیا کہ عمر و کا مال دو باب کی طرف سے بھائی ہو وارث ہوا اسکے سوا سے دوسرا وارث نہیں ہو اور زید و عمر و نے باہم ایک دوسرے کی نگہب کی تو زید کو تہائی مال اور عمر و کو دو تہائی مال دیا جائیگا۔ اور اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے تمام مال کی وصیت کی ہو اور بھی اقرار کیا کہ میت نے اقرار کیا ہو کہ یہ عمر و کا بیٹا یا باب یا مہر علی العتاتہ یا میرے الموالا ہے اسکے سوا سے اسکا کوئی وارث نہیں ہو تو تمام مال وارث مقرر اور دعویٰ کو ملیگا یہ محیط میں ہو۔ اگر ایک شخص زید نے دعویٰ کیا کہ مالک مال میرے ہزار درم ہیں اور وہ مر گیا ہو اور میرے دعویٰ کے اس شخص سے جسکی طرف مال آتا ہو اُسے تصدیق کی ہو تو اُسے میرا انتقام دیا جائیگا جب تک کہ کوئی وارث حاضر نہ ہو اور اگر جسکی طرف مال ہو اُسے اور مدعی نے اقرار کیا کہ میت کا کوئی وارث نہیں ہو تو قاضی انتظار کریگا پھر میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ وہ جسکی طرف مال ہو اُس سے مال وصول کر لے پھر مدعی کو حکم کریگا کہ اپنے دعویٰ کے گواہ قائم کرے اگر اُسے قائم کیے تو اُسکے نام موافق دعویٰ کے مال کی ڈگری کر دیگا پھر اگر مالک مال زندہ ہو کر موجود ہو تو قاضی اس ڈگری کو منسوخ کر دے دیگا پس اگر مدعی نے وہ مال تلف کر دیا ہو اور اصل میں قرضدار پر وہ مال قرضہ ہو تو مالک مال کو قرضدار سے ضمان لینے کا اختیار ہو اور اگر اصل میں اُسے غصب کر لیا تھا تو اُسکو اختیار ہو کہ چاہے مدعی قبضہ کر لینے والے سے ضمان لے اور اگر دراصل ودیعت تھا تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک ضمان قبضہ کر لینے والے پر ہو اور امام محمد رحمہ نے کہا کہ میرے نزدیک ودیعت مثل غصب کے ہو اور اگر مال اُس شخص کے ہوں جسکے قبضہ میں ہو اُسکے باب کی طرف سے پہنچا ہو کہ اُسے اسکو وصی مقرر کیا تھا تو وہ ضامن ہوگا ضامن وہی ہو جس نے وصول کر لیا ہو یعنی مدعی۔ اور اگر مالک مال زندہ نہ آیا اسکا وارث حاضر ہو اور قرضہ مدعی سے انکار کیا تو حکم قضا دیسا ہی رہیگا یہ مختصر جامع کبیر میں ہو۔ اور اگر اُس شخص نے جسکے پاس مال ہو اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے تمام مال کی وصیت کی ہو ولیکن خالد بن عمر کا میت پر اس قدر قرضہ ہو اور خالد نے اُسکی تصدیق کی اور زید نے وصایت کا دعویٰ کیا اور قرضہ سے انکار کیا مگر سبھون نے یہ اقرار کیا کہ مدعی نے کوئی وارث نہیں چھوڑا ہو تو قاضی چند روز انتظار کریگا پھر قرضہ سے کہیگا کہ اپنے قرضہ کے گواہ پیش کرے اگر اُسکے پاس گواہ نہ ہوں تو موصیٰ لہ سے اُسکے علم پر قسم لیگا کہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اس شخص کا میت پر یہ قرضہ ہو پس اگر اُسے قسم کھالی تو تمام مال اُسکو دیدیگا اور قرضہ کو کچھ نہ دیگا۔ اور اگر قابض مال نے کہا کہ میت نے اس شخص کے واسطے تمام مال کی وصیت کر دی ہو اور یہ میں نہیں جانتا ہوں کہ اُسے کوئی وارث چھوڑا ہو یا نہیں پس موصیٰ لہ نے کہا کہ مجھے تمام مال دیدے کہ وہ ہر حال میں میرا ہو خواہ اُسے کوئی وارث چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو تو قاضی اُسکو کچھ نہیں دیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اُس شخص نے جسکی طرف مال ہو قاضی سے کہا کہ یہ مال فلان میت کا ہو اُسے کوئی وارث نہیں چھوڑا ہو تو قاضی انتظار کریگا اور اس شخص سے اُسکے نفس کا کوئی کفیل لیگا پھر اگر کوئی وارث یا موصیٰ حاضر ہو تو توجہ نہ نہ مال اُس سے لیکر بیت المال میں داخل کر دیگا۔ پھر اگر وہ مال مسلمانوں کو تقسیم کر دیا پھر مالک مال زندہ ہو تو وہ مال قرضدار پر دیسا ہی قرض رہیگا اور اُسکو بیت المال سے عرصہ دلا یا جائیگا اور اگر وہ مال اصل میں غصب ہو تو مالک کو اختیار ہو چاہے اُس شخص سے لے جسکے پاس تھا یا اُسکے بیت المال میں سے لے لیوے اور اگر اُسے غاصب سے لیا تو غاصب کو بیت المال میں سے ملیگا۔ اور اگر دراصل

وہ و ولایت تھا تو سند و قریب چنان نہیں آتی یہ قول امام ابو یوسف رحمہ کا ہے اور امام محمد رحمہ نے کہا کہ میرے نزدیک ولایت
بغیر انحصار کے ہے اور اگر قابض مال بھی تھا تو وہ ضامن نہوگا اور مالک کو بیت المال سے عوض ملیگا۔ اور اگر مالک مال
زیر نہ آیا بلکہ اُسکا بیٹا آیا تو جس شخص کی طرف مال تھا وہ کسی صورت میں ضامن نہوگا اور بیٹے کو بیت المال میں سے عوض
ملیگا یہ مختصر جامع کبیر میں ہے۔

باب پانچ سو اربعہ پانچ۔ قتل اور جنایت کے اقرار کے بیان میں۔ قال المترجم۔ جنایت لغت میں گناہ کرنے کے معنی میں
آیا ہے اور مردمان غیر انصافیت نفس کے سوا کسی کوئی فعل جس سے جرمانہ لازم آوے اور مترجم اسکو جرم کے لفظ کے ساتھ تفسیر
کرتا ہے اور کبھی قتل و کبھی جنایت کہتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو خطا سے قتل کرنے کا اقرار کیا اور گواہ قتل کے اس مقرر کے
سوا کسی دوسرے پر قائم ہوئے اور دلی نے اس سب کا دعویٰ کیا تو مقرر پر آدمی دیت لازم ہوگی اور دوسرے مشہود علیہ پر کچھ لازم
نہوگا۔ اسی طرح اگر زہر سے قتل کرنے کا اقرار کیا اور قتل عمد کے گواہ عمر و پر قائم ہوئے اور دلی نے قتل عمد کا دعویٰ کیا تو مقرر
کو قتل کرنے کا ہے دوسرے کو قتل نہیں کر سکتا ہے۔ اور اگر قتل خطا کی صورت میں دلی نے قتل کا مقرر پر دعویٰ کیا تو پوری
دیت اُسکے مال پر لازم ہوگی اور اگر مشہود علیہ پر قتل کا دعویٰ کیا تو پوری دیت اُسکی مددگار برادری پر لازم آوے گی یہ محیط
میں ہے۔ اگر زہر سے قتل کرنے کا اقرار کیا کہ میں نے عمر و کو تنہا قتل کیا ہے اور بکرنے بھی دیا ہے اقرار کیا اور دلی نے کہا کہ تم دونوں نے
اُسکو قتل کیا ہے تو دونوں کو قصاصاً قتل کر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر دو گواہوں نے زہر پر گواہی دی کہ اسے عمر و کو قتل
کیا ہے اور دوسرے دو گواہوں نے بکر پر گواہی دی کہ اسے عمر و کو قتل کیا ہے اور دلی نے کہا کہ تم دونوں نے اُسکو قتل کیا ہے تو وہ
دونوں میں سے کسی کو قتل نہیں کر سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اس صورت میں اُسے ایک کو کہا کہ تو نے قتل کیا ہے تو اُسکو
قتل کر سکتا ہے اور اگر دونوں سے کہا کہ تم دونوں اپنے قول میں سچے ہو تو دونوں میں سے کسی کو قتل نہیں کر سکتا ہے یہ مبسوط
میں ہے۔ اگر اپنے کسی غلام معروف کے حمل میں جرم کرنے کا اقرار کیا پھر دوسرے شخص کے ملوک ہونے کا اقرار کیا پس اگر مقرر
نے ملوک ہونے اور جنایت میں جرم کرنے میں اُسکی تصدیق کی تو مقرر سے کہا جائیگا کہ یا غلام کو دیدے یا اُسکا فدیہ دے
اور اگر مقرر نے ملک و جہم و زون میں اُسکی تکذیب کی تو مقرر فدیہ کا مختار نہوگا اور اگر ملک میں اُسکی تصدیق اور جنایت
کوئی میں تکذیب کی تو مقرر فدیہ کا مختار ہوگیسا۔ اور اگر مقرر نے پہلے دوسرے کے ملوک ہونے کا اقرار کیا پھر جنایت کا اقرار کیا
پس اگر مقرر نے دونوں باتوں میں اُسکی تصدیق کی تو مقرر فقط خصم ہو سکتا ہے اور اگر دونوں میں اُسکی تکذیب کی تو مقرر ہی جرم
ہوگا اور اگر ملک میں تصدیق اور جنایت میں تکذیب کی تو جنایت ہر لینے لاشی ہو جائیگی یعنی اُسکے اقرار کا اعتبار نہوگا۔ اسی
طرح اگر غلام مجبور الحال ہو نہ معلوم ہو کہ مقرر کا ہو یا غیر کا ہو پس مقرر نے پہلے جرم کرنے کا اقرار کیا پھر ملک کا یا پھر جرم کا
اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے جرم کرنے سے پہلے فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور فلان شخص نے
اُسکی تصدیق کی تو مشتری کو غلام کو دیدے اور فدیہ دینے میں اختیار ہوگا یعنی چاہے غلام دیدے یا فدیہ دے یہ محیط میں
میں کتاب الجنایات میں ہے۔

یہ زہر سے قتل کرنے کا اقرار ہے
یہ زہر سے قتل کرنے کا اقرار ہے
یہ زہر سے قتل کرنے کا اقرار ہے
یہ زہر سے قتل کرنے کا اقرار ہے
یہ زہر سے قتل کرنے کا اقرار ہے

تیسواں باب۔ متفرقات میں۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے۔ کہ اگر ایک شخص نے کہا
کہ وارثان زہد کے مجھے ہزار درم ہیں تو مضاف میراث کے اُن سب میں تقسیم ہوگا اور اگر مورث کا کوئی حل ہو تو وہ بھی
اُن وارثان میں داخل ہوگا اور اگر کہا کہ اولاد فلان کے مجھے ہزار درم ہیں تو وارثان موجودہ میں برابر تقسیم ہوگا حل

کو نہیں سے نہ لیکنا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ جب میں نے تجھ سے نکاح کیا تھا تو میں نابالغ تھا تو ان وقت اس اقرار سے دونوں میں جدا ہوئی نہ کیجا دیگی بلکہ اُس سے دریافت کیا جائیگا کہ آیا تیرے والد نے اجازت دی تھی اگر اُس نے کہا کہ نہیں تو کہا جائیگا کہ کیا تو نے بعد بالغ ہونے کے اجازت دی اگر اُس نے کہا کہ نہیں تو اُس سے کہا جائیگا کہ کیا تو اب اجازت دیتا ہو اگر اُس نے کہا کہ نہیں تو اس وقت باہم جدائی کرادی جائیگی یہ واقعات حاسیہ میں ہیں۔ نوادر ہشام میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو اگر زید نے اقرار کیا کہ عمر کے مجھے ہزار درم خالد کی میراث کے ہیں پس اگر مقرر نے فقر کے قول کی تصدیق کی تو مقرر سے اسکو خالد کے وارث لے لینگے اور اگر مقرر نے انکار کیا تو وارثان خالد کو کسی سے لے لینے کی کوئی راہ نہیں ہو یہ محیط میں ہے۔ ایک غلام نے کسی شخص کو خطا سے قتل کر ڈالا اور مولے کو خادم بنوا دیا۔ تک کہ اُس نے اقرار کیا کہ میں نے یہ غلام زید کے ماتعہ فروخت کر کے اُس کے سیر کر دیا تھا اُسے پھر میرے پاس روایت رکھا ہو اور مقتول کے ولی نے اسکی تکذیب کی تو مولیٰ کا قول قبول نہوگا اور نہ اُس کے گواہ مسموع ہونگے اور حکم کیا جائیگا کہ یا غلام مقتول کے ولی کو دے یا اُس کا خدیہ دے پس اگر اُسے غلام دیا پھر زید جافر ہوا اور مولے کی تکذیب کی تو جو ہوا وہی رہیگا اور اگر تصدیق کی تو غلام کو واپس سے لے سکتا ہو اور مولے اسکی قیمت مقتول کے ولی کو دیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے حالت دہشتگی میں کہ اسے جرم لیا ہو فروخت کیا تو مقتول کا ولی غلام کو کسی راہ سے نہیں لے سکتا ہو اور مولے پر دیت واجب ہوگی خواہ مقرر نے اسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہو کہ زید نے کہا کہ اس عمر کا مجھ پر اسی قدر حق ہے اس بکرا ہو اور اس مجلس میں بکر کے قرضہ کی کچھ تعداد بیان نہیں کی تھی اور نہ کوئی کلام پہلے ایسا کہ چکا ہو جس سے معلوم ہو کہ بکر کا اسپر کشتہ ہو تو اُسکو اختیار ہو کہ دونوں کے لیے جستہ رچا ہے اقرار کرے اور اگر بکر نے گواہ قائم کیے کہ میرے اسپر ہزار درم ہیں تو اس سے عمر کو ہزار درم کا استحقاق ثابت نہوگا اور مقرر کو اختیار ہو جستہ چاہے اُس کے واسطے اقرار کرے نوادر بن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہو کہ اگر زید نے کہا کہ عمر کے مجھے ہزار درم ہیں جیسے کہ بکر کا مجھے دینا ہر نو عمر کے اسپر ہزار درم ہونگے اور بکر کا اسپر ایک دینار ہوگا۔ اور اگر اسقدر کہ عمر کے مجھے ہزار درم ہیں خاموش ہو رہا پھر کہا اور اس بکر کے مجھے مثل اس عمر کے ہیں تو ہر ایک کو دونوں میں سے ہزار درم ملینگے بشرطیکہ یہ ایک ہی مجلس اور ایک ہی کلام میں واقع ہو یہ محیط میں ہو۔ زید نے عمر کے غلام کی نسبت اقرار کیا کہ یہ بکر کا ہو اور عمر نے انکار کیا پھر زید نے کہا کہ اگر میں اسکو خریدوں تو یہ آزاد ہو پھر اسکو خرید تو وہ بکر کو دلایا جائیگا اور عتیق باطل ہوگا۔ اور اگر اقرار کیا کہ یہ بکر کا ہو پھر اقرار کیا کہ یہ آزاد ہو پھر اسکو خرید تو بکر کو لیکنا۔ اور اگر پہلے اقرار کیا کہ یہ آزاد ہو پھر کہا کہ یہ بکر کا ہو پھر اسکو خرید تو وہ آزاد ہو۔ اور اگر پہلے بکر کے واسطے اقرار کیا پھر کہا کہ یہ خالد کا ہو پھر اسکو خرید تو پہلے کو بیخبر بکر کو لیکنا اور اگر دونوں اقرار دن کے بعد شعیب نے اسکو اس غلام کے خریدنے کا دلیل کیا اور اُسے خرید انوکھ کو دیا جائیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ متقی بن بروایت بشر بن الولید کے امام ابو یوسف رحمہ سے مروی ہو کہ زید نے کہا کہ عمر کے میرے پاس ہزار درم ودیعت کے ہیں پھر کہا کہ میرے اقرار سے پہلے ضائع ہو گئے تو اسکی تصدیق نہوگی اور وہ ضامن ہوگا اور اگر کہا کہ میرے پاس ودیعت تھے پھر ضائع ہو گئے تو اُسی کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے میرے پاس ہزار درم ودیعت کے ہیں کہ ضائع ہو گئے اور یہ کلام ملا کہ بیان کیا تو استحسانا اسکی تصدیق ہوگی اسی طرح اگر یہ فقرہ ملایا کہ کل کے روز وہ ضائع ہو گئے تو بھی استحسانا تصدیق ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اگر اقرار کیا کہ زید کا مجھ پر ایک ہر دی کپڑا ہو تو جو ہر دی

کپڑا لاویگا اسین اسکی تصدیق کیجا ویگی مگر پہلے قسم کھائے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک چاہیے کہ اس اقرار سے اوسط درجہ کا کپڑا قرار دیا جاوے۔ اور اصریح یہ ہے کہ یہ بالا جماع سب کا قول ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھ پر ایک کپڑا ہے اور اسکی جنس بیان نہ کی تو جو کپڑا لاویگا اسین اسکی تصدیق کیجا ویگی مینا ہوا اور نیا اس صورت میں کیساں ہو اور اسکا بیچا نہ چھوڑیگا جب تک کہ وہ کوئی کپڑا نہ دے یہ بسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ زید کا مجھ پر ایک دریا زین یا نخل یا بستان ہے تو یہ غصب کا اقرار ہے پس مال عین یعنی بعینہ اسی مال کی واپسی کا حکم دیا جائیگا اگر بعینہ موجود ہو اور اگر اُسکے واپس کرنے سے عاجز ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ اور دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے موافق قیمت کا ضامن نہوگا اور اول قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے موافق و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قیمت کا ضامن ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مجھ پر فلان شخص کا غلام ہے اور فلان شخص نے ایسا دعویٰ کیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُس پر درمیانی غلام یا درمیانی غلام کی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ غلام اور اسکی قیمت کے باب میں اسی کا قول قبول ہوگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ فلان شخص کا مجھ پر ایک اونٹ یا گاسے یا بکری ہو تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھ پر غلام قرض ہے تو اُس پر غلام کی قیمت واجب ہوگی اور قیمت کے بارہ میں قسم سے اسی کا قول قبول ہوگا یہ بسوط میں ہے۔ اور اگر اپنے اوپر ایک چوپایہ ہونے کا اقرار کیا تو جس چوپایہ کو وہ چاہے اسکی قیمت اُس پر واجب ہوگی اور اگر ایک چوپایہ لایا اور کہا کہ یہ ہے تو اُسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ گھوڑا یا بیل یا گدھا یا اونٹ لاوے اور اسکے سوا سے میں اُسکا قول قبول نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کتاب اعلل میں ہے کہ اگر کہا فلان غلام درم فلوس تو اُس پر مساوی ایک درم کے فلوس واجب ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ فلان غلام دینار درہم تو اُس پر مساوی ایک دینار کے درہم واجب ہونگے اور اگر کہا فلان غلام درہم فلوس تو یہ بیچ ہو گیا اُسے کہا کہ میں نے اُسکے ہاتھ فلوس بھروسہ درم کے فروخت کیے اور فلوس کی مقدار بیان کرنا اسی پر ہوگی اور منتفی میں ہے کہ اگر کہا فلان غلام درہم درہم دقیق تو اُس پر ایک درم کے مساوی آٹا واجب ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کے واسطے کسی دریا زین یا ملک یا شہر میں حق ہونے کا اقرار کیا تو اُسکو بیان کرنا چاہیے کہ کقدر ہے اور اگر مقلہ نے اُس سے زیادہ کا دعویٰ کیا تو زیادتی پر اس سے قسم لیجا ویگی۔ اور اگر اُس نے بیان مقدار سے انکار کیا تو قاضی خود اُس سے دریافت کرنا جاویگا کہ کیا آدھا ہو یا تھائی ہو یا چوتھائی ہو بیان تک ایسی مقدار تک نوبت پہونچی کہ عرف میں اس سے کم کی ملکیت نہیں ہو کر رہی ہو پس اسقدر اُس پر خواہ مخواہ لازم ہوگا پھر زیادتی پر اُس سے قسم لیجا ویگی اور اگر یوں کہا کہ اس شخص کا حق اس میں ہے شہر یا دروازہ بڑا ہو یا بنا بدون زمین کے یا حق زراعت یا اجارہ پر رہنے کا ہے تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجا ویگی ولیکن اگر یہ بیان اقرار سے ملا کر کہا ہو تو تصدیق کیجا ویگی یہ محیط خرسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھ پر قرض ہے اور بیان کرنے سے انکار کیا تو قاضی اُس سے تعدا درجہ بدرجہ دریافت کرنا جاویگا کہ تک کہ عرف کے موافق اقل مرتبہ کہ جس سے کم بقرضہ کا اطلاق نہیں ہوتا ہے پہونچے پس اگر اسقدر کا اقرار کیا تو خبر درجہ اسقدر خواہ مخواہ اُس پر لازم ہوگا اور زیادتی پر اُس سے قسم لیجا ویگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے میں نے اُس سے خریدا ہے اور ملا کر کلام بیان کیا اور خرید کے گواہ پیش کیے تو استحاثا مقبول ہونگے اور اگر سکوت کے بعد کہا کہ میں قبل اقرار کے اُس سے خریدا ہے یا اُس نے مجھے ہبہ کیا ہے یا صدقہ دیا ہے تو اس امر پر اُسکے گواہ مقبول نہونگے یہ بسوط میں ہے

منفقہ میں ہے کہ بشرح نے امام ابو یوسف سے روایت کی کہ اگر اقرار کیا کہ میرے بھائی کے مجھے ہزار درم ہیں اور اسکا نام نہ بیان کیا تو یہ باطل ہے اور اگر نام لیا اور اسکا کوئی بھائی اس نام کا ہے تو اسپر یہ لازم آدیکھا اور اگر کہا کہ میرے بیٹے کے اور اسکا نام نہ لیا اور اسکا بیٹا معروف ہو مگر اسنے کہا کہ میرا ایک دوسرا بیٹا ہے میں نے اسی کو مراد لیا تھا تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر کسی بیٹے کا نام لیا ہے تو اسکو دوسرے کی طرف مصروف کرنے کا اختیار نہیں ہے اور اگر اس قبیل کے امور میں دو نام عمر و عمر و مسلم و مسلم متفق ہو جاویں تو اقرار قرضہ باطل ہوگا اور طلاق و عتق باطل واقع ہو جاوینگے اور اسکو بیان کرنا چاہیے کہ ان متفقین میں سے کون مراد ہے یہ محیط میں ہے۔ الاصل یعنی قاعدہ یہ ہے کہ اگر اسنے کوئی مقدار بیان کر کے دو منفون مال کی طرف نسبت کیا تو دونوں میں سے ہر ایک کی نصف لیاوینگے کیونکہ اسنے مقدار کو دونوں کی طرف برابر نسبت کیا ہے پس برابر تقسیم ہوگی چنانچہ اگر دو شخصوں کی طرف نسبت کرے تو دونوں کو برابر تقسیم ہوتی ہے اور ارضانت میں مساوات ہونا تقسیم میں بھی مساوات چاہتا ہے۔ اگر کہا کہ مجھے دس کپڑے ہر دوی در دوی ہیں تو ہر ایک میں سے نصف نصف واجب ہونگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے دوسو مثقال سونا دجا ندی ہے تو ہر ایک میں سے سو مثقال واجب ہوگی اور مقررہ چاندی کو زیادہ نہیں کر سکتا ہے اور جدید رومی ہونے میں مقرر کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھے ہزار درم قرض و ودیعت ہیں تو وہ آدھے درم قرض کا ضامن ہے اور آدھے درم ودیعت ہونگے۔ اسی طرح اگر کہا کہ میری طرف زید کے ہزار درم مضاربت و قرض کے ہیں تو بھی یہی حکم ہے اور اگر انیے اقرار سے ملا کر یوں بیان کیا کہ اس میں سے تین سو درم قرض اور سات سو درم مضاربت کے ہیں تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو دونوں میں سے آدھے آدھے رکھے جاوینگے کذا فی الحاوی۔ اگر اقرار کیا کہ زید کے میرے پاس ہزار درم ہیہ و ودیعت کے ہیں تو سب ودیعت کے قرار دیے جاوینگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر اقرار کیا کہ زید نے مجھے تین کپڑے زطی و بیودی ودیعت دیے تھے تو اسپر ایک زطی اور ایک بیودی لازم ہوگا اور تیسرے کپڑے کا بیان اسی پر ہے خواہ زطی بیان کرے یا بیودی مگر قسم سے بیان مستحکم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے ایک قبضہ گیمون و جو کی ہے الا ایک رجب تو اسپر تین چوتھائی قبضہ واجب ہوگی ہر ایک میں سے نصف نصف یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھے ایک گیمون و جو و سسم یعنی تل کا ہے تو ہر ایک نصف میں سے ایک تہائی کر واجب ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھے نصف درم و دینار و ثوب ہے تو اسپر ہر ایک کا نصف لازم آدیکھا اسی طرح اگر کہا کہ مجھے نصف کر گیمون و کر جو و کر چیمو ہارے کا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ مجھے نصف اس غلام واس باندی کا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یوں کہا کہ مجھے اس کر کا نصف گیمون و کر شیعہ ہے تو اسپر شیعہ یعنی جو کا پورا کر واجب ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ میں نے غلام شخص سے نصف اسکا غلام اور یہ باندی غصب کر لی تو بھی باندی کامل واجب ہوگی اسی طرح اگر نصف درم اور یہ دینار کہا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ جامع صغیر میں ہے کہ ایک شخص مر گیا اور ایک غلام چھوٹا پس غلام نے وارث سے کہا کہ تیرے باپ نے مجھے آزاد کر دیا ہے اور زید نے کہا کہ میرے تیرے باپ پر ہزار درم قرض ہیں پس وارث نے دونوں سے کہا کہ تم دونوں نے سچ کہا تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک قرضہ مقدم ہوگا اور غلام انہی قیمت کے واسطے سہی کرے گا اور صاحبین نے کہا کہ غلام پر سعایت واجب نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک

شخص کا ایک غلام ہی اور دوسرے کی ایک باندی ہو پس دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کے حق میں شہادت دی کہ اس نے اپنے مملوک کو آزاد کیا ہے اور دوسرے نے اُسکے تولی کی تکذیب کی پھر ہر ایک نے اپنے مملوک کے عوض دوسرے کا مملوک خرید تو خرید جائز ہے اور ہر ایک کی طرف سے اسکی خریدی ہوئی بیع آزاد ہو جائیگی خواہ قبضہ کرے یا نہ کرے اور ہر ایک دوسرے کو اپنی خریدی ہوئی چیز کی قیمت کی ضمان دیگا پس اگر دونوں کی قیمت برابر ہو تو بدلا ہو جائیگا کوئی بھی دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر دونوں میں سے کسی کی قیمت زیادہ ہو تو اسکا مالک دوسرے سے بقدر زیادتی کے لے لیگا۔ اسی طرح اگر ہر ایک نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے مملوک کو بہ کر دیا ہے پھر بیع واقع ہوئی تو ہر ایک مملوک کا آزاد ہونا باطل ہے مرنے پر ہوگا اب مشتری کے مرنے سے متعلق نہ ہوگا اور ولا موقوف رہیگی۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کے مملوک کی نسبت گواہی دی کہ یہ خالہ کا ہے اور شخص معروف ہے اور دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی پھر ایک نے اپنے مملوک کے عوض دوسرے کا مملوک خرید تو بیع جائز ہے اور ہر ایک نے جو بیع خریدی ہے وہ مقر لہ یعنی خالہ کو مثلاً دیدے اور یہ اسوقت ہوگا کہ خالہ نے دونوں کی تصدیق کیا ہو اور اگر تکذیب کی ہو تو خالہ کو دیدینے کے لیے کسی کو حکم نہ کیا جائیگا اور نہ ہر ایک دوسرے کو اپنی شو خریدہ کی ضمان قیمت دیگا اور نہ باطل دوسرے سے اپنی بیع کی قیمت لے سکتا ہے۔ اور اگر زید نے عمر پر گواہی دی کہ اس نے اپنے مملوک کو مدبر کر دیا ہے اور عمر نے زید پر گواہی دی کہ اسکی مقبوضہ چیز بکر کی ہے اور بکر اسکا مدعی ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی پھر دونوں نے اپنے اپنے مملوک کے عوض باہم خرید کر لی تو خالہ اپنے مقرب کو اسکی شہادت سے لے لیگا اور جیسے کہ مدبر ہونے کا اقرار کیا تھا اسکی خرید کردہ باندی مثلاً مدبر ہو جائیگی اور ولا اسکی موقوف رہیگی اور بیع جائز ہوگی۔ اور کوئی دوسرے سے کچھ نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کی نسبت یہ گواہی دی کہ اس نے اپنے مملوک کو مسکاتب کر دیا ہے پھر دونوں نے باہم بیع کر لی اور دونوں نے قاضی کے پاس سرافہ کیا پس اگر دونوں مملوکوں نے مسکاتب سے انکار کیا تو دونوں محض مملوک رقیق رہ گئے اور ملکہ بیع جائز ہونے کا حکم کیا جائیگا اور اگر دونوں نے کتابت کا دعویٰ کیا تو قاضی دونوں سے کتابت واقع ہونے کے گواہ طلب کرے گا پس اگر ہر ایک نے گواہی دے کیے تو کتابت کا حکم ہو جائیگا اور بیع فسخ ہو جائیگی اور اگر دونوں کے پاس گواہ نہ ہوں تو ہر ایک باطل سے اُسکی بیع کی نسبت قسم لیجا دیگی کہ دائرین نے اسکو مسکاتب نہیں کیا تھا پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو بیع جائز ہوگی اور ہر ایک اپنے اپنے مشتری کا غلام ہوگا اور اگر دونوں نے قسم سے نکول کیا تو ہر ایک کے مسکاتب ہونے کا حکم کیا جائیگا اور بیع فسخ ہو جائیگی۔ اور اگر دونوں شخصوں میں سے ایک نے دوسرے پر اُسکے مملوک کے مدبر کرنے کی گواہی دی اور دوسرے نے دوسرے کے مسکاتب کرنے کی گواہی دی پھر باہم بیع کر لی پس جسے مدبر کرنے کی گواہی دی تھی اُسکا خرید کردہ اسکے مال سے مدبر ہوگا اور اسکے باطل کے مرنے پر آزاد ہو جائیگا کوئی نہ اسے اقرار کیا تھا اور اسکی ملاط موقوف رہیگی اور جسے مسکاتب کرنے کی گواہی دی اُسکا خرید کردہ فسخ کتابت کے بعد مملوک ہوگا اگر مملوک کے پاس گواہ نہ ہوں تو اسکے باطل سے قسم لیجا دیگی کہ میں نے بیع سے پہلے اسکو مسکاتب نہیں کیا تھا اور دونوں شخصوں میں سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہیں کر سکتا ہے اور اگر باطل نے قسم کھانے سے انکار کیا تو غلام اسکے باطل کو واپس کر دیا جائیگا اور بیع فسخ کر دیا جائیگی یہ عشر بر شرح جامع کبیر میں ہے۔

موقوف ہونا اگر آزاد کر دیا جائے تو بیع صحیح ہے
موقوف ہونا اگر آزاد کر دیا جائے تو بیع صحیح ہے
موقوف ہونا اگر آزاد کر دیا جائے تو بیع صحیح ہے
موقوف ہونا اگر آزاد کر دیا جائے تو بیع صحیح ہے
موقوف ہونا اگر آزاد کر دیا جائے تو بیع صحیح ہے

کتاب الصلح

اسمین اکیس باب اول

باب اول فی الصلح و تفسیر شرعی او و اس کے مکرم، حکم و شرط و احوال و اس کے بیان میں۔ قال المتترجم مصالیح صلح کرنے والا۔
 مصالح عند جس چیز سے صلح کیا جاوے گی مثلاً مدعی نے دعوے زمین یا ہزار درم کا کیا اور اس سے ہزار درم دیکر صلح کی تو صلح
 درست والا مصالح لم ہو اور زمین یا ہزار درم مصالح عند اور ہزار درم جو صلح میں دیے وہ بدل الصلح ہو اسکو مصالح علیہ
 بھی کہتے ہیں انکا اختلاف نہ اعتبار ہر صلح کی تفسیر شرعی یہ ہو کہ صلح ایسا عقد ہو کہ جو باہمی رضامندی کے ساتھ جھگڑا دور
 کرنے کے واسطے مودعہ ہو انکا کافی النہایہ اور کہ صلح کا پس ایجاب تو مطلقاً چاہیے اور قبول ان چیزوں میں
 جو معین کر نہ سکتے ہوں یا ہوتی ہوں واجب ہو یہ یعنی شرح ہدایہ میں ہو۔ پس اگر دعوے ایسی چیز میں واقع ہو جو
 معین کر نہ سکتے ہوں ہو سکتی ہو پس مدعا علیہ نے مدعی سے کہا صلح کن ازین مدعی ہاں، بدیہہ کہ تو میدہم یعنی
 اس دعوئی سے میرے ساتھ ایک درم پر صلح کرے جو میں تجھے دیتا ہوں پس مدعی نے کہا کہ میں نے کیا تو صلح تمام نہوئی
 تا وقتیکہ طالب صلح یہ نہ کہے کہ میں نے قبول کی اسی طرح اگر دعوے ایسی چیز میں واقع ہو جو معین کر نہ سکتے ہوں
 ہوتی ہو جیسے درم و دینار اور طالب نے دوسری جنس پر صلح طلب کی تو بھی یوں ہی ہونا ضرور ہو ولیکن اگر درم و دینار
 میں دعوے واقع ہو اور صلح بھی اسی جنس پر طلب کی تو صرف مدعی کے استدر کرنے سے کہ میں نے صلح کی صلح تمام
 ہو جائیگی مدعا علیہ کے قبول کی حاجت نہوگی کیونکہ یہ کسی قدر حق کے ساقط کرنے کے واسطے ہو اور ساقط کرنا فقط ساقط
 کرنے کے واسطے سے تمام ہو جاتا ہو یہ فیضروہ میں ہو۔ ایجاب و قبول یہ ہو کہ مدعا علیہ کہے کہ میں نے تجھ سے اس بات سے
 اتنے پر صلح کی یا ترے اس دعوے سے اتنے پر صلح کی اور دوسرے لے کہا کہ میں نے قبول کیا یا میں راضی ہوا یا اور
 ایسے ہی الفاظ جو قبول و رضا پر دلالت کرتے ہیں کذا فی البدائع۔ ایک شخص نے دوسرے پر کسی شے کا دعوئی کیا اور
 مدعا علیہ نے کہا کہ ہر چند میں فضل کردم اور مدعی نے کہا کہ کرد تو اس مبلغ پر صلح کرے والا ہو گا یہ جو اسرافت و بے ہوشی ہو
 اور حکم صلح کا یہ ہو کہ بدل میں ملک ثابت ہو جاتی ہو اور جس چیز سے صلح کی گئی ہو اس میں بھی ملک ثابت ہوتی ہو بشرطیکہ
 وہ معتل ہو مثل مال کے یا اس سے بریت ہو جاتی ہو اگر معتل ملک ہو جیسے قصاص وغیرہ اور یہ حکم اس وقت ہو کہ صلح
 اقرار پر ہو یعنی مدعا علیہ مقرر ہو کہ صلح کرے اور اگر اس نے باوجود انکار کے صلح کر لی تو مدعی کے واسطے بدل صلح میں
 ملک ثابت ہوتی ہو اور مدعا علیہ دعوئی سے بری ہوتا ہو خواہ جس امر سے صلح کی گئی وہ مال ہو یا نہو محیط شخصی میں
 ہو۔ اور شرائط چند قسم کے ہیں آخر انجملہ یہ ہو کہ صلح کرنے والا عاقل ہو پس صلح مجنون اور طفل لا یعقل کی صحیح نہیں ہو
 کذا فی البدائع اور جو شخص نشہ میں ہو اسکی صلح جائز ہو یہ سراجیہ میں ہو۔ آخر انجملہ یہ ہو کہ جو شخص نابالغ کی طرف سے
 صلح کرنے والا ہو وہ اس صلح سے اسکو کھلا ہوا ضرر نہ ہو بچا وے مثلاً ایک شخص نے ایک نابالغ پر قرضہ کا دعوے
 کیا پس نابالغ کے باپ نے نابالغ کے مال سے صلح کی پس اگر مدعی کے واسطے گواہ موجود ہوں اور جب قدر مال
 صلح میں باپ نے دیا وہ اس کے حق کے برابر یا استدر زیادہ ہو کہ لوگ اتنی زیادتی برداشت کر لیا کرتے ہیں تو صلح جائز
 ہو اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہوں تو صلح جائز نہیں ہو اور اگر باپ نے اپنا مال ذاتی دے کر صلح کرادی تو جب نہ ہو

از انجملہ یہ ہو کر نابالغ کی طرف سے صلح کرنے والا ایسا شخص ہو جسکو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار ہو جیسے باپ یا دادا یا وصی از انجملہ امام اعظم رحمہ کے نزدیک مرتد نہوا اور صاحبین کے نزدیک مرتد کی صلح نافذ ہے اور سچے اختلاف اس بنا پر ہو کہ مرتد کے تصرفات امام اعظم رحمہ کے نزدیک موقوف ہوتے ہیں اور صاحبین کے نزدیک نافذ ہوتے ہیں اور مرتد عورت کی صلح بلا خلاف جائز ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور بلوغ اور آزادی شرط نہیں ہے پس ایسے لوط کے کی صلح جسکو اجازت تصرف ہے صحیح ہو بشرطیکہ اس میں نفع ہو اور ضرر سے خالی ہو اور غلام مادیوں سے بھی صحیح ہو بشرطیکہ اس میں اسکی مصاحت ہو ولیکن بعض حق کے کم کرنے پر صلح کرنے کا اختیار نہیں رکھتا ہے جو موت کہ اس کے پاس اپنے حق کے گواہ موجود ہوں۔ اور مدت مقرر کر دینے کا مطلقاً اختیار رکھتا ہے اور عیب کی وجہ سے کسی قدر میں کم کر دینے کا بھی مختار ہے اور مکتوب سے بھی صلح کرنا یعنی مکتوب صلح کرے تو جائز ہے یہ غرین ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ جس چیز پر صلح پٹھری ہے وہ مال معلوم ہو اگر اس کے قبضہ کی احتیاج ہو۔ اور اگر اس کے قبضہ کی احتیاج نہ ہو تو شرط یہ ہے کہ وہ مال ہو خواہ معلوم ہو یا مجهول ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی مال میں جو ایک شخص کے قبضہ میں ہو مثل دار یا زمین یا غلام وغیرہ کے دعویٰ کیا اور کل یا بعض کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ مقرر ہو یا منکر ہو یا سبکت ہو پس اگر صلح کسی قدر درم غیر معینہ پر واقع ہوئی تو اسکی مقدار بیان کرنا شرط ہے اور کھرے درمیں پر اس شہر کے چلن کے واقع ہونے اور اگر کھرے میں نقد و مختلفہ رائج ہوں تو اکثر جو رائج ہو اس پر صلح واقع ہوگی اور اگر بعض درم بعض پر غالب ہوں تو مطلق صلح جائز نہ ہوگی جب تک کہ مقدار کے ساتھ کسی چلن کے درمیں کو بیان نہ کرے اور درمیں کی صلح فی الحال یا مبادی دونوں طرح جائز ہے اور جس چیز پر صلح واقع ہوئی اسکا مجلس میں جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لینا شرط نہیں ہے۔ اور اگر درم معینہ ہوں تو صلح جائز ہے اور اس میں قدر و وصف کے بیان کی ضرورت نہیں ہے اور عقد صلح اس کے عین کے ساتھ متعلق نہ ہوگا جتنے کہ اگر صلح کرنے والے نے انکو روک لیا اور اس کے عوض ان کے مثل دینے چاہتے تو جائز ہے اور اگر دیدینے سے پہلے اس کے پاس تلف ہو گئے یا زمین استحقاق ثابت کیا گیا تو عقد صلح باطل نہ ہوگا اور اس کے مثل دیدیگا اور اگر تلف ہو جانے کے بعد انکی مقدار و وصف میں اختلاف کیا تو دونوں باہمی قسم کھانے کے بعد صلح کو رد کر لینے اور اسی طرح اگر دنیا دونوں پر صلح واقع ہو تو بھی سب صورتوں میں یہی حکم ہے۔ اور اگر اس کے دعویٰ سے کسی کیلی مثل گبیون و جو بے یا وزنی مثل لوہے و تانبے کے صلح پٹھری نہیں پس اگر وہ معین ہے اور عقد کو اسکی طرف اسبت کیا خواہ غائب ہو یا ساسنہ موجود ہو ولیکن مدعا علیہ کی ملک میں ہے تو صلح صحیح ہے اور یہ صلح اس قدر پر واقع ہوگی جس قدر اس نے کیلی و وزنی کا نام لیا ہے اور اگر اسکی طرف اشارہ کر دیا اور قبل و وزن بیان نہ کیا تو جائز ہے اور وہی عقد میں متعین ہوگا۔ اور اگر گبیون میں مدت مقرر کی پس اگر گبیون متعین ہیں تو باطل ہے صحیح نہیں ہے اور ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے نقل کیا ہے۔ اور اگر گبیون و وصف بیان کر کے اپنے ذمہ رکھے ہیں تو اس میں قدر و وصف کا بیان کرنا شرط ہے اور مدت کا بیان کرنا بشرط نہیں ہے ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا ہے اور اگر مدت بیان کر دی تو جائز ہے اور مدت ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر کپڑوں پر صلح پٹھری نہیں پس اگر کپڑے معین ہوں تو صلح جائز ہے اور اس میں فقط اشارہ کر دینا شرط ہے اور اگر کپڑے غیر معین ہیں تو جب تک بیع سلم کی پوری شرطیں ذکر نہ کرے صلح جائز نہ ہوگی۔ اور اگر دعویٰ مدعی سے کسی حیوان پر یا ایسی چیز پر جس میں سبب

جہالت کے بیچ صلح جائز نہیں ہوتی اگر صلح قرار دی تو جب تک وہ عین نہ کرے صلح جائز نہ ہوگی یہ شرح طحاوی میں ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ صلح پر صلح ٹھہرائی ہو وہ مال منقسم یعنی قسیمت دار ہو پس مسلمان کی طرف سے شراب یا سویر پر صلح کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح ایک شے مگر کہ پر صلح ٹھہرائی پھر دیکھا تو وہ شراب تھی تو بھی جائز نہیں ہے۔ از انجملہ یہ ہے کہ وہ مال صلح کرنے والے کو ملک ہوئے کہ اگر کسی قدر مال پر صلح کی پھر وہ مال مدعی کے ہاتھ سے استحقاق ثابت کر کے لے لیا گیا تو صلح صحیح نہ ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور از انجملہ یہ ہے کہ جس امر سے صلح ٹھہرائی ہو وہ ایسا ہو کہ اسکا عوض لینا یا لینا یا غیر مال سے جائز ہو جیسے اندھاں خواہ معلوم ہو یا مجہول ہو یا مضبوط یا مین ہو اور از انجملہ یہ ہے کہ جس امر سے صلح ٹھہرائی ہو وہ بندہ کا حق ہو یا حق اللہ ہو خود خواہ مال عین یا دین یا سوا اسے ان دونوں کے کوئی حق ہو پس اگر حد نہ یا سمرقہ یا شراب خواری سے صلح کی اس وقت کہ ایسے شخص کو کسی نے پکڑا ہے اس امر پر صلح ٹھہرائی کہ مجھ سے اس قدر مال پر صلح کرے اور مجھے حاکم کے پاس لے جا تو یہ صلح باطل ہے یہ بدائع میں ہے۔ اگر ایک چور نے کسی کے گھر سے مال چوری کا باہر کر دیا پھر اپنے گھر میں سے اسے چور کو پکڑا پس چور نے کسی قدر مال معلوم پر صلح کر لی بیان تک کہ اسے ہاتھ روک لیا تو چور پر مال واجب نہ ہوگا اور وہ حقوق سے بری ہو جائیگا جبکہ اسے چوری کا مال اس کے مالک کے حوالہ کر دیا اور اگر یہ صلح قاضی کے پاس مرافعہ کرے۔ کہ بدائع میں واقع ہوئی پس اگر لفظ عفو کے ساتھ صلح کی تو بالاتفاق صلح صحیح نہیں ہے اور اگر لفظ سبہ یا برارت کے ساتھ صلح ہوئی تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر وہ چیز جسکی وجہ سے صلح کی ہو ایسی ہو کہ اسکا عوض لینا جائز نہیں ہو تاہو جیسے حق شفعہ حد قذف اور کفالت بالغتس تو اس سے صلح کرنی جائز نہ ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر حد قذف سے قاضی کے پاس پیش ہونے سے پہلے صلح کر لی تو بدل صلح واجب نہ ہوگا اور حد ساقط نہ ہوگی یہ شرح الوہاج میں ہے۔ اگر کسی گواہ سے جو اسپر گواہی دینا چاہتا ہو مال دے کر صلح کر لی کہ مجھے گواہی نہ دے تو یہ باطل ہے کیونکہ حقوق اللہ قائلے سے صلح کر لینا باطل ہوتا ہے اور جو گواہ نے لیا ہو اسکو پھیر دینا واجب ہے اور تصریح سے صلح جائز ہے یہ بدائع میں ہے اور جس امر پر بعد اختلاف کے ائمہ خوارزم کا فتوے قرار پایا ہو وہ یہ ہے کہ ایسے دعوے فاسد سے جسکی تصحیح ممکن نہیں ہے صلح کر لینا صحیح نہیں ہے اور جس دعوے فاسد کی تصحیح ممکن ہو مثلاً کسی حد کا حد و دین سے ذکر کرنا چھوڑ دیا یا ایک حد کو غلط بیان کیا تو اس سے صلح کرنا جائز ہے یہ وجہ کروری میں ہے۔ اور صلح کے انواع بحسب مدعا علیہ کے تین ہیں کذا نے الہنا یہ ایک صلح باقرار مدعا علیہ دوسری صلح لبسکو ت یعنی مدعا علیہ نہ اقرار کرے اور نہ انکار کرے اور تیسری صلح مع انکار یعنی مدعا علیہ دعویٰ مدعی سے انکار کرے اور پھر بھی صلح کرے اور یہ سب جائز ہیں۔ پس اگر صلح باوجود اقرار مدعا علیہ کے واقع ہوئی تو اس میں وہی چیزیں معتبر ہونگی جو بیع میں معتبر ہوتی ہیں اگر صلح دعوے مال سے بوض مال کے واقع ہوئی پس اس میں شفعہ جاری ہوگا اگر دعوے عمارت میں واقع ہوگا اور اس سے صلح ہوئی ہو اور عیب کی وجہ سے واپس ہوگا اور خیار ردیت اور شرط ثابت ہوگا اور بدل کے مجہول چھوٹنے سے صلح فاسد ہوگی اور مصالح عنہ کی جہالت سے صلح فاسد نہ ہوگی اور بدل کے سپرد کرنے پر قادر ہونا شرط ہوگا یہ ہدایت میں ہے۔ اور اگر مصالح عنہ اور بدل الصلح دونوں فقہ ہوں تو جو بیع صرف میں معتبر ہو وہی انکی صلح میں معتبر ہوگا جتنے کہ اگر جیسے صلح قرار پائی ہو اسکو مجلس صلح میں اپنے قبضہ میں نہ لیا تو صلح باطل ہوگی یہ ہندوستان میں ہے۔ اور اگر مال سے بوض منافع کے صلح واقع ہوئی تو شروط اجارات معتبر ہونگے پس اس میں مدت متقرر کرنا شرط ہوگی اور مدت کے اندر کسی ایک کے

مرنے سے صلح باطل ہو جائیگی کذا فی الہدایہ۔ حتی کہ اگر کسی ہیت معین میں کسی مدت معلوم تک رہنے پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر مدت کے واسطے ابد یعنی ہمیشہ کو کہا یا یہ کہا کہ مرتے دم تک رہوں گا تو یہ جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر دعوے بھی منفعت کا ہو اور صلح بھی منفعت پر ہو پس اگر دونوں منفعتیں دو جنس مختلف کی ہوں مثلاً کسی گھر کے سکونت کے دعوے سے کسی غلام کی خدمت لینے پر صلح کر لی تو بالاجماع جائز ہے اور اگر دونوں جنس واحد کی ہوں تو ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے یہ بدائع میں ہے۔ اور جو صلح سکوت یا انکار سے ہوتی ہے وہ حق مدعا علیہ میں قسم کا فہ یہ اور قطع خصوصیت کے واسطے ہے اور مدعی کے حق میں معاوضہ کے معنی میں ہوتی ہے کذا فی الہدایہ۔ اور صلح کے اقسام باعتبار مصالح علیہ و مصالح عنہ کے چار ہیں کیونکہ یا تو مصالح عنہ اور مصالح علیہ دونوں معلوم ہونگے مثلاً زید کے مقبوضہ دار میں عمر و نے حق معلوم کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے مال معلوم پر صلح کر لی اور یہ صلح جائز ہے یا مصالح عنہ اور مصالح علیہ دونوں مجہول ہونگے اور اس میں دو صورتیں ہیں یا تو اس میں دینے والے کی حاجت نہ ہوگی مثلاً زید نے عمر و کے مقبوضہ دار پر کسی حق مجہول کا دعوے کیا اور عمر و نے بھی زید کی مقبوضہ زمین پر کسی حق مجہول کا دعوے کیا اور دونوں نے حق کو بیان نہ کیا پھر دونوں نے باہم اس شرط پر صلح کر لی کہ ہر ایک اپنا دعوے چھوڑ دے تو یہ جائز ہے۔ اور اگر دینے والے کی ضرورت ہو مثلاً یوں صلح کی کہ ایک اپنے پاس سے کسی قدر مال دے اور اس کو بیان نہ کیا اس شرط پر دیوے کہ دوسرا اپنا دعوے چھوڑ دے یا دوسرا اس کے دعوے کے موافق دیدے تو یہ جائز نہیں ہے۔ یا مصالح عنہ مجہول اور مصالح علیہ معلوم ہو اور اس کی بھی دو صورتیں ہیں اگر مصالح عنہ کے سپرد کرنے کی ضرورت ہووے مثلاً زید کے مقبوضہ دار میں اپنے حق مجہول کا دعوے کیا اور دونوں نے اس طرح صلح کر لی کہ مدعی کسی قدر مال معلوم مدعا علیہ کو دے تاکہ مدعا علیہ مدعی کو اس کے دعوے کے موافق حق اس کو سپرد کرے تو یہ جائز نہیں ہے اور اگر مصالح عنہ کے سپرد کرنے کی ضرورت نہ ہو مثلاً اسی صورت میں مدعا علیہ نے کسی قدر مال معلوم دے کر اس شرط پر صلح کی کہ مدعی اپنا دعوے چھوڑ دے تو یہ جائز ہے۔ یا مصالح عنہ معلوم اور مصالح علیہ مجہول ہو تو اس کی بھی دو صورتیں ہیں اگر اس میں دینے والے کی ضرورت ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر دینے والے کی ضرورت نہ ہو تو جائز ہے اور قاعدہ کلیہ اس مقام پر یہ ہے کہ نفس جہالت کی وجہ سے عقد صلح فاسد نہیں ہوتا ہے بلکہ اس سبب سے فاسد ہوتا ہے کہ سبب جہالت کے لینا و سپرد کرنا ممکن نہیں اس میں جھگڑا پیدا ہو گا پس جن صورتوں میں باوجود جہالت کے دینے لینے کی ضرورت نہیں ہے وہاں جھگڑا پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے پس جہالت صلح کی صحت کی مانع نہ ہوگی اور جن صورتوں میں لینے دینے کی ضرورت ہے وہاں سبب جہالت کے جھگڑا پیدا ہو گا پس صلح جائز نہ ہوگی یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر قرضہ سے صلح کی تو اس کا حکم شن کا ہے جیسے بیع میں شن دیا ہے ہی صلح میں بدل صلح ہو گا اور اگر مال عین سے صلح کی تو اس کا حکم بیع کا ہے پس جو چیز بیع میں شن یا بیع ہو سکتی ہے وہ صلح میں بدل ہوگی ورنہ نہیں ہوگی کذا فی المحیط

دوسرا باب عین میں صلح کرنے اور اسکے متعلق شرائط مثل مجلس صلح میں بدل پر قبضہ شرط ہونے وغیرہ کے بیان میں۔ زید کے عمر و پر ہزار درم ہیں اس سے پانچ سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ فنا دے صفر میں ہے۔ اور اگر زید کے ہزار درم اسود ہوں اور پانچ سو درم انبیض پر صلح کی تو جب انہیں ہوں بخلاف اسکے اگر انبیض ہوں اور اس کے اسود پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ غایت البیان شرح ہدایہ میں ہے۔ اور اگر سو درم اسود ہوں اور اسے پانچ سو درم

غلہ پر صلح کر لی تو جائز ہو خواہ نقد یا کوئی مدت مقرر کی ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم غلہ کے آتے ہوں
۱۔ اُنسے پانچ سو درم بنجیہ پر صلح کی اور مجلس صلح میں ادا کر دے تو امام اعظم و امام محمد و دوسرے قول امام ابو یوسف میں جائز
ہیں ہوں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ہزار درم غلہ کے ہوں اُنسے ہزار درم بنجیہ پر صلح کر لی اور نے الحال دینے
کی شرط کی پس اگر قبل افتراق کے قبضہ کر لیا تو جائز ہے ورنہ اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر مدت مقرر
کی تو بھی صلح باطل ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اپنے ذمہ کے درموں سے دیناروں پر یا اسکے برعکس صلح قرار دی تو بدل پر قبضہ
کرنا شرط ہے۔ اور اگر دیناروں سے جو ذمہ ہیں اُنسے کم دیناروں پر صلح کی تو قبضہ شرط نہیں ہے۔ اور اگر ذمہ کے سو درم
سے دس درم پر بوجہ ایک ماہ کے صلح کی تو جائز ہے یہ وجیز کر دی میں ہے۔ اگر ہزار درم سیاہ انجیر فی الحال ہوں اور
اُسے ہزار درم بنجیہ پر صلح کر لی اور مدت مقرر کی تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر اُسے ہزار درم سیاہ میعاد دی ہوں اور اُسے
ہزار درم بنجیہ نقد دینے پر صلح کی تو جائز ہے اگر اسی مجلس میں قبضہ کر لیا ہو یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر تجدید درم ہزار فی الحال ہوں
اُنسے ہزار درم بنہرہ پر میعاد مقرر کر کے صلح کی تو جائز ہے و لیکن اگر اصل مال قرض ہو اور اُس سے پانچ سو درم
پر مدت مقرر کر کے صلح کی تو مدت صحیح نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ہزار درم بنجیہ میعاد دی ہوں اُسے
ہزار درم سیاہ فی الحال دینے پر صلح کر لی تو یہ جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اُسے ہزار درم میعاد دی ہوں
اُسے پانچ سو درم نقد دینے پر صلح کی تو جائز نہیں ہے کذا فی الہدایۃ۔ اگر زید کے عمر و پدر ہزار درم سپید چاندی کے
ہیں اُسے پانچ سو درم تیر سیاہ پر میعاد دی صلح کی تو جائز ہے اور اگر پانچ سو درم مفر وہ وزن سب سے پر میعاد دی صلح کی تو
جائز نہیں ہے پس حاصل یہ ہو کہ اگر اُسے حق سے جید اور کم مقدار پر صلح کی تو نہیں جائز ہے اور اگر حق سے مقدار
وجودت میں کم پر صلح کی یا اُسکے مثل حق سے جو دت اور کم مقدار پر صلح کی تو جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر
ایک شخص کے دوسرے پر سو درم و سو دینار ہیں اُسے پچاس درم و دس دینار پر ایک ماہ کے وعدے پر صلح کر لی تو
جائز ہے اسی طرح اگر پچاس درم پر نقد یا میعاد دی صلح کی تو بھی جائز ہے اسی طرح اگر پچاس درم چاندی سفید تیر پر نقد
یا میعاد دی صلح کی تو بھی جائز ہے یہ مبسوط میں ہے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی یہ ہو کہ جیسا حق اسپر
ہے تیر جو دت میں اُسکے برابر یا کم ہو تو یہ حکم ہو اور اگر تیر اُس سے جید ہو تو جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اسپر
سو درم بنجیہ اور دس دینار ہوں اُسے پچاس درم سیاہ پر نے الحال یا میعاد دی صلح کی تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور
اگر اسپر سو درم و دس دینار ہوں اُسے سو درم و دس دینار پر میعاد دی صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر دونوں پر صلح
کی اور دونوں اُسکو دیدے تو جائز ہے اور اگر دس درم قبل افتراق کے قبضہ کر لیے اور سو درم باقی رہے تو جائز ہے
یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہیں کہ انھا وزن نہیں معلوم ہو پس اُنسے ایک کپڑے یا عرض
سجین پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر کچھ معلوم درموں پر صلح کی تو استحساناً جائز ہے اسی طرح اگر کچھ مدت مقرر کی تو بھی جائز
ہو اور بعض سے ابراہ اور باقی کے واسطے میعاد قرار دیجائیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے
پر ہزار درم مشغولۃ الوزن ہیں اُسے درم مجبولۃ الوزن ادا کیے تو جائز نہیں ہے اور اگر صلح میں دیے تو جائز ہے
اور اُسی پر صلح کیا جاوے گا کہ یہ حق سے کم ہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہیں اُسے سو درم
پر ایک مینے کے وعدہ پر اورد و سو درم پر اگر ایک مینہ تک نہ دے صلح قرار دی تو جائز نہیں ہے یہ وجیز کر دی میں ہے

ایک شخص کسی قدر دینار کا دعوے کیا اُس نے انکار کیا پس باہم دونوں نے کچھ دیناروں کا صلح کر لیا کہ وہ جس کے نقدی اور بعض میعاد کی ٹھہرے ہیں صلح کر لی تو صحیح ہے یہ جو اہل الفتاویٰ میں ہے۔ اگر کسی نے دوسرے پر ہزار درہم کا دعوے کیا اُس نے اپنے ذمہ کچھ اناج مقرر کر کے صلح کر لی خواہ اُس میں میعاد لگائی یا نہیں لگائی اور قبضہ سے اپنے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو اور اگر ذمہ کے درہموں سے ایک کر گے یوں معین پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہے اور اگر ایک کر گے یوں سے جو ذمہ ہیں دس درہم پر صلح کی پس اگر دس درہم پر قبضہ کیا تو جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو باطل ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک کر گے یوں قرض سے دس درہم پر صلح کی پھر باقی درہم پر قبضہ کر کے جدا ہو گئے تو بحساب قبضہ کے آدھے کر کی صلح باقی رہی اور بحساب باقی کے آدھے کر کی صلح باطل ہو گئی اور اگر ایک کر جو معین پر صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہے اور اگر جو غیر معین ہوں اگر جدا ہو گئے پہلے دونوں نے باہمی قبضہ کیا تو جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح فاسد ہو گئی یہ سبوط میں ہے۔ اگر اس پر ایک کر گے یوں ہوں پس آدھے کر گے یوں اور آدھے کر جو غیر معین پر میعاد کی صلح کی تو جائز نہیں ہے اور گیسوں اس پر نقدی رہینگے اور اگر میعاد مقرر نہ کی یا جو بعینہ قائم ہوں اور گیسوں غیر معین ہوں تو جائز ہے اور اگر جو غیر معین ہوں اور اسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہے۔ اسی طرح اگر گیسوں میعاد کی ہوں اور نصف کر جو نقدی غیر معین ہوں پس اگر جدا ہو گئے اور گیسوں اُسکو دیے گئے اور جو معین دیے گئے تھے تو صلح بقدر حصہ جو کے فاسد ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی کے اوپر دس درہم اور دس قرض گیسوں تھے اُسے گیارہ درہم پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح بقدر ایک درہم کے باطل ہو گئی یہ سراجیہ میں لکھا ہے۔ اگر دو شخصوں کے ایک شخص پر ایک کر گے یوں قرض ہوں پس ایک نے اس سے اپنے حصہ سے دس درہم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اپنے خیر یک کو خواہ چوتھائی کر دیدے یا پانچ درہم دیدے یہ سبوط میں ہے۔ دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار درہم ہیں پس اگر دین ایک ہی شخص کے عقد سے واجب ہوا ہو بلکہ دونوں شتاً دین میعاد کی کسی موت سے وارث ہوئے ہوں پس ایک نے اس سے سو درہم پر نقد لیکر صرف اس امر پر صلح کی کہ اپنے باقی حصہ چار سو درہم کے واسطے ایک سال تک تاخیر دے تو سو درہم جو اس نے وصول کیے ہیں دونوں میں برابر تقسیم ہو گئے اور تاخیر اُس کے حصہ یعنی چار سو درہم کی باطل ہے یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ کا ہے جسے کہ اگر دوسرے شریک نے کچھ وصول کیا تو اس صلح کو نپولے کو اس میں شرکت کا اختیار ہے اور صاحبین کے نزدیک اُس کے حصہ کی تاخیر جائز ہے اور اگر یہ قرضہ دونوں میں سے ایک کے فعل سے واجب ہوا ہو مثلاً یہ دونوں بہ طور شرکت غنان کے شریک ہوں پس اگر اس شخص نے تاخیر ہی جیسے فعل سے دین واجب ہوا ہو تو پورے قرضہ میں مملکت دنیا جائز ہے اور اگر اس شخص نے تاخیر ہی جیسے فعل سے دین واجب نہیں ہوا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک اُس کے حصہ کی بھی تاخیر صحیح نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک صحیح ہے۔ اور اگر دونوں میں مفاد حصہ کی شرکت ہو اور ایک نے مفاد حصہ کے قرضہ میں میعاد دیدی تو دونوں میں سے کوئی مدت دے سب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کوئی قرضہ دو شریکوں میں مشترک ہو اور ایک شریک اپنے حصہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لے تو شریک کو اختیار ہے کہ چاہے اُس کپڑے میں آدھا کپڑا اس شرط پر لے کہ جو چھائی قرضہ کا شریک ضامن ہوا چاہے تو قرضہ مارے آدھا قرضہ وصول کر لے۔ اور اگر ایک شریک نے اپنا پورا حصہ

اگرچہ حصہ وصول کر لیا تو اس کے شریک کو اختیار ہو کہ اس بقضہ میں شریک ہو جاوے پھر دونوں لکیر باقی قرضہ کو قرضدار سے وصول کر لیں یہ کافی میں ہے۔ اگر وہ شخصوں کے ایک شخص پر ہزار درم بختیہ ہوں پھر ایک نے اپنے حصہ سے پانچ سو درم زیور یا پانچ سو درم سیاہ پر صلح کر لی تو شریک کو اختیار ہو کہ ان دونوں میں آدھے کا اسکا شریک ہو جاوے یہ ميسوط میں ہو۔ اور اگر قرضدار پر دو شخصوں کے دو مال ہوں ایک کے درہم اور دوسرے کے دینار ہوں اور دونوں نے اس سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور سو درم دونوں کو بحساب درم و دیناروں کی قیمت کے تقسیم ہونگے پس جب قدر درم دیناروں کے پرے بن پڑیں وہ بیع صرف ہونگے انہیں اسی مجلس میں قبضہ شرط ہوگا اور جب قدر درم و دیناروں کے پرے بن پڑیں وہ بعض حق کا استیفاء اور بعض کا ساقط کرنا ہو کذا فی الصلح۔ ایک شخص نے دو شخصوں پر ہزار درم قرض کا دعوے کیا پھر دونوں نے اس سے سو دینار پر کسی مدت کے وعدہ پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہو خواہ صلح اقراء پر یا انکا پردائع ہوئی اور اگر دونوں نے کسی قدر راج پر خود منہ قرار کیا میعاد دی یا غیر میعاد دی صلح قرار دی تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہوں اور اس سے ایک خاص غلام پر صلح کر لی تو جائز ہے اور غلام طالب کا ہو انہیں اسکا عتق جائز ہے اور مطلوب کا عتق اس کے حق میں جائز نہ ہوگا اور اگر مطلوب کے قبضہ میں طالب کے پھر دکنے سے پہلے مر گیا تو مطلوب کا مال گیا اور طالب اپنا قرضہ وصول کر لے گا۔ اسی طرح ہر شرط سمین قبضہ سے پہلے دونوں کا افتراق باطل نہیں کرتا ہے یہ ميسوط میں ہے۔ اگر ہزار درم سے ایک غلام پر صلح کر لی پھر دونوں نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ قرضدار پر کچھ قرضہ نہ تھا تو جسکو غلام دیا گیا ہے وہ مختار ہے چاہے غلام واپس کر دے یا ہزار درم دیدے اور غلام اپنے پاس رہنے دے یہ محیط سٹری میں ہے۔ اگر ہزار درم سے سو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ میرے ہاتھ ایک کپڑا فروخت کرے تو صحیح نہیں ہے یہ وجہ کر دی میں ہے۔ اگر کسی شخص پر قرضہ کا دعوے کیا پھر باہم ایک گھر پر اس شرط سے صلح ٹھہرائی کہ قرضدار میں ایک سال رہ کر پھر مدعی کے سپرد کر دے تو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر ایک غلام پر اس شرط سے صلح کی کہ غلام ایک سال تک مدعا علیہ کی خدمت کرے تو بھی صلح فاسد ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر سو دینار پیشاپوری تھے اسے سو دینار بخاری پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صحیح یہ ہے کہ قبضہ شرط نہیں ہے اور صلح باطل نہ ہوگی اور اسکے برعکس صورت ہو تو بلا خلاف بدل الصلح پر قبضہ کرنا شرط ہوگا کذا فی الفیروہ نعم الدین اسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایسے ہزار درم کا جین چاندی نہیں ہے دعوے کیا اور سو درم غطریفی پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے۔ تو فرمایا کہ صلح باطل ہو جائیگی اور یہ جواب ایسی صورت میں ہے کہ دعوے ایسے درم میں واقع ہو جو اس کے ذمہ تھے اور اگر معین درم و دینار میں دعوے کیا ہو تو جائز ہے یہ محیط میں ہے جس شخص پر میعاد دی قرضہ ہو اگر اسے میعاد سے پہلے قرضہ ادا کر دیا پھر بقضہ طالب کے پاس سے استحقاق ثابت کر کے لے کیا گیا یا اسکو طالب نے بہرہ یا زیور یا ستوق پاکر واپس کر دیا تو مال پھر وی میعاد دی ہوگا۔ اسی طرح اگر اسکے ہاتھ کوئی غلام فروخت کیا یا کسی غلام پر صلح کی اور غلام پر قبضہ کر لیا پھر اس میں استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد معلوم ہو گیا بسبب عیب کے حکم قاضی واپس کیا تو مال قرضہ پھر میعاد دی عود کرے گا اور اگر یہ خواہش کی کہ صلح کا اتنا اس حال پر ہو جو صلح سے پہلے تھا یا عیب سے واپس کرنا بغیر حکم ہو تو پھر مال میعاد دی ہوگا اور اگر اتنا عیب کی وجہ سے بدون حکم قاضی کے واپس کرنے میں میعاد کا نام نہ لیا تو مالی فی الحال لازم آوے گا کذا فی فتاویٰ قاضیخان۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ایک گرجیوں قرض

ہوں اور اُس نے اُس سے ایک کروڑ پر صلح کر لی اور اسکو دیدیے پھر مدعی نے دین عیب پاکر بعد از تراضی کے واپس کیے پس اگر مجلس دہلی میں بدل نہ لیا تو بالاجماع صلح باطل ہو جائیگی اور اگر دوسرے اسی مجلس دہلی میں بدل لیا تو بھی امام اعظم کے نزدیک ہی حکم ہو اور صاحبین کے نزدیک صلح اپنے حال پر باقی رہیگی اور ایسا ہی اختلاف ہر ایسے عقد میں ہو جو بدل و قبضہ کے بند ہو جائے سے باطل ہو جاتا ہو اور اُس میں عیب پاکر واپس کیا ہو جیسے بیع صرف سلم کنانی المحیط۔ اگر ایک شخص پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور اُس نے سودم پر صلح کی اور مدعی نے کہا کہ میں نے تجھ سے اُن ہزار درم سے جو میرے تجھے آتے تھے سودم پر صلح کی اور باقی سے تجھے بری کر دیا تو جائز ہو اور مدعا علیہ باقی سے قصداً رو دیا نہ بری ہو جائیگا اور اگر یوں کہا کہ میں نے تجھ سے ہزار درم سے سودم پر صلح کی اور یہ نہ کہا کہ میں نے تجھے باقی سے بری کیا تو قصداً بری ہو جائیگا اور دیا نہ بری ہو گا یعنی اگر واقع میں اُس ہزار درم آتے ہیں تو عند اللہ یہی ہو گا یہ فتاویٰ ظہیر میں ہے۔ اور اگر مطلوب نے ہزار درم ادا کر دیے ہیں اور طالب نے انکار کیا پھر سودم لیکر اُس سے صلح کی تو مطلوب کا ادا کر دینا جائز ہو اور طالب کو حلال نہیں ہو کہ اُس سے سودم لے لے حالانکہ جانتا ہو کہ اُس نے ادا کر دیے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم غنم بیع کے میعاد میں ہوں اور طالب نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ مجھے کوئی کفیل دے اور میں ایک سال تک بعد میعاد کے تاخیر دو لنگا تو یہ جائز ہو اور یہ سخاں ہو اور اسی طرح اگر کوئی کفیل موجود ہو اور اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ یہ کفیل بری ہو یا اس کفیل کے ساتھ دوسرا کفیل داخل کفالت ہو اور بعد میعاد کے ایک مہینہ کی تاخیر دینا تو بھی جائز ہو اور اگر اس شرط پر صلح کی کہ نصف مال مجھے اب دے اور باقی کے واسطے میں بعد میعاد کے ایک سال تک تاخیر دو لنگا تو فاسد ہو۔ اور اگر طالب نے بدل و صلح کے اسکو بعد میعاد کے ایک سال تک تاخیر دی تو جائز نہ ہو یہ محیط میں ہے۔ ایک کے دوسرے پر ہزار درم تھے اُس نے کہا کہ کل کے روز تو مجھے انہیں سے پانچ سودم دیدے اس شرط پر کہ تو زیادتی سے بری ہو اُس نے ایسا ہی کیا تو بری ہو جائیگا اور اگر دوسرے روز اسکو پانچ سودم دیدیے تو پورے ہزار درم امام اعظم و امام محمد کے نزدیک خود کر ٹیکے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے پانچ سودم تیرے ذمہ سے کم کر دیے اس شرط پر کہ تو پانچ سودم مجھے نقد دیدے اور اسکا کوئی وقت مقرر نہ کیا تو بالاتفاق اگر قرض دار نے اسکو قبول کیا تو پانچ سودم سے بری ہو جائیگا خواہ باقی پانچ سودم اسکو دیے یا نہ دیے ہوں یا نہ اگر یوں کہا کہ میں نے تجھ سے پانچ سودم اس شرط سے کم کر دیے کہ تو باقی پانچ سودم مجھے آج دیدے اور اگر آج نہ دیے تو تجھے پورے مال بجا لے بیگا اور قرض دار نے اسکو قبول کر لیا تو بالاتفاق سب ائمہ کے نزدیک اگر پانچ سودم اسی روز دیدیے تو باقی سے بری ہو گیا اور اگر اسی روز نہ دیے تو بری ہو گا اور اگر کہا کہ میں نے تیرے ذمہ سے پانچ سودم اس شرط پر کم کر دیے کہ باقی تو مجھے آج ہی ادا کر دے اور اس سے زیادہ نہ کہا اور قرض دار نے قبول کر لیا تو امام ابوحنیفہ و امام محمد کے نزدیک اگر اسی روز دیدیے تو باقی سے بری ہوا ورنہ بری ہو گا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کہا کہ ہزار درم میں سے پانچ سودم سے میں نے تجھے بری کیا بشرطیکہ پانچ سودم تو مجھے کل کے روز دیدے تو بری کرنا واقع ہو جائیگا خواہ پانچ سودم دے یا نہ دے یہ ہدایہ میں ہے۔ اگر زید کے کسی شخص پر ہزار درم ہوں اُس نے پانچ سودم پر اس سے صلح کر لی اس شرط پر کہ مجھے دیدے اور پانچ سودم صلح کے ادا کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا تو صلح جائز ہو اور باقی دینوں کی اسکی طرف سے صلح ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھ سے پانچ سودم پر اس شرط پر صلح کی کہ تو باقی مجھے آج ہی دیدے پھر اگر تو نے مجھ کو نہ دیا تو ہزار درم مجھے بجا لے بیگا پس اگر آج

پانچ سو درم اسی روز دیدے تو صلح پوری ہو گئی اور اگر نہ دیے اور وہ دن گزر گیا تو پورے ہزار درم اس پر واجب بیٹھنے سے اور اگر کہا کہ میں نے ہزار درم سے پانچ سو درم پہنچنے سے صلح کی اس شرط پر کہ تو آج ہی مجھے دیدے اور یہ نہ کہا کہ اگر تو آج نہ دیکھا تو پچھ ہزار درم بے بیٹھنے پس اگر اسی روز پانچ سو درم دیدے تو بالاجماع باقی سے بری ہو جائیگا اور اگر نہ دیے اور دن گزر گیا تو امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک پورے ہزار درم اس پر خود کرینگے یہ شرح طحاوی میں ہے۔ اگر کہا کہ میں نے ہزار درم سے پانچ سو درم پہنچنے سے صلح کی جبکہ تو مجھے کل کے روز دیدیگا اور تو زیادتی سے بری ہوگا بشرطیکہ اگر تو نے کل کے روز نہ دیے تو نہرا پورے پچھ ہزار دیکھیں گے پس اگر پانچ سو درم دیدے تو برابر پورا ہو گیا اور اگر نہ دیے تو بالاجماع برابر باطل ہوگا یہ کافی میں ہے۔ اگر کہا کہ مجھے پانچ سو درم ادا کر دے اس شرط پر کہ تو زیادتی سے بری ہو اور ادا کر دینے کا کوئی وقت مقرر نہیں کیا تو برابر صلح ہو اور پورا قرضہ عود نہ کیگا یہ ہر ایہ میں ہے۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھ سے پانچ سو درم کم کر دیے اگر تو نے مجھے پانچ سو درم ادا کر دیے تو کم کرنا صحیح نہیں ہے خواہ پانچ سو درم دیے ہوں یا نہ دیے ہوں اور یہ بالاتفاق ہے اسی طرح اگر قرضدار یا کنیل سے کہا کہ جس وقت ہزار میں سے تو نے پانچ سو درم ادا کر دیے یا جب ادا کر دے یا اگر تو نے دیدے تو تو باقی سے بری ہو تو یہ سب باطل ہیں باقی سے بری نہ ہوگا اگرچہ پانچ سو درم ادا کر دے خواہ لفظ صلح ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ظہر میں ہے۔ اگر دوسرے کیوں میں سے کسی ایک نے کسی قدر خط کیا پس اگر یہ شریک عقد کرنے والا تھا تو خط کرنا خواہ کل کا خط کرے یا نہیں کا امام اعظم و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح ہے اور مانجے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا اگر کل خط کرے اور اگر شخص عقد کرنا والا تھا تو ب کے نزدیک اپنے حصہ کا خط کرنا جائز ہے اور مانجے شریک کے حصہ سے بری کرنا سب کے نزدیک جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ کا قاضی خان بن ہے۔

مقبول باب ہر دھن خلی و طلاق و نفقہ و سکنی سے صلح کرنے کے بیان میں۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی پر نکاح کیا پھر اس سے ایک معین بکری پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر بکری ادا نہ ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر کسی کیلی یا زنی چیز پر صلح کی پس اگر وہ معین ہو تو جائز ہے اور اگر غیر معین ہو پس اگر ادا نہ ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر نفقہ ہو پس اگر اسی مجلس میں دیدے تو جائز ہے اور اگر اسی مجلس میں نہ دے تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر خادم سے ادا نہ ہو تو صلح کی تو جائز ہے اور اگر کسی خادم معین پر صلح کی اور خادم کے ساتھ کچھ درم معین زیادہ کیے اور دونوں پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر کسی عرض معین پر صلح کر کے وہ عرض اسکو دیدیا پھر دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو خیار ہوگا اگر چاہے تو خادم کی آدمی قیمت اسکو دیدے یا نصف عرض جو لیا ہے دیدے اور اگر مہر کی باندی کے عوض عرض اسے خرید ہو تو بلا خیار اسکو باندی کی آدمی قیمت دینی پڑیگی۔ اور اگر عورت نے شوہر سے درمیں پر صلح کی ہو تو آدھے درم بقرضہ دیا کرے گی۔ اسی طرح اگر اسکو شوہر نے ایک درم یا فی خادم دیا ہو او قیل و دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت اسکو آدھی باندی بلا خیار واپس دیگی یہ محط میں ہے۔ اگر کسی عورت سے ایک بیت و خادم پر نکاح کیا پھر بیت سے ایک ہر دی کپڑے پر ادا نہ ہو یا عادی صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر بیت سے کسی قدر معلوم درمیں یا دنیا روں پر عادی ادا نہ ہو یا عادی صلح کی تو جائز ہے یہ سوطین میں ہے۔ اور بیت و خادم کی قیمت سے زیادہ پر صلح کرنا روا نہیں ہے یہ تاتار خانہ میں ہے۔ اگر کسی عورت سے سو درم پر نکاح کیا پھر اس مہر سے کسی قدر مانج معین پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر تاج غیر معین ہو تو جائز نہیں ہے بشرطیکہ اس میں ادا نہ ہو اور اگر اسی مجلس میں دیدیا تو بھی مذکور ہے کہ جائز نہیں ہے۔ اور اگر ایک کرگیون پر نکاح کیا

ہونگے اور یہ حکم استحساناً ہے۔ اور اگر عورت نے فقط نکاح کا دعویٰ نہیں کیا اور مہر کا دعویٰ نہ کیا اور سودوم پر صلح کی تو صلح جائز نہ ہوگی۔ اور اگر شوہر نے اُس سے سودوم پر اس شرط پر صلح کی کہ عورت اُسکو دعویٰ نکاح سے بری کرے اور اس امر پر کہ مرد اُسکو بری کرے حالانکہ عورت اُسکی طرف مہر یا نفقہ کا دعویٰ نہیں کرتی ہو تو صلح جائز نہ ہوگی اور اپنے سودوم جو عورت کو دے یہ مہین واپس لے۔ اور مرد کو بھی عورت پر نکاح کے دعویٰ کرنے کی کوئی راہ نہیں ہے کیونکہ اُسے عورت سے مبارات کی ہو اور یہ بمنزلہ خلع کے ہوگا۔ اور اگر عورت نے مرد پر نفقہ و نکاح کا دعویٰ کیا پھر مرد نے اُس سے سودوم پر بشرط مبارات صلح کی تو جائز ہے اور سودوم نفقہ میں ہونگے اور شوہر اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہو اور دونوں میں نکاح نہیں ہو یہ محیط میں ہے۔ نفقہ کے دعویٰ سے اگر ایسی چیز پر صلح واقع ہوئی کہ قاضی اُس سے نفقہ مقرر کر سکتا تھا جیسے نقد یا نانج تو وہ نفقہ مقرر کرنے کے حکم میں ہے معاوضہ کا اعتبار نہ ہوگا۔ اور اگر ایسی چیز پر صلح واقع ہوئی جس سے نفقہ مقرر نہیں ہو سکتا ہے جیسے غلام و چوپایہ وغیرہ تو وہ ان معاوضہ کا اعتبار ہوگا اور عورت اپنے شوہر کو نفقہ سے بری کرنے والی شمار ہوگی یعنی نفقہ سے بوجہ اس بدل کے اُسے شوہر کو بری کر دیا یہ محیط مشری میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت سے صلح کی حالانکہ اُسکے ساتھ نہ دخول نہیں کیا ہو اس امر پر کہ مرد اُسکو طلاق دیدے اور وہ شوہر کے لڑکے کو دو برس تک دودھ پلاوے یہاں تک کہ اُسکا دودھ چھوٹ جاوے اور شوہر اُسکو ایک کپڑا معین زیادہ دیگا پس عورت نے کپڑے پر قبضہ کر لیا اور اُسکو تلف کیا اور ایک سال تک لڑکے کو دودھ پلایا پھر وہ لڑکا مر گیا اور کپڑے کے دام اور مہر کے دونوں برابر بہن تو شوہر اُس سے کپڑے کی آدمی قیمت اور جو تنہائی قیمت دودھ پلانی کی واپس لیگا اور اگر باوجود اسکے عورت نے مرد کو ایک بکری دی ہو کہ جسکی قیمت مثل قیمت دودھ پلانی کے ہو تو مرد اس سے جو تنہائی کپڑے کی قیمت اور جو تنہائی دودھ پلانی کی قیمت واپس لیگا اور بکری اسکو دیجا دیگی اور اگر وہ بکری استحقاق میں نہ لیگے تو عورت سے بہن جو تنہائی کپڑے کی قیمت اور جو تنہائی دودھ پلانی کی قیمت واپس لیگا اور بکری کی آدمی قیمت ہر لیگا۔ اور اگر کپڑا استحقاق میں نہ لیگا اور بکری نہ لیگے اور باقی مسئلہ یہ ہے تو عورت مرد سے بکری کی آدمی قیمت مع اپنے آدمی سال کے دودھ پلانی کے ہر مثل کے لیگی اور مرد اس سے جو تنہائی قیمت دودھ پلانی کی لیگا یہ سبوط میں ہے۔ اگر عورت نے اپنے نفقہ میں مہین درم ماہواری پر اپنے شوہر سے صلح کر لی پھر ایک مہینہ گذرا تو گزشتہ مہینہ کے واسطے اُس سے لے لیوے اور اگر تین درم ماہواری پر نفقہ سے صلح کرنے کے بعد مہینہ گذرنے سے پہلے تین گون معین آئے پھر صلح کی تو صلح جائز ہے یہ نیزانہ لغت میں ہے اور اگر عورت نے مہینہ گذرنے سے پہلے دو گون سے آئے کی گونوں غیر معین پر صلح کی تو جائز ہے اور بعد گذرنے کے جائز نہیں ہے یہ محیط مشری میں ہے۔ اگر عورت نے شوہر سے تین درم ماہواری پر نفقہ سے صلح کی پھر شوہر نے کہا کہ مجھے اس قدر طاقت نہیں ہے تو یہ اس پر لازم ہوگا ولیکن اگر عورت اُسکو بری کر دے تو یہ ہو سکتا ہے یا قاضی بری کر دے یا نرخ ارزان ہو جاوے اور عورت کو اُس سے کم کفایت کرے تو یہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے اس قدر کفایت نہیں کرتا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ خصوصیت کرے بیان تک کہ بڑھو لے اگر مرد اسودہ ہو۔ اور اگر قاضی نے عورت کا ماہواری نفقہ کچھ مقرر کر دیا اور کم قضا دید یا تو عورت کو خصوصیت کا اختیار ہے اگر اسکو یہ نفقہ کفایت نہ کرتا ہو اور جب قدر کفایت کرتا ہو اُس قدر پورا کرے پھر سب علیہ کرے اور یہی حکم عینہ و اقارب کے نفقہ میں ہے۔ اور اگر عورت کو ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل دیا تو ایک مہینہ کا نفقہ کفیل پر واجب ہوگا اور اگر کفیل نے یوں کفالت کی کہ

جب تک میں زندہ ہوں یا جب تک کہ یہ عورت اُسکی جو رو ہو تو اُسکے کئے کے موافق رکھا جائیگا۔ اور اگر شوہر مر گیا اور عورت کا نفقہ شوہر پر رہ گیا تو میں اُسکو باطل کر دوں گا یہ بیسوط میں ہے۔ اگر اپنی عورت سے اُسکے نفقہ سے سال بھر تک ایک چوٹ پر یا کپڑے پر جنگی جنس بیان کر دی ہو صلح کی تو جائز ہو خواہ میعاد ہی ہو یا فی الحال دینا ہو بخلاف اُسکے اگر نفقہ فرض ہونے کے بعد یعنی مقرر ہونے کے بعد یا بعد رضا مندی عورت کے صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر عورت سے بعد بائن ہونے کے لڑکے کی دودھ پلائی پر کسی قدر اجرت پر صلح کی تو جائز ہو پھر اُس عورت کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جب قدر اُسکے دم و دودھ پلائی کے ثابت ہوئے ہوں اُسے اناج وغیرہ میں پر صلح کرے یہ بیسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی مطلقہ عورت کے نفقہ سے کسی قدر دیا ہم معلوم ہر اس طور سے صلح کی کہ حقیقہ میں نہ ہو اُس سے اُسکی عدت گذرے میں اُس سے زیادہ نہ دوں گا تو جائز ہو اور اگر اُسکی عدت حیض سے ہو تو جائز نہیں ہو کیونکہ حیض غیر معلوم ہوتا ہے کبھی دو مہینہ میں تین حیض آتے ہیں اور کبھی دس مہینہ تک حیض نہیں آتا ہے فیما دی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنے شوہر سے کسی قدر مال پر نفقہ سے اس طور سے صلح کی کہ جب تک اُسکی جو رو ہو یہ مال نفقہ کا پورا ہو تو جائز نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اُسکی عورت کا تہہ ہو یا باندی ہو کہ اُسکے مولیٰ نے اُسکو کسی بیت میں شوہر کے ساتھ بسایا ہو اُس نے کسی قدر معلوم ہر ہر سال کے کھانے کپڑے سے صلح کر لی تو جائز ہو اسی طرح اگر باندی کے مولیٰ سے صلح کی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اُس باندی کو اُسکے مولیٰ نے کسی بیت میں نہ بسایا ہو تو صلح جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر عورت ایسی چھوٹی نابالغ ہو کہ مرد اُس سے قربت نہ کر سکتا ہو اور اُس سے اُسکے نفقہ سے صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر عورت بالغ ہو اور مرد نابالغ ہو اور اُسکے باپ نے عورت سے نفقہ سے صلح کی اور رضا میں ہو تو جائز ہے۔ اور اگر مرد کا تہہ نے اپنی عورت سے اہواری نفقہ سے صلح کی تو جائز ہے جیسا کہ تمام حقوق سے جو اُسپر عائد ہوتے ہوں اُسکے صلح کر لینا جائز ہے۔ ایسا ہی غلام مجبور اور غلام تاجر کا اپنی عورت سے اُسکے نفقہ سے صلح کرنا جائز ہے یہ بیسوط میں ہے۔ ایک شخص نے اپنی عورت کے ایک سال کے نفقہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور اُس پر قبضہ کر لیا پھر وہ کپڑا استحقاق میں لے لیا گیا تو ان پانچ نفقہ واپس کر لیگی اگر مقرر ہو گیا ہے اور اگر مقرر نہیں ہوا ہے تو کپڑے کی قیمت اُس سے لے لیگی یہ محیط سرخسی میں ہے اگر ایک شخص کی دو عورتیں ہوں دونوں میں سے ایک باندی ہو جسکو اُسکے ساتھ مولیٰ نے الگ گھر میں بسایا ہو پس آزاد عورت نے اُسکے ماہواری نفقہ سے کسی قدر پر صلح کی اور باندی سے اس سے زیادہ نفقہ پر صلح کی تو جائز ہے اس طرح اگر ایک ذمیہ ہو اور اُس سے مسلمان عورت سے زیادہ نفقہ پر صلح کی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر فقیر نے اپنی عورت سے ماہواری نفقہ کثیرہ پر صلح کی تو فقیر پر صرف اُسکی عورت کے مثل عورت کا نفقہ لازم آئیگا یہ بیسوط میں ہے۔ اور اگر محامد کے نفقہ پر صلح کی پھر تنگ دست ہونے کا دعوے کیا تو اُسکی تصدیق کیجا دیگی اور صلح باطل ہوگی یہ تاناہ خانیہ میں ہے۔ اگر مرد نے اپنے بعض محامد کے ساتھ نفقہ سے صلح کی حالانکہ وہ فقیر ہو تو اُسکے دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا بشرطیکہ اُن محامد نے اُنکے اُسے فقیر ہونے کا قیام کیا ہو۔ اور اگر اُسکا حال معلوم ہوا اور اُس نے فقیر ہونے کا دعوے کیا تو قول اُس کا قبول ہوگا اگرچہ فقیر پرانے صلح کی ہو اُسکے فدیہ سے باطل ہوگا و لیکن اگر گواہ قائم ہوں کہ یہ خوشحال ہو تو مقدار صلح کی اُس پر ٹوگری ہوگی۔ اور نابالغ بچہ کے نفقہ کا حکم مثل نفقہ زوجہ کے ہے اس میں بھی کر کے واسطے آسودہ حال ہونا شرط نہیں ہے پس اُسکی صلح پر قرار دینا اگر نابالغ کو لگا محتاج ہو۔ اور اگر اُنکے نفقہ سے زیادہ پر صلح کی مگر زیادتی ایسی ہو کہ لوگ اُسکے مثل

برداشت نہیں کرتے ہیں تو زیادتی اسکے ذمہ سے دور کر دینا چاہیگی اس سے ہی کپڑے سے صلح کرنے کا حکم ہوا اور بقدر کفایت کپڑا اعتبار کیا جائیگا جیسے نفقہ میں مستحب ہو اور اگر انہی عورت سے اس کے کپڑے سے ایک درع بودی پر صلح کی اور اس کا صلح و عرض اور نفعت یعنی کس مرتبہ کا کپڑا ہی بیان نہ کیا تو جائز ہو اور ایسا ہی حکم اہل قرا بت کے ساتھ کپڑے سے صلح کرنے کا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے کھانے کپڑے سے حالانکہ وہ تندرست بالغ ہو کسی قدر دمیون مقرر پر صلح کی کہ ہر مہینہ تنگو اس قدر دم دیا کر دنگا تو جائز نہیں ہے اور اس کے ادا کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا یہ مسوطین ہیں۔ اگر بائیس عورت نے اپنے شوہر سے اپنے سکنی سے کسی قدر دمیون پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر انہی عورت کے نفقہ و کپڑے سے دس برس کے واسطے ایک درمیان خدشہ نگار غلام یا باندی پر ایک مہینہ کے وعدہ سے یا کوئی مدت مقرر نہ کی صلح کر لی تو جائز ہے یہ مسوطین ہیں

چوتھا باب و دلیعت اور یہہ و اجارہ و مضاربت درین میں صلح کرنے کے بیان میں۔ **قال المترجم** مودع بکسر الدال و دلیعت دینے والا۔ مودع بفتح اول جسکے پاس و دلیعت ہے لیکن مترجم و دلیعت رکھنے والے کو بلفظ مودع یا رب المال تعبیر کرتا ہے اور جسکے پاس و دلیعت رکھی ہو اس کو مستودع کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتا ہے۔ و اہب بفتح ہاء دینے والا۔ مودع وہ جسکو مہیہ کیا ہے۔ مودع وہ چیز جو ہس کی گئی ہو اجرا جارہ دینے والا۔ مضا رب جارہ لینے والا۔ مضارب جسکو مضاربت پر مال دیا گیا ہو رب المال وہ ہے جس کا اصل مال ہو۔ راسن راسن کرنے والا۔ مرتن راسن اپنے پاس رکھنے والا۔ میتر عاریت دینے والا۔ مستعیر عاریت لینے والا۔ **قال فی الکتاب** اگر صاحب و دلیعت نے کسی چیز پر صلح کی پس اگر صاحب مال نے و دلیعت رکھنے کا دعویٰ کیا اور مستودع نے کہا کہ تو نے مجھے کوئی چیز و دلیعت نہیں دی تھی پھر کسی شو معلوم پر صلح کی تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر صاحب مال نے و دلیعت کا دعویٰ کیا اور مستودع سے واپس کر دینے کا مطالبہ کیا پس مستودع نے و دلیعت کا اقرار کیا یا خاموش رہا اور کچھ نہ کہا اور صاحب مال اُس پر دعوے کرتا ہے کہ اس نے تلف کر دیا ہے پھر کسی شو معلوم پر صلح کر لی تو بالاتفاق صلح جائز ہے۔ اور اگر رب المال نے مستودع کے تلف کر دینے کا دعویٰ کیا اور مستودع واپس کر دینے یا خود تلف ہو جانے کا دعویٰ کرتا ہے پھر کسی شو معلوم پر صلح کی تو امام اعظم کے نزدیک ایسی صلح جائز نہیں ہے اور یہی امام ابو یوسف کا پہلا قول ہے اور اس پر فتوے ہیں یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہیں۔ اور واضح ہو کہ عامہ مشائخ کے نزدیک خواہ پہلے مستودع کہے کہ میں نے واپس کر دی یا تلف ہو گئی پھر صاحب مال دعوے کرے کہ تو نے تلف کر دی یا پہلے صاحب مال دعوے کرے کہ تو نے تلف کر دی پھر مستودع کہے کہ میں نے واپس کر دی یا تلف ہو گئی ہر ان دونوں میں کچھ فرق نہیں ہے کذا فی المحیط اور بالاجماع اگر مستودع کے واپس کر دینے یا تلف ہو جانے پر قسم کھا لینے کے بعد صلح کی تو جائز نہیں ہے صرف اختلاف اس صورت میں ہے کہ مستودع کی قسم سے پہلے صلح کی ہو۔ اور اگر مستودع نے واپس کر دینے یا تلف ہو جانے کا دعویٰ کیا اور صاحب مال نے اس کی تصدیق کرتا ہے اور نہ تکذیب کرتا ہے بلکہ خاموش ہو تو کوئی رخنہ نہ ذکر کیا کہ یہ صلح جائز نہ ہوگی موافق اول قول امام ابو یوسف کے اور جائز ہے بقول امام محمد رحمہ اللہ۔ اور اگر صاحب مال نے تلف کر دینے کا دعویٰ کیا اور مستودع نے نہ اس کی تصدیق کی اور نہ تکذیب کی سچاؤس سے کسی چیز پر صلح کی تو نہ کوئی رخنہ ہے کہ ایسی صلح بالاتفاق جائز ہو۔ پھر اگر اس کے بعد اختلاف کیا اور مستودع نے کہا کہ میں نے قبل صلح کے کہا تھا کہ وہ پتھرت ہو گئی یا میں نے تجھے واپس کر دی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صلح صحیح نہ ہوگی پس اگر

صاحب مال نے کہا کہ تو نے ایسا نہیں کہا تھا تو صاحب مال کا قول قبول ہو گا اور صلح باطل نہ ہو گی یہ فتاویٰ قاضیان میں ہو۔ اور اگر مستعیر نے عاریت سے اصلاً انکار کیا پھر صلح کی تو صلح صحیح ہو اور اگر عاریت کا اقرار کیا اور واپس دینے یا تلف ہو جانے کا دعوے نہ کیا اور مالک تلف کر دینے کا دعوے کرتا ہو تو یہ صلح صحیح ہو اور اگر خود ہلاک و تلف ہو جانے کا دعوے کیا اور مالک تلف کر دینے کا دعوے کرتا ہو تو مسئلہ کا اختلاف مذکورہ جاری ہو اور یہی حکم مضاربت میں ہو۔ اور ہر ایسے مال میں ہو جو دراصل امانت ہو کذا فی محیط۔ اور اگر ودیعت بیعمنہ قائم ہو اور وہ دوسو سویم پن پھر سو سویم پنر اثنے بعد اقرار یا انکار کے صلح سٹھرائی تو جائز نہیں ہو جبکہ ودیعت کے گواہ قائم ہوں اور اگر گواہ نہ ہوں اور مستودع منکر ہو تو صلح جائز ہو یہ ظہیر یہ میں ہو۔ اور مستودع کو فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ زیادتی جائز نہیں ہو یعنی سو سویم جو اس کے پاس باقی ودیعت میں رہے وہ اسکو حلال نہیں ہیں کذا فی محیط تبشیر صحیح۔ اور اگر عرض پر صلح کی تو مطلقاً جائز نہ ہو اور اگر دس دیناروں پر صلح کی پس اگر مستودع کے منکر ہونے کی صورت میں صلح کی تو صلح صحیح ہو بشرطیکہ افتراق دیناروں کے قبضہ کے بعد واقع ہو خواہ دراہم مجلس میں موجود ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر مستودع ودیعت کا اقرار کرتا ہو پس اگر ودیعت مجلس صلح میں موجود ہو تو جائز ہو اگر مستودع اسی مجلس میں از سر نو اپنے قبضہ کرے اور رب المال دیناروں پر قبضہ کرے اور اگر مستودع نے اس پر از سر نو قبضہ نہ کیا تو صلح باطل ہو اور اگر ودیعت مجلس صلح میں موجود نہ ہو تو بھی صلح باطل ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر ایک عورت نے کسی شخص زید کو ودیعت دی کہ وہ اُس کے پاس دوسرے شخص کی بھتی پھر زید سے لیکر عمر کو ودیعت دی پھر اس سے بھی لے لی اور اسی سے کوئی متاع گم کر دی اور کہنے لگی کہ تم دونوں میں جاتی رہی میں نہیں جانتی ہوں کہ کہنے ضائع کر دی ہو اور ان دونوں نے کہا کہ ہمیں نہیں معلوم تیری بھتی میں کیا چیز تھی تو نے ہم کو دی ہم نے ویسی ہی رہنے دی پھر تجھے دیدی پھر عورت نے ان دونوں سے کسی قدر مال پر صلح کی تو وہ عورت صاحب متاع کے واسطے ضامن ہو گی اور اس نے جو صلح زید و عمرو سے کی ہو یہ جائز ہو۔ پھر واضح ہو کہ قیمت متاع پر عورت کا صلح کرنا دو حال سے خالی نہیں یا تو صاحب متاع کو ڈانڈ دینے کے بعد اس نے صلح کی اور اس صورت میں خواہ قیمت متاع کے مثل پر بلکم پر جس بدل پر صلح کرے جائز ہو۔ اور اگر مالک کو متاع کی قیمت ڈانڈ دینے سے پہلے اس نے صلح کی پس اگر اس قدر قیمت پر صلح کی جو مثل قیمت متاع کے یا اس قدر کم ہو کہ لوگ اس قدر کمی برداشت کر لیا کرتے ہیں تو صلح جائز ہو اور زید و عمرو ضمان سے بری ہو جائیگے حتیٰ کہ اگر صاحب متاع نے اس کے بعد انہی متاع کے گواہ قائم کیے تو اسکو زید و عمرو پر ضمان کی کوئی راہ نہ ہو گی۔ اور اگر عورت نے اس قدر پر صلح کی جو قیمت متاع سے اس قدر کم ہو کہ انہا خسارہ لوگ برداشت نہیں کرتے ہیں تو صلح جائز نہیں ہو اور مالک کو اختیار ہو چاہے عورت سے قیمت متاع کی ضمان لے یا زید و عمرو سے لیوے بشرطیکہ متاع کے گواہ موجود ہوں اور پیش ہوں پس اگر اس نے زید و عمرو سے ضمان لی تو دونوں عورت سے جو اسکو دیا ہو واپس کر لینگے اور اگر عورت سے ضمان لی تو یہ صلح اس عورت کے حق میں نافذ ہو گی یہ ذخیرہ میں ہو۔ اگر ایک مال معین پر جو زید کے قبضہ میں ہو دعوے کیا اسے کہا کہ یہ خالہ کی ودیعت ہو یا خالہ نے اسکو میرے پاس ودیعت رکھا ہو پھر مدعی سے بعد گواہ قائم کرنے کے یا اس سے پہلے صلح کر لی تو صلح صحیح ہو اور یہ مال پھر نہیں لے سکتا یہ فصول عمادیہ میں ہو۔ اور اگر مستعیر کی سواری میں ٹوٹر گیا اور ٹوٹا لے لے گا یہ سے انکار کیا کہ میں نے عاریت نہیں دیا تھا تو مستعیر سے

کسی قدر مال پر صلح کر لی تو جائز ہے پھر اگر اسکے بعد مستی نے عاریت کے گواہ پیش کیے اور کہا کہ وہ مٹو خود مر گیا تو صلح باطل ہوگی اور اگر مالک سے قسم طلب کی تو اختیار ہے چھپینے کی۔ اگر کسی شخص نے ایک ایک کسی وقت تک کے واسطے مستعار لیا اور وہ تنہا کر مر گیا اور مستی نے کہا کہ میرے بیٹے مر گیا ہو اور مالک مٹو کو آسے۔ منکر اور کذب ہے اور وہ قاتل کا مقرر ہے پس مستی سے اسکے دام لیکر اس سے صلح کر لی تو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر مستی سے کہا کہ میں نے تجھے دیدیا تھا تو بھی یہی حکم ہے یہ خزانہ افیتین میں ہے۔ اگر مضارب نے مضارب سے انکار کیا پھر اسکا اقرار کیا یا انکار کیا پھر انکار کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی تو جائز ہے۔ اگر مضارب کا کسی شخص پر قہر ہو کر اسکو مضاربت میں سے ادا کیا دیا ہو پھر اس سے اسطور پر صلح کی کہ میں اس میں تاخیر دوں گا تو جائز ہے اور اگر مستی سے دوسرے سے بعض مرضہ کم کر دیا تو بھی جائز ہے اور جب قدر کم کر دیا ہو اسقدر رب المال کو خود داند دیگا۔ اور اگر کسی بسبب بیع کے عیب کے ہو یا عیب سے کسی قدر میں پر صلح کر لی ہو تو یہی رب المال پر بھی جائز ہوگی اور اگر اسطور سے صلح کی کہ کوئی گنیل ہے اس شرط پر کہ وہ بیابان یا ہیرا اس گنیل پر حوالہ قبول کرے تو یہ جائز ہے کذا فی المصنوع۔ قلت یہ کفالت اصل میں حوالہ ہوا کہ بنام کفالت ہو گیا کفالت بشرط براۃ الاصل حوالہ ہوتی ہے۔ اگر زید نے عمر پر دعویٰ کیا کہ اسے مجھے یہ غلام چھو گیا تھا اور میں نے قبضہ کر لیا اور غلام عمر کے ہاتھ میں موجود ہے وہ اس سے انکار کرتا ہے پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کر لی کہ آدھا غلام مدعا علیہ کا ہو تو جائز ہے۔ پھر اس کے بعد اگر مدعی نے ہبہ کے گواہ قائم کیے کہ اسے ہبہ کر دیا تھا اور میں نے قبضہ کر لیا تھا تو مقبول نہونگے حتیٰ کہ مدعا علیہ سے نصف جو اسکے قبضہ میں رہا ہو نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر باوجود اسکے کسی نے دوسرے پر کچھ دم شرط کیے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں صلح کی کہ تمام غلام ایک کو لے اور غلام والا کچھ دم دوسرے کو دے تو بھی جائز ہے۔ اگر موهوب لے لے ہبہ کا دعویٰ کیا اور قرار کیا کہ میں نے غلام پر قبضہ نہیں کیا تھا اور واسطے نے انکار کیا پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ غلام دونوں میں برابر تقسیم ہو تو صلح باطل ہے اور اگر باوجود اسکے کسی سپرد دم شرط کیے پس اگر وہ ہبہ پر شرط کیے تو جائز نہیں ہے اور اگر موهوب لے لے ہبہ پر شرط کیے تو جائز ہے۔ اور اگر یوں صلح کی کہ غلام پورا ایک کو لے اور وہ دوسرے کو اسقدر دم دے پس اگر دونوں نے واسطے پر یہ دم دینے شرط لگائے تو نہیں جائز ہے اور اگر موهوب کو غلام دینا اور اس پر واسطے کو دم دینا شرط کیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے کچھ زمین اپنے دو بھائیوں کو ہبہ کر دی ایک بھائی حقیقی یعنی مان و باپ کی طرف سے ہو دوسرا علاقائی یعنی باپ کی طرف سے ہو پھر وہ عورت مر گئی اور حقیقی بھائی اسکا وارث ہوا اور کہا کہ یہ ہبہ ناجائز تھا اور دوسرے نے موافق قول بعض فقہاء کے اسکی جواز کا دعویٰ کیا پھر باہم دونوں نے صلح کر لی پھر حقیقی بھائی مر گیا پھر اسکے وارثوں نے ایسے قاضی کے پاس اس صلح کو باطل کرنا چاہا جو اصل ہبہ کو ناجائز جانتا ہے تو وہ اسکو موافق اسکے قول کے جو اس ہبہ کو باطل کہتا ہے باطل کر کے میراث قرار دے گا اور اسکے قول کے موافق جو اس ہبہ کو جائز کہتا ہے صلح باطل کر کے اسکو دونوں برابر نصف نصف ہبہ قرار دیگا۔ اور اگر عورت نے تمام زمین فقط علاقائی بھائی کو ہبہ کر دی تھی لیکن اس نے زمین میں اس پر قبضہ نہیں کیا تھا پھر عورت کے مرنے کے بعد اس کے حقیقی بھائی نے مہمت کی کہ وہ تیسرے حق میں جائز نہیں ہے کیونکہ تو نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا اور علاقائی نے کہا کہ تو سچا ہے میں نے اس پر قبضہ نہیں کیا تھا لیکن میں تجھے بدون حکم قاضی کے نہ دوں گا پھر دونوں نے باہمی صلح کر لی تو صلح باطل ہو خواہ نصف نصف پر یا کم یا زیادہ پر صلح کی ہو یہ مبسوط میں ہے۔

اگر زید نے دعوے کیا کہ عمر و نے یہ دار آوج خاقیہ منقسم مجھے ہبہ کیا اور میں نے اُس سے یکم قرضہ بنین کیا اور عمر و نے انکار کیا پھر دونوں نے اسطور سے صلح کر لی کہ عمر و جو سخاکی دار ہزار درم میں دیدے تو جائز ہے یہ حاوی بنی ہاؤ۔ اگر زید نے اپنے مقبوضہ دار کی نسبت دعوے کیا کہ مجھے عمر و نے یہ صدقہ دیا اور میں نے قبضہ کر لیا ہاؤ اور عمر و نے کہا کہ بنین بلکہ میں نے تجھے ہبہ کیا تھا اور میں اس ہبہ کو بھینزنا چاہتا ہوں پھر دونوں نے سودرم پر اس شرط سے صلح کی کہ عمر و یہ دار مزید کو صدقہ میں سپرد کر دے تو جائز ہو اور اس کے بعد سپر حرد کو بھینرے کا اختیار نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر دونوں نے صلح قرار دی کہ دار ہم دونوں کو آدھا آدھا بشرطیکہ تالض سودرم و امہب کو دے تو صلح جائز ہو اور غیر منقسم ہونا صلح کو باطل نہیں کرتا ہاؤ یہ مبسوطین ہاؤ کسی شخص کو کچھ کیون معین پر مزدور مقرر کیا پھر اُس سے درمون پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہاؤ محبہ بشرطی میں ہاؤ۔ دوسرے سے ایک دم کر لیا لیا اور مدت میں دونوں کے اختلاف کیا پس مواجر نے کہا کہ میں نے دومینہ کے واسطے دس درم پر کر لیا دیا ہاؤ اور مستاجر نے کہا بلکہ تو نے دس درم پر تین مہینے کے واسطے لکھ دیا ہاؤ پھر دونوں نے باہم اس امر پر صلح کی کہ ٹوہائی مہینہ دس درم پر رہے تو جائز ہو اور اگر یوں صلح کی کہ تین مہینہ تک رہے بشرطیکہ شاہ ایک درم اور زیادہ کرے تو یہ بھی جائز ہو۔ اور اگر تین مہینہ تک رہنے کے واسطے اس شرط پر صلح کی کہ ایک تھین مہین یا غیر معین موصوف فی الذمتہ زیادہ کرے تو بھی جائز ہو اور اگر یوں صلح کی کہ دو مہینہ تک۔ مستاجر رہے مگر مواجر دوسرے دار میں سے ایک بیت اور بھی ان دومینہ تک اُسکو دیدے تو بھی جائز ہو۔ اور اس جنس کے مسائل میں اصل یہ ہے کہ زیادتی کو دیکھنا چاہیے اگر زیادتی مجہول ہو تو جائز نہیں ہاؤ خواہ اُسی جنس سے ہو جو کرایہ پردی ہو یا اُس کے خلاف جنس ہو اور اگر مستاجر کی طرف سے ہو پس اگر اُسی جنس سے ہو جو کرایہ لیا ہو تو جائز نہیں ہو اور اُس کے خلاف جنس ہو تو جائز ہو اور اگر تین مہینہ تک دس درم پر رہنے کے واسطے اس شرط سے صلح کی کہ مستاجر رب الدار کو ایک زمین بعینہ دیوے تو استحباباً جائز ہو یہ تا تاریخانیہ میں ہاؤ۔ اور اگر مواجر اور مستاجر نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ مواجر اُسکو اسکا کفیل دیوے اور کفیل اسپر راضی ہوا تو جائز ہو اور اگر کفیل غائب ہو تو صلح مردود ہو اور اگر یہ شرط کی کہ سکونت دار کے ساتھ اپنے ٹھکانے کو فلان مقام تک کی سواری کے واسطے دے تو بھی جائز ہو اسی طرح اگر اپنے کسی خاص غلام کی ایک مہینے کی خدمت زیادہ کر دے تو بھی جائز ہو۔ اور اگر مستاجر نے اسکو کسی دارم عود کی ایک مہینہ کی سکونت زیادہ کر دی تو جائز نہیں ہاؤ یہ مبسوط میں ہاؤ۔ اگر ایک ٹھکانے کا مقام معلوم تک کچھ اجرت مقرر کر کے لکھ کر لیا پھر ٹھکانے نے زیادہ اجرت کا اور مستاجر نے زیادہ دوری تک کا دعوے کیا پھر باہم صلح کی کہ مقام وہی ہو جو ٹھکانے نے معین کیا اور کرایہ وہی ہو مستاجر نے اقرار کیا تو یہ صلح جائز ہو۔ اور اگر مستاجر نے اصل اجارہ سے انکار کیا اور ٹھکانے نے اُسکو دعوے کیا پھر باہم صلح کی کہ مستاجر اس ٹھکانے پر فلان مقام تک ایک درم پر جاوے تو جائز ہو۔ اور اگر مستاجر نے دعوے کیا کہ میں نے یہ ٹھکانے کا کاف کے بعد اذ تک پانچ درم پر کر لیا کیس تھا کہ اسپر اپنا اسباب لادو لنگا اور ٹھکانے نے اُس سے انکار کیا پھر باہم صلح کر لی کہ میں خود اسپر زین سواری سے بعد اذ تک جاؤنگا تو جائز ہو یہ تا تاریخانیہ میں ہاؤ۔ اگر زید نے عمر و کے مقبوضہ غلام پر دعوے کیا کہ میں نے بسبب عمر و کے سودرم کے جو بھیر قرضہ تھے یہ غلام عمر و کے پاس رہن کر دیا ہاؤ اور عمر و نے کہا کہ سیرا غلام ہو اور سودرم میرے بھیر قرضہ میں پھر دونوں نے باہم صلح کی کہ عمر و ان سودرم سے جکا زید پر دعوے کرے زید کو بری کہے اور پچاس درم اور دیدے اور زید اس غلام میں جھگڑا کرنا چھوڑ دے تو یہ صلح جائز ہو پھر اگر

اس صلح کے بعد غرو نے اقرار کیا کہ غلام میرے پاس نہیں تھا تو صلح نہ ٹوٹ سکتی۔ اور اگر غلام مرتن کے پاس ہو اُسے کما
 کہ تیرے پاس نبویوں سودہم کے بچے میرے بچے آئے ہیں اس غلام کو رہن کیا ہو اور راہن نے کہا کہ تیرے بچے مجھے
 سودہم ہیں گم ہیں۔ یہ غلام تیرے پاس رہن نہیں کیا ہو پھر دونوں نے باہم صلح کر لی کہ مرتن اسکو بچا پس دے
 قرض اور دیدے اور غلام ایک سو بچا پس دے اسے پاس رہن رہے تو صلح جائز ہو اور غلام ایک سو بچا پس دے رہن ہینگا
 اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ مرتن راہن کو بچا پس دے اور راہن غلام کو نبویوں سودہم کے اس کے
 پاس رہن رہنے دے تو صلح فاسد ہو اور اگر مرتن نے ہبہ دیا ہو تو اسکو واپس لینے کا اختیار ہو اور راہن کو
 اپنے رہن واپس کر لینے کا اختیار ہو۔ اور اگر دونوں نے یوں صلح ٹھہرائی کہ مرتن بچا پس دے راہن کو بری
 کر دے اور باقی بچا پس کے عوض غلام رہن رہے تو جائز ہو۔ اگر مرتن نے کسی کپڑے کی نسبت جو راہن کے قبضہ
 میں ہو دعوے کیا کہ اس راہن نے یہ کپڑا میرے پاس نبویوں دس دم کے جو میں نے اسکو عرض دیے تھے رہن کیا
 گم ہیں نے اس رہن پر قبضہ نہیں کیا اور راہن نے کہا کہ تیرے دس دم مجھے ہیں لیکن میں نے یہ کپڑا تجھے رہن
 میں نہیں دیا پھر دونوں نے اس امر پر صلح کی کہ مرتن ایک دم عرض کم کر دے تاکہ راہن اس کے پاس یہ کپڑا رہن
 کر دے تو یہ جائز ہو جیسی طرح اگر یوں صلح کی کہ مرتن اسکو ایک دم اور عرض دے تاکہ راہن اس کے پاس یہ کپڑا
 رہن کر دے تو بھی جائز ہو۔ اور ایسے ہی اگر یوں باہم صلح کی کہ یہ کپڑا اس شرط سے رہن دیا جاوے کہ مرتن ایک
 دم قرضہ کم کر دے اور ایک دم اور قرض دے یعنی ایک دم اصل سے معاف کیا اور ایک دم پھر قرض دیا تو یہ صلح
 بھی جائز ہو پھر اگر اسکو کپڑا رہن نہ دیا اور اسکو اپنے پاس ہی رکھنا مصلحت معلوم ہوا تو اسکو اختیار ہو لیکن اصل
 قرض میں ایک دم کی کمی ثابت نہ ہوگی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر کوئی متاع نبویوں سودہم کے رہن کی اور رہن
 کی قیمت دو سودہم میں پھر مرتن نے کہا کہ رہن تلف ہو گیا اور راہن نے کہا کہ نہیں تلف ہوا ہو پھر دونوں نے
 اس شرط پر صلح کی کہ مرتن اسکو بچا پس دے اور باقی سے اسکو بری کرے تو امام ابو یوسف کے نزدیک باطل
 ہو اور ایسے ہی اگر مرتن نے رہن راہن کو واپس دینے کا دعوے کیا اور راہن نے انکار کیا تو بھی صلح کا یہی حکم
 ہو۔ اور اگر راہن نے اس پر تلف کر ڈالنے کا دعوے کیا اور مرتن نے اسکا اقرار نہ کیا اور نہ انکار کیا پھر کسی چیز پر
 صلح قرار دی تو بالاتفاق جائز ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر رہن کی قیمت دو سودہم ہوں اور قرضہ سودہم
 ہوں پس راہن نے کہا کہ تو نے میری متاع فروخت کر ڈالی اسے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا پھر دونوں نے باہم
 صلح کر لی تو جائز ہو۔ اور اگر مرتن نے اقرار کیا کہ میں نے وہ متاع سودہم کو راہن کی وکالت سے فروخت
 کر دی ہو یعنی راہن نے مجھے وکیل بیع کیا تھا اور راہن نے کہا کہ میں نے تجھکو بیع کے واسطے وکیل نہیں کیا تھا
 پھر دونوں نے باہم صلح کی کہ مرتن راہن کو سودہم قرضہ سے بری کر کے بچا پس دے زیادہ کر دے تو جائز ہو پھر
 اگر وہ متاع مرتن کے پاس ظاہر ہوئی تو صلح ایسی ہی باقی رہے گی۔ اور اگر مرتن نے متاع فروخت کر دی پھر راہن
 مر گیا اس کے وارثوں نے اس پر صلح کی کہ مرتن قرضہ سے بری کر کے بچا پس دے وارثوں کو زیادہ دے تو بھی جائز
 ہو۔ پھر اگر دوسرا شخص آیا اور اسے کہا کہ یہ رہن تو میرا ہو اور اس سے بھی مرتن نے دس دم پر صلح کی تو
 بھی جائز ہو یہ سبوطین ہو۔ اور اگر راہن مر گیا پھر ایک شخص نے دعوے کیا کہ یہ رہن میرا ہو میں نے راہن کو

عاریت دیا تھا کہ وہ زمین کو دے پھر دونوں نے باہم اس شرط پر صلح کر لی کہ اگر اس نے زمین کو دے تو زمین کے قول کی وارثان راہن پر تصدیق کیا جائیگی کہ ان فی المیٹ

باب پانچواں غصب اور سرقہ اور اگر وہ زمین پر صلح کر لینے کے بیان میں۔ اگر کسی شخص پر غصب کا دعویٰ کیا پھر مال پر اس سے صلح کر لی تو صلح جائز ہے یہ موقوفہ میں ہو یا ملک کچھ غصب کیا جس کی قیمت اس سے ملے پھر اس کو تلف کر دیا پھر اس سے سودم سے نہ صلح کر لی تو جائزہ اور صا بین نے فرمایا کہ اگر کسی قیمت سے اس سے استغناء فرمادیتی ہو کہ جس قدر ملک برداشت نہیں کرنے میں تو باطل ہے۔ مگر اگر صلح عام غصب پر ہو یہ غرضانہ القضاہ میں ہے اگر غصب ہوتی غصب کی ہوئی چیز کو فی غلام ہو اور وہ بھگا گیا یا غصب کے پاس ہلاک ہو گیا پس اس کی قیمت سے زیادہ پر صلح کر لی تو عام غصب کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین نے فرمایا کہ اس کی قیمت سے اگر استغناء فرمادیتی خسارہ ہے کہ لوگ اس کو برداشت نہیں کرتے ہیں تو زیادتی باطل ہوگی۔ اور بعض مذاہب کے فرمایا کہ اختلاف اس صورت میں ہو کہ جب غلام بھاگ گیا ہو۔ اور اگر ہلاک کیا ہو اور اس کی قیمت سے زیادہ پر صلح کر لی تو بالاتفاق جائز نہیں ہے اور واضح یہ کہ دونوں صورتوں میں اختلاف ہو کہ اگر لالہ یا غلام خیر الدین فی شرح جامع الصغیر اور اس میں اختلاف ہے اس صورت میں کہ ایک غلام غصب کیا اور وہ اس کے قبضہ میں رہ گیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر غاصب نے گواہ قائم کیے کہ جس قدر پر صلح کر لی ہو اس سے اس کی قیمت کم ہے تو باہم اتفاق ہے کہ اگر اس کے قبضہ میں نہ ہو تو اس کے قبضہ میں نہ ہو۔ اور اگر مال کے نزدیک مقبول ہونگے اور زیادتی غاصب کر دے تو ان کو باہم اتفاق ہے کہ یہ غاصب یا بیع شریعہ پر ایسا نہیں ہے۔ اور اجماع ہے کہ اگر کسی عرض پر صلح قرار پائی تو جائزہ خواہ اس عرض کی قیمت غلام کی قیمت سے زیادہ یا کم ہو۔ اور اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر قاضی نے غاصب پر قیمت کی ڈگری کی پھر قیمت سے زیادہ پر صلح کر لی تو جائزہ نہیں ہے یہ خلاصہ میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر غلام غصب بھاگ گیا پھر اس کے مالک سے کسی قدر درمون مسمیٰ پر نے الحال یا سیادی اُدھار دینے پر صلح کی تو جائزہ ہے اور اگر کسی بھاگے ہوئے غلام سے کیلی یا وزنی چیز پر خواہ بے بیع ہو یا غیر معین ہو صلح کی ولیکن بدل پر کسی غلام میں قبضہ کر لیا تو جائزہ ہے اور اگر غیر معین ہو اور کسی مجلس میں قبضہ نہ کیا تو جائزہ نہیں ہے چنانچہ حقیقت میں ہلاک ہو جانے کی صورت میں بھی جائزہ نہیں ہے اور اگر غلام اجنبیہ قائم ہو اور غاصب نے ان چیزوں پر جو بھتہ ذکر کی ہیں کسی چیز معین یا غیر معین پر فی الحال دینے یا سیادی اُدھار دینے پر صلح کر لی تو جائزہ ہے اور مغل بیع کے قرار دیا جائیگی۔ اور اگر غاصب نے باہم اختلاف کیا ایک نے کہا کہ بھاگ گیا اور دوسرے نے کہا کہ نہیں بھاگا تو غاصب کا قول قبول ہوگا اگر اس نے کہا کہ میرے پاس ہے تو تمام ان چیزوں پر جو بھتہ بیان کی ہیں صلح جائزہ خواہ فی الحال دینا شرط ہو یا سیادی اُدھار ہو۔ اور اگر کہا کہ بھاگ گیا ہے تو درمون پر صلح فی الحال یا سیادی اُدھار پر جائزہ ہے اور کیلی اور وزنی چیز پر فی الحال دینے پر صلح جائزہ ہے اور اُدھار سیادی جائزہ نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر خریدنے ایک کپڑا عمر و کا غصب کر لیا اور خریدنے کے پاس خالد نے اس کو تلف کر دیا پس مالک نے خریدنے سے اس کی قیمت سے کم پر صلح کر لی تو جائزہ ہے اور خرید خالد سے اس کی قیمت سے بھگا اور اس کی زیادتی صدقہ کر دیا اور اگر اس نے خالد ہی سے اس کی قیمت سے کم پر صلح کر لی تو جائزہ ہے اور خرید کی برائت ہو جائیگی اور خالد کچھ صدقہ نہ کر لیا اور اگر جو مال صلح خالد پر مقرر تھا وہ مٹوب گیا تو مالک

پھر زب سے کچھ میں نے سنا ہے یہ عادی میں ہے۔ اور اگر ایک گز کیون غصب کیے پھر اس سے کسی قدر درمیں پہنچ کر کسی
 فی الحال ادا کرنے یا یہ عادی ادا ہر پر صلح کی اور اگر بعینہ قائم ہو تو صلح جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی قدر سوئے ہو مقرر کر کے
 فی الحال دینے یا یہ عادی ادا ہر پر صلح کی تو بھی جائز ہے اور یہی حکم تمام ذنی چیزوں پر صلح کا ہے۔ اور اگر کسی کیلی چیز پر
 عادی ادا ہر دینے کی شرط پر صلح کی تو بیا نہ نہیں ہے خواہ کیوں پر صلح کی ہو یا کسی اور چیز پر۔ اور اگر وہ تلف کر دیا ہو
 پھر کسی قدر درمیں یا دینار دن پر صلح نہ رہی پس اگر ادا ہر ہوں تو نہیں جائز ہے اور اگر نقد ہوں اور قبضہ کر لیا
 تو صلح جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر کسی کیلی یا ذنی چیز پر صلح کی پس اگر نقد
 فی الحال ہے اور قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر ادا ہر عادی ہے پس اگر صلح علیہ سو سے گز ہوں کے کوئی چیز ہو تو جائز
 نہیں ہے اور اگر گز ہوں دن تو جائز ہے اور اگر ڈیڑھ کر پر صلح کی تو صلح باطل ہو خواہ غصب کر لیا ہو اگر بعینہ قائم ہو
 یا تلف ہو گیا ہو کیونکہ یہ عادی سود ہی فی غیظین ہے۔ اگر ایک گز کیوں ایک کر جو غصب کر کے تلف کیے اور پھر اس سے ایک
 گز جو یہ عادی ادا ہر کر کے اس شرط سے صلح کی کہ گز ہوں سے اس سے بری کر دے تو جائز ہے اسی طرح اگر کوئی دولوں میں
 سے موجود ہو اور اسی پر اس شرط سے صلح کی کہ جو تلف ہو گئی ہو اس سے بری کر دے تو جائز ہے یہ بیسویں ہے۔ ملتی میں
 ہو کہ ایک شخص نے عرض و گز ہوں جو غصب کیے اور مضموب منہ نے اس سے ہزار درم پر ایک سال کے وعدہ پر
 صلح کی تو گز ہوں و جو کا حصہ صلح اگر دولوں تلف ہو گئے ہوں تو باطل ہو اور ہزار میں سے عرض کے حصہ کی صلح جائز
 ہے اور اگر قاصب نے کہا تھا کہ گز ہوں تلف نہیں کیے ہیں اور مضموب منہ نے کہا کہ تلف کر دے ہیں تو غاصب کا قول
 قبول ہو گا یہ بیسویں ہے۔ اور اگر سود میں اور دس دینار غصب کر لیا اور دولوں تلف کر دیے پھر اسے ایک گز ہوں میں
 پر صلح کی پھر وہ کراستخاق میں لیلیا گیا یا اس میں کچھ عیب پا کر واپس کیا تو درم و دینار دن کو واپس لیگا۔ اور اگر چاس درم
 فی الحال نقد یا عادی ادا ہر پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر بعد قبضہ کے اس میں استحقاق ثابت ہو یا زبوت یا ستوق یا بے
 اور واپس کر دیے تو صلح نہ ٹوٹے گی ان کے مثل دوسرے بے یو۔ اور اگر چاس درم کے وزن سے چاندی پر صلح کی تو بھی یہی
 حکم ہو۔ اسی طرح اگر سو مثقال چاندی اور دس دینار غصب کیے پھر چاس درم نے الحال یا عادی ادا ہر پر صلح کی تو بھی
 جائز ہو بشرطیکہ یہ درہم کھسے پن میں چاندی کے برابر ہوں اور اگر اس سے اچھے ہونگے تو صلح جائز نہ ہوگی بیسویں
 ہے اگر ایک گز ہوں غصب کر لیے پھر نصف کر گز ہوں پر صلح کی پس اگر وہ کر جو غصب کر لیا ہو غائب ہو اور اسی کے آدھ
 کر پر صلح کی تو نہیں جائز ہے خواہ غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو یا انکار کرتا ہو اور اگر دوسرے کے نصف پر صلح کی تو
 جائز ہے خواہ غاصب مقرر ہو یا منکر ہو لیکن اسکو جب قدر زیادتی رہی دیانۃ اللہ کے نزدیک۔ حلال نہیں ہے جبکہ وہ کرا سکے
 پاس و حقیقت قائم ہو اور چاہے کہ مضموب منہ کو واپس کر دے۔ اور اگر وہ کر مضموب حاضر ہو پس اگر غاصب غصب سے
 انکار کرتا ہو اور اسے اسی کر کے نصف پر یا دوسرے نصف کر صلح کی تو قصداً جائز ہے لیکن دیانت کی راہ سے اللہ کے نزدیک
 اسکو ادا ہر باقی مضموب منہ کو واپس دینا واجب ہے۔ اور اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو اسے کر غصب وہ شد
 پر صلح جائز نہیں ہے یا دوسرے کر کے نصف پر بھی نہیں جائز ہے اور یہ استحسان ہے۔ اور اگر کسی کیلے پر صلح کی اور
 اسکو دید یا تو صلح جائز ہے خواہ کر مضموب موجود ہو یا غائب ہو خواہ غاصب مقرر ہو یا منکر ہو۔ اور یہی حکم جو ہننے کیوں
 کی صورت میں ذکر کیا ہو تمام کیلی چیزوں میں اور تمام ان چیزوں میں جو تقسیم ہو سکتی ہیں جیسے ذریات اور عداوات

مستقار میں بھی جاری ہو۔ اور اگر منصوب ایسی چیز ہو کہ تقسیم نہیں ہو سکتی ہو مثلاً غلام یا کوئی چوپایہ یا باندی ہو جو کہ
منصوب منہ سے غاصب نے اس کے نصف پر صلح کی پس اگر منصوب غائب ہو تو صلح بے شک ناجائز نہ ہو اور
اگر موجود حاضر ہو پس اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو بھی صلح ناجائز نہ ہو اور اگر انکار کرتا ہو تو بھی مذکور ہو کہ صلح
جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ زید نے عمرو سے ہزار درم غصب کر لیے اور انکو چھپا کر غائب کر دیا اور مالک نے
اس سے پانچ سو درم پر صلح کی اور غاصب نے اسکو انھیں درمون میں سے دیے یا دوسرے درمون سے
دیے تو یہ صلح قضا جائز ہو لیکن دیانت کی رو سے اللہ کے نزدیک جائز نہیں ہو غاصب کو چاہیے کہ باقی
درم مالک کو واپس کر دے اور اگر غاصب کے پاس درہم منصوبہ اس طور سے موجود ہیں کہ مالک انکو دیکھتا ہو پس
اگر غاصب منکر غصب ہو تو بھی ہی حکم ہو۔ پھر اگر مالک نے اس کے بعد گواہ پائے اور پیش کیے تو اس کے واسطے
باقی درمون کی ڈگری ہو جائیگی۔ اور اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو اور درم اس کے ہاتھ میں ظاہر موجود ہوں اور
منصوب منہ اس سے لے لینے کی قدرت رکھتا ہو اور اس سے نصف درمون پر صلح کی اس شرط پر کہ باقی درمون
سے اسکو بری کر دے تو قیاساً مثل اول کے ہو یعنی قضا و صلح جائز ہو اور استحساناً جائز نہیں ہو اس پر واجب ہو
کہ منصوب منہ کو واپس کر دے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک غلام یا کپڑا یا اسکے شاہ
کوئی چیز دو شخصوں سے غصب کر لی اور تلف کر دی پھر ایک نے دونوں میں سے غاصب سے اپنے حصہ سے
درمون یا دیناروں پر صلح کی اور قبضہ کر لیا تو جائز ہو اور اس مقبوضہ میں دوسرے شخص اسکا شریک ہو گا اور
مصلح کو یہ اختیار ہو گا کہ چاہے مقبوضہ میں سے اسکو دے یا دوسری دے۔ اور اگر صلح کسی عرض پر واقع
ہوئی اور دوسرے شریک نے مصلح سے ضمان لینا اختیار کیا تو مصلح کو اختیار ہو گا کہ چاہے نصف قبضہ
اسکو دے یا چوتھائی مال منصوبہ کی دیدے۔ اور اگر عرض قائم ہو پھر دونوں میں سے ایک نے غاصب سے اپنے
حصہ سے صلح کی پس اگر عرض غاصب کے ہاتھ میں ظاہر موجود ہو اس طرح کہ مالک اسکو دیکھتا ہو اور غاصب غصب
کا اقرار کرتا ہو تو ساکت کو مصلح کے ساتھ شریک ہونے کا حق مال مقبوضہ میں نہیں ہو۔ اور اگر عرض غائب ہو کہ
مالک کو اسکی جگہ معلوم نہ ہو اور نہ غاصب کو معلوم ہو اور باقی مسئلہ بحال رہے تو ساکت کو مصلح کی شرکت کرنے کا
مقبوضہ مال میں اختیار ہو۔ اور اگر عرض غاصب کے ہاتھ میں بعینہ قائم ہو اس طرح کہ مالک اسکو دیکھتا ہو لیکن
غاصب غصب سے انکار کرتا ہو تو اصل میں مذکور ہو کہ ساکت کو مصلح کے ساتھ اسکے مقبوضہ میں شرکت کرنے کا اختیار نہ ہو
ہو اور مشائخ نے فرمایا کہ جو اصل میں مذکور ہو یہ امام محمد کے قول ہو اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت
کی ہو کہ ساکت کو مصلح کے مقبوضہ میں اس کے ساتھ شرکت کا اختیار ہو۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جس صورت میں
منصوب غائب ہو اور مالک کو اسکی جگہ معلوم نہ ہو مگر غاصب کو معلوم ہو تو بھی حکماً ایسا ہی اختلاف ہو نا واجب ہو
کذا فی المیط۔ ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن تلف کر دیا اور قاضی نے اس پر قیمت کی ڈگری کر دی
پھر قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو ہمارے نزدیک حکم قضا باطل نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر دونوں
نے باہم صلح کر لی اور بدو حکم قاضی کے قیمت پر صلح بٹھری اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو بھی ہی حکم ہو
اسی طرح اگر چاندی کا پتلا درم مصلح کر دیے پھر اس سے پہلے چاندی جدا کر کے صلح کی تو بھی ہمارے نزدیک

یہی حکم ہے کہ یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ اگر چاندی کے پتیر یا درم تلف کر دیے پھر اسکے مثل دس درم پر کسی مدت کے دھتے پر صلح کی تو جائز ہے یہ خزانۃ المفتیین میں ہے۔ نوادر بن سماعہ میں امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک چاندی کا برتن ڈھلا ہوا غصب کر کے اپنے گھر میں رکھا پھر مالک اس سے ملا اور اس کے برابر چاندی پر یا کسی قدر سونے پر صلح کی پھر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل نہ ہوگی۔ اور بھی نوادر بن سماعہ میں ہے کہ ایک شخص نے ایک طوق سودینا قیمت کا غصب کیا اور اس کے پاس سے ضائع ہو گیا اور مالک طوق نے اس سے پچاس دینار پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر غاصب نے اس کو پایا تو طوق کا مالک آدمے کا اسکا شریک ہوگا۔ اور اگر غاصب کے پاس طوق موجود ہو اور اس نے مالک سے اس طور سے صلح کی جس طرح ہم نے بیان کیا تو صلح جائز نہ ہوگی۔ اور بھی نوادر بن سماعہ میں امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک چاندی کا کنگن غصب کر لیا اور بعد غصب کے اس کی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر غاصب نے اس کو تلف کر دیا اور منصوب منہ اس امر پر راضی ہوا کہ کنگن کے برابر چاندی پتیر کی لے لے اور اس کی بنوائی سے بری کر دے تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے عمرو کے گھر سے ایک چور کپڑا حلالانہ چور مال چوری کا گھر سے باہر نکل چکا ہے اور زید نے اس کو عمرو کے سپرد کرنا چاہا پس چور نے زید سے کسی قدر مال معلوم پر صلح کی کہ وہ نہ پکڑے اور زید نے صلح کر کے اس کو چھوڑ دیا تو یہ صلح باطل ہے زید کو وہ مال سارق کو بھجونا واجب ہے اور اگر یہ مال عمر و کا ہو تو چور کو دینا واجب نہ ہوگا اور جب اس نے یہ سرقہ عمر و کو دیدیا تو خصوصت سے بری ہو جائیگا۔ اور اگر ایسی صلح عمرو سے واقع ہوئی حالانکہ پہلے قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہو چکا ہو پس اگر صلح بلفظ عفو واقع ہوئی تو بالاتفاق عفو صحیح نہیں ہے اور اگر بلفظ ہمہ یا برات کے واقع ہوئی تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا۔ اور امام یا قاضی نے اگر شراب خوار سے اس طور سے صلح کی کہ مال لیکر اس کو عفو کر دے تو صلح نیز صحیح ہے اور مال شراب خوار کو واپس کرے خواہ یہ پکڑے جانے سے پہلے ہو یا اس کے بعد یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک موزہ سینے والے کی دوکان سے لوگوں کے موزے چوری گئے اور موزہ دوز نے چور سے صلح کی پس اگر مال سرقہ بعینہ قائم ہو تو بدو ن اجازت مالکان موزہ کے صلح کرنا جائز نہیں ہے اور اگر مال سرقہ تلف کر دیا تو صلح بدو ن مالکوں کی اجازت کے جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ صلح درمیان پر واقع ہو اور اس میں قیمت میں سے زیادہ کمی نہ ہو یہ خزانۃ المفتیین میں ہے ایک شخص چوری میں متم ہو کر قید کیا گیا پھر اس پر ایک قوم نے دعوے کیا اس نے لوگوں سے صلح کر لی پھر قید سے نکلا نکلا کر کیا اور کہا کہ میں نے صرف اپنی جان کے خوف سے ان لوگوں سے صلح کی تھی تو مثل نے فرمایا کہ اگر قاضی کے قید خانہ میں قید تھا تو صلح جائز ہے اور اگر والی ولایت کے قید خانہ میں تھا تو صلح صحیح نہیں ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو کچھ بضاعت دی اور اس پر راہ میں ڈاکا پڑا اور خود اسکا مال اور مال بضاعت سب لے لیا گیا پھر جبکہ پاس بضاعت تھی اسے چور رہن سے صلح کی پھر یہ کہا کہ میں نے صرف اپنے مال سے صلح کی تھی اور صاحب بضاعت کہتا ہے کہ تو نے میری بضاعت سے صلح کی ہے پس اگر قبضہ کرنے کے وقت دینے والے نے یہ کہا کہ یہ مال مجھ کے ہے جو مجھ پر واجب تھا تو موافق ان دونوں کے ملکیت کے حصہ رسد تقسیم ہوگا اور اگر اس نے کوئی مال خاص کا دعوے صلح بیان کیا تو اسی مال کا خاص قرار دیا جائیگا اور دوسرا زمین شریک ہوگا اور اگر مہم چھوڑ دیا کوئی تفصیل قایض و واقع کے درمیان نہ ہوئی پس اگر رہن چور حاضر ہو تو اسی کا قول معتبر ہوگا کہ تو نے کس مال کے عوض صلح میں یا نہ شریک

نہایت سے: میرا بالاصلیٰ انجمن خاں سید صاحب لکھا

100

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری جلد دوم

[illegible]

ادوکتیبا لکھنؤ
مفتی محمد رفیع

ہوتا ہو پس مثل فاصب کے اسکا حکم ہو۔ اور چہرہ اما اگر اجیر مشترک ہو تو اسکا حکم مثل قضا یعنی گندمی کرنے والے کے ہو اور اگر ایک ہی شخص کا اجیر ہو تو اجیر خاص ہو وہ بلا خلاف امین ہوتا ہو اسکا حکم مثل مستودع کے ہو یہ ذخیرہ بین ہو۔ کچھ سوت کسی جولا ہے کو دیا اور اس سے جس شرط کے ساتھ ہے کو کہا تھا اسنے اسطور سے نہ بنا اور بناوٹ میں اسنے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہو چاہے اس سے کپڑا لیکر ایسی بنائی کی جو اجرت ہوتی ہو اسکو دیدے یا کپڑا اس کے پاس چھوڑ دے اور اپنے سوت کے مثل سوت اس سے لے لے اور اگر اس سے اسطور سے صلح کی کہ کپڑا جولا ہے کے پاس رہے اور جولا بہ کچھ دراہم سہمی کسی میعاد پر مالک کو ادا کرے تو کتاب میں مذکور ہو کہ ایسی صلح جائز نہیں ہو۔ اور شائع نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی یعنی صلح ناجائز ہونے کی یہ ہو کہ سوت کے مالک نے یہ کیا کہ کپڑا جولا ہے کے پاس چھوڑ دیا اور اپنے سوت کے مثل سوت اس سے تاوان لیا پھر اس سے کسی قدر دراہم سہمی پر صلح کی اور مدت ادا مقرر کی تو جائز نہیں ہو کیونکہ بن دینا اس کے دوسرے دین تھا پھر جب اس سے اس کے عوض ادا ہوا درمیان پر صلح کی تو یہ دین بعوض دین کے ہوا اور یہ حرام ہو اور اگر یوں ہو کہ کپڑے کو سوت کے مالک نے لے لیا پھر اسطور سے صلح کی کہ کپڑا جولا ہے کا اور جولا بہ کچھ درم سہمی کسی مدت مقرر تاک ادا کرے تو صلح جائز ہو یہ فائدے قاضی خان میں ہو۔ اور اگر یوں صلح کی کہ کپڑا لیکر تھوڑی مزدوری دیوے اور تھوڑی گٹھا دے تو جائز ہو یہ بیسوط میں ہو۔ اگر رنگریز کو ایک کپڑا اس شرط پر دیا کہ ایک درم میں ایک قفیز عصف سے رنگ دے اسنے دو قفیز سے رنگا حتی کہ مالک ثوب کو خیار حاصل ہوا کہ چاہے کپڑا لے لے اور اسکو ایک درم اور دوسرے قفیز کی زیادتی دیدے یا کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اور اپنے سپید کپڑے کی قیمت اس سے ڈالے پھر مالک نے اس طور سے صلح ٹھہرائی کہ کپڑا لیکر ایک قفیز گیہون معین اسکو دیدے تو جائز ہو خواہ اس سے اجرت اور زیادتی قفیز عصف سے صلح ٹھہرائی یا دوسرے قفیز کی زیادتی سے صلح ٹھہرائی ہو۔ اور اگر ایک قفیز گیہون ادا ہوا میعاد پر صلح ٹھہرائی تو امام محمد رحمہ نے یہ صورت کتاب میں نہیں لکھی ہو اور مثل سخن نے امین اختلاف کیا ہو مشائخ عراق نے فرمایا کہ جائز ہو اور مشائخ بلخ نے کہا کہ جائز نہیں ہو۔ اور اگر ایک قفیز عصف پر صلح کی پس اگر قفیز عصف معین ہو تو جائز ہو اور اگر غیر معین ہو تو جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر رنگریز سے کسی قدر درم معین پر میعاد پر صلح کی تو جائز ہو اسی طرح اگر ایک قراط سونے پر صلح کی تو جائز ہو بشرطیکہ سونے پر اسی مجلس میں قبضہ کر لیا اور اگر قبضہ نہ کیا یا ادا ہوا مرکز کے میعاد مقرر کی پس اگر قیمت دوسرے قفیز کی جو آستے رنگ میں زیادہ کی ہو ایک قراط سونایا اس سے زیادہ ہو تو یہ اسطور سے جائز ہو کہ اجرت کو کم کر دیا اور قفیز کی زیادتی کی قیمت میں مدت مقرر کی۔ اور اگر اس قفیز کی قیمت قراط سونے سے کم ہو تو صلح جائز نہ ہوگی بیسوط میں ہو۔

سالتوان باب بیع اور صلح میں صلح کرنے کے بیان میں۔ اگر تہر درم سیاہ پر اپنا غلام فروخت کیا پھر اس سے ایک ہزار ایک سو درم زیوف یا نہرہ پر صلح کی خواہ نقد نے الحال یا ادا ہوا میعاد پر صلح باطل ہو۔ اسی طرح اگر کسی کیلی یا وزنی غیر معین چیز پر صلح قرار دی تو بھی جائز نہیں ہو بیسوط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے کوئی چیز خریدی یا بیع یا اسکی کسی ٹکڑے پر کسی دوسرے شخص نے دعوے کیا اور مشتری نے اس سے صلح کر لی تو جائز ہو اور اگر مشتری نے چاہا کہ یہ بدل صلح باطل سے واپس لے تو اسکو اختیار ہوگا یہ فضول عادیہ میں ہو۔ حسن بن علی رحمہ اللہ سے فرمایا گیا کیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر بعد قبضہ بیع کے فساد بیع کا دعوے کیا اور اسکو تہوڑا گواہ پیش کرنے کی نوبت

صلح
تو خلاف کتاب
سے جائز ہے
نیا جائز ہے
بجائز

بہوئی تھی کہ انہیں باہم کچھ دیناروں پر فساد بیع کے دعویٰ سے بیع کر دینا چاہیے تو آیا یہ صلح صحیح ہو انھوں نے فرمایا کہ صحیح نہیں ہے پھر کہا گیا کہ اگر اس کے بعد یعنی صلح کے بعد اس کو گواہ فساد بیع کے لئے اور اسے پیش کیے تو سماعت ہوگی فرمایا کہ ہاں سماعت ہوگی یہ تا مار خانہ میں ہو۔ اگر دعوے کیا کہ میرے اس شخص پر ہزار درم ایک غلام کا شئ بہن جو میں نے اس کے ہاتھ بطور بیع فساد فروخت کیا تھا اور وہ غلام ناف کر چکا ہے پھر اس سے پانچ سو درم پر صلح کر لی اور طالب نے دعویٰ کیا کہ اس کی قیمت ہزار درم تھی اور مطلوب نے دعویٰ کیا کہ چار سو درم تھی تو صلح جائز ہے کہ ذاتی المبدیہ۔ اگر رب المسلم ایک ہی شخص ہو اسے مسلم الیہ کے ساتھ مسلم فیہ سے راس المال پر صلح کر لی تو جائز ہے کہ ذاتی السلیح الیہ باج اور مسلم فیہ سے سوائے راس المال کے کسی اور بیع پر صلح کرنا جائز نہیں ہے یہ مسئلہ میں ہے۔ اور اگر اسپر ہزار درم اور ایک کر مسلم ہو اور اس سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے کہ ذاتی المبدیہ اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص مسلم بن اسطور پر صلح کرے کہ نصف راس المال اور نصف مسلم لینے لے لیوے تو کچھ درہمیں ہے پس اگر کسی شخص پر ہراتی کو بیعے مسلم بن ہون اور اس سے نصف راس المال اور نصف مسلم پر صلح کر لی اور صلح جائز ہو گئی پھر مسلم الیہ نصف کپڑا قطع کیا ہوا دینے لایا تو رب المسلم اس کے لینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اگر چاہے تو لے لے اور اگر چاہے تو قبول نہ کرے جب تک کہ پورا کپڑا نہ لاوے یہ محیط میں ہے۔ اگر بیع مسلم بن یہ عادیہ اور صلح اس شرط سے کہ کہ نصف راس المال لے لے اور نصف کی مسلم توڑ دے اور نصف مسلم مدت سے پہلے جلد کویدے تو نصف راس المال کی صلح توڑنا جائز ہے اور تحصیل جائز نہیں ہے یہ مسئلہ میں ہے۔ اگر کسی شخص کے ایک کر گیون کی مسلم قرار دی اور عادیہ ایک مہینہ رکھی اور کسی شخص سے ایک کر جو کی مسلم قرار دی اور اس کی عادیہ دو مہینہ رکھی پھر وقت عقد سے ایک مہینہ گزرا اور گیون کی عادیہ آگئی پھر اس سے اس طرح سے صلح کی کہ گیون لے لے اور جو کی مدت بڑھاوے تو جائز ہے اور اگر اس طرح سے صلح کی کہ گیون لینے میں تاخیر کر دے اور جو کے لینے میں تعجل کرے تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر بیع المسلم کی عادیہ آگئی اور مسلم الیہ نے راس المال میں سے کسی قدر اس شرط پر واپس دیا کہ مسلم میں ایک مہینہ کی عادیہ دے اور عادیہ بڑھاوے تو جائز ہے۔ اور بعض نے کہا کہ عادیہ یہ کہ جائز ہو کہ یعنی واپس دینا جائز ہو اور یہ مراد نہیں ہے کہ عادیہ دینا جائز ہے۔ یہ قول بعض فقہاء کا ہے کہ عادیہ بڑھانا اس صورت میں جائز نہیں ہے اور رواجیت کتاب کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت میں اور دوسری صورت میں یعنی جبکہ مسلم بن عادیہ ہو اور مسلم الیہ نے ایک درم راس المال میں سے اس شرط پر واپس دیا کہ عادیہ دے دیا کہ عادیہ بڑھاوے تو جائز نہیں ہے ان دونوں صورتوں میں یہ فرق ہے کہ صورت اول میں جو کتاب میں مذکور ہوئی جائز ہے اور دوسری صورت میں عادیہ دینا جائز نہیں ہے اور غیر اسطور سے ہے کہ راس المال کے قبضہ کا اعلیٰ مسلم فیہ کے قبضہ کا ہے کیونکہ دونوں کا جویان قبضہ میں ایک ہی طور پر ہوتا ہے کہ دونوں کا استبدال جائز نہیں ہے اس لئے کہ انہیں قبضہ فوت ہو گا پس اگر مسلم فی الحال ہو اور اس میں سے بعض مسلم پر قبضہ کر لیا اس شرط سے کہ باقی کی عادیہ دے تو جائز ہے تو اسی کے اعتبار سے اگر قبضہ راس المال پر اس شرط سے قبضہ کر لیا کہ جب قدر مسلم اسپر ہو اس کی عادیہ دے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر مسلم بن عادیہ ہو اور بعض مسلم فیہ کو اس شرط سے وصول کر لیا کہ باقی کے واسطے عادیہ دے تو جائز نہیں ہے اسی طرح اگر قبضہ راس المال پر اس شرط سے قبضہ کیا کہ عادیہ بڑھاوے تو بھی جائز نہیں ہے یہ محیط غرضی میں۔ اگر مسلم کے ایک کر گیون ہوں پھر آدھے کر پر اس شرط سے صلح کی کہ باقی سے اس کو بری کر دے تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر مسلم کے ایک کر گیون کرے ہوں اور اسے ایک کر ردی گیون پر مسلم کر لی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر مسلم کے ایک کر ردی گیون ہوں اور اسے نصف کر کرے گیون پر صلح کی تو دوسرے قول

امام ابو یوسف کے موافق جائز نہیں ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر سلم بن گیبون ہوں اور اس المال سودم ہوں پھر سلم سے اس شرط پر صلح کی کہ دو سودم واپس دیگا یا سودم یا سچاس و دم واپس دیگا تو باطل ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں نے سلم سے اس شرط پر صلح کی کہ تیرے راس المال کے سودم یا راس المال سے سچاس و دم واپس دوں گا تو صحیح ہے یہ بخیرہ میں ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں تیرے ساتھ سلم سے راس المال کے سودم پر صلح کی تو زانیہ ہاں نہیں ہے اور اگر اس المال کے وقع ہوگا ایسا ہی شیخ الاسلام سے ذکر کیا ہے اور مسر الاممہ نخعی نے اشارہ کیا ہے کہ اس صورت میں اتنا صلحاً باطل ہے یہ محیط میں ہے۔ دونوں نے بیع سلم کا اقالہ کر لیا اور اس المال از قسم عرض تھا کہ وہ تلف ہو گیا یا قبضہ سے پہلے اسکو فروخت کر دیا تو سلم لیا اسکی قیمت کا ضامن ہو اور اگر رب المال کو بلا عوض ہبہ کر دیا ہے تو استحساناً ضامن ہو گا یہ محیط نخعی میں ہے۔ اگر کچھ دھرم معدودہ ایک کر گیبون کی سلم میں کسی مینا و ذیل کی بیعت دینے پھر کچھ دن بعد دونوں نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ سلم الیہ رب السلم کے واسطے نصف کر گیبون زیادہ کرے اور اسی مدت معینہ پر ادا کرے تو بالاجماع جائز نہیں ہے پھر جب جائز نہ ہوئی تو مسلم الیہ پر امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے کہ تصانی راس المال واپس کرے اور اس پر لور الیک کر اس مینا و ذیل واجب الادا ہو گا اور صاحبین نے فرمایا کہ کچھ دھرم نہ کر گیا اور اس پر ایک کر لور واجب ہو گا یہ مختصر شرح منقولہ میں ہے۔ ایک کر گیبون کی سلم میں ایک کپڑا دیا پھر مسلم الیہ نے اس کپڑے پر قبضہ کر کے اس کپڑے کو دوسرے شخص کو سلم میں دیدیا پھر سلم الیہ نے اس المال پر پہلے رب السلم سے صلح کی پھر اگر صلح اسوقت واقع ہوئی کہ وہ کپڑا دوسرے سلم الیہ کے پاس سے پہلے سلم الیہ کے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے بیع سلم کا فسخ ہے جیسے خیار ردیت یا خیالہ عیب کی وجہ سے حکم قاضی واپس آیا یا دوسری سلم میں راس المال پر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہوئے تو اس صورت میں پہلے سلم الیہ پر واجب ہے کہ لے لے وہ کپڑا رب السلم کو واپس کر دے اور اسکو اس کپڑے کی قیمت کے واپس دینے کا اختیار نہیں ہے اور اسی طرح اگر پہلے سلم الیہ نے اسکو لے لیا ہو اور پھر ہبہ سے رجوع کر لینے کی وجہ سے وہ کپڑا اس کے پاس آ گیا ہو خواہ رجوع حکم قاضی ہو یعنی قاضی نے رجوع کے وقت حکم واپسی دیا ہو یا بدولن حکم قاضی ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر ایسے سبب سے واپس آیا ہو کہ وہ سبب ہر صورت سے از سر نو ملک شمار ہے جیسے خرید لینا یا ہبہ میں پانا یا میراث میں پانا تو رب السلم کا حق عین اس کپڑے میں نہیں ہے اسکی قیمت میں ہے۔ پھر اگر دونوں نے اس امر پر صلح کی کہ سلم الیہ عینہ وہی کپڑا رب السلم کو واپس کرے پس اگر صلح قیمت واقع ہوئی کہ قاضی نے اس کپڑے کی قیمت دینے کا حکم نہیں کیا تھا تو قیاساً جائز نہیں ہے اور استحساناً جائز ہے اور اگر قاضی کے قیمت دینے کے حکم کے بعد ایسی صلح قرار دی تو قیاساً جائز نہیں ہے اور استحساناً جائز ہونے میں مشال کا اختلاف ہے۔ اور اگر وہ کپڑا سلم الیہ اول کے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو فسخ و تملیک کے مشابہ ہے جیسے اتنا لور رد یا عیب بدولن حکم قاضی کے تو رب السلم کا استحقاق اسکی قیمت میں ہے اس کے عین میں نہیں ہے۔ اور اگر ان دونوں نے باہم عین اس کپڑے کی واپسی پر صلح کی پس اگر یہ صلح پہلے اس سے کہ قاضی اس کپڑے کی قیمت دینے کا حکم کرے واقع ہوئی تو قیاساً جائز ہے اور استحساناً جائز ہے اور اگر اس کے بعد واقع ہوئی تو قیاساً و استحساناً دونوں طرح نہیں جائز ہے۔ اور اگر سلم الیہ اول نے قبل اس کے کہ وہ کپڑا اس کے پاس واپس آوے رب السلم سے صلح کی پھر اس کے بعد وہ کپڑا اس کے پاس واپس آیا پس اگر بعد اس کے واپس آیا کہ قاضی نے سلم الیہ اول پر قیمت دینے کا حکم دیدیا ہے تو عینہ وہ کپڑا لینے پر دونوں کا

صلح کرنا جائز ہوگا خواہ کسی سبب سے وہ کھڑا مسلم الیہ اول کے پاس دہیں آیا ہو لیکن اگر سبب عیب کے حکم قاضی واپس
 ملا ہو تو وہ اس کپڑے کو رب المسلم کو دیکر اسکی قیمت اس سے لے لیگا اور اگر قاضی کے قیمت دینے کے حکم دینے سے
 پہلے اسکے پاس واپس آیا پس اگر ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے فسخ المسلم ہو تو وہ کپڑا پہلے رب المسلم
 کو واپس کر دے اور اگر ایسے سبب سے واپس آیا جو تھلک یا فسخ کے مشابہ ہو تو اسی کپڑے کی قیمت رب المسلم کو دینا
 واجب ہوگی اور اگر دونوں نے بعینہ اسی کپڑے کے لینے پر صلح کی تو اس میں مشابہت کا اختلاف ہے یہ عیض میں لکھا ہے
 اور اگر مسلمین دو شریک ہوں تو امام اعظم و امام محمد رحمہما کے نزدیک ایک شریک کا اپنے حصہ راس المال سے کم پر
 صلح کرنا صحیح نہیں ہو اور اگر اپنے حصہ راس المال پر صلح کر لی تو شریک کی اجازت پر موقوف رہے گی اگر اس نے رد
 کر دی تو صلح بالکل رد ہو جائیگی اور مسلم فیہ دونوں میں بجا مشترک رہے گا اور اگر اجازت دیدی تو صلح دونوں پر
 نافذ ہوگی پس نصف راس المال دونوں میں مشترک اور باقی نصف مسلم فیہ بھی دونوں میں مشترک رہے گا اور امام
 ابو یوسف نے فرمایا کہ صلح جائز ہے اور نصف راس المال اسکا ہوگا اور اسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ چاہے
 اس کے مقبوضہ میں شرکت کرے یا مطلوب سے اپنا حصہ لے لے لیکن اگر مسلم الیہ پر جو اسکا مال ہے وہ طوب جاوے
 تو اپنے شریک سے لیگا یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ دونوں کا راس المال مخلوط ہو اور
 اگر مخلوط نہ ہو بلکہ ہر ایک نے اپنا اپنا مال علیحدہ دیا ہو تو اس میں اختلاف ہے بعض مشائخ نے کہا کہ امام محمد و امام اعظم رحمہما
 کے نزدیک بھی مثل قول امام ابو یوسف کے ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں بھی اختلاف ہے اور یہی صحیح ہے کہ
 فی التبيين والکافی۔ اور اگر دو متفاوتوں کی کسی شخص پر صلح ہو اور ایک نے راس المال پر صلح کر لی تو جائز ہے اور
 یہی حکم دو شریک عیان میں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر زید کا عمر و پر ایک کر گویں سلم میں ہو اور اسکا خال کفیل ہو پس کفیل
 نے رب المسلم سے راس المال پر صلح کر لی تو اختلاف ہے امام اعظم و امام محمد رحمہما کے نزدیک سلم الیہ کی اجازت پر
 صلح موقوف ہے اگر اس نے اجازت دی تو جائز ہوگی اور رب المسلم کا حق راس المال میں پیدا ہوگا اور اگر باطل
 کر دی تو باطل ہو جائیگی اور رب المسلم کا حق اناج یعنی گویوں میں رہے گا اسی طرح اگر بدو ن حکم مسلم الیہ کے کوئی
 شخص کفیل ہو اور اس نے رب المسلم کے اس طرح صلح کر لی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے۔ اسی طرح اگر کسی اجنبی نے
 راس المال پر صلح کر لی اور مال ضمان دیدیا تو بھی یہی اختلاف ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کفیل نے رب المسلم کے ساتھ
 مجلس سلم کے اناج پر صلح کر لی مگر یہ اناج سلم سے کھرے ہوئے میں کم ہو تو جائز ہے اور کفیل مسلم الیہ سے کھرے اناج کو سلم
 میں بٹھرا ہوئے لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر طالب نے کفیل کو کل سلم ہیہ کر دی تو کفیل کو مسلم الیہ سے سلم
 کا اناج لے لینے کا اختیار ہے۔ اور اگر کفیل نے رب المسلم سے کسی کپڑے یا وزنی چیز پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے اور خلیفہ
 اسکے اگر کفیل نے سلم الیہ سے سوائے سلم کے کسی دوسری چیز پر صلح کر لی تو جائز ہے۔ پھر سلم کے کفیل نے اگر مطلوب
 کے ساتھ سوائے مجلس سلم کے کسی چیز پر صلح کر لی تو مطلوب کفیل کے قرضہ سے بری ہو گیا اور طالب کے قرضہ سے
 بری نہ ہوگا پھر بعد اسکے دیکھنا چاہیے کہ اگر کفیل نے رب المسلم کو اناج دیدیا ہو اور اسکا حق ادا کر دیا ہو تو دونوں
 بری ہو جائینگے۔ اور اگر طالب نے مطلوب سے اناج وکول کیا تو مطلوب کو کفیل سے واپس لینے کا اختیار ہے
 اور کفیل مختار ہوگا چاہے سلم الیہ کو طعام سلم دیدے یا جو کچھ اس سے لیا ہو وہی واپس کر دے یہ محیط میں ہے۔ اگر

کیفیل نے رب المسلم سے اس شرط پر صلح کی کہ ایک دم راس المال میں بڑھاوے اور اس پر قبضہ کر لیا تو جائز نہیں ہے یہ محیط شرعی میں ہے۔ اور اگر کیفیل نے اس شرط سے صلح کی کہ مسلم الیہ ایک گون گئیوں بڑھاوے تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مسلم نے ایک دم اس شرط سے بڑھایا کہ مسلم الیہ ایک گون گئیوں بڑھاوے تو بھی جائز نہیں ہے یہ بیسوط میں ہے۔ اور اگر مسلم کے پاس کیفیل سلم کی چیز کیلی یا وزنی اُس سے گھٹی ہوئی لایا جسکی کفالت کی تھی اور کہا کہ تو اسکو لے لے میں تجھے ایک دم واپس دینگا تو امام اعظم و امام محمد کے نزدیک یہ امام مسلم الیہ سے ناجائز ہے پس ایسا ہی کیفیل سے بھی جائز نہیں ہے اور اگر انہی کفالت سے بڑھ کر جو چیز لایا اور کہا کہ اسکو لے لے اور مجھے ایک دم بڑھاوے تو کیلی یا وزنی کسی چیز کی سلم میں یہ جائز نہیں ہے اور اگر مسلم الیہ سے وزنی چیز کی سلم میں ایسا کیا تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کیفیل نے رب المسلم کو سلم اس موضع کے سواے جو شرط کیا ہے دوسری جگہ ادا کر دی اور گنے قبول کر لی تو اسکو اختیار ہے کہ مسلم الیہ سے مقام مشروط میں وصول کرے یہ بیسوط میں ہے۔ اور اگر کیفیل نے طالب سے اس امر پر صلح کی کہ سلم کا آناج موضع مشروط کے سواے دوسری جگہ ادا کرے تو جائز نہیں ہے اور طالب آناج و کرایہ واپس کر دے تاکہ اُسکو موضع مشروط میں ادا کرے۔ اور اگر طعام ادا کرنے کا موضع سوا مشروط کو قرار پایا ہے اور طالب نے کیفیل سے اس شرط پر صلح کی کہ آناج بدوین مشروط کے کو ذمہ ادا کرے اور طالب اسکو اس قدر دم دیگا تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر کیفیل نے رب المسلم کو سلم کا آناج بدوین مشروط کے کو ذمہ ادا کر دیا تو کیفیل اسکو مسلم الیہ سے سواہ کو ذمہ میں لے سکتا ہے کو ذمہ میں نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے عمر کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک کر گئیوں کی سلم ٹھہراوے پھر عمر نے سلم الیہ سے راس المال پر صلح کر لی تو یہ صلح عمر پر نافذ ہوگی اور امام اعظم و امام محمد رحمہ کے نزدیک مثل سلم کے ایک کر گئیوں موکل کو ڈانڈ دینا ایسی طرح اگر مسلم الیہ کو بطریق صلح کے راس المال پر آناج سلم سے بری کر دیا تو بھی ہی حکم ہے۔ اور اگر وہ موکل نے مطلوب سے راس المال پر صلح کی اور راس المال پر قبضہ کر لیا تو جائز ہے جیسا کہ بدوین صلح کے برمی کر دینے کی صورت میں ہے یہ بیسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کی طرف سود دم اور سلم کے ایک کر گئیوں کا دعویٰ کیا آتے ہیں دینار پر صلح کر لی۔ پس اگر صورت میں سلم کے راس المال میں دم ہوں تو سود دم اور سلم دونوں کے حصہ کی صلح باطل ہوگی خواہ بدل صلح کے دینار دون پر قبضہ کرنے سے پہلے یا بعد دون جدا ہوئے ہوں۔ اور اگر راس المال دینار ہوں پس اگر راس المال کے پانچ دینار ہوں اور صلح میں دونوں نے یہ شرط لگائی کہ پانچ دینار بقیہ سلم کے ہیں اور بیس دینار نقد دیدیے اور سود دم کا بھی حصہ نقد دیدیا تو صلح جائز ہوئی۔ اور اگر صلح میں دونوں نے پانچ دینار بقیہ سلم کے قرار دیدیے اور بیس دینار نقد دیدیے تو امام محمد رحمہ نے یہ صورت کتاب میں مذکور نہیں فرمائی ہے اور مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہے فقہ ابو جعفر نہد وانی فرماتے تھے کہ جائز نہیں ہے اور فقہ ابو بکر لمحنی استاد ابو جعفر فرماتے تھے کہ جائز ہے اور جب سلم کے حصہ میں پڑے اس پر سلم کا استحسانا آقا لہ بقدر راس المال قرار دیا جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر دو ذمیوں نے کسی ذمی سے شراب کی سلم بٹھرائی پھر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو اسکا حصہ سلم باطل ہو گیا اور پانچ حصہ راس المال واپس کر لے پس اگر اپنے راس المال سے اسنے طعام معین یا مینادی پر صلح قرار دی تو جائز نہیں ہے اور اگر دوسرے شریک ذمی کا مال اس صورت میں مسلم الیہ پر ڈوب گیا تو وہ اپنے شریک مسلمان سے اس کے حصہ قبضہ میں شرکت کر سکتا ہے۔ اور اگر ایک نفرانی نے دوسرے نفرانی کو شراب کی سلم میں دی اور گنے راس المال یعنی شراب پر قبضہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک شخص مسلمان ہو گیا تو سلم نہ ٹوٹے گی اور اگر اس سے مسلمان نے راس المال پر

صلح کی وجہ سے نہیں ہے۔ اور اگر ایک نصرانی نے سورہ دوسرے نصرانی کو شراب کی سلم میں دیا اسے سورہ پر قبضہ کر کے اسکو تلف کر دیا پھر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا تو سلم ٹوٹ جا دیگی اور اسی سورہ کی قیمت واجب ہوگی کذا نے الملبوط

اسٹھوان باب صلح میں شرط خیار اور عیب سے صلح کرنے کے بیان میں۔ اگر زید نے عمر پر سورہ کا دعویٰ کیا اسے سورہ سے ایک غلام پر صلح کی اور زید کے واسطے یا خود اپنے واسطے تین روز کے خیار کی شرط کی تو صلح جائز اور خیار جائز ہو خواہ مدعا علیہ مقرر ہو یا منکر ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزارہم ہوں اسے ایک غلام پر اس شرط سے صلح کی کہ ایک مہینہ کی میعاد پر مدعی اسکو دس دینار اور دو سوے اور خیار کی شرط کی پس صحیح ہے اور جب عقد پورا ہو گیا اور مدعی نے قبول کیا تو مطلوب ہزارہم سے بری ہو گیا اور جس روز سے عقد پورا ہوا ہو اسی روز سے دس دینار مدعی پر ایک مہینہ کی میعاد پر واجب ہو گئے لکن ذاتی الملبوط۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر دس دینار ہوں اسے ایک کپڑے پر ان دینار دن سے صلح کی اور مطلوب نے انہی ذات کے واسطے تین روز کے خیار کی شرط کی اور کپڑا طالب کو دیدیا اور طالب کے پاس تین روز سے پہلے تلف ہو گیا تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اٹھکے دینار اس کے قرضدار پر زفرہ ہیں اور اگر خیار طالب کے واسطے ہو اور کپڑا اس کے پاس مدعی خیار میں تلف ہوا تو وہ بعض مشن کے اس کے پاس تلف ہوا۔ اور اگر کپڑا تلف ہوا لکن جسکے واسطے خیار مشروط ہے وہ ہلاک ہو گیا تو صلح تمام ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ ہے اسے اپنے غلام پر صلح کی اور تین روز کے خیار کی شرط کی اور تین روز گذر گئے پھر صاحب خیار نے تین روز کے اندر فیصلہ کا دعویٰ کیا تو بدو کو اہوں کے قبول ہونا پھر اگر اسے نسخ کے گواہ دیے اور دوسرے نے تین روز کے اندر صلح تمام کر دینے کے گواہ دیے تو نسخ کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر تین روز کے اندر ایسا اختلاف واقع ہوا تو اسی کا قول جسکو خیار ہو خیار نسخ کر دینے میں قبول ہوگا اور دوسرے کے جو مدعی اتنا ہی گواہ قبول ہونگے یہ ملبوط میں ہے۔ اگر دو شخصوں کا ایک شخص پر قرضہ ہو اور دونوں نے مطلوب سے ایک غلام پر صلح کی اور دونوں کو واسطے خیار کی شرط کی پھر ایک صلح پر راضی ہوا اور دوسرے نے نسخ کرنا چاہا تو امام اعظم کے نزدیک وہ نسخ نہیں کر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک نسخ کر سکتا ہے۔ اور اگر ایک شخص کا دو شخصوں پر قرضہ ہو اسے دونوں سے ایک غلام پر صلح کر لی اور تین روز کے خیار کی شرط کی پس اگر خیار طالب کے واسطے ہو اور اسے ایک کے حق میں صلح کی اجازت دی اور دوسرے کے حق میں نسخ کر دی تو بیشک صاحبین کے قول پر جائز ہے اور امام اعظم سے دور و اتین ہیں ایک روایت میں دوسرے کے حق میں نسخ جائز ہے اور دوسری روایت میں نہیں جائز ہے اور اگر دونوں مطلوبوں کو خیار ہو پس ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے نسخ چاہا تو سلمہ میں اختلاف ہے امام اعظم کے نزدیک کل میں صلح جائز ہوگی اور صاحبین کے نزدیک اجازت دینے والے کے حصہ میں جائز اور دوسرے کے حصہ میں ناجائز ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر دعویٰ مدعی سے باوجود انکار کے مدعا علیہ صلح کر لی اور اپنے واسطے خیار کی شرط کی پھر حکم خیار عقد نسخ کر دیا تو مدعی اپنے دعویٰ پر عود کرے گا اور مدعا علیہ کا صلح کرنا اس کے اقرار کرنے میں شمار ہوگا یہ ملبوط میں ہے۔ اگر ایسی چیز پر صلح کی جسکو اسے نہیں دیکھا ہو تو اسکو دیکھنے کی نفی خیار حاصل ہوگا کذا فی السراج۔ زید نے عمر کی جانب کسی حق ہونے کا دعویٰ کیا اور عمر نے ایک زلی کپڑے کی گٹھری پر صلح کر لی اسکو زید نے بدو دیکھنے کے اپنے قبضہ میں لیا اور زید نے خالد سے کہنے زید کی کسی حق کا دعویٰ کیا تھا اسی گٹھری پر صلح کر کے اس کے قبضہ میں دیدی اور اسے بھی نہ دیکھی تو خالد کو بوقت دیکھنے کے واپس کر دینے کا اختیار ہے کہ زید کو واپس کر دے اور زید کو اختیار ہوگا کہ عمر کو واپس کرے خواہ زید نے خالد سے حکم قاضی واپسی قبول کی ہو یا بلا حکم قاضی قبول کی

اور اگر سچاے خیار رویت کے خیار عیب ہو اور خالہ نے بحکم قاضی بسبب اس عیب کے زید کو واپس کر دی تو زید اسکو عمر کو واپس دے سکتا ہی یہ محیط میں ہی۔ دعوے مال سے صلح کرنے میں خیار عیب ثابت ہوتا ہی مثلاً کسی نے زید پر قرض کا دعوہ کیا اسنے ایک غلام پر صلح کر لی اور مصالح سے عیب پاکر واپس کرنا چاہا تو کر سکتا ہی اور اسکا حکم مثل بیع کے حکم کے ہوگا کہ اگر حکم قاضی مصالح نے واپس کیا تو صلح کا نسخہ ہی اور زید کو اس داپسی میں اختیار ہی کہ اپنے بالغ کو واپس کرے۔ اور اگر مصالح نے بدن حکم قاضی کے زید کو واپس دیا اور زید نے قبول کر لیا تو مثل از سر نو بیع ہونے کے حکم کے ہی کہ زید اسکو اپنے بالغ کو واپس نہیں دے سکتا ہی یہ فصول عمادیہ میں ہی۔ اور بسبب عیب کے واپس کرنے کے واسطے مصالح علیہ کا حکم مثل بیع کے ہی کہ تھوڑے سے عیب اور بہت عیب سے واپس ہو سکتا ہی اور مدعی پھر اپنے دعوے پر رجوع کر بچاؤا بحکم قاضی واپس کیا ہو یا بلا حکم قاضی واپس کیا ہو یہ سبوط میں ہی۔ اور اگر مدعی نے مصالح علیہ میں عیب پایا ولیکن بسبب مدعی کے پاس ہلاک ہو جائے یا اس میں زیادتی یا نقصان آجائے کے مدعی اسکو واپس نہیں کر سکتا ہی تو مدعا علیہ سے حصہ نقصان بھر لیا پس اگر یہ صلح مدعا علیہ کے اقرار دعوے کے بعد دائع ہوئی تو حصہ عیب کو اسی مدعا میں لینگا۔ اور اگر صلح انکار سے واقع ہوئی ہی تو دعوے میں لینگا پس اگر گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اسنے نکول کیا تو حصہ عیب کا مستحق ہو اور اگر قسم کھلانے سے اسنے قسم کھالی تو اس سے کچھ نہیں لے سکتا ہی یہ سراج الوہاج میں ہی۔ اگر زید نے عمرو کے مقبوضہ دار پر دعوے کیا اور اس سے ایک غلام پر صلح کر لی اور وہ غلام استحقاق ثابت ہو کر لے لیا گیا تو مدعی پھر اپنے دعوے پر رجوع کر لیا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ مستحق نے صلح کی اجازت نہ دی ہو۔ اور اگر اسنے اجازت دیدی تو غلام مدعی کو دیا جائیگا اور غلام کی قیمت مستحق مدعا علیہ سے لے لینگا اور اگر آدھا غلام استحقاق میں لے لیا گیا تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ باقی آدھے پر راضی ہو کر نصف دعوہ پر رجوع کرے یا باقی غلام واپس کر کے پورا دعوے کرے۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ صلح کسی مال عین پر واقع ہوئی ہو اور اگر مال غیر عین مثل درم و دینار کے ہو یا کیل و ذری خیر میں ہو یا کچھ کپڑے پر میا دھڑھ کر نصف بیہان کر کے اسے ذمہ قرار دیے گئے ہوں تو استحقاق ثابت ہونے کی وجہ سے صلح باطل نہوگی اور اسنے مثل مدعا علیہ سے واپس لینگا یہ خزائنہ المفتین میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خرید ا اور باہم قبضہ کر لیا پھر اہم عیب پایا اور بالغ نے انکار کیا کہ میرے پاس کا عیب نہیں ہی یا اقرار کیا پھر اس سے کسی قدر درم و دینار پر مال دینے یا میا دی آڈ دینے پر صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر دینار دن پر صلح کی تو باہم قبضہ کر لینا یعنی افتراق سے پہلے شرط ہی یہ خلاصہ میں ہی۔ اور اگر عیب سے کسی عین کپڑے پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر کسی قدر عین کیوں دن پر صلح کی تو بھی جائز ہی اگرچہ قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو جاویں۔ اور اگر غیر عین ہوں پس اگر عین ادا کرنے کی میا دھو تو جائز نہیں ہی اور اگر عین الحال دینے بٹھرے ہوں پس اگر افتراق سے پہلے ادا کر دیے تو جائز ہی اور اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہوگی اسی طرح اگر غلام ہو کہ اس میں عیب پیدا ہو گیا کہ جسکی وجہ سے مشتری اسکو واپس نہیں کر سکتا ہی یا مشتری کے پاس لگ گیا یا عیب سے واقف ہونے سے پہلے مشتری نے اسکو آڈا کر دیا پھر عیب سے واقف ہوا اور عیب سے صلح کر لی تو صلح جائز ہو اور اگر مشتری نے اسکو قتل کر دیا پھر اس کے عیب سے واقف ہو کر صلح قرار دی تو صلح جائز نہیں ہی۔ اور اصل میں جس کے مسائل میں یہ ہی کہ جب مشتری سے واپس کرنا مستند ہو ولیکن نقصان عیب واپس کر لے سکتا ہو تو جب بالغ سے اسنے عیب سے صلح کر لی تو جائز ہی۔ اور جب مشتری سے واپس کرنا مستند ہو اور نقصان عیب بھی نہیں لے سکتا ہو تو جب صلح کی

تو جائز نہیں رہی کیونکہ پہلی صورت میں مشتری نے اپنا حق لیا اور دوسری صورت میں ناحق لیا۔ اور اگر عیب سے واقف ہونے کے بعد انکو آزاد کر دیا پھر عیب سے صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر اسکو بعد عیب سے واقف ہونے کے بیچ کیوں اسے پیش کیا پھر عیب سے صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ اگر زید نے ایک غلام ہزار درہم کو خرید کر کے قبضہ کیا پھر غم کے ہاتھ فرخت کیا پھر زید اس کے عیب سے واقف ہوا اور اپنے بائع سے درہم پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر وہ غلام دوسرے مشتری کے پاس مر گیا پھر دوسرا مشتری اس کے عیب سے واقف ہوا تو اپنے بائع یعنی مشتری اول سے یہ غلام عیب سے لے سکتا ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک پہلے مشتری کو اس نقصان کی وجہ سے اپنے بائع سے نقصان لینے کا یا جو کچھ اس نے دیا ہے وہ واپس لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر صلح کی یعنی بائع اول سے مشتری اول نے سبب اس عیب کے جبکہ نقصان ادا کر دیا ہے صلح کی تو بھی جائز نہیں ہے۔ اور صاحبین کے نزدیک وہ اس نقصان کو بائع اول سے لے سکتا ہے اور اگر صلح کرے تو بھی جائز ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے کوئی کپڑا خریدا اور اسکی تہ میں قطع کرا کے سلائی پھر اسکو ہنوز فروخت کیا تقایا نہیں فروخت کیا کہ اس کے عیب سے مطلع ہوا اور بیع بعد عیب بطل ہونے کے واقع ہوئی پھر اپنے بائع سے اس عیب سے کسی قدر درہم پر صلح کر لی تو جائز ہے اسی طرح اگر اسکو سرخ رنگ کا پھر فروخت کیا یا کیا تھے کہ عیب سے صلح کر لی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اسکو قطع کر لیا اور نہیں سلا یا یہاں تک کہ فروخت کر دیا پھر عیب سے صلح کی تو صحیح نہیں ہے۔ اور سیاح رنگ کا امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بمنزلہ قطع کرنے کے ہے اور صاحبین کے نزدیک بمنزلہ قطع کر کے سلائے کے ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر عیب سے اس شرط پر صلح کی کہ تیرے اس ٹٹو پر اپنی حاجتوں کے واسطے ایک ہمینہ سوار ہو کر جایا کر دے گا تو جائز ہے اور شائع نے فرمایا کہ بایں اسکی یہ ہے کہ وہ ہر دو سال کی شرط شہر ہی میں قرار دی کیونکہ اگر سواری کی شرط باہر شہر کے یا مطلق سواری لینے کی شرط کی تو جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی عورت سے کوئی چیز خریدی اور اس میں عیب ظاہر ہوا پھر اس عورت نے اس عیب سے اس شرط سے صلح کی کہ مشتری کے ساتھ سناخ کر لے گی تو جائز ہے اور یہ امر اسکی طرف سے عیب کا اقرار ہے پس اگر اس عیب کا عوض دس درہم تک ہوتا ہے تو وہی اسکا ہر ہو گیا اور اگر دس درہم سے کم ہے تو اس کے تہ میں دس درہم پورے کیے جائیں گے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اگر کوئی ٹٹو خریدا اور اس پر قبضہ نہ کیا یہاں تک کہ بائع نے اس سے کسی چیز پر اس شرط سے صلح کی کہ بائع کو ہر عیب سے بری کر دے پھر اس میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک مشتری اسکی وجہ سے واپس نہیں کر سکتا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ واپس کر سکتا ہے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر کسی قسم کے عیبوں سے صلح کر لی مثلاً کہ اس میں تیرے ساتھ فروح و شمع سے صلح کرنا ہوں تو جائز ہے اور بائع فقط اس قسم کے عیبوں سے بری ہوگا پس اگر اس قسم کے سوائے دوسری قسم کا عیب ظاہر ہوا تو مشتری خاصہ کر سکتا ہے۔ اور اگر مشتری کو کوئی عیب ظاہر ہوا لیکن بائع کو اس خوف پیدا ہوا اس نے مشتری سے ہر عیب سے کسی چیز پر صلح کر کے اسکو دیدی تو صلح جائز ہے یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر بائع نے پچیس سے اور بائع محدثات سے کسی قدر درہم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور یہ فقرہ اہل کوفہ کے چوپایوں کے سودا گروں کی اصطلاح امام اعظم رحمہ اللہ کے وقت میں تھی اور وجہ اسکی یوں ہوتی کہ اس الی سلی رحمہ اللہ تھے کہ بدون عیبوں کے بیان کے عیبوں سے بری کرنا صحیح نہیں ہے پس نخیاسیوں نے خود کیا تو انکو چار پانچ دن میں پچیس عیب معلوم ہوئے جو ہوا کرتے ہیں پھر اس کے بعد انکو پانچ عیب اور بھی معلوم ہوئے تو انکا نام غنڈشات رکھا یعنی

پانچ عیب کہ نئے معلوم ہوئے ہیں پس چار پاؤں کے فروخت کے وقت ابن ابی لیلیٰ کے قول سے بچنے کے واسطے ان سب کو بیان کرتے تھے کیونکہ ابن ابی لیلیٰ اُس وقت کے قاضی تھے یہ ظہیر یہ ہیں۔ اگر مشتری نے خرید کر وہ چوپایہ کی ایک ہونے میں عیب لگایا اور اُس سے کسی قدر درموں کسی پر صلح کر لی اور عیب کو بیان نہ کیا تو جائز ہو یہ محیط مشتری میں ہو ایک شخص نے ایک باندی بچاس دینار کو خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اس میں کچھ عیب لگایا پھر دونوں نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ بائع اُس باندی کو واپس کرے اور اسچال دینار واپس دے پس اگر بائع نے یہ اقرار کیا ہو کہ یہ عیب میرے پاس کا ہو تو اسکو بائی دینار بھی واپس کر دینا چاہیے اسی طرح اگر ایسا عیب ہو کہ مشتری کے پاس پیدا نہیں ہو سکتا ہو تو بھی واپس کر دینا چاہیے۔ اور اگر گویں کہ کہہ کہ میرے پاس نہ تھا یا کچھ اقرار و انکار نہ کیا اور اس کے مثل مشتری کے پاس پیدا ہو سکتا ہو تو بائع کو وہ دینار جائز ہو اور یہ امام اعظم امام محمد ہر کے نزدیک ہو۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں صورتوں میں جائز ہو یہ خلاصہ میں ہو۔ اور اگر بائع نے مشتری سے کوئی کپڑا لیکر بیع کو اس شرط سے واپس قبول کیا کہ تمام خن واپس کر دینا تو واپس کرنا جائز ہو پھر اگر بائع اس امر کا متذکر ہو کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہو تو امام اعظم امام محمد کے نزدیک اسکو وہ کپڑا لینا حلال نہیں ہو مشتری کو واپس کر دینا چاہیے اور اگر بائع منکر ہو حالانکہ عیب ایسا ہو کہ مشتری کے پاس پیدا نہیں ہو سکتا ہو تو بھی یہ حکم ہو اور اگر منکر ہو اور ایسا عیب ہو کہ مشتری کے پاس پیدا ہو سکتا ہو تو بائع پر واجب نہیں ہو کہ کپڑا اسکو واپس کر دے یہ محیط میں ہو۔ اگر مشتری نے کوئی چوپایہ خرید اور باہمی قبضہ ہو گیا پھر مشتری نے اس میں عیب لگایا اور بائع نے انکار کیا پھر اس سے صلح کی کہ چوپایہ اور اس کے ساتھ ایک کپڑا لیکر تمام خن واپس دینا جائز ہو پھر اگر وہ کپڑا استحقاق میں لیا گیا تو بعد اس کے حصہ خن کے اور وہ مقدار عیب ہو واپس لے پھر اگر وہ چوپایہ بائع سے استحقاق میں لے لیا گیا تو مشتری کو اپنا کپڑا واپس کر لینے کا اختیار ہو کیونکہ ثابت ہوا کہ صلح اور بیع دونوں باطل یقین یہ حاوی میں ہو۔ اگر بیع میں کوئی عیب پایا اور کسی قدر مال پر اس سے صلح کر لی اور مشتری نے اسکو وصول کر لیا پھر اس میں دوسرا عیب پایا تو مشتری کو اختیار ہو کہ بیع کو مع بدل الصلح کے واپس کر دے یہ فصول ناویہ میں ہو۔ اگر کوئی باندی خریدی اور اسکو منکوہ پایا اور بائع کو واپس دینی چاہی تو کسی قدر درموں پر مشتری سے صلح کر لی پھر باندی کے شوہر نے بائن طلاق دیدی تو مشتری کو درم واپس کرنے چاہیے ہیں یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک کپڑا خرید کر فیص قطع کرائی اور ہنوز نہ سلانی تھی کہ اس میں ایسا عیب پایا جسکو اپنے پاس ہونے کا بائع نے اقرار کیا اور بائع نے اس شرط سے صلح کر لی کہ بائع اس کپڑے کو قبول کرے اور مشتری خن میں سے دو درم کم کر دے تو جائز ہو اور یہی بہ مقابلہ نقصان فعل مشتری کے قرار دیجائیگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم کو خرید کر باہمی قبضہ کر لیا اور مشتری نے اس میں عیب لگایا پھر دونوں نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ دونوں میں سے ہر ایک دس درم کم کر دے اور باندی کو کوئی اجنبی نے لے لے اور وہ اجنبی راضی ہوا کہ اس کمی کے بعد لے لیا تو اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہو اور مشتری کی طرف سے کمی کرنا بھی جائز ہو اور بائع کی طرف سے کمی جائز نہیں ہو اور اجنبی کو اختیار ہو گیا کہ چاہے تو باندی کو نو سو نوے درم میں لے لے اور وہی مشتری کو لینے یا ترک کر دے یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر زید نے عمرو سے ایک باندی ہزار درم کو خریدی اور باہمی قبضہ کر لیا پھر زید نے دوسرے مشتری خالد کے ہاتھ دو ہزار درم کو فروخت کی اور باہم قبضہ کر لیا پھر خالد نے

۲
بائع کو اختیار ہو کہ بیع کو مع بدل الصلح کے واپس کر دے یہ فصول ناویہ میں ہو۔ اگر کوئی باندی خریدی اور اسکو منکوہ پایا اور بائع کو واپس دینی چاہی تو کسی قدر درموں پر مشتری سے صلح کر لی پھر باندی کے شوہر نے بائن طلاق دیدی تو مشتری کو درم واپس کرنے چاہیے ہیں یہ ذخیرہ میں ہو۔ ایک کپڑا خرید کر فیص قطع کرائی اور ہنوز نہ سلانی تھی کہ اس میں ایسا عیب پایا جسکو اپنے پاس ہونے کا بائع نے اقرار کیا اور بائع نے اس شرط سے صلح کر لی کہ بائع اس کپڑے کو قبول کرے اور مشتری خن میں سے دو درم کم کر دے تو جائز ہو اور یہی بہ مقابلہ نقصان فعل مشتری کے قرار دیجائیگی یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم کو خرید کر باہمی قبضہ کر لیا اور مشتری نے اس میں عیب لگایا پھر دونوں نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ دونوں میں سے ہر ایک دس درم کم کر دے اور باندی کو کوئی اجنبی نے لے لے اور وہ اجنبی راضی ہوا کہ اس کمی کے بعد لے لیا تو اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہو اور مشتری کی طرف سے کمی کرنا بھی جائز ہو اور بائع کی طرف سے کمی جائز نہیں ہو اور اجنبی کو اختیار ہو گیا کہ چاہے تو باندی کو نو سو نوے درم میں لے لے اور وہی مشتری کو لینے یا ترک کر دے یہ خلاصہ میں ہو۔ اگر زید نے عمرو سے ایک باندی ہزار درم کو خریدی اور باہمی قبضہ کر لیا پھر زید نے دوسرے مشتری خالد کے ہاتھ دو ہزار درم کو فروخت کی اور باہم قبضہ کر لیا پھر خالد نے

اس میں عیب لگایا پھر باہم اس شرط سے صلح کی کہ دوسرا مشتری اسکو پہلے بائع کو ایک ہزار پانچ سو درہم میں واپس کر دے تو جائز ہو اور یہ از سر نو بیع ہو اور دوسرے بائع پر اس فعل سے کچھ لازم نہ آوے گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک کپڑا دس درہم کو خریدا اور باہم دونوں نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اس میں عیب لگایا اور بائع نے انکار کیا پھر تیسرا شخص دونوں کے درمیان بڑا کہ وہ اس کپڑے کو آٹھ درہم میں لے لے اور پہلا بائع دوسرے بائع سے یعنی مشتری اول سے ایک درہم من کم کر دے تو یہ جائز ہے اور تیسرے شخص کو وہ کپڑا آٹھ درہم میں بیع لینگا پھر اگر تیسرے شخص نے اس میں کوئی دوسرا عیب پا کر پہلے مشتری کو واپس کیا پس اگر پہلے مشتری نے اسکو بدولت حکم قاضی واپس قبول کیا ہو تو اپنے بائع کو واپس نہیں کر سکتا اور اگر حکم قاضی واپس قبول کیا ہو تو اپنے بائع سے خصوصاً کر سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک کپڑا دس درہم کو خریدا کر کے باہم قبضہ کر لے کے بعد کسی کنڈی کرنے والے کو کنڈی کے واسطے دیا وہ اسکو چٹا ہوا لایا اور مشتری نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ بائع کے پاس سے چٹا ہوا آیا ہے یا کنڈی والے نے اسکو چٹا ہوا ہے پھر باہم صلح اس شرط پر قرار دی کہ مشتری کپڑے کو قبول کرے اور بائع ایک درہم من کم کر دے اور کنڈی والا اپنی فردوسی مشتری سے لے لے تو جائز ہے اور اگر یہ صلح اس شرط سے ہو کہ بائع اس کپڑے کو قبول کرے اور مشتری ایک درہم من کم کر دے اور قصداً اسکو ایک درہم دے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اسطور سے باہم صلح نہ کی اور باہمی نے دعوہ کیا تو اس سے کہا جائے گا کہ جس پر شرعی چاہے دعوہ پیش کرے۔ پس اگر اس نے بائع پر دعوہ کیا تو کنڈی والا بڑی ہوگی کیونکہ مشتری نے اقرار کیا کہ اسکو دینے سے پہلے یہ کپڑا چٹا ہوا تھا اور اگر اس نے کنڈی والے پر دعوہ کیا تو بائع بھی ہوگا کیونکہ اس نے اقرار کیا کہ یہ عیب کنڈی والے کے پاس پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح اگر یہ معاملہ کسی رنگریز کے ساتھ ہو جیسے وہ کپڑا عصفری سے رنگا تھا پیش آیا پس سب نے باہم یون صلح کی کہ یہ کپڑا تیسرا شخص نو درہم میں لے لے بشرطیکہ بائع اول مشتری اول سے ایک درہم کم کر دے اور رنگریز اسکو ایک درہم دیدے تو بھی جائز ہے بیسویں میں ہے۔ اگر زید نے کسی کو باندی خریدنے کے واسطے دکیل کیا اس نے خریدی پھر موکل نے اس میں عیب لگایا اور بائع نے موکل کے ساتھ اس عیب سے کسی چیز پر بدولت موجودگی مشتری کے صلح کر لی تو قیاساً صلح باطل ہو ولیکن استثناء جائز ہے یہ حاوی میں ہے۔ اگر کسی کو اپنا غلام فروخت کرنے کا دکیل کیا اور مشتری نے اس میں عیب لگایا پھر موکل نے اس سے اس شرط پر صلح کی کہ میں غلام کو قبول کر لوں اور تو من میں سے اس قدر کم کر دے یا من میں اتنے دن تاخیر کر دے اور بائع کو بری کر دے تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر موکل بیع اور موکل خریدہ دونوں نے ملکر باہم عیب سے اس شرط سے صلح کر لی کہ موکل بیع کو قبول کرے اور موکل خریدہ من میں سے اس قدر کم کر دے یا لینے میں اتنے دن تاخیر کر دے تو بھی جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کوئی غلام کسی قدر درہم کو خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر مشتری نے اس میں عیب لگایا اور دعوہ کیا کہ بائع نے اسکو فریب کے واسطے چھپا ڈالا تھا پھر بائع نے اس سے اس شرط سے صلح کی کہ داموں میں سے اس قدر کم کر دے گا کہ بشرطیکہ کل عیب سے بائع کو بری کر دے اور مشتری نے ایسا ہی کیا پھر ایک شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس مشتری کو اپنے واسطے یہ غلام خریدنے کا دکیل کیا تھا ولیکن اسکی صلح سے راضی نہیں ہوں تو یہ صلح مشتری کے ذمہ لازم ہوگی موکل کے ذمہ لازم نہ ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک باندی

خطہ غلام
قول واجبہ
ترتیباً بقا
اثرہ دخل
یہ حالت نہ
ہو

خریدی اور وہ مشتری کے پاس بھیجی پھر مشتری نے اسکو ایک چشم یا یعنی کافی تھی اور بائع نے اقرار کیا کہ میں نے مشتری سے غریب دہی کے لیے چھپا ڈالا تھا پھر اس سے صلح کی کہ مشتری باندی اور اس کے بچہ کو ایک کپڑا زیادہ کر کے واپس کرے اور بائع اسکو پورا ثمن واپس دیگا تو یہ جائز ہو اور ایسا ہی نقص بناء دار اور زیادہ بناء دار میں ہو یعنی مثل باندی کی زیادتی کے دار کی زیادتی یا کمی کا بھی صلح میں ہی حکم ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر خریدی ہوئی باندی میں عیب کا دعویٰ کیا اور بائع نے انکار کیا پھر دونوں نے اس شرط پر کسی قدر مال پر صلح کی کہ مشتری بائع کو اس عیب سے بری کر دے پھر ظاہر ہوا کہ اس باندی میں عیب نہ تھا یا تھا ولیکن نہ اہل ہو گیا تو بائع کو اپنے بدل صلح واپس کر لینے کا اختیار ہو یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ قال المشرعسم قوله سئل ان یبرئ المشتري البائع من ذلک العیب علیہ ردایہ کتابا لا قوا اقرار من البائع بذلک العیب کیونکہ عندہ فیلینی ان لا یقبل بینه بعد ذلک علی عدم ذلک العیب فوجہ الظہور خفی فافهم مشتری نے اگر کسی خریدے ہوئے چوبہ کی آنکھ میں عیب لگایا اور بائع نے اس سے اس شرط پر کہ ایک درم میں سے کم کر دے صلح کر لی پھر وہ عیب مثلاً آنکھ کی پیدری جانی رہی تو بدل صلح کو واپس کر دے اور صلح باطل ہوگی۔ اور ایسے لمبی اگر بیع کے حل ہونے کے دعوے سے صلح کی پھر بعد صلح کے ظاہر ہوا کہ حل نہ تھا تو بدل واپس کرے۔ اسی طرح اگر کسی شخص پر مال کا دعویٰ کیا اور اس سے مال پر صلح کر لی پھر اسکا حق جسکے عوض صلح کی ہو کسی دوسرے شخص پر ظاہر ہوا تو بدل صلح واپس کرے۔ یہ وجہ کر دہی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا اور اس باندی کو مشتری کے پاس چھین نہ آیا اس نے اس عیب کی وجہ سے کہ یہ منقلۃ الدم بینے اسکے خون آنے کا افتخار ہو گیا ہے واپس کرنا چاہا اور بائع نے اس سے کسی چیز پر صلح کر لی پھر اسکو حیض آیا تو بائع کو اختیار ہے کہ جو کچھ اُسے دیا ہو مشتری سے واپس کر لے یہ تا تا رخانیہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک کرگیون بموض دوسرے کرگیون کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک شخص نے اپنے المذموم عیب پایا اور دوسرے شخص نے اس سے کچھ درم وں یا ایک تفریز گیون یا ایک تفریز جو پر صلح کرنی چاہی تو جائز نہیں ہے۔ ولیکن اگر دونوں نوع مختلف ہو وین مثلاً ایک کرگیون بموض ایک کرگیون جو کے خریدے ہوں تو ایسی صلح جائز ہو اور ایسی صورت میں اگر آدھا رعبادی درم وں پر صلح کی پس اگر گیون دالے نے عیب لگایا اور جو بعینہ تمام چن تو جائز ہے مگر اگر جو تلف کر دیے ہوں تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ و شخصوں نے کوئی چیز خریدی اور اس میں عیب لگایا پھر ایک شخص نے اپنے حصہ سے صلح کر لی تو جائز ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے شریک کو خصومت کرنے کا اختیار نہیں ہے اور صاحبین رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرا شریک باوجود اپنے شریک کے صلح کر لینے کے عیب کی بابت خصومت کر سکتا ہے کیونکہ امام کے نزدیک اگر ایک شخص نے بائع کو اپنے حصہ عیب سے بری کیا تو دوسرے شریک کا حق باطل ہوتا ہے اور صاحبین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اختلاف کیا ہے محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر دو کپڑے ہر ایک دس درم کو خریدا اور دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک میں عیب پایا پھر اس شرط سے صلح کی کہ ایک سبب عیب کے واپس کرے اور دوسرے کے دسوں میں ایک درم بڑھا دے تو ہر ایک کرنا جائز ہے اور ایک درم کا زیادہ کرنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک باطل ہے یہ حادسے میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم میں خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر اُس نے اسے کافی پایا اور بائع نے اسکا اقرار کیا پھر اس سے اُس نے ایک غلام پر صلح کی اور اُس پر قبضہ کر لیا پھر غلام میں اُس نے عیب پایا اور پھر اُس سے

درم وں میں عیب لگایا اور بائع نے اس سے اس شرط پر کہ ایک درم میں سے کم کر دے صلح کر لی پھر وہ عیب مثلاً آنکھ کی پیدری جانی رہی تو بدل صلح کو واپس کر دے اور صلح باطل ہوگی۔ اور ایسے لمبی اگر بیع کے حل ہونے کے دعوے سے صلح کی پھر بعد صلح کے ظاہر ہوا کہ حل نہ تھا تو بدل واپس کرے۔ اسی طرح اگر کسی شخص پر مال کا دعویٰ کیا اور اس سے مال پر صلح کر لی پھر اسکا حق جسکے عوض صلح کی ہو کسی دوسرے شخص پر ظاہر ہوا تو بدل صلح واپس کرے۔ یہ وجہ کر دہی میں لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا اور اس باندی کو مشتری کے پاس چھین نہ آیا اس نے اس عیب کی وجہ سے کہ یہ منقلۃ الدم بینے اسکے خون آنے کا افتخار ہو گیا ہے واپس کرنا چاہا اور بائع نے اس سے کسی چیز پر صلح کر لی پھر اسکو حیض آیا تو بائع کو اختیار ہے کہ جو کچھ اُسے دیا ہو مشتری سے واپس کر لے یہ تا تا رخانیہ میں لکھا ہے۔ اگر ایک کرگیون بموض دوسرے کرگیون کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونوں میں سے ایک شخص نے اپنے المذموم عیب پایا اور دوسرے شخص نے اس سے کچھ درم وں یا ایک تفریز گیون یا ایک تفریز جو پر صلح کرنی چاہی تو جائز نہیں ہے۔ ولیکن اگر دونوں نوع مختلف ہو وین مثلاً ایک کرگیون بموض ایک کرگیون جو کے خریدے ہوں تو ایسی صلح جائز ہو اور ایسی صورت میں اگر آدھا رعبادی درم وں پر صلح کی پس اگر گیون دالے نے عیب لگایا اور جو بعینہ تمام چن تو جائز ہے مگر اگر جو تلف کر دیے ہوں تو جائز نہیں ہے یہ مبسوط میں لکھا ہے۔ و شخصوں نے کوئی چیز خریدی اور اس میں عیب لگایا پھر ایک شخص نے اپنے حصہ سے صلح کر لی تو جائز ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرے شریک کو خصومت کرنے کا اختیار نہیں ہے اور صاحبین رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسرا شریک باوجود اپنے شریک کے صلح کر لینے کے عیب کی بابت خصومت کر سکتا ہے کیونکہ امام کے نزدیک اگر ایک شخص نے بائع کو اپنے حصہ عیب سے بری کیا تو دوسرے شریک کا حق باطل ہوتا ہے اور صاحبین رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس میں اختلاف کیا ہے محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ اگر دو کپڑے ہر ایک دس درم کو خریدا اور دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ایک میں عیب پایا پھر اس شرط سے صلح کی کہ ایک سبب عیب کے واپس کرے اور دوسرے کے دسوں میں ایک درم بڑھا دے تو ہر ایک کرنا جائز ہے اور ایک درم کا زیادہ کرنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک باطل ہے یہ حادسے میں لکھا ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم میں خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر اُس نے اسے کافی پایا اور بائع نے اسکا اقرار کیا پھر اس سے اُس نے ایک غلام پر صلح کی اور اُس پر قبضہ کر لیا پھر غلام میں اُس نے عیب پایا اور پھر اُس سے

دس درم پر صلح کی توجائز ہو پھر اگر باندی استحقاق میں لے لیگی تو بقدر اس کے حصہ شن کے یعنی نصف واپس بیوسے اور اگر اس امر پر گواہ قائم ہوئے کہ یہ باندی آزاد ہو تو غلام واپس کر کے پورے ہزار درم لے لے بیسویں میں ہو قال المرتجم مراد یہ ہے کہ غلام سے بدلہ صلح دس درم کے واپس کر کے ہزار درم لے لے والہ تعالیٰ اعلم۔ اگر مکاتب نے کوئی باندی فروخت کی اور مشتری نے اس میں عیب لگایا پھر اس سے اس شرط سے صلح کی کہ کسی قدر شن کم کر دے تو استعنا جائز ہو پھر جب کہ بسبب عیب کے کسی قدر شن کم کر دیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کسی مثل نقصان عیب کے یا کم یا اس قدر زیادہ ہو کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت کر لیتے ہیں تو بالاجماع جائز ہو اور اگر زیادتی اس قدر زیادہ ہو کہ لوگ اتنا خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں تو اختلاف ہو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک نہیں جائز ہے کذا فی المبیط

نواں باب ریت و حریت کے دعویٰ سے صلح کرنے کے بیان میں۔ ایک شخص نے ایک مہول النسب پر اپنے غلام ہونے کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے سودم پر اس دعویٰ سے صلح کر لی اور مدعی کو دینے تاکہ اس دعویٰ سے باز رہے تو صلح جائز ہو پھر اگر مدعی نے اس کے بعد گواہ قائم کیے کہ یہ سیر غلام ہے تو ریت ثابت ہونے کے حق میں یہ گواہ قبول نہ ہونگے اور استحقاق و لامین مقبول ہونے کے بعد وہ گواہوں کے وہ ولا کا حق نہیں ہے اور اگر مدعی نے اس سے مال کا کئی انفیل لیا تو کفالت جائز ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک باندی سے کہا کہ تو میری باندی ہے اس نے کہا نہیں بلکہ میں آزاد ہوں اور اس سے سودم پر صلح کر لی توجائز ہو پھر اگر اس باندی نے گواہ قائم کیے اس امر کے کہ میں اس مدعی کی باندی تھی مگر اس نے سال گذشتہ میں مجھے آزاد کیا ہے یا یہ کہ میں اصلی حرہ ہوں اور میرے باپ و ماں آزاد کیے ہوئے یا خالص آزاد تھے تو مدعی سے سودم واپس لیگی۔ اور اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میں فلان شخص کی باندی تھی اُس نے سال گذشتہ میں مجھے آزاد کیا تو اس امر کے گواہ مقبول نہ ہونگے اور سودم واپس نہیں لے سکتی ہے بیسویں میں ہے۔ اور اگر اس سال میں بجائے باندی کے غلام ہو اور اس نے بعد صلح کے اپنی اصلی آزادی کے یا اس امر کے کہ مدعی نے سال گذشتہ میں بھال ملک مجھے آزاد کیا ہے گواہ قائم کیے پس اگر صلح غلام کے ساتھ باوجود انکار مدعی کے واقع ہوئی ہو تو غلام کے گواہ مقبول اور بالاباع مال کو مولیٰ سے واپس لیگا۔ اور اگر غلام نے مدعی کے دعویٰ ریت کا اقرار کیا پھر بھی صلح کر لی پھر کو افق مذکورہ بالا کے گواہ قائم کیے تو ایسا ہی حکم ہو جیسا مذکور ہوا اور اگر اس نے مولیٰ سے مال صلح واپس لینا چاہا تو بھی صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک یہی حکم ہو کیونکہ غلام کی آزادی کے گواہ بدو دعویٰ کے صاحبین کے نزدیک مقبول ہوتے ہیں پس دعویٰ میں تناقض گواہوں کے قبول کے قبول ہونے کا مانع نہیں ہو جیسا کہ باندی میں مذکور ہوا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک بسبب تناقض دعویٰ کے گواہ مقبول نہ ہونے چاہیے اور بدو دعویٰ کے غلام کی آزادی کے گواہ امام کے نزدیک قبول نہیں ہوتے ہیں پس اگر اس صورت میں قبول ہوں تو بلا مدعی مقبول ہونا لازم آتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر غلام مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ میں فلان شخص کا غلام تھا اُس نے سال گذشتہ میں مجھے آزاد کیا ہے اور باقی مسئلہ بجا ہے تو مقبول نہ ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی غلام نے اس امر کا دعویٰ کیا کہ میرے مولیٰ نے مجھے آزاد کیا ہے پس مدعی نے سودم پر اس شرط سے صلح کی کہ میں سودم غلام کو دو لگا بشرطیکہ وہ اس دعویٰ سے بری کر دے تو صلح باطل ہے اور جب غلام اپنی آزادی کے گواہ قائم کرے گا آزاد ہو جائیگا اور باندی اس حکم میں مثل غلام کے ہو یہ بیسویں میں ہے۔

اور اگر ام الولد و دیگر نے عقیق کا دعویٰ کیا اور ولی نے اس شرط پر صلح کی کہ دونوں کو اس قدر مال دیگا اور دونوں اس دعویٰ سے باز رہیں تو یہ صلح باطل ہو۔ اسی طرح اگر دونوں نے ام ولد ہونے یا مہر ہونے کا دعویٰ کیا اور ولی نے اُن دونوں سے اس شرط پر صلح کی کہ اس قدر مال دیگا اور دونوں دعویٰ سے باز رہیں تو بھی باطل ہو یہ محیط میں ہو۔ اگر غلام نے اپنے مالک پر اعتناق صحیح کا دعویٰ کیا اس نے انکار کیا پھر غلام نے اُس سے دوسو درہم پر اس شرط سے صلح کی کہ عقیق کہ پورا کر دے۔ تو جائز ہو پھر اگر غلام کو اس امر کے گواہ ملے کہ مولے نے اُس کو قبل صلح کے آزاد کر دیا تھا تو جو کچھ اُس نے مولے کو دیا ہو سب واپس لیکھا یہ ميسوط میں ہو۔ اگر مکاتب نے اپنے مولیٰ پر دعویٰ کیا کہ اس نے آزاد کر دیا ہو اور ہنوز مکاتب نے کچھ مال کتابت ادا نہیں کیا تھا پھر مولیٰ نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ نصف مال کتابت ادا کرے اور نصف مال مولے کے کر دیگا تو صلح جائز ہو کہ اس نے الجھٹ پھر اگر مکاتب نے اس امر کے گواہ قایم کیے کہ مولے نے قبل صلح کے اُس کو آزاد کیا ہو تو صلح باطل ہوگی یہ ميسوط میں ہو۔

دسواں باب عتق اور اس کے متعلقات سے صلح کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعویٰ کیا اور دونوں نے کسی بیت معلومہ پر صلح قرار دی پس اگر یہ صلح مدعا علیہ کے کسی دوسرے دار کے بیت معلومہ پر واقع ہوئی تو جائز ہو اسی طرح اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جبکہ دعویٰ کیا ہو صلح کی تو بھی جائز ہو پھر اگر باقی دار پر اگر کسی نے دعویٰ کیا اور گواہ قایم کیے تو شیخ الاسلام نے اپنی شرح میں ذکر کیا ہے کہ اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جبکہ دعویٰ کیا ہو صلح کی ہو تو اُس کے دعوے کے باقی دار پر بعد صلح کے سماعت نہ ہوگی اور یہی ظاہر الرواجہ میں ہے۔ اولیٰ سماعہ نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ سماعت نہ ہوگی اور اسی پر امام ظہیر الدین فتوے دیتے تھے۔ اول اس امر پر روایات متفق ہیں کہ اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ دار مدعی کا ہے تو اُس کو حکم کیا جائیگا کہ باقی دار مدعی کے سپرد کر دے یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر حق کا دعویٰ کیا اور حق بیان نہ کیا اور اس سے اُسی دار کے بیت معلومہ پر بعد دوسرے دار کے بیت معلومہ پر صلح کی تو جائز ہو۔ پس اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جب میں حق کا دعویٰ کیا ہو صلح کی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ سب دار میرا ہے تاکہ باقی دار بھی ملے تو ظاہر الروایہ کے موافق گواہ قبول نہ ہونگے۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد سے روایت کی کہ قبول ہونگے اور اس کے نام باقی دار کی ٹوگری کہ دیکھا کیلی۔ اور اگر مدعی نے گواہ قایم نہ کیے بلکہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ دار مدعی کا ہے تو اُس کو حکم کیا جائیگا کہ مدعی کے سپرد کر دے یہ ظہیر میں ہے۔ اگر کسی شخص کے دار میں سے چند گروہ معلوم کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس دعویٰ سے کسی قدر درہم معلومہ پر صلح کر لی تو بالاتفاق جائز ہو اور اگر مدعا علیہ نے اپنے حصہ دار سے جو کسی دوسرے شخص کے پاس ہو اور وہ مدعا علیہ کے حصہ کا مقرر صلح کی پس اگر مدعی جانتا ہے کہ مدعا علیہ کا اُس کے دار میں اس قدر حصہ ہو تو یہ صلح بالا جماع جائز ہو کیونکہ اگر اس نے کوئی حصہ کسی دار کا خریدا اور مشتری کو حصہ کی مقدار معلوم ہو تو جائز ہو اور اگر مشتری کو بالغ کے حصہ کی مقدار نہیں معلوم ہو یا بالغ و مشتری دونوں کو نہیں معلوم ہو تو امام اعظم کے نزدیک بیع جائز نہیں ہو پس ایسا ہی حال صلح کا ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک بیع جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی ابن ہو قال المترجم پس حاصل مسئلہ کا یہ ہوا کہ اگر مدعی کو مدعا علیہ کے حصہ دار کی جو دوسرے مقرر کے پاس ہو مقدار نہیں معلوم ہو تو امام اعظم کے نزدیک صلح جائز نہیں ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے قافم۔ اگر ایک

شخص کے مقبوضہ دار کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے اُس سے کسی قدر درمون پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے اقرار کر دیا اور مدعی نے چاہا کہ صلح توڑ دے اور کہا کہ میں نے تو تیرے انکار کی وجہ سے صلح کر لی تھی تو اسکو صلح توڑنے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کے دائرین حق کا دعویٰ کیا پھر اس دعویٰ سے شیل اب پر یا اس شرط پر کہ اس دار کی کسی دیوار پر یا اس قدر جذبہ رکھنے کا صلح کر لی تو باطل ہے بشرطیکہ اسکا کوئی وقت مقرر نہ کیا ہو اور اگر کوئی وقت مقرر کیا مثلاً ایک سال یا اس سے زیادہ کوئی معلوم وقت مقرر کیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے کرخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صلح جائز ہو اور فقہ ابو جعفر نے فرمایا کہ نہیں جائز ہے۔ اور اگر کسی زمین میں حق کا دعویٰ کیا اور اُس سے نہر سے ایک مہینہ تک پانی لینے پر صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر زمینیں حصہ نہر سے زمین پر صلح کی تو بیع پر قیاس کر کے صلح جائز ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک دیوار کے دعویٰ سے راستہ پر صلح کر لی پس اگر راستہ سے راستہ کا رقبہ مراد ہو تو صلح بلا شک ناجائز ہے اور اگر راستہ سے آمد رفت مراد ہو تو آمد رفت کے فروخت پر قیاس کر کے دور داتین ہیں جس روایت کے موافق آمد رفت کا حق فروخت کرنا جائز ہے اُس کے موافق ایک شخص کی آمد رفت کے حق پر صلح جائز ہو جائیگی یہ محیط میں ہے۔ قال المترجم راستہ سے طریق خلی مراد ہو چنانچہ قیاس بیع شاہد ہے۔ اگر کسی شخص کے بیت میں حق کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ ایک سال تک اُسکی بھت پر رہا کرے تو کتاب میں مذکور ہے کہ جائز ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہو کہ بھت پھر چٹائی ہو اور اگر ایسی نہ ہو تو جب طور سے بھت کا کرایہ دینا جائز نہیں ہے صلح بھی جائز نہیں ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ ہر حال میں صلح جائز ہے یہ ظہیر یہ میں ہے۔ اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک بیت ہو اس پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ بیت ایک شخص کا اور بھت دوسرے شخص کی ہو تو جائز نہیں ہے جبکہ اسپر کوئی عمارت نہ ہو اور اگر عمارت ہو اور اس شرط سے صلح کی کہ نیچے کا مکان ایک اور بالا خانہ دوسرے کا ہو تو جائز ہے کذا فی الحاوی۔ ایک دار پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اپنے غلام کو ایک سال تک مدعی کی خدمت کے واسطے دینے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور مدعی کو اختیار ہے کہ غلام کو اپنے گھر لجا دے اور شمس الایم حلوانی نے فرمایا کہ اپنے گھر لیجانے سے یہ مراد نہیں ہے کہ اُسکو سفر میں بمقدار سفر لجا دے بلکہ یہ مراد ہے کہ فناے شہر اور کانون میں لیجا دے اور شمس الایم سرخسی نے فرمایا کہ اس مقام پر مدعی کو سفر میں لیجانے کا اختیار ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ غلام کو دوسرے کی خدمت کے واسطے مزدوری پر دیدے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر کسی حق کا دعویٰ کیا پھر اُس کے اس شرط پر صلح کی کہ میں اس دار کے غلام بیت میں ہمیشہ رہوں گا یا مرے دم تک رہوں گا تو جائز نہیں ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس دار کے کسی بیت میں کسی مدت معلوم تک کی اجازت پر صلح کر لی تو صلح جائز ہے پھر اگر مدعا علیہ نے مدعی سے اس بیت کی سکونت سے کسی قدر درام معلوم صلح کی تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور یا ہم اس شرط سے صلح کی کہ قاضی اس دائرین ایک سال تک رہے مدعی کے سپرد کرے تو جائز ہے اسی طرح اگر ماسم اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اس میں ایک سال تک رہے تو بھی جائز ہے اور اگر کسی پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ قرضہ اس دائرین ایک سال تک رہے مدعی کے سپرد کرے تو جائز ہے کذا فی فیض ایک شخص کی مقبوضہ زمین کی نسبت اپنی ملک کا دعویٰ کیا پھر دونوں نے اس شرط پر صلح کی کہ قاضی ان میں ہر برس تک

ترجمہ فتاویٰ مالکیہ جلد دوم
نہادی ہندو کتاب اصل باب ہم فقار سے صلح
قاضی خان نے فرمایا کہ صلح جائز ہے اور اگر کسی کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس دار کے کسی بیت میں کسی مدت معلوم تک کی اجازت پر صلح کر لی تو صلح جائز ہے پھر اگر مدعا علیہ نے مدعی سے اس بیت کی سکونت سے کسی قدر درام معلوم صلح کی تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعویٰ کیا اور یا ہم اس شرط سے صلح کی کہ قاضی اس دائرین ایک سال تک رہے مدعی کے سپرد کرے تو جائز ہے اسی طرح اگر ماسم اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اس میں ایک سال تک رہے تو بھی جائز ہے اور اگر کسی پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ قرضہ اس دائرین ایک سال تک رہے مدعی کے سپرد کرے تو جائز ہے کذا فی فیض ایک شخص کی مقبوضہ زمین کی نسبت اپنی ملک کا دعویٰ کیا پھر دونوں نے اس شرط پر صلح کی کہ قاضی ان میں ہر برس تک

زراعت کرے بشرطیکہ رقبہ زمین مدعی کا ہو تو یہ جائز نہ ہو۔ فتا وے قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک دارمین حق کا دعوے کیا پس قابض نے مدعی سے غلام یا کوئی حیوان ایک سال خدمت کے واسطے مینے پر صلح کی تو فاسد ہے خواہ صلح باقرار حق مدعی ہو یا باسکا رہو۔ پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر مدعا علیہ نے وقت صلح کے یوں کہا تھا کہ میں نے تیرے حق سے یا تیرے حصہ سے صلح کی تو یہ مدعا علیہ کی طرف سے حق یا حصہ کا اقرار ہے پھر جب صلح فاسد ٹھہری تو اس سے کہا جائیگا کہ جب قدر تو نے اقرار کیا ہے اسکو مدعی کے واسطے بیان کر دے۔ اور اگر یوں کہا تھا کہ میں نے تیرے دعوے سے صلح کر لی تو یہ اقرار نہیں ہے۔ اگر ایک دارمیر اور اسکو مسجد بنایا پھر ایک شخص نے اس میں دعوے کیا پھر اس سے اس مسجد بنانے والے نے یا جگہ درمیان وہ مسجد ہو آن لوگوں نے صلح کر لی تو صلح جائز ہے یہ خزانہ المفتیین میں ہے۔ اگر ایک دارمین شخصوں میں مشترک ہو پٹنے تینوں اسپر قابض ہوں ہر ایک کے قبضہ میں اسکی ایک منزل ہو اور صحن اپنے حال پر ہو پھر سمجھوں نے اس میں جھگڑا کیا تو ہر ایک کو اسکی مقبوضہ منزل ملے گی اور صحن تینوں میں تین تہائی مشترک ہونے کا حکم ہو گا اور اگر قاضی کے اس حکم سے پہلے باہم اسطور سے صلح کر لی کہ ایک کو نصف صحن اور باقی دونوں کو چوتھائی چوتھائی ملے تو جائز ہے اسی طرح اگر صلح میں ایک نے اپنے واسطے دوسرے کی آدمی منزل مقبوضہ شرط کی تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک دارمیر دو شخصوں کے قبضہ میں ہو اور دونوں نے جھگڑا کیا ہر ایک اپنے مالک ہونے کا مدعی ہو تو دونوں کے درمیان نصف نصف کا مثل ترکہ کے حکم دیا جائیگا پس اگر حکم قاضی سے پہلے باہم اسطور سے صلح کی کہ ایک کی دو تہائی اور دوسرے کی تہائی ہو تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک دارمیر دو شخصوں کے قبضہ میں ہو کہ ایک کے قبضہ میں ایک منزل اور دوسرے کے قبضہ میں دوسری منزل ہو اور ایک نے کہا کہ یہ تمام دار میرے اور تیرے درمیان نصف نصف ہے اور دوسرے نے کہا کہ تمام دار میرا ہے تو تمام کے مدعی کو اسکا مقبوضہ اور نصف دوسرے کا مقبوضہ دیا جائیگا اور صحن دونوں میں مشترک ہو گا۔ اور اگر حکم قاضی سے پہلے دونوں نے اسطور سے صلح کر لی کہ دونوں میں برابر تقسیم ہو یا ایک کا تہائی اور دوسرے کا دو تہائی ہو تو جائز ہے اسی طرح اگر بعد حکم قاضی کے اسطور سے صلح کر لی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر قبضہ کی صورت ہو کہ ایک شخص منزل میں رہتا ہو اور دوسرا اس منزل کے بالا خانہ پر رہتا ہو اور ہر ایک نے کل کا دعوے کیا تو ہر ایک کو اسکا مقبوضہ دیا جائیگا اور صحن دونوں کو برابر تقسیم ہو گا پھر اگر حکم قضا کے بعد یا اس سے پہلے دونوں نے اسطور سے صلح کر لی کہ بالا خانہ والے کو نیچے کا مکان اور آدھا صحن اور نیچے والے کو بالا خانہ اور آدھا صحن ملے تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ دو شخصوں نے ایک دیوار میں جھگڑا کیا اور دونوں نے اسطور سے صلح کی کہ ایک کی اصل دیوار اور دوسرے کی اس کے حدود رکھنے کی جگہ ہو تو جائز ہے اور اگر یوں صلح کی کہ اسپر کوئی دیوار معلوم بنا کے اسپر اپنے حدود معلوم رکھے تو جائز نہیں ہے یہ محیط مغربی میں ہے۔ اگر دو شخصوں نے ایک دیوار میں جھگڑا کیا اور اسطور سے صلح کی کہ دونوں اسکو گردا دیلا اور در حقیقت اس سے خوف تھا اور گر واکر اس شرط سے ہوا تو اس نے ایک شخص کا تہائی اور دوسرے کی دو تہائی ہوا وہ جو کچھ خرچ ہوئے وہ بھی اسی حساب سے دونوں پر تقسیم ہوا اور کسی حساب سے ہر ایک اسپر اپنی حد بیان رکھے تو یہ جائز ہے یہ حادی میں ہے۔ اگر کسی شخص کے بالا خانہ میں کچھ حق کا دعوے کیا پھر اس ملک کے کسی بیت معین پر آپسی دوسرے بالا خانہ کے ایک بیت معین پر صلح کر لی تو جائز ہے کیونکہ اس نے بھول حق سے معلوم بدل پر صلح کی ہے یہ فتا وے قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ عمارت دارمین دعوے کیا اور اس سے اس دعوے عمارت سے کچھ معلوم

درمون پر صلح کر لی تو جائز ہو اسی طرح اگر یون دعوے کیا کہ آدمی عمارت میری اور آدمی دوسرے کی جو اس طور سے کہ در فو (۱۰) غاصب تھے دونوں نے آدمی آدمی عمارت بنوائی تو بھی صلح کا یہی حکم ہو بخلاف اسکے اگر دوسرے کو پہلے قبضہ ہو کر کسی کے ہاتھ یا اسکے کا دعویٰ کیا اور اس سے صلح کی تو جائز نہیں ہو یہ محسوس میں ہو۔ اگر دشمنوں نے ایک شخص کے متعلق ہمنہ دار پر دعویٰ کیا اور کہا کہ ہم دونوں نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور قابض نے اس سے انکار کیا پھر ایک نے اس دعویٰ سے اپنے حصہ سے سد دم پر صلح کر لی اور اسکے شریک نے چاہا کہ اس سودم میں اسکا شریک ہو تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے اور دوسرے کو بسبب اس صلح کے یہ اختیار نہ ہوگا کہ دار میں سے کچھ لے لے جب تک کہ گواہ قائم نہ کرے (اور اگر ایک مدعی نے تمام دعوے سے سودم پر صلح کی اور اپنے بھائی کی سپردگی کا ضامن ہوا پس اگر اُس کے بھائی نے اُس کے سپرد کیا تو صلح جائز ہو اور اسکا بھائی سو کے آدمے یعنی سچاس درم لے لیا اور اگر اجازت نہ دی تو وہ اپنے دعوے پر باقی رہے گا اور صلح کرنے والا سچاس درم قابض کو واپس کر دے گا یہ مبسوط میں ہے۔ اگر دشمنوں میں سے ہر ایک کے قبضہ میں ایک ایک داہنہ اور ہر ایک نے دوسرے کے قبضہ میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور یوں صلح کی کہ ہر ایک دوسرے کے دار میں سکونت اختیار کرے تو جائز ہو یہ محسوس میں ہے۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کے قبضہ دار میں اپنے حق کا دعویٰ کیا اور اس شرط سے صلح کی کہ ہر ایک دوسرے کو اپنا اپنا قبضہ بدلتا تقسیم و اقرار کرے دیکھ تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے قبضہ میں دعویٰ کیا اور اس سے کسی قدر درجہ کم ملوہ پر صلح کی بشرطیکہ دوسرا ایک کرگیون زیادہ کرے۔ پس اگر اس شرط پر صلح ہوئی کہ مدعی وہ دار مدعا علیہ کے پاس چھوڑ دے اور اگر دردم مدعا علیہ کی طرف سے عین میں اگر کر میں ہو تو بیشک صلح جائز ہو اور اگر عین نہ ہو بلکہ صرف جید یا درمیانی یا ردی بیان کر کے اُس کے ذمہ رکھا گیا ہو تو بھی صلح جائز ہوگی خواہ فی الحال سب قبضہ دینا شرط ہو یا سعادہ اُ دھار ہو۔ اور اگر ایسا بھی نہ ہو یعنی کر وصف کر کے ذمہ بھی نہ رکھا گیا ہو بلکہ طلعتا بلا وصف ہو تو تمام دار کی صلح باطل ہوگی یعنی بقدر حصہ وراثت کے بھی صحیح نہ ہوگی۔ اور اگر کر مدعی کی طرف سے ہو اور درجہ کم مدعا علیہ کی طرف سے ہو پس اگر کر میں بعینہ ہو تو سب کی صلح جائز ہوگی اور اگر غیر عین بذمہ رکھا گیا ہو پس اگر اُسکا وصف کیا ہو اور تمام شرائط سلم کی اسی میں پائی جاتی ہوں مثلاً گرا دار کرنے کی میعاد اور مکان ادا اور درمون سے کر کا حصہ بیان ہو تو کل کی صلح جائز ہوگی بشرطیکہ تمام درمون پر مجلس صلح میں قبضہ کیا یا جو حصہ کر کے مقابل ہیں ان پر قبضہ کر لیا ہو اور اگر تمام وراثت کے قبضہ سے پہلے دونوں مجلس صلح سے جدا ہو گئے تو حصہ کر کی صلح باطل ہو جائیگی۔ اور اگر کر میں تمام شرائط سلم کے بالاتفاق پٹائی گئی ہوں مثلاً اُسے مکان ادا بیان نہ کیا یا درمون سے حصہ کر بیان نہ کیا تو تمام اعظم ر کے نزدیک صلح باطل ہو جائیگی خواہ درمون کے دینے میں تعجل ہوئی ہو یا نہ ہو ہو تو صاحبین کے نزدیک اگر اہل دار کی تعجل کی ہو تو کل کا عقد جائز ہوگا۔ اور اگر درمون کے دینے میں تعجل نہ کی ہو تو فقط حصہ کر کی صلح فاسد ہوگی اور اگر کر کے ادا کرنے میں میعاد نہ ہو تو بالا جماع درمون میں سے حصہ کر کی صلح فاسد ہوگی اور حصہ دار کی صلح فاسد ہونے میں اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک جائز ہوگی بشرطیکہ کر کا وصف بیان کیا ہو اور تمام اعظم ر کے نزدیک جائز نہ ہوگی۔ اور اگر کر مدعا علیہ کی طرف سے اور درم مدعی کی طرف سے ہوں پس اگر کر میں ہو تو صلح تمام کی جائز ہوگی اور اگر کر وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو تو اسکا حکم بعینہ اسی تفصیل سے ہے جو ہم نے مدعی کی طرف سے

سلاہنی مدعی نے صلہ کے دو صلہ اور صلہ کے درمیان برساتی صلہ کر کے درمیان برقیہ کیا ہو گا۔

کر ہونے کی صورت میں بیان کیا ہو۔ اور یہ سب حکم اس صورت میں ہو کہ صلح اس شرط سے واقع ہوئی کہ مدعی اپنے دعویٰ کو ترک کر دے۔ اور اگر اس شرط سے صلح واقع ہوئی کہ مدعی اُس دار کو لے لے اور باقی مسئلہ بجا رہے پس اگر کر اور دوم مدعی کی طرف سے ہوں یا کر مدعا علیہ کی طرف سے اور دوم مدعی کی طرف سے ہوں تو اس صورت کی سب وجوہ کا حکم یہی ہو جو ہم نے پہلی صورت میں تفصیل سے بیان کیا ہو۔ ہر سبب جو ہنصر بیان کیا اس صورت میں ہر کو تمام کرین میا و مقرر ہو اور اگر ایسا نہ ہو بلکہ بعض کرین میا و ہو پس اگر کرین سے جب قدر میا و دی ہو وہ سلم کی مقدار کے لائق ہو تو صلح سب کی جائز ہوگی اور جب قدر کریمہ عادی ہو وہ درمون کی طرف اور جوئی الحال ہو وہ حصہ دار کے ساتھ عقد کے جائز ہونے کے واسطے ملا دیا جائیگا۔ اور اگر مدعا علیہ نے دار سے کسی زمین حیوان پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُس کو ایک کریمہ کریمہ بنے ذمہ لیکر دے اور اگر اسے اور میا و دی زمین ہیں یعنی قبل افراق کے یہ کریمہ دار کے میا و زمین ہو تو صاحبین نے فرمایا کہ جب زمین ہو اور امام کے نزدیک واجب ہو کجا عزم ہو اگر چہ کریمہ نہ ہو اگر وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو کہ نہ گنگی چب نہ جب ذمہ رکھی گئی اور وہ درمون و دیناروں کے سوائے دوسری چیز ایمان کے مقابل ٹھہرائی گئی تو منہ ہو جاتی ہو اور ایسے منہ کے ساتھ خریدنا امام کے نزدیک جائز ہو بشرطیکہ وصف کر کے ذمہ لیا ہو خواہ اُس کا ادائیگی الحال قرار پایا ہو یا میا و دی ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اپنے دعوے سے جو آئے کسی دار کی نسبت کیا ہو ایک کریمہ بیانی کیوں پر صلح کی پھر اُس کر سے ایک کر جو غیر معین پر صلح کر لی تو جائز ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر دار کے دعویٰ سے درمون پر صلح واقع ہوئی اور بدل صلح پر قبضہ کرنے سے پہلے وہ تو جدا ہو گئے تو صلح نہ ٹھیکگی یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک دار کے دعویٰ سے جبکہ کو اہوں نے زمین دیکھا ہو اور نہ اُس کے حدود کو پہچانا ہو صلح کر لی یا کسی غیر معین دار کے دعویٰ سے صلح کر لی پھر ایک دار پر دعویٰ کیا اور کہا کہ یہ وہ دار زمین ہو جس سے صلح کی ہو اور مدعا علیہ کے کہا کہ یہ وہی ہو تو دونوں سے باہم قسم لیا گئی اور صلح رد کر دیا گئی اور پھر مدعی دوبارہ دعوے کر گیا یہ مبسوط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے کی دو زمین موضع جڑو کا دعویٰ کیا یا اُس کے دار میں کسی راستہ یا پانی کے میل کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اُس سے کسی قدر درلہم معلوم پر صلح کر لی تو جائز ہو کیونکہ بھول حق سے معلوم بدل پر صلح کی ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہو۔ ایک شخص کا دروازہ یا موکھلا موجود ہو اُس پر اُس کے پڑوسی نے جھگڑا کیا اور اُس سے کسی قدر درلہم معلوم پلاس شرط سے صلح کی کہ پڑوسی کو چکا تاکہ وہ موکھلا بند نہ کرے اُس کو کھلا رہنے دے تو یہ صلح باطل ہو اسی طرح اگر اس شرط سے صلح واقع ہوئی کہ موکھلے دورا کا مالک کچھ درم لیکر اُن دونوں کو بند کر دے تو بھی باطل ہو یہ ظہیر میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے سے کچھ زمین خریدی پھر باقی لے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری ثانی نے وہ زمین لے لی اور مشتری اول نے اُس سے خصوصیت کرنے کا قصد کیا پس دوسرے مشتری نے اُس سے کہا کہ زمین میرے پاس رہنے دے اور مجھ سے کسی قدر مال معلوم پر صلح کر لے اُس نے ایسا ہی کیا تو صلح جائز ہو اور وہ زمین دوسرے کی ملک پہلے مشتری کی طرف سے ہو گئی اُس کو یہ اختیار نہیں ہو کہ جو کچھ مال صلح کر لے اُس شرط سے دیا ہو اُس کو واپس لے لے یہ خزانہ المغنیہ میں ہو مگر کسی نے دوسرے کی زمین میں سے چند گز دن کا دعوے کیا اور مالک زمین نے اس دعوے سے کسی قدر درلہم معلوم پر صلح کر لی تو جائز ہو۔ اور اگر زمین دو شخصوں کی ہو کہ زمین دونوں کی کھیتی ہو اُس پر ایک شخص نے دعویٰ

کیا اور دونوں نے انکار کیا پھر ایک نے اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو سودِ دم دیوے اور وہ نصف کھیتی مٹی کو دیگا پس اگر کھیتی پک گئی ہو تو صلح جائز ہو اور اگر پکی نہ ہو تو بدو ن شرکاء کی رضا مندی کے صلح جائز نہ ہوگی۔ اور یہ سخلاف اسکے ہو کہ اگر یوں صلح کی کہ آدمی کھیتی سے آدمی زمین کے سودِ دم کی صلح میں دیگا کہ یہ جائز ہو۔ اور اگر تمام کھیتی ایک ہی شخص کی ہو پھر کسی نے ذکر و عویسے کیا پھر بدی نے اُسکو سودِ دم اس شرط سے دیے کہ آدمی کھیتی دیدے اور زمین نہ دے پس اگر کھیتی پکی ہوئی ہو تو جائز ہے اور اگر پکی نہ ہو تو جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک قوم کے درمیان ایک نہر ہو اور سبھوں نے اُنکے کھو دے یعنی مٹی صاف کرنے یا مستحقہ و بل بند کی کرنے پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکا جو حصہ سبھوں پر موافق حصہ کے ڈالا جاوے تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص کا چھتیا یا پانچا نہ شارع عام پر ہو اور اُسکے دور کرنے کے واسطے کسی شخص نے اُس سے جھگڑا کیا اور چھتے والے نے اُسکے ساتھ کسی قدر معلوم درمیان پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو اپنی جگہ پر رہنے دے تو ایسی صلح جائز نہیں ہے اور لوگوں کو چاہیے کہ اُسکے دور کرنے کے واسطے اُسکے مالک سے خصوصت کریں خواہ وہ چھتا قدیمی ہو یا جدید ہو یا اُسکا حال معلوم نہ ہو۔ اور اگر ارام وقت نے اُس سے دور کرنے کے واسطے خصوصت کی پھر اُس سے اس شرط سے صلح کر لی کہ اُسکا چھتا اپنی جگہ پر چھوڑ دیا جائیگا بشرطیکہ وہ کچھ مال معلوم ادا کرے تو جائز ہے بشرطیکہ وہ جدید ہو اور ارام وقت کو مسلمانوں کے حق میں مصلحت معلوم ہو کہ اُسکو چھوڑ کر اُسکے عوض مال لیکر بیت المال میں داخل کرے بشرطیکہ عام لوگوں کو اُس سے ضرر نہ ہو یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر مخاصم نے چھتا دور کرنے کے واسطے مال دیا ہو تو جائز ہے بشرطیکہ وہ قدیمی ہو اور اگر جدید ہو تو جائز نہیں ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر اُسکا حال معلوم نہ ہو اور مخاصم نے اُسکے دور کرنے کے واسطے مال دیا ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر چھتے کے مالک نے مخاصم کو چھتا دور کرنے کے واسطے مال دیا تو کیسا ہی ہو جائز ہے یہ محیط غرضی میں ہے۔ اور اگر چھتا خاص راستہ پر کسی کو چھ غیر نافذہ میں ہو پس اگر صلح اسطوری سے واقع ہوئی کہ مخاصم کچھ درہم معلوم مالک غلطہ لینے چھتے سے لیکر غلطہ کو اُسی طور سے چھوڑ دے تو صلح جائز نہیں ہے بشرطیکہ قدیمی ہو اور اگر جدید ہو پس اگر مخاصم اس کو چھکارہنے والا نہ ہو اور اُسکو اس چھتے کے نیچے سے گزرنے کا حق حاصل نہ ہو تو جس شخص کو اُسکے نیچے سے آمد و رفت کا حق حاصل ہو اُسکی اجازت پر موقوف رہیگی۔ اور اگر صلح کرنے والا اُس کو چھکارہنے والا ہو پس اگر تمام چھتے سے صلح کی تو صلح جائز ہے اُسکے حصہ کی صحیح ہوگی اور شرکوں کے حصہ کی موقوف رہیگی اگر اُسکے سب شرکوں نے اجازت دیدی تو کل کی صلح جائز ہو جائیگی اور اگر اُنہوں نے اُسکے صلح کی اجازت نہ دی اور چھتا دور کیا گیا تو بیشک اُسکے شرکوں کے حصہ کی صلح باطل ہوگی بیان تک کہ چھتے والے کو اُن شرکوں کے حصہ کا بدل صلح معام سے واپس کر لینے کا اختیار ہے اگر سب بدل صلح اُسکو دیدیا ہے۔ اور انہیں مشایخ کا اختلاف ہے کہ اُسکے حصہ کا بدل صلح بھی واپس لے سکتا ہو یا نہیں اور صحیح یہ ہے کہ واپس نہیں لے سکتا ہے اور اگر صلح صرف اُسی صلح کرنے والے کے حصہ سے ہو تو صلح جائز ہے پھر بعد اُسکے دیکھا جائیگا کہ اگر شرکوں نے چھتا اپنے حال پر چھوڑ دینے میں احسان کیا اور چھوڑ دیا تو تمام بدل صلح معام کو دیا جائیگا اور اگر اُنہوں نے چھتا دور کر دیا تو معام سے تمام بدل صلح واپس لینے میں مشایخ کا اختلاف ہے۔ اور اگر چھتے کا حال معلوم نہ ہو کہ نیا بنا ہے یا پُرانا ہے تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور اگر صلح اُس چھتے کے دور کرنے پر واقع ہوئی پس اگر اس شرط پر واقع ہوئی کہ مخاصم درم لیکر چھتے کو دور کر دے تو ہر حال میں صلح جائز ہے۔ اور اگر لوگوں صلح واقع ہوئی کہ چھتے والا مخاصم سے کچھ درم معلوم لیکر

چھتا دور کر دے تو جائز ہو اگر چہ قادیانی ہو اسی طرح اگر جدید ہو یا مجہول الحال ہو تو بھی یہی حکم ہو کذا فی الحیطہ اور یہی صحیح ہو یہ
فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کا ایک نخل اُسکی ملک میں ہے اُسکی شائین بھوٹ کر ٹیڑھی کے گھر میں جا بکلیں
اُسنے اُنکا قطع کر دیا چاہا اور نخل کے مالک نے کسی قدر دراپم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ نخل کو ایسا ہی چھوڑ دے
تو یہ ناجائز ہے۔ اور اگر کاٹ ڈالنے پر صلح واقع ہوئی پس اگر مالک نخل نے پڑوسی کو کچھ درم اُسکے قطع کے واسطے دیے
تو جائز ہے اور اگر پڑوسی نے نخل والے کو کچھ درم اس قطع کے واسطے دیے تو صلح باطل ہو یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص
نے کسی زمین کے نخل کا مع اصل کے دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اُنکا کیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ اس سال جو زمین پھل آوے
وہ مدعی کے ہیں تو جائز نہیں ہو کیونکہ یہ معلوم ایسے بدل پر واقع ہوئی کہ وہ مدعوں مجہول ہو حالانکہ اُسکے سپرد کرنے کی
ضرورت ہے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک شخص کے اچھے مقبوضہ پر حق کا دعویٰ کیا پھر اسے اسطور سے صلح کی کہ اس اجہ کا شکار اکیس
ہک مدعی کو دیا جائیگا پس اگر اجہ کے صید مدعا علیہ کے ملوک نہ ہوں تو کسی حال میں صلح جائز نہیں ہے۔ اور اگر ملوک ہوں
مثلاً اگر اُسکے اجہ میں چھوڑ دیئے ہوں پس اگر بدولت شکار کرنے کے اُنکا پکڑنا ممکن ہو تو صلح جائز ہے اور اگر بدولت شکار کرنے
کے باقیہ نہیں آسکتے ہیں تو صلح جائز نہیں ہو یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے ایسا دار خریدنا جسکا کوئی شفعہ ہو پس شفعہ نے
اس شرط سے صلح کی کہ مشتری اُسکو کسی قدر دراپم معلومہ دے تاکہ وہ شفعہ سپرد کر دے تو مال واجب نہ ہوگا اور شفعہ
باطل ہو جائیگا اور اگر مال لے لیا ہو تو مشتری کو واپس کرے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر مشتری نے شفعہ کے ساتھ
اس شرط سے صلح کی کہ اسکو دار دیدے اور شفعہ ثمن پر کسی قدر شہ معلوم ٹرھاوے تو جائز ہے یہ مسبوط میں ہے۔ اور اگر اس شرط
سے صلح کی کہ نصف یا تہائی یا چوتھائی دار لے لے اور باقی کا شفعہ مشتری کو سپرد کر دے تو جائز ہے اور اگر شفعہ کے طلب
شفعہ اور گواہ کر لینے کے بعد جب شفعہ موکہ ہو گیا تب ایسی صلح واقع ہوئی تو شفعہ شفعہ سے نصف دار کا لینے والا ہو جائیگا
حتے کہ حصین سے نصف بطور شفعہ کے لے لیا ہو اس میں جدید شفعہ دوبارہ نہیں ہو سکتا اور شفعہ اس صلح سے باقی نصف کا
شفعہ مشتری کو دیدیئے والا ہو جائیگا حتے کہ اگر یہ شفعہ بیع یا طریقی میں شرکت رکھتا ہو تو پڑوسی کو اختیار ہوگا کہ وہ نصف
شفعہ نے شفعہ میں نہیں لیا ہو اُسکو لے لے اور اگر شفعہ کے طلب کرنے سے پہلے صلح واقع ہوئی تو نصف کو از سر نو
بیع جدید میں لینے والا قرار دیا جائیگا اور اس میں جدید شفعہ ہو سکتا ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مشتری نے شفعہ سے اس
شرط سے صلح کی کہ درے کسی بہت کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لیکر شفعہ سپرد کر دے تو صلح باطل ہے اور حق شفعہ باقی رہیگا
اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ شفعہ کے طلب کرنے کے بعد ایسی صلح واقع ہوئی ہو اور اگر قبل طلب کے ایسی صلح ہوئی
تو صلح باطل ہو اور شفعہ بھی باطل ہو جائیگا یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر کسی شخص نے کسی دار میں شفعہ طلب کیا اور مشتری
نے اس سے اس شرط سے صلح کی کہ شفعہ کو دوسرا دار بعض کسی قدر دراپم معلومہ کے دیدے بشرطیکہ وہ شفعہ مشتری
کے سپرد کر دے تو یہ فاسد ہے یہ مسبوط میں ہے۔ ایک شخص نے ایک دار خریدی اس دار کے کسی حصہ کی نسبت ایک
نے خصوصت کی اور باقی میں شفعہ کا دعویٰ کیا پھر اس سے اس شرط سے صلح کی کہ نصف دار نصف ثمن میں اس شرط
سے دیدے کہ مدعی دعویٰ سے بری کرے تو جائز ہے اور اگر کسی دوسرے دار کے نصف دینے پر اسطور سے صلح کی تو جائز
نہیں ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ ایک زمین خریدی اور شفعہ نے شفعہ سپرد کر دیا پھر شفعہ نے شفعہ سپرد کر دینے سے انکار
کیا پھر اس سے مشتری نے اس شرط سے صلح کی کہ نصف زمین نصف ثمن میں لے لے تو جائز ہے اور یہ بیع جدید قرار

سلطنت عثمانیہ اور اوجاکی درختان سیارہ دار اور سلطان اور جولیام اور اسکا نہیں لے سکتا اور اس

دیجا سنگی۔ اسی طرح اگر شفعہ طلب شفعہ کے بعد مر گیا پھر مشتری نے اُسکے وارثوں سے اسی طرح صلح کی تو بھی جائز ہو اور بیع جدید قرار دیجا سنگی اور اگر مشتری مر گیا اور مشتری کے وارثوں نے اس شرط سے صلح کی کہ نصف وارث نصف ثمن میں دیدیں تو بھی جائز ہو اور یہ لینا شفعہ کی راہ سے ہوگا جدید بیع قرار نہ دیجا سنگی یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہو۔ اگر کسی وارث کے شفعہ میں ایک شریک اور ایک پڑوسی نے جھگڑا کیا اور باہم اس شرط سے صلح کی کہ نصف نصف برابر دونوں لیں اور مشتری نے دونوں کو دیدیا تو جائز ہے کذا فی الحادی

باب گیارہ حوالہ قسم میں صلح کرنے کے بیان میں۔ ایک نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اُسے انکار کیا پھر دونوں نے صلح کی کہ مدعا علیہ قسم کھانے اور وہ مال سے بری ہو اور مدعا علیہ نے قسم کھائی تو صلح باطل ہو اور مدعی اپنے دعوے پر باقی رہیگا اگر اُسے گواہ قائم کیے تو مال لے لیگا اور اگر گواہ نہ پائے اور اُس سے قسم طلب کی پس اگر پہلا قسم کھانا قاضی کے سامنے نہ تھا تو قاضی دوبارہ اُس سے قسم لیگا اور اگر قاضی کے سامنے تھا تو دوبارہ قسم نہ لیگا یہ فیصلہ عمائد میں ہو۔ اور اگر دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ اگر مدعا علیہ قسم کھائے تو وہ خصوصت سے اس وقت تک بری ہو جب تک مدعی کو گواہ ملین اور اُسے قسم کھائی تو خصوصت سے بری ہونے میں مشلح کا اختلاف ہو اور بعض مشلح نے فرمایا کہ خصوصت سے بری نہ ہوگا اور یہی اصح ہے کہ مدعی کو اختیار ہو کہ قاضی کے سامنے دوبارہ اُس سے قسم لپوے یا وغیرہ میں لکھا ہو۔ اور اگر دونوں نے اس طرح صلح ٹھہرائی کہ مدعی اپنے دعوے پر قسم کھائے تو مدعا علیہ اُسکے مال کا ضامن ہو اور اگر مدعی نے اس شرط پر قسم کھائی اور مدعا علیہ نے اُس مال سے انکار کیا تو چھہ اُسکے ذمہ کچھ لازم نہ آویگا اور صلح باطل ہو۔ اسی طرح اگر دونوں نے اس طرح صلح کی کہ طالب و مطلوب وہ لون قسم کھالین پھر مدعا علیہ پر نصف مال دعویٰ لازم آویگا تو بھی باطل ہو۔ اور اگر دونوں نے اس طرح صلح کی کہ طالب آج کے روز اپنے دعوے پر قسم کھائے اور اگر آج کا دن گذر گیا اور اُسے قسم نہ کھائی تو اُسکا کچھ حق نہیں ہو پھر وہ دن گذر گیا اور مدعی نے قسم نہ کھائی تو صلح باطل ہو اور مدعی اپنے دعوے پر باقی رہیگا اسی طرح اگر یوں صلح کی کہ مطلوب قسم کھائے تو وہ مال کا ضامن ہو یا اسپر مال ہو یا بمقر مال ہو تو بھی صلح باطل ہو اور شرط وغیرہ لازم ہو یہ مبسوط میں ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر مال یا اُسکے اسوا کا دعوے کیا اور اُسے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اُسے مدعا علیہ کی قسم کی درخواست کی اور قاضی نے قسم اسپر رکھی اور اُسے کسی قدر دراجم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ اس طور سے قسم نہ لے تو صلح جائز ہو اور وہ اس صلح سے قسم سے بری ہوگا اسی طرح اگر یوں صلح کی کہ میں نے تجھ سے اُس قسم سے جو تیری طرف سے مجھ پر لازم آئی ہو صلح کی یا یوں کہا کہ مجھ جو تیری طرف سے قسم آئی ہو اس قدر دراجم پر فدیہ کی اور دوسرا شخص راضی ہو گیا تو صلح جائز ہو۔ اور اگر قسم کو بعض مال معلوم کے خرید یا مشتری نے قسم اُسکے ہاتھ مال معلوم پر فروخت کی تو جائز نہیں ہو یہ سراج الوہاج میں ہو۔ اگر یوں صلح ٹھہرائی کہ طالب یا مطلوب قسم کھائے اور ادا وہ مال مدعا علیہ پر ہوگا۔ یا آج کے روز طالب یا مطلوب قسم کھائے بشرطیکہ اگر آج قسم نہ کھا دے تو مال اسپر ہو یا طالب آج کے روز قسم کھا دے کہ جو لیگا وہ حق ہو تو یہ سب صورتیں صلح کی باطل ہیں کیونکہ یہ خلاف شرع ہیں یہ وجہ کروری میں ہو۔ اور اگر یوں صلح قرار دی کہ طالب اپنے غلام کی آزادی یا عورت کی طلاق یا حج یا ایسا ن موکہہ کی قسم کھا دے اگر اس طور سے قسم کھا لیگا تو اُسکا مال مجھ پر ہو۔ تو اس صورت میں مطلوب پر کچھ

لازم نہ آویگا اور نہ طالب پر طلاق و عتاق لازم آویگا و لیکن اگر مطلوب اس امر کے گواہ قائم کرے کہ میں نے مدعی کو یہ مال ادا کر دیا ہے یا اُسے مجھے اس مال سے بری کر دیا ہے تو اس وقت میں اُسکا غلام آزاد ہو جائیگا اور اسکی جو روپہ طلاق ہو جائیگی کیونکہ مدعی کا اپنی قسم میں حاشہ ہونا عادل گواہوں سے ثابت ہو گیا۔ اسی طرح اگر اس شرط سے صلح کی کہ مدعا علیہ ان چیزوں کی اسطور سے قسم کھاوے کہ اگر اسطور سے قسم کھا لیا گا تو وہ میرے دعویٰ سے بری ہے اُسے قسم کھائی تو بری نہ ہوگا اور طلاق و عتاق واقع نہوگی و لیکن اگر مدعی نے اپنے دعویٰ کے گواہ قائم کیے تو اس وقت میں مطلوب کا طلاق و عتاق واقع ہو جائیگا کیونکہ اُسکا حاشہ ہونا عادل گواہوں سے ثابت ہو گیا یہ محیط میں لکھا ہوا بارہواں باب خون اور زخون سے صلح کرنے کے بیان میں نفس اور نفس سے کم پر عمداً یا خطاً جرم کرنے سے صلح کرنا جائز ہے و لیکن اگر عمداً جرم کرنے سے دیت سے زیادہ پر بھی صلح کی تو بھی جائز ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور یہ مال جرم کرنے والے پر اسی کے مال سے فی الحال دینا واجب ہوگا اور اسکی مددگار برادری پر واجب نہوگا کذا فی الحاوی اور خطا سے جرم کرنے میں اگر دیت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ اور یہ حکم اس وقت ہے کہ جب کسی مقدار دیت پر جو مقررہ ہیں صلح قرار دی ہو اور اُس میں زیادتی کی ہو۔ اور اگر سوا اُن مقداروں کے کسی مال پر صلح قرار دی ہو اور اُس میں زیادتی کی تو جائز ہے و لیکن اسی مجلس میں قبضہ کر لینا شرط ہے تاکہ دین سے بعض دین کے بدون قبضہ کے افتراق لازم نہ آوے۔ اگر قاضی نے جرم پر سوا اونٹ دیت کا حکم کیا اُسے سوا اونٹ سے سو سے زیادہ گاؤں پر جو اُس کے پاس موجود ہیں صلح کی اور گاؤں اُسکو دیدین تو جائز ہے اور اگر کسی قدر اونٹوں سے سوا دھم و دینار کے کسی کیلی یا زنی چیز پر اُدھار عیادی صلح کی تو جائز نہیں ہے کیونکہ سعارضۃ الدین بالمدین ہے۔ اور اگر دیت کے اونٹوں سے اُنکے مثل قیمت پر یا استقدر زیادتی پر کہ لوگ برداشت کر لیا کرتے ہیں صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر زیادتی میں استقدر خسارہ ہے کہ لوگ برداشت نہیں کیا کرتے ہیں تو صلح جائز نہوگی۔ اور اگر قاضی نے اسپر دم یا دیناروں کا دیت میں حکم کیا اور قاتل نے اُسے گھبون یا جو یا اونٹ دگا وغیرہ پر جو اُس کے پاس موجود نہیں ہیں صلح قرار دی تو جائز نہیں ہے اگرچہ جدا ہونے سے پہلے ان چیزوں کو دیدے کیونکہ ایسی چیز کی بیع کرنا باجو آدمی کے پاس وقت عقد کے موجود نہ ہو سوا سلم کے اور صورت میں جائز نہیں ہے۔ اور اگر قاضی نے اسپر اونٹ یا گائے کا دیت میں حکم کیا اور اُسے اُسے گھبون وغیرہ پر صلح کی حالانکہ بدل اُس کے پاس موجود نہیں ہے و لیکن جدائی سے پہلے اُسے یہ اناج دیدیا تو جائز ہے اور اگر جدائی سے پہلے یہ اناج نہ دیدیا اور دونوں جدا ہو گئے تو صلح جائز نہوگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور اگر مجرم کے سوا دوسرے شخص نے دیت سے زیادہ پر صلح کی اور ضامن ہوا تو زیادتی باطل ہوگی اگرچہ صلح جنس دیت کے سوا دوسری جنس پر ہو۔ اور اگر دونوں کا اسپر حکم ہوا اور اُسے دو ہزار دینار پر صلح کر لی اور اسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر ڈگری ہونے سے پہلے دوسوا اونٹ غیر مجسین پر صلح کر لی تو تیسوا اُس میں سے واجب ہونگے اور خیار طالب کو اگر پس جس سن کے اونٹ دیت میں واجب ہوئے ہیں اگر اُس سے نقصان ہو تو طالب کو اختیار ہوگا کہ صلح کو رد کر دے یہ حاوی میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو عمداً قتل کیا اور تیسرے کو خطا سے قتل کیا پھر دونوں کے ولیوں سے دونوں دیتوں سے زیادہ پر صلح کی تو صلح جائز ہے اور مقتول خطا کے ولی کو بقدر دیت کے ملیگا اور باقی عمداً مقتول کے ولی کو ملیگا اور

اگر دونوں کے دارفون سے دودھیت یا کم پیش کی تو دونوں میں برابر غصہ ہو گئی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور قتل عدا کے بدلے کا حکم مہر کھانند ہو تو جیسے ہر حالت میں بر داشت کر لیا جاتی ہو وہی بیان بھی ابرداشت ہو جو ایسی اور جو پیر تسمیہ صحیح ہو نہ کی مانع ہو وہ صلح میں وجوب بدل کی مانع ہو اور بھی کے فاسد ہونے کے وقت قصاص سے قطع ہو جاتا ہو اور نفوس کا بدل یعنی دیت واجب ہوتی ہو جیسے صحاح میں مہر مثل واجب ہو تا ہر شتا ایک کپڑے پر صلح قرار دی لیکن ایک صورت میں صلح میں نفقہ ہو وہ یہ ہو کہ اگر شراب پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہو گا اور عدا خون کرنے سے اگر شراب پر صلح کی تو کچھ واجب نہ گایہ کافی میں ہو۔ اور قتل خطا میں دیت واجب ہوگی یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ اور اگر عدا کا خون سے شراب یا سور پر صلح کی تو تسمیہ جائز نہیں ہو لیکن عفو صحیح ہو یعنی قصاص معاف کر کے اسے جو بدل مقرر کیا وہ بدل ناجائز اور ذنب صحیح ہو اور مقطوع البید ہاتھ کاٹنے والے سے کچھ نہیں لے سکتا ہو اور اگر خطا سے اسے ہاتھ کاٹا ہو اور باقی سلسلہ جاری رہے تو ہاتھ کاٹنا اس سے دیت لے سکتا ہو اور اگر کسی آزاد کے دینے پر صلح واقع ہوئی تو یہ بھی مثل شراب و سور پر صلح مانع ہو نہ سکے ہو یہ محیط میں ہو۔ اور اگر ہر ایک کا خون دوسرے پر آتا ہو دو دونوں نے ایک دوسرے کو خون سے معاف کر دیا تو صلح کی تو جان ہی جیسے صلح میں ہو یہ اختیار شرح مختار میں ہو۔ ایک شخص کو عدا زخمی کیا اور اس سے صلح کی تو دو حال سے خالی نہیں آد یا تو زخم سے اچھا ہو گیا یا مر گیا پس اگر زخم سے یا ضرب سے یا سرنجی کرنے سے یا کاٹ ڈالنے سے یا کسی جسم سے فقط ان چیزوں سے صلح کی تو صلح جائز ہو بشرطیکہ اس طرح اچھا ہوا ہو کہ اسکا کچھ اٹا باقی ہو اور اگر اس طرح اچھا ہو گیا کہ اثر بھی باقی نہ رہا تو صلح باطل ہو گئی اور اگر اس جنایت سے مر گیا تو بخلاف صاحبین کے امام کے نزدیک یہ حکم ہو کہ صلح باطل ہو گئی اور دیت واجب ہوئی اور اگر ان پانچوں چیزوں اور جو کچھ ایسے حادث ہو صلح کی تو صلح جائز ہو اگر کسی سے مر گیا۔ اور اگر اچھا ہو گیا تو اس مقام پر مذکور ہو کہ صلح جائز ہو اور کتاب الوکالت میں مذکور ہو کہ اگر کسی نے دوسرے کے سر میں ہڈی کھول دینے والا زخم لگایا پھر کسی کو وکیل کیا کہ اس سے صلح کرے اس طور سے کہ اس زخم سر سے اور جو کچھ اس سے نفس تک پیدا ہو صلح کرے یعنی نفس ضائع ہو جائے تاکہ صلح کرے پس اگر وہ شخص مر گیا تو صلح نفس سے قرار دیا جی وگی اور اگر اچھا ہو گیا تو دس حصوں میں سے ساڑھے نو حصے مال واجب ہو گا اور نصف دسواں حصہ جبکہ زخم آیا ہو وہ واپس کر دیا اور عامہ مثل تلخ نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں میں اختلاف بسبب اختلاف وضع کے ہو کیونکہ اس مقام پر یوں صلح کی کہ جو کچھ اس زخم سر سے نفس ضائع ہوئے تک پیدا ہو سب سے صلح کی اور یہ ایک نثر معلوم ہو لہذا بدل صلح کو قایم و حاکم دونوں پر تقسیم کرنا ممکن ہوا اور اس مقام پر زخم اور جو اس سے پیدا ہو صلح قرار دی ہو اور یہ امر مجبول ہو کبھی پیدا ہوتا ہو اور کبھی نہیں پیدا ہوتا ہو اور اگر پیدا ہوا تو بھی نہیں معلوم کہ قدر پیدا ہو گا اسی واسطے بدل کو قایم و حادث پر تقسیم کرنا مستند نہ ہوا پس تمام بدل بمقابلہ موجود کے قرار پایا۔ لیکن اگر جنایت سے صلح کی تو سب صورتوں میں صلح جائز ہو لیکن اگر اس طور سے اچھا ہو گیا کہ بالکل اسکا اثر باقی نہ رہا تو نہ ہوگی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر جسم عدا گیا ہو و مجروح نے جرح کر نیوالے سے محفوظ سے بدل پر صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا بیمار تھا تو صلح جائز ہو اور اگر جرح خطا سے ہو اور اس صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا مریض تھا بدل میں سے کم کر دیا تو یہ صلح متناہی بال سے مستحب ہوگی پھر یہ صورت مددگار برادری کے واسطے صحیح ہوگی نہ قاتل کے واسطے اگرچہ دیت پہلے قاتل پر واجب ہوئی اور مددگار برادری اسکی طرف سے اسکو ہر داشت کر لیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر مریض نے عدا خون کھن سے جو اسکا چاہیے ہو ہزار درم نقد دینے پر صلح کر لی

و اگر کسی نے دوسرے کو زخم لگایا پھر کسی کو وکیل کیا کہ اس سے صلح کرے اس طور سے کہ اس زخم سر سے اور جو کچھ اس سے نفس تک پیدا ہو صلح کرے یعنی نفس ضائع ہو جائے تاکہ صلح کرے پس اگر وہ شخص مر گیا تو صلح نفس سے قرار دیا جی وگی اور اگر اچھا ہو گیا تو دس حصوں میں سے ساڑھے نو حصے مال واجب ہو گا اور نصف دسواں حصہ جبکہ زخم آیا ہو وہ واپس کر دیا اور عامہ مثل تلخ نے فرمایا کہ ان دونوں روایتوں میں اختلاف بسبب اختلاف وضع کے ہو کیونکہ اس مقام پر یوں صلح کی کہ جو کچھ اس زخم سر سے نفس ضائع ہوئے تک پیدا ہو سب سے صلح کی اور یہ ایک نثر معلوم ہو لہذا بدل صلح کو قایم و حاکم دونوں پر تقسیم کرنا ممکن ہوا اور اس مقام پر زخم اور جو اس سے پیدا ہو صلح قرار دی ہو اور یہ امر مجبول ہو کبھی پیدا ہوتا ہو اور کبھی نہیں پیدا ہوتا ہو اور اگر پیدا ہوا تو بھی نہیں معلوم کہ قدر پیدا ہو گا اسی واسطے بدل کو قایم و حادث پر تقسیم کرنا مستند نہ ہوا پس تمام بدل بمقابلہ موجود کے قرار پایا۔ لیکن اگر جنایت سے صلح کی تو سب صورتوں میں صلح جائز ہو لیکن اگر اس طور سے اچھا ہو گیا کہ بالکل اسکا اثر باقی نہ رہا تو نہ ہوگی یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر جسم عدا گیا ہو و مجروح نے جرح کر نیوالے سے محفوظ سے بدل پر صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا بیمار تھا تو صلح جائز ہو اور اگر جرح خطا سے ہو اور اس صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا مریض تھا بدل میں سے کم کر دیا تو یہ صلح متناہی بال سے مستحب ہوگی پھر یہ صورت مددگار برادری کے واسطے صحیح ہوگی نہ قاتل کے واسطے اگرچہ دیت پہلے قاتل پر واجب ہوئی اور مددگار برادری اسکی طرف سے اسکو ہر داشت کر لیگی یہ محیط میں ہو۔ اگر مریض نے عدا خون کھن سے جو اسکا چاہیے ہو ہزار درم نقد دینے پر صلح کر لی

پھر اہل صلح کے ایک سال کی تاخیر دیدی تو تہائی مال سے تاخیر باز نہ ہوگی کذا فی المبسوط قال المشرع لیس فی مرضی کانتائی مال اگر ہزار دوم ہوں تو پورے ہزار دوم کی تاخیر ایک سال تک رہا ہو ورنہ جقدر رہائی مال ہوتا ہوا اس قدر کے حصہ کی تاخیر روا ہوگی اس عبارت سے جہاں مذکور ہے یہی مراد ہوتی ہے یاد رکھنا چاہیے واللہ اعلم بالصواب۔ اگر کسی نے دوسرے کی انگلی نڈر آکاٹ ڈالی یا خطا سے کاٹی اور اس سے کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر دوسری انگلی اسی کے پہلی کی شل ہو گئی تو کاٹنے والے پر امام اعظمؒ کے نزدیک انکا بھی ارش لازم آوے گا اور صاحبین کے نزدیک کچھ لازم نہ ہوگا یہ حاوی میں ہے۔ قلت: فاذا شملت کسبب النقص۔ ایک شخص قتل کیا گیا اس کے دو بیٹے ہیں پھر ایک نے اپنے حصہ سے سودوم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اس کے بھائی کو اس میں شرکت کا اختیار نہیں ہے اور اگر قتل خط سے واقع ہوا ہو اور ایک نے کسی قدر مال پر اس سے صلح کر لی تو اس کے شریک کو اس مال میں شرکت کا اختیار ہے واکین اگر مصالح چاہے کہ اسکو جو بھائی ارش دیدے تو ہو سکتا ہے بمسوط میں ہے۔ اگر خون عذر سے ایک غلام یا باندی پر صلح کر لی تو جائز ہے اور درسیانی درجہ کی باندی یا غلام دلائے جائینگے۔ اور اگر کسی غلام معین پر صلح کر لی پھر وہ غلام آزاد نکلا تو قاتل پر دیت لازم آوے گی۔ قلت یعنی قصاص ساقط ہو گیا۔ اور اگر دونوں میں اختلاف ہوا قاتل نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس غلام پر صلح کی ہے اور ولی مقتول نے کہا کہ نہیں بلکہ اس غلام پر صلح کی ہے تو صلح جائز ہے اور قسم سے قاتل کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر قتل عذر سے دو غلاموں پر صلح قرار دی پھر ایک غلام آزاد نکلا تو امام اعظمؒ کے نزدیک یہ غلام پورا حق ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک یہ غلام اور دوسرے آزاد کی قیمت اگر وہ غلام ہوتا تو جقدر ہوتی دینی بیگی اور امام محمدؒ کے نزدیک یہ غلام اور پورا ارش درموم سے دینا چڑیگا یہ کافی میں ہے۔ اور اگر قتل عذر سے کسی گھر میں ایک سال تک رہنے یا کسی غلام سے ایک سال تک خدمت لینے پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر ہمیشہ کے واسطے یا جو کچھ قاتل کی باندی کے پیٹ میں ہے اس پر یا جو کچھ اس کے درخت سے پیدا ہو خواہ سالہا سے معلومہ پر یا ہمیشہ کیواسطے صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ نہایت میں ہے۔ اور اگر قتل عذر سے جو کچھ اسکی بکریوں کے پیٹ میں ہے یا جو کچھ اس کے تھنوں میں ہے یا جقدر اس کے درخت خرما پر دس برس تک پیدا ہوا اس پر صلح کی تو قاتل پر دیت واجب نہ ہوگی کذا فی محیط۔ اور اگر اس طور سے صلح کی جو کچھ پیرے درخت خرما پر پھل ہیں ان پر صلح کی تو جائز ہے بمسوط میں ہے۔ اگر مقتول کے ولی نے قاتل سے اس شرط سے صلح کی کہ میں تجھ کو یہ خون اس شرط سے معاف کرتا ہوں کہ جو تیرا خون غلام شخص پہرے تو اسے معاف کر دے تو جائز ہے اور یہ صلح حقیقت بلا بدل کے عفو ہے پس اگر قاتل نے غلام شخص کو اپنے خون واجب سے معاف کر دیا تو مقتول کا ولی اس سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور اگر معاف نہ کیا تو دو صورتیں ہیں اگر قاتل کا خون جو دوسرے شخص پر آتا ہے وہ دوسرے شخص اس ولی مقتول کا باپ یا بیٹا یا ان کے مثل ہے تو ولی مقتول اس قاتل سے دیت لے لے گا اور اگر قاتل کا قصاص کسی اجنبی پر واجب ہے تو ولی مقتول کو قاتل سے کچھ لینے کا اختیار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ نکتے میں ہے کہ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا دہنا ہاتھ کاٹ ڈالا پس ہاتھ کٹے ہوئے قاتل سے اس شرط سے صلح کی کہ میں قاتل کا آٹا ہاتھ کاٹ ڈالوں اور کاٹ ڈالا تو یہ صلح پہلے ہرم کا عفو ہے اور اس پر اس نے ہاتھ کاٹنے کا جرم نہ آدیکھا اور نہ قاتل پر کچھ جرم نہ آدیکھا اور اگر بعد اس صلح کے آٹے ہاتھ کاٹنے سے پہلے دونوں نے بیچارہ کو صلح کرنے والے کو آٹے ہاتھ کاٹنے کا اختیار

نہوگا لیکن اپنے سید سے ہاتھ کی دیت لے لیگا۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ قاطع کا ہاتھ و پیر کاٹ ڈالے یا قاطع کے غلام کو قتل کر دے پس اگر اسکا ہاتھ و پانون کاٹا تو قاطع اس سے اپنے پانون کی دیت بھر لیگا۔ اور اگر اس کے غلام کو قتل کیا تو قاطع کی اسپر اپنے غلام کی قیمت واجب ہوئی پس دونوں باہم بقدر دیت ہاتھ کے بدل کر بیٹھے اور ہر بندہ کسی کا حق نہ زیادہ ہوگا وہ استقدر لے لیگا۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اس آزاد کا ہاتھ کاٹ ڈالے یا فلاں شخص کے غلام کو قتل کر دے اور ایسا ہی بعد صلح کے کیا تو دوسرے آزاد کے ہاتھ کی دیت دیگا اور دوسرے غلام کی قیمت دیکھا اور اپنے ہاتھ کی دیت اپنے ہاتھ کاٹنے والے سے بھر لیگا یہ محیط سرخی میں ہو۔ اور اگر قتل عدین اس شرط سے صلح کی کہ اسکا پانون کاٹ ڈالے تو یہ قیمت معاف کرنا ہو اور اگر قتل خطا ہو تو اسپر دیت واجب ہوگی یہ مبسوط میں ہو۔ اور اگر عدل ہاتھ کاٹ ڈالے سے اس شرط پر صلح کی کہ اسکا پانون کاٹ ڈالے تو صلح باطل ہو اور قیمت عفو ہو گیا اور قاطع سے کچھ نہیں لے سکتا ہو ایسا ہی عامہ روایات اس کتاب میں مذکور ہو اور اسی کتاب کی بعض روایات میں ہر کہ ارش لے لیگا اور اگر خطا سے ہاتھ کاٹنے کی صورت میں ایسا واقع ہو تو سب روایتوں کے موافق بالاتفاق اس سے ہاتھ کی دیت لے لیگا۔ اور اگر قتل عمد میں کذا کذا اشتغال چاندی و سونے پر صلح کی یعنی کسی قدر تعداد بیان کی مگر اس تعداد میں چاندی اور سونے کو داخل کیا تو جائز ہو اور اسپر ان دونوں میں سے ہر ایک کا نصف واجب ہوگا یہ محیط میں ہو۔ اگر قتل عمد ہو پھر اس سے کسی شخص نے ہزار درم پر صلح کرنی اور ضامن نہ ہو تو اسپر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر قاتل نے خود ہی اس مصلح کو وکیل کیا تھا تو بدل صلح قاتل پر واجب ہوگا اور اگر اپنے غلام پر ولی مقتول سے اس قول سے صلح کی اور اس غلام کی خلاص کا ضامن نہوا یعنی یہ غلام مجھ کو حقوق غیر سے پاک کر کے سپرد کیا جائیگا اسکا ضامن نہوا پس اگر وہ غلام ولی مقتول کے پاس سے استحقاق میں لے لیا گیا تو مصلح سے کچھ نہیں لے سکتا ہو لیکن قاتل سے اسکی قیمت لے لیگا بشرطیکہ قاتل نے اسکو صلح کا حکم کیا ہو اور اگر مصلح اسکی خلاص کا ضامن ہوا ہو اور خود ازراہ احسان صلح کی ہو پھر وہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا تو ولی اسکا غلام کی قیمت بھر لیگا یہ مبسوط میں ہو۔ اگر فضولی نے خون عمد سے ہزار درم پر صلح کی اور ضامن ہو گیا پھر وہ ہزار درم استحقاق میں لے لینے گئے تو ولی مقتول اس کے مثل مصلح سے لے لیگا پھر جب فضولی نے دیم صلح ضامن ہو کر دیر سے تو قاتل سے نہیں لے سکتا ہو۔ اور اگر قاتل نے اسکو صلح کا وکیل کیا تھا اور ضامن ہونے کا وکیل نہیں کیا تھا اور اسے ضامن ہو کر ادا کر دیے تو جب قدر ادا کیے ہن قاتل سے لے لیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک غلام اور ایک آزاد نے ملکر ایک شخص کو عمدہ قتل کر ڈالا پھر غلام کے مالک اور آزاد نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ دونوں کی طرف سے ولی مقتول سے صلح کرے اسے دو قاتلون کی طرف سے ہزار درم پر صلح کی تو ہر ایک پر نصف نصف لازم آئیگا اور بعض روایات میں مذکور ہو کہ اگر خطا سے قتل کیا ہو اور ایسی صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہو محیط سرخی میں ہو۔ اگر غلام نے کسی شخص کو عمدہ قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہن اور غلام کے مالک نے ایک ولی سے اس کے حصہ سے اسی غلام قاتل کے دینے پر صلح کرنی تو جائز ہو اور اس مصلح سے جیسا کہ غلام ملا ہو کہا جائیگا کہ تو مینے شریک کو نصف غلام دیدے یا ادھی دیت اسکو دیدے اس شرط سے کہ غلام تیرا ہو۔ اور اگر باوجود اس غلام کے دوسرے غلام پر بھی صلح کی تو دوسرے میں اسکا حق نہ ہوگا اور اگر غلام قاتل کے نصف پر صلح قرار دی تو جائز ہو اور وہ غلام اس کے مالک اور مصلح کے درمیان نصف نصف ہوگا پھر اس صلح کے سبب سے دوسرے کا حق قصاص نہ رہا بلکہ مال سے متعلق ہو گیا۔

۹
توضیح ہندیہ
جائز نہ ہو تو صلح
باعتبار جی راجب
باعتبار جی راجب
باعتبار جی راجب
باعتبار جی راجب
باعتبار جی راجب

اور اگر سودم پر قبضہ کر لیا پھر باقی سودم سے تقسیم سے پہلے اسکو بری کر دیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک یہ سودم دونوں
میں تین تہائی تقسیم ہونگے پھر رجوع کر کے کہا کہ آنکھ والے کو آٹھین سے بائچوان حصہ ملیگا اور یہی قول امام محمد رحمہ اللہ کا ہے یہ مسبوط
میں ہے۔ اگر مدبر نے کسی شخص کو خطا سے قتل کیا اور دوسرے کی آنکھ چوڑ دی پھر دونوں سے مولیٰ نے ایک غلام پر صلح کر کے
دونوں کو دیدیا تو جائز ہے پھر اگر دونوں نے اختلاف کیا اور ہر ایک دعویٰ دیا کہ دلی مقتول یعنی خون کا حقدار میں ہوں
اور دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو غلام کو برابر تقسیم ہوگا پس اگر مدبر کے مالک نے کہا کہ تو دلی مقتول
ہو اور دوسرے سے کہا کہ تو آنکھ کا حقدار ہے تو قسم سے اسکا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مدبر نے عمداً قتل کرنے کا اقرار
کیا تو مثل ملوک محض کے اقرار اسکا جائز ہے پس اگر مولیٰ نے ایک دلی مقتول سے کسی کپڑے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور دوسرے
دلی کی مولیٰ پر مدبر کی نصف قیمت واجب ہوگی بشرطیکہ اس کے گواہ موجود ہوں یا مولیٰ اسکا اقرار کرے اور اگر گواہ
نہوئے تو کچھ نہیں ہے یہ مسبوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو زخمی کیا پس عورت نے اس سے اسی عدا جراثیم سے
خلع کرنے پر صلح کی اور سوائے جراثیم کے خلع میں کچھ نہیں قرار دیا پس اگر وہ عورت اس زخم سے ابھی ہوگئی اور اثر
رہ گیا تو خلع جائز اور تسمیہ جائز اور زخم کا اثر بدل خلع قرار دیا جائیگا اور طلاق بائن ہوگی خواہ لفظ خلع کے ساتھ ہو یا صریح
طلاق کے ساتھ ہو۔ اور اگر ابھی ہوگئی اور اسکا اثر بھی باقی نہ رہا تو طلاق مفت واقع ہوگی سننے کہ عورت پر شوہر کو بدل خلع
واپس کرنا واجب نہیں ہے اگرچہ خلع میں فقط جراثیم کا نام لیا ہے۔ یہ حکم اسوقت ہے کہ زخم سے ابھی ہوگئی ہو اور اگر اس
زخم سے مر گئی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک خلع جائز اور تسمیہ باطل ہے اور جب امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک تسمیہ باطل ہو تو قیاس
چاہتا ہے کہ قصاص واجب ہو اور استحساناً شوہر کے مال میں دیت واجب ہوگی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر طلاق بلفظ خلع واقع
ہوئی تو بائن ہوگی اور اگر بلفظ طلاق ہوئی تو جعی ہوگی اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک خلع مفت واقع ہوگا سننے کہ شوہر پر پست
لازم نہ آئیگی اور عفو ہوگا پھر طلاق اگر بلفظ خلع واقع ہوئی تو بائن ہوگی اور اگر صریح واقع ہوئی تو روایت ابو یوسف میں
جعی ہوگی اور ابو حنفی کی روایت کے موافق بائن ہوگی یہ سب اس صورت میں کہ فقط جراثیم پر خلع کیا ہو اور اگر جراثیم
سے اور جو اس سے پیدا ہوئے خلع کیا تو سب کے نزدیک وہی ہے جو صاحبین کے نزدیک فقط جراثیم پر خلع کرنے کی
صورت میں مذکور ہوا ہے۔ یہ حکم مذکور عمداً زخمی کرنے کی صورت میں ہے اور اگر خطا سے زخمی کرنے کی صورت ہو پس اگر
لفظ جراثیم پر خلع کیا اور عورت اس زخم سے ابھی ہوگئی اور اثر باقی رہا تو خلع جائز اور تسمیہ جائز اور طلاق بائن
ہوگی۔ اور اگر ابھی ہوگئی اور اثر بھی نہ رہا تو طلاق مفت واقع ہوگی اور عورت پر نہر واپس کرنا لازم نہیں ہے اور
اگر اس زخم سے مر گئی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت کا حکم اور زخم سے اچھے ہو جانے اور اثر نہ باقی رہنے کا حکم
ایسا ہے اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک خلع جائز اور تسمیہ جائز ہے اور اگر جراثیم پر اور جو اس سے پیدا ہو سب پر خلع کیا اور زخم
خطا سے ہو اور اس زخم سے مر گئی تو تسمیہ صحیح اور طلاق بائن ہوگی خواہ لفظ خلع سے واقع ہوئی یا لفظ طلاق سے اور مدعا
برادری کے ذمہ سے یہ دور کیا جائیگا اور ثنائی مال سے معتبر ہوگا بشرطیکہ صاحب غرض ہونے کے بعد آئے خلع کیا
ہو یا بعض مشائخ کے نزدیک ہے۔ اور اگر سنے خلع کیا حالانکہ غالیاً ایسے زخم سے موت آجاتی ہو پس اگر تمام بدل صلح
ثنائی مال کے برابر ہو تو مدعا برادری کے واسطے وصیت ہے اور جائز ہے اور اگر تمام بدل خلع ثنائی مال کے برابر نہیں
نکلتا ہے تو جعفر ثنائی نکلتی ہے اس قدر مدعا برادری سے دور کیا جائیگا اور باقی اس کے وارثوں کو دینگے اور تمام مال سے

اُسکا اعتبار ہوگا اگر اُسے صاحب فراش ہونے سے پہلے طلع کیا ہو یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہو اور بعض مشائخ کے نزدیک
خواہ غالباً اُس سے موت آجاتی ہو یا نہ آتی ہو یہی حکم ہے۔ اور جو کہ پہلے جراحہ پر طلع کرنے میں ہو کہ کیا ہو وہی نسر یا شہیم
اور ہاتھ کٹنے اور ضربید سے طلع کرنے میں ہو۔ اور جنابت پر اگر طلع کیا تو اُسکا حکم وہی ہو جو جراحہ سے اور جو اُس سے
پیدا ہو و نفقہ سے صلح کرنے کی صورت میں ہو اور ایسا ہی حکم اس صورت میں ہو کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو بھرت کیا
پھر اُسکے ساتھ اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو ایک طلاق دیگا بشرطیکہ اس سب سے وہ اسکو معاف کر دے تو اُسکا حکم مثل اس صورت کے ہو
کہ عورت سے جراحہ اور جو اس سے پیدا ہو سب سے صلح کی یہ محیط میں ہو اگر کسی دوسرے کی جو روکھلا سے زخمی کیا پھر اُسکے شوہر نے
اس عورت سے اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو ایک طلاق دیگا بشرطیکہ اس سب کو معاف کر دے پھر وہ عورت اس زخم سے مرگی تو نفقہ تنائی
مال سے متبر ہوگا اور طلاق بائن ہوگی اور اگر زخمی کو ناعدا ہو تو یہ سب جائز ہو اور طلاق جہی ہوگی اگر کسی نے اپنی عورت کے دانت
میں مارا پھر اُس سے اس جنابت پر بشرطیکہ ایک طلاق کے صلح کی تو جائز ہو اور طلاق بائن ہوگی اور اگر وہ دانت سیاہ ہو گیا یا گر گیا
یا اسکی وجہ سے دوسرا دانت گر گیا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا یہ سو و میں ہو۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کو عہداً
قتل کیا پھر مکاتب نے اس سے سودم پر صلح کی تو جائز ہو پس اگر اداے صلح کے بعد آزاد ہو گیا تو صلح گدہ ہوگی
اور ادا کرنا ہو گیا اور اگر اداے بدل الصلح سے پہلے آزاد ہو یا پس آزاد ہوتی ہی اُس سے بدل الصلح کا مطالبہ
کیا جائیگا اور اگر بعد اداے بدل صلح کے عاجز ہو تو صلح پوری ہوگی اور ادا بھی ہو چکا اور اگر ادا کرنے سے پہلے
عاجز ہو تو جب تک آزاد نہ دے اس سے مطالبہ نہ کیا جائیگا اور یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہو اور صاحبین رحمہم اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ اُسکے مالک سے نے احوال اُسکے ادا کرنے کا مطالبہ ہوگا کہ یا تو غلام کو دیدے یا اُسکا فدیہ دے اور
اگر درمیان یا نامعین یا غیر معین پر صلح واقع ہوئی اور بدون قبضہ کے دونوں جدا ہو گئے تو صلح اپنے حال پر
ہے کی اور اگر مکاتب کی طرف سے کسی شخص نے کفالت کی اور بدل الصلح دین ہو تو کفالت جائز ہو اور اگر بدل صلح
میں ہو مثلاً کوئی غلام یا لکڑا معین ہو تو یہی حکم ہو یہ محیط میں ہو پس اگر جس چیز پر صلح واقع ہوئی ہو وہ
غلام ہو اور اُسکا کوئی کفیل ہو گیا پھر غلام دینے سے پہلے مر گیا تو ولی مقتول کو کفیل سے ضمان قیمت کا اختیار ہو
اور اگر چاہے تو غلام کی یہ قیمت مکاتب سے یوے سا اور اگر وہ غلام بعینہ قائم ہو تو قبضہ سے پہلے اسکو فروخت
کر سکتا ہو یہ سو و میں ہو اگر مکاتب نے کسی شخص کو عہداً قتل کیا اور اس پر اس امر کے گواہ قائم ہوئے اور اُسے
ولی مقتول کے ساتھ کسی قدر مال پر ادھار بیاد صلح کر لی تو جائز ہو یہ محیط میں ہو اور اگر مکاتب نے خون کے عوض
کسی قدر مال پر ادھار بیاد صلح کی اور قتل کرنا عہد مکاتب کے اقرار یا گواہوں سے ثابت ہو اور کسی
شخص نے بدل الصلح کی کفالت کر لی پھر وہ مکاتب عاجز ہو کر ملک محض ہو گیا تو ولی مقتول کو مکاتب سے مواخذہ
کرنے کا جب تک آزاد نہ دے اختیار نہیں ہو لیکن کفیل کو مکاتب کے آزاد ہونے سے پہلے گرفتار کر سکتا ہو یہ فتاویٰ سے
قامنی خان میں لکھا ہے۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کو عہداً قتل کیا اور اُسکے دو شخص ولی ہیں پھر ایک نے سودم پر
اُس سے صلح کر لی اور مکاتب نے اُسکو ادا کر دیے پھر عاجز ہو کر ملک محض ہو گیا پھر دوسرا ولی مقتول آیا تو اُسکے کو
اختیار ہو چاہے نصف غلام فاضل اسکو دیدے یا اُسکی نصف دیت ادا کر دے۔ اور اگر عاجز نہ ہو بلکہ آزاد ہو گیا
پھر دوسرا ولی آیا تو اُسکے واسطے مکاتب پر مکاتب کی نصف قیمت کی ڈگری کیجا ہوگی کہ وہ اُس پر قرضہ ہوگی۔ اور

اگر دونوں دیون میں سے ایک نے خون سے بدون صلح کے معاف کر دیا تو مکاتب پر حکم کیا جائیگا کہ دوسرے کی واسطے انہی آدمی قیمت میں معی کرے پس اگر دوسرے نے مکاتب سے اسکے عوض کسی شرمین پر صلح کر لی تو جائز ہے لیکن جتنک اس پر قبضہ نہ کرے اس میں تصرف نہیں کر سکتا ہو۔ اور اگر کسی شرمین پر صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہوگی اور اگر کسی مہر انج پر اسکی نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہ ہو اور یہی حکم عروض کا ہو اور اگر دم یا دیناروں پر جو اسکی نصف قیمت سے زیادہ ہو صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ صلح بمنزلہ اسکے ہو کہ ترقیہ سے اسکی مقدار سے زیادہ پرائس جس سے صلح کی حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ اور اگر اسکے واسطے کسی شخص نے آدمی قیمت کی کفالت کر لی تو جائز نہ ہو اور اگر غنیل نے اس سے انج یا کپڑے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور مکاتب سے نصف قیمت لے لیگا۔ اور اگر مکاتب نے اسکو نصف قیمت کے عوض کچھ بہن دیا اور وہ تلف ہو گیا حالانکہ اس سے آدمی قیمت ادا ہو سکتی تھی تو وہ جسکے عوض بہن تھا اہلین گیا اور اگر اسکی قیمت میں کچھ زیادتی ہو تو زیادتی باطل ہوگی یہ مہسوطین ہے

تیسرے سوال باسب عطیہ میں صلح کرنے کے بیان میں۔ اگر دفتر میں کوئی عطیہ کسی شخص کے نام لکھا ہوا ہو اور اس میں دوسرے نے اس سے جھگڑا کیا اور کہا کہ یہ میرا ہے اور مدعا علیہ نے اس سے کسی قدر دیون یا دنیا رول پر غورہ نقد یا میدائی ادا صلح قرار دی تو صلح باطل ہے اسی طرح اگر کسی مال میں پرائس سے صلح کی تو بھی باطل ہے یہ مہسوطین ہے

درید کے نام دیوان میں عطیہ لکھا ہوا ہے وہ دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ دفتر میں ایک کے نام سے لکھی جاوے اور وہی اسکویوے اور دوسرے کو کچھ عطیہ نہ ملے اور جسکے واسطے عطیہ ہو جائیگا وہ کچھ مال معلوم دیوے تو صلح باطل ہے اور مال صلح واپس کرے اور عطیہ اسی کا ہوگا جسکے واسطے امام وقت نے مقرر کیا ہے یہ وجہ مذکورہ میں ہے۔ اگر کوئی عورت مر گئی اور اسکے عطیہ میں دو شخصوں نے جھگڑا کیا اور ہر ایک نے دعوے کیا کہ عورت مذکورہ ہماری ماں یا بہن تھی پھر دونوں نے اس شرط سے صلح قرار دی کہ یہ عطیہ ایک کے واسطے دوسرے کے نام سے لکھا جاوے بشرطیکہ وہ اس پر صلح دیوے تو عطیہ اسی کو ملیگا جسکے نام ہو اور جو اسے دوسرے کو دیا ہے وہ دفتر کر لیگا۔ اور اسی طرح اگر یوں صلح کی کہ وہ ایک کے نام لکھی جاوے بشرطیکہ جو حاصل ہوگا وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا تو بھی باطل ہے اور وہ عطیہ اسی کو ملیگا جسکے نام سے ہے۔ اور اگر عورت کا ایک بیٹا ہو اور اس عورت کے عطیہ پر اسکے بھائی نے نام لکھا دیا پھر اسکے بیٹے نے اس سے جھگڑا کیا اور بھائی نے کسی قدر دم معلوم پر یا کسی عرض میں پرائس شرط سے صلح کی کہ عطیہ بھائی کو دیدے تو جب قدر اسے دم لے بہن وہ جائز نہیں ہیں اور جو کچھ عطیہ میں زرق وغیرہ حاصل ہو وہ اسکو ملیگا جسکا نام دفتر میں چڑھا ہوا ہے اسی طرح اگر وہ شخص جسکا نام چڑھا گیا ہے کوئی عیبی ہو کہ عورت کے اور اسکے درمیان قرابت نہ ہو تو بھی ایسا ہی ہے۔ اور اگر عورت مر گئی اور اسکا بیٹا ہو پس امام وقت نے اسکے بیٹے کو عطیہ کا وارث اس شرط سے کیا کہ ان وارثوں میں میراث کے طور سے تقسیم ہووے تو یہ سچک ہے۔ اور اگر اسے یہ حکم دیا کہ سب قریہ ڈالیں جسکے نام سے قریہ برآمد ہو اسی کا نام لکھا جاوے پھر اگر اس شخص سے جسکے نام قریہ پڑا ہے کچھ جمل لے لیا تو اسکو واپس کرنا چاہیے اور اگر کسی شخص کو عطیہ میں زیادتی ہو چکی اسنے اپنے بیٹے کو دیوان میں داخل کر لیا کہ جو کچھ حاصل ہو وہ میرے اس لڑکے اور بھائی کے درمیان برابر تقسیم ہو تو جسکے نام دفتر میں ہو اسی کو ملیگی اور بشرط باطل ہے۔ اور اگر کسی شخص نے بجائے اپنے لشکر میں کسی دوسرے شخص کو بھیجا یا اور اسکے واسطے کچھ جمل مقرر کر دی پھر وہ شخص قائم مقام اس لشکر جہاد میں گیا اور وہاں بھائی نے

تو یہ صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور اسی پر مال واجب ہوگا اور اگر یوں کہا کہ مجھ سے صلح کر لے تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی مگر اجنبی سے مال کا مطالعہ ہوگا پھر وہ مدعا علیہ سے واپس لیگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر میرے مال سے صلح کر لے یا ہزار درم پر صلح کر لے بشرطیکہ میں اسکا ضامن ہوں تو یہ صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مال اجنبی پر حکم کفالت واجب ہوگا نہ حکم عقد جسے کہ قبل ادا کرنے کے موکل سے نہیں لے سکتا ہے یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اسے کہا کہ میں نے تجھ سے صلح کی تو عقد صلح اسی کو لازم ہوگا جیسا کہ بعد سے صلح کر لے کے کئے کی صورت میں تھا یہ بعض کا قول ہے اور بعض نے کہا کہ صلح اسکے ذمہ لازم ہوگی جیسا کہ فلان شخص سے صلح کر لے کئے کی صورت میں تھا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور یہ سب اس صورت میں ہے کہ مال دعویٰ ہو اور اگر عین ہو پس اگر مدعا علیہ منکر ہو اور اجنبی اسکے حکم سے یا بال حکم صلح کر لے تو اسکا حکم وہی ہے جو دین کی صورت میں ہے اسکے حکم سے یا بلا حکم صلح کرنے کا تھا۔ اور اگر مدعا علیہ منکر ہو پس اگر اجنبی نے بدول اسکے حکم کے صلح کی پس اگر یوں کہا کہ فلان شخص سے صلح کر لے تو مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف رہے گی اور یہ صلح اجنبی پر نافذ ہوگی۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھ سے صلح کی تو اس میں مشلح کا اختلاف ہے جیسا کہ سابق میں بیان کیا ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ مجھ سے صلح کر لے یا فلان شخص سے صلح کر لے میرے مال سے ہزار درم پر یا میرے ان ہزار درم میں سے تو یہ صلح اسی پر نافذ ہوگی (اور مال عین اسی کا ہوگا)۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کر لے کہ میں ضامن ہوں تو یہ صلح اجازت مدعا علیہ پر موقوف ہے اگر اس نے اجازت دیدی تو یہ شخص کفیل ہو جائیگا یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر صلح مدعا علیہ کے حکم سے ہو تو اس طور سے کہنے میں کہ فلان شخص سے صلح کر لے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور یہ شخص مامور درمیان سے نکلی جائیگا۔ اور اس کے میں کہ میں نے تجھ سے صلح کر لی مشلح نے اختلاف کیا ہے اور اس کے میں کہ میں نے تجھ سے صلح کی یا فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کر لے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی۔ نیز کہ اسی سے بدل کا مطالعہ کیا جائیگا۔ اور اگر یوں کہا کہ تو فلان شخص سے صلح کر لے بشرطیکہ میں ضامن ہوں تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور گویا عقد صلح مدعی مدعا علیہ کے درمیان جاری ہوا اور اجنبی پر کفالت کی وجہ سے ضمان لازم آئی گی عقد کی وجہ سے لازم نہ آئی گی یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر مصلح نے مدعی سے درم میں صلح کر لی پھر کہا کہ میں یہ درم نہیں ادا کروں گا پس اگر عقد صلح کو اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف نسبت کر چکا ہو یا بدل صلح کا ضامن ہو چکا ہو تو اس پر ادا کے واسطے جبر کیا جائیگا اور اگر اس میں سے کوئی بات منقوضہ ہو تو اس پر جبر نہ کیا جائیگا یہ فیخرہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کی طرف کچھ دعوے کیا اور بدول حکم مدعا علیہ کے ایک شخص اجنبی نے مدعی سے صلح کر لی اور سو درم بدل صلح ٹھہرائے پھر مدعی نے وہ درم ہمز یوف پاسے یا کسی عرض پر صلح واقع ہوئی اور مدعی نے اس میں عیب پا کر واپس کیا تو مصلح پر کچھ لازم نہیں ہے اور مدعی اپنے دعوے پر باقی رہیگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی خاص غلام پر اس سے صلح کی اور اس میں استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد یا مدبر یا مکانب یا غلام تھا تو اپنے دعوے کی طرف عود کرے گا اور صلح کرنے والے پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور اگر اس سے کسی قدر درام معلومہ پر صلح کی اور ضامن ہو گیا اور دیدے پھر وہ استحقاق میں لے گئے یا ز یوف یا ستوق نکلے تو مدعی کو اس شخص سے لینے کا اختیار ہے جسے صلح کی ہے نہ مدعا علیہ سے چنانچہ اگر یہ صلح مدعا علیہ کے ساتھ واقع ہوئی ہو تو جس سے صلح کرے اسی سے لے سکتا ہے یہ بسطوطین ہے۔ اور اگر وہ جوہر مدعی نے دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اس سے صلح کر لی مگر استحقاق ثابت کر کے لے لیگی تو صلح کرنے والے کو

اختیار ہو کہ بدل صلح واپس کرے خواہ مصالح درمیانی ہو یا مدعا علیہ ہو یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر مدعی نے فضولی کے ساتھ کسی قدر مال معلوم پر اس شرط سے صلح کر لی کہ یہ مال جسین دعویٰ ہو یا درمیانی کو ملے مدعا علیہ کو نہ ملے حالانکہ مدعا علیہ دعویٰ سے منکوز تو صلح جائز ہو خواہ درمیانی نے صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کیا یا نہ کیا ہونا خواہ ضامن ہو یا نہ ہو بجز جب صلح جائز رہی تو مصالح کو اختیار ہو کہ مدعی سے اس شرط مدعا علیہ کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرے پس اگر اس سے سپرد کرنے ناممکن ہو مثلاً گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ نے اقرار کیا تو اس کے سپرد کر دیگا اور اگر ممکن نہ ہو تو مصالح کو صلح فسخ کر کے اپنا بدل صلح واپس لینے کا اختیار ہو۔ پس اگر مدعی نے مدعا علیہ کے ساتھ حصہ وراثت کر لی چاہی اور اس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے کہ یہ شیئر مدعا علیہ اس مصالح کی ملک ہو جس نے اس سے خریدی ہو یا مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تاکہ وہ نکول کرے حالانکہ مدعا علیہ منکر ہو تو مدعی کی خصوصیت اس کے ساتھ صحیح ہو پس اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ شیئر مدعی کی ہو تو اس کے قبضہ سے لیکر درمیانی کے سپرد کر دیگا اور اگر درمیانی نے مدعا علیہ سے خصوصیت کر لی چاہی پس اگر وہ منکر ہو تو خصوصیت صحیح ہو اور اگر اس نے مدعی کی ملک ہونے کا اقرار کیا تو درمیانی کی خصوصیت اس کے ساتھ سموع نہ ہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر مدعی نے درمیانی سے اسطور سے صلح کی کہ مدعا علیہ کی ہول بشرطیکہ مدعی اسکو اس مدعا علیہ سمعی دعویٰ سے بری کر دے اور درمیانی نے صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کیا یا بدل صلح کا ضامن ہو گیا تو جائز ہے اور وہ شیئر مدعا علیہ کی ہوگی خواہ مدعا علیہ منکر ہو یا مقرب ہو یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اجنبی نے مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کر لی کہ وہ دار مدعی کے ہاتھ میں استعد مال صلح کے عوض سپرد کر دے تو جائز ہے ایسے ہی اس شرط سے کہ وہ دار مدعی کے واسطے اتنے کو خرید کی وجہ سے ہو جائے تو بھی جائز ہے اور اگر درمیانی صلح کے واسطے مامور ہو اور اس نے ضمانت کر کے بدل صلح ادا کر دیا تو صحیح ہے یا کہ مدعی سے واپس لیا گیا یہ تاہم خانیہ میں ہے۔ ایک شخص پر ایک کرگہیوں قرض کا دعویٰ کیا اور اس نے انکار کیا اور ایک درمیانی نے اس سے دس دھم کے عوض خرید کی شرط پر صلح کی اور درم دیر سے تو صلح باطل ہو اور اگر خرید نہ کیا بلکہ دس دھم پر صلح کر کے اسکو دیدیے تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ وکیل خصوصیت نے اگر صلح کر لی تو صحیح نہیں ہو بخلان مامور کے لیے صلح کے واسطے مامور ہو تو جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی شخص کو وکیل کیا کہ اس دار کے دعویٰ سے یا اس دار کے دعویٰ سے صلح کرنے پس جس سے وکیل نے صلح کر لی جائز ہے اسی طرح اگر فلان پر دین کے دعویٰ یا فلان دوسرے پر دین کے دعویٰ سے صلح کرنے کا وکیل کیا اور اس نے دونوں میں سے کسی سے صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر موکل نے کہا کہ میں نے تجھے اس دار کے دعویٰ میں خصوصیت کرنے کا یا اس دعویٰ سے صلح کرنے کا وکیل کیا تو وکیل صحیح ہوتے کہ اگر قبل خصوصیت کے اس سے صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر اس دار کے دعویٰ میں خصوصیت کی پھر جاہا کہ صلح کرنے کو اسکی صلح جائز نہ ہوگی اسکا اگر کہا کہ میں نے تجھے اپنے اس غلام کے قرضت کرنے کا یا فلان شخص پر دعویٰ سے صلح کرنے کا وکیل کیا تو وکیل صحیح ہو اور دونوں کاموں میں سے جس ایک کام کو اس نے اختیار کیا جائز ہے اور اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ ایک میں شروع کرنے کے بعد دوسرے میں ہاتھ لگا دے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص کو ایک دائین دعویٰ سے صلح کرنے کے واسطے وکیل کیا اس نے قابض سے سودرم پر صلح کی اور صلح کو اپنے موکل کی طرف نسبت کیا اور نہ تسمیہ کیا تو استحساناً جائز ہے کذا فی محیط المسئسفی۔

پندرہواں باب۔ وارثوں و وصی و میراث و وصیت میں صلح کرنے کے بیان میں۔ اگر ترکہ وارثوں میں مشترک ہو

پھر انھوں نے ایک کو کچھ مال دیکر صلح کر کے نکاح کیا مالا مال ترکہ عداوت پر جو صلح ہو تو صلح ہو خواہ کچھ دیا ہو وہ قلیل ہے یا کثیر ہو۔ اور اگر ترکہ سونا ہو اور چاندی دی یا چاندی ہو اور سونا دیا تو بھی یہی حکم ہو کیونکہ یہ زوجہ نکاح میں ہے جس سے نکاح ہوا ہے۔ سادات شریعتی و لیکچر مجلس میں باہم قبضہ شرط ہوگا ایسے اگر وہ نفس جسکے ہاتھ میں ترکہ ہو اس شخص کے حصہ سے منکر ہو تو کئی قبضہ پر اکتفا کیا جائیگا اور اگر مقرر ہو صلح کے حصہ سے مانع نہ ہو تو جدید قبضہ ہونا جائز ہے یعنی تاہن جس جگہ مال عین موجود ہو وہاں اجاڑے اور اتنا وقت گزرے کہ اسپر قبضہ کر لینا اتنے حصہ میں ممکن ہو یہ کافی ہیں۔ اور اگر ترکہ میں دم و عرض ہوں اور درمومن پر صلح واقع ہوئی پس اگر قبضہ درمومن پر رہا ہم اپنے صلح میں لیتے ہیں وہ اس کے حصہ ترکہ کے درمومن سے نہ لے سکتے ہیں تو صلح جائز ہو اور درمومن کے ترکہ کے برابر دم و عرض قابل کر دیتے ہیں چاہے اور باقی دم صلح کے مقابلہ عرض کے رکھے چاہے اور درمومن بدلون پر نہیں صلح میں قبضہ نہ کرنا شرط ہے بشرطیکہ باقی وافر اس صلح کرنے والے کے حصہ کے مقرر ہوں اور مال نہ ہوں اور اگر منکر ہوں یا مقرر ہوں مگر مال نہ ہو اور مصلح کے حصہ پر محاسبہ میں قبضہ ہونا شرط نہیں ہے۔ اور اگر بدل صلح اس کے حصہ دیکھ کے شل ہو تو صلح جائز نہیں ہو ایسے ہی اگر کم ہوں تو بھی نہیں جائز ہو اور حاکم ابو الفضل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بدل صلح اگر اس کے حصہ دیکھ کے شل یا کم ہو تو صلح صرف ہدیت باطل ہوگی کہ جب باہم اقرار و تصدیق ہو اور اگر انکار ہو تو صلح جائز ہو۔ اور اگر ترکہ کے درمومن سے اس کے حصہ کی مقدار معلوم نہ ہو تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور اگر عرض یا دیناروں پر صلح واقع ہوئی ایسا ترکہ ہو اگر کم ہو۔ اور اگر ترکہ میں عرض و دینار ہوں اور صلح دیناروں پر واقع ہوئی تو اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو دینار و درمومن کی صورت میں بیان کی ہے اور اگر درمومن پر صلح واقع ہوئی تو ہر حال میں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر ترکہ میں سونا چاندی اور دوسری چیز بھی ہو اور صلح چاندی یا سونے پر واقع ہوئی تو ضرور ہو کہ بدل صلح اس کے حصہ سے جو سونے و چاندی کے برابر ہو جائے اور اس قدر کا جو سونے و چاندی کے حصہ کے مقابل ہو باہمی قبضہ شرط ہے اور اگر بدل صلح عرض ہو تو مطلقاً جائز ہے کیونکہ اس میں سونے کا خوف نہیں ہے اور اگر ترکہ میں دم و دینار ہوں اور بدل صلح میں بھی دم و دینار ہو تو ہر طرح صلح جائز ہے و لیکن باہمی قبضہ شرط ہے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر صرف عرض و فقار کے حصہ سے صلح کی یا سوا بعض اعیان کے بعض سے صلح کی تو جائز ہے یہ فقار سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر ترکہ میں دین تو بیسے دم و دینار دین نہ ہوں اور اعیان ترکہ غیر معلوم ہوں تو کیلی و وزنی چیز پر صلح کرنے کو بعضوں نے جائز کہا اور بعضوں نے ناجائز کہا ہے۔ اور اگر ترکہ کیلی و وزنی نہ ہو لیکن اعیان غیر معلوم ہوں تو صلح یہ ہو کہ ایسی صلح جائز ہو یہ ہدایہ میں ہے۔ اور اگر عورت سے اس کے آٹھویں حصہ میراث اور مہر سے صلح کی گئی اور وارث لوگ اس کے نکاح کے مقرر ہیں پس اگر ترکہ میں لوگوں پر دین ہو اور سب سے صلح اس شرط سے کی گئی کہ عورت کا حصہ دین وارثوں کا ہو یا صرف اس کے ترکہ سے صلح کی گئی اور زیادہ کچھ صلح میں بیان نہ کیا تو صلح باطل ہوگی۔ پس اگر وارثوں نے چاہا کہ اس شرط سے صلح ہو کہ عورت کا حصہ دین اس کے وارثوں کا ہو جاوے تو اسکی صورت ہے ہو کہ عورت کسی وارث سے کوئی مال عین بعض اپنے حصہ دین کی مقدار کے خریدے پھر وارث کو میت کے قرضدار پر اتنا حصہ دین اتراوے پھر باہم صلح قرار دین یہ ناجائز اس کے کہ یہ ام صلح کے درمیان شرط کریں تو صلح جائز ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر وارثوں نے عورت سے اس شرط سے صلح کی کہ عورت قرضدار سے قرضہ لے لے اور باقی مالوں میں اپنا حصہ چھوڑ دے تو باطل ہے۔

اور اگر صلح میں قرضہ کو داخل نہ کیا تو باقی ترکہ سے صلح جائز ہو اور قرضہ زمین باہم مشترک ہو جب فراق کے قرضہ پر باقی بیچ گیا یہ عین میں ہو اگر عورت نے اپنے آٹھویں حصہ میراث اور ہر سے کسی قدر دواہم معلومہ پر صلح کر لی اور ترکہ میں کچھ دین یا نقد ظاہر نہ تھا جسے کہ صلح جائز ہوگی پھر میت کا کوئی قرضہ ظاہر ہو جسکو وارث نہیں جانتے تھے یا ترکہ میں کوئی مال معلوم ہو جسکو وارث نہیں جانتے تھے تو اس دین و عین کی صلح میں داخل ہونے میں اختلاف ہے بعضوں نے کہا کہ داخل نہ ہوگا بلکہ تمام وارثوں میں بحساب ان کے حصہ میراث کے تقسیم ہوگا۔ اور بعضوں نے کہا کہ داخل ہوگا اور اس قول کے موافق اگر میت کا قرضہ ظاہر ہو تو صلح فاسد نہ ہو جائیگی گویا یہ دین و عین وقت صلح کے ظاہر ہوا ہے اور جس کے قول کے موافق داخل نہ ہوگا تو یہ دین و عین وارثوں میں تقسیم ہوگا اور صلح باطل نہ ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے اور اگر میت پر قرضہ ہو پھر عورت سے اس کے آٹھویں حصہ سے کسی چیز پر صلح قرار دی تو جائز نہیں ہوگی کیونکہ ترکہ میں قرضہ ہونا اگرچہ قلیل ہو تو صرف کا نام ہوتا ہے پس اگر وارثوں نے اس کا بدلہ نہ دیا تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ وارث میت کے قرضہ کا ضامن ہو جائے و سب بشرطیکہ ترکہ میں سے واپس نہ لیا جائے یا کوئی ایسی بشرط برائے میت کے ضامن ہو جائے یا میت کا قرضہ وارث لوگ کسی دوسرے مال سے ادا کر دیں پھر باہم اس عورت کے آٹھویں حصہ میں سے صلح کریں حسب طرح بیان ہوا ہے تو جائز ہے اور اگر وارث نے قرضہ میت کی ضمان نہ کی و لیکن کوئی مال جس میں میت کے قرضہ کی ادا ہو سکتی ہے جدا کیا پھر باقی مال میں اس عورت نے حسب طرح بیان کیا ہے صلح کی تو جائز ہے پس اگر میت کے قرضہ خواہ نے وارثوں کے تقسیم کر لینے اور صلح کر لینے کی اجازت اپنے حق وصول پانے سے پہلے دیدی تو اسکو اختیار ہے کہ اس سے رجوع کرے یہ ظہیر میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کی میراث سے کسی معلوم مال پر صلح کر لی پھر میت پر کچھ قرضہ ظاہر ہوا تو عورت کے ذمہ بھی بقدر اس کے حصہ ترکہ کے لازم آدیا اور وہ بدل صلح میں سے لے لیا جائیگا یہ فصول عماد میں ہے۔ اگر کوئی عورت مر گئی اور خاندان بھائی چھوڑا اور بھائی نے اس کی تمام میراث سے شوہر سے کسی قدر درمیان معلومہ پر اور ایک متاع پر اس عورت کے متاعوں میں سے صلح کر لی اور اس سب کو بایں کر لیا پھر دونوں نے باہم اختلاف کیا۔ پس اگر اصل صلح میں اس قدر اختلاف کیا کہ واقع ہوئی ہو یا نہیں تو منکر صلح سے قسم لیا جائیگی اور اگر صلح و بدل صلح پر اتفاق کیا اور مصالحت نے دعوے کیا کہ اسے بدل صلح پر سیر قبضہ کرنے کے بعد مجھ سے غصب کر لیا ہے اور دوسرے نے انکار کیا تو اسی دوسرے کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور باہم دونوں سے قسم نہ لیا جائیگی۔ اور اگر بدل صلح کی غصہ یا مقدار میں اختلاف کیا تو دونوں سے باہم قسم لیا جائیگی اور صلح رد کر لینی اور اگر دونوں نے بدل کی صفت میں اختلاف کیا پس اگر صفت عین میں ہو تو منکر کا قول قبول اور باقی قسم نہ لیا جائیگی اور اگر صفت ذمہ میں ہو تو باہم قسم کھا دیں اور صلح رد کر لینی اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اس کے گواہ قبول ہوں گے۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو وہ گواہ قبول ہونگے جو زیادتی کے ثبوت ہوں۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس متاع پر صلح کی تھی و لیکن تو نے اسے عین تغیر کر دیا اور قطع کر دی اور بھائی نے کہا کہ میں نے ایسا نہیں کیا ہے تو قسم سے بھائی کا قول قبول ہوگا یہ محیط میں ہے۔ ایک وارث غائب ہے اور باقی وارثوں نے میت کی جو دوسرے شرط سے صلح کر لی کہ اس کا حصہ وراثت حاکم کو ملے تو جائز ہے اور اگر بعض ترکہ پر اس شرط سے صلح کی کہ کل ترکہ شرکت میں رہے تو غائب کی اجازت اور حکم قاضی پر صلح موقوف رہیگی یہ فصول عماد میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اسے زیر و عمر و دو بیٹے چھوڑے اور میت پر قرضہ ہے اور میت کی زمین اور قرضہ اس کا دوسراں ہے پھر پھر زید نے عمر و سے کسی قدر دواہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کر لی کہ زمین زید کو ملے اور وہ دواہم جو باپ کے دوسراں پر قرض ہیں وہ بحالہ دونوں میں مشترک رہیں اور جو قرضہ باپ پر ہے اس کا زید

ضامن ہوا اور وہ اس کے لئے دوسرے میں تو امام ابو یوسف سے امالی میں روایت ہے کہ یہ صلح جائز ہے اور اگر میت پر جو قرضہ ہو اسکو یا اس کا
 کیا تو صلح باطل ہوگی کذا فی فتاویٰ تھانویان۔ ایک وارث پر قرض خواہ نے ترکہ میں قرضہ کا دعویٰ کیا اور وارث نے انکار کیا پھر ترکہ
 میں سے کسی قدر مال پر صلح کی اور ضامن ہوا کہ اگر اتنی وارث تیری صلح کو جائز نہ رکھینگے اور جو مال تو نے ترکہ میں سے صلح میں دیا تو اسکو
 طالب کرینگے تو میں ضامن ہوں تو یہ ضامن نہیں ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اسے زیرہ و عمر دو بیٹے چھوڑے
 پھر ایک شخص نے میت پر سو درہم قرضہ کا دعویٰ کیا اور زید ایک بیٹے نے اقرار کر لیا اور کہہ اے امالی سے میں بقدر اپنے حصہ
 کے یعنی پچاس درہم سے دیتا ہوں۔ لیکن یہ بیٹے باقی قرضہ کے واسطے گرفتار نہ کر سکتے تو امام اعظم نے فرمایا کہ یہ باطل ہے۔
 قرض خواہ کو باقی قرضہ کے واسطے گرفتار نہ کر سکتے کا اختیار ہے اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ زید کو نہ کیڑا گیا بلکہ عمر سے باقی قرضہ
 وصول کر لیا لیکن اگر وہ قبضہ عمر سے وصول نہ ہوا تو ب کیا یا اسے انکار کیا تو مقدمہ سے باقی وصول کر گیا اور اسی طرح اگر مرد
 غائب ہو تو قرض خواہ کو اختیار ہے کہ عاقل کو تمام قرضہ کے واسطے پکڑے اور صلح باطل ہے یہ محیط سرخی میں ہے۔ اگر دار تمام وارثوں
 میں مشترک ہو اور سب کے قبضہ میں ہو اور ایک شخص نے اس میں حق کا دعویٰ کیا اور بعض وارث غائب ہیں اور بعض حاضر
 ہیں اور حاضر نے اس مدعی سے انکار سے صلح کی پس اگر یہ صلح مدعی کے تمام دعویٰ سے واقع ہوئی جو کچھ اس مصالح کے
 قبضہ میں ہے اور بقدر مشترکون کے قبضہ میں ہے سب سے یہ صلح جائز ہے اور مصالح اور اس کے شریک دعویٰ سے بری
 ہو گئے اور مصالح اپنے شریکوں سے کچھ نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر اسے صرف اپنے قبضہ سے صلح کی تو بھی صلح جائز ہے اور
 مدعی کو اس کے شریکوں کے قبضہ میں دعویٰ کا اختیار باقی رہا۔ اور اگر بعد اقرار کے صلح نے صلح کی اسطور سے کہ حاضر
 نے مدعی کے تمام دعویٰ کا اقرار کیا پھر اس سے صلح کی پس اگر اسے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے تمام قبضہ سے صلح کی تو
 صلح جائز ہے اور مصالح مشتری سے اپنے زعم میں اپنے قبضہ اور اپنے شریکوں کا قبضہ خریدنے والا ہوا ہے پس اگر
 اسکو اپنے شریکوں کے قبضہ سے ملکیت کا قبضہ ممکن ہوا مثلاً اس کے شریکوں نے تصدیق کی کہ یہ قبضہ مدعی کا ہے تو لے لیا
 اور اسکو اختیار ہوگا اور اگر اس کے شریکوں نے حق مدعی سے انکار کیا تو مصالح مشتری کو اختیار ہے چاہے صلح کر کے
 تمام بدل صلح واپس کرے یا بیان تک انتظار کرے کہ کسی حجت شرعی سے باقی وارثوں کا قبضہ لے بیگے۔ ایسا ہی
 شیخ الاسلام خواجہ شمس الدین عظیمی نے اس صورت میں یوں ذکر کیا کہ اگر صلح مدعی سے شریکوں کے
 حصہ ہو اس کے سپرد ہوئے ہیں بقدر اس کے حصہ کے واپس لیا اور اپنے حصہ کے عوض نہ لیا۔ ایسا ہی اگر حاضر کے مدعی
 سے اس شرط سے صلح کی کہ میرا حق مدعی کا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حاضر نے مدعی سے فقط اپنے قبضہ سے صلح کی تو اسکا
 قبضہ اس کے سپرد کیا جائیگا زیادہ نہ دیا جائیگا اور اسکو اختیار ہوگا یہ محیط میں ہے۔ بعض وارثوں پر میت کے قرضہ کا دعویٰ
 کیا پس وارث نے صلح کرنی چاہا لیکن بعض وارث غائب ہیں پھر وہ غائب آیا اور اسے صلح کی اجازت نہ دی پس اگر مدعی نے اپنا
 دعویٰ گواہوں سے ثابت کر دیا اور اس وارث نے بدل صلح کو ترکہ سے حکم فاضی اور کیا تو صلح صحیح ہے اور اگر مصالح نے اپنے
 مال سے حکم فاضی اور کیا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ باقی وارثوں سے انہما مال موافق حصہ کے لے لے۔ اور اگر اسے ترکہ میں سے
 بلا حکم فاضی دیا ہو تو غائب کو اختیار ہے کہ صلح کی اجازت نہ دے اور بعد اسے اپنے حصہ کے واپس کر لے اور اگر اپنے مال سے بلا حکم
 فاضی دیا ہو تو غائب سے واپس نہیں لے سکتا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر دو شخصوں نے ایک شخص کے قبضہ مکر ذرین پر
 دعوے کیا اور دونوں نے کہا کہ میراث ہے ہم نے اپنے اپنے پاس پائی ہے اور قاضی نے انہما کی پھر ایک مدعی نے اس

دعویٰ سے اپنے حصہ سے سودرم پر صلح کر لی اور اس کے شریک نے چاہا کہ اس سودرم میں اسکا شریک ہو جاوے تو اسکو یہ اختیار نہیں ہے۔ اور اگر ایک نے تمام دعویٰ سے سودرم پر صلح کی اور ضامن ہوا کہ اپنے بھائی کے حصہ کو بھی بھائی کے سپرد کر لیا تو اس کے بھائی کو اختیار ہے چاہے اپنے حصہ کو سپرد کر کے بدل صلح یعنی پچاس درم لے لے اور اگر چاہے تو سپرد نہ کرے۔ پس اگر اس نے سپرد کیا تو کل کی صلح جائز ہو جاوے گی اور بدل صلح دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر سپرد نہ کیا تو صرف اسی کے حصہ کی باطل ہو جاوے گی اور اس کے حصہ میں رہنے کو اپنے دعویٰ کرنے کا اختیار ہے اور مصالح کو ادا ہا بدل یعنی پچاس درم سپرد کر لیا۔ اور آیا مدعا علیہ کو مصالح کی صلح باقی رکھنے یا نسخ کرنے کا اختیار ہے یا نہیں ہو پس جاننا چاہیے کہ زیادات میں اس کے مشابہ ایک مسئلہ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ ایک غلام دو شخصوں میں مشترک ہو ایک نے تمام غلام کی شری کے ہاتھ فروخت کر دیا اور ضامن ہوا کہ شریک کا حصہ بھی سپرد کر دینا پھر اس کے شریک نے اپنا حصہ سپرد نہ کیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے بالغ کے حصہ کی بیع تمام کر دے یا نسخ کر دے یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اسکو اختیار ہوگا۔ اور غلام و دار میں کچھ فرق نہیں ہے پس جب غلام بن یہ اختلاف ہوا تو دار میں بھی ایسا ہی اختلاف ہونا چاہیے محیط میں ہے۔ اگر بالغ وارث نے وصی کی جانب درم و دنیا و متفق و متاع کی قسم سے کسی میراث کا دعویٰ کیا اور وصی نے انکار کیا پھر اس سب دعویٰ سے کسی غلام یا کپڑے معلوم پر صلح کر لی تو جائز ہے اسی طرح اگر وصی نے کہا کہ میں اپنے قسم کے خدی میں تجھے دیتا ہوں تو بھی جائز ہے یہ مسوطین ہے۔ اگر دو وارثوں نے اپنے وصی کی طرف کسی عین یا دین کا دعویٰ کیا پھر وصی نے بدون اقرار کے دونوں میں سے ایک سے صلح کر لی پھر دوسرے نے چاہا کہ وصی سے اپنا حصہ لے لے تو اسکو یہ اختیار ہوگا اور اگر اس نے چاہا کہ اپنے بھائی مصالح کے ساتھ اس کے مقبوضہ میں شریک ہو جاوے پس اگر مال دعویٰ کے مقررین قائم ہو تو بھائی کے مقبوضہ میں اسکا شریک نہیں ہو سکتا ہے اور اگر وصی کے پاس تلف ہو گیا ہو جس کے سپردین ہو کر دیا گیا ہو اور دونوں میں مشترک ہوا اور غیر مصالح لے مصالح کے ساتھ شریک ہونا چاہا تو اسکو شرکت کا اختیار ہوگا۔ لیکن اگر بدل صلح و نف میں سے ہو تو مصالح کو اختیار ہوگا اور اگر بدل صلح درم ہوں اور قرضہ کے مثلاً سودرم ہوں اور صلح پچاس درم پر واقع ہوئی تو مصالح کو اختیار ہوگا بلکہ اسکو چوتھائی قرضہ لینے پچیس درم دیگا۔ پس اگر وارث، بالغ و نابالغ ہوں اور وصی نے بالغوں کے دعویٰ سے اور نابالغوں کے دعویٰ سے سب سے کسی قدر درم معلوم پر صلح کر لی اور بالغوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور نابالغوں کا حصہ جو کچھ اسیں سے ہوتا ہے وہ اپنے خرچ کیا تو یہ صلح نابالغوں پر جائز ہوگی اور نابالغوں کو اختیار ہے کہ بعد اپنے حصہ کے وصی سے بھر لیوں۔ لیکن یہ مذکور نہیں ہے کہ بدل صلح میں سے بقدر اپنے حصہ کے لینے یا اصل دعویٰ میں سے بقدر اپنے حصہ کے لینے اور اسکا حکم بتفصیل ہے یعنی اگر نابالغوں نے بالغ ہو کر اس صلح کی اجازت دی تو بدل صلح سے بقدر اپنے حصہ کے لینے اگر چاہیں اور وصی کو اختیار ہوگا کہ بالغوں سے بقدر ان کے حصہ کے واپس کر لے اور بالغوں کو یہ اختیار ہوگا کہ نابالغوں سے کچھ واپس لیوں اگرچہ انھوں نے اسکو انھیں پر خرچ کیا ہو۔ اور اگر بالغ ہو کر انھوں نے صلح کو رد کر دیا تو بقدر حصہ دعویٰ کے رجوع کرینگے اور وصی کو اختیار ہوگا کہ بقدر نابالغوں کا حصہ اسے بالغوں کو دیا ہے وہ واپس کر لے اور بالغ وارث نابالغوں سے کچھ بھی واپس نہیں لے سکتے ہیں اگرچہ انھیں پر اسکو صرف کر دیا ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اس نے ہزار درہم چھوڑے اور دو شخصوں کے ہر ایک میت پر ہزار درم ہیں پھر ایک قرض خواہ آیا اسے وارث سے پانچ سودرم

ترکہ پر صلح کر لی اور سب لے بچھر دوسرا آیا تو وہ وارث سے باقی پانچ سودم ترکہ لے لیگا اور پہلے صلح کرنے والے سے پانچ سو
 درم کا نصف لے لیگا پس پہلے کو سب وارث کی چوتھائی اور دوسرے کو سب وارث کی تین چوتھائی ملیکی۔ اور اگر پہلا قرض خواہ آیا اور
 قاضی نے اس کے واسطے پانچ سو درم کا حکم کیا پھر دوسرا آیا تو اسکو سوا سے باقی پانچ سو درم کے جو وارث کے پاس
 ہیں اور کچھ نہ ملیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ایک غلام یا دار کی وصیت کی اور ایک بیٹا اور
 ایک بیٹی چھوڑی اور ان دونوں وارثوں نے موسیٰ لہ سے غلام کے عوض سودم پر صلح کر لی پس اگر صلح کے سودم
 مال میراث میں سے ہوں تو غلام دونوں میں تین حصے ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر یہ سودم انھیں دونوں کا ذاتی مال ہو
 میراث نہ ہو تو غلام دونوں کو برابر تقسیم ہوگا کیونکہ یہ دونوں کی طرف سے مساوی مداخلت ہے یہ محیط سترسی میں ہے۔
 اگر وصی نے اقرار کیا کہ میرے پاس ملکیت کے ہزار درم ہیں اور وصیت کے واسطے موجود ہیں پس ایک نے اپنے حصہ
 سے چار سو درم مال وصی پر صلح کر لی تو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر ہزار درم کے ساتھ کہ فی متاع ہو تو بھی صلح اسطور سے جائز
 نہیں ہے اور اگر وصی نے اسکو تلف کر دیا ہو تو چار سو پر صلح جائز ہے یہ بیسویں میں ہے۔ ایک شخص زید مر گیا اور عرو کو بیٹا
 تہائی مال کی وصیت کر گیا اور بالغ و نابالغ وارث چھوڑے پس بعض وارثوں نے موسیٰ لہ سے کسی قدر درون
 معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ موسیٰ لہ کا حق اس وارث کو ملے تو یہ صورت صلح کی اور دوسری صورت یعنی بعض وارث
 کا بعض وارث سے اسطور سے صلح کر لینا یکساں ہے پس اگر ترکہ میں قرضہ نہ ہو اور نہ کوئی شر نقد میں سے ہو تو ایسی صلح جائز
 ہے اور اگر ترکہ میں وصیت کا کسی برفرضہ ہو تو جائز نہیں ہے اور اگر ترکہ میں نقد میں سے ہو پس اگر اس نقد کا تہائی مثل
 بدل صلح کے یا زیادہ ہو تو صلح جائز نہ ہوگی اور اگر کم ہو تو جائز ہے بشرطیکہ موصیٰ قبل انفاق کے بدل صلح پر قبضہ کر لے
 اور اگر قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو نقد کی صلح باطل ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اگر میراث چار
 آدمیوں میں مشترک ہو دو وارث نابالغ ہوں اور دو بالغ ہوں اور اسکا ایک وصی ہے اور وصیت نے کسی کے حق
 میں کچھ وصیت کی ہے وہ بھی موسیٰ لہ موجود ہے پھر سب لے جمع ہو کر یا ہم اسطور سے صلح کر لی کہ اس سب مال کو مقوم
 کر کے ایک وارث بالغ کو کچھ زیور معین اور کپڑے دیے اور دوسرے بالغ وارث کو معین زیور اور متاع و رقیق پڑ
 اسی طرح دونوں نابالغوں اور موسیٰ لہ کو زیور اور کوئی چیز حصہ رسد تقسیم کر دی تو یہ جائز ہے ولیکن زیور جو بمقابلہ
 زیور آید لگا وہ بیع صرف کے شرائط سے اعتنا کر لیا جائیگا اور بمقابلہ متاع و عرض میں بیع کا اعتنا ہے پس اگر دونوں
 قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو زیور کے حصہ میں صلح باطل ہوگی حصہ متاع میں باطل نہ ہوگی اور حصہ زیور میں صلح فاسد
 ہوئے کی وجہ سے حصہ متاع میں فساد آجائے تا ضرور نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر وارثوں نے موسیٰ کے مرنے سے پہلے
 وصیت سے صلح کر لی تو جائز نہیں ہے یہ خزانہ المغنی میں ہے۔ باپ اگر غلام یا نکاتب ہو اور لڑکا آزاد ہو تو باپ
 کی صلح کی ہوئی اس پر جائز نہ ہوگی ایسے ہی کا فر باپ کی صلح کی ہوئی بیٹے مسلمان پر جائز نہیں ہوتی ہے اور بالغ مستویہ
 و مجنون ہمارے نزدیک خواہ مجنون ہی بالغ ہو یا نابالغ ہونے کے وقت اچھا تھا پھر مجنون ہو گیا بمنزلہ نابالغ کے
 ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر نابالغ کا کسی شخص پر قرضہ ہو اور باپ نے مال قلیل پر اس سے صلح کی حالانکہ گواہ قرضہ کے موجود
 نہیں ہیں اور قرضہ اقرضہ کا منکر ہے تو جائز ہے۔ اور اگر قرضہ گواہوں یا قرضدار کے اقرار سے ظاہر ہوا اور باپ نے
 استدلالی پر جو لوگ برداشت کر لیتے ہیں صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر استدلال کم کر دیا کہ لوگ استدلال خسارہ نہیں اٹھاتے ہیں

پس اگر وہ قرضہ بسبب اسی باپ کی خرید و فروخت کے واجب ہوا تو صلح اسکی ذات کے لیے جائز ہوگی اور بقدر قرضہ کے
 نہا من ہوگا یعنی بیٹے کے واسطے ضامن ہوگا اور اگر باپ اس قرضہ کا موجب سبب بنیں ہوا ہو یعنی مثلاً اسکی خرید و فروخت
 سے واجب بنیں ہوا ہو تو صلح جائز نہ ہوگی یہ سراجیہ میں ہے۔ دوسری فقہیہ میں کہ ہزار درم کا کسی شخص پر دعوے کیا اور گواہ
 بنیں ہوں پھر پانچ سو درم پر اُن ہزار سے باوجود انکار مدعا علیہ کے اُس سے صلح کر لی پھر عادل گواہ پائے تو قرضہ دار کو
 احتیاطاً یہ کہ گواہوں سے ہزار درم پر قسم لیوے۔ اسی طرح اگر قیام نے بعد بیع کے گواہ پائے تو بھی یہی حکم اور اُن دونوں کو
 اُس سے قسم لینے کا احتیاط رہنمائی ہے یہ فقہیہ میں ہے۔ اگر نابالغ کا کوئی گھر یا غلام ہو اس میں کسی شخص نے دعوے کیا پھر باپ نے
 نابالغ کے مال سے صلح کر لی۔ پس اگر مدعی کے پاس گواہ عادل موجود تھے تو صلح جائز ہے مگر مثل قیمت یا صرف استغناء زیادتی
 پر ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں۔ اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہی نہ ہوں یا گواہ عادل نہ ہوں تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور
 اگر اُسکے گواہوں کا حال مستور ہو تو ہمارے مشلح نے فرمایا کہ صلح جائز نہیں ہے اور بعض نے کہا کہ بقول امام اعظم رحمہ اللہ کے
 صلح جائز ہے اس بنا پر کہ حکم ظاہری عدالت پر دینا جائز ہے اور بعضوں نے کہا کہ اگر مدعی کے گواہ مستور ہوں تو باپ کو بشرط
 صلح کرنی چاہیے۔ اور اگر باپ نے اپنے مال سے صلح کر دی تو ہر حال میں جائز ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر وارث سب نابالغ
 ہوں تو دوسری کی صلح مثل باپ کی صلح کرنے کے ہے خواہ انکا دعوے دائر ہوا ہو یا آپر کسی نے دعوے کیا ہوا اور خواہ دعویٰ عقلاً
 میں ہو یا مال منقول میں ہو۔ اور اگر وارث لوگ سب بالغ ہوں اور حاضر موجود ہیں پس بھی نئے ہر نافذ ہونے کے لیے صلح کی
 تو نہیں جائز ہے خواہ دعوے آپر دائر ہوا اور دوسری نے اُنکے واسطے صلح کر دی یا نئے دعوے سے صلح کر لی خواہ دعوے منقول
 میں ہو یا عقلاً میں ہو۔ خواہ اس دعویٰ کے گواہ عادل موجود ہوں یا نہ ہوں یہ محیط میں ہے اور اگر سب وارثان بالغ غائب
 ہوں پس اگر آپر دعوے دائر ہوا اور دوسری نے صلح کر لی تو نہیں جائز ہے خواہ مدعی کے پاس گواہ ہوں یا نہ ہوں اور خواہ دعوے
 عقلاً میں واقع ہوا ہو یا منقول میں ہو۔ اور اگر انکی طرف سے دعوے ہوا اور دوسری نے صلح کر لی پس اگر حقار کے دعوے سے
 صلح کر لی تو اُنکے حق میں نافذ نہ ہوگی تا وقتیکہ وہ اجازت نہ دین یہ ہر حال میں ہے۔ اور اگر منقول کے دعوے سے صلح کی پس اگر انکے
 دعوے کے گواہ موجود ہوں تو صلح جائز ہے بشرطیکہ بدل صلح میں جعفر دعوے کیا ہے اُسکے مثل قیمت لی ہو یا کسی صرف ہتھ
 ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہیں اور اگر استغناء کی ہو کہ لوگ نہیں برداشت کرتے ہیں تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور اگر دعوے کے
 گواہ نہ ہوں تو بشرط صلح کر لی ہو جائز ہے یہ تا تا ریخہ میں ہے۔ اگر وارثوں میں بالغ و نابالغ ہوں پس اگر نابالغ حاضر موجود
 ہوں اور آپر کسی نے دعوے کیا اور دوسری نے اُس سے صلح کر لی تو بالاجلہ بالغوں کے حصہ میں صلح جائز نہ ہوگی خواہ دعوے
 عقلاً میں ہو یا منقول میں اور خواہ مدعی کے پاس اس امر کے گواہ ہوں یا نہ ہوں اور نابالغوں کے حصہ میں جائز ہے بشرطیکہ
 اس صلح میں انکو ضرر نہ پہنچتا ہو۔ اور اگر انکی طرف سے دعوے دائر ہوا اور صلح کی پس اگر دعوے مال منقول میں ہو تو
 دوسری کی صلح بالغوں و نابالغوں دونوں کے حق میں جائز ہے بشرطیکہ آپر ضرر نہ آتا ہو اور اگر انکو ضرر پہنچتا ہو تو جائز نہیں
 ہے خواہ اُنکے پاس گواہ عادل موجود ہوں یا نہ ہوں اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک نابالغوں
 کے حصہ میں صلح جائز ہے بشرطیکہ انکو ضرر نہ پہنچتا ہو اور بالغوں کے حصہ میں نہیں جائز ہے خواہ انکو ضرر پہنچتا ہو یا نہ پہنچتا
 ہو۔ اور اگر بالغ و وارث غائب ہوں پس اگر آپر دعوے دائر ہوا اور دوسری نے صلح کر دی تو بالاجلہ یہ حکم ہو کہ نابالغوں
 کے حصہ کی صلح جائز ہے بشرطیکہ اُنکے حق میں ضرر نہ ہو۔ اور بالغوں کے حصہ میں جائز نہیں ہے خواہ انکو ضرر پہنچتا ہو یا نہ پہنچتا

مدعی کے گواہ ہوں یا سنون خواہ دعویٰ عقار میں ہو یا منقول میں ہو۔ اور اگر آنکے دعویٰ سے پہلے نہ کر لی پس اگر منقول میں دعویٰ کیا اور صلح کر لی تو اسکی صلح بالنون و نابالنون دونوں کے حق میں بالاتفاق جائز ہے بشرطیکہ آنکو ضرر نہ پہنچتا ہو خواہ آنکے پاس گواہ ہوں یا سنون۔ اور اگر عقار میں دعویٰ کیا ہو تو امام اعظم رحمہ کے نزدیک بائع و نابائع سب کے حق میں اسکی صلح جائز ہے بشرطیکہ اپنا ضرر نہ ہوتا ہو اور اگر ضرر ہو تو نہیں جائز ہے خواہ آنکے گواہ ہوں یا سنون اور صاحبین رحمہ کے نزدیک نابالنون کے حق میں جائز ہے بشرطیکہ آنکو ضرر نہ پہنچے اور بالنون کے حق میں نہیں جائز ہے خواہ آنکو ضرر ہو یا نہ ہو اور باپ یا آنکے وصی کے موجود ہونے کی حالت میں داد اٹھل باپ کے ہر بچہ یا میں ہے۔ اور یہی حکم دادا کے وصی کا ہے اور مان اور بھائی کی صلح نابائع کے واسطے جائز نہیں اور نہ اسکی طرف سے جائز ہے یہ بسبب میں ہے۔ مان کے بھی دچھا و بھائی کے وصی کی صلح نابائع کے حق میں چچا و مان و بھائی کے ترک میں مثل باپ کے وصی کے ہر بشرطیکہ دعویٰ سیز کے لیے ہوا ہے عقار واقع ہوا اور جو چیز کہ نابائع کو ان لوگوں کے سوا دوسرے کی طرف سے لی ہو اس میں نابائع کے واسطے آنکے وصیوں کا حصہ پورا جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی شخص نے میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا پس وصی نے یتیم کے کسی قدر مال پر اس سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو یہ جائز نہیں ہے اسی طرح اگر یتیم صلح کے مال میت سے اسکو ادا کر دیا تو بھی جائز نہیں ہے اور وارثوں کو خیار ہو گا کہ چاہیں تو وصی سے ضمان لیں یا جسکو ادا کیا ہو اس سے ضمان لیں پس اگر اس شخص سے جسکو ادا کیا ہو ضمان لی تو وہ کسی سے نہیں لے سکتا ہے اور اگر وصی سے ضمان لی تو وصی اس شخص سے جسکو ادا کیا ہو واپس لے گا خواہ آنکے پاس وہ مال بعینہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو یہ محیط میں ہے۔ اگر وصی نے کسی شخص کے ساتھ جسے میت یا نابائع پر دعویٰ کیا تھا صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں یا قاضی کو اسکے دعویٰ کی صحت کا علم ہو یا قاضی نے حکم دیا ہو تو صلح جائز ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو نہیں جائز ہے یہ فضول عماد میں ہے۔ اگر نابائع کا کسی پر عداوت ہوں ہو اور باپ یا وصی نے کسی قدر مال پر قائل سے صلح کر دی تو جائز ہے و لیکن اگر مال صلح دیت سے کم ہو تو جائز نہیں ہے یہ تہذیب میں ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کی خدمت کی کسی کے واسطے ایک سال تک کے لیے وصیت کی اور یہ غلام اسکا تہائی مال ہوتا ہو پھر وارث نے اس خدمت سے کسی قدر درمون پر یا ایک مہینہ تک کسی بہت میں سکونت کرنے یا دوسرے خادم کی خدمت کرنے یا ٹٹو کی سواری لینے یا کسی کپڑے کے پینے پر صلح کر لی تو اسکا جائز ہے اسی طرح اگر نابائع کے وصی نے ایسا کیا تو بھی جائز ہے۔ پھر اگر وہ غلام جس سے صلح کی ہو بعد مومی لہ کے بدل صلح پر قبضہ کرنے کے مر گیا تو صلح جائز رہی۔ اور اگر کسی کپڑے پر صلح کی اور مومی لہ نے اسے عیب پایا تو اسکو اختیار ہے کہ واپس کرے اس غلام سے خدمت یعنی اختیار کرے اور اسکو یہ اختیار نہیں ہے کہ کپڑے پر قبضہ کرنے سے پہلے اسکو فروخت کرے۔ اور اگر کسی قدر درمون پر صلح کی تو قبل قبضہ کے آنکے عوض کپڑا خرید سکتا ہے اور اگر بعض وارث نے ان ایشیائے مذکورہ کے عوض اس سے یہ وصیت کی خدمت خریدنی چاہی تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر مومی لہ سے یوں کہا کہ میں نے تجھ کو یہ درم بجائے تیرے غلام سے خدمت لینے کے یا تیری خدمت کے عوض یا خدمت کے بدلے یا خدمت کے قصاص میں یا اس شرط سے کہ تو خدمت لینا ترک کرے دیکھے ہیں تو جائز ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ میں تجھ کو یہ درم اس شرط سے ہبہ کرتا ہوں کہ تو وصیت کا حق خدمت مجھے ہبہ کر دے تو بھی جائز ہے بشرطیکہ درمون پر قبضہ کر لے۔ اور اگر وارث و شخص ہوں اور ایک نے مومی لہ سے دس درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اس خادم کی خدمت تو فقط میرے واسطے سوا میرے شریک کے قرار دے تو جائز نہیں ہے اور اگر جمیع وارثوں

کے واسطے قرار دینے کو شرط کرے تو اسے ناجائز کہے گا اور اگر وارثوں نے اس غلام کو فروخت کر دیا ہو اور موصی نے جسکے واسطے اس غلام کی خدمت کی وصیت کی ہو اجازت دیدی تو اسکا حق خدمت باطل ہو گیا اور اسکو شش مہینے سے کچھ نہ بیگا۔ اسی طرح اگر وارثوں نے اسکو اجوز جنابیت کے دیدیا اور موصی نے اجازت دی تو جائز ہوگا۔ اور اگر وہ غلام خطا سے مقتول ہوا اور وارثوں نے اسکی قیمت لے لی تو اپنے لازم ہوگا کہ اس قیمت کے عوض دوسرا غلام خریدیں کہ جو موصی لہ کی ایک سال تک خدمت کرے اور اگر اس سے کسی قدر دراہم معلومہ پریا نالج پر عرض لیکر حق ساقط کر دینے کے طور پر صلح کی تو جائز ہوگا۔ اور اگر غلام کا ایک ہاتھ کاٹا گیا اور وارثوں نے اسکا ارش لے لیا تو اسی قیمت سے غلام کے ایک سال تک موصی لہ کا حق خدمت ثابت ہوگا ابھی اسکے کہ جب بدل نفس میں حکم ہو اسی قیاس پر بدل الطرف یعنی ہاتھ پر وغیرہ کے بدل میں حکم ہوگا اور اگر وارثوں نے دس روز دیگر صلح کر لی کہ موصی لہ اس حق کو مع غلام کے وارثوں کے سپرد کرے تو بہ طریق استقاط حق بہ عوض کے جائز ہوگا یہ مسبوط میں ہے۔ اگر کسی شخص کے واسطے اپنے گھر میں رہنے کی وصیت کی اور مر گیا پھر موصی لہ سے وارثوں نے کسی قدر درہون معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہے اسی طرح اگر دوسرے دار کی سکونت معلومہ پر صلح کر لی تو بھی جائز ہے یا کسی غلام کی مدت معلومہ تک خدمت کرنے پر صلح کی تو بھی جائز ہوگا۔ اور اگر دوسرے دار کی سکونت یا غلام کی خدمت پر زندگی بھر تک کے واسطے اس سے صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ پھر پہلی صورت میں یعنی جب مدت معلومہ تک صلح کی ہو اگر مدت معلومہ گزرنے سے پہلے غلام مر گیا یا دار مر گیا تو صلح ٹوٹ جاوے گی اور حق موصی لہ اسی دار سے جسکے رہنے کی اسکو وصیت تھی متعلق ہو جائیگا ایسا ہی اگر کسی نے اپنے غلام کی خدمت کرنے کے واسطے کسی کے حق میں وصیت کی پھر وارث نے دوسرے غلام کی خدمت یا کسی دار کی سکونت مدت معلومہ تک اختیار کرنے پر موصی لہ سے صلح کر لی پھر مدت گزرنے سے پہلے مصلح علیہ مر گیا تو بھی اسکا حق اسی غلام سے متعلق ہوگا جسکی خدمت کی اسکے حق میں وصیت تھی۔ پھر اس صورت میں یعنی سکونت دار کی وصیت کی صورت میں جبکہ حق موصی لہ اس دار سے جسکی اسکے حق میں وصیت تھی متعلق ہو تو مذکور ہوگا کہ اگر اسکے واسطے یہ وصیت تھی کہ مرتے دم تک سکونت کرے تو اسکو مرتے دم تک سکونت کا اختیار ہے۔ اور شائع نے فرمایا کہ یہ حکم اس صورت پر رکھا گیا کہ جب غلام مصلح علیہ نے موصی لہ کی کچھ خدمت نہ کی یا دار مصلح علیہ میں کچھ مدت نہ رہا ہو اور اگر کچھ مدت خدمت کی یا گھر میں رہا ہو تو اسی کے حساب سے اسکو باقی مدت اس دار وصیت میں سکونت کا اختیار ہوگا اور اسکا بیان یہ ہے کہ اگر مثلاً ایک سال تک اپنے غلام کی خدمت پر صلح کی اور موصی لہ نے اس سے چھ مہینے خدمت لی تھی کہ وہ مر گیا تو موصی لہ کو اب دار وصیت میں صرف آدھی عمر تک رہنے کا حق حاصل ہوگا اسیلئے ایک روز اس دار میں موصی لہ رہے گا اور دوسرے روز اس میں وارث رہیں گے اسی طرح موصی لہ کی باقی عمر تک ہوگا۔ اور اگر موصی لہ کے واسطے ایک سال تک گھر میں سکونت کی وصیت ہو اور غلام مصلح علیہ بعد چھ مہینے کے مر گیا تو موصی لہ اس دار وصیت میں آدھے سال تک رہ سکتا ہے پچھ مہینے ہو اور اگر یوں وصیت کی کہ جو کچھ میری بکریوں کے تئیں میں ہوں وہ فلاں شخص کو دیا جاوے پھر وارثوں نے اس دودھ سے کم یا زیادہ پر صلح کر لی تو نہیں جائز ہے اور اگر اس سے کسی قدر درہون پر صلح کی تو جائز ہے اور صوت کا بھی حکم یہ ہے حاوی میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے واسطے اپنے غلام کی مزدوری کی وصیت کی اور وصیت کرنے والا مر گیا پھر وارث نے موصی لہ سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہے اگر چہ اسکی مزدوری کا حاصل اس سے زیادہ ہو اور اگر اسکے حق میں ہمیشہ کے واسطے اپنے غلام کی مزدوری کی وصیت کی پھر وارث نے ایک مہینے کی مزدوری کے

برابر صلح کی اور اس مزدوری کو بیان کر دیا تو جائز ہے اور اگر استقدر مقدار کو بیان نہ کیا تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر اس سے ایک ہی وارث نے اس شرط سے صلح کی کہ مزدوری غلام کی خاص میرے ہی واسطے ہو تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی وارث نے موصیٰ لہ سے وہ غلام مدت معلومہ تک اجارہ لیا تو جائز ہے جیسا کہ غیر وارث کا اجارہ لینا جائز ہے بخلاف اس شخص کے اجارہ لینے کے جسکے واسطے خدمت غلام کی وصیت کی گئی ہو کہ وہ نہیں جائز ہے ایسے ہی اگر دار کی سکونت کی وصیت کی ہو اور اس نے کرایہ لیا تو بھی ناجائز ہے یہ سبوط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کے واسطے اپنے نخل کی حاصلات کی کٹوتی کے واسطے وصیت کی پھر موصیٰ لہ نے وارث کے ساتھ پھل بکھنے سے پہلے کسی قدر درہم معلومہ پر صلح کی تو جائز ہے۔ اور اگر کسی سال کا پھل نکلا ہو پھر بعد بکھنے کے اس رسیدہ اور ہر بار کے پھل سے جو آئندہ ہمیشہ تک اس درخت سے نکلے سہم کی تو جائز ہے اور امام محمد رحمہ نے یہ ذکر نہیں فرمایا کہ بدل صلح اس موجود اور آئندہ کے پھلوں کی بہار پر کیونکر تقسیم ہوگا۔ ۱۔ ر متاخرین مشائخ نے امین اختلاف کیا اور فقیہ ابو بکر محمد بن ابراہیم سیدانی فرماتے ہیں کہ آدھا بدل اس موجودہ کے مقابلہ میں اور آدھا آئندہ بہاروں کے مقابلہ میں ہوگا اور فقیہ ابو جعفر ہمدانی فرماتے ہیں کہ بدل الصلح بقدر قیمت ثمر کے تقسیم ہوگا پس اگر قیمت موجودہ کی اور جو بکھنے کے برابر ہو تو بدل نصف النصف تقسیم ہوگا اور اگر تین تہائی کی نسبت ہو تو بدل کے بھی تین حصے ہونگے۔ اور اس اختلاف کا فائدہ اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ مثلاً موصیٰ لہ کے ساتھ کسی غلام پر صلح کر لی پھر آدھا غلام موصیٰ لہ کے پاس سے استحقاق میں لیا گیا تو فقیہ ابو بکر محمد بن ابراہیم کے قول پر موصیٰ لہ مصلح سے آدھے موجودہ پھل اور آدھے جو آئندہ پیدا ہوں واپس لیگا۔ اور فقیہ ابو جعفر کے قول کے موافق اگر دونوں کی قیمت یکساں ہو تو بھی حکم ہے اور اگر قیمت تین تہائی کی نسبت ہو تو اس کے حساب سے واپس لیگا۔ اور فقیہ محمد بن ابراہیم کے قول کی وجہ یہ ہے کہ جو آئندہ پیدا ہوں اسکا نئے الحال جاننا ممکن نہیں ہے کیونکہ کبھی تو آئندہ بہار آتی ہے اور کبھی نہیں آتی ہے اور کبھی آئندہ کے پھل موجودہ سے زیادہ ہوتے ہیں اور کبھی کم ہوتے ہیں پس ہم نے اسکو مثل موجودہ فی الحال کے قرار دیا کہ یہی بدل ہے۔ اور فقیہ ابو جعفر کے قول کی یہ وجہ ہے کہ آئندہ جو پھل آدین انکی قیمت نے الحال معلوم ہو سکتی ہے اسطور سے کہ یہ درخت ہمیشہ پھلدار ہونے کی حالت میں کتنے کو خریدا جاسکتا ہے اور ہمیشہ بے پھل ہونے کی حالت میں کتنے کو خریدا جائیگا پس پھلدار ہونے کی صورت میں ڈیڑھ ہزار درم کو اور بے پھل ہونے کی صورت میں ایک ہزار کو خریدا جاوے تو معلوم ہوا کہ جو غلہ بچیکا اسکی قیمت پانچ سو درم ہے پھر غلہ موجودہ کی قیمت دریافت کیا وے پس اگر یہ بھی پانچ سو درم ہو تو دونوں سادی قیمت کے معلوم ہوئے اور اگر موجودہ کی قیمت دو سو پچاس درم ہوں تو معلوم ہوا کہ تہائی ہے پس اس کے حساب سے واپس ہوگی یہ محیط میں ہے اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ اگر دار میں سیل آب یا موضع جذوع سے صلح واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہے کہ دیکھا جائیگا کہ اس دار کی در مالیکہ سمین دوسرے شخص کے پانی بہانے کا حق ہے کیا قیمت ہے اور اسی دار کی در حالیکہ یہ حق غیر سمین ہے کیا قیمت ہے پس جو کچھ ان دونوں میں فرق نکلے وہی سیل کی قیمت ہوگی یہ محیط سرخی میں ہے۔ اور اگر کسی مین نخل کے غلہ کی ہمیشہ کے واسطے کسی شخص کے حق میں وصیت کی اور وارثوں نے اس سے اس کے پھل بکھنے اور رسیدہ ہونے کے بعد ان پھلوں اور غلہ بہار سے جو آئندہ ہمیشہ تک پیدا ہو کسی قدر گیون پر صلح کی اور موصیٰ لہ نے ان گیون پر قبضہ کر لیا تو جائز ہے اور اگر گیون پرا دھار کر کے صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر اس سے کسی قول کی جیسے پرا دھار صلح کی تو جائز ہے اور اگر خشک چھو بار دن پر صلح کی تو جائز نہیں ہے اور خشک ہو کہ یہ معلوم ہو کہ یہ خشک چھو بار سے

ان پھلون سے جو درخت پر موجود ہیں زیادہ ہیں۔ اور اگر اس نخل کی حاملات غلہ سے دوسرے نخل کے غلہ پر ہمیشہ کی سطح
 یا کسی بات سے ملو متیک دینے پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ مسبوط میں ہے۔ قلت اٹھارہ سجدہ مکان الربوا۔ ایک شخص نے اپنے
 شہن کے غلہ کی کسی شخص کے حق میں تین برس کے واسطے وصیت کی اور یہ نخل اسکا تھا اسی مال ہوتا ہو اور نخل
 میں پھل نہیں ہیں پھر موصی لے لے، وارثوں سے کسی قدر ذرا ہم معلوم ہے وصیت سے صلح کر کے وارثوں پر قبضہ
 کر لیا اور شرط کر دی کہ میں لے لے یہ غلہ نخل وارثوں کو سپرد کیا اور اگر حق وصیت سے بہت کیا اور درخت میں اس
 تین سال تک کچھ نہ سکھایا بقدر وارثوں نے اسکو دیا اور اس سے زیادہ پیدا ہوا تو قیاساً صلح باطل ہو ویک
 استحضار صلح جائز ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے لیے وصیت کی کہ جو کچھ میری باندی
 کے پیٹ میں ہے وہ اسکو دیا جاوے حالانکہ باندی حاملہ ہو اور وہ شخص وصیت لکھ کر مر گیا پھر وارث نے موصی لے
 سے کسی قدر درہم معلوم پر صلح کر لی اور اسکو وید کے تو جائز ہے تو جائز اسطور سے ہے صلح میں عوض لیکھا
 بق ساقط کر دیا نہ یہ کہ موصی لے وارث کو وصیت کا مالک کیا ہو کیونکہ تملیک کے طور پر صلح میں صحیح ہو سکتی ہے۔
 اور اگر ایک وارث نے اپنی خصوصیت پر لکھ لے ہی واسطے ہو صلح کی تو جائز نہیں ہے نہجات اس کے اگر اس شرط سے صلح
 کی کہ یہ تمام وارثوں کے واسطے ہو جائز ہو یا مطلقاً صلح کی تو جائز ہو۔ اور اگر وارثوں کی طرف سے غیر شخص نے
 اس کے حکم سے یا بدولت وارثوں کے حکم سے موصی لے سے صلح کر لی تو جائز ہے نہ کہ انہوں نے محیط۔ اگر کسی شخص کے واسطے جو کچھ
 اپنی باندی کے پیٹ میں ہے وہ وصیت کی پھر وارثوں نے دوسری باندی کے پیٹ کے عوض پر صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ
 مسبوط میں ہے۔ اگر کسی باندی کے پیٹ کی دوسرے شخص کے واسطے وصیت کی اور وارثوں نے سے سہ اتدرا ہم معلوم ہے پر
 صلح واقع ہوئی پھر اس باندی کے مردہ بڑا پیدا ہوا تو صلح باطل ہو اور اگر کسی شخص نے باندی کے پیٹ میں کچھ مار دیا
 کہ جیلے صدمہ سے اس کے مردہ جنین گر گیا تو اسکا ارش وارثوں کو لیکھا اور صلح جائز رہی یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر دوسرے
 گذر گئے اور وہ کچھ نہ جنی تو صلح باطل ہوگی یہ مسبوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ جو کچھ فلان عورت کے پیٹ میں ہے اسکو
 ہزار درم دیے جاویں پھر اس جنین سے یعنی جو پیٹ میں ہو اس کے باپ نے اس وصیت سے کسی قدر مال پر صلح کی تو جائز نہیں
 ہے اسی طرح اگر اسکی ماں نے وصیت سے صلح کر لی تو بھی جائز نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اور اگر کسی شخص نے جو کچھ اسکی باندی کے
 پیٹ میں ہے کسی نابالغ یا معوقہ کے دینے کے واسطے وصیت کی پھر اس کے باپ یا بیوی نے وارثوں سے کسی قدر وصول
 پر صلح کر لی تو جائز ہے اسی طرح اگر وصیت کسی مکان کے حق میں ہو تو بھی اسکی صلح جائز ہو اور اگر کسی بیوی کی وصیت کی
 کہ جو کچھ فلان عورت کے پیٹ میں ہے اسکو یہ چیز دیا جاوے اور وہ جل غلام تھا اس کے مولیٰ نے اسکی طرف سے صلح کی
 تو جائز نہیں ہے پھر اگر اس کے مولیٰ نے مریض کے مرنے کے بعد کسی چیز پر صلح کی پھر مولیٰ نے اس حاملہ باندی کو آزاد کیا اور جو اس کے
 پیٹ میں ہے اسکو بھی آزاد کیا پھر وہ ایک غلام جنی تو غلام آزاد ہو جائیگا مگر وصیت کا مال اسکو نہ لیکھا بلکہ اس کے آزاد کرنے
 واسطے کو لیکھا اور صلح بھی جائز نہ ہوگی اسی طرح اگر اس باندی کو فروخت کیا تو بھی یوں ہی رہیگا یعنی مال وصیت بالغ کو
 لیکھا مشتری کو نہ لیکھا۔ اسی طرح اگر مالک نے جو باندی کے پیٹ میں ہے اسکو مدبر کیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر مالک کی باندی
 و بچہ کے آزاد کرنے یا فقط باندی کے آزاد کرنے کے روز وصیت کرنے والا زندہ تھا پھر مر گیا تو یہ وصیت غلام کے حق
 میں ہوگی مولیٰ کے حق میں نہ ہوگی یہ مسبوط میں ہے۔

سو لکھو (۱۰) باب مکاتب غلام تاج کی صلح کے بیان میں۔ اگر مال کتابت ہزار دم ہوں اور مکاتب نے دعوے کیا کہ میں یہ دم ادا کر دیں ہیں اور مالک نے اس سے انکار کیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ پانچ سو دم ادا کرے اور باقی مال دے کر دے تو جائز ہو یہ محیطہ (۱۱) ہے۔ اگر مولیٰ نے اپنے مکاتب سے اس شرط سے صلح کی کہ میعاد سے پہلے تین سو مال کتابت کسی قدر مال کو کما کہ یہ میعاد سے پہلے ادا کر دے اور باقی اس کے ذمہ سے دور کر دیا تو جائز ہو۔ اور اگر مال کتابت ہزار دم ہوں اس میں کسی قدر زیادتی ہو اس شرط سے صلح کی کہ میعاد کے بعد ایک سال کی ہمت دے تو جائز ہے یہ سبہ (۱۲) میں ہے۔ اور اگر مال کتابت کی میعاد آجانے کے بعد اس شرط سے صلح کی کہ بعض مال ادا کرے اور بعض مال میں تاخیر رکھا تو جائز ہے۔ اور اگر مال کتابت میں دم ہوں ان دنوں سے دنیا رہتے ہیں ویرانی پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر دنیا میں یہ میعاد ہو اور اصل کی تو جائز نہیں ہے یہ محیطہ (۱۳) میں ہے۔ اور اگر دونوں نے اس شرط سے صلح کر لی کہ مال کتابت میں سے دم باطل کرے اور اس قدر دنیا روں پر کتابت مقرر کرے تو جائز ہے اسی طرح اگر ان کی جگہ وصیف ادا مقرر کیا تو بھی جائز ہے یہ سبوطین (۱۴) ہے۔ ایک غلام یا باندی پر جو ہار کتابت ٹھہرائی پھر ہزار دم پر صلح کر لی اور ایک سال کی میعاد مقرر کی تو جائز ہے یہ محیطہ (۱۵) میں ہے۔ اگر مکاتب نے کسی شخص پر قرضہ کا دعویٰ کیا اس نے انکار کیا پھر مکاتب نے اس سے اس شرط سے صلح کی کہ تھوڑے سے ادا کرے اور بڑا چھوڑ دے پس اگر مکاتب کے پاس قرضہ کے گواہ ہوں تو چھوڑ دینا صحیح نہیں ہے اور باقی بھی لے لینگا اور اگر گواہ نہ ہوں تو جائز ہے۔ اور اگر مکاتب نے بعض قرضہ کی تاخیر کرنے پر صلح کی تو جائز ہے بشرطیکہ قرضہ سبب بطور اقراض واستقرار نہ ہو یہ محیطہ (۱۶) میں ہے۔ اگر کسی شخص نے مکاتب پر قرضہ کا دعوے کیا اور مکاتب نے انکار کیا پھر اس سے اس شرط سے صلح کی کہ بعض ادا کرے اور بعض وہ چھوڑ دے تو جائز ہے اور مکاتب کا بیٹا حکم میں باپ کے ہے اور اگر مکاتب کی طرف کسی وصیت کا دعویٰ کیا گیا جاوے اور وہ انکار کر کے صلح کرے تو اس میں اس کی صلح مشکل آزاد کی صلح کے ہے یہ سبوطین (۱۷) ہے۔ اور اگر مکاتب نے عاجز ہو کر بقیہ ہو جانے کے بعد صلح کی پس اگر مکاتب کے پاس اس کا حاصل کیا ہو اور کچھ مال نہ ہو تو یہ صلح مہلے کے حق میں روا نہ ہوگی اور مکاتب کے حق میں روا ہوگی بیان تک کہ بعد ازاں دھونے کے اس سے رخصت کیا جاوے لیکن اگر عاجز ہونے سے پہلے اس پر گواہ قائم ہوں تو اس کی صلح جائز ہوگی اور اگر اس کے پاس اس کا کما یا ہو ا کچھ مال ہو تو وہ مال کے نزدیک صلح جائز ہے اور صاحبین نے اس میں اختلاف کیا ہے یہ محیطہ (۱۸) میں ہے۔ اگر مکاتب کے مولیٰ نے مکاتب پر قرضہ کا دعوے کیا اور مکاتب نے اس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے تو جائز ہے۔ اور اگر مکاتب نے اپنے مولیٰ پر مال کا دعویٰ کیا اور مولیٰ نے انکار کیا پھر اس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے پس اگر مکاتب کے پاس اس کے گواہ ہوں تو جائز نہیں ہے اور اگر نہ ہوں تو صلح جائز ہے یہ محیطہ (۱۹) میں ہے۔ اور غلام تاجر کا حکم چھوڑ دینے یا تاخیر کرنے یا صلح میں شل مکاتب کے ہے یہ محیطہ (۲۰) میں ہے۔ اور اگر غلام تاجر نے کسی کے ساتھ اپنے قرضہ کے دعوے سے کچھ لینے اور کچھ چھوڑ دینے پر صلح کی تو جائز نہیں ہے بشرطیکہ اس کے گواہ ہوں اور اگر نہ ہوں تو جائز ہے یہ حاوی میں ہے۔ اور غلام تاجر پر کسی شخص نے قرضہ کا دعوے کیا اور غلام نے باتر یا بانکار اس سے اس شرط سے صلح ٹھہرائی کہ تہائی وہ چھوڑ دے اور تہائی میں تاخیر دے اور تہائی غلام تاجر ادا کرے تو جائز ہے۔ اور اگر مولیٰ نے اس غلام کو مجبور کر دیا پھر اس پر کسی شخص نے دعوے کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں اور غلام مجبور نے اس سے صلح کی پس اگر غلام کے پاس اس کی کما یا کچھ مال نہیں ہے تو صلح حق مولیٰ میں نہیں جائز ہے لیکن غلام کے حق میں جائز ہے جسے کہ بعد آزاد ہونے کے اس کا دامن پکڑا جائیگا۔ اور اگر اس کے پاس کچھ مال اس کی کما یا

ملک و دیار غلام تاج کی صلح باب شانزہم مکاتب غلام تاج کی صلح

کامو موجود ہو تو امام اعظم مکہ نے یہ صلح جائزہ اور رضا جمیع کے نزدیک تائید فرمائی ہے اور یہ محیط مدینہ اور اس کے علاوہ پھر کسی شخص نے قرضہ کا دعوہ کیا اور غلام نہ اس سے اس شرط سے صلح کی کہ بعض نیکو دوسرے اولیٰ بن میں مینا و مقور کر دے تو جائز نہیں ہے۔ اور اگر غلام تاجر کے ہاتھ سے کسی آزاد نے غلام کے مالک کی کوئی ستاخ تلف کر دی اور غلام پھر کسی قدر دریاہم مصلوہ ہو جو اس ستاخ کی قیمت سے کم ہیں اس سے صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر کسی قدر زیارہ پہنچنے کی تو بھی جائز نہیں ہے اسی طرح اگر کسی آزاد نے اس غلام مجبور سے مولیٰ کے کچھ دیم غصب کر لیا اور اسے دیناروں پر اس کے ساتھ صلح کی تو جائز نہیں ہے یہ ميسوط میں ہے۔ اور اگر کسی غلام مجبور نے کسی غلام ماجر پر قرضہ کا دعوہ کیا اور قحوط سے دعوہ پس سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ دعویٰ ہوں تو صلح جائز نہیں ہے اور اگر نہ ہوں تو جائز ہے۔ اور اگر مدعی غلام تاجر ہو اور دینا علیہ غلام مجبور ہو تو یہ صلح جائز نہیں ہے خواہ مدعی کے پاس گواہ ہوں یا نہ ہوں پس اگر گواہ نہ ہوں تو دعوہ مدعی علیہ کے حق میں یہ صلح جائز نہیں ہے کیونکہ اسے ایسے حق کا التزم کیا جو اس سے نہیں ہو سکتا اور مدعی علیہ کہ وہ مجبور ہو لیکن اسے حق میں یہ صلح صحیح ہے کہ بعد از ادوی کے اس سے مراد خذہ کیا جائیگا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو دعوہ مدعی علیہ کے حق میں یہ صلح جائز نہ ہوگی کذا فی المحیط

مسئلہ ہوان باب فیہ من اور مرہون کی صلح کے بیان میں۔ ہر صلح کہ جو دو مسلمانوں میں جائز ہو وہ دو ذمیوں میں بھی جائز ہو اور جو دو مسلمانوں میں نہیں جائز ہو وہ ذمیوں میں بھی جائز ہو۔ اور اسے ایک صلح کے شراب و سور سے صلح کرنا ذمیوں میں جائز نہ ہو یہ غلط ہے۔ اگر ایک ذمی نے دوسرے سے دس دیم بنوں ایک دیم کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ اسکو دس میں سے پانچ دیم پر اس کو دے پس اگر وہ دس دیم بعینہ قائم ہوں تو مسبب یہ کہ صلح جائز نہیں ہے اور اگر اسے تلف کر دیے ہوں تو بہ طریق استقاط حق کے صلح جائز ہے۔ اور اگر ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کی ایک سو غصب کر لی پھر اس سے سوائے دیم و دینار کے کسی دینی یا کیلی چیز پر صلح کی پس اگر وہ سور بعینہ قائم ہو تو جائز ہے خواہ مصلح علیہ معین ہو یا وصف کر کے دیم رکھا گیا ہو خواہ دیم کی کرنی الحال اور کرنے کی شرط ہو یا کچھ مدت مقرر ہو۔ اور اگر سوتلف کیا ہو تو صلح جائز نہیں ہے جبکہ کیلی یا دینی چیز غیر مقرر ہو اور اگر معین ہو یا غیر معین فی الحال ہو اور اسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو جائز ہے۔ اور اگر دیم و دیناروں پر کچھ میا و مقرر کر کے صلح کی تو جائز ہے اور اگر وہ سور قائم ہو اور اس سے کسی دوسرے سور پر اوہار صلح کی تو نہیں جائز ہے اور اگر دونوں معین نہ ہوں تو جائز ہے یہ ميسوط میں ہے۔ اگر کسی حربی نے دوسرے کا مال غصب کر لیا خواہ اسکو تلف کر دیا یا نہیں تلف کیا پھر اس سے صلح کی تو طرفین کے نزدیک نہیں جائز ہے بخلاف امام ابو یوسف کے اسی طرح اگر کسی تاجر مسلمان نے یا ایسے مسلمان نے جو وہیں دار الحرب میں مسلمان ہوا ہو کسی حربی کا مال تلف کر دیا یا اسکا مال غصب کر لیا پھر دونوں نے صلح کی خواہ مال منصرف قائم ہو یا تلف کر دیا ہو تو طرفین کے نزدیک نہیں جائز ہے بخلاف قول امام ابو یوسف کے یہ محیط شخصی میں ہے۔ اگر اسی طرح دار الحرب میں کسی حربی مسلمان کا مال غصب کیا تو صلح جائز نہیں ہے یہ تا تا رخانیہ میں ہے۔ اگر کسی مسلمان تاجر نے دار الحرب میں کسی حربی کی کوئی چیز غصب کر لی اور پھر دونوں نے باہم صلح کر لی تو بالاجماع صلح نہیں جائز ہے اور اگر دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو کچھ قرضہ دیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ کچھ چھوڑ دے اور کچھ قرضہ میں تاخیر دیدے پھر حربی مسلمان ہو گیا تو جائز ہے یہ ميسوط میں ہے۔ اگر دو حربی دار الحرب میں مسلمان ہو گئے پھر ایک نے دوسرے

کی کوئی چیز غصب کر لی یا اسکو کچھ زخمی کیا پھر اس سے کسی چیز پر صلح کر لی تو امام اعظم کے نزدیک باطل ہے اور یہی امام محمد کا قول ہے یہ حاوی میں ہے۔ اگر کسی مسلمان نے دار الحرب میں کسی حربی کو کچھ قرضہ دیا پھر اس سے اس شرط پر صلح کر کے کچھ چھوڑ دے اور کچھ قرضہ تاخیر کر دے پھر مستقر میں تاخیر کی جاتی اسکی میناد آگئی اور حربی امان لیکر دارالسلام میں آیا اور مسلمان نے اپنے قرضہ کے واسطے اسکو گرفتار کرنا چاہا اور جو چھوڑ دیا تھا وہ بھی لینا چاہا تو مستقر اس پر اس کے واسطے گرفتار نہیں کر سکتا ہے خود وہ چاہے دیر سے اور مستقر چھوڑ دیا ہے انہیں رجوع نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر حربی ہی مسلمان سے طالب ہو تو بھی یہی حکم ہے اور یہی امام اعظم و امام محمد کا قول ہے۔ اور اگر ایسا معاملہ دو حربیوں میں ہو اور وہ دونوں لیکر دارالسلام میں آئے تو قاضی کسی کی دوسرے پر ٹوٹ کر نہ دیکھتا لیکن اگر دونوں مسلمان ہوں گے یا قاضی ہونگے تو قاضی ان کے درمیان فیصلہ یوں کر لگے گا کہ کچھ چھوڑ دینا اور باقی میں تاخیر دنیا بطریق صلح کے جائز رکھ لے گا اور باقی کی میناد آئے پر اسکو ادا کرنے کے واسطے طالب کی درخواست پر مجبور کرے گا۔ اور اگر کوئی حربی امان لے کر دارالسلام میں آیا اور اٹھارہ دیا یا لیا یا نصب کیا یا اسکا کچھ غصب کیا گیا پھر کم کر دینے اور تاخیر دینے پر صلح کی تو جائز ہے خواہ یہ معاملہ اسکا کسی مسلمان سے ہو یا کسی ہتھیار سے ہو جو اسی دار الحرب کا یا غیر دار الحرب کا ہی واقع ہو اسی طرح اگر یہ دونوں حربی اپنے آپ میں چلے گئے پھر امان لیکر لوٹ آئے تو یہ صلح جو واقع ہوئی تھی دونوں پر نافذ ہوگی کذا فی البیوٹ

اٹھارہواں باب صلح کے بعد مدعی یا مدعا علیہ بعد صلح علیہ کے بغیر صلح باطل کرنے کے گواہ قائم کرنے کے بیان میں۔

اگر مدعی نے بعد صلح کے گواہ قائم کیے تو مسموع ہونگے لیکن اگر بدل صلح میں عیب ظاہر ہوا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور مدعی نے بسبب عیب کے واپس کرنے کے گواہ قائم کیے تو مسموع ہونگے یہ بذائع میں ہے۔ شام نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے قبل صلح کے یا بدل پر قرضہ کرنے سے پہلے یا قرار کیا ہے کہ میرا مدعا علیہ پر کچھ نہیں ہے تو صلح باطل ہوگی اور اگر اس امر کے گواہ وہی کہ مدعی نے بعد صلح کے ایسا قرار کیا ہے تو صلح باطل ہوگی اور اگر قاضی کو علم ہو کہ مدعی نے قبل صلح کے قاضی کے سامنے قرار کیا تھا کہ میرا مدعا علیہ فلاں پر کچھ نہیں ہے تو صلح باطل ہو جائیگی بعد انعقاد مذکور کے اور اس مقام پر قاضی کا علم بمنزلہ مدعی کے بعد صلح کے قرار کرنے کے ہے یہ محیط سرخسی میں ہے کسی شخص پر ہزار درہم کا دعویٰ کیا آئے انکار کیا پھر کسی چیز پر صلح کر دی گئی پھر مدعا علیہ نے ایفاء یا ابراء کے گواہ دیے تو قبول نہ ہونگے اور اگر اٹھارہ درہم کا دعویٰ کیا آئے ادا کر دینے یا ابراء کا دعویٰ کیا پھر کسی چیز پر صلح کر دی گئی پھر مدعا علیہ نے ایفاء یا ابراء کے گواہ پیش کیے تو قبول ہونگے اور بدل واپس دلایا جائیگا یہ وجہ کروری میں ہے۔ اگر کسی شخص کے بقول ہزار درہم کا دعویٰ کیا اور اس سے ہزار درہم پر اس شرط پر صلح کی کہ قابض کو یہ دار مدعی سپرد رکھے پھر قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہے یا فلاں کا تھا میں نے اس سے خرید لیا یا میرے باپ کا تھا آئے میرے واسطے میراث چھوڑا ہے تو ہزار درہم کی واپسی نہیں ہو سکتی ہے اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ میں نے صلح سے پہلے طالب سے اسکو خریدا ہے تو گواہ قبول ہونگے اور صلح باطل ہو جائیگی۔ اور اگر خریدہ ہو گواہ قائم نہ کیے بلکہ اس کے گواہ دیے کہ قبل اس صلح کے دوسرے دار پر صلح کی ہے تو پہلی صلح تمام کجا دیگی اور دوسری باطل کجا دیگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ہر صلح کہ ایک صلح کے بعد واقع ہو وہ باطل ہے اور پہلی صلح صحیح ہے۔ اسی طرح ہر صلح کہ بعد خریدنے کے واقع ہو وہ باطل ہے۔ اور اگر ایک خرید کے بعد دوسری خرید واقع ہو تو دوسری صحیح ہے۔ اور اگر پہلے صلح کی پھر صلح عتہ کو خرید لیا تو خرید جائز اور صلح باطل کجا دیگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ کو

دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس سے پہلے صلح واقع ہونے کا دعویٰ کیا اور اس پر گواہ قائم نہ کئے اور تقاضی نے منع کر کے نہ
اُس گھر کی ڈگری کر دی، اور مدعی نے وہ گھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مدعا علیہ نے چاہا کہ مدعی سے قسم لے کر گواہ
میں نے تجھ سے اس دار کے دعویٰ سے قبل اس شخص کی صلح نہیں کی ہے تو اس کو انکار ہوا اور اس نے قسم لے کر مدعی سے
نئے قسم سے انکار کر کے مدعا علیہ کو اختیار ہی چاہے بیع کی اجازت دیکر مشن لے لے یا نہ لے اس سے ضمان لیوے یہ تو غیر مستحسن
ہے۔ اگر کسی شخص کے منسوبہ دار پر دعویٰ کیا کہ میرے باپ سے مجھے میراث ملا ہے پھر کسی شہر پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ
نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میں نے اس مدعی کے باپ سے اس کی زندگی میں اس سے خریدا ہے یا یوں گواہ دیئے کہ میراث
اکثر ان شخص سے خریدا ہے اور فلان شخص نے اس مدعی کے باپ سے خریدا تھا تو گواہ مقبول نہ ہونگے یہ شرط میں ہے۔
اگر زید پر ہزار درم و ایک دار کا دعویٰ کیا زید نے اس سے سودم پر اس کے دعوے سے صلح کر لی پھر مدعی نے انکار کیا کہ
ان دونوں میں سے ایک مدعا علیہ کی تھی تو صلح باقی سے جائز رہیگی اور مدعا علیہ اس سے کچھ واپس نہیں لے سکتا ہے
اسی طرح اگر مدعی نے بعد صلح کے ہزار درم اور دار دونوں پر گواہ قائم کیے تو ہزار باطل نہیں اور دار میں اپنے حق پر رہے گا
تجانات اس کے اگر ایک علام دبا مذی کا دعویٰ کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی اور دونوں کی ملکیت کے گواہ دیئے تو صلح
ہو اور دونوں اس کو ملیں گے۔ اور اگر ہزار درم اور ایک دار کا دعویٰ کیا اور ہزار درم پر صلح کر لی پھر نصف ہزار اور
نصف دار پر گواہ قائم کیے تو دونوں میں کوئی چیز اس کو نہ ملیگی۔ اور اگر ہزار درم و نصف دار کے گواہ دیئے تو صلح کے
ہزار ان ہزار سے ادا ہو گئے اور نصف دار لے لیا کیونکہ یہ صلح عوض حق کا لینا اور باقی کا سا قبط کرنا ہے اور سا لفظ خود کرنے
کا احوال نہیں رکھتا ہے۔ اور اگر مدعا علیہ کے قبضہ سے وہ دار استحقاق میں لے لیا گیا تو ہزار درم صلح میں سے کچھ واپس
نہیں لے سکتا ہے یہ محیط سرخی میں ہو۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے اس کو صلح
میں ایک غلام دیا۔ اس نے قبضہ کر لیا پھر غلام نے گواہ دیئے کہ میں آزاد ہوں اور تقاضی نے اس کی آزادی کا حکم دیا تو صلح
باطل ہو گئی۔ اسی طرح اگر اس امر کے گواہ دیئے کہ میں مدبر یا کتاب ہوں تو بھی ہی حکم ہر اسی طرح اگر باندی ہو اور
اس نے گواہ قائم کیے کہ میں ام ولد ہوں یا مکاتبہ یا مدبرہ ہوں اور گواہی دونوں کی قاضی نے قبول کر لی تو صلح باطل
ہو گئی یہ محیط میں ہے۔ امام ابو یوسف نے فرمایا کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہیں پھر طالب نے گواہ قائم کیے
کہ میں نے اس سے سودم اور اس کپڑے پر صلح کی ہے اور مطلوب نے گواہ دیئے کہ اس نے مجھ سے ان درم سے بری
کر دیا ہے تو صلح کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر طالب نے اس امر کے گواہ دیئے کہ اس نے مجھ سے فقط سودم پر صلح کی ہے تو
مطلوب کی بریت کے گواہ او لے ہیں یعنی وہی قبول ہونگے یہ محیط سرخی میں ہے۔ ہزار درم کے قرض دار نے گواہ پیش کیا
کہ طالب نے مجھ سے چار سودم پر اس شرط سے صلح کی کہ میں اس کو ادا کر دوں اور باقی سے مجھے بری کر دے۔ اور ایسا ہی
ہوا ہے اور طالب نے کہا کہ میں نے تجھے پانچ سودم سے بری کیا اور پانچ سو پر صلح کی ہے اور دونوں کے گواہوں نے
ایک ہی وقت بیان کیا یا دو وقت علیحدہ علیحدہ بیان کیے یا بالکل وقت بیان نہ کیا تو سب صورتوں میں مطلوب کے
گواہ مقبول ہونگے یہ وجہ کر دی میں ہے۔ اور اگر دعویٰ شلی چیزوں میں واقع ہو جیسے کہ گبیوں و کتب و پچھ آ کے نصف پر
صلح کی پھر مدعی نے گواہ دیئے کہ یہ سب کہ میرا ہے تو دعویٰ صحیح نہیں اور گواہ مسخ ہونگے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص کی طرف
ایک دار و ہزار درم کا دعویٰ کیا پھر اس سے پانچ سودم اور آدھے گھر پر صلح کر لی پھر گواہ قائم کیے کہ پانچ سودم

اور پورا اور میرا تو ہزار درم میں سے کچھ اسکے نام ڈگری منوگی اور باقی دار کی ڈگری جو بائگی ۔ اور اگر پورے دار اور تملانی پانچ سو درم کے گواہ دیے تو اسکے نام کچھ ڈگری منوگی یہ محیط سخری میں ہے ۔ اگر تہلک مال کی قیمت سے کم پر دیوں یا دیا تو اس سے صلح ہوئی پھر تلف کر دینے والے ۔ گواہ قائم کیے کہ جب قدر پر صلح ہوئی ہو اس سے تہلک مال کی قیمت بہت کم تھی اس میں کھلا ہوا خسارہ ہے تو امام کے نزدیک گواہ غیر مقبول اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہیں یہ تاثر غائبہ میں ہے ۔ اگر ان شخص نے دوسرے کے دار میں دعویٰ کیا پس قاض نے دو گواہ اس امر کے دیئے کہ اس نے میرے کسی چیز پر صلح کر اور اپنی ہوا اور میں نے اسکو دیدیے تو جائز ہو اگرچہ گواہوں نے مصالح کی مقدار بیان کی ہو اسی طرح اگر ایک یا دو درہم بیان کیے اور دوسرے نے کچھ بیان نہ کیا تو بھی جائز ہے یا دونوں نے یوں گواہی دی کہ دعویٰ نے سب مصالح ہر بابا تو ابھی چھڑا ہے ۔ اور اگر ایسی صورت ہو کہ قاض دار نے انکار کیا اور دعویٰ نے صلح کا دعویٰ کیا اور دو گواہ لایا کہ ایک نے صلح نہیں درہم معینہ بیان کئے اور دوسرے نے کوئی شے غیر سے بیان کی یا دونوں نے بدل کا قسیمہ چھوڑ دیا تو گواہی قبول نہ کی ۔ اور اگر ایک گواہ نے کسی قدر درہم معلومہ پر صلح واقع ہونے کی بالمعاینہ گواہی دی اور دوسرے نے اسطور سے صلح واقع ہونے کے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہے یہ مسبوط میں ہے ۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے دار میں دعویٰ کیا پھر دونوں گواہوں نے مقدار میں اختلاف کیا ایک نے گواہی دی کہ اس نے سو درم پر صلح کی ہے اور دوسرے نے ڈیڑھ سو درم پر صلح کی گواہی دی پس اگر مدعی دار وہی صلح کا مدعی ہو تو یہ گواہی قبول ہوگی بشرطیکہ مدعی دونوں میں سے زیادہ مال کا دعویٰ کرتا ہو اور اگر مدعی صلح وہ ہو جو مدعا علیہ ہے تو یہ گواہی نامقبول ہوگی خواہ دونوں گواہوں نے مدعی کے قبضہ کر لینے کی گواہی دی

باندی ہو کذا سے محیط

انیسواں باب جو مسائل صلح متعلق باقرار ہیں اسکے بیان میں ۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اس نے انکار کیا پھر اس سے اس شرط سے صلح کی کہ جن ہزار درم کا مدعا علیہ پر دعویٰ کیا ہے اس نے دینے ایک غلام فرو کر دے تو یہ جائز ہے اور مدعا علیہ مقرر قرضہ ہو جائیگا شہد کہ اگر مدعی سے وہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا یا اسے کچھ عیب پا کر اسکو واپس کیا تو مدعا علیہ سے ہزار درم لے لیا اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میں نے بیعت سے ان ہزار درم سے چیکا تو نے مجھ پر دعویٰ کیا ہے اس غلام پر صلح کی ۔ تو اس قبول سے مدعا علیہ قرضہ کا مقرر نہ رہا بیگناہ جتنے کہ غلام استحقاق میں لیا گیا یا بسبب عیب کے واپس کیا تو ہزار درم میں سے لے سکتا ہے مگر اپنا ہزار درم کا دعویٰ کر سکتا ہے یہ بیعت میں ہے ۔ اور اگر دو شخصوں نے اسطور سے صلح کی کہ ایک دوسرے کو ایک درہم دے اور دوسرا اسکو ایک غلام دے تو یہ اثر نہیں ہے اسی طرح اگر اس شرط سے صلح کی کہ زید عمرو کو یہ غلام دیدے بشرطیکہ عمرو اسکو اپنے قرضہ سے جو زید پر ہی بری کر دے ۔ تو یہ زید کی طرف سے وہ غلام عمرو کا ہونے کا اقرار نہیں ہے اور اگر دونوں نے زید و عمرو سے یوں کہا کہ زید اس دار سے بری ہو یعنی باز دعوے دے اور عمرو اس غلام سے بری رہے تو صلح ہے اقرار نہیں ہے اور اگر دونوں نے اسطور سے صلح کی کہ زید مثلاً اس میں سے بھجوا دے اور عمرو کے سپرد کر دے تو یہ صلح صحیح ہے اقرار نہیں ہے اور نہ انکار ہے ۔ اور جو چیز دونوں کی صلح کی کسی کے استحقاق میں لگئی تو دونوں باقی کے واسطے اپنی حجت پر رہینگے جیسے کہ قبل صلح کے تھے یہ مسبوط میں ہے اگر کسی دار میں حق کا دعویٰ کیا اور کسی غلام معین پر سیادی یا وصف بیان کر کے ذمہ رکھ کر صلح کی تو جائز نہیں ہے پھر اگر اسکے حق سے صلح کی یعنی صلح میں کہا کہ میرے حق سے صلح کی تو اسکے حق کا اقرار کیا اور چونکہ وہی اصل ہی اس واسطے

حق کے بیان میں اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر دعویٰ حق سے صلح کی تو اقرار نہیں ہو یہ وجہ کر دے میں ہو ساگر کسی شخص نے دوسرے کے مقبوضہ مال معین پر دعویٰ کیا اُسے انکار کیا پھر اُس سے کسی قدر مال پر واسطے صلح کی کہ مدعی کے واسطے اس مال معین کا اقرار کر دے تو جائز ہو اور سنکر کے حق میں مثل بیع کے ہوگا اور مدعی کے حق میں ایسا ہو کہ گواہی میں زیادتی کر دے یہ اختیار شرح مختار میں ہے۔ ایک مرد نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے نکاح کیا اور اُسے انکار کیا پھر اُس عورت سے صلح کی کہ سودم صلح میں دنیا ہوں تاکہ تم اقرار کر دے اُسے اقرار کر دیا تو جائز ہو اور مال لازم آجگا پس اگر یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہو تو عورت کو اُس مرد کے ساتھ رہنا جائز ہو اور اگر گواہوں کے سامنے نہ ہو تو قدر بہم اُس عورت کو حلال نہیں ہو کہ اُس مرد کے ساتھ رہے جبکہ وہ عورت جانتی ہو کہ ہم دونوں میں نکاح نہیں واقع ہوا ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص پر ہزار درم کا دعویٰ کیا اور مدعی نے اُس سے کہا کہ تو میرے واسطے ہزار درم کا اقرار اس شرط پر کر دے کہ میں سودم گھا دوں گھا اُسے اقرار کیا تو گھا دینا جائز ہو یہ ظہیر میں ہے۔ اور اگر کسی شخص پر خون یا زخم کا دعویٰ کیا پس اگر عداوتوں کرنے یا زخمی کرنے کا دعوے کیا پھر مدعی نے سودم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعا علیہ اقرار کر دے تو صلح اور اقرار دونوں باطل ہیں اس اقرار سے وہ گرفتار نہ ہوگا اور اگر خطا سے خون یا زخم کا دعویٰ کیا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ اور اگر کسی شخص کی طرف اپنے قرض کی وجہ سے حد قذف کا دعویٰ کیا اور سودم پر مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کر دے تو صلح و اقرار باطل ہو اور اگر مدعا علیہ نے سودم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو بری کر دے تو بھی جائز نہیں ہے۔ اور اگر پہلی صورت میں اپنے اقرار پر حد راہی کیا تو اسکی گواہی جائز ہو اور اگر کسی پر شراب خوری یا زنا کاری کا دعویٰ کیا اور سودم پر اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کر دے تو بھی باطل ہے۔ اور اگر کسی کی طرف کسی متاع کے سرقہ کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے سودم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو سرقہ سے بری کر دے تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر متاع کی چوری کا دعویٰ کیا پھر اُس سے سودم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی چور کو سودم دیگا بشرطیکہ چور چوری کا اقرار کر دے اُسے ایسا ہی کیا پس اگر سرقہ مردوز میں ہے ہو اور وہ بعینہ قائم ہو تو صلح جائز اور سرقہ پر عوض آن درمون کے جو سارق کو دے ہیں مدعی کی ملک ہو جائیگا۔ اور اگر تلف کر دیا ہو تو صلح جائز نہیں ہے۔ اور اگر چوری میں درمون پر واقع ہوئی تو جائز ہے خواہ سرقہ بعینہ قائم ہو یا تلف کر دیا ہو ولیکن تلف کر دینے کی صورت میں جہاز کی یہ تاویل ہے کہ اس وقت جائز ہے کہ جب سرقہ سونے کا وزن معلوم ہو ورنہ نہیں جائز ہے یہ ظہیر میں ہے۔ اگر دو شخصوں نے ایک دار میں جھگڑا کیا حالانکہ وہ ایک کے قبضہ میں ہے پھر دونوں نے اس شرط سے صلح کی کہ ہر واحد دوسرے کے واسطے نصف دار کا اقرار کر دے اور ہر ایک نے تسلیم کیا تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر دون صلح کی کہ ایک شخص دوسرے کے واسطے کسی بہت معلوم کا اقرار کر دے اور دوسرا اسکے لیے باقی دار کا اقرار کرے تو بھی جائز ہے پھر اگر وہ بہت معلوم چھپر صلح واقع ہوئی تھی استحقاق میں لیا گیا تو مدعی کو اپنے دعوے کی طرف رجوع کرنے کا اختیار ہے کہ باقی دائرین دعویٰ کیسے راسی طرح اگر کسی غلام پر صلح کی بشرطیکہ مدعی دوسرے قاضی کے واسطے تمام دار کا اقرار کرے تو صلح جائز ہو اور اگر

صلح کر لی اور مدعا علیہ نے ایک اسکودید یا اور دوسرا اسکے پاس ہی مرگیا تو مدعی کو اختیار ہی چاہے مقبوضہ غلام واپس کرے اور اپنے دعوے کی طرف رجوع کرے یا اسکو رہنے دے اور باقی دوسرے غلام کے حصہ کے موافق دعوے کرے یہ سبوط میں ہے۔ اگر کسی کی مقبوضہ زمین میں حق کا دعوے کیا آئے دوسری زمین پر صلح کر لی اور مدعی کے قبضہ سے پہلے غرق ہو گئی تو مدعی کو اختیار ہی اگر چاہے تو صلح توڑ کر اسی زمین کی طرف رجوع کرے جس پر دعوے کیا تھا بشرطیکہ صلح باقرار ہوئی ہو۔ اور اگر صلح نہ اٹھا ہوئی ہو تو اس زمین کے دعوے کی طرف رجوع کرے اور اگر چاہے تو انتظار کرے یہاں تک کہ پانی اس زمین میں جذب ہو جائے پس اگر اس غرق سے زمین میں کچھ نقصان آگیا ہو اور اسے ہٹا کر مدعی کو خیار ہو گا خواہ صلح باقرار ہو یا نہ ہو۔ اور اگر غرق سے کچھ نقصان نہیں آیا ہو تو خیار نہ ہو گا۔ اور اگر وہ زمین غرق ہو گئی جس سے صلح کی تھی پس اگر صلح اقرار سے واقع ہوئی اور غرق سے زمین میں کچھ نقصان آگیا ہو پس اگر اس وقت ہوئی کہ مدعی نے صلح کی زمین پر جا کر قبضہ کا قابو پایا ہو تو مدعا علیہ کو کچھ خیار نہ ہو گا۔ اور اگر نہ ہو آئے زمین صلح پر جا کر قبضہ کا قابو نہیں پایا ہو کہ مصلح عین غرق ہو کر ناقص ہوئی تو مدعا علیہ کو خیار نہ ہو گا۔ اور اگر مصلح انکار کے ساتھ واقع ہوئی ہو تو مدعا علیہ کو خیار نہ ہو گا خواہ صلح کی زمین پر مدعی نے قبضہ کا قابو پایا ہو یا نہ پایا ہو اور یہ بالا جماع سب ایئم کے نزدیک ہی یہ محیط میں ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر دعوے کیا پھر اس سے ہزار درہم اور ایک سال تک غلام کی خدمت پر صلح لی پھر آئے ہزار درہم اور غلام پر قبضہ کر لیا پھر خدمت کرنے سے پہلے وہ غلام مر گیا تو امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اپنے دعوے کی طرف رجوع کرے پس اگر اپنے حق کے گواہ قائم کیے تو اس کا حق ہزار درہم اور قیمت خدمت پر تقسیم ہو گا پس جو ہزار درہم کے پرستے میں پڑے وہ قاض کو لے گا اور جو خدمت کی پرستے میں پڑے وہ مدعی کو لے گا اور اگر گواہ قائم نہ ہوئے تو ہزار درہم اسکے سپرد ہونگے اور حصہ خدمت باطل ہو گیا اور صلح صحیح رہی یہ محیط شرعی میں ہے۔ اور اگر صلح اقرار سے واقع ہو اور کچھ مصلح عین استحقاق میں لے لیا گیا تو مدعا علیہ بقدر حصہ استحقاق کے بدل صلح میں سے واپس لے گا اور اگر کل مصلح عین استحقاق میں لیا گیا تو کل بدل صلح واپس لے گا پھر مدعی کو اختیار ہی چاہے مستحق سے خصوصت کرنے کی طرف رجوع کرے اور اگر بعض مصلح عین یا تنہائی یا جو تنہائی وغیرہ استحقاق میں لیا گیا تو بقدر اسکے مستحق سے چاہے خصوصت کرے یہ غایت البیان میں ہے۔ اور اگر صلح انکار یا سکوت سے واقع ہوئی ہو اور مصلح عین استحقاق میں لیا گیا تو مدعی بدل صلح مدعا علیہ کو واپس کر کے مستحق کے ساتھ خصوصت کرے گا اور اگر کچھ مصلح عین استحقاق میں لیا گیا تو بقدر اسکے حصہ کے واپس کرے اور اسی قدر میں مستحق سے خصوصت کرے یہ کافی میں ہے۔ ایک شخص نے نصف دار پر جو ایک شخص کے قبضہ میں ہی دعوے کیا اور قاض کسی قدر درہم ملوہہ پر اس سے صلح کر کے درہم مدعی کو دیدے پھر نصف دار میں استحقاق ثابت ہوا پس اگر مدعی نے نصف دار سے اپنے پر دعوے کیا تھا پس اگر یوں کہا تھا کہ نصف دار میرا ہے اور نصف مدعا علیہ کا ہے تو استحقاق کی صورت میں مدعا علیہ مدعی سے نصف بدل واپس لے گا اور اگر یوں کہا تھا کہ نصف میرا ہے اور باقی نصف میں نہیں جانتا ہوں کہ کس کا ہے یا اس نے کہا کہ نصف میرا ہے اور خاموش رہا پھر نصف دار غیر منقسم استحقاق میں لیا گیا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ بدل واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر مدعی نے کہا کہ نصف میرا ہے اور نصف فلان شخص کا سوائے مدعا علیہ کے بیان کیا پھر مدعا علیہ نے اس سے صلح کی پھر نصف دار میں استحقاق ثابت ہوا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ بدل واپس نہیں لے سکتا ہے۔ اور اگر مدعی نے نصف میں لیا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اس سے صلح کی پھر وہی نصف جس کا مدعی نے دعوے کیا تھا استحقاق میں لیا گیا تو مدعی سے تمام

بدل واپس لیگا۔ اور اگر دوسرا نصف استحقاق میں لیا گیا تو کچھ نہیں ملے سکتا، اور اگر نصف غیر منقسم پر استحقاق ثابت ہو تو نصف بدل مدعی سے واپس لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان تین ہی۔ اگر زید کے دائرہ جہت بلایان کا دعوے کیا آئے کسی قدر واپس پرائس سے صلح کر لی اور دیدیے پھر کسی قدر واپس، استحقاق ثابت، دانو کچھ بدل واپس نہ دیکھا، جو کہ شاید اسکا حق استحقاق کے سواے باقی میں ہو اور اگر کل دار استحقاق میں لیا گیا تو اپنے دار صلح واپس ملے سکتا، اگر یہ کانہ میں ہو ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دارین نصف کا دعوے کیا اور باقی نصف کے حق میں کچھ نہ ملے اور واپس نہ ملے، دعوے مدعی کا اقرار کیا اور سودم پر اس سے صلح کر لی۔ پھر دوسرے شخص نے نصف دار کا دعوے کیا اور باقی نصف کی بابت کچھ نہ ملے اور مدعا علیہ نے اسکا بھی اقرار کر لیا اور اس کے ساتھ کسی قدر دار صلح واپس ملے دوسرے صلح کر لی اور دیدیے پھر نصف دار استحقاق میں لے لیا گیا تو مدعا علیہ دونوں سے کچھ واپس نہیں ملے سکتا، اگر کوئی دار استحقاق میں لیا گیا تو دونوں سے نصف ہر ایک کا واپس لیگا۔ اسی طرح اگر مدعا علیہ نے دوسرے مدعی کے واسطے اقرار نہ کیا ہو لیکن اس نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اس کے نام ڈگری کر دی اور ہنوز اسے قبضہ نہ کیا تھا کہ مدعا علیہ نے کسی قدر دار صلح معاومہ پرائس سے صلح کی پھر یہ صورت واقع ہوئی کہ نصف دار کی قاضی نے مستحق کے نام ڈگری کر دی تو مدعا علیہ مدعی اول یا ثانی سے کچھ بدل صلح واپس نہیں ملے سکتا، اور اگر دوسرے مدعی نے موافق حکم قاضی کے نصف پر قبضہ کر لیا پھر قاضی دار نے اس مدعی ڈگری دار سے اسکا مقبوضہ خرید لیا پھر نصف دار میں استحقاق ثابت ہو تو مدعا علیہ پہلے مدعی اور دوسرے مدعی سے نصف اسکا جو انکو دیا ہو واپس لیگا یہ محیط میں ہو۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کے مقبوضہ دارین دعوے کیا اس نے ایک غلام پر صلح کر لی پھر وہ غلام استحقاق میں لیا گیا تو مدعی اپنے دعوے کی طرف رجوع کر گیا اور یہ اس وقت ہو گا کہ مستحق اس صلح کی اجازت نہ دے اور اگر اسے اجازت دیدی تو صلح جائز رہے گی اور وہ غلام مدعی کو دیا جائیگا اور مستحق اسکی قیمت مدعا علیہ سے لے لیگا اور اگر اجازت نہ دی اور غلام لے لیا تو صلح باطل ہو جائیگی اور مدعی اپنے دعوے کی طرف رجوع کر گیا پس اگر صلح اقرار سے واقع ہوئی ہو تو مدعا علیہ سے وہ چیز جس کا دعوے کیا ہو لے لیگا۔ اور اگر صلح یہ اقرار یا اقرار ہوئی ہو تو اپنے دعوے کرنے کی طرف رجوع کر گیا۔ اور اگر نصف غلام میں استحقاق ثابت ہو اور دوسرے لیا گیا تو مدعی کو چار ہو گا چاہے ملتی نصف پر راضی ہو کر نصف دعوے کی طرف رجوع کرے یا پورا غلام واپس کر کے تمام دعوے کی طرف رجوع کرے لہذا فی شرح الطحاوی۔ قال المشرع وینبغی ان یکون الرجوع علی ما فصل فی الفصل الاول۔ اگر بدل صلح میں مجلس صلح میں یا بعد افتراق کے استحقاق ثابت ہو یا مدعی نے اسکو مستحق یا رضاء یا زیور یا نہرہ یا پاپس اگر بدل صلح مجلس دعوے سے ہو مثلاً ہزار سودم کا دعوے کر کے سودم پر صلح کی ہو تو مدعی بدل صلح کا بدل لے لیگا اور یہ سودم کھرے ہوتے ہیں۔ اور اصل دعوے کی طرف رجوع نہ کر گیا۔ اور اگر بدل صلح مجلس دعوے کے خلاف ہو مثلاً سودنیا رکا دعوے کیا اور سودم پر صلح واقع ہوئی تو یہ صلح معاومہ ہو پس اگر استحقاق مجلس صلح میں ثابت ہو تو بدل صلح کے واپس لیگا اور اگر بعد افتراق کے استحقاق ثابت ہو تو بدل صلح میں لے سکتا ہے بلکہ اصل دعوے کی طرف رجوع کر گیا یہ ذخیرہ میں ہو۔ اور اگر زید پر ایک کر گیموں ہوں اور اس سے ایک کر جو پر صلح کی اور دیدیا اور دونوں جدا ہو گئے پھر کر جو میں استحقاق ثابت ہو اور دوسرے لیا گیا تو صلح باطل ہوگی اور بعد باطل ہونے کے مدعی اصل حق یعنی ایک کر گیموں سے لے لیگا اور اگر ہنوز دونوں مجلس صلح میں موجود ہوں کہ کر جو میں استحقاق

پیدا ہوا تو اس کے مثل ایک کر جو لے لیگا اور صلح باقی رہی گی یہ محیط میں ہو۔ اور اگر دو یون سے فلوں پر صلح کر کے قبضہ کر لیا پھر استحقاق میں لے گئے تو درم واپس لیگا کذا فی الحادی۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم اور ایک دار کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے سو دینار پر اس سے صلح کر لی پھر وہ دار مدعا علیہ کے قبضہ سے استحقاق میں لیا گیا تو مدعی سے کچھ بڑے لے سکتا ہو۔ اور اگر کسی نے دوسرے کے بقوضہ دار میں حق کا دعوے کیا اور اسے سو درم واپس غلام پر صلح کر لی تو جواز ہو پس اگر غلام استحقاق میں لیا گیا تو غلام کی قیمت دیکھیں چاہیے اگر دو سو درم ہوں تو تہائی صلح باقی رہی اور دو تہائی ٹوٹ گئی پس در تہائی دعوے کی طرف رجوع کر گیا۔ اور اگر اس کی قیمت سو درم ہوں تو آدھی صلح ٹوٹ گئی پس آدھے دعوے کی طرف رجوع کر گیا۔ اور اگر اسی مسئلہ میں مدعی نے مدعا علیہ کو ایک کپڑا بھی دیا ہو تو غلام کے استحقاق میں لے جانے کی حالت میں جبکہ غلام کی قیمت سو درم ہو تو مدعی مدعا علیہ سے آدھا کپڑا واپس لیگا اور آدھے دعوے کی طرف رجوع کر گیا۔ اور اگر مدعا علیہ کے قبضہ سے کپڑا استحقاق میں لیا گیا تو مدعا علیہ مدعی سے نصف غلام اور پچاس درم واپس لیگا بشرطیکہ غلام کی قیمت سو درم ہوں۔ چہ اگر مدعی مدعا علیہ میں اختلاف ہو بلکہ مدعی نے کہ قدر دار میں اپنے حق کا دعوے کیا ہو پس مدعی نے کہا کہ میں نے نصف دار کے حق کا دعوے کیا ہو اور دار کی قیمت مثلاً دو سو درم ہیں پس ائین سے میرا حق سو درم ہو اور کپڑے کے سو درم ہیں پس میرا حق دار و کپڑے میں غلام و سو درم پر منقسم ہوا اور برابر تقسیم ہوا پس جب کپڑا استحقاق میں لیا گیا تو جبکہ جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے بیٹھے غلام و سو درم سے نصف دار پس لینے کا حق مجھ پر نہایت ہو۔ اور مدعا علیہ نے کہا کہ میں ایک دار میں سے تیرا حق دسوان حصہ ہے اور کسی قیمت میں درم ہیں اور کپڑے کی قیمت سو درم ہیں اور اسکو غلام و سو درم پر تقسیم کرنے سے چھ حصے کے جاوے گی پس مقابلہ کپڑے کے غلام و سو درم کے پانچ چھ حصے پڑتے ہیں پس جب کپڑا استحقاق میں لیا گیا تو میں تجھ سے پانچ چھ حصے غلام و سو درم کے واپس لے سکتا ہوں پس اگر ایسا اختلاف واقع ہو تو قسم سے مدعا علیہ کا قول قبول ہوگا اور وہ پانچ چھ حصے غلام و سو درم کے واپس لیگا یہ محیط میں ہو۔ اور اگر اصل عقد کاج امین مہر مقرر نہیں کیا ولیکن مہر سے عورت کے ساتھ اس شرط سے صلح کر لی کہ یہ غلام اسکے ہرین قرار دیوے یا بعد نکاح کے یہ مہر مقرر کیا پھر وہ غلام استحقاق میں لے لیا گیا تو عورت قیمت لے لی بخلاف اسکے اگر ہزار درم مہر مقرر کیا پھر ہزار درم سے ایک غلام پر صلح کر لی پھر وہ غلام استحقاق میں لیا گیا تو عورت اس سے ہزار درم لے لی یہ مسوط میں ہو۔ اگر دار کا دعوے ہو اور دوسرے دار پر صلح واقع ہوئی اور ہر ایک نے دونوں میں عمارت بنائی تو دار مثل باندی کے اور عمارت مثل اولاد کے قرار دیا جائیگی اس حکم میں کہ وقت استحقاق کے ہر واحد دوسرے سے اپنی عمارت کی قیمت مثل قیمت اولاد باندی کے لے لیگا اور ہر ایک ملزم سلامت ہو۔ و مضمون نے ایک میدان میں اختلاف کیا ہر ایک نے دعوے کیا کہ یہ میرا اور میرے قبضہ میں ہو تو بدولت گواہوں کے کسی کے نام ملک یا قبضہ کی ڈگری نہ ہوگی۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو بعض ایک غلام کے سپرد کر دیا اور اس نے ائین عمارت بنا کر سکونت اختیار کی پھر غلام میں استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد نکلا تو صلح باطل ہوگی اور ہر ایک اپنے دعوے کی طرف رجوع کر گیا اور مدعی کو اختیار نہیں ہو کہ اسکی عمارت کو توڑ ڈالے یا بہنے سے ممانعت کرے۔ جبکہ کہ گواہوں سے اپنا دعوے ثابت نہ کرے۔ اور اگر اس نے یہ عوض غلام کے اس سے خرید لیا ہو اور عمارت بنائی ہو پھر غلام استحقاق میں لیا گیا تو مشتری پر عمارت کو توڑ ڈالنے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ کافی میں لکھا ہے۔

الکیسوان باب مفترقات میں۔ امام وقت یا قاضی نے اگر شراب خوار سے کچھ مال لیکر معاف کر دینے کی شرط پر صلح کی تو جائز نہیں ہے۔ خواہ اس کے پکڑ کر پیش ہو جائے۔ نہ پٹا ہو یا کپڑے جانے اور پیش ہونے کے بعد واقع ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں لکھا ہے۔ اگر اپنی عورت پر زنا کی منت لگائی یا ان تک کہ لعان واجب ہوا پھر اس عورت سے کسی قدر مال پان شراب سے صلح کی کہ اس سے لعان کا مطالبہ نہ کرے تو باطل ہے اور بعد قاضی کے سامنے پیش ہونے کے عفو کرنا بھی باطل ہے اور بیعتوں نے کہا کہ جائز ہے یہ فیصلہ عماد میں ہے۔ اگر یہ شخص نے دوسرے کی عورت سے زنا کیا اور شوہر کو معلوم ہوا اور اسے دونوں کو خود کرنا یا پھر دونوں نے سنا اس سے صلح کی یا ایک نے صلح کی اس شرط سے کہ اس قدر دم صلح یا کوئی اور چیز لے لے اور دونوں سے عفو کر دے تو صلح باطل ہے مال واجب شوکا اور عفو کرنا بھی باطل ہے۔ خواہ قاضی کے سامنے پیش ہونے سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ فتاویٰ سے قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اسی عورت نے جس کے ساتھ زنا کیا گیا اس کے ساتھ صلح کی اور کچھ درون پر اس کو دینے یا اس سے لینے پر صلح کی تو باطل ہے اور سہرا کی اپنا مال صلح واپس لے سکتا ہے یہ بسوط میں ہے۔ اور جن صورتوں میں صلح جائز ہے اور قاضی نے چاہا تو قاضی کو چاہیے کہ خود صلح کرنے والا نہ بنے بلکہ درمیانی درجہ کے آدمیوں کے سپرد کرے اور قاضی کو چاہیے کہ حکم فقہاء میں جلدی نہ کرے بلکہ ان خصوص کو دو تین مرتبہ صلح کے واسطے واپس کر دے بشرطیکہ ان میں صلح باہمی ہو جانے کی امید ہو۔ اگر سب کا میلان صلح کی طرف ہوا۔ لہذا لاکھ قاضی کے ذرا مشفق نہ ہوں لیکن اگر لامحالہ حکم قاضی کے طالب ہوں اور صلح سے منکر ہوں پس اگر وجہ فتنہ یا عین التباس ہو اور کھلی ہوئی ظاہر ہو تو قاضی کو چاہیے کہ انکو صلح کی طرف پھیرے اور اگر وجہ قصاص کھلی ہوئی ظاہر ہو پس اگر قصود است و اجنبیوں میں واقع ہوا اور صلح سے منکر ہوں تو انکو صلح کی طرف نہ پھیرے بلکہ دونوں میں فیصلہ کر دے۔ اور اگر دو اہل قبیلہ یا اہل محارم میں جھگڑا ہو تو انکو دو تین مرتبہ صلح کیوٹے پھیر دے اگر چہ صلح سے منکر ہوں یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر غم میں دعوے کیا اور نصف پر صلح کرنی بشرطیکہ سال بھر تک تمام بچہ مطلوب کے ہونگے تو جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر طالب کے واسطے تمام بچوں کی شرط پر صلح کی تو بھی ناجائز ہے اور اگر صوف غنم پر اس شرط سے کہ فی الحال کاٹ لیگا صلح کی تو امام ابو یوسف رحمہ کے نزدیک جائز ہے بخلاف قول امام محمد کے۔ اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسف کے نزدیک بھی اسی صورت میں جائز ہے کہ جب کہ انھیں غنم کے صوف پر صلح کی ہو اور اگر دوسرے غنم کے صوف پر صلح کی ہو تو ناجائز ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اس کے حق میں جود و دھوا یا اس کے پیٹ میں جود ہے اور وہ اسی کا ہو تو بالاتفاق نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی غلام میں کچھ دعوے کیا اور مردہ یا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ اس گھنوں کے آٹے کی استقد رگوین دے یا اس بکری زندہ کا استے رطل گوشت دے تو یہ صلح جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر سبھاگے ہوئے غلام پر صلح کی تو بھی جائز نہیں ہے یہ بسوط میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے پر مال یا حق کا کسی شریعت میں دعوے کیا پھر اس سے کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر ظاہر ہوا کہ مدعا علیہ پر یہ مال نہ تھا یا حق نہ تھا تو مدعا علیہ کو مال صلح کے واپس کر لینے کا حق حاصل ہو گا یہ غررۃ الفتاویٰ میں ہے۔ اگر مدعی نے بیعت کر کے اور بدل صلح لے لینے کے کہا کہ میں اپنے دعوے میں سبطل تھا یعنی حق نہ تھا جو تھا تو مدعا علیہ کو اس سے بدل صلح واپس کر لینے کا اختیار ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی شخص پر مال کا دعوے کیا اور اس سے کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر حق اس کا کسی دوسرے

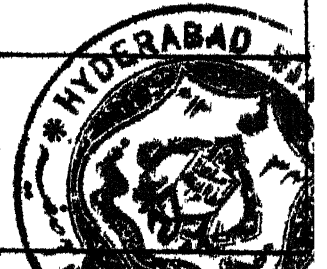
شخص پر ظاہر ہوا تو پہلے شخص سے جو بدل صلح لیا ہو اسکو واپس کر دے یہ وجہ کر درمی میں ہو۔ ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میرا
پچاس دینار اس کے قبضہ میں مال شرکت کے ہیں اور پچاس دینار اس پر قرض ہیں اور مدعا علیہ مال شرکت کا مقروض ہے۔ دونوں نے
باہم پچاس دینار پر صلح کر لی تو حصہ شرکت میں صحیح نہیں ہو اور حصہ قرض میں صحیح ہو۔ اور اگر مدعا علیہ مال شرکت سے انکار کیا پھر
دونوں نے صلح کر لی تو یہ صلح حصہ شرکت و قرض دونوں میں صحیح ہو یہ فیضہ میں ہو۔ مطلوب نے اگر طالب کا حق ادا کر دیا اور
طالب انکار کر گیا اور کسی قدر مال پر صلح کی تو ظاہر میں صلح جائز ہو مگر باطن میں فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ طالب کو یہ مال
صلح لینا حلال نہیں ہو یہ اتنا رخصانیہ میں ہو۔ اگر کوئی دار کسی شخص کے قبضہ میں ہو وہ کہتا ہو کہ مجھے یہ دار ظان شخص نے
صدقہ دیا اور میں نے قبضہ کر لیا ہو اور ظان شخص کہتا ہو کہ میں نے تجھے ہبہ کیا تھا اور میں چاہتا ہوں کہ واپس لون پھر
دونوں نے اس شرط سے صلح کر لی کہ سودرم لیکر صدقہ میں قابض کے سپرد کرے تو جائز ہو اور پھر بعد صلح کے اسکو رجوع کرنے
کی مجال نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر قابض دار نے انکار کیا کہ یہ ہبہ ہو اور داہب نے رجوع کرنا چاہا پھر سودرم پر اس شرط سے
کہ وہ دار قابض کے سپرد کرے تو جائز ہو۔ اور اگر مالک دار نے ہبہ و صدقہ سے انکار کر کے اپنا دار لینا چاہا پھر دونوں نے
ایک کپڑے پر اس شرط سے صلح کی کہ قابض یہ کپڑا اسکو دیدے بشرطیکہ مالک موافق دھوے قابض کے صدقہ میں یہ دار اس کے سپرد
کر دے تو جائز ہو۔ اور اگر دونوں نے یوں صلح کی کہ یہ دار دونوں میں برابر نصف نصف رہے بشرطیکہ قابض سودرم مالک کو
دے تو جائز ہو۔ اگر کوئی شخص غلام کا قابض ہو اور زید نے دعویٰ کیا کہ مجھے اس نے یہ غلام صدقہ دیکر قبضہ کر دیا تھا اور قابض
نے اس سے انکار کیا پھر قابض نے غلام کے فدیہ میں ایک کپڑا اسکو دے کر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے دعویٰ سے بری ہو جاوے
تو جائز ہو یہ محیط میں ہو۔ دس سے پانچ پر صلح کی پھر دونوں نے صلح توڑ دی تو نہ ٹوٹ سکی کذا فی احتیہ۔ لوادرین سماعہ میں امام ابو یوسف
سے روایت ہو کہ ایک شخص نے ہزار درم کو ایک غلام فروخت کر کے ثمن پر قبضہ کر لیا اور غلام مشتری کو نہ دیا اور ایک فقیر
مشتری کے واسطے اس کو فاسد ہو گیا تھا کہ میں غلام طبرے سپرد کر دینگا اور مشتری نے غلام طلب کیا پس فاسد نے مشتری
سے اس شرط سے صلح کی کہ ثمن مشتری کو واپس دیدے تو امام ابو یوسف رحمہ نے فرمایا کہ جائز ہو اور وہ ثمن جو بائع نے قبضہ
کر لیا ہو اسی کا ہوگا اور یہ غلام فاسد کا ہوگا اور امام ثمانی نے فرمایا کہ کیا تو نہیں دیکھتا ہو کہ اگر کسی نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے
میرے ہاتھ یہ غلام اپنا جو اس کے قبضہ میں ہو ہزار درم کو فروخت کیا ہو اور قابض غلام نے انکار کیا پھر مدعی کے دعویٰ سے اس شرط
سے صلح کر لی کہ ثمن مدعی کو واپس دے اور مدعی نے ثمن پر قبضہ کر لیا پھر مدعا علیہ نے انکار کیا کہ بیع واقع ہوئی تھی تو غلام اسی کو لیکر
ثمن مدعی کو لیکر یہ محیط میں ہو۔ اگر کسی شخص نے قرضہ سے ایک غلام پر صلح کر لی حالانکہ قرضہ ادا نہ ہو اور اس نے غلام پر قبضہ کر لیا تو اسکو
قرضہ پر پورا پختہ فروخت کرنے کا اختیار نہیں ہو یہ مبسوط میں ہو۔ زید کے غم و پرہیزگار درم ہیں اور عروہ نے اس کے آدھے بوجہ صلح زید کو دیے
اور صلح کا لفظ نہ کہا پھر واپس لینے چاہے تو واپس لے سکتا ہو۔ اور اگر کوئی شیخ غرض میں سے دمی ہو تو واپس نہیں
لے سکتا ہو یہ وجہ کر درمی میں لکھا ہو۔ کفیل بالنفس نے اگر مال پر اس شرط سے صلح کی کہ اسکو کفالت سے بری
کر دے تو صلح باطل ہو۔ اور آبا کفالت باطل ہوگی یا نہیں اس میں دور و اتین آئی ہیں ایک روایت کے موافق
ساقط ہو جائیگی کذا فی البدایہ اور اسی پر فتویٰ دیا جائے کذا فی التذکرہ

خاتمہ الطبع

حضرت باری تعالیٰ شانہ کے عام فیض انعام کا ہر دم بے انتہا شکر واجب ہر خصوص فیض عام انعام کا کہ حسن توفیق سے آج اس نعمت کا نذر ہوا جس کے لیے مدتوں سے بہترین شوق کی آنکھیں منتظر تھیں یعنی فتاویٰ ہند یہ ترجمہ عالمگیری کی جلد سوم کا حصہ اول بھی زیور طبع سے مزین ہو کر بصیرت افزا سے چشم نگار گیان ہوا کیونکہ جنین کہہ فتاویٰ جامع معتبرات و جزئیات ہر قسم کے اعمال و افعال کے ساتھ جو جسم تقویٰ و پیرہیز گاری کے لیے مفرح یا توفیق ہیں حضرت سلطان ظل اللہ تعالیٰ اور نگار سب غازی محمد عالمگیر بادشاہ ہندوستان کی سعی مشکور کا نتیجہ مقبول اطراف عالم میں بہ کثرت متداول ہو اور آج ہی سے تسکین مضی و سائل ہو بے شبہ علماء باہمن جمہم اللہ و سلطان مسین انار اللہ برہانہ نے حق سعی کی داد دی جزا ہم اللہ تعالیٰ خیر النجرا اور ان کے طفیل میں محمد اللہ تعالیٰ اسکے ترجمہ میں بھی کمال حفظ و احتیاط مرعی ہو کر ان گران قیمت جو اہر کو آسان لباس اردو میں جلوہ گر کیا گیا تاکہ افادہ و استفادہ تمام و فیض عام ہو جاوے اور ہر شخص اپنے اعمال و افعال کو حلالہ نورانی تقویٰ پناوے اور اس نعمت سے کوئی محروم نہ رہ جاوے اور خود عالم علوم ہندوستانی نعمت ہو ترجمہ میں تمام رعایتیں تطابق زبان کی مع ضروریات حسب تفصیل مقدمہ کتاب مخطوط ہیں اور بنظر مزید احتیاط مکر مطبوعہ کلکتہ سے مقابلہ کیا گیا اور فرق و سہو و خطا کے کتابت و غیرہ جو از لوازم بشریت ہیں بطور غلطنامہ ہر جلد کے ساتھ شامل ہیں اور کمال سہولت کے لیے ہر جلد کے ساتھ علیحدہ فرہنگ الفاظ مع نشان صفحہ منسلک ہو اور غلاما مستنبط طبع ملاحظات وغیرہ نو اور نوائد مقدمہ میں مذکور ہیں الفرض حتم الامکان تفسیل و عام نفع میں کوشش تمام کی گئی اور انبجاء مرام کی انشاء اللہ تعالیٰ امید قوی ہو التماس کہ حضرات اہل اسلام و ایمان دینی ہدیہ یقین فرما کر اپنی کرم ذاتی و ایمانی ستودہ صفائی کو کام فرما کر نظر قبول و عنقریب قصور سے مشکور فرمائیں اور اس گوہر نایاب کو ہاتھوں ہاتھ یجاہلین و اللہ تعالیٰ ولی التوفیق و ہو جسبی نعم المولے و نعم الوکیل و الصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ و صحابہ اجمعین و الحمد للہ رب العالمین

اعلان

دافع ہو کہ فتاویٰ اسے عالمگیری جو اہل اسلام کا نہایت مبارک و قیمت مجموعہ کتب فقہیہ کالینی کتب امام محمد بن الحسن رحمہ اللہ کے اصول کتب و ایضات امام حاکم و طحاوی وغیرہم کا التقاط جو اس زاہدین آنکھوں کو نصیب ہوتا ہو مالک مطبع اودھ آباد صاحب خطاب عالی باوقار کی فرائض خاص و امانت سے حسب تصریح المقدمہ تمام فتاویٰ ہندیہ ترجمہ ہوا لہذا حق تالیف محفوظ بحق مطبع ہو



غلط نامہ فتاویٰ ہندیہ ترجمہ فتاویٰ عالمگیریہ جلد سوم حصہ اول بمقابلہ اصل مطبوعہ کلکتہ

صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح	صفحہ	غلط	صحیح
۷	۱۲	نہوگی -	۱۶	۱۷۱	پھر -	۵	۲۵۹	بیج -	۱۲	۷	بیج -
۸	۲۶	چ -	۱۲	۱۷۲	لینے کے -	۲۵	۱۱	ہر دو سو -	۲۶	۸	ہر دو سو -
۱۱	۱۹	گھر -	۱۰	۱۷۷	غار -	۷	۲۶۱	لڑکے کے -	۱۹	۱۱	لڑکے کے -
۱۲	۱۳	لے پلا -	۲۸	۱۷۸	ولیکن -	۲۲	۲۶۳	چاہیے -	۱۳	۱۲	چاہیے بخلاف
۲۱۷	۲۸	فقہا	۲۲	۱۸۰	کوئی غلام -	۱۹	۲۶۵	غلام -	۲۱	۲۱۷	غلام تہم کیلئے
۲۸	۲۵	کوئی -	۱۳	۱۸۵	امرد -	۲	۲۶۷	منقذ -	۲۵	۲۸	منقذ -
۲۹	۱۲	مجھے -	۱۰	۱۸۸	برا -	۲۱	۲۶۸	مین -	۱۲	۲۹	مجھے -
۳۰	۷	پیر -	۹	۱۸۹	سرکہ -	۲۲	۲۶۹	عوض -	۷	۳۰	عوض ہاتھوں
۱۴	۱۴	نہوگی -	۳	۱۹۰	لیدری -	۲	۲۷۳	اور -	۱۴	۱۴	نہوگی -
۳۲	۲۵	میں سے -	۱۲	۲۰۲	ہو -	۱۶	۲۷۴	کیسان ہو -	۲۵	۳۲	میں سے -
۴۰	۱۵	نیچے ہو -	۹	۲۰۷	امام اعظم کے -	۱۸	۲۷۶	شرط کی مشتری	۱۵	۴۰	نیچے ہو -
۶۲	۴	ذمہ -	۲۸	۲۱۳	کہ اگر -	۱۸	۲۷۷	کہ اگر دار میں ہو	۴	۶۲	ذمہ -
۶۷	۱۲	تو -				۲۷	۲۸۶	اسکو کلیہ بناو کہ	۱۲	۶۷	تو -
۹۸	۲۵	کھاڑی -				۱۰	۲۸۰	مشتری اول -	۲۵	۹۸	کھاڑی -
۹۹	۲۳	چھوٹا -	۱۵	۲۲۵	مشتری -	۱۰	۲۸۰	مشتری اول -	۲۳	۹۹	چھوٹا -
۱۰۴	۱۹	اس غلام -	۲۷	۲۲۶	سے نہ لیگا -	۱۰	۲۸۰	مشتری اول -	۱۹	۱۰۴	اس غلام -
۱۱	۱۱	اپنے -				۷	۲۹۱	غلام -	۱۱	۱۱	اپنے -
۱۱۵	۱۱	کچھ رنگ کی -	۷	۲۳۲	خریدنے (ہوئی) خریدنے سے قبضہ	۲۹	۲۹۲	نہیں ہو -	۱۱	۱۱۵	کچھ رنگ کی -
۱۲۸	۱۳	کھیرے -				۲۲	۲۹۵	پس اگر دبیج	۱۳	۱۲۸	کھیرے -
۱۳۰	۲۰	اختیار ہو -	۱۷	۲۴۷	راہین -	۹	۲۹۶	کا حسان -	۲۰	۱۳۰	اختیار ہو -
۱۴۹	۱۹	بھج -	۲	۲۵۲	بعد و سرے کا	۱۳	۳۰۵	موضع -	۱۹	۱۴۹	بھج -
۱۵۷	۱۲	عیب -				۲	۳۰۶	بیج کے واسطے	۱۲	۱۵۷	عیب -
۱۶۰	۸	یادو -	۹	۲۵۷	ملک پیدا ہوا -	۲	۳۰۶	بیج کے واسطے	۸	۱۶۰	یادو -

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط		
۳۰۶	لوگوں -	۳۸۵	عام لوگوں -	۱۰	پس -	۲۷	یا لشکر جہاد کے سالانہ	۲۷	نہیں ہو -		
۱۱	زیادہ میں -	زیادہ -	۲۱	محال نہ -	۲۱	یا محال نہ -	۱۰	حاکم -	۱۰	حاکم -	
۳۰۸	کئی وجہ سے دوسرے کے	۳۹۲	میں دیکھ -	۲۱	میں سے محال نہ	۲۱	کے ساتھ محال نہ	۱	حاکم -	۱	حاکم -
۳۱۴	نہوگی -	۳۹۲	نہوگی نہ سوسنے نہ	۲۱	میں سے محال نہ	۲۱	کے ساتھ محال نہ	۱	حاکم -	۱	حاکم -
۳۲۶	یہ کہ -	۳۹۲	یہ کہ ترکہ -	۹	نہر اور دم -	۹	سودرم -	۱۰	حاکم -	۱۰	حاکم -
۸	درم -	۴۰۳	دینار -	۲۹	غصہ -	۲۹	غصہ یا پیشاب پناہ -	۱	حاکم -	۱	حاکم -
۳۲۹	پر -	۴۰۶	سے پہلے -	۱۵	تو -	۱۵	تو مشابہ احکام پر -	۱۷	نہ کوہ جاری -	۱۷	نہ کوہ جاری -
۳۳۰	امام اعظم رحمہ -	۴۱۸	امام ابو یوسف رحمہ -	۲۰	قاضی -	۲۰	حاضر -	۲۶	تمام فقیہوں -	۲۶	تمام فقیہوں -
۳۳۵	نہ کیا -	۴۲۶	کیا -	۲۶	کا ہو -	۲۶	کا تھا وہ مر گیا -	۲	خرید -	۲	خرید -
۳۳۶	ایسے -	۴۲۲	ایسے سوسنے کے -	۲۰	دے سکتا ہو -	۲۰	نہیں دے سکتا ہو -	۱۹	ثابت کرنے -	۱۹	ثابت کرنے -
۳۴۰	قبول کر لیا -	۴۲۴	ادا کر دیا -	۲۸	یہی حکم قضا مانند	۲۸	یہی قضا و صوری	۲۷	اور اسنے -	۲۷	اور اسنے -
۷	غصب کیا -	غصب کر کے تلف	۱۷	مشتبہ کے -	۱۷	ایک شبہ ہو جو -	۱۷	اپناج -	۱۷	اپناج -	
۱۷	اسکے -	۴۳۵	کر دیا -	۶	قرار -	۶	قرار -	۱۹	دینار -	۱۹	دینار -
۲۳	خوب -	۴۳۶	اسکے خاصب -	۱۷	دیا ہو -	۱۷	دیا ہو جب قاضی تھا -	۲۵	آنے جانے -	۲۵	آنے جانے -
۲۵	ہو جائیگا -	۴۳۸	خود -	۴	کرے -	۴	کرے اور صلح کی طرف	۲۲	نہو -	۲۲	نہو -
۲۵	ہو جائیگا -	۴۳۸	نہ ہو جائیگا -	۱۳	ہو ہو -	۱۳	ہو ہو اس طرح کہ	۱۷	بضاعت -	۱۷	بضاعت -
۲	کہ تبو -	۴۳۹	کہ فردا تبو -	۱۳	ہو ہو -	۱۳	ہو ہو اس طرح کہ	۱۷	بضاعت -	۱۷	بضاعت -
۲۵	اور اس برادری کے	۴۴۰	اور کفول غنہ قوم	۱۳	ہو ہو -	۱۳	ہو ہو اس طرح کہ	۱۷	بضاعت -	۱۷	بضاعت -
۱۴	دھی -	۴۴۰	سوصی نہ -	۱۳	ہو ہو -	۱۳	ہو ہو اس طرح کہ	۱۷	بضاعت -	۱۷	بضاعت -
۲۲	غیر غلیظ -	۴۴۲	غیر غلیظ -	۲۵	نہ -	۲۵	نہ -	۲۲	غیر غلیظ -	۲۲	غیر غلیظ -
۹	یا -	۴۴۲	یا -	۲۵	نہ -	۲۵	نہ -	۲۲	غیر غلیظ -	۲۲	غیر غلیظ -
۴	ہو کر -	۴۴۲	ہو کر -	۲۱	دعوی کرے -	۲۱	دعوی کرے -	۲۱	دعوی کرے -	۲۱	دعوی کرے -
۹	کفول غنہ -	۴۴۵	کفیل -	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)
۱۱	مطلوب -	۴۴۵	مطلوب الیک یا -	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)
۹	جائز ہو -	۴۴۵	اور وکالت جائز ہو -	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)	۳	یہ دعوی (جو قوک)
۲۱	کیفیت -	۴۴۵	کیفیت -	۲۱	کیفیت -	۲۱	کیفیت -	۲۱	کیفیت -	۲۱	کیفیت -
۱	سیجے -	۴۴۹	سیجے -	۱	کیفیت -	۱	کیفیت -	۱	کیفیت -	۱	کیفیت -

صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح	صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح	صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح
۵۲۹	۱۲	۵۲۹	کیا جاوے۔	۵۶۳	۱۱	۵۶۳	کیا جاوے پرانک	۵۶۳	۱۱	۵۶۳	اقرار کرے۔
۵۳۴	۱	۵۳۴	جانکر۔	۵۶۴	۱۳	۵۶۴	کر پردہ بناوے۔	۵۶۴	۱۳	۵۶۴	دیکر۔
۵۳۶	۲۱	۵۳۶	کرے۔	۵۶۸	۱۶	۵۶۸	جانکر دفت ادا نک۔	۵۶۸	۱۶	۵۶۸	برسی کیا
۵۳۸	۱۱	۵۳۸	قرضہ۔	۵۶۸	۱۶	۵۶۸	نہ کرے۔	۵۶۸	۱۶	۵۶۸	سائے۔
۵۳۸	۱۱	۵۳۸	قرضہ۔	۵۶۸	۱۶	۵۶۸	قصہ۔	۵۶۸	۱۶	۵۶۸	کرنے والی۔
۵۳۸	۱۸	۵۳۸	دو۔	۵۶۸	۱۶	۵۶۸	ایک یا دو۔	۵۶۸	۱۶	۵۶۸	بھائی ہو۔
۵۳۹	۹	۵۳۹	سب۔	۵۶۸	۲۰	۵۶۸	سبب۔	۵۶۸	۲۰	۵۶۸	امام اعظم رحمہ۔
۵۴۱	۱۱	۵۴۱	ایک۔	۵۶۸	۲۱	۵۶۸	اس۔	۵۶۸	۲۱	۵۶۸	نقیصہ۔
۵۴۴	۱۶	۵۴۴	چرچا ہو۔	۵۶۸	۲۶	۵۶۸	جانتا ہو۔	۵۶۸	۲۶	۵۶۸	احتمال۔
۵۴۵	۲۵	۵۴۵	ابو یوسف رحمہ۔	۵۶۹	۲۶	۵۶۹	ابو یوسف رحمہ سے۔	۵۶۹	۲۶	۵۶۹	قرض کا۔
۵۴۶	۲۹	۵۴۶	دو عورتوں۔	۵۸۱	۱۶	۵۸۱	دو عورتوں یا دیوہ۔	۵۸۱	۱۶	۵۸۱	قالبض کر۔
۵۴۹	۱۳	۵۴۹	طلاق۔	۵۸۱	۱۶	۵۸۱	تین طلاق۔	۵۸۱	۱۶	۵۸۱	طرن سے۔
۵۵۰	۲۱	۵۵۰	لگائی۔	۵۸۲	۲۹	۵۸۲	لگانے۔	۵۸۲	۲۹	۵۸۲	دیکر۔
۵۵۱	۱۰	۵۵۱	جو فرقہ۔	۵۸۲	۱۰	۵۸۲	جو گراہ و بیعتی فرقہ۔	۵۸۲	۱۰	۵۸۲	توار کے۔
۵۵۱	۱۹	۵۵۱	نکاح۔	۵۸۲	۲۹	۵۸۲	نکاح۔	۵۸۲	۲۹	۵۸۲	تو۔
۵۵۲	۴	۵۵۲	جو شہر۔	۵۸۲	۲۹	۵۸۲	جو شہر یا محلہ۔	۵۸۲	۲۹	۵۸۲	تو۔
۵۵۲	۵	۵۵۲	مقبول ہو۔	۵۸۲	۱	۵۸۲	مقبول ہو کر یا بعد۔	۵۸۲	۱	۵۸۲	اسنے۔
۵۵۸	۸	۵۵۸	انکار کیا۔	۵۸۲	۱	۵۸۲	حشام الدین۔	۵۸۲	۱	۵۸۲	اسنے۔
۵۵۹	۶	۵۵۹	کے۔	۵۸۶	۹	۵۸۶	جو غائب ہو انکار کیا۔	۵۸۶	۹	۵۸۶	واقع۔
۵۵۹	۶	۵۵۹	کے۔	۵۸۶	۱۳	۵۸۶	نے۔	۵۸۶	۱۳	۵۸۶	یہ۔
۵۵۹	۹	۵۵۹	اگر۔	۵۸۹	۱۶	۵۸۹	اگرچہ۔	۵۸۹	۱۶	۵۸۹	دیا۔
۵۶۰	۱۹	۵۶۰	شفیع۔	۵۹۲	۱۶	۵۹۲	شفیع۔	۵۹۲	۱۶	۵۹۲	طالب۔
۵۶۰	۱۳	۵۶۰	وصی نے۔	۵۹۲	۱۹	۵۹۲	وصی نے بعد موت۔	۵۹۲	۱۹	۵۹۲	ہوگی۔
۵۶۰	۱۶	۵۶۰	قرضہ اردن۔	۵۹۲	۱۹	۵۹۲	سرمی کے۔	۵۹۲	۱۹	۵۹۲	ہوگی۔
۵۶۰	۱۶	۵۶۰	قرضہ اردن۔	۵۹۲	۱۹	۵۹۲	قرضہ اردن۔	۵۹۲	۱۹	۵۹۲	دو گواہ۔
۵۶۰	۲۶	۵۶۰	بھی گواہی۔	۵۹۲	۱۳	۵۹۲	بھی گواہی۔	۵۹۲	۱۳	۵۹۲	نکلیا۔
۵۶۱	۲۲	۵۶۱	بھی گواہی۔	۵۹۲	۲۶	۵۹۲	بھی گواہی۔	۵۹۲	۲۶	۵۹۲	باب۔
۵۶۲	۲۵	۵۶۲	ذمہ۔	۵۹۲	۱۶	۵۹۲	واسطے۔	۵۹۲	۱۶	۵۹۲	کچھ۔

صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح	صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح	صفحہ	غلط	صفحہ	صحیح
۶۹۳	۱۶	۶۹۳	شریک -	۱۰	۶۳۷	عورتوں -	۱۲	۶۹۳	علاموں -	۱۲	۶۹۳
۷۰۰	۱	۷۰۰	مجمع -	۱۳	۷۰۰	ایک -	۸	۶۹۶	ایک غیر معین -	۸	۶۹۶
۷۰۳	۱۷	۷۰۳	ولیکن -	۲۰	۷۰۳	وقت -	۲۹	۷۰۳	وقت -	۲۹	۷۰۳
۷۰۸	۱۶	۷۰۸	ہوں -	۷	۷۰۳	دہ مشنی -	۱۹	۷۰۳	دہ ہشتی -	۱۹	۷۰۳
۷۱۴	۱۰	۷۱۴	بجھے -	۲۴	۷۱۴	وصی نہو -	۲۷	۷۱۴	وصی یا وارث -	۲۷	۷۱۴
۷۱۷	۱۲	۷۱۷	دو سو ورق -	۱۲	۷۱۷	دو سو ورق -	۵	۷۱۷	دو سو ورق -	۵	۷۱۷
۷۱۷	۱۶	۷۱۷	دیگیا -	۷	۷۱۷	کر دیے -	۱۵	۷۱۷	کر دیے کہ یہ وہی -	۱۵	۷۱۷
۷۱۹	۱۲	۷۱۹	قابو میں -	۱۷	۷۱۹	قابو میں -	۲۶	۷۱۹	قابو میں -	۲۶	۷۱۹
۷۲۵	۱۰	۷۲۵	کسی -	۱۷	۷۲۵	کسی کو -	۲۱	۷۲۵	کسی کو -	۲۱	۷۲۵
۷۲۷	۲۸	۷۲۷	قیمت -	۱۰	۷۲۷	نہوں -	۱۴	۷۲۷	نہوں تو اسکے -	۱۴	۷۲۷
۷۲۹	۲۳	۷۲۹	جنون مطلق -	۲۳	۷۲۹	جنون مطبق -	۲۳	۷۲۹	جنون مطبق -	۲۳	۷۲۹
۷۳۰	۱۹	۷۳۰	اگر -	۲۸	۷۳۰	بظور -	۲۸	۷۳۰	بظور -	۲۸	۷۳۰
۷۳۱	۵	۷۳۱	بیچنے -	۱۲	۷۳۱	مولے ولد کا آوار -	۱۲	۷۳۱	مولے ولد کا آوار -	۱۲	۷۳۱
۷۳۱	۱۷	۷۳۱	مقصود -	۱۷	۷۳۱	اداکا -	۱۱	۷۳۱	اداکا -	۱۱	۷۳۱
۷۳۶	۲۷	۷۳۶	درہوں -	۱۴	۷۳۶	معین خاص -	۱۷	۷۳۶	معین خاص -	۱۷	۷۳۶
۷۳۷	۲۸	۷۳۷	اور -	۱۸	۷۳۷	درعالیہ -	۲۳	۷۳۷	درعالیہ -	۲۳	۷۳۷

